دینی دسترخوان



اِدارہ تَالِیفاتِ اَشرفِیہ مُلتان

جدید اسلامی انسائیکلوپیڈیا

دینی دسترخوان

جلد ۳

تالیف

حضرت الحاج عبد القیّوم مہاجر مدنی رحمہ اللہ

ناشر

ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان (پاکستان)

لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین محمد رسول اللہ صادق الوعد الامین

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہی شہنشاہ ہے سچا کھلا ہوا محمد اللہ کے رسول ہیں وعدے کے سچے اور امین

عرض ناشر

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد

بندہ کے والد مکرم الحاج عبدالقیوم صاحب مہاجر مدنی عارف کامل حضرت مولانا عبدالغفور مدنی قدس سرہ کے متوسلین میں سے ہیں۔ اپنے مرشد و مربی اور دیگر علمائے حق سے محبانہ و مخلصانہ ارادت و خادمانہ تعلق کے باعث دین کا صحیح ذوق علوم و معارف قرآنیہ سے خاص ربط، طریق سنت نبوی سے محبت اور اس پر عمل اور اسلاف و اکابر امت کی تعبیرات پر کامل اعتماد رکھتے ہیں۔ ان کی تمنا آج اس اشاعت سے پوری ہو رہی ہے۔

اس دسترخوان پر ان شاء اللہ اہل ذوق کی انواع و اقسام کی شیریں روحانی غذائیں، دل و دماغ کی فرحت و تسکین کے لئے مقویات اور تفریح و لطافت کے لئے نمکینی کلام سے تواضع کی گئی ہے اور مہمان نوازی کا سلیقہ رکھنے والے ایک مخلص میزبان کی طرح جامع کتاب نے اپنی بساط کے مطابق ہر چیز اپنے مہمانوں کے سامنے لا رکھی ہے۔ یہ خزینہ اپنی طرز کا جدید "اسلامی انسائیکلوپیڈیا" کہلانے کے قابل ہے۔

موصوف نے کتب کا مطالعہ اصحاب علم سے مراجعت و محنت شاقہ کے بعد یہ بیش بہا علمی ذخیرہ مرتب فرمایا۔

"ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان کو اس "دینی دسترخوان" کی اشاعت کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ بارگاہ خداوندی میں التجا ہے کہ وہ اس کتاب کو حضرت مؤلف ممدوح، ناشر اور ان سطور کے راقم کے لئے وسیلہ مغفرت و ذریعہ نجات بنائیں اسے قبولیت و نافعیت عامہ عطا فرمائیں اور زیادہ سے زیادہ مسلمانوں کو اس سے متمتع ہونے کی توفیق عطا فرمائیں۔

والسلام

طالب دعا محمد اسحاق

ناظم ادارہ

جو احباب اس تیسری جلد کے محرک ہوئے ان میں بھائی سردار محمد

عرض مرتب

اللہ کی حمد ہے، حبیب کریم پر صلوۃ وسلام ہے اس مسکین مدینہ منورہ پر اللہ پاک نے اپنی رحمت سے دینی دسترخوان کی دو جلدیں مرتب کروادیں اصلا" یہ والدین و مشائخ سلسلہ کی وجہ سے برخوردار حضرت حافظ محمد اسحاق سلمہ، اللہ کی کرامت بھی ہے کہ مقبولیت سے اللہ نے مشرف فرمایا اور ہمارے علمائے حق نے بھی شاباش از راہ شفقت فرمادی فجزاھم اللہ خیرا۔ بندہ کی وفاشعار اہلیہ اسی دوران اللہ کو پیاری ہوئیں رمضان کی عید کے دن ۱۴۲۶ھ بقیع شریف میں ایمان و اعمال صالح کے ساتھ رحمتہ اللہ علیہا اور یہ صدمہ کام کے آگے بڑھنے کا سبب ہوا اب آپ کے سامنے تیسری جلد دینی دسترخوان زہد و تقوی اور بزرگان دین کے مختلف انواع کے تصوف کے طور و طریقے اور اسباق ولائت سے ایک بہت بڑا دسترخوان جو کہ محقق صوفیائے کرام کی عجیب طرز و طریق سے اپنے قافلوں کو اللہ تک پہنچانے کے کامیاب تجربات کا نچوڑ اور جس پر آج تک علماء و صلحاء امت کا ایک لشکر عظیم متفق چلا آتا ہے۔

یعنی کتاب و سنت کو تصوف کی صورت میں لوگوں کی ظاہری باطنی تربیت آسانی و سہولت سے مقامات ولائت کی مسافت قطع کرانے کے طریقے کو اقتباسات کی صورت میں مزین کرایا اور اس روسیاہ کو گلستانوں سے گلدستے بنانے کو کھلی چھٹی دی اور واللہ اس میں غیر معتبر اور نامناسب نقصان دہ بات کے لئے خیال رکھا گیا محقق بزرگوں کے مشورے اور سرپرستی اور دعائیں شامل حال رہیں اللہ پاک اس میں افادیت زیادہ فرمادیں تو بر کریماں کارہا شوار نیست

اسباب نعمت

۱۔ عارف باللہ حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب مہاجر مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفا" رحمہ اللہ

۲۔ عالم ربانی حضرت مولانا مفتی عاشق الہی صاحب مہاجر مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفا" رحمہ اللہ

۳۔ عارف باللہ حضرت مولانا حاجی محمد شریف ملتانی رحمہ اللہ

۴۔ حضرت مولانا محمد لطف اللہ عباسی مہاجر مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفا" رحمہ اللہ

۵۔ عالم کتاب و سنت جناب الیاس فیصل صاحب مہاجر مدینہ منورہ زادہ اللہ شرفا" رحمہ اللہ

۶۔ حضرت سید نفیس الحسینی امام الخطاطین رحمہ اللہ

اللہ پاک ان بزرگوں کی وجہ سے اس ناکارہ کی سعی قبول فرمائے اور خطاؤں سے درگزر اور اس کے والدین و متعلقین سے مہربانی کا معاملہ فرمائے آمین وللہ الحمد

لاشئے عبدالقیوم ابن عبدالرحمن رحمہ اللہ

کلمات مبارکہ

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالستار صاحب مدظلہ العالی
مفتی جامعہ خیر المدارس ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالی ہر دور میں ضرورت زمانہ کے مطابق اپنے بندوں سے کام لیتا رہا ہے

ہر کسے راکارے ساختند۔ میل اور در دلش انداختند

ہمارے مشفق و مہربان جناب الحاج عبدالقیوم صاحب زید مجدہم کے دل میں بڑی شدت سے یہ جذبہ پیدا ہوا کہ انسائیکلو پیڈیا دائرۃ المعارف کے طور ایک ایسی کتاب ہونی چاہئے جس میں تمام اہم دینی موضوعات (عقائد' عبادات' معاملات' معاشرت' اخلاقیات' پردہ' حقوق والدین' حقوق زوجین' علم دین' احسان و سلوک تصوف' ردبدعات' فرق باطلہ کی تردید' عشق رسول ﷺ عظمت صحابہ رضی اللہ عنہم) کے بارے میں ضروری معلومات یکجا جمع کردی جائیں۔

چنانچہ موصوف نے اس سلسلہ میں محنت شاقہ اور عرصہ کی مسلسل تلاش و جستجو سے اسلامی کتابوں کے عظیم ذخیرہ کو کھنگالا۔ اور اس میں سے جو مواد بھی پسند آیا اور اسے مفید پایا۔ اپنے اس کشکول میں جمع کرتے چلے گئے۔ اور پھر اپنے ذوق خاص' اور اللہ جل جلالہ و رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عشق و محبت کے جذبہ سے سرشار ہو کر اس سارے مواد کو ترتیب دیکر کتابی شکل میں امت کے سامنے پیش کر دیا ہے۔

امت کی خیر خواہی کے لئے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (فداہ ابی وامی) کے عشق و محبت کے خاص جذبہ کے تحت یہ تالیف وجود میں آئی ہے۔

دوران تالیف بارہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوتا رہا۔

کتاب واقعی مختلف و متنوع قسم کے دینی موضوعات پر مشتمل ہے۔ زبان سلیس ہے۔ دلچسپی و جاذبیت کا یہ حال ہے کہ جس مقام سے شروع کریں۔ چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ ایک بات ختم ہوتی ہے تو دوسری نوع کی دوسری بات شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح سے بلا تکلف دینی معلومات کا ایک ذخیرہ قاری کے ذھن میں جمع ہوتا چلا جاتا ہے۔

دعا ہے کہ حضرت مؤلف زید مجدھم کو رضائے عالی سے نوازیں۔ نیز کتاب ہذا کو مولی تعالی شانہ قبول عام نصیب فرمائیں اور کوئی مسلمان گھرانہ اس سے خالی نہ رہے۔ اللھم تقبل بحرمتہ سید الابرار صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ اجمعین۔

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنی مدظلہ العالی

حامداً ومصلیاً

محترم حاجی عبدالقیوم صاحب مدنی زید مجدہم نے "دینی دسترخوان" کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ جس کی اب تک دو جلدیں چھپ چکی ہیں ماشاء اللہ خوب محنت کی ہے اور کام کی باتیں جمع کی ہیں۔
احقر نے جستہ جستہ کتاب دیکھی اور بعض جگہ مشورہ بھی دیا ہے جسے انہوں نے بشاشت سے قبول فرمایا۔
حضرت مولانا مفتی عبدالستار صاحب دام ظلہم کی تقریظ کے بعد مجھ جیسے بے بضاعت کے لکھنے کی ضرورت تو نہ تھی۔
لیکن جناب مولف نے اصرار کرکے لکھوا ہی لیا' اللہ جل شانہ ان کی محنت کو قبول فرمائے
وباللہ التوفیق وھو خیر عون وھو خیر رفیق

العبد محمد عاشق الٰہی عفا اللہ عنہ بلند شہری

(مقیم مدینہ منورہ)

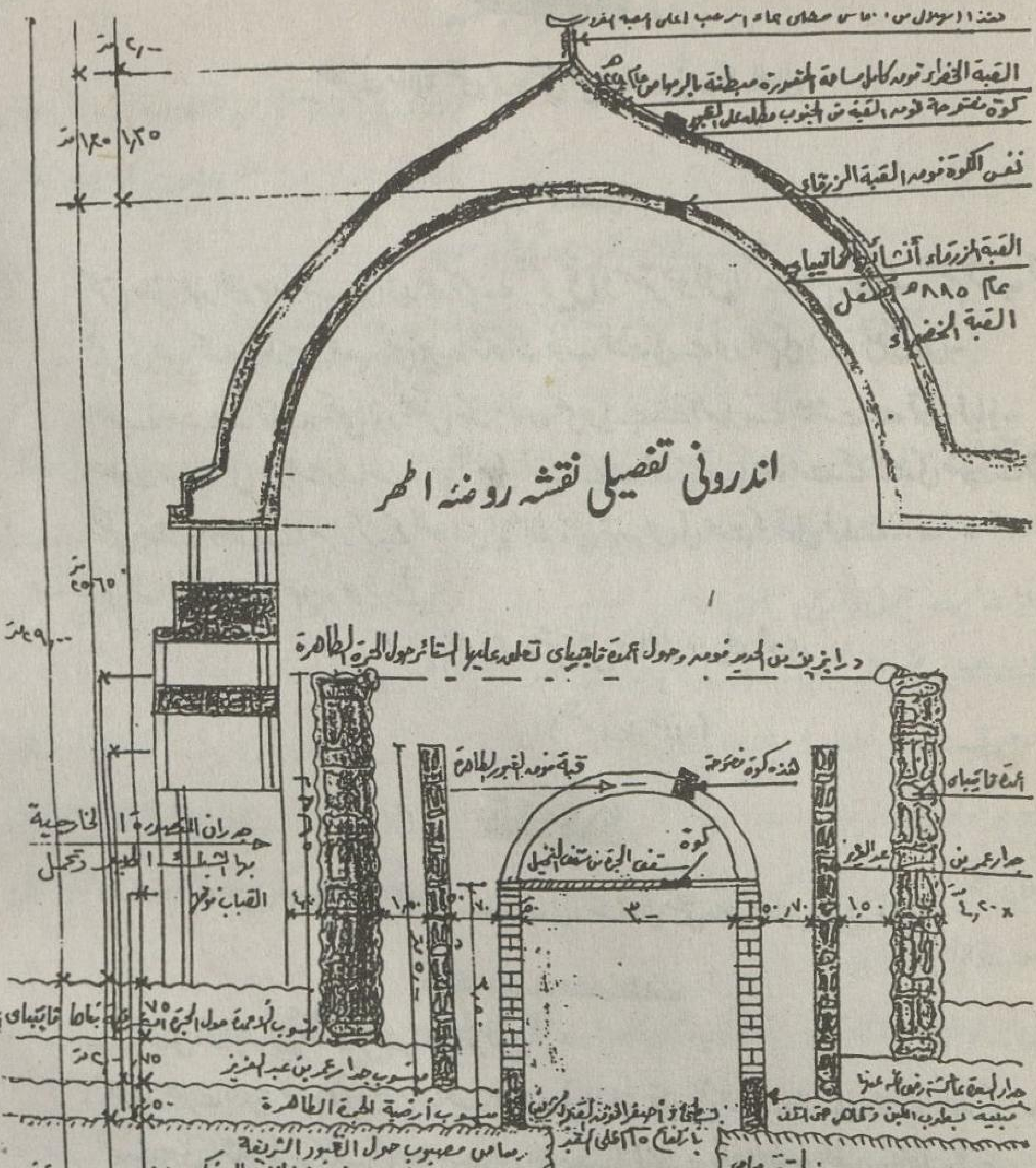
تقریظ

از حضرت مولانا مفتی مجد القدوس خبیب رومی مدظلہ العالی مفتی مظاہر العلوم سہارنپور انڈیا

سبحانہ ما اعظم شانہ

جدید اسلامی انسائیکلوپیڈیا "دینی دسترخوان"
(تالیف حضرت الحاج محترم عبدالقیوم صاحب مہاجر مدنی زاد اللہ قیامہ فی المدینۃ المنورہ) کے مطالعہ کی سعادت نصیب ہوئی ماشاء اللہ یہ کتاب اپنی جامعیت اور افادیت کے لحاظ سے مجمع العلوم والفنون والتواریخ ہے۔
ہمارے بعض اکابر مدظلہم کی یہ رائے ہے کہ دینی دسترخوان علماء' طلباء' خطباء' اور عوام سب کے لیے یکساں مفید ہے تصنیف و تالیف اور طباعت و اشاعت کی بھیڑ بھاڑ اور بہتات کے دور میں ان شاء اللہ یہ دینی دسترخوان مہمانوں کی ضیافت کے لیے نہایت مفید و نافع ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس دسترخوان چننے والے میزبان کو دارین میں اجر جزیل سے نوازے آمین۔ بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین

کتبہ الاحقر مجد القدوس خبیب رومی عفا اللہ عنہ
خادم الافتاء والتدریس مظاہر علوم قدیم سہارنپور



هذا المخطط قطاع رأسي هذا القطاع مار من أعلى الهلال فوق القبة الخضراء إلى أعمدة السلطان قايتباي رحمه الله وإلى جدار عمر بن عبد العزيز رضي الله عنه وكذلك القبة فوق القبور على سقف حجرة السيدة عائشة رضي الله عنها وكذلك سقف وجدران البيت الطاهر ومنتهى قاع القبر الشريف بالإضافة إلى جدران المقصورة والشباك الحديد والزخارف النحاسية وهذه خواطري أصممها بهذا القطاع والله أعلم م عبد الرحيم الخولي ١٥/١٠/١٣٩٦

علماً بأن هذا القطاع مطابق تماماً لأحدث مخططات رسمية صدرت حتى الآن.

دینی دسترخوان جلد نمبر ۳ روح رواں کتابیں جن سے استفادہ واقتباس و تلخیص ہے

۱۔ تفسیر بیان القرآن۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ نشر الطیب۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ جمال الاولیاء۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

۴۔ التکشف۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

۵۔ شریعت وتصوف۔ حضرت مسیح اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۶۔ جہاد۔ حضرت مسیح اللہ رحمۃ اللہ علیہ

۷۔ مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ

۸۔ مکتوبات معصومیہ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ

۹۔ مکتوبات صدی حضرت احمد یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ

۱۰۔ قول الجمیل حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۱۔ کشف المحجوب علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ المعروف داتا صاحب

۱۲۔ اصلاح المسلمین حضرت سید عبداللہ شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۳۔ اسماء الحسنیٰ حضرت سید عبداللہ شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۴۔ نعمت عظمیٰ۔ حضرت سید عبداللہ شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۔ ختمات اولیاء۔ حضرت سید عبداللہ شاہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۱۶۔ مقامات فضلیہ حضرت سید زوار حسین رحمۃ اللہ علیہ

۱۷۔ انوار معصومیہ حضرت سید زوار حسین رحمۃ اللہ علیہ

۱۸۔ عمدۃ السلوک حضرت سید زوار حسین رحمۃ اللہ علیہ

۱۹۔ حالات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۰۔ قوت القلوب علامہ حضرت قشیری رحمۃ اللہ علیہ

۲۱۔ ھادی عالم بے نقط محترم محمد ولی رازی رحمۃ اللہ علیہ

۲۲۔ علوم القرآن شیخ الاسلام حضرت تقی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ وابویہ

۲۳۔ احکام میت حضرت ڈاکٹر عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ بصار حکیم الامت حضرت ڈاکٹر عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ کتاب الاذکیاء ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ اصول دعوت اسلام حضرت قاری محمد طیب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ پرہیز وغذا حکیم عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۸۔ نماز نبوی مولانا الیاس فیصل مدنی رحمۃ اللہ علیہ وابویہ

۲۹۔ تفسیر بیان القرآن مفتی محمد عاشق الٰہی مدنی رحمۃ اللہ علیہ وابویہ

۳۰۔ معمولات نبوی حضرت سراج الحق رحمۃ اللہ علیہ مچھلی شہری

۳۱۔ فن اسلامی عفیف البنبسی

۳۲۔ نماز حنفی حضرت خیر محمد رحمۃ اللہ علیہ

۳۳۔ ہدیہ موسویہ حضرت قاری محمد اسماعیل محمد موسیٰ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

۳۴۔ تفسیر عثمانی۔ حضرت شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

۳۵۔ جواہر النقشبندیہ عباسیہ حضرت عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۶۔ مبشرات منامیہ حضرت عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔ تفسیر ابن کثیر اردو علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

۳۸۔ حضرات القدس۔ خواجہ محمد کشمی رحمۃ اللہ علیہ

۳۹۔ مسلم کے دن رات حضرت فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ وابویہ

۴۰۔ خاندان نقشبندیہ کی علمی خدمات ڈاکٹر غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ

۴۱۔ لیل ونہار حضرت احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

۴۲۔ تعارف تصوف حضرت عبیداللہ انور رحمۃ اللہ علیہ

۴۳۔ کتب مفید حضرت محمد یوسف لدھیانوی مدظلہٗ رحمۃ اللہ علیہ

۴۴۔ عالمی ادارہ تحفظ ختم نبوت پاکستان ملتان

۴۵۔ دعوات فضلیہ۔ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی رحمۃ اللہ علیہ

۴۶۔ اوراد فضلیہ۔ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

روح فہارس دینی دستر خوان نمبر3

(۱) اسماء الحسنٰی مع فوائد ودعائیں۔(صفحہ ۹-۴۵)

(۲) اسماء الحبیب ﷺ عجیب تفصیلات کے ساتھ۔(صفحہ ۴۶-۴۹)

(۳) صدیق رضی اللہ عنہ اور بزرگوں کے پرسوز حالات۔(صفحہ ۵۰-۶۵)

(۴) خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات گرامی۔(صفحہ ۶۶-۹۶)

(۵) ہجرت ﷺ مبارکہ کے دس سال الٰی فراق ﷺ۔ اوصاف وفضائل وزمانہ طفلی خصائص واقعات۔(صفحہ ۶۵-۹۷)

(۶) ہزار سال پرانا تصوف شرعی پیرو مرید کیلئے۔(صفحہ ۱۲۹-۱۸۰)

(۷) کچھ خواب وتذکرہ اولیاء تصوف اور عملیات بھی۔(صفحہ ۱۸۱-۲۱۷)

(۸) ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بزرگان ومحبت حسین رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ(صفحہ ۲۱۷-۲۴۲)

(۹) ذکر الحبیب روح تصوف وفلاح دارین ضروریات عوام وخواص قوت القلوب۔(صفحہ ۲۴۳-۲۵۴)

(۱۰) فضیلت، عقل، فراست، حاضر جوابی۔(صفحہ ۲۵۷-۲۸۵)

(۱۱) دعوت اسلام عملی مجادلہ عہد نبوی۔(صفحہ ۲۸۰-۳۰۹)

(۱۲) مسکین پوری رحمۃ اللہ علیہ کا خادمانہ طریق اصلاح۔(صفحہ ۳۱۰-۳۲۴)

(۱۳) الف ثانی کا زہد وتصوف ومجاہدانہ تعلیمات شیخ ومرید کی ضرورت کے موتی۔ یزید بدبخت۔ صوفیائے خام۔(صفحہ ۳۲۵-۳۵۰)

(۱۴) ابن عربی، روح، سب صحابہ اور حسین رضی اللہ عنہ آپکی ران مبارک پر۔ بدعتی ۹ گروہ مرض وفات ﷺ میں کاغذ۔(صفحہ ۳۵۱-۳۵۸)

(۱۵) نقشبند کے حالات وحلیہ وعادات۔ شاہی سلوک ولایت فناء وبقا، تمباکو نوشی، حد زنا۔(صفحہ ۳۵۵-۴۲۵)

(۱۶) حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ ولاہوری رحمۃ اللہ علیہ نصائح واشعار، جمع قرآن ونقول شریفہ۔ رفع یدین۔(صفحہ ۴۲۵-۴۵۶)

(۱۷) سکرات۔ دفن۔ وصیت اجرت تلاوت۔(صفحہ ۴۵۷-۵۲۱)

(۱۸) وصول الی اللہ، سجدہ قبر، صورت مثالی، دیدار الٰہی، اشعار محبت عشق وعقیدہ، صحابہ جیسا ایمان(صفحہ ۴۸۱-۵۳۷)

(۱۹) الحبیب ﷺ معجزات وخدام، دفن محبوب ﷺ حکیم الامت(صفحہ ۵۱۳-۵۳۷)

(۲۰) حالات اولیاء رحمۃ اللہ علیہ حضرت غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصاویر کی وجہ سے بادشاہ کو ہجرت کی دھمکی(صفحہ ۶۳۷-۵۴۶)

(۲۱) خاندان عباسی رحمۃ اللہ علیہ۔ وختم خواجگان رحمۃ اللہ علیہ مفصل مع ایصال ثواب خواجہ عثمان رحمۃ اللہ علیہ تعویزات۔(صفحہ ۵۴۷-۵۶۲)

(۲۲) حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ اشعار عشق ومصافحہ، مردانگی کا زیور، بیٹھک لگانا، مراقبہ احسانی دل کا بگاڑ۔(صفحہ ۵۶۳-۵۹۲)

(۲۳) تصوف کے رموز اخلاق حمیدہ، خیال وسوسہ۔(صفحہ ۵۹۳-۶۰۸)

(۲۴) ولایت کے اسباق۔ سلب امراض۔ نماز، (صفحہ ۶۰۸-۶۲۵)

(۲۵) حروف مقطعات۔ میم۔ روح۔ سلاسل اربعہ۔ دینی محنت خرچ اپنا۔(صفحہ ۶۲۵-۶۳۵)

(۲۶) رموز تصوف احادیث مبارکہ کا ربط(صفحہ ۶۳۶-۶۴۱)

(۲۷) الکشف۔ فیض اہل قبور۔ وجد، لطیفہ نفس۔ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی خطاء۔ درخت خرما۔(صفحہ ۶۴۲-۶۸۶)

(۲۸) حقیقت کعبہ۔ ذکر جہر۔ ما اعظم شانی۔ اتباع سنت۔ عشق معشوقاں خیر القرون کے ورق۔(صفحہ ۶۸۷-۷۴۰)

(۲۹) حالات اولیاء اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ کا والد۔ شاہان مغلیہ۔ سیرت ﷺ بے نقط۔ حضرت عبد المطلب کے اشعار(صفحہ ۷۲۵-۷۴۰)

(۳۰) غذا وپرہیز، نسخہ۔ عقل واہل عقل۔ حاضر جوابی۔ قدیمی متبرک نقوش مدینہ۔ ہومیو پیتھک۔(صفحہ ۷۴۱-۷۸۵)

(۳۱) علم چہرخوانی۔ انبیاء کی تصاویر وحلیہ(صفحہ ۷۸۶-۸۰۰)

(۳۲) احوال مرتب، مختلف ضروریات دین ودنیا۔ ربنا تقبل منا۔ وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العلمین۔

اسماء الحسنیٰ

بوقت تلاوت ہر قاری کو چاہیے کہ اللہ کے ناموں کے ساتھ جل جلالہ مثلاً" الرحمن جل جلالہ جو کوئی اس کا ورد ہمیشہ جاری رکھے گا' رب کریم اس کو دنیا و عقبیٰ کی سعادتوں سے مالا مال فرما دے گا اور جو دعا کرے گا اللہ پاک اس کو قبول کرے گا (مگر شرائط دعا کالحاظ ضروری ہے) رزق پیٹ میں حلال ہو' زبان جھوٹ سے' غیبت سے پاک ہو اور دل میں حضور عجز و انکسار ہو' ورنہ ان شرائط کے بغیر صرف صورت دعا ہے اور شرائط کے ساتھ حقیقت دعا ہے جو کہ مطلوب ہے۔ حدیث قدسی ہے۔ انا عند منکسرۃ القلوب' میں شکستہ دل والوں کے ساتھ ہوں' ہر کجا پستی بود آب آنجا رود جہاں پستی ہوتی ہے پانی ادھر جاتا ہے۔ حضور قلب کو قبولیت اعمال میں بہت بڑا دخل ہے۔ نقل کیا گیا ہے کہ ایک سائل غلاف کعبہ مبارکہ کو پکڑے زار و قطار رو رہا تھا' حجاج بن یوسف طواف میں تھا اس کو رحم آیا اور پوچھا کیوں روتے ہو اس نے جواب دیا کہ سالوں سے ایک سوال کرتا ہوں مگر قبول نہیں ہوتا اس لیے روتا ہوں' حجاج نے اس کو اپنی تلوار دے دی اور کہا میں حجاج ہوں' یہ تلوار پکڑ لو تین دن کے بعد میں پھر آؤں گا اگر ان تین دنوں میں تیرا سوال قبول ہو گیا تو بہتر ورنہ اس تلوار سے تیرا سر قلم کر دوں گا' حجاج چلا گیا اور سائل نے بڑے حضور اور تضرع سے دعا مانگنا شروع کی جو اللہ پاک نے قبول فرمائی تین دن کے بعد حجاج آ گیا' دیکھا کہ سائل ہشاش بشاش بیٹھا ہوا ہے' حجاج نے پوچھا سوال قبول ہوا یا نہیں؟ عرض کیا قبول ہوا۔ حجاج نے کہا لاؤ میری تلوار مجھے دے دو' اسماء حسنیٰ اور اسماء النبی کی خاصیت میں کوئی شک نہیں اجابت دعا کے لئے تریاق ہیں لیکن شرائط کالحاظ ضروری ہے الغرض مقصد اصلی اپنے گناہوں کی معافی ہے۔ رواہ البخاری و مسلم ۱۲۔ ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں' ایک کم سو۔ جس نے ان کو حفظ کیا اور ان کا ورد کیا وہ جنت میں جائے گا۔ جنت میں وہ نعمتیں ہیں کہ جن کا سمجھنا ہماری عقلوں سے باہر ہے' خاص کر اس میں اللہ کا دیدار ہے جو کہ تمام نعمتوں سے بالاتر ہے حدیث شریف میں ایک کم سو کا لفظ کیوں بڑھایا گیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ننانوے کی تاکید ہو جائے' نہ اٹھانوے رہ جائیں اور نہ سو ہو جائیں کیونکہ ان دونوں صورتوں میں عدد جفت ہو جائے گا اور اللہ کو طاق عدد پسند ہے اَللّٰہُ وِتْرٌ یُحِبُّ الْوِتْرَ اللہ طاق ہے طاق پسند کرتا ہے۔ ترمذی میں اسماء اس طریقہ سے مذکور ہیں ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ سے اَلصَّبُوْرُ تک میرے شیخ العرب والعجم تمبع سنت متنفر عن البدعۃ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی نور اللہ مرقدہ نے اس اسماء مبارکہ کے پڑھنے کا یہ طریقہ بتایا تھا کہ ان اسماء مبارکہ کو پڑھنے سے پہلے یہ دعا پڑھی جائے جو بہت نافع ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ وَ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِاَسْمَائِکَ الْحُسْنٰی کُلِّھَا ھُوَ اللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ جَلَّ جَلَالُہٗ سے اَلصَّبُوْرُ جَلَّ جَلَالُہٗ تک اور اس کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اَلَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ لَیْسَ کَمِثْلِہِ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

اَللّٰہُ جَلَّ جَلَالُہٗ

اللہ کا معنی معبود برحق یہ اسم ذات ہے۔ تمام صفات کاملہ سے متصف ہے اور تمام صفات ناقصہ سے پاک ہے اس نام کا اطلاق بغیر ذات واجب الوجود کے اور کسی کے لئے جائز نہیں خاصیت ہزار بار روزانہ پڑھنے سے دل میں قوت ایمانی کا اضافہ ہوتا ہے' شکوک و شبہات دل سے نکل جاتے ہیں اور اگر سو بار روزانہ پڑھے تو دل

گناہ کے زنگ سے دھل جاتا ہے' جب انسان گناہ کرتا ہے تو دل کالا ہو جاتا ہے ہر گناہ زنگست بر مرات دل دل شود ازیں زنگہا خوار وخجل ترجمہ:۔ ہر گناہ دل کے شیشے پر کالا داغ بن جاتا ہے اس سے دل ذلیل اور شرمندہ ہو جاتا ہے تو اس سیاہی کے مٹانے کا علاج ذکر اللہ ہے۔ رسول کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ (بیہقی) ہر چیز کا زنگ اتارنے کے لیے صیقل ہے اور دل کا زنگ اتارنے کا صیقل اللہ کا ذکر ہے'

ذکر کن ذکر تاترا جان است
پاکئے دل زذکر رحمان است

صوفیاء کرام دل پر اسم ذات کا مراقبہ کرتے ہیں' اور کراتے ہیں تاکہ دل اسم ذات کے انوار سے منور ہو کر اچھے اعمال کی طرف راغب ہو جائے' اور برے اعمال سے متنفر ہو جائے' دل سلطان البدن ہے اس کی اصلاح سے تمام اعضاء صالح ہو جاتے ہیں' بخاری شریف کی ایک طویل حدیث میں ہے' اَلَا اِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ترجمہ:۔ خبردار ہو جاؤ انسان کے بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے یہ ٹکڑا اگر مردہ ہے تو انسان حیوان سے بدتر ہے اگر زندہ ہے تو فرشتوں سے بالاتر! حدیث شریف ہے کہ مَثَلُ الَّذِيْ يَذْكُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِيْ لَا يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَيِّ وَالْمَيِّتِ مثال اس شخص کی جو اللہ کا ذکر کرتا ہے اور اس کی جو نہیں کرتا ہے زندہ اور مردہ جیسی ہے یعنی ذاکر زندہ ہے' اور غافل مردہ ہے' ذکر بہت بڑی نعمت ہے۔ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اللہ کا ذکر ہر چیز سے بڑا ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ لَيْسَ يَتَحَسَّرُ اَهْلُ الْجَنَّةِ عَلٰى شَيْءٍ اِلَّا عَلٰى سَاعَةٍ مَرَّتْ بِهِمْ لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فِيْهَا (طبرانی) ترجمہ:۔ اہل جنت کو جنت میں دنیا کی کسی چیز کی حسرت نہ ہوگی سوائے اس گھڑی کے جو ان سے بغیر اللہ بزرگ و برتر کے ذکر کے گزر گئی ہوگی حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا کی ہر نعمت ذکر کے مقابلے میں ہیچ ہے اور یہی ذکر ہے جو انسان کو شیطان کے وسوسوں سے بچاتا ہے۔ حدیث شریف: اَلشَّيْطٰنُ جَاثِمٌ عَلٰى قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ فَاِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى خَنَسَ وَاِذَا غَفَلَ وَسْوَسَ۔ ترجمہ:۔ شیطان انسان کے دل پر جما ہوا بیٹھا ہے' جب اللہ پاک کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور غافل ہوتا ہے تو وسوسے ڈالتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطان کے وسوسوں سے تمام مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

ذکر کے فضائل

اللہ پاک نے تمام ارکان اسلام کے مقدار اور اوقات مقرر فرمائے ہیں لیکن ذکر ایک ایسی پسندیدہ عبادت ہے جس کے لئے اللہ پاک نے نہ تو مقدار مقرر فرمائی ہے اور نہ وقت' بلکہ ارشاد فرمایا ہے يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ترجمہ۔ اے ایمان والو! اللہ پاک کو یاد کیا کرو بہت کثرت کے ساتھ۔ ترجمہ۔ کوئی جماعت ذکر الہی میں مشغول نہیں ہوتی مگر اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی جماعت ملا کہ میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ یعنی فرشتوں کو فرماتا ہے دیکھو میرے بندے باوجود علائق دنیوی اور ضروریات زندگی کے سب کو چھوڑ کر میرے ذکر میں لگے ہوئے ہیں۔ میں ان سے راضی نہ ہوں تو کن سے راضی ہوں گا۔ ان کو نہ بخشوں تو کن کو بخشوں گا (مسلم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا يَزَالُ لِسَانُكَ رَطْبًا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى یعنی ہر وقت تیری زبان اللہ پاک کے ذکر سے تازہ رہے۔

(تفسیر ابن کثیر) اور رسول علیہ السلام نے فرمایا جب تمہارا جنت کے باغیچوں سے گزر ہو تو ان سے کھاؤ یعنی ان سے فائدہ اٹھاؤ' صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں جنت کے باغیچے کیا ہیں۔ فرمایا ذکر کے حلقے ذکر خفی کی فضیلت ذکر جلی پر فرمایا۔ وہ ذکر جس کو فرشتے نہیں سنتے' (یعنی کراما" کاتبین) وہ ستر گنا بہتر ہے' اس ذکر سے جس کو سنتے ہیں' (بیہقی) میان عاشق و معشوق رمزے است کراما" کاتبیں راہم خبر نیست۔ مولوی ہر گز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزے نہ شد یہی ذکر خفی سلسلہ نقشبندیہ کا پہلا سبق ہے جس کو مراقبہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور جب مراقبہ سے دل زندہ ہو جاتا ہے (جس کو ذکر قلبی کہا جاتا ہے) تو یہ ذکر چوبیس گھنٹے جاری رہتا ہے انسان سوئے یا جاگے' بولے یا چپ رہے پاک ہو یا ناپاک' دل اپنا ذکر کرتا رہتا ہے۔ اور یہ ولایت کا پہلا زینہ ہے' اللہ ہر مسلمان کو یہ نعمت عظمیٰ نصیب فرمائے' آمین۔

میرے مربی روحانی حضرت عبدالغفور عباسی مدنی نور اللہ مرقدہ کا وقت آخر آگیا۔ زبان حرکت کرتی تھی اور زبان سے اللہ اللہ نکلتا تھا ڈاکٹر نے قلب پر آلہ (مائیکروسکوپ) رکھا اور کہا کہ قلب میں تو حرکت ہے۔ ابھی جان باقی ہے لہٰذا ڈاکٹر نے ایک اور انجکشن کی تیاری کرنا چاہی تو عرض کیا گیا کہ ڈاکٹر صاحب یہ قلب نہیں مرے گا یہ وہ قلب ہے جس نے اللہ کے فضل سے ہزاروں قلوب کو ذکر اللہ سکھا کر زندہ کئے ہیں یقین کرو کہ حضرت صاحب کی روح پرواز کر چکی ہے۔ تو ڈاکٹر نے گردن کے پاس آلہ لگا کر کہا کہ واقعی روح پرواز کر چکی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ثبت است بر جرید عالم دوام ما کَمَا تَعِیۡشُوۡنَ تَمُوۡتُوۡنَ جس حال میں زندگی گزارو گے اسی حال میں مرو گے' وَکَمَا تَمُوۡتُوۡنَ تُحۡشَرُوۡنَ اور جس حال میں مرو گے اسی حال میں تمہارا حشر ہوگا۔ اللہ پاک ایسا حسن خاتمہ ہم سب کو نصیب کرے۔ آمین

لب لباب اور نچوڑ یہ نکلا کہ مقصد زندگی کی تین اور صرف تین چیزیں ہیں ذکر حق' فکر حق اور رضائے حق یعنی ذکر حق زبان سے' فکر حق دل سے اور مقصد دونوں کا صرف رضائے حق ہے

اے طالب راہ خدا مشغول شو در ذکر ہو
اے سالک راہ ہدیٰ مشغول شو در ذکر ہو
اے خفتہ دل بیدار شو غفلت مکن ہوشیار شو
در ذکر حق ہوشدار شو مشغول شو در ذکر ہو
ہر دم خدا را یاد کن دل راز غم آزاد کن
بلبل صفت فریاد کن مشغول شو در ذکر ہو

میرے محسن اعظم' مربی روحانی' عالم ربانی' واقف اسرار قرآنی حضرت شیخ عبدالغفور عباسی مدنی رحمہ اللہ رحمتہ واسعتہ ہم مریدین کو ترغیب ذکر کے لیے بوقت مراقبہ یہ اشعار پڑھتے تھے

ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکی دل ز ذکر رحمان است
مومنان ذکر خدا بسیار گو
تایابانی درود عالم آبرو

(اے مومنو! اللہ کا بہت ذکر کیا کرو' تاکہ دونوں جہان میں باعزت رہو)

ذکر خاص الخاص ذکر سربود
آنکہ ذاکر نیست اوخاسر بود

آیت مبارکہ ترجمہ۔ اے ایمان والو غافل نہ کر دیں تم کو تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے اور جو کوئی یہ کام کرے تو وہی لوگ ہیں خسارے میں

اللہ پاک کے ننانوے اسماء صفاتی

۱۔ الرَّحمٰنُ۔ رحم والا۔ یہ رحم عام ہے مومن فاسق' فاجر' کافر سب کو شامل کرلیا گیا ہے اسی لئے کافر یا فاسق یا فاجر کا رزق اس کی بد عملی کی وجہ سے بند نہیں کرتا ہے بلکہ کافر یا فاجر کو مومن صالح سے زیادہ دیتا ہے۔

۲۔ اَلرَّحِیمُ۔ اس کا مادہ بھی رحم سے ہے لیکن اس اسم مبارکہ کا تعلق محض مومنین کے ساتھ ہے وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْماً" اللہ پاک خاص مومنوں پر رحم کرنے والا ہے تو رحمن کا تعلق دنیا سے رہا اور عقبی کے ساتھ' اس اسم مبارک کے ساتھ اللہ پاک نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی نوازا ہے بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ مومنوں پر بہت رحم کرنے والا مہربان اور نیز رحم کا حکم اللہ پاک نے بندوں کو بھی کیا ہے اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ يَرْحَمُكُمْ مَنْ فِی السَّمَاءِ زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تمہارے اوپر رحم کرے گا۔ مومنوں کو چاہیے کہ اسماء حسنی کے معانی اپنے آپ میں پیدا کریں

خاصیت۔ جو کوئی روزانہ ان دو ناموں (الرحمن اور الرحیم) کو سو بار پڑھے گا اللہ پاک مخلوق کو اس پر مہربان کردے گا' غفلت اور سختی اس کے دل سے دور کردے گا

۳۔ الملکُ۔ بادشاہ حقیقی: ملک وہ ذات ہے جو تمام مخلوق کی خالق و رازق ہے' مخلوق سب اس کی محتاج ہے مال و عیال والے خواب خرگوش میں مبتلا ہیں خاصیت۔ اگر نماز فجر کے بعد بلا ناغہ ۱۲۰ مرتبہ پڑھا جائے تو غنا حاصل ہوگی اور عزت میں زیادتی ہو جائے گی

۴۔ القُدُّوسُ۔ نہایت پاک' قدس معنی پاک کے ہیں خاصیت دل امراض قلب' ریا' حسد اور بغض وغیرہ سے پاک ہو جائے گا اور اگر یہ چار صفات ملا کر پڑھے تو نور علی نور سبوح قدوس ربنا و رب الملا ئکۃ والروح فرشتوں کی ایک جماعت کا ذکر بھی یہی کلمات ہیں۔

۵۔ السّلامُ۔ ہر عیب سے سلامت' تو اللہ کی ذات بھی ہر عیب سے سالم ہے اس کے صفات بھی ہر نقص سے پاک ہیں خاصیت۔ جو کوئی اس اسم مبارک کا ورد جاری رکھے گا انشاء اللہ آفات ارضی و سماوی سے محفوظ رہے گا۔

۶۔ اَلمؤمِنُ۔ امن دینے والا۔ اللہ کی ذات اپنی مخلوق کو دنیوی اور اخروی تکالیف سے امن دینے والی ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ پاک ایک منادی کو حکم دے گا۔ آواز دے دو جس کا نام میرے کسی نبی کے نام پر ہو وہ جنت میں چلا جائے۔ لیکن جو مومن رہ جائیں گے اللہ پاک ان کو فرمائے گا میں مومن ہوں اور میں نے دنیا میں تم کو مومن بنایا تو تم میرے حکم سے جنت میں چلے جاؤ۔ یا اللہ کمال ایمان کے ساتھ میدان حشر میں ہمیں پیشی نصیب فرما آمین خاصیت۔ جو کوئی اس کا ورد کرے گا مخلوق اس کی تابعداری کرے گی اور دشمن کے خوف سے امن میں رہے گا۔

۷۔ اَلمُھَیمِنُ۔ ہر چیز کا کمال قدرت کے ساتھ محافظ' ہر حیوان کی موت اور زیست کا مالک' ہر رزق کھانے والے کے رزق کا ذمہ دار یہ تینوں صفات ذات واجب الوجود کے سوا کسی میں نہیں پائی جاتی ہیں۔ خاصیت۔ جو کوئی روزانہ سو بار اس اسم مبارک کی تلاوت کرے گا قلب اس کا روشن ہو جائے گا۔ اسرار الٰہی اس پر منکشف ہو جائیں گے۔

۸۔ العَزِیزُ۔ یعنی اللہ بڑی عزت اور بڑی قوت کا مالک ہے اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعاً" عزت صرف اللہ کے لئے ہے' عزیز اس کو کہا جاتا ہے جو خود کسی کا محتاج نہ ہو دوسرے اس کے محتاج

ہوں خاصیت جو کوئی اس اسم پاک کی روزانہ تلاوت کم از کم سو بار کرے گا دنیا میں باعزت رہے گا کسی کا محتاج نہیں رہے گا۔

۹۔ الجبار۔ بڑا زبردست بڑی طاقت کا مالک۔ تو اللہ جبار ہے اور مخلوق مجبور ہے۔ اس کی مشیت کے سامنے کسی کو لب کشائی کا حق نہیں ہے۔ یَفْعَلُ مَایَشَاءُ وَیَحْکُمُ مَایُرِیْدُ جو چاہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرے اس کا حکم دیتا ہے۔ نہ کسی سے اجازت مانگنے کا محتاج ہے نہ مشورے کا۔ خاصیت جو کوئی مسبعات عشرہ کے بعد اکیس بار پڑھے گا اللہ اس کو ظالموں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔ اور اللہ اکو صاحب ثروت وجاہ کردے گا مسبعات عشرہ یہ ہیں۔

۱۔ سورۃ فاتحہ (بسم اللہ اور آمین کے ساتھ) سات بار

۲۔ سورۃ الناس سات بار

۳۔ سورۃ فلق سات بار

۴۔ سورۃ اخلاص سات بار

۵۔ سورۃ کافرون سات بار

۶۔ کلمہ تمجید سات بار (اس کے بعد عدد ما علم اللہ وزنتہ ما علم اللہ وملا ما علم اللہ تین بار پڑھ لے درود شریف۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَنَبِیِّکَ وَحَبِیْبِکَ وَرَسُوْلِکَ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ سات بار مناجات سات بار۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ تَوَالَدَ وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ اِنَّکَ قَرِیْبٌ مُّجِیْبُ الدَّعْوَاتِ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ دعا سات بار۔ اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ افْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا یَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَہٗ اَھْلٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ جَوَادٌ کَرِیْمٌ مَلِکٌ بَرٌّ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ یہ دس چیزیں خضر علیہ السلام نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر شیخ ابراہیم کو تعلیم کیں

۱۰۔ المتکبر۔ بہت بزرگ تر جن کے مقابلہ میں تمام عالم مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان ووھم
واز ہرچہ گفتہ ایم و شنیدہ یم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر
ماہچناں در اول و صف تو ماندہ ایم

فرماتا ہے بڑائی میری تہبند ہے اور عظمت میری چادر ہے جو کوئی ان میں میرے ساتھ شرکت کرے گا میں اس کو دوزخ میں ڈال دوں گا۔ وَلَہُ الْکِبْرِیَاءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ خاص اس کے لئے بڑائی ہے آسمانوں میں اور زمین میں

خاصیت۔ کثرت تلاوت موجب عزت وحصول جاہ ہے

۱۱۔ الخالق۔ پیدا کرنے والا

۱۲۔ الباری۔ ایسا خالق جس کے خلقت میں نقص نہ ہو۔

۱۳۔ المصور۔ ایسی ذات جو مخلوق کی صورتیں بناتا ہو۔ رسول علیہ السلام نے تصویر بنانے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے۔ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ الْمُصَوِّرُوْنَ۔ قیامت کے دن سخت عذات تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔ خاصیت اگر بانجھ عورت سات روز روزہ رکھے اور سادہ پانی سے روزہ کھولے اس کے بعد ۲۱ بار الباری المصور پڑھے انشاء اللہ نرینہ اولاد اللہ تعالی دے گا۔

۱۴۔ الغفار۔ بہت زیادہ ڈھانکنے والا، غفار، غافر، غفور تینوں اللہ کی صفات ہیں۔ سب کے معنی پردہ پوشی کرنا۔ عیوب چھپانا،

گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ لیکن غفار میں زیادہ مبالغہ ہے۔ خاصیت جو کوئی اس اسم مبارک کا ورد کرے گا خصوصاً "یوم الجمعہ" تو رزق میں برکت ہوگی اور مغفرت سے نوازا جائے گا۔

۱۵۔ القہار۔ بڑا غالب اور صاحب قدرت یعنی ہر چیز اس کے مقابلہ میں مغلوب اور بے بس ہو اور یہ قدرت صرف اللہ کی ذات میں ہے۔ خاصیت۔ اس اسم مبارکہ کے وظیفہ سے حب دنیا دل سے نکلتی ہے دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے۔ سفلی عمل کی وجہ سے اگر شوہر بیوی سے ہم بستری پر قادر نہ ہو تو چاہیے کہ اس مبارک اسم کو چینی کی پلیٹ پر لکھ کر مسحور کو پلایا جاوے انشاء اللہ سحر دفع ہو جائے گا۔

۱۶۔ الوھاب۔ ہبہ کرنے والا بخشش کرنے والا خاصیت۔ فجر کی نماز کے بعد اگر تین سو بار یہ اسم مبارک پڑھا جایا کرے اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے تو اللہ پاک اس شخص پر ابواب رزق کھول دے گا۔ اور اگر سوا لاکھ پڑھے تو نور علی نور!

۱۷۔ الرزاق۔ روزی دینے والا: رزق جسمانی ہو جیسے کھانے کا اناج۔ گوشت وغیرہ یا روحانی ہو جیسے معارف و علوم دینیہ۔ رزق روحانی سے روح ترقی کرتی ہے، قرب خداوندی حاصل ہوتا ہے۔

۱۸۔ الفتاح۔ کھولنے والا: اللہ اپنے بندوں پر اپنی رحمت کے خزانوں کو کھولنے والا ہے۔ اتباع حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم اللہ پاک اتباع سنت کی دولت سے نوازے آمین۔ خاصیت فجر کی نماز کے بعد دونوں ہاتھ سینہ پر رکھ کر۔ ۷۰ بار اس اسم مبارک کو پڑھنے سے دل میں ہدایت اور نورانیت پیدا ہوتی ہے۔

۱۹۔ العلیم۔ جاننے والا:۔ علیم اس ذات کو کہا جائے گا جس کا علم ازلی ابدی ہو۔ موجودات کے ظاہر و باطن پر حاوی ہو۔ اس کے علم سے ذرہ برابر چیز باہر نہ ہو اور علم اس کا ذاتی ہو، وہبی نہ ہو۔ جیسے انبیاء علیہم السلام کا علم۔ انبیاء علیہم السلام کا علم زیادتی قبول کرتا ہے، رسول خدا کو حکم ہے وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا اور کہہ (اے میرے حبیب) اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما، یہاں علم اضافے کا محتاج تھا لیکن علم خداوندی ایسا نہیں تو علیم صرف اللہ کی صفت ہے۔ خاصیت اس اسم مبارکہ کو کثرت سے ذکر کرنے سے اللہ پاک انسان پر علم و معرفت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ اور جو "رب زدنی علما" پڑھے گا علم میں اضافہ پائے گا۔

۲۰۔ القابض۔ بند کرنے والا یہ قبض عام ہے، رزق کو بند کرنے والا وہی ہے اور ارواح کو قبض کرنے والا بھی وہی ہے اور دلوں سے ایمان و عقل ہدایت کو بھی وہی قبض کرتا ہے۔ خاصیت اس اسم مبارک کو چالیس روز چار لقموں پر لکھ کر کھائے تو قبر کے عذاب اور فاقہ سے محفوظ رہے گا۔

۲۱۔ الباسط:۔ کھولنے والا فراخ کرنے والا، رزق کو کھولنے والا خاصیت ہر نماز کے بعد بہتر بار پڑھنا فراخی رزق کے لئے مفید ہے

۲۲۔ الخافض۔ نیچے کرنے والا: یعنی جس کو خدا چاہے قعر ذلت میں گرا دیتا ہے۔ کوئی اس کا یار و مددگار اس کو نہیں بچا سکتا۔ اسفل السافلین میں جا پہنچتا ہے۔ خاصیت۔ جو کوئی اس اسم مبارک کو پانچ سو بار پڑھے اللہ پاک اس سے مشکلات دور فرمائے گا اور حاجتیں پوری ہو جائیں گی اور دشمن پر فتح دینا بھی اس کی خاصیت ہے۔

نمبر ۲۳ الرافع اونچا کرنے والا۔ جن کو چاہے قعر ذلت سے تاج و تخت کا مالک بنا دے۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا کہ کیوں کیا اور ان سے پوچھا جائے گا۔ بے نیاز ذات ہے

خاصیت۔ اگر ستر بار روزانہ پڑھا جائے تو دشمنوں کے شر سے محفوظ رہے گا۔

۲۴ المعز عزت دینے والا یہ اسی ذات کی صفت ہے جو قدرت کاملہ کا مالک ہے۔

خاصیت:۔ جو کوئی پیر کی رات یا جمعہ کی رات نماز مغرب کے بعد چالیس بار پڑھے گا لوگوں کے دلوں میں اس کی ہیبت پیدا ہو گی اور معزز ہو گا۔

۲۵ المذل ذلیل کرنے والا یہ ضد ہے عزت کی جیسے عزت دینا کسی کے بس کی نہیں اسی طرح ذلت بھی کسی کے اختیار میں نہیں' جیساکہ آیت سابقہ سے ثابت ہے۔

خاصیت حالت سجدہ میں ۷۵ بار پڑھنے سے حاسدین کے حسد سے محفوظ رہے گا اور اگر کثرت کے ساتھ اس کا ورد کرتا رہے تو لوگ اس کے حقوق ادا کرتے رہیں گے۔

۲۶ السمیع سننے والا اسماع سے ماخوذ ہے۔ تو سمیع میں مبالغہ ہے اللہ کا سماع آلات کا محتاج نہیں' دور و نزدیک دونوں یکساں ہیں۔ آواز بلند و پست میں فرق نہیں یہاں تک کہ اگر اندھیری رات میں چیونٹی پتھر پر رینگتی ہے تو اس کے پاؤں کی آواز بھی سنتا ہے۔

خاصیت جمعرات کے دن نماز چاشت کے بعد پچاس بار اس کا ورد دعاؤں کے لئے موثر ہے۔

۲۷ البصیر دیکھنے والا ماخذ اس کا بصر ہے جس کے معنی دیکھنا ہے لیکن بصیر میں مبالغہ ہے بصیر وہ ذات ہے جو بلا آلات چھوٹے سے چھوٹا خفیہ سے خفیہ ذرے کا ذرہ روشنی میں اور اندھیرے میں یکساں دیکھتا ہے اس کے دیکھنے میں کوئی حجاب مانع نہیں ہے۔

خاصیت نماز جمعہ کے بعد سو بار پڑھنے سے نظر میں روشنی پیدا ہوتی ہے اور جمعرات کے دن فجر کی سنتوں اور فرض نماز کے درمیان پڑھنے سے دل نورانی ہو جاتا ہے۔

۲۸ الحکم:۔ حکم فیصلہ کرنے والا۔ اللہ فیصلہ کرنے والا ہے' جو فیصلہ اللہ نے حق اور باطل۔ حلال اور حرام وغیرہ کے درمیان کیا ہے وہ اٹل ہے اس میں تغیر اور تبدل کا حق کسی کو نہیں۔ اسی طرح میدان حشر میں بھی فیصلے کا حق صرف اس کو حاصل ہے۔

خاصت۔ اخیر شب کثرت کے ساتھ اس اسم مبارک کے وظیفہ سے قلب میں اسرار الٰہی نمودار ہوتے ہیں کم از کم ۹۹ بار پڑھے۔

۲۹ العدل:۔ انصاف کرنے والا۔ عدل مصدر ہے۔ اس میں یہ نسبت عادل کے مبالغہ ہے۔ یعنی محض عدل جس میں نا انصافی کا تصور محال ہو تو یہ عدل صرف خداوند کریم کے لئے خاص ہے۔

خاصیت۔ جو کوئی اس اسم مبارک کو شب جمعہ یا یوم الجمعہ روٹی کے بیس ٹکڑوں پر لکھ کر کھالے' اللہ پاک مخلوق کو اس کا مسخر فرمائے گا۔

۳۰ اللطیف:۔ لطف سے ماخوذ ہے بمعنی مہربان کے اللہ لطیف بعبادہ۔ اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور بمعنی باریک بین کے بھی آتا ہے۔

خاصیت۔ رزق میں تنگی ہو یا بچی کے نکاح کے لئے صحیح رشتہ نہ آتا ہو یا بیمار ہو مگر اس کا غمگسار نہ ہو تو مسنون طریقہ سے وضو بنائے اور دو رکعت نفل پڑھے عجز و انکسار کے ساتھ سو بار اس اسم مبارک کو پڑھ لے' انشاء اللہ کامیابی ہو جائے گی۔

۳۱ الخبیر۔ ہر چیز سے باخبر' جو چیز ظاہر ہو یا پوشیدہ جیساکہ دل کے راز اللہ انسان کا بھی خالق اس کے پوشیدہ رازوں کا بھی خالق اپنی مخلوق سے بے خبر نہیں ہوتا۔

خاصیت۔ اس اسم مبارک کے ورد کی بدولت اگر کسی موذی مرض یا مفسد آدمی کے شر میں ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے گا۔

۳۲ الحلیم۔ بردبار یعنی لوگوں کو ان کے گناہوں پر فوری سزا نہیں دیتا ہے بلکہ ایک وقت معین کے لئے ان کو ڈھیل دیتا ہے۔

خاصیت:- اگر کوئی آفیسر یا امیر آدمی اس اسم مبارک کا ورد کرتا رہے تو اس کی عزت اور وقار برقرار رہے گا۔ نیز پانی پر پڑھ کو کھیت میں پھینک دے فصل آفت سے محفوظ رہے گی۔

۳۳ العظیم:- بہت بڑا اللہ کی عظمت فہم انسان سے بالاتر ہے وراء الوری ہے بموجب حدیث قدسی عظمت اللہ کی تہبند ہے اور ایک تہبند میں دو انسان نہیں آسکتے تو اللہ کے ساتھ کوئی کیسے اس میں آسکتا ہے بندے کی صفت عجز و انکسار ہے اور اسی میں اس کے لئے وقار ہے۔

خاصیت۔ اس اسم پاک کو بلاناغہ روزانہ کم از کم سو بار پڑھنے سے انسان لوگوں کی نظر میں باعظمت ہو جاتا ہے۔

۳۴ الغفور:- بہت بخشنے والا۔

باز آ باز آ ہرچہ کر دی باز آ
ایں درگہ ما درگہ محرومی نیست

اے میرے بندے گناہ سے باز آجا' جو کچھ کیا باز آجا۔ خدمت کر میرا دربار محرومی کا دربار نہیں' میں تو غفور ہوں تو میرا بندہ ہے۔

خاصیت۔ تعویذ بنا کر بخار والے کو باندھ دو۔ بخار اتر جائے گا۔

۳۵ الشکور:- بہت بڑا قدر دان۔ موجودہ نعمتوں پر شکر کرنے سے زیادہ نعمتوں کا بخشنے والا اَلشُّکْرُ قَیْدُ الْمَوْجُوْدِ وَ صَیْدُ الْمَفْقُوْدِ ترجمہ۔ شکر موجودہ نعمتوں کو محفوظ رکھتا ہے اور غیر موجود کو کھینچ لیتا ہے۔

ترجمہ۔ جنتی جنت میں کہیں گے ساری تعریف اس ذات کے لئے ہے جس نے ہم سے رنج و غم دور کیا' واقعی ہمارا رب بہت مغفرت کرنے والا اور بڑا قدر دان ہے۔

خاصیت۔ جس کو معاشی تنگی ہو تو چاہیے کہ اس اسم مبارک کا ورد کرے اور اگر ضعف بصر ہو تو اس اسم مبارک کو اکتالیس بار پڑھ کر پانی پر دم کرے اور اس پانی کو آنکھ پر ملتا رہے انشاء اللہ شفاء ہو گی۔

۳۶ العلی۔ بہت بلند مرتبے والا وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ اللہ بہت بلند مرتبے والا ہے اور بہت باعظمت ہے۔ اس کے علو اور عظمت کا اندازہ عقل کے احاطے میں نہیں آسکتا۔

خاصیت۔ اگر مسافر اس کا تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھے گا تو جلد اقارب سے مل جائے گا۔ اگر محتاج اپنے پاس رکھے گا تو غنی ہو جائے گا۔

۳۷ الکبیر۔ بہت بڑا تو اللہ اتنا بڑا ہے کہ کسی کام میں کسی کا محتاج نہیں۔

خاصیت۔ اگر کوئی اپنے عہدہ سے معزول ہو گیا ہو تو سات روز متواتر اس اسم کو ہزار بار روزانہ پڑھ لیا کرے' انشاء اللہ اپنے مقام پر واپس چلا جائے گا اگر میاں بیوی میں نا چاقی ہو تو کسی چیز پر دم کر کے کھلا دی جائے انشاء اللہ شیر و شکر ہو جائیں گے۔

۳۸ الحفیظ۔ بہت نگہداشت کرنے والا۔ اللہ کی حفاظت ہر آن میں' ہر زمان میں' ہر مکان میں' ہر چیز پر حاوی ہے اس کی حفاظت سے کوئی چیز باہر نہیں۔

خاصیت۔ اس اسم مبارک کے ورد سے انسان ہر آفت سے محفوظ رہتا ہے اگر تعویذ بنا کر گلے میں ڈالے یا بازو پر باندھ لے تو جنات اور جادو وغیرہ کے اثر سے مامون رہتا ہے۔

۳۹ المقیت:- قوت سے ہے یعنی رزق دینے والا اور یہ رزق روحانی بھی ہے اور جسمانی بھی۔ پتھر کے اندر کیڑے کے منہ میں برگ سبز بلاشگاف پہنچاتا ہے اور روحانی قوت اللہ والوں کے دلوں میں۔

خاصیت۔ اگر بچہ بد خوئی کرتا ہو یا روتا ہو تو سات بار خالی

انجورہ پر دم کر کے اس میں پانی ڈال کر پلایا جاوے انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔

۴۰ الحسیب:۔ حساب کرنے والا۔ تو قیامت کے دن اللہ پاک بندوں سے ان کے اعمال کا حساب لے گا' مومن کو جنت کافر کو دوزخ از روئے عدل دے گا۔

خاصیت۔ جس کو مصیبت یا غم پیش آجائے چاہیے کہ پانچ سو بار حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کو کثرت سے پڑھے۔

ظالم سے نجات پانے کے لئے اکسیر ہے اگر دشمن و چور وغیرہ کا خطرہ ہو تو آٹھ روز متواتر حَسْبِیَ اللّٰهُ الْحَسِيْبُ کا وظیفہ پڑھے ابتدا جمعرات کے دن سے ہو کم از کم تین سو بار روزانہ پڑھے۔

۴۱ الجلیل۔ بہت بڑا قدر والا جلیل اسی ذات کو کہا جاتا ہے جس کی شان بہت اونچی ہو اس کا حکم تمام مخلوق پر غالب ہو۔

خاصیت۔ زعفران سے لکھ کر تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھ لے یا کثرت کے ساتھ تلاوت کرتا رہے اللہ پاک مخلوق کے دلوں میں اس کی قدر و منزلت پیدا فرمادے گا۔

۴۲ الکریم بلا حساب دینے والا۔

اے کریمے کہ از خزانہ غیب
گبرو ترسا وظیفہ خور داری

اے کریم ذات جب کہ غیب کے خزانوں سے آتش پرست اور عیسائیوں کو رزق دیتے ہو۔

دوستاں راکجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

مسلمانوں کو کیسے محروم کرو گے جب کہ کافروں پر دنیا میں نظر کرم رکھتے ہو باوجود کفر کے ان کے رزق کو بند نہیں کرتے ہو۔

خاصیت۔ جو کوئی بستر پر لیٹ کر اس اسم کو پڑھتا رہے یہاں تک کہ اس حالت میں سو جائے تو فرشتے اس کے لئے یہی دعا کرتے رہتے ہیں اکرمک اللہ (اللہ تجھے مکرم معزز کرے)

۴۳ الرقیب۔ بہت زیادہ حفاظت کرنے والا' تو اللہ تعالیٰ رقیب ہیں۔

اللہ کا علم ہر بات پر محیط ہے ویسا ہی اس کی حفاظت ہر چیز پر حاوی ہے۔

خاصیت۔ اس کے ورد سے مال' اولاد محفوظ رہتے ہیں۔ اگر حمل گرنے کا خطرہ ہو تو عورت اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر اس اسم مبارک کو سات بار پڑھا کرے۔ انشاء اللہ حمل گرنے سے محفوظ رہے گا۔

۴۴ المجیب۔ قبول کرنے والا جواب دینے والا۔

خاصیت۔ جو کوئی اس اسم مبارک کا ورد کثرت کے ساتھ کرتا ہے۔ اس کی دعاؤں کو اللہ پاک قبولیت کا شرف عطا فرماتا ہے۔

نمبر۴۵ الواسع۔ بہت زیادہ فراخ' تو اللہ ہر چیز سے فراخ ہے بہ اعتبار مغفرت ہر ایک کے لئے فراخ ہے۔

خاصیت۔ اس اسم مبارک کے کثرت ورد سے وسعت علم وسعت رزق وسعت صدر و غنا ظاہری و باطنی نصیب ہوتی ہے۔

۴۶ الحکیم۔ بہت اچھا جاننے والا'

خاصیت۔ جو کوئی اس اسم مبارک کا زیادہ ورد کرے گا اللہ اس پر حکمت کے دروازے کھول دے گا۔

۴۷ الودود۔ ود سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں محبت' تو اللہ مومنوں کے ساتھ محبت کرتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

ترجمہ۔ ایمان والے اللہ کے ساتھ نہایت محبت کرتے ہیں۔

خاصیت۔ اگر یومیہ ایک ہزار بار پڑھا جائے تو اللہ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے گی۔ اگر کھانے کی چیز کو دم کر کے بیوی کو کھلادے

تو شوہر کے ساتھ انتہائی محبت پیدا ہو جائے گی۔

۴۸ المجید:- انتہا درجہ با عظمت اللہ اس درجہ کا مالک ہے کہ مخلوق اس کا تصور نہیں کر سکتی۔ اللہ پاک اپنی ذات میں بھی بزرگ تر ہے اور صفات میں بھی لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ

خاصیت- برص۔ آتشک۔ سوزاک وغیرہ موذی امراض میں اگر کوئی مبتلا ہو تو ایام بیض ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ کے روزے رکھے، افطار سے قبل اس اسم پاک کو کثرت سے پڑھ کر پانی پر دم کر کے پی لیوے۔ انشاء اللہ شفا ہو جائے گی۔

۴۹ الباعث- بھیجنے والا۔ جیسا کہ انبیا عظام کو مخلوق کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔

خاصیت- جو کوئی چاہے کہ اس کا دل زندہ ہو جائے اور انوار الٰہی کا محل بن جائے تو سوتے وقت سیدھا ہاتھ سینے پر رکھ کر ۱۰۱ بار اس اسم مبارک کو پڑھ کر دل پر دم کرے انشاء اللہ اس کا دل زندہ ہو جائے گا۔

نمبر ۵۰ الشھید- شہید بمعنی شاھد کے بھی آتا ہے۔

خاصیت- اولاد یا بیوی اگر نافرمان ہو ان کے سر پر ہاتھ رکھ کر ایک ہزار بار اس اسم پاک کو پڑھے اور ان پر دم کرے انشاء اللہ سب فرمانبردار ہو جائیں گے۔

نمبر ۵۱ الحق- بذات خود ثابت شہنشاہیت کا واحد مالک۔

خاصیت- تکالیف کے رفع کے لئے اس اسم مبارک کو مربع کاغذ کے چار کونوں پر لکھے اور بوقت صبح صادق ہتھیلی پر رکھ کر آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگے، اللہ تکالیف کو رفع کر دے گا اور اگر روزانہ سو بار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْنُ کو انسان اپنا وظیفہ بنالے تو اللہ پاک اس کو غنی بنادے گا اور اگر کوئی ناحق قید کیا گیا ہو تو آدھی رات کے وقت سر ننگا کر کے عاجزی کے ساتھ ایک سو آٹھ بار ان کلمات مبارکہ کو پڑھ کر دعا مانگے۔ انشاء اللہ قید سے رہائی پائے گا۔

۵۲ الوکیل- کارساز اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے کاموں کو بنا رہے ہیں وہی کارساز حقیقی ہیں۔

کار ساز مابساز کار ما
فکر مادر کارما آزار ما

ترجمہ:- ہمارا کام بنانے والا ہمارے کام کو بناتا ہے۔ تو ہماری فکر اپنے کاموں کے لئے بے کار ہے۔ وَھُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وہی اچھا مولیٰ اور اچھا وکیل ہے۔

خاصیت- جو کوئی اس اسم مبارک کو کثرت سے ورد کرے گا اللہ پاک غیب سے اس کی ضرورت پوری فرمائے گا۔

۵۳ القوی بڑی قوت والا، یہ صفت صرف اللہ میں موجود ہے باقی کائنات ضعیف اور محتاج ہے۔

۵۴ المتین:- شدت قوت کا مالک۔ یہ بھی اللہ پاک کی خاص صفت ہے کامل القوت، جامع القدرت اللہ پاک ہیں۔ بندہ بہت کمزور اور ضعیف ہے ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ اللہ قوت اور زیادہ قوت کے مالک ہیں۔

خاصیت- دھو کر پلا دیا جائے انشاء اللہ دودھ ہو جائے گا۔

۵۵ الولی- دوست۔ اللہ پاک مومنوں کے دوست ہیں۔ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اللہ مومنوں کے دوست ہیں کارساز ہیں۔

خاصیت- جو شوہر بیوی سے خوش نہ ہو اس اسم مبارک کو اس کے سامنے جاتے ہوئے پڑھ لیا کرے۔ انشاء اللہ نیک خلق و خصلت ہو جائے گی۔

۵۶ الحمید- ہر حمد کا مستحق۔ ہر حمد کا مستحق وہ ہو گا جو تمام صفات کاملہ سے موصوف ہو اور تمام نقائص اور عیوب سے پاک ہو اور یہ صفت صرف ذات باری تعالیٰ میں پائی جاتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ہر حمد صرف اللہ کے لئے ہی ہے جو رب

العالمین ہیں۔

خاصیت۔ کوئی بھی اگر ۴۵ روز تک بلاناغہ ۹۳ بار خلوت میں بیٹھ کر پڑھے گا انشاء اللہ اخلاق حمیدہ کا مالک بن جائے گا۔

۵۷ المحصی۔ ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرنے والا۔

خاصیت۔ جو کوئی اس نام نامی کا کثرت سے ورد کرے غلطی سے محفوظ رہے گا اور اگر شب جمعہ ایک ہزار بار پڑھے گا عذاب قبر اور حشر میں حساب کی سختی سے محفوظ رہے گا۔

۵۸ المبدی۔ پہلی بار پیدا کرنے والا۔ اور یہ صفت صرف اللہ کے لئے ہے کیونکہ مخلوق کی ایجاد اسی نے کی ہے انسان ایک شئی غیر مذکور تھا' اللہ نے اس کو وجود بخشا اور سمیع اور بصیر بنایا۔

۵۹ المعید۔ فنا کے بعد اٹھانے والا' تو اللہ پاک دوبارہ پیدا کرنے والا ہے اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيْدُ وہی ذات اول پیدا کرنے والی ہے اور وہی ذات مرنے کے بعد پھر لوٹانے والی ہے تو یہ کام اور کسی کے بس کا نہیں ہے۔

خاصیت۔ اگر حاملہ عورت کے پیٹ پر صبح صادق کے وقت سیدھا ہاتھ رکھ کر ننانوے بار پڑھا جائے تو حمل ضائع نہ ہو گا لیکن اجنبی کا ہاتھ نہیں اپنے شوہر کا۔ اور جو المعید کا ورد کثرت سے کرے گا بھولی ہوئی باتیں یاد آجائیں گی۔

۶۰ المحی:۔ ہر چیز کو زندہ کرنے والا ہر زندہ کو مارنے والا۔

۶۱۔ الممیت ہر زندہ کو مارنے والا۔

خاصیت۔ ان دونوں ناموں (اَلْمُحْيِيْ اور اَلْمُمِيْتُ) کو نواسی بار پڑھ کر اپنے جسم پر دم کیا کرے انشاء اللہ قید اور ہر تکلیف سے محفوظ رہے گا۔

اور الممیت کو اگر کثرت سے پڑھ لیا کرے تو انشاء اللہ بری عادتوں سے چھٹکارا پائے گا۔

۶۲۔ الحی۔ کامل حیات والا کامل حیات وہ ہے جس کے پیچھے موت کا خطرہ نہ ہو۔ ازلی ہو۔ ابدی ہو' فنا اس کے لئے محال ہو كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ ہر چیز کے لئے فنا ہے بغیر ذات واجب الوجود کے تو کامل حیات صرف اللہ کے لئے ہے۔

خاصیت۔ اگر بیمار اسم مبارک کو حالت مرض میں پڑھتا رہے تو انشاء اللہ مرض سے نجات پائے گا۔

۶۳۔ القیوم۔ وہ ذات جو بذات خود موجود ہے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی پریشانی ہوتی تھی تو يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ پڑھا کرتے تھے منقول ہے کہ موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام جب بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر نکلے دریائے نیل کے کنارے پر پہنچے تو قوم نے عرض کیا کہ فرعون بمعہ لشکر پیچھے سے آرہا ہے دریا پار کرنے کے لئے تجویز کریں تو جواب میں فرمایا پڑھو اھیا اشر اھیا

یہ عبرانی زبان ہے اس کے معنی عربی میں يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ ہے یہی اسم اعظم ہے۔

خاصیت۔ جو کوئی دریا میں غرق ہونے کا خطرہ محسوس کرے اسے چاہیے کہ اس اسم اعظم کا ورد کرے انشاء اللہ غرق ہونے سے محفوظ ہو جائے گا۔

۶۴۔ الواحد۔ غنی ذات اللہ پاک غنی ہے کسی کام میں کسی کا محتاج نہیں اور مخلوق سب اس کی محتاج ہے۔

خاصیت۔ جو کوئی کھانے کے لقمہ پر اس اسم مبارک کو پڑھ کر دم کرے گا اللہ پاک اس کے دل کو قوت عنایت فرمائے گا۔

۶۵۔ الماجد۔ مجد سے ہے یعنی انتہا درجہ کی عظمت اور شرف والا یہ صفت صرف ذات بابرکات کے لئے ہے وہ اپنی بزرگی میں یکتا ہے تمام مخلوق سے بزرگی میں بالاتر ہے۔ شرف میں بے نظیر ہے۔ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا بے شک ساری عزت صرف اللہ کے لئے ہے۔

خاصیت۔ جو کوئی اسم پاک کا کثرت سے ذکر کرے گا اللہ اس کے قلب کو قوت اور نورانیت بخشے گا۔

۶۶۔ الواحد وحدت، یگانگی بے شک اللہ واحد ہے اور اس کی وحدت ذاتی ہے نہ ذات میں اس کا ثانی ہے نہ صفات میں اور یہی عقیدہ اساس ایمان ہے۔ سیدنا علی مرتضیٰ سے ایک دہری نے سوال کیا کہ بتاؤ اللہ سے پہلے کیا تھا آپ نے فرمایا کیا تجھے گنتی آتی ہے؟ کہاہاں! فرمایا گنو! اس نے ایک، دو، تین حضرت علیؓ نے فرمایا ایک سے پہلے کیا ہے؟ اس نے کہا کچھ بھی نہیں تو فرمایا کہ خدا بھی ایک اور ایک سے پہلے کیا ہوگا۔

خاصیت۔ جس شخص کی اولاد نہ ہوتی ہو اس اسم اعظم کو تعویذ بنا کر اپنے پاس رکھے انشاء اللہ صالح اولاد کا باپ بن جائے گا۔

۶۷۔ الاحد واحد اور احد بہ اعتبار لفظی معنی کے ایک ہیں۔ لفظ احد صرف اللہ پاک کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ کہو اللہ ایک ہے۔

خاصیت۔ اسی اسم مبارک کے عدد سے توحید میں پختگی اور دل میں انوار پیدا ہوتے ہیں۔

۶۸۔ الصمد بے پرواہ وہ کسی کا محتاج نہیں البتہ تمام کائنات اس کی محتاج ہے۔ جس کا کام سب کے بغیر چلے اور اس کے بغیر کسی کا کام نہ چلے۔

۶۹۔ القادر قدرت والا قادر وہ ذات ہے جس کا حکم بغیر کسی رکاوٹ اور امداد کے جاری ہو سکے اور کوئی اس کو ردنہ کر سکے اللہ قادر ہے۔

خاصیت۔ جو کوئی دو رکعت نفل پڑھ کر سو بار القادر پڑھے گا دشمن اس پر نقصان پہنچانے کی قدرت نہ پائے گا اگر کوئی مشکل کام پیش آجائے تو ہر نماز کے بعد ۴۱ بار پڑھنے سے حل ہو جائے گا۔

۷۰۔ المقتدر زیادہ قدرت والا۔ اس میں بہ نسبت القادر کے مبالغہ ہے۔ خاصیت۔ جو کوئی سوتے سے اٹھ کر اس اسم مبارک کو کثرت سے پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کی تدبیر آسان فرمادے گا اور دل سے غفلت دور ہو جائے گی۔

۷۱۔ المقدم آگے کرنے والا یعنی بعض چیزوں کو بعض پر مقدم کرے جیسے اولیاء کو عوام الناس پر یا علماء کو عوام پر۔ خاصیت۔ میدان جنگ میں اگر کثرت سے اس کا ورد کیا جائے تو اللہ پاک اس کو قوت عطا فرمائے گا اور دشمن پر غالب آجائے گا۔

۷۲۔ الموخر پیچھے کرنے والا تو اللہ پاک اپنے نافرمانوں کو فرمانبرداروں سے پیچھے کردے گا۔ خاصیت جو کوئی اس اسم پاک کا کثرت سے ورد کرے گا اللہ پاک اس کو گناہوں سے توبہ کرنے کی توفیق عنایت فرمائے گا۔

۷۳۔ الاول سب سے پہلے تو اللہ پاک ہر چیز سے اول ہیں۔

نہ زمین تھی نہ آسمان نہ آدم تھا نہ ملک

كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًا فَاَرَدْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا میں نے ارادہ کیا کہ پہچانا جاؤں تو مخلوق کو پیدا کیا تو وہی اول ہیں باقی سب پیچھے۔ خاصیت یوم الجمعہ اگر مسافر ایک ہزار بار اس اسم مبارک کا ورد کرے اللہ پاک اس کو گھر جلد پہنچادے گا اگر لڑکا پیدا نہ ہوتا ہو تو چالیس روز متواتر روزانہ چالیس بار پڑھے انشاء اللہ مطلب پورا ہو جائے گا۔

۷۴۔ الآخر سب سے پیچھے۔ خاصیت جو کوئی اس اسم مکرم کو روزانہ ایک ہزار بار ورد کرے گا غیر اللہ کی محبت اس کے دل سے نکل جائے گی۔

۷۵۔ الظاہر اللہ ظاہر ہے یعنی نشانیوں سے اگر عقل سلیم کا مالک غور سے سوچے تو اللہ کی ذات میں کوئی خفاء نہیں روز روشن

سے زیادہ روشن اور ظاہر ہے۔ خاصیت جو شخص اس اسم کو نماز اشراق کے بعد تلاوت کرے گا تو اللہ اس کے قلب کو نور ایمان سے منور کرے گا۔

۷۶۔ الباطن پوشیدہ تو اللہ تعالیٰ انسان کے وہم و خیال سے پوشیدہ ہے۔ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ۔ آنکھیں ان کو نہیں دیکھ سکتی ہیں اس لئے وہ باطن ہیں۔ خاصیت جو کوئی دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اس آیت کا وظیفہ کرے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمادے گا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ جس کے دل میں وساوس شیطانی اور خیالات فاسدہ ہوں وہ اس آیت کریمہ کا ورد کیا کرے۔ انشاء اللہ وساوس اور خیالات فاسدہ سب ختم ہوجائیں گے۔

۷۷۔ الوالی کارساز و مالک اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کے امور کا کارساز ہے۔ خاصیت جو کوئی اس اسم مبارک کا ورد کثرت سے کرے گا حوادث مثلاً غرق و حرق وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔

۷۸۔ المتعالی بہت عالی مرتبت یعنی علو مرتبت میں یکتا ہے۔ خاصیت اگر حائضہ عورت اس اسم مبارک کا ورد کرے گی تو حیض کی تکلیف سے محفوظ رہے گی۔

۷۹۔ البر نیکی کرنے والا تو اللہ اپنی مخلوق کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ خاصیت محبت دنیا کو دل سے نکالنے کے لئے اس اسم مبارک کی تلاوت بہت مفید ہے۔

۸۰۔ التواب بار بار توبہ قبول کرنے والا۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب میرا بندہ میری طرف لوٹتا ہے اور ہاتھ اٹھا کر سوال کرتا ہے تو مجھے حیا آتی ہے کہ اس کو خالی واپس کروں پس انسان کو چاہئے کہ اللہ پاک سے حیا کرے۔ خاصیت جو کوئی نماز چاشت کے بعد ۳۶۰ بار پڑھے گا اللہ پاک اس کو توبہ کی توفیق عطا فرمادے گا اور اگر اس سے بھی زیادہ بار پڑھے گا تو اللہ پاک اس کے ہر کام کو درست فرمائے گا اور طاعت الٰہی میں سکون نصیب ہوجائے گا۔

۸۱۔ المنتقم سزا دینے والا۔ اللہ پاک منتقم ہے۔ خاصیت۔ جو کوئی اپنے دشمن سے تنگ آجائے اور دفعیہ کی طاقت نہ ہو تو تین جمعے تک اس اسم مبارک کا ورد رکھے یا تو اللہ انہیں اس کا دوست بنادے گا یا خود ان سے انتقام لے لے گا۔

۸۲۔ العفو درگزر کرنے والا اللہ پاک عفو ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اگر مجھے شب قدر مل جائے تو میں کیا دعا مانگوں؟ فرمایا اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ اے اللہ تو عفو ہے عفو کو پسند کرتا ہے مجھے معاف کردے۔ خاصیت جو کوئی اس اسم مبارک کا ورد زیادہ کرے گا اللہ پاک اس کے گناہوں کو معاف کردے گا۔

۸۳۔ الرؤف مہربان اللہ پاک رؤف ہیں اس میں بہ نسبت رحیم کے مبالغہ ہے۔ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌ بِالْعِبَادِ اللہ پاک بے حد مہربان ہیں بندوں پر بلا استحقاق ہر قسم کی نعمتوں سے سب کو نوازتا ہے نہ ان کے خیر کا محتاج نہ ضرر سے ترساں اور پھر ہر کس و ناکس پر بے حد مہربان۔ خاصیت جو کوئی اس اسم مکرم کی کثرت سے تلاوت کرے گا اللہ کی مخلوق اس پر مہربان ہوگی اور اگر حالت غصہ میں دس بار درود شریف پڑھ کر دس بار اس کو پڑھے گا غصہ ختم ہوجائے گا۔

۸۴۔ مالک الملک سارے جہاں کا بادشاہ اللہ پاک مالک حقیقی ہے اس لئے اس کی ما لکیت دائمی ہے لازوال ہے حقیقت میں کوئی اور بادشاہ نہیں اگر ہے تو عارضی دائمی نہیں۔ خاصیت یہ وظیفہ پڑھنے سے انسان غنی ہوجاتا ہے۔

۸۵۔ ذو الجلال والاکرام بزرگی اور بخشش والا بزرگ وہ ہوتا ہے جو کسی کا محتاج نہ ہو اور یہ صفت بغیر ذات اقدس کے اور کسی میں نہیں پائی جاتی۔ خاصیت جو کوئی اس اسم مبارک کا ورد کثرت سے کرے گا اس کو عزت اور بزرگی نصیب ہو جائے گی۔

۸۶۔ المقسط عدل کرنے والا اللہ تعالیٰ ظالم سے مظلوم کا بدلہ لے گا قیامت کا دن عدل کا دن ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا فیصلہ اسی دن ہوگا۔ مظلوم بکری کا بدلہ ظالم بکری سے لیا جائے گا۔ کتنی شرم کی بات ہوگی اس وقت کہ مالک زنجیروں سے جکڑا ہو اور ملازم خادم آزاد ہو۔ خاصیت جو کوئی اس اسم مبارک پر مداومت کرے گا شیطانی وساوس سے محفوظ رہے گا اور سات سو بار تلاوت کرے گا تو اللہ پاک سے اپنا جائز مقصود حاصل کرلے گا۔

۸۷۔ الجامع جمع کرنے والا اللہ پاک منافقوں اور کافروں کو جہنم میں جمع کرلے گا اور اللہ نے روح کو جسد کے ساتھ جمع کیا ہے۔ خاصیت جو کوئی اس اسم پر مداومت کرے گا اپنے احباب کے ساتھ جمع رہے گا اگر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو یہ دعا پڑھے انشاء اللہ مل جائے گی اَللّٰھُمَّ یَا جَامِعَ النَّاسِ لِیَوْمٍ لَّارَیْبَ فِیْہِ اجْمَعْ ضَالَّتِیْ اور جائز محبت کے لئے بے انتہا مجرب ہے یہ پڑھے اِجْمَعْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ فُلَانٍ اَوْفُلَانَۃِ

۸۸۔ الغنی ہر چیز سے بے پرواہ، اللہ غنی مطلق ہے اَللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اللہ غنی ہے اور تم محتاج ہو۔ خاصیت جو کوئی کسی درد میں مبتلا ہو تو اس اسم مبارک کو پڑھ کر اس جگہ پر دم کرے انشاء اللہ شفا ہو جائے گی۔ اور جو کوئی ستر بار ہر روز تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے مال میں برکت ڈالے گا۔

۸۹۔ المغنی غنی بنانے والا۔ اللہ وہ غنی ذات ہے جس کو چاہے اس کو غنی بنادے انسان کا فقر ذاتی ہے غنا عارضی ہے دنیا میں خالی ہاننگا بدن آتا ہے اور پھر دنیا سے خالی ہاتھ صرف کفن میں وہ بھی اگر نصیب ہو قبر میں چلا جاتا ہے تو درمیان میں عارضی غنا کا کیا اعتبار۔ خاصیت اگر روزانہ ایک ہزار بار تلاوت کرتا ہے تو مخلوق سے بے نیاز رہے گا اور اگر یومیہ گیارہ سو بار یا مغنی پڑھے گا اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے تو غنا ظاہری و باطنی سے آراستہ ہو جائے گا اور بہتر وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک خواہ نماز فجر سے پہلے ہو یا بعد اور عشاء کی نماز کے بعد ہے۔

۹۰۔ المانع منع کرنے والا۔ اللہ مانع ہے اس لئے ممنوعات شرعیہ سے اس نے اپنے بندوں کو منع فرمایا ہے۔ یا اللہ جسے تو دے اسے کوئی رد نہیں کرسکتا اور جس کو تو نہ دے اس کو کوئی دینے والا نہیں اور کسی کی کوشش تیرے مقابلے میں نفع نہیں پہنچا سکتی۔ خاصیت اس اسم مبارک کی کثرت سے تلاوت کرنے والے سے اللہ پاک شر دفع کردے گا اور صبح اور شام جو اس کی تلاوت کرے گا تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائے گا۔

۹۱۔ الضار ضرر پہنچانے والا۔ اگر تمام عالم کسی کو ضرر پہنچانا چاہے مگر اللہ نہ چاہے تو نہیں پہنچا سکتا۔ قرۃ العین کو فرمایا اے فاطمہؓ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی! اپنے نفس کو آگ سے بچاؤ میں تیرے لئے کسی نفع اور نقصان کا مالک نہیں۔ خاصیت جو کوئی شب جمعہ سو بار اس اسم کا وظیفہ کرے گا اسے قرب الٰہی حاصل ہو جائے گا اور آفات سے محفوظ رہے گا۔

۹۲۔ النافع نفع پہنچانے والا۔ نفع و نقصان صرف اسی ذات پاک کے اختیار میں ہے نہ کوئی نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ خاصیت جو کوئی کشتی میں سوار ہو کر اس اسم مبارک کا ورد کرتا رہے غرق ہونے سے محفوظ رہے گا اور اگر کام شروع کرنے سے پہلے النافع کو اکتالیس بار پڑھے کام حسب منشاء انجام پائے گا۔

۹۳۔ النور روشن، ظاہر۔ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ پاک آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور اسی نور نے اور اشیاء کو بھی نور کی صفت سے یاد فرمایا ہے لیکن ان کا نور ہونا ذاتی نہیں بلکہ خدا داد نعمت ہے۔ جیسا کہ اللہ کے ساتھ الوہیت میں کوئی شریک نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بشریت کے مقام میں کوئی شریک نہیں بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر!۔ خاصیت جو کوئی اس اسم مبارک کا ورد کرے گا اس کا قلب اور روح نور ایمان سے منور ہو جائیں گے۔

۹۴۔ الھادی راستہ بتانے والا۔ اللہ پاک ہادی مطلق ہے منزل مقصود تک پہنچانے والا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن بھی ہدایت یعنی راستہ بتانے والے ہیں۔ بالذات ہدایت صرف اللہ پاک کی صفت ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ارشاد ہے۔ وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ خاصیت جو کوئی کثرت کے ساتھ اس اسم مبارک کا ورد کرے گا اللہ پاک اس کو ہدایت پر قائم رکھے گا۔

۹۵۔ البدیع عالم کو پیدا کرنے والا۔ بغیر مثال سابق کے اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو عدم سے وجود میں لایا اور پھر ہر نوع میں خاص خاص اوصاف پیدا کئے جن کی وجہ سے ایک دوسرے سے ممتاز ہوتے ہیں اور یہ قدرت صرف اسی خلاق علی الاطلاق کی ہے۔ خاصیت جو کوئی اس اسم کو ستر ہزار بار پڑھے گا مطالب اور مقاصد پورے ہو جائیں گے اگر کوئی غم یا مصیبت پیش آجائے تو ایک ہزار بار يَابَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پڑھے انشاء اللہ غم اور مصیبت دور ہو جائے گی، اگر عشاء کی نماز کے بعد يَابَدِيْعُ الْعَجَائِبِ بِالْخَيْرِ يَابَدِيْعُ کو بارہ روز تک روزانہ بارہ سو مرتبہ پڑھے تو جس کام کے لئے پڑھے گا انشاء اللہ عمل پورا کرنے سے پہلے کام ہو جائے گا بزرگوں کے عملیات میں بھی یہ وظیفہ موجود ہے اور مجرب ہے۔

۹۶۔ الباقی ہمیشہ رہنے والا۔ اللہ ابدی الابد ہے مستقبل میں اس کے لئے فنا نہیں اور قدیم بھی۔ خاصیت جو کوئی اس اسم مبارک کو روزانہ ایک ہزار بار پڑھے گا ہر قسم کے ضرر اور نقصان سے محفوظ رہے گا۔

۹۷۔ الوارث تمام مخلوقات کا وارث۔ اللہ پاک تمام مخلوقات کا وارث ہے جب اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے تو زمین و آسمان اور جو ان میں ہیں سب فنا ہو جائیں گے اس لئے ارشاد فرمایا ہے اِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْاَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا وَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ بے شک ہم زمین اور جو کچھ زمین پر ہے سب کے وارث ہیں اور ہماری طرف سب کی بازگشت ہے تو اصلی مالک ہر چیز کا خدا ہے اس لئے کہ اس کا خالق بھی تو خدا ہے انسان کی ملکیت عارضی ہے اور فانی ہے بے چارہ تصور کے گھوڑے پر سوار ہے۔ خاصیت طلوع آفتاب کے وقت اگر سو بار پڑھا جائے تو رنج و تکالیف سے محفوظ رہے گا۔

۹۸۔ الرشید راہ نما۔ اللہ پاک رشید ہے مسترشدین کی راہنمائی فرماتا ہے۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا خاصیت جس کو کسی کام کے حل کی تدبیر سمجھ نہ آوے مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان ایک ہزار بار اس اسم مبارک کو پڑھے عقدہ حل ہو جائے گا اور اگر ہمیشہ اس کا ورد جاری رکھے تو مہمات حل ہوں گی اور کاروبار میں ترقی ہوگی۔

۹۹۔ الصبور بہت صبر کرنے والا۔ اللہ پاک صبور ہیں بندے اس کے لئے شریک ٹھہراتے ہیں اس کے لئے بیٹے بیٹیاں مقرر کرتے ہیں اور باوجود قدرت کے دنیا میں ان کو سزا نہیں دیتا ہے اور سزا کو تو چھوڑ دو اپنے احسانات و انعامات سے محروم نہیں فرماتا ہے

اور فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی قوم ایسی مجلس میں نہیں بیٹھے گی جو کہ مجھ پر درود پڑھنے کے بغیر اٹھ کر چلی جائے مگروہ متفرق ہوجائے گی اس طرح جیسے کہ انتہائی بدبودار سڑے ہوئے مردار سے اٹھے ہوں عباس رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا اس نے جنت کا راستہ چھوڑ دیا حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخیل ہے وہ شخص جس کے سامنے میرا نام لیا جاوے اور مجھ پر درود نہ پڑھے

بخیل	اربود	زاهد	بحر وبر
بهشتی	نہ	باشد	بحکم خبر

بخیل اگر تری اور خشکی تمام روئے زمین کا زاہد ہو حدیث کے حکم سے جنتی نہ ہوگا اور مشہور مقولہ ہے اَلْبَخِيْلُ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ زَاهِدًا بخیل اللہ کا دشمن ہے اگرچہ زاہد ہو

بلغ	العلٰے	بکما	لہ
کشف	الدجے	بجما	لہ
حسنت	جمیع		خصالہ
صلوا	علیہ		وآلہ

چیدہ چیدہ درود شریف

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَبَرَكَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا يَّغْبِطُهُ فِيْهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ مَمْلُوْحٍ بِقَوْلِكَ وَاَشْرَفِ دَاعٍ لِلْاِعْتِصَامِ بِحَبْلِكَ وَخَاتَمِ اَنْبِيَائِكَ وَرُسُلِكَ صَلٰوةً تُبَلِّغُنَا فِي الدَّارَيْنِ عَمِيْمَ فَضْلِكَ وَكَرَامَةَ رِضْوَانِكَ وَوُصْلِكَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تَكُوْنُ لَكَ رِضَاءً وَّلَهٗ جَزَاءً وَّلِحَقِّهٖ اَدَاءً وَّاَعْطِهِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ○

کسی نے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کو وفات کے بعد خواب میں دیکھا ان سے دریافت کیا کہ اللہ پاک نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا کہا بخش دیا پھر ان سے پوچھا کہ کس عمل سے تو کہا ان پانچ درودوں کے پڑھنے کی برکت سے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ اَنْ يُّصَلّٰى عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا اَمَرْتَنَا اَنْ نُّصَلِّيَ عَلَيْهِ

ابن فاکہانی سے روایت ہے کہ جو کوئی درود ذیل کو ستر بار پڑھے گا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھ لے گا اس پر جبیر اور ابن دواعہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول علیہ السلام نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھے قیامت میں بھی دیکھ

لے گا اور جس نے مجھے قیامت میں دیکھا میں اس کی شفاعت کروں گا وہ میرے حوض کوثر سے پانی پیئے گا اور اللہ تعالیٰ اس کے جسد کو آگ دوزخ پر حرام کردے گا وہ درود یہ ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی رُوْحِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَرْوَاحِ وَصَلِّ عَلٰی جَسَدِ مُحَمَّدٍ فِی الْاَجْسَادِ وَصَلِّ عَلٰی قَبْرِ مُحَمَّدٍ فِی الْقُبُوْرِ اَللّٰھُمَّ اَبْلِغْ رُوْحَ مُحَمَّدٍ مِنِّیْ تَحِیَّۃً وَّسَلَامًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ ○ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کُلَّمَا غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ ○

حسن بن علی اسرائی نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس درود مبارک کو کسی آفت یا کسی مصیبت کے وقت ایک ہزار بار پڑھے اللہ اس کو مقصد میں کامیاب فرمائے گا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّاٰتِ وَتَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیَاتِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ (اخیر میں اگر یہ اضافہ کرے تو بہتر ہوگا) اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ○ عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ ایک نابینا سرور کونینؐ کے پاس آئے تھے یہی دعا انکو بھی بتائی تھی انہوں نے پڑھ لی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بینا کردیا یعنی انکی آنکھیں روشن ہوگئیں

اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْاَرْوَاحِ وَالْاَجْسَادِ الْبَالِیَۃِ اَسْئَلُکَ بِطَاعَۃِ الْاَرْوَاحِ الرَّاجِعَۃِ اِلٰی اَجْسَادِھَا وَبِطَاعَۃِ الْاَجْسَادِ الْمُلْتَئِمَۃِ بِعُرُوْقِھَا وَبِکَلِمَاتِکَ النَّافِذَۃِ فِیْھِمْ وَاَخْذِکَ الْحَقَّ مِنْھُمْ وَالْخَلَائِقُ بَیْنَ یَدَیْکَ یَنْتَظِرُوْنَ فَصْلَ قَضَائِکَ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَکَ وَیَخَافُوْنَ عِقَابَکَ اَنْ تَجْعَلَ النُّوْرَ فِیْ بَصَرِیْ وَذِکْرَکَ بِاللَّیْلِ وَالنَّھَارِ عَلٰی لِسَانِیْ وَعَمَلًا صَالِحًا فَارْزُقْنِیْ

مسنون دعائیں

دعاء فاطمۃ الزاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ کون سی چیز تجھے میری وصیت سے منع کرتی ہے سنو میری وصیت ہے کہ یہ دعا پڑھ لیا کرو

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ لَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ

سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا

حضرت ابراہیم علیہ السلام صبح کے وقت یہ دعا مانگتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا خَلْقٌ جَدِیْدٌ فَافْتَحْہُ عَلٰی بِطَاعَتِکَ وَاخْتِمْہُ لِیْ بِمَغْفِرَتِکَ وَرِضْوَانِکَ وَارْزُقْنِیْ فِیْہِ حَسَنَۃً تَقَبَّلْھَا مِنِّیْ وَزَکِّھَا وَضَعِّفْھَا لِیْ وَمَا عَمِلْتُ فِیْہِ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَاغْفِرْھَا لِیْ اِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ وَدُوْدٌ کَرِیْمٌ

عیسیٰ علیہ السلام کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ لَا اَسْتَطِیْعُ دَفْعَ مَا اَکْرَہُ وَلَا اَمْلِکُ نَفْعَ مَا اَرْجُوْا وَاَصْبَحَ الْاَمْرُ بِیَدِ غَیْرِیْ وَاَصْبَحْتُ مُرْتَھِنًا بِعَمَلِیْ وَلَا فَقِیْرَ اَفْقَرُ مِنِّیْ

اَللّٰھُمَّ لَا تُشْمِتْ بِیْ عَدُوِّیْ وَلَا تَسُوْٓءْ بِیْ صَدِیْقِیْ

وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتِىْ فِىْ دِيْنِىْ وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا
أَكْبَرَ هَمِّىْ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَىَّ مَنْ لَّا يَرْحَمُنِىْ يَا
حَىُّ يَاقَيُّوْمُ
اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَعْلَمُ سِرِّىْ وَعَلَا نِيَتِىْ فَاقْبَلْ
مَعْذِرَتِىْ وَتَعْلَمُ حَاجَتِىْ فَاعْطِنِىْ سُؤْلِىْ وَتَعْلَمُ
مَافِىْ نَفْسِىْ فَاغْفِرْلِىْ ذُنُوْبِىْ اَللّٰهُمَّ إِنِّىْ اَسْئَلُكَ
إِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِىْ وَيَقِيْنًا صَادِقًا حَتّٰى اَعْلَمَ
اَنَّهٗ لَنْ يُّصِيْبَنِىْ اِلَّا مَا كُتِبَتْ عَلَىَّ وَالرِّضَا بِمَا
قَسَمْتَ لِىْ يَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ○

حضرت معاذ بن انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو بندہ کھانا کھاکے اور پھر یہ کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنِىْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّىْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ تو اس حمد اور شکر کی برکت سے اس کے سارے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے

میزبان کے لئے دعا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو الشیم رضی اللہ نے کھانا تیار کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہ کی دعوت کی جب سب کھانا کھاکر فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو بدلہ دو عرض کیا گیا ان کو کیا بدلہ دیا جاسکتا ہے آپؐ نے فرمایا جب کسی بھائی کے گھر جاؤ اور وہاں کچھ کھاؤ پیو اور پھر اس کے لئے خیر و برکت کی دعا کرو تو یہی تمہاری طرف سے اس کا بدلہ ہے

بے چینی خوف وہراس کی دعا

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا

پریشانی کی دعا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی کوئی پریشانی لاحق ہوئی تھی تو یہ مبارک کلمات پڑھا کرتے تھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ

دعا برائے دفع تفکرات

حضرت انس سے روایت ہے کہ جب کبھی رسول کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کو فکر اور پریشانی ہوتی تھی تو یہ اسماء پڑھتے تھے يَاحَىُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اور لوگوں کو بھی فرماتے تھے يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ سے چمٹے رہو یعنی ان مبارک ناموں کا ورد کرتے رہو چونکہ یا حی یا قیوم بعض روایات کے مطابق اسم اعظم ہے اور یا ذالجلال والاکرام کے متعلق بھی اسم اعظم ہونے کی روایت موجود ہے

حضرت یونس کی دعا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّىْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ تو جو مسلمان بندہ اپنی کسی مصیبت میں ان کلمات سے دعا کرے گا اللہ اس کی دعا کو قبول فرمائے گا اور مشکل آسان کرے گا

بیماری سے شفایابی کیلئے دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی بیمار ہوتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ اس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دعا پڑھتے۔ اَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ فَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِىْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُكَ

شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

جبریل امین کی دعا

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ بیمار ہوئے تو جبریل امین آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو تکلیف ہوگئی حضورؐ نے فرمایا ہاں تو جبریل امین نے یہ دعا پڑھ کے جھاڑا اور اللہ نے شفادی کلمات یہ ہیں بِسْمِ اللّٰهِ أُرْقِيكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ وَحَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللّٰهِ أُرْقِيكَ

ایک انتہائی جامع اور مبارک دعا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حجۃ الوداع میں میدان عرفات میں شام کے وقت یہ خاص دعا تھی اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِي وَتَرَى مَكَانِي وَتَعْلَمُ سِرِّي وَعَلَانِيَتِي لَا يَخْفَى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِي وَأَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيرُ الْمُسْتَغِيثُ الْمُسْتَجِيرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِي أَسْأَلُكَ مَسْأَلَةَ الْمِسْكِينِ وَأَبْتَهِلُ إِلَيْكَ ابْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيلِ وَأَدْعُوكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيرِ وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهُ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهُ وَذَلَّ لَكَ جِسْمُهُ وَرَغِمَ لَكَ أَنْفُهُ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَكُنْ بِي رَءُوفًا رَحِيمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُولِينَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِينَ۔

ترجمہ:۔ اے اللہ تو میری ہر بات سنتا ہے اور جہاں جس حال میں ہوں تو اس کو دیکھتا ہے اور تو میرے ظاہر اور باطن سے باخبر ہے تجھ سے میری کوئی بات چھپی نہیں ہے میں پریشان ہوں محتاج ہوں فریادی ہوں پناہ جو ہوں ترساں ہوں ہراساں ہوں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں تجھ سے سوال کرتا ہوں جیسے کوئی عاجز مسکین بندہ سوال کرتا ہے تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں جیسے کوئی گنہگار ذلیل و خوار گڑگڑاتا ہے اور تجھ سے دعا کرتا ہوں جیسے کوئی خوف زدہ آفت رسیدہ دعا کرتا ہے اور اس بندے کی طرح مانگتا ہوں جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہو اور آنسو بہہ رہے ہوں اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کیئے ہوئے ہو اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہون اے اللہ تو مجھے اس دعا میں ناکام ونامراد نہ رکھ اور میرے حق میں بڑا مہربان ونہایت رحیم ہو جا اے ان سب سے بہتر و بہتر جن سے مانگنے والے مانگتے ہیں اور اے بہتر دینے والے

نہ ان کے رزق میں کمی کرتا ہے نہ آسمان سے ان پر پتھر برساتا ہے نہ زمین میں ان کو دھنساتا ہے بلکہ سب کچھ یوم الحشر پر چھوڑ رکھا ہے اور اگر بعض سرکشوں کو دنیا میں سزا دی ہے تو اپنی قدرت کے اظہار اور مخلوق کی عبرت کے لئے دی ہے جیسا کہ قوم لوط پر پتھر برسائے قارون کو زمین میں دھنسایا تو اللہ پاک خود بھی صبور ہیں اور صبر کرنے والوں کو پسند بھی فرماتے ہیں۔ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ خاصیت اگر کسی کو رنج وغم پیش آئے تو اس اسم اعظم کو روزانہ ۱۲۰ بار چند روز تک پڑھے انشاء اللہ رنج وغم سے نجات پائے گا۔ اور اطمینان قلبی نصیب ہوجائے گا اور اگر روزانہ ورد رکھے تو دشمنوں کے ضرر اور حاسدوں کے حسد سے محفوظ رہے گا۔

رحم کر اپنے نہ آئینِ کرم کو بھول جا
ہم تجھے بھولے ہیں لیکن تو نہ ہم کو بھول جا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (نسائی)

اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو سو ایک نام ہیں اور بعض صوفیہ کرام کے نزدیک ایک ہزار نام ہیں اور ابن فارس کے نزدیک دو ہزار بیس نام ہیں لیکن صاحب دلائل الخیرات نے دو سو ایک نام ذکر فرمائے اور لکھے بھی ہیں۔ ان سب میں زیادہ مشہور نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے۔ یہ نام آپؐ کے دادا عبدالمطلب نے رکھا ہے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کے خاندان میں تو اس قسم کا نام نہیں تھا آپ نے کیوں یہ نام رکھا جواب دیا میں امید کرتا ہوں کہ آسمان اور زمین والے اس کی تعریف کریں گے۔ اور آدم سے لے کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش تک یہ نام کسی کے لئے نہیں رکھا گیا تھا اور حضرت کعب الاحبارؓ جو ایک جلیل القدر صحابی ہیں انہی نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بیان فرمایا ہے کہ اللہ پاک نے جب نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا تو اس نے سجدے میں جاکر الحمد للہ پڑھ لیا رب العزت نے فرمایا وَلِذٰلِکَ خَلَقْتُکَ وَسَمَّیْتُکَ مُحَمَّدًا" ترجمہ میں نے اپنی حمد کیلئے تجھے پیدا کیا ہے اور تیرا نام میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھا۔ احقر کو یہ وجہ تسمیہ زیادہ پسند ہے ان ناموں کی تفصیل آگے بیان ہوتی ہے۔

۱۔ محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) محمد کا معنی بہت تعریف کیا گیا۔ تعریف میں مبالغہ ہے اور اس میں شک نہیں جتنی بھی تعریف رسول علیہ السلام کی گئی ہے وہ مخلوق میں کسی کی نہیں ہوئی ہے۔ اللہ نے اپنے نام کے ساتھ کلمہ شہادت میں کلمہ توحید میں اذان اور اقامت میں اپنے نام مبارک کے بعد ان کا نام محمد رسول اللہ مقرر فرمایا ہے۔

۲۔ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ بھی حمد میں مبالغہ کا صیغہ ہے جن کی حمد کی گئی ہے ان میں سب سے برتر اور سب سے افضل ہیں۔

۳۔ حامد تعریف کرنے والا تو جو تعریف اور حمد آپ نے رب العزت کی شان میں فرمائی ہے اور کسی نے نہیں کی ہے۔

۴۔ محمود حمد کیا گیا یہ نام زبور داؤد علیہ السلام میں آیا ہے۔

۵۔ احید یہ نام تورات میں آیا ہے۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میرا نام قرآن میں محمد، انجیل میں احمد اور تورات میں احید ہے یہ نام اس لئے ہے کہ روز قیامت میں اپنی امت کو جہنم کی آگ سے بچالوں گا۔

۶۔ وحید معنی واحد، فرید اس لئے کہ آپ ذات اور صفات میں منفرد ہیں مخلوق میں آپ کے برابر نہ کوئی علم میں ہے نہ اسرار میں نہ انوار میں نہ خصائل میں نہ شمائل میں۔

۷۔ ماح کفر کو محو نیست و نابود کرنے والا۔ حدیث شریف میں آیا ہے میں وہ ہوں کہ میری وجہ سے ان لوگوں کے گناہ مٹا دیئے جائیں گے جو میری متابعت کو اختیار کریں گے۔

۸۔ حاشر حدیث میں ہے میں وہ ہوں جو کہ ساری مخلوق کا حشر میرے قدم پر ہو گا یعنی میں آگے ہوں گا اور وہ میرے پیچھے ہوں گے اور یہ معنی بھی مراد ہو سکتا ہے کہ سب سے پہلے حشر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو گا بعد میں مخلوق کا۔ جنت میں پہلے آپؐ اور آپ کی امت داخل ہو گی۔ بعد میں مخلوق اور یہ وہ اعزاز ہے جو اور کسی کو نصیب نہیں ہو گا۔

۹۔ عاقب پیچھے آنے والا۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے انبیاء سے پیچھے آئے ہیں۔ اور عیسیٰ علیہ السلام اگرچہ پھر دنیا میں آسمان سے نزول فرمائیں گے لیکن وہ شریعت محمدی پر چلیں گے اور اپنی نبوت نہیں چلائیں گے کہا گیا ہے کہ مسلک حنفی پر فیصلے کریں گے اور عاقب کے معنے پیچھے چھوڑنے والے کے بھی آتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مخلوق کو مقامات قرب میں پیچھے چھوڑ دیا ہے۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

۱۰۔ طٰہٰ رسول کریم علیہ التحیہ والتسلیم نے فرمایا ہے قرآن میں میرے سات نام ہیں ایک ان میں سے طٰہٰ ہے اور معنی اس کا طاہر یا ہادی ہیں طا سے طاہر ہا سے ہادی۔

۱۱۔ یٰس معنی یا انسان دوسری تفسیر یا سید البشر اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور تمجید کی طرف اشارہ ہے تمام بنی نوع انسان کا سردار۔

۱۲۔ طاہر پاک تو رسول اکرم صلی اللہ پاک ہیں۔ ہر عیب سے اخلاق میں بھی پاک ہیں وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور جسد مبارک بھی پاک ہے یہاں تک کہ علماء کا اتفاق ہے کہ جس نطفہ سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی ہے وہ پاک ہے۔

۱۳۔ مطہر ہا کا زبر یعنی پاک کیا ہوا اور اس میں شک نہیں کہ اللہ پاک نے آپ کو ہر عیب سے پاک کیا ہے۔

۱۴۔ طیب پاک خوشبودار۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پاک خوشبودار تھے خوشبو کا یہ حال تھا کہ کسی بچے کے سر پر دست مبارک رکھتے تو اس کے سر سے خوشبو آتی تھی اور معلوم ہوتا تھا کہ اس کے سر پر دست مبارک رکھا گیا ہے اور جس راستہ سے تشریف لے جاتے تھے وہ معطر ہو جاتا تھا۔

یَا خَیْرَ مَنْ دُفِنَتْ فِی التُّرَابِ اَعْظُمُہٗ
فَطَابَ مِنْ طِیْبِہِنَّ الْقَاعُ وَالْاَکَمُ

ترجمہ۔ اے بہتر ان لوگوں سے جن کی ہڈیاں قبروں میں دفن کی گئی ہیں پس خوشبودار ہو گئی اس کی وجہ سے ہموار زمین اور غیر ہموار زمین۔

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاکِنُہٗ
فِیْہِ الْعِفَافُ وَفِیْہِ الْجُوْدُ وَالْکَرَمُ

ترجمہ۔ میرا نفس قربان ہو اس قبر پر جس میں آپ آرام فرما ہیں اسی میں عفت ہے اور اسی میں سخاوت ہے اور اسی میں کرم ہے۔

۱۵۔ سیدنا سید سردار حدیث شریف میں ہے اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ آدَمَ الخ تمام انبیاء میدان حشر میں مخلوق کو کہیں گے اِنْطَلِقُوا اِلٰی سَیِّدِ وُلْدِ آدَم دوسری حدیث میں ہے اَنَا سَیِّدُ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اور سردار تمام انبیاء قوم مرسلین نفسی نفسی کہیں گے اور آپ کو کہا جائے گا اِشْفَعْ تُشَفَّعْ شفاعت کرو آپ کی شفاعت قبول ہے۔

۱۶۔ ۱۷۔ سیدنا رسول و سیدنا نبی ان دونوں ناموں سے اللہ نے آپ کو قرآن میں یاد فرمایا ہے

یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ یَاَیُّھَا النَّبِیُّ

رسول اور نبی کی تعریف میں بہت روایات ہیں آسان فرق یہ ہے کہ رسول صاحب کتاب ہوتا ہے اور نبی رسول کی کتاب پر عمل

کرواتا ہے۔ جتنے انبیاء اور رسول پہلے گزر چکے ہیں ان کی رسالت یا نبوت یا نیابتا" تھی سب سے اللہ پاک نے عہد لیا تھا کہ اگر تم نے میرے حبیبؐ کا زمانہ پالیا تو لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اس پر ایمان لاؤ گے اور اس کی مدد کرو گے یہ اقرار اظہار سیادت کے لئے ہوا تھا۔

۱۸۔ سیدنا رسول الرحمۃ اللہ پاک نے آپ کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کے بھیجا ہے یہاں تک کہ کفاروں کے لئے بھی دنیا میں رحمت ہیں کہ وہ دنیاوی عذاب سے محفوظ ہیں اور مومنین کے لئے دنیا اور عقبیٰ دونوں میں رحمت ہیں۔

۱۹۔ سیدنا قیم معانی بہت ہیں ایک لیتا ہوں
اَلْقَائِمُ بِاُمُوْرِ الْخَلْقِ وَمُدَبِّرُ الْعَالَمِ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِهِمْ
اور یقیناً" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے تمام حوائج دینی اور دنیوی کا خیال رکھا ہے اور ان کا نفع و نقصان سب ان کو بتا دیا ہے۔

۲۰۔ سیدنا جامع جمع کرنے والا ہے تمام ان کمالات کا جو تمام انبیاء اور رسولوں میں ہیں کیونکہ آپ بذرۃ الوجود ہیں گویا آپ بیج ہیں اور تمام عالم درخت کے مانند ہیں درخت کا وجود بیج پر ہوتا ہے۔

۲۱۔ ۲۲۔ سیدنا مقتف وسیدنا المقفی دونوں اسماء مبارکہ تقفا سے ہیں جس کے معنے پیچھے کے ہوتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب انبیاء اور رسولوں سے دنیا میں پیچھے آئے تو دفتر نبوت آپ پر سربمہر ہو گیا اب کوئی نبی پیچھے آنے والا نہیں اور ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے قَفَا الْکُلَّ یعنی ہر چیز کو پیچھے چھوڑا دنیا اور دنیا کی سب نعمتیں فراموش کردیں کسی چیز کی طرف التفات تک نہیں کیا بلکہ اپنے مولیٰ کی محبت اور معرفت میں ہی مستغرق رہے۔

۲۳۔ سیدنا رسول الملاحم ملاحم جمع کا صیغہ ہے مفرد اس کا ملحمۃ ہے معنی اس کا لڑنا ہے اور اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد کی طرف اشارہ ہے کہ دین حق کے اعلاء کیلئے آپؐ نے اتنے جہاد کئے ہیں کہ ان سے پہلے کسی نبی یا رسول نے اتنے نہیں کئے ہیں اور یہ سلسلہ جہاد امت میں جاری رہے گا یہاں تک کہ دجال اعور کو قتل کردیں گے۔

۲۴۔ سیدنا رسول الراحۃ معنے مشہور ہے یہ نام اس لئے کہ مومنوں کیلئے دنیا میں سبب راحت ہیں اس لئے کہ پہلی امتوں پر جو تکلیفیں آئی تھیں وہ اس امت سے اٹھالی گئیں۔ وَجَبَتْ شَفَاعَتِیْ لِعُصَاةِ اُمَّتِیْ اور کافروں کے لئے بھی دنیا میں راحت ہے کہ وہ دنیا میں عذاب سے محفوظ ہیں۔

۲۵۔ سیدنا کامل یعنی کامل ہیں اللہ کی عبادت میں ہر عابد سے کامل ہیں تمام فضائل میں کامل ہیں۔ علوم میں، اعمال میں، اخلاق میں، احوال میں اور اوصاف میں۔

۲۶۔ سیدنا اکلیل زبور میں اس نام سے مشہور تھے اکلیل معنے تاج کے ہیں جیسے بادشاہ کی زینت تاج سے ہے اسی طرح عالم وجود کی زینت آپ سے ہے تو آپ تاج الوجود اور زینت الوجود ہیں۔

۲۷۔ ۲۸۔ سیدنا مدثر وسیدنا مزمل یہ دونوں نام ہم معنی ہیں اے کپڑے اوڑھے ہوئے معنی بہت بیان ہوئے ہیں ایک معنی یہ ہے اے نبوت کی چادر کو اوڑھے ہوئے اٹھو، تبلیغ شروع کرو۔ یاد رکھنا چاہئے کہ ان دونوں ناموں سے ابتدائے نبوت میں یاد فرمائے گئے ہیں جب تبلیغ کا کام شروع کیا تو پھر یَااَیُّهَا النَّبِیُّ اور یَااَیُّهَا الرَّسُوْلُ سے یاد فرمایا گیا ہے۔

۲۹۔ سیدنا عبد اللہ یہ وہ ممتاز نام ہے جو کہ کسی نبی کو عطا نہیں ہوا ہے کہ کسی کو عبد "الشکور" کسی کو نعم العبد تو کہا گیا ہے لیکن عبد اللہ کا خطاب خاص ہمارے نبی کے لئے ہے اس کا معنے

ہے اللہ کا بندہ۔ مقام عبدیت اشرف المقامات میں سے ہے ایجاد عالم عبدیت کے لئے ہوئی ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ تو مقام عبدیت میں جو ممتاز تھے وہ ہمارے نبی محترمؐ کی ذات گرامی تھی اس لئے آپ کا نام نامی عبداللہ رکھا گیا۔ معراج جو اشرف المقامات میں سے ہے کسی ملک مقرب یا نبی مرسل کو نصیب نہیں ہوئی۔ اس میں شرف عبدیت سے نوازا گیا سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ اور فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى اور یہ نام اللہ جل شانہ کو بہت پیارا تھا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیارا تھا۔

۳۰۔ سیدنا حبیب اللہ ‖ اللہ پاک کا دوست۔ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول علیہ السلام سے روایت فرماتے ہیں ابراہیم اللہ کا خلیل ہے موسیٰ اللہ کا نجی ہے اور عیسیٰ روح اللہ ہے لیکن خبردار ہو میں اللہ کا حبیب ہوں ولافخر تو حبیب کے معنی میں وہ مبالغہ ہے جو خلتہ میں نہیں۔

۳۱۔ سیدنا صفی اللہ ‖ صفا سے ہے یعنی اپنی محبت کو اللہ کے لئے صاف کیا ہے کسی مخلوق کو اللہ پاک کے مقابلے میں دل میں جگہ نہیں دی ہے۔

۳۲۔ سیدنا نجی اللہ ‖ مناجات سے ہے اور یہ وہ کلام ہے جو راز میں ہو جیسا فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى یعنی رسول علیہ السلام سے شب معراج میں اللہ پاک نے وہ راز و نیاز کیا جو کسی کے ساتھ نہیں کیا ہے۔

۳۳۔ سیدنا کلیم اللہ ‖ اللہ پاک سے ہمکلام ہونے والا اور اس میں شک نہیں کہ شب معراج اللہ پاک نے آپ سے کلام فرمایا ہے۔

۳۴۔ سیدنا خاتم الانبیاء ‖ یعنی نبیوں کے سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والا آیت شریفہ میں خاتم النبین کا لقب پانے والا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ ارشاد فرمایا اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ مِنْۢ بَعْدِیْ آپ میرے لئے ایسے ہیں جسے موسیٰ کے لئے ہارون لیکن اتنی بات ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور فرمایا ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترجمہ۔ بے شک اللہ نے لکھا تھا مخلوق کی تقدیر کو آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے ۵۰ ہزار برس پہلے اور اس کا عرش اس وقت پانی پر تھا اور من جملہ اس لکھے ہوئے میں سے لوح محفوظ میں یہ بھی لکھا ہوا تھا محمد نبی آخر الزماںؐ ہیں اور نبوت آپ پر ختم ہے۔ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ انبیاء مخلوق کو ہدایت کا راستہ بتلاتے ہیں شیطان کے پنجہ سے نکال کر صراط مستقیم پر لگاتے ہیں تاکہ قیامت کے دن کسی کو عذر نہ رہے اور یہ مقصد انبیائے سابقین سے پورا نہ ہوا تھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو اس مقصد کو تائید الٰہی کی بدولت علی وجہ الاتم پورا کیا۔ خاتم النبین کے تاج سے آپ نوازے گئے اور تا قیام قیامت ایسے خلفاء چھوڑ دیئے جن کو علماء ربانیین کہا جاتا ہے کہ تبلیغ کے مشن کو چلاتے رہیں گے۔

۳۵۔ سیدنا خاتم الرسل ‖ یعنی جب انبیاء ان پر ختم ہوئے تو رسل بدرجہ اولیٰ ختم ہوئے تشریح کی زیادہ ضرورت نہیں۔

۳۶۔ سیدنا محیی ‖ یعنی زندہ کرنے والا ایک کافر کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی اس نے جواب میں کہا کہ میری بیٹی مرگئی ہے اس کو زندہ کرو۔ پھر میں ایمان لے آؤں گا تو وہ آپؐ کے دعا اور اللہ کے حکم سے زندہ ہوگئی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول برحق ہونے کی شہادت دی اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بکری ذبح کی گئی تھی اور بھونی گئی تھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک اس پر رکھ کر کچھ فرمایا وہ زندہ ہو کر اٹھ گئی اور کان کو ہلاتی رہی۔ مردہ دلوں کو نور ایمان کے ساتھ زندہ کیا

اور مومنوں کو حیات دائمی اور جنت کے اعلیٰ مقامات بھی آپ کی وجہ سے ملیں گے اور آپ تمام عالم کے لئے روح اور حیات ہیں۔

۳۷۔ سیدنا منج یعنی نجات دینے والا۔ تو نبی کریم علیہ السلام اپنی امت کیلئے دنیا اور عقبیٰ میں سبب نجات ہیں دنیا میں کفر سے اسلام میں لائے نیز کفر کی وجہ سے کافروں پر جو عذاب آنے والا تھا اس سے ان کو نجات مل گئی۔ ترجمہ آیتہ اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ ان کو عذاب دینے والا اس حال میں کہ آپ ان میں ہیں اور نہیں ہے۔ اللہ پاک ان کو عذاب دینے والا اس حال میں کہ وہ استغفار پڑھتے ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ پاک نے میری امت کو دو امان دیئے ہیں ایک تو میرا وجود اور جب میں دنیا سے چلا جاؤں تو پھر استغفار قیامت تک اور آخرت میں خلود فی النار سے بہ سبب شفاعت کے نجات دلوا دیں گے۔

۳۸۔ سیدنا مذکر یعنی نصیحت کرنے والا۔ تذکیر بہت بڑی نعمت ہے الست کا جو عہد اللہ پاک نے ازل میں مخلوق سے لیا تھا دنیا میں آکر بھول گئے تو اللہ پاک نے اس عہد کی یاد دہانی کے لئے انبیاء مبعوث فرمائے سب کے سب یہی یاد دہانی کراتے رہے لیکن تکمیل اس کی نبی رحمت پر کی گئی۔

۳۹۔ سیدنا ناصر یعنی مدد کرنے والا۔ مومنوں کی مدد کی ہے نصیحت کے ذریعہ سے علم دین کے سکھانے اور کفر سے اسلام کی طرف لانے سے۔

۴۰۔ سیدنا منصور یعنی مدد کیا گیا۔ اللہ پاک نے آپ کی مدد فرمائی ہے دنیا میں اور عقبیٰ میں۔ دنیا میں تو اللہ پاک نے دشمنوں پر غالب فرمایا۔ اور کفاروں پر ایک مہینے کی مسافت سے رعب بیٹھ جاتا اور آخرت میں امت کے لئے قبولیت شفاعت کی وجہ سے منصور ہوئے۔

۴۱۔ سیدنا نبی الرحمتہ یعنی رحمت والا نبی اس لئے کہ وجود عالم کے لئے آپ کا وجود رحمت ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

۴۲۔ سیدنا نبی التوبتہ یعنی توبہ کا نبی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آدم علیہ السلام نے اللہ پاک کے نام کے ساتھ محمد علیہ السلام کا نام لکھا ہوا دیکھا تو آپ کے نام کو وسیلہ بنایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول فرمایا اور یہ پہلی توبہ ہے جو کہ نوع انسانی سے قبول ہوئی۔ آپ کی امت موصوف بالتوابین ہے۔ حدیث شریف میں آپ فرماتے ہیں۔ ترجمہ۔ اللہ کی قسم میں اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں اور رجوع کرتا ہوں اس کو دن میں ستر بار سے زیادہ اور سو تک کی بھی روایت ہے اور آپ سے یہ بھی روایت ہے فرمایا کہ میرے دل پر زنگ آجاتا ہے تو میں اللہ سے ستر بار مغفرت مانگتا ہوں لیکن سمجھنا چاہئے کہ یہ زنگ گناہ کا نہیں تھا بلکہ انوار کے حجابات ہوتے تھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت مقامات قرب میں ترقی کرتے رہتے تھے تو نیچے کے مقام سے استغفار کرتے تھے تو گویا ہر وقت استغفار میں مشغول رہتے تھے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر روز مقامات قرب میں سو درجے طے فرماتے تھے۔

۴۳۔ سیدنا حریص یعنی تمہارے ایمان پر حریص ہیں دلیل اس کی یہ آیت ہے لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ دوسری آیت اِنْ تَحْرِصْ عَلٰی ھُدٰھُمْ الخ حرص کا معنی شدت طلب اور بلاشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کی ہدایت کے لئے وہ تکالیف برداشت کی ہیں جن کو سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں لیلا "ونہارا" سرا و علنا" ایک ایک کو اور جماعتوں کو گھروں میں بازاروں میں دعوت ایمان دیتے رہے اور وہ لوگ الٹا ستاتے رہے دھمکاتے رہے پتھر مارتے رہے یہاں تک کہ سر کا خون جوتوں میں

جمع ہو جاتا تھا کمزوری کی وجہ سے دیواروں کو تکیہ لگاتے تھے اور پھر بھی یہی دعا مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ فَجَزَاہُ اللّٰہُ عَنَّا وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ آمِیْن اور جیسا کہ ظاہرا" بنی نوع انسان کے اسلام پر حریص تھے اسی طرح اصلاح باطن پر بھی حریص تھے اپنے اعمال حسنہ اور اعمال صالحہ کے ذریعہ سے ان کے باطن کو منور فرمایا اور یہ اصلاح کا سلسلہ امت کے صلحاء میں تاقیام قیامت جاری وساری رہے گا۔

۴۴۔ سیدنا معلوم تو آپ معلوم ہیں محتاج تعریف نہیں۔

۴۵۔ سیدنا شہیر آپ مشہور ہیں اطراف زمین میں مشرق میں ہو یا مغرب، جنوب ہو یا شمال، اس لئے آپ کی دعوت روئے زمین پر پھیل گئی تھی اور اسی طریقہ سے امم ماضیہ میں بھی مشہور تھے ان کے انبیاء آپ کا ذکر خیر فرماتے تھے اور اسی طرح آسمانوں میں بھی۔

۴۶۔۴۷۔ سیدنا شاہد وسیدنا شہید آپ بنص آیت قرآنی شاہد ہیں اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا۔ میں نے آپ کو امت پر شاہد بنایا یہ کہ آپ کو شاہد بھیجا ہے۔ گزشتہ انبیاء کی تبلیغ اور ان کی امتوں کے انکار پر وَیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْکُمْ شَھِیْدًا" یعنی امم سابقہ اپنے انبیاء کی تبلیغ سے منکر ہو جائیں گی اور کہیں گی کہ ان رسولوں نے اے اللہ آپ کے احکام ہمیں پہنچائے نہیں ورنہ تو ہم ضرور ایمان لے آتے تو اللہ تعالی امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان امتوں پر شہادت کے لئے بلائے گا، یہ شہادت دیں گے تو وہ امتین اعتراض کریں گی کہ تم کیسے شہادت دیتے ہو تم تو ہمارے زمانہ میں نہیں تھے وہ جواب دیں گے کہ ہم نے اللہ کی کتاب میں پڑھا تھا وہ سچی اور اس کا نبی بھی سچا ہے اس کے بعد نبی علیہ السلام کو اللہ پاک بلائے گا وہ شہادت دے دیں گے کہ یا اللہ میری امت سچی ہے تو رسول علیہ السلام اپنی امت پر شاہد ہو جائیں گے یا اللہ ہمیں اس کا اہل بنا۔ شاہد کے لئے شریعت میں عادل ہونا ضروری ہے یا اللہ ہمیں گمراہی سے محفوظ فرما۔ آمین۔

۴۸۔ سیدنا مشہود یعنی ان کے پاس فرشتے حاضر رہتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ بسا اوقات فرشتے حاضر خدمت رہتے ہیں۔

۴۹۔ سیدنا بشیر

۵۰۔ سیدنا مبشر

۵۱۔ سیدنا نزیر

۵۲۔ سیدنا منذر

یعنی اہل طاعت کو ثواب، مغفرت اور جنت کی بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اہل معصیت کو دوزخ کی آگ سے۔

۵۳۔ سیدنا نور دلیلہ قولہ تعالی قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ ایک تفسیر میں نور سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مراد لئے گئے ہیں دوسری تفسیر میں قرآن کریم اور اس میں شک نہیں کہ دونوں نور ہیں۔

۵۴۔ سیدنا سراج یعنی چراغ ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ پاک نے آپ کو سراج کے لقب سے یاد فرمایا ہے۔ وَسِرَاجًا" مُّنِیْرًا" تو آپ قلوب مومنین کے لئے سراج ہیں جو احکام اللہ کی طرف سے لائے اس کے ذریعہ سے مومنین وعارفین کے قلوب کو منور فرمایا تو اپنی ذات میں نیر ہیں اوروں کے لئے منیر ہیں۔ سراج حسی ظلمت حسی کو زائل کر کے خفی اشیاء کو ظاہر کرتا ہے اور نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ظلمت جہل کو زائل کر کے معانی خفیہ بصائر پر ظاہر کرتا ہے۔ اور پھر سراج معنوی یعنی نور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم تاقیام قیامت موجود رہے گا نہ اس کے لئے حجاب ہے نہ کوئی رکاوٹ۔ جب بھی اہل ایمان اس سے اقتباس کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ یہ نور غائب نہیں ہوتا بلکہ موجود ہے ہر زمان میں ہر مکان میں۔ یا اللہ ہمیں اس نور سے اقتباس کی اہلیت نصیب فرما۔ آمین!

۵۵۔ سیدنا مصباح یعنی چراغ۔ یہ سراج کا ہم معنی ہے اس لئے مزید تشریح کا محتاج نہیں۔

۵۶۔ سید نا ھدی ہدایت عظیم، یعنی اپنی ذات میں مکمل ہدایت ہیں مقصد مبالغہ ہے یا معنی ہادی کے ہیں یعنی امت کو سیدھا راستہ بتانے والے اور جس نے اس راستے کو اختیار کیا تو منزل مقصود تک پہنچ گیا۔

۵۷۔ سید نا مھدی راستہ بتانے والا۔ اور آپ مخلوق کو اللہ کا راستہ بتاتے تھے یہاں تک کہ مخلوق کو آپ کی ہدایت کی بدولت ایمان نصیب ہوا۔ اللہ کی معرفت اور توحید نصیب ہوئی۔

۵۸۔ سیدنا منیر نورانی بنانے والا۔ دلیل آیت کریمہ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا تو آپ خود بھی نور ہیں اوروں کو بھی نور سے منور کردیا تو آپ فی نفسہ منیر ہیں اللہ پاک نے پہلے آپ کا نور پیدا کیا آپ منیر لغیرہ ہیں بعد میں جب امت آپ کی شریعت کی روشنی میں چلتی ہے تو راہ نجات پر فائز ہوجاتی ہے۔

۵۹۔ سیدنا داع اس کے دو معنے ہوسکتے ہیں ایک معنی دعا اللہ اللہ پاک کو یاد کرتا ہے جیسا آیت کریمہ ہے اِنَّمَا اَدْعُوْا رَبِّیْ الخ دوسرا معنے دعا الی اللہ یعنی مخلوق کو اللہ کی طرف بلانے والا جیسا آیت شریفہ میں ہے وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ دوسری آیت میں بھی ہے قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِیْ اَدْعُوْا اِلَى اللّٰهِ

۶۰۔ سیدنا مدعو بلایا گیا۔ اللہ پاک نے آں سرور عالم کو اعزازی ناموں سے بلایا ہے جیسے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ، یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ دوسرے انبیاء اپنے ناموں سے یاد کئے گئے ہیں نیز آپ کی وجہ سے آپ کی امت کو بھی اعزازی ناموں سے یاد کیا گیا۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اور امم سابقہ یَا اَیُّهَا الْمَسَاكِيْنُ سے یاد کئے گئے ہیں کتنا بڑا فرق ہے دونوں خطابوں میں یا یہ معنی ہے ادن یَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ اُدْنُ يَا اَحْمَدُ اُدْنُ يَا مُحَمَّدُ یہ آواز اس وقت دی گئی جب کہ شب معراج جبریل امین آگے جانے سے قاصر رہے اور کہا

اگر یک سرموئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

ترجمہ۔ اگر ایک بال برابر پرواز کروں تو تجلیات ربانی میرے پروں کو جلادیں گی۔ تو آپؐ تنہا رہ گئے آپؐ کے اور رب الجلال کے درمیان ستر ہزار حجابات نور کے حائل تھے۔ رب العزت نے اپنے مہمان کو آواز دی قریب آجاؤ۔ قریب آجاؤ۔ قریب آجاؤ۔ اب میرے اور تیرے درمیان اور کسی کی گنجائش نہیں یہاں نہ ملک مقرب آسکتا ہے نہ نبی مرسل۔

۶۱۔ سیدنا مجیب جواب دینے والا تو آپ سب سے پہلے جواب دینے والے ہیں جب اللہ پاک نے فرمایا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى تو آپؐ نے فرمایا بلی ہاں آپ ہمارے رب ہیں اور اصحاب کرام نے بھی اگر کسی دعوت میں یا اپنے حوائج میں بلایا ہے تو جواب لبیک کے ساتھ دیا ہے کبھی انکار نہیں کیا ہے۔

۶۲۔ سیدنا مجاب یعنی آپ کی دعا رب کریم نے قبول کی ہے جو کچھ اللہ پاک سے مانگا ہے دیا گیا ہے یہاں تک کہ شفاعت عظمی کی اجازت کے لئے جب سر بسجود ہوجائیں گے تو حکم ہوجائے گا اِشْفَعْ تُشَفَّعْ سر اٹھاؤ شفاعت شروع کرو قبول ہوجائے گی کوئی دوسرا جرات نہیں کرسکے گا یہ صرف آپ ہی کا مقام ہے۔ آپؐ کی امت قیامت کے دن تمام انبیاء کی امتوں سے زیادہ ہوگی۔

۶۳۔ سیدنا حفی نہایت مہربان اور یقیناً" آپ بہت مہربان تھے اپنے اصحاب پر اہل بیت پر، اولاد پر اور آپ بہت مہرباں تھے اپنی قوم پر اور بہت اہتمام فرماتے تھے ان کی نصیحت، ہدایت اور دعوت اسلام پر۔

۶۴۔ سیدنا عفو معنے ظاہر ہے قرآن میں اور تورات میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف عفو سے بیان کیا گیا ہے۔ آپ کی فطرت میں اذیت کی برداشت اور غیر کے ساتھ حسن سلوک تھا کبھی اپنے نفس کے لئے کسی سے انتقام نہیں لیا۔ کسی انسان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی کسی مسلم کو لعنت سے یاد نہیں کیا افسوس آج کل مسلمان مسلمان کو بغیر ثبوت شرعی کے کفر میں دھکیلتے ہیں اور اپنی عاقبت کو برباد کرتے ہیں۔ جنگ احد میں دندان مبارک شہید ہوگئے لب مبارک زخمی ہوگیا' خون چہرہ انورؐ سے بہتا تھا۔ اصحاب کرامؓ کو بہت ناگوار گزرا' عرض کیا آپ ان کے حق میں بددعا کریں تو اس حالت میں یہ جواب ارشاد فرمایا اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا بَلْ بُعِثْتُ دَاعِیًا وَّرَحْمَۃً

۶۵۔سیدنا ولی معنی قریب دوست اور یہ یقینی امر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے دوست بھی ہیں اور قریب بھی۔

۶۶۔سیدنا حق ضد ہے باطل کی یعنی اللہ کی طرف سے حق لے کر مخلوق کی ہدایت کے لئے دنیا میں تشریف لائے ہیں۔

۶۷۔سیدنا قوی قوی ہیں۔ اوامر کی متابعت میں اور نواہی سے اجتناب میں۔ قوی ہیں حقوق اللہ کی ادائیگی میں اور حقوق العباد کی ادائیگی میں۔

۶۸۔سیدنا امین یہ وہ مبارک نام ہے جس سے نبوت سے پہلے قریش مکہ آپ کو یاد کرتے تھے اور حدیث میں ہے اِنِّیْ لَاَمِیْنٌ فِی الْاَرْضِ وَاَمِیْنٌ فِی السَّمَآءِ

۶۹۔سیدنا مامون مامون وہ ہوتا ہے جس سے شر کا کسی کو خطرہ نہ ہو' معنے ظاہر ہے۔

۷۰۔سیدنا کریم قرآن کریم سے ثبوت اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ اور حدیث سے اَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ اکرم وہ ہوتا ہے جو غیر پر افضل ہو۔

۷۱۔سیدنا مکرم صیغہ اسم مفعول ہے بزرگی دی گئی بزرگی دینے والا اللہ پاک ہے۔

۷۲۔سیدنا مکین صاحب رتبہ۔ اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی علو منزلت کی طرف اشارہ ہے اور اسی علو منزلت کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ ملایا اور کسی نبی کو یہ مقام حاصل نہیں اور آپ کے اسم مبارک کو اپنے اسم مبارک کے ساتھ ملایا تو ابتداء میں ساق عرش پر آپ کا نام نامی لکھا اور اخیر میں کلمہ شہادت میں اور کلمہ توحید میں اپنے نام کے ساتھ ملایا۔

۷۳۔سیدنا متین سخت قوی۔ آپ سخت قوی تھے اللہ پاک کے دین میں دین خداوندی کے اجراء میں نہ کسی سے ڈرے نہ سستی اختیار کی بلکہ شدت کے ساتھ اعداء اللہ کا مقابلہ کیا اور اللہ پاک نے آپؐ کو غالب فرمایا۔

۷۴۔سیدنا مبین یعنی ظاہر۔ آیت شریف حَتّٰی جَآءَھُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِیْنٌ اس پر دلالت کرتی ہے۔

۷۵۔سیدنا مومل امیدوار (دوسرے میم کے زیر سے) یعنی امیدوار ہے اپنے رب سے فضل عظیم کا اور فتحہ کے ساتھ معنی یہ ہوگا اصحاب اور امت کی امیدوں کا مرکز ہیں تعلیم دین اور اصلاح حال اور شفاعت کے لئے دنیا و عقبیٰ میں۔

۷۶۔سیدنا وصول وصل کا مبالغہ ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صلہ رحمی اور صلہ دینی دونوں کے لئے رعایت فرمانے والے تھے اور صلہ کا یہ حال تھا کہ جب رضاعی بہن شیما ہوازن کے قیدیوں کے ساتھ قید ہو کر آگئی تو رسول علیہ السلام نے بہت عزت کی۔ اپنی چادر ان کے لئے بچھائی اور اس پر بٹھا دیا اور فرمایا اگر میرے پاس رہنا چاہتی ہو تو عزت کے ساتھ رہو گی اگر واپس جانا چاہتی تو اجازت دیتا ہوں انہوں نے عرض کیا کہ جانے کو پسند کرتی

ہوں تو علاوہ تحائف کے ایک غلام ایک لونڈی دے کر رخصت کیا۔

۷۷۔ سیدنا ذوقوۃ: قوت والے ہیں قوی کے ہم معنی ہے تشریح پہلے گزر چکی ہے۔

۷۸۔ سیدنا ذوحرمتہ:۔ عزت کا مالک۔ بزرگی والا۔ آپ کی عزت اور بزرگی کا عقیدہ ہر مسلمان پر فرض ہے اور کمی اس میں حرام ہے۔

۷۹۔ سیدنا ذومکانتہ:۔ مکین کا ہم معنی ہے تشریح ص ۶۵ پر گزر گئی۔

۸۰۔ سیدنا ذوعز:۔ عزت والے یعنی جلیل القدر جن لی نظیر نہیں قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنین کی عزت بسبب متابعت کے ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصالتاً ہے۔

۸۱۔ سیدنا ذوفضل:۔ صاحب فضیلت۔ فضیلت ایک ایسا کمال ہے جس کی وجہ سے انسان غیر پر فوقیت حاصل کرتا ہے۔ اور نیز رسول علیہ السلام کی فضیلت تمام عالم پر تمام کمالات میں ثابت ہے۔

۸۲۔ سیدنا مطاع:۔ مانے گئے ہیں۔ اصحاب کرامؓ اور امت نے آپ کو مانا ہے۔ جتنی تعظیم اور محبت ان کے قلب میں ہے اس کی کوئی حد نہیں۔

۸۳۔ سیدنا مطیع:۔ فرمان بردار۔ آپ اللہ کے احکام کے منقاد تھے ایک لمحہ آپ نے غفلت نہیں کی ہے اپنے اور اللہ کے درمیان کے حقوق یا اپنے اور مخلوق کے درمیان کے حقوق کی ہمیشہ رعایت فرمایا کرتے تھے اس لئے کہ آپ سید المعصومین تھے کمال عبدیت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔

۸۴۔ سیدنا قدم صدق:۔ نیک پیش رو۔ سہیلؓ بن عبداللہ فرماتے ہیں اس کا معنے رحمت سابقہ جس کو اللہ پاک نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات میں رکھا ہے تو آپ امام الصادقین ہیں۔

۸۵۔ سیدنا رحمتہ:۔ بڑی رحمت دلیل اس کی یہ آیت ہے وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ آپ تمام عالم کے لئے اس آیت کی بنا پر رحمت ہیں۔ عباس مرسی فرماتے ہیں تمام انبیاء رحمت سے پیدا ہوئے ہیں لیکن محمد علیہ السلام عین رحمت ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس رحمت ہیں۔ اس لئے جس نے آپ کی دعوت قبول کی تو نجات پائی۔ جنہوں نے قبول نہیں کی مستحق عذاب بن گئے۔

۸۶۔ سیدنا بشریٰ:۔ خوشخبری دینے والا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بشری للمومنین تھے یعنی مومنوں کو دوزخ سے نجات اور جنت کی بشارت دینے والے تھے۔

۸۷-۸۸-۸۹ سیدنا غوث وسیدنا غیث وسیدنا غیاث

غوث فریادرس۔ غیث باران رحمت۔ غیاث ہمہ تن فریادرس مخلوق گمراہی میں گھری ہوئی تھی مشرف بہ اسلام ہو گئی اور باران رحمت اس لئے ہیں۔ آنے سے مخلوق کے مردہ قلوب زندہ ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے لئے غوث بھی ہیں اور غیث بھی ہیں اور غیاث بھی۔

۹۰۔ سیدنا نعمتہ اللہ:۔ آپؐ اللہ کی نعمت ہیں دلیل یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنْکِرُوْنَھَا یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانتے ہیں کہ اللہ کا نبی ہے پھر بھی انکار کرتے ہیں۔

۹۱۔ سیدنا ھدیتہ اللہ اللہ کا تحفہ۔ حدیث شریف۔

ترجمہ:۔ بے شک اللہ نے مجھے رحمت اور ہدیہ بنا کر بھیجا ہے۔ ایک قوم کو اوپر لیجانے کے لئے دوسری کو نیچے لیجانے کے لئے یعنی

مومنوں کا مقام اونچا اور کافروں کا نیچا۔

ابو العباس مرسی فرماتے ہیں کہ تمام انبیاء اپنی امتوں کے لئے عطیہ تھے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے ہدیہ ہیں اور عطیہ اور ہدیہ میں بڑا فرق ہے عطیہ محتاج کو دیا جاتا ہے اور ہدیہ محبوب کو۔

۹۲- سیدنا عروۃ وثقیٰ:- مضبوط دستاویز۔ مضبوط رسی اس میں شک نہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دین اور شریعت مضبوط رسی ہے اس پر چلنے والا اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے اعلیٰ علیین پر پہنچ جاتا ہے اور آیت کریمہ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

۹۳- سیدنا صراط اللہ:- اللہ کا رستہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رستہ ہے جو آپ کی پیروی کرے گا ہدایت پائے گا۔

۹۴- سیدنا صراط مستقیم:- سیدھا رستہ اور یہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی ذات گرامی ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی گئی ہے تفسیر ابن جریر وغیرہ میں رسول کریم علیہ السلام اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی متابعت کو صراط مستقیم کہا گیا ہے۔

۹۵- سیدنا ذکر اللہ:- اللہ کی یاد کا سبب اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ مجاہدؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں ذکر اللہ سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اس لئے کہ جو کوئی آپ کو دیکھتا تھا اللہ یاد آتا تھا اللہ کی وحدانیت کا قائل ہوتا تھا تو آپؐ اللہ کی یاد کے لئے ذریعہ بنتے تھے اور یہ معنی بھی لیا گیا ہے اللہ کا یاد کیا ہوا اور اس میں شک نہیں کہ تمام مخلوق میں اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مقدم کیا ہے لوح محفوظ میں پہلے آپ کا ذکر ہے، ساق عرش پر آپ کا ذکر ہے، آسمانوں میں آپ کا ذکر ہے جس نے حضورؐ کی متابعت کی اس نے اللہ پاک کی متابعت کی جس نے آنجنابؐ کے دست مبارک پر بیعت کی اس نے اللہ پاک کے دست قدرت پر بیعت کی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر طریقہ سے ذکر اللہ ہیں۔

۹۶- سیدنا سیف اللہ:- اللہ کی تلوار اس میں یہ اشارہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے دین کے لئے جیسے لسانی تبلیغ کی ہے ویسی ہی جہاد بالسیف بھی کیا ہے اور اللہ نے آپ کو فتح بھی دی ہے تو آپؐ سیف اللہ ہیں۔

۹۷- سیدنا حزب اللہ:- اللہ کے لشکر، جماعت چنانچہ آپ نے ایک جماعت موحدین کی بنا کر کلمہ توحید اور نظم اسلام پر قائم کی اس لئے آپ حزب اللہ ہیں اور اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ اللہ کی جماعت بے شک غالب ہوتی ہے۔

۹۸- سیدنا النجم الثاقب:- چمکتا ہوا ستارہ۔ آپ چمکتا ہوا ستارہ ہیں۔ جیسا کہ ستارے کی روشنی میں رات کے اندھیرے میں راہ گیر راستہ معلوم کرتا ہے اس طرح آپ کے مبعوث ہونے کی وجہ سے ظلمت کفر میں اسلام کی روشنی ظاہر ہو گئی تو آپ نجم ہدایت ہیں۔

۹۹- سیدنا مصطفیٰ:- پسند کیا ہوا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں صاف اور برگزیدہ کیا ہے اِنَّ اللّٰهَ اِذَا اَحَبَّ عَبْدًا فَاِنْ صَبَرَ اِجْتَبَاهُ وَاِنْ رَضِيَ اِصْطَفَاهُ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکالیف پر صرف صبر ہی نہیں بلکہ رضا کا اظہار کیا ہے اس لئے مصطفیٰ بن گئے اور یہ انتہا درجہ کا قرب ہے

۱۰۰ - ۱۰۱ سیدنا مجتبیٰ وسیدنا منتقیٰ:- چنے ہوئے، تو یہ معنی مصطفیٰ کے ہو گئے پاک چنا ہوا، مصطفیٰ مجتبیٰ منتقیٰ سب قریب المعنی ہیں۔

۱۰۲- سیدنا امی:- ناخواندہ۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ

وسلم کے خاص اسماء میں سے ہے اور یہ بہت بڑا معجزہ ہے کَفَاکَ بِالْعِلْمِ فِی الْاُمِّیِّ مُعْجِزَۃً ایک امی کے اندر علم اولین و آخرین کا ہونا بڑا معجزہ ہے۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآن درست
کتب خانہ چند ملت بشست

وہ یتیم کہ جس نے قرآن کو پڑھا نہ تھا اس نے تمام ملتوں کے کتب خانوں کو دھولیا جسکو آپؐ نہیں جانتے تھے۔

۱۰۳۔ سیدنا مختار:۔ اختیار دیا گیا۔ یہ نام تورات میں مذکور تھا تفصیل اسم متوکل میں آجائے گی۔

۱۰۴۔ سیدنا اجیر:۔ اجرت دیئے گئے۔ امت کو عذاب دوزخ سے چھڑانے والے۔

۱۰۵۔ سیدنا جبار:۔ شکستہ حال کو جوڑنے والا۔ اس نام سے زبور داؤد علیہ السلام میں مشہور تھے ۴۴ ویں باب میں ہے تَقَلَّدْ اَیُّهَا الْجَبَّارُ سَیْفَکَ اپنی تلوار کو گلے میں ڈال دو اے جابر اور باہمت نبی (اور جہاد کر و کفار سے اسلام کا بول بالا اور کفر کا منہ کالا کرنے کے لئے) یا یہ معنی کہ شکستہ دل اور پریشاں حال بندوں کے دلوں پر جبیرہ یعنی پٹی لگاؤ۔ ان کے درددکھ میں ان کو سہارا دے دو۔

۱۰۶۔ سیدنا ابو القاسم:۔ قاسم کے باپ۔

۱۰۷۔ سیدنا ابو الطاہر۔ سیدنا ابو الطیب

۱۰۹۔ سیدنا ابو ابراھیم:۔ یہ اسماء رسول کریم علیہ التحیتہ و التسلیم کے اسماء کنیہ ہیں اول تین صاجزادے حضرت خدیجتہ الکبری رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ طیبؓ اور طاہر ایک صاجزادے کے نام ہیں یا الگ الگ ہیں۔ اور ابراہیم ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالی عنہا کے بطن مبارک سے ہیں اور یہ اسم کنیہ اولا جبریل امین نے کہا تھا۔

۱۱۰۔ سیدنا مشفع:۔ مقبول الشفاعت۔ میدان حشر میں جب مخلوق نفسی نفسی پکارے گی۔ رشتہ دار رشتہ دار سے بیزار ہو جائیں گے جہنم میدان حشر کے قریب آجائے گی تو اس حالت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے لئے اللہ پاک سے اجازت طلب کریں گے حق تعالی ان الفاظ سے اجازت مرحمت فرمائیں گے سل تعط مانگو دیا جائے گا اشفع تشفع سفارش کرو منظور کی جائے گی یہی ہے مقام محمود۔

۱۱۱۔ سیدنا شفیع:۔ شفاعت کرنے والے مبالغہ ہے شفاعت میں شفاعت کے معنی ہیں کسی کی حاجت بر آری میں واسطہ بننا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ہیں مخلوق کو خالق سے ملانیوالے ہیں۔

۱۱۲۔ سیدنا صالح:۔ نیکو کار مراد اس صلاحیت سے قرب خداوندی کے لئے صلاحیت ہے اور اس صلاحیت کے درجات ہیں جتنا مخلوق کے تعلق سے آزاد اور رب العباد کی عبادت میں ممتاز ہو گا اتنا ہی صلاحیت میں ممتاز ہو گا اور اس صفت میں آپ ممتاز ہیں تو آپ قرب الہی میں بھی ممتاز ہیں۔

۱۱۳۔ سیدنا مصلح:۔ نیک بنانے والا تو آپؐ خلق کے لئے مصلح ہیں نصیحت اور ہدایت کے ذریعہ سے مخلوق کو جہل سے اور کفر سے نجات دلا کر ظاہر کی بھی اصلاح کی اور باطن کی بھی سنا گیا ہے کہ ایک پتھر پہاڑ یا زمین سے نکلا تھا بخط قدرت اس پر جلی حرفوں میں لکھا ہوا تھا مُحَمَّدٌ تَقِیٌّ مُصْلِحٌ وَسَیِّدٌ اَمِیْنٌ

۱۱۴۔ سیدنا مہیمن:۔ اس کے معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں یہ معنی شاہد اور امین کے آتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے امین ہیں۔

۱۱۵۔ سیدنا صادق:۔ سچے آپ حدیث میں صادق اور مصدوق سے موسوم ہیں اور جب قوم نے آپ کو جھٹلایا اور کہا اِنَّکَ کَاذِبٌ آپ جھوٹے ہیں تو آپ مغموم ہو گئے جبریل امین

تشریف لائے اور فرمایا اِنَّکَ لَصَادِقٌ آپؐ سچے ہیں اور یہ کفار بھی جانتے ہیں کہ آپؐ سچے ہیں ازروئے عناد نہیں مانتے اور آپؐ کے لئے صدق واجب تھا اس لئے کہ آپؐ نبی معصوم تھے

۱۱۶- سیدنا مصدق :- سچا مانا گیا اللہ پاک نے آپ کو قول میں فعل میں سچا کہا ہے ارواح نے قبل ظہور اجساد کے آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی ہے اور اگر دال کے زیر سے مصدق پڑھا جائے تو معنی یہ ہوگا کہ آپ نے اپنے قول و فعل سے اللہ پاک کی تصدیق کی ہے اور انبیاء اور کتب سابقہ کی تصدیق کی ہے

۱۱۷- سیدنا صدق :- بہت سچا مبالغہ ہے آیت شریفہ و کَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ایک تفسیر کے بموجب صدق سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

۱۱۸- سیدنا سید المرسلین:- معراج کے واقعہ میں آپؐ فرماتے ہیں جب مجھے آسمانوں پر لیجایا گیا تو دیکھا میں نے موتی کا ایک مکان جو نور سے چمکتا تھا وہاں مجھے تین خطابات مل گئے ا۔ اِنَّکَ سَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ () وَاِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ () قَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ۔ اور سید المرسلین بمعنی رسولوں کا سردار ہے

۱۱۹- سیدنا امام المتقین :- نیکوں کا پیشوا حدیث شریف اَنَا اَتْقَاکُمْ لِلّٰهِ اسم تفضیل ہے سب سے زیادہ متقی

۱۲۰- سیدنا قائد الغرا المحجلین :- پیشوا ہیں پیشانی چمکنے والوں کی حدیث شریف میں ہے اِنَّ اُمَّتِیْ تُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ غُرًّا مُحَجَّلِیْنَ میری امت قیامت کے دن سفید پیشانی والے کہہ کر بلائی جائے گی اس لئے کہ انہوں نے دنیا میں وضو کیا اس کی وجہ سے ان کے چہرے نورانی ہوں گے میدان حشر میں اس امت کی یہ خاص نشانی ہوگی اس سے پہچانے جائیں گے

۱۲۱- سیدنا خلیل الرحمان:- اللہ کا دوست خلیل وہ ہے جو اپنی محبت کو اپنے محبوب کے لئے خالص کردے فرمایا لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا یَسَعُ فِیْهِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ میرا اللہ پاک کے ساتھ ایک ایسا وقت ہوتا ہے جس میں نہ ملک مقرب کی گنجائش ہوتی ہے نہ رسول کی

۱۲۲- سیدنا بر:- نیک وہ ذات جو کہ موصوف ہے نیکی کے ساتھ اور یہ ایک ایسی صفت ہے جو کہ تمام فضائل و فواضل کے لئے جامع ہے

۱۲۳- سیدنا مبر:- نیکی کرنے والا اگر یہ معنی اسم مصدر کا کیا جائے تو مبالغہ ہے نیکی میں

۱۲۴- سیدنا وجیہ :- عزت والے جاہ والے شرف والے صاحب منزلت دنیا میں اور عقبی میں

۱۲۵-۱۲۶ سیدنا نصیح و سیدنا ناصح :- نصیحت دینے والے خیر خواہی کرنے والے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت اللہ کے بندوں کے لئے اور اس میں کوشش اس حد تک پہنچ چکی ہے جس کی انتہا کوئی معلوم نہیں کر سکتا ہے نصیح صیغہ مبالغہ ہے

۱۲۷- سیدنا وکیل :- امت کے کام کرنے والے کفیل کے معنی میں بھی آتا ہے تو یہ معنی ہوگا کہ مطیعین امت کے لئے دخول جنت کے ضامن ہیں اور وکیل بمعنی موکول کے بھی آتا ہے تو معنی یہ ہوگا کہ شریعت کے احکام اللہ پاک نے آپ کو سونپ دیئے ہیں تو آپ نے اجتہاد سے جو حکم دیا ہے وہی حکم خداوندی سمجھا جائے گا اس لئے کہ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى رسول علیہ السلام اپنی خواہش سے کوئی حکم نہیں فرماتے ہیں مگر وہ مطابق حکم خداوندی کے ہوتا ہے گفتہ او گفتہ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبداللہ بود رسول علیہ السلام کا کہا ہوا اللہ پاک کا کہا ہوا ہوتا ہے اگرچہ رسول علیہ السلام کی زبان سے نکلے

۱۲۸- سیدنا متوکل :- بھروسہ کرنے والے اس نام سے

تورات میں مشہور تھے اور شعیاء علیہ السلام کو بھی اللہ پاک نے فرمایا تھا اِنِّیْ بَاعِثٌ نَبِیًّا" اُمِیًّا" مَوْلِدُہٗ بِمَکَّۃَ وَمُہَاجِرُہٗ طَیْبَۃَ عَبْدِیَ الْمُتَوَکِّلُ میں ایک نبی امی کو بھیجنے والا ہوں پیدائش ان کی مکہ میں ہوگی ہجرت کی جگہ مدینہ ہوگی وہ میرے متوکل بندے ہوں گے آپؐ کا نام مبارک متوکل تھا

۱۲۹- سیدنا کفیل :- ضامن اور آپ ضامن ہیں امت کے افسوس اور ندامت کے دن حدیث شریف مَنْ یَّضْمَنْ لِیْ مَابَیْنَ لِحْیَیْہِ وَ مَابَیْنَ رِجْلَیْہِ تَکَفَّلْتُ لَہٗ بِالْجَنَّۃِ جو کوئی مجھے زبان اور شرمگاہ کی بے جا استعمال نہ کرنے کی ضمانت دے گا میں اس کو جنت میں لیجانے کی ضمانت دوں گا جو مجھے ایک کام کی ضمانت دے گا میں اس کو جنت کی ضمانت دوں گا وہ کام یہ ہے کہ لوگوں سے کوئی سوال نہ کرے

۱۳۰- سیدنا شفیق :- مہربان آپ امت پر مہربان ہیں جو چیزان پر باعث تکلیف بن جاتی ہے اس کو دور فرماتے ہیں جیسے پچاس نمازوں کو پانچ پر لائے تاکہ ان پر شاق نہ ہو

۱۳۱- سیدنا مقیم السنۃ :- سنت کو قائم کرنے والا اسی نام سے تورات اور زبور میں یاد کئے جاتے تھے تورات میں عبارت یہ تھی

ترجمہ :- ہر گز نہ اٹھائے گا اللہ اس کو جب تک کہ سیدھا نہ کرے ان کی وجہ سے بگڑی ہوئی امت کو لا الہ الا اللہ سے اور داؤد علیہ السلام نے یہ دعا مانگی اَللّٰھُمَّ اِبْعَثْ لَنَا ای لِلنَّاسِ یعنی مُحَمَّد" مُقِیْمَ السُّنَّۃِ بَعْدَ الْفَتْرَۃِ اور ملت عوجا سے مراد قریش کی ملت ہے تبلیغ کے ذریعہ سے کجروی سے نکال کر توحید پر ان کو قائم کریں گے

۱۳۲- سیدنا مقدس :- پاک کئے گئے بعض انبیاء کی کتابوں میں اس نام سے موسوم تھے اور آپ کو اللہ پاک نے گناہوں سے پاک کیا ہے اس لئے آپ مقدس ہیں

۱۳۳- سیدنا روح القدوس :- پاک روح والے جیسا آپ گناہوں سے پاک تھے اخلاق واوصاف میں بھی پاک تھے اسی طرح روح مبارک بھی پاک تھی

۱۳۴- سیدنا روح الحق :- حق کی روح اگر حق سے مراد اللہ پاک کا نام ہو تو اظہار شرف کے لئے ہے جیسے روح اللہ اگر حق سے مراد دین حق اور ایمان باللہ لیا جائے تو آپ روح ہیں ایمان کی اگر آپ نہ ہوتے تو ایمان کا وجود بھی مخلوق میں نہ ہوتا

۱۳۵- سیدنا روح القسط :- عدل کی روح آپ سے پہلے قبائل عرب کشت وخون اور لوٹ مار کو اپنا وقار سمجھتے تھے آپ کی تشریف آوری کے بعد وہ قساوت ختم ہوگئی روئے زمین عدل وانصاف سے بھر گئی تو آپ روح القسط ہیں

۱۳۶- سیدنا کاف :- کفایت کرنے والے آپ اپنی امت کیلئے کافی ہیں۔ علما کا فیصلہ ہے کہ تورات، انجیل وغیرہ کو پڑھنا جائز نہیں ہے اگر جائز ہوتا تو رسول اللہ علیہ وسلم غصہ نہ کرتے اور یہ تو اس زمانہ کی تورات تھی اب اس میں کتنی تبدیلیاں ہو چکی ہیں تو مسلمان کے لئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کافی اور ان کی کتاب بھی کافی یہی ہے سبیل نجات

۱۳۷- سیدنا مکتف :- اکتفا کرنے والے۔ رسول اللہ علیہ وسلم نے اللہ پاک پر دنیائے دون سے اکتفا کیا تھا ہمہ تن ہمہ وقت اللہ پاک کی یاد میں مشغول رہتے تھے نہ بدن کے لئے اچھے لباس کی فکر نہ پیٹ کے لئے اچھے کھانوں کا خیال رکھا

۱۳۸- سیدنا بالغ :- پہونچنے والے۔ یعنی اللہ کے پاس پہونچنے والے بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ اس درجہ قریب پر پہنچ چکے ہیں جس کا ادراک عقل انسانی سے بالا تر ہے فَھُوَ اَقْرَبُ الْخَلْقِ اِلَی اللّٰہِ (آپ اللہ سے تمام مخلوق میں زیادہ قریب ہیں)

۱۳۹۔ سیدنا مبلغ :۔ پہونچانے والے ، حدیث شریف میں بھیجا گیا ہوں دعوت اور تبلیغ کے لئے ہدایت (یعنی منزل مقصود تک پہنچانا) میرا کام نہیں اللہ کا کام ہے اور ابلیس گناہوں کو مزین بنانے والا ہے لیکن کسی کو اپنے تصرف سے گمراہ نہیں کر سکتا ہے

۱۴۰۔ سیدنا شاف :۔ تندرستی دینے والے ۔ تو آپ شافی تھے دل کو کفر و جہالت اور امراض جسمانی و روحانی سے اپنی دعا کی برکت سے

۱۴۱۔ سیدنا واصل :۔ اللہ تک پہنچا ہوا۔ بالغ کی تشریح یہاں بھی ہے

۱۴۲۔ سیدنا موصول :۔ اللہ تک پہنچا ہوا۔ مراد اس سے قرب ہے قرب اور اوصال ے گوید وصل اورا محال ے گوید۔ ترجمہ :۔ اللہ کے قرب کو وصال کہا جاتا ہے حقیقی وصال تو محال ہے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے قرب کے مقام پر فائز ہو گئے جس کا تصور غیر کے لئے ناممکن ہے

۱۴۳۔ سیدنا سابق :۔ ہانکنے والا ۔ ابرار کو دار القرار کی طرف ہانکیں گے اور فجار کو نصائح و مواعظ کے ذریعہ اللہ کی طرف بلانے والے تھے

۱۴۴۔ سیدنا سابق پہلے۔ آپ سب سے پہلے ہیں خلقت میں اول ماخلق اللہ نوری سب سے پہلے اللہ پاک نے میرا نور پیدا کیا اور پہلے ہیں۔ اللہ پاک کے قرب میں تمام مخلوق سے اور پہلے ہوں گے۔ امامت میں شفاعت میں دخول جنت میں اور آپؐ پہلے ہیں تمام فضائل اور اخلاق حمیدہ وغیر ذالک

۱۴۵۔ سیدنا ھاد :۔ راہ نما۔ اور آپؐ اللہ کے بندوں کو اللہ کا رستہ بتانے والے ہیں

۱۴۶۔ سیدنا مھد :۔ صیغہ اسم فاعل ہے یعنی زیادہ ہدیہ دینے والے اس میں اشارہ ہے زیادہ سخاوت کی طرف

۱۴۷۔ سیدنا مقدم :۔ پیشوا سابق کے ہم معنی ہے

۱۴۸۔ سیدنا عزیز :۔ غالب جلیل القدر لا نظیر له بڑی عزت والے ہیں ان کی کوئی نظیر نہیں

۱۴۹۔ سیدنا فاضل :۔ صاحب فضیلت۔

۱۵۰۔ سیدنا مفضل :۔ فضیل دیا گیا اس میں شک نہیں آپؐ کو رب العزت نے تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے اور اسی فضیلت کی وجہ سے اولوالعزم رسولوں نے جیسے ابراہیم و موسیٰ علی نبینا علیہم السلام نے اللہ پاک سے سوال کیا تھا کہ ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے بنا

۱۵۱۔ سیدنا فاتح :۔ کھولنے والے حدیث معراج میں ہے اللہ پاک نے فرمایا وَجَعَلْتُکَ فَاتِحاً وَخَاتِماً اور حدیث نبویؐ میں ہے وَجَعَلَنِیْ فَاتِحاً وَخَاتِماً تو آپ فاتح ہیں ہر چیز کے لئے آپ فاتح ہیں اور کھولنے والے ہیں امت پر رحمت کے دروازوں کو اور جنت کے دروازوں کو اور خشت اخیر ہیں قصر نبوت کے لئے

۱۵۲۔ سیدنا مفتاح :۔ اس میں مبالغہ ہے یعنی آپ سخت سے سخت امور کے کھولنے والے ہیں

۱۵۳۔ سیدنا مفتاح الرحمتہ :۔ رحمت کو کھولنے والا دنیا میں اگر کوئی کسی پر رحم کرتا ہے تو آپ کی متابعت کی وجہ سے ہے اور آخرت میں اگر کسی پر رحم کیا جائے گا تو آپ کی شفاعت کی وجہ سے ہو گا تو آپ مفتاح رحمت ہیں دنیا میں بھی اور عقبیٰ میں بھی

۱۵۴۔ سیدنا مفتاح الجنتہ :۔ جنت کی کنجی حدیث شریف میں فرمایا۔ روز قیامت میں جنت کے دروازے پر آؤں گا کھولنے کے لئے کہوں گا تو خازن فرشتہ پوچھے گا آپ کون ہیں؟ کہوں گا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں وہ جواب دے گا مجھے یہی حکم ہوا ہے کہ

آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں تو وہ کھول دیگا اس معنی پر آپ جنت کی کنجی ہیں

۱۵۵- سیدنا علم الایمان :- ایمان کی نشانی - آپ علامت ہیں ایمان کی اور اللہ پاک کی معرفت کی اور نیز آپ کی محبت ایمان کی دلیل ہے لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا مَحَبَّۃَ لَہٗ جس کے دل میں میری محبت نہیں اس کا ایمان کامل نہیں

۱۵۶- سیدنا علم الیقین :- یقین کی نشانی - یقین سے مراد اعلیٰ درجہ کا ایمان ہے اور اسی کی آپ علامت ہیں

۱۵۷- سیدنا دلیل الخیرات :- نیکیوں کی طرف راہنمائی کرنیوالے تو آپ نیکیوں کی طرف دلالت کرنے والے ہیں اور آپؐ کی متابعت کی وجہ سے نیکی حاصل ہو سکتی ہے

۱۵۸- سیدنا مصحح الحسنات :- نیکیوں کو صحیح کرنے والے جو نیکی آپ کی سنت اور متابعت کے موافق ہو وہ صحیح ہے جو آپ کی سنت کے موافق نہ ہو اگرچہ وہ نیکی معلوم ہوتی ہو وہ رد ہے

۱۵۹- سیدنا مقیل العثرات :- لغزشوں کو معاف کرنے والا آپ قصور کرنے والے کو بجائے سزا دینے کے معاف فرمایا کرتے تھے بسبب اپنے حکم کے

۱۶۰- سیدنا صفوح عن الزلات :- لغزشوں سے روگردانی کرنے والے حضورؐ کے حق میں اگر کسی سے غلطی ہوتی تھی تو آپ معاف کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت یہ تھی کہ اپنی تکلیف سے اوروں کو بچاتے تھے اوروں کے تکلیف دینے کو برداشت کرتے تھے۔

۱۶۱- سیدنا صاحب الشفاعۃ :- شفاعت کا مالک شفاعت کی چند اقسام ہیں ایک شفاعت کبریٰ ہے وہ تو تمام مخلوق کی تکلیف کو میدان حشر میں کم کرنا ہے دوسری شفاعت بعض لوگوں کو بلا حساب جنت میں لیجانا ہے تیسری شفاعت مستحق دوزخ کو دوزخ سے چھڑانا ہے چوتھی شفاعت مومنوں کو دوزخ سے نکالنا پانچویں شفاعت بعض لوگوں کے جنت میں درجات بلند کرنا یہاں تک کہ بعض کفار کے عذاب میں آپ کی وجہ سے تخفیف ہو جائے گی جیسے ابو طالب یا جیسے ابو لہب پر پیر کے دن عذاب کم ہوتا ہے اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں اپنی کنیز ثوبیہ کو آزاد کیا تھا

۱۶۲- سیدنا صاحب المقام :- مقام محمود کے مالک - یہ وہ اونچا مقام ہے جو کہ قیامت کے دن ایک ہی ہستی کو ملے گا اور وہ ہستی رسول اللہ علیہ وسلم کی ہے اور اسی کے لئے ہر امتی ہر اذان کے بعد دعا مانگتا ہے

۱۶۳- سیدنا صاحب القدم :- سبقت کے مالک - اور آپ نے ہر کار خیر میں مخلوق پر سبقت حاصل کی ہے

۱۶۴-۱۶۵-۱۶۶ سیدنا مخصوص بالعزو سیدنا مخصوص بالمجد وسیدنا مخصوص بالشرف :- یہ تینوں نام قریب المعنی ہیں - اس لئے کہ آپ عزت میں علوشان میں، رفعت و منزلت میں یکتا ہیں اور باقی مخلوق میں اگر یہ صفات پائی گئی ہیں تو آپ کی متابعت کی بدولت حاصل ہوئی ہیں

۱۶۷- سیدنا صاحب الوسیلۃ :- وسیلے کا مالک -

۱۶۸- سیدنا صاحب السیف :- تلوار کا مالک - اس میں اشارہ ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد کی طرف اور آپؐ کی شجاعت کی طرف

۱۶۹- سیدنا صاحب الفضیلۃ :- اوصاف حمیدہ کے مالک جیسے علم علم شجاعت حیا سخاوت وغیرہ

۱۷۰- سیدنا صاحب الازار :- تہہ بند والے - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ استعمال تہہ بند کا فرماتے تھے جو کہ پنڈلی

تنگ ہوتا تھا اور پاجامہ کو پسند فرمایا ہے

۱۷۱- سیدنا صاحب الحجۃ :- دلیل کے مالک مراد اس سے معجزات ہیں اور یہ علاوہ قرآن کے تین ہزار بتائے گئے ہیں اور قرآن کریم کے اندر ساٹھ ہزار معجزات ہیں جو کہ قیامت تک رہیں گے قرآن سب سے بڑا معجزہ ہے یہ سب ملا کر ۶۳ ہزار معجزات ہو گئے اور عمر مبارک بھی ۶۳ سال تھی

۱۷۲- سیدنا صاحب السلطان :- قدرت اور قوت کا مالک اور یہ صفات آپؐ میں موجود تھے امام غزالی فرماتے ہیں اللہ پاک نے آپ کو نبوت اور سلطنت دونوں دی تھیں، ابن عربی فرماتے ہیں آپ کو اللہ پاک نے سلطنت دی تھی اس کی طاقت سے زمین پر دین خداوندی قائم کیا

۱۷۳- سیدنا صاحب الرداء :- چادر والے۔ آپؐ کندھے مبارک پر چار گز لمبی، ڈھائی گز چوڑی چادر ڈالتے تھے اور کتب سابقہ میں بھی حضرتؐ کی یہ صفت بیان کی گئی تھی

۱۷۴- سیدنا صاحب الدرجۃ الرفیعۃ :- اونچے درجے کا مالک آپ تمام مخلوق سے اونچے درجے کے مالک ہیں اس لئے کہ آپ سید الاولین ہیں

۱۷۵- سیدنا صاحب التاج :- تاج کے مالک۔ مراد اس سے عمامہ ہے سلاطین عجم کے تاج ہوتے ہیں اور عرب کے عمامے ہوتے ہیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ مبارکہ بجائے تاج کے استعمال ہوتا تھا افسوس کہ ہمارے علماء کرام اور صوفیائے عظام میں یہ سنت قریب الاختتام ہے باریک ململی ٹوپی یا قراقلی کو فخر سمجھتے ہیں

۱۷۶- سیدنا صاحب المغفر :- خود والے۔ آنؐ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بوقت جہاد خود سر مبارک پر رکھتے تھے تاکہ تلوار یا پتھر کی زد سے محفوظ رہیں

۱۷۷- سیدنا صاحب اللواء :- جھنڈے والے۔ مراد اس سے یا تو لواء الحمد ہے جو میدان حشر میں آپؐ کو دیا جائے گا یا وہ جھنڈا مراد ہے جو بوقت جہاد ساتھ لے جاتے تھے

۱۷۸- سیدنا صاحب المعراج :- اوپر جانے والے اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی ملاقات کے لئے جسد اطہر کے ساتھ آسمانوں سے اوپر بلایا تھا

ترجمہ :- اللہ پاک نے فرمایا اے محمدؐ یہ پانچ نمازیں ہیں ہر دن اور رات میں ہر نماز کے بدلے میں دس نمازیں (تو پانچ ضرب دس کے پچاس) اور جس نے اچھے کام کا ارادہ کیا، لیکن کسی وجہ سے وہ نہ کر سکا تو ایک نیکی کا ثواب اس کو دیا جائے گا اور اگر کر دیا تو دس گنا دیا جائے گا اور جس نے برے کام کا ارادہ کیا لیکن کیا نہیں تو اس پر کچھ نہیں لکھا جائے گا اور اگر سرزد ہو تو ایک گناہ لکھا جائے گا

نوٹ :- اس گناہ کے مٹانے کے لئے اللہ پاک نے استغفار اور توبہ صحیح مقرر فرمایا ہے اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ

ترجمہ :- گناہ سے صحیح توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہیں

۱۷۹- سیدنا صاحب القضیب :- قضیب کے معانی ہیں تلوار اور عصا انجیل میں ہے آپ کے پاس قضیب یعنی تلوار ہوگی، اس سے جہاد کریں گے اور آپ کی امت بھی جہاد کرے گی تو قضیب معنی تلوار کے ہے اور عصاء کے معنی میں بھی مستعمل ہے کیونکہ بوقت خطبہ آپ عصا کو ہاتھ میں لیتے تھے اور یہی طریقہ خلفائے راشدین میں بھی جاری رہا

۱۸۰- سیدنا صاحب البراق :- براق والے۔ علوی مخلوقات میں سے ہے خچر سے چھوٹا ہے گدھے سے بڑا ہے رنگ سفید ہے چہرہ انسان جیسا ہے اور جسد گھوڑے جیسا ہے دم آہو جیسی ہے، سینہ سرخ یاقوت کا ہے اور پیٹھ سفید موتی کی ہے اس

کے دو پر ہیں جن سے اڑتا ہے نہ نر ہے نہ مادہ شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو کر تشریف لے گئے تھے اور میدان حشر میں بھی اس پر سوار ہو کر ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ تشریف لائیں گے

۱۸۱- سیدنا صاحب الخاتم :- صاحب مہر نبوت، مہر نبوت جس کی تشریح کتب احادیث میں ہو گئی ہے وہ یہ ہے کہ وہ گوشت کا ٹکڑا تھا جو جسد مبارک میں پشت سے تھوڑا اونچا بائیں کولھے کی سمت میں کبوتر کے انڈے کے برابر تھا اس کے ارد گرد کچھ بال بھی تھے اور یہ اس وقت ظاہر ہوئی تھی جبکہ پہلی مرتبہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر ہوا تھا یا مراد اس سے وہ انگوٹھی بھی ہے جو کہ انگشت مبارک میں تھی جو کہ فرامین پر مہر لگانے میں مستعمل ہوتی تھی

۱۸۲- سیدنا صاحب العلامتہ :- نبوت کی نشانی کا مالک تو وہ علامات جو تورات اور انجیل میں بیان ہوئی تھیں وہ سب آپ میں موجود تھیں

۱۸۳- سیدنا صاحب البرھان :- دلیل کا مالک، آیت شریف :- قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ بے شک اللہ کی طرف سے تمہارے پاس دلیل آگئی ہے مراد اس سے رسول علیہ السلام ہیں اور برہان کا اطلاق قرآن کریم پر بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ بھی اللہ کا برہان ہے اور رسول علیہ السلام اس لئے برہان ہیں کہ ان کے پاس دلائل واضح ان کی نبوت پر موجود تھے جیسے شق القمر تسلیم حجر و شجر اور نیز کتب سابقہ کی آپ کی نبوت پر شہادت۔

۱۸۴- سیدنا صاحب البیان :- صاف بیان کرنے والے فصیح اللسان تھے ہر آدمی کے ساتھ اس کی عقل کے مطابق کلام فرماتے تھے۔

۱۸۵- سیدنا فصیح اللسان :- صاف زبان والے، حدیث شریف انا افصح العرب تمام عرب سے میں زیادہ فصیح ہوں وان اهل الجنته یتکلمون بلغته محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور جنت والے محمد علیہ السلام کی زبان یعنی عربی بولیں گے

۱۸۶- سیدنا مطہر الجنان :- پاک دل والے، اور تھا دل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک اور صاف بشریت سے اور پاک تھا ہر اس صفت سے جو مخل ہو آداب عبدیت میں عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اللہ پاک نے بندوں کے دلوں کو دیکھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کو اپنے لئے چن لیا اور پھر رسالت پر مبعوث فرمایا۔

۱۸۷- سیدنا رؤف :- شفقت والے ۔ آیت کریمہ بالمؤمنین رؤف رحیم دونوں اسماء متقارب المعنی ہیں رؤف میں بہ نسبت رحیم کے زیادہ مبالغہ ہے اللہ پاک نے آپ کے قلب مبارک میں مخلوق کے لئے شفقت ڈالی تھی اس لئے اپنے اسماء حسنی میں سے ان دونوں ناموں سے سرفراز فرمایا۔

۱۸۸- سیدنا رحیم :- رحم والے ۔ رحم کا یہ حال تھا کہ پتھر مارنے والوں کے لئے بھی دعا فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ

۱۸۹- سیدنا اذن خیر :- بھلائی والے کان ۔ یعنی اچھی چیز کو سنتے ہیں شر کو نہیں۔

۱۹۰- سیدنا صحیح الاسلام :- درست اسلام والے اگر ذاتی اسلام مراد لیا جائے تو بلا شک مخلوق میں مضبوط اسلام اور اکمل ایمان اور اتم عبودیت آپ کو حاصل تھی اور اگر اس سے مراد آپ کا دین لیا جائے تو یقیناً" وہ اللہ پاک کی حفاظت میں تغیر و تبدل سے قیامت تک محفوظ رہے گا۔

۱۹۱- سیدنا سید الکونین :- دو جہاں کے سردار ۔ دنیا میں بھی آپ سردار ہیں عقبیٰ میں بھی آپ سردار ہیں۔

۱۹۲- سیدنا عین النعیم :- نعمت کا چشمہ، آپ کی ذات با برکات تمام نعمتوں کا سرچشمہ ہے

۱۹۳- سیدنا عین الغر:- رئیس ایک ممتاز قوم کے مراد اس سے یہ امت ہے یہ اکرم الامم ہے غُرُّ الْمُحَجَّلِیْنَ ان کی صفت ہے اور آپ ان کے سردار ہیں۔

۱۹۴- سیدنا سعد اللہ :-

۱۹۵- وسیدنا سعد الخلق :- اللہ کا نیک بخت کیا ہوا، تمام مخلوق میں نیک بخت

۱۹۶- سیدنا خطیب الامم :- تمام امتوں کے خطیب۔ روز محشر میں جب فصل قضاء کے لئے مخلوق جمع ہو جائے گی تو تمام انبیاء پر سکتہ طاری ہوگا اللہ پاک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے ایسے الفاظ حمد کے نکلوادیں گے کہ کبھی کسی نے سنے نہیں ہوں گے اس کے بعد سفارش شروع ہو جائے گی اولین آخرین آپ کی فضیلت کا اقرار کریں گے

۱۹۷- سیدنا علم الھدیٰ :- ہدایت کا نشان آپ علامت ہیں ہدایت کے جس نے آپ کی اقتداء کی وہ واصل باللہ ہوا جس نے آپؐ سے محبت کی وہ راہ راست پر قائم رہا۔

۱۹۸- سیدنا کاشف الکرب :- سختیوں کے دور کرنے والے دنیا کی تکلیفیں ہوں یا عقبیٰ کی آپ کی شفاعت سے دور ہو جائیں گی۔

۱۹۹- سیدنا رافع الرتب :- رتبوں کو اونچا کرنے والے یعنی جنہوں نے آپ کی متابعت کی ان کے درجے بلند ہو گئے

۲۰۰- سیدنا عز العرب :- عربوں کی عزت عرب آپؐ کی بعثت سے پہلے جہالت میں تھے شجر اور حجر جیسی بے حس چیزوں کی پوجا کرتے تھے بھوک کی وجہ سے ہڈیوں کو چوستے تھے آپس میں ہمیشہ قتل وقتال میں مصروف رہتے تھے یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان میں مبعوث ہو گئے تو جماد کی عبادت کی بجائے رب العباد کی عبادت شروع کردی اور کسریٰ و قیصر کے ملک کو فتح کر کے مالدار ہو گئے

۲۰۱- سیدنا صاحب الفرج (صلی اللہ علیہ وسلم) :- کشادگی والے، بلاشک آپ کی شفاعت آپ کے دامن مبارک سے چمٹنا آپ کو وسیلہ بنانا آپ پر کثرت سے درود پڑھنا تمام مشکلات کے حل کے لئے اکسیر اعظم ہے

جب اسماء النبی صلی اللہ علیہ وسلم ختم ہو جائیں تو یہ دعا پڑھے اس لئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء مبارکہ کر کے توسل سے ہر دعا قبول ہوتی ہے اَللّٰھُمَّ یَا رَبِّ بِجَاہِ نَبِیِّکَ الْمُصْطَفٰی وَرَسُوْلِکَ الْمُرْتَضٰی طَہِّرْ قُلُوْبَنَا مِنْ کُلِّ وَصْفٍ یُّبَاعِدُنَا عَنْ مُّشَاھَدَتِکَ وَمَحَبَّتِکَ وَاَمِتْنَا عَلَی السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ وَالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِکَ مَنْ اَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰہِ اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ وَاِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ لِقَاءَہٗ رَضِیَ عَنْہُ بِفَضْلِہٖ وَرَحْمَتِہٖ یَاذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

فضائل درود

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِھَا وَعَافِیَۃِ الْاَبْدَانِ وَشِفَائِھَا وَنُوْرِ الْاَبْصَارِ وَضِیَائِھَا وَرُوْحِ الْاَرْوَاحِ وَسِرِّ بَقَائِھَا وَعَلٰٓی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ بیشک اللہ اور

اس کے فرشتے نبی اعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں اللہ کی صلوٰۃ کا مطلب رحمت ہے اور فرشتوں کی صلوٰۃ کے معنی دعا ہیں

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

اے ایمان والوں (جن ہو یا بشر تم بھی صلوٰۃ پڑھو اور سلام پڑھو

اللہ پاک اچھے اعمال کا مخلوق کو حکم دیتا ہے لیکن خود اس سے بالا تر ہے کیونکہ وہ معبود ہے لیکن صلوٰۃ میں ابتدا اپنی ذات اور فرشتوں سے کی اور بعد میں مومنوں کو حکم دیا اور جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور احترام آیت سے معلوم ہوئی اسی طرح مومنین کی فضیلت بھی ثابت ہوئی اور ان کو حکم ملا کہ تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰهِ یعنی اپنے آپ کو اللہ کے اخلاق سے متصف کرو جو کام میں کام کرتا ہوں اس میں میرے شریک رہو اللہ اللہ کیا مبارک شرکت ہے اللہ ہر مومن کو نصیب کرے

حدیث شریف (ا)

ترجمہ :۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے اور خوشی چہرہ انور سے ظاہر ہوتی تھی پھر فرمایا جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ اس بات پر خوش نہیں کہ آپ کا امتی آپ پر ایک بار سلام بھیجے اور میں اس پر دس بار سلام کہوں۔ یقیناً" زیادہ قریب مجھے تم میں سے وہ ہو گا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا نقل ہے کہ علی بن موفق نے نفلی حج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا فراغ کے بعد رسول علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور فرمایا کہ یہ میرا تیرے ساتھ وعدہ ہے کہ قیامت کے دن میں تیرے ہاتھ کو پکڑ کر موقف سے سیدھا جنت لیجاؤں گا اور لوگ حساب کے لئے کھڑے ہوں گے اب محبت کیا چیز ہے محبت متابعت کا نام ہے اگر متابعت ہے تو محبت ہے اگر متابعت نہیں تو محبت بھی نہیں ہے کھو کھلے نعرے ہیں

تَعْصِى الْاِلٰهَ وَاَنْتَ تُظْهِرُ حُبَّهٗ

وَاللّٰهِ هٰذَا فِى الْفِعَالِ بَدِيْعٌ

لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَاَطَعْتَهٗ

اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ يُّحِبُّ مُطِيْعٌ

یعنی اللہ کی نافرمانی بھی کرتے ہو اور محبت کا دعوٰی بھی کرتے ہو اللہ پاک کی قسم یہ عجیب بات ہے حقیقت تو یہ ہے کہ اگر تم محبت میں سچے ہوتے تو تم اللہ کے احکام کی متابعت کرتے اس لئے کہ محب محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے مجنون لیلیٰ کے عشق میں سچا تھا تو اس کے کتے کے قدموں کو چومتا تھا اور تو اللہ کی محبت کا دعوٰی کرتے ہو لیکن رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اللہ کے فرائض کی بھی پرواہ نہیں کرتے ہو

اور فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے جو کوئی کتاب لکھتے وقت میرے اوپر درود لکھتا ہے تو ہمیشہ فرشتے اس کے لئے مغفرت اور دعا مانگتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں موجود ہو گا حضرت علی کرم اللہ فرماتے ہیں ہر دعا کی قبولیت موقوف رہتی ہے جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے

() وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَىَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِائَتَهٗ مَرَّةٍ غُفِرَتْ لَهٗ خَطِيْئَةُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً اور فرمایا ہے رسول اللہ علیہ وسلم نے جس نے جمعہ کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجا اس کے اسی (۸۰) سال کے گناہ معاف کئے جائیں گے

رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اوپر درود پڑھنے والے کے لئے پل صراط پر نور ہو گا یعنی وہ درود اس کے لئے نور بن جائے گا اور جو کوئی پل صراط پر نور والا ہو گا وہ آگ والوں میں سے نہیں ہو گا وجہ اس کی یہ ہے کہ پل صراط جہنم کے اوپر رکھا گیا ہے، میدان حشر سے جنت جانے کا وہی راستہ ہے تو درود شریف مومن کے لئے نور ہو گا نیچے سے دوزخ آواز دے گی اے

مومن جلدی گزر جا تیرا نور میری آگ بجھاتا ہے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر کوئی درود نہیں پڑھے گا مگر ستر ہزار فرشتے اس پر درود پڑھیں گے یعنی اس کی مغفرت کے لئے دعا کریں گے اور جن کی مغفرت کے لئے فرشتے دعا کریں گے وہ جنت والوں میں سے ہوگا

فرمایا :۔ میرے اوپر بہت درود پڑھنے والے جنت میں زیادہ بیویوں (حوروں) والے ہوں گے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی مجھ پر درود پڑھے میرے حق کی تعظیم کی خاطر تو اللہ پاک اس درود سے ایک فرشتہ پیدا کردیتا ہے اس کا ایک پر مشرق میں ہوتا اور دوسرا مغرب میں اور اس کے پاؤں ساتویں زمین میں ہوتے ہیں اور گردن عرش کے ساتھ لگی ہوئی ہوتی ہے اللہ پاک اس فرشتے کو فرماتے ہیں میرے اس بندے کے لئے دعا کرو جیسا کہ اس نے میرے نبی پر درود پڑھا وہ فرشتہ قیامت تک اس کے لئے دعا کرتا ہے اور جس نے ہزار بار میرے اوپر درود پڑھا اللہ پاک اس کے جسم کو جہنم کی آگ پر حرام کردے گا اور ثابت قدم رکھے گا اللہ پاک اس کو قول ثابت پر یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر یہی قول ثابت ہے

یعنی دنیا کی زندگانی میں اگر اس پر بہت سے امتحانات اور مصائب آئیں گے تو متزلزل نہیں ہوگا اور آخرت میں بھی متزلزل نہیں ہوگا جب کہ قبر میں فرشتے اس سے سوال کریں گے مَنْ رَّبُّكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ وَمَا دِيْنُكَ تیرا رب کون ہے تیرا نبی کون ہے اور تیرا دین کون سا ہے تو صحیح جواب دے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو بلا حساب جنت میں داخل کردے گا اور آئے گا درود اس کا مجھ پر اس حالت میں وہ نور ہوگا اس کے لئے پل صراط پر قیامت کے دن جس کی مسافت پانچ سو سال کی ہے اور بعض احادیث میں تین ہزار سال کی مسافت ہے ہزار سال اونچائی ہزار سال استواء ہزار سال اترائی اور فضیل بن عیاض سے روایت ہے کہ مسافت پندرہ ہزار سال کی ہے پانچ ہزار اونچائی، پانچ ہزار استواء، پانچ ہزار اترائی، بال سے باریک تلوار کی دھار سے تیز جہنم کے اوپر رکھا گیا ہے اور اللہ ہر درود کے بدلے میں جو مجھ پر بھیجا ہے ایک عالی شان مکان جنت میں دیدے گا اب تمہاری مرضی ہے تھوڑا پڑھو یا زیادہ پڑھو اس حدیث میں کثرت درود شریف کے لئے ترغیب ہے کونسا مسلمان ہوگا جو کہ جنت میں زیادہ قصور اور حور کا متمنی نہیں ہوگا اللہ پاک ہر مسلمان کو زیادہ سے زیادہ درود شریف پڑھنے کی توفیق نصیب کرے آمین

جو بندہ اللہ پاک سے ملنا پسند کرتا ہے تو اللہ پاک بھی اس سے ملنا پسند کرتا ہے اور جس سے اللہ پاک ملنا پسند کرتا ہے تو اس پر رحم کرتا ہے اور جو مجھ سے مانگتا ہے میں اس کو دیتا ہوں ساق العرش کی توضیح مناسب سمجھتا ہوں عرش اللہ پاک کی مخلوق میں سب سے بڑی مخلوق ہے کہا گیا ہے کہ اس کے ۳۶۰ ستون ہیں ہر ستون کی چوڑائی تمام زمین کے ستر ہزار بار چوڑائی کے برابر ہے اور ایک ستون سے دوسرے ستون کے درمیان ساٹھ ہزار صحرا یعنی میدان ہیں اور ہر میدان میں ساٹھ ہزار عالم ہیں اور ہر عالم تمام جن وانس کے برابر ہے سعید بن مطرف خیاط جو کہ ایک صالح بندے گزرے ہیں فرماتے ہیں میں نے سوتے وقت ایک تعداد درود شریف کی اپنے اوپر مقرر کی تھی جب اپنے بستر پر سونے کے لئے آتا تھا تو وہ درود شریف رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھتا تھا تو ایک رات میں نے مقدار پوری کی اور آنکھ لگ گئی کیا دیکھتا ہوں کہ نبی علیہ السلام کمرہ کے اندر تشریف لائے سارا کمرہ روشن ہوگیا پھر میرے قریب تشریف لائے اور فرمایا یہ تمہارا منہ جس سے تم کثرت کے ساتھ مجھ پر درود پڑھتے ہو میں اس کو چوم لوں میں نے تو بوجہ حیا منہ ذرا موڑ لیا تو آپ نے میرے رخسار پر بوسہ دے

دیا تو میں ہیبت کی وجہ سے بیدار ہو گیا اور اپنی بی بی کو بھی بیدار کیا لیکن مکان مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہو گیا تھا اور میرے رخسار سے آٹھ دن تک خوشبو میری بی بی کو آتی تھی صاحب دلائل الخیرات کی قبر کی مٹی سے مشک جیسی خوشبو نکلتی تھی درود کی کثرت کی وجہ سے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ترجمہ:۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کو سخت حاجت درپیش ہو جائے تو چاہیے کہ مجھ پر درود کثرت سے پڑھے پر زیادہ درود ہموم، غموم، کروب کو سب کو رفع کرتا ہے اہل اللہ کی صحبت کے بغیر اصلاح بہت ہی مشکل ہے

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم تا غلام شمس تبریزے نہ شد

حدیث شریف میں ہے اَلَا اِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ انسان کے جسد میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ صالح ہو جاتا ہے تو تمام بدن صالح ہو جاتا ہے اور جب وہ فاسد ہو جاتا ہے تو تمام بدن فاسد ہو جاتا ہے اور وہ ٹکڑا دل ہے اور پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون ہیں آل محمدؐ جن کے ساتھ ہمیں محبت اور اکرام یعنی احسان کرنے کا حکم دیا گیا ہے میری آل اہل صفا یعنی محبت میں خالص اور اہل وفا یعنی عہد کو پورا کرنیوالے ہیں اور ایک مرفوع حدیث بھی حضرت انسؓ سے منقول ہے 'آلُ مُحَمَّدٍ كُلُّ تَقِيٍّ جو مجھ پر ایمان لائے اور اس میں مخلص ہو پھر سوال کیا گیا مخلص کی کیا نشانی ہے اس لئے کہ ہر چیز کی پہچان کے لئے کوئی نشانی ہونی چاہئے تو جواب فرمایا میری محبت ہر محبوب پر غالب ہو وہ محبوب خواہ اس کا نفس ہو یا مال ہو یا اور کوئی چیز ہو اور اسکا باطن میرے ذکر میں مشغول ہو اللہ پاک کے ذکر کے بعد یعنی اس کا دل میرے ساتھ ہو اس لئے کہ دارومدار محبت کا دل پر ہے اور دوسری روایت میں ہے اس کی نشانی ہمیشہ میرا ذکر کرنا اور زیادہ درود میرے اوپر بھیجنا ہے اس لئے کہ مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهٖ جو کسی چیز کے ساتھ محبت کرتا ہے اس کا ذکر بہت کرتا ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا آپ پر ایمان لانے والوں میں کون زیادہ قوی ہے تو فرمایا جو میرے اوپر ایمان لایا ہے اور مجھے دیکھا نہیں اور یہ سوال اس لئے کیا کہ مخلوق ایمان میں متفاوت ہے کسی کا ایمان بہت قوی ہے کسی کا ضعیف اس لئے کہ وہ محض اپنے شوق اور خواہش سے مجھ پر ایمان لایا اور میری محبت کی صداقت کی وجہ سے اور اس کی نشانی اس مومن میں یہ ہے کہ وہ آرزو کرے گا کہ کاش جو میرے پاس دولت اور ملکیت ہے ان سب کے بدلے میں مجھے دیدار سید الابرار نصیب ہو اور دوسری روایت میں یہ عبارت ہے کہ ساری روئے زمین کے برابر سونے کے بدلے میں دیدار نصیب ہو یہ مومن برحق ہے اور میری محبت میں سچا ہے اللہ نے موسیٰ پر وحی نازل فرمائی کہ اے موسیٰؑ تم چاہتے ہو کہ میں تمہارے کلام کی بہ نسبت تمہاری زبان سے تمہارے وسواس کی بہ نسبت تمہارے دل کے تمہاری روح کی بہ نسبت تمہارے بدن کے اور تمہاری بینائی کی بہ نسبت تمہاری آنکھوں کے زیادہ قریب ہو جاؤں؟ کہا! ہاں اے رب فرمایا رب نے فَاَكْثِرِ الصَّلٰوةَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ محمدؐ پر زیادہ درود پڑھو اگر کسی کو شیخ کامل نہ ملے تو کثرت درود اس کا کام کرتا ہے

کتاب میں لکھا ہے کہ رسول علیہ السلام پر درود پڑھنے میں دس کرامات ہیں ا۔ درود پڑھنے والے پر اللہ کی رحمت ۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ۳۔ فرشتوں کی مطابقت ۴۔ فجار اور کفار کی مخالفت ۵۔ گناہوں کو نیست و نابود کرنا ۶۔ حوائج کا پورا ہونا ۷۔ باطن کی صفائی اور نورانیت ۸۔ قیامت کی تکلیف سے نجات ۹۔ دخول دار القرار یعنی جنت ۱۰۔ سلام الرحیم الغفار (حدائق الانوار)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تا حضرت باقی باللہؒ

ایک بار حضرت ابوبکر صدیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف ایک عبا پہنے ہوئے کہ اس میں بجائے تکمہ کے ایک کانٹا لگا ہوا تھا۔ حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا کہ اے ابوبکر یہ کیا وضع ہے۔ انہوں نے ابھی کچھ جواب نہ دیا تھا کہ اتنے میں حضرت جبریل بھی اس ہیئت سے تشریف لائے۔ اس سے آپ کو اور بھی زیادہ تعجب ہوا۔ ان سے اس کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ آج اللہ تعالیٰ نے ہم کو حکم صادر فرمایا ہے۔ کہ جس طرح ابوبکر نے زمین پر اپنی وضع بنائی ہے تم آسمان پر بناؤ۔ اور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ ابوبکر سے میرا اسلام کہو۔ اور دریافت کرو کہ اس حال میں تم مجھ سے راضی ہو۔ یہ سن کر ابوبکر صدیق نے تین مرتبہ زور سے نعرہ مارا کہ میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ تم پر ابوبکر کو کثرت نماز روزہ کے سبب سے فضیلت نہیں دیتا۔ بلکہ اس چیز کے سبب سے فضیلت دیتا ہوں کہ اس کے سینہ میں ہے۔ فرمایا کہ ابوبکر کا ایمان تمام جن وانس کے ایمان سے وزن کیا جائے تو ابوبکر کے ایمان کا پلہ جھکتا رہیگا۔

جابر سے روایت ہے کہ میں ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس وقت ایک شخص آتا ہے کہ حق تعالیٰ نے میرے بعد اس سے بہتر کسی کو پیدا نہیں کیا۔ اور اس کی شفاعت قیامت کے دن پیغمبروں کی مانند ہوگی۔ جابر کہتے ہیں کہ دیر نہ گزری تھی۔ کہ حضرت ابوبکر تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے۔ ان سے بغل گیر ہوئے۔ اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکر صدیق کے ہجرت کو روانہ ہوئے۔ اور غار میں آکر قیام فرمایا۔ تو اس غار میں سوراخ تھے۔ جو حضرت صدیق نے اپنی چادر پھاڑ کر بند کر دیئے تھے۔ لیکن ایک سوراخ کے بند کرنے کو کچھ موجود نہ تھا۔ آپ نے اپنے پاؤں کی ایڑی لگادی۔ اس سوراخ میں سانپ تھا۔ اس نے آپ کے پاؤں میں کاٹ لیا۔ مگر چونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے زانو پر سر مبارک رکھے ہوئے سوتے تھے آپ نے جنبش نہ کی۔

حضرت علی سے منقول ہے کہ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک چھول داری میں مقیم تھے۔ ہم نے صلاح کی کہ کوئی شخص موجود رہے کہ مشرک اس طرف نہ آئیں۔ لیکن اس امر کی کسی کو ہمت نہ ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق تلوار کھینچ کر کھڑے ہو گئے اور اس طرح ان کے پاس کسی کو نہ آنے دیا۔ فرمایا کہ مجھ پر کسی کا حق اس قدر نہیں ہے جس قدر ابوبکر کا ہے۔ اپنی بیٹی میرے نکاح میں دے دی اور مجھ سے مہر نہ لیا۔ اور بلال کو اپنے خالص مال سے مول لے کر آزاد کیا۔ اور مکہ سے مدینہ کی ہجرت کے سفر میں سب اسباب زاد اور راحلہ کا درست کر کے مجھ کو پہنچایا۔ اور اپنی جان اور مال سے ہمیشہ میری غمخواری کرتا رہا۔ سواب سب کے دروازے مسجد کی طرف سے بند کردو۔ سوائے ابوبکر کے دروازہ کے اس کو کھلا رہنے دو۔ اس کے بعد جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض موت لاحق ہوا۔ اور مرض کی زیادتی ہوئی تو آپ نے حکم فرمایا۔ ابوبکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عذر فرمایا۔ کہ میرا باپ رقیق القلب ہے۔ آپ کی جگہ کھڑے ہونے کی تاب نہ لائیں گے لیکن آپ نے بمبالغہ حضرت صدیق اکبر کو امامت کے واسطے فرمایا۔ چنانچہ حسب الامر حضرت ابوبکر نے لوگوں کو پانچ دن

تک نماز پڑھائی۔

حضرت سلمان فارسی آپ کے پاس عیادت کو تشریف لائے۔ اور کہا اے ابوبکر کچھ مجھے وصیت کیجئے۔ آپنے فرمایا کہ خدا تعالیٰ تمہارے لئے دنیا فتح کرنے کو ہے۔ اس میں بقدر بسر اوقات لینا۔ اور یاد رکھو۔ جو کوئی صبح کی نماز ادا کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے عہد میں آجاتا ہے۔ ایسا نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ سے عہد شکنی کرو۔ اور یہ عہد شکنی تم کو منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گی

جب حضرت صدیق اکبر بوجہ زیادہ مرض گھر سے باہر نہ نکل سکے تو آپ سے لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اپنا کوئی نائب مقرر کریں۔ آپ نے فرمایا میں نے عمر کو اپنا نائب مقرر کیا ہے لوگوں نے عرض کیا۔ کہ آپ ایسے تند مزاج اور سخت دل کو نائب مقرر کرتے ہیں آپ اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دینگے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جواب دونگا کہ یا اللہ جو تیری مخلوق میں سب سے بہتر تھا اس کو نائب کیا پھر حضرت عمر کو بلوایا۔ اور فرمایا کہ میں تم کو ایک وصیت کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ دن کے حقوق ہیں کہ ان کو رات میں قبول نہیں کرتا۔ اور کچھ رات کے ہیں کہ ان کو دن میں نہیں قبول کرتا۔ اور نفل کو قبول نہیں کرتا جب تک فرض ادا نہ کرو۔ اور قیامت کے دن جو بھاری پلہ والوں کے پلے بھاری ہونگے۔ تو یہی وجہ ہوگی کہ انہوں نے دنیا میں حق کا اتباع کیا ہوگا۔ اور اپنے اوپر اسی کو بھاری سمجھا ہوگا۔

نقل ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے گالی دی۔ فرمایا جو میرا حال تجھ پر پوشیدہ ہے۔ وہ اس سے بہت زیادہ ہے۔ ۲۲ جمادی سنہ ۱۳ھ تریسٹھ برس کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

آپ کی وصیت کے موافق حضرت کی زوجہ اسماء بنت عمیس نے آپ کو نہلایا۔ اور عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے پانی ڈالا۔ اور آپ کی وصیت کے موافق جو کپڑے آپ پہنے ہوئے تھے۔ ان میں آپ کو کفنایا۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے درمیان قبر اور منبر کے چار تکبیروں کے نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو آپ نے وصیت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کریں۔ چنانچہ وہیں آپ کی قبر کھودی گئی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کتف مبارک کے پاس آپ کا سر مبارک رکھا۔ حضرت عمر حضرت عثمان اور حضرت طلحہ اور حضرت عبدالرحمان ابوبکر نے آپ کو قبر میں اتارا۔ حضرت امیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز ابوبکرؓ نے خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا۔ کہ خدا سے حیا کرو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جنگل میں جس وقت پاخانہ پھرتا ہوں بوجہ حیا کے اپنے سر کو ڈھکتا ہوں۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ اپنی کمر کو دیوار سے لگاتا ہوں۔

آپ سفید رنگ نحیف العارض بلند پیشانی اور غائر العینین تھے۔ ہمیشہ چہرہ مبارک عَرَقناک رہتا تھا۔ آپ کی ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکتی رہتی تھی۔ اور آپ اس کے وعید سے مستثنیٰ تھے۔ حنا اور کتم ایک قسم کا گھاس ہے۔ اس کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ آپ نے تمام عمر یعنی ایام جاہلیت سے لے کر نہ کبھی شعر کہا اور نہ کبھی شراب پی۔

حالات حضرت سلمان فارسیؓ

آپ کو انتساب علم باطن میں باوجود محبت حضرت خیرالبشر علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیمات حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے۔ آپ اصل میں مجوسی تھے۔ عالم جوانی سے طلب حق میں ساعی تھے۔ علماء یہود و نصاریٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور بکمال صبر واستقامت اس راہ میں شدید تکالیف برداشت کیں۔ اور قریب قریب دس مرتبہ نوبت بنوبت فروخت ہوئے۔

اور آخر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ سونا دلوا کر آپ کو ایک یہودی سے آزاد کرایا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سِلْمَانُ مِنَّا اَهْلُ الْبَيْتِ (یعنی سلیمان ہمارے اہل بیت میں سے ہے) آپ اصحاب صفہ میں سے ہیں۔ ۱۰ رجب سنہ ۳۲ھ کو شہر مدائن میں وفات پائی وہیں مزار مبارک ہے۔ عمر ڈھائی سو سال سے کم نہیں تھی۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ' نے ان کو اپنے ایام خلافت میں حاکم مداین مقرر کر دیا تھا۔ اور پانچ ہزار درم بیت المال سے مقرر کر دیئے تھے۔ آپ تمام روپیہ فقیروں میں تقسیم کر دیتے۔ اور خود زنبیل بافی سے اپنی بسر اوقات کرتے۔ آپ کے پاس ایک کملی اونٹ کے بالوں کی تھی۔ دن کو اپنے اوپر اس کو لپیٹ لیا کرتے۔ اور رات کو اوڑھ لیا کرتے تھے۔ بکری کے بالوں کی آپ رسیاں اور جھول بنایا کرتے تھے۔ اور لڑائی کو جھول اور کسی کو رسی دے دیتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ اپنے ایام حکومت میں آپ شہر مدائن کے بازار میں جاتے تھے۔ اور کسی شخص اسباب لے جانے کے واسطے ایک مزدور کی تلاش تھی۔ آپ کو کمبل پہنے ہوئے دیکھا۔ اور آپ پر اسباب اٹھوا کر چل دیا۔ آپ نے یہ نہ فرمایا کہ میں کون ہوں۔ راستہ میں ایک شخص ملا۔ اور کہا۔ اے امیر آپ نے یہ بوجھ کیوں اٹھایا۔ اس شخص نے تب معلوم کیا کہ آپ امیر شہر ہیں۔ اس نے اپنا سر قدم پر رکھا۔ اور بہت سی معذرت کی آپ نے فرمایا۔ کہ تو نے اپنے مکان تک لے جانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اب وہاں پہنچا ہی کر واپس ہوں گا

حالات حضرت امام قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ

علم باطن میں آپ کو حضرت سلمان فارسی سے انتساب ہے۔ اور اپنے جد بزرگوار کی نعمت ان کے وسیلہ سے حاصل کی۔ اپنی پھوپھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا شانہ فیض نشانہ میں تربیت پائی۔ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی صحبت سے حضرت امیر کرم اللہ وجہہ' کی نسبت بھی حاصل کی تھی۔ آپ کبار تابعین وفقہا سبعہ مشہورین سے ہیں۔

(۵) حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم باطن میں اپنے نانا امام قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نیز اپنے والد امام زین العابدین سے انتساب ہے۔ آپ کا قول ہے کہ وَلَدَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ مَرَّتَیْنِ یعنی ابوبکر صدیق اللہ تعالیٰ عنہ سے میں دو مرتبہ پیدا ہوا۔ ایک ولادت ظاہری کہ میری والدہ کے باپ قاسم بن محمد ابی بکر تھے۔ دوم ولادت باطنی کہ علم باطن بھی انہیں سے میں نے پایا۔ حضرت امام کو صادق بوجہ آپ کے صدق مقال کے کہتے تھے۔ آپ سادات اہل بیت سے تھے۔ امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن زین العابدین سید الشہداء امام حسین بن علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم' امام ابو حنیفہ یحییٰ بن سعید انصاری و ابن جریج و امام مالک و محمد بن اسحاق و موسیٰ بن جعفر و سفیان ولادت مدینہ طیبہ میں ۸ رمضان المبارک ۸۰ھ کو اور وفات وہیں ۸ ۱۴۸ھ کو ہوئی۔

ایک روز آپ مع اپنے خادموں کے درمیان بیٹھے تھے۔ فرمانے لگے آؤ آپس میں بیعت و اقرار کریں۔ کہ ہم میں سے جس کو نجات ہو وہ سب کی شفاعت کرے۔ سب نے عرض کیا۔ اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو ہماری شفاعت کی کیا احتیاج ہے۔ کہ آپ کے جد شفیع خلائق ہیں۔ فرمایا کہ مجھ کو اپنے اعمال سے شرم آتی ہے کہ ان کو لے کر ان کے روبرو ہوں۔

ایک مرتبہ سفیان ثوری نے کہا کہ کچھ وصیت فرمایئے۔۔ اے سفیان دروغ گو کو مروت نہیں ہوتی۔ اور حاسد کو راحت نہیں

ہوتی۔بدخلق کو سرداری نہیں ہوتی۔ اور ملوک کو اخوت نہیں ہوتی۔

فرمایا اے سفیان جو شخص ہر آدمی کے ساتھ صحبت رکھتا ہے۔وہ سلامت نہیں رہتااور جو کوئی برے راستہ جاتا ہے۔اس کو اتہام لگتا ہے۔ اور جو شخص اپنی زبان کو قابو میں نہیں رکھتا وہ پشیمان ہوتا ہے۔ فرمایا جو کوئی اللہ تعالی سے انس رکھتا ہے خلق سے وحشت ہو جاتی ہے۔ فرمایا بہت سے گناہ ایسے ہیں کہ جس کی وجہ سے بندہ اللہ تعالی کے نزدیک ہو جاتا ہے۔ اور بہت سی ایسی عبادت ہیں کہ جس کی وجہ سے بندہ اللہ تعالی سے دور ہو جاتا ہے کیونکہ مطیع مغرور گنہگار ہوتا ہے اور گنہگار نادم مطیع ہوتا ہے۔

نقل ہے۔ تشریف لائے۔ ان کو دیکھتے ہی منصور تعظیم کو اٹھ کھڑا ہوا۔ اور مسند پر ان کو بٹھاکر آپ باادب تمام آگے بیٹھا۔ اور عرض کیا کیا حاجت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ پھر مجھے اپنے پاس نہ بلانا۔ اور آپ تشریف لے گئے۔ فی الفور خلیفہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اور کئی وقت اور کئی روز تک ہوش نہ آیا۔ جب آفاقہ ہوا۔ تو وزیر نے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ ہوا۔ آپ نے جواب دیا کہ جس وقت حضرت امام اندر آئے ایک اژدہا ان کے ساتھ منہ پھیلائے ہوئے تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر میں نے ان کو کچھ بھی تکلیف دی تو وہ مجھ کو کھاجائے گا۔ اس خوف سے میں نے عذر کیا اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔

حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۶ھ ہجری کو پیدا ہوئے۔ آپ کو حضرت امام جعفر صادق سے انتساب تھا۔ اور آپ کی تربیت روحانیت حضرت امام سے ہوئی۔ آپ کی والدہ ماجدہ سے نقل ہے کہ ایام حمل میں جب میں شبہ کا لقمہ کھالیتی تو اندر بیقراری شروع ہو جاتی۔ تاوقتیکہ قے نہ کردیتی آرام نہ آتا۔ جب آپ نے مکتب میں پڑھنا شروع کیا۔ اور سورۃ لقمان کی آیت پر پہنچے (اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ) آپ نے استاد سے اجازت چاہی اور اپنے والدین کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میرا شکر کرو اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو۔ مجھ سے دو کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ یا تو اللہ تعالی سے اس کا شکر معاف کرا دو۔ یا اپنا شکر بخش دو۔ ان کی والدہ نے فرمایا۔ کہ ہم نے اپنا حق بخشا اور تجھ کو بالکل اللہ تعالی کا کر دیا۔ حضرت بایزید یہ سن کر بسطام سے روانہ ہوئے اور تیس سال تک ملک شام کے جنگل میں مصروف ریاضت و مجاہدات رہے۔ جس وقت نماز پڑھتے ان کے سینہ کی ہڈیوں سے ہیبت حق و تعظیم شریعت سے ایسی زور سے آواز نکلتی کہ لوگوں کو سنائی دیتی۔

نقل ہے کہ آپ نے سفر مکہ کیا۔ اور ہر قدم پر دوگانہ ادا کرتے۔ یہاں تک کہ بارہ برس میں مکہ شریف پہنچے۔

نقل ہے کہ حضرت خواجہ کے پڑوس میں ایک آتش پرست رہا کرتا تھا۔ وہ سفر کو گیا اس کا بچہ اندھیری رات کی وجہ سے روتا۔ حضرت خواجہ اپنا چراغ اس کے گھر لے جاتے اس نے کہا جب خواجہ کی روشنی ہمارے گھر میں آگئی تو اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی تعلیم کیجئے کہ جس سے نجات ہو۔ فرمایا اول یہ کہ اللہ تعالی تیرے ہر حال سے آگاہ اور جو کچھ تو کرتا ہے وہ دیکھتا ہے اور تیرے عمل سے بے نیاز ہے۔

ایک روز کسی نے عرض کی کہ اپنے پوستین کا ایک ٹکڑا مجھ کو دیجئے۔ کہ آپ کی برکت حاصل ہو۔ فرمایا اگر میرا پوست بھی پہن لے تو کیا ہوتا ہے جب تک کہ میرا عمل نہ کرے۔ فرمایا سچا عابد اور سچا عامل وہ ہے۔ کہ تیغ جہد سے تمام مرادات کا سر کاٹ لے اور اس کی تمام شہوات و تمنا محبت حق میں فنا ہو جائیں اور اللہ تعالی کو جو دوست ہو وہی اس کا بھی دوست ہو۔

کسی نے دریافت کیا کہ آپ بھوک کی اس قدر کیوں تعریف کرتے ہیں۔ فرمایا اگر فرعون بھوکا ہوتا۔ (اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی) نہ کہتا۔ کسی نے دریافت کیا کہ متکبر کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ جو شخص تمام عالم میں اپنے سے زیادہ کوئی خبیث چیز دیکھے۔ فرمایا۔ مردوں کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دل نہ لگائیں۔ راہ توحید کے سالکوں کی انتہا بایزید کی ابتدا کے برابر ہے۔ حضرت ابو سعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ "اٹھارہ ہزار عالم بایزید سے بھرے ہوئے دیکھتا ہوں مگر بایزید ہم میں نہیں ہیں" یعنی وہ حق میں محو ہیں) عمر ۷۳ سال۔ بسطام میں ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ کو وفات پائی۔ نقل ہے کہ شیخ کو کسی نے خواب میں دیکھا۔ پوچھا کہ تصوف کس کو کہتے ہیں فرمایا۔ آرائش ترک کرنا۔ اور محنت اختیار کرنا۔

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کو تصوف میں بطریق بااویسیت ہونا چاہیے۔ حضرت سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ سے انتساب ہے۔ کیونکہ آپ کی ولادت بعد وفات حضرت بایزید بسطامی ہوئی۔

نقل ہے کہ شیخ بایزید بسطامی ہر سال دہستان قبور شہداء کی زیارت کو جایا کرتے تھے۔ جب راہ میں خرقان پہنچتے اس جگہ کھڑے ہوتے اور اس طرح سے سانس لیتے جیسے کہ کوئی کچھ سونگھتا ہے۔ مرید عرض کرتے کہ حضرت ہم کو تو کچھ خوشبو نہیں آتی۔ آپ کیا سونگھتے ہیں۔ جواب دیتے ہیں کہ مجھے اس چوروں کے گاؤں سے ایک مرد کی خوشبو آتی ہے اس کا نام علی اور کیفیت ابوالحسن ہے۔ اور اس میں تین باتیں مجھ سے زیادہ ہونگی اس پر بار عیال ہوگا۔ کھیتی کریگا۔ اور درخت لگایا کریگا۔

نقل ہے کہ چالیس سال تک آپ نے سر تکیہ پر نہیں رکھا۔ اور صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑھی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت خواجہ کے پاس آیا۔ اور عرض کیا کہ آپ مجھ کو اپنا خرقہ پہنچائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ پہلے ایک مسئلہ کا جواب دے کہ اگر مرد کے کپڑے پہن لے تو وہ مرد ہو جاتا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا کہ پھر خرقہ سے کیا فائدہ۔ اگر تو مرد نہیں ہے تو خرقہ سے مرد نہیں ہو سکتا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپکی زیارت کے واسطے آیا۔ اور آپ کے گھر پر آکر آواز دی کہ شیخ کہاں ہے۔ آپ کی بیوی نے جواب دیا کہ اس زندیق کذاب کو تو کیا کریگا۔ اس کے سوا خدا جانے اور کیا کیا کہا۔ اس شخص کے دل میں خیال آیا کہ جس کی بیوی ایسی منکر ہے۔ اس میں کیا رکھا ہوگا۔ خیر یہ جنگل کو شیخ کی تلاش میں گئے کیا دیکھا۔ کہ آپ ایک شیر پر لکڑیوں کا بوجھ رکھ کر چلے آتے ہیں۔ یہ شخص سامنے گیا اور عرض کیا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ گھر کا وہ حال باہر کا یہ حال۔ آپ نے یہ جواب دیا کہ جب تک ایسے بھیڑیئے کا (یعنی بیوی کا) بوجھ نہ کھینچے گا۔ ایسا شیر اس کا بار نہ اٹھائیگا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی کا خرقان پر گزر ہوا۔ اور کہا کہ مجھ کو نصیحت فرمائیے۔ فرمایا کہ چند باتوں کا خیال رکھنا۔ منہیات سے پرہیز نماز باجماعت اور خلق خدا پر سخاوت و شفقت کرنا۔ محمود نے کہا کہ میرے واسطے دعا خیر فرمائیے فرمایا کہ میں تو ہر روز دعا کرتا ہوں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کہا دعا کیجئے فرمایا اے محمود تیری عاقبت محمود ہو۔ اس کے بعد محمود نے ایک اشرفی کی تھیلی پیش کی۔ شیخ نے جو کی روٹی محمود کے آگے پیش کی۔ اور کہا کہ کھا۔ محمود چباتا تھا اور گلے سے نہیں اترتی تھی۔ شیخ نے فرمایا کہ شائد گلا پکڑتی ہے۔ کہا کہ جی ہاں گلا پکڑتی ہے۔ فرمایا کہ تمہاری اشرفیوں کی تھیلی بھی میرا اسی طرح گلا پکڑتی ہے۔ اس کو لے جاؤ کہ میں نے اس کو طلاق دے

دی ہے۔ محمود نے کہا۔ کہ کچھ تو قبول فرمائیے۔ فرمایا کہ نہیں پھر محمود نے عرض کیا کہ مجھ کو نشانی دیجئے۔ آپ نے اپنا پیراہن عطا فرمایا۔ محمود جب واپس ہونے لگا کہ صومعہ تو خوب ہے۔ شیخ نے فرمایا۔ کہ جہاں سب کچھ ہے۔ یہ بھی رکھنا چاہئے۔ چلنے میں شیخ محمود کی تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے محمود نے کہا کہ جس وقت میں آیا تھا۔ اس وقت آپ نے التفات بھی نہیں کیا تھا۔ اور اب تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس کے کیا معنی ہے۔ فرمایا۔ کہ اول تو امتحان کو رعونت شاہی آیا تھا اب فقر کے انکسار میں جاتا ہے۔ خیر سلطان وہاں سے چلا آیا۔ اور جب سومنات پر چڑھائی کی۔ اور عین حالت جنگ میں کہ جس وقت مخالف کا پلہ غالب ہونے کو تھا۔ گھوڑے پر سے کود کر اور حضرت شیخ کے پیراہن کو ہاتھ میں لے کر دعا مانگی۔ کہ الٰہی بطفیل اس پرہن کے فتح نصیب کر۔ کہ اسی وقت اللہ تعالی نے اس کو فتح دی۔ لکھا ہے کہ اسی شب محمود نے خواب میں حضرت شیخ کو دیکھا۔ فرماتے ہیں کہ محمود تو نے ہمارے خرقہ کی کچھ عظمت نہ کی۔ اگر اللہ تعالی سے چاہتا کہ تمام کافر مسلمان ہو جائیں۔ تو سب مسلمان ہو جاتے۔ فرمایا یہ مجھ کو گوارا ہے کہ دنیا سے قرض دار جاؤں۔ اور قیامت کے روز قرض خواہ وہاں دامنگیر ہوں۔ مگر یہ گوارا نہیں کہ کوئی سائل مجھ سے سوال کرے اور اس کی حاجت رد کروں۔

خرقان میں ۱۵ رمضان سنہ ۴۲۵ھ کو رحلت فرمائی خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ، حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ (م ۴۲۵ھ) رباعیاں یہ ہیں

باز آ، باز آ، ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں در گہ مادر گہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

(۸) حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ

ولادت سنہ ۴۳۴ھ میں وفات ۴ ربیع الاول ۵۱۱ھ۔ ۴۷۷ھ کو طوس میں ہوئی وہیں مدفون ہیں۔ آپ حضرت شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ لیکن بطور اویسیت کے حضرت ابوالحسن رحمتہ اللہ علیہ سے مستفیض تھے۔ حجتہ الاسلام امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ آپ ہی سے بیعت اور تربیت یافتہ تھے۔ فرمایا۔ کہ تین چیزوں کی انتہا مجھے معلوم نہیں ہوتی۔ اور انتہائے درجات مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم معلوم نہیں ہوئی۔ انتہائے کید نفس معلوم نہیں ہوئی۔ اور انتہائے معرفت معلوم نہیں ہوئی۔ ایک روز گھر بیٹھا تھا کہ یکایک میرے دل میں شیخ ابوسعید کی زیارت کا شوق بشدت پیدا ہوا۔ اور وقت شیخ کے باہر نکلنے کا نہ تھا۔ ارادہ کیا کہ ابھی نہ جاؤ مگر صبر نہ ہو سکا۔ ناچار اٹھ کر باہر گیا۔ جب چوراہے پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ معمریدوں کے چلے جاتے ہیں۔ میں ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔ جب وہ ایک جگہ پر پہنچے۔ میں بھی ان کے ہمراہ چلا گیا۔ اور ایک گوشہ میں جا کر اس طرح بیٹھ گیا کہ شیخ کی نظر مجھ پر نہ پڑے۔ وہاں سماع شروع ہو گیا۔ اور شیخ کو وجد عظیم پیدا ہوا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ جب سماع سے فارغ ہوئے۔ کپڑے اتارے اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ ایک آستین علیحدہ رکھی۔ اور آواز دی ابا علی طوسی کہاں ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ وہ تو مجھ کو جانتے بھی نہیں اور دیکھتے بھی نہیں۔ کوئی ابا علی ان کا مرید ہو گا۔ جس کو پکارتے۔ یہ سوچکر خاموش ہو گیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ شیخ نے پھر پکارا۔ مگر میں نے جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ جب پکارا۔ تب کسی نے کہا کہ تم ہی کو شیخ پکارتے ہیں۔

جب میں اٹھ کر ان کے پاس گیا۔ شیخ نے وہ تریز اور آستین مجھ کو دی اور فرمایا کہ جاؤ اس کو اچھی طرح سے بحفاظت رکھنا کہ تو

مجھ کو مثل اس آستین اور تریز کے ہے۔ یعنی جو تعلق کہ آستین اور تریز میں ہے وہی مجھ میں اور تجھ میں ہے میں وہ کپڑا لے کر آداب بجالایا۔ اور بہت حفاظت سے رکھا اور مجھ کو ان کی خدمت میں بہت فائدہ اور حال وارد ہوئے۔ اوپر احوال وواردات گزرتی تھیں۔ وہ بیان کیں انہوں نے فرمایا۔ اے فرزند ابھی علم پڑھو چنانچہ میں علم پڑھتا رہا۔ لیکن ہر روز روشنائی بڑھتی جاتی تھی۔ کہ تین سال تک میں تحصیل علم میں مشغول رہا۔ ایک روز قلم ودات سے نکالا تو سفید نکلا۔ میں نے امام ابی قاسم سے یہ حال بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اب علم نے تجھ سے منہ پھیرلیا۔ اب تو بھی اس سے منہ پھیرلے۔

چنانچہ میں مدرسے سے خانقاہ میں گیا۔ اور امام کے استاد کی خدمت میں مشغول ہوا۔ ایک روز استاد امام تنہا غسل خانے میں گئے۔ میں نے چند ڈول غسل خانے میں ڈال دیئے۔ جب استاد باہر آئے۔ نماز پڑھی۔ فرمایا کہ یہ کس نے غسل خانے میں پانی ڈالا۔ میں نے مارے خوف کے کچھ نہ کہا۔ کہ شاید مرضی کے خلاف ہو۔ پھر دریافت کیا۔ پھر بھی جواب نہ دیا۔ تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا۔ تب میں نے عرض کیا کہ میں تھا۔ فرمایا اے ابا علی جو کچھ کہ ابوالقاسم کو ستر سال میں تجھ کو ایک ڈول پانی میں مل گیا۔ اس کے بعد مدتوں تک ان کی خدمت میں مجاہدہ کیا۔

ایک روز میں بیٹھا تھا کہ کچھ ایسا حال وارد ہوا کہ میں اس میں گم ہوگیا۔ یہ حال میں نے اپنے استاد امام سے بیان کیا۔ انہوں نے فرمایا۔ اے ابی علی اس سے زیادہ میرا سلوک نہیں ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ مجھ کو ابھی اور پیر کی ضرورت ہے کہ اس مقام سے نکالے۔ میں نے شیخ ابوالقاسم گرگانی کا نام سنا تھا۔ ان کے پاس طوس کی جانب روانہ ہوا جب ان کی خدمت میں پہنچا۔ وہ اس وقت اپنے مریدوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دو رکعت تحیتہ المسجد گزاری۔ اور ان کے سامنے آیا۔ وہ مراقبہ میں بیٹھے تھے۔ سر اٹھایا۔ اور فرمایا آؤ کیا بات ہے۔ میں نے سلام کیا اور بیٹھ گیا اور تمام واقعہ بیان کیا۔ شیخ نے فرمایا۔ ہاں ابتدا تمہاری اچھی ہے۔ اگر تمہاری تربیت ہو تو مرتبہ بلند پر پہنچ جاؤ۔ میں نے اپنے دل میں جان لیا کہ میرے پیر یہی ہیں۔ اور وہیں قیام کیا

ابو علی فارمدی کا قول ہے کہ اس بات کو بہت دن نہیں گزرے تھے کہ شیخ ابوالقاسم نے مجھ سے وعظ کرنے کو فرمایا۔ آپ کی وفات بمقام طوس ۴۷۷ھ میں ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

(۶) حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ

کنیت ابو یعقوب، نام مبارک یوسف، علوم شرعیہ میں خصوصا علم حدیث میں کامل دستگاہ تھی، واعظ اور مفتی تھے۔ حضرت غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ اکثر آپ کی صحبت میں حاضر ہوتے تھے اور حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ بھی آپ کے یہاں چھ ماہ رہے۔ آپ اپنے وقت کے غوث اور پانچویں صدی کے مجدد تھے۔ بغداد، اصفہان، سمرقند، بخارا وغیرہ کے لوگ بہت مستفید ہوئے۔ ولادت ۴۴۰ھ میں اور وفات رجب ۵۳۵ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک مرو میں ہے۔

حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ ابو علی فارمدی قدس سرہ سے انتساب ہے۔ لیکن شرح وصایا خواجہ عبدالخالق غجدانی رحمتہ اللہ علیہ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی بے واسطہ شیخ ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ اور خرقہ شیخ عبداللہ چوپنی قدس سرہ سے پہنا۔ اور شیخ حسن سمنانی کی صحبت میں بھی حاضر رہے اور آپ کی کنیت ابو یعقوب ہے۔ آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی کہ بغداد، اصفہان، عراق، خراسان، سمرقند، بخارا وغیرہ میں استفادہ افادہ کیا۔ حدیث شریف پڑھی۔ وعظ فرمایا لوگوں کو ان سے نفع پہنچا۔ فتاوے واحکام

شرعیہ دست قدرست کامل حاصل تھی۔ علوم وتعارف میں قدم راسخ تھا۔ جم غفیر علماء وفقہاء کا آپ کی خانقاہ ومجلس میں حاضر رہتا۔ آذربیجان' عراق 'اور خراسان کے لوگوں کی تربیت فرمائی۔

خواجہ ابو یوسف ہمدانی ان مشائخ سے ہیں۔ کہ جن کی صحبت میں حضرت محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ حاضر رہے ہیں ایک روز حضرت خواجہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ سے کہ ابھی آپ جوان تھے فرمایا۔ کہ تم وعظ کہو۔ انہوں نے فرمایا کہ میں عجمی ہوں فصحاء بغداد کے سامنے کس طرح بات کروں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ تم کو فقہ' اصول فقہ' اختلاف مذاہب ولغت وتفسیر قران یاد ہے۔ تم سب طرح سے اس کی صلاحیت رکھتے ہو کہ منبر پر آؤ۔ اور وعظ کہو۔ کہ میں تم میں وہ چیز پاتا ہوں کہ جس کی اصل وفرع زمین وآسمان میں پہنچے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک عورت روتی پیٹتی آپ کے پاس آئی۔ اور عرض کیا کہ فرنگی میرے لڑکے کو پکڑ کر لے گئے ہیں دعا فرمائیے کہ وہ آجائے۔ آپ نے فرمایا کہ تو صبر کر اور مکان کو جا۔ تیرا لڑکا تجھ کو گھر پر ملے گا۔ وہ عورت واپس آئی۔ تو دیکھا فی الواقع لڑکا موجود تھا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ وعظ فرماتے تھے۔ دو فقیہ بھی اس جگہ موجود تھے۔ انہوں نے حضرت خواجہ کو کہا۔ کہ چپ رہو تم بدعتی ہو۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ کہ تم خاموش رہو۔ تم کو موت آئی۔ چنانچہ اس جگہ اسی وقت دونوں فقیہ مر گئے۔ حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کی ۴۴۰ھ میں ولادت ہوئی۔ اور ۵۳۵ھ میں وفات ہوئی۔ اور آپ کی قبر مرو کے راستہ میں تھی۔

(۱۰) حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ

لقب خواجہ جہان ہے' حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی اولاد میں ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام آپ کے پیر تعلیم ہیں اور حضرت خواجہ یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ پیر صحبت وخرقہ ہیں۔ کمال درجہ متبع سنت تھے اور بدعت سے سخت متنفر' کم کھانے' کم سونے' کم بولنے اور کم ملنے کی خصوصیت سے وصیت فرمائی ہے۔ وہ آٹھ کلمات جن پر طریقہ نقشبندیہ کی بنیاد ہے آپ ہی کے مقرر کردہ ہیں۔ یعنی ہوش دردم نظر برقدم' سفر در وطن' خلوت درانجمن' یادکرد' بازگشت' نگاہ داشت اور یاداشت ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ کو غجدوان (بکسر عین) میں وفات ہوئی۔ جو بخارا کے قریب ہے۔ آپ کی والدہ سلطان روم کی نسل سے تھیں آپ کے والد بزرگوار عبدالجمیل امام کبار اولیاء عظماء اتقیا سے تھے اور حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے۔

نقل ہے کہ خضر علیہ السلام نے امام شیخ عبدالجمیل کو بشارت دی تھی کہ تیرے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام عبدالخالق رکھنا۔ اس کو ہم اپنی فرزندی میں لیں گے۔ اور اپنی نسبت سے بہرہ مند کرینگے۔ اس کے ایسا اتفاق ہوا کہ امام شیخ عبدالجمیل نسبت حوادث زمانہ روم سے ماوراء النہر آگئے۔ اور ایک قصبہ غجدوان میں متصل بخارا ہے۔ اقامت پذیر ہوئے اور وہاں حضرت خواجہ عبدالخالق متولد ہوئے۔

حضرت خواجہ ہمیشہ ایسے شخص کے انتظار میں رہتے تھے۔ اتفاقاً جمعہ کے روز اپنے باغ کے دروازہ پر بیٹھے تھے کہ ایک شخص ضعیف العمر آئے۔ حضرت خواجہ نے ان کی بہت تعظیم وتکریم کی۔ ان بزرگ نے فرمایا۔ کہ اے جوان میں تجھ میں آثار بزرگی دیکھتا ہوں۔ کہیں تو بیعت ہوا ہے یا نہیں۔ انہوں نے کہا کہ مدت گزری اسی بات کی تلاش میں ہوں۔ پیر مرد نے فرمایا اے جوان میں خضر ہوں۔ تجھ کو میں نے اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ ایک سبق تجھ کو بتلاتا ہوں۔ اس پر ملازمت رکھنا تیری کشائش کام ہوگی۔ پھر فرمایا کہ حوض میں غوطہ مار اور دل سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ حضرت خواجہ نے اسی طرح کیا۔ اور سبق لے کر اپنے کام میں مشغول ہوئے اور کشائش عظیم ہوئی۔

فرماتے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کی بے نیازی کو خیال کرتا ہوں۔ نزدیک ہو جاتا ہے۔ جان قلب سے باہر ہو جائے اور یہ اس سے خوف آتا ہے۔ کہ شاید بے قصد اور بے اطلاع مجھ سے ایسا کام سرزد ہو گیا ہو کہ اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہو۔ جس جگہ آپ بیٹھے بوجہ مجھ سے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا آپ کو قتل کرنے کے واسطے بٹھلایا ہے۔

فرمایا کہ میری بائیس سال کی عمر تھی کہ حضرت خضر علیہ السلام نے میری تربیت کے واسطے حضرت خواجہ یوسف ہمدانی کو وصیت فرمائی۔ ایک درویش نے حضرت خواجہ سے دریافت کیا کہ تسلیم کس کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ تسلیم یہ ہے کہ روز الست جو نفس و مال فروخت کر کے بہشت خریدا ہے آج بھی تسلیم کرے۔ فرمایا۔ فراغت دل یہ ہے کہ محبت دنیا دل میں راہ نہ پائے۔ اور یہ نہیں کہ دنیا کے کام کاج سے آزاد ہو۔ حضرت کے کلمات قدسیہ سے چند کلمے ہیں کہ بناء طریقہ حضرات خواجگان اسی پر مبنی ہے۔

ہوش دردم، یعنی ہوشیار ہونا سالک کا ہر نفس میں کہ بیدار ہے یا غافل

(نظر برقدم، یعنی سالک کو چاہئے کہ راہ چلنے میں نظر اپنے قدم گاہ سے تجاوز نہ کرے۔ اور ہر وقت نشست نظر کو روبرو رکھے۔ راست و چپ نہ دیکھے۔ کہ موجب فساد عظیم و مانع حصول مقصود ہے۔

(سفر در وطن، انتقال کرنا۔ سالک کا صفات بشریہ خبیثہ سے بجانب صفات ملکیہ۔

خلوت در انجمن۔ اس سے مراد ہے کہ سالک جمیع اوقات خلوت و جلوت کھانے پینے چلنے پھرنے بات چیت میں اپنا قلب اللہ تعالیٰ سے مشغول رکھے۔

یاد کرد۔ اس سے مراد ذکر اللہ تعالیٰ سے ہے کہ ہر وقت اس میں مشغول رہے۔

باز گشت سے یہ مراد ہے کہ چند بار ذکر کر کے بکمال تضرع یہ دعا کرے۔ کہ الٰہی مقصود میرا تو ہے اور رضا تیری اپنی محبت اور معرفت مجھ کو عطا کر۔

نگہداشت سے مراد۔ خطرات اور حدیث نفس کا قلب سے دور کرنا ہے۔

یادداشت سے مراد توجہ سالک طرف ذات بیچون و بے چگون حق سبحانہ بغیر الفاظ و خیال کے۔

وقوف زمانی وہوش دردم ایک ہی چیز ہے

وقوف عددی۔ ذکر میں سانس چھوڑتے۔ وقت عدد طاق کا لحاظ رکھنا۔

وقوف قلبی سے مراد توجہ سالک بجانب قلب ہے کہ زیر پستان چپ واقع ہے۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ نے اپنے فرزند خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر یہ وصیت فرمائی۔

"اے فرزند تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ کو اپنا شعار بنانا اور وظائف اور عبادت کی ملازم رکھنا۔ اپنے احوال کا مراقبہ کرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ اور رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا حق ادا کرنا۔ والدین کے حق کا بھی خیال رکھنا۔ کہ ان خصلتوں سے اللہ تعالیٰ تک مشرف ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنا کہ وہ تیرا محافظ رہے۔ قرآن شریف خواہ یاد ہو یا نادیکھ کر پڑھنا لازم رکھنا۔ قرآن شریف کو بہ تفکر و تدبر و حزن و گریہ سے پڑھنا۔ طلب علم سے ایک قدم نہ ہٹنا۔ علم فقہ اور حدیث پڑھنا۔ جاہل صوفیوں سے پرہیز کرنا۔ عوام الناس سے دور رہنا۔ کہ یہ راہ

دین کے چور ہیں۔ اور مسلمانوں کے راہزن' ملازمت سنت و جماعت کرنا۔ ائمہ سلف کے مذہب پر رہنا کہ جو کچھ محدث ہے گمراہی ہے۔ جوانوں اور عورتوں اور مردوں اور اہل بدعت سے صحبت مت رکھنا۔ کہ تیرا دین برباد کرینگے۔ دوگرہ روٹی پر راضی رہنا اگر کسی سے صحبت رکھے تو فقیروں سے رکھنا۔ حرام سے بچنا' حلال پہننا' جماعت ترک نہ کرنا' امام و موذن نہ ہونا۔ دستاویزوں پر اپنا نام نہ لکھنا۔ قاضیوں کی کچہری میں حاضر نہ ہونا۔ لوگوں کی وصیت کے درمیان نہ گزرنا۔ آدمیوں سے اس طرح بھاگنا جس طرح شیر سے بھاگتے ہیں۔ کوشش کرنا کہ گمنام رہے۔ تاکہ دین خراب نہ ہو۔ جو طالب ریاست ہو اس کو سالک طریقت نہیں کہنا۔ مشائخ کی مال و تن و جان سے خدمت کرنا۔ اور ان کے دل کا خیال رکھنا۔ کسی مشائخ کا انکار مت کرنا۔ البتہ جو امر خلاف شرع ہو۔ اگر مشائخ کا انکار کریگا۔ نجات نہیں ہوگی۔ لوگوں سے کچھ مت مانگ۔ اپنے واسطے کچھ جمع نہ کرنا۔ حق تعالیٰ کی ضمانت پر اعتماد نہ یقین کر کہ رزق قسمت کا ہے۔ آرائش ظاہری سبب خراب باطن ہوتی ہے۔ خاموش رہنا' ہمیشہ خلق کو نصیحت کرنا' کھانا پینا کم کرنا' تاوقتیکہ احتیاجی طعام نہ ہو کچھ نہ کھانا' سوائے ضرورت کلام نہ کرنا۔ جب تک کہ نیند کا غلبہ نہ ہو نہ سونا۔ اور پھر جلد اٹھ بیٹھنا۔ سماع میں بہت نہ بیٹھنا۔ کہ سماع سے نفاق پیدا ہوتا ہے۔ بہت سماع دل کو مردہ کرتا ہے۔ مسماع کا انکار نہ کرنا کہ اصحاب سماع بہت ہیں سماع اس شخص کو روا ہے کہ اس کا دل زندہ ہو اور نفس مردہ۔ اور جس میں یہ بات نہ ہو۔ اس کو نماز روزہ میں مشغول ہونا اولیٰ ہے۔

چاہیئے کہ تیرا دل ہمیشہ فکر مند ہو۔ تن نماز میں ہو۔ عمل خالص ہوں۔ دعا تیری مجاہدہ تیرے کپڑے پرانے' تیرے ساتھی درویش تیرا گھر مسجد' تیرا مال مسئلہ کی کتابیں تیری ارائش ترک دینا۔ دوست تیرا خدا تعالیٰ' جب تک کسی شخص میں یہ پانچ باتیں نہ ہوں۔ اس سے برادری نہ کرنا۔ اور فقیری کو امیری پر ترجیح دے۔ دوسرے علم کو دنیا کے کاموں پر ترجیح دے۔ تیسرے ذلت کہ عزت سے بہتر جانے۔ چوتھے علم ظاہر و باطن کا بینا ہو۔ پانچویں موت کے واسطے مستعد ہو۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ مع مریدوں کے حج بیت اللہ کو جاتے تھے۔ راہ میں سب پر تشنگی نے غلبہ کیا۔ ناگاہ ایک کنویں پر پہنچے۔ مگر وہاں رسی اور ڈول نہ تھا۔ نہایت مایوسی ہوئی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ میں تو نماز پڑھتا ہوں۔ تم پانی پیو۔ اور وضو کرو۔ مریدوں نے جو یہ سنا سمجھ گئے کہ اس میں کچھ بھید ہے۔ اور کچھ پانی کی امید پڑی۔ پھر کنویں پر گئے۔ دیکھا تو حضرت خواجہ کی برکت سے کنواں منہ تک بھر گیا تھا۔ سب نے پانی پیا اور وضو کیا۔ ایک شخص نے ایک برتن پانی سے بھر لیا۔ فی الفور پانی کنویں کی تہ پر پہنچ گیا۔ یہ بات کسی نے حضرت خواجہ سے عرض کی۔ فرمایا۔ کہ یاروں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ نہ کیا۔ ورنہ قیامت تک پانی تہ پر پہنچتا۔

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ کا وقت آخر آیا۔ مرید و فرزند وہاں موجود تھے حضرت نے آنکھ کھول کر فرمایا کہ عزیزو خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہے۔ اور بشارت رضادی ہے۔ تمام اصحاب رونے لگے اور عرض کی کہ ہمارے واسطے بھی دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم کو بھی بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے الہام فرمایا ہے۔ کہ جو شخص اس طریقہ پر تا آخر استقامت رکھے گا۔ میں اس پر رحمت کرونگا۔ اور اس کو بخشوں گا۔ کوشش کروں کہ اس طریقہ سے علیحدہ نہ ہو۔ اور قائم رہو۔ تھوڑے دیر بعد ایک آواز آئی۔ ایا ایتھا النفس المطمئنتہ ارجعی الی ربک راضیتہ مرضیتہ اصحاب نے جو خیال کیا تو

حضرت خواجہ کا انتقال ہو گیا اناللہ وانا الیہ راجعون آپ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ میں ہوئی۔ بعد وفات آپ کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ زیر عرش ایک تخت نورانی پر بیٹھے ہیں۔ اور ملائکہ آپ کے گرد جمع ہیں۔ اور اللہ تعالی کا سلام پہنچاتے ہیں۔

حالات حضرت عارف ریوگری قدس سرہ

حضرت خواجہ عارف ریوگری رحمتہ اللہ علیہ اعظم خلفاء حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے تھے۔ تاحیات حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر رہے۔ اور فائدہ باطنی حاصل کیا۔ بعد وفات حضرت خواجہ مسند ارشاد پر بیٹھ کر ہدایت خلق میں مصروف رہے۔ علم و حلم زہد و تقوی و ریاضت و عبادت و متابعت سنت میں شان عالی رکھتے تھے۔ آپ کا مدفن ریوگر بفاصلہ اٹھارہ میل شہر بخارا سے ہے۔ علم و حلم اور زہد و تقوی میں یگانہ روزگار تھے۔ تصوف میں عارف نامہ آپ کا رسالہ موسی زئی شریف (ڈیرہ اسمٰعیل خاں) میں موجود ہے۔ یکم شوال ۶۲۶ھ کو وفات ہوئی۔

(۱۲) حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رحمتہ اللہ علیہ

انجیر فغنہ (جو شہر بخارا سے نو میل پر ہے) وطن ہے' پیشہ گلکاری تھا' آپ کا فیض عام تھا۔ کسی وقتی مصلحت سے آپ نے ذکر جہر کی تعلیم دی تھی چنانچہ اس سلسلہ میں ذکر جہر کا رواج ہو گیا لیکن جب حضرت امام الطریقہ خواجہ بہاوالدین نقشبندیہ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے تو علمائے بخارا کو آپ نے حضرت سید امیر کلال علیہ الرحمتہ سے رجوع کرایا اور جب علماء نے ذکر جہر کو بدعت قرار دیا تو حضرت خواجہ نقشبندیہ قدس سرہ علمائے بخارا کو جمع کر کے حضرت امیر کلال قدس سرہ کی خدمت میں لائے تاکہ وہ ان کو ذکر جہر سے منع کر دیں چنانچہ علمائے کرام نے حضرت امیر قدس سرہ سے عرض کیا کہ ذکر جہر بدعت ہے آپ ایسا نہ کیا کریں۔ انہوں نے جواب میں فرمایا کہ ہم آئندہ نہیں کریں گے اس کے بعد سے بدستور قدیم ذکر خفی کی تعلیم ہونے لگی ۱۷ ربیع الاول ۷۱۵ھ کو وفات ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق سال وفات ۷۱۷ھ ہے۔

حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی افضل و اکمل خلفاء حضرت خواجہ عارف سے ہیں۔ جب حضرت خواجہ عارف کا آخر وقت آیا۔ تو آپ نے ان کو اپنا خلیفہ بنایا۔ اور دعوت خلق کی اجازت دی۔ آپ کا مولد ایک موضع انجیری فغنی متصل بخارا واقع ہے۔ آپ وابکنہ میں مقیم تھے اور وہیں تربیت و ہدایت خلق فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے مقتضائے مصلحت طلاب کو ذکر جہر تعلیم کیا۔ اول شخص کہ جس نے اس سلسلہ میں ذکر جہر شروع کیا۔ خواجہ محمود تھے۔ ورنہ خواجہ عبدالخالق غجدوانی و خواجہ عارف ریوگری ذکر جہر نہ کرتے تھے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علی رامتینی مع اصحاب حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی مشغول ذکر تھے کہ یکایک ایک مرغ سفید رنگ کا ہوا میں اڑتا ہوا اوپر کو گزرا اور بزبان فصیح کہا کہ اے علی مردانہ ہو اور اپنے کام میں مشغول رہ۔ اس مرغ کے دیکھنے اور اس کلمہ کے سننے سے تمام اہل مجلس غایت فیض ظہور اسرار سے بے ہوش ہو گئے جس وقت افاقہ ہوا حضرت خواجہ سے دریافت کیا کہ یہ کیا معاملہ تھا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا۔ کہ یہ مرغ روح پر فتوح حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کی ہے۔ اللہ تعالی نے ان کو قوت دی ہے کہ جس مخلوق کے قالب میں چاہیں متشکل ہو جائیں۔ اس وقت خواجہ دہقان قلبی رحمتہ اللہ علیہ کا کہ خواجہ اولیاء کبیر کے اول خلیفہ سے ہیں۔ وقت اخیر تھا۔ انہوں نے دعا کی تھی۔ کہ یا اللہ میرے آخر وقت میں میری مدد کو کوئی اپنا دوست بھیجنا کہ اس کی

برکت سے ایمان سلامت لے جاؤں۔ چنانچہ باشارہ ربانی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کی روح مبارک حضرت خواجہ دہقان کے وقت پر پہنچے تھے چونکہ ان کا خاتمہ بخیر ہو گیا۔ اب واپس جاتے ہیں۔ چونکہ میرے حال پر فرط محبت و عنایت تھی۔ اس راہ سے گزرتے ہوئے تشریف لے گئے۔ حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کا انتقال ۷۱۵ھ میں ہوا۔ اور آپ کا مدفن موضع انجیر فغنی میں ہے۔

(۱۳) حالات حضرت خواجہ علی رامتینی قدس سرہ

حضرت خواجہ علی رامتینی حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی کے کبار سے ہیں۔ جس وقت حضرت خواجہ انجیر فغنوی کا وقت قریب پہنچا۔ تب آپ نے حضرت خواجہ علی کو اپنی خلافت سپرد کی اور اپنے جمیع اصحاب بھی تفویض کیئے۔ آپ حضرت خضر علیہ السلام کے صحبت دار تھے اور انہیں کے اشارے سے حضرت خواجہ کے مرید ہوئے تھے۔ آپ کا مسکن قصبہ رامتین میں تھا۔ لیکن بسبب بعض حوادث شہر باورد میں آگئے اور وہاں مدت تک ارشاد خلق میں مشغول رہے۔ مگر وہاں بھی چین نہ ملا۔ شہر خوارزم آگئے۔ اور وہاں بھی ریاضت و مجاہدہ میں مشغول رہے۔ آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ ایمان کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ کندن و پیوستن یعنی توڑنا اور جوڑنا۔ یعنی خلق سے توڑنا اور خالق سے جوڑنا۔

فرمایا۔ اگر کوئی عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کا فرزند موجود ہوتا۔ تو منصور حلاج کو سولی سے بچا جاتے۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحبت رکھتا ہو۔ فرمایا اگر نیکوں کے پاس بیٹھو گے نیک ہو گے اور اگر بدوں کے پاس بیٹھو گے بد ہو گے۔ فرمایا اگر کسی آدمی کے پاس بیٹھے اور خدا تعالیٰ کو بھولے۔ اس کو شیطان سمجھ۔ اگرچہ آدمی کی صورت ہو۔ بلکہ ابلیس آدمی بدتر ہے۔ ابلیس جن سے کہ وہ پوشیدہ وسوسہ ڈالتا ہے۔ اور ابلیس آدمی ظاہر طور سے

فرمایا۔ یار نیک کار نیک سے بہتر ہے کیونکہ ممکن ہے کہ کار نیک سے تجھ کو عجب وپندار ہو۔ لیکن یار نیکی ہی کی صلاح دیگا

اگر در بینے کہ بامنی پیش منی
درپیش منی کہ بے منی در یمنی

کسی درویش نے حضرت عزیز قدس سرہ سے دریافت کیا۔ کہ بالغ کس کو کہتے ہیں فرمایا بالغ شریعت وہ ہے جس سے منی نکلے اور بالغ طریقت وہ ہے۔ جو منی سے باہر آئے یعنی اس کی خودی جاتی رہے اس درویش نے یہ سن کر سر زمین پر رکھ دیا۔ خواجہ نے فرمایا سر کے زمین پر رکھنے کی حاجت نہیں ہے۔ بلکہ جو کچھ سر میں ہے (یعنی نخوت و غرور وپندار) وہ زمین پر رکھو۔ آپ کے فرزند اور جانشین حضرت خواجہ ابراہیم قدس سرہ نے دریافت کیا کہ اس کے کیا معنی ہیں اَلْفَقِیْرُ لَایَحْتَاجُ اِلَی اللّٰہِ یعنی فقیر نہیں حاجت رکھتا طرف اللہ کی۔ خواجہ نے جواب دیا لَایَحْتَاجُ بِالسَّوَالِ اللّٰہِ یعنی فقیر سوال نہیں کرتا جب کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب ہے۔ اس سے سوال کی کیا حاجت ہے وہ سب کی حاجتیں جانتا ہے فرمایا کہ غنا بے پرواہی کو کہتے ہیں۔ بخارا سے دو میل پر قصبہ رامتین میں پیدا ہوئے لیکن آخر عمر میں بخارا آگئے تھے۔ آپ اپنے نفس مبارک کو عزیزان کہا کرتے تھے اس لئے آپ کا یہی لقب مشہور ہوا۔ آپ کی یہ رباعی مشہور ہے

باہر کہ نشستی ونہ شد جمع دلت
وز تو نہ رمید زحمت آبو گلت
زنہار ز صحبتش گریزاں می باش
ورنہ بکند روح عزیزاں بحلت

تصوف پر آپ کا ایک رسالہ بھی ملتا ہے۔ سالک آپ کی

صحبت سے ایک روز میں حقیقت کو پہنچ جاتا اور حضور قلب لے کر واپس جاتا۔ آپ فرماتے ہیں کہ عمل کر کے اس کو نہ کیا ہوا خیال کرنا چاہئے اور خود کو قصوروار خیال کر کے از سرنو اپنا عمل شروع کرنا چاہیئے۔ فرمایا کہ مردوہ ہے۔ جس کو تجارت اور خرید و فروخت خدائے تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کر سکے۔ آدھا مردوہ ہے۔ جس کے شغل میں ذکر قلبی کی بھی لذت آتی ہو مگر وہ صرف اسی پر قناعت کرے یعنی جب تک ذکر کرے لذت حاصل ہو اور جب چھوڑ دے تو دل بھی ذکر سے باز رہ جائے اور نامردوہ ہے جو منافق ہو یعنی ذکر کرے مگر خدا کے لئے نہ کرے۔ ایک سو تیس سال کی عمر میں ۲۸ ذیقعد ۵۔۱۵۔۷۔۲۱ھ کو وفات پائی۔ مرقد خوارزم میں ہے۔

اگر فقیر ہاتھ میں کچھ نہ رکھے مگر دل میں خواہاں ہو۔ وہ گدائے محلہ ہے۔ نہ تابع رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ اگر بندہ کو خطاب پہنچے کہ اے بندہ ہم سے کوئی حاجت چاہ شرط بندگی یہ ہے کہ بندہ خدا کے سوا اور کچھ نہ چاہے۔ اس کو اور اگر کسی شخص کے پاس سب کچھ ہو مگر اس کے دل میں محبت نہ ہو اس کو تجرید معنوی حاصل ہے۔

نقل ہے کہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے ستر کتے یا قلادہ زرین تھے کہ آپ کی بکریوں کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ اسی سے باقی سامان کا قیاس کرنا چاہیئے۔ اور آپ نے سب اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا کیسا وسیع ملک تھا مگر آپنے زنبیل بافی کر کے بسر اوقات فرمائی۔

نقل ہے کہ ایک شخص کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ مجھ کو بھول نہ جائیے گا۔ آپ نے فرمایا کہ بازار جا کر ایک کوزہ خریدا اور ہم کو لا کر تحفہ دے اس نے ایسا ہی کیا۔ فرمایا۔ کہ اب جس وقت اس کو دیکھا کرونگا۔ تجھ کو یاد کرونگا۔

نقل ہے کہ کسی شخص نے ازروئے انکار کہا کہ حضرت عزیزاں بازاری ہے یعنی سوت کی خرید و فروخت کے واسطے آپ بازار جایا کرتے تھے۔ حضرت عزیزاں نے یہ سن کر فرمایا کہ یار عزیزان زاری چاہتا ہے تو کیوں نہ بازاری ہوں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں زاری و تضرع و درد و سوز و نیاز مسکنت چاہئے۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک مہمان حضرت عزیزان کے گھر آیا۔ اس وقت آپ کے گھر میں کوئی چیز موجود نہ تھی۔ ناگاہ ایک غلام کہ آپکا مخلص تھا۔ روٹیاں فروخت کیا کرتا تھا۔ ایک ٹوکری روٹیوں کی بھری لایا۔ اور آپ کے سامنے پیش کی۔ اس وقت بہت خوش ہوئے۔ اور اس سے کہا کہ تو نے اس وقت بہت پسندیدہ خدمت کی۔ جو تیری مراد ہو مانگ۔ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں تم ہو جاؤں۔ یعنی تمہاری مانند ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نہایت سخت بات ہے اور تو اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس نے کہا کہ میرا تو یہی مقصود ہے اس کے سوا کچھ نہیں آپ نے فرمایا۔ اسی طرح سہی۔ اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ایک گوشہ میں لے گئے۔ اور اس کے حال پر متوجہ ہوئے۔ جب باہر تشریف لائے۔ تو وہ باورچی ظاہر و باطن میں بالکل آپ کے مشابہ تھا۔ مگر اس کے چالیس روز زندہ رہا۔ اس بوجھ کو زیادہ نہ اٹھا سکا اور مر گیا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ باشارہ غیبی حضرت عزیزان بخارہ سے خوارزم آئے اور شہر کے دروازہ کے باہر قیام کر کے ایک درویش وہاں کے بادشاہ کے پاس بھیجا کہ فقیر تمہارے شہر کے دروازہ پر آیا ہے۔ اگر تمہاری مصلحت کے خلاف نہ ہو تو شہر میں آجاوے ورنہ اس جگہ سے واپس ہو جائے۔ اور درویش سے کہہ دیا اگر بادشاہ اجازت دے دے تو اجازت نامہ مہری و دستخطی بادشاہ لیتے آنا۔ جب وہ درویش بادشاہ کے پاس گیا۔ حضرت کا مدعا بیان کیا۔ تو بادشاہ مع اہل دربار ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ یہ بھی کیسے نادان اور سادہ

طبیعت کے آدمی ہوتے ہیں اور مذاق کے طور پر ایک اجازت نامہ مہری و دستخطی بادشاہ نے اس درویش کو دے دیا۔ وہ درویش لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ شہر کے اندر داخل ہوئے اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر بطریقہ حضرات خواجگان مشغول ہوئے۔ صبح کے وقت مزدور خانہ جاتے اور ایک دو مزدور لے آتے۔ اور ان سے فرماتے کہ وضو کرو اور نماز پڑھو۔ اور عصر کے وقت تک ہمارے پاس بیٹھو۔ اور ذکر کرو۔ بعد ازاں مزدوری دے کر ان کو رخصت کرتے وہ لوگ بہت خوشی سے یہ کام کرتے اور چونکہ ایک دن اس طرح ان کی صحبت رہتی۔ اگلے روز صحبت کے اثر سے اور حضرت کے تصرف سے آئے بغیر چین نہ پڑتی۔ آخر کار رفتہ رفتہ اس قدر اژدہام خلائق ہوا وہاں کے بادشاہ کو خبر ہوئی کہ کوئی شخص اس جگہ آیا ہوا ہے۔ اس کی خلقت مرید ہوئی چلی جاتی ہے۔ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ لوگ بڑھ نہ جائیں۔ اور ملک میں کچھ فتنہ و فساد قائم نہ ہو جائے۔ چنانچہ بادشاہ کو اس بات کا وہم ہو گیا اور اس نے آپ کے اخراج کا حکم دے دیا۔ آپ نے اس درویش کو بادشاہ کے پاس بھیجا کہ ہم تو تمہاری اجازت سے ٹھہرے ہوئے ہیں اگر بد عہدی ہے تو ہم چلے جائیں بادشاہ یہ سن کر نہایت شرمندہ ہوا اور آپ کی دور بینی کا بہت معتقد ہوا۔ اور مع صاحبین آکر مرید ہوا۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ ایک خواجہ محمد۔ ایک خواجہ ابراہیم۔ جب حضرت کی وفات قریب ہوئی تو چھوٹے فرزند خواجہ ابراہیم کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ لوگوں کے دلوں میں خیال آیا کہ بڑے فرزند کے ہوتے ہوئے چھوٹے کو آپ نے اپنا قائم مقام کیوں کیا۔ آپ نے فرمایا کہ بڑے کی عمر میرے بعد جلد ختم ہو جائیگی۔ چنانچہ آپ کے انتقال کے انیس روز بعد ہی وہ فوت ہو گئے تھے۔ حضرت عزیزان کا انتقال روز دو شنبہ ۲۸ ذی قعد ۷۲۱ ہجری کو ایک سو تیس برس کی عمر میں ہوا۔ آپ کا مدفن خوارزم میں ہے۔

حالات حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہ

علاقہ رامتین میں قریہ سماس آپ کا مولد و مدفن ہے جو بخارا سے نو میل پر ہے۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی اکمل اصحاب خلفاء حضرت عزیزاں سے تھے۔

نقل ہے کہ حضرت عزیزان کا وقت آخر پہنچا۔ آپ نے اپنے اصحاب میں حضرت بابا کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اور جملہ مریدین کو فرمایا کہ ان کی ملازمت و متابعت کرو۔ استغراق و بیخودی آپ کو بدرجہ غایت تھی۔ سماس میں آپ کا ایک باغ تھا گاہ گاہ آپ اس کی تاک کے شاخ کاٹا کرتے تھے۔ شاخ کاٹتے کاٹتے آپ کو بیخودی ہو جاتی تھی۔ اور وہ اندازہ سے زیادہ کٹ جاتی تھی۔

نقل ہے کہ جب آپ کا گزر کوشک ہندوان پر ہوتا۔ فرماتے کہ اس خاک سے ایک مرد کی بو آتی ہے۔ اور قریب ہے کہ کوشک ہندوان قصر عارفاں ہو۔ حتی کہ ایک مرتبہ جب اس جگہ پھر آپ تشریف لے گئے۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرد پیدا ہو گیا ہے اس وقت حضرت خواجہ نقشبند کو تولد ہوئے صرف تین گزرے تھے چنانچہ حضرت کے جد امجد آپ کو لے کر حضرت بابا رحمتہ اللہ علیہ کے پاس لے کر حاضر ہوئے حضرت بابا رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھ کر فرمایا کہ یہ ہمارا فرزند ہے۔ اور اس کو میں نے اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اور اصحاب سے متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ یہی وہ مرد ہے جس کی خوشبو مجھ کو آیا کرتی تھی۔ اور اپنے خلیفہ حضرت سید امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ سے فرمایا کہ میرے اس فرزند کے حق میں تربیت سے دریغ نہ رکھنا ورنہ تجھ کو معاف نہیں کرنے کا۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر میں اس میں قصور کروں تو مرد نہیں ہوں۔

حضرت خواجہ نقشبندہ قدس سرہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بابا رحمتہ اللہ علیہ نے کھانا کھا کر ایک قرص نان مجھ کو

عطا کی۔ کہ اس کو اپنے پاس رکھ لے اور آپ کے ہمراہ روانہ ہوا۔ راستہ میں اگر کچھ فتور اور خطور میرے دل میں گزرتا۔ فرماتے کہ باطن کو نگاہ رکھو۔ وفات سنہ ۷۵۵ ہجری میں ہوئی

سید شمس الدین امیر کلال قدس سرہ حضرت سید امیر کلال اجل خلفاء حضرت محمد بابا سماسی سے ہیں۔ آپ سید صحیح النسب تھے۔ پیشہ کلالی کیا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ شریفہ فرمایا کرتی تھیں کہ جس وقت امیر کلال میرے شکم میں تھے۔ اس وقت اگر میں شبہ کا لقمہ کھاتی تھی تو مجھ کو درد شکم ہو جاتا تھا۔ تاوقتیکہ قے نہ کرتی تھی۔ آرام نہ آتا تھا۔ جب چند مرتبہ یہ معاملہ وقوع میں آیا۔ تب میں سمجھ گئی کہ اس کی وجہ یہ طفل ہے۔ اس کے بعد پھر میں نے لقمہ میں احتیاط رکھی۔ حضرت امیر کلال کو ایام جوانی میں کشتی کا نہایت شوق تھا۔ ایک روز حضرت محمد بابا سماسی رحمتہ اللہ علیہ کا معرکہ کشتی پر گزر ہوا۔ اور آپ وہاں تماشا دیکھنے لگے۔ کہ اس معرکہ میں ایک مرد ہے۔ کہ اس سے بہت سے آدمی درجہ کمال کو پہنچیں گے۔ میں نے اس کے شکار کے واسطے کھڑا ہوں۔ کہ اسی اثناء میں حضرت امیر نے حضرت خواجہ کو دیکھا۔ اور دیکھتے ہی متاثر ہو گئے۔ چنانچہ فی الفور معرکہ کشتی چھوڑ کر حضرت خواجہ کے ہمراہ ہو لیئے۔ جب حضرت خواجہ اپنے مکان پر پہنچے۔ حضرت امیر کو خلوت میں طلب کر کے تلقین طریقہ فرمایا۔ اور اپنی فرزندی میں قبول کیا۔ اس کے بعد حضرت امیر پھر کبھی کشتی و بازار میں نہیں گئے۔ اور تیس سال حضرت بابا کی خدمت میں حاضرباش رہے۔ ہفتہ میں دو مرتبہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اپنے مسکن سوخمار سے سماس کو جاتے۔ اور واپس آجاتے تھے اور تمام راہ شغل طریقہ اس طرح مشغول رہتے کہ کسی کو خبر نہ ہوتی۔ یہاں تک کہ بدولت صحبت تکمیل اور ارشاد کو پہنچے آپ کی وفات صبح کی نماز کے وقت بروز پنجشنبہ بتاریخ آٹھویں جمادی الاول ۷۷۲ھ ہجری ہوئی۔

عالی نسب سید تھے۔ آپ کا پیشہ زارعت تھا۔ مولد و مدفن آپ کا قریہ سوخار ہے جو بخارا سے چھ میل کے قریب ہے۔

سید بہاوالدین نقشبندیہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ آپ اس طریقے کے امام ہیں، آپ ہی کی وجہ سے اس طریقے کو نقشبندیہ کہتے ہیں۔ کمخواب بافی کے پیشے کی وجہ سے 'یا اللہ کا نقش دلوں پر بٹھانے کی وجہ سے آپ نقشبند مشہور ہوئے۔ بظاہر حضرت امیر کلال رحمتہ اللہ علیہ سے فیض پایا لیکن بطریق اویسیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ سے مستفیض ہوئے۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے طریقے کے مطابق نقشبندیہ طریقہ جو سہل بھی ہے آپ پر فائض ہوا۔ مولانا جامی نے کیا خواب کہا ہے

سکہ کہ در یثرب و بطحا زدند
نوبت آخر بہ بخارا زدند
از خط آں سکہ نہ شد بہرہ مند
جز دل بے نقش شہ نقشبند

آپ کے کلمات میں سے ہے کہ "مامرادانیم' ما فضلیانیم مانہایت را دربدایت مندرج ساختیم' در طریق ما محرومی نیست" تصوف کے مقصود اصلی کے متعلق فرمایا کہ "اجمالی تفصیلی گردد واستدلالی کشفی شود" بخارا سے تین میل کے قریب قصبہ قصر ہندوان میں آپ کی ولادت محرم ۷۱۸ھ میں ہوئی اور وہیں شب دوشنبہ ۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ میں وفات پائی۔ آپ کے گوش مبارک میں ایک آواز آئی کہ اے بہاوالدین کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ کہ تو سب کی جانب سے منہ پھیر ہماری درگاہ میں متوجہ ہو۔ یہ سن کر حضرت خواجہ متغیر و بے قرار ہو گئے اور وہاں سے نکل آئے۔ اسی وقت اندھیری رات میں ایک نہر پر گئے۔ کپڑے دھوئے غسل

کیا۔ اور بکمال شکستگی دو رکعت نماز پڑھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ مدت گزر گئی اس آرزو میں ہوں کہ پھر ویسی ہی نماز پڑھوں۔ مگر میسر نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ ابتداء جذبہ میں مجھ کو الہام ہوا۔ کہ تو نے جو اس راستہ میں قدم رکھا ہے۔ کس طرح رکھا ہے۔ میں نے کہا کہ جو کچھ میں چاہوں وہ ہو۔ خطاب آیا کہ نہیں جو کچھ ہم کہیں وہ کرنا چاہئے فرمایا کہ جب میں حج سے واپس طوس میں پہنچا۔ تو شاہ معزالدین حسینی والی ہرات کا قاصد مکتوب لے کر آیا۔ کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی ملاقات سے مشرف ہوں۔ لیکن حاضر ہونا نہایت مشکل ہے۔

اس پر میں بموجب وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ۔ وَاِذَا رَأَيْتَ لِي طَالِبًا فَكُنْ لَهٗ خَادِمًا ہرات کی جانب روانہ ہوا۔ جب بادشاہ کے پاس پہنچا اور اداء مراسم توقیر فقراء صحبت منعقد ہوئی۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ آپ کو مشیخت آباؤ اجداد سے بطریق ارث پہنچی ہے۔ میں نے کہا کہ جذبہ عنایت الہٰی مجھ پر پہنچا۔ اور بلامسابقت ریاضت قبول فرمایا اور باشارہ حقانی حضرتی خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ کے خلفاء سے بیعت ہوا ان کے وہاں ان چیزوں میں سے کچھ نہ تھا۔ بادشاہ نے دریافت کیا کہ پھر ان کے یہاں کیا ہے میں نے کہا کہ ظاہر، باخلق باطن، وباحق بادشاہ نے کہا کہ ایسا ہو جاتا ہے میں نے کہا ہاں ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ

نقل ہے کہ جب حضرت خواجہ بادشاہ کی استدعا سے ہرات میں بادشاہی مکان میں داخل ہوئے خدم و حشم امیر و وزیر جس پر نگاہ کرتے۔ سب بیتاب ہو جاتے۔ دوسری مرتبہ جب حضرت حج کو جانے لگے۔ تو صرف مولانا زین الدین قدس سرہ سے ملاقات کے واسطے ہرات گئے۔ اور تین روز تک ان سے صحبت گرم رہی۔ ایک روز بعد نماز صبح مولانا نے حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ سے کہا۔ برائے ماہم اے خواجہ نقشبند۔ یعنی توجہ فرما۔ حضرت خواجہ نے بر سبیل تواضع فرمایا۔ آمدین تا نقش بریم۔ غالباً اسی روز سے حضرت خواجہ کا لقب نقشبند ہوا۔ اس حج سے واپس آکر باقی مدت العمر حضرت خواجہ بخارا میں رہے۔ اور کہیں نہیں گئے۔

امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو گردن جھکائے بیٹھے دیکھا۔ فرمایا کہ اَبَا الْعُنُقِ اِرْفَعْ عُنُقَكَ ذکر اس طرح کرنا چاہئے کہ اہل مجلس میں کوئی نہ معلوم کرے۔ کہ حقیقت اخلاص بعد فنا ہوتی ہے۔ جب تک بشریت غالب ہے میسر نہیں رباعی ہے۔

ساقی قدے کہ نیم مستیم
مخمور صباحے الستیم
مارا تو بماں مماں کہ تاما
باخویشتم بت پرستیم

فرمایا ذکر رفع غفلت کا نام ہے۔ جس وقت غفلت رفع ہو گئی تو ذاکر ہے۔ اگرچہ ساکت ہی ہو۔ فرمایا ساکنان طریقت دو نوع کے ہوتے ہیں۔ ایک وہ کہ ریاضت و محنت و مجاہدہ کرتے ہیں۔ اور ان کے ثمرات پاتے ہیں۔ اور مقصود کو پہنچتے ہیں اور ایک فضلی ہے کہ سوا فضل خدا کچھ نہیں جانتے۔ ترجمہ۔ یعنی اے لوگو اپنے نفسوں پر نرمی کرو کہ تحقیق تم غائب اور بہرے کو نہیں پکارتے ہو۔ بلکہ تم سمیع اور قریب کو پکارتے ہو۔ اور اتفاق علماء و مشائخ ہے کہ ذکر خفیہ افضل و اولے ہے۔

شرائط طلب سے یہ ہیں کہ جس وقت کسی خدا کے دوست کی صحبت میں داخل ہو۔ اپنے حال کو معلوم کرے کہ کیسا ہے اور پھر بعد کچھ مدت کے اس کا گذشتہ احوال سے موازنہ کرے۔ اگر اپنے میں کچھ ترقی دیکھے تو اس کی صحبت فرض سمجھے۔ فرمایا۔ مراقبہ نسیان رویت مخلوق بدوام نظر الی الخالق ہے فرمایا کہ دوام مراقبہ

نادر ہے۔ اور ہم نے اس کے حاصل کرنے کا طریق مخالف نفس پایا ہے۔ فرمایا مشاہدہ سالک کے دل پر وارد غیبی کے نزول کے ملاحظہ کو کہتے ہیں۔ اگر وہ جلد گزرتا ہے تو ادراک میں نہیں آتا۔

فرمایا یہ ضرور نہیں کہ جو دوڑے اس کو گیند مل جائے۔ مگر ملتی اس کو ہے جو دوڑتا ہے۔ اس سے اشارہ دوام کوشش و سعی کا ہے۔ فرمایا۔ کہ اولیاء کو اسرار پر اطلاع دیتے ہیں مگر بے اجازت اظہار نہیں کرتے فرمایا کہ جو رکھتا ہے وہ چھپایا ہے۔ اور جو نہیں رکھتا وہ چلاتا ہے۔ فرمایا کہ برکت رسول اللہ صلی اللہ علیہ واصحابہ وسلم مسخ صورت اس امت کا مرتفع ہوگیا۔ لیکن مسخ دل ہو جاتا ہے

اندریں امت نباشد مسخ تن
لیک مسخ دل بود اے ذوالفطن

فرمایا گاہ گاہ کی زیارت مع حضور قلب اس سے بہتر ہے کہ دوام ہو۔ اور بلا حضور ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا "ذرنی غبا تزدد حبا" مستون حنانہ کی آڑ میں ہو کر فی الفور مشرف بلازمت ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طاقت مفارقت نہیں رکھتا۔

یاد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ

دل بہ زخم زخم لوگو! کوئی ہے جسے دکھائیں
کوئی ہم نفس نہیں ہے، غم جاں کسے سنائیں
یکایک جو چھا گئی ہیں، غم و درد کی گھٹائیں
گیا کون اس جہاں سے کہ بدل گئیں فضائیں
اٹھا سائبانِ شفقت، بڑی تیز دھوپ دیکھی
نہیں دور دور چھاؤں، کہاں اپنا سر چھپائیں
وہ زندگی کی مونس، انہی محسنوں کی یادیں!
شبِ زیست کے ستارے، وہ خلوص کی دعائیں
وہ رفاقتوں کی راتیں وہ ہر اک سے دل کی باتیں
گئے دور کے وہ قصے، ہمیں یاد کیوں نہ آئیں
وہ شجاعتوں کے پتلے، بڑے صبر و شکر والے
وہی حوصلے حسینی، وہی زیدؓ کی ادائیں
وہ خوش نصیب قرآں کی جنہیں جنہیں نگارش
زہے وہ صریرِ خامہ، کہ ملک بھی جھوم جائیں
دمِ مرگ تھی تسلی، سرِ قبر ہے تجلی
ہوں مدام عنبر افشاں، یہیں خلد کی ہوائیں
ہو نصیب جامِ کوثر، یہ نفیس کی دعا ہے
مگر اک جنہیں تمنا کہ حضورؐ خود پلائیں

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ
(ابن حبان)

بیان فرض نماز (۱۳) باہر (۷) اندر (۶)

کپڑا۔ بدن۔ زمین پاک۔ کعبہ۔ پردہ۔ وقت۔ ارادہ
تکبیر۔ قرآن۔ قیام۔ رکوع۔ دو سجدے۔ آخر قعدہ

بیان واجب نماز (۱۴)

الحمد تے سورت التحیات قنوت۔ سلام مناسب
تے قومہ جلسہ قعدہ پہلا تکبیر عیداں واجب
دو پہلیاں وچ قرآن نہ و۔ دو جولی تے بلندی
نہ جانی پڑھتے نہ دیر بے فائدہ ہو ناپسندی

بیان سنت نماز (۱۲)

رفع یدین اعوذ ثناء تکبیر سنت بسم اللہ
ربنا آمین تسبیح تے درود دعا سمع اللہ

مکتوبات معصومیہ

کوئی بے ادب خدا تک نہیں پہنچا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔

"عدم رعایت آداب" میں ضرر کا پلہ غالب رہتا ہے' اور نفع موقوف ہو جاتا ہے۔ ہائے عمر کا حصہ (شباب) ہوا و ہوس میں بسر ہو گیا اور اِس وقت کے عمل کا کیا اعتبار ہو گا' خجالت کی وجہ سے پانی پانی ہوا جاتا ہوں' اور (آخرت کے لئے کوئی عذر سمجھ میں نہیں آتا) کسی شاعر نے کیا اچھا کہا ہے۔

کنوں چہ عذر گناہان خو یشتن خواہم

کہ شرم' خون چکدم از بدن بجائے عرق

"تصوف اضطراب و بے چینی کا نام ہے" جب سکون آگیا' تصوف نہ رہا۔۔۔۔۔ طالب بے اضطراب اور بے سوزش نہیں ہوتا۔۔۔۔ کوئی عارف بغیر درد و حزن کے نہیں ہے ۔۔۔۔۔ جب فخر کائنات علیہ افضل الصلوات "دوام فکر" اور "تواصل حزن" کے ساتھ موصوف تھے' تو دوسروں کا کیا ذکر ہے۔

مخدوما! "وقت کار" ہے گفتار کا زمانہ نہیں ہے۔۔۔۔ کالی کالی راتوں کو گریہ و استغفار سے روشن کردو' اور کلمہ طیبہ کی کثرت سے برابر رطب اللسان رہو' موافق فرصت و حال' تلاوت قرآن مجید سے " حظ وافر" جمع کر لو' طول قرات کے ساتھ نماز (نوافل) پڑھو اور تعلیم و تعلم پر حریص رہو۔ کمر ہمت "احیائے سنت" کے لئے باندھو' ایسے وقت میں جبکہ "ظلمات بدعت" نے عالم کو گھیر رکھا ہے خاص طور پر احیاء سنت عظیم الشان کام ہے' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔ "جس کسی نے میری کسی سنت کو اس کے مردہ ہو جانے پر زندہ کیا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا"۔۔۔۔ یہ حدیث تم نے بھی سنی ہو گی ۔۔۔ اغنیاء کی صحبت پر راغب نہ ہونا۔۔۔ فقر کو عزیز جاننا اور ورع و تقوی کے بجان و دل طالب بنے رہنا۔۔۔ کسی گناہ کو چھوٹا نہ جانو۔۔۔ اس دور افتادہ (کاتب تحریر) کو دعائے خیر میں یاد رکھو۔ تم درجہ مبتدی سے بہت کچھ ترقی کر گئے ہو۔۔۔ بدرجہ اولی اجازت ہے کہ اوراد مسنونہ کے علاوہ ذکر کے پڑھا کرو' نماز تہجد و چاشت' اوابین اور اس کے علاوہ سنن زوائد بھی ادا کرو۔۔۔ نماز تہجد اور قیام لیل تو کہنا چاہئے کہ "ضروریات طریقہ صوفیاء" سے ہے۔۔۔ تعلیم و تعلم طریقت کے منافی نہیں ہے بلکہ یہ کام نیت صالحہ کے ساتھ ہو تو نسبت باطنیہ کے مؤید ہے۔

نشان آشناداری بیانزدیک من بنشیں

عمر بن عبدالعزیز سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی حیات میں قبر بنالی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ "ابن آدم کو چند لقمے کافی ہیں' جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں' اگر اتنے پر صبر نہیں کر سکتا تو پھر پیٹ کا تیسرا حصہ کھانے کے لئے ہو' ایک تہائی پانی کے لئے' اور ایک تہائی سانس لینے کے لئے ہو"۔ امام احمد بن جنبل اسی معرفت کے طالب تھے کہ علم و اجتہاد کے اعلی مرتبے پر فائز ہوتے ہوئے مشہور بزرگ حضرت بشر حافی کی رکاب کے ساتھ خادمانہ طریقے پر چلتے تھے' لوگوں نے اس ادب و احترام کا سبب دریافت کیا' تو امام احمد نے فرمایا کہ:بشر کو خدا کی معرفت مجھ سے زیادہ حاصل ہے۔

امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی عمر کے اخیر دو سال میں اسی مقصد اعلی کی تکمیل کی' اور ان کا مشہور مقولہ ہے۔ "لَوْلَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ" (اگر تکمیل مقصد کے یہ دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا۔ دیکھو اعمال میں وہ کتنا اونچا درجہ پہلے ہی سے رکھتے تھے۔ اجتہاد و استنباط کے برابر کون سا عمل' کون سی طاعت پہنچ سکتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ "جو شخص اپنے تمام غموں کو ایک غم یعنی غم آخرت بنادے گا' اللہ تعالی اس کے تمام غموں کو دور کر دے گا"۔ جس کے دو دن مساوی گزریں

وہ گھاٹے میں ہے۔ اس فرصت قلیلہ کو "تعمیر باطن" اور "تنویر قلب" میں لگا دو "تعمیر ظاہر" "تخریب باطن" کا سبب ہے اور "تخریب ظاہر" "تعمیر باطن" کا۔۔۔ حضرت مجدد صاحب قدس سرۂ نے "مراتب تعینات" کے اوپر ایک اور مرتبہ بھی بیان کیا ہے اور اس کو "نور صرف" سے تعبیر کیا ہے' نیز اس کو "حقیقت کعبہ" قرار دیا ہے۔

مخدوما!۔۔۔ نماز معراج ہے اور نمونہ "حالت معراجیہ" ہے۔۔۔ ساجد' اللہ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے' تم نے یہ حدیث سنی ہوگی۔۔۔ نیز حدیث میں آیا ہے۔۔۔ بندہ جب کہ نماز میں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔۔۔ پھر فرائض کی خصوصیت جداگانہ ہے۔۔۔ اور جماعت نور علیٰ نور ہے۔۔۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نور سے روشن و منور کردے گا جو اندھیروں میں مسجد کی طرف جاتے ہیں"

اگر محض جاننا عشق کے لئے کافی ہوتا' تو تمام مسلمان عاشق وشیدا ہونے چاہئے تھے' اور وہ اپنے وجود اور اپنے غیر سے کلیتہ آزاد ہوتے' کیونکہ یہ چیز لازمہ عشق ہے' درحقیقت عشق و "گرفتاری دل" "عطیہ ربانی ہے' اگرچہ اس عشق کا ترتب "داشن" پر ہی ہوتا ہے مگر عالم اسباب میں یہ عشق سلوک و ریاضت سے وابستہ ہے' اور (ساتھ ہی ساتھ) ایسے شیخ کامل کی صحبت کی بھی ضرورت ہے' جو مقامات "سلوک و جذبہ" طے کئے ہوئے ہو۔۔۔ وہ معرفت جس کے ساتھ صوفیاء کرام ممتاز ہیں' اسی عشق و ولولہ کا نتیجہ ہوتی ہے۔ عشق حقیقی کا اثر فنافی المحبوب ہونا' اور ماسوائے آزادی ہے' یہ حقیقت عشق ہے' اور عشق مجازی صورت عشق ہے' عشق حقیقی فنا و بقا تک پہنچتا ہے جو مقامات باطن سے ہیں۔ "کمالات نبوت" کے مقام پر محبت بمعنی "ارادہ طاعت" رہ جاتی ہے اور بس' بے آرامی و بے چینی اس میں نہیں ہوتی' یہ محبت اس طرح کی ہوتی ہے جیسا کہ ہر کسی کو اپنی ذات کے ساتھ ہو' بلکہ اس سے بھی زیادہ نازک و لطیف۔

مخدوما! اتباع سنت میں جان و دل سے کوشش کرو۔ سرور دین و دنیا علیہ الصلوۃ والسلام کی عادات و عبادات کے جزو کل میں تشبہ کو سعادت عظمیٰ سمجھو' چیز "برکات" کا ثمرہ دیتی ہے' اور یہی "درجات عالیہ" کا نتیجہ بخشتی ہے۔ محبوب کی شکل اختیار کرنے والے بھی محبوب و مرغوب بن جاتے ہیں۔ اپنے اوقات کو معمور رکھو۔۔۔ نماز کو طول قنوت کے ساتھ ادا کرو' اور کالی کالی راتوں کو گریہ و استغفار سے روشن کردو۔۔۔ کلمہ طیبہ کی اتنی تکرار کرو کہ سوائے مراد حق کے تمام سوائے مرادوں سے دل خالی ہو جائے۔

دل اندر زلف لیلیٰ بندو کار از عقل مجنوں کن
کہ عاشق رازیاں دار ومقالات خرد مندی

اوقات کو یاد حق سے معمور رکھو' اور گزرے ہوؤں کو دعا وایصال ثواب میں یاد رکھو۔۔۔ آج یا کل ہم بھی اس جماعت رفتگاں سے ملحق ہوں گے' اور اپنے خانماں سے جدا ہو جائیں گے' اور "فرزنداں و خویشاں" کو الوداع کہیں گے۔۔۔ توشہ آخرت کو مہیا کرو۔۔۔ قبر و قیامت کو نصب العین بناؤ۔

اللہ تعالیٰ تم کو اجر عظیم عطا فرمائے' اور جمعیت ظاہر و باطن عنایت کرے۔ ایک مستعد طالب اپنی استعداد و محبت کے مطابق کسی شیخ کامل کے باطن سے فیضیاب ہوتا ہے' اور رفتہ رفتہ وہ "رذائل اوصاف" سے خالی ہو کر "برنگ شیخ کامل" ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔ امید ہے کہ فقراء کے باطن سے بہرہ کامل حاصل کرو گے' اور "فیض مند" ہو گے۔۔۔ یہ فقیر اپنے اندر اتنی لیاقت نہیں دیکھتا کہ تم کسی "امر عظیم" کی درخواست مجھ سے کرو۔۔۔ لیکن

چونکہ ازراہ حسن ظن لکھا ہے' اس لئے امید ہے کہ تمہارے اس ظن کے مطابق اللہ تعالی کی طرف سے تمہارے ساتھ معاملہ ہو' اور ویرانے سے خزانہ بر آمد ہو جائے۔

اپنے اوقات کو طاعات میں مشغول رکھو' لہو ولعب سے بچتے رہو' "بیوفائی دنیا" "احوال گور" اور "ہول قیامت" کو پیش نظر رکھو۔۔۔ اور نجات کو اتباع سنت واجتناب از بدعت میں یقین کرو۔۔۔ اہل بدعت اور ملاحدہ سے تعلق صحبت نہ رکھنا' اس لئے کہ یہ لوگ دین کے چور ہیں۔۔۔ جو فقیر شرعی وضع پر نہیں اور سنت نبویؐ سے آراستہ نہیں' اس کو اپنی مجلس میں راہ نہ دینا۔ دنیا مزرعہ سے زیادہ نہیں ہے۔۔۔ جتنا عمل میں اخلاص ہو گا' ثمرات ونتائج اخروی اور درجات قرب کی بھی زیادہ امید ہو گی۔۔۔ عمل کتب شرعیہ سے لیا جاتا ہے' اور "حقیقت اخلاص عمل" "اسلام حقیقی" اور "اطمینان نفس" سے متعلق ہے اور اسلام حقیقی واطمینان نفس صحبت صوفیائے کرام سے وابستہ ہے۔۔۔ "عمل بے اخلاص" جسم بے روح کی مانند ہے۔ سلسلہ خط وکتابت توجہ غائبانہ کا ذریعہ ہوتا ہے۔

مخدوما!۔۔۔ بندگی نام ہے "گردن نہادن" کا اور اپنے ارادے سے باہر آجانے اور مرضی خدا کے ساتھ وابستہ ہو جانے کا۔۔۔ جو کچھ محبوب کی طرف سے پہنچتا ہے محبوب ہوتا ہے' انعام ہو یا تکلیف۔۔۔ محب' فدائے محبوب ہوتا ہے' اس کی نظر میں محبوب کے تمام افعال وکردار "رعنا وزیبا" ہوتے ہیں' ہر تلخی جو اس طرف سے پہنچتی ہے' عاشق اس کو شکر کی طرح استعمال کرتا ہے۔

مومن کے حق میں اس فیصلہ خداوندی سے متعجب ہوں' کہ جب مومن کو خیر پہنچتی ہے تو اپنے رب کی حمد کرتا ہے' اور شکر کرتا ہے' اور جب اس کو مصیبت پہنچتی ہے تو بھی حمد کرتا ہے' اور صبر کرتا ہے۔۔۔ مومن کے ہر عمل پر اجر ملتا حتی کہ اس لقمے میں بھی جو وہ اپنی بیوی کے منہ میں دے۔ والسلام اولاو آخرا

اتباع سنت میں کوشش کرو بدعت اور اہل بدعت سے دور رہو' صحبت مسلمانوں اصلحاء پابند شرع کی طرف راغب ہو' جس جگہ خلاف شرع دیکھو وہاں سے گریزاں اور یکسو ہو جاؤ

باعاشقاں نشیں وہمہ عاشقی گزیں
باہر کہ نیست عاشق ہرگز مشو قریں

اور عاشق صادق وہ ہے جو متابعت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام پر راسخ ہے۔

حضرت ایشان کی محبوبیت حضرت خواجہ صاحب کے نزدیک بھی مسلم تھی' حضرت خواجہ ہمارے حضرت کے بارے میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے

عشق معشوقاں نہاں است دستیر
عشق عاشق بادو صد طبل ونفیر
لیک عشق عاشقاں تن زہ کند
عشق معشوقاں خوش وفربہ کند

ترقی اکثر وبیشتر صحبت تعلم شیخ ہی سے وابستہ ہے اللہ تعالی آتش طلب کو مشتعل کرے' شعلہ شوق کو بھڑکائے' اور ماسوائے سے کلیتہ رہائی دے کر قرب ومعرفت کی بارگاہ تک پہنچائے' کلمہ طیبہ "تطہیر باطن" میں تاثیر عظیم رکھتا ہے۔

آداب نبویؐ کا خیال نہ رکھنے والے اور سنن مصطفویؐ کو چھوڑنے والے کو ہرگز ہرگز "عارف" خیال نہ کرنا اس کے (ظاہری) تبتل وانقطاع' خوارق عادات' زہد وتوکل اور (زبانی) معارف توحیدی پر فریفتہ وشیفتہ نہ ہو جانا مراد کار' اتباع شریعت پر ہے اور "معاملہ نجات" پیروی نقش قدم رسولؐ سے مربوط ہے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے فرمایا ہے: "جس نے آداب سے سستی برتی وہ سنن سے محروم ہو گیا' جس نے سنن سے غفلت اختیار کی' وہ فرائض سے محروم ہوا' اور جس نے فرائض سے تہاون کیا' وہ معرفت سے محروم ہو گیا"

"ہر انسان کا حسن و کمال تمام امور میں ظاہرا" و باطنا" اصولا" یا فروعا" عقلا" و فعلا" عادۃ" و عبادۃ" کامل اتباع رسولؐ میں مضمر ہے۔"

گناہ پوشیدہ کی توبہ پوشیدہ طریقے پر اور گناہ آشکارا کی علانیہ طریقے پر توبہ ہو۔ توبہ میں دیر نہ کی جائے--- منقول یہ ہے کہ 'کراما" کاتبین تین ساعت تک گناہ لکھنے میں توقف کرتے ہیں' اگر اس درمیان میں توبہ کر لی' تو اس گناہ کو نہیں لکھتے' ورنہ اپنے رجسٹر میں اس گناہ کا اندراج کر لیتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے: اللہ تعالیٰ رات کو اپنا دست نوازش دراز کرتا ہے' تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرلے اور دن کو بھی اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے تاکہ رات کا گنہگار توبہ کرلے معاصی سے بچنے کا (اہتمام) "صدیق کا کام ہے"----

حضرت خواجہ نقشبند کا ارشاد ہے کہ لقمہ تر کھاؤ لیکن (دینی) کام خوب کرو--- "طاعت" میں جس قدر کھانا ممدو معاون ہو' وہ خوب اور مبارک ہے' اور اس "کارخانے" میں جتنی زیادتی' طعام خلل انداز ہو جائے وہ البتہ ممنوع ہے۔

ہر نیک و بد کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آنا چاہئے' خواہ وہ اس کے باطن میں انبساط پیدا ہو یا انقباض' جو شخص عذر خواہی کرے اس کے عذر کو قبول کرنا چاہئے۔

شیخ عبداللہ نے فرمایا ہے کہ "درویشی نہ فقط نماز روزے کا نام ہے' اور نہ صرف احیاء شب کا' یہ تو اسباب بندگی ہیں' درویشی یہ ہے کہ کسی کی دل آزاری نہ کی جائے' اس خوبی کو حاصل کرے گا' تو واصل ہو گا"۔

محمد بن سالم سے لوگوں نے دریافت کیا "اولیاء کی پہچان کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا اولیا کی علامات یہ ہیں--- لطف لسان' حسن اخلاق' بشاشت چہرہ' سخاوت نفس' قلت اعتراض' عذر خواہ کے عذر کو قبول کرنا' تمام مخلوق خدا پر شفقت کرنا خواہ نیکوکار ہوں یا بدکار"

ابو عبداللہ احمد مقری قدس سرہ فرماتے ہیں: "جوانمردی یہ ہے کہ تو جس شخص سے کدورت رکھتا ہو اس سے حسن خلق سے پیش آئے' اور جس آدمی سے کراہت کرتا ہوں اس پر مال خرچ کرے اور جس سے نفرت ہو اس سے اچھا سلوک کرے"۔

دنیا کی تمام حاجتوں میں کامیابی کا راز ان حاجتوں کو ترک کر دینے میں پوشیدہ ہے۔ حدیث میں ہے "جو شخص اپنے تمام غموں کو ایک غم (غم آخرت) بنا دے کا' اللہ تعالیٰ اس کے دنیا اور آخرت کے تمام کام بنا دے گا" اہل و عیال کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہئے اور بقدر ضرورت ان سے اختلاط ہو' تاکہ ان کا حق ادا ہو جائے "موانست تام" ان سے نہ ہو' اس صورت میں اللہ تعالیٰ سے اعراض کا اندیشہ ہے--- "احوال باطن" نااہل سے نہ بیان کئے جائیں--- مالداروں سے حتی المقدور میل جول نہ رکھا جائے--- جمیع حالات میں سنت نبویؐ کو اختیار کیا جائے' بدعت سے حتی الوسع اجتناب ہونا چاہئے--- سالک کو چاہئے کہ حوادث میں متذبذب نہ ہو۔ عیوب مردم پر نظر نہ کرے' اور اپنے عیوب ہمیشہ پیش نظر رکھے--- اپنے آپ کو کسی مسلمان پر ترجیح نہ دے' سب کو اپنے سے بہتر سمجھے---- ہر مسلمان کے متعلق یہ اعتقاد رکھے' کہ اس کی برکت اور دعا سے مجھے کشود کار میسر ہو سکتا ہے--- سلف صالحین کے حالات پیش نظر رکھے---- مساکین کی ہم نشینی پسند کرے--- کسی کی غیبت کی جانب خود بھی مائل نہ ہو' اور جہاں تک ہو سکے دوسرے کو بھی اس سے روکے

---- امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنا شیوہ بنائے ---- اللہ کے راستے میں انفاق مال پر حریص ہو ---- حسنات کے صدور سے خوشی محسوس کرے' اور سئیات کے ارتکاب سے دور دور رہے ---- حدیث شریف میں آیا ہے کہ: جو شخص ایسا ہو کہ اپنا گناہ اس کو ناگوار گزرے' اور نیکی اس کو خوش کرے' بس وہ مومن (کامل) ہے۔

مفلسی سے ڈر کر بخیلی اختیار نہ کرے۔ "احرار کی کوشش اپنے بھائیوں کے فائدے کیلئے ہوتی ہے' نہ کہ اپنے نفس کے لئے' ابو عبداللہ خفیف فرماتے ہیں کہ: ایک درویش میرا مہمان ہوا' اتفاقاً" اس کو پیٹ کا مرض لاحق ہو گیا' میں نے اس کی خدمت و تیمارداری اپنے اوپر لازم کر لی' تمام رات طشت اس کے لئے رکھتا' اور اٹھاتا تھا' اتفاق سے تھوڑی دیر کے لئے میری آنکھ لگ گئی' تو اس درویش نے مجھے لعنت ملامت کرنی شروع کی' اور غصے میں آکر لعنک اللہ کہا ---- لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا جب اس نے تم کو لعنک اللہ کہا تو تم نے اپنے نفس کو کس حال میں پایا؟ میں نے کہا کہ مجھے ایسا محسوس ہوتا تھا' گویا اس نے مجھے دعا دی' اور رحمک اللہ کہا۔

محب کو بغیر محبوب کے چین میسر نہیں ہوتا۔

دادیم ترا ز گنج مقصود نشاں
گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

اس مسکین کا التماس تم جیسے دوستوں سے یہ ہے' کہ اس مہجور و عاصی کو دعاؤں سے فراموش نہ کرو گے' اور اللہ تعالیٰ کے کرم عمیم سے درخواست کرو گے کہ یہ گناہ گار تباہ کار کل قیامت کے دن (کم از کم) "زمرہ عاصیان مرحوم" میں داخل و شامل ہو جائے۔

کجا ما و کجا زنجیر زلفش
عجب دیوانگی اندر سر افتاد

واللہ لا ادری ---- ابہام خاتمہ کے طور پر نہیں ہے' کیونکہ آپ کا اطمینان نفس مادر حسن خاتمہ قطعی امر ہے ---- بلکہ (آپ کا ارشاد) اس معنی کا اظہار ہے' کہ وہ تفصیلات جو میرے اور دوسروں کے ساتھ دنیا اور آخرت میں پیش آئیں گی میں ان کو نہیں جانتا' اس لئے کہ "علم غیب" حق سبحانہ کیساتھ مخصوص ہے۔

سعادت آثار! نماز پڑھنے والے کے لئے جو چیز ضروری اور مامور بہ ہے وہ یہ ہے' کہ ارکان نماز کی طرف دھیان رکھے' قومہ' جلسہ وغیرہ میں طمانیت اور خشوع و خضوع ہو۔ دوستوں کی بے پرواہی اور عدم توجہ سے ملول نہ ہوں ان سب باتوں کو حق تعالیٰ کی طرف سے جانیں' بندوں کے دل اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہیں جس طرح چاہتا ہے ان کو گھماتا ہے

از خداداں خلاف دشمن و دوست
کہ دل ہر دو در تصرف اوست

جو شخص تم سے دوستی رکھتا ہے وہ تم کو اللہ تعالیٰ سے ہٹا کر اپنی جانب مشغول کرنا چاہتا ہے' اور جو تم سے دوستی نہیں رکھتا' وہ (درحقیقت) تم کو حق تعالیٰ کی جانب مشغول ہونے کا موقع دے رہا ہے ---- اللہ کے ساتھ مشغول رہنا بہتر ہے' یا مخلوق کے ساتھ؟ ----

یا رب ہمہ خلق زمن بدخو کن
وز جملہ جہانیاں مرا یکسو کن

"آتش فتنہ" جس قدر بجھے اتنا ہی اچھا ہے ---- دوستوں سے مقتضائے بشریت کوئی قصور ہو ہی جاتا ہے درگزر کرنا چاہئے اور دوستوں کی خوبیاں پیش نظر رکھنی چاہئیں۔

اگر مردی احسن الی من اساء

(سنو) جو شخص چغل خور ہے اس کا قول ہرگز قابل قبول نہیں ۔۔۔ چغل خوری کو قبول کرلینا چغل خوری سے بھی زیادہ برا ہے۔

مخدوما! حق تعالی نے آدمی کو مہمل نہیں پیدا کیا ہے' اور اس کو اسی کی مرضی پر نہیں چھوڑ دیا ہے' کہ جو کچھ سمجھ میں آئے اور جس طرح جی چاہئے اس کے مطابق اپنی زندگی گزارے۔ وائے برجان آدمی نامراد ایک شاہی "رپورٹر" ایک علاقے میں جاتا ہے۔ اس سے تو وہاں کے تمام باشندے لرزاں اور ترساں ہو جاتے ہیں "موکلان امین" دن کی رپورٹ شام کے وقت اور رات کی رپورٹ صبح کے وقت حضرت ذوالجلال کی خدمت میں پیش کرتے ہیں' اور ہم جیسے غافل بالکل متنبہ نہیں ہوتے ۔۔۔ کسب معاصی میں اور زیادہ دلیر ہوتے چلے جاتے ہیں ۔۔۔ مخدوما! یہ عمر چند روزہ بت عزیز چیز ہے۔ یہ فرصت غنیمت ہے' چاہئے کہ اہم امور میں صرف ہو ۔۔۔ افسوس کی بات ہے اگر عمر عزیز بیہودہ اور لایعنی امور میں گزرے تھوڑی سی کوشش سے "ملک ابدی" ہاتھ لگ سکتا ہے

دادیم تراز گنج مقصود نشاں
گرما نرسیدیم تو شاید برسی

نماز کو طول قرات کے ساتھ پڑھو' رکوع و سجود بھی دراز کرو' کبھی کبھی بغیر کسی بوریے اور فرش کے خالی زمین پر بھی نماز پڑھا کرو' اور اپنی پیشانی کو (براہ راست) خاک پر چسپاں کر دیا کرو' کبھی کبھی جنگل میں جا کر جہاں کوئی شخص نہ دیکھے' طول وخشوع اور رغبت کے ساتھ (نماز نفل) پڑھا کرو ۔۔۔ تکرار کلمہ طیبہ پر حریص رہو' اپنی "مرادات" اور "منتسبات" کی نفی کرو' اور "ظلال" سے "اصول" کی جانب مائل ہو جاؤ۔ تمہاری طرف توجہ کی گئی ۔۔۔ تم "خلعت بیش بہا" میں ظاہر ہوئے اور تمہارے انوار عالم پر چھائے ہوئے نظر آئے ۔۔۔ تم نے جو غبطہ (خانقاہ کے) حاضرباشوں پر کیا ہے' یہ غبطہ محمود ہے ۔۔۔ لیکن تم بھی کم درجہ نہیں ہو' اپنے ہم جیسوں میں ممتاز ہو ۔۔۔ ہاں معضوں کو جو خصوصیت از راہ استعداد حاصل ہے

"ہر خوش پسرے راحر کاتے دگر است"

تمہیں جو دولت حاصل ہے' اکثر کے ہاتھ اس سے خالی ہیں

نقد سعادت دارین متابعت سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہے' دوزخ سے نجات اور دارالقرار (جنت) کا داخلہ سید ابرار وقدوہ اخیار علیہ الصلوۃ والسلام کی اتباع پر ہی موقوف ہے نیز رضائے پروردگار' پیروی رسول مختارؐ کے ساتھ مشروط ہے۔ توبہ' زہد' توکل اور تبتل آنحضرتؐ کی تابعداری کے بغیر نامقبول اور اذکار وافکار' اشوق واذواق بے توسل سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم غیر معمول ہیں۔ اولیاء آقائے نامدارؐ کے بحر بے پایان فیض کے ایک جرعے سے مستفیض اور انبیاء ان کے سرچشمہ آب حیات کے ایک قدح سے سیراب ہیں۔ فرشتہ ان کا طفیلی ہے فلک ان کی حویلی ہے۔ رشتہ موجود انہیں کے وجود سے متصل' سلسلہ ایجاد انہیں سے مربوط ہے۔ جملہ کائنات ان کی تابعدار اور تمام عالم کے بادشاہ ان کی رضا کے طلب گار ہیں۔

نماند بہ عصیاں کسے درگرو
کہ دارد چنیں سید پیشرو

پس جوانان سعادت مند اور طالبات ہوش مند پر لازم ہے کہ ظاہراً وباطناً" ان کی اتباع میں کوشاں رہیں اور جو بات متابعت رسولؐ کے منافی ہو اس سے روگرداں ہوں اور یقین رکھیں کہ اگر کوئی شخص ہزاراں ہزار فضائل وخوارق رکھتا ہو' اور متابعت رسولؐ میں سست ہو' اس شخص کی صحبت ومحبت سم قاتل ہے' اور جو شخص کوئی بھی فضیلت وکرامت نہ رکھتا ہو' لیکن اتباع

رسولؐ میں اس کا قدم راسخ ہو' اس کی صحبت و محبت "تریاق نافع" ہے

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پے مصطفےؐ

مخدوما --- اللہ کے واسطے کھانا کھلانا بغیر کسی "رسم وریا" کے اور اس کے ثواب میت کو پہنچانا بہت اچھی بات اور نیک کام ہے' لیکن وقت کے متعین کرنے کی کوئی "معتمد علیہ" اصل ظاہر نہیں ہوتی۔ ہنگام قرب قیامت ہے اور وقت زیادتی ظلمات' ہر ایک عالم ظلمات کے اندر غرق ہے اور غرق ہوتا چلا جارہا ہے کوئی جواں مرد درکار ہے جو اس خطرناک زمانہ میں احیائے سنت کرے اور بدعت کو مٹائے۔ "بے انوار سنت نبویؐ" راہ راست محال ہے' اور "بے التزم اطوار نبوت" نجات ڈھونڈنی محض خیال ہے طریقہ صوفیاء کا سلوک اور آیہ: "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" ہمارے اس قول کی گواہ ہے --- اپنی سعادت اس میں سمجھنی چاہئے' کہ عادات' عبادات اور معاملات میں آنحضرتؐ سے نسبت پیدا ہو --- عالم مجاز میں دیکھو کہ جو شخص محبوب سے مشابہت اختیار کرتا ہے محب کی نظر میں وہ کتنا محبوب و زیبا اور مرغوب و رعنا معلوم ہوتا ہے ---

"جب کہ یہ بات ثابت ہوئی کہ نہی عن المنکر عدم قدرت قوت کے واجب نہیں' تو کیا نہی عن المنکر ایسے وقت میں جب کہ اپنی جان پر بن آنے کا گمان غالب ہو' جائز بھی ہے یا نہیں؟ پس ہمارے نزدیک ایسے وقت میں جائز ہے' اور افضل ہے' بشرطیکہ نہی کرنے والا اہل عزیمت و صبر میں سے ہو' پس یہ نہی عن المنکر جہاد فی سبیل اللہ مع الکفار کی مانند ہو گی --- اللہ تعالیٰ قصہ لقمان میں فرماتا ہے۔ معروف کا حکم کر' منکر سے منع کر' اور جو مصیبت (نتیجے میں) پڑے' اس پر صبر کر' بیشک یہ ہمت کے کام ہیں ---

جو شخص "صاحب بدعت" سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے عمل ضبط کر دے گا اور اس کے قلب سے ایمان کی نورانیت سلب کر لے گا۔ اے مخاطب! تو جب کسی بدعتی کو ایک راستہ پر چلتا دیکھے تو دوسرا راستہ اختیار کر لے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں اہل بدعت پر لعنت فرمائی ہے۔ جو کئی بدعت ایجاد کرے یا کسی بدعتی کو ٹھکانہ دے اس پر اللہ کی' اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت پڑتی ہے' نہ ایسے شخص کا فرض قبول نہ نفل" ----

حدیث میں آیا ہے --- حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "اے عائشہؓ! وہ لوگ جنہوں نے دین میں تفریق پیدا کی' اور گروہ در گروہ ہوئے' وہ اصحاب بدعت اور ارباب ہوا و ہوس ہیں' ان کو توبہ بھی نصیب نہیں ہوتی ---- میں ان سے بری ہوں' وہ مجھ سے" وہ لوگ جو تعرض نہ کرنے اور امر بالمعروف نہ کرنے کے قائل ہیں' زرا سوچیں کہ وہ عذاب و ثواب آخروی کے اور ان مواعید شدیدہ کے (جو اعمال بد کے بارے میں قرآن و حدیث میں ہیں) قائل ہیں یا نہیں؟ اگر قائل ہیں تو پھر کیوں کسی نامراد انسان کو "ہلکہ عظیمہ" سے نہیں نکالتے۔ افسوس کہ مصیبت اخروی پر جو کہ "اشد و ابقی" ہے' لوگوں کو متنبہ نہیں کرتے' اور راہ نجات نہیں دکھاتے' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ سرے سے قیامت حشر و نشر اور میدان حشر میں جو ہو گا' اس کے قائل ہی نہیں ہیں۔ اگر فساق و کفار مبغوض خدا نہ ہوتے تو بغض فی اللہ واجبات دین سے نہ ہوتا۔

حضرت عمرو بن الجموحؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ "بندہ صریح ایمان نہیں پا سکتا' تاوقتیکہ اللہ کیلئے بغض نہ کرے جس کسی میں یہ صفت پیدا ہو گئی کہ وہ اللہ کے لئے محبت رکھتا ہے' اور اللہ کے

لئے بغض رکھتا ہے' تو وہ مستحق ولایت ہو گیا"۔۔۔(رواہ احمد)

جو شخص دعوی دوستی کرے اس کا دعوی ہرگز قبول نہیں ہو گا' جب تک (محبوب کے) دشمنوں سے اظہار بیزاری نہ کرے۔

سلطان العارفین سید الطائفہ (حضرت جنید بغدادی) جو سراپا شریعت سے آراستہ پیراستہ تھے۔۔۔ اگر ترک امر معروف وحدت وجود والوں کا مشرب و مسلک ہوتا' تو مولانا عبدالرحمن جامی جو محققین ارباب وحدت وجود میں سے ہیں' کیوں اپنی مثنوی "سلسلہ الذہب" میں ایسے لوگوں کی تردید کرتے' جو ترک امر کے قائل ہیں۔ عجیب تماشے کی بات ہے کہ جو لوگ مشرب "کم آزاری" اور مسلک "صلح کل" اختیار کئے ہوئے ہیں وہ یہود' جوگیہ براہمہ' اور زنادقہ وغیرہم کے ساتھ تو اچھے ہیں' ان سے صلح' صحبت' انبساط' محبت رکھتے ہیں' لیکن اہل سنت وجماعت سے' جو کہ فرقہ ناجیہ ہے' غلظت وعداوت کا معاملہ کرتے ہیں۔۔۔ ان کی صلح دوسروں سے ہے' اس جماعت حقہ کو ایذاو آزار پہنچاتے ہیں' اور اس کو بیخ وبن سے اکھاڑنا چاہتے ہیں ۔۔۔ اچھی "صلح کل" پالیسی ہے کہ محمدیوں سے عداوت اور "غیر محمدیان" سے محبت ومودت۔۔۔ خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ اگر ترک تعرض محمود ہوتا' تو امر بالمعروف ونہی منکر واجبات دین سے نہ ہوتے۔۔۔ اور اللہ تعالی امرونہی کرنے والوں کو خیر امت کا لقب نہ دیتا۔ اگر ترک تعرض مستحن فعل ہوتا تو منکر شرعی کو دیکھ کر انکار قلبی کرنے کو کیوں اضعف ایمان قرار دیا جاتا جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو (یَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ الآیہ) اور میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنا ہے فرماتے تھے کہ "لوگ جب منکر کو ہوتا ہُوا دیکھیں اور اس کو نہ مٹائیں' تو قریب ہے کہ اللہ تعالی اپنا عذاب سب پر عام کردے۔۔۔(رواہ ابن ماجہ)

اگر کہا جائے کہ امر معروف (تبلیغ) اور جہاد فی سبیل اللہ طریقہ انبیاء ہے اور طریقہ اولیاء ترک تعرض اور ترک امر ہے جیسا کہ اس وقت بعض اشخاص کہہ دیتے ہیں۔ حصول نجات اور "وصول بدرجات کمال" متابعت انبیاء علیہم السلام کے ساتھ وابستہ ہے۔

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز درپئے مصطفے

حضرت جنید بغدادی جو کہ رئیس صوفیاء ہیں فرماتے ہیں کہ: جس نے قرآن حفظ نہیں کیا' اور کتابت حدیث نہیں کی' وہ ہمارے سلک میں مقتدی بننے کے قابل نہیں' اس لئے ہمارا طریقہ سراسر مقید بالکتاب والسنہ ہے۔

جب خدا سے واسطہ پڑے گا اور گورو قیامت کی منزلیں درپیش ہوں گی' اس وقت متابعت انبیاء کے علاوہ کوئی چیز سود مند و دستگیر نہ ہو گی۔

مخدوم من!۔۔۔ بندہ عاجز جب اپنے جیسے عاجز بندے سے چاپلوسی' التجا' اور لجاحت کرے' تو اس کا یہی حشر ہونا چاہئے کہ ذلت وخواری میں مبتلا ہو کیوں نہیں درگاہ غنی مطلق میں تضرع وزاری کرتا۔

وہ حیات جو دنیا سے تعلق رکھتی ہے دو چیزوں کو چاہتی ہے' حس اور حرکت اور وہ حیات جس کا تعلق برزخ سے ہے محض حس ہے بغیر حرکت کے۔۔۔ اللہ تعالی حکیم مطلق ہے' اس نے ہر محل کے مطابق حیات عطا فرمائی ہے برزخ میں حس کے بغیر چارہ نہیں' تاکہ تالم وتلذذ ہو سکے حرکت کی وہاں ضرورت ہی نہیں بخلاف نشاء دنیوی اور اخروی کے کہ وہاں دونوں چیزیں (حس

وحرکت) درکار ہیں۔ خط وکتابت توجہ غائبانہ کا سبب ہے ---۔ فقر وفاقہ سے دل تنگ نہ ہوں' اور تنگی معیشت سے جی تھوڑا نہ کریں ---۔ طالبان حق کو چاہئے کہ اللہ تعالی کے ہر فعل سے شاد وخرم رہیں' بلکہ "لذت گیر" ہوں۔ (یاد رکھو) "قلت تمتعات دنیویہ" سبب سہولت حساب ہے۔ چاہئے کہ جو بلا اور مصیبت آئے اس کو اللہ تعالی کی نعمتوں میں سے شمار کرے' اور اس کا شکر ادا کرے ---۔ جب عارف کامل اس "کرامت علیا" اور "سعادت عظمی" سے بہرہ یاب ہو جاتا ہے --- ہدایت الہی سے "اہتداء" حاصل کرتا ہے۔ "صراط مستقیم" اور "شرح صدر" اسی اہتداء کا نام ہے۔

دل محل نظر مولی جل شانہ ہے --- دل کو پاکیزہ رکھنا چاہئے --- حق تعالی کی جائے نظر (دل) کو مخلوق کے منظر سے زیب وزینت میں کمتر نہیں کرنا چاہئے۔ دل کی پاکیزگی ذکر سے وابستہ ہے' لہذا "ذکر وفکر" میں مداومت کریں اور سبق باطن کو عزیز رکھیں

ہرچہ جز عشق خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جاں کندن است

بعض کاملین کو خوارق بھی حاصل ہوتے ہیں لیکن فضیلت اہل اللہ معارف الہی کی بنیاد پر ہے نہ کہ کشف وکرامات کے ذریعے سے

زابلیس لعین بے سعادت
شود پیدا ہزاراں خرق عادت
گہے ازدر درآید گاہ ازبام
گہے در دل نشیند گہ در اندام

جس وقت کوئی چاہئے گا کہ اظہار کرامت کرے' عوام کو اپنا معتقد بنائے' اور خود کو اس ذریعہ سے سب میں ممتاز کرے۔ یقیناً" یہ بات "کبر وعجب" ہو گی۔ اکثر پڑھے لکھے بھی چونکہ "جناب قدس" سے بیگانہ ہیں' اس لئے مائل بہ دنیا ہیں --- "کشف صور" و "اخبار از مغیبات" ان کے نزدیک بہت عزیز ہیں۔ "کشف صور" والوں کو اہل اللہ اور "مقربان خاص" تصور کرتے ہیں اور "اہل حقیقت" کے کشف سے اعراض کرتے ہیں۔

یہ نادان نہیں سمجھتے کہ اللہ تعالی جو اہتمام اور غیرت ان "حضرات اہل حق" کے بارے میں رکھتا ہے' اس کے باعث ان کو اس بات کا موقع نہیں ملتا کہ کشف احوال خلق کے پیچھے پڑیں' اور ماسوائے حق ان کا ملحوظ خاطر ہو' احوال خلق کے کشف میں پڑ جائیں' تو مرتبہ علیا کے مستحق نہیں ہو سکتے ---۔ پس اہل حق "شایان خلق" نہیں ہیں جس طرح اہل خلق "شایان حق" نہیں ہیں۔ اگر اہل حقیقت "کشف صور" کی طرف ادنی توجہ بھی کریں' تو دوسروں سے بڑھ سکتے ہیں۔ کوئی کیا سمجھے کہ شیطان کن کن راستوں سے اپنے آدمیوں پر آتا ہے' اور "اباطیل" کو "عنوان حقانیت" کے ساتھ پیش کرتا ہے' اور غیر حق کو حق ظاہر کرتا ہے تَعَالَى اللّٰهُ عَنْ ذَالِكَ عُلُوًّا كَبِيْرًا

حصول معنی کے بعد حروف میں مشغولیت کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔

"ہرچہ خوبان کنند خوب آید"

خالی گفت وشنود سے کام نہیں چلتا ہے۔ جو کچھ "جمیل مطلق" سے پہنچتا ہے گوارا اور مرغوب ہے۔ بلا --- کمند محبوب ہے' جو محب کے ہر رگ وریشہ میں لگی ہوئی ہے' اور کشاں کشاں اسی کی طرف لئے جا رہی ہے۔

ائے حق محبت عنایتے است زدوست
وگرنہ عاشق مسکیں بہ ہیچ خور سنداست

ناز محبوب ہرچند مقتضی استغناء اور بے پرواہی ہے ---

لیکن اگر غور سے دیکھو! تو عشق، طرفین سے ہے، اور محبوب بھی "محب مشتاق" کی مانند ہے۔

عاشقاں ہر چند مشتاق جمال دلبرند
دلبراں برعاشقاں از عاشقاں عاشق ترند
پری رواز بروں آلودہ شرم
دروں از شعلہائے دوستی گرم

عشق عاشقاں بے پردہ اور با "جوش و خروش" ہوتا ہے۔

عشق معشوقاں نہانست دستیر
عشق عاشق بادو صد طبل ونفیر
لیک عشق عاشقاں تن زد کند
عشق معشوقاں خوش وفربہ کند
"از ہرچہ میر وسخن دوست خوشترست"

مخدوما! --- "کمالات ولایت" صورت شریعت کا نتیجہ ہیں اور "کمالات نبوت" حقیقت شریعت کا ثمرہ --- پس کمالات ولایت اور کمالات نبوت میں سے کوئی کمال بھی ایسا نہیں ہے، جو دائرہ شریعت سے باہر اور شریعت سے مستغنی ہو ---

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: جنت میں سو درجے ہیں اور ان میں سب سے اونچا درجہ مجاہدین فی سبیل اللہ کے لئے ہے، اور ایک درجے کے دوسرے درجے کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ آسمان وزمین کے درمیان۔ (رواہ البخاری) --- حضرت ابو ہریرہؓ نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ کے راستے میں ایک ساعت ٹھہرنا مکہ مکرمہ میں حجر اسود کے قریب لیلتہ القدر کے اندر قیام کرنے سے بہتر ہے۔ (رواہ البیہقی وابن حبان فی صحیحہ) --- (اس حدیث کے پیش نظر) علماء نے فرمایا ہے کہ اس حساب سے اللہ کی راہ میں ایک ساعت قیام کرنا دس کروڑ مہینوں کے قیام سے بہتر ہے، اس لئے مکہ مکرمہ میں لیلتہ القدر میں قیام کرنا (کم از کم) دس کروڑ مہینوں کے قیام کے برابر ہے --- اور حضرت انسؓ نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس کسی نے کسی رات اللہ کے راستے میں چوکیداری کی (من وراء المسلمین) اس کو ان تمام لوگوں کا اجراء ملے گا جو (محفوظ) علاقے میں (اطمینان سے) روزے رکھ رہے ہیں، اور نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ (رواہ الطبرانی باسناد جید)

ہم فقراء کا سرمایہ، اور اس المال یہی دعا اور توجہ ہے --- اگر گوشہ نشین فقراء سالہا سال ریاضیت کریں اور چلے کھینچیں اس عمل کو نہیں پہنچ سکتے (جو آپ کر رہے ہیں) اس راہ کے صداقت ونفقات درجہ بزرگ رکھتے ہیں۔ سرحد کی چوکیداری کی حالت میں ایک نماز بیس لاکھ نمازوں کے برابر ہے، اور فرمایا کہ: جو اللہ کے راستے میں ایک دن یا ایک دن سے کم، یا ایک ساعت بھی بیمار ہوا، اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اور اس کے لئے ایک لاکھ ایسے غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب لکھا جاتا ہے جن میں سے ہر ایک کی قیمت لاکھ درہم ہو۔ "نفس امارہ اپنے کفر وانکار پر مصر ہے، احکام سماوی کی طرف متوجہ نہیں ہوتا، اوامر خداوندی کی تابعداری نہیں کرتا۔

چشم دارم کہ دہدا شک مرا حسن قبول
آنکہ در ساختہ است قطرہ بارانی را

ہاں افراد انسانی میں بعض وہ کاملین بھی ہوتے ہیں جن کا نفس "امارگی" سے نکل کر "اطمینان" کی منزل میں آجاتا ہے، احکام الہیہ کا مطیع ہو جاتا ہے اور اس میں مجال مخالفت باقی نہیں رہتی، راضی ومرضی ہو جاتا ہے۔ (تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک ہرگز مومن نہیں ہوگا جب تک اس کی خواہش میری لائی ہوئی شریعت کے ماتحت نہ ہو جائے)۔

پس عقلائے اولی الابصار کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے "حاصل کار" اور "نقد روزگار" میں خوب تامل کریں، اور جو کوئی یہ دولت مطلوب رکھتا ہے--- فطوبیٰ لہ وبشرے--- جو کچھ اس کی پیدائش کا مقصد تھا اس کو حاصل کرلیا' اور نعمت حق اس کے حق میں پوری ہوئی---

ترسم کہ یار باما ناآشنا بماند
تا دامن قیامت ایں غم بما بماند

ہرچہ جز عشق خدائے احسن است
گر شکر خور دن بود جاں کندن است

طاعات میں چست رہو' تکالیف امراض پر صبر کرو' اور عافیت کو کرم خداوندی سے طلب کرتے رہو' خلائق میں سے کسی پر نظر نہ رکھو۔

طریقت کی یہ مجال نہیں' کہ وہ شریعت کے احکام کو اٹھا دے' اور اہل طریقت کو "تکالیف شرعیہ" سے آزاد کردے--- اہل سنت وجماعت کے "عقائد قطعیہ" میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ بندہ (بحالت ہوش وحواس) ہرگز ایسے درجے پر نہیں پہنچتا کہ تکالیف شرعیہ اس سے ساقط ہو جائیں' جو اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے' وہ "جرگہ اسلام" سے باہر ہے--- جس جماعت کو اللہ تعالیٰ اپنا دشمن قرار دے اور غلظت وشدت--- کا حکم دے' اس سے آشتی ودوستی رکھنا قاعدہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ بات اور دعوائے محبت خدا اور رسول--- دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے' کیونکہ محبوب کی اطاعت اور محبوب کے دوستوں سے دوستی اور اس کے دشمنوں سے بیزاری "لوازم محبت" سے ہے--- ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض سالکین پر کچھ ایسے امور جو بظاہر مخالف کتاب وسنت ہوتے ہیں وارد ہو جاتے ہیں--- سالک ایسے وقت میں سررشتہ شریعت کو ہاتھ سے نہ جانے دے' دانتوں سے مضبوط پکڑ لے' اور اپنے کشف ووجدان کے برخلاف اہل سنت وجماعت کی تقلید کرتے ہوئے ان کا "اعتقاد وعمل" اختیار کرے--- (بعض اوقات) راہ سلوک کے خس خاشاک انی انا اللہ کا نعرہ لگا کر "سالک بیچارہ" کو مطالب اعلیٰ سے ہٹا کر اپنی پرستش کی دعوت دینا چاہتے ہیں۔

ذکر کے وقت--- "خلوسینہ" و "خلوص نیت" کے ساتھ متوجہ وحاضر رہے' بلکہ ایسا حضور ہو کہ نفس بھی درمیان میں حاضر نہ ہو' اور وہ بھی اپنا سامان "صحرائے عدم" میں اٹھا کر لے جائے

"ایں کار دولتست کنوں تا کرا دہند"

"قبلہ توجہ" اور "مرجع حقیقی" سوائے بارگاہ صمدیت کے اور کوئی نہ ہو' ہوائے نفسانی سے گزر کر تمام امور اسی لم یزل و لایزال کے سپرد کردیئے جائیں۔ پیر استاد اور مادر وپدر سے بموافق شریعت جو رجوع وتواضع کا معاملہ کیا جاتا ہے وہ اس لئے ہے کہ یہ لوگ بحکم الٰہی مربی ہیں۔ "فقیر کو اس جماعت کے افراد سے جو حضرت "قطب المحققین" قدوہ خدا طلبان حضرت ایشان (حضرت مجدد الف ثانی) کے شرف صحبت سے مشرف ہوئی ہے' کچھ علیحدہ ہی قسم کی محبت ہے یہ حضرات مجھے بالکل منفرد حیثیت میں نظر آتے ہیں' یہ سب سے ممتاز ہیں' اس لئے کہ یہ لوگ آئینہ ہائے محبوب ہیں' اور ان مرحوم کی جو آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں نشانی ہیں۔

ادائے طاعات وعبادات میں خوب مشغول رہو' خدمت مولیٰ میں کمر ہمت کو اچھی طرح باندھ لو--- آج کا دن کام کا دن ہے' کل کا دن اجرت کا دن ہے--- وقت کار میں منتظر اجرت ہو بیٹھنا دراصل اپنے آپ کو اجرت سے باز رکھنا ہے--- تحصیل

طاعات میں جان و دل سے کوشش کریں' اور امید نجات' رحمت الٰہی سے وابستہ کریں' طاعات کو بھی اسی کی رحمت کا اثر و نتیجہ سمجھیں' اور اسی کی توفیق کی جانب اس کو منسوب کریں' "حول وقوۃ" کو اس معاملہ میں بالکل دخیل نہ قرار دیں۔ تکبر و عجب سے برطرف رہیں۔ (نیک) "عمل کر اور استغفار کر" طریقہ بندگی یہی ہے---

وادیم ترا از گنج مقصود نشاں
گرما نرسیدیم تو شاید برسی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔
"اِیَّاکَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰهِ لَیْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِیْنَ" یعنی عیش و عشرت کی زندگی سے بچو' اس لئے کہ اللہ کے خاص بندے عیش و عشرت کے متوالے نہیں ہوا کرتے۔ کمال خجالت کی بات ہے کہ انسان اس "مہلت قلیلہ" میں مطلوب اصلی کو--- اس کی دعوت کے باوجود--- آغوش میں نہیں لاتا' اس کو لبیک نہیں کہتا' اور عذاب "بعد و حجاب" میں جو بدتر از عذاب جحیم ہے' اپنے آپ کو ڈالتا ہے' اور لذات قرب و وصال سے بھاگتا ہے۔ اللہ والوں اور درویشوں سے محبت رکھنا اس محبت حقیقی کا اثر ہے' اور ان سے محبت رکھنا' محبت حق کی بین دلیل ہے--- پیر انصار قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:۔ "اے اللہ تو نے اپنے دوستوں کے ساتھ عجیب معاملہ کیا ہے' کہ جس نے ان کو پہچانا' تجھ کو پایا' اور جب تک تجھ کو نہ پایا' ان کو نہیں پہنچانا"--- اس گروہ سے محبت رکھنے والا بھی اس گروہ کے ہمراہ ہے--- حدیث المرء مع من احب" کو سنا ہو گا۔

اے سعادت آثار! اس "موسم جوانی" اور فراغت حال کو غنیمت جانو اور قومیت شباب کو مولائے حقیقی کی اطاعت میں صرف کرو۔۔ کام کا زمانہ یہی زمانہ ہے---۔ "بر تقدیر حیات و فراغ" "وقت پیری و سستی قومی" میں کیا کام ہو سکتا ہے---

حدیث شریف میں آیا ہے کہ: سات (قسم کے) آدمی ہوں گے جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں ایسے وقت میں رکھے گا' جبکہ اس کے سایے کے سوا کوئی سایہ نہ ہو گا--- (وہ سات قسم کے اشخاص یہ ہیں) (۱) امام عادل۔ (۲) وہ جوان جس نے اللہ کی عبادت ہی میں نشو و نما پائی ہو۔ (۳) ایسا شخص جس کا دل مساجد میں اٹکا رہتا ہو۔ (۴) ایسے دو آدمی جو اللہ کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں' اسی ہی محبت پر مجتمع ہوتے ہوں' اور اسی پر اپنے اپنے گھر جانے کے لئے علیحدہ ہوتے ہوں۔ (۵) ایک وہ شخص جس کو صاحب منصب و جمال عورت دعوت بدکاری دے' اور یہ شخص (انکار کر کے) کہہ دے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (۶) وہ شخص جو (زیادہ تر) صدقہ پوشیدہ طریقے پر کرے' حتی کہ داہنے ہاتھ سے جو دیا اس کا علم بائیں ہاتھ کو بھی نہ ہونے دے۔ (۷) وہ شخص جو اللہ کو خلوت میں یاد کرے اور اس کی دونوں آنکھیں بہہ پڑیں۔ (رواہ البخاری)

--- کوشش کرو کہ (اخیر) کے چھ اعمال خیر پر قائم رہو' اور بہ "نیابت امام" عدالت پر بھی مستقیم رہو--- یہ بات اچھی طرح جان لو کہ ہمارے بزرگوں کے طریقے کا حاصل اتباع سنت' اجتناب از بدعت اور جناب قدس سبحانی میں "وصف عجز و نیستی" کے ساتھ "دوام توجہ و نگرانی" ہے--- حتی کہ ماسوائے سے انقطاع تام حاصل ہو جائے' نیز تمام اشیاء سے تعلق علمی و حبی ختم ہوا اور ماسوا کی غلامی سے آزادی مل جائے--- نہ ماسوا کی خوشی سے خوش ہو' اور نہ اس کی غمی سے غمگین--- نیز دل کو مطلوب حقیقی کے ساتھ "حضور و آگاہی" اس قدر ہو کہ "غیبت" اس کے بعد نہ ہو۔

ہیچ کس راتا نگردد او فنا
نیست رہ در بارگاہ کبریا

پس یاران ہوشمند کے لئے ضروری ہے کہ "حاصل کار" اور "نقد روزگار" میں اچھی طرح غور و تامل فرمائیں جس کسی کو معرفت مذکورہ حاصل ہے فطوبیٰ لہ وبشریٰ (اس کیلئے خوش خبری ہے) اسے چاہئے کہ اس "حاصل" کو امور غیر حاصلہ میں صرف کرے۔۔۔ جس کسی کے لئے معرفت کا راستہ نہیں کھولا گیا' اور اس "دولت" کی طلب کا درد نہیں دیا گیا فالویل لہ کل الویل (اسکے لئے بڑی خرابی ہے) کیونکہ جو کچھ اس کی خلقت و پیدائش کا مقصود تھا اس نے ادا نہیں کیا' اور اس دنیا میں جو چیز اس سے طلب کی گئی تھی اس کو انجام نہیں دیا' خواہشات ولایعنی امور میں اس نے سرمایہ عمر گرامی کو صرف کر دیا' اور اپنی استعداد کی زمین کو باوجود اسباب حاصل ہونے کے بیکار چھوڑ دیا۔

استاد ابوالقاسم قیشری نے بوعلی دقاق قدس سرہ کو بعد وفات خواب میں دیکھا کہ بہت بیقرار ہیں اور رو رہے ہیں۔ دریافت کیا: "جناب عالی! بیقراری کا کیا سبب ہے؟ شاید آپ دنیا میں واپس جانا چاہتے ہیں" انہوں نے فرمایا: ہاں! چاہتا ہوں' مگر برائے مصلحت دنیا نہیں' ورنہ اس لئے کہ وہاں مجلس آرائی کروں' بلکہ اس لئے کہ وہاں پہونچ کر کمر باندھوں' اور عصا ہاتھ میں لوں اور تمام دن ایک ایک دروازے پر جا کر عصا اور کنڈیوں سے دروازے کو کھنکھٹا کر لوگوں کو بلا کر کہوں کہ: اے لوگو! ایسی غفلت اختیار نہ کرو' تم نہیں سمجھتے کہ کس ذات سے غافل ہوئے بیٹھے ہو"

صاحب خاہ را دہم آواز
کز پئے ہیچ مانداز ہمہ باز
عمر بگذشت در پریشانی
بنگر کز چہ باز میمانی

پس ہم جیسے "مہجوروں" پر لازم ہے کہ عمر گرامی کو ایسے معانی میں صرف کریں' اور اس زندگی فانی میں "حکمت وصول الی اللہ" کو چاہیں۔ سیرت صالحین ونعت عارفین سے اس معمہ کا بیان اور اس حدیث کی تفسیر کریں۔ اس حکمت عملی کی طلب میں جان و دل سے کوشش کریں اور جہاں کہیں سے اس کی کوئی خوشبو مشام جاں میں پہونچے' وہاں جائیں۔۔۔ چاہئے "دست طمع" اس گنجینہ کے نقد سے خالی ہی رہے' لیکن اس کی طلب سے اور اس کی گمشدگی کے درد سے فارغ نہ رہیں اور متمردین کے جرگہ سے باہر رہیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔

بچہ مشغول کنم دیدہ ودل راکہ مدام
دل ترامی طلبد دیدہ ترامی خواہد

ناجنس' اہل تفرقہ اور اہل بدعت کی صحبت سے بچتے رہو۔ اپنے باطن کو "نسبت ماخوذہ" کے ساتھ معمور رکھو۔ اس کے دوام کی کوشش کرو' اور جو چیز منافی دوام ہو اس سے اعراض کرو۔۔۔ کیا اچھی نعمت ہے یہ کہ ظاہر' احکام شرعیہ سے آراستہ اور باطن "نسبت" سے آباد ہو۔۔۔ اپنے برادر کلاں کی صحبت کو غنیمت سمجھنا' ان کی مجلس میں اپنی مشغولیت رکھنا' اور جس طریقے پر وہ رہنمائی کریں' حتی الامکان اس کا لحاظ رکھنا۔۔۔ اپنے حالات برابر لکھتے رہنا' اور نسبت فقراء پر قائم رہنا۔۔۔ والسلام

"نسبت باطن" بمنزلہ محبوب ہے اور "ظاہر" محب کی مانند ہے اور محبوب' قید محب میں مشکل ہی سے آتا ہے' کرشمہ وناز لازمہ محبوب ہے۔۔۔ عاشق بیچارہ جس قدر محبوب کا شائق وشیفتہ ہوتا ہے' محبوب اسی قدر ناز بڑھاتا ہے۔۔۔ عجیب معاملہ ہے کہ ظاہر باطن کی جتنی خدمت کرتا ہے اور اس کی ترقی کی جتنی سعی' جمیل ملحوظ رکھتا ہے' باطن اتنا ہی زیادہ اس سے بیگانہ ہوتا رہتا ہے' اور آغوش ظاہر سے دور ہوتا جاتا ہے۔۔۔۔ نسبت باطن جتنی بھی مجہول ہو زیبا تر ہے۔۔۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا

مقولہ ہے (ادراک کی دریافت سے عاجز رہنا بھی ادراک ہے)
---جب ظاہر میں خلل واقع ہو گا اور اس کے کوچ کی ندا بلند ہو گی باطن میدان خالی پا کر بصد آب و تاب بے پردہ جلوہ گستر ہو جائے گا۔ بعضے خوش نصیبوں کو نیند کے عالم میں ایسی حالت رونما ہوتی ہے جو حالت موت کے مشابہ ہوتی ہے اور حالت بیداری پر تفوق رکھتی ہے

"زہے مراتب خوابے کہ بہ زبیداریست"

نُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا (ہم چاہتے ہیں کہ نعمت فراواں دیں ان لوگوں کو جو ضعیف کر دیئے گئے ہیں زمین میں، اور پیشوا کریں ہم ان کو اور وارث بنائیں۔)

اس "بدن نامراد" کو جس نے دنیاوی شدائد جھیلے تھے ایذائے خلق برداشت کی تھی، جو ادامرونہی کے بوجھ کے نیچے دبا رہا تھا اور پھر تلخی مرگ چکھی تھی، بعدہٗ "خاکساری گور" سے واسطہ رکھا تھا، آتش فراق اور سوزش اشتیاق سے جلا تھا--- بصد خوبی وناز، خلائق کے بھرے مجمع میں سریر سلطنت پر بٹھادیں گے۔

مخدوما!--- نسبت باطن جس قدر بلند ہوتی جاتی ہے، زیادہ مجہول ہوتی جاتی ہے ظاہر کو "بے حلاوت" رکھتی ہے اس لئے کہ ظاہر، باطن سے "بعید و بیگانہ" ہو جاتا ہے عارف جتنا معرفت کے اندر اعلیٰ ہو گا، یہ کیفیت (بے حلاوتی) زیادہ ہو گی، اور جتنا بھی نزدیک ہو گا، دور تر ہوتا جائے گا--- وہی ایک رسی بٹنے والے شاگرد کا قصہ ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے استاد سے کہتا تھا کہ:- "میں جتنا زیادہ بٹتا جاتا ہوں، آپ سے دور ہوتا جاتا ہوں"

جو شخص تیرے مرشد کو رنجیدہ کرے اور تو اس شخص سے اپنے تعلقات اچھے رکھے تو تجھ سے کتا اچھا ہے" --- چہ جائیکہ مرید خود اپنے پیر کو رنجیدہ کرے--- تم نے جو کچھ سوچا ہے غلط سوچا ہے جلدی تدارک کرو، اور مولانا کو راضی کرو جس طرح بھی ہو سکے--- اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ اگر مولانا راضی ہیں ہم بھی راضی ہیں، ورنہ ہم بھی ناراض ہیں--- ہماری رضا مولانا کی رضامندی کی فرع ہے۔ تم نے لکھا تھا کہ حسب الحکم طالبین کے کام کو سرگرمی سے انجام دے رہا ہوں، کوئی طالب تاثیر سے خالی نہیں رہتا، اکثر طالبین پہلی توجہ ہی میں متاثر ہو جاتے ہیں--- الحمد للہ--- تم اس نعمت عظمیٰ کا شکر بجالاؤ، البتہ تکبر اور گھمنڈ سے بچتے رہنا--- اس امر کو جو کہ "مقام دعوت" ہے عظیم الشان سمجھنا--- اور ہمیشہ اس بات کا اقرار کرتے رہنا کہ کما حقہ اس کو انجام نہ دے سکا۔ طالبین کے حالات کی جانچ پڑتال رکھنا اور ان پر توجہات مبذول کرنا ایک بڑی عبادت ہے۔ (اللہ کے نزدیک محبوب ترین بندہ وہ ہے جو اللہ کے بندوں میں اللہ کو محبوب بنائے، اور اللہ کی عبادت پیدا کرائے)۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ فرمایا: "جس کسی مسلم کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے، حتی کہ کانٹا لگے، یا جوتی کا تسمہ ٹوٹے، یہ اس کے گناہ کی سزا ہوتی ہے، اور اللہ جو معاف کر دیتا ہے وہ تو بہت ہی زیادہ ہے"۔ پس "خلق بلا" اور "ایصال بلا" کے لحاظ سے "قل کل من عند اللہ" فرمایا گیا اور بندے نے گناہوں کے ذریعہ جو اس بلا و مصیبت کو کھینچ بلایا ہے، اس کے لحاظ سے "فمن نفسک" فرمایا، پس اب کوئی بھی تعارض باقی نہ رہا--- بخلاف "حسنہ" کے، کہ وہ محض فضل رب ہے۔

رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (جنت میں نہیں داخل ہو گا کوئی بھی، مگر اللہ کی رحمت سے--- عرض کیا گیا: اور آپ بھی؟ فرمایا: ہاں! میں بھی اللہ کی رحمت ہی سے داخل جنت ہوں گا)۔

مقصود حصول نسبت ہے--- اس کا علم ہونا یہ ایک علیحدہ امر ہے، اگر یہ علم دے دیا گیا ہے تو فبہا، ورنہ مضائقہ نہیں

ہے --- نسبت جب دشواری سے حاصل ہوتی ہے تو اس کی قدر وعزت بھی سمجھ میں آتی ہے' اور سہولت وجلدی سے ہاتھ لگ جاتی ہے تو اس کی چنداں قدر وعزت نہیں ہوتی --- جو بھی اس سلسلہ میں جلدی کرتا ہے' بوالہوس ہے --- طالب نہیں --- ایسا شخص قابل ہمشینی بھی نہیں --- لوگ طلب دنیا میں کیا کیا پاپڑ نہیں بیلتے؟ --- طلب حق تعالیٰ تو بہت زیادہ مشقت کی مستحق ہے --- بزرگان دین نے تو بڑی بڑی ریاضتیں برداشت کی ہیں اور عمریں گزار دی ہیں۔

"خوارق وکرامات" "مواہب آلہی" ہیں کبھی کسی جماعت کو ان سے مشرف کر دیتے ہیں' اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس جماعت سے اعلیٰ ایک جماعت ہے اس کے پاس خوارق وکرامات میں سے کچھ بھی نہیں ہوتا"۔ پس جو احوال وکیفیات کا طالب ہے وہ ماسوا میں گرفتار ہے --- ہاں فنا وبقا مقاصد میں سے ہیں' ان کی تحصیل میں کوشش کرنا اور ان کی دریوزہ گری کرنا اہم شے ہے --- کیونکہ ولایت "فنا وبقا" سے ہی مربوط ہے' اور معرفت جو کہ تخلیق انسانی کا مقصود ہے اسی مقام سے وابستہ ہے بعض اوقات محبت کی نفی محسوس ہوتی ہو' اور فی الحقیقہ محبت درجہ کمال پر ہو۔ (تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن کامل نہیں ہو سکتا' جب تک میں اس کے لئے اس کے نفس اور اس کے اہل وعیال اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب وعزیز نہ بن جاؤں)۔

مخدوما! --- ہمارے بزرگوں نے عمل سنت کو اختیار اور بدعت سے اجتناب کیا ہے۔ وہ امور جو دین میں (غلط طریقہ سے) داخل کر لئے گئے ہیں ہر چند باطن کے لئے نافع معلوم ہوں وہ ان پر عمل نہیں کرتے' اور اتباع سنت کو اگرچہ صورتاً" باطن کے لئے سود مند نہ دکھائی دے ہاتھ سے نہیں جانے دیتے۔ "تنویر باطن" کے لئے اس کلمہ مبارکہ سے بہتر کوئی کلمہ نہیں ہے' اس کے جزو اول سے "سالک مستعد" مطلوب حقیقی کے ماسوا کی نفی' اور جزو دوم سے معبود برحق کا اثبات کرتا ہے' اور یہی تمام سلوک کا خلاصہ ہے:۔

تا جاروب لا نروبی راہ
نرسی در سرائے الا اللہ

سنن مصطفےٰ علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام امور میں پیشوا اقرار و نجات اخروی اور درجات قرب الٰہی کا وصول اسی سے وابستہ ہے۔ تعمیر اوقات میں انتہائی سعی کرو' کیونکہ وقت بہت ہی زیادہ عزیز شے ہے' یہ لایعنی امور میں صرف نہیں ہونا چاہئے' مخلوق سے میل جول بقدر ضرورت ہو' قدر حاجت سے زائد ملنا جلنا اس راہ میں "درندہ مہلک" ہے۔ شب زندہ داری اور گریہ سحری کو غنیمت شمار کرو --- لذات فانیہ میں کھپ جانے سے بچتے رہو' یہ امر باطن کو بے رونق اور مکدر کر دیتا ہے' ہر کسی سے خنداں روئی اور کشادہ پیشانی سے پیش آؤ۔ "امر معروف" اور "نہی منکر" کو اچھی طرح انجام دو' اس میں کوتاہی نہ ہونا چاہئے --- طعام' منام اور کلام میں حد اوسط کی رعایت کرنا چاہئے۔

بچنداں بخور کز دہانت برآید
بچند انکہ از ضعف جانت برآید

چیں بہ جبیں ہونے اور بے صبری کرنے کی کہاں گنجائش ہے؟ وجود فرزند سے جس طرح متمتع ہوتے تھے اور اس کو "ظہور نعمت حق" تصور کرتے تھے بعینہ اسی طرح اس کے گم ہو جانے (مرجانے) سے بھی خوش وقت رہو اور اپنے حق میں "تربیت جلالی" جانو۔ نیز اس درد والم میں جو کہ "دریچہ رضامندی محبوب حقیقی" ہے --- اپنی سعادت کو مضمر سمجھو --- اس دنیا کی مصیبتیں ہر چند بظاہر جگر کو چھیل دینے والی اور مستقل زخم ہیں' لیکن بہ نظیر حقیقت مرہم اور راحت ہیں' قرب وترقیات کا سبب

ہیں۔

تم کو اللہ تعالی نے اپنی مخلوق میں سے ایک بڑی جماعت کا مرجع بنایا ہے۔۔۔ اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہوئے حاجات خلق اللہ کو پورا کرنے کے لئے کمر ہمت کو خوب اچھی طرح باندھ لو۔ مخلوق، اللہ تعالی کی عیال ہے، لہٰذا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے، جو اس کی مخلوق کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

"مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، وہ اپنے بھائی پر نہ خود ظلم کرتا ہے، نہ کسی کو اس پر ظلم کرنے دیتا ہے، جو شخص بھی اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے، اللہ تعالی اس شخص کی حاجت پوری کرتا ہے، اور جو شخص کسی مسلم بھائی کا غم دور کرتا ہے اللہ تعالی اسکے عوض میں قیامت کے دن اس کے غم کو دور کرے گا ۔۔۔ اور جو شخص مسلمانوں کو خوش کرے گا اللہ تعالی قیامت کے دن اس کو خوش کریگا۔" (بخاری و مسلم)

مسلم کی روایت یوں ہے:۔

"اللہ بندے کی مدد پر رہتا ہے، جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد پر رہتا ہے"۔

یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ

"اللہ کی مخلوق میں کچھ لوگ ایسے ہیں جن کو اس نے پیدا ہی اس لئے کیا ہے، کہ وہ لوگوں کی حاجتیں پوری کریں، لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں لے کر ان کے پاس آتے ہیں"۔

یہ بھی حدیث ہے کہ

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت روائی کے لئے دوڑ دھوپ کرے گا، اللہ تعالی اس کے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھے گا، اور ستر خطائیں مٹادے گا، یہاں تک کہ وہ اپنے مقام پر لوٹ کر آئے، پس اگر اس بھائی کی حاجت پوری ہو گئی، تو وہ کوشش کرنیوالا گناہوں سے ایسا صاف ہو جائے گویا کہ آج ہی اس کی پیدائش ہوئی ہے اور اگر وہ اثنائے کوشش میں مرگیا، تو جنت میں بلاحساب داخل ہو گا"۔ (ابن ابی الدنیا)

حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ

"جو شخص اپنے مسلم بھائی کے لئے ذریعہ بن جائے کسی ذی مقدرت تک پہونچنے کا اور عسرت دور کرنے کا، تو اللہ تعالی پل صراط پر گزرنے کے وقت اس کی اعانت فرمائے گا جبکہ لوگوں کے قدم پل صراط پر لغزش میں ہوں گے"۔ (رواہ، الطبرانی)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس چیز کے متعلق سوال کیا گیا جس کے ذریعہ لوگ زیادہ تر جنت میں داخل ہوں گے۔ آپ نے فرمایا:۔ "وہ چیز تقوی اللہ اور حسن اخلاق ہے"۔ اور آپ سے سوال کیا گیا اس چیز کے متعلق جس کی وجہ سے اکثر لوگ دوزخ میں داخل ہونگے آپ نے ارشاد فرمایا: "دہن اور شرمگاہ ہے"۔ (رواہ، الترمذی)

یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ

"ایمان میں زیادہ کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا اوز اپنے اہل و عیال کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرنے والا ہو"۔ (رواہ الترمذی)

یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ

"میں اس شخص کے لئے جنت کے احاطے کے پاس گھر دلانے کا ضامن ہوں جو جھگڑا کرنا ترک کر دے اگرچہ حق پر ہی کیوں نہ ہوں، اور وسط جنت میں گھر دلانے کا اس شخص کے لئے ضامن ہوں جو جھوٹ چھوڑ دے اگرچہ مذاق ہی میں کیوں نہ بولتا ہو۔۔۔ اور جنت کے بالائی حصہ میں گھر دلانے کا اس شخص کے لئے ضامن ہوں جو اپنے اخلاق کو اچھا کرے"۔ (رواہ، ابوداؤد ابن ماجہ والترمذی)

"بیشک اللہ نرمی کرنے والا ہے' اور تمام کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے"۔ (رواہ' البخاری و مسلم)

یہ بھی حدیث میں آیا ہے' آپؐ نے فرمایا کہ:۔

"کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتلا دوں جس سے اللہ تعالی بلندی عطا کرے اور درجات کو اونچا کر دے؟ صحابہؓ نے عرض کیا' ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپؐ نے فرمایا:۔ جو شخص تم سے جہالت کا معاملہ کرے تم اس سے بردباری کا معاملہ کرو' اور جو ظلم کرے اس کو معاف کر دو' اور جس نے تم کو محروم کیا ہو اس کو عطا کرو' اور جو تم سے رشتہ توڑے تم اس سے جوڑو' اور صلہ رحمی کرو"۔ (رواہ الطبرانی والبزار)

یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ

"طاقتور وہ نہیں ہے جو کسی کو پچھاڑ دے' درحقیقت طاقتور وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے اوپر قابو رکھے (تحمل کرے)"۔۔۔ (رواہ' البخاری و مسلم)

یہ بھی حدیث میں آیا ہے کہ

"تیرا تبسم کرنا اپنے مسلم بھائی کو دیکھ کر صدقہ ہے۔ تیرا امربالعروف اور نہی عن المنکر کرنا صدقہ ہے۔ کسی بھٹکے ہوئے کو سیدھا راستہ بتا دینا صدقہ ہے۔ راستے سے پتھر' کانٹا' یا ہڈی کا ہٹا دینا صدقہ ہے۔ اپنے ڈول میں پانی بھر کر اپنے بھائی کے ڈول میں ڈال دینا صدقہ ہے"۔ (رواہ' الترمذی)

(بر و بحر میں لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے فساد ظاہر ہو گیا)

ہمارے شامت اعمال کے باعث دوسرا سال ہے کہ مخلوق قحط کی مصیبت میں گرفتار ہے۔ لوگ نماز استسقاء کے لئے جنگل کی طرف نکلے تھے' اور یہ "دوراز کار" (میں) بھی سب کے ساتھ تھا۔ میں اپنے بار گناہ کو لئے ہوئے یقینی طور پر سمجھ رہا تھا کہ اس بلائے قحط کا ورود میرے ہی اعمال سوء کے نتائج میں سے ہے۔ لوگ خواہ مخواہ میرے وجود سے برکت ڈھونڈتے تھے اور مجھے دفع بلا کا ذریعہ بنا رہے تھے۔ عجب معاملہ ہے کہ جس قدر نسبت باطن عارف پر غالب آتی ہے احکام شرعیہ کے ازدیاد تجلی کا سبب بنتی ہے۔ اس لئے کہ۔۔ نفس امارہ جو بالذات احکام شرعیہ کا منکر ہے اس وقت مطیع ہو جاتا ہے' اور کمال تجلی' کمال "اطمینان نفس" کے ساتھ وابستہ ہے۔ علامت "اطمینان" یہ ہے کہ "احکام منزلہ" کا پورا پورا اتباع ہو۔ اتباع نہیں تو اطمینان بھی نہیں۔۔۔ اللہ تعالی ہمیں اور تمہیں کمال متابعت صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم پر ثابت قدم رکھے۔

جو جماعت حضرت مجدد الف ثانی کے حلقہ خدام میں رہ کر سعادت پابوسی سے مشرف ہوئی ہے وہ میری نظروں میں بغایت عزیز و محبوب اور شریف و مرغوب ہے۔۔۔ اس لئے کہ ۔۔۔ یہ لوگ کمالات محبوب کا آئینہ ہیں' اور اس جمال دل آرا کی یادگار۔۔۔ جس وقت اس جماعت کو دیکھتا ہوں میری عجیب حالت ہو جاتی ہے' گویا کہ حضرت گرامی قدر رحمتہ اللہ علیہ کا جمال مبارک مشاہدہ کر رہا ہوں۔۔۔ وہ اجتماع للہ فی اللہ کہ جس کی نظیر آج نہیں ملتی' جب میرے دل میں گھومنے لگتا ہے' تو اس اس کی یاد سے "دیدہ پر آب" اور "جگر کباب" ہو جاتا ہے۔

نہ ہجر دوستاں خوں شد درون سینہ جان من
فراق ہمنشیناں سوخت' مغز استخوان من

اگرچہ کوئی نشان اس دیار کا (اب تک) ظاہر نہیں ہوا' اور سوائے ہجر و دوری اور سوز و گداز کے کچھ بھی پلے میں نہیں۔۔۔ تم بھی اس دیار کو عبور کرنا چاہو' نیز ہم "ماتم زدگان ہجراں" کے درد شریک اور "تلخ نوشان بزم سوزش فقدان" کے ساتھ جرعہ کش بننا چاہو' تو کیا مضائقہ ہے' یہاں آجاؤ۔ بھائی یہ بھی مستقل عنایت ہی ہے کہ اس درد سے مانوس کر رکھا ہے اور اس سوز سے

موافقت وسازگاری کی ہمت دی ہے۔ اس قرب قیامت کے زمانہ میں اس قسم کا دینی اجتماع اور للہ فی اللہ ہمنشینی اللہ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔

آسماں سجدہ کند بہتر زمینے کہ درو
یک دو کس یک دو نفس بہر خدا شیستند

آزمائشی ڈھیل سے لرزاں اور کید شیطانی سے ترساں بھی رہنا۔ نیز نفسانی وسواس اور شرک خفی کے دقائق سے بھی خبردار رہنا۔ نیند جو کہ سراسر غفلت ہے' اگر اس نیت سے ہو کہ سونے کے بعد عبادت کرنے میں سستی نمودار نہیں ہو گی' تو یہی نیند ذکر بن جائے گی۔۔۔۔ "علماء کی نیند عبادت ہے" یہ تو تم نے سنا ہی ہو گا (یہ نیت ہی کی بناء پر ہے)۔۔۔ لوگوں کے ساتھ اس نیت سے ملنا جلنا کہ ان کے حقوق ادا کر دیئے جائیں' یہ بھی عبادت ہے۔ یہ بھی واضح رہنا چاہئے کہ اس قسم کے عارفوں کی شان میں جو گستاخی اور ایذاء دہی ہوتی ہے' وہ (براہ راست) اللہ کی شان میں گستاخی ہو جاتی ہے۔

بھائی کیا کیا جائے' دنیا سراسر محل فراق واندوہ ہے' جائے ملاقات تو آخرت ہے۔ حق تعالی اعمال آخرت میں سرگرم رکھے' تاکہ "وہاں" کی ملاقات کی شکل نکل آئے' جبکہ مطلوب حقیقی کی ملاقات وہاں کے لئے "موعود" ہے پھر دوسروں کی ملاقات تو اس ملاقات کی فرع ہے۔ دنیاوی زندگی ملاقات حق تعالی کی تاب برداشت علی وجہ الکمال نہیں رکھتی' طالب اس عالم میں ہمیشہ "جگر کباب" "دیدہ پر آب' ہمہ وقت سوگوار' سوز و گداز میں بیقرار' ہر رات طلوع آفتاب حقیقی کے انتظار میں بیدار اور ہر دن ماہتاب حقیقی کی چاہت میں مضطرب دکھائی دیتے ہیں۔

متاعے کزیں رہ گزری برند
لب خشک و مژگان تری برند

(طالب) بغیر مطلوب حقیقی کے آرام نہیں پاتے' ماسواء اسے انس والفت نہیں رکھتے' اور اس ترانے کے ساتھ مترنم رہتے ہیں۔

بچہ مشغول کنم دیدہ دل راکہ مدام
دل ترامی طلبد دیدہ ترامی خواہد

یہ بندگان خدا "شوریدگاں" اور آشفتہ حال ہیں۔۔۔ جہاں میں ہیں' لیکن "بے جہان" ہیں۔ عالم میں ہیں مگر "بے عالم" ہیں۔ اس کے باوجود عالم میں درحقیقت یہی لوگ ہیں اور تمام افراد عالم انہیں کے وجود سے قائم ہیں۔ حقیقی دولت مند یہی لوگ ہیں' آزاد بھی یہی ہیں' نہ یہ کسی شخص سے پیوند لگاتے ہیں' نہ اپنے نفس سے

غلام نرگس مست تو تاجدار نند
خراب بادہ لعل تو ہوشیار انند

اگر کوئی "سرمایہ وحاصل" رکھتے ہیں تو اس اسی ذات مقدس کو رکھتے ہیں' اور اگر "تکلم خطاب" کرتے ہیں' تو اسی سے کرتے ہیں۔

ہر کسے کو دور ماند از اصل خویش
باز جوید روزگار وصل خویش

"جوانان مستعد" سے افسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنی "فطرت ہائے عالی" کو اس دنیائے دوں میں مصروف کئے ہوئے ہیں۔ جس قدر اپنے اعمال سے مایوسی زیادہ ہو گی' فضل خدا پر بھروسہ زیادہ ہو گا۔ بندے پر لازم ہے کہ یک لحہ اور "یک چشم زدن" بھی اس ذات اقدس سے غافل نہ رہے' اور "دوام حضور" کے ساتھ موصوف ہو۔۔۔۔ "خسران وخجالت" کی بات ہے کہ منعم حقیقی' درپے انعام ہو' اور جس پر انعام ہو رہا ہے وہ روگرداں ہو۔

کسے کو غافل از حق یکنا نست
در آندم کافرست اما" نہانست

چاہئے کہ کمر ہمت کو احکام شرعیہ کی انجام دہی کے لئے چست باندھیں۔ "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کو اپنا شیوہ وطریقہ بنائیں "سنن متروکہ" کے زندہ کرنے کو زبردست کام سمجھیں---

"ہر وارد" جو قلب پر گزرے' اس کے چھپانے میں کوشش کریں "وقائع" اور "منامات" پر اعتماد نہ کریں--- اگر کوئی خواب میں "بادشاہ" یا "قطب وقت" ہو جائے تو اس سے کیا ہوتا ہے' بادشاہ اور قطب وہ ہے جو خارج میں منصب بادشاہت اور منصب قطبیت پر فائز ہو--- اگر (بالفرض) خارج میں بھی کوئی بادشاہ ہو گیا اور کائنات اس کی مسخر ہو گئی تو کوئی سی بزرگی اس کو حاصل ہو گئی' اور کون سا "عذاب گور" اور "عذاب قیامت" اس سے رفع ہو جائے گا؟ "فناء و نیستی" اور "ستر وارذات" میں کوشش کیا کرتے ہیں---

اے بھائی! چونکہ یہ زمانہ آخری زمانہ ہے' اور اس وقت دین میں سستی آگئی ہے' سنت' متروک اور بدعت' شائع ہے (بنابریں) تحصیل علوم اور نشر واشاعت علوم' ایسے "دور ظلمات" میں اہم کام ہے۔ نماز اس صورت ظاہری میں محدود نہیں ہے' بلکہ "عالم الغیب" میں اپنی ایک حقیقت رکھتی ہے جو تمام حقیقتوں سے بالاتر حقیقت ہے۔ جب تک کوئی اس حقیقت تک نہ پہنچے گا' اس کے (نماز کے) کمال کو کیا پا سکے گا--- اور وہ حقیقت صورت نماز کے ساتھ ہی وابستہ ہے--- نماز ایک محبوب و دلبر ہے' اس کی صورت زیبا کو گویا اس عالم مجاز میں "ارکان مخصوصہ" کے ساتھ اور ان کی "اداؤں" اور "رعنائیوں" کو اس "قیام و قعود" اور "آداب وخشوع" کے ذریعے ظاہر کیا گیا ہے۔ آگ کو روشن کرے' لیکن آگ کی تاثیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے--- کھانا کھائے' اور شکم سیری کو اللہ کی طرف سے سمجھے--- اگر کوئی شخص اس قسم کے اسباب اختیار کرنے میں کوتاہی کرے' اور اس بناء پر اس کو کوئی مضرت پہنچ جائے' تو وہ شخص گنہگار ہو گا۔

مخدوما!--- مصافحہ فی نفسہا تو مسنون اور "عمل بزرگ" ہے' اور یہ وقت کا تعین بدعت ہے۔ یہ جو چند اشخاص کو ذکر کرانے کی تم کو اجازت دے دی تھی' اس لئے تھی کہ اچھا ہے چند آدمی جمع ہو کر مشغول ہوں تاکہ ایک کا فیض دوسرے پر منعکس ہو۔

مخدوما!--- اجازت تعلیم طریقت اہم معاملہ ہے' خواب سے کام نہیں چلتا ہے تاوقتیکہ بیداری میں اجازت نہ ملے۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چو غلام آفتابم ہمہ زآفتاب گویم

اس عمر چند روزہ کو اہم امور میں صرف کریں "احیائے لیالی" اور "گریہ سحری" کو مغتنمات میں سے سمجھیں۔ شبہائے ناز کو "انوار اذکار" سے روشن کریں--- تجارت میں "صدق وامانت" کو ملحوظ رکھیں۔ "اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّاجِرَ الصَّدُوْقَ" (سچے تاجر کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے) یہ حدیث تم نے سنی ہو گی۔ "عقود فاسدہ وربویہ" سے بچتے رہیں۔ جس کسی نے "کمالات عاریتی" کو اس کے مالک کے سپرد کیا اور اپنے ذاتی فقر و نیستی کو دیکھا وہ "دولت قرب ووصال" سے بہرہ یاب ہوا' اس نے "دام نیستی" سے "صید ہستی" کو حاصل کر لیا اور "راہ ذلت" سے مقام عزت پر پہنچ گیا۔ " فطوبیٰ لہ وبشریٰ"۔

دوستوں سے امید سے ہے' کہ وہ اتباع ہوا و شیطان کے باعث "لقاء رحمٰن" کو فراموش نہ کریں گے' زمانہ صحت و فراغ کو غنیمت جانیں گے' تلاوت قرآن کریم کریں گے' نفس برائیوں کا حکم کرنے والا ہے' اور دنیا (درحقیقت) ایک بڑی زبردست

جادو لرتی ہے، جس کا ظاہر پسندیدہ اور جس کی لذتیں مرغوب ہیں۔
(اے انسان) تو نے تین چیزوں کو تین چیزوں پر ترجیح دے رکھی ہے یعنی تعب نفس، شغل قلب اور ثقل حساب کو راحت نفس، فراغ قلب اور خفت حسب پر ترجیح دے دی ہے۔ تو بدن فانی کی تعمیر میں مشغول ہے "نفس ظالم کا پیٹ بھر رہا ہے' اور جناب سبحانی کی جانب توجہ کرنے کو فراموش کر بیٹھا ہے۔ (کیا انسان نہیں جانتا اس وقت کو جبکہ قبروں سے مردوں کو اٹھایا جائے گا' اور ان بھیدوں کو جو سینوں میں چھپے ہوئے ہیں' ظاہر کیا جائے گا' بیشک رب الناس اس دن انسانوں کے احوال سے باخبر ہے۔ ترجمہ آیتہ ہے

سرور کائنات فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم باوجود محبوبیت ذاتیہ "دوام حزن" اور "تواصل فکر" کے ساتھ موصوف تھے' جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے ---- اور جو شخص بھی اس درد سے بے نصیب ہے' وہ چوپائے کے حکم میں ہے' بلکہ اس سے بھی کم درجہ اور گمراہ تر ہے

بدعت کی ظلمتیں عالم پر محیط ہیں سنت غریب و نادر ہو گئی ہے' اور اس کے انوار مستور ہو رہے ہیں' "سنن متروکہ" کے زندہ کرنے اور علوم شرعیہ کے پھیلانے کے لئے کمر ہمت خوب مضبوط باندھو' اور اس امر کو وسیلہ کمال رضامندی حق تعالیٰ بنالو' نیز "قرب بارگاہ محمدیؐ" کو بھی اسی عمل سے ڈھونڈھو ---- یہ مضمون حدیث ہے کہ:۔ جو شخص میری ایسی سنت کو جو "متروکہ العمل" ہو گئی ہے' زندہ کرے گا' اس کو سو شہیدوں کا ثواب ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو بڑھاپے اور زمانہ ضعف میں آثار قبولیت کے ساتھ مزین فرمادے' اور اس کے نور جبین کو اس کا شاہد عادل بنادے۔ منقول ہے کہ ایک شخص نے ایک فاسق کو خواب میں اس کے مرنے کے بعد دیکھا' اور اس کے حالات دریافت کئے' اس نے کہا کہ مجھے بخش دیا گیا۔ سائل نے ازراہ تعجب پوچھا:۔ کس عمل کی وجہ سے؟ اس نے کہا کہ ایک روز حضرت بایزید بسطامی نے بعد نماز عصر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تھے' میں بھی اس دعا میں شریک تھا' اور ہاتھ اٹھا کر آمین کہتا جاتا تھا' اس دعا کے طفیل میں مجھے بخش دیا۔ پس آپ جیسے درویشوں پر رشک وغبطہ کرنا چاہئے کہ دوستان خدا کی دوستی میں اپنے "موئے سیاہ" کو سفید کرلیا اور ان کے دل میں اپنی جگہ بنائی۔ اس "امر عظیم القدر" کو تھوڑا خیال نہ کرنا۔

فقر و مسکینی کو جان و دل سے دوست رکھیں' نامرادوں اور دردمندوں کی ہم نشینی اختیار کریں۔ "صلحاء درویشان" کو بدل وجان عزیز اور ان سے مجالست رکھیں۔ اہل دنیا اور دنیا کے ٹھاٹ پر ہرگز "گوشہ چشم" نہ ڈالیں اور دنیا کے ٹھاٹ کو حقیر و ناچیز اور سم قاتل تصور کریں۔ طلباء کی خدمت حتی الامکان خود کریں' اور جہاں تک ہوسکے دوسروں پر ان کو نہ چھوڑیں۔

مکتوب میں ازراہ تلطف و مخلص پروری "مقدمات شوق آمیز" اور "فقرہ ہائے عشق انگیز" مندرج تھے' اس کے مطالعے نے "آتش مشتاقان" کو دو چند اور "شعلہ فراق" کو سربلند کردیا۔

"چونے کی سی کانکری جب چھڑکوں تب آگ"
(یعنی دل عاشق چونے کی ڈلی کی طرح ہے کہ جب اس پر پانی چھڑکا جاتا ہے' مثل آگ کے ہو جاتی ہے -----

عاشق مسکین کو نہ تاب عتاب ہے' نہ طاقت عنایت' نہ برداشت قہر ہے نہ یارائے مہر

"کہ وصل از ہجر باشد جانستاں تر"
گیرم کہ بغم خانہ ما یار خرامد
کو حوصلہ وطاقت دیدار کہ وارد

بخشہائے شاہ کو اس کے شتران باربردار ہی اٹھایا کرتے

ہیں۔۔۔ ہستی عاشق جب تک درمیان میں ہے مورد صد بلا ہے۔ اس کی درستی نیستی میں' اور اس کی فلاح ترک ہستی میں ہے۔

(برادرم شیخ محمد سعید کے اندر) بچپن ہی سے آثار قبول وکرامت ظاہر اور اطوار ولایت ونجابت ہویدا تھے۔ حضرت قلب الولایہ خواجہ محمد باقی کے زمانہ حیات میں آپ چونکہ خورد سال تھے' اس لئے ان کی خدمت میں نہیں پہنچ سکے تھے' لیکن خواجہ نے ان کے حق میں فرمایا تھا کہ محمد سعید ہمارا ہم پیشہ ہمکار ہے اس نے غائبانہ ہم سے نسبت حاصل کرلی ہے۔

"فِی الْمَهْدِ یَنْطِقُ عَنْ سَعَادَةِ جَدِّهٖ

آپ نے ظاہری وباطنی کمالات اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاصل کئے ہیں۔۔ سترہ سال کی عمر میں علوم ظاہرہ' معقولہ ومنقولہ کی تحصیل کو درجہ کمال تک پہنچا دیا تھا۔۔۔ والد بزرگوار کی طرح کمال تقوی سے آراستہ' متابعت سنت اور "عمل عزیمت" سے پیراستہ ہیں۔ نرمی کلام' تواضع تمام' مہمانوں کی خبر گیری کا اہتمام۔

حضرت ایشاں (مجدد صاحب) کو اکثر اوقات جب کسی فقہی مسئلے کی تحقیق کرنی ہوتی تھی' تو ان سے اس مسئلے کی وضاحت طلب کرتے تھے۔۔۔ جب یہ "حل مشکلات مسائل" کر دیتے تھے اور بعض پیچیدہ مسئلوں پر راہ خلاصی نکال دیتے تھے' تو حضرت والا بہت خوش ہوا کرتے تھے اور ان کے حق میں یہ دعائیں کیا کرتے تھے۔ حضرت والا کی زندگی ہی میں یہ مراتب کمال وتکمیل کو پہنچ گئے تھے اور ان کی موجودگی ہی میں خلافت حاصل کرکے تعلیم طریقہ اور ارشاد طلبہ کا کام انجام دینے لگے تھے۔۔۔ کمال "عقل معاد" کے ساتھ ساتھ "عقل معاش" میں بھی درجہ کامل رکھتے ہیں۔۔۔ چنانچہ حضرت ایشان اکثر امور میں ان سے مشورہ لیا کرتے تھے' اور ان کی رائے کو پسند فرماتے تھے۔ امور باطن میں بھی یہ حضرت والا کے رازدار تھے۔ حضرت مجدد جو اسرار ان کے درمیان رکھتے تھے ان اسرار میں دوسرا کم شریک ہوتا تھا' ان کو حضرت مجدد کے اسرار غامضہ اور معاملات خاصہ کے ذریعے بشارت دی گئی ہے' امراض ظاہری والے ان کی توجہ سے شفا پاتے ہیں' اور امراض باطنی والے ان کے تصرف سے جمعیت قلب کی رہ اختیار کرتے ہیں۔۔۔ والسلام

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور کچھ دور چلے اور یوں فرمایا کہ اے معاذ! میں تجھے تقوی اللہ' صدق کلام' وفائے عہد' ادائے امانت' ترک خیانت' رحم یتیم' حفاظت ہمسایہ' ضبط غصہ' نرمی کلام' بذل سلام' لزوم امام' تفقہ فی القرآن' حب آخرت' خوف حساب آخرت' کوتاہی آرزو' اور حسن عمل کی وصیت کرتا ہوں اور منع کرتا ہوں اس بات سے کہ کسی مسلم کو برا بھلا کہے یا کسی کاذب کی تصدیق اور صادق کی تکذیب کرے' یا امام عادل کی نافرمانی کرے اور فساد الارض میں حصہ لے۔۔۔ اے معاذ! اللہ کا ذکر کر' ہر شجر وحجر کے قریب اور ہر گناہ کی توبہ کر۔۔۔۔ پوشیدہ گناہ کی پوشیدہ طور پر اور علانیہ کی علانیہ طور پر۔۔۔۔۔۔ (رواہ البیہقی فی کتاب الزھد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ:۔ یا رسول اللہ! میں خادم کو کتنی مرتبہ معاف کروں؟۔۔ پس سکوت فرمایا رسول اللہ علیہ وسلم نے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا کہ کتنی مرتبہ معاف کروں؟ تو فرمایا کہ:۔ ایک دن میں ستر مرتبہ ۔۔۔۔(رواہ مسلم فی صحیحہ)

کمترین دعاگویان نیاز مند۔۔۔ حضرت سلطان الاسلام' ظل اللہ تعالی علی الانام باسط مہاد العدل والانصاف'

امیر المومنین انار اللہ برہانہ کی خدمت میں لکھتا ہے'

اور اظہار نیاز مندی وخاکساری کرتے ہوئے نعمت امن وامان رونق اسلام اور قوت شعائر اسلام کے ظہور پر شکر وثنا کرتا ہے' نیز آپ کے لئے درازی عمر' شوکت وظفر اور نصرت کی دعا اپنے زاویہ نامرادی اور گوشہ شکستگی میں درویشوں کے ساتھ کرتا رہتا ہے۔ چونکہ یہ دعا خلوص دل سے ہے' اور پس پشت ہے' اس لئے امید ہے کہ قریب قبولیت ہوگی۔

ماسوی اللہ میں گرفتار ہونا امراض قلبیہ میں سے شدید ترین مرض ہے' اس کے ازالہ کی فکر کرنا بہت ضروری ہے۔ تم نے اظہار شوق کیا تھا' اور اپنے درد دل کی خبر دی تھی' اس شوق کو نعمت عظمی اور اس درد کو سرمایہ سعادت تصور کرو' اللہ تعالی آتش شوق کو مشتعل اور شعلہ طلب کو سربلند کردے۔ یہاں تک کہ اپنے ماسوا سے بیگانہ بنادے' اور بے فائدہ کشمکش سے رہائی بخشے ---- بزرگوں کا مقولہ ہے: "دست بکار دل بیار" ---- حضرت حق کا محل نظر دل ہے --- دل کو پاک صاف رکھا جائے' اور اسے ماسوائے حق کے التفات سے یکسو کردینا چاہئے۔

ذکر گو ذکر تاترا جان ست
پاکی دل ز ذکر رحمان ست

اپنے حالات لکھتے رہا کرو کہ یہ توجہ غائبانہ کا ذریعہ ہے۔

بوسلش تا رسم صد باراز پا افگند شوقم
کہ نوپروازم و از وشاخ بلندے آشیاں دارم

جب تم اس راستے میں آئے ہو تو مردانہ وار آؤ اور طلبگاری کے جو جو لوازم ہیں ان کو پورا کرو۔ شریعت غرا کے "عروہ وثقی" کو ہاتھ سے نہ دو --- سنن نبویہ کو دانتوں سے مضبوط پکڑو --- بدعت سے اور صحبت بدعتی سے بچتے رہو --- کمر ہمت کو خدمت مولائے حقیقی جل سلطانہ میں کس کر باندھ لو --- درگاہ قدس کی جانب کمال توجہ کو بڑی نعمت سمجھو۔ اور جو چیز بھی اس دولت معنوی کی مانع اور منافی ہو اس سے سیکڑوں کوس دور بھاگو' محبت واطاعت شیوخ پر مستقیم رہو کہ اس راہ کا مدار' ان کی محبت واطاعت پر ہے۔

مکرما! --- فقیر اس معاملے میں بہت کاہل واقع ہوا ہے --- علاوہ ازیں اس طرف کے جانے والے بھی کم ملتے ہیں --- امید ہے کہ مجھے معذور رکھو گے --- خدا نہ کرے کہ تمہاری نسبت میں کوئی فتور اور محبت میں کوئی قصور آئے بلکہ امید ہے کہ جتنا زمانہ بڑھتا جائے گا نسبت معنوی بڑھتی جائے گی' اور جتنے ایام گزریں گے آتش شوق مشتعل ہوتی جائے گی' اور بادہ محبت جوش میں آجائے گا۔

"شراب کہنہ ملذت دگردارو"

اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔ "یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ" پس ضروری ہے کہ انسان اپنے حاصل کار اور نقد روزگار میں تامل کرے' اور خوب اچھی طرح دیکھے کہ روز موجود (قیامت) کے لئے جس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہوگی۔ اس نے کیا مہیا کیا ہے؟ اور یہ بھی دیکھے کہ اس کی حسنات میں سے کون سا عمل قابل قبول ہے' اور کون سا لائق رد ہے۔ اللہ تعالی نے آدمی کو عبث اور مہمل نہیں پیدا کیا ہے' اور نہ اس کو بے نکیل چھوڑ دیا ہے کہ جو جی چاہے کرلے اور جس طرح چاہے زندگی گزارے --- انسان کی تخلیق کا مقصد وظائف بندگی کی ادائیگی اور تحصیل فنا ونیستی ہے جو کہ حاصل معرفت ہے --- حق تعالی دین خالص چاہتے ہیں' شرکت پر راضی نہیں ہیں' وہ مخالفت نفس کا بھی مطالبہ کرتے ہیں --- اور ہم بوالہوس ہیں کہ مراد نفس کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں' اور لذت عاجلہ کی تحصیل میں کوشاں ہیں دوستوں سے دعائے سلامتی خاتمہ

کی امید فرمایا ہے۔

(اے بلال! مجھے راحت دو' اذان دے کر) ۔۔۔ (نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ ہے) ۔ جو قرب ادائے نماز کے وقت ہوتا ہے' وہ نماز کے باہر نہیں ۔۔۔ حدیث میں آیا ہے۔

"اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُ اِلَی الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ"

(بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب نماز میں ہوتا ہے)

اور حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ:۔

"درمیان بندہ وخدا جو حجاب ہے' وہ نماز میں اٹھا دیا جاتا ہے" ۔۔۔۔

نیز وارد ہوا ہے

"اَلسَّاجِدُ یَسْجُدُ عَلٰی قَدَمِی اللّٰہِ فَلْیَسْجُدْ وَلْیَرْغَبْ"

(سجدہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قدموں پر سجدہ کرتا ہے' پس چاہئے کہ سجدہ کرے' اور رغبت کے ساتھ سجدہ کرے) ۔۔۔۔۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن ہمارے سمجھانے کے لئے) ایک خط کھینچا اور فرمایا:۔ یہ اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے' پھر کئی خط اس کے دائیں بائیں کھینچے' اور یوں فرمایا کہ یہ شیاطین کے راستے ہیں' ان میں سے ہر ایک راستے پر ایک شیطان بیٹھا ہوا ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے' اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:۔

"وَاَنَّ ھٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْہُ الْاٰیۃ"

جیسا کہ قرآن میں ید اور وجہ (اللہ تعالیٰ کے لئے) آیا ہے۔

ہم اس بات پر ایمان لائیں کہ اللہ تعالیٰ محیط ہے' اور ہمارے ساتھ ہے' اور اس احاطے کی کیفیت معلوم کرنے میں ہرگز مشغول نہ ہوں' اور جو کچھ معلوم و مکشوف ہو' اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ و مبرا جانیں' متشابہات میں یہی طریقہ اسلم ہے۔

جس کے دین و ایمان میں کلام ہو' وہ دوسرے کی تربیت کیا خاک کرے گا۔

"او خویشتن گم ست کرا رہبری کند"

ابھی کچھ نہیں گیا ہے' جب تک موت کے غرغرے کا وقت نہ آئے' در ہائے توبہ کھلے ہوئے ہیں ۔۔۔۔ اس راہ غیب الغیب میں مرشد کامل کی دستگیری کے بغیر راستہ چلنا اور سلوک طے کرنا بہت مشکل ہے۔ طریقہ نقشبندیہ کا دارومدار شیخ مقتدیٰ کی صحبت اور رابطہ محبت پر ہے کشودگی کار اور ترقی اسی سے متعلق ہے ۔۔۔ ہمارے بزرگوں کا طریقہ اتباع سنت و اجتناب از بدعت ہے ۔۔۔ لہٰذا صحبت شیخ کامل میسر آنے تک متابعت سنت پر مستقیم رہو' اور سنن متروکہ کو زندہ کرتے رہو ۔۔۔ حدیث میں آیا ہے:۔

"مَنْ اَحْیٰی سُنَّتِیْ بَعْدَ مَا اُمِیْتَتْ فَلَہٗ اَجْرُ مِائَۃِ شَھِیْدٍ"

(یعنی جو میری مردہ سنت کو زندہ کرے گا اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا)

سنت متروکہ کا احیاء یہ ہے کہ خود عمل میں لائے' اور اس کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے' کہ دوسروں کو بھی اس کی دلالت کرے' تاکہ دوسرے لوگ بھی اس پر عمل کریں۔ بدعت سے دور رہو' بدعتی کی صحبت میں نہ بیٹھو' بلکہ اپنی مجلس میں بھی اس کو جگہ نہ دو ۔۔۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "اَھْلُ الْبِدْعَۃِ کِلَابُ اَھْلِ النَّارِ"

الطریقہ کلھا ادب اس میں ادب سے مراد ادب شریعت ہے اور آداب طریقت جو کہ رعایت و متابعت شیوخ کا دوسرا نام ہے۔ مخدوما مشاہدہ ارواح خواہ بچشم سر ہو خواہ بچشم باطن کوئی کمال کی بات

نہیں ہے اور منازل قرب کی کوئی منزل اس سے وابستہ نہیں ہے۔ کمال تو یہ ہے باطن ماسواء کی "دیدودانش" سے آزاد ہو جائے غیر کا نام ونشان دیدہ باطن میں باقی نہ رہے۔

تو مباش اصلا کمال این ست وبس

ارواح کا مشاہدہ محسنات سے بھی کم درجہ رکھتا ہے اس لئے کہ بسا اوقات اس قسم کے مشاہدات طلب سے باز رکھتے ہیں۔ اور (سالک کے اندر) کمال کا وہم پیدا کردیتے ہیں۔ مخدوما! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا وہ خط فقیر کی علالت کے زمانے میں آیا تھا' اس وقت جواب لکھنے کی طاقت نہ تھی بلکہ پڑھنے اور غور کرنے کی بھی ہمت نہ تھی اب وہ خط ملا نہیں۔ معذور رکھیں۔ والسلام

گردش زمانہ اور انقلاب اہل زمانہ سے رنجیدہ وملول نہ ہوں اور زمانہ کے پست وبلند کرنے سے متغیر نہ ہوں بلکہ عبرت حاصل کریں' ترساں ولرزاں رہیں۔ تمام قلوب اللہ تعالی کے قبضے میں ہیں وہی جس طرح چاہتا ہے قلوب کو گھماتا ہے۔

چوبید برسر ایماں خویش می لرزم

اوقات کو ذکر وفکر میں معمور رکھو۔ "تنویر باطن" میں کوشش کرو اس لئے کہ باطن محل نظر مولی ہے تنویر باطن دوام ذکر ومراقبہ سے متعلق ہے نیز وظائف بندگی کی بجا آوری فرائض سنن اور واجبات کی ادائیگی اور بدعت ومحرمات ومکروہات سے بچنے کے ساتھ مربوط ہے۔ جس قدر بھی اتباع شریعت اور اجتناب از بدعت میں کوشش ہوگی اسی قدر نور باطن بڑھے گا اور جناب اقدس کی طرف راستہ کشادہ ہوگا۔ اتباع سنت یقینی طور پر نجات دہندہ نتیجہ بخش اور رافع درجات ہے اہتمال تخلف نہیں رکھتی اور اس کے ماورا خطر درخطر ہے اور راہ شیطان ہے۔ مخدوما! نماز معراج مومن ہے جو حالت اس کی ادائیگی کے وقت رونما ہوگی وہ حالت معراجیہ کے ساتھ مناسبت رکھے گی اور تمام دیگر حالات سے ممتاز ہوگی تمام احوال کو نماز کے مقابلے میں وہ نسبت حاصل ہے جو صورت کو حقیقت کے مقابلے میں مثال کے طور پر دیکھو جو صورت آئینے میں نظر آرہی ہے اس کو اپنی اصل سے کیا مساوات حاصل ہے؟ سوائے مماثلت صوری ومشارکت رسمی کے اور کچھ بھی نہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

گر مصور صورت آن دلستاں خواہد کشید
حیرتے دارم کہ نازش راچساں خواہد کشید

جس قدر بھی تکمیل نماز میں کوشش رعایت سنن وآداب سنن میں جدوجہد اور تطویل قرات ورکوع وسجود میں سنت کی موافقت کرو گے فیوض وبرکات نماز اسی قدر وارد ہوں گے نماز کا حسن وجمال اور کمال زیادہ سے زیادہ ظہور پذیر ہوگا۔ مخدوما!۔۔۔ فقرائے دور افتادہ ودو راز کار امیدوار ہیں کہ روضہ مقدسہ (گنبد خضرا) کے مجاور اور اس آستانہ عالیہ کے جاروب کش نیز اس دیار پر انوار کے معتکف اور اِذْهُمَا فِی الْغَارِ کے زائرین' اس شکستہ دل افگار کو بھی اس بارگاہ سراسر اسرار میں یاد رکھیں گے اور انتہائی عجز وانکسار کے ساتھ اس کا سلام فقیرانہ پیش کرینگے گاہے گاہے ایک نگاہ کرم کی درخواست بھی اس مشتاق سرگشتہ کے لئے کردیا کریں اس لئے کہ اس عاجز کے تمام کاموں کی درستگی موقوف بہ نیم نگاہ ہے کسی نے (اپنے محبوب سے مخاطب ہوکر) خوب کہا ہے۔

از درد سرو خمار ہستی رستن
موقوف بیک نگاہ مستانہ تست

بس ضبط اوقات میں کوشش کرو موافق وقت وحال اعمال وطاعات میں مشغول رہو اور طالب ترقی رہتے ہوئے اس بات کی کوشش ہو کہ آگے کو جو دن آئے وہ بہتر حالت میں آئے۔ مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاهُ وَهُوَ مَغْبُوْنٌ (جس کے دو دن یکساں گزرے اور آگے کو ترقی نہ کی وہ ٹوٹے میں ہے)۔

مخدوما!۔۔۔۔جس شخص میں نشہ محبت موجود ہے وہ (خود) معانی مکنونہ جذب کرلیتا ہے اور باطن فیض دہندہ سے باندانہ محبت اخذ فیوض کرتا ہے اور موقع توجہ کا خیال رکھتا ہے اگر (مرشد کی) توجہ بھی اس محبت کے ساتھ جمع ہوجائے تو نور علی نور ہے اس کام (سلوک) میں سب سے اعلیٰ محبت ہے بوجہ محبت کے بغیر کارگر نہیں اور محبت بے توجہ بھی کام کرجاتی ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ حدیث نبویؐ ہے محبت سلسلہ وجود وایجاد کو جنبش میں لائی ہے اسی محبت نے گنج پنہاں کو ظاہر کیا ہے اسی نے حسن پوشیدہ کو بے پردہ کردیا ہے بے شک حسن بے پردگی کا خواہاں ہے اور جمال تاب مستوری نہیں رکھتا۔

پری روتاب مستوری ندارد

یہ محبت، صفت محبوب کا مظہر ہے جو کہ حسن نظارگی چاہتا ہے محبوب کو ایک محب چاہئے تاکہ اس کی صفت محبوبی آشکارا ہوجائے کسی نے خوب کہا ہے۔

منم کاستاد را استاد کردم
غلامم خواجہ را آزاد کردم

جو محبت عاشق کی صفت ہے وہ اسی محبت کا عکس ہے جو معشوق کے ساتھ قائم ہے کیونکہ عاشق کا جو کمال ہے وہ کمالات معشوق کا سایہ ہے پس یہ اسی محبت کا ظہور ہے جو اس آئینے کے اندر اس لباس میں جلوہ گر ہے۔

یک نشہ دوجا ظہور کردہ

عاشق "وقائق حسن" کو جتنا زیادہ سمجھے گا اور جمال وکمال معشوق کی معرفت میں جتنی زیادہ "چشم دوربیں" رکھتا ہوگا صفت عشق اس میں اتنی ہی زیادہ بڑھی ہوئی ہوگی اور وہ اتنا ہی زیادہ فریفتہ وشیفتہ ہوجائے گا۔

آنرا کہ بہ حسن دیدہ تیزست

ایں عشق، بلائے خانہ خیزست

مخدوما!۔۔۔۔تم نے شوق زیارت بیت اللہ کا اظہار کیا ہے اس کے مطالعہ نے لذت اندوز کیا اور شوق کو برانگیختہ کردیا۔۔۔۔ہاں! کسی مسلمان کو سفر کا ارادہ ہو، تو وہ ایسا ہی (متبرک) سفر اختیار کرے اور کوئی شوق دامنگیر ہو تو اسی دیار کا شوق ہو اس لئے کہ یہ بہترین جگہ ہے اور مطلوب بے نشان کا نشان رکھتا ہے۔

گفت معشوقے بعاشق کاے فتا
تو بغربت دیدہ بس شہر ہا
پس کدا میں شہر از انہا خوشترست؟
گفت آن شہرے کہ دروے دلبرست

جس راہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چلے ہیں وہی راہ اجتبا ہے جو محبوبیت ذاتیہ سے نکلی ہے اس راہ پر چلنا ہی راہ شریعت پر چلنا ہے جو شخص چاہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلے وہ راہ شریعت کو پورے طریقے سے اختیار کرے اتباع سنت واجتناب از بدعت پر راسخ ہو اور کتاب سنت کی دو شمعوں کے درمیان چلے تاکہ بدعت کی تاریکیوں اور شیاطین کی راہوں میں مبتلا نہ ہونے پائے۔

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَنْ سِوَاکَ اس دعا کو قرض سے نجات پانے کے لئے تضرع وزاری کے ساتھ اکثر پڑھتے رہا کرو اپنے اوقات کو ذکر وفکر سے معمور رکھو۔ طاعات وعبادات کی طرف راغب رہو اخیر شب کی بیداری کو عزائم امور میں سے سمجھو۔ کلمہ طیبہ کی تکرار کرکے اپنے مرادات ومقاصد کی نفی کرو تاکہ صحن سینہ میں کوئی مراد ومقصود سوائے حق جل مجدہ کے باقی نہ رہے۔۔۔۔

ایں کار دولت ست کنوں تاکرا دہند

سوائے رضا وتسلیم کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ بلکہ چونکہ وہ

فعل محبوب ہے اس لئے محب کو چاہئے کہ اس سے لذت اندوز ہو اور کشادہ پیشانی کے ساتھ اس کا استقبال کرے اور اس ضمن میں الطاف ربانی کا منتظر رہے فقیر کو دعا و توجہ سے فارغ نہ جانیں اور لوازم دوستی سے بیکار تصور نہ فرمائیں۔ کشود کار کے منتظر رہیں اور رحیم کارساز کی رحمت کے امیدوار اوقات کو ذکر و فکر سے معمور رکھیں توشہ گور و قیامت کو مہیا کریں۔ جو گھڑی گزر رہی ہے اتنی ہی عمر میں کمی آرہی ہے اور اجل مسمی نزدیک ہوتی جارہی ہے اس فرصت قلیل میں ذکر کثیر کے ساتھ مشغول رہنا چاہئے اور مولائے حقیقی کو راضی کرلینا چاہئے۔ خالق خیر و شر بے واسطہ حق تعالی ہے اور تمام حوادث اس کی قضاء قدر سے تعلق رکھتے ہیں۔۔۔۔ فلک اور غیر فلک کو ان حوادث میں کوئی دخل نہیں ہے۔ فلک بیچارہ..... جو خود اپنے کام میں حیران و سرگرداں ہے۔ کوشش کرو کہ تمام غفلت باطن سے چلی جائے اور ایسی حضوری تام حاصل ہو جس کے بعد غیبت نہ ہو۔ چند سطریں سوزش سینہ اور غم دیرینہ سے متعلق صفحہ قرطاس پر لکھی ہیں۔ وارث المرسلین (حضرت مجدد الف ثانی) رحمتہ اللہ علیہ کے فراق کا غم جتنا زمانہ گزرتا جاتا ہے اور زیادہ قوی ہوتا جاتا ہے اور جتنا زیادہ پرانا ہو رہا ہے تازہ ہو رہا ہے خصوصا" اس زمانہ میں اس مشتاق پر اس یگانہ آفاق کے فراق سے عجیب انتشار رونما ہو گیا ہے اس مجلس بہشت آئین کی یاد سے جگر کباب اور دیدہ پر آب ہوا جاتا ہے۔ اگر تمام عالم میں گشت لگائیں تو اس لِلّٰہِ فِی اللّٰہِ اجتماع کو کہاں دیکھیں؟ وہ فیوض و برکات کہاں پائیں گے؟۔ بہت مرتبہ ایسا ہوا ہے کوئی درویش حضرت والا کی خدمت میں کچھ دریافت کرنے یا حال باطنی بیان کرنے آیا ہے اور ان کی حضوری میں پہنچ کر تمام استفسارات اس کے صحن سینہ سے چلے گئے اور احوال و مواجید میں سے کچھ بھی نہ رہا جس طرح طلوع آفتاب ظلمت شب کو ختم کردیتا ہے اسی طریقے سے حضرت والا کا دیدار تمام امور مذکورہ کو ختم کردیتا تھا۔ اس اثناء میں بعض اوقات حضرت والا اس درویش سے دریافت فرماتے تھے کہ ہاں میاں بیان کرو کیا حال ہے؟ یا کوئی بات دریافت کرو؟ لیکن وہ بیچارا خود رفتہ ہو جاتا تھا اس کی زبان بند ہو جاتی تھی اور کچھ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کیا کہے۔

خرداز دیدنش تسبیح خواناں
گریزد ہمو فرتوت از جواناں

حق اللہ' تمام حقوق پر غالب ہے اور معرفتہ اللہ اہم مقاصد میں سے ہے ایمان حقیقی معرفت ہی سے متعلق ہے۔ یہ وہ ایمان ہے جو کہ خلل سے محفوظ ہوتا ہے۔ مخدوما!۔۔۔۔ عذر آمیز باتیں اسی وقت تک ہیں جب تک آتش شوق اور جنون طلب دل میں پیدا نہ ہو جب یہ آگ بھڑکتی ہے اور جنون طلب شعلہ زن ہوتا ہے سب باتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور زبان عذر بند ہو جاتی ہے پھر جذب الہی پیشانی کے بال پکڑ کر بسوئے معشوق لے جاتا ہے اور کوئے محبوب میں پہنچا دیتا ہے بیشک راہ عشق میں کچھ جنون بھی درکار ہے اور قید عقل سے کچھ کچھ رہائی بھی ضروری ہے۔۔

دل اندر زلف لیلی بندو کا راز عقل مجنوں کن
کہ عاشق رازیاں دارو مقالات خرد مندی

تم نے لکھا تھا کہ۔ بعض دفعہ نماز میں ایسی حالت نمودار ہوتی ہے کہ گویا میں حضرت صمدیت سے تکلم کررہا ہوں اور کوئی حجاب و پردہ درمیان میں نہیں رہا ہے اور ایسا مست و بیخود ہو جاتا ہوں کہ نماز بھی فراموش ہو جاتی ہے۔ پھر اپنے آپ کو قابو میں لاکر ہوش میں آتا ہوں ناگاہ رقت و عجز کا غلبہ ہو جاتا ہے یہی حالات تلاوت قرآن وغیرہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ یہ جو کچھ بھی وارد ہوتا ہے بلند و مبارک حالت ہے۔ نماز معراج مومن ہے جو کیفیت نماز میں پیدا ہوتی ہے وہ تمام اذواق و کیفیات سے ممتاز ہے اور چونکہ

نماز میں تلاوت قرآن مجید بھی ہے اور حدیث میں آیا ہے۔ مَنْ اَرَادَ اَنْ یُّحَدِّثَ رَبَّہٗ فَلْیَقْرَأِ الْقُرْآنَ اس لئے تلاوت قرآن گویا کہ اپنے پروردگار سے کلام کرنا ہوا۔۔۔وہ تلاوت جو نماز میں واقع ہو وہ تو خصوصیت کے ساتھ بڑا درجہ اور بہتر نتیجہ رکھتی ہے حدیث میں آیا ہے۔ قُرْآنٌ فِیْ صَلٰوۃٍ خَیْرٌ مِنْ قُرْآنٍ فِیْ غَیْرِ صَلٰوۃٍ۔

حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نماز میں وہ حجاب جو بندہ پروردگار کے درمیان ہے اٹھالیا جاتا ہے نماز ایک محبوب دلربا ہے جب باطن مصلی پر اس کے جمال باکمال کا پرتو پڑتا ہے اور اس کے حسن خوبی کا ظہور ہوتا ہے تو مصلی کو مست و بے شعور اور از خود رفتہ کردیتی ہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت جعفر صادقؓ ایک مرتبہ نماز میں تھے کہ بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو ان سے دریافت کیا گیا انہوں نے فرمایا کہ ایک آیت قرآنی کی تکرار کررہا تھا حتی کہ اس کے متکلم سے میں نے سنا۔ تم نے لکھا تھا کہ۔۔میں رمضان میں معتکف تھا ۲۷ کی شب میں چیزہائے گوناگوں میں نے مشاہدہ کیں وہ رات بڑی روشن و پر نور تھی ناگاہ مجھ پر ایک حالت و کیفیت ظاہر ہوئی اور ایسا محسوس ہوا کہ گویا یہ شب شب قدر ہے۔ مخدوما!۔۔۔۔۔اس فقیر نے بھی اور یاران دیگر نے بھی اسی ۲۷ رمضان کی شب میں "انوار و برکات بیحد" مشاہدہ کئے اور شب قدر کا گمان کیا۔ وَالْغَیْبُ عِنْدَاللّٰہِ خوابیں جو لکھی ہیں اور آنحضرت صلعم نے عالم رویا میں جو تم کو پیرہن مبارک عطا فرمایا ہے یہ سب خوابیں اعلی درجہ کی ہیں۔ اللہ تعالی مراتب کمال و اکمال میں ترقی عنایت فرمائے۔ اوقات کو طاعات و عبادات اور ذکر و فکر میں صرف کرو۔ سفر طویل کے لئے زاد راہ مہیا کرو۔ آیۃ کریمہ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّاقَدَّمَتْ لِغَدٍ کے مضمون پر خوب غور کرو۔ گوشہ نامرادی اور زاویہ مسجد کو نہ چھوڑو مساکین اور اہل جمعیت کے ساتھ رہو اہل تفرقہ اور امراء سے دور رہو اور بے ضرورت ان کے پاس نہ بیٹھو۔

تم نے لکھا تھا کہ 'اگر جناب قدس میں متوجہ ہو کر بعض حالات کا استکشاف کرتا ہوں تو بطور الہام کشف ہوجاتا ہے۔ اس نعمت کا شکریہ ادا کرو۔ اللہ تعالی خطا و غلطی سے محفوظ رکھے اس لئے کہ کشف میں خطا و غلطی کا واقع ہونا ثابت ہے۔ (حوادث یومیہ دنیاویہ) کے کشف میں اگر خطا ہوجائے تو کوئی بات نہیں لیکن اسرار آلہیہ اور اعتقادات و عبادات کے کشف کی کسوٹی شریعت حقہ ہے۔ انسان کی قدر و قیمت محبت کی وجہ سے ہے اس کی بزرگی اور اس کا امتیاز تمام موجودات کے مقابلے میں اسی درد کی بناء پر ہے۔

قدسیاں راعشق ہست ودرد نیست
درد راجز آدمی در خورد نیست

لیکن درد و محبت کے مراتب و درجات مختلف ہیں ہر ایک اپنے ظرف کے مطابق درد و محبت کے انوار و برکات کا امیدوار ہے۔ شَیَّبَتْنِیْ سُوْرَۃُ ھُوْدٍ۔ حدیث معروف ہے جب کہ سید انبیاء سرور اتقیاء صلی اللہ علیہ وسلم یوں فرمائیں اور امر استقامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوڑھا کردے تو ہم جیسے بوالہواس اگر ہوس استقامت کریں اور استقامت کا دم بھریں تو محض ہوس وخیال ہے بہر کیف ہاتھ پاؤں مارنے چاہئیں اور سعی کرنا چاہئے ممکن ہے اس بحر بیکراں سے کوئی چلو مل جائے اور حلق جاں تک پہنچ جائے۔ مَالَایُدْرَکُ کُلُّہٗ لَایُتْرَکُ کُلُّہٗ شیخ عبدالاحد فقیر کے ساتھ نشست و برخاست رکھتے ہیں اپنے کام میں بہت سرگرم ہیں شب و روز خدمت میں حاضر ہیں خانقاہ میں ایک حجرہ لے کر بسر اوقات کرتے ہیں نشہ عجیب رکھتے ہیں بہتر ترقی کرلی ہے۔ سردی وگرفتاری تو اس بے حاصل کے حصہ میں آئی ہے اور قرعہ ہجرو دوری اس فقیر کے نام نکلا ہے شرم آتی ہے کہ اس گرفتاری کے

باوجود آزادلوگوں کے ساتھ مصاحبت رکھتاہوں۔

اگر فتاریم بنا ناوک بیداد ریز
سنبل وگلی درکنار مردم آزاد ریز

قدرت خدا کا مطالعہ ومشاہدہ کرو کہ میری اس سردی وافسردگی کے باوجود وہ جماعت جو میرے ساتھ نشست وبرخاست رکھتی ہے اس میں شعلہ شوق پیدا ہورہا ہے اوران کی آتش محبت ترقی پر ہے جس کی وجہ سے وہ ماسوائے رہائی حاصل کررہے ہیں اور ترقیات کے میدان میں گامزن ہیں۔ مخدوما!۔۔۔چونکہ تمہارے ساتھ ایک پورا کنبہ وابستہ ہے تم ان کے کفیل ہو اور تمہارے اوپر قرض بھی ہے لہٰذا ترک ملازمت میں توقف وتامل درکار ہے ترک حقیقی کے حصول تک ترک حکمی پر قائم رہو اور ترک صوری کے مقابلے میں ترک معنوی پر اکتفا کرو الصوفی کائن بائن مکاتیب شریفہ یکے بعد دیگرے پہنچے۔ چونکہ فقیر کو درد کا عارضہ لاحق تھا اور قلم پکڑنے اور لکھنے کی بھی طاقت نہیں تھی اس لئے جواب میں توقف واقع ہوا۔ اس ماہ مبارک (رمضان) میں مسجد کی حاضر تراویح اور ختم قرآن سے محروم رہا الحمد اللہ کہ ماہ شوال میں ماہ سابق کی بہ نسبت تخفیف ہوگئی۔ کال کو ۶۔ ذ۔ عقدہ ہے چند روز سے پالکی میں بیٹھ کر مہمان خانہ میں آتا ہوں اور چند گھڑی درویشوں کے ساتھ بیٹھ جاتا ہوں ابھی مسجد تک نہیں گیا ہوں کیونکہ وہ فاصلہ رکھتی ہے اور دوزانو یا چہار زانو بیٹھنے کی طاقت بھی ابھی نہیں آئی ہے۔ ایلام محبوب اس کے انعام کے مقابلے میں زیادہ لذت بخش ہے اس لئے کہ انعام میں تو مراد محبوب اپنی مراد نفس کے ساتھ مخلوط ہے اور ایلام میں خالص مراد محبوب ہی ہے اور مراد نفس کی مخالفت ہے۔ دونوں میں بڑا فرق ہوگیا۔ یہ شعر منجملہ غرائب ہے۔

اگر مراد تو اے دوست نامرادی ماست
مراد خویش دگر بار من نخواہم خواست

یہ مسکین باوجود بے بضاعتی دوراز کاری آنجناب کے لئے دعائے سلامتی جان وایمان سے فارغ اور طلب ترقی درجات واستقامت صوری ومعنوی سے غافل نہیں ہے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

یہ تعلق روز بروز زیادہ ہوگا اور آتش شوق قوت پذیر ہوگی حتی کہ ذکر سے مذکور تک معاملہ پہنچ جائے گا۔

تو از خوبی نمی گنجی بعالم
مرا ہرگز کجا گنجی در آغوش

سیروسلوک سے مقصود رفع حجابات ہے خواہ حجابات وجوبی ہوں یا حجابات امکانی یہ بات نہیں ہے کہ مطلوب کو دام میں لے آئیں گے اور عنقا کا شکار کرلیں گے۔

عنقا شکار کس نہ شود دام باز چیں
کانیجا ہمیشہ باد بدست ست دام را

یہ کمال مشکوۃ نبوت سے ماخوذ ہے اور یہ دید نتیجہ ولایت انبیاء ہے علیہم الصلوات والتسلیمات۔ وہ اکابر جو کمالات وراثت انبیاء کے ساتھ آراستہ ہوئے ہیں وہ تجلیات وظہورات سے بالا ہوکر اور شہود ومشاہدہ سے آگے بڑھ کر تمام حجابوں (ظلمانی ونورانی) سے باہر آگئے ہیں اور یقین کے ساتھ جان گئے ہیں کہ یہ شہود حضرت حق سبحانہ کا شہود نہیں ہے اور یہ تجلی ذات مقدس کی تجلی نہیں ہے بلکہ اس کے صفات وکمالات میں سے ایک صفت کا ظہور ہے جو کہ حجاب ذات ہے طالب ذات اقدس شہود صفات وکمالات سے خوش اور آرام گیر نہیں ہوتا وہ تو حضرت خلیل اللہ کی طرح لَآ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ اور اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ پڑھتا ہوا اس شہود کے وراء کی طرف دوڑتا ہے اسم وصفت سے سوائے ذات کے کچھ نہیں چاہتا تعالیٰ وتبارک وتقدس

بو ملش تارسم صد باراز پا ا گلند شوقم
کہ نوپروازم وشاخ بلندے آشیاں دارم

حلاوت درقت ذکر و تلاوت اور نماز میں بڑھائے اور حقیقت قرآنی اور حقیقت صلوۃ سے بہرہ کامل عطا فرمائے نماز فقط اسی صورت ظاہری ہی میں محدود نہیں ہے (بلکہ عالم غیب میں ایک ایسی حقیقت رکھتی ہے کہ تمام حقائق سے اونچی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی سے میں نے سنا ہے کہ مثل علم کلام کو بھی متکلم سے ایک ایسا اتحاد ہے کہ کسی دوسری صفت کو اتنا نہیں ہے پس اس راہ سے قرب و منزلت کو حاصل کرو فھم من فھم اسرار نماز کہاں تک بیان کروں۔

قلم اینجاء رسید وسر بشکست

مکتوب شریف پہنچا مسرت بخش ہوا۔ لکھا تھا کہ نماز میں ایک ایسی حالت رونما ہوتی ہے کہ حجاب درمیان سے اٹھ جاتا ہے اور خطرہ غیر بالکل دل میں نہیں گزرتا۔ ہمارے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے لکھا ہے کہ یہ رفع حجاب منتہی کی نماز کے ساتھ مخصوص ہے شکر خدائے عزوجل اسی نعمت عظمی پر بجالاؤ اور اس کی کیفیت کے بڑھانے میں کوشش کرو نیز نماز کو آداب و شرائط اور طول قنوت کے ساتھ پڑھا کرو جو قرب نماز کی ادائیگی کے وقت ہوتا ہے وہ اس سے باہر میسر نہیں۔ وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا

بعض احباب تنگی روزگار اور قرضداری کی بناء پر اظہار گلہ کیا کرتے ہیں شکایت کا کوئی موقع نہیں رزق مقرر میں کسی کی بیشی کا احتمال نہیں ہے۔ طریقہ پسندیدہ یہ ہے کہ بندہ چہرہ دل کو تمام سمتوں سے ہٹا کر ذکر و عبادت الٰہی کی طرف متوجہ کردے اور کلیتہ تعمیر آخرت میں کوشش کرے بندے کا مطمح نظر مرضیات الیہ کے سوا اور کچھ نہ ہونا چاہئے۔ حالات میں لکھا ہے کہ وہ پہلے جو کچھ آنکھ بند کرکے دیکھتے تھے اب کھلی آنکھوں دیکھتے ہیں۔ مخدوما!۔۔۔یہ بات ترقی باطن پر دلالت نہیں کرتی کمال اس بات کے ساتھ بھی وابستہ نہیں ہے۔

تو مباش اصلا کمال این ست وبس

مخدوما!۔۔۔(بات یہ ہے کہ) تکمیل وارشاد کار خانہ خداوندی ہے مربی حقیقی تو (دراصل) وہی ہے لیکن باعتبار ظاہریہ معاملہ پیرو مرشد کے سپرد کردیا گیا ہے اس کے ذریعے سے مرید کا کام درجہ کمال تک پہنچاتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مرشد کو اس توسط کی اطلاع ہوجاتی ہے اور کبھی نہیں ہوتی۔

از ماو شما بہانہ برساختہ اند

حلقہ صبح وپیشین کی پابندی بعد مغرب طریقہ توجہ بیاراں گرمی مجلس تاثیر توجہات اور ظہور آثار و ترقیات عظیمہ کے متعلق جو کچھ لکھا تھا اس سے بے انتہا مسرت ہوئی۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ بے شک اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ وہ شخص ہے جو بندوں کو اللہ کا محب بنائے اور اللہ کی محبت اور اس کے بندوں کی طرف متوجہ کرے۔ قرب فرائض میں چونکہ محض امر الٰہی کی تعمیل ہے وجود عابد درمیان میں نہیں ہوتا۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہوا ہے اَلْحَقُّ يَنْطِقُ عَلٰى لِسَانِ عمر ناطق حق ہے اور زبان عمر آلہ سے زیادہ نہیں ہے مزید وارد ہوا ہے اِتَّقُوْا غَضَبَ عُمَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَغْضَبُ پس قرب فرائض فناکنندہ وجود سالک ہے اور قرب نوافل ایسا نہیں ہے۔ طالبین کے اوضاع واطوار اور استقامت وعدم استقامت کو ملاحظہ کرکے اجازت دینا چاہئے۔

ہم نے بھی صبر کیا.

تم بھی صبر کرو اور اللہ کے فضل کے ساتھ راضی وشاکر رہو۔ دوستوں کو چاہیے کہ خواجہ مرحوم کی جگہ کو آباد رکھیں اور طریقہ خواجہ کا اچھی طرح لحاظ رکھیں حلقہ ذکر و مشغولی بھی قائم رکھیں آنے جانے والوں کی خدمت کریں اور فرزندان خواجہ کی رضامندری وخدمتگاری میں دل وجان سے کوشاں ہوں ان کے بچوں کی اچھی تربیت کریں اور تعلیم آداب دیں ان کے بچے پانچوں وقت نماز باجماعت میں حاضر ہوں اور بلا ناغہ سبق پڑھیں۔ کیا کیا جائے ہم ان سے دور ہیں دل کڑھتا ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کو رائیگاں نہ کرے گا درجہ کمال تک پہنچائے گا۔ اِنَّہٗ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ

زہجر دوستاں خوں شد درون سینہ جان من
فراق ہمنشیناں سوخت مغز استخوان من

یہ کون سا ایمان اور کون سی مسلمانی ہے کہ نہ تو کتاب وسنت سے پند پذیری ہے اور نہ مشاہدہ آیات بینات سے عبرت حاصل ہو رہی ہے۔ پس ہم پر اور ہمارے پسماندوں پر لازم ہے کہ عمر دوروزہ کو غفلت میں نہ گزاریں خواب خرگوش میں مبتلا نہ ہوں اس سرائے فانی سے دل نہ لگائیں۔

چل خسرو گھر اپنے سانجھ پڑی سب دیش
اے خسرو اپنے گھر چل، سب جگہ شام ہوگئی

مکتوب (۱۳۶) شیخ محمد یوسف گردیزی پیرزادہ ملتان کے نام

یہ ذرہ بے مقدار نہ اس خطاب کا سزاوار ہے اور نہ اس مضمون مکتوب کا مستحق وہ مقدمات جو اپنی تواضع کی بناء پر اپنے نامہ نامی میں مجھ دو راز کار کے حق میں لکھے ہیں وہ بھی صحیح و واقعی نہیں۔ فقیر اپنے اندر کوئی مناسبت اس طائفہ علیہ سے نہیں دیکھتا۔ اور کوئی مشارکت اس طبقہ سنیہ کے اسرار میں نہیں پاتا۔ یہ سب برکات بزرگوں کے انفاس نفیسہ کے ہیں۔ یہ مسکین درمیان میں کچھ نہیں۔

ماخود نیم ایں ہمہ الحال زمطرب ست

شیخ محمد یوسف = آپ ملتان کے مشہور گردیزی خاندان کے ایک فرد اور حضرت خواجہ محمد معصوم کے ایک مخصوص مرید وخلیفہ تھے حضرت والا آپ پر بہت مہربان تھے خلافت دے کر آپ کو ملتان بھیجا وہاں کے گردو نواح میں آپ ہی کے ذریعہ طریقہ نقشبندیہ کا رواج ہوا نہایت مستقیم الاحوال تھے (روضۃ القیومیہ ۲ رکن دوم)

بلا شک نیستی وعدمیت ممکن کے اندر ذاتی ہے باقی تمام کمالات جو توابع وجود ہیں سب اس کے اندر مرتبہ وجوب سے مستعار و مستفاد ہیں ممکن بیچارہ اپنی ذات کو فراموش کر کے اپنے عاریتی کمال کو خیر وکمال تصور کئے ہوئے ہے اپنے مولا کے مخصوص ترین اوصاف میں شراکت ڈھونڈھ رہا ہے اور رعونت وانانیت ظاہر کر رہا ہے یہ نہیں جانتا کہ اس کی ذات عدم ہے وہ عدم جو ہر شر وفساد کا منبع ہے۔ بات کہیں سے کہیں چلی گئی۔ یہ درویش دلریش توجہ غائبانہ سے اور دعائے ظہر الغیب سے فارغ نہیں ہے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس محبت کی بدولت جو اس طبقہ علیہ سے رکھتے ہو بزرگوں کے فیوض وبرکات سے فیض مند اور ان کے انوار واسرار سے بہرہ مند ہو جاؤ گے اس محبت کو سرمایہ سعادت تصور کرو حق تعالیٰ اس محبت کی آگ کو سربلند کرے اور شعلہ شوق کو مشتعل کردے۔ معاملہ افادہ واستفادہ وابستہ "صحبت ہے خصوصاً" ہمارے طریقے میں کہ اس کا دارومدار صحبت پر ہے۔ کسی کامل ومکمل کی صحبت میسر آنے تک اوضاع شرعیہ اور سنن مرضیہ پر مستقیم رہو لہو ولعب اور صحبت ناجنس سے بچتے رہو اور وظائف واذکار ماثورہ کے ساتھ اوقات کو معمور رکھو۔ علوم دینیہ میں مشغول ہونا بھی اعظم عبادات سے ہے۔

دارم ہمہ جابا ہمہ کس درہمہ حال
دردل زتو آرزو دردیدہ خیال

کوشش کرو کہ خطرہ ماسوا اس طرح دل سے چلا جائے کہ اگر سالہا سال قصداً اور تکلف کیا جائے خطرہ غیر دل میں نہ گزرے سبب اس نسیان کے جو دل کو ماسوا سے حاصل ہو چکا ہے یہ حالت فنائے قلب سے تعبیر کی جاتی ہے اور اطوار ولایت میں قدم اول ہے۔ محبت چہرہ کار سے پردہ اٹھاتی ہے اور برسوں کا معاملہ گھڑیوں میں طے کر دیتی ہے۔ گرفتاران قید عقل اس محبت کی قدر نہیں جانتے وہ اس جنون کو عیب و مرض سمجھتے ہیں۔

عقل گرواند کہ دل دربند زلفش چوں خوش است؟
عاقلاں دیوانہ گروند از پئے زنجیر پا

یہ جنون سرمایہ سعادت ہے اور مثمر قرب و معرفت حدیث شریف میں ہے۔ا۔ حصن حصین (جزوی) میں اس طرح ہے اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ (رواہ احمد وغیرہ) یعنی اللہ کا ذکر اس کثرت سے کرو کہ دنیا والے مجنوں کہنے لگیں۔

فلک بامن خستہ بیداد کردہ

یہ بات بہت ہی غیر مناسب ہے بیچارہ فلک اور روزگار بے بنیاد بھلا کیا حیثیت رکھتے ہیں کہ حوادث ان کی طرف منسوب ہوں جو کچھ بھی ہے بارادہ و تقدیر الٰہی ہے زمان و آسمان کو اللہ تعالیٰ کے فعل میں کوئی دخل نہیں ہے وہ جو کچھ کرتا ہے انصاف و عدل ہے ظلم و بیداد کی وہاں گنجائش ہی نہیں۔

اندر سخن دوست نہاں خواہم گشتن
تابرلب او بوسہ زنم چونش بخواند

جو حالت نماز میں رونما ہوتی ہے وہ تمام حالات سے اونچی ہوتی ہے اور اصل کا نشان دیتی ہے بے شائبہ ظلیت نیز چہرہ کار سے پردہ ہٹا دیتی ہے۔ نماز چونکہ معراج مومن ہے اور مصلی کامل چونکہ ادائے نماز کے وقت دنیا سے باہر اور عالم آخرت سے پیوستہ ہو جاتا ہے اس لئے اگر ادائیگی نماز کے وقت میں اس دولت کا نمونہ جو کہ آخرت کے ساتھ موعود ہے۔ رونما ہو تو گنجائش ہے۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس جگہ جس قدر بھی زراعت میں افزونی کی جائے گی اس کا اجر اتنا ہی بھرپور ملے گا۔

مخدوما۔ رزق کا تنگ کرنا اور کشادہ کرنا اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہے کسی کو اس میں دخل نہیں ہے۔ اَللّٰہُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَیَقْدِرُ لَہٗ بندہ مقبول وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے فعل ارادے اور تقدیر سے راضی ہو ماتھے پر بل نہ ڈالے کشادہ پیشانی اور خوش و خرم رہے یہ فقر و فاقہ اور تنگی معیشت (کبھی) اپنے ایسے خاص بندوں کو عنایت کرتا ہے جو مقصود آفرینش دنیا ہوتے ہیں انسان کی سعادت ہے کہ وہ کسی امر میں ان برگزیدہ بندوں کے ساتھ شریک ہو جائے اگر بندہ اس نعمت کی قدر جانے اور راہ صبر و رضا اختیار کرے تو امید ہے کہ کل روز قیامت کو بھی ان بزرگوں کے انوار و برکات میں شریک ہوگا اور ان کے دسترخوان کا بچا ہوا اٹھائے گا۔ غمگین پریشان اور اپنی زندگی سے بیزار نہ ہوں وہ زندگی جو غفلت میں گزرے البتہ قابل بیزاری ہے دنیا میں عیش و تنعم کے لئے نہیں لایا گیا ہے۔ محل عیش تو آگے ہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ دنیا میں طاعت و عبادت کے لئے لائے ہیں اور یہاں معرفت حق مطلوب ہے اگر ان امور مطلوبہ میں خلل و نقصان آئے تو جائے افسوس ہے دنیا ومافیہا اس قابل نہیں کہ اس کے فقدان پر زندگی سے تنگ آجائیں اس لئے کہ دنیا کی تنگی آخرت کی کشادگی کی سبب ہے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا اس امر کے ساتھ مشروط نہیں ہے کہ آپ کو اسی صورت کے ساتھ دیکھا جائے جس صورت میں مدینہ منورہ میں آرام فرما ہیں۔

ہجرت کا سال اول جہاد فرض ہوا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تیس مہاجرین کے ساتھ بھیجا کہ قافلہ قریش سے تعرض کریں یہ ماجرا رمضان میں ہوا اور حضرت عبیدہ بن الحارث کو ساٹھ مہاجرین کے ساتھ بطن رابغ کی طرف شوال میں روانہ کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص کو بیس مہاجرین کے ساتھ خرار کی طرف کہ ایک موضع ہے قریب جحفہ کے ذیقعدہ میں روانہ کیا کہ قافلہ قریشی سے تعرض کریں یہ سب سریے تھے پھر صفر میں غزوہ ابواء واقع ہوا اس میں خود تشریف فرما ہوئے ابواء ایک گاؤں تھا درمیان مکہ اور مدینہ کے اس کو غزوہ ودان بھی کہتے ہیں اور اسی سال آغاز اذان کا ہوا اور اسی سال حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رخصت ہو کر آئیں اور اسی سال مہاجرین وانصار کے درمیان عقد اخوت مقرر ہوا۔

سال دوم ربیع الاول میں غزوہ بواط واقع ہوا کہ ایک مقام ہے ناحیہ رضوی میں قافلہ قریش سے تعرض مقصود تھا مگر مقابل نہیں ملا۔ پھر غزوہ عشیرہ (بضم عین) واقع ہوا کہ ایک زمین ہے بنی مدلج کی ناحیہ ینبع میں جمادی الاولی والاخری میں اور اس میں قافلہ قریش سے تعرض کا ارادہ تھا جو مکہ سے شام کو جاتا تھا مگر ملا نہیں اور یہ وہی قافلہ تھا جس کی واپسی کے وقت آپ پھر تشریف لے گئے تھے اور وہ نہیں ملا اور غزوہ بدر کا سبب ہو گیا۔ اسی لئے اس غزوہ عشیرہ کو غزوہ بدر اولی بھی کہتے ہیں پھر رجب میں عبداللہ بن جحش اسدی کو بطن نخلہ کی طرف بھیجا اور اسی واقعہ میں یہ آیتیں نازل ہوئیں یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّھْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْہِ اور سب سے زیادہ عظیم الشان غزوہ بدر ہوا جس کا لقب بدر کبری ہے رمضان میں آپ نے خبر سنی کہ قافلہ قریشی شام سے مکہ کو جارہا ہے آپ صحابہ کو لیکر تین سو تیرہ تھے اس کے تعرض کے لئے چلے یہ خبر مکہ پہنچی تو کفار قریش ایک ہزار مسلح آدمی لے کر روانہ ہوئے اور گو قافلہ دوسری راہ سے نکل کر مکہ جا پہنچا مگر یہ قریش کے لوگ بھی اس غرض سے چلے کہ مقام بدر میں جا کر ڈیرہ ڈالیں گے اور خوب جشن کرینگے تاکہ تمام عرب میں ہماری ہیبت چھا جاوے اور یہ احتمال بھی نہ تھا کہ تین سو آدمی وہ بھی بے سروسامان ہم سے مقابل ہونگے مفت میں نیک نامی ہاتھ آوے گی۔ اللہ تعالی کو اسلام کا اعزاز اور کفر کا ازلال مقصود تھا باہم مقابلہ ہوا اور اہل اسلام مظفر ومنصور اور کف مقتول واسیر ومخذول ہوئے سورہ انفال میں یہی قصہ ہے اور اس تمام قصہ سے شوال میں فراغ ہو گیا۔ پھر سات روز بعد بنی سلیم کے غزوہ کے لئے تشریف لے گئے مگر لڑائی نہیں ہوئی پھر بدر کے دو مہینہ بعد غزوہ سویق ہوا وہ اس طرح ہوا کہ جب کفار بدر میں شکست کھا کر مکہ پہنچے پھر ابوسفیان دو سو سوار لے کر بارادہ جنگ مدینہ کو چلے مدینہ کے قریب پہنچے تھے کہ مسلمانوں کو خبر ہو گئی آپ خود مسلمانوں کو لے کر چلے گئے کفار بھاگ گئے اور بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ستو جو کہ زادراہ تھا پھینک گئے اس لئے اس کا لقب غزوہ سویق ہوا یہ واقعہ ذی الحجہ میں ہوا پھر بقیہ ذالحجہ مدینہ میں قیام فرمایا اس کے بعد نجد کو غطفان سے غزوہ کرنے کے لئے چلے اور ختم صفر تک وہاں قیام کیا مگر لڑائی نہیں ہوئی اور اسی سال نصف شعبان میں تحویل قبلہ ہوئی اور زکوۃ فرض ہوئی قبل فرض ہونے روزہ کے اور آخر شعبان میں روزہ فرض ہوا اور آخر رمضان میں صدقہ فطر واجب ہوا اور عیدین کی نماز اور قربانی اسی سال مقرر ہوئیں اور جمعہ اس سے پہلے سال میں فرض ہو گیا تھا اور اسی سال مراجعت بدر کے ایک روز قبل آپ کی صاحبزادی بی بی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی اور آپ نے اس کے بعد حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا دوسری صاحبزادی کا نکاح حضرت

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی سبب سے ذی النورین کہلاتے ہیں اور بدر ہی کے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح ہوا۔

سال سوم بعد ربیع الاول کے پھر قریش کے تعاقب میں تشریف لے چلے اور بحران تک پہنچے اور ربیع اور جمادی الاولی وہاں رہے مگر لڑائی نہیں ہوئی پھر مدینہ منورہ واپس آگئے۔ پھر بنی قینقاع کا کہ یہود مدینہ سے تھے بوجہ نقض عہد کے پندرہ روز محاصرہ فرمایا پھر عبداللہ بن ابی کی سفارش پر چھوڑ دیا یہ عبداللہ بن سلام کی برادری ہے اور اسی نقض عہد کے سبب کعب بن الاشرف کے قتل کا حکم دیا چنانچہ قتل کیا گیا اور اسی سال شوال کی ابتداء میں غزوہ احد واقع ہوا کیا۔

طلحہ بن خویلد و سلمہ بن خویلد کے بغرض مقاتلہ آنے کی خبر سن کر حضرت ابو سلمہ کو ڈیڑھ سو مہاجرین وانصار کی ہمراہی میں مقابلہ کے لے بھیجا لڑائی نہیں ہوئی اور غنیم کے مواشی ہاتھ آئے وہ لے کر مدینہ آپہنچے پھر پانچویں محرم کو خالد بن سفیان کے لشکر جمع کرنے کی خبر سن کر حضرت عبداللہ بن انیس کو مقابلہ کے لئے بھیجا وہ اس کو قتل کر کے اس کا سر لائے بظاہر مسلمان ہوئے اور درخواست کی کہ ہمارے ساتھ کچھ لوگ کر دیجئے کہ ہم کو احکام سکھلا دیں آپ نے دس آدمی ساتھ کر دیئے جب یہ لوگ رجیع پر کہ ایک تالاب ہے قبیلہ ہذیل کا پہنچے تو ہذیل کو مدد کے لئے بلایا اور بدعہدی کی بعضے اس وقت شہید ہوئے جیسے عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بعضے پکڑ لئے گئے جیسے خبیب اور بعد میں شہید کر دیئے گئے آپ نے ستر ادمی اصحاب میں سے کہ قراء کہلاتے تھے ساتھ کر دیئے جب یہ حضرات بیر معونہ میں پہنچے کفار نے ان میں رعل وذکوان و عصیہ بھی حسب روایت بخاری تھے تقریباً سب کو شہید کر ڈالا عامر بن طفیل نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ یا تو مجھ کو ملک بانٹ دیجئے یا اپنے بعد مجھ کو اپنا خلیفہ بنا دیجئے ورنہ بڑا لشکر لا کر آپ سے لڑوں گا آپ نے بددعا کی اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ عَامِرًا وہ طاعون سے مرگیا آپ نے ایک مہینہ تک ان اقراء کے قاتلوں پر قنوت میں بددعا فرمائی پھر وہ مسلمان ہو کر آگئے یہودی بنی نضیر نے آپ سے عہد کیا کہ ہم آپ کے موافق رہیں۔ آپ کو ایک دیوار کے نیچے بٹھلا کر باہم مشورہ کرنے لگے کہ دیوار پر سے ایک پتھر لڑھکا کر آپ کو قتل کریں آپ کو وحی سے اطلاع ہوگئی آپ اٹھ کر مدینہ تشریف لے گئے آپ نے کہلا بھیجا کہ تم نے نقض عہد کیا یا تو دس دن کے اندر نکل جاؤ ورنہ لڑائی ہوگی وہ لڑائی کے لئے تیار ہوئے آپ نے ان پر لشکر کشی کی اور ان کے قلعہ کو محصور کر لیا آخر وہ تنگ ہو کر نکل جانے پر راضی ہوئے آپ نے فرمایا کہ سب ہتھیار چھوڑ جاؤ اور جس قدر اسباب ہمراہ لے جا سکو لے جاؤ۔ بعضے خیبر میں جا بسے بعضے شام میں بعضے اور جگہ سورۃ حشر میں یہی قصہ ہے اور اسی سال شراب حرام ہوئی اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔

سال چہارم کچھ کفار جمع ہوئے ہیں مدینہ پر چڑھنا چاہتے ہیں آپ ایک ہزار آدمیوں کو لے کر روانہ ہوئے وہ خبر سن کر متفرق ہو گئے آپ چند روز وہاں مقیم رہ کر مدینہ تشریف لے آئے حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی غزوہ میں ثابت بن قیس کے حصہ میں لگیں انہوں نے مکاتب بنا دیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت ادا کر کے ان سے نکاح فرمایا اور اسی غزوہ میں قصہ افک کا دردناک واقعہ ہوا حی بن اخطب بنی نضیر میں بڑا مفسد تھا یہ خیبر میں جا رہا تھا چند مفسدوں کو لیکر مکہ پہنچا اور قریش کو آپ کی لڑائی کے واسطے آمادہ کیا اور تدبیر اور آدمیوں سے مدد دینے کا وعدہ کیا مختلف قبائل مل کر دس ہزار ہو گئے اور مدینہ کو چلے آپ نے یہ سن کر بمشورہ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ کے پاس بجانب کوہ سلع کے

خندق کھودنے کا حکم دیا دوسری جانب شہرپناہ اور عمارات سے محکم تھیں اور بعد مرتب ہونے خندق کے ایک شخص نعیم بن مسعود نے کہا کہ قبیلہ غطفان سے تھے اور تازہ مسلمان ہوئے تھے اور ہنوزان کے اسلام کی کفار کو اطلاع نہ ہوئی تھی عرض کیا کہ میں ایک تدبیر خلاف ڈالنے کی قریش اور بنی قریظہ میں کر سکتا ہوں کیونکہ میرے اسلام کی ان کو خبر نہیں وہ میرا اعتبار کریں گے آپ نے حسب قاعدہ الحرب خدعۃ اجازت دی وہ بنی قریظہ میں گئے اور کہا کہ تم نے جو قریظہ اور غطفان سے موافقت اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عہد شکنی کی' بے جا کیا۔ اگر یہ لوگ بے محمد کے کام تمام کئے ہوئے پھر گئے محمدؐ تم پر فوج کشی کرینگے اور تم کو تنہا ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں یہود نے کہا کہ اب اس کی کیا تدبیر ہے نعیم نے کہا کہ تم ان لوگوں کو کہلا بھیجو کہ چند سردار یا اولاد سرداروں کی تم کو بطور رہن یعنی اول کے دیدیں کہ تمہارے پاس رہیں اگر محمدؐ تمہارا قصد کریں گے تو ان سرداروں کی حفاظت کی ضروت سے یہ لوگ تمہاری مدد کو ضرور آئیں اگر وہ لوگ اس کو منظور کرلیں تو سمجھ لو کہ دل سے ان کو تمہارا خیال ہے اور اگر نہ مانیں تو وہ دل سے تمہارے دوست نہیں انہوں نے کہا کہ ہم ابھی پیغام دیتے ہیں پھر نعیم وہاں سے قریش کے پاس آئے اور اپنا خیر خواہ ہونا ظاہر کرکے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ قریظہ محمدؐ سے درپردہ مل گئے ہیں اور محمدؐ نے ان کو کہلا بھیجا ہے کہ ہمارا دل تب صاف ہو جب تم قریش میں سے کچھ اعیان ہمارے ہاتھ گرفتار کرا دو سو انہوں نے اس کا وعدہ کرلیا ہے سو اگر وہ تم سے آدمی طلب کریں ہرگز نہ دیجو اور وہاں سے اٹھ کر غطفان کے لوگوں سے بھی اس طرح کہہ دیا قریظہ کی طرف سے یہاں وہی پیغام آیا قریش نے انکار کر دیا اور پورے طور سے ہر ایک کو دوسرے سے بدگمانی ہو کر اچھا خاصا بگاڑ ہو گیا جب احزاب کو زیادہ دن گزر گئے ادھر بنی قریظہ کی ناموافقت سے ان کے دل افسردہ ہو گئے اللہ تعالی نے ایک پروا ہوا نہایت تند بھیجی کہ خیمے اکھڑ گئے گھوڑے بھاگنے لگے ابوسفیان نے کہا کہ اب ٹھہرنا صلاح نہیں اور اسی رات لشکر کفار کا چلا گیا جب آپ بعد فتح غزوہ احزاب دولت خانہ میں تشریف لائے آپ نہارہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ خدا تعالی کا حکم ہے کہ فوراً بنی قریظہ پر چڑھائی کیجئے آپ نے اسی وقت لشکر روانہ کیا اور مع لشکر بنی قریظہ کا محاصرہ فرمایا انہوں نے گھبرا کر درخواست کی کہ ہم اس طرح اترتے ہیں کہ سعد بن معاذ جو ہمارے لئے حکم دیں ہم کو منظور ہے انہوں نے بعد اترنے کے یہ حکم دیا کہ مردان کے قتل کئے جاویں اور عورتیں لڑکے لونڈی غلام بنائے جاویں اور مال وجائداد ان کا سب ضبط ہو چنانچہ اسی طرح کیا گیا اور اسی زمانہ میں ابورافع یہودی قتل کیا گیا یہ بڑا مالدار سوداگر تھا اور خیبر کے قریب ایک گڑھی میں رہا کرتا تھا احزاب کو لڑائی کی ترغیب دینے میں بھی شریک تھا آپ نے عبداللہ بن عتیک کو چند انصاریوں پر سردار کرکے اس کے قتل کو بھیجا انہوں نے پہنچ کر رات کو اس کو قتل کیا پہلے غزوہ عسفان ہوا جس میں حسب روایت ترمذی صلوۃ الخوف نازل ہوئی اور اس کے بعد سریہ خبط کہتے ہیں جھڑے ہوئے پتوں کو صحابہ نے شدت جوع سے پتے جھاڑ جھاڑ کر کھائے تھے حضرت ابوعبیدہ کو تین سو مہاجرین کے ساتھ بھیجا تھا اور عنبر ماہی اسی سفر میں دریا سے موج کے ساتھ کنارے پر آگئی تھی جو بہت بڑی تھی اور اس غزوہ کا نام غزوہ سیف البحر بھی ہے

سال پنجم آپ بنی لیحان کی طرف غزوہ کے ارادے سے چلے وہ خبر سن کر پہاڑوں میں بھاگ گئے آپ نے وہاں دو روز مقیم رہ کر فوج کے دستے مختلف جوانب بھیجے مگر وہ لوگ ہاتھ نہیں آئے آپ چودہ دن کے بعد واپس مدینہ تشریف لے آئے سریہ بخد بنی

حنیفہ کے رئیس ثمامہ بن اثال کو پکڑ لائے اور وہ بعد گفتگو کے مسلمان ہو گئے۔ آپ نے خواب دیکھا کہ آپ مکہ تشریف لے گئے اور عمرہ ادا کیا آپ نے اصحاب سے یہ خواب بیان کیا اصحاب تو شوق و تمنائے مکہ میں بے قرار تھے خواب سن کر تیاری سفر کی کر دی اور آپ بھی مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ متصل مکہ کے پہنچ گئے اور قریش نے سن کر کہا کہ ہم مکہ میں ہرگز نہ آنے دیں گے آپ نے وہاں سے پھر کر حدیبیہ پر قیام کیا یہ ایک کنواں ہے اس کے پاس میدان ہے آپ وہاں ٹھہرے پھر ایک دراز قصہ کے بعد جو کہ بخاری شریف میں مزکور ہے اس پر صلح ہوئی کہ اگلے سال آکر عمرہ کریں اور تین دن سے زیادہ نہ ٹھہریں اور دس برس مدت صلح کی ٹھہری اس عرصہ میں فیمابین لڑائی نہ ہو اور آپ کے حلیفوں سے قریش نہ لڑیں اور قریش کے حلیفوں سے آپ نہ لڑیں عکاشہ بن محصن کو چالیس ہمراہیوں کے ساتھ غمر کی طرف بھیجا وہ لوگ خبر سن کر بھاگ گئے اور ان کے دو سو اونٹ ہاتھ آئے جن کو لے کر مدینہ آگئے زید بن حارثہ پندرہ آدمیوں کے ساتھ طرف کی طرف روانہ کئے گئے اور بیس اونٹ ہاتھ آئے اور اسی مہینہ میں یہی زید عیص کی جانب بھیجے گئے اور ابولعاص بن ربیع آپ کے داماد یعنی حضرت زینب کے شوہر قریش کا مال تجارت لئے ہوئے شام سے آتے تھے وہ سب لے لیا گیا اور ابولعاص نے مدینہ میں آکر حضرت زینب کی پناہ لی اور درخواست کی کہ یہ مال مجھ کو واپس کرا دو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سب مسلمانوں سے اجازت لیکر واپس کر دیا انہوں نے مکہ میں آکر سب کی امانتیں ادا کیں اور مسلمان ہو گئے۔ سریہ عبدالرحمن بن عوف کا شعبان میں دومتہ الجندل کی طرف بھیجا گیا تھا وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور اسی سال شوال میں عرینین کے مقابلہ کے لئے سریہ کوز بن خالد فہری کا ہوا بیس آدمی بھیجے تھے وہ لوگ پکڑے گئے اور قتل کئے گئے جیسا کہ حدیثوں میں ہے غابہ ایک مقام ہے مدینہ طیبہ کے قریب ہے یہاں آپ کے کچھ اونٹ چر رہے تھے کہ عبدالرحمن فزاری راعی کو قتل کر کے اونٹ ہانک لے گیا آپ کچھ آدمی لے کر تشریف لے چلے سلمہ بن اکوع نے اس روز بہت کام کیا اور انکو ذی قرد تک بھگاتے چلے گئے اور سب اونٹ چھڑا لئے صحیح مسلم میں مذکور ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ سے مدینہ واپس آکر بیس روز تقریباً" ٹھہرے تھے کہ غزوہ خیبر واقع ہوا آپ وہاں صبح کو پہنچے وہ لوگ آلات زراعت لے کر صبح کو نکلے تھے کہ آپ کو دیکھ کر قلعہ میں گھس گئے اور دروازہ بند کر لیا آپ نے محاصرہ کیا سات قلعے خیبر میں تھے سب قلعے بتدریج فتح ہو گئے بعد فتح ہونے کے آپ نے یہود خیبر کے جلاوطن ہونے کا حکم دیا اور ان کے اموال اور باغ اور زمین سب ضبط کر لئے یہود نے عرض کیا کہ آپ کو یہاں کے تردد کے لئے مزدوروں کی حاجت ہو گی اگر آپ ہم کو جلاوطن نہ کریں تو یہ کام ہم کرینگے آپ نے یہ بات ان کی قبول فرمائی اور ارشاد کیا کہ جب تک ہم چاہیں تمہیں رکھیں گے جب چاہیں نکال دیں گے پیداوار میں سے نصف حصہ ان کا مقرر کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں جب کہ جزیرہ عرب کو کفار سے خالی کرنا منظور ہوا تو یہود خیبر کو بھی نکال دیا وہ سب شام کو چلے گئے منجملہ غنائم خیبر کے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت دحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں آئی تھیں آپ نے ان سے لے کر آزاد کر کے ان سے نکاح کر لیا آپ خیبر میں تشریف رکھتے تھے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب مع اور مہاجرین حبشہ کے وہیں تشریف لائے اور انہی کے ساتھ کشتی پر حضرت ابوموسی اشعری مع اشعرین کے آئے اور خیبر میں ہی ایک یہود دست کے گوشت میں زہر ملا کر آپ کو دیا آپ نے ایک لقمہ منہ میں ڈالا اور فرمایا کہ اس دست نے مجھ سے

کہ دیا ہے کہ مجھ میں زہر ملا ہے اور اسی غزوہ میں گدھے کے گوشت کی حرمت بیان فرمائی اور اسی غزوہ میں متعہ کی ممانعت فرمائی اور غزوہ اوطاس میں پھر مباح ہوا تھا پھر حرام ہو گیا اور آپ نے فرمایا کہ متعہ حرام ہے قیامت تک یہ حدیث صحیح مسلم میں موجود ہے پھر آپ خیبر سے فارغ ہو کر وادی القری کی طرف متوجہ ہوئے وہاں کچھ یہود اور کچھ عرب تھے بعد جنگ کے وہ بھی فتح ہوا اور آپ وادی القری میں چار روز رہے جب یہود تیماء کو یہ خبریں پہنچیں انہوں نے آپ سے صلح کر لی اور اپنے اموال پر قابض رکھے گئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیبر اور فدک والوں کو نکالا تھا اور تیماء اور وادی القری والوں کو اس لئے نہیں نکالا کہ یہ مواضع شام میں سے ہے ا۔ سریہ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب بخد بنی فزآرہ کے مقابلہ میں۔

۲۔ سریہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بجانب ہوازن۔

۳۔ سریہ عبداللہ بن رواحہ بجانب بشیر بن دارام یہودی

۴۔ سریہ بشیر بن سعد بجانب بنی مرہ

۵۔ ایک سریہ بجانب حرقات از قبیلہ جہینہ۔

۶۔ سریہ غالب بن عبداللہ کلبی بجانب بنی الملوع بمقام کرید

۷۔ سریہ بشیر بن سعد بجانب جماعت عینیہ ازیم و غطفان وحیان

۸۔ سریہ ابی حدرد اسلمی۔

۹۔ ایک سریہ بجانب اضم۔

۱۰۔ سریہ عبداللہ بن حذافہ سہمی اور خیبر کے بعد ایک غزوہ ذات الرقاع ہوا اس میں غطفان سے مقابلہ ہوا اور اس کو غزوہ بخد اور غزوہ بنی انمار بھی کہتے ہیں اور اسی سال قحط پڑا آپ کی دعا سے پانی برسا رمضان میں۔

نمبر ۷ اوپر کے بعضے سرایا اسی سنہ میں ہوئے مگر تاریخ متمیز نہ ہونے سے میں نے سب کو تبعاً" خیبر کے ذیل میں ذکر کر دیا اسی سنہ میں ذیقعدہ کے مہینہ میں عمرۃ القضا واقع ہوا صلح حدیبیہ میں جو شرط ٹھہری تھی اس کے موافق حدیبیہ کے ایک سال بعد ذیقعدہ میں آپ واسے عمرۃ القضا کے مکہ کو مع اصحاب تشریف لے گئے اور آپ نے حکم فرمایا کہ سفر حدیبیہ میں ساتھ تھے وہ ضرور چلیں مکہ پہنچ کر عمرہ کیا اور وہاں حضرت میمونہ بن حارث سے نکاح کیا اور تیسرے دن حسب شرط مدینہ کو روانہ ہوئے اور اسی روانگی کے وقت حضرت حمزہ کی بچی آپ کے پیچھے پکارتی ہوئی ہولی آپ نے اس کی خالہ کو جو حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نکاح میں تھیں سپرد کر دی

سال ہفتم غزوہ موتہ یہ جمادی الاولی میں ہوا۔ سبب اس کا یہ ہوا کہ آپ کا ایک قاصد حارث بن عمیر آپ کا نامہ مبارک حاکم بصری کے پاس لئے ہوئے جاتا تھا راہ میں حاکم شہر موتہ نے کہ ارض شام سے ہے جس کا نام شرجیل بن عمرو غسانی تھا اس کو قتل کر ڈالا آپ نے اس قاتل پر تین ہزار کا لشکر بھیجا اور حضرت زید بن حارثہ کو امیر بنایا اور فرمایا کہ اگر یہ شہید ہو جاویں تو جعفر بن ابو طالب کو امیر بناویں اور جو وہ بھی شہید ہو جاویں تو عبداللہ بن رواحہ کو اور جو وہ بھی شہید ہو جاویں تو ایک مسلمان کو مسلمانوں میں سے چنانچہ سب اسی ترتیب سے شہید ہوئے تب مسلمانوں نے حضرت خالدؓ بن الولید کو امیر کیا اور لڑائی فتح ہوئی غزوہ ذات السلاسل ہوا آپ نے سنا تھا کہ قضاعہ کی ایک جماعت مدینہ کی طرف آنا چاہتی ہے آپ نے حضرت عمرو بن العاص کو تین سو آدمی کے ہمراہ اس طرف روانہ کیا پھر آپ کو خبر ملی کہ مجمع اعداء کا زیادہ ہے تو دو سو آدمی دے کر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح کو

بھیجا اور ان میں حضرت ابو بکر و حضرت عمر بھی تھے یہ لوگ بڑھتے چلے جاتے تھے کچھ غنیم ملے مسلمانوں نے حملہ کیا تو سب بھاگ کر متفرق ہو گئے غزوہ ذی الخلصہ کا بھی ذکر کیا ہے جس میں آپ نے جریر بن عبداللہ کو احمس کے ڈیڑھ سو سوار کے ساتھ ایک مکان کے منہدم کرنے کو بھیجا تھا جو قبیلہ خثعم میں کہ اہل یمن میں سے تھے کعبہ کے نام سے مقرر کیا گیا تھا پھر اسی سال رمضان میں فتح مکہ ہوا اعظم فتوح اور مدار اعزاز اسلام آپ نے قریش کی اس عہد شکنی کی خبر پاکر تیاری لشکر کشی کی مکہ پر فرمائی اور معہ لشکر مہاجرین و انصار و دیگر قبائل عرب کوچ فرمایا بارہ ہزار آدمی لشکر ظفر پیکر میں تھے موکب ہمایوں داخل مکہ ہوا اور قتال ہوا بہت کفار مارے گئے اور بڑے بڑے سردار قریش شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جو حاضر ہوئے ان کی جان بخشی فرمائی گئی اور اس روز تھوڑی دیر کے لئے حرم میں قتال کی اجازت حق تعالیٰ کی طرف سے ہوگئی تھی اور فتح کا قصہ نہایت مبسوط ہے تواریخ حبیب الہ میں دیکھ لیا جاوے یہاں اختصار مد نظر ہے اور آپ نے خانہ کعبہ کے بتوں کو خود نیست و نابود کیا اور بعضے بت نواح مکہ میں تھے ان کے توڑنے مٹانے کے لئے سرایا روانہ فرمائے چنانچہ حضرت خالدؓ کو عزی کے مٹانے کو کہ قریش اور بنی کنانہ کا بت تھا اور حضرت عمرو بن العاص کو سواع کی طرف کہ ہذیل کا بت تھا اور سعد بن زید اشہلی کو مناۃ کی طرف کہ مشلل میں قدید کے قریب اوس اور خزرج و غسان وغیرہم کا بت تھا روانہ کیا اور یہ سب کارگزاری کر کے آگئے آپ وہاں کے ان کفار پر کہ بقصد جنگ جمع ہو کر نکلے تھے بارہ ہزار آدمی کا لشکر لے گئے اور قتال شروع ہوا درمیان میں کچھ پریشانی لشکر اسلام میں شروع ہوگئی مگر انجام کار اللہ تعالیٰ نے فتح دی یہ قصہ مقام حنین میں ہوا پھر کفار حنین سے بھاگ کر اوطاس میں ہو گئے حملہ لشکر اسلام سے وہاں بھی شکست پائی اور اس کے بعد شوال کے مہینہ میں آپ نے طائف کا کہ وہاں بنی ثقیف تھے محاصرہ کیا یہ لوگ اوطاس سے بھاگ کر طائف میں قلعہ کے اندر پناہ گزین ہو گئے تھے خود حاضر خدمت ہو کر مسلمان ہو گئے اور لات بت ان کے ہاں تھا وہ بھی توڑا گیا فزاری کو بنی تمیم کی طرف پچاس سوار کے ساتھ غزوہ کے لئے بھیجا وہ لوگ مقابلہ سے بھاگے اور کچھ مرد و عورتیں گرفتار ہوئے اور مدینہ لائے گئے بعد مقابلہ مسلمان ہو گئے آپ نے ان کو خوب عطیہ بھی دیا۔ اسی سال حضرت ابراہیم علیہ السلام صاحبزادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئے اور آپ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔

سال ہشتم ایک لشکر بنی کلاب کی طرف بھیجا اور بعد قتال کے کفار کو ہزیمت ہوئی پھر ربیع الاخر میں علقمہ بن مجزز مدلجی کو حبشہ کی طرف بھیجا اور کفار بھاگ گئے حضرت علیؓ کو ایک بت خانہ منہدم کرنے حاتم طائی اسی قبیلہ سے تھا۔ چنانچہ وہ بت خانہ منہدم کیا گیا اور کچھ قیدی پکڑے گئے حاتم کے بیٹے عدی بھاگ گئے اور ان کی بہن قید کی گئی آپ نے ان کی بہن کو اس کی درخواست پر رہا کر دیا اور سواری بھی دی اس نے عدی سے جاکر تعریف کی عدی آئے اور مسلمان ہو گئے۔ غزوہ تبوک واقع ہوا آپ کو خبر پہنچی کہ ہرقل بادشاہ روم آپ پر لشکر لاتا ہے آپ کو مناسب معلوم ہوا کہ خود اس پر لشکر لے جاویں قبائل عرب کو کہلا بھیجا بہت آدمی جمع ہوئے تیس ہزار آدمی اس غزوہ میں آپ کے ہمراہ تھے آپ مع لشکر موضع تبوک میں پہنچے اور متوقف ہوئے اور ہرقل نے مارے ڈر کے کہ آپ کو پیغمبر برحق سمجھتا تھا ادھر رخ نہ کیا آپ نے اطراف و جوانب میں لشکر بھیجے چنانچہ حضرت خالد کو اکیدر حاکم دومتہ الجندل کی طرف بھیجا وہ اس کو گرفتار کر کے لائے بعض نے کہا مسلمان ہو گیا ابو عامر راہب ایک بڑا مفسد قوم خزرج سے تھا منافقین کو لکھا بھیجا کہ ایک مسجد بناویں وہ جگہ مشورہ کی ہوگی وہ سفر

تبوک سے پہلے مسجد قبا کے متصل بنا چکے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کے مکر پر مطلع فرمایا اور یہ آیتیں نازل فرمائیں وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا آپ نے اس کو کھدوا ڈالا اور جلا دیا اور اسی سال حج فرض ہوا اسی سال حضرت ام کلثومؓ آپ کی صاحبزادی کا انتقال ہوا۔

سال دہم اس میں آپ خود حج کو تشریف لے گئے اور آپ نے ایسی باتیں فرمائیں جیسے کوئی وداع کرتا ہے ایک لاکھ آدمی سے زیادہ جمع ہو گئے تھے اور اسی حج میں عرفہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ اور اسی حج سے واپس ہوتے ہوئے ایک منزل غدیر خم نام میں خطبہ تاکید محبت کا حضرت علیؓ کے ساتھ فرمایا کیونکہ بعض لوگوں نے جو یمن میں حضرت علیؓ کے ساتھ ان کی بیجا شکایتیں آپ سے کی تھیں

من القصیدۃ ترجمہ۔ آپ کفار سے ہر میدان جنگ میں لڑتے رہے یہاں تک کہ وہ بسبب نیزہائے مجاہدین کے اس گوشت بےحس وحرکت کے مشابہ ہو گئے جو تختہ قصاب پر رکھا ہو۔ ۲ دین اسلام دریائے لشکر کو جو گھوڑے تیز و نرم رفتار پر سوار ہے کھینچ رہا ہے ایسے حال میں کہ وہ دریا دلیروں کی موج کو جو باہم متصادم ہے پھینک رہا ہے (یعنی دلیروں کی صفیں آپس میں متلاطم ہیں) ۳۔ لشکر اسلام (ثبات قدم میں) پہاڑوں کی مانند ہے (اگر تجھ کو میرے قول کا یقین نہیں آتا تو) ان کا حال (وکیفیت استقلال) ان کے مقابل سے دریافت کر لے کہ اس نے جنگ گاہ میں کیا حال دیکھا ہے۔ ۴ اور ان کا حال مقامات جنگ سے یعنی حنین سے اور بدر سے اور احد سے کفار کے انواع موت کو پوچھ لے جو ان کے حق میں وبا سے بھی زیادہ سخت ہیں ضرر میں ۵۔ اور جس کی نصرت بذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی اگر اس کو شیر اپنے میشوں میں ملیں تو وہ دم بخود رہ جاویں

اعتقاد تھا کہ اہل باطل کعبہ پر غالب نہ آویں گے بعد فتح مکہ کے سب عرب کا اعتقاد حقیقت اسلام کا ہوا اور فوج فوج اہل عرب اسلام میں داخل ہوئے اور قریات اور قبائل کے لوگ مسلمان ہو گئے کچھ آدمی حضور اقدس میں واسطے سیکھنے شرائع اسلام کے بھیج دیتے وہ لوگ جو حضور میں حاضر ہوتے تھے وفد کہلاتے تھے آپ وفود کی بہت خاطرداری اور توقیر کرتے اور انعام دے کر رخصت کرتے نیز عام اہل عرب اس کے بھی منتظر تھے کہ آپ کا معاملہ آپ کی قوم سے کیا ہوتا ہے قریش کے اسلام قبول کرنے سے بھی اور لوگ نرم ہوئے اکثر وفود تبوک کے بعد حاضر ہوئے وفد بنی حنیفہ ان مسیلمہ کذاب بھی آیا تھا اور ان میں بعضے لوگ مسلمان ہونے کے بعد پھر مرتد ہو گئے تھے

من القصیدۃ اے بہترین ان کے کہ سائل دوڑتے ہوئے اور تیز رو اونٹنیوں کی پشتوں پر سوار ہو کر ان کی درگاہ کا قصد کرتے ہیں (جیسے وفود آتے ہیں) ۲۔ اور اے وہ ذات کہ وہ بڑی نشانی ہے متأمل کے لئے اور وہ بڑی نعمت ہے قدر دان کے لئے (کہ آپ کی قدر سمجھ کر وفود آتے تھے)

ا۔ اصحاب کرام میں ہر ایک مجیب دعوت حق ہے (کہ آپ نے جہاں بھیج دیا چلے گئے) اور امیدوار (عطائے حق) ہے (کہ ثواب کے لئے چلے گئے) جو حملہ کرتا ہے بذریعہ ایسے حربہ کے جو کفر کی بیخ اکھاڑ کر پھینک دے ۱۲۔ ۲۔ یہاں تک کہ ملت اسلام اپنی غربت اور کمزوری کے بعد متصل القرابۃ ہو گئی اس حال میں کہ وہ ملت اسلام ان سے ملحق و ملصق ہے (یعنی ایسی حمایت کی جیسے وہ ان کی قرابت دار ہو چنانچہ وہ اسلام کی خدمات بجالائے

ا۔ ہرقل شاہ روم کو دحیہ بن خلیفہ کے ہاتھ نامہ مبارک روانہ فرمایا اور وہ باوجود یقین نبوت کے ایمان نہیں لایا ۲۔ کسریٰ شاہ فارس

کو عبداللہ بن حذافہ سہمی کے ہاتھ اس نے نامہ مبارک کو پھاڑ ڈالا آپ نے سن کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کی سلطنت کو پارہ پارہ کردے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا ۳۔ نجاشی شاہ حبشہ کو عمرو بن امیہ ضمری کے ہاتھ ۴۔ مقوقس شاہ مصر کو خاطب بن ابی بلتعہ کے ہاتھ یہ ایمان نہیں لایا مگر ہدایا بھیجے۔ ۵۔ منذر بن ساوی شاہ بحرین کو علاء بن الحضرمی کے ہاتھ یہ مسلمان ہوگئے اور بدستور بر سر حکومت قائم رکھے گئے۔ ۶۔ دو بادشاہ عمان جیفر بن جلندی و عبد بن جلندی کو عمر و بن العاص کے ہاتھ اور یہ دونوں مسلمان ہوگئے۔ ۷۔ ہوزہ بن علی حاکم یمامہ کو سلیط بن عمرو عامری کے ہاتھ وہ مسلمان نہیں ہوا۔ ۸۔ حارث بن ابی شمر غسانی حاکم غوطہ دمشق کو شجاع بن وہب کے ہاتھ حدیبیہ سے واپس ہونے کے زمانہ میں ۹۔ جبلہ بن ایہم غسانی کو شجاع بن وہب کے ہاتھ جب آپ تبوک سے تشریف لے آئے تو شاہان حمیر نے ملک یمن سے عرائض مشعر اپنے اسلام کے قاصدوں کے ہاتھ بھیجے ان کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ حارث بن عبد کلال۔ ۲۔ نعیم بن عبد کلال ۳۔ نعمان حاکم ذورعین و معافر و ہمدان ۴۔ زرعہ ذویزن یہ سب ملوک یمن ہیں اور ۵۔ فروہ بن عمرو نے جو کہ سلطنت روم کی جانب سے عامل تھا اپنے اسلام کی خبر قاصد کے ہاتھ بھیجی اہل روم نے اول اس کو قید کیا اور پھر قتل کردیا (کذافی سیرۃ ابن ہشام) ۶۔ باذان صوبہ دار یمن از جانب کسریٰ مع اپنے دونوں بیٹوں اور ان لوگوں کے جو اہل فارس اور اہل یمن سے اس کے پاس تھے اسلام لایا اور اپنے اسلام کی خبر آپ کے پاس بھیج دی (کذافی تواریخ حبیب الہ مع قصہ سبب اسلامیہ) یہ سب مکتوب الیہ اور کاتب مل کر پندرہ ہوئے اور سیرۃ ابن ہشام میں رفاعہ بن زید جذامی کے ہاتھ کہ وہ مسلمان ہوگئے تھے ان کی قوم کی طرف ایک فرمان لکھ دینا اور ان لوگوں کا مسلمان ہوجانا مذکور ہے اور بخاری کی شرح کرمانی میں ملوک یمن میں سے ذوالکلاع الحمیری اور ذو عمرو کا مسلمان ہو کر حضور میں حاضر ہونے کیلئے روانہ ہونا مگر آپ کی حیات میں نہ پہنچ سکنا لکھا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں جس نے ہماری طرف ایک رسول کو بھیجا جو عربی ہاشمی مکی مدنی سردار امین سچی خبریں دینے والے سچی خبریں دیئے گئے قریشی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل واصحاب پر جو کہ آپ کے محب خاص اور رازدار بالاختصاص تھے رحمت نازل فرماوے۔ بعد حمد و صلوۃ کے مدعایہ ہے کہ علماء (ہمیشہ سے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل کو جمع کرتے رہے۔ عاشق سرگشتہ و مہجور جب محروم الوصال ہوتا ہے تو منزل محبوب یا خط و خال ہی کو یاد کرکے اپنے دل کو سمجھاتا ہے اور محبوب کے جمال اور اوصاف کا بیان و تذکرہ کرکے اپنا جی بہلاتا ہے حسن عمل کا کوئی وسیلہ میرے پاس نہیں اور عمر تمام معاصی اور لغزشوں میں صرف ہوئی اس لئے میں نے آپ کے شمائل و مدائح و فضائل کے تذکرہ کا دامن پکڑا اللہ تعالیٰ مجھ سے اور سب مسلمانوں سے اس کو قبول فرماوے مستحق جمیع محامد کا وہی رب العالمین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی ذات میں) عظیم تھے (نظروں میں) معظم تھے آپ کا چہرہ مبارک ماہ بدر کی طرح چمکتا تھا بالکل میانہ قد آدمی سے تو قامت میں قدرے نکلے ہوئے تھے اور دراز قد سے قامت میں کم تھے۔ سر مبارک (اعتدال کے ساتھ) کلاں تھا موئے سر سیدھے قدرے بل دار تھے اگر سر کے بالوں مانگ نکل آتی تو مانگ نکلی رہنے دیتے ورنہ نہیں (یعنی ابتداء اسلام میں ایسا معمول تھا اور بعد میں تو قصداً" مانگ نکالتے تھے آپ کے موئے سر نرمہ گوش سے تجاوز کرجاتے تھے جب کہ آپ بالوں کو بڑھاتے ہوتے تھے۔ آپ کا رنگ مبارک چمکدار تھا پیشانی فراخ تھی ابرو خم دار بالوں سے پر تھی اور باہم پیوستہ نہ تھیں

ان دونوں کے درمیان میں ایک رگ تھی کہ وہ غصہ میں ابھر جاتی تھی بلند بینی تھی بینی مبارک پر ایک نور نمایاں تھا کہ جو شخص تامل نہ کرے آپ کو دراز بینی سمجھے ریش مبارک بھری ہوئی تھی پتلی خوب سیاہ تھی رخسار مبارک سبک تھے دہن مبارک (اعتدال کے ساتھ) فراخ تھا دندان مبارک باریک آبدار تھے اور ان میں (ذرا ذرا) ریخیں تھیں سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا گردن مبارک ایسی (خوبصورت) تھی جیسی تصویر کی گردن (خوبصورت تراشی جاتی ہے) صفائی میں چاندی جیسی تھی۔ بدن جسامت میں معتدل اور پر گوشت اور کسا ہوا تھا شکم اور سینہ مبارک ہموار تھا اور سینہ قدرے ابھرا ہوا تھا آپ کے شانوں کے درمیان قدرے (اوروں سے زائد) فاصلہ تھا جوڑ پر کی ہڈیاں کلاں تھیں کپڑا اوتارنے کی حالت میں آپ کا بدن روشن تھا سینہ اور ناف کے درمیان لکیر کی طرح بالوں کی ایک متصل دھاری چلی جاتی تھی اور ان بالوں کے سوا ثدیین (وغیرہ) پر بال نہ تھے (البتہ) دونوں بازو اور شانوں سینہ کے بالائی حصہ پر (مناسب مقدار سے) بال تھے کلائیاں دراز تھیں ہتھیلی فراخ تھی کفین اور قدمین پر گوشت تھے (ہاتھ پاؤں کی) انگلیاں لمبی تھیں یا راوی نے بلند کہا ہے (کہ اس کا بھی وہی حاصل ہے) اعصاب آپ کے برابر تھے آپ کے تلوے گہرے تھے قدم مبارک ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان پر سے ڈھل جاتا جب چلنے کے لئے پاؤں اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے کو جھک پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے چلنے میں ایسا معلوم ہوتا گویا کسی بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں جب کسی طرف کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے نگاہ نیچی رکھتے آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی نسبت زمین کی طرف آپ کی نگاہ زیادہ رہتی عموماً" عادت آپ کی گوشہ چشم سے دیکھنے کی تھی نگاہ بھر کر نہ دیکھتے) اپنے اصحاب کو چلنے میں آگے کر دیتے جس سے ملتے خود ابتداء .سلام فرماتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت ہمیشہ سوچ میں رہتے کسی وقت آپ کو چین نہیں ہوتا تھا اور بلا ضرورت کلام نہ فرماتے تھے گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی) آپ کا کلام فیصل کن ہوتا آپ نرم مزاج تھے نعمت اگر قلیل بھی ہوتی تب بھی اس کی تعظیم فرماتے اور کسی نعمت کی مذمت نہ فرماتے مگر کھانے کی چیز کی مذمت اور مدح دونوں نہ فرماتے جب امر حق کی کوئی شخص ذرا مخالفت کرتا تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا جب تک کہ اس حق کو غالب نہ کر لیتے اور اپنے نفس کے لئے غضبناک نہ ہوتے تھے اور نہ نفس کے لئے انتقام لیتے اور جب آپ اشارہ کرتے تو پورے ہاتھ سے اشارہ کرتے اور جب کسی امر پر تعجب فرماتے تو ہاتھ کو لوٹتے اور جب آپ بات کرتے تو اس کو یعنی داہنے انگوٹھے کو بائیں ہتھیلی سے متصل کرتے یعنی اس پر مارتے اور جب آپ کو غصہ آتا تو آپ ادھر سے منہ پھیر لیتے اور کروٹ بدل لیتے اور جب خوش ہوتے تو نظر نیچی کر لیتے اکثر ہنسنا آپ کا تبسم ہوتا اور اس میں دندان مبارک جو ظاہر ہوتے تو ایسے معلوم ہوتے جیسے بارش کے اولے۔

آپ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر رہنے کے وقت کو تین حصوں پر تقسیم فرماتے۔ ایک حصہ اللہ کیلئے اور ایک حصہ اپنے گھر والوں کیلئے اور ایک حصہ اپنے نفس کے لئے پھر اپنے حصہ کو اپنے اور لوگوں کے درمیان میں تقسیم فرما دیتے اور اس حصہ وقت کو خاص اصحاب کے واسطے سے عام لوگوں کے کام میں لگا دیتے اور لوگوں سے کسی چیز کا اخفاء نہ فرماتے اور اس حصہ امت میں آپ کا طرز یہ تھا کہ اہل فضل (یعنی اہل علم و عمل) کو آپ اس امر میں اوروں پر ترجیح دیتے کہ ان کو حاضر ہونے کی اجازت دیتے اور اس وقت کو ان لوگوں پر بقدر انکے فضیلت دینیہ کے تقسیم فرماتے سو

ان میں سے کسی کو ایک ضرورت ہوتی کسی کو دو ضرورتیں ہوئیں کسی کو زیادہ ضرورتیں ہوتیں ہو تیں سو ان کی حاجت میں مشغول ہوتے اور ان کو ایسے شغل میں لگاتے جس میں ان کی اور بقیہ امت کی اصلاح ہو وہ شغل یہ کہ وہ لوگ آپ سے پوچھتے اور ان کے مناسب حال امور کی ان کو اطلاع دیتے اور آپ یہ فرمایا کرتے کہ جو تم میں حاضر ہے وہ غیر حاضر کو بھی خبر کردیا کرے اور جو شخص اپنی حاجت کسی ذی اختیار تک پہنچادے اللہ تعالی قیامت کے روز اس کو پل صراط پر ثابت قدم رکھے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہی باتوں کا ذکر ہوتا تھا اور اس کے خلاف دوسری بات کو قبول نہ فرماتے لوگوں کے حوائج اور منافع کے سوا دوسری لا یعنی یا مضر باتوں کی سماعت بھی نہ فرماتے) آپ اپنی زبان کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے اور لوگوں کی تالیف قلب فرماتے تھے اور ان میں تفریق نہ ہونے دیتے تھے اور ہر قوم کے آبرودار آدمی کی آبرو کرتے تھے اور ایسے آدمی کو اس قوم پر سردار مقرر فرما دیتے تھے اور لوگوں کو (امور مضرہ سے) حذر رکھنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے مگر کسی شخص سے کشادہ روی اور خوش خوئی میں کمی نہ کرتے تھے اپنے ملنے والوں کی حالت کا استفسار رکھتے تھے اور لوگوں میں جو واقعات ہوتے تھے آپ ان کو پوچھتے رہتے (تاکہ مظلوم کی نصرت اور مفسدوں کا انسداد ہوسکے) اور اچھی بات کی تحسین اور تصویب اور بری بات کی تقبیح اور تحقیر فرماتے آپ کا ہر معمول نہایت اعتدال کے ساتھ ہوتا تھا اس میں بے انتظامی نہیں ہوتی تھی (کہ کبھی کسی طرح کرلیا کبھی کسی طرح کرلیا لوگوں کی تعلیم مصلحت سے) غفلت نہ فرماتے بوجہ اس احتمال کے کہ غافل ہوجاویں گے یا اکتا جاویں گے ہر حالت کا آپ کے یہاں ایک خاص انتظام تھا حق سے کبھی کوتاہی نہ کرتے اور ناحق کی طرف کبھی تجاوز کرکے نہ جاتے لوگوں میں سے آپ کے مقرب بہترین ہوتے سب میں افضل آپ کے نزدیک وہ شخص ہوتا جو عام طور سے سب کا خیر خواہ ہوتا اور سب سے بڑا رتبہ اس شخص کا ہوتا جو لوگوں کی غمخواری واعانت بخوبی کرتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹھنا اور اٹھنا سب ذکر اللہ تعالی کے ساتھ ہوتا اور اپنے لئے کوئی جگہ بیٹھنے کی معین نہ فرماتے اور دوسروں کو بھی جگہ معین کرنے سے منع فرماتے اور جب کسی مجمع میں تشریف لے جاتے تو جس جگہ مجلس ختم ہوتی وہاں ہی بیٹھ جاتے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے اور اپنے جلیسوں میں سے ہر شخص کو اس کا حصہ (اپنے خطاب وتوجہ سے) دیتے (یعنی سب پر جدا جدا متوجہ ہوکر خطاب فرماتے) یہاں تک کہ آپ کا ہر جلیس یوں سمجھتا کہ مجھ سے زیادہ آپ کو کسی کی خاطر عزیز نہیں۔ جو شخص کسی ضرورت کیلئے آپ کو لے کر بیٹھ جاتا یا کھڑا رکھتا تو جب تک وہی شخص نہ ہٹ جاتا آپ اس کے ساتھ مقید رہتے۔ جو شخص آپ سے کچھ حاجت چاہتا تو بدون اس کے کہ اس کی حاجت پوری فرماتے یا نرمی سے جواب دیتے اس کو واپس نہ کرتے آپ کی کشادہ روئی اور خوش خوئی تمام لوگوں کے لئے عام تھی گویا جائے ان کے باپ کے ہوگئے تھے اور تمام لوگ آپ کے نزدیک حق میں مساوی تھے البتہ تقوی کی وجہ سے متفاوت تھے کہ حق میں سب آپ کے نزدیک برابر تھے آپ کی مجلس حلم اور علم اور حیا اور صبر اور امانت کی مجلس ہوتی تھی اس میں آوازیں بلند نہ کی جاتی تھیں اور کسی کی حرمت پر کوئی داغ نہ لگایا جاتا تھا اور کسی کی غلطیوں کی اشاعت نہ کی جاتی تھی۔ آپ کے اہل مجلس ایک دوسرے کی طرف تقوی کے سبب متواضعانہ مائل ہوتے تھے اس میں بڑوں کی توقیر کرتے تھے اور چھوٹوں پر مہربانی کرتے تھے اور صاحب حاجت کی اعانت کرتے تھے اور بے وطن پر رحم کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت کشادہ رو رہتے نرم اخلاق تھے آسانی سے موافق ہوجاتے تھے نہ

سخت خو تھے نہ درشت گو تھے نہ چلا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے نہ کسی کا عیب بیان کرتے اور نہ مبالغہ کے ساتھ کسی کی مدح فرماتے جو بات آپ کی طبیعت کے خلاف ہوتی اس سے تغافل فرما جاتے اور اس سے مایوس نہ فرماتے (بلکہ خاموش ہو جاتے آپ نے تین چیزوں سے تو اپنے کو بچا رکھا تھا کسی کی مذمت نہ فرماتے کسی کو عار نہ دلاتے اور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے اور وہی کلام فرماتے جس میں امید ثواب کی ہوتی اور جب آپ کلام فرماتے تھے آپ کے تمام جلیس اس طرح سر جھکا کر بیٹھ جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے آکر بیٹھ گئے ہوں اور جب آپ ساکت ہوتے تب وہ لوگ بولتے۔ آپ کے سامنے کسی بات میں نزاع نہ کرتے آپ کے پاس جو شخص بولتا اس کے فارغ ہونے تک سب خاموش رہتے اہل مجلس میں سے ہر شخص کی بات (رغبت کے ساتھ سنتے جاتے کسی کے کلام کی بے قدری نہ کی جاتی جس بات سے سب ہنستے آپ بھی ہنستے جس سے سب تعجب کرتے آپ بھی تعجب فرماتے اور پردیس آدمی کی بے تمیزی کی گفتگو پر تحمل فرماتے اور فرمایا کرتے کہ جب کسی صاحب حاجت کو طلب حاجت میں دیکھو تو اس کی اعانت کرو اور کوئی آپ کی ثنا کرتا تو آپ اس کو جائز نہ رکھتے البتہ اگر کوئی (احسان کی) مکافات کے طور پر کرتا تو اور کسی کی بات کو نہ کاٹتے یہاں تک کہ وہ حد سے بڑھنے لگتا اس وقت اس کو ختم کرا دینے سے یا اٹھ کھڑے ہو جانے سے قطع فرما دیتے حاضرین کی طرف نظر کرنے میں اور ان کی عرض معروض سننے میں برابری فرماتے تھے اور فکر باقی اور فانی میں فرماتے تھے اور حلم آپ کا صبر یعنی ضبط کے ساتھ جمع کر دیا گیا تھا سو آپ کو کوئی چیز ایسا غضبناک نہ کرتی تھی بیدار مغزی آپ کی چار امر کی جامع ہوتی تھی ایک نیک بات کو اختیار کرنا تاکہ اور لوگ آپ کا اقتداء کریں۔ دوسرے بری بات کو ترک کرنا تاکہ اور لوگ بھی باز رہیں تیسرے رائے کو ان امور میں صرف کرنا جو آپ کی امت کے لئے مصلحت ہو چوتھے امت کے لئے ان امور کا اہتمام کرنا جن میں ان کی دنیا اور آخرت دونوں کے کاموں کی درستی ہو۔

شمائیل متفرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ مبارک چمکتا ہوا تھا آپ کی پتلی نہایت سیاہ تھی بڑی بڑی آنکھیں تھیں آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے مژگانیں آپ کی دراز تھیں دونوں ابروؤں کے درمیان قدرے کشادگی تھی ابرو خمدار تھی بنی مبارک بلند تھی دندان مبارک میں کچھ ریخیں تھیں چہرہ مبارک گول تھا جیسا چاند کا ٹکڑا ریش مبارک گنجان تھی کہ سینہ مبارک کو بھر دیتی تھی شکم اور سینہ ہموار تھا سینہ چوڑا تھا دونوں شانے کلاں تھے استخواں بھاری تھیں دونوں کلائیاں اور بازو اور اسفل بدن بھے ہوئے تھے دونوں کف دست اور قدم کشادہ تھے سینہ سے ناف تک بالوں کا ایک باریک خط تھا قد مبارک میانہ تھا نہ تو بہت زیادہ دراز اور نہ بہت کوتاہ کہ اعضا ایک دوسرے میں دھے ہوئے ہوں اور رفتار میں کوئی آپ کے ساتھ نہ رہ سکتا تھا آپ کا قامت قدرے درازی کی طرف نسبت کیا جاتا تھا بال قدرے بل دار تھے جب ہنستے میں تو دندان مبارک ظاہر ہوتے تو جیسے برق کی روشنی نمودار ہوتی ہے اور جیسے اولے بارش کے ہوتے ہیں جب آپ کلام فرماتے تو سامنے کے دانتوں کے بیچ میں سے ایک نور سا نکلتا معلوم ہوا تھا گردن نہایت خوبصورت تھی چہرہ مبارک پھولا ہوا نہ تھا اور نہ بالکل گول تھا بدن گٹھا ہوا گوشت ہلکا تھا آنکھوں میں سفیدی کے ساتھ سرخی تھی جوڑ بند کلاں تھے جب زمین پر پاؤں رکھتے تو پورا پاؤں رکھتے تھے تلوے میں زیادہ گڑھا نہ تھا ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کف دست اور دونوں قدم پر گوشت تھے سر مبارک کلاں تھا جوڑ کی ہڈیاں بڑی تھیں نہ تو بہت طویل القامت تھے اور نہ کوتاہ قامت تھے کہ بدن کا

گوشت ایک دوسرے میں دھسا ہوا ہو آپ کے چہرہ مبارک میں ایک گونہ گولائی تھی رنگ گورا تھا اس میں سرخی دمکتی تھی سیاہ آنکھیں تھیں مژگاں دراز تھیں شانے کی ہڈیاں اور شانے بڑے بڑے تھے۔ بدن مبارک بے مو تھا سینہ سے ناف تک بالوں کی باریک دھاری تھی جب کسی کروٹ کی طرف کی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پورا پھر کر دیکھتے۔ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ کی روایت میں ہے کہ آپ کا دہن مبارک اعتدال کے ساتھ فراخ تھا۔ ایڑیوں کا گوش ہلکا تھا آنکھوں میں سرخ ڈورے تھے جب آپ کی طرف نظر کرو تو یوں سمجھو کہ آپ کی آنکھوں میں سرمہ پڑا ہے حالانکہ سرمہ پڑا نہ ہوتا تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس برس کے ختم پر نبی بنایا پھر مکہ تیرہ برس رہے کہ آپ پر وحی ہوتی تھی

تریسٹھ سال کی عمر میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو وفات دی اور امام بخاری نے فرمایا کہ تریسٹھ سال کی روایتیں زیادہ ہیں اور (باوجود اتنی عمر کے) آپ کے سر اور ریش مبارک میں سفید بال بیس بھی نہ تھے اور محققین نے کہا ہے کہ آپ کے سر اور ڈاڑھی میں سفید بال کل سترہ تھے اور حضرت جابر بن سمرہؓ نے فرمایا کہ میں نے مہر نبوت کو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک سرخ اور ابھرا ہوا گوشت مثل بیضہ کبوتر کے دیکھا اور حضرت سائب بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ وہ مثل چھپر کھٹ (مسہری) کی گھنڈی کے تھی اور عمرو بن اخطبؓ انصاری سے روایت ہے کہ کچھ بال جمع تھے اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ کی کمر پر ایک ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ مثل مٹھی کے تھی اس کے گرداگرد تل تھے جیسے مسے ہوتے ہیں حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ میں نے کوئی بالوں والا سرخ جوڑا (یعنی خطط لنگی چادر) پہنے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا اور حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گویا آپ کے چہرہ میں آفتاب چل رہا ہے اور جب آپ ہنستے تھے تو دیواروں پر چمک پڑتی تھا حضرت ام معبدؓ نے کہا کہ آپ دور سے سب سے زیادہ جمیل اور نزدیک سے سب سے زیادہ شیریں اور حسین معلوم ہوتے تھے اور حضرت علیؓ نے فرمایا ہے کہ جو شخص آپ کو اول وہلہ میں دیکھتا تھا مرعوب ہو جاتا تھا اور جو شخص شناسائی کے ساتھ ملتا جلتا تھا آپ سے محبت کرتا تھا میں نے آپ جیسا نہ آپ سے کسی کو دیکھا اور نہ آپ کے بعد کسی کو دیکھا۔

آپ کے طیب و مطیب ہونے میں)

اور حضرت انسؓ نے فرمایاؓ ہے کہ میں نے کوئی عنبر اور کوئی مشک اور کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہک سے زیادہ خوشبودار نہیں دیکھی اور آپ کسی سے مصافحہ فرماتے تو تمام تمام دن اس شخص کو مصافحہ کی خوشبو آتی رہتی اور کبھی کسی بچہ کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے تو وہ خوشبو کے سبب دوسرے لڑکوں میں پہچانا جاتا اور آپ ایک بار حضرت انسؓ کے گھر میں سوئے تھے اور آپ کو پسینہ آیا تھا تو حضرت انسؓ کی والدہ ایک شیشی لاکر آپ کے پسینہ کو جمع کرنے لگیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اس بارہ میں پوچھا انہوں نے عرض کیا کہ ہم اس کو اپنی خوشبو میں ملاویں گے اور یہ پسینہ اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس راستہ سے گزرتے اور کوئی شخص آپ کی تلاش میں جاتا تو وہ خوشبو سے پہچان لیتا کہ آپ اس رستہ سے تشریف لے گئے ہیں یہ خوشبو خود آپ کے بدن مبارک میں تھی اور ابراہیم بن اسمٰعیل مزنی نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ مجھ کو (ایک بار) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے سواری پر بٹھلا لیا میں نے مہر نبوت کو اپنے منہ میں لے لیا سو اس میں سے مشک کی

لپٹ آرہی تھی اور مروی ہے کہ آپ جب بیت الخلاء میں جاتے تھے تو زمین پھٹ جاتی اور آپ کے بول وبراز کو نگل جاتی اور اس جگہ نہایت پاکیزہ خوشبو آتی۔ حضرت عائشہؓ نے اسی طرح روایت کیا ہے اور اسی لئے علماء آپ کے بول وبراز کے طاہر ہونے کے قائل ہوئے ہیں۔ مالک بن سنان یوم احد میں آپ کا خون زخم کا چوس کر پی گئے آپ نے فرمایا اس کو کبھی دوزخ کی آگ نہ لگے گی اور عبداللہ بن زبیرؓ نے آپ کا خون جو پچھنے لگانے سے نکلا تھا پی لیا تھا اور برکتؓ اور آپ کی خادمہ ام ایمنؓ نے آپ کا بول پی لیا تھا سو انکو ایسا معلوم ہوا جیسا شیریں نفیس پانی ہوتا ہے اور آپ مختون آنول نال کٹے ہوئے سرمہ لگے ہوئے پیدا ہوئے تھے حضرت آمنہ آپ کی والدہ کہتی ہیں کہ میں نے آپ کو پاک صاف جنا کہ کوئی آلودگی آپ کو لگی ہوئی نہ تھی۔ اور آپ باوجودیکہ ایسا سوتے تھے کہ خراٹے بھی لینے لگتے تھے مگر بدون وضو کئے ہوئے نماز پڑھ لیتے تھے (یعنی سونے سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا)

آپ کی قوت بصر وبصریت میں) آپ ظلمت میں بھی اس طرح دیکھتے تھے جس طرح روشنی میں دیکھتے تھے جیسا کہ حضرت عائشہؓ نے روایت کیا ہے اور آپ دور سے ایسا ہی دیکھتے تھے جیسا نزدیک سے دیکھتے تھے اور اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح سامنے سے دیکھتے تھے اور آپ نے نجاشی کا جنازہ (حبشہ میں دیکھ لیا تھا اور اس پر نماز پڑھی جب آپ نے مدینہ منورہ میں اپنی مسجد کی تعمیر شروع کی اس وقت خانہ کعبہ کو دیکھ لیا تھا اور آپ کو ثریا میں گیارہ ستارے نظر آیا کرتے تھے۔

آپ کی قوت بدنیہ وغیرہ میں) آپ نے ابو رکانہ کو کشتی میں گرادیا تھا وہ دوسری تیسری بار پھر آپ سے مقابل ہوا آپ ہر بار میں اس کو پچھاڑ پچھاڑ دیتے تھے اور آپ تیز چلتے تھے کہ جیسے زمین لپٹی چلی آرہی ہو آپ کا ہنسا تبسم ہوتا تھا اور جب گوشہ کی کسی چیز کو دیکھتے تھے تو پورے اس طرف مڑ کر دیکھتے

آپ کے بعض خصائص میں) اور آپ کو کلمات جامعہ عطا کئے گئے اور تمام زمین آپ کیلئے مسجد اور آلہ طہارت بنائی گئی آپ کیلئے غنیمت کو حلال کیا گیا آپ کے لئے شفاعت کبری اور مقام محمود مخصوص کیا گیا اور آپ جن وانس اور تمام خلائق کی طرف مبعوث ہوئے۔

آپ کے کلام وطعام ومنام وقعود وقیام میں) آپ کی گفتگو ایسی تھی جیسے کہ موتی کے دانے پرو دیئے گئے ہوں اور آپ کھاتے اور سوتے بہت کم تھے کھاتے ہوئے سہارا لگا کر نہیں بیٹھے تھے آپ کی نشست کھانے کے لئے ایسی ہوتی جیسے کھڑے ہونے کے لئے کوئی تیار ہو کر بیٹھتا ہے آپ فرمایا کرتے کہ میں غلام کی طرح کھاتا ہوں اور غلام کی طرح بیٹھتا ہوں اور آپ کا سونا داہنی کروٹ پر ہوتا تھا

آپ کی بعض صفات ومکارم اخلاق شجاعت وسخاوت وہیبت وجاہ وبے نفسی وایثار وغیرہ میں) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آپ کو تیس مردوں کی قوت دی گئی تھی روایت کیا اس کو نسائی نے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ کو ہمبستری میں چالیس مردوں کی قوت دی گئی تھی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ مجھ کو اور لوگوں پر چار چیزوں میں فضیلت دی گئی۔ سخاوت وشجاعت اور قوت مردمی اور مقابل پر غلبہ اور آپ نبوت کے قبل بھی اور بعد میں بھی صاحب وجاہت تھے حضرت قبیلہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جب آپ کو دیکھا تو ہیبت کے مارے کانپنے لگیں آپ نے فرمایا کہ اے غریب دل کو برقرار رکھ (یعنی ڈرمت) اور حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ آپ کے روبرو عقبہ بن عمرو کھڑے ہوئے تو خوف سے کانپنے لگے آپ نے فرمایا کہ طبیعت پر آسانی کرو میں کوئی

جابر بادشاہ نہیں ہوں اور آپ کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں (عالم کشف میں) عطا کی گئی تھیں اور آپ کی حیات میں بلاد حجاز اور یمن اور تمام جزیرہ عرب اور نواحی شام وعراق فتح ہو گئے تھے اور آپ کے حضور میں خمس اور صدقات اور عشر حاضر کئے جاتے تھے فرمایا کہ مجھ کو یہ بات خوش نہیں کرتی کہ میرے لئے کوہ احد سونا بن جاوے اور پھر رات کو اس میں سے ایک دینار بھی میرے پاس رہے۔ بجز ایسے دینار کے جس کو کسی واجب مطالبہ کے لئے تھام لوں اور آپ کی کمال سخاوت کے سبب آپ مقروض رہتے تھے حتی کہ) آپ نے جبوقت وفات فرمائی ہے تو آپ کی زرہ اہل وعیال کے اخراجات میں رہن رکھی ہوئی تھی۔ غالب اوقات آپ کمل اور موٹا کھیس اور گاڑھی چادر پہنتے تھے حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ آپ کا خلق قرآن تھا اس کی خوشی کی بات سے آپ خوش ہوتے تھے اور

فرمایا کہ جب مجھ کو ہوش آیا بتوں سے اور شعر گوئی سے مجھ کو نفرت تھی آپ لوگوں کے ایذا دینے پر سب سے زیادہ صابر تھے اور سب سے بڑھ کر حلیم تھے۔ برائی کرنے والے سے درگزر فرماتے تھے کسی کام کے دو پہلوؤں میں جو آسان ہوتا آپ اس کو اختیار فرماتے بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہوتا عتبہ بن ابی وقاص نے احد کے روز آپ پر پتھر چلایا اس سے آپ کا دندان رباعیہ زیریں جانب راست کا شکستہ ہو گیا آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان پر بددعا کیجئے آپ نے فرمایا کہ اے میرے اللہ میری قوم کو ہدایت کیجئے کیونکہ ان کو خبر نہیں اور آپ نے کبھی کسی چیز کو (یعنی آدمی یا جانور کو) اپنے ہاتھ سے نہیں مارا البتہ اللہ تعالی کی راہ میں جو جہاد کیا وہ اور بات ہے اور نہ کسی عورت کو مارا نہ کسی خادم کو مارا۔

اور آپ درماندوں کا بار اٹھا لیتے تھے اور نادار آدمی کو مال دے دیتے یا دلوا دیتے اور مہمان کی مہمانی کرتے اور حق معاملات میں آپ اعانت فرماتے آپ کے پاس ایک بار نوے ہزار درہم آئے (تقریباً" پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے) اور ایک بوریے پر رکھے گئے سو آپ نے کسی سائل سے عذر نہیں کیا یہاں تک کہ سب ختم کر کے فارغ ہو گئے

بعض اخلاق جمیلہ حضرت ابن عمرؓ نے کہا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نہ کوئی شجاع دیکھا اور نہ مضبوط دیکھا اور نہ فیاض دیکھا اور نہ (دوسرے اخلاق کے اعتبار سے) پسندیدہ دیکھا اور ہم جنگ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ میں پناہ لیتے تھے اور بڑا شجاع وہ شخص سمجھا جاتا جو میدان جنگ میں) آپ سے نزدیک رہتا جب آپ غنیم کے قریب ہوتے تھے کیونکہ اس شخص کو بھی (اس صورت میں) غنیم کے قریب رہنا پڑتا تھا اور حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آپ شرم وحیا میں اس سے بھی بڑھ کر تھے جیسے کنواری لڑکی پردہ میں ہوتی ہے اور آپ نہایت لطیف الجلد نرم اندام تھے اور کسی شخص کو بری وناگوار بات نہ فرماتے اور حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نہ آپ بروئے عادت سخت گو تھے اور نہ مکلفاً" سخت گو بنتے تھے۔

اور نہ بازاروں میں خلاف وقار باتیں کرنے والے تھے اور برائی کا عوض برائی سے نہ دیتے بلکہ معاف فرما دیتے اور حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ غایت حیاء سے آپ کی نگاہ کسی شخص کے چہرہ پر نہیں ٹھہرتی تھی (یعنی آنکھوں میں آنکھیں نہیں ڈالتے تھے) اور کسی نامناسب چیز کا اگر کسی ضرورت سے ذکر کرنا ہی پڑتا تو کنایہ میں فرماتے دعوت منظور فرماتے اور ہدیہ قبول فرماتے اگرچہ وہ (ہدیہ یا طعام دعوت) گائے یا بکری کا پایہ ہی ہوتا اور ہدیہ کا بدل بھی دیتے تھے اور دعوت غلام کی اور آزاد کی اور

لونڈی کی اور غریب کی سب کی قبول فرمالیتے اور مدینہ کی انتہا آبادی پر بھی اگر مریض (ہوتا اس) کی عیادت فرماتے اور معذرت کرنے والے کا عذر قبول فرماتے اور اپنے اصحاب سے ابتداء مصافحہ کی فرماتے اور کبھی اپنے اصحاب میں پاؤں پھیلائے ہوئے نہ دیکھے گئے کسی شخص کی بات بیچ میں نہ کاٹتے اور تبسم فرمانے میں اور خوش مزاجی میں سب سے بڑھ کر تھے بعض اوقات فرستادوں کی خود خدمت فرماتے جیسے نجاشی بادشاہ کے فرستادے آئے تھے اور آپ قیامت میں تمام اولاد آدم کے سردار ہوں گے اور سب سے اول آپ ہی کی قبر شریف کی زمین شق ہوگی اور آپ باہر تشریف لاوینگے اور سب سے اول آپ ہی شفاعت کریں گے اور سب سے اول آپ ہی کی شفاعت قبول ہوگی اور آپ غایت تواضع سے دراز گوش پر بھی سوار ہوتے تھے اور کبھی اپنے پیچھے بھی کسی کو بٹھلا لیتے اور غریبوں کی عیادت فرماتے تھے اور محتاجوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور اپنے کپڑے میں (خود) جوں دیکھ لیتے کسی خادم پر موقوف نہ رکھتے اور یہ دیکھنا اس خیال سے تاکہ کسی اور کی نہ چڑھ گئی ہو اور اپنی بکری کا دودھ نکال لیتے اور اپنے کپڑے میں خود پیوند لگا لیتے اور اپنی پاپوش کو خود (وقت حاجت کے) سی لیا کرتے اور اپنا اور گھر والوں کا کام کر لیا کرتے اور گھر میں جھاڑو دے لیا کرتے اور خدمت گار کے ساتھ کھانا کھالیتے اور اس کے ساتھ آٹا گندھوا لیتے اپنا سودا بازار سے خود لے آتے اور سب سے بڑھ کر احسان کرنے والے اور عدل کرنے والے اور عفیف اور سچ بولنے والے تھے حتی کہ ابو جہل بن ہشام باوجود اس کے کہ آپ کا کامل دشمن تھا مگر اخنس بن شریق نے بدر کے روز جب اس سے پوچھا کہ اے ابو الحکم یہاں تو میرے اور تیرے سوا اور کوئی موجود نہیں جو ہماری بات کو سن لے گا تو مجھ کو یہ بتلا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں یا جھوٹے ہیں ابو جہل نے کہا کہ واللہ محمد سچے ہیں اور محمد نے کبھی جھوٹ بولا ہی نہیں۔

جب مجلس میں بیٹھتے تو دونوں پاؤں کھڑے کر کے ملا کر ان کے گرد ہاتھوں کا حلقہ بنا کر بیٹھتے اور ویسے بھی اکثر نشست آپ کی اسی ہیئت سے ہوتی آپ چار زانو بھی بیٹھے ہیں اور بعض اوقات اوکڑو بغل میں ہاتھ دے کر بیٹھ جاتے اور جب آپ چلتے تو جمعیت خاطر یعنی طمانیت کے ساتھ چلتے آپ کی چال سے یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ نہ آپ کے دل میں تنگی ہے (کہ گھبرائے ہوئے چلیں) اور نہ طبیعت میں سستی ہے (کہ پاؤں نہ اٹھتا ہو حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ اس طرح کلام فرماتے تھے کہ اگر کوئی شمار کرنے والا (الفاظ کو) شمار کرنا چاہتا تو شمار کر سکتا تھا اور آپ خوشبو کی چیز اور خوشبو کو بہت پسند فرماتے اور کثرت سے اس کا استعمال فرماتے اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی متواتر تین روز بھی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ آخرت کو روانہ ہو گئے۔

اور حضرت حفصہ سے روایت ہے کہ آپ کا بستر ایک ٹاٹ تھا اور کبھی کبھی آپ چارپائی پر آرام فرماتے جو کھجوروں کے بان سے بنی ہوتی حتی کہ آپ کے پہلو مبارک میں اس کا نشان پڑ جاتا فاقہ آپ کو بہ نسبت تونگری کے زیادہ محبوب تھا رات بھر بھوک سے کروٹیں بدلتے رہتے اور اگر آپ چاہتے تو اپنے رب سے تمام روئے زمین کے خزائن اور اس کی پیداوار اور اس کی فراخ عیشی کا سامان مانگ لیتے لیکن آپ یہی فرمایا کرتے کہ مجھ کو دنیا سے کیا علاقہ میرے اولوالعزم پیغمبر بھائیوں نے اس سے زیادہ سخت حالت پر صبر کیا اور اپنی اسی حالت پر گزر گئے۔

آپ کی خشیت و مجاہدہ میں) آپ نے فرمایا کہ کاش میں ایک درخت ہو جاتا جو کاٹ دیا جاتا آپ برابر مغموم رہتے تھے کسی وقت آپ کو چین نہ تھا

آپ کے حسن و جمال میں) اللہ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جو خوش آواز اور خوشرو نہ ہو لوگوں کا آپ پر اس طور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرت الٰہی کے ہے کہ آپ کا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر نہیں کیا جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جس درجہ کا تھا وہ بجز حضرت یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا۔

نزدیک جگہ جانے میں دراز گوش پر سوار ہوتے تھے اور دور جانے میں ناقہ پر اور معرکہ حرب میں خچر پر اور کسی مدد چاہنے والے کی پکار پر گھوڑے پر سوار ہوتے (تاکہ جلدی پہنچ جاویں اور معرکہ میں کمال ہے ثابت قدم رہنا اس لئے گھوڑے کی ضرورت نہیں سمجھی بلکہ ایسا جانور اختیار کیا کہ وہ بھاگنے میں کم ہو یعنی خچر

چادر اوڑھنے میں بہت اہتمام فرماتے غصہ آپ کو بیتاب نہیں کرتا تھا کسی قسم کی وعدہ خلافی یا حق سے جنبش کا صدور ممکن ہی نہ تھا نہ قصداً نہ سہواً" نہ صحت میں نہ مرض میں نہ واقعی مراد لینے میں نہ خوش طبعی میں نہ خوشی میں نہ غضب میں۔

آپ کے اعتدال تزئین میں) یوم فتح مکہ آپ کے سر کے بال چار حصے ہو رہے تھے حضرت ابو بکرؓ نے مہندی اور نیل کا خضاب کیا ہے یعنی ایسی ترکیب سے کہ بال سیاہ نہ ہوں) آپ کے بالوں کا پکنا سرخ رنگ کا تھا اور عبداللہ بن عقیلؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک حضرت انسؓ کے پاس خضاب کیا ہوا دیکھا (محققین کے نزدیک اور روایات میں تطبیق یہ ہے کہ آپ کے بال پکنے تو لگے تھے مگر بہت کم پکے تھے آپ کی عادت اکثر اوجاع وغیرہ میں مہندی رکھ دینے کی تھی ایسا اتفاق ہوا ہو گا اس سے وہ سفید بال رنگین ہو گئے آپ کی آستین گٹے تک ہوتی تھی اور آپ چادر یمانی کو پسند فرماتے تھے اور (کبھی) بالوں کی سیاہ چادر بھی پہنتے تھے اور ایک بار رومی جبہ تنگ آستین کا بھی پہنا ہے نعلین شریفین میں انگلیوں میں پہننے کے دو دو تسمے تھے (ایک انگوٹھے اور سبابہ کے درمیان میں اور ایک وسطی اور اس کی پاس والی کے درمیان میں اور ایک پشت پر کا تسمہ بھی دوہرا تھا اور آپ گاہ گھٹے ہوئے نعلین میں نماز بھی پڑھ لیتے کیونکہ وہ پاک ہوتے تھے اور اس وقت عرف میں یہ خلاف ادب نہ ہو گا اور آپ نے چاندی کی انگشتری بنوائی تھی اور اس سے مہر لگاتے تھے۔ آپ کی تلوار قبیلہ بنی حنیفہ کی ساخت کی تھی اور اس کی موٹھ کی گھنڈی (یعنی تلوار پکڑنے میں جس جگہ پر ہاتھ رہتا ہے اس کے سرے پر جو روک ہوتی ہے وہ چاندی کی تھی آپ جب عمامہ باندھتے تھے تو اس کو دونوں شانوں کے درمیان میں چھوڑ لیتے تھے آپ کبھی کلاہ بدون عمامہ کے اور کبھی عمامہ بدون کلاہ کے پہن لیتے اور آپ کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا اور آپ نصف ساق تک لنگی باندھتے تھے اور اجازت اس سے نیچے بھی دی ہے مگر ازار ٹخنوں سے نہ لگنا چاہیے اور آپ مسجد میں ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھ کر چت لیٹے تھے حضرت انسؓ نے آپ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ پر ایک کپڑا قطری تھا کہ اس کو بغل کے نیچے سے نکال کر کندھے پر ڈال رکھا تھا اور لوگوں کو اسی طرح نماز پڑھائی

جب آپ کھانا کھاتے تھے تو اپنی تینوں انگلیوں کو چاٹ لیتے تھے اکثر آپ کی غذا جو کی روٹی ہوتی تھی اور آپ نے چوکی میز پر کبھی کھانا نہیں کھایا اور نہ کبھی تشتری میں کھایا بلکہ دستر خوان پر کھاتے تھے حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ سرکہ کو اور روغن زیتون کو اور شیریں چیز کو اور شہد کو اور کدو کو پسند کرتے تھے اور آپ نے مرغ کا اور سرخاب کا اور بکری کا اور اونٹ کا اور گائے کا گوشت کھایا ہے اور آپ ثرید کو یعنی شوربے میں توڑی

ہوئی روٹی کو پسند کرتے تھے اور آپ فلفل اور مصالح بھی کھاتے تھے اور آپ نے خرمائے نیم پختہ تازہ اور خرمائے خشک اور چقندر اور حیس یعنی کھجور اور پنیر کا مالیدہ بھی کھایا ہے اور آپ کو کھرچن خوش معلوم ہوتی تھی اور آپ نے فرمایا ہے کہ برکت طعام کی اس میں ہے کہ کھانے سے پہلے بھی ہاتھ دھوئے اور کھانے کے بعد بھی دھوئے اور آپ ککڑی خرما کے ساتھ کھاتے تھے آپ خرماتر کر کے اس کا زلال اور دودھ اور پانی سب ایک ہی پیالہ میں پیا کرتے تھے جو لکڑی کا موٹا سا بنا ہوا تھا اور اس میں لوہے کے پترے لگے تھے اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ دودھ کے سوا کوئی ایسی چیز نہیں جو کھانے اور پینے دونوں کا کام دے سکے اور حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ آپ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر نوش فرمایا اور جب آپ پانی پیتے تھے تو درمیان میں دو بار یا تین بار سانس لیتے تھے خوابگاہ پر جاتے اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے رخسارہ کے نیچے رکھتے حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر جس پر آپ سوتے تھے چمڑے کا تھا اس کے اندر پوست خرما بھرا تھا اور حضرت حفصہ نے کہا ہے کہ آپ کا بستر ایک کمبل تھا ہم اس کو دوہرا کر دیا کرتے اور آپ اس پر سویا کرتے آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے جس کا لگام پوست خرما کی رسی کا تھا اور پوست خرما ہی کا بنا ہوا اس کا پالان تھا آپ زمین پر بیٹھ جایا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پرانے پالان پر حج کیا ہے اور اس پالان پر ایک کملی تھی جو چار درم ایک روپیہ کی بھی نہ تھی اس پر یہ دعا کرتے تھے کہ اے اللہ اس کو ایسا حج مبرور بنائیے جس میں نمائش اور قصد شہرت نہ ہو اور حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ آپ ہدیہ قبول فرماتے اور اس پر عوض بھی دیتے پیغبر صلی علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر ایک بار تیس رات دن اس حالت میں گزرے ہیں کہ میرے پاس کوئی کھانے کی چیز نہ تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے بجز اتنی مقدار قلیل کے جو بلال کی بغل میں آجاتا تھا

حضرت ابوبکر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا بوسہ لیا اپنا منہ تو آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان رکھا اور ہاتھوں کو آپ کی کلائیوں پر رکھا اور یہ الفاظ کہے ہائے نبی ہائے صفی ہائے خلیل

یہ بھی فرمایا ہے کہ میں اپنے پیچھے سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسا اپنے آگے سے دیکھتا ہوں اور آپ ہمیشہ دل سے بیدار رہتے تھے اور باوجود اس بیدار دلی کے آپ کی نماز فجر کا قضا ہو جانا ایک حکمت الٰہی کے سبب سے تھا جو اس امر کو مقتضی ہوئی کہ قضا کا حکم امت پر ظاہر ہو جاوے۔

خوش طبعی ایک اعرابی سے جس نے سواری کے لئے جانور مانگا تھا فرمایا تھا کہ میں تجھ کو اونٹنی کے بچہ پر سوار کرونگا وہ یہ سمجھا کہ تکلم کے وقت جو بچہ ہے اس پر سوار کرنا مراد ہے اس لئے کہا کہ میں بچہ کو کیا کرونگا آپ کے جواب سے معلوم ہو گیا کہ اعتبار ماضی کے جو بچہ تھا وہ مراد ہے اور جیسے آپ نے ایک بڑھیا عورت سے فرمایا تھا کہ جنت میں کوئی بڑھیا نہ جائے گی اور وہ جب گھبرائی تب آپ کے جواب سے ظاہر ہو گیا کہ مطلب یہ ہے کہ جانے کے وقت کوئی بڑھیا نہ رہے گی سب جوان ہونگی۔

تم خیر الخلق کے اوصاف کو میرے مدائح میں دیکھو گویا وہ نقش و نگار ہیں جب کہ اس پر دھاری دار کپڑا فخر کرتا ہے (یعنی جس طرح اس کپڑے کی زینت نقش و نگار سے ہوتی ہے اسی طرح کلام مدحی کی زینت آپ کے اوصاف سے ہے آپ محسن ہیں شفیق ہیں رحیم ہیں زینت دی ہے آپ کو ایسے اخلاق۔ نے جو کہ مثل باد بہاری کے مفرح ہیں نہ آپ درشت خو ہیں اور نہ تنگ اخلاق ہیں۔

آپ صورت جسمانیہ میں بھی مکمل ہیں کہ کوئی خلق آپ کے مشابہ نہیں آپ کے حسن سے نگاہ سیر نہ ہوتی تھی سبک رخسار تھے خوشنما اور خندان دندان تھے دانتوں کے درمیان رخنیں تھیں اور وہ دانت روشن تھے ان کے روبرو موتی کی کیا حقیقت تھی بلند بینی اور باریک بینی دراز گردن اور روشن گردن اس چاندی کے مثل تھی جو صاف کی ہوئی ہو جس میں میل نہ رہا ہو گنجان ڈاڑھی والے تھے جس نے آپ کے حسن کو اور زینت دیدی جیسا نازک اندام عورت کی آنکھوں کو آنکھ کی سفیدی اور سیاہی کی تیزی رونق دیتی ہے سر پر بال رکھتے تھے جو کانوں تک پہنچتے تھے اور معطر تھے مثل مشک کے رنگ میں اور خوشبو میں جب وہ خوشبو پھیلتی تھی۔

آپ کے پسینہ میں جو کہ چاندی کے موتیوں کے مشابہ تھا خوشبوئے مشک مہکتی تھی کہ حسین عورتیں اس کو بجائے عطر لگاتی تھیں

کسی لپٹنے والے سائل کو آپ جھڑکتے تھے آپ اپنے کرم سے خطاوار کی خطا کو معاف فرمادیتے اور درگزر فرماتے اور جو کوئی عذر کرتا ہوا آتا آپ اس کا عذر قبول فرماتے

آپ کے پاس کوئی ایسا سائل نہیں آیا جو آپ کے دست مبارک کی عطا کی امید رکھتا ہو مگر وہ ایسی حالت میں واپس گیا کہ اس کے ہاتھ میں ثروت ہوتی

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ جناب رسوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وعظ میں جتنے امور قیام قیامت تک ہونے والے تھے سب بیان فرمائے جس نے یاد رکھا اسے یاد رہے اور بھول گئے جو بھول گئے اور میرے ان اصحاب کو اس بیان کی خبر ہے اور بعض شے اس میں سے ہوتی ہے کہ میں اسے بھول گیا تھا

۴۔ صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ روز بدر ایک شخص مسلمانوں میں سے پیچھے ایک شخص کے مشرکوں میں سے دوڑتا تھا کہ ناگاہ اس نے ایک کوڑے مارنے کی آواز سنی اور ایک سوار کی کہ اس نے کہا بڑھ اے حیزوم سو کیا دیکھتا ہے کہ وہ مشرک آگے اس کے چت پڑا ہے اور ناک اس کی ٹوٹ گئی ہے اور منہ پھٹ گیا ہے کہ کوڑے کے مارنے سے اور یہ سب جگہ سبز ہو گئی ہے وہ شخص مسلمان انصاری تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اس نے اس واقعہ کو بیان کیا آپ نے فرمایا کہ تو سچ کہتا ہے یہ آسمان سوم کی مدد میں کا فرشتہ تھا۔ ف۔ حیزوم فرشتہ کے گھوڑے کا نام ہے حضرت حمزہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت پر دکھا دیجئے آپ نے فرمایا کہ تم دیکھ نہ سکو گے انہوں نے کہا آپ دکھا دیجئے آپ نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ وہ بیٹھ گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کعبہ پر اترے آپ نے حضرت حمزہ سے فرمایا کہ نگاہ اٹھاؤ انہوں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا حضرت جبریل علیہ السلام کا جسم مانند زبرجد اخضر یعنی زمرد سبز چمکتے ہوئے کے تھا سو غش کھا کر گر گئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حنظلہ بن حذیم کے سر پر ہاتھ رکھا اور ان کے حق میں دعائے برکت کی سو یہ حال ہو گیا کہ کسی آدمی کے منہ میں ورم ہوتا یا بکری کے تھن میں ورم ہوتا اور وہ ورم والا محل ورم کو حنظلہ کے سر میں موضع مس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا دیتا تو صاف ورم جاتا رہتا۔

ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا آپ نے فرمایا سیدھے ہاتھ سے کھا اس نے کہا میں سیدھے ہاتھ سے کھا نہیں سکتا حالانکہ ہاتھ اس کا اچھا تھا یہ بات اس نے غلط بیانی سے براہ استنکاف کی تھی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو سیدھے ہاتھ سے نہ کھا سکے گا اس کا ایسا ہی حال ہو گیا

سابقین میں آپ کے فضائل

حاکم نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک عرش پر لکھا دیکھا اور اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

آدم علیہ السلام نے جناب باری تعالیٰ میں عرض کیا کہ اے پروردگار میں آپ سے بواسطہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درخواست کرتا ہوں کہ میری مغفرت ہی کر دیجئے سو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے پہچانا حالانکہ ہنوز میں نے ان کو پیدا بھی نہیں کیا عرض کیا کہ اے رب میں نے اس طرح سے پہچانا کہ جب آپ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی شرف دی ہوئی روح میری اندر پھونکی تو میں نے سر جو اٹھایا تو عرش کے پایوں پر یہ لکھا ہوا دیکھا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ سو میں نے معلوم کر لیا کہ آپ نے اپنے نام پاک کے ساتھ ایسے ہی شخص کے نام کو ملایا ہو گا جو آپ کے نزدیک تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہو گا جب تم نے ان کے واسطہ سے مجھ سے درخواست کی ہے تو میں نے تمہاری مغفرت کی اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔

آپ نے فرمایا کہ میں اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مصداق ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا محکی عنہ ہوں۔ اول آیت میں ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام کی دعا ہے کہ ہماری اولاد میں ایک جماعت مطیع پیدا کیجئے اور اس جماعت میں ایک ایسا پیغمبر قائم کیجئے مراد اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

توراۃ میں آپ کی یہ صفت لکھی ہے اے پیغمبر ہم نے تم کو بھیجا ہے امت کے حال کا گواہ بنا کر اور بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور گروہ اُمیین کی پناہ بنا کر مراد اس سے امت محمد یہ ہے جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہم ایک امی جماعت ہیں آپ میرے بندے اور میرے پیغمبر ہیں میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے نہ آپ بد خلق ہیں اور نہ سخت مزاج ہیں نہ بازاروں میں شور مچاتے پھرتے ہیں اور برائی کا بدلہ برائی نہیں کرتے بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور بخش دیتے ہیں۔

مشکوۃ میں ترمذی سے بروایت عبد اللہ بن سلام مروی ہے کہ توراۃ میں نعتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آپ کے ساتھ مدفون ہوں گے۔

محبت

ترجمہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حسن صورت و سیرت سب انبیاء علیہم السلام سے بڑھ کے ہیں اور وہ سب حضرات آپ سے علم و کرم میں لگا نہیں کھاتے اور تمام انبیاء علیہم السلام حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طالب ایک کف دست یعنی چلو کے ہیں آپ کے دریائے معرفت سے یا بقدر ایک دفعہ کے چوسنے یعنی قطرہ کے آپ کے علم کے بارانہائے بسیار بات ہمیں برسنے والے سے اور تمام انبیاء علیہم السلام آپ کے حضور میں اپنی حد اور مرتبہ کے موافق کھڑے ہیں اور وہ ان کی حد آپ کی کتاب علم سے مثل نقطہ کے ہے یا آپ کے حکمتوں کی کتاب سے مثل اعراب کے (۱۲ عطر الردہ)

شرف و نزاہت نسبت میں

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں محمد ہوں عبد اللہ کا بیٹا اور عبد المطلب کا پوتا اللہ تعالیٰ نے جو مخلوق کو پیدا کیا تو مجھ کو اچھے گروہ میں بنایا یعنی انسان بنایا پھر انسان میں دو فرقے پیدا کئے عرب اور عجم مجھ کو اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا۔ پھر عرب

میں کئی قبیلے بنائے اور سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا یعنی قریش میں پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں کیا یعنی بنی ہاشم میں پس میں ذاتی طور پر سب سے اچھا ہوں اور خاندانوں میں سب سے اچھا ہوں۔

زمانہ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی تھی میرے آباؤ امہات سب سے اس سے منزہ رہے پس میرے نسب میں اس کا کوئی میل نہیں ہے۔

عثمان ثقیفہ کہتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا تو نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اس قدر نزدیک آگئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر گر پڑیں گے۔

جب حضرت آمنہ سے آپ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں پر آئے اور موافق معمول بچوں کے آپ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے رحمک اللہ۔ روشنی ہو گئی یہاں تک کہ میں نے روم کے بعض محل دیکھے پھر میں نے آپ کو دودھ دیا یعنی اپنا نہیں بلکہ آپ کی والدہ کا کیونکہ شفا کو کسی نے مرضعات میں ذکر نہیں کیا اور لٹا دیا تھا تھوڑی دیر بھی نہ گذری تھی کہ مجھ پر ایک تاریکی اور رعب اور زلزلہ چھا گیا اور آپ میری نظر سے غائب ہو گئے۔

کسریٰ کے محل میں زلزلہ پڑ جانا اور اس سے چودہ کنگروں کا گر پڑنا اور بحیرہ طبریہ کا دفعتہً خشک ہو جانا اور فارس کے آتش کدہ کا بجھ جانا جو ایک ہزار برس سے برابر روشن تھا کہ کبھی نہ بجھا تھا۔ (بیہقی)

ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ اے جماعت یہود کے سو سب جمع ہو گئے اور میں سن رہا تھا کہنے لگا تجھ کو کیا ہوا کہنے لگا کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ ستارہ آج شب میں طلوع ہو گیا جس کی ساعت میں آپ پیدا ہونے والے تھے۔

حضرت عائشہ سے مروی ہے جس شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو ایک یہودی نے کہا اے گروہ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم کو معلوم نہیں کہنے لگا کہ دیکھو کیونکہ آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے اس کے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک نشانی ہے (جس کا لقب مہر نبوت ہے) چنانچہ قریش نے اس کے پاس سے جا کر تحقیق کیا تو خبر ملی کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ایک لڑکا پیدا ہوا ہے وہ یہودی آپ کی والدہ کے پاس آیا انہوں نے آپ کو ان لوگوں کے سامنے کر دیا جب اس یہودی نے وہ نشانی دیکھی تو بیہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہو چکی ہے اور اے گروہ قریش سن رکھو اللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق اور مغرب سے اس کی خبر شائع ہو گی۔

آپ کی پیدائش کا روز وہ مبارک دن ہے اہل فارس نے اپنی فراست سے (کہ اس وقت آیات بینات بکثرت ظاہر ہوئیں اور بھی اوضاع فلکیہ) دریافت کر لیا کہ وہ لوگ ڈرائے گئے کہ زمانہ ان کی زوال سلطنت اور پیش آنے والے مصائب کا (بسبب ولادت سرور کائنات) قریب آگیا ۱۴ اور نوشیروان کا محل بوقت ولادت باسعادت بحالت شکستگی ایسا پاش پاش ہو گیا جیسے لشکر کسریٰ کو پھر مجتمع ہونا نصیب نہ ہوا (آپ کے میلاد شریف کے وقت) آتش مجوس (جو ہزار سال سے برابر روشن تھی) بسبب افسوس کے (جو بطلان) سرد ہو گئی اور نہر فرات ایسی حیران اور بیخود ہوئی کہ اپنا بہاؤ چھوڑ کر ساوہ کے کھالے میں جا پڑی۔ اور زیادہ عجیب یہ ہے کہ یہ قبول حق سے ان کا اندھا اور بہرا ہونا اس امر کے بعد ہوا کہ ان کے کاہن نے تمام اقوام کو یہ خبر دیدی تھی کہ ان کا ناراست و کج دین آئندہ قائم نہیں رہے گا اور وہ مجوس یا عام کفار اختیار راہ صواب

سے اندھے اور بہرے ہو گئے) بعد دیکھنے شعلہ ہائے آتش کے اطراف آسمان میں جو جنات پر مارے جاتے تھے مثل اوندھے اور منہ کے بل گرنے تبہائے روئے زمین کے ۱۲ء (عطر الوردہ)

بعض واقعات زمانہ طفولیت میں

جھولا فرشتوں کی جنبش دینے سے ہلا کرتا تھا۔ حضرت حلیمہ کہتی تھیں کہ انہوں نے جب آپ کا دودھ چھڑایا ہے تو آپ نے دودھ چھڑانے کے ساتھ ہی سب سے اول جو کلام فرمایا ہے وہ یہ تھا اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَۃً وَاَصِیْلًا جب آپ ذرا سیانے ہوئے تو باہر تشریف لے جاتے اور لڑکوں کو کھیلتا دیکھتے مگر ان سے علیحدہ رہتے۔

حضرت حلیمہؓ آپ کی تلاش میں نکلیں یہاں تک کہ آپ کو بہن کے ساتھ پایا کہنے لگیں کہ اس گرمی میں (ان کو لائی ہو) بہن نے کہا کہ اماں میرے بھائی کو گرمی ہی نہیں لگی میں نے ایک بادل کا ٹکڑا دیکھا جو ان پر سایہ کئے ہوئے تھا جب ٹھہر جاتے تھے وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور جب یہ چلنے لگتے وہ بھی چلنے لگتا تھا۔

جب اپنی فرودگاہ پر لائی اور گود میں لے کر دودھ پلانے بیٹھی تو دودھ اس قدر اترا کہ آپ اور آپ کے رضاعی بھائی نے خوب آسودہ ہو کر پیا اور آسودہ ہو کر سو گئے اور میرے شوہر نے جو اونٹنی کو جا کر دیکھا تو تمام دودھ ہی دودھ بھرا تھا ہم سب نے خوب سیر ہو کر پیا۔ شوہر کہنے لگا اے حلیمہ تو تو بڑی برکت والے بچہ کو لائی۔

میری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے کہ ارے تم بھی وہاں ہی چراؤ۔ جہاں حلیمہ کے جانور چرتے ہیں۔ وہ تو بات ہی اور تھی۔ دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ کا دودھ چھڑایا اور آپ کا نشوونما اور بچوں سے بہت زیادہ تھا یہاں تک کہ دو سال کی عمر میں اچھے بڑے معلوم ہونے لگے پھر ہم آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لائے مگر آپ کی برکت کی وجہ سے ہمارا جی چاہتا تھا کہ آپ اور رہیں اس لئے آپ کی والدہ سے اصرار کر کے وباء مکہ کے بہانے سے پھر اپنے گھر لے آئے۔ آپ اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ مواشی میں پھر رہے تھے کہ یہ بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے قریشی بھائی کو دو سفید کپڑے والے آدمیوں نے پکڑ کر لٹایا اور شکم چاک دیکھا کہ آپ کھڑے ہیں مگر رنگ (خوف سے) متغیر ہے میں نے پوچھا بیٹا کیا تھا؟ فرمایا دو شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے آئے اور مجھ کو لٹایا اور پیٹ چاک کر کے اس میں کچھ ڈھونڈ کر نکالا معلوم نہیں کیا تھا۔

ارشاد فرمایا کہ ان دو سفید پوش شخصوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ ان کو ان کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ وزن کرو چنانچہ وزن کیا تو میں بھاری نکلا پھر اسی طرح سو کے ساتھ ہزار کے ساتھ وزن کرو گے تب بھی یہی وزنی نکلیں گے۔ آپ کو بشارت سنا دی کہ آپ نبی ہونے والے ہیں قلب اطہر کا دھلنا چار بار ہوا۔

آپ پستان راست کا شیر پیا کرتے اور پستان چپ اپنے حلیمہ کے بیٹے کے لئے ہمیشہ چھوڑ دیتے تھے۔ بول و براز کپڑے میں نہیں کیا ستر آپ کا برہنہ نہ ہوتا اور جو کپڑا اتفاقاً" اٹھ جاتا تو فرشتے فوراً" ستر چھپا دیتے۔

قریش نے کہا اے ابو طالب چلو پانی کی دعا مانگو ابو طالب چلے اور ان کے ساتھ ایک لڑکا اس قدر حسین جیسے بدلی میں سے سورج نکلا ہو (یہ لڑکے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے جو اس وقت ابو طالب کی پرورش میں تھے) ابو طالب نے ان صاحبزادے کی پشت خانہ کعبہ سے لگائی اور صاحبزادے نے انگلی سے اشارہ کیا اور آسمان میں کہیں بدلی کا نشان نہ تھا سب طرف سے بادل آنا شروع ہوا اور خوب پانی برسا۔

راہب نے آپ کو علامات نبوت سے پہچانا اور قافلہ کی

دعوت کی اور ابو طالب سے کہا کہ یہ پیغمبر سردار سب عالموں کے ہیں اور اہل کتاب اور یہود اور نصاریٰ ان کے دشمن ہیں ان کو ملک شام میں نہ لے جاؤ- سو ابو طالب نے مال تجارت وہیں بیچا اور بہت نفع پایا اور وہیں سے مکہ کو پھر آئے-

آپ جب ابو طالب ان کے عیال کے ہمراہ کھانا کھاتے سب شکم سیر ہو جاتے اور جب نہ کھاتے تو وہ بھوکے رہتے-

صرف دو مہینے حمل پر گزرے تھے کہ حضرت عبداللہ شام کو قافلہ قریش کے ساتھ تجارت کو گئے تھے وہاں سے پھرتے ہوئے مدینہ میں اپنے ماموں کے پاس بیمار ہو کر ٹھہر گئے کہ وہاں ہی وفات پائی-

آپ کی والدہ آمنہ آپ کو لے کر مدینہ میں اپنے اقارب سے ملنے گئیں تھیں مکہ کو واپس آتے ہوئے درمیان مکہ و مدینہ کے موضع ابواء میں انہوں نے وفات پائی-

جب آپ آٹھ سال کے ہوئے عبدالمطلب کی بھی وفات ہوئی-

چند روز تک ثوبیہ نے دودھ پلایا- حضرت حمزہ دو عورتوں کے دودھ کی وجہ سے آپ کے رضاعی بھائی ہیں-

شاباش آن صدف کہ چناہ پر ورد گہر
آبا از وکرم وابنا عزیز تر
صلوا علیہ ماطلع الشمس والقمر
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

شباب سے نبوت تک

جب آپ چودہ یا پندرہ سال کے ہوئے- ایک لڑائی ہوئی- آپ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے اعمام کو عدو کے تیروں سے بچاتا تھا-

حضرت خدیجہ بنت خویلد آپ سے درخواست کی کہ میرا مال مضاربت پر شام کی طرف لے جائیے اور میرا غلام میسرہ آپ کے ساتھ جاوے گا- آپ نے قبول فرمایا- آپ ایک درخت کے نیچے اترے وہاں ایک راہب کا صومعہ تھا اس راہب نے میسرہ سے پوچھا یہ کون شخص ہیں میسرہ نے کہا قریش اہل حرم میں سے راہب نے کہا کہ اس درخت کے نیچے بجز نبی کے کوئی کبھی نہیں اترا- خوب نفع لیکر واپس ہوئے- اور میسرہ نے دیکھا کہ جب دھوپ تیز ہوتی تھی تو دو فرشتے آپ پر سایہ کرتے تھے جب آپ مکہ پہنچے تو حضرت خدیجہ کو ان کا مال سپرد کیا تو دیکھا کہ دو گنا یا اس کے قریب نفع ہوا-

ورقہ نے کہا کہ اے خدیجہ ــــــــــــ محمدؐ اس امت کے نبی ہیں- آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں آپ کے قرابت اور اشرف القوم اور امین اور خوش خو اور صادق القول ہونے کے سبب آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہوں- آپ نے اپنے اعمام سے ذکر کیا نکاح ہو گیا- (سیرۃ ابن ہشام)

خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر- ہر شخص یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ پر میں رکھوں- اہل الرائے نے یہ مشورہ دیا کہ مسجد حرام کے دروازہ سے جو سب میں پہلے آوے اس کے فیصلہ پر سب عمل کرو- سو سب سے اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے- سب دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ محمدؐ ہیں امین ہیں-

فرمایا ایک بڑا کپڑا لاؤ چنانچہ لایا گیا آپ نے حجر اسود اپنے دست مبارک سے اس کپڑے میں رکھا اور فرمایا کہ ہر قبیلہ کا آدمی اس چادر کا ایک ایک پلہ تھام لے اور خانہ کعبہ تک لاویں جب وہاں تک پہنچا آپ نے خود اس کو اٹھا کر اس کے موقع پر رکھ دیا-

آپ کو خلوت محبوب ہو گئی آپ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی روز رہتے سچے اور واضح خواب دیکھنے لگے جبرئیل علیہ السلام آئے اور سورۃ اقراء کی شروع کی آیتیں آپ پر لائے

اور آپ مشرف بہ نبوت ہو گئے۔

ایک بار کفار نے جمع ہو کر ابو طالب سے کہا کہ یا تو تم محمدؐ کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ ہم تم سے لڑیں گے انہوں نے حوالہ کرنا قبول نہ کیا کفار نے آپ کے قتل کا مصمم ارادہ کیا۔ ابو طالب آپ کو لے کر مع تمام بنی ہاشم و بنی مطلب کے ایک شعب یعنی گھاٹی میں واسط محافظت کے جا رہے اور کفار نے آپ سے اور بنی ہاشم و بنی مطلب سے برادری قطع کر دی اور سوداگروں کو منع کر دیا ان لوگوں کے پاس کوئی چیز نہ بیچیں اور ایک کاغذ اس قطع علاقہ کے عہد کا لکھ کر خانہ کعبہ میں لٹکا دیا۔

کیڑے نے اس عہد نامہ کے کاغذ کو بالکل کھا لیا بجز اللہ کے نام کے کہ اس میں کہیں کہیں تھا ایک حرف نہیں چھوڑا۔

آپ بدستور دعوت الی اللہ میں مشغول ہوئے یہ عہد نامہ منصور لکھا گیا تھا۔

شعب سے نکلنے کے آٹھ ماہ بعد حضرت ابو طالب کا انتقال ہو گیا اور ان کے تین دن بعد حضرت خدیجہؓ کی وفات ہو گئی۔

آپ طائف بنی ثقیف کی طرف تشریف لے گئے وہاں کے سرداروں نے آپ کی کچھ مدد نہ کی بلکہ سُفلے لوگوں کو بہکا کر آپ کو بہت تکلیف پہنچائی آپ وہاں سے ملول ہو کر مکہ کو واپس ہوئے جب آپ بطن نخلہ میں کہ ایک دن کی راہ پر مکہ سے ہے پہنچے رات کو وہاں رہ گئے آپ قرآن مجید نماز میں پڑھ رہے تھے کہ سات یا نو جن نینوے کے کہ ایک قریہ ہے موصل میں وہاں پہنچے اور کلام اللہ سن کر ٹھہر گئے جب آپ نماز پڑھ چکے وہ ظاہر ہوئے انہیں اسلام کی طرف دعوت کی وہ سب بے توقف مسلمان ہو گئے۔

حج میں اسلام کی دعوت فرما رہے تھے کہ کچھ لوگ انصار نے یہود مدینہ سے سنا تھا کہ ایک پیغمبر عنقریب پیدا ہونگے اور وہ انصار سے مغلوب رہتے تھے اور کہتے تھے کہ جب وہ پیغمبر پیدا ہونگے ہم ان کے ساتھ ہو کر تم کو قتل کریں گے۔ انصار نے آپ کی دعوت سن کر کہا کہ یہ وہی پیغمبر معلوم ہوتے ہیں جن کا ذکر یہود کرتے ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ یہود ہم سے پہلے ان سے آملیں اور چھ آدمی ان میں سے مشرف باسلام ہوئے۔

نبوت کا تیرھواں سال تھا ستر آدمی شرفائے انصار میں سے آئے اور مشرف بہ اسلام ہوئے اور عہد و پیمان آپ کے ساتھ کیا کہ آپ جو مدینہ کو تشریف لے جاویں گے ہم خدمت گاری میں کوتاہی نہ کریں گے اور جو کوئی دشمن آپ کے مدینہ پر چڑھ آوے گا ہم اس سے لڑیں گے ایک گھاٹی پر یہ دونوں بیعتیں ہوئیں۔

آپ مستعد ہو گئے کہ ایسی قوم کو ڈرانے لگے جنہوں نے حماقت سے مخالفت کی اور حسد سے تکذیب کی اور حق سے تکبر کیا سو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تہمتوں سے بری کیا جو انہوں نے آپ پر لگائی تھیں اور ان کو اختراع کیا تھا حمایت خداوندی نے زرہوں کے اوپر تلے پہننے کی ضرورت نہ رکھی سو نیزے اور تلواریں کیا چیز ہیں۔

يَا رَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَآئِمًا اَبَدًا
عَلٰى حَبِيْبِكَ مَنْ زَانَتْ بِهِ الْعَصْرُ

واقعات

آپ اپنے گھر میں تھے اور چھت کھولی گئی۔ آپ کو مسجد میں حطیم میں لے گئے۔ اور ہنوز نوم کا اثر باقی تھا کہ وہاں پہنچ کر بھی لیٹ گئے معاملہ خارق عادت ہونے والا ہے۔

آپ مسجد حرام سوتے تھے کہ آپ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور ایک روایت میں ہے کہ تین شخص آئے ایک نے کہاں کہ وہ (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) ان (حاضرین) میں سے کون سے ہیں دوسرا بولا وہ جو سب سے اچھے ہیں تیسرا بولا تو پھر جو سب سے اچھا ہے اسی کو لے لو آئندہ شب کو پھر وہی تینوں آئے

اور کچھ بولے نہیں اور آپ کو اٹھالے گئے (رواہ البخاری)

اول آپ کا سینہ اوپر سے اسفل بطن تک چاک کیا گیا اور آپ کا قلب نکالا گیا اور ایک زرین طشت میں زمزم شریف کا پانی تھا اس سے آپ کا قلب دھویا گیا پھر ایک اور طشت آیا جس میں ایمان اور حکمت تھا وہ قلب میں بھر دیا گیا اور اس کے اصلی مقام پر اس کو رکھ کر درست کر دیا گیا۔

پھر آپ کے پاس ایک دابہ سفید رنگ حاضر کیا گیا جو براق کہلاتا ہے جو درازگوش سے ذرا اونچا اور خچر سے ذرا نیچا تھا جو اس قدر برق رفتار ہے کہ اپنی منتہائے نظر پر قدم رکھتا ہے (کذا رواہ مسلم) اور اس پر زین و لگام لگا ہوا تھا جب آپ سوار ہونے لگے تو وہ شوخی کرنے لگا حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا کہ تجھ کو کیا ہوا آپ سے زیادہ مکرم عنداللہ کوئی شخص تجھ پر سوار نہیں ہوا بس وہ براق عرق عرق ہو گیا۔ (رواہ الترمذی)

اور آپ اس پر سوار ہوئے اور جبریل علیہ السلام نے آپ کی رکاب پکڑی اور میکائیل علیہ السلام نے لگام تھامی آپ کو جبریل علیہ السلام نے براق پر اپنے پیچھے سوار کیا۔

جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ اتر کر یہاں نماز (نفل) پڑھیئے۔ آپ نے نماز پڑھی جبریل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے یثرب (مدینہ) میں نماز پڑھی پھر ایک سفید زمین پر آپ کا گزر ہوا جبریل علیہ السلام نے کہا اتر کر نماز پڑھیئے آپ نے نماز پڑھی جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے مدین میں نمام پڑھی۔

ایک روایت میں بجائے مدین کے طور سینا ہے کہ آپ نے طور سینا پر نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام سے کلام فرمایا ہے (النسائی)

آپ کا گزر ایک عجوزہ پر ہوا جو سر راہ کھڑی تھی آپ نے دریافت فرمایا کہ اے جبریل یہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ چلئے چلئے آپ چلتے رہے ایک بڈھا رستہ سے بچا ہوا ملا کہ آپ کو بلاتا ہے کہ اے محمد ادھر آیئے جبریل علیہ السلام نے کہا چلئے چلئے اور آپ کا ایک جماعت پر گزر ہوا کہ انہوں نے آپ کو بایں الفاظ سلام کیا۔ السلام علیک یا اول۔ السلام علیک یا آخر۔ السلام علیک یا حاشر۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ان کو جواب دیجئے اور اس حدیث کے آخر میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ وہ بڑھیا جو آپ نے دیکھی وہ دنیا تھی سو دنیا کی اتنی عمر رہ گئی ہے جیسی بڑھیا کی عمر رہ جاتی ہے اور جس نے آپ کو پکارا تھا وہ ابلیس تھا اور اگر آپ ابلیس کے اور دنیا کے پکارنے کا جواب دے دیتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی اور جنہوں نے آپ کو سلام کیا تھا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسی علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام تھے۔ (رواہ البیہقی)

ایک شخص پر گزر ہوا جس نے ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا جمع کر رکھا ہے کہ وہ اس کو اٹھا نہیں سکتا اور وہ اس میں اور لا کر رکھتا ہے آپ نے پوچھا یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کی امت میں ایسا شخص ہے جس کے ذمہ لوگوں کے بہت سے حقوق و امانت ہیں جن کے ادا پر قادر نہیں اور وہ اور زیادہ لادتا چلا جاتا ہے۔ پھر آپ کا ایسی قوم پر گزر ہوا جن کی زبانیں اور ہونٹ آہنی مقراضوں سے کاٹے جا رہے ہیں۔

پھر آپ کا گزر ایک چھوٹے پتھر پر ہوا جس میں سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے پھر وہ بیل اس پتھر کے اندر جانا چاہتا ہے لیکن نہیں جا سکتا آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ اس شخص کا حال ہے جو ایک بڑی بات منہ سے نکالے پھر نادم ہو مگر اس کو واپس کرنے پر قادر نہیں۔ پھر ایک وادی پر گزر ہوا اور وہاں ایک پاکیزہ خنک ہوا اور مشک کی خوشبو آئی اور ایک آواز سنی آپ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جنت کی

آواز ہے کہ کہتی ہے کہ اے رب جو مجھ سے وعدہ کیا ہے مجھ کو دیجئے کیونکہ میرے بالا خانے اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی اور مونگے اور چاندی اور سونا اور گلاس اور طشتریاں اور دستہ دار کوزے اور مرکب اور شہد اور پانی اور دودھ اور شراب بہت کثرت کو پہنچ گئے تو اب میرے وعدہ کی چیز (یعنی سُکان جنت) مجھ کو دیجئے (کہ وہ ان نعمتوں کو استعمال کریں) اللہ تعالی کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مسلم اور مسلمہ اور مؤمن اور مؤمنہ اور جو مجھ پر اور میرے رسولوں پر ایمان لاوے اور میرے ساتھ شرک نہ کرے اور میرے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہراوے اور جو مجھ سے ڈرے گا وہ مامون رہے گا اور جو مجھ سے مانگے گا میں اس کو دوں گا اور جو مجھ کو قرض دے گا میں اس کو جزا دوں گا اور جو مجھ پر توکل کرے گا میں اس کو کفایت کروں گا میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں میں وعدہ خلافی نہیں کرتا بیشک مومنوں کو فلاح حاصل ہوئی اور اللہ تعالی جو احسن الخالقین ہے بابرکت ہے جنت نے کہا کہ میں راضی ہو گئی- پھر ایک وادی پر گزر ہوا اور ایک وحشت ناک آواز سنی اور بدبو محسوس ہوئی آپ نے پوچھا یہ کیا ہے جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ جہنم کی آواز ہے کہتی ہے کہ اے رب مجھ سے جو وعدہ کیا ہے (یعنی دوزخیوں سے بھرنے کا) مجھ کو عطا فرما کیونکہ میری زنجیروں اور طوق اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور عذاب بہت کثرت کو پہنچ گئے اور میرا قعر بہت دراز اور گرمی بہت تیز ہو گئی اللہ تعالی کا ارشاد ہوا کہ تیرے لئے تجویز کیا گیا ہے ہر مشرک اور مشرکہ اور کافر اور کافرہ اور ہر متکبر معاند جو یوم حساب پر یقین نہیں رکھتا- دوزخ نے کہا کہ میں راضی ہو گئی- اور ابو سعید کی روایت میں بیہقی سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا مجھ کو داہنی طرف سے ایک پکارنے والے نے پکارا کہ میری طرف نظر کیجئے میں آپ سے کچھ دریافت کرتا ہوں میں نے اس کی بات کا جواب نہیں دیا- پھر ایک اور نے مجھ کو بائیں طرف سے اسی طرح پکارا میں نے اس کو بھی جواب نہیں دیا اور اس میں یہ بھی ہے کہ ایک عورت پہ نظر پڑی جو اپنے ہاتھوں کو کھولے ہوئے ہے اور اس پر ہر قسم کی آرائش ہے جو خدا تعالی نے بنائی ہے اس نے بھی کہا اے محمدؐ میری طرف نظر کیجئے میں آپ سے کچھ دریافت کروں گی میں نے اس کی طرف التفات نہیں کیا- اور اسی حدیث میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ پہلا پکارنے والا یہود کا داعی تھا اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی امت یہودی ہو جاتی اور دوسرا پکارنے والا انصاری کا داعی تھا اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی امت نصرانی ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی (یعنی اس کے پکارنے پر جواب دینے کا اثر یہ ہوتا کہ امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی- آپ آسمان دنیا پر تشریف لے گئے اور وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا اور وہاں بہت سے خوان رکھے دیکھے کہ جن پر پاکیزہ گوشت رکھا ہے مگر اس پر کوئی شخص نہیں اور دوسرے خوانوں پر سڑا ہوا گوشت رکھا ہے اور اس پر بہت سے آدمی بیٹھے کھا رہے ہیں- جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حلال چھوڑتے ہیں اور حرام کو کھاتے ہیں اور اسی میں یہ بھی ہے کہ آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے پیٹ کوٹھریوں جیسے ہیں جب ان میں سے کوئی اٹھتا ہے فوراً گر پڑتا ہے جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا کہ یہ سود کھانے والے ہیں اور آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا کہ ان کے لب اونٹ کے سے ہیں جن سے چنگاریاں نکلتی ہیں ___ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو یتیموں کا مال ظلماً کھاتے تھے اور آپ کا گزر ایسی عورتوں پر ہوا کہ پستانوں سے (بندھی ہوئی) لٹک رہی تھیں اور وہ زنا کرنے والیاں تھیں- اور آپ کا گزر ایسی قوم پر ہوا جن کے پہلو کا گوشت کاٹا جاتا تھا اور ان ہی کو کھلایا جاتا

تھا اور وہ لوگ چغل خور عیب چین تھے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ احوال ان صورتوں کے نظر آئے ہوں جو آدم علیہ السلام کے یسار میں تھیں

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب آپ کو معراج کرائی گئی تو بعض ایسے انبیاء پر آپ کا گزر ہوا جن کے ساتھ بڑا مجمع تھا اور بعض ایسوں پر گزر ہوا جن کے ساتھ چھوٹا مجمع تھا اور بعض کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا یہاں تک کہ آپ کا گزر ایک بہت بڑے مجمع پر ہوا میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں کہا گیا کہ موسیٰ اور ان کی قوم ہیں لیکن اپنا سر اوپر اٹھائیے اور دیکھئے سو دیکھتا کیا ہوں کہ اتنا عظیم الشان مجمع ہے کہ سب آفاق کو گھیر رکھا ہے اور کہا گیا کہ یہ آپ کی امت ہے۔

اور ان کے علاوہ آپ کی امت میں سے ستر ہزار اور ہیں جو جنت میں بے حساب داخل ہونگے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ وہ ہیں جو داغ نہیں لگاتے اور جھاڑ پھونک نہیں کرتے اور شگون نہیں لیتے اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں (کذا رواہ الترمذی)

واقعہ ہفتم جب آپ بیت المقدس پہنچے براق کو اس حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء علیہم السلام (اپنے مراکب کو باندھتے تھے)

اے محمدؐ کیا آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ آپ کو حور عین دکھلاوے آپ نے فرمایا ہاں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ ان عورتوں کے پاس جائیے اور ان کو سلام کیجئے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے پوچھا تم کس کے لئے ہو انہوں نے کہا کہ ہم نیک ہیں حسین ہیں اور ایسے مردوں کی بیبیاں ہیں جو پاک ہیں صاف ہیں اور میلے نہ ہونگے اور ہمیشہ رہیں گے کبھی جنت سے جدا نہ ہونگے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے اور کبھی نہ مریں گے سو وہاں سے ہٹ کر تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بہت سے آدمی جمع ہو گئے پھر ایک موذن نے اذان کہی اور تکبیر کہی گئی ہم سب صف باندھ کر منتظر کھڑے تھے کہ کون امام بنے سو میرا ہاتھ جبریل علیہ السلام نے پکڑ کر آگے کھڑا کر دیا میں نے سب کو نماز پڑھائی جب میں فارغ ہوا جبریل علیہ السلام نے مجھ سے کہا کہ آپ کو خبر ہے کن لوگوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی میں نے کہا کہ نہیں انہوں نے کہا کہ جتنے نبی مبعوث ہوئے سب نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔

جب نماز پوری ہو گئی تو ملائکہ نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ تمہارے ہمراہ کون ہیں انہوں نے کہا کہ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں ملائکہ نے کہا کہ کیا ان کے پاس پیام الٰہی (نبوت کے لئے یا آسمانوں پر بلانے کے لئے) بھیجا گیا جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں فرشتوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان پر تحیت نازل فرماوے کہ بہت اچھے بھائی اور بہت اچھے خلفی ہیں (یعنی ہمارے بھائی اور اللہ تعالے کے خلیفہ) پھر ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہوئی اور ان سبھوں نے اپنے رب پر ثنا کی۔

پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب کی ثنا کی اور فرمایا کہ تم سب نے اپنے رب کی ثنا کی اور میں بھی اپنے رب کی ثنا کرتا ہوں۔ جمیع محامد اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں جس نے مجھ کو رحمۃ للعالمین اور تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا اور مجھ پر فرقان یعنی قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر (دینی ضروری) امر کا بیان ہے (خواہ صراحۃً" خواہ اشارۃً") اور میری امت کو بہترین امت بنایا کہ لوگوں کے نفع (دین) کے لئے پیدا کی گئی ہے اور میری امت کو امت عادلہ بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہ اول بھی ہیں (یعنی رتبہ میں) اور آخر بھی ہیں (یعنی زمانہ میں) اور میرے سینہ کو فراخ فرمایا اور میرا بار مجھ سے ہلکا کیا اور میرے ذکر

کو بلند فرمایا اور مجھ کو سب کا شروع کرنے والا سب کا ختم کرنے والا بنایا (یعنی نور میں اول اور ظہور میں آخر) حضرت ابراہیم علیہ السلام نے (سب سے خطاب کر کے) فرمایا کہ بس ان کمالات کے سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم سب سے فائق ہو گئے۔

ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر بھی براق ہی کی سواری پر تشریف لے گئے گو درمیان میں بیت المقدس میں بھی اترے۔ اور بیہقی میں ابو سعید کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ پھر (یعنی بعد فراغ اعمال بیت المقدس کے) میرے سامنے ایک زینہ لایا گیا جس پر بنی آدم کی ارواح (بعد موت کے) چڑھتی ہیں سو اس زینہ سے زیادہ خوبصورت خلائق کی نظر سے نہیں گزرا تم نے (بعض) میت کو آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھا ہو گا سو وہ اس زینہ کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور شرف مصطفیٰ میں ہے کہ یہ زینہ جنت الفردوس سے لایا گیا اور اسکے داہنے بائیں ملائکہ اوپر تلے گھیرے ہوئے تھے۔

جبریل علیہ السلام نے (آسمان کا) دروازہ کھلوایا

روایت میں ہے کہ فرشتوں نے یہ سن کر کہا مرحبا آپ بہت اچھا آنا آئے اور دروازہ کھول دیا گیا آپ فرماتے ہیں کہ میں وہاں پہنچا تو حضرت آدم علیہ السلام موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے باپ آدم ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو

جبریل آگے لے کر چڑھے یہاں تک کہ دوسرے آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھلوایا

جب میں (وہاں) پہنچا تو حضرت یحییٰ و عیسیٰ علیہما السلام موجود ہیں اور وہ دونوں باہم خلیرے ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ یحیٰ و عیسیٰ ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا ان دونوں نے جواب دیا۔

تیسرے آسمان کی طرف لیکر چڑھے اور دروازہ کھلوایا

جب میں (وہاں) پہنچا تو حضرت یوسف علیہ السلام موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یوسف ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو اور ایک روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دیکھتا کیا ہوں کہ یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک (بڑا) حصہ عطا کیا گیا ہے (کذافی المشکوۃ)

حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالی نے کسی نبی کو مبعوث نہیں فرمایا کہ خوبصورت اور خوش آواز نہ ہو اور تمہارے نبی ان سب سے زیادہ حسین اور سب میں زیادہ خوش آواز تھے۔

جبریل علیہ السلام آگے لے کر چڑھے یہاں تک کہ چوتھے آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھلوایا

جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ادریس علیہ السلام موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ ادریس ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو۔

بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو جبریل آگے لے کر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھلوایا جب میں وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام موجود تھے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر صالح اور نبی صالح کو۔

پھر مجھ کو جبریل کے آگے لے کر چڑھے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچے اور دروازہ کھلوایا جب میں وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام موجود ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا پھر کہا مرحبا برادر

صالح اور نبی صالح کو پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے ان سے پوچھا گیا آپ کے رونے کا کیا سبب ہے انہوں نے فرمایا میں اس لئے روتا ہوں کہ ایک نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث ہوئے جن کی امت کے جنت میں داخل ہونے والے میری امت کے جنت میں داخل ہونے والوں سے بہت زیادہ ہونگے۔

پھر مجھ کو جبرئیل آگے لیکر ساتویں آسمان کی طرف چڑھے اور دروازہ کھلوایا۔ جب میں وہاں پہنچا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپ کے جد امجد ابراہیم ہیں ان کو سلام کیجئے میں نے سلام کیا انہوں نے جواب دیا اور فرمایا مرحبا فرزند صالح اور نبی صالح کو ایک اور روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنی کمر بیت المعمور سے لگائے ہوئے بیٹھے ہیں

اور بیت امعور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں کہ جن کی باری پھر نہیں آتی یعنی اگلے روز اور نئے ستر ہزار داخل ہوتے ہیں۔جب مجھ کو آسمان ہفتم پر چڑھایا گیا تو ابراہیم علیہ السلام موجود ہیں بہت حسین ہیں اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے کچھ لوگ ہیں اور میری امت بھی موجود ہے دو قسم کے ایک وہ جن پر سفید کپڑے ہیں اور ایک وہ جن پر میلے کپڑے ہیں میں بیت المعمور میں داخل ہوا اور سفید کپڑے والے میرے ساتھ داخل ہوئے اور دوسرے روک دیئے گئے سو میں نے اور میرے ساتھ والوں نے وہاں نماز پڑھی۔

پھر مجھ کو سدرۃ المنتہی کی طرف بلند کیا گیا سو اس کے بیر اتنے بڑے بڑے تھے جیسے مقام ہجر کے مٹکے اور اس کے پتے ایسے تھے جیسے ہاتھی کے کان۔ حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دیکھنے کے بعد مجھ کو ساتویں آسمان کے بالائے سطح پر لے گئے جہاں تک کہ آپ ایک نہر پر پہنچے جس پر یاقوت اور موتی اور زبرجد کے پیالے رکھے تھے اور اس پر سبز لطیف پرندے بھی تھے۔ جبرئیل علیہ اسلام نے کہا کہ یہ کوثر ہے جو آپ کے رب نے آپ کو دی ہے اس کے اندر برتن سونے اور چاندی کے پڑے ہیں اور وہ یاقوت اور زمرد کے سنگریزوں پر چلتی ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے میں نے ایک برتن لیکر اس میں سے کچھ پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیریں اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو سدرۃ المنتہی تک پہنچایا گیا اور وہ چھٹے آسمان میں ہے اور زمین سے جو اعمال صعود کرتے ہیں وہ اس تک پہنچتے ہیں اور وہاں سے اوپر اٹھا لئے جاتے ہیں اور جو احکام اوپر سے آتے ہیں وہ (اول) اس پر نزول کرتے ہیں اور وہاں سے ۔ (عالم دنیا میں) لائے جاتے ہیں (اور اسی واسطے اس کا نام سدرۃ المنتہی ہے)

مسلم میں ہے کہ وہ پروانے تھے سونے کے اور ایک حدیث میں ہے کہ ٹڈیاں تھیں سونے کی اور ایک حدیث میں ہے کہ اس کو فرشتوں نے چھالیا۔ایک روایت میں بعد سدرۃ المنتہی دیکھنے کے یہ ہے کہ پھر میں جنت میں داخل کیا گیا تو اس میں موتیوں کے گند ہیں اور مٹی اس کی مشک ہے

ارشاد فرمایا کہ بیت معمور ایک مسجد ہے آسمان میں مقابل خانہ کعبہ کے اس طرح پر کہ اگر بالفرض وہ گرے تو عین کعبہ کے اوپر گرے اس میں ستر ہزار فرشتے روزانہ داخل ہوتے ہیں اور جب وہ باہر نکل آتے ہیں تو ان کی باری دوبارہ نہیں آتی۔

حدیث مذکور میں یہ بھی ہے بعد سیر جنت کے پھر دوزخ میرے روبرو کیا گیا اس میں اللہ کا غضب اور عذاب اور انتقام تھا اگر اس میں پتھر اور لوہا بھی ڈال دیا جاوے تو اس کو بھی کھالے پھر وہ بند کر دیا گیا

بخاری میں ہے کہ پھر مجھ کو عروج کرایا گیا یہاں تک کہ میں

ایک ہموار میدان میں پہنچا جہاں میں نے قلموں کی آواز (جو لکھنے کے وقت پیدا ہوتی ہے) سنی سو مجھ پر اللہ تعالی نے پچاس نمازیں فرض کیں

بزار نے حضرت علیؓ سے معراج کے باب میں ایک حدیث ذکر کی ہے اور اس میں جبریل علیہ السلام کا براق پر چلنا ذکر کیا ہے یہاں تک کہ حجاب تک پہنچے اور یہ بھی فرمایا کہ ایک فرشتہ حجاب کے اندر سے نکلا تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو دین حق دیکر مبعوث فرمایا کہ جب سے میں پیدا ہوا ہوں میں نے اس فرشتہ کو نہیں دیکھا اور حالانکہ میں خلائق میں رتبہ کے اعتبار سے بہت مقرب ہوں

بدو گفت سالار بیت الحرام
کہ اے حامل وحی برتر خرام
چو در دوستی مخلصم یافتی
عنانم زصحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند
بماندم کہ نیروئے بالم نماند
اگر یک سرموئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

عبدالرزاق نے بواسطہ معمر کے حسن سے روایت کیا کہ انہوں نے حلف کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا اور ابن خزیمہ نے عروہ بن الزبیر سے اس روایت کو ثابت کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تمام اصحاب اس کے قائل ہیں اور کعب احبار اور زہری اور معمر سب اس کا جزم کرتے ہیں اور نسائی نے باسناد صحیح بطریق عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حاکم نے بھی اس کی تصحیح کی ہے انہوں نے فرمایا کہ تم تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم کے لئے ہو اور کلام حضرت موسی علیہ السلام کے لئے اور رویت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اور طبرانی نے کہا کہ آپ نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ہے۔

پانچ نمازیں فرض کی گئیں اور خواتیم سورۃ بقرہ عنایت ہوئیں اور جو شخص آپ کی امت میں سے اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراوے اس کے گناہ معاف کئے گئے دکذار واہ مسلم) اور یہ بھی وعدہ ہوا کہ جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو کرنے نہ پاوے تو ایک نیکی لکھی جاوے گی اور اگر اس کو کر لیا تو (کم از کم) دس حصے کر کے لکھی جاوے گی اور جو شخص بدی کا ارادہ کرے پھر اس کو نہ کرے تو وہ بالکل نہ لکھی جاوے گی اور اگر اس کو کرلے تو ایک ہی بدی لکھی جاوے گی۔

ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو حبیب بنایا اور سب لوگوں کی طرف مبعوث کیا اور شرح صدر و وضع وزر و رفع ذکر مرحمت فرمایا سو میرا جب ذکر ہوتا ہے تمہارا بھی ہوتا ہے اور تمہاری امت کو خیر امت اور امت عادلہ بنایا اور اول بھی اور آخر بھی بنایا اور ان کا کوئی خطبہ درست نہیں جب تک وہ آپ کے عبد اور رسول ہونے کی شہادت نہ دیں اور تمہاری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے جن کے سینے میں ان کی کتاب رکھی اور تم کو پیدائش (عالم نور) میں سب سے اول اور بعث میں سب سے آخر اور قیامت کے روز فیصلہ میں سب سے مقدم بنایا اور میں نے تم کو سبع مثانی اور خواتیم سورۃ بقرہ بلا شرکت دوسرے انبیاء کے اور کوثر اور اسلام اور ہجرت اور جہاد اور نماز اور صدقہ اور صوم رمضان اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر عطا فرمائے اور تم کو فاتح اور خاتم بنایا اس کے اسناد میں ابو جعفر ہیں جن کو قوم کثیر نے ضعیف الحفظ کہا ہے۔

اور پانچ نمازوں کے ملنے سے مراد یہ ہے کہ آخر میں پانچ رہ گئیں۔ اور ظاہرا یہ سب کلام مقام رویت میں ہوئے

ہیں۔

نسائی میں ہے کہ حق تعالے نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے جس روز آسمان وزمین کو پیدا کیا تھا آپ پر اور آپ کی امت پر پچاس نمازیں فرض کیں تھیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں پہچان گیا کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے پختہ بات ہے۔ جب کم ہوتے ہوتے پانچ رہ گئیں تو ارشاد ہوا کہ یہ پانچ ہیں اور (ثواب میں) پچاس ہیں میرے یہاں بات نہیں بدلی جاتی

محمد بن اسحق کہتے ہیں کہ مجھ کو ام ہانی بنت ابی طالب سے جن کا نام ہند ہے معراج نبوی کے متعلق یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ کہتی تھیں کہ آپ کو جب معراج ہوئی آپ میرے گھر میں سوتے تھے آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر سو گئے اور ہم بھی سو گئے جب فجر کے قبل کا وقت ہوا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیدار کیا جب آپ صبح کی نماز پڑھ چکے اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی فرمایا اے ام ہانی میں نے تم لوگوں کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی جیسا تم نے دیکھا تھا پھر میں بیت المقدس پہنچا اور اس میں نماز پڑھی پھر میں نے اب صبح کی نماز تمہارے ساتھ پڑھی جیسا تم دیکھ رہی ہو پھر آپ باہر جانے کے لئے اٹھے میں نے آپ کی چادر کا گوشہ پکڑ لیا اور عرض کیا یا نبی اللہ لوگوں سے یہ قصہ نہ کہیئے آپ کی تکذیب کرینگے اور آپ کو ایذا دیں گے آپ نے فرمایا واللہ میں ضرور اُن سے اس کو بیان کروں گا

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو حطیم میں دیکھا کہ قریش مجھ سے میرے سفر معراج کے متعلق پوچھتے تھے سو انہوں نے مجھ سے بیت المقدس کی کئی باتیں پوچھیں کہ جن کو میں نے (بوجہ ضرورت نہ سمجھنے کے) ضبط نہ کیا تھا سو مجھ کو اس قدر گھٹن ہوئی کہ ایسا کبھی نہ ہوا تھا پس اللہ تعالی نے اس کو میرے لئے ظاہر کر دیا کہ میں اس کو دیکھتا تھا اور وہ جو جو مجھ سے پوچھتے تھے میں ان کو بتلاتا جاتا تھا روایت کیا اس کو مسلم نے

آپ ایک شب میں حرم شریف مکہ سے حرم محترم مسجد اقصی تک (باوجودیکہ ان میں فاصلہ چالیس روز کے سفر کا ہے) ایسے (ظاہر وباہر وتیز رو کمال نورانیت وارتفاع کدورت کے ساتھ) تشریف لے گئے جیسا کہ بدر تاریکی کے پردہ میں نہایت درخشانی کے ساتھ جاتا ہے

چند مسلمانوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ حبشہ کا بادشاہ نجاشی نصرانی تھا اس نے مسلمانوں کو اچھی طرح جگہ دی۔ کفار قریش نے کئی شخصوں کو تحفہ وہدایا دے کر نجاشی کے پاس بھیجا کہ مسلمانوں کو اپنے پاس جگہ نہ دے۔

نجاشی نے کہا جو کلام ان پر اترا ہے اس میں سے کچھ پڑھو انہوں نے سورۃ مریم شروع کی وہ بہت متاثر ہوا اور مسلمانوں کو تسلی دی اور فرستادگان قریش کو خائب وخاسر رد کر دیا (کزانی تواریخ حبیب الہ) یہ بادشاہ مسلمان ہو گئے تھے

۱۔ اور تو ہرگز نہ دیکھے گا کسی آپ کے دوست کو کہ اس کو آپ کی برکت سے مدد نہ پہنچی ہو اور نہ تو ان کا کوئی دشمن دیکھے گا کہ اس کو شکست فاش نہ پہنچی ہو

۲۔ آپ نے اپنی امت اجابت کو اپنے دین کے مضبوط ومستحکم قلعہ میں اتارا (ان کو کوئی مغلوب ومقہور نہیں کر سکتا) جیسا کہ شیر اپنے بچوں کو لے کر اپنے بیشہ میں فروکش ہوتا ہے (کہ کسی کا مقدور نہیں کہ ان کو وہاں ستا سکے)

۳۔ اور بہت دفعہ کلام اللہ نے خاک مزلت پر ڈال دیا اس شخص کو جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں جھگڑا کیا اور ان کی نبوت کا انکار کیا اور بہت دفعہ غالب ہوئیں دلائل

آپ کی اثبات رسالت کی منکر شدید الخصومہ پر عطر الوردہ چنانچہؐ اس موقعہ پر صحابہ کا غلبہ ہوا اور کلام اللہ نے نجاشی پر اثر کیا ۱۲ منہ

حضرت خدیجہ دولت ایمان سے مشرف ہوئیں اور عورتوں میں سب سے اول حضرت خدیجہ اور جوانان احرار میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق اور لڑکوں میں حضرت علی اور غلاموں میں حضرت بلال اور آزاد شدہ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ اور بعد ازیں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے اور روز بروز لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے۔

جب آپ پر آیت وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ نازل ہوئی آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر پکارا اور سب کو جمع کر کے شرک پر رہنے کی حالت میں عذاب سے ڈرایا ابولہب نے آپ کی شان میں سخت الفاظ کہے سورۃ تبت تب ہی نازل ہوئی جس میں اس کی اور اس کی بیوی کی مذمت ہے وہ بھی آپ کے ساتھ بہت دشمنی رکھتی تھی اس ابولہب کے دو بیٹے تھے عتبہ اور عتیبہ آپ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور ام کلثوم ان دونوں کے نکاح میں تھیں۔

عتبہ نے تو ایسی بے حیائی کہ آپ کے سامنے جا کر یہ کلمات کہہ دیئے اس گستاخی پر آپ نے بددعا کی اَللّٰھُمَّ سَلِّطْ عَلَیْہِ کَلْبًا مِنْ کِلَابِکَ یا اللہ اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کردے رات کو شیر آیا اور عتبہ کو مار کر چلا گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی ارادہ ہجرت حبشہ کا کیا مکہ سے نکل کر برک الغماد تک کہ چار منزل مکہ سے ہے پہنچے تھے کہ مالک بن دغنہ کہ سردار قوم قارہ کا تھا ملا اور ان کو اپنی پناہ میں مکہ میں لے آیا اور سب کفار قریش سے کہہ دیا۔ فرمایا مجھ کو سوائے خدا کے کسی کی پناہ میں رہنا منظور نہیں وہ اپنی پناہ توڑ کر چلا گیا مسلمان ہمراہی آپ کے اکثر چھپے رہتے اور انتالیس تک شمار اہل اسلام پہنچی تھی آپ ارقم کے گھر میں تھے اس زمانہ میں عمر بن الخطاب اور ابوجہل بن ہشام دو بڑے سردار تھے آپ نے دعا فرمائی یا اللہ دین اسلام کو عزت دے اسلام عمر بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام سے سو حضرت عمر کے حق میں وہ دعا قبول ہوئی

آپ جب طائف سے واپس تشریف لائے کسی کو مطعم بن عدی کے پاس بھیجا اور امن طلب کیا مطعم نے امن دیا اور ہمراہ آپ کے مسجد آیا آپ اس پر مطعم کا شکریہ فرمایا کرتے تھے کہ بدر کے کفار قیدی لائے گئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتا۔ سفارش کی گفتگو کرتا تو اس کی خاطر سے ان کو ویسے ہی چھوڑ دیتا۔

کبھی آنکھ بسبب درد کے آفتاب کی روشنی کو برا سمجھتی ہے اور کبھی دہن بسبب بیماری کے ذائقہ آب شیریں کو ناپسند کرتا ہے

کفار قریش مثل ابوجہل وغیرہ دارالندوہ میں کہ قریب خانہ کعبہ کے ایک مکان مشورت کا تھا جمع ہوئے یہ قرار پائی کہ ہر قبیلہ قریش میں سے ایک ایک آدمی منتخب ہوا اور سب مجتمع ہو کر رات کو محمدؐ کے مکان پر جا کر محمدؐ کو قتل کردیں۔ حکم ہوا کہ آپ مدینہ کو ہجرت کر جاویں آپ شب کو گھر میں تھے کہ کفار نے دروازہ مبارک گھیر لیا آپ امانتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد کر کے گھر سے نکل گئے اور بقدرت خداوندی کسی کو نظر نہ آئے اور حضرت ابوبکر صدیق کے گھر تشریف لے جا کر ان کو ہمراہ لے کر نہایت احتیاط سے غار ثور میں جا چھپے یہاں کفار نے گھر میں جا کر آپ کو نہ دیکھا تو تلاش میں مشغول ہوئے اور تلاش کرتے ہوئے غار تک پہنچے

قصیدہ بردہ — اور میں قسم کھاتا ہوں اس خیرو کرم کی جس کو غار ثور نے جمع کر رکھا تھا (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت ابو بکر صدیق) ایسے حال میں کہ ہر چشم کفار کی آپ کے دیکھنے سے اندھی تھی پس آپ کہ سراپا صدق تھے اور حضرت صدیق غار سے ہٹے نہیں اور کفار کہتے تھے کہ غار میں کوئی بھی نہیں انہوں نے گمان کیا کہ کبوتر اشرف المخلوقات کے گرد نہیں پھرے (اور انہوں نے انڈے نہیں دیئے) اور مکڑی نے آپ پر جالا نہیں تنا خداوند تعالی کی حمایت و حفاظت نے آپ کو دوہری بنی ہوئی زرہ یا اوپر تلے دو زرہوں کے پہننے سے اور بلند قلعوں میں پناہ گیر ہونے سے بے پرواہ کر دیا تھا

تین دن تک آپ غار میں رہے عامر بن فہیرہ کہ حضرت ابو بکر کے آزاد کئے ہوئے غلام تھے متصل غار کے بکریاں چراتے تھے وہ دودھ بکریوں کا آپ کو اور حضرت ابو بکر کو پلا جاتے اور عبداللہ بیٹے ابو بکر صدیق کے کہ جوان تھے مکہ میں قریش کی مجالس میں جاکر خبریں دریافت کرکے رات کو آپ کے حضور میں آکر بیان کر دیتے تھے۔

راہ میں عجائب غرائب معاملات واقع ہوئے کہ بیان میں ان کے طول ہے تواریخ حبیب الہ میں دیکھ لیا جاوے۔ مدینہ کے لوگ بخیال آپ کی تشریف آوری کے ہر روز استقبال کے لئے مکہ کی راہ پر آتے اور دوپہر کے قریب لوٹ جاتے جس روز آپ پہنچے اس روز بھی انتظار کرکے لوٹ چلے تھے کہ ایکبارگی ایک یہودی نے ایک ٹیلہ پر سے آپ کی سواری دیکھی اور چلا کر ان پھرنے والوں سے کہا یَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ، ھٰذَا جِدُّکُمْ یعنی اے گروہ عرب یہ تمہارا حظ یعنی خوش نصیبی کا سامان آپہنچا وہ لوگ پھرے اور آپ کے ساتھ ہو کر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے اہل مدینہ کی اس روز کی خوشی کا اندازہ نہیں ہو سکتا تھا چھوٹی چھوٹی لڑکیاں شوق میں یہ نظم پڑھتی تھیں۔

۱۔ یعنی ہم پر بدر نے طلوع کیا ثنیات الوداع سے۔
۲۔ ہم پر شکر کرنا فرض ہے جب تک اللہ تعالی سے کوئی دعا مانگنے والا ہے۔ ۳۔ اے نبی جو ہم میں مبعوث ہوئے ہیں آپ ایسا حکم لے کر آئے ہیں کہ اس کی اطاعت ضروری ہے

تیسرے دن حضرت علی بھی امانتیں ادا کرکے آپ سے آملے پھر آپ نے شہر مدینہ کے اندر تشریف رکھنے کا ارادہ کیا ہر ایک کی آرزو تھی کہ ہمارے محلہ میں ٹھہریں فرمایا میری اونٹنی مامور ہے جہاں بیٹھ جاوے گی وہاں ہی مقیم ہونگا۔ اونٹنی چلتے چلتے وہاں آبیٹھی جہاں اب ممبر مسجد شریف ہے متصل اس جگہ کے حضرت ابوایوب انصاری کا گھر تھا وہاں اسباب آپ کا اتار اگیا اور آپ ان کے گھر ٹھہرے پھر آپ نے وہ زمین جہاں اونٹنی بیٹھی تھی خریدی اور مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی

۱۔ اور آپ کو غار میں دونوں صاحبوں کے ہونے کے وقت کی ایسی منقبت شریفہ مبارک ہو کہ آپ کے قبل کسی بشر نے اس کو حاصل نہیں کیا ۱۲ منہ

۲۔ اور دونوں صاحبوں نے اس غار سے نکل کر ہجرت کی جب کہ مدینہ کے سفر کا عزم کیا اور مدینہ پہنچ کر سفر ختم ہو گیا ۱۲ منہ

۳۔ آپ سے مدینہ پاکیزہ ہو گیا جب آپ وہاں مقیم ہوئے اور آپ جس وقت اس میں پہنچے تو اس کی خوشبوئے معطر پھیل گئی

بعد تشریف آوری کے مدینہ میں عبداللہ بن سلام عالم یہود میں تھے آپ کی ملاقات کے لئے آئے اور آپ سے تین سوال کئے اور جواب صحیح پاکر ایمان لے آئے

بسم اللہ الرحمان الرحیم

حدیث عشق و سر مستی زمن بشنو نہ از واعظ

سوانح سلطان المحققین حضرت شیخ شرف الحق والدین احمد یحیی منیری قدس اللہ سرہ العزیز کے جد اعلی حضرت امام محمد تاج فقیہ رحمتہ اللہ علیہ قدس خلیل سے جو بیت المقدس کا ایک محلہ ہے ۵۷۶ھ میں قصبہ منیر ضلع پٹنہ میں تشریف لائے۔ یہاں کے راجہ سے جنگ کی اور منیر فتح کر لیا۔

شجرہ بیعت

(۱) حضرت مخدوم شرف الحق والدین احمد یحیٰی منیری فردوسی قدس اللہ سرہ العزیز۔

(۲) حضرت خواجہ نجیب الدین فردوسی قدس اللہ سرہ العزیز۔

(۳) حضرت خواجہ رکن الدین فردوسی قدس اللہ سرہ العزیز

(۴) حضرت خواجہ بدر الدین سمرقندی قدس اللہ سرہ العزیز۔

(۵) حضرت خواجہ سیف الدین باخرزی قدس اللہ سرہ العزیز۔

(۶) حضرت خواجہ نجم الدین کبرائے قدس اللہ سرہ العزیز۔

(۷) حضرت خواجہ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز۔

(۸) حضرت خواجہ وجہہ الدین ابو حفص قدس اللہ سرہ العزیز۔

(۹) حضرت خواجہ محمد عبداللہ المعروف بہ عمویہ قدس اللہ سرہ العزیز۔

(۱۰) حضرت خواجہ احمد سیاہ دینوری قدس اللہ سرہ العزیز۔

(۱۱) حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس اللہ سرہ العزیز۔

(۱۲) حضرت خواجہ ابوالقاسم جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز۔

(۱۳) حضرت خواجہ سری سقطی قدس اللہ سرہ العزیز۔

(۱۴) حضرت خواجہ معروف کرخی قدس اللہ سرہ العزیز۔

(۱۵) سیدنا حضرت امام علی موسی رضا رضی اللہ عنہ۔

(۱۶) سیدنا حضرت امام موسیٰ کاظم رضا رضی اللہ عنہ۔

(۱۷) سیدنا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔

(۱۸) سیدنا حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ۔

(۱۹) سیدنا حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ۔

(۲۰) امیر المومنین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ۔

(۲۱) امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ۔

(۲۲) سید المرسلین خاتم النبین، امام المتقین، شفیع المذنبین احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

توحید

توحید کا پہلا درجہ یہ ہے کہ ایک گروہ فقط زبان سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہتا ہے مگر دل سے رسالت و توحید حق کا منکر ہے۔ ایسے لوگ زبان شرع میں منافق کہے جاتے ہیں۔ ایک گروہ زبان سے بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہتا ہے اور دل میں بھی تقلیداً اعتقاد رکھتا ہے کہ اللہ ایک ہی ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ جیسا کہ ماں باپ وغیرہ سے اس نے سنا ہے اسی پر ثابت قدم ہے۔ اس جماعت کے لوگ عام مسلمانوں میں ہیں۔ دوسرا گروہ زبان سے بھی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ کہتا ہے۔ اور دل میں اعتقاد صحیح رکھتا ہے۔ علاوہ اس کے علم کی وجہ سے اللہ تعالی کی وحدانیت پر سیکڑوں دلیلیں بھی رکھتا ہے۔ اس جماعت کے لوگ متکلمین یعنی علمائے ظواہر کہلاتے ہیں۔

عامیانہ کی مثال ہے۔

دوسرے نے عمرو سے دریافت کیا۔ اجی حضرت آپ کو اس سوداگر کا حال معلوم ہے۔ عمرو نے کہا۔ خوب ابھی ابھی میں اسی طرف سے آرہا ہوں۔ سوداگر سے ملاقات تو نہ ہوئی، مگر اس کے نوکروں کو دیکھا، اس کے گھوڑے دیکھے۔ اسباب وغیرہ دیکھنے میں

آئے۔ ذرا شبہ اس کے آنے میں نہیں ہے۔ یہ توحید متکلمانہ ہے۔

تیسرے شخص نے خالد سے استفسار کیا۔ جناب اس کی خبر رکھتے ہیں کہ سوداگر صاحب سرائے میں تشریف رکھتے ہیں۔ خالد نے جواب دیا۔ بیشک میں تو ابھی ابھی انہیں کے پاس سے آرہا ہوں۔ مجھ سے اچھی طرح ملاقات ہو گئی ہے۔ یہ توحید عارفانہ ہے۔

دیکھو زید نے سنی سنائی پر اعتقاد کیا۔ عمرو نے اسپ و اسباب وغیرہ دیکھ کر دلیل قائم کی خالد نے خود سوداگر کو دیکھ کر یقین کر لیا' تینوں میں جو فرق مراتب ہے اس کے بیان کی اب حاجت نہ رہی۔ جس توحید میں مشاہدہ نہ ہو وہ توحید کی صورت اور توحید کا قالب ہے۔ مشاہدہ ہر بند کو کھول دیتا ہے۔

(۱) منافقوں کی توحید پہلے چھلکے کے درجہ میں۔

(۲) عام مسلمانوں اور متکلموں کی توحید دوسرے چھلکے کے درجہ میں ہے۔

(۳) عارفانہ توحید مغز کے درجہ میں ہے۔

(۴) موحدانہ توحید روغن کے درجہ میں ہے۔

تم چیونٹی کی طرح خاکسار سہی 'مگر دل حضرت سلیمان کے ایسا پیدا کرو۔ فرض کیا کہ مچھر کی طرح منحنی ہو' لیکن جگر شیر کا بنا ڈالو۔ سات سات لاکھ برس کی طاعت و عبادت کو باد بے نیازی نے اس طرح اڑا پھینکا ہے کہ ہباء منثورا ہو کر رہ گئی اپنی خرابیوں کو تم نہ دیکھو۔

نقل ہے کہ ایک زنار دار اپنے زنار کو آراستہ کر رہا تھا۔ غیب سے ایک بھید ظاہر ہوا جس سے زنار کی حقیقت اس پر کھل گئی۔ گھر سے نکل کھڑا ہوا۔ حالت یہ تھی کہ دوڑتا جاتا تھا اور نعرہ مارتا ہے تھا۔ اَیْنَ اللّٰہُ اللہ کہاں ہے؟ اس انکشاف راز کے باعث ایسا سوز دروں پیدا تھا کہ اس کو ذرا قرار نہ تھا۔ جبل لبنان پر پہنچا۔ کیا دیکھتا ہے کہ چھ آدمی کھڑے ہیں۔ اور ایک جنازہ سامنے رکھا ہے۔ نماز جنازہ کی امامت تو کیجئے۔ خدا کی شان وہ بے تکلف آگے بڑھ گیا۔ اور نماز پڑھا دی۔

توبہ

پہلی منزل اس راہ کی توبہ نصوح ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم ہمہ تن تائب تھے۔ کفر سے سخت بیزار' ایمان سے نہایت رغبت و دلچسپی رکھنے والے گناہ پر ان حضرات نے لات ماری تھی۔ توبہ ادنیٰ اعلیٰ سب پر فرض ہے' ہر آن و ہر ساعت کافر پر کفر سے توبہ کرنا اور ایمان لانا فرض ہے۔ عاصیوں پر معصیت سے توبہ کرنا اور عبادت میں مشغول ہونا فرض ہے۔ محسنوں پر فرض ہے کہ افعال حسن سے احسن کا قصد کریں' واقفان راہ پر فرض ہے کہ وہ ایک مقام پر ٹھہرے نہ رہ جائیں۔ روش سالکانہ اختیار کریں۔ مقیمان آب و خاک پر فرض ہے کہ صرف عالم اجسام کی سیر کافی نہ سمجھیں طیر کی قوت حاصل کریں اور حضیض سفلی سے اڑ کر اوج علوی پر پہنچیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ سالک کا کسی مقام پر ٹھہرنا گناہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جب تجلی ربانی ہوئی۔ عالم بے خودی کے بعد جب ہوش آیا تو آپ نے فرمایا تُبْتُ اِلَیْکَ بظاہر توبہ کا محل نہ تھا۔ عاشق صاحب اختیار نہیں ہوتا۔ آپ نے توبہ کی اور کار حسن سے کار احسن کی طرف رجوع کیا۔ فرماتے ہیں کہ۔ میں ہر روز ستر بار استغفار کرتا ہوں۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ ابرار کے حسنات مقربین کے سیئات ہیں۔ ایک بزرگ معصیت میں گرفتار ہو گئے۔ نہایت ان کو ندامت ہوئی۔ دل ہی دل میں کہنے لگے کیا حال ہمارا ممکن ہے کہ آسمان ٹوٹ پڑے۔ ہاتف نے آواز دی۔ اَطَعْتَنَا فَشَکَرْنَاکَ ثُمَّ تَرَکْتَنَا فَاَمْهَلْنَاکَ فَاِنْ عُدْتَ

اَلَیۡنَاقَبۡلَنَاکَ میری طاعت تو نے کی میں نے تیرا شکر کیا (یعنی تجھ کو جزادی) پھر بے وفائی تو نے کی اور مجھ کو چھوڑ دیا میں نے تجھ کو مہلت دی۔ اب اگر تیرے جی میں ہے کہ رجوع کرے تو میں تجھے اب صلح کے ساتھ قبول کرلوں گا۔ سبحان اللہ۔

عوام کی توبہ گناہ سے باز آنا ہے۔ خواص کی توبہ غفلت سے باز آنا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی توبہ اس مقام سے ہے جس مقام میں وہ فی الحال موجود ہیں۔ تائب کا درجہ محب کا درجہ ہے۔ دوست سے سابق بے عنوانیوں کو دہرانا ہرگز جفا سے کم نہیں۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں

(جب میں نے پوچھا۔ ہم نے کیا گناہ کیا' تو اس کی محبت نے جواب دیا تیرا وجود ہی اتنا بڑا گناہ ہے جس کے مقابلے میں سارے گناہ ہیچ ہیں)

ساحران فرعون سے تم زیادہ آلودہ تو نہیں۔ جب ملائکہ نے کہا۔ ندا آئی۔ شاید تم کو اس کا خوف ہے کہ معصیت ان کی میری رحمت سے بڑھ جائے گی یا آلودگی ان کی ہماری قدوسیت پر دھبہ لگا دے گی۔ یہ وہ مشت خاک ہیں کہ ہماری درگاہ میں مقبول ہیں۔ (میں سر سے پاؤں تک عیب ہی عیب ہوں تو نے ٹھوک بجا کر مجھ کو خریدا ہے واہ کیا اچھی یہ عیب دار جنس ہے' اور کیا خوب مہربان خریدار ہے)

دشمن کے خوش کرنے

توبہ کرنے کے بعد مرید کا کام دشمنوں کا خوش کرنا رہ جاتا ہے' اور یہ بڑا کھڑاگ ہے۔ تم نے مال کا گناہ کیا ادائیگی سے مجبور ہو تو معافی چاہو صدقہ کر ڈالو اگر یہ بھی نہ ہو تو نیکیاں کرو اور الحاح وزاری سے معافی مانگو یہاں تک کہ وہ اپنے کرم سے قیامت کے دن تمہارے دشمنوں کو تم سے خوش کردے۔ اگر تم نے کسی کی جان ماری ہے تو اس کے اقربا سے کہہ دو۔ قصاص لیں یا معاف کر دیں۔ اور اگر تم نے ذاتیات کے نقصان پہنچائے ہیں۔ کسی کی غیبت کی' تہمت جوڑی' گالیاں بکیں تو یہ لازم ہے کہ اس سے جا کر کہو "بھئی ہم نے تمہاری طرف جھوٹی باتیں لگائی ہیں معاف کرو" مگر ذرا سوچ سمجھ کر ایسا نہ ہو کہ اس کا غصہ بھڑک اٹھے اور لینے کے دینے پڑ جائیں۔ کسی کی بیوی یا شرعی لونڈی کے ساتھ بدنیتی کی ہے یا اس سے بھی تجاوز کر گئے ہو تو یہ موقع نہ معافی کا ہے اور نہ ظاہر کرنے کا اشتعال غضب کا خوف نہ ہو تو معافی مانگ لو کسی کی بیجا تکفیر کی یا کسی کو گمراہ کر ڈالا ہو۔ اظہار کر کے معافی چاہو اگر ناممکن ہو تو نادم ہو کر درگاہ خداوندی میں سر ٹیک دو۔ بندے کی صداقت دیکھے گا تو اپنی رحمت سے اس کے دشمنوں کو خوش کردے گا۔ سنو خواجہ ابو اسحاق اسفرائنی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "میں تیس برس تک خدا سے توبہ نصوح چاہتا رہا ایک دفعہ میں نے متعجب ہو کر کہا۔ تیس برسوں میں بھی ایک حاجت پوری نہ ہوئی۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ کوئی مجھ سے کہہ رہا ہے۔ تمہیں تعجب ہوتا ہے' لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ تم کیا مانگ رہے ہو؟ چاہتے ہو کہ خدا تعالی تم کو اپنا دوست بنا لے۔ کیا یہ کوئی معمولی مراد مانگی ہے"۔ ابلیس اور بلعم باعور دیکھو اول اول دونوں سے گناہ ہی سرزد ہوئے آخر کفر کی نوبت آ پہنچی۔ صلحا کہتے ہیں۔ "گناہ سے دل سیاہ ہوتا ہے۔ مانا کہ تم توبہ کے بعد پھر بھی گناہ کرو گے۔ پھر توبہ کر لینا۔ کہ جتنی طاقت گناہ کرنے میں خرچ کرتے ہو' اتنی ہمت توبہ کرنے میں صرف کرو۔ آخر اس کے کیا معنی کہ توبہ کرنے میں عاجز اور گناہ کرنے میں مستعد۔ توبہ سے رکنا شیطانی اغوا ہے۔ پہلے گناہ بخش دیے گئے۔ تم بالکل پاک و صاف ہو گئے۔ اب اگر تمہارے سر پر بوجھ رہا تو صرف اسی نئے گناہ کا۔ گناہ ہوں تو ہوں' رسول علیہ الصلوۃ والسلام کا ارشاد کہ تم لوگوں میں بہترین شخص وہی ہے کہ اگر گناہ زیادہ کرے تو توبہ بھی بہت کرے۔ باقاعدہ غسل کرو اور

پاک وصاف کپڑے پہن کر چار رکعت نماز نہایت حضور دل سے ادا کرو- اس کے بعد سجدے میں جاؤ- اور ایسی جگہ ہو کہ محض تخلیہ ہو- خدا کے سوا تم کو کوئی نہ دیکھتا ہو- اور سر وریش کو خاک آلودہ کرو- آنکھوں سے آنسو جاری ہوں- دل میں سوز وقلق ہو یہ آواز اپنے نفس کو مخاطب کر کے کہو کہ اے نفس وہ وقت آ گیا کہ تو توبہ نصوح کرے اور تو خدا کی طرف سچائی سے رجوع ہو- کیونکہ تجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ عذاب خداوندی برداشت کر سکے- اور تیرے پاس وہ سرمایہ بھی نہیں جو تجھ کو خدا کے عذاب سے بچا سکے- (اگر گناہ کے چند قطرے ظاہر بھی ہوئے' تو اتنے بڑے سمندر میں کیونکر معلوم ہو سکتے ہیں-

اے وہ ذات کہ اس کو نہیں روکتا ہے ایک شخص کی بات کا سننا دوسرے شخص کی بات کے سننے سے- اے وہ ذات کہ غلطی نہیں کرتی ہے سوال کے سمجھنے میں- اے وہ ذات کہ اس کو مجبور نہیں کرتا ہے الحاح کرنے والوں کا الحاح- چکھا دے ہمیں اپنی معافی کا مزہ اور اپنی رحمت کی مٹھاس- بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے)- پھر درود پڑھو اور اپنے اور جملہ مسلمانوں کے لئے مغفرت چاہو- اور طاعت و عبادت میں مشغول ہو جاؤ- کیونکہ تم نے توبہ نصوح کی اور سب گناہوں سے پاک ہو گئے-

بہرحال جہاں تک ممکن ہو سجدے کیے جاؤ- اور نیازمندانہ اور سائلانہ اس درگاہ میں حاضری دو- بندہ جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ کہتا ہے' اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ جو کچھ لایا ہے اس کو قبول کرو- اور جب اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ (ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں) کہتا ہے تو ارشاد خداوندی ہوتا ہے کہ جو کچھ مانگتا ہے اس کو دو- بادشاہوں کے خزانے کو سائلوں سے رونق ہوتی ہے-

تجدید توبہ

بسم اللہ الرحمان الرحیم

ایک ساعت بھی تجدید توبہ سے غافل نہ رہو- ایمان جو عمل کے لئے ایک بڑا سرمایہ ہے- اس میں حلاوت پیدا نہیں ہوتی- تم جانتے ہو' اس راہ طلب میں قدم کون رکھتا ہے' ایمان رکھتا ہے- اور ان احکام کے بوجھ کو کون اٹھاتا ہے' ایمان اٹھاتا ہے- اور اس خونخوار جنگل کو قطع کون کرتا ہے' ایمان کرتا ہے- ایمان ہوتا ہے- ہر دل میں آفتاب ایمان اسی قدر دکھائی دے گا جتنی جلا توبہ سے حاصل ہو گی- جس درجہ میں درگاہ توبہ وسیع ہو گی' اسی قدر آفتاب ایمان کی روشنی ہو گی- اب یہ بھی سن لو کہ توبہ کی حقیقت کیا ہے- اس کی حقیقت یہی ہے کہ طالب کے صفات ذمیمہ صفات حمیدہ سے بدل جائیں- چلے کا حکم دیتے ہیں- کہ مرید ایک حال سے دوسرے حال میں ہو جائے- جب صفت بدل گئی تو وہ شخص بھی بدل گیا- اگرچہ صورتاً" وہی شخصیت قائم ہے- ایسی ہی گردش کے بعد جو نور ایمان پیدا ہوتا ہے اس کا نام حقیقت ایمان ہے- ہاں بھائی ذرا دل کو مضبوط کرو ایسا نہ ہو کہ گھبرا اٹھو اور یہاں تک کہ تم حیلہ شرعی ڈھونڈھ کر اور اَلْفِرَارُ مِمَّا لَا یُطَاقُ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ (یعنی جس چیز کی طاقت نہیں اس سے الگ رہنا پیغمبروں کی سنت ہے)- پڑھ کر بھاگ کھڑے ہو- فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں' اور جو چاہوں گا کروں گا- کسی کو ابایزید کا خطاب دیا جاتا ہے' کسی کو ابوجہل کہہ کر پکارا جاتا ہے- ایک کو اعلیٰ علیین پہنچا دیتا ہے اور ایک کو اسفل السافلین میں گرا دیتا ہے- اگر سبب پوچھو تو کچھ پتہ نہیں- مردوں کی ہمت کا باز جس وقت پرواز کرتا ہے تو بے خس و خاشاک اور پاک صاف صحرا تلاش کرتا ہے- واہ رے ہمت مردانہ کہ یہ بات آب و خاک (انسان) ہی کو نصیب ہوئی- اور سب اس سے محروم رہے- تصوف ایک ایسی حرکت ہے جس کو ذرا اقرار نہیں صورۃ انسان ایک گوشہ میں بیٹھا ہو- اور اسرار اس کے

ملکوت و جبروت میں سیر کرتے ہوں۔ کیونکہ متحرک چیز جب تیزی کے ساتھ حرکت کرتی ہے تو جیسے کمہار کا چاک جس وقت حرکت میں ہوتا ہے ساکن دکھائی دیتا ہے۔

طلب پیر

مشائخ طریقت رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اتفاق ہے کہ تکمیل توبہ کے بعد مبتدی پر فرض ہے کہ ایسا پیر پختہ تلاش کرے جو نشیب و فراز راہ سے آگاہ صاحب حال و مقام ہو۔ عوارض باطن کا علاج جانتا ہو۔ اللہ کا حکم ہے صادقوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ یہ مرتبہ اول درجے میں پیغمبروں کو حاصل ہے صلوٰۃ اللہ علیہم۔ بعد ان کے ان کے خلفاء کا درجہ ہے۔ یعنی مشائخ کرام کا۔ عالِم پیغمبروں کے وارث ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ میرے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی پیروی کرو اور پھر فرمایا اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ (میرے اصحاب تاروں کی طرح ہیں۔ تم نے جس کی بھی پیروی کی رستہ پالیا۔

مشائخ تین سال کی مدت میں تین کام طالب صادق سے لیتے ہیں۔ اگر اس پر اس نے استقامت کی اور اچھی طرح انجام دیا تو مرید کو تقلیداً" نہیں بلکہ تحقیقاً" خرقہ پہناتے ہیں۔ ایک سال خلق اللہ کی خدمت کرنا۔ ایک سال اللہ تعالیٰ کی بکثرت بندگی کرنا۔ ایک سال دل کی پاسبانی کرنا۔ اور ضمناً" یہ حکم بھی دیتے ہیں کہ ہاتھ دعا کے لئے اٹھا رہے۔ جو دل چاہے وہی مانگنا بہتر ہے۔ بلکہ جو چیز مانگی جائے ذلیل و حقیر نہ طلب کی جائے۔ اور جب تک حاجت پوری نہ ہو طالب درگاہ سے ٹالے نہ ٹلے۔ نقل ہے کہ ایک کافر نے عرض کی۔ اے علیؓ اپنی تلوار تم مجھے دے دو۔ آپ نے تلوار اس کو دیدی اے علیؓ یا تو آپ بہت ہی بڑے شجاع ہیں۔ یا سخت نادان ہیں کہ اپنی تلوار دشمن کو دیدی فرمایا سائل کو محروم رکھنا کریموں کا دستور نہیں ہے۔

اہلیت شیخی

(خدا کی عنایت بندہ پر مٹی اور پانی کے خمیر بننے سے پہلے ہو چکی ہے۔ شیخ کو سالک ہونا چاہیے۔ مجذوب نہیں۔ کیونکہ مجذوب پیر بنانے کے لائق نہیں ہوتے۔ ان کے مقامات بیہوشی میں طے ہوتے ہیں۔ اور سالک ہر ہر مقام سے آگاہ ہو کر منزل مقصود کو پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ (اے دل اگر تجھ کو محبوب کی رضا مندی حاصل کرنا ہے تو وہی کام کر جو وہ کہے۔ اگر وہ کہے تو لہو رو تا رہ۔ تو نہ پوچھ کیوں۔ اور اگر کہے جان نچھاور کر دے تو نہ پوچھ کس لئے)۔ بزرگوں کا قول ہے کہ کوئی بقعہ و مقام ایسا نہیں ہے جہاں ایک صاحب ولایت نہیں ہے۔ تین سو چھپن ولی موجود رہتے ہیں انھیں کے دم قدم کی بدولت عالم قائم رہتا ہے۔ راحت و رحمت اہل زمین پر انھیں کی برکت سے نازل ہوا کرتی ہے۔ وہ لوگ دنیا سے کنارہ کش ہیں اور عقبیٰ کی طرف متوجہ ہیں۔ اور خدا کی مشیت اور قدرت کے ساتھ راضی ہیں۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار گوہر نبوت اس جہان میں اس لئے تشریف لائے تھے کہ تمہارے دل کی آگ بھڑکا دیں۔ اور تمہارے نصیب کا فیصلہ کر دیں۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ واہ رے شان کی بے نیازی کہ صدیقوں کے دل کو تیغ قہر سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور ان کے جگر کو ایک قطرے کے انتظار میں پانی پانی کر دیا۔ مگر کسی کو شربت دیدار نصیب نہ ہوا۔ اللہ اللہ ناز معشوقانہ کی کوئی حد بھی ہے۔

ارادات

ارادات دل کے اس میلان کا نام ہے جو خیال کو ایک خاص چیز کی طرف جمادے۔ وہ آدمی جس میں ارادات کی جلوہ گری ہوئی ہے ہر طرف سے منہ موڑ کر صرف حضرت الٰہیت کی جانب متوجہ ہو

جائے۔ اور جب تک منزل مقصود تک نہ پہنچے ہرگز ہرگز دم نہ لے۔ ریا و عجب صاحب ارادت کا پیچھا نہیں چھوڑتے ادھر مریدی کی شان اس میں آئی اور اس نے گردن جھکائی فوراً ہی سر اٹھا کر کہنے لگا کہ واہ رے میں۔ پھر کیا تھا' یہ تمنا بھی پیدا ہونے لگی کہ ساری دنیا مجھے غوث قطب ولی کہے اور سمجھے۔ اب سنو طریقت میں ارادت کا وہی درجہ ہے جو درجہ نیت کا شریعت میں ہے۔

(۲) ارادت آخرت۔ یعنی آدمی دنیا کو ہیچ سمجھ کر درجات آخرت و سعادت ابدی کا خواہاں ہو۔ قرآن مجید نے خبر دی ہے کہ مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الدُّنۡيَا وَ مِنۡكُمۡ مَّنۡ يُّرِيۡدُ الۡاٰخِرَةَ (تم میں سے جو دنیا کی نعمتیں چاہتے ہیں اور تم میں سے جو لوگ عقبیٰ کے طالب ہیں۔ سچ پوچھو تو مرید کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی مہم نہیں ہے کہ پیر مشفق کو یہ ڈھونڈھ کر نکالے۔ بغیر پیر کے کام نہیں چلتا۔ اگر بیمار نے اپنے علاج سے استغنا کیا تو سمجھ لو کہ گیا گزرا۔ جس طرح امت کے لئے پیغمبر کی ضرورت ہے اور طفل شیر خوارہ کے لئے دایہ و تعلیم کی حاجت ہے۔ مرید کے لئے پیر مشفق کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر وہ پیر واصل ہو۔ یہ ممکن نہیں کہ جو شخص ازلی سرکش اور مرید ہے اس کو پیر مرید صادق بنادے۔

ولی

معصوم اسے کہتے ہیں جس سے کبھی کسی قسم کا گناہ سرزد نہ ہوا ہو۔ محفوظ اسے کہتے ہیں کہ شاذو نادر کبھی اس سے گناہ ہو جائے' مگر اس گناہ پر اس کو اصرار نہ ہو۔ ولی مستور ہوتا ہے مشہور نہیں ہوتا۔ یعنی اپنی شہرت سے گریز کرتا ہے۔ چار ہزار ولی ایسے مستور و پوشیدہ ہیں کہ آپس میں ایک دوسرے کی بلکہ اپنے احوال و جمال کی بھی خبر نہیں رکھتے۔ تین سو ولی اہل خدمت ہیں۔ ان کا لقب اخیار ہے اور چالیس وہ ہیں جن کو ابدال کہتے ہیں ان کے علاوہ چار وہ ہیں جن کو اوتاد کہتے ہیں۔ اور تین وہ ہیں جن کو نقبا کہتے ہیں۔ اور دنیا کے کاروبار میں ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ احادیث میں ان کا ذکر ہے۔ اور اجماع اہل سنت اس پر ہے۔ ولی کو اپنی ولایت کی اطلاع ہے۔ جیسا کہ عشرہ مبشرہ رضوان اللہ علیہم کو اطلاع تھی۔ دنیا میں بت بکثرت ہیں۔ ان میں سے ایک کرامت بھی ہے۔ ان آلودگان معاصی کو بھی آگاہ کر دیجئے تاکہ دل میں ان کی قوت ایمان باقی رہے۔ اور شرمساری گناہ ہمارے در سے ان کو بھگا کر نہ لے جائے۔ بلکہ امیدواری کی ڈوری کو یہ خوب مضبوطی سے پکڑے رہیں۔ بیشک ہم ان کے سب قصور معاف کرنے کو تیار ہیں۔ اگر آپ اپنی زبان معجز بیان سے یہ فرمادیں کہ اے اللہ تو ان کو بخش دے یعنی فَاعۡفُ عَنۡهُمۡ وَ اسۡتَغۡفِرۡ لَهُمۡ جہاں آپ کی توجہ ان کی جانب ہو گئی پھر دیکھیے ہم کیا سے کیا کرتے ہیں۔ سُبۡحَانَ اللّٰهِ یہ فقرہ بھی داود علیہ السلام کی زبور میں آیا ہے۔ یَادَاوٗدُ اَنۡذِرِ الصِّدِّيۡقِيۡنَ فَاِنِّیۡ غَيُوۡرٌ وَ بَشِّرِ الۡمُذۡنِبِيۡنَ فَاِنِّیۡ غَفُوۡرٌ۔ (اے داؤد صدیقوں کو تنبیہہ کردو کہ ہم بڑی غیرت والے ہیں۔ اور گنہگاروں کو خوش خبری سنادو کہ ہم گناہ بخشنے والے ہیں۔

ولایت

جو شخص ایمان لایا وہ اولیاء اللہ سے ہوا۔ لیکن یہ ولایت عام ہے۔ تیسرا درجہ خاص الخاص کا ہے۔ یعنی ولی مومن اوامر کی تعمیل کرے' نواہی سے دور رہے۔ اس کے علاوہ اپنی جملہ مراد سے منہ پھیر لے۔ اس کی نگاہ اس پر نہ ہو کہ ہم کیا کریں۔ بلکہ وہ اس تاک میں رہے کہ دوست کیا چاہتا ہے۔ اَفَرَءَيۡتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ۔ (کیا تم نے دیکھا' جنھوں نے اپنی خواہش کو خدا بنا رکھا ہے۔ اگر باپ کم سنی میں اپنے لڑکے کا عقد کر دیتا ہے تو بعد بلوغ وہ لڑکا اس عقد سے انکار نہیں کر سکتا۔ جس وقت ایک اعرابی

نے رمضان شریف کا روزہ افطار کر دیا تھا (تو اس کا فدیہ حسب لیاقت اس کے طلب کیا گیا۔ اس نے معذوری ظاہر کی تو آپ نے خود سامان فرمادیا۔ اور فقراء کو دینا چاہا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم خود ہی سخت حاجت مند ہیں) آپ نے فرمایا فَاْكُلْهُ وَ اَطْعِمْ عَيَالَكَ (تو خود کھا اور اپنے بال بچوں کو کھلادے۔ اور پھر آپ نے فرمایا۔ (تیرے لئے جائز ہے اور تیرے بعد کسی کے لئے جائز نہیں)۔ آپؐ نے رفع شریعت فرمایا۔ لیکن تصحیح شریعت کے لئے عوام کو امر و نہی کی حدود میں بھی رکھا۔ جو چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔ سب کا سب ہمارا فعل جائز و درست ہی ہوتا ہے۔

آدمی کو طاعت میں ثواب اور معصیت میں عذاب کا سبب یہی ہے کہ دونوں آلے اور قوت اس کے پاس موجود ہیں۔ برخلاف فرشتوں کے کہ وہ آلہ معصیت نہیں رکھتے۔ جب اپنے فضل کی نگاہ ہمارے عجز پر ڈالتا ہے سارے عیب ہنر ہو جاتے ہیں۔ (اگرچہ گنہگار بے شرم ہوتا ہے۔ تیرے رہتے کیوں غمگین رہے گا۔

کرامت

فقہائے امت اور اہل معرفت کا اجماع ہے، کہ کرامت کا صدور اولیاء اللہ سے جائز ہے، کرامت اولیا کی مانند کسی کافر کے ہاتھ سے بھی ظاہر ہو جائے۔ جیسا کہ فرعون نے چار سو برس کی عمر پائی اور اتنی مدت میں کوئی مرض اسے لاحق نہ ہوا۔ پانی اس کے پیچھے پیچھے قد آدم بلند ہوتا تھا۔ اور جہاں وہ کھڑا ہو جاتا تھا پانی بھی ٹھہر جاتا تھا۔ اور جب وہ چلتا تو پانی بھی چلنے لگتا۔ خداوند جسم یا جوہر یا کھانے والا یا سونے والا آمدورفت کرنے والا یا گوشت پوست رکھنے والا نہیں ہے۔ بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ ایسی راہ سے گزرے اور کشتی موجود نہ تھی۔ آپ کے دل میں یہ بات آئی کہ اس دریا سے پار اب کس طرح ہوں یکایک پانی دو حصہ ہو گیا۔ اور راہ نمودار ہو گئی۔ آپ چیخ اٹھے کہ المکر المکر۔ اور واپس چلے آئے۔

آسایش است رنج کشیدن ببوے دوست
روزے طبیب بردر بیمار بگذرد

(محبوب کے ملنے کی امید میں رنج و مصیبت اٹھانا اچھا ہے۔ کیونکہ بیماری ہی کے گھر طبیب آتا ہے۔ یہ خطاب ہو کہ اے مشتاقو! ذرا میری طرف دیکھو۔ (واللہ یہ سبھوں کو کہنا پڑے کہ غیرت از چشم برم روے تو دیدن نہ دہم۔ میں اپنی آنکھ سے بھی رشک کھاتا ہوں۔ اسے تیرا جلوہ دیکھنے نہ دوں گا)

اے بھائی، جس دن بساط محبت بچھائی گئی تھی، کل مراد جلا کر خاک سیاہ کر دی گئی اسی وجہ سے سالک اول آدم صفی اللہ صلوۃ اللہ علیہ تین سو برس تک خون جگر روتے رہے۔ کیونکہ جتنی مرادیں تھیں سب محبوب کے حصہ میں آئیں۔ اور ساری نامرادیاں محب کو دی گئیں۔ محبوں پر کامگار و سلطان کا رنگ ہے۔

صدیقوں کے حالات

بسم اللہ الرحمان الرحیم

خواجہ جنید رحمتہ اللہ علیہ نے دیکھا کہ ایک شخص نہایت ہولناک کریہہ منظر کھڑا ہے۔ اس سے آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے اس نے کہا کہ میں ابلیس ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تجھے اللہ تعالیٰ کے ولیوں پر بھی دسترس ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا، کیوں؟ اس نے کہا کہ جب میں چاہتا ہوں کہ ولیوں کو دنیا میں پھنساؤں تو وہ آخرت کی طرف قدم بڑھاتے ہیں۔ اور جب چاہتا ہوں کہ انہیں آخرت میں الجھا رکھوں تو وہ حضرت خداوند کی طرف بھاگ جاتے ہیں۔

خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اس عالم میں چرواہے کے

لباس میں چھپا رکھا تھا۔ یہاں تک کہ سوائے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انہیں کسی نے نہ پہچانا۔ آپ کی شان میں یوں گوہر فشانی فرماتے ہیں کہ اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ جَانِبِ الْیَمَنِ البتہ میں پاتا ہوں خدا کی خوشبو یمن کی طرف سے۔ اکثر پراگندہ بال اور گرد آلود چیتھڑوں والے اگر قسم کھالیں اللہ کے اوپر تو اللہ تعالیٰ اسے پورا کر دیتا ہے۔ یقین جانو کہ نفس کافر دین کا دشمن ہے۔ تم نے اگر اسے دشمن سمجھا تو نجات پاؤ گے۔ اور دین کی وفاداری دیکھو گے۔ خلق اللہ کو اپنی شان و شوکت نہ دکھلاؤ۔ فرشتے اس سے شرماتے ہیں اور غیرت کرتے ہیں۔

(ایک حسین کے عشق میں جب میرے لبوں پر جان آنے لگی، تو میں نے کہا کیا تم مجھ کو اپنا مہمان نہ بناؤ گے؟ اس نے کہا۔ اگر میرے وصال کے خواہاں ہو تو اپنی خودی کھو ڈالو تاکہ میں ہی باقی رہ جاؤں)۔

نماز قضائے حاجات اور کفایت مہمات کے لئے یہ چار رکعتیں نماز جس وقت چاہو پڑھو۔ مگر شب آدینہ اس کے لئے بہتر ہے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور سو مرتبہ یہ آیت پڑھو۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّیْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ اور دوسری رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سو بار یہ آیت پڑھو۔ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ تیسری رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سو مرتبہ یہ آیت پڑھو۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ اور چوتھی رکعت میں فاتحہ ایک بار اور سو مرتبہ یہ آیت پڑھو۔ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ اور سلام کے بعد اس آیت کو سو مرتبہ پڑھو۔ رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ اس نماز کو بہتر سمجھو۔ اور جملہ مہم اور حاجات میں پڑھو۔ کیونکہ اس نماز میں فتوح بہت ہیں۔

انوار

بسم اللہ الرحمان الرحیم

بشریت کی سیاہیاں دور ہو جاتی ہیں تو یہی دل ظہور انوار غیبی کے لایق ہو جاتا ہے۔ جتنا اچھا صیقل ہو گا، یہ انوار اپنا رنگ و روغن زیادہ دکھائیں گے۔ ابو الخیر قدس اللہ روحہ کے ایک مرید صاحب وضو کر کے حجرے میں داخل ہوئے۔ ناگاہ ایک نور دیکھا۔ دیکھنا تھا کہ چیخ اٹھے۔ حضرت شیخ قدس نے فرمایا کہ اے ناتجربہ کار تو کہاں ہے۔ یہ نور تیرے وضو کا ہے۔ تیری بساط اور وہ درگاہ چھوٹا منہ اور بڑی بات۔ دیکھو، اس وقت اس مرید کے سر پر اگر پیر کا سایہ نہ ہوتا تو بیچارا ہلاک ہو چکا تھا۔ ستارہ ماہتاب آفتاب کی مانند، تو وہ انوار روحانی ہیں۔ اگر ماہ کامل دیکھو تو سمجھو کہ دل پورا پورا صاف ہو گیا کمال درجہ کی صفائی اسی قدر وہ آفتاب زیادہ درخشاں ہو گا۔ نور روح کی نہ تو کوئی صورت ہے نہ شکل انوار صفات خداوند عزوجل کا پرتو بھی مقتضائے۔ جو کوئی ہم سے ایک بالشت نزدیک ہوتا ہے ہم اس سے ایک گز قریب ہو جاتے ہیں۔ پیش قدمی کرتا ہے (من آیم بجان گر تو آئی بہ تن۔ انوار صفات حق کا مشاہدہ جب ہوتا ہے تو وہی نور اپنی تعریف آپ کرتا ہے۔ دل کی صفائی جب کمال درجہ پر پہنچتی ہے تو سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْ اَنْفُسِهِمْ (ہم ان کو اپنی نشانیاں جہان اور ان کی ذات میں دکھادیں گے) کی جلوہ گری ہونے لگتی ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے عہد دولت میں ایک شخص ناعاقبت اندیش تھا، جس نے اپنے کو دیکھا۔ ہر چند کہ فرشتوں کا استاد اور سردار تھا۔ مگر جب اپنی خودی ظاہر کی اسے مخنث و مئونث بنا کر دنیا کی خانہ آرائی اس کے سپرد کی گئی، تاکہ ذلیل ہمت والوں کی نظر میں اس کا نکھار دکھاتا رہے۔ ابلیس کو ایسا مردود کیا کہ پھر

قبول نہ کرے گا۔ آدم کو ایسا مقبول بنایا کہ پھر رد نہ کرے گا۔ یہ جانتے ہو ایسا کیوں ہوا ہے۔ سنو جہاں کہیں حسین اور صاحب جمال ہوتے ہیں، کوئی بد صورت و سیاہ رو کا ہونا بھی ضروری ہے، تاکہ حسن کا جوہر کھلے۔ طاؤس جب اپنے پروں کو دیکھتا ہے تو ایک ایک پر دیکھ کر اسے نئی مسرت و مستی ہوتی ہے۔ مگر پاؤں پر جب نگاہ پڑ جاتی ہے تو ساری خوشی کافور ہو جاتی ہے۔ اور مرجھا جاتا ہے۔

کشف

بسم اللہ الرحمان الرحیم

حجاب کا اٹھ جانا کشف کی حقیقت ہے۔ ہر ہر عالم کے لحاظ سے آدمی کو آنکھیں ملی ہیں تاکہ اس عالم کا مشاہدہ کر سکے۔ وہ اسی ہزار عالم فردا" فردا" دو ہی عالم میں موجود ہیں۔ جب مرید سالک کشف معقولات (کشف نظری) سے گزرتا ہے، اور ترقی کر جاتا ہے تو اس کو مکاشفات ولی حاصل ہوتے ہیں۔ اور اسی کو کشف شہودی کہتے ہیں۔

اے کروہ غمت غارت ہوش دل ما
درد تو شدہ خانہ بدوش دل ما

وہ بھید جس سے فرشتے بھی بے خبر ہیں تیرے عشق نے ہمارے دل کے کان میں بتا دیا)۔ بعدہ مکاشفات روحی پیدا ہوتے ہیں۔ اسی کو کشف روحانی کہتے ہیں۔ اس مقام میں بہشت و دوزخ اور ملائکہ کا دیکھنا۔ ان لوگوں کی باتیں سننا، ان سے باتیں کرنا۔ حجاب زمان و مکان کا اٹھ جاتا ہے۔ چنانچہ حارثہ رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر جواب دیا۔ اِنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَهْلِ الْجَنَّةِ یَتَزَاوَدُوْنَ وَاِلٰی اَهْلِ النَّارِ یَتَغَاوَدُوْنَ۔ (میں دیکھتا ہوں جنت والوں کی طرف تو وہ بڑھ رہے ہیں۔ اور جب دوزخ والوں کی طرف دیکھتا ہوں تو وہ چیخیں مارتے نظر آتے ہیں)۔ فرمایا ہے کہ میں جس طرح سامنے کی چیزیں دیکھتا ہوں اسی طرح پشت کی چیزیں بھی دیکھتا ہوں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ابن صبا سے فرمایا۔ وماتری۔ تو کیا دیکھتا ہے؟ ابن صبا نے کہا۔ اَرَی الْعَرْشَ عَلَی الْمَاءِ۔ پانی پر عرش کو دیکھ رہا ہوں۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی آلِهٖ وَسَلَّمَ ذَاکَ عَرْشُ اِبْلِیْس) وہ ابلیس کا عرش ہے۔

تجلی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

دراصل تجلی اسی کا نام ہے جس کا تعلق ظہور ذات و صفات خداوندی سے ہے۔ روح کی بھی تجلی ہوتی ہے۔ (جب اللہ تعالی کسی کو اپنی تجلی دکھاتا ہے تو اس کے لئے ہر چیز تابع ہو جاتی ہے۔ جب انسان کا دل آئینہ کی طرح صاف ہو جاتا ہے۔ جس دن انسان کو خلعت وجود عنایت ہوا تھا، حکم ہوا تھا کہ راہ طلب میں جاؤ، اور یافت کا خیال اٹھا دو۔ (سبحان اللہ)۔ جہاں کہیں جمال ہو گا غمزہ و ناز کا ہونا ضروری ہے۔ جہاں کہیں حسن ہو گا، وہاں کوئی ذلیل و گرفتار بھی ہو گا۔ بد راہ چلا تو ہزار کچھ مانگے گا نہ پائے گا۔

وصول کے بیان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ طواف کعبہ کے دور جذبات میں سلام کا جواب نہ دے سکے۔ جب آپ سے شکایت کی گئی تو آپ نے جواب دیا کُنَّا نَرَی اللّٰهَ فِیْ ذٰلِکَ الْمَکَانِ۔ یعنی میں خداوند تعالی کے دیدار میں یہاں مشغول تھا۔ (اللہ نے مخلوق کو تاریکیوں میں پیدا کیا، پھر اپنے نور سے اس پر چھڑکاؤ کیا)۔ انسان کو روز ازل وہ شراب پلادی گئی ہے کہ ہرگز سرور اور اثر اس کا کام جان سے جانے والا نہیں۔ بکمال شفقت فرمان ہوتا ہے کہ اے بندہ ضعیف اس کمزور پر وبال سے میرے سراپردہ جمال کے گرداگرد کب تک اڑتا رہے گا۔ ان پرو بال کی اونچی اڑان ہمائے ہوائے ہویت تک نہیں پہنچ سکتی۔ ان پر وبال سے وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا کے میدان میں کام لے

تاکہ حسب دستور لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (البتہ ہم ان کو اپنا راستہ دکھاتے ہیں)۔ جن لوگوں نے ہمارے لئے محنت اٹھائی۔ ایک دوسرا پر وبال شعاع انوار سے میں تجھے عنایت کروں۔ جس وقت بہشت میں داخل ہوا تھا تاج و خلعت کے ساتھ مقربوں کی صف میں تھا۔ اور جب راہ طلب میں آیا تو ستر پوش تک میسر نہ تھا۔

سالک و مجذوب

بسم اللہ الرحمان الرحیم

مجذوب وہ لوگ ہیں کہ کمند جذبہ نے انھیں مرتبہ ولایت تک پہنچا دیا ہے۔ مگر غلبہ شوق میں اس طرح محو ہوتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وہ ہر مقام سے گزر چکے ہیں ان کو اس کی خبر نہیں کہ راہ کا حال کیا ہے۔ کبھی کبھی راہ پر چلتے چلتے بے راہ بھی ہو جاتے ہیں' تاکہ راہ اور بے راہی سے پورا وقوف حاصل ہو جائے۔ عالم ہزاروں ہیں۔ ہر ہر عالم سے سالک کو گزرنا ہے۔ ایک عالم خاک ویرانوں کھنڈروں' پانی کے جل تھل سے پہاڑوں کی طرف جا رہے ہیں نتیجہ اس سیر سے لطافت پیدا ہو جاتی ہے عالم آب ہے درختاں سر سبز کشت زار آب رواں چشمے دریا وغیرہ نظر آتے ہیں عالم آباد ہے' وادیوں میں پرواز کرتا نظر آتا ہے عالم آتش ہے چراغ' شعلے' آتش کدے عالم افلاک ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف جاتے ہیں۔ فرشتے بھی نظر آتے ہیں۔ عالم ملکوت ستارے ماہ' خورشید عالم حیوان ہے۔ مختلف حیوانات کی شکل کو دیکھتا ہے۔ جتنے عالم ہیں تمام کی سالک سیر کرتا ہے۔ مشاہدات ہوتے ہیں۔

غلط گاہ سالک کے بیان میں

بسم اللہ الرحمان الرحیم

ایک جماعت ایسی بھی ہے کہ ریاضت شاقہ کر چکی ہے اور خواہشات نفسانی سے کوسوں دور ہے۔ کوئی خطرہ دل پر نہیں گزرنے پاتا اسرار ملکوت کھلتے رہتے ہیں۔ بیمار کی طرف توجہ کرتے ہیں' تو اس کو شفا ہو جاتی ہے۔ دشمن کی طرف اگر ہمت باندھتے ہیں تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ ان حالتوں کو دیکھ کر ابلیس کو رشک و حسد پیدا ہوتا ہے۔ کہ جس طرح ممکن ہو حضرت سلامت کو شیطان مجسم بنا چھوڑیں۔ وہ ایک پٹی تو یہ پڑھاتا ہے کہ مقصود ترک معصیت سے یہی ہے کہ خواہشات نفسانی دور ہو جائیں اور صفات بشریت مغلوب ہو کر رہے تاکہ سالک کو خدا سے تقرب حاصل ہو۔

قوم کو یہ خلل دماغ پیدا ہو جاتا ہے کہ نماز ادا کرنے کو حجاب سمجھنے لگتی ہے۔ خیال یہ ہوتا ہے کہ ہم تو خود ہر وقت مشاہدے میں ہیں۔ مقصود نماز' رکوع و سجود سے تو دل کی غفلت دور ہونا' حضور دل پیدا ہونا ہے۔ جب ایک ساعت بھی غفلت نہیں ہوتی اور عالم ملکوت پیش نظر ہے۔ ارواح انبیا بہترین صورت میں دکھائی جا رہی ہیں' اب ہم کو ان بیگاریوں کی کیا حاجت باقی رہی۔ مَعَاذَ اللّٰهِ مَعَاذَ اللّٰهِ یہی بعینہ ابلیس کا واقعہ ہے۔ کمال قرب میں وہ ایسا بھولا کہ سجدہ آدم کی اس نے پروانہ کی۔ پانچ وقت کی نمازیں گویا دریچہ کمال کے لئے پانچ مسمار ہیں۔ اگر اس مسمار کا سہارا نہ ہو گا تو سالک اس مقام سے گر جائے گا۔ ایک شخص نے وصیت کی کہ اے فرزند میرے بعد جس قسم کا تغیر و تبدل اس مکان میں تم کرنا چاہو تمہیں ہم اجازت دیتے ہیں۔ مگر وہ کئی مٹھے جو خوشبو گھاس کے ہیں اگر وہ سوکھ بھی جائیں تو انہیں اس مکان سے باہر نہ پھینک دینا۔ خدا کی شان وہ غریب چل بسا۔ صاحبزادے عمر دارز نے. تر و تازہ گلدستوں سے مکان سجا ڈالا۔ ادھر اس پرانی گھاس کا دور کرنا تھا کہ ایک سیاہ سانپ سوراخ سے نکلا اور نور نظر سلمہ کو ڈس کر چلتا ہوا۔ پھر کیا تھا فورا" حضرت ختم ہو گئے۔ دیکھو اس گھاس میں دو

فائدے تھے ایک تو خوشبو دار گھاس کی خوشبو بھی تھی۔ دوسرے ایک خاصیت اس میں یہ تھی کہ جہاں کہیں وہ رہے سانپ اس کے گرد پھٹکنے نہ پائے۔ وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا (ہم نے تم کو بہت تھوڑا علم دیا ہے)۔ بے نماز صوفی موت کے وقت جب اپنی حالت خراب دیکھتے ہیں خدا پناہ - جو خوش نصیب اور حق رسیدہ ہیں۔ ان کو دو آنکھیں ملتی ہیں۔

ملاحظہ کرتے رہتے ہیں۔ جس وقت اس کی نوازش و اکرام کا مشاہدہ کرتے ہیں' ناز کرتے ہیں اور جب عجز و آفات خاک پر نظر پڑتی ہے' پانی پانی ہو جاتے ہیں۔ (اللہ اکبر)

گہے برطارم اعلے . نشینم
گہے برپشت پائے خود نہ بینم

غلط گاہ عوام

بسم اللہ الرحمان الرحیم

بعض بعض عوام الناس محض شبہوں اور خیالات فاسد کی بدولت گمراہ ہو رہے ہیں۔ ایک بیمار کو طبیب پرہیز کا حکم دے' بیمار پرہیز نہ کرے اور یوں کہے کہ ہماری بدپرہیزی سے طبیب کا بگڑتا کیا ہے۔ پھر خوب اطمینان سے ہر طرح کی چیز کھانا شروع کر دے۔ اس میں شک نہیں کہ طبیب کا نقصان کچھ نہ ہو گا۔ دیکھو کسان جب تک دانہ نہیں کاشت کرتا' ایک گیہوں اس کو ہاتھ نہیں آتا۔ زیادہ تر دل کی بیماری کا تعلق خواہشات نفسانی سے ہے۔ نفسانی خواہشات پر چلا' مگر گناہ کو اس نے گناہ سمجھا کہ قریب ہے اس لئے خوف ہلاکت ہے۔ جس نے گناہ کیا اور گناہ کو گناہ نہ سمجھا وہ ہلاک ہو چکا ہے۔ تیسرے گروہ کی یہ حالت ہے۔ کچھ دنوں تک تو محنت شاقہ اور ریاضت کی چلتی ہے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت سلامت جو غور کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں نہ غصہ غائب ہوا نہ شہوتیں ناپید ہوئیں۔ سخت گھبرائے کہنے لگے کہ ایسی ریاضت کا حاصل ہی کیا ہوا۔ بس ہمارا اسلام لیجئے۔ کیونکہ سیاہ کمبل نہ اجلا ہوا ہے اور نہ ہو گا۔ شریعت نے کہاں اور کب یہ حکم دیا ہے کہ شہوت و صفات بشریت کو بالکل نکال ڈالو۔ بلکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یوں فرمایا ہے کہ میں بشر ہوں مجھ کو بھی غصہ آتا ہے۔ چنانچہ غصہ کا اثر چہرہ انور پر ظاہر ہوتا تھا۔ پھر اللہ تعالی نے غصہ پینے والوں کی قرآن شریف میں تعریف کی ہے۔ وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ

چوتھے گروہ پر یہ حماقت سوار ہوتی ہے کہ سب کام تقدیر پر موقوف ہیں۔ جو سعید ہوتا ہے' وہ ماں کے پیٹ سے جو شقی ہوتا ہے وہ ماں کے پیٹ سے ازل ہی میں سب کچھ ہو چکا' اس میں تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ عمل کی حاجت نہیں۔ جو ہونا ہے خود سے ہو رہے گا۔ سعادت کا ظہور طاعت سے ہوتا ہے اور شقاوت کا ظہور معصیت سے۔

حکایت۔ ایک دفعہ ملک الموت حضرت سلیمان ابن داود پیغمبر علیہ السلام کے خدمت میں بیٹھے تھے۔ یکایک حاضرین میں سے ایک کی طرف ذرا تیز نظر سے انھوں نے دیکھا دیکھتے ہی وہ آدمی ڈر گیا۔ بعدہ ملک الموت رخصت ہو کر چلے گئے۔ آخر اس شخص کے دل میں ایسا ڈر سمایا کہ بعد آرزو و منت حضرت سلیمان علیہ السلام سے اس نے درخواست کی کہ یا حضرت (ہوا کو) حکم دیا جائے کہ فوراً مجھے زمین مغرب میں پہنچا دے۔ جب وہ جا چکا اور اس کی روح وہ قبض کر چکے تو پھر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے پوچھا کہ اس وقت اس شخص کو تم نے اس تیزی سے یوں دیکھا تھا۔ ملک الموت نے کہا مجھے حکم خداوندی تھا کہ دوسرے گھنٹہ میں فلاں سرزمین مغرب میں اس کی روح قبض کی جائے مگر میں حیران تھا کہ اس حکم کی تعمیل ہو تو کیونکر ہو۔ آخر مجبور ہو کر کڑی نظر سے اس کو میں نے دیکھا چونکہ اس کی تقدیر

میں وہاں مرتا تھا۔ حضرت عیسی پیغمبر علیہ السلام نے واقعی بہت صحیح فرمایا کہ مادر زاد نابینا کے علاج سے یا مردہ کے زندہ کرنے سے کبھی عاجز نہ آئے۔ مگر کسی احمق نے اگر انکار کیا تو اس کا علاج ہم سے نہ ہو سکا۔

امراض ظاہر و باطن

بسم اللہ الرحمان الرحیم

یقین جانو کہ انسان دو جوہر مختلف سے پیدا ہوا ہے۔ ایک علوی دوسرا سفلی امراض علوی کے لئے بھی اطبا ہیں جن کے علاج سے جملہ امراض باطنی اگرچہ وہ محسوس نہیں ہوتے۔ جوہر سفلی کے امراض و علل کے طبیب تو حکماء ہیں۔ اور جوہر علوی کے امراض و ملت کے طبیب انبیاء ہیں۔ ان کے بعد مشائخ ہیں۔ کیونکہ یہی لوگ انبیاء کے خلیفہ ہیں۔ صحبت رسول برحق ناپید ہو گئی۔ اور خلیفہ پیغمبرؐ کا ملنا بھی دشوار ہو گیا۔

در مجلس و صالت دریا کنند مستاں
چون دور خسرو آمدے در سبو نماند

(تیرے وصال کی مجلس میں مست لوگ خم کے خم لنڈھا رہے ہیں۔ جب خسرو کی باری آئی تو مٹکے میں شراب ہی ختم ہو گئی)

اچھی طرح شور و فریاد سے کام لو۔ دیکھو تو سہی، کس طرح لطف کی ہوا افتاد گان خاک کو اڑا لیتی ہے۔ اور گلشن تقرب میں پہنچا دیتی ہے۔ دیکھو سات لاکھ برس سے طاعت و عبادت کے ملک میں کیسے کیسے سالکان سجادہ نشین تھے۔ اور خانقاہ عصمت میں کیسے کیسے حضرات عزت و حرمت کے مصلے پر تکیہ لگائے بیٹھے، اور دل ہی دل میں سمجھ رہے تھے کہ خلافت حقہ اس دائرے سے باہر جاتی کہاں ہے۔ ناگاہ نسیم لطف کے ایک جھونکے نے آب و خاک پامال کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ندا ہوئی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً جماعت ساحران فرعون کی طرف نظر کرو جادوگری میں مشغول اور تمام نجاستوں سے مملو تھے موحد حقیقی بنا کر تخت توحید پر بٹھا دیا اور تاج معرفت سر پر رکھ دیا۔ اولیاء پر انبیاء کی فضیلت دیکھو اگر فضیلت طاعت و عبادت پر موقوف ہوتی تو اس کے مستحق امتان پیشین کے لوگ ہوتے مگر وہ اس امت سے افضل نہیں ہیں ان کی انتہا نہ تھی اور ملائکہ کی طاعت و معرفت گویا اضطراری ہے، کیونکہ نہ اس قسم کی بھوک ہے نہ قوت مردانگی نہ دل میں حرص و طمع ہے نہ طبیعت میں مکاری و غداری ہے نہ حصول رزق کے لئے حیلہ و تدبیر کی ضرورت ہے۔ غذا ان کی طاعت و عبادت ہے مشرب ان کا اللہ تعالی کی فرمانبرداری ہے انسان کو دیکھو اس کی سرشت میں کھانے کی رغبت عورت کی خواہش ہے۔ گناہ اس سے (غور کر لاکھوں برس تک سوائے تسبیح پڑھنے کے شیطان کا کوئی کام نہ تھا اس کی ساری عبادتیں توڑ مروڑ کر رکھ دیں خدا کی استغنائیت نے سب کو برباد کر دیا۔ اس کا دل خون ہو گیا۔ اس کے سر پر لعنت کی پگڑی باندھ دی گئی۔ یہاں صدیقوں کی جان دہشت سے خون ہو رہی ہے۔ کیونکہ یہ جانتے ہیں کہ کس سرکار سے پالا پڑا ہے۔ مرضی خداوندی نے اس موتی (ولایت) کو صدف خواری میں عام خلق سے چھپا رکھا۔ اور امتحان گوناگوں کے درمیان میں ڈال دیا۔ حدیث شریف میں آگیا ہے۔ اگر تم گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالی ایک دوسری قوم پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور اللہ سے بخشش چاہتی اور وہ ان کو بخشتا۔ انبیاء کی لغزشوں اور آداب قبور کے بیان میں حدیث شریف میں ہے۔ جو کوئی آیتہ الکرسی پڑھ کر مُردوں کو بخشے گا خداوند کریم اس کی برکت سے ہر مُردے کی گور میں پورب سے پچھم تک نور کا چالیس طبقہ کھول دے گا اور قبر کو کشادہ کر دے گا۔ اور ہر مردے کا درجہ اونچا کر دے گا مردے پر کوئی رات پہلی رات سے زیادہ سخت نہیں

اصل تصوف

بسم اللہ الرحمان الرحیم

تصوف تو دین و ایمان کی جان ہے۔ اہل طریقت کے یہاں تصوف کی تین قسمیں ہیں۔ صوفی متصوف اور مشتبہ۔ صوفی وہ ہے جو اپنی ہستی فنا کر چکا اور اللہ کے ساتھ باقی ہے۔ خواہشات نفسانی کے قبضے سے باہر اور حقائق موجودات کا ماہر ہے۔ اس عالم میں پہلے صوفی حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کو حق تعالی نے خاک سے پیدا کیا۔ پھر اجتباء اور اصطفاء کے مقام پر پہنچایا خلافت عطا فرمائی۔ اول اول طائف و مکہ کے درمیان میں چلہ کیا۔ خَمَّرْتُ طِيْنَةَ اٰدَمَ بِيَدِيْ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا۔ میں نے اپنے ہاتھ سے آدم کی مٹی کو چالیس دنوں میں خمیر کیا۔ جب یہ تجرید کا چلہ ختم ہو چکا تو حق سبحانہ نے اس میں روح عنایت فرمائی۔ تین پتے آپ کو ملے۔ ان کو سی کر گدڑی بنالی۔ اسے پہن کر خود کو چھپالیا۔ اور اس خاکدان دنیا میں تشریف لائے مگر تین سو برس تک روتے رہے۔ پھر دریائے رحمت خداوندی جوش میں آیا اور درجہ اصطفا عطا کیا۔ آخر عمر میں وہ مرقع حضرت شیث علیہ السلام کو آپ نے پہنایا۔ اور خلافت بھی سپرد کی۔ چنانچہ نسلا بعد نسل اسی طریقہ پر عمل ہوتا رہا۔ خلوت در انجمن کے لئے خانہ کعبہ کی بنیاد پڑی۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام نے دنیا میں صرف ایک کمبل پر اکتفا کیا۔ اور حضرت موسی علیہ السلام نے خود ہمیشہ وہی ایک کمبل رکھا جو پہلی ملاقات میں حضرت شعیب علیہ السلام نے ان کو عنایت فرمایا تھا۔ طریقت میں پیر کے لئے بہت بڑی شرط یہ ہے کہ مرید کو اپنا خرقہ پہنانے کے لائق بنادے۔ حضرت عیسی علیہ السلام ہمیشہ جامہ صوف پہنا کرتے تھے۔ حضرت موسی اور حضرت عیسی علیہما السلام نے بیت المقدس کو خانقاہ بنایا۔ چنانچہ اور ملکوں میں بھی خانقاہیں بنائی گئیں۔ حضورؐ نے اسی طرح کمبل اختیار کیا۔ جب کسی صحابہؓ کی عزت و تکریم فرماتے تو ان کو ردائے مبارک یا اپنا پیراہن شریف عنایت فرماتے۔ صحابہؓ میں وہ شخص صوفی سمجھا جاتا تھا۔ خاک ناچیز سے ایک قوم بے باک پیدا کی گئی۔ اور سب عابد و مطیع پر اس کو افضلیت حاصل ہوگئی۔ اور اس بات کو دیکھو تو سہی کہ خطاب اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ (اے مشت خاک کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) یہ کون سی خدمت کا صلہ اور کون سی شفاعت کی بدولت ہوا۔ قدیم مناجاتی کے ساتھ یہ معاملہ ہوتا ہے کہ آنکھوں پر حجابات کی پٹی بندھی اور گردن میں دھتکار پھٹکار کی ڈوری پڑی ہے۔ حسرت و اندوہ کا سامنا ہے۔ دمبدم خون جگر کا پینا ہے۔

طلب طریقت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

جس بے علم نے شریعت ہی کو نہیں سمجھا ہے وہ طریقت کو کیا پہچانے گا۔ اور جب طریقت ہی سے شناسائی نہیں ہے تو حقیقت تک کیونکر رسائی ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالی کسی جاہل کو ولی نہیں بناتا جہالت سے بڑھ کر کوئی چیز ذلیل نہیں ہے۔ ارادت کا یہ رنگ ہو کہ اسی کے دیدار کا طالب ہو مل جائے تو ایثار کردے۔ نہ ہو تو اس پر شکر کرے کہ عافیت و بلا، منع و عطا اور رد و قبول اس کی نظر میں سب برابر ہوں۔ توکل میں اس قدر پختہ مزاج ہو کہ نہ مخلوق کے آگے دست سوال پھیلائے نہ خالق سے کسی چیز کی درخواست کرے اپنی گدڑی میں اتنا مگن اور درست رہے جس طرح اور دوسرے لوگ بادشاہت میں نفس کو مجاہدے کی بھٹی میں اکسیر کی طرح پھونک کر کشتہ بنانا چاہیے تاکہ مستغنی ہو جائے۔ جو شخص راہ طریقت میں آنا چاہے اور درد طلب اس کا دامن پکڑے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنا ایک پیر بنالے۔ مگر پیر ایسا ہو کہ پیروں

اور مشائخوں کے نزدیک مشار الیہ اور ممتاز ہو۔ اس کی پیشوائی اور مقتدائی پر پیروں کا اتفاق ہو۔ کتنے دہکتے ہوئے آگ کے پہاڑ راہ میں ہیں۔ اس سے پار اتارنا ہر شخص کا کام نہیں۔ مگر مرید کے لئے ضرور شرط یہ ہے کہ کب کسی پیر سے مرید ہو جائے تو اپنی خواہش اور مراد کو تہ کر کے رکھ دے۔ اشارے پر جان و مال و دولت دینی و دنیاوی کل لٹادے۔ امیدوار رہو اور اپنی بدبختی کو روتے رہو۔ ہر چند مال و دولت و اسباب عیب دار ہے اور اس درگاہ کے لائق نہیں۔ مگر ہمیں امید ہے کہ یہ ناچیز تحفہ قبول ہو گا۔ حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ نے فرمایا جس طاعت کی ابتدا میں امن ہو اور آخر میں عجب ایسی طاعت عابد و معبود میں جدائی ڈال دے گی۔ اور جو معصیت ایسی ہے کہ اس کے اول میں خوف ہے اور آخر میں عذر وہ مخلوق کو خالق سے نزدیک کر دیتی ہے ابلیس لعین نے اپنی طاعت پر نظر کی عجب پیدا ہوا ڈینگ مارنے لگا ایسا ویسا بکنے لگا حکم ہوا خاموش لعنتی مردود۔

ارکان طریقت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اولیاء اللہ محفوظ ہوتے ہیں۔ ان بزرگوں کے دل کے صحرا سے باد راحت چلتی ہے اور خلق خدا کے دل و دماغ کو تازہ کرتی ہے ان کی شفقت کی مثال آفتاب سے ہے۔ دوست دشمن سب اس کی روشنی سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ تواضع میں وہ لوگ گویا زمین ہو رہے ہیں۔ ساری دنیا ان کو روندے بھی تو وہ اف نہ کریں گے۔ خلق اللہ سے بدلہ لینا ان کا کام نہیں یہاں پر وہ بالکل کوتاہ دست ہو جاتے ہیں۔ تمام عالم کی عیال داری کرنے کو تیار ہو جائیں گے مگر اپنے کھانے کپڑے کا بار کسی پر نہ ڈالیں گے۔ اگر یہ صفتیں اہل طریقت میں پائی نہ جائیں تو یوں سمجھو کہ یہ مدعی کذاب ہیں۔ ان کی یہ خواہش ہے کہ سارا عالم ہمارا غلام بن جائے۔ اور غلامی کا اقرار کرے اور ہمارا کلمہ پڑھے صوفی کا دل زبان کے آگے ہوتا ہے اور عالِم ظاہر کی زبان دل کے آگے ہوتی ہے۔

شریعت و طریقت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

کپڑے کو دھو کر ایسا پاک بنالینا کہ اس کو پہن کر نماز پڑھ سکیں، یہ فعل شریعت ہے۔ اور دل کو پاک رکھنا کدورت بشری سے یہ فعل طریقت ہے ہر نماز کے لئے وضو کرنے کو شریعت کا ایک کام سمجھو اور ہمیشہ باوضو رہنے کو طریقت کا دستور العمل تصور کرو۔ نماز میں قبلہ رو کھڑا ہونا شریعت ہے۔ اور دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہو جانا طریقت ہے۔ جس امر کے لئے امت کو مکلف بنایا جائے وہ شریعت ہے۔ اور جو کام ایسا ہے کہ تخفیف امت کے لئے انبیاء علیہم السلام اپنی ذات کو اس کا پابند کریں۔ اور لازمہ احوال بنا لیں وہ طریقت ہے۔ ارباب طریقت قوت، ہمت وجدو جہد، مبالغت سے کام لیتے ہیں۔ اگر مرید اپنے کو مباحات کی اجازت دیگا تو اس کا نفس دلیر ہو جائے گا۔ وہ تم کو اس عنایت کی نظر سے دیکھتا ہے جو تم پر ازل میں ہو چکی ہے۔ آب و خاک ہونے کی حیثیت سے نہیں دیکھتا اگر تمہاری آلودگی پر اس کی نظر ہوتی تو سمجھ لو کہ رہی سہی پونجی بھی غائب تھی۔

شریعت اور حقیقت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

جس طرح شریعت میں اعمال ظاہر جب درست ہو جاتے ہیں تو انسان اہل حقیقت طلب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انکشاف احوال باطن کے بعد آدمی اہل حقیقت کہلاتا ہے۔ شریعت کو بندے کے افعال سے تعلق ہے۔ حقیقت خدا کی ذات پاک سے وابستہ

ہے۔ مجاہدہ اصل شریعت ہے۔ اور ہدایت حقیقت ہے۔ بندہ نے جب احکام ظاہر کی محافظت کی تو اللہ تعالیٰ نے احوال باطن کی محافظت فرمائی۔ شریعت کو تعلق کسب سے ہوا۔ حقیقت سے وہبی شان ظاہر ہوئی۔ اور طریقت کی روش پر ٹھیک ٹھیک چلنا مفقود ہو گیا ہاں شاذو نادر اہل معرفت کا قول ہے کہ ملائکہ مقربین یہ سمجھے ہوئے تھے کہ ہماری اطاعت و فرمانبرداری اکرام و نوازش خاص کا سبب ضرور ٹھہرے گی۔ خلاف ورزی ایسی شے ہے جس سے عزت و قدر جاتی رہتی ہے اس لئے خدائے قدوس کے حضور میں بے محابا یہ بول اٹھے کہ ہم مطیع ہیں۔ آدم کو سجدہ کریں۔

رسول علیہ السلام

بسم اللہ الرحمان الرحیم

غلامان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مقام صدق میں پہنچ کر اللہ اکبر عیش و آرام سیرو تفریح حوران جنت کے حسن دل افروز کا نظارہ اب کیا پوچھنا ہے (چکھا جس نے چکھا) سبحان اللہ! (خدا ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے' اور وہ خدا کو دوست رکھتے ہیں)۔ سنو' حضرت خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ ساری مخلوق پر تجلی فرماتا ہے عام طور سے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر خاص طور سے) اس خصوصیت کا آخر سبب' وجہ' باعث؟ اللہ اللہ! وہ ہر صبح کو ساکنان ملاء اعلیٰ کا متعجب ہو ہو کر یہ کہنا کہ کون سا دل جلا ہے جس کے جگر سوختہ کی بو آتی رہتی ہے۔ حضرت حق کی طرف سے جواب دیا گیا کہ تم نہیں جانتے یہ دولت اس دور میں ابوبکر صدیقؓ کے حصے کی ہے۔ عالم غیب سے یکایک ایک بجلی ظاہر ہو کر چمکی عشاق کی جانیں جل بھن کر خاکستر ہو گئیں۔

نماز کی مشغولی اور تعلیم

بسم اللہ الرحمان الرحیم

بے وضو نہ رہے۔ نماز باجماعت ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرتا رہے۔ ذکر و طہارت کے ساتھ سو رہے۔ آخری حصہ رات کا استغفار کے لئے نہایت موزوں ہے۔ اعضاء و جوارح آلودہ معصیت ہیں۔ خیر ہیں تو ہوا کریں۔ اس سے تم اپنی راہ کھوٹی کیوں کرتے ہو؟ چلے چلو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتیں اور تمہارے کاموں کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔ سات لاکھ برس کی چیخ چلاہٹ کے بعد دوزخیوں پر یہ خاص جھڑکی ہوگی کہ دور ہو جاؤ چپ رہو۔ حضرت شبلی نے خاص مزہ لیا۔ اور فرمایا۔ اس معشوق حقیقی نے آخران کو دُر دُرایا تو سہی۔ وہ فرحت بخش آواز انہوں نے اپنے کانوں سے سن تو لی۔ وہ بے واسطہ خطاب ان پر ہو تو گیا۔ ہر طرح کی سعادت کا زینہ یہی طہارت وپاکی ہے۔ اور آلائش و آلودگی بری شے ہے۔ (بنائے اسلام ہی پاکی پر ہے) وہ کسی قسم کی آلودگی کو قبول نہیں کر سکتا۔ اس مقام میں پہنچ کر مرید کے آسمان دل پر آفتاب ایمان طلوع ہوتا ہے اور اسلام اپنا جمال دکھاتا ہے۔ تجدید وضو کی عادت کو لو۔ اور بعض آسمانی کتابوں میں یوں آیا ہے "اے میرے بندے تو نے لباس حیا پہن لیا ہے۔ جتنے عیوب تجھ میں ہیں سبھوں کو خلق اللہ سے چھپاؤں گا۔ اور جس جس مقام میں تجھ سے گناہ سرزد ہوئے ہیں وہاں کے باشندوں کے دل سے میں نے اس کو بھلا دیا۔ غرض اس سے یہ ہے کہ قیامت میں تیرے گناہوں پر گواہی نہ گزرے۔ اور لوح محفوظ سے بھی تیری برائیاں دھو دی گئیں۔ تاکہ حشر کے دن نہایت آسانی کے ساتھ تیرے حساب کتاب میں اختصار کروں تاکہ تجھ پر جواب دینا سہل ہو۔

طہارت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

(اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ بہترین قسم کا مجاہدہ طہارت ظاہر کے آداب کی نگہداشت ہے حضرت ابراہیم خواص رحمتہ اللہ علیہ جب آپ کا وصال ہوا ایک دن رات میں ساٹھ غسل فرمائے۔ یہاں تک کہ وفات آپ کی غسل ہی کے وقت ہوئی۔ اور حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ علیہ کی نقل ہے کہ مرض الموت میں آپ نے ساٹھ بار غسل کیے۔ یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔ مشائخ رحمہم اللہ نے طہارت ظاہر و باطن کی مداومت پر تاکید فرمائی ہے۔ کہ فضیل بن عیاض اگرچہ راہزن ہیں، حکم ہوتا ہے کہ اس کو لاؤ یہ میرا مقبول بندہ ہے۔ اور بلعم باعور جس نے چار سو سال تک ریاضت و مجاہدہ کیا اور سجادہ نشین رہا ہے حکم ہوا کہ اس کو دور کرو کہ راندہ درگاہ ہے عزازیل اگرچہ سات لاکھ برس تک عبادت کر چکا ہے ہم اس پر لعنت بھیجتے ہیں وہ مردود بارگاہ ہے۔

نیت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

نیت کا درجہ اعمال و افعال کے لئے ایسا ہے جیسے جان قالب کے واسطے ضروری ہے۔ اور نور آنکھ کا بینائی کے لئے صدق نیت کی کلی اخلاص کی شاخ سے پھوٹتی ہے۔ جس طرح شعاع آفتاب سے۔ ایک شخص ہے کہ دل میں اس کے خواہشات و محبت دنیا غالب ہے۔ اس صورت میں جو فعل جو عمل اس سے صادر ہو گا دنیاوی ہو گا۔ درستگی نیت کے باعث اس کا کھانا پینا اس کا سونا بیٹھنا بھی عبادت سے خالی نہ ہو گا۔ دیکھو قرآن شریف ان کے لئے کیا جلوہ ریزی کرتا ہے۔ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (اور وہ اسی کا مشاہدہ چاہتے ہیں۔ جان لو کہ نیت کا سرچشمہ اخلاص کے دریا سے ہے۔ جب کسی شیخ کے جوتوں کی خدمت کرے گا۔ اہل دل کی صحبت ہی مفقود ہے تو مریدوں کو کیا کرنا چاہیے۔ وَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ اگر اس کو بارش کا پانی نہ پہنچ سکے تو شبنم ہی سہی۔

(میری بد نصیبی سے اگر سورج ڈوب چکا تو اے محبوب تیرے رخ ہی سے میں کوئی چراغ روشن کروں۔ حضرت ابوبکر وراق رحمتہ اللہ علیہ سے نقل ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جس وقت دو رکعت نماز ہم ادا کرتے ہیں جب سلام پھیرتے ہیں تو اپنی طاعت سے ایسے شرمگیں و خجل ہو کر واپس آتے ہیں کہ اگر کوئی دیکھے تو یہ سمجھے کہ ہم کہیں سے چوری کر کے آ رہے ہیں۔

نماز

بسم اللہ الرحمان الرحیم

نماز کی بات ہی کچھ اور ہے۔ اس میں اسرار در اسرار معاملات در معاملات ہیں۔ جس نے اس مزے کو چکھا نہیں جانا نہیں۔ پہلے تم نے طہارت کی، پاک و صاف کپڑا پہنا۔ اس کے بعد خراماں خراماں مسجد آسمان رفعت میں داخل ہوئے وہاں اول اول مومنان مَلک صفت کے ساتھ بندگانہ و عاجزانہ کھڑے ہو گئے پھر اس وقت تک واپس نہ ہوئے جب تک اچھی طرح خلوت راز میں نشست کی نہ ٹھہری۔ سبحان اللہ وبحمدہ۔

نماز میں جو شخص کھڑا ہوا اس نے روزہ بھی رکھا۔ اور روزہ پر کچھ اضافہ بھی کیا۔ جس طرح روزہ میں آدمی نہیں کھاتا پیتا نماز میں بھی نہیں کھاتا پیتا مگر روزے میں سونے کی اجازت ہے۔ چلنے پھرنے کی اجازت ہے نماز میں جو روزہ ہے اس میں ان باتوں کی اجازت نہیں زکوۃ کا قاعدہ یہ ہے نمازی جس وقت کہے اے اللہ تو مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ اور میری نسل کو اور سارے مسلمانوں کی بخشش فرما۔ پڑھتا ہے تو سب کے سب کو آسودہ کرتا ہے۔ دیکھو نمازی نے جب وضو کیا تو گویا اس نے زرہ پہن لی۔ اور جماعت جب کھڑی ہوئی تو امام کی حالت سپہ سالار کی ہو گئی۔

(آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز پڑھتے تھے تو آپ کے قلب سے دیگ کے جوش مارنے کی آواز آتی تھی) سنو عاشقوں کا قبلہ جمال باکمال دوست ہے۔ دیکھو حضرت امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ ایک دفعہ نماز میں مشغول تھے۔ تیر آپ کی ران سے کھینچ لیا گیا آپ کو مطلق خبر نہ ہوئی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ مشاہدہ محبوب میں ایسا استغراق حاصل تھا کہ اپنے اوصاف سے فانی تھے۔ اور عزیز اب تک دروازہ کرم بند نہیں ہوا ہے۔ دوڑو اور جلد اپنی خبر لو۔

روزہ

بسم اللہ الرحمان الرحیم

غلبات شوق میں طالب کی یہ حالت ہوتی ہے کہ نفس مطمئنہ کے گھوڑے پر سوار بے آب و دانہ جارہا ہے۔ نہ خود کھاتا ہے نہ مرکب کو کھانے دیتا ہے کیونکہ دیدار کی طلب ہے اور اس طلب میں شرط گرسنگی ہے صُومُوا لِرُؤْيَتِهٖ (اس کے دیدار کے لئے روزہ رکھو) جانے کی منزل دور ہے وَاَنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی (منزل کی انتہا تیرے پروردگار تک ہے) دیکھو ستر ہزار پردوں کے بعد آفتاب دیدار ہے۔ اس پر پردے دو قسم کے ہیں۔ نور اور ظلمت کے ان میں سے ایک پردہ بھی اگر ہٹتا ہے تو برق جمال دیکھنے والے کی بصارت کو جلا دیتی ہے۔ صاحب شریعت علیہ السلام نے اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ شکم گرسنہ جگر تشنہ بدن برہنہ رکھو تو امید ہے کہ اپنے پروردگار کو کھلم کھلا دیکھو گے۔ یعنی اس عالم میں دل کی آنکھ سے ایسا دیکھو گے کہ شاید و باید۔ مثلاً" جس کو اس عالم میں لقا ہوئی وہ پہنچ گیا اور جو پہنچا اپنا شناسا ہو گیا۔ مَنْ قَتَلَتْهُ مَحَبَّتِیْ فَدِیَتُهٗ رُؤْیَتِیْ۔ (شہیدان محبت کا خون بہا میری رویت ہے) سبحان اللہ مرید میں تین صفت لازمی ہے جب تک نیند کا غلبہ نہ ہو نہ سوئے جب تک ضرورت نہ ہو بات نہ کرے جب تک فاقہ نہ ہو کھانا نہ کھائے) غور سے دیکھا جائے تو دوست بھی اور بندہ بھی۔ تم ایسا نہ سمجھنا کہ یہ سوال و جواب ادا مرونواہی کے معاملات درمیان میں اور تمہارے آج نئے ہیں۔ نہیں نہیں قدیم وازلی ہیں۔ ابوبکر شبلی قدس سرہ نے فرمایا فقہا کا مذہب تو یہ ہے کہ دو سو درہم پر جب ایک سال گزر جائے تو پانچ درم نکال دے۔ اور فقرا کا مذہب یہ ہے کہ جو کچھ مال و دولت ہو سب خدا کی راہ میں لٹا دے۔ اس کے بعد جان عزیز شکرانہ میں پیش کرے۔

برادر عزیز! انسان جب ایمان لایا' دل کو اس نے بذل کیا۔ اور جب نماز ادا کی بدن کو بذل کیا۔ اور جب اس نے زکوۃ دی مال کو بذل کیا یہ تینوں صفتیں دوستوں کی ہیں۔

برادر عزیز پہلے قدم میں جو شخص جان پر کھیل گیا اس کے نزدیک مال کی کیا حقیقت ہے؟ مگر یہ کام ہمارا تمہارا نہیں ہے جو کسی گروہ کے مشابہ ہو گیا اس کا شمار اسی گروہ سے ہو گا۔ جس طرح معصیت کو مغفرت کی حاجت ہے۔ اسی طرح طاعت کو بھی ضرورت ہے۔ اس کی عظمت و جلال کی جلوہ گاہ میں جس کو سب سے زیادہ ناامیدی ہوتی ہے اسی کو زیادہ امیدوار بنایا جاتا ہے۔ حج کے بیان میں در حقیقت زیارت کعبہ معظمہ زیارت خداوندی جل و علا ہے بایزید بسطامی قدس سرہ العزیز کیا فرماتے ہیں میں پہلی دفعہ جب حرم محترم گیا' صرف جمال کعبہ کی بہار لوٹی۔ دوسرے سال پھر گیا' حرم میں پہنچا' دل کی آنکھ کھولی' مکان و مکین دونوں پر نظر پڑی' اور تیسرے سال پھر گیا۔ حرم میں پہنچا۔ لطف محبوب نے مجھ کو آغوش میں لے لیا۔ اور سارے حجابات میرے دل کی آنکھ سے دور کر دیے۔ شمع معرفت میرے قلب میں روشن کی اور میری ہستی کو انوار تجلیات سے جلا ڈالا۔ بعدہ میرے لطیفہ سر میں یہ خطاب ہوا کہ ان لزائری حقاجو شخص محبوب کا جمال

دیکھنے سے مجبور ہے لامحالہ اس کی نشانی سے دل بہلاتا ہے۔ تم نے مجنوں کا حال سنا ہوگا کہ صبح شام خانہ لیلی کے چاروں طرف چکر لگاتا اور درودیوار کو چومتا پھرتا اور ان اشعار کو پڑھتا تھا۔

ترجمہ۔

(میں لیلی کے گھر کی دیواروں کے چاروں طرف گھومتا ہوں۔ میں چومتا ہوں اس گھر کے رہنے والے کو۔ گھر کی محبت نے میرا دل نہیں لبھایا ہے۔ مگر اس نے جو اس گھر میں مقیم ہے۔ جب محب جان لیتا ہے کہ اس کا مقصد اس در سے پورا ہوگا تو پھر وہاں سے ٹالے نہیں ٹلتا۔ بہشت گویا کہ ایک سیپ ہے جس میں محبوب کی رضامندی کا موتی ہے۔ سمندر میں ہوشیار ڈبکی مارنے والا جب غوطہ لگاتا ہے تو گوہر شاہوار کے سوا کچھ نہیں باہر لاتا۔ جب تک چڑیا اڑتی ہے اس کو دانے پانی کی پروا نہیں ہوتی۔

دعا کرنے قرآن شریف پڑھنے کے بیان میں

بسم اللہ الرحمان الرحیم

(جس شخص کو ہمارا ذکر سوال کرنے سے باز رکھے ہم اس کو سوال کرنے والوں سے کہیں زیادہ دیتے ہیں) اگر طالب اپنے دل میں اشارہ دعا کی طرف پائے تو دعا کرنا بہتر ہے۔ اور اگر چپ رہنے کی رغبت ہو تو سکوت افضل ہے۔ بزرگوں کا خیال ہے کہ رعایت احوال کی بہت ضروری ہے۔ حدیث میں فرمایا ہے کہ بندہ اپنے خداوند کو یاد کرتا ہے اور پکارتا ہے۔ اگر اس بندے کو خدائے تعالی دوست رکھتا ہے تو فرماتا ہے کہ اے جبریل اس بندے کی حاجت برآری میں تاخیر کرو اس لئے کہ ہمیں یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ اس کی آواز سنتے رہیں۔ اور اگر بندہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے اور خدا اس کو دشمن رکھتا ہے تو یہ حکم دیتا ہے کہ اے جبریل اس بندے کی حاجت پوری کر کہ اس کی آواز سننا ہم کو ناپسند ہے۔ اے اللہ ہم نے گو بموافقت رسول صلی اللہ علیہ وسلم فاقہ سے پتھر پیٹ پر نہ باندھا تو مقام مخالفت میں بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پتھر نہ پھینکا۔ طاعت ہماری گرچہ تھوڑی ہے۔ اس کو قبول کرلے کہ تیرے یہاں سودا سلف خرید و فروخت کا معاملہ نہیں ہوتا۔ گناہ ہمارے گرچہ بہت ہیں۔ اس کو تو بخش دے کہ غصہ تجھ پر غالب نہیں ہو سکتا۔ اے جبار بڑے بڑے گردن کش موجود ہیں جن کو تجھ سے جنگ ہے، مومنان صلح جو کو اپنے در سے نہ نکال۔ تو بڑا بے نیاز ہے۔ اس لئے ہم کو سخت خوف ہے۔ اور تو بڑا بندہ نواز ہے اس واسطے ہمیں بے انتہا امید ہے۔ مطیع لوگ نہایت شرمندہ ہو رہے ہیں ان کو دلاسا دے۔

مناجات:۔

خداوندا امید ما وفا کن
دلم را از کرم حاجت روا کن
منور دار جانم رابنورے
دلم را زندہ گردان از حضورے

جس خدا نے امام کفر شیطان کی دعا قبول فرمائی ہے۔ مومن عاصی اگر اس کے دربار میں گڑگڑائے گا تو کیا وہ محروم رکھے گا۔ تقدیر و قضا و قدر پر اعتقاد کے یہ معنی نہیں ہیں کہ انسان تیغ و تبر کے وار کو روکے نہیں اور دانہ چھینٹ کر پانی نہ دے۔ سنو بارگاہ الہی میں دعا کرنا ہو یا سوال کرنا ہو بعضوں کے نزدیک تین بار بعضوں کے نزدیک پانچ بار بعضوں کے نزدیک سات بار اگر کسی شخص کو کوئی حاجت پیش آئے تو اس کو چاہیے کہ صبح کی سنت و فرض کے درمیان اکتالیس مرتبہ سورہ فاتحہ پڑھے اور اگر کوئی دشمن کے شر سے بچنا چاہے تو ایک ہزار مرتبہ سورہ تبت یدا پڑھے۔ اور قضائے حاجت کے لئے اکتالیس مرتبہ سورہ انعام پڑھنا بھی بہت مفید ہے۔

اور سات ہزار بار سورہ اخلاص پڑھنا بھی بہت بہتر ہے دشمن کے دفع کرنے کے لئے ایک ہزار مرتبہ سورہ نوح پڑھنا اکسیر ہے۔ دشواری مہمات کے لئے اکتالیس بار سورہ یٰس پڑھنا بہت مفید ہے اور جو شخص بعد نماز جمعہ بات کرنے سے قبل سات بار سورہ فاتحہ سات بار سورہ اخلاص سات سات بار معوذتین پڑھے گا اللہ تعالی اس کو دوسرے جمعہ تک غم سے مشقت سے بلاؤں سے محفوظ رکھے گا۔

عبادت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اہل بصیرت کا طریقہ نیک بختی کا جادہ اور جنت کی راہ ہے۔ چنانچہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ۔ بہشت کو مکروہات اور دشواریوں سے اور دوزخ کو آسانی اور خواہشوں سے گھیر ڈالا ہے۔ جب مرید زہد و عبادت پر کمربستہ ہوا حجاب دُنیا سے باہر نکلا۔ جب عزلت و گوشہ نشینی اختیار کی حجاب خلق اس سے دور ہوا۔ اس گروہ کی صفت یوں بیان کی گئی ہے (ان کے جسم دنیا میں اور ان کے دل عقبیٰ میں خداوند باقی کی درگاہ میں بندہ مقبول کی رسائی ہوئی اور ریاض و رضواں میں اس کو جگہ ملی اس وقت وہ فقیر و حقیر وہ ناچیز و ضعیف اپنے کو ایک ملک کبیر کا مالک پاتا ہے۔ سن لو صحبت میں رہنا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ پیر کو دیکھے کہ رات دن افعال خلاف شریعت میں مبتلا ہے ایسے شخص کا ساتھ دردو سوز کی آگ کو بجھاتا ہے۔ اور ایمان کا قلع قمع کر ڈالتا ہے۔ علم امام ہے عمل کا اور عمل اس کا تابع ہے۔ عالم کا سونا بہتر ہے جاہل کے نماز پڑھنے سے۔

بندگی کرنے اور بندہ ہونے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طوق عبودیت جس کی گردن میں ہے اس کو کیا سمجھتے ہو؟ وہ سردار عالم ہے۔ محققوں کا قول ہے کہ اگر خداوند ذوالجلال والا کرام کے خزانے میں عبودیت سے بہتر کوئی خلعت ہوتا تو وہ ضرور بالضرور قاب قوسین اوادنی کے مقام میں حضرت خواجہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنایا جاتا۔ آپ ہرگز یہ نہ فرماتے۔ (میں نہیں چاہتا کہ میں بادشاہ اور نبی بنوں۔ بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ ایک بندہ اور نبی بنوں) (آنکھ نہیں جھپکی اور نہ بھٹکی) کی شان ظاہر فرمائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خانہ کعبہ سے خلوت خانہ میں بلائے گئے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ آسمان ہماری معرفت کے لائق نہ ٹھہرا زمین بھی اس کام کی نہ تھی یہ بندہ مومن کا دل تھا کہ ہماری جلوہ گاہ بن گیا۔ رب العزت نے جب چاہا کہ اس نقطہ خاک کو لباس وجود پہنائیں اور تخت خلافت پر بٹھائیں۔ تو ملائکہ بے ساختہ بول اٹھے۔ کیا تو وہاں اپنا خلیفہ بناتا ہے جو وہاں فساد مچائے گا) لطف قدیم نے جواب دیا۔ لَيْسَ فِي الْحُبِّ مَشْوَرَةٌ۔ (محبت کے معاملہ میں مشورے کی حاجت نہیں)۔ (اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے)۔ اے ملائکہ مقربین اس سے بھی اور واضح سنو۔ تم میں راست روی ہے تو ہوا کرے اور یہ کج رو ہیں تو تمہاری بلا سے ہم ان کو چاہتے ہیں ہم نے ان کے لئے بساط رحمت بچھادی ہے۔ وہ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اس کو دوست رکھتے ہیں ہر چیز پر محبت ہی غالب رہی۔ آسمان والوں نے کہا کہ یہ لقمہ ہمارے حلق سے نہیں اتر سکتا۔ زمین والوں نے جواب دیا کہ یہ بوجھ ہم سے نہیں اٹھ سکتا۔ جب اس ذرہ بے مقدار کے سامنے پیش کرنے کی نوبت آئی تو سمندر کو یہ ایک گھونٹ سمجھ کر پی گیا۔ مشاہدہ مجاہدہ کا ترکہ ہے مجاہدہ وریاضت میں ایک قسم کی تاثیر ہے جن حیوانوں میں اس کی صلاحیت ہے کہ وہ ریاضت قبول کریں تو بعد ریاضت کے

ان کی حالت ہی دوسری ہو جاتی ہے۔ اور ان کی قیمت بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ اگر ایک روپیہ کی چیز ہے تو بعد تعلیم وہی شے ہزار روپے کی ہو جاتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ یہاں آب و خاک کا معاملہ ہی دوسرا ہے۔ وَاِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی (تمہارا منتہا حضرت رب تک ہے۔ مردان راہ خود اپنے کو اپنی نظر میں ذلیل و خوار سمجھتے ہیں

خلق اللہ کی آنکھ سے اپنے کو گرانا آسان ہے۔ مرد وہ ہے جو اپنے کو اپنی آنکھ سے گرادے۔ کچھ مشکل نہیں۔ پہلے قدم میں دنیا دوسرے قدم میں آخرت طے ہوتی ہے تیسرے قدم میں فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ

تو مرا دل دہ و دلیری بیں
روبہ خویش خوان و شیری بیں

بندگی کرنے کے بیان میں بندگی کس کو کہتے ہیں۔ اعتراض سے منہ موڑلینا اور خواہش خداوندی پر راضی رہنا۔ اور اگر زہر دیں تو شربت سمجھ کر نوش جان کرلینا۔ پیشانی پر ہرگز بل آنے نہ دینا۔ (بندہ اور جو کچھ بھی اس کے پاس ہے اس کے آقا کی ملک ہے) جب یہ رنگ ہے تو یوں ہونا چاہیے کہ قبول ہے تو سر آنکھوں پر رد ہے تو سر آنکھوں پر نواخت ہے تو سر آنکھوں پر گداخت ہے تو سر آنکھوں پر۔

(میں تیرا نام اپنی ہتھیلی پر لکھوں۔ پھر آنکھیں اس نام پر رکھوں اور خوب روؤں۔ برابر میری دونوں آنکھیں تیرے خیال میں محو ہیں۔ پیغمبر وقت کے پاس وحی آئی کہ اس عابد سے کہہ دیجئے اس قدر تکلیف عبادت و زحمت ریاضت اٹھانا فضول ہے۔ تیرا مادی تو جہنم ہے۔ پیغمبر وقت نے جب یہ حکم خداوندی اس کو سنایا تو اس شخص نے طاعت و عبادت اور بڑھادی اور خوشی سے پھولا نہ سمایا۔ لوگوں کو یہ حال دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ فردائے قیامت جس وقت حضرت آدم علیہ السلام و صلوۃ اللہ علیہ اپنے فرزندوں کے ساتھ بہشت میں جائیں گے اس وقت ملائکہ کا عجب حال ہو گا۔ نہایت تعجب سے وہ دیکھیں گے اور کہیں گے کہ ہاں یہ وہی شخص ہے جو ننگا مادر زاد بہشت سے باہر کر دیا گیا تھا۔ دیکھو فرعون مدبر چار سو سال تک صحیح و تندرست بعافیت زندہ رکھا گیا۔ اس کو کبھی بخار تک نہ آیا۔ حضرت زکریا علیہ السلام کے سر مبارک پر آرہ چل رہا تھا اگر کوئی شخص اس وقت ان سے پوچھتا کہ واقعی کہئے تو اس موقع میں آپ کی دلی خواہش یہی آواز نکلتی کہ ابدالاباد تک آرہ سر پر چلتا رہے۔

کلمۂ طیبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آپ فرماتے ہیں کہ پروردگار جل و علا یوں فرمایا لا الہ الا اللہ میرا احصار ہے۔ جو شخص میرے حصار میں آگیا عذاب و عتاب سے محفوظ رہا۔ حدیث شریف میں آیا ہے جنت کی قیمت ہے یہ کلمۂ طیبہ ہے کبھی کبھی آپ حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کرتے تھے۔ کَلِّمِیْنِیْ یَا حُمَیْرَاءُ۔ (یعنی اس وقت ایسی ایسی باتیں اپنے مصلحت وقت کے متعلق مجھ سے کیجئے جس نے سمجھا سمجھا عرصہ حشر میں ایک شخص لایا جائے گا۔ سیاہ نامہ اعمال اس کے ننانوے دفتر ہوں گے۔ خزانہ غیب سے ایک کاغذ برآمد ہو گا ایک انگل کے برابر اس میں کلمۂ لا الہ الا اللہ لکھا ہو گا۔ باغ فردوس میں اس کو جگہ ملے گی۔ درجات و کرامات کے ساتھ وہاں اس کو اتارا جائے گا۔ اگر دس بیس رکعت نماز ادا ہو جائے تو یہ سمجھو کہ اور بھی گناہ میں اضافہ ہوا۔ کیونکہ حق نماز ادا نہ ہوا۔

ایمان

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

اَلْاِیمَانُ عُرْیَانٌ وَلِبَاسُہُ التَّقْوٰی- (ایمان ننگا اور برہنہ ہے اور اس کا لباس تقوی اور پرہیز گاری ہے) ایمان کا دروازہ بند نہیں ہے- ایمان تو بندشوں کا کھولنے والا ہے اپنی ہی ہستی کے عاشق اور فریفتہ ہو- بھلا تم کو یہ توفیق کہاں کہ سرداری اور برتری کی ٹوپی سر سے اتار سکو اور نیک نامی اور شہرت کو برائی اور بد نامی سے بدل سکو-

سنو! باریکی سوز و گداز میں پیدا ہونی چاہیے نہ کہ گفتگو میں- گدھ بہت اونچا اڑتا ہے لیکن مردار پر اتر آتا ہے- باز اونچا نہیں اڑتا لیکن جو شکار کرتا ہے زندہ کرتا ہے کیونکہ اسے زندہ شکار میں ہی لذت اور مزہ ملتا ہے- جو خدا کے ساتھ جیتا ہے سارے اسباب اس کے غلام ہوتے ہیں- جس نے اپنے کو دیکھا اس نے شرک کیا-

ایمان کی صداقت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

جب باطن میں تعظیم ہو گی تو ظاہر بھی اس کی متابعت کرے گا- اس کے خلاف کرنے سے شرم آئے گی- کم سے کم ایمان میں اتنا صدق تو ہو کہ اگر ہم خدا کو نہیں دیکھتے تو خدا ہم کو دیکھ رہا ہے- اس وقت کم سے کم اس کی اتنی تعظیم تو کرے جتنی مخلوق کی کرتا ہے-

چون مرد دین نبو دم کیش مغان گزیدم
وین رفت ازمیانہ زناری نہ بینم

حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت ایوب علیہ السلام ایک نے نعمت اور دولت پائی اور ایک نے بلا اور مصیبت انہوں نے نعمت کے باوجود نعمت کی لذت نہیں اٹھائی وہ نعمت دینے والے کی طرف دھیان لگائے رہے- اور شکرانے میں نِعْمَ الْعَبْدُ کا خطاب پایا- اور دوسرے نے بلا کی حالت میں بلا دینے والے کو دیکھا- صبر و شکر کے ساتھ اسی کی طرف رجوع کیا اور بلا سے فریاد نہیں کی نعم العبد کہہ کر سراہے گئے- اس کی نزدیکی سے مومن کا دل جلا جاتا ہے اور اس کی دوری سے فریاد کرتا ہے-

بندہ رابا توچہ نسبت کہ بہ گنج خوبی
پاشا ہے توئی ومن مفلس مادر زادم

نہ مجھ کو خوشی کے دن ہی نصیب ہیں نہ فریاد کرنے کا کوئی موقع ہے- نہ کبھی اپنے وصال کے پیغام سے میرے دل کو خوش کرتا ہے-

اسلام کے لشکر اور رابعہ بصری اور ابراہیم ادہم

بسم اللہ الرحمان الرحیم

قاصد نے حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشخبری ان کو دی تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو کس دین و مذہب پر تو نے پایا- قاصد نے کہا دین اسلام پر- آپ نے فرمایا ہاں' اب نعمت ختم ہوئی جو شخص اسلام کے نقصان سے بے پروا ہو اس کے دل سے اسلام بالکل زائل ہو جائے گا- اس قدر بزرگی اور علم کے باوجود کہ جب سر اٹھاتا تھا تو عرش معلی کو دیکھتا تھا- اس کی مجلس میں بارہ ہزار علماء سبق پڑھتے تھے- جب خدا کا فرمان پہنچا اس کو علم کی دولت عطا فرمائی تو شکر بجا نہیں لایا- اصحاب کہف کو پل بھر سے زیادہ نہیں گذرا کہ جب دقیانوس کے ملک میں گڑبڑی دیکھی کہا ہمارا پرور دگار زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے- اور دیکھ لیا اس راستہ میں جو جو حقائق ہیں- متوکلوں کے گروہ میں داخل ہو گئے- فرعون کے جادوگروں کے ساتھ بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا- ان کی مدت بھی ایک لحہ سے زیادہ نہ تھی- کیونکہ جب حضرت موسی علیہ السلام کا معجزہ دیکھا تو پکار اٹھے

ہم خدائے دوجہاں پر ایمان لائے اور راستہ دیکھا اور طے کرلیا۔

حضرت ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ دنیا کے کام دھندوں میں لگے رہتے تھے۔ جب دنیا سے منہ پھیر کر آپ نے سلوک کا راستہ اختیار کیا ان پر ایک نماز کے وقت سے زیادہ کی مدت راہ کے طے کرنے میں نہیں لگی۔ رابعہ نے جب سلوک کا راستہ اختیار کیا عبادت کرنے لگیں۔ ابھی سال ختم بھی نہیں ہوا تھا کہ بصرہ کے عابد اور علماء ان کے مرتبے کی عظمت اور بڑائی کی وجہ سے زیارت کو آنے لگے۔ ذَالِکَ تَقْدِیْرُ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ۔ کوئی شخص ایسا بھی ہوگا کہ بجلی کی طرح وہ پل صراط کو عبور کرلے اور کوئی ایسا ہوگا جو ہوا کی طرح پل سے گذر جائے گا۔ اور کوئی ایسا ہوگا جو پرندوں کی طرح طے کرلے گا۔ اور کوئی ایسا ہوگا جو گھوڑے کی طرح دوڑ لگا کر چلا جائے گا۔ اور کوئی ایسا ہوگا کہ جب دوزخ کی آواز اس کے کان میں پہنچے گی اس کی ہیبت سے گر پڑے گا۔ اور کوئی ایسا بھی ہوگا کہ دوزخ کے سپاہی اس کو پکڑلیں گے اور دوزخ کی آگ میں جھونک دیں گے۔

(کبھی تمہارے وصل کی شراب ہم کو مست بنادیتی ہے۔ کبھی تمہاری جدائی کی مار ہم کو بے سدھ کردیتی ہے۔

شرک خفی

میری امت میں شرک اس چیونٹی کی چال سے زیادہ چھپا ہوا ہے جو اندھیری رات میں کالے پتھر پر چل رہی ہو) تو جانو کہ اگرچہ یہ شرک ایمان کو نقصان نہیں پہنچاتا مگر ایمان کی حقیقت اور ایمان کے فائدوں میں نقصان ضرور لاتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے خالص سونا بھی سونا ہے اور وہ سونا جس میں ملاوٹ ہو اس خالص سونے کے برابر نہیں ہوسکتا۔ اور اس کی قیمت کم ہوگی۔ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ جب انہوں نے ایمان کی حقیقت کا دعوی کیا۔ اور انہوں نے کہا ہمارے نزدیک سونا چاندی اور جواہرات ٹھیکری کے برابر ہیں۔ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا۔ لَا رَاحَةَ لِلْمُؤْمِنِ دُوْنَ لِقَاءِ اللّٰهِ۔ اَلْمَوْتُ دُوْنَ لِقَاءِ اللّٰهِ۔ (مومن کے لئے آرام نہیں ہے سوائے خدا کے دیدار کے۔ اور خدا کا دیدار نہ ہونا موت ہے۔ ہمیشہ بے چین رہے اور ظاہری بناؤ سنگار سے کوئی تعلق نہ رکھے۔ اگر کشف و کرامت اس کے بدن کا ایک ایک جوڑ ہو جائے تو چاہیے کہ اس کشف کو پاؤں کا جوتا بنا کر اپنے سر پر مارے۔ پست ہمت والا کتا ہر جگہ ہڈی تلاش کرتا ہے مگر شیر کا پنجہ زندہ مغز ڈھونڈتا ہے۔ حضرت پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ (دنیا کے بندے ہلاک ہو گئے اور روپیہ پیسے کے بندے ہلاک ہو گئے اور پیٹ کے بندے ہلاک ہو گئے اور شہوت کے بندے ہلاک ہو گئے اور پوشاک کے بندے ہلاک ہو گئے۔

(تیرے دیدار کے لئے آنکھوں کا راستہ اور سر میں ایک خیال بنایا۔ پھر اس خیال کو دیکھنے کے لئے ایک عمر گزار دی۔ لیکن جب آفتاب کی چمک بلند ہوئی تو ظاہر ہوا کہ آنکھوں کا راستہ غلط اور خیال محض دھوکا تھا۔ جس شخص کو غسل واجب ہے اگر اس کے بدن پر ایک بال بھی سوکھا رہ گیا پاک نہیں ہوسکتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى التَّوْفِيْقِ وَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ عَلَى التَّقْصِيْرِ میں کون ہوں اور کس قابل ہوں کہ تیرا کہلاؤں۔ یہی غنیمت ہے کہ تو مجھ کو کچھ بھی نہ سمجھے۔ اپنے غم میں مبتلا اور تیرے لئے حیران ہوں۔ برا یا بھلا ہوں بہر حال تیرا ہی ہوں۔

معرفت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

معرفت کا پہلا جزیہ ہے کہ دنیا کی تمام مخلوقات کو مجبور عاجز اور خدا کا قیدی سمجھے اور سب چیزوں سے اپنے لگاؤ اور نسبت کو توڑ دے۔ دوسرا راستہ صانع اور خالق تک پہنچنے کے لئے اپنے نفس

کی پہچان ہے جیسا کہ کہا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ کل موجودات اور مخلوقات کی حقیقت انسان کے اندر رکھی اور کہا اَنْفُسَكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اور اپنی معرفت کی ایک سیڑھی بنائی ہے۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے نفس کو پہچانے گا خدا کو پہچان لے گا۔ خدا کی معرفت کی دریافت سے عقل کو عاجز سمجھنا بھی ایک ادراک ہے حضرت معاذ جبل رضی اللہ عنہ دوستوں کے حجرے پر جاتے تھے اور فرماتے تھے (اے لوگو آؤ! تاکہ ہم اس وقت اللہ پر ایمان لائیں اصل میں یہی پیاس ہے۔ عرش کرسی سے پوچھتا ہے۔ هَلْ لَكَ خَبَرٌ (کیا تجھ کو کوئی خبر ہے)۔ اور کرسی بھی عرش سے کہتی ہے کیا تجھ کو کوئی خبر ہے؟ اور آسمان زمین سے کہتا ہے۔ هَلْ مَرَّبِكَ طَالِبٌ (کیا تیری طرف کوئی طالب گزرا ہے)۔ اور زمین آسمان سے پوچھتی ہے۔ هَلْ سَافَرَ اِلَيْكَ عَاشِقٌ۔ (کیا کسی عاشق نے تیری طرف سفر کیا ہے)؟ اس راہ میں اس کے ہزاروں مقتول اور شہید ہیں۔

اس کی مہربانی کی ہوا کا ایک جھونکا جب ایک شتربان پر پہنچا تو فرشتے بیہوش ہو گئے۔ جب ان کو ہوش آیا تو حضرت جبریل علیہ السلام سے کہا ہم نے سات لاکھ برسوں میں ایسی خوشبو نہیں سونگھی جیسی کہ حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آئی ہے جبریل علیہ السلام نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپؐ نے فرمایا اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ

محبت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

فرشتوں کا کام جو سیدھے طریقہ پر چل رہا ہے وہ اس لئے ہے کہ ان تک محبت کا گذر نہیں ہوا ہے۔ اور یہ اونچ نیچ جو انسان کے ساتھ پیش آیا کرتی ہے اس لئے ہے کہ اس کو محبت سے سروکار ہے۔ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ (وہ دوست رکھتا ہے ان کو اور وہ دوست رکھتے ہیں اس کو)۔ جب وہ کسی پر کرم فرماتا ہے تو پہلے ٹوپی اور اس کا عبا اتار لیتا ہے اور ننگا بھوکا بنا کر بٹھا دیتا ہے۔ (اگر تو ہم کو چاہتا ہے تو رنج و غم میں اپنے کو جھونک دے۔ دیوانوں کی طرح دنیا کی خاک چھانتا رہ دل کو خون بنا کر آنکھوں کے سپرد کر۔ پھر دونوں آنکھیں کھونے کے بعد جان بھی گنوا دے)

(وہ دل جو معشوقوں کے ہاتھ سے میں لے آیا تھا میں نے کبھی نہ کسی کو دیا نہ کسی کو دکھایا۔ اے میرے محبوب جب تو نے ایک نگاہ میں میرا دل چھین لیا تو ایسا لگتا ہے کہ ہزاروں برس سے میرے سینے میں دل تھا ہی نہیں)۔ فرشتے سب جانتے تھے کہ کوئی بڑا کام سپرد ہونے والا ہے۔ اور ہماری جماعت میں سے کسی کو اس کام کے لئے چنا جائے گا۔ قیامت کے بعد ہر ایک شریعت مٹا دی جائے گی لیکن یہ دو چیزیں ہمیشہ ہمیشہ قائم رہیں گی۔ اَلْحُبُّ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ

حدیث میں آیا ہے جب خدائے بزرگ و برتر کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کو بلاؤں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پھر اگر اس نے صبر کیا اجتباء کے لقب سے سرفراز فرماتا ہے۔ جب خدا کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو موت سے پہلے اسے توبہ کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور اس کا گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ محبت کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ محبوب کے ساتھ خلوتوں میں مناجات کے وقت حد درجہ کی موانست ہو۔ معشوق کی طلب میں عاشق پر دوڑ دھوپ اور حیرانی و سرگردانی کچھ جبر نہیں گذرتی۔ اپنے مکاشفہ میں فرشتوں کی صف میں پہنچا اور پوچھا کہ تم کون ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم خدا کے دوستوں میں ہیں۔ بیس لاکھ برس

گذر گئے کہ ہم اسی جگہ پر اس کی عبادت کرتے ہیں۔ اس اثنا میں ہمارے دلوں کے کسی گوشہ میں ایک لمحہ کے لئے بھی اس کے تصور کے سوا کسی دوسرے کا خیال تک نہیں گذرا۔ اور اس کے سوا ہم نے کسی کو یاد نہیں کیا۔ اس کے بعد مجھے اپنے اعمال پر شرم آئی اور وہ تیس برس کی عبادت میں نے ایک ایسی جماعت کو بخش دی جو عذاب کی مستحق ہو چکی تھی۔

محبت اور عشق

تم کو اللہ اپنی محبت کا کمال نصیب کرے۔ جانو کہ خدا کی دوستی بندے کے لئے اور بندے کی دوستی خدا کے لئے درست ہے اور قرآن و حدیث میں اس کے متعلق ذکر ہے اور امت کا اس پر اتفاق ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات میں ایسی صفت موجود ہے کہ محبت کرنے والے اس کو دوست بنائیں۔ اور وہ اپنے دوستوں کو دوست رکھے۔ جب محبت دل میں گھر بنا لیتی ہے تو محبوب کی موجودگی اور جدائی سے اور بلا مشقت سے اور لذت و آرام سے وہ بدلتی نہیں۔ بندے کی محبت کو خدا کی بندگی اور اطاعت کہتے ہیں۔ اور بندے کے ساتھ خدا کی محبت کو ہدایت اور اس کی نوازش بیان کرتے ہیں۔ اور بندے کی محبت خدا کے ساتھ اس کے دیدار کی طلب میں بے چین رہے۔ اور دوستی کے حکم پر گردن ڈال دے۔ محبت دو طرح کی ہوتی ہے ایک محبت ہم جنس کی اپنے ہم جنس سے خواہشات نفسانی کی لذتیں اور محبوب کی جستجو وصال حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے اور دوسری محبت جنس کی جنس کے ساتھ نہیں ہوتی۔ اس طلب کا لگاؤ محبوب کے اوصاف کے ساتھ ہے۔ اور طالب کو انہیں سے آرام ملتا ہے۔ اور محبت کرتا ہے جیسے کسی کی بات سننے کی تمنا کسی کے دیدار کی خواہش بندہ کا عشق خدائے تعالیٰ کے ساتھ جائز ہوا۔ اور خدا کا عشق بندے کے ساتھ روا نہیں محبت کا حال بھی اسی طرح ہے پہلے پہل محبوب کا حسن و جمال

دیکھنا نظر سے تعلق رکھتا ہے اور اس کا اشتیاق ہر وقت بڑھتا جاتا ہے اور انتہائے محبت میں وصل اور ہجر اور رنج و راحت اور نزدیکی و دوری سے بے پروا ہو جاتی ہے۔ اور انوار الٰہی کی طرف سے اس کا نام عشق رکھا جاتا ہے جب تک اس کو پوجتا ہے اس کا نام عابد اور جب اس کو جانتا ہے عاقل جب پہچانتا ہے تو عارف جب ماسوا سے پرہیز کرتا ہے تو زاہد جب سچائی کے ساتھ اس کا ارادہ کرتا ہے تو مخلص جب دوستی کی راہ میں قدم رکھتا ہے تو مشتاق جب اس کی رضا کے لئے ساری مخلوق کو نظر سے گرا دیتا ہے تو خلیل اور جب اس کے مشاہدہ پر اپنی ہستی تصدق کر دیتا ہے تو حبیب ہو جاتا ہے۔ جب یہاں تک پہنچ جائے کہ اپنی فنا اور بقا کو دوست کی ذات میں کلیتہً گم کر دے تو اس کا نام عاشق پڑتا ہے۔

(میں وہ عشق ہوں جو کون و مکان میں ظاہر نہیں ہے۔ میں وہ عنقائے مغرب ہوں جس کا کہیں نشان نہیں ملتا۔ میں نے اپنے ناز اور ادا سے دونوں جہان کو شکار کر لیا ہے۔ یہ نہ دیکھ کہ میرے تیر و کمان کہیں نظر نہیں آتے۔

طالب کے بیان میں

بسم الرحمان الرحیم

اَلسُّکُوْنُ حَرَامٌ عَلٰی قُلُوْبِ اَوْلِیَائِہٖ (خدا کے دوستوں کے دلوں پر آرام حرام ہے۔ دنیا فراق کی جگہ ہے اور آخرت دیدار کا مقام ہے۔ تو فراق میں طالب کے دل کو آرام کرنا جائز نہیں۔ اور دیدار کی جگہ میں چین نہیں۔ اگر مجنوں پتھر کی مار سے زخمی اور لہولہان ہونے سے ڈرتا تو لیلی لیلی کی بڑنہ لگاتا جب امانت کا آفتاب آسمان پر چمکا تو عالم ملکوت کے وہ فرشتے جو سات سات لاکھ برس اس کی تہلیل و تقدیس کے باغ کی گلگشت میں مشغول تھے نعرہ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ (ہم تیری حمد کی تسبیح پڑھتے ہیں) لگا کر ایک بیکس غریب کی طرح بوریا بستر باندھ کر چلتے

ہوئے اور اپنی عاجزی مان لی۔ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا (اور اس بوجھ کے اٹھانے سے انکار کیا)۔ اسی طرح آسمان نے کہا مجھ میں بلندی کی صفت ہے اور زمین نے کہا مجھ میں پھیلاؤ اور کشادگی کی صفت ہے۔ پہاڑ نے کہا مجھ میں ثابت قدم رہنے کی صفت ہے اور جواہرات کی کان نے کہا کہیں ایسا نہ ہو ہمارے جواہرات برباد ہو جائیں۔ تب اس خاک کے ذرہ نے نیاز مندی کا ہاتھ فقر و فاقے کی آستین سے باہر نکالا اور اس امانت کا بوجھ اپنی جان پر سنبھالا اور ذرہ برابر دونوں عالم کا خیال نہیں کیا۔ اس نے کہا میرے پاس کیا ہے کہ چھین لیں گے۔

حق کی طلب

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اے محبوب اگرچہ تجھ کو مجھ سے کوئی سروکار نہیں ہے لیکن تیرے تلوؤں کی خاک میرے سر کا تاج ضرور ہے۔ ایسی چالاکی اور چستی چاہیے جو ریاضت کی تلوار سے بد دماغی کا گلا کاٹ دے۔ اور مجاہدے کے زور سے نفس پرستی کو نیست و نابود کر دے۔ اور دونوں جہان سے باہر نکل آئے اگر معراج کی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز کی طرف نظر فرماتے تو وہیں روک لیے جاتے۔ اور قاب قوسین کی خلوت تک نہ پہنچائے جاتے۔ جلا ہوا دل مرغ کے کباب کی لذت نہیں لیتا۔ جو کچھ پیدا کیا گیا وہ آب خاک ہی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ دوسری مخلوقات دیوار کی تصویریں ہیں۔ کہا گیا ہے کہ جب محبت کا شہباز غرت کے گھونسلے سے اڑا تو عرش پر پہنچا۔ وہاں بزرگی دیکھی۔ اس کو چھوڑا اور کرسی کے مقام میں پہنچا یہاں وسعت دیکھی اس کو بھی چھوڑا۔ آسمان پر پہنچا' بلندی دیکھی اس کو بھی چھوڑا اور زمین پر پہنچا۔ یہاں محنت اور مشقت دیکھی یہیں ٹھہر گیا۔ جس قدر تمہاری ذات میں آلودگی اور شوریدگی ہے اس سے آگے بڑھو۔ اور چند قدم چل کر شریعت کی سرکار سے سواری اور زاد سفر اور حقیقت کی بارگاہ سے راستے کے لئے بدرقہ لو۔ دوسری باتیں اور قصے چھوڑو۔

اللہ کی طرف جانے کے راستے کے بیان میں محسوسات کے عالم میں وہ روحیں جو استغراق میں محو ہیں ان کی مثال یوں ہے کہ کوئی چڑیا جال میں پھنس گئی۔ کسی دوسرے شخص کی حاجت ہے کہ وہ ان پھندوں کو کھولے۔ حدیث میں ہے کہ جب ملک الموتؑ اس امت کے کسی شخص کی روح نکالنے کا قصد کرتا ہے تو اس وقت اس کو خدا کا حکم پہنچتا ہے کہ پہلے میرا اسلام تحیت اس کو کہہ اس کے بعد جان نکالنے کے لئے ہاتھ بڑھا۔ گفتار اور رفتار کے بیان میں علم وہ ہے جو تم کو صدارت کی مسند سے اٹھا کر پائنتی بٹھا دے اور گفتگو کرنے سے زبان گونگی کر دے اور تم کو لڑائی جھگڑوں سے چھڑا دے۔ نہ وہ کہ سرداری کی پگڑی تمہارے سر پر باندھے اور تکبر و غرور کا پٹکا تمہاری کمر پر کس دے۔ علم وہ ہے جو تمہاری ذلت و رسوائی کا آئینہ لا کر تمہارے سامنے رکھ دے۔ خواجہ ذوالنون مصری رحمتہ اللہ علیہ عقلمندوں کی محفل میں گئے۔ آپ نے فرمایا مجھ سے سوال کیجئے۔ ان لوگوں نے آپ سے پوچھا سب سے زیادہ عقلمند کون ہے؟ آپ نے فرمایا میں ہوں؟ پھر دوسرا سوال کیا۔ سب سے زیادہ احمق اور جاہل کون ہے؟ آپ نے کہا۔ وہ بھی میں ہی ہوں۔ ان لوگوں نے کہا۔ اس بات کا مطلب بیان فرمائیے۔ اپ نے کہا۔ سب سے زیادہ اپنے عیب کا جاننے والا میں ہوں لہٰذا عقلمند ہوں اور دوسروں کے عیب کو بالکل نہ جاننے والا بھی ہوں اس لئے جاہل ہوں۔ عارف کو گویائی اور قلم اور آنکھیں نہیں ہوتیں۔ ہم لوگ جو آدمی کہے جاتے ہیں حضرت آدم کے لڑکے ہیں مصیبت کے دن پیدا ہوئے جو بچہ بلا و مصیبت میں پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں پہلی آواز رونے دھونے اور نوحہ کی پڑتی ہے۔ وہ سلطان الانبیا تاج الاصفیا لَوْلَاکَ

لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ (اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا) کا تاج تھا انہوں نے کیا فرمایا۔ یَالَیْتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا (اے کاش محمد کا خدا محمد کو پیدا نہ کرتا) اور حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ اس عظمت اور رفعت کے باوجود جیسا کہ تم نے سنا ہے۔ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیًّا لَکَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد کوئی پیغمبر ہوتا تو یقینی عمر ہی ہوتے) آپ کہیں جا رہے تھے۔ ہاتھ میں ایک گھانس کی پتی اٹھائی اور کہا یَالَیْتَنِیْ کُنْتُ ھٰذَا (اے کاش عمر یہ گھانس کی پتی ہوتا۔

ہمت کا بیان

بسم اللہ الرحمان الرحیم

امام شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے کہا (جو شخص دنیا اور آخرت میں مشغول ہے اسے ہماری مجلس میں آنا حرام ہے۔) (ہر چیز کی قیمت ہی اس کا محبوب ہے) اس سے ہر شخص آج اپنی قیمت پہچان سکتا ہے۔ جس کی ہمت وہ ہو کہ کیا کھاتا ہے اور اس کے پیٹ میں کیا چیز جاتی ہے تو اس کی قیمت وہی ہو گی جو اس کے پیٹ سے نکلے گی۔

خداوند تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالموں میں آدمی سے بڑھ کر ہمت والا کسی کو بھی پیدا نہیں کیا۔ یہ بات یہاں سے نکلتی ہے جو آدمی کے سوا کسی دوسرے گروہ کی شان میں نہیں کہی گئی۔ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ (میں نے اس میں اپنی روح پھونکی) اور کسی گروہ میں پیغمبر اور آسمانی کتابیں سوائے انسان کے نہیں بھیجی گئیں۔ اور روز ازل میں سوائے آدمیوں کے کسی پر سلام نہیں کیا گیا۔

الا اے مرغ حکمت دان زمانے
چہ خواہی یافت بہ زین آشیانے
بہ پرواز معانی باز کن پر
سرائے ہفت در را باز کن در

انبیا پیغمبری ملنے پر فخر کیا کرتے تھے۔ یہ کمبخت اپنے طوق لعنت پر فخر کرتا ہے۔ حضرت سعد بن معاذؓ جب آپ نے انتقال فرمایا تو عرش کانپنے لگا۔ اے بھائی! حقیقت کے عالم میں حضرت آدم علیہ السلام کی نسبت ان ہی لوگوں سے زندہ ہے اور صداقت کی منزل ان ہی اصحاب کے قدم سے آباد ہے۔

(نیستی کی بارگاہ میں جان بیچنے والے۔ قدامت کی خانقاہ کے گدڑی پہننے والے۔ خدا کی درگاہ کو ہاتھ سے پکڑے ہوئے ہیں۔ ماسوا پر لات ماری ہے۔ ان کا عقیدہ اجتہادیہ ہے کہ خدا کی پرستش جیسی چاہیے تھی ہم نے نہیں کی۔ اور اس کے پہچاننے کا جو حق تھا وہ ہم سے ادا نہ ہو سکا۔ جو خدا چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔ اس پر سر ڈالے ہوئے ہیں ہر مراد سے ان لوگوں کے دل پاک ہیں۔ کسی صدیق کا قارورہ ایک کافر کے پاس لے گئے۔ اس نے دیکھ کر کہا مذہب اسلام میں بھی ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کا کلیجہ خدا کی راہ میں خون ہو گیا ہو۔ زنار اتار پھینکی اور ایمان لایا۔

(اگر تو نے مجھ کو قبول کر لیا تو میں ایک مقبول غلام ہوں۔ اور اگر تو نے قبول نہ کیا تو تیرا نکالا ہوا ایک نوکر ہوں۔ تیرے ردو قبول سے مجھے کوئی کام نہیں۔ میں بندہ ہوں اور دونوں حالتوں میں صرف تیرے ہی ساتھ وابستہ ہوں۔

مرید کو رغبت دلانے

بسم اللہ الرحمان الرحیم

وہ ایک جو سات لاکھ برس تک تقدیس و تسبیح کا سرمایہ اپنے ہاتھ میں رکھتا تھا۔ اور تمام ملائکہ کا استاد تھا۔ اس نے ایک ہی دفعہ انا کا لفظ نکالا تھا پھر دیکھ لیا جو دیکھنا تھا۔ اور اس کا نتیجہ پالیا جو پانا تھا۔ ایک دن حضرت جبریل علیہ السلام حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپؐ نے پوچھا مقام قدس میں تمہارا کیا حال

ہے؟ انہوں نے کہا جب سے ہم میں سے ایک کو باہر نکال پھینکا گیا ہے اپنے اپنے مقام پر کوئی فرشتہ مطمئن نہیں ہزاروں طالبوں کی زبانیں اس کی بے نیازی نے گونگی کر دی ہیں۔ مبتدیوں کو صرف زبان ہوتی ہے اور منتہیوں کو نہ زبان نہ گویائی جس طرح بلبل ہزار داستان دن رات چہکتی اور نغمے سناتی ہے اس کی قیمت ایک روپیہ ہوتی ہے اور باز جو زندگی پر کچھ نہیں بولتا ایک ہزار روپے دام لگائے جاتے ہیں۔ وہ کارنامہ انجام دیتا ہے اور یہ صرف بات کرتا ہے شخص حاتم اصم قدس اللہ سرہ کے پاس آیا اور پوچھا وجہ معاش آپکی آپ نے فرمایا خدا کے خزانے سے اس نے کہا کیا آپ کے لئے آسمان سے روٹیاں ٹپک پڑتی ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر زمین اس کی ملکیت نہ ہوتی تو آسمان سے بھیجتا۔

صحبت اور علم کی رغبت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

جس طرح نماز کے لئے پاک وصاف رہنے اور طہارت کی ضرورت ہے۔ اسی طرح ریاضت اور مجاہدے کے لئے علم کی حاجت ہے کوئی معاملہ اور ریاضت بغیر علم کے ممکن نہیں۔ جس طرح کوئی نماز بغیر طہارت کے نہیں ہوسکتی۔ (علم کی حیثیت نر اور عمل کی حیثیت مادہ کی ہے بغیر علم کے عمل کرنا پھول پھل نہیں دیتا عقلمند میرا دوست اور بے وقوف میرا دشمن ہے یہ شریعت کا فتویٰ ہے۔ چیونٹی کو بھی ہوا میں اڑنے کی طاقت نہیں مگر جب کبوتر کی صحبت اختیار کی تو کبوتر کے ساتھ یہ بھی اڑنے لگی۔ لوہا بھی اگر ذرہ کے برابر پانی ڈالا جائے تو ڈوب جائے گا جب اس کو لکڑی کی صحبت ہوئی اور کسی کشتی میں جڑ دیا گیا تو دو چار من بھی پانی پر ٹھہرا رہے گا اور ڈوب نہیں سکتا۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

— جب مرید شریعت کے احکام کی شرطوں پر قائم ہوکر چلتا رہا طریقت کی شرطیں کماحقہٗ ادا کرچکا اور ہر طرح بجالایا تو اپنی ہمت اور بھی بلند کرے ہمت کی برکت سے حقیقت کے معانی جو سالکوں، طالبوں اور صادقوں کے اعلیٰ مقاصد تنہائی بے تعلقی اور مفلسی یہ صفتیں مردے کی ہیں خواہشات کے مارنے سے حاصل ہوتی ہیں۔ دوسرا معشوق تلاش کر تو اپنا جیسا معشوق و محبوب دکھا دے تو میں ادھر چلا جاؤں۔ کسی تجربہ کار اور پختہ روزگار پیر کے سائے میں رہے گا تو وہ طبیب حاذق کی طرح ہر مرض اور عرض کا علاج مختلف طریقوں سے کرے گا اور ہر شورش اور سودا کے لئے دوسرا معجون بنائے گا یہ سب باتیں تو آسان ہیں لیکن اگر اپنی خود رائی سے چلے گا تو بڑے خطرے میں پڑ جائے گا۔ مٹی اور کوڑے کرکٹ سے اس نے ایک شخص کو پیدا کیا اور حسرت وافلاس کی پوشاک پہنائی اور اس کا ظلوم و جہول نام رکھ کر سارے جہان میں ڈھنڈورا پیٹ دیا۔ اس کے بعد سات لاکھ برسوں کی عبادت کرنے والوں کو اس کے استقبال کا حکم دیا اور فرمان ہوا کہ وہ سجدے جو کل اعمال کا نچوڑ ہیں اور تمہارے حالات واحوال کے اسرار ہیں اس کے سر پر نچھاور کردو۔ یک بیک فتوح غیبی سے اس کے مقبول ہونے کا ایک قاصد ظاہر ہوا اور اس نے کہا اَلْحَبِیْبُ یَقْرَءُکَ السَّلَامُ وَیَقُوْلُ لِیْ مَعَکَ کَلَامٌ (حبیب تجھ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے مجھ کو تجھ سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔

دیگر

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اور کوئی شخص خواہشات نفسانی کی قید سے باہر نہیں نکل سکتا مگر وہی جس کو اس نے چاہا۔ جب تک کسی پیر تجربہ کار اور راستے سے خبردار کی پیروی اختیار نہ کرے گا اس کا کام نہیں بنے گا مرید میں جتنی استعداد اور جس قدر علم ہوگا اسی کے موافق پیر اس پر حکم

لگائے گا بیماری اور بیماری کے اسباب کا مختلف علاج بتائے گا۔ یہاں تک کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مرید کی ذات میں اپنا ڈیرا ڈال دے اور شیطان کا آنا جانا اس کے دل میں بند ہو جائے۔ جب مسجد نبوی میں منبر بنایا گیا تو حنانہ، جو کھجور کا ایک ستون تھا اور حضور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خطبے کے وقت ٹیک لگاتے تھے آپؐ کی جدائی کے غم میں رونے لگا غیب سے فرمان ہوا کہ حنانہ کو تسکین دو کیونکہ مجبوروں اور بیماروں کا رونا خدا کے نزدیک قابل قدر ہے۔ تم کو چاہیے کہ ملک الموت کے آنے سے پہلے اسی کی طرف توجہ کرو اور اس سے پہلے کہ تم کو پکڑ دھکڑ کر لے جائیں۔

مسلمانی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

تم نے نفس امارہ کا نام سنا ہو گا وہ یہی تو بدن اور اس کے جوڑ بند سانچے کی حیثیت رکھتے ہیں ان سے کسی آفت کا ڈر نہیں یہ تو ایک سواری ہے جو دین کے احکام کا بوجھ لاد کر لے جاتی ہے اس نے فرمایا ہے کہ ہم نے اپنی قدرت کی بارگاہ سے تم کو ایک سواری دی ہے اس پر سوار ہو کر دین کی راہ میں چلو جب تک وہ ٹھیک راستے پر چلتا رہے کچھ چھیڑنے کی ضرورت نہیں یہ تو احکام کی بار برداری کے لئے ہیں ان کو کچھ تکلیف نہ دو مگر جب وہ دین کے راستے سے بھٹکنے کا ارادہ کریں اس وقت اپنی ریاضت کے کوڑے سے ان کو مارو تاکہ ٹھیک راستے پر آجائیں۔ یہ ایک بڑی اچھی سواری ہے اور خدا کی امانت کا بوجھ سنبھالنے کے قابل ہے خدا کے عہد و پیمان کا بار اس کے سوا کوئی نہیں کھینچ سکتا اور اس کے سوائے عبودیت کے مقام تک کسی اور کے پہنچنے کی امید نہیں کی جا سکتی۔ اللہ تعالیٰ بہت بڑا دانا و بینا ہے دوست اور دشمن کو خوب پہچانتا ہے۔ جہان کا لشکر دو قطاروں میں بٹا ہوا ہے ایک خدا کا لشکر اور ایک شیطان کا لشکر اب تم غور سے اچھی طرح دیکھو کہ تم کس گروہ میں شامل ہو اسی جہان سے دو راستے نکلے ہیں۔ قیامت کے دن کو بہشت یا دوزخ میں جانے کا حکم سنانے کی ایک کچہری سمجھو۔ لیکن راستہ چلنے کا تعلق اسی عالم سے ہے جو شخص دنیا میں دوزخ کے راستے پر چلا ہے وہ اگر قیامت میں چاہے کہ بہشت کا راستہ اختیار کرے تو اس کو اس کی اجازت نہ ہو گی۔ اس کو ہمیشہ کے لیے جہنم کے قید خانے میں بند کر دیا جائے گا۔ (ایک قیدی کو بری ذلت اور مصیبت کے ساتھ قیامت کے دن دوزخ میں لے جائیں گے تو وہ انگلی سے اپنی آنکھیں نکال کر نفرت کے ساتھ راستے میں پھینک دے گا اور کہے گا کہ ایسی آنکھوں سے کیا فائدہ جب معبود کا دیدار ہی نہیں تو میں ان کو دیکھنا نہیں چاہتا) بارگاہ خداوندی سے یہ خطاب آرہا ہے کہ اس عالم میں دل نہ لگاؤ یہ اتنی بڑی دولت ہے کہ قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ نِصْفُھَالِیْ وَنِصْفُھَالِعَبْدِیْ نماز دو حصوں میں بانٹ دی گئی ہے آدھی ہمارے لیے اور آدھی ہمارے بندے کے لیے) عقل کی تمام بزرگیوں کو آگ میں جھونک دینا چاہیے سمجھ اور انسانی احساس کے ٹکڑے کر ڈالو جب کہیں اس حدیث کے مطلب تک پہنچ سکو گے رَبُّہٗ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ (اس کا رب اس کے اور اس کے قبلہ کے بیچ میں ہے)۔ یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے۔ جو شخص مسجد میں داخل ہوا وہ خدا کی زیارت کرنے والا ہے اور جس کی زیارت کی جاتی ہے اس پر یہ ضروری ہے کہ زیارت کرنے والے پر بخشش اور کرم فرمائے۔ جس شخص کو تم نماز کے وقتوں میں بازار میں چلتے پھرتے دیکھو اس کی ذلت اور بد نصیبی پر ماتم کرو اس کو اجازت ہی نہیں دی گئی ہے اور وہ نمازیوں کی صف سے نکال دیا گیا ہے۔ ہمارے دین و مذہب کا ماتم ہے اور ہم لوگوں کو دن رات اسی کی فکر ہے کہ کیا کھائیں اور کیا

پہنیں۔ اس پر فریب دنیا میں یوں ہی غفلت میں مرجاؤ گے اور قیامت میں یہی حسرتیں لیے قبر سے اٹھو گے۔

ازین کافر کہ مارا در نہاد ست
مسلمان درجہان کمتر فتادست

اے بھائی جس نے تم کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اس نے ایک بہت بڑا کام تمہارے سپرد کیا ہے یقیناً" اس گندی اور کثیف مٹی کے اندر کوئی پاک اور روشن مقصد چھپا ہوا ہے کہ فرشتوں کی عقلیں اور انسان کی سمجھ ان اسرار کے دریافت کرنے سے عاجز ہے

اچھے اخلاق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جانو کہ اخلاق آغاز فطرت میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو دیا گیا ہے اور آدم علیہ السلام سے انبیاء اور رسولوں نے ترکہ میں پایا ہے یہاں تک کہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا۔ اور آپ سے آپ کی امت کو ملا ہے۔ اسی طرح تمام برے اخلاق تقسیم کے وقت شیطان کو دیے گئے اور اس سے متکبروں اور نافرمانی کرنے والوں تک پہنچے اور یہی شیطان کی امت کہلائے ہر وقت ہنس مکھ اور کم بولنے والا رہے۔ جس سے ملے پہلے خود سلام کرے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات اصحاب کے ساتھ اگر ایک دن میں سو مرتبہ بھی ہوتی تو آپؐ ہر بار سبھوں کو سلام کرتے تھے۔ اور جو کچھ اس کو میسر ہے اسی میں سخاوت کرے کسی لالچ کے ساتھ اپنے کو آلودہ نہ کرے۔ جب موسیٰ علیہ السلام کو ہارون علیہ السلام کے ساتھ فرعون کی تبلیغ کے لئے بھیجا گیا تو ان سے کہا گیا فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا (اس سے نرم گفتگو میں باتیں کرنا) آپؐ اپنے گھوڑے کا دانہ گھاس خود دیتے' اپنے ہاتھ سے کپڑے سیتے اور پیوند لگاتے گھر کے کاموں میں خادموں کے ساتھ شریک ہوجاتے اگر بچوں کی منڈلی کی طرف سے گزرتے تو ان کو سلام کرتے اور مسلمانوں کا عیب ہمیشہ چھپایا کرتے تھے جیسا کہ ایک چور کو آپؐ نے فرمایا أَسَرَقْتَ قُلْ لَا (تونے چوری کی؟ کہہ دے نہیں)۔ پریشانی اور بیماری کی حالت میں اپنے دوستوں کی مدد کرتے اگر کسی وقت ان کو نہ دیکھتے تو ان کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ کوئی آپؐ کے پاس آتا تھا اس کی تعظیم فرماتے تھے۔ اور اس کے بیٹھنے کو اپنی چادر مبارک بچھا دیتے تھے۔ اور اپنا تکیہ اس کو دے دیتے تھے اگر وہ آپ کے آداب واحترام کا لحاظ کر کے انکار کرتا تو آپ اس کو قسمیں دیتے اور لے لینے پر مجبور کرتے۔ حضرت امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے لیے آپ سواری بن جاتے اور وہ دونوں لاڈلے آپؐ کی پشت مبارک پر سوار ہوجاتے اور کہتے اے گھوڑے ادھر آ' ادھر جا جس جس طرح وہ کہتے ویسا ہی کرتے تھے ان سب باتوں کی روایت حضرت ابو سعید خدریؓ نے کی ہے۔ عزت وبزرگی کا تاج ہر ایک کے سر پر نہیں رکھا۔ خداوند تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کیے مگر انسان کے سوا ان باتوں سے وہ سب ناآشنا ہیں ان میں سے کسی اور کو کوئی حصہ نہیں دیا گیا ہے ایسی بزرگی موجودات عالم میں سے کسی دوسرے کو نہیں دی گئی۔

اہل دل لوگوں کی آنکھیں بھی بصیرت میں مختلف درجہ رکھتی ہیں بعض آسمان تک بعض عرش تک اور بعض لوح وقلم تک اور بعض جن کی بصیرت کامل ہوتی ہے وہ ساری مخلوقات سے گزر کر خالق کو دیکھتی ہے۔ تفکر کا پھل بے انتہا علم واحوال ہے جس کا حساب وشمار نہیں ہوسکتا یہ اس لیے کہ اگر کوئی مرید تفکر کے راستوں اور طریقوں کو گننا اور جاننا چاہے کہ کن کن طریقوں سے تفکر ہوتا ہے تو شمار نہ کرسکے کیونکہ فکر کرنے کے طریقے بے انتہا ہیں اور اس کے پھل بھی بہت ہیں۔ عبد اللہؓ مبارکؒ نے سہیل بن علیؒ کو دیکھا تفکر کی حالت میں چپ چاپ بیٹھے ہوئے تھے

انہوں نے پوچھا کہیئے کہاں تک پہنچے؟ انہوں نے کہا صراط تک۔ خواجہ شریح رضی اللہ عنہ راستہ چل رہے تھے درمیان میں کہیں بیٹھ گئے اور سر پر کمبل تان لیا اور زار زار رونے لگے لوگوں نے پوچھا کیا ہوا؟ آپ نے کہا میں اپنی عمر کے بیکار گزر جانے پر غور کررہا ہوں خواجہ داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دن چاندنی رات میں ملکوت آسمان متعلق تفکر کیا اور روئے یہاں تک کہ روتے روتے پڑوسی کے گھر میں جاگرے۔ حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھیوں سے پوچھا گیا کہ آج آپ جیسا روے زمین پر کوئی شخص ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں ہے وہ شخص جو جس کی باتیں ذکر اور جس کا چپ رہنا فکر ہے اور اس کی نگاہیں عبرت ہیں وہ ہماری طرح ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر دو رکعت نماز تفکر کے ساتھ ادا کی جائے تو وہ رات بھر کی اس نماز سے جو بے دلی کے ساتھ پڑھی گئی ہو کہیں بہتر ہے۔ حضرت موسی کے شوق سے بڑھ کر کسی کا شوق نہیں اس پر لن ترانی یاروں کے کلیجے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے عقلیں اور آنکھیں اندھی ہوگئیں ہونٹوں پر جانیں آگئیں تعلقات مٹادیے گئے اور مہر لگادی گئی۔

تجرید و تفرید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تجرید جو کچھ تم کو آج ملے اس سے دامن جھاڑ کر صاف نکل آؤ تفرید دل میں کل کی کوئی فکر نہ ہو۔ مخلوقات سے کنارہ کشی اختیار کرو تصویر کی طرح حیران و خاموش اغیار کا خیال ذرا بھی دل میں نہ آنے پائے ایک ہی کا دھیان دل میں رہے کم بولنے اور کم سونے کی عادت ڈالو ہمیشہ باوضو رہنا۔ طہارت باطنی کی بھی ہمیشہ حاجت ہے۔ وَاللّٰهِ لَنْ يَّتَصِلَ اِلَى الْكُلِّ اِلَّا مَنِ انْقَطَعَ عَنِ الْكُلِّ محبان صادق عشق و محبت کے بندے ہیں ایسا ہی درد چاہتے ہیں جس کی کوئی دوا نہ ہو محبوب ان سے کہتا ہے کہ مجھ سے الگ رہو ورنہ مرجاؤ گے مٹ جاؤ گے مگر یہ پروا نہیں کرتے اور جواب دیتے ہیں کہ ہم تو روز ازل ہی جان ہار چکے ہیں اور اپنے آپ کو فنا کے سپرد کردیا ہے۔ (تیری گلی میں مرمٹنا تیری دوری اور جدائی سے کہیں بہتر ہے) تم کو عشق پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ایسے سر کے خیال سے جو خاک ہوجانے والا ہے الگ ہوجاؤ تاکہ میں تم کو وصل کی عزت کے تخت پر بٹھاؤں۔ اگر حضرت خضر کی طرح تم کو آب حیات کی جستجو ہے تو سمجھ لو کہ عشق ہی آب حیات کا سرچشمہ ہے۔

جو شخص غفلت میں رات بھر سویا کرتا ہے وہ منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔ لَا وَحْشَةَ مَعَ اللّٰهِ وَلَا رَاحَةَ مَعَ غَيْرِ اللّٰهِ پھٹی پرانی گدڑی پہننے والا قلاش اور فاقہ کش فقیر اگر خدا کی حضوری اسے حاصل ہے تو یہ بادشاہ دوجہاں ہے۔ حضرت خواجہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اے اللہ اگر تو مجھے عذاب دینا چاہے تو ہر طرح کا عذاب کر لیکن اپنے حجاب کی ذلت کا عذاب نہ فرما۔ فرمایا ہے كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ اگر کل وصال کی محفل دوزخ میں آراستہ کی جائے تو یہ طالبان دوزخ کے دہکتے انگارے کا آنکھوں میں سرمہ لگائیں جنت الفردوس حجاب میں مبتلا کیے جائیں تو چیخیں چلائیں۔ حضرت موسی علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی اَنَا بُدُّكَ اللَّازِمُ (ہم تیرے لیے ضروری ہیں سب سے چارہ ہوسکتا ہے لیکن ہمارے بغیر چارہ ممکن نہیں۔ وہ غوطہ خور جس کی ہمت بلند ہے اپنی جاں بازی کے صلے میں سمندر کی تہہ سے گوہر شب چراغ نکال لاتا ہے یہ کسی غریب بڑھیا کی جھونپڑی کے ٹمٹماتے دیے پر کیوں آنکھ اٹھائے گا۔ لَوْ زَاحَمَنِى الْعَرْشُ لَحَقْتُهٗ وَلَوْ اَقْبَلَنِى الْكَوْنُ لَهَدَمْتُهٗ اے داؤد جب تو میرے طالب کو دیکھے تو

اس کا خادم بن جا- میں تیرے آسمان کی چکی کی گردش میں جان و دل و جگر کے سوا کوئی چیز پستے نہیں دیکھتا- تیری عزت و کبریائی کے عالم میں دنیا بھر کے عشاق حیران و درماندہ ہیں-

دین کی راہ پاک صاف رکھنے کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خس وخاشاک کو اکھاڑ پھینکو وحشت دور کرو جس نے مراد کی راہ میں قدم رکھا مگر اس کا نفس اس کے نزدیک حق سے زیادہ عزیز ہے تو وہ مومن ہی نہیں- اگر پل بھر بھی نفس سرکش کو موقع دیا جائے تو یہ ہزاروں زُنار گلے میں ڈال دے گا اور لاکھوں بت سامنے لا کر رکھ دے گا- شیطان پر جو اتنی بلائیں نازل ہوئی محض نفس پر نظر رکھنے سے ہوئیں توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے- جنت الفردوس کی جس قدر نعمتیں اور نوازشیں تھیں حضرت آدم علیہ السلام پر فریفتہ ہوگئیں ہر ایک کو ان سے عشق ہوگیا- لَقَدْ تَابَ اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ (اللہ تعالے نے نبیؐ کو معافی دیدی ہے)

توی خواہی بہ تسبیح ونمازے
کہ تاخوشنود گردد بے نیازے
نمازت توشہ راہ دراست
ولے اواز نمازت بے نیازاست

(اے محبوب اگر میں اپنا دل تجھ سے پھیر لوں تو کہاں لے جاؤں کہ کوئی دوسرا محبوب نہیں ہے اور اگر تیرے دروازے سے لوٹ جاؤں تو پھر کون مجھے قبول کرے گا؟) دنیا میں جس نے اپنے آپ کو توبہ کی آگ میں نہ جھونک دیا یقینی اسے آتش دوزخ میں جھلسنا پڑے گا- (اے خداوند کریم ہم گناہوں میں آلودہ ہیں اور اپنے دل وجگر کے خون میں لتھڑے ہوئے ہیں تو ہمارے کھوٹے ہی سکے کو چلا دے کہ ہم اپنی چاندی میں سیسہ ملائے بیٹھے ہیں ہمارے حال پر بخشش کی ایک نظر ڈال کہ ہم خود اپنے آپ سے رنجیدہ اور شرمندہ ہو رہے ہیں-) ہمارے روزے اور نماز پر تف ہے کہ خدا کے دربار میں کیا مقبول ہوگی جب کہ کسی کتے کے آگے رکھ دیں تو وہ بھی سونگھ کر چھوڑ دے-

تقوے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دولت دو جہانی کا دروازہ تقوے ہے جتنے درجے جنت الفردوس میں بنائے گئے ہیں سب کے سب متقیوں کے لے سجائے گئے ہیں اور انہیں کے ناموں سے وہ نامزد ہیں- یہ حضرات متقی دوزخ کے ساتوں طبقات سے اس آسانی سے گزر جائیں گے جس طرح پانی میں مچھلی تیرا کرتی ہے ان کی ہیبت وشکوہ سے دوزخ خود لرزہ براندام ہے کیونکہ یہ لوگ ہمت کے بادشاہ ہیں انہیں لوگوں کا طرۂ امتیاز ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَّقِیْنَ (اللہ پرہیز گاروں کو دوست رکھتا ہے)- گو بظاہر مفلس وقلاش ہیں مگر حقیقۃً بادشاہ ہیں اگرچہ صورۃً کوڑی کوڑی کے لیے محتاج ہیں مگر باطن میں ہم جواہرات کی کان ہیں)- کیا تم نے قرآن شریف میں یہ آیت نہیں پڑھی یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا المتقی لوگ شاہی وفد کی صورت میں خدا کے سامنے پیش کیے جائیں گے)- یہ حدیث قدسی بلاواسطہ جبریل علیہ السلام کے خداوند تعالے سے سنی ہم نے اپنے صالح بندوں کے لیے ایسی ایسی نعمتیں مقرر کی ہیں کہ جنہیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی بشر کے دل میں اس کا خیال گزرا)- سنو، دین کے راستے میں کوئی ہجرت اس سے بڑھ کر نہیں کہ کوئی شخص اپنے آپ سے ہجرت کر جائے تاکہ ساری کائنات عالم سے علیحدہ ہو بیٹھے- (اگر تیرا محبوب تیرا ہاتھ تھام لے تو اپنی ہستی قربان کر دے- جو شخص اسی سنگ راہ کے ارد گرد ہر پھر کر رہ گیا وہ خواہ خرقہ پوش ہو جبہ و دستار باندھ کر مصلے پر بیٹھا رہتا ہو یا تلوار باندھنے والا کوئی مسلح

سپاہی ہو دونوں کے درجے برابر ہیں بدبختی کا یہ بھاری پتھر کسی پختہ پیر کی مدد کے بغیر پاش پاش ہو کر اپنی جگہ سے نہیں ٹل سکتا ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک چیونٹی پر آپ کا پاؤں پڑ گیا اور وہ زخمی ہو گئی اس کی تکلیف کا اثر آپکے قلب پر ہوا انہوں نے دیکھا کہ وہ درد کی وجہ سے ہاتھ پاؤں پٹک رہی ہے آپ غمگین ہو گئے اور اس کے پاس بیٹھ کر رونے لگے۔

نگہ کن ذرہ ذرہ گشتہ پویاں
بہ حمدش نکتہ توحید گویاں

جب حضور سرور کائنات ان اسرار سے باخبر ہوئے تو ہمیشہ اپ یہی چاہتے تھے اور دعا کرتے تھے اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَاھِیَ (اے اللہ مجھے ہر شے کو اسی طرح دکھا جیسی حقیقت میں وہ ہیں) تاکہ بغیر کسی رقت کے میں اسرار کے موتی پالوں۔ جب خدا کسی بندے کے ساتھ نیکی کرنا چاہتا ہے تو اس کے عیب اس پر ظاہر کر دیتا ہے۔ (اگر چہ تیری آنکھوں پر ہزاروں پردے پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن کبر و نخوت و خود بینی سے بڑھ کر کوئی حجاب نہیں اس خود بینی کو جلا دے۔

نمی خواہیم جز زلف تو زنجیر
زہے دیوانہ عاقل کے مائیم

حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ "اے داؤد میرا ذکر، ذکر کرنے والوں کے لیے میری بہشت بندگی بجا لانے والوں کے لیے میری زیارت میرے مشتاقوں کے لیے اور میں خاص عاشقوں کیلئے ہوں۔ اس شربت کی مٹھاس ہر ایک کام و دہن کے لائق نہیں۔

صدق کے بیان میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خواجہ ذوالنون مصری نے فرمایا ہے اَلصِّدْقُ سَیْفُ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ مَاوُضِعَ عَلٰی شَیْئٍ اِلَّا قَطَعَہٗ جس نے یہ دعوی کیا کہ مجھ کو صدق ایمان حاصل ہے اس نے مان لیا کہ بجز خدا اسے کسی سے کوئی تعلق اور سروکار نہیں۔ (ہمت جس جگہ سے بھی نظر کرتی ہے اس کو معمولی نہ سمجھو وہ اپنا اثر ضرور دکھاتی ہے۔ اگر ساری دنیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت برتنے لگے تو اسی کی بہبودی و سعادت ہے۔ اور اگر تمام جہان والے فرعون کے کذب کی پیروی کریں تو اس میں انہیں کا نقصان ہے۔ اس خوان پُر نعمت پر صدق خالص کی جگہ مقرر ہو چکی ہے کہ اَھْلُ الْقُرْاٰنِ اَھْلُ اللّٰہِ خَاصَّۃً اہل قرآن والے خاص اللہ والے ہیں) جب حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رَقَّ عَظْمِیْ وَاشْتَدَّ شَوْقِیْ اِلٰی لِقَاءِ رَبِّیْ (درد محبت سے میری ہڈیاں گھل گئیں اور میرے پروردگار کے دیدار کا شوق بھڑک اٹھا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہنے لگے "سرکار ذرا اپنا شوق ابھی کچھ روز دبائے رکھیے مجھے اس کام کے لیے ربیع الاول میں حکم دیا گیا حضورؐ کے اضطراب و شوق کی وجہ سے میں عدول حکمی کیسے کر سکتا ہوں۔

طرفہ سرور کاریست کہ بر وعدہ معشوق
صابر نتوان بود و تقاضا نتوان کرد

استاد ابو علی دقاق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بوڑھے شخص کو دیکھا کہ خون کے آنسو رو رہا ہے مسجد کی زمین اس کے لہو سے بھیگ گئی ہے۔ میں نے کہا اے شیخ اپنے آپ پر رحم کیجئے۔ وہ بولے خدا کی طلب و تمنا میں زندگی بھی ختم ہو گئی۔ جس دل میں عشق اور موت کی دھن سمائی اس پر سعادت کے دروازے کھل گئے۔ (ابھی تو تجھے اپنے کفر کے کاف کی بھی خبر نہیں ہے تو ایمان کی حقیقتوں کو کیا جان سکتا ہے)۔ اے بھائی اس سے بڑھ کر اور کوئی خوش نصیبی

ہو سکتی ہے کہ وہ کہے "اے مٹی کے پتلے تو دل کی صفائی کے ساتھ میرا ہو جا۔ اے پانی کے ناچیز قطرے سوا میرے کسی سے دل نہ لگا اے خاک کے ٹھیکرے میرے وصال کے محل میں پاؤں رکھ۔" اس پیکر آب و گل کو اتنی بڑی دولت ملتی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام جو دربار کے کلیم تھے چالیس دنوں تک انہیں سخت انتظار میں رکھا گیا مگر تمہاری (امت محمدیہ کی) باری آئی تو ساقی لطف وکرم نے یہ کہہ کر ساغر وصل پلا دیا کہ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْقُلُوْبِ (نماز دلوں کی معراج ہے۔) جو زیادہ عاجز ناتوان ہے اس پر خدا زیادہ مہربان ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تم کو معلوم ہو کہ اس راہ کے آدمی کو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کہلانے کا اس وقت حق پہنچتا ہے جب وہ عالم دل میں پہنچ جائے۔ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کسی جوان نے آکر پوچھا کہ رمضان کے دنوں میں بیوی کا بوسہ لیا جا سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا جائز نہیں ہے۔ اس کے کچھ دیر کے بعد ایک بوڑھا شخص آیا۔ اور اس نے یہی دریافت کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا ہاں جائز ہے۔ جب حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک جھاڑتے تھے تو اصحاب موئے مبارک آپس میں بانٹ لیتے تھے۔ اور جو کپڑا زیب تن فرماتے تھے حضورؐ کے جسم مطہر کا اثر اس میں آجاتا تھا۔ پیروں کے خرقے تبرک سمجھ کر آپس میں بانٹ لیتے ہیں۔ اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا اِنَّکَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ (بے شک تو ہی سیدھی راہ دکھا سکتا ہے)۔ پیروں کے حق میں یہ نوازش ہوئی مِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ یَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ (ہم نے بعض امتیں ایسی پیدا کی ہیں جو حق کی طرف راستہ دکھاتی ہیں۔ یہ سمجھو کہ وہ مردہ ہے اس کا پیر غسل دیتا ہے تاکہ وہ آلودگیوں سے پاک وصاف ہو جائے اب جبکہ پاک ہو چکا تو اس کی گردش ختم ہو گئی پھر یہاں سے سلوک کی راہ شروع ہوتی ہے جس کا نام روش ہے۔ وَاللّٰهُ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا الطَّیِّبَ (اللہ پاک ہے اور پاک لوگوں کو قبول کرتا ہے)۔ اگر ایک رکعت نماز کسی صاحب دل کے حکم سے پڑھی جائے کہیں بہتر ہے۔ وہ جانے کہ "میں مست ہوں اور دوسرے لوگ ہوش میں ہیں۔" وہ مستی کے کمل مدارج تک نہیں پہنچا ہے کیونکہ کمال مستی کی شان یہ ہے کہ اس شخص کی ہستی اور تمیز بالکل کھو جائے۔ جب طلب کی حقیقت دکھائی دینے لگتی ہے تو طالب باقی نہیں رہتا مَنْ طَلَبَ وَجَدَ (جس نے ڈھونڈا اس نے پالیا)۔ اسی طلب کی ضرورت ہے۔ یحبونہ کا دعوی اس وقت صادق ہوگا جب ہر طرف سے ساری توجہ ہٹا کر یحبھم کی لذت میں تو محو ہو جائے گا۔ (میں لیلی کی محبت میں نجد کے میدانوں اور ٹیلوں سے پیار کرتا ہوں اگر اس کی محبت نہ ہوتی تو مجھے ان سے کوئی واسطہ نہ ہوتا۔ (تیرے عشق میں لوگوں کی ملامتیں مزا دیتی ہیں مجنوں خود کہتا ہے۔ (لیلی کی محبت کی وجہ سے کالے رنگ کو پسند کرتا ہوں)۔ حضورؐ سے جب پوچھا گیا مَنْ اَحَبُّ النِّسَاءِ بیویوں میں آپ کی چہیتی کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا عائشہ) جب پوچھا گیا اور مردوں میں؟ فرمایا ابوبکر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث قدسی بیان فرمائی ہے (اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے قریب ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان کرتا ہے جیسا وہ چاہتا ہے یعنی میں اپنے بندے کے گمان کو جانتا ہوں اور معلوم کی موافقت پر میں نے اس کو اجازت دے دی ہے۔

اے کریمے کہ از خزانہ غیب
گبرو ترسا وظیفہ خور داری

دوستان را کجا کنی محروم
تو کہ بادشمنان نظر داری

آپؒ نے فرمایا "عاقل وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ محاسبہ کرتا رہے اور مرنے کے لیے درستی اعمال اختیار کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس اور خواہشات کے پیچھے دوڑتا رہے اس پر بھی خدا سے مغفرت کی امید رکھے۔ مومن کا نفس دشمن اور خداوند بزرگ وبرتر اس کا دوست ہے دشمن کے ساتھ بدگمانی کی ضرورت ہے اور دوستوں کے ساتھ نیک ہی گمان ہوا کرتا ہے۔ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کی معیت میں میرے لیے ایک ایسا وقت بھی ہوتا ہے جہاں کوئی مقرب فرشتہ یا کوئی نبی مرسل دم نہیں مار سکتا۔ (اگر تیرے دل کا آئینہ روشن ہو جائے تو سینے میں ایک دروازہ کھل جائے گا جب ایسا دروازہ دل پر کھول دیا جائے تو ساتوں آسمان بھی اس پر پردہ نہیں ڈال سکتے۔ عارف کی یہی صفت ہے۔ سب اسے دیوانہ کہتے ہیں بہت سے رنج وغم ملا کر تیرا خمیر گوندھا گیا ہے اور اس آب وگل میں بہت سے خزانے رکھ دیے۔

عالم آخرت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حدیث صحیح میں وارد ہے کہ ایک گروہ کو دوزخ سے باہر نکالیں گے وہ کوئلے کی طرح جلے ہوئے ہوں گے۔ ان کو نہر حیات میں غوطہ دیا جائے گا تو ان کے بدن پر گوشت پوست پیدا ہو جائے گا۔ جب وہاں سے لائیں گے تو ان کے چہرے چاند کی طرح چمکتے ہوئے ہوں گے ان کی پیشانی پر لکھا ہو گا هٰؤُلَاءِ عُتَقَاءُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِ اشقیاء ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے کیونکہ ان میں کلمہ لا الہ الا اللہ کے نور کا کوئی نشان واثر نہ ہو گا وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ جس طرح محقق کے ایمان کو مقلد کے ایمان پر فضیلت ہے اس طرح محقق کافر کا عذاب مقلد کافر کے عذاب سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے کفر تقلیدی وہ ہے جو ماں باپ سے ملا ایسے لوگ دوزخ کے طبقہ اول میں رکھے جائیں گے۔ خواجہ یحیٰی معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے لَوْلَا اَنَّ الْعَفْوَ مِنْ اَحَبِّ الْاَشْيَاءِ اِلَيْهِ مَا ابْتَلٰى اٰدَمَ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شمشیر برہنہ چلے آرہے ہیں اور غیب سے آواز آتی ہے طَرِّقُوْا عَبْدَ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (خداوند دو جہاں کے بندے کو آنے کا راستہ دو)۔ کبھی اپنے غصے میں زلف مشکیں سے تلوایں نکالتا ہے کبھی از راہ عنایت اپنے میٹھے لبوں سے شمعیں روشن کرتا ہے۔

اسباب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گروہ صوفیہ کا حال اسباب کے ساتھ تعلق رکھنے اور اسباب سے کنارہ کشی اختیار کرنے میں مختلف ہے بعض ان میں ایسے ہیں جن کا دل فتوحات غیبی پر مطمئن ہے۔ کسب وہنر کی اصلیت حضرت آدم علیہ السلام سے منسوب ہے آپ نے کھیتی باڑی خود کی اور اپنی اولاد کو سکھائی۔ کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت شعیب علیہ السلام سوداگر تھے اور مویشیوں کے مالک تھے موسیٰ علیہ السلام آپ کے یہاں گلہ بانی کا کام کرتے تھے حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے تھے اور حضرت سلیمان علیہ السلام چھوارے کی پتیوں سے تھیلا بنتے تھے۔ اور جو کی دو روٹیوں میں بیچ دیتے تھے۔ ایک روٹی فقیروں کو خیرات کرتے اور ایک سے خود روزہ افطار کرتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں اتنے مویشی تھے کہ چار ہزار زر خرید غلام ان کی چرواہی اور رکھوالی کرتے تھے اکابر صحابہؓ کی تجارت بھی معروف ومشہور ہے جیسے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ اگر ایسا ہوتا کہ کسب معشیت سے توکل کو نقصان پہنچتا تو انبیاء علیہم

السلام اس سے کوسوں دور رہتے چونکہ یہ لوگ بہ اعتبار دوسروں کے توکل کے مقام میں کہیں بلند وبرتر ہیں۔ورنہ حضرت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یاران واصحاب کو کسب کرنے سے روک دیتے تاکہ ان کے توکل کو نقصان نہ پہنچے اور ایسے لوگوں پر تو کسب کرنا فرض ہے جن پر کسی کا کھانا کپڑا واجب ہو۔حدیث میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اہل وعیال کے لیے ایک سال کا اناج رکھ دیا کرتے تھے لیکن کہا گیا ہے کہ کسب اس طرح اختیار کرے کہ خدا سے اس کی نظر نہ ہٹنے پائے اگر کوئی شخص اپنے نفس کو اس حال میں دیکھے کہ اگر میں کسب نہ کروں گا تو میرا نفس خدا سے پھر جائے گا اور مخلوق کا دروازہ کھٹکھٹائے گا تو اس پر نماز کی طرح کسب کرنا فرض ہے۔خدا کے سوا بندہ کسی دوسری چیز سے اپنی نجات وابستہ کرے تو شرک ہے۔

لَوْکَانَ حُبُّکَ صَادِقاً لَاَ طَعْتَهٗ
اِنَّ الْمُحِبَّ لِمَنْ یُّحِبُّ مُطِیْعُ

خواجہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے خواجہ شفیق بلخی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید سے جو آپ کی زیارت کے لیے آئے تھے ان کے پیر کا حال پوچھا انہوں نے کہا وہ تو خلق اللہ سے کنارہ کش ہو کر طریق توکل اختیار کیے بیٹھے ہیں خواجہ بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے سن کر فرمایا تم جب یہاں سے واپس جاؤ تو ان سے کہنا کہ بھائی تم دو روٹیوں سے اللہ تعالے کا امتحان نہ لو بلکہ جب بھوک لگے تو اپنے ہم جنسوں سے دو روٹیاں مانگ لیا کرو۔ اور توکل کا پلندا بالائے طاق رکھ دو تاکہ یہ ملک اور یہ شہر اس کارنامہ کی نحوست سے زمین میں نہ دھنسا دیا جائے۔صاحبزادی نے اپنی ماں سے کہا کہ مجھ کو فلاں چیز کی ضرورت ہے ماں نے کہا خدا سے مانگ۔اس نے کہا اے مادر مہربان مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنے نفس کی ضرورت خدا سے طلب کروں۔جو کچھ آپ عنایت کریں گی وہ بھی تو اسی کا ہے۔

صحبت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرید کے لیے صحبت بھی ایک بڑی اہم چیز ہے۔یہاں تک کہ باز جو ایک پرندہ ہے آدمی کی صحبت میں دانا ہو جاتا ہے اور طوطا بولنے لگتا ہے تربیت سے گھوڑے انسان کی صحبت میں رہ کر حیوانیات چھوڑ دیتے اور آدمی کی عادتیں اختیار کر لیتے ہیں۔نفس سرکش عادات کا تابع ہوتا ہے۔یہ جس گروہ کی صحبت اختیار کرے گا انہیں کے افعال کو اپنائے گا۔ آدمی وہی دین اور راستہ اختیار کرتا ہے جو اس کے دوست کا ہوتا ہے بس دیکھو کہ وہ کس کے ساتھ صحبت اور دوستی کرتا ہے۔ایک شخص کعبہ کا طواف کر رہا تھا اور کہتا جاتا تھا اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اِخْوَانِیْ (اے اللہ میرے بھائیوں کو صالح بنا دے) لوگوں نے اس سے پوچھا اگر ان کو نیک احوال میں پاؤں گا ان کی نیکیوں کی برکت سے صالح ہو جاؤں گا۔جس بھائی اور دوست کی صحبت سے تجھے اس جہان کا کوئی فائدہ حاصل نہ ہو اس کے ساتھ نہ رہا کر ایسے شخص کی صحبت ہمیشہ تجھ پر حرام ہے۔ فرمایا ہے بہت زیادہ بھائی بناؤ کیونکہ خداوند تعالیٰ ہی کریم ہے وہ اپنے کرم کی وجہ سے پسند نہیں فرماتا قیامت کے دن بھائیوں کے سامنے اس کو عذاب دیا جائے۔نقل ہے کہ خواجہ جندی رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مرید کو وسواس سما گیا کہ میں کمال کے درجے تک پہنچ گیا ہوں اب ترک صحبت سے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ خلوت میں تنہا بیٹھ گئے جب رات ہوئی تو ایک جماعت نے آکر ان سے کہا یہ گھوڑا حاضر ہے اس پر بیٹھئے اور بہشت کی سیر کو چلئے۔" وہ سوار ہو کر روانہ ہوئے اور ایک سرسبز وشاداب مقام میں پہنچے یہاں حسین وجمیل آدمی لذیذ کھانے لیے کھڑے تھے اور نہریں جاری تھیں صبح تک یہ وہاں رہے پھر نیند آگئی جب سو کر اٹھے تو خود کو اپنے عبادت خانے میں پایا۔ تکبر نے اثر کیا۔ روزانہ بہشت کی

سیر ہوا کرتی ہے مرشد تشریف لائے اور حالت پوچھی سن کر فرمایا آج جب تم وہاں پہنچو تو تین مرتبہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کہنا۔ انہوں نے لاحول پڑھی پھر کیا تھا وہ جماعت چیختی چلاتی تتر بتر ہو گئی اور انہوں نے خود کو ایک گھوڑے پر بیٹھا پایا اور مردار کی ہڈیاں اپنے قریب پڑی ہوئی دیکھیں اپنی خطاؤں کا اعتراف کر کے توبہ کی اور پھر سے صحبت میں داخل ہو گئے۔

جوانوں کو بوڑھوں پر کوئی اعتراض نہ کرنا چاہیے اور ان کے مقابلہ پر آنا اور باز پرس کرنا چاہیے کیونکہ جب بوڑھوں کو کسی پر جلال آتا ہے تو اس کا دین دنیا رخصت ہو جاتی ہے لیکن ان سے درخواست کرنا جائز ہے اسی طرح جوانوں کو بوڑھوں کے سامنے مسند پر نہ بیٹھنا چاہیے بلکہ ان کی خدمت میں مشغول رہنا چاہیے۔ اور بھائی چارے کی صحبت کی شرط یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ایثار و قربانی کو ملحوظ رکھتے ہیں زندگی بسر کریں اور دوسروں کو اپنے مال میں تصرف کا حق دیں۔ اور اس گروہ کے لوگ اپنی چیزیں کسی کو عاریتہ" (ادھار) نہیں دیتے اور نہ لیتے ہیں۔ بلکہ جو چیز کسی کو دیتے ہیں واپس نہیں لیتے۔ جو شخص مذہب کا مخالف یا ناجنس ہو اگرچہ وہ رشتہ دار اور قرابت پیشہ ہی کیوں نہ ہو اس کی صحبت میں نہ بیٹھا کرے۔ نوجوان امردوں کے ساتھ رہنے کو منع کیا گیا ہے۔ بچوں میں بزرگوں کی صحبت کی رغبت علم کی توفیق اور ذکاوت پیدا کرتی ہے اور بزرگوں میں لڑکوں کے ساتھ رہنے کی خواہش بے شرمی اور حماقت لاتی ہے۔ جب آپس میں گفتگو کرتے ہیں تو کبھی نہیں کہتے یہ میرا ہے اور یہ تیرا ہے اگر ایسا ہوتا تو ایسا نہ ہوتا کاش ایسا ہوتا کاش ایسا نہ ہوتا اگر تو ایسا کرتا اور تو نے ایسا کیوں نہیں کیا کیونکہ یہ سب طور طریقے عوام کے ہیں۔ کوئی شخص نحن (ہم) وانا (میں) وانی (بے شک میں) ولی (میرے لیے) وعندی (اور میرے پاس) کہیں نہیں دیکھتے کہ جس وقت ملائکہ نے نحن نسبح (ہم تیری ہی تسبیح کرتے ہیں) کہا ادھر سے حکم ہوا ہمیں تمہاری تسبیح کی حاجت نہیں۔ آدم کو سجدہ کرو۔ اگر تم چاہتے ہو کہ گلستان غیب کے درختوں پر بیٹھو بیابان فانی میں مشاہدہ دار بقا کی خاطران پانچوں حواس کی کھڑکیاں بند کر دو صدف۔ بحری کی طرح معرفت کے موتی کے لیے غیر اللہ سے اندھے بہرے بن کر بیٹھ رہو۔ یہاں تو ایسے پاک باز کی ضرورت ہے جو اس عالم کون وفساد شیطانوں کے پھندے سے رنج و محنت کے ساتھ عالم پاک کی طرف روانہ ہو جائے۔

خدمت کے بیان میں مرید کا ایک بڑا کام خدمت کرنا ہے۔ نفس سرکش مرجاتا ہے۔ عاجزی اور تواضع آجاتی ہے مگر کوئی عبادت افضل اور مفید تر خدمت خلق سے نہیں ہے۔ حضورؐ سے پوچھا گیا (کون سا صدق زیادہ افضل ہے؟ فرمایا بندے کی خدمت کرنا خدا کی راہ میں سایے کی غرض سے خدا کے راستے میں شامیانے لگانا خیمے نصب کرنا یا خدا کی راہ میں اونٹ یا کشتی دینا لوگوں کا ہے یہاں تک کہ اپنی ذات مال مراد اپنی خواہشات کو ان کے لیے لٹا دے۔ ان سے کوئی چیز دریغ نہ رکھے البتہ جو جو چیزیں کہ خدا نے حرام کر دی ہیں مزدوری کرنے سے جان نہ چرائے۔ ایسا ہو جیسا ایک غلام اپنے مالک کے ساتھ کرتا ہے اگر وہ سختی بھی کریں تو اس کی برداشت واجب سمجھے اور ہمیشہ ان کے رمز واشارے کی باتوں کا لحاظ رکھے جو کچھ اس سے ممکن ہو جماعت وملت کے لیے نیکیاں کرتا جائے۔ نسب آدمی کا دین اور پرہیزگاری اس کا مشرب ہے کہ زکوۃ نکال کر فقراء کو دے اور علماء کے لیے لازم ہے کہ طلباء کو پڑھائیں علم سکھائیں اور اپنے علم کی زکوۃ دیں اسی طرح راہ طریقت میں مبتدی مرید پر واجب ہے کہ اپنی خدمت کے ذریعہ غیروں کو راحت و آرام پہنچائے۔ جو مرید خود خدمت نہیں کرتا بلکہ دوسروں سے خدمت لینے کی آرزو کرتا ہے وہ کاہل ہو جاتا ہے اور

لوگوں کے دلوں پر گراں گزرتا ہے۔ لوگ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ ایک کٹورا دودھ کا حضورؐ کے پاس لایا گیا آپ نے اٹھ کر اپنے دست مبارک میں لیا اور فقراء وصحابہؓ میں تقسیم فرمادیا اور جو کچھ بچ رہا خود پی لیا۔ جو زیادہ خدمت کرتا ہے وہ زیادہ بزرگ اور پیارا ہوتا ہے۔ قوم کا سردار وہی ہے جو ان کی خدمت کرتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو منصب خلافت پایا اور اتنی بڑی دولت ملی وہ ہمیشہ خدمت میں کمربستہ رہنے کی وجہ سے حاصل ہوئی ابتداء میں ہر ایک بزرگ کے ساتھ یہی ہؤا کیا ہے کہ وہ ہروقت خدمت کے لیے ایک پاؤں پر کھڑے رہے ہیں یہاں تک کہ آخر میں خود مخدوم ہوگئے۔ خدمت کے ثمرے اتنے ہیں بیان نہیں کیے جاسکتے۔ سب لوگ حشر کے میدان میں بلائے جائیں گے غیب سے ایک آواز سنائی دے گی کہ سب خاک ہوجاؤ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ تم عرش کے گرد جمع ہوجاؤ تمہیں حلہ بہشتی سے کوئی کام نہیں اور نہ دوزخ کی بیڑیوں سے کوئی سروکار تم مقام معلوم سے دیکھتے رہو کہ اس مشت خاک کے ساتھ ہمارے کیا کیا معاملے ہیں۔

بری عادتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دنیا میں جتنے درندے وحشی جانور اور حیوانات ہیں ان کی ہر صفت انسان میں موجود ہے جو صفت غالب ہوگی قیامت میں اسی صفت کی بنا پر اس کا معاملہ ہوگا یعنی اس کی شکل وصورت اسی طرح کی بنادی جائے گی اگر کسی شخص میں غصہ کی صفت غالب ہے تو قیامت کے دن اس کا حشر کتوں کی صورت میں ہوگا۔ اگر کسی میں بری شہوت اور ہوس بد کا غلبہ ہے تو اس کا حشر سور کی شکل میں کیا جائے گا۔ اگر کسی کے سر میں تکبر ونخوت کا عنصر غالب ہے تو قیامت کے دن اس کا حشر چیتے کی صورت ہوگا چاپلوسی اور مکر کی صفت والا لومڑی کی صورت میں محشور ہوگا۔ ہر صفت کو اسی پر قیاس کرلو۔ اے بھائی! یوں جنہیں آج تم انسانی شکل وصورت میں دیکھ رہے ہو کل قیامت کے دن انہیں کو درندے اور وحشی جانوروں کی صورت مین کھڑا دیکھو گے۔ اور سگ اصحاب کہف کو صفت وسیرت کے لحاظ سے اس کی کلبی ہیئت بدل کر آدمیوں کی صف میں کھڑا کردیں گے بزرگوں نے فرمایا ہے کہ کوہ احد کو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اُحُدٌ جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ (احد وہ پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اسے چاہتے ہیں) عرصہ حشر میں اس کا سنگی چولا اتار کر انسان کی صورت میں صدیقیوں کی صف کے درمیان کھڑا کریں گے چونکہ اس میں صدیقیوں کی صفت کا غلبہ تھا اس لیے انہیں کی صورت دی گئی۔ عصمت الانبیاء میں حضرت سلیمان علیہ السلام کے ذکر میں بیان کیا گیا ہے کہ کل عالم اپنے سارے متعلقات کے ساتھ اپنے پیدا کرنے والے پر فریفتہ اور اسی کا طالب وعاشق ہے۔ اگر کوئی معلوم کرنا چاہتا ہو کہ قیامت کے دن کس صفت وصورت پر اس کا حشر ہوگا تو اسے اپنی ذات کے اندر خود ہی غور وخوض کرنا چاہیے کہ اس میں کس صفت کا غلبہ پایا جاتا ہے۔ آج کے علاوہ ہمیں دوسرا دن نصیب نہ ہوگا۔ اس عالم میں کون سا کام ہوسکے گا۔

بہ غفلت می گزاری روزگارے
مگر درگور خواہی کرد کارے

صفات خبیثہ رہ گئے اور صفات محمودہ میں تبدیل نہ ہوسکے۔ بہشت میں بھی وہ صفات نہ بدلیں گے کیونکہ جو صفت وہاں ہوگی وہ تبدیل ہونے والی نہ ہوگی۔ چونکہ صفات مذمومہ اب تک باقی ہیں اس لیے وہ ہمیشہ عاجز ہی رہے گا بہشت کی نعمتیں اس پر مباح ہوں گی۔ حور وقصور دلوں کا مطلوب جانوں کا مقصود جس نے یہ

دولت پائی اس نے کچھ نہیں کھویا دیکھو ایام بیض کے روزے اور سفر و حضر میں سستی اور نیند کے غلبہ کے وقت کثرت سے نہانا اور وضو کرنا اس کا علاج ہے۔ قیامت میں دیدار عطاو بخشش کی وجہ سے ہوگا۔ سچ تو یہ ہے کہ کوئی آنکھ اس کے دیدار کے لائق نہیں ہے۔ میری آنکھیں تجھے دیکھنا چاہتی ہیں کانوں کو تیری باتیں سننے کی ہوس ہے حوصلے کی بلند پروازی تو دیکھو۔ اگرچہ یہ اس قابل ہی نہیں ہیں۔

منصب کی لالچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس راہ میں لال کا خیال دل سے نکال دو کسی شخص کے لیے خدا پر کوئی چیز واجب نہیں۔ آدمی جو کچھ اپنی محنت مزدوری کی کمائی کھاتا ہے اس کو اس میں زیادہ مزا ملتا ہے۔ (اگر کوئی محروم القسمت دریا کے کنارے بھی چلا جائے تو ساحل دریا کی طرح پیاسا ہی رہے گا)۔ یہ حضرات انبیاء اور اولیاء کا شیوہ ہے ہمارا تمہارا نصیب سوائے ایمان کے اور کچھ نہیں۔ اَلنِّیَّۃُ عَمَلُ الْقَلْبِ (نیت ہی دل کا عمل ہے) جب تک اعمال کو نیت کی سند نہیں ملتی انسان اس وقت تک عادت کے عالم سے عبادت کے خزانے تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور طاعت مقبول نہیں ہوتی۔ اپنے جان و دل کو پھر معنی کے ساتھ آشنا کرتا کہ بادشاہ کے دائیں بازو میں قریب بیٹھنے کے لائق ہوجائے۔ اے بھائی! جو چیز خلوص نیت سے نہ کی جائے گی اس سے قیامت تک خسارہ ہی خسارہ ہوگا۔ وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ (اور کوئی حکم ان کو نہیں دیا گیا سوائے اس کے کہ اللہ کی بندگی خلوص دل سے کریں)۔ اگر کوئی شخص کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جو آستانہ توحید کا داروغہ ہے ایسے ادا کرے جیسے بازاری زبان میں خرید و فروخت کرتے ہیں یا اہل غفلت سے گفتگو کرتے ہیں تو اس سے مقصد توحید حاصل نہیں ہوتا اسی طرح جو شخص محض باتوں سے بغیر باطنی توجہ کے خدا کی بندگی کا دعوی کرے تو اس کو قیامت کے دن دشمنان دین کی صف میں ڈال دیا جائے گا اور دوزخ کے طبقہ اسفل میں اس کی جگہ ہوگی۔ ارے کسی کی جوتیاں اٹھایا کرتا کہ اس خدمت کی برکت سے عادت کفر تیری گردن سے ٹوٹ جائے۔ اگر ایک چڑیا کی طرح کسی باز کی غذا ہوجائے تو ایک ایسا باز ہوجائے گا جسے بادشاہ اپنے ہاتھوں پر بٹھاتا ہے۔ آسمان کی طرف اڑتا چلا جاتا کہ کسی کنویں میں نہ گر پڑے۔ جب تو میرا ہوگیا تو ساری چیزیں میری ہوگئیں۔ خواجہ احمد خضرویہ رحمتہ اللہ علیہ نے خدا کو خواب میں دیکھا اس نے فرمایا (اے احمد سب لوگ مجھ سے مانگتے ہیں مگر بایزید مجھ سے مجھ کو مانگتا ہے۔ اور جائز ہے کہ خدا اپنے کسی دوست کو خواب دکھائے اور اس خواب میں اس کو اس سے چھین لے اور دنیا و آخرت سے باہر لے جائے۔ اور وہ دولت اس پر کھول دے۔ دشمنوں کے خوش کرنے کے لیے عاشورہ محرم کے دن چار رکعتیں ادا کرے پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ دوسری رکعت میں الحمد کے بعد قل یا ایھا الکفرون تین مرتبہ اور سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ تیسری رکعت میں الحمد کے بعد الھکم التکاثر تین مرتبہ اور سورہ اخلاص گیارہ مرتبہ چوتھی رکعت میں الحمد کے بعد آیتہ الکرسی تین بار اور سورہ اخلاص پچیس مرتبہ جس نے یہ نماز پڑھی اس کو خدا تعالی قبر کی سختیوں سے بچائے گا اور اس کے دشمن اس سے خوش رہیں گے۔

دنیا کی مذمت اور قضا نماز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معلوم ہوا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے مردود و ملعون ہے بجز اس کے کہ جو کچھ خدا کے لیے ہو۔ تین حصے ایک وہ دنیاوی عیش و عشرت وغیرہ دوسری اس

منزل کے میرے کارواں اور امام حضرت خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ ہیں آپ نے دنیاوی ضرورتیں اتنی کم کردی تھیں کہ انہیں لوگ دیوانہ کہتے تھے اور ایسا بھی ہوتا تھا کہ برس برس دو دو برس ان پر لوگوں کی نظر بھی نہ پڑتی تھی اور ان کا لباس کوڑے کرکٹ سے اٹھائے ہوئے چیتھڑے تھے جنہیں دھو کر پاک کر لیا کرتے۔ اگر ان کی برابری نہیں کرسکتے تو کم سے کم اتنا تو ہو کہ ضرورت کی مقدار بہت مختصر کردو کہ عیش و تنعم کی حد تک نہ پہنچے تاکہ خطرہ عظیم میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بانس کے چھلکوں کی ایک جھونپڑی بنائی تھی اس لیے کہ جب بارش ہوتی تھی تو کوئی ایسی جگہ نہ تھی جہاں پناہ مل سکے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ! اگر اجازت ہو تو حضورؐ کے لیے مٹی کی ایک کوٹھری بنادی جائے؟۔ آپ نے فرمایا دَعْنِیْ یَا ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ عَرِیْشِیْ کَعَرِیْشِ عِیْسٰی اَلْاَمْرُ اَهْوَنُ مِمَّا تَظُنُّوْنَ (اے ابوبکرؓ مجھے ان باتوں سے رنجیدہ نہ کرو کیونکہ حضرت عیسی علیہ السلام دنیا میں آئے اور چلے گئے وہ جہاں رہے ان کے پاس اس سے زیادہ کچھ نہ تھا جو میرے پاس ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن گھر میں تشریف لائے اور پوچھا هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ غِذَاءٍ (تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے کہ افطار کروں؟ جواب ملا کہ گھر کے مالک آپ ہیں اگر آپ نے کچھ لا کردیا ہے تو مانگئے آپ ہنسے اور فرمایا مَرْحَبًا بِشِعَارِ الصَّالِحِیْنَ واہ واہ صالحین کی روش کے کیا کہنے! خدا کرے محمدؐ کا گھر ہمیشہ یوں ہی رہے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔ ایک مرتبہ چند دن گزر چکے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بھی نہ کھایا تھا آپ مسجد میں آکر بیٹھ گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسجد میں آئے بیٹھ گئے۔ پھر حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ بھی آئے اور بیٹھ گئے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے معلوم کیا کہ یہ لوگ بھی اسی علت میں گھر سے نکل کر آئے ہیں تو فرمایا قُوْمُوْا بِنَا اِلَیْهِ (تم سب میرے ساتھ اس کے گھر چلو) چنانچہ سب کے سب حضرت ابو الشیم انصاری کے گھر پہنچے اور فرمایا اے ابو الہیثم تم کو خبر ہے کہ ہم یہاں کس لیے آئے ہیں؟ انہوں نے کہا فرمایئے یارسول اللہ آپؐ نے فرمایا تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں نے آپ کے لیے کھجوروں کا خوشہ رکھا ہے تو لاؤ ہم سب کھائیں یہ سن کر ابو الہیثم مارے خوشی کے حضورؐ کے قدموں میں بچھ گئے اور فوراً خوشہ خرما لاکر پیش کیا۔ جب سب لوگ کھجوریں کھا چکے حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر و عمر تم نے جو کچھ کھایا وہ تمہیں پسند آیا انہوں نے کہاں یارسول اللہ آپؐ نے فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اَللّٰهُ یَسْاَلُکُمَا عَمَّا اَکَلْتُمَا وَشَرِبْتُمَا (اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو کچھ تم کھاتے ہو اللہ تعالی اس کے متعلق تم سے سوال کرے گا) تم جب تک اس کا جواب نہ دے دو گے میدان قیامت سے تمہارا گزر نہ ہوگا۔ وہ گھر جو موت کے ہاتھوں خراب اور برباد ہونے والا ہے اس میں مال و دولت ہو یا سانپ اور بچھو دونوں برابر ہیں جہاں تک ہوسکے اللہ تعالی کی خوشنودی کے لیے ہاتھ پاؤں مارتے رہو اور آخرت کے رنج و فکر میں جلتے رہو تاکہ جب موت آئے تو نقصان میں نہ پڑجاؤ اور اپنے کو درماندہ نہ پاؤ۔ ولید مسلم کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یانبی اللہ میں خدا کا دین اور آپؐ کی سنت کس سے سیکھوں اور کس کا طریقہ اختیار کروں؟ آپ نے فرمایا عَلَیْکُمْ بِسُفْیَانِ الثَّوْرِیْ فَاِنَّهٗ عَلَی الْجَادَةِ (تمہارے لیے سفیان ثوری کافی ہے کیونکہ وہ صحیح راستے پر ہے)۔ حضرت سفیان ثوری رحمتہ اللہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تمام اہل آسمان اور ساکنان زمین کی

طاعتوں کے برابر عبادت کرے اور دنیا کی محبت اس کے دل میں ہو اس کو آفتاب قیامت کی جھلسا دینے والی دھوپ میں ایک ہیبت ناک برج پر لے جائیں گے اور منادی پکار کر کہیں گے یَااَھْلَ الْقِیَامَۃِ ھٰذَارَجُلٌ یُحِبُّ مَااَبْغَضَ اللّٰہُ (اے قیامت والو! یہ وہ آدمی ہے کہ خدا نے جس چیز کو مردود کیا تھا یہ اس کو دوست رکھتا تھا)۔ اے بھائی! آخرت کے غم سے صدیقوں کا پتا پانی ہوا جاتا ہے۔ (دنیا بھر کے خردمندوں کی جانیں زخمی ہو رہی ہیں اس ایک منزل سے جو سب کے سامنے آنے والی ہے اس غم میں موت کی تلوار سے فنا کے طشت میں ہزاروں عقل مندوں کے سر کٹ کر تڑپ رہے ہیں)۔

ترک دنیا

بسم اللہ الرحمان الرحیم

جب تمہارا ظاہر دنیا طلبی میں مشغول اور تمہارا باطن ارادت کی طرف مائل ہو تو کوئی عبادت کیونکر بجا لا سکتے ہو۔ دل تو خدا نے ایک ہی دیا ہے۔ جب ایک کام میں مشغول ہو تو دوسرا کام نہیں کر سکتا۔ دنیا اور آخرت۔ جب ایک سے قریب ہو گے تو یقیناً دوسرے سے دور ہو جاؤ گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر دنیا و عقبیٰ کسی کو ایک ساتھ جمع ہو سکتی تو وہ مخص میں ہی ہو سکتا تھا۔ کیونکہ خدا نے مجھے اتنی طاقت دی تھی۔ اگر کوئی شخص ساری دنیا کی ملکیت سے ہاتھ اٹھا لے تو بھی زہد کے مقام پر نہیں پہنچ سکتا جب تک اس کی طلب سے اپنے دل کو خالی نہ کر دے۔ سنو زہد حرام میں فرض ہوتا ہے اور حلال میں نفل جو چیز عبادت میں مددگار ہو وہ بھی عبادت میں داخل ہے۔ حرام چیزوں کا چھوڑ دینا یہ عوام کا زہد ہے۔ دوسرے وہ حلال جو فضولیات میں داخل ہیں ان کا ترک کرنا یہ خواص کا زہد ہے۔ تیسرے ان چیزوں کا ترک کرنا جو بندے کے دھیان کو خدا سے ہٹا کر دوسری طرف مشغول کرنے یہ عارفوں کا زہد ہے۔ ریشم کا کیڑا جب اپنے چاروں طرف گھوم کر ریشم کا کویا بناتا ہے اور سانس بند کر کے اس کے اندر قید ہو جاتا ہے اور جان کی بازی لگا دیتا ہے تب کہیں جا کر ریشم پیدا ہوتا ہے ذرا تم بھی تو اپنے نفس کی اندھیری کوٹھری سے باہر آؤ امید و خوف کے کعبہ کا طواف کرو اور زہد و ترک جاہ کی منزل میں بیٹھ جاؤ تاکہ کل جب قیامت کے میدان میں معرفت کے انوار لے کر سامنے آؤ تو دوزخ کو بھی برداشت کی طاقت نہ ہو اور تم سے فریاد کرنے لگے جُزْیَامُؤْمِنُ فَاِنَّ نُوْرَکَ اَطْفَاءَ لَھَبِیْ (اے مومن جلدی سے گذر جا کیونکہ تیرا نور میرے شعلوں کی لپک کو ٹھنڈا کر رہا ہے۔

دیکھو خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندے اگر تیرا پیشہ معصیت کرنا ہے تو میری صفت بخشش اور مغفرت ہے جانتے ہو کہ معصیت کیا ہے؟ تمہارے خوبصورت چہرے کا تل ہے تاکہ نگاہ بدبیناں اسی تل پر پڑے اور تمہارے حسن رخسار کو نظر نہ لگے۔ پس یقین جانو کہ ہم لوگ اس کے لطف و کرم کے نوازے اور سرفراز کیے ہوئے ہیں

قضا و قدر

بسم اللہ الرحمان الرحیم

سنو، اصحاب صدق لِیَسْئَلَ الصَّادِقِیْنَ عَنْ صِدْقِھِمْ صدیقوں سے ان کے صدق کے بارے میں پوچھا جائے گا مخلصین بڑے خطرے میں ہیں تیرے زخمی عابد و زاہد اور عارف و عالم اس کی تیغ بے نیازی کی ہیبت سے سرگردان و پریشان ہیں۔ بیشک اللہ دونوں جہان سے بے پروا ہے) (یہ کام اور بھی سخت مشکل اس لئے ہو گیا ہے کہ معشوق بے نیاز اور ہم مفلس اور فقیر ہیں)

اے بھائی دنیا قرار و آرام کی جگہ نہیں۔ آب و گل کی ایک مورتی بنا کر مشیت کے سامنے اندوہ وبلا کے میدان میں ڈال دی گئی ہے اگر اس نے پیٹ بھر کر کھایا تو مست ہے بھوکا رہا تو دیوانہ سو رہا تو مردار ہے اور جاگتا ہے تو حیران۔ عاجزی اور ناتوانی اس کی صفت لازم بن گئی ہے۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جب ایک رات آرام فرما کر بیدار ہوئے تو آپؐ کے سترہ موئے مبارک سفید ہو گئے تھے۔ فرمایا۔ رات سورہ ہود نازل ہوئی ہے اور یہ اس خطاب کی وجہ سے ہے کہ فرمایا فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ (جو کچھ کہا گیا ہے اس پر قائم ہو جاؤ۔ اے بھائی راہ خطرناک منزل بہت دور محبوب و مطلوب کے مقام کی کوئی حدو نہایت نہیں انسان کا جسم کمزور دل بے سہارا جان عاشق اور سر شوریدہ و مشتاق کیا کرے۔ شکستہ دل اور خراب حال رہو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خدا سے گفتگو کرتے وقت کہا۔ (اے پروردگار میں تجھے کہاں ڈھونڈوں؟ جواب ملا اس دل میں جو میری قضا کی چوٹ سے ٹوٹا ہوا ہے آپ نے کہا خداوندا مجھ سے زیادہ شکستہ دل اور ناامید کوئی اور نہ ہوگا۔ ارشاد ہوا میں بھی وہیں ہوں جہاں تو ہے۔ (جو کوئی معشوق کی محبت میں اس کے جور و جفا پر صبر نہیں کرتا وہ محبت میں سچا نہیں ہے۔ حقیقتہً عارف وہی ہے جو اپنی مرادیں اللہ کی مراد پر قربان کردے۔ اس بلعم باعور کو جو یگانہ روزگار تھا اور اسم اعظم کی خلعت رکھتا تھا مسجد سے باہر نکال کر کتوں کے طویلے میں باندھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں۔ اس کی مثال ایک کتے کی ہے کہ جب اس پر بوجھ لادا جاتا ہے تو ہانپتا ہے اور نہیں لادا جاتا تو بھی ہانپتا ہے۔ مشائخ کی کتابوں میں ہے کہ رجا اتنی ہونی چاہیے کہ اگر دنیا بھر کے گناہ اور نافرمانی تنہا ایک شخص میں ہوں اور وہ یہ آواز سنے کہ بہشت میں ایک شخص کے سوا دوسرا نہ جائے گا تو وہ یقین کرلے کہ وہ میں ہی ہوں اور خوف بھی اتنا ہو کہ اگر سارے جہان والوں کی طاعت و عبادت کسی ایک شخص میں ہو اور وہ یہ آواز سنے کہ "دوزخ میں بجز ایک آدمی کے دوسرا نہ جائے گا" تو وہ یقین کرلے کہ وہ آدمی میں ہی ہوں۔ اصحاب کہف کی کہانی ہر عقل مند کے لئے اس پر گواہ ہے۔ وہ محض ایک کتا تھا جو مردان حق کی خدمت میں رہ کر چند قدم چلا انسانی شرف نصیب ہوا۔ ایک بجلی کی کوند نظر آئے گی جس کی چمک دیکھ کر جملہ ساکنان خلد بریں سجدے میں گر جائیں گے اور پکار اٹھیں گے اَلْجَبَّارُ اِطَّلَعَ عَلَيْنَا (ہم پر خداوند تعالیٰ نے تجلی فرمائی ہے) کہا جائے گا افسوس اے ناواقفو! ایسا نہیں ہے بلکہ حضرت امیر المومنین عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابھی ابھی ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں تشریف لے گئے ہیں۔ یہ چمک آپ کی چادر کے ایک کونے کی تھی۔ اسی سے سمجھ لو کہ اس گروہ کی صحبت اور خدمت کیا چیز ہے۔

شرف خواہی بہ گرد مقبلان گرد
کہ زود از مقبلان مقبل شود مرد

برگزیدہ لوگوں کے آستانے کا چکر کاٹ صداقت یہ ہے کہ اپنے آپ کو بھی بھلا دو۔ یہ خونخوار بیابان طے کر چکے تو تمہارے ساتھ ریا و عجب کا کوئی واسطہ اور سروکار نہ رہا۔ جب تم محرم ہو گئے تو حجاب اٹھ گیا قرب کا ادنی اور معمولی نشان مراقبہ اور محافظت ہے۔

روح

بسم اللہ الرحمان الرحیم

روح ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم میں چھپا لیا ہے۔ صاحب تعرف رحمتہ اللہ علیہ نے روح نفس قلب اور دنیا کی ایک تعریف کی ہے جس پر اہل اسلام کا اعتقاد ہے۔ خواجہ عطار رحمتہ اللہ علیہ (جان بلند و برتر تھی اور جسم مٹی کی وجہ سے

پستی کی طرف مائل تھا۔ پھر جسم کے ساتھ جان ملائی گئی۔ اور جب یہ دونوں بلندی و پستی کی آمیزش سے باہم یار ہو گئے تو انسان اسرار خداوندی کا ایک عجوبہ بے مثال ہو گیا۔

بزرگوں نے کہا ہے کہ اگر روح کی ماہیت کے متعلق عقل دوڑانا جائز ہوتا تو اس کے لئے سب سے افضل واولی شخصیت پیغمبر علیہ السلام کی تھی۔ بعض بزرگوں نے روح کو دیکھا ہے اور ہر ایک نے جداگانہ صورت میں اس کا مشاہدہ کیا ہے۔ اور یہ جائز ہے۔ جیسا کہ ہم نے کہا کہ وہ موجود ہے تو دیکھنے کے قابل بھی ہو سکتا ہے۔ (جب تو نے عشق بازی کی ہے تو دیدہ و دل سے ہاتھ دھو ڈال۔ بیان کرتے ہیں کہ جب مہتر موسی علیہ السلام اس مقام پر پہنچے اور ان کے ساتھ وہ واقعات پیش آچکے تو چاہا کہ اپنے بال بچوں کے پاس لوٹ آئیں خطاب ہوا وَقَعۡتَ فَاسۡتَمۡسِکۡ جب جال میں پھنس چکے اور ہمارے نام پر دل تصدق کر دیا اور ہمارے راستے میں سر رکھ دیا تو دل کو غم واندر ، کے سپرد کر دو۔ اور جان کو خطرے میں ڈال دو۔

دل

بسم اللہ الرحمان الرحیم

سنو دل ایک شاہی خزانے کی حیثیت رکھتا ہے۔ مگر غور سے دیکھو کہ اس خزانے میں تم کیا رکھتے ہو؟ اگر اس میں جواہرات بھرے ہیں تو بیشک یہ خزانہ کہا جا سکتا ہے۔ اور اگر اس میں کوڑا کرکٹ ہے تو یہ گھاس پھوس کا انبار ہے۔ سگ اصحاب کہف مطلوب حق تھا اور بلعم باعور کا مطلوب چونکہ بجز حرص و ہوا کے اور کچھ نہ تھا اس لئے اس کی قیمت بھی وہی لگی۔ مرد کا ظاہر اس کے باطن کی تلوار ہے۔ اگر اس کا باطن گرفتار حق ہے تو اس مرد کو مرد حق کہتے ہیں۔

نفس

بسم اللہ الرحمان الرحیم

معاصی افعال ظاہر ہیں اور توبہ اوصاف باطن سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگر دم بھر یہ نفس تیرے حکم کے تابع ہو جائے تو یقین جان کہ بہشت تیری ملکیت ہے۔ (جس نے اپنے نفس کو بندگی کے ذریعہ پہچانا اس نے اپنے پروردگار کی صفت ربوبیت کو پہچانا) تو جس نے اپنے آپ کو نہ پہچانا وہ ہر شے کی شناخت سے محجوب و محروم رہ گیا۔ آخر ایک دن جسم کے خزانے کا جادو ٹوٹ جائے گا۔ جب یہ جسم نہ ہو گا تو خود جان ظاہر ہو جائے گی۔ سمجھو کہ انسان کامل کی ترکیب روح نفس اور جسم اور انسان کل عالم کا نمونہ ہے۔ یہ عالم آب و خاک و باد و آتش جس کی ترکیب بلغم خون صفرا اور سودا سے ہے تو مومن کی روح دنیا میں بہشت کی خواہش کرتی ہے کیونکہ دنیا میں یہی اس کا نمونہ ہے اور نفس دوزخ چاہتا ہے کیونکہ وہ دنیا میں دوزخ کا نمونہ ہے۔ خواجہ محمد نوری رحمتہ اللہ علیہ نے نفس کو لومڑی کے بچے کی شکل میں دیکھا پاؤں کے نیچے کچلنے لگے۔ وہ اور بھی مضبوط اور قوی ہو گیا وہ بولا میری پیدائش الٹی ہے۔ دوسروں کو جس بات سے تکلیف اور رنج پہنچتا ہے مجھے اس سے راحت و آرام ملتا ہے۔ شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ نے کہا کہ میں نے اس کو ایک سانپ کی شکل میں دیکھا ہے ایک دوسرے درویش نے کہا کہ میں نے ایک چوہے کی صورت میں دیکھا اور پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں غافلوں کے لئے موت ہوں اور دوستوں کی نجات کا سبب ہوں میرا وجود سراسر آفت ہے۔ اگر میں ان کے ساتھ نہ رہوں تو یہ اپنی پاکیوں پر مغرور اور اعمال پر نازاں ہو جائیں کیونکہ جب وہ طہارت و صفائی اسرار نور ولایت اور طاعت میں استقامت دیکھتے ہیں تو ان میں فخر و غرور اور سربلندی ظاہر ہوتی ہے۔ پھر جب مجھ پر نظر پڑتی ہے کہ دونوں پہلوؤں کے درمیان ایک یہ چیز بھی ہے تو ایک ایک کر کے ساری باتیں ختم ہو جاتی

ہیں۔ یہ سب اس بات کی دلیل ہے کہ نفس بذاتہ ایک وجود ہے صفت نہیں۔

(روشن دلوں کی خدمت سے منہ نہ پھیر۔ اقبال مندوں کے دامن سے ہاتھ نہ چھڑا جو کانٹا پھولوں کی صحبت اختیار کرتا ہے وہ بھی سنبل کی طرح مہکتا ہے

خواہش نفس

بسم اللہ الرحمان الرحیم

سنو خواہش نفس کی ایک صفت ہے۔ جس نے خواہشات کی پیروی کی ہلاک ہو گیا۔ جب تیری طبعیت کا گھوڑا تیرا فرمانبردار ہو جائے تو اخلاص کا سکہ تیرے نام ہو جائے گا)۔ جس کو لذت و شہوت کی خواہش ہو وہ میخانے میں مقیم ہوتا ہے اور دوسرے لوگ اس کے فتنہ و شر سے محفوظ رہتے ہیں۔ مگر جس کو ریاست و منصب کی خواہش ہوتی ہے وہ عبادت گاہوں خانقاہوں اور دائروں میں رہتا ہے اور مخلوق کے لئے فتنہ ہوتا ہے۔ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور مخلوق کو گمراہ کرتا ہے۔

جس نے اپنی بہادری سے اس کتے کو قید کرلیا وہ دونوں جہان میں شیر کا شکار کر سکتا ہے)۔ شیطان کو مجال نہیں کہ بندوں کے دل میں کوئی فتنہ و شر پیدا کر سکے۔ جب تک خود اسے معصیت و شہوت کی خواہش نہ ہو۔ مگر جب خواہش ظاہر ہونے لگتی ہے تو شیطان اس کو پکڑ لیتا سراہتا اور اس کے دل میں جلوہ گری کرتا ہے اسلام کیا ہے مخالفت کی تلواروں سے نفسوں کو ذبح کر دینا۔ (عبادتوں کی کنجی فکر ہے اور مقام رسیدہ ہونے کی علامت نفس اور خواہش کی مخالفت۔ نفس کی مرادوں پر قائم رہنا کفر کی بنیاد ہے۔ سوز دل کے ساتھ دست نیاز اٹھاؤ۔ نفس کا برباد کر دینا بندے کے اختیار میں نہیں کیونکہ وہ ایک سواری کی مانند ہے جو شریعت کا بوجھ اٹھاتی ہے لیکن اس کی صفات کا بدل دینا توفیق خداوندی سے کسی بندے کے لئے ممکن ہوتا ہے

چون راست آید آخر باتو طریق خسرو
او نامراد مسکین تو شوخ خود مرادی

تقدیر الہی کسی کی کوشش سے نہیں بدلتی کہ سلطان محمود غازی نے ایک قیمتی موتی وزیر کو دیا اور کہاں اسے توڑ ڈال۔ وزیر نے کہا۔ اس کی قیمت تو شاہی خزانے کے برابر ہے اِسے نہ توڑنا چاہیئے پھر بادشاہ نے ایاز کو توڑنے کے لئے دیا اس نے فوراہی پتھر سے چکنا چور کر دیا۔ شاہ نے کہا اسے کیوں توڑ دیا؟ اس نے کہا میں نے خطا کی برا کیا اچھا نہیں کیا سلطان نے وزیر سے کہا دربار شاہی کے آداب ایاز سے سیکھو کہ نہ فرمان شاہی میں اعتراض نہ کلام میں کوئی چون و چرا۔

نفس کی ریاضت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

نفس امارہ دل کا دشمن اور دین کا مخالف ہے حکام شرع کی بجا آوری اور اس کی پیروی سے سرکشی کرتا ہے شیطان کی شرارت و مکر سے بھی اور جب گھر کے اندر ہی چور ہوتا ہے تو اس کو دفع کرنا آسان نہیں ہوتا۔ تو جب اتنا بڑا دشمن بغل میں ہو تو عقلمند کے لئے ضرور ہے کہ اسے دبا کر زیر کرے۔ دفعۃ اس کو زیر کرنا دشوار ہے۔ کیونکہ نفس طالب کی سواری اور آلہ ہے مرید کو میانہ روی اختیار کرنے کی ضرورت ہے اور وہ اس طرح کہ اس کی پرورش کرو اور قوت دیتے ہوئے اس پر کاموں کا بوجھ ڈالو کہ وہ متحمل ہو سکے اور اس حد تک کمزور کرو اور سختی سے کام لو کہ تمہارے حکم سے گریز نہ کرے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ مجاہدہ شاقہ کی وجہ سے ہاتھ پاؤں ہلانے سے بھی عاجز تھے۔ آنکھیں حلقے میں دھنس گئی تھیں۔ فرمایا اے عبداللہ تمہارے اوپر تمہارے نفس کا بھی حق ہے اس سختی سے ہاتھ کھینچ لو۔ نفس ہلاک بھی نہ ہو

نہ تم پر غالب ہو سکے اور نہ تمہاری نافرمانی کر سکے۔ پس میانہ روی کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے منہ میں تقوے کی لگام ڈالو اور پرہیزگاری اختیار کرو۔ جب چوپائے دانہ گھاس نہیں پاتے تو نرم ہو جاتے ہیں۔ عبادت کا بھاری بوجھ اس پر لاد دو کیونکہ جب خچر پر زیادہ بھاری بوجھ لاد دیا جاتا ہے تو وہ سیدھا ہو جاتا ہے خاص کر ایسی حالت میں کہ دانہ پانی کی مار اس پر پڑ چکی ہو۔ تیسرے یہ کہ خداوند تعالی سے امداد مانگو اور اس کی باگارہ میں پناہ ڈھونڈو۔ توریت میں ہے کہ اے بنی آدم تقوی اختیار کر اور جہاں چاہے آرام کی نیند سورہ۔ پس جامع ومانع تقوی ان چیزوں سے پرہیز کرنا ہے جو معصیت ہیں اور دین کو نقصان پہنچانے والی ہیں اور فضول حلال سے بھی دامن بچانا ہے۔ ارشاد فرمایا ہے کہ اسامہ دراز امید ہے کہ ایک مہینے کے وعدے پر لونڈی خریدی ہے۔ خدا کی قسم میں زمین پر قدم رکھنے کے بعد گمان نہیں کرتا کہ قدم اٹھاؤں گا یا نہ اٹھاؤں گا لقمہ منہ میں لے کر یقین نہیں کرتا کہ اسے حلق سے اتار سکوں گا پس مرید کو چاہیے کہ اس پر قائم ہو جائے اور رات دن اسی کو یاد کرتا رہے۔ بالضرور اس کی امیدیں مختصر ہو جائیں گی۔

نفس کی سیاست اور مجاہدے

بسم اللہ الرحمان الرحیم

نفس کی محنت و مشقت اور اس کی سرزنش ہر مذہب اور ہر دین میں پسندیدہ سمجھی گئی ہے مشاہدات مجاہدات کی میراث ہیں۔) ناسمجھ عجمی بچوں کو محنت و ریاضت سے عربی زبان بنا دیتے ہیں بعض وحشی جانوروں اور پرندوں کو ایسا رام کر لیتے ہیں بلاتے ہیں چلا آتا ہے ایک ناپاک کتے کو تعلیم دیتے ہیں کہ اس کا مارا ہوا شکار حلال اور پاک ہوتا ہے۔

نفس کا مجاہدہ نفس کے صفات ذمیمہ کو فنا کرنے کے لئے ہوتا ہے نفس کو فنا کرنے کے لئے نہیں ہوتا کیونکہ اس کی انانیت کی اصل فنا نہیں ہو سکتی۔ ظاہر ہے کہ بھوکے کی طبیعت تیزتر اور اس کی سمجھ صاف تر اور صحت بہتر ہو جاتی ہے۔ حضرت ابوالعباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ جب میں سیر ہو کر کھالیتا ہوں تو تمام گناہوں کو اپنے اندر پاتا ہوں اور جب نہیں کھاتا تو تمام عبادات کی اصل اپنی ذات میں محسوس کرتا ہوں۔ ضرورت سے زیادہ حلال سے بھی پرہیز کرنا چاہیے حرام اور مشتبہ چیزوں کا کھانے والا مردود بارگاہ ہوتا ہے عبادت اللہ تعالی کا خزانہ ہے اس کی کنجی دعا ہے اور اس کنجی کے دندانے حلال روزی ہے۔ زیادہ کھانا تمام اعضا کے لئے فتنہ و فساد کا باغ ہے پیٹ ایسا عضو ہے کہ اگر وہ خالی ہے تو تمام اعضا گناہوں سے سیر ہوں گے اور اگر وہ سیر ہو گا تو تمام اعضا گناہوں کے بھوکے ہوں گے۔ سکرات موت کی سختی زندگی کی لذتوں کے برابر ہوتی ہے۔ شریعت کا حکم یہ ہے کہ جب کوئی ایسا آدمی جس کا ظاہر نیک ہے تمہیں کوئی چیز دے تو لے لو اور یہ نہ پوچھو کہ تم نے کیسے اور کہاں سے حاصل کی اور حکم تقوی یہ ہے کہ جب تک پوچھ نہ لو مت لو۔ جائز کو حکم شریعت اور افضل کو حکم تقوے کہتے ہیں۔ جو شخص جتنا کمزور اور ضعیف ہوتا ہے خدا اتنا ہی اس پر زیادہ مہربان ہوتا ہے

نفس کو جدا کرنے

بسم اللہ الرحمان الرحیم

یعنی خدائے عزوجل کی پہچان اپنی ذات سے بیزاری ہے کہ مردان راہ حق سارا غصہ اپنے اوپر اتارتے ہیں اور جو تلوار اٹھاتے ہیں اپنے اوپر اٹھاتے ہیں۔ میں نے ہر مقام پر حضرت رب العزۃ سے مناجات کی۔ آخر مجھ سے پوچھا گیا اے بایزید تیری مراد کیا ہے میں نے کہا اُرِیْدُ اَنْ لَّا اُرِیْدَ (میری مراد یہ ہے کہ میری کوئی مراد نہ ہو)

چون می کشی رہا کن تلپائے تو بوسم

بارے بہ سینہ من این آرزو نماند

اگر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے کوئی شخص روتا ہے اضطرار کی حالت میں تو اللہ تعالی اس کے رونے کی وجہ سے ساری امت پر رحمت فرماتا ہے۔ جب اللہ تعالی کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اس کے دل میں حزن و ملال ڈال دیتا ہے۔

اپنے ساتھ موافقت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

جس کی زندگی خدا کے ساتھ ہے وہ اگرچہ صورۃ مردہ ہی کیوں نہ ہو حقیقتاً زندہ ہے۔ کیونکہ موت جسم کی موت اور عدم جسم کا عدم نہیں ہے۔ اگرچہ اپنی خلقت اور صورت میں سب آدمی برابر ہیں۔ مگر شریعت کا فتویٰ یہ ہے اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ (آدمی کان ہیں جیسے سونے اور چاندی کی کانیں۔ وہ لوگ جو آسمان ارادت کے آفتاب درگاہ حق کے مقبول ازلی اور مملکت اسلام کے سالار ہیں ان کے مرکب دولت کی گرد جس کے سر پر پڑ گئی وہ ہمیشہ کے لئے عزیز ہو گیا۔

(جس کا رہنما کوئی چاند سی شکل والا نہیں ہے۔ خود بخود منزل پر پہنچ جانا بہت دشوار ہے اور راستہ بہت طویل ہو جاتا ہے ہزاروں پاک جانیں طلب کی بھٹی میں پگھلائی جاتی ہیں جب کسی صدیق کو چن لیتے ہیں۔ (راتوں کو تیری گلی میں کتے چکر لگاتے ہیں لیکن خسرو کے لئے کوئی راہ نہیں۔ اپنی گلی کے کتوں کے صدقے میں کسی دن مجھے بھی آنے کی اجازت دے۔ دیکھئے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت ہلال کو (جو حضرت مغیرہ کے غلام تھے) دیکھتے تو تپاک کے ساتھ تشریف لاتے اور کہتے کہ میرے لئے دعا کرو۔ وہ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے اور آپؐ آمین فرماتے ایک دن صبح کے وقت آپؐ حضرت مغیرہؓ کے گھر پہنچے حضرت مغیرہؓ کو خبر نہ تھی کہ حضرت ہلال کو فرمان قضاء پہنچ چکا ہے۔ جب مغیرہؓ باہر آئے۔ حضورؐ نے فرمایا مَاحَدَثَ فِی دَارِکَ (آج تمہارے گھر میں کیا حادثہ ہو گیا ہے) انہوں نے کہا مَاحَدَثَ فِی دَارِیْ اِلَّا خَیْرٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (یا رسول اللہ میرے گھر میں کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ سب خیریت ہے) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تیرے گھر کے لوگوں میں سے ایک عزیز ترین ہستی نے انتقال کیا اور تجھے اس کی خبر نہیں۔ تعجب کی بات ہے کہ سات آسمانوں میں ہلال کی عظمت کا یہ مرتبہ کہ سعادت وہ نیک بختی کا تاج ان کے سر پر رکھا جاتا ہے اور زمین میں سوائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کوئی ان کو نہیں پہچانتا۔ بادشاہ حقیقی کی سنت یہی ہے

آپؐ نے ہلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور ان کی روح پرواز کر چکی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لائے اور ان کے سر مبارک کو اٹھا کر اپنے زانوے مبارک پر رکھ لیا وَاَغْرَقَتْ عَیْنَاہُ (اور آپ کی آنکھیں آنسوؤں میں ڈوب گئیں اور فرمایا اے ہلال بظاہر تم اس فرش خاک پر پڑے ہوئے ہو مگر تمہاری حقیقت کا جوہر دربار خداوندی میں ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی اور کی تعزیت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا غمگین نہ دیکھا تھا۔ فرمایا

(ہر زمانے میں خدا کے سات بندے ہوتے ہیں کہ ان کی دعاؤں سے مخلوق کی مدد کی جاتی ہے۔ ان کے طفیل آسمان سے بارش ہوتی ہے انہیں کی برکتوں سے لوگوں کو رزق ملتا ہے۔ اور یہ مرتبہ انہیں نماز روزے کی کثرت اور زیادہ صدقہ دینے کی وجہ سے نہیں بلکہ دل کی سلامتی اور نفس کی سخاوت کی وجہ سے ملتا ہے اور حضرت ہلالؓ ان سے افضل تھے) پھر فرمایا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْتَاَلّٰی عَلَی اللّٰہِ بِزَوَالِ الدُّنْیَا لَاَزَالَھَا مِنْ مَکَانِھَا (اور اس خدائے پاک کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں

میری جان ہے کہ اگر یہ ہلالؓ خدا کو قسم دیتے کہ دنیا کو نیست و نابود کردے تو دنیا اپنی جگہ پر معدوم ہو جاتی)

غفلت کے بیان میں

بسم اللہ الرحمان الرحیم

جب کوئی شخص بہ نیت گناہ زمین پر قدم رکھتا ہے تو زمین کے تمام ذرے روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بد عہد و بے وفا ہم کو خدا نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہم بندگی کا بوجھ اٹھائیں گناہوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے نہیں ہم وہ ہیں کہ ہم سے آدم صفی اللہ نوح نبی اللہ موسی کلیم اللہ عیسی روح اللہ ابراہیم خلیل اللہ اور محمد رسول اللہ و حبیب اللہ علیہم الصلوۃ و السلام جیسی عظیم الشان ہستیاں پیدا ہوئیں۔

میرے سینے پر اپنے گناہ آلودہ پاؤں رکھتا ہے یاد رکھ مرنے کے بعد میرے اندر ہی تیرا ٹھکانا ہو گا۔ آج میرے اوپر اتنا ہی بوجھ ڈال جتنا مرنے کے بعد تو اٹھا سکے جو غفلتیں تو میرے ساتھ برتے گا ان کا بدلہ تجھ سے اس وقت لوں گی جب تو میرے پیٹ میں رکھا جائے گا۔ بھائی ازل سے ابد تک گناہوں سے پاک ہونا تو فرشتوں کا کام ہے اور تمام عمر گناہوں میں اور مخالفت میں غرق رہنا شیطان کا شیوہ ہے۔ جب شہوت نے غالب ہو کر دل کے قلعہ کو گھیر لیا اور نفس اس کا مطیع ہو کر اس سے الفت کرنے لگا تو عقل ضرورۃ پیدا کی گئی اور توبہ و مجاہدے کی طرف رجوع ہوئی تاکہ قلعہ دل کو فتح کرے اور شہوات نفسانی و وساوس شیطانی کے تصرف سے بچالے۔

تو این دم در دہان شیر اسیری
چہ دانی زانکہ این دم شیر گیری

توبہ انسان کے لئے ضروری اور مریدوں کا پہلا قدم ہے اور یہ قدم بغیر کسی پیر پختہ اور راہ رفتہ کی مدد کے حاصل نہیں ہوتا مگر شاذ و نادر گناہ گاروں میں بہتر وہ لوگ ہیں جنھوں نے توبہ کرلی۔

(مغرور و خود بین انسان شاہی دربار کے لائق نہیں ہوتا۔ اللہ تعالی گناہ گاروں کے عجز و نیاز کو پسند فرماتا ہے اس راستے میں خود بنی اچھی نہیں ہے یہاں تو لاغر جسم اور ٹوٹا ہوا دل چاہیے۔ آپ کی ابتدا اور انتہا کو مغفرت کے عنوان پر قائم کر دیا آپ کے دل مبارک سے پل بھر کے لئے خوف و ہراس کم نہ ہوتا فرماتے۔ اِلٰهِیْ ذَنْبِیْ عَظِیْمٌ وَلَا یَغْفِرُ الذَّنْبَ الْعَظِیْمَ اِلَّا الرَّبُّ الْعَظِیْمُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ عُتَقَائِکَ وَ طُلَقَائِکَ وَمُحَرَّرِیْکَ مِنَ النَّارِ جس وقت آپؐ یہ دعا فرماتے آپ کے دلی اندوہ کی چوٹیں سوائے بارگاہ عزت لا الہ الا اللہ کے کوئی برداشت نہ کر سکتا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب حضورؐ کی ایسی حالت ہوتی تھی تو تمام درختوں سے غم کی کونپلیں نکلتی تھیں۔

نہ پانے کی حسرت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

معلوم ہو کہ اگر پچاس بار ننگے سر اور ننگے پاؤں شوق و ولولے کے ساتھ اپنے وطن سے مکہ اور مدینہ جاؤ اتنا مفید نہیں جتنا نہ پانے کی حسرت مفید ہے۔ برسوں خاک پر پڑے ہوئے خون جگر پیتے رہے بہت کچھ جلاتا اور مکھیوں کی طرح بھنبھناتے اور افسانہ کہتے رہے ہم نے بہت کچھ اس درد کا علاج ڈھونڈا دل کو آرام نصیب نہ ہوا۔ جس کے سینے میں نہ پانے کا درد ڈال دیا ہے ہزار قیامتیں اس کے دل پر ٹوٹا کرتی ہیں۔ ان بزرگوں کے سروں پر چڑیاں بیٹھ جاتیں تو ان چڑیوں کو خبر نہ ہوتی کہ کسی جاندار پر بیٹھی ہیں یا کسی بے جان پتھر پر۔ جانتے ہو ایسا کیوں تھا یہ آخرت والے کشتہ ہو چکے تھے محض جسم کے اعتبار سے اس دنیا میں تھے ان کا دل آخرت میں لگا ہوا تھا وہ وقت آئے سید عالم جہاد میں تشریف

لے جائیں اور ہم اپنی جانیں دشمنان دین کی تلواروں کے ساتھ رکھ دیں زمین پر لوٹتے اور گریہ وزاری کے ساتھ کہتے الٰہی میں خلق سے ناامید ہوں میری جان لے لے تاکہ میں اپنی قید اور اپنے عہد سے چھوٹ جاؤں اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ جن کی شجاعت و بہادری پر اسلام کی ناموری کو فخر و ناز تھا مناجات کے درمیان اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرتے اور بہ صد شوق دعا کرتے خدایا کسی بد بخت کو میرے اوپر کیوں مسلط نہیں کر دیتا کہ میری داڑھی کو میرے ہی خون میں رنگ دے تاکہ میں اپنی شجاعت و جوانمردی کے نام و نمود سے چھوٹ جاؤں۔ درد مندوں کے درد کی دوا کیا ہے؟ لا الہ الا اللہ ہو کی ایک نظر۔ (دوسری جگہ تو کتنا ہی عزیز کیوں نہ رہا ہو اب واپس لوٹ آ۔ کیونکہ چاند آسمان ہی پر بھلا معلوم ہوتا ہے کام خدا کی مہربانیوں کا مشاہدہ کرنا زمانہ خلوت کا زمانہ اور یہ وقت مصالحت کا وقت ہے پیچھے رہ جانا اچھا نہیں۔ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ہم تجھ سے خوش اور تو ہم سے خوش۔ اس بارگاہ کے اکثر جوانمرد حسرت نایافت سے جو درد جگران کو حاصل ہوتا ہے اسے اپنے ساتھ لے جاتے ہیں ایک آدمی ایک بکری کے بچے کا کان پکڑ کر کھینچے لا رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا "میری امت میں ایسے آزاد مرد بھی ہوں گے جو میدان قیامت میں آئیں گے اور ان کے مضبوط ہاتھوں میں دوزخ کے ساتوں طبقے اس بکری کے بچے سے کہیں زیادہ مجبور و مقید ہوں گے۔ اگر تو اس راستے کا مرد ہے تو اسی راستے میں گم ہو جا۔ اور قدم رکھا ہے تو اس کے راستے میں اپنی جان فدا کر دے۔ خوشی کا مقام ہے فوراً اپنی دستار سر سے اتار کر پھینک دے اس راستے کے کسی مرد کا دامن تھام لے اور اسی کا ہو جا بادشاہ ایک ہی ہوتا ہے باقی سب لوگ اسی کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

علاج دل

بسم اللہ الرحمان الرحیم

وہ خواہشیں جن پر نبوت کا فتویٰ نہیں محض باطل ہیں خلوص کا مقام درد بھرا دل ہے اور جہاں کہیں اخلاص کی خوشبو پائی جاتی ہے قرآن کریم خوشخبری دینا شروع کرتا ہے خواہ وہ جنات کے حق میں ہو یا انسان کے۔ شریعت کے راستے پر ہر چلنے والے کے سر پر قبولیت کا تاج پہنا دیا جاتا ہے اور ان کے حزن و ملال کی ہمت پر عالم کا قرار و قیام موقوف ہوتا ہے۔ خواجہ عطار فرماتے ہیں۔

دل پر نور را دریائے دین کن
حدیث وحی رب العالمین کن
دمے در عالم قدسی قدم زن
بگیر آن حلقہ را بر در حرم زن
چو عیسیٰ در سخن شیرین زبان شو
صدف را بشکن و گوہر فشان شو

(اگر روز ازل کا عہد و اقرار تجھے یاد ہے تو ہر وہ ریاضت و مجاہدہ جو فتوائے شریعت کے خلاف ہے ضلالت و گمراہی ہے)۔ بارگاہ خداوندی میں صفت جہالت سے بڑھ کر کوئی ذلیل اور دشمن نہیں اپنی خواہشوں کو مجاہدے کی بساط پر علم کی تلوار سے ذبح کر دے اور نفس پُر فضول کا سر حکم شریعت کے مطابق ریاضت کی چھری سے کاٹ ڈال۔ جمعہ کے دن چاشت کے وقت چار رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ ایک مرتبہ آیۃ الکرسی دس مرتبہ قل یا یہا الکافروں دس مرتبہ قل ہو اللہ احد دس مرتبہ قل اعوذ برب الفلق دس مرتبہ قل اعوذ برب الناس دس مرتبہ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد ستر مرتبہ استغفر اللہ اور ستر مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ پڑھے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ جو کوئی اس نماز کو پڑھتا رہے گا وہ کبھی مفلس اور بد نصیب نہ ہوگا

لباس

بسم اللہ الرحمان الرحیم

مشائخ نے خود بھی خرقہ پہنا ہے اور مریدوں کو بھی خرقہ سے آراستہ فرمایا ہے تاکہ عام لوگوں سے ان کی شناخت ہو سکے اور تمام مخلوق ان کی نگہبان ہو جائے۔ کوئی گناہ کریں تو شرما جائیں اللہ تعالیٰ تونگر صورت فقیر کو دوست رکھتا ہے۔ خاکی اور نیلا لباس غمگین اور شکستہ دل رکھتا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ اپنا لباس سفید و سیاہ رنگ برنگ کے ٹکڑوں کو دھو کر سی رہی تھیں کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت فرمایا اے عائشہؓ یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ پیوندی لباس سی رہی ہوں" آپؐ نے فرمایا بہت خوب! عائشہ ہر رنگ کا ٹکڑا جوڑنا کوئی رنگ چھوڑ نہ دینا۔ جیب لگانا بھی سنت ہے دستار کے نیچے ٹوپی پہننا سنت ہے۔ شملہ سر کے پیچھے گردن پر لٹکائیں۔ مشائخ دلوں کے طبیب ہوتے ہیں جب تک معالج بیمار کے مرض سے واقف نہ ہو گا علاج نہ کر سکے گا۔ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسا نبی اپنی امت میں ایک جماعت نے لباس کے متعلق کوئی تکلف نہیں رکھا۔

ملامت

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اہل حق خاص کر مخلوق کی لعن طعن سنا کرتے ہیں دین داری کی راہ میں مستقیم اور معاملوں کو محفوظ رکھتا ہے لوگ اس کو ملامت کرتے ہیں اپنے کام سے کام رکھتا ہے دوسری ملامت قصدی ہے۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے کھجوروں کے باغ سے لکڑیوں کا گٹھا سر پر رکھے ہوئے آرہے تھے یہ آپ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ اس وقت آپ کے پاس چار سو زر خرید غلام تھے۔ آپ نے فرمایا اُجَرِّبُ نَفْسِیْ (میں اپنے نفس کا تجربہ کر رہا ہوں۔ تیری قسم۔ جیسا کہ سارا زمانہ قبولیت خلق سے خوش و خرم ہوتا ہے یہ گروہ لوگوں میں مردود ہونے اور دھتکارے جانے سے مسرور و شادمان ہوتا ہے۔ جو کوئی دو دو مرتبہ پیشاب کے راستے سے گزرا ہو اس کو غرور کرنا ہرگز روا نہیں ہے اور نہ غفلت کے نشے میں اپنی ہستی کا ثابت کرنا جائز ہے۔ شیروں کے جنگل میں لومڑی ہی بن کر رہنا بہتر ہے۔ ابھی آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی بھی نہ تھی کہ خیاط لطف و کرم ان کے جسم کے لئے توبہ کی خلعت اور صفوت کا لباس سی چکا تھا۔

سماع

بسم اللہ الرحمان الرحیم

دل اور دماغ اسرار خداوندی کے خزانے اور جواہر معانی کی کانیں ہیں۔ جس دل میں خداوند عزوجل کی محبت زیادہ ہو گی تو وہ اس کے دیدار کا مشتاق ہو گا۔

میں نے چاہا کہ اس کی زلف کے گھونگر کا ایک سرا شمار کروں تاکہ اس کے اجمال سے تفصیل کا مشاہدہ کر سکوں میرے اس ارادے پر اس کی زلف مشکیں کا ایک ایک بال ہنسنے لگا اور ایک ایسا پیچ ڈال دیا کہ میں گننا سب بھول گیا تیرے رخسار کی چمک نے اندھیری رات کو روشن کر کے دن بنا دیا ہے۔ ایک محدث جو مشہور و معروف تھے انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں نے سماع کے مباح ہونے کے متعلق ایک کتاب لکھی ہے میں نے کہا کہ دین میں ایک بڑی مصیبت واقع ہو گئی ہے خواجہ کیا لہو و لعب اور تمام فسق و فجور کو حلال کر دیا ہے

فرمایا یہاں کوئی ہے کہ شعر سنائے ایک بدوی نے یہ شعر پڑھے

لَقَدْ لَسَعَتْ حَیَّتُہُ الْھَوٰی کَبِدِیْ

فَلَا طَبِیْبَ لَهَا وَلَا رَاقِیْ
اِلَّا الْحَبِیْبُ الَّذِیْ شَفَقْتُ بِهٖ
فَعِنْدَهٗ رُقْیَتِیْ وَ تَرْیَاقِیْ

(میرے کلیجے پر محبت کے سانپ نے ڈس لیا ہے اس کے لئے نہ کوئی طبیب ہے اور نہ جھاڑ پھونک والا مگر ہاں وہ محبوب جو مہربانی فرمائے اسی کے پاس اس کا منتر اور تریاق ہے تو وجد فرمایا۔ حضرت عتبہ الغلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے کسی سے کوئی شعر سنا اور ہاتھ پر ہاتھ اتنا مارا کہ انگلیوں سے خون کے قطرے ٹپکنے لگے۔

مخلوق سے کنارہ کشی

بسم اللہ الرحمان الرحیم

مخلوق سے علیحدہ رہنا ایک مہم ہے ایک شخص تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے چاہا کہ اس سے باتیں کروں اس نے کہا میرے نزدیک باتیں کرنے کی بجائے خدا کا ذکر اچھا ہے میں نے کہا تم تنہا کیوں بیٹھے ہو اس نے کہا میرے ساتھ میرا پروردگار ہے اور دو فرشتے اور اٹھ کر چلا گیا ہرم ابن حبان نے حضرت خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ سے کہا اے اویس آؤ ہم دونوں ایک ہی جگہ رہا کریں تاکہ ایک سے دوسرے کو فائدہ پہنچے۔ حضرت خواجہ اویس قرنی رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کے لئے دعا کرنا ملاقات کرنے سے بہتر ہے۔ ایک لحظ اپنی مصیبت سے فارغ نہ بیٹھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کونین کے مقصود تھے اپنے وجود کی دردناکی سے یہ فریاد کرتے تھے یَالَیْتَ رَبُّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا (اے کاش محمدؐ کا پروردگار محمد کو پیدا نہ کرتا۔ منافق کی پہچان یہ ہے کہ اپنی جھوٹی تعریف سے خوش ہو اور سچی مذمت سے ناراض ہو جائے۔

خلق سے جدا ہونے

بسم اللہ الرحمان الرحیم

لوگوں سے علیحدگی دو قسم کی ہے ایک وہ آدمی جس کی لوگوں کو کوئی ضرورت ہی نہیں ہوتی۔ جمعہ جماعت اور نیک کاموں میں لوگوں سے میل جول کرے اور اس کے علاوہ سب سے الگ تھلگ رہے۔ ایک ایسا آدمی جو علم میں مقتدا ہو اور دین کے کاموں میں لوگ اس کے محتاج ہوں اور حقوق کے بیان یا بدعتوں کو رد کرنے یا دین کی طرف اپنے قول و فعل کے ذریعہ دعوت مقصود ہو تو ایسے شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں کے درمیان میں رہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب بدعتیں ظاہر ہوں اور عالم خاموش رہے تو ایسے عالم پر خدا کی لعنت ہے اس کے لئے گوشہ نشینی جائز نہیں بلکہ لوگوں کے درمیان مل جل کر رہنا لازم ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ اگر میں راتوں کو سویا کروں تو گویا میں نے اپنے آپ کو ضائع کر دیا اور اگر دن کے وقت سو جاؤں تو گویا میں نے رعایا کو ضائع کر دیا۔ تمام نیکیوں میں لوگوں کے ساتھ شریک ہو ان کی آفتوں سے بچنے کے لئے پرہیز اختیار کرے کمزور طبیعت انسان کو تنہا نہیں رہنا چاہیے۔ جس رات تمہارے سر میں درد ہو اس درد کی جان و دل سے خدمت کرو کیونکہ جو درد سر اس کی طرف سے ہو وہ سرسری نہیں ہوتا۔ حضرت عزیر علیہ السلام کو وحی بھیجی گئی کہ اے عزیر اگر میری قدرت و مشیت سے تم کو زرد آلو ملے تو تم اس کی طرف حقارت سے نہ دیکھو یہ دیکھو کہ روزی تقسیم کرنے کے وقت تم مجھے یاد تھے۔

چلہ کا بیان

بسم اللہ الرحمان الرحیم

جیسا کہ شریعت کا فتویٰ ہے جو شخص چالیس رات دن اللہ تعالیٰ کے لئے مخصوص کر دے حکمت کے چشمے اس کے دل سے

اس کی زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آدم کی مٹی کو بغیر واسطہ اپنے دست قدرت سے چالیس دنوں تک خمیر کیا۔ یہاں تک کہ آدم علیہ السلام میں دونوں جہان کے تعمیر کرنے کی صلاحیت پیدا ہوئی۔ اپنی عقل خام سے اس راستے میں قدم رکھتے ہیں اس لئے نقصان اٹھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے استقامت چاہتا ہے اور تو خدا سے کرامت مانگتا ہے۔ صدیق لوگ صغیرہ گناہوں سے بھی پرہیز کیا کرتے تھے۔ لیکن یہ نادان و احمق لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ وہ شیطان کے قابو سے باہر ہیں عارف کا پہلا درجہ حیرت سے شروع ہوتا ہے اور آخری درجہ بھی حیرت پر تمام ہوتا ہے۔

بہ ثواب اہل جنت بعقاب اہل دوزخ
من ازین میاں ندانم کہ کیا نم از کدامان

موت کے بیان میں

بسم اللہ الرحمان الرحیم

تائب مبتدی تیسرے عارف منتہی حریص لالچی موت کو یاد نہیں کرتا تائب مبتدی موت کو اس لئے یاد کرتا ہے خوف و خشیت پیدا ہو نفرت کرتا ہے تمام توبہ اصلاح اعمال اور توشہ آخرت جمع کرنے سے پہلے ہی موت نہ آجائے۔ جس نے خدا کے دیدار سے کراہت کی اللہ تعالیٰ اس کو دیکھنا پسند نہیں فرماتا۔ لیکن عارف منتہی ہمیشہ ہر آن موت کو یاد کرتا ہے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نقل ہے کہ انہوں نے خدا سے دعا کی "خداوند! تو جانتا ہے کہ مجھے امیری سے غریبی زیادہ پسند ہے اور تندرستی سے بیماری زیادہ عزیز ہے اور زندگی سے موت کو زیادہ دوست رکھتا ہوں تو میرے لئے موت کو آسان کر دے تاکہ تیرے دیدار کی دولت حاصل کر سکوں۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا "یارسول اللہ! شہدا کے ساتھ کس کا حشر ہوگا؟ آپ نے فرمایا (ہاں جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہے۔) امام نووی رضی اللہ عنہ کوفہ کی مسجد میں ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا وہ کہتا تھا کہ میں اس مسجد میں تیس برس سے موت کا انتظار کر رہا ہوں کہ کب آتی ہے اگر آجائے تو پھر کسی چیز کا انتظار نہ کروں گا۔ ذرا بھی دیر نہ ہونے دوں موت اور سکرات موت کا خیال دنیا کی ساری لذتیں بے مزہ اور تمام خوشیاں بے لطف ہو جاتی ہیں۔ فرمایا ہے۔ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ (خداوندا محمد پر سکرات موت کی سختیاں آسان فرمادے) اسی طرح حضرت پیغمبر عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے فرمایا اے لوگو! خدا سے دعا کرو کہ مجھ پر موت کو آسان کر دے۔ کیونکہ میں موت سے اس قدر ڈرتا ہوں کہ اس کا خوف مجھے موت کے عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔ ایک مرد اپنی قبر سے باہر آیا اس کی پیشانی پر سجدے کا نشان تھا۔ اس نے کہا اے لوگو! تم مجھ سے کیا پوچھتے ہو پچاس برس گزر چکے ہیں کہ میں نے موت کا مزا چکھا تھا مگر ابھی تک موت کی کڑواہٹ میرے دل سے نہیں گئی۔ ایک شخص بیماروں سے موت کی تکلیف پوچھا کرتے تھے کہ تم موت کو کیسا پاتے ہو جب خود بیمار ہوئے اور نزع کی حالت میں لوگوں نے ان سے پوچھا تم موت کو کیسا پاتے ہو؟ انہوں نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آسمان زمین پر پھٹ پڑا ہے اور مجھے سوئی کے ناکے سے نکالا جا رہا ہے۔ حدیث میں ہے۔ (اگر موت کی تکلیف کا ایک قطرہ زمین کے پہاڑوں پر ٹپکا دیا جائے تو سب کے سب پگھل جائیں۔ حدیث میں آیا ہے مرنے والوں میں تین باتوں کا خیال رکھو اس کی پیشانی بشاش ہو آنکھوں سے آنسو جاری ہوں اور ہونٹ خشک ہو جائیں تو یہ رحمت خداوندی ہے جو اس پر نازل ہو رہی ہے اور اگر گلا گھٹنے کی آواز پیدا ہو رہی ہے رنگ سرخ ہو گیا ہے اور ہونٹ سیاہ خاکستری ہو گئے ہیں تو یہ عذاب الٰہی ہے جو اس پر اتر رہا ہے پھر بھی اس کی زبان پر کلمہ شہادت کا جاری ہونا اچھی علامت ہے۔ جو شخص مر رہا ہے

اور یہ جانتا ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔

وعدہ اور وعید کے بیان میں

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اجر و ثواب کا وعدہ مومنوں کے حق میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جو مومن اس جہان سے گنہگار جاتا ہے تو اس کے ساتھ ان تین باتوں میں ایک کی جاتی ہے۔ یا اللہ تعالی اسے اپنی رحمت سے بخش دیتا ہے یا پیغمبران علیہم السلام کی شفاعت سے اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں یا جتنا گناہ ہے اتنا عذاب کیا جاتا ہے اور پھر آزاد کر دیا جاتا ہے۔

(اگر تو گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے تو کوئی اندیشہ نہیں کیونکہ توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے جب تک یہ دروازہ بند نہیں ہوتا توبہ کیے جا۔ اگر تو پل بھر کے لئے بھی اس دروازے میں داخل ہو جائے گا تو فتح و کامرانی ضرور تجھے حاصل ہو جائے گی۔ تو واپس لوٹ آ کیونکہ ہم نے تیرے لئے دروازہ کھول دیا ہے تو پشیمانی میں مبتلا ہے تو ہم تیرے گناہ معاف کرنے کو تیار ہیں۔ خداوند عزوجل نے بغیر کسی شرط کے مشرک کی مغفرت کی نفی کر دی۔ اور شرک کے علاوہ جو گناہ ہے اس کی مغفرت کو مشیت سے متعلق کر دیا۔ بندے کا ایمان حقیقتاً اس وقت کامل ہوتا ہے کہ اگر آسمان سے کوئی بلا نازل ہو تو سمجھے کہ یہ میرے شومیٔ اعمال کی وجہ سے ہے اور اگر اس کو کوئی نیکی اور بھلائی حاصل ہوتی ہے تو اسے کسی دوسرے کے طفیل سمجھتا ہے۔ حضرت موسی علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اپنی قوم میں ڈھونڈو کہ جو سب سے بہتر ہو خدا کا فرمانبردار ہو کہ اس شخص سے کہو کہ بنی اسرائیل میں بدترین شخص کو تلاش کرے وہ اپنی گردن میں رسی باندھ کر موسی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ میں بنی اسرائیل کے بدترین آدمی کو تلاش کر کے لایا ہوں۔ فرمایا بنی اسرائیل میں وہی سب سے بہتر ہے اس لئے کہ وہ اپنے آپ کو بدترین خلق جانتا ہے اور خواجہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا میں روزانہ چند بار آئینہ دیکھتا ہوں اس خوف سے کہیں میرا منہ سیاہ تو نہیں ہو گیا۔ اخلاص کا نور اور نفاق کی ظلمت بندے کے چہرے سے ظاہر ہوتی ہے۔

تو مباش اصلا کمال این ست و بس
تو ز خود گم شو وصال این ست و بس

دوزخ کے بیان میں

بسم اللہ الرحمان الرحیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ دوزخ میں ایک وادی ہے جس سے دوزخ بھی ستر بار پناہ مانگتی ہے اس کو اللہ تعالی نے دکھا دے کے عالموں اور قاریوں کے لئے بنایا ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ ہم سب نے ایک آواز سنی حضور نے فرمایا جانتے ہو یہ کیسی آواز ہے میں نے کہا خدا اور اس کا رسول ہی زیادہ جاننے والے ہیں ارشاد فرمایا هٰذَا حَجَرٌ اُرْسِلَ فِیْ جَهَنَّمَ مُنْذُ سَبْعِیْنَ عَامًا اَلْاٰنَ اِنْتَهٰی اِلٰی قَعْرِهَا یہ ایک پتھر ہے جسے ستر برس پہلے جہنم میں ڈالا گیا تھا آج اس وقت وہ اس کی تہ تک پہنچا ہے۔ دوزخ والوں کے لئے کمترین عذاب آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جن کی گرمی سے اس کا دماغ کھولتا ہو گا۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (آگ نے اللہ تعالی سے فریاد کی کہ اے میرے پروردگار میرے بعض حصے نے میرے بعض حصے کو کھالیا ہے۔ تو اس کو دو سانسوں کے چھوڑنے کی اجازت دی گئی ایک جاڑے میں اور دوسری گرمی میں تم گرمیوں میں جو حدت و حرارت پاتے ہو وہ جہنم کی ایک گرم سانس ہے اور جاڑے میں جو سردی پاتے ہو وہ زمہریر کی ایک ٹھنڈی سانس ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے دوزخ میں ہمیشہ رہنے کا خیال ڈرنے والوں کے دلوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔

بہشت کے بیان میں

بسم اللہ الرحمان الرحیم

(ساکنان بہشت یقیناً اپنے اوپر جھروکوں میں رہنے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جیسے تم مشرق و مغرب سے پچھلی رات کے ستاروں کو دیکھتے ہو اور یہ ان کی فضیلت کی وجہ سے ہو گا جو انہوں نے ایک دوسرے کے درمیان حاصل کی ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ منزلیں پیغمبروں کے لئے خاص ہیں یا اور کسی کو بھی ملیں گی فرمایا ہاں وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ رِجَالٌ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَ صَدَّقُوا الْمُرْسَلِیْنَ (اس خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو لوگ خدا پر ایمان لائے اور پیغمبروں کی تصدیق کی بہشت میں ساکنان بہشت کھائیں گے اور پئیں گے۔ ان میں سے ایک ایک مرد کو سو مردوں کی طاقت دی جائے گی کھانے پینے میں اور جماع میں۔ ان کی رفع حاجت اس طرح ہو گی کہ پسینہ ان کے بدن سے خارج ہو گا جو مشک کی طرح خوشبودار ہو گا۔ اور ان کا پیٹ ہلکا ہو جایا کرے گا۔ تفسیر میں ہے کہ اگر کوئی حور دریا میں اپنا تھوک ڈال دے تو کسی دریا میں کھاری پانی نہ رہ جائے بلکہ سارا سمندر میٹھا ہو جائے اور اگر اندھیری راتوں میں بہشت کے باہر ایک انگلی نکال دے تو رات بھی دن کی طرح روشن ہو جائے۔ ان کے جسم پر ستر کپڑوں کا لباس ہو گا پھر بھی ان سے نگاہیں پار ہو جائیں گی یہاں تک کہ پنڈیوں کی ہڈی کا گودا نظر آئے گا۔ آواز آئی السلام علیک یا رسول اللہ! میں نے جبریلؑ سے پوچھا یہ کیسی آواز ہے؟ انہوں نے کہا یہ مقصورات خیام ہیں انہوں نے اپنے پروردگار سے اجازت چاہی کہ آپ کو سلام کریں تو رب العلمین نے ان کو اجازت دیدی پھر وہ کہنے لگیں کہ ہم ایسی خوش رہنے والیاں ہیں کہ ہمیں کبھی غصہ نہیں آتا اور ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں ہم کبھی رحلت نہ کریں گے۔ اہل بہشت میں سے ہر ایک مرد کو پانسو حوریں چار ہزار باکرائیں اور آٹھ ہزار ثیبائیں (عورتیں) دی جائیں گی اور وہ ان میں سے ہر ایک کو اپنی دنیاوی عمر کے برابر وقفہ تک اپنی بغل میں رکھے گا۔

اہل بہشت کے بدن اور چہروں پر بال نہ ہوں گے۔ ان کا رنگ سفید اور سر کے بال گھونگھریالے اور آنکھیں سرمہ آلود ہوں گی۔ اور ان کا سن تینتیس برس کا ہو گا وہ آدم علیہ السلام کی خلقت پر قد و قامت میں ساٹھ گز کے لمبے اور سات گز چوڑے ہوں گے اور تفسیر میں آیا ہے کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح حسین جمیل ہوں گے وہ اخلاق محمدی سے آراستہ اور حضرت داوٗد علیہ السلام کی طرح خوش آواز ہوں گے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے ید قدرت سے پیدا کیا۔ اور بہشت میں ایک یاقوت اتنا بڑا ہے کہ اس میں ستر ہزار سرائیں ہیں اور سرائے میں ستر ہزار مکان ہیں جن کی دیواروں میں کہیں رخنہ یا سوراخ نہیں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بہشت میں ایک حور ہے جس کا نام عینا ہے اس کے دائیں بائیں ستر ہزار باندیاں ہیں وہ کہے گی کہاں ہیں وہ لوگ جو امر معروف (نیکی کا حکم) اور نہی منکر (بدی سے ممانعت) کرتے تھے۔ فرمائے گا (آؤ میں تمہارا پروردگار ہوں مجھے دیکھو تم پر سلامتی ہو تم پاک و صاف کیے گئے ہو اب اس جگہ ہمیشہ ہمیشہ رہو) اور اس آیت وَسَقٰهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا طَهُوْرًا اور ان کا پروردگار ان کو اپنے ہاتھ سے شراب طہور پلائے گا۔

سیرت النبی بعد از وصال النبی کے اقتباسات

حضرت استاذ مولانا عبدالعلی نے حضرت مولانا قاسم نانوتوی کے زمانہ میں یہ خواب دیکھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں آپ اونٹ پر سوار ہیں اور اونٹ کی نکیل حضرت مولانا نانوتوی کے مونڈھے پر پڑی ہوئی ہے

ابو الحسن شافعی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ کیا بدلہ دیا گیا امام شافعی کو آپ کی جانب سے کہ انہوں نے لکھا ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذّٰاکِرُوْنَ وَ غَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ۔ آپؐ نے فرمایا ہماری طرف سے اس کو یہ بدلہ دیا گیا کہ حساب کے واسطے نہ کھڑا کیا جائے گا (فضائل درود شریف صفحہ ۱۴۹)

حضرت امام شافعی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں یہ فرماتے دیکھا کہ اس نوجوان ابو عبداللہ بن جنبل کو بشارت دو کہ اللہ تعالی دین کے بارے میں اس کو آزمائش میں ڈالے گا اور اس کو مجبور کیا جائے گا کہ قرآن کو مخلوق تسلیم کرے مگر اس کو چاہیے کہ ایسا نہ کرے جس پر اس کے تازیانے لگائے جائیں گے آخر اللہ تعالی اس کا علم ایسا بلند کرے گا جو قیامت تک نہ لپیٹا جائے گا

مرواح بن مقبل ایک سید حسنی قارہ میں رہتے تھے بے چارے اندھے ہو گئے تھے آپ کا جانا مدینہ منورہ ہوا جب سوتے تو خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کی آنکھوں پر اپنا دست مبارک پھیرا۔ بیدار ہوئے تو آنکھیں بالکل درست تھیں تمام مدینہ طیبہ میں اس بات کا شہرہ ہو گیا (الصواعق)

۳۱ حضرت امام بخاری کا خواب میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور میں پنکھے سے ہوا کر رہا ہوں

۳۶ حضرت بایزید بسطامی جو اکابر اولیاء اللہ میں سے ہیں انہوں نے اب تک شادی نہ کی تھی خواب دیکھا کہ نہایت عالی شان عمارت ہے جس میں اولیاء آتے جاتے ہیں مگر جب وہ خود اندر جانے کا قصد کرتے تو دروازہ بند پاتے ہیں عمارت کے ایک حصہ سے سر مبارک نکال کر فرمایا یہاں صرف اس کو باریابی ہو سکتی ہے جو میری سنت ادا کرے۔ آنکھ کھلی تو حضرت بایزید آبدیدہ ہو گئے۔ فرمایا حکم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے چارہ نہیں اور ضعیف العمری کے باوجود شادی کی (مکتوبات شیخ الاسلام مولانا حسین احمد

قاری ابو بکر بن مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ فرما رہے ہیں کہ ابو العباس نحوی کو میرا اسلام کہو اور اس کو بشارت دو کہ قیامت کے دن بڑے بلند جھنڈے والا ہو گا اس لیے کہ علوم عربیہ علم نحو کے محتاج ہیں روضتہ الادباء)

ابراہیم ابن اسحاق کوتوال بغداد کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں کہ قاتل کو قید خانے سے رہا کر دے؟ سعادت مند قاتل نے کہا کہ میں اس گروہ سے ہوں جو ہر رات حرام کاری کیا کرتے ہیں ایک بڑھیا ہم نے مقرر کر رکھی تھی اک روز ایک نہایت خوبصورت حسینہ کو لائی جس نے نہایت عاجزی سے کہا کہ میری عصمت کو داغ دار نہ بناؤ میں سیدانی ہوں خدا کے واسطے مجھے پناہ دو میرے ساتھی بگڑ گئے تو میں نے ان کا مقابلہ کیا چھری میرے ہاتھ میں تھی اور میں زخمی ہو گیا لیکن اس شیطان کو جو اس کی عصمت دری کرنا چاہتا تھا قتل کر ڈالا میں نے عورت کو اشارہ کیا وہ ہمیں لڑتا دیکھ کر چپ چاپ غائب ہوئی غل غپاڑہ سن کر لوگ جمع ہو گئے

خون آلودہ چھری میرے ہاتھ میں اور ایک لاش دیکھ کر سپاہی مجھے گرفتار کر کے لے گئے۔ کوتوال نے یہ واقعہ سن کر ملزم سے کہا کہ خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں میں نے تجھ کو رہا کیا۔ اس کے بعد وہ ملزم جملہ افعال قبیحہ سے تائب بھی ہو گیا (بغیہ ذوی الاحلام)

امیر ناصر الدین سبکتگین جنگلوں میں شکار کی تلاش میں گھوما کرتا تھا دور سے ایک ہرنی نظر آئی جو بچے کو ساتھ پکڑ کر شہر کی طرف چل پڑا ہرنی اپنے بچے کے پیچھے چلی آرہی تھی آزاد کر دیا اس رات سبکتگین نے خواب دیکھا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سبکتگین اس کمزور ہرنی پر رحم کر کے تو نے ہمارا دل خوش کیا تو ایک دن بہت بڑا بادشاہ بنے گا جب بادشاہ بنے تو خدا تعالیٰ کے بندوں پر ایسی ہی شفقت کرنا کہ تیری سلطنت کو قیام و دوام حاصل ہو اس دن کے بعد سے سبکتگین اس خواب کو سچا کر دکھانے کی کوشش کرنے لگا اور آخر کار ایک دن وہ بہت بڑا بادشاہ بن گیا (جوامع الحکایات)

وفات بعمر ۵۶ برس ۳۸۷ھ ان کی اولاد میں ۱۴ بادشاہ ہوئے اور نواح لاہور تک حکمران رہے تاریخ عالم اسلام حصہ پنجم فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی کو تین باتوں کے متعلق شکوک تھے ایک تو اس حدیث شریف کی بابت (علماءؒ پیغمبروں کے وارث ہیں) دوسرے قیامت سبکتگینؒ کے ساتھ اپنی نسبت، محمود غزنوی نے دیکھا کہ ایک طالب علم مدرسہ میں اپنا سبق یاد کر رہا ہے مدرسہ کے اندر تاریکی ہے کتاب کی عبارت دیکھنے کے لئے روشنی کی حاجت ہوتی ہے شمع دان اس طالب علم کو دے دیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرما رہے ہیں یا ابنؒ امیر سبکتگین اعزک اللہ فی الدارینؒ کما اعززتؒ ورثتی اے امیر سبکتگین کے بیٹے خدا تجھ کو دونوں جہان میں عزت دے جیسی تو نے میرے وارث کو عزت دی اور اس طرح اس خواب کے ذریعے سلطان محمود کے تینوں شکوک رفع ہو گئے (تاریخ محمد قاسم فرشتہ)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ ایک تو کہتا ہے کہ اے خدا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج اور دوسرا کہتا ہے کہ ہزار در ہزار بار درود بھیج۔ دونوں میں سے کون بہتر ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ پہلے کا ایک اور دوسرے کا ہزار در ہزار بار درود لکھا جائے گا۔
(فتاویٰ عزیزی)

حضرت سید علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ

آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا اِحبس حواسک (اپنے حواس کو اپنے قابو میں رکھ) اور حقیقت میں حواس خمسہ (یعنی دیکھنا۔ سننا۔ چھونا' بولنا' سونگھنا) کو احکام الٰہی کے تابع رکھنا ہی سب سے بڑا اور مکمل مجاہدہ ہے جس سے انسان صحیح معنوں میں مومن اور متقی بنتا ہے۔

۵۲۔ محمد بن حسن اجمبی اکابر عارفین سے ہیں۔ انہوں نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپؐ نے ان کو ایک روٹی عنایت فرمائی۔ انہوں نے کچھ تو آپؐ کے سامنے کھالی اور باقی اپنی کروٹ کی طرف رکھ لی۔ آنکھ کھلی تو روٹی کو اسی طرح رکھا ہوا پایا (انوار الحسنین در مطبع اشرف المطابع تھانہ بھون صفحہ ۶۰)

رسول اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آپ کو دعوت و بشارت دی اور فرمایا حمید الدین چھوڑ اس قصہ کو اور میری طرف آکر تیرے لئے دوسرا میدان خالی ہے۔ صبح جو اٹھے تو دل دنیا کی طرف سے سرد ہو چکا تھا۔ اسی وقت حرمین شریف کی راہ لی۔

حضرت شیخ رضی الدین صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھتے اور اس حدیث کو آپؐ کے روبرو پیش کرتے اور آپؐ اپنے سامنے اس کی تصحیح فرمادیتے تذکرۃ الواصلین صفحہ ۹۷)

حضرت نظام الدین اولیاءؒ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں نظام! جلد آ تجھ سے ملنے کا بہت اشتیاق ہے۔ اس خواب کے بعد سفر آخرت کے لئے بے چین ہو گئے۔ وصال کے ۴۰ روز قبل کھانا پینا بالکل ترک کردیا۔ آنسو جاری رہتے تھے۔

۷۶۔ ایک ولی اللہ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ میں سفیدی پڑ گئی تھی میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شہد میں مشک ملا کر آنکھ میں سرمہ کی طرح لگا (خیر الموانس جلد دوم صفحہ ۳۳۷)

ایک بوڑھا جو حضرت امام حسینؓ کی شہادت میں شریک تھا دفعتاً نابینا ہو گیا۔ لوگوں نے سبب دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ آستینیں چڑھائے ہوئے ہیں۔ ہاتھ میں تلوار ہے مجھے ڈانٹا اور حضرت امام حسینؓ کے خون کی ایک سلائی میری آنکھوں پر پھیردی۔ میں صبح اٹھا تو اندھا تھا (اسعاف) (الصواعق)

۷۹۔ خواجہ سید اشرف جہانگیر مدینہ منورہ جب حاضر ہوئے تو سخت بیمار ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی بشارت سے سرفراز فرمایا اور آخر میں ارشاد فرمایا فرزند اشرف ابھی تمہاری عمر بہت باقی ہے غم نہ کرو۔ بہت سے مسلمان تمہارے وسیلے سے دروازہ وصول تک پہنچیں گے۔

۸۳۔ شیخ محمد ابوالمواہب شاذلی فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے خواب میں آنا بند کردیا فرمایا کہ تو مجھے دیکھنے کا اہل نہیں ہے کیونکہ تو لوگوں کو ہمارے اسرار ظاہر کردیتا ہے اور واقعہ یہ تھا کہ میں نے اپنے بھائی سے کچھ ظاہر کردیا تھا۔

شیخ ابوالمواہب شاذلی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حدیث اللہ تعالیٰ کا ذکر یہاں تک کرو کہ لوگ کہیں کہ دیوانہ ہے۔ اور صحیح ابن حبان میں ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر کی یہاں تک کثرت کرو کہ لوگ کہیں دیوانہ ہے آپ نے فرمایا کہ دونوں میرے ہی قول ہیں۔

شرح کافیہ پر صدر الصدور دہلی نے رد لکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی ہے آپ نے فرمایا کہ ہمارے سعد کو آزردہ خاطر نہ کر۔ فوراً خواب سے بیدار ہوا اور ان اوراق کو ضائع کردیا۔ (اردو ترجمہ فوائد سعد یہ)

مولانا شمس الدین محمد رومی کی آرزو تھی کہ زیارت نصیب ہو۔ میں نے دیکھا کہ آپؐ کے گرد ایک اچھا خاصہ مجمع ہے میری والدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ لڑکا جس کی آپ نے بشارت دی تھی کہ وہ عمر دراز دولت مند اور بزرگ صفات ہو گا یہی ہے۔ آپؐ نے میری جانب ایک نظر ڈالی اور تبسم فرما کر ارشاد فرمایا کہ یہ وہی لڑکا ہے (تاریخ الاولیا حصہ دوم)

جلال خان ۹۴۲ھ آپ نے ایک نعت لکھی۔

موسی زہوش رفت بیک پرتوی صفات
توعین ذات می نگری ودر تبسمی

جس روز یہ نعت لکھی اسی شب خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا اے جمل یہ بیت تیرے قصیدے کے میں پسند کرتا ہوں۔

۱۰۶۔ ابو علی حسن بن علی عطار نے فرمایا میں اپنی نوعمری میں حدیث پاک لکھا کرتا تھا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم پاک پر درود نہیں لکھتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے آپؐ

کو خواب میں دیکھا۔ میں نے سلام عرض کیا مگر آپؐ نے منہ پھیر لیا میں نے دوسری جانب ہو کر سلام عرض کیا۔ آپؐ نے ادھر سے بھی (فضائل درود شریف صفحہ ۱۷۱)

مولانا عبدالباقی فرنگی محلی لکھنوی درس حدیث کی پابندی میں فرق آگیا تھا حکیم نابینا سوئے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ حکیم کی دواؤں کا صندوقچہ ملاحظہ فرمارہے ہیں حکیم صاحب نے عرض کیا آپ کیا ملاحظہ فرمارہے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا۔ روح الذہب کی تلاش ہے۔ عرض کیا وہ تو ختم ہو گئی ہے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ نئی تیار کر کے عبدالباقی کو بھیج دو۔

۱۳۱۔ عبدالرحمان الثعالبی الجزائری صاحب کہتے ہیں میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ مجھے مخاطب کر کے ارشاد فرمارہے ہیں کہ اس شخص کو بشارت دو جو علم طب پڑھاتا ہے کہ قیامت کے دن وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔ (تذکرہ مسیح الملکؒ)

۱۳۲۔ علامہ ابن جوزیؒ سے ایک شخص نے کہا ہمارا خدا اس وقت کس شان میں ہے؟ کیا کر رہا ہے جواب میں زیارت ہوئی۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا ابن جوزی یہ سائل خضر ہیں تم ان کو یہ جواب دے دینا کہ ہمارا خدا اپنی ازلی اور قدیمی شانوں کو وقتاً فوقتاً ظاہر کرتا ہے۔ حضرت خضر نے یہ سن کر فرمایا۔ اے ابن جوزی ان پر درود بھیجئے جنہوں نے خواب میں آپ کو تعلیم دی (خیر المؤانس جلد دوم صفحہ ۴۴۳)

شیخ احمد بن ارسلانؒ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی اور آپؐ کی خدمت میں قول بدیع فی الصلوۃ علی الحبیب الشفیع (علامہ سخاوی کی یہ مشہور تالیف ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف ہی کے بیان میں ہے پیش کی گئی آپ نے اس کو قبول فرمایا۔

ابو محمد الارزق انباری کا بیان ہے قزاقوں نے قافلہ لوٹ لیا بھوک سے نڈھال نہایت پریشان حال چلے جاتے تھے میرے میزبان نے کہا کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے ارشاد فرمایا اے ابن صابونی! ابو محمد بن الارزق کے ساتھ سلوک کر اور اس کو منزل مقصود تک پہنچا جب میں بیدار ہوا تو تمہاری تلاش کی (بغیتہ ذوی احلام)

شیخ ابن ثابت ایک سال کسی مجبوری کی وجہ سے حاضر نہ ہو سکے غنودگی کی حالت میں اپنے حجرہ میں بیٹھے تھے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے اور آپؐ نے ارشاد فرمایا ابن ثابت تم ہماری ملاقات کو نہ آئے اس لیے ہم تم سے ملنے آئے ہیں (الحاوی) تجلیات مدینہ صفحہ ۱۱۲)

۱۵۳۔ ایک بزرگ بیمار تھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی فرمایا کہ تم یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ الدَّائِمَةَ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تندرست تھے (بغیتہ ذوی الاحلام)

۱۵۴۔ حضرت قاری ہشیم نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ فرمارہے ہیں تم وہی ہیشم ہو جو اپنی آواز سے قرآن کو زینت دیتے ہو" میں نے عرض کیا جی ہاں۔" آپ نے فرمایا: اللہ تم کو جزائے خیر دے (تنویر اللمعان ص ۹۱)

محمد بن سعید بن مطرف درود شریف پڑھنے کے بہت دل دادہ تھے شب کو ہمیشہ ایک خاص تعداد درود شریف پڑھ کر سوتے تھے ایک رات حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ کہ سارا گھر نور علی نور ہے اور در و دیوار مشک کی خوشبو سے مہک رہے ہیں اور گھر میں رونق افروز ہیں آپ نے محمد بن

سعید کو قریب بلایا اور فرمایا میرے قریب اپنا منہ لاکہ میں اس کا بوسہ لوں اس لئے کہ تو مجھ پر بکثرت درود بھیجتا ہے۔ خواب میں سید حامد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی آپ نے فرمایا اس تاجر کو مایوس مت کرو اور یہ مقدس تبرک اسے دے دو۔ شہنشاہ اورنگ زیب نے خواجہ صاحب کو دربار میں طلب کیا اور تحقیق کے لئے موئے مبارک کو آگ پر رکھا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔ دھوپ میں رکھا تو غیب سے ابر کے ٹکڑے نے ظاہر ہو کر اس پر سایہ کر لیا۔ درود شریف کے ورد کے ساتھ موئے مبارک میں جنبش شروع ہو گئی۔ غرض شہنشاہ کو موئے مبارک کے اصلی ہونے کا جب اطمینان ہو گیا تو کہا کہ اس مقدس بال کے سامنے میری تمام سلطنت تاج و تخت اور جان و مال سب کچھ ہیچ ہے یہ موئے مبارک باغ صادق خان (سری نگر) کی مسجد میں رکھ دیا گیا اور خواجہ صاحب کو مسجد کے باغ میں دفن کر دیا گیا۔ جلد ہی مسجد کا نام "حضرت بل" پڑ گیا (دوسرا مدینہ از محمد حسام الدین جوہر)

۱۷۶۔ سید نصر اللہ علوی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ کے چہرہ پر عطر مل رہے ہیں صبح ہوئی تو اس کا اثر ظاہر تھا۔ زمانہ رحلت تک آپ کا چہرہ عطر کی خوشبو سے معطر رہا

شیخ عبدالجلیل بن محمد لکھتے ہیں کہ ایک بار شیر شاہ سوری نے خواب میں دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمایوں کے سر سے تاج شاہی اتار کر شیر شاہ کے سر پر رکھ دیا اور فرمایا عدل و انصاف سے حکومت کرنا" پھر شیر شاہ کی آنکھ کھل گئی۔ سیارہ ڈائجسٹ کا رسول نمبر۔ لاہور ۲

۱۷۷۔ حضرت سید عبدالقادر ثانی فرزند بزرگ سید محمد غوث جلبی گیلانی سے غیاث الدین لنگاہ کو بہت عقیدت تھی اور وہ خود بھی نہایت متقی و پرہیزگار تھے اور ہر شب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے۔ ایک رات آپ نے ایک بانس کا ٹکڑا ایک ہاتھ لمبا ان کو دیا کہ ہمارے فرزند عبدالقادر کو دے دو اور یہ بشارت دو کہ جس جگہ درد ہو اس جگہ اس کو رکھ کر ۱۰ بار سورہ اخلاص (قل ہو اللہ احد) پڑھو تو اللہ تعالیٰ شفا بخشے گا۔ تذکرہ اولیاء ہند جلد سوم تالیف مرزا محمد اختر دہلوی صفحہ ۲۰

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی تھے آپ جب مدینہ منورہ میں تکمیل حدیث کر چکے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں ارشاد فرمایا کہ تم ہندوستان جا کر علم حدیث کی اشاعت کرو تاکہ لوگ فیض یاب ہوں۔ آپ نے عرض کیا میری زندگی کیسے کٹے گی۔ حکم ہوا پریشان مت ہو۔ رات کو مراقب ہو کے بیٹھا کرو ہمارے پاس پہنچ جایا کرو گے۔ تم کو ہر روز زیارت ہوا کرے گی۔ ارشاد فرمایا کہ خاکساران ہند پر نظر عنایت رکھنا۔ جب ہندوستان تشریف لائے تو شیخ نے اپنا یہ معمول بنالیا کہ جب سنتے کہ فلاں مقام پر کوئی باخدا درویش ہے تو اس کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اس سے ملاقات کرتے ایک مرتبہ دکن کے ایک شہر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ شہر کے قاضی نے فرمایا کہ ایک شخص اہل باطن سے مشہور ہے میں فجر کے وقت درویش کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھتے ہی فقیر بولا مولوی عبدالحق آپ کا بڑا انتظار تھا۔ جب میں بیٹھ گیا تو بعد مزاج پرسی فقیر نے صراحی سے شراب نکال کر ایک جام خود نوش کیا اور دوسرا جام بھر کر مجھے دیا میں نے کہا میں تمہارے فعل پر معترض نہیں لیکن میرے واسطے حرام ہے۔ تین بار انکار کیا۔ اس نے کہا پی لے ورنہ پچھتائے گا۔ چوتھی شب جو مراقب ہوا تو پھر فقیر کو سد راہ پایا اور وہ لٹھ لے کر میری جانب دوڑا کہ خبردار جو اس طرف قدم بڑھایا۔ اس وقت حالت اضطراب میں میری زبان سے نکلا۔ یا رسول اللہ الغیاث۔ "اسی وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک

صحابی سے فرمایا کہ عبدالحق چار شب سے حاضر نہیں ہوا۔ دیکھو تو باہر کون پکارتا ہے بلاؤ۔ انہوں نے ہم دونوں کو حاضر کیا۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "عبدالحق تو چار راتوں سے کہاں تھا" میں نے سارا قصہ بیان فرمایا۔ اس پر آپ نے اس فقیر کی نسبت فرمایا "اخرج کلب" صبح کے وقت میں پھر فقیر کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوا تو اس کا حجرہ بند ہے۔ دو چار مرید بیٹھے ہوئے ہیں پوچھا کیا سبب ہے کہ پہر دن چڑھا اور دروازہ نہیں کھلا۔ فرمایا دیکھو تو ہیں بھی یا نہیں۔ دروازہ کھولا تو پیر ندارد۔ حیران ہوئے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے فرمایا کہ کوئی جانور یہاں سے نکلا تھا تو وہ بولے ایک کالا کتا تو ہم نے یہاں سے جاتے دیکھا تھا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ بس وہی تمہارا پیر تھا کیونکہ رات یہ معاملہ پیش آیا۔ اب چاہے تو تم بیعت رکھو یا فسخ کردو تمہارا پیر کتا بن چکا ہے۔ رات کا تمام واقعہ سن کر لوگوں پر بڑا اثر ہوا اور اس درویش کے تمام خدام نے توبہ کی اور حضرت شیخ سے بیعت ہوئے

۲۴۱ (تذکرہ غوثیہ صفحہ ۳۸۹)

۲۰۴۔ شہنشاہ جہانگیر نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں تو نے مجدد اسلام اور امام وقت کو تکلیف دے رکھی ہے یہ بیماری اسی وجہ سے ہے۔ اگر خیر چاہتا ہے تو ان سے دعا کرا۔ شہنشاہ نے بیدار ہوتے ہی حضرت مجدد الف ثانی کی رہائی کا حکم جاری کر دیا اور ایک عرض داشت جو خطا کی معافی اور ملاقات سے مشرف ہونے کی استدعا پر مشتمل تھی اپنے ندیموں کے ہاتھ آپ کی خدمت میں پیش کی

جب ہوا دبدبہ شان مجدد کا ظہور
تہلکہ مچ گیا ایوان جہانگیری میں

پھر آپ حضرت مجدد الف ثانی نے ایک بار خوش ہو کر فرمایا کہ انشاء اللہ جہانگیر کو اپنے ساتھ جنت میں لے جاؤں گا (سیرت امام ربانی صفحہ ۱۳۱ تا ۱۳۲)

حضرت شاہ عبدالغنی نقشبندی ایک مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ چونکہ تم میرے دین کی خدمت کرتے ہو اور خدا کے بندوں کو ذکر الٰہی کے نور سے منور کرتے ہو لہٰذا تمہارا نام "عبدالمومن" رکھا جاتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ میرے والد حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرا جمال لوگوں کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے اور اگر آشکارا ہو جائے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زنان مصر نے حضرت یوسف کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے۔ اگر وہ ہمارے حبیب کو دیکھ لیتیں تو اپنے دلوں کے ٹکڑے کر ڈالتیں۔

فداہ ابی وامی علی حبینا و حبیبہ الف الصلوٰۃ والسلام

حضرت معاذ رازی کو خواب میں حضرت صلی اللہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلک حنفی سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ موافق ہے جس کو نواب صدیق حسن خان نے "اقتصاد" میں نقل کیا ہے

(خیرات الحسان)

(فیوض الحرمین ترجمہ اردو) تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دن مجھے رات کو کھانے کو کچھ نہ ملا تو میرے دوستوں میں سے ایک شخص میرے لئے دودھ کا پیالہ لایا جس کو میں نے پیا اور سو گیا۔ خواب میں مجھے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ دودھ کا پیالہ میں نے ہی بھیجا تھا۔

۲۳۶۔ حضرت شاہ ولی اللہ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو

۱۳۱ — ۱۳۲

بمقتضائے بشریت بچوں کی صغر سنی کا تردد تھا۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فکر کیوں کرتے ہو جیسی تمہاری اولاد ویسی ہی میری اولاد۔ یہ سن کر آپ کو اطمینان ہو گیا (حکایات اولیاء از حکیم الامت) ایک مرتبہ خانقاہ میں لوگوں کے درمیان نزاع کی صورت پیدا ہو گئی۔ رات کے وقت ایک مرید نے خواب میں دیکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دربار لگا ہے اور خانقاہ مجددیہ کا جھگڑا آپ کے سامنے پیش ہے۔ آپ نے حکم فرمایا کہ فلاں فلاں شخص کو خانقاہ سے نکال دیا جائے۔ حضرت ابو سعید نے ان تمام درویشوں کو خانقاہ سے نکل جانے کا حکم دیا جن کے نام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گنائے تھے۔ (انوار اصفیاء صفحہ ۵۰۵)

بہ مکتب رفتم وآموختم اسرار یزدانی
زفیض نقش بند وقت جان جان جانانی

(۲۵۵) ایک روز مولانا محمد سعید گوہانوی نے حضرت محمد سعید قریشی ہاشمی نقش بندی مجددی فضلی احمد پوری قدس سرہ سے عرض کیا کہ مدت ہو گئی مجھے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب نہیں ہوئی۔ فرمایا یہ اشعار پڑھو

کجائی یا رسول اللہ کجائی
چراور دیدہ تاوم نیائی
منم مشتاق باصد آرزو ہا
چہ خوش باشد کہ دیدارم نمائی
بہ بوبت زندہ ام ہر جا کہ ہستم
بہ رویت آرزو مندم کجائی

سو گئے تو خواب میں حضرت خواجہ محمد سعید کی زیارت نصیب ہوئی

حضرت حاجی امداد اللہ فاروقی مہاجر مکی کا اصل نام امداد حسین تھا جسے حضرت مولانا شاہ اسحاق محدث دہلوی نے بدل کر امداد اللہ کر دیا تھا۔ جمال کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہیں تم ہمارے پاس آؤ" یہ خواب دیکھ کر دل میں جوش پیدا ہوا اور خواہش زیارت مدینہ شریف دل میں زیادہ ہوئی۔ یہاں تک کہ بلا فکر زاد راہ آپ نے عزم مدینہ منورہ کر لیا

حضرت نانوتوی نے فرمایا کہ میں اکثر دیکھتا ہوں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور اپنی روائے مبارک میں ڈھانپ کر مجھے کبھی اندر لاتے ہیں اور کبھی باہر لے جاتے ہیں اور سوتے جاگتے اکثر اوقات یہی منظر میری آنکھوں کے سامنے رہتا ہے۔ حضرت نانوتوی اس واقعہ کے بعد زیادہ دن زندہ نہ رہے حکایات اولیاء جمع کردہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صفحہ ۲۵۱

۲۶۵۔ حاجی امیر شاہ خان خورجوی نے فرمایا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کی طبیعت علیل تھی اور میں آپ کے پاس اکیلا بیٹھا پاؤں دبا رہا تھا۔ یہ زمانہ تھا جس میں "براہین قاطعہ" شائع ہوئی تھی اور لوگوں میں اس پر شورش ہو رہی تھی۔ حضرت گنگوہی نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخت پر جلوہ افروز ہیں اور مجھے سامنے کھڑا کیا ہے اور مجھ سے امتحاناً سو مسئلے دریافت کیئے اور سو کے سو کا میں نے جواب دے دیا ہے اور آپ نے سب کی تصویب فرمائی ہے اور نہایت مسرور ہوئے ہیں اس کے بعد فرمایا کہ اس روز سے میں نہایت خوش ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اگر سارے عالم میرے خلاف ہوں گے تو بھی انشاء اللہ حق میری جانب ہوگا۔ حکایات اولیاء حاشیہ از مولانا اشرف علی تھانوی (صفحہ ۳۰۴)

مولانا محمود الحسن قدس سرہ کے وصال کے سلسلہ میں نہایت فائق ہے جو ایک خادم خاص نے عین آپ کے وصال کے

موقع پر دیکھا تھا دیکھا کہ ایک عظیم الشان مکان تیار ہے جس کی خوبصورتی زینت اور نورانیت کا بیان محال ہے۔ خدام و حاضرین ہر طرف خوشی و اہتمام میں دوڑ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں اور نئے مہمان حضرت مولانا محمود الحسن کا انتظار ہے (حیات شیخ الہند)

خواجہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی فرماتے ہیں کہ ہمیں ابتداء میں سیرو سیاحت اور آزادی بہت پسند تھی۔ حجاز مقدس کے سفر میں مکہ مکرمہ میں ہماری ملاقات حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے ہوئی۔ فرمایا کہ ہندوستان میں عنقریب ایک فتنہ برپا ہونے والا ہے لہٰذا تم ضرور اپنے ملک ہندوستان واپس چلے جاؤ۔ بالفرض اگر ہندوستان میں خاموش ہو کر بھی بیٹھ گئے تو بھی وہ فتنہ زیادہ ترقی نہ کر سکے گا۔ پس ہم عرب میں سکونت اختیار کرنے کا ارادہ ترک کر کے ہندوستان واپس چلے آئے۔ ہم حضرت حاجی صاحب کے اس کشف کو اپنے یقین کی رو سے مرزا قادیانی کے فتنہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں میں نے خواب دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ یہ مرزا قادیانی اپنی تاویلات فاسدہ کی مقراض سے میری احادیث کو ریزہ ریزہ اور ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ (مقالات مرضیہ ملفوظ ۶۱) تلامذہ میں سے ایک کو "حیات النبی" صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کافی شکوک تھے۔ دوران درس انہوں نے ایک بار جو نظر اٹھا کر دیکھا تو سامنے نہ قبہ خضرا تھا نہ جالیاں بلکہ خود سید البشر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کچھ کہنا چاہا (شاید دوسرے طلباء کو متوجہ کرنا چاہتے ہوں) کہ حضرت مدنی نے انہیں اشارہ سے منع فرما دیا۔ اب جو دیکھتے ہیں تو پھر تمام چیزیں اپنی پہلی حالت پر موجود تھیں (شیخ الاسلام نمبر ۴۰)

کئی روز سے بخار میں مبتلا تھا۔ میری آنکھ لگ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے ہیں دوسری صف مقتدیوں کے ہمراہ میں کھڑا ہوں دعا مانگی گئی میں آگے بڑھا آپ نے مصافحہ کا شرف بخشا اور ذرہ نوازی فرمائی میں نے آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور استفسار کیا کہ بعض لوگ اس طرح بوسہ لینے کو ناجائز سمجھتے ہیں آپ نے فرمایا "جائز ہے" اظہار محبت ہے۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

مشہور مستشرق ڈاکٹر گستاؤ لیبان کہتا ہے۔ "اس پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس نبی امی کی بھی ایک حیرت انگیز سرگزشت ہے جس کی آواز نے ایک ایسی قوم نا ہنجار کو جو اس وقت تک کسی ملک گیر کی محکوم نہیں ہوئی تھی اسے رام کیا اور اس درجہ تک پہنچا دیا کہ اس نے دنیا کی عظیم الشان سلطنتوں کو زیروزبر کر ڈالا اور آج بھی وہی نبی امی اپنی قبر کے اندر سے لاکھوں بندگان خدا کو کلمہ اسلام پر قائم کئے ہوئے ہے (اعجاز القرآن از شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانیؒ صفحہ ۸۲

حضرت سید احمد کبیر رفاعی کے لئے تو روضہ اطہر (علی صاحبہا صلوٰۃ وسلاما") آپ کا دست مبارک برآمد ہوا جس کو حضرت رفاعی نے بوسہ دیا۔ یہ ۵۵۵ھ ۱۱۶۰ء کا مشہور واقعہ ہے جو بیسوں نہایت مستند کتب میں موجود ہے۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی میں کھڑا تھا کہ دور سے کسی نے کنکری ماری۔ مڑ کر دیکھا تو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے۔ انہوں نے اشارہ سے مجھے بلایا (اور بوجہ حسن ادب آواز نہ دی) پھر فرمایا یہ دو آدمی جو باتیں کر رہے ہیں انہیں بلاؤ۔ دریافت فرمایا کہاں کے ہو۔ بولے طائف کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اس شہر کے ہوتے تو تمہیں مزہ چکھاتا۔ تم سید الانبیا حبیب کبریا علیہ الصلوۃ والتسلیم کی مسجد میں بلند آواز سے بول رہے ہو۔ (بخاری شریف)

ام المومنین حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد جب کہیں قریب میں میخ وغیرہ ٹھوکنے کی آواز سنتیں تو آدمی بھیج کر ان کو منع کراتیں کہ زور سے نہ ٹھوکو اور حضرت سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت اور تکلیف کا خیال کرو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مکان کے کواڑ بنوانے کی ضرورت پیش آئی تو حکم دیا کہ شہر سے باہر بقیع میں جا کر بنا لاؤ

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے شاہی مسجد دہلی میں پہلے سال تراویح میں جب قرآن پاک ختم کیا تو اچانک ایک شخص زرہ بکتر پہنے ہاتھ میں علم لئے تشریف لائے اور دریافت کیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کس جگہ تشریف فرما ہیں۔ حاضرین یہ سن کر دم بخود رہ گئے اور عالم حیرانی میں دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے۔ نام دریافت کیا تو فرمایا کہ میرا نام ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آج عبدالعزیز قرآن مجید ختم کر رہا ہے۔ ہم اسے سننے کے لئے جائیں گے مجھے آپ نے کسی کام کے لئے بھیج دیا تھا اس لئے دیر ہو گئی۔ پھر نظروں سے غائب ہو گئے۔ (فتاوی عزیزی حصہ اول صفحہ ۸

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ جب دشمنوں نے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محصور کر لیا تو میں آپ کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی بہت اچھا کیا آگئے میں نے اس کھڑکی میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا عثمان! تمہیں ان لوگوں نے محصور کر رکھا ہے میں نے عرض کیا جی ہاں۔ اس پر آپ نے ایک ڈول پانی کا لٹکایا جس میں سے میں نے پانی پیا اس پانی کی ٹھنڈک اب تک میرے دونوں شانوں اور چھاتیوں کے درمیان محسوس ہو رہی ہے اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم چاہو تو ان کے مقابلے میں تمہاری مدد کی جائے اور اگر تمہارا دل چاہے تو یہاں سے ہمارے پاس آکر افطار کرو میں نے عرض کیا کہ آپ کی خدمت میں حاضری چاہتا ہوں اسی دن شہید کر دیئے گئے تھے رضی اللہ عنہ وارضاہ جمعہ کا دن عصر کا وقت تھا۔ ۳۵ھ کا واقعہ ہے باغی دیوار پھاند کر محل سرا میں داخل ہو گئے قرآن آپ کے سامنے کھلا ہوا تھا۔ اس خون ناحق نے جس آیت شریفہ کو رنگین بنایا وہ یہ تھی۔ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (خدا کی ذات تم کو کافی ہے وہ سننے والا اور جاننے والا ہے) سورہ بقرہ

پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کی پنجابی نعت

اج سک متراں دی ودھیری اے
کیوں دلڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں وچ شوق چنگیری اے
اج نیناں لایاں کیوں جھڑیاں
مکھ چند بدر لاثانی اے
متھے چمکے لاٹ نورانی اے
لباں سرخ آکھاں کہ لعل یمن
چٹے دند موتی دیاں ہن لڑیاں

☆————☆

سبحان اللہ ما اجملک
ما احسنک ما اکملک
کتھے مہر علی کتھے تیری ثناء
گستاخ اکھیں کتھے جا لڑیاں

☆————☆

حاجی سید عابد دیو بند تشریف لائے تو حاجی سید محمد انور نے خلوت میں ان سے فرمایا کہ آپ سے ایک بات کہتا ہوں جو میں نے

اب تک کسی پر ظاہر نہیں کی ہے آپ بھی میری زندگی میں یہ بات کسی پر ظاہر نہ کریں۔ بات یہ ہے کہ میں نے حرم شریف میں بعض انبیاء علیہم السلام کی بیداری میں زیارت کی ہے میری جو موجودہ حالت ہے یہ ان ہی انبیاء علیہم السلام کی نظر کا اثر ہے۔ (اشرف السوانح صفحہ ۱۴۹)

انگریزی حکومت نے اس جرم میں مولانا محمد علی جوہر کو سزا دی تھی کہ وہ اپنے ملک کی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ اور حکومت وقت کی نگاہ میں بے حد خطرناک تھے مولانا جوہر کو بیجاپوری جیل میں ایک روز دوپہر کے وقت بحالت نیم بیداری ایک دھندلا سا پرتو جمال تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نظر آیا تھا اللہ اکبر حسب ذیل اشعار موزوں فرمائے

ہر آن تسلی ہے ہر لحظہ تشفی ہے
ہر وقت ہے دلجوئی ہر دم ہیں مداراتیں
کوثر کے تقاضے ہیں تسنیم کے وعدے ہیں
ہر روز یہی چرچے ہر رات یہی باتیں
معراج کی سی حاصل سجدوں میں ہے کیفیت
اک فاسق و فاجر میں اور ایسی کراماتیں
بے مایہ سہی لیکن شاید وہ بلا بھیجیں
بھیجیں ہیں درود و نگی کچھ ہم نے بھی سوغاتیں

"محمد علی ذاتی ڈائری کے چند اوراق از مولانا عبد الماجد دریا بادی صفحہ ۳۵" گول میز کانفرنس لندن اور فرمایا میں یہاں قوم کی آزادی طلب کرنے آیا ہوں اور آزادی لے کر ہی جاؤں گا ورنہ غلام ملک میں واپس نہ جاؤں گا رئیس حریت مولانا محمد علی جوہر نے اپنا قول سچ کر دکھایا اور ۴ جنوری ۱۹۳۱ء کو لندن میں رحلت فرمائی اور ۲۳ جنوری کو جامعہ مسجد عمر (بیت المقدس) میں آغوش لحد کے سپرد کر دیئے گئے۔ (رحمہم اللہ)

جب سید صاحبؒ دہلی سے بیعت کے لیے دورہ پر نکلے تو شاہ صاحب نے اپنا سیاہ عمامہ اور سفید قبا بدست مبارک سے پہنا کر رخصت کیا آپ چھ سال تک متواتر جہاد کرتے رہے اور نمایاں کامیابیاں حاصل کیں مگر بعد میں اپنوں ہی کی غداری اور انگریزوں سکھوں کی مسلسل شازشوں کی بنا پر کامیابیاں سست پڑ گئیں اور اپنوں کی غداریوں کی بنا پر ۲۴ ذیقعدہ ۱۲۴۶ھ بروز جمعہ عین نماز جمعہ کے وقت بمقام بالا کوٹ (ضلع ہزارہ) مع حضرت شاہ محمد اسماعیل شہید و دیگر رفقاء شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سید صاحب کی شہادت کے بعد آپ کی نعش کو چھپانے کے لیے آپ کے ڈیڑھ دو سو ساتھی اس مقام پر آپ پر پروانہ وار نثار ہو گئے تھے۔ (غالباً" ساتھیوں کو خدشہ تھا کہ اگر سکھ سید صاحب کی نعش پالیں گے تو بے حرمتی کریں گے لاشیں جو ہٹائی گئیں تو سب سے نیچے ایک نعش ملی جس میں سر نہ تھا۔ سید صاحب کا ایک معتقد آپ کا سر کاٹ کر بغل میں چھپائے چلا جا رہا تھا اس کے بھی ایک گولی لگی اور برابر کے کھیت میں اس نے یہ سر پھینک دیا شیر سنگھ نے بغیر سر کی اس نعش کی شناخت کرائی تو کچھ پتہ نہ چل سکا البتہ ایک شخص جس نے سید صاحب کو بہت قریب سے دیکھا تھا اس نے کہا کہ ان کے پیروں کی تمام انگلیوں کے ناخن بہت نمایاں اور ٹیڑھے میڑھے تھے اس نعش میں بھی ناخنوں کا یہی حال تھا پھر سر لانے والے کے لیے انعام کا اعلان کیا ایک شخص نے سر لا کر دیا اور انعام حاصل کر لیا۔ سر اسی دھڑ کا تھا جسم سے ملاتے ہی سید صاحب کی نعش مکمل ہو گئی جس کی سب نے دیکھا اور تصدیق کی شیر سنگھ نے اپنا قیمتی دو شالہ اس پر ڈال دیا اور نہایت احترام کے ساتھ اسی جگہ اس کو دفن کر کے چلا گیا۔

شیفتہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم غازی علم الدین شہید ۳ دسمبر ۱۹۰۸ء م ذیقعدہ ۱۳۲۶ھ بروز جمعرات لاہور میں پیدا ہوئے والد

کا نام طالع محمد تھا جو بخاری (بڑھئی کا کام کرتے تھے لاہور میں راجپال نامی ایک کتب فروش تھا جس کی دوکان پر بالعموم آریہ سماج کی مذہبی کتابیں فروخت ہوتی تھیں اس کی دوکان آج کی پان گلی انار کلی سے ملحق تھی اس نے ایک دل آزار کتاب رنگیلا رسول (نعوذ باللہ) شائع کی جس کی ڈی اے وی کالج لاہور کے پروفیسر چھپاوتی نے لکھا تھا مگر کتاب پر مصنف کا نام تحریر نہیں کیا پھر عدالت عالیہ نے بھی ظالموں کا ساتھ دیا تو ۲۷ ستمبر ۱۹۲۷ء کو لاہور کے ایک غیور شیر فروش خدا بخش نے راجپال پر قاتلانہ حملہ کیا مگر حملہ ناکام رہا اور اسے سات سال کی سزا ہو گئی کوہاٹ سے عبد العزیز آیا اور اس نے راجپال کو فنافی النار کرنے کے لئے اپنی دانست میں اس پر ۹ اکتوبر ۱۹۲۷ء کو حملہ کر کے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ مگر راجپال ملعون کا دوست جنندر داس نکلا عدالت نے عبد العزیز کو ۱۴ سال کی سزا ہوئی آخر کار اپریل ۱۹۲۹ء کو یہ سعادت علم الدین شہید کے حصہ میں آئی۔ علم الدین شہید نے راجپال ملعون کی دکان میں گھس کر اس کے دو ملازمین ہندو سپاہیوں اور ایک سکھ حوالدار جو اس کی دوکان میں حکومت کی جانب سے تعینات تھے کے سامنے دن دہاڑے اپنا خنجر اس کے سینے میں پیوست کر کے اس کو جہنم رسید کر دیا۔ ۳۱ اکتوبر صبح میانوالی جیل میں غازی علم الدین کو پھانسی دے دی گئی اور نو بجے جیل کے حکام نے شہید کے جسد خاکی کو بغیر نماز جنازہ خاموشی کے ساتھ جیل ہی میں دفن کر کے پہرہ لگا دیا۔ حکومت کی اس حرکت پر بالخصوص مسلمان پنجاب بپھر گئے اور نہ رکنے والا ایجی ٹیشن شروع ہو گیا مجبور ہو کر شہادت کے ۱۳ دن بعد میت قبر سے نکالی گئی جو بالکل صحیح سالم اور ترو تازہ تھی۔ نعش کو جست کے صندوق میں رکھ کر اسپیشل ٹرین کے ذریعہ لاہور لایا گیا۔ ۱۴ نومبر ۱۹۲۹ء بروز جمعرات ڈھائی بجے دن رسالت کے اس پروانہ کا جنازہ اس شان سے اٹھایا گیا کہ لاہور نے اس سے پہلے ایسا جنازہ نہ دیکھا تھا جنازہ کا جلوس پانچ میل لمبا تھا چھ لاکھ انسانوں نے شرکت کی

جا کھڑے ہیں تیرے استقبال میں سارے نبی
تو عشق مصطفیٰ میں سروپاء ہے بیدھڑک
مرحبا صد مرحبا کس صبر و استقلال سے
تو نے ناموس محمد پر فدا کی جاں تلک
خوں کی ہولی کھیل کر تو نے یہ ثابت کر دیا
چرخ نیلی کے تلے زندہ ہیں مسلم اب تلک

علی بن صالح کا انتقال ہوا نزع کی شروع ہوئی پانی مانگا۔ لے کر آیا تو کہنے لگا میں نے پانی پی لیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرشتوں کی بہت سی صفوں کے ساتھ تشریف لائے تھے انہوں نے پانی مجھے پلا دیا۔ پوچھا کہ فرشتوں کی صفیں کس طرح تھیں بولے اس طرح اوپر نیچے تھیں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ کے اوپر کر کے بتایا (فضائل صدقات)

مولانا محمد اسمٰعیل نے بعمر ۶۰ سال ۴ شوال ۱۳۱۵ھ م ۱۸۹۸ء میں وصال فرمایا مستجاب الدعوات بزرگ تھے۔ جنازہ اتنا ہجوم تھا کہ کاندھے کی سہولت کے لئے بانس باندھے گئے اس کے باوجود دہلی سے نظام الدین تک تقریباً" ساڑے تین میل بہت سوں کو کاندھے کا موقعہ نہ ملا مختلف العقیدہ اور مختلف الخیال لوگ جنازہ میں شریک تھے جو آپ کی مقبولیت کی علامت تھی لوگوں کی کثرت کی وجہ سے بار بار جنازہ پڑھائی گئی جس کی وجہ سے دفن میں تاخیر ہو گئی اس عرصہ میں ایک صاحب اور اک بزرگ نے دیکھا کہ مولانا محمد اسمٰعیل فرما رہے ہیں کہ مجھے جلدی رخصت کرو میں بہت شرمندہ ہوں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بمعہ صحابہ میرے منتظر ہیں۔

پھول کی طرف اشارہ کر کے فرمایا حضرت شیخ ہمارے گلدستہ کے سب سے بڑے اور سب سے زیادہ خوشبودار پھول ہیں۔
(بہجۃ القلوب ص۲۶)

امداد السلوک میں ہے اگر سالک سونے اور جاگنے کی بین بین حالت میں ہو اس کشف کو واقعہ کہتے ہیں اور عین بیداری اور حضور میں ہو تو مکاشفہ اور اگر سویا ہوا ہو تو رویائے صالحہ خواب جھوٹ بھی ہو سکتا ہے لیکن مکاشفہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے اکثر یوں تو کاندھلہ میں بے شمار عظیم المرتبت انسان پیدا ہوئے مگر مفتی صاحب کا جواب نہیں آپ ہر فن میں کامل تھے مولانا حکیم محمد اشرف مفتی الٰہی بخش۔ مولانا محمد ظفر حسین مولانا محمد الیاس بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد یوسف تبلیغی جماعت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی مہاجر مدنی شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی مولانا محمد مالک جامعہ اشرفیہ لاہور وغیرہ سب ایک ہی صدیقی خاندان کے بزرگ ہیں - ایک درویش کی دعا کے مطابق معلوم ہوتا ہے اس خاندان سے قیامت تک جید علماء حق پیدا ہوتے رہیں گے اس خاندان کی خواتین بھی دینی علوم کی ماہر و تہجد گزار ہیں اس خاندان کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ خاندانی معاملات میں کبھی کچہری عدالت کی نوبت نہیں آئی -

آپ بحالت بیداری حضور سید الوجود صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بابرکت سے مشرف ہوئے تھے۔ آپ کی صاحبزادی کا عقد نکاح تھا۔ تاریخ مقرر ہو چکی تھی تاریخ سے چند روز قبل رسول اعظم و اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے آپ ؐ نے فرمایا ہمارے پاس آؤ یہ خواب دیکھتے ہی نکاح کا ولی دوسرے شخص کو مقرر کیا اور خود مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ ۱۲۲۰ھ میں وصال فرمایا

مفتی صاحب کے وصال کے بعد بھی اکثر کاندھلہ آتے تو اس ادب سے برہنہ پا رہتے۔ وہاں آکر سیدھے قبرستان جاتے اور دیر تک مفتی صاحب کی قبر مبارک پر مراقب رہنے کے بعد قصبہ میں آکر متعلقین سے ملاقات کرتے بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس جب بھی کاندھلہ تشریف لاتے تو اس قبرستان میں ضرور جاتے اور فرمایا کہ قبرستان کے بزرگ اب بھی مخلوق خدا کی وہ خدمت انجام دے رہے ہیں جو موجودہ زندہ بزرگوں سے بھی نہیں ہو رہی۔

آپ کی دو بیٹیاں اور بیٹے مولانا نور الحسن تھے ایک روز عالم محویت میں گھر کے باہر دروازہ پر نعت پڑھ رہے تھے دروازہ کے سامنے مسجد میں حضرت مولانا سید محمد قلندر شاہ تشریف فرما تھے۔ وہ مسجد سے آئے اور باادب دروازہ کے چبوترہ پر کھڑے ہو گئے مولانا ابوالحسن کو جب ان کی آمد کا علم ہوا تو خاموش ہو گئے تھوڑی دیر بعد شاہ صاحب مسجد میں لوٹ گئے مولٰنا نے پھر وہی نعت شروع کر دی شاہ صاحب پھر مؤدب دروازہ کے باہر آکر کھڑے ہو گئے چند بار جب اسی طرح ہوا تو مولانا نے شاہ صاحب سے سبب دریافت کیا شاہ صاحب نے فرمایا کہ تم جب نعت پڑھنی شروع کرتے ہو تو میں حضرت محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دروازے کے پاس جلوہ افروز دیکھتا ہوں۔ اس بارگاہ نبوی (علیہ الصلوۃ والسلام) میں دست بستہ آکر کھڑا ہو جاتا ہوں۔ (حالات مشائخ کاندھلہ)

نور الحسن کے صاحبزادے تھے جن کا عالم یہ تھا کہ بے اختیار زبان پر درود شریف جاری رہتا تھا یہاں تک کہ بیت الخلاء میں زبان کو دانتوں سے دبائے رکھتے تھے کہ ایسا نہ ہو درود شریف منہ سے نکل جائے (حالات مشائخ کاندھلہ صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۰)

(۱.۹) خواجہ غفور احمد صاحب دربار حبیب میں کی آخری قسط میں فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کے دوران قیام چھ روز مجھے شیخ الحدیث حضرت مولانا سید بدر عالم میرٹھی مہاجر مدنی کی صحبت حاصل رہی۔ مولانا نے ان ملاقاتوں کے دوران ایک دن فرمایا ہمارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام زندہ ہیں مگر آپ ؐ کی اس

زندگی کا ہمیں شعور اور ادراک نہیں پھر فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہمانوں کے آرام کا خیال رکھتے ہیں اور اپنے خاص امتیوں کے قیام و آسائش کی آپؐ کو فکر ہوتی ہے

مولانا سید حسین احمد مدنی دوران قیام مدینہ طیبہ (یہاں اے حبیب رخ سے ہٹا دو نقاب کو) مواجہہ شریف پرانہی الفاظ کو پڑھنا اور شوق دیدار میں رونا شروع کردیا۔ دیر تک یہی حالت رہی جس پر یہ محسوس ہونے لگا کہ مجھ میں اور جناب رسالمآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ حجاب دیواروں اور جالیوں وغیرہ کا نہیں اور آپؐ کرسی پر سامنے جلوہ افروز ہیں۔ آپؐ کا چہرہ انور سامنے ہے اور بہت چمک رہا ہے۔ (نقش حیات حصہ اول صفحہ ۹۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (بعض حیثیات سے) میرے ساتھ شدت سے محبت رکھنے والے وہ لوگ جو میرے بعد ہوں گے کہ ان میں سے ہر شخص یہ تمنا کرے گا کہ تمام اہل و مال کے عوض مجھ کو دیکھ لے روایت کیا اس کو مسلم نے کذافی المشکوٰۃ)

ابن سیرین نے فرمایا کہ معبر کو چاہیئے کہ سب سے پہلے سائل کا نام رتبہ مذہب سیرت و خصلت اور عقل و فہم اور وقت خواب دیکھنے کا معلوم کرے۔ قبرستان میں خواب کی تعبیر نہ بتائی جائے بے دینوں بد صورتوں جاہلوں دشمنوں اور عورتوں سے خواب نہ پوچھنا چاہیے

حضرت مولانا رفیع الدین دیوبندی قدس سرہ مہتمم ثانی دارلعلوم دیوبند ایک دن دارلعلوم دیوبند کے صحن میں کھڑے تھے کہ دورہ حدیث کا ایک طالب علم مطبخ سے کھانا لے کر آیا اور شوربے کا پیالہ مولانا کے سامنے زمین پر دے مارا اور نہایت گستاخانہ انداز میں کہا یہ ہے آپ کا اہتمام و انتظام کہ شوربے میں نہ مصالحہ ہے اور نہ گھی اور بھی سخت ست الفاظ کہے اس گستاخی پر طلباء جوش میں آگئے مگر مولانا پوری متانت کے ساتھ خاموش رہے اور گستاخ طالب علم پر تین مرتبہ سر سے پیر تک نگاہ ڈالی جب وہ چلا گیا تو آپ نے طلباء سے فرمایا کہ یہ مدرسہ دیوبند کا طالب علم ہے؟ طلباء نے اثبات میں جواب دیا آپ نے اس پر فرمایا نہیں یہ مدرسہ کا طالب علم نہیں ہے تحقیق پر ثابت ہوا کہ وہ مدرسہ کا طالب علم نہیں ہے اس کا ہم نام ایک دوسرا طالبعلم ہے طلباء نے مولانا سے عرض کیا کہ حضرت آپ نے اس وثوق سے کس بناء پر اس کے طالب علم ہونے کی نفی فرمائی فرمایا میں نے خواب میں دیکھا کہ احاطہ مولسری میں دارالعلوم کا کنواں دودھ سے بھرا ہوا ہے اور اس کی من پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور دودھ تقسیم فرما رہے ہیں لینے والے آرہے ہیں اور دودھ لے جا رہے ہیں خواب میں بعد مجھ پر منکشف ہوا کہ کنواں صورت مثال دارالعلوم کی ہے دودھ صورت مثالی علم کی ہے اور قاسم العلوم یعنی تقسیم کنندہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ آکر لے جانے والے طلباء ہیں جو حسب ظرف علم لے لے کر جا رہے ہیں اس کے بعد فرمایا کہ مدرسہ دیوبند میں جب داخلہ ہوتا ہے اور طلباء آتے ہیں تو میں ہر ایک کو پہچان لیتا ہوں کہ یہ بھی اس مجمع میں تھا اور یہ بھی لیکن اس گستاخ طالب علم پر میں نے سر سے پاؤں تک تین بار نظر ڈالی یہ اس مجمع میں تھا ہی نہیں اس لئے میں نے وثوق سے کہہ دیا کہ یہ مدرسہ دیوبند کا طالب علم نہیں۔

آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ

بیعت کے مسنون ہونے کا بیان

زمانہ رسالت میں بیعت کتنے ہی امور کے واسطے تھی اور اب ایک مقصد میں منحصر ہے اور یہ امر اصل غرض کو مضر نہیں حق تعالیٰ نے فرمایا مقرر جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے سو جو عہد شکنی کرتا ہے تو اپنی ذات کی مضرت پر عہد توڑتا ہے اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا سو عنقریب ان کو اجر عظیم عنایت کرے گا چنانچہ بروایت صحیح ثابت ہوا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کی انصاریوں کی عورتوں سے نوحہ نہ کرنے پر

اور ابن ماجہ نے روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت لی اس پر کہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں سو ان میں سے کسی شخص کا یہ حال تھا کہ اس کا کوڑا گر جاتا تھا اور کسی سے کوڑا اٹھا دینے کا بھی سوال نہ کرتا تھا اور جس میں شک اور شبہ نہیں وہ یہ ہے کہ جب ثابت ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی فعل بطریق عبادت اور اہتمام کے نہ بر سبیل عادت تو وہ فعل سنت دینی سے کمتر تو نہیں

ف:۔ اور چونکہ بیعت لینا امور مذکورہ کا بطریق عبادت بکمال اہتمام تھا تو بیعت کے مسنون ہونے میں اب کچھ شک اور شبہ نہیں باقی رہا یہ بیان کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ تھے اس کی زمین میں اور عالم تھے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر قرآن اور حکمت کو اتارا اور معلم تھے قرآن اور حدیث کے اور امت کے پاک کرنے والے تھے سو جو فعل کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنا بر خلافت کے کیا وہ خلفاء کے واسطے سنت ہو گیا اور جو فعل کہ بجہت تعلیم کتاب اور حکمت اور تزکیہ امت کے کیا وہ علمائے راسخین کے واسطے سنت ہوا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم گاہے بیعت لیتے تھے اقامت ارکان اسلام پر اور گاہے تمسک بالسنۃ پر اور صحیح بخاری گواہی دے رہی ہے اس پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی رضی اللہ عنہ پر شرط کی ان کی بیعت سو فرمایا کہ خیر خواہی لازم ہے ہر مسلمان کے واسطے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی قوم انصار سے سو یہ شرط کر لی نہ ڈریں امر خدا میں کسی ملامت گر کی ملامت سے اور حق ہی بات بولیں جہاں ہیں سو ان میں بعضے لوگ امراء اور سلاطین پر کھل کر بلا خوف رد انکار کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی عورتوں سے بیعت لی اور شرط کر لی کہ نوحہ کرنے سے پرہیز کریں ان کے سوائے بہت امور میں بیعت ثابت ہے اور وہ امور از قسم تزکیہ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ہیں

بیعت اسلام تو اس واسطے متروک تھی کہ داخل ہونا لوگوں کا اسلام میں ان کے ایام میں بسبب شوکت اور تلوار کے تھا نہ تالیف قلوب اور اظہار دلیل اسلام پر اور نہ دخول اسلام اپنی خوشی اور رغبت پر تھا اور خلفائے راشدینؓ کے سوا اور خلفاء کے وقت میں چنانچہ خلفائے کے سوا اور خلفاء کے وقت میں چنانچہ خلفائے مروانیہ اور عباسیہ کے وقت میں اس واسطے بیعت اسلام متروک تھی کہ ان میں اقامت سنن دین میں کوشش بلیغ نہ کرتے تھے اور اسی طرح تقویٰ کی رسی تھامنے کی بیعت زمانہ خلفاء میں متروک ہو گئی تھی خلفائے راشدینؓ کے زمانے میں تو بسبب کثرت اصحاب کے متروک تھی جو نورانی ہو چکے تھے

اور خلفاء کے سوا اور زمانہ میں بسبب خوف پھوٹ پڑنے کے اور اس خوف سے کہ بیعت کرنیوالوں کے ساتھ بیعت خلافت کا گمان کیا جاوے تو فساد اٹھے بیعت مذکور متروک تھی اور اس وقت میں اہل تصوف خرقہ دینے کو قائم مقام بیعت کے کرتے تھے پھر بعد

مدت یہ رسم بیعت کی ملوک اور سلاطین میں معدوم ہو گئی تو حضرات صوفیہ نے فرصت کو غنیمت جان کر سنت بیعت اختیار کی (اللہ اعلم)

یوں سمجھ لے کہ بیعت سنت ہے واجب نہیں اس واسطے کہ اصحابؓ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اس کے سبب حق کی نزدیکی چاہی اور کسی دلیل شرعی سے تارک بیعت کے گنہگار ہونے پر دلالت نہ کی اور ائمہ دین نے تارک بیعت پر انکار نہ کیا تو یہ عدم انکار گویا اجماع ہو گیا اس پر کہ وہ واجب نہیں تصدیق اللہ اور اس کے رسول اور قیامت کی امر مخفی ہے تو اقرار ایمان کا بجائے تصدیق قلبی کے قائم مقام کیا گیا سو اسی طرح توبہ اور عزم کرنا ترک معاصی کا اور تقویٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا امر مخفی اور پوشیدہ ہے تو بیعت کو اس کے قائم مقام کردیا بیعت لینے والے میں یعنی پیر اور مرشد میں چند امور ہیں جن کا بحیثیت شرط پایا جانا ضروری ہے شرط اول علم قرآن اور حدیث کا اور میری یہ مراد نہیں کہ تلے سرے کا مرتبہ علم کا مشروط ہے بلکہ قرآن میں اتنا علم ہونا کافی ہے کہ تفسیر مدارک یا جلالین کو یا سوا ان کے مانند تفسیر وسیط یا وجیز واحدی کے محفوظ کر چکا ہے اور کسی عالم سے اس کو تحقیق کرلیا ہو اور اس کے معنی اور ترجمہ لغات مشکلہ کو اور شان نزول اور اعراب قرآنی اور قصص اور جو اس کے قریب ہے اس کو جان چکا ہو

اور حدیث کا علم اتنا کافی ہے کہ ضبط اور تحقیق کر چکا ہو مانند کتاب مصابیح یا مشارق کے اور اس کے معانی دریافت کر چکا ہو اور اس کی شرح غریب یعنی لغات مشکلہ کا ترجمہ اور اعراب مشکل اور تاویل معضل کے برابر رائے فقہائے دین کی معلوم کر چکا ہو اور بیعت لینے والا مکلف نہیں علم قرآن میں اختلاف قرات کے یاد رکھنے کا اور نہ علم حدیث میں حال اسانید کے تجسس کا اور بیعت لینے والا علم اصول فقہ اور اصول حدیث اور جزئیات فقہ اور احکام حوادث کے یاد رکھنے کا مکلف نہیں غرض بیعت سے مرید کو امر کرنا ہے مشروعات کا اور روکنا ہے اس کو خلاف شرع سے اور اس کی راہنمائی طرف تسکین باطنی کے اور دور کرنا بد خوؤں کا اور حاصل کرنا صفات حمیدہ کا پھر مرید کا عمل میں لانا اس کو جمیع امور مذکورہ میں اور متفق ہے مشائخ کا قول اس پر کہ وعظ نہ کرے لوگوں کو مگر وہ شخص جس نے روایت کی ہو استاد سے اور جس نے قرآن کو پڑھا ہو کچھ نہیں بنتی بار خدایا مگر یہ کہ ایسا مرد ہو جس نے متقی علماء کی بہت مدت تک صحبت حاصل کی ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو اور حلال اور حرام کا متفحص قرآن اور حدیث سن کر ڈر جاتا ہو اور اپنے افعال اور اقوال اور حالات کو کتاب اور سنت کے موافق کرلیتا ہو

واجب ہے کہ کبیرہ گناہوں سے پرہیز رکھتا ہو اور صغیرہ گناہوں پر اڑنہ جاتا ہو دنیا کا تارک ہو اور آخرت کا راغب ہو محافظ ہو طاعات موکدہ اور اذکار منقولہ کا جو صحیح حدیثوں میں مذکور ہیں مدام تعلق دل کا اللہ پاک سے رکھتا ہو اور یادداشت کی مشق کا مل اس کو حاصل ہو مستقل ہو اپنی رائے پر نہ کہ مرد ہر جائی ہر دم خیالی اور صاحب عقل کامل کا ہو تا کہ اس پر اعتماد کیا جاوے بیعت لینے والا مرشد ان کامل کی صحبت میں رہا ہو اور ان سے ادب سیکھا ہو زمانہ دراز تک اور ان سے باطن کا نور اور اطمینان حاصل کیا ہو مراد نہیں ملتی جب تک مراد پانے والوں کو نہ دیکھے اور شرط نہیں ظہور کرامت اور خوارق عادات کا اور نہ ترک پیشہ وری کا دھوکہ نہ کھاؤ اس سے جو درویش مغلوب الاحوال کرتے ہیں یعنی جو صاحب حال بسبب غلبہ اپنے حال کے کسب حلال کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ان کے فعل کو دلیل نہ پکڑنا ترک کسب پر منقول تو یہی ہے کہ تھوڑے پر قناعت

کرنا اور شبہات سے پرہیز کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لڑکا گیا تاکہ آپؐ سے بیعت کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کے واسطے برکت کی دعا کی اور بیعت نہ لی اور بعضے مشائخ لڑکوں کی بیعت کو جائز رکھتے ہیں بنابر برکت اور نیک فالی کے واللہ اعلم۔

اقسام بیعت صوفیہ پہلا طریقہ بیعت توبہ ہے معاصی سے اور دوسرے طریقہ پر بیعت تبرک ہے یعنی بقصد برک صالحین کے سلسلہ میں داخل ہونا بمنزلہ سلسلہ اسناد حدیث کے کہ اس میں البتہ برکت ہے اور تیسرا طریقہ بیعت تاکد عزیمت یعنی عزم مصمم کرنا واسطے خلوص امر الٰہی اور ترک مناہی کے ظاہر اور باطن سے اور تعلیق دل کی اللہ جل شانہ سے اور یہی تیسرا طریقہ اصل ہے اور پہلے دونوں قسم کے طریقوں میں بیعت کا پورا کرنا عبارت ہے ترک کبائر سے نہ اڑ جانا صغائر پر اور طاعات مذکورہ کو اختیار کرنا از قسم واجبات اور موکدہ سنتوں کے اور تیسرے طریقے میں پورا کرنا بیعت کا عبارت ہے مدام ثابت رہنے اس ہجرت اور مجاہدہ اور ریاضت پر یہاں تک کہ روشن ہو جاوے اطمینان کے نور سے

حکمت تکرار بیعت تکرار بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اور اسی طرح حضرات صوفیہ سے لیکن دو پیروں سے بیعت کرنا سو اگر بسبب ظہور خلل کے ہو اس پیر میں جس سے بیعت کر چکا ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اسی طرح اس کی موت کے بعد یا اس کی غیبت منقطعہ کے بعد کہ اس کی توقع ملاقات کی باقی نہیں رہی اور ہر جگہ بیعت کرنا برکت کو کھوتا ہے مرشد خطبہ مسنونہ پڑھے اور خطبہ مسنونہ یہ ہے کہ یعنی الحمد اللہ سے آخر تک پھر مرشد کہے مرید سے کہہ میں نے بیعت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بواسطہ خلفائے کہ شریک نہ کروں گا اللہ کے ساتھ کسی چیز کو اور چوری نہ کروں گا اور زنا نہ کروں گا اور بہتان کو نہ لاؤں گا اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کے درمیان سے اس کو افترا کر کے اور نافرمانی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کروں گا امر مشروع میں پھر مرشد ان دو آیتوں کو پڑھے یا اَیُّھَا الَّذِیْنَ سے آخر تک یعنی اے ایمان والو ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو اللہ کی طرف وسیلہ اور جہاد کرو اور اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ مقررہ جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے نبیؐ وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ سبحانہ کا دست قدرت اور رحمت ان کے ہاتھوں پر ہے سو جس نے بیعت کو توڑا یہی بات ہے کہ اس نے اپنی ذات کی مضرت کے واسطے بیعت کو توڑا اور جس نے پورا کیا اس کو جو اللہ سے عہد کیا سو قریب اس کو اجر عظیم عنایت کرے گا پھر مرشد دعا کرے گا!

مرید کو یوں تلقین کرے سو کہے کہ تو کہہ کہ میں نے اختیار کیا طریقہ نقشبندیہ جو منسوب ہے طرف شیخ اعظم اور قطب افخم خواجہ نقشبند کے یا طریقہ قادریہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی طرف یا طریقہ چشتیہ اختیار کیا جو منسوب ہے شیخ معین الدین سنجری یعنی سیستانی کی طرف خداوند تعالیٰ ہم کو فتوح اس طریقے کے عنایت کر اور ہم کو اس طریقے کے دوستوں کے گروہ میں محشور کر اپنی رحمت سے یا ارحم الرحمین!

حضرت شاہ ولی اللہ کے والد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں سو میں نے آپؐ سے بیعت کی سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں دست مبارک میں کر لیا سو میں تو اسی طرح جیسے خواب میں دیکھا مصافحہ کرتا ہوں بیعت لینے کے وقت اور عورتوں کی بیعت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مرشد کپڑے کا ایک کنارہ پکڑے اور بیعت کرنے والی دوسرا کنارہ اس کا پکڑے

اللہ اعلم اے بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نشاید داد دست اول جس کا سنوارنا واجب ہے وہ عقیدہ ہے تو جب کوئی شخص راہ خدا کے چلنے میں راغب ہو تو حکم کر اس کو اول عقائد کے صحیح کرنے کا موافق عقائد سلف صالح کے یعنی ثابت کرنا واجب الوجود کا جو واحد ہے کوئی معبود برحق نہیں سوائے اس کے موصوف ہے وہ جمیع صفات کمل سے حیات میں اور علم اور قدرت اور اراوے میں   ایسا واحد ہے جو پاک ہے نقصان اور زوال کی سب نشانیوں سے مجسم ہونے سے اور احتیاج مکانی اور عرض ہونے اور جہت میں ہونے اور الوان اور اشکال سے یعنی جسم اور لوازم جسمیت سے منزہ ہے اور وہ جو وارد ہوا ہے استواء علی العرش اور سمع اور اثبات یدین کا سو اس پر ہم ایمان رکھتے ہیں مجمل بلا تفصیل پھر اس کی تفصیل کو خدا کے علم پر تفویض کرتے ہیں اور اتنا تو ہم بالیقین جانتے ہیں کہ خدا کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع اور بصیر استواء علی العرش ایک چیز ثابت ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے ثابت کرنا آنحضرتؐ کی اتباع کا واجب ہونا جس میں کہ آپ نے امر کیا اور نہی کی اور تصدیق آپؐ کی جمیع اخبار میں یعنی منجملہ صفات ربانی اور معاد جسمانی اور جنت اور نار اور حشر اور حساب اور رویت الٰہی اور قیامت اور عذاب قبر اور سوائے ان کے اور امور میں چنانچہ حوض کوثر اور صراط اور میزان جس کی نقل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور روایت اس کی صحیح ہے اور منجملہ اکبر الکبائر کے پیغمبر اور قرآن اور فرشتوں کو برا کہنا اور انکار کرنا اور اسی طرح ضروریات دین کا انکار کرنا نماز اور زکواۃ اور صوم اور حج کا چھوڑنا ہے اور منجملہ کبائر ہے جان ناحق قتل کرنا اور قتل ناحق میں اولاد کا قتل کرنا اور انسان کو اپنی جان کا قتل کرنا داخل ہے

اور منجملہ کبائر زنا ہے اور اغلام اور نشے والی چیز کا پینا اور چوری اور رہزنی اور غصب اور غنیمت کا مال چرانا اور جھوٹی قسم کھانا اور پاک دامن عورت کو زنا کا عیب لگانا اور یتیم کا مال کھانا اور والدین کی نافرمانی ان کی خدمت نہ کرنی اور حق برادری ادا نہ کرنا اور ناپ اور تول میں کمی کرنا اور بیاج کھانا اور جہاد میں کفار کی صف جنگ سے بھاگنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ باندھنا اور معاملات فیصل کرنے میں رشوت لینا اور محارم سے نکاح کرنا اور مردوں عورتوں کے درمیان میں کینہ پن کرنا اور حاکم سے چغلخوری کرنا تاکہ وہ قتل کرے یا لوٹ لے اور دار الحرب سے دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنا اور کافروں سے دوستی کرنا ان کے خیر خواہ ہونا اور جواء کھیلنا اور جادو کرنا تو یہ سب کبائر میں داخل ہیں پھر اجتناب کبائر اور ندامت صغائر کے بعد نظر کرنا چاہیے ارکان اسلام میں از قسم طہارت اور صلوٰۃ اور صوم زکوۃ اور حج کے تو ان کے امور کو بموجب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کرے مع آداب اور ہیئات اور اذکار ضروریات معاش میں منجملہ اکل و شرب اور لباس اور کلام اور صحبت خلق وغیرہ ذالک اور نظر کرنا چاہیے امور خانگی میں منجملہ نکاح اور حقوق ممالیک اور حقوق اولاد کے اور نظر کرنا چاہیے امور خانگی میں از قسم بیع اور ہبہ اور اجارے کے تو ان کو صحیح اور ٹھیک کرے بروجہ سنت بدوں سستی اور بے کجروی کے نظر کرنا چاہیے ان کا اذکار میں جو اوقات مخصوصہ یعنی صبح اور شام اور وقت خواب وغیرہ ذالک میں مامور ہیں پھر نظر کرنا چاہیے آراستگی اخلاق میں از قسم ریا اور پندار اور حسد اور کینہ وغیرہ کے اور مواظبت اور دوام کرنا چاہیے تلاوت قرآن اور آخرت کی یاد پر اور مجالس علم اور ذکر اللہ کے حلقوں پر اور مساجد پر پھر جب کہ سالک ان آداب مذکورہ کے ساتھ متادب ہو گیا تو اب وقت آیا اشغال باطنی   کا اور ہمیشہ عزوجل کے ساتھ دل لگائے رہنے کی کوشش کرنے کا اور اس کو تاکتے رہنے کا

دل کی بینائی سے جو طالب کہ قرآن اور حدیث اور فقہ اور کتب متوسط سلوک کا مثل ریاض الصالحین اور کتب مختصرہ عقائد مانند عقیدہ عسندیہ کا واقف اور متجس ہے اور جس کو تتبع اور علم ان کتابوں کا میسر نہ ہو وہ کسی عالم سے دریافت کرے (اللہ اعلم)

یہ فضل مشائخ جیلانیہ یعنی قادریہ کے اشغال میں ہے کہ قادریہ امام طریقت شیخ ابو محمد محی الدین عبدالقادر جیلانی کے مرید ہیں خدا راضی رہے ان سے اور ان کے سب تابعین سے سو پہلا شغل ذکر اللہ ہے جہر سے یعنی بلند آواز سے ذکر کرنا اور مراد اس سے جہر سے یہ ہے کہ افراط سے نہ ہو تو اسی تقریر سے کچھ مخالفت نہ رہی اس کے جواز میں طریقہ یک ضربی کا یہ ہے کہ لفظ مبارک اللہ کو سختی اور درازی اور بلندی سے دل اور حلق دونوں کی قوت کے ساتھ کہے پھر ٹھہر جاوے یہاں تک کہ ذاکر کا سانس اپنے ٹھکانے پر آجاوے پھر اسی طرح بار بار ذکر کرے

خواہ ذکر دو ضربی ہو اس کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کی نشست پر بیٹھے اور اسم ذات کو ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار دل میں ضَرب کرے اور اس کو بار بار بلا فصل کرے اور مناسب یہ ہے کہ ضرب خصوصاً قلبی قوت اور سختی کے ساتھ ہو تاکہ دل پر اثر ہو اور خاطر یکسو ہو جاوے پریشان خاطری اور وسواس مندفع ہو خواہ ذکر سہ ضربی ہو اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں ضرب کرے اور چاہیئے کہ تیسری ضرب سخت تر اور بلند ہو خواہ ذکر چہار ضربی ہو اس کا طریقہ یہ ہے کہ چار زانو بیٹھے اور ایک بار داہنے زانو میں اور دوسری بار بائیں زانو میں اور تیسری بار دل میں اور چوتھی بار اپنے سامنے ضرب کرے اور چاہیے کہ چوتھی ضرب سخت اور بلند تر ہو اور منجملہ ذکر جہری کے نفی اور اثبات ہے اور وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا کلمہ ہے اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ بطور نماز رو بقبلہ بیٹھے اور اپنی آنکھ بند کرلے اور لا کہے گویا اپنی ناف سے اس کو نکالتا ہے پھر اس کو کھینچے یہاں تک کہ داہنے مونڈھے تک پہنچے پھر الہ کہے گویا اس کو دماغ کی جھلی سے نکالتا ہے پھر الا اللہ کو دل پر شدت اور قوت سے ضرب کرے اور محبوبیت یا مقصودیت یا وجود کی نفی غیر حق سے ملاحظہ کرے اور اثبات اس کا ذکر مقدس میں دھیان کرے میں کہتا ہوں کہ انسان مخلوق ہے جہات مختلفہ کی طرف متوجہ ہونے پر اور آوازوں کی طرف کان لگانے پر کہ اس کے دل میں باتیں اور خطرات گھوما کریں تو علمائے طریقت نے یہ طریقہ نکالا اپنے غیر کی طرف متوجہ ہونے کے روک دینے کا اور خطرات بیرونی کے آنے سے باز رکھنے کا تاکہ آہستہ آہستہ اپنی ذات سے بھی توجہ ٹوٹ کر اس کا دھیان فقط اللہ پاک سے لگ جاوے اور لائق ہے کہ اہل سلوک مجتمع ہوں حلقہ کرکے بعد نماز فجر اور عصر کے ذکر الہی کرنے کے واسطے بطریق جمعیت کے کہ اس اجتماع میں فوائد ہیں جو تنہائی میں حاصل نہیں ہوتے

پھر جب طالب پر اس ذکر جلی کا اثر ظاہر ہو اور اس کا نور اس میں دکھائی دے تو اس کو ذکر خفی کا حکم کیا جاوے اور ذکر جلی کے اثر سے شوق کا ابھرنا اور نام خدا سے دل میں چین آنا اور وساوس کا دور ہونا اور حق تعالیٰ کو اس کے ماسوا پر مقدم رکھنا اور جو شخص مواظبت کرے اسم ذات پر ہر دن میں چار ہزار بار ساتھ تقدیم ان شرطوں کے جن کو ہم اول مذکور کرچکے ہیں اور دو مہینے یا مانند اس کے اس ذکر پر مدامت کرے تو اس میں یہ اثر البتہ مشاہدہ کرے گا

ذکر خفی اسم ذات اپنی دونوں آنکھوں اور دونوں لبوں کو بند کرے اور دل کی زبان سے کہے اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ علیم گویا ان کو اپنی ناف سے نکالتا ہے اپنے سینے تک اور اپنے سینے سے نکالتا ہے اور اپنے دماغ تک اور دماغ سے نکالتا ہے عرش تک پھریوں

کہے اللہ سمیع اللہ بصیر اللہ گویا ان کو اپنی ناف سے نکالتا ہے اپنے سینے تک اور اپنے سینے سے نکالتا ہے اپنے دماغ تک اور دماغ سے نکالتا ہے عرش تک پھر یوں اترتا ہوا ان ہی منزلوں پر جیسا کہ ان پر چڑھا تھا درجہ بدرجہ تو یہ ایک دورہ ہوا پھر اسی طرح بار بار کیا کرے اور اس طریقے کے بعض لوگ اللہ قدیر کو بھی زیادہ کرتے ہیں اور منجملہ خفی نفی اور اثبات ہے اور طریقہ اس کا یا اس طرح ہے جو ذکر جلی میں مذکور ہو چکا یا اس طرح پر ہے کہ ذاکر بیدار اور ہوشیار ہو جاوے اپنے دموں پر آگاہ رہے پھر جب دم باہر نکلے خود بخود بدن اپنے ارادے اور قصد کے تو اس کے باہر ہونے کے ساتھ ہی دل کی زبان سے کہے لَآ اِلٰہَ پھر جب سانس اندر کو جاوے خود بخود تو اندر جانے کے ساتھ ہی الا اللہ کہے جب ذکر خفی کا اثر ظاہر ہو اور طالب میں اس کا نور معلوم ہو تو اس کو مراقبہ کرنے کا امر کیا جاوے اور ذکر خفی کے اثر سے شوق مراد ہے اور غالب ہونا محبت الٰہی کا اور عزیمت کی باگ کا پھیرنا فکر کی جانب اور تقدیم اللہ عزوجل کی اور ہمت کا جم جانا اسی کی طلب پر اور حلاوت پانا چپ رہنے میں اور اشغال امر دنیاوی سے نفرت کا ہونا اور اصل مراقبہ کی وہ حدیث ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت کرے اللہ کی گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے سو اگر تو اس کو نہ دیکھ سکے تو یہ دھیان کر کہ وہ تجھ کو دیکھتا ہے تو اپنی زبان سے کہے اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ معی یا اس کو دل میں خیال کرے بدون تلفظ کے پھر اللہ تعالیٰ کی حضوری اور نظر اور اس کی معیت یعنی ساتھ ہونے کو خوب مضبوط تصور کرے باوجود پاک ہونے اس ذات مقدس کے جہت اور مکان سے یہاں تک تصور کو جماوے کہ اس میں ڈوب جاوے یا اس آیت کا تصور کرے وَھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ یعنی حق تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو اور اس کے ساتھ ہونے کو دھیان کرے کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے تنہائی اور لوگوں کی ملاقات میں اور مشغولی اور بیکاری میں یا یہ آیت پڑھے کہ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ یعنی جدھر تم متوجہ ہو تو وہاں اللہ کی ذات ہے یا یہ آیت پڑھے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ یَرٰی یعنی کیا انسان نہیں جانتا کہ اللہ اس کو دیکھتا ہے یا اس آیت کو مراقبہ کرے نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ یعنی ہم قریب تر ہیں انسان کی رگ گردن سے یا اس آیت کا تصور کرے اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ یعنی البتہ میرا رب میرے ساتھ ہے وہ اب مجھ کو ہدایت کرے گا یا یہ مراقبات اللہ عزوجل کے ساتھ دل متعلق ہونے کے واسطے مفید ہیں اور وہ مراقبہ جو قطع علائق اور پورے مجرد ہو جانے اور بے ہوشی اور فنا کے لئے مفید ہے وہ مراقبہ اس آیت کا ہے کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِکْرَامِ یعنی جو زمین پر ہے وہ نیست و نابود ہونے والا ہے اور باقی رہے گی تیرے رب کی ذات جو بڑائی اور بزرگی والا ہے اور اس کے مراقبے کا طریقہ یہ ہے کہ آپ کو تصور کرے کہ مر گیا اور ایسی راکھ ہو گیا جس کو ہوائیں اڑاتی ہیں اور آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور ہر چیز کی ترکیب اور شکل مٹ گئی اور اللہ کو باقی اور موجود دھیان کرے سو اس تصور پر دیر تک قائم رہے تو یہ نیستی اور نابودی کو مفید ہو گا اور اسی طریقہ کی رو سے اس آیت کا مراقبہ نیستی کا باعث ہے ان الموت الذی آخر آیت تک یعنی مقرر جس موت سے تم بھاگتے ہو وہ تم کو ملنے والی ہے جہاں کہیں کہ تم ہو گے موت تم کو پالیوے گی اگرچہ تم اونچے یا مضبوط برجوں میں ہو پھر جب اثر مراقبہ کا طالب میں ظاہر ہو اور اس کا نور مشاہدہ تو اس کو توحید افعالی کا امر کیا جاوے اور جان رکھ اے مخاطب کہ شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے دو چیز پر ترغیب اور آمادگی دلائی ایک ذکر پر اور مراد ذکر سے وہ ہے جو زبان سے بولا جاوے اور دوسرے فکر پر اور مراد اس سے مراقبہ

ہے بعضے مشائخ نے کہا ہے کہ جس کا ہم نے تجربہ کیا ہے وقائع آئندہ کے کشف ہونے پر ٹھیک ٹھیک وہ یہ ہے کہ طالب خلوت میں اعتکاف کرے اور غسل کرے اور اپنا عمدہ لباس پہنے اور خوشبو لگاوے اور مصلیٰ پر بیٹھے اور کھلا ایک مصحف اپنے داہنے رکھے اور کھلا ایک مصحف اپنے بائیں رکھے اور اسی طرح ایک مصحف اپنے پیچھے رکھے پھر حق تعالیٰ سے بکوشش تمام یہ دعا کرے کہ فلا نے واقعے کو اس پر ظاہر کردے پھر اس ذات کے ذکر میں شروع کرے بدون آنکھ بند کرنے کے ایک بار داہنے مصحف پر ضرب لگاوے اور ایک بار بائیں پر اور ایک بار پیچھے اور ایک بار آگے ضرب لگاوے یہاں تک کہ اپنے دل میں کشائش اور نور کو پاوے اور سات دن مانند اس کے اس پر مداوت کرے خلوت کے ساتھ تو البتہ اس پر کشف حال ہوگا اس میں بے ادبی ہے اور کشف واقعہ آئندہ میں جو طریقہ ہمارے والد مرشد نے پسند کیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے ان اسمائے ثلاثہ سے یا علیم یا مبین یا خبیر شروط مذکور کی مراعاۃ کے ساتھ یا اس طرح جیسا کہ ہم نے ذکر یک ضربی میں بیان کیا ہے یا اس طرح جیسا کہ سہ ضربی میں واللہ اعلم اور مشائخ قادریہ نے کہا ہے کہ جو طریقہ کشف ارواح کے واسطے ہمارا مجرب ہے شروط مذکورہ کے ساتھ وہ یہ ہے کہ داہنے طرف سُبُّوحٌ کی ضرب لگاوے اور بائیں طرف قدوس کی اور آسمان میں رَبُّ الْمَلٰۗئِكَةِ کی ضرب لگاوے اور دل میں وَالرُّوْحُ کی اور امور مہمہ مشکلہ کے حاصل کرنے کے واسطے ان ہی شروط مذکورہ کے ساتھ یہ طریقہ ہے کہ تہجد کی نماز پڑھے جس قدر اس کے واسطے مقدر ہو پھر داہنی طرف یَاحَیُّ کی ضرب لگاوے اور بائیں طرف یَاوَهَّابُ کی اس طرح ہزار بار کرے اور انشراح خاطر اور دور کرنے بلیات کا یہ طریقہ ہے کہ اللہ کی ضرب دل میں لگاوے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ کی اس طرح ضرب لگاوے جیسا ہم نے نفی اور اثبات میں بیان کیا اور اَلْحَیُّ کی ضرب داہنی طرف اور اَلْقَيُّوْمُ کی ضرب بائیں طرف لگاوے

اور جب اللہ عزوجل سے دعا کرنے کا ارادہ کرے بیمار کی شفا کا یا دفع گرسنگی یا کشائش رزق کا یا مغلوبی دشمن کا تو چاہیے کوئی اسم الٰہی موافق اپنی حاجت کے اسمائے حسنیٰ سے طلب کرے سو اس نام کو دو ضرب یا تین ضرب یا چار ضرب کے ساتھ ذکر کرے تو یوں کہے شفاء بیمار میں یَاشَافِیُ یا دفعہ گرسنگی میں یَاصَمَدُ یا کشائش رزق میں یَارَزَّاقُ یا دفع دشمن میں یَامُذِلُّ اور سوائے اس کے اور اسمائے الٰہی کو موافق اپنے مطلب کے بطریق مذکور ذکر کرے (واللہ واعلم)

فصل ہے مشائخ چشتیہ کے اشغال میں اور وہ امام

طریقہ خواجہ معین الدین حسن چشتی کے مرید ہیں چشت خواجہ معین کے پیروں کے گاؤں کا نام ہے خدا راضی رہے ان سے اور ان کے سب پیروں سے

آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اپنے اوپر لازم کرلے مداومت ذکر کی خلوت میں سو علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کیونکر ذکر کروں یا رسول اللہ! فرمایا کہ اپنی آنکھوں کو بند کرو اور مجھ سے سن تین بار سو آنحضرت نے تین بار فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور علی مرتضیٰ سنتے تھے پھر علی مرتضیٰ نے تین بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا آنحضرتؐ اس کو سنتے تھے پھر علی مرتضیٰ نے یہ طریقہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کو تعلیم کیا

حضرت ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث کو تو ہم نے فقط ان مشائخ چشتیہ کے پاس پایا پھر جب مرشد ارادہ کرے اپنے مرید کی تلقین کرنے کا تو اس کو امر کرے روزہ رکھنے کا سو اگر پنجشنبہ کے دن ہو تو بہتر ہے پھر اس شخص کو امر کرے دس بار استغفار کرنے کا اور دس بار درود پڑھنے کو پھر مرشد کہے اللہ تعالیٰ

فرماتا ہے اپنے مضبوط کتاب میں فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ یعنی اللہ کو یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے سو تو اس پر کوشش کر کہ کوئی زمانہ بدون ذکر کے تجھ کو نہ گزرے اور معلوم کر اے طالب کہ تیرا دل رکھا ہے تیری بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر بصورت شگوفہ چلغوزہ کے اور اس کے دروازے ہیں ایک دروازہ اوپر کا ہے اور دوسرا نیچے کا دل کے اوپر کے دروازے کی کشائش تو ذکر جلی سے ہوتی ہے اور نیچے کے دروازے کی کشادگی ذکر خفی سے ہوتی ہے پھر جب تو ذکر جلی کا ارادہ کرے تو چار زانو بیٹھ کر پکڑ اس رگ کو جس کا کیماس نام ہے اپنے داہنے پاؤں کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کو داب کر یہ بھی فرمایا کیماس وہ رگ ہے زانو کے تلے ران کی جانب سے اتری ہے اور اس کا اس طرح سے پکڑنا نفی وساوس اور جمعیت ہمت کو مفید اور دل کو گرم کر دیتا ہے عجیب گرمی کے ساتھ اور بطریق مذکور بیٹھ بطور نشست نماز کے رو بقبلہ حضور دل سے ہمت کو مجتمع کر کے پھر کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سختی اور کشیدگی کے ساتھ اور قوت کو دل کے اندر سے نکال کر اور لفظ لا کا ناف سے نکال اور اس کو کھینچ داہنے مونڈھے تک اور لفظ الہ کا دماغ کی جھلی سے اشارہ کرے تو اس تصور سے گویا تو نے غیر خدا کی محبت کو اپنے اندر سے نکالا اور اس کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈالا پھر دوسرا دم لے سو اِلَّا اللّٰهُ کو دل میں سختی اور قوت کے ساتھ ضرب کر اور اس نفی اور اثبات سے مبتدی ملاحظہ کرے نفی معبودیت کا غیر خدا سے اور متوسط نفی مقصودیت کا اور منتہی نفی وجود کا اور شرط اعظم اس ذکر میں ہمت کا جمع کرنا اور معنی کو بوجھنا ہے اور ذکر جلی کرنے والے کو لائق یہ ہے کہ چوتھائی پیٹ خالی رکھے کچھ چکنائی کھایا کرے تاکہ اس کا دماغ نہ پریشان ہو خشکی کے سبب سے اور جبکہ تو اسے سالک پاس انفاس کا ارادہ کرے تو بیدار اور اپنے دموں پر واقف ہو جا پھر جب دم باہر

کو نکلے تو اس کے نکلنے کے ساتھ لَا اِلٰهَ کہہ گویا ہر چیز کی محبت تو سوائے خدا کے اپنے باطن سے نکالتا ہے اور جب دم اندر کی طرف آئے تو اس کے داخل ہونے کے ساتھ اِلَّا اللّٰهُ کہہ گویا تو داخل کرتا ہے اور محبت الٰہی کو ثابت کرتا ہے اپنے دل میں مشائخ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ رکن اعظم دل کا لگانا ہے اور گانٹھنا ہے مرشد کے ساتھ محبت اور تعظیم کی صفت پر اور اس کی صورت کا ملاحظہ کرنا میں کہتا ہوں حق تعالیٰ کے مظاہر کثیرہ ہیں سو نہیں اور سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اپنے منہ کے سامنے نہ تھوکے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ ہے اس کے درمیان اور اس کے قبلہ کے درمیان میں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کالی لونڈی سے پوچھا تو فرمایا اللہ کہاں ہے لونڈی نے آسمان کی طرف اشارہ کیا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ میں کون ہوں تو اس نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا مراد اس کی یہ کہ خدا نے تجھ کو بھیجا ہے پس فرمایا آپ نے کہ یہ ایمان دار ہے تو اے سالک تجھ پر کچھ مضائقہ نہیں اس میں کہ تو متوجہ نہ ہو مگر اللہ ہی کی طرف اور اپنا دل لگاوے مگر اسی سے اگر چہ ہو عرش کی طرف متوجہ ہو کر اور اس کا نور تصور کر کے جس کو حق تعالیٰ نے عرش پر رکھا ہے اور وہ نہایت روشن رنگ ہے چاند کے رنگ کے مانند یا تیلے کی طرف متوجہ ہو کر پھر جب طالب رنگین ہو جاوے ذکر کے نور سے تو مرشد اس کو مراقبہ کرنے کا امر کرے اور مراقبہ رقیب بمعنی محافظ اور نگہبان سے مشتق ہے اس کا نام مراقبہ اس واسطے رکھا گیا کہ سالک بعضی مراقبات میں اپنے دل کی نگہبانی کرتا ہے یا بعضے مراقبات میں اللہ تعالیٰ کا مراقب ہوتا ہے جیسا کہ اللہ اس کی حفاظت کرتا ہے تو مراقبہ کرنے کے وقت زبان سے کہے یا اپنے دل سے خیال کرے کہ اللہ حاضری اللہ ناظری اللہ شاہدی اللہ معی یا اس کا مراقبہ

کرے اَلَآ اِنَّہٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ یعنی آگاہ ہو جا کہ اللہ ہر چیز کو گھیرے ہے یا اس کا مراقبہ کرے کہ گویا اللہ حاضر ہے تیرے درمیان اور تیرے قبلے کے درمیان اور تو اس کو مشاہدہ کرتا ہے

مشائخ چشتیہ نے فرمایا جو چلے میں داخل ہونے کا ارادہ کرے اس کو چند امور کی رعایت کرنا لازم ہے ہمیشہ روزہ رکھنا اور سدا قیام شب کرنا اور بولنے اور کھانے اور سونے اور صحبت خلق کو کم کردینا اور ہمیشہ باوضو رہنا جاگنے اور سونے کے حالات میں اور مرشد کے ساتھ ہمیشہ دل کو لگائے رکھنا اور غفلت کو بالکل ترک کرنا یہاں تک کہ اس کے نزدیک غفلت از قسم حرام کے ہوجاوے پھر جب حجرے میں داہنا پاؤں داخل کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کہے اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کو تین بار پڑھے اور جب بایاں پاؤں داخل کرے تو اَللّٰھُمَّ سے آخر تک دعا کرے یعنی خداوند تو میرا کارساز ہے دنیا اور آخرت میں میرا مددگار ہو جا جیسا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار و کارساز تھا اور مجھ کو اپنی حب نصیب کر اور اپنے جمال کے ساتھ مشغول کرلے اور مجھ کو عباد مخلصین میں کرڈال اپنی ذات کی کششوں سے اے انیس اس کے جس کا کوئی انیس نہیں اے رب مجھ کو نہ چھوڑیو تنہا اور تو بہتر وارثین سے ہے پھر مصلی پر کھڑا ہو اور اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ کو اکیس بار پڑھے یعنی میں نے اپنا منہ متوجہ کیا یکسو ہو کر اس کی طرف جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں مشرکین میں داخل نہیں پھر دو رکعت پڑھے پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی پڑے اور دوسری رکعت میں آمن الرسول پھر لنبا سجدہ کرے اور دعا میں خوب کوشش کرے پھر پانچ سو بار یَا فَتَّاحُ کہے پھر ان اذکار میں مشغول ہو جن کو ہم ذکر کرچکے یعنی ذکر جلی اور

مشائخ چشتیہ نے فرمایا کہ جب قبرستان میں داخل ہو تو اِنَّا فَتَحْنَا دو رکعت میں پڑھے پھر میت کی طرف سامنے ہو کر کعبہ معظمہ کو پشت دے کر بیٹھے پھر سورہ ملک پڑھے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور گیارہ بار سورۃ فاتحہ پڑھے پھر میت سے قریب ہوجاوے پھر کہے یَارَبِّ یَارَبُّ اکیس بار پھر کہے یا روح اور اس کو آسمان میں ضرب کرے اور یَارُوْحَ الرُّوْحِ کی دل میں ضرب کرے یہاں تک کہ کشائش اور نور پاوے پھر منتظر رہے اس کا جس کا فیضان صاحب قبر سے ہو سکے دل پر مشائخ چشتیہ نے صلوٰۃ کن فیکون کے بیان میں کہا ہے کہ جس کو سخت حاجت پیش آوے تو چاہے کہ ہر رات کو لیال ثلاثہ یعنی چہار شنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کی راتوں میں دو رکعتیں ادا کرے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں فاتحہ سو بار اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ ایک بار اور سو بار یوں کہے اے آسان کنندہ دشوار یہا واے روشن کنندہ تاریکیہا سو بار اور استغفار کہے سو بار اور درود پڑھے سو بار اور حق تعالیٰ سے دعا کرے بحضور قلب پھر جب تیسری رات ہو تو بھی یہی کرے جو مذکور ہوا پھر پگڑی یا ٹوپی کو سر سے اتارے اور اپنی آستین کو اپنی گردن میں ڈالے اور روئے اور حق تعالیٰ سے دعا کرے پچاس بار تو بالضرور انشاء اللہ تعالیٰ دعا اس کی مستجاب ہوگی (واللہ اعلم)

مشائخ نقشبندیہ یہ فصل ہے مشائخ نقشبندیہ کے اشغال میں نقشبندیہ امام طریقت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری کے مرید ہیں اللہ راضی ہو ان سے اور ان کے سب مریدوں سے نقشبندیہ نے کہا کہ اللہ تک پہنچنے کی تین راہیں ہیں ایک تو ذکر ہے سو منجملہ ذکر کے نفی اور اثبات ہے اور وہی منقول ہے متقدمین نقشبندیہ سے اور طریقہ نفی اثبات کے ذکر کا یہ ہے کہ فرصت کو غنیمت جانے تشویشات بیرونی سے چنانچہ لوگوں کی گفتگو سننا اور تشویشات

اندرونی سے چنانچہ گرسنگی زائد اور غضب اور درد اور سیری بہت پھر موت کو یاد کرے اور تصور میں اس کو اپنے سامنے کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہے ان گناہوں کی جو اس سے صادر ہوئے پھر دونوں لبوں اور دونوں آنکھوں کو بند کرے اور دم کو اپنے پیٹ میں حبس کرے اور دل سے کہے لا اس کو اپنی ناف سے داہنی طرف نکالے اور کھینچے یہاں تک کہ اپنے مونڈھے تک پہنچے پھر مونڈھے کو سر کی طرف جھکاوے اور ہلاوے اور کہے الٰہ پھر ضرب لگاوے اپنے دل میں سختی سے اِلَّا اللہ کی

نقشبندیہ نے فرمایا حبس نفس یعنی دم روکنے کی عجیب خاصیت ہے باطن کے گرم کردینے اور جمعیت عزیمت اور عشق کے ابھارنے اور وساوس کے قطع کرنے میں اور بتدریج اندک اندک حبس دم کی مشق کرے تا اس پر گراں نہ ہو جائے اور خشکی کی بیماری نہ پیدا ہو جاوے اور حبس دم سے حبس غیر مفرط مراد ہے جس کی نوبت حصر نفس تک اور حبس دم کے مانند شمار طاق کی بھی عجیب خاصیت ہے تو اول اسی کلمہ توحید کو ایک بار ایک دم میں کہے پھر تین بار ایک دم میں کہے اسی طرح درجہ بدرجہ چند روز کی مشق میں اکیس بار تک پہنچنے طاق عدد کی مراعات کے ساتھ یعنی اول بار ایک بار اور دوسری بار تین بار اور تیسری بار پانچ بار اور چوتھی بار سات بار علی ہذا القیاس

اور شرط اعظم نفی واثبات کے ذکر میں ملاحظہ کرنا ہے نفی معبودیت یا نفی مقصودیت یا نفی وجود کا غیر اللہ تعالیٰ سے اور اثبات معبودیت وغیرہ کا حق تعالیٰ کے واسطے جیسے دل میں خطرات اور باطل خیالات گھومتے پھرتے ہیں اور جو شخص کہ اکیس بار تک پہنچا اور اس کے واسطے جذب یعنی کشش ربانی اور خدا کی طرف گردش باطن کا دروازہ نہ کھولا تو اس کو اس کے اسم کی مشغولی واجب ہوئی اور نفرت اشغال دیگر سے لازم آئی تو چاہیے کہ وہ معلوم کرے کہ اس کا عمل مقبول نہ ہوا تو بشروط مذکورہ اس کو پھر از سر نو تین سے شروع کرنا چاہیے اکیس بار تک اور منجملہ ذکر کے اثبات مجرد ہیں یعنی فقط اللہ کا ذکر کرے بدون نفی اور اثبات وغیرہ کے اور گویا کہ یہ ذکر متقدمین نقشبندیہ کے نزدیک نہ تھا اس کو خواجہ محمد باقی نے یا ان کے کسی قریب العصر نے نکالا ہے (اللہ اعلم)

نفی اور اثبات سلوک کے واسطے مفید تر ہے اور اثبات مجرد جذب اور کشش کے واسطے زیادہ تر مفید ہے اور طریقہ اثبات مجرد کا یہ ہے کہ اللہ کے لفظ کو اپنی ناف سے بشدت تمام نکالے اور اس کو کھینچے یہاں تک کہ اس کے دماغ کی جھلی تک پہنچے حبس دم کے ساتھ اور اندک اندک زیادہ کرتا جاوے یہاں تک کہ بعضے نقش بندی ایک دم میں اس کو ہزار بار کہتے ہیں اور البتہ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ اسم ذات کو ایک دم میں ہزار بار کہتی تھی اور اس سے اکثر بھی حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ ابتدائے سلوک میں نفی اور اثبات کو ایک دم میں دو سو بار کہتے تھے (اللہ اعلم)

اور دوسرا طریقہ وصول الی اللہ کا مراقبہ ہے اور طریقہ مراقبہ بسیط کا یہ ہے کہ دم کو بند کرے ناف کے نیچے تھوڑا سا پھر اپنے جمیع حواس مدرکہ سے متوجہ ہو مجرو بسیط کی طرف جس کو ہر شخص اللہ کا نام بولنے کے وقت تصور کرتا ہے ولیکن ایسے لوگ کمتر ہیں جو اس معنی بسیط کو لفظ سے خالی کر سکیں تو طالب کوشش کرے اس معنی بسیط کو الفاظ سے جدا کرے اور اس کی طرف متوجہ ہو بلا مزاحمت خطرات اور التفات ماسوائے اللہ کے اور بعضے لوگوں سے اس قسم کا ادراک نہیں ہو سکتا ہے سو بعضے مشائخ تو ایسے شخص کو اس طرح کی دعا بتاتے ہیں اور طریقہ اس دعا کا یہ ہے کہ ہمیشہ دل سے کیا کرے یوں کہے اے رب تو ہی میرا مقصود ہے میں بیزار ہو آیا تیری طرف تیرے ماسوا سے اور مانند اس کے کوئی اور

مناجات کرے اور بعضے مشائخ شخص مذکور کو خلائے مجرو یا نور بسیط کے خیال کرنے کو فرماتے ہیں تو طالب اس تخیل سے توجہ مذکور کی طرف بتدریج پہنچ جاتا ہے اور رابطہ مرشد کی شرط یہ ہے کہ مرشد قوی التوجہ ہو یادداشت کی مشق دائمی رکھتا ہو پھر جب ایسے مرشد کی صحبت کرے تو اپنی ذات کو ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر ڈالے سوا اس کی محبت کے اور اس کا منتظر رہے جس کا اس کی طرف سے فیض آوے اور دونوں آنکھیں بند کرے یا ان کو کھول دے اور مرشد کی دونوں آنکھوں کے بیچ میں تکی لگاوے پھر جب کسی چیز کا فیض آوے تو اس کے پیچھے پڑھاوے اپنے دل کی جمعیت سے اور چاہیے کہ اس فیض کی محافظت کرے

سالک پر واجب ہے کہ جب کسی شکل اور ہیئت پر ہو اور اس کو اس بات سے کوئی حال حاصل ہو تو اس شکل کو نہ بدل ڈالے پس اگر کھڑا ہو تو نہ بیٹھے اور اگر بیٹھا ہو تو کھڑا نہ ہو جائے اور بعضے وہ مشائخ ہیں جو سالک کو بتاتے ہیں دل میں اسم اللہ کو سونے سے لکھا ہوا خیال کرنے کا خواجہ محمد باقی اپنے انگوٹھے سے اپنی چاروں انگلیوں پر کچھ لکھتے تھے اپنی نشست اور بات کرنے اور سب کاموں میں فرمایا کہ میں نے اسم ذات ابتدائے سلوک میں لکھا تھا اور اب مجھ کو ایسی عادت ہو گئی ہے میں اس کے چھوڑنے پر قادر نہیں ہوں (واللہ اعلم)

اصطلاحات نقشبندیہ یہ ہیں (۱) ہوش در دم (۲) نظر بر قدم (۳) سفر در وطن (۴) خلوت در انجمن (۵) یاد کرد (۶) باز گشت (۷) نگہداشت (۸) یادداشت (۹) تو یہ آٹھ کلمات خواجہ عبد الخالق عجدوانی رحمتہ اللہ سے منقول ہیں اور ان کے بعد تین اصطلاحیں خواجہ نقشبند سے مروی ہیں (۱) وقوف زمانی (۲) وقوف قلبی (۳) وقوف عددی

تو ہوش در دم کے معنی ہیں ہوشیاری اور بیداری ہے ہر دم کے ساتھ تو ہمیشہ بیدار اور متجسس رہے اپنی ذات سے ہر سانس میں کہ وہ غافل ہے یا ذاکر اور یہ طریقہ ہے بتدریج دوام حضور کے حاصل کرنے کا اور اس طرح کی ہوشیاری مبتدی کے واسطے مخصوص ہے پھر جب آگے بڑھے اور سلوک کے درمیان میں آوے تو چاہیے کھوج کرتا رہے اپنی ذات کا تھوڑی مدت میں اس طرح کہ تامل کرے ہر ساعت کے بعد کہ اس ساعت میں غفلت آئی یا نہیں سو اگر آ گئی ہو تو استغفار کرے اور آئندہ کو اس کے چھوڑنے کا ارادہ کرے یہاں تک کہ دوام حضور کو پہنچ جاوے اور یہ پچھلے طریق کی ہوشیاری مسمی بوقوف زمانی ہے اس کو خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ نے استخراج کیا اس واسطے کہ انہوں نے معلوم کیا کہ متوجہ ہونا علم العلم کی طرف یعنی دانست کو دریافت کرنا ہر دم میں سالک متوسط کے حال کو پریشان کرتا ہے اس کے مناسب تو استغراق ہے توجہ الی اللہ میں اس طرح پر کہ اس کو اپنے متوجہ ہونیکی دانست میں مزاحم حال نہ ہو اور نظر بر قدم سے تو یہ مراد ہے کہ سالک پر واجب ہے کہ اپنے چلنے پھرنے کے وقت کسی چیز پر نظر نہ ڈالے سوائے اپنے قدم کے اور نہ اپنے بیٹھنے کی حالت میں دیکھے مگر اپنے آگے اس واسطے کہ نقوش مختلف کا دیکھنا اور تعجب انگیز رنگوں کا نظر کرنا سالک کی حالت کو بگاڑ دیتا ہے اور اس سے روکتا ہے جس کی وہ طلب میں ہے اور حکم نظر میں ہے لوگوں کی آوازوں اور ان کی باتوں کی طرف کان لگانا اپنے والد مرشد سے میں نے سنا فرماتے تھے کہ یہ یعنی نظر کو نیچے رکھنا بہ نسبت مبتدی کے ہے اور منتہی پر تو واجب ہے کہ تامل کرے اپنے حال میں کہ وہ کس نبی کے قدم پر ہے اس واسطے کہ بعضے اولیاء سید المرسلین محمد علیہ الصلوۃ والسلام کے قدم پر ہوتے ہیں اور ان کو پوری جامعیت کمالات کی حاصل ہوتی ہے اور بعض ولی موسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہوتا ہے و علی ہذا القیاس پھر جب منتہی اپنے پیشوا کو پہچان

لے تو چاہیے کہ اس کے حالات اور واقعات اپنے پیشوا کے واقعات کے مناسب ہوں (واللہ اعلم)

اور سفر در وطن کا تو مطلب نقل کرنا ہے صفات بشریہ خسیسہ سے صفات ملکیہ فاضلہ کی طرف تو سالک پر واجب ہے کہ اپنے نفس کا متفحص رہے کہ آیا اس میں کچھ حب خلق باقی ہے پھر جب اس کو جان جاوے تو از سر نو توبہ کرے اور جانے کہ یہ میرا بت ہے اس واسطے کہ جو تجھ کو خدا سے باز رکھے وہ فی الواقع تیرا بت ہے پھر کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے ارادہ کرے کہ میں نے فلانی چیز کی محبت کو نفی کردیا اور اِلَّا اللّٰهُ سے قصد کرے کہ اللہ کی محبت میں نے اس کے مقام پر ثابت کردی اور وجہ اس کی یہ ہے کہ غیر خدا کی محبت کی رگیں دل کے اندر بہت چھپی ہوئی ہیں ان کا نکالنا ممکن نہیں مگر کمال تفحص اور تلاش سے اور سالک پر واجب ہے کہ تلاش کرے کہ آیا اس کے دل میں کسی کا حسد یا کسی کا کینہ یا اعتراض موجود ہے تو اس کو توڑا کرے اس کلمے کی مداوت سے اور خلوت در انجمن کا یہ مطلب ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے اپنے جمیع حالات میں پڑنے میں اور کلام کرنے اور کھانے پینے اور چلنے میں تو سالک کو واجب ہے کہ خدا کی طرف متوجہ رہنے کا ملکہ یعنی قوت راسخہ بہم پہنچاوے ان اشغال مذکورہ کی مشغولی کے وقت خواجہ نقشبند نے فرمایا کہ اسی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے قول میں کہ مردوہ لوگ ہیں کو سوداگری اور خرید وفروکت ذکر اللہ سے غافل نہیں کرتی اور یاد کرو سے مراد ذکر اللہ ہے یا بہ نفی اثبات یا باثبات مجرد چنانچہ اس کی تفصیل مذکور ہو چکی اور باز گشت یعنی رجوع کرنا اور پھر اس سے عبارت ہے کہ قدرے ذکر کے بعد تین بار پانچ بار مناجات طرف رجوع کرے سو یوں دعا کرے اللہ عزوجل سے بحضور دل کہ اے میرے رب تو ہی میرا مقصود ہے میں نے دنیا اور آخرت کو چھوڑا تیرے ہی واسطے اپنی نعمت کو مجھ پر پورا کر اور پورا وصال اپنا مجھ کو نصیب فرما والد قدس سرہ سے میں نے سنا فرماتے تھے یہ شرط عظیم ہے ذکر میں تو لائق نہیں کہ سالک اس سے غافل ہو اس واسطے کہ جو ہم نے پایا اس کی برکت سے پایا اور نگاہداشت تو عبارت ہے خطرات اور احادیث نفس کے ہانکنے اور دور کرنے سے تو سالک کو لائق ہے کہ بیدار اور ہوشیار رہے سو کسی خیال اور خطرے کو اپنے دل میں نہ چھوڑے کہ خطور کرسکے خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سالک کو لائق ہے کہ خطرے کو اس کے ابتدائے ظہور میں روک دے اس واسطے کہ جب ظاہر ہو چکے گا تو نفس اس کی طرف مائل ہو جاوے گا اور ون نفس میں اثر کرے گا پھر اس کو دور کرنا مشکل ہو گا تو یہ یعنی نگاہداشت طریقہ ہے حاصل کرنے ملکہ خلو تختہ ذہن کا خطرات اور وساوس کے خطور کرنے سے اور یاد داشت تو عبارت ہے توجہ صرف سے جو خالی ہے الفاظ اور تخیلات سے واجب الوجود کی حقیقت کی طرف اور حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا باستقامت حاصل نہیں ہو گا مگر فنائے تام اور بقائے کامل کے بعد (واللہ اعلم)

اور وقوف زمانی کی تفسیر کو تو ہم نے ہوش در دم کی تفسیر میں بیان کیا یعنی بعد ہر ساعت کے تامل کرنا کہ اور وقوف عددی تو عدد طاق کی محافظت کرنے کا نام ہے اور وقوف قلبی عبارت ہے اس توجہ قلب کی طرف جو بائیں طرف چھاتی کے نیچے موضوع ہے اور حکمت اس توجہ کی ویسی ہے جیسے ضروریات کی رعایت میں حکمت ہے مشائخ قادریہ کے نزدیک (یعنی تا اپنے غیر کے سوا توجہ نہ باقی رہے اور خطرات بیرونی کا دل میں دخل نہ ہونا بتدریج تاکہ خدا ہی میں توجہ منحصر ہو جاوے اور نقشبندیوں کے عجائب تصرفات ہیں ہمت باندھنا کسی مراد پر پس ہوتی ہے وہ مراد ہمت کے موافق اور طالب میں تاثیر کرنا اور بیماری کو مریض سے دفع کرنا اور عاصی پر

توبہ کا افاضہ کرنا اور لوگوں کے دلوں میں تصرف کرنا تاکہ وہ محبوب اور معظم ہو جاویں یا ان خیالات میں تصرف کرنا تاکہ ان میں واقعات عظیمہ متمثل ہوں اور آگاہ ہو جانا اہل اللہ کی نسبت پر زندہ ہوں یا اہل قبور اور لوگوں کے خطرات قلبی پر اور جو ان کے سینوں میں خلجان کر رہا ہے اس پر مطلع ہونا اور وقائع آئندہ کا مکشوف ہونا اور سوائے ان کے اور بھی تصرفات ہیں اور ہم تجھ کو اسے کتاب کے دیکھنے والے ان میں سے بعض تصرفات پر آگاہ کرتے ہیں بطریق نمونے کے اور اس قسم کے تصرفات کا نقشبندیوں کے نزدیک جو فنائی اللہ اور بقا باللہ کے لوگ ہیں تو ان کی تو اور ہی شان عظیم ہے اور اکابر کے سوا باقی متوسطین کے نزدیک طالب میں تاثیر کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مرشد طالب کے نفس ناطقہ کی طرف متوجہ ہو کر اپنی پوری قوی ہمت سے ٹکرائے پھر ڈوب جائے اپنی نسبت میں جمعیت خاطر سے اور یہ تصرف اس کے بعد ہو گا کہ نفس مرشد کی نسبت کا حامل ہو ان بزرگوں کی نسبتوں میں سے اور اس نسبت کا اس کو ملکہ راسخہ ہو کہ ہر دم اس کے قابو میں ہو پھر مرشد کی نسبت طالب کی طرف منتقل ہو گی اس کی لیاقت اور استعداد کے موافق اور بعضے نقشبندی اس توجہ کے ساتھ ذکر کو اور طالب کے دل پر ضرب لگانے کو بھی ملا دیتے ہیں اور جب کہ طالب غائب ہو تو اس کی صورت کو خیال کرتے ہیں اور اس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یعنی غائب کو توجہ دیتے ہیں اس کی صورت کو خیال کر کے اور ہمت تو عبارت ہے اجتماع خاطر اور قصد کے مضبوط ہو جانے سے بصورت آرزو اور طلب کے اس طرح پر کہ دل میں کوئی خطرہ نہ سماوے سوا اس مراد کے جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اور مجھ کو خبر دی اس نے جس پر مجھ کو اعتماد ہے کہ بعضے شیوخ نفی اور اثبات میں مشغول ہوتے ہیں اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سے یہ ارادہ کرتے ہیں کہ کوئی اس آفت کا ٹالنے والا نہیں اور کوئی روزی دینے والا نہیں یا اس کے مناسب جو مدعا ہو سوائے اللہ کے اور بیماری کا دور کرنا اس سے عبارت ہے کہ مرد صاحب نسبت اپنی ذات کو بیمار خیال کرے اور یہ جانے کہ یہ بیماری مجھ میں ہے اور اس پر ہمت کو جمع کرے اس طرح پر کہ اس کے دل میں کوئی خطرہ نہ آوے سوائے اس تصور کے تو مریض کی بیماری اس شخص کی طرف منتقل ہو جاوے گی اور یہ امر عجائبات قدرت اور صنعت ایزدی سے ہے اس کے خلق میں اور افاضہ توبہ کی صورت یہ ہے کہ صاحب نسبت اپنی ذات کو وہ عاصی خیال کرے بعد اس کے کچھ اس میں تاثیر کرے اس طرح پر کہ گویا اس کی ذات اس کی ذات سے مل گئی اور دونوں ذاتوں میں اتصال ہو گیا اور از سر نو شروع کرے سو اس معصیت نادم اور شرمندہ ہو اور حق تعالیٰ سے استغفار کرے تو وہ عاصی جلد توبہ کرے گا اور تصرف کرنا لوگوں کے دل میں تاکہ ان میں محبت آجاوے یا ان کے محل اور اک میں تصرف کرنا آتا ان میں واقعات متمثل ہو جاویں اس کا طریقہ یہ ہے کہ بقوت ہمت طالب کے نفس سے بھڑ جاوے اور اس کو اپنے نفس سے متصل کر لے پھر محبت یا واقعے کی صورت کو خیال کرے اور ان کی طرف متوجہ ہو اپنے دل کی جمعیت سے تو اس میں اثر ہو گا جس کی طرف ہو اور اس میں محبت ظاہر ہو جاوے گی اور واقعہ اس کے ذہن میں صورت پکڑ جاویگا اور اہل اللہ کی نسبت سے مطلع ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے سامنے بیٹھے اگر وہ زندہ ہو یا اس کی قبر کے پاس بیٹھے اگر وہ مردہ ہو اور اپنی ذات کو ہر نسبت سے خالی کر ڈالے اور اپنی روح کو اس کی روح تک پہنچاوے چند ساعت یہاں تک کہ اس کی روح سے متصل ہو اور مل جاوے پھر اپنی ذات کی طرف رجوع کرے پھر جو کیفیت کہ اپنے نفس میں پاوے، تو البتہ وہی اس شخص کی نسبت ہے اور اشرف خواطر یعنی

دل کی باتوں کے دریافت کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اپنی ذات کو ہر بات اور ہر خطرے سے خالی کرے اور اپنے نفس تک پہنچاوے پھر اگر اس کے دل میں کچھ کھٹکے اور کوئی بات معلوم ہو بطریق پر تو پڑنے کے تو وہی بات اس کے دل کی ہے اور وقائع آئندہ کے کشف کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دل کو خالی کرے ہر چیز سے سوائے اس واقعے کے دریافت کے انتظار کے پھر جب اس کے دل سے ہر خطرہ منقطع ہو جاوے اور انتظار اس مرتبہ پر ہو جیسے پیاسے کو پانی کی طلب ہوتی ہے اپنی روح کو ساعت بساعت ملاء اعلیٰ یا اسفل کی طرف بلند کرنا شروع کرے بقدر اپنی استعداد کے اور ان ہی کی طرف یک سو ہو جاوے تو جلد اس پر حال کھل جاوے خواہ ہاتف کی آواز سے یا جاگتے میں اس واقعہ کو دیکھ کر یا خواب میں اور بلائے نازلہ کے دفع کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس بلا کو اس کی صورت مثالی کے ساتھ خیال کرے اور اس کی مصادمت اور دفع کرنے کو بقوت تمام خیال کرے پھر اپنی ہمت کو اس پر مجتمع کرے اور اپنی روح کو ساعت بساعت ملاء اعلیٰ یا ملاء سافل کے مکان کی طرف بلند کرے اور ان ہی کی طرف یکسو ہو جاوے تو عنقریب وہ دفع ہو جاوے گی (واللہ اعلم)

اور ایسے تصرفات کی شرط اور رجوان کے قائم مقام ہیں متصل کرنا ہے اثر دینے والے کے نفس کو اس نفس سے جس میں تاثیر کرنا منظور ہے اور ملا دینا اس کے ساتھ اور اس تک پہنچا دینا اور جو لوگ بدن کے حجابوں سے پاک ہو گئے ہیں وہ اس اتصال کو پہنچاتے ہیں اور اس کے واصل کرنے پر قادر ہیں (واللہ اعلم) اور شیخ احمد مجد دالف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے طریقے میں اور اشتغال ہیں تو چاہیے کہ ہم ان کو مجمل ذکر کریں معلوم کر کہ حق تعالیٰ نے انسان میں چھ لطیفے پیدا کیے ہیں جن کے حقائق جدا جدا ہیں بذات خود چنانچہ یہی ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ موصوف کے اور ان کے تابعین کے کلام سے یا لطائف ستہ جہات اور اعتبارات ہیں نفس ناطقہ کے تو وہی نفس ناطقہ ایک اعتبار سے مسمی بقلب ہے اور دوسرے اعتبار سے اس کا روح نام ہے وعلیٰ ہذا القیاس باقی لطائف اور خلاصہ یہ کہ شیخ احمد سرہندی کی غرض یہ ہے کہ ان لطائف میں سے ہر لطیفے کو تعلق اور ارتباط ہے بدن کے بعض اعضاء سے تو قلب کا تعلق بائیں چھاتی کے نیچے دو انگل پر ہے اور روح کا ارتباط داہنی چھاتی کے نیچے بمقابلہ دل ہے اور سر کا تعلق داہنی چھاتی کے اوپر وسط کی طرف جھکتے ہوئے اور خفی بائیں چھاتی کے اوپر وسط کی طرف مائل ہے اور اخفی کا مقام خفی کے اوپر ہے اور سر وسط میں ہے اور نفس کا مقام دماغ کے بطن اول میں ہے اور ہر ایک عضو میں اعضائے مذکورہ سے نبض کے مانند حرکت ہے تو شیخ ممدوح اس حرکت کی محافظت کا اور اس ---------------- حرکت کو اسم ذات خیال کرنے کا فرماتے ہیں پھر نفی اور اثبات کا ارادہ کرتے ہیں لا کے لفظ پھیلاتے ہوئے جمع لطائف مذکورہ پر اور اِلَّا اللّٰہُ کے لفظ کو دل پر ضرب لگا کر کرو (واللہ اعلم)

حقیقت نسبت اور اس کی تحصیل کا بیان

نسبت اللہ عزوجل کی انتساب اور ارتباط سے عبارت ہے اور تحصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ بندے نے جب طاعات اور طہارت اور اذکار پر مداومت کی تو اس کو ایک صفت حاصل ہو جاتی ہے جس کا قیام نفس ناطقہ میں ہے اور اس توجہ کا ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے صفت قائمہ سے تشبیہ ملکوت مراد ہے اور ملکہ توجہ سے تطلع جبروت مقصود ہے تو نسبت کی یہ دونوں جنسیں ہیں ہر جنس کے نیچے انواع کثیرہ داخل ہیں سو منجملہ انواع مذکورہ کے محبت اور عشق کی نسبت ہے تو اس میں محبت کی صفت محکم ہو جاتی ہے قلب کے اندر اور منجملہ انواع مذکورہ نفس شکنی اور بیزاری لذات کی نسبت ہے ذات مقدس کی طرف متوجہ رہنا اسی کا نام نسبت مشاہدہ ہے حاصل کلام

بالا جمال یہ ہے کہ حضور مع اللہ رنگ برنگ ہے بحسب اتصال معنی محبت یا نفس شکنی یا ان کے غیر یادداشت کے ساتھ اور نفس انسانی میں اس رنگ مخصوص کا ملکہ راسخہ یعنی کیفیت تو یہ قائم ہو جاتی ہے اور یہی ملکہ اور کیفیت مسمی بہ نسبت ہے اور یہ گمان نہ کیجیو کہ نسبت مذکورہ میں حاصل ہوتی مگر ان ہی اشغال سے بلکہ حق یہ ہے کہ یہ اشغال بھی اس کی تحصیل کا ایک طریق ہے ظن غالب یہ ہے کہ حضرات صحابہ اور تابعین سکینہ یعنی نسبت کو اور ہی طریقوں سے حاصل کرتے تھے اور منجملہ اس کے طہارت پر اور موت کی یاد پر جو لذات کی کاٹنے والی ہے محافظت کرنا اور جو حق تعالیٰ نے مطیعوں کے واسطے ثواب مہیا کیا ہے اور جو گنہگاروں کے واسطے عذاب معین فرمایا اس کو ہمیشہ یاد رکھنا تو اس مواظبت اور یاد کے سبب لذات حسیہ سے انفکاک اور انقطاع حاصل ہو جاتا تھا اور منجملہ اس کے مواظبت ہے قرآن مجید کی تلاوت پر اور اس کے معانی غور کرنے پر اور نصیحت کرنیوالے کی بات سننے پر اور ان احادیث کے تامل کرنے پر جن سے دل نرم ہو جاتا ہے خلاصہ یہ کہ حضرات صحابہ اور تابعین اشیائے مذکورہ پر مدت کثیرہ مواظبت اور دوام کرتے تھے تو ان کو تقرب الی اللہ کا ملکہ راسخہ اور بیسات نفسانیہ حاصل ہو جاتی تھی اور اسی پر محافظت کیا کرتے تھے بقیہ عمر میں اور یہی مقصود متوارث ہے شارع سے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوراثت چلا آیا ہمارے مرشدوں کے طریق میں اس میں کچھ شک نہیں اگرچہ الوان مختلف ہیں اور تحصیل نسبت کے طریقے رنگ برنگ ہیں

پھر معلوم کرنا چاہیے کہ نسبت پر مداومت کرنے والے کے حالات رفیع الشان نبوت ہوتے ہیں گاہے کوئی اور کبھی کوئی سالک ان حالات رفیعہ کو غنیمت جانے اور معلوم کرے کہ حالات مذکورہ طاعات قبول ہونے اور باطن نفس اور دل کے اندر اثر کرنے کے علامات ہیں منجملہ احوال رفیعہ کے مقدم رکھنا ہے طاعات الٰہی کا اس کے جمیع ماسواء پر اور اس پر غیرت کرنا ابو طلحہ انصاریؓ اپنے باغ میں نماز پڑھتے تھے تو ایک چڑیا خوش رنگ اڑی سو ادھر ادھر جھانکتی پھرتی تھی اور نکل جانے کی راہ تلاش کرتی تھی درخت ایسے پیچاں اور زمین پر جھکے تھے کہ اس کا نکلنا دشوار ہوا تو ان کو یہ امر خوش معلوم ہوا تو ایک ساعت اپنی نظر کو اس کے ساتھ دوڑایا پھر اپنی نماز کی طرف متوجہ ہوئے تو یہ معلوم نہ رہا کتنی پڑھی تھی تو کہا کہ یہ میرا مال یعنی باغ میرے حق میں فتنہ ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہؐ یہ باغ خیرات ہے اللہ کی راہ میں اس کو رکھیے اور دیجئے جہاں کہیں چاہیے اور سلیمان علیہ السلام کا قصہ جس کا اس آیت میں اشارہ ہے فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ مشہور اور معلوم ہے اور منجملہ حالات رفیعہ مذکورہ کے اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اس طرح پر کہ اس کا اثر بدن اور جوارح پر ظاہر ہو جاتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات شخصوں کو حق تعالیٰ اپنے سایہ رحمت میں رکھے گا یہاں تک کہ پانچواں شخص فرمایا وہ مرد ہے جس نے اللہ کو خالی مکان میں یاد کیا پھر اس کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بہنے لگیں اور حدیث میں وارد ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ ایک قبر پر کھڑے ہوئے تو اتنا روئے کہ داڑھی تر ہو گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب تہجد کی نماز پڑھتے تھے تو سینہ مبارک سے جوش کی آواز آتی تھی دیگ کے جوش کرنے کی طرح یعنی رونے کی ایسی آواز آتی تھی سینہ مبارک سے جیسے ہانڈی سن سن بولتی ہے

ایک خواب جس کو نیک مرد دیکھے یا اس کے واسطے دوسرا نیک مرد سچا خواب دیکھے وہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ اور رویائے صالحہ سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت ہے خواب میں، دیکھنا جنت اور نار کا دیکھنا صالحین اور انبیاء علیہم السلام کا اس کے بعد مکانات متبرکہ کا خواب میں دیکھنا جیسے بیت اللہ محترم یا مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا یا بیت المقدس یا انوار اور طیبات کو دیکھنا جیسے دودھ اور شہد اور گھی کا پینا، چنانچہ کتب احادیث کی کتاب الرویا میں مذکور ہے اور اسی طرح فرشتوں کا دیکھنا جاگنے کی حالت میں حدیث میں آیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ بواسطہ نور الٰہی کے نظر کرتا ہے۔ اور منجملہ حالات رفیعہ کے دعا کا قبول ہونا اور ظاہر ہونا اس کا جس کا اللہ سے طالب ہے اپنی ہمت کی کوشش سے اور اسی طرف اشارہ حدیث میں ہے کہ بعض شخص غبار آلود پریشان ہو پھٹے کپڑوں والا جس کو کوئی خیال میں نہیں لاتا، اگر وہ قسم کھا بیٹھے اللہ کے بھروسے پر تو حق تعالیٰ اس کی قسم کو سچا کردے۔ پھر بعد حاصل ہونے نسبت کے دوسرا عروج اور ترقی ہے اور وہ عبارت ہے فنافی اللہ اور بقا باللہ سے اور نزدیک واقعی یہ امر ہے کہ مرتبہ فنا اور بقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بواسطہ مشائخ سند متصل سے متوارث نہیں بلکہ یہ تو خدا کی دین ہے جس کو اپنے بندوں میں سے چاہے عنایت کرے بدوں توارث کے اور اس مدعا کا شاہد وہ امر ہے جو خواجہ نقشبند سے منقول ہے کہ کسی نے ان کے پیروں کا سلسلہ پوچھا تو فرمایا کوئی شخص اللہ تک اپنے سلسلے کے واسطے سے نہیں پہنچا بلکہ مجھ کو تو کشش ربانی پہنچ گئی، سو اس نے مجھ کو اللہ تک پہنچا دیا یہ کلام مطابق ہے اس حدیث مروی کے کہ ربانی کششوں میں ایک کشش جن اور انسان کے عمل کے مقابل ہے اس کو یاد رکھنا بایں ہمہ خواجہ نقشبند کے مرشدوں کا سلسلہ معروف اور مشہور ہے سو اس امر کی جو زیادہ تحقیق چاہے۔

خاندان ولی اللّٰہی کے اعمال مجربہ یَامُغْنِیُ کی مواظبت ہر دن گیارہ سو بار اور سورہ مزمل پڑھنے کی چالیس بار سو اگر نہ ہو سکے تو گیارہ بار یہ دونوں عمل غنائے دلی اور ظاہری دونوں عمل غنائے دلی اور ظاہری کے واسطے مجرب ہیں۔ جب کوئی اپنے دانت کے درد یا سر کے درد سے نالاں آوے یا اس کو ریاح ستائے ہو تو ایک تختی یا پٹڑی پاک لے اور اس پر پاک ریت ڈال اور ایک کیل یا کھونٹی سے اس پر ابجد ہوز حطی لکھ اور کیل کو الف پر زور سے داب اور ایک بار سورہ فاتحہ پڑھ اور درد والا آدمی اپنی انگلی کو درد کے مقام پر زور سے رکھے رہے پھر اس سے پوچھ کہ تجھ کو آرام ہو گیا اگر درد جاتا رہا تو خوب ہے اور نہیں تو کیل کو دوسرے حرف یعنی بے کی طرف نقل کرے اور دو بار سورۃ فاتحہ پڑھے اور پوچھے پہلی بار کی طرح کہ صحت ہوئی یا نہیں اگر صحت ہو گئی تو فہو المراد اور نہیں تو جیم کی طرف کیل کو نقل کرے اور تین بار الحمد پڑھے اور اسی طرح ہر حرف پر کیل سے دابتا جاوے اور سورہ فاتحہ کو ہر بار پڑھتا جاوے تو آخر حرف تک نہ پہنچے گا مگر یہ کہ خدا اس کے اندر ہی شفا عنایت کرے گا۔ جب تجھ کو کوئی حاجت پیش آوے یا کوئی شخص تیرا غائب ہو اور چاہے کہ حق تعالیٰ اس کو سالم اور غانم پھیر لاوے یا کوئی تیرا بیمار ہو سو تو چاہے کہ اللہ تعالے اس کو صحت بخشے تو سورہ فاتحہ کو اکتالیس بار فجر کی سنت اور فرض کے درمیان میں پڑھ۔ جس کو باؤلا کتا کاٹے اور اس کے دیوانہ ہو جانے کا خوف ہو تو اس آیت کو روٹی کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ اِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا لفظ رُوَيْدًا تک اور اس کو کہہ دے کہ ہر دن ایک ٹکڑا کھایا کرے۔ جو شخص سورۃ واقعہ کو ہر رات پڑھے اس کو فاقہ نہیں ہوتا۔ جو شخص اپنے سونے کے وقت اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سورہ کہف کے آخر تک پڑھے اور اللہ

تعالےٰ سے یہ دعا کرے کہ اس کو جگاوے جس وقت کا کہ ارادہ کرے تو حق تعالےٰ اس کو جگاوے گا اسی وقت۔ جو شخص کسی صاحب حکوت سے ڈرے اس کو چاہئے یوں کہے۔ اور چاہیے کہ داہنے ہاتھ کی ہر انگلی کو بند کرے لفظ اول کے ہر حرف کے تلفظ کے ساتھ، اور بائیں ہاتھ کی ہر انگلی کو قبض کرے لفظ ثانی کے ہر حرف کے نزدیک پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیاں بند کئے چلا جاوے پھر دونوں کو کھول دے اس کے سامنے جس سے ڈرتا ہے۔ القیاس لفظ ثانی کے ہر حرف کے ساتھ ایک ایک انگلی بائیں ہاتھ کی بند کرے۔ اور میں نے حضرت والد سے سنا فرماتے تھے تینتیس آیتیں ہیں کہ جادو کے اثر کو دفع کرتی ہیں اور شیطان اور چوروں اور درندے جانوروں سے پناہ ہوجاتی ہے چار آیتیں سورہ بقر کے اول سے اور آیتہ الکرسی دو آیتیں اس کے بعد کی۔ خالدون تک اور تین آیتیں آخر سورہ بقرہ کی یعنی لِلّٰہِ مَافِی السَّمٰوٰتِ سے آخر تک اور تین آتیں سورہ اعراف کی ان ربکم سے محسنین تک اور سورہ بنی اسرائیل کی پچھلی آیت یعنی قُلِ ادْعُوا اللّٰہَ اَوِادْعُوا الرَّحْمٰنَ سے آخر تک اور دس آیتیں صَافّٰات کے اول سے لَازِبٍ تک اور دو آیتیں سورہ رحمن کی یا معشر الجن سے تَنْتَصِرَانِ تک اور آخر سورہ حشر کی لَوْ اَنْزَلْنَا سے آخرت تک اور دو آیتیں سورہ جن کی یعنی قل اوحی کی وَاَنَّہٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا سے شططا" تک تو یہی آیات مذکورہ تینتیس آیات سے مسمی ہیں اور ہمارے والد مرشد آیات مذکورہ پر سورہ فاتحہ اور قُلْ یَااَیُّھَا الْکَافِرُوْنَ اور قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ زیادہ کرتے تھے اور سورہ جن سے اول آیت یعنی قل اوحی سے شططا" تک لیتے تھے۔ جب چیچک کی بیماری ظاہر ہو تو نیلا تاگا لے اور اس پر سورہ رحمن پڑھ اور جس بار کہہ تو فَبِاَیِّ اٰلَاءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰانِ پر پہنچے تو ایک گرہ دے اور اس پر پھونک ڈال اور دھاگے کو لڑکے کی گردن میں باندھ دے حق تعالیٰ اس کو اس بیماری سے آرام دے گا۔ اصحاب کہف کے نام امان ہیں ڈوبنے اور جلنے اور غارت گری اور چوری سے الٰہی سے آخر تک دعا کرے۔ الھی بحرمته یملیخا مکسلمینا کشفو طط اذر فطیونس کشا فطیونس، تیبونس بوانس بوس وکلبھم قطمیر وَعَلَی اللّٰہِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْھَا جَائِرٌ جب تجھ کو کوئی حاجت درپیش آوے تو یَابَدِیْعَ الْعَجَائِبِ بِالْخَیْرِ یَابَدِیْعُ کو بارہ سو بار پڑھ بارہ دن تک کہ حق تعالےٰ تیری حاجت برلاوے گا اور ان اعمال مذکورہ کو اول فصل سے یہاں تک مجھ کو میرے والد مرشد نے اجازت دی ہے منجملہ اور اعمال کے کہ جن میں مجھ کو اجازت فرمائی۔ حاجات مشکلہ کے بر آنے کے واسطے چار رکعتیں پڑھے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ فَاسْتَجَبْنَالَہٗ وَنَجَّیْنَاہُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذَالِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ کو سو بار پڑھے اور دوسری رکعت میں بعد فاتحہ کے رَبِّ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ سو بار پڑھے اور تیسری رکعت میں بعد فاتحہ کے وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْ اِلَی اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ سو بار پڑھے اور چوتھی رکعت میں بعد فاتحہ کے قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ سو بار پڑھے پھر سلام پھیر کے رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ سو بار اور جس کو شیطان باؤلا کر ڈالے یعنی جس پر آسیب کا خلل ہو تو اس کے بائیں کان میں یہ آیت سات بار پڑھے وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمَانَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ اور دفع آسیب کا یہ بھی عمل ہے کہ اس کے کان میں سات بار اذان دے اور سورہ

فاتحہ اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور آیۃ الکرسی اور سورہ طارق یعنی والسماء والطارق اور سورہ حشر کی آیتیں یعنی ہواللہ الذی سے آخر تک اور سوہ صافات ساری پڑھے آسیب جل جاوے۔

اور آسیب زدہ کے واسطے یہ بھی عمل ہے کہ اس کے کان میں آخر سورہ مومنون کی یہ آیتیں پڑھے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ الی اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ اور دفع آسیب کا یہ بھی عمل ہے کہ پانی پر سورہ فاتحہ اور آیۃ الکرسی اور پانچ آیتیں اول سورہ جن کی پڑھے اور اس پانی کا اس کے منہ پر چھینٹا مارے کہ ہوش میں آجاوے گا۔ اور جب کسی مکان میں جن معلوم ہوتا ہو تو اسی پانی سے اس مکان کی نواحی میں چھینٹے مارے تو وہاں پھر نہ آوے گا۔ اور واسطے قریب ہونے شیطان کے گھر سے اور ان کے پتھر پھینکنے کے لئے یہ آیت پڑھے اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا چار لوہے کی کیلوں پر ہر کیل پر پچیس پچیس بار پھر ان کو گھر کے چاروں کونوں میں ٹھونک دے۔ اور یہ بھی دفع جن کا عمل ہے کہ اصحاب کہف کے نام گھر کی دیواروں میں لکھے۔

اور عقیمہ یعنی بانجھ عورت کے واسطے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے یہ آیت لکھے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا پھر اس تعویذ کو اس کی گردن میں باندھے اور یہ بھی عقیمہ کے واسطے ہے کہ چالیس لوگوں کو ہر دن کھلاوے اور شروع کرے حیض کے غسل کے ہونے سے اور ان دنوں میں اس کا زوج اس سے صحبت کرتا رہے۔ اور جو عورت بچہ اسقاط کردیتی ہو تو ایک تاگا کسم کا رنگا اس کے قد کے برابر لے اور اس پر نوگرہیں لگاوے اور ہر گرہ پر وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ اور قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ پڑھے اور پھونکے۔ اور جس عورت کو دوزہ یعنی لڑکا پیدا ہونے کا درد تکلیف دے تو پرچہ کاغذ میں یہ آیت لکھے وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اھیا اشر اھیا اور اس پرچے کو ایک کپڑے میں لپیٹے اور اس کی بائیں ران پر باندھے تو وہ جلد جنے گی میں کہتا ہوں مجھ کو یاد ہے جلال الدین سیوطی کی کتاب در منثور سے براویت اعمشؒ کہ یہ کلمہ اھیا اشر اھیا جناب موسیٰ علیہ السلام کی دعا ہے معنی اس کے یہ ہیں کہ اے زندہ قبل ہر چیز کے اور اے زندہ بعد ہر چیز کے۔ اور جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو حمل پر تین مہینے گزرنے سے پہلے ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے اس آیت کو لکھے۔ اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ اور اس آیت کو لکھے يٰزَكَرِيَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا پھر یہ لکھے بحق مَرْيَمَ وَعِيْسٰى اِبْنًا صَالِحًا طَوِيْلَ الْعُمُرِ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ پھر اس تعویذ کو حاملہ باندھے رہے۔ اور اس شخص نے جس پر مجھ کو اعتماد ہے خبردی کہ جس عورت کا لڑکا نہ زندہ رہتا ہو تو اجوائن اور کالی مرچ لے دونوں چیزوں پر دوشنبے کے دن دوپہر کو چالیس بار سورہ والشمس پڑھے سو بار درود شریف پڑھ کر شروع کرے اور اسی پر ختم کرے اس کو ہر روز عورت کھایا کرے تحقیق کے دن سے لڑکے کے دودھ چھڑانے تک۔ اور یہ بھی اسی شخص معتمد نے مجھ کو خبردی کہ جو عورت سوائے لڑکی کے لڑکا نہ جنتی ہو تو اس کے پیٹ پر گول لکیر کھینچے ستر بار ہر بار انگلی کے

پھیرنے کے ساتھ یامتین کہے۔

نظربد ڈائن یہ عمل ہے اس لڑکے کے واسطے جس کو نظر لگانے والی عورت کی نظر لگ گئی اس عورت کو ڈائن پر ٹنھیا بھی کہتے ہیں ایک گول لکیر چھری سے کھینچے آیۃ الکرسی اور ان آیتوں کو پڑھتے ہوئے وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ وَيَمْحُو اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ پھر یہ دعا پڑھے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ هَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَامَّةٍ يَاحَفِيْظُ يَا رَقِيْبُ يَاوَكِيْلُ يَاكَفِيْلُ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ پھر چھری کو کنڈل کے اندر گاڑے اور کہے کہ یافلانے اور اس کا نام لے کر پکارے نظر لگانے کے وقت یا اس وقت جب خود اس کا ذکر کرے تو اس کا اثر باطل ہوجاویگا۔ اور یہ بھی ہے کہ جب نظر لگانا اور نظر کا لگانے والا ثابت ہوجاوے تو اس کے منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں اور اس کے شرمگاہ کے دھونے کو کہے ایک برتن میں اور اس پانی کو اس پر چھڑکے جس کو نظر لگی تو اسی دم اچھا ہوجاوے۔

نظربد کیلئے اور یہ بھی چشم زخم کا عمل ہے کہ ایک پاک دھاگا تین ہاتھ ناپ کا لیوے اور اس کے پاس رکھ جو نظر زدہ ہے پھر یہ عزمت یعنی عزمت علیک سے آخر تک پڑھے جس پر نظر لگی ہے پھر اس تاگے کو دوسری بار ناپ سو اگر تین ہاتھ سے بڑھ جائے یا کم ہوجائے تو معلوم کر کہ اس کو نظر لگی ہے۔ تو اس عمل کو تین بار مکرر کرے نظر کا اثر دور کرنے کا طریقہ عزمت کا یہ ہے کہ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کو تین بار پڑھے اور سورہ فاتحہ کو تین بار پڑھ کر عزیمت مذکورہ شروع کرے اور بجائے فلاں بن فلانۃ کے اس کا اور اس کی ماں کا نام لے۔ ٹکہ کلا ٹیکا لڑکوں کے واسطے دفع نظر کے اثر سے ترمذی میں ثابت ہے۔

برائے مسحور و مریض مایوس العلاج اور جس پر جادو کا اثر ہو اور اس بیمار کے واسطے جس کی بیماری نے طبیبوں کو عاجز کردیا ہو چینی کے سفید برتن میں یہ اسم لکھے یَاحَیُّ حِيْنَ لَاحَيَّ فِيْ دَيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَائِهٖ يَاحَيُّ پھر اس کو پانی سے دھو کر چالیس دن پیئے۔ اور جس کی کوئی چیز کھوئی جاوے پھر کے حفیظ ایک سو انیس بار بدون زیادتی اور کمی کے پھر یہ آیت يٰبُنَيَّ اِنَّهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْفِي السَّمٰوٰتِ اَوْفِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ایک سو انیس بار پڑھے تو حق تعالے اس کی گم ہوئی چیز کو اس کے پاس پھیر لاوے گا۔ اور چور کے پہچاننے کے واسطے دو شخص آمنے سامنے بیٹھیں اور بندھنی کو اپنے درمیان تھامے رہیں اور اس کو کلمے کی دو انگلیوں سے اٹھائے رہیں اور جس پر چوری کی تہمت ہو اس کا نام بندھنی میں لکھے اور سورہ لیٰس کو مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ تک پڑھے سو اگر وہی شخص چور ہوگا تو بدھنی گھوم جاوے گی پھر اگر نہ گھومے تو اس کا نام مٹا کر دوسرے شخص کا نام لکھے اور وہیں تک پڑھے اور اسی طرح ہر شخص مہتم کا نام لکھتا جاوے یہاں تک کہ گھومے۔ میں کہتا ہوں کہ جو شخص یہ عمل یا ایسا کوئی عمل کرکے چور پر مطلع ہو تو اس پر واجب ہے کہ اس کے چرانے پر یقین نہ کرے اور اس کو بدنام نہ کرے بلکہ قرائن کی پیروی کرے اور جب تو چاہے کہ حق تعالی تیری مراد بر لاوے تو سورہ فاتحہ کو پڑھ اس طرح کہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم کی میم کو الحمد للہ کے لام سے ملاوے یکشنبہ کے دن سے فجر کی سنت اور فرض کے درمیان میں شروع کرے ستر بار اور دوسرے دن اسی وقت ساٹھ بار اور تیسرے دن پچاس بار اسی طرح ہر روز دس دس بار کم کرتا جاوے یہاں تک کہ ہفتے کے دن دس بار پڑھے اور جب تو چاہے کہ اپنے خواب میں وہ حال دیکھے جس میں تیری خلاصی ہے۔ اس تنگی سے جس میں تو مبتلا ہے تو وضو کر اور پاک کپڑے پہن اور قبلہ رو داہنی کروٹ پر لیٹ اور سورۃ الشمس کو سات بار اور سورۃ اللیل کو سات بار اور قل ہو اللہ کے عوض سورہ والتین کا سات بار پڑھنا آیا ہے پھر یوں کہے خداوند مجھ کو میرے خواب میں ایسا دکھلا دے اور میرے اس حال میں کشادگی اور خلاصی کردے اور میرے خواب میں وہ چیز دکھادے جس سے میں اپنی دعا کے قبول ہوجانے کو دریافت کر جاؤں تو اگر اسی رات وہ چیز خواب میں دیکھے جس کو تو چاہتا ہے تو خوب ہوا۔ اور نہیں تو اسی طرح دوسری رات کو، سو اگر مطلب حاصل ہو فہو المراد، اور نہیں تو تیسری رات بھی اسی طرح کر ساتویں رات تک انشاء اللہ تعالے ساتویں کے آگے نہ بڑھے گا کہ حال کھل جائے گا۔ اس عمل کا ہمارے صحبت والوں نے تجربہ کیا ہے۔

برائے ضعف بصر بعد ہر فرض نماز کے فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيْدٌ اور جو مرگی مبتلا ہو تو تانبے کی ایک تختی لے سو اس میں یکشنبہ کی پہلی ساعت میں اس تختی کے یک طرف یہ کھدواوے يَاقَهَّارُ اَنْتَ الَّذِيْ لَا يُطَاقُ انْتِقَامُهٗ يَاقَهَّارُ اور دوسری طرف یہ کھدوا وے۔ يَامُذِلَّ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ بِقَهْرِ عَزِيْزٍ سُلْطَانُهٗ يَامُذِلُّ اور اللہ توفیق دینے والا ہے اور مددگار یعنی اعمال کا اثر توفیق اور اعانت ربانی پر منحصر ہے۔ حق تعالی نے فرمایا سو کیوں نہیں نکلتے ہر قوم سے چند لوگ تاکہ وہ دین کا فہم حاصل کریں اور تاکہ قوم کو خدا کی نافرمانی سے ڈراویں جب ان کی طرف پلٹ جاویں شاید وہ پرہیز کریں نافرمانی سے۔ عالم ربانی اور فقیہ حقانی جو انبیاء مرسلین کا وارث ہے وہ ہے جو محافظت کرے چند امور پر منجملہ امور کے جن کی محافظت عالم ربانی پر ضرور ہے یہ ہے کہ پڑھاوے علم کو از قسم تفسیر اور حدیث اور فقہ سلوک اور عقاید نحو اور صرف کے اور اس کو لازم نہیں کہ علم کلام اور اصول اور منطق میں مشغول رہے حق تعالی نے سورۃ جمعہ میں فرمایا کہ اللہ وہ ہے جس نے بن پڑھوں میں رسول بھیجا ان ہی میں سے یعنی وہ بھی امی ہے خواندہ نہیں تلاوت کرتا ہے ان پر آیات خدا کی اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب یعنی قرآن مجید اور حکمت یعنی حدیث اور منجملہ ان امور کے جن کی محافظت عالم ربانی پر لازم ہے یہ ہے کہ **اشغال طریقت کی تلقین کرے** اور ہم نے ان کو بتفصیل تمام فصول سابقہ میں ذکر کیا ہے اور اس کے لئے ایک وقت مقرر کرنا چاہیے جس میں لوگوں کے ساتھ بیٹھے ان کی طرف متوجہ ہو کر ان پر نسبت ڈالنے کو اس واسطے کہ محبت الٰہی تمام نہیں ہوتی مگر استطاعت ممکنہ سے اور بعد اس کے استطاعت میسرہ سے اور قسم ثانی یعنی استطاعت میسرہ سے صحبت ہے اور رغبت دلانا اشغال پر قول سے اور فعل سے دل کے تصرف سے واللہ اعلم اور اسی کی طرف یعنی صفائی دل ببرکت صحبت کے اشارہ ہے حق تعالی کے اس قوم میں وَيُزَكِّيْهِمْ اور منجملہ امور مذکورہ کے یہ ہے کہ لوگوں کا خبر گیر رہے وعظ اور نصیحت سے حق تعالے نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ نصیحت کیا کر اگر نصیحت کرنا فائدہ دے اور وعظ کہنے والے کو چاہیے کہ قصہ گوئی سے پرہیز کرے کہ مقرر ہم کو روایت پہنچی ہے کتب حدیث میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب ان کے بعد خبر گیری کیا کرتے تھے مسلمین کی وعظ اور نصیحت سے قصہ گوئی شرع میں مذموم اور

معیوب ہے کہ زمانہ صحابہؓ میں نہ تھی اور وہ قصہ خوانوں کو نکال دیتے تھے اور وعظ اور نصیحت محمود اور پسندیدہ ہے۔ سو قصہ گوئی سے مراد یہ ہے کہ حکایات عجیبہ نادرہ کو مذکور کرے اور اس گفتار سے اس کو یہ مقصود نہیں کہ لوگوں کو اتباع سنت کا خوگر کردے بلکہ مقصود اظہار زبان آوری اور اعجوبہ گفتاری اور لوگوں میں ممتاز ہونا فصاحت بیانی سے اور حسن ایراد حکایات اور برمحل مثل گوئی سے اور منجملہ امور مذکورہ کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے وضو میں اور نماز میں کہ اگر دیکھے کسی کو پاؤں کو پورا نہیں دھوتا ہے تو پکار کے کہے کہ عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا یا کوئی تعدیل ارکان بہ طمانیت نہیں کرتا تو کہے کہ پھر پڑھ کہ البتہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ ہکذا فی الحدیث اور پوشاک اور گفتگو اور ان کے سوا اور امور میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا چاہیئے حق تعالیٰ فرماتا ہے اور چاہیئے کہ تم میں سے بعضے لوگ دعوت الی الخیر کریں اچھے کام کا امر کریں اور برے کام خلاف شرع سے روکیں اور وہی لوگ رستگار فلاح یاب ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں تلطف اور نرم کلامی آداب ہے اور سختی اور جھڑکنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں امراء اور سلاطین کا طریقہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مجادلہ کر ان سے اس طریقہ پر جو نیک تر ہے۔

اور منجملہ امور مذکورہ کے خبر گیری اور حسن سلوک ہے فقراء اور طالب علموں سے بقدر امکان کے اور اگر مقدور نہ ہو اور اس کے برادران دینی موافق مزاج مقدور والے ہوں تو ان کو تحریص اور ترغیب دلاوے ان کے ساتھ سلوک کرنے کی تو اگر یہ صفات جو مفصل مذکور ہو چکے ایک شخص میں مجتمع ہوں تو ہرگز شک نہیں کرنا اس کے وارث الانبیاء والمرسلین ہونے میں اور یہی شخص ملکوت آسمانی میں عظیم الشان مشہور ہے اور ایسے ہی شخص کو خلق اللہ دعا دیتی ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر دعا کرتی ہیں

تو اے مخاطب اس کا ساتھ نہ

چھوڑیو۔ کہیں ایسے شخص کی صحبت نہ فوت ہو جاوے اس واسطے کہ بلاشک یہ تو کبریت احمر اور اکسیر اعظم ہے واللہ اعلم امراء سے صحبت نہ رکھے مگر بہ نیت دفع کرنے ظلم کے خلق پر سے یا ان کو مستعد کرنے کے واسطے خیر پر اور یہ وہی وجہ جس سے ان احادیث کے درمیان میں جو صحبت ملوک کی مذمت پر دلالت کرتی ہیں اور درمیان اس کے اکثر علماء صالحین نے ان کی صحبت اختیار کی ہے اتفاق ہو کر تعارض دفع ہوتا ہے۔ صحبت نہ اختیار کرے صوفیان جاہل کی اور نہ جاہلان عبادت شعار کی اور نہ فقیہوں کی جو زاہد خشک ہیں اور نہ محدثین ظاہری کی جو فقہ سے عداوت رکھتے ہیں۔ بلکہ طالب حق کو چاہیے کہ عالم صوفی ہو دنیا کا تارک ہر دم اللہ کے دھیان میں حالات بلند ڈوبا سنت مصطفویہؐ میں راغب حدیث اور آثار صحابہ کرامؓ کا متجسس حدیث اور آثار کی شرح اور بیان کا طلب کرنے والا ان فقیہان محققین کے کلام سے جو حدیث کی طرف مائل ہیں نظر سے اور ان اصحاب عقائد کے کلام سے جن کے عقائد ماخوذ ہیں سنت سے جو ناظر ہیں دلیل عقلی میں بطریق تبرع اور عدم لزوم کے ان اصحاب سلوک کے کلام سے جو جامع ہیں علم اور تصوف کے تشدد کرنے والے نہیں اپنے نفوس پر اور نہ دقت کرنے والے سنت نبویہ پر بڑھ کر اور نہ صحبت اختیار کرے مگر اس شخص کی جو متصف .صفات مذکورہ ہے۔ اور ازانجملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے فقہائے کبار کے مذاہب میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دے کر بلکہ جمیع مذاہب حقہ کو بالاجمال مقبول جانے اور ائمہ اربعہ کے مذاہب کو ایک مذہب جانے بدوں تعصب کے اور ازاں جملہ یہ ہے کہ گفتگو نہ کرے صوفیوں کے طریقے میں بعض بعض پر ترجیح دے کر اور ان پر انکار نہ کرے اور

نہ ان پر جو سماع وغیرہ میں تاویل کرتے ہیں اور خود پیروی نہ کرے مگر اس کی جو سنت سے ثابت ہے اور جس پر وہ اہل علم چلے ہیں۔

آداب ذکر اور وعظ گوئی کا بیان حق تعالی نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ سمجھایا بجھایا کر تو ہی مذکر اور واعظ ہے اور اپنے ہم کلام موسی سے فرمایا کہ ان کو یاد دلایا کہ وقائع سابقہ کو اور واعظ مسلمان عاقل بالغ ہو اور عادل یعنی متقی ہو جیسا کہ راوی حدیث وشاہد میں علماء نے تکلیف اور عدالت شرط کی ہے۔ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے اخبار اور سیرت سے فی الجملہ بقدر کفایت کے واقف ہو صحاح ستہ وغیرہا سے شغل رکھتا ہو اس طرح پر کہ حدیث کے الفاظ کو استاد سے پڑھ کر سند حاصل کر چکا ہے۔ قرآن کی شرح غریب میں مشغول ہو اور آیات مشکلہ کی توجیہ اور تاویل صحیح یعنی صاف بیان ہو نہ گفتگو کرتا ہو لوگوں کے ساتھ مگر بقدر ان کے فہم کے اور یہ کہ مہربان صاحب وجاہت اور مروت ہو وعظ ہر روز یا ہر وقت نہ کہا کرے۔ اور یہ کہ وعظ کہنے کو پاک مکان میں بیٹھے چنانچہ مسجد میں اور یہ حمد اور درود سے کلام کو شروع کرے اور ان ہی پر ختم بھی کرے اور دعا کرے اہل ایمان کے واسطے عموماً" اور حاضر لوگوں کے واسطے خصوصاً" اور یہ کہ مخصوص نہ کرے کلام کو فقط خوشخبری سنانے اور شوق دلانے میں یا فقط خوف دلانے اور ڈرانے میں بلکہ کلام کو ملاتا جلاتا رہے۔ اور واعظ کو لازم ہے کہ آسانی کرنے والا ہو نہ سختی کرنے والا اور یہ کہ خطاب کو عام کرے اور خاص نہ کرے اور کسی قوم مخصوص کی مذمت یا کسی شخص معین پر انکار بالمشافہ نہ کرے چنانچہ یوں کہے کہ کیا حال ہے لوگوں کا ایسا ایسا کرتے ہیں۔ اور وعظ میں بے ہودہ نہ بولے اور خوبی بیان کرے نیک بات کی اور مرد ہر جائی رکابی مذہب نہ ہو جس محفل میں جاوے ان کی خواہش نفسانی کے موافق وعظ شروع کرے مناسب یوں ہے کہ اپنے دل میں تصور کرے مسلمان کی صفت کو اس کے اعمال میں اور اس کے حفظ لسان اور اخلاق میں اور اس کے حالات قلبی اور اس کے اذکار کی مداومت میں پھر چاہیے کہ اسی صفت متخیلہ کو علی وجہ الکمال سامعین میں ثابت کرے پہلے حسنات کی خوبیوں اور سیئات کی برائیوں کا امر کرے لباس اور شکل اور نماز وغیرہ میں اذکار کی تلقین کرے پھر جب ان میں ذکر کا اثر معلوم ہو تو ان کو رغبت اور شوق دلاوے زبان اور دل کے روکنے پر اقوال قبیحہ اور اخلاق ذمیمہ سے اور ان کے دلوں میں ان امور کی تاثیر کرنے میں اعانت چاہے ایام سابقہ اور وقائع گزشتہ کے ذکر کرنے سے جو اگلی امتوں پر دنیا میں ہو چکی ہے پھر استعانت چاہے موت کی دہشت اور قبر کے عذاب اور شدت یوم الحساب اور دوزخ کے عذاب ذکر کرنے سے اور اسی طرح ذکر ترغیبات سے استعانت چاہے۔ تفسیر کے موافق اور حدیث نبویؐ سے جو محدثین کے نزدیک معروف ہے اور صحابہ اور تابعین اور ان کے سوا اور مومنین صالحین کے اقوال سے اور سیرت نبویؐ کے بیان کرنے سے۔ اور واعظ کو چاہیے کہ بیہودہ قصوں کو جو بروایت صحیح ثابت نہیں ہیں ذکر نہ کرے اس واسطے کو صحابہ کرام نے قصہ خوانی پر سخت انکار کیا ہے اور قصہ خوانوں کو مساجد سے نکال دیا ہے اور ان کو مارا ہے اور وعظ کے ارکان تو ترغیب اور ترہیب ہے اور مثال گزارنا کھلی مثالوں سے اور صحیح قصے دل کے نرم کرنے والے اور نکات منفعت بخش سو یہ طریقہ ہے تذکیر اور شرح کا۔ اور جس مسئلے کو واعظ ذکر کرے چاہیے کہ وہ قسم حلال سے ہو یا حرام سے یا آداب صوفیہ سے یا دعوات کے باب سے یا عقائد اسلام سے پس ظاہر قول یہ ہے کہ بیان کرے واعظ وہ مسئلہ جس کو جانتا ہو اور اس کے سکھانے کا طریق معلوم ہو۔ اور وعظ کی سماعت کرنے والوں کے آداب سو یہ ہیں کہ مذکر کے سامنے ہوں اور لہو ولعب نہ کریں اور شور نہ مچائیں۔ اور

آپس میں وعظ کے اندر باتیں نہ کریں اور ہر امر میں واعظ سے سوال نہ کریں۔ بلکہ اگر سامع کو کوئی خطرہ عارض ہو تو اگر اس کو مسئلہ مذکورہ کے ساتھ کوئی تعلق قوی نہ ہو یا تعلق ہو مگر مسئلہ دقیق ہو جس کو عوام کی فہم نہیں اٹھا سکتی تو اس سوال سے سکوت اختیار کرے حاضرین مجلس میں پھر اگر چاہے تو اس کو خلوت میں پوچھ لے اور اگر اس کو مسئلے کے ساتھ قوی تعلق ہو جیسے مفصل کرنا مجمل کا اور مشکل لغت کا دریافت کرنا تو منتظر رہے تا اینکہ اس کا کلام آخر ہو تو دریافت کرلے اور چاہیے کہ وعظ کا کہنے والا اپنے کلام کو تین بار اعادہ کرے۔ سو اگر مجلس میں کئی قسم کی بولی والے لوگ ہوں اور واعظ ان کی زبان پر قادر ہو تو اس کو یہ کرنا چاہیے یعنی ہر زبان میں کلام کرے اور پرہیز کرنا چاہیے دقیق اور مجمل کلام سے یعنی اس واسطے کہ کلام باریک اور مجمل سے علی العموم فائدہ حاصل نہیں۔ ہماری صحبت اور طریقت اور سلوک کے آداب کو سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح مشہور متصل سند کے ساتھ ہے یعنی مصنف سے تا مبداء رسالت بیچ میں کوئی واسطہ منقطع نہیں اگرچہ تعین ان آداب کا اور تقرر ان اشغال کا ثابت نہیں۔ یعنی باعتبار آداب معینہ اور اشغال مخصوصہ کے اتصال تفصیلی نہیں بلکہ اجمالی ہے۔ تو بندہ ضعیف ولی اللہ نے حق تعالیٰ اس سے عفو کرے اور اس کو اس کے سلف صالحین کے ساتھ ملاوے زمانہ دراز صحبت رکھی اپنے والد شیخ اجل عبدالرحیم خدا راضی ہو ان سے اور ان کو راضی کرے۔ اور مجھ کو اجازت دی مشکوٰۃ المصابیح اور صحیح بخاری وغیرہ صحاح ستہ کی معتمد ثابت القول حاجی محمد افضل نے شیخ عبدالاحد سے انہوں نے اپنے والد شیخ محمد سعید سے انہوں نے اپنے دادا شیخ طریقت شیخ سرہندی سے ان کی سند طویل مذکور ہے ان کے مقامات اور تصانیف میں اور یہ تمامی ہے اس مضمون کی جس کے لانے کا ہم نے اس رسالے میں ارادہ کیا تھا اور شکر ہے حق تعالیٰ کا ابتداء میں بھی اور انتہاء میں بھی اور ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی۔

ایک اللہ والے کی آخری وصیت کے اقتباسات وصیتہ

میرے پیارے بیٹو: اللہ تعالیٰ کی ہم پر رحمت و فضل و کرم ہو' ہمیں بخشش فرما کر جنت الفردوس میں داخل فرمادیں اور ہر وقت اپنا غلام رکھیں۔ نماز پنجوقتہ اول وقت میں پڑھتے رہیں ا۔ حیات المسلمین ۲۔ تسہیل قصد السبیل ۳۔ رسالہ الابقاء' بزرگوں سے محبت رکھیں اور ان کا ادب رکھیں۔ تمہاری والدہ ماجدہ کی چار پانچ نمازیں ادا نہیں ہو سکیں' ان کا فدیہ دے دیں' اگر کوئی اشکال درپیش ہو تو میرے مربی حضرت حافظ شاہ صاحب سے ہی حل کروا لیا کریں۔ اگر کسی چیز کی تقسیم میں تنازع ہو تو قرعے سے کام لے لیا کریں۔ ا۔ کلمہ طیبہ ۲۔ استغفار ۳۔ درود شریف' اگر بطور ورد (وظیفہ) ان تینوں کی ایک ایک تسبیح کر لیا کریں تو بہت ہی مناسب ہو۔ ریاء' تکبر' بدمزاجی' خودغرضی سے پرہیز کریں۔

نصیحت:۔ جاں نثار! بہادر! ہمت نہ ہارو۔ قدم بڑھائے جاؤ۔ جنت تلواروں کے سایہ میں ہے۔ حوریں شاد نگاہ میں تمہاری منتظر ہیں۔ تمہارا خدا تم پیاروں کو اپنا دیدار کرانے کو ہے۔ وعدہ حق ہے۔ ہمت نہ ہارو۔ غمگین نہ ہو۔ تم ہی بلند و غالب ہو کر رہو گے اگر تم مومن ہو۔ اور مومن ہونا تمہارا تم کو معلوم' پھر تم بلند و غالب کیوں نہ ہو گے ضرور ہو گے۔ موت کو اپنا زیور سمجھ اور خدا سے ملنے کا وسیلہ جان کر اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ کہ موت ایک پل ہے جو محبوب کو محبوب کی طرف پہنچاتا ہے تو موت بھی محبوب ہوئی اور جہاد بھی محبوب ہوا۔ بڑی نافع تجارت اور رضاء ولقاء وصل محبوب کا اعظم وسیلہ ہے پھر موت کیوں نہ لذیذ ہو۔

اعتبار ہیں۔

اصلاحات ویا قوت مجددیہ

لوگوں نے سلطان شیخ ابوسعید ابوالخیر سے کہا کہ فلاں شخص پانی کے اوپر چلتا ہے۔ انہوں نے کہا آسان ہے۔ خس و خاشاک (گھانس پھونس) بھی پانی پر چلتے ہیں۔ لوگوں نے کہا فلاں شخص ہوا میں اڑتا ہے۔ انہوں نے کہا چیل اور مکھی بھی ہوا میں اڑتی ہیں۔ لوگوں نے کہا فلاں شخص ایک ساعت میں ایک شہر سے دوسرے شہر میں جاتا ہے۔ انہوں نے کہا شیطان ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب تک جاتا ہے۔ اس قسم کی چیزوں کی کوئی زیادہ قیمت نہیں ہے مردوہ ہے کہ مخلوق کے درمیان بیٹھے اور لین دین کرے اور شادی کرے اور مخلوق کے ساتھ مل جل کر رہے اور ایک لحظہ حق سبحانہ سے غافل نہ رہے۔ لوگوں نے قدوہ اہل اللہ ابو علی رودباری سے پوچھا جو شخص کہ لہو ولعب کی چیزیں سنتا ہو اور کہتا ہو کہ یہ میرے لئے حلال ہیں کیونکہ میں ایک ایسے درجہ تک پہنچ گیا ہوں کہ اختلاف ماحول میرے اندر اثر نہیں کرتا۔ انہوں نے جواب میں کہا بیشک پہنچ گیا ہے وہ لیکن جہنم میں پہنچ گیا ہے۔

مخدوم! اگر ذکر قلبی سے دل کی حرکت و جنبش مراد لی جائے تو اس کی ہمیشگی قطعی ضروری نہیں ہے نہ فنا کی حالت میں اور حالت فنا کے بغیر، جو چیز کہ دائمی ولازمی ہے وہ دل کی توجہ اور حضور قلبی ہے خواہ حرکت ہو یا نہ ہو۔

ازدروں شو آشنا وزبروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا صفت کم می بوداندر جہاں

(جو شخص اپنی آنکھ کا مالک نہیں ہوا تو اس کے پاس دل نہیں ہے)

جب صاحب دل شخص اپنے دل کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو گویا اس توجہ سے ایک قلعہ اس کے دل کے گرد پیدا ہو جاتا ہے اور عالم (دنیا) کی خبروں کو دل تک پہنچنے نہیں دیتا۔

مطلوب کے انتظار میں ظاہری وباطنی حواس کو جمع کرنا مراقبہ ہے۔

ہمہ چشمیم تابروں آئی
ہمہ گوشیم تاچہ فرمائی

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے مراقبہ بلی سے سیکھا ہے اور مراقبہ کے ایک دوسرے معنی بھی ہیں اور وہ حق سبحانہ کی دائمی اطلاع کے ساتھ بندہ کا آگاہ و باخبر ہونا اور اس کو اس تعالی شانہ کا حضور ہے خواجہ بزرگ قدس سرہ فرماتے تھے کہ مراقبہ کا طریق (راستہ) نفی واثبات کے طریق سے اعلی ہے اور جذبہ کے زیادہ قریب ہے، مراقبہ کے طریق سے وزارت اور ملک وملکوت میں تصرف کے مرتبہ کو پہنچ سکتا ہے

سلطان ذکر: یہ ہے کہ ذکر تمام بدن کو محیط ہو جاتا ہے اور ہر عضو دل کی طرح ذاکر اور مطلوب کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔

اگر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے ایمان کو میری امت کے ایمان سے وزن کیا جائے تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا ایمان بڑھ جائے گا (الحدیث) (جو شخص زمین پر چلتی پھرتی لاش کو دیکھنا چاہے تو اس کو چاہئے کہ ابو قحافہ کے بیٹے (ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کو دیکھ لے)

مشاہدہ ارواح آپ جان لیں کہ ارواح کا مشاہدہ کبھی مثالی صورتوں کے لباس میں ہوتا ہے کیونکہ عالم مثال میں ہر چیز کی ایک صورت کائن (موجود) ہے حتی کہ معانی کی بھی وہاں صورتیں ہیں کہ جن کے ساتھ وہ منکشف ہوتے ہیں۔ یہ دید (مشاہدہ) وہم و خیال سے باہر ہے کیونکہ عالم مثال عالم شہادت کی طرح موجودات میں سے ہے۔ یا ارواح اجسام کے ساتھ متجسم ہو کر صورتوں کے رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں کبھی ان (ارواح) کا

مشاہدہ صورتوں کے بغیر ہوتا ہے اور وہ روحانی ملاقات کی قسم سے ہوتا ہے

بزرگوں نے روح کے نور کو سرخ قرار دیا ہے اس کی سرخی اسی لحاظ سے ہے اور اس کی چمک اس کی نورانیت کی وجہ سے ہے۔ اس کا پھیلنا اور سمٹنا اس کے تمثل کی رو سے ہے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ روح نہ بدن میں داخل ہے اور نہ اس سے خارج ہے اور نہ متصل ہے نہ منفصل' اس کو بدن کے ساتھ تدبیر وتصرف کا تعلق ہے

میرے مخدوم! مشاہدہ ارواح خواہ چشم ظاہر سے ہو یا چشم باطن سے' کسی کمال میں داخل نہیں ہے اور منازل قرب میں سے کوئی منزل اس سے وابستہ نہیں ہے۔

تو دراو گم شو وصال این است وبس

تو مباش اصلا کمال این ست وبس

دل اندر زلف لیلی بندو کار از عقل مجنوں کن

کہ عاشق رازیاں دارد مقالات خرد مندی

(دل کو لیلی کی زلف میں قید کردے اور مجنوں کی عقل سے کام کر' کیونکہ عقلمندی کی باتیں کرنا عاشق کے لئے نقصان دہ ہے۔

عقل گرداند کہ دل دربند زلفش چوں خوش است

عاقلاں دیوانہ گردانداز پے زنجیر پا

(اگر عقل جانتی کہ دل اس کی زلف کی قید میں کتنا خوش ہے تو عقلمند لوگ پاؤں کی زنجیر کے لئے دیوانے ہوجاتے ہیں)

شب بیداریوں کو غنیمت جانیں اور اندھیری راتوں کو اذکار وافکار' گریہ وزاری' گناہوں کو یاد کرنے اور قبر وقیامت کی فکر کے ساتھ منور رکھیں۔ اور جہاں تک ہوسکے سنت پر عمل کرنے کو ہاتھ سے نہ جانے دیں' بدعت اور بدعتی سے بچتے رہیں کوشش کرتے رہیں کہ ماسوی اللہ کی مزاحمت کے بغیر اللہ سبحانہ وتعالی کے ساتھ دائمی حضور حاصل کرلیں۔ طالبوں کے حالات میں اچھی طرح مشغول رہیں اور ان کے حالات کی تفتیش اور احوال پرسی جیسی کہ ہونی چاہئے کرتے رہیں اور اہل خانہ کے شرعی حقوق بھی بجالائیں اور ان کے ساتھ زیادہ میل جول نہ رکھیں کیونکہ عورتوں کی مصاحبت دینا کے حقیرو قلیل مال کی طرف رغبت دلاتی ہے اور حق سبحانہ وتعالی سے غافل کرتی اور دور پھینکتی ہے۔ عیش کا وقت آگے (آخرت میں) آنے والا ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ (اے اللہ! بیشک آخرت کا عیش ہی (اصل میں) عیش ہے)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور کچھ دور چلے پھر فرمایا "اے معاذ! میں تجھ کو اللہ تعالی سے تقوی اختیار کرنے (ڈرنے) سچ بولنے' عہد کو پورا کرنے' امانت ادا کرنے' خیانت نہ کرنے' یتیم پر رحم کرنے' ہمسایہ کی خبر گیری کرنے' غصہ کو ضبط کرنے' نرمی سے بات کرنے' سلام کی کثرت' امام کو لازم پکڑنے' قرآن مجید میں غوروفکر کرنے' آخرت کی محبت' حساب آخرت سے ڈرنے' آرزو میں کمی کرنے اور حسن عمل کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات سے منع کرتا ہوں کہ تو کسی مسلمان کو برا بھلا کہے' یا کسی جھوٹے کی تصدیق کرے' یا کسی سچے کی تکذیب کرے' یا امام عادل کی نافرمانی کرے اور یہ کہ زمین میں فساد پھیلائے' اے معاذ! ہر شجر وحجر کے قریب اللہ تعالی کا ذکر کر' ہر گناہ کے لئے توبہ کر' پوشیدہ گناہ کے لئے پوشیدہ طور پر اور علانیہ گناہ کے لئے علانیہ طور پر (توبہ کر) (بیہقی کتاب الزہد)

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو خوف کسی آدمی میں جمع نہیں ہوتے۔ ایک خوف دنیا اور ایک آخرت میں' یعنی اگر

آخرت کا خوف دنیا میں نصیب ہو جائے تو آخرت سے بے خوف کر دیتا ہے۔ یہ دیوانگیاں، یہ شورشیں، یہ چیخ پکار، یہ نعرے، یہ رونا اور یہ ذوق و شوق جو کہ اس وقت آپ کو نصیب ہے اور بلا طلب آپ سے ظاہر ہو رہا ہے لوگ تمنا کرتے ہیں کہ اس قسم کے وقت کا ایک لمحہ ہی حاصل ہو جائے اور جذب کی قوت سے شوق و جنون غالب آجائے اور ایک ساعت ظاہر و باطن کو ماسوی اللہ سے بیگانہ و بے تعلق کر دے۔ پس سب سے افضل طاعت (اللہ تعالی اور اس کے رسول کے) دوستوں سے محبت کرنا اور (ان کے) دشمنوں سے دشمنی کرنا ہے۔ کیونکہ یہ معنی فرط محبت ہی سے پیدا ہوتے ہیں اس لئے کہ دوست کو دوست رکھنے والوں کی دوستی اور اس کے دشمنوں سے دشمنی کرنے میں یہ شخص بے اختیار ہے اور اس بارے میں جنون (دیوانگی) رکھتا ہے لَنْ يُّؤْمِنَ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُقَالَ اِنَّهٗ مَجْنُوْنٌ" (تم میں سے کوئی شخص ہرگز (کامل) ایماندار نہیں ہو گا جب تک کہ لوگ اسے مجنون نہ کہنے لگیں) اور جو شخص ایسا نہ ہو جائے محبت سے بے بہرہ ہے۔

ایک بزرگ نے کہا ہے کہ وجود بشریت کی نفی کرنے میں ایک ساعت کوشش کرنا ظاہری عبادت گزاروں کی کئی سال عبادت سے بہتر ہے۔

آدمی دو چیزوں کو ناپسند کرتا ہے جبکہ وہ دونوں اس کے لئے بہتر ہیں۔

پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دو چیزیں ہیں جن کو ابن آدم (انسان) ناپسند کرتا ہے۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ موت اس کے لئے آزمائش سے بہتر ہے اور وہ مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ مال کی قلت حساب کی سہولت کا سبب ہے۔ دنیا کی مصیبتیں مراتب آخرت کا وسیلہ ہیں اور اس (دنیا) کی نعمتیں اس (آخرت) کے نقصان کا سبب ہیں

سونے چاندی کے لئے ہلاکت ہے۔

اور نیز حدیث شریف میں ہے کہ سونے اور چاندی کے لئے ہلاکت ہے آپ سے دریافت کیا گیا تو پھر ہم کیا چیز ذخیرہ کریں؟ آپ نے فرمایا ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل اور ایسی بیوی جو آخرت کے لئے تیری مددگار ہو۔

اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حکمت کے دس حصے ہیں ان میں سے نو حصے گوشہ نشینی میں ہیں اور ان میں ایک خاموشی میں ہے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ نیکی وہ ہے کہ جس کی طرف نفس کو تسکین ہو جائے اور قلب اس کی طرف مطمئن ہو جائے اور گناہ وہ ہے جس کی طرف نفس کو تسکین نہ ہو اور قلب اس کی طرف مطمئن نہ ہو اگرچہ مفتی صاحبان تجھ کو فتوی دیدیں۔

حضرت موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ "میں نے عمر بن الخطاب سے کہا کہ میرا ایک کاتب نصرانی ہے تو انہوں نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا اللہ تعالی تجھے ہلاک کرے کیا تو نے کسی مسلمان کو (کاتب) نہیں بنایا" کیا تو نے اللہ تعالی کا قول نہیں سنا یایھاالذین امنوا لاتتخذوا الیہود والنصری اولیاء (اے ایمان والو! یہود اور نصاری کو دوست مت بناؤ) میں نے کہا اس کا دین اس کے لئے ہے اور اس کی کتابت میرے لئے ہے تو انہیں (حضرت عمر) نے کہا جبکہ اللہ تعالی نے ان کی اہانت کی ہے تو میں ان کا اکرام نہیں کروں گا اور جبکہ اللہ تعالی نے ان کو ذلت دی ہے تو میں ان کو عزت نہیں دوں گا اور جبکہ اللہ تعالی نے ان کو دور کر دیا ہے تو میں ان کو قریب نہیں کروں گا۔ میں نے کہا کہ دانائی کا کام اس کے بغیر پورا نہیں ہوتا تو انہیں (حضرت عمر) نے کہا کہ اگر نصرانی مرجائے تو اس کے بعد تو کیا کرے گا پس جو عمل تو اس کے مرنے کے بعد کریگا وہی عمل اب بھی کر اور اس سے اس کے غیر کے ساتھ مستغنی ہو جا۔

جہاد کا طریقہ اور فضائل

جہاد بھی مثل صلوۃ جنازہ فرض کفایہ ہے۔ اگرچہ جہاد کرنے والا امام عادل ہو یا فاسق۔ جہاد دریا کا افضل ہے صحرا کے جہاد سے۔ جس بندہ کے دونوں قدم جہاد کے دوڑ دھوپ میں غبار آلود ہوں پھر وہ دوزخ میں جائے' ایسا نہ ہوگا اپنے مقدور کے موافق سامان جہاد مہیا کردے وہ بھی مجاہدین میں شمار ہوتا ہے۔ فرمایا کہ آدھے لوگ جاویں ہر ہر قبیلہ میں سے ایک ایک اور نصف یہیں رہیں اور ثواب جہاد کا مشترک ہوگا جانے والوں کے لئے بھی اور رہ جانے والوں کے لئے بھی' کہ یہ رہنے والے مجاہدین کے گھر والوں کے خبرگیراں ہوں گے۔ جہاد میں سامان بہت کچھ جمع کرنا اور اپنے بچاؤ کی تدابیر اور پورے تحفظ کی صورت کو اختیار کرنا نہ بزدلی ہے نہ توکل کے خلاف ہے۔ احد کی لڑائی میں دو زرہ تھیں ایک کو دوسری پر پہن لیا تھا۔ اسباب جہاد میں مبالغہ کرنا جائز ہے۔ نصرت و فتح من جانب اللہ ہی ہے۔ اللہ تعالی کی قوت و قدرت سے۔ نہ کہ تمہاری قوت سے اور تمہارے سازو سامان کی قوت سے خوب سمجھ لو۔ اپنی جمعیت و مرکز کا ہونا۔ مسلمانوں میں اتحاد کا ہونا۔ جنگ کے لئے سامان کا اس قدر ہونا اور ایسا ہونا کہ جس سے عادتاً موافق زمانہ جنگ کی جاتی ہے۔ امام کا ہونا۔ مسلمانوں کا نماز روزہ اور اسلامی صورت و شکل میں پختہ ہونا۔ البتہ زمانہ جنگ میں مونچھوں کا بڑھانا جائز ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بوڑھیوں کو جہاد میں لے جاتے تھے اور مباشرت و حمیت کی مصلحت سے لونڈیاں لے جانا بہتر ہے۔ نہ کہ حرہ آزاد عورتیں۔ جہاد میں عورتیں' بوڑھوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے' ہاں وہ بوڑھا جو جنگ کی تدبیر بتلادے۔ اسی طرح لڑکا اور عورت جبکہ یہ بادشاہ اور ملکہ ہوں تو قتل کئے جاویں اگرچہ یہ قتال نہ کریں۔ اس لئے کہ بادشاہ کے قتل میں ان کی شوکت ٹوٹتی ہے۔ اسی طرح شبخون میں کفار کے شہر میں عورتیں اور لڑکے مارے جاویں تو کچھ گناہ نہیں۔ قصداً نہ مارنا چاہیئے۔ کفار کے شہر دارالحرب پر حملہ کے وقت جلانا ان کے باغات کا اور گھروں کا اور کھیتوں کا جائز ہے۔ جہاد میں مویشی اور اموال کا لوٹنا جائز ہے۔ اور عورتیں اور بچوں کو پکڑ لینا درست ہے۔ اور جس کے قبضہ میں جو چیز آجاوے وہ اس کی ہے۔ البتہ میدان جنگ کا مال بعد جنگ تمام مال غنیمت ہے۔ اور پانچواں حصہ نکالنے کے بعد مجاہدین میں برابر برابر تقسیم کردیا جاوے۔ کوئی خاص آواز مقرر کرلی جاوے اس آواز سے اپنا آدمی پہنچانا جاوے۔ میدان جنگ سے بھاگنا حرام ہے البتہ ضعف اپنا کافی ہو تو اس مقصد کے لئے اپنے وطن دارالسلام کی طرف بھاگنا درست ہے۔ ایک لشکر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے مقابلہ کے لئے روانہ فرمایا۔ وہاں سے بھاگ کر صحابہ مدینہ طیبہ آئے اور شرماتے ہوئے حضور سے عرض کیا کہ ہم بھاگنے والے ہیں۔ آپ نے ان کی خجالت دفع فرماتے ہوئے فرمایا نہیں بلکہ تم حملہ پر حملہ کرنیوالے ہو۔ اور میں تمہارا مددگار ہوں۔ ابن عمر فرماتے ہیں کہ ہم آپ کے قریب ہوئے اور بوسہ لیا آپ کے دست مبارک کا۔

مٹی ان کے اجسام کو نہیں کھاتی خاص قوت کے ساتھ زندہ رہتے ہیں۔ جہاں چاہیں بسر کریں اور جو چاہیں کھائیں۔ دنیا میں مومنین کی مدد اور تقویت کے لئے مشرکین کے مقابل نزول کرتے ہیں۔ خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو مزے اور ٹھاٹھ اللہ تعالی نے ہمارے لئے مہیا فرمائے ہیں۔ کاش اس کی اطلاع ہمارے بھائیوں کو ہوتی تاکہ وہ جہاد میں شرکت کی رغبت کرتے عرض کیا کہ ہم چاہتے ہیں کہ ایسی تجارت ہم کو معلوم ہو جاوے۔ ہم اسے اپنے جانوں مالوں اور بیوی بچوں کے عوض خریدنے کو تیار ہیں۔ حق تعالی نے ارشاد فرمایا وہ تجارت یہ ہے کہ خدا پر ایمان

لاؤ۔ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور راہ خدا میں جہاد کرو۔ نفس کے ساتھ اس کی خواہشات میں مخالفت کر کے۔ یہ ہے وہ تجارت۔ بعد فتح کفار کے جانوں پر ہمارا قبضہ اور ان کے بڑے اور چھوٹے عورتیں اور لڑکے ہمارے غلام اور باندیاں۔ ان کے اموال ہماری ملک ان کا شہر و ملک ہمارا مملوک۔ جہاد کے وقت غنیمت کا خیال دل میں نہ لاوے۔ شہادت سے مومن کا کیا دل چراتا۔ جس نے اپنے کو مومن بنایا مگر نہ جہاد کا قصد کیا اور نہ کسی جہاد کی تمنا ہی ہوئی وہ منافق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے دلی عقیدت مندی کے ساتھ شہادت کا طالب ہو خدا اسے شہادت کے درجہ کو پہنچائیں گے اگرچہ وہ اپنے گھر کے بچھونے پر مرے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ نماز کے پابند ہوں اور جہاد کا قصد کریں تو اللہ تعالیٰ ان کے دوزخ سے نجات پانے کا میراث نامہ لکھ دیتے ہیں۔ اور جب وہ جہاد کے اسباب مہیا اور تیار کرنے میں مشغول ہوتے ہیں تو حق تعالیٰ ان کی وجہ سے اپنے فرشتوں پر مباہات کا جھنڈا بلند کرتے ہیں اور جس وقت وہ اپنے بچوں اور بیویوں کو رخصت کرتے ہیں تو ان کے فراق میں گھر اور اس کے در و دیوار آنسو روتے ہیں۔ اور یہ گناہوں سے ایسے پاک صاف ہو کر نکلتے ہیں جیسے سانپ کنچلی میں سے پاک و صاف ہو کر نکلتا ہے اور جب یہ گھر سے نکلتے ہیں تو خداوند تعالیٰ ہر ہر شخص پر چالیس چالیس ہزار فرشتے مقرر فرماتے ہیں جو ان کے دائیں بائیں آگے پیچھے حفاظت کے لئے چلتے ہیں۔ اور جب مجاہد دشمن کی خونخوار تلوار کی ضرب اور جانگزا نیزے کے کچوکے سے گھوڑے سے زمین پر گرتا ہے تو ابھی زمین تک پہنچنے نہیں پاتا کہ خداوند تعالیٰ اس کی بی بی حور عین کو اس کے پاس بھیجتا ہے جو اسے ان عطیات و انعامات اور درجات الٰہی کی خوشخبری دیتی ہے جو خدا تعالیٰ نے اس کے لئے تیار کیں ہیں کہ جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کبھی کانوں نے سنا نہ کسی بشر کے دل میں ان کا کھٹکا گزرا۔ جب یہ شہید ہو جاتا ہے تو حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کی اہل و اولاد کا وارث و قائم مقام ہوں۔ جس نے ان کی امداد و خوشی کی اس نے مجھے راضی کیا۔ ہر ایک ایک قالین پر ایک ایک حور بڑے جاہ و جلال و حشمت و شوکت کے ساتھ بیٹھی ہوگی جو کہ اپنے شوہروں کی منتظر اور عاشق اور ہم عمر ہوں گی۔ اور ہر ہر حور کی خدمت میں ستر ستر ہزار غلام اور ستر ستر ہزار لونڈیاں ہوں گی جو زیوروں میں پیلی اور رنگ میں سفید ہوں گی۔ ان کے سروں پر بیش قیمت موتیوں کا تاج۔ گردنوں میں ریشمی رومال ہاتھوں میں چاندی سونے کے آفتابے آبخورے ہونگے۔ یہ خدا کے مقبول و پیارے بندے میدان حشر میں سے آکر جوہر کے دسترخوان پر بیٹھ جاویں گے اور ان کا ایک آدمی اپنے گھر والوں اور پڑوسیوں کے ستر ستر ہزار آدمیوں کو سفارش کر کے بخشوائے گا۔ اور شہداء کی جماعت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ خلد کے دسترخوان پر بیٹھیں گے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مرنے والے کے عمل مرنے سے ختم ہو جاتے ہیں اور مہر لگا دی جاتی ہے۔ مگر اس شخص کے عمل پر مہر نہیں لگائی جاتی جو راہ خدا میں گھوڑا باندھتا ہے۔ بلکہ اس کے عمل قیامت کے دن تک بڑھتے رہتے ہیں۔ اور وہ قبر کے فتنہ عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

سب سے پہلے جو ہتھیار آسمان سے اترا وہ کمان ہے۔ جو کھیتی سے کوؤں کو اڑانے کے لئے حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے کوؤں کی شکایت کرنے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس بھیجی تھی۔ پچکلیان گھوڑے کی بھی حدیث

شریف میں تعریف آتی ہے ایسے گھوڑوں پر سوار ہو کر جہاد میں جائے گا تو کامیاب ہو کر صحیح و سالم گھر واپس آئے گا۔

ابو قدامہ شامی فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ سردار مقرر کیا گیا اور جہاد کا ارادہ ہوا۔ میں نے لوگوں کو جہاد کی طرف بلایا۔ اور لوگ جہاد کے لئے بھرتی ہونے لگے۔ اتنے میں ایک عورت آئی۔ جس کے ہاتھ میں ایک کاغذ کا ٹکڑا تھا۔ اور ایک تھیلی تھی۔ کاغذ میں لکھا ہوا تھا کہ تم نے ہم کو جہاد کی طرف بلایا۔ ہم کو جہاد میں جانے کی قدرت نہ تھی۔ یہ تھیلی ہمارے پاس ہے جس میں حضور کے بال ہیں۔ تم اس کو لے کر اپنے گھوڑے کے باندھو۔ شاید خدا تعالیٰ ہم پر اس کی وجہ سے رحم کرے وہ تو بال دے کر چلی گئی ہم جہاد کے لئے تیار ہوئے روانہ ہو گئے اور دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوئی تو میں ایک کمسن نابالغ لڑکے کو لڑتے ہوئے دیکھا۔ نزع کی حالت میں مجھ سے کہا کہ میری یہ چیزیں میری ماں کو پہنچانا' اور میری ماں وہی عورت ہے جس نے آپ کو بالوں کی تھیلی دی تھی۔ قبر نے اس کو قبول نہ کیا۔ اتنے میں آسمان سے سبز پرندے نہایت خوبصورت آئے اور اس کو کھا کر چلے گئے۔ عورت نے کہا ہاں تم سچ کہتے ہو کیونکہ وہ دعا کیا کرتا تھا کہ الٰہی میرا حشر پرندوں کے پوٹوں میں کیجیو۔ خدا تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی۔

ایک مرتبہ ہم جہاد کے لئے گئے ہم میں سے ایک شخص نے یہ آیت پڑھی۔ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور مالوں کو جنت کے عوض خرید لیا۔ کہنے لگا میں نے اپنی جان و مال کو خدا تعالیٰ کے ہاتھ بیچ ڈالا مجھے وہ جنت عطا فرمائے یہ کہا اور چلا گیا۔ ہم جہاد کرتے ہوئے روم کے شہروں میں پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہی غلام مستانوں کی طرح پکار پکار کہہ رہا ہے ہائے ہائے میری پیاری عینا۔ کہا کہ میں ایک دن پڑا سوتا تھا مجھ سے کسی نے کہا کہ عینا کے پاس چل میں چلدیا تھوڑی دور چلا تھا کہ ایک سبز باغ نظر آیا۔ تھوڑی دور جا کر دیکھا کہ ایک سفید خیمہ ہے اس کے دروازہ پر ایک نوجوان لڑکی کھڑی ہے میں نے اس سے زیادہ حسین اور خوبصورت لڑکی کوئی نہیں دیکھی جیسے ہی اس کی نظر مجھ پر پڑی تو ہنس کر کہنے لگی کہ عینا! آپ کے خاوند آگئے میں اس خیمہ میں داخل ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ عینا ایک سونے کے تخت پر بڑی نازک ادا کے ساتھ بیٹھی ہے جو موتیوں اور یاقوت سے بسا ہوا ہے عینا نے کہا کہ اے خدا کے دوست مرحبا تجھے خوشی ہو کہ آج شب کو تو ہمارے پاس روزہ افطار کرے گا۔ بس اتنے میں میری آنکھ کھل گئی۔ جاگ اٹھا اس کا نقشہ اور سماں اب تک میری آنکھوں میں سمایا ہوا ہے۔ یہ سنا کہ دشمنوں کے مقابلہ میں ڈٹ گیا اور دل کھول کر لڑا۔ یہاں تک کہ شہید ہو گیا اسی رات اس کی ماں نے خواب میں دیکھا کہ وہ سفید خیمہ میں عینا کے پاس بیٹھا ہے بیٹے نے ماں کو دیکھ کر کہا کہ اماں اللہ تعالیٰ نے آپ کی ودیعت و امانت قبول کی۔ طواف کرتے دیکھا جو کہہ رہا تھا کہ اے میرے مالک تو نے اس محروم کے ساتھ کیا کیا۔ میں نے اس سے پوچھا تو یہ کیا کہتا ہے کہنے لگا کہ ہم دس آدمی تھے۔ کفار سے مٹھ بھیڑ ہوئی۔ ہم گھیرے میں آگئے اور دشمنوں نے ہمیں باندھ لیا۔ ان کے بادشاہ نے ہمارے قتل کا حکم دیا۔ جلاد نے جب گردن مارنا شروع کی تو ایک حور اتری جس کے ہاتھ میں جنت کا رومال تھا وہ اس کی روح کو رومال میں لپیٹ کر آسمان پر چڑھ گئی اسی طرح نو آدمیوں کے ساتھ ایک ایک حور نے یہی معاملہ کیا مگر جب میری باری آئی اور جلاد میری طرف جھکا اور حور میرے قریب ہوئی تو لوگوں نے میری سفارش کردی۔ بادشاہ نے میری معافی کا پروانہ دیا۔ حور آسمان پر چڑھ گئی اور چڑھتی ہوئی یوں کہتی جاتی تھی کہ اے بے نصیب اے محروم اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اے میرے مالک تو نے اس کے ساتھ کیا کیا۔

جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کا محاصرہ کیا تو آپ کے پاس ایک حبشی غلام مسلمانوں کے ساتھ ہو کر کفار کے ساتھ یہاں تک لڑا کہ شہید ہو گیا صحابہ کرام اس کی لاش اٹھا کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ لوگوں نے عرض کیا اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس وقت کیوں منہ پھیر لیا آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ اس کی بیوی حور موجود ہے۔ جو اس کے چہرہ سے مٹی جھاڑتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ خدا اس کا چہرہ خاک آلودہ کرے جس نے تیرا پیارا چہرہ خاک آلودہ کیا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو قتل کروائے جس نے تجھے شہید کیا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

ایک شخص دیوار کے نیچے سو رہا تھا۔ کہ دفعۃً ایک شخص نے اس کے کندھے کو جھنجھوڑا اور کہا کہ جلدی اٹھ دیوار گری چاہتی ہے۔ وہ جلد اٹھا اور دیوار گر گئی۔ کہا تو کون میں ہوں ابلیس اس واسطے کیا ہے کہ تو شہید نہ مرے۔

مسلمانوں کی ایک جماعت ایک دفعہ جہاد کے لئے نکلی انہیں بادشاہ نے کہا کہ تم ہمارے دین میں داخل ہو جاؤ۔ مسلمانوں نے اس سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے ایک شخص کو چھوڑ کر سب کو قتل کرا دیا۔ اس سے کہا کہ تو اپنے دین کو چھوڑ اتنا مال دوں گا انکار کر دیا۔ حسینہ جمیلہ لونڈی تھی۔ اس کو اس مسلمان کے پاس اپنے محل میں بھیج دیا کہ اس مسلمان کو اپنی طرف مائل کرے۔ مگر اس مومن بندے نے سورہ فتح پڑھنا شروع کر دی جب محمد رسول اللہ تک پہنچا تو اس عورت کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور بے تحاشا رونے لگی۔ دونوں وہاں سے نکل کر چل دیئے صبح ہوتے ہی عورت نے کہا کہ یہ گھوڑوں کی ہنہناہٹ کی آواز کیسی۔ وہی ساتھی جہاد کے شریک چلے آرہے ہیں جو ظالم بادشاہ کے بے رحم ہاتھوں سے قتل کئے گئے تھے ان لوگوں نے قریب ہو کر کہا کہ ہم تیرے وہی شہید دوست ہیں خدا تعالیٰ نے ہمیں اپنے پاس زندہ رکھ چھوڑا ہے اور تخمیناً چالیس دن بعد ہم سے ملاقات کرے گا یہ کہا اور غائب ہو گئے۔

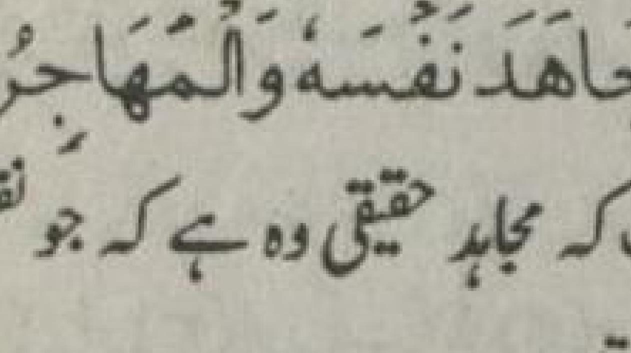
تنبیہ:۔ مجاہد دو قسم پر ہے ایک وقتی دوسری دائمی۔ وقتی مجاہد وہ ہے جو کفار کے مقابل ایک خاص وقت پر قدم جما کر لڑتا ہے تاکہ کفار جو کہ اشاعت و تبلیغ دین و اسلام میں مانع و حارج ہوتے ہیں ان سے میدان صاف ہو۔ دوسروں کو اسلام اور راہ حق پر آنے کا راستہ صاف ہو اس شرط کے ساتھ کہ پہلے ان کو دعوت قبول اسلام کی کیجاوے اس کو تسلیم نہ کرنے پر خراج جزیہ کیلئے کہا جاوے اس کو بھی نہ مانیں تب جہاد تاکہ ان کا غرور ٹوٹے اور دوسروں کو اسلام کی طرف آنے کا راستہ ہاتھ آوے۔

دائمی مجاہد وہ ہے جو نفس سے اس کے شہوات و خواہشات میں ہر وقت قدم جما کر لڑتا ہے اسی کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے اس سوال پر کہ مجاہد کسے کہتے ہیں یوں فرمایا اَلْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَاجَرَ نَفْسَهُ الذُّنُوْبَ کہ مجاہد حقیقی وہ ہے کہ جو نفس سے اس کی خواہشات میں جہاد کرتا ہے۔

ارے تمہارا تو یہ رنگ ہونا چاہئے

زندہ کنی عطائے تو ور بکشی فدائے تو
دل شدہ مبتلائے تو ہرچہ کنی رضائے تو

فرمایا کہ تو اگر کوئی گھر بنالیتا تو دھوپ کی گرمی اور جاڑے کے ٹھٹھرنے سے بچتا۔



احمد شاہ ابدالی کے نام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا ایک تاریخی مکتوب کے اقتباسات

یہی وہ تاریخی خط ہے جس کے نتیجہ میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان آکر یہاں کی فسطائی طاقتوں کا زور توڑا تھا۔

بعد حمد و صلوۃ کے ۔ یہ چند کلمات ہیں جن کے لکھے جانے کا باعث اسلامی حمیت ہے۔ اللہ تعالی ان کلمات کو گوش مبارک تک پہنچادے۔

بادشاہان اسلام کا وجود اللہ تعالی کی ایک زبردست نعمت ہے۔ جاننا چاہئے کہ ملک ہندوستان ایک وسیع ملک ہے۔ قدیم اسلامی بادشاہوں نے بڑی مدت میں بڑی جدوجہد کے بعد کئی دفعہ میں جاکر اس ولایت کو فتح کیا ہے' علاوہ دہلی کے جو صاحب اقتدار بادشاہوں کا مستقر رہی ہے۔ ہر علاقے میں علیحدہ علیحدہ فرمانروا تھے' مثلاً گجرات' احمد آباد کا علاقہ ایک علیحدہ حکمراں سے تعلق رکھتا تھا۔ ٹھٹھہ کا دوسرا بادشاہ تھا' بنگالہ ایک اور حاکم کے زیر حکومت تھا۔ اودھ جدا ایک شخص کے زیر اقتدار تھا جس کو سلطان الشرق یعنی پورب کا بادشاہ کہتے تھے۔ ملک دکھن پانچ حسب ذیل سلطنتوں کا مجموعہ تھا۔

(۱) برہان پور (۲) برار (۳) اورنگ آباد (۴) حیدر آباد (۵) بیجاپور

ان پانچوں سلطنتوں میں سے ہر سلطنت کا ایک جداگانہ مستقل بادشاہ تھا مالوہ کا بھی حکمراں علیحدہ تھا اور ان تمام مذکورہ علاقہ جات میں سے ہر ایک علاقے کا بادشاہ مستقل طور پر صاحب فوج اور صاحب خزانہ ہوتا تھا۔

ہر ایک بادشاہ نے اپنی مملکت میں مسجدیں تعمیر کرائیں مدرسے قائم کئے' عرب و عجم کے مسلمان اپنے اپنے وطنوں سے منتقل ہو کر ان علاقوں میں آگئے اور یہاں اسلام کی ترویج و اشاعت کا باعث بنے' اس وقت تک ان لوگوں کی اولاد اسلام کے طور و طریقہ پر قائم ہے۔ ایک اور ملک جس کا تذکرہ ہو رہا ہے راجپوتانہ کا ملک ہے اس ملک کا طول حدود ٹھٹھہ سے لے کر حدود بنگالہ و بہار تک چالیس منزل ہے اور عرض دہلی و آگرہ سے لیکر گجرات و اجین کی حد تک بیس منزل ہے وہ باوسعت ملک ہے جو کبھی ملوک اسلامیہ کی نشست گاہ نہیں بنا۔ قصہ مختصر۔ پادشاہان مغلیہ نے رفتہ رفتہ اتنا کرلیا کہ اپنی طرف سے ان کو ریاست پر متعین کرتے تھے اور انہوں نے راجپوتوں سے معاہدہ کرلیا اور اس گروہ کو اپنا ماتحت قرار دے کر ان کی مخالفت سے مامون و محفوظ ہو گئے اور جنگ سے دست کشی اختیار کرلی۔ واقفان فن تاریخ تفصیلی طور پر' ان واقعات کو بیان کریں گے۔

غیر مسلموں میں ایک قوم مرہٹہ نامی ہے کہ ان کا سردار ایک ہے اس قوم نے کچھ عرصہ سے اطراف دکن میں سر اٹھایا ہے اور تمام ملک ہندوستان پر اثر انداز ہے۔ شاہان مغلیہ میں سے بعد کے بادشاہوں نے عدم دور اندیشی' غفلت اور اختلاف فکر کی بنا پر ملک گجرات مرہٹوں کو دے دیا پھر اسی ست اندیشی اور غفلت کی وجہ سے ملک مالوہ بھی ان کے سپرد کردیا اور ان کو وہاں کا صوبہ دار بنادیا۔ رفتہ رفتہ قوم مرہٹہ قوی تر ہو گئی اور اکثر بلاد اسلام ان کے قبضہ میں آگئے۔ مرہٹوں نے مسلمانوں اور ہندوؤں دونوں سے باج لینا شروع کردیا اور اس کا نام چوتھ (یعنی آمدنی کا چوتھا حصہ) رکھا۔

المختصر سوائے دہلی و دکن کے خالص طور پر مرہٹوں کا تسلط ہے۔ قوم مرہٹہ کا شکست دینا آسان کام ہے۔ بشرطیکہ غازیان اسلام کمر ہمت باندھ لیں۔ حقیقت یہ ہے کہ قوم مرہٹہ خود قلیل ہیں۔ لیکن ایک گروہ کثیر ان کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اس گروہ میں سے ایک صف کو بھی اگر درہم برہم کر دیا جائے تو یہ قوم منتشر ہو جائے گی اور اصل قوم اسی شکست سے ضعیف ہو جائے گی۔ چونکہ یہ قوم قوی نہیں ہے اس لئے اس کا تمام تر سلیقہ ایسی کثیر فوج جمع

کرتا ہے' جو چیونٹیوں اور ٹڈیوں سے بھی زیادہ ہو۔ دلاوری اور سامان حرب کی بہتات ان کے یہاں نہیں ہے۔ الغرض قوم مرہٹہ کا فتنہ ہندوستان کے اندر بہت بڑا فتنہ ہے حق تعالیٰ بھلا کرے اس شخص کا جو اس فتنے کو دبائے۔

غیر مسلموں کی ایک قوم جاٹ ہے جس کی بودوباش دہلی و آگرہ کے درمیان ہے۔ یہ دونوں شہر بادشاہوں کے لئے دو حویلیوں کی مانند رہے ہیں مغل پادشاہ کبھی آگرہ میں رہتے تھے تاکہ ان کا دبدبہ اور رعب راجپوتانہ تک پڑے اور کبھی دہلی میں فروکش ہوتے تھے تاکہ ان کی شوکت وہیبت سرہند اور نواحی سرہند تک اثر ڈالے

دہلی و آگرہ کے درمیان کے مواضعات میں قوم جاٹ کاشتکاری کرتے تھے۔ زمانہ شاہجہاں میں اس قوم کو حکم تھا کہ گھوڑوں پر سوار نہ ہوں' بندوق اپنے پاس نہ رکھیں اور اپنے لئے گڑھی نہ بنائیں' بعد کے بادشاہوں نے رفتہ رفتہ ان کے حالات سے غفلت اختیار کرلی اور اس قوم نے فرصت کو غنیمت جان کر بہت سے قلعے تعمیر کرلئے اور اپنے پاس بندوق رکھ کر بٹ ماری کا طریقہ شروع کردیا۔ اورنگ زیب اس وقت دکھن میں قلعہ بیجا پور اور حیدر آباد کے فتح کرنے میں مشغول تھا۔ دکھن ہی سے ایک فوج جاٹوں کی تادیب کے لئے اس نے روزانہ' اور اپنے پوتے کو فوج کا سردار مقرر کیا' رئیسان راجپوتانہ نے اس شہزادے سے مخالفت کرلی۔ لشکر میں اختلاف واقع ہوا' جاٹوں کی تھوڑی سی عاجزی پر اکتفا کر کے فوج پادشاہی واپس ہوگئی

محمد فرخ سیر کے زمانہ میں اس جماعت کی شورش پھر جوش میں آئی قطب الملک وزیر نے زبردست فوجیں ان کی طرف بھیجیں۔ چورامن جو اس قوم کا سردار تھا۔ بعد جنگ صلح پر راضی ہوگیا اس کو بادشاہ کے سامنے لائے اور تقصیرات کی معافی دلوائی۔ یہ کام بھی خلاف مصلحت عمل میں آیا۔

پسر محمد شاہ کے عہد میں صفدر جنگ ایرانی نے خروج کیا اور سورج مل سے سازش کر کے پرانی دہلی پر حملہ کردیا۔ اور تمام باشندگان شہر کہنہ کو لوٹ لیا۔

میوات کے حدود سے فیروز آباد شکوہ آباد تک عرض میں سورج مل قابض ہوگیا کسی کی طاقت نہیں کہ وہاں اذان ونماز جاری کرسکے۔

ایک سال ہوا کہ قلعہ الور جو کہ تمام میوات کی خبرگیری کے لئے ایک جائے بلند تھی سورج مل اس کو بھی اپنے قبضہ میں لے آیا' ارکان سلطنت میں سے کسی کی مجال نہ ہوئی کہ وہ اس کام سے روک دیتا۔ ہندوستان کے محصولات سات آٹھ کروڑ سے کم نہیں ہیں بشرطیکہ غلبہ وشوکت موجود ہو۔ ورنہ ایک کوڑی بھی ملنی مشکل ہے۔ جیسا کہ اس وقت دیکھا جارہا ہے۔ جس علاقہ پر جاٹ قابض ہیں وہ ایک کروڑ روپیہ محصول کی جگہ ہے۔ اس وقت بھی کہ بنگالہ میں بے اطمینانی ہے اور وہاں ایک بیوقوف ناواقف کار نوجوان یعنی ناظم قدیم کا پوتا مسلط ہے پھر بھی وہ نوجوان خزائن بے شمار کا مالک ہے۔ سعادت خاں ایرانی اور اس کے بعد اس کا داماد صفدر جنگ صوبہ اودھ پر قابض تھے دو کروڑ اس صوبہ سے وصول کرتے تھے ایک کروڑ خرچ کرتے تھے اور ایک کروڑ جمع کرتے تھے۔ اسی مالداری نے صفدر جنگ کے اندر بادشاہ سے مقابلہ کرنے کا حوصلہ پیدا کیا۔ جاٹ کی شوکت کو درہم برہم کرنا بھی تدبیر کے نزدیک آسان کام ہے۔ انہوں نے جو علاقے اپنے قبضے میں کرلئے ہیں وہ ان کے نہیں ہیں بلکہ غصب کئے ہوئے ہیں۔ ان مواضع کے مالک ابھی تک زندہ و موجود ہیں۔ اگر کوئی صاحب شوکت وعدالت بادشاہ مہربانی کا ہاتھ ان مالکوں کے سر پر رکھے تو وہ لوگ سورج مل کے مقابلے کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے بادشاہوں کی غفلت سے نوبت یہاں تک پہنچی کہ جاگیردار اپنی

جاگیروں پر عمل ودخل نہیں پاتے۔ کوئی غور نہیں کرتا کہ اس کا باعث بے عملی ہے۔ جب خزانہ پادشاہ نہیں رہا' نقدی بھی موقوف ہوگئی آخر کار سب ملازمین تتر بتر ہوگئے اور کاسہ گدائی اپنے ہاتھ میں لے لیا سلطنت کا بجز نام کے اور کچھ باقی نہ رہا۔ علاوہ اس تنگی اور مفلسی کے جب سورج مل کی قوم نے اور صفدر جنگ نے مل کر دہلی کے پرانے شہر پر دھاوا بولا۔ یہ غریب سب کے سب بے خانماں' پریشان اور بے مایہ ہوگئے۔ پھر متواتر آسمان سے قحط نازل ہوا۔ غرضیکہ جماعت مسلمین قابل رحم ہے۔ اس وقت جو عمل ودخل سرکار پادشاہی میں باقی ہے۔ وہ ہنود کے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ متصدی اور کار کن سوائے ان کے اور کوئی نہیں ہے۔ ہمہ قسم کی دولت و ثروت ان کے گھروں میں جمع ہے۔ افلاس و مصیبت کا بادل مسلمانوں پر چھا رہا ہے۔ بات طویل ہوگئی اور اختصار کے حدود سے باہر نکل گئی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ملک ہندوستان میں غیر مسلموں کے غلبہ کی نوعیت یہ ہے جو معرض بیان میں آئی اور مسلمانوں کا ضعف اس حد تک پہنچ گیا جو لکھا گیا۔ اس زمانہ میں ایسا پادشاہ جو صاحب اقتدار و شوکت ہو۔ اور لشکر مخالفین کو شکست دے سکتا ہو۔ دور اندیش اور جنگ آزما ہو' سوائے آنجناب کے کوئی اور موجود نہیں ہے۔ یقینی طور پر جناب عالی پر فرض عین ہے۔ ہندوستان کا قصد کرنا۔ اور مرہٹوں کا تسلط توڑنا اور ضعفائے مسلمین کو غیر مسلموں کے پنجے سے آزاد کرانا۔ اگر غلبہ کفر معاذ اللہ 'اسی انداز پر رہا تو مسلمان اسلام کو فراموش کر دیں گے اور تھوڑا زمانہ نہ گزرے گا کہ یہ مسلم قوم ایسی قوم بن جائے گی کہ اسلام اور غیر اسلام میں تمیز نہ ہو سکے گی۔ یہ بھی ایک بلائے عظیم ہے۔ اس بلائے عظیم کے دفع کرنے کی قدرت بفضل خداوندی جناب کے علاوہ کسی کو میسر نہیں ہے۔

ہم بندگان الٰہی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع گردانتے ہیں اور خدائے عزوجل کے نام پر التماس کرتے ہیں کہ ہمت مبارک کو اس طرف متوجہ فرما کر مخالفین کا مقابلہ کریں۔ تاکہ خدائے تعالیٰ کے یہاں بڑا ثواب جناب کے نامہ اعمال میں لکھا اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی فہرست میں درج ہو جائے۔ دنیا میں بے حساب غنیمتیں ملیں اور مسلمان دست کفار سے خلاصی پا جائیں۔ خدا سے پناہ مانگتا ہوں اس بات کی کہ نادر شاہ کی طرح عمل ہو۔ کہ وہ مسلمانوں کو زیر و زبر کر گیا۔ اور مرہٹہ و جٹ کو سالم و غانم چھوڑ کر چلتا بنا۔ نادر شاہ کے بعد سے مخالفین قوت پکڑ گئے اور لشکر اسلام کا شیرازہ بکھر گیا اور سلطنت دہلی بچوں کا کھیل بن گئی۔ پناہ بخدا اگر قوم کفار اسی حال پر رہے اور مسلمان ضعیف ہو جائیں تو اسلام کا نام بھی کہیں باقی نہ رہے گا۔

فتح اسلام اس جماعت کو نصیب ہوتی ہے جس کی یہ شان ہو کہ اگر کسی جگہ مسلمان ہوں ان کو وہ اپنے بیٹوں اور سگے بھائیوں کی طرح رکھے اور مخالف کے مقابلہ میں شیر نر کی مانند ہو۔

پس واجب ہے کہ ان مجاہدات میں تقویت اسلام کی نیت کر لی جائے۔ جب افواج قاہرہ ایسے مقام پر پہنچیں جہاں پر مسلمان اور غیر مسلمان دونوں رہتے ہوں۔ چاہئے کہ منتظمین خاص طور پر ایسے مقام پر متعین ہوں اور ان کو تاکید کی جائے کہ جو ضعیف مسلمان قریوں میں ساکن ہیں ان کو قصبوں اور شہروں میں لے آئیں پھر کچھ منتظمین قصبوں اور شہروں پر مقرر کئے جائیں جو اس بات کی کڑی نگرانی کریں کہ کسی مسلمان کا مال نہ لوٹا جائے اور کسی مسلمان کی عزت میں فرق نہ آنے پائے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ "اللہ کے نزدیک تمام دنیا کا زوال قتل مسلم کے مقابلے میں ہیچ ہے۔ حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم بقصد عمرہ جب حدیبیہ شریف لے گئے۔ اور کفار قریش مکہ کے داخلہ سے مانع آئے آخر الامر کفار مکہ سے صلح

ہوئی۔ اگرچہ بعض بڑے صحابہ میں سے ایسے تھے جن کی حمیت دینی جوش میں آئی اور اس صلح پر راضی نہیں ہوتے تھے لیکن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قول پر التفات نہیں فرمایا اور صلح کرلی

اس واقعہ صلح حدیبیہ و فتح مکہ میں پادشاہان دور اندیش کو حکمت کی عجیب و غریب تعلیم دی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلم و غیر مسلم کے اختلاط کے مقام پر حلم کا معاملہ کرنا چاہئے۔ پہلے مخالفین اسلام کو جو مسلمانوں پر تسلط جمائے ہوئے ہوں متفرق کریں۔ بعد ازاں مسلمان خود بخود پادشاہ عادل و دور اندیش کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیں گے۔

ترجمہ و شعر عربی (اللہ کی کتنی پوشیدہ پوشیدہ مہربانیاں ہیں جن کی پوشیدگی سے ایک ذکی و فہیم بھی بے خبر ہے)

جیساکہ دوائے تلخ ہرچند فائدہ مند ہو لیکن مریض کی طبیعت اس کی طرف رغبت نہیں کرتی۔ طبیب حاذق، اس کڑوی دوا کو شہد کے ساتھ ملاتا ہے اسی طرح پادشاہان عادل کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کی طرف جس جگہ متوجہ ہوتے ہیں اور وہاں پر جو مسلمان متفرق طور پر ہوتے ہیں اور اپنی جان و آبرو کا خوف کرتے ہیں اور اپنی طبیعت سے اس گیرودار کو نہیں چاہتے، وہاں پر فقیروں، غریبوں اور سادات علماء کو اپنے الطاف خسروانہ اور انعام بادشاہانہ سے اور طرح طرح کے دلاسوں اور تسلیوں سے محفوظ رکھتے ہیں تاکہ ان کی مہربانی کا شہرہ دور و نزدیک شہروں تک پہنچ جائے اور سب کے سب ہاتھ اٹھا اٹھا کر پادشاہ عادل کی فتح و نصرت کی دعائیں کریں۔ اور خدائے عزوجل سے شب و روز یہی درخواست کریں کہ اللہ یہ رحمت کی نشانی پادشاہ عادل ہمارے شہر میں فروکش ہو۔

سب سے پہلے اہم اس کے بعد بالترتیب اس کے نیچے درجے کے اہم امور انجام دیئے جائیں جس جگہ کسی مسلمان کی شکست کا احتمال ہو وہاں توقف کرنا چاہئے۔ جماعت منکر کے گرداگرد جہاد مقدم رکھنا چاہئے تاکہ بغیر احتمال قتل مسلم مدعا حاصل ہو جائے۔

آخر میں خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت پادشاہان اسلام کے حق میں لکھی جاتی ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر وہ شخص جو خلیفہ بنایا جاتا ہے اس کے دو دلی دوست (باطنی قوت) ہوتے ہیں۔ ایک دن ان میں سے اس کو خیر و نیکی کی تلقین کرتا اور اس پر آمادہ کرتا ہے۔ دوسرا اس کو شر کا حکم کرتا ہے اور اس کی رغبت دلاتا ہے اور محفوظ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

حال ہی میں حضرۃ مرشدنا و مولانا مسیح اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کا وصیت نامہ نظر سے گزرا۔ خیال پیدا ہوا کہ اس نعمت بے بہا میں آپ کے ساتھ مشارکت کی جائے اس لئے وصیت نامہ کا نسخہ تصویر حاضر ہے اللہ تعالیٰ اسے ہمارے لئے باعث نفع اور موصی مولف اعلی اللہ درجاتہ فی الفردوس کے لئے صدقہ جاریہ بنادیں آمین۔

والسلام خادم محمد عبدالواحد عفی عنہ

وصیت نامہ

بسم اللہ الرحمان الرحیم

۱۹ ربیع الثانی سنہ ۱۴۱۳ھ ۱۹۹۲ء بروز شنبہ

ارشاد فرمایا کہ زبان کو حرکت دینے کی بھی ہمت نہیں، ضعف بے حد ہے۔ بتکلف بول رہا ہوں پھر بھی چند باتیں عرض کرتا ہوں۔

غور سے سنیئے، تمام اعمال حسنہ استقامت کے ساتھ بالدوام مع حسن خلق و حسن کلام، نماز روزہ، سنن مستحباب کا التزام بلحاظ صحت و سہولت اہتمام کے ساتھ رہے، ذکر و تلاوت بقدر فرصت و سہولت جاری رہے۔

مطالعہ کا اہتمام رہے' یہ بہت ضروری ہے۔ حضرت والا نور اللہ مرقدہ کی شریعت و طریقت اور امام غزالی کی عربی کتاب کا ترجمہ "تبلیغ دین" مطالعہ رہے حضرت اس کتاب کو بڑے بڑے علماء کو بھی تاکید سے پڑھواتے تھے (اس کتاب کے مطالعہ کا تاکیدی حکم فرماتے تھے۔

نیز حضرت والا نور اللہ مرقدہ کی تفسیر بیان القرآن کا بھی مطالعہ رہے تمام عمل بینہ سے حتی کہ مشتبہات سے بھی اجتناب رہے جیساکہ بخاری شریف میں ہے اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی اور ان دونوں کے درمیان مشتبہات ہیں۔ لہذا (مشتبہ سے بچو)

جہاں کہیں ایسی بات پیش آئے اعراض کر جاؤ' ٹال جاؤ' ایسی جگہ مت بیٹھو اور ایسا عمل مت کرو جو تہمت کا سبب بنے جیساکہ حدیث شریف ہے۔ اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ تہمت سے بچنے کو نہیں فرمایا بلکہ ان جگہوں اور طریقوں سے بچنے کو فرمایا جو تہمت کا سبب بنیں (پھر ارشاد فرمایا) مرشدی و مولائی حضرت حکیم الامت مجدد الملت نور اللہ مرقدہ فرمایا کرتے تھے کہ دو لفظ ہیں ایک دھیان دوسرا دھن۔

دھیان تو یہ کہ ہر وقت اٹھتے بیٹھتے' چلتے پھرتے اللہ تعالی کا دھیان رہے۔ اور دھن یہ کہ تزکیہ نفس کی ہر وقت دھن رہے۔ یہ دونوں باتیں بڑی عجیب ہیں ان پر عمل کرتے رہو۔ کسی کے معاملہ میں مت پڑو دوسروں کے معاملات سے علیحدہ رہو۔ یہ شان مشیخت کے خلاف ہے۔

کثرت ذکر اس طرح رہے کہ زبان ہر دم ذاکر اور قلب توفیق ذکر و طاعت پر شاکر۔ لیکن دین اور معاملات کو بالکل صاف رکھو۔ بس یہی باتیں ہیں جو بطور وصیت عرض کر رہا ہوں اگرچہ ہمت نہیں پھر بھی بفضلہ تعالی یہ وصیت کر دی۔

دوسرے روز بعد نماز فجر فرمایا' اعمال حسنہ پر استقامت بالدوام اخلاق حمیدہ کا حصول بر غبت اور اخلاق رذیلہ کا زوال بنفرت رہے ان باتوں کا اثر یہ ہوگا کہ حسن کلام و حسن خلق حاصل ہوگا اور ہوتا رہے گا

حسن خلق کے ساتھ احسن کلام نرم شائستہ الفاظ کے ساتھ جیساکہ باری تعالی کا ارشاد ہے قُلْ لِعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

حسن کلام خلق کے ساتھ جب کبھی کوئی بات طبیعت کے خلاف ہو ناگوار گزرے' حسن کلام سے نرم الفاظ کے ساتھ حسن خلق کے ساتھ ٹال جاؤ۔ ارشاد باری تعالی ہے وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

یا حلم کے ساتھ خاموشی سے اعراض کر جاؤ۔ ارشاد باری تعالی ہے وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ (پھر فرمایا) حسن خلق بڑی چیز ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہیں وہ چیز بتادوں جو اگر کوئی رات بھر عبادت کرے اور دن میں روزہ رکھے ایک سال تک وہ چیز اس سے بھی افضل ہے

صحابہ نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا چیز ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حسن خلق' یہ بہت بڑی چیز ہے۔ پھر فرمایا اس سے بھی افضل چیز بتادوں' صحابہ نے سوچا اس سے افضل کون سی چیز ہوگی۔ پھر دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنی بیوی کے ساتھ حسن خلق نرمی کا برتاؤ۔ (اس لئے کہ بیوی کے ساتھ ہر وقت خلاف طبع باتیں پیش آتی رہتی ہیں۔

(جب اللہ تعالی اپنے کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اے جبرئیل! میں فلاں بندہ کو دوست رکھتا ہوں پس تو بھی اس کو دوست رکھ سو جبرئیل اس کو دوست رکھتا ہے پھر جبرئیل اہل آسمان سے کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے فلاں شخص کو دوست بنالیا ہے پس تم بھی اسے دوست بنالو پس اہل آسمان اسے دوست بنالیتے ہیں پھر اللہ تعالی اس بندہ کو اہل زمین میں بھی مقبول بنادیتا ہے تو اہل زمین بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ اور بعض روایات میں اھل الارض کی جگہ مِثْلُ ذٰلِکَ ہے یعنی اہل سماء کی طرح اہل زمین بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ ساری امت اس پر متفق ہے اور اللہ تعالے ایسے اوصاف سے متصف ہے۔ کہ اولیاء اللہ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ اور وہ بھی ان کو دوست رکھتا ہے۔

(اے وہ شخص کہ جس کی پلکوں کی بیماریاں اس کے عاشق کی بیماریوں کے لئے طبیب ہیں۔ اس نے میرے دل میں محبت کا بیج بودیا۔ پس میرے نزدیک تیرا حاضر ہونا اور غائب ہونا برابر ہے)۔ ایسی ہی محبت ہے کہ جب وہ طالب کے دل میں جمع ہو کر اس کے دل کو لبریز کردیتی ہے تو دوست کی بات کے سوا دل میں کسی اور چیز کی جگہ نہیں رہتی۔

(اے محبوبہ! تو چاہے تو سخاوت کر اور چاہے تو نہ کر تیری یہ دونوں باتیں کرم سے ہی منسوب ہیں)۔ (جب لوگ آرام وراحت کی آرزو کرتے ہیں تو میں اس بات کی آرزو کرتا ہوں کہ تجھ سے ملوں۔ تاکہ کم سے کم تو میرا حال ہی معلوم کرے)۔

اَلْقَلْبُ یَحْسُدُ عَیْنِیْ لَذَّۃَ النَّظْرِ
وَالْعَیْنُ تَحْسُدُ قَلْبِیْ لَذَّۃَ الْفِکْرِ

(میرا دل میری آنکھ سے محبوب کے دیکھنے کی لذت پانے کے بارہ میں حسد کرتا ہے اور میری آنکھ میرے دل سے محبوب کے متعلق غور و فکر کرنے میں حسد کرتی ہے۔ اور حضرت عمر بن عثمان مکی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب "محبت" میں فرماتے ہیں کہ خداوند تعالی نے روحوں کو دلوں سے سات ہزار سال پہلے پیدا کیا اور مقام قرب میں رکھا اور روحوں کو دلوں سے سات ہزار سال پہلے پیدا فرما کر انس کے درجہ میں رکھا اور باطنوں کو روحوں سے سات ہزار سال پہلے پیدا کر کے وصل کے مقام میں رکھا اور ہر روز تین سو ساٹھ بار اپنے جمال کے ظاہر کرنے سے باطن پر تجلی فرمائی اور تین سو ساٹھ بار نظر عنایت فرمائی اور محبت کا کلمہ روحوں کو سنایا۔ اور اپنے تین سو ساٹھ لطیفے دل پر ظاہر کئے یہاں تک کہ سب نے عالم میں نگاہ کی تو اپنے سے بڑھ کر باعزت اور کسی کو نہ دیکھا جس کے باعث ان میں غرور و فخر پیدا ہوا۔ اللہ تعالے نے اس سبب سے ان کا امتحان فرمایا کہ بھید کو جان میں قید کردیا اور جان کو دل میں اور دل کو جسم میں بند کردیا پھر عقل کو ان میں ترکیب دی اور انبیاء علیہم السلام کو بھیج کر ان کو احکام دیئے تب ان میں سے ہر ایک اپنے مقام کا طالب ہوا۔ چنانچہ حق تعالے نے نماز کا حکم فرمایا تو جسم نماز میں لگ گیا اور دل محبت سے وابستہ ہوگیا۔ جان قرب حق میں پہنچ گئی اور سر باطن نے وصل حق سے قرار پکڑا الغرض محبت کا لطیف مفہوم الفاظ و عبارات میں کبھی ادا نہیں ہو سکتا کیونکہ محبت ایک حال ہے اور حال کبھی قال نہیں ہو سکتا۔ کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جب یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی محبت نے مستغرق کردیا اور فراق کی حالت میں جب آپ نے پیراہن کی بوہی پائی تو آپ کی آنکھیں بینا اور روشن ہوگئیں اور جب زلیخا کو یوسف علیہ السلام کے عشق میں فنا کا درجہ حاصل ہوگیا تو جب تک اس نے وصل نہیں پایا دوبارہ بینائی نہیں پائی۔ اور یہ روا نہیں

کہ محب اپنی صفت کے ساتھ قائم ہو کیونکہ اگر وہ اپنی صفت کے ساتھ قائم ہو تا تو محبوب کے جمال سے بے نیاز ہو تا جب وہ جانتا ہے کہ اس کی حیات محبوب کے جمال سے ہے تو ضرور وہ اپنے اوصاف کی نفی کا طالب ہو تا ہے کیونکہ اس کو معلوم ہے کہ اپنی صفت کے ہوتے ہوئے وہ محبوب سے حجاب میں رہتا ہے پس حق کی محبت کی وجہ سے وہ اپنا دشمن ہو گیا ہے اور یہ مشہور ہے کہ جب حسین بن منصور رحمتہ اللہ کو سولی پر چڑھایا گیا تو ان کا آخری کلام یہ تھا۔ حُبُّ الْوَاحِدِ اِفْرَادُ الْوَاحِدِ صاحب حال کی محبت اللہ واحد کو یکتا سمجھنا ہے۔ محبت یہ ہے کہ تو محبوب کی عبادات سے بغلگیر ہو اور اس کی مخالفت سے علیحدہ ہو) کیونکہ جب محبت دل میں قوی ہو جاتی ہے تو دوست کا فرمان بجالانا زیادہ آسان ہو جاتا ہے۔ (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے اپ پر قرآن اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ اس کی وجہ سے ناقابل برداشت تکلیف اٹھائیں۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو دیوانہ پن کی تہمت لگا کر شفاخانہ میں لے گئے اور وہاں بند رکھا۔ تو کچھ لوگ آپ کی زیارت کے لئے آئے آپ نے ان سے فرمایا۔ مَنْ اَنْتُمْ قَالُوْا اَحِبَّاءُ فَرَمَاهُمْ بِالْحِجَارَةِ فَفَرُّوْا (تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم آپ کے دوست ہیں۔ آپ نے ان کے پتھر مارنے شروع کئے تو وہ سب بھاگ گئے) تب آپ نے فرمایا (لَوْ كُنْتُمْ اَحِبَّائِیْ لَمَا فَرَرْتُمْ مِنْ بَلَائِیْ فَاصْبِرُوْا مِنْ بَلَائِیْ (اگر تم میرے دوست ہوتے تو میری اس بلا سے کیوں بھاگتے پس تم کو میری بلاء پر صبر کرنا چاہئے) کیونکہ دوست دوست کی بلا سے نہیں بھاگا کرتے۔

کافر سخی اللہ کے نزدیک بخیل مومن سے اچھا ہے۔ روایت ہے کہ ایک شخص حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازہ پر آگیا۔ اور کہنے لگا اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے! میرے ذمے چار سو درہم چاندی کے واجب الادا قرض ہیں حضرت امیر المومنین حسن رضی اللہ عنہ نے اسی وقت اس کو چار سو درہم چاندی کے دے دینے کا حکم دیا اور روتے ہوئے گھر کے اندر چلے گئے لوگوں نے پوچھا۔ اے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے! آپ کیوں روتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اس لئے کہ پہلے سے اس شخص کا حال دریافت کرنے میں میں نے کوتاہی کی اور آخر کار اس کو سوال کرنے کی ذلت اٹھانا پڑی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ شاہ حبش نے آپ کو دو سیر مشک بھیجا تو آپ نے ایک ہی بار اس کو پانی میں ڈال دیا۔ اور اپنے اور دوستوں کے جسموں پر مل دیا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ حضورؐ نے اس کو دو پہاڑوں کے درمیان ایک وادی جو بھیڑ بکریوں سے پر تھی بخش دی جب وہ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ کر گیا تو کہنے لگا اے قوم! مسلمان ہو جاؤ! کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی بخشش فرماتے ہیں کہ اپنی مفلسی سے بھی نہیں ڈرتے۔ نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مرتبہ اسی ہزار درہم آئے آپ نے ان کو ایک گدڑی پر ڈال دیا۔ اور جب تک ان سب کو راہ مولے میں نہ دے ڈالا حضورؐ اس جگہ سے نہ اٹھے۔

حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے کہا۔ (ہم نے آپ کے لئے کھجور کا حلوہ پکایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا تو روزہ رکھنے کا ارادہ تھا لیکن تم اسے لے آؤ۔ میں اس کے بدلے کسی اور دن کا روزہ رکھ لوں گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے پیٹوں کو بھوکا رکھو اور اپنے جگروں کو پیاسا اور اپنے جسموں کو ننگا

تاکہ تمہارے دل دنیا میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ لیں۔) اگرچہ جسم کو بھوک کی وجہ سے مصیبت ہوگی لیکن دل کو اس سے نور حاصل ہوگا اور روح کو صفائی اور باطن کو لقائے حق میسر ہوگا اور جب باطن کو لقائے حق روح کی صفائی اور دل کو روشنی حاصل ہو تو اگرچہ جسم مصیبت بھی دیکھے تو کیا نقصان ہے کیونکہ پیٹ بھر کر کھانے کی کچھ وقعت نہیں۔

اور کتانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ (مرید کے لئے شرط یہ ہے کہ اس میں تین باتیں موجود ہوں اس کا سونا غلبہ کی وجہ سے اور اس کا کلام ضرورت کے سبب سے اور اس کا کھانا فاقہ کی وجہ سے ہو) اور فاقہ بعض کے نزدیک دو رات دن بھوکا رہنا ہے اور بعض کے نزدیک تین رات دن اور بعض کے نزدیک ایک ہفتہ اور بعض کے نزدیک چالیس روز اس لئے کہ اہل تحقیق اس بات پر متفق ہیں کہ سچی بھوک چالیس رات دن میں صرف ایک دفعہ ہوتی ہے اور جو صرف جان کی حفاظت کے لئے ہوتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْحَاجُّ وَفْدُ اللّٰهِ يُعْطِيهِمْ مَا سَأَلُوا وَيَسْتَجِيبُ لَهُمْ مَا دَعُوا (حاجی لوگ اللہ تعالیٰ کا قافلہ ہیں جو کچھ وہ مانگیں انہیں عطا کرتا ہے اور ان کی دعا کو قبول فرماتا ہے اور کچھ عام لوگ تو پناہ مانگتے ہیں اور کچھ لوگ نہ پناہ مانگتے ہیں اور نہ دعا کرتے ہیں۔ سوائے تسلیم کے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا۔ اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ (جب اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ فرمانبردار ہو جا تو آپ نے کہا میں پروردگار عالم کا فرمانبردار ہوں اور وہ خلت کے مقام پر پہنچ گئے اور تعلقات دنیا سے الگ ہو گئے۔

ذوالنون مصری رحمتہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک جوان کو دیکھا جو منیٰ میں آرام سے بیٹھا تھا حالانکہ سب لوگ قربانیوں میں مشغول تھے میں اس کی طرف دیکھ رہا تھا کہ وہ کیا کرتا ہے اور کون ہے؟ وہ کہنے لگا۔ خدایا! سب لوگ قربانیوں میں مشغول ہیں میں بھی چاہتا ہوں کہ اپنے نفس کو تیری بارگاہ میں قربان کروں مجھے تو قبول فرما یہ بات کہی اور انگشت شہادت سے اپنے گلے کی طرف اشارہ کیا اور نیچے گر پڑا جب میں نے غور سے دیکھا تو روح اس سے پرواز کر گئی تھی۔ اللہ اس پر رحم کرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی يَا دَاوٗدُ اَتَدْرِيْ مَا مَعْرِفَتِيْ قَالَ لَا قَالَ حَيَاةُ الْقَلْبِ فِيْ مُشَاهِدَتِيْ (اے داؤد! کیا آپ کو معلوم ہے کہ میری معرفت کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں؟ تو فرمایا وہ میرے مشاہدہ میں دل کا زندہ ہونا ہے۔ جو مجاہدہ میں زیادہ مخلص ہو وہ مشاہدہ ہیں زیادہ سچا ہوتا ہے۔ پس باطن کا مشاہدہ ظاہر کے مجاہدہ سے وابستہ ہوتا ہے۔

صحت کے حقوق

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے دوستی پیدا کر دے گا۔ اور رسول علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ (اپنے بھائی زیادہ بناؤ کیونکہ تمہارا پروردگار باحیا کریم ہے وہ قیامت کے روز اپنے کسی بندہ کو اس کے بھائیوں کے درمیان عذاب دینے سے حیا کرے گا۔ مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے داماد مغیرہ بن شعبہؓ سے فرمایا۔ (اے مغیرہ! جس بھائی اور دوست سے تو اپنے دین کا کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکے اس کی صحبت ترک کردے تاکہ تو سلامت رہے) کیونکہ ایسے شخص کی صحبت تجھ پر حرام ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (بلاشبہ جو شخص نہیں جانتا اس کو سکھانا پوری پرہیزگاری ہے)۔ چونکہ میرا مقصود اس کتاب سے یہ ہے کہ جس کے پاس بھی یہ کتاب موجود ہو۔ اسے دوسری

کتابوں کی حاجت نہ ہو۔ اور حکایات میں سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک کے دل میں خیال آیا کہ وہ اب کمال کے درجہ پر پہنچ گیا ہے اور اس کے لئے تنہائی صحبت سے بہتر ہے چنانچہ وہ گوشہ میں چلا گیا اور جماعت کی صحبت سے منہ موڑ لیا جب رات ہوتی تو اس کے پاس ایک اونٹ لاتے اور اس سے کہتے کہ تمہیں بہشت میں جانا چاہئے اس پر وہ اس اونٹ پر بیٹھ کر چلے جاتے یہاں تک کہ ایک مقام نہایت اچھا ظاہر ہوتا۔ اور ایک خوبصورت جماعت اور عمدہ عمدہ کھانے اور جاری پانی صبح تک اس کے لئے وہاں مہیا رکھتے پھر وہ سو جاتا جب بیدار ہوتا تو اپنے آپ کو اپنے تکیہ میں موجود پاتا۔ یہاں تک کہ انسانیت کا غرور اس کے اندر بھر گیا اور تکبر نے اس کے دل میں پوری تاثیر کی اور اس نے دعوی کی زبان کھولی اور کہنے لگا کہ مجھے ایسی حالت ہوتی ہے یہ خبر حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کے پاس پہنچی۔ آپ اٹھے اور اس کے تکیے کے دروازے پر تشریف لے جا کر معلوم کیا کہ غرور اور تکبر اس کے سر میں جگہ پکڑے ہوئے ہے اس سے حال دریافت کیا تو اس نے سارا ماجرہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ سے بیان کر دیا انہوں نے فرمایا کہ آج رات جب تو اس مقام پر پہنچے تو یاد رکھ تین بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (بلند اور عظمت والے اللہ کی مدد کے بغیر نہ نیکی کر سکتے ہیں نہ بدی سے بچ سکتے ہیں) کہیو جب رات ہوئی تو اس کو وہاں لے گئے اور وہ دل میں جنید رحمتہ اللہ کا انکار کر رہا تھا اور جب کچھ وقت گزرا تو اس نے تجربہ کے لئے تین بار لاحول پڑھی وہ سب چلانے لگے اور وہاں سے چلے گئے اور اس نے اپنے آپ کو ایک کوڑے میں بیٹھا ہوا پایا اور کچھ ہڈیاں مردار کی اپنے چاروں طرف رکھی ہوئی دیکھیں چنانچہ اپنی غلطی پر آگاہ ہوا اور توبہ کر کے صحبت اختیار کر لی اور مرید کے لئے تنہائی جیسی اور کوئی آفت نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں کہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ اپنے اصحاب کے ساتھ ریاضت و مجاہدہ کے لئے بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک مہمان آ گیا اس کے واسطے بہت تکلف کیا اور کھانا اس کے سامنے لا کر رکھا وہ کہنے لگا مجھے تو فلاں چیز چاہئے آپ نے فرمایا تب تو تجھے بازار جانا چاہئے کیونکہ تو بازاری آدمی ہے اہل مساجد سے نہیں۔

جس شخص کے پیش نظر ہمیشہ وہ چیز ہو جو اس کے پیٹ میں داخل ہوتی ہے تو اس کی قیمت وہ ہے جو اس کے پیٹ سے خارج ہوتی ہے راہ حق تعالے کے مرید کے لئے بہت کھانے سے بڑھ کر کوئی چیز مضر نہیں۔ اور خداوند تعالی نے کفار کی صفت میں فرمایا۔ (انہیں چھوڑ دیجئے کہ کھائیں تمتع حاصل کریں اور آرزو ان کو غافل کئے رہے پس وہ سب کچھ جان لیں گے اور اللہ کا یہ قول کہ جو کافر ہیں وہ دنیا میں تمتع حاصل کرتے اور کھاتے ہیں جس طرح کہ چوپائے کھاتے ہیں اور ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ (نیند موت کا بھائی ہے)۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (جو باوضو سو جائے اس کی جان کو اجازت دیتے ہیں کہ وہ عرش کا طواف کرے اور خداوند تعالی کو سجدہ کرے) اور حکایات میں مجھے معلوم ہوا ہے کہ شاہ شجاع کرمانی رحمتہ اللہ علیہ چالیس سال تک مسلسل بیدار رہے جب ایک رات سو گئے تو حق تعالی کو خواب میں دیکھا کہ اس کے بعد آپ ہمیشہ اسی کی امید پر سویا کرتے۔ اور اہل لطائف کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام بہشت میں سو گئے تو حضرت حوا علیہا السلام آپ کے بائیں پہلو سے پیدا ہوئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے برگزیدہ کر دیا اور اعلی درجہ پر پہنچایا تو آپ نے نہ سونے میں تکلف کیا نہ بیداری میں چنانچہ آپ کو حکم الہی ہوا۔ قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلًا نِّصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ

قَلِیْلًا (آپ رات کو عبادت میں قیام کیجئے مگر تھوڑا حصہ رات کا یعنی آدھی رات یا اس سے کچھ کم)۔ ۵ اللہ تعالے نے اصحاب کہف کو برگزیدہ کرلیا اور اعلے مقام پر پہنچادیا اور کفر کا لباس ان کی گردن سے اتار لیا تو انہوں نے نہ سونے میں تکلف کیا نہ بیداری میں یہاں تک کہ اللہ تعالے نے ان پر نیند طاری کی اور ان کے اختیار کے بغیر ان کی پرورش فرمائی چنانچہ ان کی نسبت فرمایا وَتَحْسَبُهُمْ اَیْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ (اور تم ان کو بیدار سمجھو گے۔ حالانکہ وہ سو رہے ہیں اور ہم ان کو دائیں اور بائیں پہلو پر کروٹیں بدلتے رہتے ہیں۔ سونے کی شرط یہ ہے کہ اپنی نیند کی ابتداء کو اپنی عمر کے آخری وقت کی طرح سمجھے اور گناہوں سے توبہ کرے اور اپنے سے مخالف اور ناراض لوگوں کو خوش کرے اچھی طرح طہارت کرے اور داہنے ہاتھ پر قبلہ رخ ہو کر سوئے دنیا کے کام ٹھیک کر کے اسلام کی نعمت کا شکر ادا کرے اور یہ عہد کرلے کہ اگر بیدار ہوں گا تو گناہوں کا ارتکاب نہ کروں گا پس جس شخص نے بیداری میں اپنا کام کرلیا ہو اس کو نیند یا موت سے کوئی خوف نہیں ہے۔

آداب کلام وخاموشی

اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا اچھی بات میں اس شخص سے بڑھ کر کون اچھا ہے جس نے اللہ کی طرف دعوت دی اور نیک عمل کیا) نیز فرمایا ہے۔ قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ (نیک بات کہنی چاہئے)۔ نیز فرمایا۔ قُوْلُوْا اٰمَنَّا (زبان سے کہو کہ ہم ایمان لائے)۔ اللہ تعالے نے فرمایا ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ (ہم نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو بزرگی عطا فرمائی ہے مفسرین کے قول کے مطابق لفظ تھے کرمنا کا مطلب گویائی عطا کرنا ہے۔ فرمایا ہے۔ (کیا وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کے بھید اور رازدارانہ گفتگو کو نہیں سنتے کیوں نہیں ہم سنتے ہیں۔ ہمارے (فرشتے) لکھتے بھی ہیں۔ جس نے خدا کو دل سے پہچان لیا اس کی زبان گنگ ہو گئی کیونکہ مشاہدہ میں بیان کرنا حجاب معلوم ہوتا ہے۔ مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو قبول کرونگا میں پکارنے والے کی دعوت کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے)۔

آپ نے فرمایا (سب عورتوں سے زیادہ برکت والی عورت وہ ہے جو ان سب میں کم خرچ کرنے والی اور زیادہ خوبصورت اور زیادہ پاک دامن ہو) اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ام کلثومؓ کی نسبت حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے اپنے لئے درخواست کی تو انہوں نے فرمایا کہ وہ بہت ہی چھوٹی عمر کی ہے اور تم بوڑھے ہو اور میرا ارادہ ہے کہ میں اس کو اپنے بھتیجے عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کو دوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدمی بھیجا کہ اے ابوالحسن! جہاں میں بڑی عمروں والی عورتیں بہت ہیں اور میرا مقصد ام کلثوم سے نکاح کرنے سے شہوت کا دفع کرنا نہیں ہے بلکہ نسل کا ثابت رکھنا ہے کیونکہ میں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ كُلُّ نَسَبٍ وَّحَسَبٍ یَنْقَطِعُ بِالْمَوْتِ اِلَّا نَسَبِیْ وَحَسَبِیْ

(ہر حسب اور نسب موت سے منقطع ہو جائے گا مگر میرا حسب ونسب منقطع نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ام کلثوم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دے دیا اور زید بن عمر رضی اللہ عنہ ان ہی کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (مجھے اللہ تعالی کے

ساتھ ایک ایسا وقت مشاہدہ حاصل ہوتا ہے کہ اس وقت میں میرے ساتھ نہ کسی فرشتہ مقرب کو گنجائش ہوتی ہے نہ کسی نبی مرسل کو)۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ایک سورۃ پڑھ رہے تھے تو عتبہ بے ہوش ہوگیا اور اس نے ابو جہل سے کہا کہ مجھے معلوم ہوگیا ہے کہ یہ انسانی کلام نہیں ہے۔ جب عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام سے پہلے یہ سنا کہ بہن اور بہنوئی مسلمان ہوگئے ہیں تو انہوں نے تلوار سونتے ہوئے ان کے قتل کی تیاری کی اور دل کو ان کی محبت سے خالی کرتے ہوئے ان کا قصد کیا یہاں تک کہ اللہ تعالی نے اپنے لطف کا ایک لشکر سورۃ طٰہٰ کے گوشوں میں گھات میں بٹھا دیا جب آپ اپنی بہن کے گھر کے دروازہ پر آئے تو اس وقت ان کی بہن سورۃ طٰہٰ کی یہ ابتدائی آیتیں پڑھ رہی تھیں طٰهٰ مَآ اَنۡزَلۡنَا عَلَیۡکَ الۡقُرۡاٰنَ لِتَشۡقٰۤی۔ اِلَّا تَذۡکِرَۃً لِّمَنۡ یَّخۡشٰی (یا رسول اللہ! ہم نے قرآن آپ پر اس لئے نازل نہیں کیا کہ آپ اس کی وجہ سے تکلیف اٹھائیں مگر اس لئے اتارا ہے کہ یہ ڈرنے والوں کے لئے یاد دہانی ہو) یہ سن کر حضرت عمر کی جان اس کی باریکیوں کا شکار ہوگئی اور آپ کا دل اس کے لطیف حقائق میں بندھ گیا آپ صلح کا طریق ڈھونڈنے لگے جنگ کا لباس اتار دیا۔ مخالفت چھوڑ کر موافقت پر اتر آئے اور یہ بات مشہور ہے کہ جب صحابہ نے رسول علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی اِنَّ لَدَیۡنَاۤ اَنۡکَالًا وَّ جَحِیۡمًا وَّ طَعَامًا ذَا غُصَّۃٍ وَّ عَذَابًا اَلِیۡمًا (بلاشبہ ہمارے پاس بیڑیاں اور آتش دوزخ اور گلے میں اٹکنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے تو حضور بے ہوش ہوکر گر پڑے اور کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ آیت پڑھی اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَا لَہٗ مِنۡ دَافِعٍ (بلاشبہ تیرے رب کا عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے کوئی اس کو ٹالنے والا نہیں) تو آپ نے نعرہ مارا اور بے ہوش ہوگئے لوگ آپ کو اٹھا کر گھر لے گئے اور ایک ماہ تک اللہ تعالی کے خوف سے بیمار رہے اور کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت پڑھی لَہُمۡ مِّنۡ جَہَنَّمَ مِہَادٌ وَّ مِنۡ فَوۡقِہِمۡ غَوَاشٍ (ان کفار کیلئے آتش دوزخ کے بچھونے اور اسی کے ان کے اوپر بالا پوش ہوں گے) تو وہ رونے لگ گئے یہاں تک کہ راوی کہتے ہیں کہ میں نے خیال کیا کہ آپ کی جان نکل گئی پھر آپ پاؤں پر اٹھ کھڑے ہوئے تو لوگوں نے کہا اے استاد! بیٹھ جائیے آپ نے فرمایا کہ اس آیت کی ہیبت مجھے بیٹھنے سے روکتی ہے۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے اس دل پر تعجب ہے کہ وہ کلام حق کو سنے اور جگہ پر قائم رہے اور اس جان پر تعجب ہے کہ وہ کلام الٰہی کو سنے اور بدن سے نہ نکل جائے۔ ایک شیخ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ خدا تعالے کا یہ کلام پڑھ رہا تھا۔ وَاتَّقُوۡا یَوۡمًا تُرۡجَعُوۡنَ فِیۡہِ اِلَی اللّٰہِ (اور اس دن سے جس دن تم اللہ تعالی کی طرف لوٹائے جاؤ گے) تو ایک ہاتف غیب نے آواز دی کہ اہستہ پڑھو کہ اس آیت کی ہیبت سے چار پریاں مرگئی ہیں۔ آپ نے ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا (مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ تو انہوں نے عرض کیا کہ کیا میں آپ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ وہ آپ پر نازل کیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ میں دوسرے سے سننا پسند کرتا ہوں یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ سننے والا پڑھنے والے سے زیادہ کامل حال ہوتا ہے۔ ایک روز اپنے گھر میں کھڑے ہونے لگے تو ہاتھ زمین پر ٹیک کر اٹھنے کے لئے زور لگایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ کیا حال ہے؟ آپ تو ماشاء اللہ ابھی جوان اور تندرست ہیں آپ نے فرمایا سورۃ ہود نے مجھے بوڑھا کردیا ہے

یعنی اس حکم کے سننے سے میرے دل پر اتنا خوف غالب ہوا کہ میری قوت جاتی رہی؟

روایت ہے کہ زرارہ ابن ابی اوفیؓ جو آنحضرت کے ایک جلیل القدر صحابی تھے ایک مرتبہ لوگوں کی امامت فرما رہے تھے کہ آپ نے ایک آیت پڑھی جس کے جلال وہیبت کی تاب نہ لاکر نعرہ مارا اور جان دے دی اسی طرح ابو جہینی جو بزرگ تابعین میں شمار ہوتے ہیں حضرت صالح مری رحمتہ اللہ علیہ نے ان کے سامنے ایک آیت پڑھی تو انہوں نے ایک چیخ ماری اور دنیا سے رخصت ہو گئے اور حضرت ابراہیم نخعی رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ میں کوفہ کے دیہات میں ایک گاؤں میں سے گزر رہا تھا تو میں نے ایک عورت کو نماز میں کھڑے دیکھا جس پر نیکی کے آثار نظر آتے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوئی تو میں نے تبرک کے طور پر سلام کیا تو اس نے کہا کہ کیا تم قرآن جانتے ہو؟ میں نے جواب دیا ہاں اس نے کہا ایک آیت پڑھو۔ میں نے پڑھی وہ نعرہ مار کر بے ہوش ہوئی اور جان دے دی دونوں پر اللہ رحم فرمائے۔ احمد ابن ابی الحواری رحمتہ اللہ علیہ روایت فرماتے ہیں کہ میں ایک روز جنگل میں جا رہا تھا کہ میں نے ایک جوان کو موٹی اور کھردری گدڑی پہنے ہوئے ایک کنوئیں کے پاس کھڑا دیکھا اس نے مجھے کہا اے احمد! آپ وقت پر آ گئے مجھے اس وقت سماع کی ضرورت ہے تاکہ میں جان دے دوں آپ ایک آیت پڑھئے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں الہام کیا تو میں نے یہ آیت پڑھی اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا (بلاشبہ وہ لوگ جنہوں نے کہا تھا کہ ہمارا پروردگار تو اللہ تعالیٰ ہے پھر وہ ثابت قدم رہے اس جوان نے کہا کہ اے احمد! آسمان و زمین کے مالک کی قسم ہے کہ آپ نے وہی آیت پڑھی جو اس وقت فرشتے میرے سامنے پڑھ رہے تھے یہ کہہ کر اسی وقت اس نے جان دے دی۔

شعر کے سماع میں

جاننا چاہئے کہ شعر کا سننا مباح ہے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنا ہے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی اشعار کہے اور سنے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً بلاشبہ بعض شعر حکمت ہے اور نیز فرمایا اَلْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ مِنْ حَيْثُ وَجَدَهَا وَهُوَ اَحَقُّ بِهَا (حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے جہاں پائے وہ اس کاسب سے زیادہ مستحق ہے) اس روایت میں مراد شعر سے وہ شعر ہے جو حکمت ہو اور حکمت مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے جہاں پائے وہ اس کا حق دار ہے۔ اور نیز پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الْعَرَبُ قَوْلُ لَبِيْدٍ سب سے زیادہ سچا کلام جو اہل عرب نے کہا ہے وہ لبید شاعر کا قول ہے

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهِ بَاطِلٌ
وَكُلُّ نَعِيْمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ

(سنو اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز باطل ہے اور ہر ایک نعمت ضرور زوال پذیر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تو امیہ ابن ابی الصلت کے اشعار میں سے کچھ سنا سکتا ہے تو میں نے آپ کو سو شعر سنائے اور جب میں ایک شعر ختم کرتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کچھ اور سناؤ۔ آپ نے فرمایا۔ (شعر ایک کلام ہے جس کا اچھا اچھا ہے اور برا برا)۔ ملک خراسان و عراق میں تو یہ عادت ہے کہ شکاری جب رات کے وقت ہرن پکڑتے ہیں تو وہ ایک طشت بجاتے ہیں ہرن اس کی آواز سن کر اپنی جگہ پر کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کو پکڑ لیتے ہیں۔ اور مشہور ہے کہ ہندوستان میں ایک جماعت ہے جو باہر جنگل میں جا کر گاتے اور سریلی آوازیں نکالتے ہیں ہرن جب ان سریلی آوازوں کو سنتے ہیں تو ان کی طرف دوڑ آتے ہیں اور لوگ ان کے گرد گھومتے اور

گاتے ہیں یہاں تک کہ راگ کی لذت کی وجہ سے ہرن آنکھیں بند کرکے سوجاتے ہیں اور پھر وہ شکاری ان کو پکڑ لیتے ہیں۔ ۸

آثار میں آیا ہے کہ جس جنگل میں حضرت داؤد علیہ السلام نغمہ سرائی کرتے تو ایک ماہ تک اس جنگل کے جانور کچھ نہ کھاتے اور بچے نہ روتے اور نہ دودھ مانگتے اور جب لوگ ان کی آواز سن کر واپس لوٹتے۔ تو بہت سے لوگ آپ کے کلام اور سریلی آواز اور لحن کی لذت سے مردہ پائے جاتے یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ سات سو جوان لونڈیاں شمار میں آئیں جو مرگئی تھیں اور بارہ ہزار بوڑھے بھی مرگئے تھے۔ ابو الحارث بنانی رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں سماع کے متعلق بہت زور دیا کرتا تھا کہ ایک رات کوئی شخص میرے عبادت خانے کے دروازے پر آیا اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ کی دربار کے طالبوں کی ایک جماعت جمع ہوئی ہے اور شیخ کے دیدار کے مشتاق ہیں اگر مہربانی کرکے قدم رنجہ فرمائیں تو بہت بہتر ہوگا۔ میں نے کہا تو چل میں آتا ہوں اور میں باہر نکلا اور اس کے پیچھے ہولیا کچھ زیادہ دیر نہ گزری کہ میں ایک گروہ کے پاس جا پہنچا جنہوں نے حلقہ باندھا ہوا تھا اور ایک بوڑھا ان کے درمیان تھا میری انہوں نے حد سے زیادہ تعظیم کی اور اس بوڑھے نے کہا اگر آپ فرمائش کریں تو کچھ شعر پڑھیں میں نے قبول کیا وہ آدمی نہایت خوش آوازی سے اشعار پڑھنے لگے ایسے اشعار جو شاعر لوگ فراق اور ہجر میں پڑھا کرتے ہیں جن کو سن کر وہ سب لوگ وجد کی حالت میں اٹھ کھڑے ہوئے اور اچھی طرح سے نعرے مارنے اور لطیف اشارے کرنے لگے میں ان کے حال سے بڑا متعجب ہوا اور ان کی خوش وقتی بدستور رہی یہاں تک کہ صبح قریب ہوگئی اس وقت اس بوڑھے نے مجھ سے کہا اے شیخ! آپ نے مجھ سے نہیں پوچھا کہ تو کون ہے؟ اور یہ گروہ کون لوگ ہیں؟ میں نے کہا تیرے دبدبے نے مجھے سوال کرنے سے روک دیا اس نے کہا میں خود تو عزازیل ہوں جو خدا کی رحمت سے دور ہوں اور اب ابلیس کے نام سے موسوم ہوں اور یہ سب لوگ میرے فرزند ہیں اور اس طرح بیٹھنے اور گانے میں مجھے دو فائدے ہیں ایک تو میں اپنے فراق کی مصیبت رکھتا ہوں اور اقبال کے دنوں کو یاد کرتا ہوں دوسرے یہ کہ عابد لوگوں کو راہ حق سے بھٹکاتا اور غلط راستے پر ڈالتا ہوں وہ فرماتے ہیں کہ سماع کا ارادہ اس وقت سے میرے دل سے دور ہوگیا اور میں علی بن عثمان جلابی رحمتہ علیہ اللہ نے شیخ ابو العباس اشقانی سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں ایک مجمع میں تھا۔ کچھ لوگ سماع کر رہے تھے میں نے ان کے جنوں کو برہنہ دیکھا جو ناچ رہے تھے۔ اور تمام لوگ ان کی طرف دیکھ رہے تھے اور ان کی وجہ سے گرم ہو رہے تھے۔ (آدمی کا اچھا اسلام یہ ہے جو ان باتوں کو چھوڑ دے جن کی اس کو ضرورت نہیں) یعنی اس چیز سے ہم ہاتھ اٹھالیں جس سے بھاگنا لازم ہے کیونکہ غیر ضروری (بے فائدہ) باتوں میں مشغول ہونا وقت کو ضائع کرنا ہے۔ اور دوستوں کا وقت عزیز دوستوں کے ساتھ مل کر ضائع نہ کرنا چاہیے۔

حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا اَلشِّبلِیُّ سَکرَانُ وَلَوْ اَفَاقَ مِنْ سُکْرِہٖ لَجَاءَ مِنْہُ اِمَامٌ یُنْتَفَعُ بِہٖ (شبلی رحمتہ اللہ مست ہے اور اگر اس کو ہوش آجائے تو وہ ایک ایسا امام ہو جس سے نفع اٹھایا جائے اور حکایات میں مشہور ہے کہ حضرت جنید و محمد بن مسروق و ابو العباس بن عطار رحمہم اللہ ایک جگہ جمع تھے۔ قوال ایک شعر پڑھ رہا تھا اور وہ سب حضرات تو وجد کر رہے تھے لیکن جنید رحمتہ اللہ علیہ بالکل مطمئن تھے سب حضرات نے پوچھا اے شیخ! آپ کو اس سماع سے کچھ وجد نہیں آیا۔ آپ نے کلام اللہ کی یہ آیت تلاوت کی۔ وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ (اور تو

پہاڑوں کو دیکھے گا تو خیال کرے گا کہ وہ منجمد ہیں حالانکہ وہ بادلوں کی طرح تیزی سے چل رہے ہونگے۔ نیز آپ نے فرمایا۔ (جب تم قرآن پڑھو تو روؤ۔ اور اگر خود بخود رونا نہ آئے تو تکلف سے روؤ) اور یہ خبر تو وجد کے مباح ہونے پر ناطق ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

آپ آئمہ اہل بیت رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ میں سے ہیں سنت نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تلوار اور طریقت کی زیبائش معرفت کو بیان کرنے والے اور صفوت کو زینت دینے والے۔ حضرت امام ابو محمد جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین آپ نہایت بلند حال نیک سیرت اور ظاہر و باطن میں آراستہ پیراستہ تھے۔ ایک روز آپ اپنے غلاموں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ ان سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ آؤ آپس میں یہ بیعت وعہد کرلیں کہ جو کوئی ہم میں سے نجات پاجائے۔ قیامت کے روز وہ سب کی شفاعت کرے یہ سن کر انہوں نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے! آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت ہے؟ کہ آپ کے نانا پاک ساری خلقت کے شفیع ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے اپنے ان افعال کی وجہ سے شرم آتی ہے کہ میں اپنے نانا پاک کے روئے مبارک کو دیکھوں اور یہ سب باتیں نفس کے عیوب دیکھنے کی وجہ سے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کے پاس جاکر کھڑے ہوئے اور ان کی مفلسی اور مجاہدہ اور ان کے دلوں کا اس حالت میں خوش ہونا دیکھا تو فرمایا۔ اے اصحاب صفہ تمہیں بشارت ہے پس جو شخص میری امت میں سے اس صفت پر باقی رہے گا۔ جس پر تم ہو بشرطیکہ تم اس حالت پر راضی ہو وہ جنت میں میرے رفیقوں میں سے ہوگا؟

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ

آپ تابعین میں سے ہیں امت کے آفتاب اور دین و مذہب کی شمع آپ اہل تصوف کے نزدیک مشائخ کبار میں سے تھے اور زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے مگر دو وجہ سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل نہ کرسکے۔

(اول) حال (جذب) کے غلبہ کی وجہ سے

(دوم) اپنی والدہ کا حق ادا کرنے کی وجہ سے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قبیلہ قرن کا ایک مرد ہے جس کا نام اویس ہے۔ وہ قیامت کے روز ربیعہ و مضر کی بھیڑوں کے بالوں کے برابر میری امت میں شفاعت کرے گا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ اور علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ تم اس کو دیکھو گے وہ چھوٹے اور درمیانہ قد کا لمبے بالوں والا آدمی ہے اور اس کے بائیں پہلو پر ایک درہم کے برابر سفید داغ ہے جو چنبل کے سوا کسی اور چیز کا داغ نہیں اور ہاتھ کی ہتھیلی پر بھی ویسا ہی داغ ہے۔ اور میری امت میں ربیعہ و مضر کی بکریوں کی تعداد کے برابر شفاعت کرے گا جب تم دیکھو۔ تو اس کو میرا اسلام پہنچادو اور اس سے کہو کہ میری امت کیلئے دعا کرے اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مکہ میں تشریف لائے اور امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ آپ کے ہمراہ تھے۔ آپ نے خطبہ میں فرمایا۔ یَااَھْلَ نَجْدٍ قُوْمُوْا ترجمہ۔ (اے اہل نجد اٹھو) اہل نجد اٹھے تو آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص تمہارے درمیان قبیلہ قرن کا بھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہاں چنانچہ کچھ لوگوں کو آپ کے سامنے پیش کیا گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا حال پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ اویس نامی دیوانہ ہے کہ آبادی میں نہیں آتا۔ اور نہ کسی شخص کے پاس بیٹھتا ہے اور جو کچھ لوگ کھاتے ہیں وہ نہیں کھاتا غم اور خوشی نہیں جانتا جب لوگ

ہنستے ہیں تو وہ روتا ہے جب وہ روتے ہیں۔ تو وہ ہنستا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا وہ تو ہمارے اونٹوں کے ساتھ جنگل میں ہے ہر دو امیر (عمر وعلی رضی اللہ عنہما) اٹھے اور ان کے پاس چلے گئے آپ اس وقت نماز میں تھے جب وہ فارغ ہوئے تو انہیں سلام کیا اور اپنے پہلو اور ہتھیلی کا نشان دکھایا تب ان کو درست پایا پھر انہوں نے ان سے دعا کی درخواست کی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام ان کو پہنچایا اور امت کے لئے دعا کرنے کے لئے فرمائش کی یہ حضرات کچھ دیر ان کے پاس ٹھہرے تب انہوں نے کہا آپ کو تکلیف ہوئی اب واپس لوٹ جائیے کہ قیامت نزدیک ہے تب ہمیں وہاں ایسی ملاقات ہوگی کہ کبھی اس سے محروم نہ ہوں گے کیونکہ میں سفر قیامت کا سامان کرنے میں مشغول ہوں جب قبیلہ قرن کے لوگ واپس گئے تو ان کے دلوں میں اویس رضی اللہ عنہ کا مرتبہ اور عزت بڑھ گئی چنانچہ وہ وہاں سے کوفہ چلے آئے۔

اور ہرم بن حیان رضی اللہ عنہ نے ایک روز ان کو دیکھا اور اس کے بعد کسی نے نہیں دیکھا اور جب حضرت امیر المومنین علی اکرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں فتنہ برپا ہوا۔ تب وہ وہاں آئے اور حضرت امیر المومنین کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ حرب صفین کے روز آپ کے دشمنوں کے ساتھ لڑ کر شہادت پائی۔ عَاشَ حَمِیْدًا وَمَاتَ شَہِیْدًا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ترجمہ (اے اللہ ان سے راضی ہو۔ زندہ رہا تو حمد کے لائق اور وفات پائی تو شہید) آپ سے ہی روایت ہے اَلسَّلَامَۃُ فِی الْوَحْدَۃِ (سلامتی تنہائی میں ہے) خدا کی رضا اس دل میں ہے جس میں نفاق کا غبار نہیں۔

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ

ایک دفعہ آپ کشتی پر سوار تھے کہ کسی سوداگر کا ایک قیمتی موتی کشتی میں غائب ہو گیا چونکہ اپ سب لوگوں سے اجنبی تھے اس لئے لوگوں نے موتی کے چرانے کی تہمت آپ پر لگائی۔ آپ نے اسی وقت آسمان کی طرف سر اٹھایا۔ تو فوراً" جتنی مچھلیاں پانی میں تھیں باہر نکل آئیں اور ہر ایک نے ایک ایک موتی اپنے منہ میں لے رکھا تھا۔ آپ نے ان میں سے ایک مچھلی کے منہ سے ایک موتی لے کر اس شخص کو دے دیا اور اسی وقت کشتی سے اترے اور پانی کی سطح پر قدم رکھ کر دریا پر چلنے لگے یہاں تک کہ کنارے پر پہنچ گئے۔ عمل اخلاص کے بغیر فضول ہے۔ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نوفل بن حیان رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے۔ اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حوض کے کنارے بالکل تیار کھڑے ہیں اور آپؐ کے دائیں بائیں مشائخ کھڑے ہیں۔ اور ان میں ایک بوڑھے کو دیکھا جن کی صورت نہایت نیک تھی انہوں نے سر کے بال چھوڑ رکھے تھے اور اپنا رخسار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے رخسار مبارک پر رکھا ہوا تھا۔ ان کے برابر میں نے نوفل کو کھڑے دیکھا مجھے دیکھ کر وہ میری طرف آئے اور سلام کیا۔ میں نے کہا مجھے پانی دیجئے انہوں نے کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا پلا دو۔ تو انہوں نے مجھے پانی دیا میں نے اس میں سے خود بھی پیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی پلایا تو میں نے دیکھا کہ اس پیالہ میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا میں نے پوچھا اے نوفل؟ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی داہنی طرف وہ بوڑھا کون ہے؟ اس نے کہا حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں۔ اور

اپ کی بائیں جانب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی طرح میں پوچھتا جاتا تھا اور وہ انگلی پر شمار کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ سترہ

آدمیوں کی بابت میں نے دریافت کیا جب میں بیدار ہوا تو ہاتھ پر ستره کا عدد گرہ کیا ہوا تھا۔

اور حضرت یحییٰ بن معاذ رازی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! اَیْنَ اَطْلُبُکَ ترجمہ۔ (میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟) تو آپ نے فرمایا عند علم ابی حنیفۃ ترجمہ۔ حضرت ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے علم میں اور اللہ تعالے آپ سے راضی ہو طریقت اور پرہیز گاری میں آپ کے بہت سے بے شمار مناقب مشہور ہیں جن کے بیان کو یہ کتاب برداشت نہیں کر سکتی۔

اور میں علی بن عثمان جلابی رحمتہ اللہ علیہ صاحب کشف المحجوب ملک شام میں حضرت بلالؓ موذن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر سو رہا تھا میں نے خواب میں اپنے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا۔ اور دیکھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم باب بنی شیبہ مبارک سے اندر تشریف لائے اور ایک بوڑھے شخص کو اس طرح بغل میں لئے ہوئے تھے جس طرح بچوں کو شفقت سے بغل میں لیتے ہیں میں فرط محبت سے دوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے گیا اور آپ کو . بوسہ دیا اور تعجب سے سوچ رہا تھا کہ وہ بوڑھا کون ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور معجزہ میرے دلی اندیشہ پر اطلاع پاکر فرمایا کہ یہ شخص تیرا اور تیرے اہل ملک کا امام یعنی امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ مجھے اور میرے اہل شہر کو اس خواب سے بڑی بھاری امید ہوئی۔

حضرت ابو یعقوب رحمتہ اللہ علیہ تبع تابعین

آپ نے بہت لمبی عمر پائی اور حضرت ذوالنون مصری رحمتہ اللہ کے مرید تھے۔ یاد رکھو کہ دنیا کی حرص و آز درویش کو دونوں جہانوں میں رسوا اور ذلیل بنا دیتی ہے پس باعزت غناء رسوا کر۔ فقر سے بدرجہ بہتر ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔ (اے اللہ! مجھے ایسا عمل بتادے جس کے کرنے سے تو مجھ سے راضی ہو جائے) اللہ تعالے نے فرمایا اے موسیٰ تو اس بات کی طاقت نہیں رکھتا ہے پس موسیٰ علیہ السلام سجدہ میں گر کر گریہ وزاری کرنے لگے تو اللہ تعالے نے ان کی طرف وحی فرمائی کہ عمران کے بیٹے! میری رضا میری قضا پر تیرے راضی ہونے میں ہے سے مطلب یہ کہ جب بندہ قضائے الٰہی پر راضی ہو جائے تو یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اللہ تعالے اس سے راضی ہے۔ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے دعا میں سوال کیا۔ اَسْئَلُکَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَا (اے اللہ! میں قضا کے آجانے پر تجھ سے تیری رضا کی درخواست کرتا ہوں۔ یعنی مجھے وہ حالت عطا کر جب تیری طرف سے کوئی قضا آئے تو وہ مجھے راضی برضا پائے۔

حکایات میں مشہور ہے کہ ایک درویش دریائے دجلہ میں گر پڑا جو تیرنا نہیں جانتا تھا کنارے پر سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا تو چاہتا ہے کہ میں کسی شخص کو آگاہ کردوں تاکہ وہ تجھے باہر نکال دے؟ اس نے کہا نہیں اس آدمی نے کہا کیا تو چاہتا ہے کہ غرق ہو جائے؟ درویش نے کہا نہیں۔ اس آدمی نے کہا پھر تو کیا چاہتا ہے؟ درویش نے کہا جو خدا چاہتا ہے۔ اللہ تعالے نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کر کے فرمایا (اے داؤد اپنے نفس سے عداوت رکھ کیونکہ میری محبت اس کی عداوت میں ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا)۔ حضرت ابو سلیمان دارمی رحمتہ اللہ فرماتے ہیں (نفس امانت میں خیانت کرنے والا اور حق کی رضا جوئی سے منع کرنے والا ہے اور سب سے افضل عمل اس کی مخالفت ہے۔)

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ (ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد اکبر کیا ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ سنو! وہ مجاہدہ نفس ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدہ نفس کو جہاد پر فضیلت دی ہے اس لئے کہ اس کی تکلیف زیادہ ہوتی ہے وجہ یہ ہے کہ جہاد خواہش نفس کا ہٹانا ہے اور مجاہدہ اس کا مغلوب کرنا ہے۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ سرکش گھوڑے کو ریاضت سے حیوانی صفت سے نکال کر انسانی صفت میں لے آتے ہیں اور حیوانی اوصاف کو اس میں بدل دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ چابک کو زمین سے اٹھا کر دے دیتا ہے اور گیند کو ہاتھ سے پھیر دیتا ہے۔ ایک ناپاک کتے کو مجاہدہ سے اس محل پر پہنچا دیتے ہیں کہ اس کا مارا ہوا جانور حلال ہو جاتا ہے حالانکہ بے مجاہدہ اور ریاضت نہ پائے ہوئے آدمی کا مارا ہوا حرام ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت خود اینٹیں اٹھاتے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ اپ کو تکلیف ہوتی تھی میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اینٹ مجھے دیجئے کہ میں آپ کی جگہ کام کروں۔ آپ نے فرمایا یَااَبَا هُرَيْرَةَ خُذْ غَيْرَ هَا فَاِنَّهٗ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَةِ (اے ابو ہریرہؓ تو دوسری اینٹ لے لے کیونکہ اچھی زندگی تو آخرت کی زندگی ہے) یعنی آخرت ہی عیش کا مکان ہے اور دنیا تو رنج و مصیبت کا گھر ہے۔ ارشاد الٰہی ہے پس جس کو اللہ تعالے ہدایت کرنا چاہے اس کا سینہ اسلام کے قبول کرنے کے لئے کھول دیتا ہے اور جسے گمراہ رکھنا چاہتا ہے اس کا سینہ تنگ اور سخت کر دیتا ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے۔ (لیکن جو شخص اپنے رب کے حضور میں مجرمانہ حیثیت سے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہش سے روک دیا بلاشبہ اس کا ٹھکانا جنت ہے۔ جو شخص لذت و شہوت کا خواہش مند ہو۔ وہ میخانوں میں ہوتا ہے۔ اور لوگ اس کے فتنہ سے امن میں رہتے ہیں اور جو شخص مرتبے اور جاہ کا طالب ہے وہ عبادت خانوں اور خانقاہوں میں رہا کرتا ہے اور خلقت کے لئے باعث فتنہ ہوتا ہے کہ خود بھی گمراہ ہوتا ہے اور لوگوں کو بھی گمراہی کی طرف دعوت دیتا ہے۔

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ میں جب کافروں نے سولی پر چڑھا دیا تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں مسجد نبوی کے اندر بیٹھے ہوئے اس کو دیکھ رہے تھے اور کافران سے جو سلوک کر رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو اپنے اصحاب سے بیان فرما رہے تھے چنانچہ اللہ تعالی نے حضرت خبیبؓ کی آنکھ پر سے حجاب ہٹا دیا یہاں تک کہ انہوں نے بھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور آپ کو سلام کیا اور خداوند تعالی نے ان کا سلام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک تک پہنچا دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب ان کو سنوا دیا اور آپ نے خبیبؓ کے لئے دعا کی۔

مدعی الوہیت کے ہاتھ پر خرق عادت کا اظہار

فرعون نے چار سو سال عمر پائی اتنے عرصہ میں اسے کوئی بیماری نہ ہوئی اور پانی اس کے پیچھے اوپر کو چڑھتا تھا جب وہ کھڑا ہو جاتا تو پانی بھی ٹھہر جاتا اور جب وہ چلتا تو پانی بھی چلنے لگتا تھا لیکن ان سب باتوں کے باوجود اس نے خدائی کا جو دعوی کیا عقلمندوں کو اس دعوی کے جھوٹ ہونے میں کوئی شبہ و شک نہیں ہوا کیونکہ عقل مند اس بات کو مان لینے پر مجبور ہیں کہ خداوند عزاسمہ مرکب اور مجسم نہیں اور اگر ایسے افعال اور بھی بہت سے اس سے ظاہر ہوتے تو بھی عاقل کو اس کے دعوی کے جھوٹ ہونے پر شک نہ ہوتا اور وہ خلاف عادت امور جو باغ ارم کے مالک شداد اور بادشاہ نمرود کی نسبت بیان کئے جاتے ہیں ان کو اسی پر قیاس

کرنا چاہئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے فرمایا تو ہمیشہ باوضو رہ تاکہ تجھے دونوں محافظ فرشتے دوست رکھیں اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور خوب پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ پس جو شخص ظاہر میں طہارت اور مداومت کرتا ہے ملائکہ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ پس توبہ بوجہ خوف جلال الٰہی کے کشف سے ہوتی ہے اور توبہ بوجہ حیا اللہ تعالیٰ کے جمال کے مشاہدہ سے ہوتی ہے پس ایک تو جلال الٰہی میں خوف کی آگ سے جل رہا ہے اور دوسرا جمال حق میں حیا کے نور سے روشن ہو رہا ہے۔ گویا ایک مست اور دوسرا بے ہوش ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے تو آپ کے دل میں ایسا جوش ہوتا تھا جیسا کہ کانسی کی اس دیگ میں جس کے نیچے آگ جلتی ہو) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نماز کا قصد کیا کرتے تو آپ کے بدن کے بال کھڑے ہو جاتے اور کپڑے سے باہر سر نکال دیتے اور آپ پر کپکپی طاری ہو جاتی اور فرماتے کہ اس امانت کے ادا کرنے کا وقت آگیا جس کے اٹھانے سے آسمان اور زمین عاجز آگئے تھے۔

محبت کا ثبوت

اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے سو اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم پیدا کریگا جسے وہ خود دوست رکھے گا اور وہ لوگ بھی اسے دوست رکھیں گے۔ بعض لوگ وہ ہیں جو اللہ کے سوائے اوروں کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں اور ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہئے۔ (جس نے میرے دوست کی اہانت کی۔ اس نے مجھ سے جنگ کا اعلان کیا اور مجھے کسی چیز کے متعلق اتنا تردد نہیں ہوتا جتنا کہ ایک مومن کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے۔ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اس کو تکلیف دینا ناپسند کرتا ہوں۔ حالانکہ اس کو موت سے چارہ نہیں۔ اور میرا بندہ کسی ایسی چیز سے میرا قرب حاصل نہیں کر سکتا جو مجھے ان احکام کے ادا کرنے سے زیادہ محبوب ہو جو میں نے اس پر فرض کئے اور میرا بندہ ہمیشہ نوافل ادا کرنے سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ (پس جس کے دل میں کوئی درد ہے وہ ایسی چیز تلاش کرتا ہے جو اس کے درد کے موافق ہو۔ بلاشبہ جب شاہی باز کسی بڑھیا کے مکان کی دیوار پر جا بیٹھتا ہے تو اس کے پر اور بازو کاٹ ڈالتے ہیں۔ ابوبکر واسطیؒ فرمایا (ہم ایسے زمانے میں ابتلا کے اندر ڈالے گئے ہیں کہ جس میں نہ آداب اسلام ہیں نہ اخلاق جاہلیت اور نہ ہی اس میں مروت و محبت کی باتیں ہیں اور اسی طرح حضرت شبلی رحمۃ اللہ ایک شعر میں فرماتے ہیں۔

جَعَلَ اللّٰهُ هٰذَا الدُّنْیَا مُنَاخًا لِرَاکِبٍ
فَکُلٌّ بَعِیْدِ الْهَمِّ فِیْهَا مُعَذَّبٌ وَمُغْلَبٌ

ترجمہ۔ (اللہ تعالے نے اس دنیا کو صرف ایک شتر سوار کی اونٹنی بٹھانے کی جگہ (عارضی فرودگاہ) بنادیا ہے پس ہر وہ شخص جس کا قصد دور دراز (آخرت) پہنچنے کا ہے وہ اس دنیا میں عذاب پاتا ہے اور مغلوب رہتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ (عابد علم دین کے جانے بغیر خراس کے گدھے جیسا ہے)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ترجمہ (جس مکان کی بنیاد مصیبت پر رکھی گئی ہو اس کا مصیبت سے خالی ہونا محال ہے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

صحابہ رضوان اللہ علیہم میں سے ایک ہیں حیا کا خزانہ اہل صفا میں سے زیادہ عبادت گزار درگاہ رضائے الٰہی سے تعلق رکھنے والے اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق سے آراستہ حضرت ابو عمر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جن کی فضیلتیں تمام

امور میں بالکل آشکارا اور صاف ظاہر ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

ترجمہ۔(تو اپنے بیوی بچوں میں مشغول ہونے کو اپنا سب سے بڑا شغل نہ بنانا۔ کیونکہ اگر تیرے بیوی بچے اللہ کے دوستوں میں سے ہیں تو اللہ تعالی اپنے دوستوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا اور اگر وہ اللہ کے دشمن ہیں تو تیرا اللہ کے دشمنوں کے لئے غم کھانا اور ان میں مشغول ہونا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

حضرت امام حسین ابن علیؓ

آپ آئمہ اہل بیت رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیہِمْ میں سے ہیں شمع آل محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم تمام تعلقات دنیا سے مجرد اپنے زمانہ کے سردار۔ چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے میں ایک روز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی پشت مبارک پر بٹھا کر ایک رسہ اپنے دہن مبارک میں پکڑا ہوا ہے۔ اس کے دونوں سرے امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھما رکھے تھے۔ اور وہ آنحضرت ﷺ کو چلا رہے تھے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھٹنوں کے بل چل رہے تھے جب میں یہ بات دیکھی تو میں نے کہا۔ نِعْمَ الْجَمَلُ جَمَلُکَ یَا اَبَا عَبْدَاللّٰہِ ترجمہ (اے حسین! آپ کا اونٹ بہت ہی اچھا ہے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نِعْمَ الرَّاکِبُ ھُوَ یَا عُمَرُ ترجمہ۔(اے عمرؓ سوار بھی تو بہت ہی اچھا ہے۔

ایک روز آپ کی خدمت میں کوئی شخص آیا اور عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے! میں ایک درویش آدمی ہوں اور عیال دار ہوں ہمیں آج اپنی طرف سے کھانے پینے کے لئے کچھ عنایت فرمائیں یہ سن کر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹھ جا ہمارا روزینہ راستہ میں آرہا ہے ابھی کچھ زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ لوگ امیر معاویہؓ کی طرف سے دینار کی پانچ تھیلیاں لے آئے کہ ہر ایک تھیلی میں ایک ہزار دینار تھا اور ان لوگوں نے کہا کہ امیر معاویہؓ آپ سے معافی مانگتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس رقم کو حاجت مندوں کے مصرف میں صرف کیجئے اور اس کے بعد اس سے بہتر امداد کی جائے گی۔ امام علیہ السلام نے وہ پانچوں تھیلیاں اس درویش کو دے دیں اور اس سے معافی مانگی کہ تجھے یہاں دیر تک بیٹھنا پڑا اور یہ بہت ہی بے قدر عطیہ ہے جو تجھے ملا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ یہ رقم اتنی قلیل ہوگی تو میں تجھے کبھی انتظار کے لئے نہ کہتا ہمیں معذور سمجھو کہ ہم لوگ اہل مصیبت ہیں اور دنیا کی تمام راحتوں سے دست بردار اور اپنی مرادیں کھوئے ہوئے ہیں۔





عن السید محمد الجمارزی الحسینی المالکی

لَمَّا رَأَیْتُ مِثَالَ نَعْلِ الْمُصْطَفٰی
اَلْمُسْنَدَ الْوَضْعُ الصَّحِیْحُ مُعَرَّفَا

جب دیکھا میں نے نقشہ نعل شریف حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جس کی وضع سند صحیح سے بتلائی ہوئی ہے

فَمَسَحْتُ وَجْهِیْ بِالْمِثَالِ تَبَرُّکًا
فَشَفَیْتُ مِنْ وَقْتِیْ وَکُنْتُ عَلَی الشَّفَا

تو میں نے مل لیا اپنے چہرے پر اس نقشے کو واسطے برکت کے سو مجھ کو اسی وقت شفا ہو گئی حالانکہ میں قریب بحالت ہو گیا تھا۔

وَظَفِرْتُ بِالْمَطْلُوْبِ مِنْ بَرَکَاتِهٖ
وَوَجَدْتُّ فِیْهِ مَا اُرِیْدُ مِنَ الصَّفَا

اور پہنچ گیا میں مطلب کو اس کی برکتوں سے اور پایا میں نے اس میں جو کچھ میں چاہتا تھا صفائی سے نقشہ نعل مبارک اور طریق توسل کو بعض حضرات نے مستقل شائع کرنا چاہا۔ بعض بزرگوں نے فرمایا۔ صرف نقشہ کی اشاعت میں غلو کا احتمال زیادہ ہے۔ کسی عاشق صادق اور مجذوب محبت کا والہانہ طرز عمل تو وہ بجائے خود مذموم نہیں بلکہ سکوت عنہ ہے۔ پس عشاق پر طعن نہ کیا جائے۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ رحمۃ اللہ علیہ

زاد السعید

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملیامیٹ ہو جاوے وہ شخص کہ اس کے روبرو میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ملا انہوں نے مجھ کو خوشخبری سنائی کہ پروردگار عالم فرماتے ہیں کہ جو شخص آپ پر درود بھیجے گا میں اس پر رحمت بھیجونگا اور جو شخص آپ پر سلام پڑھے گا میں اس پر سلامتی نازل کرونگا میں نے یہ سنکر سجدہ شکر ادا کیا۔ کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ تم چاہتے کہ قیامت کے روز تم کو پیاس نہ لگے عرض کیا ہاں ارشاد ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی کثرت کیا کرو۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص مجھ پر درود کی کثرت کریگا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص درود بھیجے مجھ پر کسی کتاب میں ہمیشہ فرشتے اس پر درود بھیجتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب میں رہیگا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر درود پڑھو۔

حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جس کا کان بولنے لگے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرے اور آپ پر درود پڑھے اور یوں کہے کہ جس نے مجھ کو یاد کیا ہو اللہ تعالیٰ اس کو خیر و رحمت سے یاد فرمادیں۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے جس شخص کو منظور ہو کہ میرا مال بڑھ جاوے یوں کہا کرے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَعَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَعَلَی الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا اس کا پاؤں سُن ہو گیا آپ نے فرمایا جو شخص تجھ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اس کا نام لے اس نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سن اتر گئی۔

ابو موسی مدینی نے ،سند ضعیف روایت کیا ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم کسی چیز کو بھول جاؤ مجھ پر درود بھیجو وہ چیز یاد آجائیگی انشاء اللہ درمختار میں ہے کہ درود شریف پڑھتے وقت اعضاء کو حرکت دینا اور آواز بلند کرنا جہل ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض جگہ جو رسم ہے کہ نمازوں کے بعد حلقہ باندھ کر بہت چلا چلا کر درود شریف پڑھتے ہیں قابل ترک ہے۔

ایک حدیث طویل میں نقل کیا ہے کہ خدائے تعالی پسند کرتا ہے ایسے آدمی کو جو رات کے بیچ میں اٹھے اور کسی کو خبر نہ ہو پھر وضو کرے پھر حمد الٰہی کرے اور درود پڑھے پھر قرآن مجید پڑھنا شروع کرے۔

ایک شخص حدیث شریف لکھتا تھا اور بسبب بخل کاغذ کے نام مبارک کے ساتھ درود شریف نہ لکھتا تھا اس کے سیدھے ہاتھ کو مرض اکلہ عارض ہوا یعنی ہاتھ اس کا گل گیا۔ درود شریف پڑھنے والے کو مناسب ہے کہ بدن اور کپڑا پاک صاف رکھے۔ آپ کے نام مبارک سے پہلے سیدنا بڑھا دینا مستحب اور افضل ہے اللھم صل

میں اللہ تعالی ہی سے درخواست ہے کہ آپ صلوۃ بھیجد یجئے حکمت اس میں یہ ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالکل پاک اور ہم ناپاک ہماری صلوۃ آپ کی شایاں نہ ہوتی اس لئے گویا بزبان حال یہ کہا جاتا ہے کہ اے اللہ تبارک و تعالی ہمارے تو آپ کی شان عالی کے لائق نہیں ہے اس لئے آپ ہی سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنی صلوۃ بھیجد یجئے تاکہ نبی طاہر پر رب طاہر کی طرف سے صلوۃ ہو۔

تمام رشد و ہدایت کا مرکز اللہ احد الصمد تبارک و تعالی ہے اس لیے باطنی ہدایات یعنی تصوف کا آغاز و انجام ہمیشہ توحید ہی رہا کہ انسان کو ایسی تربیت کی کہ وہ سب موجودات سے کٹ کر اللہ والا بن جائے اسی کے ساتھ باقی اور اسی کے ساتھ موجود قائم ہو۔ یہی زندگی باعث رشک و نجات ہے

ہم تو اسی تصوف کے حامی ہیں جس کا ماخذ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہو۔ جو صوفی یا عالم، اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ کی طرف دوڑتا نظر آئے گا ہم تو اس کے پیچھے دوڑیں گے

اسلام کا پیش کردہ تصوف کسی زمانہ کے دوسرے دین کے پاس نہ تھا اور نہ ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا عمل افضل ہے آپ نے فرمایا وقت پر نماز پڑھنا

نیز روایات میں یہ بھی آتا ہے کہ پہلا وقت اللہ تعالی کا رضوان (راضی ہونا) ہے اور آخری وقت میں اللہ تعالی کی عفو معافی ہے محسنین کو رضوان الٰہی حاصل ہوتا ہے اور کوتاہی کرنے والوں کے لیے عفو الٰہی ہوتا ہے آپؐ فرماتے ہیں کہ جب تم سنو کسی علاقہ میں وباء ہے تو اس علاقہ میں نہ جاؤ اور جب کسی علاقہ میں تم ہو اور وہاں وبا ہو تو اس سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو۔

مال چوری ہو جائے تو

جو خزانہ اس کے قبضہ میں تھا خدا نے اسے دوسرے کی طرف منتقل کیا۔ اس پر اس کی ناراضگی نے بتایا کہ یہ توکل میں جھوٹا ہے۔

رضا کا انعام

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے، جو آسمان سے زمین پر نازل ہونے والی چیز پر راضی رہا اسے بخش دیا گیا حبیب کی ضرب، درد نہیں کرتی ہر ابتلاء آنے پر تکلف کا احساس کم ہونا اس بات کی

دلیل ہے کہ قلب پر محبت کا غلبہ ہے جو عالم بھی اپنی قوم کے سامنے ایسا علم رکھے جو ان کی عقلوں سے بالا تر ہو اور ان کی عقلوں میں نہ آسکے تو وہ علم ان پر فتنہ و ابتلاء بن جاتا ہے

بیٹھنے کا طریقہ

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے دور نکل جاتے آپؐ ایسے بیٹھتے جیسے آدمی اپنے گھر میں بیٹھتا ہے اپنے پیچھے کوئی آڑ لگا لیتے اس جگہ جاتے جہاں پر وہ ہو سکتا ہو قبلہ رخ نہ ہوتے اور زمین کی قریب ہونے سے پہلے کپڑا نہ اٹھاتے فداہ امی وابی

حضرت سلمانؓ کی حدیث میں ہے آپؐ نے ہمیں حکم دیا کہ ہڈی اور گوبر کے ساتھ نجاست دور نہ کریں حکم دیا پاخانہ کرتے وقت دایاں پاؤں کھڑا رکھو اور بائیں پاؤں پر بیٹھو اور پیشاب کا طریقہ یہ ہے کہ آدمی آہستہ آہستہ اطمینان سے پیشاب کرے اور قضیب کو حرکت نہ دے جب پیشاب ختم ہو جائے تو قضیب کو جڑ سے حشفہ کی طرف تین بار نرمی کے ساتھ ملے تاکہ پیشاب کے چھینٹے نہ پڑیں، پھر تین بار ہلکا سا کھینچے اور تین بار کھانسے اور اگر سات سات بار یہ کام کیا تو خوب مبالغہ کیا پھر دائیں ہاتھ میں ڈھیلا لے اور قضیب کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر اس پر ملے۔ یہاں تک کہ اس کا سرا خشک ہو جائے زمین پر رگڑ دیا یا کسی دیوار پر مستحب یہ ہے کہ نرم زمین پر یا بودی مٹی پر پیشاب کرے ہوا کی جانب رخ کر کے یا سخت زمین پر پیشاب کرنا مکروہ ہے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جس نے وضو کیا اور کامل وضو کیا (پھر) دو رکعت نماز پڑھی اور ان میں دنیا کی کسی چیز کا خیال نہ آیا تو اس سے اس طرح گناہ نکل گئے جیسے کہ آج ہی اس کی ماں نے اسے جنا

غسل جنابت

برتن کو داہنی جانب رکھے، پھر بسم اللہ پڑھے ہاتھوں پر تین بار پانی ڈالے، پھر شرمگاہ کو دھوئے، پھر نماز کا کامل وضو کرے پھر برتن میں دونوں ہاتھ ڈالے اور سینہ اور پیٹ سے لے کر رانوں اور پنڈلیوں تک دائیں حصہ پر تین بار پانی بہائے، پھر اسی طرح بائیں جانب تین بار پانی بہائے اور دونوں ہاتھوں سے ایک ساتھ سامنے اور پچھلے حصہ بدن کو ملے پھر برتن میں ہاتھ ڈال کر سر پر تین بار مزید پانی ہو تو اسے سارے بدن پر بہا لے اور بدن پر ہاتھ ملتا رہے اور غسل کے بعد نیا وضو لازم نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ جو آدمی رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہ رکھے اس کی نماز درست نہیں آدمی کی بزرگی اس میں ہے کہ سفر حج میں عمدہ زاد راہ ہو۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے

اللہ تعالی نے میرے صحابہؓ کو تمام جہانوں پر پسند فرمایا اور میرے صحابہؓ سے چار کو پسند فرمایا اور میرے ہر صحابی میں بھلائی ہے اور میری امت کو تمام امتوں پر پسند کیا اور میری امت سے چار قرون پسند کئے اور ہر قرن میں ستر سال ہیں چنانچہ ہم ایسی قوم ہیں جس کا اتباع کیا جاتا ہے

کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین مہدیین کی سنت پر پختہ رہو دانتوں سے اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جو جدا رہا وہ آگ میں ہے علم الٰہی میں طے تھا کہ یہ چاروں صحابہؓ نبوت کے خلفاء ہوں گے چنانچہ ان کی ترتیب خلافت اور عمر کا فیصلہ ازل میں ہو چکا تھا جو آخر میں خلیفہ ہوتا تھا وہی آخر میں بنا اس کی وفات آخر میں ہوئی۔

احوال برزخ

بندے پر لازم ہے کہ منکر نکیر کے سوال کا عقیدہ رکھے وہ

بندے کو قبر میں بدن بمع روح کے سیدھا بٹھاتے ہیں اور اس سے توحید و رسالت کے بارے میں سوال کرتے ہیں یہ مومن پر آخری آزمائش ہے اور یہ دونوں قبر میں ابتلاء ڈالنے والے ہیں۔

وَقَدْ خَابَ مَنْ حَمَلَ ظُلْماً" اور خراب ہوا جس نے بوجھ اٹھایا ظلم کا اور یہ عقیدہ رکھے کہ پل صراط حق ہے مومنوں کے قدم اس پر قدرت الٰہی سے مضبوط رہیں گے منافقین کے قدم پھسل جائیں گے یہ جہنم کے ٹھیک اوپر ہے اور بغیر حساب دوزخ میں جانے والے کافر ہوں گے بدعتیوں سے سنت کے بارے میں سوال ہوگا اللہ جل جلالہ کا کھلم کھلا آنکھ کے ساتھ سامنے دیدار ہوگا کہ اہل ایمان کو انتقام و سزا کے بعد آگ سے نکال دیا جائے گا صدیقین شفاعت کریں گے، علماء و شہداء اور عام اہل ایمان بھی سفارش کریں گے۔ اہل توحید کے آگے سے آخر کار نکل آنے پر بھی اجماع ہے

سواد اعظم کیا ہے؟

بدعتی سواد اعظم سے نہیں ہیں صرف اہل سنت والجماعت ہی سواد اعظم اہل اسلام کا درجہ رکھتے ہیں۔ حضرت ابن عباس سے مروی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے تین فرشتے ہیں ایک فرشتہ بیت اللہ شریف کی چھت پر ہے ایک فرشتہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے اور ایک فرشتہ بیت المقدس کی چھت پر ہے وہ ہر روز آواز دیتے ہیں بیت اللہ شریف کی چھت والا فرشتہ کہتا ہے

جس نے اللہ کے فرائض کو ضائع کیا وہ اللہ کی امان سے نکل گیا۔

مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھت والا فرشتہ کہتا ہے جس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت کی اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہیں ہوگی۔

بیت المقدس کی چھت والا فرشتہ کہتا ہے جس نے حرام کھایا اللہ تعالیٰ اس سے کچھ صرف و عدل (معاوضہ) قبول نہ کرے گا

حضرت سری سقطی نے فرمایا اگر ایک آدمی کسی ایسے باغ میں جائے جہاں سب قسم کے درخت ہوں اور ان پر سب طرح کے پرندے ہوں اور ہر پرندہ جدا زبان میں اس سے کلام کرے اور ہر پرندہ یہ کہے اے اللہ کے ولی السلام علیکم (تجھ پر خدا کی سلامتی ہو) پھر اس کا نفس اس کی طرف سکون حاصل کرے تو وہ آدمی دراصل ان کے پنجوں میں گرفتار ہے

حضرت سہلؒ فرماتے ہیں حقوق العباد سے زیادہ سخت چیز میں نہیں پاتا فرمایا کرتے جو مخلوق سے ایذا روک لے وہ پانی پر چلتا ہے جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا وہ آرام پا گیا اور جس نے لوگوں کو پہنچایا وہ مشقت میں پڑ گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے

جس کو نرمی والا حصہ ملا اسے دنیا و آخرت کی بہترین چیز ملی اور جس سے نرمی کا حصہ روک دیا گیا اس سے دنیا و آخرت کا حصہ روک دیا گیا

اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں جو قسم کھاتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جس نے آدم کو داڑھی کے ذریعہ زینت بخشی اور کہا کرتے ہیں داڑھی آدمی کے اخلاق کا کمال ہے اسی کے ذریعے ظاہری طور پر مرد اور عورت میں فرق معلوم ہوتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصف میں ہے کہ آپؐ کی داڑھی خوب تھی اسی طرح حضرت ابو بکرؓ کی داڑھی بھی گھنی تھی حضرت عثمانؓ کی داڑھی طویل اور پتلی تھی حضرت علیؓ کی داڑھی اس قدر

چوڑی تھی کہ دونوں کاندھے بھر گئے تھے قاضی ابو یوسف فرماتے ہیں جس کی داڑھی بڑھی ہوئی اس کی معرفت بڑھی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اس فرمان وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ (اور کھڑا رکھو ان کو ان سے پوچھنا ہے) میں لاالہ الااللہ کی پرسش مراد ہے

لوگوں کے طبقات

ایک گروہ معمولی سے حساب کے بعد جنت میں جائے گا۔ یہ خواص اہل ایمان و صالحین ہیں ایک گروہ وہ ہے جو طویل اور پر مشقت حساب کے بعد جنت میں جائے گا اور یہ اصحاب یمین اور عام اہل ایمان ہیں اسی طرح دوزخیوں کے تین طبقات ہیں ایک گروہ بغیر حساب کے دوزخ میں جائے گا یہ یافث بن نوح کی اولاد میں سے دوبت رست عالم ہیں

ایک گروہ وہ طویل اور پر مشقت حساب کے بعد دوزخ میں جائے گا یہ کبائر کا ارتکاب کرنے والے اور منافقین ہیں ایک گروہ وہ اعمال پر محاسبہ ہوئے بغیر، پرسش اور توقف کے بعد دوزخ میں جائے گا یہ انبیاء کی امتیں ہیں جن کی طرف انہیں معبوث کیا گیا۔ فرمایا حضرت کرز سے کسی نے عرض کیا آپ نے اپنے آپ کو عبادت میں تھکا دیا فرمایا دنیا کی عمر کتنی ہے عرض کیا گیا سات ہزار سال فرمایا کہ بندہ اس پر راضی نہیں ہوتا کہ وہ سات ہزار سال عمل کرے اور ایک ایک دن ہی عذاب سے بچ جائے جس کی مقدار پچاس ہزار برس کے برابر ہے

حضرت ابو جحیفہؓ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ثرید اور گوشت کھا کر ڈکار لیا اور بتایا کہ میں نے یہ کھایا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اپنا ڈکار ہم سے روک رکھو تم میں دنیا کے اندر زیادہ میسر ہونے والا قیامت کے روز تم میں زیادہ بھوکا ہوگا۔

ہمدان کے ایک آدمی نے کہا اے امیر المومنین اللہ کی قسم حضرت حسن جس قدر وہ چاہیں ہم ان سے نکاح کرتے رہیں گے جس کو پسند کریں روک رکھیں اور جس کو ناپسند کریں جدا کر دیں حضرت علی یہ سن کر خوش ہوئے اور یہ شعر کہا

وَلَوْ كُنْتُ بَوَّابًا عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ
لَقُلْتُ لِهَمْدَانَ اُدْخُلِيْ بِسَلَامٍ

اگر میں جنت کے دروازوں پر دربان ہوا تو میں ہمدان سے کہوں گا جنت میں سلامتی سے داخل ہو جاؤ

اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت حسینؓ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مشابہت پائی جاتی تھی خلق و خلق میں وہ آپؐ سے مشابہ تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا تمہیں میرے خلق کی مشابہت عطا ہوئی اور فرمایا حسن مجھ سے اور حسین علی سے ہے۔

حضرت عبدالرحمن اپنی بیٹی کی منگی کرنے کی پیشکش کی اور کہنے لگا آپؓ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہیں اگر آپ ضمانت دیں کہ اس کو نہیں چھوڑیں گے تو میں نکاح کر دوں وہ خاموش ہو گئے اور ایک ساتھی کی طرف توجہ کر کے فرمایا عبدالرحمن کا ارادہ یہ ہے کہ اپنی بیٹی کو میرے گلے کا ہار بنا دے

حضرت مغیرۃ بن شعبہؓ نے اسی ۸۰ عورتوں سے نکاح کیا اور کثرت سے صحابہؓ کی تین تین چار چار بیویاں ہوتیں اور جن کی دو بیویاں تھیں ان کا شمار ہی نہیں کیا جا سکتا

ایک بزرگ نے رخصتی کے وقت بیٹی کو نصیحت فرمائی اے بیٹی تو جس گھونسلے میں داخل تھی آج اس سے نکل کر ایک بستر پر جا رہی ہے جس سے تو واقف نہیں ایسے دوست کے پاس جا رہی ہے جس سے تو مانوس نہیں تو اس کے لیے زمین بن جا وہ تیرے لیے آسمان ہو جائے گا تو اس کے لئے بستر بن جا وہ تیرے لیے ستون بن جائے گا تو اس کی لونڈی بن جا وہ تیرا غلام ہو جائے گا اس

سے چپک کر نہ رہ جانا ورنہ تجھے دور کر دے گا اس سے دور نہ ہو جانا ورنہ وہ تجھے فراموش کر دے گا جب وہ قریب ہو تو اس کے قریب ہو جا جب وہ دور ہو تو بھی اس سے دور ہٹ جا اس کی ناک آنکھ کی حفاظت کر وہ تجھ سے خوشبو سونگھے' اور صرف اچھی بات ہی سنے اور وہ صرف خوب صورت ہی دیکھے

چھ عورتوں سے نکاح نہ کرو

انانہ (رونے دھونے والی ۲ منانہ احسان جتانے والی ۳ حنانہ سابق خاوند کی یاد میں رہنے والی ۴ حداقہ طرح طرح کی اشیاء چاہنے والی ۵ براقہ ہر وقت سنگار کرنے والی ۶ شداقہ تیز زبان

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

سیاہ زیادہ بچے جننے والی عورت خوب صورت بچہ نہ جننے والی سے بہتر ہے اور بچہ نہ جننے والی عورت سے کمرے میں چٹائی بہتر ہے عورت کی برکت یہ ہے کہ جب اس کا رحم حیض سے پاک ہو تو وہ جماع کی ضرورت مند ہو اور عام طور پر اس وقت عورت کو حمل ہوا کرتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے طہر کے بعد جماع کا حکم دیا

جماع کے آداب

قبلہ رخ ہو کر جماع کرنا مکروہ ہے اہلیہ سے جماع کرے تو وہ دونوں دو گدھوں کی طرح برہنہ نہ ہو جائیں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جماع کرتے تو سر ڈھانپ لیتے۔ آواز پست کر لیتے اور عورت کو فرماتے سکون رکھو۔ جو آدمی ایک بار جماع کرے اور پھر دوبارہ جماع کرنا چاہے تو اس کام سے پہلے ہاتھ دھولے اور اگر احتلام ہو جائے تو شرمگاہ کو دھوئے بغیر یا پیشاب کے بغیر جماع نہ کرے

پہلی رات اور آخری رات میں اور مہینے کی نصف (پندرھویں) شب میں جماع کرنا مکروہ ہے

بعض سلف کا فرمان ہے تجارت کر خرید اور فروخت چاہے نفع کے بغیر ہی ہو) تیرے لیے وہ برکت ہوگی جو کاشت کار کے لیے نہیں

فرمایا اہل و عیال کی خاطر کاروبار کرنے والے کو سلف اللہ کی راہ میں مجاہد شمار کرتے اور دوسروں پر اس کی افضلیت سمجھتے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بازار سے جاتے اور بعض تاجروں کو درہ سے بھی مارتے اور فرماتے سود کھانے والے کو اور تجارت کے احکام سے ناواقف کو ہمارے اس بازار میں کاروبار نہیں کرنا چاہیے اس کا دل چاہے یا نہ چاہے

حلال کی اہمیت

روایت میں ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دودھ پیش کیا گیا فرمایا تمہیں یہ کہاں سے حاصل ہوتا ہے عرض کیا فلاں بکری سے فرمایا تمہیں یہ بکری کہاں سے ملی عرض کیا فلاں جگہ سے پھر آپؐ نے دودھ پی لیا پھر فرمایا ہم انبیاء کی جماعتوں کو یہ حکم ہے کہ صرف حلال و طیب ہی کھائیں اور نیک کام کریں

ایک حدیث میں ہے

اللہ تعالیٰ کو ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جنہیں زنجیروں میں جکڑ کر جنت کی طرف لے جایا جاتا ہے)

شیخ کا ادب و احترام

شیخ کی مجلس میں جاتا تو اس روز روزہ رکھتا پھر غسل کرتا تب ابو علی وقاق کی مجلس میں جاتا کئی بار ایسا بھی ہوا کہ مدرسہ کے دروازہ تک پہنچ گیا مگر شرم و حیاء کے مارے دروازے سے ہی لوٹ آتا۔ اگر کبھی جرات کر کے اندر داخل ہو جاتا اور مدرسہ کے وسط تک پہنچ چکا ہوتا کہ تمام بدن میں سنسنی ہوتی ایسی حالت میں اگر مجھے سوئی بھی چبھو دی جاتی تو شاید میں اسے محسوس نہ کرتا

پھر جب مجلس میں بیٹھ جاتا تو مجھے خود کسی قسم کا سوال کرنے کی ضرورت نہ محسوس ہوتی تھی ابھی بیٹھا ہی ہوتا کہ وہ از خود میرا واقعہ بیان کرنا شروع کر دیتے یہ معاملہ میرے ساتھ کئی بار ہوا۔

تیشری نے ۳۴۷ھ میں املاء حدیث کی ابتدا کی اپنی وفات تک جاری رکھا ان کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔

امام حسن ابن علی نے عیسی ابن مریم علیہم السلام کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا کہ میں انگوٹھی بنوانا چاہتا ہوں لہذا میں اس پر کیا نقش کندہ کراؤں۔ حضرت عیسی نے فرمایا انگوٹھی پر یہ حروف کندہ کراؤ لاالہ الا اللہ الملک الحق المبین اس لئے کہ انجیل کے خاتمے کے یہی الفاظ ہیں

اپنے شیخ سے اپنے اسرار کو چھپا کر نہیں رکھنا چاہیے اور اگر اپنے شیخ سے ایک سانس بھی چھپائے رکھا تو اس نے اس کے حق صحبت میں خیانت کی اگر بالفرض اس سے شیخ کے حکم کے خلاف کوئی بات سرزد ہو گئی تو اسے فوراً" شیخ کے سامنے تسلیم کر لینا چاہیے شیخ کو چاہیے کہ پہلے مرید کو آزماء اور جب اس کا دل گواہی دے کہ مرید میں صحیح عزم پایا جاتا ہے

جب نوجوان کو آرام اور تن' آسانی میسر آجائے تو وہ فتنہ میں مبتلا ہو جائے گا مرید کی ساری پونجی یہی ہے کہ وہ ہر کسی کی بات کو بطیب خاطر برداشت کرے اور جو کچھ پیش آئے اسے رضامندی کے ساتھ قبول کرے۔ دکھ اور فاقہ پر صبر کرے کسی سے سوال نہ کرے اپنی ذات کی خاطر کسی سے نہ جھگڑے خواہ بات چھوٹی ہو یا بڑی جو مرید ان باتوں پر صبر نہ کر سکتا ہو اسے بازار میں بیٹھنا چاہیے خواہ بیداری میں یہ سنے کہ کوئی شخص اسے خطاب کر رہا ہے یا کوئی اور خارق عادت مشاہدہ کرے تو اسے اس کے ساتھ قطعاً" مشغول نہیں ہونا چاہیے اپنے شیخ کے سامنے بیان کرے تاکہ اس کا دل اس سے خالی ہو جائے شیخ کو بھی چاہیے کہ اس کے راز کو محفوظ رکھے اور دوسروں سے اسے چھپائے رکھے مگر اس کی اپنی نگاہ میں ان باتوں کو اس کے سامنے حقیر اور معمولی بتائے سب سے زیادہ ضرر رساں امر یہ ہے کہ وہ ان امور پر جو اس کے باطن میں حق تعالی کی طرف سے ڈالے جاتے ہیں انس محسوس کرے تلاش کامل میں ہجرت کر کے ایسے شخص کے پاس چلا جائے جو مریدوں کی رہنمائی کے لئے مقرر کیا گیا ہے اور اس کے پاس رہے اور اس کے در کو اس وقت تک نہ چھوڑے جب تک کہ وہ خود اجازت نہ دے

فقراء کی خدمت کرنا اپنا طریقہ بنائے تو پھر ان کی سختی پر صبر کرے اور عہد کرے کہ وہ ان کی خدمت میں اپنی روح تک خرچ کر دے گا اور پھر کبھی اگر اس کی باتوں کو پسند نہ کریں۔ تو وہ اپنی کوتاہی کا عذر پیش کرے گا

مثال ہے کہ جب تو ہتھوڑے کی چوٹوں پر صبر نہیں کر سکتا تو آہرن کیوں بنتا ہے

متواضع صحیح کی چند علامات ہیں

تمام مخلوق کی اذیت کو برداشت کرتا ہے تکلیف کا بدلہ انتقام سے نہیں کرتا سمجھتا ہے کہ میں اس کے لائق تھا اور کسی کو اپنے لئے تعظیم کے لے کھڑا ہونا پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ اپنے کو قیام کا مستحق نہیں سمجھتا اور کسی کی مذمت سے دل گرفتہ نہیں ہوتا سمجھتا ہے کہ یہ مذمت اور اہتمام بجا ہے میں ایسا ہی ہوں ہاں شرعی مصلحت کی بناء پر کبھی اپنی برات ظاہر کی جاتی ہے تاکہ آئندہ تبلیغ میں مانع نہ ہو

مرتبہ سالک کو صف اول میں کھڑے ہونے کی ہمت نہیں ہوتی کیونکہ قرب بادشاہ کے لئے خالص جماعت ہوتی ہے۔ وہ مارے ہیبت کے کانپتا ہے مگر کسی کو کیا خبر کہ اس جیسے کے لیے

دوسری ہزار صف اول سے بڑھ کر ہے اور جو ایک اس مجلس میں بیٹھتے ہیں یا اس کے سلام کا جواب دیں یا خود اس کو سلام کریں اس کا احسان مانتا ہے تو گویا سمجھتا ہے کہ میرے اتنے عیوب ہیں کہ سب پر کھلم کھلا ہیں سب کے نزدیک برا ہوں پھر کسی کا سلام کرنا یا بیٹھنے دینا ان کا احسان ہے اور یہ بھی علامت ہے کہ اس کے سامنے لوگ جس قدر مراتب کمال کا دعوی کریں اکثر کو تسلیم کرتا ہے سمجھتا ہے کہ میں حقیر ان بڑے درجہ والوں کے کمال کا کیسے احاطہ کرسکوں۔ وغیرہ ذالک

اور اگر یہ دنیا کو حاصل کرنا چاہے مگر دنیا اس کے ہاتھ نہ آئے تو اس کو زہد نہیں کہتے بلکہ اس کا نام فقر ہے

صبر کا بیان حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے صبر کیا کرو۔ اللہ تعالی صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں نہ صبر نصف ایمان ہے صبر کے حقیقی معنی ہوائے نفس کے مقابلہ میں خدا تعالی کے حکم پر مستقل اور ثابت قدم رہنے کے ہیں سرور اس بناء پر ہوا کہ الحمد اللہ تعالی نے عمل نیک کا اظہار فرمایا اور ہمارے فعل تبیح کو پوشیدہ فرمایا کیونکہ گناہ پر ستاری اور نیکی کا اظہار کرانا قیامت کی رسوائی سے بچاؤ کی نشانی ہے تو اس قسم کی خوشی میں کوئی مضائقہ نہیں نفس پر جبر کرو اور خرچ کرنے کی بہ تکلف عادت ڈالو موت کے یاد کرنے کی صورت یہ ہے کہ خلوت میں بیٹھ کر سارے خیالات کو دل سے نکال کر توبہ کے ساتھ موت کو یاد کرو کہ ایک دن آئے گا کہ جب مال اولاد خویش و اقرباء کو چھوڑ کر قبر میں جانا ہے

طلب حلال

حق تعالی فرماتا ہے کہ پاک چیز کھایا کرو اور نیک کام کیا کرو۔ یاد رکھو کہ رزق حلال کو قلب کی نورانیت میں بڑا اثر ہے۔ لہٰذا مال حرام سے بچنا اور تقوی اختیاری کرنا نہایت ضروری ہے۔

غیبت کسی مسلمان کی پیٹھ پیچھے اور اس کے متعلق کوئی واقعی بات ایسی ذکر کرنی کہ اگر وہ سنے تو اس کو ناگوار گذرے "مثلاً" کسی کو بے وقوف یا کم عقل کہنا یا کسی کے حسب نسب میں نقص نکالنا ضرورت سے زیادہ مال نہ رکھے پس محنت و مزدوری اس مقدار کے موافق اپنا اور اپنے بال بچوں کا نفقہ روزانہ حاصل کرو اور خرچ کرڈالو باقی سارا وقت اللہ تعالی کی یاد میں خرچ کرو

غصہ کا بیان

غصہ بری بلا ہے یہی مار پیٹ، گالی اور زبان درازی کے گناہ کراتا ہے

حدیث میں ہے کہ عقلمند وہ ہے جس نے اپنے نفس کو مطیع بنا لیا اور مرنے کے بعد کام آنے والا ذخیرہ جمع کرلیا اور احمق ہے وہ شخص جس نے خواہشات کا اتباع کیا اور پھر خدا سے عفو و کرم کا آرزو مند رہا۔ اس لیے توبہ کر کے رجوع کرنا بہت ضروری ہے

ریشمی لباس یا سونے کی انگوٹھی پہننے والے جس قدر گناہ گار ہیں اسی قدر اس کے وہ یار دوست یعنی اس کے پاس بیٹھنے والے مسلمان بھی گناہ گار ہیں جو اس کو منع نہیں کرتے ظالمین اور فاسقین کو ہدایا قبول نہ کریں اور نہ کھاویں

دنیا کی محبت

دنیا کی صرف مال و جاہ ہی کی محبت کا نام نہیں ہے بلکہ موت سے پہلے جس حالت میں بھی ہو وہ سب دنیا ہے اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی جڑ ہے دنیا کے تمام جھگڑوں بکھیڑوں اور مخلوقات اور موجودہ چیزوں کے ساتھ تعلق رکھنے کا نام دنیا کی محبت ہے

فائدے

متوکل کو اپنے لئے ذخیرہ بنا کر رکھنا خلاف توکل ہے اور بال بچوں کے لئے ذخیرہ بنانا خلاف توکل نہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازواج مطہرات کے لئے سال بھر کا نفقہ مرحمت فرمادیتے تھے

محبت کا بیان

حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ نیک بندوں سے محبت کرتا ہے اور نیک بندے اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تک تمہارے نزدیک اللہ اور اس کا رسول ہر چیز سے زیادہ محبوب نہ ہوگا اس وقت تک تمہارا ایمان کامل نہ ہوگا (کذافی البخاری ومسلم)

یاد رکھو کہ محبت کا مدار حسن پر ہے حسن کا ادراک بھی حواس خمسہ سے ہوتا ہے مثلاً" آنکھ کو خوب صورت حسین دیکھنے سے لذت آتی ہے اور کان کو موزوں اشعار اور خوش الحانی سے مزہ آتا ہے اور زبان کو چکھنے سے اور ناک کو سونگھنے سے اور تمام بدن کو نرم چیز کے چھونے سے لذت حاصل ہوتی ہے اور حواس خمسہ کے لذائذ میں انسان کے ساتھ حیوان بھی شریک ہیں

اور حسن معنوی یعنی خوب سیرتی کی وجہ سے محبت کا ہونا اعلیٰ درجہ ہے کیونکہ اس حسن کا مدرک قلب ہی ہے اور قلب جس کو عقل اور نور بھی کہتے ہیں انسان کے ساتھ خاص ہے کیونکہ اس کا ادراک بصیرت پر ہے بشرطیکہ بصیرت کے آنکھ کان روشن ہوں

مثلاً" یہ اعتقاد کرے کہ شیخ میں تواضع کم ہے تو مرید میں عبدیت و تواضع کم آئے گی اور اگر یہ اعتقاد ہے کہ شیخ جملہ مقامات عالیہ پر پہنچا ہوا ہے تو مرید کو بھی جملہ مقامات عالیہ سے حصہ ملے گا انشاء اللہ تعالیٰ باطن کو ظاہر سے زیادہ سنواریں تاکہ صفت نفاق سے پاک صاف ہو حقیقت توجہ کی یہ ہے کہ دل سے دعا اور آرزو کرنا کہ فلاں شخص کی حالت درست ہو جاوے یا اس کی نسبت مع اللہ حاصل ہو جاوے یا اپنے دل کو اس کی طرف متوجہ کر دینا تاکہ شیخ کے دل کے انوار مرید کے دل تک پہنچ جاویں

مناسب ہے کہ مدیون کو معاف کریں۔ اور غنی سے مطالبہ میں سختی نہ کریں کروفر شوکت وغیرہ کی طرف بے رغبتی سے نگاہ کریں

حضرت حکیم الامت قدس سرہ سے منقول ہے کہ کیمیا اور عملیات پر اعتقاد و رسوخ رکھنے والا ولی نہیں بن سکتا جب تک اس سے توبہ نہ کرے دوستی ہے تو اللہ کے لئے اور دشمنی ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے دنیا ابلیس کی بیٹی ہے پس جو کوئی ضرورت سے زیادہ لے گا ابلیس کا داماد بن جائے گا

لوگوں سے آمد و رفت بڑھانا وغیرہ سے کنارہ کش رہیں جب مقدمات سلوک میں ترقی ہونے لگے تو پہلے سے زیادہ شیطان سے ڈرتے اور بچے رہیں کیونکہ انسان کی ترقی سے شیطان کی دشمنی بڑھ جاتی ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ یہ قطب کی شان ہوتی ہے ان کے تمام مصالح عباد کے خیال رکھنے کا حکم ہوتا ہے اپنے منہ کو حرام و مکروہ کھانے سے گندہ نہ کریں۔

حصول نسبت کے بعد مباحات پر بھی مواخذہ ہوتا ہے

بعض اولیا باطنی گندگیوں کو ظاہری گندگیوں سے اپنے مشاہدہ میں زیادہ پلید دیکھتے اور سمجھتے ہیں

متواضع مسجد میں تنہا داخل ہونے کی جرات نہیں کرتا

اس کئے کہ شاہی دربار میں اکیلے جانے کی کیسے ہمت ہو۔ دوسروں کے ساتھ لگا لپٹا چلا جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب تک اپنے آپکو کافر فرنگ سے بد تر نہ سمجھے کوچہ تصوف تک نہیں پہنچ سکتا

ہر کہ اوبر عیب خود بینا شود
روح اورا قوتے پیدا شود

زہد کا بیان

حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو ہدایت دیتا ہے اس کا شرح صدر کر دیتا ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اس کی شناخت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ دنیا سے بے رغبتی اور دین کی جانب توجہ اور موت سے پہلے موت کا انتظام کرنا شرح صدر ہے۔ کذافی ابن ابی شیبہ وغیرہ

فائدہ

گناہوں کے مخفی رہنے پر خوش ہونا حرام نہیں۔ البتہ عبادت پر اس نیت سے خوش ہونا کہ لوگ تعریف کریں گے اور متقی اور عابد سمجھیں گے بے شک حرام ہے کیونکہ مخلوق کی مدح گویا اپنی طاعت کا معاوضہ لینا ہے۔ ہاں ریا کے خوف سے طاعت اور عبادت کا چھوڑ دینا بھی مناسب نہیں۔ اپنے معمول کو ترک نہ کرے بلکہ عادتوں کے موافق اپنا کام کیا کرے حتی الوسع اس وسواس کو علیحدہ کرتا رہے۔ علاج ریا کا گذر چکا ہے

جتنا زیادہ ہے اسی قدر اس کا خوف و خشیت بڑھتا ہے

علاج

یہ ہے کہ اگر غیر اختیاری نعمتوں پر مثلاً" قوت و زور یا حسن و جمال پر عجب ہو تو یوں سوچو کہ ان چیزوں کو حاصل ہونے میں میرا دخل ہی کیا ہے کہ ناز کرو یہ اس کا فضل و احسان ہے کہ اس نے بلا استحقاق یہ خوبیاں مجھ کو عطا ہوئی ہیں

آدمی ہزاروں مصیبتوں اور امراض بھوک پیاس اور سردی گرمی میں مقید ہے اور ہر لحظہ موت کا نشانہ ہے

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ بکریوں کے گلے میں دو بھیڑیے آپڑیں تو وہ اتنا نقصان نہ کریں گے جتنا مال و جاہ کی محبت دین دار مسلمان کے دین کا نقصان کرتی ہے۔

نخوت و تکبر

حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تکبر کرنے والے کا بہت برا ٹھکانا ہے کبریائی خاص میری چادر ہے پس جو شخص بھی اس میں شریک ہونا چاہے گا اس کو قتل کردوں گا

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس کے قلب میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہو گا وہ جنت میں نہ جائے گا (رواہ المسلم) غیبت کرنا گناہ ہے اور علماء کا گوشت زہر ہے۔

مشہور مہمان نواز کے ہاں قیام نہ کریں کیونکہ اس کے پاس اور بہت مہمان ہوں گے آپ کا بھی بار بڑھ جائے گا اگر سواری ہاتھ ہو اس کا انتظام خود کریں اس پر بار نہ ڈالیں اگر کسی شیخ و عالم کے ہاں مہمان ہوویں۔ ایسی بات ہرگز نہ کریں کہ اس کے مرید طالب ملازم وغیرہ آپ کی طرف ملتفت و راغب ہوں۔

جس کسی کو ایسا شیخ مل جاوے جو اس کو نصیحت اور روک ٹوک کرتا ہے اور بھلا برا بھی کہتا تو ضرور ہے اس کو چپٹ جاوے اور اس کے پاس رہ پڑے دوستی ان لوگوں سے کریں جو دنیا میں بے رغبت اور منصب لینے سے علیحدہ ہیں منصب لینے سے ضرور حب ریاست کی بلا میں گرفتار ہو جاتا ہے۔ الا من ما شاء اللہ

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جو

شخص قرآن کا عالم ہو پھر دنیا سے محبت کرے اس کو قرآن مجید اندر سے آواز دیتا ہے کہ مواعظ نصائح میرے کہاں کھوئے میرا تو کوئی حرف نہیں کہتا کہ دنیا سے رغبت کر

جان دی دی ہوئی اس کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

جو شخص تمام احوال میں اپنے نفس کو متہم نہ سمجھے اس کا نام مردان طریقت میں نہیں لکھا جا سکتا علماء اور صوفیاء کی برائی کرنے والے کو خوب جواب دے ہر مسلمان عموماً اور سالکین کو خصوصاً تزکیہ اخلاق و درستی معاملات و معاشرت و پاس آداب انتظام امور مصالح امور مصالح عباد کا تمام تر اہتمام کریں

طعن و تشنیع و استہزاء وغیرہ کو برداشت کرے کیونکہ ہر ایک دربار الٰہی میں داخل ہونے کی تمنا کرتا ہے اور اس دربار میں داخل ہونا اس شخص کے لئے حرام ہے جو مخلوق کی نگاہوں میں کوئی مرتبہ اپنے لئے چاہتا ہے۔

جنابت کی حالت میں سو جانا شرعاً حرام نہیں مگر روحانیت کی ترقی کے خلاف ہے پچھلی تہائی رات نہ سویا کرو اسی طرح جمعہ کی رات اور شعبان کی پندرھویں رات اور شب قدر کی راتوں اور عید الفطر و ضحی کی راتیں کم سویا کریں ہاں معذوری ہو تو اور بات ہے کیونکہ یہ اوقات جلوس شاہی اور دربار سلطانی کے ہیں۔

قرآن پڑھنے والوں کو حکم کریں کہ کلام وطعام حرام نہ کھائیں۔

حجاج یوسف باوجود کہ نہایت سخت تھا اس پر بھی ایسے شخص کا خون نہ کرتا تھا جس نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی ہو اس پر کہتا ہے کہ میں خدا تعالی کی پناہ نہیں توڑتا

جس کو مصیبت سے پریشانی اور دل کو بے چینی ہو اس کے حق میں وہ سزا ہے اور اگر دل پریشان نہ ہو تو اس کے لیے نعمت اور درجے بلند کرنے کے لئے بھیجی گئی ہے

جب کسی کو تنگ اور پریشانی میں مبتلا دیکھو۔ تو جلدی سے یہ مت کہو کہ یہ بے چارہ اس سزا کا مستحق نہ تھا یا یوں کہوں کہ ایسی سزا کا مستحق تھا

اپنے نفس سے اس قدر مجاہدہ کہ ظاہر و باطن یکساں ہو جائے بسا اوقات تمہارے بیوی بچوں میں مصیبت اس لئے آتی ہے کہ تمہارے دل میں ان کی محبت جم گئی ہے

جو مطلب تمہیں قرآن مجید و حدیث شریف سے سمجھ میں آوے اس میں یوں کہو کہ اس کا مطلب میری سمجھ میں یہ آیا ہے اور یوں نہ کہو کہ بس یہی مطلب ہے جو ہم نے سمجھا ہے قرآن مجید میں ہر مطلب میں اس سے ترقی بھی ہو سکتی ہے



دوست وہ ہے کہ تمہارے عیبوں کو ظاہر کرے مثلاً یہ ریاکار ہے متکبر ہے اور دشمن وہ ہے کہ تمہارے تعریف کرے کہ تمہیں عجب و کبر تفاخر شیخی بازی میں لانا چاہتا ہے

جس کی حالت درست ہے اس کو تو آپ کی ضرورت نہیں اور جس کی حالت خراب ہے آپ ان سے اعراض کرتے ہیں

اور کم کھانے میں یہ فوائد ہیں کہ قلب میں صفائی ہوتی ہے دل رقیق ہو جاتا ہے اور مناجات میں مزہ آتا ہے نفس سرکش ذلیل مغلوب ہو جاتا ہے تمام شہوتیں کمزور پڑ جاتی ہیں زیادہ نیند نہیں آتی اور عبادت گراں نہیں گزرتی وغیرہ ذالک

اپنے بھائیوں سے کسی خصلت محمودہ میں ممتاز ہو کر نہ رہیں

تعمیر الباطن

اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جس نے اپنا قلب پاک بنالیا، وہی فلاح کو پہنچا اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ طہارت نصف ایمان ہے کیونکہ ایمان کے دو جز ہیں یعنی قلب کا ان کو نجاست سے پاک کرنا جو حق تعالی کو ناپسند ہیں اور ان خوبیوں سے آراستہ کرنا جو اللہ تعالی کو محبوب اور پسند ہیں گویا نجاست سے پاک کرنا ایمان کا ایک جزو ہے اور اطاعت سے زینت اور آسائش اس کا دوسرا ٹکڑا ہے لہٰذا اول اخلاق ذمیمہ معلوم ہونے چاہئیں جن سے قلب کو پاک رکھنا ضروری ہے

جس پر حسد ہے اسکی بہ تکلف تعریفیں بیان کیا کرے اور اس کے سامنے تواضع اور اس نعمت پر مسرت کا اظہار کرے جب چند روز بہ تکلف ایسے کرے گا تو محسود کے ساتھ محبت پیدا ہو جائے گی اور حسد جاتا رہے گا اور رنج سے نجات مل جاوے گی

تمام حقوق کو ادا کرے جو اس کے اوپر کسی مال یا آبرو کے متعلق ہیں اول گناہوں سے توبہ کرلے اور اگر کچھ عبادت واجبہ نماز وغیرہ اس کی فوت ہوئی ہو۔ ان کو قضا کرنا شروع کرے اور حقوق العباد کی ادا کا بندوبست کرے اور اگر یہ چیزیں نہیں کرتا تو اگر عمر بھر بھی ریاضت کرے گا ہرگز مقصود حقیقی تک نہ پہنچے گا اور علم بقدر ضرورت حاصل کرے پھر شیخ کامل سے کچھ حاصل کرے

اگر اس راستہ میں قدم رکھنا چاہتے ہیں تو سب سے اول کبر اور حب جاہ کو فنا کر دینا چاہیے۔ اگر بر سر راہ بھی جوتیاں ماردی جاویں تو دل میں تغیر اور ابروں پر بل نہ پڑے

ناز پروردہ نہ بردراہ بہ دوست
عاشقی شیوہ رنداں بلاکش باشد
در رہ لیلی خطرہ ہا است بجانی
شرط اول آنست کہ مجنوں باشی

عاشق کو اس راہ میں قدم ڈالنے سے پہلے سرمد کی یہ رباعی پیش نظر ہونی چاہیے سرمد گلہ اختصارے باید کرد یک کار ازیں دو کارے باید کرد یا تن بہ رضائے دوست سے باید داد یا قطع نظر زیار می باید کرد

نصوص صرف اسکام نام نہیں کہ اوراد و اشغال کی کثرت کی جائے تسبیحیں نوافل زیادہ پڑھ لیں پاس انفاس کی مشق بڑھالیں انوار وانکشافات ہونے لگیں دل جاری ہو جاوے تو بس مدعا تصوف حاصل ہو گیا حالانکہ تصوف کے لیے یہ بھی ضروری ہے تمام معاملات معاشرات میں ہر چیز کا حق ادا ہو اور وہ آداب بھی جن کے بعد کسی کو زبان و ہاتھ وغیرہ سے ایذا نہ پہنچے اور تمام امور کا ایسا انتظام ہو کہ تمام الجھنوں سے یکسو ہو کر جمعیت و یکسوئی کے ساتھ مشاہدہ جمال حقیقی نصیب ہو اور ایسا تزکیہ نصیب ہو کہ دربار الٰہی کی پاک جماعت میں شامل ہونے کی قابلیت پیدا ہو کیونکہ مرتبہ احسان جس کو حصول نسبت کہتے ہیں خاص صدیقین و اولیاء صالحین کا مقام ہے بغیر تزکیہ کے ایسی منزہ مجلس میں کیسے باریابی ہو ایسے اعلی و برتر مقصد کے لئے جس کے سامنے سلطنت ہفتم اقلیم گرد ہے

کسی عالم یا عابد میں یہ بات دیکھو کہ وہ اغنیاء کی مجلس میں اپنے علم و تقوی کا ذکر کرنا پسند کرتا ہے تو سمجھ جاؤ کہ وہ ریاکار ہے جو عابد زاہد اپنے فن کے ذریعہ سے کماتا ہے۔ اس کی علامت یہ ہے کہ جب وہ نیند سے اٹھتے ہیں تو مدہوش کی طرح دیر تک اسے

ہوش نہیں آتا اور دین فروشی نہ کر کے کھانے والے کی علامت یہ کہ اگر وہ تمام اعمال صالحہ سے خالی بھی ہو جائے جب بھی لوگ اس کی خدمت اور اس کے ساتھ احسان و سلوک کریں گے

اپنے منہ کو تلاوت قرآن مجید کے لئے پاک و صاف رکھا کرو کیونکہ اس کی مثال جو منہ کو حرام بات یا حرام کھانے سے گندہ کر کے بدون توبہ کے قرآن مجید پڑھنے لگے ایسے ہے جیسے کوئی قرآن کو نلپاکی پر رکھے ایسے آدمی کا جو حکم ہونا چاہیے وہ سب کو معلوم ہے

مثلاً "عزیمت سفر میں اگر مشقت نہ ہو روزہ رکھنا ہے اور افطار بھی جائز ہے اور ذکر اللہ اکثر اوقات میں عزیمت ہے اور آرام کرنا بھی وقت فرائض کے علاوہ جائز ہے۔ یہ رخصت ہے۔

شیخ عبدالعزیز دیرینی سے عرض کیا گیا کہ کوئی کرامت ظاہر فرمائیے کہ جس سے ہمارا اعتقاد پختہ ہو اور آپ سے سلوک سیکھنے کا شوق زیادہ ہو آپ ذرا خاموش رہ گئے پھر فرمایا کہ میرے عزیز و کیا ہم جیسوں کے لئے آج روئے زمین پر اس سے زیادہ کوئی کرامت رہ گئی ہے کہ حق تعالی نے ہم کو زمین کے اوپر صحیح و سالم چھوڑ رکھا ہے اور اندر زمین کے نہیں دھنسایا

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ایک دن نصیحت میں فرمایا کہ تین کاموں سے بچوں بادشاہوں کے بچھونوں پر مت بیٹھوں کسی کو راز کی بات نہ کہو اور مزامیر کی طرف کان نہ لگاؤ اگرچہ جوانمردی رکھتا ہے کیونکہ آفت سے خالی نہ ہو گا

حضرت مالک بن دینار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جس شخص کو لوگوں سے باتیں کرنا زیادہ پسند ہو اللہ تعالی کے ذکر یاد سے اس کا علم تھوڑا اور دل اس کا نابینا ہے اور عمر اس کی ضائع ہے اور سب سے بہتر عمل اخلاص ہے

سبق اول

ذکر قلبی زبان سے اللہ اللہ کہنا اور اس کی ضرب دل پر لگانا ایک ہزار یا بارہ سو

تصور بوقت ذکر حق تعالی کا لیکن اگر یہ خیال نہ جمے تو پھر ذکر کا خیال اس طرح سے ادا کرے کہ یہ قلب سے ادا ہو رہا ہے

تصور الی السماء کا حکم ذکر شغل تلاوت میں تصور حق تعالی کی طرف بلا تکلف آسمان کی طرف باندھے تو اس کے دفع کرنے کا قصد نہ کریں یہ تصور فطری ہے دفع نہیں ہو سکتا اور کوئی بھی اس سے خالی نہیں لیکن بالقصد ایسا نہ کرے ذکر میں لطف و لذت کا حاصل ہونا ایک نعمت ہے اور نہ ہونا دوسری نعمت ہے جس کا نام مجاہدہ ہے

سلطان الاذکار ناف سے لفظ اللہ کو خیال سے اوپر عرش معلی تک لے جانا اور خیال کرنا کہ ملائکہ عظام اس میں مشغول ہیں اور چار ملائکہ جبرائیل میکائیل عزرائیل اسرافیل کی آواز کانوں سے سن رہا ہوں اور پھر عرش معلی سے ہو خیال سے کہتے ہوئے نیچے تحت الثری تک پہنچادے

ذکر میں وضو

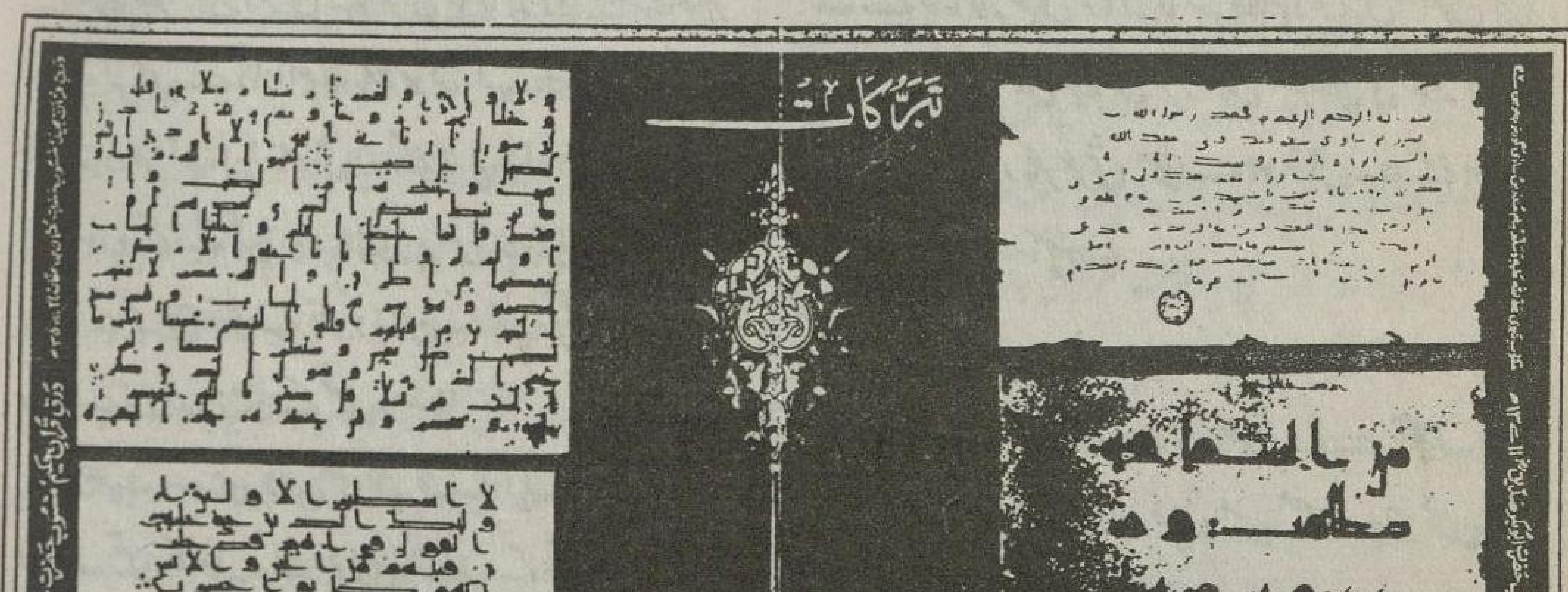
اگر کسی کا وضو نہ ٹھہرتا ہو اور بار بار وضو کرنے سے تکلیف ہو تو تیمم کرلے لیکن اس تیمم سے نماز و مس مصحف جائز نہیں اور اذان کے وقت ذکر سے رک جانا اولی ہے

نماز میں ذکر کا حکم

نماز میں نہ ذکر لسانی چاہیئے نہ قلبی بلکہ توجہ الی الصلوۃ ہونی چاہیے اگر خود بخود ذکر قلبی جاری ہو جاوے تو پھر حتی الوسع نماز کی طرف توجہ کرے اور ذکر قلبی تحرک کا نام نہیں بلکہ یادداشت کا نام ہے یاد رکھنا چاہئے کہ اول ضروری ہے کہ کسی صحیح مرشد مجاز از شیخ صاحب سنت و تارک بدعت کی خدمت میں جا کر تعلیم و تربیت

حاصل کرے اگر مرشد دنیا سے رحلت فرما گیا ہے تو دوسرے مرشد سے رجوع کرے اگر اس کے خاندان یا خلفاء سے ہو بہتر ہے مقصد خدا تعالی ہے اس کی محبت کے لئے اور اصلاح النفس کے لئے تمام عمر صرف کرے اگر ایک دنیا سے رخصت ہو گیا تو دوسرے سے مقصد حاصل کرے۔ اخلاق رذیلہ کے ازالہ اور تحصیل اخلاق حمیدہ کے لئے ہمہ تن ودھن ووطن قربان کرے اگر یہ قسمت میں نہیں ہے تو ذکر کلمہ شریف لا الہ لا اللہ کا کرے ہر نماز کے بعد یک صد بار اول و آخر درود شریف ۳۳ بار اگر کسی نماز میں فرصت نہیں ملی تو عشا کے وقت پانچوں وقت کے پانچ صد بار پڑھ لے اور چلتے پھرتے بھی اس کی علاوت کرے اور پانچ سات بار کے بعد کلمہ محمد رسول اللہ ملا کر دعا کرے کہ اے اللہ مجھے اپنی محبت و معرفت عطا فرما اور ہر نماز کے بعد سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اور اللہ اکبر چونتیس بار اور سوتے وقت بھی اس کو اگر پڑھتا رہے تو بے نماز نمازی بن جاوے گا۔

اور ہو سکے تو یکصد بار صبح و یکصد بار شام درود شریف پڑھتا رہے اور اگر معنی کے لحاظ سے ہزار بار بعد عشا کے پڑھتا رہے تو انشاء اللہ تعالی زیارت فیض بشارت حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منور ہو گا مجرب ہے



امام ابن جوزی بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے اقتباسات بتصرف قلیل

بسم اللہ الرحمان الرحیم

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہم کو فہم کا محل بننے کی صلاحیت بخشی اور ہم کو علم کے زیور سے آراستہ فرمایا اور عقل کی باگ ڈور کا مالک بنایا اور ہم کو قوت گویائی سے مزین کیا اور پناہ چاہتے ہیں ہم اللہ سے صفاء فکر کی مکدر ہونے سے اور قوت ذہن کے کند ہو جانے سے اور رحمتیں نازل فرمائے اللہ اس ذات پر جس کو جامع کلمات کے ساتھ اس امت کی طرف مبعوث فرمایا گیا جو دوسری امتوں سے زیادہ عقلمند ہے اور آپ کے تمام پیروکار اور آپ کے اتباع کے واضح راستوں پر چلنے والوں پر بہت بہت سلام بھیجے۔ اما بعد عقل سب سے بڑی بخشش ہے کیونکہ وہ اللہ کی معرفت کا ذریعہ ہے اور اسی سے نیکیوں کے اصول بنتے ہیں اور انجام کا لحاظ کیا جاتا ہے اور باریکیوں کو سمجھا جاتا ہے اور فضائل حاصل کئے جاتے ہیں۔

مامون الرشید کا مقولہ لوگوں کی عقلوں کے توازن پر نظر کرنے سے زیادہ کوئی چیز دلچسپ نہیں ہے۔

فضیلت عقل (ا) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عائشہؓ سے ملے اور سوال کیا کہ اے ام المومنین ایک شخص قیام کم کرتا ہے اور زیادہ سوتا ہے دوسرا شخص قیام زیادہ کرتا ہے اور کم سوتا ہے۔ ان دونوں میں سے آپ کس کو پسند کریں گے۔ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یہی سوال میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا آپ نے یہ جواب دیا تھا کہ دونوں میں سے پسندیدہ شخص وہ ہے جو زیادہ ذی عقل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہؐ میرا سوال دونوں کی عبادت کے بارہ میں ہے آپ نے فرمایا اے عائشہؓ دونوں سے صرف عقل کے باب میں سوال ہوگا۔ جو زیادہ عقلمند ہے

فرمایا کہ کسی شخص کے اسلام کو اس وقت تک بلند مرتبہ نہ سمجھو جب تک اس کی عقل کی گرفت کو نہ پہچان لو۔

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد میں نے سنا کہ پہلی شے جس کو اللہ نے پیدا کیا قلم ہے۔ پھر نون کو پیدا کیا اور اس سے دوات مراد ہے پھر حکم کیا کہ لکھ، قلم نے سوال کیا کہ کیا لکھوں۔ فرمایا کہ لکھ جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ پھر عقل کو پیدا کیا اور فرمایا کہ مجھ کو اپنی عزت کی قسم میں تجھ سے مکمل کروں گا اس کو جو میرا پسندیدہ ہوگا اور اس کو کم دونگا جو مجھے ناپسند ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالی نے عقل کو پیدا کیا تو اس کو حکم دیا کہ پیچھے ہٹ تو وہ پیچھے ہٹی۔ پھر حکم دیا کہ آگے بڑھو۔ تو آگے بڑھی تو فرمایا میری عزت کی قسم میں نے کوئی چیز تجھ سے زیادہ اچھی پیدا نہیں کی۔ تیرے ہی اعتبار سے ہم عطا کریں گے اور تیرے ہی اعتبار سے ہم سلب کریں گے اور تیرے ہی اعتبار سے ہم مواخذہ کریں گے۔

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے اپنے انبیا پر نازل کیا کہ شیطان پر کوئی چیز ایک عاقل مومن سے زیادہ شاق نہیں حالانکہ وہ سو جاہلوں کو برداشت کر لیتا ہے چنانچہ ان کو کھینچ لیتا ہے اور ان کی گردنوں پر سوار ہو جاتا ہے اور جس طرح لیجانا چاہتا ہے وہ اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور عقلمند مومن سے مقابلہ کرتا ہے تو وہ اس پر سخت دشوار ہوتا ہے یہاں تک اپنے مطلب کی کوئی شے اس سے حاصل نہیں کر سکتا۔

(۲) وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ اے بیٹے اللہ کے معاملے میں ہوشیار رہنا کیونکہ اللہ

کے معاملوں میں سب سے زیادہ عقل سے کام لینے والے کے اعمال بھی سب سے اچھے ہوتے ہیں اور شیطان صاحب عقل سے بھاگتا ہے اور اس میں یہ طاقت نہیں کہ اس سے جیت سکے۔ اے بیٹے جس عبادت میں عقل کو کام میں لایا گیا ہو اس سے زیادہ کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کی نہیں ہو سکتی۔ مطرفؒ فرماتے ہیں کہ بندے کو ایمان کے بعد عقل سے زیادہ کوئی افضل چیز نہیں دی گئی حضرت معاویہ بن قرۃؒ فرماتے ہیں کہ لوگ حج بھی کرتے ہیں اور عمرہ بھی اور جہاد بھی کرتے ہیں نماز پڑھتے ہیں اور روزے بھی رکھتے ہیں (مگر اجر میں سب برابر نہیں ہیں) لیکن قیامت کے دن ان کی عقلوں کی مقدار کے مناسب ہی ان کو اجر دیا جائیگا۔ عقل (انسان کی ایک طبعِ، صفت ہے جو اس کی ماہیت کیساتھ) گڑی ہوئی شے ہے۔

فصل عقل کے مقام کے بارہ میں امام احمدؒ سے مروی ہے کہ اس کا مقام دماغ ہے اور یہی امام حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا قول ہے اور ایک جماعت کی ہمارے اصحاب (یعنی حنابلہ) میں سے یہ رائے ہے کہ اس کا مقام دل ہے امام شافعیؒ سے بھی یہی قول مروی ہے وہ حق تعالیٰ کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں فَتَكُونَ لَهُمْ قُلُوبٌ يَعْقِلُونَ بِهَا اور اس آیت سے بھی لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ یہاں قلب عقل کے معنی میں ہے (جس طرح ظرف بول کر مظروف مراد لیتے ہیں) اس لئے کہ قلب عقل کا محل ہے۔

محبوبہ نے میرے دل کو اپنی دونوں آنکھوں سے شکار کرلیا۔ اور جائے تبسم یعنی لبوں سے جب اس نے ہم پر اس کو ظاہر کیا تو گویا وہ اولا ہے۔ اور ایسا میٹھا ہے گویا کہ تیز مہکتا ہوا مشک اور زنجبیل اور بارش کا پانی اور شہد اس میں ملے ہوئے ہیں

(۳) حکماء کا قول ہے کہ معتدل مزاج اور اعضا میں تناسب کا ہونا عقل کی قوت اور ذہانت کی دلیل ہے۔ موٹی گردن دلالت کرتی ہے۔ دماغی قوت اور اس کی زیادتی پر' اور جس کی آنکھ جلدی جلدی حرکت کرتی اور اس میں تیزی ہو وہ مکار حیلہ باز چور ہے اور سیاہ پتلی والی آنکھ اوروں سے زیادہ اچھی ہے اور جب یہ آنکھ زیادہ چمکیلی نہ ہو اور اس میں زردی اور سرخی نہ ظاہر ہوتی ہو تو وہ بلند حوصلہ طبیعت پر دلالت کرتی ہے اور جس کی آنکھ چھوٹی اور اندر کو گڑی ہوئی ہو وہ مکار اور حاسد ہوگا اور جس کا چہرہ ہنستا ہوا ہو وہ سمجھدار ہوگا اور اہم کاموں کا اہتمام کرنے والا' اور لاغر چہرہ اور پستہ قد میں مہربانی کا زیادہ اظہار ہوتا ہے اور معتدل قد والے لوگوں کے حالات صالح ہوتے ہیں۔

(۴) حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ کیا میں عاقل کی علامتیں بتاؤں وہ یہ ہیں کہ اپنے سے بڑے کے ساتھ تواضع سے پیش آئے۔ چھوٹے کو حقیر نہ سمجھے۔ اپنی گفتگو میں بڑائی کے اظہار سے بچے۔ لوگوں کیساتھ معاشرت میں ان کو آداب معیشت کو ملحوظ رکھے۔ اور اپنے اور خدا کے درمیان تعلق کو سخت اور مضبوط رکھے تو وہ عقلمند دنیا میں اس تعلق کو ہر نقصان سے بچاتا ہوا چلتا پھرتا ہے وہ وہب بن منبہؒ سے منقول ہے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ اے بیٹے انسان کی عقل کامل نہیں ہوتی جب تک اس میں دس صفات نہ پیدا ہو جائیں۔ کبر یعنی نخوت و غرور سے محفوظ ہو اور نیک کاموں کی طرف پورا میلان ہو۔ دنیاوی سامان میں سے صرف بقدر بقاحیات پر اکتفا کرے اور زائد کو خرچ کردے۔ تواضع کو بڑائی سے اچھا سمجھے اور اپنا پہلو گرا لینے کو عزت اور سربلندی پر ترجیح دے۔ سمجھ کی باتیں حاصل کرنے سے زندگی بھر نہ تھکے اور اپنی طرف سے کسی سے اپنی حاجت کے لئے تحکم اور بدمزاجی نہ اختیار کرے۔ دوسرے کے تھوڑے احسان کو زیادہ سمجھے اور اپنے بڑے احسان کو کم سمجھے اور دسویں خصلت جو بڑی بلند ہمتی کی چیز ہے اور نیک نام کرنیوالی ہے وہ یہ ہے کہ تمام اہل دنیا کو اپنے سے اچھا سمجھے

اور اپنے آپکو سب سے برا سمجھے اور اگر کسی کو اپنے سے اچھا دیکھے تو خوش ہو اور اس بات کا خواہشمند ہو کر اس کی عمدہ صفات خود بھی اختیار کرے اور کسی کو بری حالت میں پائے تو خیال کرے کہ انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے ہم کو کیا خبر یہ بھی ممکن ہے کہ یہ نجات پا جائے اور میں ہلاک ہو جاؤں جب یہ صفات پیدا ہو جائیں تو سمجھو کہ عقل مکمل ہو گئی۔

(۵) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی نسبت منقول ہے حضرت ابن عباسؓ سے کہ جب حضرت سارہ سلام اللہ علیہا نے دیکھا کہ حضرت اسمٰعیل کی والدہ (ہاجرہ) سے حضرت ابراہیم محبت کرنے لگے تو ان کے دل میں شدید غیرت پیدا ہوئی یہاں تک کہ وہ قسم کھا بیٹھیں کہ جب یہ اطلاع حضرت ہاجرہ کو پہنچی تو انہوں نے ذرہ پہننا شروع کر دی کہ سارہ ان کے آنے جانے کو نہ پہچان سکیں۔

(۷) ایک دانا سے کسی نے پوچھا عرض کیا میرے پڑوس میں ایسے لوگ ہیں جو میرے بطخ چراتے ہیں پھر آپ نے خطبہ دیا۔ تم میں ایک شخص اپنے پڑوسی کی بطخ چوری کرتا ہے اور ایسی حالت میں آتا ہے کہ اس کا پر اس کے سر پر ہوتا ہے

(۸) محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ بیٹا جب تم کسی شخص سے بھائی چارہ کرنا چاہو تو (آزمائش کے طور پر) پہلے اس کو غصہ دلادو اگر اس نے بحالت غضب بھی انصاف کو قائم رکھا تو اس کو بھائی بنالو۔ ورنہ اس سے بچو۔

(۹) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر کے لئے کوچ کیا تو ہم نے آپ کے قریب دو آدمیوں کو دیکھا (جو دشمن کیمپ کے تھے) ایک شخص قریش میں کا تھا اور ایک غلام تھا عقبہ بن ابی معیط کا۔ (جب ہم نے انکا پیچھا کیا) تو قریشی تو چھپ گیا اور غلام کو ہم نے گرفتار کرلیا۔ ہم نے اس سے قوم کی تعداد پوچھنا شروع کی تو جواب میں وہ صرف یہ کہتا تھا کہ واللہ ان کی شمار بہت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مگر اس نے انکار کر دیا پھر آپ نے سوال کیا کہ وہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں تو اس نے جواب دیا کہ روزانہ دس اونٹ۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ (معلوم ہوگیا) قوم کی تعداد ایک ہزار کیونکہ ایک اونٹ سو آدمی کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔

ایک شخص نے کہا کہ اے حذیفہؓ ہم اللہ سے شکایت کرینگے کہ تم کو رسول اللہؐ کی صحبت نصیب ہوئی تم نے وہ زمانہ پایا اور ہم محروم رہ گئے۔ اور تم نے زیارت کی اور ہم نہ کر سکے۔ حذیفہ نے فرمایا اور ہم اللہؐ سے یہ شکایت کرینگے کہ تمہیں ہم سے افضل ایمان ملا کہ باوجود رسول اللہ کو نہ دیکھنے کے تم ان پر ایمان لے آئے۔ واللہ اے بھتیجے تجھے کیا خبر ہے اگر تو آپ کا زمانہ پالیتا تو اس وقت تیرے اعمال کس نوعیت کے ہوتے۔ تجھے معلوم ہے کہ ہم خندق کی رات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ تھے یہ ایک بڑی ٹھنڈی، اندھیری، خطرناک رات تھی اور ابو سفیان اور اس کے ساتھی میدان میں موجود تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون شخص ہے جو قوم کے حالات دیکھ کر آئے اور ہم کو خبر دے۔ اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرمائیگا۔ یہ سن کر ہم میں سے کوئی نہیں اٹھا پھر آپ نے فرمایا کہ کون شخص ہے جو قوم کے حالات دیکھ کر آئے اور ہم کو خبر دے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ابراہیم کا رفیق بنائیگا۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا کہ یا رسول اللہ حذیفہ کو بھیجدیجئے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اے حذیفہؓ میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا تم جانے کے لئے آمادہ ہو۔ میں نے عرض کیا خدا کی قسم یا رسول اللہ مجھے اس کی تو پرواہ نہیں کہ میں قتل ہو جاؤں لیکن میں قید ہو جانے سے ڈرتا

ہوں آپ نے فرمایا کہ تم ہرگز قید نہیں ہو سکتے میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اب جو حکم آپ چاہیں مجھے دیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم جاکر قوم میں داخل ہو جاؤ پھر قریش کے پاس پہنچو اور یہ کہو کہ اے جماعت قریش! لوگوں کا یہ ارادہ ہے کہ کل وہ تم کو پکاریں اور کہیں کہ کہاں ہیں قریش' کہاں ہیں قوم کے رہنما' کہاں ہیں قوم کے سردار۔ پھر وہ تم کو سب سے آگے کریں گے تاکہ تم سے ہی جنگ کی ابتدا ہو اور پہلے تمہارا ہی قتل واقع ہو۔ پھر قیس کے پاس پہنچو اور یہ کہو گے کہ اے جماعت قیس لوگوں کا یہ ارادہ ہے کہ کل تم سے یہ کہیں گے کہاں ہیں گھوڑوں کی پشت کے مالک کہاں ہیں شہسوار' پھر وہ تمہیں کو آگے کرینگے تاکہ تم ہی سے جنگ شروع ہو اور تمہارے ہی لوگ قتل ہوں۔ یہ سن کر میں روانہ ہو گیا اور قوم میں جا پہنچا اور ان کیساتھ بیٹھ کر آگ سے گرمی لینے لگا اور اس بات کو پھیلانا شروع کر دیا جس کا مجھے حضور نے حکم دیا تھا۔ یہاں تک کہ جب سحر قریب ہوئی تو ابو سفیان اٹھا اور لات وعزی بتوں کا نام لیکر اور شرک کر کے بولا کہ ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ یہ دیکھے کہ اس کے پاس کون بیٹھا ہے اور میرے پاس ایک شخص ان ہی میں کا (یعنی مسلمانوں کا) بیٹھا ہوا تاپ رہا ہے۔ اس کے بعد (اندھیرے میں) میں نے جھپٹ کر اپنے پاس والے شخص کا ہاتھ پکڑ لیا کیونکہ مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ مجھے پکڑیگا اور پوچھا کہ تو کون ہے تو اس نے کہا میں فلاں اور فلاں کا بیٹا ہوں تو میں نے کہا یہ تو دوست ہے جب صبح ہو گئی تو لوگوں نے پکارا کہاں ہیں قریش لوگوں کے سردار تو انہوں نے کہا رات جو ہم کو خبر ملی تھی یہ تو وہی بات ہے۔ جب یہ آواز لگی کہاں ہیں ابو کنانہ' کہاں ہیں تیر انداز لوگ تو ان لوگوں نے کہا وہ اطلاع ٹھیک تھی جو رات ہمیں دی گئی تھی اب انہوں نے ایک دوسرے کو ذلیل کرنا شروع کر دیا۔ اور اللہ نے ان پر اس رات میں آندھی کو بھی مسلط کر دیا جس نے کوئی خیمہ اکھاڑے بغیر نہ چھوڑا اور نہ کوئی برتن جس کو نہ الٹ دیا ہو۔ یہاں تک کہ میں نے ابو سفیان کو دیکھا کہ وہ اپنی اونٹنی کے پاس جو بندھی ہوئی تھی جھپٹ کر پہنچا اور اس کو کھینچنا شروع کر دیا اور وہ کھڑا رہنے پر قادر نہ تھا پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور میں نے ابوسفیان کا یہ حال بیان کرنا شروع کیا۔ سن کر آپ اس درجہ ہنستے رہے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور میں آپکی ڈاڑھوں تک کی زیارت کر رہا تھا۔

(۱۲) جریر سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جبکہ عراق کو بچانے کے لئے فارس کی حکومت سے جنگ ہو رہی تھی۔ جریر سے فرمایا کہ تم اپنی قوم کو ساتھ لے کر قتال کے لئے روانہ ہو جاؤ جن غنائم پر تم غالب آؤ گے اس میں چوتھائی تمہارا حق ہے جب (مسلمان فتحیاب ہوئے اور) غنائم کثیر مقدار میں جمع ہو گئے تو جریر مدعی ہوئے کہ ان کل میں سے ایک چوتھائی میرا حق ہے تو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی۔ جواب میں حضرت عمر نے تحریر فرمایا کہ جریر نے سچ کہا۔ میں نے اس سے ایسا کہا تھا۔ اگر اس نے اور اس کی قوم نے مالی معاوضہ لینے کے لئے جنگ کی تو اس کو اس کا معاوضہ دیدو اور اگر اس نے اللہ کے لئے اور اس کے حبیب کے دین کے لئے جہاد کیا ہے تو وہ صرف ایک فرد سمجھا جائیگا عام مسلمانوں میں۔ جتنا ایک مسلمان کا حق ہو گا اور جو فرائض ایک مسلمان پر ہیں وہی اس پر ہونگے جب یہ خط سعد کو ملا تو اس کے مضمون سے جریر کو مطلع کیا گیا۔ جریر نے کہا کہ امیر المؤمنین نے ٹھیک فرمایا ہے۔ مجھے اس کی حاجت نہیں میں صرف ایک عام مسلمان ہی رہنے پر خوش ہوں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت عمرؓ بیٹھے تھے کہ آپ نے ایک

شخص کو دیکھا اور فرمایا کہ میں کبھی صاحب فراست تھا اور میری رائے ناقابل اعتبار ہوگی اگر یہ شخص ستارہ شناس اور کہانت میں کچھ دخل نہ رکھتا ہو۔ اس کو میرے پاس بلاؤ چنانچہ اس کو بلایا گیا آپ نے اس سے پوچھا کہ کیا تم نجوم کے احکام اور کہانت میں کچھ کہا کرتے تھے اس نے اعتراف کیا۔

(۱۳) روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے حاضر کیا گیا جس نے یہ حلف کر لیا تھا کہ میری بیوی پر تین طلاق اگر میں رمضان میں اس سے دن میں جماع نہ کروں۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ اپنی بیوی کو ساتھ لیکر سفر میں چلا جا اور دوران سفر میں روزہ فرض نہیں اس لئے نہ رکھنا اور دن میں جماع کرلینا۔

(۱۴) حضرت حسن بن علی جب ابن ملجم کو (جو حضرت علیؓ کا قاتل تھا) حضرت حسنؓ کے پاس لایا گیا تو اس نے کہا کہ میں ایک بات آپ کے کان میں کہنا چاہتا ہوں۔ تو حضرت حسنؓ نے انکار کر دیا اور اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس کا ارادہ میرا کان چبا دینے کا ہے۔ پھر ابن ملجم نے بھی کہا واللہ اگر حسن کے کان پر میرا قابو چل جاتا تو کان کو سوراخ کے پاس سے پکڑتا۔ اس سید کی حسن رائے دیکھو۔ ایسی حالت میں کہ ان پر ایسی شدید مصیبت نازل ہوئی تھی جو مخلوق کو حواس باختہ کر دینے والی تھی دقیقہ رس تھی

(۱۵) حضرت حسین رضی اللہ عنہ ایک شخص نے ان پر کچھ مال کا دعوی کیا۔ آپ کو قاضی کے سامنے لایا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ اپنے دعوے کی سچائی پر حلف کرلے اور لے لے۔ اس شخص نے ان الفاظ سے شروع کیا۔ واللہ الذی لا الہ الاھو (یعنی قسم کھاتا ہوں اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں) آپ نے فرمایا ان الفاظ سے حلف کرو واللہ' واللہ' واللہ جس مال کا دعوے کرتا ہوں وہ حسین کے ذمہ واجب ہے۔ اس شخص نے حلف کرلیا۔ ذرا کھڑا ہوا ہی تھا کہ اس کے پاؤں ڈگمگائے اور مر کر جا پڑا۔ آپ سے پوچھا (کہ آپ نے حلف کے الفاظ کیوں بدلوائے) آپ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ اللہ کی تمجید بیان کر رہا ہے اس کے ساتھ حلم کا معاملہ ہو جائے گا۔

(۱۶) حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ ابن رزین سے منقول ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا کہ آپ بڑے ہیں یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا وہ مجھ سے بڑے ہیں اور میں ان سے پہلے پیدا ہوا ہوں عبداللہ بن رواحہؓ اپنی بیوی کے پہلو میں لیٹے ہوئے تھے۔ پھر وہاں سے حجرے کی طرف پہنچے (جہان ان کی باندی موجود تھی) اس سے مشغول ہوگئے۔ جب ان کی بیوی نے بیدار ہو کر ان کو نہ دیکھا تو تجسس کے لئے نکلی اور دیکھا کہ وہ جاریہ یعنی باندی کے پیٹ پر ہیں تو اس نے واپس ہو کر چھری سنبھالی اور جاریہ کے پاس پہنچی۔ عبداللہ نے اس سے کہا کہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کیا بات کیسی سمجھ لو میں اگر اس وقت تم کو اس حالت میں پھر دیکھتی جس میں تم تھے تو اس چھری سے اس کی خبر لیتی۔ عبداللہ نے کہا اور میں کہاں تھا؟ اس نے کہا اس جاریہ کے پیٹ پر۔ عبداللہ نے کہا میں کہاں تھا۔ (انہوں نے ایک ایسا لفظ بولا جس سے اس عورت کو انکار مفہوم ہوا) اس نے کہا کیوں نہیں کہنے لگی۔ اچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو حالت جنابت میں قرآن پڑھنے سے منع کیا۔ اگر تم سچے ہو تو قرآن پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے کہا اچھا سنو (اور قرآن کے لہجہ میں یہ اشعار پڑھ ڈالے) (ترجمہ) ہمارے پاس رسول اللہ آئے وہ ہم کو اللہ کا کلام سناتے ہیں جس طرح پھیلی ہوئی درخشاں صبح ظاہر ہوتی ہے ہم کو جبکہ ہم بے بصیرت تھے سچا راستہ دکھایا تو ہمارے دل جس چیز کے واقع ہونے کی انہوں نے خبر دی اس کا پورا یقین کرتے ہیں

اس نے (قرآن سمجھ کر) کہا میں اللہ پر ایمان لائی اور میری آنکھیں جھوٹ کہتی ہیں کہ میں صبح کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام ماجرا عرض کیا۔ آپ سن کر اتنا ہنسے کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے

(۱۹) محمد بن مسلمہؓ کے متعلق حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ کو کعب بن اشرف (سردار یہود) کی ناپاک سازشوں سے یکسو کرنے کے لئے کون ہمت کریگا؟ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو بہت اذیت دینے کی کوشش کی ہے محمد بن مسلمہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا یہ آپ پسند فرماتے ہیں کہ میں اسے قتل کردوں، فرمایا ہاں انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ میرے ذمہ۔ تو مجھے یہ اجازت دیدیجئے کہ میں اس سے جو گفتگو میں چاہو کرلوں۔ فرمایا جو چاہو کرلو۔ اب محمد بن مسلمہؓ اس کے پاس پہنچے اور گفتگو کی کہ اس شخص نے ہم سے صدقات وصول کرنا شروع کردیئے اور ہم کو بہت تکلیف دے رکھی ہے اور ہم اس سے تنگ آچکے ہیں اس خبیث یہودی نے جب یہ سنا تو کہا واللہ تمہیں اس کا مقابلہ کرنا پڑیگا اس سے تکلیف اٹھاتے ہو۔ اور میں جانتا ہوں کہ آخر کار تمہیں ایسا کرنا پڑیگا۔ انہوں نے کہا کہ ہم میں طاقت نہیں رہی ہے کہ اس کی اطاعت کئے چلے جائیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہ کہاں تک آگے بڑھتا ہے اور ایک مجبوری یہ آپڑی کہ اس کے اتباع کے بعد چھوڑ دینا بھی گراں معلوم ہوتا ہے اب ہم یہ انتظار کر رہے ہیں کہ اس کا انجام کار کیا ظاہر ہوتا ہے اس وقت میرے آنے کی وجہ یہ ہے کہ مجھے آپ کچھ مقدار کھجور قرض دیدیجئے۔ اس نے کہا کہ اس شرط پر مل سکتی ہیں کہ تم اپنی عورتوں کو ہمارے پاس رہن کردو۔ محمد بن مسلمہؓ نے کہا۔ کیسے ہم اپنی عورتیں تمہارے پاس رہن رکھدیں کیونکہ تم عرب کے سب سے زیادہ خوبصورت شخص ہو۔ اس نے کہا تو اولاد رہن رکھدو انہوں نے کہا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ ہماری اولاد پر یہ دھبہ لگایا کریں گے کہ ہم نے ان کو چند من کھجوروں کے بدلے میں رہن رکھ دیا تھا اور ہماری اولاد ہمیشہ گالیاں کھاتی رہے کہ یہ ایک دووسق کھجور پر رہن رکھے گئے تھے۔ اس نے کہا پھر کیا چیز رہن رکھو گے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنے ہتھیار رہن رکھ دینگے اس نے قبول کرلیا۔ یہ ہتھیار لانے کا وعدہ کرکے اپنے ساتھیوں کے پاس آئے۔ پھر (حسب وعدہ) جب اس یہودی کے پاس گئے تو ان کے ساتھ ابو نائلہؓ بھی تھے جو اس یہودی یعنی کعب کے رضائی برادر تھے۔ اور ان کے ساتھ دو آدمی اور آگئے۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کو سمجھایا کہ میں اس کے لمبے بالوں کی لٹوں پر قبضہ کرنے کی کوشش کرونگا۔ جب تم دیکھو کہ میں نے اپنا ہاتھ اس کے بالوں میں دیدیا ہے تو پھر تم لوگ اس شخص کو ٹھکانے لگادیجو۔ اب یہ سب لوگ اس کے پاس رات کو پہنچے اور انہوں نے اپنے ساتھیوں کو کھجور کے درختوں کے پیچھے چھپنے کی ہدایت کردی اور محمد بن مسلمہؓ نے آکر اس کو آواز دی۔ جب یہ نکلنے کے لئے آمادہ ہوا تو بیوی نے کہا ایسے بے وقت کہاں جارہے ہو اس نے کہا کوئی اندیشہ نہیں۔ وہ تو محمد بن مسلمہؓ ہے اور میرا بھائی ابو نائلہؓ ہے۔ وہ باہر اس حالت میں آیا کہ ایک ہی کپڑے میں لپٹا ہوا تھا اور اس کے بدن سے اچھی خوشبو آرہی تھی۔ اس نے کہا میرے پاس فلاں کی بیٹی ہے اور وہ عرب کی عورتوں میں سب سے زیادہ عطر کی شوقین ہے انہوں نے کہا کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اسے سونگھ لوں۔ اس نے کہا ہاں۔ تو محمد نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر کر سونگھا۔ پھر کہا کیا اجازت ہے کہ میں یہ عجیب خوشبو اپنے ساتھیوں کو بھی جاکر سنگھادوں اس نے اجازت دیدی۔ اب انہوں نے اپنا ہاتھ اس کے بالوں میں اچھی طرح پہنچا کر بالوں کو لپیٹ لیا اور اپنے ساتھیوں کو

بلالیا اور کہا کہ اس دشمن خدا کو ختم کردو تو ان سب نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر واقعہ کی اطلاع دی۔

(۲۰) سو بیط بن سعد بن حرملہؓ کے متعلق ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک سال قبل از وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ تجارت کے لئے بصرہ گئے اور ان کے ساتھ نعمانؓ اور سو یبطؓ گئے اور یہ دونوں غزوہ بدر میں شریک تھے اس سفر میں نعمانؓ زاد راہ کے نظم پر متعین تھے اور سو بیطؓ بہت ظریف الطبع تھے۔ ایک دفعہ انہوں نے نعمانؓ سے کہا کچھ کھلاؤ۔ نعمانؓ نے کہا ابوبکرؓ کے آنے پر۔ انہوں نے کہا اچھا مجھے تمہاری خبر لینی ہے۔ ایک قوم پر ان کا گزر ہوا تو ان سے سو یبطؓ نے کہا کہ میرے پاس ایک غلام ہے کیا تم خریدتے ہو۔ انہوں نے منظور کرلیا۔ انہوں نے کہا (یہ بتائے دیتا ہوں کہ) میرے غلام کو ایک خاص بات کی عادت ہے۔ وہ تم سے یہ کہے گا کہ میں آزاد ہوں جب یہ گفتگو سنو تو ہٹ مت جانا۔ کبھی اس معاملہ کو چھوڑ دو انہوں نے کہا نہیں ہم تم سے ضرور خریدیں گے۔ چنانچہ دس اونٹوں پر معاملہ ہو گیا۔ اب وہ لوگ آئے اور انہوں نے نعمانؓ کی گردن میں دوپٹہ ڈال دیا نعمانؓ نے لوگوں سے کہا کہ یہ تم سے مذاق کر رہا ہے میں تو آزاد ہوں غلام نہیں ہوں۔ انہوں نے کہا۔ ہمیں تیری سب عادت یہ بتا چکا ہے۔ یہ لوگ نعمانؓ کو کھینچ لے گئے پھر جب ابوبکرؓ آئے تو آپ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آپ نے وہ دس اونٹ ساتھ لے کر اس قوم کا پیچھا کیا۔ وہ ان کو واپس کئے اور نعمانؓ کو چھوڑا کر لائے۔ جب یہ قافلہ واپس ہوا اور سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ سنایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابؓ اس قصہ کو سال بھر تک جب یاد کرتے تھے ہنسا کرتے تھے۔

(۲۱) زید بن اسلمؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے مغیرہ بن شعبہ کو بحرین کا عامل (گورنر) بنا دیا تھا۔ وہاں کے لوگ ان سے ناراض ہو گئے اور دشمن بن گئے تو عمرؓ نے ان کو معزول کر دیا۔ لیکن بحرین والوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ حضرت عمرؓ مغیرہؓ کو بحال کر کے واپس نہ بھیج دیں تو بحرین کے چودھری نے لوگوں سے کہا کہ اگر تم جو کچھ میں کہتا ہوں اس پر عمل کرلو تو مغیرہؓ کبھی واپس نہ آسکیں گے۔ انہوں نے کہا اپنی تجویز بتاؤ۔ چودھری نے کہا تم مجھے ایک لاکھ درہم جمع کردو اور میں یہ رقم لیکر عمرؓ کے پاس جاؤں گا اور کہوں گا کہ یہ وہ رقم ہے جو مغیرہ نے خیانت کر کے میرے پاس جمع کی تھی۔ چنانچہ لوگوں نے اس کے پاس ایک لاکھ درہم جمع کر دیئے اور اس نے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کو پیش کر دیا اور عرض کیا کہ یہ مغیرہؓ نے خیانت کر کے میرے پاس رکھوائی تھی۔ یہ سُن کر حضرت عمرؓ نے مغیرہؓ کو بلایا اور فرمایا کہ سنو یہ شخص کیا کہہ رہا ہے انہوں نے سنکر عرض کیا۔ اللہ آپ کا بھلا کرے، یہ جھوٹ بول رہا ہے۔ وہ تو دو لاکھ تھے۔ فرمایا یہ حرکت کیوں کی۔ انہوں نے عرض کیا کنبہ کے خرچ اور ضرورت نے مجبور کیا۔ اب حضرت عمرؓ نے اس نمائندہ قوم سے خطاب کیا کہ بولو تم کیا کہنا چاہتے ہو۔ (دو لاکھ سن کر اس کے ہوش و حواس ٹھکانے آچکے تھے) کہنے لگا خدا کی قسم ایسا نہیں (اب) میں آپ سے ضرور سچ کہوں گا اللہ آپ کا بھلا کرے۔ خدا کی قسم مغیرہؓ نے میرے پاس نہ قلیل رقم رکھوائی نہ کثیر۔ حضرت عمرؓ نے مغیرہؓ سے فرمایا تم نے اس دہقان کی نسبت کیا ارادہ کیا تھا؟ مغیرہؓ نے کہا اس خبیث نے مجھ پر جھوٹ باندھا تھا۔ میں نے بھی پسند کیا کہ (اسی سے حقیقت ظاہر کراؤں اور) اس کو رسوا کردوں۔ سچائی کو سطح پر لانے کے لئے محض ایک حیلہ کیا تھا جو نہ عقلاً مذموم ہے اور نہ شرعاً

(۲۲) صبیح الکوفیؒ سے منقول ہے کہ ایک عورت کے پاس مغیرہ بن شعبہؓ اور ایک عرب نوجوان نے شادی کے لئے پیغام بھیجا اور نوجوان خوبصورت اور عنفوان شباب میں تھا۔ جواب میں دونوں کے پاس اس عورت نے یہ پیغام بھیجا کہ تم دونوں نے میرے پاس رشتہ بھیجا اور میں تم دونوں میں سے کسی کا رشتہ اس وقت تک منظور نہ کرونگی۔ جب تک اس کو دیکھ نہ لوں اور اس کی گفتگو نہ سن لوں۔ تو اگر تم چاہو تو یہاں آجاؤ تو دونوں پہنچ گئے۔ اس عورت نے ان کو ایسی جگہ بٹھایا جہاں سے وہ ان کو دیکھ سکے اور ان کی گفتگو بھی سن سکے۔ جب مغیرہؓ نے اس جوان کو دیکھا اور اس کے جمال اور شباب اور وضع پر نظر کی تو اس عورت کی طرف سے مایوس ہوگئے اور خیال کیا کہ وہ ان کو اس جوان پر ترجیح نہ دیگی۔ پھر اس جوان کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا تم خوبصورت اور صاحب حسن ہو۔ خوب بات کرتے ہو۔ کیا تم میں کچھ اور اوصاف بھی ہیں؟ اس نے کہا ہاں اور اپنے محاسن شمار کرانے کے بعد خاموش ہوگیا۔ اس سے مغیرہؓ نے کہا کہ تمہارا حساب کیسا ہے اس نے کہا حساب میں مجھ سے کبھی چوک نہیں ہوسکتی اور میں رائی کے دانہ سے بھی باریک فرق کو پکڑ لیتا ہوں۔ مغیرہؓ نے کہا لیکن میرا حال تو یہ ہے کہ میں گھر کے کونہ میں تھیلی رکھ دیتا ہوں۔ گھر والے جہاں چاہتے ہیں خرچ کرتے رہتے ہیں مجھے خرچ کی خبر اسی وقت ہوتی ہے جب وہ دوسری تھیلی طلب کرتے ہیں عورت نے کہا واللہ یہ شیخ جو مجھ سے کسی چیز کا محاسبہ نہ کرے اس شخص سے بہتر ہے جو رائی کے دانہ سے بھی چھوٹی چیز پر نظر رکھنے والا ہے۔ اس نے مغیرہؓ سے نکاح کرلیا۔

(۲۳) حضرت عمرو بن العاصؓ کے متعلق ابن الکلبیؒ کہتے ہیں فتح قیساریہ کے لئے جب عمرو بن العاصؓ نے چڑھائی کی تو غزہ پر پڑاؤ کیا۔ قیساریہ کے حاکم نے (یہ ایک رومی بادشاہ تھا جس نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ قیساریہ میں قیام کیا تھا جو مسلمانوں کے لشکر سے کئی گنا زائد تھے) ایلچی بھیجا کہ اپنی طرف سے یہاں ایک سفیر بھیجو ہم گفتگو کرنا چاہتے ہیں۔ عمرو بن العاصؓ نے سوچا کہ میرے سوا اس کی ٹکر کا کوئی شخص موجود نہیں ہے اس لئے خود ہی سفیر بن کر اس کے پاس جا پہنچے اور گفتگو شروع کردی۔ اس نے ایسی پر شوکت اور دور انداز گفتگو سنی کہ اس سے پہلے کبھی نہ سنی تھی تو اس نے کہا کیا آپ جیسا آپ کے ساتھیوں میں کوئی اور بھی ہے آپ نے جواب دیا میری قدر و منزلت کے بارے میں جو وہاں سے کچھ نہ پوچھیے۔ انہوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا اور مجھے پیش کرنے میں جو مصلحت ہے وہ ہے۔ (دراصل بڑوں کو) یہ اندازہ نہیں ہوا کہ آپ کا برتاؤ میرے ساتھ کیا ہوگا (مدعا یہ ظاہر کرنا تھا کہ میں ایک کم مرتبہ کا شخص ہوں ابھی جو بڑے سردار ہیں وہ اس لئے نہیں ملے کہ انہیں آپکے معاملات کا اندازہ نہیں ہے۔ میرے ساتھ اگر شریفانہ برتاؤ ہوگا تو وہ بھی ملاقات کرسکیں گے اس نے ان کو انعام اور جوڑے دینے کا حکم دیا اور (خفیہ طور پر) دروازہ شہر کے دربان کے دربار کے پاس حکم بھیج دیا کہ جب یہ شخص دروازہ سے گزرے تو اس کی گردن ماردی جائے اور جو سامان اس کے ساتھ ہے وہ لے لے۔ جب آپ (اس حاکم کے پاس سے رخصت ہوکر) چلے تو آپ کو غسان کا ایک عیسائی ملا=۔ آپ کو اس نے پہچان لیا اور کہا اے عمرا جس خوبی کیساتھ داخل ہوئے ہو۔ اسی خوبی کیساتھ نکل بھی جانا۔ یہ سنکر پھر واپس اس بادشاہ کے پاس پہنچے۔ بادشاہ نے کہا کہ کیسے واپس آئے۔ آپ نے کہا میں نے ان عطیات پر غور کیا جو آپ نے مجھے عطا فرمائے۔ میں نے ان میں اتنی گنجائش نہیں پائی جو میرے چچا کے بیٹوں کے لئے کافی ہوسکے۔ اس لئے میں نے یہ ارادہ کیا کہ (یہ عطیات یہاں چھوڑ کر) ان میں سے دس کو اپنے ساتھ لیکر آجاؤں تو آپ اسی کو دس پر

تقسیم کردیں۔ اس صورت میں آپ کا احسان دس پر ہو گا اور یہ اچھا ہے بہ نسبت اس کے کہ صرف ایک شخص پر ہو۔ اس نے کہا بالکل ٹھیک ہے۔ ان کو جلد لے آیئے اور دربان کے پاس خفیہ پیغام بھیج دیا کہ اب اس سے تعرض نہ کیا جائے اور جانے دیا جائے تو عمر شہر سے نکل آئے اور بہت چوکنے رہے جب خطرہ سے باہر ہو گئے تو کہنے لگے اب کبھی اس طرح نہ پھنسوں گا۔ جب اس سردار سے صلح ہو گئی اور وہ (امیر لشکر) سے ملاقات کے لئے آیا تو (دیکھا کہ یہ تو وہی شخص ہیں) کہنے لگا آپ وہی ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں آپ میرے ہی ساتھ غداری کر رہے تھے۔

(۲۴) ابن الاعرابی سے منقول ہے کہ پہلا خطبہ جو سفاح نے دیا وہ اس قریہ میں جس کا نام عباسیہ تھا۔ جب خطبہ میں شہادت کا موقع آیا (یعنی اشہد ان لا الٰہ الا اللہ) تو آل ابی طالب میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا جس کے گلے میں قرآن تھا اس نے کہا میں تجھے اس خدا کو یاد دلا کر کہتا ہوں جس کا تو نے ذکر کیا کہ میرے دشمن کے مقابلہ پر مجھ سے انصاف کرو۔ اور میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کر دو۔ اس حکم کے مطابق جو اس قرآن میں ہے۔ سفاح نے کہا کہ تجھ پر کس نے ظلم کیا۔ اس نے کہا کہ ابو بکرؓ نے جس نے فاطمہؓ کو باغ فدک نہ دیا۔ سفاح نے کہا ابو بکرؓ کے بعد کوئی اور بھی ہوا اس نے کہا ہاں۔ پوچھا کون؟ اس نے کہا عمرؓ سفاح نے کہا اور وہ اس ظلم پر جو تم پر ہوا قائم رہے اس نے کہا "ہاں" عمر کے بعد کوئی اور بھی ہوا کہا ہاں پوچھا کون؟ اس نے جواب دیا کہ عثمان سفاح نے کہا کہ وہ بھی اس ظلم پر قائم رہے؟ اس نے جواب دیا "ہاں" سفاح نے کہا اس کے بعد کوئی اور ہوا اس نے کہا "ہاں" پوچھا کون اس نے کہا "علیؓ سفاح نے پوچھا" اور وہ بھی اس ظلم پر قائم رہے "اب وہ شخص چپ ہو گیا اور اس نے اپنی رہائی کا راستہ نکالنے کے لئے پیچھے کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ سفاح نے کہا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر یہ پہلا مقام نہ ہوتا جہاں میں کھڑا ہوں پھر میں تجھ سے گفتگو کی ابتدا نہ کر چکا ہوتا تو جس میں تیری دونوں آنکھیں لگی ہوئی ہیں۔ اس کو تن سے جدا کر دیتا بیٹھ اور خطبہ سن۔

(۲۵) ابو بکر بن محمد سے منقول ہے کہ ایک دن معتصم باللہ ایک مکان میں جو ان کے لئے تعمیر کیا جا رہا تھا بیٹھے ہوئے کاریگروں کو دیکھ رہے تھے ان میں ایک سیاہ رنگ بدصورت نوجوان کو دیکھا جو بہت مسخرہ تھا۔ سیڑھیوں پر دو دو درجے پھلانگ رہا تھا اور دوسرے مزدوروں سے دوگنا بوجھ بھی اٹھاتا تھا۔ اس کو دیکھ کر خلیفہ کے دل میں شبہ پیدا ہوا اس کو بلایا گیا اور اس کا سبب دریافت کیا تو اس کی زبان لڑکھڑا گئی۔ جب اس کے تقریباً ایک سو کوڑے لگ چکے اور خلیفہ نے قسم کھائی کہ اگر سچ نہ بیان کیا تو اس کی گردن مار دی جائے گی اور تلوار اور چمڑے کا فرش بھی منگالیا گیا تو اس وقت وہ سیاہ رنگ شخص بولا کہ مجھے امن دید یجئے (تو میں سچی بات کہدوں گا) خلیفہ نے کہا امان دی جاتی ہے بجز اس صورت کے جس میں حد واجب ہو۔ آخری الفاظ کو وہ سمجھا نہیں اور اس نے خیال کیا کہ اب میں محفوظ ہو چکا تو اس نے اپنا حال بیان کیا کہ میں برسوں سے اینٹوں کے بھٹہ پر کام کرتا تھا۔ چند مہینے گزرے کہ میں وہاں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ایک شخص میرے پاس سے گزرا جس کی کمر میں ایک ہمیانی بندھی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ جکڑ ڈالے اور اس کا منہ بند کر دیا اور ہمیانی چھین لی اور اس کو کندھے پر اٹھا کر لے گیا اور بھٹہ کے ایک گڑھے میں ڈال کر مٹی سے بھر دیا۔ شہر میں اس نام کی منادی کرائی گئی تو ایک عورت حاضر ہوئی (جس کے ساتھ ایک بچہ تھا) اس نے کہا کہ یہ میرے شوہر کا نام ہے اور یہ اسی کا بچہ ہے جو مجھ سے پیدا ہوا تھا۔ فلاں وقت وہ گھر سے نکلا تھا اور اس کے ساتھ ایک ہمیانی تھی جس میں

ایک ہزار دینار تھے وہ اب تک غائب ہے

(۲۶) محسن کہتے ہیں کہ ایک رات معتضم باللہ اپنی کسی ضرورت سے باہر نکلے تو انہوں نے دیکھا کہ لڑکا ایک دوسرے لڑکے کی پشت سے اتر کر چاروں ہاتھ پاؤں سے سرکتا ہوا دوسرے لڑکوں میں شامل ہو گیا۔ معتضم نے آکر یکے بعد دیگرے ہر ایک لڑکے کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دیکھنا شروع کر دیا۔ اس کے دل کی حرکت بڑھی ہوئی تھی۔ ہاتھ رکھتے ہی اور بڑھ گئی) اس نے اپنے فعل شنیع کا اقبال کر لیا تو اس کو قتل کر دیا

(۲۷) محسن ایک اور واقعہ معتضم باللہ کا بیان کرتے ہیں کہ ان کے خدام میں سے ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں خلیفہ کے محل پر دریائے دجلہ کے کنارہ کھڑا تھا۔ میں نے ایک شکاری کو دیکھا جس نے دریا میں اپنا جال ڈالا تھا جب وہ بھاری محسوس ہوا تو اس کو کھینچا جب اس کو لیکر اس کا منہ کھولا تو اس میں اینٹیں بھری ہوئی تھیں جن کے بیچ میں ایک ہاتھ رکھا ہوا تھا جو مہندی سے رنگا ہوا تھا۔ معتضم باللہ کے حکم سے وہ تھیلا مع اینٹوں اور ہاتھ کے حاضر کیا گیا خلیفہ پر اس کا سخت اثر ہوا۔ تمام دن کھانا نہیں کھایا۔ (اسی پر غور کرتے رہے (جب اگلا دن ہوا تو اپنے ایک شخص کو بلا کر ایک خالی تھیلا دیا اور حکم دیا کہ یہ تھیلا لے کر بغداد کے تھیلا بنانے والے کاریگروں میں گھومو۔ اگر ان میں کوئی شخص اس کو پہچان لے کہ یہ اس کا بنا ہوا ہے ایک شخص نے کہا کہ مجھ سے دس تھیلے ایک شخص نے خریدے تھے۔ یہ تھیلا ان ہی میں کا ہے۔ بڑا معزز شخص ہے مگر بدترین انسان اور سب سے زیادہ ظالم اور معزز مسلمان عورتوں کے لئے ایک فساد عظیم ہے اور ان پر فریب کاری میں اس سے زیادہ مکار کوئی نہ ہو گا بیان کیا کہ وہ فلاں باندی پر کئی برس سے عاشق ہے اور وہ ایسی حسینہ ہے گویا سونے کی منقش اشرفی ہے اور چودھویں رات کے چاند جیسی۔ تین دن گزر گئے تو اس کو غصب کر گیا اور اس کو ایسا غائب کیا کہ کچھ پتہ نہیں ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ وہ گھر سے بھاگ گئی ہے اور اس کے ہمسایہ کہتے ہیں کہ اس نے اسے قتل کر دیا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کے قبضہ میں ہے اور اس کی مالکہ نے ماتم برپا کر رکھا ہے۔ آتی ہے اور دروازہ پر چلاتی ہے اور منہ سیاہ کر لیا۔ مگر کچھ بھی نتیجہ نہیں نکلا۔ جب معتضم نے یہ واقعہ سنا تو اس انکشاف پر اللہ کا سجدہ شکر ادا کیا اور کچھ لوگوں کو بھیجا جو اس کو جکڑ کر لے آئے۔ مالکہ کو بیت المال سے جاریہ کی قیمت دی)

قاتل کو قتل کرا دیا گیا اور بعض کہتے ہیں کہ قید میں مر گیا۔

(۲۸) فضل بن ربیع کا مقولہ ہے کہ بادشاہوں سے ایسی گفتگو کرو جو جواب کی مقتضی نہ ہو اگر (اس وقت ان کی طبیعت کا میلان کلام کی جانب نہ ہو گا اور) انہوں نے جواب دیا تو ان پر بوجھ ہو گا اور اگر جواب نہ دیا تو تم پر شاق ہو گا

(۲۹) فتح بن خاقان نے خلیفہ متوکل باللہ کی ڈاڑھی میں کوئی چیز دیکھی تو نہ اس کو ہاتھ لگایا اور نہ ان سے کچھ کہا بلکہ غلام کو آواز دی کہ امیر المومنین کا آئینہ لاؤ جب وہ لایا گیا تو اس سے کہا کہ امیر المومنین کے سامنے کرو۔ یہاں تک کہ خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے اس شے کو نکال دیا۔

(۳۰) حکایت ہے کہ ایک بادشاہ کے راز اکثر اس کے دشمن پر ظاہر ہو جاتے تھے اور وہ اس کے مقابلہ کے لئے جو تدابیر کرتا تھا وہ بیکار ہو جاتی تھیں اس سے اس کو تشویش رہتی تھی۔ بادشاہ نے اپنے ایک مخلص سے یہ شکایت بیان کی اور کہا کہ ایک جماعت ہے جو میرے اسرار پر مطلع ہوتی ہے اور ان پر ان کا اظہار کئے بغیر چارہ بھی نہیں مجھے اس کا علم نہیں ہو سکا کہ ان میں سے کون شخص ظاہر کرتا ہے اور مجھے یہ بھی گراں ہے کہ میری

جانب سے کسی متدین شخص کے ساتھ ایسا معاملہ ہو جو خائن کے ساتھ ہی مناسب ہونا چاہئے۔ اس شخص نے ایک کتاب منگائی اور اس میں امور مملکت کے متعلق کچھ خبریں (الگ الگ) تحریر کریں جو سب کی سب جھوٹی تجویز کی تھیں اور وہ کتاب بادشاہ کو دیکر کہا کہ جتنے لوگ ایسے ہیں کہ ان پر آپ کے اسرار ہمیشہ ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک کو تخلیہ میں بلاکر اس پر ان میں سے ایک بات ظاہر کر دیجئے اور اس کو تاکید کر دیجئے کہ کسی شخص کے سامنے زبان پر نہ لائے اور اس بات پر ان کا نام بھی لکھ دیجئے پھر دوسرے شخص کو دوسری بات بتا کر یہی تاکید کر دیجئے کہ کسی سے نہ کہے اور اس پر اس کا نام تحریر کر دیجئے۔ اس طرح ہر ایک کو جدا جدا ایک ایک خبر بتائی گئی اور نام لکھ دیئے گئے۔ اس پر تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ جو جو خبریں مشہور ہوئیں ان سے خیانت کرنے والوں کا پتہ چل گیا

(۳۱) محمد بن عبد الملک ہمدانی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ عضد الدولہ سے ڈاکوؤں کے ایک گروہ کی شکایت کی گئی ایک تاجر کو بلایا۔ اور اس کو ایک خچر دیا جس پر دو صندوق لدے ہوئے تھے۔ ان صندوقوں میں زہر ملا کر حلوا بند کیا گیا تھا جس میں نفیس خوشبو ملا دی گئی اور اس حلوے کو بہت خوبصورت برتنوں میں رکھا گیا تھا۔ ڈاکوؤں نے جب صندوق کھولا تو اس میں سے حلوا ملا۔ جس کی خوشبو پھیل گئی اور بہت نفیس خوشبو تھی وہ اس سے ڈرا کہ اس کو صرف اپنے پاس چھپایا نہیں جاسکتا۔ تو اس نے تمام ساتھیوں کو آواز دی ان سب نے آکر ایسی نفیس چیز دیکھی بس کھا کر لوٹے ہی تھے کہ سب کے سب ہلاک ہوگئے۔ ایک شخص حج کے لئے چلا۔ اس کے پاس ضرورت سے زائد ایک ہزار دینار باقی رہ گئے۔ ایک ارنڈ کے درخت کے نیچے گڑھا کھود کر ان کو دبادیا اور کسی نے اس کو نہیں دیکھا تھا۔ پھر وہ حج کے لئے روانہ ہوگیا جب حج سے فارغ ہو کر آیا تو اسی درخت کے نیچے پہنچ کر وہ موقع کھودا مگر وہاں سے کچھ نہ ملا اب تو اس نے رونا اور اپنا منہ پیٹنا شروع کر دیا۔ اپنا تمام قصہ سنایا یہ سنکر عضد الدولہ نے اطباء کو جمع کر لیا اور ان سے سوال کیا کہ کیا تم نے اس سال میں کسی کا ارنڈ کی کونپلوں سے کوئی علاج کیا ہے؟ ان میں سے ایک نے بتایا کہ میں نے آپ کے فلاں خواص کا علاج کیا۔ حکم دیا کہ اس شخص کو اپنے ساتھ لیجا کر وہ جگہ دکھاؤ جہاں سے تم نے کونپلیں توڑی تھیں۔ اس درخت کے پاس لے گیا اس شخص نے کہا اسی جگہ کہا میں نے اپنا مال چھوڑا تھا۔ عضد الدولہ نے حکم دیا کہ مال حاضر کرو۔ اس نے کچھ تامل کیا۔ مگر جب عضد الدولہ نے ڈانٹا تو اس نے مال حاضر کر دیا۔

(۳۲) ابو الحسن بن ہلال نے لکھا ہے کہ ایک شخص نے جو شخص دوسرے ترکمانی کا ہاتھ پکڑ کر لایا اور کہا کہ اس کو میں نے اپنی بیٹی سے جماع کرتے ہوئے دیکھا اور میں چاہتا ہوں کہ اس کو آپ سے حکم حاصل کر کے قتل کردوں۔ باپ سے کہا کہ آگے آؤ تو اس کو تلوار دی اور اپنے ہاتھ میں میان سنبھال لیا اور اس سے کہا اس تلوار کو میان میں دے دو۔ تو جب بھی وہ میان کے منہ پر لاکر تلوار اس میں داخل کرنا چاہتا تھا۔ سلطان اس میان کا منہ ہٹا دیتے تھے جس سے وہ تلوار کو نہ داخل کرسکا۔ اس نے کہا حضور آپ چھوڑتے ہی نہیں کہ میں اس میں داخل کروں۔ سلطان نے فرمایا کہ یہی معاملہ اپنی بیٹی کا سمجھ پھر نکاح پڑھنے والے کو بلا کر نکاح کرادیا۔ اور مہر اپنے خزانے سے ادا کر دیا۔

(۳۳) ہلال بن ابی بردہ کو خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے پاس بھیجا گیا اس نے آکر مسجد کا ایک کونہ سنبھال لیا۔ عمر بن عبد العزیز اس شخص کو دیکھ رہے تھے۔ عمر نے علاء بن المغیرہ سے کہا اور اگر اس شخص کا باطن بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ ظاہر تو یہ اہل عراق

کی سیرت کے مطابق ہے برائی کے تحفظ کا ذریعہ (یعنی ریاکاری) نہیں سمجھا جائیگا۔ علاء بن المغیرہ نے کہا اے امیر المومنین میں اس کا پتہ لگا کر آپ کو بتاتا ہوں۔ اب علاء اس کے پاس پہنچے۔ اور یہ شخص مغرب اور عشا کے درمیان نفلوں میں مشغول تھا۔ انہوں نے اس سے کہا دو رکعت پر سلام پھر دیجئے۔ مجھے تم سے ایک کام ہے۔ جب اس نے سلام پھیر دیا تو علاء نے کہا کہ تم کو معلوم ہوگا کہ میری رسائی اور تقرب امیر المومنین کی بارگاہ میں کس قدر ہے میں نے امیر المومنین کو اشارہ کیا ہے کہ تم کو عراق کا حاکم بنا دیں۔ بولو ایسا کرا دینے پر مجھے کیا دو گے اس نے کہا ایک سال کی پوری تنخواہ علاء نے کہا کہ اس معاہدہ کو تحریر کر دیجئے۔ اس شخص نے فوراً اٹھ کر تحریر کر دیا۔ علاء اس تحریر کو لیکر عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے۔

(۳۴) ابن طولون نے ایک دن ایک حمال کو دیکھا جو صندوق سر پر اٹھائے جا رہا تھا مگر اس کے نیچے اس میں بے چینی محسوس ہوتی تھی۔ ابن طولون نے کہا اگر یہ بے چینی بوجھ کے بھاری ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے تو اس حمال کی گردن پھولتی اور میں گردن کو اصل حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ تو اس اضطرات کی وجہ صرف اس خبر کا خوف ہو سکتا ہے جو یہ اٹھائے ہوئے ہے یہ سوچ کر صندوق کھولنے کا حکم دیا۔ تو اس میں ایک لڑکی کی لاش ملی جس کو قتل کر کے ٹکڑے کر دیئے گئے تھے امیر نے مزدور کو دھمکایا کہ تمام حال سچ سچ بیان کر۔ اس نے بیان کیا کہ چار آدمی فلاں مکان میں ہیں انہوں نے مجھے یہ دینار دیئے اور اس لاش کو لیجانے کے لئے کہا۔ اس پر اس حمال کے (اخفاء جرم کی سزا میں) دو سو ڈنڈے مارے گئے اور ان چاروں کو قتل کر دیا گیا۔

(۳۵) احمد بن یحی مکتفی باللہ کے زمانہ میں بغداد کے پولیس افسر تھے ایک مرتبہ ان کے زمانہ میں چوروں نے بڑا اودھم مچا دیا تھا۔ تمام تاجر جمع ہو کر خلیفہ مکتفی باللہ کے حضور میں فریاد لے گئے۔ خلیفہ نے احمد بن یحی کے لئے حکم دیا کہ تمام چوروں کو گرفتار کر کے حاضر کریں ورنہ لوگوں کے تمام مال کا تاوان ان سے وصول کیا جائیگا۔ اس حکم سے وہ بہت پریشان ہو گئے۔ اور رات میں اور دن میں تنہا گھوڑے پر سوار ہو کر پھرتے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ دوپہر کے وقت ان کا گزر ایسی سڑک پر ہوا جو بغداد کی بیرونی بستی میں تھی گندگی دیکھی کچھ دور جا کر ایک کوچہ سربستہ نظر آیا تو اس میں داخل ہو گئے اس گلی میں جو مکانات واقع تھے اس کے دروازے کے سامنے انہوں نے مچھلی کے بڑے بڑے کانٹے اور پشت کی بڑی ہڈی پڑی ہوئی دیکھی۔ کانٹوں اور ہڈی کو دیکھ کر یہ اندازہ ہوا کہ اس مچھلی کا وزن ایک سو بیس رطل یعنی ڈیڑھ من سے کم نہ ہوگا۔ برابر والے مکان کی عورت کا دروازہ کھٹ کھٹا کر پانی مانگا۔ بڑھیا ضعیفہ نکلی۔ رہنے والوں کے حالات پوچھتے رہے اور بغیر نتیجہ کا اندازہ کئے بتاتی رہی۔ آخر میں انہوں نے پوچھا کہ اس گھر میں جس پر مچھلی کے کانٹے پڑے تھے کون رہتا ہے تو اس نے کہا واللہ تقریباً ایک مہینہ سے اس میں پانچ گرانڈیل جوان آکر رہے ہیں جو سوداگر معلوم ہوتے ہیں ہم ان کو دن میں آتے جاتے نہیں دیکھتے۔ کبھی طویل مدت میں کوئی نظر آجاتا ہے ان میں سے کسی ایک کو ہم دیکھتے ہیں کہ کسی ضرورت کے لئے کہیں جاتا ہے تو جلدی سے واپس آجاتا ہے اور وہ تمام دن جمع رہتے ہیں اور کھاتے پیتے اور شطرنج اور نرد، کھیلتے رہتے ہیں اور ان کے پاس ایک لڑکا ہے جو ان کی خدمت کرتا ہے اور جب رات ہو وہ اپنے گھر چلے جاتے ہیں رات باقی رہے اندھیر میں آجاتے ہیں اب احمد بن یحی نے پانی پینے کا سلسلہ بند کر دیا۔ اور بڑھیا بھی واپس ہو گئی۔ فوراً دس آدمی بلوا کر ان کو پڑوس کے مکانوں کی چھتوں پر متعین کر دیا

اور انہوں نے خود دروازہ کھٹکھٹایا۔ تو لڑکے نے آکر دروازہ کھول دیا۔ اور یہ کافی جمعیت کیساتھ مکان میں پہنچ گیا اور ان میں سے کسی کو نہ چھوڑا اور سب کو گرفتار کر کے پولیس کی تحقیقاتی مجلس کے حوالہ کردیا اقرار کرالیا واقعی اس قصہ پر فخر کرتے ہیں

(۳۶) ابن النسوی کے بارے میں منقول ہے کہ ان کے سامنے دو آدمی لائے گئے جن پر چوری کا اتہام تھا انہوں نے ان کو اپنے سامنے کھڑا کیا پھر ملازموں سے پینے کے لئے پانی مانگا۔ جب پانی آگیا تو اس کو پینا شروع کیا پھر قصداً اپنے ہاتھ سے گلاس چھوڑ دیا۔ جو گر کر ٹوٹ گیا ان میں ایک شخص اس کے اچانک گرنے اور ٹوٹنے سے گھبرا گیا اور دوسرا اسی طرح کھڑا رہا۔ اس گھبرا جانے والے شخص کو کہہ دیا گیا کہ چلا جائے اور دوسرے کو حکم دیا کہ مسروقہ مال واپس کر۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے کیسے معلوم کرلیا کہ یہ چور ہے تو انہوں نے کہا کہ چور کا دل مضبوط ہوتا ہے وہ نہیں گھبراتا

(۳۷) ایک عامل امیر کے سامنے کھڑے ہوئے تھے کہ ان کو پیشاب نے مجبور کیا تو یہ باہر آگئے۔ پھر (فارغ) ہو کر واپس آئے تو امیر نے پوچھا کہاں گئے تھے' انہوں نے جواب دیا کہ "رائے ٹھیک کرنے کے لئے"

(۳۸) شعبیؒ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں ایک ایسے شخص کی شکایت پیش کرتی ہوں جو دنیا کا بہترین شخص ہے۔ بجز اس شخص کے جو اعمال خیر میں اس سے سبقت لے گیا ہو یا اس ہی جیسے اعمال پر کاربند ہو۔ وہ شخص تمام رات صبح تک نفلیں پڑھتا ہے اور تمام دن روزے سے رہتا ہے (اتنا عرض کرنے کے بعد) پھر اس پر حیا کا غلبہ ہوگیا اور اس نے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین میں اپنی شکایت واپس لینا چاہتی ہوں آپ نے فرمایا اللہ تجھے جزائے خیر عطا فرمائے تو نے بہت اچھی ثناء اور تعریف کی اور فرمایا بہت اچھا۔ جب وہ چلی گئی تو کعب بن سود نے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین اس عورت نے بلیغ طور پر اپنی شکایت آپ کے سامنے پیش کردی۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے کیا شکایت کی ہے۔ عرض کیا شوہر کی شکایت کی۔ دونوں حاضر ہوئے تو آپ نے کعب سے فرمایا کہ تم ان کا فیصلہ کرو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں آپ کی موجودگی میں فیصلہ کروں؟ آپ نے فرمایا کہ تم اپنی فطانت سے وہ بات سمجھ گئے جو میں نہیں سمجھ سکا تھا انہوں نے شوہر کو حکم دیا کہ) تین دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ اور اس (بیوی) کیساتھ رہو اور تین رات نوافل کے لئے کھڑے رہا کرو اور ایک رات اس کیساتھ رہو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا واللہ یہ فیصلہ میرے لئے پہلی نکتہ رسی سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ ان کو بصرہ کا قاضی بنایا

(۳۹) شریح (قاضی) نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے تو ایک لومڑی آکر ان کے سامنے کھڑی ہو جاتی اور ان کا دھیان بٹاتی اور ان کے سامنے مضحکہ خیز حرکات کیا کرتی جس سے نماز میں ان کا دھیان بٹتا۔ جب اس پر عرصہ گزر گیا تو انہوں نے (یہ ترکیب کی کہ) ایک بانس کا ڈھانچ بنا کر اس کو اپنی قمیض پہنائی اور آستینیں باہر کو کردیں اور اپنی ٹوپی اڑھا کر عمامہ اس پر باندھ دیا۔ اب لومڑی اپنی عادت کے مطابق آکر کھڑی ہو گئی تو شریح نے پیچھے سے آکر دفعتہ اس کو پکڑ لیا۔

(۴۰) مروی ہے کہ ایاس بن معاویہ کے پاس تین عورتیں آئیں انہوں نے (ان کو دیکھ کر) کہا کہ ان میں سے ایک بچے کو دودھ پلانیوالی ہے اور دوسری کنواری ہے اور تیسری بیوہ ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوگیا؟ انہوں نے کہا دودھ پلانے

والی جب بیٹھی تو اس نے اپنے ہاتھ سے پستان کو سنبھالا اور جب کنواری بیٹھی تو اس نے کسی کی طرف التفات نہیں کیا اور بیوہ جب آئی تو وہ داہنے بائیں اپنی نگاہ پھراتی رہی۔

(۴۱) مروی ہے کہ یحیی بن اکثم جب قاضی بصرہ بنائے گئے تو ان کی عمر تقریبا بیس سال تھی ان کو اہل بصرہ نے کم درجہ خیال کیا ان میں سے ایک نے پوچھا کہ قاضی صاحب کتنے برس کے ہیں وہ سمجھ گئے کہ وہ چھوٹا سمجھ رہے ہیں انہوں نے جوابدیا کہ میری عمر عتاب بن اسید رضؓ سے زیادہ ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن اہل مکہ پر قاضی بنایا تھا اور میری عمر معاذ بن جبلؓ سے زیادہ ہے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل یمن پر قاضی بنایا تھا اور میری عمر کعب بن بسور سے زیادہ ہے جن کو عمر بن الخطابؓ نے اہل بصرہ پر قاضی بنایا تھا۔

(۴۲) بدائنی نے بیان کیا کہ مطلب بن محمد الجنطی مکہ کے قاضی تھے اور ان کی زوجیت میں ایک ایسی عورت تھی جس کے چار شوہر مر چکے جب قاضی صاحب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو وہ ان کے سرہانے بیٹھ کر روئی اور کہنے لگی مجھے کس کے پاس زندگی بسر کرنے کی وصیت کرتے ہو تو قاضی صاحب نے جواب دیا چھٹے بدنصیب کے پاس

ایک دن اعمش ایک خلیج کے کنارے پر بیٹھے دیکھا جو بارش کے پانی سے ہو گئی تھی ہم اس کے دوسرا ایک کالے حلیے کا شخص آیا۔ جب اس نے اعمش کو دیکھا اور ان کے بدن پر ایک پرانا اونی جبہ خراب سا تھا تو (ان کو حقیر سمجھ کر بیگار لینے کے ارادہ سے) کہا اٹھ مجھے اس خلیج سے پار کردے اور ان کا ہاتھ کھینچ کر کھڑا کرلیا اور ان پر سوار ہو گیا اور یہ کلمات بھی پڑھے (جو گھوڑے وغیرہ پر سواری کے وقت مسنون ہیں) اعمش اس کو لادے ہوئے چل دیئے یہاں تک کہ جب خلیج کے بیچ میں پہنچ گئے تو اسے وہاں پھینک مارا اور کہنے لگے اب سواری سے اترنے کی دعا پڑھ

(۴۰) امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ امت مسلمہ کے عظیم محسن جبکہ لوگوں نے ایک جوان اونٹ کا گوشت بھون لیا تھا مگر ایسا کوئی برتن موجود نہ تھا۔ جس میں سرکہ ڈال کر دسترخوان پر رکھ لیا جائے اس کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آتی تھی تو انہوں نے ریت کو کھود کر ایک گڑھا بنایا اور اس پر چمڑے کا دسترخوان بچھایا اور (گڑھے پر دسترخوان کو دبا کر پیالہ نما جگہ بنالی) اس موقع پر سرکہ الٹ دیا۔ سب نے اطمینان کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرلی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہر ایک کام میں حسن پیدا کرتے ہیں تو فرمانے لگے کہ تمہیں اللہ کا شکر کرنا چاہئے اس نے تو تم پر یہ فضل کیا کہ میرے دل میں اس تدبیر کا القا کردیا (یہ ہوتی ہیں اللہ کے خاص بندوں کی باتیں)

ابو العباس طوسی کثیر مجمع تھا حضرت امام کی خدمت میں عرض کیا اے ابو حنیفہ امیر المومنین ہم میں سے کسی شخص کو بلا کر یہ حکم دیتے ہیں کہ اس شخص کی گردن کاٹ دی جائے اور جس کو حکم دیا جاتا ہے اس کو یہ خبر نہیں کہ گردن کاٹنے کے حکم کے لئے خلیفہ نے کیسے گنجائش نکالی۔ ابو حنیفہ نے فرمایا اے ابو العباس (اس کا جواب دو کہ) امیر المومنین کے احکام حق پر مبنی ہوتے ہیں یا باطل پر اس نے کہا حق پر آپ نے فرمایا بس تو حق کا نفاذ کرتا رہ جس صورت سے بھی (تجھے حکم دیا جارہا) ہو' فرمایا کہ یہ شخص مجھے باندھنا چاہتا تھا۔ مگر میں نے اسے جکڑ دیا۔ رحمتہ اللہ علیہ

ایک شخص آیا اور شکایت کی کہ اس نے کسی جگہ مال دفن کیا تھا اب وہ موقع یاد نہیں آتا۔ ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نفلیں پڑھتے رہو صبح تک انشاء اللہ تمہیں یاد آجائے گا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا ابھی چوتھائی رات سے بھی کچھ کم ہی گزرا

تھا کہ اس کو وہ جگہ یاد آگئی (تو اس نے نوافل کو ختم کردیا) پھر اس نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا تھا کہ شیطان تجھے نوافل نہیں پڑھنے دیگا اور تجھے یاد دلا دیگا۔ کیوں نہ تو نے اللہ عزوجل کے شکرانہ کے لئے بقیہ رات نفل پڑھنے میں گزاری۔

ایک شخص نے عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے چھینک لی اور الحمداللہ نہ کہا۔ ان سے آپ نے کہا جب چھینک آئے تو چھینکنے والا کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا الحمداللہ۔ آپ نے فرمایا یرحمک اللہ۔

ایک شخص امام شافعی رحمتہ اللہ کی خدمت میں ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے آیا تو آپ نے اس سے کہا کہ کیا تو صنعا کا رہنے والا ہے اس نے اقرار کیا۔ پھر آپ نے کہا شاید تو لوہار ہے اس نے اس کا بھی اقرار کیا۔

شیخ سری سقطی بیمار ہو گئے تو قاری صاحبان عیادت کے لئے آئے اور ایسے بیٹھ گئے کہ جانے کا تصور بھی نہیں۔ کہنے لگے کہ آپ اللہ سے دعا کیجئے۔ آپ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے دعا کی کہ اے اللہ ہمیں عیادت کا ادب سکھا دیجئے۔

ہم سے علی بن مغیرہ نے بیان کیا کہ جب نزار بن معد کی وفات کا وقت آیا تو اس نے اپنے مال کو اپنے بیٹوں پر تقسیم کردیا اور وہ چار تھے۔ اشیاء موجودہ کی تقسیم کے بارے میں تم میں اختلاف واقع ہو جائے تو تم کو چاہیئے کہ افعی بن الافعی جرہمی سے فیصلہ کرالو۔ جب نزار کا انتقال ہو گیا تو ان بھائیوں میں اختلاف واقع ہوا افعی نجران کا بادشاہ تھا۔ یہ سب روانہ ہوگئے تھوڑا ہی راستہ قطع کیا تھا کہ ان کو ایک شخص ملا جس کی سواری کا اونٹ کھویا گیا تھا۔ اس نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تو مضر نے کہا کیا وہ کانا ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ ربیعہ نے کہا کیا وہ ٹیڑھا بھی ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ ایاد نے کہا کیا ابتر یعنی بغیر دم کا ہے اس نے کہا ہاں انمار نے کہا کیا وہ بد کا ہوا ہے اس نے اس کی بھی تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ واللہ یہ سب صفات میرے اونٹ کی ہیں مجھے بتاؤ کہ وہ کہاں ہے تو ان سب نے اس سے قسم کھا کر کہا کہ ہم نے اسے نہیں دیکھا۔ وہ ان کو لپٹ پڑا اور کہنے لگا کہ میں تمہیں کیسے سچا سمجھوں جب کہ تم نے میرے اونٹ کی تمام علامات بیان کردیں اور ان کے پیچھے لگا رہا یہاں تک کہ جب یہ نجران پہنچ گئے اور افعی جرہمی کے یہاں جاکر اترے تو اس اونٹ والے بڈھے نے بادشاہ کو پکار کر کہا کہ ان لوگوں کے ہاتھ میرا اونٹ لگا کیونکہ انہوں نے مجھ سے اس کی تمام علامات بیان کی ہیں پھر کہتے ہیں کہ ہم نے اسے دیکھا بھی نہیں۔ افعی نے ان سے کہا کہ جب تم نے اس کو دیکھا نہ تھا تو اس کی صفات کیسے بیان کیں۔ تو مضر نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ وہ ایک سمت کی گھاس چرتا چلا گیا اور دوسری طرف گھاس کو نہیں چھیڑا میں نے اس سے سمجھا کہ وہ کانا تھا۔ ربیعہ نے کہا کہ زمین پر میں نے اس کے پاؤں کے ایک نشان کو پورا مکمل نشان پایا اور دوسرا نشان خراب اس سے میں سمجھا کہ وہ اپنے ٹیڑھے پن کی وجہ سے ایک پاؤں زمین پر سخت ڈالتا ہے اور اس کو رگڑتا ہوا اٹھانے کی وجہ سے خراب کردیتا ہے اور ایاد نے کہا کہ میں نے اس کی مینگنیوں کو مجتمع اور اکٹھی دیکھا اس سے میں سمجھا کہ اس کی دم کٹی ہوئی ہے اور اگر وہ دم والا ہوتا تو اس کے دم ہلانے سے مینگنیاں متفرق ہو جاتیں اور انمار نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ زمین کا ایسا حصہ جہاں گھاس خوب گنجان ہے وہاں سے کچھ کھائی گئی۔ پھر دوسری ایسی جگہ کی گھاس کھائی گئی جو اس سے خراب اور بدتر جگہ ہے جہاں کم گھاس ہے میں اس سے سمجھا کہ وہ بدکا ہوا ہے۔ (ورنہ اچھی جگہ سے کھاتا رہتا) افعی نے ان لوگوں کا بیان سن کر بڈھے سے کہا

کہ ان لوگوں سے تیرے اونٹ کا تعلق نہیں ہے کہیں اور جاکر تلاش کر۔ پھران سے پوچھا کہ تم کون ہو تو ان لوگوں نے اپنا پورا قصہ بیان کیا اس نے ان کر مرحبا کہا پھر بولا کہ باوجود اس قدر فہم وذکاء کے جس کو میں دیکھ چکا ہوں پھر بھی تم کو میرے فیصلے کی کیسے احتیاج ہوئی؟ پھران کے لئے کھانا اور شراب منگائی گئی جب وہ طعام و شراب سے فارغ ہوئے تو مضر نے کہا کہ آج تک میں نے ایسی عمدہ شراب نہیں دیکھی اچھا ہو تا کہ یہ قبر پر لگے ہوئے انگور کی نہ ہوتی اور ربیعہ نے کہا کہ میں نے آج تک ایسا اعلیٰ گوشت نہیں دیکھا کاش کہ وہ جس بکری کا ہے وہ کتیا کے دودھ سے نہ پرورش کی جاتی اور ایاد نے کہا کہ میں نے آج تک ایسا صاحب مروت و شرافت نہیں دیکھا کاش وہ اسی باپ کا بیٹا ہوتا جس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور انمار نے کہا میں نے آج تک ایسی روٹی نہیں دیکھی کیا اچھا ہو تا کہ اس کو حائضہ عورت نہ گوندھتی اور افعی نے ایک شخص کو ان پر متعین کر دیا تھا جو ان کی باتوں پر کان لگائے رکھے اس شخص نے ان کی پوری گفتگو اس کو سنادی بادشاہ نے اس کے بعد ناظم شراب خانہ کو طلب کرکے اس سے پوچھا کہ جو شراب تم نے اب مہیا کی تھی وہ کس طرح حاصل کی گئی ہے اس نے کہا کہ یہ اس انگور سے بنائی گئی ہے جو آپ کے والد صاحب کی قبر پر لگا ہوا ہے۔ ہمارے پاس اس وقت اس سے زیادہ نفیس شراب موجود نہ تھی۔ اور بادشاہ نے بکری کے بارے میں چرواہے سے تحقیق کی تو اس نے اقرار کیا کہ ہم اس کو کتیا کا دودھ پلایا کرتے تھے اور بکریوں میں اس سے فربہ اور کوئی بکری نہ تھی اس لئے اسی کو ذبح کیا گیا۔ پھر اپنے محل میں جاکر بادشاہ نے اس کنیز سے سوال کیا جس نے آٹا گوندھا تھا۔ اس نے بتایا کہ وہ حائضہ ہے۔ پھر اپنی ماں کے پاس پہنچا اور اپنے باپ کے بارے میں اس سے تفتیش کی تو اس نے بتادیا کہ وہ ایسے بادشاہ کے ماتحت تھی جس کے اولاد نہیں

ہوتی تھی اس لئے مجھے اس بات سے بڑی گرانی تھی کہ اس کے بعد حکومت کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا۔ تو میں نے اپنے نفس پر ایک ایسے شخص کو قدرت دیدی جو ہمارے یہاں مہمان ہوا تھا۔ اس نے جماع کیا جس سے اس سلطنت کا وارث پیدا ہوا اس تحقیق کے بعد بادشاہ ان کی ذکاوت پر حیران ہو گیا۔ اور پھران کے پیچھے اس شخص کو لگایا جس نے ان کی باتیں سنی تھیں کہ ان سے جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس کی وجہ دریافت کرے۔ چنانچہ اس شخص نے مل کر ان سے گفتگو کی تو مضر نے کہا کہ یہ شراب اس انگور سے بنائی گئی جو قبر پر لگا ہوا ہے مجھے ایسے معلوم ہوئی کہ شراب کا خاصہ ہے کہ جب پی جاتی ہے تو (سرور لاتی ہے) اور غم زائل ہو جاتا ہے۔ اور اس کا اثر میں نے اس کے خلاف پایا جب اس کو پیا تو دل پر غم کا غلبہ ہو گیا۔ ربیعہ نے کہا کہ یہ بات کہ یہ گوشت ایسی بکری کا ہے جو کتیا کے دودھ سے پالی گئی ہے مجھ کو اس وجہ سے معلوم ہوئی کہ بھیڑ بکری اور دوسرے اقسام حیوانات کا گوشت نیچے اور چربی اوپر ہوتی ہے۔ بجز کتے کے کہ اس کا گوشت اوپر اور چربی نیچے ہوتی ہے تو میں نے اس میں کتے کی یہ خاصیت دیکھ کر سمجھ لیا کہ یہ ایسی بکری کا گوشت ہے۔ جس کو کتیا کا دودھ پلایا گیا ہے اور اس سے گوشت نے یہ خاصیت حاصل کی اور ایاد نے کہا کہ یہ بات کہ بادشاہ اپنے اس باپ کا بیٹا نہیں ہے۔ جس کی طرف منسوب کیا جاتا ہے میں نے اس طرح معلوم کی کہ اس نے ہمارے لئے کھانا تیار کرایا مگر خود ہمارے ساتھ نہیں کھایا میں اس سے سمجھا کہ یہ اس کی طبعی حالت اس کے باپ جیسی نہیں ہے کیونکہ وہ ایسا نہیں کیا کرتا تھا اور انمار نے کہا کہ یہ بات کہ روٹی حائضہ کے گوندھے ہوئے آٹے کی ہے میں ایسے سمجھا کہ روٹی کو انگلیوں سے توڑنے سے اس کے باریک ریزے ہو جاتے ہیں مگر اس کے نہیں ہوتے تھے میں اس سے سمجھا کہ اس کو حائضہ نے گوندھا تھا

(اس لئے چڑیلی ہو گئی) اس شخص نے افعی کو اس تمام گفتگو سے مطلع کیا اس نے کہا یہ لوگ تو شیاطین ہیں (ان کو جلد رخصت کرنا چاہئے) پھر ان کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اپنی روداد سناؤ تو انہوں نے جو کچھ ان کے باپ نے وصیت کی تھی بیان کی اور جو کچھ باہم اختلاف واقع ہوا وہ بھی بیان کیا تو اس نے فیصلہ کیا اس کے بعد یہ لوگ واپس آگئے۔

(۴۷) شعبی سے مروی ہے کہ عمرو بن معدیکرب ایک دن (مسلح اور سوار ہو کر) ایک قبیلہ میں پہنچے (جس سے عداوت تھی) تو انہوں نے دیکھا کہ ایک گھوڑا بندھا ہوا ہے۔ اور نیزہ زمین میں گڑا ہوا ہے اور اس کا مالک ایک گڑھے میں قضا حاجت میں مشغول ہے انہوں نے اس کو للکارا کہ اپنے ہتھیار سنبھال میں تجھے قتل کردونگا۔ عمرو بن معدیکرب ہوں اس نے کہا (یہ کہاں کی بہادری ہے) کہ تو گھوڑے کی پشت پر سوار اور میں کنویں کے اندر ہوں (مردانگی یہ ہے کہ) تو مجھ سے یہ عہد کرے کہ مجھے تو اس وقت تک قتل نہیں کریگا جب تک میں اپنے گھوڑے کی پیٹھ پر سوار نہ ہو جاؤں اور اپنے ہتھیار نہ سنبھال لوں۔ عمرو بن معدیکرب کہتے ہیں کہ میں نے اس کو یہ قول دیدیا اپنی تلوار کو نیام میں کر کے بیٹھ گیا۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ کیا بات ہے اس نے کہا کہ نہ میں گھوڑے پر سوار ہونگا۔ اور نہ تجھ سے قتال کرونگا۔ اگر تو عہد توڑنا چاہتا ہے تو تو جان اور (تمام عمر عہد شکنی کے داغ کو منہ پر لگائے پھرنا) اس کے بعد مجھے اس شخص کو چھوڑنا اور واپس آنا پڑا۔ میں نے اس سے بڑا حیلہ باز نہیں دیکھا۔

ہیثم سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ایک قوم کے پاس اپنا رشتہ بھیجا انہوں نے ذریعہ معاش دریافت کیا تو اس نے چوپاؤں کی تجارت بیان کیا تو انہوں نے نکاح کردیا۔ اس کے بعد جب اس سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ وہ بلیاں فروخت کرتا ہے۔ اس پر جھگڑا ہوا اور یہ مقدمہ قاضی شریح کے سامنے پیش کیا گیا قاضی صاحب نے فیصلہ کیا کہ دواب (یعنی چوپایہ) کا اطلاق بلیوں پر بھی ہو سکتا ہے۔ اور نکاح کو نافذ قرار دیا۔

دوسری شادی کے لئے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کا پیام دیا لڑکی والوں نے کہا ہم نکاح نہیں کریں گے جب تک تم طلاق نہ دیدو گے اس نے ان سے کہا کہ گواہ رہو میں تین طلاق دے چکا ہوں۔ اب اس سے نکاح کردیا۔ اور وہ اپنی پہلی بیوی کی زوجیت پر بدستور قائم رہا اس پر قوم نے طلاق کا دعوی کیا۔ اس نے ان لوگوں سے پوچھا کہ میں نے کیا کہا تھا۔ انہوں نے کہا ہم نے کہا تھا ہم اس وقت تک نکاح نہیں کرینگے جب تک تو تین طلاق نہیں دیدیگا۔ تو نے کہا گواہ رہو میں تین طلاق دے چکا ہوں اس نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ پہلے فلاں عورت جو فلاں کی بیٹی ہے میرے نکاح میں تھی اور میں نے اس کو طلاق دی تھی انہوں نے کہا معلوم ہے۔

(۵۰) حمیدی سے مروی ہے کہ ہم سفیان بن عیینہ کی خدمت میں بیٹھے تھے انہوں نے ہم سب سے زمزم والی حدیث بیان کی کہ وہ جس حاجت کی نیت سے پیا جائے گا۔ اللہ تعالی اس کو پورا کردیگا یہ سن کر ایک شخص مجلس سے اٹھ کر چلا گیا اور پھر واپس آیا اور سفیان سے کہنے لگا کہ اے ابو محمد کیا وہ حدیث جو زمزم کے بارے میں ہم سے روایت کی گئی صحیح نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ صحیح ہے اس نے کہا کہ میں اس نیت سے کہ آپ مجھے ایک سو احادیث سنادیں زمزم کا ایک ڈول پی کر آیا ہوں۔ سفیان نے کہا بیٹھو اور پھر اس کو ایک سو احادیث سنائیں۔

(۵۱) محسن نے کہا کہ مجھ سے ابو الطیب بن عبد المومن نے بیان کیا کہ ایک بڑا دھو کے باز تجربہ کار شخص بغداد سے حمص آیا اور اس کے ساتھ اس کی بیوی بھی تھی۔ وہاں پہنچ کر

اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ احمقوں کی بستی ہے اور میں نے دھوکہ دینے کیلئے ایک اسکیم بنائی ہے۔ اس میں تجھے مدد کرنا ہوگی۔ اس نے کہا جو مرضی ہو۔ اس بدمعاش نے کہا تو فلاں جگہ بیٹھی رہا کر۔ (اور میں فلاں مسجد میں ٹھیا جماؤں گا) اور تو کبھی میرے پاس سے بھی نہ گزرنا اور روزانہ ایسا کرنا کہ میرے لئے دو تہائی رطل کشمش (ایک رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے) اور دو تہائی رطل بادام تازے لاکر اور کوٹ کو دونوں کو خوب گوندھ دینا اور دوپہر کے وقت اس کو ایک کوری اینٹ پر رکھدینا تاکہ میں پہچان سکوں۔ یہ اینٹ فلاں بیت الخلا میں جو جامع مسجد کے قریب ہے رکھ دیا کرنا ان اشیاء میں کبھی اضافہ نہ کرنا اور کبھی میرے پاس نہ پھٹکنا۔ اس نے کہا بہتر ہے۔ اب اس نے یہ بہروپ بھرا کہ ایک اونی جبہ پہنا جو ساتھ لایا تھا اور رومال سر پر باندھا اور مسجد جامع کے ایسے ستون کے پاس جس کے قریب سے لوگوں کی آمدورفت زیادہ رہتی تھی تمام دن تمام رات نماز بغیر وقفہ پڑھنا شروع کردی۔ بجز ایسے اوقات کے جن میں نماز ممنوع ہے اور ان اوقات میں بھی جب بیٹھتا تھا تو تسبیح پڑھتا رہتا تھا اور کسی سے ایک لفظ بھی نہیں کہتا تھا اور اپنی جگہ بیدار رہتا تھا عرصہ دراز تک اس کا یہ معمول جاری رہا لوگوں کی نظریں اس پر اٹھنا شروع ہوئیں اور مشہور ہوگیا کہ یہ صاحب کبھی نماز منقطع نہیں کرتے اور کھانا چکھتے بھی نہیں۔ تمام اہل شہر اس کے معاملہ میں حیران ہوگئے یہ مکار شخص کبھی مسجد سے باہر نہیں نکلتا تھا بجز اس کے کہ ہر روز ایک دفعہ دوپہر کے وقت اس بیت الخلا میں جاکر پیشاب کرتا تھا اور اس اینٹ کے پاس جاکر جس کو وہ پہچانتا تھا اور اس پر وہ کشمش بادام والا معجون رکھا ہوتا تھا اس کو چٹ کر جاتا یہ معجون اینٹ پر رکھا ہوا پاخانہ دکھائی دیتا تھا جو شخص بھی یہاں آتا اور جاتا تھا اس کو اس کے پاخانہ ہونے میں کبھی شک نہیں ہوا۔ یہ اس کو کھاکر توانائی

حاصل کرلیتا تھا اور واپس آجاتا تھا جب عشاء کی نماز کا وقت ہوتا یا رات کے کسی حصہ میں جب موقع دیکھتا پانی بقدر ضرورت پی لیا کرتا تھا۔ اور اہل حمص اس خوش فہمی میں رہے کہ یہ شاہ صاحب نہ کھانا کھاتے ہیں اور نہ پانی پیتے ہیں اور اس کی شان ان کی نگاہوں میں کافی بلند ہوگئی لوگ اس کی زیارت کیلئے آنے لگے اور بات کرتے تھے تو یہ جواب ہی نہیں دیتا تھا لوگوں کا ایک ہجوم اس کے گرد رہنے لگا اور اس سے بات کرنے کی سب نے ہی کوشش کی مگر یہ بول کر نہ دیا تو اس کی جلالت شان اور بڑھ گئی یہاں تک کہ لوگوں نے اس کی نشست گاہ کی زمین کو برکتیں حاصل کرنے کے لئے چھونا شروع کردیا اس جگہ کی مٹی لیجانے لگے۔ اس کے پاس بیماریوں اور بچوں کو اٹھا اٹھا کر لانے لگے۔ یہ ان پر اپنا ہاتھ پھیر دیا کرتا تھا۔ جب اس عیار نے اچھی طرح بھانپ لیا کہ اس کا مقام لوگوں کی نگاہوں میں کس درجہ بلند ہوچکا ہے اور اس بہروپ میں ایک سال گزر چکا تھا تو بیت الخلاء میں اپنی بیوی کیساتھ (دوسری کانفرنس کی اور) مل کر اس کو سمجھایا کہ جمعہ کے دن جب لوگ نماز پڑھ رہے ہوں تو آکر مجھے لپٹ پڑیئے اور میرے منہ پر تھپڑ مارنا اور کہنا کہ اے اللہ کے دشمن اے فاسق تو بغداد میں میرے بیٹے کو قتل کر کے بھاگ کر یہاں آگیا اور عبادت گزار بن گیا تیری عبادت تیرے منہ پر ماری جائے گی اور تو مجھے چمٹ کر چھوڑ یئو مت اور لوگوں سے اپنا ارادہ یہ ظاہر کرنا کہ اپنے بیٹے کے قصاص میں تو مجھے قتل کرانا چاہتی ہے لوگ جمع ہو کر تیری طرف بڑھیں گے اور میں ان کو اس سے روکتا رہوں گا کہ وہ تجھے تکلیف پہنچائیں اور میں لوگوں کے سامنے اعتراف کرونگا۔ کہ بیشک میں نے اس کے بیٹے کو قتل کیا تھا اور توبہ کرکے یہاں آگیا۔ اللہ کی عبادت کر رہا ہوں اور جو فعل شنیع مجھ سے سرزد ہوا اس پر ندامت کے ساتھ اللہ سے توبہ کر رہا ہوں تو لوگوں سے قصاص کا

مطالبہ کرنا کہ مجھے اس مجرم کو جو تمہارے سامنے اقرار بھی کر رہا ہے کھینچ کر سلطان کے سامنے لیجانے دو۔ اب وہ تیرے سامنے دیت (یعنی خونبہا) پیش کریں گے مگر تو قبول مت کرنا یہاں تک کہ (بڑھتے بڑھتے) دس دیت تک پہنچ جائیں یا جو تو مناسب موقع سمجھے کہ اب وہ لوگ مجھے بچانے کی حرص میں اپنے عطیات بڑھانے سے رک گئے اور یہ یقین کرلے کہ اب اس پر اضافہ ممکن نہیں رہا پھر تو ان کے فدیہ کو قبول کرلینا اور مال جمع کرلینا اور لیکر اسی دن بغداد سے نکل جانا اور یہاں مت ٹھہرنا میں بھی موقع دیکھ کر بھاگ آؤنگا اور تجھ سے مل جاؤنگا (یہ اسکیم طے ہوگئی) اب جب کہ اگلا دن جمعہ کا آگیا تو حسب تجویز عورت پہنچ گئی اور اس کو لپٹ پڑی اور جو کچھ اس کو سمجھایا گیا تھا وہ سب کچھ عمل میں لائی تو شہر والے کھڑے ہوگئے کہ وہ اسے قتل کر ڈالیں اور کہنے لگے کہ اے خدا کی دشمن یہ شخص تو ابدال میں سے ہے یہ تو وہ ہستی ہے جس کی برکت سے دنیا قائم ہے۔ یہ قطب وقت ہے اس نے ان کو اشارہ کیا کہ ٹھہر جاؤ اور اس عورت کو تکلیف نہ پہنچاؤ تو لوگ ٹھہر گئے اس نے نماز مختصر کی اور سلام پھیر کر دیر تک زمین پر لوٹا پھر کہا اے لوگو جب سے میں آیا ہوں تم نے کبھی کوئی کلمہ میری زبان سے سنا ہے؟ تو اس کا کلام سننے کے لئے ایک دوسرے کو بشارت دینے لگے تو ایک شور بلند ہوگیا کہ نہیں (ہم نے کبھی آپ کی زبان سے کوئی بات نہیں سنی) پھر بولا کہ میں تمہارے یہاں اس گناہ سے توبہ کر کے آیا ہوں جس کا یہ عورت ذکر کر رہی ہے اور یہ سچ ہے کہ میں بری حالت میں گرفتار اور خسارے میں مبتلا شخص تھا۔ بیشک مجھ سے اس کے بیٹے کا قتل سرزد ہوا اور اس گناہ سے توبہ کر کے یہاں آگیا اور اپنی عمر عبادت میں گزار رہا ہوں اور میں برابر اپنے نفس کو اس پر آمادہ کرتا رہا ہوں کہ پھر واپس جاکر اپنے کو اس عورت کے سپرد کردوں تاکہ یہ مجھے اپنے بیٹے کے قصاص میں

قتل کردے کیونکہ مجھے یہ کھٹکا لگا رہا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اللہ نے میری توبہ قبول نہ کی ہو اور میں اللہ سے برابر دعا کرتا رہا ہوں کہ وہ میری توبہ قبول کرلے اور اس عورت کو مجھ پر مسلط کردے یہاں تک کہ میری دعا قبول ہوگئی کہ یہ میرے پاس آگئی اور مجھ پر اس نے قصاص لینے کے لئے قابو پالیا ہے تو اب تم اسے موقع دو کہ یہ مجھے قتل کردے اور میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تو ایک شور مچ گیا اور رونے پیٹنے کی آوازیں بلند ہوگئیں اور وہ عالم شہر کی طرف جانے لگا تاکہ وہ اس کے بیٹے کے قصاص میں اسے قتل کردے۔ اب سربر آوردہ لوگوں نے قوم سے کہا کہ تم بہک گئے ہو کہ اس مصیبت سے چھٹکارے کی راہ نہیں نکالتے ایسے بندہ صالح کو اپنے شہر میں محفوظ رکھنے کی تدبیر نہیں کرتے تمہیں چاہیئے کہ اس عورت کے ساتھ نرمی سے بات کرو اور اس سے درخواست کرو کہ وہ دیت قبول کرلے جس کو ہم سب مل کر ادا کردیں۔ پھر لوگوں نے عورت پر گھیرا ڈالا اور اس سے دیت کا سوال کیا تو اس نے انکار کردیا لوگوں نے کہا دو دیت لے لے۔ اس نے جواب دیا کہ میرے بیٹے کے ایک بال کے مقابلہ میں ایک ہزار دیت دو۔ لوگ اس پر اصرار کیساتھ بڑھتے بڑھتے دس دیت تک پہنچ گئے اس نے کہا کہ تم میرے سامنے مال جمع کر کے رکھ دو اگر اس کو دیکھ کر میرا قلبی رجحان اس کے قبول کرنے کی طرف ہوگیا تو قبول کرلوں گی ورنہ میں تو قاتل کو قتل کرا کر رہونگی۔ تو لوگوں نے ایک لاکھ درہم جمع کر کے اس سے کہا کہ یہ لے لے اس نے کہا نہیں جی میرے نفس میں یہی اثر ہے کہ میں اپنے بیٹے کے قاتل کو قتل ہی کرواؤں۔ اب لوگوں نے اس کے سامنے اپنے کپڑے اپنی چادریں اور اپنی انگوٹھیاں پھینکنا شروع کردیں اور عورتوں نے اپنے زیور پھینکے اتنے سامان کے بعد اس نے بیٹے کے خون سے دست بردار ہونے کا اظہار کیا اور یہ سب سامان لیکر چلتی ہوئی اس شخص نے

اس کے بعد جامع مسجد میں چند دن قیام کیا یہاں تک کہ اس نے اندازہ کرلیا کہ اب وہ بہت دور نکل چکی ہے پھر ایک رات میں وہ بھی بھاگ نکلا بہت ڈھونڈا گیا مگر اس کا کچھ بھی پتہ نشان نہ ملا۔

(۵۲) ہم کو ابودلامہ مہدی کے پاس پہنچا اور ان کو قصیدہ سنایا۔ مہدی نے اس سے کہا کہ جو حاجت ہو بیان کرو۔ ابودلامہ نے کہا اے امیرالمومنین مجھے ایک کتا عطا فرمادیجئے۔ مہدی کو غصہ آگیا اور بولے کہ میں کہتا ہوں کہ اپنی حاجت بیان کر تو کہتا ہے کہ مجھے ایک کتا دیجئے ابودلامہ نے کہا اے امیرالمومنین حاجت میری ہے یا آپ کی مہدی نے کہا تیری ہے ابودلامہ نے کہا بس تو میری یہی درخواست ہے کہ مجھے شکاری کتا عطا فرمادیا جائے مہدی نے حکم دیدیا کہ اسے کتا دیدیا جائے ابودلامہ نے پھر کہا اے امیرالمومنین جب میں شکار کو جاؤں گا تو کیا اس کے ساتھ پیدل دوڑونگا؟ تو مہدی نے حکم دیا کہ اس کو ایک گھوڑا بھی دیدیا جائے (جب گھوڑا بھی آگیا) تو پھر کہنے لگا اے امیرالمومنین اس کی خدمت کون کریگا تو مہدی نے ایک غلام عطا کردیا۔ تو پھر کہنے لگا اے امیرالمومنین اس کا بھی تو انتظام کردیجئے کہ جب میں کچھ شکار لیکر گھر آؤں گا تو اس کو کون پکائیگا۔ تو مہدی نے ایک کنیز بھی عطا کردی۔ پھر بولا کہ اے امیرالمومنین یہ سب کہاں رہیں گے تو ایک مکان کی منظوری بھی دیدی گئی پھر بولا کہ اے امیرالمومنین میری گردن پر تو ایک عیال کا بوجھ آپڑا یہ سب کہاں سے کھائیں گے امیرالمومنین نے ایک ہزار جریب قطعہ زمین عامر (آباد سرسبز) اور ایک ہزار جریب غامر عطا کیا۔ ابودلامہ نے کہا حضور! عامر کو میں سمجھتا ہوں مگر غامر کیا ہے۔ مہدی نے کہا ایسی خراب زمین جس میں کچھ نہ ہو ابودلامہ نے کہا تو میں امیرالمومنین کو ایک لاکھ جریب جنگل کی دیتا ہوں لیکن میں تو امیرالمومنین سے دو ہزار جریب عامر مانگتا ہوں مہدی نے پوچھا کہاں سے ابودلامہ نے کہا بیت المال سے مہدی نے کہا اچھا وہاں سے مال دوسری جگہ منتقل کردو اور ایک جریب اس کو دیدو ابودلامہ نے کہا امیرالمومنین جب وہاں سے مال منتقل ہوگیا تو وہ غامر بن جائے گا اس پر مہدی ہنسنے لگے اور اس کو عطیات سے) خوشکردیا۔ ایک نصرانی ضحاک بن مزاحم کے پاس آتا جاتا تھا۔ انہوں نے اس سے ایک دن کہا کہ تو اسلام کیوں نہیں لاتا اس نے کہا اس کی یہ وجہ ہے کہ مجھے شراب بہت پسند ہے اور میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ انہوں نے کہا اسلام لے آ اور پیتا رہ۔ یہ اسلام لے آیا پھر اس سے ضحاک نے کہا اب تو مسلمان ہوچکا ہے اگر تو نے شراب پی تو ہم تجھ پر حد جاری کردیں گے اور اگر اسلام سے پھرا تو تجھے قتل کردیں گے۔

(۵۳) ابو محمد الخشاب نحوی سے مروی ہے کہ ایک جولاہے کا گزر ایک طبیب پر ہوا اس نے دیکھا کہ وہ کسی مریض کے لئے نقوع (جو کسی عرق یا پانی میں دوا کو بھگو کر اس کا زلال) تجویز کررہا ہے اور کسی مریض کے لئے تمرہندی (املی کے کٹارے) تجویز کررہا ہے اس نے کہا کون ہے جو اس کام کو عمدگی سے نہ کرسکے وہ اپنی بیوی کے پاس آیا۔ اور اس سے کہا میرے لئے ایک بڑا عمامہ بنادے اس نے کہا کہ کس چیز نے تجھے اتنا بلند پرواز کردیا۔ وہ بولا میں تو اب حکیم بنوں گا۔ وہ بولی ایسا نہ کر بیٹھنا جب تو لوگوں کو جان سے مارے گا تو لوگ تجھے سنگوادیں گے اس نے کہا یہ اٹل ارادہ ہے (آخر کار بڑا پگڑ باندھ کر مطب شروع کردیا گیا) پہلے دن جاکر بیٹھے اور لوگوں کے لئے دوائیں تجویز کرتے رہے اور کافی روپے کما لئے (اور کئی دن ایسے کرتا رہا) پھر آکر بیوی سے کہا کہ میں روزانہ ایک گولی بنالیتا ہوں اور ہر بیمار کو وہی دیتا ہوں دیکھ کتنا کما چکا ہوں۔ اس نے کہا یہ کام چھوڑ دے حکیم جی نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا (اس گفتگو سے) دوسرے دن ایسا ہوا کہ ایک باندی کا گزر حکیم جی (کے مطب) کی طرف ہوا اس نے دیکھ کر اپنی مالکہ سے کہا جو

سخت بیمار تھی میرا جی چاہتا ہے کہ نیا طبیب تمہارا علاج کرے اس نے کہا اس کو بلالے چنانچہ آپ تشریف لے آئے۔ اور حال یہ تھا کہ اس بیمار کا مرض تو ختم ہو چکا تھا صرف کمزوری باقی تھی (مگر وہ یہ نہ سمجھی تھی) حکیم جی نے تجویز کیا کہ ایک مرغی بھون کر لاؤ وہ لائی گئی اور مریضہ نے خوب کھائی تو ضعف جاتا رہا۔ اور وہ اٹھ بیٹھی (پھر تو خوب واہ واہ ہوئی) شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ تک پہنچ گئی اس نے اس کو بلا کر جس مرض میں وہ مبتلا تھا اس کا اظہار کیا۔ اتفاقیہ طور پر اس نے ایک ایسی دوا کہدی جو اس کو موافق آگئی۔ اس کے بعد سلطان کے پاس ایسے لوگوں کی ایک جماعت پہنچی جو اس جولاہے کو پہنچانتی تھی انہوں نے سلطان سے کہا کہ یہ شخص ایک جولاہا ہے یہ کچھ نہیں جانتا۔ سلطان نے کہا اس شخص کے ہاتھ سے مجھے صحت ہوئی اور فلاں عورت کو اسی کے علاج سے صحت ہوئی (یہ میرا تجربہ ہے اس کے خلاف) میں تمہاری بات تسلیم نہ کروں گا۔ انہوں نے کہا ہم تجربہ کرانے کے لئے اس کے سامنے چند مسائل رکھتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا ایسا کر لو اور انہوں نے کچھ سوالات تجویز کر کے اس سے کئے اس نے کہا کہ اگر میں ان مسائل کے جوابات تمہارے سامنے بیان کروں گا۔ تو تم جواب کو نہیں سمجھ سکو گے کیونکہ جوابات کو وہی سمجھ سکتا ہے جو طبیب ہو۔ لیکن (اگر تمہیں تجربہ ہی کرنا ہے تو اس طرح کر لو) کیا تمہارے یہاں بڑا شفاخانہ نہیں ہے لوگوں نے جواب دیا کہ ہے پھر اس نے کہا کیا اس میں ایسے بیمار نہیں ہیں جو مدت سے پڑے ہوئے ہوں لوگوں نے کہا ہیں۔ اس نے کہا بس میں ان کا علاج کئے دیتا ہوں تم دیکھو گے کہ سب کے سب عافیت کے ساتھ گھنٹہ بھر میں اٹھ کھڑے ہونگے۔ کیا میری قابلیت کے اظہار کے لئے کوئی دلیل اس سے بڑی ہو سکتی ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر یہ شفاخانے کے دروازے پر پہنچا اور لوگوں سے کہا تم سب یہاں بیٹھو۔ میرے ساتھ اندر کوئی نہ آئے اور تنہا داخل ہوا۔ اس کے ساتھ صرف افسر شفاخانہ تھا۔ اس نے افسر سے کہا کہ جو کچھ عمل میں کرونگا اگر تو نے کسی کے سامنے اس کا اظہار کر دیا تو میں تجھے پھانسی دلادونگا اور اگر تو خاموش رہا تو مالا مال کر دونگا۔ اس نے کہا میں نہیں بولونگا۔ اس کو حلف بالطلاق دلایا پھر اس سے پوچھا کیا تیرے پاس اس شفاخانہ میں تیل موجود ہے۔ اس نے کہا ہاں۔ کہا کہ لے آوہ بہت سا تیل لے آیا۔ اس نے وہ ایک بڑی دیگ میں ڈالا۔ اور اس کے نیچے آگ جلائی جب تیل خوب جوش مارنے لگا تو مریضوں کی جماعت کو آواز دی ان میں سے ایک مریض سے کہا کہ تیری بیماری صرف اسی سے دفع ہو سکتی ہے کہ اس دیگ میں بیٹھ جائے۔ مریض اللہ کو یاد کرنے لگا۔ اے اللہ تو ہی مددگار ہے حکیم جی نے کہا یہ تو کرنا ہی پڑے گا۔ اس مریض نے کہا مجھے تو شفا ہو چکی تھی بس معمولی سا درد تھا سر میں۔ حکیم جی نے کہا۔ پھر شفاخانہ میں تو کیوں پڑا رہا۔ جب اچھا ہو چکا ہے۔ اس نے کہا بس یوں ہی کوئی خاص وجہ نہیں حکیم جی نے کہا۔ تو چلا جا اور لوگوں سے کہتے جانا کہ میں تندرست ہو چکا۔ وہ وہاں سے نکل کر بھاگا اور لوگوں سے کہہ گیا کہ میں شفایاب ہو گیا ان حکیم صاحب کی آمد سے پھر دوسرے مریض کا نمبر آیا اس سے بھی وہی ارشاد ہوا کہ تیری بیماری صرف اس طرح دفع ہو سکتی ہے کہ تو اس دیگ میں بیٹھ جائے اس نے کہا اللہ اللہ جی میں تو تندرست ہو چکا ہوں حکیم جی نے کہا اس میں بیٹھنا ضروری ہے اس نے کہا میں تو آج ہی شام کو رخصت ہونے کا ارادہ کر رہا تھا۔ اب حکیم جی نے فرمایا اگر تجھے شفا ہو چکی ہے تو چلا جا اور لوگوں سے کہتے جانا کہ میں اچھا ہو گیا ہوں وہ بھی نکل کر بھاگا (جان بچی لاکھوں پائے) اور لوگوں سے کہتا گیا کہ حکیم صاحب کی برکت سے مجھے صحت ہو چکی ہے یہی حال سب کا ہوا یہاں تک کہ سب حکیم صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے

رخصت ہوگئے۔ (بناداں آنچناں روزی رساند۔ کہ دانا اندراں حیراں بماند)

(۵۴) ایک فوج کے ملازم نے اپنا قصہ بیان کیا کہ میں ملک شام کے سفر پر روانہ ہوا۔ اس کی ایک بستی میں جانا چاہتا تھا۔ میں راستہ میں تھا اور چند کوس طے کر چکا تھا اور تھک گیا تھا میں ایک جانور پر سوار تھا اور اسپرہی میرا زادراہ اور روپیہ تھا اور شام قریب آچکی تھی دفعتہ میری نظر ایک بڑے قلعہ پر پڑی اور اس میں ایک راہب کو دیکھا جو صومعہ میں تھا وہ میری طرف آیا اور میرا استقبال کیا اور مجھ سے اپنے پاس رات گزارنے کی خواہش کی اور یہ کہ میں اس کی ضیافت قبول کروں میں اس پر تیار ہوگیا جب میں اس کلیسا میں پہنچا تو اپنے سوا مجھے کوئی اور نظر نہیں آیا۔ اس نے میری سواری کو پکڑ کر باندھا اور اس کے آگے جو ڈالے اور میرے سامان کو ایک کمرے میں رکھا اور گرم پانی لے کر آیا۔ یہ زمانہ سخت سردی کا تھا اور برف گر رہی تھی اور میرے سامنے بہت سی آگ روشن کر دی اور بہت اچھا کھانا لاکر کھلایا۔ جب رات کا ایک حصہ گزر گیا اور میں نے سونے کا ارادہ کیا تو میں نے اس سے سونے کی جگہ اور بیت الخلاء کا راستہ معلوم کیا اس نے مجھے راستہ بتایا۔ بیت الخلاء بالاخانہ پر تھا جب میں قضا حاجت کے لئے اوپر گیا اور بیت الخلاء کے دروازے پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ ایک بہت بڑا بوریہ ہے پھر جب میرے دونوں پاؤں اس پر رکھے گئے تو میں نیچے آگرا۔ (کلیسا سے باہر) میدان میں پڑا تھا۔ وہ بوریہ چھت سے باہر کے حصہ پر لٹکایا ہوا تھا اور اس رات میں بہت برف گر رہا تھا میں بہت چلایا مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر میں کھڑا ہوگیا میرا بدن زخمی تھا مگر اعضا سالم تھے میں برف سے بچنے کے لئے ایک محراب کے نیچے کھڑا ہوگیا جو اس قلعہ کے دروازے میں تھی دفعتہ ایک اتنا بڑا پتھر آگرا کہ وہ میرے سر پر آلگتا تو اس کو پیس دیتا میں وہاں سے بھاگتا اور چلاتا ہوا نکلا تو اس نے مجھے گالیاں دیں تو میں سمجھا یہ سب اس کی شرارت ہے جو میرے تمام سامان کو لوٹنے کے لئے کی ہے جب میں نکلا تو مجھ پر برف گرتا رہا جس سے میرے کپڑے بھیگ گئے اور میں نے اپنی حالت پر نظر کی کہ یہ میرا بدن اکڑا جارہا ہے سردی اور برف سے تو میں نے یہ ترکیب سوچی کہ تقریباً تیس رطل (پندرہ سیر) کا پتھر تلاش کر کے اپنے کندھے پر رکھا اور صحرا میں بھاگ کر ایک لمبا چکر لگایا اتنا تھک گیا اور بدن گرم ہوگیا تو اس کو کندھے سے ڈال کر آرام کرنے بیٹھ گیا پھر جب سکون ہوگیا اور مجھے سردی نے دبایا تو پھر میں نے وہی پتھر سنبھالا اور اسی طرح بھاگنا شروع کر دیا رات بھر یہ عمل جاری رہا۔ طلوع آفتاب سے پہلے جب میں اس قلعہ کی پشت پر تھا تو میں نے اس کلیسا کا دروازہ کھلنے کی آواز سنی اور دفعتہ راہب پر نظر پڑی کہ وہ نکلا اور اس موقع پر آیا۔ جہاں میں گرا تھا۔ جب اس نے مجھے نہ دیکھا تو اس نے کہا "اے میری قوم اس نے کیا کیا" اور میں اس کے کلمات سن رہا تھا اور میرا خیال ہے کہ اس منحوس نے یہ سوچا کہ وہ قریب کی بستی میں یہ دیکھنے کے لئے جائیگا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ اب اس نے چلنا شروع کیا تو میں دروازے تک اس کے پیچھے پیچھے چھپتا ہوا پہنچ گیا اور قلعہ میں داخل ہوگیا اور اس دیر کے گرد مجھے ڈھونڈنے کے لئے آگے بڑھ گیا اور میں دروازے کے پیچھے کھڑا ہوگیا اور میری کمر میں ایک خنجر تھا جس کی اس راہب کو خبر نہ تھی جب اس کو گھوم پھر کر میرا کوئی نشان نہ ملا تو وہ لوٹ کر آگیا اور اندر داخل ہوا اور دروازہ بند کیا اس وقت جب کہ مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ مجھے دیکھنا ہی چاہتا ہے میں نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو خنجر سے زخمی کر کے پچھاڑ دیا اور ذبح کرڈالا اور قلعہ کا دروازہ بند کر دیا اور بالاخانہ پر چڑھ کر آگ روشن کی جو وہاں سلگی ہوئی موجود تھی اور اپنے اوپر سے وہ کپڑے اتار کر پھینکے اور اپنے

اسباب کو کھول کر اس میں سے کپڑے نکال کر پہنے اور راہب کی چادر لیکر اس میں سو گیا مجھے (رات کی تکلیف سے) افاقہ عصر سے پہلے نہ ہو سکا۔ اب میں بیدار ہوا اور قلعہ میں گھوما یہاں تک کہ میں کھانے کی چیزوں تک پہنچ گیا وہاں کھانا کھا کر سکون حاصل کیا اور مجھ کو اس قلعہ کے کمروں کے تالوں کی چابیاں بھی ہاتھ لگ گئی تھیں اب میں نے ایک ایک کمرے کو کھول کر دیکھا تو وہاں عظیم اموال جمع تھے سونا اور چاندی اور بیش قیمت اشیا اور کپڑے اور قسم قسم کے آلات اور لوگوں کے کجاوے اور ان کا اسباب اور سامان بہت ہی کچھ تھا۔ کیونکہ اس راہب کی عادت تھی کہ وہ اس شخص کے ساتھ جو ادھر سے تنہا گزرتا تھا وہی معاملہ کرتا تھا جو اس نے میرے ساتھ کیا تھا اور اس کے اموال پر قابض ہو جاتا تھا میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ مال کو کیسے لیجاؤں۔ میں نے یہ ترکیب کی کہ چند کپڑے راہب کے پہن کر کچھ روز تک جب کہ گزرنے والے اس مقام سے گزرنے لگے دور سے اپنے کو دکھاتا رہا تاکہ لوگ مجھے وہی راہب سمجھیں اور جب کچھ قریب ہوئے ان کی طرف پشت کر لیتا تاکہ اس طرح یہ معاملہ مخفی رہا پھر چند روز کے بعد میں نے وہ کپڑے اتار ڈالے اور میں نے اس دیر کے سامان میں سے دو گونیں نکال کر ان کو مال سے بھر لیا۔ اور ان کو اپنے خچر پر لاد کر ایک قریب کی بستی میں لے گیا جہاں میں نے ایک مکان کرایہ پر لے لیا تھا اور برابر وہاں سے ایسی قیمتی چیزوں کو منتقل کرتا رہا جن کے جسم ٹھوس ہیں اور پھر ایسی اشیاء کو منتقل کیا جن کا ہلکا جسم تھا اور قیمت زیادہ تھی میں نے وہاں صرف وہی اشیاء چھوڑیں جو زیادہ وزنی تھیں۔ پھر ایک روز بہت سے خچر اور گدھے اور مزدور کرایہ پر لئے اور جس قدر بھی قدرت ہو سکی وہ سب اشیا لاد کر ایک بڑے قافلہ کیساتھ چل پڑا اور زبردست اموال غنیمت لیکر اپنے وطن میں آگیا مجھ کو وہاں سے دس ہزار درہم نقد اور بہت سے دینار اور قیمتی سامان دستیاب ہوا تھا میں نے اس سامان کو زمین میں گاڑ کر رکھ چھوڑا کسی کو میرے حال کی قطعی خبر نہ ہو سکی (شیخ کمال الدین دمیری نے اس قصہ کو نقل کر کے لکھا ہے کہ "اس حکایت کو حافظ ابن شاکر نے بھی اپنی تاریخ اور ابو محمد البطال کی روایت سے ذکر کیا ہے اور قصہ کے بعض اجزاء میں کہیں کہیں اس سے تھوڑا سا اختلاف بھی کیا ہے۔

(۵۵) ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کسی کار خاص پر مامور کیا جو قریش میں سے تھا اس کے متعلق آپکو یہ اطلاع پہنچی کہ اس نے یہ شعر کہا

اِسقِنِی شَرْبَۃً اَلَذُّ عَلَیْھَا
وَاسْقِ بِاللّٰہِ مِثْلَہٗ اِبْنَ ھِشَامٍ

ترجمہ:۔ مجھے ایسی شراب پلادے جس سے میں لذت حاصل کروں اور خدا کی قسم ویسی ہی ابن ہشام کو بھی پلا (چونکہ لفظ شربتہ سے متبادر معنے شراب کے ہی ہوتے ہیں اس لئے شکایت کرنے والے نے آپ سے اس کی شکایت کی) اس شخص کو بھی اس کی اطلاع ہو گئی کہ اس کی شکایت اس بیت کی بنا پر کی گئی ہے تو اس نے اس کے بعد دوسرا بیت اور ملا لیا (حضرت عمر نے اس کو طلب کیا) جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کیا تو نے یہ شعر نہیں کہا اِسْقِنِی شَرْبَۃً اس نے عرض کیا ہاں' اے امیر المومنین (اس کے بعد یہ ہے)

عَسَلاً بَارِدًا بِمَاءِ سَحَابٍ
اِنَّنِیْ لَا اُحِبُّ شُرْبَ الْمُدَامِ

ترجمہ:۔ یعنی ایسا ٹھنڈا شہد جو بادل کے پانی میں ملایا گیا ہو۔ کیونکہ میں شراب کو ناپسند کرتا ہوں اس نے کہا خدا کی قسم فرمایا کہ اپنے کام پر واپس جاؤ۔

حجاج نے حکم بن ایوب کو جبر بن حبیب سے مانگا۔ اس کو اندیشہ ہوا کہ اگر حوالہ کر دیا گیا تو یہ حکم کو تکلیف پہنچائے گا۔ جبر نے کہا کہ میں حکم کو ایسے حال میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ اس کا سر ہل رہا ہے اس کے حلق میں پانی ڈالا جا رہا ہے واللہ اگر اس کو تخت پر ڈال کر لایا گیا تو تمہاری ذات اس کی وجہ سے (لوگوں کی نگاہوں میں) عار بن جائیگی (یہ حیلہ کارگر ہو گیا) اور ان سے کہہ دیا گیا کہ واپس جائے۔

(۵۶) اصمعی نے اپنے باپ سے روایت کی کہ عبدالملک بن مروان کے سامنے ایک ایسا شخص لایا گیا جو بعض ایسے لوگوں کا ساتھی تھا۔ جنہوں نے عبدالملک سے بغاوت کی تھی تو اس نے حکم دیا۔ کہ اس کی گردن مار دی جائے۔ اس شخص نے کہا اے امیرالمومنین آپ کی طرف سے مجھے یہ جزا ملنی چاہیئے اس نے کہا واللہ میں فلاں شخص کے ساتھ صرف آپ کی خیر خواہی کی وجہ سے ہوا تھا۔ اور یہ اس بنا پر کہ میں ایک منحوس آدمی ہوں میں نے اب تک جس کسی کا بھی ساتھ دیا وہ مغلوب ہوا اور دشمن کے مقابلہ میں بھاگا اور جو دعوی میں کر رہا ہوں اس کی صحت آپ پر واضح بھی ہوگئی میں آپ کے حق میں ان ایک لاکھ آدمیوں سے زیادہ اچھا تھا جو آپ کے ساتھ تھے عبدالملک ہنس پڑا اور اس کو چھوڑ دیا

(۵۷) شبیب بن شبہ سے مروی ہے کہ خالد بن صفوان تمیمی ابوالعباس (سفاح) کے پاس پہنچا جو اس وقت تنہا تھا کہنے لگا کہ اے امیرالمومنین جب سے اللہ نے آپ کو خلافت سپرد کی میں اس تلاش میں تھا کہ مجھے ایسا تنہائی کا وقت ملے جیسا آج کی مجلس ہے اگر امیرالمومنین مناسب سمجھیں کہ دروازہ بند کرنے کا حکم دیدیں جب تک میں بات سے فارغ ہو جاؤں تو کر لیں۔ سفاح نے حاجب کو اس کا حکم دیدیا۔ پھر اس نے کہا کہ اے امیرالمومنین میں آپ کے بارے میں سوچتا رہا ہوں اور غور و خوض کرتا رہا ہوں میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو آپ سے زیادہ وسیع قدرت رکھتا ہو عورتوں سے لطف اندوز ہونے میں اور آپ سے زیادہ کوئی تنگ عیش بھی نہیں دیکھا کہ آپ نے اپنی ذات کا دنیا کی عورتوں میں سے صرف ایک عورت کو مالک بنا دیا اور اسی پر اکتفا کر رکھا ہے کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو آپ بھی بیمار اور اگر وہ غائب اور مکدر ہو تو آپ بھی غائب اور متکدل اگر وہ منہ چلائے تو آپ بھی منہ چلائیں۔ اور اے امیرالمومنین آپ نے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے دنیا کی لڑکیوں اور ان کے مختلف حالات کی شناخت کو اور اس خاص لذت کے طریقوں کو جو ان سے شہوت کے لئے اختیار کئے جاتے ہیں اے امیرالمومنین ان میں بعض طویل قد و قامت کی عورتیں ہوتی ہیں جو اپنے جسم کو ٹھیک رکھنے کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ کچھ ایسی سفید رنگ والی ہوتی ہیں جو بناؤ سنگار کو بہت پسند کرتی ہیں اور کچھ عورتیں گندمی رنگ کی ہوتی ہیں جن کے لبوں پر سیاہی ہوتی ہے بعض عورتیں زرد رنگ کی موٹے سرین والی ہوتی ہے اور وہ عورتیں جو مدینہ کی پیدائش ہیں اور جو طائف اور یمامہ کی ہیں جو بہت شیریں زبان اور نہایت حاضر جواب ہوتی ہیں اور نہ آپ بادشاہوں کی بیٹیوں کے حالات سے واقف اور اس سے کہ زیبائش و لطافت کے لئے ان کی کیا ضروریات ہیں (بس آپ تو صرف ایک کے ہو رہے) اور خالد نے خوب زبان چلائی اور عورتوں کی قسموں اور ان کی صفات پر لمبی تقریر کی اور ابوالعباس کو ان کی طرف خوب رغبت دلائی۔ جب فارغ ہو گیا تو ابوالعباس اس نے کہا کہ کمبخت اس سے زیادہ خوبصورت کلام اب تک میرے کانوں نے نہیں سنا تھا۔ وہ سب باتیں پھر بیان کر میرا سننے کو دل چاہتا ہے تو خالد نے اپنے کلام کو پہلے سے بھی زیادہ مرصع اور دلکش بنا کر لوٹا دیا۔ پھر چلا گیا اور

ابوالعباس بیٹھا ہوا سوچتا رہا۔ اب اس کے پاس ام سلمہ آپہنچی اور ابوالعباس یہ حلف کئے ہوئے تھا کہ ام سلمہ کے ہوتے ہوئے کسی عورت سے تعلق نہ رکھے گا اور اس کو پورا کر دیا جب ام سلمہ نے اس کو سوچتے ہوئے پایا تو اس نے کہا اے امیرالمومنین میں آپ سے کہتی ہوں کہ کیا کوئی ناگوار بات پیدا ہو گئی یا کوئی ایسی خبر آئی ہے جس سے آپ تشویش میں پڑے ہوئے ہیں ابوالعباس نے کہا نہیں جب وہ برابر پوچھتی رہی تو ابوالعباس نے خالد کی گفتگو بیان کر دی ام سلمہ نے کہا پھر آپنے اس مادر نجطا کو کیا جواب دیا ابوالعباس نے کہا وہ صرف میری خیر خواہی کی ایک بات کر رہا تھا اور تم اسے گالیاں دیتی ہو وہ وہاں سے اٹھ کر (غصہ سے بھری ہوئی) اپنے غلاموں کے پاس پہنچی اور ان کو حکم دیا کہ خالد کو ماریں۔ خالد کہتے ہیں کہ میں (ابوالعباس) کے محل سے بہت خوش نکلا تھا۔ اس گفتگو کے اچھے تاثرات کی بنا پر جو امیرالمومنین سے ہوئی تھی اور مجھے انعام ملنے میں کوئی شک نہیں تھا تو اس دوران میں کہ میں (اپنے گھوڑے پر) بیٹھا ہی تھا کہ کچھ لوگ مجھے پوچھتے ہوئے آئے اب تو انعام کا مجھے یقین ہو گیا میں نے ان سے کہا کہ وہ میں ہوں کہ ایک ان میں سے لاٹھی لئے ہوئے میرے طرف بڑھا میں نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگا دی (اس نے تعاقب کیا) اور مجھ سے مل گیا۔ اس کی لاٹھی گھوڑے کے پٹھے پر پڑی اور میں نے گھوڑا اور کدا دیا پھر میں ان کے ہاتھ نہیں آیا اور میں اپنے گھر میں چند دنوں تک چھپا رہا اور میں نے قیاس کر لیا کہ یہ لوگ ام سلمہ کے بھیجے ہوئے تھے۔ ایک دن دفعتہ کچھ اور لوگوں نے مجھے آگھیرا اور کہا امیرالمومنین کے پاس چلو میرے دل میں قصور پیدا ہو گیا کہ یہ موت کا پیغام ہے میں نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے کسی شیخ کا خون اپنے خون کی طرح ضائع ہوتا نہیں دیکھا میں امیرالمومنین کے محل کی طرف جانے کے لئے سوار ہو گیا اور وہاں پہنچ کر ایسے حال میں امیرالمومنین سے ملاقات ہوئی کہ وہ تنہا تھا اور نشست گاہ پر میری نظر گئی تو دیکھا کہ اس کا ایک حصہ باریک پردوں سے محدود ہو رہا تھا اور پردہ کے پیچھے میں نے کچھ کھسکھساہٹ بھی محسوس کی۔ ابوالعباس نے کہا ارے تم نے امیرالمومنین کے سامنے جو صفات (عورتوں) کی بیان کی تھیں۔ ان کو پھر بیان کرو۔ میں نے کہا بہت اچھا اے امیرالمومنین میں نے آپ کو بتایا تھا کہ عرب نے تلفظ "ضرتین" (سو تین) "ضرر" (نقصان) سے بنایا ہے اور کوئی شخص ایسا نہیں جس کے پاس ایک سے زیادہ عورتیں ہونگی مگر یہ کہ وہ نقصان اٹھائے گا اور مکدر رہے گا۔ ابوالعباس نے کہا گفتگو میں یہ بات تو نہیں تھی۔ میں نے کہا ضرور آئی تھی اے امیرالمومنین اور میں نے آپ سے کہا تھا کہ تین عورتوں کا یہ حال ہے کہ وہ ہانڈی کے جوش کی طرح ابلتی ہی رہتی ہیں (اور مرد کے لئے ایک مصیبت بن جاتی ہیں) ابوالعباس نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت (کے فضائل) سے محروم ہو جاؤں اگر میں نے تجھ سے یہ بات سنی ہو۔ یا اس کا اس وقت ایسا کوئی ذکر بھی آیا ہو۔ میں نے کہا اور میں نے آپ سے کہا تھا اے امیرالمومنین کہ چار بیویاں تو ایک شوہر کے لئے (چار) شر کا مجموعہ ہیں اس کو جلد بوڑھا اور بیکار بنا چھوڑیں گی ابوالعباس نے کہا نہیں خدا کی قسم میں نے تجھ سے یہ بات بھی نہیں سنی۔ میں نے کہا واللہ ضرور سنی۔ ابوالعباس نے کہا کیا تو مجھے جھٹلا رہا ہے میں نے کہا کیا آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں ہاں واللہ اے امیرالمومنین کنواری باندیاں تو مرد ہوتی ہیں بس اتنا فرق ہے کہ ان میں کوئی خصی نہیں ہوتا (اور مردوں میں خصی ہوتے ہیں) خالد کہتا ہے کہ میں نے پردے کے پیچھے سے ہنسنے کی آواز محسوس کی۔ پھر میں نے کہا ہاں واللہ میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ کے پاس (گلستان) قریش کی ایک (خوبصورت) کلی ہے (اس کے ہوتے ہوئے)

آپ دوسری عورتوں اور کنیزوں پر نظر ڈال رہے ہیں خالد کہتے ہیں کہ اس پر پردہ کے پیچھے سے مجھ سے کہا گیا اے چچا خدا کی قسم تو نے سچ کہا تو نے اس سے یہی گفتگو کی تھی مگر اس نے تیری بات کو بدل دیا اور ان ہونی باتیں تیری طرف سے کہہ دیں۔ ابو العباس نے کہا کمبخت تجھے خدا غارت کرے کیا ہو گیا تجھے (ایک بات بھی سچ نہ بولا) پس میں وہاں سے فوراً کھسک گیا۔ پھر میرے پاس ام سلمہ نے دس ہزار درہم اور ایک گھوڑا اور عمدہ کپڑوں کا بکس بھیجا۔

(۵۸) اصمعی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رشید نے مجھے بھیجا جب میں پہنچا تو میں نے ایک لڑکی کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ رشید نے کہا کہ یہ لڑکی کون ہے میں نے کہا میں نہیں جانتا تو کہا یہ مواسہ ہے امیر المومنین کی بیٹی۔ تو میں نے اس کو اور امیر المومنین کو دعائیں دیں رشید نے کہا ہاں اس کے سر کو بوسہ دو۔ میں نے خیال کیا کہ اگر میں نے ایسا کر لیا تو پھر اس پر غیرت کا غلبہ ہو گا اور یہ پھر مجھے قتل کر ڈالے گا اور اگر میں کہنا نہیں مانتا تو عدول حکمی کی بنا پر نہ چھوڑیگا تو میں نے اپنی آستین کو اس لڑکی کے سر پر رکھا اور پھر اس آستین کو بوسہ دیا۔ ہارون نے کہا واللہ اے اصمعی اگر تو اس وقت خطا کر جاتا تو مجھ سے قتل ہو جاتا حکم دیا کہ اس کو دس ہزار درہم دیئے جائیں۔

(۵۹) ابو الحسن بن ہلال الصابی سے یہ حکایت مروی ہے کہ ایک دن حجاج اپنے لشکر سے جدا ہو گیا وہ ایک باغ والے کے پاس پہنچا جو اپنی جائیداد (درختوں) کو پانی دے رہا تھا۔ حجاج نے اس سے کہا حجاج کی حکومت میں تمہارا کیا حال ہے۔ اس نے کہا خدا اس پر لعنت بھیجے نیک لوگوں کا قاتل اور کینہ ور ہے اللہ اس سے جلدی بدلہ لے۔ اس نے کہا کہ کیا مجھے پہچانتا ہے اس نے کہا نہیں۔ بولا کہ میں ہی حجاج ہوں تو اس نے دیکھا کہ اس کا خون خشک ہونے لگا پھر اس نے اپنا ڈنڈا سنبھالا جو اس کے ساتھ تھا اور کہنے لگا تو مجھے پہچانتا ہے حجاج نے انکار کیا۔ بولا کہ میں ابو ثور مجنوں ہوں اور آج میرے جنون کے دورے کا دن ہے اور منہ سے جھاگ نکالنے لگا اور بلبلانے لگا اور جوش کا اظہار کرنے لگا اور اس نے ڈنڈا اپنے سر پر مارنے کا ارادہ کیا حجاج نے یہ حرکات دیکھ کر ہنس پڑا اور چلا گیا۔

(۶۰) بیان کیا گیا کہ مزید ایک والی مدینہ کے یہاں (ایک وقت معین پر روزانہ) آیا کرتا تھا۔ ایک دن دیر سے پہنچا والی نے پوچھا کہ آج اتنی دیر کیوں کی تو جواب دیا کہ مجھے عرصہ سے ایک اپنے ہمسایہ عورت سے محبت تھی آج کی رات میں مقصد میں کامیاب ہو سکا اور اس پر میں نے قابو پالیا۔ یہ سنکر والی غضب ناک ہو گیا اور کہنے لگا کہ واللہ تیرے اقرار سے ہم تجھ کو ضرور ماخوذ کریں گے۔ جب مزید نے دیکھا کہ والی کی گفتگو رنجیدہ ہے (اور یہ ضرور ماخوذ کریگا) تو کہنے لگا کہ میری پوری بات تو سن لیجئے۔ والی نے کہا وہ کیا؟ کہنے لگا جب صبح ہوئی تو میں تعبیر دینے والے کی جستجو میں نکلا جو میرے خواب کی ٹھیک تعبیر دے سکے اب تک میں کامیاب نہ ہو سکا۔ والی نے پوچھا کہ کیا وہ باتیں تو نے خواب میں دیکھی تھیں اس نے کہا ہاں تو اس کا غصہ جاتا رہا۔

(۶۱) حرث بن نوفل سے مروی ہے کہ عباس بن عبد المطلب نےپ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ آپ کو ابو طالب کے بارے میں کیا امید ہے آپ نے فرمایا میں اپنے خدا سے ہر خیر کی امید رکھتا ہوں۔

(۶۲) انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سواری کے جانور کی درخواست کی۔ فرمایا ہاں ہم تجھ کو اونٹنی کے بچے پر بٹھائیں گے اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا۔ آپ نے فرمایا اونٹ کو ناقہ یعنی اونٹنی ہی تو جنتی

ہے۔

(۶۳) سکندر کے زمانہ میں دو آدمیوں نے ایک بادشاہ پر حملہ کرکے مار ڈالا۔ سکندر نے کہا جس نے اس کو مارا وہ بڑے کارنامے انجام دینے والا شخص ہے اور اگر وہ ہم پر ظاہر ہو جائے تو ہم اس کو وہ جزا دیں جس کا وہ مستحق ہے اور لوگوں پر اس کو بلند کریں۔ جب اس کی خبران دونوں کو ہوئی تو وہ ظاہر ہو گئے اور انہوں نے قتل کا اقرار کرلیا۔ سکندر نے کہا کہ ہم تم کو وہ جزا دیں گے جس کے تم مستحق ہو تو جس شخص نے اپنے سردار کو قتل کیا ہو حالانکہ اس نے اس کا مرتبہ بلند کیا۔ مگر اس نے پھر بھی اپنے آقا سے غداری کی وہ صرف قتل ہی کا مستحق ہے اور لوگوں پر تمہارا بلند کرنا اس طرح ہوگا کہ میں تم کو اتنی بلند لکڑی پر پھانسی دوں گا جس قدر زیادہ سے زیادہ بلند فراہم ہونا ممکن ہے

(۶۴) روایت ہے کہ فرعون کے سامنے اس کے دو پرستاروں نے ایک مرد مومن کی چغلی کھائی (کہ یہ اپنا رب خدا کو سمجھتا ہے فرعون کو نہیں سمجھتا) فرعون نے اس کو بلایا اور ان دونوں کو بھی اور ان دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں کا رب کون ہے انہوں نے کہا تو۔ پھر مومن سے کہا تیرا رب کون ہے؟ اس نے کہا میرا رب وہی ہے جو ان کا رب ہے (یعنی اللہ جو حقیقتہ سب کا رب ہے) فرعون نے کہا تم نے ایسے شخص کو مجھ سے قتل کرانے کے لئے شکایت کی جو میرے ہی دین پر ہے اس پر ان دونوں کو قتل کر دیا۔

(۶۵) اسحاق بنہانی کہتے ہیں ہمارے ساتھ مروزی اور منی بن یحیی شاہی بھی تھے تو کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کیا مروزی یہاں ہیں اور مروزی یہ نہیں چاہتے تھے کہ اس کو یہاں کی موجودگی کا علم ہو تو منی بن یحیی نے اپنی انگلیاں (دوسرے ہاتھ کی) ہتھیلی پر رکھیں اور (اپنی ہتھیلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا مروزی یہاں نہیں ہیں اور مروزی کا یہاں کیا کام۔

(۶۶) عبدالملک بن عمیر سے مروی ہے کہ زیاد نے خارجیوں کے ایک شخص کو پکڑ لیا پھر وہ اس قید سے فرار ہو گیا تو اس نے اس کے بھائی کو پکڑ لیا اور اس سے کہا کہ اپنے بھائی کو لاؤ ورنہ تیری گردن اڑا دی جائے گی۔ اس نے کہا اگر میں آپ کے پاس امیرالمومنین کا مکتوب لے آؤں تو آپ مجھے چھوڑ دیں گے؟ اس نے کہا ہاں اس نے کہا میں آپ کے پاس اللہ عزیز و رحیم کا مکتوب لایا ہوں اور اس پر دو گواہ ابراہیم اور موسی علیہما السلام کی شہادت پیش کرتا ہوں (ترجمہ) کیا اس کو اس مضمون کی خبر نہیں پہنچی جو موسی کے صحیفوں میں ہے اور نیز ابراہیم کے جنہوں نے احکام کی پوری بجا آوری کی یہ کہ کوئی شخص کسی کا گناہ اپنے اوپر نہیں لے سکتا) زیاد نے کہا اس کو چھوڑ دو یہ ایسا شخص ہے جو قوی دلیل پیش کر رہا ہے۔

(آزاد کردہ غلام) بیمار ہو گیا کہا کہ میرا کوئی وارث نہیں ہے اور یہاں تیس ہزار درہم مدفون ہیں جب میں مرجاؤں تو انکو تم نکال لینا۔ اللہ کے بندہ نے اس کی خوب اچھی طرح خبر گیری کی اور مستقلا ایک شخص کو اس کی خدمت پر متعین کردیا۔ پھر جب اس کا انتقال ہو گیا تو اس پر تین سو درہم کا کفن ڈالا گھر کھود ڈالا مگر وہاں کچھ بھی نہ ملا۔ (کیونکہ یہ تو مرنیوالے نے اپنی خدمت کرانے کی ترکیب کی تھی)

(۶۸) حجاج کے سامنے ایک شخص قتل کے لئے پیش کیا گیا اس وقت اس کے ہاتھ میں لقمہ تھا کہنے لگا خدا کی قسم میں اس لقمہ کو نہیں کھاؤں گا جب تک تجھ کو قتل نہ کردوں اس نے کہا "یا اس سے بہتر صورت اختیار کرلیجئے یعنی یہ کہ یہ لقمہ مجھے کھلا دیجئے اور قتل نہ کیجئے آپ کی قسم بھی پوری ہو جائے گی اور مجھ پر احسان بھی ہو جائے گا تو بولا کہ میرے نزدیک آ (جب وہ قریب آگیا) تو

اس کو وہ لقمہ کھلا دیا۔ اور چھوڑ دیا۔

(۶۹) یحی امروزی سے منقول ہے کہ میں ایک دن ہارون رشید کیساتھ کھانا کھا رہا تھا تو انہوں نے خادم کی طرف متوجہ ہو کر اس سے فارسی میں گفتگو کی میں نے کہا اے امیرالمومنین اگر آپ اس سے کوئی راز کی بات کہنا چاہیں تو (یہ خیال رکھیں کہ) میں فارسی سمجھتا ہوں میرے اس اظہار کی ہارون نے بہت تعریف کی اور کہا کہ ہم کوئی راز آپ سے پوشیدہ نہیں رکھتے۔

(۷۰) سلیمان بن عبدالملک کے پاس عراق سے ایک وفد آیا۔ ان میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اے امیرالمومنین ہم آپ کی خدمت میں نہ (عطیات کی) رغبت سے آئے اور نہ (کسی نقصان) کے خوف سے سلیمان نے کہا پھر کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا ہمارا شکر گزاری کا وفد ہے آپ کے عدل کی وجہ سے امن میں ہیں اور ہمارے لئے زندگی محبوب بن گئی اور مرنا بھی آسان ہو گیا زندگی کو محبوب تو آپ نے اس طرح بنا دیا ہے کہ آپ کا عدل مشہور ہو چکا ہے اور موت میں آسانی آپ نے اس طرح کر دی کہ ہم کو اپنے پسماندہ بچوں وغیرہ کا آپ کی پرورش عام کے وثوق کی بنا پر فکر نہیں رہا سلیمان نے خوش ہو کر اس کو اور اس کے ساتھیوں کو اچھے عطیات دیئے۔

(۷۱) ہم سے ابو محمد المقری نے بیان کیا کہ ایک شخص نے ایک جگہ مال دفن کیا اور اوپر ڈھکن رکھ کر بہت مٹی دے دی۔ پھر اس پر ایک کپڑے میں لپیٹ کر بیس دینار رکھے اور ان پر بہت سی مٹی ڈال کر جما دی اور چلا گیا جب اس کو سونے کی ضرورت ہوئی تو اس نے اس مقام کو کھودا تو وہ مل گئے تو اس نے اللہ کا شکر ادا کیا

(۷۲) کسری کے منجموں نے اس کو خبر دی کہ تجھ کو قتل کیا جائیگا تو اس نے کہا کہ میں بھی اپنے قاتل کو ضرور قتل کر دونگا تو اس کے حکم سے ایک سخت زہر کو بعض ادویہ میں ملا دیا گیا اور اس کو مرتبان میں رکھ دیا گیا پھر اس پر تحریر کر دیا گیا "جماع کی دوا جس کا تجربہ کیا گیا جو شخص اتنے وزن میں کھائے گا وہ ایک دن میں اتنی مرتبہ جماع کر سکتا ہے" جب اس کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کیا اور اس کے خزانوں کی تفتیش کی تو اس پر بھی نظر پڑی تو اپنے دل میں کہا کہ یہی وہ دوا ہے جس کی وجہ سے وہ اتنی لونڈیوں سے ہمبستر ہوتا تھا اور کچھ دوا اس میں سے کھا گیا اور مر گیا۔ تو کسری نے مر کر بھی اپنے قاتل کو قتل کر دیا۔

(۷۳) ایک بادشاہ مغلوب ہو کر بھاگا تو جو لوگ اس کے تعاقب میں تھے ان کے سامنے شیشے کے نگینے بکھیرتا گیا جن کو اس طرح رنگ دیئے گئے تھے کہ وہ سرخ اور سبز جواہر معلوم ہوتے تھے اور پیتل کے دینار جس پر سونے کا ملمع تھا تو تعاقب کرنے والے ان چیزوں کو چگنے میں مشغول ہو گئے اور وہ ان سے بچکر نکل گیا

(۷۴) ایک بادشاہ کو معلوم ہوا کہ ایک لشکر اس پر چڑھائی کرنے والا ہے اس نے بہت سے جو لیکر انہیں پانی میں پکوایا کنیر کی شاخوں کے ساتھ پھر ان کو سکھا لیا۔ پھر ایک چوپایہ پر اس کا تجربہ کیا جب چوپایہ نے جو کھائے تو اسی دن مر گیا (جب دشمنوں کے قریب آنے کی اطلاع ہوئی) تو اپنے لشکر کو لیکر پیچھے ہٹ گیا اور جو اور غلہ (کے ڈھیر) ویسے ہی بکھیرے ہوئے چھوڑ گیا۔ جب وہ لشکر یہاں پہنچ گیا تو انہوں نے اپنے جانوروں کے جو کے ڈھیروں پر چھوڑ دیا تو سب کے سب مر گئے۔

اصول دعوت اسلام

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب رحمتہ اللہ علیہ واجداده ومن معہم۔

اسلامی نقطہ نظر سے انسانی سعادت کا دارو مدار دو چیزوں پر ہے۔ صلاح اور اصلاح ۔ جی خود صالح بننا اور پھر دوسروں کو صالح بنانا' یا خود کمال پیدا کر کے دوسروں کو باکمال کر دینا۔

اگر علم نہ ہو تو راہ حق نہیں کھل سکتی کہ چلنے کی نوبت آئے اور اگر اخلاق میں اعتدال نہ پیدا ہو تو جو عمل کی مخفی طاقت ہے تو اس کھلی راہ پر چلنے کی صورت نہیں ہو سکتی علم پہنچانے کی تعلیم اور تعدیل اخلاق کی تربیت کا نام سے یاد کیا جاتا ہے دین اس لئے اصلاح کی تمام حقیقت تعلیم و تربیت نکل آتی ہے

صلاح و اصلاح کی اہمیت

پھر اصلاح نفس کے حصول کا ذریعہ تو راہ علم و اخلاق میں مجاہدہ و ریاضت ہے اور اصلاح غیر کا ذریعہ دعوت و ارشاد اور تبلیغ و موعظت ہے اس لئے تکمیل سعادت کے معنی بھی واضح ہو گئے کہ خود عالم باعمل بن کر دوسروں کو دعوت و تبلیغ کے ذریعہ سے عالم و عامل بنایا جائے

تبلیغ نہ حسیات کی ہو سکتی ہے نہ طبعیات کی ہو سکتی ہے نہ عقلیات کی بلکہ صرف شرعیات کی ہو سکتی ہے جو خالق سے منقول ہو کر انسان تک پہنچیں کہ شرعیات کے سوا تمام چیزیں انسان میں قبل از تبلیغ خود بھی .تقضائے طبع موجود ہوتی ہیں۔ بہر صورت تبلیغی چیز صرف علم الہٰی نکلا جسے علم شرعی کہا جاتا ہے اور اس لئے یہ واضح ہو گیا کہ دعوتی پروگرام کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہونی چاہیے کہ وہ خدا کی طرف سے ہو مخلوقاتی دائرہ کی چیز نہ ہو۔

پس داعی اور مبلغ کو ہر مسئلہ کی تبلیغ سے پہلے اس پر غور کر لینا چاہیے کہ جس مسئلہ کو وہ تبلیغ کر رہا ہے آیا وہ شرعی ہے یا نہیں؟ اور آیا شریعت کے معتبر اور مستند کتابوں میں اس کا وجود ہے یا نہیں کہانیاں ہنسی اور ٹھٹے کی باتیں جو عموماً" پیشہ ور واعظوں کا پیشہ بن گئی ہیں سبیل رب کے لفظ سے سب ممنوع ٹھہر جاتی ہیں جن سے مبلغ کو احتراز کرنا ضروری ہے۔ ورنہ وہ اسلام کی نہیں بلکہ اسلام میں سنت جاہلیت کی اشاعت کا مرتکب ہو گا جو مبلغ حقیقتاً" خدا کا راستہ دکھائے گا اس کے مقاصد اور بیانات میں سادگی اور اور بے تکلفی ہو گی

تبلیغی مسائل میں ایک گو نہ بے تکلفی ملحوظ خاطر رہنی چاہیے کیونکہ سبیل رب کی تبلیغ میں تو صرف نقل کی ضرورت ہو سکتی ہے جس میں کسی تکلف کی اصلا" حاجت نہیں اور جو لوگوں کو اپنی طرف بلائے گا اسے اپنے بیانات میں یقینا" طرح طرح کے تکلفات اور بناوٹوں کو دخل دینا پڑے گا

عیسائی مذہب

مثلا" حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اسرائیلی بھیڑوں کو جمع کرنے آیا ہوں ظاہر ہے کہ اس دعوی کے بعد انجیلی پروگرام غیر اسرائیلی دنیا کے لئے پیغام ہو ہی نس سکتا یہ پھیکی اور بے روح عیسائیت آج محض قومیت کی شیرازی بندی کے لئے رہ گئی ہے کسی دینی دستور العمل یا پروگرام کی حیثیت سے قائم نہیں ہے۔

لازمی مذہب

یعنی تبت کے لوگ ساری خیر و برکت کا وجود تبت ہی کے چنانچہ اس قوم کے لانے جبکہ بلائف الحیل اسے یورپ کے سفر پر مجبور کیا گیا۔ واپس آکر یہی بیان دیا تھا کہ تبت سے نکلتے ہی اسے فضاء آسمانی شیاطین سے بھری ہوئی نظر آنے لگی اور شیطانی

ارواح اس میں اور اس سے سارے استعمال سامانوں میں سرایت کرنے پر تلی ہوئی دکھائی دینے لگیں جنہیں بمشکل تمام اس کی روحانیت نے باز رکھا تب کہیں وہ تبت کے پہاڑوں کی برکت محفوظ رہ سکی۔ ظاہر ہے کہ ایسا تنگ مذہب جو چند پہاڑوں کے غاروں میں محبوس ہو ساری دنیا کے جبال و بحار تک اپنی تبلیغی گونج کیسے پہنچا سکتا ہے

یہودی مذہب

یا مثلاً" اسی بناء پر یہود کی اپنے مذہب کی دعوت عام دینے کی کبھی جرات نہ ہوئی کہ وہ صرف اسرائیل ہی کی افتاو طبع کے مناسب حال تھا ہندو مذہب ملک کی طرف یہودی مذہب قوم کی طرف اور بدھ مت یا عیسائیت شخصیتوں کی طرف منسوب ہے اس لئے ان کے اسماء ہی ان کی عمومیت اور ہمہ گیری سے انکاری ہیں۔

اسلام کالفظ کسی وطن یا شخص کی طرف منسوب نہیں ایسے ہی اس کے دوسرے صفاتی نام مثلاً" سبیل رب، صراط مستقیم، صراط اللہ

ابن ماجہ میرے لئے ساری زمین کو مسجد اور ذریعہ پاکی بنایا گیا ہے دوسری جگہ سارے عالم کی فتوحات کی بشارت اور ترغیب دیتے ہوئے فرمایا۔

عنقریب تم پر زمینیں فتح ہوں گی اور خدا تمہارے لئے کافی ہے (مگر) پھر بھی تم میں سے کوئی شخص تیراندازی (فنون جنگ) سے تھکنے نہ پائے انواع سفر کے تاکیدی اور ترغیبی احکام صادر فرمائے تاکہ مسلمان مارا کد کی طرح کسی ایک ہی خطہ زمین میں پڑے رہنے کے عادی نہ ہو جائیں

تبلیغی سفر

ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی تبلیغی سفر کئے اور جگہ جگہ اقطار عالم میں تبلیغی وفود روانہ فرمائے تاکہ عالم کلمہ حق کے آب حیات سے سیراب ہو سکے

خود ایک سفر ہی کو مستقل عبادت قرار دیا جیسا کہ سفر حج کے اس میں چلنا اور پھرنا گھومنا دوڑنا اور ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچنا ہی عبادت ہے حتی کہ خاص مکہ کا باشندہ بھی حج کو بلا سفر اختیار کئے ادا نہیں کر سکتا کہ یہ عبادت ہی عین سفر ہے اور جب تم سفر میں ہو اس میں کوی خرابی نہیں ہے کہ تمام نمازیں قصر کرو

یہ وہی خدا ہے جس نے زمین کو تمہارے لئے ذلیل کر دیا اب تم اس کے کاندھوں پر سوار ہو کر چلوں پھر واللہ کا رزق کھاؤ

صوفیاء نے اخلاقی سفر کئے مبلغین اور واعظوں نے تبلیغی سفر کئے مجاہدین نے جہادی سفر کئے اور تاجروں نے تجارتی سفر کر کے ہر نہج سے ہر ایک طبقہ نے اسلامی خدمات سر انجام دیں، اسلام اور مسلمان جغرافیائی وطنیت کا قائل نہیں ہے اگر وہ وطن پرور ہے تو بایں معنی کہ ساری دنیا اس کا وطن ہے۔

ارشاد ربانی ہے

قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا"

آپ فرمادیجئے کہ اے لوگوں میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں

حدیث نبویؐ میں ارشاد ہے

بُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً بُعِثْتُ إِلَى الْأَسْوَدِ وَالْأَحْمَرِ میں تمام لوگوں کی طرف بھیجا گیا ہوں میں کالے اور گورے سب کی طرف معبوث کیا گیا ہوں

مجادلہ عملی

مجادلہ عملی کے سلسلہ میں حضرت شبلی کے زمانہ میں

دہریوں نے قرآن کی اس آیت کو رد کرتے ہوئے کہا روح امر الہٰی کا نام ہے یہ دعوی کیا کہ روح خون کی حرارت اور بخار لطیف کا نام ہے جس سے ادمی زندہ ہے، زندگی اور روح کا امرالہٰی سے کیا تعلق؟ شیخ نے بجائے علمی مناظروں کے اسی وقت بر سر مجمع اپنی شہ رگیں کٹوا کر خون نکلوا دیا اور پھر کھڑے ہو کر فرمایا کہ اب میں کیوں زندہ ہوں جبکہ مجھ میں خون کا ایک قطرہ بھی باقی نہیں ہے؟ کیا اب بھی اس میں کوئی شبہ ہے کہ قل الروح من امر ربی زندگی محض امرالہٰی سے قائم ہوتی ہے خون سے نہیں یہ مجادلہ تھا مگر عملی شیخ کے اس عملی مجادلہ سے دہریوں کی شہ رگ گٹ گئیں اور شہادت زدہ لوگ سب کے سب ہدایت پر آگئے

مخاطب کے مزاج و ذہنیت

تمام داعیان دین کا فرض ہے کہ وہ رعایت طبع کے ماتحت مخاطبوں کی ذہنیتوں کا اندازہ کر کے تبلیغ کا آغاز کریں ورنہ بلا رعایت طبائع ان کے دعوت و تبلیغ موثر نہیں ہوگی نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاُغْلُوْطَاتِ (مشکوۃ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے پیچیدہ اور مغالطہ انگیز کلام سے شہروں میں ادبی زبان، دیہات میں معمولی اور سادہ زبان، علمی طبقوں میں اصطلاحی زبان اور اہل فنون کے طبقہ میں فلسفیانہ زبان ہی مفید اور موثر ہو سکتی ہے۔

مثلاً" نوعیت بیان یہ ہونی چاہیے کہ اولا" اس میں نیکی کے فضائل اور بدی کی مذمت بیان ہو جب مخاطبین جھک جائیں تو پھر ذکر اللہ اور اطاعت کی مثالیں پیش کی جائیں پھر اس مقصد پر مخاطبوں کو ابھارنے کے لئے سلف کی پاکبازانہ زندگیوں کے واقعات ذکر کئے جائیں اور تاریخی حوالے پیش کئے جائیں

احوال موت کا ذکر کیا جائے فنا کی ساعت قریب ہے مہلت کم ہے، ہر عمل کا انجام سامنے آنے والا ہے پھر نزع اور قبض روح کے وہ حسی حالات جو سب کی نگاہوں سے گزرتے ہیں سنائے جائیں۔

بس اتنی سی حقیقت ہے فریب خواب ہستی کی
کہ آنکھیں بند ہوں اور آدمی افسانہ ہو جائے

پھر قبر کی ہولناکی اس کی وحشت و تنہائی اور بے مونسی کا منظر پیش کیا جائے اور یہ کہ اس کی ہر مصیبت کا تدارک عمل صالح ہے پھر یوم حساب اور اس کی شدت اور غضب الہٰی کا ظہور تام حشر کے ہولناک حوادث ملا ئکہ اور انبیاء علیہم السلام کا لرزہ براندام ہونا اور ہر ایک نفس کا اپنی فکر میں غرق ہونا وغیرہ سامنے لایا جائے پھر جنت و نار، نعیم و جحیم اور رحمت و قہر کے نمونے دکھائے جائیں۔

ایک اعرابی نے پیشاب کرنا شروع کر دیا صحابہؓ نے اسے ڈانٹا دھمکانا چاہا آپ نے سب کو روک دیا فراغت کے بعد صحن مسجد کو تو پاک کر دیا اور اسے بلا کر بہت پیار محبت اور نرمی سے فرمایا اے عزیز مساجد اس کام کے لئے نہیں بنائی گئیں۔ بولا کہ آنحضرت نے نہ مجھ کو مارا اور نہ برا بھلا کہا میں نے آپ سے اچھا تو کوئی معلم کبھی دیکھا ہی نہیں۔

واضح ہو گیا کہ جب تک مبلغ کو اپنے مخاطبوں کے ساتھ شفقت نہ ہو اس کی تبلیغ دلوں میں گھر نہیں کر سکتی جب کوئی ہدایت قبول نہ کرتا تو آپ رنجیدہ ہوتے دل میں کڑھتے اور غمزدہ ہو جاتے

آپ اللہ کی رحمت سے ان لوگوں کے لئے نرم ہو گئے ہیں اگر آپ تند زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے بھاگ جاتے اپ ان کو معاف کر دیجئے اور ان کے لئے استغفار کیجئے۔ قرآن کریم

فاروق اعظمؓ کے اسلام لاتے ہی اسلام مخفی گھروں سے

نکل کر میدان میں آگیا اور اس کی تبلیغ میں آثار شوکت و قوت پیدا ہو گئے تبلیغ کو منظم بنانے کی صورت پیدا کی جاتیں اس کی شاخیں ہوں وہ کسی مرکز کی طرف سمٹی ہوئی ہوں اس کا سرمایہ ایک بیت المال کی صورت میں منظم ہو اس کا ایک امیر ہو جس کے احکام کے ماتحت مبلغین نقل حرکت کریں وغیرہ وغیرہ جیسا کہ قرن اول میں مسجد نبوی مرکز تبلیغ تھی اور وہیں سے جماعتیں اور افراد منتخب ہو کر تبلیغ کے لئے خدا کے ملک میں پھیلتے تھے

فہم و فراست

مبلغ میں مخاطبوں کے ان طبقات کی تشخیص کا فہم اور تدبر بھی ہونا چاہیے تبلیغ کو بھی حسنہ بنانے میں عقل و دانش کا مضمون ایسے پاکیزہ عنوان اور ڈھنگ سے بیان کیا جائے کہ سادہ لوح کے دل روشن ہو جائیں اور حقیقت کا اعتراف کرنے پر آمادہ جائیں

ارشاد نبوی ہے

كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ لوگوں سے ان کی عقلوں کے مطابق کلام کرو حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا لَا تُعَلِّقُوا الْجَوَاهِرَ بِاَعْنَاقِ الْخَنَازِيْرِ جواہرات خنزیروں کی گردنوں میں نہ باندھو

دانش و خلق

مثلاً" ایک شخص اپنی اعلی حکمت سے فلسفیوں کو تبلیغ کر سکتا ہے اور دوسرا اپنی ادنی حکمت سے معمولی پڑھے لکھوں کو سمجھا سکتا ہے اور تیسرا اپنی کمتر حکمت سے ان پڑھوں کو ہی راہ راست پر لا سکتا ہے تو ان میں سے ہر ایک پر اپنے مناسب طبقہ کو تبلیغ کرنا فرض ہو گا ہر مسلم جو ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ایمان کے مطابق علم و معرفت بھی رکھتا ہے اور اسی کے اندر دل میں یہ مقصد ٹھہرائے کہ کسی نہ کسی طرح وہ مخاطب کو ہدایت پر لا کر ہی مطمئن ہو گا۔

سیرت و کردار

حضرات صحابہؓ اور ورود ہند کے وقت جب سندھ میں پہنچے اور سندھ کے بازاروں سے ان کا گزر ہوا تو ہزارہا انسان محض ان کے چہرے مہرے دیکھ کر ایمان لے آئے جو کچھ دوسروں کو بتلائیں پہلے خود بھی اس پر عمل کریں اور جو کچھ کہیں وہ کر کے بھی دکھائیں

علم عمل کو پکارتا ہے اگر اس نے جواب دیا
تو خیر ورنہ پھر علم کوچ کر جاتا ہے

انبیاء علیہم السلام جو سرچشمہ تبلیغ ہیں اس وصف خشیت الٰہی اور عدم خشیتہ خلائق میں سب سے زیادہ بلند پایہ اور راسخ القدم ہوتے۔

اور مبلغ کے قلب میں جب اپنے مستفیدوں سے طمع پیدا ہو گئی تو یقیناً وہ ان کا محتاج ہو گیا اور کا محتاج انسان کمزور ہوتا ہے ابن عباس ربانی کے بارے میں فرماتے ہیں جو لوگوں کی تربیت پہلے چھوٹے علم سے اور پھر بعد میں بڑے علم سے کرے۔

مثلاً" کسی غضبناک کو جو غیظ و غضب میں بھڑک رہا ہو یوں تنبیہہ کی جائے کہ بندہ رحمن کیا کر رہا ہے

مثلاً" حضور نے حضرت ابو موسی اشعریؓ اور معاذ جبلؓ کو جب یمن کا گورنر اور قاضی بنا کر بھیجا تو تبلیغی سلسلہ میں اسی تجزیہ پروگرام اور ترتیب طبعی کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ تمہیں وہاں نصاری کی قوم ملے گی انہیں دین کی دعوت اس طرح دینا کہ اول ان کے سامنے کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پیش کرنا جب وہ اسے قبول کرلیں تو پھر کہنا کہ نماز کا بھی ایک فریضہ تم پر عائد ہوتا ہے جب اسے بھی مان لیں تو کہنا کہ تمہارے مالوں میں تم پر زکوٰۃ کا بھی ایک فریضہ آتا ہے جب وہ اسے بھی تسلیم کرلیں تو پھر روزہ کی تلقین کرنا و علی ہذا القیاس

احکام الٰہی کا تجزیہ

حق تعالیٰ نے شراب سے روکنا چاہا جو ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی تو یکدم شراب کو حرام نہیں فرمایا بلکہ حکم میں شراب کی کچھ برائی بیان کی گئی اور وہ بھی لوگوں کے سوال کرنے پر اے ایمان والو! تم جب نشہ میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ یہاں تک کہ تم اسے جانو جسے تم کہو اور جب اس حکم ثانی سے وہ عملاً" شراب سے رکنے پر قادر ہونے لگے تو پھر دوسرا قدم اور آگے بڑھا کر صفائی سے شراب کی حرمت اور نجاست عین ہونے کا حکم دے دیا

قرن اول کی فتوحات ممالک کا منتہائے مقصود اشاعت اسلام اور تعلیم و تبلیغ دین ہی تھا یہ حضرات ممالک و اقالیم ہی نہیں دلوں اور روحوں حتی کہ عام تہذیبوں اور کلچروں کے بھی فاتح ہو جاتے تھے یہ ناممکن تھا کہ دنیا کی زمینوں میں تو کاشت ان کی ہو اور خود ان کے دلوں کی زمینوں میں تخم ریزی وہاں کے رسم و رواج کی ہوتی رہے اور وہ نہ بدلیں

نماز کی وہ مہذب صورت جو نکھر کر آج امت کے زیر عمل ہے کتنی تدریجی رفتار سے یہاں تک پہنچی ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ ابتداء" نماز میں سلام و کلام 'بات چیت' دیکھنا اور سننا' گردن پھیرنا اور منہ موڑنا چلنا پھرنا سبھی کچھ جائز تھا

آج امت کا سب سے شدید مرض اور عظیم فتنہ یہی ترک تبلیغ اور ترک امر بالمعروف ہے

مسلم ممالک کی بیجا رواداری

مثلاً" کسی مسلم دولت کا یہ اعلان کہ سلطنت کا بحیثیت حکومت کوئی مذہب نہیں بادشاہ کا بحیثیت حکمران ہونے کے اسلام مذہب نہیں ہے۔ اسلام کی جڑوں کے لئے پانی ثابت ہو سکتا ہے یا تیشہ اس قسم کے اعلانات کی بڑی وجہ غیر مسلم رعایا ہے رواداری اور اپنی بے تعصبی بتلائی جاتی ہے

غرض اعلان ہے غیر جانبداری کا اور عمل ہے کفر کی جانبداری کا اسلامی طبقات کی غربت اور امارت دونوں ہی نے مل کر اسلام کی تخریب کے وہ سامان بہم پہنچائے کہ دشمنان اسلام کو ہاتھ پیر ہلانے کی بھی زیادہ ضرورت نہ رہی

غرباء سے خطاب

یہ ممکن ہے کہ ان ممالک کے غریب اور بے سرو سامان مسلمانوں نے شخصی یا اجتماعی طور پر تبلیغی مقاصد پر کوئی توجہ کی ہو

امراء نشہ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملت بیضاء غرباء کے دم سے

تبلیغ میں اختلافی مسائل ہرگز نہ چھیڑے جائیں صرف بنیادی امور پر لوگوں کو لگایا جائے مثلاً" بے خبر و ان پڑھ مسلمانوں کو سب سے پہلے کلمہ توحید اور اس کی حقیقت سے آشنا کیا جائے۔ پھر ان کو نماز پر آمادہ کیا جائے بار بار کلمہ پڑھوا کر اس کی حقیقت سنائی جائے نمازیں یاد کرا کر انہیں نگرانی میں ادا کرایا جائے پھر ان کی معاشرت کا جائزہ لے کر بتدریج اس کی اصلاح کی جائے شرکیہ رسوم مٹا دی جائیں۔

تبلیغی جماعتیں ہفتہ ہفتہ بھر کے وقفہ سے محلہ وار گشت کر کے سابقہ تبلیغ کے اثرات کا جائزہ لیں اور آئندہ تبلیغ کا پرواز ڈالتی رہیں کوشش کی جائے کہ محلوں کی مساجد میں اسی محلہ کی کسی بااثر اور با اقتدار شخص کو امام بنایا جائے۔

پھر مبلغین انہی مساجد میں آئمہ مساجد کی نگرانی میں ایسے مختصر مکاتب قائم کر دیں جو مسلمان بچوں کی ابتدائی مذہبی اور دینی معلومات کے کفیل ہوں۔ قرآن حکیم کی تعلیم کے ذمہ دار ہوں اور ان کی نمازوں کی نگرانی اور شوخی و شرارت کی اصلاح کی کفالت

کریں اس سے بچوں کا ابتدائی پرداز اسلامی اور دینی طور پر پڑ جائے گا جو بڑھاپے تک ان کے کام آئے گا

دینی زندگی سیکھنے کے طریقہ کار کا خلاصہ

ارشادات حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمتہ اللہ علیہ

چھ نمبروں کی ترتیب

اس کام کا خلاصہ یہ ہے کہ مدرسہ (اور ماحول) کی تعلیم (وتربیت) کی ابتداء میں جو خامی رہ گئی ہے اس کو دور کرنے کے لئے کلمہ، نماز، چھوٹوں بڑوں کے آداب، باہمی حقوق اور درستی نیت اور لغزش کے موقعوں سے بچنے کے علم وعمل کے سیکھنے کے لئے ان اصول کے ساتھ اپنے بڑوں سے لیتے ہوئے ان لوگوں کے پاس جائیں جو اس سے بالکل محروم ہیں تاکہ ان کی خامی دور ہو جائے اور ان کو واقفیت حاصل ہو جائے

عہد نبوی میں دینی محنت کا نقشہ

دینی محنت کرنیوالے رفقاء سے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا ایک خطاب۔ یوں سمجھئے کہ ایک دینی محنت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے ایک خاص نقشے کے ساتھ کی ہے۔ الحمد للہ احباب نے چند مقامات میں تھوڑا تھوڑا اس محنت کو سیکھنا شروع کیا ہے۔ اب جو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ دین پر نہیں چل رہے ہیں بلکہ اس سے نکل کر بے دینی میں داخل ہو رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ محنت نکل چکی ہے۔ اب جتنی جہاں اللہ کے بندوں میں دین کی محنت شروع کردی ہے۔ اتنی ہی خدائے پاک نے ہدات دینی شروع کردی ہے اور بقدر ہدایت کے دین زندہ ہونا شروع ہو گیا ہے جہاں نمازی نہیں تھے وہاں کچھ نمازی ہو گئے۔ جہاں روزے نہیں تھے وہاں کچھ روزے زندہ ہو گئے۔ جہاں حج نہیں تھا وہاں کچھ حج قائم ہو گیا۔ جہاں تعلیم کا رواج نہ تھا وہاں تعلیم ہونے لگی۔ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں سے دین کے لئے قربانیاں دلوائیں ہیں تو اب محنت کرنے والوں میں جتنی حضور والی قربانیاں پیدا ہوں گی۔ محنت کی سطح بلند ہوگی۔ اب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کی محنت بتلانا چاہتا ہوں جس سے ابھی ہم بہت دور ہیں لیکن اگر اس محنت کو سامنے رکھ کر چلتے رہیں گے تو خدا وہاں تک پہنچادے گا۔ تو ہر کام کرنیوالے کو محنت کے اس انتہائی نقشہ کو سامنے رکھ کر وہاں تک پہنچنے کی نیت کرنی چاہئے۔ یہ بات تو آپ لوگ جانتے ہیں کہ سارے عرب میں مدینہ والوں کی محنت سے دین پھیلا ہے

اس زمانے میں بیت اللہ پر آنے والے حجاج سے بھی وہاں کچھ وصول نہیں کیا جاتا تھا بلکہ حجاج کی مدارات میں ہر ایک کچھ خرچ کرتا تھا۔ لہٰذا حج کا شعبہ بھی اس زمانے میں کمائی کا شعبہ نہیں تھا کھیت اور باغات بھی گویا نہیں تھے تجارتی نظام بھی مکہ معظمہ وغیرہ کے علاوہ نہ تھا۔ کہیں کہیں، کھجور، انگور اور انار کے کچھ باغات تھے۔ چند مقامات تھے جہاں چھوٹے پیمانے پر تجارت ہوتی تھی۔ بادشاہوں تک کی ہمت نہیں کہ اس ملک پر حکومت کریں حکومت کرنے کے لئے بھی اخراجات کی ضرورت ہے اس وقت نہ پٹرول تھا نہ سونا۔ عرب کے کنارے پر قیصر و کسریٰ کی حکومتیں فوجی نظام رکھتی تھیں کہ عرب ان پر کسی وقت بھی چڑھائی نہ کردیں ورنہ کوئی نظام حکومت پورے عرب بھر میں نہ تھا تو جس ملک میں نظام چلانے کے لئے حکومتوں تک کی ہمت نہ پڑتی ہو اس ملک میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت کی۔ یہ جو مقامات تجارت و زراعت کے مراکز تھے وہ سب ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آئے۔ سوائے مدینہ پاک کے آدمیوں کے سارے ملک کے خوش حال قبائل مخالف تھے۔ جہاں بھی کوئی

ایمان لاتا اسے مدینہ بلالیا جاتا۔ تو مدینہ ایسی بستی بن گیا جہاں لوگ خاندان اور برادریاں چھوڑ چھوڑ کر آکر بستے رہے۔ اور جب قوم سے نکل کر آتے تھے۔ تو اپنا مال بھی لیکر نہیں آسکتے تھے۔ مدینہ والوں کو ان کے رہنے کھانے اور پینے کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔ اب یہ ایسی بستی بن گئی جہاں مہاجر اور مقامی برابر ہو گئے

آنے والوں میں کچھ تو تھے ہی فقیر' کچھ کے روزگار ٹوٹ گئے۔ کچھ کے اموال مقام والوں نے چھین لئے۔ غرضیکہ مدینہ میں آنے والے سب ہی فقیر بن کر آئے۔ ان فقیروں اور مدینہ کے انصار کو لے کر آپ نے دین کی محنت کا کام شروع کیا۔ باہر سے آنے والوں کو کاروبار کرنے سے روکا نہیں گیا۔ جب تک کمائی کی شکلیں وجود میں آئیں مقامیوں نے سب کی ضروریات مہیا کیں' مدینہ کے انصار کے بہت سے گھروں پر کئی کئی خاندان ٹھہرے ہوئے تھے الغرض ان ضرورتوں کے اعتبار سے باہر نکلنے کا بالکل موقع نہیں تھا۔ لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کی کمائی کو چھٹی دینے کی بجائے دین کی پوری محنت اسی دس سال میں کی اور کرائی اور دین کی محنت کا ایک ایسا نقشہ قائم کیا کہ انسانی زندگی میں جو تقاضے ہیں گھر والوں کی پرورش (دیکھ بھال' مال و دولت کمانے کا عمل' ان دونوں عملوں کو بار بار چھڑا کر دین کی محنت کے عمل کو آگے بڑھایا اور صحابہ کرام کو ایسی تربیت دی کہ جس وقت اللہ کے راستے میں نکلنے کو کہا جائے اور جتنوں کو کہا جائے اور جہاں کے لئے کہا جائے سب تقاضوں کو چھوڑ کر نکل جائیں۔ یہاں تک کہ جن کو مغرب کے وقت نکلنے کو کہا انہیں مدینہ میں سونے نہیں دیا جس طرح پکے نمازی اذان کی آواز سنکر تمام کام چھوڑ کر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اسی طرح مدینے والے خدا کے راستے میں نکلنے کی آواز پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ جس وقت اللہ کے راستے میں ایمان و دین کے تقاضوں پر آواز لگتی۔ یہ آواز سودے خریدتے وقت سنیں یا دکان کھولتے وقت کان میں آئے یا خرید و فروخت کے انتہائی انہماک کے وقت سنی جائے۔ یہ آواز کھجور کے باغوں میں کھجوروں کے توڑنے کے وقت لگے۔ نکاح ہونے کے وقت لگے۔ یا رخصتی ہونے کے وقت لگے۔ عورتوں کے بچہ پیدا ہونے کے وقت لگے یا عزیزوں اور گھر والوں کی موت کے وقت لگے۔ اس کی مشق کرلی تھی کہ جس وقت آواز سنیں سب چھوڑ چھاڑ کر نکل جائیں جو پاس ہو لے لیں۔ جہاں ضرورت ہو چلے جائیں جتنے وقت کا تقاضا ہو وہاں گزاریں جو جان پر بیتے اسے جھیلیں۔ یہ مزاج بن گیا تھا خدا کے راستے میں نکلنے والوں کا۔ مدینہ پاک کے دس سال کے قیام میں ڈیڑھ سو جماعتیں نکالیں جن میں سے ۲۵ سفروں میں آپ خود تشریف لے گئے۔ کسی میں دس ہزار آدمی نکلے۔ کسی میں پچاس نکلے۔ کسی میں تیس یا چالیس ہزار نکلے۔ کسی میں تین سو تیرہ نکلے۔ کسی میں دس کسی میں پندرہ کسی میں سات یا آٹھ نکلے۔ مدت کے اعتبار سے کسی میں دو ماہ خرچ ہوئے۔ کسی میں تین ماہ' کسی میں بیس دن کسی میں پندرہ دن خرچ ہوئے۔ بقیہ جو سوا سو جماعتیں نکلیں ان میں بھی ہزار نکلے' پانچسو اور چھ سو بھی کم و بیش سب طرح کے نکلتے رہے۔ مدت بھی چھ ماہ چار ماہ' سب طرح کا وقت لگا۔ اب حساب لگاؤ کہ ہر آدمی کے حصے میں باہر گزارنے کا کتنا وقت پڑا اور سال میں کتنے سفر کئے اگر سب سفروں کو جوڑ کر تخمینہ کروگے تو سال میں چھ ماہ یا سات ماہ ہر آدمی کے حصے میں آئیں گے۔ اب اس نقل و حرکت کی کوشش سے مختلف مقامات کے انسانوں کو مدینہ آنے کی دعوتیں ملیں کہ اسلام مدینہ میں آکر سیکھو چونکہ اسلامی زندگی ماحول سے آئے گی اس زندگی کا ماحول صرف مدینہ میں تھا تو باہر نکلنے والوں کو اپنے لئے بھی علم حاصل کرنے کے لئے وقت نکالنا پڑتا تھا۔ مدینہ کے قیام کے زمانہ میں مسجدوں کے لئے وقت مانگا جاتا تھا۔ تاکہ

سیکھنے سکھانے کا انتظام مسجدوں میں قائم رہے اور آنے والوں کو سنبھالا جا سکے۔ جب ان لوگوں نے روزانہ کی زندگی ایسی بنالی کہ اگر دو آدمیوں نے مل کر تجارت شروع کی تو باری لگالی ایک ایک دن کی، کوئی کسی وقت کوئی کسی وقت، کوئی کما کر پہنچ جاتا۔ کوئی شام کو پہنچتا اور رات کو رہتا، عشاء کے بعد سے عبادت میں لگا رہتا پھر سوتا۔ کچھ عشا پڑھتے ہی سو جاتے اور پچھلے وقت میں تہجد ادا کرتے۔ اس طرح چوبیس گھنٹے مسجد میں مقامی مسلمان موجود رہتے۔ اب جو باہر سے جس وقت پہنچتے آدمی مسجد میں ان کو سنبھالنے کو موجود ملتے، کبھی تعلیم کے حلقے ہو رہے ہیں تو آنے والوں کو اس میں بٹھاتے۔ نماز ہو رہی ہے تو اس میں شامل کر رہے ہیں ذکر اذکار جس وقت ہو رہا ہے اس میں جوڑ رہے ہیں۔ اس طرح آنے والے بھی اپنے کو خالی کسی وقت نہیں سمجھیں گے۔ ذرائع آمدنی تو عام حالات سے بھی کم ہو گئے اور اخراجات کئی گنا زیادہ بڑھ گئے۔ باہر کی نقل و حرکت کا خرچ، اپنا اور گھر والوں کا خرچ جو دوسرے باہر سے مدینہ میں آئیں تو ان کا خرچ، جو مدینہ کے غربا باہر نکل رہے ہیں ان کا سفر خرچ، سواری لباس کھانا، باہر والے خوش حال آئیں ان کی بھی دعوتیں کرنا۔ پھر جن علاقوں میں قحط ہوتا وہ بھی مدینہ پاک آتے۔ ان کی بھی مدد کرنا۔ غرضیکہ خرچ تو نقل و حرکت کے زمانے میں بھی اور قیام کے زمانے میں بھی بہت بڑھ گیا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی قربانی کی برکت سے ان تمام انسانوں کی تربیت ہو گئی جن کی تربیت کی حکومت کو بھی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ آپ ایسی حالت میں دنیا سے تشریف لے گئے۔ جب سارا عرب اسلام سے منور ہو چکا تھا اور مدینہ کا ایک گھر مال سے خالی ہو چکا تھا پھر حق تعالیٰ شانہ نے قیامت تک آنے والوں کو یہ دکھانے کے لئے اسلام ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی محنت سے پھیلا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوتے ہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو بیٹھنے نہیں دیا۔ بلکہ ایک دم سب کو خدا کے راستے میں نکال دیا۔ اسی بھوک اور پیاس میں اسی غم کی حالت میں نکالا۔ یہاں تک کہ تین دن اور تین راتیں ایسی گزریں کہ ہر وقت حملے کا خطرہ تھا اور مدینہ پاک بالغ مردوں سے گویا بالکل خالی تھا۔ اللہ رب العزت نے اس محنت کی پوری دنیا کو قیمت دکھائی۔ ایک قلیل عرصہ میں سارا عرب اسی نقشہ پر آگیا۔ ایک عرب گھرانہ بھی اسلام سے باہر نہیں رہا اور اس میں صرف ایک ماہ لگا۔ صرف یہی نہیں کہ مسلمان بن گئے بلکہ ایمان کی پوری محنت پر لوٹ آئے۔ یہ سمجھیں کہ ہماری والی محنتیں ابتدائی ہیں اور ہمیں ان جیسی محنت کرنے والا بننا ہے۔ پوری پوری جان لگانے والا بننا ہے۔

مختصری زندگی ہے۔ اس میں تھوڑا سا وقت ضروریات کے لئے کمانے پر لگائیں گے اور بقیہ تمام وقت دین کی محنت پر صرف کریں گے۔ اب ذہن میں یہ رکھیں کہ چونکہ یہ قربانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اندرون سے نکلی ہے اس لئے ان کے بدن اور روح کے انوار اس قربانی میں موجود ہیں لہٰذا جتنی یہ قربانیاں کام کرنیوالوں میں بڑھیں گی اتنی ہی ہدایت حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے آئے گی۔

وہ مسلمان جو زندگی کے کسی شعبے میں اسلام کی بات سننے کو تیار نہیں وہ اپنے تمام کاموں کو اسلام کے احکامات کے موافق بنالے گا۔ اور آپ حضرات کی قربانیوں کا بدلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر کھڑے ہو کر دلوائیں گے۔ جہاں آپ نے انصار سے ملنے اور ان کی قربانیوں کا صلہ دلوانے کا وعدہ فرمایا ہے بشرطیکہ یہ طے کر لو کہ خدا جو کچھ ان محنتوں کے بعد دے گا۔ وہ حاصل کر کے دوسروں کو دیں گے اور خود نہ لیں گے۔

ارکان اسلام

ارکان خمسہ اسلام ”عقائد کے درست ہونے کے بعد شرع کے اوامر کا بجالانا اور نواہی سے رک جانا جو عمل سے تعلق رکھتا ہے نہایت ضروری ہے پنج وقتی نماز کو بلافتور تعدیل ارکان اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے کیونکہ کفر اور اسلام کے درمیان فرق نماز ہی کا ہے، جب نماز مسنون طریقہ پر ادا ہو جائے تو اسلام کی مضبوط رسی ہاتھ میں آجاتی ہے کیونکہ نماز اسلام کے پنجگانہ اصول میں سے دوسری اصل ہے۔ اصل اول، اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا ہے، اصل دوم نماز ہے، اصل سوم زکوۃ کا ادا کرنا، اصل چہارم ماہ رمضان کے روزے، اصل پنجم بیت اللہ کا حج ہے۔ اصل اول ایمان سے تعلق رکھتا ہے باقی چار اصول اعمال سے تعلق رکھتے ہیں، تمام عبادتوں کی جامع اور سب سے فاضل تر نماز ہے، قیامت کے دن پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز کا محاسبہ درست ہو گیا تو باقی محاسبے اللہ تعالی کی عنایت سے آسانی سے گزر جائیں گے، جہاں تک ہو سکے شرعی ممنوعات سے بچنا حق تعالی کی نامرضیات کو زہر قاتل سمجھنا اپنے قصوروں کو ہر وقت نظر میں رکھنا اپنی کارگزاریوں پر نادم اور شرمندہ ہونا اور ندامت و حسرت اٹھانی چاہئے بندگی کا طریق یہی ہے، واللہ سبحانہ الموفق“

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی اس شخص کی نماز کی طرف نہیں دیکھتا جو رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ کو ثابت نہیں رکھتا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص ساٹھ سال تک نماز پڑھتا رہتا ہے اور اس کی ایک نماز بھی قبول نہیں ہوتی، ایسا شخص وہ ہے جو رکوع و سجود کو بخوبی ادا نہیں کرتا۔ شیطان کا مکر فریب ہے جو کہ سیئات کو حسنات کی صورت میں ظاہر کرتا ہے نوافل کو بڑی جماعت کے ساتھ ادا کرنا مکروہ و مذمومہ بدعتوں میں سے ہے۔

تکبیر اولی سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حق تعالی نمازیوں کی نماز سے مستغنی و برتر ہے۔

ہر فرض نماز کے بعد سو دفعہ تسبیح و تحمید و تکبیر و تہلیل کا حکم ہے فقیر کے علم میں اس کا بھید یہ ہے کہ ادائے نماز میں جو قصور و کوتاہی واقع ہوئی ہے۔ اس کی تلافی تسبیح و تکبیر کے ساتھ کی جائے اور اپنی عبادت کے ناتمام و نالائق ہونے کا اقرار کیا جائے اور چونکہ حق تعالی کی توفیق سے عبادت کا ادا کرنا میسر ہوا ہے تو اس نعمت کا حمد و شکر بجالانا چاہئے

اور نیز جان لیں کہ دنیا میں نماز کا رتبہ آخرت میں رویت کے رتبہ کی طرح ہے دنیا میں بہت قرب نماز میں ہے اور آخرت میں نہایت قرب رویت کے وقت، اور جان لیں کہ باقی تمام عبادات نماز کے لئے وسیلہ ہیں اور نماز اصلی مقصد ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یَالَیْتَنِی کُنْتُ سَهْوَ مُحَمَّدٍ (اے کاش میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا سہو ہو جاتا)

نماز معراج مومن ہے نماز اسلام کے پانچ ارکان میں سے دوسرا رکن ہے اور تمام عبادات کی جامع ہے اور ایک ایسا جزو ہے جس نے جامعیت کے سبب سے کل کا حکم پیدا کر لیا ہے اور تمام اعمال مقربہ پر سبقت لے گئی ہے۔

تلاوت قرآن مجید افضل العبادات ہے ”قرآن پاک تقدیم و تاخیر کے خس و خاشاک کو محجوبوں کی آنکھ میں ڈال کر اپنی اصالت کے ساتھ عالم ظلال میں جلوہ گر ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام عبادتوں سے افضل عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے اور اس کی

شفاعت دوسروں کی شفاعت سے زیادہ مقبول ہے خواہ ملک مقرب کی شفاعت ہو یا نبی مرسل کی اور وہ نتائج و ثمرات جو قرآن مجید کی تلاوت پر مرتب ہوتے ہیں تفصیل سے باہر ہیں۔ بسا اوقات قرآن مجید اپنے تلاوت کرنے والے کو ایسے بلند درجات تک پہنچا دیتا ہے کہ وہاں بال کے گزرنے کی بھی گنجائش نہیں ہو سکتی"

روزہ

رمضان المبارک "جاننا چاہئے کہ رمضان المبارک کا مہینہ بڑا بزرگ و مبارک ہے۔ نفلی عبادت از قسم نماز و روزہ و صدقہ وغیرہ جو اس مہینے میں ادا کی جائے دوسرے دنوں کے فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے' اور اس مہینے کے فرضوں کا ادا کرنا دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے۔ اگر کوئی شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے تو اسے بخش دیتے ہیں اور اس کی گردن کو دوزخ سے آزاد کر دیتے ہیں۔ اور اس کو اس روزہ دار کے اجر کے برابر عطا کرتے ہیں بغیر اس کے کہ اس روزہ دار کے اجر کو کم کریں ایسے ہی اگر کوئی اپنے غلاموں سے خدمت لینے میں کمی کرے تو حق تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے اور اس کی گردن کو دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ رمضان کے مہینے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کو آزاد فرما دیا کرتے تھے اور جو کوئی آپ سے جو کچھ مانگتا اسے عطا فرما دیتے تھے۔ یہ مہینہ پراگندگی سے گزرا تو تمام سال ہی پراگندہ گزرتا ہے۔ اس مہینے کی ہر رات میں کئی ہزار دوزخ کے لائق آدمیوں کو آزاد کرتے ہیں۔ اور اس مہینے میں بہشت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور شیطانوں کو زنجیر ڈالتے ہیں اور رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ آپ افطار کے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے "ذَهَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی (پیاس دور ہو گئی اور رگیں تر ہو گئیں اور اجر ثابت ہو گیا انشاء اللہ تعالیٰ)

حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلٰى تَمْرٍ فَاِنَّهٗ بَرَكَةٌ (جب تم میں سے کوئی شخص روزہ افطار کرنا چاہے تو اس کو کھجور سے افطار کرنا چاہئے کیونکہ اس میں برکت ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کھجور سے افطار فرمایا ہے۔ اور کھجور میں برکت کا موجب یہ ہے کہ اس کا درخت ایک ایسا درخت ہے جو انسان کی طرح جامعیت اور عدلیت کے طور پر پیدا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے درخت کو بنی آدم کی پھوپھی فرمایا ہے کیونکہ وہ آدم علیہ السلام کی بقیہ مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَكْرِمُوْا عَمَّتَكُمُ النَّخْلَةَ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ بَقِيَّةِ طِيْنَةِ آدَمَ (اپنی پھوپھی یعنی درخت خرما کی تعظیم کرو کیونکہ وہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بقیہ مٹی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کا نام برکت اسی جامعیت کے اعتبار سے ہو۔ پس اس کے پھل یعنی کھجور سے افطار کرنا صاحب افطار کا جزو بن جاتا ہے اور درخت کی حقیقت جامع اس جزئیت کے اعتبار سے اس کے کھانے والے کی حقیقت کی جزو ہو جاتی ہے اور اس کا کھانے والا اس اعتبار سے ان بیشمار کمالات کا جامع ہو جاتا ہے جو اس کھجور کی حقیقت جامع میں مندرج ہیں۔

یہ مطلب اگرچہ اس کے مطلق کھانے میں بھی حاصل ہو جاتا ہے لیکن افطار کے وقت جو روزہ دار کے شہوات مانعہ اور لذات فانیہ سے خالی ہونے کا وقت ہے اس کا کھانا زیادہ تاثیر رکھتا ہے اور یہ مطلب کامل اور پورے طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور جو آں سرور عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے نِعْمَ سُحُوْرُ الْمُؤْمِنِ

اَلتَّمْرُ (مومن کی بہتر سحری تمر (کھجور) ہے) اس اعتبار سے ہو سکتا ہے کہ اس کی غذا میں جو صاحب غذا کا جزو بن جاتی ہے۔ اس کی حقیقت کی تکمیل ہے نہ کہ اس کی غذا کی حقیقت' اور جب یہ مطلب روزہ میں مفقود ہے۔ تو اس تلافی کے لئے تمر (کھجور) کی سحور پر ترغیب فرمائی کہ گویا اس کا کھانا تمام ماکولات کے کھانے کا فائدہ رکھتا ہے

بندے کا لایعنی باتوں میں مشغول ہونا بندہ کی طرف سے اللہ تعالی کی روگردانی کی علامت ہے) فرض کو چھوڑ کر نفل میں مشغول ہونا لایعنی میں داخل ہے۔ پس اپنے احوال کی تفتیش کرنا ضروری ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ وہ کس چیز میں مشغول ہے نفل میں یا فرض میں'

شریعت کے تین جزو ہیں۔ علم' عمل' اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جزو متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہو گئی تو گویا حق تعالی کی رضامندی حاصل ہو گئی جو دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ (اور اللہ تعالی کی رضامندی سب سے بڑھ کر ہے)

علوم شرعیہ کی تدریس ذکر و فکر سے زیادہ اہم ہے۔ اگر آپ کا سارا وقت درس میں صرف ہو جائے تو نہایت اچھا ہے' ذکر و فکر کی ہوس نہ کریں' رات کے اوقات ذکر و فکر کے لئے وسیع ہیں علمائے ظاہر کے درست عقائد کا جمال صوفیہ کے مجاہدات سے بڑھ کر ہے۔

کشف و الہام کو جب تک کتاب و سنت کی کسوٹی پر نہ پرکھ لیں نیم جو کے بدلے میں بھی پسند نہیں کرتے۔

پس نفس امارہ پر شریعت کے ادا مرونواہی کے بجالانے سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں ہے اور صاحب شریعت کی پیروی کے سوا کسی چیز میں اس کی خرابی متصور نہیں ہے۔ وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو سنت کی تقلید کے سوا اختیار کریں معتبر نہیں ہیں۔

شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں امردوں یعنی بے ریش لڑکوں اور اجنبی عورتوں کے حسن اور دنیاوی زیب وزینت کی طرف رغبت و خواہش سے نظر کرنا منع فرمادیا گیا۔

طائفہ صوفیہ کی ایک کثیر جماعت نے اپنی قلبی بے چینی کا علاج سماع و نغمہ و تواجد میں تلاش کیا۔ اور اپنے مطلوب کو نغمہ کے پردوں میں مطالعہ کیا ہے اس پر رقص و ناچ کو انہوں نے اپنا مسلک بنالیا ہے حالانکہ یہ روایت ان کے کانوں تک پہنچ چکی ہوگی کہ اللہ تعالی نے کسی حرام چیز میں شفا نہیں رکھی' اَلْغَرِيْقُ يَتَعَلَّقُ بِكُلِّ حَشِيْشٍ وَحُبُّ الشَّيْئِ يُعْمِیْ وَيُصِمُّ (ڈوبنے والا شخص ہر ایک تنکے کا سہارا ڈھونڈتا ہے اور کسی چیز کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے) اگر نماز کے کمالات کی کچھ بھی حقیقت ان پر منکشف ہو جاتی تو وہ ہرگز سماع و نغمہ کا دم نہ بھرتے اور وجد و تواجد کو یاد نہ کرتے

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

(جب انہوں نے حقیقت کو نہیں پایا تو افسانہ کا راستہ اختیار کرلیا)

وہ احوال و مواجید جو غیر مشروع اسباب پر مرتب ہوں فقیر کے نزدیک استدراج کی قسم سے ہیں

جاننا چاہئے کہ سماع و رقص در حقیقت لہو و لعب میں داخل ہے۔ آیت کریمہ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ (اور لوگوں میں (کوئی) ایسا بھی (نالائق) ہے جو واہیات (و خرافات) قصے کہانیاں مول لے لیتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ تعالی کے راستے سے علم کے بغیر گمراہ کرے) سرود سے منع کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ مجاہد جو کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا شاگرد ہے اور اکابر تابعین میں سے ہے کہتا ہے کہ لھو الحدیث سے مراد سرود ہے۔

امام الہدی ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ سے حکایت کی گئی ہے کہ جس شخص نے ہمارے زمانے کے کسی قاری کو (جو کلمات قرآن میں گانے کی طرز پڑھنے کی وجہ سے تغیر پیدا کرتا ہے) قرات کے وقت کہا کہ تو نے بہت اچھا پڑھا تو وہ کافر ہو جاتا ہے اور اس کی عورت کو طلاق ہو جاتی ہے اور اللہ تعالی اس کی تمام نیکیوں کو ضائع کردیتا ہے۔

غنا و سرود کی حرمت میں آیات واحادیث و روایات فقیہ اس قدر ہیں کہ ان کا شمار کرنا مشکل ہے اگر کوئی شخص منسوخ حدیث یا روایات شاذہ کو سرود کے مباح ہونے میں پیش کرے تو اس کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے کیونکہ کسی فقیہ نے کسی زمانہ میں بھی سرود کے مباح ہونے کا فتوی نہیں دیا ہے

ہمارے پیروں کو اللہ تعالی ہماری طرف سے جزائے خیر دے کہ انہوں نے اپنے متبعین کو امور مبتدعہ کے بجالانے کی ہدایت نہیں کی اور اپنی تقلید سے ہلاک کرنے والی تاریکیوں میں نہیں ڈالا اور سنت کی متابعت کے سوا اور کوئی راستہ نہیں بتایا۔ یہ وہ حضرات ہیں جنہوں نے سماع و رقص کو ٹھکرا دیا ہے اور وجد و تواجد کو انگشت شہادت سے دو ٹکڑے کردیا ہے۔ جو شخص شریعت کو لازم پکڑتا ہے وہ صاحب معرفت ہے جس قدر شریعت کا التزام زیادہ ہو گا اسی قدر معرفت زیادہ ہوگی اور جو شخص شریعت میں ست ہے۔ وہ معرفت سے بے بہرہ ہے اور بالفرض جو کچھ وہ اپنے خیال فاسد میں رکھتا ہے۔ اگرچہ (درحقیقت) وہ کچھ نہیں رکھتا تو یہ استدراج کی قسم سے ہے جس میں جوگی اور برہمن اس کے ساتھ شریک ہیں۔

شیخ الاسلام ہروی فرماتے ہیں کہ الہٰی یہ کیا ہے جو تو نے اپنے دوستوں کو عطا فرمایا ہے کہ جس نے ان کو پہچانا تجھ کو پالیا اور جب تک تجھ کو نہ پایا ان کو نہیں پہچانا' اس گروہ کا بغض زہر قاتل ہے اور ان پر طعن کرنا ہمیشہ کی محرومی کا باعث ہے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے عَادِ نَفْسَکَ فَاِنَّهَا اِنْتَصَبَتْ بِمُعَادَاتِیْ یعنی اپنے نفس کو دشمن رکھ کیونکہ وہ میری دشمنی میں کھڑا ہے' پس نفس کی مرادوں یعنی جاہ و ریاست و بلندی و تکبر وغیرہ کے حاصل کرنے کے ذریعہ نفس کی تربیت کرنا حقیقت میں اس کو خدائے تعالی کی دشمنی میں مدد اور تقویت دینا ہے

سنت سنیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کی متابعت کریں اور بدعت ناپسندیدہ سے بچیں' جو شخص سنتوں میں سے کسی سنت کو جو متروک العمل ہو چکی ہو زندہ کرے اس کے لئے سو شہید کا ثواب ہے تو پھر معلوم کرنا چاہئے کہ جب کوئی شخص کسی فرض یا واجب کو زندہ کرے گا اس کو کس قدر ثواب ملے گا۔

"اے فرزند! دنیا آزمائش اور امتحان کا مقام ہے دیکھنے میں شیریں و تروتازہ نظر آتی ہے لیکن حقیقت میں عطر لگا ہوا مردار اور مکھیوں اور کیڑوں سے بھرا ہوا کوڑا اور پانی کی طرح دکھائی دینے والا سراب اور زہر کی مانند شکر ہے۔

(دنیا اور آخرت دونوں آپس میں سوکن ہیں اگر ان میں سے ایک راضی ہوگی تو دوسری ناراض ہوگی) فرمایا میری امت میں سے مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے روز نماز روزہ زکوۃ سب کچھ لیکر آئے مگر ساتھ ہی اس نے کسی کو گالی دی ہو اور کسی کو تہمت لگائی ہو اور کسی کا مال کھایا ہو اور کسی کا خون گرایا ہو اور کسی کو مارا ہو تو اس کی نیکیوں میں سے ہر حقدار کو اس کے حق کے برابر دی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ان کے حقوق کے برابر نہیں ہوئیں بلکہ پہلے ہی ختم ہو گئیں تو ان حقداروں کے گناہ لیکر اس کی برائیوں میں شامل کردیئے جائیں گے پھر اس

کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ' فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جو صادق ہیں سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب کسی بندہ سے گناہ سرزد ہو تو وضو کرے' نماز پڑھے اور اللہ تعالی سے اپنے گناہ کی بخشش چاہے تو اللہ تعالی ضرور اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ جب آدمی نے کہا میں بخشش مانگتا ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں پھر اس نے گناہ کیا پھر اسی طرح کیا پھر گناہ کیا' تین بار' چوتھی بار کبیرہ گناہ لکھا جائے گا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ میرے بندے! جو کچھ میں نے تجھ پر فرض کیا ہے ادا کر' تو سب لوگوں میں سے زیادہ عابد ہو جائے گا اور جن باتوں سے میں نے تجھ کو منع کیا ہے ہٹ جا تو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو جائے گا اور جو کچھ میں نے تجھے رزق دیا ہے۔ اس پر قناعت کر تو سب سے زیادہ غنی ہو جائیگا۔ اگرچہ ذاکر کو اس پاک ذات کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں ہے

چہ نسبت خاک را باعالم پاک

لیکن ذکر و مذکور کے درمیان ایک قسم کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے جو محبت کا سبب بن جاتا ہے اور جب محبت غالب ہو گئی تو پھر اطمینان کے سوا کچھ نہیں' جب کام دل کے اطمینان تک پہنچ گیا تو ہمیشہ کی دولت اس کو حاصل ہو گئی

ذکر گو ذکر تاترا جان است
پاکئ دل زذکر رحمٰن است

کیا آپ نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب صحبت ہی کے باعث انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سوا سب غیر صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں اگرچہ اویس قرنی اور عمر مروانی (عمر بن عبد العزیز) ہی کیوں نہ ہوں حالانکہ یہ دونوں حضرات صحبت کے سوا تمام درجات کی انتہا اور تمام کمالات کی آخری حد تک پہنچے ہوئے تھے۔

بہت مدت تک دل میں کھٹکتا رہا کہ کیا وجہ ہے کہ اس امت میں اکمل اولیا بہت گزرے ہیں مگر جس قدر خوارق حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ سے ظاہر ہوئے ہیں اس قدر خوارق ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے' آخر کار حق تعالی نے اس معمہ کا بھید ظاہر کر دیا اور معلوم کرا دیا کہ ان کا عروج اکثر اولیا اللہ سے بلند تر واقع ہوا ہے اور نزول کی جانب میں مقام روح تک نیچے اترے ہیں جو عالم اسباب سے بلند تر ہے۔

منقول ہے کہ ایک دن حسن بصری دریا کے کنارے کھڑے ہوئے کشتی کا انتظار کر رہے تھے تاکہ دریا سے پار ہوں' اسی اثناء میں خواجہ حبیب عجمی بھی آنکلے' پوچھا آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ فرمایا کشتی کا انتظار کر رہا ہوں۔ حبیب عجمی نے فرمایا کشتی کی کیا حاجت ہے کیا آپ یقین نہیں رکھتے؟ خواجہ حسن بصری نے کہا کیا آپ علم نہیں رکھتے۔ غرض خواجہ حبیب عجمی کشتی کی مدد کے بغیر دریا سے گزر کر چلے گئے اور خواجہ حسن بصری کشتی کی انتظار میں کھڑے رہے۔ خواجہ حسن بصری نے چونکہ عالم اسباب میں نزول کیا ہوا تھا اس لئے (کارکنان قضاوقدر) ان کے ساتھ اسباب کے وسیلے سے معاملہ فرماتے تھے اور حبیب عجمی نے چونکہ پورے طور پر اسباب کو نظرانداز کر دیا تھا اس لئے (کارکنان قضاوقدر) ان کے ساتھ اسباب کے وسیلے کے بغیر معاملہ کرتے تھے۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ لوگ کسی ولی سے خوارق نقل کرتے ہیں اور اس کو ان خوارق کی نسبت بالکل اطلاع نہیں ہوتی اور وہ اولیا جو صاحب علم و کشف ہیں جائز ہے کہ ان کو اپنے بعض خوارق پر اطلاع حاصل نہ ہو بلکہ ان کی مثالی صورتوں کو

(کارکنان قضاوقدر) متعدد مکانوں میں ظاہر کریں اور ان صورتوں سے دور دراز جگہوں میں عجیب و غریب کام ظہور میں لائیں کہ جن کی ان صورتوں کے صاحب کو ہرگز اطلاع نہیں ہے۔

پیر کی طرف کسی قسم کی کوتاہی یا عیب و نقص منسوب نہ کرے اور جو واقعہ بھی ظاہر ہو پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور واقعات کی تعبیر اسی سے دریافت کرے اور جو تعبیر طالب پر ظاہر ہو وہ بھی عرض کر دے اور اصول و خطا کو اسی سے طلب کرے اور اپنے کشفوں پر ہرگز بھروسہ نہ کرے۔

حیرانی سے اپنے بزرگوں کے طریق کو چھوڑ کر کبھی ذکر جہر سے تسلی حاصل کرتے ہیں اور کبھی سماع و رقص سے آرام ڈھونڈتے ہیں اور چونکہ ان کو خلوت در انجمن حاصل نہیں ہے اس لئے خلوت کا چلہ اختیار کرتے ہیں۔

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
این رہ کہ تومی روی بترکستان است

جب کسی مرید کے آنے میں کچھ خوشی و سرور پیدا ہو تو چاہیئے کہ اس بارہ میں التجا و تضرع کا طریق اختیار کر کے کئی استخارے کریں تاکہ یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس کو طریقہ سکھانا چاہیئے۔ استخارہ ہر امر میں مسنون و مبارک ہے لیکن یہ ضروری نہیں (خواب یا واقعہ یا بیداری میں ایسا امر ظاہر ہو جو اس کام کے کرنے یا نہ کرنے پر دلالت کرے۔ استخارہ کی تکرار کی حد سات مرتبہ تک ہے۔ اگر استخارہ ادا کرنے کے بعد پہلی توجہ میں کمی مفہوم ہو تو منع پر دلالت ہے۔

بعض مریدوں کو مقام شیخی تک پہنچنے سے پہلے کسی مصلحت کے پیش نظر ایک قسم کی اجازت دیدیتے ہیں۔ اور ایک لحاظ سے تجویز فرماتے ہیں کہ طالبوں کو طریقہ سکھائیں اور احوال و واقعات پر اطلاع پائیں۔ اس قسم کی تجویز و اجازت میں شیخ مقتدا کو لازم ہے کہ اس قسم کے مجاز مریدوں کو اس کام میں بڑی احتیاط برتنے کا امر کرے اور تاکید کے ساتھ غلطی کے مواقع کو ظاہر کر دیا کرے اور بار بار ان کے نقص پر اطلاع دیتا رہے اور مبالغہ کے ساتھ ان کے ناقص ہونے کو ظاہر کر دے۔ اس صورت میں اگر شیخ حق بات کے ظاہر کرنے میں سستی کرے تو وہ خائن ہے اور اگر مرید کو وہ باتیں بری معلوم ہوں تو وہ بد قسمت ہے۔ یہ کہ شیخ طریقت کی محبت و اخلاص پر اس طرح راسخ و ثابت قدم ہو تاکہ اس پر کسی قسم کے اعتراض کی ہرگز گنجائش نہ رہے۔ مریبوں کے احوال و مقامات کو شیر ببر کی طرح جاننا چاہیئے اور ان پر فخر و ناز نہیں کرنا چاہیئے۔

اور فقیر کے نزدیک سونے سے پہلے سو بار تسبیح و تحمید و تکبیر کا کہنا جس طرح پر کہ مخبر صادق (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے محاسبہ کا حکم رکھتا ہے اور محاسبہ کا کام دیتا ہے۔ گویا کہ وہ کلمہ تسبیح کے تکرار سے جو کہ توبہ کی کنجی ہے اپنی تقصیرات اور برائیوں سے عذر خواہی کرتا ہے اور حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کو ان امور سے جن کے باعث وہ ان برائیوں کا مرتکب ہوا ہے منزہ و مبرا ظاہر کرتا ہے۔ خوف اور دشمنوں کے غلبہ کے وقت امن و امان کے لئے سورہ لایلاف کا پڑھنا مجرب ہے ہر دن اور ہر رات کو کم از کم گیارہ گیارہ بار پڑھا کریں۔

ان بزرگوں کا طریق بعینہ اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریق ہے کیونکہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی ہی صحبت میں انتہا کے ابتداء میں درج ہونے کے طریق پر وہ کمال حاصل ہو جاتا تھا جو امت کے کامل اولیاء کو انتہا میں بھی شاذ و نادر حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا قاتل وحشی (رضی اللہ عنہ) جو کہ ایک ہی دفعہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت

میں پہنچا ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے جو کہ تابعین میں سب سے بہترین افضل ہوگیا۔ اسی سیر کے ضمن میں طے کر لیتے ہیں، اسی واسطے طریقہ نقشبندیہ تمام طریقوں سے اقرب ہے یہی وجہ ہے کہ دوسروں کی نہایت ان کی ابتدا میں مندرج ہوگئی

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

لطائف سبعہ کا بیان۔ "میرے مخدوم! یہ راہ جس کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں انسان کے سات لطیفوں کے مطابق سب سات قدم ہیں۔ دو قدم عالم خلق میں ہیں جن کا تعلق قالب (بدن عنصری) اور نفس کے ساتھ ہے اور پانچ قدم عالم امر میں ہیں جو کہ (لطائف) قلب و روح و سرو خفی و اخفی کے ساتھ وابستہ ہیں اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں دس ہزار پردے طے کرنے پڑتے ہیں خواہ وہ پردے نورانی ہوں یا ظلمانی' اِنَّ لِلّٰہِ سَبْعِیْنَ اَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُوْرٍ وَظُلْمَۃٍ (بیشک اللہ تعالی کے لئے نور و ظلمت کے ستر ہزار پردے ہیں)

درجات کے تفاوت کے لحاظ سے ترقی ہوتی جاتی ہے جیسا کہ اس راستہ کے سالکوں پر مخفی نہیں ہے اور ان ساتوں قدموں میں سے ہر ایک قدم میں اپنے آپ سے دور اور حق تعالی کے نزدیک ہوتا جاتا ہے حتی کہ ان قدموں کے پورا ہونے تک قرب بھی پورا ہو جاتا ہے پھر اس وقت فنا اور بقا سے مشرف ہوتے اور ولایت خاصہ کے درجہ تک پہنچ جاتے ہیں۔

اس مرتبہ مقدسہ میں جس کو ہم نے حقیقت قرآن مجید کہا ہے نور کے اطلاق کی بھی گنجائش نہیں ہے اور تمام کمالات ذاتیہ کی طرح نور بھی راہ ہی میں رہ جاتا ہے اوپر ایک اور بہت بلند مرتبہ ہے جس کو حقیقت صلوۃ کہتے ہیں جس کی صورت عالم شہادت میں منتہی نمازیوں کے ساتھ قائم ہے

لطائف عشرہ ولایت سہ گانہ کی تشریح قلب و روح و سرو خفی و اخفی جو انسانی عالم صغیر کے اجزا ہیں ان کے اصول عالم کبیر میں ہیں لطائف کے اصول کا ظہور عرش کے اوپر ہے جو لامکانیت سے موصوف ہے یہی وجہ ہے کہ عالم امر کو لامکانی کہتے ہیں۔

عالم امر کے ہشگانہ لطائف و مراتب کا عروج اس دائرہ اسما وشیونات کی انتہا تک ہے اس کے بعد اگر محض فضل خداوندی جل شانہ سے زیادہ ترقی واقع ہو جائے تو ان کے اصول کے دائرہ میں سیر واقع ہوگی بعد دائرہ فوق کی ایک قوس (قطعہ دائرہ) ظاہر ہوگی اس کو بھی قطع کرنا پڑتا ہے، قوس کے سوا ظاہر نہیں ہو یہاں کوئی راز ہو گا یہ اصول محض اعتبارات ہیں ان اصول کے کمالات کا حاصل ہونا نفس مطمئنہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اطمینان شرح صدر اور سالک اسلام حقیقی سے مشرف ہوتا ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں نفس مطمئنہ صدارت کے تخت پر جلوس فرماتا ہے اور مقام رضا پر ترقی کرتا ہے یہ مقام ولایت کبری یعنی ولایت انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی انتہا کا مقام ہے۔

جب اس فقیر کی سیر یہاں تک ہو چکی تو وہم و خیال میں آیا کہ شاید سب کام ختم ہو چکا ہے۔ اتنے میں آواز آئی کہ یہ سب کچھ ابھی اسم ظاہر کی تفصیل تھی جو کہ پرواز کے لئے ایک بازو ہے اور اسم باطن جو کہ عالم قدس کی طرف پرواز کرنے کے لئے دوسرا بازو ہے ابھی درپیش ہے اور جب تو اس کو بھی مفصل طور پر سرانجام کریگا تو پرواز کے لئے دو بازو تجھے حاصل ہوں گے جب اللہ تعالی کی عنایت سے اسم باطن کی سیر بھی انجام پاچکی تو دو بازو میسر ہوگئے

الدنیا مزرعۃ الآخرۃ

مثلاً کہا گیا ہے کہ پنجگانہ عالم امر کو طے کر کے ان کے اصول میں سیر کرے تاکہ دائرۂ امکان تمام ہو جائے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حق تعالی کے جذب عنایت کے لئے بعید نہیں ہے کہ اس قدر مدت دراز کے کام کو ایک لحظہ میں میسر کردے

برکریماں کارہا دشوار نیست

(وصول کی منزلیں کبھی ختم نہیں ہوتیں) اور مشائخ نے ان مراتب کی سیر کے پورا ہونے کو ناممکن سمجھا ہے

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں
بمیرد تشنہ مستقی و دریا ہمچناں باقی

اور جب اللہ تعالی کی عنایت اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے اس سیر کو بھی انجام تک پہنچایا تو مشہود ہوا کہ اگر بالفرض ایک قدم اس سیر میں اور بڑھائے تو عدم محض میں پڑے گا تو یہ وہم نہ کرے کہ عنقا شکار ہو گیا اور سیمرغ جال میں پھنس گیا

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں
کا نجا ہمیشہ بادبدست ست دام را

کیونکہ اس کے بعد وہ حق سبحانہ و تعالی وراء الوراء ثم وراء الوراء ثم وراء الوراء ہے

ہنوز ایوان استغنا بلند ست
مرا فکر رسیدن ناپسند ست

بعض کامل مراد مندوں کو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے طفیل عظمت و کبریائی کے ان پردوں میں جگہ دیتے ہیں اور بارگاہ کا محرم بناتے ہیں وہ بیان سے باہر ہے)

نسبت نقشبندیہ ہے جس کی ابتدا میں انتہا مندرج ہے اسی بنیاد پر بہت سی عمارتیں اور کئی قسم کے محل بنائے گئے ہیں اگر یہ بنیاد نہ ہوتی تو معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا یعنی بخارا و سمرقند سے اس بیج کو لا کر زمین ہند (سرہند) میں بویا جس کا خمیر مدینہ طیبہ و مکہ معظمہ کی خاک سے ہے اور فضل کے پانی سے کئی سالوں تک اس کو سیراب کیا اور احسان کی تربیت سے اس کی پرورش کی جب وہ کھیتی کمال تک پہنچ گئی تو ان علوم و معارف کا ثمرہ اس سے حاصل ہوا۔

بندہ ہمیشہ بندہ ہے اور خدا ہمیشہ خدا ہے۔ وہ لوگ زندیق ہیں جو فنا و بقا کو وجودی تصور کرتے ہیں۔ سبحان اللہ! بعض لوگ کج بینی سے ولایت کو نبوت سے افضل جانتے ہیں اور شریعت کو جو لب لباب ہے پوست سمجھتے ہیں بیچارے کیا کریں ان کی نظر شریعت کی صورت تک ہی محدود ہے مغز کا کچھ بھی حصہ ان کے ہاتھ نہیں آیا۔

کمالات نبوت دریائے محیط کا حکم رکھتے ہیں اور کمالات ولایت ان کے مقابلہ میں ایک قطرہ کا حکم رکھتے ہیں

حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ بچپن میں عام بچوں کی طرح نہیں رویا کرتے تھے اور بول و براز کا کپڑوں پر کہیں نشان نہیں ہوتا تھا۔ اگر اتفاقاً ننگے ہو جاتے تو فوراً اپنے آپ کو ڈھانپ لیتے، آپ دایہ سے کبھی دودھ نہ مانگتے وہ خود ہی آپ کے دہن مبارک میں پستان رکھتی تو آپ دودھ پی لیتے۔ ماہ رمضان میں دن کے وقت ہرگز ہرگز دودھ نہ پیتے تھے ہر چند دایہ دودھ پلانا چاہتی لیکن آپ منہ پھیر لیتے، نماز مغرب کے بعد پیٹ بھر کر دودھ پیا کرتے ایک دفعہ ماہ رمضان المبارک کے چاند کے متعلق لوگوں کو شبہ ہوا کہ نکلا ہے یا نہیں، حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا کہ دریافت کرو کہ آج محمد معصوم نے دودھ پیا ہے یا نہیں، معلوم ہوا کہ نہیں پیا، حضرت نے فرمایا کہ آج سے ماہ رمضان المبارک شروع ہے۔

حضرت آدم بنوری امی تھے شروع میں علوم ظاہری حاصل نہ تھے کہ ایک روز ہاتف غیب نے ندا کی اے شیخ آدم قرآن کیوں نہیں پڑھتے" عرض کیا کہ بار الٰہا تو قادر مطلق ہے اب بھی تعلیم فرما سکتا ہے۔ اسی وقت ایک نورانی ہاتھ ظاہر ہوا اور اس نے آپ کے سینہ بے کینہ کو مس کیا۔ قرآن شریف حفظ ہو گیا اور ظاہری علوم بھی حاصل ہو گئے۔

آپ کی خانقاہ میں ہزار سے زائد طلبائے معرفت روزانہ جمع رہتے تھے اور ان کو لنگر سے کھانا تقسیم کیا جاتا تھا آپ کے خلفا کی تعداد ایک سو اور مریدین کی تعداد ایک لاکھ بتائی جاتی ہے۔

اصلاح المسلمین ہر نوع کی حمد و ثنا ہر جنس کا شکر و سپاس اور ہر قسم کی تعریف و توصیف اس خداوند بزرگ و برتر ہی کے لائق و سزاوار ہے جس نے مردوں کے چہروں کو ریش یعنی داڑھی سے زینت بخشی اور عورتوں کی گردنوں کو زلفوں اور چوٹیوں سے مزین کیا اور رحمت اکمل اور سلام اتم ہو اس ذات عالی صفات پر جسے اللہ تعالیٰ نے شفاعت عظمٰی کے لیے مخصوص و منتخب فرمایا اور اعلیٰ مراتب سے مشرف فرمایا اور ان کے آل و اصحاب پر بھی رحمت و سلامتی ہو جو آسمان ہدایت کے ستارے ہیں اور بڑی خوبیوں اور صفات عالیہ کے مالک ہیں۔

فی زمانہ اولاد کی طرف سے والدین کی، چھوٹوں کی طرف سے بزرگوں کی، بیباکانہ نافرمانی، بیویوں کی جانب سے اپنے شوہروں کی بلا تکلف دل آزاری، عمومی طور پر عورتوں کی حجاب و پردہ شرعی سے لاپروائی نے ایک تباہ کن سیل بے پایاں اور مہلک سیلاب کی شکل اختیار کر لی ہے جس نے عوام ہی نہیں بلکہ خواص کو بھی اپنی زد اور لپیٹ میں لے لیا ہے الا ماشاء اللہ اور سب اس کی تیز روانی اور طوفانی بہاؤ میں خس و خاشاک کی طرح بہے چلے جا رہے ہیں اور ان کے تباہ کن، ہلاکت خیز عواقب و نتائج سے یکسر چشم پوشی کی جا رہی ہے

گر تو میخواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

سورہ فاطر آیت ۳۴ یعنی اللہ تعالیٰ کا بے پایاں کرم و انعام ہے کہ اس نے دائمی جنت میں اور ہمیشہ قیام کے مقام پر پہنچا دیا ورنہ تو ہمارا اس پر کوئی حق واجب نہ تھا کہ اس کا استحقاق جتاتے، یہ وہ مقام ہے کہ جہاں نہ ہمیں کوئی محنت و مشقت ہے نہ تکلیف و کلفت اور نہ بے آرامی و تکان۔

برادران عزیز! اگر یہاں اچھا اور نیک عمل کرو گے تو اللہ کے فضل سے جنت کے مالک بن جاؤ گے، دائمی زندگی عیش و عشرت میں بسر کرو گے برادران یہ دنیا و متاع دنیا عارضی اور فانی ہے موت سر پر کھڑی ہے، نہ معلوم کب حملہ آور ہو اور اس زندگی کو ختم کر دے قبر کا دو گز کا گڑھا ہمارا مقام ہو گا جہاں صرف عمل ہی کام آئے گا اگر عمل اچھا ہے تو قبر سر سبز و شاداب باغیچہ ہو گی ورنہ آگ کا گڑھا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محفوظ رکھے

جب ماں باپ بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے گھن نہ کرو اور جس طرح تمہارے بہت چھوٹے ہونے کے زمانے میں تمہارا بول و براز وہ صاف کرتے تھے اسی طرح ایام پیری میں ان کا بول و براز صاف کرنے سے تم بھی نفرت نہ کرو اور ان کو اف بھی نہ کہو اِخۡفِضۡ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ اور دونوں کے لئے اپنے عاجزی کے بازو بچھا دو یعنی ان کے سامنے زمین بن جاؤ۔ عاجزی اور تواضع کا اظہار کرو حضرت عروہ بن زبیر نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ ان سے نرمی کرو جس چیز کو وہ چاہتے ہوں ان کو دیا کرو ممانعت مت کرو من الرحمۃ انتہائی رحم کی وجہ سے یعنی یہ خیال کرو کہ کل تم ان کے انتہائی محتاج تھے آج وہ تمہارے انتہائی محتاج ہو گئے اس بات کا خیال کرو اور ان پر ترس کھاؤ

ان کے لئے دعا کرو اور کہو اے میرے رب ان پر رحمت فرما جیسے انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا' پرورش کیا تھا۔ والدین مومن ہوں یا کافر سب کے لئے دعا کافر کے لئے دعا رحمت کا مطلب مسلمان ہونے کی توفیق دے'۔

والدین کی فرمانبرداری کے معاملے میں تمہاری نیتوں کو اللہ خوب جانتا ہے اگر ثواب کی امید پر اللہ تعالی کے حکم کی تعمیل میں فرمانبرداری اور خدمت کرو گے تو اس کا نتیجہ نیت کے موافق ہوگا

تمہاری وہ خطائیں بھی معاف فرمادے گا جو بلا ارادہ ان کی فرما نبرداری اور خدمت کے تعلق سے ہوئی ہے بلا ارادہ اچانک کوئی بے ادبی یا بد سلوکی ہو گئی اور نیت ان کی ٹھیک ہی ہو تو اس کی پکڑ نہ ہو گی صوفیہ فرماتے ہیں عبادت کے معنی یہ ہیں کہ بندہ زندہ متحرک بالا رادہ اور فعل و عمل میں کسی درجہ مختار ہونے کے باوجود ایسا ہو جائے جیسے میت غسال کے ہاتھ میں ہوتی ہے جدھر پلٹادے ادھر پلٹ جاتی ہے اسی طریقہ سے انسان اپنے خالق کے احکام کے سامنے اپنا سر جھکادے بالوالدین احسانا" اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو (اور ان کی نافرمانی نہ کرو) حضرت معاذ کا بیان ہے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں کی نصیحت فرمائی تھی منجملہ ان کے دو باتیں یہ ہیں کہ اللہ کا ساجھی قرار نہ دینا خواہ تجھے قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے اور ماں باپ کی نافرمانی نہ کرنا خواہ وہ بیوی اور مال چھوڑنے کا حکم دیں۔

جس نے نمازوں کے بعد ماں باپ کے لئے دعا خیر کی اس نے ماں باپ کا شکر ادا کیا

ماں باپ خواہ کافر ہوں لیکن اگر صاحب احتیاج ہوں تو ان کی مالی مدد کرنا اور قرابتداری کو نہ توڑنا واجب ہے حضرت ابو بکر کی صاحبزادی اسماء کا بیان ہے میرے پاس میری ماں آئیں اس زمانہ میں وہ مشرکہ تھیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں آئی ہیں اور مدد کی خواہش مند ہیں کیا میں ان کے ساتھ قرابتداری کا سلوک کر سکتی ہوں فرمایا ہاں ان سے قرابت کا تعلق جوڑے رکھو (متفق علیہ)

جو شخص اپنے ماں باپ کے معاملہ میں صبح کو اللہ کا فرمانبردار ہوتا ہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

جو ماں باپ کا فرمانبردار اپنے والدین کی طرف رحم و الفت کی نظر سے دیکھتا ہے اللہ تعالی ہر بار نظر کرنے کے عوض اس کے لئے حج مقبول کا ثواب ضرور لکھ دیتا ہے خواہ ہر روز سو بار دیکھے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میری بیوی تھی مجھے اس سے محبت تھی اور میرے والد حضرت عمرؓ اس سے ناراض تھے مجھ سے فرمایا بیٹا اس کو طلاق دے دو میں نے ان کی بات نہ مانی تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دے دو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو یہ بات پسند ہو کہ اس کی عمر میں برکت ہو اور رزق میں فراخی ہو تو اسے چاہیے کہ وہ والدین کو خوش رکھے (رواہ احمد)

بنی اسرائیل میں ایک نیک آدمی کا نیک فرزند تھا والد نے حالت حیات میں ایک گائے کا بچھڑا جنگل میں چھوڑ دیا اور اللہ کے پاس امانت رکھوایا' اس کے حوالہ کیا کچھ عرصے کے بعد وہ فوت ہو گیا بچھڑا جنگل میں چرا کرتا تھا جو اسے دیکھتا تو اس سے دور بھاگتا تھا جب وہ لڑکا جوان ہوا (نیک نکلا) والدہ کا بہت تابعدار تھا رات کے تین حصے کرتا تھا جب ایک حصہ خواب آرام اور استراحت کے لئے ایک حصہ عبادت کے لئے ایک حصہ ماں کی خدمت کے لئے وقف تھا۔ سویرے جنگل میں جا کر لکڑیاں لا کر بازار میں فروخت

کرتا تھا جس کا ایک حصہ اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا تھا ایک حصہ والدہ کو دیتا تھا اور ایک حصہ اپنا گزارہ کرتا تھا ایک دن اس کی والدہ نے کہا بیٹا تیرا باپ تیرے لئے فلاں جنگل میں ایک گائے میراث چھوڑ گیا ہے جو سپرد خدا ہے تو جا اور یہ کہہ کر آواز دے کہ اے ابراہیم و اسماعیل کے معبود وہ گائے عنات فرمادے جو جنگل میں گیا تو اسے چرتے دیکھ کر ماں کے فرمان کے مطابق اس کو آواز دی اور گائے بحکم الٰہی دوڑ کر سامنے آگئی جوان گردن پکڑ کر کھینچنے لگا گائے بولی اے ماں کے خدمت گزار مجھ پر سوار ہو لے تجھے آرام ملے گا جواب دیا ماں کا یہ حکم ہے سوار ہونے کا نہیں گائے بولی اے جوان اگر تو میرے کہنے سے سوار ہو جاتا تو میں ہرگز تیرے قابو میں نہ آتی۔

تیری ماں کی اطاعت کے سبب تیرا مرتبہ اتنا بلند ہے کہ اگر تو پہاڑ کو چلنے کا حکم دے تو وہ بھی تیرے کہنے سے چلنے لگے گا۔

ماں نے کہا تین دینار (تین اشرفی) میں فروخت کرنا جب بیچنے لگے تو پھر بھی مجھ سے پوچھ لینا مہ یان اللہ نے ایک فرشتہ بھیجا آتے ہی اس نے قیمت پوچھی جوان نے کہا تین دینار مگر شرط یہ ہے کہ میں ماں سے پوچھ لوں فرشتہ نہ کہا مجھ سے چھ دینار لے اور گائے مجھے دے دے ماں کے پوچھنے کی ضرورت نہیں جوان نے کہا تو اگر مجھے اس کے برابر سونا بھی تول دے تو تب بھی میں اپنی والدہ کی رضامندی کے بغیر نہ دوں گا یہ کہہ کر اپنی والدہ کے پاس آیا اور یہ کیفیت بیان کی ماں نے کہا جاؤ چھ دینار میں فروخت کردو مگر پھر خریدار سے میری رضامندی کی شرط لینا اس خریدار غیبی نے کہا تو اپنی ماں سے نہ پوچھ اور مجھ سے بارہ دینار لے لے جوان نے انکار کیا اور ماں کے پاس آیا اور سارا واقعہ بیان کیا' ماں نے کہا وہ فرشتہ ہے تیرا امتحان لیتا ہے اب اگر اس سے ملاقات ہو تو یہ پوچھنا کہ ہم اس کو فروخت کریں یا نہ کریں جب وہ بازار گیا اور اس سے ملاقات ہوئی تو جوان نے فروخت کرنے یا نہ کرنے کے متعلق دریافت کیا اس نے کہا اپنی والدہ سے کہنا کہ ابھی اسے فروخت نہ کریں۔ موسیٰ علیہ السلام تم سے ایک مقتول کے بدلہ کے معاوضے میں اسے خریدیں گے تم اسے کھال بھر دینار سے کم میں فروخت نہ کرنا۔ بنی اسرائیل نے اس کو کھال بھر سونے کے عوض خریدا۔

حقوق زوجین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا اچھی عورت کون سی ہے فرمایا جس کے دیکھنے سے اس کا شوہر خوش ہو' شوہر کے حکم کی اطاعت کرے اور اپنے مال و جان میں شوہر کی ایسی مخالفت نہ کرے جو شوہر کو ناگوار ہو دوسری روایت میں ہے کہ اپنی آبرو اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے (ترمذی)

فرمایا اور جن عورتوں کی بد دماغی کا تم کو اندیشہ ہو اللہ کے عذاب سے ان کو ڈراؤ اور خواب گاہوں میں انہیں تنہا چھوڑ دینے اور مارنے کی دھمکی دو کارگر ثابت نہ ہو تو عورتوں کو اپنے لحافوں اور چادروں کے اندر نہ آنے دو اور ان سے منہ پھیر کر لیٹ جاؤ اگر یہ علاج بھی کارگر نہ ہو تو اضربوھن ان کو مارو شوہر بیوی کو ہلکا مارے اور خوش طبعی کا کلام نہ کرے تاکہ بے ادب نہ ہو جائے۔

فرمایا اے لوگو! اللہ سے ڈرتے رہو' عورتوں کو تم نے اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے حکم سے ان کی شرمگاہوں کو اپنے لئے حلال بنایا ہے (یعنی نکاح کے ذریعہ سے) ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو دوسروں سے پامال نہ کرائیں کہ تم کو ناگوار ہو' اگر وہ ایسا کریں تو ان کو اس طرح مارو کہ زخم نہ ہو جائے اور ان کا بھی تمہارے اوپر حق ہے نان نفقہ اور لباس دستور کے مطابق

عبداللہ بن زمعہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام کی طرح کوڑے نہ

مارے یعنی یہ حرکت بڑی نازیبا ہے کہ صبح کو تو بیوی کو غلام کی طرح کوڑے مارو اور پچھلے دن میں اس سے زن و شو کے تعلقات قائم کرنے پر تیار ہو جاؤ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ایسے لوگ تم میں اچھے آدمی نہیں ہیں جو عورتوں کو دکھ پہنچاتے اور شکایات کا موقع دیتے ہیں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سب سے اچھا شخص وہ ہے، جو اپنی بیوی کے لیے اچھا ہے اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے اچھا ہوں۔

زن بد درسرائے مرد نکو
ہمدریں عالم است دوزخ او

حضرت عمرؓ نے فرمایا عورتیں تین طرح کی ہوتی ہیں ایک وہ جو پاک دامن نرم گو خوش اخلاق شوہر سے محبت کرنے والی اور بکثرت اولاد پیدا کرنے والی ہوتی ہے، مصیبت کے وقت شوہر کی مدد کرتی ہے اور مصیبت میں مزید اضافہ کا سبب نہیں بنتی اور ایسی عورتیں بہت کم ہیں (یہ دنیا کی جنت ہے) دوسری وہ عورت ہے جو صرف اولاد پیدا کرتی ہے اس سے آگے کچھ نہیں یہ گزارہ کے لئے کافی ہے تیسری وہ عورت ہے جو کینہ پرور، بد دماغ ہوتی ہے اور اسے جس کے گلے میں اللہ چاہتا ہے باندھ دیتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کے گلے سے اتار دیتا ہے ورنہ وہ کم بخت گلے کا ہار بنی رہتی ہے

ہندوستان میں شوہر مرجائے تو عورت کو اس کے ساتھ زندہ جلا کر ستی کر دیا جاتا تھا

رحمت عالم سید الاولین والآخرین دنیا میں تشریف لائے ضابطہ حیات جس کا نام اسلام ہے دنیا کے سامنے رکھا عورتوں کو انسانیت کے مقام پر بٹھایا عورت اپنے نفس کی مالکہ بن گئی میراث میں حق دار بنا دی گئی اور عورتوں کا حق مثلاً نکاح کا حق ادا کرنا حسن سلوک سے رہنا ایک دوسرے کو نہ ستانا بلکہ آپس میں ایک دوسرے کی خوشی کا لحاظ رکھنا چنانچہ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لئے ویسی ہی زینت کروں جیسے وہ مجھے خوش کرنے کے لیے زینت کرتی ہے

آپؐ نے فرمایا جب تم کھاؤ ان کو بھی کھلاؤ اور جب تم پہنو ان کو بھی پہناؤ اور کبھی منہ پر نہ مارو، انہیں برا مت کہو اور کبھی ان سے کشیدگی روا نہ رکھو اچھے لوگ تم میں وہی ہیں جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھی طرح رہیں

فرمایا جس وقت شوہر اپنی بیوی کو بلائے تو اسے اس کے پاس آجانا چاہیے اگرچہ تندور پر روٹی پکا رہی ہو ان حقوق کی نگہداشت کریں

شوہر کا حق بیوی پر بہت زیادہ ہے کہ سوائے خدائے وحدہ لاشریک لہ کے کسی اور کے لئے کسی قسم کا سجدہ جائز نہیں بالفرض اگر جائز ہوتا تو بیوی کے لئے ہوتا کہ وہ شوہر کو تعظیماً سجدہ کرے

ترجمہ ابو ہریرہؓ سے مرفوع حدیث ہے اگر شوہر اپنی بیوی کی اپنی خوابگاہ میں بلائے اور وہ انکار کر دے اس کے پاس آنے سے اور شوہر رات بھر ناراض رہے تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے ہیں اور شوہر کی خوشی رب کی خوشی کا سبب ہے قیامت کے روز عورت سے پہلا سوال نماز کے بارے ہوگا اور اس کے بعد شوہر کے حقوق کا۔

شوہر کو چاہیے کہ گھر کا دروازہ مقفل رکھے اور والدین کے علاوہ ہر کس و ناکس کی آمدورفت پر پابندی لگادے

ہر وہ عورت جو گھر کے اندر رہ کر مردوں کے لئے دعا خیر کرے تو اللہ تعالیٰ ایک حج اور ایک عمرہ کے ثواب دے گا ضروری دینی مسائل خود جانتا ہے تو بتادے ورنہ کسی عالم سے دریافت کرکے بتا

دے (اگر شوہر یہ کام نہ کرے تو بلا اجازت شوہر کے گھر سے نکل سکتی ہے کیونکہ شرعی ضرورت ہے) اور یہ بھی بیوی کا شوہر پر حق ہے کہ اس کو حلال رزق کھلائے اس کے لئے حلال رزق اس کے باطن میں نور پیدا کرے گا۔ اور بیوی کا شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ اس پر ظلم نہ کرے، اس کو نہ ستائے اور بیوی کا شوہر پر یہ بھی حق ہے کہ اس کی قولی یا فعلی زیادتی کو حتی الامکان برداشت کرتا رہے تاوقت کہ خلاف شریعت نہ ہو

اذیت والی باتوں کو برداشت کرے اور ان کی اصلاح کی کوشش کرتا رہے اور دین کی طرف ہر وقت ترغیب دیتا رہے اور کسب حلال سے ان کو نفقہ پورا کرتا رہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو خرچ مرد اپنے اہل وعیال پر کرتا ہے یہ اس کا صدقہ ہے اللہ پاک اس پر اجر دیتا ہے اس آدمی کو جو اللہ تعالی کی رضا کے لئے اپنی بیوی کے منہ میں نوالہ رکھتا ہے اور جو کچھ اپنی بیوی بچوں اور خادموں پر خرچ کرتا ہے یہ سب اس کا صدقہ ہے اور اپنے بیوی بچوں پر صدقہ کرنے والا، زکوۃ دینے والے سے زیادہ بہتر ہے

فرمایا نامحرم کو دیکھنے والے پر اللہ کی لعنت ہے اور جس عورت کو دیکھا جائے اس پر بھی (رواہ البیہقی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی اجنبی عورت کی خوبصورتی کو اچانک دیکھ کر آنکھ بند کر لیتا ہے اللہ تعالی اس کے لئے عبادت میں احساس حلاوت پیدا کرتا ہے (رواہ احمد)

فرمایا برہنگی سے بچے رہو کہ تمہارے ساتھ ہر وقت ایسی (پاکباز اور مقدس) ہستیاں رہتی ہیں ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی نے اپنے بندوں پر حج فرض کیا، لیکن میرے والد اتنے بوڑھے ہیں کہ وہ سواری پر بھی فریضہ حج ادا کرنے سے قاصر ہیں اگر میں ان کی طرف سے حج کر لوں تو ان کا فریضہ حج ادا ہو جائے گا آپؐ نے فرمایا ہاں ہو جائے گا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فضل بن عباس آپؐ کے ردیف تھے یعنی آپؐ کے پیچھے سوار تھے، وہ یعنی فضل بن عباسؓ اس عورت کو دیکھنے لگے اور وہ عورت بھی ان کو دیکھنے لگی، اس صورت حال کو ملاحظہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فضل بن عباسؓ کا رخ، دوسری جانب کر دیا (تاکہ عورت اس کو نہ دیکھ سکے)

ایک مرتبہ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ اور ام المومنین حضرت میمونہؓ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھیں اتنے میں حضرت ابن ام مکتومؓ (نابینا) آگئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں سے فرمایا تم دونوں پردے میں ہو جاؤ

بدن پر جو کپڑا ہے وہ زینت کا باعث ہے اس لئے اس کا ظاہر کرنا بھی جائز نہیں، البتہ اوپر کا برقعہ لمبی چادر کوئی دیکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے

مسلمان عورتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ ایسا نہ کریں بلکہ دوپٹہ کے دونوں پلے ایک دوسرے سے الٹ دیں تاکہ یہ تمام اعضا چھپ جائیں اور سینے کا ابھار بھی نظر نہ آئے جس طرح چہرہ محل زینت ہے اسی طرح سینہ کا ابھار بھی عورت کے جسم اور سینہ کی رونق ہے اس لئے اس کا چھپانا بھی ضروری ہے۔

اسی بنا پر نماز میں حنفی مذہب میں عورت کے لئے یہ حکم ہے کہ قیام میں دونوں ہاتھ اپنے سینہ پر رکھے تاکہ سینہ مستور اور چھپا رہے اس زمانہ میں عورتیں حقیقتاً" برہنہ ہوتی ہیں کہ لباس میں رہنے کے بعد بھی ان کے جسم کا ہر حصہ اور ابھار نمایاں نظر آتا ہے العیاذ باللہ

اصلی مقصد زینت سے شوہروں کو خوش کرنا ہے عورت مرد کو ضرورتاً" ایک دوسرے کے تمام بدن کو دیکھنا جائز ہے۔

عورت دوسری عورت کے سامنے اپنی زیب و زینت اور بناؤ سنگار کا اظہار کر سکتی ہے خواہ وہ مومنہ ہو یا غیر مومنہ ناف سے زانو تک بدن کا حصہ باہم منکشف اور عریاں کرنا ان میں بھی جائز نہیں۔

ان کے علاوہ اسلام میں ہر مرد سے پردہ فرض ہے بہت سی عورتیں کہتی ہیں کہ پیر صاحب سے کیا پردہ' یہ میرے رشتہ دار ہیں ان سے پردہ کی کیا ضرورت ہے اور اپنے پاؤں زمین پر نہ ماریں تاکہ ان کی چھپی ہوئی زینت کا اظہار ہو اور ان کا چھپا ہوا زیور لوگوں کو معلوم ہو جائے عورت کی آواز بھی عورت ہے عورت کا عورت ہی سے قرآن سیکھنا افضل ہے امام کو کسی سہو پر لقمہ دیئے وقت عورتوں کے لئے تالی بجانا ہے عورت نماز میں جہر سے قرائت کرے گی تو نماز فاسد ہو جائے گی غیر محرم مرد سن لیں جب عورت کسی شدید ضرورت سے گھر سے باہر نکلے کوئی خوشبو وغیرہ نہ لگائے مہک کا پہنچنا بھی ناجائز ہے

حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے کہ ہم گنتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مجلس میں سو بار فرماتے تھے کہ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ تُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ (رواہ الترمذی)

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد
بسا ایں آفت از گفتار خیزد

یعنی عشق صرف دیکھنے ہی سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات یہ آفت گفتار اور ہم کلامی سے بھی پیدا ہوتی ہے

مسئلہ اجنبی مردوں سے کلام کے وقت عورت کو حکم ہے کہ لہجہ میں درشتی اختیار کرے تاکہ میلان و لالچ کا احتمال ہی باقی نہ رہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر غیر آدمی سے گفتگو کرنے سے منع فرمایا ہے (طبرانی)

اجماع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے' جیسے حج یا عمرہ کی غرض سے محرم لے ساتھ سفر کرنا' والدین کی عیادت کے لیے جانا' اور ایسی صورت میں جب کہ اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہو تو ضرورت زندگی کی تکمیل اور خرید و فروخت کے لئے نکلنا اور بشرط مجبوری و اضطرار محنت مزدوری اور ملازمت وغیرہ سے کسب معاش کرنا لیکن ان تمام ضرورتوں اور مجبوریوں کی وجہ سے باہر نکلنے کی حالت میں اظہار زیب و زینت اور آرائش و زیبائش کی حرمت اپنی جگہ برقرار ہے کسی حالت میں بھی اس کے جواز و حلت کی گنجائش ہرگز نہیں ہے

حضرت ام سلمہؓ کی روایت ہے کہ جب آیت انما یرید اللہ الخ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی' فاطمہ' حسن حسین (رضی اللہ عنہم) کو بلایا اور انہیں اپنی کملی میں چھپالیا' پھر فرمایا اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں' ان سے گندگی دور فرما دے اور انہیں خوب اچھی طرح پاک فرما

ازواج مطہرات تو نص قرآنی سے اہل بیت ہیں کیونکہ آیت کا نزول ہی ان کے حق میں ہوا ہے اور ان کے علاوہ مذکورہ چاروں حضرات بھی رسول کریم علیہ التحیتہ والتسلیم کے ارشاد کے مطابق اہل بیت نبی میں شامل و داخل ہوئے نزول آیت کے اعتبار سے صحابہ کرام کو یہ حکم ازواج مطہرات نبی کے تعلق سے دیا گیا ہے لیکن امت اجابت کے تمام مردوں کے لئے عام مومن عورتوں کے تعلق سے بھی یہی حکم ہے جس میں کسی قسم کا استثناء نہیں ہے چنانچہ ازواج مطہرات کے دلوں کی پاکی و پاکیزگی کا ذمہ خود خدا نے لے لیا ہے جو یذہب عنکم الرجس میں پوری تفصیل سے بیان ہوا ہے و نیز اس کے مخاطب صحابہؓ کرام ہیں جو اس قسم کے وساوس و خطرات اور ارادوں سے پاک ہیں اس لئے کہ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جن کی پاکبازی فرشتوں کی پاکبازی سے افضل و اعلیٰ ہے جو اس مصرع کا مصداق تھے۔

فراست کی بین دلیل ہے حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے صحابہ کرام سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ' عورت کے لئے کیا چیز بہتر ہے' سب خاموش رہے کسی نے کچھ جواب نہیں دیا اور میں نے فاطمہ الزہرا سے وہی دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہ لا یرین الرجال ولا یرو نھن یعنی عورتوں کے لئے یہ بہتر ہے کہ وہ مردوں کو نہ دیکھیں اور مرد بھی ان کو نہ دیکھیں میں نے یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو نقل کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا صدقت انھا بضعۃ منی انہوں نے درست کہا ہے بے شک وہ میرا ٹکڑا ہیں یعنی میری دختر اور میرا جگر گوشتہ ہیں

باوجود ان کے سمجھانے کے نوشتہ ازل راچہ علاج شیطان نے آدم و حواء کو اللہ پاک کی ذات پر جھوٹی قسم سے دھوکے میں ڈالا اور کہا کہ دیکھو میں تمہارا خیر خواہ ہوں۔ اس جنت میں ہمیشہ رہنے کے لئے تمہیں ترکیب بتاتا ہوں۔ آدم علیہ السلام نے سمجھا کہ اللہ پاک کے نام پر کون جھوٹی قسم کھائے گا' واقعی یہ میری خیر خواہی کرتا ہے تو ابلیس سے کہا' بتاؤ کیا ترکیب ہے تو ملعون نے شجرہ ممنوعہ کو اشارہ کیا اور کہا کہ شجرۃ الخلد ہے اس کی یہ تاثیر ہے کہ اس کے کھانے کے بعد ہمیشہ جنت میں رہو گے اور بادشاہی کی زندگی بسر کرو گے آدم علیہ السلام کے ذہن سے یہ بات نکل گئی تھی کہ اللہ پاک نے اس درخت کے کھانے سے منع کیا تھا چنانچہ میاں بیوی نے کھالیا کھاتے ہی فوراً" دونوں کا لباس جو زیب تن تھا بدن سے اتر گیا' دونوں برہنہ ہو گئے شرم کے مارے جنت کے درختوں کے پتے لے کر اپنے بدن سے چپکانے لگے ادھر سے حکم آیا نکل جاؤ جنت سے میں نے تم کو اس درخت کے کھانے سے منع نہیں کیا تھا چنانچہ آدم و حوا دنیا میں آگئے تو شیطان کی آدم علیہ السلام سے پہلی دشمنی ان کو سجدہ نہ کرنے کی دوسری دشمنی ان کو جنت سے ننگا کرنے کی اور تیسری جنت سے نکالنے کی تدبیر۔ تو کیا ایسا پکا دشمن آدم کی اولاد کو دنیا میں اللہ کے احکام کی بجا آوری کے لئے چھوڑے گا؟ گناہوں کی ترغیبیں اور ترغیب قسم قسم کے حیلوں سے ان کی نظروں میں پیش نہیں کرے گا؟ ضرور کرے گا ضرور کرے گا اسی لئے اللہ پاک فرماتا ہے فاتخذوہ عدوا"

ارشاد فرمایا میں نے آدم علیہ السلام کو پہلے سے بتایا تھا کہ اس درخت کے قریب مت جاؤ سو اس سے بھول ہو گئی اس نے کھالیا اور ہم نے اس کو دل میں کھانے کا عزم یعنی پختہ ارادہ نہیں پایا۔

ابلیس آگ سے پیدا ہوا تھا آگ کی طبیعت میں اونچائی ہے اوپر جاتی ہے

خاک شو خاک تا بروید گل
کہ بجز خاک نیست مظہر گل

ابلیس نے سوچا کہ ایک جماعت معاونین کی بنانی چاہیے اولاد آدم سے بھی اس کو مددگار مل گئے جن کو قرآن پاک نے شیاطین الانس سے تعبیر فرمایا ہے

مار بد تنہا ہمیں برجاں زند
یار بد برجان وبر ایماں زند

برے دوست کی صحبت سے دور رہو برا دوست سانپ سے زیادہ برا ہے اس لئے کہ سانپ جو ڈستا ہے تو صرف جان جاتی ہے اور برا دوست جان اور ایمان دونوں لیتا ہے

فضیلت علم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم کا غیر اہل کے پاس ہونا ایسا ہی ہے جیسے خنزیر کے گلے میں جواہر اور موتیوں کا ہار ڈال دیا گیا ہو

تین عمل ایسے ہیں کہ ان پر اجر و ثواب کی عطاء مرنے کے

بعد بھی جاری رہتی ہے صدقہ جاریہ جس سے لوگ اس کے موجودہ رہنے تک فائدہ اٹھاتے ہیں اور آرام پاتے ہیں علم جس سے لوگ ہر دور میں مستفید و مستفیض ہوتے ہیں صالح اولاد جو والدین کے مرنے کے بعد ان کے لئے دعاء خیر و مغفرت کا سلسلہ جاری رکھے

حضرت امامہؓ سے روایت ہے کہ عالم اور عابد دونوں اللہ تعالیٰ کے روبرو پیش کئے جائیں گے عابد کو حکم دیا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ اور عالم سے فرمایا جائے گا کہ کھڑے رہو اور لوگوں کی شفاعت کرو (ترغیب بحوالہ اصبہانی وغیرہ)

انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ التحیۃ و التسلیم نے فرمایا عذاب کے فرشتے بے عمل و فاسق قراء و علماء کو بت پرستوں سے پہلے پکڑیں گے وہ فاسق قراء و علماء فرشتوں سے کہیں گے کہ تم نے بت پرستوں اور غیر اللہ کے پجاریوں کو تو چھوڑ دیا اور ان سے پہلے ہم کو گرفتار کر لیا عذاب کے فرشتے جواب یوں کہیں گے عالم و قاری جاننے بوجھنے والا سمجھ دار بے علم اور بے سمجھ جیسا نہیں ہوتا دونوں ایک سے نہیں ہو سکتے علماء و قراء اور دانا و بینا سمجھ دار لوگوں پر بڑی بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے (طبرانی ابو نعیم)

کبار و رذائل اخلاق مظلوم بد دعا جب وہ ظالم سے پریشان ہو کر مجبوراً" کرتا ہے تو آسمان کے دروازے۔ اس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت کی قسم میں ضرور تیری مدد کروں گا چاہے بدیر ہی سہی

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے پاس سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ مقرب و نزدیک تر عادل حاکم ہو گا جس نے اپنے دور حکومت میں عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا ہو اور سب سے زیادہ مبغوض اور اس سے بعید تر اور نہایت دور ظالم ہو گا جس نے اپنی رعایا اور ماتحت لوگوں پر ظلم کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی ہو

ٹخنوں سے نیچے پاجامہ پہننا ٹخنوں سے نیچے پاجامہ کا ہونا یا لنگی اور تہمد کا اس سے نیچے لٹکانا بھی سخت گناہ ہے

رشوت اور مال حرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے کھانے کو پاک کرو یعنی حلال کھاؤ خدا کی قسم جب کوئی شخص حرام کا ایک لقمہ بھی اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے چالیس دن کے اعمال قبول نہیں کرتا رد کر دیتا ہے۔ جس بندہ کے جسم نے حرام مال سے نشو و نما پائی' بڑھا اور طاقتور ہوا ہو' اس کا بدلہ بجز دوزخ کے اور کچھ نہیں (طبرانی)

اگر کسی شخص نے دس درہم میں لباس خریدا' جس میں سے نو درہم حلال کے تھے اور اور ایک درہم حرام کا یعنی حرام سے کمایا تھا تو جب تک یہ لباس اس شخص کے بدن پر رہے گا اس کی نماز قبول نہیں ہو گی (بزار' ترغیب و ترہیب)

منہ میں خاک ڈالنا اس سے بہتر ہے کہ کوئی حرام مال کا لقمہ اپنے منہ میں ڈالے۔

سود کی لعنت سود خوری کو اگر تہتر حصوں میں تقسیم کیا جائے تو اس کے ادنی ترین حصہ کا اتنا بڑا گناہ ہے جیسے کوئی شخص اپنی ماں کے ساتھ زنا کرے عبداللہ بن حنظلہ کی روایت ہے کہ سود سے ایک روپیہ حاصل کرنے کا گناہ چھتیس مرتبہ زنا سے بھی زیادہ ہے

قیامت کی آمد سے پہلے' سود' شراب اور زنا بکثرت رائج ہو جائیں گے

حقوق ہمسایہ ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ فلاں عورت کثرت سے نماز پڑھتی' بہت زیادہ صدقہ دیتی (خیرات کرتی) اور اکثر روزہ رکھتی ہے لیکن اپنے

پڑوسیوں کے ساتھ زبان درازی کرتی ہے اور انہیں ایذا پہنچاتی ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسی عورت دوزخی ہے

تین اشخاص ایسے ہیں جو کبھی جنت میں داخلہ نہ پائیں گے دیوث شراب کا عادی وہ مرد جو عورتوں کی نقل اتارنے والا ہے دیوث وہ بے غیرت انسان ہے جسے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ اس کی بیوی کے پاس کون شخص آتا جاتا ہے۔

خودکشی ایک زخمی آدمی نے اپنے گلے میں تیر (قوت و شدت) سے پیوست کر کے خودکشی کرلی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جنازہ پڑھنے سے انکار فرمایا ابن حبان

ایک زخمی (آدمی نے زخموں کی تاب نہ لاکر) اپنے آپ کو قتل کرلیا تو اللہ تعالی نے فرمایا میرے بندے تو نے اپنی جان دینے میں جلدی اور عجلت کی میں نے بھی تجھ پر جنت حرام کردی (بخاری)

عمامہ کی فضیلت سے لاپرواہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شملے چھوڑا کرو اس لئے کہ شیطان شملہ نہیں چھوڑتا عمامہ کی فضیلت ہی کے سلسلہ میں ارشاد ہے وَعَنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَانِ مَعَ الذَّنَبِ اَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً بِلَا ذَنَبٍ یعنی عمامہ کے ساتھ دو رکعت پڑھنا بغیر عمامہ کے ستر رکعت پڑھنے سے زیادہ افضلیت کا باعث ہے

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں عمامے باندھا کرو کہ عمامہ باندھنا علماء و صلحاء اور مشائخ کے شعار میں سے ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس نے اپنی نوع کے سوا کسی اور کا لباس پہنا تو اس کو ادب سکھاؤ اور اس سے کہو کہ اپنی نوع ہی کا لباس پہنا کرے

داڑھی کی سنت فرمایا داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کترواؤ یہ دونوں سنے امر کے ہیں اللہ تعالی کے فرشتوں میں ایک جماعت ہے جن کی تسبیح کے یہ الفاظ ہیں سُبْحَانَ مَنْ زَيَّنَ الرِّجَالَ بِاللُّحٰى وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ یعنی پاکی ہے اس ذات کے لئے جس نے مردوں کی زینت ڈاڑھیوں سے کی اور عورتوں کی سر کے بالوں سے دینی مدارس میں علوم دینیہ کی تعلیم حاصل کرنے والے طالب علم بھی اس مرض میں مبتلا ہیں کہ یہ ڈاڑھی نہیں رکھتے بعض اساتذہ اور بعض علماء بھی

جو حافظ ڈاڑھی کٹواتا ہو اور شرع کے مطابق نہ رکھتا ہو' اس کو نماز تراویح کے لیے امام بنانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب جو حافظ چار انگل سے کم داڑھی رکھتا ہو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے ایسے حافظ سے وہ امام بہتر ہے جو متشرع ہو' اور تراویح میں چھوٹی سورتیں پڑھے (بندہ محمد اسحاق نائب مفتی خیر المدارس ملتان)

جامع مدینہ لاہور نماز مکروہ تحریمی ہے دار العلوم کراچی امامت مکروہ تحریمی ہے

ماہ پیشوا دہلی تذکرہ جمیل جون جولائی سنہ ۱۹۳۴
جنت المعلیٰ



جون حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور متعدد صحابہ کرام کے مزارات قبہ

،قدوۃ السا لکین عمدۃ العارفین شیخ المشائخ غریب نواز

حضرت خواجہ محمد فضل علی شاہ قریشی عباسی نقشبندی مجددی رحمتہ اللہ علیہ

چہ عجب گربدہی اشک مرا حسن قبول
اے کہ درساختہ قطرہ بارانی را

الٰہی مقصود ماتوئی ورضائے تو، مارا محبت ومعرفت خودبدہ، الٰہی مارا آں بدہ کہ بدوستان خودوادہ، الٰہی ازتوترامیخواہم

أُحِبُّ الصَّالِحِيْنَ وَلَسْتُ مِنْهُمْ
لَعَلَّ اللّٰهُ يَرْزُقُنِیْ الصَّلَاحَ

خاندانی حالات حضرت غریب نواز خواجہ فضل علی شاہ قریشی قدس سرہ کے آباواجداد عباسی یلغار کے ساتھ عرب سے سندھ میں اور وہاں سے میانوالی کے ضلع میں آکر آباد ہو گئے تھے، داؤد پوترے ہونے کی وجہ سے اس بستی کا نام داؤد خیل مشہور ہوگیا۔ آپ کے کچھ اعزہ واقارب کالاباغ میں بھی سکونت پذیر تھے۔ ہاشمی عباسی ہونے کی وجہ سے آپ کا خاندان عوام میں قریشی کے نام سے مشہور تھا۔ آپ کا خط (تحریر) مبارک نہایت خوشخط تھا اور عمل کتابت کی وجہ سے منشی صاحب کہلاتے تھے (تجلیات صفحہ ۱۵)

ولادت آپ کی ولادت باسعادت داؤد خیل میں سنہ ۱۲۷۰ میں ہوئی

فارسی اور عربی کی تعلیم حاصل کی۔ عالم شباب ہی میں آپ کی آمدورفت حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کی خدمت میں شروع ہو گئی۔ حضرت خواجہ سراج الدین علیہ الرحمتہ نے اس متبرک مقام پر آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔

ماحول ذکر حق سے منور ہو گیا(۴)

ادھر علاقہ میں شہرت ہو گئی کہ کچھ مسافر گھرانے جو جنگل میں جھلار پر مقیم ہیں بڑے دیندار نیک لوگ ہیں۔ قرب وجوار کے لوگ ان کو دیکھنے کے لئے آتے تھے دیندار لوگوں نے درخواست کی کہ ہماری بستیوں میں چلیں وہاں ہمیں دین سکھائیں۔ ایک ایک گھرانہ ایک ایک بستی میں جاکردین کی خدمت کرے۔

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ مسکین پور شریف کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر اندر اور باہر ہجوم ہونے کی وجہ سے کئی کئی وقت بھوکے رہتے۔ کسی سے کھانا نہ مانگتے ایک مرید نے دعوت کی آپ نے قبول فرمائی محض روٹی پانی کے ساتھ تناول فرمائی۔ باہر سے کوئی مہمان آجاتا بلند آواز سے اللہ اکبر کہے ایسی صورت میں حضرت شیخ اپنا کھانا باہر لے آتے اور اپنا وقت بھوکا رہ کرگزار لیتے۔

اثناء سفر میں جماعت کے تھکنے کی وجہ سے آرام کرتے اور کمزور لوگوں کے ہاتھ پاؤں دباتے۔ بعض اوقات وہ منع کرتے تو آپ فرماتے کہ اگر تجھے اس سے تکلیف ہے تو یہ کرنا کہ میں تجھے چاپی کرتا ہوں تو مجھے چاپی کرنا۔

فرماتے کہ بلاطلب جو کچھ کوئی شخص دے وہ اللہ تعالی کی طرف سے انعام ہے اور انعام الٰہی پر شکر لازم ہے۔ نئی جگہ بہرصورت اپنے خرچ پر جانے کی تاکید فرماتے تھے سلسلہ کی بدنامی کے کاموں سے گریز کرنے اور شریعت مقدسہ پر چلنے، بیعت کے وقت خلوص نیت رکھنے اور اتباع سنت کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔ خصوصا عورتوں کو بیعت اور وعظ و نصیحت کرتے وقت پردہ کا خاص اہتمام کرنے کی تاکید فرماتے تھے،

حضرت مخدوم العالم اکثرو بیشتر تبلیغی سفر پر رہتے آپ کے تبلیغی سفر کا زمانہ قیام وطن کے زمانہ سے زیادہ ہے۔ پنجاب وسندھ،

دہلی ویوپی کے اکثر و بیشتر مقامات کے دورے فرمائے' پیرانہ سالی میں تبلیغی سفر کو ترک نہیں فرمایا

جب آپ دیوبند پہنچے تو کچھ پنجابی طلبہ نے عرض کیا کہ حضرت ہمیں کچھ نصائح فرمائیں تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کی ضرورت پر جن کے ثبوت قرآن کریم کی آیات اور احادیث نبویہ شریفہ سے دیئے' اتنا پر زور وعظ تھا کہ ان بد ظنوں کو کوئی چارہ نہ بنا اپنی بد ظنی قائم کرنے کا۔ اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ اکثر طلباء و صلحا طریقہ بیعت میں داخل ہوئے

حضرت شیخ کی اور حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی میں یہ پہلی ملاقات تھی۔ بیٹھنے کے بعد حضرت شیخ الاسلام نے ان الفاظ میں اپنا مقصود پیش کیا کہ "حضرت اگر میں آپ کی نظر مبارک میں غلامانِ غلام کی حیثیت سے بچا دیا جاؤں تو میری ایک عرض ہے مگر شرط یہ ہے کہ آپ منظوری دیدیں" حضرت شیخ نے فرمایا کہ آپ ظاہر تو فرمائیں تین دن دار العلوم کی فیاضی کے لئے عطا فرمائیں اور جب تک آپ اس عرض کو منظور نہیں فرمائیں گے میں بیٹھا رہوں گا۔ یہ میرا درس حدیث کا وقت ہے۔

آپ نے فرمایا کہ میں نے آج مراقبہ میں ایک واقعہ دیکھا کہ ایک نہایت سرسبز میدان ہے۔ جس میں محدثین دیوبند دہلی اور گنگوہ موجود ہیں یہ سب حضرات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے لئے جمع تھے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ان سب حضرات نے مصافحہ کیا۔ بطور اظہار خوشنودی فرمایا کہ یہ لوگ میری سنت کے زندہ کرنے والے "محی السنت" ہیں۔

حضرت شیخ کا قیام مولانا عبدالغفور صاحب علیہ مدنی کے مکان پر تھا مکان میں داخل ہوتے ہی مولانا عبدالغفور صاحب مدنی کو دیکھا کہ ہاتھ میں تشتری' آم اور چاقو لئے جا رہے ہیں مفتی اعظم نے مولانا مدنی سے کہا کہ مجھے خدمت کا موقع دیں' مولانا نے وہ چیزیں مفتی صاحب کو دیدیں۔ مفتی صاحب آم لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ کھڑے ہو گئے معانقہ و مصافحہ فرمایا اور بیٹھ گئے مفتی صاحب آم تراشتے رہے اور حضرت شیخ کھاتے رہے۔ (رحمہم اللہ)

ایک مرتبہ اجمیر شریف میں عرس کے موقع پر تشریف لے گئے وہاں رنڈیوں کا شغل اور دیگر رسومات غیر شرعیہ انداز حضرت شیخ نے دیکھا تو سجادہ صاحب سے ملاقات کر کے تنہائی میں سمجھایا کہ قیامت کا تمام بوجھ آپ پر لد رہا ہے۔ بہتر ہے کہ آپ ان رسومات سے مخلوق کو منع کریں اور اپنا بوجھ ہلکا کریں جیسا کہ رنڈیوں کا آنا' سجدہ کرنا وغیرہ' حضرت سجادہ صاحب نے بڑی فرحت کے ساتھ اس کلام کو سن کر قبول فرمایا اس پر حضرت شیخ بہت خوش ہوئے۔ عرس کے ختم پر دہلی روانگی فرمائی۔ (تجلیات ص ۵۵)

مقام ارشاد پر فائز ہونے کی وجہ سے رشد و ہدایت کا انتہائی شغف تھا' باوجود پیرانہ سالی اور دائم المرض رہنے کے مخلوق کی ہدایت اور ذکر کی عام اشاعت کے لئے دور دراز ملکوں کا سفر فرماتے اور لوگوں کی درخواست کبھی رد نہ فرماتے۔ آخر زمانہ میں

اگرچہ بیماری اور ضعف کی وجہ سے چلنا دشوار تھا۔ مگر سفر کو ملتوی نہ فرمایا۔ چارپائی پر لیٹ کر مسکین پورے شہر سلطان تک آکر لاری پر سوار ہوئے اور باقی سفر میں جہاں ریل یا بس نہ جاتی تھی اسی طرح یہ تبلیغی سفر طے کیا' یہی وجہ تھی کہ آپ کے رشد و ہدایت کا سلسلہ بہت وسیع اور دور دراز ملکوں میں پھیلا۔

کوئی بیعت ہونے کے لئے آتا تو پہلے آپ اس کی وضع قطع پر

نظر ڈالتے' اگر شریعت کے خلاف ہوتی تو اس کی اصلاح فرماتے اور آئندہ کے لئے شریعت کی پابندی کا حکم فرماتے۔ ہر کام میں رفیقوں سے مشورہ فرماتے کسی کا نام شریعت کے خلاف ہو تا بدل ڈالتے اور اس کا شرعی نام رکھتے۔

فرمایا۔ میں اپنی جماعت سے کہا کرتا ہوں کہ کپڑا اچھا کر نماز پڑھیں تصوف احتیاط ہی کا نام ہے۔

ارشاد:۔ بہت سے مباحات اور جائز باتوں کو مکروہات کے خوف سے ترک کر دینا

علم بے عمل اور عمل بے اخلاص غیر مفید ہے

ارشاد:۔ دو رکعتیں جو اخلاص کے ساتھ پڑھی جائیں ایسی بہت سی رکعتوں سے بہتر ہیں جو اخلاص سے خالی ہوں۔

ارشاد:۔ خدمت خلق کیا کرو

تصوف بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ ودلق نیست

تصوف کے لئے چار چیزیں یعنی کم گفتن' کم خفتن' کم خوردن' کم اختلاط نمودن۔

ارشاد:۔ ابتداء میں ذاکر کو بہ نسبت درود شریف کے اسم ذات کی کثرت کرنی چاہیئے کیونکہ درود شریف کا مزاج سرد اور اسم ذات کا گرم ہے اور مبتدی کے لئے اسم ذات کے عشق کی گرمی ہی مطلوب ہے۔

مکھیاں گڑ پر اکٹھی ہوتی ہیں اور چیونٹیاں گھی پر' اور شیطان جب دیکھتا ہے کہ میرا شکار ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے اس کو اپنی قید میں رکھنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔

ارشاد:۔ جس قدر پیر کی عزت سالک کے دل میں ہوگی اسی قدر اس کو فائدہ ہوگا الطریق کلہ ادب' ادب ہی سے سب کچھ ملتا ہے۔ میں حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کتے کی طرح مجلس کے کنارہ پر بیٹھا کرتا تھا۔

فروتنی است نشان رسیدگان کمال
کہ چوں سوار بمنزل رسید پیادہ شد

ارشاد:۔ طالبان مولی میں سے بعض پر حالات و واردات اور جذبہ وغیرہ طاری ہوتے ہیں اور بعض پر نہیں ہوتے لیکن انعام الٰہی میں سب برابر ہوتے ہیں۔ ریل گاڑی میں سفر کرنے والے دو آدمیوں میں سے ایک جاگتا ہوا راستہ کی سیر کرتا جا رہا ہے اور دوسرا سوتا ہوا سفر طے کر رہا ہے منزل مقصود پر پہنچنے میں یہ دونوں برابر ہیں۔

ارشاد:۔ ایک کپڑا نیلا رکھا کرو' خواہ پٹکا ہو یا تہبند' مگر تہبند رکھنا افضل ہے۔

ارشاد:۔ میری جماعت کے ہر آدمی کو تین چیزیں مسواک' عصا' تسبیح ساتھ رکھنی چاہئیں۔

ارشاد:۔ ذکر قلبی زیادہ کیا کرو۔ ہتھ کار ول' دل یار ول طرف)

یہ جہان فانی ہے اللہ کا نام ہی کام آئے گا اور بس۔

صاحبو! پیر ہو تو صاحب شریعت ہو ورنہ شیطان سے بھی بدتر ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

ارشاد:۔ مولوی صاحبان! طلباء کی خدمت کیا کرو اور اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کیا کرو۔

ہر وقت ذکر ہونا چاہئے کوئی لحظہ غفلت میں نہ گزرے۔ آیت لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ایسے ہی لوگوں کی تعریف میں اتری ہے۔ دل بیار دست بکار۔ ظاہر با خلق باطن باخدا ہونا چاہئے۔

ازدروں شو آشنا وازبیروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کمتر بود اندر جہاں

ارشاد:۔ پیر کا حق ماں باپ کے حق سے زیادہ سمجھو یہ جسم کی پرورش کرتے ہیں اور وہ روح اور ایمان کی اور یہ دونوں چیزیں بڑی نعمت ہیں۔ ماں باپ خدمت کی طمع رکھتے ہیں اور پیر بے طمع خدا کے لئے خدمت کرتا ہے۔

ارشاد:۔ نظر کو بچایا کرو' بہت سے گناہ اسی سے سرزد ہوتے ہیں۔

ارشاد:۔ نفس اور شیطان انسان کے بڑے دشمن ہیں ان پر غالب آنا ہی بڑا کمال ہے

نفس و شیطاں مے برندازرہ ترا
تابیندازند اندر چہ ترا

ارشاد:۔ شیخ کے بغیر خدا کا راستہ نہیں ملتا۔ کلام اللہ خدا کا کلام ہے۔ مگر استاد سے پڑھنا پڑتا ہے۔ ایک روز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ صدیق تو کس کو دوست رکھتا ہے؟ عرض کیا آپ کو۔ آپ نے فرمایا اور اللہ کو۔ عرض کیا اگر آپ نہ ہوتے تو ہم کو کیا خبر تھی کہ اللہ کون ہے اور شریعت کیا شے ہے۔ سبحان اللہ سچ ہے

گر تو سنگ خاراو مرمر شوی
چوں بصاحب دل رسی گوہر شوی

ارشاد:۔ پیشوا کی پیروی بڑی ضروری چیز ہے دیکھو امام مقیم کے پیچھے مسافر مقتدی کی فرض نماز دو رکعت سے چار رکعت ہو جاتی ہے

ارشاد:۔ اگر پیر سے محبت سچی و پکی ہو تو ہزار کوس دور بیٹھے ہوئے بھی فائدہ پہنچے گا' بشرطیکہ وہ پیر کامل ہو لوٹنے والا رسمی پیر نہ ہو۔

ارشاد:۔ مستعد طالب اگرچہ دور بیٹھا ہو شیخ کی توجہ اس کی طرف بجلی کی طرح ہوتی ہے۔ بشرطیکہ طالب کے دل میں شیخ کی محبت ہو۔ کیمیا کا نسخہ صرف سیکھنے سے کیمیا گر نہیں بنتا۔

ایک روز سفر میں سب کی روٹیاں تیار ہو گئیں اور خواجہ صاحب کی کچی رہی' فرمایا سبحان اللہ' ایک مرتبہ صحابہ کی روٹیاں پک گئیں اور حضور علیہ الصلوۃ کی روٹی کچی رہ گئی۔

ارشاد:۔ نیک مسلمان کے سانس اور پسینہ سے بدبو نہیں آتی اور کافر خواہ کیسا ہی صاف رہے بدبودار ہوا کرتا ہے اور خاصان خدا میں سے خوشبو آیا کرتی ہے۔

کتنا ہی قحط ہو بلبل کبھی گندگی نہیں کھائے گی مسلمانو! تمہیں بھی بلبل کی طرح ناجائز گندگیوں سے بچنا چاہئے' کوے جیسا سیانا بن کر گندگی میں منہ نہ ڈالا کرو۔ فرمایا شیر کا بچہ بھی شیر ہی ہوتا ہے۔

بچہ بط اگر شبینہ بود
آب دریاش تابینہ بود

اور اس پر یہ حکایت سنائی کہ "ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے والد ماجد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا کہ ابا جان! کیا آپ کے دل میں میری محبت ہے؟ فرمایا ہاں' پھر کہا میرے بھائی کے ساتھ؟ جواب دیا ہاں' عرض کیا میری ماں کے ساتھ؟ فرمایا ہاں' پھر عرض کیا کہ میرے نانا جی کے ساتھ؟ فرمایا ہاں۔ امام حسن نے عرض کیا کہ آپ کا دل کیا ہوا لنگر خانہ ہوا یا مسافر خانہ۔ جس میں اتنی محبتوں کی گنجائش ہے' دل تو محبت الہی کی جگہ ہے اور بس۔ یارو خدا کے ہو جاؤ حق تعالی تمہاری ساری ضرورتوں کا کفیل ہو جائے گا مجھے دیکھو کہ میں لوگوں سے دور جنگل میں بیٹھا ہوا ہوں۔ کارساز مطلق خزانہ غیب سے میری ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے۔

ارشاد:۔ لڑکی پر پیسہ لینے والا ہمیشہ مفلس ہی رہتا ہے کبھی آسودہ نہیں ہوتا۔

ارشاد:۔ اگر کوئی چاہے کہ میری روزی میں برکت ہو تو طعام کا

ادب کرے اور مشکل کا حل چاہے تو مسجد کی خدمت کرے۔

ارشاد۔ اگر لوگ شریعت پر چلیں اور ہندوؤں سے لین دین نہ رکھیں تو وہ چندوں میں دولت مند بن جائیں۔

ارشاد۔ ایک مرتبہ میرے پاس کیمیا دریافت کرنے والا آیا میں نے کہا کہ میری کیمیا تو اسم ذات ہے اگر سیکھنا چاہتا ہے تو سیکھ لے۔

ارشاد۔ مولوی صاحبان گھر کے بڑے دلدادہ ہوتے ہیں یاد رکھو ہر وقت گھر کا طواف کرنا عمر کو گھٹاتا ہے اس کام میں اعتدال اور میانہ روی اچھی شے ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب غسل فرماتے تھے تو اندر دروازہ بند کر کے کپڑا باندھ کر غسل فرماتے آج مسلمان باہر ننگے ہو کر نہاتے ہیں اور ستر نہیں چھپاتے۔

ایک گاؤں میں پہنچے اردگرد کے لوگ کافی جمع ہو گئے حضرت نے فرمایا ادھر ادھر کے جو لوگ ملاقات کے لئے جمع ہوئے ہیں وہ صاحب دعوت کے مہمان نہیں ان کو اپنا کھانا خود مہیا کرنا چاہیے یا چلا جانا چاہئے۔ میزبان پر میری وجہ سے بوجھ ڈالنا اچھا نہیں ہے۔

ایک شخص کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ گیا اس نے انگلی سے بوٹیاں اپنی طرف اور ہڈیاں میری طرف کر دیں۔ صاحبو! کھانے میں جو بری عادتیں پیدا ہو گئی ہیں ان کو دور کرو، کھانا کھاتے ہوئے چپ چپ کرنا بھی برا ہے۔

ارشاد۔ قرض لیکر شادی رچانا پیر وغیرہ کی دعوت دھوم دھام سے کرنا اچھا نہیں اگر دس آدمی کا کھانا میسر آئے اور آدمی چالیس ہوں تو طعام سب پر تقسیم کر دیا جائے۔ فقیروں کو بھی چاہئے کہ وہ تھوڑے پر قناعت کریں جو ملے اس پر شکر کریں جو نہ ملے اس پر صبر کیا کریں۔ پس قرض ہرگز نہ لیں۔ نہ قرض اٹھانے پر کسی کو مجبور کریں۔

ارشاد۔ حضرت بابا فرید گنج رحمۃ اللہ علیہ کے لنگر میں ڈیلے (کریر کا پھل) بے نمک پکایا جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا ہو گو! یہ جہان فانی ہے اگلے جہان کے لئے کچھ کما لو وقت ضائع نہ کرو مسجدیں آباد کرو، بیاہ شادی شریعت کے مطابق کیا کرو نٹ، کنجر، مراسی وغیرہ نہ بلایا کرو، بیٹی پر حق مہر شرعی کے علاوہ کوئی اور رقم لینی دینی جائز نہیں۔

. فرمایا کہ جلدی سے کسی کو کافر نہ کہا جائے جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کے قول و فعل کی توجیہ نکالا کرو۔ کفر بواح یعنی کھلم کھلا ثابت ہونے پر شریعت کا حکم سنایا کرو۔ جھگڑے فساد میں نہ پڑا کرو۔ میں نہ دیوبندیوں کا شاگرد ہوں اور نہ مرید، مگر تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میرے وہی عقیدے ہیں جو دیوبندیوں کے ہیں، اہل دیوبند حق پر ہیں اور تم مجھے اس معاملہ میں دیوبندی سمجھو۔

ارشاد۔ فیض باطنی کا ایسا اثر ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کان میں آہستہ سے اللہ اللہ اللہ تین مرتبہ کہا جس کے اثر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا سینہ بھر گیا اور جب ضبط کی تاب نہ لا سکے تو کنوئیں پر جا کر اللہ اللہ کا نعرہ مارا تب کہیں جوش ٹھنڈا ہوا مگر کنوئیں کا پانی اس کے اثر سے ابلنے اور باہر نکلنے لگا۔

کار ساز ما بفکر کار ما
فکر ما در کار ما آزار ما

ارشاد۔ ہماری جماعت پر ذکر قلبی کی وجہ سے پاک ارواح کا بروز ہوتا ہے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ پاک روحیں اپنی غذا پر آتی ہیں ان کی غذا اللہ کا ذکر ہے جب گڑ پر مکھیاں اور گھی پر چیونٹیاں جمع ہو جاتی ہیں تو روحوں کا اپنی غذا پر آنا کیا بعید ہے۔

ارشاد۔ اللہ تعالیٰ اولیاء اللہ کی درخواست کو رد نہیں کرتا۔ آنچہ بہاؤالدین گوید خدا آں می کند"

ارشاد: جو شیخ اہل جذبہ کی دل سے مخالفت کرتا ہے نقصان اٹھاتا ہے

ارشاد۔ جس طرح انڈے مرغی کے نیچے چوزے بن جاتے ہیں اور اس کے پروں سے علیحدہ رہنے والے گندے ہو کر پھینکے جاتے ہیں اسی طرح جو مرید پیر سے تعلق رکھے گا وہ فائدہ میں رہیگا اور علیحدہ رہنے والا ہمیشہ خراب اور خستہ رہے گا۔

ارشاد۔ وہ علم جو حق کی طرف رہبری نہ کرے وہ سراسر جہالت ہے

علمے کہ رہ بحق نہ نماید جہالت است

ارشاد۔ میں تو ذکر ہر ایک کو بتا دیتا ہوں ہندوؤں کو بتانے سے بھی دریغ نہیں کرتا تاکہ ان کو اسلام کی قدر معلوم ہو، دراصل ہادی تو اللہ ہی ہے اور بس۔

ارشاد۔ دنیا میں اسّی ابدال ہیں، چالیس ملک شام میں ہیں اور چالیس دیگر ممالک میں اسی لئے ملک شام کو برکت والا کہا جاتا ہے لَوْلَا الصَّالِحُوْنَ لَهَلَكَ الطَّالِحُوْنَ بِهِمْ يُرْزَقُوْنَ وَبِهِمْ يُمْطَرُوْنَ (واقعی انہی لوگوں کی برکت سے دنیا قائم ہے۔

ارشاد۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ میں راگ (گانا رائج) نہ تھا۔ اور جن لڑکیوں کا گانا ثابت ہے وہ غیر مکلف اور نابالغہ تھیں البتہ اللہ اور اس کے رسول کی تعریف میں اس قسم کے اشعار پڑھے جاتے

اَنْتَ شَمْسٌ اَنْتَ قَمَرٌ اَنْتَ نُوْرٌ فَوْقَ نُوْرٍ
اَنْتَ لَاشَكَّ مُحَمَّدٌ اَنْتَ مِفْتَاحُ الصُّدُوْرِ

ارشاد۔ گانے بجانے سے شہوت کا غلبہ اور نفس پرستی کا خیال آتا ہے جو شرعاً گناہ ہے۔ فرمایا شطرنج کھیلنا اور دیکھنا دونوں گناہ ہیں۔

ارشاد۔ فقیری، شعبدے دکھانے کا نام نہیں ہے۔ مسلمانوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت پر لگانا اور شریعت کا پابند بنا دینا کمال ہے انبیاء علیہم السلام یہی تو کیا کرتے تھے

ارشاد۔ دیوانے کی طلاق واقع نہیں ہوتی اور نہ وہ کفریہ کلمات بکنے سے کافر ہوتا ہے تو غلبہ حال اور جذبہ کے وقت اہل جذبہ کی شطحیات پر کیونکر پکڑ ہو سکتی ہے۔

ارشاد۔ دنیا میں رہ کر پھر اس سے بے تعلق رہنا کمال ہے۔ مرغابی دریا میں تیرنے اور غوطے مارنے کے باوجود جب اڑتی ہے تو اس کے پر خشک ہوتے ہیں۔

میں نے دین الٰہی کی خدمت کے لئے کمر ہمت باندھی، میرے مولیٰ نے اس جنگل و بیابان کی طرف لوگوں کے قلوب متوجہ کر دیئے اور وہ دور دراز جگہ سے چل کر بلا کسی اشارے اور بغیر طلب کے میری خدمت کرتے ہیں سچ ہے لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ،

کارما	فکر	کارسازما
ما	آزار	فکر	مادر کارما

کہ حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کو الہام ہوا کہ اے ابوالحسن اگر تیری صلاح ہو تو میں تیرے عیب ظاہر کر دوں پھر تجھے کوئی سلام کرنے والا بھی نہ رہے۔ حضرت پر اس کلام سے جذبہ طاری ہو گیا کہنے لگے کہ یہ تو تیری مرضی ہے لیکن اگر میں تیرا فضل اور مہربانیاں ننگی (صاف صاف بیان) کر دوں تو کوئی تجھے سجدہ کرنے والا بھی نہ رہے۔

شیخ سعدی بوستاں میں فرماتے ہیں

مکن عیب درویش نادان مست
غریق است ازاں مے زند پا و دست

کسائیکہ ایزد پرستی کنند
باآواز دلاب مستی کنند

نہ بم داند آشفتہ ساماں نہ زیر
بر آواز مرغے بنالد فقیر

فقیر کو مستی اور جذبہ آنے کے لئے طبلہ اور سارنگی کی ضرورت نہیں وہ رہٹ کی چرچرں (آواز) اور مرغ کی آواز پر روتا اور شور مچاتا ہے الحمد اللہ میری جماعت میں ایسے آدمیوں کی کمی نہیں ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است برجریدہ عالم دوام ما

حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مجذوبہ عورت کو سر برہنہ دیکھ کر فرمایا "سر برہنہ میردی" مجذوبہ نے جواب دیا "گل برہنہ ے باشد" حضرت نے فرمایا" خلق راے فریبی "اس نے کہا"دل راے فریبم " مجذوبہ کا یہ عاشقانہ اور مستانہ کلام سن کر حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے بے اختیاری لفظ اللہ نکلا۔ وہ مجذوبہ اسم ذات کے سنتے ہی جل کر خاک ہو گئی۔ حضرت شبلی رحمتہ اللہ علیہ کو اس واقعہ سے سخت رنج ہوا اور اپنے نفس کو ملامت کی کہ کمبخت تو عشق الٰہی میں اس عورت جیسب بھی نہ بنا۔ پھر جناب الٰہی میں مناجات کی کہ خدایا اس نعمت سے مجھے کیوں محروم رکھا۔ فرمان ہوا کہ شبلی ہم نے تجھے رہبر خلق بنایا ہے اگر تو بھی ایسا ہوتا تو مخلوق تجھ سے کس طرح فیضیاب ہوتی۔ یہ عورت جب سے پیدا ہوئی ہے اس نے ایک دفعہ میرے ایک بندے سے اللہ کا نام سنا تو حسن و جمال دیدیا اور دوسری دفعہ تجھ سے میرا نام سنا تو جان دیدی۔

حکایت:۔ حضرت بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ایک بزرگ تشریف لائے، گھر والوں سے پوچھا کیا حال ہے؟ صاجزادے نے عرض کیا یوں تو حال اچھا ہے مگر لوگوں کا رجوع شاہ گردیز رحمتہ اللہ علیہ کی طرف بہت ہے۔ کیونکہ ان کے کنوئیں کا رہٹ خود بخود چلتا ہے اور شاہ صاحب کا ہاتھ قبر سے باہر نکلتا ہے۔ لوگ اس کو کرامت سمجھ کر ان کی طرف سے رجوع زیادہ کرتے ہیں بزرگ یہ سن کر وہاں پہنچے اور رہٹ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر تو حکم الٰہی سے چل رہا ہے تو چلتا رہ اور اگر کوئی اور چلاتا ہے تو رک جا' یہ کہتے ہی وہ رک گیا اور ہاتھ جو باہر آتا تھا اس پر آفتابہ سے تین مرتبہ پانی ڈالا پھر ہاتھ کبھی باہر نہ آیا۔ فرمایا کہ کنواں چلانے والا ہمزاد تھا جو شاہ صاحب نے تابع کر رکھا تھا مرنے کے وقت شاہ صاحب نے اس کو منع نہیں کیا تھا اس لئے وہ چلاتا رہا' اور ہاتھ کے باہر نکلنے کی وجہ یہ تھی کہ غسل دینے کے وقت ہاتھ کا کچھ حصہ خشک رہ گیا تھا۔ اب اس کو دھو دیا ہے لہٰذا پھر کبھی نہ نکلے گا۔ بات یہ ہے کہ جس کو کسی استاد کامل یا شیخ کامل کا ہاتھ لگ گیا وہ کوئی چیز بن گیا اور جس کو کوئی کامل نہ ملا وہ ویسے کا ویسا ہی رہا۔ اور انسانیت حاصل نہ کر سکا۔

ایک مسجد کی اور کچھ جھونپڑیاں چھپر ڈال کر تیار کیں اس مقام کا نام فقیر پور شریف تجویز کیا گیا۔

خانقاہ یعنی مدرسہ سلوک بظاہر تو یہ کاشتکاری یا زمینداری کی صورت تھی لیکن حقیقت میں تزکیہ نفس کا واحد ذریعہ اور تعلیم سلوک کا مدرسہ تھا جس میں سالکین کو مسکنت اور علو ہمتی سکھائی جاتی اور ریاضت و نفس کشی کی تعلیم دی جاتی تھی حضرت خود بنفس نفیس سب سے پہلے اس میں شریک ہوتے، لنگر کے لئے لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر پر اٹھا کر لاتے اور کاشتکاری کے لئے اپنے ہاتھ سے ہل چلاتے' زمین کی آمدنی سے بحصہ رسدی اہل و عیال کا خرچ نکالتے اور فرمایا کرتے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں درویشوں کا خادم بنایا ہے ان کی خدمت کرتے ہیں۔ مسکین پور

میں خانقاہ اور آخر دم تک اس خانقاہ میں اپنے مریدین و منتسبین کی اصلاح و تربیت فرماتے رہے۔ امیروغریب، عالم و بے علم، ہر طبقہ اور ہر علاقہ کے لوگ اس خانقاہ میں حاضر ہو کر اپنے نفوس کی اصلاح اور اپنے قلوب کی جلا کراتے تھے۔ اصحاب صفہ کی خانقاہ کا صحیح نقشہ یہاں نظر آتا تھا۔ خود کچی اینٹیں تیار کر کے ہی صدر اول کی طرز کے کچے اور چھوٹے چھوٹے حجرے و مکانات تعمیر کئے گئے اور ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی۔ عام لنگر جاری فرمایا کسی سے اس کے لئے کوئی رقم نہیں لی

جذبہ تبلیغ کے اثرات بیرون ہند تمام ممالک اسلامیہ میں اس کثرت اور تیزی سے پھیلے کہ کوئی گوشہ آپ کے فیض سے خالی نہ رہا۔ اور آپ کے بعد بھی آپ کے خلفا اور خلفاء کے خلفاء سے یہ سلسلہ بحمد اللہ تا امروز بدستور جاری ہے۔

شیخ العرب العجم حضرت مولانا عبدالغفور صاحب عباسی مدنی قدس سرہ رحمتہ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ سے یہاں پر مسجد کی اصلاح و مرمت اور حجروں اور کمروں کی جدید پختہ تعمیرات اور دیگر اصلاحات سے خانقاہ کا نظام بہتر ہوتا جا رہا ہے اور اس کے ماتحت ایک دینی مدرسہ بھی اچھے نظم و نسق کے ساتھ چل رہا ہے جس میں قرآن مجید کی حفظ و ناظرہ تعلیم کے ساتھ ساتھ ابتدائی کتب درسیہ کی تعلیم کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق و ترقی واستقامت نصیب فرمائے آمین۔

دہلی کے تبلیغی سفر میں درد نے فالج کی صورت اختیار کرلی، بیماری کی حالت میں حضرت کو مسکین پور شریف پہنچایا گیا تقریباً نصف ماہ بیمار رہ کر چوراسی سال کی عمر میں جمعرات کے دن رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ کی چاند رات مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء کو اس جہان فانی سے عالم جاودانی کی طرف انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

شکل و شمائل آپ کا رنگ گندمی، قد مبارک درمیانہ، سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو مہندی لگاتے تھے، پیشانی مبارک سے انوار تجلیات ہر وقت عیاں تھے۔ بدن گداز تھا، کاشتکاری اور مشقت کے کام کرنے کی وجہ سے بدن نہایت مضبوط ٹھوس اور گٹھا ہوا تھا، پیرانہ سالی کے باوجود آپ کے بدن میں ذرا بھی ڈھیلا پن نہیں تھا۔

لباس و طعام لباس سادہ اور موٹا پہنتے تھے عام طور پر سفید لٹھے وغیرہ کا کرتہ اور سفید یا نیلا تہبند پہنتے اور سر پر سفید لٹھے وغیرہ کی ٹوپی کے اوپر سفید ململ کا عمامہ باندھتے تھے۔ ایک بڑے سائز کا رومال رکھتے جو عام طور پر نیلے رنگ کا ہوتا۔ سخت سردیوں میں ایک سفید کرتہ اور معمولی چادر زیب تن ہوتی تھی کمبل وغیرہ بہت کم استعمال فرمایا کرتے تھے۔ عمامہ خود بھی باندھتے اور نماز کے وقت امام کو بالخصوص عمامہ باندھنے کی ہدایت فرماتے۔

کھانے میں "ازکی طعاما" بازار کی کوئی چیز کبھی نہ کھاتے فضول مباحات سے پرہیز کرتے شاید بقاء حیات کے لئے ایک چپاتی کھا لیتے ہوں۔

خلافت کے بعد ابتداء میں سخت افلاس اور تنگدستی تھی

کثرت ذکر حضرت خواجہ غریب النواز قدس سرہ کھیت میں ہل چلاتے ہوئے اسم ذات کا ذکر بھی کرتے تھے اور تسبیح پر اس کو شمار کرتے جاتے تھے ایک مرتبہ کام کے ختم ہونے پر ذکر کا شمار اسی ہزار مرتبہ ہوا۔

مجاہدہ ایک روز موجودہ زمانہ کی بے ذوقی اور کم ہمتی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا یہ عاجز پیر کی خدمت میں حاضری کے لئے دو اڑھائی سو میل کا سفر پیدل طے کرتا تھا اور ایک ایک مہینہ دو چار سیر دانوں پر قناعت کرتا تھا ایک دفعہ صرف دو آنے ہی پاس تھے

تو گاجروں اور چنوں پر گزارہ کیا

ایک روز اپنی بستی میں آپ ذکر بتا رہے تھے کہ نمبردار پر جو اس کا منکر تھا جذبہ ہو گیا اور کچھ دن کے بعد اس کے بھائی کو بھی جذبہ ہو گیا پھر تو ہر طرف چرچا ہونے لگا اور اتنا بڑھا کہ دور دور کے علاقوں تک پہنچ گیا۔ حق غالب ہے'

عشق پیالہ پیر پلایا ہونیاں مست دیوانیاں میں
عشق رسالہ پیر پڑھایا پڑھن پڑھاون سب کچھ کھوایا
عشق رسالہ جین من پڑھیا پڑھن پڑھاون سب کچھ کھڑیا
چھاتی بھن کے اندروڑیا واہ واہ شور مچایا میں
کامل پیر عشق رسالہ مینوں خوب پڑھایا ویں

ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت ابوبکر صدیق حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ میرا بھائی عمر مجھ سے ناراض ہو گیا ہے میرا قصور ہے ان سے میری خطا معاف کرا دیجئے۔ پھر حضرت عمر حاضر ہوئے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ میرا قصور تھا مجھ سے مرے بھائی ابوبکر کو راضی کرو بعض اہل جذبہ غلبہ حال کی وجہ سے کوٹھے کے اوپر سے زمین پر گر جاتے تھے مگر کوئی ضرب نہ آتی تھی

آپ کی مجلس ذکر و مراقبہ

وہ تجھ کو دیکھا ہے جس نے اس کو خدا کا ملنا محال کیا ہے
دکھا دے مجھ کو جمال اپنا میں جاں بلب ہوں یہ ٹال کیا ہے

فرمایا:۔ جس کو یہ انگلی ایک مرتبہ لگ گئی وہ انشاء اللہ جذبہ یا ذکر الٰہی میں مرے گا

ایک روز حلقہ فرمایا اور مراقبہ کرتے ہوئے تسبیح گھمائی اور یہ اشعار پڑھے

اے طالب راہ خدا مشغول شودر ذکر ہو
وے سالک راہ ہدی مشغول شودر ذکر ہو
اے خفتہ دل بیدار شو غفلت مکن ہشیار شو
درباد او ہشدار شو مشغول شودر ذکر ہو
ہر دم خدارا یاد کن دل راز غم آزاد کن
بلبل صفت فریاد کن مشغول شودر ذکر ہو
مومنا ذکر خدا بسیار گو
تابیابی دردو عالم آبرو
ذکر کن ذکر تا ترا جان است
پاکی دل زذکر رحمن است
عام رانہ بود بجز ذکر زباں
ذکر خاصاں باشدازدل بے گماں

حضرت شیخ نے صاف کر کے گندم کا ڈھیر لگایا ہوا تھا اندازے میں تیرہ من یا پندرہ من ہوتا تھا۔ تقریباً پچاس ساٹھ آدمی تھے اشراق کے وقت سے وہ گندم اٹھانا شروع کیا حتی کہ دوپہر ہو گئی پھر بعد نماز ظہر حضرت شیخ اور سب لوگ عصر اور عصر سے مغرب ہو گئی حضرت شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! مخلوق خدا کو تکلیف دینے والی جو برکت باہر ظاہر ہو رہی ہے کیا وہ اندر نہیں ہو سکتی۔ فرمایا ہاں ہو سکتی ہے۔ پھر سب چل پڑے اور ایک ہی پھیرے میں گندم ختم ہو گئی۔ سال بھر تک مخلوق خدا کھاتی رہی حالانکہ تقریباً تین چار سو مہمان روز کھانا کھاتے تھے۔

مسلمانوں جب کسی کے گھر بچہ پیدا ہو تو اس کو سفید پاک کپڑے میں لپیٹا جائے۔ نیک آدمی سے چھوارہ چبوا کر اس کے تالو پر لگائیں اور ماں بیت اللہ شریف کی طرف منہ کر کے اور بسم اللہ شریف پڑھ کر بچہ کو دودھ دے اور سلانے کے وقت یہ لوری دیا کرے

حَسْبِیْ رَبِّیْ جَلَّ اللّٰہُ
مَافِی قَلْبِیْ غَیْرُ اللّٰہِ

نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

کارِ پاکاں راقیاس از خود مگیر
گرچہ باشد در نوشتن شیر و شیر

حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ جب اجمیر پہنچے تو ہندوستان میں راگ ورنگ کا چرچا پایا' لوگوں کو جمع کرنے کے لئے آپ نے طریقہ اختیار کیا۔ جب لوگوں کا ہجوم ہونے لگا تو آپ نے وعظ اور تبلیغ کا سلسلہ جاری کر دیا کچھ عرصہ میں لوگ کافی تعداد میں مسلمان ہو گئے راجہ کو یہ بات پسند نہ آئی اس لئے راجہ نے چڑھائی کر دی خواجہ صاحب نے مقابلہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے راجہ کو شکست دی اور اسلام کا جھنڈا خواجہ صاحب کے ہاتھ سے ہندوستان میں گڑ گیا۔ ہم نے زور زور سے اللہ کرنا شروع کر دیا تاکہ حق کی منادی ہو اور لوگ جمع ہو جائیں۔ ورنہ فقیری جتانی مقصود نہیں ہے اور نہ خدا تعالیٰ کو سنانا مطلوب ہے۔ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ

الہامات و منامات صادقہ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ایک روز الہام ہوا مَنْ لَّمْ یَعْرِفِ الْوَلِیَّ فَکَیْفَ یَعْرِفِ النَّبِیَّ (ترجمہ: جس نے خدا کے ولی کو نہ پہچانا وہ نبی کو کیا پہچانے گا)

فرمایا:۔ ایک دن یہ مصرع دل میں القا ہوا طعام اغنیاء ظلمت فزائد (ترجمہ: مالداروں کا کھانا ظلمت کو بڑھاتا ہے۔

فرمایا:۔ ایک روز ختم کے لئے کھجور کی گٹھلیاں اچھی اچھی جمع کر رہا تھا۔ ایک گٹھلی جو کسی قدر بھدار تھی اور صاف نہ تھی اس کو علیحدہ کرنے کا ارادہ کیا تو وہ گٹھلی مجھ سے اس طرح گویا ہوئی کہ اے خوبصورت اگر میں بدصورت ہوں تو میرے خالق نے مجھے ایسا بنایا ہے تو اس میں عیب کیوں نکالتا ہے اگر کر سکتا ہے تو مجھے خوبصورت بنادے۔ اسے بوسہ دیکر ختم کی گٹھلیوں میں شامل کرلیا۔ جب کسی ختم کے وقت وہ گٹھلی سامنے آجاتی تو اس کو چومتا اور بوسہ دیکر رکھ دیتا۔

فرمایا:۔ میری عادت تھی کہ جب میں قضائے حاجت کے لئے باہر جاتا تو فراغت کے بعد لنگر کے لئے لکڑیاں اکٹھی کر کے سر پر لاتا۔ ایک دن ایسی چھوٹی سی لکڑی پر نظر پڑی جس کو چھوٹی ہونے کی وجہ سے اٹھانا نہ چاہا۔ وہ لکڑی کہنے لگی کہ تو نے مجھے چھوڑنے میں اللہ کے کلام کی بھی پرواہ نہ کی اللہ تعالیٰ نے تو فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّۃٍ خَیْرًا یَّرَہٗ فرما کر ذرہ کا اعتبار کیا اور تو نے مجھے ذرہ کے برابر بھی نہ رکھا باوجودیکہ مجھ میں بہت زیادہ ذرات موجود ہیں۔ لکڑی کا یہ کلام سن کر مجھے بہت شرم آئی اور اسے اٹھالیا۔ (حیات فضلیہ)

فرمایا:۔ ایک روز بہت لوگوں کو ذکر بتایا اور توبہ کرائی تو رات کو شیطان خواب میں کہنے لگا کہ تجھے مجھ سے ایسی کیا دشمنی ہے کہ جو تو نے میرے برسوں کے مرید چھین لئے۔ میں نے جواب دیا کہ میں انشاء اللہ تیرے پھندے سے اور بہت سے آدمی نکالونگا

فرمایا:۔ ایک روز غلطی سے سفر کے اندر کھانے میں بے احتیاطی ہو گئی رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ خنزیر کے بچے میرے ہاتھ کو چاٹ رہے ہیں' گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور پھر نہ سویا۔ صبح کو صاحب دعوت سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ اس نے بازار کا گھی استعمال کیا جو ہندو کے گھر کا تھا۔

فرمایا:۔ ایک روز میں قرآن کریم تلاوت کر رہا تھا اور ہاتھ پاؤں پر رکھے ہوئے تھے ارشاد باری ہوا کہ تلاوت کے وقت ایسی جگہ ہاتھ رکھو۔ اس روز سے جب تلاوت کرتا ہوں تو پاؤں پر کپڑا ڈال لیتا ہوں۔

فرمایا:۔ ایک دن ملکہ کا روپیہ پگڑی کے پلے میں باندھ کر سر پر

رکھ لیا۔ ارشاد ہوا کہ اس کی جگہ کمر بند میں باندھ کر نیچے لٹکانے کی ہے۔ سر پر رکھنے کی نہیں۔

حضرت مولانا عبدالغفور العباسی المدنی قدس سرہ نے اپنی مجلس میں وعظ و نصائح کے دوران یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک شخص حضرت غریب نواز قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عشاء کے وقت عرض کیا کہ حضرت مجھے بیعت فرما لیجئے۔ حضرت نے فرمایا فقیر!! اب تو تم سفر سے تھکے ہوئے آئے ہو آرام کرو کل انشاء اللہ العزیز تمہیں بیعت کروں گا وہ شخص رات کو سویا اور صبح کو اس نے حضرت موصوف کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت رات میں نے عجیب خواب دیکھا ہے وہ یہ کہ میں نے خواب میں آپ سے بیعت کی ہے اور بیعت کے لئے آپ کے ہاتھ میں ہاتھ دیا ہے آپ نے میرے ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اپنے شیخ خواجہ محمد عثمان دامانی قدس سرہ کے ہاتھوں میں دیدیئے علی ہذا القیاس ہر بزرگ اپنے شیخ کے ہاتھ میں میرے ہاتھ دیتا رہا یہاں تک کہ جب میرے ہاتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں پہنچے تو آپ نے میرے دونوں ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں میں دیدیئے اور اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس خواب میں تو مجھے بیعت کا شرف حاصل ہو چکا ہے اب آپ جلدی فرمائیں فقیر کو بیعت فرمایا اور اس کے اس خواب کی تصدیق فرمائی

میاں محمد عمر صاحب جنکی دو سالہ لڑکی کو گود میں لئے ہوئے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے سامنے مراقبہ میں بیٹھ گئے اس لڑکی پر حضرت کی توجہ پڑ گئی اور دل جاری ہو گیا رات کو والد کے ساتھ تہجد کے وقت اٹھتی اور اللہ اللہ کرتی، قضائے الٰہی سے کچھ عرصہ بعد فوت ہو گئی تمام بدن ٹھنڈا ہو گیا تھا لیکن دل گرم اور متحرک تھا۔ کفن کا کپڑا دل کی جگہ سے اٹھتا ہوا نظر آتا تھا بہت سے بد عقیدہ دنیادار اس واقعہ کو دیکھ کر حضرت کے ہاتھ پر تائب ہوئے (حیات نقلیہ)

ایک مرتبہ حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ کا گزر حضرت شیخ کے قریہ سے ہوا۔ حضرت کی تلاش میں وہ کھیت پر پہنچے، حضرت شیخ اس وقت ہل چلا رہے تھے حضرت شیخ سے دعا کی درخواست کی۔ حضرت نے ان کے قلب پر انگلی رکھ کر قلبی ذکر کی تعلیم دی، انگلی رکھنے کے ساتھ ہی قلب جاری ہو گیا اور وہ اسی وقت سے عقیدت مند ہو گئے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری صاحب نے قادیان جا کر وہاں تقریر کرنے کی تیاری کی تو بوجہ عقیدت حضرت شیخ کے پاس حاضر ہو کر اپنے ہمراہ بذریعہ اسپیشل ٹرین قادیان چلنے کی درخواست کی تاکہ حضرت کے فیض سے اس مہم میں کامیاب ہوں۔ حضرت شیخ قادیان تشریف لے گئے حضرت شاہ صاحب نے حضرت شیخ قبلہ کی صدارت میں جلسہ سے خطاب کیا۔ دوران تقریر میں حضرت شیخ اٹھنے لگے معاً حضرت شاہ صاحب نے عرض کیا کہ حضرت میری مثال پستول کی سی ہے آپ اس میں روحانیت کا بارود ڈالتے رہیں گے میں چلاتا رہوں گا۔ حضرت قبلہ شیخ آخر وقت تک تشریف فرما رہے اور شاہ صاحب نے نہایت پر اثر بصیرت افروز اور مدلل تقریر فرمائی۔ (تجلیات)

مخدوم جندوڈا صاحب حضرت غریب نواز قدس سرہ کی نعتیں سن کر اشک ریزی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آج میں نے روئے زمین پر ولی کا چہرہ دیکھا اور اپنے کو تمام شہر بیعت کرا دیا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ مومن نکیل پکڑے اونٹ کی طرح نرم طبیعت ہوتا ہے جس طرف اس کو لے جانا چاہا چلا گیا اور جہاں ٹھیرانا چاہا ٹھیر گیا۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو مسلمان لوگوں کے ملنے سے ان کی ایذار سانی پر صبر کرے وہ اس

مسلمان سے بدرجہا افضل ہے جو کسی سے نہیں ملتا اور نہ لوگوں کی تکلیف دہی کو برداشت کرتا ہے (حیات فضلیہ)

سفر کا سامان حضرت خواجہ غرب نواز قدس سرہ سفر میں مندرجہ ذیل آشیاء اپنے ہمراہ رکھا کرتے تھے۔ چاقو' استرا' مقراض' کٹورہ' لوٹا' عصا' سرمہ دانی' کنگھا' مسواک' سوئی دھاگا' رومال' عطر' موچنہ' دیاسلائی' تواچمٹا' پنسل' کاغذ' ضروری کپڑے' جب لیٹتے تو دائیں کروٹ پر بشکل محمد لیٹا کرتے۔ سفر اور حضر دونوں حالتوں میں سالک کی تربیت کا خیال رکھتے۔ سفر میں آداب سفر اور اقامت میں عام طور پر نفس کشی کی تعلیم دیتے۔ زمین پر سونے اور سادہ زندگی گزارنے کی عملاً تربیت فرمایا کرتے تھے (حیات فضلیہ)

ابتدائی زمانہ میں حضرت خود اپنے ہاتھ سے چکی میں آٹا پیس کر مہمانوں کے لئے لاتے بیوی صاحبہ روٹیاں پکاتیں اور حضرت سر پر رکھ کر لاتے' اپنی زمین کی پیداوار سے لنگر چلاتے اور فرماتے کہ ہم درویشوں کے نوکر ہیں مزدوری کرتے ہیں اور کھاتے ہیں ورنہ سب کچھ انہی کا ہے اور کبھی یہ شعر پڑھتے

تصوف بجز خدمت خلق نیست
بہ تسبیح و سجادہ ودلق نیست

آپ کی جماعت کے لوگوں کو بھی حقہ سگریٹ وغیرہ سے اسی طرح نفرت ہو جاتی تھی آپ فرماتے تھے کہ اس سے ذکر کی کیفیات بند ہو جاتی ہیں' آپ بیعت کرتے وقت جن چیزوں سے بچنے کی تاکید فرماتے تھے ان میں حقہ سگریٹ اور سنت کے مطابق ڈاڑھی رکھنے کی بھی سخت تاکید فرماتے تھے بے نمازی اور غیر مسلموں کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیزیں کھانے پینے سے پرہیز فرماتے

خلفاء حضرات خواجہ غریب نواز قدس سرہ کے ،

(۱) حضرت مولانا کریم بخش مرحوم ساکن بہاولپور گھلوان
(۲) حضرت مولانا عبداللہ بہلوی مرحوم شجاع آباد (ملتان)
(۳) حضرت مولانا حافظ محمد موسیٰ مرحوم جلال پور پیروالہ
(۴) حضرت مولانا نور بخش مرحوم بھلن ضلع مظفر گڑھ
(۵) حضرت مولانا حاجی کریم بخش جنڈ مرحوم فضل پور
(۶) حضرت مولانا عبدالمالک صدیقی مرحوم احمد پور وخانیوال
(۷) حضرت مولانا محمد عبدالغفار مرحوم لاڑکانہ
(۸) حضرت مولانا محمد سعید قریشی مرحوم احمد پور شرقیہ
(۹) حضرت جناب مولانا خواجہ محمد عبدالغفور عباسی جودبائی مرحوم مہاجر مدینہ طیبہ رحمتہ اللہ علیہ
(۱۰) حضرت مولانا خواجہ محمد معصوم جودبائی
(۱۱) حضرت مولانا خواجہ عبدالقیوم چغرزئی جودبائی
(۱۲) حضرت مولانا خواجہ عبدالرشید ککے خیل چغرزئی
(۱۳) حضرت مولانا خواجہ اللہ دتہ مرحوم بیٹ داہی پرگنہ جلالپور
(۱۴) حضرت مولانا خواجہ حافظ عبدالعزیز مرحوم حیدر واہن ڈیرہ غازیخان
(۱۵) حضرت مولانا خواجہ حافظ اللہ بچایا مرحوم عبداللہ پور بہاولپور
(۱۶) حضرت مولانا خواجہ محمد یوسف مرحوم چنی گوٹھ
(۱۷) حضرت مولانا خواجہ عتیق اللہ الٰئی علاقہ بینر سرحد
(۱۸) حضرت مولانا خواجہ محمد مسلم مرحوم لائلپور
(۱۹) حضرت مولانا خواجہ بخش شاہ مرحوم بہاولپور
(۲۰) حضرت مولانا خواجہ فقیر محمد بخش مرحوم حاجی پور ڈیرہ غازیخان
(۲۱) حضرت مولانا خواجہ نور محمد مرحوم جلالپور پیروالہ
(۲۲) حضرت مولانا خواجہ بشیر احمد مرحوم احمد پور شرقیہ
(۲۳) حضرت مولانا خواجہ علی محمد پہاڑی

(۲۴) حضرت مولانا خواجہ ظہیر الدین ٹوبہ ٹیک سنگھ

(۲۵) حضرت مولانا خواجہ کمال محمد جلالپور پیروالہ

(۲۶) حضرت مولانا خواجہ لطف اللہ شاہ ڈیرہ غازیخان

(۲۷) حضرت مولانا خواجہ غلام محمد شاہ مرحوم ترنڈہ بہاولپور

(۲۸) حضرت مولانا خواجہ عبد الواحد مرحوم باگاپٹہ سندھ

(۲۹) حضرت مولانا خواجہ سید حسن علی شاہ مسکین پور

(۳۰) حضرت مولانا خواجہ احمد اللہ اخوندزادہ لنگر سرائے علاقہ سرحد آزاد

(۳۱) حضرت مولانا خواجہ سید کرم حسین شاہ بخاری مرحوم لٹوری تحصیل شجاعباد

(۳۲) حضرت مولانا خواجہ خدا بخش لیل مرحوم ساکن بیٹ گہ جلالپور پیروالہ

(۳۳) حضرت مولانا خواجہ عبد الرحمان مرحوم حویلی لانگ

(۳۴) حضرت مولانا خواجہ نور احمد مرحوم سٹاری مظفر گڑھ

(۳۵) حضرت مولانا خواجہ احمد دین اوچ شریف

(۳۶) حضرت مولانا خواجہ نذیر احمد مرحوم احمد پور شرقیہ

(۳۷) حضرت مولانا خواجہ حاجی واحد بخش مرحوم ٹانوری

(۳۸) حضرت مولانا خواجہ عبد الستار لنگر پرگنہ جلالپور پیروالہ

(۳۹) حضرت مولانا خواجہ اللہ دتہ مرحوم عمرپور پرگنہ جلالپور پیروالہ

(۴۰) حضرت مولانا خواجہ عبد الخالق جلالپور کھاکھی

(۴۱) حضرت مولانا خواجہ حافظ غلام حیدر احمد پور شرقیہ

(۴۲) حضرت مولانا خواجہ نور الحسن رحمۃ اللہ چنی گوٹھ بہاولپور

(۴۳) حضرت مولانا خواجہ مستجاب خاں چترال

(۴۴) حضرت مولانا خواجہ علی مرتضیٰ ڈیرہ غازیخاں (گدائی)

(۴۵) حضرت مولانا خواجہ عبد الرحمان مرحوم مدیجی سندھ

(۴۶) حضرت مولانا خواجہ اختر محمد شاہ مرحوم مدیجی علاقہ سندھ

(۴۷) حضرت مولانا خواجہ سید غلام دستگیر ہلانی سندھ رحمۃ اللہ علیہ

(۴۸) حضرت مولانا خواجہ حاجی نور محمد مرحوم خیرپور ڈاہا

(۴۹) حضرت مولانا خواجہ عبد المالک مظفر گڑھ رحمۃ اللہ علیہ

(۵۰) حضرت مولانا خواجہ نبی بخش مرحوم باگڑچی سکھر

(۵۱) حضرت مولانا خواجہ سعد اللہ قنبر لاڑکانہ

(۵۲) حضرت مولانا خواجہ محمد صالح گجرات

(۵۳) حضرت مولانا خواجہ محمد یار راناٹمن پرگنہ لودھراں

(۵۴) حضرت خواجہ محمد منیر مرحوم احمد پور شرقیہ

(۵۵) حضرت خواجہ غلام حسن مرحوم ساکن بنبلی ڈیرہ غازیخاں

(۵۶) حضرت خواجہ محمد رمضان کوٹ چھٹا ڈیرہ غازیخاں

(۵۷) حضرت مولانا خواجہ عطاء اللہ شاہ ڈیرہ غازیخاں

(۵۸) حضرت مولانا خواجہ حسن جھگی والے مظفر گڑھ

(۵۹) حضرت خواجہ سید عبد اللہ شاہ بنری رحمۃ اللہ علیہ کراچی

(۶۰) حضرت خواجہ غلام محی الدین رنگ پور

(۶۱) حضرت مولانا خواجہ فیروز شاہ صاحب جہلم

(۶۲) حضرت خواجہ محمد عبد اللہ رام پور نینی تال رحمۃ اللہ

(۶۳) حضرت مولانا خواجہ خدا بخش سندھ

(۶۴) حضرت مولانا خواجہ علی محمد نمرو۔ قلات

(۶۵) حضرت مولانا خواجہ علی محمد بیٹ والا

(۶۶) حضرت مولانا خواجہ محمد یونس مراد آباد

اب چند مشہور خلفاء کا مختصر تعارف کیا جاتا ہے۔

(۶۷) حضرت مولانا عبد الرشید رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا عبد الغفور مدنی قدس سرہ سے قرابت رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ سے بیعت ہو گئے اور سلوک طے

کرنے کے بعد صاحب اجازت ہو کر تبلیغ سلسلہ میں مشغول ہو گئے

(٦٨) حضرت مولانا خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمتہ اللہ علیہ احمد پور شرقیہ اور خانیوال میں آپ کی رہائش گاہ ہے۔ حضرت شیخ کے بڑے خلفاء میں آپ عالم دین بھی اور سلوک میں بھی کامل تھے۔ اکثر حضرت شیخ کے ہمسفر رہے بالخصوص دہلی دیوبند و دیگر مقامات ہندوستان کے سفر میں آپ کا بہت ساتھ رہا ہے اور آپ کی زیادہ عمر دہلی و ہندوستان کے اکثر مقامات اور پنجاب و سرحد کے تبلیغی سفروں میں گزری ہے۔ مخلوق خدا کو بہت فائدہ پہنچا۔ تجلیات" کا مطالعہ فرمائیں۔ جامع مسجد و مدرسہ و قبر شریف و صاحبزادہ آپ کے جانشین خواجہ عبدالماجد صاحب خانیوال میں رونق افروز ہیں۔

(٦٩) حضرت مولانا مستجاب خاں رحمتہ اللہ علیہ ساکن چترال آپ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی وفات کے وقت مسکین پور شریف میں موجود تھے۔ کم گو' بڑے پائے کے عابد و زاہد بزرگ ہیں' سلسلہ عالیہ کی خدمت علاقہ چترال میں بہت کی کثیر تعداد میں مریدین موجود ہیں۔ چترال اور روس کی سرحد پر تشریف لے جاتے اور تبلیغ کرتے۔ بہت سے کافروں کو دائرہ اسلام میں داخل کیا۔ بہت سے شیعوں کو اہل سنت و جماعت بنادیا

(٧٠) حضرت مولانا سید غلام دستگیر شاہ رحمتہ اللہ علیہ ساکن ہالانی سندھ آپ کے فیض سے ہالانی اور اس کے گردونواح کی بہت مخلوق فیضیاب ہے بہت ہمت کے ساتھ تبلیغ دین و ترویج سلسلہ میں مشغول اور بدعات و رسومات باطلہ کا قلع قمع کیا۔

(٧١) حافظ عطاء اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ ساکن چرٹہ ضلع ڈیرہ غازیخاں' آپ خوش بیان واعظ تھے قرآن مجید کی تفسیر کا وعظ بہت کیا کرتے تھے حضرت شیخ آپ کو وعظ کے لئے اجتماع میں بلایا کرتے تھے آپ بڑے ذوق سے وعظ بیان فرماتے۔ آپ نے بھی سلسلہ عالیہ کی بہت خدمت کی۔

(٧٢) حضرت مولانا عبدالمالک رحمتہ اللہ علیہ مظفر گڑھ بستی کے رہنے والے تھے اور حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی خدمت میں بہت عرصہ رہ کر فیضیاب ہوئے اور صاحب اجازت ہوئے۔ آپ کا وعظ بہت موثر و مدلل و آسان اور واضح ہوتا ہے۔ مسکین پور شریف کے جلسہ میں آپ کی وجہ سے بہت نظم و نسق اور کامیابی رہتی۔ سندھ و پنجاب کے اکثر مقامات کا سفر فرماتے اور تبلیغ کرتے رہتے تنظیم اہل و سنت جماعت کے سرگرم مبلغ حضرت مولانا دوست محمد قریشی رحمتہ اللہ آپ کے خلیفہ تھے۔ مخلوق آپ سے فیضیاب ہے۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

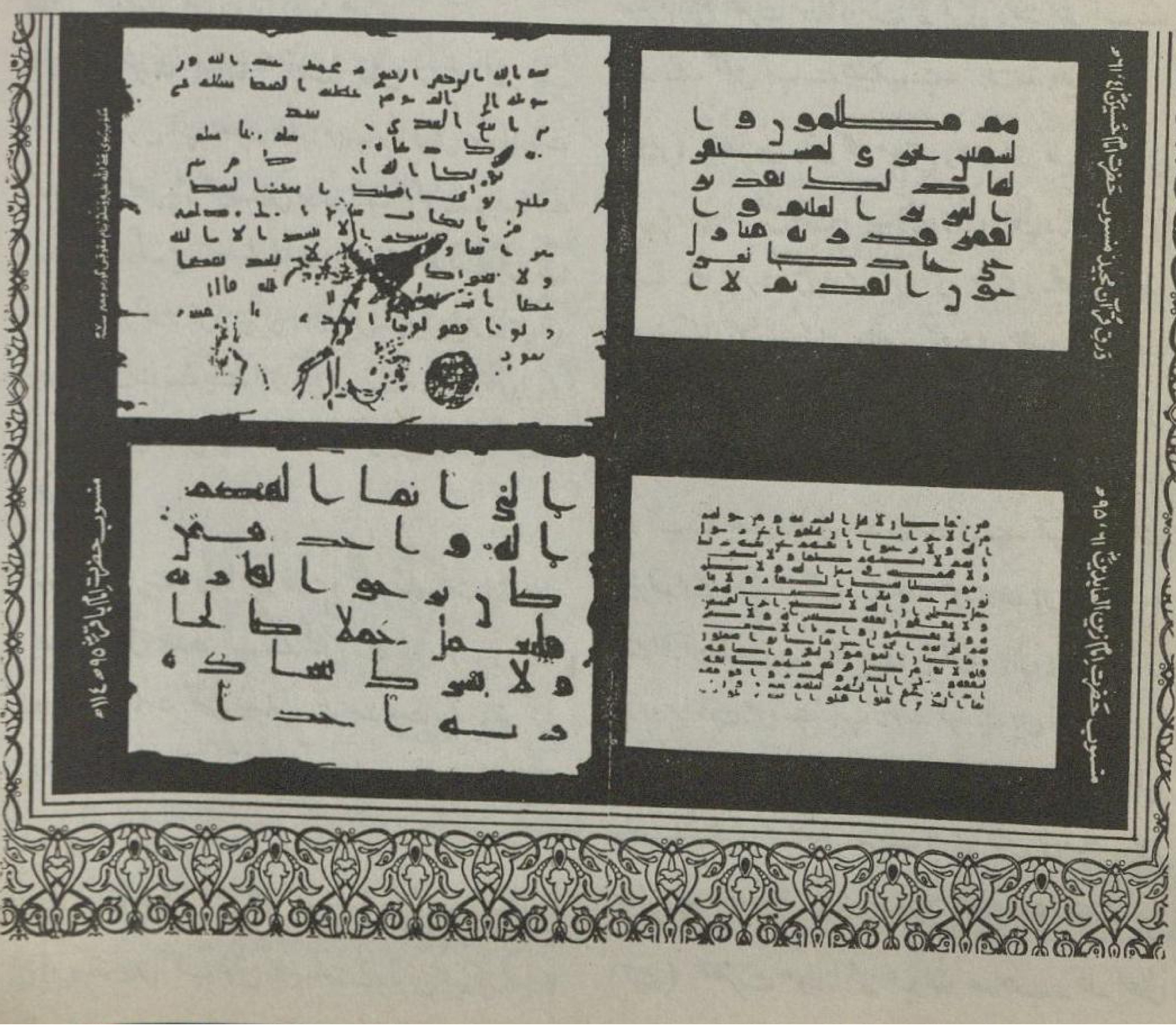
(٧٣) حضرت حافظ محمد موسی رحمتہ اللہ علیہ ساکن جلال پور پیروالہ ضلع ملتان۔ آپ (کپڑوں کی رنگائی و چھپائی کا کام) کرتے تھے حضرت شیخ قدس سرہ کسی سفر میں تھے۔ صاحب موصوف کپڑا بیچتے ہوئے اس مقام پر پہنچے جہاں حضرت شیخ تشریف فرما تھے۔ تکمیل اجازت سے مشرف ہوئے۔ آپ خوشنویس بھی تھے حضرت شیخ ان سے خلفاء کی اسناد و دیگر چیزوں کی کتابت کراتے تھے آپ نے سلسلہ عالیہ کی بہت خدمت کی ہے۔ آپ کی جماعت کثیر تعداد میں ہے اور آپ کے خلفاء بھی موجود ہیں۔ آپ نے تعلیم القرآن کے دینی مدرسے جاری کئے' ایک جلال پور پیروالہ میں اور دوسرا ملتان میں ہے' آپ رحلت فرما چکے ہیں اور جلال پور پیروالہ میں مدفون ہیں۔ آپ کے صاحبزادے قاری محمد اسمٰعیل صاحب اور قاری محمد یعقوب صاحب قاری حسین علی صاحب اور قاری رشید صاحب جانشین ہیں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

(٧٤) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مدظلہ العالی

ساکن بھلی ضلع ملتان آپ بہت بڑے عالم، مفسر قرآن اور تصوف میں پورے محقق تھے آپ نے دینی مدرسے قائم کئے ہوئے ہیں اور مستقل طور پر علماء کو ترجمہ قرآن سے متفیض کرتے رہے ہیں۔ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی تبلیغ میں بھی پوری طرح سرگرم تھے۔ کافی تعداد میں آپ کے خلفاء موجود ہیں۔ جو مختلف علاقوں میں خدمات دین تبلیغ سلسلہ کا کام انجام دے رہے ہیں آپ کے تین صاحبزادے ہیں جو دینی خدمات میں مشغول ہیں۔

(۷۵) حضرت مولانا حاجی کریم رحمتہ اللہ علیہ ساکن بستی فضل پور ضلع بہاولپور۔ آپ حضرت شیخ قدس سرہ کے خاص خدام میں سے تھے۔ لنگر کی دیکھ بھال بہت کیا کرتے تھے اکثر اوقات حضرت کے ہمسفر رہتے تھے آپ کی توجہ میں بڑا اثر تھا آپ کے حلقہ ارادت میں بہت سے فاسق تائب ہوئے، آپ کے دو خلفاء ہیں اور ایک صاحبزادے مولوی حبیب اللہ صاحب ہیں جو اس وقت آپ کے جانشین ہیں۔

نوٹ۔ شیخ بہاو الدین زکریا ملتانی القریشی ہندوستان کے اکابر اولیاء اور مشائخ سہروردیہ میں سے ہیں۔ ۶۶۱ھ میں ملتان میں وفات پائی۔



مکتوبات امام ربانی جلد اول

از ہرچہ میرود سخن یار خوش تراست

یہ کس قدر بڑی نعمت ہے کہ حق تعالی اپنے بندے کو جوانی میں توبہ کی توفیق عطا فرمائے اور اس پر استقامت بخشے تمام دنیا کی نعمتیں اس نعمت کے مقابلہ میں ایسی ہیں۔ جیسے دریائے عمیق کے مقابلہ میں شبنم کا قطرہ۔ کئی دفعہ آپ کو لکھا گیا ہے کہ مشائخ کی روحانیات کے وسیلے اور ان کی امداد پر ہرگز مغرور نہ ہوں۔ کیونکہ مشائخ کی صورتیں حقیقت میں شیخ مقتدا کے لطائف ہیں۔ جو ان صورتوں میں ظاہر ہوئے ہیں۔ توجہ کے قبلہ کے لئے ایک ہونا شرط ہے۔ توجہ کا پراگندہ کرنا خسارے کا موجب ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔

کام کا سر رشتہ مختصر پکڑیں۔ یہ کس قدر بڑی دولت ہے۔ کہ لوگ کسی کو برا جانیں او وہ حقیقت میں نیک ہو طفیل دوست باشد ہرچہ باشد اپنا مقصود حق تعالی کو جاننا چاہیے۔ کچھ جمع ہو جائے بہتر ہے۔ اور اگر اس کے ساتھ جمع نہ ہو تو پرواہ نہیں۔

رخسار من اینجاؤ تو در گل نگری

میرا اس جا ہے رخسارہ تو گل میں جا کے دیکھے ہے

اس گروہ کے پاس خالی ہو کر آنا چاہیے تاکہ بھرے ہوئے واپس جائیں۔ اور اپنی مفلسی کو ظاہر کرنا چاہیے تاکہ ان کو شفقت آئے۔ اور استفادہ کا راستہ کھل جائے۔ سیر آنا اور سیر ہی چلا جانا کچھ مزہ نہیں دیتا۔

عمر کو فقرا کی خدمت میں بسر کرنا چاہیے۔

خاک شو خاک تا بروید گل

کہ بجز خاک نیست مظہر کل

ترجمہ۔ اور جو شخص مرنے سے اول نہیں مرا مصیبت تو اس کے لئے ہے اور اسی کی ماتم پرسی بجالانی چاہیے۔ ہر بدعتی اور گمراہ اپنے باطل احکام کو کتاب و سنت ہی سے سمجھتا ہے۔ اور وہیں سے اخذ کرتا ہے۔ اللہ تعالی زمین والوں کی دعا سے قبر والوں پر پہاڑوں جتنی رحمت نازل فرماتا ہے۔

حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوۃ و السلام نے فرمایا ہے۔ کہ جب کوئی شخص تم میں سے روزہ افطار کرنا چاہیے تو اس کو تمر سے افطار کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس میں برکت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے روزہ تمر سے افطار کیا ہے اور تمر میں برکت کا موجب یہ ہے کہ اس کا درخت ایک ایسا درخت ہے۔ جو انسان کی طرح جامعیت اور عدلیت کے طور پر پیدا ہوا ہے یہی وجہ ہے۔ کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نخل کو بنی آدم کی پھوپھی فرمایا ہے۔ کیونکہ وہ آدم کی مٹی سے پیدا ہوا ہے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَکْرِمُوا عَمَّتَکُمْ اپنی پھوپھی یعنی درخت خرما کی تعظیم کرو۔ کیونکہ وہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام کی بقیہ مٹی سے پیدا کی گئی ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس کا نام برکت اسی جامعیت کے اعتبار سے ہو۔

پس اس کے پھل جو تمر ہے افطار کرنا صاحب افطار کی جزو بن جاتا ہے۔ اور اس کی حقیقت جامع اس جزئیت کے اعتبار سے اس کے کھانے والے کی حقیقت کی جزو ہو جاتی ہے۔ اور یہ جو آنسرور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سُحُوْرُ الْمُؤْمِنِ التَّمَرُ مومن کی بہتر سحور تمر ہے اس اعتبار سے ہو سکتا ہے کہ اس کی غذا میں جو صاحب غذا کی جزو ہو جاتی ہے اس کی حقیقت کی تکمیل ہے۔

گویا اس کا کھانا تمام ماکولات کے کھانے کا فائدہ رکھتا ہے اور اس کی برکت جامعیت کے اعتبار سے افطار کے وقت تک رہتی ہے حق تعالی اپنے حبیب علیہ الصلوۃ والسلام کو فرماتا ہے۔ یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ اے نبی کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سختی کرنے کا حکم

فرمایا تو معلوم ہوا کہ ان پر سختی کرنا خلق عظیم میں داخل ہے پس اسلام کی عزت کفر اور کافروں کی خواری میں ہے جس نے اہل کفر کو عزیز رکھا اس نے اہل اسلام کو خوار کیا اپنی مجلسوں میں جگہ دینا اور ان کی ہمنشینی کرنا اور ان کے ساتھ گفتگو کرنا سب اعزاز میں داخل ہے کتوں کی طرح ان کو دور کرنا چاہئے

حق تعالیٰ نے اہل کفر کو اپنا اور اپنے پیغمبر کا دشمن فرمایا ہے پس ان خدا اور سول کے دشمنوں کے ساتھ ملنا جلنا اور محبت کرنا بڑا بھاری گناہ ہے کم سے کم ضرر ان کی ہمنشینی اور ملنے جلنے میں یہ ہے کہ احکام شرعی کے جاری کرنے اور کفر کی رسموں کو مٹانے کی طاقت مغلوب ہو جاتی ہے اور دوستی کا حیا اس کا مانع ہو جاتا ہے اور یہ ضرر حقیقت میں بہت بڑا ضرر ہے خدا کے دشمنوں کے ساتھ دوستی والفت کرنا خدائے تعالیٰ اور اس کے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی دشمنی تک پہنچا دیتا ہے کفار ہر وقت اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ اگر قابو پائیں تو مسلمانوں کو ہلاک کردیں یا سب کو قتل کردیں یا کفر میں لوٹا دیں پس اہل اسلام کو بھی شرم چاہئے کہ الحیاء من الایمان حیا ایمان سے ہے اور مسلمانی کی دمار ضروری ہے ہمیشہ ان کی خواری کے درپے رہنا چاہئے ہندوستان میں اہل کفر سے جزیہ دور ہونے کا باعث یہی ہے کہ اہل کفر اس ملک کے بادشاہوں کے ساتھ ہمنشین ہیں ان سے جزیہ لینے کا اصلی مقصود ان کی ذلت و خواری ہے اور یہ خواری اس حد تک ہے کہ جزیہ کے ڈر سے اچھے کپڑے نہ پہن سکیں اور شان و شوکت سے نہ رہ سکیں اور مال کے لینے سے ہمیشہ ڈرتے اور کانپتے رہیں بادشاہوں کو کیا لائق ہے کہ جزیہ لینے سے منع کریں حق تعالیٰ نے جزیہ کو ان کی خواری کے لئے وضع کیا ہے اس سے مقصود ان کی رسوائی اور اہل اسلام کی عزت اور غلبہ ہے

جس قدر ہوں قتل منکر دین کا ہے فائدہ

اہل کفر کے ساتھ بغض و عنا در کھنا دولت اسلام کے حاصل ہونے کی علامت ہے ہم راضی ہو گئے اس بات پر کہ اللہ تعالیٰ ہمارا رب ہے اور اسلام ہمارا دین ہے اور حضرت محمد علیہ الصلوۃ والسلام ہمارے نبی اور رسول ہیں یا اللہ تو ہم کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل اول و آخر اسی عقیدہ پر رکھ پس ناچار چاندی سونے کے استعمال اور ریشم کے پہننے وغیرہ سے جن کو شریعت مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام نے حرام کیا ہے پرہیز کرنا چاہئے چاندی سونے کے برتن جو شان و شوکت کے لئے بناتے ہیں البتہ گنجائش رکھتے ہیں لیکن ان کا استعمال کرنا یعنی ان میں پانی پینا اور کھانا کھانا اور خوشبو ڈالنا اور سرمہ دان بنانا وغیرہ وغیرہ حرام ہے

گرمی کا سورج دھوبی اور کپڑے پر یکساں چمکتا ہے لیکن دھوبی کا چہرہ سیاہ اور اس کا کپڑا سفید ہو جاتا ہے

پس دنیا کا ناز و نعمت جو اعراض و روگردانی کے باوجود حاصل ہو۔ عین خرابی ہے کمال متابعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال محبت کی فرع ہے۔

مداہنت و چاپلوسی روا نہیں ہے۔ کیونکہ محب اپنے محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے۔ مخالفت کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور اپنے محبوب کے مخالفوں کے ساتھ کسی طرح بھی صلح پسند نہیں کرتا۔ متاع دنیا سراسر غرور و فریب ہے اور آخرت کا ابدی معاملہ اسی پر مترتب ہے۔

محمد عربی کا بروے ہر دوسراست
کسیکہ خاک درش نیست خاک سراو

پس دنیاوی مال سے ضرر دور کرنے کا علاج اس مال سے زکوۃ نکالنا ہے۔ اگرچہ ترک کلی افضل ہے۔ لیکن زکوۃ کا ادا کرنا بھی اس کا کام کر جاتا ہے۔

آسماں نسبت بعرش آمد فرود
ورنہ بس عالی است پیش خاک تود

ترجمہ:- عرش سے نیچے ہے اگرچہ آسمان لیک اونچا ہے زمین سے اے جواں

رام و کرشن وغیرہ جو ہندوؤں کے معبود ہیں مخلوقات میں سے ہیں۔ اور ماں باپ سے پیدا ہوئے ہیں۔ رام جس رتھ کا بیٹا۔ اور لچھمن کا بھائی۔ اور سیتا کا خاوند ہے۔ جب رام اپنی بیوی کو نگاہ نہ رکھ سکا۔ تو وہ پھر دوسرے کی کیا مدد کر سکتا ہے عقل دور اندیش سے کام لینا چاہیے اور ان کی تقلید پر نہ چلنا چاہیے۔ بڑی عار کی بات ہے کہ کوئی تمام جہانوں کے پروردگار کو رام یا کرشن کے نام سے یاد کرے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی عظیم الشان بادشاہ کو کمینہ خاک روب کے نام سے یاد کرلے۔ رام و رحمان کو ایک جاننا بڑی بیوقوفی ہے۔ خالق مخلوق کے ساتھ نہیں ہوتا رام و کرشن کے پیدا ہونے سے پہلے پروردگار عالم کو رام و کرشن کوئی نہیں کہتا تھا ان کے پیدا ہونے کے بعد کیا ہو گیا کہ رام و کرشن کے نام کو حق تعالیٰ پر اطلاق کرتے ہیں اور رام و کرشن کی یاد کو پروردگار کی یاد جانتے ہیں۔ ہرگز ہرگز ایسا نہیں۔

اس طریقہ علیہ کی بلندی سنت کے التزام اور بدعت سے اجتناب کے باعث ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس طریقہ علیہ کے بزرگواروں نے ذکر جہر سے پرہیز فرمائی ہے اور ذکر قلبی کی طرف رہنمائی کی ہے۔ اپنے بزرگواروں کے طریق کو چھوڑ کر کبھی جہر سے تسلی حاصل کرتے ہیں۔ اور کبھی سماع و رقص سے آرام ڈھونڈتے ہیں۔ اور خلوت در انجمن حاصل نہ ہونے کے سبب سے چلہ اور خلوت کو اختیار کیا ہے۔

نماز تہجد کو پوری جمعیت یعنی جماعت سے ادا کرتے ہیں۔ اور اس بدعت کو سنت تراویح کی طرح مسجد میں رواج و رونق بخشتے ہیں۔ اور اس عمل کو نیک جانتے ہیں۔ پس خلق کے حقوق کو ادا کرنا اور ان کی ایذا کو برداشت کرنا ضروری ہے۔ اور ان کے ساتھ حسن معاشرت یعنی اچھی طرح رہنا سہنا واجب ہے۔ بد دماغی اور لاپرواہی اچھی نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے کہ حُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ جاننا چاہیے کہ شرعی تکلیفات قالب اور قلب پر مخصوص ہیں۔ کیونکہ تزکیہ نفس انہی پر موقوف ہے۔ سلوک سے پہلے لطائف ایک دوسرے سے ملے جلے ہوتے ہیں اور قلب سے جدائی نہیں رکھتے۔ جب سیر و سلوک نے ایک دوسرے سے جدا کیا۔ اور اپنے اصلی مقام میں پہنچایا تو معلوم ہوا کہ مکلف کون تھا اور غیر مکلف کون۔

ملا دلبر سے جب کہ دل کو آرام
اسے پھر وصل سے اوروں کے کیا کام

رکھے سو دستہ ریحاں گر تو لا کر
سوا گل کے نہیں بلبل کو خوشتر

گھڑی بھر کے لئے اپنے حال میں غور کریں۔ اگر دین خالص ہے تو آپ کو بشارت و مبارک ہو۔ اور اگر نہیں تو واقع کا علاج وقوع سے پہلے پہلے کرنا چاہیے بیتاب و محن اگرچہ عوام کے نزدیک تکلیف کے اسباب ہیں لیکن ان بزرگواروں کے نزدیک جو کچھ جمیل مطلق کی طرف سے آئے ان کی لذت و نعمت کا اسباب ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرادوں اور محبوبوں کے رئیس ہیں فرمایا ہے کہ مَا اُوْذِيَ نَبِيٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِيْتُ (کسی نبی کو اتنی ایذا نہیں پہنچی۔ جتنی مجھے پہنچی ہے۔ گویا بلا دلالتہ اور رہنما ہے۔ جو اپنی حسن دلالت سے ایک دوست کو دوسرے دوست تک پہنچا دیتی ہے اور دوست کے ماسوی کی التفات سے

پاک کر دیتی ہے۔ عجب معاملہ ہے کہ دوست کروڑ ہا دیگر بلا کو خریدتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ کروڑ ہا دیگر بلا کو دفع کرنا چاہتے ہیں۔

خداوندا یہ کیسا فضل و کرامت ہے۔ کہ ایسی پوشیدہ دولت اور خوشگوار نعمت اغیار کی نظر بد سے چھپا کر اپنے دوستوں کو تو نے عطا فرمائی ہے۔

طریقہ نقشبندیہ قدس سرہم کے بزرگواروں نے اسی نا مسلوک راستہ کو اختیار کیا ہے۔ اور یہ غیر مقررہ رستہ ان بزرگواروں کے طریقہ میں مقررہ راہ بن گیا ہے۔ اور بیشمار لوگوں کو اسی راہ سے توجہ و تصرف کے ساتھ مطلب تک پہنچاتے ہیں۔ اسی طریق کے لئے وصول لازم ہے بشرطیکہ پیر مقتدا کے آداب کو مد نظر رکھا جائے۔ کیونکہ اس طریق میں بوڑھے اور جوان اور عورتیں اور بچے وصول میں برابر ہیں بلکہ مردے بھی اس دولت سے امیدوار ہیں۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ فرمایا ہے۔ کہ میں نے حق تعالی سے ایسا طریق مانگا ہے جو بیشک موصل ہے۔

اگر نہ ٹوٹتا دل راز داں کا
جہاں کے قفل میں سب کھول دیتا ہے

اس طریقہ کے بزرگ واروں نے ان اسما کے مسما میں فنا ہونا اختیار کیا ہے۔ اور ابتداہی سے ان کی توجہ احدیت صرف کی طرف ہے۔ اور اسم صفت سے سوائے ذات کے اور کچھ نہیں چاہتے یہی وجہ ہے کہ اوروں کی نہایت ان کی بدایت میں مندرج ہے

قیاس کن گلستان من بہار مرا۔ ترجمہ۔ میری بہار کا کرلے قیاس بستاں سے

آپ کی آشنائی سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی آپ کی نا آشنائی سے کچھ نقصان پہنچتا ہے صرف آپ کی خیر خواہی ملحوظ و منظور تھی لیکن اَلرَّاضِیْ بِالضَّرَرِ لَا یَسْتَحِقُّ النَّظَرَ (جو اپنے ضرر پر آپ راضی ہو وہ شفقت و مہربانی کا مستحق نہیں ہوتا)

وہ شخص جو حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو حضرت صدیق رضی اللہ سے افضل کہے اہل سنت و جماعت کے گروہ سے نکل جاتا ہے۔ تو پھر اس شخص کا کیا حال ہے۔ جو اپنے آپ کو افضل جانے اور اس گروہ میں یہ بات مقرر ہے۔ کہ اگر کوئی سالک اپنے آپ کو خسیس کتے سے بہتر جانے تو وہ ان بزرگوں کے کمالات سے محروم ہے۔

سلف کا اجماع اس بات پر منعقد ہوا ہے کہ انبیا علیہم السلوۃ والسلام کے بعد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ تمام انسانوں سے افضل ہیں۔ وہ بڑا ہی احمق ہے جو اس اجمع کے برخلاف کرے۔

اعمال لکھنے والے فرشتوں کے سوا خدا تعالی کے چند ایسے فرشتے ہیں جو راہ گزروں اور بازاروں میں اہل ذکر کی تلاش کرتے پھرتے ہیں جب وہ ذاکروں کے گروہ کو کہیں ذکر کرتے ہوئے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔ کہ آؤ تمہارا مطلب حاصل ہو گیا۔ پس جمع ہو کر اپنے پروں سے ان کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ جب وہ ذکر سے فارغ ہوتے ہیں۔ تو فرشتے آسمان پر جاتے ہیں پس حق تعالی حالانکہ اپنے بندوں کے حال کو بخوبی جانتا ہے فرشتوں سے پوچھتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کیسے دیکھا۔ فرشتے عرض کرتے ہیں۔ کہ خدایا تیری حمد و ثنا کرتے تھے اور تجھ کو بزرگوں سے یاد کرتے تھے۔ اور تجھ کو تمام عیوب اور نقصان سے پاک بیان کرتے تھے خدائے تعالی فرماتا ہے۔ کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے۔ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں دیکھا ہے پھر خدائے تعالی فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو پھر ان کا کیا حال ہو ملا کہ عرض کرتے ہیں کہ پھر اس سے زیادہ بزرگی اور پاکیزگی سے یاد کریں حق تعالی فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا طلب کرتے تھے۔ فرشتے عرض

کرتے ہیں کہ بہشت مانگتے تھے حق تعالیٰ فرماتا ہے کیا انہوں نے بہشت کو دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے کہ نہیں دیکھا ہے۔

خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ بہشت کو دیکھ لیں تو پھر ان کا کیا حال ہو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر اس سے زیادہ اس کی طلب اور حرص کریں۔ پھر حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کسی چیز سے ڈرتے تھے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ دوزخ سے ڈرتے تھے۔ اور تجھ سے پناہ مانگتے تھے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے فرشتے عرض کرتے ہیں کہ نہیں دیکھا ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر دیکھ لیں تو پھر کیا حال ہو فرشتے عرض کرتے ہیں کہ پھر اس سے زیادہ پناہ مانگیں اور اس سے زیادہ ڈریں اور بھاگیں پھر حق تعالیٰ فرشتوں کو فرماتا ہے کہ تم گواہ رہو میں نے سب کو بخش دیا فرشتے عرض کرتے ہیں یا رب اس ذکر کی مجلس میں فلاں آدمی ذکر کے لئے نہیں آیا تھا۔ بلکہ کسی دنیاوی حاجت کے لئے آیا تھا۔ اور ان میں بیٹھ گیا تھا حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (میں ان کا ہمنشین ہوں جس نے میرا ذکر کیا) کے بموجب میرے ایسے ہمنشین ہیں کہ ان کا ہمنشین بدبخت نہیں ہوتا۔

پاس جامستوں کے گر دیگنے نہ ے تو بوسی
بواگر حاصل نہ ہو کافی ہے پھر دیدار ہی

دروغ کو کبھی فروغ نہیں ہے ان کی متناقض باتیں ہی ان کے بازار کی رونق کو کم کر دیں گی مَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰہُ لَہٗ نُوْرًا فَمَا لَہٗ مِنْ نُّوْرٍ جس کے لئے اللہ نے کوئی نور نہیں بنایا اس کے لئے کوئی نور نہیں انسان کے پیدا کرنے سے مقصود اس کی ذلت و انکسار اور عجز و محتاجی ہے جو بندگی کی حقیقت ہے شاید جناب نے اس دور افتادہ کو بھلا دیا ہو گا۔ ہاں بدنوں کے قرب کے قرب کو دلوں کے قرب میں بڑی تاثیر ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی ولی صحابہ کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔

صوفیوں کی بیہودہ باتوں سے کیا حاصل ہوتا ہے

آیت کریمہ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ تو میں کہتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات کی طرح عالم خلق اور عالم امر سے مرکب ہیں اور وہ اسم الٰہی جو ان کے عالم خلق کی تربیت کرنے والا ہے شان العلیم ہے اور وہ جو ان کے عالم امر کی تربیت فرماتا ہے وہ معنے ہے جو اس شان کے وجود اعتباری کا مبدا ہے جیسے کہ گزر چکا اور حقیقت محمدی شان العلیم سے مراد ہے اور حقیقت احمدی اس معنی سے کنایہ ہے، جو اس شان کا مبدء ہے اور حقیقت کعبہ سبحانی بھی اسی معنے سے مراد ہے اور وہ نبوت جو حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو حاصل تھی۔

حاصل کلام یہ کہ اس جہان میں آپ کی عنصری پیدائش کو آپ کی ملکی پیدائش پر غالب کیا ہوا تھا تاکہ مخلوقات کے ساتھ جن میں بشریت زیادہ غالب ہے وہ مناسبت جو افادہ اور استفادہ کا سبب ہے زیادہ پیدا ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بشریت کے ظاہر کرنے کے لئے بڑی تاکید سے امر فرماتا ہے کہ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ کہ میں بھی تمہاری طرح بشر ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے لفظ متکلم کالانا تاکید بشریت کے لئے ہے اور وجود عنصری سے رحلت کر جانے کے بعد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی روحانیت کی جانب غالب ہو گئی اور بشریت کی مناسبت کم ہو گئی۔ اور دعوت کی نورانیت میں تفاوت پیدا ہو گیا۔

بعض اصحاب کرام نے فرمایا ہے کہ ابھی ہم آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے دفن سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ ہم نے اپنے دلوں میں تفاوت معلوم کیا۔ ہاں ایمان شہودی ایمان غیبی سے بدل

گیااور معاملہ آغوش سے گوش تک آپہنچااور دیکھنے سے سننے تک نوبت آگئی۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ سے جب ہزار سال گزرے جو بڑی لمبی مدت اور بڑا دراز زمانہ ہے تو روحانیت کی طرف اس طرح غالب ہوئی کہ بشریت کی تمام جانب کو اپنے رنگ میں رنگ دیا حتی کہ عالم خلق نے عالم امر کا رنگ اختیار کیا۔ پس ناچار حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے عالم خلق سے جس چیز نے حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوۃ والسلام کی شریعت فسخ و تبدیل سے محفوظ ہے۔ اس لئے حضور کی امت کے علماء کو انبیاء کا مرتبہ عطا فرماکر شریعت کی تقویت اور ملت کی تائید کا کام ان کے سپرد فرمایا ہے۔ بلکہ ایک اولوالعزم پیغمبر کو حضور کا تابعدار بنا کر حضور کی شریعت کو ترقی بخشی ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس طبقہ کے اولیا کے کمالات اصحاب کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے کمالات کی مانند ہیں اگرچہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بعد فضیلت و بزرگی صحاب کرام کے لئے ہے لیکن یہ مناسب نہیں کہ کمال مشابہت سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دے سکیں۔

اور ہو سکتا ہے کہ اسی وجہ سے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہو کہ لَایَدْرِیْ اَوَّلُھُمْ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُھُمْ نہیں معلوم ان میں سے اول کے بہتر ہیں یا آخر کے۔ فرمایا ہے کہ خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے لیکن چونکہ کمال مشابہت کے باعث تردد کا مقام تھا اس لئے لایدری فرمایا۔

فیض روح القدس کا گردے مدد تو اور بھی
کر دکھائیں کام وہ جو کچھ مسیحا سے ہوا

زمین زادہ بر آسماں تاختہ
زمین و زماں پس اندا ختہ

اس بات کی طرف رہنمائی کریں اور بڑی تاکید سے کہیں کہ طریقت چلانے میں جلدی نہ کرلے کیونکہ مقصود دکان کھولنا نہیں ہے بلکہ حق تعالی کی مرضی کو مد نظر رکھنا چاہیے۔ اطلاع دینا شرط ہے۔

بزرگوں نے کہا ہے کہ پیر کو چاہیے کہ مریدوں کی نظر میں اپنے آپ کو آراستہ اور شان و شوکت سے رکھے نہ یہ کہ ان کے ساتھ اختلاط کا دروازہ کھولدے اور ان سے ہمنشینوں کی طرح سلوک کرے اور حکایت و گفتگو سے مجلس گرم رکھے۔ والسلام۔

عمر کا بہتر اور قیمتی حصہ ہواؤ ہوس میں گزر گیا۔ اور خدائے تعالی کے دشمنوں کی رضامندی حاصل کرنے میں صرف نہ کریں اور اشرف کی تلافی ارذل سے نہ کریں۔ اور تھوڑی محنت کو ہمیشہ کے آرام کا وسیلہ نہ بنائیں۔ اور تھوڑی نیکیوں سے بہت سی برائیوں کا کفارہ نہ کریں۔ کل کونسا منہ لیکر ہم خدائے تعالی کے سامنے جائیں گے اور کیا حیلہ پیش کریں گے۔ یہ خواب خرگوش کب تک رہے گی۔ موت کے آنے سے پہلے ہی اپنا کام بنالینا چاہیے۔ اور واشوقا کہتے ہوئے مرنا چاہیے۔

طریق صوفیہ کے سلوک سے یہ مقصود ہے کہ احکام فقیہ کے ادا کرنے میں آسانی حاصل ہو جائے۔ اور وہ مشکل دور ہو جائے۔ جو نفس کی امارگی سے پیدا ہوتی ہے اور اس فقیر کا یہ یقین ہے کہ طریق صوفیہ حقیقت میں علوم شرعیہ کا خادم ہے شریعت کے مخالف کچھ اور امر۔ اور اپنی کتابوں اور رسالوں میں اس معنی کی تحقیق کی ہے۔ اور اس غرض کے حاصل ہونے کے لئے تمام طریقوں میں طریقہ علیہ نقشبندیہ کا اختیار کرنا بہت مناسب اور بہتر ہے۔

حضرت خواجہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اگر تمام حال

ومواجید ہمیں دیدیں اور ہماری حقیقت کو اہل سنت و جماعت کے اعتقاد سے نوازش نہ فرمائیں۔ تو سوائے خرابی کے ہم کچھ نہیں جانتے اور اگر اہل سنت و جماعت کا اعتقاد ہم کو دیدیں اور احوال کچھ نہ دیں تو پھر کچھ غم نہیں ہے۔

طالب علم خواہ کسی فرقہ سے ہوں۔ دین کے چور ہیں ان کی صحبت سے بھی بچنا ضروری ہے یہ سب فتنہ و فساد جو دین میں پیدا ہوا ہے۔ انہی لوگوں کی کمبختی سے ہے۔ کہ انہوں نے دنیاوی اسباب کی خاطر اپنی آخرت کو برباد کر دیا ہے۔

حق تعالی نے دنیا کو آخرت کی کھیتی بنایا ہے۔ وہ شخص بڑا بد نصیب ہے جو سب کا سب بیج کھا جائے اور استعداد کی زمین میں نہ ڈالے۔ اور ایک دانہ سے سات سو دانہ نہ بنائے اور اس دن کے لئے کہ بھائی بھائی سے بھاگے گا۔ علما نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ میرا مال زمانہ کے عقلمند کو دیں تو زاہد کو دینا چاہیے جو دنیا سے بے رغبت ہے آج غفلت کی روئی کانوں سے نکالنی چاہیے ورنہ کل حسرت و ندامت کے سوا کچھ سرمایہ حاصل نہ ہو گا۔ حدیث قدسی انا عند ظن عبدی بی اس مطلب کی گواہ ہے۔ بہت مدت تک دل میں کھٹکتا رہا کہ کیا وجہ ہے کہ اس امت میں اکمل اولیا بہت گذرے ہیں مگر جس قدر خوارق حضرت سید محی الدین جیلانی قدس سرہ سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ویسے خوارق ان میں سے کسی سے ظاہر نہیں ہوئے آخر کار حق تعالی نے اس معمہ کا بھید ظاہر کر دیا اور جتلا دیا کہ ان کا عروج اکثر اولیاء اللہ سے بلند تر واقع ہوا ہے۔ اور نزول کی جانب میں مقام روح تک نیچے اترے ہیں جو عالم اسباب سے بلند تر ہے۔

ایک بزرگ کہتا تھا کہ عجیب کاروبار ہے کہ لوگ اطراف و جوانب سے آتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں ہم نے آپ کو مکہ معظمہ میں دیکھا ہے اور موسم حج میں حاضر پایا ہے۔ اور ہم نے آپ سے ملکر حج کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کو بغداد میں دیکھا ہے اور اپنی دوستی کا اظہار کرتے ہیں اور میں ہرگز اپنے گھر سے باہر نہیں نکلا ہوں۔ اور نہ ہی کبھی اس قسم کے آدمیوں کو دیکھا ہے کتنی بڑی تہمت ہے۔

لکھا ہے کہ ایک دن حضرت جبرئیل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام حضرت پیغمبر علیہ و آلہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک شخص کے حق میں یہ خبر دی کہ یہ جوان کل صبح ہوتے ہی مر جائے گا۔ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کو اس جوان کے حال پر رحم آیا اس سے پوچھا کہ تو دنیا سے کیا آرزو رکھتا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ وہ چیزیں ایک کنواری بیوی دوسرے حلوا۔ حضور نے دونوں چیزوں مہیا کرنے کا حکم فرمایا۔

ایک دن ایک بلیتہ کے دفع کرنے کے درپے ہوا جو کسی دوست کے حق میں مقرر ہو چکی تھی اس وقت بڑی التجا اور عاجزی اور نیاز و خشوع کی تو معلوم ہوا کہ لوح محفوظ میں اس امر کی قضا کسی امر سے معلق اور کسی شرط پر مشروط نہیں ہے اس فقیر پر ظاہر کیا گیا کہ قضائے معلق دو طرح پر ہے۔ ایک وہ قضا ہے جس کا معلق ہونا لوح محفوظ پر ظاہر ہوا ہے اور فرشتوں کو اس پر اطلاع دی ہے اور دوسری وہ قضا ہے۔ جس کا معلق ہونا صرف خدائے تعالی ہی کے پاس ہے اور لوح محفوظ میں قضائے مبرم کی صورت رکھتی ہے۔ اور قضائے معلق کی اس دوسری قسم میں پہلی قسم کی طرح تبدیلی کا احتمال ہے اس آفت و مصیبت کو جو اس دوست پر پڑی تھی قسم اخیر میں پایا۔ اور معلوم ہوا کہ حق تعالی نے اس بلیہ کو دفع فرما دیا ہے۔

غرض جو کچھ قطعی اعتبار کے تجلیات و مشاہدات کو حضرت موسی کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے پہاڑ کی تجلی و شہود کی گھسوٹی پر پرکھنا چاہیے۔

خاتم الانبیا علیہ و علیہم الصلوۃ والسلام اس واقع سے پاک

ہیں آپ کو دنیا میں رویت میسر ہوئی اور سر مو اپنی جگہ سے نہ ہلے۔

ایسے سعادت شرافت کے نشان والے آدمی کو جب کوئی ظاہری مرض لگ جاتی ہے اور اس کے کسی عضو کو آفت پہنچتی ہے تو بہت کوشش اور مبالغہ کرتا ہے تاکہ وہ مرض رفع ہو جائے اور وہ آفت دور ہو جائے لیکن مرض قلبی نے جو ماسوائے حق کی گرفتاری سے مراد ہے اس پر اس طرح غلبہ پایا ہے جو نزدیک ہے کہ اس کو ہمیشہ کی موت تک پہنچادے اور ہمیشہ کے عذاب میں اس کو گرفتار کردے۔ اس کے دور کرنے کا ذکر نہیں کرتا۔ اور اس کے دفع کرنے میں کوشش نہیں کرتا اور اگر اس گرفتاری کو مرض نہیں جانتا تو پورے درجے کا احمق ہے اور اگر جانتا ہے اور پھر فکر نہیں کرتا تو بڑا ہی بلید ہے۔ عقل معاد انبیاؑ و اولیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے نصیب ہے جب شیطان لعین اور نفس بد ترین اس کی گھات میں لگے ہوئے ہیں تو بڑی احتیاط اور تاکید سے کام لینا چاہیے ایسا نہ ہو کہ مکروحیلہ سے پھسلادیں۔

عرش کے مقابلہ میں جس کو حق تعالیٰ عظیم فرماتا ہے عارف کے قلب کا کیا اعتبار اور مقدار ہے۔ وہ ظہور جو عرش میں ہے اس کا سواں حصہ بھی قلب میں نہیں ہے۔ اگرچہ عارف کا قلب ہی کیوں نہ ہو کیونکہ رویت اخروی فرش کے ظہور پر متحقق ہوگی یہ بات اگرچہ آج بعض صوفیہ کو ناگوار گزرے گی لیکن آخرکار ایک دن ان کی سمجھ میں آجائے گی اس بات کو ہم ایک مثال سے روشن کرتے ہیں کہ انسان چونکہ عناصر دافلاک کا جامع ہے جب اس کی نظر اپنی جامعیت پر پڑتی ہے تو عناصر وافلاک کو اپنے اجزاء دیکھتا ہے اور جب یہ دید غالب آجائے تو کچھ دور نہیں کہ اگر وہ بات کہہ دے کہ میں کرہ زمین سے بڑا ہوں اور آسمانوں سے فراخ تر ہوں۔

چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

دعا کرتا تھا کہ اہل سنت و جماعت کے معتقدات کے خلاف سر مو منکشف نہ ہو ایک دن یہ خوف غالب ہوا کہ مبادا ان کشفوں پر مواخذہ کریں۔

حضرت رسالت خاتمیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو رحمت عالمیان میں ان کی روح مبارک نے حضور فرمایا اور غمناک دل کی تسلی کی۔

اس فقیر نے اپنے والد بزرگوار قدس سرہ سے سنا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ بہتر گروہوں میں سے اکثر جو لوگ گمراہ ہو گئے ہیں اور سیدھے راستہ سے بھٹک گئے ہیں۔ ان کا باعث طریق صوفیہ میں داخل ہونا ہے کہ انہوں نے کام کو انجام تک نہ پہنچا کر غلط راہ اختیار کیا اور گمراہ ہو گئے۔

سالک کا سلوک شیخ مقتدا کے تصرف پر منحصر ہے اور جس طرح یہ بزرگوار نسبت کے عطا کرنے میں کامل طاقت رکھتے ہیں اسی طرح اس نسبت کے سلب کرنے میں بھی پوری پوری طاقت رکھتے ہیں اور اسی طریق میں زیادہ تر افادہ اور استفادہ خاموشی میں ہے اور خاموشی اس طریق کے لوازم سے ہے۔

اس طریقہ علیہ کی نہایت اگر میسر ہو جائے وصل عریانی ہے جس کے وصل ہونے کی علامت مطلوب کے حاصل ہونے سے ناامیدی کا حاصل ہونا ہے پس اس سے سمجھ لے کیونکہ ہمارے کلام میں اشارے ہیں جن کو خواص بلکہ اخص میں سے بہت تھوڑے سمجھتے ہیں اس حقیر کے نزدیک وصل کی استعداد سے یاس کی استعداد بہت اچھی ہے

ہمارا مطلب حضرت تعالیٰ وتقدس ہے اور وہ اتصال جس کو عقل سمجھ سکے' وہ بحث سے خارج ہے اور اس جناب پاک کے لائق نہیں ہے اور جاننا چاہئے کہ خلوت درانجمن اس تقدیر پر ہے کہ وطن کے خلوت خانہ کے دروازوں کو بند کیا ہوا اور تمام سوراخوں کو مسدود کردیا ہو' یعنی انجمن تفرقہ میں کسی طرف متوجہ

نہ ہو اور مستحکم و مخاطب نہ ہو۔ نہ یہ کہ آنکھ کو ڈھانپے اور جو اس کو تکلف کے ساتھ بیکار کرے۔ کیونکہ یہ بات اس طریق کے منافی ہے۔ وہ شخص بہت ہی بد قسمت ہے جو اس طریق میں داخل ہو اور استقامت اختیار نہ کرے اور بے نصیب چلا جائے۔

احکام شریعہ کے قیمتی موتیوں کو بچوں کی طرح وجد و حال کے جوز و مویز کے عوض ہاتھ سے نہیں دیتے اور صوفیہ کی بیہودہ باتوں پر مغرور و مفتون نہیں ہوتے سماع و رقص کو پسند نہیں کرتے۔ اور ذکر جہر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان کا حال دائمی ہے اور ان کا وقت استمراری وہ تجلی ذاتی جو دوسروں کے لئے برق خاطف کی طرح ہے۔ ان کے لئے دائمی ہے اور حضور جس کے پیچھے غیبت ہو۔ ان بزرگواروں کے نزدیک بے اعتبار ہے۔ بلکہ وہ زراق اور ہر رقاص یعنی مکر کرنے والے اور ناچنے والے کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے ان کا کارخانہ اس سے بلند تر ہے اور اس مقام میں پیری و مریدی طریقہ کے تعلیم تعلیم پر موقوف ہے نہ کلاء و شجرہ پر پیر کی حین حیات میں اگر طالب اپنی ہدایت کسی اور جگہ دیکھے تو اس کو جائز ہے کہ پہلے پیر کے انکار کے بغیر دوسرے پیر کو اختیار کرے۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانُهٗ (جس نے اللہ کو پہچانا اس کی زبان گنگ ہو گئی)

وہ اس دید و قصور کی تائید کرتے ہیں۔ اور اس عیب بینی کو تقویت دیتے ہیں۔ ایک ہی وقت میں کمالات ولایت سے بھی مشرف ہے۔ اور دید قصور سے بھی متصف ہے جس قدر بلند جاتا ہے اسی قدر زیادہ نیچے اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ انسان کامل سے اوپر جانے والے اس کے عالم امر کے لطائف ہیں۔ اور نیچے آنے والے عالم خلق کے لطائف۔ عالم امر کے لطائف جس قدر بلند جاتے ہیں اس قدر عالم خلق سے زیادہ بے مناسب ہوتے جاتے ہیں اور یہی بے مناسبتی عالم خلق کے زیادہ نیچے آنے کا سبب ہے اور عالم خلق جس قدر زیادہ نیچے آتا ہے اسی قدر سالک کو زیادہ نیچے کرتا ہے اور عیوب و قصور کی زیادتی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ منتہی مرجوع اس لذت و حلاوت کی آرزو کرتے ہیں۔ جو ابتداء میں ان کو حاصل ہوتی ہے۔

دادیم ترا از گنج مقصود نشان
بتایا تجھے گنج مقصود ہم نے

فقر و نامرادی اس گروہ کا جمال اور حضرت سید الکونین صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اقتداء ہے حضرت حق تعالے اپنے کمال کرم سے اپنے بندوں کی روزی کا ذمہ دار ہوا ہے اور ہم کو اور آپ کو اس فکر و تردد سے فارغ کر دیا ہے۔ جس قدر آدمی زیادہ ہونگے اسی قدر رزق زیادہ ہو گا۔ آپ جمعیت کے ساتھ حق تعالی کی رضامندی حاصل کرنے میں متوجہ ہوں اور متعلقین کا غم حق تعالے کے کرم کے حوالے کر دیں۔

جو حق کہنے کا ہے کہتا ہوں تجھ سے اے میرے شفیق
نصیحت تجھ کو آئے اس سے یا تجھ کو ملال آئے

آپ نے سنا ہو گا کہ اَلشَّيْخُ فِيْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِيِّ فِيْ اُمَّتِهٖ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں ہر بے سرو سامان کو اس بلند مرتبہ سے کیا مناسب ہے

جن لوگوں کو آپ نے اجازت دی ہے۔ انہیں نرمی اور محبت سے سمجھا دیں کہ اس قوم کی اجازت کمال پر مبنی نہیں ہے ابھی بہت کام درپیش ہے۔ اس قسم کے احوال جو ابتداء میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ہدایت میں نہایت مندرج ہونے کی قسم سے ہیں۔

زندگی کی فرصت بہت تھوڑی ہے اور ہمیشہ کا عذاب اس پر آنیوالا ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ کوئی اس فرصت کو بیہودہ امور کے حاصل کرنے میں صرف کرے اور ہمیشہ کا رنج والم

خرید لے۔

رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف جو ایک دفعہ آپ سے ترک ہو گیا تھا اس کی قضا کی نیت پر اس ذی الحج کے عشرہ میں اعتکاف بیٹھے تاکہ نیت سے سنت کے مرتکب ہوں

اجازت نامہ کے لکھنے میں جو آپ اس قدر مبالغہ اور کوشش کر رہے ہیں اس سے آپ کا مقصود کیا ہے۔ طریقہ تعلیم کرنے کی اجازت جو آپ کو دی گئی ہے اگر وہ کافی نہیں ہے تو اجازت نامہ کیا کرے گا۔ یہ لازم نہیں کہ جو کچھ دل میں گزرے اسی کو پورا کرنے کے واسطے کوشش کرنے لگ جائیں۔

کئی ایسی باتیں دل میں گزرتی ہیں جن کا ترک کرنا بہتر اور مناسب ہوتا ہے۔ نفس بڑا ضدی ہے۔ اجازت نامہ اور مرید کچھ کام نہیں آئیں گے۔

تعجب ہے کہ آپ اس قسم کی باتوں کا یقین کر لیتے ہیں اور صرف سن کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں اگر حسن ظن ہے تو کیا اسی جماعت سے مخصوص ہے یا شاید میں حسن ظن کے قابل نہیں ہوں۔

الغرض اگر گفت وشنود پر ہی مدار ہے تو پھر چغل خوروں کے ہاتھ سے خلاصی ناممکن ہے اور اخلاص کی کوئی توقع نہیں ہے۔ آپ گفت وشنید سے درگزر کریں اور گزشتہ امور کو یاد میں نہ لائیں تاکہ اخلاص متصور ہو اور پرانی کلفت رفع ہو جائے۔

فقیر جب اچھی طرح ملاحظہ کرتا ہے تو جانتا ہے کہ اس کام میں صرف وصیت کا حکم بجالانا مقصود ہے ورنہ آپ کی ظاہری باطنی تربیت ان کے لئے کافی ہے۔ کسی اور کی حاجت نہیں۔

بیدماغی کے وقت اگر کوئی نامناسب کلمہ لکھا گیا ہو تو معاف فرمائیں۔ آپ کو چاہئے کہ تھوڑی سی بات سے نہ بگڑ جائیں اور معاملہ کو درہم برہم نہ کریں۔ خدا نہ کرے کہ کسی قسم کا آزار درمیان ہو

آپ کے دوسرے خط نے بہت ہی خوش کیا حرارت ہر کام میں درکار ہے پژمردگی اور افسردگی دشمنوں کے نصیب ہو۔

اے بھائی! حصول باوجود بعد کے متصور ہے عنقا ہماری قوت مدرکہ میں حاصل ہے لیکن عنقا تک وصول ثابت نہیں ہے۔

میرے مخدوم! آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل دو طرح پر ہے ایک عبادت کے طریق پر دوسرا عرف اور عادت کے طور پر۔ وہ عمل جو عبادت کے طریق پر ہے اس کے خلاف کرنا بدعت منکرہ جانتا ہوں۔ اور اس کے منع کرنے پر میں بہت مبالغہ کرتا ہوں کہ یہ دین میں نئی بات ہے۔

جب عمل صالحہ میں مشغول ہوں، لعب ولہو کم ہونے لگتا ہے جب یقین ہو جائے کہ اللہ کے نزدیک فضیلت وبزرگی پرہیزگاری اور تقوی سے ہے نہ کہ حسب ونسب سے، تو فخر کرنے سے باز آجاتے ہیں۔

دادیم تراز گنج مقصود نشان
ما اگر نہ رسیدیم تو شاید برسی

آپ کی خیر خواہی کا غلبہ اس بات پر لاتا ہے، کہ ان کی دلبری کو اختیار کر کے ان چیزوں سے جو آپ کی بلند درگاہ کے لائق نہیں تاکید ومبالغہ کے ساتھ آپ کو ان سے منع کرے اور مجلس شریف میں نااہلوں کو نہ رہنے دے۔

دکھتا ہے نازک بدن دلبر ہوا کے بوجھ سے
برگ گل کی طرح مرجھا جائے صبا کے بوجھ سے

حافظ وظیفہ تو دعا گفتن است وبس
در بند آں مباش کہ شنید یا شنید

میرے فرزند کو معلوم ہو کہ حق سبحانہ کی حقیقت وجود

محض ہے کہ اور کوئی امراس کے ساتھ ملا ہوا نہیں ہے اور وہ وجود تعالے ہر خیر و کمال کی منشا اور ہر حسن و جمال کا مبدا ہے اور وہ وجود جزء حقیقی اور بسیط ہے۔

پس اللہ تعالی علیم کہہ سکتے ہیں۔ اللہ تعالی عالم نہیں کہہ سکتے۔

مثلاً علم کی صفت اس مقام حضرت ذات کا عین ہے اور ایسے ہی قدرت اور نیز اس مقام میں حضرت ذات بتمامہ علم ہے اور ایسے ہی بتمامہ قدرت ہے نہ یہ کہ حضرت ذات کا بعض علم ہے اور بعض قدرت۔ کیونکہ وہاں بعض ہونا اور جزو بننا محال ہے اور ان کمالات نے جو گویا حضرت ذات سے منتزع اور الگ ہیں حضرت علم کے مرتبہ میں تفصیل پائی ہے۔

عارف تام المعرفت جب حضرت وجود سے ترقی کرکے عدم صرف کے مقام میں نزول کرتا ہے شیطان بھی حسن سلام پیدا کرلیتا ہے اور اس کا نفس امارہ مطمئنہ ہو کر اپنے مولے سے راضی ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ سید المرسلین علیہ الصلوۃ التسلیمات نے فرمایا ہے کہ اسلم شیطانی میرا شیطان بھی مسلمان ہو گیا ہے۔

اگر بادشاہ بروز پیر زن
بیاید تو اے خواجہ سبلت مکن

یہ دید عاریت غلبہ پا جاتی ہے۔ کوئی کمال اپنے آپ میں مشاہدہ نہیں کرتا۔ اگرچہ انعکاس کے طریق پر ہو اس شخص کی طرح جو ننگا ہو اور اس نے عاریت کا لباس پہنا ہو اور یہ دید عاریت اس پر اس قدر غالب آجائے کہ وہ اپنے خیال میں اپنا سارا الباس اس لباس کے مالک کا سمجھے تو بالضرورۃ شخص اپنے آپ کو ذوق میں ننگا معلوم کرے گا۔ اگرچہ عاریت کا لباس پہنا ہوا ہو۔ ایسی دید والا شخص مقام عبدیت سے مشرف ہوتا ہے جو تمام کمالات ولایت سے برتر ہے۔

اس بیان سے مَنْ عَرِفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرِفَ رَبَّهُ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے رب کو پہچان لیا) کے معنے بھی ظاہر ہو گئے کیونکہ جس نے اپنی حقیقت کو شرارت و نقص کے ساتھ پہچان لیا اور جان لیا کہ خیر و کمال جو اس میں پوشیدہ کیا گیا ہے۔ وہ حضرت واجب الوجود کی طرف سے عاریت کے طور پر ہے۔ پس وہ ضرور ہی حق سبحانہ کو خیر و کمال و حسن و جمال سے پہچان لیگا۔

تفسیری معنیٰ نقل وسماع پر مشروط ہیں مَنْ فَسَّرَ الْقُرْاٰنَ بِرَاْیِهٖ فَقَدْ كَفَرَ (جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ کافر ہو گیا) تم نے سنا ہو گا۔

شریعت مصطفوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام والتحیۃ میں امردوں یعنی بے ریشوں اور بیگانی عورتوں کے حسن اور دنیاوی زیب وزینت کی طرف رغبت وخواہش سے نظر کرنا منع فرمایا گیا ہے۔

پس وہ حسن جو دنیا کے مظاہر جمیلہ میں ظاہر ہے وہ اس ذات تعالے کے حسن کے ظلال سے نہیں ہے، بلکہ لوازم عدم سے ہے۔ جس نے حسن کی مجاورت کے باعث ظاہر میں حسن پیدا کر لیا ہے اور حقیقت میں قبیح وناقص ہے۔ جس طرح زہر کے شکر سے غلافی کریں اور نجاست کو زر سے منڈھیں۔ اور یہ جو منکوحہ خوبصورت عورتوں اور لونڈیوں سے تمتع حاصل کرنے کا حکم فرمایا ہے وہ اولاد کے حاصل کرنے اور نسل کے باقی رکھنے کے لئے ہے۔

دنیاوی حسن ناپسند ہے اور حسن اخروی پسند۔ پس شر دنیاوی حسن کے لازم ہو گا۔ اور خیر حسن آخرت کے لازم۔ پس ناچار اول کا منشا عدم ہو گا اور دوسرے کا منشا وجود۔

یا اللہ تو دنیا کو ہماری آنکھوں میں حقیر کر دے اور آخرت کو ہمارے دلوں میں بزرگ بنا اس رسولؐ کی طفیل جس نے فقر کے ساتھ فخر کیا اور دولت مندی سے الگ رہا اس پر اور اس کی آل پر اتم واکمل صلوۃ وسلام ہو۔ بڑے اعلیٰ معارف اور اکمل علوم میں جو ہزار سال کے بعد ظہور میں آئے ہیں اور واجب تعالیٰ وممکنات کی حقیقت کو جیسے کہ ممکن اور لائق ہے۔ بیان فرمایا ہے۔ پہلی امتوں میں ایسی ظلمت سے بھرے ہوئے

اس امت کا پیغمبر خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس کے علماء کو انبیاء بنی اسرائیل کا مرتبہ دیا ہے اور علماء کے وجود کے ساتھ انبیاء کے وجود سے کفایت کی ہے۔ اسی واسطے ہر صدی کے بعد اس امت کے علما میں سے ایک مجدد مقرر کرتے ہیں۔ تاکہ شریعت کو زندہ کرے۔ خاص کر ہزار سال کے بعد جو کہ اولوالعزم پیغمبر کے پیدا ہونے کا وقت ہے اور جس طرح ہو پیغمبر پر اس وقت کفایت نہیں کی ہے۔ اسی طرح اس وقت ایک امام المعرفت وعارف درکار ہے جو گزشتہ امتوں کے اولوالعزم پیغمبر کے قائم مقام ہو۔

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید
دیگراں نیز کنند آنچہ مسیحا میکرد

اے فرزند! یہ معارف جو لکھے گئے ہیں۔ امید ہے کہ رحمانی الہامات سے ہوں گے جن میں ہرگز شیطانی وصولوں کی آمیزش نہیں ہیں اور اس مطلب پر دلیل یہ ہے کہ لکھنے کے درپے ہو اور اللہ تعالیٰ کی پاک بارگاہ میں التجا کی تو دیکھا کہ ملائکہ کرام علے نبینا وعلیہم الصلوٰۃ اس مقام کے گرد ونواح سے شیطان کو دفع کرتے ہیں اور مکان کے گرد نہیں آنے دیتے۔ اور خود بینی کی گنجائش کیسے ہو سکے جب کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے اپنا ذاتی نقص وشرارت ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور کمالات سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے منسوب ہیں۔

مفہوم ہوا تھا کہ ولایت خاصہ محمدیہؐ صلے صاحبہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ مناسبت پیدا ہو گئی ہے۔ اس بات سے خداوند جل سلطانہ کا شکر بجالایا کہ بہت مدت سے یہ آرزو تھی کہ یہ دولت تمہیں حاصل ہو جائے۔ اب امیدوار ہو کر اس طرف متوجہ ہوا کہ تم کو اس دولت کی طرف جذب کرے۔ اور جب تم کو قہر وجبر سے اس ولایت میں لائے ہیں اس لئے بیس روز سے زیادہ ہوئے ہیں کہ تم کو اپنی بغل میں نگاہ رکھ کر پرورش کرتا ہے۔

من آں خاکم کہ ابرنو بہاری
کند از لطف برمن قطرہ باری
اگر بروید از من صد زبانم
چو مردن شکر لطفش کے توانم

فرزندی محمدؐ معصوم بالذات اس دولت کے قابل ہے حضرت حق تعالےٰ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے قول سے فعل میں لائے۔

اول اپنے عقائد کو اہل سنت وجماعت کے عقائد کے موافق درست کریں۔

دوسرے فرض وسنت وواجب وحلال وحرام ومکروہ ومشتبہ کا علم جو فقہ میں مذکور ہے حاصل کریں اور اس علم کے موافق عمل درست کریں۔

تیسرے درجے پر علوم صوفیہ کی نوبت پہنچتی ہے جب تک وہ دو درست نہ کرلیں عالم قدس میں اڑنا محال ہے اور اگر ان دو بازوؤں کے حاصل ہونے کے بغیر احوال ومواجید میسر ہوں تو ان میں اپنی سراسر خرابی جاننی چاہئے اور ایسے احوال ومواجید سے پناہ مانگنی چاہئے۔

کار ایں است غیر ایں ہمہ ہیچ

خوشی پر خوشی حاصل ہوئی کیونکہ بھائیوں کے زیادہ ہونے میں بہت بہت امیدیں ہیں اور ایت کریمہ سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیۡکَ (تیرے بازو کو تیرے بھائی سے قوی کریں گے) بھی اسی مضمون کی موید ہے۔ مریدوں کی گرمجوشی مرشدوں کے کارخانے میں سردی ڈال دے۔ اس امر سے بہت ڈرتے رہنا چاہئے۔ اور مریدوں کے احوال ومقامات شیر ببر کی طرح جاننا چاہئے۔ اور ان پر فخر ومباہات نہ کرنا چاہئے۔

آپ نے اپنے احوال کی نسبت تفتیش کی تھی اللہ تعالے کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ آپ مقبولوں میں سے ہیں۔

استخارہ کے بعد دل کی طرف رجوع کرنی چاہئے۔ اگر اس کام کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ ہے تو اس کام کے کرنے پر دلالت رکھتا ہے اور اگر توجہ اس قدر ہے جس قدر کہ پہلے تھی اور کچھ کم نہیں ہوئی تب بھی منع نہیں ہے۔ اس صورت میں استخارہ کو دوبارہ سہ بارہ کرے، تاکہ توجہ کی زیادتی مفہوم ہو جائے استخارہ کے تکرار کی نہایت سات مرتبہ تک ہے۔ اگر استخارہ کے ادا کرنے کے بعد پہلی توجہ میں نقصان مفہوم ہو تو منع پر دلالت ہے۔ اس صورت میں بھی اگر استخارہ کو مقرر کرے گنجائش ہے۔ بلکہ ہر تقدیر پر استخارہ کو مکرر کرنا بہتر اور مناسب ہے۔

ظالموں کے فتنہ سے آپ نے امن طلب کیا تھا۔ حق تعالے نے آپ کو اور آپ کے اہلیت کو بلکہ آپ کی جگہ کو ان ظالموں کی شرارت سے محفوظ رکھا ہے۔

عشق میں ایسی بہت ہوتی ہیں باتیں بوالعجب احوال سے گزر کر محول یعنی اور حال کے پلٹانے والے تک پہنچنا چاہئے۔ اگر معرفت سے مشرف فرمائیں تو زہے دولت وسعادت۔

آپ کے حال کے مناسب کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا ذکر اور تکرار ہے۔ اس حد تک کہ دید ودانش میں کچھ نہ چھوڑے۔ اور حیرت وجہالت میں ڈال دے۔ اور معاملہ کو فنا تک پہنچادے۔ جب تک جہل وحیرت میں نہ پہنچیں۔ فنا نصیب نہیں ہوتی۔ جس کو آپ فنا جانتے ہیں۔ اس فنا کو عدم سے تعبیر کرتے ہیں۔ نہ فنا سے۔ اور جب جہل تک پہنچنے کے بعد فنا حاصل ہوگی تب پہلا قدم اس راہ میں لگایا ہوگا۔

ہائے جائے کس طرح میں یار تک
راہ میں ہیں پرخطر کوہ اور غار

ذکر سے مراد غفلت کا دور کرنا ہے۔ بعض اوقات ذکر اسم ذات نفع دیتا ہے۔ اور بعض اوقات ذکر نفی واثبات مناسب ذکر کرنے سے چارہ نہیں ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت متوسط کے حال کے مناسب ہے۔ اور نماز نوافل کا ادا کرنا منتہی کے حال کے مناسب ہے۔

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست
دردن دیدہ اگر نیم موست بسیاراست

اور فتوحات مدینہ کو چھوڑ کر فتوحات مکیہ کی طرف التفات نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا حال دائمی اور ان کا وقت استمراری ہے۔ ماسوائے اللہ کے نقش ان کے باطن سے اس طرح محو ہو جاتے ہیں کہ اگر ماسوائے کے حاضر کرنے میں ہزار سال تک توقف کریں تو بھی میسر نہ ہو اور وہ تجلی ذاتی جو دوسروں کے لئے برق کی طرح ہے ان بزرگواروں کے لئے دائمی ہے اور وہ حضور جس کے پیچھے غیبت ہو ان عزیزوں کے نزدیک اعتبار سے ساقط ہے۔ رِجَالٌ لَّا تُلۡهِيۡهِمۡ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيۡعٌ عَنۡ ذِكۡرِ اللّٰهِ (وہ ایسے بہادر ہیں کہ تجارت اور خرید وفروخت ان کو ذکر سے غافل نہیں کرتی) ان کے مال کا بیان ہے۔

اس کے علاوہ ان کا طریق سب طریقوں سے قرب اور

البتہ موصل ہے۔ اور دوسروں کی نہایت ان کی ہدایت میں درج ہے۔ اور ان کی نسبت جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ تمام مشائخ کی نسبتوں سے بڑھ کر ہے۔

ایسے ایسے باپ دادا ہیں ہمارے اے جریر
کہ بیان مجلس میں تو بھی بات دادوں کی صفت

ایک دن صبح کی نماز کے بعد یاروں کے حلقہ میں بیٹھا تھا کہ بیخواستہ آپ کی طرف توجہ ہوئی اور بقایا آثار جو نظر آتے تھے۔ ان کے دور کرنے کے درپے ہوا۔ اور وہ ظلمتیں اور کدورتیں جو محسوس ہو رہی تھیں۔ ان کے دفع کرنے میں کوشش کرنے لگا۔ یہاں تک کہ آپ کے کمال کا ہلال بدر کامل بن گیا۔ اور جو کچھ ہدایت کے آفتاب میں امانت رکھا تھا۔ سب اس بدر میں منعکس ہوا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سُبْحَانَہٗ عَلٰے ذَالِکَ اس طرف کے دشت و صحرا آپ کے وجود شریعت سے منور ہوں گے۔

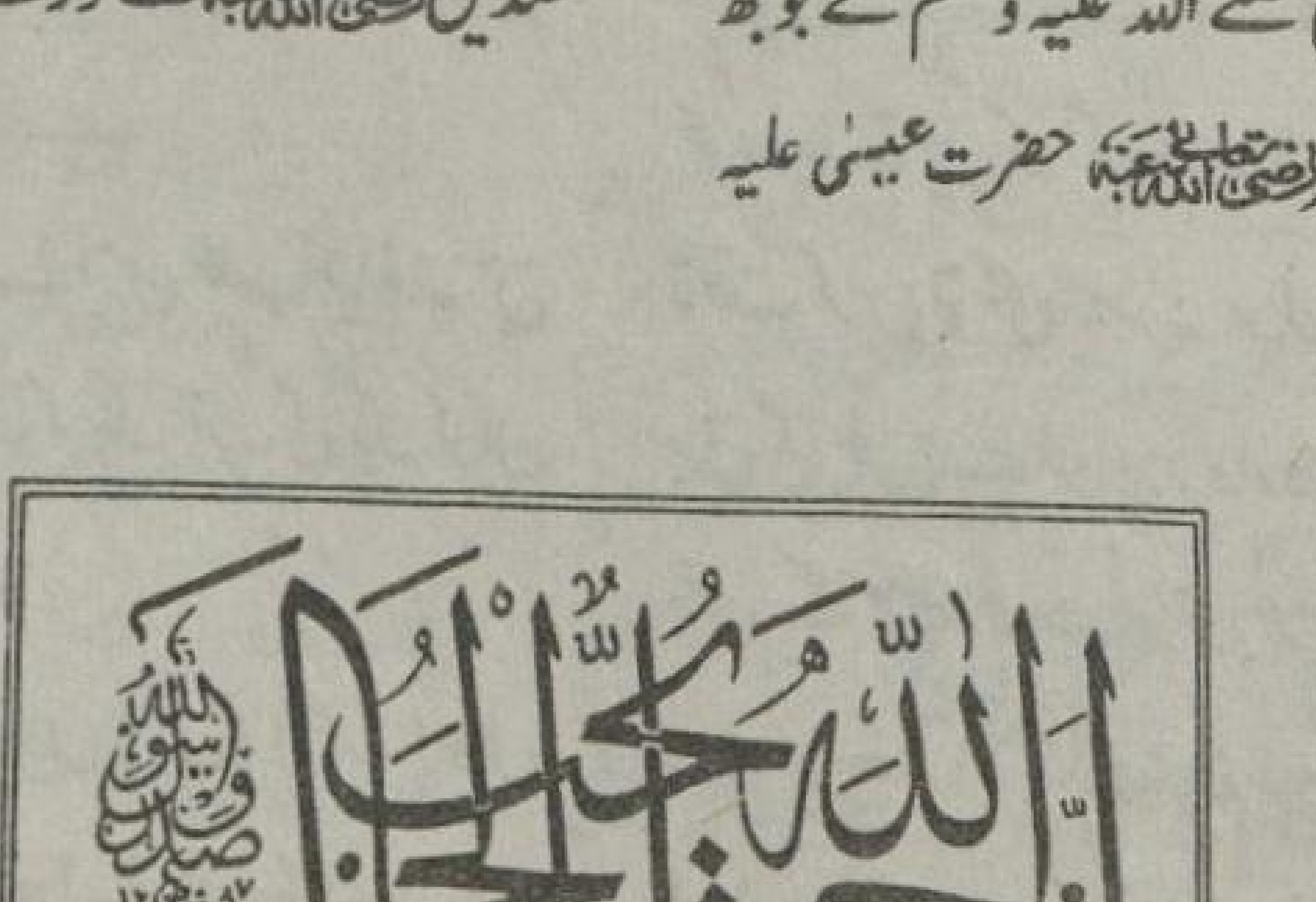
نسبت جس قدر جہالت اور حیرت میں ترقی کرے اور جسد سے دور تر ہو اس قدر اصیل ہے اور مقصود حاصل ہونے کے نزدیک تر ہے۔

حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مراتب کے اختلاف کے مواقف نبوت محمدیؐ صلے اللہ علیہ وسلم کے بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اور حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مناسبت اور جانب ولایت کے غلبہ کے باعث ولایت محمدیؐ کے بوجھ کو اٹھانے والے ہیں۔ اور حضرت ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برزخیت کے اعتبار سے ہر دو طرف کے بوجھ اٹھانے والے فرمایا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس اعتبار سے بھی ان کو ذی النورین کہیں۔ اور چونکہ حضرت شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یار نبوت کے اٹھانے والے ہیں۔ اس لئے حضرت موسے علیہ السلام سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں۔

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتراند
ہرچہ استاد ازل گفت ہماں میگویم

اس فقیر کو جب تک اپنے پیغمبر کی متابعت کے باعث مقام نبوت کے کمالات تک نہ پہنچایا اور ان کمالات سے کامل حصہ نہ دیا۔ تب تک شیخیں کے فضائل پر کشف کے طور پر اطلاع نہ بخشی تھی۔ اور تقلید کے سوائے کوئی راہ نہ دکھایا تھا۔

بہشت میں اس امت کا داخل ہونا۔ ان دو بزرگواروں کی رائے اور تجویز سے ہو گا۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہشت کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ اور لوگوں کے داخل ہونے کی تجویز فرماتے ہیں۔ اور حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھ پکڑ کر اندر لے جاتے ہیں۔ اور ایسا مشہود ہوتا ہے کہ گویا تمام بہشت حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نور سے بھرا ہوا ہے۔



شکل ـ ۲۰۷ـ

اس حقیر کی نظر میں حضرات شیخینؓ کے لئے صحابہ کے درمیان علیحدہ شان اور الگ درجہ ہے۔ گویا یہ دونوں کسی کے ساتھ مشارکت نہیں رکھتے۔ حضرت صدیقؓ حضرت پیغمبر کے ساتھ گویا ہم خانہ ہیں۔ اگر فرق ہے تو صرف علو وسفل یعنی بلندی اور پستی کا ہے۔ اور حضرت فاروقؓ بھی حضرت صدیقؓ کے طفیل اس دولت سے مشرف ہیں۔ اور تمام صحابہؓ کرام آنحضرت کے ساتھ ہمسرائی یا ہم شہر ہونے کی نسبت رکھتے ہیں۔ پھر اولیائے امت کا وہاں کیا دخل ہے۔

امام غزالی نے لکھا ہے۔ کہ حضرت فاروقؓ کی ماتم پرسی کے دنوں میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے صحابہؓ کی مجلس میں کہا کہ مَاتَ الْيَوْمَ تِسْعُ اَعْشَارِ آج نو حصے علم فوت ہو گیا۔

جب بعض میں اس معنے کے سمجھنے میں توقف دیکھا تو کہا کہ میری مراد علم سے علم باللہ ہے نہ علم حیض ونفاس اور ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بعد سب امت میں سے افضل ابوبکرؓ ہیں۔ پھر عمرؓ پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اور جنہوں نے کہا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے۔ وہ ارباب سکر اور اولیائے غیر مرجوع میں سے ہیں۔ جن کو کمالات نبوت سے زیادہ حصہ حاصل نہیں ہے۔ جس نے میرے اصحاب کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔ اور ابن عدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّ شِرَارَ اُمَّتِیْ اَجْرَءُھُمْ عَلٰی اَصْحَابِیْ میری امت میں سے برے وہ لوگ ہیں جو میرے اصحاب پر دلیر ہیں۔

اول لازم ہے کہ اپنے عقائد کو اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم کی بخاراؤں کے موافق درست کریں۔ دوسرے احکام شرعیہ فقیہ کے موافق عمل کریں۔ اور تیسرے صوفیہ کرام قدس سرہم کے بلند طریقہ پر سلوک کریں۔

میرے فرزند! موسم جوانی کو غنیمت جان کر علوم شرعی کے حاصل کرنے اور ان علوم کے مطابق عمل کرنے میں مشغول رہیں۔ اور کوشش کریں کہ یہ قیمتی عمر بیہودہ باتوں میں صرف نہ ہو جائے اور کھیل وکود میں برباد نہ جائے۔

حضرت ابراہیم خلیل الرحمان علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے دل کا اطمینان طلب فرمایا اور یقین کے حاصل ہونے میں عوام الناس کی طرح رویت بصری کے محتاج ہوئے۔ اور حضرت عزیر علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا يُحْيِي هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا اللہ تعالیٰ ان کو مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا اور جس نے رجوع نہیں کیا اس نے اپنے یقین سے کہا ہے۔ لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ لَمَا ازْدَدْتُ يَقِيْنًا اگر پردہ دور کیا جاوے تو پھر بھی میرا یقین زیادہ نہ ہو گا۔

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے برے خطرات کی شکایت کی۔ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ ذٰلِكَ مِنْ كَمَالِ الْاِيْمَانِ یہ کمال ایمان سے ہے

کمال ایمان مراد ہے کمال یقین سے اور کمال یقین کمال قرب پر مترتب ہے اور قلب اور اس سے اوپر کے لطائف کو جس قدر قرب الٰہی زیادہ حاصل ہو گا۔ اسی قدر کمال ویقین بھی زیادہ ہو گا۔ اور قالب کے ساتھ اس کی بے تعلقی زیادہ ہو گی۔ اس وقت خطرات قالب میں زیادہ تر ہوں گے اور وسوسے بہت نامناسب ظاہر ہوں گے۔ پس ناچار برے خطروں کا سبب کمال ایمان ہو گا۔ برخلاف مبتدی اور متوسط کے کہ اس قسم کے خطرات ان کے

لئے زہر قاتل ہیں۔ اور باطن کو نقصان دینے والے ہیں۔

دنیا و مافیہا اس لائق نہیں کہ قیمتی عمر خرچ کر کے اس کو حاصل کریں۔ اطلاع دینا شرط ہے یہ خواب خرگوش کب تک رہے گا۔

ا ہرچہ جز عشق خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جاں کندن است

سید الطائفہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کو مرنے کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور ان کا حال پوچھا انہوں نے جواب میں کہا کہ سب عبارتیں اڑ گئیں اور سب اشارتیں فنا ہو گئیں۔ اور ہم کو دو رکعتوں کے سوا جورات کے درمیان پڑھا کرتے تھے کسی چیز نے نفع نہ دیا۔

یہ فقیران بدعتوں میں سے کسی بدعت میں حسن اور نورانیت مشاہدہ نہیں کرتا۔ اور ظلمت و کدورت کے سوا کچھ محسوس نہیں کرتا۔

حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ جس نے ہمارے اس امر میں ایسی نئی چیز پیدا کی جو اس میں سے نہیں ہے۔ تو وہ مردود ہے۔

اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے میں آپ کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو اور اس کے حکموں کو مانو اور اطاعت کرو اگرچہ حبشی غلام ہو۔ کیونکہ تم میں سے جو کوئی میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت اختلاف دیکھیگا پس تمہیں لازم ہے کہ میری سنت اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو اور اس کے ساتھ پنجہ مارو۔ اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑو۔ اور نئے پیدا ہوئے کاموں سے بچو۔ کیونکہ ہر نیا امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی پس جب ہر محدث بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت تو پھر بدعت میں حسن کے کیا معنی ہوئے۔

نیز جو کچھ احادیث سے مفہوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہر بدعت سنت کی رافع ہے بعض کی کوئی خصوصیت نہیں۔ بس ہر بدعت سیئہ ہے۔

جب کوئی قوم بدعت پیدا کرتی ہے تو اس جیسی ایک سنت اٹھائی جاتی ہے پس سنت سے پنجہ مارنا بدعت کے پیدا کرنے سے بہتر ہے۔

اے فرزند! دنیائے کمینی کی تروتازگی پر فریفتہ نہ ہونا اور اس کے بے فائدہ شان و شوکت پر مفتون نہ ہونا کہ یہ بے مقدار اور بے اعتبار ہے

چار عورتیں نکاح کے ساتھ اور لونڈیں جس قدر چلیں مباح فرمائی ہیں طلاق کو عورتوں کی تبدیلی کا وسیلہ بنایا ہے اور کھانے پینے کی چیزوں میں سے بہتوں کو مباح اور تھوڑوں کو حرام کیا ہے۔ اور وہ بھی بندوں کی بہتری اور فائدے کے لئے۔

وہ فرق جو حلال و حرام ہونے کے باعث پیدا ہوتا ہے وہ جدا ہے اور وہ تمیز جو خدائے تعالیٰ کی رضامندی اور اس کی نارضامندی کی وجہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ وہ الگ ہے۔

اور اگر بعض ریشمی کپڑوں کو حرام کیا ہے تو کیا ڈر ہے جب کہ کئی قسم کے قیمتی اور زیب و زینت والے کپڑے اس کے عوض حلال کئے ہیں اور پشمینہ کا لباس جو عام طور پر مباح کیا ہے ریشمی لباس سے کئی درجے بہتر ہے باوجود اس کے ریشمی لباس کو عورتوں پر مباح فرمایا ہے کہ اس کے نفعے بھی مردوں ہی کو پہنچتے ہیں۔ اور یہی حال چاندی اور سونے کا ہے کہ ان سے عورتوں کے زیور مردوں ہی کے فائدے کے لئے بنتے ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مشرکوں پر یہ بات بہت ہی بھاری ہے جس

کی طرف تو ان کو بلاتا ہے اللہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے برگزیدہ کرلیتا ہے اور جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے اس کو اپنی طرف ہدایت دیتا ہے۔

اس گروہ میں یہ بات ثابت و مقرر ہے کہ جو کچھ ظاہر ہوتا رہے خواہ صحیح ہو یا غلط بے تحاشا اپنے پیر کی طرف ظاہر کرتے رہیں۔ کیونکہ غیر صحیح میں بھی تاویل و تعبیر کا احتمال ہے پس اس کے ظاہر کرنے سے چارہ نہیں۔ شہدا کے بارہ میں ایسی ایسی زیادتیں واقع ہوئی ہیں جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام میں نہیں ہیں۔ لیکن باوجود اس امر کے کلی فضیلت نبی کے لئے ہے علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام

اسلام غریب ہوتا جاتا ہے اہل بیت کے آپ جیسے جوانمردوں سے نہایت ہی زیبا اور خوب ہے کیونکہ یہ دولت آپ جیسے بزرگوں کے خاندان کی خانہ زاد ہے۔

حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم ایسے زمانہ میں موجود ہوئے ہو کہ اگر اوامر و نواہی میں سے دسویں حصہ کو ترک کرو تو ہلاک ہو جاؤ۔ اور تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے کہ اوامر و نواہی سے دسویں حصہ کو بجالائیں گے۔ تو اخلاصی پائیں گے اب یہ وقت وہی وقت ہے اور یہ لوگ وہی لوگ ہیں۔

گوئے توفیق و سعادت درمیاں افگندہ اند
کس بمیداں در نمے آید سواراں راچہ شد

پڑا میدان میں ہے گیند توفیق و سعادت کا
ہوا کیا ہے سواروں کو کوئی آگے نہیں بڑھتا

کافر لعین گوبند اور اس کی اولاد کا مارا جانا بہت خوب ہوا۔ اور ہنود مردود کی بڑی شکست کا باعث ہوا۔ خواہ کسی نیت سے اس کو قتل کیا ہو۔ اور خواہ کسی غرض سے اس کو ہلاک کیا ہو بہر حال کفار کی خواری اور اہل اسلام کی ترقی ہے۔

اس فقیر نے اس کافر کے قتل ہونے سے پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ بادشاہ وقت نے شرک کے سر کا خیمہ و سائبان توڑا ہے۔ واقعی وہ بہت بت پرست اہل شرک کا رئیس اور اہل کفر کا امام تھا خَذَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى اللہ تعالی ان کو خوار کرے۔

آپ کو معلوم ہے کہ زمانہ سابق میں جو فسانہ پیدا ہوا تھا۔ وہ علماء کی کمبختی سے ظہور میں آیا تھا۔ اس بارہ میں امید ہے کہ پورا پورا تتبع مد نظر رکھ کر علمائے دیندار کے انتخاب کرنے میں پیش دستی کریں گے علمائے بد دین کے چور ہیں۔ سب لوگوں میں سے برے برے عالم ہیں۔ اور سب خلقت سے اچھے اچھے عالم ہیں۔

ہوا جو مجھ سے ہے گم گر سلیماں سے وہ گم ہوتا
سلیماں بھی پری بھی دیو بھی ہر ایک خون روتا

اسلامی نشانوں میں سے ایک نشان اسلامی شہروں میں قاضیوں کا مقرر کرنا۔

آسماں نسبت بعرش آمد فرود
ورنہ بس عالی است پیش خاک تود

تواضع اور حسن خلق جو فقرا کے لوازم میں سے ہے ظاہر کرتے ہیں تو کوتاہ اندیش لوگ اپنی بد ظنی سے خیال کرتے ہیں کہ طامع اور محتاج ہیں اس لئے اس بد ظنی سے دنیا و آخرت کا خسارہ حاصل کرتے ہیں اور ان کے کمالات سے محروم رہتے ہیں۔ اگر فقرا استغنا اور لاپروائی سے کہ یہ بھی لوازم فقر سے ہے کوئی بات کریں تو کوتہ نظر اپنی بد خلقی سی قیاس کرتے ہیں کہ متکبر اور بد خلق ہیں اور نہیں جانتے کہ استغناء بھی لوازم فقر سے ہے۔

راہ مسلوک سے مراد واللہ علم طریق سلوک اور دس مشہور مقامات کا ترتیب وار اور مفصل طور پر طے کرنا ہے اس طریق میں نفس کا تزکیہ قلب کے تصفیہ پر مقدم ہے اور اس میں انابت و توبہ

ہدایت کی شرط ہے اور راہ نامسلوک سے مراد جذبہ اور محبت کا طریق ہے اور اس میں تصفیہ قلب تزکیہ نفس پر مقدم ہے اور یہ اجتہاد کا راستہ ہے جس میں انابت و توبہ کی شرط نہیں اور یہ طریق محبوبوں اور مرادوں کا طریق ہے۔

یہ مقام کچھ بیان کا طالب ہے گوش ہوش سے سننا چاہیے کہ جسد کا تربیت کرنے والا روح ہے اور قالب کا تربیت کرنے والا قلب ہے قوائے جسدی قوت روحانی سے حاصل کئے ہوئے ہیں اور حواس قلبی قلب کی نورانیت سے مستفاد ہیں پس ناچار حق تعالیٰ کی پاک جناب کی طرف قلب و روح کی توجہ کرنے کے وقت جو طریق جذبہ میں لازم ہے ابتدائے حال میں کہ نقص کا وقت ہے جسد کی تدبیر اور قالب کی تربیت میں فتور پڑ جاتا ہے جو اس کے بیکار ہونے اور شعور سے بے خبر ہونے کا باعث ہو جاتا ہے اور قولے اور اعضا کی سستی تک پہنچا دیتا اور بے اختیار زمین پر سلا دیتا ہے۔

حضرامام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کو یعنی ابو بکرؓ عمرؓ و عثمانؓ عمرو بن العاصؓ کو گالی دی اور کہا کہ وہ کفر اور گمراہی پر تھے وہ واجب القتل ہے۔

اور حضرت مولانا جامی نے جو خطائے منکر کہا ہے اس نے زیادتی کی ہے۔ خطا پر جو کچھ زیادہ کریں خطا ہے۔ اور جو کچھ اس کے بعد کہا ہے اگر وہ لعنت کا مستحق ہے الخ یہ بھی نامناسب کہا ہے اس کی تردید کی کیا حاجت ہے اور اس میں کونسا محل اشتباہ ہے۔ اگر یہ بات یزید کے حق میں کہتا تو بیشک جائز تھا۔ لیکن حضرت معاویہ کے حق میں کہنا برا ہے اور احادیث نبوی میں معتبر اور ثقات کی اسناد سے مروی ہے کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے معاویہ کے حق میں دعا کی ہے۔

اور امام مالک نے جو تابعین میں سے ہیں۔ اور اس کے ہمعصر اور علمائے مدینہ میں سے زیادہ عالم ہیں معاویہ اور عمرو بن العاصؓ کے گالی دینے والے کو قتل کا حکم دیا ہے جیسے کہ اوپر گزر چکا۔ اگر وہ گالی کا مستحق ہوتا تو اس کے گالی دینے والے کو قتل کا حکم کیوں دیتے پس معلوم ہوا کہ اس کو گالی نکالنا کبیرہ گناہ جان کر اس کے گالی نکالنے والے کو قتل کا حکم دیا ہے۔

یزید بدبخت فاسقوں کے زمرہ میں سے ہے اس کی لعنت میں توقف کرنا اہل سنت کے مقرر اصل کے باعث ہے کیونکہ انہوں نے معین شخص کے لئے اگرچہ کافر ہو لعنت جائز نہیں کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب فتنے اور بدعتیں ظاہر ہو جائیں اور میرے اصحاب کو گالیاں دیجائیں تو عالم کو چاہیے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے۔ پس جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہ کرے گا۔

منقول ہے کہ حضرت مہدی اپنی سلطنت کے زمانہ میں جب دین کو رواج دیں گے اور سنت کو زندہ فرمائیں گے تو مدینہ کا عالم جس نے بدعت پر عمل کرنے کو اپنی عادت بنایا ہوگا اور اس کو حسن خیال کر کے دین کے ساتھ ملا لیا ہوگا تعجب سے کہیگا کہ اس شخص نے ہمارے دین کو دور کر دیا ہے۔ اور ہمارے مذہب و ملت کو مار دیا اور خراب کر دیا ہے۔ حضرت مہدی اس عالم کے قتل کا حکم فرمائیں گے اور اس کے حسنہ کو سیئہ خیال کریں گے۔

صحیح حدیث اس بارہ میں اَلْاَیَّامُ اَیَّامُ اللّٰہِ وَالْعِبَادُ عِبَادُ اللّٰہِ (دن اللہ کے دن ہیں۔ اور بندے بھی اللہ کے بندے ہیں) ہے منحوس دن گذشتہ امتوں کی نسبت تھے عالم صغیر سے مراد انسان ہے اور عالم کبیر سے مراد مجموعہ کائنات۔ اور ان ہمگانہ لطائف کے اصول میں سیر کا آغاز عرش مجید سے ہے۔ جو انسان کے قلب کا اصل ہے اور اس کے اوپر روح انسانی کا اصل ہے۔ اور

اس کے اوپر سرِانسانی کا اصل ہے اور اصل سر کے خفی کا اصل ہے اور اصل خفی کے اوپر اخفی کا اصل ہے۔

جب عالم کبیر کے ان پنجگانہ مراتب کو مفصل طور پر طے کر کے اس کے اخیر نقطہ تک پہنچتے ہیں اس وقت دائرہ امکان تمام طے ہو کر فنا کی منزلوں میں سے اول منزل میں قدم رکھا جاتا ہے۔

بعد ازاں اگر ترقی واقع ہو تو اسماء و صفات واجب تعالی کے ظلال میں سیر واقع ہو گا اگر اللہ جل شانہ کے فضل سے ان ظلال کی بہت سی منزلوں کو بھی طے کر کے ان کے اخیری نقطہ تک پہنچ جائیں۔ تو پھر اسماء وصفات واجب تعالی میں سیر شروع ہو گا اور اسماء وصفات کی تجلیات ظاہر ہوں گی۔ اور شیون و اعتبارات کا ظہور جلوہ فرمائے گا اس وقت عالم امر کے پنجگانہ لطائف کا معاملہ سب کا سب طے ہو جائے گا اور ان کا حق ادا ہو چکے گا عجب معاملہ ہے کہ حق تعالی کی اقربیت زیادہ قریب ہونا ہماری ابعدیت زیادہ دور ہونا کا سبب ہوئی

یونان کے قدیم فلسفیوں نے باوجود اعلی دانا ہونے کے صانع کے وجود کی طرف ہدایت نہ پائی اور کائنات کے وجود کو دھر یعنی زمانہ کی طرف منسوب کیا لیکن جب انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کی دعوت کے انوار کا دن چڑھا تو متاخرین فلسفیوں نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی دعوت کے انوار کی برکت سے اپنے متقدین کے مذہب کو رد کیا اور صانع جل شانہ کے وجود کے قائل ہوئے۔

سوال۔ اگر شاہق جبل جو بت پرست ہے

منکشف فرمایا کہ یہ لوگ نہ بہشت میں ہمیشہ رہیں گے نہ دوزخ میں بلکہ آخرت کے بعث و احیا کے بعد ان کو مقام حساب میں کھڑا رکھ کر گناہوں کے انداز کے موافق ان کو عتاب و عذاب دیں گے اور حقوق پورے کر کے غیر مکلف حیوانوں کی طرح ان کو بھی معدوم مطلق اور لاشے محض کر دیں گے

اے فرزند! یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر کو وسیع کرتا ہے کوئی ایسی جگہ نہیں پاتا۔ جہاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت نہ پہنچی ہو۔ بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ آفتاب کی طرح سب جگہ علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت کا نور پہنچا ہے حتی کہ یاجوج ماجوج میں بھی جن کی دیوار حائل ہے پہنچا ہوا ہے۔ اور گذشتہ امتوں میں ملاحظہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی جگہ بہت کم ہے۔ جہاں پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو حتی کہ زمین ہند میں بھی جو اس معاملہ سے دور دکھائی دیتی ہے معلوم کرتا ہے کہ اہل ہند سے پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔

زمین ہند میں گاؤں اور شہروں کی ہلاکت کے آثار بہت پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ ہلاک ہو گئے لیکن وہ دعوت کا کلمہ ان کے ہمسروں کے درمیان باقی رہا۔ کفار سب کے سب انکار کے درپے تھے۔ ہم اس میں سے بعض سرکش مردودوں کو دوزخ کے وسط میں دیکھتے ہیں۔

اے فرزند! اسم باطن کے سیر کی نسبت کیا لکھا جائے اس سیر کا حال استتار و تبطن (در پردہ رہنے) کے مناسب ہے البتہ اس قدر بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسم ظاہر کا سیر صفات میں ہے بغیر اس بات کے کہ ان کے ضمن میں ذات ملحوظ ہو۔ اور اسم باطن کا سیر بھی اگرچہ اسما میں ہے لیکن ان کے ضمن میں ذات ملحوظ ہے اور یہ اسما ڈھالوں کی طرح ہیں جو حضرت ذات کے روپوش ہیں۔

مثلاً صفت علم میں ہر گز ذات ملحوظ نہیں ہے۔ لیکن اس کے اسم علیم میں پردہ صفت کے پیچھے ذات ملحوظ ہے۔ کیونکہ علیم ایک ذات ہے جس کی صفت علم ہے پس علم کا سیر اسم ظاہر کا سیر ہے اور علیم کا سیر اسم باطن کا سیر۔ باقی تمام صفات و اسما کا حال اسی قیاس پر ہے۔

مثلا کہا گیا ہے کہ ہیچگانہ عالم امر کو طے کر کے ان کے اصول کا سیر کرے تاکہ دائرہ امکان تمام ہو جائے۔ اس تھوڑی سی عبادت میں سیرالی اللہ کا پورا ذکر آچکا ہے۔ اس سیر کے حاصل ہونے میں پنجاہ ہزار سال کی راہ کا اندازہ کیا گیا ہے۔

آیت کریمہ تَعْرُجُ الْمَلٰئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْ یَوْمٍ کَانَ مِقْدَارُہٗ خَمْسِیْنَ اَلْفَ سَنَۃٍ (فرشتے اور روح چڑھتے ہیں اس دن میں جس کا اندازہ پچاس ہزار سال کا ہے اسی مطلب کی رمز کو بیان کرتی ہے۔

من عرف اللہ کل لسانہ جس نے اللہ کو پہچانا اس کی زبان گنگ ہو گئی اور تجلی ایک قسم کی ظلیت چاہتی ہے اس لئے اس مقام میں شیون کے ملاحظہ سے چارہ نہیں۔

بعض ملائکہ آگ اور برف سے مخلوق ہیں اور ان کی تسبیح سُبْحَانَ الَّذِیْ مَنْ جَمَعَ بَیْنَ النَّارِ وَالثَّلْجِ ہے (پاک ہے وہ ذات جس نے آگ اور برف کو جمع کردیا)

ایک شہر کی فنا (گرد نواح کا میدان) ظاہر ہوئی۔ اس فنا کی مسافت طے کرنے کے بعد اس شہر میں داخل ہوا۔ میں نے معلوم کیا کہ شہر تعین اول سے مراد ہے جو تمام مراتب اسما اور صفات و شیون واعتبار ذاتیہ کا جامع ہے۔

تعین اول جس سے وہ شہر جامع مراد ہے انبیائے کرام اور ملائکہ عظام علیہم الصلوۃ والسلام کی تمام ولایات کا جامع اور ولایت علیا کا منتہا ہے۔ جو اصلی طور پر ملائے اعلی کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ سیر جو اس شہر کے اوپر واقع ہو وہ کمالات نبوت کا شروع ہے ان کمالات کا حاصل ہونا انبیائے علیہم الصلوۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ کمالات مقام نبوت سے ناشی اور پیدا ہوئے ہیں اور انبیائے علیہم الصلو والسلام کے کامل تابعداروں کو بھی ان کی تابعداری کے سبب ان کمالات سے کچھ حصہ مل جاتا ہے۔ اور لطائف انسانی کے درمیان عنصر خاک کو اصالت کے طور پر ان کمالات کا بہت سا حصہ حاصل ہے باقی تمام اجزائے انسانی خواہ وہ عالم امر سے ہوں خواہ عالم خلق سے سب اس مقام میں اسی عنصر پاک کے تابع ہیں اور اسی کی طفیل اس دولت سے مشرف ہیں اور چونکہ یہ عنصر بشر کے ساتھ مخصوص ہے اس لئے خاص انسان خاص فرشتوں سے افضل ہو گئے اس قدر کہہ سکتے ہیں کہ مقام نبوت کو مقام ولایت سے وہ نسبت ہے جو غیر متناہی کو متناہی کے ساتھ ہے۔

سبحان اللہ! اس سرے سے جاہل کہتا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاھِھِمْ چھوٹا منہ بڑی بات اور جب اللہ تعالی کی عنایت اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے اس سیر کو بھی انجام تک پہنچایا تو مشہود ہوا کہ اگر بالفرض ایک قدم اور سفر میں زیادہ کرے تو عدم محض میں پڑے گا۔ کیونکہ اس کے آگے عدم محض کے سوا کچھ نہیں۔

اے فرزند! اس ماجرا سے تو یہ وہم نہ کرے کہ عنقا شکار ہو گیا۔ اور سیمرغ جال میں پڑ گیا کیونکہ وہ حق سبحانہ و تعالی وراء الوراء ثم الوراء ہے۔

ابھی اونچا ہے استغنا کا ایوان
وہاں چڑھنے کا مت کر فکر ناداں

اے فرزند! یہ معاملہ انسان کی اس ہیئت و حدانی سے مخصوص ہے جو عالم خلق اور عالم امرئے مجموعہ سے پیدا ہوئی ہے باوجود اس کے اس مقام میں بھی سب کارئیں عنصر خاک ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ نبوت کے مرتبہ ہبوط میں کلی طور پر خلق کی طرف توجہ ہے۔ اور ولایت کے مرتبہ ہبوط کلی طور پر خلق کی طرف منہ نہیں ہے۔ بلکہ اس کا باطن رو بحق ہے اور اس کا ظاہر رو بخلق اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحب ولایت نے عروج کے

مقامات کو تمام نہ کر کے نزول کیا ہے اسی واسطے فوق کی نگرانی ہر دم اس کی دامنگیر ہے اور خلق کی طرف کلی طور پر اس کی توجہ کی مانع ہے برخلاف صاحب نبوت کے کہ اس نے مقامات عروج کو تمام کر کے ہبوط فرمایا ہے اسی واسطے وہ کلی طور پر خلق کو خالق کی طرف دعوت کرنے میں متوجہ ہے یہ معرفت شریفہ اور اس قسم کے اور معارف اس قسم کے ہیں پہلے کسی نے بیان نہیں کئے۔

اے فرزند! جان لے کہ جب طریقہ نقشبندیہ میں سیر کی ابتداء قلب سے ہے۔ جو عالم امر سے ہے تو بات کی ابتداء بھی عالم امر سے کی گئی برخلاف مشائخ کرام کے باقی طریقوں کے جو شروع میں تزکیہ نفس کرتے ہیں اور قالب یعنی وجود کو پاک فرماتے ہیں۔ اور بعد ازاں عالم امر میں آتے ہیں۔ اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہو اس میں عروج کرتے ہیں۔

پس جو کچھ دوسروں کے لئے وصول کا مانع ہے۔ وہ ان بزرگواروں کے لئے ممد و معاون ہے۔

وہ سیر جو بزرگان نقشبندیہ قدس سرہم نے اختیار کیا ہے۔ اور اس کو عالم امر سے شروع کیا ہے۔ نہایت ہی بہتر اور مناسب ہے۔ کیونکہ ادنے سے (جو عالم امر ہے) اعلے کی طرف (جو عالم خلق ہے) ترقی کرنی چاہئے۔ نہ کہ اعلے سے ادنے کی طرف لیکن کیا کیا جائے۔ یہ معماسب پر نہیں کھلا۔ کہ مستحق کرامت گنہگار انند حاصل کلام یہ ہے کہ ان کامل اولیاء کے لئے جن سیر انبیائے علیہم الصلوہ والسلام کے سیر کے موافق ہوا۔ ابتداء میں شریعت کی صورت ہے۔ اور وسط میں طریقت و حقیقت جو ولایت سے تعلق رکھتی ہے اور عالم امر کے مناسب ہیں اور آخر میں شریعت کی حقیقت جو نبوت کا ثمرہ ہے۔ وہ منصف جو انبیائے علیہم الصلوہ والسلام کی بزرگی کی طرف نظر کرے۔ اور شریعت کی عظمت اس پر غالب ہو۔ امید ہے۔ کہ ان اسرار غامضہ کو قبول کرلے گا۔ اور اس قبول کو اپنے ایمان کی زیادتی کا وسیلہ بنائے۔

ہاں بہشت کی نعمتیں اور دوزخ کے رنج اور دیدار کی دولت اور حرمان کی بدبختی سب عالم خلق سے وابستہ ہیں۔ عالم امر کے ساتھ ان کو کچھ تعلق نہیں ہے دوسرے وہ عمل جو فرض و واجب وسنت ہیں۔ ان کا بجالانا قالب سے تعلق رکھتا ہے۔ جو عالم خلق سے ہے۔ اور اعمال نافلہ عالم امر کا نصیب ہیں۔ پس قرب جو ان اعمال کے ادا کرنے کا ثمرہ ہے اعمال کے اندازہ کے موافق ہوگا۔ پس ناچار وہ قرب جو فرائض کے ادا کرنے کا ثمرہ ہے۔ عالم خلق کا نصیب ہے نفل فرض کے مقابلہ میں کسی گنتی میں نہیں ہیں۔ کاش کے ان کے درمیان قطرہ اور دریائے محیط کی ہی نسبت ہوتی۔ بلکہ نفل کی سنت کے مقابلہ میں یہی نسبت ہے اگرچہ سنت و فرض کے درمیان بھی قطرہ اور دریا کی نسبت ہے

صوفیہ خام ذکر و فکر کو ضروری سمجھ کر فرضوں اور سنتوں کے بجالانے میں سستی کرتے ہیں اور چلہ اور ریاضتیں اختیار کر کے جمعہ و جماعت کو ترک کر دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ ایک فرض کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ان کے ہزاروں چلوں سے بہتر ہے۔ ہاں آداب شرعیہ کو مدنظر رکھ کر ذکر و فکر میں مشغول ہونا بہت ہی بہتر اور ضروری ہے۔ نوافل کا ادا کرنا عالم امر کے مناسب ہے جس کا منہ ظل کی طرف ہے۔ فرائض اگرچہ سب کے سب اصلی قرب بخشتے ہیں لیکن ان میں سے افضل و اکمل نماز ہے۔

تنبیہہ جس عارف کو عالم امر کے ساتھ زیادہ مناسبت ہوگی۔ اس کا قدم کمالات ولایت میں زیادہ تر ہوگا اور جس کو عالم خلق کے ساتھ زیادہ مناسبت ہوگی اس کا قدم کمالات نبوت میں بڑھ کر ہوگا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوہ والسلام میں عالم امر کی نسبت بلند ہے جس کے باعث وہ روحانیوں سے مل گئے اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوہ والسلام میں عالم خلق کی جانب غالب ہے جس کے باعث

انہوں نے مشاہدہ پر کفایت نہ کرکے رویت بصر طلب فرمائی۔

اے فرزند! اس مطمئنہ کے لئے اب مخالفت کی گنجائش اور سرکشی کی مجال نہیں رہی۔ کلی طور پر اپنے مطلوب کی متوجہ ہے۔ اور پورے طور پر مقصود کے حاصل کرنے کے درپے ہے۔ رضائے پروردگار کے سوا اس کا کوئی ارادہ نہیں۔ اور حق تعالی کی اطاعت و عبادت کے سوائے اس کا کچھ مطلب نہیں۔ سبحان اللہ! وہ امارہ جو اول بدترین خلائق تھا۔ اطمینان اور حضرت سبحان کی رضا حاصل ہونے کے بعد عالم امر کے لطائف کا رئیس ہوگیا۔ اور اپنے ہمسروں کا سردار بن گیا مخبر صادق علیہ وعلی الہ الصلوۃ والسلام نے کیا سچ فرمایا ہے خِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الْإِسْلَامِ إِذَا فَقِهُوْا (جو لوگ جاہلیت میں تم سے اچھے تھے وہ اسلام میں بھی تم سے اچھے ہیں جب انہوں نے دین سمجھ لیا)

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

جس طریقہ کے ساتھ حق تعالی نے اس حقیر کو ممتاز کیا ہے اس کی بنیاد نسبت نقشبندیہ ہے جس کی ابتدا میں دوسروں کی انتہا مندرج ہے۔ اسی بنیاد پر بہت سی عمارتیں اور کئی قسم کے محل بنائے گئے ہیں اگر یہ بنیاد نہ ہوتی' معاملہ یہاں تک نہ پہنچتا۔ یعنی بخارا و سمرقند سے اس بیج کو لاکر زمین ہند میں جس کا خمیر یثرب و بطحا کی خاک سے ہے' بویا۔ اور فضل کے پانی سے کئی سالوں تک اس کو سیراب کیا اور احسان کی ترتیب سے اس ترتیب کی جب وہ کھیتی کمال تک پہنچ گئی ان علوم و معارف کا ثمرہ اس سے حاصل ہوا۔ جاننا چاہئے کہ اس طریقہ علیہ کا سلوک شیخ مقتدا کی محبت کے رابطہ پر وابستہ ہے جس نے سیر مرادی اس راہ کو طے کیا ہو اور قوت انجذاب سے ان کمالات کے ساتھ رنگا ہوا ہو۔ اس کی نظر ولی امراض کو شفا بخشتی ہے اور اس کی توجہ باطنی مرضوں کو دور کرتی ہے ان کمالات کا صاحب اپنے وقت کا امام اور اپنے زمانہ کا خلیفہ ہے۔ اقطاب و ابدال اس کے مقامات کے ظلال میں خوش ہیں۔ اور اوتاد و نجبا اس کے کمالات کے سمندر سے ایک قطرہ پر قناعت کئے بیٹھے ہیں۔ اس کی ہدایت و ارشاد کا نور اس کے ارادہ و خواہش کے بغیر آفتاب کے نور کی طرح سب پر چمکتا ہے۔ وہ شیخ جس کے وجود شریف پر طریق وصول میں سے کسی خاص طریقہ کی بنا کا مدار ہے۔ بیشک صاحب علم اور سیر کی تفصیل سے آگاہ ہوتا ہے۔ اور دوسروں کو اسی کے علم پر کفایت کرکے اس کے ذریعے سے مرتبہ کمال و تکمیل تک پہنچاتے ہیں اور فنا و بقاء سے مشرف کرتے ہیں

خاص کندہ بندہ مصلحت عام را

خربزہ جو سورج کی گرمی سے دم بدم پکتا جاتا ہے۔ اور کچھ زمانہ کے بعد پک جاتا ہے اس کے لئے کیا ضرورت ہے کہ اس کو اپنے پک جانے کا علم ہو۔ یا سورج کو اس کے پکانے کا علم ہو۔ ہاں اختیاری سلوک و تسلیک کے لئے جو دوسرے سلسلوں میں مربوط ہے۔ علم کا ہونا ضروری ہے لیکن ہمارے طریق میں جو اصحاب علیہم الرضوان کا طریق ہے۔ سلوک و تسلیک کا علم کچھ درکار نہیں ہے اگر شیخ مقتداء جو اس طریقہ کے بانی کی طرح ہے کمال علم اور فور معرفت سے متحقق ہے۔ پس ناچار اس طریقہ علیہ میں زندے اور مردے اور بوڑھے اور بچے اور جوان اور میانہ عمر والے سب وصول کے حق میں برابر ہوں گے۔ جو صاحب دولت کی محبت کے رابطے یا توجہ سے اپنے بلند مقصودوں تک پہنچتے ہیں ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے

ہزار نکتہ باریک ترز موایں جاست
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند

قطب ارشاد جو کمالات فرویہ کا بھی جامع ہوتا ہے۔ بہت عزیز الوجود اور نایاب ہے۔ اور بہت سے قرنوں اور بیشمار زمانوں کے بعد اس قسم کا گوہر ظہور میں آتا ہے۔ اور عالم تاریک اس کے نور ظہور سے تورانی ہوتا ہے اور اس کی ہدایت وارشاد کا نور محیط عرش سے لیکر مرکز فرش تک تمام جہان کو شامل ہوتا ہے اور جس کسی کو رشد وہدایت اور ایمان و معرفت حاصل ہوتا ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے اور اسی سے مستفاد ہوتا ہے اور اس کے وسیلہ کے بغیر کوئی شخص اس دولت کو نہیں پاسکتا۔ مثلاً اس کی ہدایت کے نور نے دریائے محیط کی طرح تمام جہان کو گھیرا ہوا ہے اور وہ دریا گویا منجمد ہے۔ اور ہرگز حرکت نہیں کرتا۔ اور وہ شخص جو اس بزرگ کی طرف متوجہ ہے اور اس کے ساتھ اخلاص رکھتا ہے یا یہ کہ وہ بزرگ طالب کے حال کی طرف متوجہ ہے تو توجہ کے وقت گویا طالب کے دل میں ایک روزن کھل جاتا ہے۔ اور اس راہ سے توجہ اخلاص کے موافق اس دریا سے سیراب ہوتا ہے ایسے ہی وہ شخص جو ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہے اور اس عزیز کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہے انکار سے نہیں بلکہ اس کو پہنچانتا نہیں ہے۔ اس کو بھی یہ افادہ حاصل ہو جاتا ہے لیکن پہلی صورت میں دوسری صورت کی نسبت افادہ بہتر اور بڑھ کر ہے لیکن وہ شخص جو اس بزرگ کا منکر ہے یا وہ بزرگ اس سے آزردہ ہے۔ اگرچہ وہ ذکر الٰہی میں مشغول ہے۔ لیکن وہ رشد وہدایت کی حقیقت سے محروم ہے۔

اس قدر کہنا ہے کافی واسطے داناؤں کے
کر دیا اعلان میں نے کوئی شاید سنا

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ نماز مومنوں کا معراج ہے

نیز فرمایا اَقْرَبَ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِ فِی الصَّلٰوۃِ سب سے زیادہ اعلیٰ قرب جو بندے کو رب سے ہوتا ہے۔ وہ نماز میں ہے

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کامل تابعداروں کو اس جہان میں اس دولت کا بہت سا حصہ نماز میں حاصل ہے اگرچہ رویت میسر نہیں۔ کیونکہ یہ جہان اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اگر نماز کا حکم نہ ہوتا، چہرہ مقصود سے نقاب کون کھولتا۔ اور طالب کو مطلوب کی طرف کون رہنمائی کرتا۔ نماز ہی غمزدوں کی غمگساری ہے۔ اور نماز ہی بیماروں کے لئے راحت بخش ہے اَرِحْنِیْ یَابِلَالُ (راحت دے مجھے اے بلال) اسی ماجرا کی رمزہ ہے اور قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ نماز میں میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے) میں اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے۔

نمازی جو نماز کی حقیقت سے آگاہ ہے نماز کے ادا کرنے کے وقت گویا عالم دنیا سے باہر نکل جاتا ہے اور عالم آخرت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس دولت سے جو آخرت سے مخصوص ہے، حصہ حاصل کرلیتا ہے۔ اور ظلیت کی آمیزش کے بغیر اصل فائدہ پالیتا ہے کیونکہ عالم دنیا کمالات ظلی پر منحصر ہے اور وہ معاملہ جو ظلال سے باہر ہے وہ آخرت سے مخصوص ہے۔ پس معراج سے چارہ نہ ہوگا اور وہ مومنوں کے حق میں نماز ہے یہ دولت اس امت کے ساتھ مخصوص ہے جو اپنے پیغمبر علیہ الصلوہ والسلام کی تابعداری کے سبب کہ شب معراج میں دنیا سے آخوت میں چلے گئے اور بہشت میں پہنچ کر حق تعالیٰ کی رویت کی دولت سے مشرف ہوئے اس کمال کے ساتھ مشرف ہوئی۔ اور اس سعادت سے فیض یاب ہوئی۔

بہت سے لوگوں نے اپنے اضطراب و بیقراری کی تسکین سماع و نغمہ دوجد و تواجد سے حاصل کی اور اپنے مطلوب کو نغمہ کے پردہ میں مطالبہ کیا۔ اسی واسطے رقص اور رقاصی کو اپنی عادت

بنالیا حالانکہ انہوں نے سنا ہو گا کہ مَاجَعَلَ اللّٰهُ فِی الْحَرَامِ شِفَاءً اللہ نے حرام میں شفا نہیں رکھی۔ ہاں اَلْغَرِیْقُ یَتَعَلَّقُ بِکُلِّ حَشِیْشٍ وَحُبُّ الشَّیْئِ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ (ڈوبتے کو تنکے کا سہارا اور کسی شے کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے)

اگر نماز کے کمالات کی حقیقت کچھ بھی ان پر منکشف ہو جاتی تو ہرگز سماع و نغمہ کا دم نہ مارتے اور وجد و تواجد کو یاد نہ کرتے

چوں ندیدند حقیقت رہ افسانہ زوند

اے برادر! جس قدر فرق نماز و نغمہ میں ہے اسی قدر فرق نماز کے مخصوصہ کمالات اور نغمہ سے پیدا ہوئے ہوئے کمالات میں ہے۔

العاقل تکفیہ الاشارۃ

یہ وہ کمالات ہیں جو ہزار سال کے بعد وجود میں آئے ہیں اور آخریت ہے، جو اولیت کے رنگ میں ظاہر ہوئی ہے۔ شاید حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے اسی سبب سے فرمایا ہے۔ دوسری حدیث میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ اس امت میں سے بہترین اول ہیں یا آخر اور درمیان میں کدورت و تیرگی ہے اَلْاِسْلَامُ بَدَءَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَابَدَءَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ اسلام غریب شروع ہوا اور پھر ویسا ہی غریب ہو جائے گا پس غربا کو خوشخبری ہے

ولے چوں شہ مرا برداشت از خاک
سزد گر بگذرانم سر ز افلاک
من آن خاکم کہ ابر نو بہاری
کند از لطف بر من قطرہ باری
اگر بر روید از تن صد زبانم
چو سوسن شکر لطفش کے توانم

جب آپ نے قدم رنجہ فرمایا ہے تو جلدی تشریف لائیں۔ کیونکہ مشتاق مدت سے منتظر ہیں اور بیت اللہ کی خبریں سننے کی آرزو رکھتے ہیں۔ یہ فقیر کے نزدیک جس طرح کعبہ کی صورت کیا ملک کیا بشر تمام خلائق کی صورتوں کے لئے مسجود الیہ ہے۔ اسی طرح اس کی حقیقت بھی ان صورتوں کی حقائق کے لئے مسجود الیہ ہے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ نماز میں اس دولت کے حاصل ہونے کا عمدہ ذریعہ کعبہ کی طرف جو حقائق الٰہی جل شانہ کے ظہورات کا مقام ہے۔ نمازی کا توجہ کرنا ہے۔ پس کعبہ دنیا میں ایک عجوبہ ہے جو صورت میں دنیا سے ہے۔ لیکن حقیقت میں آخرت سے ہے۔ اور نماز نے بھی اس کے وسیلہ سے یہ نسبت پیدا کرلی ہے اور صورت و حقیقت میں دنیا و آخرت کی جامع ہے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ حالت جو نماز کے ادا کرنے کے وقت میسر ہوتی ہے۔ ان تمام حالات سے جو نماز کے سوا حاصل ہوں، برتر ہے۔ کیونکہ وہ حالات اگرچہ اعلی سے اعلی ہوں دائرہ ظل سے باہر نہیں ہیں اور یہ حالت اصل سے حصہ رکھتی ہے پس جس قدر اصل اور ظل کے درمیان فرق ہے اسی قدر دان حالات کے درمیان فرق ہے اور مشاہدہ میں آتا ہے کہ وہ حالت جو اللہ تعالی کی عنایت سے موت کے وقت ظاہر ہوگی۔ وہ نماز کی حالت سے برتر ہوگی۔ کیونکہ موت احوال آخرت کے مقدمات میں سے ہے۔ اور جو حالت آخرت کے زیادہ نزدیک ہے وہ زیادہ اتم و اکمل ہے کیونکہ اس جگہ صورت کا ظہور ہے اور وہاں حقیقت ظہور پس دونوں میں کس قدر فرق ہے۔ اور ایسے ہی وہ حالت جو اللہ جل شانہ کے کرم و فضل سے برزخ صغرا یعنی قبر میں میسر ہو گی مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اِنَّ لِلّٰهِ جَنَّةً لَیْسَ فِیْهَا حُوْرٌ وَّلَا قُصُوْرٌ یَتَجَلّٰی فِیْهَا رَبُّنَا ضَاحِکًا اللہ تعالی کا جنت ہے جس میں نہ کوئی حور ہے نہ کوئی محل۔ اس میں اللہ تعالی ہنستے ہوئے تجلی فرمائے گا۔

فقیر جب دنیا کو پورے طور پر ملاحظہ کرتا ہے تو محض خالی پاتا ہے۔ اور مطلوب کی کچھ بو اس کے دماغ میں نہیں پہنچتی۔

اس مقام میں صرف نماز ہی ہے جو اصل سے کچھ حصہ رکھتی ہے آپ اپنے کام کی طرف متوجہ رہیں اور اسماء وصفات کے ملاحظہ کے بغیر ذکر اسم ذات تعالیٰ میں مشغول رہیں۔ یہاں تک کہ معاملہ جہالت تک پہنچ جائے اور کام حیرت تک انجام پاجائے۔

آپ عزلت وگوشہ نشینی اختیار کریں۔ لیکن مسلمانوں کے حقوق کی رعایت ہاتھ سے نہ دیں۔

مسلمان کے حق مسلمان پر پانچ ہیں۔ سلام کا جواب دینا' بیمار پرسی کرنا' جنازہ کے پیچھے چلنا' دعوت کا قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا لیکن دعوت کے قبول کرنے میں چند شرائط ہیں ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے اور شہرت میں آفت۔ کیونکہ ایک دوسرے میں فانی ہونا صحبت کی شرط ہے۔ جو بغیر موافقت کے میسر نہیں ہوتا۔ اور مریض کی عیادت سنت ہے۔ اگر اس مریض کا کوئی شخص خبر گیر ہے اور اس کی بیمار پرسی کرتا ہے ورنہ اس بیمار کی بیمار پرسی واجب ہے۔ جیسے کے حاشیہ مشکوہ میں کہا ہے

اپنے بزرگ مخدوم زادوں کی جناب میں عرض کرتا ہے کہ یہ فقیر سر سے پاؤں تک آپ کے والد بزرگوار کے احسانوں میں غرق ہے۔ فقیر نے اس طریق میں الف وبے کا سبق انہی سے لیا ہے اور اس راہ کے حروف تہجی انہی سے سیکھے ہیں اور اندراج النہایت فی البدایت کی دولت ان کی برکت سے حاصل کی ہے اور سفر وطن کی سعادت کو ان کے خدمت۔ کے طفیل پایا ہے۔ ان کی شریف توجہ نے اس ناقابل دو اڑھائی ماہ کے عرصہ میں ۔۔۔۔ تک پہنچادیا۔ اور ان بزرگواروں کا حضور خاص عطا فرمایا۔ غرض جہاں نسبت نقشبندیہ اور ان بزرگواروں کا ظہور خاص ہے وہاں ان معارف کا زباں پر لانا اور اس شہود ومشاہدہ کا نشان بتانا نادانی ہے۔

ان بزرگواروں کا کارخانہ بہت بلند ہے۔ اور ہر زراق اور رقاص (مکار اور ناچنے والے کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتا جب اس قسم کے بلند درجے والی دولت جناب کی حضور سے اس فقیر کو ملی ہو۔ تو پھر اس کے عوض اگر تمام عمر کے لئے اپنے سر کو جناب کی بلند درگاہ کے خادموں کے پامال کرتا رہوں۔ تو بھی جناب کا حق ادا نہ ہو سکے یہ فقیر اپنی تقصیروں کو کیا عرض کرے اور اپنی شرمندگیوں کا کیا اظہار کرے۔

اگر ہر بال میں میرے زباں ہو
تو شکر اس کا نہ پھر بھی کچھ بیاں ہو

یہ فقیر تین مرتبہ حضرت ایشاں یعنی خواجہ بزرگوار کی قدم بوسی کی دولت سے مشرف ہوا۔ اخیر دفعہ حضور نے اس فقیر کو فرمایا کہ بدن کی کمال کمزوری مجھ پر غالب آگئی ہے اور زندگی کی امید کم ہے بچوں کے احوال سے خبردار رہنا ہوگا اور اسی وقت اپنے حضور میں آپ کو بلایا۔ اور آپ اس وقت دائیوں کی گود میں تھے یعنی دودھ پیتے بچے تھے۔ اور فقیر کو فرمایا کہ ان کی طرف توجہ کرو۔ فقیر نے حکم کے بموجب حضور کی خدمت میں آپ کی طرف توجہ کی حتی کہ اس توجہ کا اثر بھی اسی وقت ظاہر ہوگیا اس کے بعد فرمایا! کہ ان کی والدات کے لئے بھی غائبانہ توجہ کرو حکم کے موافق غائبانہ توجہ کی گئی۔ امید ہے کہ حضور کی برکت سے اس توجہ سے کئی قسم کے فائدے اور نتیجے حاصل ہونگے۔ آپ ہرگز تصور نہ کریں۔ کہ حضور کے کسی واجب الامتثال امر اور حضور کی وصیت لازمہ میں کسی قسم کی سستی یا غفلت واقع ہوئی ہو۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ آپ کے اشارہ اور اذن کا منتظر ہے۔

(ا) اول فرض ہے کہ اپنے عقائد کو علمائے اہل سنت وجماعت شکر اللہ تعالیٰ سعیہم (جو فرقہ ناجیہ ہیں) کے عقائد کے موافق درست کرے۔ بعض ان عقائد اعتقادیہ کا بیان کیا جاتا ہے جن میں کسی قسم کی پوشیدگی ہے۔

جائز ہے کہ ایک شخص یوں کہدے کہ میں کلمہ کے تمام اقسام اور اعتبارات کو کلمہ کے آئینہ میں ایک ہی وقت میں مفصل طور دیکھتا ہوں۔ تو بھی جائز ہے جب ممکن کے علم بلکہ ممکن کی دید میں اضداد کا جمع ہونا متصور ہے تو پھر اس واجب الوجود و للہ المثل الا علی کے علم میں یہ بات کس طرح بعید معلوم ہوتی ہے۔

حق تعالی کا علم اگرچہ جزئیات کے ساتھ متعلق ہے لیکن تغیر کی آمیزش اس میں دخل نہیں پاتی اور حدوث کا گمان اس صفت میں پیدا نہیں ہوتا ازل سے ابد تک اسی ایک کلام کے ساتھ ہے اگر امر ہے تو وہیں سے پیدا ہے اور اگر نہی ہے تو وہ بھی وہیں سے ہے اور اگر اعلام ہے تو وہ بھی وہیں سے ماخود ہے۔ اور اگر استعلام ہے تو وہ بھی وہیں سے ہے او اگر تمنی یا ترجی ہے تو وہ بھی وہیں سے مستفاد ہے۔

اور اسی طرح ایک ہی فعل ہے اور اسی ایک فعل کے ذریعے اولین و آخرین مصنوعات وجود میں آرہے ہیں آیت کریمہ وَمَا اَمْرُنَا اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ (آنکھ کے جھپکنے کی طرح ہمارا امر صرف ایک ہی ہے) میں اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے۔ اگر احیا اور امانت ہے۔ تو اسی فعل سے وابستہ ہے اور اگر انعام یا ایلام ہے۔ تو اسی فعل سے متعلق ہے اور ایسے ہی اگر ایجاد ہے یا اعدام تو وہ بھی اسی فعل سے پیدا ہے پس حق تعالی کے فعل میں بھی تعدد تعلقات ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک ہی تعلق سے تمام اولین و آخرین مخلوقات اپنے اپنے وجود کے مخصوصہ وقتوں میں ظاہر ہو رہی ہیں یہ تعلق بھی حق تعالے کے فضل کی طرح بیچون و بیچگونہ ہے۔ کیونکہ چون کو بیچون کی طرف کوئی راہ نہیں لَا يَحْمِلُ عَطَايَا الْمَلِكِ اِلَّا مَطَايَاهُ (بادشاہ کے عطیوں کو اسی کے اونٹ اٹھا سکتے ہیں)

صورت کی تنگ جامیں معنے نہیں سماتے
گھر میں گدا کے سلطان ہرگز نہیں ہیں آتے

افعال و صفات کی تجلی فقیر کے نزدیک ذات کی تجلی کے سوا متصور نہیں ہے کیونکہ افعال و صفات حق تعالی و تقدس کی ذات پاک سے الگ نہیں ہیں تاکہ ان کی تجلی ذات کی تجلی کے سوا متصور ہو سکے اور وہ چیز جو حق تعالی کی ذات سے الگ ہے وہ حق تعالی کے صفات اور افعال کے ظلال ہیں جن کی تجلی کو افعال و صفات کے ظلال کی تجلی کہنا چاہئے۔

(۲) اللہ تعالی کسی چیز میں حلول نہیں کرتا۔ اور نہ ہی کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے اور حق تعالی تمام اشیاء کو محیط ہے اور ان کے ساتھ قرب و معیت رکھتا ہے۔ اس احاطہ اور قرب اور معیت سے وہ مراد نہیں ہے جو ہمارے فہم قاصر میں آسکے۔ سوائے نادانی اور حیرت کے کچھ حاصل نہیں ہے غیب کے ساتھ ایمان لانا چاہئے

ہنوز ایوان استغنا بلند است
مرا فکر رسیدن ناپسند است

پس ہم ایمان لاتے ہیں کہ حق تعالی اشیا کو محیط اور ان کے قریب اور ساتھ ہے لیکن اس کے قرب اور احاطہ اور معیت کی حقیقت کو نہیں جانتے کہ کس طرح ہے

(۳) اور حق تعالی کسی چیز سے متحد نہیں ہوتا اور نہ ہی کوئی چیز اس سے متحد ہو سکتی ہے

(۴) پس پاک ہے وہ ذات جو اپنی ذات وصفات وافعال میں موجودات کے حدوث سے متغیر نہیں ہوتا۔

(۵) اور حق تعالی اپنی ذات و صفات و افعال میں بھی غنی مطلق ہے اور کسی امر میں کسی چیز کا محتاج نہیں ہے اور جس طرح وجود میں محتاج نہیں ہے ظہور میں بھی محتاج نہیں ہے اور بعض صوفیہ کی عبارت ہے جو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ حق تعالی اپنے سمائی و صفاتی

یہ بیچارہ کمینہ خاکروب جو ذاتی نقص وخبث سے لتھڑا ہوا ہے کیا مجال رکھتا ہے کہ اپنے آپ کو اس عظیم الشان بادشاہ کا عین تصور کرے۔ جو تمام خیرات وکمال کا مُبداء ہے۔

نیا در دم از خانہ چیزے نخست
تو دادی ہمہ چیز ومن چیز تست

پس عالم کو حق تعالیٰ کے ساتھ کسی قسم کی مناسبت نہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ (اللہ تعالے تمام اہل جہاں سے غنی ہے) حق تعالے کو عالم کا عین کہنا اور اس کے ساتھ متحد جاننا۔ بلکہ نسبت دینا بھی اس فقیر پر بہت گراں اور دشوار ہے۔

حضرت حق سبحانہ وتعالے بذات خود موجود ہے نہ کہ وجود کے ساتھ خواہ وہ وجود عین ہو یا زائد۔ اور حق تعالے کی صفات اس کی ذات کے ساتھ موجود ہیں نہ کہ وجود کے ساتھ۔ کیونکہ اس مقام میں وجود کی گنجائش نہیں۔

نقشبندیہ نسبت ، حضور جب کمال تک پہنچ جاتے ہیں۔ توولایت کبریٰ سے جا ملتے ہیں اور اس ولایت کے کمالات سے حظ وافر حاصل کر لیتے ہیں۔

مقام رضا کے اوپر حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوۃ والسلام کے سوا کسی کا قدم نہیں شاید جو اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (اللہ تعالے کے ساتھ میرا ایک ایسا وقت ہے جس میں کسی فرشتہ مقرب اور نبی مرسل کو دخل نہیں اس مقام کی خبر دی ہے۔

اور اس حدیث قدسی (اے محمد! میں اور تو اور تیرے سوا جو کچھ ہے۔ سب تیرے لئے پیدا کیا ہے۔ پھر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کہا کہ یا اللہ تو ہے اور میں نہیں۔ اور میں نے تیرے سوا سب کچھ تیرے لئے ترک کر دیا)

اس فقیر کے نزدیک جو جذبات الٰہی سے تربیت یافتہ ہے۔ یہ ہے۔ کہ عارف کا قلب جب اپنی خاص استعداد کے موافق نہایت النہایت تک پہنچ جاتا ہے اور وہ کمال حاصل کر لیتا ہے جس سے بڑھ کر اور کمال متصور نہیں۔ تو اس بات کی قابلیت پیدا کر لیتا ہے کہ انوار عرشی کے ظہور کے لئے نہایت لمعات میں سے ایک ایک لمعہ اس پر فائض ہو۔ عرش وہ ہے کہ جس کو اللہ تعالے عظیم فرماتا ہے قلب عارف کو تمثیل کے طور پر عرش اللہ کہتے ہیں۔

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (اللہ تعالے آسمانوں اور زمین کا نور ہے) نور وہ ہے جس سے چیزیں روشن ہوتی ہیں۔ آسمان اور زمین حق تعالے کے ساتھ روشن ہوئے ہیں مشکوۃ کی طرح تصور کرنا چاہیے اور اس نور کو چراغ کی مانند جاننا چاہیئے۔ جو اس مشکوۃ میں رکھا ہوا ہے مشکوۃ پر کاف تمثیل کا آنا مصباح پر مشکوۃ کے شامل ہونے کے لئے ہے اور زجاجہ سے اسماء وصفات کا پردہ ملاحظہ کرنا چاہئے کیونکہ وہ نور اسماء وصفات کے ساتھ ملا ہوا ہے اور حق تعالے کی صفات کا زجاجہ حسن وجواب اور جمال قدم میں ستارہ روشن کی طرح ہے۔ اور وہ مصباح جو اس مشکوۃ میں رکھا ہے۔ زیتون کے مبارک درخت سے روشن ہوا ہے جو عرش کے اس ظہور جامع سے مراد ہے۔ جس ظہور کے رمزوں میں سے استواء ایک رمز ہے۔ کیونکہ دوسرے ظہورات جو آسمانوں اور زمینوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس ظہور جامع کے اجزاء کی طرح ہیں۔ وہ ظہور جامع چونکہ لامکانی اور بے جہت ہے اس واسطے اس کو لَاشَرْقِیَّۃٍ وَّلَاغَرْبِیَّۃٍ کہہ سکتے ہیں۔ یَکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓئُ وَلَوْلَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ" میں اس مبارک درخت کی تعریف۔ اور اس درخت کے تیل کی صفائی اور روشنی کا بیان ہے جس کے ساتھ اس کو تمثیل دی گئی ہے۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ

یعنی اس پردہ زجاجہ نے اپنی صفائی اور چمک دمک کے باعث اس نور کو زیادہ کردیا ہے اور اس کے حسن وجمال کو بڑھادیا ہے۔

(جس کو اللہ تعالیٰ نے نور نہیں دیا' اس کے لئے کوئی نور نہیں)

ترجمہ

دل مجھے دے کے پھر دلیری دیکھ
اپنی روبہ بنا کے شیری دیکھ

آگاہ ہو کہ فوق العرش کا ظہور تجھے وہم میں نہ ڈالے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالے کا مقام و قرار عرش کے اوپر ہے (اللہ تعالے کی پاک جناب اس بات سے برتر اور بلند ہے)

مثال۔ آئینہ میں زید کی صورت ظاہر ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ زید آئینے میں ٹھیرا ہوا ہے۔ (اعلیٰ مثال اللہ تعالے ہی کے لئے ہے)

مومن آخرت میں حق تعالے کو بہشت میں دیکھیں گے۔ وہ تجلی جو کوہ طور پر واقع ہوئی تھی۔ حالیت و محلیت کی آمیزش سے پاک تھی۔

بعض جگہیں ظہور کی قابلیت رکھتی ہیں آئینہ صورتوں کے ظہور کی قابلیت رکھتا ہے۔ اور گھوڑوں کی نعل میں یہ قابلیت نہیں۔

چونکہ قلب عالم صغیر کا عرش ہے اور عالم کبیر کے عرش کے مشابہ ہے

بقدر آئینہ حسن تو مے نماید او

پس ظلیت کی آمیزش سے خالی تجلی عرش مجید کے بعد کاملین کے قلب کا حصہ ہے۔ دوسروں کے لئے ظلیت دامنگیر ہے۔

لیکن دید ودانش میں مشارکت اور محبت وگرفتاری میں برابر شریک ہیں۔ احدیت مجردہ کی محبت کے گرفتار کسی امر کی شرکت پر راضی نہیں ہیں۔ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (دین خالص اللہ تعالے کے ہے) کے موافق دین خالص کو چاہتے ہیں۔

انسان میں دو چیزیں ایسی ہیں جو عرش میں نہیں ہیں اور نہ ہی عالم کبیر کو ان کا کچھ حصہ ملا ہے انسان میں ایک جزارضی ہے۔ جو عرش میں نہیں۔ اور دوسری ہیبت وحدانی ہے جو عالم کبیر میں نہیں۔ پس انسان ایک اعجوبہ ہے جس نے خلافت کی لیاقت پیدا کرلی ہے اور بار امانت کو اٹھالیا ہے۔

انسان کی عجیب وغریب خصوصیتوں میں سے ایک یہ ہے حضرت احدیت مجردہ کے آئینہ بننے کی قابلیت پیدا کرلیتا ہے۔

جب انسان کامل ذات احد سے گرفتاری حاصل کرلیتا ہے۔ تو اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے موافق اس کو حضرت احدیت مجردہ کے ساتھ ایک قسم کا مجہول ا لکیفیت اتصال پیدا ہو جاتا ہے اور وہ گرفتاری جو ذات احد کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔ ذاتی بیچون کے ساتھ قرب چون کی نسبت اس میں ثابت کردیتی ہے۔ اس وقت انسان کامل ذات احد کا اس قسم کا آئینہ ہے کہ اس میں صفات وشیون کچھ احادیث مجردہ اس میں ظاہر اور جلوہ گر ہوتی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وہ ذات جو صفات سے ہرگز جدا نہ تھی۔ اس انسان کامل کے آئینہ میں مجرد اور تنہا طور پر ظاہر اور متجلی ہوگئی اور حسن ذاتی حسن صفاتی سے الگ ہوگیا۔ اس قسم کا آئینہ اور مظہر بننا انسان کامل کے سوا کسی اور کو میسر نہیں ہوا۔ اور حضرت ذات وصفات وشیون کی آمیزش کے بغیر انسان کے سوا اور کسی چیز میں جلوہ گر نہیں ہوئی۔ عالم کبیر میں عرش مجید حضرت ذات مستجمع الصفات کا مظہر ہے اور عالم صغیر میں انسان کامل ذات احد کا مظہر ہے۔ جو اعتبارات سے مجرد ہے۔ اس قسم کا آئینہ اور مظہر بننا انسان کی نہایت اعجوبہ باتوں میں سے ہے۔ وَاللّٰہُ

سُبْحَانَهُ الْمُعْطِیُ (اللہ تعالے عطا کرنیوالا ہے۔ (موت) ایک پل ہے جویار کویار سے ملاتا ہے)

جاننا چاہئے کہ فرشتہ اگرچہ اصل کا مشاہد ہے اور انسان کا شہود النفس کے آئینہ میں ہے لیکن اس دولت کو انسان میں جز کی طرح بنایا ہوا ہے اور اس کے ساتھ اس کو بقا بخشتا ہے۔ اور اس کے ساتھ متحقق ہوا ہے۔ برخلاف فرشتہ کے کہ اس دولت کو اس میں جز کی طرح نہیں بنایا۔ باہر ہی میں نظارہ کرتا ہے۔ اور بقاء و تحقق اس کے ساتھ حاصل نہیں کرتا۔ یہ جو انسان کو اصلی رنگ سے میسر ہوا ہے فرشتہ نہیں رکھتا اور وہ خصوصیت جو خاکیوں کو حاصل ہوئی ہے۔ قدسیوں کو حاصل نہیں۔ کیونکہ اندر سے باہر تک بہت فرق ہے۔ اگرچہ اندرونی دولت جزو کی طرح ہوتی ہے۔ اور بیرونی دولت کل کی طرح۔ لیکن اندر اندر ہے۔ اور باہر باہر۔ كَلَامُنَا اِشَارَةٌ وَّبِشَارَةٌ (ہماری کلام اشارہ اور بشارت ہوتی ہے) اسی واسطے خواص بشر خواص ملک سے افضل ہو گئے اور ان کے ہوتے خلافت کے مستحق بنگئے۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ (اللہ تعالے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت سے خاص کرتا ہے۔ اور اللہ تعالے بڑے فضل والا ہے)

زمین	زادہ	بر آسمان	تاختہ
زمین	وزماں	راپس	اند اختہ

یہ دولت انسان کو جزء ارضی کے باعث میسر ہوئی ہے۔ اور قلب کو جو عرش اللہ کہتے ہیں عنصر خاک ہی کی بدولت ہے۔ جو کل کا جامع اور دائرہ امکان کا مرکز ہے فروتنی نے اس کو بلند کر دیا ہے۔ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ تَعَالٰی رَفَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی (جو اللہ تعالے کے لئے تواضع کرتا ہے۔ اللہ تعالے اس کو بلند کرتا ہے) جب انسان رجوع اور دعوت کی مدت کے تمام ہونے اور اصلی رنگ میں رنگے جانے کے بعد اصل کی طرف رجوع کرتا ہے۔

سید المرسلین کے دین اور متابعت سے علماء ظاہر کا نصیب عقائد درست کرنے کے بعد شرائع واحکام کا علم اور اس کے موافق عمل ہے اور صوفیہ علم کا نصیب بمعہ اس چیز کے جو علماء رکھتے ہیں۔ احوال ومواجید اور علوم ومعارف ہیں۔ اور علمائے راسخین کا نصیب جو انبیاء کے وارث ہیں بمعہ اس چیز کے کہ عالم رکھتے ہیں اور بمعہ اس چیز کے جس کے ساتھ صوفیہ ممتاز ہیں وہ اسرار ودقائق ہیں۔ جن کی نسبت متشابہات قرآنی میں رمز واشارہ ہو چکا ہے۔ اور تاویل کے طور پر درج ہو چکے ہیں۔ یہی لوگ متابعت میں کامل اور وراثت کے مستحق ہیں یہ لوگ وراثت و تبعیت کے طور پر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی خاص دولت میں شریک اور بارگاہ کے محرم ہیں۔

اسی واسطے عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح ہیں) کی شرف کرامت سے مشرف ہوئے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اصحاب کے بارہ میں اللہ تعالی سے ڈرو۔ اور میرے بعد میرے اصحاب کو نشانہ نہ بناؤ۔ جس نے ان کو دوست رکھا اس نے میری دوستی کے سبب ان کو دوست رکھا۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا اور اس نے میرے بغض کے باعث ان سے بغض رکھا جس نے ان کو ایذا دی۔ اس نے مجھے ایذا دی۔ اس نے اللہ تعالے کو ایذا دی۔ اور جس نے اللہ تعالے کو ایذا دی۔ وہ ضرور اس کا مواخذہ کریگا۔ اس قسم کا بدبو دار پھول ابتدائے اسلام سے لیکر آج تک معلوم نہیں کہ ہندوستان میں کھلا ہو۔ عجب نہیں کہ اس معاملہ سے تمام شہر متہم ہو جائے۔ بلکہ تمام ہندوستان سے اعتماد دور ہو جائے۔ سلطان وقت کہ خدا اس کو اسلام کے دشمنوں پر مدد اور غلبہ دے اہل

سنت اور حنفی مذہب ہے۔ اس کے زمانہ میں اس قسم کی بدعت کا ظاہر کرنا بڑی جرات اور دلیری کا کام ہے۔ بلکہ در حقیقت بادشاہ کے ساتھ مقابلہ کرنا اور اولی الامر کی اطاعت سے نکلنا ہے۔ پھر بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ اس مقام کے بزرگ اور رئیس لوگ اس مواقعہ پر خاموش رہیں۔ اور سستی اختیار کریں۔

اس قسم کے واقعات میں تغافل اور سستی کرنا گویا بدعتوں کو دلیر کرنا۔ اور دین میں رخنہ ڈالنا ہے۔ اس وحشت انگیز خبر کو سن کر مجھ میں ایک شورش سی پیدا ہو گئی۔ اور میری فاروقی رنگ بھڑک اٹھی

برزخ صغری چونکہ ایک جہت سے دنیاوی وطنوں میں سے ہے۔ اس لئے ترقی کی گنجائش رکھتا ہے اَلْاَنْبِيَاءُ يُصَلُّوْنَ فِى الْقَبْرِ (انبیاء قبر میں نماز پڑھتے ہیں) آپ نے سنا ہو گا۔ جب حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کی قبر پر گزرے تو دیکھا کہ قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔

گروہ کے کہ مرجا مرجاؤ میں خوشی سے
پیک ابس کو کہوں آجا میں تیرے صدقے

چند روز سے بلغم و کھانسی نے تنگ کیا ہوا ہے اور بدن کمزور ہو رہا ہے۔

میرے مخدوم مکرم! طریقہ علیہ نقشبندیہ میں پیری و مریدی طریقہ سیکھنے اور سکھانے پر موقوف ہے۔ نہ کہ کلاہ و شجرہ پر۔ جیسے کہ دوسرے سلسلوں میں متعارف اور مشہور ہے۔ ان بزرگواروں کا طریق صحبت ہی صحبت ہے۔ اور ان کی تربیت انعکاسی ہے۔ اسی واسطے ان کی ابتداء میں دوسروں کی نہایت مندرج ہے اور راستوں سے زیادہ قریب راستہ یہی ہے۔ ان کی نظر دلی امراض کو شفا بخشتی ہے اور ان کی توجہ باطنی بیماریوں کو دور کرتی ہے۔

نقشبندیہ عجیب قافلہ سالار اند
کہ برند ازرہ پنہاں بحرم قافلہ را

اسلام دن بدن غربت پیدا کرتا جاتا ہے اور مسلمان غریب ہوتے جاتے ہیں اور جوں جوں مرتے جائینگے زیادہ تر غریب ہوتے جائینگے۔ حتی کہ زمین پر کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہیگا۔ وَتَقُوْمُ الْقِيَامَةُ عَلٰى شِرَارِ النَّاسِ (اور قیامت بڑے لوگوں پر قائم ہو گی) سعادت مند وہ شخص ہے۔ جو اس غربت میں متروکہ سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے۔ اور مستعملہ بدعتوں میں سے کسی بدعت کو مارے۔

بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کے گرانے کا باعث ہے۔

اے نجابت و شرافت کے نشان والے! ان بزرگوں کا طریق اصحاب کرام علیہم الرضوان کا طریق ہے۔ کیونکہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی پہلی ہی صحبت میں وہ کچھ میسر ہو جاتا تھا۔ جو دوسروں کو انتہاء میں بھی جا کر بمشکل حاصل ہو سکے۔ اور یہ فیوض و برکات وہی فیوض و برکات ہیں۔ جو قرن اول میں ظاہر ہوتے تھے۔

ہمیشہ اور ہر حال پر اللہ تعالے کا حمد ہے اور اس کا احسان ہے اور دوزخیوں کے حال سے اللہ تعالے کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں۔ ایلام انعام کی نسبت زیادہ محبت بخش ہے اس دولت عظمےٰ کا مقدمہ محبوب پر حسن ظن ہے حتی کہ اگر محبوب محب کے حلقوم پر خنجر چلاوے اور اس کے اعضاء کو ایک دوسرے سے الگ کر دے۔ تو محب اس کو اپنی عین صلاح جانے اور اپنی بہتری تصور کرے۔ جب اس حسن ظن کے حصال ہونے سے محبوب کے فعل کی کراہت محب کی نظر سے دور ہو جائے۔ تو محبت ذاتی کی دولت سے جو حبیب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ سے نصیب پاتی ہے۔

عبدالرزاق نے جو اکابر شیعہ میں سے ہے جب انکار

کی مجال نہ دیکھی۔ تو بے اختیار شیخینؓ کی فضیلت کا قائل ہو گیا اور کہنے لگا کہ جب حضرت علیؓ شیخینؓ کو اپنے اوپر فضیلت دیتے ہیں۔ تو میں بھی حضرت علیؓ کے فرمانے کے بموجب شیخینؓ کو حضرت علیؓ پر فضیلت دیتا ہوں۔ اگر وہ فضیلت نہ دیتے تو میں بھی نہ دیتا یہ بڑا گناہ ہے کہ میں حضرت علیؓ کی محبت کا دعوی کروں اور پھر ان کی مخالفت کروں چونکہ حضرت ختنینؓ کی خلافت کے زمانہ میں لوگوں کے درمیان بہت فتنہ اور فساد برپا ہو گیا تھا اور لوگوں کے دلوں میں کدورت پیدا ہو گئی تھی۔ اور مسلمانوں کے دلوں میں عداوت و کینہ غالب آگیا تھا اس لئے ختنینؓ کی محبت کو بھی اہلسنت وجماعت کے شرائط میں سے شمار کیا گیا تاکہ کوئی جاہل اس سبب سے حضرت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب پر بدظنی نہ کرے اور پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے جانشینوں کے ساتھ بغض وعداوت حاصل نہ کرے۔ پس حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی محبت اہل سنت وجماعت کی شرط ہے۔ اور جو شخص یہ محبت نہیں رکھتا۔ اہلسنت سے خارج ہے اس کا نام خارجی ہے۔ اور جس شخص نے حضرت امیرؓ کی محبت میں افراط کی طرف کو اختیار کیا ہے اور جس قدر کہ محبت مناسب ہے اس سے زیادہ اس سے وقوع میں آتی ہے اور محبت میں غلو کرتا ہے۔ اور حضرت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب کو سب وطعن کرتا ہے۔ اور صحابہ اور تابعین اور سلف صالحین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے طریق کے برخلاف چلتا ہے وہ رافضی ہے۔

تعجب ہے کہ خوارج کو اہل سنت ہی نے قتل کیا ہے اور اہل بیت کے دشمنوں کو جڑ سے اکھیڑا ہے۔ اس وقت رافضیوں کا نام ونشان تک نہ تھا اگر تھا بھی تو عدم کا حکم رکھتا تھا۔ شاید اپنے گمان فاسد میں اہل بیت کے محبوں کو رافضی تصور کرتے ہیں۔ اور اہل سنت کو روافض کہتے ہیں۔

عجب معاملہ ہے کبھی اہل سنت کو خارجیوں سے گنتے ہیں اس لئے افراط محبت نہیں رکھتے کبھی نفس محبت کو ان سے محسوس کر کے ان کو رافضی جانتے ہیں اسی واسطے یہ لوگ اپنی جہالت کے باعث اہل سنت کے اولیاء عظام کو جو اہل بیت کی محبت کا دم مارتے ہیں۔ اور آل محمد علیہ الصلوۃ والسلام کی حب کا اظہار کرتے ہیں۔ رافضی خیال کرتے ہیں۔ اور اہل سنت وجماعت کے بہت سے علماء کو اس محبت کی افراط سے منع کرتے ہیں۔ اور حضرات خلفاء ثلاثہ کی تعظیم وتوقیر میں کوشش کرتے ہیں۔ خارجی جانتے ہیں۔ ان لوگوں کی ان نامناسب جراتوں پر ہزارہا افسوس ہے۔ کیا اچھا ہوتا۔ اگر یہ لوگ رفض کے بننے سے بھی اجتناب کرتے اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم سے تبرے اختیار نہ کرتے۔

ہندوستان کے ہندو بھی اپنے آپ کو ہندو کہلواتے ہیں۔ اور لفظ کفر کے اطلاق سے کنارہ کرتے ہیں اور اپنے آپ کو کافر نہیں جانتے بلکہ دار الحرب کے رہنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ دونوں کافر ہیں اور کفر کی حقیقت سے متحقق ہیں ان لوگوں نے شاید پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے اہل بیت کو اپنی طرح تصور کیا ہے۔ اور ان کو بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ وحضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دشمن خیال کیا ہے۔ ان لوگوں نے تقیہ کے باعث جو وہ کیا کرتے ہیں اہل بیت کے بزرگواروں کو منافق اور مکار خیال کیا ہے۔ اور حکم کیا ہے۔ کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ تقیہ کے طور پر خلفاء ثلاثہ کے ساتھ تیس سال تک منافقانہ صحبت رکھتے رہے۔ اور ناحق ان کی تعظیم وتکریم کرتے رہے۔

عجب معاملہ ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اہل بیت کی محبت رسول اللہ کی محبت کا باعث ہے۔ تو چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے دشمنوں کو بھی دشمن جانیں۔ اور اہل بیت کے دشمنوں کی نسبت ان کو زیادہ سب

لعن کریں۔ ابوجہل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا دشمن ہے۔ جس نے طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کو پہنچائیں۔ کبھی نہیں سنا کہ اس گروہ میں سے کسی نے اس کو سب و لعن کیا ہو۔ یا اس کو برا کہا ہو۔

کیا اچھا ہوتا۔ اگر یہ لوگ اہل بیت کے دشمنوں کو سب کرتے اور اصحاب کرام کے نام مقرر نہ کرتے۔ اور بزرگان دین پر بدظن نہ ہوتے تاکہ ان کی مخالفت جو اہل سنت کے ساتھ ہے۔ دور ہو جاتی کیونکہ اہل سنت بھی اہل بیت کے دشمنوں کو دشمن جانتے ہیں۔ اور ان کی طعن و تشنیع کے قائل ہیں یہ اہل سنت کی خوبی ہے کہ شخص معین کی جو طرح طرح کے کفر میں مبتلا ہو۔ اسلام و توبہ کے احتمال پر جہنمی نہیں کہتے۔ اور لعن کا اطلاق اس پر پسند نہیں کرتے۔ عام طور پر کافروں پر لعنت کرتے ہیں لیکن کفار معین پر بھی لعنت پسند نہیں کرتے جب تک اس کے خاتمہ کی برائی قطعی دلیل سے معلوم نہ ہو۔ لیکن رافضی بے تحاشا حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہما کو لعنت اور اکابر صحابہؓ کو سب وطعن کرتے ہیں۔ اللہ تعالے ان کو سیدھا راستہ کی ہدایت دے۔

اس بحث میں دو مقام ہیں۔ جن میں اہل سنت اور مخالفوں کے درمیان بڑا اختلاف ہے۔ مقام اول یہ کہ اہل سنت خلفاء اربعہ کی خلافت کی حقیقت کے قائل ہیں اور چاروں کو برحق خلیفے جانتے ہیں۔ کیونکہ حدیث صحیح میں جن امور غائبانہ کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ آیا ہے کہ اَلْخِلَافَةُ مِنْ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً خلافت میرے بعد تیس برس تک ہے اور یہ مدت حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کی خلافت پر تمام ہو جاتی ہے۔ پس اس حدیث کے مصداق چاروں خلیفے ہیں۔ اور خلافت کی ترتیب برحق ہے۔ اور مخالف لوگ خلفاء کی حقیقت سے انکار کرتے ہیں۔ اور ان کی خلافت کو تعصب اور تغلب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے سوا امام برحق کسی کو نہیں جانتے۔ ان کے نزدیک امت میں سے بدترین اصحاب کرام ہوں۔ اور تمام صحبتوں میں سے بدتر صحبت حضرت خیرالبشر علیہ الصلوۃ کی صحبت ہو۔ حالانکہ حق تعالے اپنے کلام مجید میں ان کو رحماء بینھم فرماتا ہے۔

دانا لوگ جانتے ہیں۔ کہ تقیہ بزدلی اور نامردی کی صفت ہے۔ اسد اللہ کے ساتھ اس کو نسبت دینا نامناسب ہے۔ بشریت کی رو سے ایک ساعت یا دو ساعت یا ایک دو دن کے لئے اگر تقیہ جائز سمجھا جائے تو ہو سکتا ہے اسد اللہ میں تیس سال تک اس بزدلی کی صفت کا ثابت کرنا اور تقیہ پر مصر سمجھنا بہت برا ہے۔ اور جب صغیرہ پر اصرار کرنا کبیرہ ہے۔ تو پھر دشمنوں اور منافقوں کی صفات میں سے کسی صفت پر اصرار کرنا کیسا ہوگا۔ کاش کہ یہ لوگ اس امر کی برائی سمجھتے۔

(فقیر نے احمد تبتی کی نسبت جو اکابر شیعہ میں سے تھا۔ سنا ہے۔ کہ وہ کہا کرتا تھا کہ کتاب بخاری کتاب اللہ کے بعد اصح کتاب ہے) اس میں حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے دوستوں کی بھی روائتیں ہیں۔ اور مخالفوں کی بھی۔ اور موافقت اور مخالفت کے باعث کسی کو راجح و مرجوح نہیں جانا۔ جس طرح حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے۔ اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی۔ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اس کی روایت میں کسی قسم کا طعن ہوتا۔ تو ہرگز اس کی روایت اپنی کتاب میں درج نہ کرتا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا جو حبیب رب العالمین کی محبوبہ تھیں۔ اور لب گور تک حضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی مقبولہ و منظورہ رہیں۔ اور مرض موت کے ایام

بھی انہی کے حجرے میں بسر کئے۔ اور انہی کی گود میں جان دی۔ اور انہی کے پاک حجرے میں مدفون ہوئے۔ اس شرف وفضیلت کے علاوہ حضرت صدیقہ علیہ رضی اللہ عنہا مجتہدہ بھی تھیں۔ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے آدھا دین ان کے حوالے کیا تھا۔ او اصحاب کرام مشکلات میں ان کی طرف رجوح کیا کرتے تھے۔ اور ان سے مشکلات کا حل طلب کیا کرتے تھے۔ اس قسم کی صدیقہ مجتہدؓ امیر رضی اللہ عنہ کی مخالفت کے باعث طعن کرنا۔

امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کے لئے درجہ اجتہاد تک پہنچنے کے بعد امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید خطا ہے۔ اس کے لئے بہتری اپنی رائے کی تقلید میں ہے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کسی اصحابی کے قول کو خواہ صدیق رضی اللہ عنہ خواہ امیر رضی اللہ عنہ اپنی رائے پر مقدم نہیں کرتا۔ اور اپنی رائے کے موافق اگرچہ قول اصحابی کے مخالف ہو۔ عمل کرنا بہتر جانتا ہے۔

جب امت کے مجتہد اصحاب کی آراء کی مخالفت کر سکتے ہیں۔ تو اگر اصحاب ایک دوسرے کی مخالفت کریں تو کیوں مطعون ہوں۔ حالانکہ اصحاب کرامؓ نے امور اجتہادیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ خلاف کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی رائے کے برخلاف حکم کیا ہے۔ اور باوجود نزول وحی کے ان کے خلاف پر مذمت نہیں آئی اور ان کے اختلاف پر منع وارد نہیں ہوا۔ جیسے کہ گزر چکا۔ اگر یہ اختلاف حق تعالے کے نزدیک ناپسند اور نامقبول ہوتا۔ تو البتہ منع ہوتا۔ اور اختلاف کرنے والوں پر وعید نازل ہوتی۔

کیا نہیں جانتے کہ وہ لوگ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے ساتھ گفتگو کرنے میں بلند آواز کیا کرتے تھے۔ ان کی اس بلند آواز کو کس طرح منع کیا گیا اور اس پر کسی وعید مترتب ہوئی۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ

(اے ایمان والوں! اپنی آوازوں کو نبیؐ کے آواز پر بلند نہ کرو۔ اور اس کو بلند آواز سے اس طرح نہ پکارو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ ورنہ تمہارے اعمال نیست ونابود ہو جائینگے۔ اور تم کو معلوم نہ ہوگا)

بدر کے قیدیوں کے بارے میں اختلاف عظیم پڑ گیا تھا حضرت فاروقؓ اور سعد ابن معاذؓ نے ان قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم کیا تھا۔ اور دوسروں نے ان کو چھوڑ دینے اور فدیہ لینے کا حکم دیا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک بھی یہی رائے مقبول تھی کہ ان کو چھوڑ دیا جائے۔ اور فدیہ لے لیا جائے۔ اس قسم کے اختلاف کے مقام اور بھی بہت سے ہیں اور وہ اختلاف بھی اس قسم کا تھا۔ جو کاغذ کے لانے میں کیا گیا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے مرض موت میں کاغذ طلب فرمایا تھا۔ تاکہ ان کے لئے کچھ لکھیں۔ بعض نے کہا کاغذ لانا چاہئے۔ اور بعض نے کاغذ لانے سے منع کیا۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بھی انہی لوگوں میں سے تھے جو کاغذ کے لانے میں راضی نہ تھے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ ہمارے لئے اللہ کی کتاب کافی ہے اس سبب سے طعن لگانے والوں نے حضرت فاروقؓ پر عیب لگایا ہے۔ اور طعن وتشنیع کی زبان دراز کی ہے۔ حالانکہ درحقیقت کوئی محل طعن نہیں کیونکہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے معلوم کر لیا تھا کہ وحی کا زمانہ ختم ہو گیا ہے۔ اور آسمانی احکام تمام ہو چکے ہیں۔ اور احکام کے ثبوت میں

رائے واجتہاد کے سوا کسی امر کی گنجائش نہیں رہی۔ اب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ لکھیں گے۔ امور اجتہادیہ میں سے ہو گا۔

پھر اس امر کی نسبت کوئی کلام نہ کی اور نہ دوات و کاغذ کو یاد کیا جاننا چاہئے کہ وہ اختلاف جو اصحاب کرامؓ امور اجتہادیہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کرتے تھے اگر اس میں نعوذ باللہ ہوا و تعصب کی بو ہوتی۔ تو یہ اختلاف سب کو مرتدوں میں داخل کر دیتا۔ اور اسلام کے باہر نکال دیتا۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بے ادبی اور بد معاملگی کرنا کفر ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اٰذٰی عَلِیًّا فَقَدْ اٰذَانِیْ وَمَنْ اٰذَانِیْ فَقَدْ اٰذَی اللّٰہَ (جس نے علیؓ کو دوست رکھا۔ اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے اس سے بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ اور جس نے علیؓ کو ایذا دی۔ اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی۔ اس نے اللہ تعالے کو ایذا دی)

برید نے کہا کہ رسول صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا۔ اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ بِحُبِّ اَرْبَعَۃٍ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّھُمْ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ سَمِّھِمْ لَنَا قَالَ عَلِیٌّ مِنْھُمْ یَقُوْلُ ذَالِکَ ثَلٰثًا وَاَبُوْذَرٍّ وَ الْمِقْدَادُ وَسَلْمَانُ (اللہ تعالے نے مجھے چار آدمیوں کے ساتھ محبت کرنے کا امر کیا ہے۔ اور یہ بھی بتلایا کہ اللہ تعالے ان سے محبت رکھتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ وعلی آلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ان کے نام کیا ہے تو آپ نے فرمایا ایک ان میں علیؓ ہے۔ اس بات کو تین بار کہا۔ دوسرے ابوذر، تیسرے مقداد اور چوتھے سلمان ہیں)

اور ترمذی نے اسامہ بن زیدؓ سے نکالا ہے کہ اسامہ بن زیدؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ کی ران پر ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ ھٰذَانِ اَبْنَائِیْ وَبِنْتِیْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا (یہ دونوں میرے بیٹے اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں۔ یا اللہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ تو ان کو دوست رکھ۔ اور جو لوگ ان سے محبت رکھیں۔ ان کو بھی دوست رکھ)

اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نکالا ہے کہ بی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ فَاطِمَۃُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْکَ وَاَنْتَ اَعَزُّ عَلَیَّ مِنْھَا (فاطمہ مجھ تجھ سے زیادہ پیاری ہے۔ اور تو میرے نزدیک اس سے زیادہ عزیز ہے)

فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی عورتوں میں سے کسی پر اتنی غیرت نہیں کی۔ کہ جتنی کہ خدیجہ رضی اللہ تعالے عنہا پر کی۔ حالانکہ میں نے اس کو دیکھا نہیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم اس کا اکثر ذکر کیا کرتے تھے اور بسا اوقات بکری ذبح کر کے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیجدیا کرتے تھے۔ اور جب کبھی میں کہتی۔ کہ کیا خدیجہ جیسی عورت دنیا میں نہیں ہوئی۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے۔ کہ وہ تھی جیسی کہ تھی۔ اور اسی سے میری اولاد تھی۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا اَلْعَبَّاسُ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ (عباس میرا ہے، اور میں عباس کا ہوں)

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَثْبَتُكُمْ عَلَى الصِّرَاطِ اَشَدُّكُمْ حُبًّا لِاَهْلِ بَيْتِيْ وَ لِاَصْحَابِيْ (تم میں سے صراط پر وہ شخص زیادہ ثابت قدم ہو گا جس کو میرے اہل بیت اور اصحاب کے ساتھ زیادہ محبت ہو گی)

خدایا بحق بنی فاطمہ
کہ برقول ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ورقبول
من ودست ودامان آل رسول

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہ حق تعالے کے غضب کو دور کرنے کے لئے اس کلمہ طیبہ سے بڑھ کر زیادہ فائدہ مند اور کوئی چیز نہیں ہے جب یہ کلمہ طیبہ دوزخ میں داخل ہونے کے غضب کو تسکین دیتا ہے۔

جس شخص نے اس کلمہ طیبہ کی تصدیق کی ہو۔ اور ذرہ ایمان حاصل کرلیا ہو اور پھر کفر و شرک کی رسموں میں مبتلا ہو۔ تو امید ہے کہ اس کلمہ کی شفاعت سے اس کا عذاب دور ہو جائے گا۔ اور دوزخ کے دائمی عذاب سے نجات پا جائیگا۔ جس طرح کہ اس امت کے تمام کبیرہ گناہوں کے عذاب دور کرنے میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نافع اور فائدہ مند ہے۔

اس فقیر کو محسوس ہوا ہے۔ کہ اگر تمام جہان کو اس کلمہ طیبہ کے ایک بار کہنے سے بخشدیں۔ تو تو بھی ہو سکتا ہے۔ اور یہ بھی مشہور ہوتا ہے کہ اگر اس کلمہ پاک کی برکات کو تمام جہان میں تقسیم کریں۔ تو ہمیشہ کے لئے سب کو کفایت کرے۔ اور سب کو سیراب کردے۔

یہ دولت تبعیت کے طور پر انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے بزرگوار اصحاب میں زیادہ تر پائی جاتی ہے۔ اور اصحاب کے سوا دوسرے لوگوں میں بھی شاذو نادر طور پر متحقق وثابت ہے۔ حقیقت میں یہ شخص بھی زمرہ اصحاب میں سے ہے۔ اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے کمالات سے ملنے والا ہے۔ اس شخص کے حق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَا يُدْرٰى اَوَّلُهُمْ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهُمْ (نہیں معلوم ان میں سے اول اچھا ہے یا اخیر کا) اگرچہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ (سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے) لیکن اس کو باعتبار قرون کے فرمایا ہے۔

عشق آن شعلہ است کوچوں بر فروخت
ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
تیغ لادر قتل غیر حق براند
ورنگر زاں پس کہ بعد از لاپر ماند
ماند الا اللہ وباقی جملہ رفت
شاد باش اے عشق شرکت سوز ورفت

ترجمہ۔

عشق وہ شعلہ ہے جب روشن ہوا
ماسواء معشوق کے سب جل گیا
تیغ اے قتل غیر حق کیا
دیکھ اس کے بعد پھر کیا رہ گیا
رہ گیا اللہ باقی سب گیا
مرحبا اے عشق تجھ کو مرحبا

جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے نفس مقام اطمینان میں آجاتا ہے۔ اور حکم الٰہی کے تابع ہو جاتا ہے تو اسلام حقیقی میسر ہوتا ہے۔ اور ایمان کی حقیقت حاصل ہوتی ہے۔ بعد ازاں جو کچھ عمل میں آئیگا۔ شریعت کی حقیقت ہوگی۔ اگر نماز ادا کرے گا۔ تو نماز

کی حقیقت ہو گی۔

اور اگر روزہ یا حج ہے۔ تو روزہ وحج کی حقیقت ہو گی دوسرے احکام شرعیہ کا بجالانا بھی اسی قیاس پر ہو گا۔ پس طریقت وحقیقت دونوں شریعت کی صورت اور اس کی حقیقت کے درمیان متوسط ہیں۔ جب تک ولایت خاصہ سے مشرف نہ ہوں۔ اسلام مجازی سے اسلام حقیقی تک نہیں پہنچ سکتے۔ جب سالک محض فضل خداوندی سے شریعت کی حقیقت کے ساتھ آراستہ ہو جاتا ہے۔ اور اس کو اسلام حبیبی سیر ہو جاتا ہے۔ تو اس بات کے لائق ہو جاتا ہے کہ کمالا نبوت سے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی وراثت اور تبعیت کے طور پر کامل حصہ پائے۔ جس طرح شریعت کی صورت کمالات ولایت کے لئے شجرہ طیبہ یعنی پاک درخت کی طرح ہے۔ گویا کمالات ولایت صورت شریعت کے ثمرات ہیں۔ اس طرح شریعت کی حقیقت بھی کمالات نوبت کے لئے شجرہ طیبہ کی روح ہے۔ اور کمالات نبوت گویا حقیقت شریعت کے ثمرات ہیں۔ جب ولایت ۔کے کمالات صورت کا ثمرہ ہیں۔ اور کمالات نبوت حقیقت کا ثمرہ۔ تو اس لحاظ سے کمالات نبوت حقائق کی طرح ہونگے۔ اور کمالات ولایت ان کی صورتوں کی طرح۔

آنخضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَسۡلَمَ شَیۡطَانِیۡ یعنی میرا شیطان بھی مسلمان ہو گیا ہے۔

۔ محبت کی نوبت آجائے تو اس سے آگے اور نہایت بلند مقام آتا ہے جو اصلی طور پر حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ اور وراثت وبیعت کے طور پر دیکھیں کس کو اس دولت سے مشرف فرماتے ہیں۔ اس بلند محل میں جو نہایت بلندی کے باعث نظر میں تنگ دکھائی دیتا ہے۔ یہ فقیر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو وراثت کے طور پر ناف تک داخل ہوا معلوم کرتا ہے۔ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بھی اسی دولت سے سرفراز ہے۔ اور امہات المومنین میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنھا کو بھی ازواج کے علاقہ کے باعث انخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھتا ہے۔ وَالۡاَمۡرُ اِلَی اللّٰہِ سُبۡحَانَہٗ اہل اللہ کا وجود جہاں کہیں ہوں غنیمت ہے۔ اور وہاں کے رہنے والوں کے لئے موجب بشارت ہے فَطُوۡبٰی لِمَنۡ عَرَفَھُمۡ مبارک ہیں وہ لوگ جو ان کو پہنچان لیں واضح ہو۔ کہ حق تعالی کا کلام بندے کے ساتھ کبھی روبرو بلا واسطہ ہوتی ہے۔ اس قسم کی کلام انبیاء علیہم الصلوۃ السلام میں سے بعض افراد کے لئے ثابت ہے اور کبھی انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے کامل تابعداروں کے لئے بھی ہوتی ہے۔ جو وراثت و تبعیت کے طور پر ان کے کمالات سے مشرف ہوتے ہیں جب اس قسم کی کلام ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بکثرت ہو۔ تو ایسے شخص کو محدث کہتے ہیں۔ جیسے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ تھے۔ یہ کلام الہام اور القاء روحانی اور قلبی اور اس کلام سے جو فرشتہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ الگ ہے۔ اس قسم کی کلام کے ساتھ انسان کامل مخاطب ہوتا ہے۔ جو عالم امر وعالم خلق اور روح نفس وعقل وخیال کا جامع ہو۔ روبرو کلام کرنے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ کلام کرنے والا سننے والے کو دکھائی دیتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ سننے والے کی آنکھیں کمزور وضعیف ہوں۔ نیز کلام کے روبرو ہونے کے وقت تمام شہودی پردے دور ہو جاتے ہیں۔ نہ کہ وجودی فافہم یہ معرفت شریفا اس قسم کی ہے۔ کہ آج تک کسی نے بیان نہیں کی۔

اللہ تعالی آپ کو اس گروہ کی محبت پر استقامت عطا فرمائے اور قیامت انہیں کے ساتھ اٹھائے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا ہمشین بدبخت نہیں ہوتا۔ اور ان کا انیس وحبیب محروم نہیں ہوتا۔ ھُمۡ جُلَسَاءُ اللّٰہِ اِذَا رُؤُوۡا ذُکِرَ اللّٰہُ یہ لوگ اللہ تعالی

کے ایسے ہمنشین ہیں کہ ان کے دیکھنے سے خدا یاد آجاتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جس نے ان کو پہنچانا اس نے اللہ تعالیٰ کو پالیا۔ ان کی نظر دوا ہے۔ اور ان کی کلام شفاء اور ان کی صحبت سراپا نور مرضیا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جس نے ان کے ظاہر کو دیکھا۔ وہ محروم و نا امید ہوا۔ اور جس نے ان کے باطن کو دیکھا۔ بزرگ ہو گیا اور نجات و خلاصی پاگیا۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ کہ الٰہی یہ کیا ہے جو تو نے اپنے دوستوں کو عطا کیا ہے کہ جس نے ان کو پہنچانا اس نے تجھے پالیا۔ اور جب تک تجھے نہ پایا۔ ان کو نہ پہچانا خلاف شرع کر چکنے کے بعد ندامت بھی جو توبہ کی شاخ ہے پیدا نہ ہو۔ اور گناہ کے کر لینے سے متلذذ و محفوظ ہو۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ کیونکہ گناہ سے لذت حاصل کرنا گناہ پر اصرار کرنا ہے۔ اور گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا کبیرہ تک پہنچا دیتا ہے۔ اور کبیرہ پر اصرار کرنا کفر کی دہلیز ہے اعمال صالحہ کے بجالانے سے عجب تکبر کا حاصل ہونا ہے یہ ایسا زہر قاتل اور مرض مہلک ہے جو عمل صالحہ کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ جیسے کہ آگ ایندھن کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے۔ اپنی نیکیوں کو متہم یعنی تہمت زدہ معلوم کرے۔ اور نیکیوں کی پوشیدہ قباحتوں کو نظر میں لائے تاکہ اپنے آپ کو اور اپنے اعمال کو قاصر و کوتاہ جانے بلکہ لعنت اور رد ہونے کے لائق خیال کرے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ رُبَّ قَارٍ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ یَلْعَنُہٗ وَکَمْ مِنْ صَائِمٍ لَیْسَ لَہٗ مِنْ صِیَامِہٖ اِلَّا الظَّمَاءُ وَالْجُوْعُ بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ قرآن ان کو لعنت کرتا ہے اور بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ روزہ سے سوائے بھوک پیاس کے ان کو کچھ حاصل نہیں بعض لوگ جن کو یہ دید قصور کامل طور پر حاصل ہو جاتی ہے ایسا خیال کرتے ہیں کہ دائیں ہاتھ یعنی نیکیوں کا لکھنے والا معطل اور بیکار ہے اور کوئی نیکی نہیں جو اس کو لکھنے کے لائق ہو اور بائیں ہاتھ یعنی برائیوں کا لکھنے والا ہمیشہ اپنے کام میں ہے کیونکہ جو کچھ اس سے سرزد ہوتا ہے اس کی نظر میں برا ہی برا دکھائی دیتا ہے جب عارف کا معاملہ یہاں تک پہنچ جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہوتا ہے جو ہوتا ہے

منافق و مسلم دونوں نماز کو ادا کرتے ہیں منافق چونکہ باطن کا انکار رکھتا ہے۔ اس لیے نماز کی صورت بجالاتا ہے اور مسلمان باطنی اتباع کے باعث نماز کی حقیقت سے آراستہ ہے پس صورت و حقیقت باعتبار اقراء اور انکار باطن کے ہے علماء راسخین نفس کے کمال اطمینان کے باعث شریعت کی حقیقت سے جو اتباع کی حقیقت ہے متحقق ہوتے ہیں اس فقیر کے خیال میں سنت سیئہ کی متابعت اور بدعت کے اسم و رسم سے اجتناب کرتا ہے۔ جب تک بدعت حسنہ سے بدعت سیئہ کی طرح پرہیز نہ کریں تب تک اس دولت کی بو جان کے دماغ میں نہیں پہنچتی کس کی مجال ہے کہ بدعت کو دور کرنے کا دم مارنے اور سنت کے زندہ کرنے کا دعوے کرے۔

جس قافلہ میں یار ہے جا سکتا نہیں میں
بس دور سے آواز جرس سنتا ہوں یہیں میں

قرآن مجید تمام شریعہ بلکہ تمام گذشتہ شریعت کا جامع ہے۔ اس شریعت کے بعض احکام شریعت اس قسم کے ہیں جو نص کی عبارت اور اشارات اور دلالت اور اقتضا سے مفہوم ہوتے ہیں۔ اس قسم کے احکام میں تمام خاص و عام اہل لغت برابر ہیں۔ دوسری قسم کے احکام وہیں جو اجتہاد اور استنباط سے مفہوم ہوتے ہیں۔ یہ فہم آئمہ مجتہدین کے ساتھ مخصوص ہے جن میں سے اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بقول جمہور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے تمام مجتہد ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو وحی کا زمانہ تھا احکام اجتہادیہ خطاب و صواب کے درمیان متردد نہ تھے بلکہ وحی قطعی کے ساتھ حق باطل سے اور

صواب خطا سے الگ اور متمیز ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید کی تیسری قسم کے احکام اس قسم کے ہیں جن کے سمجھنے سے انسان کی طاقت عاجز ہے جب تک احکام کے نازل کرنے والے جل شانہ کی طرف سے اطلاع نہ ملے ان احکام کو سمجھ نہیں سکتے۔ اس اعلام و اطلاع کا حاصل ہونا پیغمبر علیہ الصلوۃ و السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ پیغمبرؐ کے سوا کسی اور کو یہ اطلاع نہیں دیتے۔ یہ احکام اگرچہ کتاب ہی سے ماخوذ ہیں لیکن چونکہ ان کا مظہر پیغمبر ہے اس لیے یہ احکام سنت کی طرف منسوب ہوئے ہیں کیونکہ ان کا مظہر سنت ہے جس طرح احکام اجتہادیہ کو قیاس کی طرف منسوب کرتے ہیں اس اعتبار سے کہ قیاس ان احکام کا مظہر ہے پس سنت و قیاس دونوں احکام کے مظہر ہیں

ہر وقت وہ ہر گروہ کے مناسب جدا جدا احکام ہیں کبھی حلت مناسب ہوئی ہے کبھی حرمت اولوالعزم پیغمبر کو ایک امر کے حلال ہونے کا حکم ہوا تھا اور غیر الوالعزم پیغمبر کو اسی امر کے حرام ہونے کا اعلام یہ حل و حرمت دونوں صحیفہ منزلہ سے ماخوذ ہیں جس طرح کہ دو مجتہد ایک ماخذ سے دو مختلف حکم اخذ کر لیتے ہیں ایک حل سمجھ لیتا ہے۔ دوسرا اسی سے حرمت نکال لیتا ہے۔

ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی پچھلی سنت پہلی سنت کی ناسخ ہے حضرت عیسی علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام جو نزول کے بعد اس شریعت کی متابعت کریں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع بھی کریں گے کیونکہ اس شریعت کا نسخ جائز نہیں عجب نہیں کہ علماء ظاہر حضرت عیسی علیہ السلام کے مجتہدات سے ان کے ماخذ کے کمال دقیق اور پوشیدہ ہونے کے باعث انکار کر جائیں اور ان کو کتاب و سنت کے مخالف جانیں حضرت عیسی روح اللہ کی مثال حضرت امام اعظم کوفی رحمتہ اللہ علیہ کی سی ہے جنہوں نے ورع و تقوے کی برکت اور سنت کی متابعت کی دولت سے اجتہاد اور استنباط میں وہ درجہ بلند حاصل کیا ہے۔ جس کو دوسرے لوگ سمجھ نہیں سکتے امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ نے جس نے ان کی فقاہت کی باریکی سے تھوڑا سا حصہ حاصل کیا ہے فرمایا۔ اَلْفُقَهَاءُ كُلُّهُمْ عَيَالُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ فقہا سب ابو حنیفہ کے عیال ہیں ان کم ہمتوں کی جرات پر افسوس ہے۔ کہ اپنا قصور دوسروں کے ذمہ لگاتے ہیں بیت

قاصرے گر کنداین طائفہ راطعن وقصور
حاش للہ کہ برارم بزبان ایں گلہ را
ہمہ شیراں جہاں بستہ ایں سلسلہ اند
روبہ از حیلہ چساں بگسلداین سلسلہ را

ترجمہ گر کوئی قاصر لگائے طعن ان کے حال پر توبہ توبہ گر زبان پر لاؤں میں اس کا گلہ شیریں باندھے ہوئے اس سلسلہ میں سب کے سب لومڑی حیلہ سے توڑے کس طرح یہ سلسلہ حضرت روح اللہ کا اجتہاد حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے اجتہاد کے موافق ہو گا نہ یہ کہ ان کے مذہب کی تقلید کریں گے کیونکہ۔ حضرت روح اللہ علیہ الصلوۃ السلام کی شان اس سے برتر ہے کہ علماء امت کی تقلید کریں۔ بلا تکلف و تعصب کہا جاتا ہے۔ کہ اس مذہب حنفی کی نورانیت کشفی نظر میں دریائے عظیم کی طرح دیکھائی دیتی ہے اور دوسرے تمام مذہب حوضوں اور نہروں کی طرح نظر آتے ہیں۔ اور ظاہر میں بھی جب ملاحظہ کیا جاتا ہے۔ تو اہل اسلام سے سواد اعظم یعنی بہت سے لوگ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کے تابعدار ہیں

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمتہ سنت کی پیروی میں سب سے اگے ہیں حتی کہ احادیث مرسل کو احادیث مسند کی طرح متابعت کے لائق جانتے اور اپنی راء پر مقدم سمجھتے ہیں۔ اور ویسے ہی صحابہ کے قول کو حضرت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کی شرف صحبت کے

باعث اپنی اراء پر مقدم جانتے ہیں۔ دوسروں کا ایسا حال نہیں پھر بھی مخالف ان کو صاحب الراء کہتے ہیں اور بہت بے ادبی کے لفظ ان کی طرف منسوب کرتے ہیں پس ثابت ہوا کہ احکام شرعیہ کے ثابت کرنے میں متعبر کتاب وسنت ہے اور مجتہدوں کا قیاس اور اجماع امت بھی حقیقت میں احکام کے مثبت ہیں ان چار دلیلوں کے سوا اور کوئی دلیل نہیں جو احکام شرعیہ کو ثابت کر سکے الہام حل وحرمت کو ثابت نہیں کرتا۔

جو شخص شریعت کا التزام رکھتا ہے۔ وہ صاحب معرفت تھے جس قدر یہ التزام زیادہ ہو گا اسی قدر معرفت زیادہ ہوگی جو شخص شریعت میں سست ہے۔ معرفت سے بے نصیب ہے۔ الہام دین کے پوشیدہ کمالات کا ظاہر کرنے والا ہے نہ کہ دین میں زیادہ کمالات کا ثابت کرنے والا جس طرح اجتہاد احکام کا مظہر ہے اسی طرح الہام ان حقائق و اسرار کا مظہر ہے۔ اس درویش نے تمام قسم کی عظمت و کبریائی کو اپنے سے مسلوب کر کے حق تعالی کی پاک بارگاہ کی طرف منسوب کیا ہے اور تمام قسم کے حسن و جمال اور خیر وکمال کو اپنے آپ سے دور کر کے حق تعالی کے ساتھ مخصوص کیا ہے اپنے آپ کو شر ونقص کے سوا کچھ نہیں جانتا اور اپنے آپ میں سوائے ذلت و محتاجی اور عجز و انکسار کے کچھ نہیں دیکھتا۔ اور اگر بالفرض عظمت و کبریائی کا کوئی حصہ بظاہر اس کی طرف متوجہ ہو تو اس کو زینہ معلوم کرتا ہے جس کے ذریعہ سے اوپر کی طرف جاتا ہے۔ اور اس حساب پاک تک جو عظمت و کبریائی کے لائق ہے۔ پہنچ جاتا ہے۔

ایک ہی رات میں ہزار آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں مختلف صورتوں میں دیکھتے ہیں۔ اور فائدہ حاصل کرتے ہیں یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات و لطائف کی مثالی صورتیں ہیں اسی طرح مرید اپنے پیروں کی مثالی صورتوں سے مستفید ہوتے ہیں۔

ہر جلاہا اور حجام خواب میں اپنے آپ کو بادشاہ دیکھتے ہیں لیکن کچھ حاصل نہیں اور سوائے خسارہ کے ان کے ہاتھ نہیں آتا۔ پس واقعات پر اعتبار کرنا چاہے عالم شہادت میں جو کچھ حاصل ہو جائے اس کو اپنا سمجھنا چاہیے۔

بیان سورج کا کرتا ہوں کہ ہوں میں بس غلام اس کا
نہیں بندہ میں شب کا تاکروں خوابو نکا کچھ چرچا

یہی وجہ ہے کہ مشائخ نقشبندیہ قدس سرہم واقعات کا اعتبار نہیں کرتے۔ معتبر وہی ہے جو آفاقہ اور بیداری میں حاصل ہو۔ اور دائمی حضور کو اعلی دولت سمجھتے ہیں۔ کسی وقت بھی ان کے دل پر غیر کا گذر نہیں ہوتا۔

مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ كَلَّ لِسَانُهٗ جس نے اللہ تعالی کو پہچان لیا اس کی زبان گنگ ہو گئی۔ اس کا نشان ہے اور جہان علم ہے وہاں گفتگو بھی ہے۔ مَنْ عَرَفَ اللّٰهَ طَالَ لِسَانُهٗ (جس نے اللہ تعالی کو پہچانا اس کی زبان دراز ہو گئی۔

بندہ کا بیہودہ باتوں میں مشغول ہونا بندہ کی طرف سے حق تعالی کے منہ پھیرنے کی علامت ہے۔

اگر امامت کی بحث دین کی ضروریات اور شریعت کے اصول سے ہوتی جیسے کہ شیعہ نے گمان کیا ہے۔ تو چاہئے تھا کہ اللہ تعالی اپنی کتاب مجید میں استخلاف کا تعین فرما کر خلیفہ کی تشخیص فرماتا۔ اور حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام بھی ایک کی خلافت کا امر فرما جاتے اور تنصیص اور تصریح کے طور پر ایک کو خلیفہ کرتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ مَامِنْ عَبْدٍ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ فَتَوَضَّاَ وَصَلّٰى وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ مِنْ ذَنْبِهٖ اِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ (جب کسی بندہ سے گناہ سرزد ہو تو وضو کرے اور نماز پڑھے اور اللہ تعالی سے

اپنے گناہ کی بخشش چاہے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔

لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کے طور پر فرمایا کہ اے بیٹا! توبہ میں کل تک تاخیر نہ کر کیونکہ موت ناگاہ آجاتی ہے۔ حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں۔ کہ جو شخص صبح شام توبہ نہ کرے وہ ظالم ہے

بعض بزرگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ایک رتی چاندی کا پھیر دینا اللہ تعالیٰ کے نزدیک چھ سو حج قبول سے افضل ہے بد اعتقادی جو اہل سنت و جماعت کے مخالف ہے زہر قاتل ہے جو دائمی موت اور ہمیشہ کے عذاب و عتاب تک پہنچادیتی ہے۔

فرمایا کہ فرقہ ناجیہ وہ لوگ ہیں جو اس بات پر ہیں جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔ اور وہ ایک فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت ہیں جنہوں نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی متابعت کو لازم پکڑا ہے۔ عقائد کے درست ہونے کے بعد شرع کے اوامر کا بجالانا اور نواہی سے ہٹ جانا جو عمل سے تعلق رکھتا ہے نہایت ضروری ہے پنجوقتی نماز کو بلا فتور تعدیل ارکان اور جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہیے

شرعی ممنوعات سے بچنا چاہیے اور حق تعالیٰ کی نامرضیات کو زہر قاتل سمجھنا چاہیے۔ اور اپنے قصوروں کو ہر وقت نظر میں رکھنا چاہیے اور اپنی کار گزاریوں پر نادم اور شرمندہ ہونا چاہیے اور ندامت و حسرت اٹھانی چاہیے بندگی کا طریق یہی ہے۔ بادشاہ وقت سات پشت سے مسلمان چلا آتا ہے اور اہل سنت و جماعت میں سے ہے اور حنفی مذہب پر ہے چند سال ہوئے ہیں کہ اس زمانہ میں جو قرب قیامت اور عہد نبوت کے بعد کا زمانہ ہے بعض طالب علموں نے اپنی طمع کی کم بختی سے جو باطن کی پلیدی سے پیدا ہوئی ہے امیروں اور بادشاہوں کے ساتھ تقرب حاصل کیا ہے اور خوشامد کر کے دین متین میں تشکیکات اور اعتراض کئے ہیں جب ایسا عظیم الشان بادشاہ آپ کی باتوں کو اچھی طرح سن سکتا اور قبول کر سکتا ہے تو یہ کس قدر بھاری دولت ہے کہ آپ تفریح یا اشارہ کے طور پر کلمہ حق یعنی کلمہ اسلام کو جو اہل سنت و جماعت کے معتقدات کے موافق ہو اس کے گوش گذار کردیں اور جہاں تک گنجائش ہو سکے اہل حق کی باتوں کو تحقیق کریں بلکہ ہمیشہ امیدوار اور منتظر رہیں کہ کوئی ایسا موقع مل جائے جس میں مذہب و ملت کی نسبت گفتگو شروع ہو جائے تاکہ اسلام کی حقیقت ظاہر کی جائے اور کفرو کافری کا بطلان کیا جائے کفر خود ظاہرا بطلان ہے کوئی عقلمند اس کو پسند نہیں کرتا بے تحاشا اس کے بطلان کو ظاہر کرنا چاہیے۔

ان بے عقلوں نے کہاں سے جانا ہے کہ ان جمادات کو شفاعت کی کیا مجال ہو گی اور حق تعالیٰ اپنے شریکوں کی شفاعت کو جو در حقیقت اس کے دشمن ہیں اپنے دشمن بندوں کے حق میں قبول کرے گا ان کی مثال بعینہ ایسی ہے جیسے کہ باغی بادشاہ پر حملہ کریں اور چند بے وقوف ان باغیوں کی مدد کریں اس خیال فاسد سے کہ تنگ وقت میں یہ باغی بادشاہ کے نزدیک ہماری شفارش کریں گے اور ان کے ذریعے ہم بادشاہ کا تقرب حاصل کریں گے یہ عجب بے وقوف ہیں کہ باغیوں کی خدمت کریں اور باغیوں کی شفاعت سے بادشاہ سے معافی مانیں اور اس کا قرب حاصل کریں۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کتاب غنیہ میں فرماتے ہیں کہ بد عتیوں کے گروہ جن کے اصول یہ نو گروہ ہیں خوارج شیعہ معتزلہ مرجیہ مشبہ جہمیہ ضراریہ بخاریہ کلابیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم اجمعین کی خلافت کے زمانہ میں نہ تھے یہ گروہ صحابہ اور تابعین اور فقہائے سبعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے انتقال فرمانے سے کئی سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ پس جو مذہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور

خلفائے راشدین کے زمانہ کے بعد پیدا ہوا ہے اعتبار و اعتماد کے لائق نہیں فرمایا آپ کو معلوم ہے کہ بادشاہ روح کی مانند ہے اور تمام انسان جسد یعنی جسم کی طرح اگر روح درست ہے تو بدن بھی درست ہے اگر روح بگڑ جائے تو بدن بھی بگڑ جاتا ہے پس بادشاہ کی بہتری میں کوشش کرنا گویا تمام بنی آدم کی اصلاح میں کوشش کرنا ہے اور بادشاہ کی اصلاح اس امر میں ہے کہ بلحاظ وقت جس طرح ہو سکے کلمہ اسلام کا اظہار کیا جائے کلمہ اسلام کے بعد اہل سنت و جماعت کے معتقدات بھی کبھی کبھی بادشاہ کے کانوں تک پہنچادینے چاہئیں اور مذہب مخالف کی تردید کرنی چاہیے اگر یہ دولت میسر ہو جائے تو گویا انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کی وراثت عظمےٰ ہاتھ آگئی آپ کو یہ دولت مفت حاصل ہے۔

چنانچہ لکھا ہے کہ جب سیدنا عبداللہ کے نطفہ نے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کا مادہ تھا سیدہ آمنہ کے رحم میں قرار پکڑا تمام روئے زمین کے بت سرنگون ہو گئے اور تمام شیطان اپنے کام سے بند ہو گئے فرشتوں نے ابلیس کے تخت کو اوندھا کر کے دریا میں ڈالدیا اور چالیس دن تک عذاب کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی رات کو کسرائے کے محل کو زلزلہ آگیا اور اس کے چودہ کنگرے گر گئے اور فارس کی آگ جو ہزار سال سے روشن تھی اور کبھی نہ بجھی تھی یکدم بجھ گئی

انسان میں جس طرح اس کا دل عرش رحمان کا نمونہ ہے۔ اور اس کا ظہور قلبی ظہور عرشی کا نمونہ ہے۔ اسی طرح انسان میں بیت اللہ کا بھی نمونہ اور نشان ہے۔

جو شخص صراط مستقیم ایک دانہ رائی کے برابر بھی جدا ہو گیا جوں جوں جائے دور ہوتا جائیگا اور مطلوب تک پہنچنے سے زیادہ بعید ہوتا جائیگا

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کاایں راہ کہ تو میری بترکستان است

کشفی صورت میں کلمہ مثبت نقطہ کے رنگ میں دکھائی دیتا ہے۔ اور کلمہ محمد رسول اللہ جو دعوت خلق کی خبر دیتا ہے۔ جو اجسام و جواہر کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور وہاں طول و بسط کا قدم راسخ ہے اسواسطے اس مقام کی صورت مثالی کشفی نظر میں لمبی چوڑی دکھائی دیتی ہے۔

ظہور عرشی اگرچہ تمام تجلیات و ظہورات سے برتر ہے لیکن وہ معاملہ جو بیت اللہ مقدس کے ساتھ وابستہ ہے تمام ظہورات و تجلیات سے برتر ہے وہاں ظہور و تجلی کا نام لینا ننگ و عار ہے تجلیات و ظہورات محیط دائرہ کا حکم رکھتے ہیں۔

چہ گوئیم باتو از مرغے نشانہ
کہ باعنقا بود ہم آشیانہ
زعنقاہست نامے پیش مردم
زمرغ من بود آن نام ہم گم

انبیاء نبی اسرائیل کا کعبہ جو بیت المقدس کا پتھر ہے۔ اس کے ظہورات کے کمالات آخر کار اس کعبہ معظمہ کے کمالات کی طرف راجع ہوتے ہیں اور کیساتھ ملجاتے ہیں کیونکہ اطراف کو اپنے مرکز کے ساتھ ملنے سے چارہ نہیں۔ راستے جب تک مرکز تک جو صراط مستقیم ہے نہ پہنچیں۔ تب تک مطلب کی طرف نہیں جاسکتے۔

اگرچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کعبہ کی حقیقت کے ساتھ الحاق یعنی ملنا میسر ہو چکا ہے اور اس کے بعد بیشمار ترقیاں حاصل ہو چکی ہیں مگر صورت کو صورت کعبہ کی ملاقات کا شوق ہے حج فرض اکبر ہو چکا ہے اور راستہ کا امن بھی غلبہ سلامتی کے باعث ثابت ہو چکا ہے۔ اور اس فرض کے ادا کرنے کا شوق بھی کامل ہے لیکن دیر پر دیر ہوتی چلی آتی ہے۔ سر اور آنکھوں کے بل منزلوں کو قطع کرنا

چاہیئے اگر پہنچ گئے تو نعمت عظمے ہے۔ اگر راہ ہی میں رہ گئے تو بڑی بھاری امیدواری ہے۔ اور وہ شخص جس کی ایک توجہ خلق کی طرف ہے اور دوسری توجہ خالق کی طرف۔ وہ سیر کے وسط میں ہے۔ لیکن یہ شخص اس سالک سے بلند تر ہے۔ جس کی توجہ کامل طور پر حق تعالیٰ کی طرف ہے۔ کیونکہ یہ شخص بندوں کے حقوق ادا کرنے میں ناقص ہے۔ اور وہ شخص حتی المقدور خالق کے حق بھی اور مخلوق کے حق بھی بجالاتا ہے۔ اور خلق کو خالق کی طرف بلاتا ہے۔ پس اس کی نسبت اکمل ہوگی۔ خلیل اپنے آرام کے لئے ہے۔ اور وزیر دوسروں کے کاروبار کے لئے شَتَّانَ مَابَيْنَهُمَا (ان دونوں میں بہت فرق ہے)

اس مقام عالی یعنی خلت کے سر حلقہ حضرت ابراہیم خلیل الرحمان علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ یا وہ لوگ جن کو اس مقام عالی سے مشرف فرمائیں۔ مقام خلف کے اوپر مقام محبت ہے جس مقام اعلیٰ کے ساتھ تیسرے گروہ کے لوگ جو سابق بالخیرات ہیں۔ مشرف ہوئے ہیں۔ یار وندیم اور ہوتی ہے۔ اور محب و محبوب اور۔ عاجزی اور زاری اور التجاوانکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عفو و عافیت طلب کرنی چاہیئے حتی کہ قبولیت کا اثر مفہوم ہو جائے اور فتنہ کا فرو ہونا معلوم ہو جائے اگرچہ دوست اور خیر خواہ سب اس کام میں لگے ہیں۔ مگر صاحب معاملہ اس کام کا زیادہ مستحق ہے دوا کھانا اور پرہیز کرنا بیمار کا کام۔ دوسرے لوگ مرض کے دور کرنے میں صرف اس کے مددگار ہیں۔

معاملہ کی حقیقت یہ ہے کہ محبوب حقیقی کی طرف سے جو کچھ آئے۔ کشادہ پیشانی اور فراغ دلی سے احسان کے ساتھ اس کو قبول کرلینا چاہیئے۔

اس فقیر کے علم پر مخصوص ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ حدیث قدسی میں آیا لَا يَسَعُنِىْ اَرْضِىْ وَلَا سَمَائِىْ وَلٰكِنْ يَسَعُنِىْ قَلْبُ عَبْدِىَ الْمُؤْمِنِ میں نہ اپنی میں سما سکتا ہوں۔ نہ آسمان میں۔ لیکن اپنے مومن بندے کے دل میں سما سکتا ہوں) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ کامل ظہور مومن آدمی کے قلب پر مخصوص ہے۔

عرش مجید اگرچہ زیادہ وسیع اور مظہراتم ہے۔ لیکن اس اپنی دولت کے حاصل ہونے کا علم نہیں رکھتا۔ اور ان کمالات کا شعور اس کو حاصل نہیں۔ برخلاف قلب انسانی کے کہ صاحب شعور ہے اور اپنے علم و معرفت سے معمور ہے۔ قلب کے لئے ایک اور بھی زیادتی ہو جس کو ہم بیان کرتے ہیں غور سے سنیں۔ مجموعہ انسان جس کو عالم صغیر کہتے ہیں اگرچہ عالم خلق اور عالم امر سے مرکب ہے لیکن اس کو ہیئت وحدانی حقیقی حاصل ہے۔ عرش اور قلب کی مثال اس طرح معلوم ہوتی ہے کہ گویا ایک وسیع آگ ہے۔ جس نے دشت و صحرا کو منور کر دیا ہے۔ (اور اس آگ سے ایک مشعل بنالیں۔ جس میں بعض امور کے لاحق ہونے سے اس قسم کی اور نورانیت پیدا ہو جائے جو اس آگ میں نہیں تو کچھ شک نہیں۔ کہ یہ زیادتی صرف فضل جزئی ہی ثابت کرتی ہے۔ یعنی کامل کا باطن ہر وقت خداوند تعالیٰ کی طرف لگا رہتا ہے اور اس کا ظاہر اہل و عیال کی تدبیر میں۔

نصیحت ہے تجھ سے یہی سربسر
کہ لڑکا ہے تو اور رنگین ہے گھر

یا اگرچہ پر تکلف کھانے کھاتے ہیں اور نفیس لباس پہنتے ہیں لیکن لذت کا پانا۔ اور نفع حاصل کرنا فقراء کے طعام و لباس میں ہے۔

پہلی برکت جو صحبت اول میں اس طریقہ علیہ کے مبتدی رشید کو حاصل ہوتی ہے مطلوب حقیقی کی طرف قلب کی دائمی توجہ ہے۔ یہ دوام توجہ تھوڑی مدت میں نسیان ماسوا تک پہنچا دیتی ہے۔ اگر طالب بالفرض ہزار سال تک جئے۔ حق تعالیٰ کا غیر اس نسیان

کے باعث جو اس کو ماسوا سے حاصل ہو چکا ہے۔ کبھی اس کے دل سے گزرنے نہ پائے۔ عبادات نافلہ کو عبادات فرائض کے مقابلہ میں راستہ پھینکے ہوئے کوڑے کی طرح بے اعتبار جاننا چاہیئے۔

نیم وانگ اس شخص کو واپس دے دینا جس سے خلاف شرع ظلم سے لیا ہو۔ دو سو درہم صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اگر ایک شخص کے نیک عمل پیغمبر کے نیک عملوں کی طرح ہوں۔ اور اس پر نیم وانگ جتنا کسی کا حق باقی رہا ہو۔ تو اس شخص کو بہشت میں نہ لے جائینگے۔ جب تک اس نیم دانگ کو ادا نہ کریگا۔

غرض ظاہر کو احکام شرعیہ سے آراستہ کر کے باطن کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے تاکہ غفلت کے ساتھ آلودہ نہ رہے کیونکہ باطن کی امداد کے بغیر احکام شرعیہ سے آراستہ ہونا مشکل ہے علماء صرف فتوے دیتے ہیں۔ اور اہل اللہ کام کرتے ہیں باطن میں کوشش کرنا ظاہر کی کوشش کو مستلزم ہے۔ اور جو کوئی باطن ہی کی درستی میں لگا رہے اور ظاہر کی پرواہ نہ کرے وہ ملحد ہے اور اس کے وہ باطنی احوال استدراج ہیں۔

بندہ مقبول وہ ہے جو اپنے مولے کے فعل پر راضی ہو۔ اور جو شخص اپنی رضا کا تابع ہو۔ وہ اپنا بندہ ہے اگر مولے بندہ کی گردن پر چھری چلاوے۔ تو بندہ کو چاہیئے کہ اس وقت شاداں اور خنداں ہو۔ اور اسی میں اپنے مولے کی رضامندی سمجھے بلکہ اس فعل سے لذت حاصل کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْخَلْقُ عَيَالُ اللّٰهِ، وَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللّٰهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عَيَالِهٖ خلق اللہ تعالیٰ کا عیال ہے اور مخلوقات میں سے زیادہ پیارا) اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ شخص ہے جو اس کے عیال کے ساتھ احسان کرے اب عمل کا وقت ہے عیش و آرام کا وقت ابھی آگے ہے۔ جب اس عمل کا پھل ملیگا۔ عمل کے وقت آرام کرنا گویا اپنی کھیتی کو کچا کھا جانا۔ اور اس کے پھل سے محروم رہنا ہے۔

مقام قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى میں سر عظیم یہ ہے کہ جب انسان کامل سیر الی اللہ کے تمام ہونے کے بعد سیر فی اللہ کے ساتھ وابستہ متحقق ہو جاتا ہے تو اخلاق اللہ متخلق ہو جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے عاشق صادق کا تعلق و گرفتاری معشوق کی ذات کے ساتھ یہاں تک ہو جائے کہ اسم وصفت سے گزر جائے تو اس وقت اسم و صفت بالکل اس کی نظر سے دور ہو جاتے ہیں اور ذات کے سوا اس کو کچھ ملحوظ و مشہود نہیں ہوتا۔ اگرچہ صفات موجود ہوں۔ لیکن اس کو مشہود نہیں ہوتا۔ تب او ادنے کا سر ظاہر ہوتا ہے۔

آپ کو واضح ہو۔ کہ خوارق و کرامات کا ظاہر ہونا ولایت کی شرط نہیں جس طرح علماء خوارق کے حاصل کرنے کے لئے مکلف نہیں ہیں۔ بعض اولیاء جن سے خوارق و کرامات ظاہر ہوئی آخر دم میں ان کرامات کے ظہور سے نادم ہوئے ہیں۔ اور یہ خواہش کرتے رہے ہیں کہ کاش ہم سے یہ خوارق و کرامات ظاہر نہ ہوتے۔ ولی کو اپنی ولایت کا علم ہونا ضروری نہیں۔

مرید رشید اور طالب مستعد ہر گھڑی سلوک طریق میں اپنے پیر سے خوارق و کرامات محسوس کرتا ہے اور معاملہ غیبی میں ہر دم اس سے مدد لیتا ہے دوسرے لوگوں کی نسبت خوارق کا ظاہر ہو: ضروری نہیں لیکن مریدوں کی نسبت کرامات ہی کرامات اور خوارق ہی خوارق ہیں۔ مرید کس طرح پیر کے خوارق کو محسوس نہ کرے جبکہ پیر نے مردہ دل کو زندہ کر دیا ہے۔ اور مشاہدہ و مکاشفہ تک پہنچا دیا ہے عوام کے نزدیک بدنوں کا زندہ کرنا عظیم الشان ہے اور خواہش کے نزدیک قلب و روح کا زندہ کرنا اعلیٰ در کا برہان ہے۔

در حقیقت اہل اللہ کا وجود ہی کرامت ہے

عارف صاحب تکمیل کی یہ ظاہری و باطنی توجہ جو اس کو خلق کی طرف پیدا ہوئی ہے۔ موت کے وقت تک ہے جو مقام دعوت کا منتہا ہے جب موت آجائیگی موت کے پل سے گزر کر محبوب کے کوچہ میں قدم رکھ لیگا اور اغیار کی مزاحمت کے بغیر وصل واتصال کی دولت سے مشرف ہو جائیگا

ترجمہ

مبارک منعموں کو اپنی دولت
مبارک عاشقوں کو دردو کلفت

جب سالک اللہ تعالی کی توفیق سے ذکر مراقبہ کے ساتھ حق تعالی کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دم بدم ماسوی سے منہ پھیرتا جاتا ہے۔ تو حق تعالی اسماء و صفات کی علیہ صورتوں کے مکوس ہر آن میں قوت و غلبہ پاتے جاتے ہیں

حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوۃ والسلام نے مرض موت میں کاغذ طلب کیا اور فرمایا کہ اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ (کاغذ لاؤ۔ کہ میں کچھ لکھوں تاکہ تم میرے بعد گمراہ نہ ہو) اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اور چند اور اصحاب نے منع کیا اور کہا کہ حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ (ہمیں کتاب اللہ کافی ہے) اور کہا استفھموہ (کیا غشی سے ایسی کلام کرتے ہیں اچھی طرح پوچھو۔ یہی وہ فاروق رضی اللہ عنہ ہیں جن کی شان میں اللہ تعالی اپنے رسول کو فرماتا ہے يٰاَيُّهَا النَّبِیُّ حَسْبُکَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (اے نبی تجھ کو اللہ تعالی اور تیرے تابعدار مومن کافی ہیں۔

اللہ تعالی اپنے نبی کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں عَفَا اللّٰهُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُم (اللہ تعالی نے تجھ سے معاف کیا۔ تو نے ان کو کیوں اذن دیا)

اور آیت کریمہ وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ (کام میں ان سے مشورہ کر لیا کرو) (کے بموجب اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گفتگو کی گنجائش اور ردوبدل کی مجال تھی۔ کیونکہ اعتبار و مشورہ کا امر کرنا ردوبدل کے حاصل ہونے کے بغیر متصور نہیں۔ جنگ بدر کے قیدیوں کے قتل اور فدیہ کے بارہ میں جب اختلاف واقع ہوا تھا تو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے قتل کا حکم دیا تھا اور وحی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حکم کے موافق آئی۔

مقدمہ سوم۔ یہ کہ سہو و نسیان پیغمبر پر جائز بلکہ واقع ہے حدیث ذی الیدین میں آیا ہو۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چار رکعتی نماز میں دو رکعت کے بعد سلام دیدی۔ ذی الیدین نے عرض کی۔ اَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ اَمْ نَسِيْتَ کیا آپ نے نماز کو قصر کیا ہے یا آپ بھول گئے ذوالیدین کی صداقت ثابت ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھ کر دو رکعت اور ادا کیں۔ اور سجدہ سہو ادا کیا۔

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بلکہ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے لئے کتاب و سنت میں جنت کی خوشخبری ہے اور وہ احادیث جن میں خاص طور پر ان کے لئے جنت کی بشارت ہے۔ ثقہ راویوں کی کثرت سے شہرت بلکہ تواتر معنی کی حد تک پہنچ چکی ہیں۔ جن کا انکار کرنا سراسر جہالت ہے یا بغض و عناد۔ ان صحیح و حسن حدیثوں کے راوی اہل سنت ہیں جنہوں نے اپنے استادوں سے جو سب کے سب صحابہ و تابعین ہیں۔ اخذ کی ہیں ان کے مقابلہ میں اگر تمام مخالف فرقوں کے راویوں کو جمع کریں تو اہل سنت کے سویں حصہ تک بھی نہیں پہنچ سکے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے والسابقون الاولون مہاجرین اور انصار میں سابقین اور اول وہ لوگ جنہوں نے احسان سے ان

کی تابعداری کی ان سب پر اللہ تعالی راضی ہے اور یہ اللہ تعالی سے راضی ہیں اور ان کے لئے جنات تیار کی ہیں جن میں نہریں بہتی ہیں ان میں ہمیشہ رہیں یہ بڑی کامیابی ہے۔ اور فرماتا رہے لَا یَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَنْ اَنْفَقَ نہیں برابر تم میں سے وہ شخص جس نے فتح سے پہلے خرچ کیا اور لڑائی کی یہ زیادہ درجے والے ہیں ان لوگوں سے جنہوں نے فتح کے بعد خرچ کیا۔ اور لڑائی کی اور سب کو اللہ تعالی نے حسنے یعنی بہشت کا وعدہ دیا ہے

اللہ تعالی فرماتا ہے لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ بیشک اللہ تعالی راضی ہو گیا مومنین سے جب انہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا مطلب استفہام اور استفسار یعنی استفھموہ سے یہ تھا کہ اگر آپ کوشش واہتمام کے ساتھ کاغذ طلب فرمائیں تو لایا جائے۔ اگر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی استفسار واستفہام کے لئے کاغذ کے لانے میں توقف کیا ہو۔ تو کیا مضائقہ ہے۔ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی خریدار ملجائے۔ تو اس خلافت کو ایک دینار کے بدلے بیچ ڈالوں اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی خواہش کے لئے معاویہؓ کے ساتھ لڑائی جھگڑا نہیں کیا بلکہ باغیوں کیساتھ لڑائی کرنا فرض سمجھ کر ان کا مقابلہ کیا ہے

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں
گفتہ آید در حدیث دیگراں

ابلیس لعین جو ہر فساد و گمراہی کا مبدا ہے۔ عدم سے بھی زیادہ شریر ہے اور وہ بدبخت ان ہنروں سے بھی جو عدم میں پائے جاتے ہیں بے نصیب ہے۔ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ جو اس سے صادر ہوا۔ اس نے تمام خیریت و بہتری کا مادہ اس سے دور کردیا ہے۔ اور محض شرارت پر دلالت کی ہے۔ عدم نے چونکہ اپنے نیست و لاشے ہونے سے وجود کا مقابلہ کیا اس لئے وجود کے حسن و جمال کا آئینہ بن گیا اور لعین نے چونکہ اپنی ہستی و خیریت کے باعث وجود کا معاوضہ کیا۔ اس لئے مردود و مطرود ہو گیا تقابل کی خوبی عدم سے سیکھنی چاہئے۔ اور معلوم ہوا کہ ابلیس اس کارخانہ عالی میں کام کرتا رہا ہے۔ جس نے کتناسی و خاکروبی کر کے سب کا کوڑا کرکٹ اپنے سر پر اٹھالیا ہے اور اوروں کو پاک و صاف کردیا ہے لیکن چونکہ وہ بدبخت تکبر و لڑائی سے پیش آیا اور اپنی بہتری و خیریت کو مدنظر میں لایا۔ اس لئے اس نے اپنے عمل کو ضائع کردیا اور اجر سے محروم ہو گیا درحقیقت خسر الدنیا اسی کے حال کا نشان ہے پس اس کے شرات نماوجود کے مالخولیات نے اس کو نیست ولاشے ہونے سے جو عدم کی نیک صفتوں میں سے ہے محروم رکھا۔ ایسے جو شخص دنیا میں زیادہ تر رنج و الم میں مبتلا ہو گا آخرت میں اسی قدر زیادہ ناز و نعمت میں ہو گا کاش دنیا کی بقا کو آخرت کی بقا کے ساتھ ہی نسبت ہوتی۔ جو قطرہ کو دریائے محیط کے ساتھ ہے۔

کافر خدا کا دشمن اور دائمی عذاب کا مستحق ہے دنیا میں اس سے عذاب کا دور رکھنا۔ اور اس کو اپنی وضع پر چھوڑ دینا اس کے حق میں عین ناز و نعمت ولذت ہے اسی واسطے کافر کے حق میں دنیا پر جنت کا اطلاق کیا گیا ہے۔

وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ

شکل ۔۳۰۲۔

من آں خاکم کہ ابر نو بہاری
کنداز لطف برمن قطرہ باری
اگر ازتن بروید صد زبانم
چو سبزہ شکر لطفش کے توانم

خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ

ایک ماہ میں حفظ قرآن مجید فرمایا اور سولہ سال کی عمر میں تمام علوم کی تحصیل سے فراغت پائی۔ گیارہ سال کی عمر میں ذکر و مراقبہ کا طریقہ اپنے والد بزرگوار سے سیکھ کر اس پر مواظبت شروع کی۔ اور طریقت میں وہ کمال حاصل کیا

نو لاکھ کی تعداد آپ کے مریدوں کی بتائی جاتی ہے۔ جن میں سے تقریباً سات ہزار مرتبہ خلافت پر پہنچے۔ آپ کی ولادت ۱۰۰۷ء میں اور وفات ۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک سرہند میں زیارت گاہ عالم ہے۔

چوں زلیخاکز سپند آں تا بعدو
نام جملہ چیز یوسف کردہ بود

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی کی اصلاحی سرگرمیوں کا آغاز ابھی نہ ہوا تھا اور آپ اس دور کی خرابیوں کو دور کرنے اور کافرانہ و مشرکانہ رسوم و معتقدات کی بیخ کنی کے لئے سخت متردد اور بے چین تھے۔

جب شاہجہان کو ممالک محروسہ پر پوری طرح استحکام حاصل ہو گیا تو حضرت عروۃ الوثقیٰ کی خدمت میں سرہند شریف حاضر ہوا۔ بہت کچھ تحفے اور ہدیے آپ کی خدمت میں پیش کیئے۔ نیز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی روح پر فتوح کے ایصال ثواب کے لئے سات روز تک فقیروں کو کھانا تقسیم کیا۔ چونکہ شاہجہان کو حضرت عروۃ الوثقیٰ کی حدمت میں بڑا رسوخ و اعتقاد تھا اس لئے دوبارہ حضرت سے بیعت ہو کر صبح و شام حضرت کے حلقہ میں شامل ہوتا تھا۔ آپ بھی اس پر بدرجہ غایت مہربان تھے

شاہجہاں نے اپنے زمانے میں اکثر بدعتوں کو جو جہانگیری دور میں باقی رہ گئی تھیں دور کیا اور حکم دیا کہ اشرفی اور روپے کے سکوں پر کلمہ طیبہ اور خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے اسمائے گرامی کندہ کئے جائیں اور تمام شہروں قصبوں اور دیہات میں مسجدیں اور مدرسے بنائیں جائیں۔ چنانچہ بکثرت مساجد و مدارس تعمیر کئے گئے اور علماء و فقراء اور حفاظ کے وظائف مقرر کئے گئے اور دین اسلام کی ترویج میں بے حد کوشش کی گئی۔

جب شہزادہ اورنگ زیب نے حضرت عروۃ الوثقیٰ سے بیعت کی تو اس نے روشن آرا سے حضرت کا مرید ہونے کے لئے کہا۔ آخر روشن آرا نے ایک رات استخارہ کیا خواب میں دیکھا کہ ایک عظیم الشان محل ہے جو طرح طرح کے نقش و نگار سے منقش ہے اس محل میں حضرت عروۃ الوثقیٰ تشریف فرما ہیں۔ نیچے کے حصہ میں بکثرت اولیائے کرام موجود ہیں۔ حضرت اس وقت خربزہ کھا کر چھلکے نیچے پھینک رہے ہیں۔ جو اولیائے امت وہاں موجود ہیں وہ ان چھلکوں کو بڑی جدوجہد سے حاصل کرتے اور بڑی خوشی و رغبت سے کھاتے ہیں

صبح کو یہ خواب اپنے بھائی اورنگ زیب سے بیان کیا' وہ اس کو حضرت کی خدمت میں لے گیا اور مرید کرا دیا۔

گوہر آرا بیگم' عقل و فہم علم و عمل میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی خوف خدا سے روتی اور سنت نبوی سے سرمو تجاوز نہ کرتی' ایک شب اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک باغ ہے جس کی دیواریں سرخ یاقوت کی ہیں درخت زمرد کے ہیں اور زمین سنہری ہے۔ اس باغ کے اندر ایک محل مروارید کا ہے جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں اور ایک شخص ارشاد کے مطابق مطابق جملہ مہمات سرانجام دیتا ہے دریافت

کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ حضرت خواجہ محمد معصوم ہیں

نقل ہے کہ جب حضرت حج کو جاتے تھے راہ میں شہزادہ اورنگ زیب قدم بوس ہوا۔ اور بارہ ہزار روپیہ نذرانہ حاضر کیا۔ اور نہایت اخلاص سے پیش آیا۔ حضرت نے اس کو بشارت دی۔ اس نے عرض کی۔ کہ آپ مجھ کو یہ لکھ بھی دیں۔ چنانچہ حضرت نے اس کو لکھ دیا فوقع کما قال۔ گوہر آراء اس کی ہمشیرہ کہا کرتی تھی کہ میرے بھائی اورنگ زیب نے بارہ ہزار روپیہ کو سلطنت خریدی ہے

نقل ہے کہ ایک شخص کسی عورت پر عاشق ہوگیا ہے۔ حضرت اس کو سمجھانے لگے تو اس نے کہا

در کوئے نیک نامی مارا گذر ندا دند
گر تو نمی پسندی تبدیل کن قضارا

تائب ہوا۔ اور خیال عشق جاتا رہا۔

حضرت کا حلیہ

حضرت تمام قد پر اندام گندم رنگ وکشادہ ابرو بلند بینی تھے۔ آنکھیں بڑی بڑی ڈاڑھی سفید تھی۔ تمام اعضا نہایت خوبصورت اور خوش شکل تھے لباس میں چوغہ حضرت خازن علیہ الرحمتہ پالکی میں سوار ہو کر ایک تیر کے فاصلے سے اپنی محل سرائے کو تشریف لے جاتے۔

شاہجہاں بادشاہ حضرت عروۃ الوثقی کی زیارت کے لئے سرہند آیا۔ کافی دن قیام کیا اور اپنے ارکان سلطنت سے کہا کہ چونکہ یہ شہر میرے دونوں دار الخلافوں (لاہور و دہلی) کے درمیان ہے نیز یہ کہ میں حضرت کی زیارت کے لئے آتا رہتا ہوں اس لئے بھی اس شہر میں میرے عالی شان محلات بنوائے جائیں چنانچہ بنوائے گئے

الا سودائیاں شہرے ست درہند
کہ اندر پائے او بنہاد سرہند

شاہجہاں نے حضرت سے عرض کیا میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں مملکت کو اولاد میں تقسیم کردوں فرمایا کہ ولی عہد اورنگ زیب کو بنانا کیونکہ وہ سب شہزادوں میں زیادہ لائق ہے۔ شاہجہاں نے بھی اس بات کو منظور کرلیا۔ دہلی پہنچ کر جب شاہجہاں نے اورنگ زیب کو ولی عہد بنانا چاہا۔ دارا شکوہ نے دکن لینے سے انکار کردیا۔ اور اورنگ زیب نے کہا مجھے سلطنت درکار نہیں میں تو ایک فقیر آدمی ہوں میں حضرت کی خدمت میں رہوں گا آخر بادشاہ نے عرض کیا۔ چونکہ اورنگ زیب آنجناب کا مرید ہے اس لئے آپ اسے دکن لینے پر راضی کریں۔ حضرت نے اورنگ زیب کو بلا کر فرمایا کہ اطمینان رکھو آخر تم ہی دکن اور ہندوستان کے بادشاہ ہوگے۔ دکن لینے پر راضی ہو جاؤ۔ رضامند ہوگیا۔ بعد ازاں حضرت نے بادشاہ سے فرمایا کہ ہم نے اورنگ زیب کو دکن لینے پر رضامند تو کرلیا ہے لیکن دارا شکوہ کو سمجھا دینا کہ شریعت کو رواج دینے کی کماحقہ کوشش کرے اور شریعت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ ہونے پائے ذرا بھی غفلت برتی تو نہ وہ رہے گا نہ اس کی سلطنت بلکہ شامت اعمال کا خمیازہ تم کو بھی بھگتنا پڑیگا۔

امارت و ریاست کے باوجود یہ دونوں صاحبزادے محبت و احترام کے جذبہ میں حضرت عروۃ الوثقی کی پالکی کندھوں پر اٹھا کر شاہجہاں آباد (دہلی) تک لیجاتے تھے۔ حضرت بھی ان دونوں صاحبزادوں پر بہت مہربان تھے۔

جب حضرت عروۃ الوثقی نے حج کا عزم بالجزم کرلیا تو پہلے حضرت مجدد الف ثانی کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے پھر اپنے دونوں بھائیوں مخدوم زادوں اور تقریباً سات ہزار مریدوں و خلفا کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت کے لئے روانہ ہوگئے۔ جب

شاہجہاں آباد پہنچے تو شاہجہاں بادشاہ اور دار اشکوہ حضرت کو رخصت کرنے کے لئے آئے اور بہت بڑی رقم بطور نذرانہ پیش کی حضرت نے اس میں سے تھوڑی سے رقم لے لی۔ اورنگ زیب بھی زبدہ کے قریب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے ازراہ لطف وکرم اپنی خاص ٹوپی اورنگ کو عنایت کی۔ تاج شاہی اپنے دست مبارک سے اس کے سر پر رکھا۔ اور بہت دعائیں دیکر رخصت کیا۔ نیز اورنگ زیب کی درخواست پر حصول برکت کے لئے مخدوم زادگان شیخ محمد اشرف و شیخ سعد الدین کو اس کے پاس چھوڑ دیا۔

وہ حضرت (عروۃ الوثقیٰ) دامت فرماتے تھے حلقہ ذکر میں بیٹھا تھا مشاہدہ ہوا کہ مخلوق اور فرشتوں کی بہت سی جماعتیں میرا احاطہ کیئے ہوئے ہیں۔

حضرت عروۃ الوثقیٰ فرماتے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ نہایت حسین و جمیل مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت طواف میں ہمارے ساتھ شریک ہے اور اس جماعت کا طواف نہایت اشتیاق و اتصال کے ساتھ ہے (ان کا طواف) اس دنیا کے لوگوں کی مانند نہیں ہے وہ ہر ساعت میں بیت عتیق (خانہ کعبہ) کو بوسہ دیتے ہیں اور ہر لحظہ (کعبہ معظمہ سے) معانقہ کرتے ہیں میں نے دیکھا کہ اس جماعت کے قدم زمین سے اونچے ہیں (یعنی زمین پر ٹکے ہوئے نہیں ہیں) اور ان کے سر آسمان تک پہنچے ہوئے ہیں ظاہر ہوا کہ مذکورہ مرد فرشتے ہیں اور مذکورہ عورتیں (جنت کی) حوریں ہیں۔

حضرت (عروۃ الوثقیٰ) فرماتے ہیں کہ جب ہم عرفات کے قصد سے نکلے اور منیٰ میں قیام کیا تو ہم نماز کے لئے مسجد خیف گئے تھے اور اس مسجد میں ایک قبہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قبہ کے نزدیک خیمہ لگا کر قیام فرمایا تھا اور یہ پیغمبروں کا مقام بھی ہے منجملہ ان کے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام ہیں اور نیز اس مسجد میں ایک منارہ ہے جس کے نیچے حضرت آدم (علیہ السلام) کی قبر ہے جیسا کہ آپ حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبر پر پہنچے جو کہ وہاں پر (جنت المعلیٰ میں) ہے تو ٹھہرے اور فرمایا کہ انوار کا سمندر موجزن ہے اور خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے کمالات (اس سے) روشن و منور ہیں اس کے بعد آپ نے ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے روضہ منورہ پر پہنچ کر دوستوں کے ساتھ طویل مراقبہ کیا اور فرمایا کہ امہات المؤمنین میں جو سب سے بڑی ہیں ان کی جانب سے اس قدر الطاف و عنایات اور تھے

جو شخص بھی ذکر الٰہی میں مشغول ہے اور کلمہ توحید کہتا ہے چونکہ یہ کہنے والا اگر شرک کے کوچہ سے نکلا نہیں اس کے حق میں کلمہ طیبہ کا حاصل لاالٰہ الا انا ہو جاتا ہے

کشف قبور کے واقعات

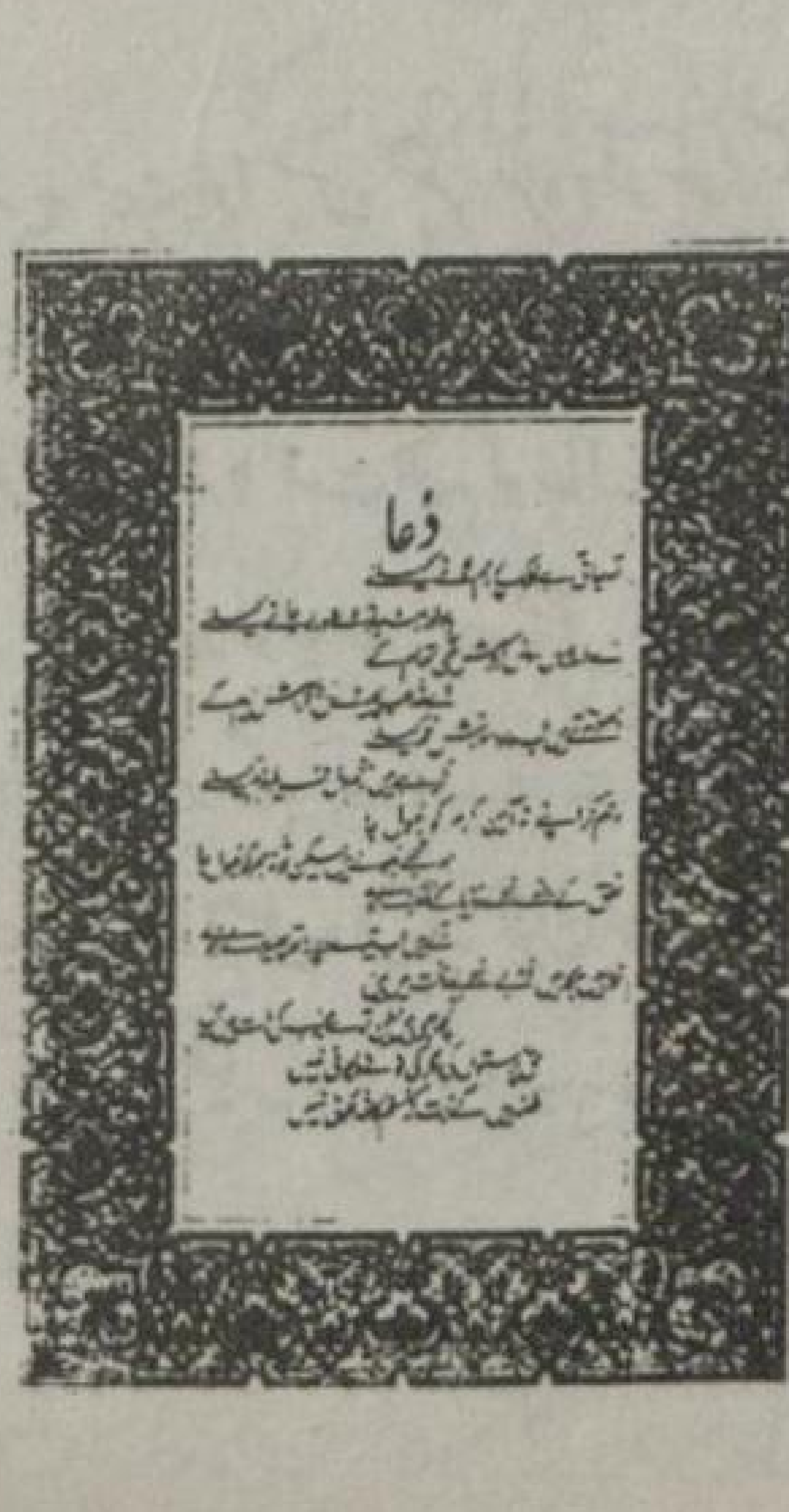
اور جب وادی بدر سے صفرا تک پہنچے راستہ سے ہٹ کر حضرت عبیدہ ابن الحارث کی زیارت کے لئے متوجہ ہوئے جو کہ شہدائے بدر میں سے ہیں اور بدر میں زخمی ہو کر صفرا میں آرام فرما ہیں کچھ دیر ان کی قبر پر دوستوں کے ہمراہ مراقبہ میں مشغول ہوئے اس کے بعد قافلہ میں پہنچ کر فرمایا کہ ہم ان رضی اللہ عنہ کی قبر پر متوجہ ہوئے ہم نے (ان کو) نہیں پایا' کچھ دیر کے بعد نہایت عالی شان مرتبہ کے ساتھ ظاہر ہوئے اور ہماری جانب آکر بڑی کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کی اور کچھ دیر بیٹھ کر جلدی سے واپس ہو گئے

اہل مدینہ منورہ میں سے بعض لوگوں نے چاہا کہ حضرت (عروۃ الوثقیٰ قدس سرہ) کے طریقہ میں داخل ہو جانا' اس جلیل القدر امر کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب

سے نہایت ادب کے ساتھ اجازت چاہی اور مواجہ شریفہ میں کھڑے ہو کر مراقبہ کیا۔ اس امر جلیل القدر میں مشغول ہونے کے بارے میں کامل رضامندی اور اسکا نہایت اہتمام ظاہر ہوا

فرماتے تھے کہ اکثر اوقات روحانیوں اور آسمان والوں اور ان کے علاوہ حضرت حق سبحانہ و تعالی کے لشکروں کی حاضری روضہ منورہ مقدسہ کی بارگاہ میں مشاہدہ ہوتی ہے خاص طور پر قبہ مبارک کے اوپر جو کہ مسجد شریف سے خارج ہے لشکروں کا اس قدر اجتماع ظاہر ہوتا ہے کہ اندر کی طرف اس کی مانند دیکھنے میں نہیں آتا اور ہو سکتا ہے کہ اس حقیقت میں یہ راز ہو کہ اندرونی انوار کے تلاطم کی وجہ سے درک و ادراک (محسوس کرنے) کی طاقت نہیں رہتی بخلاف باہر کے کہ (وہاں) اندرونی انوار کمتر ظاہر ہوتے ہیں

اہل بقیع کی زیارت کے بعد فرماتے تھے کہ میں متبرک قبروں میں سے جس قبر پر بیٹھتا تھا تو جس طرح کہ صاحب قبر کی عنایات اپنے حال پر مشاہدہ کرتا تھا اسی طرح دوسرے اہل قبور کا انتظار کہ جن کی زیارت کا ارادہ رکھتا تھا مشاہدہ کرتا تھا اور میں اپنی ملاقات کے لئے ان کا اجتماع اس طرح پاتا تھا جیسا کہ کسی عزیز اور نہایت پسندیدہ مہمان کی غیر متوقع آمد پر اجتماع ہو۔ جب حضرت ابراہیم (ابن رسول اللہ) علی آبیہ وعلیہ الصلوات والسلام کے روضہ منورہ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ ہماری جانب باہر نکل آئے ہیں اور خود کو میرے ساتھ متصل کر دیا ہے کبھی میری گود میں آتے تھے اور کبھی کبھی وہ ہماری جانب آکر خود کو میرے ساتھ لپٹا کر کمال مہربانی سے معانقہ کرتے تھے اس کے بعد ہم امام اجل انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک پر پہنچے ہم نے دیکھا کہ نہایت سرعت کے ساتھ ہماری جانب باہر آکر نہایت خندہ روئی و شادمانی کے ساتھ اور اہل عرب کی ملاقات کے طریقہ پر ملاقات کی اس کے بعد میں نے ازواج مطہرات کے الطاف حد سے زیادہ پائے جیسا کہ ماں کی شفقت





حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ

فرمایا کرتے تھے کہ اگر بیس آدمی مجھ پر تلوار کھینچ کر حملہ کریں اور میرے ہاتھ میں صرف ایک لاٹھی ہی ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ ایک شخص بھی زخم نہیں پہنچا سکتا۔

نقل ہے آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے مغرب کی نماز میں انصراف سلام کے وقت میرے خنجر مارنا چاہا۔ میں نے فی الفور اس سے چھین لیا۔ فرمایا کہ ایک مرتبہ مست ہاتھی راہ میں آتا تھا اور میں سامنے سے گھوڑے پر سوار جاتا تھا۔ فیلبان نے شور مچایا کہ ہٹ جاؤ۔ مجھ کو آئی کہ حیوان سے بھاگنا بڑی نامردی ہے اتنے میں ہاتھی نے مجھ کو سونڈ میں لپیٹ لیا۔ اسی وقت میں نے خنجر نکال کر اس کی سونڈ میں مارا۔ ہاتھی نے چیخ مار کر مجھ کو چھوڑ دیا۔

فرمایا کہ ایک مرتبہ جہاد باشرائط آیا میں اور ایک سردار ایک ہاتھی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عین شدت حرب میں میرے ردیف کو خیال آیا کہ ڈر گیا۔ فی الفور اسی حالت میں ایک غزل تازہ تصنیف کی کہ وہ حیران رہ گیا۔ غرضیکہ جس فن کا آدمی آپ کے پاس آتا اس فن میں آپ کی استادی کا اقرار کرتا فرمایا کہ میرے مزاج میں رغبت اتباع سنت کمال تھی۔

مئے صرف وحدت کے نوش کرو
کہ دنیا و عقبیٰ فراموش کرو

فرمایا کہ محبت آئمہ اہل بیت اطہار و تعظیم اصحاب کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم برابر ضروری ہے اور یہی راہ مستقیم ہے کہ جو قیامت کے روز بصورت پل صراط ظاہر ہوگی جس میں یہاں کجی نہ ہوگی وہ صراط مستقیم سے باستقامت گزرے گا۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مرزا صاحب کے سامنے کسی رافضی بے ادب نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کچھ کلمات گستاخی منہ سے نکالے۔ آپ نے فی الفور خنجر اس کے مارنے کو نکالا وہ گھبرا کر کہنے لگا کہ واسطہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مجھے معاف کر دو۔ حضرت امامؓ کے نام سننے سے آپ کا غصہ فرو ہو گیا۔ اور اس کو معاف کیا۔

فرمایا کہ دل خیال و توجہ غیر سے سلیم پیدا کرنا چاہیے خواب و واقعات کا کچھ اعتبار نہیں اس میں اکثرا شتباہ ہو جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے اگر کسی کام میں ان سے خطا ہو جاتی اور اہل بیت ان کو ملامت فرماتے تو آپ فرماتے کہ کچھ مت کہو اگر تقدیر میں ہوتا تو ایسا ہی ہوتا۔

طاعت پر نازمت کر دید قصور اور نیستی کو اپنا سرمایہ کر مخالفت نفسی جس قدر ہو سکے زیبا ہے لیکن اس قدر بھی نہیں کہ نفس تنگ آجائے اور نشاط و شوق طاعت میں نہ رہے کبھی کبھی اس سے موافقت بھی کرنا چاہیے کہ رضاء نفس مومن موجب ثواب ہوتا ہے۔

فرمایا اگر بہ نیت ادا حسن شکر مزہ دار کھانا کھائے احسن معلوم ہوتا ہے کہ در صورت بے مزگی شکر دل سے نہیں نکلتا طعام لذیذ کو پانی ملا کر بے مزہ کرنا نعمت الٰہی کو خاک میں ملاتا ہے۔

بلا تصفیہ قلب قبور اولیاء اللہ سے فیض حاصل ہونا مشکل ہے اللہ تعالیٰ کا مجاور ہونا قبور کے مجاور ہونے سے افضل ہے۔

سب سے صحیح اور اصل حال کہ قرن اول کے مشابہ ہو نماز میں حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ کماحقہ ہو ادب سے ادا کی جائے۔

حضرات القدس

نسمات القدس کا مخطوطہ مدینہ منورہ میں مکتبہ عارف حکمت میں محفوظ ہے، اسی مکتبہ حکمت میں حضرت مجدد کے صاحبزادے خواجہ محمد سعیدؒ کے مکتوبات بھی تحقیقات کے نام سے محفوظ ہیں جس کے مکتوب الیہ محمد یوسف تھے ان مکتوبات میں تصوف اور دین سے متعلق مسائل حل کئے گئے ہیں۔

زبدۃ المقامات (لکھنؤ ۱۸۹۰ء) کے ۸۹ میں اس طرح ہے۔

شیخ عبداللہ بن شعیب بن احمد بن یوسف یہی شیخ شعیب، حضرت فرید شکر گنج کے پردادا تھے۔ فتاوی تاتارخانیہ (الفصل ۱۶) میں ہے کہ حضرت امام حسنؓ بن حضرت علیؓ کی ایک صاحبزادی حضرت عبداللہ بن حضرت عمرؓ کے عقد میں تھیں اور مولانا بحر الدین مجددی (سرفراز کالونی حیدر آباد) کی ایک قلمی بیاض میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن حضرت عمرؓ کے دوسرے فرزند ناصر اسی صاحبزادی کے بطن سے تھے پس ان دو رشتوں کی وجہ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد کو بھی سید علوی کہا جائے گا۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا

نسب شریف امام العادلین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے آپ صاحبزادے ہیں شیخ عبدالاحد کے اور وہ فرزند تھے شیخ زین العابدین کے (یعنی زین العابدین) بن شیخ عبدالحی بن شیخ محمد بن، شیخ حبیب اللہ بن، امام رفیع الدین بن شیخ نصیر الدین بن شیخ سلیمان بن شیخ یوسف بن شیخ اسحق بن شیخ عبداللہ بن شیخ احمد بن شیخ یوسف بن شیخ شہاب الدین المعروف فرخ شاہ کابلی بن شیخ نصیر الدین بن شیخ محمود بن شیخ سلیمان بن شیخ مسعود بن شیخ عبداللہ واعظ (اصغر) بن شیخ عبداللہ واعظ (اکبر) بن شیخ ابو الفتح بن شیخ اسحق بن شیخ ابراہیم بن شیخ ناصر بن شیخ عبداللہ بن سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔

شجرہ منظوم

رسید فیض بہ صدیقؓ ز احمد مختار
ازو رسید بہ سلمانؓ مخزن اسرار
از وبہ قاسم و جعفر ابو یزید ازو
بہ بو الحسن وازو بو علی سر ابرار
از وست یوسف وز وغجد وانی وعارف
ز فغنوی ست بہ رامیتنی گوہر بار
از وست حضرت بابا پس از ست امیر کلال
بہاء ملت ودیں نقشبند فخر کبار
عقیب ایں ہمہ یعقوب چرخی است دگر
از وبہ خواجہ عبید اللہ واقف اسرار
از وست زاہد ودرویش خواجہ امکنگی
از وبہ خواجہ باقی ست معدن انوار
از ومما زماں قطب وقت شیخ احمد
کہ ہست بانی ایں راہ منبع اسرار

آپ نے قلم اٹھایا اور بے نقط عبارت میں (قلم برداشتہ) ایسی عبارت لکھ دی جو شرح و بسط، وشان نزول وغیرہ پر حاوی تھی کہ عقلاء وعلماء کی عقل حیرت کرتی ہے چنانچہ ابو الفیض (فیضی) اور سبھی علماء حیران رہ گئے اور آپ علمیت کے معترف ہوئے پھر تو اس تفسیر کا اکثر حصہ آپ ہی کی معاونت سے انجام پذیر ہوا۔

آپ کا طریقہ بالکل صحابہ کرامؓ کے طریقے کے مطابق تھا اور آپ کا لباس بھی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کبارؓ کے لباس کی طرح تھا یعنی سر پر عمامہ، مسوام گوشہ دستار سے بندھی ہوئی، عمامہ کا کنارہ دونوں کندھوں کے بیچ میں پڑا ہوا، قمیض کا گریبان دونوں کندھوں کی طرف کھلا ہوا پاجامہ ٹخنوں سے اوپر بلکہ پنڈلی کے وسط تک، پاؤں میں جوتی اور ہاتھ میں عصا

ہوتا تھا۔ کندھے پر سجادہ ہوتا تھا اور پیشانی پر کثرت سجود کے نشانات' پیشانی اور رخساروں پر باطنی نوانیت کے انوار رہتے تھے۔ پوری رات آپ نماز میں یا مراقبہ میں بسر کرتے تھے اور دن میں صبح کی' ظہر کی اور عصر کی نمازوں کے بعد حلقہ ذکر کراتے تھے جس میں استغراق رہتا تھا' نماز اشراق اور چاشت بھی ادا فرماتے تھے اور رات دن وضو' نماز' مراقبہ یا تلاوت میں مصروف رہتے تھے۔ نماز کے وقت جگہ اور لباس کی پاکیزگی اور صفائی کا بہت زیادہ خیال فرماتے تھے۔ گویا یہ حدیث نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) کہ لَا یَدْرِیْ اَوَّلُهُمْ خَیْرٌ اَوْ اٰخِرُهُمْ (نہیں معلوم کہ میری امت کا اول بہتر ہے یا آخر) آپ اور آپ کے احباب واصحاب کے متعلق ہوگی۔

نمبرا۔ علامہ سیوطی نے کتاب جمع الجوامع میں ایک حدیث لکھی ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میری امت میں ایک شخص ہوگا جسے صلہ کہا جائے گا۔ اس کی شفاعت سے ایک کثیر تعداد جنت میں داخل ہوگی۔" یہ حدیث گویا کہ حضرت مجدد کے [illegible]ں اشارہ ہے۔ کیونکہ آپ ہی علماء اور صوفیہ کے درمیان صلہ تھے۔

آپ کے معمولات

حضرت مجدد قدس سرہ کا معمول موسم گرما و سرما اور سفر و حضر میں یہ تھا کہ نصف شب کے بعد بیدار ہوجاتے تھے اور اس وقت کی مسنون دعائیں پڑھتے تھے اس کے بعد استنجا کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور بیت الخلاء میں داخل ہوتے ہوئے پہلے بایاں قدم رکھتے پھر دایاں رکھتے اور اس وقت کی مسنون دعائیں پڑھتے۔ پھر وہاں بیٹھتے اور بائیں پیر پر زور دے کر بیٹھتے۔ اس کے بعد طاق عدد ڈھیلے استعمال فرماتے پھر پانی سے طہارت فرماتے اس کے بعد آپ وضو کے لئے جاتے اور قبلہ رو بیٹھتے اور وضو میں کسی کی مدد نہ لیتے۔ بائیں ہاتھ میں آفتابہ لیتے اور پہلے دائیں ہاتھ پر پانی ڈالتے پھر بائیں پر ڈالتے۔ اس کے بعد دونوں ہاتھ ملا کر دھوتے اور ہاتھ کی انگلیوں میں ہتھیلی کی طرف سے خلال فرماتے اور کلی کے وقت مسواک استعمال فرماتے تین بار داہنی جانب' تین بار بائیں جانب اور تین بار زبان پر پھراتے اور اگر اس سے زیادہ کرتے تو طاق عدد کی رعایت ضرور رکھتے۔ اور ابتدا داہنی جانب کے اوپر کے دانتوں سے کرتے پھر اسی طرف کے نیچے کے دانتوں پر پھیرتے۔ اس کے بعد بائیں جانب کے اوپر کے دانتوں پر پھیرتے پھر اس طرف کے نیچے کے دانتوں پر پھیرتے۔ اور ہر وضو میں لازمی طور پر مسواک استعمال فرماتے اور فراغت کے بعد مسواک کو کاتب قلم کی طرح کبھی کان کے اوپر لگا دیتے اور اصحاب خادم کے سپرد کر دیتے۔ اور آپ کے اصحاب مسواک کو پگڑی کے پیچ میں رکھ لیتے اور کلی کا پانی آپ دور پھینکتے تھے اور کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے میں نیا پانی لیتے۔ پھر چہرہ مبارک پر کمال آہستگی اور نرمی سے پانی پیشانی کے اوپر سے گراتے اور سیدھے ہاتھ کو سیدھی طرف کے رخسار پر کسی قدر پہلے اور بائیں ہاتھ کو بائیں رخسار پر کسی قدر بعد پھیرتے تھے تاکہ داہنے ہاتھ سے ابتدا ہوسکے اور چہرہ مبارک کو دھوتے وقت اپنی دستار کو ٹیڑھا رکھتے تاکہ سر کا چوتھائی حصہ کھل جائے اور وہاں سے دھویا جائے اور آپ چہرہ مبارک پر پانی اس طرح ڈالتے کہ کپڑے یا بدن پر ایک قطرہ بھی نہ گرنے پاتا اور ہر مرتبہ پانی ٹپکنا بند ہونے تک چہرے پر ہاتھ پھیرتے تاکہ کوئی قطرہ نہ رہ جائے جو کپڑے پر ٹپکے۔ اس کے بعد سیدھا ہاتھ کہنی تک تین مرتبہ دھوتے اور ہر مرتبہ مکرر ہاتھ کہنی پر پھیرتے تاکہ کوئی قطرہ باقی نہ رہ جائے اسی طرح بائیں ہاتھ کو کرتے۔ اور پانی کو انگلیوں کی طرف سے ڈالتے اور وہ پانی جو مسح کے لئے سیدھے ہاتھ میں لیتے اس کو بائیں ہاتھ تک پہنچا کر دور

ڈال دیتے اور تمام سر کا مسح شروع سر سے پیچھے تک کرتے اور وسط سر پر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کے باطن سے مسح کرتے اور سر کے کناروں میں دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے کرتے اور ان کو پیچھے سے آگے تک واپس لاتے اس کے بعد اسی پانی سے کانوں کے اندر کا مسح سبابہ سے اور کانوں کے باہر کا مسح انگوٹھہ کے باطن سے کرتے پھر ہتھیلی کی پشت سے گردن کا مسح کرتے اور داہنے اور بائیں پاؤں کو تین تین مرتبہ دھوتے ٹخنوں اور پنڈلیوں کے کچھ حصے کے ساتھ اور ہر مرتبہ ہاتھ کو ان پر اتنا پھیرتے کہ وہ خشک ہونے کے قریب ہوجاتے اور ادعیہ مسنونہ جو اعضا کے دھونے کے وقت مروی ہیں ہمیشہ تلاوت فرماتے اور وضو سے فراغت کے بعد بھی مسنون دعائیں پڑھتے اور وضو کے اعضا کو کپڑے سے نہ پونچھتے۔ اس کے بعد لطیف اور نفیس کپڑے زیب تن فرماتے اور پورے تجمل اور وقار کے ساتھ نماز کے لئے تیار ہوتے۔ اور پہلے دو رکعت مختصر پڑھتے۔ پھر تہجد کی نماز کو طویل قرات کے ساتھ ادا کرتے غالباً" دو تین جز قرآن کے پڑھتے۔ کبھی محویت کے عالم میں نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت ہوتی تھی جب خادم عرض کرتا کہ صبح ہو رہی ہے تو دوسری رکعت مختصراً فرماتے اور سلام پھیر دیتے۔ اور اکثر اوقات بارہ رکعتیں کم و بیش بلحاظ وقت ادا فرماتے اور ہر دو گانہ کے بعد خشوع و خضوع کے ساتھ مراقبہ اور استغراق میں مشغول ہوتے اور فراغت کے بعد ایک سو مرتبہ استغفار اور دوسری دعائیں اور درود شریف پڑھتے اور صبح تک مراقبہ فرماتے یا کلمہ طیبہ میں مشغول ہوتے اور صبح سے پہلے سنت مبارکہ کے مطابق تھوڑی دیر کے لئے خواب فرماتے تاکہ تہجد دو نیندوں کے درمیان واقع ہوجائے اور صبح سے قلیل بیدار ہو کر تازہ وضو فرماتے اور گھر میں سنت ادا فرماتے۔ اور معاً" اٹھ کر مسجد کی طرف متوجہ ہوتے۔ (آخر زمانے میں اس طرح پہلو پر دراز ہونا ترک فرمادیا تھا فجر کے فرض کو مسجد میں جماعت کثیر کے ساتھ اول روشنی اور تاریکی کے آخر میں ادا فرماتے تھے اور امامت خود فرماتے تھے۔ اور طویل سورتیں (طوال مفصل) پڑھا کرتے تھے۔ نماز سے فراغت کے بعد بعض مسنون دعائیں پڑھتے تھے اور بجانب جماعت داہنی یا بائیں طرف مڑ کر دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تھے اور دعا کے بعد دونوں ہاتھوں کو اپنے منہ پر پھیر لیتے تھے۔ پھر اپنے احباب کے ساتھ حلقہ ذکر بنا کر بیٹھتے اور شغل باطنی میں مصرف رہتے یہاں تک کہ سورج ایک نیزہ برابر اونچا ہو جاتا۔ حلقے کے ضمن میں کبھی حافظ سے بھی قرآن سنتے تھے۔ نماز اشراق طویل قرات کے ساتھ دو رکعت اور خفیف کے ساتھ دو رکعت ادا فرماتے تھے اس سے فراغت کے بعد دعائے استخارہ اور تتمہ ادعیہ موثہ پڑھتے تھے پھر اندر جاتے اور مقتضائے حال کے مطابق کبھی تلاوت قرآن مجید اور کبھی ختم کلمہ طیبہ میں مشغول ہوجاتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ طالبوں کو الگ الگ طلب فرماکر ہر ایک سے اس کے باطنی احوال دریافت فرماکر اس کے مطابق ہدایت فرماتے تھے اور اکثر ایسا ہوتا کہ ان کے باطنی احوال کا موجودہ اور آئندہ بیان فرماتے تھے۔ پھر مقامات و کیفیات اور واردات کے اسماء سے آگاہ فرماتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ زیادہ قریبی اصحاب کو طلب کر کے خاص اسرار اور خود اپنے مکشوفات کے معارف بیان فرماتے تھے (لیکن اس کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ) ایسے اسرار کے چھپانے میں پوری طرح کوشش فرماتے تھے لیکن معارف کے بیان کے وقت ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اپنا القا اور اپنے حال کا اعطاء بیان کر رہے ہیں۔ معارف علیہ سنتے تو آپ کی توجہ سے اسی وقت خود کو اس معرفت سے متصف پاتے اور اکثر آپ کی صحبت خاموشی سے ہوتی تھی اور احباب کو رعب اور خوف کی وجہ سے دم مارنے کی جرات نہ ہوتی تھی تواردو تکاثر مختلفہ کے باوجود جوش

وخروش اور نعرہ وفریاد آپ سے کبھی دیکھے نہ گئے مگر اتفاق سے اور بعض اوقات آپ پر گریہ طاری ہوجاتا تھا اور آنکھوں میں آنسو آجاتے تھے اور کبھی حقائق بیان کرتے وقت رخساروں کا رنگ متغیر دیکھا گیا۔

چاشت کی آٹھ رکعتیں اور کبھی چار رکعتیں بھی پڑھ لیتے پھر کھانا کھاتے اکثر وقت کھانا تقسیم کرنے میں گزر جاتا اور اس اثناء میں کبھی تین انگلیوں سے کوئی نوالہ لے لیتے اور کبھی طبق پر ہاتھ پہنچا کر منہ پر رکھ لیتے اور صرف ذائقہ چکھ لیتے۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا کہ آپ کو کھانے کی حاجت نہیں ہے محض اس لئے کچھ کھاتے ہیں کہ کھانا سنت ہے آپ سنت کے مطابق بیٹھتے یعنی کبھی دو زانو اٹھا لیتے اور کبھی داہنا پاؤں بائیں پاؤں پر اور داہنے زانو کو بائیں زانو پر رکھتے۔ پھر کھانے سے فراغت پر اس وقت کی مسنون دعائیں پڑھتے کھانے کے بعد فاتحہ پڑھنا آپ سے نہیں دیکھا گیا۔

مؤذن کے لفظ اللہ اکبر کے ساتھ ہی آپ بے اختیاری عجلت قوت کے ساتھ زمین پر آجاتے اذان سنتے وقت اس کے ہر کلمہ کا اعادہ فرماتے مگر حی علی الصلوۃ اور حی علی الفلاح کے وقت لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتے۔ اذان سننے کے بعد دعا پڑھتے اور وضو فرماتے اور نفیس لباس پہن کر مسجد میں تشریف لاتے اور پہلے دو رکعت تحیتہ المسجد ادا فرماتے اس کے بعد چار رکعت سنت زوال طویل قرات کے ساتھ ادا فرماتے پھر چار رکعت سنت موکدہ ظہر کی ادا فرماتے پھر جب کبر اقامت کہتا تو آپ خود امامت فرماتے اور قرات طویل سورتوں کی فرماتے اور فرض پڑھنے کے بعد صرف اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ.... تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پڑھ کر کھڑے ہوجاتے اور دوسری دو رکعت سنت مؤکدہ کی پڑھتے۔ اس کے بعد چار رکعت جو سنت زوائد کی ہیں پڑھتے پھر سب کی طرف رخ کر کے بیٹھ جاتے اور اصحاب حلقہ بنا لیتے اور حافظ قرآن کی تلاوت کرتا اور احباب پر توجہ دیتے اور مراقبہ فرماتے۔ فراغت کے بعد ایک دو سبق کا درس دیتے اتنے میں عصر کا وقت تازہ وضو دو مثل اور سایہ اصلی کے گزر جانے کے بعد عصر کے اول وقت میں آپ مسجد میں تشریف لاتے اور دو رکعت تحیہ المسجد اور چار رکعت پھر امامت فرماتے پھر کبھی جماعت کی طرف رخ کر کے بیٹھتے حلقہ کرتے مغرب کی نماز اول وقت میں ادا فرماتے فرض کے بعد دو رکعت سنت موکدہ پھر چھ رکعتیں تین سلام اور طویل قرات کے ساتھ ادا فرماتے اور اس اوابین کی نماز میں سورۃ واقعہ اور سورۃ اخلاص مکررا" نماز عشا کے لئے افق کی سفیدی دور ہونے کے بعد مسجد میں تشریف لاتے پہلے دو رکعت تحیتہ المسجد پڑھتے پھر چار رکعت سنت ادا فرماتے۔ اس کے بعد چار فرض ادا فرما کر صرف دعاء اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ.... پڑھتے اور کھڑے ہوجاتے اور دو رکعت سنت موکدہ ادا کر کے چار رکعت مستحب ادا فرماتے تسبیحات اور ماثورہ دعائیں پڑھ کر سائبان میں لیٹ جاتے اس طرح کہ روئے مبارک قبلہ کی طرف اور سیدھا ہاتھ سیدھے رخسار کے نیچے ہوتا تھا

اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ حالت جو موت کے وقت ظاہر ہوتی ہے نیند کی حالت سے بہتر ہے اور وہ حالت جو قبر میں ظاہر ہوتی ہے وہ موت کی حالت سے بہتر ہے اور وہ حالت جو برزخ کبریٰ میں ظاہر ہوتی ہے ان تمام حالات سے بہتر ہے اور وہ حالت جو بہشت میں ظاہر ہوگی وہ ان سب سے بلند بالا ہوگی۔

اور عید اضحیٰ کے دن آپ راستے میں تکبیر بالجہر پڑھتے تھے۔ اور ذی الحجہ کے عشرہ میں خلوت اور خضوع، انقطاع روزہ اور قیام شب اختیار فرماتے تھے اور حجاج کی طرح اس عرصے میں بال

اور ناخن نہیں کٹواتے تھے۔

آپ سورج گرہن اور چاند گرہن کی نمازیں بھی پڑھتے تھے اور نماز تراویح بیس رکعت سفر اور حضرت میں پوری جمعیت کے ساتھ ادا فرماتے تھے اور ماہ رمضان میں تین قرآن پاک ختم کرتے تھے اور ہر چار رکعت تراویح کے بعد تین مرتبہ سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ...... پڑھتے تھے قرآن پاک اس طرح پڑھتے تھے کہ گویا الفاظ کے ضمن میں معنی ادا فرما رہے ہیں

فرمایا کہ اسرار قرآنی کے سمندر میں شناوری مجھے موقع نہیں دیتی کہ میں آنکھ بند کر سکوں۔ آپ سفر میں منزل تک پہنچنے تیں بھی تلاوت فرماتے رہتے تھے اور جب آیت سجدہ آتی تو فوراً گھوڑے سے اتر کر زمین میں سجدہ کرتے۔ انفرادی نماز میں رکوع اور سجدے میں تسبیحات پانچ سے سات تک بلکہ نو یا گیارہ مرتبہ تک پڑھتے

امراض کے دفعیہ کے لئے آپ باطنی توجہ فرماتے تھے جس کے آثار بھی ظاہر ہوتے تھے آپ زیارت قبور کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے اور استغفار اور مسنون دعائیں پڑھ کر ان کی مدد فرماتے تھے اور باطنی توجہ بھی فرماتے تھے تاکہ ان کا عذاب دور ہو اور ان کے درجات بلند ہوں

(فرماتے تھے) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کی برکت سے دنوں کی نحوست ختم ہوچکی ہے۔ اسی طرح منزل پر پہنچتے نکلتے کی بھی مسنون دعائیں اور کپڑا پہننے' پانی پینے' کھانا کھانے' چاند اور آئینہ دیکھنے کی دعائیں پڑھتے تھے۔

زکوۃ جب کوئی آمدنی آتی فوراً حساب کر کے زکوۃ ادا کر دیتے تھے

حج کے مشتاق رہتے تھے۔ آپ کے عزیزوں کو ظالم حاکموں سے بہت تکلیفیں پہنچی تھیں

آپ کا لباس یہ تھا کہ قمیض کے دونوں کاندھوں میں گریبان ہوتا تھا اور اس کے اوپر عبا پہنتے تھے۔ مگر گرمی میں صرف پیرہن پر اکتفا فرماتے تھے اور دستار باندھنے میں سر پر اسے پیچ دیتے تھے جیسا کہ سنت ہے اور شملہ کو دونوں کاندھوں کے درمیان اپنی پشت پر لٹکاتے تھے لیکن استنجا اور پیشاب کے وقت نہیں اور آپ کمربند بھی باندھتے تھے اور دونوں ٹخنوں سے اوپر پاجامہ رکھتے تھے۔ جمعہ اور عیدین میں زیادہ اچھا لباس پہنتے تھے تو پہلے والا لباس کسی کو دیدیتے تھے۔ آپ کی خدمت میں لوگ علماء' عرفاء' مشائخ' حفاظ' اشراف وسادات میں سے ہوتے تھے جن کو آپ کے لنگر سے کھانا ملتا تھا۔

مکاشفات آپ اپنے والد ماجد کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ الہام ہوا کہ تمہارے آنے سے قیامت تک کے لئے اس مقبرے والوں سے ہم نے عذاب اٹھا لیا۔

صبح کے حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے اور استغراق توجہ اور مراقبے میں تھے کہ یکایک شاہ سکندر تشریف لے آئے اور حضرت شاہ کمال کیتھلی قدس سرہ کا خرقہ مبارکہ آپ کے کندھے پر ڈال دیا حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کو دیکھا کہ مراقبہ میں اپنے خلفائے سلسلہ (تاشاہ کمال) کے ساتھ تشریف لے آئے اور میرے معاملہ میں تصرف فرمایا۔ اسی خواب میں فرمایا مجھے خیال آیا کہ تم تو اکابر نقشبندیہ کے تربیت یافتہ ہو' ایسی صورت اب کیوں پیدا ہوئی ہے؟۔ اس خیال کے آتے ہی میں نے دیکھا کہ سلسلہ نقشبندیہ کے مشائخ حضرت خواجہ عبد الخالق، غجدوانی سے لے

کر حضرت خواجہ باقی باللہ (قدس اللہ اسرار ہم) تک سب کے سب تشریف لے آئے اور حضرت بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہ تو حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے پہلو میں بیٹھ گئے بیٹھنے کے بعد اکابر نقشبندیہ نے فرمایا کہ یہ تو ہمارے تربیت یافتہ ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ ہزار دانے کی تسبیح تیار کریں کلمہ طیبہ کا ذکر زبان سے لیکن دل کی موافقت کے ساتھ کیا کرتے تھے اور جمعہ والی راتوں مین حلقہ میں یہ تسبیح حاضر کی جاتی تھی اور اجتماعی طور پر ایک ہزار بار درود شریف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پڑھی جاتی تھی آپ فرماتے تھے کہ میں نے شریعت کو دیکھا کہ ہمارے اس مقام میں اتری ہے جس طرح کہ کوئی قافلہ کسی جگہ اترتا ہے پھر آپ نے اپنی مسجد اور خانقاہ کی طرف اشارہ کیا۔ فرمایا لیٹنے کی ابتدا داہنے پہلو سے کی۔ سنت کے ادا کرتے ہی مجھ پر انوار کا ظہور ہونے لگا اور آواز آئی کہ تمہاری اس قدر سنت کی رعایت کی وجہ سے آخرت میں تم پر کسی طرح کوئی عذاب نہ ہوگا اور تمہارا خادم جو اس وقت تمہارے پیر مل رہا تھا وہ بھی بخشا گیا۔

(بارگاہ الٰہی میں) متوجہ ہوا بہت کچھ توجہ اور الحاح وزاری کے بعد میں نے دیکھا کہ بہت بڑا پرندہ میرے سینے سے باہر نکلا اور اڑ کر چلا گیا پھر متوجہ ہوا کہ یہ کیا تھا؟ آواز آئی کہ یہ خناس تھا جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے۔

(مکاشفہ) آپ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں صبح کے حلقے میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک ایک قسم کی فنائے خاص ظاہر ہوئی اور میرے یقین کو لے اڑی۔ اور یہ دید ایک عرصے تک قائم رہی اسی روز نماز عصر کے بعد امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اپنے تمام شاگردوں اور اپنے طریق کے تمام مجتہدوں اور بعض استادوں مثلاً" ابراہیم نخعیؒ وغیرہ کے ساتھ میرے گرد جمع ہیں اور مجھے گھیر لیا ہے۔

(مکاشفہ) آپ فرماتے تھے کہ جو شخص بھی ہمارے طریقے میں داخل ہوا اور داخل ہوگا قیامت تک بالواسطہ یا بلا واسطہ مردوں میں سے یا عورتوں میں سے وہ سب میری نظر میں لائے گئے اور ان کا نام 'نسب مولد اور مسکن بھی مجھے بتایا گیا۔ اگر چاہوں تو سب کو بیان کر سکتا ہوں۔(ان شاء اللہ)

ایک دن صبح کے حلقے میں آپ مراقب تھے اور آپ پر اپنے اعمال خامی کا تصور غالب تھا اور انکسار و تضرع کا غلبہ تھا حدیث مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ (جو خدا کے لئے تواضع کرتا ہے خدا اسے بلند کرتا ہے) بشارت کے اظہار کا حکم بھی دیا گیا۔

کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی برکت اور عظمت اس کے کمال کے درجات کے مطابق حاصل ہوتی ہے یعنی جس قدر اس کا قائل عظیم ہوگا اس کی برکت اور عظمت بھی زیادہ ہوگی انسان ایک گوشے میں بیٹھ کر اس کلمہ طیبہ کی تکرار کی لذت حاصل کرتا رہے لیکن کیا کیا جائے کہ تمام آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں۔

آپ نے فرمایا کہ ماہ رمضان میں دن کے وقت استنجا کرنے کا اتفاق ہوا تھا تو اس خیال سے کہ پانی استعمال کرنا پڑا تھا تو احتیاط کے طور پر قضا روزے رکھ رہا ہوں۔

(حقیقت یہ ہے کہ) کھانے میں توسط (اور توازن رکھنا دوام روزہ سے زیادہ مفید ہے جب لذیذ کھانا سامنے رکھا ہوا تو آدھی بھوک تک کھانا اور پھر کھانے سے ہاتھ کھینچ لینا بہتر بڑی ریاضت ہے

حضرت مجدد کو کمزوری لاحق ہوگئی تھی آپ نے دس پندرہ دانے منقی کے طلب فرمائے حضرت نے متوجہ ہو کر مراقبہ فرمایا کہ ان دانوں کا کھانا مفید ہے یا نہیں؟ کچھ دیر کے بعد مراقبے سے سر اٹھایا اور فرمایا کہ عجیب بات ظاہر ہوئی ہے کہ ان دانوں نے بارگاہ الٰہی میں مناجات کی اور دعا مانگی کہ اے اللہ چونکہ تیرے دوست

نے اپنے استعمال کے لئے ہم کو طلب کیا ہے تو ہمارے اندر نفع اور ر صحت کا اثر پیدا فرمادے دعا منظور فرمائی اور یہ بات محسوس بھی ہوئی

ایک مخلص

مرض قولنج میں زندگی سے مایوس ہو کر پریشان تھا تو حضرت کے ایک مخلص کے توسط سے اس نے عرض کرایا۔ آپ نے فجر کے وقت اس کے حال پر توجہ فرمائی اور صبح کو اس مخلص سے فرمایا کہ جاؤ اور اس عزیز کو خوش خبری سناؤ۔ کہ حضرت نے تمہاری صحت کے لئے دعا فرمائی ہے (یہ بات سن کر) وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنے اندر بیماری کا مطلق اثر نہ پایا۔

ایک درویش کئی مشائخ سے خلافت حاصل کر چکا تھا اور آپ سے بھی اسے یہی توقع تھی۔ آپ نے فرمایا کہ مشائخ کی خلافت نے خود پسندی میں مبتلا کر دیا ہے اس کی کیفیت سلب کر لی جائے۔ کیفیت سلب کر دی گئی۔ اس کے حال پر توجہ نہ فرمائی اس کا غرور اور خود پسندی دور ہو گئی۔ آپ نے خلوت میں طلب فرما کر معاملات اور مقامات سے نوازا کہ اس کا پہلا ذکران معاملات کے مقابلے میں پہلی سیڑھی کی حیثیت بھی نہیں رکھتا تھا

خواجہ جمال الدین حسین کہتے تھے کہ میں آپ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے ذکر کی تلقین فرمائی اور میرے حال پر توجہ فرمائی تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تیرے دل پر کسی عورت کا نقش قدم جما ہوا ہے جیسے مٹی کے اندر پتھر گڑ گیا ہو سچ بتا کہ کیا معاملہ ہے؟ اور جب تک وہ اثر دور نہ ہو گا تو مستفید نہ ہو سکے گا میں نے عرض کیا کہ میرا دل اپنی پوپھی کی ایک کنیز پر آگیا ہے اور اس کا شیفتہ ہو گیا ہوں۔ پھر آپ نے توجہ فرمائی اور میرے دل سے اس تعلق کو دور کر دیا اور میرا دل اس کی محبت سے اس قدر سرد ہو گیا کہ گویا کبھی اس کی طرف میرا رجحان ہی نہ تھا۔

وفات کے بعد کی کرامتیں

آپ تبسم فرما رہے ہیں

جیسا کہ زندگی میں آپ کا طریقہ مسکرانے کا تھا اور جب تک آپ تختہ غسل پر تھے مسکراتے ہی رہے۔ حاضرین بہت ہی تعجب کر رہے تھے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ

ہر روز وصل چاہوں لیکن ہو نا امیدی
محروميوں کی شب کی کوئی سحر نہیں ہے

درد مند عاشق کے لیے آرام نہیں اور اسے کسی طرح قرار نہیں ہجر کی آگ سے اس کا سینہ ہمیشہ جلتا رہتا ہے اور فراق کے کانٹوں سے اس کا جگر ہمیشہ سلا ہوا رہتا ہے جب حبیبوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہمیشہ حزن و فکر میں مبتلا رہتے تھے تو دوسروں کا کیا ذکر؟ ظلال و اعتبارات کا آرام، آرام نہیں ہے ذات کو چاہنے والا اس بات سے خوش نہیں ہوتا

چلا بھی جاؤں چمن میں جو غم سے گھبرا کر
کوئی بھی سرو مرے دوست کی طرح تو نہیں
کس لیے ہے بال بال آزار میں
توڑ ڈالے آبگینے بے شمار
کس کو ہے سینے میں اتنا اختیار
کس کے دامن سے چلی ہے یہ ہوا
اور دھنواں یہ کس کے خرمن سے اٹھا
عشق جانے کس جگہ سے ہے اٹھا

جال پھینکا ایک بت نے زلف کا
کون ہے وہ، میں نہیں پہچانتا

مجھے اس مہ کی یاد اب مت دلانا
کہ میں مہوش سے اپنے ہوں یگانہ

رلاتا تھا تو آنسو خشک تھے جب
ہنساتا ہے تو غائب نیند ہے اب

عاشقوں سے عشق کیوں ہوگا عجب
جاننا معشوق کا کب ہے ادب
ہے مبارک عشق! یوں آنا ترا
دل میں آکر بیٹھ' ہے خانہ ترا

جان بطور تحفہ لے اور بیٹھ جا
ٹپکا اپنا کھول دے اور بیٹھ جا

میں ادھر گلنار خون چشم سے
اور گلشن میں ہیں تیرے قہقہے
خون آلودہ مرا دامن ادھر
اور خراماں تو گلوں کے فرش پر
میں ادھر پامال خاک رنج پر
رقص اور پازیب کی جھنکار ادھر

میر محمد نعمان (قدس سرہ) میر محمد نعمان حضرت مجدد کے باکمال خلفامیں سے ہیں

چونکہ میر صاحب کو حضرت مجدد کے ساتھ آپ کے اصحاب میں سب سے زیادہ عشق و محبت کا امتیاز حاصل تھا اس لیے ان کی شہرت اور مقبولیت نہ صرف ہندوستان میں بلکہ ربع مسکون میں سورج کی طرح ہو گئی تھی مریدوں کی کثرت اس درجہ تھی کہ بعض دشمنوں نے سلطان وقت جہانگیر تک یہ بات پہنچائی کہ آپ کے ملک کی سرحد میں برہان پور کے شہر میں ایک درویش ہے جو خود کو حضرت میر کہلاتا ہے اور اس کے مرید ایک لاکھ ازبکی سوار ہیں بادشاہ نے اس دغدغہ کے وہم سے کہیں فتنہ اور بغاوت برپا نہ ہو بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کے ایک لاکھ مرید ہیں حضرت کو بات پر ہنسی آگئی

مہابت خاں نے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت' یہ درویش پانچ وقت کی نماز پڑھتا ہے اس کے علاوہ کچھ نہیں رکھتا۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا اسے ہم چھوڑتے ہیں لیکن وہ برہان پور نہ رہے اور دارالخلافہ اکبر آباد آگرہ کو اپنا وطن بنالے میر صاحب نے یہ بات منظور فرمائی اور اکبر آباد میں توطن اختیار کر کے طالبوں کے رشد و ہدات میں مصروف ہو گئے

شیخ نور محمد پٹنی قدس سرہ جو حضرت مجدد جلیل القدر خلیفہ تھے

میرے سعادت مند بھائی آدمی کو جس طرح حق تعالی کے اوامر نواہی کے بجالانے سے چارہ نہیں اسی طرح خلق کے حقوق کو ادا کرنے اور ان کے ساتھ غم خواری کیے بغیر چارہ نہیں۔ عارفوں کا قول ہے التنظیم لامراللہ الشفقتہ علی خلق اللہ

شیخ حمید بنگالی قدس سرہ قدیم خلفاء میں سے تھے حضرت مجدد سے ایک جوتی بطور تبرک کے طلب کی حضرت نے دے دی شیخ نے اسے لے کر پھر اس جوتی کو انہوں نے اپنی پگڑی میں باندھ لیا اور سر پر تاج کی طرح رکھے وطن کو گئے

اور اپنے منہ میں رکھ کر بصد گریہ وزاری و بے قراری الٹے پاؤں روانہ ہوئے جو لوگ ان کو پہنچانے کے لئے گئے تھے شیخ اسی ہیبت سے جارہے تھے

خلافت نامہ کی نقل یہ ہے

اَمَّا بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ فَیَقُوْلُ الْعَبْدُ الْمُفْتَقِرُ اِلٰی رَحْمَۃِ اللّٰہِ الْمَلِکِ الْوَلِیِّ اَحْمَدُ بْنُ الشَّیْخِ

عَبْدِالْاَحَدِ الْفَارُوْقِیُّ النَّقْشَبَنْدِیُّ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰی رَحْمَةً وَاسِعَةً اَنَّ الْاَخَ الْعَالِمَ وَالصَّدِیْقَ الصَّالِحَ جَامِعَ عُلُوْمِ الشَّرِیْعَةِ وَالطَّرِیْقَةِ وَالْحَقِیْقَةِ اَلشَّیْخَ حَمِیْدَ الْبَنْگَالِی وَفَّقَهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ لِمَا یُحِبُّهٗ وَیَرْضَاهُ لَمَّا قَطَعَ مَنَازِلَ السُّلُوْکِ وَعَرَجَ مَعَارِجَ الْجَذْبَةِ وَوَصَلَ اِلٰی دَرَجَةِ الْوِلَایَةِ بَعْدَ اَنْ حَصَلَ لَهٗ اِنْدِرَاجُ النِّهَایَةِ فِی الْبِدَایَةِ اَجَزْتُهٗ لِتَعْلِیْمِ طَرِیْقَةِ الْمَشَائِخِ النَّقْشَبَنْدِیَّةِ قَدَّسَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَسْرَارَهُمْ لِلطَّالِبِیْنَ الْمُسْتَرْشِدِیْنَ الْمُرِیْدِیْنَ الْمُخْلِصِیْنَ بَعْدَ اسْتِخَارَةٍ وَحُصُوْلِ الْاِذْنِ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ اَلْمَسْؤُلُ مِنَ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ اَنْ یَّعْصِمَهٗ عَمَّا لَا یَلِیْقُ وَیَحْفَظَهٗ عَمَّا لَا یَنْبَغِیْ وَالْاِسْتِقَامَةَ عَلٰی مُتَابَعَةِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْهِ وَعَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالتَّسْلِیْمَاتُ

موت سے پہلے مرد، ہر دم جیو
ورنہ ہر دم کے لیے موت آئے گی

شیخ بدیع الدین سہانپوری قدس سرہ آپ حضرت مجدد کے بڑے خلفائے میں سے تھے قدسہ آپ فرماتے تھے کہ جب میں شہ اجین پہنچاتو میں اجید روپ جوگی کو دیکھنے گیا صاحب کشف و استدراج تھا بادشاہ اور امراء بھی اس سے عقیدت رکھتے تھے مجھے دیکھتے ہی وہ کہنے لگا کہ اے شخص تم اپنے پیر کو جو اسوقت سب سے زیادہ کامل ہیں چھوڑ کر کہاں جارہے ہو میں نے کہا تم کو کیسے معلوم ہوا؟ اس نے کہا کہ مجھے معلوم مکشوف ہوا ہے کہ اس زمانے میں تمہارے پیر کی طرح کوئی نہیں ہے

حاجی خضر خان افغان قدس سرہ آپ حضرت مجدد کے خاص اصحاب قدیم احباب اور مقبول منظور مریدوں میں سے تھے خلفاء اور مجازوں میں سے تھے آپ کا مسکن اور مدفن بہلول پور ہے جو سرہند کے مضافات میں سے ایک دن حضرت مجدد نے شیطان کو دیکھا تو اس سے دریافت کیا کہ میرے مریدوں میں سے وہ کون ہے جس پر تیرا قابو نہیں چلتا؟ اس نے کہا کہ حاجی خضر میں نے بہت کچھ اس کو قابو کرنے کی جدوجہد کی لیکن وہ میرے دام میں نہیں پھنستے

حضرت مجدد کبھی کبھی آپ سے خوش طبعی فرماتے تھے اور مذاق میں آپ کو خضرا کہتے تھے اور آپ حضرت کے دیدار کے عاشق تھے اور حضرت کے ہر لطف و کرم پر اپنی جان چھڑکتے تھے حاجی صاحب بڑی خوش الحانی سے بہت بلند آواز سے اذان دیتے تھے

شیخ حسن برکی قدس سرہ شیخ حسن برکی اس راہ تصوف کے جواں مردوں میں سے تھے صاحب استقامت تھے شریعت و حقیقت کے جامع تھے مقامات عالیہ واردات سنیہ اور علوم لدینہ والے تھے علوم ظاہری میں کامل تھے۔

شیخ احمد برکی نے سفر آخرت اختیار کیا جب یہ خبر حضرت مجدد تک پہنچی تو آپ نے شیخ احمد کے تعلق والوں کو تحریر فرمایا کہ مولانا مرحوم کے اطوار اور اوضاع کو ملحوظ رکھیں اور ذکر و مراقبے کے حلقے میں فتور نہ آنے دیں سب احباب جمع ہو کر بیٹھیں ایک دوسرے میں خود کو گم کردیں تاکہ صاحب کا اثر پیدا ہو اس فقیر نے اس سے قبل محض اتفاق سے تحریر کیا تھا کہ اگر مولانا کوئی سفر اختیار کریں تو چاہیے کہ وہ اپنی جگہ شیخ حسن کو مقرر کردیں قسمت سے یہی سفر آخرت مراد ہوا اب بار بار یہی دیکھتا ہوں کہ شیخ حسن ہی اس کام کے لیے ہیں اور بات بعض احباب کو گراں نہ گزرے

شیخ عبدالحی سلمہ ربہ شیخ نور محمد کو شیخ عبدالحی کے ذریعے دستی مکتوب میں اس طرح لکھا تھا کہ شیخ عبدالحی آپ کا ہم شہری ہے اور آپ کے قرب و جوار میں آیا ہے علوم و معارف غریبہ کا مجموعہ ہے اور اس راہ کی ضروری چیزیں اس کے پاس امانت ہیں اس کی ملاقات دور افتادہ احباب کے لیے بہت غنیمت ہے کیونکہ وہ نیا نیا آیا ہوا ہے اور نئی چیز لایا ہے فنا و بقا کا اور جذب و سلوک کا تعلق رکھتا ہے

خواجہ محمد ہاشم کشمی قدس سرہ کے خاص مقبول و منظور احباب میں سے تھے

غریضہ بندہ مہجور آوارہ دیار برہان پور محمد ہاشم درگاہ اقطاب پناہ میں عرض پرواز ہے کہ اس استانہ عالیہ کے خادموں کی توجہ سے صحبت و عافیت کے ساتھ شہر مذکور میں پہنچ گئے اور حضرت سیدی و مرشدی میر محمد نعمان سلمہ اللہ کی ملازمت سے مشرف ہوا۔

اے جان جہاں، آئینہ لے کر تو ذرا دیکھ
کیونکہ ہے مری زندگی زار کی حالت
ہست ناز دلبرم با جان مجنوں آشنا
تار جان من بود باتار قانون آشنا
کنوں چوں ذکر ہندوستاں درافتاد
مراعود جگر در مجمر افتاد
کہ آں قندے کہ شیریں ترز جانست
کنوں درخطہ ہندوستان ست

شیخ آدم بنوری قدس سرہ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کے مشہور خلفاء میں سے تھے

۱۰۵۳ھ میں شیخ ایک مخلص کی التماس پر اور اس کے ساتھ کیے ہوئے وعدہ کے ایفاء کے لیے دارالسلطنت لاہور تشریف لے گئے بادشاہ وقت شاہجہان کو خبر ہوئی چونکہ شیخ کے ساتھ افغان وغیرہ کی ایک کثیر جماعت تھی اور اس لیے بعض لوگوں نے بادشاہ کے کان تک ان کی آمد کی اطلاع دوسرے طریقے سے یعنی بدگوئی سے پہنچائی جو بادشاہ کو ناگوار ہوئی شیخ لاہور سے واپس اپنے وطن آکر حرمین شریفین کے لیے روانہ ہو گئے حج ادا کرنے کے بعد آپ مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور وہاں چالیس روز حرم مسجد میں قیام کی اجازت حاصل ہوئی اور وہاں بھی آپ کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی پھر آپ نے وہاں سے واپسی کا ارادہ کیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بشارت پائی کہ اے میرے فرزند تم میرے پڑوس میں رہو اس لیے آپ وہیں رہ گئے یہاں تک کہ ماہ شوال ۱۰۵۴ھ میں آپ کا انتقال ہوا اور حضرت امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے روضہ اقدس سے تھوڑے فاصلے پر آپ دفن ہوئے کہ روضہ کا سایہ آپ کی قبر پر پڑتا تھا

مولف حضرات القدس شیخ بدرالدین - محبت یہ فقیر پندرہ سال کا تھا کہ حضرت مجدد نے مجھے مرید فرمانے کے سعادت سے مشرف فرمایا تھا اور جس وقت آپ نے اس اسم ذات کا ذکر بتایا تو آپ متوجہ و مراقب ہوئے اور بندہ بھی ذکر میں مشغول ہوا اس مجلس میں میرا ذکر جاری ہو گیا

اتق شر من احسنت الیہ

١٢٩٦

الخیر — نعت شریف

"حقا کہ نذیریؔ تو والحق کہ بشیری"

از علامۃ العصر فرید الدہر محدث وقت شیخ الحدیث مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ

اے آں کہ ہمہ رحمت مُہداۃ قدیری! | باراں صفت و بحر سمت ابر مطیری
معراج تو کرسی شد و سبع سماوات | فرش قدمت عرش بریں سدرہ سریری
برفرق جہاں پایۂ پائے تو شدہ ثبت | ہم صدر کبیریؔ و ہم بدر منیری
ختم رسل، نجم سبل صبح ہدایت | حقا کہ نذیریؔ تو وَالحق کہ بشیری
آدم بصف محشر و ذریت آدم | در ظل لوایت کہ امامی و امیری
یکتا کہ بود مرکز ہر دائرہ یکتا | تا مرکز عالم توئی بے مثل و نظیری
ادراک بختم است و کمال است بخاتم | عبرت بخواتیم کہ در دور خبیری
اُمی لقب و ماہ عرب مرکز ایماں | ہر علم و عمل را تو مداری و مدیری
عالم ہمہ یک شخص کبیر است کہ اجمال | تفصیل نمودند دریں دیر سدیری
ترتیب کہ ربطے است چو وا کردہ نمودند | در عرصۂ و اسرا تو خطیبیؔ و سفیری
حق ہست و حقے ہست چو ممتاز ز باطل | آں دین نبی ہست اگر پاک ضمیری
آیات رسل بودہ ہمہ بہتر و برتر | آیات تو قرآں ہمہ دانی ہمہ گیری
آں عقدۂ تقدیر کہ از کسب نہ شد حل | حرف تو کشودہ کہ خبیریؔ و بصیری
کانرا کہ جبر خواندہ آں عین عمل ہست | بگذر ز جفاف و نگر آں را چہ پذیری
اے ختم رسل امت تو خیر امم بود | چوں ثمرہ کہ آید ہمہ در فصل نضیری

کس نیست ازیں امت تو آنکہ چو انور
بار وئے سیہ آمدہ و موئے زریری

حالات نقشبندیہ

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

جس رات کی صبح کو آپ کا انتقال ہوا۔ خدام سے فرمایا۔ کہ تم نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ خیر آج کی رات اور پس ثلث شب کو تہجد کے واسطے اٹھے وضو کر کے نماز پڑھی اور فرمایا کہ یہ آخری تہجد ہے۔ صبح کو اشراق کے بعد بول کے واسطے طشت منگوایا۔ لیکن اس میں ریت نہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ریت ڈال لاؤ اور اسی طرح بلا پیشاب کیے۔ آپ نے فرمایا کہ لٹادو۔ چنانچہ داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر داہنی کروٹ سے آپ لیٹ کر ذکر میں مشغول ہو گئے۔ اتنے میں سو تنفس شروع ہو گیا۔ صاحبزادوں نے دریافت کیا کہ اب کیا حال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جو دو رکعت پڑھی ہیں وہی کافی ہیں۔ اکثر آخری کلام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام حرف نماز تھا۔ اور اسم ذات میں مشغول رہے۔ اور بعد ایک لمحہ کے جاں بجاناں تسلیم کی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

نقل ہے کہ حضرت خواجہ محمدؒ معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے

حضرت کو بعد انتقال خواب میں دیکھا پوچھا کہ سوال منکر نکیر کی کیونکر گذری- فرمایا اللہ تعالے نے بکمال رحمت اول الہام کیا- کہ اگر تو کہے- تو یہ دو فرشتہ یعنی منکر نکیر تیرے پاس آئیں میں نے عرض کیا- کہ اس بندہ مسکین کے پاس نہ آئیں

فرمایا کہ میں اس قدر رعایت مستحب کی کرتا ہوں کہ منہ دھوتے وقت خیال رہتا ہے- کہ پہلے پانی داہنے رخسار پر پڑے کیونکہ داہنے سے شروع کرنا مستحب سے ہے-

کہ اورنگ زیب جب داراشکوہ سے لڑتا تھا- اور حضرت خازن الرحمت کا تبقریب سفرحج کےاس طرف گزر ہوا تو اورنگ زیب نے دعا فتح کی التجا کی- آپ نے فرمایا کہ فتح اس کی جو ترویج شریعت کرے- اس نے کہا کہ یہی ارادہ ہے- آپ نے فرمایا- تو انشاء اللہ فتح ہو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا-

حلیہ و عادات مبارکہ

حضرت تمام قد نازک اندام گندم گون مائل .سفیدی کشادہ پیشانی تھے- ناصیہ اور رخسار مبارک سے ایسا نور چمکتا تھا کہ دیکھنے والے کی آنکھ کام نہ کرتی تھی- آپ کی ابرو سیاہ دراز باریک و کشادہ تھے- آنکھیں بڑی بڑی ان کی سیاہی نہایت سیاہ اور سفیدی نہایت سفید سر مبارک بلند اور باریک تھا- لب سرخ دہن مبارک نہ بڑا نہ چھوٹا دانت متصل چمکتے ہوئے ڈاڑھی مبارک بانبوہ و شکوہ مربع تھی رخسار مبارک پر بال متجاوز نہ تھے- آپ کے باشنہ نہایت صاف رہتے تھے- بدن پر میل نہ بیٹھتا تھا- پسینہ میں خواہ گرمی ہو خواہ برسات کبھی بو نہ آتی تھی-

تحصیل علوم کو سلوک صوفیہ پر مقدم رکھتے- کہ صوفی جاہل مسخرہ شیطان ہے سفر دو شنبہ و پنج شنبہ کو شروع کرتے- اور باقی ایام کو سفر کے واسطے مبارک جانتے

کھانا کھاتے وقت حضرت داہنا زانو کھڑا کر لیتے اور بایاں لٹا دیتے اور گاہ گاہ دونوں کھڑے کر لیتے- اور بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرتے کافر کی کبھی تعظیم نہ کرتے- حتی کہ

حضرت سلطان کے ہمراہ تھے- لشکر سلطانی گنگا پر خیمہ زن ہوا- حضرت نے جمیع توابعین کو منع کر دیا کہ اس دریا کا کوئی پانی نہ پیئے کہ ہندوؤں کا معبد ہے

کسی مخلص نے دریائے جمنا کا پانی وہاں سے تین چار کوس پر تھا حضرت کے استعمال کے واسطے منگوایا- جب آپ کو معلوم ہوا کہ اس پانی کے پینے میں تعظیم پائی جاتی ہے- فرمایا اس سے فقط استنجا کریں گے

نقل ہے کہ آپ کے ایام طفولیت میں ایک درویش صاحب وجد و حال آپ کی ملاقات کو آیا- آپ کے والد بھی اس جگہ موجود تھے- چلتے وقت اس نے عرض کی- کہ آپ اپنے سر کی ٹوپی مجھ کو عنایت فرمائیے- آپ مراقب ہوئے اور فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمتہ منع فرماتے ہیں-

حضرت خواجہ سیف الدین رحمتہ اللہ علیہ

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اور ان کے خلیفہ ہیں نہایت قوی التوجہ صاحب تصرف تھے- اورنگ زیب بادشاہ دہلی کے شاہزادے آپ کے مرید تھے آپ کا قیام دہلی میں رہتا تھا کوئی امر خلاف شریعت بادشاہ کے یہاں دیکھتے تو ذرا رعایت نہ کرتے اور اس بات سے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ بہت خوشی محسوس کرتے تھے- آپ کی خانقاہ سے دونوں وقت ہزار ڈیڑھ ہزار آدمیوں کو کھانا ملتا تھا-

سید نور محمد بدایونی رحمتہ اللہ علیہ

آپ کا استغراق بہت بڑھا ہوا تھا- پندرہ برس تک یہ حال رہا کہ

سوائے نماز کے اوقات کے آپ کو ہوش نہیں آتا تھا۔ اکل حلال میں بڑا اہتمام فرماتے تھے اور دنیا داروں سے بہت پرہیز رکھتے تھے۔

خواجہ محمد سعید المشہور بخازن الرحمتہ فرزند ثانی حضرت مجدد علیہ الرحمتہ ولادت با سعادت ۱۰۰۵ ہجری میں بمقام سرہند ہوئی۔ بچپن ہی سے آثار ولایت و شرافت ہویدا تھے۔

غلبہ مرض میں آپ سے دریافت کیا۔ کہ کسی چیز کو دل چاہتا ہے۔ جواب دیا کہ ہاں حضرت خواجہ کو یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کو چاہتا ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا کہ محمد سعید نے حریفی اور رندی کی اور غم سے غائبانہ بازی لے گیا۔

سرہند سے بمقام دہلی ایک عریضہ

حضرت سلامت دل رابیچ متوجہ بجائے نمی باید بلکہ دل رانمی باید اکثر حیراں مے باشد اگر قرآن می شنود چوں سائر مردنشستہ می ماند گاہ بغیر توجہ بذکر رنگیہا درول مفہوم مے شودو در قصبہ شاہ آباد مشغول بود روح راازبدن تمام جدادید

فرمایا کہ محمدؐ سعید کو مقام شفاعت سے بحظ وافر ہے فرمایا کہ ہر قطب کے واسطے دو امام درکار ہیں محمدؐ سعید و محمدؐ معصوم دونوں میرے امام ہیں۔ جب آپ کو قبر میں رکھا آنکھیں کھول دیں اور حضرت خواجہ محمدؐ معصوم کو دیکھتے رہے جب حضرت خواجہ محمدؐ معصوم نے بہ اشارہ چشم فرمایا کہ آنکھیں بند کر لیجئے تب بند کر لیں۔

حضرت خازن الرحمتہ ایام طفلی ہی میں ان کو سب فرزندوں سے عزیز سمجھتے تھے اور ان کے رخساروں کی شگفتگی کی وجہ سے ان کو گل کہا کرتے تھے۔ صلوۃ خمسہ و نوافل کی اس قدر کوشش تھی کہ معلوم نہیں ان کی کوئی نماز قضا ہوئی ہو۔ اور ہمیشہ اپنے والد بزرگوار کی صحبت کے ملتزم اور اخذ فیوض میں سرگرم تھے۔ پندرہ بیس سال کی عمر کے درمیان میں حضرت خازن الرحمتہ کے ہمراہ حج کو گئے تھے۔ چنانچہ حالات سفر و کشوف حرمین شریفین میں ایک رسالہ بزبان عربی ایسی فصاحت و بلاغت سے تحریر تھا کہ دیکھنے والے حیران ہوتے تھے

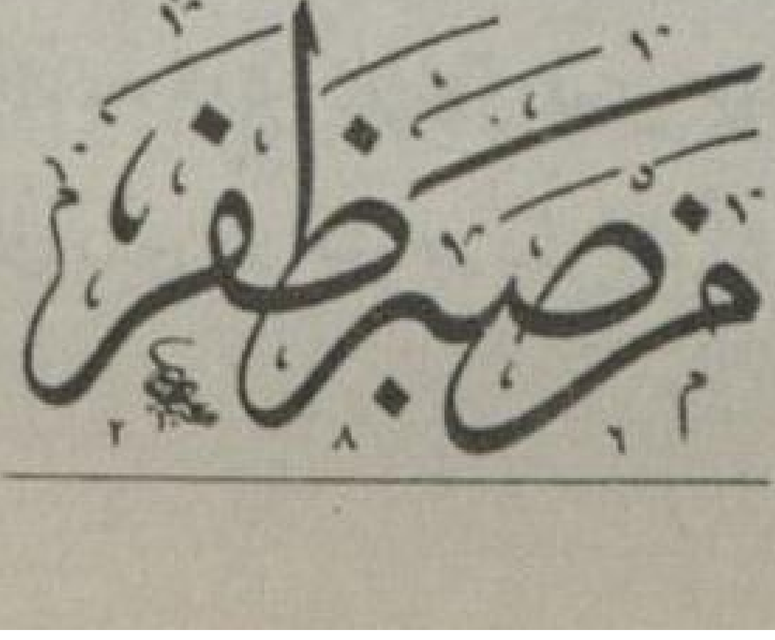
حضرت شاہ محمدؐ یحیی رحمتہ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے سب سے چھوٹے فرزند ہیں۔ آپ کی ولادت با سعادت ۱۰۶۴ھ میں ہوئی آپکی ولادت سے قبل حضرت مجدد الف ثانی کو الہام ہوا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامِ اسْمُهٗ یَحْییٰ اور اس وجہ سے ان کا نام محمدؐ یحیی رکھا تھا۔

حضرت خواجہ محمدؐ ہاشم کشمی قدس سرہ

حضرت خواجہ محمدؐ ہاشم کشمی قدس سرہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ زبدۃ المقامات جو انہوں نے حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ کے حالات میں تحریر کی ہے۔

حضرت شیخ آدم رحمتہ اللہ علیہ سادات صحیح النسب سے تھے فرمایا کہ میرے والد نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف رکھتے ہیں۔ اور اپنے سینہ مبارک پر ہاتھ پھیر کر کوئی چیز ان سے لیکر میرے والد کو دی۔ اور فرمایا کہ اس کو کھالے۔ چنانچہ انہوں نے کھالی۔ بعد ازاں میری والدہ حاملہ ہوئیں اور میں پیدا ہوا۔

جب آپ نے مدینہ منورہ سے معاودت کا ارادہ کیا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے بشارت ہوئی کہ وَلَدِیْ اَنْتَ فِیْ جَوَارِیْ چنانچہ آپ نے وہیں قیام فرمایا۔ اور ۱۰۵۳ھ میں



وفات پائی حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے روضہ مبارک کے پاس مدفون ہیں۔

شیخ محمدؒ طاہر لاہوری حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔ صاحب ریاضت شاقہ و مجاہدات شدیدہ ہوئے ہیں۔ حافظ قرآن حاوی معقول و منقول تھے۔ جب شوق راہ خدا پیدا ہوئی۔ درویشوں سے کہا کرتے کہ کناس موقوف کردو۔ میں خلاصاف کردیا کروں گا۔ آپ کے سپرد تعلیم صاجزادگان یعنی خواجہ محمدؒ سعید و محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہم کی تھی۔ باوجود وفور علم و حفظ قرآن حضرت کی ہیبت اس قدر ان پر غالب تھی۔ کہ ایک روز حضرت نے حضرت شیخ کو امام جماعت بنایا۔ مگر غلبہ دہشت سے باوجود حفظ قرآن قرات کا لفظ لفظ گلے میں انکتا تھا۔ آخر کار ببرکت انکسار و عاجزی و ادب پایا جو کچھ پایا۔

نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے شیخ سے فرمایا کہ تم کو لاہور کا قطب کیا ہے آپ کی وفات و قبر لاہور میں ہے۔

شیخ بدیع الدین سہارنپوری رحمتہ اللہ علیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے اجل خلفاء سے ہیں۔ آپ جامع معقول و منقول و صاحب کشف و کرامات تھے۔ حضرت نے ان کو خلوت میں لے جاکر تعلیم ذکر قلبی فرمائی اور توجہ کی فی الفور مست دبے خود ہو کر زمین پر گر پڑے۔ اور اسی طرح گھر پہنچایا دوسرے روز جب ہوش آیا تو قلب کو تمام تعلقات سے پاک پایا۔ اس کے بعد سے حضرت کی صحبت بالالتزام اختیار کی۔ اور سالہا خدمت بابرکت میں حاضر رہ کر کسب فیوض کیا جب بمرتبہ کمال و تکمیل کو پہنچے حضرت نے خلافت سے مشرف فرماکران کے وطن کو روانہ کیا

حضرت مولانا بدر الدین سرہندی قدس سرہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کے خلفا جلیل میں سے تھے۔

حضرت شیخ محمد صبغتہ اللہ قدس سرہ حضرت عروۃ الوثقی کو آپ کے حال پر نہایت شفقت تھی۔ اور فرمایا کرتے کہ اگر باپ کو بیٹے کی تعظیم کرنی ہوا کرتی تو میں اپنے لڑکے صبغتہ اللہ کی کیا کرتا۔ حضرت نے آپ کو اجازت و خلافت سے مشرف فرماکر کابل روانہ فرمایا۔

محمدؒ نقشبند رحمتہ اللہ تعالی علیہ

خواب

فرمایا کہ ایک روز نانی حویلی میں ایک کوٹھری میں بیٹھا تھا کہ ناگہاں ایک فرشتہ بشکل انسان کوٹھری کے اندر آیا۔ اور کہا کہ خدا تعالی تجھ کو سلام کہتا ہے میں نے یہ سن کر تواضع سے سر جھکادیا۔ جس وقت سر اٹھایا دیکھا کہ وہ فرشتہ واپس جاتا تھا۔

حضرت خواجہ محمدؒ زبیر رحمتہ اللہ علیہ نبیرہ و خلیفہ حضرت حجتہ اللہ نقشبند علیہ الرحمتہ ہیں آپ کی ولادت باسعادت بروز دو شنبہ ۵ ذی قعد ۱۰۹۳ھ میں ہوئی۔

بچپن ہی سے آثار ہدایت و انوار ولایت چہرہ مبارک سے آشکارا تھے۔ اور اسی کم سنی میں آپ پر اس قدر استغراق غالب تھا کہ سبق پڑھنے میں آپ کو غیبت ہو جایا کرتی تھی۔

حضرت محمد عبید اللہ مروج الشریعت فرزند سوم حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمدؒ معصوم کے ہیں رحمتہ اللہ علیہما۔ آپ کی ولادت باسعادت یکم شعبان ۱۰۳۷ ہجری کو بمقام سرہند ہوئی۔ جس روز آپ پیدا ہوئے اس روز حضرت عروۃ الوثقی کو الہام ہوا۔ سَلَامٌ عَلَیْہِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا

ایام طفولیت ہی سے اثر ولایت و ہدایت ناصیہ مبارک سے ظاہر تھے

حضرت خواجہ محمد اشرف فرزند چہارم حضرت خواجہ محمدؒ معصوم کے ہیں رحمتہ اللہ علیہما۔ آپ کی ولادت ۱۰۴۸ ہجری میں

ہوئی حضرت ان سے فرمایا کرتے تھے۔ کہ اگرچہ مدت عمر تھوڑی باقی رہی ہے۔ لیکن بعنایت الٰہی تمہارا کام ایک توجہ میں کردوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایک ہی توجہ میں تمام نسبت مجددیہ یعنی ولایت ثلثہ و کمالات ثلثہ و حقائق سبعہ القاء فرمائیں۔ اور نسبت عالیہ باجمیع احوال و اسرار باطن میں متحقق ہوگئی۔

حضرت شیخ محمدؒ صدیق فرزند ششم خواجہ محمد معصوم کے ہیں رحمتہ اللہ علیہما۔ آپکی ولادت باسعادت ۱۰۵۷ھ میں بمقام سرہند ہوئی۔

حضرت کو بوجہ کبر سن ان کی تربیت کا نہایت فکر و خیال تھا۔ کہ مبادا معاملہ خام و ناتمام رہ جائے

حضرت شیخ سیف الدین قدس سرہ پانچویں صاحبزادہ حضرت خواجہ محمدؒ معصوم کے ہیں۔ نقل ہے کہ آپ کے عم مکرم خواجہ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ نے واقع میں دیکھا کہ آپ کی پیدائش کے وقت کوئی فرشتہ یہ آیت شریف پڑھتا ہے۔ سَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔ آپکے والد ماجد حضرت خواجہ محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو فناء قلب کی بشارت عطا فرمائی۔ اور آپ کو علو استعداد دیکھ کر ہر دم و ہر لحظہ آپ کی ترقی کا خیال تھا۔ آپ کے ظرف کو نہایت عمیق خیال فرمایا کرتے تھے۔

ہر خوش پسرے راحرکات دگراست

غرضیکہ چند مدت تک آپ دارالخلافت میں مصروف امر معروف و نہی منکر و ارشاد خلق میں رہے۔

حضرت سید نور محمدؒ بدایونی رحمتہ اللہ علیہ نقل ہے کہ ایک مرتبہ خلاف سنت پہلے داہنا پاؤں بروقت داخل ہونے بیت الخلاء میں رکھا گیا۔ تین روز تک احوال باطنی میں قبض ہوگیا۔ جب نہایت التجاو تضرع کی تب کھلا۔ لقمہ میں اس قدر احتیاط کرتے تھے کہ اپنے ہاتھ سے چند روز کا کھانا پکالیا کرتے۔ دو صاحبزادے تھے ایک کو گھی اور ایک کو شکر دیا کرتے تھے۔ اغنیا کا کھانا کبھی نہیں کھایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے کہ یہ شبہ سے خالی نہیں ہوتا۔

نقل ہے کہ دو عورتیں امتحاناً" حضرت سے اخذ طریقہ کے واسطے حاضر ہوئیں۔ دراصل وہ رافضی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ پہلے اپنے عقاید بد سے توبہ کرلو پھر اخذ طریقہ کرنا۔ چنانچہ ایک آپ کے کمال کی قائل ہو کر داخل طریق ہوگئی اور دوسری کو توفیق نہ ہوئی۔

حضرت مرزا مظہر جانجاناں آپ کے والد بزرگوار امراء شاہی سے تھے اور اسم شریف مرزا جان تھا۔ اور اسی مناسبت سے شاہ اورنگ زیب نے آپ کا نام جانجان رکھا۔ کہ بیٹا باپ کی جان ہوا کرتا ہے۔ اور رفتہ رفتہ بنتے بنتے جانجاناں ہوگیا۔ آپ کا نسب بواسطہ محمد بن حنفیہ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ آثار رشد وہدایت ناصیہ مبارک سے ظاہر تھے عشق آپ کی خمیر طینت میں تھا۔

فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو یاد ہے کہ میری چھ ماہ کی عمر تھی کہ ایک حسین عورت نے مجھ کو دایا کی گود سے اپنی گود میں لے لیا اس کے جلوہ جمال سے میرا دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور اس کے ساتھ محبت پیدا ہوگئی۔ اس کے بلادیدار قرار نہ آتا تھا۔ اور اس کے فراق میں رویا کرتا تھا پانچ سال کی عمر میں یہ بات مشہور ہوگئی تھی۔ کہ یہ لڑکا عاشق مزاج ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی آپ کے بے نظیر کمالات کے معترف تھے اور آپ کو نفس زکیہ قیم طریقہ احمدیہ لکھا کرتے تھے بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کو انھوں نے آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔

حضرت خالد کردی

خلیفہ اجل حضرت شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہما بڑے عالم نامدار تھے۔ ہر فن میں استعداد عجب رکھتے تھے۔ پچاس کتب احادیث کی سند حاصل کی تھی۔ ایک روز مسجد مدینہ میں مجمع صلحاء میں بیٹھتے تھے۔ کسی شخص نے ذکر کیا کہ جس شخص کا طریقہ اہل سنت و جماعت کا ہو اور علم حدیث کی سند ہو۔ اور نقشبندیہ طریقہ میں استفادہ کیا ہو وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ مولانا نے کہا کہ میرا طریقہ اہل سنت و جماعت ہے۔ اور سند حدیث حاصل کی ہے۔ سب کو دعا کرو کہ بواسطہ روح مبارک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم طریقہ نقشبندیہ کا فیض حاصل ہو۔ سب نے دعا کی۔ شب کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ دہلی میں شاہ غلام علی کے پاس جاؤ۔

نو مہینے حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر رہے۔ آب کشی کی خدمت اپنے ذمہ کرلی تھی۔ حجرہ بند کر کے بیٹھا کرتے بجز حاجت ضروری باہر تشریف نہ لاتے تھے۔

ایک مرتبہ بہت سے علماء آپ سے ملنے کے واسطے آئے۔ اور حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدس سرہ سے سفارش چاہی کہ تم چل کر ملاقات کرا دو۔ چنانچہ حضرت نے جاکر کہا کہ دروازہ کھول دیجئے۔ یہ علماء آپ کی ملاقات کو آئے ہیں۔ حضرت مولانا خالد نے جواب دیا کہ صاحبزادہ صاحب مجھ کو معذور رکھئے میں یہاں کسی کی ملاقات کو نہیں آیا۔ اور دروازہ نہ کھولا۔ حضرت شاہ صاحب کی مجلس میں سب سے پیچھے صف نعال میں گردن جھکائے بیٹھے رہتے۔ تاثیرات عجیبہ و خوارق عادت بکثرت آپ سے ظاہر ہونے لگے۔ اور اس قدر ہجوم خلائق ہوا کہ وہاں کی سلطنت ہی آپ کے متعلق ہوگئی۔ ان کے خلفاء بلکہ خلفاء کے خلفاء ہزارہا ہوگئے۔

ایک مرتبہ حاکم بغداد کو ناراض ہو کر اپنی مجلس سے نکلوا دیا۔ حضرت شاہ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ کے نام مولانا نے ایک خط لکھا تھا اس میں اپنی کثرت ارشاد کا حسب الارشاد اس طرح ذکر کیا تھا کہ یک قلم تمامی مملکت روس و عربستان و دیار حجاز و عراق و بعضے از ممالک قلمرو عجم و جمیع کروبستان از جذبات و تاثیرات طریقہ علیہ سرشار و ذکر محامد حضرت امام ربانی مجدد و منور الف ثانی قدس اللہ بسرہ السامی اناء الیل والنہار در محافل و مجالس و مساجد و مدارس زبان زو صغار و کبار ست بنحویکہ ہرگز در ہیچ قرنے از قرون و ہیچ اقلیمے از اقالیم منطنہ نیست

حضرت مرزا عبدالغفور بیگ صاحب خرجوی اجل خلفاء حضرت شاہ غلام علی صاحب دہلوی سے تھے قدس سرہما۔ سلب امراض میں آپ کی توجہ حکم اکسیر رکھتی تھی۔ اکثر حضرت شاہ صاحب قبلہ مریضوں کو آپ کی خدمت میں سلب مرض کے واسطے بھیجا کرتے تھے۔ اور آپ ایک ہی توجہ میں اس کا مرض سلب فرمالیتے تھے۔ اور ایسے ہی آپ کی توجہ القاء ذکر میں قوی الاثر تھی۔

نقل ہے کہ ایک شخص داخل طریق ہوا۔ حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ مرزا عبدالغفور بیگ کے پاس لے جاؤ وہ اس کے لطائف جاری کردیں۔ ایک توجہ میں تمام لطائف جاری کر کے حضرت شاہ صاحب کے پاس واپس بھیج دیا۔

حضرت مولانا محمد جان علیہ الرحمتہ بعد تحصیل علم حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ کی خدمت مبارک میں ہوئے اور ریاضات شاقہ کیں۔ ہر روز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر جاتے۔ اور شب کو اس جگہ مشغول رہتے۔ صبح کے وقت ایک گھڑا پانی کا بھر کر وہاں کا پانی بہت گوارا ہے۔ حضرت شاہ صاحب کے واسطے لاتے۔

آپ پر فتوح کھل گئے اور سلطانیوں کو آپ کی جانب رجوع ہوگیا۔ حتی کہ والدہ سلطان آخر ۱۲۶۶ھ عین مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است
بادوستاں تلطف بادشمناں مدارا

حضرت شاہ احمد سعید آپ حضرت شاہ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند اور خلیفہ ہیں۔ ایام جہاد کے وقت آپ کی مقبولیت کی وجہ سے حکومت کو شبہات پیدا ہوئے تو آپ اپنی خانقاہ وتسبیح خانہ وغیرہ کو حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ کے حوالہ کر کے عازم حرمین شریفین ہوگئے۔ ماہ صفر ۱۲۷۰ھ میں مکہ معظمہ پہنچے چار ماہ وہاں قیام کر کے مدینہ منورہ روانہ ہوئے لوگ داخل سلسلہ ہوئے اور روزانہ تین مرتبہ حلقہ، مراقبہ اور ختم شریف کا سلسلہ جاری کیا۔ ۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ کو مدینہ منورہ میں آپ نے وفات پائی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے

حکومت (برطانیہ) کو شبہات ہوئے تو آپ اپنی خانقاہ وغیرہ کو اپنے خلیفہ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے کر کے اپنے بھائی شاہ عبدالغنی محدث رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ عازم حرمین شریفین ہوئے۔ آپ اپنے ساتھ بہت بڑا علمی ذخیرہ لے کر گئے تھے مدینہ منورہ میں رباط مظہریہ میں یہ نوادر اب بھی موجود ہیں۔

مقدور ہمیں کب ترے وصفوں کے رقم کا
حقا کہ خداوندی ہے تو لوح و قلم کا
بحمد للہ کہ بر رغم زمانہ
بپایاں آمداین دلکش فسانہ

حضرت حاجی دوست محمد قندھاری

آپ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۷۷ھ) کے سب سے بڑے خلیفہ تھے۔ قندھار میں ۱۲۱۶ھ میں پیدا ہوئے۔ شروع ہی سے اہل اللہ حضرات کی زیارت کا شوق تھا۔ علوم باطنی کا شوق غالب تھا۔ شورش عشق سے ایک مرتبہ کابل میں تیرہ دن تک بے ہوش رہے۔ آپ کو اپنے شیخ سے بے حد محبت تھی کہ ان کی نعلین مبارکہ اپنے منہ میں رکھ کر رویا کرتے تھے

از فقیر حقیر لاشے دوست محمد عفی عنہ۔ بعد از سلام مسنون اشتیاق مشحون آنکہ نصیحتے کہ بہ یاران نمودہ می شود ملحوظ می بایدداشت کہ شرط اجازت و ترویج الطریقۃ الصوفیہ استقامت است ظاہرا وباطنا براحکام شریعت محمد علیہ السلام کہ یک ذرہ حتی المقدور از حدود شرعیہ تجاوز نہ فرمایند'

آپ پر فقرا کی محبت غالب تھی۔

مولانا عبدالحئ رحمتہ اللہ علیہ (بڑھانہ، ضلع مظفر نگر یو۔پی) حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمتہ الہ علیہ سے بیعت تھے خیبر میں ۱۲۴۳ھ میں وفات پائی حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق بھی نقشبندی سے تھا۔

مولانا عبدالحئ رحمتہ اللہ علیہ (بڑھانہ، ضلع مظفر نگر یو۔پی) حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمتہ الہ علیہ (م ۱۲۴۶ھ) سے بیعت تھے۔ خیبر میں ۱۲۴۳ھ میں وفات پائی۔ حضرت سید احمد شہید بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کا تعلق بھی نقشبندی سلسلے سے تھا۔

ملا عبدالکریم سنامی بن درویزہ الحنفی پشاوری رحمتہ اللہ علیہ نے علاقہ یوسف زئی (یاغستان) میں ۱۰۴۲ھ میں وفات پائی۔ حضرت مجدد قدس سرہ کا ایک مکتوب نمبر ۲۷۸ (دفتر اول) آپ کے نام ہے۔

ہر گل کو باغ دہر میں کھٹکا ہے خار کا
الجھا ہوا خزاں سے ہے دامن بہار کا

حضرت مجدد قدس سرہ سے بھی مستفیض محمد یوسف گردیزی ملتانی۔ محمد علی ملتانی، محب علی ملتانی،

مولانا غلام محی الدین قصوری آپ حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۴۰ھ) کے اکابر خلفاء میں سے ہیں۔ حضرت شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ سے مستفیض ہوئے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ سے بعض حدیث کی کتابوں کی سند حاصل کی۔ ۱۲۷۰ھ میں قصور میں وفات پائی۔

اولیائے لواری شریف لواری شریف (ضلع بدین) کو شہرت حضرت مخدوم محمد زمان (اول) نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی۔ آدم رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے ابوالمساکین حاجی محمد رحمتہ اللہ علیہ آپ کے صاحبزادے گل محمد رحمتہ اللہ علیہ ۱۲۱۸ھ

شاہ عبدالرحیم دہلوی آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ م ۱۱۷۶ھ کے والد تھے ۱۰۵۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۳۱ھ میں وفات پائی۔ مشائخ زادوں کو بھی اس طرح خطاب فرماتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو اپنے آباواجداد کے رسوم کو بغیر کسی حق کے پکڑے ہوئے ہیں۔

شاہ رفیع الدین محدث دہلوی آپ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کے تیسرے بیٹے تھے۔ ۱۱۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم

بعد الحمد و الصلوۃ گوید بندہ مسکین محمد رفیع الدین، بیعت کہ پیش صوفیہ معتبر و مقبول است چہار قسم یافتہ می شود و ہر قسم را شروط علیحدہ است و ثمرات دیگر بیعت و سلیت و بیعت شریعت و بیعت طریقت و بیعت حقیقت۔

حضرت خواجہ عبدالرحمان فاروقی مجددی

سرہندی رحمتہ اللہ علیہ اور ان کا خاندان

آپ کی ولادت قندہار میں ۱۲۴۴ھ میں ہوئی۔ آپ کے آباواجداد آپ کے والد عبدالقیوم بن خواجہ فضل اللہ بن خواجہ غلام نبی بن خواجہ شاہ غلام حسن بن شاہ غلام محمد بن شاہ غلام محمد معصوم بن شاہ محمد اسمٰعیل بن خواجہ شاہ صبغتہ اللہ بن عروۃ الوثقیٰ خواجہ محمد معصوم بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ (رحمتہ اللہ علیہم اجمعین) سکھوں کے عہد میں جب سرہند شریف ویران ہوا۔ تو حضرت شاہ غلام محمد رحمتہ اللہ علیہ پشاور تشریف لے گئے۔ وہیں ۱۱۷۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ وہاں ریلوے اسٹیشن کے قریب اور خواجہ محمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ (خلیفہ خواجہ محمد معصوم قدس سرہ) کے مزار کے تھوڑے سے فاصلے پر آپ کے اور آپ کے صاحبزادے شاہ غلام حسن و رحمتہ اللہ علیہ کے مزارات ہیں۔ خواجہ شاہ غلام حسن رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۰۴ھ) کے صاحبزادے خواجہ غلام نبی رحمتہ اللہ علیہ (۱۲۶۲ھ) اور پوتے خواجہ فضل اللہ رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۳۸ھ) بھی بڑے عالم ہوئے ہیں۔ موخر الذکر کی مشہور کتاب عمدۃ المقامات ہے۔

مخفی نماند کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رادر اولیائے ایں امت شان عظیم است و مراتب ولا کہ خاں رابہ آں ممتاز کردہ باشند ہرچند زبان کتابت از تبیان آن عاجز و حوصلہ کاتب از تعداد آں قاصر، اما بحکم من لم یدرک کلہ لایترک کلہ بیان بعضے آن معاملات بزرگ و مراتب شگرف می نماید۔ بگوش ہوش استماع باید کرد

عمدۃ المقامات (لاہور ۱۳۵۵ھ) صفحہ ۵۷ ڈاکٹر غلام مصطفے خان شکار پور اور حیدر آباد وغیرہ مقامات میں سکونت پذیر خاندان مجددیہ کی تفصیل دی ہے۔

خواجہ عبدالرحمان مجددی رحمتہ اللہ علیہ کے دوسرے صاحبزادے خواجہ محمد حسین جان بھی قندہار میں ۱۲۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا انتقال ۱۳۶۷ھ سنہ ۱۹۴۸ء میں ہوا۔ والد ماجد کے قریب دفن ہوئے۔

فخرد هور، قطب زماں، شاعر جلیل
درخلد آرمید محمد حسین جان

آپ کے صاحبزادے محمد اسمٰعیل جان روشن رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۰۷ھ میں پیدا ہوئے۔ زہد و تقوی میں کمال حاصل تھا۔ سندھی میں شاعری تحریک خلافت کیا سنہ ۱۹۲۱ء میں برطانوی شہزادہ قید کر دیا گیا۔ ۱۹۲۶ء میں سلطان ابن سعود کی دعوت پر مولانا سید سلیمان ندوی مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر کے ساتھ آپ بھی اسلامی کانفرنس میں شرکت کے لئے حجاز گئے تھے۔ ۱۳۶۱ھ ۱۹۴۲ء میں آپ کا انتقال ہوا۔

بیاسوئے مدینہ تابیابی صد قرار ایں جا
گل ایں جا، سبزہ ایں جا، گلشن ایں جا جوئبار ایں جا
چہ خوش باشدکہ سازش فرش راہ سید الکونین
دل ایں جا، دیدہ ایں جا، سینہ ایں جا، جسم زار ایں جا
نماید بے نیاز از باغ جنت، نزہت طیبہ
گل ایں جا، سنبل ایں جا، سوسن ایں جا، لالہ زار ایں جا
الکونین

حالات نقشبندیہ میں شامل

جدامجد مولوی کاظم حسین صاحب صدیقی اپنے زمانے کے علوم عربی میں بڑے مستند عالم تھے اور موصوف کو سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت مولانا شاہ ابوالخیر صاحب مجددی دہلوی مخصوص وابستگان میں سے تھے۔ لکھنؤ یونیورسٹی سے قانون کی سند وکالت ترک کر دی ہومیو پیتھی طریقہ علاج کو اختیار کیا ۱۹۵۰ء میں کراچی ۱۹۲۷ء میں حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے خلعت خلافت سے سرفراز ہوئے۔ اخذ فیوض کا روحانی طویل مصاحبت کا اثر۔ حضرت علامہ مفتی محمد شفیع عثمانی دیوبندی رحمتہ اللہ کی تقریظ ماثر حکیم الامت پر۔ "خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کیئے یا ایک دکان معرفت، حضرت حکیم الامت قدس سرہ کی مجلس کو بحمد للہ آنکھوں سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔

نازم بچشم خود کہ جمال تو دیدہ است

فرمایا کہ طالب کے اندر اصلاح اعمال کا اہتمام پیدا کر دینے کے قبل اس کو اذکار و اشغال میں مشغول کر دینا۔ اکثر مضر ثابت ہوتا ہے کیونکہ پھر وہ اپنے آپ کو بزرگ سمجھنے لگتا ہے۔ خاص کر اگر کہیں اتفاقاً اذکار و اشغال سے یکسوئی ہو کر اس کیفیات کا بھی درود ہونے لگا تب تو گویا اس کے نزدیک بزرگی کی رجسٹری ہو گئی۔ یعنی کچھ دن تک تو میں محض اصلاح اعمال ہی میں مشغول رکھتا ہوں اور جب یہ دیکھ لیتا ہوں کہ اصلاح اعمال کی اہمیت اچھی طرح اس کے ذہن نشین ہو گئی۔ اذکار و اشغال بھی بتلا دیتا ہوں۔

شاہی سلوک حضرت والا کا انداز تعلیم و تربیت یہ تھا کہ نہ تو ریاضات کراتے نہ مجاہدات نہ ترک تعلقات نہ ترک لذات و مباحات بلکہ یہ تاکید فرماتے کہ خوب راحت و آرام سے رہو کہ اللہ تعالی کی محبت قلب میں پیدا ہو۔ معصیت کے پاس نہ بھٹکو۔ بقدر تحمل و فرصت کچھ ذکر و شغل بھی کرتے رہے۔ بس انشاء اللہ تعالی مقصود کا حصول یقینی ہے۔ طبائع میں آج کل ضعف غالب ہے۔ البتہ کم بولنا اور کم ملنا جلنا جس سے قلب میں انقباض پیدا ہو جائے۔ اشرف السوانح۔ عقیدت مندوں سے ہمیشہ بہت ہی بے تکلیف اکثر دلچسپ مزاحیہ باتیں بھی کیا کرتے تھے۔

امراض باطنی کا لاجواب علاج روحانیت کی ترقی منحصر ہے

تعمیل احکام شرع پر، کیفیات و مکاشفات کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ ساری طریقت اور سلوک کا راز اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین۔ انہیں کا مسلک اختیار کرو۔ انعامات نازل ہوں گے اور تعلق مع اللہ قوی ہوگا۔

فرمایا کہ نقشبندیہ و چشتیہ سب نام ہیں اور حقیقت سب کی ہے یعنی اُولٰئِکَ حِزْبُ اللّٰہِ نیز بعض نقشبندیوں کا مزاج چشتیہ ہوتا ہے اور بعض چشتیوں کا مزاج نقشبندیہ ہوتا ہے یہ تقسیم ایسی ہے جیسے وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا اسی طرح دوسرے سلسلوں کا معاملہ ہے

طالب طریق سے فرماتے تھے کہ اپنی تمام روزمرہ کی زندگی کا جائزہ لیتا رہے اور محرکات نفس پر نظر رکھے اور اس کا اندازہ کرے کہ تعلق مع اللہ میں اس کے حسنات اور رذائل کس طرح کام کرتے ہیں دین اور امور شریعت اور اتباع سنت میں کس طرح عملی دشواری محسوس ہوتی ہے اور کس طرح کے اوہام و شکوک پیدا ہوتے ہیں تاکہ ان کے تدارک کی فکر اور اصلاح کا تقاضہ ہو۔

فرماتے حقوق تمامتر احکامات و شرعیہ حدود تمامتر اتباع سنت حفظ حدود تمامتر طریقت۔ بس انہیں تین باتوں کا حق ادا کرنا مسلمان کے لئے حصول مقام عبدیت کا ذریعہ ہے۔

جو معاملات اللہ اور بندے کے درمیان ہیں وہ منکشف ہوتے ہیں۔ ان مکشوفات کو حقیقت کہتے ہیں۔ اور اس انکشاف کو معرفت کہتے ہیں اور اس صاحب انکشاف کو "محقق" اور "عارف" کہتے ہیں۔

ابتداء میں شیخ کی ضرورت ہے کہ اس کا درجہ طبیب کا سا ہے اور طالب کا درجہ مریض کا سا، طبیب سے اپنا حال کہا جاتا ہے وہ نسخہ تجویز کرتا ہے۔

اصل مقصود حق تعالی کا راضی کرنا ہے جس کا ذریعہ۔ شریعت کے حکموں پر پورے طور سے چلنا ہے ان حکموں میں بعضے متعلق ظاہر کے ہیں جیسے نماز، روزہ، حج و زکوۃ وغیرہ، اور جیسے نکاح وطلاق، ادائے حقوق زوجین و قسم و کفارہ قسم وغیرہ، اور جیسے لین دین و پیروی مقدمات و شہادت و وصیت و تقسیم ترکہ وغیرہ اور جیسے سلام و کلام و طعام و منام و قعود و قیام و مہمانی و میزبانی وغیرہ ان مسائل کو علم فقہ کہتے ہیں۔

غرض اور نیت درست ہوگئی تو اب بعد بیعت کے اگر وقت اور مہلت میسر ہو تو چندے شیخ کی خدمت میں رہے اور اگر اس کی نوبت نہ آوے تو غائبانہ ہی اس کی تعلیم پر بذریعہ مکاتبت کاربند ہو بلکہ اگر بیعت کے لئے بھی حاضر نہ ہو سکے تو غائبانہ بذریعہ خط یا کسی معتبر آدمی کے بیعت ہو جاتی ہے۔ اور بعضے امور فی نفسہ نیک ہیں اگر ان میں فساد عقیدہ نہ ہو مثلاً شجرہ پڑھنا کی حقیقت اس کی مقبولان الٰہی کے ساتھ توسل ہے دعا میں جو سنت سے ثابت ہے۔ ہمارے حال پر متوجہ۔ مطالعہ کتب تصوف کا اگر کوئی عالم منقول و معقول اور عارفین کا صحبت یافتہ ہو اس کے لئے مضائقہ نہیں ورنہ برہم زن دین و ایمان ہے۔ اس قسم کی کتابیں ہرگز نہ دیکھی جائیں جیسے مثنوی مولوی رومی۔ دیوان حافظ یا دوسرے بزرگوں کے ملفوظات و مکتوبات۔

تصوف کی حقیقت حق تعالی سے تعلق بڑھانا ہے۔ ہمت کا مقتضا تو یہ ہے کہ صاحب ذوق بنو۔ اگر اتنی ہمت نہیں تو خدا کے لئے انکار تو نہ کرو (تعلیم الدین ص ۷۱)

اہل اللہ کے دل اللہ تعالی کے نور سے روشن ہیں ان کے پاس رہنے سے دل میں نور آتا ہے اور جب نور آتا ہے تو ظلمت بھاگ جاتی ہے پس اس نور سے ہر چیز کی حقیقت کھل جاتی ہے اور شبہ جاتا رہتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اگر طبیعت میں سلامتی ہو تو بغیر پاس رہے صرف ان حضرات کو دیکھ لینا ہی کافی ہوتا ہے اور

اگر اس درجہ کی سلامتی نہ ہو تو البتہ چند دنوں صحبت کی بھی ضرورت ہے۔

تصور شیخ رابطہ اور وسیلہ بھی کہتے ہیں۔ اس قدر مذکور ہے کہ شیخ کی صورت اور اس کے کمالات کے زیادہ تصور کرنے سے اس سے محبت پیدا ہوتی ہے سب خیالات میں سے شیخ کا تصور زیادہ مفید ہے۔ جب مقصود حاصل ہو جائے تو شیخ کا تصور دل سے نکال دے۔ اور خود حق تعالیٰ کا براہ راست تصور کرلے تو بہتر ہے ورنہ صورت پرستی کی نوبت آجاتی ہے۔ کثرت تصور سے کبھی صورت مثالیہ روبرو حاضر ہو جاتی ہے

ہروقت کا معمول ہروقت اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھتے رہیں اور کبھی محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی پڑھا کریں۔ بس ہروقت ذکر ہی کا دھیان رکھیں اور خالی وقت میں تسبیح ہاتھ میں رکھیں۔ (کمالات اشرفیہ)

ثمرات پر نظر کرنا پریشانی ہے۔ یَا بَاسِطُ بعد عشاء ایک ہزار مرتبہ پڑھ لیا کریں۔ پریشان نہ ہوجئے اگر دل نہ لگے تو بے دل لگے ہوئے معمول ادا کرلیا کیجئے اور اگر پورا نہ ہوسکے تو تھوڑی مقدار میں کرلیا کیجئے۔ بالکل ناغہ نہ کرنا چاہئے۔ تھوڑا سا بھی ہوتا رہے تو برکت رہتی ہے کم وبیش کا خیال نہ کیجئے

مراقبہ

ماہیت وحقیقت حق تعالیٰ کی ذات وصفات، یا کسی مضمون کا دل سے اکثر احوال میں یا ایک محدود وقت تک اس غرض سے کہ اس کے غلبہ سے اس کے مقتضاء پر عمل ہونے لگے تدبر تام سے متوجہ ہونا اور اس کا تصور مواظبت کے ساتھ رکھنا مراقبہ کہلاتا ہے جو اعمال مقصودہ قلب میں سے ہے۔

نفس کو ملامت وزجر وتوبیخ کرے اور اگر خالی زجر وتوبیخ کافی نہ ہو تو کچھ سزا بھی تجویز کر کے عملدر آمد کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ۔ چاہئے کہ دیکھ بھال لے ہر شخص کہ کل قیامت کے لئے کیا چیز آگے بھیجی ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہے ہیں دوسرے یہ کہ حساب و کتاب کے آنے والے وقت کو مثل حاضر کے فرض کرلیا جاوے کہ گویا میں حق تعالیٰ کے روبرو حساب کے لئے کھڑا ہوں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ عبادت مطلوبہ کا نمونہ پیش کرو۔ وہ اگر پسند کے موافق ہوئی تو حساب میں رعایت کا سبب ہو جائے توجہ کی سہل صورت یہ ہے کہ کوئی لفظ یاد سے نہ پڑھے بلکہ مستقل ارادے سے پڑھے۔ اگر اس رسوخ میں دیر ہو تو گھبرائے نہیں بندہ رسوخ کا مکلف نہیں عمل کا مکلف ہے۔ جیسا کہ حاکم کو دیکھنے کا طبعی مقتضا ہے۔ مشاہدہ شاہد ہے کہ اگر حاکم کسی کام کا حکم دے اور خود ایسی جگہ کھڑا ہو کہ کام کرنے والا تو اس کو نہ دیکھے اور وہ اس کو دیکھے اور اس دیکھنے کی اس کو خبر بھی ہو تب بھی ایسا کام کرے گا۔ مراقبہ موت اور بعد الموت حالات قبر وقیامت کے سوچنے سے جو دل میں خوف پیدا ہوتا ہے وہ عین مطلوب ہے کیونکہ معین آخرت ہے

حدیث شریف میں ہے۔ جس نے تمام غموں کو ایک غم بنالیا اور وہ ہے آخرت کا غم، تو اللہ تعالیٰ اس کے دنیوی غموں میں کافی ہوگا۔ صاحب الہام ہونا حقیقت اس کی یہ ہے کہ بلاواسطہ فکر واکتساب کے کوئی حقیقت قلب میں القا ہو جائے۔ (یا ہاتف غیبی کی آواز آئے) کام کرتے رہو ثمرات کی فکر میں مت پڑو وہ اپنے وقت پر آپ ہو رہیں گے۔ بعض ناواقفان سلوک کو دیکھا ہے کہ خواب پر ان کو بہت ہی نظر ہوتی ہے۔ اچھے خواب نظر آجاتے ہیں تو اس کو منتہائے مقصود سمجھ کر ناز کرتے ہیں۔ اصل فکر حالت بیداری کی چاہئے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس سرہ السامی نے حجاب نورانی کو حجاب ظلمانی سے ارشاد فرمایا ہے

چونکہ لطائف کے جانب توجہ رکھنے سے طالب کو یکسوئی جلد ہو جاتی ہے اس لئے شیوخ اس کی جانب متوجہ کرتے ہیں اور اس مشغولی میں اگر کسی کو کچھ الوان وانوار نظر آ گئے تو پہلے اس کی بے وقعتی نہیں کرتے تاکہ یکسوئی میں ضعف نہ ہو جائے بلکہ جب یکسوئی کا ملکہ راسخہ پیدا ہو جاتا ہے تو اس کی جانب سے توجہ ہٹا دیتے ہیں (تربیت السالک صفحہ ۵۳۸)

اعمال پر استقامت کا اہتمام رکھنا ضروری ہے۔ اس سے احوال محمودہ ہر وقت کے مناسب خود بخود پیدا ہوتے۔ یہ بندہ ہے مگر خدا بن کر رہنا چاہتا ہے کہ میرا جی چاہے وہ ہو۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار میں شدت ہوئی تاکہ ثواب مضاعف ہو۔ غرض تفویض کلی عبدیت ہے اور اپنی تجویز سے امتیازی شان بنانا عبدیت کے بالکل خلاف ہے۔ مثلاً جب حق تعالیٰ کھانے پینے کو اچھا دیں اس وقت خستہ حالت میں رہنا ناشکری، نعمت کی بے قدری اور خلاف اطاعت ہے۔ کیونکہ جیسے شریعت نے یہ حکم دیا ہے کہ اپنے نوکروں کو تنخواہ دو۔ کھانا کپڑا دو۔ ویسے یہ بھی حکم دیا ہے کہ اپنی جان کو بھی راحت دو۔ پس جیسے نوکر خدا تعالیٰ کی مخلوق و مملوک ہے تمہاری جان بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق و مملوک ہے۔ اس لئے تم کو اپنے اندر بھی بدون اجازت کسی تصرف کا حق نہیں

حقیقت محبت طبیعت کا ایسی چیز کی طرف مائل ہونا جس سے لذت حاصل ہو (محبت کہتے ہیں) یہی میلان اگر قوی ہو جاتا ہے اس کو عشق کہتے ہیں۔

رضائے محبوب کو رضائے غیر محبوب پر ترجیح دینا ہے اور یہ محبت عقلی ہے (جو فرض اور واجب ہے) ایک قسم ایمان کو کفر پر ترجیح دینا ہے۔ اور یہ محبت کا ادنیٰ درجہ ہے۔ بدون اس کے بندہ مومن نہیں ہے اور حضور اکرم صلی اللہ وسلم کی تابعداری کی جائے اس کا طریقہ یہ ہے کہ

۱۔ دین کا علم سیکھیں

۲۔ اعمال میں ہمت کر کے ظاہرا بھی اور باطنا بھی شریعت کے پابند رہیں

۳۔ شق راحت کو اختیار کریں بشرطیکہ کوئی محذور شرعی لازم نہ آجائے کیونکہ راحت میں حق تعالیٰ سے محبت پیدا ہوتی ہے

۴۔ خدا تعالیٰ کے احکام کی پوری طرح اطاعت کریں کیونکہ جس کا کہنا مانا جاتا ہے اس سے ضرور محبت بڑھ جاتی ہے

حقیقت شہوت خلافت شریعت امور کو پسند کرنا شہوت یا خواہش نفسانی ہے اس کا جو اعلیٰ درجہ ہے یعنی کفر اور شرک وہ تو اسلام ہی سے خارج کر دیتا ہے اور جو ادنیٰ رجہ ہے۔ وہ کمال اتباع سے ڈگمگا دیتا ہے اس کی تین قسمیں ہیں

اول۔ بدعت، جو علوم اور عقائد سے متعلق ہے

دوسری۔ معصیت، جو اعمال کے متعلق ہے اور تیسری قسم رائے جو احکام تکوینیہ کے متعلق ہے اور خواہش نفسانی میں یہ خاصیت ہے کہ راہ مستقیم سے ہٹا دیتی ہے۔ ہر شخص کو اپنی خواہش پورا کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اگر حاکم ان افعال سے نہ روکے تو سیکھئے کیا ہو۔ دیکھئے نافرمانی ہوتی کیوں ہے۔ فرض کیجئے نماز نہ پڑھنے کا سبب یہ ہوا کہ نیند آرہی تھی۔ عشاء کا وقت ہوا مگر آرام میں خلل گوارا نہ ہوا۔ سو کر صبح کر دی آرام اور تن پروری خواہش نفسانی ہی ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

کوئی شخص ایماندار نہیں ہوتا جب تک اس کی خواہش اس چیز کے تابع نہ ہو جائے جس کو حق تعالیٰ کے پاس سے میں لایا ہوں یعنی شریعت ہر کام کو کرتے وقت سوچ لیا کریں کہ اس میں

نفس کو اگر لذت آتی ہے تو سمجھ لیں کہ یہ ضرور ایک فرد معصیت ہے۔ لذت سے مغلوب نہ ہو جائیں اور اس کی مضرت کو پیش نظر رکھیں۔ علاج یہی ہوتا ہے ریاء کی اصلیت یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اپنی عبادات اور عمل خیر کے ذریعہ سے وقعت و منزلت کا خواہاں ہو

دعائے عافیت دارین سوال کرنا کہ مجھ کو چار روٹی دو اور ایک پیالہ سالن کا دو اور ایک آبخورہ پانی کا دیدو۔ عرف سائل کی زیادہ ذلت وخشیت ودنائیت پر دال ہے اور جس قدر سائل اپنی ذلت زیادہ کرتا ہے اسی قدر وہ ذلت جالب ترحم ہوتی ہے۔ وہ دن ماتم کا ہو گا جس دن یہ سمجھو گے کہ جیسی حالت چاہئے تھی ویسی ہو گئی کیونکہ اس درگاہ میں تو حضرات انبیاء علیہم السلام بھی اپنی حالت کے متعلق یہی فرمایا کرتے ہیں کہ جیسی چاہتے ہیں ویسی نہیں ہے مَاعَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ کا حال ہوتا ہے

اگر آپ کو آثار ہیبت اور سوظن بنفسہ کا زیادہ غلبہ ہوا کرے تو یہ سوچا کیجئے کہ بیش بریں نیست کہ ہم ہر حالت میں ناقص اور عاصی ہیں تو خدا تعالیٰ کے یہاں جس طرح کاملین کی نجات ہوگی اسی طرح تائبین کی بھی ہوگی۔ اگر صدر نشین نہ ہوں گے تو صف نعل ہی میں جگہ مل رہے گی۔ اگر اولیت نہ ہوگی تو جوتیاں لگنے کے بعد ہی سہی۔ بس یہ سمجھ کر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کی کثرت کرنی چاہئے۔ (اشرف المسائل)

شب کے اخیر میں تاریکی کے بعد ایک نور صبح کاذب پھر دفعتا تاریکی پھر دوسرا نور آتا ہے جس کو صبح صادق کہتے ہیں۔ موسمی بخار ہوتا ہے مگر علاج اس کا یہی ہے کہ بخار کا نسخہ پیا جائے اس کی سعی بیکار ہے کہ بخار ہی نہیں آوے۔

گرفتاری سے مراد مطلق تعلق نہیں تعلق مغلوب مذموم نہیں۔

حق تعالیٰ کی عادت اپنے محبین کے ساتھ جاری ہے کہ جب ان سے کوئی امر ان کے مقام کے منافی صادر ہو جاتا ہے تو ایک نوع کے حجاب سے ان کی تادیب کی جاتی ہے اور جب وہ اس کی تلخی چکھ چکتے ہیں تو ان پر کرم کی بارش فرمائی جاتی ہے۔

ذکر سے قلب کا اطمینان اطمینان کا سبب ایک نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ مومنین کے قلب پر فائز فرماتا ہے۔ جس سے پریشانی اور وحشت جاتی رہتی ہے خضر علیہ السلام کو علم لدنی بھی عطا کیا گیا ہے۔ بلکہ الہام سے معلوم ہوں۔ جو عقل و شریعت اور حواس سے معلوم نہ ہو سکیں قولہ تعالیٰ وَرَبَطْنَا عَلٰی قُلُوْبِھِمْ الخ (سورہ الکہف) ترجمہ۔ اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کر دیا اور یہی حالت ہے سالک صادق الارادہ کہ اس کے قلب اور سر کو مضبوط کر دیا جاتا ہے پھر وہ بلا کی پرواہ نہیں کرتا اور مصیبتوں سے متحیر نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ اس کا خبر گیر اور کفایت کرنے والا ہو جاتا ہے اور سلوک کی وادیوں میں اس کو گزارتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاتا ہے اور اس کے پاس اس کو قرار ہو جاتا ہے وقت معین پر ذکر کرنے میں زیادہ نفع ہے اگر تکان معلوم ہو تو ذکر کم کر دے اور تقویت مزاج کی بہ مشورہ کسی طبیب کے تدبیر کرے۔ رات کو کھانا کم کھانا اور سویرے کو کھانا اور پانی کم پینا اور سوتے وقت سورہ کہف کی آخری آیتیں اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے آخر سورہ تک آخر رات میں اٹھنے کے لئے بیحد مفید ہے۔ ذکر میں اگر لذت نہ آوے تو پریشان نہ ہو۔ جس روز لذت آجاوے اس کو غذا جس روز لذت نہ آوے اس کو دوا سمجھے۔ مومن کے کانٹا چبھنا بھی ضائع نہیں جاتا۔

مولوی سے مراد عالم باعمل ہے جس کا نام چاہے آپ درویش رکھ لیجئے جو فرمایا کہ تعلیم اخلاق کو درس سے خارج کر دینے کی مضرتیں علماء کی اس فن سے بے خبری کی بدولت اس لئے چاہئے کہ

اخلاق کی کتابوں کو درس میں داخل کریں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ احکام اسلام میرے لئے بہت بہت زیادہ ہو گئے ہیں کوئی ایسی بات بتلا دیجئے جس کو یاد کرلوں اور اس کے موافق عمل کرتا رہوں۔ آپ نے فرمایا قل امنت باللہ ثم استقم بس کہو کہ اللہ پر ایمان لایا پھر استقامت کے ساتھ رہو۔

عمر بھر میں ایک بار کلمہ شریف کا اعتقاد کرلینا اور زبان سے کہہ لینا کافی ہے۔ کسی وقت اس کی ضد کا اعتقاد و اظہار نہ ہو۔ دنیا کی ناکامی خود شعار ہے مقبولین کا یہ حقیقت ہے تفویض کی جس کی ابتداء کے ہاتھ میں اپنے کو سپرد کردینے سے ہوتی ہے۔

نماز میں حضور قلب نماز فعل مرکب ہے پس احضار قلب یہ ہے کہ اس کے اعمال واقوال کو حفظ سے ادا نہ کرو بلکہ ارادہ اور توجہ سے ادا کرو، کہ اب زبان سے یہ نکال رہا ہوں اب یہ لفظ کہہ رہا ہوں اور اب رکوع میں جاتا ہوں، اب سجدہ کر رہا ہوں، ہر ہر فعل اور ہر ہر لفظ پر جدید ارادہ احضار قلب حاصل ہو جائے گا۔ ایک ہے حضور قلب وہ درجہ اختیاری نہیں جس کی سالکین کو طمع ہے جو درجہ حضور کا احضار ہے وہ تو اختیاری ہے

حدیث میں ان کے لئے صرف دعا آئی ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ شَوۡقًا اِلٰی لِقَائِکَ سو مجاہدہ وغیرہ حصول شوق کی غرض سے نہ کرو۔ نہ شیخ سے اس کے حصول کی تدبیر پوچھو۔ نہ اس سے یہ شکایت کرو کہ ہمارے اندر شوق پیدا نہیں ہوا بلکہ اس کے لئے محض دعا کرو۔ حدیث میں ہے کہ "تو مومن کو اس حال میں پائے گا کہ جو عمل اس کی طاقت میں ہو اس میں کوشش کرتا ہے اور جو اپنی طاقت میں نہ ہو اس پر افسوس کرتا ہے"

لغو باتوں کا تدارک تدارک بھی ہے وہ یہ ہے کہ جب دو چار آدمی جمع ہو کر باتیں کریں تو باتیں ختم کرنے سے پہلے کچھ ذکر اللہ اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی کرلیا کو۔ یہ کہہ لیا کریں سُبۡحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ وَسَلَامٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ علماء نے لکھا بھی ہے کہ یہ کفارہ مجلس ہے۔ میرے گناہ اس قدر ہیں یا اس توبہ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ یہ بھی حماقت اور شیطان کا جال ہے۔ خدا تعالیٰ اور اس کی صفات کاملہ کے سامنے سارا عالم بھی نافرمان ہو جاوے تو ان کا ذرہ برابر بھی کچھ نقصان نہیں ہو سکتا نہ ان کو عفو وکرم سے مانع ہو سکتا ہے۔ مشہور ہے کہ ایک مچھر بیل کے سینگ پر جا بیٹھا۔ جب وہاں سے اڑنے لگا تو بیل سے معذرت چاہی کہ معاف کیجئے گا کہ آپ کو میرے بیٹھنے سے بہت تکلیف ہوئی ہوگی بیل نے کہا ارے بھائی مجھ کو تو خبر بھی نہیں ہوئی تو کب بیٹھا کب اڑا۔

فرمایا کہ نفس وشیطان کے گناہ کرانے میں اکثر فرق یہ ہے کہ اگر بار بار ایک ہی گناہ کا تقاضا ہو تو یہ نفس کی جانب سے ہے اور اگر ایک دفعہ ایک گناہ کا تقاضا ہو پھر اس سے رک جانے کے بعد دوسرے کا تو یہ شیطان کی جانب سے ہے۔ شیطان صرف مشورہ دیتا ہے اصل داعی نفس ہے۔ معاصی کا نفس میں جو تقاضا ہوتا ہے اس تقاضے پر عمل نہ کرے ذکر اس میں معین ہوتا ہے۔ پھر اصل علاج میں شیخ کی ضرورت ہوتی ہے پھر شیخ کے معاملہ میں طالب کے ذمہ دو چیزیں ضروری ہیں۔ ایک اتباع دوسری اطلاع۔

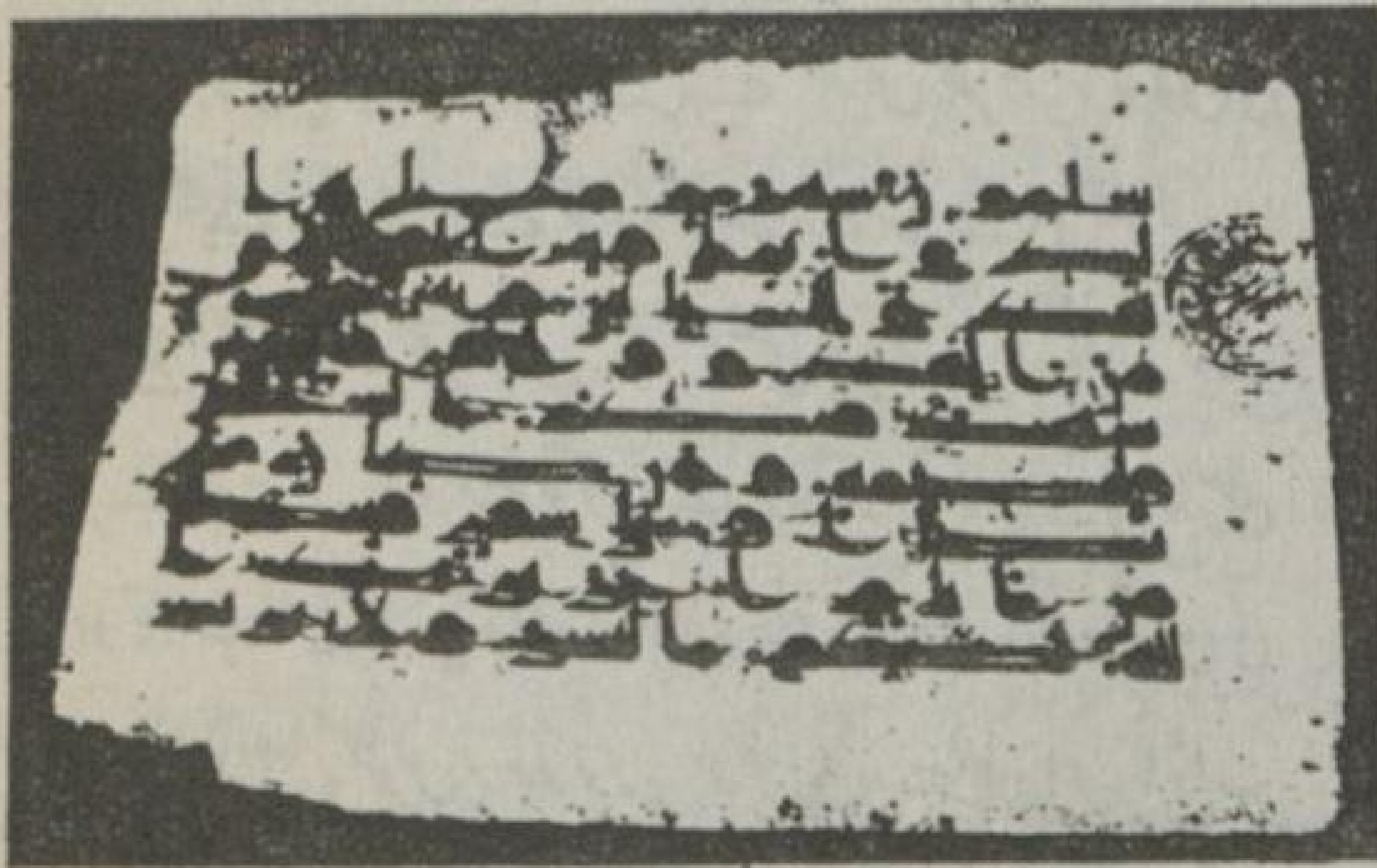
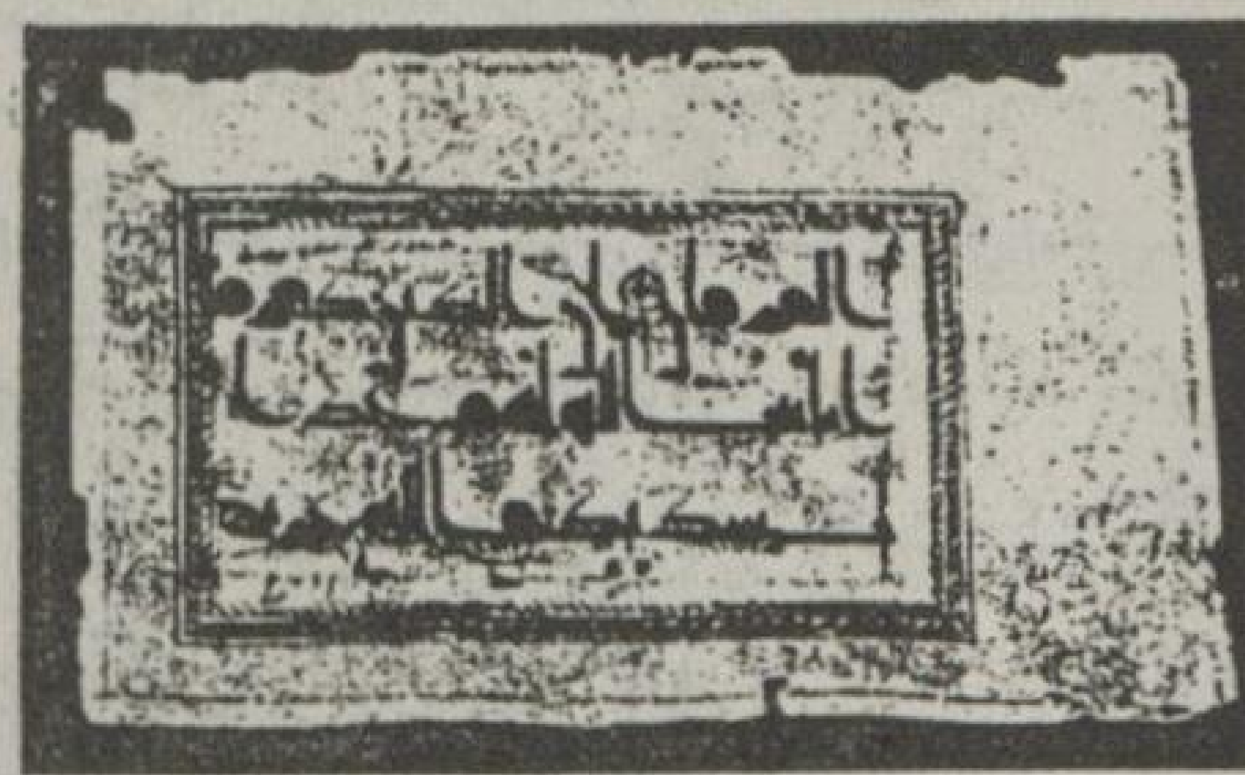
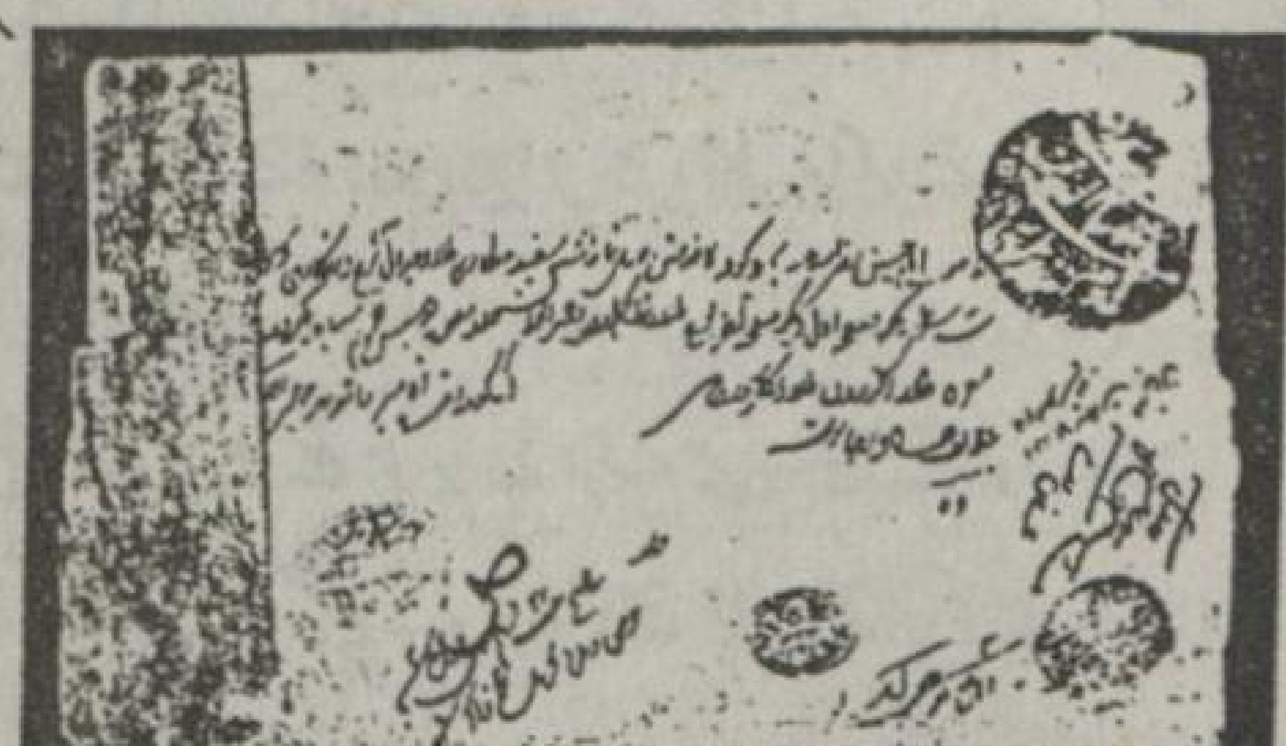
درود شریف جیسے ہم بادشاہ سے شاہزادے کے متعلق ایسی بات کی سفارش کریں جو بادشاہ خود اس کے لئے کرنے والا ہے تو ظاہر ہے کہ ایسی سفارش کیوں رد ہوگی۔ خواہ قلیل ہی کی توفیق ہو اور ہمیشہ کے لئے بھی توفیق کی امید نہ ہو۔ مثلاً یہ خیال کرے کہ آج کی دو رکعت بھی کیوں چھوڑیں۔ شاید یہی نجات کا سبب ہو

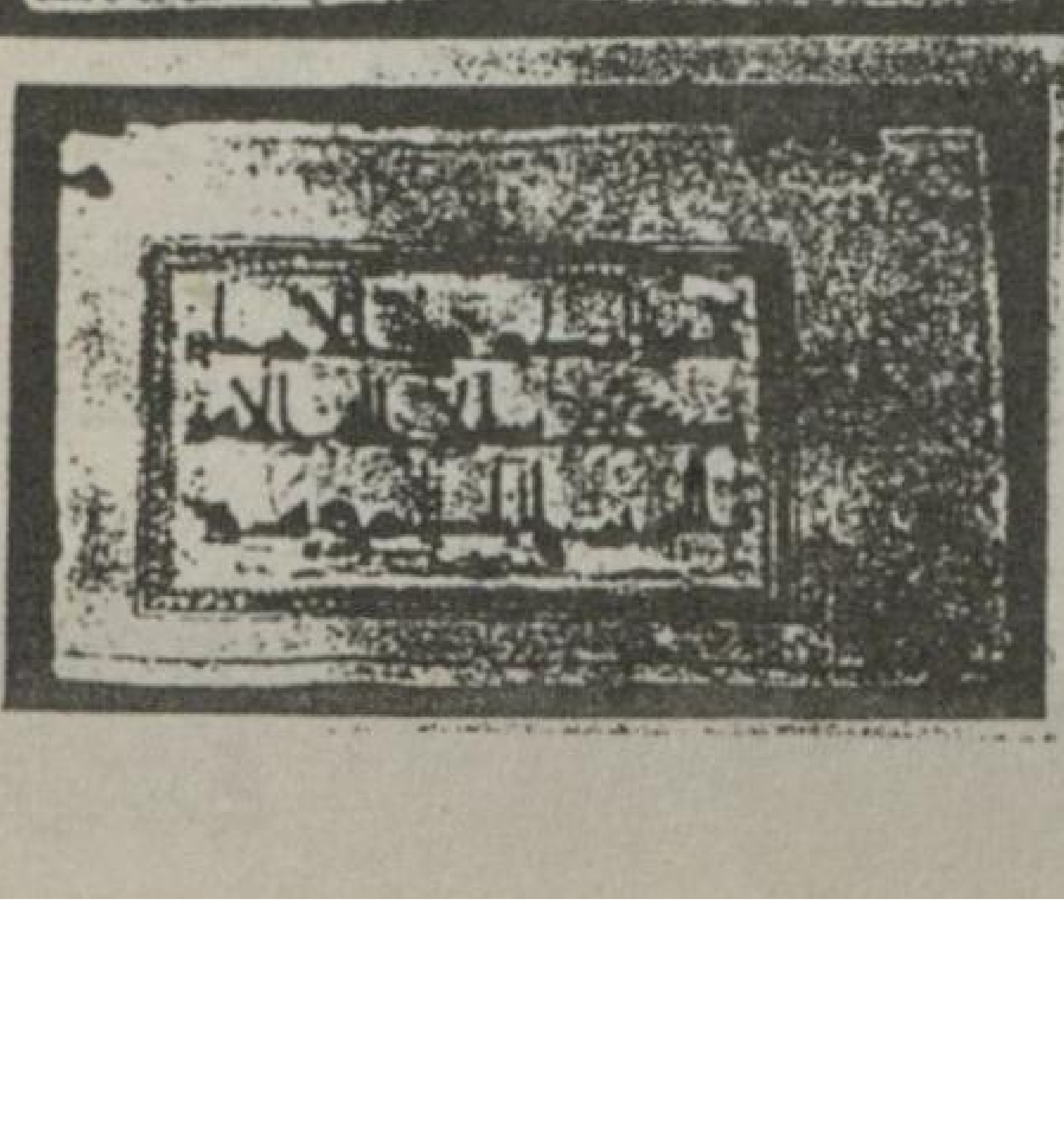
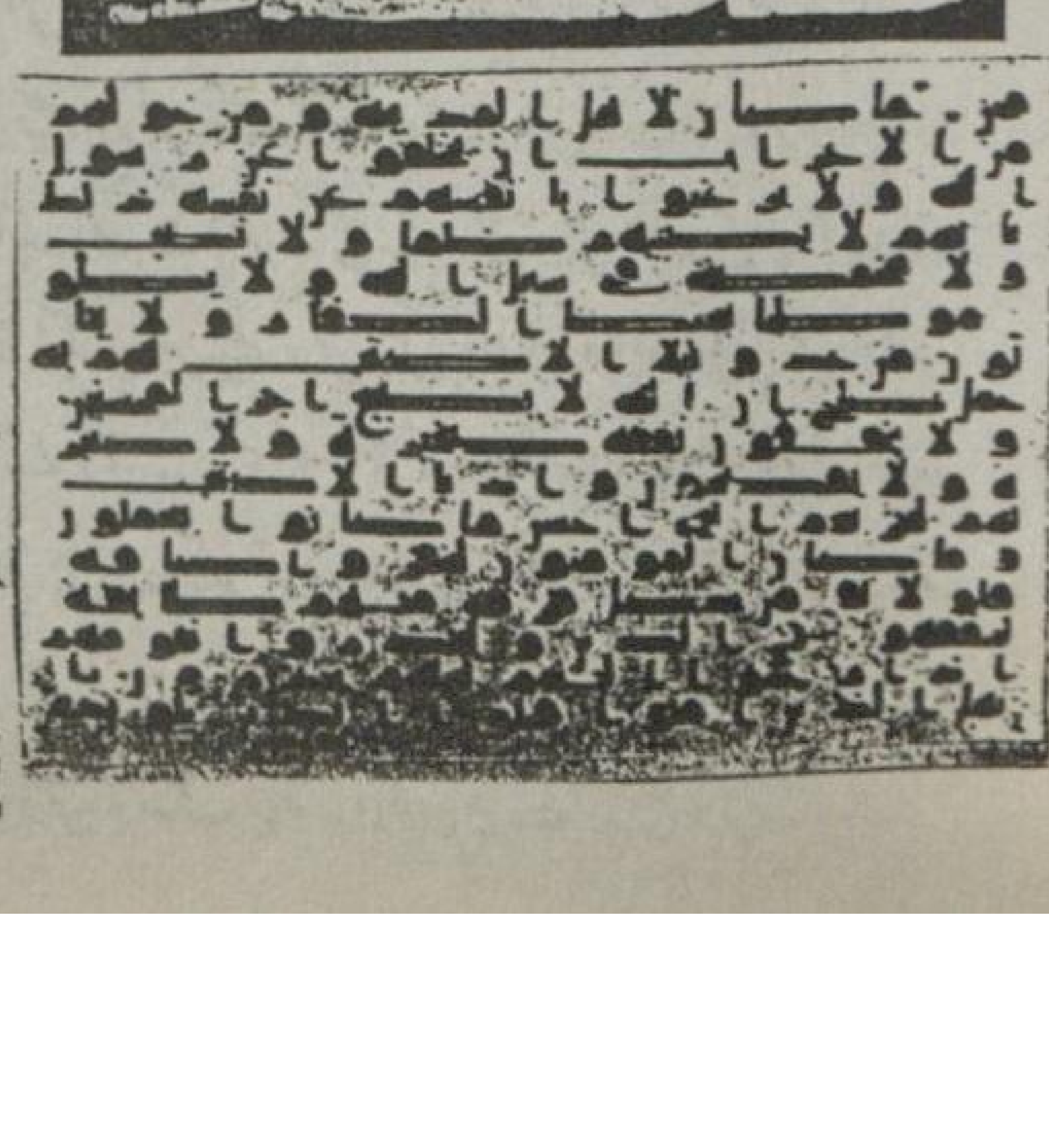
جائیں سو اس طریق سے کام کر کے دیکھو کیا سے کیا ہوتا ہے۔

اعمال محدود اور جزا غیر محدود اور یہ جو میں نے کہا کہ وہ جزا برائے نام ہے ورنہ محض عطا ہی ہے اس کی دلیل خود قرآ نمیں ہے۔ جَزَاءً مِّن رَّبِّكَ عَطَاءً حِسَابًا اس تقریر سے اس شبہ کا بھی جواب ہو گیا کہ اگر وہ جزا ہے تو عطا کیسی اور اگر عطا ہے تو پھر حساب کیسا؟ جواب یہ ہے کہ جزاء صورۃ ہے۔

مسلمانوں کے لئے صرف یہی ایک چیز ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے راضی کرنے میں لگا رہے اگر وہ راضی ہیں تو اس نے سب کچھ پالیا اور حاصل کر لیا اور اگر یہ نہیں تو اگر تمام دنیا و مافیہا بھی اس کو مل جائے تو ایک مچھر کے پر کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتی۔ (اشرف السوانح)

ایک ضروری مراقبہ یہ ہے کہ ہر کام کے وقت یہ سوچ لیا جاوے جو کام ہم کر رہے ہیں یا کرنے والے ہیں یہ آخرت میں مضر ہے یا مفید۔ اس مراقبہ کے لئے کوئی وقت معین نہیں۔

مغل بادشاہ شاہ جہاں کی مہر کی تصدیقی سند

ورق قرآن مجید، کتابت منسوب حضرت زین العابدین

محفوظ خزانہ امام رضا مشہد

2, 3, and 4 Some pages of the Holy Quran written on thin skin by Hazrat Hussain (R.A.) which had been lodged in the treasuries of the Mughal Kings in India, some time after the Karbala tragedy.

جمال الاولیاء یعنی کرامت

بادشاہ نے حضرت شیخ حنفی کی کچھ بے ادبی کی پھر سخت و ست کہا اور اللہ نے اسے بیمار کر دیا لاعلاج ہو کر بادشاہ نے کہا کہ ان کی خدمت میں کسی کو بھیجو کہ ان کا دل خوش کرے امراء دربار پیامات پہنچاتے رہے حتی کہ آپ کو رحم آگیا ایک روٹی زیتون کے تیل میں مالیدہ کی ہوئی بھیج دی اور ان لوگوں سے فرمایا کہ بادشاہ سے کہہ دو کہ یہ کھا لے اچھا ہو جائے گا اور پھر بے ادبی نہ کرنا ورنہ تمہاری گوشمالی کی جائے گی ایک بار ان کے پاس امیر یسق نے روپوں کا ڈھیر بھیج دیا آپ کرسی پر بیٹھے تھے اس میں سے مٹھیاں بھر بھر کر لوگوں کی طرف پھینکنے لگے اور اسے کل کو قاصد کے سامنے ہی ختم کر دیا یا اس کو د کہلا دیا کہ فقراء اس سے مستغنی ہیں اور یہ کہ اگر یہ لوگ دنیا سے محبت کرتے تو تمام لوگوں سے بڑھ کر ان کو یہ درجہ حاصل نہ ہوتا جب امیر کو یہ واقعہ پہنچا وہ حاضر ہوا اور دست بوسی کی شیخ نے فرمایا اس کنویں پر جاؤ اور یہ حوض پانی سے بھرو اس کا ثواب قیامت تک تمہارے اعمال نامہ میں درج ہو گا امیر نے اچکن وغیرہ اتار دی اور ڈول بہت بھاری تھی بڑی مشقت سے اوپر تک لایا تو اشرفیوں سے لبریز پایا حضرت شیخ سے ماجرا عرض کیا تو فرمایا اس کو کنویں میں الٹ دو اور پھر بھرو اسے دوبارہ بھرو تو ایسے ہی ہوا فرمایا کنوئیں سے کہہ دو کہ ہم کو پانی ہی کی ضرورت ہے

آپ کے پاس ایک مالکی قاضی امتحان کے واسطے آئے فرمایا اگر مجھ سے پوچھ سکا تو میں سجادہ فقر اپر بیٹھنا چھوڑ دوں گا جب قاضی صاحب آگئے تو پوچھنے لگے کیا فرماتے ہیں اس میں اور خاموش ہو گئے شیخ نے فرمایا جی پھر کہا کیا فرماتے ہیں اس میں اور خاموش ہو گئے پھر قاضی صاحب نے عرض کیا کہ میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں مگر اب بھول گیا پھر اپنا سر کھو استغفار کیا اور عہد کیا کہ فقراء پر ان کا اعتراض نہ کیا کرینگے

کسی مرید کو جو ریف کے متھا پر ہوتا پکارتے تھے وہ جواب دیتا تھا اگر فرماتے آؤ تو آجاتا تھا یا فرماتے تھے کہ یہ کرو تو وہ کر لیتا تھا ایک روز آپ نے غربی علاقہ کے قطور کے شہروں میں سے کسی شہر میں ابو طاقیہ کو آواز دی اس نے آپ کی آواز سن لی اور قاہرہ حاضر ہو گیا آپ کی خدمت میں اڑنے والے بزرگ حاضر ہوا کرتے تھے آپ ان کو ادب سکھلاتے تھے اور پھر ہوا میں اڑ جاتے تھے اور لوگ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے حتی کہ وہ نظر سے اوجھل ہو جاتے تھے اور دریائی لوگوں سے بھی ملاقات کرتے تھے کپڑوں سمیت سمندر میں گھس جاتے بہت دیر تک وہاں رہتے اور نکل آتے تھے مگر کپڑے نہ بھیگتے تھے آپ کی خانقاہ کے امام کو یہ واقعہ پیش آیا کہ جب وہ نماز کو چلے راستہ میں ایک حسین عورت نظر پڑی انہوں نے اسے دیکھ لیا جب خانقاہ میں پہنچے تو شیخ نے دوسرے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا

ان کے پاس ایک تو مبا تھا جس وقت جس چیز کی ضرورت ہوتی تھی وہ اس میں ہاتھ ڈالتے اور وہی چیز اس میں نکال لیا کرتے تھے

ابن تماز وغیرہ نے شیخ کو کسی سفارش کے قصہ میں برا کہا اور یہ ایک شیخ سے وابستہ تھے جو بڑے اولیاء میں سے تھے اور سطامی کہلاتے تھے شیخ محمد حنفی نے فرمایا ہمنے ابن التمار کو تباہ کر ڈالا ہے اس کے ساتھ ایک ہزار سطامی کیوں نہ ہوں پھر بادشاہ نے آدمی بھیجے اور ابن التمار کا گھر گروا دیا جو اس وقت تک ویران پڑا ہوا ہے ایک امیر نے حضرت شیخ کے ساتھ برائی کا قصد کیا کہ آپ کے سامنے ایک زہریلے برتن میں کھانا رکھا اور پیش کر دیا اور آپ کے برتن میں کسی کو ساتھ کھانے کی جرات نہ ہوتی تھی آپ نے اس میں سے کچھ تھوڑا سا تناول کیا پھر اٹھ کر خانقاہ تشریف لے گئے برتن مل جل گئے ان امیر کے دو لڑکے آئے انہوں نے شیخ والے برتن کو صاف کیا تو یہ دونوں مرگئے اور شیخ کو زہر نے کچھ

نقصان پہنچایا

ایک ــــ امیر جو اس شخص سے ٹکر لڑتا تھا یہ اس کا سر توڑ دیتا تھا غلاموں سے ٹکر لڑتا تھا اس نے قاصد سے یہ کہا کہ اپنے شیخ سے کہ دینا کہ خانقاہ میں بیٹھے رہیں اور اس سے مڈھیر نہ کریں ورنہ آپ کا سر توڑ دے گا قاصد نے آکر شیخ سے عرض کر دیا آپ نے اسے کوئی جواب نہیں دیا جب رات ہوئی تو اس نے سر کھولا اور دیواروں میں ٹکریں مار تا مار تا مر گیا بادشاہ کو خبر پہنچی تو کہنے لگا اس کو شیخ حنفی رضی اللہ عنہ نے قتل کر ڈالا اولیا کو برا کہنے سے غیرت و غضب حق و جوش میں آجاتا ہے بد دعا کرتے ہیں تاکہ آخرت کی سزائے عظیم اس سے ٹل جائے

آپ جنون کو حنفی مذہب کا درس دیا کرتے تھے ایک روز کسی کام کی وجہ سے مشغولی ہو گئی تو آپ اپنے داماد سید عمر کو بھیجا دیا اس دن سید عمر نے ان کو شیخ کے گھر میں پڑہایا یہ سید عمر کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک عورت جن نے شادی کرنا چاہی میں نے سید محمد رضی اللہ عنہ سے مشورہ کیا آپ نے فرمایا ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں ہے میں اس کے ساتھ زمین کے نیچے گیا تو اس نے اپنے بادشاہ کے سامنے یہ قصہ پیش کیا بادشاہ نے کہا کہ جو سید محمد نے کہا ہے میں اس پر اعتراض نہیں کر سکتا پھر بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ شیخ کے داماد سے اس ہاتھ سے مصافحہ کر جس ہاتھ سے تم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کیا تھا تاکہ یہ اس ہاتھ سے سید محمد سے مصافہ کر لیں اور ان کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مصافحہ کے وقت کے درمیان آٹھ سو سال کا فصل ہو جائے پھر اس جن عورت سے کہا کہ ان کو اس جگہ پہنچا آؤ جہاں سے لائی ہو آپ کا (پرائیوٹ سیکرٹری) ابن البارزی نے ایک دن دیکھا کہ آپ گھوڑے پر سوار ہیں اور امراء کی ایک جماعت جلو میں ہے اس نے اس پر انکار کیا اور کہا کہ یہ اولیا کا طریقہ نہیں ناظر خاص نے اس سے کہا اعتراض نہ کرو کیونکہ اولیاء کے حالات مختلف ہوتے ہیں ابن البارزی نے کہا کہ میں ضرور کسی کو بھیج کر یہ کہلاؤں گا کہ جب قافلہ حاضر ہو اور حضرت کو یہ پیام پہنچایا فرمایا اپنے آقا سے کہ دینا کہ تم ہمیشہ کے لیے معزول کر دئے گئے شاہ موید باللہ نے اس کے پاس قاصد بھیجا اور فرمان دیا کہ تم اپنے گھر بیٹھو اور پھر وہ معزول ہی رہا یہاں تک کہ اسی بادشاہ نے اس کو قتل کر دیا ہم اللہ تعالی کی پناہ مانگتے ہیں بزرگوں کے انکار سے سفارش بھیجی آپ کی ایک نیل گائے چوری چلی گئی اور چھے ماہ غائب رہی ایک دن شیخ نے خدمت گار لڑکے سے فرمایا کہ یا روضہ میں جاؤ اور فلاں دروازہ کو کھٹکھٹاؤ جب گھر والا باہر آئے اسی سے کہنا کہ وہ ہماری نیل گائے جو چھ ماہ سے تمہارے پاس ہے دیدو۔ س نے وہ دیدی تو فرمایا ہذہ بضاعتنارت یہ ہمارا مال ہمیں لوٹا دیا گیا ہے

شیخ کے پاس جب خرچ کے لیے کچھ نہ رہتا اپنے لوگوں سے قرض لے لیا کرتے تھے جب کچھ آتا ادا فرما دیتے تھے اس طرح آپ پر ساٹھ ہزار قرض ہو گیا تو شیخ کو بڑا فکر ہوا ایک دن ایک شخص ایک بڑی سی تھیلی لئے ہوئے حاضر ہوا اور یہ کہا کہ جس جس کا قرض شیخ کے ذمہ وہ آئے اور لے جائے اور سب قرض ادا کر دیا حاضرین میں سے کسی نے اس شخص کو نہ پہچانا آخر شیخ سے پوچھا فرمایا یہ قدرت کا صراف ہے اللہ تعالی نے اس کو ہمارا قرض ادا کرنے کے لیے بھیجا تھا

کسی کو دسترخوان پر یاد فرماتے تھے تو ان کی جانب سے ایک یا دو لقمے کھا لیتے تھے اور وہ ان کے پیٹ میں پہنچ جاتا تھا وہ چاہے جہاں ہوں اور پھر جب وہ آتے تو اس کو بیان کرتے

کوئی شخص کوئی مسئلہ پوچھتا آپ جواب دیتے یہاں تک کہ وہ سوال کرنا چھوڑ دیتا تو آپ فرماتے جواب میرے پاس نہ ہوتا تو میں لوح محفوظ سے جواب دیتا

ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت میں عیالدار ضرورت مند ہوں مجھے کیمیا بتا دیجئے فرمایا پورے ایک سال ہمارے پاس رہو اور شرط یہ ہے کہ جب وضو ٹوٹ جائے فوراً وضو کرو دو رکعت پڑھا کرو وہ رہ پڑا اور ایسے ہی کرتا رہا جب مقررہ مدت میں ایک دن باقی رہ گیا تو شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا فرمایا کل تمہاری حاجت پوری کریں گے پھر جب وہ حاضر ہوا تو فرمایا اٹھو اور کنویں سے وضو کے لیے پانی بھر لاؤ اس نے کنویں سے ایک ڈول بھرا تو وہ اشرفیوں سے لبریز تھا عرض کیا' حضرت اب تو ایک بال بھی اس کا خواہاں نہیں رہا فرمایا اس کو اسی کی جگہ گرا دو اور تم اپنے شہر چلے جاؤ کیونکہ اب سب کے سب کیمیا ہی ہو گئے ہو وہ اپنے وطن لوٹ گیا اور لوگوں کو اللہ کے راستہ کی دعوت دی اور بڑا نفع پہنچا

شیخ شمس الدین بن کیتلہ کہتے ہیں کہ جب نماز پڑھتے تھے ان کی داہنی جانب چار روحانی اور چار جسمانی نماز پڑھتے تھے جن کو سوائے شیخ اور چند خواص کے اور کوئی نہیں دیکھتا تھا۔

نیل کے دریائی آدمی کی زیارت کے لیے روضہ میں آپ کے مکان پر آیا کرتے تھے اور آپ لوگ ان کو دیکھتے تھے آپ کی صاحبزادی ام المحاسن کہتی ہیں کہ ایک بار یہ لوگ زیارت کو آئے سبز چادریں اور نہایت پاکیزہ لباس پہنے ہوئے تھے مغرب کی نماز آپ کے ساتھ پڑھی اور کپڑوں سمیت دریا میں گھس گئے میں نے عرض کیا کہ حضرت پانی میں ان کے کپڑے نہیں بھیگتے آپ نے تبسم فرمایا اور فرمایا یہ لوگ دریا ہی میں رہنے والے ہیں ایک مرتبہ

ایک شخص کو یہ حکم دیا کہ قاہرہ کے گلی کوچوں میں اور بازاروں میں بلند آواز سے ندا دو اے مسلمان تم کو شیخ محمد حنفی حکم دیتے ہیں کہ پانچوں اور خصوصاً عصر کی نماز کی پابندی کیا کرو آپ کا یہ اعلان تمام شہروں میں مشہور ہو گیا کہ شیخ نے اس کا حکم دیا ہے سننے والوں میں سے کسی نے منادی کرنے والے پر اعتراض کیا کہ یہ شیخ حنفی کا حکم نہیں ہے یہ تو حق تعالیٰ جل شانہ کا حکم ہے وہ درویش شیخ کی خدمت میں واپس آیا اور واقعہ عرض کیا شیخ خاموش ہو گئے وہ تیسرے روز مر گیا۔ ایک درویش نے آپ کا لباس دیکھا جو بادشاہوں کے مناسب حال تھا۔

عرض کیا کہ آپ یہ لباس جو بدن مبارک پر ہے اتار دیں اور یہ جبہ جو اس کے پاس تھا پہن لیں پھر ہم دونوں قرافہ چلیں شیخ نے قبول فرمایا اور دونوں چل دئے راہ میں ایک امیر نے شیخ کو دیکھا پہچان لیا اور گھوڑے پر سے اتر پڑا اور خود لباس پہنے ہوئے کو اتار کر پیش کیا اور شیخ کو خدا کی قسم دی کہ اسے قبول فرمالیں اور پھر اس کے خدام شیخ کے ساتھ ہوئے اور خانقاہ تک پہنچا گئے شیخ نے اس درویش سے فرمایا بیٹا دیکھا ہم کیا چیز ہیں (کہ اپنی رائے سے کوئی لباس اختیار کریں)

ان درویش نے توبہ کی پھر تا وفات شیخ کی خدمت میں رہے

قبرستان کی زیارت کو تشریف لے جاتے اہل قبور کو سلام کرتے اور اہل قبور ایسی آواز سے جواب دیتے تھے کہ ساتھ کے لوگ سن لیتے تھے

شیخ جب کسی شریر گھوڑا پر ہاتھ رکھ دیتے تھے اور شرارت سے باز آجاتا تھا اور حضرت خضر علیہ السلام بار بار آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کی داہنی جانب بیٹھتے تھے آپ کھڑے ہو جاتے اور حجرہ میں جاتے تو حجرہ کے دروازے تک پہنچاتے تھے آپ کی وفات سن ۸۴۷ھ میں ہوئی

محمد بن حسن الخمینی آپ کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے مجھے تمام چیزوں کے ذکر کی کیفیتیں دکھا دی یہاں تک کہ درختوں اور پتھروں کو مختلف الاذکار دیکھا ہے۔

ابو عبداللہ الواسطی آپ قندیلوں کو گل کر کے سوئے تھے پھران کو اشارہ کیا تو سب روشن ہو گئے اور آپ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ احمد نخال آپ کے پاس آئے تو آپ کی سات آنکھیں دیکھیں ان کو غش آگیا ہوش میں آئے تو شیخ نے فرمایا جب آدمی کامل ہو جاتا ہے تو دنیا کی اقلیموں کی تعداد کے موافق اس کی سات آنکھیں ہو جاتی ہیں

شیخ نے تین گدھے طلب فرمائے اور فرمایا سوار ہو لو ہم شیخ کے ہمراہ سوار ہو لئے اور قاہرہ چل دیئے شیخ بادشاہ کے محل کے نیچے جا کر بیٹھ گئے اور خوب غور سے دیکھنے لگے لوگ ابن عمر کو بیڑیاں پہنا دیئے قلعہ کی طرف لے جارہے تھے آپ نے ابن النخال سے فرمایا تم اس شخص کے پیچھے پیچھے جاؤ جب تم بادشاہ کو دیکھو کہ وہ ناراض ہونے لگے اور اس کے قتل کا حکم دے دیں تو تم شہادت کی انگلی کو انگوٹھے کے اوپر رکھ کر اس پر حملہ کر دو تو جس قدر لوگ اس مجمع میں ہونگے سب کے سانس رکنے اور گلے گھٹنے لگیں گے یہاں تک کہ بادشاہ کا بھی ابن النخال اس کے پیچھے پیچھے ہوئے جب بادشاہ ناراض ہوا تو انہوں نے جو کچھ شیخ نے فرمایا تھا کیا بادشاہ چلایا چھوڑ دو چھوڑ دو اور اس کو انعام دو پھر اس کی تمام جماعت نے زعفران لگائی اور ابن النخال چلے آئے اور شیخ سے عرض کیا

شیخ احمد زاہد کسی کو اس وقت تک سجادہ پر بیٹھنے کی اجازت نہ دیتے تھے جب تک اس سے کوئی کرامت ظاہر نہ ہو جاتی

محمد بن احمد فرغل آپ کے پاس ایک پادری آیا اور زرد رنگ کے خربوزہ کا اشتیاق ظاہر کیا موسم اس کا نہ تھا مگر آپ نے لا دیا اور فرمایا اپنے پروردگار کی عزت کی قسم کوہ قاف کے پیچھے سے مل سکا ہے

آپ بار بار بیان فرمایا کرتے تھے کہ میں حضرت حق جل و علاشانہ کے سامنے عرش کے نیچے چل رہا تھا حق تعالیٰ نے مجھے یہ فرمایا اور میں نے یہ عرض کیا قانیون میں سے ایک شخص نے اس کی تکذیب کی آپ نے اس کو گونگا ہونے کی بد دعا دی تو وہ وفات تک گونگا ہی رہا

ایک نصرانی عورت آپ کی معتقد تھی جو بلاد فرنگ میں رہتی تھی اس نے نذر کی تھی اگر اللہ تعالیٰ نے اس کے لڑکے کو صحت دیدی تو وہ شیخ فرغل صاحب کے واسطے ایک فرش بنائے گی آپ بیاں فرمایا کرتے تھے کہ لو اب ان لوگوں نے فرش کی اون کات لی لو اب ان لوگوں نے کتی ہوئی اون کو کیلون پر لپیٹ لیا

اور وہ فرش لے لے کیونکہ وہ اب دروازہ تک پہنچ گیا ہے اور سب باتیں ایسی ہی نکلیں تو آپ نے ایک سبز خوشہ لیا اور خرمن کے اوپر ڈال دیا اور جلا دیا لوگوں نے شور مچایا کہ اس مجنون نے خرمن کو جلا دیا ان کو پکڑا اور مارا تو انہوں نے کہا کہ میں نے آگ سے کہہ دیا تھا کہ تو میرے خوشہ کو ہی جلانا اور بس اب تم لوگ دیکھ لو دیکھا تو سوائے خوشہ کے اور کچھ نہ جلا تھا

آپ نے ایک شخص سے کہا کہ تم اپنی لڑکی کا نکاح مجھ سے کر دو اس نے جواب دیا اس کا مہر تمہارے لئے بہت زیادہ ہو گا فرمایا کیا مہر چاہتے ہو اس نے کہا چار سو اشرفیاں فرمایا فلاں فلاں صراف عورت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ فرغل نے کہا ہے کہ ایک تھیلی اشرفیوں کی اور ایک روپوں کی بھر دو اس نے دو تھیلیاں بھر کر دیں ابن الزرازیری حاضر ہوا تو فرمایا ہم نے تم کو فلاں مقام سے فلاں تک کا والی بنا دیا تو بادشاہ نے ان کو صعید کے چار صوبوں کا والی مقرر کر دیا

محمد بن حمزہ جو آق شمس الدین آپ جس طرح روح کے طبیب تھے جسم کے بھی طبیب تھے طب ظاہری میں آپ کی

تصانیف بھی ہیں روایت میں ہے کہ جڑی بوٹیاں آپ کو پکار پکار کر کہا کرتی تھیں کہ میں فلاں فرض کی دوا ہوں جب سلطان محمد خان نے فتح قسطنطنیہ کا قصد کیا۔

فرمایا کہ عنقریب فلاں روز سنحوۃ الکبری کے وقت مسلمان قلعہ کے فلاں حصہ میں داخل ہو جائیں گے

اندیشہ ہوا کہ نہ معلوم شیخ کی پیش گوئی پورا نہ ہونے کی وجہ سے شیخ پر کیا ظلم کر گزرے خیمہ کی رسی ذرا اٹھائی اور دیکھا کہ شیخ زمین پر سجدہ میں ہیں سر کھلا ہوا ہے گریہ وزاری جاری ہیں میں نے اپنا سر نہیں اٹھایا تھا کہ شیخ اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور یہ کہا کہ اللہ تعالی کا شکر ہے جس نے قلعہ کے فتح کا ہم پر احسان فرمایا سارا لشکر قلعہ میں داخل ہو چکا تھا شیخ کی دعاء ساتوں آسمانوں کو چیر کر جاتی تھی

کتب تاریخ میں روایت تھی کہ حضرت ابو ایوب انصاری کی قبر مبارک قسطنطنیہ کی چار دیواری کے قریب کسی جگہ ہے حضرت شیخ سے درخواست کی گئی کہ آپ وہ جگہ معین فرمائیں آپ تشریف لے گئے اور دیر تک مراقب رہے پھر فرمایا ان کی روح میری روح کی طرف متوجہ ہوئی اور اس فتح کی مبارک باد دی اور فرمایا اللہ تعالی نے تم لوگوں کی کوشش کو قبول فرمالیا ہے تم نے ظالم کفار کے قبضہ سے مجھے چھڑا دیا یہ خبر سلطان محمد خان کو پہنچی تو وہ اس جگہ حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضرت ابو ایوب انصاری کی قبر کے باب میں حضرت والا کی تصدیق تو کرتا ہوں لیکن ایک فرمائش ہے کہ میرے واسطے قبر مبارک کی کوئی ایسی علامت مقرر فرمادیں جس میں خود اپنی آنکھ سے دیکھ لوں اور اس میں سے میرے دل کو اطمینان ہو جائے پھر شیخ کچھ دیر اور مراقب میں رہے اور فرمایا اس جگہ کو قبر کے سرہانے کی طرف سے دو ہاتھ کھو دو ایک سفید پتھر نکلے گا جس پر عبرانی زبان میں کچھ لکھا ہو گا جس کا ترجمہ یہ ہے

اور آپ نے کچھ مضمون فرمایا جب لوگوں نے دو ہاتھ کھود لیا تو ایک سفید پتھر نمودار ہوا جس پر کچھ لکھا ہوا تھا جو شخص اس کو پڑھ سکا اس نے پڑھا اور ترجمہ کیا اس کا مضمون وہی تھا جو شیخ نے بیان فرمایا تھا سلطان حیران رہ گیا اور اس پر ایک عجیب حال طاری ہو گیا اگر لوگ سنبھال نہ لیتے تو وہ گر پڑتا پھر سلطان نے اس جگہ ایک قبہ اور جامع مسجد اور حجرے بنانے کا حکم دیا اور شیخ سے درخواست کی کہ آپ مع مریدوں کے یہاں قیام فرمائیں مگر شیخ نے قبول نہیں فرمایا اور بادشاہ سے اجازت طلب کی کہ اپنے وطن لوٹ جائیں سلطان نے آپ کی دلداری کے لیے اجازت دے دی جب اپنے وطن قصبہ کو نیک پہنچے وہاں ایک زمانہ تک قیام فرمایا اور وہیں دفن ہوئے اس کو شفائق نعمانیہ میں بیان کیا ہے

محمد بن علی باعلوی علم و عمل وولایت کے آئمہ میں سے ہیں بعض دفعہ بغیر بارش و بادل کے سیلاب فرماتے کہ پی لو غسل کر لو مگر کسی کو خبر نہ کرنا غسل کیا تو اس میں زعفران کی خشبو ن زعفران کا رنگ پایا کپڑوں سے ایک مدت خوشبو وفات ۸۶۳ھ مقبرہ زنبل میں دفن

سملالی سید حسینی شاذلی دلائل الخیرات والے آپ کے ہاتھ پر بہت بڑی مخلوق نے توبہ کی اور آپ کا ذکر آفاق عالم میں شہرت بڑے خرق عادات اور بڑی بڑی کرامتیں نعش مبارک کو مراکش نقل کیا گیا تو آپ کو ایسا ہی پایا جیسے دفن کئے گئے تھے بنوانیکا نشان ایسا ہی تازہ تھا چہرہ پر انگلی رکھ کر چلائی تو اس کے نیچے سے خون ہٹ گیا جب انگلی اٹھائی تو خون لوٹ آیا جیسے زندہ آدمی میں ہوتا ہے۔ اور یہ پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود شریف پڑھتے رہنے کی وجہ سے ان کی قبر سے مشک کی خوشبو آتی ہے آپ کی وفات ۸۷۰ھ میں ہوئی ہے نماز کا جو وقت آیا ایک بچی نے ایک بالاخانہ سے کہا کہ آپ تو وہ ہیں کہ آپ

کی نیکی کے تذکرے ہیں اس نے کنویں میں تھوک دیا تو کنویں کا پانی زمین کے اوپر ابل پڑا شیخ نے وضو سے فارغ ہونے کے بعد اس سے فرمایا تم کو خدا کی قسم یہ بتاؤ کہ تم نے یہ کیسے حاصل کیا اس نے عرض کیا اس ذات پر کثرت سے درود شریف پڑھنے سے آپ نے قسم کھائی کہ حضور کے درود شریف کے باب میں ء ایک کتاب تصنیف کریں گے کہ آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ میں آپ کو کیمیا سکھلا دوں گا فرمایا حجرہ میں جاؤ اور عمل کرو اور مجھے دکھاؤ اگر مجھے پسند آگیا تو سیکھ لوں گا پھر وہاں دیا سلائی بھڑک گئی اور اس کی داڑھی و چہرہ جلا ڈالا اور یہ اسی حال میں باہر آیا تو فرمایا ہمیں ایسی چیز کی ضرورت نہیں جو داڑھی اور چہروں کو جلائے

ابو عبداللہ محمد بن مهنا القرشی المینی

صاحب کشف و کرامات ہیں قدم میں صدھا کی مسافت قطع کر لیتے تھے جونا شریہ سے قریب آپ کی قبر مشہور ہے قبر کی زیارت کی تو اس پر ایک نور میں مشعلوں کی طرح دیکھا ہے

ابو عبد اللہ محمد بن عثمان نزیلی فقیہ علم و تقوی میں مشہور کوئی بڑا حاکم زبردست لشکر لے کر لوٹنے کے لیے پہنچا زیدی فرقہ کا تھا شیخ کو بہت شاق گزرا اور آپ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک قصیدہ کہا اور آپ کے وسیلہ سے نجات چاہی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے اللہ تعالی سے دعا کی ہے کہ مجھ سے کھانے اور عورت اور نیند کو خواہش زائل فرمادیں زائل ہو چکی تھیں

محمد ابو المواہب شاذلی بڑے عارفین اور ائمہ علمائے عالمین میں سے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بہت ہی کثرت سے کیا کرتے تھے عرض معروض کرتے پھر دوبارہ خواب میں زیارت کرتے تو حضور اقدس اسی حدیث کو جو پہلے خواب میں فرمائی تھی مکمل فرما دیتے بیداری میں بھی زیارت اقدس سے مشرف ہوتے تھے

محمد الحضرمی مجذوب مناقب والے آپ ابدال میں سے تھے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوتے تھے ایک بار ڈاکوؤں نے ان کے کپڑے چھین لینے کا ارادہ کیا تو آپ نے ان کے ہاتھوں کو ان کے پہلوؤں میں گاڑ دیا وفات ۹۰۷ھ میں ہوئی ہے اور بھنسا کے ٹیلے پر دفن ہیں آپ کا مزار وہیں ہے

محمد مغربی شیخ و امام اور اکابر عارفین میں سے ہیں۔ فرماتے اس بوریئے کا کنارہ اٹھاؤ جو کچھ اس کے نیچے ہے لے لو تو اکثر بوریئے کے نیچے اپنے قرض سے زیادہ پاتا آپ فرماتے قرض ادا کر دو اور باقی کو اپنے خرچ میں لاؤ اور مصر کے تمام علماء علوم عقیدہ اور و ھبیہ میں آپ کے معتقد تھے قاہرہ کے پل سنقر پر قیام رکھتے تھے وفات ۹۱۱ھ میں ہوئی ہے

محمد بن زرعہ مصری شیخ بزرگ صاحب احوال و مکاشفات ہیں قدار پل کے قریب نشست رکھتے تھے اور جو کچھ انسان کے دل میں ہوتا تھا اس کو بیان فرمادیتے تھے تین روز بولا کرتے تھے اور تین روز خاموش رہتے تھے ۹۱۴ھ میں وفات

محمد صدر الدین البکری امام بزرگ عالم عامل متقی زاہد بہت خاموش بزرگ تھے سوائے جواب کے خود کوئی بات نہ کرتے تھے غلبہ خشوع کی وجہ سے دن رات میں کبھی آسمان کی طرف نظر نہ اٹھاتے تھے جب حج کیا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے حاضر ہوئے تو لوگوں نے سنا کہ حضور نے ان کے سلام کے جواب عطا فرمایا آپ کی وفات مدینہ منورہ میں ۹۱۸ھ میں ہوئی اس کو غزی نے بیان کیا ہے اور امام شعرانی نے بھی

جواب سلام کی کرامت اور وفات کو ذکر فرمایا ہے

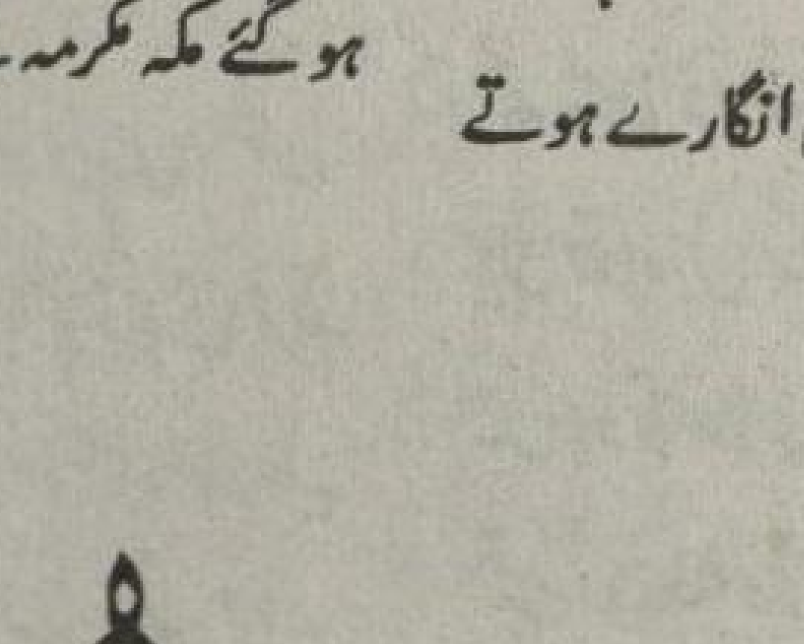
محمد شمس الدین ویر وطی شیخ امام عالم فقیہ واعظ ولی تھے نظروں سے غائب بھی ہو جاتے تھے ایک کشتی کی طرف جس میں چور تھے اشارہ کیا تو وہ رک گئی پھر اشارہ کیا تو چلنے لگی اور سب چوروں نے آپ کے ہاتھ سے توبہ کرلی آپ نے اپنی اہلیہ سے کہہ دیا تھا کہ ان کا لڑکا حمزہ تو توپ سے شہید کیا جائے گا اور اس کا سر ہوا ہیں اڑے گا پھر ایسا ہی ہوا آپ بیمار ہوئے تو اپنی والدہ ماجدہ سے عرض کر دیا۔ کہ اس مرض میں مر جائیں گے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ منکر و نکیر کے ساتھ کیا معاملہ رہا فرمایا انہوں نے بہت نفیس گفتگو کی اور میں نے بھی عمدہ جوابات دیئے

محمد بن عنان یہ امام شعرانی کے شیخ ہیں بڑی بڑی کرامتیں ہیں آپ نے تقریباً" پانچسو آدمیوں کو چھ پیالہ آٹے سے شکم سیر کر دیا تھا شیخ محمد بن عنان کی وفات یک سو سال کی عمر میں ۹۲۲ھ میں ہوئی

محمد ربیجل شیخ بزرگ مجذوب تھے مصر میں ننگے رہتے تھے ایک بٹھیارے کی بھٹی میں سویا کرتے تھے ان میں انگارے ہوتے تھے مگر آپ کو جلاتے نہ تھے

محمد بدحشی یا بلخشی شیخ بزرگ امام عارف صوفی حنفی تھے دمشق میں قیام رکھتی تھی مولانا اسمٰعیل صاحب نے فرمایا کہ شیخ محمد اللہ خشنی کے ساتھ میرا حال عجیب ہے جب میں ان کی صحبت پسند کرتا ہوں تو اپنے کو ان کی نظر میں اعلی علیین میں دکھا دیتا ہوں غزی فرماتے ہیں کہ مولانا اسمٰعیل شروانی اور مولانا محمد اللہ ید خشنی دونوں نے خواجہ محمد قاسم کو خیر خواہانہ نصیحت کی اور اس راستہ کی رہنمائی فرمائی جس میں ان پر معرفت کی راہیں کھولی گئی تھیں مولانا مسعیل صاحب نے طریق مطالعہ و عادت اہل علم کی ہدایت کی اور شیخ ید خشنی نے حق تعالی کی طرف بالکلیہ متوجہ ہونے اور اسباب میں سے ہر سبب سے قطع نظر لینے کی ہدایت فرمائی اس اور قصہ نے دونوں کی کمال کشف کو کھول کر رکھ دیا گیا

مولانا محمد مسعیل شروانی علوم عقلیہ میں نقلیہ کے امام حنفی المذہب بڑے اولیا میں تھے شیخ عارف باللہ خواجہ عبید اللہ سمرقندی کی خدمت میں رہے انہی سے تربیت حاصل کی اور اصحاب تکمیل ہو گئے مکہ مکرمہ چلے گئے وہیں وطن بنالیا اور ۹۴۲ھ میں وفات پائی



کتبہ:۔ محمود عالم بلیاوی جامعہ حسینیہ

حضرت امام ابی حنیفہ نعمان بن ثابت الکوفی رحمۃ اللہ علیہ

بعد از الحمد والصلوات فقیر حقیر لاشئ دوست محمد جو کہ حاجی صاحب کے نام سے مشہور ہیں۔ اللہ کریم اس کی سب لغزشیں معاف فرمائیں، کی جانب سے میرے عزیز اور شریف بھائی ملا میر واعظ صاحب ملاحظہ فرمائیں اللہ کریم آپ کو جملہ مصائب زمان اور جو حوادث دوران سے محفوظ اور سلامت رکھتے ہوئے عرض ہے کہ یہاں کے احوال بفضل قادر متعال جل شانہ 'بالخیر والسلامت قرین ہیں۔

اور بارگاہ الہٰی سے آں عزیز کی مدام سلامتی اور عافیت اور استقامت شرعی اور طریقت وحقیقت کے نصیب ہونے کے لئے ہر دم دعاگو ہوں، کیونکہ استقامت شریعت اور طریقت وحقیقت اگر بندہ کو صحیح معنوں میں نصیب ہو جائے، تو یہ لاکھ کرامتوں کے ظہور سے بالاتر ہے آں عزیز نے سنا ہو گا یہ مقولہ کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔

بھائی جان! آج کل کے زمانہ میں ایک فرقہ ظاہر ہوا ہے۔ اور انہوں نے اپنے اوپر نام محدثین رکھا ہوا ہے۔ ہمارے حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت کوفی جو کہ امام المفسرین ومقدام المحدثین پر زبان درازی کرتے ہیں۔

اور ائمہ مجتہدین متقدمین اور متاخرین کے اجتہاد اور تقلید مذاہب اربعہ یعنی چاروں مذاہب کی تقلید کا انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ سب علمائے سلف صالحین نے مذاہب اربعہ کی تقلید پر اتفاق کیا ہے اور مذاہب اربعہ کی تقلید کو ازروئے اجماع ثابت کیا ہے۔

بھائی جان! مسند امام اعظم جس کو امام خوارزمی نے لکھا ہے۔ تو اس میں وہ کہتے ہیں کہ حضرت امام اعظم صاحب کے کمالات اور فضائل اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آسکتے مگر وہ فضائل اور کمالات کہ جس میں وہ منفرد ہیں۔ اور کوئی دوسرا امام ان فضائل و کمالات میں ان کا شریک نہیں اور وہ دس قسم کے ہیں۔

پہلی قسم وہ فضائل ہیں کہ بے حساب اخبار اور آثار جو ان کی مدح میں بیان کئے گئے ہیں۔ وہ دوسرے امام کی مدح میں نہیں ہوئے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ وہ اصحاب کرام کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ اور اس قرن میں پیدا ہوئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کی خیریت کی بشارت دی ہے۔

تیسری قسم یہ بڑی فضیلت ہے کہ انہوں نے خود رسول اللہ ؐ کے اصحاب کرام سے روایت کی ہے اس فضیلت میں حضرت امام اعظم صاحب کے سوا دوسرے امام شریک نہیں

چوتھی قسم یہ فضیلت ہے کہ وہ تابعین کے زمانہ میں فتوی دینے لگے جو دوسرے اماموں کے حصہ میں نہیں آئی۔

پانچواں قسم ان کی یہ فضیلت ہے کہ انہوں نے چار ہزار تابعین سے روایت بھی کی ہے اور ان کو اس قدر کثیر تعداد تابعین سے شرف تلمذ اور شاگردی حاصل ہوئی جو دوسرے اماموں کے حصے میں نہیں آئی۔

چھٹی قسم یہ فضیلت ہے کہ امام صاحب موصوف نے کبار تابعین اور علماء مسلمین سے روایت کی ہے جو دوسرے اماموں کے حصہ میں نہیں آئی۔

ساتویں قسم ان کی یہ فضیلت ہے کہ ان کے شاگردوں اور اصحاب میں وہ صاحبان شامل ہوئے۔ جو خود بڑے مجتہدین سے تھے۔ اور یہ شرف دوسرے اماموں کو حاصل نہیں ہوا۔

آٹھویں قسم یہ فضیلت ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے احکام مستنبط کئے اور اجتہاد کے قواعد کی بنیاد رکھی۔

نویں قسم ان کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ انہوں نے حکام وقت کے

خلیفوں کے تحفے تحائف اور عطیے منظور نہیں فرمائے۔ بلکہ اپنے کسب سے اپنا معاش چلاتے رہے بخلاف ان کے بعد کے امام۔

دسویں فضیلت یہ ہے کہ کمال ورع اور تقوی کی وجہ سے ان کی وفات شہادت کے ذریعے ہوئی اور وہ شہید فوت ہوئے۔ بخلاف دوسرے اماموں کے۔

پس پہلی فضیلت کے متعلق امام خوارزمی اپنے مسند میں اپنے معنعن روایت کے ذریعے حضرت ابی سلمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں ایک شخص ہوں گے۔ ان کا نام ابو حنیفہ ہو گا۔ جو قیامت کے دن میری امت کے چراغ ہوں گے۔

عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام شافعی صاحب سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ میں حضرت امام اعظم ابی حنیفہ کے مزار مبارک سے برکت حاصل کرتا ہوں جب کبھی مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے۔ تو میں ان کی قبر شریف پر اللہ پاک کی جناب سے ان کے وسیلے سوال کرتا ہوں۔ اور میری حاجت فوراً پوری ہو جاتی ہے۔ سبحان اللہ!

حضرت امام شافعی جب کبھی حضرت امام اعظم صاحب کی زیارت کے لئے جاتے۔ تو دو رکعت نفل برائے ایصال ثواب حضرت امام اعظم کے لئے ادا فرماتے۔ اور ان رکعات میں رفع یدین نہ کرتے۔ کسی نے پوچھا کہ حضور! آپ نے جواب دیا کہ بے شک میرے مذہب میں رفع یدین ہے اور میں اس کا قائل بھی ہوں اور عامل بھی۔ مگر ادباً" لصاحب ھذا القبر الشریف میں نے اس قبر شریف کی بزرگ ہستی جو اس میں سو رہی ہے اس کا ادب کیا ہے، کیونکہ ان کے مذہب میں رفع یدین نماز میں جائز نہیں اس لئے میں نے نماز میں رفع یدین نہیں کیا۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ قَالَ سِرَاجُ دِیْنِیْ ،

یعنی رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ میرے دین کے چراغ ہیں۔

وَاُمَّتِیْ الْھُدَاۃُ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ

اور میری امت کو ہدایت کرنے والے ابو حنیفہ ہیں۔

عَنَا بَعْدَ الصَّحَابَۃِ فِی الْفَتَاوٰی

انہوں نے صحابہ کرام کے بعد فتوے دیئے

لِاَحْمَدَ فِیْ شَرِیْعَتِہٖ خَلِیْفَہ

اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں خلیفہ ہیں

سَبَدِیْ دِیْبَاجُ فَتْیَاہُ اِجْتِھَادٌ

ان کے فتووں کا ریشمی طرہ امتیاز ان کا اجتہاد ہے

وَنَحْمَتُہٗ مِنَ الرَّحْمٰنِ خِیْفَہ

اور ان کا دل اللہ پاک کے ڈر سے بھرا ہوا ہے۔

اور ابی سعید سے ہے کہ آپ فرماتے ہیں۔ میں نے واقدی سے سنا کہ آپ فرماتے تھے، میں نے حماد بن ابی حنیفہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میرے ابا جان ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ایسے ہی حافظ ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر الصفار نے اپنی مسند میں فرمایا ہے۔

اور حضرت امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ میرے زمانے میں حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب اور ابو امامہ الباہلی اور واثلہ بن اسقع اور عمر بن حریث اور عبداللہ بن ابی اوفی صحابیوں نے وفات پائی۔

عَنَا مَذْھَبُ النُّعْمَانِ خَیْرُ الْمَذَاھِب
ھٰکَذَا الْقَمَرُ الْوَضَّاحُ خَیْرُ الْکَوَاکِب
نَفَقَّۃَ فِیْ خَیْرِ الْقُرُوْنِ مَعَ التُّقٰی
فَمَذْھَبُہٗ لَاشَکَّ خَیْرُ الْمَذَاھِب

حضرت امام کا مذہب سب مذاہب میں سے بہتر ہے جیسے چاند ستارے ہیں۔ انہوں نے خیر القرون میں فقہ کی بنیاد رکھی پس بے شک وشبہ ان کا مذہب سب مذاہب میں سے بہتر ہے۔

علماء اس بات پر متفق ہیں۔ اگرچہ انہوں نے اصحاب کرام کی تعداد میں اختلاف کیا ہے۔ پس بعضوں نے کہا کہ انہوں نے چھ صحابہ اور ایک صحابیہ عورت سے روایت کی ہے۔ اور بعضوں نے پانچ صحابیوں اور ایک عورت صحابیہ کو مانا ہے۔ اور بعضوں نے سات صحابہ کرام اور ایک صحابیہ عورت کی تصدیق کی ہے۔

اَلفِقْهُ زَرَعَ مَسْعُوْدُ وَعَلْقَمَةُ
حَاصَدَهٗ ثُمَّ اِبْرَاهِيْمُ دَاسَ
نُعْمَانُ طَاحَنَهٗ يَعْقُوْبُ عَاجَنَهٗ
مُحَمَّدٌ خَابَزَ وَالْاٰ كِلُ النَّاسُ

ترجمہ یہ ہے:۔

علم فقہ کو کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بویا۔ اور علقمہ نے اس کو کاٹا۔ اور ابراہیم نخعی نے اس کو روندھا اور حضرت امام اعظم نعمان نے اس کو پیسا اور امام ابو یوسف نے اس کو گوندھا۔ اور امام محمد نے اس کی روٹیاں پکائیں۔ اور سارے لوگ ان روٹیوں کو کھا رہے ہیں۔

اور امام اعظم کا علم حضرت امام محمد کی تصانیف سے ظاہر ہوتا ہے۔ جو امام محمد کی مایہ ناز تصانیف ہیں جن کے نام جامعین زیادات اور نوادر ہیں۔ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ انہوں نے علوم دینیہ میں نو سو ننانوے کتابیں لکھی ہیں۔

جب امام محمد فوت ہوئے تو ان کی ساری دولت اور مال اور سارا کتب خانہ امام شافعی کے ورثہ میں آئے جن کے ذریعے امام شافعی فقیہ بنے۔ سبحان اللہ۔

اور اسی بات کو حضرت امام شافعی نے دہرایا کہ مجھے میرے رب کی قسم! کہ میں امام محمد صاحب کی کتابوں ہی سے فقیہ بنا ہوں۔ اگر میرے ہاتھ امام محمد کی کتابیں نہ لگتیں تو میں فقیہ نہ بنتا۔

اور آخری حج میں انہوں نے بوابوں سے خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی۔ تو انہیں مل گئی تو آپ نے خانہ کعبہ کے اندر دو رکعات نماز پڑھی اس طرح سے کہ ایک پاؤں پر ٹھہر کر قرآن کریم کے پندرہ سیپارے ختم کئے اور پہلی رکعت اس طرح سے ادا کی۔ اور پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے۔ تو دوسرے پاؤں پر ٹھہر کر باقی پندرہ سیپارے ختم کئے اور جب دوگانہ ادا کیا۔ تو روتے ہوئے دعاء مانگی الہٰی! تیرے اس ضعیف بندے نے تیرا حق عبادت ادا نہیں کیا۔ مگر تجھے پہچانا پورا پورا ہے۔ اور تیری حق معرفت اس کو نصیب ہے۔ پس مہربانی فرما کر اس کی عبادت میں جو قصور واقع ہوا ہے وہ اس کی معرفت کے بدلے میں معاف فرما" تو بیت اللہ شریف کی ایک جانب سے ہاتف نے آواز دی کہ اے ابی حنیفہ! بے شک تو نے ہم کو خوب پہچانا اور تو نے عبادت کا حق ادا کیا ہے۔ پس اس کے بدلے میں ہم تجھے بھی بخشتے ہیں۔ اور جنہوں نے تمہاری اتباع کی۔ اور جنہوں نے آپ کے مذہب کو اختیار کیا قیامت تک میں ان سب کو بخشتا ہے۔

مسافر بن کدام فرماتے ہیں کہ جس نے امام ابو حنیفہ کو اپنے اور اللہ پاک کے درمیان وسیلہ پکڑا وہ جیت گیا۔

اور اسی بارہ میں انہوں یہ اشعار پڑھا۔

حَسْبِیْ مِنَ الْخَيْرَاتِ مَا اَعْدَدْتُهٗ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِیْ رِضَی الرَّحْمٰنِ
دِيْنُ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ خَيْرِ الْوَرٰی
ثُمَّ اِعْتِقَادِیْ مَذْهَبُ النُّعْمَانِ

ترجمہ۔ قیامت کے دن میں اللہ پاک کو راضی کرنے کے لئے جس قدر نیک کاموں کا ذخیرہ تیار کروں۔ اس دن کے واسطے میرے واسطے یہ وہ چیزیں کفایت کر جائیں (۱) حضور پاک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر موت (۲) اور دوسری یہ کہ میں

امام اعظم ابو حنیفہ کا مذہب لے کر مروں۔

ان کا کوئی قول ایسا نہیں جس پر کسی بڑے امام کا عمل نہ ہو۔ ساتھ ہی ان کے مذہب کو بڑے بڑے علماء اور صوفیاء کرام نے چنا ہے اور وہ ان کے مذہب پر تھے۔ ابراہیم ابن ادہم اور شفیق بلخی، ومعروف کرخی ابی یزید بسطامی اور فضیل بن عیاض، داؤد طائی، ابی حامد اللفاف، خلف بن ایوب، عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن الجراح اور ابی الوراق جیسی بزرگ ہستیاں اور امام ان کے مذہب پر تھے۔

اور استاذ ابو القاسم قشیری باوجود ان کے مذہب پر پختگی کے بھی انہوں نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ میں نے اپنے استاد اباعلی دقاق کو فرماتے سنا ہے کہ میں نے یہ طریقہ ابو القاسم نصیر آبادی سے لیا ہے اور انہوں نے امام شبلی سے لیا ہے اور انہوں نے معروف کرخی سے اور انہوں نے داؤد طائی سے اور داؤد طائی نے علم اور طریقت دونوں حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے حاصل کیا ہے اور یہ سب ان کی ثناء وصفت اور ان کی فضیلت اور بزرگی کے قائل تھے۔

مکتوبات حضرت حاجی دوست محمد صاحب قندھاری مکتوب نمبر ۲۲ ملاحظہ فرمائیں جس کو نصر اللہ خان خاکوانی ملتان نے چھپوایا ہے۔ رحمہ اللہ علیہ وعلی ابویہ

ابتدائے سلوک میں ذکر اسم ذات ہر لطیفے کے اندر اس وقت جریان کرتا ہے کہ جب سالک کامل توجہ سے ذکر کرتا رہے۔ اور اس پر مداومت اختیار کرلے، تو اس کو حضور دائمی حاصل ہو جاتا ہے۔

آں حضرت قدس سرہ کی اپنی نسبتی اولاد نہ تھی۔ آپ کے خویش اقربا میں سے کوئی بھی موجود نہ تھا۔ مگر لاکھوں کی تعداد میں روحانی اولاد چھوڑ گئے تھے۔ خصوصاً ان میں سے جناب مولانا محمد عثمان جی قدس سرہ آپ کے بہت ہی پیارے اور معتمد خلیفہ اجل تھے۔

آپ کا وصال پر ملال بمقام موسی زئی شریف وقوع پذیر ہوا۔ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ کو آنجناب کے گل بدن نافین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسد خاکی کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف نصیب ہوا۔

جس کی بدولت علاقہ دامان کے کوہ ودامن صد رشک چمن بن گئے۔

یَخْلُقُ مَایَشَاءُ وَیَخْتَارُ
وَهُوَالْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ

محمود شیرازی نے (جو کہ ایران کے شہر شیراز کے رہنے والے تھے۔ اور شیراز (ایران) چھوڑ کر محض دولت فقر کے حصول کے حضرت مولانا خواجہ حاجی محمد عثمان صاحب دامانی خانقاہ احمدیہ سعیدیہ میں حضرت خواجہ صاحب موصوف کے پاس مقیم تھے۔

ایک قطعہ شعر میں سال ولادت اور سال وصال دونوں ہی بیان فرمائے ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

جستم ازپیر خرد دوش بفرخندہ بیانے
گہرے کش نتواں یافت قرین دردل کانے
بھمان آمدو آراست اقالیم جہاں راں
(ولادت شریف ۱۲۱۶ھ)

وزجہان رفت بفرسود دل ودید جہانے
(رحلت شریف ۱۲۸۴ھ)

اشعار در محبت شیخ

۱۔اگر آن سلطان یوسف زئی نمایدیک نظر مارا
شوم آزاد بگذارم ہمہ دینلہ وعقبارا
۲۔بسوز سینۂ وصل آں شہ خوبان بود ہردم
زلیخا وار قربانش شوم خاک کف پارا

۳-براہ نفع خدمت اوسر شوریدہ ار بازم
سرموئے نہ پردازم زاحسانہائی اخفارا

۴-بسا منصورہ سان وبازید آں شاہ .سطامی
دواں پیشش بدوش افگندہ اعصا ومصلے را

۵-اگر شاہے فرود آیدز تخت خود بہ پیش او
بیک مجلس بیندازد سمرقند وبخارا را

۶-کلامش مرہم جان وطلاش رحمت رحمان
بیک دیدش کند چوں موم دل آں سنگ خارا را

۷-خلیفہ خالق کونین ونائب سید الثقلین
مروج دین شہ کونین وہادی راہ امیؑ را

۸-براحت داریارب' ازبرائے نفع خلق خویش
بطول عمر وفیض عام آں محبوب رعنا را

سلام

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

از مؤلف غفرلہ

اَلسّلام اے نورِ چشم یارِ غار مصطفےٰ
اَلسّلام اے باعثِ تسکینِ ختم الانبیاء

اَلسّلام اے وجہِ تنزیلِ پیام کبریا
اَلسّلام اے ظلِ فیں عکس نورِ والضحیٰ

اَلسّلام اے رونق شمع شبستانِ وفا
اَلسّلام اے نبع صدق وصفا فضل وعطا

اَلسّلام اے ام عبد اللہ ام المومنینؓ
اَلسّلام اے طاہرہ اے جانِ صدیق عائشہؓ

اَلسّلام اے شانِ مریمؑ آبروئے ہاجرہؑ
اَلسّلام اے مدح عفت آرزوئے آسیہؑ

اَلسّلام اے شفقت بہتر زمادر در جہاں
اَلسّلام اے فضلِ تو برتر زحاتم در سخا

اے مسلمانوں کی مادر تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام
تونے پہنچایا رسول اللہ کا ہم تک پیام

تونے سکھلائے زمانے کو وہ آدابِ حیات
جن سے تھے ناآشنا سب، کیا مقلد کیا امام

تونے بتلائے رموزِ دین واسرارِ کتاب
ہوگیا تجھ سے منور چہرۂ علم کلام

رد واستیصال بدعت میں ہے تو اپنی مثال
نشر وترویج ہدایت میں تو حرفِ اختتام

تیرا طرزِ زندگی دنیا کو اب تک یاد ہے
سوکھی روٹی، تین کپڑے اور ذکر صبح وشام

یہ نفیس ناتواں فرزند ناکارہ ترا
دیر سے موجود ہے در پر ترے بہر سلام

✿

من عمدۃ السلوک اقتباسات

اعلیٰ حالت یہ ہے کہ بندہ آلہ ہو اور حق تعالیٰ فاعل ہو بمصداق وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی الایہ (اور نہیں پھینکا تو نے جب کہ پھینکا' لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا) فنائے اتم اور بقائے کامل کے حصول کے بعد سیرالی اللہ جو انقطاع ماسوی اللہ سے عبارت ہے اس جگہ ختم ہو جاتی ہے اور اس کے بعد سیرفی اللہ جو دوام توجہ الی اللہ سے تعبیر ہے شروع ہوتی ہے۔ اسی موقع کے لئے کہا گیا ہے

ہیچ کس راتا نہ او گردد فنا
نیست رہ در بارگاہ کبریا

ماسوائے حق کو بھول جانا فنا کہلاتا ہے اور ماسوائے حق کی دو قسمیں ہیں (ا) آفاق (اپنے سوا تمام موجودات) (۲) نفس (اپنے آپ) آفاق کے علم کو علم حصولی کہتے ہیں اور اس علم حصولی کے زائل ہونے کا نام آفاق کو بھول جانا ہے اور اسی کو صوفیائے کرام فنائے قلب سے تعبیر کرتے ہیں۔

جنہوں نے اپنے ظاہر اور باطن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت سے آراستہ کیا ہو اور جو خدا تعالیٰ اور رسول کے حکم کے مطابق عمل کرتا ہو تو اس کا پھل سب کا سب نورانی اور ظاہر و باطن کو روشنی بخشنے والا ہے۔ جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے حدیث قدسی میں فرمایا (ترجمہ) "اے بندے! علم وہی نفع مند ہے کہ تجھے مجھ تک پہنچائے اور جدائی سے ملاپ تک لائے اور دوری سے حضوری تک راستہ دکھائے جس چیز کو تو دیکھے مجھ کو جانے اور مجھ ہی کو پڑھے"

پس اصل علم وہی ہے کہ آخرت کی سمجھ کو روشن کرے اور آخرت کی سمجھ وہ ہے کہ آدمی کو خدائے تعالیٰ کی طرف راہنمائی کرے اور آخرت کے کاموں اور خدائے تعالیٰ کی تلاش میں مدد دینے والی ہو' طریقت کے سالکوں اور حقیقت کے طالبوں کے لئے ظاہر اور باطن کی پونجی اور سجاوٹ ہو

علم آں باشد کہ جاں زندہ کند
مرورا باقی و پائندہ کند

(یعنی علم وہی ہے جو جان کو زندہ کرے اور آدمی کو باقی اور قائم رہنے والا بنائے)

امام غزالی قدس سرہ نے فرمایا کہ عالم کا سونا' جاہل کے تمام رات نماز ادا کرنے سے بہتر ہے

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

(جو شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلافت راستہ اختیار کرے گا۔ وہ منزل پر ہرگز نہیں پہنچے گا)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل دو قسم پر ہے۔ اول ظاہری عبادت' جس کا جسم کے اعضاً کے ساتھ تعلق ہے اور ظاہری لوگوں کو پہنچی ہے۔ دوم باطنی عبادت یعنی اپنے نفس کو بری عادتوں اور دل کو غیر حق سبحانہ وتعالیٰ سے پاک کرنا کہ خاص الخاص لوگوں کو عطا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پہلے زمانے کے پرہیز گار علم حاصل کرنے کو دیگر تمام کاموں پر مقدم رکھتے تھے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص علم کے بغیر فقیر بنے وہ پاگل ہوتا ہے یا کافر ہو کر مرتا ہے۔

میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں پس جو شخص دونوں قسم کے علوم نہ رکھتا ہو وہ وارث نہیں اور جو وارث نہیں ہوگا حقیقی معنوں میں عالم بھی نہ ہوگا اور عالم کامل وہ ہے جو وارث ہو اور اس کو دونوں قسم کے علم سے پورا حصہ حاصل ہو۔ ایسے ہی عالموں کو علمائے ربانی اور علمائے راسخین کہتے ہیں انہی کی شان میں نازل ہوئی ہے اور انہی حضرات کی

صحبت انسان کے لئے کیمیا بنانے والی سرخ گندھک ہے۔ اچھا عالم تمام جہان کے انسانوں سے بہتر ہے اور بُرا عالم تمام جہان کے انسانوں میں سے بدتر ہے کسی نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ فارغ اور بیکار بیٹھا ہے تو اس کا سبب پوچھا۔ اس نے جواب دیا کہ اس وقت کے علماء میرا کام کررہے ہیں۔

شریعت، طریقت، حقیقت، معرفت تمام احکام کا مجموعہ فقہ کا لفظ، امام اعظم ابو حنیفہ سے فقہ کی یہ تعریف منقول ہے (یعنی نفس کا اپنے متعلق ان احکامات کو پہچاننا جو اس کے ظاہر و باطن سے متعلق ہیں اور ثواب وعذاب کو لازم کرنے والے ہیں) باطنی اعمال کے ٹھیک طور پر ادا ہونے سے دل میں جو صفائی اور روشنی پیدا ہوتی ہے اس سے دل کے اوپر موجودات کی بعض حقیقتیں خواہ آنکھ سے نظر آنے والی ہوں یا نظر نہ آنے والی خاص طور پر اچھے برے عملوں کی حقیقتیں اور اللہ پاک کی ذات و صفات وافعال وغیرہ کی حقیقتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ خاص طور پر اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان کے معاملات کا اظہار ہوتا ہے ان اظہارات کو حقیقت کہتے ہیں اور ظاہر ہونے کو جس بزرگ پر یہ باتیں ظاہر ہوں اس کو محقق اور عارف کہتے ہیں۔

جاننا چاہئے کہ کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (جس پر ایمان کا دارومدار ہے اور جس کی برکت سے بڑے سے بڑا کافر بخشا جاتا اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرکے جنت کا وارث ہو جاتا ہے) طریقت، حقیقت اور شریعت کا جامع ہے اس کلمہ طیبہ کے دو جزو ہیں پہلے جزو یعنی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ میں تمام آفاقی معنی اور انفسی معنی خداؤں کی نفی کرکے خدائے واحد کے موجود و مقصود اور معبود ہونے کو ثابت کرتا ہے۔ پس جب تک سالک نفی کے مقام میں ہے طریقت میں ہے۔ تمام ماسوا اس کی نظر سے ہٹ جاتا ہے تو طریقت کا معاملہ ختم ہو جاتا ہے اور مقام فنا میں پہنچ جاتا ہے جب نفی کے بعد مقامِ اثبات میں آتا ہے اور سلوک سے جذبہ کی طرف ترقی کرتا ہے تو مرتبہ حقیقت کے ساتھ متحقق اور بقا کے ساتھ موصوف ہو جاتا ہے۔ وہ شخص ولی اللہ کہلاتا ہے اور اس کا نفس امارہ پن چھوڑ کر مطمئنہ ہو جاتا ہے۔ کلمہ طیبہ کا دوسرا جزو جو حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوۃ والسلام کی رسالت کو ثابت کرتا ہے۔ شریعت کی حقیقت اس مقام میں حاصل ہوتی ہے جو مرتبہ ولایت کے حاصل ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے اور نبوت کے کمالات جو کامل تابعداروں کو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی وراثت اور پیروی کے طور پر حاصل ہوتے ہیں وہ بھی اس مقام میں حاصل ہو جاتے ہیں طریقت اور حقیقت جن سے ولایت حاصل ہوتی ہے شریعت کی حقیقت

اللہ والوں نے اس راستہ کو چار سیروں میں تقسیم کیا ہے۔

(ا) **سیر الی اللہ** اے بھائی جاننا چاہئے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ کی حقیقی صفتیں اور اللہ تعالیٰ کے نام وہ ہی نہیں ہیں جو احادیث میں ذکر کئے گئے ہیں یعنی اگر تمام زمین کے درخت قلم ہو جائیں اور دریا سیاہی اور اسی طرح کے سات اور دریا سیاہی ہو جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ کے کلمات ختم نہ ہوں)

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی ودریا ہمچناں باقی

ارشاد باری تعالیٰ ہے (یعنی کہ جو تمہارے پاس ہے وہ فانی ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے) جب سالک علم اسفل یعنی اسما و صفات الٰہی کے ظلال (موجودات) سے علم اعلیٰ یعنی ان اسماء و صفات الٰہی کی طرف سیر کرتا ہے تو ترقی

کرتے ہوئے دائرہ ظلال میں داخل ہو جاتا ہے اور اپنی اصل کو پہنچ جاتا ہے اور رنگ میں اصلیت پاتا اور وجود میں اصل ہی دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو اس میں فانی اور مٹا ہوا پاتا ہے حتی کہ اپنا کوئی اثر اور کوئی اصلیت نہیں پاتا اور صرف وجود میں اصل ہی کا مشاہدہ کرتا ہے پس دائرۂ ظلال کی سیر کو اصطلاح میں سیر الی اللہ کہتے ہیں اور یہی دائرۂ ولایتِ صغری اور اولیاء کی ولایت کا دائرہ ہوتا ہے اور یہ حالت وہی ہے جو فنا سے تعبیر کی گئی ہے

(۲) سیر فی اللہ:۔ اس کے بعد اگر اللہ تعالی کا سالک کے شامہ ہو جائے تو اس جگہ سے ترقی کر جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے اسماء وصفات کے دائرہ میں جو کے دائروں کی اصل ہے داخلہ میسر ہو یہ ولایت انبیاء علیہم السلام کی تابعداری ہی سے نصیب ہوتی ہے اور اس شخص کو نصیب ہوتی ہے جو کہ عروج کی انتہا کو پہنچ جائے

اللہ تعالی فرماتا ہے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ (یعنی پس وہ شخص جس کا سینہ اللہ تعالی نے اسلام (قبول کرنے) کے لئے کھول دیا وہ اپنے رب کی طرف سے ایمان کی روشنی رکھتا ہے (یعنی اسلام کی حقیقت کا اس کو یقین آگیا ہے)

یہ صفاتی نام حضرت ذات کے سامنے ڈھالوں کی طرح ہیں مثلاً اللہ تعالی کی صفتِ علم کی سیر میں ذات کا کوئی لحاظ اور خیال نہیں ہوتا لیکن اس کے اسم علیم میں علم کی صفت کے پردے میں وہ ذات ملحوظ ہے کیونکہ علیم ایک ذات ہے جس کی صفت علم ہے پس علم کی سیر اسم ظاہر کی سیر ہے اور علیم کی سیر اسم باطن کی سیر ہے باقی تمام صفاتی ناموں کو بھی اسی طرح سمجھ لینا چاہیے اسم ظاہر اور اسم باطن کے بیان میں علم اسم علیم کے درمیان جو فرق ظاہر کیا گیا ہے اس کو تھوڑا نہ خیال کرنا چاہیے اور نہ یہ سمجھنا چاہیے کہ ان سیروں کا طے کرنا کہنے کی طرح آسان کام ہے اور تھوڑی سی مدت میں ہو جاتا ہے بلکہ بزرگوں نے کہا ہے کہ وصول کی منزلیں کامل طور پر کبھی طے نہیں ہوتیں اور آیہ کریمہ ترجمہ (یعنی فرشتے اور روح چڑھتے ہیں (خدائے تعالی) کی طرف اس دن میں کہ جس کا اندازہ پچاس ہزار سال کا ہے) اسی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ سالک عالم قُدس میں پرواز کرتا ہے

جب سالک اپنے نفس پر قابو پالیتا ہے اور اس کو مغلوب کر لیتا ہے اور اس کا تصرف دلوں میں جاری ہو جاتا ہے تو اس صفتِ ملک سے موصوف ہو جاتا ہے

جب سالک کی دل کی آنکھ دیکھنے والی ہو جاتی ہے اور اس سے تمام عیب دیکھ لیتا ہے سب کو اپنے آپ سے بہتر دیکھتا ہے یہاں تک کہ جو کچھ وہ کرتا ہے حق کی رضامندی کے موافق کرتا ہے تو اس صفت بصیر سے موصوف ہو جاتا ہے جب سالک حق تعالی کی بات بلا تکلف قبول کر لیتا ہے اور چھپے ہوئے بھیدوں کو دل کے کانوں سے سن لیتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے اور صفت محی زندہ کرنے والا ہے جب سالک سنتوں کو زندہ کرنے اور رواج دینے میں کوشش کرتا اور مشغول رہتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہو جاتا ہے

ممیت کے معنی مارنے والا ہے۔ جب سالک بدعتوں کو جو سنتوں کی بجائے ظاہر ہوتی ہوں دور کرتا ہے تو اس صفت سے موصوف ہوتا ہے اور صفتوں کو بھی اسی پر قیاس کر لیجئے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ بعض ملائکہ آگ اور برف سے پیدا کئے گئے ہیں اور ان کی تسبیح سُبْحَانَ مَنْ جَمَعَ بَیْنَ النَّارِ وَالثَّلْجِ (یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے آگ اور برف کو جمع کر دیا) لیکن کمالات نبوت کا مزہ عنصر خاک کے نصیب ہے۔

جب سالک کمالات نبوت کے دائرہ کے مرکز میں پہنچ جاتا ہے تو یہ مرکز دائرہ کی صورت میں ظاہر ہونے لگتا ہے اس کا نام دائرہ کمالات رسالت ہو جاتا ہے جو کہ انبیاء و رُسل کے ساتھ مخصوص ہے اور اگر یہ رتبہ کسی دوسرے کو حاصل ہوتا ہے تو رسولوں کی کامل تابعداری سے حاصل ہوتا ہے اور جب دوسرے دائرہ کے مرکز پر پہنچ جاتے ہیں تو وہ مرکز بھی دائرہ کی صورت میں ظاہر ہونے لگتا ہے اور یہ دائرہ کمالات اولوالعزم کا دائرہ ہے جو کہ مثالیت سے اونچا ہے انبیاء اولوالعزم کو جب یہ رتبہ دیتے ہیں تو چیزوں کا قیام ان سے ہوتا ہے بعض صاحب نصیب اولیاء بھی انبیاء کی تابعداری سے اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں اس کے بعد عدم محض ہے اور بس۔ یعنی وجود کا معاملہ یہاں ختم ہے

(۳) سیر عن اللہ باللہ:۔ سیر فی اللہ کے تمام کرنے پر سالکین کے دو گروہ ہو جاتے ہیں (ا) مستہلکین یعنی وہ لوگ جو ذات باری تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو گئے اور جمال الٰہی کے مشاہدے میں ہی رہ گئے (۲) رَاجِعِيْنَ اِلَى الدَّعْوَةِ ان کو واپس مقام قلب میں لایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ میرے بندوں کو اسی راستہ سے جس سے کہ تم خود آئے ہو میری طرف لاؤ اور مخلوق کے ساتھ میل جول رکھو۔ تمہارا مشاہدہ اب بند نہ ہوگا۔ پہلے سیر عاشق کی معشوق کی طرف تھی سالک عاشق اور حضرت حق سبحانہ معشوق۔ اب سیر معشوق کی عاشق کی طرف ہے سالک تعلیم و تلقین اور ترغیب سے مریدوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اور اس تعلیم میں اللہ تعالیٰ اپنا مشاہدہ اس کو دیتا رہتا ہے تو اس حالت میں سالک ہادی کا ہر فعل باعث مشاہدہ ہوتا ہے پس اس قسم کے صاحب دولت کو جب دنیا کی طرف لانا چاہیں اور مخلوق کو اس کے وجود شریف کی برکت سے نفسانی اندھیروں سے نکالنا چاہیں تو اس کو صوفیوں کی اصطلاح میں سیر عن اللہ باللہ کے طریقے پر جہاں کی طرف لے آتے ہیں

بادشاہ کا وزیر بادشاہ کا قرب بھی رکھتا ہے اس طرح یہ کہ کوئی ظاہری اور باطنی پردہ درمیان میں نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود اس کو ضرور تمند لوگوں کی خدمت اور سلطنت کے کاموں کو انجام دینے میں مشغول کیا جاتا ہے اور نہیں کہہ سکتے کہ اس مشغولی کے ہوتے ہوئے بادشاہ کے جمال سے اس کو کوئی پردہ ہے۔ پس اس سیر میں سالک علم اعلیٰ سے علم اسفل کی طرف اور اسفل سے اسفل کی طرف رجوع کرتا ہے حتی کہ واپس ممکنات کی طرف رجوع کرتا ہے

(۴) سیر فی الاشیاء باللہ:۔ یہ سالک کی چوتھی سیر ہے جو رجوع کے بعد اشیاء میں ہے اور سیر اول میں جن اشیاء کے علوم بالکل مٹ گئے تھے اب پھر یکے بعد دیگرے حاصل ہو جاتے ہیں اور سالک بظاہر کلی طور پر مخلوق کے ساتھ ملا جلا رہتا ہے

ازدروں شو آشنا وازبروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم بود اندر جہاں

(یعنی اپنے باطن میں ذات حق سے واقف ہو جا اور ظاہر میں بیگانوں کی طرح رہ' اور اس قسم کے طریقے والے لوگ دنیا میں کم ہوتے ہیں) کیا تو نے نہیں دیکھا کہ پانی بھر کر لانے والی عورتیں کئی کئی مٹکے اوپر نیچے سر پر رکھ کر بظاہر بے تکلف ایک دوسری سے باتیں کرتی ہوئیں چلی جاتی ہیں کیا مجال جو ان کی رفاقت میں فرق آجائے یا مٹکوں میں کسی قسم کی جنبش ہو اور چھلکیں۔ کیونکہ دل کی توجہ پورے طور پر مٹکوں پر لگی رہتی ہے اور یہ توجہ ان میں راسخ ہو کر طبیعت بن جاتی ہے یہی حال سالک کامل کی توجہ کا حق کی طرف ہے۔

خلاصۂ بیان:۔ (ا) سیر الی اللہ: اس میں سالک اپنے آپ

کو اور تمام موجودات کو مٹاتا ہے اور ایک ذات حق کو ثابت کرتا ہے اس مقام کو مقام فنا سے تعبیر کرتے ہیں اور اس کے صاحب پر ولی کالفظ بولا جاتا ہے۔

(۱) اب ولایت صغری میں وہ سیر شروع ہوتی ہے جو اولیاء اللہ کی ولایت ہے اس سیر میں سالک اسماء و صفات الٰہی کے سایوں میں سیر کرتا ہے۔ کمالات کی سیر کو سیر فی اللہ کہتے ہیں اور اسی مقام کو مقام بقا کہتے ہیں

(۳) ا۔ مستهلکین مشاہدہ جمال الٰہی میں ڈوبے رہتے ہیں

(۴) راجعین عام مخلوق کے ساتھ ان کے ظاہر کو خلط ملط کر کے احکام شرعیہ ان کے ذریعہ لوگوں تک پہنچائے جاتے ہیں اس سیر کو سیر فی الاشیاء باللہ کہتے ہیں۔ شرافت مستهلکین کے لئے فضیلت راجعین کے لئے۔ پہلی اور دوسری سیر نفس ولایت کے حاصل ہونے کے واسطے ہے جو فنا و بقا سے مراد ہے اور تیسری اور چوتھی سیر مقام دعوت کے حاصل ہونے کے واسطے ہے جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے اور کامل تابعداروں کو بھی ان بزرگواروں کے مقام سے حاصل ہوتی ہے

(۱) **علم الیقین** اور یہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی ذات میں ان آیتوں اور نشانیوں کے مشاہدہ کرنے سے مراد ہے جو حق تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتی ہیں اور ان نشانیوں کے شہود کو سیر آفاقی کہتے ہیں اور یہ سب کچھ سالک اپنے باہر میں مشاہدہ کرتا ہے۔ (۱) سیر مستطیل اور وہ یہ ہے کہ اپنا مقصود اپنے دائرے کے باہر تلاش کریں (سیر آفاقی) اور دور در دور رہے (۲) سیر مستدیر یعنی اپنے دل کے گرد پھریں اور اپنا مقصود اپنے ہی اندر تلاش کریں

(۲) **عین الیقین:۔** علم الیقین سے حق تعالیٰ کی قدرت کا مشاہدہ کرنے کے بعد جو مشاہدہ حق تعالیٰ کی ذات اور حضوری میں حاصل ہوتا ہے اور جس میں صرف اس قدر غلبہ ہو کر مشاہدہ کرنے والا مشہود کے غیر سے بالکل بے خبر نہ ہو جائے عین الیقین کہلاتا ہے جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا) پس عین الیقین کا مشاہدہ سالک کے فنا کو لازم کرتا ہے اور اس مشاہدہ کے غلبہ میں اس کا کوئی اثر باقی نہیں رہتا اور اپنے محبوب کے مشاہدے میں ڈوب جاتا ہے اس کو معرفت کہتے ہیں

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا
بس جان گیا میں تری پہچان یہی ہے

(۳) **حق الیقین:۔** جب سالک فنا کے بعد سیر فی اللہ کے مقام میں بقا باللہ سے مشرف ہوتا ہے اور اس کا یہ مشاہدہ حق، حق تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ عارف کے اپنے ساتھ اور بِیْ یَسْمَعُ (مجھ ہی سے سنتا ہے) اور بی یبصر (مجھ ہی سے دیکھتا ہے) کا مرتبہ حاصل کرتا ہے

یقین کے ان تینوں مرتبوں کو آپ اس مثال سے سمجھ لیجئے مثلاً کوئی شخص بزرگوں کے اقوال سے یہ جان لے کہ آگ کی تاثیر جلانا اور زہر کی تاثیر مارنا ہے تو یہ علم الیقین ہے۔ اگر کسی شخص کو آگ میں جلتا یا زہر کھا کر مرتا دیکھے تو یہ عین الیقین ہے۔ اور اگر خود آگ میں جلے یا زہر کھا کر حالت موت میں مبتلا ہو جائے تو یہ حق الیقین ہے۔ القصہ سیر الی اللہ کا پھل علم الیقین ہے۔ اور سیر فی اللہ میں مقام فنا فی اللہ کا نتیجہ عین الیقین اور بقا باللہ کا ثمرہ حق الیقین ہے فقط واللہ اعلم

فنااور بقا اس مقام پر اکثر سالکوں کے قدم پھسل جاتے ہیں منصور رحمتہ اللہ باوجود انا الحق کہنے کے قید خانہ میں زنجیروں کے اندر جکڑا ہوا ہر رات پانچ سو رکعت نماز نفل ادا کرتا تھا اور وہ کھانا جو ان ظالموں کے ہاتھ سے ملتا تھا اگرچہ وجہ حلال سے ہوتا نہ کھاتا تھا اور جو شخص جھوٹا مدعی ہے اس پر احکام شرعیہ کا بجالانا کوہ قاف کی طرح بھاری ہوتا ہے

جس طرح شریعت میں کفر واسلام ہے طریقت میں بھی کفر واسلام ہے الحدیث القدسی

یعنی بندہ مجھ سے نوافل کے ذریعہ قریب ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اسے دوست بنالیتا ہوں اور جب میں اسے دوست بنا لیتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے

مبادی تعینات وحقیقت ظلال کائنات کی ہر چیز کو اسی ذات سے فیض پہنچتا ہے

مبداء تعین:۔ فیض کی مختلف صورتوں اور قسموں کے اعتبار سے اللہ تعالی کو مختلف صفتوں اور ناموں سے بیان کیا اور پکارا جاتا ہے ان میں سے ہر نام اور ہر صفت کو کسی نہ کسی مخلوق سے خاص مناسبت ہے اور وہ مخلوق اسی کے فیض سے دوسرے اسماء وصفات کا فیض اخذ کرتی ہے بس یہی اس مخلوق کا مبداء تعین ہے۔

ظلال مخلوقات الہی میں سے وہ لطیفے ہیں جن کو اللہ تعالی کے اسماوصفات سے پوری پوری مناسبت ہے اور اس مناسبت کے باعث اللہ تعالی کے نام اور صفات کے فیض کو مخلوق تک پہنچانے کے لئے واسطہ ہوتے ہیں اس مناسبت سے ان لطیفوں اور فیض کو مخلوق تک پہنچانے کے لئے واسطہ ہوتے ہیں اس مناسبت سے ان لطیفوں اور نسبتوں کو سمجھنے کی آسانی کے لئے ظلال کہا جاتا ہے حدیث شریف بلاشبہ اللہ تعالی کے لئے نور و ظلمت کے ستر ہزار حجاب ہیں اگر وہ حجاب دور ہو جائیں تو جہاں تک اس کی نظر جائے اس کے چہرے کی عظمت اور جلال اس کی مخلوق کو جلادے)

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں اللہ تعالی سے اتنا نزدیک ہوگیا تھا کہ کبھی اتنا نزدیک نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی کیا کیفیت تھی؟ جبرئیل نے جواب دیا کہ میرے اور ذات حق کے درمیان ستر ہزار نور کے پردے تھے)

نیز مسلم نے حضرت ابو موسی سے روایت کیا ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِجَابُہُ النُّوْرُ لَوْکَشَفَہٗ لَاَحْرَقَتْ سُبُحَانَ وَجْھِہٖ مَاانْتَھٰی اِلَیْہِ بصرہ من خلقہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا حجاب نور ہے اگر وہ اسے کھول دے تو جہاں تک اس کی نظر جائے اس کے چہرے کی عظمت اور جلال اس کی مخلوق کو جلا دے)

بہت ممکن ہے کہ ان پردوں سے مراد ظلال ہی ہوں یعنی اگر ظلال نہ ہوتے تو دنیا اپنی ضعف استعداد اور پستی مرتبہ کے باعث صفات ذات حق سے بغیر واسطہ ظلال اقتباس فیض کے لئے غیر صالح ہونے کی وجہ سے مٹ جاتی بلکہ سرے سے ہی مٹ جاتی

عالم ارواح کی ترتیب میں آپکو مقدم بیان کیا گیا ہے۔ (یعنی باعتبار پیدائش کے میں سب سے اول اور باعتبار بعثت کے سب سے آخری نبی ہوں) سے ہوا۔

سیر زاہد ہر شبے یک روزہ راہ
سیر عارف ہر دمے تا تخت شاہ

(زاہد کی سیر ہر روز ایک دن کی راہ ہے اور عارف کی

سیر ہر وقت بادشاہ کے تخت تک ہے)

مادیات تمام آسمانی جسم (مثل ستارے، سیارے، سورج، چاند، ہوا، پانی، مٹی، آگ وغیرہ) مادیات کہلاتے ہیں انسانی روحیں اور دیگر لطیفے یعنی قلب، سر، خفی و اخفی مجردات ہیں۔ اور جو صوفیائے کرام نے کہا ہے کہ یہ لطائف فوق العرش ہیں مادیات کو عالم خلق یا اجسام کہتے ہیں مجردات کو عالم ارواح کہتے ہیں عرش مجید عالم کبیر میں عالم خلق اور عالم امر کے درمیان حد فاصل ہے اور دونوں کا رنگ رکھتا ہے عالم مثال کو برزخ بھی کہتے ہیں خواب میں عالم مثال کے احوال ظاہر ہوتے ہیں۔

عالم امر غیر محدود ہے۔ عالم امر کے موجودات میں قوت بھی زیادہ ہے

تمام کائنات کے مجموعہ کو عالم کبیر کہتے ہیں۔

عالم صغیر:۔ سے مراد انسان ہے (دسوں لطیفوں) سے مرکب ہے لطیفوں کی اصل عالم کبیر میں ہے

جسم مثالی:۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو جسم عطا فرمائے ہیں ایک جسم عنصری کہ دنیا میں رہتا ہے اور آخرت میں اسی جسم کے ساتھ اٹھایا جائے اور اسی پر ثواب و عذاب ہوگا اور دوسرا جسم مثالی کہ عالم مثال میں موجود ہے اور خواب میں نظر آتا ہے روح جو امر رب سے ہے دونوں جسموں سے تعلق رکھتی ہے۔ جاگنے کی حالت میں اس روح کی توجہ جسم عنصری کی طرف زیادہ ہوتی ہے اور سونے یا بیہوشی و استغراق وغیرہ کی حالت میں یہ جسم مثالی کی طرف زیادہ متوجہ ہوتی ہے

لطائف عشرہ ان میں پانچ یعنی قلب، روح، سر، خفی اور اخفی، عالم امر سے ہیں اور پانچ یعنی نفس، (ناطقہ) آگ، پانی، ہوا اور مٹی عالم خلق سے۔ جو دنیا کن کے کہتے ہی بن گئی وہ عالم امر ہے عالم خلق وقفہ کے بعد آہستہ آہستہ پیدا ہوئے ہیں۔ (یعنی بیشک تمہارا رب وہی ہے جس نے پیدا کیا زمین و آسمان کو چھ دن میں)

جب اللہ تعالیٰ نے انسان کی شکل کو بنایا تو اس کے بدن میں عالم خلق کے ساتھ عالم امر کے لطائف کا بھی چند جگہوں میں تعلق پیدا کیا وہ تعلق جو عالم امر کا عالم خلق یعنی بدن انسان کے ساتھ ہے یہ ہے

پہلا لطیفہ قلب:۔ یہ ایک مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) صنوبری یا مخروطی شکل کا بائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر ذرا پہلو کی طرف جھکا ہوا (قلب) اس شکل کا ہے اور اس کا نور زرد ہے زمین کی رنگت کا یا سرسوں کے پھول جیسا۔

دوسرا لطیفہ روح:۔ اس کا مضغہ یا مقام جسم انسانی میں دائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلہ پر پہلو کی طرف جھکا ہوا ہے اس کا رنگ سرخ سنہری مائل یعنی جیسا کہ سونے کا رنگ ہوتا ہے

تیسرا لطیفہ سر:۔ اس کا مقام بائیں پستان کے برابر میں سینہ کی طرف کو دو انگشت کے فاصلے پر اس کا نور سفید ہے

چوتھا لطیفہ خفی:۔ اس کا مقام دائیں پستان کے برابر میں سینہ کی طرف کو جھکا ہوا دو انگشت کے فاصلہ پر ہے اس کا نور سیاہ ہے

پانچواں لطیفہ اخفی:۔ اس کا مقام سینہ کے وسط میں ہے اس شکل کا اخفی اس کا نور سبز ہے۔

یہ تمام لطائف اپنے اصول کے ساتھ مجرد نور اور صاف چمک اور روشنی سے بھرپور تھے اور ہر وقت اپنی اصل کی طرف سیر کر کے مشاہدہ حق میں لگے رہتے تھے لیکن اس عالم

خلق میں اپنی پڑوسنوں یعنی بری صفتوں کے میل سے خراب ہو کر اپنے اصلی وطن کو بھول گئے جن کے دلوں میں ایمان قائم رہا۔ بری صفتیں یہ ہیں۔ شہوت جو قلب سے تعلق رکھتی ہے اور اس کو اپنی طرف کھینچ کر محبوب حقیقی سے غافل کر دیتی ہے۔ روح کے ساتھ غصہ و غضب ہے کی نورانیت کو ضائع کر کے درندوں جیسی عادت پیدا کر دی ہے۔ لطیفہ سر کے ساتھ حرص ہے جس نے اس کو اپنا متوالا بنا کر ذات الٰہی کے مشاہدے سے محروم کر دیا لطیفہ خفی کے ساتھ حسد اور بخل ہے اس لطیفہ کی سیاہی کو جو ملاء اعلی کے مقامات دکھانے والی اور پردوں میں آنکھ کی سیاہ تپلی کی مانند دیکھنے والی ہے بے نور کر دیتی ہے اور لطیفہ اخفی کے ساتھ تکبر اور فخر ہے جس نے اس لطیفے کو مکدر اور میلا کر کے سرکشی اور نافرمانی کی طرف دھکیل دیا اور رانده درگاه بنا دیا ہے

(ا) پہلا درجہ جو مرتبہ قلب ہے حضرت آدم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور اس درجے والے کو آدمی المشرب کہتے ہیں اور ان کا رب (تربیت کرے والا) صفت التکوین ہے جو افعال کے صادر ہونے کا منشا ہے۔ پس آدمی المشرب صفات افعالیہ کی تجلی کا فیض اخذ کرتا اور اپنے اسم قیوم کی سیر اسی کی متابعت میں نقطہ تک پہنچتا ہے اور دوسرے اسماء و صفات کی تجلیات بھی اسی کے ضمن میں حاصل کرتا ہے۔

(۲) ولایت کا دوسرا درجہ جو مقام روح ہے حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے زیر قدم ہے اور حضرت نوح علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام بھی اس مقام میں مشارکت رکھتے ہیں ان کا رب صفت العلم ہے ابراہیمی المشرب صفات ذاتیہ ثبوتیہ کی تجلیات کا فیض حاصل کرتا ہے

ولایت کا تیسرا درجہ جو حضرت موسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے زیر قدم ہے اس درجہ والے کو موسوی المشرب کہتے ہیں اور ان کا رب مقام شیونات سے شان الکلام ہے اس مقام کا سالک موسوی المشرب شیون و اعتبارات ذاتیہ کا فیض حاصل کرتا ہے

ولایت کا چوتھا درجہ مقام خفی ہے جو حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے زیر قدم ہے ان کا رب صفات سلبیہ سے ہے جو مقام تقدیس و تنزیہ ہے نہ کہ صفات ثبوتیہ سے اور اکثر ملائکہ کرام اس مقام میں حضرت عیسی علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ مشارکت رکھتے ہیں اور ان کو اس مقام میں شان عظیم حاصل ہے اس مقام والے کو عیسوی المشرب کہتے ہیں جو صفات سلبیہ کا فیض حاصل کرتا ہے جو تقدیس و تنزیہ کا مقام ہے

ولایت کا پانچواں درجہ جو مقام اخفی ہے حضرت خاتم الرسل علیہ و علیہم الصلوۃ والسلام کے زیر قدم ہے اس درجے والے کو محمدی المشرب کہتے ہیں ان کا رب رب الارباب محمدی المشرب شان جامع کا فیض اخذ کرتا ہے۔ جب سالک شیخ کامل کی صحبت اور توجہات کے فیض سے سلوک کا راستہ طے کرتا اور لطائف خمسہ میں ذکر کرتا ہے تو ان بری خصلتوں کی اصلاح ہو کر عالم امر کے لطائف نورانی ہو کر اپنے اصول میں جا پہنچتے ہیں

حقیقت نفس انسان کے اندر ایک طاقت ہے جس سے وہ کسی چیز کی خواہش کرتا ہے خواہ وہ خواہش بھلائی کی ہو یا برائی کی، اس کو نفس کہتے ہیں پس اگر نفس اکثر برائی کی طرف

خواہش کرے اور اس پر شرمندہ بھی نہ ہو تو اس وقت نفس امارہ کہلاتا ہے۔ اور اگر نفس اپنے کئے پر شرمندہ بھی ہونے لگے تو اس وقت لوامہ کہلاتا ہے اکثر بھلائی کی خواہش کرتا ہے تو نفس مطمئنہ کہلاتا ہے

غرض بھلائی اور برائی کی دونوں خواہشیں نفس ہی سے متعلق ہیں۔

توحید وجودی' توحید شہودی حضرت شیخ محی الدین ابن عربی کو مقام میں خطائے اجتہادی واقع ہوئی ہے۔ پس جہان کو اپنے صانع (خدائے تعالی) کے ساتھ سوائے اس کے اور کوئی نسبت نہیں کہ وہ اس کی مخلوق ہے مثلاً کوئی شخص کشتی میں سفر کر رہا ہے تو کشتی متحرک ہے نہ کہ کشتی میں بیٹھنے والا پس حرکت میں کشتی واسطہ ہے کشتی میں بیٹھنے والے کے لئے اور دراصل حرکت کے ساتھ موصوف ہے اور کشتی میں بیٹھنے والا ذی واسطہ ہے جو مجازا حرکت کے ساتھ موصوف ہے۔

تنزلات ستہ کا بیان تعین اول۔ جیسا کہ درخت کے بیج کے دانے میں پھل' پھول' پتے' اور شاخیں مجمل طور پر پوشیدہ ہوتی ہیں لیکن سب نظری ہیں نہ کہ ظاہری معنی کے مطابق یعنی وہ سبحانہ و تعالی خود اپنی ذات سے قائم ہے اور ہر قسم کے تغیرات سے پاک ہے اب تک ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا۔

ہر مرتبہ از وجود حکمے دارد
گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

☆-----------------☆

حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرہ کا دل چیریں

منجملہ ان کے یہ ہے کہ جیسے کسی شخص سے عدالت کا منصف (جج) یوں پوچھے کہ تم نے اس معاملہ کی پولیس میں رپٹ لکھوائی وکیل سے مشورہ کیا؟ وہ شخص جواب میں کہے کہ جناب پولیس و وکیل سب کچھ آپ ہی ہیں۔ تو ظاہر ہے کہ اس سے کہنے والے کا مدعایہ ہوتا ہے کہ آپ کے سامنے جب سب معاملہ ظاہر ہے تو پولیس اور وکیل کی کیا ضرورت ہے۔ توحید وجودی کی تمام تقریریں اسی طرف راجع ہیں کہ سالک تمام وجودوں کو ناقابل التفات سمجھتا اور ایک وجود حقیقی کی طرف متوجہ ہوتا اور سب کو فنا کے قابل جان کر ایک ذات کو باقی اور پائندہ جانتا ہے

ایک کیڑا (جگنو) چراغ کی مانند چمکتا ہے کسی نے اس سے پوچھا کہ اے رات کو روشنی کرنے والے کیڑے کیا وجہ ہے کہ تو دن میں تو نظر آتا نہیں؟ دیکھئے اس خاک زاد آتشیں کیڑے نے کس عقلمندی سے جواب دیا کہ میں دن رات رہتا تو اسی جنگل میں ہوں لیکن سورج کے سامنے میری روشنی بے نور ہو جاتی ہے اور میرا وجود کالعدم ہو جاتا ہے۔ ایک قطرہ بارش کا کسی بادل سے سمندر کی سطح پر ٹپکا اور سمندر کی وسعت کو دیکھ کر کہنے لگا کہ جس جگہ دریا اور سمندر ہو وہاں میری کیا حقیقت میری ہستی تو اس کے سامنے نہ ہونے کے برابر ہے

ذات حق کو بعض چیزوں کے ساتھ تشبیہ دینے کی تحقیق

چہ نسبت خاک رابا عالم پاک

جو چیز بے مثل اور غیر مادی ہو اس کی مثال دی جاسکتی ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں بادشاہ مصر نے خواب میں قحط کے سالوں کو دبلی اور لاغر گایوں اور گیہوں کے خشک خوشوں کی صورت میں دیکھا تھا!

تمباکونوشی کے نقصانات

تحلیلی تجربات اور طبی تحقیق جملہ اطباء اس پر متفق الرائے ہیں کہ تمباکو نوشی مضر صحت ہے۔ جو بدن میں مدافعت امراض کی قوت کو کافی حد تک نقصان پہنچاتی اور کمزور کر دیتی ہے کیونکہ زہریلے مادوں پر مشتمل ہے جن میں نیکوٹین (زہر) کا مہلک مادہ بھی شامل ہے۔ بعض اطباء کا قول ہے کہ اگر نیکوٹین کا شدہ ایک نقطہ بھی خرگوش کی جلد پر رکھ دیا جائے تو وہ بھی اس کو ہلاک کر ڈالے۔ اگر دو نقطوں کے بقدر کتے یا بلاؤ (گربہ نر) کی زبان پر رکھ دیں تو فی الفور ان کی ہلاکت واقع ہو جائے۔ اگر پانچ نقطوں کی مساوی نیکوٹین اونٹ کے منہ میں رکھ دی جائے تو اس کی ہلاکت کا باعث ہو جائے اندازہ کریں کہ اس سے کس قدر سخت نقصان ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں تمباکو میں گندھک (سوختنی عنصر) اور ہڑتال (زہریلی دھات) کا مادہ بھی شامل ہے جو حشرات الارض کے خاتمہ اور ہلاکت کے لئے مستعمل ہوتا ہے۔ اور یہ تمام زہریلے مواد ہیں جو دونوں پھیپھڑوں کے ساتھ جا کر متعلق ہو جاتے ہیں اور انہیں سخت متاثر کرتے ہیں۔ مزید بر آں یہ کہ تمباکو کا دھواں بھی کاربن (اصلی زہر) کے کیمیاوی عنصر کی مہلک وگلوگیر گیس پر مشتمل ہے۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ اگر چڑیا یا مینڈک یا ان کے ہجسامت کوئی اور جانور کسی بند مقام میں مقید کر کے اس پر تمباکو کا دھواں مسلط کر دیا جائے تو اس کی ہلاکت واقع ہو جائے۔

مزید نقصانات

تمباکو نظام توالد وتناسل کے لئے مضر نقصان دہ ہے۔ قوۃ مباشرت میں کافی ضعف پیدا کرتا ہے۔ نظام تنفس میں ہیجان و بھڑک (سانس پھولنے) کا باعث ہوتا ہے۔ پھیپھڑے میں سرطان (خاص قسم کے زخم) کا سبب بنتا ہے اس لئے کہ پھیپھڑے کی مثال تارکول سے لت پت اسپنج (سمندری جوفدار گھونسلے) کی طرح ہے۔ جس کی بناوٹ ایسی ہوتی ہے کہ پانی میں رکھ دیا جائے تو بہت سا پانی سما جائے اور نچوڑ دو تو فوراً خشک ہو جائے۔ اس بناء پر تمباکو کے زہریلے مواد کے جو ذرات دھوئیں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ وہ بذریعہ سانس پھیپھڑے کے ساتھ لگ جاتے اور چمٹ جاتے ہیں۔ تمباکو دل کی دھڑکنوں میں حدت و تیزی کا سبب بنتا ہے نیز اس کی وجہ سے آدمی خون کی تنگی و دباؤ کے حملے کا اور دیگر امراض قلب کا شکار ہو جاتا ہے۔ (مثلاً ہارٹ اٹیک وغیرہ) تمباکو نوش کے منہ کے اثرات بد اس کے معدے تک پہنچ کر نظام ہضم طعام کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ جس کی بنا پر کھانے کی اشتہاو طلب کم ہو جاتی ہے اور دقت ہضم کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے اور معدے کے جو چھوٹے چھوٹے بال و مسامات غذا کے چوسنے کا کام کرتے ہیں تمباکو کے اثرات سے وہ بال متاثر ہو کر کمزور ہو جاتے ہیں تمباکو نوشی اپنی تمام شکلوں سمیت اعصاب کی مرکزی قوت دماغی پر اثر انداز ہوتی ہے کہ قوت حافظہ اور ذہانت میں کمی واقع ہو جاتی ہے جس کی بنا پر طالب علم جس کثرت سے غیر تمباکو نوش طلباء نے امتحانات میں کامیابی حاصل کی۔ اس کی نسبت سے تمباکو نوش کامیابی حاصل کرنے والے طلبا کی تعداد کہیں کم ہے تمباکو نوشی مسوڑھوں کو اور دانتوں کے مرکزی گوشت کو کمزور کرتی ہے۔ جس کی وجہ سے دانت جلدی گر جاتے ہیں۔ تمباکو اپنے کاربن کے کیمیاوی عنصر کے سبب نیز نیکوٹین کے زہریلے مادہ کے سبب آنکھوں پر بھی اثر انداز ہوتا ہے جس کی وجہ سے بصارت و بینائی متاثر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اگر عورت تمباکو نوشی کرتی ہے تو یہ چیز جس طرح خود اس کی جسمانی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کی بچہ دانی والے بچے پر بھی اپنا اثر بد ڈالے بغیر نہیں رہتی۔

اگر کوئی انسان نقدی روپیوں کو لے کر جلا ڈالے تو لوگ کہیں گے کہ یہ نادان ہے جس پر خرید و فروخت کی پابندی عائد ہونی چاہئے نقدی روپیوں کی سوخت تو فقط مالی ضرر ہے مگر تمباکو کی خرید و عملداری تو مالی صحتی اجتماعی ہر طرح کا ضرر ہے۔ آتشزدگی کے متعدد افسوسناک واقعات کی موجب یہودی مرکزوں اور کارخانوں اور کمپنیوں کی تقویت ہر منصف مزاج آدمی معترف ہے کہ دھواں ایک خبیث اور گندی چیز ہے۔ اے بارالہا تو ہمیں ہماری فلاح القا فرما۔

خطبہ (۲) متعلقہ زناکاری:۔ یہ فطری طبائع جو انسان کی جبلت میں داخل ہیں ان کی تخلیق میں متعدد مصالح و حکم ملحوظ ہیں۔ مرد و عورت میں جنسی خواہش اور جذبہ ترحم کی تخلیق کا مقصد توالد و تناسل' خاندانی و نسبی شرافت اور معزز گھرانوں کے ذریعہ ایک ایسے پاکیزہ شریفانہ معاشرہ کی بنیاد ڈالنا ہے جس کے اندر مناجات خداوندی کی اور اس کے تشریعی احکام کی بجاآوری کی۔ اور اس کے حق عبودیت کی عملداری کی اہلیت بدرجہ اتم موجود ہو اور جس کی نشوونما عمدہ فضائل اخلاق اور حسن سلوک کی بنیادوں پر استوار ہو۔ ان فطری قوی کی تخلیق کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ انسان بہیمانہ طور پر بے سود محض مستی اتار کر بد اخلاقی و بد کرداری کی انتہائی پستیوں کے کھڈ میں جاگرے۔ مرد و عورت میں توالد و تناسل کے اسباب و عوامل اور انسانی طاقت ایک ایسی فطری امانت ہے۔ وہ رشتہ زوجیت جو اس خوبی کا حامل ہے کہ اس کے ذریعہ شریفانہ گھرانہ اور معزز خاندان کی بنیاد پڑتی ہے اور انسانی طاقت میں شرافت و عزت کی خوبی پیدا ہوتی ہے

کسی حرام رحم میں نطفہ ڈالنا' خداوندی حدود سے صریح تجاوز ہے۔ تنگدستی اور ذلت و خواری پیدا کرتی ہے باہمی بغض و کینہ کا باعث ہو جاتی ہے۔ سازش و شورش کا دروازہ وا کر دیتی ہے' زناکار کو چوپایوں جیسی پست اور نچلی سطح پر لا کھڑا کرتی ہے۔ نسبوں کو خلط ملط کر دیتی ہے۔ اور اولاد کو اپنے حقیقی باپ کے غیر سے وارث بنا دیتی ہے۔ اور کبھی ولد الحرام کو خود اپنے زانی باپ کی بیٹی سے شادی رچانے کا اتفاق پیش آجاتا ہے۔ بالخصوص عورت کو جرم کی جوابدہی کا بار اٹھانا پڑتا ہے۔ یہ تیز شہوت مادہ خلقت بن کر وضع حمل کا سبب بن جاتی ہے۔ گلو خلاصی (اور سقوط حمل) حقیقی زندگی درگوری کی نوبت پیش آتی ہے۔ اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کی پاداش میں قتل کی گئی تھی۔

اسلام تو ایک تربیت و تعلیم' شفقت و رحمت' درمان و چارگی اور تحفظ و صیانت عزت کا حامل نظام و مذہب ہے۔ پست نگاہی و نگرانی شرمگاہ و غیر محرم کے ساتھ عورت کا تخلیہ حرام قرار دیا ہے۔ پردہ کا حکم دیا ہے۔ بغیر اجازت مالکین گھروں کے داخلہ پر پابندی و نزاکت کلامی سے منع کیا ہے۔ اسلام نے وجاہت و نیک کرداری اور عفت و پاک دامنی کا حکم دیا ہے اور اظہار زیبائش اور مشکوک و مشتبہ رویہ و طریقہ سے منع کیا ہے۔ حیاسوز فاحشانہ کلام و قول سے منع کیا ہے اور عزت و آبرو کو پائمال و برباد ہونے سے بچانے کی خاطر مذہب اسلام نے حد بہتان مقرر فرمائی ہے۔ جیسا کہ ستر پوشی اور عفو و درگزر اور حدود متعلقہ زناکاری کی معافی کی ترغیب دی ہے۔ بشرطیکہ بدکاری کا معاملہ ابھی سلطان اسلام تک نہ پہنچا ہو علاوہ ازیں شریعت اسلامیہ نے شکوک و شبہات کی صورت میں سقوط حدود کا فیصلہ کیا ہے۔ لیکن جب یہ تمام رعایتیں اور جملہ اسباب تحفظ و پاکبازی مفید و سود مند ثابت نہ ہوں اور ایک شخص خود اپنی پردہ داری وا اقدام ہلاکت کرتا ہوا آئے اور علی الاعلان کم از کم چار عادل و معتبر و ثقہ آدمیوں کے سامنے بدکرداری کا مرتکب ہو تو اس صورت میں

یقیناً اس پر حد قائم کی جائے۔

حد زنا:۔ غیر شادی شدہ کے لئے سو کوڑے، یکسالہ جلاوطنی۔ شادی شدہ کے لئے۔ جس نے بعد نکاح صحیح ہمبستری بھی کی ہو۔ سنگساری ہے یہاں تک کہ وہ موت کے گھاٹ اتر جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُم بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

ترجمہ:۔ زنا کرنیوالی عورت اور زنا کرنیوالا مرد سو ان میں سے ہر ایک کے سو درے مارو اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ذرا رحم نہ آنا چاہئے۔ اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ اور دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہیئے

اور صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس مزدور کے قصہ میں مروی ہے جس نے اپنے مستاجر کی بیوی سے بدکاری کی تھی۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں تمہارے درمیان حکم خداوندی کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ بکریاں اور لونڈی تم پر واپس ہیں اور تیرے بیٹے پر ایک سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور اے انیس! تم صبح اس کی بیوی کے پاس جانا اگر اقبال جرم کرلے تو اسے سنگسار کردینا۔ شادی شدہ زناکار مرد و عورت پر سنگساری کا حکم قطعاً برحق وصواب ہے۔ بشرطیکہ گواہ موجود ہو یا حمل یا اقرار کی صورت ثابت ہو۔ باقی حدود قائم کرنے کا حق امام یا اس کے خلیفہ کو ہے۔ کسی سرزمین میں ایک حد کا قائم کرنا اس کے باشندگان کے حق میں چالیس رات کی بارش سے کہیں بہتر و انفع ہے۔ اور درے مارنے سے مقصود بازداری و سرزنش و تنبیہہ ہے لہٰذا ضروری ہے کہ یہ ضرب اذیت ناک ہو۔ مگر زخم تک نوبت نہ پہنچے۔ مثلاً پشت، سرین کی دونوں جانبیں، دونوں رانیں، مگر سر، چہرہ، شرمگاہ اور جنگ و قتل میں زخم خوردہ عضو پر مارنے سے احتراز کیا جائیگا۔ اللہ تعالیٰ کو حق بات بیان کرنے سے حیا قطعاً مانع نہیں۔ مقعد نہ مقام توالد ہے نہ محل شہوت رانی، بلکہ وہ تو ایک انتہائی گھناونی سڑی ہوئی گندی جگہ ہے لواطت، قوت مردمی کے لئے سراسر نقصان دہ ہے۔ جو فاعل اور مفعول ہر دو میں متعدد امراض کا باعث ہوتی ہے۔ اغلام بازی ایک معاشرتی جرم اور ناسور ہے جس کا مرتکب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حسب ارشاد ملعون ہے۔ اور لعنت کے معنی رحمت خداوندی سے دھتکار دینے اور دور کردینے کے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا جس کو تم قوم لوط والا عمل کرتے ہوئے پاؤ فاعل اور مفعول یہ دونوں کو قتل کر ڈالو۔ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی، جو شخص عورت کی دبر میں آتا ہے، انتہائی ناپاک پلید اور بحکم حدیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملعون و ظالم اور ازحد ذلیل و کمینہ ہے۔

عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لعنت کرے اللہ ان لوگوں پر جو عورتوں سے ان کی دبروں، گندگی کی جگہوں۔ میں بدکاری کریں۔ جو چوپایہ سے بدفعلی کرے اس کو بھی قتل کر ڈالو۔ اور اس کے ساتھ اس چوپایہ کو بھی مار ڈالو۔ بعض علماء کا قول ہے کہ ایسے شخص کا حکم زانی کے حکم کی طرح ہے عورتوں کی باہمی بدکرداری اور بذریعہ ہاتھ اخراج منی یہ دونوں قطعی حرام ہیں اور ان میں سزا دینے کا حکم ہے

متعلقہ پردہ شرعی

سعودی شہروں میں تو بحمدہ تعالیٰ عورتیں اپنے منہ پر نقاب ڈال کر رکھتی ہیں۔ جس سے نہ ان کا چہرہ نظر آتا ہے نہ ہاتھ۔

میرے مسلمان بھائیوں پر لازم ہے کہ عورتوں کی بابت خوف خداوندی بروئے کار لاکران کے شرعی پردہ اور عفت وحیا کی بقا کا بطور خاص فکر کریں تاکہ ہماری عورتوں کو امہات المؤمنین کی اقتداء وپیروی کا موقع میسر آسکے۔ حاکم نے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے ان کا یہ قول نقل کیا ہے "کہ ہم مردوں سے اپنے چہروں کا پردہ کیا کرتی تھیں۔

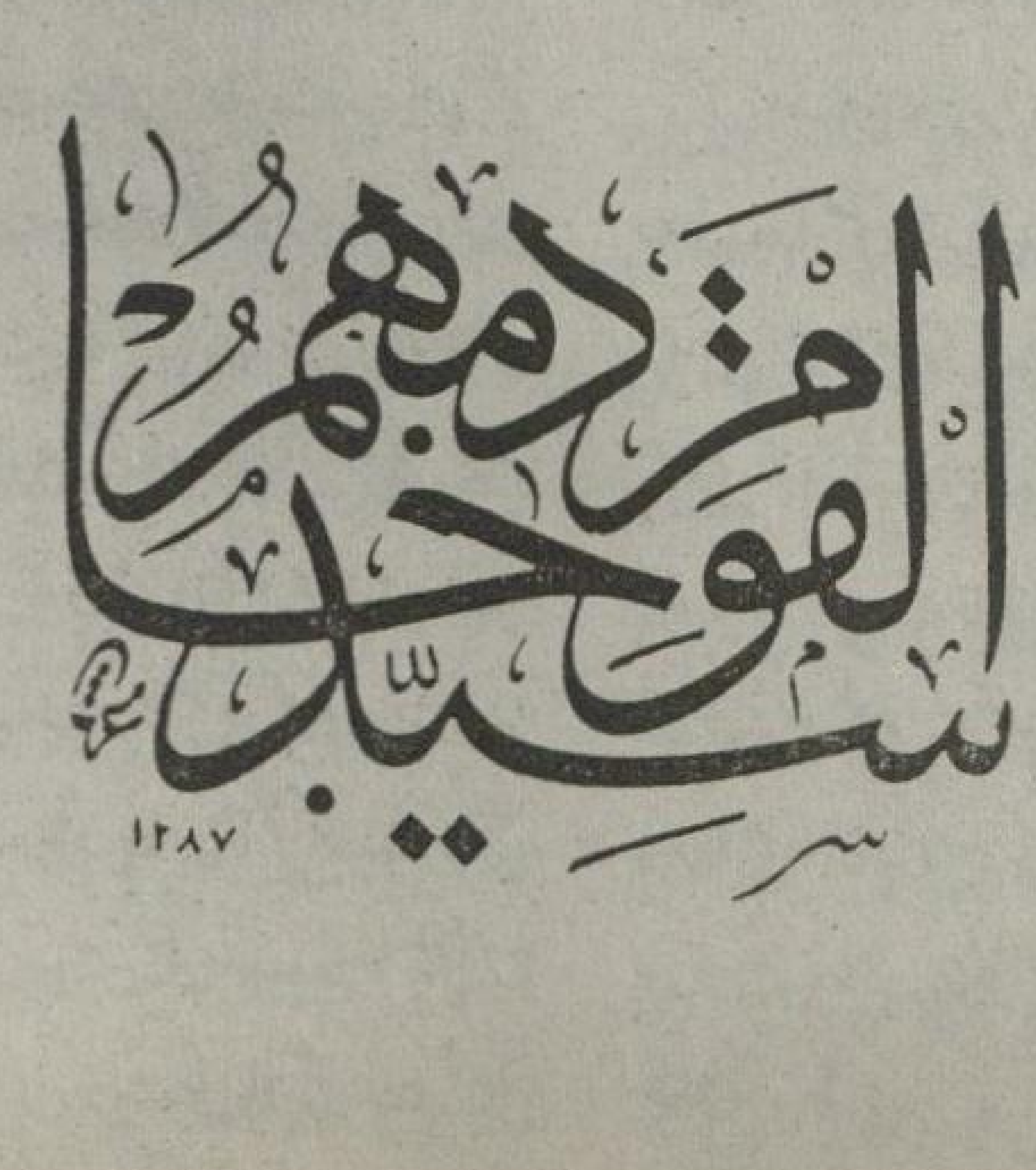
تو اے اہل اسلام! اللہ کا خوف پیدا کر کے اعتقاد ویقین رکھو کہ عورت کے لئے پردہ کا حکم بعینہٖ نماز وغیرہ فرائض کی طرح ہے۔ مسلمان عورت پر اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کا پردہ کرنا واجب جو کتب علمائے حق کی روشنی میں لکھی گئی ہے

میں آپ لوگوں کو اور خود اپنے کو خوف خداوندی اختیار کرنے کی تاکیدی نصیحت کرتا ہوں۔ صوم وصلوۃ کی پابند بعض مسلمان عورتیں جو اپنے رب کی تابع فرمان اور پردہ کی خوب پابند ہیں ان کا بیان ہے کہ بعض خاوند اپنی بیوی کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ اس کے بھائیوں کے سامنے اپنا چہرہ کھول دے ورنہ بصورت دیگر وہ اسے طلاق کی دھمکی دیتے ہیں باوجودیکہ یہ لوگ تہذیب یافتہ اور تعلیم یافتہ ہیں۔ اور بعض خاوند اپنی بیوی کو حکم دیتے ہیں کہ وہ اس کے قریبی اعزہ اور چچازاد ماموں زاد بھائیوں کے ساتھ مل بیٹھے اور سب لوگ برابر ایک ہی دسترخوان پر کھانا تناول کریں۔

حضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث مرفوع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان گوش ہوش سے سن لو۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

تم عورتوں کے پاس اندر جانے سے پرہیز کرو۔ ایک انصار مرد نے عرض کیا یارسول اللہ ؐ جیٹھ اور دیور کے متعلق مسئلہ بتلایئے' فرمایا وہ تو موت کی طرح اور بھی زیادہ مہلک و سخت خطرناک ہے۔

تمت بالخیر



حضور کے غلاموں میں

کمترین غلام (احمد) ــــــــ بخدمت عالی میں عرض کرتا ہے اور حضور کے حکم شریف کے موافق گستاخی کرتا ہے اور اپنے حال پریشان کو حضور کے پیش کرتا ہے کہ اثنائے راہ سلوک میں حق تعالے اسم ظاہر کی تجلی سے اس قدر جلوہ گر ہوا۔ کہ تمام اشیاء میں خاص تجلی کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ظاہر ہوا۔ خاص کر عورتوں کے لباس میں بلکہ ان کے اجزا اور اعضائیں جدا جدا ظاہر ہوا اور میں اس گروہ کا اس قدر مطیع ہوا کہ کیا عرض کروں اور میں اس تابعداری میں بے اختیار تھا۔ جو ظہور اس لباس میں تھا وہ کسی اور جگہ نہ تھا۔ وہ عمدہ عمدہ خصوصیتیں اور عجیب عجیب خوبیاں جو اس لباس میں ظاہر ہوئیں۔ کسی اور مظہر سے ظاہر نہ ہوئیں۔ میں ان سب کے آگے پگھل کر پانی پانی ہوا جاتا تھا اور ایسے ہی ہر کھانے پینے پہننے کی چیز میں الگ الگ جلوہ گر ہوا۔ جو لطافت اور خوبی لذیذ پر تکلف کھانے میں تھی وہ کسی اور کھانے میں نہ تھی۔

کچھ مدت کے بعد یہ تجلیات پوشیدہ ہوگئیں اور وہی حیرانی اور نادانی کی نسبت طاری ہو گئی۔ وَاُصْرِفَتْ تِلْکَ التَّجَلِّیَاتُ کَاَنْ لَّمْ یَکُنْ شَیْئًا مَّذْکُوْرًا۔

پہلی مرتبہ۔ جو عروج واقع ہوا اور سفر طے کرنے کے بعد جب عرش پر پہنچا عرش کے نیچے بہشت مشاہدہ میں آیا۔ اس وقت دل میں گزرا کہ وہاں بعض آدمیوں کے مقامات کا مشاہدہ کروں جب اس طرف متوجہ ہوا۔ ان کے مقامات نظر آئے اور ان شخصوں کو بھی ان کے درجوں کے اختلاف کے موافق مکان اور مرتبہ اور شوق وذوق کے لحاظ سے ان مقاموں میں دیکھا

دوسری مرتبہ۔ پھر عروج واقع ہوا بڑے بڑے مشائخ اور اماماں اہلبیت اور خلفائے راشدین کے مقامات اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص مقام اور ایسے ہی درجہ بدرجہ تمام نبیوں اور رسولوں کے مقام اور مقربین فرشتوں کے مقامات کے اوپر مشاہدہ میں آئے

اور جب چاہتا ہوں' اللہ تعالے کی عنایت سے عروج واقع ہو جاتا ہے۔ اور بعض اوقات بے ارادہ بھی واقع ہو جاتا ہے اور کچھ اور ہی دیکھا جاتا ہے اور بعض عروجوں کے نتیجے بھی مترتب ہوتے ہیں اور اکثر چیزیں بھول جاتی ہیں

من آن خاکم کہ ابر نو بہاری
کند از لطف برمن قطرہ باری
اگر برروید از تن صدزبانم
چو سبزہ شکر لطفش کے توانم
دلے چوں شہ مرا برداشت از خاک
چو سبزہ شکر لطفش کے توانم

رمضان شریف کی چھٹی تاریخ کو ایسے بقا سے مشرف فرمایا اور ایسا احسان واخلاص میسر ہوا کہ بندہ کیا عرض کرے معلوم ہوتا ہے کہ استعداد کی نہایت وہیں تک ہے اور وصل بھی جو حال کے مناسب تھا وہاں حاصل ہوا اور جذبہ کی محبت اب تمام ہو گئی ہے اور سیر فی اللہ میں جو مقام جذبہ کے مناسب ہے قدم رکھا ہے جس قدر فنا پورے طور پر ہوگی اسی قدر وہ بقا جو اس پر مترتب ہو گی زیادہ کامل ہوگی۔

حضور کے خادموں میں سے ذلیل اور حقیر خادم گزارش کرتا ہے کہ مدت سے حضور کا کوئی نوازش نامہ صادر نہیں ہوا اور اس بلند درگاہ کے خادموں کے احوال کی کوئی اطلاع نہیں ملی۔ ہر دم انتظار ہے حقیقت محمدیہ (اس کا ظل ہے) بڑی مناسبت ہے اور اسی مناسبت کی وجہ سے اس مہینے میں قرآن مجید کا نزول واقع ہوا۔

سلسلۃ الاحرار کے بعض علوم اس مسودہ کے ضمن میں بیان کئے گے اگر اس مسودہ کو اس رسالہ کا تکملہ بنائیں تو بھی ہو سکتا ہے۔

اور اگر بعض مناسب علوم کو اس سے انتخاب کرکے اس رسالہ کے ساتھ ملالیویں۔ تو بھی مناسب ہے زیادہ دلیری ادب سے دور ہے۔

رسالہ قدسیہ کے بعض حاشیوں میں اس عبارت کو اپنے ظاہری مفہوم سے پھیر کر اپنے وہمی مفہوم پر حمل کیا ہے حالانکہ عبارت اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ تغیرو تاویل کے قابل نہیں ہے محبت ذاتی فنا کی علامت ہے اور فنا سے مراد ماسوائے اللہ کا فراموش ہو جانا ہے۔

خاکسار (احمد) کی یہ گزارش ہے کہ اس مقام میں جو عرش کے اوپر تھا اپنی روح کو بطریق عروج وہاں پاتا تھا اور وہ مقام حضرت خواجہ بزرگ یعنی خواجہ نقشبند قدس سرہ سے مخصوص تھا۔ کچھ زمانہ کے بعد اپنے بدن عنصری کو بھی اسی مقام پر پایا۔ اس وقت ایسا خیال میں گزرا کہ یہ عالم سارے کا سارا عنصریات وفلکیات سے نیچے چلا گیا ہے اور اس کا کچھ نام ونشان رہا اور اس مقام پر اولیائے کبار میں سے بعض کے سوا اور کوئی نہ تھا۔ اس وقت کہ تمام عالم کو اپنے ساتھ ایک ہی جگہ اور ایک مقام میں شریک پاتا ہے۔ بہت حیرت حاصل ہوتی ہے کہ باوجود تمام بیگانگی کے اپنے آپ کو ان کے ساتھ دیکھتا ہے۔

ہر گھڑی اپنے آپ کو اوپر کی طرف چڑھتا ہوا معلوم کرتا تھا۔ اتفاقاً" وضو کے شکرانہ کی نماز ادا کرتا تھا۔ کہ ایک بہت بلند مقام ظاہر ہوا۔ اور مشائخ نقشبندیہ قدس سرہم سے چار بزرگ مشائخ کو اس مقام میں دیکھا۔ اور دوسرے مشائخ مثل سید الطائفہ وغیرہ بھی وہاں تھے اور بعض دوسرے مشائخ کہ اس مقام کے اوپر ہیں لیکن اس کے پایوں کو پکڑے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور بعض اپنے اپنے درجے کے موافق اس کے نیچے تھے۔ اور میں نے اپنے آپ کو اس مقام سے بہت دور پایا۔ بلکہ کچھ مناسبت نہ دیکھی۔ اس واقعہ سے میں نہایت بیقرار ہوا۔ قریب تھا کہ دیوانہ ہو کر نکل جاؤں آخر حضور کی توجہ عالی سے اپنے آپ کو اس مقام کے مناسب دیکھا۔ اول اپنے سر کو اس مقام قابل پایا اور آہستہ آہستہ جا کر اس مقام کے اوپر بیٹھ گیا توجہ کے بعد ایسا دل میں گذرا کہ یہی مقام تکمیل تام کا مقام ہے کہ سلوک کے تمام کرنے کے بعد اس مقام پر پہنچتے ہیں۔ بعض طالب طریقہ سیکھنے کی طلب ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن لقمہ میں احتیاط نہیں کر سکتے۔ اور باوجود اس بے احتیاطی کے حضور اور ایک قسم کا استغراق پیدا کر لیتے ہیں۔ اور اگر لقمہ کے بارہ میں تاکید کی جاوے۔ تو طلب کی سستی کے باعث طریقہ کو بالکل ترک کر دیتے ہیں۔ اس بارہ میں کیا حکم ہے۔ اور بعض دوسرے ایسے ہیں۔ جو بطریق ارادہ اس سلسلہ شریفہ سے پیوستہ ہونا اور ملنا چاہتے ہیں بغیر اس بات کے کہ ذکر سیکھنے کی طلب کریں۔ اس قسم کا پیوند بھی جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر جائز ہے تو اس کا کیا طریق ہے۔ زیادہ گستاخی بڑی بے ادبی میں داخل ہے۔ اور بعض صوفی باوجود ریاضتوں اور مجاہدوں کے چونکہ ذات و صفات میں اس قدر درست عقیدہ نہیں رکھتے۔ وہ جمال ان میں پایا نہیں جاتا اور علماء طالب علموں سے بہت محبت پیدا ہو گئی۔ اور ان کا طریقہ اچھا معلوم ہوتا ہے۔

یہ سیاہ رو بد بخت اور بدخو گنہگار اپنے وقت و حال پر مغرور اور وصل و کمال پر فریفتہ ہوا ہوا کیا عرض کرے۔ جس کا کام سر بسر مولے کی نافرمانبرداری ہے۔ اور اس کا عمل عزیمت اور اولے کا ترک کرنا ہے۔ خلق کی نظر گاہ یعنی اپنے ظاہری وجود کو آراستہ کیا ہوا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے منظر یعنی دل کو خراب کیا ہوا ہے۔

عجیبے نیست اگر زندہ شود جان عزیز
چوں ازاں یار جدا ماندہ پیامے برسد

دین و دنیا کے سردار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مرایت محبوبیت کے مقام کے باوجود محبین اور مریدین سے ہوئے ہیں۔

اسی واسطے آپ کے حال کی نسبت یوں خبردی ہے کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ مُتَوَاصِلَ الْحُزْنِ دائم الفکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غم کرنے والے اور دائمی فکر کرنے والے تھے۔

تینوں خلفائے رضی اللہ عنہم کا عبور اس مقام میں نظر آیا۔ لیکن چونکہ وہاں اقامت و قرار نہ رکھتا تھا۔ پہلی دفعہ نظر میں نہ آئے۔

چنانچہ امامان اہل بیت میں سے ماسوائے امامین الشہیدین اور امام زین العابدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے اس مقام میں قرار و ثبات نہیں رکھتے۔ لیکن عبور اس میں واقع ہوا ہے۔ بڑی باریک نظر سے معلوم کر سکتے ہیں۔

نیک اعمال میں سے کوئی عمل وقوع میں نہیں آتا۔ مگر یہ کہ اپنے آپ کو اس عمل میں تہمت زدہ بنایا ہے۔ بلکہ جب تک کسی نہ کسی قسم کی تہمت نہ لگائے بیقرار و بے آرام رہتا ہے۔ اور اپنے نزدیک ایسا جانتا ہے کہ کوئی عمل ایسا صادر نہیں ہوتا۔ جو دائیں طرف کے فرشتوں کے قابل ہو۔ اور جانتا ہے کہ دائیں طرف کا نامہ اعمال نیک عملوں سے خالی ہے اور اس کے لکھنے والے معطل دیکار ہیں۔ بھلا پھر درگاہ الٰہی کے لائق کیسے ہوگا۔ اور ہر شخص کو جو جہان میں ہے۔ حتی کہ کافر فرنگ اور زندیق ملحد کو اپنے سے کئی درجے بہتر جانتا ہے اور ان سب سے بدتر اپنے آپ کو خیال کرتا ہے۔ اور جذبہ کی جہت اگرچہ سیر الی اللہ کے تمام ہونے سے پوری ہوگئی تھی۔ لیکن اس کے بعض لوازم اور متعلقات رہ گئے تھے۔ جو اس فنا کے ضمن میں جو مقام سیر الی اللہ کے مرکز میں واقع ہوئی تھی۔ پورے ہوئے۔ اور یہ عرض ہے کہ کئی دفعہ بعض امراض کے دور کرنے کے لئے توجہ کی گئی۔ اور اس کا اثر ظاہر ہوا۔ اور ایسے ہی بعض مردوں کے احوال جو عالم برزخ میں ظاہر ہوئے تھے۔ ان کے رنج و تکلیف کے رفع کرنے کے لئے بھی توجہ کی گئی لیکن اب توجہ پر طاقت نہیں رہی۔ کیونکہ اب فقیر کسی چیز پر اپنے آپ کو جمع نہیں کر سکتا۔ لوگوں کی طرف سے بعض تکلیفیں فقیر پر گذریں۔ اور انہوں نے بہت ظلم و ستم کئے۔ اور اس طرف کے بہت سے متعلقین کو ناحق ویران اور جلاوطن کر دیا

مرتبہ وجوب جو صفات کلیہ کا جامع ہے ظاہر ہوا اور بدصورت سیاہ رنگ کی صورت میں متمثل ہوا۔ اور اس مرتبہ احدیث دراز قد مرد کی صورت میں کہ باریک دیوار پر کھڑا ہے جلوہ گر ہوا۔ اور یہ دونوں تجلیس حقانیت کے طور پر ظاہر ہوئیں۔ برخلاف پہلی تجلیوں کے وہ اس طور پر ظاہر نہ ہوئی تھیں۔ اور اسی اثناء میں موت کی خواہش پیدا ہوئی اور ایسا نظر آیا کہ گویا میں ایک شخص ہوں۔ جو دریائے محیط کے کنارے پر کھڑا ہے۔ اس ارادے پر کہ اپنے آپ کو دریا میں ڈالے۔ بطریق ذوق معلوم ہوا۔ کہ دل کی کوئی خواہش حق تعالیٰ کے سوا نہیں رہی۔

من ہماں احمد پارینہ کہ ہستم
میں ہوں احمد وہی پرانا غلام

حضور نے ایک دن واقعات میں سے کسی واقع میں فرمایا تھا کہ اگر خاکسار میں محبوبیت کے معنے نہ ہوتے تو مقصود تک پہنچنے میں بہت توقف واقع ہوتا۔ اور اس نسبت کو بھی جو خاکسار کی محبوبیت کو حضور کی عنایت کے ساتھ ہے۔ بیان فرمایا تھا اس بات سے بڑی بھاری امید لگ رہی ہے اور یہ جرات و گستاخی بھی اسی وجہ سے ہے۔

عزیز متوقف (یعنی خاکسار) فوق سے نیچے مقام قلب میں آیا ہے لیکن اس کی توجہ عالم کی طرف نہیں ہے فوق کی جانب توجہ رکھتا ہے چونکہ عروج نوقانی خلاف طبیعت کے تھا اس لئے خاکسار طبعی طور پر جذبہ کے ساتھ مناسبت رکھتا تھا فوق سے نزول کے

وقت اپنے ہمراہ کچھ چیز نہیں لایا۔ وہ تھوڑی سی نسبت جو طبیعت کے خلاف توجہ سے تھی۔ یہ وہ جذبہ ہے۔جو حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کو اپنے بزرگ باپ داداوں سے پہنچا ہے۔

اس رسالہ کے لکھنے کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے بہت سے مشائخ کے ساتھ موجود ہیں۔ اور اسی رسالہ کو اپنے مبارک ہاتھ میں لئے ہوئے۔ اور اپنے کمال کرم سے اس کو چومتے ہیں۔ اور مشائخ کو دکھاتے اور فرماتے ہیں کہ اس قسم کے اعتقاد حاصل کرنے چاہئیں اور وہ لوگ جنہوں نے ان علوم سے سعادت حاصل کی ہے۔ وہ نورانی اور ممتاز اور عزیز الوجود ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو کھڑے ہیں۔ یہ قصہ بہت لمبا ہے اور اسی مجلس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خاکسار کو اس واقع کے شائع کرنے کا حکم فرمایا۔

بر کریماں کار ہادشوار نیست

یہ ارادہ رہا کہ گوشہ نشین ہو جائے۔ اور لوگ صحبت میں شیر ببر کی طرح نظر آتے رہے۔ گوشہ نشینی کا ارادہ پختہ ہو چکا تھا۔ لیکن استخارہ اس کے موافق نہیں آتا تھا۔ قرب کے مدارج میں اگرچہ ان کی کوئی غایت اور انتہا نہیں ہے انتہا درجے تک عروج حاصل ہوا۔ اور ہوتا ہے اور کبھی اوپر لے جاتے ہیں کبھی نیچے لے آتے ہیں تمام مشائخ کے مقامات پر الاماشاء اللہ عروج میسر ہوا۔

گلے بروند زیں دہلیزہ پست
بداں درگاہ والا دست بردست

اس اثناء میں اگر مشائخ کے روحانیات کے توسط (واسطہ در واسطہ ہونے کو گننے لگوں تو بات لمبی ہو جائے غرض تمام مقامات اصلی سے ظلی مقامات کی مانند گذر کر آیا خدا کی عنایتوں کا کیا بیان کرے۔

جب حق تعالے نے حضور کی بزرگ توجہ کی برکت سے احوال کی غلامی سے آزاد کردیا اور تلوین سے تمکین کے ساتھ مشرف فرمایا تو حیرت وپریشانی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا اور وصل سے جدائی اور قرب سے بعد کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا اور معرفت سے نادانی اور علم سے جہل کے سوا کچھ زیادہ نہ ہوا اس واسطے نیاز ناموں میں توقف واقع ہوا اور صرف روزمرہ خبروں کا عرض کرنا مناسب نہ جانا اس کے علاوہ دل ایسا سرد ہو گیا ہے کہ کسی امر میں سرگرمی نہیں کرتا اور بیکاروں کی طرح کسی کام میں مشغول نہیں ہو سکتا۔

من ہیچم وکم زہیچ ہم بسیارے
واز ہیچ وکم از ہیچ نیاید کارے
درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
ہرچہ استاد ازل گفت بگو میگویم

جس طرح اللہ تعالے محض اپنی قدرت سے پتھر میں کلام پیدا کردے تو یہ نہیں کہہ سکتے کہ حقیقت میں پتھر کلام کرنے والا ہے پس جس طرح پتھر جماد محض ہے اس میں یہ صفت بھی اگر بالفرض موجود ہو تو جماد محض ہے۔

اسی طرح اول بصر کو پیدا کیا بعد ازاں دھیری کا پلٹنا اور اشیاء کی طرف توجہ بعد ازاں رویت یعنی دیکھنا بعد ازاں دیکھی ہوئی چیز کا ادراک پیدا کیا علی ہذا القیاس۔

پس سمیع وبصیر وہی ہو سکتا ہے کہ یہ دو صفتیں اس کے سماع ورویت کا مبدا ہوں اور جب ایسا نہیں ہے تو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی سمیع وبصیر نہیں ہے اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ (تو بھی مردہ ہے اور یہ بھی مردہ۔ مقام شہادت کے مناقب علوم سے ہے)

مثلاً" کوئی شخص پتھر کو ہلاتا ہے اور حرکت دیتا ہے۔ تو نہیں کہہ سکتے کہ وہ شخص متحرک ہے بلکہ پتھر میں حرکت کا ایجاد کرنے والا ہے اور پتھر متحرک ہے باوجود اس کے جس طرح کہ پتھر جماد

محض ہے اسی طرح اس کی حرکت بھی جماد محض ہے اور اگر بالفرض اس حرکت سے کوئی شخص ہلاک ہوگیا تو یہ نہیں کہتے کہ پتھر نے مارا بلکہ یہ کہیں گے کہ اس شخص نے مارا۔ اور علمائے شریعت شَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى سَعْيَهُمْ کا قول اس علم کے موافق ہے وہ فرماتے ہیں کہ مخلوقات افعال کے صادر ہونے کے باوجود خواہ وہ فعل ارادی ہوں یا اختیاری ان فعلوں کے مفعول خدائے تعالیٰ کے مصنوع اور پیدا کئے ہوئے ہیں۔

گستاخی بہت ہوئی اور جرات بیجد واقع ہوئی سخن کے جمال نے جو جمیل مطلق کی طرف سے ہے اس بات پر برانگیختہ کیا کہ جس قدر سخن دراز ہو زیبا ہے

ہزار بار بشوئم دہن عشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است
من ہماں احمد پارینہ کہ ہستم ہستم

پس جس طرح ولایت محمدیہؐ علیہ الصلوۃ والسلام تمام پیغمبروں اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ولایتوں سے بڑھ کر ہے اسی طرح ان بزرگواروں کی ولایت بھی تمام اولیاء قدس سرہم کی ولایتوں سے بڑھ کر ہے اور کس طرح بڑھ کر نہ ہو جب کہ ان کی ولایت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

پاک اور منزہ ہے وہ ذات جس نے نور کو ظلمت کے ساتھ جمع کیا اور لامکانی کو جو جہت سے بری ہے مکانی کے ساتھ جو جہت میں ہے ہمقرین کیا اور ظلمت کو نور کی نظر میں محبوب کردیا پس وہ نور اس پر فریفتہ ہوگیا اور کمال محبت سے اس کے ساتھ مل گیا تاکہ اس تعلق سے اس کی روشنی زیادہ ہوجائے اور ظلمت کی ہمسائیگی سے اس کی صفائی کامل ہوجائے جس طرح کہ آئینہ کو جب صیقل کرنا اور اس کی لطافت کو ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو پہلے اس کو مٹی سے آلودہ کرتے ہیں

پس اس نور نے ظلمانی معشوق کے مشاہدہ میں غرق ہونے اور عنصری جسم سے تعلق ہونے کے باعث جو کچھ اس کو پہلے قدسی شہود سے حاصل تھا فراموش کردیا بلکہ اپنی ذات اور اپنے وجود کے متعلقات سے بھی بے خبر ہوگیا۔ پس اس کی ہمنشینی سے اصحاب مشمہ یعنی بائیں ہاتھ والوں میں سے ہوگیا۔ اور اس کی صحبت میں اصحاب میمنہ یعنی دائیں ہاتھ والوں کے فضائل کو ضائع کردیا پس اگر اسی استغراق کے تنگ کوچہ میں پڑا رہا۔ اور اطلاق آزادی کے میدان میں نہ پہنچا تو اس پر ہزار افسوس ہے کیونکہ اس کے وجود سے جو مقصود تھا حاصل نہ ہوا۔ بلکہ اس کی استعداد کا جوہر بھی ضائع ہوگیا۔

فَضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا (پس بڑا گمراہ ہوگیا) اور اگر نیکی کی توفیق اس کو مل گئی اور خدا کی عنایت اس کے شامل حال ہوئی۔ تو اس نے غفلت سے سر کو اٹھایا۔ اور جو کچھ اس سے گم ہوا تھا یاد کیا اور یہ کہتے ہوئے اپنی پہلی حالت کی طرف رجوع کیا۔

اے امید سوئے تو بس عمرہ وحج من است
حج گو میکرد قومے جانب خاک وحجر

اگر اس کو دوبارہ اپنے قدسی مطلوب کے مشاہدہ مین اچھی طرح استغراق حاصل ہوگیا اور بارگاہ مقدس کی طرف پورے طور پر توجہ نصیب ہوگئی تو اس وقت ظلمت اس کے تابع ہوجائے گی اور اس کے انوار کے غلبوں میں مندرج ہوجائے گی پس جب یہ استغراق اس حد تک پہنچ جائے کہ ظلمانی متعلق کو بالکل بھول جائے اور اپنی ذات اور اپنے وجود کے توابع سے کلی طور پر بے خبر ہوجائے اور مشاہدہ نور الانوار میں فانی ہوجائے اور اس کو پردوں کے پیچھے سے مطلوب کا حضور حاصل ہوجائے تو فنائے جسدی اور روحی سے مشرف ہوجائیگا اور اگر اس مشہود میں فنا حاصل ہونے کے بعد اس کو

مشہود میں بقا بھی حاصل ہو گئی تو فنا اور بقا کی دونوں جہتیں اس کو پورے طور پر حاصل ہو گئیں اور اب اسم ولایت کا اطلاق اس پر صحیح ہو گیا پس اس وقت اس کا حال دو امروں سے خالی نہیں ہے یا تو اس کی مشہود میں کلی طور پر استغراق اور دائمی استہلاک اور فنا ہو گا یا خلقت کو اللہ تعالے کی طرف بلانے کے لئے راجع ہو گا۔ اس طرح پر کہ اس کا باطن اللہ تعالی کے ساتھ اور اس کا ظاہر خلق کے ساتھ ہو گا اور اس وقت نور اس ظلمت سے جو اس میں مندرج ہے اور اپنے مطلوب کی طرف متوجہ ہے آزاد ہو جاتا ہے اور اس آزادی کے باعث اصحاب یمین یعنی دائیں ہاتھ والوں سے ہو جاتا ہے چنانچہ اللہ تعالی کی شان میں وارد ہے کِلْتَا یَدَیْہِ یَمِیْنٌ (اس کے دونوں ہاتھ دائیں ہاتھ کی طرح ہیں)۔ برخلاف اس شخص کے جو عالم کی طرف راجع ہے کیونکہ اس کا نفس اطمینان حاصل کرنے کے بعد ان انوار سے دعوت کے لئے باہر نکل آتا ہے۔ اور اس کو عالم کے ساتھ مناسب حاصل ہو جاتی ہے اور اس مناسبت کے سبب سے اس کی دعوت مقبول ہو جاتی ہے لیکن اس بات کا بیان کہ نفس مجلی ہے اور اس حواس وغیرہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ چونکہ نفس کا قلب صنوبری کے ساتھ تعلق ہے اور قلب صنوبری کا تعلق حقیقت جامع قلبیہ کے وسیلہ سے روح کے ساتھ ہے اور روح سے فیوض وارادہ مجمل طور پر نفس پر نازل ہوتے ہیں اور اس کے وسیلہ سے تمام قوئی واعضاء پر مفصل طور پر پہنچتے ہیں پس ان اعضاء کا خلاصہ مجمل طور پر نفس میں موجود ہے۔ اس بیان سے دونوں گروہوں کے درمیان فرق ظاہر ہو گیا۔ کہ اول اس سے اس چیز کو دور کرے جو ناقص شیخ سے اس کو پہنچی ہے اور جو کچھ اس کے سبب سے اس کا بگاڑ ہوا ہے اس کی اصلاح و دوستی کرے پھر اس کی استعداد کے مناسب اچھا بیج اس کی استعداد کی زمین میں ڈالے پس اس طرح اچھا سبزہ اگے گا۔

نا پاک کلمہ کی مثال ناپاک درخت کی طرح ہے جس کی جڑ زمین کے اوپر ہے اور اس کو کوئی قرار نہیں ہے اور پاک کلمہ کی مثال پاک درخت کی طرح ہے اس کی اصل یعنی جڑ ثابت ہے اور اس کی شاخ آسمان میں۔

پس شیخ کامل مکمل کی صحبت سرخ گندھک یعنی کیمیا ہے اس کی نظر دوا اور اس کی بات شفا ہے۔ وَ دُوْنَھَا خَرْطُ الْقَتَادِ اور اس کے سوا بے فائدہ رنج و تکلیف ہے اللہ تعالی ہم کو اور تم کو شریعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے سیدھے راستہ پر ثابت قدم رکھے کیونکہ یہی مقصود ہے اور اسی پر سعادت اور نجات کا مدار ہے کسی نے کیا اچھا کہا ہے

محمد عربی کا بروئے ہر دوسراست
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسراو

اللہ تعالی اپنے حبیب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی طفیل آپ کو سلامت رکھے اور عافیت بخشے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے اس کی دوستی ہے کائن بائن صوفی کی یہی شان ہے یعنی حقیقت میں اللہ تعالی کے ساتھ ہے اور خلق سے جدا ہے یا یہ مراد ہے کہ ظاہر میں خلق کے ساتھ ہے اور حقیقت میں اس سے جدا اور دل کی محبت کا تعلق ایک سے زیادہ کے ساتھ نہیں ہوتا۔ بندہ اور حق تعالی کے درمیان حجاب بندہ کا اپنا نفس ہے نہ کہ جہان پس جب تک بندہ اپنے نفس کی مراد سے بالکل پاک نہ ہو جائے۔ حق تعالی اس کی مراد نہیں ہو سکتا اور نہ ہی حق تعالی کی محبت اس کے دل میں آسکتی ہے پس جب یہ محبت جس کو محبت ذاتی سے تعبیر کرتے ہیں۔ حاصل ہو جائے تو اس وقت محب کے نزدیک محبوب کا انعام اور ایلام یکساں معلوم ہوتا ہے پس اس کو اس وقت اخلاص حقیقی حاصل ہو جاتا ہے اور خدا کی عبادت خاص اسی کے لئے کرتا ہے نہ اپنے نفس کے لئے یعنی انعام کی

طلب اور رنج کے دفع کرنے کی غرض سے نہیں کرتا کیونکہ یہ دونوں اس کے نزدیک برابر ہیں۔ اور یہ مرتبہ مقربین کا ہے

ان کا خوف و طمع ان کے اپنے نفسوں کی طرف راجع نہیں ہوتا بلکہ وہ اس کی رضامندی کی طمع پر اور اس کے غضب سے ڈر کے مارے عبادت کرتے ہیں۔ اور ایسے ہی جنت کو وہ اس واسطے طلب کرتے ہیں کہ وہ اس کی رضا کا مقام ہے نہ اپنے نفسوں کے حظ و فائدہ کے لئے۔ اور دوزخ سے اس واسطے پناہ مانگتے ہیں کہ اس کے غضب کا مقام ہے نہ کہ اپنی جانوں سے رنج والم کو دور کرنے کے لئے کیونکہ یہ بزرگوار نفسوں کی غلامی سے آزاد ہو کر خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہو گئے ہیں اور مقربین کے مرتبوں میں سے یہ رتبہ نہایت اعلیٰ ہے اور اس مرتبہ والے شخص کو ولایت خاصہ کے مرتبہ سے متصف ہونے کے بعد مقام نبوت کے کمالات سے کامل حصہ حاصل ہوتا ہے اور وہ شخص جو عالم اسباب کی طرف نزول نہ کرے۔ وہ مغلوب الحال اولیا میں سے ہے۔ اور اس کو مقام نبوت کے کمالات سے کچھ حصہ حاصل نہیں ہے اس لئے وہ تکمیل وارشاد کے بھی لائق نہ ہوگا

آپ کو چاہیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اور ان کے خلفائے راشدین ہادین مہدیین کی متابعت کو لازم پکڑیں کیونکہ وہ ہدایت کے ستارے اور ولایت کے آفتاب ہیں پس جس شخص کو ان کی تابعداری کا شرف حاصل ہوا فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا وہ دونوں جہان میں بڑھ کر کامیاب ہوا جو ان کی مخالفت پر پیدا ہوا فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيْدًا سخت گمراہ ہو گیا۔

حدیث قدسی میں وارد ہے اَلَا طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰى لِقَائِيْ وَ اَنَا اِلَيْهِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا کہ خبردار ابرار کا شوق میرے دیدار کے لئے حد سے بڑھ گیا اور میں ان سے بھی زیادہ ان کی طرف مشتاق ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے شوق کو ابرار کے لئے ثابت کیا کیونکہ مقربین واصلین کو شوق نہیں رہتا اس لئے کہ شوق مطلوب کے گم ہونے کو چاہتا ہے اور مطلوب کا گم ہونا ان کے حق میں مفقود ہے کیا نہیں دیکھتے کہ انسان اپنے نفس کی طرف اشتیاق نہیں رکھتا حالانکہ اپنے نفس سے اس کو بڑی محبت ہوتی ہے کیونکہ مطلوب یعنی اپنے آپ کو گم کرنا اس کے لئے ثابت نہیں۔

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست
دردن دیدہ اگر نیم موست بسیار است

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے ایک قاری کو دیکھا کہ قرآن پڑھ رہا ہے اور رو رہا ہے اس کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ہم بھی ایسا ہی کرتے تھے لیکن ہمارے دل سخت ہو گئے ہیں منتہی واصل بسا اوقات اس شوق اور طلب کی آرزو کرتا ہے جو اس کو پہلے حاصل تھا۔

ہماری نسبت سب نسبتوں سے بڑھ کر ہے نسبت سے ان کی مراد حضور و آگاہی ہے اور وہ حضور جو ان کے نزدیک معتبر ہے حضور بے غیبت ہے جس کو یادداشت سے تعبیر کرتے ہیں۔

جس وقت یہ حضور دائمی ہو جائے اور ہرگز پردے میں نہ آئے اور ہمیشہ بے پردہ اسماء و صفات و شیون و اعتبارات کے جلوہ گر ہو تو اس وقت حضور بے غیبت ہوگا اس قسم کا حضور اگرچہ بہت لوگوں کو بعید معلوم ہوتا ہے لیکن۔

هَنِيْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا
وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِيْنِ مَايَتَجَرَّعُ

یہ نسبت علیہ ایسی نادر اور قلیل الوجود ہے۔

قاصرے گر کند ایں طائفہ راطعن و قصور
حاش للہ کہ برآرم بزبان ایں گلہ را
ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند

بیچارے مہجور نے جب اپنے آپ کو وصال کے لائق نہ پایا ناچار جدائی کے گوشہ میں پوشیدہ ہو گیا اور قرب سے بھاگ کر بعد میں آرام لیا

وضو کے باقیماندہ پانی کا پینا شفا فرمایا ہے اگر کوئی از روئے اعتقاد کے طلب کرے تو اس کو وہ پانی دیں۔ کہ اگر تین دفعہ غسل کرنے کے بعد ثواب و عبادت کی نیت نہ کریں تو چوتھی مرتبہ پانی مستعمل نہیں ہوتا یہ حیلہ تجویز کر کے ثواب کی نیت کے بغیر چوتھے غسل کے پانی کو پینے کے لئے دیا اور نیز معتبر آدمیوں نے بیان کیا ہے کہ آپ کے بعض خلفا کو ان کے مرید سجدہ کرتے ہیں۔ اس قسم کے فعلوں سے بچنا ہر ایک آدمی کے لئے ضروری ہے خاص کر اس شخص کے لئے جو خلق کا مقتدا و پیشوا بنا ہوا ہو۔

احوال کے علوم سے اس شخص کو ورثہ ملتی ہے جس نے اعمال کو درست کیا ہو اور ان کے اچھی طرح ادا کرنے پر قائم ہو

اور یہ علوم دو مجاہدوں کے درمیان ہے ایک وہ مجاہدہ جو علم کے حاصل ہونے سے پہلے اس کی طلب میں ہوتا ہے دوسرا وہ مجاہدہ جو علم حاصل ہونے کے بعد اس کے استعمال میں ہوتا ہے۔

پس چاہئے کہ جس طرح آپ کی مجلس مبارک میں کتب تصوف کا ذکر ہوتا رہتا ہے اسی طرح فقہ کی کتابوں کا بھی ذکر ہونا چاہیے اور فقہ کی کتابیں فارسی میں بہت ہیں مثلاً مجموعہ خوانی و عمدۃ الاسلام اور کنز فارسی بلکہ کتب تصوف اگر نہ بھی مذکور ہوں تو کچھ خوف نہیں کیونکہ وہ احوال سے تعلق رکھتی ہیں

غم دل اس لئے تھوڑا کہا ہے اے میرے شفیق
کہ آزردہ نہ ہو جائے بہت سن سن کے دل تیرا

حضرت خواجہ بزرگ خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اہل اللہ فنا و بقا کے بعد جو کچھ دیکھتے ہیں اپنے آپ میں دیکھتے ہیں اور یہ جو کچھ پہچانتے ہیں اپنے آپ میں پہچانتے ہیں اور ان کی حیرت اپنے وجود میں ہے وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ

گفتگو کرتے ہیں انسانی پیدائش سے مقصود وظائف بندگی کا ادا کرنا ہے اور اگر ابتدا اور وسط میں کسی کو عشق و محبت دیا جائے تو اس سے مقصود ماسوائے اللہ سے اس کا قطع تعلق کرنا ہے کیونکہ عشق و محبت بھی ذاتی مقصود نہیں ہیں بلکہ مقام عبودیت کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہیں۔ انسان خدا تعالیٰ کا بندہ اس وقت ہوتا ہے جب کہ ماسوی اللہ کی گرفتاری اور بندگی سے پورے طور پر خلاصی پا جائے اور عشق و محبت صرف اس انقطاع کا وسیلہ ہیں اسی واسطے مراتب ولایت میں سے نہایت کا مرتبہ مقام عبدیت ہے۔

خطائے کشفی خطائے اجتہادی کا حکم رکھتی ہے کہ جس سے ملامت و عتاب رفع ہے بلکہ ثواب کے درجوں میں سے ایک درجہ اس کے حق میں ثابت ہے البتہ اس قدر فرق ہے کہ مجتہد کے مقلد مجتہد کا حکم رکھتے ہیں اور خطا کے ہو جانے پر بھی صواب کا ایک درجہ پا لیتے ہیں برخلاف اہل کشف کے مقلدوں کے کہ معذور نہیں ہیں اور خطا کے ہو جانے سے درجہ صواب سے محروم ہیں کیونکہ الہام اور کشف غیر پر حجت نہیں اور مجتہد کا قول غیر پر حجت ہے۔

اہل کشف کی تقلید خطا کے احتمال پر جائز نہیں ہے مجتہد کی تقلید خطا کے احتمال پر جائز بلکہ واجب ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ دیکھا گیا اور سنا گیا اور جانا گیا یہ سب غیر اور حجاب ہے کلمہ لا کی حقیقت سے اس کی نفی کرنی چاہیے

در تنگنائے صورت معنی چگونہ گنجد
در کلبہ گدایاں سلطاں چہ کار دارد
صورت پرست غافل معنی چہ داند آخر
گوبا جمال جاناں پنہاں چہ کار دارد

کسی مقام میں تلاوت اور نماز مناسب کوئی مقام جذبہ سے

مخصوص ہے اور کوئی مقام سلوک کے مناسب اور کسی مقام میں یہ دونوں دولتیں ملی ہوئی ہیں

مکتوبات ______ شریفہ

فیض روح القدس ارباز مدد فرماید
دیگراں نیز کنند آنچہ مسیحا میکرد

علماء کے لئے دنیا کی محبت اور رغبت ان کے جمال کے چہرہ کا بدنما داغ ہے مخلوقات کو اگرچہ ان سے بہت فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ مگر ان کا علم ان کے اپنے حق میں نافع نہیں ہے۔ اگرچہ شریعت کی تائید اور مذہب کی تقویت ان پر مترتب ہے مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ تائید و تقویت فاجر ناسق سے بھی ہو جاتی ہے جیسے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فاجر آدمی کی تائید کی نسبت خبردی ہے اور فرمایا ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ یہ علما پارس پتھر کی طرح ہیں کہ تانبا اور لوہا جو اس کے ساتھ لگ جائے سونا ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ذات میں پتھر کا پتھر ہی رہتا ہے۔ ایسے ہی وہ آگ جو پتھر اور بانس میں پوشیدہ ہے جہان کو اس آگ سے کئی طرح کے فائدے حاصل ہیں۔ لیکن وہ پتھر اور بانس اس اپنی اندرونی آگ سے بے نصیب ہیں۔

بلکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ علم ان کے اپنے نفس کے حق میں مضر ہے کہ حجت کو ان پر پورا کردیا۔ اِنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ عَالِمٌ لَمْ یَنْفَعُہُ اللّٰہُ بِعِلْمِہٖ تحقیق لوگوں میں سے زیادہ عذاب کا مستحق قیامت کے دن وہ عالم ہے جس کو اپنے علم سے کچھ نفع حاصل نہ ہوا۔ وہ علماء جو اس بلا میں مبتلا ہیں اور اس کمینی دنیا کی محبت میں گرفتار ہیں۔ وہ دنیا کے عالموں میں سے ہیں۔ اور برے عالم اور لوگوں میں سے بدتر اور دین کے چور یہی عالم ہیں۔ حالانکہ یہ لوگ اپنے آپ کو دین کا پیشوا جانتے ہیں۔ اور مخلوقات میں اپنے آپ کو بہتر خیال کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ میں نے منیٰ کے بازار میں ایک تاجر کو دیکھا کہ پنجاہ ہزار دینار یا کم و بیش کی خرید و فروخت کر رہا تھا اور ایک لحظہ بھی اس کا دل حق تعالی سے غافل نہ تھا۔

وہ فلسفی جس نے اپنی بصیرت کی آنکھ میں صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کا سرمہ نہیں ڈالا۔ عالم امر کی حقیقت سے اندھا ہے۔ نفس ناطقہ خود یہی نفس امارہ ہے۔ جو تزکیہ کا محتاج ہے۔ اور بالذات اس کی ہمت کمینہ پن اور پستی کی طرف ہے۔ عالم امر سے اس کو کیا نسبت اور تجرد کو اس سے کیا مناسبت '

عالم امر کی ابتداء مرتبہ قلب سے ہے اور قلب کے اوپر روح اور روح کے اوپر سر اور سر کے اوپر خفی اور خفی کے اوپر اخفی ہے۔ ان پنجگانہ عالم امر کو جواہر خمسہ کہیں تو مناسب ہے۔

جاننا چاہئے کہ ان جواہر کی ابتداء صفات اضافیہ سے ہے۔ جو وجوب اور امکان کے درمیان برزخوں کی طرح ہیں۔ اور ان کے اوپر صفات حقیقیہ ہیں۔ جن کی تجلیات سے روح کو حصہ حاصل ہے اور قلب کا تعلق صفات اضافیہ سے ہے اور ان کی تجلیات سے مشرف ہے اور ان جواہر علیا میں سے باقی جواہر جو صفات حقیقیہ کے اوپر ہیں حضرت ذات تعالی کے دائرے میں داخل ہیں اسی لئے ان تینوں مراتب کی تجلیات کو تجلیات ذاتیہ کہتے ہیں ان کی نسبت گفتگو کرنا اچھا نہیں

قلم اینجا رسید و سر بشکست
عشق آں شعلہ است کوچوں برفروخت
ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت

تیغ لا درقتل غیر حق براند
درنگرزاں پس کہ بعد از لاچہ ماند
ماندالا اللہ باقی جملہ رفت
شاد باش اے عشق شرکت سوز رفت

شریعت کے تین جزو ہیں علم و عمل و اخلاص۔ جب تک یہ تینوں جز متحقق نہ ہوں۔ شریعت متحقق نہیں ہوتی۔ اور جب شریعت حاصل ہو گئی۔ تو گویا حق تعالی کی رضامندی حاصل ہو گئی۔ جو دنیا اور آخرت کی تمام سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور اللہ تعالی کی رضامندی سب سے بڑھ کر ہے۔ یہ مقصود ہے۔ کہ اخلاص حاصل ہو جائے۔ جو مقام رضا کو مستلزم ہے۔ تین قسم کی تجلیوں اور عارفانہ مشاہدوں سے گزار کر ہزاروں میں سے کسی ایک کو اخلاص اور مقام رضا کی دولت تک پہنچاتے ہیں

شریعت کی حقیقت سے متحقق ہونے کے بغیر اور کوئی مطلب مد نظر نہ تھا۔ لیکن دس سال کے بعد اصل حقیقت کماحقہ' ظاہر ہوئی۔ اب سوائے اس کے اور کوئی آرزو نہیں رہی۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں میں سے کوئی سنت زندہ کی جاوے۔ اور احوال و مواجید اہل ذوق کے لئے مسلم رہیں۔

آپ کو چاہیے کہ باطن کو خواجگان قدس سرہم کی نسبت سے معمور رکھیں اور ظاہر کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سے آراستہ و پیراستہ بنائیں۔

اور تمام تعبیروں سے بہتر تعبیر اور تمام عبارتوں سے جامع عبارت لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ہے۔ جو کچھ دیکھتے اور جانتے اور پہچانتے ہیں یہ سب اس کا غیر ہے۔ ان کے ساتھ گرفتار ہونا اس کے غیر کے ساتھ گرفتار ہونا ہے۔ ذات بیچون و بے چگون کا اثبات کرنا لازم ہے۔ اور یہ اثبات اول میں تقلید کے طور پر ہے۔ اور اخیر میں تحقیق کے طور پر۔

امام المسلمین امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے سُبْحَانَكَ مَا عَبَدْنَاكَ حَقَّ عِبَادَتِكَ وَلٰكِنْ عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ حق عبادت کا ادا نہ ہونا خود ظاہر ہے لیکن حق معرفت کا حاصل ہونا اس بنا پر ہے کہ حق تعالی کی ذات میں نہایت معرفت اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اس کو بیچونی اور بیچگونی کے ساتھ پہچان لیں۔ یعنی بے مثل و بے مثال ،

فرمایا۔ جو کچھ رسول تمہارے پاس لائے اس کو پکڑ لو۔ اور جس سے تم کو منع کرے ہٹ جاؤ۔ اور اللہ تعالی سے ڈرو۔

اخلاص کی حقیقت بغیر فنا کے متصور نہیں ہوتی۔ اور یہ نہیں کہا کہ نفس اخلاص بغیر فنا کے متحقق نہیں ہوتا۔ جس طرح اس جہاں میں بدن کے بغیر روح کا ہونا ناممکن ہے۔ ویسے ہی دل کے احوال بدنی نیک عملوں کے بغیر محال ہیں۔ باطنی معارف و شریعت کے ظاہری علوم کے درمیان پورے اور کامل طور پر موافقت کا ہونا یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے امور میں بھی مخالفت کی مجال نہ رہے

مقام صدیقیت میں ہے وحی میں قطع ہے اور الہام ظنی ہے کیونکہ وحی بذریعہ فرشتہ کے ہے اور فرشتے معصوم ہیں۔ ان میں خطا کا احتمال نہیں۔ اور الہام اگرچہ محل عالی رکھتا ہے جسے قلب کہتے ہیں اور قلب عالم امر سے ہے۔ لیکن قلب کا عقل اور نفس کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ثابت ہے۔ اور نفس اگرچہ تزکیہ کے ساتھ مطمئنہ ہو جائے لیکن اپنی صفات سے ہرگز نہیں بدلتا۔ اسی واسطے اس مقام میں خطا کی مجال ظاہر ہے۔

جاننا چاہیے کہ نفس کے مطمئنہ ہو جانے کے باوجود اس کی صفات کے باقی رکھنے میں بڑے فائدے اور نفعے ہیں۔ اگرچہ نفس بالکل اپنی صفات کے ظہور سے روکا جائے۔ تو ترقی کا راستہ بند ہو جائے اور روح فرشتہ کا حکم پیدا کرلے۔ اور اپنے مقام میں بند

رہ جائے کیونکہ ترقی کا حاصل ہونا نفس کی مخالفت کے باعث ہے۔ اگر نفس میں مخالفت نہ رہی۔ تو ترقی کیسی ہوگی

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب کفار کے جہاد سے واپس آئے۔ تو آپ نے فرمایا رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ نفس کے جہاد کو جہاد اکبر فرمایا اور نفس کی مخالفت اس مقام میں عزیمت واولے کے ترک سے ہے۔ بلکہ ترک عزیمت کا ارادہ کرنے سے ہے۔

بہت لوہے آئینہ بننے کی قابلیت رکھتے ہیں مگر جب تک آئینہ نہ بن جائیں تب تک بادشاہوں کے ہاتھ میں نہیں پہنچتے۔ اور بادشاہوں کا جمال حاصل نہیں کر سکتے۔ طریقت اور شریعت ایک دوسرے کی عین ہیں اور بال بھر ان کے درمیان فرق نہیں ہے فرق صرف اجمال اور تفصیل اور استدلال اور کشف کا ہے جو کچھ شریعت کے مخالف ہے مردود ہے۔ شریعت کو اپنی جگہ پر قائم رکھ کر حقیقت کو طلب کرنا بہادروں کا کام ہے۔

ما ان مدحت محمدا بمقالتی
لکن مدحت مقالتی بمحمد

تحقیق حضرت محمد اللہ کے رسول اور حضرت آدم کی اولاد کے سردار ہیں۔ اور قیامت کے دن اور لوگوں کی نسبت زیادہ تابعداروں والے ہونگے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب اولین و آخرین سے بزرگ ہیں اور پہلے ہیں۔ جو قبر سے نکلیں گے۔ اور اول ہیں جو شفاعت کریں گے۔ اور اول ہیں۔ جن کی شفاعت قبول ہوگی

جب آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ تو حضور کے تابعدار بھی آپ کی تابعداری کے باعث محبوبیت کے درجے تک پہنچ جاتے ہیں۔ کیونکہ محب اور عاشق اس آدمی کو بھی جس میں اپنے محبوب کی عادتیں اور خصلتیں دیکھتا ہے اپنا محبوب جانتا ہے۔ اور مخالفوں کو اسی پر قیاس کرنا چاہئے۔

محمد عربی کا بروئے ہر دوسراست
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسراو

آیت کریمہ میں وَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللّٰهِ فَإِنَّ أَجَلَ اللّٰهِ لَآتٍ (جو شخص اللہ تعالیٰ کا دیدار چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ آنے والا ہے۔

رمضان کا مہینہ بڑا بزرگ ہے عبادت نفلی از قسم نماز و روزہ و صدقہ وغیرہ جو اس مہینہ میں ادا کی جائے۔ دوسرے دنوں کے فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے۔ اور اس مہینے کے فرضوں کا ادا کرنا دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے ادا کرنے کے برابر ہے۔ اگر کوئی شخص اس مہینہ میں روزہ دار کا روزہ افطار کرائے۔ اس کو بخش دیتے ہیں اور اس کی گردن کو دوزخ سے آزاد کر دیتے ہیں۔ اور اس کو روزہ دار کے اجر کے برابر اجر عطا کرتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ روزہ دار کے اجر کو کم کر دیں اور ایسے ہی اگر کوئی شخص اپنے غلاموں کی خدمت میں کمی کرے۔ تو حق تعالیٰ اس کو بخش دیتا ہے اور اس کی گردن دوزخ سے آزاد کر دیتا ہے۔ رمضان کے مہینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیدیوں کو آزاد کر دیا کرتے تھے۔ اور جو کچھ آپ سے کوئی مانگتا اس کو دے دیتے تھے۔

نفس لمارہ بالذات احکام شرعیہ کا منکر ہے اور بالطبع ان کے برخلاف حکم کرنے والا ہے پس ان سچے احکام کے ساتھ بذریعہ دلیل کے یقین حاصل کرنا جبکہ استدلالی وجدان ان کے انکار کا حکم کرتا ہے۔ بہت دشوار ہے پر نفس کا پاک کرنا نہایت ضروری ہے بغیر تزکیہ یقین حاصل ہونا مشکل ہے

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا تحقیق خلاص ہوگیا

جس نے اس کو پاک کیا اور محروم رہا جس نے اس کو آلودہ کیا۔

آج کہ دولت اسلام کی ترقی بادشاہ اسلام کی تخت نشینی کی خوشخبری خاص و عام کے کانوں میں پہنچی۔ اہل اسلام نے اپنے اوپر لازم جانا۔ کہ بادشاہ کے مددگار اور معاون ہوں اور شریعت کے رواج دینے اور مذہب کے تقویت دینے میں اس کی رہنمائی کریں۔ خواہ یہ امداد و تقویت زبان سے ہو سکے خواہ ہاتھوں سے۔ سب سے بڑھ کر مدد کتاب و سنت اور اجماع امت کے طریق پر شرعی مسائل کو بیان کرنا اس قسم کی امداد علمائے اہل حق سے مخصوص ہے۔ جو آخرت کی طرف توجہ رکھتے ہیں۔ اور علمائے دنیا جن کا مقصود ہمہ تن دنیا کمینی ہے۔ ان کی صحبت زہر قاتل اور فساد متعدی ہے

عالم کہ کامرانی وتن پروری کند
او خویشتن گم است کرا رہبری کند

اکثر جاہل اس زمانہ میں صوفیوں کا لباس پہن کر برے علما کا حکم رکھتے ہیں ان کا فساد بھی متعدی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص باوجود طاقت کے کسی قسم کی بھی مدد نہ کرے اور کارخانہ اسلام میں فتور پڑ جائے۔ تو اس کو تاہی کرنے والے کو سزا دی جائے گی اس لئے یہ فقیر بے سروسان بھی چاہتا ہے کہ اپنے آپ کو دولت اسلامیہ کے مددگار گروہ میں داخل کرے اس فقیر کو ان بزرگوں کی جماعت میں داخل کرلیں۔ فقیر اپنے آپ کو اس بڑھیا کی طرح خیال کرتا ہے۔ جو اپنا تھوڑا سا سوت لے کر حضرت یوسف علیہ الصلوۃ والسلام کے خریداروں میں شامل ہو گئی تھی۔

طالب علموں کے مقدم سمجھنے میں شریعت کی ترویج ہے۔ شریعت کے اٹھانے والے یہی لوگ ہیں اور مصطفوی مذہب صلی اللہ علیہ وسلم انہی کے ساتھ قائم ہے۔ کل قیامت کے روز شریعت کی بابت پوچھیں گے اور تصوف کی بابت کچھ نہ پوچھیں گے جنت میں داخل ہونا اور دوزخ سے بچنا شریعت کے حکم بجالانے پر منحصر ہے۔ کروڑہا روپیہ خدا کے راستہ میں خرچ کرنا اس کے برابر نہیں کہ شرعی مسائل میں سے ایک مسئلے کو رواج دیا جائے کیونکہ اس فعل میں انبیاء علیہم السلام کی اقتداء ہے جو بزرگ ترین مخلوقات ہیں اور اس فعل میں ان بزرگواروں کے ساتھ شریک ہونا ہے اور یہ بات ثابت ہے کہ سب سے بڑھ کر نیکیاں انہی لوگوں کو عطا ہوئی ہیں۔

دنیا ظاہر میں میٹھی ہے اور صورت میں تازگی رکھتی ہے لیکن حقیقت میں زہر قاتل اور جھوٹا اسباب اور بیہودہ گرفتاری ہے اس کا مقبول خوار اور اس کا عاشق مجنوں ہے اس کا حکم اس نجاست کا سا ہے جو سونے میں منڈھی ہو۔ اور اس کی مثال اس زہر کی سی ہے۔ جو شکر میں ملا ہوا ہو۔ عقلمند وہی ہے۔ جو ایسے کھوٹے متاع پر فریفتہ نہ ہو۔

مجھ کو دل دے کے پھر دلیری دیکھ
اپنا لومڑ بنا کے شیری دیکھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَثَلُ اَهْلِ بَيْتِي كَسَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا هَلَكَ میری اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے جو اس پر سوار ہو گیا بچ گیا اور جو اس سے پیچھے رہا ہلاک ہو گیا۔

نفس امارہ انسانی حب جاہ و ریاست پر پیدا کیا گیا ہے اور اس کا مقصود ہمہ تن ہمسروں پر بلندی کا حاصل کرنا ہے اور وہ بالذات اس بات کا خواہاں ہے کہ تمام مخلوقات اس کی محتاج اور اس کے امرونہی کی تابع ہو جائے۔ اور وہ خود کسی کا محتاج اور محکوم نہ ہو۔ اس کا یہ دعوی خدائے بیمثل کے ساتھ الوہیت اور شرکت کا ہے۔ بلکہ وہ بے سعادت شرکت پر بھی راضی نہیں ہے۔ چاہتا ہے کہ حاکم صرف آپ ہی ہو۔ اور سب اس کے محکوم ہوں

حدیث قدسی میں وارد ہے کہ تکبر میری چادر ہے اور عظمت میرا کپڑا ہے پس جس نے ان دونوں میں سے کسی میں میرے ساتھ جھگڑا کیا میں اس کو دوزخ میں داخل کرونگا اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔

دنیا کمینی جو خدا تعالی کی ملعونہ اور مبغوضہ ہے۔ اسی باعث سے ہے کہ دنیا کا حاصل ہونا نفس کی مرادوں کے حاصل ہونے میں مدد دیتا ہے پس جو کوئی دشمن کی مدد کرے۔ وہ لعنت ہی کے لائق ہے اور فقر فخر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کیونکہ فقر میں نفس کی نامرادی اور عاجزی ہے۔ احکام شرعی میں سے ایک حکم کا بجا لانا نفسانی خواہشوں کے دور کرنے میں ان ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے جو اپنے پاس سے کئے جائیں کئی درجہ بہتر ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے کہنے سے اپنے ایمان کو تازہ کیا کرو۔ بلکہ ہر وقت اس کلمہ کا تکرار ضروری ہے

معلوم نہیں کہ آپ کی مجلس شریف میں کس قسم کے لوگ ہوتے ہیں اور آپ کا خلوت اور جلوت میں کون غمخوار ہے۔

تمام رات نہ اس غم سے مجھ کو نیند آئی
کہ سو یا کس کی بغل میں تو رات بھر میری جان

یقینی طور پر تصور فرمائیں کہ بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت کے فساد سے زیادہ تر ہے اور تمام بدعتی فرقوں میں بدتر اس گروہ کے لوگ ہیں جو پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب کے ساتھ بغض رکھتے ہیں۔ کمبخت یزید اصحاب سے نہیں ہے اس کی بدبختی میں کس کو کلام ہے

اہل سنت و جماعت میں سے بعض علماء نے اس کے لعنت کرنے میں جو توقف کیا ہے تو اس لحاظ سے نہیں کیا ہے کہ وہ اس سے راضی ہیں بلکہ اس کی رجوع اور توبہ کے احتمال پر کیا ہے۔

جب سرور کائنات اور مفخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ اَحَبَّ اَخَاہُ فَلْیُعْلِمْ اِیَّاہُ جو شخص اپنے بھائی کو دوست رکھے تو اسے چاہئے کہ اس کو جتلا دے یہ راہ جس کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں انسان کے سات لطیفوں کے موافق سب سات قدم ہیں۔ دو قدم عالم خلق میں ہیں جن کا تعلق قالب اور نفس کے ساتھ ہے اور پنج قدم عالم امر میں ہیں جو قلب روح و سر خفی و اخفے کے ساتھ وابستہ ہیں اور ان سات قدموں میں سے ہر ایک قدم میں دس ہزار پردے پھاڑنے پڑتے ہیں۔ خواہ وہ پردے نورانی ہوں یا ظلمانی اِنَّ لِلّٰہِ سَبْعِیْنَ اَلْفُ حِجَابٍ مِنْ نُوْرٍ وَظُلْمَۃٍ تحقیق اللہ تعالی کے لئے ستر ہزار پردے نور اور ظلمت کے ہیں۔

چاکِ تقدیر کو ممکن نہیں کرنا رفو
سوزنِ تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

انگریز نے ہمارا تاج چھینا، تخت چھینا، ہمارا دین چھینا، ہمارا ایمان چھینا اور ہم کو اسلام کا معترض بنا کر چھوڑ گیا۔ اولیاء کرام کے جوتوں کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں جو دنیا کے بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔

ضلع جہلم کا ایک واقعہ ہے قاتل جیل میں خدا سے دعا مانگتا۔ کہ اے اللہ تو مجھے اپنے فضل سے رہا کردے۔ اور بے گناہ خدا سے کہتا کہ اے اللہ انصاف کر جج نے اصل قاتل کو رہا کر دیا اور بے گناہ کو پھانسی کی سزا دی۔ ایک ولی اللہ نے بارگاہ الہٰی میں عرض کیا اے اللہ تو تو سب کچھ جانتا ہے سارے فیصلے تو تیرے ہاں سے ہو کر آتے ہیں۔ بارگاہ الہٰی سے اطلاع آئی کہ یہ بے گناہ کہتا تھا کہ اے اللہ میرے ساتھ انصاف کر۔ ایک دفعہ اس نے ایک چیونٹی کو تنکے پر بٹھا کر تنکے کو بہتے پانی میں گاڑ دیا تھا جس سے وہ گر کر مر گئی۔ وہ بدلہ اس سے لینا تھا، مجرم کہتا تھا کہ مجھے اپنے فضل سے بخش دے ہم نے اسے اپنے فضل سے بخش دیا۔

دہلی میں شاہجہان رحمتہ اللہ علیہ کی بنائی ہوئی جامع مسجد ہے اور قیامت تک جتنے مسلمان اس میں نمازیں پڑھیں گے اور ذکر الہٰی کریں گے اس وقت تک شاہجہان رحمتہ اللہ علیہ کی اس نیکی کا ثواب ختم نہیں ہو سکتا۔

دین دار بنانے کی کوشش کرنا ماں باپ کا فرض ہے تاکہ انہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو راضی رکھنے کا سلیقہ آجائے

مسلمانوں کی ناداری کا باعث برادری کی رسمیں مثلاً" شادی اور غمی میں باوجودیکہ توفیق نہیں ہوتی پھر قرض لے کر رسمیں پوری کرتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ اگر نہیں کرتے تو ناک کٹتی ہے۔

غریب مسلمان کپڑے اگرچہ پھٹے پرانے ہوں گے۔ بدن پاک اور کپڑے پاک بڑا مالدار انگریز یا انگریز کا تمدن رانیں پلید ہوں گی۔ سب عقلمندوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ باسی روٹی اور مکھن سے کھانے میں جو نوجوانوں میں طاقت آتی ہے کہ بڑے قوی ہیکل تنومند لمبے قد اور چوڑی چھاتی والے نوجوان پیدا ہوتے تھے اب وہ طاقت چاء اور توس سے ہرگز پیدا نہیں ہوتی

اب تو بقول عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ آج کل کے نوجوان کوہ قاف کی پریاں ہیں۔ کمر پتلی، نازک اندام۔ ہونٹوں پر پان کی سرخی۔ منہ میں پتلا سا سگریٹ۔ پرانے زمانے میں ہماری بہنیں اور بیٹیاں محلوں میں جو استانیاں ہوتی تھیں ان سے دین کی کتابیں پڑھتی تھیں اور انہی سے نماز روزہ سیکھ لیتی تھیں۔ عام طور پر اس وقت کا نصاب تعلیم یکی روٹی نجات المومنین اور احوال الآخرۃ ہوتا تھا۔

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

مسلمان اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ اولیائے کرام نے یہ تو نہیں سکھایا تھا کہ ہماری قبروں پر آکر سجدے کرنا منتیں ماننا۔ چڑہاوے چڑھانا اور ہماری قبروں پر ریشمی غلاف چڑہانا عرس کرنا۔ طبلے بجانا۔ بازاری عورتوں کو عرس کے موقعہ پر سلام کے لئے بلانا

مسلمانوں میں ایک جماعت ایسی ہے جو سرے سے قرآن مجید پر عمل کرنے کی مخالف ہے ان کا یہ مقولہ ہے کہ قرآن مجید اور حدیث نبی کریم کو ملک میں نافذ نہیں ہونے دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی تقدیر میں جس لڑکے کے لئے جو لڑکی اور جس لڑکی کے لئے جو لڑکا لکھا ہوا ہے نہ اس لڑکے کی شادی کسی دوسری لڑکی سے ہوگی اور نہ اس لڑکی کی شادی کسی دوسرے لڑکے سے ہو گی۔ فیصلہ تو یہی ہے جو عرض کر چکا ہوں۔

تمہاری بیوی رنگ و روپ کی سادہ ہے مگر انتہا درجہ کی وفا شعار خدمت گزار اور خاوند کے ماں باپ کی تابعدار دن رات لونڈیوں کی طرح ان کی خدمت کے لئے کمربستہ رہتی ہو وہ ہزار درجہ خوبصورت بیوی سے بہتر ہے۔

جاہل مسلمان بزرگوں کی قبروں پر جاکر منت مان آتے کہ اے بزرگ اگر تو مجھے ایک بیٹا دے دے تو میں تیری قبر پر ایک بکرا چڑھاوا چڑھاؤں گا۔ جب اللہ تعالیٰ اس آدمی کو بیٹا دیتا ہے تو یہ نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹا دیا ہے۔

تربوز کی رنگت دلکش اور جاذب ہوتی ہے اس کا ذائقہ میٹھا اس کا شربت تشنگی کا دافع اور اس کا کھانا اشتہا انگیز ہے بعینہٖ ذکر الٰہی ہے۔ ذکر خفی ہو یا ذکر جلی۔ ذاکر ہر طرح سے اس سے مستفید ہوتا ہے۔

اخذ فیض کے لئے عقیدت ادب اور اطاعت کی ضرورت ہے ظاہری علوم کے لئے ۵۰ فیصدی استاد کا ادب اور ۵۰ فیصدی طالب علم کی محنت ہو تو ترقی ہوتی ہے فیض باطنی کے لئے ۱۰۰ فیصدی ادب کی ضرورت ہے۔ ذکر الٰہی میں وہ لذت آتی ہے کہ تاج شاہی سر پر رکھوا کر اور تخت شاہی پر بیٹھ کر بادشاہوں کو نہیں آتی۔

اللہ کا ذکر علاج ہے مشتبہ اور حرام مال سے بچنا پرہیز ہے۔
بکری حلال ہے لیکن چوری کی ہو تو حرام ہو جاتی ہے۔
مسلمانوں کی موجودہ بے دینی کا ۸۰ فیصد سبب اکل و شرب حرام و مشتبہ مال ہے۔ دس فیصدی بے نمازوں کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیزوں کا کھانا ہے اور باقی دس فیصدی بے دینوں اور نااہلوں کی صحبت ہے۔ قبر آخرۃ کی ڈیوڑھی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کسی کی قبر بہشت کا باغ اور کسی کی جنہم کا گڑھا بن جاتی ہے۔ شیخ کامل اس کو بہشت کا باغ بنانے والے راستہ کی طرف رہنمائی کرنے کا ذمہ دار ہے۔ اگر بندگی کا حق ادا نہ کیا۔ تو یاد رکھ اے انسان تو کتے سور اور گدھے سے بدتر ہے۔ وہ مالک حقیقی اور مالک مجازی دونوں کے وفادار ہیں۔ اور تو مالک حقیقی کا غدار ہے۔

بیعت کے بعد شیخ پوچھے گا کہ بیٹا تمہارا ذریعہ معاش کیا ہے وہ عرض کرتا ہے کہ میں پولیس کا سپاہی ہوں۔ اس کے بعد شیخ دریافت فرمائے گا۔ کہ تنخواہ کیا ملتی ہے اور بالائی آمدنی کتنی ہے شیخ ایک طرف استغفار پڑھوائے گا اور دوسری طرف حرام چھڑا دے گا۔ اس کے علاوہ بارگاہ الٰہی میں دعا کرے گا۔ کہ اے اللہ تیرے ایک بھولے بھٹکے بندے کو میں نے تیرے دروازے پر لا کھڑا کیا۔ تو اس کو اپنی رحمت سے نواز۔ انشاء اللہ بیڑا پار ہو جائے گا۔ پہلے حرام کھاتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کو بو آتی تھی۔ اب حرام چھوڑ کر استغفار پڑھنے لگا ہے تو اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لیا ہے۔ جیسے عطر فروش کی دکان ہو۔ جو شخص اس دکان میں جائے گا تو وہ اگر عطر نہ بھی خریدے گا تو کم از کم اس کی خوشبو تو ضرور سونگھے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بری صحبت کو لوہار کی بھٹی سے تشبیہ دی ہے
آپ گناہوں کا ایک بورڈ بنا لیجئے میں نے بھی بنایا ہوا ہے۔ جو گناہ بھی ہو اس پر لکھ لیا جائے۔ اس سے ہم اپنے نفس کو ڈانٹ سکیں گے۔ کہ اگر یہ تیرے گناہ لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو کوئی تیرے منہ پر تھوکنا بھی پسند نہ کرے گا۔ اگر مسجد خواہ کچی ہو اس کے اندر کوئی اللہ کا بندہ ہے جس کی نظر کیمیا اثر ہے تو اس کی ایک نظر پڑ جانے سے بیڑا پار ہو جائے گا۔ اور اس کی جوتیوں میں بیٹھنا دنیادار کے لئے باعث فخر ہے۔ نماز کے بعد سنت طریقہ یہ ہے کہ استغفار۔ آیۃ الکرسی ۳۳ دفعہ سبحان اللہ ۳۳ دفعہ الحمد للہ ۳۴ دفعہ اللہ اکبر۔

نیک کام کر کے اگر میت کی روح کو ثواب پہنچایا جائے تو جائز ہے اس کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ مگر اس کے لئے تین شرطیں ہیں۔

(۱) صرف اللہ کی رضا مقصود ہو۔ غیر اللہ کی رضا کا شائبہ بھی نہ ہو۔

(۲) مال حلال کا ہو اگر حرام کا مال ہو گا تو میت کو ایک دانہ کا بھی ثواب نہ پہنچے گا۔

(۳) مستحقین کو کھلایا جائے۔

کیا اللہ تعالیٰ کو بندے کتھرے چاہئیں؟ کیا اس نے جنت خبیثوں کے لئے بنائی ہے۔ وہ تو بہت نازک مزاج محبوب ہے۔ ذرا سی بات پر ناراض ہو جاتا ہے۔ بعض عورتیں ایسی عفت ماب ہوتی ہیں کہ وہ اپنے سایہ کو بھی غیر مرد سے چھپاتی ہیں۔ چنانچہ دہلی میں پرانے زمانے کے شرفاء کے ہاں یہی تمدن تھا۔ کہ عورتیں ڈولی میں گھر سے باہر جاتی تھیں۔ کہار ڈولی کو ڈیوڑھی میں رکھ کر باہر چلے جاتے تھے۔ عورت جب اندر بیٹھ جاتی تو وہ اندر آجاتے اور ڈولی اٹھاتے جس گھر میں جانا ہوتا تھا۔ وہاں بھی لے جا کر اسی طرح ڈیوڑھی میں رکھ کر باہر چلے جاتے تھے۔ تو عورت ڈولی سے نکل کر اندر چلی جاتی۔ اب تو جس نے ایمان بچانا ہو وہ آنکھیں نیچی کر لے۔ نوجوان لڑکیاں ہار سنگار کر کے بے پردہ ہر جگہ لوگوں کے ایمان خراب کرتی پھر رہی ہیں۔ قرآن ایک مشین ہے جس سے انسان کو زندگی کا کانٹا بدل جاتا ہے کانٹا بدلنے والے اللہ والے ہوتے ہیں۔

میں کہا کرتا ہوں کہ بعض اولیاء اللہ ایسے ہوتے ہیں جو پبلک پلیٹ فارم پر آکر اصلاح خلق خدا کا کام نہیں کرتے۔ ان کا وجود اللہ تعالیٰ کی رحمت کو جذب کرتا ہے۔ گدڑی میں لعل ہوتے ہیں۔ لاہور میں نہ ہوں تو کوئٹہ کی طرح لاہور ایک منٹ سے پہلے پہلے غرق ہو جائے وہ اللہ کے عذاب کو روکے رہتے ہیں۔

عقل فقط حضورؐ کے سینئہ اطہر سے جتنا تعلق ہو گا۔ تمہارے سلاطین امراء۔ وزراء۔ بیرسٹرایٹ لاء۔ سب احمق ہیں۔ بد معاشیاں کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ یہ چوروں اور ڈاکوؤں کی سی زندگی ہے۔ وارنٹ گرفتاری (یعنی موت) آیا تو سب شوخی اور شیخی کرکری ہو جائے گی۔ ان کے مقابلے میں حضورؐ کے دروازے کا غلام ہے جس کی جوتی ٹوٹی ہوئی ہے۔ کپڑے پھٹے ہوئے ہیں۔ وہ عقل مند ہے۔

ہر چیز کی ایک منڈی ہوتی ہے۔ ہدایت کی منڈیاں مساجد ہیں۔ یہ بد بخت مسجد میں آنے اور ٹوٹی چٹائیوں پر سر بسجود ہونے کو اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔ اگر مسجد میں آنا ان کی کسر شان ہے تو اللہ والوں کے جوتے کی کسر شان ہے ان کی کوٹھیوں پر جانا۔

قبر میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری کی کوئی قیمت نہیں۔ بادشاہ مومن نہیں تو اس کے تاج پر خدا کی لعنت ہے مومن کی گودڑی پر خدا کی رحمت ہے۔ انسان کو فقط خوف خدا انسان بناتا ہے۔ شیر اپنے ہم جنس شیر کو نہیں پھاڑتا۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن

اجابت از درحق بہر استقبال می آید

اس کے دو آنسو ظالم کی بربادی کے لئے کافی ہیں۔ جنت میں داخلہ کے لئے بھی کئی دروازے ہیں مثلاً ایک دروازہ پر نوح داخلہ کا ٹکٹ عطا فرمانے کے لئے رونق افروز تھے۔ دوسرے پر ابراہیمؑ۔ تیسرے پر موسیٰؑ اور باقی دروازوں پر دوسرے انبیاء علیہم السلام۔ صدر دروازہ پر رحمۃ اللعالمین علیہ الصلوۃ والسلام تشریف فرما ہیں۔ اب باقی سب دروازے بند ہو چکے ہیں صرف صدر دروازہ کھلا ہے اب حضور کی دستگیری کے بغیر کوئی بھی جنت

میں داخل نہیں ہو سکتا۔

ہندوؤں کے سادھو بہت ریاضتیں کرتے ہیں۔ کوئی جسم پر بھبوت مل کر بیٹھتا ہے کوئی ہاتھوں کو اوپر کر کے ان کو سکھا لیتا ہے۔ لیکن اہل اللہ کو نظر آتا ہے کہ ان کے سینوں میں نور نہیں ہے۔

سکندر رومی سے ایک سائل نے پیسہ مانگا۔ اس نے کہا میری شان کے مطابق مانگو۔ سائل نے کہا اچھا بادشاہی دے دو سکندر نے جواب دیا کہ اپنی حیثیت کا بھی خیال رکھو۔ آج کل کے دنیا داروں نے اگر کسی مزدور کا ایک روپیہ دینا ہو تو ساڑھے تیرہ آنے ہی دینے کی کوشش کریں گے۔

ایک ہی زمین ہے لیکن اس میں سے گلاب کی جڑ سرخ رنگ اور گیندے کی زرد رنگ اور موتے کی سفید رنگ کھینچ کر لاتی ہے پھر اور کمال دیکھئے کہ ہر ایک کی جڑ علیحدہ علیحدہ خوشبو زمین سے حاصل کرتی ہے۔ بیوی خوبصورت ہو اور نئی شادی ہوئی ہو تو دفتر میں بیٹھے بھی بیوی یاد رہتی ہے۔ اسی طرح اگر اللہ کا ذکر بکثرت کیا جائے تو پھر خود بخود قلب چل نکلتا ہے۔ اگر کھرا دین چاہیے تو مدینہ سے لایئے۔ جن کی زندگی کی گاڑی جہنم کی لائن پر سرپٹ جارہی ہوتی ہے۔ وہ جب قرآن مجید کی صحبت میں پہنچ جاتے ہیں تو یہ کانٹا بدل جاتا ہے۔ اور وہ جنت کی لائن پر چل نکلتے ہیں۔ گھڑا جب آوے میں ڈالا جاتا ہے تو پکتا ہے اسی طرح طالب صادق صحبت میں پکتا ہے لیکن کامل لاکھوں میں کوئی ہوتا ہے۔

اللہ والوں کے جوتوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا جائے تو باطن کی بینائی حاصل ہوتی ہے۔ پھر انسانوں میں سے کوئی سور کوئی کتا اور کوئی بھیڑیا نظر آتا ہے۔

اہل اللہ نایاب نہیں کمیاب ضرور ہیں۔ وہ امراض روحانی کے معالج ہوتے ہیں۔ وہ برتن کی طرح دلوں کو مانجھ کر رکھ دیتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی کھرا مل جائے ورنہ لٹوں والے طبلہ سارنگی والے حضرت صاحب اور صاحبزادہ صاحب تو بہت ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں اگر انسان کے منہ میں خوف خدا کی لگام نہ ہو تو اس جیسا موذی کمینہ اور درندہ صفت اللہ تعالیٰ نے کوئی جانور پیدا نہیں کیا رات کو اس کمرہ میں یا خدا کیجئے جس میں بیوی بچے نہ سو رہے ہوں بیویاں اللہ تعالیٰ نے ہم کو فقط اس لئے نہیں دیں کہ ان سے جھاڑو دلوائیں۔ برتن منجوائیں کھانا پکوائیں ان کے متعلق اللہ تعالیٰ ہم سے سوال کریں گے کہ میرا دین بھی ان کو سکھلایا تھا یا نہیں اسی طرح اولاد کے متعلق بھی بازپرس ہو گی

اللہ ہو کا پاک نام لینے والے کے لئے عجائبات کے ایسے دروازے کھلتے ہیں کہ اس کے مقابلہ میں ساری دنیا کے خزانے ہیچ نظر آتے ہیں جس کو اس کی لذت حاصل ہو جاتی ہے اگر اللہ تعالیٰ اس سے کہیں کہ اے میرے بندے تو ساری دنیا کے خزانے لے لے اور یہ لذت واپس دے دے تو وہ عرض کرے گا کہ اے اللہ یہ نعمت میرے پاس ہی رہنے دے اور دنیا کے خزانے کسی اور کو عطا فرمادے۔ قرآن کا خلاصہ یہ ہے۔

"اللہ کو عبادت سے رسول کو اطاعت سے مخلوق کو خدمت سے راضی رکھو" یہ جامع بیان ہے یہ شان قرآن ہے اور اس پر چلنے والا مسلمان ہے۔ ماں باپ کو ستانے والوں کو نہ نماز اور نہ روزہ جہنم سے بچائے گا۔ نہ زکوۃ اور نہ ڈبل حج۔

نام گنگار ہو اندر ایمان ہو۔ اور ارکان اسلام کا پابند ہو تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ یہ پکا مسلمان ہے۔ یونیورسٹیوں کی ڈگریاں تو حاصل کر لیں۔ لیکن قرآن نہیں جانتے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں آپ جاہل ہیں۔ اگر عالم اپنے دماغ کی الماری میں علم کے انبار لگا کر رکھ لے لیکن عمل میں کھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے علم کی کوئی قیمت

نہیں۔ جو لوگ مجھے اور میرے بزرگوں کو گالیاں دیتے ہیں میں تو ان کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔

سنو! غور سے سنو علمائے کرام تم کو تعلیم ربانی دیتے ہیں۔ اور انگریز تم کو بے حیائی سکھاتا ہے

میت کے مال سے صرف قبر تک پہنچانے کی ضروریات پر جو خرچ آئے۔ ان کا خرچ کرنا صرف جائز ہے مثلاً" کفن گور کن کی مزدوری وغیرہ باقی اور کسی کام کے لئے خرچ کرنا بالکل حرام ہے۔

ایک دفعہ نواب بہاولپور نے کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا خیال ظاہر کیا۔ تو کئی مقامات سے دعوت نامے آئے۔ میرے دادا پیر حضرت حافظ محمد صدیق صاحب کی طرف سے دعوت نامہ تو نہ آیا مگر وزیر صاحب خود ان کے ہاں حاضر ہوئے حضرت نے فرمایا کہ وزیر صاحب فقیر خود بہاول پور چلے گا۔ اونٹ پر اپنی دیگ لاد کر لے جائے گا۔ جو روزق اللہ دے گا اس میں سے سب کھائیں گے۔ نواب صاحب کی دعوت نہ کھائیں گے پھر فقیر نواب صاحب سے جو کہے گا وہ کانوں سے گزر کر نواب صاحب کے دل پر پڑے گا نواب صاحب کی آنکھیں کھلیں گی۔ پھر وہ آپ سے ریاست کا حساب لیں گے۔ وزیر نے کہا کہ ایسا پیر ہمیں نہیں چاہیے۔

حضرت امروٹیؒ کی نظیر نہ تب تھی نہ اب ہے ایک دفعہ ایک انسپکٹر پولیس آپ کے ہاں آیا۔ اور عرض کی کہ حضرت کپتان پولیس نے مجھے بھیجا ہے کہ آپ اپنی سواری کا گھوڑا قیمتاً مجھے دے دیں فرمانے لگے کہ تمہیں خدا کی قسم ہے جس طرح ان کا پیغام مجھ کو دیا ہے اسی طرح میرا پیغام بھی ان کو پہنچا دینا۔ میں نے گھوڑے جہاد کے لئے رکھے ہیں اور جہاد انگریزوں سے کروں گا تم تو گھوڑا مانگتے ہو۔ میں تو تم کو اپنا اور گھوڑوں کا پیشاب بھی آنکھ میں ڈالنے کے لئے نہیں دے سکتا۔

دیو بند میں ایک بزرگ تھے۔ جب کبھی حرام ان کے پیٹ میں چلا جاتا تو فوراً قے ہو جاتی۔

میری شادی کو چالیس سال سے زیادہ ہو گئے ہیں۔ مگر میں کبھی اپنی بیوی سے نہیں لڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ کھانا پسند آئے تو کھاؤ اور نہ آئے تو مت کھایئے۔ نقص نہ نکالئے

حضرت دین پوری رحمتہ اللہ علیہ کی بعینہ یہی حالت تھی بات بات پر آہ سرد بھرنا اور رونا عام تھا۔ یہ اللہ کے نام کی برکت ہے اس سے دل موم ہو جاتا ہے اس قسم کے حضرات کی باتوں میں اثر بھی ہوتا ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم بہت بڑے اولیاء کرام میں سے تھے انہوں نے بادشاہت چھوڑ کر اللہ کے دروازے کی غلامی قبول کر لی تھی۔ مکہ معظمہ میں قیام تھا جنگل سے لکڑیاں لاتے اور بازار میں فروخت کرتے ہر وقت یہ آواز لگایا کرتے تھے۔ اَلطَّیِّبُ بِالطَّیِّبِ کون ہے جو حلال مال سے حلال مال خرید تا ہے ایک دفعہ انہوں نے بازار سے کچھ کھجوریں خریدیں۔ ان کو کھانے کے بعد ذکر کی لذت سلب ہو گئی۔ اللہ سے کنکشن ٹوٹ گیا۔ بہت پریشانی ہوئی اللہ کی بارگاہ میں گریہ زاری کی تو القاء ہوا کہ فلاں دن جو کھجوریں تم نے خریدی تھیں کچھ کھجوریں دکاندار کی تھیں

ایک شخص نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ میں اللہ اللہ کیا کرتا تھا۔ اس کی برکت سے میرے دل میں ایک چراغ روشن تھا۔ ایک دن میں پانی والے تالاب کی طرف سے آرہا تھا سنہری مسجد کے قریب ایک ہندو نوجوان لڑکی پر میری نظر کا پڑنا تھا کہ چراغ بجھ گیا پھر آج تک روشن نہیں ہوا۔

حضرت دین پوریؒ نے جب کسی صاحب زادی کا نکاح کرنا

ہوتا تو ہماری اماں سے فرمادیتے کہ بچی کو نہلا کر نئے کپڑے پہنا دینا۔ نماز عشاء کے بعد داماد کو بلا کر نکاح پڑھادیتے کسی کو پتہ بھی نہ ہوتا تھا کہ کوئی شادی ہونے والی ہے اب ان کے صاحب زادے مولوی میاں عبدالہادی صاحب گدی نشین ہیں۔ اللہ تعالی ان کو سلامت رکھے۔

حضرت زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کاملین میں سے تھے ایک دفعہ لنگر کا مال کشتی میں آرہا تھا تو آپ کو کسی خادم نے آکر اطلاع دی کہ حضرت کشتی بھنور میں پھنس گئی ہے اور قریب الغرق ہے فرمایا الحمدللہ تھوڑی دیر بعد پھر کسی خادم نے عرض کی کہ کشتی بھنور سے نکل کر صحیح سلامت کنارے پر پہنچ گئی آپ نے پھر فرمایا الحمدللہ

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ فضائے آسمان میں ایک نورانی تخت بچھایا گیا اور اس پر ایک نورانی شکل جلوہ افروز ہوئی جس نے مجھے آواز دی کہ اے عبدالقادر ہم نے تمہیں نمازیں معاف کردیں۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ میں نے لہا اخساء یالعین (اے لعین ذلیل ہو) میرا یہ کہنا تھا کہ نہ تخت رہا اور نہ تخت نشین۔ اس میں سے آواز آئی کہ اے عبدالقادر تو اپنے علم کے زور سے بچ گیا ورنہ میں نے اس مقام پر اتنے اولیاء کو گمراہ کیا ہے

خموشی معنی بادارد کہ در گفتن نمی آید
نہد شاخ پر میوہ سر برزمیں

اشعار

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

دلا تو رسم تعلق زمرغ آبی جو
اگرچہ غرق بدریاست خشک پر برخاست

نفس را کم تراز فرعون نیست
لیک اور رعون مارا عون نیست

خاکساران را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر باکبوتر باز با باز

نہ تھی حال کی اپنے جب کہ خبر
نظر آتے تھے سب کے عیب و ہنر
پڑی حال پہ اپنے جب کہ نظر
کسی کا کوئی عیب ہی نہ رہا

درد سر کے واسطے صندل لگانا چاہیے
اس کا گھسنا اور لگانا درد سر یہ بھی تو ہے

دورنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ
بازی گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

عاشقاں را سہ علامت اے پسر
آہ سردو رنگ زرد و چشم تر

رنگی کو نارنگی کہیں دودھ کڑھے کو کھویا
چلتی ہوئی کو گاڑی کہیں دیکھ کبیرا رویا

قال را بگذار مرد حال شو
پیش مردے کا ملے پامال شو
یک زمانہ صحبتے با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

اگر بینم کہ نابینا و چاہ است
وگر خاموش بنشینم گناہ است

نہ خاتونوں میں رہ جائے گی پردے کی یہ پابندی
نہ گھونگٹ اس طرح سے حاجب روئے صنم ہوں گے

مشکلے نیست کہ آساں نشود
مرد باید کہ ہراساں نشود

در دولت معاشراں از سرہوس شراب رفتہ
آنجا کہ سمندناز راندی خوباں ہمہ دررکاب رفتہ

علوم القرآن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد کے زمانوں میں قرآن کریم کی حفاظت کس طرح کی گئی؟ اسے کس طرح لکھا گیا؟ اور یہ کوششیں کتنے مراحل سے گزری ہیں۔

وَمُنْزِلٌ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ

"یعنی میں تم پر ایک ایسی کتاب نازل کرنے والا ہوں جسے پانی نہیں دھو سکے گا"۔ ابتدائے اسلام میں قرآن کریم کی حفاظت کے لئے سب سے زیادہ زور حافظہ پر دیا گیا' شروع شروع میں جب وحی نازل ہوتی تو آپ اس کے الفاظ کو اس وقت دہرانے لگتے تھے' تاکہ وہ اچھی طرح یاد ہو جائیں' اس پر یہ آیات نازل ہوئیں۔

ارشاد خداوندی " آپ قرآن کریم کو جلدی سے یاد کر لینے کے خیال سے اپنی زبان کو حرکت نہ دیجئے' (کیونکہ) اس (قرآن) کو جمع کرنا اور پڑھوانا تو ہم نے اپنے ذمے لے لیا ہے۔"

اس طرح سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک قرآن کریم کا سب سے زیادہ محفوظ گنجینہ تھا' جس میں کسی ادنی غلطی یا ترمیم و تغیر کا امکان نہیں تھا' پھر آپؐ مزید احتیاط کے طور پر ہر سال رمضان کے مہینے میں حضرت جبرئیل علیہ اسلام کو قرآن سنایا کرتے تھے' اور جس سال آپؐ کی وفات ہوئی اس سال آپ نے دو مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ اسلم کے ساتھ دور کیا۔

پھر آپؐ صحابہ کرام کو قرآن کریم کے صرف معانی کی تعلیم ہی نہیں دیتے تھے' بلکہ انہیں اس کے الفاظ بھی یاد کراتے تھے۔ سینکڑوں صحابہ نے اپنے آپ کو ہر غم ماسوائے آزاد کر کے اپنی زندگی اسی کام کے لئے وقف کر دی تھی' وہ قرآن کریم کو نہ صرف یاد کرتے بلکہ راتوں کو نماز میں اسے دہراتے رہتے تھے۔ تھوڑی ہی مدت میں صحابہ کرام کی ایک ایسی بڑی تعداد تیار ہو گئی جسے قرآن کریم ازبریاد تھا' روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حفاظ قرآن کی اس جماعت میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ حضرت سعدؓ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت حذیفہ بن یمانؓ حضرت سالم مولی ابی حذیفہؓ حضرت ابوہریرہؓ حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت

عمرو بن عاصؓ حضرت عبداللہ بن عمروؓ حضرت معاویہؓ حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ حضرت عبداللہ بن السائبؓ حضرت عائشہؓ حضرت حفصہؓ حضرت ام سلمہؓ حضرت ام ورقہؓ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت معاذ بن جبلؓ ابو حلیمہ معاذؓ حضرت زید بن ثابتؓ حضرت ابولدرداؓ حضرت مجمع بن جاریہؓ مسلمہ بن مخلدؓ حضرت انس بن مالکؓ حضرت عقبہ بن عامرؓ حضرت تمیم داریؓ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ اور حضرت ابوزید رضی اللہ عنہم جیسے حضرات شامل تھے۔ ایک روایت تو یہ ہے کہ جنگ یمامہ کے موقع پر سات سو قراء صحابہؓ شہید ہوئے تھے۔

عمدۃ القاری ص۱۶ و ۱۷ ج ۲۰ مطبوعہ دمشق

اللہ تعالیٰ نے اہل عرب کو حافظہ کی ایسی قوت عطا فرمادی تھی کہ ایک ایک شخص ہزاروں اشعار کا حافظ ہوتا تھا اور معمولی معمولی دیہاتیوں کو اپنے اور اپنے خاندان ہی کے نہیں، ان کے گھوڑوں کے نسب نامے یاد ہوتے تھے اس لئے قرآن کریم کی حفاظت میں اس قوت حافظہ سے کام لیا گیا، اور اسی کے ذریعے قرآن کریم کی آیات اور سورتیں عرب کے گوشے گوشے میں پہنچ گئیں۔

پہلا مرحلہ

حفاظت قرآن کا اصل مدار تو اگرچہ حافظہ پر تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث میں یہ بیان فرمایا ہے کہ

"میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی کی کتابت کرتا تھا، جب آپؐ پر وحی نازل ہوتی تو آپؐ کو سخت گرمی لگتی تھی، اور آپؐ کے جسم اطہر پر پسینہ کے قطرے موتیوں کی طرح ڈھلکنے لگتے تھے، پھر آپؐ سے یہ کیفیت ختم ہو جاتی تو میں مونڈھے کی کوئی ہڈی (یا کسی اور چیز کا) ٹکڑا لے کر خدمت میں حاضر ہوتا آپؐ لکھواتے رہتے اور میں لکھتا جاتا، یہاں تک کہ جب میں لکھ کر فارغ ہوتا تو قرآن کو نقل کرنے کے بوجھ سے مجھے ایسا محسوس ہوتا جیسے میری ٹانگ ٹوٹنے والی ہے، اور میں کبھی چل نہیں سکوں گا، بہر حال! جب میں فارغ ہوتا تو آپ فرماتے: "پڑھو!" میں پڑھ کر سناتا، اگر اس میں کوئی فروگزاشت ہوتی تو آپؐ اس کی اصلاح فرمادیتے، اور پھر اسے لوگوں کے سامنے لے آتے"۔

کتابت وحی کا کام صرف زید بن حارثؓ ہی کے سپرد نہ تھا، بلکہ آپؐ نے بہت سے صحابہؓ کو اس مقصد کے لئے مقرر فرمایا ہوا تھا، جو حسب ضرورت کتابت وحی کے فرائض انجام دیتے تھے، کاتبین وحی کی تعداد چالیس تک شمار کی گئی ہے، لیکن ان سے زیادہ مشہور یہ حضرات ہیں۔

حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت عبداللہ بن ابی سرحؓ حضرت زبیر بن عوامؓ حضرت خالد بن سعید بن العاصؓ حضرت ابان بن سعید بن العاصؓ حضرت حنظلہ ابن الربیعؓ حضرت معقیب بن ابی فاطمہؓ حضرت عبداللہ بن ارقم الزہریؓ حضرت شرجیل بن حسنہؓ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت ثابت بن قیس شماسؓ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ حضرت زید بن ثابتؓ

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب قرآن کریم کا کوئی حصہ نازل ہوتا تو آپؐ کاتب وحی کو یہ ہدایت بھی فرمادیتے تھے کہ اسے فلاں سورۃ میں فلاں فلاں آیات کے بعد لکھا جائے۔ چنانچہ اسے آپؐ کی ہدایت کے مطابق لکھ لیا جاتا تھا، اس زمانہ میں چونکہ عرب میں کاغذ کمیاب تھا، اس لئے یہ قرآنی آیات زیادہ تر پتھر کے سلوں، اور چمڑے کے پارچوں، کھجور کی شاخوں، بانس کے ٹکڑوں، درخت کے پتوں اور

جانوروں کی ہڈیوں پر لکھی جاتی تھیں' البتہ کبھی کبھی کاغذ کے ٹکڑے بھی استعمال کئے گئے ہیں۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کو لے کر دشمن کی زمین میں سفر کرنے سے منع فرمایا"

"کوئی شخص قرآن کریم کے نسخہ میں دیکھے بغیر تلاوت کرے تو اس کا ثواب ایک ہزار درجہ ہے' اور اگر قرآن کے نسخہ میں دیکھ کر تلاوت کرے تو دو ہزار درجے ہے"۔

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے پاس عہد رسالت ہی میں قرآن کریم کے لکھے ہوئے صحیفے موجود تھے' ورنہ اگر ایسا نہ ہوتا تو قرآن کو دیکھ کر تلاوت کرنے یا اسے لے کر دشمن کے علاقہ میں جانے کا سوال ہی نہیں تھا۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ جنگ یمامہ کے فوراً بعد حضرت ابوبکرؓ نے ایک روز مجھے پیغام بھیج کر بلوایا' میں ان کے پاس پہنچا' تو وہاں حضرت عمرؓ بھی موجود تھے' حضرت ابوبکرؓ نے مجھ سے فرمایا کہ "عمرؓ نے ابھی آکر مجھ سے یہ بات کہی ہے کہ جنگ یمامہ میں قرآن کریم کے حفاظ کی ایک بڑی جماعت شہید ہو گئی' اور اگر مختلف مقامات پر قرآن کریم کے حافظ اسی طرح شہید ہوتے رہے تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں قرآن کریم کا ایک بڑا حصہ ناپید نہ ہو جائے۔ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! اگر یہ حضرات مجھے کوئی پہاڑ ڈھونے کا حکم دیتے تو مجھ پر اس کا اتنا بوجھ نہ ہوتا جتنا جمع قرآن کے حکم کا ہوا۔ چنانچہ میں نے قرآنی آیات کو تلاش کرنا شروع کیا' اور کھجور کی شاخوں' پتھر کی تختیوں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن کو جمع کیا اور جب کوئی شخص کوئی آیت لے کر آتا تھا تو حضرت زیدؓ اور حضرت عمرؓ دونوں مشترک طور پر اسے وصول کرتے تھے۔۲ لہٰذا حضرت زیدؓ کے علاوہ حضرت عمرؓ بھی اپنے حافظہ سے اس کی توثیق فرماتے تھے۔

بہرحال! حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس زبردست احتیاط کے ساتھ آیات قرآنی کو جمع کر کے انہیں کاغذ کے صحیفوں پر مرتب شکل میں تحریر فرمایا۲ لیکن ہر سورۃ علیحدہ صحیفے میں لکھی گئی' اس لئے یہ نسخہ بہت سے صحیفوں میں مشتمل تھا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ نسخہ چمڑے کے پارچوں میں لکھا گیا تھا

(۱) اس نسخہ میں آیات قرآنی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی ترتیب کے مطابق مرتب تھیں' لیکن سورتیں مرتب نہ تھیں' ہر سورت الگ الگ لکھی ہوئی تھی'۱

(۲) اس نسخہ میں ساتوں حروف جمع تھے'۲

(۳) یہ نسخہ خط حیری میں لکھا گیا تھا'۳

(۴) اس میں صرف وہ آیتیں درج کی گئی تھیں جن کی تلاوت منسوخ نہیں ہوئی تھی

(۵) اس کو لکھوانے کا مقصد یہ تھا کہ ایک مرتب نسخہ تمام امت کی اجماعی تصدیق کے ساتھ تیار ہو جائے' تاکہ ضرورت پڑنے پر اس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لکھوائے ہوئے یہ صحیفے آپ کی حیات میں آپ کے پاس رہے' پھر حضرت عمرؓ کے پاس رہے' حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد ان کی وصیت کے مطابق انہیں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس منتقل کر دیا گیا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو اسلام عرب سے نکل کر روم اور ایران کے دور دراز علاقوں تک پہنچ چکا تھا' ہر نئے علاقہ کے لوگ جب مسلمان ہوتے تو وہ ان مجاہدین اسلام یا ان تاجروں سے قرآن سیکھتے جن کی بدولت انہیں اسلام کی نعمت حاصل ہوئی تھی۔

۱۔ فتح الباری ص ۱۲'۱۳ ج ۹

حضرت عثمانؓ نے لوگوں کو جمع کر کے ایک خطبہ دیا اور

اس میں فرمایا کہ "تم لوگ مدینہ طیبہ میں میرے قریب ہوتے ہوئے قرآن کریم کی قراءتوں کے بارے میں ایک دوسرے کی تکذیب اور ایک دوسرے سے اختلاف کرتے ہو' اس سے ظاہر ہے کہ جو لوگ مجھ سے دور ہیں وہ تو اور بھی زیادہ تکذیب اور اختلاف کرتے ہوں گے' لہٰذا تمام لوگ مل کر قرآن کریم کا ایسا نسخہ تیار کریں جو سب کے لئے واجب الاقتداء ہو۔"

اس غرض کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ کے پاس (حضرت ابوبکرؓ کے زمانے کے) جو صحیفے موجود ہیں وہ ہمارے پاس بھیج دیجئے۔ ہم ان کو مصاحف میں نقل کر کے آپ کو واپس کر دیں گے' حضرت حفصہؓ نے وہ صحیفے حضرت عثمانؓ کے پاس بھیج دیئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار صحابہؓ کی ایک جماعت بنائی اس جماعت کو اس کام پر مامور کیا گیا۔ لیکن پھر دوسرے صحابہؓ کو بھی ان کی مدد کے لئے ساتھ لگا دیا گیا' یہاں تک کہ ابن ابی دواؤد کی روایت کے مطابق ان حضرات کی تعداد بارہ تک پہنچ گئی جن میں حضرت ابی بن کعبؓ' حضرت کثیر بن افلحؓ' حضرت مالک بن ابی عامرؓ' حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ' بھی شامل تھے' ان حضرات نے کتابت قرآن کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کام انجام دیئے۔

(۱) حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں جو نسخہ تیار ہوا تھا اس میں سورتیں مرتب نہیں تھیں' بلکہ ہر سورت الگ الگ لکھی ہوئی تھی' ان حضرات نے تمام سورتوں کو ترتیب کے ساتھ ایک ہی مصحف میں لکھا۲

(۲) قرآن کریم کی آیات اس طرح لکھیں کہ ان کے رسم الخط میں تمام متواتر قراتیں سما جائیں' اسی لئے ان پر نہ نقطے لگائے گے اور نہ (زیر' زبر' پیش) تاکہ اسے تمام قراتوں کے مطابق پڑھا جا سکے'

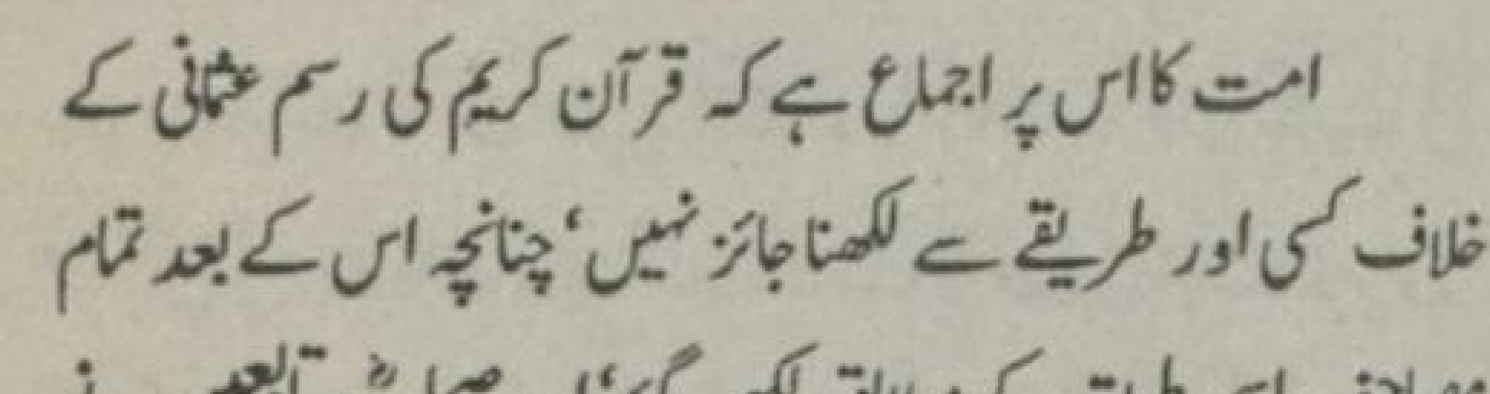
ابو حاتم بجستانی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ کل سات نسخے تیار کئے گئے تھے' جن میں سے ایک مکہ مکرمہ' ایک شام' ایک یمن' ایک بحرین' ایک بصرہ اور ایک کوفہ بھیج دیا گیا' اور ایک مدینہ طیبہ میں محفوظ رکھا گیا۱

مذکورہ بالا کام کرنے کے لئے ان حضرات نے بنیادی طور پر توانہیں صحیفوں کو سامنے رکھا جو حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں لکھے گئے تھے' صحیح بخاری فتح الباری' ص ۱۷ ج ۹

قرآن کریم کے یہ متعدد معیاری نسخے تیار فرمانے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ تمام انفرادی نسخے نذر آتش کر دیئے جو مختلف صحابہؓ کے پاس موجود تھے' تاکہ رسم الخط' مسلمہ قراءتوں کے اجتماع اور سورتوں کی ترتیب کے اعتبار سے تمام مصاحف یکساں ہو جائیں' اور ان میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس کارنامہ کو پوری امت نے بہ نظر استحسان دیکھا' اور تمام صحابہؓ نے تائید اور حمایت فرمائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"عثمانؓ کے بارے میں کوئی بات ان کی بھلائی کے سوا نہ کہو' کیونکہ اللہ کی قسم انہوں نے مصاحف کے معاملہ میں جو کام کیا وہ ہم سب کی موجودگی میں اور ہمارے مشورے سے کیا۔

امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن کریم کی رسم عثمانی کے خلاف کسی اور طریقے سے لکھنا جائز نہیں' چنانچہ اس کے بعد تمام مصاحف اسی طریقہ کے مطابق لکھے گئے' اور صحابہؓ و تابعین نے مصاحف عثمانی کی نقول تیار کر کر کے قرآن کریم کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔ اہل عرب میں ابتداء حروف پر نقطے لگانے کا رواج



نہیں تھا چنانچہ مصاحف عثمانی بھی نقطوں سے خالی تھے لیکن بعد میں عجمی اور کم پڑھے لکھے مسلمانوں کو سہولت کیلئے قرآن کریم پر نقطے ڈالے گئے' یہ کارنامہ سب سے پہلے ابوالاسود دولی نے انجام دیا۔ ایک روایت کے مطابق عربی رسم الخط کے موجد قبیلہ بولان کے مرامر بن مرہ' اسلم بن سدرہ اور عامر بن جدرہ ہیں' مرامر نے حروف کی صورتیں ایجاد کیں' اسلم نے فصل و وصل کے طریقے وضع کئے' اور عامر نے نقطے بنائے' ۲ ۲ صبح ۱۱ عشی ص ۱۲ ج ۳'

شروع میں قرآن کریم پر حرکات (زیر' زبر' پیش) بھی نہیں تھیں۔ حرکات سب سے پہلے ابوالاسود دولیؒ نے وضع کیں۔ لیکن یہ حرکات اس طرح کی نہ تھیں جیسی آج کل معروف ہیں' بلکہ زبر کے لئے حرف کے اوپر ایک نقطہ ـــــ زیر کے لئے حرف کے نیچے ایک نقطہ ـــــ پیش کے لئے حرف کے سامنے ایک نقطہ ـــــ اور تنوین کے لئے دو نقطے ـــــ یا ـــــ یا ـــــ مقرر کئے گئے' (صبح الاعشی ص ۱۲۰ ج ۳) بعد میں خلیل بن احمد نے ہمزہ اور تشدید کی علامتیں وضع کیں (الاتقان ص ۱۷۱ ج ۲ صبح الاعشی ص ۱۶۱ ج ۳) اسکے بعد حجاج بن یوسف نے یحیی بن یعمر' نصر بن عاصم اور حسن بصری رحمہم اللہ سے بیک وقت قرآن کریم پر نقطے اور حرکات دونوں لگانے کی فرمائش کی۔ حرکات کے اظہار کے لئے نقطوں کی بجائے زیر زبر پیش کی موجودہ صورتیں ـــَـ ـــِـ ـــُـ مقرر کی گئیں تاکہ حروف کے ذاتی نقطوں سے ان کا التباس پیش نہ آئے' واللہ سبحانہ تعالی اعلم۔ یہ تقسیم عہد صحابہؓ کے بعد تعلیم کی سہولت کے لئے کی گئی ہے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ ان رکوعات کی تعیین بھی حضرت عثمانؓ ہی کے زمانے میں ہو چکی تھی۔ فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔

"مشائخ نے قرآن کریم کو پانچ سو چالیس رکوعوں پر تقسیم کیا ہے اور مصاحف میں اس کی علامتیں بنا دی ہیں' تاکہ (تراویح میں) قرآن کا ختم ستائیسویں شب میں ہو سکے"۔

اکثر رموز سب سے پہلے علامہ ابوعبداللہ محمد بن طیفور سجاوندی رحمتہ اللہ علیہ نے وضع فرمائے (النشر فی القراآت العشر لابن الجزری ص ۲۲۵ ج ۱) ہیں ان رموز کی تفصیل یہ ہے۔

ط: یہاں وقف کرنا بہتر ہے

ج: یہاں وقف کرنا جائز ہے

ز: بہتر یہ ہے کہ وقف نہ کیا جائے

ص: یہاں وقف کرنا چاہئے

م: اس جگہ وقف کرنا زیادہ بہتر ہے

لا: یہاں نہ ٹھہرو

مع: یہ "معانقہ" کا مخفف ہے

سکتہ: اس جگہ رکنا چاہئے لیکن سانس نہ ٹوٹنے پائے' یہ عموماً اس جگہ لایا جاتا ہے جہاں ملا کر پڑھنے سے معنی میں غلط فہمی کا اندیشہ ہو

وقفہ: اس جگہ "سکتہ" سے قدرے زیادہ دیر تک رکنا چاہئے' لیکن سانس یہاں بھی نہ ٹوٹے

ق: یہ "قیل علیہ الوقف" کا مخفف ہے' مطلب یہ ہے کہ بعض حضرات کے نزدیک یہاں وقف ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ہے

قف: معنی ہیں ٹھہر جاؤ

صلے: "الوصل اولی" کا مخفف ہے جس کے معنی ہیں کہ "ملا کر پڑھنا بہتر ہے"

صل: "قد یوصل" یعنی یہاں بعض لوگ ٹھہرتے ہیں اور بعض ملا کر پڑھنے کو پسند کرتے ہیں

سب سے پہلے ہیمبرگ کے مقام پر ۱۱۱۳ء میں قرآن کریم طبع ہوا' جس کا ایک نسخہ اب تک دار الکتب المصریہ میں ہے۔

موجود ہے۔ مولائے عثمان نے روس کے شہر سینٹ پیٹرس برگ میں ۱۷۸۷ء میں قرآن کریم کا ایک نسخہ طبع کرایا' اسی طرح قازان میں بھی ایک نسخہ چھاپا گیا' ۱۸۲۸ء میں ایران کے شہر تہران میں قرآن کریم کو پتھر پر چھاپا گیا' پھر اس کے مطبوعہ نسخے دنیا بھر میں عام ہو گئے۔

امت مسلمہ نے قرآن کریم کی ان قراتوں کو ہر دور میں محفوظ رکھا ہے' جب عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ مصاحف عالم اسلام کے مختلف خطوں میں روانہ کئے تو ان کے ساتھ ایسے قراء کو بھی بھیجا جو ان کی تلاوت سکھا سکیں' چنانچہ یہ قاری حضرات جب مختلف علاقوں میں پہنچے تو انہوں نے اپنی اپنی قرات کے مطابق لوگوں کو قرآن کریم کی تعلیم دی' اور یہ مختلف قراتیں لوگوں میں پھیل گئیں۔ جو سات قاری سب سے زیادہ مشہور ہوئے وہ یہ ہیں:۔

(۱) عبداللہ بن کثیر الداری (متوفی ۱۲۰ھ) آپ نے صحابہؓ میں سے حضرت انس بن مالکؓ' عبداللہ بن زبیرؓ اور ابوایوب انصاریؓ کی زیارت کی تھی' اور آپ کی قرات مکہ مکرمہ میں زیادہ مشہور ہوئی' اور آپ کی قرات کے راویوں میں بزی اور قنبل زیادہ مشہور ہیں

(۲) نافع بن عبدالرحمٰن ابن ابی نعیم (متوفی ۱۶۹ھ) آپ نے ستر ایسے تابعین سے استفادہ کیا تھا جو براہ راست حضرت ابی بن کعبؓ' عبداللہ بن عباسؓ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد تھے' آپ کی قرات مدینہ طیبہ میں زیادہ مشہور ہوئی' اور آپ کے راویوں میں ابوموسیٰ قالون (متوفی ۲۲۰ھ) اور ابوسعید ورش (م ۱۹۷ھ) مشہور ہوئے

(۳) عبداللہ الیحصبی جو ابن عامر کے نام سے معروف ہیں (متوفی ۱۱۸ھ) آپ نے صحابہؓ میں سے حضرت نعمان بن بشیرؓ اور حضرت واثلہ بن اسقعؓ کی زیارت کی تھی' اور قرات کا فن حضرت مغیرہ بن شہاب مخزومی سے حاصل کیا' جو حضرت عثمانؓ کے شاگرد تھے' آپ کی قرات کا زیادہ رواج شام میں رہا اور ان کی قرات کے راویوں میں ہشام اور ذکوان زیادہ مشہور ہیں

(۴) ابوعمرو زبان بن العلاء عمار (متوفی ۱۵۴ھ) آپ نے حضرت مجاہد اور سعید بن جُبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباسؓ اور ابی بن کعبؓ سے روایت کی ہے' اور آپ کی قرات بصرہ میں کافی مشہور ہوئی' آپ کی قرات کے راویوں میں ابوعمر الدوری (متوفی ۲۴۶ھ) اور ابوشعیب سوسی (متوفی ۲۶۱ھ) زیادہ مشہور ہیں

(۵) حمزہ بن حبیب الزیات مولی عکرمتہ بن ربیع التیمی (متوفی ۱۸۸ھ) آپ سلیمان اعمش کے شاگرد ہیں' وہ یحییٰ بن وثاب کے وہ زربن حبیش کے' اور انہوں نے حضرت عثمانؓ' حضرت علیؓ اور حضرت ابن مسعودؓ سے استفادہ کیا تھا' آپ کے راویوں میں خلف بن ہشام (م ۱۸۸ھ) اور خلاد بن خالد (م ۲۲۰ھ) زیادہ مشہور ہیں

(۶) عاصم بن ابی النجود الاسدی (متوفی ۱۲۷ھ) آپ حضرت زربن حبیش کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اور ابوعبدالرحمن سلمی کے واسطہ سے حضرت علیؓ کے شاگرد ہیں' آپ کی قرات کے راویوں میں شعبہ ابن عیاش (متوفی ۱۹۳ھ) اور حفص بن سلیمان (متوفی ۱۸۰ھ) زیادہ مشہور ہیں' آج کل عموماً تلاوت حفص کی روایت کے مطابق ہوتی ہے

(۷) ابوالحسن علی بن حمزۃ الکسائی النحویؒ (متوفی ۱۸۹ھ) ان کے راویوں میں ابوالحارث مروزی (متوفی ۲۴۰ھ) اور ابوعمر الدوری (جو ابوعمرو کے بھی راوی ہیں) زیادہ مشہور ہیں' موخر الذکر تینوں حضرات کی قراتیں زیادہ تر کوفہ میں رائج ہوئیں

ان سات کے علاوہ اور بھی کئی قراتیں متواتر اور صحیح ہیں۔ مندرجہ بالا سات قراء کے علاوہ ان تین حضرات کی قراتیں بھی شامل کی گئیں

(۱) یعقوب بن اسحاق خضری (متوفی ۲۲۵ھ)
(۲) خلف بن ہشام (متوفی ۲۰۵ھ)
(۳) ابو جعفر یزید بن القعقاع (متوفی ۱۳۰ھ)

بعض بے علم لوگ صرف انہی سات قراتوں کو صحیح سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ حدیث میں سات حروف سے مراد صرف یہی سات قراتیں ہیں

قرآن کی حقانیت پر دلائل پیش کرنے کی مثال کچھ ایسی ہے جیسے سورج کے روشن ہونے پر دلائل قائم کرنا۔

کتب مقدسہ میں بشارتیں

مثلاً بائبل کی کتاب استثناء میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خطاب ہے۔

"اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں' میں ان کے لئے انہی کے بھائیوں میں سے تیرے مانند ایک نبی برپا کروں گا' اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا' اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا' اور جو کوئی میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا' نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا' لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا' اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے' اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ جو بات خداوند نے نہیں کہی ہے اسے ہم کیونکر پہچانیں؟ تو پہچان یہ ہے کہ جب وہ خداوند کے نام سے کچھ کہے' اور اس کے کہے کے مطابق کچھ واقع یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں' بلکہ اس نبی نے وہ بات خود گستاخ بن کر کہی ہے تو اس سے خوف نہ کرنا"۔

حضرت شعیاء علیہ اسلام سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد موجودہ بائبل میں منقول ہے کہ:۔

"دیکھو! میرا خادم جس کو میں سنبھالتا ہوں' میرا برگزیدہ جس سے میرا دل خوش ہے' میں نے اپنی روح اس پر ڈالی' وہ قوموں میں عدالت جاری کرے گا' وہ نہ چلائے گا اور نہ شور کرے گا' اور نہ بازاروں میں اس کی آواز سنائی دیگی' وہ مسلے ہوئے سرکنڈے کو نہ توڑے گا' اور ٹمٹماتی بتی کو نہ بجھائے گا' وہ راستی سے عدالت کریگا' اور ماندہ نہ ہو گا' اور ہمت نہ ہارے گا' جب تک عدالت کو زمین پر قائم نہ کرلے' جزیری ہے اس کی شریعت کا انتظار کریں گے -------- میں ہی تیرا ہاتھ پکڑوں گا' اور تیری حفاظت کروں گا' اور لوگوں کے عہد اور قوموں کے نور کے لئے تجھے دوں گا' کہ تو اندھوں کی آنکھیں کھولے اور اسیروں کو قید سے نکالے' اور ان کے جو اندھیرے میں بیٹھے ہیں قید خانے سے چھڑالے' یہوواہ میں ہی ہوں' یہی میرا نام ہے' میں اپنا جلال کسی دوسرے کے لئے اور اپنی حمد کھودی ہوئی مورتوں کے لئے روانہ رکھوں گا------ قیدار کے آباد گاؤں اپنی آوازیں بلند کریں' سلع کے بسنے والے گیت گائیں' پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں' وہ خداوند کا جلال ظاہر کریں' اور جزیروں میں اس کی ثناء خوانی کریں' خداوند بہادر کی مانند نکلے گا' وہ جنگی مرد کی مانند اپنی غیرت دکھائے گا------ جو کھودی ہوئی مورتوں پر بھروسہ کرتے اور ڈھالے ہوئے بتوں سے کہتے ہیں تم ہمارے معبود ہو وہ پیچھے ہٹیں گے' اور بہت شرمندہ ہوں گے"۔ (یسعیاہ ۴۲: ۱ تا ۱۷)

اس عبارت میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ جس نبیؑ کی بشارت دی جا رہی ہے وہ حضرت اسمٰعیل علیہ اسلام کی اولاد میں سے ہو گا' (کیونکہ قیدار انہی کے صاحبزادے کا نام ہی اور سلع (مدینہ طیبہ کے مشہور پہاڑ) کے بسنے والے اس کی آمد پر خوشیاں منائیں گے

اب ذرا زمانہ جاہلیت کے اہل عرب کا تصور کیجئے'

خطابت اور شاعری ان کے معاشرے کی روح رواں تھی، عربی شعر وادب کا فطری ذوق ان کے بچے بچے میں سمایا ہوا تھا، فصاحت وبلاغت ان کی رگوں میں خون حیات بن کر دوڑتی تھی، ان کی مجلسوں کی رونق، ان کے میلوں کی رنگینی، ان کے فخروناز کا سرمایہ اور ان کی نشرواشاعت کا ذریعہ سب کچھ شعروادب تھا، اور انہیں اس پر اتنا غرور تھا کہ وہ اپنے سوا تمام قوموں کو "عجم" یعنی گونگا کہا کرتے تھے۔

ایسے ماحول میں ایک امی (جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک کلام پیش کیا اور اعلان فرمایا کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔

"اگر تمام انسان اور جنات مل کر اس قرآن جیسا (کلام) پیش کرنا چاہیں تو اس جیسا پیش نہیں کر سکیں گے، خواہ وہ ایک دوسرے کی کتنی مدد کیوں نہ کریں"

یہ اعلان کوئی معمولی بات نہ تھی۔ کچھ عرصہ بعد قرآن کریم نے پھر اعلان فرمایا کہ

"اور اگر تم کو اس کتاب کے بارے میں ذرا بھی شک وشبہ ہے جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کی ہے تو اس جیسی ایک (ہی) سورت بنا لاؤ، اگر سچے ہو، اور اللہ کے سوا تمہارے جتنے حمایتی ہیں ان سب کو بلالو، پھر بھی اگر تم ایسا نہ کر سکے، اور یقین ہے کہ ہرگز نہ کر سکو گے، تو پھر اس آگ سے ڈرو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے، وہ کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

قرآن کریم کے بارے میں ولید بن مغیرہ کے یہ الفاظ

"خدا کی قسم! جو یہ کلام بولتے ہیں اس میں بلا کی شیرینی اور رونق ہے یہ کلام غالب ہی رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا"

یہ ولید بن مغیرہ ابو جہل کا بھتیجا تھا، ابو جہل کو جب یہ پتہ چلا کہ میرا بھتیجا اس کلام سے متاثر ہو رہا ہے تو وہ اسے تنبیہ کرنے کے لئے اس کے پاس آیا، اس پر ولید نے جواب دیا کہ خدا کی قسم! تم میں کوئی شخص شعر کے حسن وقبح کو مجھ سے زیادہ جاننے والا نہیں، خدا کی قسم! محمدؐ جو کہتے ہیں شعر کو اس کے ساتھ کوئی مناسبت اور مشابہت نہیں ہے۔

ولید نے کہا، خدا کی قسم! ان کا کلام کاہنوں جیسا نہیں ہے، قریش نے کہا کہ پھر ہم انہیں مجنوں کہیں گے، ولید بولا کہ ان میں جنون کا شائبہ تک نہیں، قریش کہنے لگے کہ پھر ہم کہیں گے کہ وہ شاعر ہیں، ولید نے کہا کہ شعر کی تمام اصناف سے میں واقف ہوں، یہ کلام شعر ہرگز نہیں ہے، قریش نے کہا کہ "پھر ہم انہیں جادوگر کہدیں؟" ولید نے پہلے اس کا بھی انکار کیا، مگر عاجز آکر اس پر فیصلہ ہوا کہ جادوگر کہا جائے، کیونکہ یہ ایسا جادو ہے جو باپ بیٹے اور بھائی بھائی میں تفریق کرا دیتا ہے۔

عتبہ بن ربیعہ قریش کے سربر آوردہ لوگوں میں سے تھا، وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مصالحت کی گفتگو کرنے آیا، آپؐ نے سورۃ حم کی ابتدائی آیات اس کے سامنے تلاوت فرمائیں، وہ ہمہ تن گوش سنتا رہا، یہاں تک کہ آپؐ نے آیت سجدہ پر سجدہ کیا، تو وہ بدحواسی کے عالم میں اٹھ کر سیدھا گھر چلا گیا، لوگ اس کے پاس گفتگو کا نتیجہ معلوم کرنے آئے تو اس نے کہا "خدا کی قسم! محمدؐ نے مجھ کو ایسا کلام سنایا کہ میرے کانوں نے تمام عمر ایسا کلام نہیں سنا، میری سمجھ میں نہ آسکا کہ میں کیا جواب دوں؟" (الخصائص الکبری، ص ۱۱۵ ج ۱) و

لَا الْمَاءُ تَكَدَّرِيْنَ وَلَا الْوَارِدُ تُنْفِرِيْنَ پھر نزول قرآن کے کافی عرصے کے بعد عربی کے مشہور ادیب اور انشاء پرداز عبداللہ بن المقفع مترجم کلیلہ ودمنہ (متوفی ۱۴۲ھ) نے قرآن کریم کا جواب لکھنے کا ارادہ کیا، لیکن اسی دوران کسی بچے کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا کہ "وَقِيْلَ يَا اَرْضُ ابْلَعِىْ مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ اَقْلِعِىْ" تو پکار اٹھا میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کلام

کا معارضہ ناممکن ہے' اور یہ ہرگز انسانی کلام نہیں (اعجاز القرآن للباقلانی ح ص ۵۰ ج ۱)

"اور فرعون نے کہا کہ اے سرداران قوم! مجھے اپنے سوا تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں' پس اے ہامان! گیلی مٹی پر آگ روشن کرکے میرے لئے ایک محل تعمیر کرو"۔

"اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کئے' اور زمین میں سے بھی اتنی ہی" دیکھئے! یہاں سماء (آسمان) کی جمع تو لائی گئی' لیکن قرآن نے ارض کی جمع لانے کے بجائے اس کے مفہوم کو ادا کرنے کے لئے ومن الارض مثلھن کی تعبیر اختیار فرمائی جس کے اسرار و نکات پر جس قدر غور کیجئے معجزانہ بلاغت کا دریا موجزن نظر آتا ہے۔

قرآن کریم ایک ایسی نثر پر مشتمل ہے جس میں شعر کے قواعد وضوابط ملحوظ نہ ہونے کے باوجود ایک ایسا لذیذ اور شیریں آہنگ پایا جاتا ہے' جو شعر سے کہیں زیادہ حلاوت اور لطافت کا حامل ہے۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ انسان کا جمالیاتی ذوق نظم اور شعر میں ایک ایسی لذت اور حلاوت محسوس کرتا ہے جو نثر میں محسوس نہیں ہوتی' اگر آپ اس لذت اور حلاوت کے سبب پر غور فرمائیں گے تو معلوم ہو گا کہ اس کا راز در حقیقت لفظوں کی اس ترتیب میں مضمر ہے جو ایک خاص صوتی آہنگ پیدا کرتی ہے' عربی فارسی اور اردو کی قدیم شاعری میں اس آہنگ کی لذت شعر کے خاص اوزان کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

یہ صرف قرآن کریم کا اعجاز ہے کہ اس نے دنیا کے مختلف خطوں میں مقرر کئے ہوئے شعری قواعد میں سے کسی قاعدے کی پابندی نہیں کی' بلکہ صرف "متوازن صوتی آہنگ" کی اس قدر مشترک کو اختیار کرلیا ہے جو ان سارے قواعد کا اصل مقصود ہے' یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نثر ہونے کے باوجود شعر سے زیادہ لطافت اور حلاوت کا حامل ہے' اور صرف اہل عرب ہی نہیں بلکہ دنیا کی ہر زبان کے لوگ اسے سنکر غیر معمولی لذت اور تاثیر محسوس کرتے ہیں۔

یہیں سے یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ بعض کفار عرب نے قرآن کریم کو کس بناء پر شعر قرار دیا تھا؟ ظاہر ہے کہ شعر کی معروف تعریف کسی بھی طرح قرآن کریم پر صادق نہیں آتی' اور کفار عرب اپنی ہزار گمراہوں کے باوجود اتنی حس ضرور رکھتے تھے کہ نثر اور نظم میں تمیز کر سکیں' وہ اس بات سے بے خبر نہیں تھے کہ شعر کے وزن اور قافیہ کی پابندی ضروری ہے' جو قرآن کریم میں مفقود ہے' اس کے باوجود انہوں نے قرآن کریم کو شعر اس بناء پر قرار دیا کہ اس کے اسلوب اور آہنگ میں انہوں نے شعر سے زیادہ حلاوت اور تاثیر محسوس کی تھی' اور وہ سمجھ رہے تھے کہ وزن اور قافیہ کی پابندی کے بغیر اس کلام میں شعری ذوق اور وجدان کے لئے وہ جمالیاتی لذت بدرجہ اتم موجود ہے' جو اوزان وقوافی کی جکڑبندیوں سے بھی حاصل نہیں ہوتی۔

مدارس کی موجودہ صورت حال

۱۳۹۴ھ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمتہ اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ تشریف لائے انٹرویو ٹیپ کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کے پوتے اور جملہ اکابرین دیوبند کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور ان کے مزاج اور مذاق کے امین بھی تھے' اور تقریباً" ساٹھ سال تک وہ دار العلوم دیوبند جیسی نامور دینی درسگار کے مہتمم اعلیٰ کے منصب پر فائز رہے ہیں۔ اس لئے مدارس کی صورتحال اور ان سے اصلاحی تدابیر پر حضرت قاری صاحب کی رائے گرامی انتہائی اہمیت کی حامل ہے

جائیں کہ جس حد تک وہ متعین بنتے ہیں دین کے حق میں

قدیم زمانہ میں مدرسہ ہی خانقاہ ہوتا تھا جس کے اوپر تعلیم کا پردہ تھا' نام تو نہیں آتا تھا کہ ہم تصوف سکھلا رہے ہیں یا طریقت سکھلا رہے ہیں' لیکن ان بزرگوں کا طرز عمل' ان کا کردار' کیریکٹر وہ تھا کہ ان کی مجلسوں میں بیٹھ کر خود بخود اخلاق درست ہو جاتے اساتذہ کی تکمیل اور تزکیہ اخلاق کی طرف توجہ نہیں اساتذہ اور طلبا کے درمیان اب ربط نہیں رہا؟ مثل مشہور ہے کچھ لوہا کھوٹا کچھ لوہار کھوٹا کی تھوڑی بہت اساتذہ میں بھی آئی ہم لوگوں نے تعلیم پائی اس وقت اساتذہ علمی اعتبار سے بھی معیاری تھے اور تقویٰ میں طہارت کے لحاظ سے بھی معیاری تھے مولانا انور شاہ کشمیری رحمتہ اللہ علیہ پر اتباع سنت کا اتنا غلبہ تھا کہ ان کے طرز عمل کو دیکھ کر ہم مسئلہ معلوم کر لیتے تھے'

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب دوپہر کو چھوٹی مسجد میں آکے قیلولہ کرتے تھے تو عموماً" گھٹنے پیٹ میں دیکے لیٹا کرتے تھے یعنی سکڑ کے یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ پیر پھیلا کر لیٹے ہوں فرمایا کہ بھائی پیر پھیلا کے سونے کی جگہ قبر ہے دنیا نہیں جلالین شریف ہم نے ان کی یہاں پڑھی آیت یہ آئی کہ لیس للانسان الا ماسعی آدمی کو وہی ملے گا جو اس نے سعی کی ہے یہ نہیں کہ کسی غیر سعی اس کے کام آجائے ادھر تو یہ آیت اور ادھر روایت میں ایصال ثواب ثابت' جس کے معنی یہ ہیں کہ دوسرے کا سعی کام آئی اور پیدل سفر شروع کر دیا گنگوہ کا کہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کے پاس جاکر تحقیق کروں گا تو پہلا جذبہ تو اس سے معلوم ہوا فکر آخرت شب میں گنگوہ پہنچے' صبح کی نماز کا وقت تھا' حضرت گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ وضوء فرما رہے تھے انہوں نے سلام کیا؟ فرمایا کون؟ عرض کیا کہ عزیز الرحمن فرمایا کہ اس وقت کیا رات آئے تھے کہا کہ رات سفر کیا بس ابھی پہنچا ہوں فرمایا ایسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مدارس کا نصاب قابل اطمینان ہے طریقہ تعلیم' وہ تھوڑا سا بدل گیا ہے قدیم زمانہ کے حضرات اساتذہ ایجاز اور انحصار نفس مطلب عبارت پر منطبق کر کے دلوں میں ایسا ڈال دیتے تھے کہ کتاب ذہن نشین ہو جاتی تھی اور جب طالب علم نے کتاب دیکھی مطلب سامنے آگیا لمبی لمبی تقریریں جس سے استعدادیں کمزور ہو رہی ہیں جمہوریت چلی آزاد ہو گئے بنیادی چیز یہ ہے کہ خورد کا یا تلمیذ کا تعلق استاذ سے قوی ہو' اس میں ادب بھی ہو' تعظیم بھی' اعتماد کامل بھی ہو' اس میں جتنی کمی پڑے گی استعداد میں اتنی ہی کمی پڑے گی

جدید قسم کے جو علوم و فنون جن سے عقائد کے اوپر اثر پڑتا ہے خواہ وہ غلط فہمیوں کی وجہ سے پڑے مگر پڑ رہا ہے جیسے مبادیات سائنس ہیں' فلسفہ جدید ہے' ہیئت جدیدہ ہے اس کو لوگ ذریعہ بناتے ہیں دینیات کی تردید کا' حالانکہ وہ ذریعہ ہیں تقویت دین کا' سائنس جتنی بڑھے گی میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کو اتنی تقویت ملے گی اس لئے کہ اسلام نے عقائد و نظریات کے لحاظ سے جو دعوے کئے ہیں ان کے دلائل سائنس مہیا کر رہی ہے' تو دعویٰ ہم کرتے ہیں مگر دلائل وہ لوگ مہیا کرتے ہیں جو اس کے منکر ہیں' اللہ تعالیٰ انہی کے ہاتھ سے دلائل مہیا کرتے ہیں۔ اس لئے سائنس منافی تو کیا ہوئی معین و مددگار ہے پڑھانے والے وہ ہیں جو غلط نظریات اور غلط فکر لیے ہوئے ہیں دین ان میں پہلے سے راسخ ہوتا ہے اس لئے عقائد پر ذرا برابر برا اثر نہیں پڑتا لوگ سمجھتے ہیں کہ علم کا اثر ہے حالانکہ وہ دراصل عالم کا اثر ہے جو برا پڑ رہا ہے اسلام نے تو ہر علم و فن کی تحقیق کی اجازت دی ہے جن سے روکا ہے وہ نافع نہیں علم بہرحال جہل سے بہتر ہے

صاحب حال معلم اگر صاحب قال اخلاق پیدا کر دے گا بد فکر ہے بد فکری ذہن میں ڈالے گا نئے علوم میں سے وہ علم لے

کیاضرورت پیش آئی تھی جو ساری رات سفر کیاحضرت گنگوہی نے وہیں کھڑے کھڑے فرمایا کہ لیس للانسان الا ماسعی میں سعی ایمانی مراد ہے یعنی ایک کاایمان دوسرے کے لیے نجات کاذریعہ نہیں بنے گاعمل کی نفی نہیں تو حدیث ثابت کر رہی ہے عمل کو کہ عمل کا فائدہ پہنچے گااور آیت نفی کر رہی ہے سعی ایمانی کی کہ ایک کاایمان دوسرے کے کام نہیں آئے گا

مولاناشاہ اسماعیل شہید رحمتہ اللہ علیہ کے زمانے میں کوئی عرب ہندوستان پہنچ گئے تو ہندوستان میں عربوں کی آمد و رفت اس زمانہ میں تھی نہیں کوئی عرب آگیاتو لوگ چیلوں کی طرح سے اس کے پیچھے دوڑتے تھے کہ عرب صاحب عرب صاحب اور عقیدت محبت سے ہر ممکن مدارات کرتے تھے ان عرب صاحب کا بھی خیر مقدم ہواشافعی تھے اتفاق سے کسی مسجد میں جہاں سارے جہلا ہی جمع تھے تونماز کے بعد تو تو میں میں شروع ہوئی حتی کہ ان عرب پر ہاتھ ڈالااب وہ مہمان تھے مولاناشہید کو خبر ہوئی غصہ آیا فرمایا کہ اول توزدوکوب پھر عرب سے آیا مہمان جو واجب التعظیم ہے حکم دیا کہ آج سے ہماری ساری مسجدوں میں رفع یدین ہوا کرے گا ترک رفع یدین ختم اب صاحب تمام مسجدوں میں رفع یدین شروع ہو گیاغرض بہت فتنہ ہوا تو لوگ گئے حضرت شاہ عبدالعزیم صاحب کے پاس کہ حضرت وہ آپ کے بھتیجے نے بڑا فتنہ برپا کر دیا اور حکم دے دیا ہے کہ ہر مسجد میں رفع یدین ہو گا تو بڑی مصیبت ہو گئی ہے اور فتنہ پھیل گیا ہے آپ انہیں سمجھائیں شاہ عبدالقادر صاحب کی عظمت سب کرتے تھے چھوٹے اور بڑے حالانکہ وہ سب سے چھوٹے بھائی تھے مگر بڑے بھائی بھی ان کی تقوی اور طہارت کی وجہ سے ان کی عظمت کرتے تھے چالیس برس اعتکاف کیا ہے اکبری مسجد میں اور سوائے قرآن کے اور کوئی شغل نہیں تھااور جس دن ان کی وفات ہوئی ہے تو شاہ عبدالعزیز صاحب پر منکشف ہوا کہ دلی کے سارے قبرستانوں سے آج عذاب قبراٹھالیاگیا ہے ان کی آمد کے احترام میں تواس درجہ کے تھے کہ شاہ عبدالقادر صاحب کے سامنے لوگوں نے کہاکہ آپ کے بھتیجے نے فتنہ برپا کر دیا ہے کہا بلاؤ اسماعیل کو خیر مولاناشہید حاضر ہوئے فرمایا میاں اسماعیل تم نے حکم دیا ہے کہ رفع یدین ہوا کرے کہا حضرت یہ سنت اتنی مردہ ہو چکی ہے کہ اس کے عمل در آمد کرنے پر لوگ پیٹے جانے لگے۔ میں نے احیائے سنت کیا ہے فرمایا کہ احیاء سنت کا مطلب یہ ہے کہ سنت ختم ہو کر بدعت اس کی جگہ لے لے وہ احیاء سنت ہے جو ماۃ شہید کے برابر ہے اور یہاں تو سنت کے مقابلہ میں خود سنت موجود ہے رفع یدین اگر سنت ہے تو عدم رفع بھی سنت ہے ایک امام ادھر گیا ہوا ہے ایک ادھر احیاء سنت کا یہ موقع کون سا ہے احیاء سنت وہاں ہے کہ سنت ختم ہو اور بدعت اس کی جگہ آجائے یہاں کون سی بدعت ہے؟ عرض کیا کہ حضرت مجھ سے غلطی ہوئی پھر ساری مسجدوں میں خود کہتے پھر رہے تھے کہ مجھ سے غلطی ہوئی، لوگ اس طرح ترک رفع یدین کے ساتھ نمازیں پڑھیں

ان اکابر کے یہاں لمبی تقریریں نہیں ہوتی استعداد نہایت قوی اور استحصار ہو علوم کا' اب محنتیں تو ہیں نہیں قوی بھی ویسے نہیں استحصار وہ نہیں ہے علوم کا جو کچھ کتاب میں دیکھا صبح کو بیان کر دیا' وہ نقل اور سرد روایت ہوتا ہے وہ جو قلبی کیفیت ہے وہ شامل نہیں ہوتی اس لئے استعدادوں پر برا اثر پڑا ہے تو نہ نصاب میں خرابی ہے اور نہ کسی اور چیز میں بلکہ کچھ طرز تعلیم کی اور کچھ اساتذہ کے ترقی نہ کرنے کی کہ وہ پڑھ رہے ہیں کہ بس پڑھا رہے ہیں پیشہ سا سمجھ لیا ہے یہ وجہ ہو رہی ہے استعدادوں کی کمی کی

ادھر طلبہ کہ ملک کے حالات جمہوریت کے نام پر ایسے ہو گئے

ہیں یکسوئی باطل ہو گئی اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ علم اپنا بعض اس وقت تک نہیں دے گا جب تک تم اپنا کل اسے نہ دے ڈالو اب تم جزو دو اور اس کا کل لینا چاہو تو یہ ہو گا کیسے تو طالب علم کہیں ادھر متوجہ کہیں ادھر کہیں معاش اور کیا کیا' اسی میں ضمناً" اس نے علم کی طرف بھی توجہ کر لی تو استعداد بنے گی کہاں سے؟

اساتذہ کی جماعت تو ہے بڑوں کی جماعت' چھڑی ہاتھ میں کوئی بولے تو اسی وقت گردن زنی قرار پائے اور طلباء اس زمانے کے بھائی وہ بھڑوں کے چھتے ہیں کہ انہیں کوئی چھیڑے تو وہ آ کے لپٹ جائیں گے' آدمی ڈرتا ہے' بس صاحب اب بے چارہ بے زبان نصاب رہ گیا ہے اسی میں کتر بیونت کرتے رہو فارغ ہوتے ہیں ان میں کام کرنے کا وہ جذبہ نہیں جو پہلے موجود ہوتا تھا سو اونٹوں کی ایک جماعت ہے تو سواری کے قابل ایک ہی نکلتا ہے یہ تو ممکن ہے کہ کوئی جو ہر قابل نہ ہو اپنی استعداد پر کام کرتے ہیں جو کام کرنے والے ہیں' مگر ہیں' اگر نہیں ہیں تو اس وقت دین کا یہ کام کیسے چل رہا ہے بحثیں بھی موجود ہیں مناظرے بھی ہیں' باطل پرستوں کا مقابلہ بھی ہے لوگ کام کر رہے ہیں اور اس میں نوجوان بھی کرنے والے ہیں مگر بہت کم ہیں گنے چنے ان مدارس میں آنے والے بلند فکر کم ہیں آٹھ نو برس یہاں کچھ مل جائے گا وہ نصاب پر عبور تو کر لیتے ہیں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ میں بتلاؤں کہ اس علم کی ذلت کا کونسا وقت ہو گا؟ عرض کیا گیا فرمائیے فرمایا کہ جب اراذل ناس اس کو حاصل کرنے لگیں جو خود پست ہیں اور پست فکر ہیں وہ جب عمل کی طرف متوجہ ہوں گے تو اس کی پستی علم میں نمایاں ہو گی اور علم بھی پست نظر آئے گا ورنہ بلند فکر اور اونچے طبقہ کے لوگ اگر علم حاصل کریں تو وہ آج بھی وہ کام کریں گے جو پچھلے کرتے تھے

بلند فکر ہیں اور اچھی سمجھ والے ہیں اونچے گھرانوں سے طلباء کے حاصل کرنے کی کیا صورت ہے بات یہ ہے کہ دنیا غالب اچکی ہے پہلے فکر آخرت غالب تھی حکومت میں کرسی ملے ملازمت ملے عہدہ ملے ادھر وہ لوگ آتے ہیں جو ادھر کی استعداد نہیں رکھتے انہوں نے سوچا کہ چلو دین ہی کی استعداد بناؤ' مدارس میں تو بھائی دین ہے جو آئے گا سکھادیں گے جس درجہ کا بھی ہو لیکن سلف کے زمانے پرکھتے تھے کہ اسے کس علم سے مناسبت ہے جس فن سے مناسبت ہوتی تھی اسی میں ترقی دیتے تھے اور وہ طبعی رفتار ہوتی تھی اس لئے اس علم و فن کے اندر وہ ماہر ہوتے جاتے تھے میں جب افغانستان گیا تو سردار نعیم وزیر معارف تعلیم تھے نے کہا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ کسی عالم دین کو وزیر خارجہ بنائیں وزیر داخلہ بنائیں وہ چلتا نہیں میں نے کہا شاہی خاندان اور شاہی کنبہ کے افراد بھیجتے تو ہم آپ کو دکھاتے کہ علم کیا چیز ہے؟ مفتی کفایت اللہ صاحب مولانا حسین امجد صاحب مولانا شبیر احمد صاحب دس بیس نام گنوا دیے یہ لوگ بلند فکر تھے تو علم نے ان کی فکر کو اور زیادہ بلند کر دیا اب اگر کسی میں پستیاں ہی بھری ہوئی ہوں وہ اجاگر ہو جائیں گی صدر عالم نے کہا بالکل حق بات ہے شاہی خاندان کے آئیں گے کوئی وزیر کا بیٹا ہو گا کوئی بادشاہ کا بیٹا حکومت خرچ برداشت کرے گی میں نے کہا نہایت مبارک اب ہماری درخواست ہے گیارہ لڑکے ہم آپ کے یہاں بھیجتے ہیں مختلف کالج ہیں افغانستان میں جرمنی زبان کا فرانسیسی زبان کا کالج پے طب یہ خالص ترکی زبان کا انگریزی زبان کا مستقل کالج ہے گیارہ لڑکے ہم بھیجیں گے کہ آپ انہیں زبان سکھائیں حدیث میں آپؐ نے فرمایا اونچا تھا وہ اسلام میں بھی آکر اونچا رہے گا جو وہاں نیچا تھا وہ یہاں بھی پست رہے گا

ایسی تدابر اختیار کی جائیں کہ وہ مجبور ہو کر علم دین سیکھنے کے

لئے آئیں اور اور جھکیں جیسے عالمگیر نے کیا تھا حکم دیا کہ ہم وو کریں گے فلاں والی ملک ہمیں وضو کرائے تو ان صاحب نے سات سلام کیے کہ بڑی عزت افزائی ہوئی بادشاہ کو وضو کرائیں گے وہ آفتابہ لے کر پہنچے عالمگیر نے وضوء میں سنتیں کتنی ہیں؟ واجبات کتنے ہیں؟ اب انہوں نے کبھی وضوء کیا ہو تو بتائیں عالمگیر نے فرمایا حیرت ہے آپ ایک بڑے والی ملک ہیں ہزاروں پر حکمرانی کر رہے ہیں اور مسلمان ہیں آپ کو یہ پتہ نہیں کہ وضوء میں فرائض کرتے ہیں؟ بس اتنا ان سے کہہ دیا اگلے دن کہا کہ فلاں امیر ہمارے ساتھ روزہ افطار کریں وہ افطار شریک ہوئے تو اورنگ زیب نے کہا روزہ میں مفسدات کتنے ہیں مکروہات کتنے ہیں انہوں نے کہا کچھ پتہ نہیں تو کہا بڑے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں کے والی کہا اور تمہیں یہ پتہ نہیں؟ کسی سے کچھ اور پوچھا نتیجہ یہ ہوا کہ اب مولویوں کی تلاش شروع گئی کہ مسئلے معلوم کرو' اگر بادشاہ سلامت یوں ہی پوچھتے رہے تو بڑی تذلیل ہو جائے گی ہماری' صاحب مولوی کسی قیمت پر نہیں ملتے' مولویوں نے نخرے شروع کردیئے نہ صاحب ہم پانچ سو سے کم تنخواہ نہیں لیں گے ایک نے کہا ہزار سے کم نہیں لیں گے انہوں نے کہا بھائی دو ہزار دیں گے مگر تم آؤ تو سارے مولوی لگ گئے محض وعظ نصیحت سے نہیں چلے گی جو طلباء نکلیں وہ ایک خاص نظام کے تحت اجتماعی طور پر کام کریں اور مدرسہ کی طرف سے انہیں وقتاً فوقتاً ہدایات ملتی رہیں

بہت زیادہ سراہا گیا وہاں کے علماء کو بھی اور حکومت کو بھی جرات مندانہ اقدام ہے یہ تو ہمارے ہی بزرگوں کا خواب تھا جس کی تعبیر ملی ہے ملوانا حبیب الرحمن صاحب مرتضیٰ حسن صاحب رحمتہ اللہ علیہ تو اللہ نے اب آکر یہ دھر تو مڈل ایسٹ کی ۳۲ انجمنوں نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے کہا کہ یہ داخل ہی نہیں ہو سکتے اور ادھر پاکستان نے اس کے اوپر مہر کردی تو یہ عالمگیر مسئلہ بن گیا میں نے پاکستان اسمبلی کی قرار داد کی تائید میں بیان دیا' پھر کلکتہ اور متعدد جگہوں سے خطوط آئے کہ اس کا یہ اثر ہوا کہ بہت جگہوں میں مسلمانوں میں یہ چیز پیدا ہو رہی ہے کہ پھر قادیانی ہمارے قبرستانوں میں دفن نہیں ہو سکتے سو کے قریب قادیانی تائب ہو گئے پاکستان اسمبلی کی قرار داد کا بہت ہی اچھا اثر پڑا ہے ہندوستان پر۔ بمقام مدینہ منورہ

جب موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں

فرمایا کہ مرنے والوں کو کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کریں۔ سورہ یسین پڑھا کرو۔

سکرات الموت مرنے والے کا منہ مرتے وقت قبلہ کی طرف کردیں اور خود وہ یہ دعا مانگے۔ "اے اللہ! میری مغفرت فرما' اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں پر پہنچادے ---- اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ---------- اے اللہ موت کی سختیوں (کے اس موقع) میں میری مدد فرما" (ترمذی)

مسئلہ:۔ جب کسی پر موت کا اثر ظاہر ہو تو اس کو چت لٹادو اس طرح کہ قبلہ اس کے داہنی طرف ہو اور سر کو ذرا قبلہ کی طرف جھکادو۔ کلمہ شہادت کوئی اس کے پاس بلند آواز سے کہے۔ اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو۔

مسئلہ:۔ جب وہ ایک کلمہ پڑھ لے تو چپ ہو رہو۔ سب سے آخری بات جو اس کے منہ سے نکلے کلمہ ہونا چاہئے۔

مسئلہ:۔ جب سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑجائیں کہ کھڑی نہ ہو سکیں اور ناک ٹیڑھی ہو

جائے اور کنپٹیاں بیٹھ جائیں تو سمجھو کہ اس کی موت کا وقت آگیا' اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کردو (بہشتی زیور)

مسئلہ:۔ سورہ یٰسین پڑھنے سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے اس کے سرہانے یا اور کہیں اس کے پاس بیٹھ کر پڑھ دو یا کسی سے پڑھوا دو۔

مسئلہ:۔ اس وقت کوئی بات ایسی نہ کرو کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو۔

مسئلہ:۔ مرتے وقت اگر اس کے منہ سے خدانخواستہ کفر کی کوئی بات نکلے تو اس کا خیال نہ کرو' نہ اس کا چرچا کرو۔ عقل جاتے رہنے کے وقت جو کچھ ہو سب معاف ہے۔ جب موت واقع ہو جائے تو اہل تعلق یہ دعا پڑھیں: انا للہ وانا الیہ راجعون "اے اللہ! میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے عوض مجھے اچھا بدلہ عنایت فرما"۔

مسئلہ:۔ جب موت واقع ہو جائے تو کپڑے کی ایک چوڑی پٹی لے کر میت کی ٹھوڑی کے نیچے کو نکال کر' سر پر لا کر گرہ لگا دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں' اور اس وقت یہ دعا پڑھیں: "شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر' اے اللہ اس میت پر اس کا کام آسان فرما اور اس پر وہ حالات آسان فرما جو اب اس کے بعد آئیں گے اور اس کو اپنے دیدار مبارک سے مشرف فرما اور جہاں گیا ہے اس کو بہتر کر دے' اس جگہ سے جہاں لے گیا ہے۔(در مختار)

مسئلہ:۔ پھر اس کے ہاتھ پاؤں سیدھے کر دیں' اور پیروں کے انگوٹھے ملا کر کپڑے کی کترن وغیرہ سے باندھ دیں' پھر اسے ایک چادر اڑھا کر چارپائی یا چوکی پر رکھیں' زمین پر نہ چھوڑیں اور پیٹ پر کوئی لمبا لوہا یا بھاری چیز رکھ دیں' تاکہ پیٹ نہ پھولے' غسل کی حاجت والے آدمی اور حیض یا نفاس والی عورت کو اس کے پاس نہ آنے دو۔ پھر اس کے دوست احباب کو خبر دو۔ (اگر بتی وغیرہ) جلا کر میت کے قریب رکھ دو۔ غسل سے پہلے میت کے پاس قرآن پڑھنا درست نہیں۔ قبر کا بندوبست کرو اور غسل' کفن' جنازہ اور دفن کا سامان فراہم کرلو۔

مسئلہ:۔ مرنے والا اگر مرتد ہو یعنی پہلے مسلمان تھا پھر کافر ہو گیا اور کافر یا مرزائی یا رافضی ہی مرا تو اس کا غسل و کفن اور نماز جنازہ کچھ نہ ہوگی۔ کسی گڑھے میں کتے کی لاش کی طرح ڈال دیا جائے۔

مسئلہ:۔ شروع ہی سے کافر تھا۔ اسے ناپاک کپڑے کی طرح دھو کر کسی کپڑے میں لپیٹ کر کسی گڑھے میں دبا دیں۔

میت پر نوحہ و ماتم نہیں کرنا چاہئے

سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ مریض ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ساتھ لئے ہوئے ان کی عیادت کے لئے آئے' آپؐ جب اندر تشریف لائے تو ان کو بڑی سخت حالت میں پایا۔ یہ حالت دیکھ کر رونا آگیا' جب اور لوگوں نے آپؐ پر گریہ کے آثار دیکھے تو وہ بھی رونے لگے' آپؐ نے ارشاد فرمایا "لوگو! اچھی طرح سن لو اور سمجھ لو! کہ اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسو اور دل کے غم پر تو سزا نہیں دیتا' کیونکہ اس پر بندہ کا اختیار اور قابو نہیں ہے۔"

ابو سلمہؓ کی وفات کے وقت

آپؐ نے اس طرح دعا فرمائی: "اے اللہ! ابو سلمہ کی مغفرت فرما اور اپنے ہدایت یافتہ بندوں میں ان کا درجہ بلند فرما اور اس کے بجائے تو ہی نگرانی فرما ان کے پس ماندگان کی' اور رب

العالمین! بخشدے ہم کو اور اس کو اور اس کی قبر کو وسیع اور منور فرما۔

آپؐ نے اپنی امت کے لئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہنا اور اللہ کی قضا پر راضی رہنا مسنون قرار دیا ہے اور یہ باتیں گریہ چشم اور غم دل کے منافی نہیں' یہی وجہ ہے کہ آپؐ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ راضی .قضاء الٰہی اور سب سے زیادہ حمد کرنے والے تھے اور اس کے باوجود اپنے صاحبزادے ابراہیم پر وفود محبت و شفقت سے رقت کے باعث رو دیئے۔

غسل دینے کے بعد میت کو وفود محبت یا عقیدت سے بوسہ دینا جائز ہے۔ آپؐ فرماتے تھے کہ جب تمہارا کوئی آدمی انتقال کر جائے تو اس کو دیر تک گھر میں مت رکھو اور قبر تک پہنچانے اور دفن کرنے میں سرعت سے کام لو۔ زکوۃ کی رقم کسی کی تجہیز و تکفین میں خرچ کرنے سے زکوۃ ادا نہیں ہوتی' اگرچہ میت فقیر ہی ہو۔

غسل کا سامان

(۱) نہلانے کیلئے پانی کے برتن

(۲) لوٹا

(۳) غسل کا تختہ

(۴) استنجے کے ڈھیلے ۳ یا ۵ عدد

(۵) بیری کے پتے ۲ مٹھی (اگر نہ ملیں تو مضائقہ نہیں)

(۶) لوبان ایک تولہ

(۷) عطر ۳ ماشہ

(۸) روئی نصف چھٹانک

(۹) گل خیرو ایک چھٹانک' یہ نہ ہو تو نہانے کا صابن بھی کافی ہے

(۱۰) کافور ۲ ماشہ

(۱۱) تہبند ۲ عدد

دو تہبند کے لئے ۴۴ گرہ عرض کا ڈھائی گز کپڑا منگالیں۔

(۱۲) دستانے ۲ عدد کسی پاک صاف موٹے کپڑے کی دو تھیلیاں سی کر اتنی بڑی بنالیں کہ نہلانے والے کا ہاتھ اس میں پہنچے سے کچھ اوپر تک آسانی سے آجائے یہی تھیلیاں دستانوں کے طور پر استعمال ہوں گی۔

(۱۳) کفن کا کپڑا مرد کے پورے کفن کے لئے ایک گز عرض کا تقریباً" دس گز کپڑا سفید عورت کیلئے (مع چادر گہوارہ) (ساڑھے اکیس) گز کپڑا سفید اس میں جنازہ کے اوپر ڈالنے کے لئے ۲ گز چوڑی ساڑھے تین گز لمبی چادر شامل ہے۔ بچوں کے لئے کفن کے کپڑے بھی بڑوں کی طرح ہوتے ہیں' لیکن ان میں کپڑا کم خرچ ہو گا' ان کے حسب حال کمی کرلی جائے۔

(۱۴) جنازہ کی چارپائی ایک

(۱۵) گہوارہ عورت کے جنازہ پر ایک چیز قبر کی طرح ابھری ہوئی رکھی جاتی ہے جس پر چادر ڈالی جاتی ہے' تاکہ پردہ رہے' اسے گہوارہ کہتے ہیں۔ یہ بھی عموماً" مسجدوں یا میت گاڑی والوں سے مل جاتا ہے' اگر یہ نہ ہو تو بانس کی تیلیاں یا درخت کی شاخ جنازہ پر رکھ کر اس پر چادر ڈال دی جائے۔ (مسافر آخرت) جو چادر جنازہ کے اوپر اڑھا دیتے ہیں۔

(۱۶) جنازہ کی چادر ایک

(۱۷) تختے یا لمبے چوڑے پتھر' یا سیمنٹ کے بنے ہوئے سلیب قبر کی پیائش کے مطابق یہ قبر کو پاٹنے کے لئے

مولف کی رائے نیک لوگوں کی ہمسائیگی میں اچھی کھلی قبر بنوانے کو تجربہ کار دیندار شخص فکر سے کام لے۔ میت کو اتارنے سے پہلے تحقیق پیائش کرلیں۔ یا اتنے جسم کا آدمی لیٹ کر

بھی دیکھ سکتا ہے۔ بھاری جسم والے کو کمر میں لمبا کپڑا اوپر والے پکڑ کر آہستہ اتروائیں۔ عورت کو اتارتے وقت محرم ہی اتار لیں خوب ہمدردی سے سلا دیں کروٹ قبلہ رخ کر لیں محرم۔ قرابت والے دل تھام کر غسل کفن دفن یہ وقت خوب خدمت کا حصہ مہاری سے پکڑنے کا ہے سنت کام کی فہرست ہاتھ میں رکھیں بدعات سے دوری ہو واللہ علم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص میت کو غسل دے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اب ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو' اور جو میت پر کفن ڈالے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا جوڑا پہنائیں گے۔ میت کو نہلانے کا حق سب سے پہلے تو اس کے قریب ترین رشتہ داروں کو ہے' بہتر ہے کہ وہ خود نہلائیں' اور عورت کی میت کو قریبی رشتہ دار عورت نہلائے' کیونکہ یہ اپنے عزیز کی آخری خدمت ہے (در مختار)

کسی کو اجرت دے کر بھی میت کو غسل دلایا جا سکتا ہے۔ کسی کا خاوند مر گیا تو بیوی کو اس کا چہرہ دیکھنا' نہلانا اور کفنانا درست ہے اور اگر بیوی مرجائے تو شوہر کو اسے نہلانا' اس کا بدن چھونا اور ہاتھ لگانا درست نہیں' البتہ دیکھنا درست ہے اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا اور جنازہ اٹھانا بھی جائز ہے۔ غسل دینے والا باوضو ہو تو بہتر ہے۔ جو شخص حالت جنابت میں ہو یا جو عورت حیض یا نفاس میں ہو وہ میت کو غسل نہ دے' کیونکہ اس کا غسل دینا مکروہ ہے (شامی بہشتی زیور)

جس جگہ غسل دیا جائے وہاں پردہ ہونا چاہئے۔ میت کے بالوں میں کنگھی نہ کرو' نہ ناخن کاٹو' نہ کہیں کے بال کاٹو' میت کو تیمم کرایا گیا ہو' اور پھر پانی مل جائے تو اس کو غسل دے دینا چاہئے (بہشتی زیور)

جس تختہ پر غسل دیا جائے اس کو تین دفعہ یا پانچ یا سات دفعہ لوبان کی دھونی دے لو' اور میت کو اس پر اس طرح لٹاؤ کہ قبلہ اس کے دائیں طرف ہو' اگر موقع نہ ہو اور کچھ مشکل ہو تو جس طرف چاہو لٹا دو۔ پھر میت کے بدن کے کپڑے (کرتہ' شیروانی' بنیان وغیرہ) چاک کر لو اور ایک تہبند اس کے ستر پر ڈال کر اندر ہی اندر وہ کپڑے اتار لو' یہ تہبند موٹے کپڑے کا ناف سے پنڈلی تک ہونا چاہئے تاکہ بھیگنے کے بعد اندر کا بدن نظر نہ آئے۔ میت کو استنجاء کرانے کے لئے دستانہ پہننا چاہئے یا کپڑا ہاتھ پر لپیٹ لیں۔

مسئلہ:۔ غسل شروع کرنے سے پہلے بائیں ہاتھ میں دستانہ پہن کر مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجا کراؤ' پھر پانی سے پاک کرو۔ پھر وضو' اس طرح کراؤ کہ نہ کلی کراؤ' نہ ناک میں پانی ڈالو' نہ گٹے (پہنچے) تک ہاتھ دھلاؤ' بلکہ روئی کا پھایا تر کر کے ہونٹوں' دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر کر پھینک دو' اس طرح تین دفعہ کرو' پھر اسی طرح ناک کے دونوں سوراخوں کو روئی کے پھائے سے صاف کرو لیکن اگر غسل کی ضرورت (جنابت) کی حالت میں موت ہوئی ہو' یا عورت کا انتقال حیض یا نفاس کی حالت میں ہوا ہو تو منہ اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے پانی ڈال کر کپڑے سے نکال لو۔ پھر ناک اور منہ اور کانوں میں روئی رکھ دو' تاکہ وضو اور غسل کراتے وقت پانی اندر نہ جائے' پھر منہ دھلاؤ' پھر ہاتھ کہنیوں سمیت دھلاؤ پھر سر کا مسح کراؤ' پھر تین دفعہ دونوں پیر دھو۔

جب وضو کرا چکو تو سر کو (اور اگر مرد ہے تو داڑھی کو بھی) گل خیرو سے یا خطمی یا کھلی یا بیسن یا صابن وغیرہ سے کہ جس سے صاف ہو جائے مل کر دھو دو۔

پھر اسے بائیں کروٹ پر لٹاؤ اور بیری کے پتوں میں پکایا ہوا نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر تین دفعہ سر سے پیر تک اتنا ڈالو کہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پہنچ جائے' "غُفْرَانَکَ یَا

رَحْمٰنُ" پڑھتے رہو' پھر دائیں کروٹ لٹا کر اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالو کہ نیچے کی جانب بائیں کروٹ تک پہنچ جائے۔

اس کے بعد میت کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر زرا بٹھلانے کے قریب کر دو اور اس کے پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملو اور دباؤ' اگر کچھ فضلہ (پیشاب یا پاخانہ وغیرہ) خارج ہو تو صرف اسی کو پونچھ کر دھو دو' وضو اور غسل دہرانے کی ضروت نہیں' کیونکہ اس ناپاکی کے نکلنے سے میت کے وضو اور غسل میں کوئی نقص ہیں آتا۔ پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر دائیں کروٹ پر کافور ملا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ خوب بہادو کہ نیچے بائیں کروٹ بھی خوب تر ہو جائے' پھر دوسرا دستانہ پہن کر سارا بدن کسی کپڑے سے خشک کر کے تہ بند دوسرا بدل دو۔

سب سے اچھا کفن سفید کپڑے کا ہے اور نیا اور پرانا یکساں ہے۔

مرد کا کفن

۱۔ ازار سر سے پاؤں تک

۲۔ لفافہ (اسے چادر بھی کہتے ہیں) ازاد سے لمبائی میں ۴ گرہ زیا

۳۔ کرتہ بغیر استین اور بغیر کلی کا (اسے قمیص یا کفنی بھی کہتے ہیں گردن سے پاؤں تک

عورت کا کفن

عورت کے کفن کے لئے مسنون کپڑے پانچ ہیں:۔

۱۔ ازار سر سے پاؤں تک (مرد کی طرح)

۲۔ لفافہ ازار سے لمبائی میں ۴ گرہ زیادہ (مرد کی طرح)

۳۔ کرتہ' بغیر آستین اور کلی کا گردن سے پاؤں تک (مرد کی طرح)

۴۔ سینہ بند بغل سے رانوں تک ہو تو زیادہ اچھا ہے ورنہ ناف تک بھی درست ہے اور چوڑائی میں اتنا ہوں کہ بندھ جائے

۵۔ سربند اسے اوڑھنی یا خمار بھی کہتے ہیں تین ہاتھ لمبا

اگر مرد کو دو کپڑوں (ازار اور لفافہ) میں اور عورت کو تین کپڑوں (ازار' لفافہ و سربند) میں کفنا دیا تو یہ بھی درست ہے اور اتنا کفن بھی کافی ہے۔

مسئلہ:۔ جو لڑکا یا لڑکی بہت کم عمری میں فوت ہو جائیں کہ جوانی کے قریب بھی نہ ہوئے ہوں۔ لڑکے کو صرف ایک اور لڑکی کو صرف دو کپڑے کفن میں دیدیئے جائیں تو بھی درست ہے اور نماز جنازہ اور تدفین حسب دستور کی جائے (بہشتی زیور' عالمگیری)

مسئلہ:۔ جو بچہ زندہ پیدا ہوا پھر تھوڑی ہی دیر میں مرگیا' یا فوراً پیدا ہونے کے بعد ہی مرگیا' تو وہ بھی اسی قاعدے سے نہلا دیا جائے' اور کفنا کر نماز پڑھی جائے پھر دفن کر دیا جائے اور اس کا نام بھی کچھ رکھا جائے (بہشتی زیور)

جو بچہ ماں کے پیٹ سے مرا ہی پیدا ہو زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی۔ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو البتہ نام اس کا بھی کچھ نہ کچھ رکھ دینا چاہئے۔

کفن کی پیائش اور تیاری کا طریقہ

کفن کی پیائش اور اس کی تیاری کا طریقہ مرد کے لئے یہ ہے کہ میت کے قد کے برابر ایک لکڑی لو اور اس میں ایک نشان کندھے کے مقابل لگالو اور ایک دھاگا سینہ کے مقابل رکھ کر جسم کی گولائی میں نکالو کہ دونوں سرے اس دھاگے کے دونوں طرف کی پسلیوں پر پہنچ جائیں' اور اس کو توڑ کر اپنے پاس رکھ لو' پھر ایک کپڑا لو' جس کا عرض اس دھاگے کے برابر یا قریب برابر کے ہو'

اگر عرض اس قدر نہ ہو تو اس میں جوڑ لگا کر پورا کر لو' اور اس پوری لکڑی کے برابر لمبی ایک چادر پھاڑ لو اس کو ازار کہتے ہیں۔

اسی طرح دوسری چادر پھاڑو' جو عرض میں تو اس قدر ہو البتہ طول میں ازار سے چار گرہ زیادہ ہو اس کو لفافہ کہتے ہیں۔ پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض بقدر چوڑائی جسم مردے کے ہو اور لکڑی کے نشان سے آخر تک جس قدر طول ہے اس کا دگنا پھاڑ لو اور دونوں سرے کپڑے کے ملا کر بیچ میں سے اتنا چاک کھول لو کہ سر کی طرف سے گلے میں آجائے' اس کو قمیض یا کفنی کہتے ہیں۔

مستورات کا کفن

عورت کے لئے مردوں کے سب کپڑے تو ہیں ہی اور انہیں تیار کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو اوپر بیان ہوا اس کے علاوہ عورتوں کے لئے دو کپڑے اور ہیں

(۱) سینہ بند۔

(۲) سربند جسے اوڑھنی کہتے ہیں۔

سینہ بند زیر بغل سے رانوں تک اور دھاگہ مذکور کے بقدر چوڑا۔ سربند نصف ازار سے تین گرہ زیادہ لمبا اور بارہ گرہ چوڑا۔

کفن کے متعلقات

اوپر تو کفن کا بیان ہوا اور کفن اسی قدر مسنون ہے اور بعض کپڑے کفن کے متعلقات سے ہیں:

یعنی غسل کے لئے تہ بند دو عدد

دستانے دو عدد

اور عورت کے جنازہ کے لئے گہوارہ کی چادر۔

ان کپڑوں کی تفصیل تجہیز و تکفین کے سامان کی فہرست میں بیان ہو چکی ہے۔

جب میت کو غسل دے چکو تو چارپائی بچھا کر کفن کو لوبان وغیرہ کی دھونی دو۔

مرد کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی پر پہلے لفافہ بچھا کر اس پر ازار بچھا دو' پھر کرتہ (قمیض) کا نچلا نصف حصہ بچھاؤ اور اوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دو' پھر میت کو غسل کے تختہ سے آہستگی سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹا دو اور قمیض کا جو نصف حصہ سرہانے کی طرف رکھا تھا اس کو سر کی طرف الٹ دو کہ قمیض کا سوراخ (گریبان) گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھا دو' جب اس طرف قمیض (کرتہ) پہنا چکو تو غسل کے بعد جو تہ بند میت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال دو اور اس کے سر اور داڑھی پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگا دو' یاد رہے کہ مرد کو زعفران نہیں لگانی چاہئے' پھر پیشانی' ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر (کہ جن اعضاء پر آدمی سجدہ کرتا ہے) کافور مل دو۔

اس کے بعد ازار کا بایاں پلہ (کنارہ) میت کے اوپر لپیٹ دو' پھر دایاں لپیٹو' یعنی بایاں پلہ نیچے رہے اور دایاں اوپر' پھر لفافہ اسی طرح لپیٹو کہ بایاں پہلہ نیچے اور دایاں اوپر رہے' پھر کپڑے کی دھجی (کتر) لے کر کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دو اور بیچ میں سے کمر کے نیچے کو بھی ایک دھجی نکال کر باندھ دو تاکہ ہوا سے یا ہلنے جلنے سے کھل نہ جائے۔

عورت کو کفنانے کا طریقہ

عورت کے لئے پہلے لفافہ بچھا کر اس پر سینہ بند اور اس پر ازار بچھاؤ پھر قمیض کا نچلہ حصہ بچھاؤ اور اوپر کا باقی حصہ سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دو' پھر میت کو غسل کے تختے سے آہستگی سے اٹھا کر اس بچھے ہوئے کفن پر لٹا دو اور قمیض کا جو نصف حصہ

سرہانے کی طرف رکھا تھا اس کو سر کی طرف الٹ دو کہ قمیض کا سوراخ (گریبان) گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھا دو' جب اس طرح قمیض پہنا چکو تو جو تہ بند غسل کے بعد عورت کے بدن پر ڈالا گیا تھا وہ نکال دو' اور اس کے سر پر عطر وغیرہ کوئی خوشبو لگادو' عورت کو زعفران بھی لگا سکتے ہیں پھر پیشانی' ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو' پھر سر کے بالوں کو دو حصے کر کے قمیض کے اوپر سینہ پر ڈال دو' ایک حصہ داہنی طرف اور دوسرا بائیں طرف' پھر سر بند یعنی اوڑھنی سر پر اور بالوں پر ڈال دو' ان کو باندھنا یا لپیٹنا نہیں چاہئے۔

اس کے بعد میت کے اوپر ازار اس طرح لپیٹو کہ بایاں پلہ (کنارہ) نیچے اور دایاں اوپر رہے' سر بند اس کے اندر آجائے گا' اس کے بعد سینہ بند' سینہ کے اوپر بغلوں سے نکال کر گھٹنوں تک دائیں بائیں سے باندھو' پھر لفافہ اسی طرح لپیٹو کہ بایاں پلہ نیچے اور دایاں اوپر رہے اس کے بعد دھجی (کتر) سے کفن کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دو۔ اور بیچ میں کمر کے نیچے کو بھی ایک بڑی دھجی نکال کر باندھ دو تاکہ ہلنے جلنے سے کھل نہ جائے (بہشتی زیور)

جنازہ کے اوپر جو چادر اڑھا دیتے ہیں یہ کفن میں داخل نہیں

حدیث میں ہے کہ جو شخص (جنازہ کی) چارپائی چاروں طرف سے اٹھالے (یعنی چاروں طرف سے کندھا دے) تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ (یعنی صغائر میں جو بڑے صغائر ہیں) بخش دیئے جائیں گے۔ جنازہ اجرت دے کر بھی اٹھوایا جا سکتا ہے عورتوں کا نماز جنازہ کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ:۔ اگر میت شیر خوار بچہ ہو یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ اسے دست بدست لے جائیں۔ میت کی چارپائی ہاتھوں سے اٹھا کر کندھوں پر رکھنا چاہئے۔ حدیث شریف میں جنازہ کو کم از کم چالیس قدم تک کندھا دینے کی بڑی فضیلت آئی ہے (بہشتی گوہر' در مختار' شامی)

مسئلہ:۔ جو لوگ جنازہ کے ہمراہ ہوں ان کو جنازہ کے پیچھے چلنا مستحب ہے۔

مسئلہ:۔ جو شخص جنازہ کے ساتھ ہو اسے بغیر نماز جنازہ پڑھے واپس نہیں آنا چاہئے' البتہ نماز پڑھ کر میت والوں سے اجازت لے کر آسکتا ہے اور دفن کے بعد اجازت کی ضرورت نہیں (عالمگیری)

حدیث:۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازہ کے ساتھ چلتے تو خاموش رہتے' اور اپنے دل میں موت کے متعلق گفتگو فرماتے (ابن سعد)

نماز جنازہ کا بیان

ایک شخص نے بھی نماز پڑھ لی تو فرض کفایہ ادا ہو گیا

مسئلہ:۔ اگر جنازہ اس وقت آیا جب کہ فرض نماز کی جماعت (جمعہ یا غیر جمعہ کی) تیار ہو تو پہلے فرض اور سنتیں پڑھ لیں' پھر جنازہ کی نماز پڑھیں۔

خلاصہ یہ کہ نماز جنازہ ان تین اوقات (طلوع' زوال' غروب) کے علاوہ ہر وقت بلا کراہت جائز ہے اور ان تین اوقات میں بھی اس صورت میں جائز ہے' جبکہ جنازہ خاص انہی اوقات میں آیا ہو۔ نماز جنازہ کے لئے تیمم' نماز نہ ملنے کے خوف سے جائز ہے۔

پہلی شرط میت کا مسلمان ہونا

دوسری شرط میت کے بدن اور کفن کا نجاست حقیقہ

اور حکمیہ سے طاہر ہونا۔ اگر کسی میت پر بے غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن بھی کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے معلوم ہو کہ اس کو غسل نہ دیا گیا تھا' تو جب تک نعش پھٹی نہ ہو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے۔

مسئلہ:۔ میت اگر کسی پاک پلنگ یا تخت یا کسی پاک گدے یا لحاف پر رکھی ہو تو اس پلنگ وغیرہ کی جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں ایسی صورت میں بلاشک وشبہ نماز جنازہ درست ہے۔

چوتھی شرط میت کا نماز پڑھنے والوں سے آگے ہونا' اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز درست نہیں (بہشتی گوہر)

پانچویں شرط میت کا یا جس چیز پر میت ہو تو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا

چھٹی شرط میت کا وہاں موجود ہونا اگر میت وہاں موجود نہ ہو تو نماز صحیح نہ ہو گی۔

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں۔

چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا' ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے سمجھی جاتی ہے' یعنی جیسے دوسری نمازوں میں رکعت ضروری ہے ویسے ہی نماز جنازہ میں تکبیر ضروری ہے (بہشتی گوہر)

نماز جنازہ بلاعذر بیٹھ کر پڑھنے سے ادا نہیں ہوتی (بہشتی گوہر)

نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں

۱۔ اللہ کی حمد کرنا

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا

۳۔ میت کے لئے دعا کرنا (بہشتی گوہر)

جماعت اس نماز میں شرط نہیں' پس اگر ایک شخص بھی جنازہ کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا' خواہ وہ نماز پڑھنے والا عورت ہو یا مرد بالغ ہو یا نابالغ' اور اگر کسی نے بھی نہ پڑھی تو سب گناہ گار ہوں گے۔

نماز جنازہ کی جماعت میں جتنے زیادہ لوگ ہوں اتنا ہی بہتر ہے۔ نماز جنازہ میں اس غرض سے تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے' مکروہ ہے۔ (بہشتی گوہر)

نماز جنازہ کا طریقہ

طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے محاذی کھڑا ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں

نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ صَلٰوةَ الْجَنَازَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَدُعَاءً لِلْمَيِّتِ

"یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھوں جو خدا کی نماز ہے اور میت کے لئے دعا ہے۔"

یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں۔ پھر سبحانک اللھم آخر تک پڑھیں' اس کے بعد پھر ایک بار اللہ اکبر کہیں' مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں' بعد اس کے درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود شریف پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے' پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں' اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں' اس تکبیر کے بعد میت کے لئے دعاء کریں' اگر وہ بالغ ہو خواہ مرد ہو یا عورت تو یہ دعاء پڑھیں

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ

اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعاء پڑھیں۔
اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا

اور اگر میت نابالغ لڑکی ہو تو یہی دعا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ تینوں "اجعلہ" کی جگہ "اجعلھا" اور "شافعاو مشفعا" کی جگہ "شافعۃ و مشفعۃ" پڑھیں۔

جب یہ دعاء پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیردیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں اس نماز میں التحیات اور قرآن مجید کی قرآت وغیرہ نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کو نماز جنازہ کی دعاء یاد نہ ہو تو صرف اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ پڑھ لے' اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو صرف چار تکبیریں کہہ دینے سے بھی نماز ہو جائے گی' اس لئے کہ دعاء اور درود شریف فرض نہیں ہے (بہشتی گوہر)

مسئلہ:۔ نماز جنازہ کے بعد وہیں ہاتھ اٹھا کر دعاء مانگا مکروہ ہے سنت سے ثابت نہیں کیونکہ نماز جنازہ خود دعاء ہے۔

مسئلہ:۔ نماز جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے صرف اتنا فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے' باقی چیزیں ثناء اور دعاء اور درود مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا (بہشتی گوہر)

مسئلہ:۔ جنازہ کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کر دی جائیں اگر مسجد سے باہر کوئی جگہ نہ ہو تو مجبوراً مسجد میں پڑھنا مکروہ نہیں۔ اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازہ کی نماز جنازہ علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہئے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازہ کے آگے دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں امام کی اگلی تکبیر کا انتظار کرے' جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہو گی' پھر جب امام سلام پھیردے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں ۴ (بہشتی گوہر)

۴) یعنی جنازہ کی نماز کا مسبوق جب اپنی فوت شدہ تکبیریں (امام کے سلام کے بعد) پڑھے اور یہ خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہو جائے گی یعنی جنازہ اس کے سامنے سے اٹھالیا جائیگا تو دعاء نہ پڑھے بلکہ صرف فوت شدہ تکبیریں پے در پے پڑھ کر سلام پھیردے (شامی)

امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو فوراً تکبیر کہہ کر امام کے سلام سے پہلے شریک ہو جائے اور ختم نماز کے بعد اپنی گئی ہوئی تین تکبیروں کا اعادہ کرے (بہشتی گوہر و شامی)

اللہ اکبر کہہ کر جماعت میں شامل ہو جانے کے بعد اس کی کوئی ایک زائد تکبیریں چھوٹ جائیں تو اس پر لازم ہے کہ پہلے فوت شدہ تکبیریں پڑھے پھر امام کے ساتھ شریک ہوں امامت کے استحقاق سب سے زیاہ حاکم وقت کو ہے گو تقوی اور ورع میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں موجود ہوں۔ نہ ہوں تو اس کا نائب قاضی شہر وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب انہی کا امام بنانا واجب ہے۔ میت کے وہ اعزاز جن کو حق ولایت حاصل ہے یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں۔ اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے

شخص نے نماز پڑھادی جس کو امامت کا استحقاق نہیں اور ولی اس نماز میں شریک نہ ہو تو ولی کو اختیار ہے کہ اس میت پر بعد میں نماز پڑھ لے' حتی کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تب بھی اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے۔ غائبانہ نماز جنازہ کو امام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ تعالی مطلقاً" منع کرتے ہیں (مدارج النبوۃ)

جنازہ میں کثرت تعداد

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس میت پر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت نماز پڑھے جن کی تعداد سو تک پہنچ جائے اور وہ سب اللہ کے حضور میں اس میت کے لئے سفارش کریں (یعنی مغفرت و رحمت کی دعا کریں) تو ان کی یہ سفارش اور دعا ضرور ہی قبول ہو گی (صحیح مسلم شریف' معارف الحدیث)

مالک بن ..... رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ دستور تھا کہ جب وہ نماز جنازہ پڑھنے والوں کی تعداد کم محسوس کرتے تو اسی حدیث کی وجہ سے ان لوگوں کو تین صفوں میں تقسیم کر دیتے تھے (سنن ابی داؤد)

دفن کا بیان

میت کے غسل' کفن اور نماز جنازہ کی طرح دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے' اگر کسی نے بھی یہ فرض ادا نہ کیا تو سب گنہگار ہوں گے۔ (بہشتی گوہر و عالمگیری)

قبر کی نوعیت

قبر کم از کم میت کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور پورے قد کے برابر ہو تو زیادہ بہتر ہے' قد سے زیادہ نہ ہونی چاہئے اور موافق اس کے قد کے لمبی اور چوڑائی نصف قد کے برابر' بغلی قبر بہ نسبت صندوقی (شق) کے بہتر ہے' ہاں اگر زمین بہت نرم ہو اور بغلی کھودنے سے قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ (شامی مدارج النبوۃ)

یہ بھی جائز ہے کہ اگر زمین نرم یا سیلاب زدہ ہو اور بغلی قبر نہ کھودی جاسکے تو میت کو کسی صندوق (تابوت) میں رکھ کر دفن کر دیں' صندوق خواہ لکڑی کا ہو یا پتھر یا لوہے کا' بہتر یہ ہے کہ صندق میں مٹی بچھادی جائے۔ (شامی و بحرو بہشتی گوہر)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور اور آپ کے دونوں صحابہ کی قبریں بھی زمین کے (تقریباً") برابر ہیں سنگریزے سرخ ان پر چسپاں ہیں۔ (مدارج النبوۃ' سفر السعادۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی ہیبت اور شکل اونٹ کے کوہان کے مشابہ ہے (شامی بحوالہ بخاری شریف)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت طیبہ یہ تھی کہ لحد (بغلی قبر) بنواتے اور قبر گہری کرواتے اور میت کے سر اور پاؤں کی جگہ کو فراخ کرواتے (زاد المعاد)

دوسرے شہر میں دفن کے لئے لے جانا اور دفن کے بعد نعش کھود کر لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے (بہشتی گوہر)

قبر میں اتارنا

جنازہ کو پہلے قبلہ کی سمت کے کنارے کے پاس اس طرح رکھیں کہ قبلہ میت کے دائیں طرف ہو' پھر اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو احتیاط سے اٹھا کر قبر میں رکھ دیں (بہشتی گوہر)

مسئلہ:۔ قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے (بہشتی گوہر زاد المعاد)

اتارتے وقت یا دفن کے بعد اذان کہنا بدعت ہے

(بہشتی گوہر)

قبر میں صرف منہ قبلہ کی طرف کر دینا کافی نہیں بلکہ پورے بدن کو اچھی طرح کروٹ دے دینا چاہئے۔ وہ گرہ جو کفن کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔

مسئلہ:۔ عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرکے رکھنا مستحب ہے بدن کے ظاہر ہوجانے کا خوف ہو تو واجب ہے۔ میت کو قبر میں رکھ کر بند کر دیا جائے درمیان جو سوراخ اور جھریاں رہ جائیں ان کو کچے ڈھیلوں پتھروں یا گارے سے بند کر دیں اس کے بعد مٹی ڈالنا شروع کر دیں۔

مسئلہ:۔ مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتداء کی جائے اور ہر شخص تین مرتبہ اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ ڈالتے وقت کہے "مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ" اور دوسری مرتبہ کہے "وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ" اور تیسری مرتبہ کہے "وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً"

مسئلہ:۔ جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈال دیں۔

مسئلہ:۔ قبر کا مربع (چوکور) بنانا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان شتر (اونٹ کے کوہان) کے بنائی جائے، اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہئے

مسئلہ:۔ مٹی ڈال چکنے کے بعد قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔

مسئلہ:۔ اگر میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے مٹی ڈالی گئی ہو تو تختے ہٹا کر اس کو قبلہ رو کر دینا چاہئے

مسئلہ:۔ جب قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں، ہاں اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہے تو البتہ نکالنا جائز ہے۔

مثال:۔ (۱) جس زمین میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اس کے دفن ہونے پر راضی نہ ہو۔

(۲) کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا ہو (بہشتی گوہر)

مسئلہ: اگر کوئی عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے۔

مسئلہ: ایک قبر میں ایک سے زیادہ لاشوں کو دفن شدید ضرورت کے وقت جائز ہے۔ دفن کے بعد تھوڑی دیر قبر پر ٹھہرنا اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن شریف پڑھ کو ثواب پہنچانا مستحب ہے (شامی و بہشتی گوہر)

دفن کے بعد قبر کے سرہانے سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات "مفلحون" تک اور پائنتی کی طرف سورۃ بقرہ کی آخری آیات "امن الرسول" سے ختم سورۃ تک پڑھنا مستحب ہے (بیہقی)

دفن کے بعد یہ دعا بھی پڑھیں تو بہتر ہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْاَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبُّهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَاَنْتَ هَدَيْتَهَا لِلْاِسْلَامِ

وَاَنْتَ قَبَضْتَ رُوْحَهَا وَاَنْتَ اَعْلَمُ بِسِرِّهَا

وَعَلَانِیَتِهَا جِئْنَا شَافِعًا فَاغْفِرْلَهَا (معارف الحدیث)

مسئلہ: نماز جنازہ کے بعد اہل میت کی اجازت کے بغیر دفن سے پہلے واپس نہ ہونا چاہئے۔

مسئلہ: قبر پر کوئی چیز (نام وغیرہ) بطور یادداشت لکھنا بعض علماء کے نزدیک جائز نہیں اور بعض علماء نے ضرورت ہو تو اس کی اجازت دی ہے لیکن قبر پر یا اس کے کتبہ پر قرآن شریف کی آیت لکھنا یا شعر یا مبالغہ آمیز تعریف لکھنا مکروہ ہے (شامی)

قبر پر کوئی عمارت مثل گنبد یا قبہ بنانا بغرض زینت حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے بنانا مکروہ ہے (بہشتی گوہر)

قبر پر چلنے اور بیٹھنے کی ممانعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت یہ بھی ہے کہ قبروں پر چلنے، بیٹھنے اور ٹیک لگانے سے پرہیز کیا جائے (زاد المعاد)

قبروں کو نہ اونچا کیا جائے، نہ پکی اینٹوں اور پتھروں سے نہ کچی اینٹوں سے اور نہ قبروں کو پختہ کرنا قبروں پر چراغ جلانے اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانے سے منع فرمایا ہے۔

موت پر صبر اور اس کا اجر وثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب میں کسی ایمان والے بندے (یا بندی) کے کسی پیارے کو اٹھا لوں، پھر وہ ثواب کی امید میں صبر کرے تو میرے پاس اس کے لئے جنت کے سوا کوئی معاوضہ نہیں۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

کسی مومن کے لئے حلال نہیں کہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے سوائے بیوہ کے شوہر (کی موت پر) اس کے سوگ کی مدت چار مہینے دس دن ہے۔ سنت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر راضی رہیں، اللہ کی حمد وثناء کریں اور (جب بھی غم یاد آئے) اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا کریں۔

تعزیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی مصیبت زدہ کی تعزیت (تسلی) کی اس کے لئے ایسا ہی اجر ثواب ہے جیسا کہ اس مصیبت زدہ کے لئے (جامع ترمذی، ابن ماجہ، معارف الحدیث)

معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کی وفات پر

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے بیٹے کا انتقال ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تعزیت نامہ لکھوایا جس کا ترجمہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

"(شروع) اللہ کے نام کے ساتھ جو بڑا رحم کرنے والا اور مہربان ہے اللہ کے رسول (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی جانب سے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام، تم پر سلامتی ہو، میں پہلے تم سے اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، حمد وثناء کے بعد (دعا کرتا ہوں کہ) اللہ تمہیں اجر عظیم عطا فرمائے اور صبر کی توفیق دے اور ہمیں اور تمہیں شکر ادا کرنا نصیب فرمائے، اس لئے بیشک ہماری جانیں، ہمارا مال اور ہمارے اہل وعیال (سب) اللہ بزرگ وبرتر کے خوشگوار عطیے اور عاریت کے طور پر سپرد کی ہوئی امانتیں ہیں (اس اصول کے مطابق تمہارا بیٹا بھی تمہارے پاس اللہ کی امانت تھا) اللہ تعالیٰ نے خوشی اور عیش کے ساتھ تم کو اس سے نفع اٹھانے اور جی بہلانے کا موقع دیا، اور (اب) تم سے اس کو اجر عظیم کے عوض میں واپس لے لیا ہے، اللہ کی خاص نوازش اور رحمت وہدایت (کہ تم کو بشارت ہے) اگر تم

نے ثواب کی نیت سے صبر کیا، پس تم صبر (وشکر) کے ساتھ رہو (دیکھو) تمہارا رونا دھونا تمہارے اجر کو ضائع نہ کردے کہ پھر تمہیں پشیمانی اٹھانی پڑے اور یاد رکھو! کہ رونا دھونا کسی میت کو لوٹا کر نہیں لاتا، اور نہ ہی غم واندوہ کو دور کرتا ہے اور جو ہونے والا ہے وہ تو ہو کر رہے گا اور جو ہونا تھا وہ ہو چکا، والسلام" (ترمذی، حصن حصین، معارف الحدیث)

میت کے اہل خانہ تعزیت کے لئے آنے والوں کو کھانا کھلانے کا اہتمام نہ کریں۔

مسئلہ۔ جو لوگ میت کی تجہیز و تکفین اور دفن کے کاموں میں مصروف ہوں ان کو بھی یہ کھانا کھلانا جائز ہے (مدارج النبوۃ ص ۱۰۷ ج ۱)

جو شخص بھی اپنے کسی جاننے والے (مسلمان) کی قبر پر گزرتا اور اس کو سلام کرتا ہے وہ میت اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کو سلام کا جواب دیتا ہے (اگرچہ اس جواب کو سلام کرنے والا نہیں سنتا)، (بہشتی گوہر، بحوالہ کنز العمال)

مسئلہ۔ سلام کے بعد قبلہ کی طرف پشت کرکے اور میت (قبر) کی جانب منہ کرکے جتنا ہو سکے قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچا دیں مثلاً سُوْرَۃُ فَاتِحَہ، سُوْرَۃُ یٰسٓ، سُوْرَۃُ تَبَارَکَ الَّذِیْ، سُوْرَۃُ اَلْهٰکُمُ التَّکَاثُر یا سُوْرَۃُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ گیارہ بار یا سات بار جس قدر آسانی سے پڑھا جا سکے، پڑھ کر دعا کریں کہ یا اللہ اس کا ثواب صاحب قبر کو پہنچا دے۔

عورتوں کا قبرستان جانا:

جوان عورت کو تو جائز ہی نہیں اور بوڑھی عورت کو اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ پردہ کے ساتھ جائے بن سنور کر یا خوشبو لگا کر نہ جائے اور اس بات کا یقین ہو کہ کوئی کام خلاف شریعت نہ کرے گی

فرض عبادات کا ایصال ثواب:

زندہ کو بھی بخشا جا سکتا ہے میت کو بھی بعض فقہاء نے اسے بھی جائز کہا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا انتقال ایسے وقت ہوا کہ خود سعد موجود نہیں تھے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تشریف لے گئے تھے، جب واپس آئے) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری عدم موجودگی میں میری والدہ کا انتقال ہو گیا، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا وہ ان کے لئے فائدہ مند ہوگا؟ (اور ان کو ثواب پہنچے گا؟)

آپؐ نے فرمایا ہاں پہنچ جائے گا، انہوں نے عرض کیا، میں تو آپؐ کو گواہ بناتا ہوں کہ اپنا باغ میں نے اپنی والدہ (کے ثواب) کے لئے صدقہ کر دیا۔ (صحیح بخاری، معارف الحدیث)

شہید کے احکام

غسل و کفن کے اعتبار سے شہید کی دو قسمیں ہیں

شہید کی پہلی قسم:

قسم اول کا شہید (یعنی جس کو غسل و کفن نہیں دیا جاتا) وہ مقتول ہے، جس میں مندرجہ ذیل سات شرطیں پائی جائیں

شرط (۱) مسلمان ہونا

شرط (۲) عاقل بالغ ہونا

شرط (۳) حدث اکبر سے پاک ہونا

شرط (۴) بے گناہ مقتول ہونا

شرط (۵) اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو ہے یا کسی دھار دار آلہ سے مارا گیا ہو

شرط (۶) اس قتل کی سزائیں ابتداء شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض نہ مقرر ہو بلکہ قصاص واجب ہوتا ہو

شرط (۷) بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امر راحت و تمتع زندگی کا مثل کھانے نہ آئیں اور نہ بمقدار وقت ایک نماز کے اس کی زندگی حالت ہوش و حواس میں گزرے۔

مسئلہ: جس شہید میں یہ سب شرطیں پائی جائیں اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے صاف نہ کیا جائے۔

مسئلہ: ٹوپی، جوتا، ہتھیار، زرہ وغیرہ ہر حالت میں اتار لیا جائے گا باقی سب احکام جو دوسرے مسلمانوں کے لئے ہیں مثلاً نماز جنازہ اور دفن وغیرہ سب اس کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔

شہید کی دوسری قسم:

شہیدوں کی دوسری قسم وہ ہے جنہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے مطابق آخرت میں تو درجہ شہادت نصیب ہو گا اور شہیدوں کا سا معاملہ ثواب اور اعزاز و اکرام کا ان کے ساتھ کیا جائیگا۔ لیکن دنیا میں ان پر شہیدوں کے احکام جاری نہیں ہوتے یعنی ان کا غسل و کفن عام مسلمانوں کی طرح کیا جاتا ہے، شہیدوں کی طرح نہیں

اس قسم میں مندرجہ ذیل مسلمان داخل ہیں:

۱۔ وہ بے گناہ مقتول جو شہید کی قسم اول میں اس لئے داخل نہ ہو کہ جو شرطیں قسم اول میں بیان کی گئی ہیں ان میں کوئی شرط اس میں مفقود تھی

۲۔ جس نے کسی کافر باغی یا ڈاکو پر حملہ کیا مگر وار خطا ہو کر خود کو لگ گیا، جس سے موت واقع ہو گئی (در مختار)

۳۔ مسلم ممالک کی سرحد کا پہرہ دینے والا جو وہاں طبعی موت مرجائے۔

۴۔ جس نے صدق دل سے اللہ کی راہ میں جان دینے کی دعا کی ہو، پھر طبعی موت مرجائے۔

۵۔ جو ظالموں سے یا اپنی یا اپنے گھر والوں کی جان بچانے کے لئے لڑتا ہوا مارا جائے۔

۶۔ جو اپنا مال ظالموں سے بچانے یا چھڑانے کے لئے لڑتا ہوا مارا جائے۔

۷۔ حکومت کا مظلوم قیدی جو قید کی وجہ سے مرجائے۔

۸۔ جو (ظلم سے بچنے کے لئے) روپوش ہو، اور اسی حالت میں مرجائے۔

۹۔ طاعون سے مرنے والا، اس میں وہ شخص بھی داخل ہے جو طاعون کے زمانے میں طاعون کے بغیر ہی وفات پا جائے۔ بشرطیکہ جس بستی میں ہو وہیں ثواب کی نیت اور صبر کے ساتھ ٹھہرا رہے، راہ فرار اختیار نہ کرے۔

۱۰۔ پیٹ کی بیماری (استسقاء یا اسہال) میں وفات پانے والا۔

۱۱۔ نمونیہ کا مریض

۱۲۔ سل کا مریض

۱۳۔ مرگی کے مرض سے یا کسی سواری سے گر کر ہلاک ہونے والا

۱۴۔ بخار میں مرنے والا۔

۱۵۔ جس کی موت سمندر میں الٹیاں (متلی، قے) لگنے سے واقع ہوئی ہو۔

۱۶۔ جو شخص اپنی بیماری میں چالیس مرتبہ "لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" کہے اور اسی بیماری میں وفات پا جائے۔

۱۷۔ جس کی موت اچھو لگنے سے ہوئی ہو۔

۱۸۔ جس کی موت زہریلے جانور کے ڈسنے سے ہوئی ہو۔

۱۹۔ جسے کسی درندے نے پھاڑ ڈالا ہو۔

۲۰۔ آگ میں جل کر مرنے والا۔

۲۱۔ پانی میں ڈوب کر مرنے والا۔

۲۲۔ جس پر کوئی عمارت یا دیوار وغیرہ گر پڑی ہو۔

۲۳۔ جس عورت کی موت حالت حمل میں ہو جائے۔

۲۴۔ نفاس والی عورت، جس کی موت ولادت کے وقت ہوئی ہو یا ولادت کے بعد مدت نفاس ختم ہونے سے پہلے۔

۲۵۔ جو عورت کنواری ہی وفات پا جائے۔

۲۶۔ جو عورت اپنے شوہر کے کسی اور عورت سے تعلق (زوجیت وغیرہ) کے غم پر صبر کرے، اور اسی حالت میں مر جائے۔

۲۷۔ وہ پاکباز عاشق جو اپنا عشق چھپائے رکھے اور غم عشق سے مر جائے۔

۲۸۔ جسے غریب الوطنی میں موت آجائے۔

۲۹۔ دین کا طالب علم

۳۰۔ وہ موذن جو محض ثواب کے لئے اذان دیتا ہو (تنخواہ یا اجرت مقصود نہ ہو)۔

۳۱۔ اپنے بیوی بچوں کی خبر گیری کرنے والا جوان کے متعلق اللہ کے احکام بجالائے اور ان کو حلال کھلائے۔

۳۲۔ سچا دیانتدار تاجر۔

۳۳۔ جو تاجر مسلمانوں کے کسی شہر میں کھانے کی چیزیں (طعام) پہنچائے۔

۳۴۔ جس نے اپنی زندگی مدارات (اچھے سلوک) میں گزاری ہو (یعنی برے لوگوں کے ساتھ بھی شرعی حکم کے بغیر برا سلوک نہ کرتا ہو)۔

۳۵۔ امت کے بگاڑ کے وقت سنت پر قائم رہنے والا۔

۳۶۔ جو رات کو باوضو سوئے اور اسی حالت میں انتقال ہو جائے۔

۳۷۔ جمعہ کے دن وفات پانے والا۔

۳۸۔ جو شخص روزانہ پچیس بار یہ دعا کرے کہ "اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ (اے اللہ! میرے لئے موت میں بھی برکت دے اور موت کے بعد کے حالات میں بھی)۔

۳۹۔ جو چاشت کی نماز (صلوۃ ضحی) پڑھے اور ہر مہینے تین روزے رکھے، اور وتر نہ سفر میں چھوڑے نہ اقامت میں۔

۴۰۔ ہر رات سورۃ یسین پڑھنے والا۔

۴۱۔ جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے۔

یہاں تک شہید کی دو قسموں کا بیان ہوا جس کا حاصل یہ ہے کہ پہلی قسم تو دنیا کے احکام (غسل وکفن) کے اعتبار سے بھی شہید ہے اور ثواب آخرت کے اعتبار سے بھی اور دوسری قسم صرف ثواب آخرت کے اعتبار سے شہید ہے، احکام دنیا کے اعتبار سے شہید نہیں۔

جو لاش پھول گئی ہو:

کسی کی لاش پانی میں ڈوبنے، یا تجہیز وتکفین میں تاخیر یا کسی اور وجہ سے اگر اتنی پھول جائے کہ ہاتھ لگانے کے قابل نہ رہے یعنی غسل کے لئے ہاتھ لگانے سے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو، تو

ایسی صورت میں لاش پر صرف پانی بہادینا کافی ہے کیونکہ غسل میں ملنا وغیرہ ضروری نہیں ہے، پھر باقاعدہ کفنا کر نماز جنازہ کے بعد دفن کرنا چاہئے، لیکن اگر نماز سے قبل لاش پھٹ جائے تو نماز پڑھے بغیر ہی دفن کردیا جائے (عالمگیری، بحر، امداد الاحکام)

جس لاش میں بدبو پیدا ہو گئی ہو:

مگر پھٹی نہ ہو اس کی نماز پڑھی جائے گی (فتاوی دارالعلوم مدلل ص ۳۳۵ ج ۵)

صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ برآمد ہوا:

جس لاش کا گوشت وغیرہ سب علیحدہ ہو گیا کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کردیا جائے (امداد الاحکام ص ۳۸۷)

جو شخص آگ یا بجلی وغیرہ سے جل کر مرجائے اسے باقاعدہ غسل و کفن دے کر اور نماز جنازہ پڑھ کر سنت کے مطابق دفن کیا جائے۔

جل کر کوئلہ ہو جانے کا حکم:

بدن کا اکثر حصہ جل کر خاکستر ہو گیا یونہی کسی کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دینا چاہئے (عالمگیری و فتاوی دارالعلوم ص ۳۴۵ ج ۱)

اور جہاں لاش ڈوبی یا دبی رہ گئی ہے اسی جگہ کو اس کی قبر سمجھا جائے گا اور اسی حالت میں اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی (شامی ص ۷۸۲ جلد اول)

کسی حادثہ میں اگر مسلمانوں اور کافروں کی لاشیں خلط ملط ہو جائیں تو اگر مسلمان کسی بھی علامت (ختنہ وغیرہ) سے پہچانے جاسکیں تو انکو الگ کرلیا جائے اور اگر مسلمانوں اور کافروں کے درمیان کسی طرح امتیاز نہ ہو سکے اور کسی علامت سے پتہ نہ چلے کہ کونسی لاشیں مسلمانوں کی اور کونسی کافروں کی ہیں؟ تو اس کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں۔

ا۔ اگر مرنے والوں میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو تو سب لاشوں کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے جو مسلمانوں کے ساتھ کیا جاتا ہے یعنی سب کو باقاعدہ غسل و کفن دے کر نماز جنازہ کے بعد مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے لیکن جنازہ کی نماز میں صرف مسلمانوں پر نماز پڑھنے کی نیت کی جائے، کافروں پر نماز جنازہ کی نیت کرنا جائز نہیں (شامی ص ۸۰۵ ج ۱، عالمگیری ی ص ۱۵۹ ج ۱)

خودکشی کرنے والے کا حکم:

غسل و کفن دے کر اور نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا جائے۔

اور اگر میت کے جسم کا آدھا حصہ مع سر کے ملے تو اس کو باقاعدہ غسل و کفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا جائے باقی حصہ اگر بعد میں ملا کپڑے میں لپیٹ کر دفن کیا جائیگا (شامی وبہشتی گوہر)

اکثر حصہ مل جائے اگرچہ بغیر سر کے ملے تو بھی باقاعدہ غسل و کفن دے کر اور جنازہ کی نماز پڑھ کر دفن کیا جائے (شامی وبہشتی گوہر)

اگر ڈاکو یا باغی لڑائی کے دوران قتل ہو جائیں تو ان کی اہانت اور دوسروں کی عبرت کے لئے حکم یہ ہے کہ ان کو نہ غسل دیا جائے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے بلکہ یونہی دفنا دیا جائے۔

مسئلہ: جس عورت کے شوہر کا انتقال ہو جائے وہ چار مہینے اور دس دن تک عدت میں رہے، شوہر کے انتقال کے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی اسی گھر میں رہنا چاہئے، باہر نکلنا درست نہیں۔

(بہشتی زیور)

البتہ اگر وہ عورت حمل سے تھی، اس حالت میں شوہر کا انتقال ہوا تو بچہ پیدا ہونے تک عدت رہے گی، اب مہینوں کا کچھ اعتبار نہیں، اگر شوہر کے مرنے کے تھوڑی دیر بعد ہی بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدت ختم ہو گئی (بہشتی زیور)

مسئلہ: عورت کسی کام کے لئے گھر سے باہر کہیں چلی گئی یا اپنی پڑوسن میکے یا رشتہ داروں وغیرہ کے گھر چند روز کے لئے گئی تھی، شوہر ساتھ ہو یا نہ ہو اتنے میں اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو اب فوراً" وہاں سے چلی آئے اور جس گھر میں رہتی تھی اسی میں رہے، شوہر کا انتقال خواہ کسی بھی جگہ ہوا ہو۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ: عدت شوہر کی وفات سے شروع ہو جاتی ہے اگرچہ عورت کو وفات کی خبر نہ ہو، اور اس نے عدت کی نیت بھی نہ کی ہو۔

مسئلہ: عدت وفات میں عورت کا نان نفقہ (کھانا کپڑا) اور رہائش کا مکان اس کی سسرال کے ذمہ نہیں، شوہر کے ترکہ میں سے بھی بعد وفات کا نان نفقہ لینے کا حق نہیں، البتہ ترکہ میں جو حصہ میراث شریعت نے مقرر کیا ہے وہ اس کو ملے گا (بہشتی زیور)

۱۔ اگر شوہر نے طلاق رجعی دی تھی، خواہ اپنی بیماری میں دی ہو یا تندرستی میں، تو اب عورت عدت طلاق کو وہیں چھوڑ کر انتقال کے وقت سے از سر نو عدت وفات گزارے گی اور شوہر کی وارث بھی ہو گی (شامی ص ۸۳۳ ج ۲)

عدت میں سوگ واجب ہے:

مسئلہ: سوگ کرنا اسی عورت پر واجب ہے جو مسلمان اور عاقل و بالغ ہو، کافر یا مجنون عورت یا نابالغ لڑکی پر واجب نہیں، ان کو نباؤ سنگھار کرنا جائز ہے، البتہ گھر سے نکلنا اور دوسرا نکاح کرنا ان کو بھی درست نہیں (بہشتی زیور حصہ چہارم)

مسئلہ: جو عورت عدت وفات میں ہو اسے صاف لفظوں میں پیغام نکاح دینا یا اس سے منگنی کرنا بھی حرام ہے، البتہ پیغام نکاح دینے میں کوئی بات اشارۃً کہہ دینا (مثلاً یہ کہ "مجھ کو ایک نیک عورت سے نکاح کی ضرورت ہے") جائز ہے۔

مسئلہ: جب تک عدت ختم نہ ہو اس وقت تک خوشبو لگانا، کپڑے یا بدن میں خوشبو بسانا، زیور، گہنا پہننا، پھول پہننا، چوڑیاں پہننا (اگرچہ کانچ کی ہوں) سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مسی ملنا، سر میں تیل ڈالنا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا، ریشمی اور رنگے ہوئے بہاردار (نئے) کپڑے پہننا، یہ سب باتیں حرام ہیں، البتہ اگر رنگے ہوئے کپڑے بہاردار نہ ہوں (پرانے ہوں) تو درست ہے چاہے جیسا رنگ ہو مطلب یہ ہے کہ زینت کا کپڑا نہ ہو۔ سر دھونا اور نہانا عدت میں جائز ہے۔ موٹے دندانے والی کنگھی کرے بغیر خوشبو کا تیل درد کے خوف سے ڈال سکتی ہے۔ ریشم کا کپڑا اگرچہ خارش وغیرہ کے علاج کے طور پر پہننے غریب ہے کہ اس کے پاس گزارے کے موافق خرچ نہیں تو اسے ملازمت یا مزدوری کے لئے پردے کے ساتھ باہر جانا دن میں جائز ہے لیکن رات کو اپنے ہی گھر میں رہا کرے۔ سفر بھی جائز نہیں، خواہ حج کا سفر ہو یا غیر حج کا۔

عدت میں مجبوراً" سفر کرنا پڑے

جس عورت کی کوئی زرعی زمین، باغ، جائداد یا تجارت ایسی ہو کہ انتظام اور درستگی کے لئے خاص اسی کا جانا ضروری ہو اگر وہ زمین شہر سے دور ہے اور وہاں جانے کے لئے سفر کرنا پڑتا ہے تو محرم کے ساتھ وہاں بھی جتنے دن کے لئے ضرورۃ ہو جا سکتی ہے۔ (امداد الفتاوی ۴۲۹ ج ۲)

مسئلہ۔ عدت کا مکان اگر منہدم ہو جائے، یا منہدم ہو جانے کا خوف ہو، یا وہاں آبرو، جان، مال یا صحت کے تلف ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو جن لوگوں سے شرعاً پردہ ہونا چاہئے وہاں ان سے پردہ ممکن نہ ہو منتقل ہو سکتی ہے۔ عدت کے مکان میں عورت اگر تنہا ڈرتی ہے اگر عدت کا مکان آسیب زدہ ہو دوسرے مکان میں سکونت کا منتقل کرنا جائز ہے۔ (امداد الفتاوی ص ۴۴۳ج ۲)

اگر بیوہ عدت میں بغیر کسی عذر کے گھر سے باہر آجائے تو از سر نو عدت واجب نہ ہو گی البتہ بلا عذر شرعی عدت میں گھر سے نکلنا جائز نہیں، بڑا گناہ ہے۔ بعض عورتیں عدت کے بعد نکاح ثانی کو عیب سمجھتی ہیں، حالانکہ قرآن کریم نے عدت کے بعد نکاح ثانی کی ترغیب دلائی ہے۔ حتی الامکان بیوہ کا نکاح عدت کے بعد کر دینا ہی مناسب ہے بلکہ اس کا تو نکاح تو کنواری کے نکاح سے بھی زیادہ اہم ہے، کیونکہ پہلے تو وہ خالی الذہن تھی کہ نکاح کے فوائد کا تجربہ نہ تھا، اب تو وہ فوائد اس کے تجربہ میں آچکے ہیں، اس حالت میں اگر اس کا نکاح نہ کیا جائے گا تو پراگندہ خیالات اور حسرتوں کا اس پر ہجوم ہو جائے گا، جس سے کبھی صحت، کبھی آبرو، کبھی دین اور کبھی سب کچھ برباد ہو جاتا ہے (اصلاح انقلاب امت ص ۱۴۱، ۱۴۲ج ۲)

مسئلہ: جو بیوہ اس خوف سے کہ بچے ضائع ہو جائیں گے، یا اس وجہ سے کہ کوئی اسے قبول نہیں کرتا نکاح ثانی نہیں کرتی، وہ معذور ہے بلکہ بچوں کے ضائع ہو جانے کے خوف سے نکاح نہ کرنا تو باعث اجر و ثواب بھی ہے (اصلاح انقلاب امت ص ۱۴۲ج ۲)

مسئلہ: اگر طبیعت میں نکاح کا تقاضا ہے اور نکاح کی قدرت بھی ہے، اور شوہر کے حقوق بھی ادا کر سکتی ہے، تو نکاح کرنا واجب ہے، نہ کرنے سے گناہ ہو گا اگر اولیاء غفلت اور لاپرواہی برتیں اس کی مرضی کی جگہ نکاح نہ کریں تو عورت کو اپنا نکاح خود کر لینا مذموم نہیں، بشرطیکہ کفو میں ہو، غیر کفو میں کیا تو (فتوی اس پر ہے کہ) نکاح منعقد ہی نہیں ہو گا۔

میت کے کل ترکہ میں ترتیب وار چار حقوق واجب ہیں

۱ ---------- تجہیز و تکفین

۲ ---------- دین اور قرض، اگر میت کے ذمہ کسی کا رہ گیا ہو

۳ ---------- جائز وصیت اگر میت نے کی ہو

۴ ---------- وارثوں میں میراث کی تقسیم

(۱) جو چیزیں میت نے کسی سے عاریت (عارضی طور پر مانگی ہوئی) لی تھیں، یا کسی نے اس کے پاس امانت رکھ دی تھیں وہ ترکہ میں داخل نہ ہوں گی ایسی سب چیزیں ان کے مالکوں کو واپس کی جائیں (مفید الوارثین ص ۲۷)

(۲) اگر میت نے کسی کی کوئی چیز زبردستی یا چوری یا خیانت کر کے رکھ لی تھی تو وہ بھی ترکہ میں داخل نہیں، اس کے مالک کو واپس کی جائے (مفید الوارثین ص ۲۸)

(۳) اگر میت نے مرض الموت سے پہلے اپنی کوئی چیز ہبہ کر دی یعنی کسی کو تحفہ یا ہدیہ میں دے دی تھی اور اس پر لینے والے کا قبضہ بھی کرا دیا تھا، تو وہ چیز میت کی ملک سے نکل گئی اور لینے والا اس کا مالک ہو گیا۔ اور اگر مرض الموت میں دی تھی اور اس کا قبضہ بھی کرا دیا تھا تو یہ دینا وصیت کے حکم میں ہے، لہٰذا یہ چیز ترکہ میں شمار ہو گی اور تجہیز و تکفین اور قرضوں کی ادائیگی کے بعد جن شرائط کے ساتھ دوسری وصیتوں پر عمل ہوتا ہے اس پر بھی ہو گا۔ میت کی پنشن کی جتنی رقم اس کی موت کے بعد وصول ہو وہ ترکہ میں شمار نہ ہو گی کیونکہ ترکہ وہ ہوتا ہے جو میت

کی وفات کے وقت اس کی ملکیت میں ہو

(۲) اسی طرح جو چیز میت نے قرض کے بدلے میں رہن (گروی) کردی تھی اور اس قرض کی ادائیگی کے لئے کوئی مال بھی نہیں چھوڑا تو وہ بھی اگرچہ میت کی ملک تھی مگر اس کے ترکہ میں داخل نہ ہوگی۔ (مرتہن) جس کا قرض ابھی وصول نہیں ہوا ان چیزوں کو جب ان کے قبضہ میں موجود ہیں فروخت کرا کے سب سے پہلے اپنا حق لے سکتے ہیں۔ ان کا حق ادا ہو جانے کے بعد فروخت شدہ کی قیمت میں سے اگر کچھ باقی رہے تو وہ ترکہ سمجھا جائے گا۔ اگر ان سے ملتی جلتی کوئی اور صورت پیش آئے محقق عالم دین سے پوچھ کر عمل کیا جائے۔

اگر کسی نے زندگی میں اپنی اولاد کی شادی کے لئے نقد روپیہ یا کپڑا اور زیورات وغیرہ جمع کیا تھا اور ارادہ تھا کہ اس کو خاص فلاں بیٹے یا بیٹی کی شادی میں خرچ کروں گا' یا بیٹی کے جہیز میں دوں گا' مگر تقدیر سے اس شخص کا انتقال ہو گیا' اور وہ چیزیں اس اولاد کو مالکانہ طور پر قبضہ میں نہیں دی تھیں' تو یہ سب مال واسباب ترکہ میں داخل ہو گا' اور اس بیٹے یا بیٹی کا کوئی خاص استحقاق نہ ہو گا' بلکہ تجہیز و تکفین' اداء قرض اور وصیتوں کی تعمیل کے بعد میراث کے قاعدے کے مطابق اس کا جتنا حصّہ بنتا ہے وہی ملے گا (مفید الوارثین)

تجہیز و تکفین اور تدفین کے مصارف ادا کرنے کے بعد سب سے اہم کام لوگوں کے ان قرضوں کی ادائیگی ہے جو میت کے ذمہ رہ گئے ہیں' اگر میت نے بیوی کا مہر ادا نہیں کیا تھا تو وہ بھی قرض ہے۔ پہلے میت کے تمام قرضے اداء کرنا فرض ہے' چاہے اس نے قرضے ادا کرنے کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو اور چاہے اس کا یہ باقی ماندہ سارا ترکہ قرضوں ہی کی ادائیگی میں ختم ہو جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کے متعلق نہایت سخت تاکید اور تنبیہہ فرمائی ہے' جو لوگ اپنے ذمہ قرض چھوڑ جاتے اور اس کی ادائیگی کے لئے ترکہ میں مال بھی نہ چھوڑتے' تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کی نماز جنازہ خود نہ پڑھاتے تھے' بلکہ صحابہ کرام سے فرما دیتے کہ تم لوگ نماز پڑھ دو اور اپنی دعا و نماز سے آپ ان کو محروم رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے قرضوں کی ادائیگی:

یہاں تک سب بیان ان قرضوں کا ہے' جو میت کے ذمہ بندوں کے رہ گئے ہوں اور اگر اللہ تعالیٰ کے قرضے یعنی حقوق (فرائض وواجبات) رہ گئے ہوں' مثلاً نمازوں' روزوں کا فدیہ' زکوۃ' حج' صدقۃ الفطر' نذر یا کفارہ وغیرہ ایسا رہ گیا تھا جو میت نے ادا نہیں کیا تھا ان حقوق کو ادا کرنے کی وصیت بھی کی ہو تو ایک تہائی (۱/۳) میں سے ان حقوق کو ادا کیا جائے۔ فلاں چیز میری فلاں شخص کو دے دو' یا فلاں کام میں لگا دو' تو یہ وصیت نہیں اور اس پر وصیت کے احکام جاری نہ ہوں گے کیونکہ وصیت شریعت میں وہی ہے جس میں اپنی موت کے بعد کے لئے کوئی ہدایت دی گئی ہو۔ (در مختار ص ۵۶۸' ج ۵)

مرض الموت میں خدا کی راہ میں دینے اور نیک کام مثلاً وقف وغیرہ میں لگانے کا بھی یہی حکم ہے' غرض یہ کہ تہائی سے زیادہ مال بلامعاوضہ دینا کسی طرح درست نہیں اور وارث کو دینا تہائی میں بھی درست نہیں (بہشتی زیور و در مختار)

مسئلہ: مرض الموت میں اپنا قرض معاف کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے بیوی اپنی موت کے وقت مہر معاف کر دیتی ہے وارثوں کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں

تنبیہہ: جن امراض میں مبتلا ہو کر مریض صحت یاب ہو گیا وہ

بالکل مثل صحت کے شمار ہوں گے اور ان امراض میں جتنے تصرفات کئے تھے وہ سب نافذ اور جاری ہوں گے۔

مرض الموت کب سے شمار ہو گا؟

پس اگر کوئی شخص سال دو سال سے تپ دق (ٹی بی) میں یا فالج یا مرگی یا بواسیر وغیرہ امراض مزمنہ میں مبتلا تھا' اس کے بعد ایک ہفتہ کے لئے مرض شدید ہو کر اسی میں انتقال ہو گیا' تو مرض الموت صرف ایک ہفتہ شمار ہو گا' اس سے پہلے کہ سب معاملات ہبہ' صدقہ وغیرہ بالکل جائز اور مثل حالت صحت کے سمجھے جائیں گے (شامی در مختار ص ۵۷۹ ج ۵ و مفید الوارثین)

مسئلہ: عورت اگر ولادت کی تکلیف میں مرگئی تو جس وقت سے دردزہ شروع ہوا تھا اسی وقت سے مرض الموت شمار ہو گا (مفید الوارثین و بہشتی زیور)

البتہ جس وقت کو قید سے نکال کر قتل کرنے کی جگہ کی طرف لے چلیں' اور قتل کر ڈالیں تو قید سے نکل کر قتل ہونے تک جتنی دیر لگی ہے یہ مرض الموت کے حکم میں ہے۔

وصی یعنی میت کا وکیل اور نائب:

وصیت کرنے والا جس شخص کو اپنی موت کے بعد ترکہ سے قرضوں کی ادائیگی یا وصیت کی تعمیل' میراث کی تقسیم اور اپنے بچوں کے معاملات کا انتظام وغیرہ کرنے کے لئے اپنا نائب اور وکیل مقرر کر دے اس کو "وصی" کہتے ہیں جس کو وصی بنایا تھا اگر اس نے زبان سے قبول کر لیا تب بھی اس پر لازم ہو گیا' یا کوئی کام ایسا کیا جس سے معلوم ہو گیا کہ یہ شخص وصی بننے پر راضی ہے تب بھی وصی بن گیا۔

لیکن جب تک وصیت کرنے والا زندہ ہے وصی کو اختیار رہے کہ وصی بننے سے انکار کر دے' البتہ اس کی موت کے بعد اختیار نہ رہے گا۔ (مفید الوارثین ص ۲۵)

وصی بننا اور پھر دیانتداری سے کام کرنا نہایت دشوار اور سخت مشکل ہے' لہٰذا اس سے حتی الامکان بچنا چاہئے اگر اس کے انتظامی کام اتنے زیادہ ہوں کہ ان میں لگ کر اپنے فکر معاش کی فرصت نہ ملتی ہو تو بقدر ضرورت لے لینا جائز ہے' معتبر علماء سے پوچھ لیا جائے۔

جب کسی کا انتقال ہو تو اس کے ماں باپ لڑکے لڑکیاں اور بیوی یا شوہر میں سے جو جو زندہ ہو (خواہ وہ مختلف ملکوں میں ہوں) ان کی مکمل فہرست' تعداد اور رشتہ لکھ کر کسی معتبر عالم و مفتی سے جو میراث کے مسائل میں مہارت رکھتا ہو' وارثوں کے حصے دریافت کر لیں اور اس کے بتائے ہوئے طریقہ اور حساب کے مطابق میراث تقسیم کر دیں۔ میت کے انتقال کے بعد اگر اس کا کوئی وارث تقسیم میراث سے پہلے فوت ہو گیا تو اس کا حصہ اس کے وارثوں میں تقسیم ہو گا' لہٰذا اس فوت ہونے والے کو بھی فہرست میں شامل کرنا ضروری ہے۔

جو وارث میت کے انتقال سے پہلے کہیں لاپتہ ہو گیا ہو اور تلاش کے باوجود یہ معلوم نہ ہو سکے کہ زندہ ہے یا مر گیا؟ تو ایسے شخص کو "مفقود" کہا جاتا ہے اس کے متعلق شرعی حکم یہ ہے کہ اس کا حصہ میراث بطور امانت محفوظ رکھا جائے' اگر آ گیا تو لے لے گا نہ آیا کسی صاحب فتویٰ عالم دین سے پوچھ کر عمل کیا جائے۔

اگر میت کے انتقال کے وقت اس کا کوئی وارث ماں کے پیٹ میں ہے' ابھی اس کی ولادت نہیں ہوئی' تو میراث میں شرعاً وہ بھی حصہ دار ہے' مگر چونکہ معلوم نہیں کہ لڑکا ہے یا لڑکی' اس لئے جب تک اس کی ولادت نہ ہو جائے میراث تقسیم نہ کی جائے۔ اگر لڑکا فرض کر کے میراث تقسیم کر دی۔

مسئلہ: قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔

مسئلہ: مسلمان اور کافر کے درمیان بھی میراث جاری نہیں ہوتی خواہ باپ بیٹے ہی ہوں (شریفیہ شرح سراجی ص ۱۴)

زیادہ تاخیر سے تقسیم میراث میں سخت الجھنیں اور مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں' اور حق تلفی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ میت پر اگر قرض ہو تو ورثاء کو سمجھنا چاہئے کہ مرحوم کی روح جنت میں جانے سے معلق رہے گی۔

فدیہ کی ادائیگی کے لئے "حیلہ اسقاط":

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے رسالہ "حیلہ اسقاط" میں دیکھی جاسکتی ہے

کسی خاص شخص سے نماز پڑھوانے یا خاص جگہ دفن کرنیکی وصیت:

کر جاتے ہیں' پھر وارث اس کا اس قدر اہتمام کرتے ہیں کہ بعض اوقات شرعی واجبات کی بھی خلاف ورزی ہو جاتی ہے اگر کوئی بات خلاف شرع لازم نہ آئے تو اس پر عمل جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ دوسرے ورثاء یا ماتحت ہونے کے باعث شرما شرمی سے کچھ نہیں کہتے مگر دل سے کوئی اجازت نہیں دیتا۔ اس لئے ان کی یہ ظاہری اجازت خوش دلی سے نہیں ہوتی' جس کی بنا پر ایک وارث تمام ترکہ پر قبضہ کر لینا بالکل حرام اور ناجائز ہوتا ہے۔

ترکہ پر قبضہ کر کے تجارت کرنا:

ورثاء کی بلا اجازت اس نفع میں بڑی الجھنیں ہیں' اس لئے پہلے تقسیم کریں۔

لڑکیوں کو میراث نہ دینا ظلم ہے:

ان کی شادی کے موقع پر تحفے تحائف دینے سے سمجھتے ہیں کہ ان کا جو حق تھا وہ ادا ہو گیا حرام اور ظلم ہے۔ یاد رکھیں کہ رسمی طور پر بہنوں کے معاف کرنے سے آپ ہرگز بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔

بیوہ کو نکاح ثانی کرنے پر میراث سے محروم کرنا:

نکاح ثانی کرنے کے باوجود از روئے شرع بیوہ بدستور اپنے حصہ میراث کی مالک رہتی ہے۔ جو عورت شوہر کے قبیلہ سے نہ ہو اسے شوہر کے مال سے حصہ میراث نہیں دیتے' یہ بھی بہت بڑا ظلم اور جہالت ہے۔

بیوہ کا ناحق تمام ترکہ پر قبضہ کرنا:

یہ بھی ظلم ہے۔ جو چیز وارث کے قبضہ میں آجاتی ہے وہ اس کو چھپا لیتا ہے یاد رکھئے قیامت کے دن سب اگلنا پڑے گا۔ اگر دلہن اپنے میکہ میں مرجائے تو اس کے تمام سازوسامان اور جہیز وغیرہ پر سسرال کے لوگ قبضہ کر لیتے ہیں اور اگر سسرال میں مر جائے تو شوہر اور اس کے اولیاء قبضہ کر لیتے ہیں' یہ بھی سراسر ناجائز ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"جس کے ذمہ کسی (مسلمان یا انسان) بھائی کا کچھ حق ہو اس کی آبرو کے متعلق یا اور کسی قسم کا' وہ آج اس سے معاف کرا لے' ایسے وقت (یوم حساب) سے پہلے کہ جب اس کے پاس نہ دینار ہو گا نہ درہم" (مشکوۃ باب الظلم)

اگر کسی وجہ سے حقداروں سے معاف کرانا ممکن نہیں رہا' مثلاً" وہ لوگ مر چکے ہیں تو ان کے لئے ہمیشہ مغفرت کی دعا کرتا رہے اور ایصال ثواب بھی کرے' عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں ان لوگوں کو راضی کر کے معاف کرا دے (بہشتی زیور)

ایک دوسری حدیث میں ہے:

"جس شخص سے اس کا بھائی معذرت کرے اور وہ اس

کو قبول نہ کرے وہ میرے پاس حوض کوثر پر نہیں آنے پائے گا"۔

غلط رسمیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپؐ کے کتنے ہی لخت جگر اور عزیز و اقارب فوت ہوئے اور کتنے ہی جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم داغ مفارقت دے گئے، کوئی میدان کارزار میں شہید ہوا، کسی نے بستر علالت پر جان دی کوئی لاوارث رخصت ہوا، کسی نے اہل و عیال اور رشتہ داروں کو غمگین چھوڑا کسی کا ترکہ تجہیز و تکفین کے لئے بھی کافی نہ ہوا اور کسی کا مال و دولت اس کے وارثوں میں تقسیم ہوا، ان طرح طرح کے حالات میں رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہی ان سب کی رہبر و رہنما تھی، جس طرح کا واقعہ پیش آیا اس کے مناسب شرعی احکام و آداب اسی ذات اقدس نے بتائے اور سکھلائے، زبانی تعلیم بھی دی اور عملی تربیت بھی، آپؐ اپنے صحابہ کو جہاں ایمان اور زہد و عبادت سے لے کر جہاں بانی تک کے ضابطے اور آئین سکھلائے

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (سورہ احزاب: ۲۱) "تمہارے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا عمدہ نمونہ موجود ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

"جب میری امت میں بدعتیں پیدا ہو جائیں اور میرے صحابہ کو بُرا کہا جائے تو اس وقت کے عالم پر لازم ہے کہ اپنا علم دوسروں تک پہنچائے اور جو ایسا نہ کریگا تو اس پر لعنت ہے اللہ کی فرشتوں کی اور سب انسانوں کی" (سنت و بدعت ص ۲۶ بحوالہ کتاب الاعتصام)

اور حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ:

"جو شخص کسی بدعتی کے پاس گیا اور اس کی تعظیم کی تو گویا اس نے اسلام کو ڈھانے میں اس کی مدد کی (سنت و بدعت بحوالہ اعتصام للشاطبی ص ۸۴ ج ۱)

اور حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اگر تم چاہتے ہو کہ پل صراط پر تمہیں دیر نہ لگے اور سیدھے جنت میں جاؤ تو اللہ کے دین میں اپنی رائے سے کوئی نیا طریقہ نہ پیدا کرو"

ابو عمرو شیبانی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ:

"صاحب بدعت کو توبہ نصیب نہیں ہوتی (کیونکہ وہ تو اپنے گناہ کو گناہ ہی نہیں سمجھتا، توبہ کس سے کرے؟ (سنت و بدعت ص ۲۷)

ایک کوتاہی یہ ہوتی ہے کہ بعض مریض نماز کا اہتمام نہیں کرتے حالانکہ ممکن ہے یہ زندگی کا آخری مرض ہو، کیونکہ ہر بیماری موت کی یاد دہانی کراتی ہے۔ بعض مریض زمانہ تندرستی میں تو نماز کے پابند ہوتے ہیں، مگر بیماری میں نماز کا خیال نہیں رکھتے اور خیال نہ رکھنے کی عمومی وجہ یہ ہوتی ہے۔ تیمم کو دل گوارا نہیں کرتا نماز قضاء کر دیتے ہیں عمل ان وجوہات کی بنا پر نماز قضا کرنا جائز نہیں۔

جس میں نماز معاف ہوتی ہے وہ وہ بے ہوشی ہے جس میں خبردار کرنے سے بھی آگاہ نہ ہو اور متصل چھ نمازیں بے ہوشی میں گزر جائیں۔ جب تک کھڑے ہو کر نماز ادا کرنیکی قدرت ہو بیٹھ کر ادا کرنا جائز نہیں۔

عذر شرعی کے باوجود تیمم نہ کرنا:

مرجائیں گے مگر وضو ہی کریں گے۔ بیدھڑک معالج اور غیر معالج سب کے سامنے بدن کھول دیا جاتا ہے حالانکہ غیر

متعلقہ حضرات کو مریض کے ستر کا حصہ دیکھنا جائز نہیں۔ علاج معالجہ میں پاک وناپاک اور حلال وحرام دوا کا کچھ خیال ہی نہیں کیا جاتا' بلا تحقیق اور بلا شدید ضرورت کے حرام ونجس دوائیں پلا دی جاتی ہیں (اصلاح انقلاب امت ۲۲۹ ج ۱)

دعاء کی طرف توجہ نہ دینا:

ایک کوتاہی یہ ہے کہ مریض کی دوادارو' علاج معالجہ اور دیگر تمام تدابیر اختیار کی جاتی ہیں' پیسہ پانی کی طرح بہایا جاتا ہے لیکن دعاء کا اہتمام نہیں کرتے' بلکہ اس کا خیال ہی نہیں آتا' حالانکہ یہ دعاء منصوص عظیم ترین تدبیر ہے اور اس کی توفیق نہ ہونا سخت محرومی کی بات ہے مریض کو اگر ہو سکے تو خود دعاء کرنی چاہئے' کیونکہ حالت مرض میں دعاء قبول ہوتی ہے

دعاء کا غلط طریقہ:

ایک کوتاہی یہ ہے کہ شکایت کے انداز میں دعاء کرنے لگتے ہیں' مثلاً" یوں دعا کرتے ہیں "اے اللہ کیا ہو گا؟ بس میں تو بالکل ہی تباہ ہو جاؤں گا یا تباہ ہو جاؤں گی' یہ بچے کس پر ڈالوں گی' میرے بعد ان کا کون ہو گا" خدایا ایسا نہ کیجو' بس جی میرا تو کہیں بھی ٹھکانہ ہی نہ رہے گا' وغیرہ" گویا شکایت الگ کی جاتی ہے اور مشورہ الگ دیا جاتا ہے' استغفر اللہ! کیا حق تعالیٰ کا یہی ادب ہے

بعض اوقات مریض کے بچوں کو اس کے سامنے لاتی ہیں اور پوچھتی ہیں کہ ان کا کون ہو گا؟ انہیں پیار کر لو اور اگر وہ بہت ہی یاد کرے تو سرسری طور پر سامنے کر دیں تاکہ اس کا دل ان میں اٹکا نہ رہے۔ بعض لوگ مریض کے پاس اس بناء پر نہیں بیٹھتے کہ انہیں بیماری لگ جانے کا خوف رہتا ہے' حالانکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی کسی کو نہیں لگ سکتی۔

اظہار غم میں گناہوں کا ارتکاب:

بہت سی جگہ رونے پیٹنے میں عورتیں بے پردہ ہو جاتی ہیں اور پردہ کا مطلق خیال نہیں رکھتیں۔

بعض جگہ اس سے بڑھ کر یہ غضب ہوتا ہے کہ نوحہ کرنے والوں اور والیوں کی تصویریں کھینچی جاتی ہیں اور اخبارات میں شائع کی جاتی ہیں' یہ بھی حرام اور گناہ کبیرہ ہے

بعض جگہ عورتیں فرط غم سے اپنے نامحرم عزیزوں مثلاً" دیور' چچا زاد تایا زاد اور خالہ زاد بھائی سے لپٹ لپٹ کر روتی ہیں' یہ بھی حرام کیونکہ رنج وغم میں شریعت کے احکام ختم نہیں ہو جاتے۔

پوسٹ مارٹم:

کسی دوسرے شخص کی جان بچانے کے لئے پوسٹ مارٹم ناگریز ہو تو احترام میت وغیرہ کا لحاظ رکھنا بعد اس کے تمام اعضاء کو دفن کر دینا ضروری ہے۔ بعض جگہ یہ رسم ہے کہ میت کی تجہیز وتکفین سے پہلے گٹھلیوں پر ایک لاکھ مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھوانا ضروری سمجھتے ہیں

میت کو سلا ہوا پائجامہ اور ٹوپی دینا:

یہ ناجائز ہے۔

میت کے سینہ اور کفن پر کلمہ لکھنا اور شجرہ وعہد نامہ رکھنا:

میت کے پھٹنے سے بے حرمتی ہو گی جس چیز کا ادب شریعت میں اس درجہ کا نہیں اس کا قبر میں رکھ دینا درست ہے' جیسے کسی بزرگ کا کپڑا وغیرہ (اصلاح انقلاب امت ص ۲۴۱ ج ۱)

کفنانے کے بعد امام کا خط میت کو دینا:

بعض لوگ میت کو کفن پہنانے کے بعد امام مسجد کا لکھا ہوا خط میت کے دونوں ہاتھوں میں دے دیتے ہیں' سو یہ بھی بے

اصل اور لغو ہے (فتاوی دار العلوم دیوبند)

قبر پر اور جنازہ پر پھولوں کی چادر ڈالنے کا بھی ایک رواج چل نکلا ہے اور اس کی تجہیز و تکفین کے اعمال میں سے ایک عمل سمجھا جاتا ہے اور قبر پر اگربتیاں جلائی جاتی ہیں بدعت اور ناجائز ہیں۔

غائبانہ نماز جنازہ ادا کرنا:

فقہ حنفی میں نماز جنازہ صحیح ہونے کے لئے میت کا سامنے موجود ہونا شرط ہے۔ میت کا فوٹو لینا بھی حرام ہے

اگر امام نماز جنازہ کی نیت بتلا دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں' درست ہے' میت کو کندھا دیتے وقت اور دوران راہ ایک یا کئی آدمی بلند آواز سے "کلمہ شہادت" پکارتے ہیں اور سب حاضرین بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھتے ہیں حالانکہ یہ سنت نہیں۔

قبرستان میں داخل ہونے کا معروف راستہ چھوڑ کر قبروں کے اوپر سے پھلانگ کر میت کی قبر تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں بسا اوقات قبروں پر بھی چڑھ جاتے ہیں یاد رکھئے ایسا کرنا منع ہے۔ بعض لوگ قبرستان پہنچ کر میت کے اردگرد جم کر بیٹھ جاتے ہیں مقصد میت کی تدفین کی کاروائی دیکھنا ہوتا ہے لیکن ان کے اس اجتماع سے اہل میت اور قبر بنانے والوں کو بہت کلفت ہوتی ہے اور ہجوم کی بناء پر آپس میں بھی ایک دوسرے کو اذیت ہوتی ہے دوسروں کو اپنے اس طرز عمل سے تکلیف دینا حرام ہے اور قبروں کو روندنا بھی جائز نہیں لہٰذا ان گناہوں سے اجتناب کیجئے' قبر کے پاس صرف کام کرنے والوں کو رہنے دیجئے' تاکہ سہولت سے وہ اپنا کام کر سکیں' اور جب مٹی دینے کا وقت آئے مٹی دے دیجئے۔

میت کے تمام بدن کو اچھی طرح کروٹ دے کر قبلہ رخ کرنا چاہئے۔ دفن کرنے کے بعد خواہ امانۃً دفن کیا ہو یا بغیر اس کے' دوبارہ نکالنا جائز نہیں امانۃً دفن کرنا بھی شرعاً بے اصل ہے (عزیز الفتاوی ص ۳۴۲ ج ۱)

قل پڑھی ہوئی کنکریاں سرہانے رکھا کرتے ہیں

بعض لوگ قبر میں میت کے نیچے گدا بچھاتے ہیں یہ دونوں باتیں بے اصل۔ دفن کے بعد حلقہ بنا کر سورۃ مزمل پڑھنے کو یا اجتماعی طور پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کو لازم سمجھا جاتا ہے اور دفن کے بعد قبر پر اذان بھی دیتے ہیں

قبر کو پختہ بنانے کا رواج ہے سنگ مرمر سے پختہ کرواتے ہیں' یہ سب ناجائز ہے قبر کا بالائی حصہ تو کچا رکھتے ہیں لیکن قبر کا باقی تعویذ یعنی دائیں بائیں اور آگے پیچھے کا حصہ پختہ بنواتے ہیں' اور قبر کے چاروں طرف سنگ مرمر کے اوپر قبہ بنواتے ہیں' احادیث میں اس کی ممانعت آئی ہے

قبر پر چراغ جلانا:

ناجائز اور بدعت ہے

قبرستان سے واپسی پر اسی دن یا دوسرے دن یا تیسرے دن جمع ہو کر قرآن کریم یا آیت کریمہ یا کلمہ طیبہ کا ختم ہوتا ہے۔

اہل میت کی طرف سے دعوت طعام:

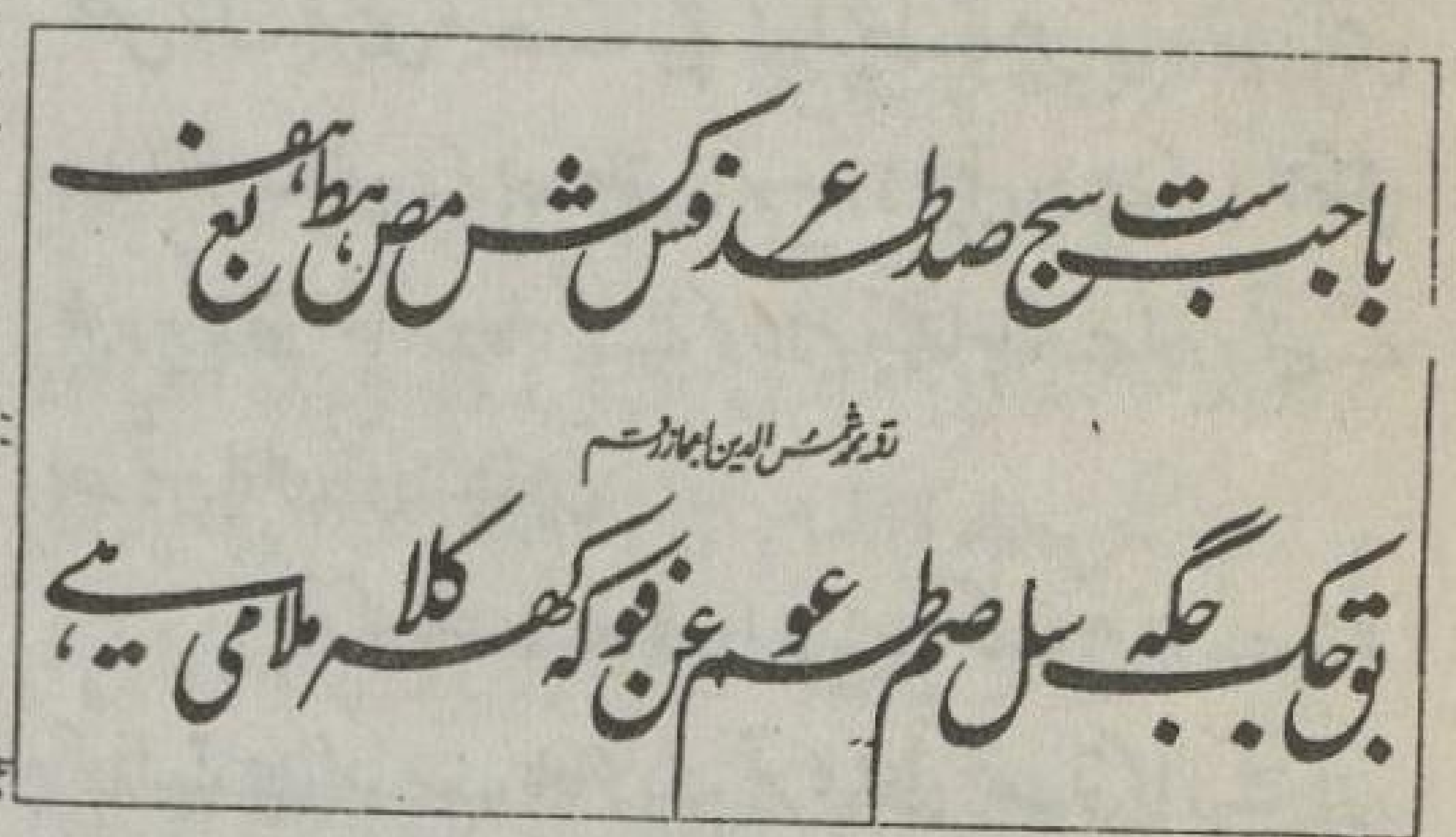
یہ دعوت اور اس کا قبول کرنا دونوں ممنوع ہیں ایک بار تعزیت کر لینے کے بعد دوبارہ تعزیت کے لئے جانا مکروہ ہے۔ الٹا ان کو غم یاد دلا کر رونا پیٹنا شروع کر دیتی ہیں۔ (اصلاح الرسوم ص ۱۷۴)

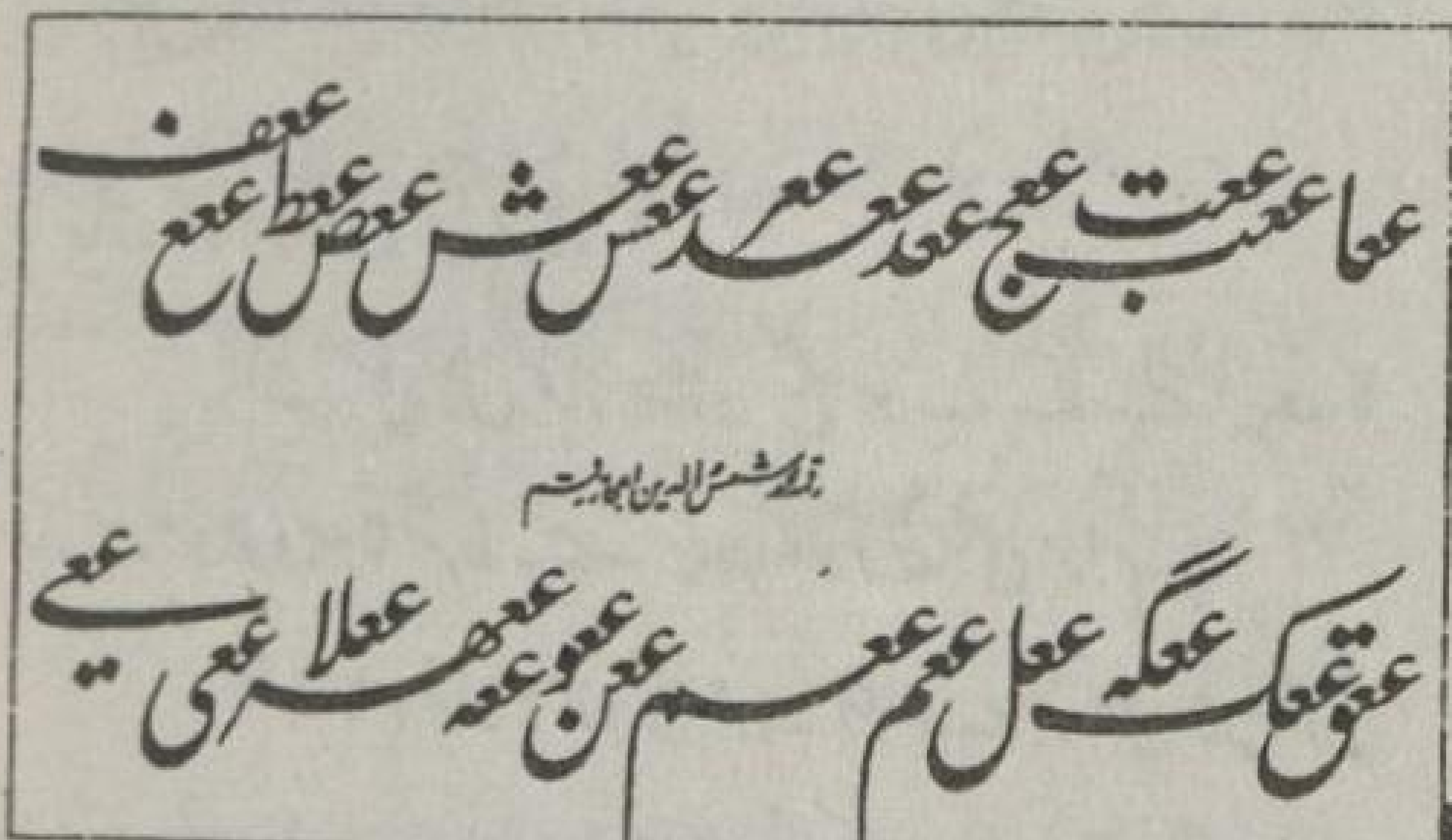
شعبان کی چودھویں تاریخ کو عید منانا:

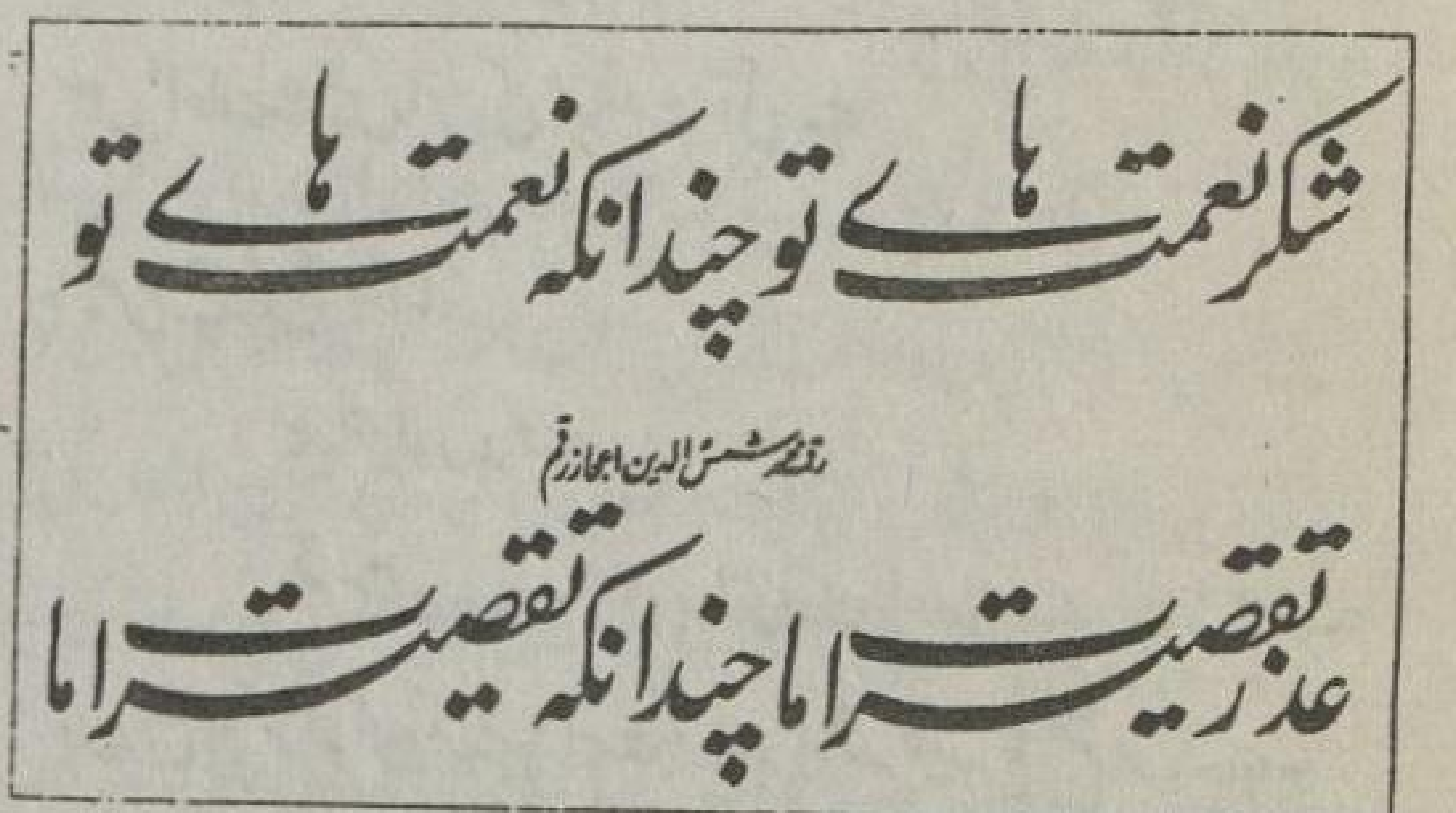
بدعت ہے

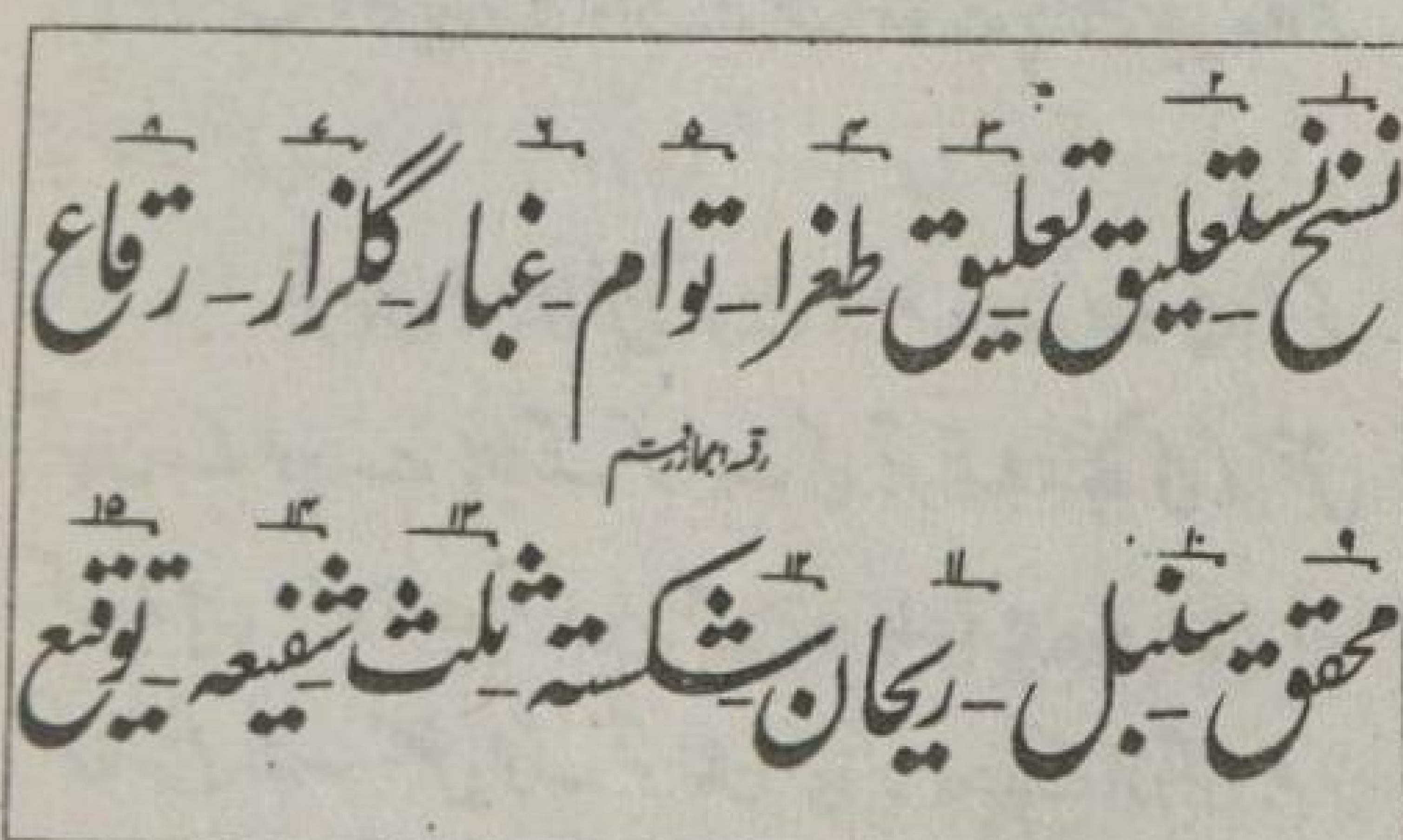
ایصال ثواب کے لئے اجرت پر ایک آدمی رکھ لیتے ہیں

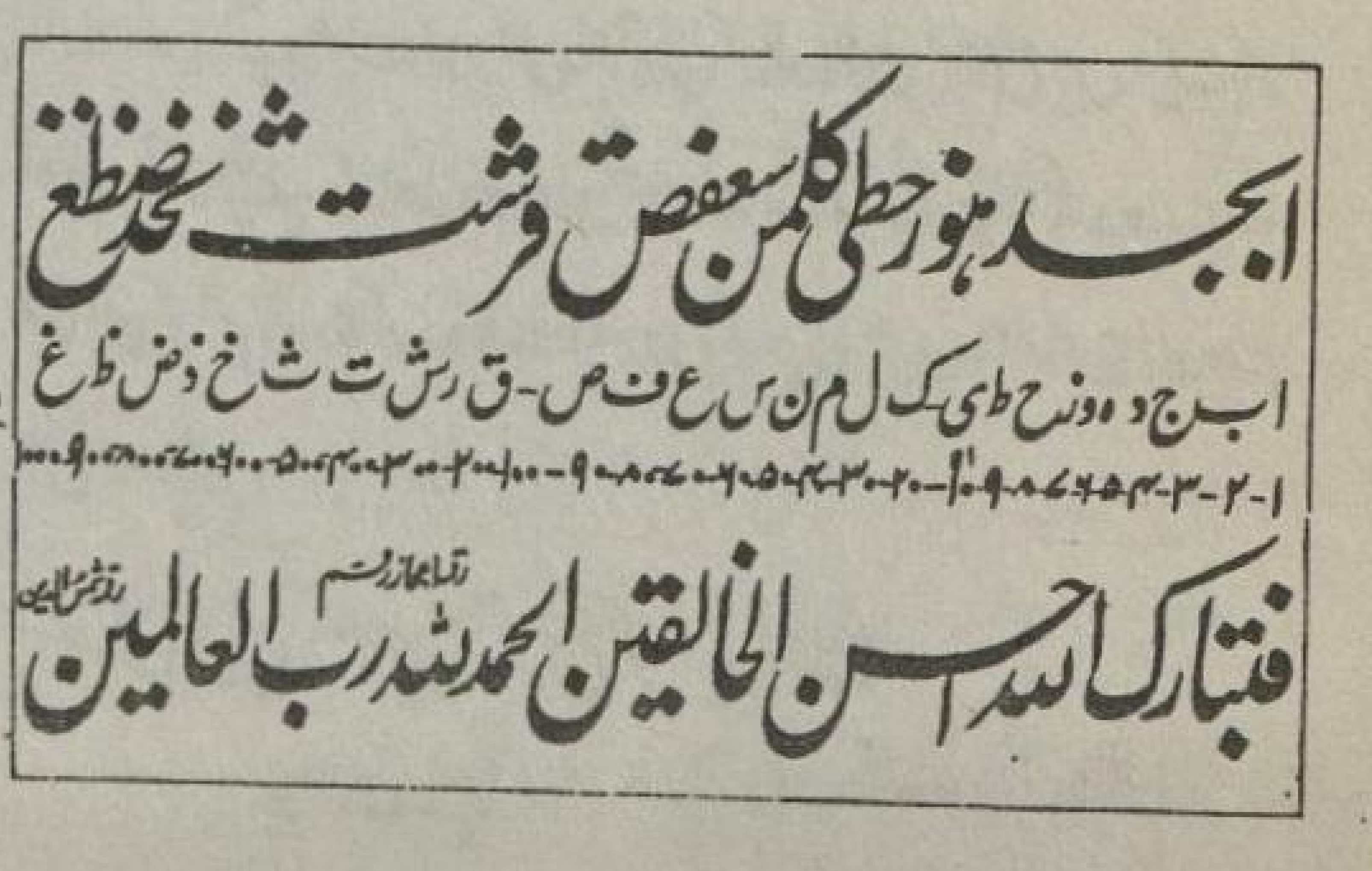
جو روزانہ مرحوم کی قبر پر قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے اور اپنے زعم کے مطابق مرحوم کو ثواب پہنچاتا ہے' سو واضح ہو کہ اجرت پر ایصال ثواب کے لئے قرآن کریم پڑھنا یا پڑھوانا حرام ہے۔

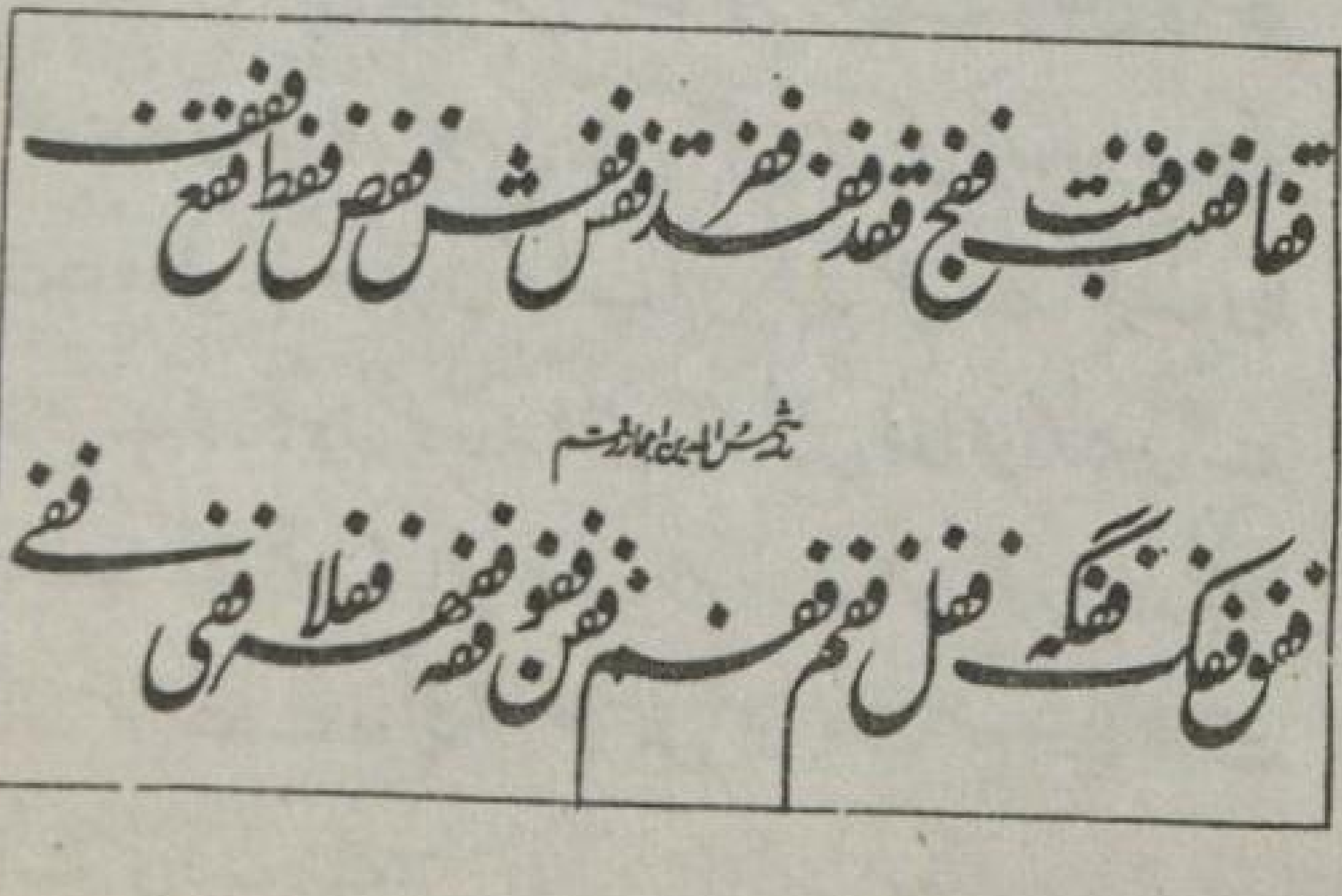












معنی ذکر فکر و تصور شیخ و رابطہ و فنا وثمرات آنہا

رابطہ خاص ایک شغل کا نام ہے جس میں شیخ کی صورت ذہن میں حاضر کر کے نظر قلب سے اس کی طرف ٹکٹی باندھ کر اور خیال کو سادھ کر دیکھا جاتا ہے۔ صرف عموم و خصوص ہی کا فرق ہے فنا عام ہے گم شدن خاص کیونکہ مثلاً" ہم کو زید کا خیال نہ آیا تو واقع میں زید معدوم تو نہیں ہوا۔ فنا کی اس دوسری قسم کا نام گمشدنی ہے۔

جس طرح مرض ظاہری کے علاج کے لئے ایسے طبیب کی ضرورت ہے جو خود بھی صحیح و تندرست ہو مریض نہ ہو اور دوسروں کا علاج بھی کر سکے (کیونکہ اگر مریض ہے تو مسئلہ بیہ ہے۔ رائے العلیل علیل میں گو وہ طبیب ہو مگر اس کے رائے قابل اعتماد نہیں اور اگر وہ صحیح و تندرست ہے مگر علاج کا طریقہ نہیں جانتا تب بھی اس مریض کے مطلب کا نہیں گو خود اچھا ہے) اسی طرح مرض باطنی کے علاج کے لئے ایسے شخص و مرشد کی حاجت ہے خود بھی متقی و صالح ہو مبتدع و فاسق نہ ہو اور دوسروں کی بھی تکمیل کر سکے۔ کہ نماز میں بجز خدائے تعالی کے قلب کا التفات بطور تخیل بھی کسی جانب نہ ہو پھر اس میں بھی دو مرتبے ہیں ایک یہ کہ باختیار خود کسی غیر کا خیال قلب میں دلاوے اسی کو خشوع کہتے ہیں۔ دوسرا مرتبہ یہ کہ بلا قصد بھی کسی کا خیال نہ آوے یہ بدون فناء نفس و قلب کے نصیب نہیں ہوتا اور اس کی تحصیل مستحب ہے۔

تحقیق عالم مثال بعد مرگ قیامت اسی میں رہنا ہوتا ہے اور خواب میں وہی منکشف ہوتا ہے مقداری ہونے کے اعتبار سے عالم اجسام کے مشابہ ہے اور غیر مادی ہونے کے اعتبار سے عالم ارواح کے مشابہ ہے۔ اللہ تعالی نے انسان کو دو جسم عطا فرمائے ہیں ایک جسم عنصری کہ دنیا میں رہتا ہے اور آخرت میں یہی محشور ہوگا اور اسی پر سب ثواب و عذاب ہوگا۔ دوسرا جسم مثالی کہ عالم مثال میں موجود ہے اور خواب میں نظر آتا ہے اور روح حقیقی جو من امرِ رب ہے (نہ طبی کہ اس کا تعلق صرف جسم عنصری سے ہے) دونوں جسموں سے تعلق رکھتی ہے۔ جاگنے کی حالت میں اس روح کی توجہ جسم عنصری کی طرف زیادہ ہوتی ہے اور سونے کی حالت میں اس کی توجہ جسم مثالی کی طرف زیادہ ہو جاتی ہے۔ پس روح کا بدن سے نکلنا اور عالم مثال میں جانا اس سے مراد یہی ہے کہ جسم عنصری سے تعلق ضعیف ہو کر جسم مثالی سے تعلق بڑھ جاتا ہے۔

افضلیت مجاہدہ از استغراق استغراق کا غلبہ ہوتا ہے بیداری کی حالت میں خیال غیر کے آنے اور اس کو قصداً" ہٹانے سے جو مجاہدہ ہوتا ہے وہ استغراق سے کہیں افضل ہے۔

وصول الی اللہ معرفت و وصول حق سبحانہ تعالی کا مکتب نہیں ہے۔ مثلاً" پانی پینا سیرابی کے لئے علاج کرنا صحت کے لئے غور و فکر کرنا رائے صحیح سمجھنے کے لئے ان سب کے ثمرات محض منجانب اللہ ہیں مگر عادۃ اللہ یوں ہی جاری ہے کہ مباشرت اسباب کے بعد ثمرات عطا فرما دیتے ہیں۔ کہ روح ایک شے حادث ہے اور عالم امر سے ہے۔ یعنی مادی نہیں اصل روح ایک ہے اس کو تعلق بطور دل کے روح اعظم کہتے ہیں۔ بطور تصرف و تدبیر کے ہے۔ ادنی درجہ کا فیض جمادات پر ہے۔ ان میں نشو و نما بھی ہوتا ہے۔ اس سے زیادہ حیوانات ان میں حس و حرکت بھی ہے۔ اس سے زیادہ جن و انسان پر ہے کہ علاوہ حفظ ترکیب و نشو و نما و حس و حرکت کے ان میں عقل مدرک کلیات بھی ہے اور پھر انسان پر اور بھی زیادہ کہ اس میں قابلیت عشق و معرفت الہی کی سب سے زیادہ ہے۔ یہ سب

فیوض اسی روح اعظم کے ہیں۔ روح اعظم کو تجلی حق بھی کہتے ہیں کیونکہ تجلی کہتے ہیں ظہور کو اور ہر مصنوع اپنے صانع کا ظہور ہوتا ہے۔ یہی معنی ہیں حدیث ان اللہ خلق آدم علی صورتہ کے۔

آثار و تبرکات حضرات انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام کے آثار و تبرکات کی تعظیم موجب تنویر قلب ہے مگر اس شرط سے کہ حدود شرعیہ سے اعتقاداً" یا عملاً" تجاوز نہ ہونے پاوے۔ مقبولین کی تعظیم سے منع کرنا انکار اور غلو دونوں سے نجات پاکر اعتدال پر رہو۔

علم نجوم پس جو تاثیرات کواکب کے مشاہدہ سے ثابت ہیں مثلاً" آفتاب میں حرارت ہونا مہتاب میں برودت ہونا اور سب کواکب میں نور کا ہونا آفتاب کے طلوع سے دن کا ہونا اس کے غروب سے رات کا ہونا ان تاثیرات کا اعتقاد جائز ہے۔ کواکب کو رجوم شیاطین ہونا اس کا اعتقاد بھی واجب ہے۔

نجومیوں کے حسابات محض وہمی و تخمینی ہیں ہزاروں خبریں غلط نکلتی ہیں۔ قطعی دلیل کے معارض کب ہوسکتی ہے پس اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص ان کی تاثیرات کا قائل ہو اس میں تفصیل یہ ہوگی کہ اگر شارع کی تکذیب نہیں کرتا بلکہ بعض نصوص میں کچھ تاویل کرتا ہے۔ اس شخص کو صرف کذب کا گناہ ہو گا۔ اگر شارع علیہ السلام کی تکذیب کرتا ہے یا کواکب میں مستقل تاثیر مانتا ہے تو وہ شخص کافر و مشرک ہے۔

حیات جمادات جمادات میں کسی قدر حیات ہے اور اہل کشف کے نزدیک تو یہ مسئلہ بالکل محسوسات میں سے ہے۔ قولہ تعالیٰ اِنَّ مِنۡهَا لَمَا يَهۡبِطُ مِنۡ خَشۡيَةِ اللّٰهِ قولہ علیہ السلام ہذا جبل یحبنا و نحبہ ممکن ہے کہ وہ حیات ایسی ہو جس سے قطع و برید کا الم ان چیزوں کو مدرک نہ ہوتا ہو۔ لوح محفوظ میں بھی قیامت تک کے احوال ہیں اور اجمالاً" کی قید اس لئے لگائی کہ ان اشیاء کا علم مفصل گو ممکن ہے مگر واقع نہ تھا چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو مثلاً علم نہ تھا کہ ابلیس مجھ کو دھوکہ دے گا۔ یہ یاد نہیں رہا کہ میں اتنی عمر حضرت داؤد علیہ السلام کو دے چکا ہوں پس اس سے کسی کا یہ استدلال و استنباط کرنا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا علم محیط تھا تو ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تو علم آپ سے زیادہ ہی ہے ضرور محیط ہوگا محض بے بنیاد ہو گیا حق یہ ہے کہ علم محیط بامور غیر متناہیہ خاصہ حق جل وعلا شانہ کا ہے۔

اتصال و اتحاد دو چیزوں کی ذات کا ذاتاً" بجاناً ایک ہو جانا یہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں محال عقلی و نقلی ہے قائل ہونا اس کا الحاد و زندقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ مع ذات و صفات کے جمیل ہیں اور جمال مقتضی ہوتا ہے ظہور کو یعنی ظہور اس کے مناسب ہے۔

فضیلت حب عقلی بر عشق کمالات ولایت کے مستفاد ہوتے ہیں کمالات نبوت سے اس لئے جو کمال ولایت کا جس قدر کمال نبوت کے ساتھ مشابہ ہوگا وہ دوسرے کمال سے جو مشابہت میں کم ہے افضل ہوگا۔ سوم عشق ایک خاص درجہ ہے محبت کا جس میں ہیجان و غلیان ہوتا ہے حضرات انبیاء علیہم السلام میں جو صفت محبت الٰہی کی ہوتی ہے اس میں ہیجان نفسانی نہیں ہوتا۔ اس لئے بالیقین یہی نوع محبت کی فی نفسہ افضل ہوگی جیسے کہ گوشت فی نفسہ افضل الاغذیہ ہے لیکن کسی خاص طبیعت کے اعتبار سے آش جو کو اصلح کہا جاتا ہے۔ ربط القلب بالشیخ احیاناً" سبب محبت کا ہوتا ہے اور فائدہ اس کی حقیقت کا اضافہ برکان وانوار ہے دفع خطرات ہے مگر حقیقت و صورت دونوں میں یہ شرط یہ ہے کہ حدود شرعیہ سے علماً" و عملاً" متجاوز نہ ہو۔ بلاواسطہ اکتساب و مجاہدہ

جو احوال باطنیہ حاصل ہوجاتے ہیں اس کو جذب کہتے ہیں۔ ذکر قلبی کو خفی اور لسانی کو جلی کہتے ہیں۔

غزل قال

صبا بالطف بگو آں غزال رعنا را
کہ سر بکوہ وبیابان تو دادہ مارا
شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا
تفقدی نہ کند طوطی شکر خارا
غرور حسن اجازت مکر ندا داے گل
کہ پرسشے نہ کنی عندلیب شیدا را
بحسن خلق تواں کرو صید اہل نظر
بہ بندو دام نگیرند مرغ دانارا
چوبا حبیب نشینی وبادہ پیمائی
بیاد آر حریفاں بادہ پیارا
نہ دانم ازچہ سبب رنگ آشنائی نیست
سہی قدان سیہ چشم ماہ سیمارا
جزایں قدر نتواں گفت در جمال تو عیب
کہ خال مہر ووفا نیست روئے زیبارا
در آسماں چہ عجب گرز گفتۂ حافظ
سماع زہرہ برقص آورد مسیحارا

اے پیغام رساں نرمی وعاجزی سے یوں کہنا کہ آپ نے تمام کوہ وبیابان میں مجھ کو پریشان کر رکھا ہے۔ شیریں ادائی اور تقسیم فیوض کے قابلیت میں شکر فروش کے مشابہ ہیں۔ کہ خبر گیری کیوں نہیں کرتے طالبین کہ ناز کمال اس کا باعث ہوگیا ہے کہ عشاق کی بات نہیں پوچھتے بلکہ خوش اخلاقی وعنایت ضرور ہے کہ طالبین مستفید ہونے سے آپ کو بھی ثواب ہوگا۔ جس طرح ہمت کی آپ سے درخواست ہے اسی طرح دعا کی بھی یہ کہ اس سے زیادہ نافع ہے اور معلوم نہیں فضائل ہوتے ہیں بے توجہی کی عادت کیوں ہوجاتی ہے ساری خوبیاں ہیں مگر اتنی کسر ہے کہ توجہ وعنایت۔

ساقیا برخیز وودردہ جام را
خاک برسر کن غم ایام را

اے مرشد مجھ کو جام عشق الٰہی دے دیجئے جس سے دنیوی غم واندیشہ کے سر پر خاک ڈال دو۔ عاشقی موجب بدنامی ہے کیونکہ جاہ ودفع داری بھی اس میں برباد ہوجاتی ہے۔ تعلیم انبیاء واولیاء کی مطلب یہ کہ اگر حیات ابدیہ مطلوب ہو تو حسب ارشاد ہادیان طریق ذکر وطاعت اختیار کرو۔

ہر گز نمیرد وآنکہ دلش زندہ شد بعشق
حافظا غم مخور کہ شاہد بخت
عاقبت برکشد زچہرہ نقاب

حصول ثمرات مطلوبہ میں توقف ہونے سے دلگیر اور مایوس نہ ہونا چاہئے۔

گفتم ای سلطان خوباں رحم کن برایں غریب
گفت در دنبال دل رہ گم کند مسکیں غریب
گفتمش بگذر زمانے گفت معذورم بدار
خانہ پروردے چہ تاب آرد غم چندیں غریب
خفتہ بر سنجاب شاہی نازنینے راچہ غم
گرز خار وخارہ سازد بستر وبالیں غریب
گفت حافظ آشنایاں در مقام حیرت اند
دور نبود گر نشیند خستہ ومسکین غریب

جاننا چاہئے کہ طلاب حریص بوجہ صاحب غرض ہونے کے مثل مجنوں کے ہوتا ہے اور یہ معلوم ہے کہ مدار مرشد کی کم

توجہی کا تعلیم وہمت ودعا سب اسی توجہ کے فروع ہیں۔ وہ ایک ہی کو کس طرح لے کر بیٹھ جاوے اختلاف استعداد کی وجہ سے بعض ثمرات میں ضعف یا توقف بھی ہوتا ہے بعض تغیرات عادۃ لازمہ طریق ہوتے ہیں اور مسترشدان امور میں محض ناتجربہ کار ہوتا ہے۔ ادنی ادنی تبدل اور تخیل سے وہ پریشان ہوجاتا ہے۔ مرشد اس کو معمولی بات سمجھتا ہے اس لئے وہ بقدر ضرورت توجہ کو کافی سمجھتا ہے۔ بے توجہی کے اس کو وساوس آتے ہیں۔ مصنوعات میں عموماً" اور اپنی ذات میں خصوصاً" غور و تفکر کرو۔

تاشکر غمے تکنند ملک دل خراب
جان عزیز خود بفدامی فرستمت

میں نے اپنی جان عزیز فدیہ میں اس لئے پیش کردی ہے کہ تاکہ پھر آپ کا لشکر غم میرے ملک دل پر تاخت و تاراج کر کے ویران نہ کرے۔ صعوبات مثل قبض وغیرہ سے دلگیر اور تنگ نہ ہونا چاہئے۔ غائب از نظر ہونا محبوب حقیقی کا ظاہر ہے۔ محبوب حقیقی کے اشتیاق اور مدح میں جو کلام منظوم کہا جاوے ظاہر ہے کہ وہ منظوم ہی کے لباس میں وہاں پیش ہوگا کیونکہ اقوام بعینہا پیش ہوتے ہیں۔ مثلاً" مجالس ذکر سے جب ملائکہ لوٹ کر جاتے ہیں تو حق تعالی پوچھتے ہیں کہ بتلاؤ میرے بندے کیا کر رہے ہیں اور پھر وہ عرض کرتے ہیں الخ اس میں بھی تعلیم و ترغیب سے ذکر الہی کی اور بشارت ہے۔

ساقی بیاکہ ہاتف غیبم عشرده گفت
بادرد صبر کن کہ دوامی فرستمت

قاعدہ ہے کہ خوشی وقت ساقی کو بلاتے ہیں اور بادہ نوشی کیا کرتے ہیں۔

حافظ سرود مجلس باذکر خیر تست
تعجیل کن کہ اسپ وقبا میفرستمت

جس کو بلاتے ہیں درباری لباس پہننے کے لئے اور اسب قطع مسافت کے لئے بھیج دیتے ہیں۔ در خطاب مرشد کہ وہم بے توجہی۔

ای غائب از نظر بخدا می سپارمت
جانم بسوختی وبدل دوست دارمت
گرما بدم شدن سوے هاروت بابلی
صد گونہ ساحری بکنم تابیارمت
خواہم کہ پیش میرمت ای بیوفا طبیب
بیمار باز پرس کی در انتظارمت
خونم بریز وازغم ہجرم خلاص کن
منت پذیر غمزه خنجر گدازمت
ازیں مرض بحقیقت کجا شفا یابم
کہ از تو درد دل من نمیر سد بعلاج
آنانکہ خاک رابنظر کیمیا کنند
آیا بودکہ گوشہ چشمے بما کنند
بے معرفت مباش کہ درمن یزید عشق
اہل نظر معاملہ با آشنا کنند
حافظ مدام وصل میسر نمی شود
شاہان کم التفات بحال گدا کنند

حدیث میں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کچھ مسائل دین پوچھنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے تھے۔
حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں نازل ہوئے تھے۔ اس دوسری صورت کو صورت مثالی کہتے ہیں۔
حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت مریم علیہم السلام کے روبرو ایک صحیح سالم بشر کی شکل میں متمثل ہوگئے۔
صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول ہم میں سے بعض بعض اپنے

دل میں ایسے وساوس پاتا ہے کہ اگر جل کر کوئلہ ہو جائے یا آسمان سے زمین پر گر جاوے یہ زیادہ گوارا ہے۔ اسے کہ وسوسہ کو زبان پر لاوے خالص ایمان کی علامت ہے۔ خطرات وساوس کا غیر مضر ہونا سمجھا کہ اس کو بے فکر کردیتے ہیں۔ (تیسیر کلکتہ ص۱۱)

ترجمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عوت کے ہاتھ کو کبھی نہیں البتہ صرف زبانی بیعت لے لیتے تھے۔ جب زبانی عہد لینے پر وہ عہد دے دیتی فرماتے کہ جاؤ میں نے تم کو بیعت کرلیا۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم وابوداؤد نے۔

ترجمہ۔ ارشاد گرامی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے تھے جن کا گھر مدینہ میں بہت دور تھا پھر بھی کوئی نماز ان کی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فوت نہ ہوتی۔ بعض بزرگوں کے کلام میں اپنے کو کافر کہہ دینا یا نفس کو کہ اس کی حقیقت بھی عین اس شخص کی ذات ہے۔ حضرت حنظلہ نے عدم دوام غلبہ حال کے اعتبار سے اپنے کو منافق کہہ دیا جو یقیناً" معنی حقیقی شرعی میں مستعمل نہیں۔ ارشاد فرمایا کہ ملائکہ تم سے مصافحہ کرتے اس میں انکشاف سے بھی زیادہ ملاقات وممارستہ کا اثبات ہے۔

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دیکھتے کیا ہیں کہ ایک رسی دوستونوں کے درمیان میں تنی ہوئی بندھ رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہ کیا چیز ہے حاضرین نے عرض کیا کہ یہ حضرت زینب کی رسی ہے جب وہ (عبادت سے) ماندہ وخستہ ہوجاتی ہیں تو اس سے لگ جاتی ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کچھ نہیں اس کو کھول ڈالو (نفل) نماز طبیعت کی تازگی تک پڑھنا۔

ترجمہ۔ ارشاد گرامی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط کھینچ کر اس کو نسبت فرمایا کہ یہ انسان ہے اور ایک خط اس کے قریب کھینچ کر فرمایا کہ یہ اس کی موت ہے اور ایک خط اس سے دور کھینچ کر فرمایا کہ یہ انسان کی آرزو اور امنگ ہے پس انسان اسی حالت میں رہتا ہے (کہ آرزو پوری کروں) دفعتہ" یہ پاس آنے والی چیز یعنی موت آپہونچتی ہے روایت کیا اس کو بخاری اور ترمذی نے۔

فرمایا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ دنیا میں اس طرح رہ گویا تو مسافر ہے بلکہ گویا راہ میں گزر رہا ہے روایت کیا اس کو بخاری اور ترمذی نے عابر سبیل کے بعد یہ جملہ اور زیادہ روایت کیا ہے اپنے کو اہل قبور میں سے شمار کر۔ تصور رکھنا مراقبہ کہلاتا ہے۔ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سمسار یعنی دلال کہلاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس سے اچھے نام سے نامزد فرمایا کہ اے جماعت تاجروں کی

بعد بیعت کے مرید کو ایک نیا نام عطا فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بجائے لقب سمسار کے حالت موجودہ کے مناسب تاجر لقب عطا فرمایا۔

ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس کو پسند نہیں کرتا کہ جامع مسجد دمشق کی سیڑھیوں پر (کہ وہ جگہ زیادہ اجتماع کی ہے) میری تجارت ہو جس میں مجھ کو پچاس دینار روزانہ مل جاویں اور ان کو (روزانہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خیرات بھی کردوں اور جماعت کی کوئی نماز بھی فوت نہ ہو۔ اکثر اصحاب طریقت نے اپنے لئے تکثیر تعلقات کو پسند نہیں کیا۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ ان کو (یعنی جابر رضی اللہ عنہ کو) ایک اوقیہ سونا (قیمت شتر) دیدو اور (اوپر سے) کچھ زیادہ دیدو پس انہوں نے مجھ کو ایک قیراط زیادہ دیا میں نے (دل میں) کہا کہ یہ زیادہ جو حضور نے (علاوہ) دیا ہے یہ میری جان سے علیحدہ نہ ہوگی (یعنی اس کو

اہتمام وحفاظت سے رکھوں گا) پس وہ میری تھیلی میں موجود رہی۔ یہاں تک کہ اس کو اہل شام نے واقعہ حرہ میں لے لیا۔ (مسلم)

اہل محبت اپنے بزرگوں کی چیزیں اہتمام وذوق سے رکھتے ہیں۔ تیسیر ص ۳۶)

ترجمہ۔ احنف بن قیس سے ایک حدیث مروی ہے کہ میں نے حضرت ابو ذرؓ سے پوچھا کہ آپ اس عطا کے باب میں (جو کہ سلاطین وامراء سے ماہانہ یا سالانہ ملتی ہے) کیا فرماتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ لے لیا کرو کیونکہ اس سے اس زمانہ میں (فراغ قلب کے لئے) مدد ملتی ہے لیکن جب وہ تمہارے دین کا معاوضہ ہوجاوے تو چھوڑ دینا روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے۔ عام طور پر بزرگوں کی عادت ہے کہ فتوحات وغیرہا کو رد نہیں کرتے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ اے عبداللہ یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت ایک دیوار ہے جس کو درست کررہا ہوں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ (موت کا) قصہ اس سے بھی بے تکلف آجانے والا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں مجتمع ہوا کوئی مجمع کسی گھر میں اللہ کے گھروں میں سے کہ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہوں اور باہم اس پر پڑھتے پڑھاتے ہوں مگر نازل ہوتی ہے ان پر کیفیت تسکین قلبی کی اور ڈھانپ لیتی ہے ان کو رحمت اور گھیر لیتے ہیں ان کو ملائکہ اور ذکر فرماتے ہیں ان کا اللہ تعالیٰ ان ارواح وملائکہ میں

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن میں ماہر ہے تو (درجہ میں) ان ملائکہ کے ساتھ ہے جو پیغام الٰہی کے سفیر اور مکرم اور نیک ہیں اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس میں اٹکتا اور کہتا ہے اور اس کو وہ دشوار ہے (یعنی چونکہ اس میں وہ ماہر نہیں) اس کو دو ثواب ملیں گے۔ (بخاری)

ذکر مقصود ہے لذت مقصود نہیں بلکہ لذت نہ ہونے پر برابر مشغول رہنا اس میں۔ (تیسیر کلکتہ ص ۳۹)

ترجمہ۔ حضرت اسید بن حضیرؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک شب کو سورۃ البقرپڑھ رہے تھے اور ان کا گھوڑا ان کے پاس بندھا ہوا تھا۔ دفعتہ "گھوڑا اچھلا یہ پڑھتے پڑھتے خاموش ہوگئے وہ گھوڑا بھی ٹھہر گیا یہ پھر پڑھنے لگے وہ پھر اچھلنے لگا یہ پھر خاموش ہوگئے وہ پھر ٹھہر گیا انہوں نے پھر پڑھنا شروع کیا وہ پھر اچھلنے لگا اور ان کا لڑکا یحییٰ اس سے قریب تھا یہ وہاں سے چلے اور اس لڑکے کو ہٹالیا پھر سر اٹھا کر جو آسمان کی طرف دیکھا تو اس میں ایک سائبان نظر پڑا جس میں چراغ سے معلوم ہوئے۔ جب صبح ہوئی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ذکر کیا آپ نے فرمایا جانتے ہو کہ یہ کیا تھا انہوں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ فرشتے تھے کہ تمہاری آواز سے نزدیک آگئے تھے اور اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح کے وقت وہ فرشتے یہاں ہی رہتے کہ سب لوگ ان کو دیکھتے اور وہ ان کی نظروں سے غائب نہ رہتے روایت کیا اس کو بخاری نے۔

اولیاء اللہ ملائکہ کو دیکھ سکتے ہیں اور صحیح مسلم میں حضرت عمران بن حصین کو سلام کرنا فرشتوں کا مروی ہے۔ بعض اوقات اہل کشف کو خود اپنے کشف کی حقیقت کا ادراک نہیں ہوتا۔

ترجمہ۔ حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے ابوالمنذر تم جانتے ہو کہ ساری کتاب اللہ میں سب سے بڑی کون سی آیت تمہارے پاس ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آیت الکرسی پس آپ نے میرے سینہ میں ہاتھ مارا اور فرمایا کہ تم کو یہ علم مبارک ہو اے ابوالمنذر روایت کیا اس کو مسلم وابوداؤد نے۔

شیطان انسانی شکل میں متمثل ہوکر نظر آیا حضرت ابو ہریرہ نے اس

شیطان کو پکڑ لیا کرامت واقع ہوئی۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے اِذْ هَمَّتْ طَائِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا۔ ہم لوگ تھے بنو حارثہ اور بنو سلمہ اور مجھ کو یہ امر خوش نہیں آتا کہ یہ آیت نازل نہ ہوتی یعنی باوجودیکہ ظاہر اس میں ہماری برائی مذکور ہے اور اس پر ہم کو ملامت کی گئی ہے۔ پر بھی نازل ہونا ہی زیادہ خوش آتا ہے کیونکہ اس میں یہ فرمایا ہے کہ اللہ ولیہما کو بخاری ومسلم

جیسا بوستان میں ایک عابد کی حکایت مذکور ہے کہ ان کو غیب سے آواز آئی تھی کہ تیری کوئی عبادت مقبول نہیں اور انہوں نے یہ کہا کہ جب دوسرا در ہی کوئی نہیں تو خواہ قبول ہو یا نہ ہو کہاں جاؤں جس کے بعد ندا آئی۔

قبول ست جہ ہنر نیستت

کہ جزنا ہے وگر نیستت

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں بیمار ہوا میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ عیادت کے لئے پیادہ تشریف لائے اور مجھ کو بیہوش پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈال دیا میں ہوش میں آگیا۔ بخاری

مستعمل اشیاء سے برکت۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہرہ دیا جایا کرتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی کہ آپ کو اللہ تعالیٰ لوگوں (کے شر) سے بچالیں گے۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر مبارک خیمہ سے نکال کر فرمایا کہ اے لوگو جاؤ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے بچالیا۔ (ترمذی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں جب گوشت کھاتا ہوں تو میری طبیعت عورتوں کی طرف ابھرتی ہے اور میری خواہش مجھ پر غالب ہوتی ہے اس لئے میں نے اپنے اوپر گوشت کو حرام کرلیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جن پاکیزہ چیزوں کو تمہارے لئے حلال فرمایا ہے ان کو حرام مت کرو۔ (ترمذی)

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول (منافق) مرگیا (تو ایسا ہوا)

کہ حضرت عمرؓ کھڑے ہوگئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا پکڑ لیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ اس پر نماز (جنازہ) پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس پر نماز پڑھنے سے (بوجہ منافق ہونے کے اس آیت اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ الایہ میں) منع فرمایا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس (اسی آیت میں) اختیار دیا ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضور علیہ السلام نے معذور رکھا ہے صحو میں آئے نادم ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ان تینوں آدمیوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع فرمادیا (جو کہ غزوہ سے رہ گئے تھے) اور اس حدیث میں یہ بھی ہے حضرت کعب کہتے ہیں کہ جس وقت میرے پاس وہ شخص آیا جس کی میں نے آواز سنی تھی کہ وہ مجھ کو بشارت (قبول توبہ کی) دیتا تھا تو میں نے اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس بشارت کے صلہ میں اس کو دیدیئے اور اس حدیث میں یہ بھی ہے حتی کہ ان تینوں آدمیوں پر زمین باوجود اپنی اتنی بڑی فراخی کے تنگ ہوگئی (بوجہ غم کے الخ)

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی

اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے فرعون کو غرق فرمایا تو وہ کہنے لگا کہ میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ کوئی معبود برحق نہیں بجز اس ذات کے جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں حضرت جرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے محمدؐ اگر آپ مجھ کو (اس وقت) دیکھتے (تو تعجب فرماتے) کہ میں دریا کی کیچڑ لے کر فرعون کے منہ میں ٹھونستا تھا اس اندیشہ سے کہ اس کو رحمت الہیہ نہ پالیوے روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

غلبہ سکر غایت درجہ کا بغض فی اللہ تھا۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ تو بوڑھے ہوگئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو سورۃ ہود اور سورۃ واقعہ نے بوڑھا کردیا۔

حال ہیبت قبض و بسط خلق مراقبہ ذات وصفات حق تعالی تدبر تام سے متوجہ ہوجانا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی فراستہ سے ڈرو کیونکہ وہ نور الہی سے دیکھتا ہے روایت کی اس کو ترمذی نے۔ ذکر اللہ وملازمت تقوی سے حاصل ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (قرآن مجید میں جن لوگوں کے بارہ میں یہ فرمایا گیا ہے کہ) ایسے لوگ جو وجود دیتے ہیں ان اعمال کو کہ وجود دیتے ہیں اور قلوب ان کے ڈرتے ہیں (یہ فضیلت کے موقع میں فرمایا گیا ہے)

حضرت صدیقہؓ نے عرض کیا ان سے ایسے لوگ مراد ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں اے بنتِ صدیق کی بلکہ وہ لوگ مراد ہیں جو روزہ رکھتے ہیں اور خیرات کرتے ہیں اور خائف رہتے ہیں کہ ان کا عمل مقبول نہ ہو۔ (یعنی اپنی مذلت پر اور حق تعالی کی عظمت پر نظر کرنے سے اپنے اعمال قابل قبول نہیں دیکھتے) یہ وہ لوگ ہیں جو بھلائیوں میں ڈرتے ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے ہلال بن امیہ کے قصہ میں مروی ہے۔ نے اپنی بیوی پر دعوی زنا کا کیا اور گواہ نہ ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یا تو گواہ لاؤ ورنہ تم پر حد قذف کہ اسی تازیانے ہیں جاری ہوگی) انہوں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ کو دین حق دے کر بھیجا کہ بے شک میں سچا ہوں اور اللہ تعالی ضرور ایسا حکم نازل فرماویں گے جو میری کمر کو حد (قذف سے بری کردے گا پس حضرت جبرئیل علیہ السلام لعان کی آیت لے کر) نازل ہوئے (جس میں میاں بی بی کی قسموں سے فیصلہ ہوجاتا ہے) پیشن گوئی کی کرامت ہے۔

ترجمہ حضرت عائشہؓ سے اس قصہ میں جب ان کی برات قرآن مجید میں نازل ہوئی تو ان کی والدہ نے کہا کہ اٹھو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ (یعنی بطریق ادائے شکریہ وسلام کے یہ اس وقت جوش میں تھیں) کہنے لگیں کہ واللہ میں اٹھ کر آپ کے پاس نہ جاؤں گی اور میں بجز خدا تعالی کے کسی کا شکریہ ادا نہ کروں گی اسی نے میری برات نازل فرمائی ہے (اور سب کو تو شبہ ہی ہوگیا تھا)۔ بخاری

شدت غم ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی مقتضائے بشریت وعدم علم غیب اہل شطح واولال کا معذور ہونا ثابت ہوگیا۔

ترجمہ۔ عباس رضی اللہ عنہ سے آیت ماجعل اللہ لرجل الخ کی شان نزول میں مروی ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور نماز میں آپ کو کچھ خطرہ ہوا الحدیث۔ ترمذی

عدم خطرہ ایک قسم کا استغراق ہے جو فی نفسہ حالت محمودہ ہے مگر مقصودہ نہیں۔

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ساتھ کلام فرماتا ہے تو اہل آسمان ایک آواز سنتے ہیں جیسے پتھر کی چٹان پر زنجیر گھسیٹی جاوے پھر اس سے بیہوش ہوجاتے ہیں روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔ فرمایا کہ بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے قلب میں ایک دھبہ پیدا ہوجاتا ہے پھر جب وہ باز آتا ہے اور توبہ واستغفار کرلیتا ہے تو اس کو قلب صاف ہوجاتا ہے اور اگر دوبارہ پھر کرتا ہے تو اس دھبہ میں ترقی ہوتی ہے یہاں تک کہ اس کے قلب کو محیط ہوجاتا ہے اور یہ وہی زنگ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے (اسی آیت میں) فرمایا ہے۔ کلا بل ران علے قلوبھم ماکانوایکسبون

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں لترکبن طبقاعن طبق منقول ہے کہ انہوں نے اس کی یہ معنے کہے ہیں حالاً" بعد حال اور کہا ہے اس کے مخاطب تمہارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (یعنی آپ کے بعد دیگرے حالت کو طے فرماویں گے) عارف کامل کی ترقی کبھی منتہی نہیں ہوتی۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ صحابہ میں سے بعضوں کو خواب میں شب قدر دکھلائی گئی کہ اخیر کی سات تاریخوں میں ہے کشف حجت شرعیہ نہیں لیکن اقناع وطمانیتہ سمجھا جاوے گا۔ ارشاد فرمایا کہ شیطان آدمی کے قلب پر جما ہوا بیٹھا ہے جب آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے تو وہ ہٹ جاتا ہے اور جب غافل ہوتا ہے تو وسوسہ ڈالنے لگتا ہے۔ بخاری علاج ہے وسوسہ کا کثرت ذکر ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اعتکاف فرمایا اور لوگوں کو قرآن پکار کر پڑھتے ہوئے سنا پس پردہ اٹھایا اور فرمایا کہ سن لو تم میں ہر شخص اپنے رب سے عرض معروض کررہا ہے (اور وہ آہستہ اور پکار کے ہر طرح سن لیتا ہے) پس ایک دوسرے کو پریشان مت کرو یعنی قرآن پڑھنے میں یا نماز میں ایک دوسرے پر آواز مت بلند کرو۔ ابوداؤد

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص (صحابہ میں سے) رات کو اٹھے اور قرآن پڑھا اور بلند آواز سے پڑھا جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فلانے شخص کا بھلا کرے کہ اس نے بعضی آیتیں رات کو مجھ کو یاد دلادیں جن کو میں بھول گیا تھا۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم۔ شیخ بھی اپنے کو مستغنی نہ سمجھے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو قرآن پڑھ کر سناؤ میں نے عرض کیا کیا میں آپؐ کو پڑھ کر سناؤں حالانکہ خود آپ پر نازل ہوا ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی چاہتا ہوں کہ دوسرے کی زبان سے سنوں سو میں نے آپؐ کو پڑھ کر سنایا اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپؐ کے آنسو چلنے لگے روایت کیا اس کو بخاری ومسلم وابوداؤد ترمذی نے۔ (تیسیر کلکتہ ص ۸۶)

خاصیت سماع تقویت حال یا تجدید شوق۔ حضرت اسماءؓ سے روایت ہے کہ سلف (یعنی صحابہ وتابعین) میں سے تلاوت قرآن کے وقت نہ کسی پر بے ہوشی ہوئی تھی اور نہ کوئی چیختا تھا صرف رویا کرتے تھے اور ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوجاتے تھے۔ پھر خدا کی یاد کی طرف ان کے پوست اور قلوب نرم ہوجاتے تھے روایت کی اس کو رزین نے۔

ارشاد فرمایا جب تم میں کوئی شخص رات کو اٹھے پھر (غلبہ نوم سے) قرآن اس کی زبان سے صاف نہ نکلے اور (نوم کے غلبہ سے) کچھ خبر نہ ہو کہ کیا زبان سے نکل رہا ہے تو اس کو لیٹ جانا چاہیے۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص اپنے معمولی وظیفہ سے یا اس کے کسی جزو سے سو رہے (یعنی آنکھ نہ

کھلنے سے ناغہ ہوجاوے پھراس کو فجراور ظہر کے درمیان پڑھ لے تو ایسا ہی ثواب ملے گا جیسے رات ہی پڑھ لیا۔ روایت کی اس کو مسلم ومالک وابو داؤد ترمذی نسائی۔ ناغہ کی بے برکتی اس قول میں مذکور ہے۔

ترجمہ۔ حارث بن سوید سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن مسعودؓ نے یہ حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالی اپنے ایمان والے بندہ کے توبہ کرنے پر اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو کسی چٹیل میدان میں پہنچ کر مقام کرے اور سو کر جو اٹھے تو اپنی سواری کا اونٹ نہ پاوے اور نہایت پریشان ہو یہاں تک کہ بعد تلاش کے مایوس ہوکر مرنے کے لئے آمادہ ہوکر اپنے مقام پر آلیٹے اور اس میں آنکھ لگ جاوے پھر آنکھ کھلنے کے بعد اچانک دیکھتا ہے کہ اس کی سواری کا جانور اس کے پاس کھڑا ہے اور اس پر اس کا سامان خورد ونوش موجود ہے پس (جوش خوشی میں) اس کے منہ سے یہ نکلا کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں مارے خوشی کے بچل گیا روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے ایک سیاہ فام پرگندہ بال عورت کو (خواب میں) دیکھا کہ مدینہ سے نکل کر جعفہ میں جاکر ٹھیری سو میں نے یہ تعبیر کی کہ مدینہ کی وبا جعفہ میں چلی گئی۔ (بخاری)

ترجمہ۔ علاء انصاریہ فرماتی ہیں جب مہاجرین (مدینہ میں آئے ہمارے حصہ میں عثمان بن مظعونؓ آئے پھر وہ بیمار ہوگئے۔ سو ہم نے ان کی تیمار داری کی۔ یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے خواب میں حضرت عثمان کا ایک چشمہ بہتے دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خبر دی آپ نے فرمایا یہ ان کا عمل ہے کہ اس کا ثواب جاری ہے۔ ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص تم میں کسی تکلیف کی وجہ سے جو کہ اس کو پہنچی ہے موت کی تمنا نہ کرے۔ (بخاری)

ان حضرات کی تمنی محض شوقاً" الی القاء اللہ ہوتی ہے۔ جس شخص کے ساتھ کوئی احسان کیا جاوے اور وہ اس کے کرنے والے کو کہے جزاک اللہ خیر۔ محسن کی تطییب قلب بھی ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعید سے روایت ہے کہ کسی نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے) سوال کیا کہ یارسول اللہ سب سے افضل کون شخص ہے آپؐ نے فرمایا جو مومن اپنی جان ومال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہو سوال کیا گیا کہ پھر کون شخص افضل ہے آپؐ نے فرمایا جو شخص (پہاڑ) کی گھاٹیوں میں سے کسی گھاٹی میں رہتا ہو اللہ سے ڈرتا ہو اور خلق کو اپنے شر سے فارغ کرر کھا ہو روایت کیا اس کو بخاری۔ جس شخص سے مسلمانوں کو نفع پہنچتا ہو اس کے لئے جلوت بہتر ہے۔

ترجمہ۔ حضرت شداد بن الہاد سے روایت ہے کہ ایک شخص دیہاتی حاضر ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور اسی حدیث میں یہ ہے کہ اس شخص نے عرض کیا کہ میں نے اس امید پر آپؐ کا اتباع کیا ہے کہ (جہاد میں) میری اس جگہ یعنی حلق میں تیر لگ جاوے اور میں مرجاؤں اور جنت میں چلا جاؤں آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تو اللہ کے ساتھ (اپنی نیت میں) سچا ہے تو خدا تعالی تجھ کو (اس امید میں) سچا کردے گا غرض تھوڑی ہی مدت گزری تھی پھر ایک جہاد کے لئے لوگ تیار ہوئے۔ (اور یہ شخص بھی چلا) پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس کی لاش اٹھا کر لائی گئی اور اس کے خاص حلق ہی میں تیر لگا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا یہ وہی شخص ہے لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں وہی شخص ہے کہ آپؐ نے فرمایا یہ اللہ کے ساتھ سچا تھا اللہ نے اس کو سچا کردیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قمیص مبارک

میں اس کو کفن دیا گیا روایت کیا اس کو نسائی نے۔ (تیسیر ص ۹۶)

ایک گونہ کرامت ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یوم بدر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اللہ و رسول کے کام میں گئے ہوئے ہیں ان کے لئے میں بیعت کرتا ہوں۔ روایت کی اس کو ابو داؤد نے۔ (تیسیر ص ۱۰۲)

اور یہ غائب ہونا بوجہ علالت مزاج صاحبزادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم .ضرورت ان کی تیمار داری کے تھا جو حضرت عثمانؓ کے نکاح میں تھیں۔

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباب پر ایک شخص کو کرہ تام متیعن تھا وہ مرگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ دوزخ میں ہے لوگ اس کو دیکھنے چلے (کہ دیکھیں اس میں کونسی بات دوزخی ہونے کی ہے) سو (اس کے سباب میں) ایک کملی ملی جس کو اس نے (مال غنیمت سے) چورایا تھا روایت کی اس کو بخاری نے۔ فساد عمل کا خمیازہ اس کو بھگتنا پڑا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ناحق پر ہو اور بحث و مباحثہ چھوڑ دے (اور حق کو قبول کرے) اس کے لئے جنت کے کنارے پر ایک گھر بنایا جاوے گا اور جو شخص حق پر ہو اور پھر بھی بحث و مباحثہ چھوڑ دے (یہ سمجھ کر کہ مخاطب مانتا نہیں فضول وقت برباد ہوتا ہے اور احتمال ہے کہ شاید اپنے اندر کوئی نفسانیت پیدا ہوجاوے) اس کے لئے اوسط جنت میں گھر بنایا جاوے گا (جو کہ کنارہ جنت سے افضل ہے) اور جس کے اخلاق اچھے ہوں گے اس کے لئے اعلیٰ جنت میں گھر بنایا جاوے گا (جو کہ وسط جنت سے افضل یہی ہے) روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ترجمہ حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان لبیک کہتا ہے اس کے داہنے اور بائیں جتنے پتھر یا درخت یا ڈھیلے ہیں سب لبیک کہتے ہیں یہاں تک کہ زمین ادھر سے بھی ادھرے سے بھی ختم ہوجاتی ہے روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

حضرت عمرؓ نے حضرت طلحہؓ کے بدن پر رنگین کپڑے حالت احرام میں دیکھے پوچھا کہ یہ کیا ہے انہوں نے جواب دیا کہ یہ تو گیرو ہے یا مٹی ہے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ (دین کے) پیشوا (سمجھے جاتے ہو) لوگ تمہارا اقتدار کرتے ہیں اگر کوئی جاہل آدمی اس (لباس) کو دیکھے یوں کہے کہ طلحہ بن عبید اللہ احرام میں رنگین کپڑے پہنے ہوئے تھے سو تم لوگ ایسے رنگین کپڑے مت پہنا کرو روایت کیا اس کو مالک نے

بعض لوگ طریق تصوف میں داخل ہو کر اور آزاد ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ۔ صعب بن حشامہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک گور خر بطور ہدیہ کے بھیجا اور آپ اس وقت ابواء یا ودان میں تھے آپؐ نے اس کو واپس فرمادیا جب ان کے چہرے پر آثار رنج کے دیکھے کہ ہم نے اور کسی وجہ سے اس کو واپس نہیں کیا مگر صرف بات یہ ہے کہ ہم احرام کی حالت میں ہیں۔ بخاری

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک میں کلمات مخصوص سے زائد نہ فرماتے تھے مگر حضرت عمرؓ لیبک وسعدیک والخیر فی یدبک والرغباء الیک واتعمل اور بڑھا دیتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ بعضے لوگ ذاالمعارج وغیرہ الفاظ بڑھادیتے تھے

نہیں محض ایک کام کے لئے آنکلا تھا سو (وہاں) بیٹھ گئے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے (تیسیر ص ۱۷۳)

ف۔ رسم ادخال عوام در سلسلہ برای برکت اکثر بزرگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ سلسلہ میں ایسوں کو بھی داخل کر لیتے ہیں جن سے کچھ بھی ذکر وغیرہ کرنے کی یا اپنی حالت کو پورے طور سے درست کرنے کی توقع نہیں ہوتی۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا حال بیان فرمایا جو قیامت میں سب سے پہلے بلایا جائے گا۔ اس روایت میں یہ بھی ہے شفی راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے سن کر حضرت معاویہؓ کو اس حدیث کی خبر دی حضرت معاویہؓ فرمانے لگے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ جب ایسا معاملہ کیا گیا تو بقیہ لوگ کا تو کیا حال ہو گا۔ پھر حضرت

بعض لوگ طریق تصوف میں داخل ہو کر اور آزاد ہو جاتے ہیں۔

ترجمہ۔ صعب بن حشامہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ایک گورخر بطور ہدیہ کے بھیجا اور آپ اس وقت ابواء یا ودان میں تھے آپ ؐ نے اس کو واپس فرما دیا جب ان کے چہرے پر آثار رنج کے دیکھے کہ ہم نے اور کسی وجہ سے اس کو واپس نہیں کیا مگر صرف بات یہ ہے کہ ہم احرام کی حالت میں ہیں۔ بخاری

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لبیک میں کلمات مخصوص سے زائد نہ فرماتے تھے مگر حضرت عمرؓ لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک والرغباء الیک واتعمل اور بڑھا دیتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ بعضے لوگ ذاالمعارج وغیرہ الفاظ پڑھا دیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن کر کچھ نہ فرماتے تھے۔ (تیسیر ص ۱۱۳)

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے ایک حدیث طویل میں مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حجتہ الوداع میں جب کہ بعض صحابہ احرام کھولنے میں اس بنا پر متردد ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بوجہ ہدی کے احرام نہ کھولا تھا) ارشاد فرمایا کہ جو بات پیچھے سے میری سمجھ میں آئی اگر پہلے سے سمجھ میں آتی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا۔ بعضے سمجھتے ہیں کہ بزرگوں کو ہر وقت ہر واقعہ معلوم رہتا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس ایک مجنوں عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا اے امیر المومنین آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص مرفوع القلم ہیں۔ ایک نابالغ جب تک بالغ نہ ہو دوسرے سوتا ہوا جب تک جاگ نہ اٹھے تیسرے مختل الحواس جب تک کہ صحت یاب نہ ہو اور یہ فلاں قبیلہ کی مختل الحواس عورت ہے ممکن ہے کہ جس وقت اس شخص نے اس سے صحبت کی ہو یہ اپنے اس مرض میں مبتلا ہو غرض اس کو رہا کر دیا روایت کیا اس کو ابو داؤد نے (تیسیر ص ۱۳۲)

جن حضرات کے کلام میں تاویل عذر کی جاوے ان میں ایک قرینہ منقول ہونا ان کے سکر کا ہے اور ایک قرینہ منقول ہونا ان کے فضائل و کمالات و اتباع سنت کا غالب احوال میں ہے جو مضطر کرے گا تاویل کی طرف ورنہ جس کا غالب حال فسق و معصیت و اتباع و بطالت ہو وہاں کوئی حاجت تاویل کی نہ ہو گی۔

ترجمہ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد (یعنی کنیز صاحب اولاد از مولے) کے ساتھ لوگ مہتم کرتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ جاؤ اس کی گردن مارو (مطلب یہ تھا کہ باقاعدہ تحقیق کر کے باضابطہ سزادو) چنانچہ حضرت علیؓ اس کے پاس پہنچے وہ ایک کنویں میں (جو بطور باولی کے تھا) ٹھنڈک کے لئے غسل کر رہا تھا۔ آپ نے اس سے فرمایا باہر نکل اس نے اپنا ہاتھ آپ کو دیدیا۔ آپ نے اس کو نکالا اچانک حواس پر نظر پڑی تو وہ مقطوع الذکر تھا آپ، اس کی سزا سے رک گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی آپ نے ان کے اس فعل کی تحسین فرمائی اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سامنے والا ایسی چیز کو دیکھ سکتا ہے جس کو دور والا نہیں دیکھ سکتا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے (تیسیر ص ۱۳۶)

دوسرے شیوخ جو کہ معصوم عن الخطا بھی نہیں ان کے احکام تو کیونکہ مقید بقید مذکور نہ ہوں گے۔ شریعت میں زوال عقل جنون ہی منحصر نہیں بلکہ پیر و فرتوت کو بھی گو بعض ہی احکام میں سہی حکم مجنون ٹھہرایا ہے پس عدم انحصار کے بعد کسی وارد قوی کا غلبہ بھی اسی حکم میں ہوگا۔

ترجمہ۔ حضرت نواس بن سمعان سے روایت ہے کہ میں نے فرمایا کہ (بڑی) نیکی حسن خلق ہے اور گناہ وہ ہے جو تمہارے دل میں کھٹکے اور تم اس پر لوگوں کے مطلع ہونے کو ناگوار سمجھو روایت کیا اس کو مسلم و ترمذی نے۔

غیر منصوصہ عملیہ میں مسلم کامل کے قلب کا حکم معتبر اور جائز العمل ہے معمول کی نقل آئے جو اکثر بزرگوں میں دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی طالب آتا ہے اگر ان قلب قبول کرتا ہے تو اس سلسلہ میں داخل کرتے ہیں ورنہ جواب دے دیتے ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت ابوذرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر میں تجھ کو ضعیف پاتا ہوں (کہ تعلقات کا تحمل نہیں کر سکتے) اور میں تمہارے لئے اس چیز کو پسند کرتا ہوں جس کو اپنے لئے پسند کرتا ہوں (پس جو کچھ میں کہوں گا خیر خواہی سے کہوں گا سو میں تم کو دو باتیں کہتا ہوں یعنی) کبھی دو شخصوں ان کے کسی معاملہ کے فیصلہ کرنے کے لئے) حکم مت چلانا (یعنی کسی کے معاملہ کا فیصلہ مت کرنا) اور مال یتیم کے متولی (و نگرانی) مت بننا روایت کیا اس کو ابو داؤد نے (تیسیر ص ۱۴۷)

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ (بعد وفات رسول اللہ صلی علیہ کے) حضرت فاطمہؓ کی حیات تک حضرت علیؓ کی وجاہت لوگوں کی نظر میں زیادہ رہی جب ان کا انتقال ہو گیا تو لوگوں کا رخ ذرا بدل گیا روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے۔

منتسبین مشائخ اہل طریق کی عادت تبعیہ ہے کہ بزرگوں کے منتسبین کو محض اس انتساب کی وجہ سے معظم سمجھتے ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی اپنے دین کی حفاظت فرماویں گے اور میں اگر کسی کو خلیفہ نہ بناؤں تو (یہ بھی جائز ہے کیونکہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو (صراحۃ) خلیفہ نہیں بنایا اور اگر خلیفہ بناؤں تو (یہ بھی جائز ہے کیونکہ ابوبکرؓ نے (مجھ کو) خلیفہ نہیں بنایا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حقیقی علامت شہادت قلب سلیم ہے (قصہ شہادت میں منقول ہے کہ (حالت مرض الموت) حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ موقع میں نے تجویز تو اپنے لئے کر رکھا تھا مگر میں حضرت عمرؓ کو اپنے نفس پر ترجیح دیتی ہوں اور دفن کی اجازت دیتی ہوں۔ فضائل اکثر اہل ادب کی یہ بھی عادت مشاہدہ کی جاتی ہے کہ فضائل کے مواقع پر تادیا اپنے سے بڑوں کو مقدم رکھتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ کے ایثار

سے اس کا استحسان معلوم ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو موسیؓ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں تھے لوگ اللہ اکبر اللہ اکبر پکار کر کہنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی جانوں پر نرمی کرو تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو تم ایک سمیع بصیر کو پکارتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور جس کو تم پکارتے ہو وہ تم سے ناقہ کی گردن سے بھی نزدیک تر ہے۔(بخاری ومسلم)

ترجمہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے خواب گاہ میں تشریف لے جاتے تو اپنے ہاتھوں میں کچھ دم کرتے اور پڑھتے روایت کیا اس کو بخاری ومسلم نے (تیسیر ص ۱۶۱)

ف رسم جھاڑ پھونک گو اہل طریق کے نزدیک یہ مقصود نہیں مگر بنظر نفع رسانی خلق جو شخص اس کی درخواست کرتا ہے اس کی دل شکنی نہیں کرتے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) تشریف لائے تو خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے جانا گوارا نہ کیا کیونکہ اس کے اندر (مشرکین کے رکھے ہوئے) بہت سے بت تھے۔ آپؐ نے ان کی نسبت حکم فرمایا وہ سب باہر کردیئے گئے اور ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام کے تصویر کو بھی باہر لائے۔ ان دونوں (تصویروں) کے ہاتھ میں قمار کے تیر تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خدا ان (مشرکین) کو غارت کرے واللہ ان کو خوب معلوم ہے کہ ان دونوں حضرات نے کبھی ان تیروں سے قمار نہیں کھیلا (اور پھر بھی ان کے ہاتھ میں تیر دے دیئے) اس کے بعد آپ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور سب گوشوں میں اللہ اکبر فرمایا۔ روایت کیا اس کو بخاری نے (تیسیر ص ۱۳۳)

ف اصلاعدم تعظیم تصور بزرگان بعض اہل غلو بزرگوں کی تصویروں کی تعظیم کیا کرتے ہیں اور ان کو متبرک سمجھتے ہیں۔ اس حدیث سے اس عقیدہ وعمل کا بالکلیہ قلع قمع ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے جانے سے دونوں پیغمبروں کی تصویروں کی موجودگی کا مانع ہونا واضح دلیل اس مدعا کی ہے۔

ترجمہ۔ اسلمیہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ شریفہ) سے پوچھا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر کیا فرمایا تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ فرمایا تھا کہ میں تم سے یہ کہنا بھول گیا تھا کہ تم دونوں سینگوں کو (جو کہ کعبہ کے اندر اس دلبر کے لگ رہے تھے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ میں ذبح کیا گیا تھا) ڈھانک دینا کیونکہ بیت اللہ کے اندر کسی ایسی شے کا رہنا اچھا نہیں جس سے نماز پڑھنے والے کا دل بٹے روایت کیا اس کو ابوداؤد نے۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ قریش اور بھی جو لوگ ان کے طریقہ پر تھے اور یہ سب حمس کہلاتے تھے (عرفہ کے دن جب کہ سب عرفات میں جاتے تھے یہ لوگ) مزدلفہ میں ٹھہرے رہتے تھے اور کہا کرتے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خواص ہیں۔ اس لئے ہم اس کے حرم سے باہر نہیں جاتے (اور عرفات حرم سے خارج ہے اور مزدلفہ داخل ہے) روایت کیا اس کو رزین نے (تیسیر ص ۱۲۳)

معلوم ہوا کہ قبور اولیاء کے مجاورین نے بھی جو رسمیں خلاف شرع تراش رکھی ہیں سب باطل ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع میں) جمرہ کے پاس (منی کے دن) تشریف لائے اور اس پر کنکریاں ماریں اور (سر مبارک منڈوا کر) ابو طلحہ سے فرمایا

کہ یہ مال لوگوں میں (تبرکاً) تقسیم کر دو روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد نے (تیسیر ص ۱۲۵)

ترجمہ۔ امام مالک سے دعائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں منقول ہے اے اللہ ہمارے لئے زمین کو لپیٹ دے (تیسیر ص ۱۲۶)

ف۔ قول امکان طی ارض بہت حکایات میں اولیاء اللہ کی یہ کرامت منقول ہے کہ زمانہ کثیر میں مسافت طویل قطع کر لی۔ پس مطلق اپنے اطلاق پر باقی رہے گا اور علی الاطلاق لی ارض ممکن رہے گا۔

ترجمہ۔ حضرت قتادہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ہلال دیکھتے تھے تو اس کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیتے تھے روایت کیا اس کو ابو داؤد نے (تیسیر ص ۱۵۶)

ف۔ تعلیم عدم التفات الی الانوار ائمہ فن کی تعلیم ہے کہ اگر مراقبات میں کچھ انوار منکشف ہوں تو ان کی طرف توجہ نہ کرنا چاہیے۔ خوب سمجھ لو۔

ترجمہ۔ حضرت عمر ابن حذیفہؓ سے روایت ہے کہ حضرت میمونہؓ قرض لیتیں اور کثرت سے لیتیں ان کے گھر والوں نے اس بارہ میں ان سے گفتگو کی اور ان کو ملامت کی۔ انہوں نے فرمایا میں دین لینا نہ چھوڑوں گی میں نے اپنے محبوب اور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص کچھ قرض لے اور اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو کہ وہ اس کے ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا قرض ادا کر دے گا روایت کیا اس کو نسائی نے (تیسیر ص ۱۷۲)

اکثر بزرگوں کو دیکھا ہے کہ مہمانوں اور مسکینوں کی خدمت کے لئے بے تکلف قرض لے لیتے ہیں۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث فضیلت ذکر میں روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں بندہ نہایت خطاوار ہے وہ ان میں سے نہیں محض ایک کام کے لئے آنکلا تھا سو (وہاں) بیٹھ گئے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں رہتا روایت کیا اس کو بخاری اور مسلم نے (تیسیر ص ۱۷۳)

ف۔ رسم ادخال عوام در سلسلہ برای برکت اکثر بزرگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ سلسلہ میں ایسوں کو بھی داخل کر لیتے ہیں جن سے کچھ بھی ذکر وغیرہ کرنے کی یا اپنی حالت کو پورے طور سے درست کرنے کی توقع نہیں ہوتی۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث مروی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا حال بیان فرمایا جو قیامت میں سب سے پہلے بلایا جائے گا۔ اس روایت میں یہ بھی ہے شفی راوی کہتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہؓ سے سن کر حضرت معاویہؓ کو اس حدیث کی خبر دی حضرت معاویہؓ فرمانے لگے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ جب ایسا معاملہ کیا گیا تو بقیہ لوگ کا تو کیا حال ہو گا۔ پھر حضرت معاویہؓ اس قدر زار زار روئے کہ گمان ہوتا تھا کہ جان نکل جائے گی پھر ہوش میں آئے اور اپنا چہرہ پونچھا روایت کی اس کو مسلم اور ترمذی اور نسائی نے اور الفاظ ترمذی کے ہیں۔ (تیسیر ص ۷۸)

ف۔ حال وجد۔ وجد کہتے حالت غریبہ محمودہ کو آگے اس کے مراتب وہیات مختلف ہیں اور جو ریا سے نہ ہو سب محمود ہے حضرت معاویہؓ کی حالت سے اس کا صریح اثبات ہوتا ہے۔

ترجمہ۔ عطیہ سعدی سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بندہ حقیقتہ تقوی کو نہیں پہنچتا جب تک کہ ایسی چیز کے اندیشہ سے جس میں کوئی خرابی ہو ایسی چیز کو نہ چھوڑ دے جس میں کوئی خرابی نہ ہو۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

ترجمہ۔ عبادہ بن تمیم سے روایت ہے کہ ابو بشیر انصاریؓ نے ان کو خبر دی کہ وہ ایک سفر میں جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ سو آپ نے حضرت معاویہؓ کو حکم فرمایا کہ کسی اونٹ کی گردن میں کوئی گلوبند تانت کا یا مطلق گلوبند فرمایا چھوڑا نہ جاوے مگر کہ اس کو کاٹ دیا جاوے روایت کیا اس کو بخاری ومسلم ومالک وابوداؤد نے۔ (تیسیر ص ۱۹۲)

ف۔ اصلاح ترک تمائم غیر مشروعیہ اکثر شراح حدیث نے اس کی یہ وجہ بیان کی ہے کہ اہل جاہلیت کی عادت تھی کہ جانور کی حفاظت کے واسطے گنڈے بنوا کران کے گلے میں باندھ دیتے تھے۔

ترجمہ۔ حضرت کبشہ انصاریہؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر پانی پیا پس میں اٹھی اور اتنا چمڑہ کاٹ لیا (کہ برکت کے لئے اپنے پاس رکھوں گی) روایت کیا اس کو ترمذی نے اور رزین نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ میں نے اس چمڑے کا ایک چھوٹا سا مشکیزہ بنالیا کہ اس میں (برکت کے لئے) پانی پیا کرتی تھی۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کے باغ میں تشریف لائے اور وہ اپنے باغ میں پانی پھیر رہا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہارے پاس ایسا پانی ہو جو اس شب کو مشک میں رہا ہو (یعنی باسی پانی ہو تو لاؤ) ورنہ (میں پانی جو باغ میں جاری ہے) منہ لگا کر پی لیں گے۔ روایت کیا اس کو بخاری اور ابوداؤد نے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن الزبیرؓ سے آپ کی نماز کے بارہ میں مروی ہے کہ آپ کی نگاہ آپ کے اشارہ بالسبابہ سے آگے نہ بڑھتی تھی روایت کیا اس کو ابوداؤد نے (تیسیر ص ۲۲۳)

میں ایک شغل یہ بھی ہے کہ کسی چیز کی طرف نگاہ جما کر یکھا جاوے۔

جمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ لعنت کرے یہود اور نصاریٰ کو کہ اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا یعنی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں روایت کیا اس کو بخاری ومسلم وابوداؤد ونسائی نے (تیسیر ص ۲۲۷)

ف۔ اصلاح حرمت سجدہ قبور۔

ترجمہ۔ حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور اسی حدیث میں ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دشمن خدا یعنی ابلیس ایک شعلہ آگ کا لایا تاکہ اس کو میرے منہ میں لگائے۔ روایت کیا اس کو مسلم نے (تیسیر ص ۲۲۸)

تنبیہ اکابر بر عدم الامن امن الشیطان

کوئی کتنا ہی بڑا کامل کیوں نہ ہو جاوے مگر اس کو شیطان سے بے فکر نہ ہونا چاہیے بلکہ ہمیشہ ہوشیار و بیدار رہے کہ کسی موقع پر اس کو لغزش میں نہ ڈال دے اس خبیث کی جرات دیکھئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار عالی تک پہنچنے کا اس کو حوصلہ ہوا۔

حضرت عتبان بن مالکؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (برسات کے دنوں میں) میرے اور میری قوم کی مسجد کے درمیان میں (پانی کا) سیلاب حائل ہو جاتا ہے۔ (اس لئے میں مسجد میں حاضر نہیں ہو سکتا اور نگاہ ان کی ماؤف تھی اس لئے کچھ نظر آتا نہ تھا کہ کہاں پانی ہے کہاں خشک ہے) سو میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے یہاں تشریف لائے اور میرے گھر میں کسی جگہ نماز پڑھ دیجئے کہ میں (ایسی ضرورت کے موقع پر) اس کو نماز کی جگہ بنالوں (یعنی وہاں نماز پڑھ لیا کروں) آپؐ نے وعدہ فرمایا کہ ہم ایسا کر دیں گے روایت کیا اس کو بخاری ومسلم ومالک ونسائی نے (تیسیر ص ۲۳۳)

معمولات میں اکثر جگہ کو معین رکھتے ہیں۔ تکلیف دینے سے محض یہ غرض تھی کہ وہ جگہ متبرک ہو جاوے گی تو وہاں نماز پڑھنے میں زیادہ برکت ہوگی۔ غلو نہ ہو ورنہ شرک وبدعت کی حد میں داخل ہو جاتا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ صفوں کو سیدھا کیا کرو اور کندھوں کو برابر رکھا کرو اور درمیانی فصل کو بند کر دیا کرو اور اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم ہو جایا کرو اور شیطان کے فاصلے بیچ میں مت چھوڑا کرو روایت کیا اس کو ابوداؤد نے (تیسیر ص ۲۳۴)

کز حلقہ کے ساتھ کیا جوے تو خوب مل مل کر بیٹھیں۔

ترجمہ۔ عبداللہ بن مغفل مزنی سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کے قبل دو رکعتیں پڑھنے کو فرمایا پھر دوسری یا تیسری بار میں یہ بھی فرمادیا کہ جس کا جی چاہے اس لئے کہ یہ امر ناپسند ہوا کہ لوگ اس کو معمول لازمی قرار نہ دے لیں (لمسن شاء سے اس کا انسداد مقصود تھا) روایت کیا اس کو ابوداؤد بخاری اور مسلم نے

ف۔ اصلاح ترک رسوم ملتزمہ عامہ

ترجمہ۔ حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد ترک نہیں فرماتے تھے البتہ جب بیماریاں کسلمند ہوتے تو (بجائے کھڑے ہونے کے) بیٹھ کر پڑھ لیتے۔ روایت کیا اس کو ابوداؤد نے (تیسیر ص ۲۴۴) ف تعلیم اراحۃ نفس

ترجمہ۔ حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ شیطان میرے اور میری نماز امور قرات کے درمیان حائل ہو گیا ہے کہ اس میں شے ڈال دیتا ہے (یعنی عدد رکعات اور قرات وعدم قرات میں شک پیدا ہو جاتا ہے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ایک شیطان ہے جس کا لقب خزب ہے جب تم کو اس کا اثر معلوم ہو تو اعوذ باللہ پڑھو اور بائیں طرف تین بار تھتکار دو وہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو کیا سو اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھ سے دفع کر دیا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے (تیسیر ص ۳۵)

ف۔ متفرقات علاج وسوسہ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ تمہاری صورت اور جسم کو نہیں دیکھتے (کہ حسین وجسیم ہے یا نہیں) لیکن تمہارے قلوب اور اعمال کو دیکھتے اور دو مرتبہ یہ ارشاد فرمایا کہ تقوی اس جگہ ہے یعنی سینہ میں۔

ترجمہ۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کو بھیجا مجھ کو ماں کے پاس پہنچنے میں دیر ہوئی جب میں آیا تو انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ تو کہاں رہ گیا تھا میں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ایک کام کو بھیجا تھا کہنے لگیں وہ کیا کام تھا میں نے کہا وہ راز کی بات ہے کہنے لگیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز کسی سے مت کہنا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک شخص کسی جماعت سے محبت رکھتا ہے اور ان کی برابر عمل و عبادت نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا اے ابوذر تم اسی کے ساتھ ہو گے جس سے محبت رکھتے ہو گے۔ اولیاء اللہ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ارواح لشکر ہیں جو (عالم ارواح میں) مجتمع تھیں۔ جن میں (وہاں) باہم جان پہچان ہوئی ہے ان میں (یہاں بھی) باہم الفت ہے اور جن میں جان پہچان ہوئی ان میں اختلاف مزاج ہے۔ روایت کیا اس کو مسلم اور ابوداؤد نے اور روایت کیا اس کو بخاری نے۔ حضرت عائشہؓ سے نسبۃ اشتراط سبب شیخ و مرید در نفع۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دن کعبہ شریفہ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تیری بڑی حرمت ہے اور مومن اللہ کے نزدیک حرمت میں تجھ سے بھی زیادہ ہے روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۲۷۲)

ف۔ قول از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است توافضل من ا لکعبہ کو بدرجہ اولی تجلی گاہ کہنا صحیح ہو سکتا ہے۔

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر پانچ مضمون بیان فرمائے ان میں یہ بھی مضمون تھا کہ اللہ تعالی کا حجاب نور ہے اگر وہ اس حجاب کو اٹھا دے تو اس کے انوار جلال ذاتی تمام مخلوق کو جہاں تک اللہ تعالی کی نگاہ پہنچے سب کو جلا دے (اور ظاہر ہے کہ اللہ تعالی کی نظر تمامی مخلوق کو محیط ہے مطلب یہ ہوا کہ تمام مخلوق اس کے نور ذات سے سوختہ ہو جاوے) روایت کیا اس کو مسلم نے (تیسیر ص ۲۷۶)

ف۔ مسئلہ امتناع رویت در دنیا۔ اکثر جہلا صوفیہ کا اعتقاد ہے کہ سالک کو دنیا ہی میں مثل اخرت کے اللہ تعالی کا دیدار ہو سکتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اعمال کی فضیلت ذکر کر کے ان اعمال کی نسبت فرمایا کہ یہ مورچہ بندی ہے یہ مورچہ بندی ہے یہ مورچہ بندی ہے (یعنی شیطان کے ساتھ جو مسلمان کا محاربہ رہتا ہے ان اعمال کو کرنا گویا اپنی سرحد کی حفاظت ہے) روایت کیا اس کو مسلم اور مالک اور ترمذی اور نسائی نے (تیسیر ص ۲۸۷)

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے ایک قصہ میں روایت ہے کہ جب دونوں شخص (کہ صحابہ تھے) گھاٹی کے مونہہ پر پہنچے تو مہاجری تو لیٹ گئے اور انصاری (جن کی باری پہرہ دینے کی تھی) نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے اتنے میں ایک شخص (جو جاسوس کفار تھا) آیا جب اس نے انسان کا جثہ دیکھا سمجھ گیا کہ یہ نگران ہیں پس ان کے ایک ایسا تیر مارا کہ ان کے بدن میں پرو دیا انہوں نے نکل کر پھینک دیا یہاں تک کہ تین تیر مارے پھر رکوع اور سجدہ کیا پھر (نماز سے فارغ ہو کر) اپنے ساتھی (مہاجری) کو جگایا جب اس جاسوس کو معلوم ہوا کہ لوگوں کو میری خبر ہو گئی ہے تو وہ بھاگ گیا اور جب مہاجری نے انصاری کو خونا خون دیکھا تو (تعجب سے) کہا سبحان اللہ تم نے مجھ کو اول ہی تیر مارنے پر کیوں نہ جگایا کہنے لگے میں ایک سورت پڑھنے میں مشغول تھا مجھ کو اس کا قطع کرنا اچھا نہ معلوم ہوا۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے (تیسیر ص ۲۸۸)

ف۔ حال لذت در حالت قرات

ترجمہ۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جنابت میں ایک بال کی جگہ بھی بے دھوئے چھوڑ دے دوزخ میں اس کا ایسا حال ہو گا حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ بس اسی وقت سے میں اپنے سر کا دشمن ہو گیا اور حضرت علیؓ کی عادت تھی کہ اپنے سر کے بال قطع کرا دیتے تھے۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے (تیسیر ص ۲۶۴)

ف۔ عادۃ حلق موی سر اکثر مشائخ کی عادۃ ہے۔

ترجمہ۔ کلیبؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں نے اسلام قبول کیا آپ نے فرمایا کہ حالت کفر کے بال اتروا ڈالو یعنی سر منڈوا دو۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے (تیسیر ص ۲۹۸)

ف۔ رسم حلق الشعر وقت البیعۃ بعض مشائخ کا معمول منقول ہے کہ مرید کرنے کے وقت اس کو موتراشی کرتے تھے۔

ترجمہ۔ اسلم سے حدیث طویل میں روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس نو طباق تھے سو کوئی میوہ یا اور کوئی عمدہ چیز نہیں ہوتی تھی مگر حضرت عمرؓ اس کو ان طباقوں میں لگا کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کے پاس (کہ نو تھیں بھیجا کرتے روایت

کیا اس کو مالک نے (تیسیر ص ۳۱۵) ف۔ عادۃ خدمت اہل الشیخ بعدہ۔

ترجمہ۔ حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ گوشت (کی کثرت) سے احتیاط رکھا کرو کیونکہ اس کی خواہش بھی ایسی ہی ہو جاتی ہے جیسے شراب کی طلب ہوتی ہے اور اللہ تعالی ایسے گھر والوں کو پسند نہیں کرتے جن کو گوشت کھانے کی (لازمی) عادت ہو جاوے روایت کیا اس کو مالک نے۔ (تیسیر ص ۳۰۵)

ف۔ عادۃ بعض ترک اللحم۔

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ مجھ کو حضرت عمرؓ ملے اور اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ جب کسی چیز کی تم کو رغبت ہوتی ہے تو اس کو خرید لیتے ہو آدمی کے مسرف ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ جس چیز کو جی چاہا کرے وہی کھا لیا کرے روایت کیا اس کو مالک نے (تیسیر ص ۳۰۵)

ف۔ عادۃ تقلیل لذات یہ ایک شعبہ ہے مجاہدہ کا۔

ترجمہ۔ حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگ ایک سفر میں تھے اور اسی حدیث میں مار گزیدہ کا قصہ ہے اور اس میں یہ ہے کہ ابو سعید کہتے ہیں کہ میں نے (اس کو مار گزیدہ کو) صرف سورہ فاتحہ سے جھاڑا تھا (وہ اچھا ہو گیا اور جو معاوضہ میں سو بکریاں ٹھہری تھیں وہ وصول کرلیں پھر) ہم نے (باہم) کہا کہ ابھی (ان بکریوں کے بارہ میں) کوئی نئی بات (تصرف وغیرہ) مت کرنا یہاں تک کہ ہم رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر (حکم شرعی) دریافت کرلیں سو ہم جب حاضر ہوئے ہم نے آپ سے ذکر کیا آپ نے (تعجب سے) فرمایا کہ تم کو کیسے خبر ہو گئی کہ سورہ فاتحہ جھاڑ بھی ہے (پھر ان کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ) ان بکریوں کو تقسیم کرلو اور میرا بھی حصہ لگانا (یہ اس لئے فرمادیا کہ اس کے حلال ہونے میں شبہ نہ رہے) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد نے (تیسیر ص ۳۱۲)

ف۔ رسم نذرانہ تعویذ بعضے

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیماری لگنا (اس طرح کہ ہٹلنی ہی نہ ہو) کوئی چیز نہیں اور بد شگونی کوئی چیز نہیں اور مجھ کو فال نیک اچھی معلوم ہوتی ہے لوگ نے پوچھا کہ فال نیک کیا چیز ہے فرمایا کہ کوئی دل خوش کن کلمہ ہے (کہ کان میں پڑ جاوے اور اس کو مطلب سے کچھ مناسب ہو جیسے کوئی شخص گم شدہ چیز کو تلاش کرتا تھا۔ اتفاق سے کسی شخص نے دوسرے کو واجد علی نام لے کر پکارا جس کے معنی ہیں پالینے والا تو وہ شخص اس کو سن کر خوش ہو گیا) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و ترمذی و ابو داؤد نے (تیسیر ص ۳۱۶)

ف۔ رسم تفاؤل از قرآن یا کتب بزرگان۔ بعض اہل عقیدت کو دیکھا گیا ہے کہ کسی ظاہری یا باطنی حاجت کے بارہ میں قرآن مجید یا دیوان حافظ یا مثنوی مولوی رومی سے فال لیتے ہیں۔ اس حدیث میں اس کی حقیقت بیان کی گئی ہے اگر اسی حد تک ہو مضائقہ نہیں۔

ترجمہ۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دین کا عالم بھی خوب ہوتا ہے اگر کوئی اس کے پاس (دینی) احتیاج پیش کرے تو نفع پہنچادے (یعنی دین کی تعلیم کرے) اور اگر کوئی اس کے پاس احتیاج نہ پیش کرے وہ بھی اپنے آپ کو بے پرواہ کر کے رکھے۔ روایت کیا اس کو رزین نے (تیسیر ص ۳۱۷)

ترجمہ۔ حضرت ابو الدرداء سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علماء وارث ہوتے ہیں انبیاء علیہم السلام کے روایت کیا اس کو ابو داؤد نے (تیسیر ص ۳۱۷) ف مسئلہ توارث نسبت اہل طریق میں مشہور ہے کہ نسبت باطنی

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "ایک دفعہ جبکہ میں سو رہا تھا میں دیکھتا ہوں کہ لوگ میرے روبرو پیش کئے جاتے ہیں اور ان کے جسموں پر کرتے ہیں بعض کے کرتے سینے تک پہنچے ہیں اور بعض کے اس سے کم وبیش اور (حضرت) عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) اس حال میں پیش کئے گئے کہ ان کے جسم پر جو کرتہ تھا وہ اتنا بڑا تھا کہ وہ اس کو لمبا ہونے کی وجہ سے زمین پر کھینچتے تھے۔ بعض صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے عمر کے اس کرتہ کو کھینچنے کی کیا تعبیر فرمائی ہے؟ آپ نے فرمایا "دین" (متفق علیہ منقول از مشکوٰۃ شریف)

ذات حق کے لئے اس تمثیل کا جواز قرآن شریف سے بھی ثابت ہے اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ (یعنی اللہ تعالی آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق ہو جس میں چراغ روشن ہو چراغ ایک شیشے میں ہو شیشہ ایسا صاف ہو گویا چمکتا ہوا موتی جیسا تارا۔

دنیا میں اللہ تعالی کا دیدار ممکن نہیں حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کی حکایت سے بعض لوگوں کو یہ شبہ ہو جاتا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالی کا دیدار واقع ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالی تو ظاہر ہوا اور حجابات اٹھا دیئے مگر موسی علیہ السلام دیکھ نہ سکے اور بیہوش ہو گئے (خوب سمجھ لیجئے) اور یہ جو بعض بزرگوں مثل امام احمد حنبل وامام ابو حنیفہ وغیرہم کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو خواب یا حال ومکاشفہ میں دیکھا ہے یہ البتہ ممکن اور واقع ہے کیونکہ یہ دیکھنا عالم مثال میں ہے نہ کہ عالم اجساد میں ظاہر کی (حسی) انکھوں سے۔

حمد ونعت وعقیدہ

بسم اللہ الرحمان الرحیم

اَلْحَمْدُ لِمَنْ قَدَّرَ خَیْرًا وَّخَبَالاً
وَالشُّکْرُ لِمَنْ صَوَّرَ حُسْنًا وَّ جَمَالاً

اس خدا کی ہزار ہزار تعریف جس نے خیر وشر کو پیدا کیا۔ اور اس خدا کا لاکھ لاکھ شکر جس نے حسن اور خوبصورتی پیدا کی

فَرْدٌ صَمَدٌ عَنْ صِفَۃِ الْخَلْقِ بَرِیٌٔ
رَبٌّ اَزَلِیٌّ خَلَقَ الْخَلْقَ کَمَالاً

وہ ایک ہے بے نیاز ہے مخلوقات کی صفتوں سے بری ہے۔ پروردگار ہے ازل سے ہے اس نے مخلوقات کو اپنے کمال سے پیدا کیا

لَاضِدٌّ وَلَانِدٌّ وَلَا حَدٌّ لِمَوْلٰی
اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ وَلَمْ یَلْقَ زَوَالاً

اس کا کوئی مقابل نہیں کوئی مثل نہیں اس کی کوئی حد نہیں۔ وہ جیسا تھا اب بھی ویسا ہی ہے اس میں کسی قسم کی کمی نہیں آئی

لَامِثْلَ وَلَا صُوَرَ مِثْلاً وَ نَظِیْرًا
مَنْ قَالَ سِوٰی ذَالِکَ قَدْ قَالَ مَحَالاً

اس کا کوئی مثل نہیں ہے اس نے اپنی مثال اور نظیر پیدا ہی نہیں کی۔ جو لوگ اس کی نظیر کے قائل ہوئے وہ ایک محال چیز کے قائل ہوئے۔

لَاشِبْہَ وَلَا مِثْلَ وَلَا کُفُوَ لِمَوْلٰی
لَا وَلَدَ وَلَا وَالِدَ لَاعَمَّ وَ خَالاً

کوئی اس کے مانند نہیں اور مثل نہیں اور اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ نہ اس کی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اس کے نہ چچا ہے نہ ماموں

لَاقَبْلَ وَلَا بَعْدَ وَلَا وَقْتَ زَمَانًا
لَا مَانِعَ لَا حَاجِبَ لِلّٰهِ تَعَالٰى

نہ اس سے پہلے کوئی ہے اور نہ اس کے بعد اور نہ اس کے زمانے کے لئے کوئی وقت معین ہے۔ کوئی اللہ تعالیٰ کو روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے۔

اَشْهَدُ بِاللّٰهِ هُوَ الْوَاحِدُ حَقًّا
ثُمَّ اَشْهَدُ بِالْاَحْمَدِ فَضْلًا وَجَلًا لَا

خدا کی الوہیت کی شہادت دو' در حقیقت وہی ایک ہے۔ پھر احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرو۔

صَلِّ عَلٰى اَفْضَلِ رُسُلٍ وَ نَبِيٍّ
فِيْ كُلِّ صَبَاحٍ وَ مَسَاءٍ وَ زَوَالًا

تمام نبیوں سے افضل اور تمام رسولوں سے بہتر رسول پر صبح و شام دن رات درود بھیجو۔

مولانا رومی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند وزن

☆-------------☆

ہرچہ جز عشق خدائے احسن است
گر شکر خوردن بود جاں کندن است

فرمایا (لا الہ الا اللہ کے کہنے سے اپنے ایمان کو تازہ کرو)

کار دنیا کسے تمام نہ کرد
ہرچہ گیرید مختصر گیرید

ایک دن حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مناجات میں کہا' اے خداوندا مجھے کیونکر معلوم ہو کہ کون تیرا دوست ہے اور کون دشمن؟ حکم ہوا کہ میرا ذکر کرنے والا میرا دوست ہے اور مجھ سے غافل میرا دشمن۔ خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے فرمایا کہ ذکر الٰہی کلہاڑے کی طرح ہے جو خطروں کے تمام کانٹوں کو دل کے جنگل سے تراش دیتا ہے اور دل میں غیر کا نام و نشان تک نہیں چھوڑتا۔ جب دل خدائے تعالیٰ کے سوا سب سے پاک ہو جائے اور ماسوا کی پکڑ سے چھٹکارا پا جائے اور ذکر کرنے والے کا مطلوب و معشوق غیر نہ رہے تو ظاہر و باطن میں اس کا مطلوب رونق افروز ہوتا ہے۔

خداوند تعالیٰ کی یاد ایسی چیز ہے کہ ہر دم ایک تازہ درد اور بے اندازہ شوق بڑھاتی ہے اور ذاکر کے باطن کو صاف و مصفی کرتی ہے۔ اس پاک ذات کو اپنے دل میں حاضر رکھنے کی خبر دیتی ہے اور فنا اور مستی کا مزہ چکھاتی ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ خدائے تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے بندے کو وہ چیز عنایت کی ہے کہ اگر جبرئیل اور میکائیل کو بھی عطا کرتا تو ایک بڑی نعمت ان پر تمام کرتا، وہ یہ ہے قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ (پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا)

یہی ذکر ہے جو مفلسوں کی پونجی ہے اور عاشقوں کے جھونپڑوں کا چراغ ہے۔

بروایت عائشہؓ پس پوشیدہ ذکر یا دل کی یاد خدائے تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک ایسا خزانہ ہے کہ ہر وہ شخص جو دوسروں کی نظر سے اس کو چھپا کر رکھے اور خدائے تعالیٰ کی یاد میں پوشیدہ سانس لے اس جیسا کوئی نیک بخت نہیں ہے

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی نے فرمایا ہے کہ لوگ کلمہ طیبہ کی برکتوں سے واقف نہیں ہیں۔ اگر تمام دنیا کو ایک بار کلمہ پڑھنے پر بخش دیں اور بہشت میں بھیج دیں تو گنجائش رکھتا ہے۔

دل کے بگاڑ ہی سے بگڑتا ہے آدمی

جس نے اسے سنبھال لیا وہ سنبھل گیا

انسان استاد کی شاگردی حاصل کیئے بغیر کوئی فن آسانی اور صحیح طریقے کے ساتھ نہیں سیکھ سکتا برخلاف اور حیوانات کے کہ ان کے کمالات پیدائشی ہیں اور سیکھنے کے طور پر بہت کم حاصل کرتے ہیں۔

مور مسکین ہوسے داشت کہ درکعبہ رسد
دست برپائے کبوتر زد ناگاہ رسید

طریق تلاش مرشد کامل اس کا طریقہ یہ ہے کہ درویشوں سے اکثر ملاقات کی جائے اور ان میں سے کسی پر انکار اور عیب جوئی نہ کرے لیکن خود بھی ابھی بیعت نہ کرے بلکہ خوب اچھی طرح سوچ بچار کرے

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے بناید داد دست

(وہی شخص اپنی ہتھیلی میں موتی محفوظ رکھ سکتا ہے جو یہ جانتا ہے کہ تمام دنیا جیب کترے ہے)

اس کے مریدوں میں سے جس کو انصاف کرنے والا اور عمل کرنے والا عالم سمجھے اس سے سوال کرے اور اس بزرگ کی صحبت کے متعلق پوچھے

فیض حاصل ہونے کی صورتیں مثلاً کسی کو نیند آتی ہے حتی کہ لیٹ جاتا ہے۔ کوئی بیخود اور بیہوش ہو جاتا ہے اور کوئی بیخودی کی حالت میں دل میں ذکر جاری پاتا ہے اور اس کی حرکت نبض کی حرکت کے مانند ہے اور ضرب اللہ دل پر پڑتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ رفتہ رفتہ وہ آواز یہاں تک قوت پکڑ جاتی ہے کہ بغیر آنکھ بند کئے ہوئے بھی بے تکلف آنے لگتی ہے اور لوگوں کا غل غپاڑا اس میں رکاوٹ پیدا نہیں کرتا اور اس میں مصروف ہونے سے جس قدر ذوق شوق بڑھتا ہے اس کے لکھنے کی نہ قلم میں طاقت ہے اور نہ بیان کرنے کا زبان کو یارا پس جب ذکر تمام بدن میں اثر کر جاتا ہے تو سارے بدن سے ایسی آواز آنے لگتی ہے جیسی گنبد میں سے آتی ہے حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے درخت سے اور اپنے تمام بدن سے سنی تھی اور ان پر وحی ناز ہونے کی دلیل تھی اور اولیائے کرام بھی اسی آواز کے ساتھ الہام سے بزرگی حاصل کرتے ہیں اور عارفوں نے بھی اسی آواز سے خدائے تعالیٰ کو پایا ہے اور ہمیشہ روز بروز اس ذکر کی آواز غالب ہوتی چلی جاتی ہے اور کبھی گھنٹے جیسی بھی آواز آنے لگتی ہے۔

جگہ جگہ بیعت کرنا برکت کو کھو دیتا ہے

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے جانوں کو سخت نہ پکڑو ورنہ خدائے تعالیٰ تم کو سخت پکڑے گا اسلام میں ترک دنیا نہیں تیرے (نفس کا بھی تیرے اوپر حق ہے)

حضرت عبداللہ بن جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (پاس رہنے کی) بیعت کی۔ اس کے بعد اعرابی کو مدینہ طیبہ میں شدت کا بخار ہوا (اور وہاں سے نکلنا چاہا) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میری بیعت مجھے واپس کر دیجئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا۔ وہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا کہ میری بیعت واپس کر دیجئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا وہ پھر آیا اور کہا کہ میری بیعت واپس کر دیجئے آپ نے پھر انکار فرمایا پس اعرابی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر) چلا گیا تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک مدینہ بھٹی کی مانند ہے اپنے میل کو دور کرتا ہے اور اپنے اچھے کو خالص کر دیتا ہے)

اگر مرید شریعت کے مطابق عمل کرے اور شیخ سے محبت اور اس کے طریقہ پر دل سے کاربند رہے تو شیخ کی ناراضگی مضر نہیں ورنہ حصول مقصد کے لئے شیخ کی مرضی کو بہت دخل ہے۔ (۱) نہ اس میں کشف و کرامات ضروری ہیں۔ (۲) نہ قیامت میں بخشوانے کی ذمہ داری ہے۔ (۳) نہ دنیاوی کاموں میں کامیابی کا وعدہ ہے کہ مثلاً تعویذ گنڈوں سے کام بن جائیں یا مقدمات دعا سے فتح ہو جایا کریں یا روزگار میں ترقی ہو یا جھاڑ پھونک سے بیماری جاتی رہے یا ہونے والی بات بتا دی جایا کرے۔ (۴) نہ تصرفات لازم ہیں کہ پیر کی توجہ سے مرید کی اصلاح خود بخود ہو جائے اس کو گناہ کا خیال ہی نہ آئے خود بخود عبادت کے کام ہوتے رہیں مرید کو ارادہ بھی نہ کرنا پڑے یا علم دین و قرآن میں ذہن و حافظہ بڑھ جائے۔ (۵) نہ ایسی باطنی کیفیات پیدا ہونے کی کوئی میعاد ہے کہ ہر وقت یا کم از کم عبادت کے وقت لذت سے سرشار اور مست رہے۔ عبادت میں خطرات ہی نہ آئیں خوب رونا آئے ایسی محویت ہو جائے کہ اپنے پرائے کی خبر ہی نہ رہے۔ (۶) نہ ذکر و شغل میں انوار وغیرہ کا نظر آنا یا کسی آواز کا سنائی دینا ضروری ہے۔ (۷) نہ عمدہ خوابوں کا نظر آنا یا الہامات کا صحیح ہونا لازمی ہے۔

حقوق طریقت خصوصاً" لازمی ہے کہ حدیث اور فقہ مثلاً" تعلیم الاسلام وغیرہ مسائل کی کتابیں پڑھیں اور جوان پڑھ ہیں وہ پڑھے ہوئے لوگوں سے سنیں اور ان سے فرائض واجبات محرمات، مکروہات اور مشتبہات کی واقفیت حاصل کریں بدن کپڑے اور جائے نماز کی پاکی اور نماز کی شرطوں کا اچھی طرح خیال رکھیں لیکن ظاہری پاکیزگیوں کو وسوسہ اور وہم کے درجے تک نہ پہنچائیں۔ جو سب سے زیادہ بہتر ہو اس کو امام بنائیں۔

حمد و نعت

مسئلہ معصوم بے گناہ ہونا نبیوں ہی کی خصوصیت ہے اور اولیا کو معصوم سمجھنا کفر ہے

کرامت کی تین قسمیں ہیں جہاں علم بھی ہو اور ارادہ بھی جیسے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے فرمان مبارک سے دریائے نیل کا جاری ہونا جہاں علم ہو اور ارادہ نہ ہو جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم میوہ کا آجانا جہاں نہ علم ہو نہ ارادہ جیسے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانا اور کھانے کا دو چند سہ چند ہو جانا چنانچہ خود حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو تعجب ہوا جس سے ان کے علم و ارادہ کا پہلے سے متعلق نہ ہونا ثابت ہوتا ہے

کاملوں کے نزدیک شریعت پر قائم رہنا اچھے اخلاق کی عادت ہونا نیک کاموں کا پابندی اور بے تکلفی سے ہونا حسد و کینہ اور دوسری بری عادتوں سے دل کا پاک ہو جانا کوئی سانس غفلت میں نہ گزارنا وغیرہ

کرامت کو چھپانا واجب ہے کسی طالب کے یقین کو پختہ کرنا مقصود ہو تو وہاں اظہار جائز ہے

بعض اولیاء اللہ سے مرنے کے بعد بھی تصرفات و خوارق ظاہر ہوتے ہیں آج کل اس قسم کے بہت قصے واقع ہو رہے ہیں مثلاً" مسمریزم فریمیسن حاضرات ہمزاد کا عمل عملیات و نقوش طلسمات و شعبدات تاثیرات عجیبہ ادویات سحر چشم بندی وغیرہ کہ اس میں بعض کے آثار تو محض خیالی ہیں اور بعض قوت خیالیہ کا کرشمہ ہیں اور بعض جو واقعی کرامت اور قوت قدسیہ سے تعلق رکھتے ہیں تو عام لوگ ان کو اسباب طبعیہ سے سمجھ کر سب کو ایک لاٹھی سے ہانکتے ہیں

بالیقین فریمیسن حرام اور معصیت ہے سحر یعنی جادو اور چشم بندی جو مداری کا تماشا کرنے والے عام طور پر اس کے اثرات

دکھاتے ہیں

فائدہ اگر اتفاقاً" دو شخصوں کے کشف ایک ہی نکل آئیں تو ظن غالب کا درجہ ہوگا جیسا اذان کی ابتداء کے سلسلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کشف اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک پر غسل کپڑوں سمیت دینے کا کشف حدیث شریف سے ثابت ہے

پھر اس شخص کا کشف زیادہ معتبر ہوگا جو خدائے تعالیٰ کا زیادہ مقرب ہوگا یعنی زیادہ متقی ہوگا اور ایک ہی کشف دس آدمیوں پر ظاہر ہو اور دوسرا کشف صرف ایک ہی آدمی پر ہو تو دس آدمیوں والے کشف کو ترجیح دی جائے گی اور اگر وہ آدمی ان تمام آدمیوں سے زیادہ قوی ہو تو اس کا کشف اس جماعت کے کشف سے زیادہ بہتر ہوگا ان تمام امور میں الہام کا بھی وہ حکم ہے جو کہ کشف کا ہے

جو جسم حرام غذا سے پلتا ہے جنت اس پر حرام ہو جاتی ہے پیٹ حد سے زیادہ نہ بھرو بلکہ دو چار لقمہ کی بھوک رکھ کر کھاؤ خدائے تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے دل میں رقت اور نرمی رہتی ہے گناہوں کی رغبت کم ہو جاتی ہے طبیعت ہلکی رہتی ہے نیند کم آتی ہے تہجد اور دوسری عبادتوں میں سستی نہیں ہوتی بھوکوں اور عاجزوں پر رحم آتا ہے بلکہ ہر ایک کے ساتھ رحم دلی پیدا ہوتی ہے

جو کلمہ نہ خیر نہ شر تو وہ لغو ہو اور لغویات سے احتراز عقلاً" بھی واجب ہے، نفس کو زیادہ بولنے میں بھی مزہ آتا ہے امیروں کی خوشامد کرنا ایسی ہنسی کرنا جس سے کسی کا دل دکھے بات ثواب کی ہے تو کہہ ڈالو،

بہت ہی دل چاہے تو تھوڑی سی کہہ کر چپ ہو جاؤ کہ بلا ضرورت کسی سے نہ ملو، جب تنہائی ہوگی خود ہی زبان خاموش ہوگی

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ غیبت زنا سے بھی بدتر ہے کیونکہ زنا سے توبہ قبول کرلی جاتی ہے لیکن غیبت سے توبہ قبول نہیں کی جاتی جب تک کہ وہ شخص جس کی غیبت کی ہے معاف نہ کرے اگر خدانخواستہ کسی کی غیبت سرزد ہو جائے تو شرمندگی کے ساتھ توبہ کرے تاکہ خدائے تعالیٰ کے عتاب سے محفوظ رہے اور اس شخص سے معافی مانگے جس پر غصہ آیا ہے اس کے اپنے روبرو سے ہٹا دے اگر وہ نہ ہٹے تو خود اس جگہ سے ٹل جائے پھر سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے اس سے زیادہ میں خدائے تعالیٰ کا قصوروار ہوں اور جیسا میں چاہتا ہوں کہ اللہ میرا وہی چاہتا ہے اعوذ باللہ کئی بار پڑھے اور پانی پی لے یا وضو کرلے اور کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اس سے غصہ جاتا رہتا ہے

حسد کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہا ہے کہ فلاں شخص اس نعمت کے لائق نہ تھا اس کو نعمت کیوں دی تو یوں سمجھو کہ توبہ توبہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتے ہو، یہ کتنا بڑا گناہ ہوگا اگر اس شخص سے ملنا ہو جائے تو اس کی تعظیم کرے اور اس کے ساتھ عاجزی سے پیش آئے، پہلے پہلے ایسے برتاؤ سے نفس کو بہت تکلیف ہوگی مگر رفتہ رفتہ آسان ہو جائے گی

کاروبار، روزگار، تجارت ضرورت سے زیادہ نہ پھیلائے غرض سب سامان مختصر رکھے فضول خرچی نہ کرے موٹا کھانے پہننے کی عادت رکھے غریبوں میں زیادہ بیٹھے جن بزرگوں نے دنیا چھوڑ دی ہے ان کے قصے حکایتیں دیکھا کرے

کنجوسی کی برائی زکوۃ قربانی، کسی محتاج کی مدد کرنا، اپنے غریب رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا وغیرہ کنجوسی میں یہ حقوق ادا نہیں ہوتے اس کا گناہ ہوتا ہے یہ تو دین کا نقصان ہے اور کنجوس آدمی سب کی نگاہوں میں ذلیل اور بے قدر رہتا ہے یہ

دنیاوی نقصان ہے اس سے زیادہ کیا برائی ہوگی اس کا علاج ایک تو یہ ہے کہ مال اور دنیا کی محبت دل سے نکالے دوسرے یہ کہ جو چیز اپنی ضرورت سے زیادہ ہو' اپنی طبیعت پر زور ڈال کر کسی کو دے ڈالے اگرچہ نفس کو تکلیف ہو مگر ہمت کر کے اس تکلیف کو برداشت کرے اور جب تک کہ کنجوسی کا اثر بالکل دل سے نہ نکل جائے یونہی کیا کرے

حدیث شریف میں ہے کہ جس آدمی کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا، بخاری اور دنیا میں بھی لوگ ایسے آدمی سے دل میں بہت نفرت کرتے ہیں اور اس کے دشمن ہوتے ہیں اگرچہ ڈر کے مارے ظاہر میں آؤ بھگت کرتے ہیں اور اس میں یہ برائی ہے کہ ایسا شخص کسی کی نصیحت کو نہیں مانتا حق بات کو کسی کے کہنے سے قبول نہیں کرتا بلکہ برا مانتا ہے اور اس نصیحت کرنے والے کو تکلیف پہنچانا چاہتا ہے علاج اس کا یہ ہے کہ اپنی حقیقت پر غور کرے کہ میں مٹی اور ناپاک پانی کی پیدائش ہوں ساری خوبیاں اللہ تعالی کی دی ہوئی ہیں

مثلا آئینہ دیکھتے وقت پڑھے اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ

مثلاً غصے کو دو چار بار روک لیا تو اس سے اس بیماری کی جڑ نہیں گئی یا ایک آدھ بار غصہ نہ آیا تو اس دھوکے میں نہ آئے کہ میرا نفس سنور گیا ہے بلکہ ہمیشہ ان علاجوں پر کاربند رہے کہ جب نفس سے کوئی شرارت اور برائی یا گناہ کا کام ہو جائے اس کو کچھ سزا دیا کرے جیسی حیثیت ہو جرمانے کے طور پر ٹھہرائے جرمانہ غریبوں کو بانٹ دیا کرے'

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی جب نفس سے کوئی خطا ہو جاتی تھی تو اس کو سزا دیا کرتے تھے کبھی پیروں پر کوڑے مارا کرتے کبھی کھانا نہ کھاتے بعض اوقات سرسری طور پر ایسی بات منہ سے نکل جاتی ہے کہ جہنم میں لے جاتی ہے خوش آوازی سے غیر عورتوں کی موجودگی میں اشعار وغیرہ پڑھنے سے اجتناب رکھے

اللہ کے واسطے دوستی اور محبت رکھنا چاہیے جس سے محبت ہو اس کو خبر کر دینا چاہیے تاکہ اس کو بھی محبت ہو جائے اس کا نام پتہ اور نسب بھی دریافت کر لینا چاہیے۔ رنجش ہو جائے تو تین دن تک غصہ ختم کر دینا چاہیے

کفایت اور انتظام سے خرچ کرنا گویا آدھی معاش ہے لوگوں کی نظروں میں محبوب رہنا گویا نصف عقل ہے اور اچھی طرح کسی بات کا دریافت کرنا گویا نصف علم ہے توبہ کی ہر وقت ضرورت ہے گناہ خواہ صغیرہ ہو یا کبیرہ فی الفور توبہ کرنا فرض ہے حق تعالی سے پکا عہد کرلے کہ پھر کبھی گناہ کے قریب بھی نہ جاؤں گا کہ زبانی استغفار جس کو دل میں دخل نہ ہو بہت مفید نہیں ہوتا

کسی نامحرم پر نظر ڈالی ہے تو نظر بالکل بند رکھ کر نفس کو عقوبت دی جائے

تفکر اور اس کا طریقہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تَفَکُّرُ سَاعَةٍ خَیْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ

تفکر دراصل کسی علم کی طلب اور وہ علم اللہ پاک کے افعال اور مصنوعات کے متعلق چاہیے کیونکہ ایسے علم کے تفکر سے قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے اور عبودیت کا جو ہر چمک اٹھتا ہے عجائبات عالم یا اپنی ذات کے متعلق تفکر کرنا بھی ایسے علم میں داخل ہے

کسی مخلوق سے زیادہ امید نہ رکھے نہ کسی سے زیادہ ڈرے اللہ کو اور مخلوق کے ناچیز محض ہونے کو خوب سوچا اور یاد کیا کرے اللہ تعالی کی طرف دل کا کھنچنا اور اس کے کلام اور اس کی حمد

وثنا کو سن کر اور اس کے کمالات اور انعامات کو دیکھ کر دل کو مزہ آنا' یہ محبت ہے

سچی نیت جیسے کسی کے پیٹ میں گرانی ہے اس نے کہا لاؤ روزہ رکھ لیں اور پیٹ بھی ہلکا ہو جائے گا یا نماز کے وقت اس نیت سے تازہ وضو کر لیا کہ وضو بھی تازہ ہو جائے اور ہاتھ پاؤں میں ٹھنڈک ہو جائے یہ سب باتیں بھی نیت کے خلاف ہیں

یہ سوچ لو کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ہم سے فرمائش کی ہے کہ سناؤ کیسا پڑھتے ہو اور یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ خود سن رہا ہے' اور یوں خیال کرو کہ جب آدمی کے کہنے سے بنا سنوار کر پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے جو پڑھتے ہیں اس کو تو خوب ہی سنبھال سنبھال کر پڑھنا چاہیے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ورتل القران ترتیلا" (یعنی قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر سنوار کر پڑھا کرو)

نماز میں دل لگانے کا طریقہ اتنی بات یاد رکھو کہ نماز میں کوئی کام اور کوئی پڑھنا بے ارادہ نہ ہو بلکہ ہر بات ارادے اور خیال سے ہو' مثلاً" اللہ اکبر کہہ کر جب کھڑا ہو تو یوں سوچے کہ میں اب سبحانک اللّٰھم پڑھ رہا ہوں پھر سوچے کہ اب وبحمدک کہہ رہا ہوں پھر دھیان کرے کہ اب تبارک اسمک منہ سے نکل رہا ہے اسی طرح ہر لفظ پر الگ الگ دھیان اور ارادہ کرے پھر الحمد اور سورۃ رکوع اور سجدے اور ان کی تسبیحوں میں غرض یہ کہ ساری نمازوں میں یہی طریقہ رکھے

وسوسہ اور اس کا علاج نفس کی کسی بری چیز کی طرف متوجہ ہونا وسوسہ کہلاتا ہے خواہ وہ بات کفر کی ہو یا گناہ کی' اور اچھی فکر کو الہام کہتے ہیں

جب کسی بری چیز کا خیال دل میں آئے تو اس کو دور کرنے کا ارادہ نہ کرے اور نہ اس میں نہ اس کے اسباب میں غور کرے کیونکہ اس طرح وسوسہ زیادہ لپٹتا ہے بلکہ فوراً" کسی نیک چیز کی طرف خیال لگائے اس سے وہ برا خیال خود بخود دور ہو جائے گا۔

اگر خطرات اور وسوسوں سے پریشان ہو کر دل کی کمزوری یا خفقان یا جسم کی کمزوری یا کسی اور جسمانی بیماری کی نوبت آگئی ہو تو علاج مذکور کے ساتھ دل کی طاقت اور فرحت دینے والی دوائیں اور غذائیں اور دوسرے امراض کے لئے دواؤں کا استعمال کیا جانا بھی ضروری ہے

یعنی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ ایک نبی کی حکایت فرما رہے ہیں کہ ان کی قوم نے ان کو مارا تھا اور خون آلودہ کر دیا تھا اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اے اللہ میری قوم کو بخشش دے کیونکہ وہ نہیں جانتے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم مشکوۃ

مرید اپنے شیخ کی خدمت میں اپنی ذات کو ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر ڈالے اور شیخ کی محبت کو خدائے تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ سمجھتے ہوئے باقی رکھے اپنے شیخ کے لئے لکھتے ہیں

خسرو رین سہاگ کی سوئی میں پی کے سنگ
تن مورا من پیو کا دونوں ایک ہی انگ

پاس انفاس اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے سانسوں پر آگاہ رہے جب سانس اپنے ارادے کے بغیر خود بخود باہر نکلے تو اس کے باہر ہونے کے ساتھ دل کی زبان سے کہے لا الہ پھر جب سانس خود بخود اندر جائے تو اندر جان کے ساتھ ہی الا اللہ کہے

تخیل نقش اسم ذات بعض بزرگ وسوسوں کو دور کرنے کے لیے اسم ذات اللہ کے تصور کا ارشاد فرماتے ہیں کہ اس طرح پر کہ لفظ اللہ کو کسی کاغذ پر جلی قلم سے لکھ کر بادل کی تختی پر

لکھا ہوا تصور کر کے اس پر خیال جمائے یا کثرت سے لکھا کرے تاکہ اسم ذات کے تصور میں خوب جم جائے (واللہ اعلم)

احسان یہ ہے کہ خدا کی عبادت اس طرح پر کرے کہ گویا اس کو دیکھ رہا ہے پس اگر ایسا نہ کر سکے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے تو یوں خیال کر کہ وہ تجھ کو دیکھ رہا ہے) نیز حدیث شرف میں آیا ہے

دنیا میں اس طرح رہ گویا تو مسافر ہے یا راہ میں گذر رہا ہے آپ کو اہل قبور میں شمار کرو۔

حضرت عمرؓ نے عرض کی یا رسول اللہؐ البتہ آپ مجھے سوائے میری جان کے ہر چیز سے عزیز ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تو مومن کامل نہیں ہو گا جب تک کہ میں تجھ کو اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہو جاؤں پس حضرت کی توجہ کی برکت سے اس وقت ان کے دل میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کی ایسی تاثیر ہوئی کہ حضرت عمر نے کہا قسم ہے اللہ پاک کی اب آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں پس حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر اب تو پورا مومن ہے البخاری

توجہ و تصرف کی اقسام انعکاسی وہ ایسی ہے جیسے کوئی شخص خوب عطر لگا کر مجلس میں آئے اور اس عطر کی خوشبو اہل مجلس کے دماغوں کو معطر کر دے پس اس قسم کا اثر ضعیف ہے اور صحبت کے باقی رہنے تک باقی رہتا ہے اور پھر کچھ بھی نہیں

القائی جیسے کوئی شخص بتی اور تیل ایک برتن میں ڈال کر لایا اور دوسرے کے پاس آگ تھی، اس نے روشن کر دیا بس چراغ تیار ہو گیا یہ تاثیر البتہ کچھ طاقت رکھتی ہے کہ صحبت کے بعد بھی اس کا اثر باقی رہتا ہے

اصلاحی اور وہ اس طرح کہ جیسے پانی کو دریا سے یا کنویں سے لا کر کسی حوض میں جمع کر دیں حوض کے راستے کو بالکل صاف کر دیں اس حوض میں فوارہ بھی ہو، اس کا راستہ بھی خوب صاف کر دیں اور پانی کو چھوڑ دیں پہلی تاثیروں سے بہت طاقتور ہے

تاثیر اتحادی وہ یہ ہے کہ شیخ اپنی کمال والی روح کو طالب کی روح سے پوری قوت کے ساتھ ملا دے تاکہ شیخ کی روح کا کمال طالب کی روح میں اثر کر جائے

اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء وحی کے وقت سینے سے چمٹا کر دبانے سے تاثیر اتحادی تھی وما للتراب ورب الارباب چہ نسبت خاک را با الم پاک

موسی علیہ السلام کا خدائے تعالی کی تجلی کے پر تو سے بے ہوش ہو جانا کمال جذبہ و وجد کی دلیل ہے

حضرت مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور رونے کی وجہ سے آپؐ کے سینے سے چکی کی آواز کی مانند آواز آ رہی تھی

فضیلت ذکر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی شانہ ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں جو معصوم اور بے گناہ ہیں اس کا تذکرہ کرتا ہوں اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھتا ہوں اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں ایک باغ بڑھتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوں

ارشاد ہے کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے نجات دینے والا نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم جنت کے باغوں میں گذرو تو خوب میوے کھاؤ کسی صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ ذکر کے حلقے

زندگانی نتواں گفت حیاتے کہ مراست
زندہ آنست کہ بادوست وصالے دارد

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں دوسری حدیث میں ہے کہ ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریا کار کہنے لگیں

آپ فرماتے تھے ہر چیز کا صیقل صفائی ہے اور دلوں کا صیقل صفائی ذکر الٰہی ہے

حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ بے شک ان دلوں کو بھی زنگ لگ جاتا ہے جس طرح کہ لوہے کو جب کہ اس کو پانی پہنچ جاتا ہے زنگ لگ جاتا ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس کی جلا کس چیز سے ہوتی ہے فرمایا موت کی بکثرت یاد کرنے سے اور قرآن مجید کی تلاوت سے

حضرت انسؓ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ جو لوگ بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے جمع ہوں اور ان کا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی رضا ہو تو آسمان سے ایک فرشتہ ندا کرتا ہے کہ تم لوگ بخش دیئے گئے اور تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئیں ذکر کی برکت سے برائیاں بھی نیکیوں میں بدل جاتی ہیں

ابر ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایک مجلس میں بیٹھے اور اس میں اللہ کو یاد نہ کرے اس پر ایسا بیٹھنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے افسوس اور نقصان ہوگا اور جو شخص خواب گاہ میں لیٹے اور اس طرح کہ اس میں اللہ تعالیٰ کو یاد نہ کرے اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے افسوس و نقصان ہوگا

ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم کسی مجلس میں نہیں بیٹھتی کہ نہ اس میں اللہ کا ذکر کیا ہو اور نہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہو مگر وہ مجلس ان پر افسوس ہوگی پھر اگر خدا چاہے ان کو عذاب کرے اور اگر چاہے ان کو بخش دے

ابر ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ کسی ایسی مجلس سے کھڑے ہوں جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کیا ہو وہ گویا ایک گدھے کی لاش پر سے کھڑے ہوئے ہیں اور یہ ان امر آن کے لئے موجب ندامت ہوگا

معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل جنت کو کسی چیز کی حسرت نہ ہوگی سوائے اس گھڑی لحہ کے جو ان سے بغیر ذکر اللہ کے گذری ہوگی

ام حبیبہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا ہر کلام وبال ہے اس پر مگر نیکی کا امر کرنا یا برائی سے منع کرنا یا اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا

ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ کا پاک ارشاد نقل فرماتے ہیں کہ تو صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر مجھے یاد کر لیا کر میں ان دونوں کے درمیانی حصہ میں تیری کفایت کروں گا

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ذکر جس کو حفظہ حفاظت کرنے والے فرشتے نہیں سنتے یعنی ذکر خفی اس ذکر پر جس کو حفظہ سنتے ہیں ذکر جلی پر ستر درجے فضیلت رکھتا ہے

ابو ہریرہؓ اور ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی جماعت ذکر الٰہی میں مشغول نہیں ہوتی مگر اس کو فرشتے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی جماعت ملائکہ میں ان کا ذکر تفاخر کے طور پر کرتا ہے

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اولیاء اللہ کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ جب ان کو دیکھا جائے تو اللہ تعالیٰ یاد آجائے

اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کی اس نے حقیقت میں خدائے تعالیٰ کو یاد کیا اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے اور تلاوت قرآن کم ہوں یعنی اگرچہ نفلی عبادات کم ہوں اور جس نے خدا تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کی تو اس نے حقیقت میں خدائے تعالیٰ کو یاد نہیں کیا اگرچہ اس کی نمازیں اور روزے تلاوت قرآن زیادہ ہوں

جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بہتر ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے بہتر دعا الحمد اللہ ہے

ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک شخص کے پاس بہت سے روپے ہوں اور وہ ان کو تقسیم کر رہا ہو اور دوسرا شخص اللہ کے ذکر میں مشغول ہو تو ذکر کرنے والا افضل ہے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اور جو اللہ کا ذکر نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے

رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا سب سے بہتر عمل اللہ کا ذکر ہے

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی جب تو میرا ذکر کرتا ہے تو میرا شکر نعمت کرتا ہے اور جب تو مجھ کو بھول جاتا ہے تو میری نعمت کا کفران کرتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس کو ذکر مجھ سے مانگنے سے روک دے گا یعنی میرے ذکر میں مشغول ہونے کی وجہ سے مجھ سے کچھ مانگنے کی فرصت نہ ہوگی میں اس کو مانگنے والوں سے افضل و بہتر دوں گا

فرمایا کہ قیامت نہیں آئے گی یہاں تک کہ زمین میں دنیا ایسی ہو جائے گی کہ اس میں اللہ اللہ نہ کہا جائے گا اور ایک روایت ہے کہ جب تک کوئی اللہ اللہ کہے گا اس پر قیامت نہیں آئے گی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ غافلوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسا بھاگنے والوں کے پیچھے لڑنے والا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو میرے پاس لاؤ کہ ان کو دوست رکھتا ہوں نیز فرمایا لا الہ الا اللہ اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات میرا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو عرش کے نور میں چھپا ہوا تھا میں نے دریافت کیا کیا یہ کوئی فرشتہ ہے؟ جواب دیا گیا نہیں میں نے دریافت کیا کیا یہ کوئی نبی ہے جواب دیا گیا نہیں میں نے دریافت کیا کہ یہ کون ہے جبریل نے جواب دیا وہ شخص ہے جس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی جس کا دل مسجدوں میں لگا رہتا تھا اور جس نے والدین کو برا بھلا نہیں کہا

شہنشاہ ظفر

پئے دنیا یونہی بک بک کے عبث جان کھپائی

نہ دیا منزل عقبیٰ کا مجھے رستہ دکھائی
مگر اب جی میں ہے سب چھوڑ کے یہ ہرزہ سرائی
ملکا ذکر تو گویم کہ تو پاکی وخدائی
نروم من بجزاں رہ کہ تو آں رہ بنمائی
نہ پھروں عہد سے جبتک کہ مرے دم میں رہے دم
رہوں پیمان محبت پہ ترے میں یوں ہی محکم
طلب وصل تری دل سے مرے ہو نہ کبھی کم
ہمہ درگاہ تو جریم ہمہ درکا تو پویم
ہمہ توحید تو گویم کہ بہ توحید سزائی
نہ پرستش کا تو محتاج نہ محتاج عبادت
نہ عنایت تجھے درکار کسی کی نہ حمایت
نہ شراکت ہے کسی کی نہ کسی کی ہے قرابت
نہ نیازت بولادت نہ بفرزد تو حاجت
تو جلیل الجبروتی تو امیر الامرائی
جسے تو چاہے امیری دے جسے چاہے فقیری
جسے تو چاہے بزرگی دے جسے چاہے حقیری
کرم و عفو سے کیونکر نہ کرے عذر پذیری
تو کریمی تو رحیمی تو سمیعی تو بصیری
تو معزی تو مذلی ملک العرش بجائی
گنہ و جرم پہ بھی کرتا ہے تو رزق رسانی
ترے الطاف سے محروم نہ میخوار نہ زانی
کہ تو ستار ہے اور واقف اسرار نہانی
ہمہ راغیب تو پوشی ہمہ راغیب تووانی
نہ تجھے دوست کی جانب ہے نہ اندیشہ دشمن
نہ تجھے کام ہے عشرت سے نہ شیوہ ترا شیون
نہ تجھے چاہے مادی نہ تجھے چاہے مسکن
بر از خوردن و خفتن بری از تہمت مردن
بری ازبیم و امیدی بری از رنج و بلائی
نہ رہا عالم و جوانی ہوئی پیری
غم دنیا کی ہوس میں مجھے ہے گی یہ اسیری
نہ روا رکھ مرے حق میں تو یہ خواری و حقیری
تو علیمی تو حکیمی تو خبیری تو بصیری
تو نمائندہ فضلی تو سزا وار خدائی
دم تقریر ہے گونگی دم تحریر ہے لونجی
مری گو نوک زبان گنج معانی کی ہے کنجی
نتواں وصف تو گفتن کہ تو دروصف نہ گنجی
نتواں شرح تو کردن تو در شرح نیائی
نہ بصر کو ہے یہ قدرت کہ تری دیکھے تجلی
نہ خرد کو ہے یہ طاقت کہ تجھے پائے ذرا بھی
متحیر ہوں میں اس میں کہ صفت کیا کروں تیری
احد لیس کمثلی صمد لیس کفضلی
لمن الملک تو گوئی کہ سزا وار خدائی
ظفر اس وقت میں خاموش ہو کیا غنچہ کی مانند
کہ یہ اشعار مناجات کے یاد آئے اسے چند
کرے توصیف میں کس طرح تری اپنی زبان بند
لب و دندان سنائی ہمہ توحید تو گویند
مگر ازائش دوزخ بودش زود رہائی

نعت حضرت خواجہ غریب نواز محمد فضل علی قریشی مسکین پوری

یا محمدؐ مصطفیٰ قربان تیرے نام پر
پاک سچا دین ترا، ہوں فدا اسلام پر
بہت شیریں ولذیذ وپاک تیرا نام ہے

جو ادب سے نام لیوے لائق انعام ہے
کوئی پیدا نہ ہوا تجھ سا نہ ہووے گا کبھی
جو نبی پیدا ہوئے خادم ہوئے تیرے سبھی
تو ہے محبوب خدا رب چاہتا ہے تیری رضا
نفس و شیطان سے بچالو' ہے یہ میری مدعا
بہت ہی مظلوم عاجز غرق ہے تقصیر میں
جاوینگا ملک عرب میں ہے اگر تقدیر میں
کشش اپنی دورزیادہ و مبدم پاوے کمال
پال بلواؤ' دکھاؤ یا رسول اللہ جمال
کب ہووے مقبول دل کی اس جناب پاک میں
آرزو و دیدار کی آگے نہ جاؤں خاک میں
عربی و مکی و مدنی نازنیں کبریا
وطن تیرا پاک دیکھوں خوب عیداں جاکروں
جب تلک روضہ نہ دیکھوں آگے ہرگز نہ مروں
یہ قریشی خاک تیرے قدموں کی ہے شوق مند
جا کے تیرے قدموں میں پاوے وہاں قدر بلند

عزیزو! دوستو! یارو دنیا دار فانی ہے
دل اپنا مت لگاؤ تم لحد میں جانبانی ہے
تم آئے بندگی کرنے پھنسے لذت دنیا میں
ہوئی اندھی عقل تیری تری کیسی جوانی ہے
گناہوں میں نہ کر برباد عمر اپنی تو کر توبہ
کہاں ہیں باپ دادا سب کو تو جن کی نشانی
نہ کر بل اپنی دولت پر نہ طاقت پر نہ حشمت پر
کہ اس دنیا کی ہر اک چیز تجھ کو چھوڑ جانی ہے
خدا یاد آئے جس کو دیکھ کر وہ پیر کامل ہے

سوا مرشد کے دنیا کی محبت کس مثانی ہے
کجائی یا رسول اللہؐ کجائی
چرا در دیدہ تارم نیائی
متم مشتاق باصد آرزو ہا
چہ خوش باشد کہ دیدارم نمائی
بہ بویت زندہ اہم ہر جا کہ ہستم
یہ رویت آرزو مندم کجائی

سید زوار حسین شاہ رحمتہ اللہ علیہ

کس زبان سے میں کروں نعت مصطفیٰ
میری گویائی ہے عاجز اور تخیل نارسا
آپؐ کے مدحت سرا توریت و انجیل و زبور
آپؐ کی تعریف میں رطب اللسان فرقان نور
ذرہ ذرہ آپؐ کی ختم رسالت پر شہید
قطرہ قطرہ آپؐ کے دست سخاوت کی پکید

میں تو اپنے پاؤں کا کانٹا نکالنے میں لگا رہا کہ اتنے میں قافلہ نظر ہی سے غائب ہو گیا میری ایک لحظہ کی غفلت نے پورے ایک برس کا راستہ مجھ سے دور کر دیا وہ گروہ جو حق سبحانہ و تعالیٰ کے حضور کی تجلیات میں مستغرق ہے اس کا کہنا ہے کہ جس طرح عام لوگوں کو گناہوں سے بچنا واجب ہے اسی طرح خواص کو غفلت سے ڈرنا لازم ہے

جو چیز سالک کو غفلت میں ڈالے اور خدائے تعالیٰ کی یاد سے روکے اس کو لات مار کر دل کی صفائی اور خلوص کے ساتھ حق سبحانہ و تعالیٰ کی جناب میں دھیان لگائے

تعلق حجاب است وبے حاصلی
چوپیو ندہا بگسلی واصلی

جو حجاب میں اصل ہیں وہ چار چیزیں ہیں یعنی دنیا

جو آخرت کا پردہ ہے خلقت عبادت کا شیطان دین کا اور نفس خدائے تعالی اور بندے کے درمیان کا پردہ ہے جب سالک زہدوار پرہیز گار پر تل جائے اور تھوڑے ہی پر راضی ہو جائے تو دنیا کے پردہ سے باہر نکل جاتا ہے اور جب تنہائی اختیار کر لے اور لوگوں کے ملاپ کو چھوڑ دے تو خلقت کے پردہ سے الگ ہو جاتا ہے اور جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں پوری پوری کوشش کرتا ہے تو شیطان کے پردہ سے آزاد ہو جاتا ہے اور جب باضت مجاہدہ اور ذکر اذکار میں لگ جائے تو ماسوی اللہ کے پردہ سے آزاد ہو جاتا ہے اور نفس کی قید اور غفلت کے حجاب سے باہر آجاتا ہے جب ایسا ہو جائے تو پھر قرب ہی قرب اور حضور در حضور ہے

زیاد اوبود دوزخ مراد خوشتر زصد جنت

ولے دور از جمال اوچوں دوزخ جنت الماوی

یعنی اس کی یاد میں دوزح میرے لئے سو بہشت سے بھی زیادہ بہتر ہے لیکن اس کے جمال کے بغیر اگر مجھے ہمیشہ کا بہشت ملے تو وہ بھی میرے لیے دوزخ ہے

قیامت کے دن آدمی ہر سانس کے متعلق پوچھا جائے گا کہ کس نیت سے اور کس شغل میں گزارا' اور اس میں کیا حاصل کیا جو سانس ذکر الہی کے بغیر آتا ہے وہ دم مردہ ہے

زندگانی نتواں گفت حیاتے کہ مراست

زندہ آنست کہ بادوست و صالے دارد

غور سے سن یہی دل کا حضور ہے جو سالک کو زمین سے اٹھا کر آسمانوں تک پہنچاتا ہے اگر جوپایوں کے خصلت والے انسان کو فرشتوں پر افضلیت کا درجہ دیتا ہے یہی دل کا حضور ہے جو نحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنی ہم اس کی شاہ رگ سے اس کے نزدیک ہیں کے بھید کو ظاہر کرتا ہے

اور کہا گیا کہ فنا کی چار قسمیں ہیں فنائے خلق یعنی ماسوا سیامید وبیم کو ختم کر دینا فنائے ہوا یعنی دل میں سوائے ذات مولی کے کوئی دوسری آرزو نہ رہے فنائے ارادت یعنی سالک کی ہر خواہش زائل ہو جائے جیسی مردوں کی اور فنائے فعل جس کی ادنی حالت یہ ہے کہ بندہ فاعل ہو اور حق تعالی آلہ ہو

صحابہ کے بعد کسی کو اس درجہ کا ایمان نصیب نہیں ہوا۔ اور اعمال ایمان پر مترتب ہوتے ہیں۔ اور ان کا کمال ایمان کے کمال کے موافق حاصل ہے۔ اور جو کچھ ان کے درمیان لڑائی جھگڑے واقع ہوتے ہیں۔ سب بہتر حکمتوں اور نیک گمانوں پر محمول ہیں۔ وہ حرص و ہوا اور جہالت سے نہ تھے۔ بلکہ وہ اجتہاد اور علم کی روح سے تھے۔ اور اگر امیں سے کسی نے اجتہاد میں خطا کی ہے تو اللہ تعالی کے نزدیک خطا کار کے لئے بھی ایک درجہ ہے۔ اور یہی افراط تفریط کے درمیان سیدھا راستہ ہے۔ جس کو اہل سنت و جماعت نے اختیار کیا ہے۔ اور یہی والا اور مضبوط رستہ ہے۔

مثلاً" کوئی شخص جو اپنے نفس پر گرفتار ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اپنے نفس کے لئے کرتا ہے۔ خواہ نیت کرے یا نہ کرے۔ اور جب نفس کی قید دور ہو کر خدائے تعالی کی قید حاصل ہو جائے۔ تو اس صورت میں وہ جو کچھ کرے گا خدا کے لئے کریگا۔ خواہ نیت کرے یا نہ کرے نیت ظنی امر میں درکار ہے -عی میں اس کی حاجت نہیں ہے۔ طلب میں مطلب نہ حاصل ہونے کی خوشخبری اور درد مقصود تک پہنچنے کا وسیلہ ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ کہ اگر اللہ تعالی دینے کا ارادہ نہ کرتا تو طلب اور درد نہ دیتا۔ غرض طلب اور درد کی دولت کو بڑی نعمت جان کر جو چیز اس کے مخالف ہے اس سے بچنا چاہیے۔ اگر حقیقی طور پر التجا اور تضرع حاصل نہ ہو تو ظاہری تضرع اور

نیاز مندی کو بھی ہاتھ سے نہ چھوڑنا چاہیے وان لم تبکو افتبا کو طلب میں فتودو سستی پڑ جائے تو سب سے بڑا سبب شیخ ناقص کی طرف رجوع کرنا ہے۔ جس نے ابھی جذبہ اور سلوک سے اپنے کام کو تمام نہیں کیا اور شیخی کی مسند پر بیٹھ گیا ہے۔ طالب کے لئے اس کی صحبت زہر قاتل ہے۔ اور اس کی طرف رجوع کرنا مرض مہلک ایسے شیخ کی صحب طالب کی بلند استعداد کو بلند سے پستی میں گرا دیتی ہے۔ طریق اصول الی اللہ کے دو جزو ہیں جذبہ اور سلوک یا وہ جذبہ جو سلوک سے مقدم ہے اصلی مقصود نہیں لیکن وہ جذبہ جو سلوک کے تمام ہونے کے بعد ہے اور وہ تصفیہ جو تزکیہ حاصل ہونے کے بعد سیر فی اللہ ہیں اصلی مقصود اور مطلوب ہیں

دنیا کی لذت اور الم دو قسم ہے جسمانی اور روحانی جس چیز میں جسم کی لذت ہے اس میں روح کا رنج ہے اور جس چیز سے جسم کو رنج پہنچے اس میں روح کی لذت ہے پس روح اس جہان میں کہ روح جسم کے مقام پر اترا ہوا ہے اگر دنیا میں درود الم ومعیبت نہ ہوتے تو جو کے برابر اس کی قدر نہ ہوتی اس کی ظلمتوں کو واقعات اور حادثے دور کر دیتے حادثوں کی تلخی داروئے تلخ کی طرح نافع ہے جس سے مرض دور کرتے ہیں مسلمان اور دینداروں کے پیدا کرنے سے مقصود ذلت وخواری ہے کیونکہ دنیا میں ان کے لئے قید خانہ ہے قید خانہ میں عیش و آرام کا ڈھونڈنا عقل سے دور ہے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْاِسْلَامُ بَدَءَ غَرِیْبًا سَیَعُوْدُ کَمَا بَدَءَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ اسلام غریب ہی ظاہر ہوا اور عنقریب غریب ہو جائے گا پس غریبوں کے لئے خوشخبری ہے اسلام کی غربت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ کفار کھلم کھلا اسلام پر طعن اور مسلمانوں کی مذمت کرتے ہیں۔ اور ہر کوچہ و بازار میں نڈر ہو کر کفر کے احکام جاری کرتے ہیں اور اہل کفر کی تعریف کرتے ہیں اور مسلمان اسلام کے احکام جاری کرنے سے رکے ہوئے ہیں۔ اور شرائع کے بجالانے میں مذموم اور مطعون ہیں

پری نہفتہ رخ و دیو در کر شمہ و ناز
بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجی است

بہت سے ایسے پراگندہ حال درویش ہیں جن کو لوگ دروازہ بدروازہ ہانکتے ہیں لیکن اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں تو اللہ اس کو پورا کر دے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے

ہر چہ جز عشق خدائے احسن است
گر شکر خور دن بود جان کندن است

اے فرزند! غرض یہی ہے کہ فضول مباحات سے پرہیز کی جائے جنت میں اللہ تعالی کی رضامندی جنت سے بہتر ہے اور دوزخ میں اللہ تعالی کی ناراضگی دوزخ سے بدتر ہے۔

یہ انسان اپنے مولے کے حکم کا محکوم و غلام ہے اس کو خود مختار نہیں بنایا کہ جو چاہے کرے اس کو کچھ باز پرس نہ ہوگی فکر کرنا چاہیے۔ اور عقل دور اندیش سے کام لینا چاہیے کل قیامت کے دن ندامت اور خسارہ کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ کام کا وقت جوانی کا زمانہ ہے والدین کا وجود بھی خدائے تعالی کے بڑے انعاموں میں سے ہے

اے فرزند! انسان کے پیدا کرنے سے جو خلاصہ موجودات ہے، صرف کھیل کود اور کھانا سونا مقصود نہیں بلکہ اس سے مقصود بندگی کے وظیفوں کو ادا کرنا ذلت وانکساری عجز واحتیاط والتجا اور خدائے تعالی کی جناب میں گریہ و زاری کرنا ہے وہ عبادات جن سے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ناطق ہے اور ان کے ادا کرنے سے مقصود بندوں کے فائدے اور نفعے ہیں اور خدائے تعالی کی جناب میں ان میں سے کچھ عائد نہیں ہوتا۔ جان سے احسانمند

ہو کر ادا کرنی چاہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی لا الہ اللہ کے کہنے سے اپنے ایمان کو تازہ کرو کہ اپنے مال سے جس قدر فقراء کا حق ہے سال کے حساب سے جدا کریں اور زکواۃ کی نیت پر نگاہ رکھ کر تمام سال میں زکوۃ کے مصارف میں خرچ کریں۔ اس طریق سے ہر مرتبہ زکوۃ کے ادا کرنے کی نئی نیت کرنا لازم نہیں ہے وہ بیمار جو صرف اپنی مرضی کی دوا کا علم رکھتا ہے۔ جب تک اس دوا کو نہ کھائے گا صحت نہ پائے گا صرف دوا کا جاننا فائدہ نہ کرے گا۔

اس گروہ کی محبت کا رشتہ ہاتھ سے نہ دیں۔ اور ان لوگوں کے آگے التجا اور عاجزی کرتے رہیں۔ اور منتظر رہیں کہ حق تعالی اس گروہ کی محبت کے باعث اپنی محبت سے مشرف فرمائے۔ اور پوری طرح اپنی طرف کھینچ لے۔ اور ان اجنبالوں سے بالکل آزاد کردے۔

عشق کی آتش کا جب شعلہ اٹھا
ما سوا معشوق سب کچھ جل گیا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقرائے مہاجرین کی طفیل اللہ تعالی سے فتح کا طلب کرتے تھے۔

جس جگہ ڈر جائینگے دہشت کے مارے انبیاء
تو گنہ کا عذر کیا لائے گا پھر بتلا بھلا

اللہ تعالی نے فرمایا ہے مَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ہمارا رسول جو چیز تمہارے پاس لے آوے اس کو پکڑلو اور جس چیز سے منع کرے اس سے ہٹ جاؤ

تمہارے دین کا مقصود پرہیز گاری ہے اور انسان کی فضیلت فرشتوں پر اسی جزو سے ثابت ہے جو شخص چراگاہ کے گرد پھرا قریب ہے اس پر جا پڑے گا گنہگاروں کی عاجزی فرمانبرداری کے دبدبہ سے بہتر ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اگر کسی شخص پر اس کے بھائی کا مالی یا کسی قسم کا حق ہے تو اس کو چاہیے کہ آج ہی اس سے معاف کرالے قبل اس کے کہ اس کے پاس دینار و درہم نہ ہوں اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے موافق لے کر صاحب حق کو دیا جائے گا اور اس کی نیکیاں نہ ہونگی تو صاحب حق کی برائیاں اس کی برائیوں پر زیادہ کی جائیں گی۔ اس شہر کی خیر و برکت ہندوستان کے تمام شہروں میں پھیلی ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میری امت میں سے ایک گروہ ہمیشہ حق کا مددگار رہے گا۔ اور جو اس کی خواری کا ارادہ کرے گا اس کو ضرر نہ دے گا۔ حتی کہ اللہ تعالی کا امر آجائے

ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی شریعت تمام شریعتوں کی جامع ہے

محال است سعدی کہ راہ صفا
تو اں رفت جزو درپے مصطفیٰ

اور وہ اعمال جو اس شریعت حقہ کے موافق ہیں سب گذشتہ شریعتوں بلکہ فرشتوں کے اعمال سے منتخب ہیں۔ کیونکہ بعض فرشتوں کو رکوع کا حکم ہے اور بعض کو سجدے کا اور بعض کو قیام کا اور ایسا ہی گذشتہ امتوں میں سے بعض کو صبح کی نماز کا حکم تھا اور بعض کو دوسری نمازوں کا اس شریعت میں گذشتہ امتوں کا مقرب فرشتوں کے اعمال کا خلاصہ انتخاب کرکے ان کی بجا لانے کا حکم فرمایا۔ پس اس شریعت کو سچا جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا حقیقت تمام شریعتوں کی تصدیق کرنا اور ان کے موافق عمل بجالانا ہے۔

وہ فرقہ جس نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی

تابعداری کو لازم پکڑا ہے اہل سنت و جماعت ہی ہیں خدائے تعالیٰ ان کی کوشش کو مشکور فرمائے پس یہی لوگ فرقہ ناجیہ ہیں۔

یا ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمع کیا ہوا ہے بلکہ در حقیقت جامع حضرت صدیقؓ و حضرت فاروقؓ ہیں اور حضرت امیر کی جمع اس قرآن کے سوا ہے پس سوچنا چاہیے کہ ان بزرگوں کا انکار فی الحقیقت قرآن کا انکار ہے نعوذ باللہ

ایک شخص نے اہل شیعہ کے مجتہد سے سوال کیا کہ

قرآن حضرت عثمانؓ کا جمع کیا ہوا ہے آپ کا اس قرآن کے حق میں کیا اعتقاد ہے اس نے کہا میں اس کے انکار میں مصلحت نہیں دیکھتا کہ اس کے انکار سے تمام دین درہم برہم ہو جاتا ہے۔ دیگر عاقل آدمی کو ہرگز قرار نہیں دیتا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی رحلت کے روز امر باطل پر اجتماع کریں۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے۔ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ غُفِرَ لَهٗ جو اسلام پر بوڑھا ہوا وہ بخشا جائے گا۔ امید کی جانب ترجیح دیں۔ اور معرفت کا ظن غالب دیکھیں کہ جوانی میں خوف زیادہ درکار ہے اور پیری میں رجا زیادہ غالب چاہیے کیونکہ میت غریق کی طرح ہوتی ہے اور دعا کی منتظر رہتی ہے جو اس باپ یا ماں یا دوست کی طرف سے آئے پہلی صحبت میں وہ کچھ بخشتے ہیں جو دوسرے طریقہ کے منتہیوں کو نہایت میں جا کر حاصل ہوتا ہے

ذکر گوذ کرتا تراجان است
پاکئے دل زذکر رحمان است

حدیث قدسی میں وارد ہے لَا يَسَعُنِي أَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَلٰكِنْ يَسَعُنِي قَلْبُ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ زمین و آسمان میں نہیں سما سکتا لیکن مومن آدمی کے دل میں سما سکتا ہوں۔ مراد اس گنجائش سے مرتبہ وجوب کی صورت ہے نہ حقیقت۔

اے فرزند! آج فرصت کا وقت ہے اور جمیعت کے اسباب سب مہیا ہیں وقف اور تاخیر کی گنجائش نہیں ہے۔ بہتر وقت کہ جو جوانی کا وقت ہے بہتر عملوں میں جو مولے کی اطاعت و عبادت ہے صرف کرنا چاہیے اور محرمات و مشتبہات سے بچ کر پنجوقتی نماز کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا چاہیے۔ نصاب کے ہونے پر زکوۃ کا ادا کرنا ضروریات اسلام سے ہے اس کو بھی رغبت اور منت سے ادا کرنا چاہیے۔ حق تعالیٰ نے اپنے کمال کرم سے تمام دن رات میں پنج وقت عبادت کے مقرر کئے ہیں۔ اور بڑھنے والے مالوں اور چرنے والے چار پاؤں سے چالیسواں حصہ تحقیقا" اور تقریبا" فقرا کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ اور مباحات خرچوں کا میدان فراخ کر دیا ہے تو پھر کس قدر ناانصافی ہے کہ دن رات کی ساٹھ گھڑیوں میں سے دو گھڑی بھی حق تعالیٰ کی بندگی میں صرف نہ ہوں۔ اور چالیس حصوں میں سے ایک حصہ بھی فقرا کو ادا نہ کیا جاوے۔ اور مباحات وسیع دائرہ سے نکل کر محرمات اور مشتبہات میں جا پڑیں۔ جوانی کے وقت جب کہ نفس امارہ اور شیطان لعین کا غلبہ ہے تھوڑے عمل کو بہت سے اجر کے عوض قبول کرتے ہیں۔

ہاں مطلق اہل اسلام کے لئے بھی خاتمہ بالخیر ہونے پر رحمت کا کچھ حصہ ہے اگر پے شمار زمانوں کے بعد دوزخ کے عذاب سے نجات پائے گا۔ لیکن گناہوں کی سیاہ اور آسمانی نازل ہوئے ہوئے احکام کی پروانہ کرنا نور ایمان کو کب سلامت لے جانے دیتا ہے۔

غم دل اس لئے تھوڑا کہا ہے تجھ سے اے مشفق
کہ آزردہ نہ ہو جائے بہت سن سن کر دل ترا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ رفیق ہے

نرمی کو دوست رکھتا ہے اور نرمی پر وہ کچھ دیتا ہے۔ جو سختی اور اس کے سوا اور چیز پر نہیں دیتا۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نرمی کو لازم پکڑ اور درست خوئی اور بکواس سے بچ کیونکہ نرمی جس چیز میں ہو اس کو زینت دیتی ہے اور جس چیز سے نکل جائے اس عیب ناک کردیتی ہے۔

حیا ایمان سے اہل ایمان جنت میں ہے اور بکواس اس جفا سے ہے اور جفا دوزخ میں ہے اور اللہ تعالی بے حیا بکواسی کو دشمن جانتا ہے کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ آگ دوزخ کی کس پر حرام ہے ہر ایک نرم اور متوبا سغتریب سہل پر مومن سب نرم اور تواضع کرنے والے ہیں۔ ناک میں مہار ڈالے ہوئے اونٹ کی طرح اگر اس کو ہانکا جاوے تو چل پڑے۔ اور اگر اس کو پتھر پر تو بیٹھ جائیں جس نے غصہ کو پی لیا حالانکہ وہ اس کے جاری کرنے پر قابو رکھتا ہے۔ اللہ تعالی قیامت کے دن اس کو سب خلقت کے سامنے بلائے گا تاکہ اس کو اختیار دے کہ جس حور کو چاہتا ہے پسند کرلے آپ نے فرمایا کہ غصہ مت کیا کرو کیا میں آپ کو اہل جنت کی نسبت خبر نہ دوں' وہ ضعیف اور عاجز ہے کہ اگر اللہ پر قسم کھائے تو اللہ اس کی قسم کو سچا کردے اور میں کیا تم کو اہل دوزخ کی خبر نہ دوں وہ سرکش اکڑنے والا متکبر ہے جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے پس اگر اس کا غصہ دور ہو گیا تو بہتر ہے ورنہ اسے چاہیے کہ لیٹ جائے کیونکہ غضب ایمان کو ایسا ایسا بگاڑ دیتا ہے جیسے صبر شہد کو بگاڑ دیتا ہے۔

حضرت موسیٰ ـــ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا یا رب تیرے بندوں میں سے تیرے نزدیک زیادہ عزیز کون ہے فرمایا وہ شخص جو باوجود قادر ہونے کے معاف کردے۔ اور فرمایا جس نے اپنی زبان کو بند رکھا اللہ تعالی اس کی شرمگاہ کو ڈھانپتا ہے اور جس نے غصہ کو روکا۔ اللہ تعالی قیامت کا عذاب اس سے روک لے گا اور جس نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں عذر خواہی کی اللہ تعالی اس کے عذر کو قبول کرے گا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ اس نے حضرت عائشہ کی طرف لکھا کہ میری طرف جو کچھ لکھ کر جس میں تو مجھے وصیت کرے لیکن بہت نہ ہو مختصر ہو پس انہوں نے یہ لکھا

آپ پر سلام ہو اس کے بعد واضح ہو کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کو یہ کہتے سنا کہ جو شخص لوگوں کو غصہ کے مقابلہ میں اللہ کی رضامندی چاہیے۔ اللہ تعالی اس کو لوگوں کی تکلیف سے بچائے رکھتا ہے۔ اور جس شخص نے اللہ کی ناراضگی کے مقابلہ میں لوگوں کی رضامندی چاہی۔ اللہ تعالی اس کو لوگوں کے حوالہ کر دیتا ہے۔ اور تجھ پر سلام ہو سچ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خواب خرگوش کب تک۔ آخر رسوائی اور خواری اٹھانی پڑے گی

انسانی روح کے لئے اس جسمانی صورت کے تعلق سے پہلے ترقی و عروج کا رستہ بند تھا وَمَامِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ کے پنجرہ میں مقید و محبوس تھا لیکن اس جوہر نفس کی طبیعت میں عروج کی استعداد نزول کی شرط پر بطور امانت رکھی ہوئی تھی۔ اور اسی وجہ سے فرشتہ پر اس کی زیادتی مقرر فرمائی تھی حق تعالی نے اپنی کمال بخشش سے اس نورانی جوہر کو اس ظلمانی جسم کے ساتھ جمع کر دیا روح اور نفس کے درمیان عشق و گرفتاری کی نسبت پیدا کی۔ اور اس گرفتاری کو ان کے انتظام کا سبب بنایا پس اس محبت کی نسبت کے باعث روح نے ہم تن اپنے آپ کو عالم نفس میں ڈال کر اپنے آپ کو اس کے تابع بنایا۔ بلکہ اپنے آپ کو بھی بھول گیا۔ اور اپنے آپ کو نفس امارہ سے تعبیر کیا۔ روح کی اصلیت میں یہ لطافت اور ہے کہ کمال لطف کے باعث جس طرح متوجہ ہوتا ہے اسی کا حکم اختیار کرلیتا ہے پس جب اس نے اپنے

آپ کو فراموش کیا ہو۔ تو ضرور ہے کہ اپنی پہلی آگاہی کی نسبت کو بھی جو وجوب حق تعالیٰ کے مرتبہ میں رکھتا تھا۔ فراموش کردے گا اور ہمہ تن اپنے آپ کو غفلت میں ڈال دے گا اور ظلمت کا حکم پکڑے گا۔

اور کیونکہ تاثر کرے جب کہ باطن نے ظاہر کی طرف پیٹھ کی ہوئی ہے۔ اور ظاہر کی طرف سے باطن میں کچھ نہیں جاتا۔ پس جائز ہے کہ ظاہر غافل ہو اور باطن آگاہ ہو

مثلاً" روغن بادام جب تک کھلی میں ملا ہوا ہے وہ دونوں کا حکم ایک ہے اور جب روغن کھلی سے جدا ہو گیا تو دونوں کے احکام جدا جدا ہوں گے

حدیث تَنَامُ عَیْنَایَ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ میری آنکھیں سوجاتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا' جو لکھی ہوئی تھی۔ اس میں دوام آگاہی کی طرف اشارہ نہیں ہے۔ بلکہ اپنے اور اپنے امت کے احوال سے غافل نہ ہونے کی خبر ہے یہی وجہ ہے کہ نیند انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں وضو کو توڑنے والی نہ ہوئی اور جب کہ نبی علیہ السلوۃ والسلام اپنی امت کی حفاظت میں گڑریے کی طرح ہیں تو پھر غفلت منصب نبوت کے مناسب نہیں اور حدیث مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِی فِیْهِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ میں بشرط صحت تجلی ذاتی برقی کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے

شیخ الاسلام نے فرمایا کہ الٰہی جس کو تو اپنے دربار میں دھتکارنا چاہتا ہے اس کو تو ہمارا مخالف بنا دیتا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تقلیدی استعداد کے قوی ہونے کے باعث نبی علیہ السلوۃ والسلام کی تصدیق ہیں ہرگز دلیل کے محتاج نہ ہوئے اور ابو جہل اسی استعداد کے کم ہونے کے باعث اس قدر کثرت سے آیات ظاہرہ اور معجزات غالبہ ظاہر ہونے کے باوجود نبوت کی دولت کے اقرار سے مشرف نہ ہوا۔

نبوت میں کمال شرح صدر ہوتا ہے نہ تو حق تعالیٰ کی توجہ خلق کی توجہ کی مانع ہوتی ہے اور نہ ہی خلق کی توجہ حق تعالیٰ کی توجہ کی باطنی مرضوں کی سردار اور اندرونی بیماریوں کی رائیس ما سوائے حق کے ساتھ دل کی گرفتاری ہے جب تک اس سے پورے طور پر آزادی نہ ہو جائے سلامتی محال ہے۔

ہیچکس را تا نگر دو اوفنا
نیست رہ درbar گاہ کبریا

دنیا پر تو حق تعالیٰ کا غضب ہے۔ اور جب سے پیدا ہوئی ہے اس کی طرف نگاہ نہیں کی اور اس کی محبت گناہوں کی جڑ ہے اور اس کا طالب لعنت و پھٹکار کا مستحق ہے بزرگی سنت کی تابعداری پر وابستہ ہے اور زیادتی شریعت کی بجا آوری پر منحصر ہے مثلاً" دوپہر کا سونا' جو اس تابعداری کے باعث واقع ہو کروڑ کروڑ شب بیداروں سے جو اس تابعداری کے موافق نہ ہوں اولی و افضل سمجھے مقصود یہی ہو کہ چند روز زندگانی فقر و نامرادی سے بسر ہو جائے اور دولتمندی اور دولتمندوں سے ایسا بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

نہ ہنس تو مے کشوں پر واعظا ہے ڈر مجھے ایسا
کہ میخانے کے در پہ بیچ جائے تو نہ ایمان کو

اس ظاہری جدائی میں بری بے مناسبتی پائی جاتی ہے جلدی اس کا تدارک کریں اور اپنی کم ہمتی کو عین ہمت جان کر بعد صوری کو رفع کریں اس گروہ کی جمعیت خلق کی جمعیت سے الگ ہے دوام حضور اور غیروں کی صحبت سے بچنا ضروری ہے ہمت کو بلند رکھنا چاہیے اور جو کچھ ہاتھ میں آجائے اسی میں مشغول نہ ہونا چاہیے

ماازپے نورے کہ بو مشرق انوار
از مغربی و کوکب و مشکوۃ گذشتیم

پس پاک ہے وہ ذات جس نے خلق کے لئے اپنی طرف کوئی رستہ سوائے اس کے نہیں بنایا کہ اس کی معرفت سے عجز کا اقرار کیا جائے بلند ہمتی اسی طرح کا مطلب چاہتی ہے کہ کچھ بھی اس سے ہاتھ نہ آئے اور اس سے کچھ نام و نشان پیدا نہ ہو کا شکار اور ہل چلانے والے بادشاہ کی خدمت کرتے ہیں لیکن مقربین کی خدمت اور ہے ہل چلانے والے بڑی محنت سے دن بھر ایک تنکہ مزدوری لیتے ہیں اور مقرب ایک گھنٹہ خدمت میں حاضر ہو کر لاکھوں کا مستحق ہو جاتا ہے طریقہ نقشبندیہ قدس سرہم میں واقعات کا کچھ اعتبار نہیں کرتے یہ بیت ان کی کتابوں میں لکھا ہے

چو غلام آفتا بم ہمہ زآفتاب گوئم
نہ شبم و شب پرستم کہ حدیث اخوت گوئم

اس طریقہ میں سنت کو لازم پکڑتے ہیں اور بدعت سے بچتے ہیں اور حتی المقدور رخصت پر عمل جائز نہیں کرتے اور ذوق و معارف کو علوم شریعہ کے خادم سمجھتے ہیں احکام شریعہ کے نفیس موتیوں کو بچوں کی طرح وجود حال کے جوز و مویز کے عوض نہیں دیتے۔ اور صوفیہ کی بیہودہ باتوں پر مغرور اور فریفتہ نہیں ہوتے نص کو چھوڑ کر فص کی طرف نہیں جاتے اور فتوحات مدینہ یعنی حدیث سے قطع نظر کر کے فتوحات مکیہ کی طرف التفات نہیں کرتے ان کا حال دائمی اور ان کا وقت استمراری تجلی ذاتی جو اوروں کے لئے بجلی کی طرح ہے ان بزرگوں کے لئے دائمی ہے وہ حضور جس کے پیچھے غیبت ہو ان بزرگوں کے نزدیک بے اعتبار ہے فقراء کی خاک روبی دولت مندوں کی صدر نشینی سے بہتر ہے

اے محبت کے نشان والے الوقت سیف قاطع ضروری کام آج ہی کرنا چاہی اور غیر ضروری کام کو کل پر ڈالنا چاہیے اور نیز جان لیں کہ دنیا میں نماز کا رتبہ آخرت میں رویت کے رتبہ کی طرح ہے دنیا میں بہت قرب نماز میں ہے اور آخرت میں نہایت قرب رویت کے وقت۔ اور جان لیں کہ باقی تمام عبادات نماز کے لئے وسیلہ ہیں اور نماز اصلی مقصد ہے آخر میں ایک دن زن و فرزند کو چھوڑنا پڑے گا اور ان کی تدبیر حق تعالیٰ کے سپرد کرنی پڑے گی آج ہی اپنے آپ کو مردہ سمجھنا چاہیے اور ان کی ضروریات حق تعالیٰ کے سپرد کرنی چاہیں اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ نص قاطع ہے اہل دنیا کی صحبت اور ان سے ملنا جلنا زہر قاتل ہے

جو حق کہنے کا ہے کہتا ہوں تجھ سے اے میرے مشفق
نصیحت آئے ان باتوں سے تجھ کو یا ملال آئے

جب کفار قریش نے اہل اسلام کو ہجو اور برائی میں کمال مبالغہ کیا حضرت پیغمبر علیہ والسلام نے اسلامی مشاعروں کو حکم کیا کہ کفار نگونسار کی ہجو کریں وہ شاعر منبر پر چڑھ کر کھلم کھلا کفار کی ہجو میں اشعار پڑھتے تھے اور آنحضرت فرماتے تھے کہ جب تک وہ کفار کی ہجو کرتے رہتے ہیں روح القدس ان کے ساتھ ہے خلق کی ملامت وایذا عشق کی غنیمت ہے

غرض از عشق تو ام چاشنی دروغم است
ورنہ درریر فلک اسباب تنعم چہ کم است

میری آنکھوں میں اک لحظہ اگر آئے خیال اس کا
تمامی عمروصل نازنین سے ہے بہت اچھا

فرج یعنی قبا جو کئی دفعہ پہنی ہے ارسال کی گئی ہے کبھی کبھی اس کو پہنیں اور ادب سے نگاہ رکھیں کہ اس سے بہت فائدہ کی امید ہے اور جس وقت اس کپڑے کو پہنیں باوضو پہنیں اور سبق کا تکرار کریں امید ہے کہ جمعیت تام حاصل ہوگی اور جس وقت کچھ لکھنا چاہیں۔ چاہیے کہ اول اپنے باطن کے احوال لکھیں

ذکر النبی الحبیب

معجزات النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس گاؤں میں ایک عورت نوجوان ہے اس پر ایک جن عاشق ہوا ہے نہ کھاتی ہے، نہ پیتی ہے جیسے چاند کا ٹکڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا کر فرمایا اے جن تو جانتا ہے کہ میں کون ہوں محمد رسول اللہ ہوں اس عورت کو چھوڑ دے اور چلا جا آپ کے یہ فرماتے ہی وہ عورت ہوشیار ہو گئی اور نقاب منہ پر کھینچ لیا اور مردوں سے شرم کرنے لگی اور بالکل صحیح ہو گئی۔ ترمذی نے حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت کیا ہے کہ ان کے ایک بخاری میں خرما بھرے تھے سو ایک جنیہ آکر اس سے نکال لے جاتی بسم اللہ اجیبی رسول اللہ یعنی اللہ کا نام لے کر کہتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر چل سو انہوں نے اس کو پکڑ لیا پھر اس کے قسم کھانے پر کہ اب نہ آؤں گی چھوڑ دیا تھا الی آخر الحدیث عالم علوی افلاک و کواکب چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا کواکب کے متعلق اور معراج میں سموات کے طے کرنا افلاک کے متعلق صریح اور عظیم معجزے ہیں عالم بساط یعنی عناصر معلق خاک جیسے صحیین میں حضرت ابو بکر سے روایت ہے کہ ہمارا پیچھا کیا (یعنی سفر ہجرت میں) سراقہ بن مالک نے سو میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایک شخص نے آلیا آپ نے فرمایا لا تحزن ان اللہ معنا یعنی غم مت کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے پر آپ نے سراقہ کے لئے بد دعا کی سو اس کا گھوڑا پیٹ تک سخت زمین پر گھس گیا اور اس نے کہا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم دونوں صاحبوں نے میرے لئے بد دعا کی ہے اب دعا کرو کہ میں نجات پاؤں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ تمہارے طلب کرنے والوں میں پھیروں گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نجات کے لئے دعا کی سو اس نے نجات پائی اور پھر گیا اور جو کوئی اسے ملتا تھا اسے پھیر دیتا تھا اور کہہ دیتا کہ ادھر کوئی نہیں ہے اھ (۱۵) متعلق آب جیسے صحیین میں جابر سے روایت ہے کہ حدیبیہ میں لوگ پیاسے ہوئے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علی وسلم کے سامنے ایک لوٹا تھا کہ اس سے آپ نے وضو کیا سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہمارے لشکر میں نہ پینے کے لئے پانی ہے نہ وضو کے لئے مگر اسی قدر کہ آپ کے اس لوٹے میں ہے کیونکہ چاہ حدیبیہ میں بوجہ قلت پانی کے ایک قطرہ نہ رہا تھا۔ سب کھینچ لیا تھا رواہ البخاری پس آپ نے اپنے دست مبارک کو لوٹے میں رکھا اور پانی آپ کے انگلیوں سے جوش مارنے لگا سو ہم سب آدمیوں نے پانی پیا اور وضو کیا۔ حضرت جابر سے پوچھا گیا کہ تم سب کتنے آدمی تھے انہوں نے کہا کہ اگر لاکھ آدمی ہوتے تو کفایت کر جاتا دعوت کے لئے بکری کا بچہ ذبح کیا اور ایک صاع یعنی تین سیر سے کچھ زائد جو کا آٹا تیار کیا اور حضور میں آکے چپکے سے اس کی اطلاع کی جابر سے فرمایا کہ ہانڈی مت اتاریو اور آٹے کو مت پکائیو جب تک میں نہ آؤں جابر کہتے ہیں کہ ہزار آدمی تھے قسم ہے خدا کی کہ سبھوں نے کھایا اور ہماری لونڈی ویسی ہی خوشی میں رہی اور آٹا اتنا ہی رہا جتنا پہلے تھا اس سے عالم آتش میں بھی ایک امر خارق ظاہر ہوا کہ آگ کا اثر شوربے میں کہ کم کر دینا ہے واقع نہیں ہوا (بلکہ بالعکس وہ افزونی کا سبب بن گئی جیسا چولھے پر سے اتارنے کی ممانعت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس افزونی میں آگ کو بھی دخل ہے متعلق ہوا جیسے اسی غزوہ خندق میں واقع ہوا کہ اللہ تعالی نے کفار پر پروائی ہوئی ٹھنڈی ہوا بھیجی کہ خوب کڑاکے کا جاڑا پڑا اور ہوا نے ان کو نہایت عاجز و تنگ کیا غبار بے شمار ان کے مونہوں پر ڈالا اور آگ ان کی بجھا دی اور ہانڈیاں ان کی الٹ دیں اور میخیں ان کی اکھاڑ دیں کہ خیمے ان کے گر پڑے اور گھوڑے ان کے کھل کر آپس میں لڑنے لگے اور چھوٹ کر لشکر

میں دند مچادیا اس وقت آپ نے حضرت خدیفہ کو کفار کی خبر لانے کے لے مامور فرمایا اور شدت سردی سے محفوظی کے لئے دعا فرمائی حضرت حذیفہ کہتے ہیں کہ بہ برکت دعا کے مجھے جانے آنے میں مطلق سردی نہ معلوم ہوئی بلکہ ایسا حال تھا کہ گویا میں حمام میں چلا جاتا ہوں۔ .معضبہ من تواریخ حبیب الہ ف ایسی سخت ہوا کا ان پر اثر نہ کرنا صریح خارق ہے۔

عالم کائنات الجو ایسے صحیحین میں حضرت انس سے روایت ہے کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اک بار قحط ہوا سو ایک بار آپ خطبہ جمعہ کا فرمار ہے تھے ایک اعرابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ مال ہلاک ہو گیا اور عیال بھوکوں مرتے ہیں آپ مینہ کے واسطے دعا کیجئے آپ نے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اس وقت آسمان پر ٹکڑا بھی ابر نہ تھا۔ قسم خدا کی ہنوز آپ ہاتھ رکھنے نہیں پائے کہ ابر مانند پہاڑوں کے ہر طرف سے گھر آیا آپ منبر پر سے اترنے نہیں پاۓ تھے کہ ریش مبارک سے قطرات مینہ کے گرنے لگے سو اس دن سے دوسرے جمعہ تک مینہ برسا پھر جمعہ کے دن اسی اعرابی نے نے یا کسی شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ مکانات گر پڑے اور مال ڈوب گیا آپ دعا فرمائیے کہ مینہ تھم جاوے آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کی اے اللہ گرد ہمارے برسے اور ہم پر نہ برسے اور جدھر ابر کی طرف آپ نے اشارہ کیا وہیں کھل گیا سو مدینہ تو بالکل پانی کا برسنا موقوف ہو گیا اور گرد مدینہ کے برستا رہا اطراف سے جو لوگ آتے تھے کثرت مینہ کی بیان کرتے تھے ف آپ کی دعا سے ابر کا فورا" اٹھ آنا اور اشارہ سے ابر کا ہٹ جانا ان دونوں میں ظہور ہے معجزے کا سحاب میں (۱۹) اور جیسے جلالین میں جس کو کمالین نے نسائی و ابن جرید و بزار کی طرف منسوب کیا ہے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کے پاس دعوت اسلام کے لئے آپ نے کسی کو بھیجا اس نے آپ کی اور حق تعالی کی شان میں گستاخانہ کہا کہ رسول اللہ کون ہوتے ہیں اللہ کیا ہوتا ہے سونے کا یا چاندی کا یا تانبے کا معا" اس پر بجلی گری اور اس کی کھوپڑی اڑادی ف اس واقعہ میں آپ کی شان میں گستاخی کرنے کو بھی ظاہر ہے کہ دخل ہے اعتبار سے ظہور ہے معجزہ کا صاعقہ میں کہ کائنات جو سے ہے۔

عالم جمادات و عالم نباتات ترمذی نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں تھا سو آپ بعض اطراف مکہ کی طرف نکلے اور میں بھی ساتھ تھا سو جو پہاڑ دریا درخت سامنے آتا وہ یہ کہتا تھا اسلام علیک یا رسول اللہ پہاڑ جمادات سے اور درخت نباتات سے سو دونوں میں ظہور معجزہ کا ہوا صحیح بخاری جابر سے روایت ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبے کے وقت ایک ستون مسجد پر کہ چھوہارے کے درخت کا تھا تکیہ لگا لیتے تھے جب منبر بنا تب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر خطبہ پڑھنا شروع کیا یکبارگی وہ ستون چھوارے کا چلا کے اس زور سے رونے لگا کہ قریب تھا کہ پھٹ جاوے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترے اور اس ستون کو اپنے بدن مبارک پر چمٹا لیا سو وہ ستون ہچکیاں لینے لگا جس طرح وہ لڑکا جو رونے سے چپ کرایا جاتا ہے ہچکیاں لیتا ہے یہاں تک کہ تھم گیا حضرت جابر نے فرمایا کہ وہ ہمیشہ ذکر سنا کرتا تھا اب جو نہ سنا تو رونے لگاف یہ ستون باعتبار اصلی حالت کے نباتات سے ہے اور باعتبار موجودہ حالت کے جمادات سے پس اس معجزہ کو دونوں قسموں سے تعلق ہوا اور اس گریہ میں جس طرح مارقت ذکر کو دخل ہے اسی طرح منارقت ذاکر یعنی ذات مقدسہ نبویہ کو رونا سینہ سے لگانے سے خاموش نہ ہو جاتا پس اس حیثیت سے یہ آپ کا معجزہ ہے۔

ترمذی نے ابو ہریرہ سے رویت کی ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھوڑے چھوارے

لایا اور عرض کیا کہ ان چھواروں کے لئے دعائے برکت کر دیجے آپ نے چھواروں کو اکٹھا کر کے ان میں دعائے برکت کی اور مجھ سے فرمایا کہ انہیں لے کر اپنے توشہ دان میں ڈال رکھو جب تمہارا جی چاہے اس میں سے ہاتھ ڈال کر نکال لو مگر اسے جھاڑنا مت۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ ان چھواروں میں ایسی برکت ہوئی کہ میں نے اتنے وسق کہ ساٹھ صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع و ظرف ہے جس میں ساڑھے تین سیر گندم سما سکیں۔ اللہ کی راہ میں خرچ کئے اور ہمیشہ اس میں سے ہم کھاتے اور کھلاتے رہے اور وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر میں لگا رہتا تھا یہاں تک کہ بروز شہادت حضرت عثمان کے کہ قریب تیس برس کے زمانہ ہوتا ہے) میری کمر میں سے کٹ کر کہیں گر پڑا اور جاتا رہاف یہ معجزہ ایسی چیز میں ظاہر ہوا جو اصل میں نباتات کا ثمرہ ہے اور فی الحال جماد ہے اس کو بھی دونوں سے تعلق ہوا۔

عالم حیوانات ایک باغ میں تشریف لے گئے وہاں ایک اونٹ تھا بڑا خونخوار خوار شیر جو کوئی باغ میں جاتا اس پر دوڑتا اور کاٹنے کے لئے جھپٹتا آپ نے اس کی ناک میں مہار ڈال دی اور فرمایا جتنی چیزیں آسمان اور زمین میں ہیں سب جانتی ہیں کہ میں رسول خدا ہوں سوا نافرمان جن اور انس کے

بیہقی نے سفینہ سے روایت کی ہے کہ میں دریائے شور میں تھا جہاز ٹوٹ گیا میں ایک تختہ پر بیٹھ لیا بہتے بہتے ایک نیستان میں پہنچا وہاں مجھ سے ایک شیر اور میری طرف آیا میں نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام آزاد ہوں وہ شیر میری طرف بڑھا آیا اور اپنا کندھا میرے بدن پر مارا پھر میرے ساتھ چلا یہاں تک کہ مجھے راہ پر کھڑا کر دیا اور تھوڑی تھوڑی دیر ٹھہر کر بار بار کچھ آوازیں کرتا اور میرے ہاتھ سے اپنی دم چھوا دی میں سمجھا کہ مجھے رخصت کرتا ہے۔

۱۔ اور اس ہاتھ سے بکری نے دودھ دیا اور اس میں سنگریزے بولے اور آنکھیں اور درخت برگ دار ہو گئے۔

۲۔ اور قوم کفار اس ہاتھ کے خاک پھینک دینے سے اندھے ہو گئے اور اس ہاتھ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوتے تھے۔

۳۔ اور پانی کی شیرینی آپ کے لعاب مبارک کے سبب بڑھ گئی اور کھجور کا درخت اسی سال بار آور ہو گیا۔

۴۔ اور تنہ درخت کا آپ کی جدائی سے گریہ وزاری کرنے لگا یہاں تک کہ مجمع میں اس میں سے آواز نکل کر بلند ہو گئی۔

۵۔ اور بھیڑیے اور سوسمار نے دونوں نے بچی شہادت آپ کی رسالت کی دی اس کو حدیث روایت کرتی ہے۔

۶۔ اور اونٹ آپ سے اپنے مالک کی بے راہی کی شکایت کرتا تھا اور آنسو اس کی آنکھوں سے جاری تھے۔

۷۔ اور ایک بڑے لشکر کو ایک صاع سے کھانا کھلا کر شکم سیر کر دیا اور اس سے آسودہ کر دیا جب کہ اس لشکر کو تنگی نے مس کیا۔

۸۔ اے مخاطب آپ کے جو معجزات ظاہر ہوئے ان کے شمار کرنے کا قصد مت کرو مگر جس وقت کہ ریگ اور سن پاروں کا شمار کیا جاوے۔

۹۔ قرآن مجید کا معجزہ کافی معجزہ ہے کہ زمان طویل تک تلاوت کیا جاوے گا اور لکھا جاوے گا۔

۱۔ اس میں بہت سے مضامین ہیں سو نہ کوئی صحیفے ایسے ہیں جس کے معانی پر قرآن مشتمل نہ ہو اور نہ کتابیں ہیں۔

۲۔ سو وہ قرآن شفا ہے جس سے قلوب زندہ ہوتے ہیں اس سے وعظ پند کا قبول کرنے والا فائز المرام ہوتا ہے۔ ۱۲ منہ

مرکوبات۔ سات گھوڑے تھے جن کے یہ نام ہیں سکب، مرتجز، لیث، لزاز، ظرب، سبحہ، ورد، اور پانچ خچر تھے ایک دلدل یہ مقوقس شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا فضہ فروہ نے جو کہ قبیلہ جذام

سے تھا بھیجا تھا تیسرا ایک سفید خچر تھا جس کو حاکم ایلہ نے پیش کیا تھا اور ایک چوتھا اور تھا جو حاکم دومتہ الجندل نے بھیجا تھا اور بعض نے پانچواں بھی کہا ہے جو نجاشی شاہ حبشہ نے بھیجا تھا اور دراز گوش تین تھے ایک عفیر جو شاہ مصر بھیجا تھا اور دراز گوش تین تھے ایک عفیر جو شاہ مصر نے بھیجا تھا دوسرا اور تھا جو فروہ مذکور نے بھیجا تھا اور تیسرا حضرت سعد بن عبادہ نے پیش کیا تھا اور دو یا تین سانڈنیاں تھیں ایک قصوی دوسری عضباء تیسری جدعاء اور بعض نے یہ دونوں نام ایک کے کہے ہیں اور پنتالیس اونٹنیاں دودھ کی تھیں اور سو بکریاں تھیں اس سے زائد نہ ہونے دیتے جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ایک بکری ذبح کر دیتے (زاد المعاد)

سراری یعنی وہ کنیزیں جو ہم بستری کے لئے ہوں۔ حضرت ماریہ ان سے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ حضرت ریحانہ حضرت جمیلہ ایک اور جو حضرت زینب نے ہبہ کر دی تھی۔

اولاد اول صاحبزادہ قاسم آپ کی کنیت ابو القاسم ان ہی سے ہے بچپن میں انتقال کر گئے پھر حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم و حضرت فاطمہ پیدا ہوئیں ان تینوں میں اختلاف ہے کہ بڑی کون سی ہیں پھر عبداللہ پیدا ہوئے طیب و طاہر ان ہی کے لقب ہیں یہ بقول صحیح بعد نبوت پیدا ہوئے ان کا بھی بچپن میں انتقال ہو گیا یہ سب حضرت خدیجہ سے ہیں پھر ۸ ہجری میں حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور شیر خوارگی میں انتقال کر گئے صرف حضرت فاطمہؓ آپ کی وفات کے وقت زندہ تھیں چھ ماہ بعد وفات کر گئیں تھیں۔

اعمام حضرت حمزہؓ حضرت عباسؓ ابو طالبؓ ابولہب زبیر عبدالکعبہ حارث مقوِّم بعض نے یہ دونوں نام ایک ہی کے بتلائے ہیں ضرار قثم مغیرہ عیداق بعض نے ان دونوں کو ایک کہا ہے پس یہ بارہ ہوئے یا دس اسلام صرف دو لائے حضرت حمزہ حضرت عباس بعض نے اور بھی اعمام لکھے ہیں۔

عمات حضرت صفیہ یہ اسلام لائیں عاتکہ اروی ان دونوں کے اسلام میں اختلاف ہے برہ امیمہ ام حکیم۔

موالی یعنی غلام و کنیز، حضرت زید بن حارثہ اسلم ابو رافع ثوبان ابو کبشہ سلیم شقران رباح یسار مدعم کرکرہ انجشہ سفینہ انیسہ افلح عبیدہ طہمان کیسان ذکران مہران مروان بعض نے یہ پانچوں ایک ہی کے نام علی اختلاف الاقوال بتلائے ہیں حنین سندر فضالہ مابور واقد ابو واقد قام ابو عسیب ابو مویہبہ یہ سب غلاموں کے نام ہیں اور کنیزیں تھیں سلمی ام رافع میمونہ بنت سعد خضرہ رضوی رشیحہ ام ضمیر میمونہ بنت ابی عسیب ماریہ ریحانہ۔

خدام یعنی گھر کے یا خاص خاص کاروبار کرنے والے حضرت انس اکثر کام ان کے متعلق تھے حضرت عبداللہ بن مسعود نعل و مسواک کی خدمت ان کے سپرد تھی حضرت عقبہؓ بن عامر جہنی سفر میں خچر کے ساتھ رہتے اسلع بن شریک یہ ناقہ کے ساتھ رہتے حضرت بلالؓ موذن آمد و خرچ ان کی تحویل میں ہوتا سعد حضرت ابوذرؓ غفاری ایمنؓ بن عبید ان کے متعلق وضو و استنجا کی خدمت تھی اور ان کی والدہ ام ایمن معیقیبؓ ان کے پاس انگشتری رہتی۔

موذنین۔ کل چار تھے دو مدینہ میں حضرت بلالؓ اور حضرت ابن ام مکتومؓ اور ایک قباء میں حضرت سعدؓ القرظ ایک مکہ میں حضرت ابو محذورہؓ۔

حارسین یعنی جو پہرہ چوکی دیتے تھے حضرت سعد بن معاذ یوم بدر میں اور حضرت محمد بن مسلمہؓ یوم احد میں اور حضرت زبیر بن عوام یوم خندق میں اور عباد بن بشر نے بھی بعض اوقات یہ کام کیا مگر جب آیت وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ نازل ہوئی آپ نے پہرہ موقوف کیا۔

کاتبین یعنی آپ کے منشی۔ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ حضرت

عثمانؓ حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت عامر بن فہیرہؓ حضرت عمرو بن العاصؓ حضرت ابی بن کعبؓ حضرت عبداللہ بن ارقمؓ حضرت ثابتؓ بن قیس بن شماس حضرت حنظلہؓ بن ربیع اسدی حضرت مغیرہؓ بن شعبہ حضرت عبداللہ بن رواحہؓ حضرت خالد بن الولیدؓ حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص حضرت معاویہؓ بن ابی سفیان حضرت زید بن ثابتؓ اور یہ اکثر اس کام کو کرتے تھے۔

ضارب اعناق یعنی جو لوگ آپ کی پیشی میں واجب القتل مجرموں کی گردن مارتے تھے حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ بن عوام حضرت مقدادؓ بن عمرو حضرت محمد بن مسلمہؓ حضرت عاصمؓ بن ثابت ضحاکؓ بن سفیان۔

شعراء و خطباء یعنی اسلام کی حمایت میں نظم کہنے والے اور تقریر کرنے والے حضرت کعب بن مالکؓ حضرت عبداللہؓ بن روحہ حضرت حسانؓ بن ثابت یہ سب شاعر تھے اور مقرر حضرت ثابت بن قیس بن شماس تھے (من المواہب)

جناب رسول اللہ کے اصل بیت علیہ و علیہم السلام

وہ عائشہؓ ہیں اور میمونہؓ ہیں اور صفیہؓ ہیں اور حفصہؓ ہیں ان کے بعد ہندؓ اور زینبؓ ہیں۔

اور جویریہؓ ہیں اور رملہؓ ہیں پھر سودہؓ ہیں یہ کل نو ہوئیں کہ ان کا ذکر منقح ہے۔

سو اللہ تعالی آپ پر رحمت بھیجے

آپ کو مرض وفات میں کھانسی اٹھتی تھی اور یوں فرماتے تھے

مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ

شیخین نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ آپ صحت میں فرمایا کرتے تھے کہ جس نبی کی وفات ہوتی ہے اس کا مقام جنت میں رہنے کا دکھلا کر اختیار دے دیا جاتا ہے جب آپ پر مرض کی شدت ہوئی تو اوپر نگاہ اٹھا کر فرماتے تھے اَللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْاَعْلٰى یعنی اے اللہ عالم بالا کے رفقاء کو اختیار کرتا ہوں

حضرت ابن عباسؓ سے اس حدیث میں جس میں آپ ان لوگوں کا ثواب بیان فرما رہے تھے جن کی اولاد بچپن میں مرجاتی ہے روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ نے پوچھا کہ جس کا کوئی بچہ آگے نہ گیا ہو آپ نے فرمایا اپنی امت کے لئے میں آگے جاتا ہوں کیونکہ میری وفات کی برابر ان پر کوئی مصیبت ہی نہ ہوگی

ابن ماجہ میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس پر کوئی مصیبت پڑے وہ میری وفات کے واقعہ مصیبت کو یاد کر کے تسلی حاصل کرلے۔

قیس بن سعدؓ سے روایت ہے کہ مقام حیرہ میں ایک رئیس کے سامنے رعایا کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھ کر آیا اور حضور میں عرض کیا کہ آپ کے سامنے تو سجدہ کرنا اور زیادہ زیبا ہے آپ نے فرمایا اچھا اگر تم میری قبر پر گذرو تو کیا اس کو بھی سجدہ کرو گے میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا تو بس ایسا مت کرو روایت کیا اس کو ابو داود نے۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اللہ تعالی سے اپنی وفات کے بعد اپنے اصحاب کے اختلاف کے متعلق پوچھا ارشاد ہوا کہ اے محمد آپ کے اصحاب میرے نزدیک بمنزلہ ستاروں کے ہیں کہ کوئی کسی سے زیادہ قوی ہوتا ہے مگر نور سب میں ہے سو جو شخص ان کے اختلاف کی جس شق کو لے لے گا وہ میرے نزدیک ہدایت پر ہے روایت کیا اس کو رزین نے اگر حضرت تشریف رکھتے ہوتے تو ہر واقعہ میں نص حاصل ہو سکتی تھی اجتہاد کا باب کیسے واسع ہوتا تو یہ سہولت محمنہ بوجود اجتہاد کہ رحمت حق بحدیث مذکور ہے۔

اس کے یہ معنی نہیں کہ واقعہ کسی حیثیت سے بھی مصیبت

نہیں ہے اول تو خود روایات بالا میں بعض حکمتیں خود مصیبت ہونے پر ہی متفرع ہیں دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم جو بعد انبیاء علیہم السلام کے اکمل البشر ہیں علماً" بھی عملاً" بھی قالاً" بھی ان سے اضطراب کے اقوال و افعال صادر نہ ہوتے اور وہ تو بشر تھے ملا کہ تک سے تاسف اور بکا ثابت ہے چنانچہ بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ کے اخیر وقت میں جبریل علیہ السلام نے کہا هٰذَا اٰخِرُ مَوْطِئِي مِنَ الْاَرْضِ یعنی یہ میرا آخری آنا ہے زمیا پر یعنی وہی لیکر ابو نعیم نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے جب روح قبض ہوئی تو ملک الموت روتے ہوئے آسمان کو چڑھے اور میں نے آسمان سے آواز سنی وامحمداہ اس سے بکاء عزرائیل کا ثابت ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت انسؓ سے آپ کی وفات کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کا تعزیت کے لئے اصحاب کے پاس آنا اور ان کا رونا روایت کیا ہے اگر خضر علیہ السلام پیغمبر ہوں اور اہل حق کے نزدیک پیغمبر ہے

ارشاد فرمایا کہ میں اپنے اصحاب کے لئے سبب امن ہوں جب چلا جاوں گا تو موعودہ بلائیں فتن و حروب ان پر آویں گی اور میرے اصحاب میری امت کے لئے سبب امن ہیں جب میرے اصحاب چلے جاویں گے تو موعودہ بلائیں بدعات و شرور امت پر آویں گی

ابن سعدؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھ کا دورہ ہوتا تھا اس میں شدت ہو گئی جب مرض میں شدت ہوئی حضرت ابو بکرؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور انہوں نے سترہ نمازیں پڑھائیں اور درمیان میں ایک وقت نہایت تکلف سے آپ نے بھی بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ایک روز صحابہؓ کے رنج و غم کو سن کر باہر مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھ کر بہت سے وصایا و نصائح ارشاد فرمائیں۔

اے ترا خارے بپا شکستہ کے دانی کہ چیست
حال شیرا نے کہ شمشیر بلا بر سر خورند

اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے کہ جب آپ کو غسل دینا چاہا تو تحیر ہوا کہ آپ کے کپڑے مثل اموات کے اتارے جاویں یا مع کپڑوں کے غسل دیں جب اس میں اختلاف ہوا اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند کو مسلط کیا اور گھر کے گوشہ سے ایک کلام کرنے والے نے کلام کیا اور یہ نہ جانتے تھے کہ یہ کون ہے کہ مع کپڑوں کے غسل دو پس قمیص کے اوپر سے پانی ڈالتے تھے اور قمیص سمیت ملتے تھے اور ابن سعد کی روایت میں ہے کہ اس وقت ایک تیز خوشبودار ہوا اٹھی اور پھر آپ کا کرتہ نچوڑ دیا گیا ترمذی نے حضرت عائشہؓ کی اس حدیث کو سب سے اصح کہا ہے کہ آپ کو تین سفید یمانی کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور عمامہ نہ تھا

جب آپ کا جنازہ تیار کر کے گھر میں گیا تو اول مردوں نے گروہ گروہ ہو کر نماز پڑھی پھر عورتیں آئیں پھر بچے آئے اور اس نماز میں کوئی امام نہیں ہوا پھر دفن میں کلام ہوا تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ انبیاء کی روح اسی جگہ قبض کرتے ہیں جہاں وہ انبیاء دفن ہونا پسند کرتے ہیں آپ کو اس جگہ دفن کرو جہاں آپ کا بستر تھا اور حضرت ابو طلحہؓ نے آپ کی لحد کھودی اور قبر شریف میں چار حضرات نے اتارا حضرت علیؓ حضرت عباسؓ اور دو صاحبزادے حضرت عباسؓ کے قثم اور فضل اور آپ کی لحد پر نو اینٹیں کچی کھڑی کی گئیں

اور شقران نے کہ آپ کے آزاد کئے ہوئے غلام تھے اپنی رائے سے ایک کھیس نجران کا بنا ہوا جس کو آپ اوڑھا کرتے تھے قبر شریف میں بچھا دیا تھا مگر ابن عبدالبر نے نقل کیا ہے کہ پھر وہ نکال لیا گیا اور حضرت بلالؓ نے ایک مشک پانی کی قبر شریف پر چھڑک دی

سرھانے کی طرف سے شروع کیا اور بخاری میں سفیان تمار سے روایت ہے کہ انہوں نے آپ کی قبر شریف کو ہان کی شکل کی دیکھی اور دارمی نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ میں نے آپ کی تشریف آوری مدینہ کے دن سے زیادہ کوئی دن احسن اور روشن تر اور یوم وفات سے زیادہ اقبح اور تاریک تر نہیں دیکھا

۱۔ لیلی عامریہ کی منزل پر کچھ توقف کرنا مجھ پر لازم ہے تاکہ شوق مجھ کو مضمون لکھوائے اور آنسو لکھنے والا ہو۔

۲۔ اور میرا مذہب ہے گھروں سے محبت کرنا گھر والوں کے علاقہ سے اور لوگوں کے اپنی محبوب چیزوں کے باب میں مختلف مذاہب میں

مولانا مفتی صدر الدین خاں دہلوی مرحوم و مغفور نے اپنے رسالہ منتہی المقال میں اور معنی اس کے یہ ہیں کہ دوسری مساجد کی طرف جن میں کہ تضاحف ثواب کا وعدہ نہیں ہے اس نیت سے سفر کرنا کہ وہاں نماز پڑھنے سے زیادہ ثواب ہو گا تقول علی الشارع ہے اور مقابر خاصہ میں برکات خاصہ ثابت ہیں پھر زُوْرُوْا الْقُبُوْرَ میں بھی اطلاق اذن ہے

۱۔ یا رسول اللہ آپ ہمارے امید گاہ تھے اور آپ ہم پر شفیق تھے اور سخت نہ تھے۔

۲۔ اور آپ رحیم اور ہادی اور تعلیم فرمانے والے تھے جس کو رونا ہو آج آپ پر روئے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہو میری ماں اور خالہ اور چچا اور ماموں پھر میری جان اور مال۔

۴۔ سو اگر پروردگار عالم ہمارے نبی کو باقی رکھتا تو ہم سعادت اندوز ہوتے لیکن اس کا حکم نافذ ہونے والا ہے۔

۵۔ آپ پر اللہ تعالی کی طرف سے تحیت ہو اور آپ جنات عدن میں راضی ہو کر داخل کئے جاویں ۱۲ منہ

ابن المبارک نے حضرت سعید بن المسیب سے روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کی امت کے اعمال صبح و شام پیش نہ کئے جاتے ہوں (کذافی المواہب)

فرمایا کہ اللہ تعالی نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیا کے جسد کو کھا سکے پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے

مشکوۃ میں نبیہ بن وہب سے روایت ہے کہ کعب الاحبار حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور حاضرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا تو حضرت کعب نے کہا کہ کوئی دن ایسا نہیں آتا جس میں ستر ہزار فرشتے نہ آتے ہوں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کو بازو مارتے ہوئے احاطہ کر لیتے ہیں اور آپ پر درود پڑھتے ہیں یہاں تک کہ جب شام ہوتی ہے وہ آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور دوسرے فرشتے اسی طرح کے اور اترتے ہیں اور ایسا ہی کرتے ہیں یہاں تک کہ جب قیامت کے دن زمین قبر کی شق ہو گی تو آپ ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ باہر تشریف لاویں گے کہ وہ آپ کو لے چلیں گے روایت کیا اس کو دارمی نے۔

اور نہ آپ کے پاس مزار شریف پر کوئی فقیر حال امیدوار دعا کے لئے عرض کرنے کو حاضر ہوا مگر کہ اس کے نشان قدم ہی سے اس کے لئے نہر تکمیل حوائج کی جاری ہو گئی اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہو گیا۔

۴۔ اور نہ آپ کے پاس مزار شریف پر کوئی شخص اپنے گناہ سے ڈرتا ہوا دعائے مغفرت کے لئے عرض کرنے کو آیا مگر کہ وہ عفو کے ساتھ بخشا ہوا گیا اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب

آپ نے سن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہو گیا۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں سب پیغمبروں سے زیادہ ہونگا اس بات میں کہ میرے تابع قیامت کے روز زیادہ ہونگے اور میں سب سے اول دروازہ بہشت کا کھٹکھٹاؤں گا

مروی ہے کہ مجھ کو شفاعت کبریٰ عطا کی گئی ہے جو تمام عالم کے واسطے فصل حساب کے لئے ہوگی اور وہ آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے بخاری و مسلم

میرے ہاتھ میں قیامت کے روز لواء الحمد ہوگا اور میں فخر کی راہ سے نہیں کہتا اور جتنے نبی ہیں آدم بھی اور ان کے سوا اور بھی وہ سب میرے پاس لواء کے نیچے ہونگے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم کے وسط میں پل صراط قائم کیا جاوے گا سو سب رسولوں سے پہلے میں اپنی امت کو لے کر گذروں گا روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ میرے قلب میں ایسے مضامین حمد و ثنا کے القاء فرمائیں گے کہ اب میرے ذہن میں حاضر نہیں روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔

۱۔ وہی ہے ایسا محبوب خدا تعالیٰ کا کہ اس کی شفاعت کبریٰ کی امید کی جاتی ہے ہر ہول کے لئے ہولہائے روز قیامت جس میں آدمی بزور داخل کئے جاویں گے۔

۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خدا کی طرف بلایا سو جس نے آپ کے طریق کو مضبوط پکڑ لیا تو اس نے ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جو کبھی نہیں ٹوٹے گی بلکہ قیامت میں بھی وہ ذریعہ شفاعت بنے گی۔

۳۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براہ فضل و کرم و از روئے عہد میری دستگیری آخرت میں یاد نہ فرمائیں گے تو تو کہہ کہ افسوس میری لغزش قدم پر کہ کیوں اعمال صالحہ نہ کئے۔

۴۔ اے بزرگ ترین مخلوقات بوقت نزول حادثہ عظیم و عام کے آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس کی میں پناہ میں آؤں صرف آپ کا ہی بھروسہ ہے۔

۵۔ اور ہرگز تنگ نہ ہوگا عرصہ قدر و منزلت آپ کا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبب شفاعت میری کے اس وقت کہ خداوند کریم .صفت منتقم جلوہ فرما ہوگا۔

۶۔ اے میرے نفس اس گناہ کے سبب جو بڑا ہے عفو سے ناامید مت ہو کیونکہ بے شک گناہان کبیرہ درباب بخشش مثل صغیرہ ہیں۔

۷۔ امید ہے کہ میرے پروردگار کی رحمت جب وہ اس کو اپنے بندوں پر تقسیم کرے گا تو وہ رحمت بقدر گناہاں حصہ میں آوے گی ۱۲(عطر الوردہ)

مشکوۃ میں قیامت کے روز جنت کے دروازہ پر آؤں گا اور اس کو کھلواؤں گا خازن جنت پوچھے گا کہ کون ہیں میں کہوں گا کہ محمدؐ ہوں وہ کہے گا کہ آپ ہی کی نسبت مجھ کو حکم ہوا ہے کہ آپ کے قبل کسی کے لئے نہ کھولوں روایت کیا اس کو مسلم نے۔

امام احمد نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوثر کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ ایک نہر ہے جنت میں کہ مجھ کو میرے رب نے عطا فرمائی ہے وہ دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے اور بخاری کی روایت میں حضرت عائشہؓ سے ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اس کے دونوں کناروں پر مجوف موتی ہیں اس میں برتن پانی پینے کے اس قدر پڑے ہیں جتنے ستارے اور نسائی کی روایت میں حضرت عائشہؓ سے یہ ہے کہ وہ وسط جنت میں ہوگی اور اس کے دونوں

کناروں پر موتی اور یاقوت کے محل ہیں اور اس کی مٹی مشک ہے اور اس کے سنگ ریزے موتی اور یاقوت ہیں اور احمد اور ابن ماجہ و ترمذی کی روایت میں ابن عمرؓ سے اس طرح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت میں اس کے دونوں کنارے سونے کے ہیں اور پانی موتی پر چلتا ہے اور ابن ابی الدنیا نے حضرت ابن عباسؓ وہ ایک نہر ہے جنت میں اس کا عمق ستر ہزار فرسخ ہے اس کے دونوں کنارے موتی اور زبرجد اور یاقوت کے ہیں اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور انبیاء کے قبل اس کے ساتھ خاص فرمایا ہے اور ترمذی کی روایت میں حضرت انسؓ سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوثر ایک نہر ہے جنت میں اس میں پرندے ہیں جیسے اونٹوں کی گردنیں حضرت عمرؓ نے عرض کیا کہ وہ تو بڑے لطیف ہیں آپ نے فرمایا کہ ان کے کھانے والے ان سے بھی زیادہ لطیف ہیں۔ ف یہ نہر جنت میں اس حوض کے علاوہ ہے جو میدان قیامت میں ہوگا اور بخاری کی روایت کے موافق اس حوض میں اسی نہر سے پانی گرے گا اور مسلم کی روایت کے موافق دو پرنالوں سے کہ ایک چاندی کا اور ایک سونے کا ہوگا جنت کا پانی اس حوض میں پہنچے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم موذن کی اذان سنا کرو تو جو وہ کہا کرے تم بھی کہا کرو پھر مجھ پر درود بھیجا کرو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک درود بھیجتا ہے اس پر اللہ تعالی دس رحمتیں بھیجتا ہے پھر میرے لئے وسیلہ کی دعا کیا کرو اور وہ وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے کہ تمام بندگان خدا میں سے اس کا مستحق ایک ہی بندہ ہے اور اللہ تعالی سے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا سو جو شخص میرے لئے وسیلہ کی دعا کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واقع ہوگی۔

ارشاد نبوی ہے کہ وسیلہ اللہ تعالی کے نزدیک ایک درجہ ہے جس سے بڑھ کر کوئی درجہ نہیں۔

حضرت ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے آپ کو ایک ہزار محل جنت میں دیئے ہیں اور ہر محل میں آپ کی شان کے لائق ازواج اور خادم ہیں روایت کیا اس کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ بجز انبیاء و مرسلین کے تمام اگلے اور پچھلے میانہ عمر والے اہل جنت کے سردار ہوں گے۔

حضرت حذیفہؓ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ایک فرشتہ آیا ہے جو اس شب سے قبل کبھی زمین پر نہیں آیا اس نے حق تعالی سے درخواست کی کہ مجھ کو آکر سلام کرے اور مجھ کو بشارت دے کہ فاطمہؓ تمام اہل جنت کی بیبیوں میں سردار ہوں گی اور حسنؓ اور حسینؓ تمام اہل جنت کے جوانوں میں سردار ہوں گے روایت کیا اس کو ترمذی۔

۱۔ پس آپ نے ہر قسم کی بزرگی جس میں کوئی آپ کا شریک نہیں ہے جمع کر لی اور آپ ہر عالی مقام سے جن میں کوئی آپ کو مزاحمت کرنے والا نہ تھا بڑھ گئے یعنی آپ کو وہ بلند ترین مراتب اشمل فضائل مختصہ مذکورہ مقام جنت کے نصیب ہوئے جو اور انبیاء کو حاصل نہیں ہوئے۔

۲۔ اور بہت بڑی ہے قدر ان مراتب کی جو آپ کو عطا کئے گئے اور فہم ادراک ان نعمتوں کا جو آپ کو منجانب خداوند تعالی عطا کی گئیں دشوار تر ہے ۱۲ (عطر الردہ)

آپ کے افضل المخلوقات ہونے میں۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولین و آخرین میں زیادہ مکرم ہوں روایت کیا اس کو ترمذی و دارمی نے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شب معراج میں براق حاضر کیا گیا تو وہ سوار ہونے کے وقت شوخی کرنے لگا جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا کرتا ہے تجھ پر تو ایسا کوئی شخص سوار ہی نہیں ہوا ہے جو ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم ہو پس وہ شرم سے پسینہ پسینہ ہو گیا (کذا فی سنن الترمذی)

حضرت انسؓ سے ایک طویل حدیث میں روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے ایک بار اپنے کلام میں فرمایا کہ بنی اسرائیل کو مطلع کر دو کہ جو شخص مجھ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہو گا تو میں اس کو دوزخ میں داخل کروں گا خواہ کوئی ہو موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ احمد کون ہیں ارشاد ہوا اے موسیٰ قسم ہے اپنے عزت و جلال کی میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا نہیں کی جو ان سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو میں نے ان کا نام عرش پر اپنے نام کے ساتھ آسمان و زمین اور شمس و قمر پیدا کرنے سے بیس لاکھ برس پہلے لکھا تھا قسم ہے اپنے عزت و جلال کی کہ جنت میری تمام مخلوق پر حرام ہے جب تک کہ محمدؐ اور ان کی امت اس میں داخل نہ ہو جاویں پھر امت کے فضائل کے بعد یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے رب مجھ کو اس امت کا نبی بنا دیجئے ارشاد ہوا اس امت کا نبی اسی میں سے ہو گا عرض کیا کہ تو مجھ کو ان محمدؐ کی امت میں سے بنا دیجئے ارشاد ہوا کہ تم پہلے ہو گئے وہ پیچھے ہوں گے البتہ تم کو اور ان کو دار الجلال (جنت) میں جمع کر دوں گا روایت کیا اس کو حلیہ میں (کذا فی الرحمۃ المہداۃ)

۱۔ آپ اسم بامسمیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سردار دنیا آخرت جن و انس کے اور ہر دو فریق عرب و عجم کے ہیں۔

۲۔ اور آپ کی ذات بابرکات کی طرف جو خوبیاں باستثنائے مرتبہ الوہیت تو چاہے منسوب کر دے وہ سب قابل تسلیم ہوں گی اور آپ کی قدر عظیم کی طرف جو بڑائیاں تو چاہے نسبت کر وہ سب صحیح ہوں گی۔

۳۔ پس نہایت ہمارے فہم اور علم کی یہ ہے کہ آپ بشر عظیم القدر ہیں اور یہ کہ آپ تمام خلق اللہ انسان و ملائکہ وغیرہ سے بہتر ہیں (عطر الوردہ)

۱۔ آپ نے ہم کو ایسی چیزوں سے نہ آزمایا جن کے دریافت کرنے میں ہماری عقول عاجز اور درماندہ ہو جاویں کیونکہ آپ کو ہماری اصلاح مرغوب تھی اس لئے ہم کسی حکم کے قبول کرنے میں شک میں نہ پڑے اور سلوک طریق شریعت میں حیران و سرگردان یا مبتلائے وہم نہ ہوئے چنانچہ اسی میں یہ بھی داخل ہے کہ جو اشکالات مذکورہ ظاہر الفاظ سے واقع ہو سکتے تھے قواعد شرعیہ سے وہ بالکل صاف کر دیئے گئے۔

۲۔ آپ کے کمالات ظاہری و باطنی کی دریافت نے تمام خلق کو عاجز کر دیا پس نہیں دیکھا جاتا ہے اشخاص قریب المنزلہ یعنی خواص میں یا بعید المنزلہ یعنی عوام میں درباب دریافت کمالات حضرت کے مگر عاجز و ساکت یعنی آپ کے کمالات کی حد اور پوری کیفیت کسی کو معلوم نہیں اور اسی عدم احاطہ کیفیت کمالات کے سبب ظاہر نظر میں بعضے شبہات پڑ سکتے ہیں جن کے حل کرنے کے لئے قواعد شرعیہ کافی ہیں۔

۳۔ آپ کا حال عدم ادراک کیفیت کمالات ظاہریہ و باطنیہ میں مثل آفتاب کے ہے کہ وہ دور سے چھوٹا بقدر قوس یا آئینہ کے معلوم ہوتا ہے اور ناظر بسبب نہایت بعد کے اس کی واقعی مقدار

نہیں معلوم کر سکتا ہے اور اگر اس کو پاس سے دیکھو تو بوجہ غایت نورانیت کے چشم بینندہ عاجز و درماندہ و خیرہ ہو جاتی ہے اور اس کی پوری حقیقت دریافت نہیں کر سکتی اسی لئے بعض امور میں گونہ حیرت ہو جاتی ہے جیسا کہ اوپر کے شعر کی شرح میں معلوم ہوا (عطر الوردہ)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آپ اپنے مرض وفات میں فرماتے تھے کہ میں نے جو کھانا (زہر آلود) خیبر میں (کچھ) کھا لیا تھا ہمیشہ اس کی تکلیف (کچھ نہ کچھ) پاتا رہا اور اب وہ وقت ہے کہ اس زہر سے میری رنگ قلب کٹ گئی۔ (روایت کیا اس کو بخاری نے)

خواب استراحت نہ فرمائی یہاں تک کہ آپ کے دونوں قدم مبارک ورم میں مبتلا ہو گئے

شکم مبارک کو کسا اور اپنے نرم لطیف پہلوئے مطہر کو پتھر کے تلے لپیٹا تاکہ اس کے ثقل اور سہارے سے گونہ تقویت حاصل ہو

عبدیت ثابت ہوئی

۳۔ اس دعوے کو جو نصاریٰ نے حضرت عیسی علیہ السلام کی بابت کیا ہے اے مخاطب غافل تو چھوڑ دے اور ایسا دعوی اپنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت مت کرو بلکہ ان کو افضل العباد سمجھ اور اس کے سوا آپ کی مدح شریف میں جس وصف کمال کا تیرا جی چاہے حکم جازم اور قطعی دعوے کرو اور ان پر خوب مستحکم اور استوارہ (یعنی نہ عبدیت) کی نفی کرو اور نہ دوسرے بشر کے مساوی سمجھو بلکہ افضل العباد اعتقاد کرو اعطر الوردہ

عباس بن مرداسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے عرفہ کی شام کو مغفرت کی دعا کی سو اس طرح قبول ہوئی کہ سب گناہوں کی مغفرت کرتا ہوں بجز حقوق العباد کے کہ ظالم سے مظلوم کے حقوق ضرور وصول کرونگا آپ نے دعا کی کہ اے رب اگر آپ چاہیں تو مظلوم کو جنت سے دیکر ظالم کو بخش دیں سو اس شام کو یہ دعا منظور نہیں ہوئی جب مزدلفہ میں صبح ہوئی پھر دعا کی سو منظور ہو گئی سو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خندہ یا تبسم فرمایا ابو بکرؓ و عمرؓ نے عرض کیا کہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اس وقت تو کوئی ہنسنے کا موقع نہیں معلوم ہوتا سو کس سبب سے آپ ہنستے ہیں اللہ تعالی آپ کو ہمیشہ ہنستا ہوا رکھے آپ نے فرمایا کہ عدو اللہ ابلیس کو جب معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے میری دعا قبول کر لی اور میری امت کی مغفرت فرما دی تو خاک لے کر سر پر ڈالنے لگا اور ہائے واویلا مچانے لگا سو اس کی گھبراہٹ کو دیکھ کر ہنسی آ گئی

روایت کیا کہ اس کو ابن ماجہ نے اور بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں اس کے قریب روایت کیا (کذا فی المشکوۃ) ف لمعات میں ہے کہ مراد اس سے وہ حقوق العباد ہیں جن کے ایفاء کا قصد مصمم ہے مگر ایفاء سے عاجز ہو گیا۔ حق تعالی خصماء کو قیامت میں راضی فرما دیں گے۔

لمعات میں آپ کے طائف تشریف کے جانے کے قصہ میں جب کہ وہاں کے کفار نے آپ کو ایذاء شدید پہنچائی روایت کیا ہے کہ جبریل علیہ السلام پہاڑ کے فرشتہ کو لیکر نازل ہوئے تاکہ آپ سے اجازت لیکر ان کفار کو ہلاک کر دے آپ نے اس فرشتہ سے فرمایا نہیں مجھ کو امید ہے کہ ان کی پشتوں میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو اللہ تعالی کا توحید کے ساتھ ذکر کریں۔

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (بعض حیثیات سے) میرے ساتھ شدت سے محبت رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہونگے کہ ان میں سے ہر شخص یہ تمنا کرے گا کہ تمام اہل ومال کے عوض مجھ کو دیکھ لے روایت کیا اس کو مسلم نے

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میں بشر ہوں مجھ کو بھی اور بشر کی طرح غصہ آجاتا ہے سو جس کسی مومن مرد یا مومن عورت پر میں (غصہ میں) بددعا کر دوں تو آپ اس بددعا کو اس شخص کے لئے تزکیہ اور تطہیر کر دیجئے روایت کیا اس کو احمد نے (کذافی الرحمتہ المہدۃ)

چھٹی روایت: حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں آپ نے فرمایا تم تو میرے دوست ہو اور میرے بھائی وہ لوگ ہیں جو ہنوز نہیں آئے الحدیث روایت کیا اس کو مسلم نے (کذافی المشکوۃ) صحابہ کی ایسی استعداد تھی کہ اگر وہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ دیکھتے جب بھی محبت میں ہم سے زیادہ ہوتے۔

ابی جمعہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ نے یا رسول اللہ کوئی ہم سے بھی بہتر ہے کہ ہم اسلام لائے اور جہاد کیا آپ نے کہا ایک قوم ہے جو تمہارے بعد ہونگے کہ مجھ پر ایمان لاویں گے اور مجھ کو دیکھا روایت کیا اس لو احمد اور درامی نے

۱۔ اے گروہ اسلام ہم کو خوشخبری ہے بیشک ہمارے لئے عنایات خاصہ باری تعالی سے ایسا ستون محکم عنایت ہوا ہے جو کبھی متغیر ومتبدل نہ ہو گا بلکہ ہمیشہ الی یوم القیامہ ثابت و قائم رہے گا یعنی ہمارا دین ناسخ ہے اور کبھی مثل اور ادیان کے مسنوخ نہ ہو گا۔

۲۔ جب کہ خداوند تعالی نے ہمارے حضرت کو جو ہم کو طاعت خداوندی کی طرف بلانے والے ہیں افضل واکرم رسل اللہ کہکر پکارا تو ہم اس ذریعہ سے سب امتوں سے افضل ہوئے کیونکہ رسول کا افضل ہونا امت کی افضلیت کا واقعی سبب ہے

۳۔ اگر میں گناہ کر رہا ہوں یا کیا ہے تو میرا ذمہ شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹوٹنے والا نہیں ہے اور نہ میری امید کی رسی کٹنے والی یعنی میں بسبب ارتکاب جرائم حضرت کی شفاعت سے ناامید نہیں ہوں۔

۴۔ خداوند تعالی شانہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منزہ کر دیا ہے اس عیب سے کہ آپ کا امیدوار آپ کے مکارم وعطایا سے محروم کیا جاوے اور بھی اس خلل سے پاک کر دیا ہے آپ کا مدد چاہنے والا آپ کی درگاہ سے غیر موقر وغیر محترم ناکارہ واپس آئے بلکہ ہمیشہ کامیاب و محترم ہوتا ہے ۱۲ (عطر الوردہ)

آپ کے حقوق میں جو امت کے ذمہ ہیں جن میں ام الحقوق محبت ومتابعت فی الاصول والفروع ہے جاننا چاہیے کہ کسی سے محبت ہونا اور اس محبت کا مقتضا متابعت ہونا تین سبب ہوتی ہے۔ ایک کمال محبوب کا جیسے عالم سے محبت ہوتی ہے شجاع سے محبت ہوتی ہے اور دوسرا جمال جیسے کسی حسین سے محبت ہوتی ہے تیسرا نوال یعنی عطاء واحسان جیسے اپنے منعم ومربی سے محبت ہوتی ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ میں تین وصف علی سبیل الکمال مجتمع ہیں۔ جس کی درجہ کی محبت ہو گی اسی درجہ کا اتباع ہو گا اور ظاہر ہے کہ محبت علی سبیل الکمال واجب ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی شخص مومن نہ ہو گا جب تک کہ میں اس کے نزدیک اس کے والد اور اولاد اور تمام آدمیوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (بخاری)

حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں بجز میرے نفس کے جو میرے پہلو میں ہے (یعنی وہ تو بہت ہی محبوب ہے) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک خود اس کے نفس سے زیادہ اس کو میں محبوب نہ ہوں

حضرت عمرؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر

کتاب نازل فرمائی کہ آپ میرے نزدیک میرے اس نفس سے بھی زیادہ محبوب ہیں جو میرے پہلو میں ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بس اب بات ٹھیک ہوئی۔

فرمایا میری تمام امت جنت میں داخل ہو گی جس نے میرا کہنا قبول نہ کیا عرض کیا گیا کہ قبول کس نے نہیں کیا فرمایا جس نے اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہو گا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے قبول نہیں کیا روایت کیا اس کو بخاری نے

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا روایت کیا اس کو ترمذی نے

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب پینے کے جرم میں سزا دی پھر وہ ایک دن حاضر کیا گیا پھر آپ نے حکم سزا کا دیا ایک شخص نے مجمع میں سے کہا اے اللہ اس پر لعنت کر کس قدر کثرت سے اس کو (اس مقدمہ میں) لایا جاتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس پر لعنت مت کرو اللہ میرے علم میں یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے روایت کیا اس کو بخاری نے نری محبت سزا سے بچنے میں کام نہ آئی مومن خواہ کتنا ہی گنگار ہو مگر اس پر لعنت نہ کرنا چاہئے۔

جرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کند
صاف گر باشد ندانم چوں کند

۱۔ اے جانے والے بجانب گیارہ زار کے اللہ کے لئے اس کے باغ درخت بال میں ذرا ٹھہرنا اور میری طرف سے دفاتر غم اس کے رہنے والوں کو پڑھ کر سنانا۔

۲۔ اگر وہ میری حالت بیماری کے بارہ میں دریافت کریں جب سے میں ان سے غائب ہوا ہوں پس قلب اپنے خفقان میں ہے اور سر اپنے دوران میں ہے۔

۳۔ اگر وہ میرے اشک چشم کے متعلق اپنے بعد کے زمانہ میں تحقیق کریں تو بطور حکایت کے کہنا کہ مثل ابر کے ہے اس کے برسنے میں اور مثل بحر کے ہے اس کے جوش میں

۴۔ لیکن وہ محب باوجود اس تمامتر ماجرا کے فریفتہ ہے عشق مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا پس آپ کا خیال اس کے قلب میں ہے اور آپ کا تذکرہ اس کی زبان پر ہے

۵۔ اور بہت زمانہ طویل سے دعا کر رہا ہے اور دعا میں الحاح اور مبالغہ کر رہا ہے تاکہ وہ آپ کے باغ میں طواف کرے اور آپ کے ریحان سے خوشبو سونگھے

۶۔ اے وہ ذات پاک جن کا رتبہ تمام خلائق پر بلندی میں فائق ہو گیا یہاں تک کہ آپ پر اللہ تعالے نے اپنے قرآن میں ثنا فرمائی۔

۷۔ اللہ تعالیٰ آپ پر درود نازل فرمائے زمانہ کے اخیر تک تفضل کرتا ہوا اور ترحم فرماتا ہوا اور آپ کو اپنے احسانات موعودہ عطا فرمادے ۱۲منہ

عروہ بن مسعود رئیس مکہ نے آپ کی مجلس شریف سے مکہ واپس جا کر لوگوں سے بیان کیا کہ اے میری قوم واللہ میں بادشاہوں کے پاس گیا ہوں اور قیصرو کسری و نجاشی کے پاس گیا ہوں واللہ میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی اس قدر تعظیم کرتے ہوں جس قدر صحابہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں واللہ جب کھنکار پھینکتے ہیں تو وہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں پہنچتی ہے اور وہ اس کو اپنے چہرہ اور بدن کو مل لیتا ہے اور جب آپ ان کو کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ آپ کے حکم کی طرف دوڑتے ہیں اور جب آپ وضو کرتے ہیں تو ان لوگوں کی یہ حالت

ہو جاتی ہے کہ وضو کا پانی لینے کے لئے گویا اب لڑ پڑیں گے اور جب آپ کلام فرماتے ہیں تو وہ لوگ اپنی آوازوں کو آپ کے سامنے پست کر لیتے ہیں اور وہ لوگ آپ کی طرف تیز نگاہ سے دیکھتے تک نہیں الحدیث

براء بن عازب سے مروی ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازہ میں گئے اور قبر تک پہنچے ہنوز مردہ لحد میں نہیں رکھا گیا تھا (کچھ دیر ہو گئی) آپ بیٹھ گئے اور ہم آپ کے گرد گرد اس طرح بیٹھ گئے کہ گویا ہمارے سروں پر پرندے تھے (یعنی نہایت سکون وسکوت کے ساتھ) یہ مواہب میں ہے کہ جب آپ کی صوت پر صوت کا بلند کرنا موجب حبط اعمال ہے تو اپنی آراء واہواء کے آپ کی سنت اور حکم پر بڑھانے کی نسبت کیا گمان کرتے ہو اور جب آپ کی مجلس سے بلا اذن جانا جائز نہیں تو آپ کی تفاصیل دین سے دوسری طرف جانا کیسے جائز ہو گا۔

امیر المومنین ابو جعفر نے امام مالک سے کسی مسئلہ میں مسجد نبوی میں گفتگو کی امام مالک نے فرمایا کہ اے امیر المومنین تم کو کیا ہوا اس مسجد میں آواز مت بلند کرو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام وفات کے بعد وہی ہے جو حالت حیات میں تا سو ابو جعفر دب گیا اس کی تائید حضرت عمرؓ کے اس ارشاد سے ہوتی ہے جو آپ نے دو شخص اہل طائف کو فرمایا تھا کہ تم مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنی آواز بلند کرتے ہو روایت کیا اس کو بخاری نے (کذا فی المشکوۃ)

آپ کی یہ شان ہے کہ آپ اگر تنہا بھی ہوں تو ملاقات کے وقت بوجہ اپنی جلالت وعظمت کے ایسے معلوم ہوتا ہیں کہ گویا آپ ایک بڑے حشم وخدم میں ہیں ۱۲ منہ

گویا موتی جو اپنی صف میں پنہاں ہے اور اب تک باہر آکر دستمال نہیں ہوا اپنی چمک اور دمک میں ان گوہروں کے مشابہ ہے جو ان دو کانوں سے نکلا ہو جن میں ایک کان زبان مبارک ہے یعنی کلام بلاغت انتظام اور دوسری دولب شریف ودندان درخشاں خلاصہ یہ کہ وہ موتی جو ہنوز صدف سے نہیں نکلا وہ کمال (صفائی) میں آپ کے کلام اور دنداں سے مشابہ ہے گو ان کی صفائی کو نہیں پہنچ سکتا (ان اوصاف سے آپ کا معظم صورۃ" ومعنی" ہونا ثابت ہے اور یہ متقضی ہے کمال محترم وواجب التوقیر ہونے کو) ۱۲ (عطر الوردہ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلیم نے فرمایا کہ وہ شخص ذلیل وخوار ہو جس کے سامنے میرا ذکر کیا جاوے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے روایت کیا اس کو ترمذی نے

رد المحتار میں ہندیہ سے نقل کیا ہے کہ تاجر کا کپڑا کھولنے کے وقت اس غرض سے تسبیح یا درود پڑھنا کہ خریدار کو کپڑے کی عمدگی جتلانا مقصود ہے یا چوکیدار جگانے کے لئے ایسا کرے اسی طرح کسی بڑے آدمی کے آنے کے وقت اس غرض سے درود پڑھنا کہ لوگوں کو اس کے آنے کی اطلاع ہو جاوے تو لوگ کھڑے ہو جاویں یا اس کے لئے اس جگہ کر دیں یہ سب مکروہ ہے

سنن ابن ماجہ باب صلوۃ الحاجتہ میں عثمان بن حنیف سے روایت ہے کہ ایک شخص نابینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ مجھ کو عافیت دے آپ نے فرمایا اگر تو چاہے اس کو ملتوی رکھوں اور یہ زیادہ بہتر ہے اور اگر چاہے تو دعا کر دوں اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجئے آپ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعا کرے اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نبی رحمت کے اے محمدؐ میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ وہ پوری

ہووے اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے۔

اس میں جو یا محمدؐ آیا ہے اس سے نداء غائب کا ثبوت نہیں ہوتا کیونکہ وہ تو آپ کی خدمت میں حاضر تھا انجاح الحاجۃ میں ہے کہ اس حدیث کو نسائی اور ترمذی نے کتاب الدعوات میں نقل کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ کیا ہے کہ وہ کھڑا ہو گیا اور بینا ہو گیا۔

انجاح الحاجۃ میں بعد تصحیح حدیث مذکور کے کہا کہ طبرانی نے کبیر میں عثمان بن حنیفؓ الذکر سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس کسی کام کو جایا کرتا اور وہ اس کی طرف التفات نہ فرماتے اس نے عثمان بن حنیف سے کہا انہوں نے فرمایا تو وضو کر کے مسجد میں جا اور وہی دعا اوپر والی سکھلا کر کہا کہ یہ پڑھ چنانچہ اس نے یہی کیا اور حضرت عثمانؓ کے پاس جو پھر گیا تو انہوں نے بڑی تعظیم و تکریم کی اور کام پورا کر دیا الحدیث

مسجد نبوی میں جانے کو فرمایا ہے سو وہاں حضور قریب ہی تشریف رکھتے ہیں نداء غائب لازم نہیں آئی۔ دوسرے سلف صالح خوش اعتقاد تھے نداء بقصد تبلیغ ملائکہ ان کے حال سے ظاہر تھا بخلاف اس وقت کے عوام کے کہ عقیدہ میں غلو رکھتے ہیں اسی لئے ان کو منع کیا جاتا ہے بلکہ ان کی حفاظت کے لئے خواص کو بھی روکا جاتا ہے دوسرے وہ حضرات یہ ندا حاجت روا سمجھ کر نہ کرتے تھے اب اس میں بھی غلو ہے پس ان کا فعل ان تاقصین کے فعل کا مقیس علیہ نہیں بن سکتا

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

مشکوۃ میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ جب لوگوں پر قحط ہوتا تو حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب کے واسطہ سے دعاء بارش کی کیا کرتے اور فرماتے کہ اللہ ہم (پہلے) آپ کے دربار میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل کیا کرتے تھے آپ ہم کو بارش دیتے تھے اور (اب ہم آپ کے دربار میں اپنے پیغمبر کے چچا کا توسل کرتے ہیں سو ہم کو بارش دیجئے چنانچہ بارش ہوتی تھی روایت کیا اس کو بخاری نے ف اس حدیث سے غیر نبی کے ساتھ بھی توسل جائز نکلا جب کہ اس کو نبی سے کوئی تعلق ہو قرابت حسیہ کا یا قرابت معنویہ کا تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اس پر متنبہ کرنے کے لئے حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے توسل کیا نہ اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا جب کہ دوسری روایت سے اس کا جواز ثابت ہے اور چونکہ اس توسل پر کسی صحابیؓ سے نکیر منقول نہیں اس لئے اس میں اجماع کے معنی آگئے۔

ابوالجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ میں سخت قحط ہوا لوگوں نے حضرت عائشہؓ سے شکایت کی آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کو دیکھ کر اس کے مقابل آسمان کی طرف اس میں ایک منفذ کر دو یہاں تک کہ اس کے اور آسمان کے درمیان حجاب نہ رہے چنانچہ ایسا ہی کیا تو بہت زور کی بارش ہوئی الحدیث روایت کیا اس کو دارمی نے (کذافی خیر المواعظ باب الکرامات) ف اوپر توسل بالقول ثابت ہوا تھا اس سے توسل بالفصل بھی جائز ثابت ہوا اس کے معنی بھی بزبان حال یہ تھے کہ یہ آپ کے نبی کی قبر ہے جس کو ہم تلبس جسد نبوی کی وجہ سے متبرک سمجھتے ہیں اور نبی کی ملابس چیز کو متبرک سمجھنا یہ بوجہ اسکے کہ علامت ہے

مواہب میں بسند امام ابوالمنصور صباغ ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالی محمدؒ بن حرب ہلال سے روایت کیا ہے کہ میں قبر مبارک کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا کہ یا خیر الرسل اللہ تعالی نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جس میں ارشاد فرمایا ہے وَلَوْ

اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا

اور میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے استغار کرتا ہو اور اپنے رب کے حضور میں آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں پھر دو شعر پڑھے الخ اور ان محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ء میں ہوئی ہے اھ غرض زمانہ خیر القرون کا تا اور کسی سے اس وقت نکیر منقول نہیں پس حجت ہو گیا۔

۱۔ اور جس شخص کی نصرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ہو تو فتح اور نصر اور ظفر اسکے لشکر میں ہے

۲۔ اس بندہ نے آپ کو یا رسول اللہ مستغیث ہو کر اور امید کی چیزوں کا امیدوار ہو کر پکارا ہے سو اس کے لئے سوا آپ کے لطف کے کوئی نظر گاہ نہیں۔

۳۔ اے اللہ ہم پر ہمارے سردار خیر الامم کے قلب کو مہربان کر دیجئے کیونکہ آپ کی طرف سے عطوف کا انتظار ہے ۱۲ منہ

آیت وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ حضرت عباسؓ سے ایک حدیث میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا میں کون ہوں لوگوں نے عرض کیا آپ رسول اللہ ہیں آپ نے فرمایا کہ میں (رسول تو ہوں ہی مگر دوسرے فضائل حسی ونسبی بھی رکھتا ہوں چنانچہ میں) محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں اللہ تعالی نے خلق کو (جو کہ جن وغیرہ کو بھی شامل ہے) پیدا کیا اور مجھ کو ان کے بہترین (یعنی انسان) میں سے کیا پھر ان (انسانوں) کو دو فرقے (عجم وعرب) بنائے اور مجھ کو بہترین فرقہ (یعنی عرب) میں کیا پھر ان (عرب) کو مختلف قبیلے بنائے اور مجھ کو بہترین قبیلہ (یعنی قریش) میں بنایا پھر ان (قریش) کو کئی خاندان بنائے اور مجھ کو بہترین خاندان (یعنی بنی ہاشم) میں بنایا پس میں اپنی ذات کے اعتبار سے بھی سب میں افضل ہوں اور خاندان کے اعتبار سے بھی سب سے افضل ہوں۔

جب سورۃ اذا جاء نصر اللہ آپ کے مرض میں نازل ہوئی سو آپ نے توقف نہیں فرمایا جمعرات کے روز باہر تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے اور حضرت بلالؓ کو بلا کر فرمایا کہ مدینہ میں اعلان کردو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت سننے کو جمع ہو جاؤ چنانچہ بلالؓ نے پکار دیا اور چھوٹے بڑے سب جمع ہو گئے آپ نے کھڑے ہو کر حمد وثناء وصلوۃ علی الانبیاء کے بعد فرمایا کہ میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم ہوں عربی حرمی مکی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (کذا فی الجلد الاول من فتاوی مولنا عبد الحی ۵۳)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسانؓ کے لئے مسجد میں منبر رکھتے تھے کہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مفاخر بیان کرتے اور مشرکین کے مطاعن کا جواب دیتے اور آپ ارشاد فرماتے کہ اللہ تعالی حسان کی تائید روح القدس سے فرماتا ہے جب تک یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مفاخرت یا مدافعت کرتے رہیں گے روایت کیا اس کو بخاری نے

ایک مجمع حضرت زید بن ثابت کے پاس آیا اور کہنے لگے کہ ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں کیجئے انہوں نے فرمایا کہ میں کیا کیا باتیں کروں (کہ احاطہ بیان سے خارج ہیں اس کے بعد کچھ حالات بیان کئے) (کذا فی الشمائل الترمذی)

۱۔ اور جب سے میں نے تعریفات حضرت نبوی اپنے افکار کو لازم کر دیئے ہیں تو میں نے اس کو اپنی نجات کے لئے نہایت عمدہ مصاحب اور ضامن پایا ہے

۲۔ اور وہ تونگری جو بذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہو گی وہ ہرگز کسی ہاتھ کو خالی ومحتاج نہیں چھوڑے گی بلکہ

سب کو مالامال کردے گی کیونکہ آپ کا فیض مثل عام باران کے ہے کہ وہ زمینہائے لائق زراعت کو جس میں اس کا پانی بخوبی ٹھہرتا ہے تروتازہ کرتا ہے

ا۔ ہاں رات کو خیال محبوب میرے پاس آیا اور مجھے بیدار کیا اور حقیقت حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں کس طرح دریافت کرسکتے ہیں

ایسی حالت میں کہ اب محبوب تک رسائی کی بھی توقع نہ رہی تو محبوب کے قائم مقاموں کو ہی غنیمت سمجھنا چاہئے بقول مولانا رومی

چونکہ شد خورشید ومارا کرد داغ
چارہ بنود در مقاش جز چراغ
چونکہ گل رفت وگلستاں شد خراب
بوئے گل را ازکہ جوئیم از گلاب

فضائل صحابہ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میرے اصحاب کا اکرام کرو کہ وہ تم سب میں بہتر ہیں۔ روایت کیا نسائی نے

حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈور میرے اصحاب کے بارہ میں میرے بعد ان کو نشانہ (اعتراضات کا) مت بنانا جو شخص ان سے محبت کریگا وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کریگا اور جو شخص ان سے بغض کریگا میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا اور جو ان کو ایذا دے گا اس نے مجھ کو ایذا دی اور جس نے مجھ کو ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا دی بہت جلد اللہ تعالیٰ اس کو پکڑے گا روایت کیا اس کو ترمذی نے

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اصحاب کو برامت کہو کیونکہ اگر تم میں کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تب بھی ان صحابہ کے ایک مد (یعنی ایک سیر) اور بلکہ نصب مد (کے درجہ) کو بھی نہ پہنچے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے

فضائل اہل بیت حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے اس لئے بھی محبت رکھو کہ وہ تم کو نعمتیں کھانے کو دیتا ہے اور مجھ سے محبت رکھو خدا تعالیٰ کے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی اللہ تعالیٰ جب محبوب ہیں اور میں اس کا رسول اور محبوب ہوں اس لئے مجھ سے محبت کرو) اور میری اہل بیت سے محبت رکھو میرے ساتھ محبت رکھنے کے سبب سے (یعنی جب میں محبوب ہوں اور اہل بیت میرے منتسب و محبوب ہیں تو ان سے بھی محبت رکھو) روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

فرماتے تھے کہ میرے اہل بیت کی مثال تم میں ایسی ہے جیسے نوح علیہ السلام کی کشتی جو شخص اس میں سوار ہوا اس کو نجات ہوئی اور جو شخص اس سے جدا رہا ہلاک ہوا روایت کیا اس کو احمد نے

حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تم میں ایسی (دو) چیزیں چھوڑتا ہوں کہ اگر تم ان کو تھامے رہو گے تو کبھی میرے بعد گمراہ نہ ہو گے اور ان میں ایک چیز دوسری سے بڑی ہے ایک تو کتاب اللہ کہ وہ رسی ہے آسمان سے زمین تک اور میری عزت یعنی اہل بیت اور ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ دونوں میرے پاس حوض پر پہنچیں گے سو ذرا خیال رکھنا کہ میرے بعد ان دونوں سے کیا معاملہ کرتے ہو روایت کیا اس کو ترمذی نے

ف کتاب اللہ سے مراد احکام شریعت ہیں جو دلائل اربعہ سے ثابت ہیں جن کے ماخذ میں صحابہ واہل بیت وفقہا و محدثین

ہیں۔

ارشاد ہے کہ میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں جس کا اقتدا کرلو گے ہدایت پاجاؤ گے روایت کیا اس کو رزین نے حضرت عمرؓ سے اور جیسا کہ حق تعالی کا عام ارشاد ہے فَاسْئَلُوْا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ کہ اس میں سب علماء داخل ہو گئے اور کتاب اللہ کا اطلاق مطلق حکم شرعی پر خود حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقدمہ میں فرمایا کہ میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کرونگا اس کے بعد آپ نے رشوت واپس دلوائی اور ایک شخص کو سو تازیانوں اور سال کی جلاوطنی کی سزا دی اور عورت کے لئے بشرط اس کے اعتراف کے رجم تجویز فرمایا صحیحین میں یہ روایت ہے حالانکہ ان احکام مذکورہ میں سے بعض قرآن مجید میں نہیں ہیں پس تمسک کتاب اللہ سے مراد حدیث تمسک باحکام شرعیہ ہوا اور تمسک بالعترۃ ۔ سے مراد محبت اہل بیت کی ہوئی کہ وہ بھی واجبات ایمانیہ سے ہے جیسا کہ حضرت عباسؓ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کس شخص کے قلب میں ایمان داخل نہ ہو گا جب تک تم لوگوں سے (کہ میرے اہل بیت ہو) اللہ اور رسول کے واسطے محبت نہ رکھے روایت کیا اس کو ترمذی نے عبدالمطلب بن ربیعہ سے پس حاصل حدیث کا دو چیزوں کی تاکید ہوئی احکام شرعیہ پر عمل کرنا اور حضرات اہل بیت سے محبت رکھنا

حدیث افک میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کے بارہ میں فرمایا وَاللّٰہِ مَا عَلِمْتُ عَلٰی اَھْلِیْ مِنْ سُوْءٍ قَطُّ کوئی شبہ کی گنجائش نہیں پس ان سے محبت رکھنا واجب ہوا قرآن مجید میں ان کو امہات المومنین فرمایا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خدمت کرنے والے کی مدح فرمائی ہے چنانچہ حضرت ام سلمہ سے روایت ہے کہ آپ نے اپنے ازواج سے فرمایا کہ تم لوگوں کے ساتھ میرے بعد جو شخص سلوک کرے گا وہ بڑا سچا اور نکوکار ہے روایت کیا اس کو احمد نے۔

فضائل علماء ورثۃ الانبیاء: جو شخص علم دین کو دنیا کے کسی مطلب کے لئے حاصل کرے گا وہ قیامت میں جنت کی خوشبو بھی نہ پاوے گا

عالم کے لئے تمام مخلوق آسمان اور زمین کی اور پانی میں مچھلیاں استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت دوسرے کواکب پر

حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو شخصوں کی نسبت پوچھا گیا جو بنی اسرائیل میں تھے ایک تو عالم تھا کہ فرض (مع اس کے ضروری متعلقات کے) پڑھ لیتا اور پھر لوگوں کو دین کی تعلیم دینے بیٹھ جاتا اور دوسرا دن بھر روزہ رکھتا اور رات بھر عبادت کرتا سو ان میں کون افضل ہے فرمایا کہ یہ جو عالم تھا

رسالہ نیل الشفا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشہ نعل شریف کے برکات وخواص مذکور ہیں

انشاء اللہ تعالی تین جمعہ نہ گزرنے پاویں گے کہ زیارت نصیب ہو گی وہ یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلِّمْ (دیگر) شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں بعد الحمد کے پچیس بار قل ہو اللہ اور بعد سلام کے یہ درود شریف ہزار مرتبہ پڑھے دولت زیارت نصیب ہو وہ یہ ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ (دیگر) نیز شیخ موصوف نے لکھا ہے کہ سوتے وقت ستر بار اس درود شریف کو پڑھنے سے دولت زیارت نصیب ہو۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بَحْرِ اَنْوَارِکَ

مَعۡدَنَ اَسۡرَارِکَ وَلِسَانُ حُجَّتِکَ وَعُرُوۡسُ مَمۡلِکَتِکَ وَاِمَامُہٗ حَضۡرَتِکَ وَطِرَازُ مُلۡکِکَ وَخَزَائِنُ رَحۡمَتِکَ وَطَرِیۡقُ شَرِیۡعَتِکَ الۡمُتَلَذِّذُ بِتَوۡحِیۡدِکَ اِنۡسَانُ عَیۡنِ الۡوُجُوۡدِ وَالسَّبَبُ فِیۡ کُلِّ مَوۡجُوۡدٍ عَیۡنُ اَعۡیَانِ خَلۡقِکَ الۡمُتَقَدِّمُ مِنۡ نُوۡرِ ضِیَائِکَ صَلٰوۃً تَدُوۡمُ بِدَوَامِکَ وَتَبۡقٰی بِبَقَائِکَ لَا مُنۡتَھٰی لَھَادُوۡنَ عِلۡمِکَ صَلٰوۃً تُرۡضِیۡکَ وَتُرۡضِیۡہِ وَتَرۡضٰی بِھَا عَنَّا یَارَبَّ الۡعٰلَمِیۡنَ (دیگر) اس کو بھی سوتے وقت چند بار پڑھنا زیارت کے لئے شیخ نے لکھا ہے اَللّٰھُمَّ رَبَّ الۡحِلِّ وَالۡحَرَمِ وَرَبَّ الۡبَیۡتِ الۡحَرَامِ وَرَبَّ الرُّکۡنِ وَالۡمَقَامِ اَبۡلِغۡ لِرُوۡحِ سَیِّدِنَا وَمَوۡلٰنَا مُحَمَّدٍ مِّنَّا السَّلَامَ مگر بڑی شرط اس دولت کے حصول میں قلب کا شوق سے پر ہونا اور ظاہری وباطنی معصیتوں سے بچنا ہے

ایک عاشق بامراد جنہیں خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی انہوں نے اپنا مکمل خواب حضرت حکیم الامت کی خدمت میں بذریعہ خط رجب ۱۳۱۹ء آگاہ کیا۔

لکھتے ہیں کہ تین چار روز ہوئے میں نے ایک خواب صبح کے وقت دیکھا ہے کہ میں کسی مکان غیر معروف میں ہوں ایک براق آن کر اس مکان کے دروازے پر ٹھہرا ہے لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ تیری سواری کے واسطے آیا ہے تھوڑی دیر کے بعد میں نے دیکھا کہ حضور سرور عالم جناب نبی مکرم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک براق پر تشریف لائے ہیں۔ ایک نقاب چہرہ مبارک پر پڑی ہوئی ہے حضورؐ میرے قریب تشریف لا کر رونق افروز ہوئے ہیں میری حالت اس وقت یہ تھی کہ گویا میں سو نہیں جاگ رہا ہوں اور حضورؐ کی رونق افروزی کے بعد ایک قسم کا حجاب درمیان میں حائل ہے کہ میں حضورؐ کی زیارت تو نہیں کر سکتا مگر حضور کے کلام مبارک کی آواز برابر سنتا ہوں اب یا تو میں نے یا کسی اور حاضرین دربار نے (مجھ کو یہ یاد نہیں ہے) حضورؐ سے عرض کیا کہ آج کل کانپور میں بہت شورش ہو رہی ہے اور مولانا اشرف علی صاحب سے بہت لوگ مخالفت کر رہے ہیں اس کی کیا اصلیت ہے اس کے جواب میں حضورؐ نے تمام حاضرین کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا جو کچھ اشرف علی نے لکھا ہے وہ صحیح ہے اور اس کے بعد حضورؐ نے صرف مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ **اشرف علی** سے کہہ دینا کہ جو کچھ تم نے لکھا ہے وہ بالکل صحیح ہے مگر یہ وقت ان باتوں کے لکھنے کے لئے مناسب نہیں ہے یہ آخر کار فقرہ اس قدر آہستہ سے ارشاد فرمایا کہ میں نے سنا اور غالباً'' کسی دوسرے نے حاضرین میں سے نہیں سنا بس اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی تو صبح کی نماز کا وقت تھا اور چہار شنبہ کا دن رجب کی دوسری تاریخ تھی جس قدر یاد تھا حرف بحرف عرض کیا گیا فقط

فقط تنبیہہ یہ ارشاد ہوا کہ یہ وقت باتوں کے لکھنے کے لئے مناسب نہیں ہے الخ براہ شفقت وبطور رخصت ہے حکم اور عزیمت نہیں علاوہ دلائل شرعیہ کے خود خواب ہی میں اس کا قرینہ موجود ہے یعنی آہستہ سے ارشاد فرمانا ورنہ احکام کا مقتضا ظاہر ہے کہ اعلان ہے حافظ اشفاق رسول تھانوی جو وضوح وصدق رویاء میں خاص مناسبت رکھتے ہیں ذکر مولد شریف کے ازحد شائق وراغب ہیں۔ وہ لکھتے ہیں حضور فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز ہیں دونوں پائے مبارک دراز کئے ہوئے اور چادر سفید پاؤں سے گردن تک ڈالے ہوئے ہیں اور ایک دوپٹہ کمر سے بندھا ہوا ہے اور سفید چوغہ زیب بدن ہے کمترین نے سامنے جا کر سلام عرض کیا ارشاد ہوا کہ جو شخص ہماری تعریف کر کے شفاعت چاہے ہم اس کی شفاعت نہیں کرینگے ہم اس کے شافع ہونگے جو ہماری احادیث پر عمل کرے گا۔

حضرت خواجہ نقشبند رحمتہ اللہ علیہ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے کے آگے کلمہ شہادت اور قرآن شریف نہ پڑھیں کہ بے ادبی ہے۔ بلکہ یہ رباعی پڑھی۔

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو
شیئاً للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بردست وبربازوئے تو

خواجہ علاؤ الدین عطار رحمتہ اللہ علیہ حضرت خواجہ نقشبندیہ کے اجل خلفا میں سے ہیں اور آپ کے خلیفہ اول اور داماد ہیں۔ لڑکپن سے حضرت خواجہ کی نظر عنایت ان پر تھی اپنے سامنے ہی طالبان حق کی تعلیم آپ کے متعلق کر دی تھی۔ علم شریعت میں بھی کامل تھے اور اتباع سنت اور عمل پر عزیمت میں تو ایک خاص شان رکھتے تھے۔

مدرسہ میں جہاں حضرت علاو الدین عطار طالب علم تھے گئے۔ دیکھا کہ ایک حجرہ میں ٹوٹے ہوئے بوریہ پر اینٹ سراہنے رکھے ہوئے مطالعہ کر رہے ہیں۔

حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ کی صورت دیکھ کر تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور اپنی جگہ بٹھالیا۔ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ میری لڑکی آج بالغ ہوئی ہے۔ اگر تم قبول کرو تو تم سے نکاح کر دوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ میری عین سعادت ہے۔ مگر میرے پاس کچھ سامان نہیں ہے۔ فرمایا کہ میری لڑکی کی قسمت میں رزق مقرر ہے خزانہ غیب سے پہنچتا رہے گا۔ تم اس کا فکر مت کرو۔

جب حضرت کو مرض موت ہوا۔ تو آخر کو فرمانے لگے کہ مجھ کو کوئی آرزو دل میں سواء اس کے نہیں رہی ہے کہ دوست آئیں اور مجھ کو نہ پائیں اور شکستہ خاطر ہو کر واپس ہو جائیں۔

اور فرمایا کہ رسم عادت کو چھوڑو۔ جو کچھ کہ رسم عادت خلق کی ہے اس کے خلاف کرو۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت رسم عادت و بشریت کے توڑنے کے واسطے تھی۔

فرمایا۔ تمام کاموں میں عزیمت پر عمل کرو۔ اور سنت موکدہ پر مداومت کرنا۔ اور اسی اثنا میں کلمہ توحید پڑھا اور انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ کی وفات ۲۰ رجب سنہ ۸۰۲ ہجری کو ہوئی۔

خواجہ یعقوب چرخی رحمتہ اللہ علیہ طریقہ نقشبندیہ کے ایک بڑے رکن تھے اور آپ سے طریقے کی اشاعت بہت ہوئی۔ آپ کو بیعت و اجازت حضرت شاہ نقشبند سے ہے۔ مگر تکمیل آپ کی حضرت عطار سے ہوئی۔ آپ سے فیوض باطنی کے علاوہ فیوض علمی بھی لوگوں کو حاصل ہوئے۔ علم تفسیر اور دوسرے علوم دینیہ میں بھی آپ کی تصانیف ہیں۔

بعد تحصیل علوم بجذب محبت الٰہی بارادہ ارادت حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فرمایا جس وقت میں نے حضرت خواجہ سے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم مامور ہیں۔ خود کوئی کام نہیں کرتے آج رات کو معلوم کرینگے۔ جو کچھ اشارہ ہو گا ویسا ہی کیا جاویگا۔ فرمایا کہ جیسی وہ شب میرے اوپر سختی سے گزری ہے۔ ایسی کوئی شب نہیں گزری۔ ڈرتا تھا کہ دیکھئے قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ صبح کی نماز جب میں نے حضرت خواجہ کے ساتھ پڑھی اور انہوں فرمایا کہ مبارک ہو۔

آپ کی ایک فارسی تفسیر (سورۃ الفاتحہ اور آخری دو پاروں کی) مشہور ہے جس میں جگہ جگہ بزرگان دین کے اقوال بھی ہیں بلتغور (علاقہ ماوراء النہر) میں ۸۳۸ھ یا ۸۵۱ھ میں انتقال ہوا۔

یہ تفسیر عرصہ ہوا بمبئی سے شائع ہوئی تھی۔ قلمی نسخہ موجود ہے۔

حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ ماہ رمضان ۸۰۶ ہجری تاشقند میں پیدا ہوئے۔ بعد تولد چالیس روز تک یہ نفاس میں اپنی والدہ ماجدہ کا دودھ نوش نہ فرمایا۔ آپ کے جد امجد خواجہ شہاب الدین رحمتہ اللہ علیہ نے قطب وقت تھے۔ اخیر میں جب اپنے پوتوں کو الوداع کرنے کو بلایا۔ اور خواجہ عبید اللہ احرار کہ اس وقت کمسن تھے۔ ان کے پاس گئے۔ وہ ان کو دیکھ کر تعظیم کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور گود میں لے لیا اور فرمایا۔ کہ اس فرزند کے بارے میں مجھ کو بشارت نبویؐ ہے۔ کہ یہ پیر عالمگیر ہوگا اور اس سے طریقت و شریعت کو رونق ہوگی۔

حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ کے اجل خلفاء میں ہیں۔ آپ اس صدی کے مجدد تھے۔ بادشاہ وقت آپ کا مرید تھا۔ حضرت مولانا جامی جو آپ کے خلفاء میں ہیں اسی مضمون کی طرف اس شعر میں اشار کرتے ہیں۔

چو فقر ندر قبائے شاہی آمد
بہ تدبیر عبید اللہی آمد

ہمیشہ کاشتکاری کے پیشہ پر گزر بسر رکھی۔ کرامات و خرق علاوات بیشمار ہیں۔ نقشبندیہ کے اماموں میں سے ہیں۔ آپ کے بعد طریقہ نقشبندیہ کے متبعین اپنے کو احراری کہتے تھے فرمایا کرتے تھے "مرا برائے ترویج شریعت و توہین بدعت مامور ساختہ اند" فرمایا کہ بعض اکابر کی صحبت میں مجھ کو یہ بات حاصل ہوئی کہ جو کچھ میں لکھوں وہ جدید ہوگا قدیم نہ ہوگا اور جو کچھ کہوں گا قبول ہوگا مردود نہ ہوگا۔ آپ کے پاس دنیاوی مال و اسباب بہت تھے چنانچہ گھوڑوں کے باندھنے کی میخیں سونے چاندی کی تھیں لیکن ان سے تعلق بال برابر بھی نہ تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میخیں مٹی میں گاڑی جاتی ہیں نہ کہ عارف کے دل میں۔ آپ کی ولادت ماہ رمضان المبارک ۸۰۶ھ باغستان علاقہ تاشقند میں ہوئی اور وفات شب شنبہ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ کو ہوئی۔ مزار مبارک سمرقند میں ہے۔ آپ کے کئی فارسی رسالے مشہور ہیں۔

فرمایا۔ کہ کوشش کرو کہ کوئی آرزو اللہ تعالیٰ کے سوا تیرے دل میں نہ رہے۔ کشف و کرامت ظاہر ہوں یا نہ ہوں کچھ غم نہیں ہے۔ کاتب شمال کے لکھنے سے پہلے اس کا تدارک و استغفار کرے کہ لکھنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

فرمایا کہ حضرت مولانا نظام الدین خاموش قدس سرہ شریعت و طریقت و حقیقت میں اس طرح مثال دیتے تھے کہ جھوٹ منع ہے۔ پس اگر کوئی شخص اس طرح کوشش کرے کہ اس کی زبان پر جھوٹ نہ جاری ہو لیکن دل میں داعیہ ہو۔ یہ شریعت ہے اور دل سے بھی داعیہ جاتا رہے تو طریقت ہے۔ اور اگر باختیار و بے اختیار زبان و دل سے یہ بات بالکل جاتی رہے وہ حقیقت ہے۔

فرمایا کہ کشف قبور یہ ہے کہ میت کی روح صورت مناسب میں صاحب کشف پر قبر میں ظاہر ہوتی ہے لیکن چونکہ شیطان کو تمثل اور تشکل میں قوت بہت ہے اس سبب سے خواجگان قدس سرہم نے اس کشف کا کچھ اعتبار نہیں کیا۔ اور ان کا طریقہ ہے کہ جب کسی قبر پر گئے۔ اپنے تئیں نسبت و کیفیت سے خالی کر کے انتظار کرتے ہیں۔ کہ کیا ظاہر ہوتا ہے۔ پھر جو کچھ معلوم ہو وہ صاحب قبر کا حال ہے۔ اور یہی طریقہ اور نسبت دریافت کرنے کا ہے۔ فرمایا۔ ارباب تحقیق کی نسبت ثابت ہے کہ ترقی بعد موت واقع ہے۔ فرمایا باوجود ترک ادب اگر کسی کا حال باطنی قائم رہے تو وہ مکر الٰہی ہے۔ فرمایا کہ یہ نسبت خواجگان مجمع و تفرقہ میں جو زیادہ ظاہر ہوتی ہے اس کی یہ وجہ ہے کہ یہ نسبت محبوبی ہے۔ محبوب کو اگر خلوت میں بلاؤ تو شرماتا ہے۔ فرمایا کہ یہ

نسبت ایسی لطیف ہے کہ اس کی جانب توجہ مانع ظہور ہے۔ جیسے مظاہر جمیلہ کی طرف اگر غور سے دیکھو تو شرما جاتے ہیں۔

حضرت خواجگان کا طریقہ عمل برعزیمت ہے تاکہ ماسوا حق تعالی سے منقطع و آزاد ہو کہ یہی درویشی ہے جس کو لوگ بہت لمبی بنائے ہوئے ہیں۔ فرمایا۔ وصل یہ ہے کہ دل کو اللہ تعالی کے ساتھ ہر وقت بطریق ذوق جمع پائے۔

فرمایا ہمت اسے کہتے ہیں کہ کسی کام کے واسطے اس طرح دل کو جمع کرے کہ اس کے خلاف خیال دل میں نہ آئے۔ حتی کہ اگر کوئی کافر بھی کسی کام کے واسطے ہمیشہ دل کو جمع رکھے تو وہ کام ہو جاتا ہے۔ اس میں ایمان و عمل صالح کی شرط نہیں ہے۔ فرمایا کہ جب کسی شخص کو اللہ تعالی توبہ عطا کرے اس راہ میں قدم رکھنے چاہئے۔ کہ ہمت اس امر کی مصروف رکھے کہ کوئی لمحہ اور ساعت اللہ تعالی کی یاد سے غافل نہ ہو اور صحبت ناجنس سے پرہیز کرے

نخست موعظت پیر طریقت این حرف است
کہ از مصاحبت ناجنس احتراز کنی

ناجنس سے مراد دنیادار اور مخالفان طریق ہیں۔ فرمایا بعد نماز عشا جب نیند غلبہ کرے تو تین مرتبہ قل ہو اللہ احد۔ تین مرتبہ قل اعوذ برب الفلق اور تین مرتبہ قل اعوذ برب الناس پڑھے اور اس کا ثواب جمیع اہل قبور کو کہ منتظر زندوں کے رہتے ہیں۔ پہنچائے تاکہ ان کو آسائش پہنچے۔ اور اللہ تعالی اس پر بخشش و رحمت کرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ ارحم ترحم شعر

خدارا بر آں بندہ بخشائش ست
کہ خلق از وجودش در آسائش ست

فرمایا کہ قبل سونے کے اپنی گذشتہ اوقات کا خیال کرے کہ کس طرح گزرے ہیں اگر غیر طاعت میں گزرے ہیں توبہ و استغفار کرے۔ فرمایا منجملہ آداب طریق سے یہ ہے کہ ہمیشہ باوضو رہے۔ فرمایا کہ دوام وضو سے فراخی رزق ہوتی ہے۔

انتقال ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ میں ہوا۔

نقل ہے کہ جس وقت آپ کا انتقال قریب ہوا۔ بہت سی شمعیں روشن تھیں کہ دفعتہ آپ کے دونوں ابرو کے درمیان سے ایک نور ظاہر ہوا۔ اور تمام شمعوں کی روشنی پر غالب آگیا۔

آپکا ایک رسالہ انفاس نفیسہ بھی ملتا ہے۔

حضرت مولانا محمد زاہد رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مولانا محمد زاہد چراغ بتی درست کر کے لائے تھے۔ میں نے صرف اس کو روشن کردیا۔ اور رخصت کردیا۔

آپ کی وفات غرہ ربیع الاول سنہ ۹۳۶ ہجری کو ہوئی۔ وحش میں کہ متصل حصار ہے آپ کا مدفن ہے۔

حضرت مولانا درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا محمد زاہد کے بھانجے یعنی ہمشیر زادے ہیں اور ان کے اعظم خلفاء میں سے ہیں۔ آپ کی وفات ۹، محرم سنہ ۹۷۰ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک موضع اسفرہ متصل شہر سبز علاقہ ماوراء النہر میں ہے۔

حضرت خواجہ محمد امکنگی رحمتہ اللہ علیہ حضرت مولانا درویش محمد کے صاحبزادے اور ان کے خلیفہ ہیں۔ اصل طریقہ نقشبندیہ کی بہت سختی سے پابندی فرماتے تھے اور کچھ نئی باتیں جو اس وقت بعض نقشبندیوں میں پیدا ہو گئی تھیں مثل ذکر بالجہر اور جماعت نماز تہجد، ان چیزوں سے پرہیز کرتے تھے حضرت شاہ نقشبند کے بالکل قدم بقدم تھے۔ ولادت ۹۱۸ھ اور وفات ۱۰۰۸ھ میں ہوئی۔

علماء و فضلاء و امراء و فقراء ان کی خدمت میں استفادہ و استفاضہ کو حاضر ہوا کرتے تھے۔ بلکہ ملوک و سلاطین خاک آستانہ عالیہ کو

سرمہ بناتے تھے۔
اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ ۹۱۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اور ۱۰۰۸ھ میں رحلت کی۔

حضرت خواجہ محمد باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ آپ کا اصل وطن سمرقند تھا

آپ کا شیوہ ستر حال تھا۔ انکسار ودید قصور کا آپ پر کمال غلبہ تھا۔ اگر کوئی شخص اخذ طریقہ کو خدمت اقدس میں حاضر ہوتا۔ تو عذر کر کے اس کو ٹال دیتے البتہ جب اس کی طلب نہایت گرم دیکھتے۔ تب قبول فرماتے

تو خواہی آستین افشان وخواہی دامن اندر کش
مگس ہرگز نہ خواہد رفت از دکان حلوائی

اگر کوئی شخص محفل اقدس میں کسی مسلمان کی خفت بیان کرتا۔ آپ اس کی تعریف شروع کر دیتے۔ ہمیشہ اپنے اصحاب کو نیستی ودید قصور پر دلالت فرماتے تھے۔ اگر کپڑے میلے ہو جاتے تو یہ نہ فرماتے کہ اور حاضر کرو۔ فرمایا کرتے تھے کہ جو کھانا بلا احتیاط پکتا ہے۔ اس کے کھانے سے ایک دھواں اٹھتا ہے کہ وہ مجاری فیض کو بند کر دیتا ہے اور ارواح طیبہ کہ وسائل فیض ہیں قلب کے مقابل نہیں ہوتیں۔ ایک مرتبہ آپ کی مجلس میں ایک درویش نے اللہ بجہر کہا۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے کہدو کہ ہماری مجلس میں اگر آئے تو آداب مجلس کا لحاظ رکھے۔

در راہ خدا جملہ ادب باید بود
تاجاں باقیست درطلب باید بود

ایام مرض میں ایک روز آپ کو استغراق واستہلاک اس قدر ہو گیا کہ حاضرین یہ سمجھے کہ آپ کی نزع کی حالت ہے۔ جب افاقہ ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر مرنا ایسا ہی ہوتا ہے تو موت بڑی نعمت ہے۔ اور ایسے حال سے نکلنے کو دل نہیں چاہتا۔

۲۵ جمادی الثانیہ سنہ ۱۰۱۲ھ کو اللہ اللہ کہتے ہوئے جان جانان تسلیم کی اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ بیرون شہر دہلی بجانب اجمیری دروازہ

امیر تیمور نے آپ کو ولایت بخارا بھی پیش کرنا چاہتا تھا لیکن آپ نے انکار کردیا

لاتخافو مژدہ ترسندہ است
ہر کہ می ترسد مبارک بندہ است
ہر کہ درد آرد عوض درباں بود
از دروں شوآشنا واز بروں بیگانہ باش
یک لحظہ حضور دل بہ درگاہ تو
از پادشہی تمام عالم بہتر
تو تیاے چشم سازم خاک پاے نقشبند
تابیابم سر حق از لطف ساے نقشبند
روز بیکاری و شب آسائی
کے رسی برسریر سلطانی
تاج وتخت ملوک بینم مغ
دستہ گرزدان وقبضہ تیغ
نام ایشاں چو روح باقی ماند
ورچہ گردوں فنائی ایشاں ماند

تیموری خاندان کے حکمرانوں اور بعض اکابر نقشبندیہ کے باہمی تعلقات کے کچھ واقعات۔ تذکرہ بابر (علی گڑھ ۱۹۳۷ء) صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے کہ تیمور، علامہ تفتازانی اور میر سید شریف جرجانی سے بھی عقیدت رکھتا تھا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تیموری خاندان کے حکمرانوں کی تفصیل دیدی جائے۔

(ا) تیمور سنہ ۷۷۱ھ تا سنہ ۸۰۷ھ

(۲) خلیل سلطان بن جلال الدین میران شاہ بن تیمور سنہ ۸۰۷ھ تا ۸۱۲ھ

(۳) شاہ رخ بن تیمور سنہ ۸۰۷ھ تا ۸۵۰ھ

(۴) الغ بیگ بن شاہ رخ سنہ ۸۵۳ھ

(۵) عبد الطیف بن الغ بیگ سنہ ۸۵۴ھ (عبد العزیز بن الغ بیگ کے زمانے میں حضرت جلال ہراتی تھے)

(۶) عبد اللہ بن ابراہیم سلطان بن شاہ رخ سنہ ۸۵۵ھ

(۷) ابو سعید بن محمد بن جلال الدین میران شاہ بن تیمور سنہ ۸۷۲ھ

(۸) سلطان احمد بن ابی سعید بن محمد بن جلال الدین میران شاہ سنہ ۸۹۹ھ

(۹) سلطان محمود بن ابی سعید بن محمد بن جلال الدین میران شاہ سنہ ۹۰۰ھ

بابر کا باپ عمر شیخ مرزا اسی سلطان محمود بن ابی سعید کا بھائی تھا۔ وہ حاکم فرغانہ تھا۔ اس کی وفات ۸۹۹ھ کے بعد بابر حاکم فرغانہ ہوا۔ سنہ ۹۰۹ھ میں اس نے بدخشاں لے لیا۔ دوسرے سال کابل فتح کرلیا۔ سنہ ۹۳۱ھ میں قندھار بھی لے لیا۔ پھر سنہ ۹۳۲ھ میں لاہور پر قبضہ کرلیا۔ اور اسی سال چند ماہ کے بعد دہلی کے بادشاہ ابراہیم لودھی کو پانی پت میں شکست دے کر دہلی اور آگرہ تک قابض ہوگیا اور جلد ہی شمالی ہندوستان کو (دریائے سندھ سے بنگالہ کی سرحد تک) فتح کرلیا۔ ۹۳۷ھ میں فوت ہوا۔ اس کے بعد ہمایوں جانشین ہوا۔ لیکن شیر شاہ سوری نے بتدریج اس کو دھکیل کر قنوج کی لڑائی میں شکست دی۔ ہمایوں نے پہلے سندھ میں، پھر ایران میں پناہ لی۔ پندرہ سال بھٹکتا رہا۔ پھر ایران کی مدد سے شیر شاہ سوری کے انتقال کے بعد ۹۶۲ھ میں دہلی پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔

خواجہ خورد (عبد اللہ) کی والدہ ترک کشمیری تھیں۔ ان کے متعلق حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ لکھتے ہیں۔

گل شکرے بوالعجب دست داد
شکر ہندی وگل ترک زاد
بلکہ ز کشمیر گل زعفران
شد شکر آلودہ ہندوستان
شاخ گل از باغ ولایت شتافت
از قدح ہند شکر آب یافت
مرا از زلف تو موئے پسند است
فضولی می کنم بوے پسند است
اے آبشار نوحہ گر از بہر چیستی؟
چیں برجبیں فگندہ زاندوہ کیستی؟
شکر کہ از صدق دل بادہ نوش
شد سرمن خاک رہ مے فروش

امام ربانی محرم اسرار سبع المثانی محبوب صمدانی آپ کی ذات گرامی علم شریعت اور علم احسان دونوں کی جامع تھی اور آپ کی مجددیت بھی دونوں شعبوں پر حاوی ہے۔

ایک روز فیروز خلجی کے عہد میں ایک شخص عارف وصاحبدل تھا۔ اس نے وہاں چشم باطن سے نور تحت الثرے سے فوق العرش تک محیط ملاحظہ کیا۔ یہ صاحبدل دہلی پہنچے۔ تو بادشاہ کے پیر مخدوم جہانیاں سے جو وہاں آئے ہوئے تھے۔ اس کا تذکرہ کیا۔ ان پر ان کا بہت بڑا اثر ہوا۔ انہوں نے بادشاہ سے کہا کہ ہمارے سلسلہ میں سینہ بسینہ یہ وصیت چلی آتی ہے۔ کہ ہندوستان میں زمانہ رسالت سے ایک ہزار سال بعد ایک بزرگ وحید امت پیدا ہوگا۔ اس کے ظہور کا مقام آج طان جنگل میں معلوم ہوا ہے وہاں کچھ آبادی بھی ہو جائے تو بہتر ہے بادشاہ نے اپنے وزیر خواجہ فتح اللہ کو بطور خاص اس کام کی سربراہی کی خدمت سپرد فرمائی۔ وہ فی الفور کئی ہزار

آدمی ہمراہ لے کر اس جنگل میں تشریف لے گئے اور ایک مرتفع مقام پسند کر کے قلعہ کی بنیاد رکھی۔ اور تعمیر میں مصروف ہوئے۔ سنہ ۷۶۰ھ میں بسم اللہ کہہ کر قلعہ کی بنیاد رکھدی۔ جو چند مدت میں تیار ہو گیا شہر آباد اور پر رونق ہوا۔

سرہند مگو کہ رشک چین است
خلدیست بریں کہ برزمین است

ہر سال ۲۶ صفر سے ۲۸ صفر تک حضرت امام ربانی قدس سرہ العزیز کا دینی اجتماع ہوتا ہے۔ یہ شہر دہلی کے شمال مغرب میں ۷۳ فرسنگ اور لاہور سے بجانب مشرق ۳۳ فرسنگ اور کابل سے ۳۵ فرسنگ واقع ہے۔

چونکہ حضرت امام ربانی کا ظہور سنہ ۱۰۰۰ھ میں ہوا جو زمانہ شیخ سے پورے چارسو سال بعد ہے لہذا ثابت ہوا کہ وہ بزرگ آپ ہی ہیں۔

حضرت خلیل اللہ بدخشی کا الہام۔ سلسلہ خواجگان نقشبند میں ایک عزیز افضل ترین اولیاء امت ملک ہند میں پیدا ہونیوالے ہیں۔ ان سے شرف ملاقات نہ ہو سکنے کا مجھ کو افسوس ہوگا۔ انہوں نے ایک خط بطور عرضداشت آپ کے نام تحریر کیا اور اپنے خلیفہ خواجہ عبدالرحمان بدخشی کو دیا۔ جو سنہ ۱۰۲۲ھ المقدس میں آپ کے حضور میں پیش کیا گیا اس میں آپ سے دعا کے لئے استدعا کی گئی تھی۔

از فروغ علم تفسیر و حدیث
ہو گیا محبوس شیطان خبیث
ہے بہار سنت نبوی کو جوش
ہے جہاں میں نغمہ دین کا خروش

بموجب عدد سنین عمر شریف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف ۶۳ خلفاء کا ذکر کیا جاتا ہے پس باستثنائے حضرت خواجہ محمد عیسی اور خواجہ محمد اشرف علیہ الرحمتہ آپ کے پانچوں صاحبزادگان ممدوح خلیفہ ہیں (۶) مولانا میر محمد نعمان اکبر آبادی (۷) شیخ بنگالی (۸) شیخ عبدالحی حصاری (۹) شیخ نور محمد تفنی (۱۰) شیخ مزمل پوربی (۱۱) شیخ نور بہاری (۱۲) شیخ حامد بہاری (۱۳) مولانا فرخ حسین (۱۴) سید باقر ساپوری (۱۵) سید محب اللہ مانک پوری (۱۶) سید حسین مانک پوری (۱۷) مولانا شیخ عبدالہادی بدایونی (۱۸) مولانا شیخ طاہر لاہوری (۱۹) مولانا امان اللہ لاہوری (۲۰) شیخ طاہر اللہ چشتی (۲۱) حاجی فخر افغانی (۲۲) مولانا صادق کابلی (۲۳) مولانا محمد ہاشم خلوم (۲۴) خواجہ محمد ہاشم برہانپ (۲۵) شیخ فضل اللہ برہانپوری (۲۶) مولانا حمید الدین احمد آباری (۲۷) حاجی حسین (۲۸) شیخ داود ساکی (۲۹) مولانا غازی گجراتی (۳۰) خواجہ محمد صدیق الکشمی الدہلوی (۳۱) شیخ مدیع الدین سہارنپوری (۳۲) شیخ احمد دیوبند (۳۳) شیخ عبدالقادر ابنالوی (۳۴) شیخ محمد حری (۳۵) شیخ سلیم النبوری (۳۶) شیخ آدم النبوری (۳۷) مولانا بدر الدین السرہندی (۳۸) شیخ خضر الہلول پوری (۳۹) مولانا محمد یوسف سمرقندی (۴۰) مولانا عبدالغفور سمرقند (۴۱) مولانا محمد صالح الکولابی (۴۲) صوفی قربان القدیم (۴۳) حاجی محمد ذگنی (۴۴) مولانا یار محمد قدیم طالقانی (۴۵) مولانا یار محمد جدید طالقانی (۴۶) صوفی قربان القدیم (۴۷) صوفی قربان الجدید ارگنجی (۴۸) مولانا قاسم علی (۴۹) شیخ حسن البرکی (۵۰) شیخ یوسف البرکی (۵۱) شیخ عبدالرحیم البرکی (۵۲) مولانا صفیر احمد الرومی (۵۳) شیخ عبدالعزیز المغربی (۵۴) شیخ علی المحقق المالکی (۵۵) شیخ زین العابدین (۵۶) شیخ علی الطبری الشافعی المکی (۵۷) شیخ احمد استنبول (۵۸) فقیہ عثمان الیمنی الشافعی (۵۹) سی مبارک شاہ بخاری (۶۰) مولانا حسن بخاری (۶۱) قاضی تولک بخاری (۶۲) شیخ المحدث عیسے المغربی (۶۳) شیخ محمد مدنی

خواب فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبرؓ کی شان میں ایک

قصیدہ کہا تھا- براہ تواضع فرمایا کہ میں اس تعریف کے لائق نہیں تھا- اسی طرح ایک مرتبہ ایک قصیدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں کہا تھا- نہایت نوازش سے پیش آئے- میرے پاس کوئی عمل بجز آنحضرت کی محبت کے نہیں ہے اور یہ شعر فرمایا-

نکرو مظہر طاعتے ورفت بخاک
نجات خود تبولائے بوتراب گذاشت

فرماتے ہیں کہ بعد حمد و صلوۃ و سلام از فقیر جان جاناں، فرزند برخور دار ملا محمد نسیم جیو- ابقاہ الرحمان مطالعہ فرمایند کہ فقیر تا روز تحریر در محروسہ شاہ جہان آباد مع علائق و توابع بعافیت است و یاران حلقہ جا بجاو شہر بشر بخیر اند و مشتاق شما ہستند

نقل ہے کہ ایک صالحہ حضرت سے اپنے مکان پر روز غائبانہ توجہ لیا کرتی تھی- اس کا معمول تھا کہ جس وقت متوجہ ہو کر بیٹھا کرتی- ایک آدمی آپ کی خدمت میں اطلاع کو بھیج دیتی- آپ توجہ فرمادیا کرتے-

۱۱۹۵ ہجری کو کچھ رات گئے چند آدمیوں نے آکر دروازہ پر دستک دی خادم نے عرض کی کہ کئی آدمی آپ کی زیارت کے واسطے آئے ہیں-

پوچھا کہ مرزا جانجاناں تم ہی ہو- آپ نے فرمایا- ہاں دونوں ہمراہیوں نے بھی کہا کہ مرزا جانجاناں یہی ہیں- یہ سن کر اس بد بخت نے طمنچہ سے گولی ماری- کہ وہ دل کے قریب پڑی- اور آپ زمین پر گر پڑے فرمایا اگر ارادہ الٰہی میں شفا ہے بہر صورت ہو جائے گی ڈاکٹر کے علاج کی کوئی ضرورت نہیں اور جس شخص نے یہ کام کیا ہے اگر معلوم ہو جائے میں نے بھی اس کو معاف کیا تم بھی معاف کرنا اس کے بعد تین روز تک آپ زندہ رہے اس حالت میں اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے-

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

۱۱۹۵ھ دسویں شب محرم کو اس کو شب شہادت بھی کہتے ہیں تین بار زور سے سانس لے کر روح مبارک عالم جاودانی کو راہی ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ آپ کا مزار دہلی میں متصل چتلی قبر واقع ہے-

نگیر و باطن اہل صفا رنگ از نظر بازی
تصرف نیست ہر گز در دل آئینہ صورت را
دماغ دل در ینجا گاہے گاہے چاک می گردو
خدا آباد ترسازو خرابات محبت را
واشدہ گلہائے باغ از رشک واغم میکند
جوشش یاران رنگیں یاد می آید مرا
بہ لوح تربت من یافتناز غیب تحریرے
کہ ایں مقتول راجز بیگناہی نیست تقصیرے

حضرت قاضی ثناءاللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت مظہر جان جاناں قدس سرہ کے بزرگ ترین خلفاء میں سے ہیں- آپ کی تفسیر مظہری، رسالہ احقاق، ارشاد الطالبین، مالا بدمنہ السیف المسلول وصیت نامہ وغیرہ ۳۲ کتابیں مولانا ابو الحسن زید فاروقی مدظلہ (دہلی) کو حاصل ہوئی ہیں-

حضرت شہید فرمایا کرتے تھے کہ خدائے تعالیٰ نے مجھے قیامت کے روز دریافت کیا کہ میری درگاہ میں کیا تحفہ لایا- تو قاضی ثناء اللہ کو پیش کروں گا.

علاج ارشاد المسترشدین میں لکھا ہے- "حضرت میرے تسلیم قبول ہو- اگر ممکن ہو تو ہر بیمار کے واسطے استخارہ مسنونہ کر کے علاج شروع کریں اور دعا کر کے بیٹھیں اور دعا پر ختم کریں-

عام قاعدہ یہ ہے کہ بیمار کو مردہ کی طرح لٹادے اور بیچ میں گاؤ تکیہ رکھ کر اول انگوٹھے پکڑ کر چہرہ پر ٹکٹکی باندھ کر دس پندرہ بیس

منٹ تک جس قدر ہو سکے دیکھے مگر دس منٹ سے کم نہ ہو بعدہ انگوٹھے چھوڑ کر دو چار پانچ منٹ ہاتھوں کو سر پر رکھے پھر ہاتھ ایک دو منٹ شانوں پر رکھ کر ایک منٹ میں ہاتھوں کو انگلیوں تک پہنچا دیوے۔ پھر پشت پر ایک منٹ میں سرین تک پھر ایک منٹ سینہ پر رکھ کر آدھے منٹ میں ناف تک پھر دو تین منٹ معدہ اور ناف پر ایسا کرنے سے تمام جسم میں نور بھر جاوے گا اور شاید مابین اس کے درد اٹھے وہ علامت صحت ہے اس سے ڈرنا نہ چاہیے یہ دیرپا نہیں ہر نشست میں اس کی امید رکھنی چاہیے یہ بہت مبارک ہے

حضرت خواجہ محمدؒ صادق قدس سرہ فرزند اکبر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں آپ کی ولادت باسعادت ۱۰۰۰ ہجری میں واقع ہوئی۔ جب حضرت مجدد الف ثانی بدولت بیعت حضرت خواجہ باقی باللہ رحمتہ اللہ علیہ سے مشرف ہوئے حضرت خواجہ سے اخذ طریقہ کیا اور آپ پر واردات عجیبہ و غریبہ وارد ہوئے استغراق اس قدر غالب ہوا کہ حضرت خواجہ نے اس کا علاج طعام بازاری سے کیا۔ اکثر حضرت خواجہ ان سے حالات دریافت فرمایا کرتے تھے بلکہ اپنے ہمراہ قبروں پر لے جایا کرتے تھے اور اموات کے حالات استفسار فرماتے اور وہ بلا توقف جو کچھ معلوم ہوتا بتلا دیا کرتے۔

مشکلے نیست کہ آساں نشود
مرد باید کہ ہراساں نشود

حضرت محمدؒ حسن عرب حضرت مرزا صاحب قبلہ کے قدیم اصحاب سے تھے رحمتہ اللہ علیہما۔ بڑے ریاضت کش تھے۔ ہر روز چالیس ہزار مرتبہ ذکر کلمہ طیبہ لسانًا کیا کرتے تھے اور دس ہزار نفی اثبات حبس نفس دم اور ہزار مرتبہ سورہ اخلاص اور ہزار مرتبہ استغفار ہزار مرتبہ درود شریف کا معمول تھا۔ صائم الدہر بھی تھے۔ رات عبادت میں گزارا کرتے تھے اور دن کو حضرت مرزا صاحب قبلہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت گاری کیا کرتے تھے تین سال میں مقامات مجددیہ تا انتہا حاصل کی۔ ببرکت صیام و ذکر کثیر کشف صحیح و وجدان سلیم رکھتے تھے۔ حضرت مرزا صاحب قبلہ قدس سرہ فرمایا کرتے کہ تمام عرب میں ایک آدمی طالب مولیٰ و مجاہدہ راہ خدا میرے پاس آیا اور وہ محمد حسن عرب تھے۔

مجدد ثالث عشر حضرت شاہ غلام علی دہلوی کی ولادت ۱۱۵۸ ہجری میں بمقام بٹالہ پنجاب میں ہوئی۔ آپ کا نسب حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے آپ کے والد شریف شاہ عبداللطیف نہایت مرتاض و مجاہد تھے کریلہ جوش دے کر کھایا کرتے اور جنگل میں جا کر ذکر جہر کیا کرتے اور حضرت ناصر الدین قادری سے بیعت تھے۔

فرمایا کہ ہمارا فیض دور دور تک پہنچ گیا ہے مکہ معظمہ میں ہمارا حلقہ بیٹھتا ہے مدینہ منورہ میں ہمارا حلقہ بیٹھتا ہے بغداد شریف روم و مغرب میں ہمارا حلقہ جاری ہے اور بطریق ہنسی فرمایا کہ بخارا تو ہمارے باپ کا گھر ہی ہے

ایک ٹوٹے بوریے کا بچھونا اور اینٹ سرہانے ہوتی تھی ایک مرتبہ شدت ضعف بھوک میں میں نے حجرہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور دل میں عہد کر لیا کہ بس یہی میری قبر ہے کہ اسی اثنا میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا دروازہ کھولو میں نے نہ کھولا پھر اس نے کہا کہ دروازہ کھولو مجھ کو تجھ سے کچھ کام ہے۔ پھر بھی میں نے نہ کھولا۔ آخر کار وہ کواڑوں کی شگاف کی راہ سے پانچ روپیہ ڈال گیا اس کے بعد سے فتوح جاری ہو گئی۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادوں سے اور نیز اپنے مرشد سے حدیث کی سند حاصل کی تھی۔

بعد نماز مغرب خاص خاص مریدوں کو توجہ فرماتے اور پھر کھانا کھا کر اور نماز عشاء پڑھ کر اکثر شب ذکر و مراقبہ میں بیٹھ کر بسر

کرتے۔ اگر نیند کا بہت غلبہ ہو تا مصلے ہی پر داہنی کروٹ کچھ لیٹ جاتے بہت کم چارپائی پر سوئے ہیں لیکن پاؤں کبھی نہ پھیلائے حتی کہ وفات بھی آپ کی اسی طرح ہوئی۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے بادشاہ وقت کی غیبت کی آپ کا روزہ تھا آپ نے فرمایا کہ افسوس روزہ جاتا رہا۔ کسی نے عرض کیا کہ حضرت نے کسی کا ذکر بد نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا اگر کیا نہیں سنا تو ہے غیبت میں ذاکر اور سامع دونوں برابر ہیں۔

نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور دریافت کیا کہ لعن یزید کے بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں فرمایا کہ میں مستحق لعن ہوں جس قدر تیرا دل چاہے دوسرے کا حال معلوم نہیں زیادہ تحقیق منظور ہو تو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب سے کرلو وہ اس معاملہ میں مجھ سے زیادہ واقف ہیں امر معروف اور نہی منکر آپ کا شیوہ تھا۔

شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ مولانا خالد رومی جو اس وقت کے اعلم العلما تھے نو مہینے آپ کی خدمت میں رہ کر امام طریقت بن کر واپس گئے اور بلاد اسلامیہ میں علما و فضلاء کا آپ کی طرف اس قدر رجوع ہوا کہ آپ کے نام سے طریقۂ خالدیہ مشہور ہو گیا۔ قصیدہ میں لکھتے ہیں کہ میں نے پیر کی تلاش میں ساری دنیا چھان ڈالی مگر آپ کا مثل نہ پایا فرماتے ہیں۔

زاقصائے خطا تا غایت مغرب زمیں امروز
نبا شد ہیچ کس مانند او از نوع انسانی
نہ شد باطول صحبت زاولیاے یثرب وبطحا
میسر آنچہ ازوے شد مرانا دیدہ ارزانی

ایک شخص سید اسمٰعیل مدنی مدینے سے بحکم آں سرور علیہ الصلوۃ والسلام آپ کی خدمت میں کسب نسبت کے واسطے آئے تھے۔ آپ کے حکم سے ایک روز وہ جامع مسجد میں آثار نبویہ کی زیارت کو گئے۔ وہاں سے واپس آکر انہوں نے عرض کیا۔ کہ اگرچہ وہاں برکات محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ لیکن ظلمت کفر بھی معلوم ہوتی ہے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ بعض اکابرین کی وہاں تصویریں رکھی ہیں۔ آپ نے اسی وقت بادشاہ کو ایک نہایت پر زور خط لکھا کروہ تصویریں نکلوادیں خط حضرت شاہ غلام علی رحمتہ اللہ علیہ

حضرت سلامت السلام علیکم ورحمتہ اللہ سبحان اللہ از عجائب قدرت او سبحانہ چہ نوشتہ شود ایں سید محمد اسماعیل مدنی کہ از مدینہ منورہ برائے کسب نسبت مجددیہ رضی اللہ عنہم نزد ایں لاشئے تشریف آوردہ امشب شب جمعہ در مسجد جامع و آثار شریف رفت گفت کہ اینجا ظلمت اصنام معلوم میشود وایں گفتن او محض از نور ایمان است او چہ داند دریں آثار چیست تحقیق شد کہ تصویر ہا در اینجا نہادہ اند تصویر پیغمبر خدا علیہ السلام وائمہ اہل بیت واولیاء رضی اللہ عنہم ساختن وپیش خود داشتن در شرع محمدی جائز نیست۔ تصویر حضرت ابراہیم علیہ السلام خود حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بدست مبارک شکست اند تصویر پیر خود تصویر پیغمبر خدا و تصویر جناب امیر المومنین علیہ السلام بت اند و ترک تعظیم آں بہ واہتمام آنکہ صنم پرستے است تاب اللہ علیہ وسنگے براں نقش قدم ساختہ گویند کہ نقش قدم پیغمبر است صلی اللہ علیہ وسلم بت است ہائے مسلمانی و توحید وائے بادشاہی و متابعت اسلام کجاشد کہ پیروی نمایند وایں بت پرستی موقوف نمایند چہ نالم وچہ گریہ کنم بر خرابی ومسلمانی ومداہنت وسستی مسلمانان غلبہ کفر از آنست بہ تباں کافراں محتاج اند اللہ تعالی ہدایت فرماید و مسجد جامع و قلعہ بادشاہی کہ ہردو جائے مسلمانان است اصنام داشتن چہ معنی واللہ اگر مراقوتے عود نماید از شہرت پرستاں ہجرت نمایم

نقل ہے کہ ایک سید آپ کے پاس آئے۔ وہ داڑھی منڈوایا کرتے تھے۔ آپ نے دیکھ کر نرمی سے فرمایا۔ تعجب ہے ابھی میر صاحب کے داڑھی نہیں نکلی بعدہ بانبساط تمام فرمایا کہ ہم سب آپ ہی کے خاندان سے ہیں ہم لوگ تو آپ کے گماشتہ ہیں وہ بہت شرمندہ ہوئے اور اس کے بعد پھر انہوں نے داڑھی نہ منڈوائی۔

ہر چند پیر خستہ دل وناتواں شدم
ہر گہ کہ یادروئے تو کر دم جوان شدم

اٹھ بیٹھتے اور بقوت تمام توجہ فرماتے تھے۔ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر عشق تھا کہ نام شریف لے کر بے تاب ہو جایا کرتے تھے اور آہ آہ کر ہاتھ اوپر کو اٹھا دیا کرتے تھے۔ اور کبھی دونوں ہاتھ پھیلا کر اس طرح سمیٹ لیا کرتے تھے جیسے کہ کسی کو آغوش میں لیتے ہیں۔ اور یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

موسیا اداب داناں دیگرند
سوختہ جاں درد ماناں دیگرند

مرض موت میں ترمذی شریف سینہ مبارک پر ہوتی تھی۔ اگر کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل نکل آتا تھا۔ اس پر عمل کرتے تھے۔ بکری کے شانہ کا گوشت پکوا کر کھاتے تھے کہ مسنون ہے۔

گاہ گاہ خود بخود خوشبو آپ کے مکان میں آنے لگتی

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ، سامان لشکر نماز میں کر لیتے تھے فرمایا کھانے میں ایک رضائے نفس ہے۔ اور ایک حق نفس رضائے نفس غذا بہت لطیف اور بمقدار توانائی ادائے فرض وسنت

فرمایا مرد چار قسم کے ہیں۔ نامرد۔ مرد۔ جوان مرد۔ اور مرد طالب نامرد طالب عقبی کا طالب مرد۔ طالب وعقبی مولی جوان مرد طالب مولی مرد طالب فرمایا خطرے کے چار قسمیں ہیں شیطانی نفسانی ملکی حقانی شیطانی بائیں جانب سے آتا ہے۔ نفسانی اوپر سے یعنی دماغ سے ملکی داہنی جانب سے حقانی فوق الفوق سے

فرمایا جو شخص انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت اولیسیت حاصل کرنا چاہے کہ بعد نماز عشاء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک خیال میں اپنے ہاتھ میں لے اور یہ کہے کہ بیعت کی میں نے آپ سے اوپر گواہی پانچ چیز کے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور قائم رکھے نماز ادا کرے زکوۃ اور روزہ ماہ رمضان اور حج خانہ کعبہ بشرط استطاعت کے اور چند شب اسی طرح کرے۔

بایک دو آشنا کہ نیرزد بہ نیم جو
درپیش چشم ہمت شاں ملک سنجری
ایں آں سعاد تیست کہ حسرت برو برآں
جو پائے تخت و قیصر و ملک سکندری
مرا پیر دانائے مرشد شہاب
دو اندرز فرمود برروئے آب
یکے آنکہ بر خویش خود بیں مباش
دوم آنکہ برغیر بد بیں مباش
ما برائے استقامت آمدیم
نے پئے کشف و کرامت آمدیم

پھر فرمایا کہ میں اپنا حال بیان کروں۔

بر زمین چو سجدہ کر دم ززمین ندا برآمد
کہ مرا خراب کر دی تو بسجدہ ریائی
بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند
کہ بروں درچہ کر دی کہ دردن خانہ آئی
نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی راسخن پایاں
بمیرد تشنہ مستقی ودریا ہمچناں باقی

فرمایا کہ حضرت جان جاناںؒ سے کسی نے عرض کیا کہ آپ نے یہ طریقہ مجددیہ کیوں اختیار کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ اس طریقہ میں چنداں ریاضت مجاہدہ نہیں ہے اور میں نازک مزاج تھا مجھ سے اور طریقوں کے مجاہدات نہ ہو سکتے۔ فرمایا کہ اہل محبت کو حاجت اعمال کی نہیں ہے ان کو عمل قلیل کافی ہوتا ہے بلکہ قلیل کی بھی حاجت نہیں ہوتی۔ فرمایا کہ طریقہ نقشبندیہ علماء کو پسند ہے۔

فرمایا کہ ایک روز ہندو میرے پاس آیا اور کہا کہ آپ مجھ کو یاد رب کی سکھادیں میں نے کہا اللہ اللہ دو ہزار مرتبہ ہر روز صبح کے وقت کہہ لیا کرو اس نے کہا اس لفظ سے تو نہیں یاد کرونگا۔ میں نے کہا کہ اچھا قلب کی جانب متوجہ ہو کر دل سے تو ہی تو ہی کرو۔ اس پر وہ راضی ہو گیا چند روز کے بعد اس کے دل میں توجہ الی اللہ پیدا ہو گئی اور مشرف باسلام ہوا۔

فرمایا کہ ایک ہندو میرے پاس آیا اور کہا کہ اپنے طور پر پچاس ہزار مرتبہ خدا کا نام لیتا ہوں۔ اس کی برکت سے ماسواء سے اعراض ہو گیا فرمایا کہ میں نے اپنی ان آنکھوں سے اس کے دل کی کیفیت دیکھی ہے لیکن کفر کی وجہ سے کیفیت مکدرہ تھی کیفیت نورانی سوا ذکر ایمانی کے نہیں پیدا ہوتی۔

فرمایا کہ ہر روز پچیس ہزار اسم ذات کرنا ضروری ہے

فرمایا کہ فقیر دل کی مراد سے خالی ہونے کو کہتے ہیں نہ ہاتھ کے خالی ہونے کو فرمایا کہ لوگ عمدہ عمدہ کھانا پکا کر لاتے ہیں۔ اور کھانے کے واسطے اصرار کرتے ہیں۔ اور اگر نہ کھاؤں تو ان کی دل شکنی ہوتی ہے اور کھاتا ہوں تو اپنی بد مزگی ہوتی ہے ہمارا کھانا یعنی جنس بازار سے خرید کر آتی ہے مگر چونکہ سامنے پکتی ہے توجہ کی تاثیر سے ظلمت دور ہوتی ہے اور دوسری کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔

مفلسا نیم آمدہ در کوئے تو
شیئا" للہ از جمال روئے تو
دست بکشا جانب زنبیل ما
آفریں بروست وبر بازوئے تو

پس میرے جنازے کے آگے بھی یہی شعر پڑھنا بلکہ یہ دو شعر عربی میں بھی پڑھنا۔

وُفِدْتُ عَلَى الْكَرِيْمِ بِغَيْرِ زَادٍ
مِنَ الْحَسَنَاتِ وَالْقَلْبِ السَّلِيْمِ
فَحَمْلُ الزَّادِ اَقْبَحُ كُلِّ شَيْئٍ
اِذَا كَانَ الْوُفُوْدُ عَلَى الْكَرِيْمِ

بتاریخ ۲۲ صفر یوم شنبہ ۱۲۴۰ ہجری کو آپ کا انتقال ہوا۔

حضرت شاہ ابو سعید معصومی مجددی قدس سرہ کی ولادت ۱۱۹۶ ہجری کو بمقام رام پور میں ہوئی

توجہ میں اس قدر گرمی تھی کہ اگر سو آدمیوں کی جانب متوجہ ہوتے تھے تو سب بیہوش ہو جاتے تھے۔ آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں سے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ کو خدا طلبی میں خط لکھا۔ انہوں نے بکمال تعظیم جواب دیا اور تحریر فرمایا کہ اس معاملہ میں حضرت شاہ غلام علی صاحب سے کوئی بہتر نہیں ہے۔

حضرت شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بادب پیرزادگی نہایت تعظیم و تکریم کی اور اپنی مسند خالی کر دی اور کہا کہ آپ کی جگہ یہاں ہے فقیر آپ کے خاندان کے ایک کمترین منتسبان سے ہے۔ آپ نے عرض کیا کہ میں بجہت استفادہ اور کفش برادری حاضر ہوا ہوں حضرت شاہ صاحب نے قبول فرمایا۔

شاہ ابو سعید مجددی ۱۱۹۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۵۰ھ میں حج سے واپسی پر عین عید الفطر کے دن ٹونک میں رحلت فرمائی سید احمد شہید رحمتہ اللہ علیہ کی تحریک اصلاح و جہاد میں بھی آپ نے عملاً" حصہ لیا

حضرت شاہ عبدالغنی رحمتہ اللہ علیہ فرزند دوم حضرت شاہ ابو سعید صاحب کے ہیں ۱۸۵۸ء کے بعد حرمین شریفین کی ہجرت فرمائی۔ اور مدینہ منورہ میں سکونت اختیار کی وہاں بھی بہت لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حدیث پڑھتے

ایک مرتبہ جل و علا کو خواب میں دیکھا۔ بکمال تمنا عرض کیا کہ مدینہ منورہ میں سکونت اور موت کا نہایت اشتیاق ہے اور ارشاد ہوا کہ دعا قبول ہوئی ۱۲ ربیع الاول ۱۲۹۲ ہجری انتقال فرمایا اور قریب قبہ عثمان رضی اللہ مدفون ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

حضرت شاہ احمد سعید فرزند اکبر حضرت شاہ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہما کے ہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۲۱۷ رام پور میں ہوئی حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ سے اخذ طریقہ کیا مسند کے قریب بٹھاتے۔ اور بقوت تمام توجہ فرماتے

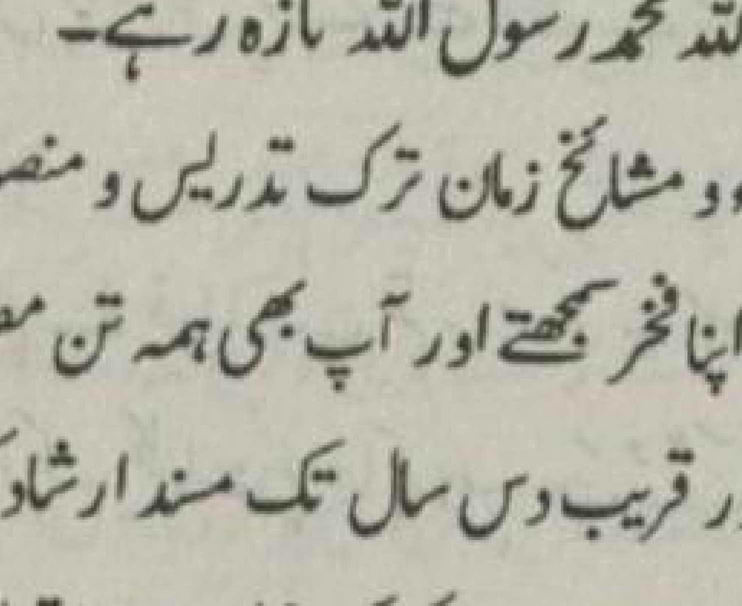
ہم خدا خواہی وہم دنیاء دوں
ایں خیال است و محال است وجنوں

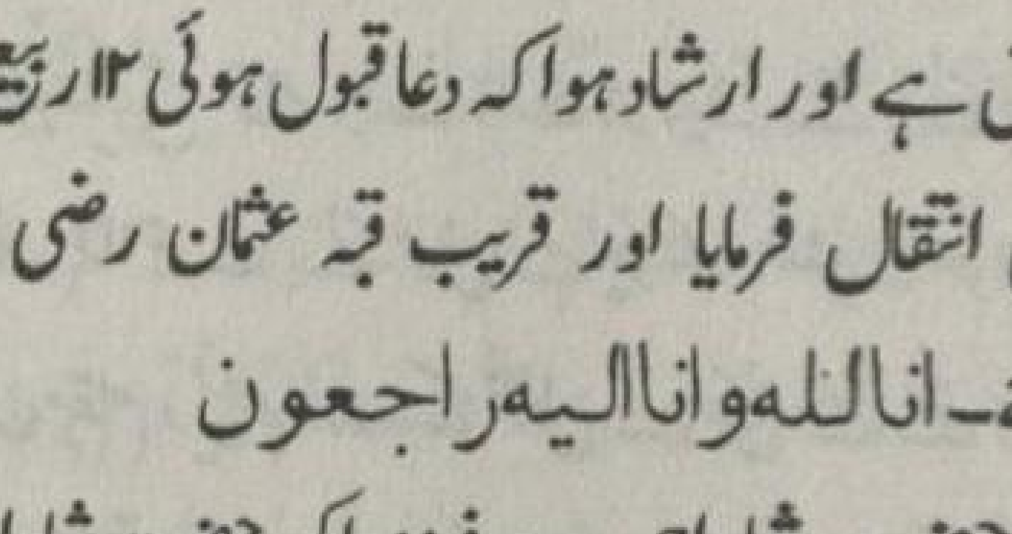
فرمایا کہ صحبت اغنیا وارباب تنعم طالب خدا کے واسطے سم قاتل وسد سکندری ہے اور اس سے مجاری فیض بند ہو جاتا ہے فرمایا کہ مرید کسی کی طرف التفات نہیں کرتا بلکہ غیر سے متنفر ہوتا ہے طالبین سے جو شخص حجرہ بند کر کے ملتزم ذکر و فکر ہوتا اس کو بہت پسند فرماتے فرمایا کہ طالب اس وقت اللہ تعالیٰ کا مرید ہوتا ہے کہ اپنے سینہ سے جمیع مقاصد و مرادات دفع کر کے اور سوائے رضا حق سبحانہ، کوئی مراد اس کی نہ ہو اور مردہ بدست زندہ ہو رہے اور بارگاہ الٰہی میں ہر وقت تضرع و زاری دعا کرتا رہے کہ الٰہی جو کچھ تیری رضا ہو اس پر قائم رکھ اور ایک لحظہ مجھ کو اپنے سے دور مت کر فرمایا کہ آرزوئے فقیر یہی ہے کہ انفاس مستعار حیات اللہ تعالیٰ کی مرضی میں گزریں۔ اور گوشہ نامرادی میں بیٹھ کر زبان بتکرار کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تازہ رہے۔

علماء و مشائخ زمان ترک تدریس و منصب شیخی کر کے خاکروبی استانہ کو اپنا فخر سمجھتے اور آپ بھی ہمہ تن مصروف اشاعت طریقت ہو گئے اور قریب دس سال تک مسند ارشاد کو زینت فرمایا کہ بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۸۶ ہجری کو مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا اور بائیں جانب قریب روضہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضؓ دفن ہوئے

حضرت شاہ محمد معصوم صاحب سلمہ اللہ تعال فرزند خلیفہ حضرت شاہ عبدالرشید رحمتہ اللہ علیہ کے ہیں آپ کی ولادت ۱۲۶۳ ہجری بمقام دہلی میں ہوئی

اجازت مطلقہ سے مشرف ہوئے تحریک آزادی کے دوران آپ بھی جد امجد کے ہمراہ حرمین شریفین تشریف لے گئے





ختم حضرت محبوب سبحانی حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلِ

ترجمہ۔ کافی ہے ہمارے لئے اللہ اور وہ بہترین کارساز ہے۔

فضائل۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ کلمات اس وقت پڑھے تھے جب آگ میں ڈالے گئے۔ منقول ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود منجنیق میں بٹھا کر آگ میں ڈال رہا تھا تو جبرائیل امین آکر عرض کرنے لگے "یَا خَلِیْلُ اللّٰہِ اَلَکَ حَاجَتہ" کہ اے اللہ کے خلیل کیا تمہیں میری مدد کی ضرورت ہے؟ تو ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا "اَمَّا اِلَیْکَ فَلَا" کہ آپ کی مدد کی مجھے کوئی ضرورت نہیں تو جبرائیل نے کہا پھر اللہ سے سوال کرو تو فرمایا عِلْمُہٗ بِحَالِیْ حَسْبِیْ عَنْ سُوَالِیْ کہ اللہ کا علم میرے اس حال پر سوال کرنے سے مجھے بے نیاز کر دیتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم پر بہت بڑا کام (یعنی مشکل) آپڑے تو یہ مبارک کلمات پڑھا کرو۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ

حضرت زینبؓ باقی ازواج مطہرات پر فخر کرتی تھیں کہ میرا نکاح حق تعالیٰ نے خود کیا ہے جب کہ باقی ازواج مطہرات کا نکاح ان کے اولیاء نے کر رکھا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میری برات و پاکدامنی کی آیتیں اللہ پاک نے قرآن حکیم میں نازل فرمائی ہیں جو رہتی دنیا تک پڑھی جاتی رہیں گی۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کی فضیلت مان گئیں، پھر حضرت زینبؓ نے حضرت عائشہؓ صدیقہ سے پوچھا یہ تو بتاؤ کہ صوفان بن معطل کے اونٹ پر سوار ہوتے وقت آپ نے کیا پڑھا تھا؟ حضرت صدیقہؓ نے فرمایا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ حضرت زینبؓ نے یہ سن کر فرمایا کہ آپ نے ایمان والوں کا کلمہ پڑھا تھا۔ تفسیر ابن کثیر۔

جسی اللہ پڑھے یا حسبنا اللہ پڑھے مقصد ایک ہے یَا خَفِیُّ اللُّطْفِ اَدْرِکْنَا بِلُطْفِکَ الْخَفِیِّ ترجمہ اے وہ ذات جو مخفی مہربانیوں کی مالک ہے ڈھانپ لیجئے ہمیں اپنی پوشیدہ مہربانیوں میں ارشاد خداوندی ہے۔

لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ ترجمہ کسی کی آنکھ اللہ کو دیکھ نہیں سکتی (یعنی دنیا میں) اور وہی ذات دیکھتی ہے کسی کی آنکھ کی حرکت اور بہت باریک بین اور باخبر ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند نے اپنے ختم میں وہ کلمات دعائیہ کے لئے جن کے ساتھ اذکار واشغال کی پوری مناسبت ہے یعنی ان کے سلسلہ کے اذکار واشغال بھی خفی ہیں اور کلمات دعائیہ میں وہ لفظ پسند کیا جس کے معنی میں نہایت پوشیدگی ہے۔

یَا بَاقِیُ اَنْتَ الْبَاقِیُ ترجمہ اے ذات جو ہمیشہ کے لئے باقی رہنے والی ہے اور فنا تیرے لئے محال ہے چونکہ حضرت خواجہ رحمتہ اللہ علیہ اس مقام رفیع پر اللہ کے فضل سے پہنچ گئے تھے اور باقی باللہ مشہور ہوئے تھے تو اپنی بقائیت کو جو امر حادث تھا اس کی نفی فرمائی اور بقاء حقیقی جو ذات واجب الوجود کے لئے تھی اس کا اقرار کیا اور وہی کلمات جو اس مقام کی طرف اشارہ کر رہے ہیں ارشاد فرمائے لہٰذا فرمایا یَا بَاقِیُ اَنْتَ الْبَاقِیُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ترجمہ نہیں ہے طاقت کسی بشر کو گناہ سے بچنے کی اور نہیں ہے طاقت کی بشر کو اچھے کام کی مگر صرف اللہ پاک کے فضل سے بعض روایات میں لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنَ اللّٰہِ اِلَّا اِلَیْہِ نہیں کوئی پناہ کی جگہ اور نجات کی اللہ سے سوائے اللہ کے۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے۔ جس میں سب سے ہلکی بیماری تکلیف اور پریشانی ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

ترجمہ۔ کوئی حاکم نہیں سوائے تیرے تو بے عیب ہے میں تھا گناہگاروں سے جس مقصد کے لئے کوئی مسلمان اس کو پڑھے اللہ پاک اس کی دعا قبول فرمائے گا۔

حضرت یونس بن متی کو اللہ تعالیٰ نے اہل نینوی کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔ دعوت دی مگر قوم نے قبول نہیں کی آپ نے ان کو عذاب الٰہی سے ڈرایا اور فرمایا کہ تین دن کے اندر تمہارے اوپر اللہ کا عذاب آجائے گا۔ یہ کہہ کر یونس علیہ السلام بے خیالی میں ان نافرمانوں کی بستی سے بغیر اللہ کے حکم کے نکل گئے اور تین دن تک ان پر عذاب کا انتظار کیا ادھر جب قوم پر آثار عذاب کے ظاہر ہوئے تو تمام چھوٹے اور بڑے یہاں تک کہ جانوروں کو بھی ساتھ لے کر بستی سے باہر نکل گئے اور آہ وزاری وعاجزی وانکساری کے ساتھ خالص توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی اور مشرف بہ اسلام ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف کیا اور عذاب ٹال دیا۔

حضرت یونس نے جب دیکھا کہ قوم پر عذاب ٹل گیا تو ان کو احساس ہوا کہ اب تو وہ ان کی نظروں سے جھوٹے ہو جائیں گے تو اپنے اجتہاد کی بناء پر بغیر اللہ کی اجازت کے آگے چلے گئے راستہ میں دریا تھا کشتی میں سوار ہو گئے بوجہ زیادتی بوجھ کے کشتی ڈوبنے لگی چنانچہ ملاح نے آواز دی کہ وزن کم کرنے کے لئے ایک آدمی کو دریا میں پھینکنا چاہیے ورنہ تو سب لوگ ڈوب جائیں گے۔

الغرض قرعہ ڈالا گیا یونسؑ کا نام نکلا ان کی صلاحیت اور زہد وتقویٰ کو دیکھ کر کشتی والے ان کو دریا میں پھینکنے پر راضی نہیں ہوتے تھے چنانچہ دوسری مرتبہ اور پھر تیسری مرتبہ قرعہ ڈالا گیا لیکن ہر بار انہی کے نام پر قرعہ نکلتا رہا' چنانچہ وہ خود دریا میں کود گئے ادھر اللہ کے حکم سے ایک بہت بڑی مچھلی نے منہ کھول کر یونس کو اپنا لقمہ بنایا فرمان خداوندی پہنچ گیا کہ اے مچھلی یہ میرا نبی ہے یہ تیرا لقمہ نہیں ہے بلکہ تیرا پیٹ اس کے لئے جیل خانہ ہے چنانچہ مچھلی آپ کو لے کر سمندر کی تہہ میں پہنچ گئی۔

چالیس دن تک مچھلی کے پیٹ میں رہے تو اللہ تعالیٰ کی جناب میں آپ کی دعا قبول ہو گئی چنانچہ مچھلی نے آپ کو اللہ کے حکم سے دریا کے کنارے خشکی میں اگل دیا۔

یہی خدا کا وہ اسم اعظم ہے کہ جب اس کے ساتھ دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے اور جب اس کے ساتھ اس سے مانگا جائے تو وہ عطا فرماتا ہے۔

صرف اسم اللہ کو اسم اعظم کہا گیا ہے۔ یا حی یا قیوم کو اسم اعظم یا ذوالجلال والاکرام کو اسم اعظم کہا گیا ہے۔

حضرت خواجہ محمد معصوم نے پانچ سو کی تعداد اختیار کیا ہے تاکہ پڑھنے والوں کے لئے آسانی ہو

يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيْثُ اے زندہ' اے تھامنے والے ہر چیز کو اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ' تیری رحمتوں کے سہارے اپنی فریاد پیش کر رہا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بات میں پریشانی ہو جاتی تو کلمات مبارک مذکورہ پڑھا کرتے تھے۔ ختم حضرت شاہ غلام علی دہلوی بِاللّٰهِ يَا رَحْمٰنُ يَا رَحِيْمُ يَا اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ =

ترجمہ۔ اے معبود برحق اے ہر رزق کھانے والے کو رزق پہنچانے والے دنیا میں' اے مومنوں کو بخشنے والے عقبی میں' اے زیادہ رحم کرنے والی ذات ہر رحم کرنے والے سے' رحمت نازل فرما ساری مخلوق سے بہتر جن کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے يَا رَحِيْمُ كُلِّ صَرِيْخٍ وَّمَكْرُوْبٍ وَغِيَاثِهٖ ومعاذہ یا رحیم

اے رحم کرنے والے ہر پریشان حال پر' مصیبت زدہ پر' اور

اس کی فریاد سننے والے، اور اس کو پناہ دینے والے اے رحم کرنے والے، یعنی رحم کر ہمارے اوپر اور ہمارے سارے مصائب دور فرما تمام مشکلات و مصاب جو انسان پر وقتاً فوقتاً آتے ہیں ان کا رفع کرنے والا سوائے خدا تعالی کے اور کوئی نہیں، جس کی رحمت کی کوئی انتہاء نہیں، تو ختم کے ان الفاظ مبارکہ میں اسی رحیم ذات کی طرف توجہ کی گئی ہے۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ترجمہ اے میرے رب مجھے تنہا نہ چھوڑیئے اور تیری ذات بہترین وارث ہے حضرت خواجہ دوست محمد آپ کے اولاد نہیں تھی تو اس آیت مبارکہ کو اپنا ختم مقرر کیا۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ پاکی اللہ بزرگ کے لئے ساری تعریفوں کے ساتھ یہ ایسے مبارک کلمات ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو کلموں کے متعلق ارشاد فرمایا۔ ہے

كَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ دو کلمے ہیں جو پڑھنے میں بہت آسان ہیں وزن میں بھاری ہیں۔ اللہ کو بڑے پیارے ہیں۔ وہی ہیں جو اوپر لکھے گئے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

تمام پاکی اللہ کے لئے ہے اور تمام تعریف اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے نہ اس کا مثل ہے نہ مثال ہے گناہوں سے بچنا اور عبادت کی طاقت اللہ کی مدد سے ہی ہو سکتی ہے، جو برتر اور عظمت کا مالک ہے۔

فضیلت۔ شب معراج حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ اے مبارک بیٹے آپ امت کو میرا سلام کہیں اور کہیں کہ جنت کی زمین پر چٹیل میدان ہے وَغِرَاسُهَا هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیز فرمایا کہ بہترین کلام یہ چار کلمے ہیں سبحان اللہ سے اللہ اکبر تک ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے حضرت مسکین پوری رحمتہ اللہ علیہ کے اسم مبارک اس آیت کے ساتھ ایک مناسبت ہے وہ یہ کہ آیت واللہ ذو الفضل العظیم اور حضرت کا نام بھی فضل علی ہے جو عظیم کے قریب المعنی ہے چنانچہ فرمایا کرتے تھے کہ جیسا کہ کپڑے میں تانے اور بانے کے علاوہ تیسری کوئی چیز نہیں ہے اسی طرح میرے سلسلے میں سوائے قرآن و سنت کی پیروی کے اور کوئی چیز نہیں یعنی ہمارا سلسلہ کمال اتباع شریعت مطہرہ پر مبنی ہے اس میں بدعات و رسومات کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے۔

یَا لَطِیْفًا بِخَلْقِهٖ یَا عَلِیْمًا بِخَلْقِهٖ یَا خَبِیْرًا بِخَلْقِهٖ اُلْطُفْ بِنَا یَا لَطِیْفُ یَا عَلِیْمُ یَا خَبِیْرُ

ترجمہ۔ اے وہ ذات جو بڑی مہربان ہے اپنی مخلوق پر اے وہ ذات جو بہت علم رکھتی ہے اپنی مخلوق پر اے وہ ذات جو باخبر ہے اپنی مخلوق کے تمام حالات پر، مہربانی فرما ہمارے اوپر یا لطیف اے بڑی مہربان ذات یا علیم اے بڑی علم والی ذات یا خبیر اے بڑی خبر رکھنے والی ذات۔

درود شریف صلوۃ تنجینا ۳۱۳ بار

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً تُنْجِیْنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَهْوَالِ وَالْاٰفَاتِ وَتَقْضِیْ لَنَا بِهَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِیْعِ السَّیِّئَاتِ وَتَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدَّرَجَاتِ وَتُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ

الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

گرہمی خواہی کہ گردی درد وعالم ارجمند
دائما باشی غلام خاندان نقشبند

تفصیل تلاوت ختمات مذکورہ طریقہ ختم جمیع خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ اسرارھم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى اَشْرَفِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ اَللّٰهُمَّ يَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ وَيَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ وَيَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ وَيَا خَالِقَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَيَا دَلِيْلَ الْمُتَحَيِّرِيْنَ وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا وَيَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ اَغِثْنَا تَوَكَّلْنَا عَلَيْكَ نُفَوِّضُ اُمُوْرَنَا اِلَيْكَ بِاَلْفِ اَلْفِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ ہاتھ پر دم کرکے منہ پر پھیرے اس کے بعد حسب ذیل پڑھے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ تَوْبَةَ عَبْدٍ ظَالِمٍ لَا يَمْلِكُ لِنَفْسِهٖ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا وَّلَا مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا

ابتداء ختم خواجگان

سورہ فاتحہ یعنی الحمد شریف بسم اللہ سے لے کر آمین تک ساتھ بار درود شریف ایک سو بار سورہ الم نشرح اعوذ باللہ و بسم اللہ اول میں پڑھ کر اناسی بار پڑھے اول میں بسم اللہ پڑھ کر سورہ اخلاص یعنی قل ہو اللہ ایک ہزار بار پڑھے سورہ فاتحہ سات بار درود شریف ایک سو بار اللھم یا قاضی الحاجات سو بار اللھم یا کافی المھات سو بار اللھم یا دافع البلیات سو بار اللھم یا حل المشکلات سو بار اللھم یا منزل البرکات سو بار اللھم یا رفیع الدرجات سو بار اللھم یا خیر الناصرین سو بار اللھم یا شافی الامراض سو بار اللھم یا مجیب الدعوات سو بار برحمتک یا ارحم الراحمین سو بار اللھم امین سو بار ختم کے بعد بطور دعا کے یہ آیت شریف پڑھے۔ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا

ختمات پڑھنے کے بعد ایصال ثواب کا طریقہ

اَللّٰهُمَّ اَوْصِلْ وَبَلِّغْ ثَوَابَ مَا قَرَاْنَاهُ وَنُوْرَ مَا تَلَوْنَاهُ بَعْدَ الْقَبُوْلِ عَنَّا هَدِيَّةً وَّاصِلَةً مِّنَّا اِلٰى طَبِيْبِ قُلُوْبِنَا وَشَفِيْعِ ذُنُوْبِنَا وَقُرَّةِ اَعْيُنِنَا سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اِلٰى اَرْوَاحِ جَمِيْعِ اِخْوَانِهٖ مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمُرْسَلِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَاِلٰى اٰلِ كُلٍّ وَّصَحْبِ كُلٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا وَعَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ثُمَّ اِلٰى اَرْوَاحِ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ وَالصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَتَبَعِ التَّابِعِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا وَعَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ثُمَّ اِلٰى اَرْوَاحِ اَزْوَاجِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاهِرَاتِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا وَعَنْهُنَّ اَجْمَعِيْنَ ثُمَّ اِلٰى اَرْوَاحِ بَنَاتِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُكَرَّمَاتِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا وَعَنْهُنَّ اَجْمَعِيْنَ ثُمَّ اِلٰى اَرْوَاحِ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ سَيِّدِنَا الْاِمَامِ الْحَسَنِ وَسَيِّدِنَا الْاِمَامِ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنَّا وَعَنْهُمَا اَجْمَعِيْنَ ثُمَّ اِلٰى اَرْوَاحِ اَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْنَا وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ثُمَّ اِلٰى اَرْوَاحِ اَصْحَابِ الطُّرُقِ الْاَرْبَعَةِ الْعَلِيَّةِ خُصُوْصًا اَصْحَابِ الطَّرِيْقَةِ النَّقْشَبَنْدِيَّةِ وَالْقَادِرِيَّةِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ ثُمَّ اِلٰى رُوْحِ سَيِّدِيْ وَمَوْلَائِيْ مَوْلَانَا رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْنَا وَعَلَيْهِ

ثُمَّ اِلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا الْحَضْرَتِ الْمُحْتَرَمْ.

حَضْرَتْ مَوْلَانَا ی رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَيْهِ

ثُمَّ اِلٰى رُوْحِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَوَالِدِنَا الْحَضْرَتِ الْمُحْتَرَمْ.

حَضْرَتْ مَوْلَانَا. رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْنَا وَ

عَلَيْهِ ثُمَّ إِلَى أَرْوَاحِ آبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا وَأَجْدَادِنَا وَجَدَّاتِنَا وَ
إِخْوَانِنَا وَأَخَوَاتِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَأَوْلَادِنَا وَأَحْبَابِنَا وَإِلَى أَرْوَاحِ
جَمِيعِ مَنْ لَهُمْ حَقٌّ عَلَيْنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ثُمَّ إِلَى أَرْوَاحِ جَمِيعِ أُمَّةِ
سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَافَّةً وَعَامَّةً ، آمِينَ يَا رَبَّ الْعٰلَمِينَ

اس کے علاوہ اگر اردو زبان میں کوئی دعا مانگنا چاہے تو مانگ سکتا ہے

مراقبہ فرمائے اور مراقبہ کے بعد یہ دعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِنَا فَإِنَّكَ بِنَا بَصِيرٌ وَلَا تُعَذِّبْنَا فَإِنَّكَ عَلَيْنَا قَدِيرٌ وَدَبِّرْ لَنَا فَإِنَّا لَا نُحْسِنُ التَّدْبِيرَ وَخُذْ بِيَدِنَا إِلَيْكَ وَدُلَّنَا بِكَ إِلَيْكَ وَلَا تَقْطَعْنَا عَنْكَ بِقَوَاطِعِ الذُّنُوبِ

وَلَا تَحْجُبْنَا عَنْكَ بِقَبَائِحِ الْعُيُوبِ يَا مَنْ عَلَيْهِ الْعَسِيرُ يَسِيرٌ يَا غَنِيًّا عَنِ التَّفْسِيرِ نَشْكُوْا إِلَيْكَ مَا لَا يَخْفَى عَلَيْكَ وَنَسْأَلُكَ مَا لَا يَعْسُرُ عَلَيْكَ يَا اللهُ يَا اللهُ يَا اللهُ يَا دَائِمُ يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

اَللّٰهُمَّ لَا تُفَرِّقْ جَمْعَنَا هٰذَا إِلَّا بِذَنْبٍ مَغْفُورٍ وَسَعْيٍ مَشْكُورٍ وَعَمَلٍ صَالِحٍ مَقْبُولٍ وَتِجَارَةٍ لَنْ تَبُورَ يَا عَزِيزُ يَا غَفُورُ يَا عَالِمَ مَا فِي الصُّدُورِ أَخْرِجْنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ إِلَى النُّورِ بِجَاهِ سَيِّدِ الْوُجُودِ عَلَيْهِ أَلْفُ أَلْفِ صَلٰوةٍ وَسَلَامٍ ،

وَبِسِرِّ أَسْرَارِ الْفَاتِحَةِ الشَّرِيفَةِ

بسم اللہ سے لیکر آمین تک پڑھے۔ در سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ بر دعا کو ختم

گر ہمی خواہی کہ گردی در دو عالم ارجمند
دائما باشی غلام خاندانِ نقشبند

اسباق سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ

(دن میں ایک بار اور رات میں ایک بار پڑھیں)

استغفار ------- ایک سو مرتبہ

أَسْتَغْفِرُ اللهَ تَعَالَى رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ

درود شریف ------- ایک سو مرتبہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

کلمہ تمجید ------- ایک سو مرتبہ

سُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ

آخر میں صرف ایک مرتبہ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

تہلیل لسانی ------- بارہ سو مرتبہ

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ

یادداشت۔ تاریخ وفات حضرت فضل علی قریشی مسکین پوری رحمتہ اللہ علیہ

یکم رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ

کرد از دنیائے فانی گوشہ عزلت قبول
پیر برحق، مرشد ما واقف راز خفی!
بندہ واعظ چنیں نبوشت تاریخ وصال
بود قطب پاکداماں مولوی فضل علی!

حضرت مولانا عبد الغفور العباسی المدنی رحمتہ اللہ علیہ

اسلامیہ امینیہ دہلی سے فارغ التحصیل ہو کر اسی مدرسہ میں بڑی کتابوں کا درس دیتے رہے۔ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب قدس سرہ آپ سے بہت متاثر تھے۔ جب آپ دہلی سے بارادہ بیعت فقیر پور شریف روانہ ہوئے تو احمد پور شرقیہ سے حضرت خواجہ محمد سعید صاحب قریشی نور اللہ مرقدہ کو ساتھ لیا۔

پھر آپکو وہ مقام نصیب ہوا جو اس شعر کا مصداق ہے

كَأَنَّكَ شَمْسٌ وَالْمُلُوكُ كَوَاكِبُ
إِذَا ظَهَرَ الشَّمْسُ لَمْ يَبْدُ مِنْهُنَّ كَوْكَبُ

(گویا آپ آسمان کا سورج ہیں اور باقی سلاطین آسمان کے تارے ہیں جب سورج نکلتا ہے تو تارے غائب یعنی ان کا نور مدھم

ہو جاتا ہے) تو حضرت غریب نواز کے سارے خلفاء رشد وہدایت کے چمکتے ہوئے ستارے تھے لیکن حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کی شان ممتاز تھی آپ کے متعلق حضرت غریب نواز قدس سرہ فرماتے تھے مجھے بتایا گیا ہے کہ اے قریشی! تیرے سلسلے کی اشاعت تمام عالم اسلام میں تیرے خلیفہ عبدالغفور کے وجود سے ہوگی جو کہ مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ دہلی کے دوران قیام کئی سال تک سلسلہ عالی کی تبلیغ کرتے رہے اور اس زمانہ میں بھی آپ سے بہت مخلوق فیضیاب ہوئی۔ پھر جب آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ ۱۹۴۵ء میں اپنا مکان خریدا پہلی رات میں خواب دیکھا کہ سید المرسلین رحمتہ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ پر تشریف لائے اور انگشت شہادت کے اشارے سے محراب دروازہ پر یہ کلمات تحریر فرمائے۔ مُنْزِلُ اَصْحَابِ طَرِیْقَۃِ النَّقْشْبَنْدِیَۃِ مَوْرِدُ اَنْوَارِ الْمُحَمَّدِیَۃِ اور حرو نور کی شکل میں چمکتے ہیں۔ آپ کا فیض عام تمام اطراف عالم میں پھیلا اور آپ شیخ العرب والعجم کہلائے۔ آپ کے حالات رسالہ خدام الدین لاہور میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ امید ہے کہ کوئی صاحب آپ کی سوانح حیات کتاب صورت میں شائع کریں گے۔ آپ کی نرینہ اولاد چار ہیں سب سے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا عبدالحق صاحب عباسی ہیں جو حضرت مرحوم کے سجادہ نشین ہیں اور بحمد اللہ اسی طرح ختمات و مراقبات اور بیعت کا سلسلہ جاری ہے اللہ تعالیٰ تاقیام قیامت اس خانقاہ کو آباد رکھے۔ آمین۔

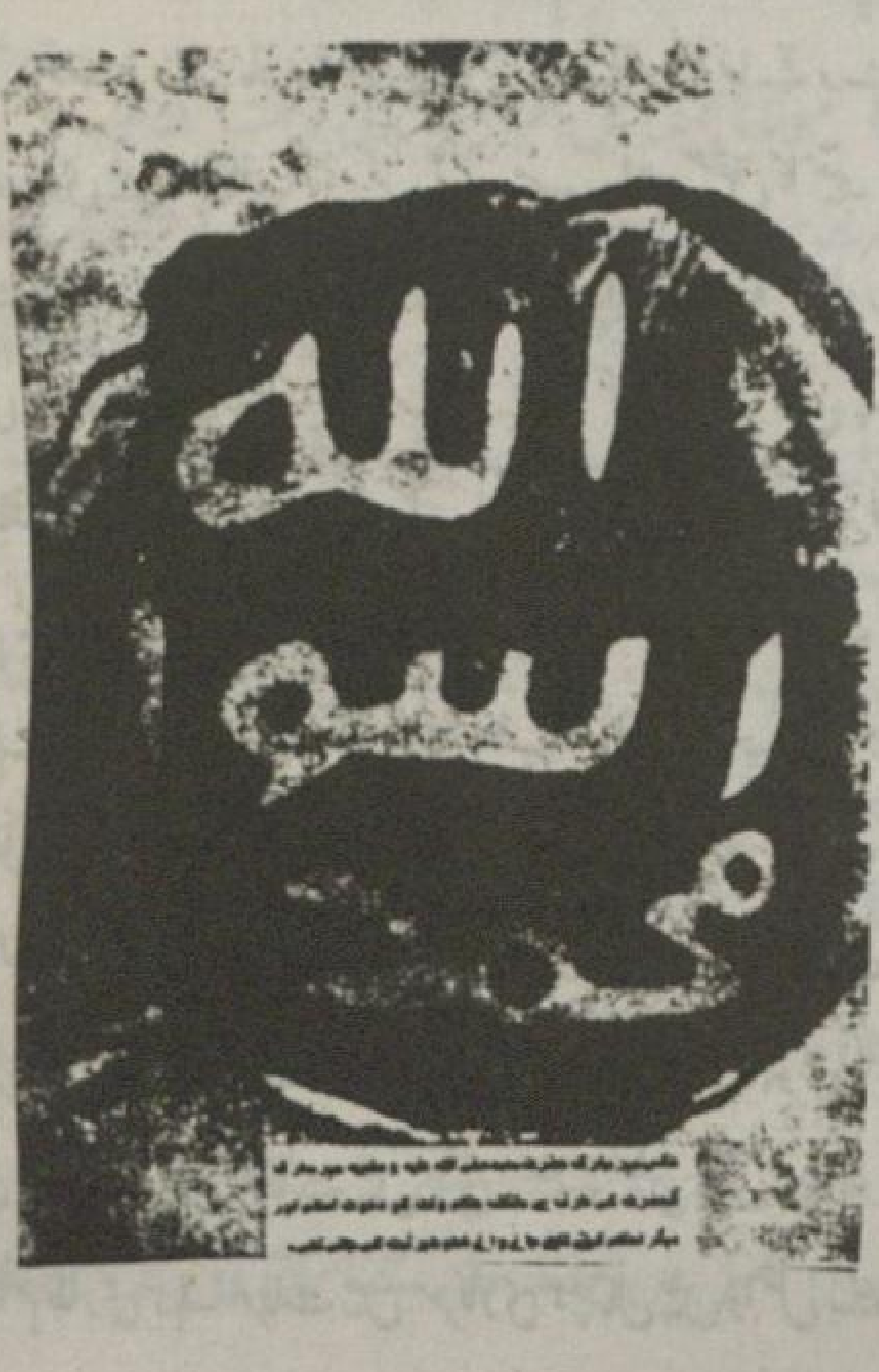
حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مہاجر مدنی رحمتہ اللہ علیہ

۱۸۹۴ــــــــــــــــ۱۹۶۹

مولانا قاری محمد طیب قاسمی

"آپ دارالعلوم (دیوبند) کے فیض یافتہ اور آخری دور طالب علمی میں خصوصیت کے ساتھ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب سے مستفید ہیں۔ نقشبندیہ سلسلہ کے ممتاز مشائخ میں سے ہیں۔ اصل سے صوبہ سرحد کے باشندے ہیں۔ لیکن عرصہ دراز سے مدینہ طیبہ میں مہاجر کی حیثیت سے مقیم ہیں اور حجازی قومیت اختیار فرمالی ہے۔ آپ پر غلبہ باطنی ارشاد وہدایت کا ہے۔ سرحدی و پاکستانی لوگ بکثرت آپ کے سلسلہ بیعت میں داخل ہیں۔ مدینہ منورہ میں آپ کا مقام سکونت ایک مستقل خانقاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

۱۸ مئی ۱۹۶۹ء حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مہاجر مدنی مدینہ طیبہ کی پاک سرزمین میں اللہ تعالیٰ سے جاملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کا آبائی وطن موضع "جدباء" علاقہ چکیسر ریاست سوات تھا۔ ابتدائی تعلیم وطن ہی میں پائی۔ اور آخر تعلیم مدرسہ امینیہ دہلی میں ہوئی۔ فراغت کے بعد کچھ عرصہ مدرسہ امینیہ (دہلی) میں مدرس بھی رہے۔ پھر ضلع مظفر گڑھ کے ایک گاؤں



"مسکین پور" میں حضرت مولانا فضل علی صاحب قریشی نقشبندی سے بیعت کی جہاں ذکر و شغل کے ساتھ ساتھ حضرت قریشی کے مہمانوں کی خدمت میں کنویں سے پانی نکالنے اور جنگل سے لکڑیاں لانے کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ خوب مجاہدہ نصیب ہوا۔ اور آخر اپنے شیخ کامل کی توجہ سے وہ مقام حاصل کیا۔ جو غالباً شیخ کے مریدین میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا ہوگا۔ ان مخلصانہ خدمات اور مجاہدات وریاضات نے انہیں اپنے شیخ کا صحیح جانشین بنادیا۔ ہجرت کی نیت سے مدینہ طیبہ پہنچے اور حج وزیارت کے بعد وطن آخر اپنی تمام جائیداد فروخت کردی اور مدینہ طیبہ میں سید محمود صاحب سے (جو حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمتہ اللہ کے چھوٹے بھائی ہیں) ایک مکان خریدا، غالباً آدھی رقم تو اسی وقت ادا کردی تھی اور باقی بعد میں ادا کی گئی۔

مدینہ طیبہ میں دوران قیام ہر سال حج کی توفیق ہمیشہ نصیب ہوتی رہی اور عمرے بھی ادا کرتے رہے۔ آپ کو عمرہ کرنے کا بہت شوق تھا۔ ہر سال ماہ رمضان میں عمرہ کے لئے جاتے رہے اور مسجد نبوی میں اعتکاف بھی کرتے رہے۔ یہ اسی عشق کا نتیجہ تھا کہ وفات تک نہ تو حج ترک ہوا اور نہ رمضان المبارک کا عمرہ اور مسجد نبوی کا اعتکاف چھوٹا۔ اس سال بے حد کمزور تھے لیکن پھر بھی اعتکاف کی سعادت نصیب ہوئی۔ اعتکاف میں تمام رات تراویح، قیام لیل اور ختمات قرآن میں ان کی فوق العادۃ استقامت قابل رشک تھی۔ اس دفعہ موسم حج میں غلبہ امراض کی وجہ سے طبیعت انتہائی کمزور تھی۔ لیکن پھر عشق عبادت سے سرشار طبیعت کہاں صبر کرسکتی تھی چنانچہ سفر عشق کے لئے مدینۃ الرسول سے بلد اللہ الامین کو روانہ ہوگئے۔ منی پہنچتے ہی طبیعت خراب ہوگئی کسی نہ کسی طرح میدان عرفات میں پہنچ گئے۔ لیکن وہاں بے ہوشی کا سا عالم طاری رہا۔ عرفات میں سرکاری ہسپتال میں داخل کئے گئے وہاں سے سرکاری ایمبولنس کار میں مزدلفہ سے منی اور وہاں سے مکہ پہنچے۔ شبری پر طواف زیارت اور طواف وداع فرمایا اور وقوف مزدلفہ اور رمی جمرات کے لئے باوجود توکیل کے دودم دیئے اور اسی حالت میں مدینہ طیبہ پہنچے کچھ عرصہ کے بعد کراچی کے مخلصین کے اصرار پر بغرض علاج کراچی تشریف لے آئے لیکن جب معلوم ہوا کہ علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہو رہا ہے تو ایک ہفتہ کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور ۷۷ سال کی عمر میں جان، جان آفرین کے سپرد کردی۔ مرحوم طبعاً انتہائی متواضع باوفا اور مہمان نواز تھے۔ صدق وصفا اور اخلاص کے پیکر اور تقوی وطہارت واستقامت اور کثرت عبادت میں یکتا تھے۔ بیعت وارشاد کے اونچے مقام نے ان طبعی مکارم اخلاق کے لئے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ اصلاحی مواعظ وبیان پر اچھی قدرت تھی۔ وعظ نہایت موثر ہوتا تھا۔ فرمایا کرتے تھے کہ "میں تو توبہ واصلاح کی بیعت کرتا ہوں" چنانچہ ان کی بیعت سے نہ صرف افراد بلکہ خاندانوں کی اصلاح ہوگئی۔ سیرتیں اور صورتیں بدل گئیں۔ ان کی صحبت وتوجہ بھی نہایت مفید وموثر تھی۔ سلسلہ بیعت وارشاد پاکستان وہندوستان کے علاوہ مصر وشام اور ترکی تک پہنچ گیا تھا سب سے بڑی کرامت اتباع سنت اور استقامت تھی جو فوق الکرامۃ تھی۔ انتہائی افسوس ہے کہ مدینہ طیبہ میں اپنے رنگ کے دونوں بزرگ تھے۔ حضرت مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی اور حضرت مولانا عبدالغفور صاحب عباسی یکے بعد دیگرے اللہ کو پیارے ہوگئے اور اس طرح مدینہ طیبہ میں سلوک وارشاد کی یہ دونوں مسندیں خالی ہوگئیں اللہ تعالی مرحوم کو اپنی رحمت ورضوان کی آغوش میں درجات رفیعہ عالیہ نصیب فرمائے "فَرَحْمَةُ اللهِ رَحْمَةَ الْأَبْرَارِ الصَّالِحِيْنَ وَالْعُلَمَاءِ الرَّبَّانِيِّيْنَ وَالْعِبَادِ الْمُقَرَّبِيْنَ" (بینات جولائی ۱۹۶۹ء)

آپ نے فرمایا! میرا یہ عقیدہ ہے کہ ہادی مطلق اللہ تعالیٰ ہیں اور وہی رہبری فرماتے ہیں میں تو صرف بیعت توبہ کراتا ہوں کہ اس وقت کے لئے تو وہ شخص تائب ہوگیا' اب خواہ مجھ سے نہ ملے مگر اللہ تعالیٰ اس کے لئے کسی اور کو ہدایت کا سبب بنادیں گے غنیمت ہے کہ یہ لوگ فرائض کے پابند ہو جاتے ہیں' ڈاڑھیاں چھوڑ لیتے ہیں"

حضور اقدس ؐ مسکین اور فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگا کرتے تھے ترمذی شریف مَا اَحْسَنَ الدِّیْنُ وَالدُّنْیَا اِذَا اجْتَمَعَا وَاَقْبَحَ الْکُفْرُ وَالْاَ فْلَاسُ بِالرَّجُلِ کیا ہی اچھا ہے کہ انسان دیندار بھی اور دنیادار بھی ہو اور کیا ہی برا ہے کہ کافر بھی ہو اور مفلس بھی ہو (یہاں بھی مفلس وہاں بھی مفلس) آج مسلمانوں نے اللہ کے دشمنوں جیسی شکلیں بنائیں ہیں' روزانہ ڈاڑھی استرے سے صاف کرتے ہیں۔ (تفرقہ میں موت ہے۔ آج عالم عالم کے ساتھ اور پیر پیر کے ساتھ عداوت رکھتا ہے مسلمانو! اتفاق پیدا کرو۔ ہم تو ہر چیز خلاف شریعت مطہرہ کرتے ہیں۔ اب تو کھانا کھڑے ہو کر کھاتے ہیں اور چھری کانٹوں سے کھاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں ہمیں حضرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نہیں ہوتی۔

چہ نسبت خاک رابا عالم پاک

ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس بات میں نسبت ہے اگر ہمیں حضرت ابو ہریرہ اور حضرت بلال کی زیارت ہو جائے تو زہے قسمت' لہٰذا اپنی خورد نوش کو شریعت کے احکام کے مطابق رکھو۔ یہ دنیا فانی ہے' حیات مستعار ہے چند لحظات ہے اس کی قدر کرو' صالحین کی صحبت میں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اگر وقت گزر گیا تو یہ شکر کے لائق ہے۔ جس نے شریعت پر عمل کر کے لطف نہ اٹھایا اس نے طریقت کا کوئی لطف نہ اٹھایا' اور جس نے طریقت پر چل کر حظ نہ اٹھایا اس کا حقیقت میں کچھ حصہ نہیں' جس نے حقیقت حاصل کر کے کوئی لطف نہ اٹھایا اسے معرفت کا حظ نصیب نہیں ہوتا' پس معرفت حقیقت کا ثمرہ ہے اور حقیقت طریقت کا ثمرہ اور طریقت شریعت کا پھل ہے اور شریعت ان سب کی اصل اور بنیاد (جان) یعنی۔ اصل چیز شریعت ہے باقی سب اس کا نتیجہ ہیں۔ اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا نام ہے دنیاوی غلام اپنے آقا کے سامنے آداب سے پیش آتا ہے۔ آقا جس کام سے منع کرتا ہے اسے نہیں کرتا اور جس کام کے کرنے کا حکم کرتا وہ کرتا ہے۔

بزم جنت یافت از راہ بتبع

یکم شنبہ یکم ربیع الاول ۸۹۔۔۔۔۔۔۔۔۔۱۳ھ

رہنمائے رہ دیں عبدالغفور

۱۷ مئی ۱۹۶۹ء

آپ کے خلفاء کرام رحمہم اللہ

(۱) مولانا عبدالحق عباسی المدنی رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت مولانا عبدالغفور عباسی رحمتہ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند علوم شرعیہ سے فارغ التحصیل سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اسباق کی تکمیل اپنے والد صاحب سے کی اور خلافت سے مشرف کیئے گئے۔ اب اپنے والد صاحب کی جگہ طالبین کی اصلاح میں لگے ہوئے عصر اور مغرب کے درمیان ختمات سلاسل کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ بیعت کے ذریعہ سلسلہ کی اشاعت و ترویج کرتے رہے۔ نہایت خلیق' متواضع فیاض اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔

(۲) حضرت مولانا محمد لطف اللہ عباسی رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت کے بھتیجے ہیں "جامعہ اسلامیہ "مدینہ منورہ کے فارغ التحصیل ہیں' سلسلہ عالیہ کے اسباق کی تکمیل حضرت مولانا

عبدالغفور صاحب عباسی رحمتہ اللہ علیہ سے کر کے خلافت سے نوازے گئے ہیں۔ مدینہ الرسول میں تعلیم دین پہ مامور ہیں۔

۳۔ حضرت مولانا عبداللہ فارسی رحمتہ اللہ علیہ آپ شافعی المذہب اور منابہ بحرین کی جامع مسجد کے خطیب تھے۔

۴۔ حضرت کلیم اللہ شاہ رحمتہ اللہ علیہ ۔ آپ شیخ المشائخ حضرت مولانا فضل علی قریشی کے نواسہ تھے

۵۔ حضرت مولانا عبدالرشید رحمتہ اللہ علیہ بھلن شریف

۶۔ حضرت مولانا فضل الرحمان ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ

۷۔ حضرت مولانا سربلند خان رحمتہ اللہ علیہ صوابی ضلع مردان

۸۔ حضرت مولانا عبد رب الرسول رحمتہ اللہ علیہ ۔بنیر سوات

۹۔ حضرت مولانا خان ملا الملقب بہ سیف اللہ رحمتہ اللہ علیہ ۔بنیر سوات

۱۰۔ حضرت مولانا محمد ادریس انصاری رحمتہ اللہ علیہ

۱۱۔ حضرت مولانا عبدالملک رحمتہ اللہ علیہ مضافات چٹاگانگ

۱۲۔ حضرت سید علاء الدین شاہ جیلانی رحمتہ اللہ علیہ

۱۳۔ حضرت مولانا عبداللہ شاہ عرف خان ملا رحمتہ اللہ علیہ ۔بنیر سوات

۱۴۔ حضرت قاضی عبدالخالق رحمتہ اللہ علیہ چارسدہ ضلع پشاور

۱۵۔ فخر کشمیر حضرت محمد امین پشاوری رحمتہ اللہ علیہ

۱۶۔ حضرت مولانا الحاج قاضی فضل دیان عمرزئی رحمتہ اللہ علیہ

۱۷۔ مولانا عبدالعلیم چغرزوئی ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ

۱۸۔ مولانا عتیق اللہ رحمتہ اللہ علیہ ۔بنیر ضلع سوات

۱۹۔ مولانا الحاج قاضی فضل منان رحمتہ اللہ علیہ عمرزئی میں پیدا ہوئے۔

حضرت عباسی رحمتہ اللہ علیہ نہایت کریم النفس فیاض دل، کشادہ دست، ایثار پیشہ انسان تھے، ان کا دسترخوان نہایت وسیع تھا حج کے زمانہ میں دیکھا کہ زائرین مدینہ طیبہ کی ضیافت وہ اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے۔

۔مگر سب کچھ مہمانوں کی خاطر تھا اپنی اور اہل خانہ کے لئے نہایت فقیرانہ زندگی پسند فرما رکھی تھی مدینہ طیبہ کے پودینہ سے روٹی کا ٹکڑا کھالیا تو ناشتہ ہوگیا۔ معمولی سے شوربے یا دال کے ساتھ روٹی کھالی ہجرت مدینہ کے ابتدائی زمانہ میں بڑی تنگدستی رہی یہاں تک کہ فاقہ کشی کا وقت آگیا۔ بہت سوچا کہ کیا کیا جائے آخر میں خیال آیا کہ جو کچھ تھوڑا بہت اسباب ہے وہ بھی فقرائے مدینہ پاک میں تقسیم کردیا جائے چنانچہ سب تقسیم کردیا وہ دن تھا کہ پھر آخر حیات تک تنگی محسوس نہیں ہوئی بلکہ روپیہ دریائے رواں کی طرح آتا اور جاتا رہا۔

ماہنامہ "الفرقان" لکھنؤ میں مولانا محمد منظور صاحب نعمانی لکھتے ہیں۔

حجاز مقدس اور حرمین شریفین زادھما اللہ شرفاً وتعظیماً اسلام

کا مبدء و معاد، ہر مسلمان کا ملجا اور ماوی اور ہر دینی دنیاوی نعمت کا مخزن ہے۔ یجبی الیہ ثمرات کل شیئی اس لئے کسی دور میں وہ باکمال شخصیتوں، اہل قلوب اور اصحاب دعوت و ارشاد سے خالی نہیں رہے۔

ایسا بھی بہت ہوا ہے کہ اہل قلوب اور مشائخ کبار نے زندگی کا بیشتر حصہ دیار عجم میں صرف کیا پھر اسی بلد امین یا جوار رسول میں آکر پناہ لی اور اپنی زندگی کے آخری دن یہیں بسر کیئے، دور قدیم میں شیخ تاج الدین سنبھلی، شاہ صبغت اللہ بھڑوچی، سید آدم نبوری اور اس صدی کی ابتداء میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددی حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی۔

اشارہ غیبی یا تقاضائے قلبی سے حرمین شریفین ہی کو اپنی خدمت و عوت کا مرکز بنایا اور انہوں نے وہاں بیٹھ کر عالم اسلام کے دور دراز گوشوں سے آنے والوں کی روحانی و باطنی اصلاح و رہنمائی کا فرض انجام دیا اور اس طرح ان کا فیض دور دور پہنچا، انہی خوش قسمت اور عالی ہمت افراد میں حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مجددی مدنی بھی تھے۔ مولانا عبدالغفور صاحب نے

اپنا کام شروع کیا اور بہت جلد ان کی ذات اور ان کی قیام گاہ طالبین اصلاح کا مرکز بن گئی اور رفتہ رفتہ یہ فیض ہندوستان و پاکستان کے حجاج و زائرین سے تجاوز کر کے مصر و شام و ترکی و ترکستان تک عام ہو گیا۔ لوگ حج کے زمانے میں اور اس کے بعد آپ کے حلقے میں شریک ہوتے تھے اور اجازت سے مشرف ہو کر ان ملکوں میں خلق خدا کی خدمت اور طریقے کی اشاعت میں مصروف ہیں۔ تصوف کی روح اتباع سنت اور درستگی اخلاق و عبادت ہے۔ تصوف خشک کھانے اور تر کھانے کا نام نہیں بلکہ حسن المعاملہ مع الخلق و الخالق کا نام ہے۔ کہ مخلوق کو بھی دھوکہ نہ دے اور خالق کو بھی دھوکہ نہ دے۔ سالک کو ہر وقت حضور کے قدم پر نظر رکھنی چاہیئے عادات، اطوار عبادات اور معاملات میں۔

۱۔ علماء کی محبت! اس لئے کہ ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کے ذرات ہیں

۲۔ اہل بیت کی محبت! کہ ان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خون مبارک کے قطرات ہیں

۳۔ حافظ قرآن کی محبت! کہ اس کے سینہ میں اللہ تعالی کا پاک کلام ہے

خلفاء کرام

۲۰۔ حضرت قاری محمد ابراہیم ہشیار پوری ملتان

۲۱۔ حضرت حافظ عبدالرحمٰن میاں جنوبی افریقہ

۲۲۔ حضرت الشیخ احمد کفنارو رحمۃ اللہ علیہ مفتی شام

۲۳۔ حضرت الشیخ حسن محمد المشاط مکی رحمۃ اللہ علیہ

۲۴۔ حضرت الشیخ جواد انیال ترکی رحمۃ اللہ علیہ

۲۵۔ حضرت سعید الحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

۲۶۔ حضرت قاری محمد اسماعیل مردانی رحمۃ اللہ علیہ

۲۷۔ حضرت محمد صفی اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ۔

الشیخ محمد ظفر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ملتان

ماسٹر اختر حسین رحمۃ اللہ علیہ ملتان

حضرت کے خدام واحباب

جناب حشمت علی الخادم رحمۃ اللہ علیہ ملتان

جناب محمد اسلم طباخ رحمۃ اللہ علیہ

مستری محمد رفیع غوری رحمۃ اللہ علیہ

محمد حبیب ملتانی رحمۃ اللہ علیہ

نور محمد صاحب خادم خیاط مدنی

قاضی اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ جھنگ، ملتان

خاندان حضرت عباسی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت کے متعلقین رحمہم اللہ تعالی

حضرت عبدالرحمٰن عباسی رحمتہ اللہ

سراج، عطاء اللہ، عبداللطیف

حضرت مولانا عبدالحق عباسی رحمتہ اللہ علیہ

احمد عبدالحق عبّاسی

سعید عباسی رحمتہ اللہ علیہ لاولد

شریف عباسی مکہ مکرمہ میں

مع والدہ ماجدہ و ہمشیرگان کے نور نظر

حضرت محمد عبدالوہاب عباسی رحمتہ اللہ

حضرت مولانا محمد معصوم رحمتہ اللہ علیہ برادر کلاں حضرت مولانا مدنی مرحوم آپ نہایت حسین متواضع اور مہمان نواز تھے۔ بہت مقبول تھے آپ نے پٹھانوں میں قتل و غارت جنگ و جدال ختم کرا دیا تھا پرانی عداوتیں ختم کرادی تھی' اصلاح قوم میں لگے رہتے تھے' شرعی اصلاحات کے نفاذ کی وجہ سے تزکیہ نفوس کے لئے وقت کم ملتا تھا۔ پانچ اولاد نرینہ آپ کی یادگار ہیں۔ جو بفضلہ تعالیٰ عالم باعمل ہیں' فَجَزَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنَّا خَیْرَ الْجَزَاء

حضرت مولانا عبدالقیوم رحمتہ اللہ علیہ آپ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے چھوٹے بھائی ہیں' علم معقول و منقول ہیں بے نظیر تھے خصوصاً فن حدیث میں یکتا' بوقت درس آپ کے دونوں برادران کلاں دیگر تلامذہ کے ساتھ بیٹھ کر درس سنتے تھے۔ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ کے احترام کی وجہ سے سلسلہ بیعت میں ہاتھ نہیں بڑھایا اور عالم شباب ہی میں موت کو لبیک کہتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے' ایک فرزند ارجمند مولانا لطف اللہ صاحب عباسی آپ کی یادگار ہے جس کی تربیت مدینہ منورہ میں حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ نے کی' علوم مروجہ جامع سعودیہ عربیہ مدینہ منورہ میں حاصل کئے اور اسباق سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ فضلیہ غفوریہ حضرت مدنی رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل کر کے سند خلافت سے سرفراز ہیں۔

حضرت خواجہ محمد عثمان دامانی آپ حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۲۸۴ھ) کے خلیفہ خاص ہیں۔ ۱۲۴۴ھ میں لوئی ڈیرہ اسمٰعیل خان میں پیدا ہوئے۔ ۱۲۸۴ھ کو خلافت اور جانشینی حاصل ہوئی۔ ۱۲۸۷ھ میں حج کیا اور مدینہ منورہ میں معدہ کو خالی رکھنے کے لئے خورد و نوش ترک کیا۔ مسترشدین کی تربیت بنفس نفیس فرماتے اور تہجد کے لئے بیدار فرما دیتے۔

تو ایک دن اپنے ماموں مولانا نظام الدین رحمتہ اللہ علیہ کا سلام و پیام پہنچانے کے لئے حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ وہاں پہنچتے ہی عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔

آپ کے آخری ایام کے حالات و کیفیات' آپ کے اشعار (عربی اور فارسی) اور آپ کے صاحبزادے خواجہ سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۳۳ھ) کی دستار بندی' ہفت سلاسل کے شجرے اور خاندان مجددیہ کے اسباق وغیرہ سبھی مذکور ہیں۔

جناب من برائے ترقی کار باطنی' صدق مقال و خوردن حلال و اتباع حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم قولا و فعلا و نشستن و برخاستن یعنی در جمیع احوال' شرط طریقہ نقشبندیہ احمدیہ اند' رحمتہ اللہ تعالیٰ اعلی اہالیہا۔ واگر اتباع شرع شریف نباشد واحوال مواجید می باشند نزد بزرگان دین متین از حیز اعتبار ساقط است کار اینست وغیر ازیں ہمہ ہیچ۔

حضرت خواجہ محمد عمان دامانی رحمتہ اللہ علیہ کے صاحبزادے خواجہ سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ تھے۔ ان کے صاحبزادے حافظ محمد ابراہیم رحمتہ اللہ تھے۔ اور ان کے صاحبزادوں میں مولانا محمد اسمٰعیل صاحب رحمتہ اللہ سجادہ نشین خواجہ محمد نعمان خان خانقاہ شریف دامت برکاتہم و رحمتہ اللہ علیہ۔

از کتاب فوائد عثمانی

خواجہ محمد عثمان صاحب حضرت حاجی صاحب قندھار موسی زئی اور خانقاہ شاہ احمد سعید صاحب دہلی کے سربراہ تھے

خاک شو خاک تابردید گل
کہ بجز خاک نیست مظہر گل

فرمایا "صاحبزادگی کو طاق میں رکھو اور شکستگی و عجز کی ٹوپی سر پر اوڑھو تب کام چلے گا" یہی عاجزی جو اپنے صاحبزادہ والاتبار میں پیدا کرنا چاہتے ہیں خود اپنے اندر بھی موجود تھی اور بے نفسی کا یہ عالم تھا کہ جو لوگ آپ سے دعا طلب ہوتے تھے ان سے آپ اپنے لئے اور اپنے صاحبزادے کے لیے دعا طلب فرماتے تھے نور الحق شاہ پوری نے ایک قصیدہ مدحیہ بھیجا

"فرمایا قصیدہ دیکھ کر خوشی ہوئی اور رنج ہوا خوشی آپ کے اشتیاق پر ہوئی اور رنج اس پر ہوا کہ آپ نے میری مدح لکھ کر وقت ضائع کیا اور ایک ممنوع معاملے میں کوشاں رہے ایسی مدح مادح اور ممدوح دونوں کے لیے مضر ہے۔ مادح کے لیے اس لیے کہ ایک نااہل اور غیر مستحق مدح کی تعریف کی اور ممدوح کے لیے اس لئے کہ اس میں مدح سن کر طبعی طور پر حظ اور استکبار کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ ایسی مدح کے لیے حدیث میں لفظ وارد ہوتے ہیں قطعت عنق اخیک تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی

اگر درویش بریک حال ماندی
سر دست از دو عالم برفشاندی
دمی برطارم اعلی نشینم
گہی برپشت پائے خود نہ بینم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ برخوردار سعادت اطوار عزیز از جان محمد سراج الدین طال عمرہ معہ علمہ و صلاحہ و فلاحہ از فقیر حقیر لاشی عثمان عفی عنہ پس از تسلیمات و دیدہ بوسیہا آنکہ مکاتیب متعددہ کہ فرستاد ہمہ رسیدند کوائف ہاء مندرجہ آنہا واضح گردیدند ای جگر گوشہ بگوش ہوش اصغا سازند کہ فرزند بالطبع محبوب والد میباشند و جمیع خیرات کسبی باشند یا ذہبی والدش برای او میخواہند دہندہ حقیقی او تعالی شانہ است و از کثرت حرص فقیر نصیحت بطور ترغیب و ترہیب نوشتہ اند نہ از ناراضی و خفگی ازیں باب مطمئن القلب بکار بار خویش سرگرم باشند و ازیں آن زمانہ چشم پوشی ساز بذو کوری و کری طریقہ خود نمایند ہر فاعل و قائل را پاداش قول و فعل خود رسد نہ غیر را لہذا بار بار مینو سم کہ بقدر وسع خود بجد وجہد تمام مطالعہ کتب از دل بغور میکنید بعد ازاں نتیجہ بخش او تعالی شانہ است فقط نہ غیران معیکم شتی نص قطعی است

مشکلے نیست کہ آساں نشود
مرد باید کہ ہراساں نشود

برائے محافظت زراعت بر کاغذ نوشتہ در سفالہ آب نارسیدہ بند کردہ درمیان آن تختہ دفن کند بسم الله الرحمن الرحيم يا رزاق العباد يا خلاق الخلائق يافاطر السموات ويامنبت الزرع فى الارض النبات ويامجيب الدعوات ادفع من بنا الزرزرع شرا الهوام والحوش و شر الفارة والخنازير المفسدة وارزقنا رزقا حسنا و صلى الله على خير خلقه محمد واله واصحابه اجمعين

تعویز برائے دفع تپ ہر قسم كهيعص ذكر رحمت ربك عبده زكريا اذ نادى ربه ندا

خفیا" قال رب انی وھن العظم منی و اشتعل الراس شیبا" و لم اکن بدعائک رب شقیام وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین نوشتہ در گلوبند دو برسہ پرچہ کاغذ تشت یا اللہ نوشتہ سہ روز یک یک بخوردان شاء اللہ تعالی تپ دفعہ خواہد شد

تعویز برائی تب سویم اول شروع شدن تب بروز نوبت اول و آخر درود شریف ویک بار سورۃ رعد خواندہ دم کند ان شاہ اللہ صحت خواہد شاپس باید کہ ہرسہ نوبت دم تمام کند اگرچہ تپ اول یا دوم نوبت دفعہ شود واگر سہ نوبت دم کنند چند روز بعد باز تپ عود خواہد کرو

تعویز برائی دفعہ بواسیر ہر قسم یا رحیم کل صریخ و مکروب وغیاثہ و معاذہ یا رحیم وصلی اللہ علیہ علی خیر خلقہ محمد والہ اصحابہ اجمعین نوشتہ در کمر بندند

ایضا اگر صبح و شام فاتح الکتاب معہ تسمیہ ہفت بار خواندہ شود بہتر واگر ایں نشود محض تسمیہ صبح و شام خواندہ براندام خود از ناف تا زانو پیش و پس دست بگردایند دم کنند

تعویز برائی دفعہ دردباد اللھم انت الباعث و انا المبعوث و من یدع المبعوث الا الباعث یا رب وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ و اصحابہ اجمعین نوشتہ بر موضع درد بہ بندند

تعویز برائی زود فروشی مال بسم اللہ الرحمن الرحیم فاستبشر وابیعکم الذی بایعتم بہ وذالک ھو الفوز العظیم و صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد والہ اصحابہ اجمعین نوشتہ در متاع بنہید

برائے تیزئی ذہن وکشائش مطالعہ اللھم نور قلبی بعلمک واستعمل بدنی

معمول برائی بریدان یرقان بروز یکشنبہ چند برگ کلان گیاہ سبز آوردہ یک جانب در دست مریض یرقان بدہند کہ بگیرد و جانب دیگر خود از دست چپ بگیرند و در دست راست خود چاقو گرفتہ یک بار سورۃ القریش بالتسمیہ خواندہ از چاقو آن گیاہ ببرند و ہمیں طور ہفت بار کنند و لکن اول و آخر بار درود شریف زیادہ کند و ایں معمول راسہ شبہ در عمل آرند انشاء اللہ تعالی یرقان بریدہ شود

تذکرہ جامی عشق و محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق مولانا جامی نور اللہ مرقدہ کا ایک ہی واقعہ کافی ہے۔ قصہ یہ ہے کہ مولانا جامی رحمتہ اللہ سفرحج شروع فرماکر صرف مکہ مکرمہ سے حج کر کے واپس ہو گئے۔ مدینہ منورہ نہیں تشریف لے گئے دوستوں نے عرض کیا کہ حضرت بغیر مدینہ منورہ کے آپ واپس کیوں تشریف لے آئے۔ فرمایا بھئی ہمارا یہ فرض حج تھا اس واسطے مدینہ منورہ نہیں گیا کہ حضور فرمائیں گے کہ اپنا فرض ادا کرنے آیا۔ اور ہماری حاضری بھی دے گیا۔ لہٰذا پھر زیارت روضہ اطہر کی نیت کر کے روانہ ہوئے اور عمرہ سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ روانہ ہوئے۔ تو امیر مکہ کو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی کہ جامی کو مدینہ منورہ نہ آنے دیں امیر مکہ نے ممانعت کردی۔ پر امیر مکہ کو تیسری مرتبہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ کوئی مجرم نہیں ہے بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو یہاں آکر میری قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کے واسطے ہاتھ نکلے گا جس میں فتنہ ہو گا اس پر ان کو جیل سے نکالا گیا اور بہت اعزاز و اکرام کیا گیا۔ امیر مکہ نے کہا کہ اگر آپ وہ اشعار جو آپ نے کہے ہیں پڑھیں تو مدینہ منورہ جانے کی حضور کی طرف سے ممانعت ہے اگر وہ نہ پڑھیں تو

جاسکتے ہیں اور انہوں نے اقرار کیا وہ اشعار نہیں پڑھوں گا' تو مدینہ منورہ روانہ ہوگئے۔ اپنے مرشد مولانا سعدالدین کاشغری کے جانشین بن کر مسند ارشاد پر رونق افروز ہوئے

۱۔ زمہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا نبی اللہ ترحم
۲۔ نہ آخر رحمتہ اللعالمینی
ز محروماں چراغافل نشینی
۳۔ زخاک اے لالہٴ سیراب برخیز
چونرگس خواب چند از خواب برخیز
۴۔ بروں آور سر آز بردیمانی
کہ روئے تست صبح زندگانی
۵۔ شب اندوہ مارا روز گرداں
زرویت روز مافیروز گرداں
۶۔ بہ تن درپوش عنبر بوئے جامہ
بسر ہربند کا فوری عمامہ
۷۔ فرود آویز از سر گیسواں را
فگن سایہ بپا سرور اں را
۸۔ ادیم طائفے نعلین پاکن
شراک از رشتہٴ جانہائے ماکن
۹۔ جہانے دیدہ کردہ فرش رہ اند
چو فرش اقبال پابوس تو خواہند
۱۰۔ زحجرہ پائے در صحن حرم نہ
بفرق خاک رہ بوساں قدم نہ
۱۱۔ بدہ دستی زپا افتاد گان را
بکن دلدار یئے دل داد گان را
۱۲۔ اگرچہ غرق دریائے گناہم
فتادہ خشک لب برخاک راہم
۱۳۔ تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہے
کنی بر حال لب خشکاں نگاہے
۱۴۔ خوشاکز گرد رہ سویت رسیدیم
بدیدہ گرد از کویت کشیدیم
۱۵۔ بمسجد سجدہٴ شکرانہ کردیم
چراغت راز جاں پروانہ کردیم
۱۶۔ بگرد روضہ ات گشتیم گستاخ
دلم چوں پنجرہ سوراخ سوراخ
۱۷۔ زدیم ازاشک ابر چشم بے خواب
حریم آستان روضہ ات آب
۱۸۔ گہے رفتیم زاں ساحت غبارے
گہے چیدم زاوخاشاک وخارے
۱۹۔ ازاں نور سواد دیدہ دادیم
وزیں بر ریش دل مرہم نہادیم
۲۰۔ بسوئے منبرت رہ برگر فتیم
نچہرہ پایہ اش در زرگر فتیم
۲۱۔ زمحرابت بسجدہ کام جستیم
قدم گاہت بخون دیدہ شستیم
۲۲۔ بپائے ہر ستون قدر است کردیم
مقام راستان درخواست کردیم
۲۳۔ زواغ آرزویت باول خوش
زدیم از دل بہر قندیل آتش
۲۴۔ کنوں گرتن نہ خاک آں حریم ست
بحمداللہ کہ جان آں جامقیم ست
۲۵۔ بخود درماندہ ام از نفس خود رائے

بہین در ماندہ چندیں بخشائے

۲۶۔ اگر نبود چوں لطفت دست یارے
زدست ماینابد ہیچ کارے

۲۷۔ قضای افگند از راہ مارا
خد را از خدا در خواہ مارا

۲۸۔ کہ بخشد ازیقین اول حیاتے
دہد آنگہ بکار دیں ثباتے

۲۹۔ چو ہول روز رستا خیز خیزد
باتش آبروئے مانہ ریزد

۳۰۔ کندبا ایں ہمہ گمراہی ما
ترا اذن شفاعت خواہی ما

۳۱۔ چو چوگاں سرگندہ آوری روئے
میدان شفاعت امتی گوئے

۳۲۔ بحسن اہتمامت کار جامی
طفیل دیگراں باید تمامی

ترجمہ اشعار

ا۔ آپ کے فراق سے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ جاں بلب ہے اور دم توڑ رہا ہے اے رسول خدا نگاہ کرم فرمایئے اے ختم المرسلین فرمایئے۔

۲۔ آپ یقیناً رحمۃ للعالمین ہیں۔ ہم حرماں نصیبوں اور ناکامان قسمت سے آپ کیسے تغافل فرماسکتے ہیں

۳۔ اے لالہ خوش رنگ اپنی شادابی و سیرابی سے عالم کو مستفید فرمایئے اور خواب نرگیس سے بیدار ہو کر ہم محتاجان ہدایت کے قلوب کو منور فرمایئے

۴۔ اپنے سر مبارک کو یمنی چادروں کے کفن سے باہر نکالئے کیونکہ آپ کا روئے انور صبح زندگانی ہے

۵۔ ہماری غم ناک رات کو دن بنا دیجئے اور اپنے جمال جہاں آرا سے ہمارے دن کو فیروزمندی و کامیابی عطا کر دیجئے۔

۶۔ جسم اطہر پر حسب عادت عنبر بیز لباس آراستہ فرمایئے اور سفید کا فوری عمامہ زیب سر فرمایئے

۷۔ اپنی عنبر بار و مشکین زلفوں کو سر مبارک سے لٹکا دیجئے تاکہ ان کا سایہ آپ کے بابرکت قدموں پر پڑے

۸۔ حسب دستور طائف کے مشہور چمڑے کی مبارک نعلین (جوتی) پہنئے اور ان کے تسمے اور پٹیاں ہمارے رشتہ جاں سے بنائے گئے

۹۔ تمام عالم اپنے دیدہ و دل کو فرش راہ کئے ہوئے اور بچھائے ہوئے ہے اور فرش زمین کی طرح آپ کی قدم بوسی کا فخر حاصل کرنا چاہتا ہے

۱۰۔ حجرہ شریف یعنی گنبد خضراء سے باہر آکر صحن حرم میں تشریف رکھیئے۔ راہ مبارک کے خاک بوسوں کے سر پر قدم رکھیئے۔

۱۱۔ عاجزوں کی دست گیری بے کسوں کی مدد فرمایئے اور مخلص عشاق کی دلجوئی و دلداری کیجئے

۱۲۔ اگرچہ ہم گناہوں کے دریا میں از سرتاپا غرق ہیں۔ لیکن آپ کی راہ مبارک پر تشنہ و خشک لب پڑے ہیں

۱۳۔ آپ ابر رحمت ہیں شایان شان گرامی ہے کہ پیاسوں اور تشنہ لبوں پر ایک نگاہ کرم بار ڈالی جائے۔

۱۴۔ ہمارے لئے کیسا اچھا وقت ہوتا کہ ہم گرد راہ سے آپ کی خدمت گرامی میں پہنچ جاتے اور آنکھوں میں آپ کے کوچہ مبارک کی خاک کا سرمہ لگاتے

وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم
خاک در رسول کا سرمہ لگائیں ہم

۱۵۔ مسجد نبوی میں دوگانہ شکر ادا کرتے۔ سجدہ شکر بجالاتے۔ روضہ

اقدس کی شمع روشن کا اپنی جان حزیں پروانہ بناتے۔
۱۶۔ آپ کے روضہ اطہر اور گنبد خضراء کے اس حال میں مستانہ اور بے تابانہ چکر لگاتے کہ دل صد مہائے عشق اور وفور شوق سے پاش پاش اور چھلنی ہوتا۔
۱۷۔ حریم قدس اور روضہ پرنور کے آستانہ محترم پر اپنی بے خواب آنکھوں کے بادلوں سے آنسو برساتے اور چھڑکاؤ کرتے۔
۱۸۔ کبھی صحن حرم میں جھاڑو دے کر گرد و غبار کو صاف کرنے کا فخر اور کبھی وہاں کے خس و خاشاک کو دور کرنے کی سعادت حاصل کرتے۔
۱۹۔ گو گرد و غبار سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ مگر ہم اس سے مردمک چشم کے لئے سامان روشنی مہیا کرتے اور گو خس و خاشاک زخموں کے لئے مضر ہے مگر ہم اس کو جراحت دل کے لئے مرہم بناتے۔
۲۰۔ آپ کے منبر شریف کے پاس جاتے اور اس کے پائے مبارک کو اپنے عاشقانہ زرد چہرہ سے مل مل کر زریں و طلائی بناتے۔
۲۱۔ آپ کے مصلائے مبارک و محراب شریف میں نماز پڑھ پڑھ کر تمنائیں پوری کرتے اور حقیقی مقاصد میں کامیاب ہوتے اور سطلے میں جس جائے مقدس پر آپ کے قدم مبارک ہوتے تھے اس کو شوق کے اشک سے دھوتے
۲۲۔ آپ کی مسجد اطہر کے ہر ستون کے پاس ادب سے سیدھے کھڑے ہوتے اور صدیقین کے مرتبہ کی درخواست و دعا کرتے۔
۲۳۔ آپ کی دل آویز تمناؤں کے زخموں اور دل نشین آرزوؤں کے داغوں سے (جو ہمارے دل میں) انتہائی مسرت کے ساتھ ہر قندیل کو روشن کرتے
۲۴۔ اب اگرچہ میرا جسم اس حریم انور و شبستان اطہر میں نہیں ہے لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ روح وہیں ہے
۲۵۔ میں اپنے خود بین و خود رائے نفس امارہ سے سخت عاجز آچکا ہوں۔ ایسے عاجز و بے کس کی جانب التفات فرمایئے اور بخشش کی نظر ڈالیئے۔
۲۶۔ اگر آپ کے الطاف کریمانہ کی مدد شامل حال نہ ہوگی تو ہم عضو معطل و مفلوج ہو جائیں گے اور ہم سے کوئی کام انجام نہ پاسکے گا
۲۷۔ ہماری بد بختی ہمیں صراط مستقیم و راہ خدا سے بھٹکا رہی ہے۔ خدارا ہمارے لئے خداوند قدوس سے دعا فرمایئے
۲۸۔ (وہ دعا فرمایئے) خداوند قدوس اولاً ہم کو پختہ یقین اور کامل اعتقاد کی عظیم الشان زندگی بخشے اور پھر احکام دین میں مکمل استقلال اور پوری ثابت قدمی عطا فرمائے
۲۹۔ جب قیامت کی حشر خیزیاں اور اس کی زبردست ہولناکیاں پیش آئیں تو مالک یوم الدین رحمان و رحیم ہم کو دوزخ سے بچا کر ہماری عزت بچائے
۳۰۔ اور ہماری غلط روی اور صغیرہ کبیرہ گناہوں کے باوجود آپ کو ہماری شفاعت کے لئے اجازت مرحمت فرمائے کیونکہ بغیر اس کی اجازت شفاعت نہیں ہو سکتی ہے
۳۱۔ ہمارے گناہوں کی شرم سے آپ سرخمیدہ چوگاں کی طرح میدان شفاعت میں سر جھکا کر (نفسی نفسی نہیں بلکہ) یارب امتی امتی فرماتے ہوئے تشریف لائیں۔
۳۲۔ آپکے حسن اہتمام اور سعی جمیل سے دوسرے مقبول بندگان خدا کے صدقہ میں غریب جامی کا بھی کام بن جائے گا

بسم اللہ الرحمان الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مولانا محمد ذکریا رحمتہ اللہ علیہ ۱۳۹۵ھ میں سفر ہند کے موقع پر ایک نئی بات پیش آئی ہر موقعہ پر مقطوع اللحیہ کو دیکھ کر طبیعت میں جوش پیدا ہوتا تھا اور ہر مجمع میں اس پر نکیر

کرتا اور بیعت میں بھی قطع لحیہ سے بچنے کی تاکید کرتا تھا۔
یہ خیال ہوتا تھا کہ موت کا وقت مقرر کسی کو معلوم نہیں اور اس حالت میں اگر موت واقع ہوئی تو قبر میں سب سے پہلے سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت ہوگی تو کس منہ سے چہرہ انور کا سامنا کریں گے۔
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لایزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن الحدیث یعنی زناکار جب زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت مومن نہیں ہوتا۔ مطلب اس حدیث کا مشائخ نے یہ لکھا ہے کہ زنا کے وقت ایمان کا نور اس سے جدا ہو جاتا ہے لیکن زنا کے بعد وہ نور ایمانی پھر مسلمان کے پاس آجاتا ہے۔ مگر قطع لحیہ ایسا گناہ ہے جس کا اثر اور ظہور ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔ اس مبارک سنت کو ختم کیا جا رہا ہے اس ناکارہ کو خوب یاد ہے کہ میرے بچپن میں ہندوؤں میں بھی جو بڑے لوگ ہوتے تھے وہ ڈاڑھی رکھا کرتے تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مونچھیں نہ کٹوائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اللہ جل شانہ نے بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی کے پاس وحی بھیجی کہ اپنی قوم سے کہدو کہ وہ میرے دشمنوں کا کھانا (یعنی جو ان کے ساتھ مخصوص ہو جیسے نصاریٰ کا کھانا سور) نہ کھاویں اور میرے دشمنوں کا پانی نہ پئیں (جیسے شراب) اور میرے دشمنوں کی شکل نہ بنائیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ بھی میرے دشمن ہوں گے جیسا کہ وہ لوگ حقیقی دشمن ہیں (دلائل الاثر)
حضرت امام محمد فرماتے ہیں کہ ہم سے روایت کیا امام ابو حنیفہ نے اور وہ روایت کرتے ہیں ہیثم سے اور وہ ابن عمر سے کہ وہ یعنی ابن عمر اپنی ڈاڑھی مٹھی میں لیکر مٹھی بھر سے زائد کو یعنی جو مٹھی سے نیچے لٹکی ہوئی باقی رہ جاتی ہے کتر دیتے تھے۔ ڈاڑھی بڑھانے کو عیب جانتے ہیں بلکہ ڈاڑھی والوں پر ہنستے ہیں اور اس کی ہجو کرتے ہیں ان سب مجموعہ امور سے ایمان کا سالم رہنا ازبس دشوار ہے۔ ان لوگوں کو واجب ہے کہ اپنی اس حرکت سے توبہ کریں ایمان اور نکاح کی تجدید کریں اور اپنی صورت موافق حکم اللہ و رسول کے بناویں
مدرسین اور مہتممین مدارس اسلامیہ پر واجب ہے کہ جو طالب علم ایسی حرکت کرے یا کوئی امر خلاف وضع شرعی کرے اگر توبہ کرلے فبہا ورنہ مدرسہ سے خارج کر دینا چاہئے۔ ایسے شخص کو مقتدائے قوم بنانا تمام مخلوق کو تباہ کرنا ہے

بے ادب را علم و فن آموختن
دادن تیغ است دست راہزن

ہر قوم اور ملت اپنے اپنے یونیفارم اور نشانات کو محفوظ رکھنا ازحد ضروری سمجھتی ہے
انگریز سولہویں صدی عیسوی کے اخیر میں آیا۔ تقریباً ڈھائی سو برس گزر گئے۔ نہایت سرد ملک کا رہنے والا ہے مگر اس نے اپنا یونیفارم کوٹ پتلون ہیٹ ٹائی نکٹائی اس گرم ملک میں بھی نہیں چھوڑا یہی وجہ ہے کہ اس کو ۳۵ کروڑ افراد والا ملک اپنے میں ہضم نہ کر سکا۔ اس کی قوم اور ملت علیحدہ ملت ہے۔ مسلمانوں نے نہ صرف یہی کیا کہ اپنا یونیفارم محفوظ رکھا بلکہ مذہب' اسماء رجال ونساء' تہذیب و کلچر' رسم و رواج زبان وغیرہ جملہ اشیاء کو محفوظ رکھا۔ اس لئے ان کی ایک مستقل ہستی ہندوستان میں قائم رہی
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تابعداروں کے لئے خاص خاص یونیفارم تجویز فرمائے کہیں فرمایا جاتا ہے فرق مابیننا وبین المشرکین العمائم علی القلانس کہیں اہل کتاب سے مانگ نکالنے میں مخالفت اختیار کی گئی۔ اسی بنا پر ازار اور پاجامہ میں ٹخنہ کھولنے کا حکم کیا گیا کہ اہل تکبر سے تمیز ہو جائے ایک محمدی کو حسب اقتضاء فطرت و عقل

لازم ہونا چاہئے کہ وہ اپنے آقا کا سارنگ ڈھنگ چال چلن صورت سیرت فیشن کلچر وغیرہ بنائے اور اپنے محبوب آقا کے دشمنوں کے فیشن اور کلچر سے پرہیز کرے ڈاڑھی منڈانے کی حرمت پر ساری امت کا اجماع ہے ایک فرد بھی امت میں اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔ ہم غلامان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے فدائی بنیں نہ غلامان کرزن وہارڈنگ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے حلق لحیہ کے حرام ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔

حضرت ابن عمر سے نقل کیا ہے کہ جو کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرے اور اسی پر مرجائے تو ان ہی کے ساتھ حشر ہوگا۔ خسرو پرویز شاہ ایران کے پاس حضرت عبداللہ بن حذافہ کے ہاتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پہنچا تو اس نے نامہ مبارک دیکھتے ہی غصہ میں اس کو چاک کردیا اور زبان سے کہا کہ ہماری رعایا کا ادنی شخص ہمیں خط لکھتا ہے اور اپنا نام ہمارے نام سے پہلے لکھتا ہے اس کے بعد خسرو (کسری) نے باذان کو جو یمن میں اس کا گورنر تھا اور عرب کا تمام ملک اس کے زیر اقتدار سمجھا جاتا تھا یہ حکم بھیجا کہ اس شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو گرفتار کر کے ہمارے پاس روانہ کردو۔ باذان نے ایک فوجی دستہ مامور کیا جس کے افسر کا نام خرخسرو تھا۔ نیز حالات محمدیہ پر گہری نظر ڈالنے کے لئے ایک ملکی افسر بھی اس کے ساتھ کیا جس کا نام بانویہ تھا یہ دونوں افسر جس وقت بارگاہ رسالت میں پیش کئے گئے تو رعب نبوت کی وجہ سے ان کی رگہائے گردن تھرتھرا رہی تھی یہ لوگ چونکہ آتش پرست پارسی تھے اس لئے ان کی ڈاڑھیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی تھیں اور اپنے بادشاہ کسری کو رب کہا کرتے تھے۔ ان کے چہرے پر نظر ڈال کر آپ کو تکلیف پہنچی اور پہلا سوال ان سے یہ کیا کہ ایسی صورت بنانے کو تم سے کس نے کہا ہے مرزا قتیل کا قصہ ان کے صوفیانہ کلام سے متاثر ہو کر ایک ایرانی شخص ان کا زیارت کے شوق میں پہنچا مرزا ڈاڑھی کا صفایا کر رہے تھے۔ ایرانی نے بیساختہ عرض کیا ارے دل رسول می خراشی" کسی کا دل دکھانا چہ معنی تم تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دل چھیل رہے ہو یہ سن کر مرزا کو وجد آگیا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ ہوش آیا تو یہ شعر زبان پر تھا

جزاک اللہ کہ چشم باز کردی
مرا باجان جاں ہمراز کردی

پس اگر محبوب خدا کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے کی ہمت نہیں رکھتے تو خدا کے واسطے آپ کا دل تو نہ دکھاؤ۔

ایک ڈاکٹر لکھتا ہے کہ ڈاڑھی پر بار بار استرا چلانے سے آنکھوں کی رگوں پر اثر پڑتا ہے اور ان کی بینائی کمزور ہوتی جاتی ہے دوسرا ڈاکٹر لکھتا ہے کہ نیچی ڈاڑھی مضر صحت جراثیم کو اپنے اندر الجھا کر حلق اور سینہ تک پہنچنے سے روک لیتی ہے اور ایک ڈاکٹر یہاں تک لکھتا ہے کہ اگر سات نسلوں تک مردوں میں ڈاڑھی منڈانے کی عادت قائم رہی تو آٹھویں نسل بے ڈاڑھی کے پیدا ہوگی اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر نسل میں مادہ منویہ کم ہوتے ہوتے آٹھویں نسل میں مفقود ہو جائیگا۔ عورتیں اپنے دلوں میں بے ریش مردوں کی بہ نسبت باریش مردوں کی زیادہ دلدادہ ہوتی ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام ڈاڑھی رکھتے تھے۔

دن رات

بچوں کا تحفظ حدیث شریف میں ہے کہ جب شام کا وقت ہو تو بچوں کو باہر گھومنے پھرنے سے روکو، شیاطین پھیل جاتے ہیں اور بچوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور یہ دعا کرے کہ یااللہ اس آنے والی شب میں جو شر ہے، فتنہ ہے، اس سے بچالے اور جو خیر ہے وہ عطا فرمادے۔

باوضو رہنے کے فوائد باوضو رہنے کی عادت رکھے اس کے کئی فائدے ہیں

باوضو رہنے والا مقبول الدعوات ہو جاتا ہے

اس کی موت آگئی تو شہداء کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔

شیاطین کا تسلط اس پر نہیں ہو گا۔

نماز اس کو تکبیر اولی کے ساتھ مل جاتی ہے

اس کی وجہ سے حکام مسخر ہو جاتے ہیں

بات میں اثر ہوتا ہے چہرہ کا حسن دوبالا ہو جاتا ہے

ابتداء لیٹنے کی داہنی طرف سے کرو یہ سنت ہے چاہے ساری رات داہنی کروٹ پر نہ لیٹ سکو مگر ابتداء داہنی طرف سے کرو۔ ایک اور بات یاد رکھو چاہے آدمی چت لیٹے یا بائیں کروٹ لیٹے اس کی اجازت ہے۔ لیکن الٹا نہ لیٹے۔ الٹا لیٹنا منع ہے۔ اسلام میں ناپسندیدہ عمل ہے۔

اس سے انسان بزدل ہو جاتا ہے

برائیوں کا شکار ہو جاتا ہے

صحت اس کی برباد ہو جاتی ہے

شیاطین اس پر مسلط ہو جاتے ہیں

حافظہ اس کا خراب ہو جاتا ہے

کوئی غلطی یاد آئے اس پر استغفار کر لو ایمان کی تجدید کر کے سویا کرو۔ ایمان مفصل پڑھ کر سویا کرو۔

امنت باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر والقدر خیرہ وشرہ من اللہ تعالی والبعث بعد الموت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

مراقبہ مرنا یاد کرو مر رہا ہوں، جان کھنچ رہی ہے، روح نکالی جارہی ہے،

نیند کی عجیب نیت سونے میں بھی ارادہ کر لو کہ معاصی سے بچا رہوں۔ ایک دفعہ بستر سے اٹھ کر بیٹھ جائے۔ چاہے تین دفعہ سبحان اللہ کہہ لے یہ ایک معمول بھی ہمارے اکابر کا رہا ہے۔

مسنون بیداری اب آدمی اخیر شب میں ہمت کر کے اٹھ جائے کوئی ایسی مشکل بات نہیں ہے۔ جس وقت نیند سے بیداری ہو تو تین مرتبہ چہرے پر ہاتھ پھیرلینا سنت ہے۔ اس سے جمائی نہیں آتی غفلت آدمی کی دور ہو جاتی ہے۔ (ہتھیلیوں کو آنکھ پر رکھ کر فرمایا) ان حصوں کو آدمی آنکھوں پر لگائے اٹھ کر کلمہ پڑھے اور پھر دعا پڑھے۔

الحمدللہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور

ورزش اب اٹھنے کے ساتھ ہی گیارہ دفعہ ڈنڈ بیٹھک لگائے۔ یہ بھی ہمارے اکابر کا معمول رہا ہے۔ یہ ایک ورزش ہو گئی ہم نے اپنے حضرت والا (حضرت مسیح الامتہ) کو بھی دیکھا ہے کہ چارپائی سے اتر کر جلدی جلدی گیارہ ڈنڈ بیٹھک لگایا کرتے تھے۔ فرماتے تھے اس سے آدمی جلد بوڑھا نہیں ہوتا چوبیس گھنٹے چاق وچوبند رہتا ہے۔

تکبیر اولی کے ساتھ فجر کی نماز پڑھے

آداب طلب رزق حلال اگر کسی کا ملازم ہے تو کام پوری امانت و دیانت سے کرے، جو اوقات متعین ہیں ان میں غفلت نہ برتے دفتر کی کسی چیز مثلاً" پنسل کاغذ وغیرہ کو اپنی ذاتی استعمال میں نہ لائے۔

اگر اپنا کاروبار ہے، دکان ہے تو پوری محنت سے کام کرے۔ دکان پر اخبار بینی، سیاسی گفتگو، تفرقہ بازی، دوستوں کے ساتھ غپ شپ کو بالکل استعفی دے دے۔ اور خالص کاروبار پر توجہ دے، انشاء اللہ تعالی اس میں خیر و برکت ہوگی ترقی ہوگی۔

ل اللہ کے ذکر میں لگائے۔

جر کے بعد سورہ یسین

ظہر کے بعد سورہ فتح

عصر کے بعد سورہ نباء

مغرب کے بعد سورہ واقعہ

عشاء کے بعد سورہ ملک

حدیث میں آتا ہے کہ جو پانچ نمازوں کے بعد یہ پانچ سورتیں پڑھے گا وہ قیامت کے دن ساقیان کوثر میں سے ہوگا۔

مراقبہ احسانی میرا اللہ مجھے دیکھ رہا ہے' میرا اللہ میرے پاس موجود ہے۔ میرا اللہ میرے ساتھ ہے' میرا اللہ میری جان سے زیادہ قریب ہے وہ جانتا ہے میرے چلنے کو میرے رہنے کے ٹھکانے کو میری نیت سے واقف ہے۔

کلید کامیابی اتباع سنت اور تقوی یہ لازم کرلو' بغیر اس کے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ لاکھ وظیفے پڑھ لو زبان تمہاری قابو میں نہیں ہے۔ نامحرم عورتوں سے تم نہیں بچتے' حلال و حرام کی تمیز تمہارے اندر نہیں ہے تو پھر یہ اور وظائف اتنے کارآمد نہیں ہیں۔



سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ رحمہم اللہ تعالیٰ
کا
طریقۂ تعلیم و تشریحِ اسباق

سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کا طریقۂ تعلیم و تشریحِ اسباق درج کرنے کا یہ مقصد نہیں کہ لوگ تعلیمِ شیخ کے بغیر ان اسباق کی ترکیب و اثرات پڑھ کر اپنی سمجھ کے مطابق عمل کر کے اپنی رائے سے ان کی تکمیل تجویز کرتے جائیں بلکہ طالبِ حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی مجازِ سلسلہ شیخ کے ہاتھ پر بیعت کر کے طریقہ اخذ کرے اور جس طرح اس کا شیخ اس کو سلسلۂ عالیہ کے اسباق کی تعلیم دیتا رہے اس کے ارشاد کے مطابق عمل کرتا رہے اور اپنے احوال اپنے شیخ کی خدمت میں پیش کرتا رہے تاکہ شرِ نفس و شرِ شیطان سے محفوظ رہے۔ اسباق کی تشریح درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ شیخ جب کسی مرید کو کسی سبق کی تعلیم دے تو وہ اس کی نیت و طریقہ وغیرہ اس سے سمجھ سکے اور صرف اپنے متعلقہ اسباق کے اثرات کو اس میں پڑھ کر اطمینان کر سکے کہ اس کے عمل کے اثرات صحیح انداز پر مرتب ہو رہے ہیں یا نہیں، اگر اثرات محسوس نہ ہوں تو عمل میں جس قسم کی کوتاہی ہو رہی ہو اس کا تدارک کر سکے اور اپنے شیخ سے رجوع کر کے اس کی دعا و توجہات و تعلیمات سے مستفیض ہو سکے، اگر کوئی طالب اپنے نفس کے تابع ہو کر اپنی مرضی سے ان اسباق کو کریگا تو بجائے فائدہ کے نقصان کا خطرہ ہے۔

واضح ہو کہ مشائخ کرامؒ نے صفائی باطن کے تین طریقے مقرر کئے ہیں: پہلا[1] طریقہ ذکر ہے خواہ اسمِ ذات کا ذکر ہو یا نفی اثبات کا، دوسرا[2] طریقہ مراقبہ اور تیسرا[3] طریقہ رابطۂ شیخ ہے، جسقدر ان امور میں کمی ہوگی اسی قدر راستہ کے طے کرنے میں دیر لگے گی۔ ان تینوں طریقوں کا بیان یہ ہے کہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں سب سے پہلے لطائف میں اسمِ ذات کا ذکر کرتے ہیں جس کی تفصیل درجِ ذیل ہے:-

سبقِ اول[1]، لطیفۂ قلب انسان کے جسم میں دل کا مقام بائیں پستان کے نیچے دو[2] انگشت کے فاصلے پر مائل بہ پہلو ہے، پیر کو چاہئے کہ اپنے بائیں ہاتھ کی دو انگلیاں مرید کے بائیں پستان کے ذرا نیچے پہلو کی طرف چوڑائی میں رکھ کر دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کا سرا ان انگلیوں کے ساتھ ملا ہوا رکھ کر (یا صرف اندازہ سے دو انگشت کے فاصلہ پر رکھ کر) بتائے کہ یہ قلب (دل) کا منہ ہے، پھر اس جگہ پر انگشتِ شہادت کا دباؤ دیکر اسمِ ذات "اللہ" تین مرتبہ زبان سے کہے اور مرید کے دل میں توجہ رکھے، پھر انگلی اٹھالے اور ذکر کی ترکیب اس طرح بتائے کہ جب دنیاوی کاموں سے فرصت پائے تو باوضو تنہائی میں قبلہ رو بیٹھکر زبان تالو سے لگائے اور دل کو تمام پریشان خیالات و خطرات سے خالی کر کے پوری توجہ اور نہایت ادب کے ساتھ اپنے خیال کی توجہ دل کی طرف اور دل کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رکھے کہ وہ ایک ذات ہے جو تمام کامل صفتوں والی ہے اور ہر قسم کے نقائص و عیوب سے پاک ہے جس پر ہم ایمان لائے ہیں، نیز خیال کرے کہ جس جگہ مرشد نے انگلی رکھی ہے وہاں قلب کے منہ میں گویا سوراخ ہو گیا ہے اور اس سوراخ سے میرے دل میں فیضانِ الٰہی کا نور آرہا ہے اور دل کے زنگ و ظلمات و کدورات اس نور کی برکت سے دور ہو رہے ہیں اور دل اس کے شکریہ میں اللہ اللہ کہہ رہا ہے، اس خیال کے ساتھ نور کو اپنے دل میں کھینچ کر لائے۔ اور اس ذکر کے خیال میں اتنا محو ہو جائے کہ اپنی بھی خبر نہ رہے اس کو استغراق کہتے ہیں اور یہ ایک اچھی حالت ہے لیکن اگر ادھر ادھر کے خیالات آئیں تو ان کو ہٹانے کی کوشش کرے یعنی اپنی توجہ ان خیالات سے ہٹا کر ذکر اور حصولِ فیضان کی طرف لگائے کہ یہ مجاہدہ استغراق سے کہیں افضل ہے۔

ذکر کرتے وقت خواہ دو زانو بیٹھے یا مربع یعنی چوکڑی مار کر بیٹھ جائے آنکھیں بند کر لے ناک سے سانس حسبِ معمول آتا جاتا رہے کچھ دیر تسبیح کے ساتھ اس طرح ذکر کرے کہ تسبیح کا دانہ ہاتھ سے جلدی جلدی چلاتا جائے اور دل پر اللہ اللہ کا خیال گذرتا جائے، زبان یا حلق وغیرہ سے نہ کہے بلکہ زبان تالو سے لگی رہے آنکھیں بند رہیں، دل کی طرف گردن جھکی ہوئی ہو، اگر برداشت ہو سکے تو سر اور منہ پر رومال وغیرہ ڈال لیں تاکہ خیالات منتشر ہونے سے امن رہے۔ اس طرح کم از کم دس تسبیح یعنی ایک ہزار مرتبہ اسمِ ذات کا ذکر کرے اور جسقدر زیادہ ہو سکے یا جسقدر شیخ ارشاد فرمائے ذکر کرے، پھر تسبیح رکھ کر اندازاً اتنی ہی دیر تک ذکر اور حصولِ فیض کے خیال میں بیٹھا رہے اس کو مراقبہ کہتے ہیں فراغت کے بعد دعا مانگے۔ روزانہ ایک مخصوص وقت میں اس وظیفہ پر عمل کرتا رہے۔

نیز چلتے پھرتے، سوتے لیٹے، اٹھتے بیٹھتے غرضکہ ہر وقت دل میں ذکر کا خیال رکھے تاکہ "ہاتھ کار میں اور دل یار میں" کا مصداق ہو جائے اور دل اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ جاری ہو جائے، دل کے ذاکر ہونے کی کیفیت اکثر لوگوں کو نبض کی حرکت یا گھڑی کی ٹک ٹک وغیرہ کی مانند ہوتی ہے، ہدایت الطالبینؒ میں ہے کہ "حرکتِ ذکر از دل بسمع خیال برسد" مشائخ کرام اس حرکت پر اسمِ ذات کا تصور کرنے کی تلقین فرماتے ہیں تاکہ حدیثِ قدسی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ (میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں) کا مصداق ہو جائے۔ دل کے جاری ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لفظِ مبارک "اللہ" خیال کے کان سے صاف طور پر سنا جائے محض لطیفہ کی حرکت مراد نہیں ہے۔ حافظ شیرازیؒ کے اس شعر میں بھی اسی حرکت کی طرف اشارہ ہے ؎

کس ندانست کہ منزل گہِ آں یار کجاست ۔۔۔ ایں قدر ہست کہ بانگِ جرسے می آید

(یعنی کوئی نہیں جانتا کہ اس یار کی منزل کہاں ہے اتنا ہے کہ ایک گھنٹی کی آواز آرہی ہے) اس ذکر پر اسقدر مداومت کرے کہ لطیفۂ قلب اپنے مضغہ سے نکل کر اپنی اصل میں پہنچ جائے جس کی علامت یہ ہے کہ اس کی توجہ بلندی کی طرف مائل ہو جائے اور تمام جہات کی طرف سے بھول ہو جائے اور ذکر کے وقت اس کو ماسوی اللہ سے غفلت اور ذاتِ حق کے ساتھ محویت ہو جائے اگرچہ تھوڑی دیر ہی کے لئے ہو، جب یہ کیفیت حاصل ہو جائے تو سمجھ لے کہ قلب اپنے مضغہ سے نکل کر اپنی اصل میں پہنچ گیا۔ اگرچہ کشف ہو کیونکہ کشف اس زمانے میں حلال اور طیب روزی نہ ملنے کی وجہ سے بہت کم ہوتا ہے۔ اگر مذکورہ بالا کیفیات میں سے کچھ بھی نہ ہو تو غفلت دور ہو کر ہر کام کرتے وقت شریعت کی پابندی کا خیال رہنا، روز بروز عملی اصلاح، حالات میں تبدیلی، شریعت کی محبت میں ترقی وغیرہ امور حاصل ہو جاتے ہیں اور شہوت جو اس لطیفہ سے تعلق رکھتی ہے اور سالک کو اپنی طرف کھینچ کر محبوبِ حقیقی سے غافل کرتی ہے اس کی اصلاح ہو کر محبوبِ حقیقی کی محبت اور اس کی رضاجوئی کی طرف رغبت بڑھنے لگتی ہے حصولِ فیض کا اظہار طبیعتوں کے اختلاف کی وجہ سے مختلف طور پر ہوتا ہے جیسا کہ حصۂ اول میں "فیض حاصل ہونے کی مختلف صورتیں" کے عنوان کے تحت ذکر کیا جا چکا ہے۔ سالک کو ان واردات اور رنگوں وغیرہ میں مشغول نہیں ہونا چاہئے بلکہ تمام تر توجہ ذکرِ الٰہی کی طرف رکھنی چاہئے۔

نیز طالب کو چاہئے کہ دن رات میں کسی وقت حسبِ فرصت ایک سو دفعہ درود شریف اور ایک سو مرتبہ استغفار ایک نشست میں یا متفرق طور پر پڑھ لیا کرے۔

(تنبیہ) مرشد کو چاہئے کہ عورت کو ذکر اس کے دل کی جگہ پر انگلی رکھ کر نہ بتائے بلکہ پردے کے اندر زبانی تقریر یا محرم یا ذاکرہ عورت کے ذریعہ سے بتائے تاکہ شر سے محفوظ رہے۔

جب مرشد کو یہ اطمینان ہو جائے کہ مرید طالبِ صادق کا لطیفۂ قلب ذکرِ الٰہی سے جاری ہو گیا ہے اور اپنی اصل میں پہنچ گیا ہے تو اس کو دوسرا سبق تلقین کرے۔

سبقِ دوم[2]، لطیفۂ روح اس کا مقام دائیں پستان کے نیچے دو انگشت کے فاصلے پر مائل بہ پہلو ہے اس جگہ پر انگشتِ شہادت سے دباؤ دیکر اسمِ ذات اللہ اللہ کی تلقین کرے جس طرح کہ لطیفۂ قلب میں مذکور ہے اس لطیفہ کے اپنی اصل میں پہنچنے کی علامت یہ ہے کہ یہ لطیفہ بھی لطیفۂ قلب کی طرح ذکر سے جاری ہو جاتا ہے اور جو کیفیات ذکرِ قلبی میں حاصل ہوئی ہیں ان میں زیادتی ہو جاتی ہے اور غصہ و غضب جو پہلے طبیعت میں ہے اس کی اصلاح ہو کر وہ شریعت کے تابع ہو جاتا ہے، اس کے حصول کے بعد لطیفۂ سر کے ذکر کی تعلیم دے۔

سبقِ سوم[3]، لطیفۂ سر اس کا مقام بائیں پستان کے برابر دو انگشت کے فاصلہ پر مائل بوسطِ سینہ ہے، اس میں بھی لطیفۂ قلب و روح کی طرح ذکر تلقین کرے۔ اس کے حصول کی علامت یہ ہے کہ اس میں بھی ہر دو سابقہ لطیفوں کی طرح ذکر جاری ہو جاتا ہے اور کیفیات میں

مزید ترقی ہو جاتی ہے، یہ مقام مشاہدہ اور دیدار کا ہے اور اس کے ذکر میں عجیب و غریب کیفیات ظہور میں آتی ہیں، اس میں حرص کی اصلاح ہو کر شریعت کے کاموں میں خرچ کرنے اور نیکیوں کے حاصل کرنے کی حرص پیدا ہو جاتی ہے، اس لطیفہ کے اظہار کے بعد لطیفۂ خفی کا ذکر بتائے۔

سبقِ چہارم، لطیفۂ خفی اس کا مقام دائیں پستان کے برابر دو انگشت کے فاصلہ پر مائل بوسطِ سینہ ہے، اس میں بھی حسبِ سابق ذکر تلقین کرے، اس ذکر میں "یَا لَطِیْفُ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِیِّ" کا پڑھنا مفید ہے۔ اس کے حصول کی علامت یہ ہے کہ اس لطیفہ میں بھی ذکر جاری ہو جاتا ہے اور صفاتِ رذیلہ حسد و بخل کی اصلاح ہو کر اس لطیفہ کے عجیب و غریب احوال ظاہر ہونے لگتے ہیں، اس کے بعد لطیفۂ اخفیٰ کا ذکر بتائے۔

سبقِ پنجم، لطیفۂ اخفیٰ اس کا مقام وسطِ سینہ ہے، اس میں بھی حسبِ سابق ذکر تلقین کرے، اس کی سیر اعلیٰ اور یہ ولایتِ محمدیہ خاصہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کا مقام ہے۔ اس کے حصول کی علامت یہ ہے کہ اس لطیفہ میں بھی ذکر جاری ہو جاتا ہے اور تکبر و فخر وغیرہ رذائل کی اصلاح ہو کر قرب و حضور و جمعیت حاصل ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ہر لطیفہ کے ذکر میں قرب و حضور اور جمعیت حاصل ہوتی ہے لیکن لطیفۂ اخفیٰ کا مقام تمام مقامات سے عالی ہے (طُوْبیٰ لِمَنْ فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ وَلِمَنْ رَاٰهُ) اس کے بعد لطیفۂ نفس کا ذکر تلقین کرے۔

سبقِ ششم، لطیفۂ نفس اس کے مقام میں صوفیائے کرامؒ نے اختلاف کیا ہے، بعض کے نزدیک ناف سے نیچے دو انگشت کے فاصلہ پر ہے لیکن حضرت امام ربانی مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کے نزدیک اس کا مقام وسطِ پیشانی ہے۔ محققین نے اس میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ پیشانی پر اس کا سر اور زیرِ ناف اس کا دھڑ ہے، اس میں بھی بطریقِ سابق ذکر تلقین کرے۔ اگرچہ اس کی حرکت چنداں محسوس نہیں ہوتی پھر بھی جذب و شوق سے خالی نہیں رہتا۔ اس کی اصلاح کی علامت یہ ہے کہ نفس سرکشی کی بجائے ذکر کی لذت سے سرشار ہو جاتا اور ذکر میں ذوق و شوق و محویت بڑھ جاتی ہے، بعد ازاں لطیفۂ قالبیہ کا ذکر سکھائے۔

سبقِ ہفتم، لطیفۂ قالبیہ اس کو سلطان الاذکار بھی کہتے ہیں اس کا مقام و محل تمام بدن ہے یعنی رؤئیں رؤئیں سے ذکر جاری ہو جاتا ہے کبھی سلطان الاذکار کی جگہ وسطِ سر بالائے دماغ بھی مقرر کرتے ہیں اور انگلی رکھ کر توجہ دیتے ہیں اس سے بھی بفضلہ تعالیٰ تمام بدن میں ذکر جاری ہو جاتا ہے۔ اس کے حصول کی علامت یہ ہے کہ سالک کے جسم کا گوشت پھڑکنے لگتا ہے کبھی بازو میں کبھی ٹانگ میں اور کبھی جسم کے کسی حصہ میں اور کبھی کسی حصہ میں حتیٰ کہ کبھی کبھی تمام جسم ذکر کے ساتھ حرکت کرنے لگتا ہے اور سالک ایک عجیب کیفیت و ذوق محسوس کرتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔

سبقِ ہشتم، ذکر نفی اثبات قبل ازیں لطائفِ سبعہ کا بیان ہوا، ان لطائف میں ذکر جاری ہونے کے بعد نفی اثبات (لا الٰہ الا اللہ) کا ذکر حبسِ دم کے ساتھ (یعنی سانس روک کر) کرتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اول اپنے سانس کو ناف کے نیچے بند کرے یعنی اندر کی جانب خوب سانس کھینچ کر ناف کی جگہ پر روک لے اور خیال کی زبان سے کلمۂ "لا" کو ناف سے نکال کر اپنے دماغ تک پہنچائے اور لفظِ "اِلٰہ" کو دائیں کندھے پر لے جائے اور لفظِ "اِلَّا اللہ" کو عالمِ امر کے پانچوں لطائف میں سے گذار کر قوتِ خیال سے دل پر اس شدومد کے ساتھ ضرب کرے کہ ذکر کا اثر تمام لطائف میں پہنچ جائے۔ اس طرح ہر دفعہ سانس روکنے کی حالت میں چند بار ذکر کرے پھر سانس چھوڑتے وقت "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" خیال کی زبان سے کہے، ذکر میں معنی کا خیال رکھنا شرط ہے کہ سوائے ذاتِ حق کے کوئی مقصود نہیں ہے، اور "لا" کے ادا کرتے وقت اپنی ہستی اور تمام موجودات کی نفی کرے اور "اِلَّا اللہ" کہتے وقت ذاتِ حق سبحانہٗ کا اثبات کرے، ایک سانس میں طاق عدد ذکر کرنے کی رعایت کرے یعنی ابتدا میں تین بار پھر پانچ بار علیٰ ہذا القیاس اپنی طاقت اور مشق کے مطابق بڑھاتا جائے حتیٰ کہ ایک سانس میں اکیس بار تک پہنچائے۔ اگر طاق عدد کی رعایت ہو سکے تو مفید ہے شرط نہیں ہے چند بار ذکر کرنے کے بعد نہایت عاجزی و انکساری سے حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی جناب میں یہ التجا کرے "یا الٰہی تو ہی میرا مقصود ہے اور میں تیری ہی رضا کا طالب ہوں اپنی محبت و معرفت مجھے عنایت فرما"۔ اگر اکیس بار تک پہنچایا اور کوئی فائدہ نہ ہوا تو پھر شروع سے یعنی تین بار سے بڑھا کر اکیس بار تک لیجائے، بازگشت، نگہداشت، وقوفِ قلبی، وقوفِ عددی وغیرہ کی رعایت کرے۔

——— اثرات: اس ذکر کے اثرات یہ ہیں کہ اس سے حرارتِ قلب، ذوق و شوق، رقتِ قلب، نفئ خواطر، زیادتی محبت حاصل ہوتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ کشف کے حاصل ہونے کا سبب ہو جائے۔ چونکہ اس ذکر میں گرمی بہت ہوتی ہے اس لئے مرشد کو چاہئے کہ گرمیوں میں اس ذکر کی تلقین نہ کرے بلکہ سردیوں میں بھی سالک کی طبیعت کا اندازہ کر کے کمی بیشی کا حکم کرے حتیٰ کہ بعض بزرگوں نے اس ذکر کو پانی میں کھڑے ہو کر کیا ہے۔ اگر سانس کا روکنا کسی کو تکلیف دے تو اس کو نیز گرمیوں میں ہر شخص کو بغیر سانس روکے بلا رعایتِ وقوفِ عددی اس ذکر کو کرنا چاہئے۔ واضح ہو کہ یہ ذکر تمام سلوک کا کھمن ہے، اس لئے طالبِ صادق کو اس کے حصول میں پوری کوشش کرنی چاہئے۔

سبقِ نہم، ذکرِ تہلیلِ لسانی اس ذکر کا طریقہ بھی وہی ہے جو اوپر نفی اثبات کے ذکر میں بیان ہوا مگر اس میں سانس نہیں روکا جاتا اور کلمۂ شریفہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کا ذکر شرائطِ مذکورہ بالا کے ساتھ زبان سے کیا جاتا ہے خیال سے نہیں، اس کی ادنیٰ تعداد گیارہ سو مرتبہ اور اعلیٰ پانچ ہزار مرتبہ ہے، اگر ایک وقت میں نہ ہو سکے تو دن رات کے متفرق وقتوں میں پورا کر لے، اس سے بھی زیادہ کرے تو زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔ اس ذکر کو چلتے پھرتے، لیٹے بیٹھے، وضو سے ہو یا بے وضو ہر وقت کر سکتا ہے البتہ باوضو ہونا افضل اور معنیٰ کا خیال رکھنا ضروری ہے ——— اثرات: اس کے اثرات بھی حسبِ سابق ہیں، ہر دو طریقہ کے ذکر نفی اثبات میں خطرات کی نفی، حضورِ قلب، لطائف کی اپنے مقامات سے فوق الفوق کی طرف کشش اور دل پر فوق یا کسی اور جانب سے واردات کا نزول ہوتا ہے حتیٰ کہ واردات کا نزول ہو کر سالک پر فنا کا غلبہ ہو جاتا ہے۔

نیاتِ مراقبات

صفائی باطن کا دوسرا طریقہ مراقبہ ہے، دل کو وساوس و خطرات سے خالی کر کے فیضِ خداوندی اور رحمتِ الٰہی کا انتظار کرنا اور اس فیض کا اس کے مَورد پر وارد ہونے کا لحاظ کرنا مراقبہ کہلاتا ہے جس لطیفہ پر فیضِ الٰہی وارد ہوتا ہے اس لطیفہ کو موردِ فیض کہتے ہیں۔ اب سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے مراقبات کی نیات و کیفیات اور اثرات درج کئے جاتے ہیں۔

سبقِ دہم، مراقبۂ احدیت نیت: "میرے لطیفۂ قلب پر اس ذات والاصفات سے فیض آرہا ہے جو تمام کمالات اور خوبیوں کی جامع ہے اور جملہ عیوب و نقائص سے منزہ و پاک ہے اور اسم مبارک اللہ کا مسمّٰی ہے"۔ زبانِ خیال کے ساتھ یہ نیت کر کے فیضانِ الٰہی کے انتظار میں بیٹھا رہے۔ اس مراقبہ میں جمعیت اور حضورِ قلب کی نسبت حاصل ہونے کی طرف توجہ رکھنی چاہئے اور تنزیہ و تقدیسِ ذاتِ حق سبحانہٗ کا پوری طرح خیال رکھنا چاہئے۔

——— اثرات: خطراتِ قلبی کے بالکلیہ زائل ہونے یا کم ہونے کو جمعیت کہتے ہیں، قلب کی توجہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ کی طرف پیدا ہونے کو حضور کہتے ہیں۔ مراقبۂ احدیت میں سالک کو حق تعالیٰ کے ساتھ حضور اور اس کے ماسویٰ سے غفلت حاصل ہو جاتی ہے حتیٰ کہ کم از کم چار گھڑی تک خطرے و وسوسے کے بغیر یہ حضور حاصل ہو جائے تو سمجھنا چاہئے کہ اس مراقبہ کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں (مراقبۂ احدیت کے بعد مراقباتِ مشارب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مشارب جمع مشرب کی ہے بمعنی راہ و گھاٹ۔ ان مراقبات کے ذریعہ سالک مقامِ فنا تک پہنچ جاتا ہے اس لئے ان کو مشاربات کہتے ہیں۔ عالمِ امر کے ہر لطیفہ کی اصل عرش کے اوپر ہے چنانچہ لطیفۂ قلب کی اصل تجلّیٔ افعالِ الٰہی ہے، لطیفۂ روح کی اصل تجلّیٔ صفاتِ ثبوتیہ ہے، لطیفۂ سرّ کی اصل تجلّیٔ شیوناتِ

ذاتیہ ہے، لطیفۂ خفی کی اصل تجلی صفاتِ سلبیہ ہے، لطیفۂ اخفیٰ کی اصل تجلی شانِ جامع ہے، جب تک ہر لطیفہ نورانی ہو کر اپنی اصل تک نہ پہنچے اس لطیفہ کی فنا حاصل نہیں ہوتی۔ واضح ہو کہ جب تک ہر مراقبہ کا اثر سالک کے لطیفہ پر محسوس نہ ہو ہرگز دوسرے مراقبہ کی تلقین نہ کی جائے ورنہ ماسوٰی کا خیال دل سے کبھی دور نہ ہوگا اور اس کو مقامِ فنا تک جو ولایت کا پہلا قدم ہے رسائی نصیب نہ ہوگی۔

مراقباتِ مشارب

سبقِ یازدہم ۱۱، مراقبۂ لطیفۂ قلب | نیت: سالک اپنے لطیفۂ قلب کو آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ قلب مبارک کے مقابل تصور کرکے زبانِ خیال سے جنابِ الٰہی میں التجا کرے کہ "یا الٰہی! تجلیاتِ افعالیہ کا وہ فیض جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ قلب سے حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے لطیفۂ قلب میں القا فرمایا ہے پیرانِ کبار کے طفیل میرے لطیفۂ قلب میں بھی القا فرما دے"۔

اثرات: اس لطیفہ کے مراقبہ میں اپنے افعال اور تمام مخلوق کے افعال سالک کی نظر سے پوشیدہ ہو جاتے ہیں اور ایک فاعلِ حقیقی کے فعل کے سوا اس کی نظر میں اور کچھ نہیں آتا جب اس دید کا غلبہ ہو جاتا ہے تو سالک کائنات کی ذات وصفات کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات وصفات کا مظہر دیکھتا ہے اور ماسوٰی کو اس قدر بھول جاتا ہے کہ بتکلف یاد کرنے پر بھی یاد نہیں آتا اور دنیا کے غم وخوشی سے قلب متاثر نہیں ہوتا، اس کو فنائے لطیفۂ قلب کہتے ہیں۔

سبقِ دوازدہم ۱۲، مراقبۂ لطیفۂ روح | نیت: سالک اپنے لطیفۂ روح کو آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ روح کے مقابل تصور کرکے زبانِ خیال سے بارگاہِ الٰہی میں التجا کرے کہ "یا الٰہی! تجلیاتِ صفاتِ ثبوتیہ کا وہ فیض جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ روح سے حضرت نوح وحضرت ابراہیم علیہما الصلوۃ والسلام کے لطیفۂ روح میں القا فرمایا ہے پیرانِ کبار کے طفیل میرے لطیفۂ روح میں بھی القا فرما دے —— صفاتِ ثبوتیہ، حیوٰۃ، علم، قدرت، سمع، بصر، ارادہ وغیرہ ہیں —— اثرات: لطیفۂ روح کی فنا اس وقت حاصل ہوتی ہے جب سالک کی نظر سے اپنی اور تمام مخلوقات کی صفات غائب ہو جائیں اور تمام صفات کی نسبت حق تعالیٰ ہی کی طرف نظر آئے۔ اس مقام میں جب سالک اپنے آپ سے اور تمام مخلوقات سے وجود کی نفی کرتا ہے جو کہ تمام صفات کی اصل ہے اور حق تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لئے وجود کا اثبات نہیں کرتا تو ناچار توحیدِ وجودی کا قائل ہو جاتا ہے۔

سبقِ سیزدہم ۱۳، مراقبۂ لطیفۂ سر | نیت: سالک اپنے لطیفۂ سر کو آنسرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ سر کے مقابل تصور کرکے زبانِ خیال سے بارگاہِ الٰہی میں التجا کرے کہ "یا الٰہی! تجلیاتِ شیونِ ذاتیہ کا وہ فیض جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ سر سے حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے لطیفۂ سر میں القا فرمایا ہے پیرانِ کبار کے طفیل میرے لطیفۂ سر میں بھی القا فرما دے"—— شیون جمع ہے شان کی اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ شانِ ذاتیہ ہے کہ جس سے وہ صفاتِ ثبوتیہ کے ساتھ موصوف ہے قولہ تعالیٰ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (یعنی ہر روز وہ (اللہ تعالیٰ) ایک شان میں ہے) —— اثرات: فنائے سریہ ہے کہ سالک اس مقام میں اپنی ذات کو حق سبحانہ وتعالیٰ کی ذات میں مٹا ہوا پاتا ہے اور اُسے ذاتِ حق تعالیٰ کے سوا اور کوئی ذات نظر نہیں آتی۔ جب سالک ذات وصفاتِ الٰہی میں فنا ہو جاتا ہے تو طعن وملامت کی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی کسی تعریف وتوصیف کا خواہشمند رہتا ہے صرف ذاتِ حق میں مستغرق رہتا ہے۔

سبقِ چہاردہم ۱۴، مراقبۂ لطیفۂ خفی | نیت: سالک، اپنے لطیفۂ خفی کو آنسرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ خفی کے مقابل تصور کرکے زبانِ خیال سے بارگاہِ الٰہی میں التجا کرے کہ "یا الٰہی! تجلیاتِ صفاتِ سلبیہ کا وہ فیض جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ خفی سے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے لطیفۂ خفی میں القا فرمایا ہے پیرانِ کبار کے طفیل میرے لطیفۂ خفی میں بھی القا فرما دے"—— صفاتِ سلبیہ کا مطلب یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ تمام عیوب ونقائص سے پاک ہے، وہ جسم وجسمانی، عرض وجوہر، مکانی وزمانی، حال ومحل، محدود ومتناہی ہونے سے بھی پاک ہے، بے جہت، بے کیف، بے نسبت اور بے مثل ہے اس کی ضد وند، ہمسر ومثل ہونا اس کی پاک بارگاہ سے مسلوب ومفقود ہے، ماں باپ، زن واولاد سے پاک ہے، کیونکہ یہ سب حدوث کے نشانات ہیں اور ان سے نقص لازم آتا ہے، تمام قسم کے کمالات حق تعالیٰ کی جناب کے لئے ثابت ہیں اس لئے امکان وحدوث کی صفات جو سراسر نقص وشرارت ہیں اس کی جنابِ پاک سے سب مسلوب سمجھنی چاہئیں —— اثرات: اس لطیفہ کی فنا یہ ہے کہ سالک اس مقام میں حق سبحانہ وتعالیٰ کو تمام عالم سے ممتاز ومنفرد پاتا ہے اور جمیع مظاہر سے مجرد ویگانہ دیکھتا ہے۔

سبقِ پانزدہم ۱۵، مراقبۂ لطیفۂ اخفیٰ | نیت، سالک اپنے لطیفۂ اخفیٰ کو آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ اخفیٰ کے مقابل تصور کرکے زبانِ خیال سے بارگاہِ الٰہی میں التجا کرے کہ "یا الٰہی! تجلیاتِ شانِ جامع کا وہ فیض جو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لطیفۂ اخفیٰ مبارک میں القا فرمایا ہے پیرانِ کبار کے طفیل میرے لطیفۂ اخفیٰ میں القا فرما دے"۔ —— صفات وشیونات کی اصل کو شانِ جامع کہتے ہیں ——
اثرات: اس لطیفہ کی فنا یہ ہے کہ سالک کو اخلاقِ حضرتِ حق سبحانہ وتعالیٰ اور اخلاقِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کے ساتھ تخلق واتصاف وآراستگی حاصل ہو جاتی ہے اور یہی اثرات آئندہ مقامات میں پختہ ہوتے رہتے ہیں۔ اس مقام میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا پوری طرح اتباع کرنا مفید ہوتا ہے۔

(تنبیہ) ان پانچوں مراقباتِ مشارب میں ہر مراقبہ کی نیت کرکے جب اس لطیفہ کے فیض کے انتظار میں بیٹھے تو ہر اُس لطیفہ کو جس میں مراقبہ کر رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے سلسلہ کے تمام بزرگوں کے اُس لطیفہ کے سامنے ان شیشوں کی مانند جو آپس میں ایک دوسرے کے سامنے ہوں فرض کرکے خیال کرے کہ اس لطیفہ کا خاص فیض جنابِ باری تعالیٰ سے آنسرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس لطیفہ میں آرہا ہے پھر سلسلہ کے تمام بزرگوں کے اس لطیفہ کے آئینوں میں سے منعکس ہو کر میرے اس لطیفہ میں آرہا ہے تاکہ حدیثِ قدسی أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي (یعنی میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں) کے بموجب اپنے مقصد میں کامیاب ہو۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

نیز جاننا چاہئے کہ عالمِ امر کے ان پانچوں لطائف کی فنا حاصل ہونے کے بعد دائرۂ امکان کی سیر ختم ہو جاتی ہے اس سیر میں جمعیت، حضور، جذبِ لطائف بسوئے اصولِ خود اور حالات وواردات (جو فوق سے سالک پر وارد ہوتے ہیں اور سالک ان کو برداشت کرنے سے عاجز ہو جاتا ہے) کا حاصل ہونا ضروری ہے۔

سبقِ شانزدہم ۱۶، مراقبۂ معیت | نیت: سالک اس مراقبہ میں آیۂ کریمہ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ (یعنی وہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے) کے معنی کا خیال کرکے خلوصِ دل کے ساتھ زبانِ خیال سے یہ تصور کرے کہ "اُس ذاتِ پاک سے جو میرے ساتھ اور کائنات کے ہر ذرے کے ساتھ ہے جس کی صحیح کیفیت حق تعالیٰ ہی جانتا ہے میرے لطیفۂ قلب پر فیض آرہا ہے، فیض کا منشا ومبدأ ولایتِ صغریٰ کا دائرہ ہے جو اولیائے عظام کی ولایت اور اسماء وصفاتِ مقدسۂ الٰہی کا ظل ہے" —— اثرات: اس مرتبہ میں فنائے قلبی حاصل ہوتی ہے اور دائرۂ امکان کے باقی اثرات کی تکمیل ہوا کرتی ہے، اس مقام میں تجلیاتِ افعالیۂ الٰہیہ میں سیر واقع ہوتی ہے، توحیدِ وجودی وذوق وشوق وآہ ونالہ واستغراق وبیخودی ودوامِ حضور ونسیانِ ماسوا جس کو فنائے قلب بھی کہتے ہیں حاصل ہو جاتا ہے، اس مقام میں ذکر تہلیل لسانی توجۂ قلبی کے ساتھ کرنا بہت فائدہ بخشتا ہے، اور توجہ فوق سے ہٹ کر شش جہات کا احاطہ کر لیتی ہے۔ پس جب لوحِ دل سے ماسوٰی کا خیال مٹ جائے اور توجہ الی اللہ میں اس قدر محویت واستغراق ہو جائے کہ تکلف سے بھی غیر کا خیال پیدا کرنا دشوار ہو جائے اور تمام دنیوی تعلقات کا رشتہ دل سے ٹوٹ جائے تو فنائے قلبی حاصل ہو جاتی ہے جو کہ ولایت کا پہلا قدم ہے اور باقی کمالات کا حاصل ہونا اس پر موقوف ہے۔

(فائدہ) حضراتِ نقشبندیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا سلوک یہیں تک ہے اس سے آگے کے

اسباق بالتفصیل حضرت حق جل مجدہٗ کی جناب سے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کو مرحمت ہوئے ہیں جن کی تفصیل آگے درج ہے۔ اس مقام کی تکمیل پر اکثر مشائخ کرام سالک کو طریقہ سکھانے کی اجازت مرحمت فرمادیتے ہیں اور وہ اسی تبلیغ کے ضمن میں باقی سلوک کی تکمیل بھی کرتا رہتا ہے لہٰذا پیرِ طریقت کو چاہئے کہ جب تک خود یا وجدانِ سالک سے اس کے حالات میں تغیر و تبدل، جذبِ تام اور کمالِ جمعیت و سرور کو ملاحظہ نہ کرے ان مقامات کے حاصل ہونے کی نسبت بشارت نہ دے کہ اس میں طائفۂ عالیہ کی بدنامی ہے۔ — واضح رہے کہ خدا تعالیٰ کی یاد کے سوا سب چیزوں کو بھولنا لطیفۂ قلب کی فنا ہے اور دوامِ حضور یعنی اس یاد میں دائمی طور پر ثابت قدم رہنا کہ کسی وقت بھی غافل نہ ہو لطیفۂ قلب کی بقا کہلاتی ہے اس کو دائرۂ ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں اور حصولِ بقا کے بعد سالک حقیقت میں داخل ہوتا ہے۔

ولایتِ کبریٰ

جاننا چاہئے کہ کمالِ فنا ولایتِ کبریٰ میں حاصل ہوتا ہے، ولایتِ کبریٰ سے مراد فنائے نفس اور رذائل سے اس کا تزکیہ اور انانیت و سرکشی کا زائل ہو جانا ہے اور اس کو دائرۂ اسماء و صفات و شیونات بھی کہتے ہیں اس لئے کہ اس میں تجلیاتِ خمسہ (افعالیہ، ثبوتیہ، شیونِ ذاتیہ، سلبیہ، شانِ جامع) کے اصول میں سیر واقع ہوتی ہے۔ دائرۂ ولایتِ کبریٰ تین دائروں اور ایک قوس (نصف دائرہ) پر مشتمل ہے جو یہ ہیں۔

سبقِ ہفدہم [17]، دائرۂ اولیٰ

نیت: سالک اس مراقبہ میں آیۂ کریمہ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ہم بندہ کی رگِ جان (شہ رگ) سے بھی زیادہ قریب ہیں) کے مضمون کو دل میں ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ "اس ذات سے جو میری رگِ جان سے بھی زیادہ میرے قریب ہے اور اس قرب کی حقیقت حق تعالیٰ ہی جانتا ہے میرے لطیفۂ نفس اور عالمِ امر کے پانچوں لطائف پر فیض آرہا ہے، فیض کا منشأ و مبدأ ولایتِ کبریٰ کا دائرۂ اولیٰ ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت اور ولایتِ صغریٰ کے دائرہ کی اصل ہے"۔ — اس دائرۂ اولیٰ کا نصفِ اسفل اسماء و صفاتِ زائدہ پر اور نصفِ عالی شیوناتِ ذاتیہ پر مشتمل ہے۔ انسان کی جان صفاتِ الٰہیہ کا ظل ہے اور ظل اصل کے ساتھ قائم ہوتا ہے اس لئے اصل ظل سے وجودِ مخلوق کے زیادہ قریب ہے اور اقربیت و معیت کا معاملہ عقل کی حدود کے باہر اور کامل انکشاف پر موقوف ہے۔

سبقِ ہژدہم [18]، دائرۂ ثانیہ

نیت: سالک اس مراقبہ میں آیۂ کریمہ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ (یعنی اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتے ہیں) کے مضمون کو دل میں ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ "اس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفۂ نفس پر فیض آرہا ہے، فیض کا منشأ و مبدأ ولایتِ کبریٰ کا دائرۂ ثانیہ ہے جو انبیاء عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت اور دائرۂ اولیٰ کی اصل ہے"۔

سبقِ نوزدہم [19]، دائرۂ ثالثہ

نیت: سالک اس مراقبہ میں آیۂ کریمہ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ کے مضمون کو دل میں ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ "اس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفۂ نفس پر فیض آرہا ہے فیض کا منشأ و مبدأ ولایتِ کبریٰ کا دائرۂ ثالثہ ہے جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت اور دائرۂ ثانیہ کی اصل ہے"۔

سبقِ بستم [20]، قوس

نیت: سالک اس مراقبہ میں بھی آیۂ کریمہ یُحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗ کے مضمون کو دل میں ملحوظ رکھ کر خیال کرے کہ "اس ذات سے جو مجھے دوست رکھتی ہے اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں میرے لطیفۂ نفس پر فیض آرہا ہے، فیض کا منشأ و مبدأ ولایتِ کبریٰ کی قوس ہے جو انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت اور دائرۂ ثالثہ کی اصل ہے"۔ — پس دوسرے دائرہ میں پہلے دائرہ کی اصل میں سیر واقع ہوگی اور تیسرے دائرہ میں اس اصل کی اصل میں اور قوس میں اصلِ اصل کی اصل میں سیر واقع ہوگی، یہ اصولِ ثلاثہ حضرت ذات میں اعتبارات ہیں جو کہ صفات و شیونات کے مبادی ہیں۔

ہر دائرہ اور قوس کے اثرات: نظرِ کشفی میں ان تینوں دائروں اور قوس کے حصول میں امتیاز و فرق ضعف و قوت میں کثرت و قلتِ انوار ہے اور نسبت فوق نیچے والی نسبت سے زیادہ بے رنگ ہوتی ہے یعنی اس طرح پر کہ پہلے دائرہ اقربیت میں آگے کے ڈھائی دائروں سے زیادہ قوت اور انوار کی کثرت ہے دوسرے دائرے میں اس سے کم اور ضعیف اور تیسرے میں دوسرے سے کم اور ضعیف اور قوس میں اس سے کم اور ضعیف، بعض کشف والی طبیعتوں پر ہر دائرہ سورج کی ٹکیہ کی مانند منور ظاہر ہوتا ہے اور جس قدر یہ دائرہ منکشف ہوتا ہے اسی قدر نفس کی چمک ظاہر ہوتی اور بڑھتی رہتی ہے اور جتنا دائرہ طے ہونے سے باقی رہتا ہے آفتاب کے کسوف (گرہن) کی مانند نظر آتا ہے اور اس مقام میں نفس کو استہلاک و اضمحلال (ہلاک ہونا اور گھٹنا) ہوتا ہے، ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے جس طرح کہ دھوپ میں برف پگھلتا ہے یا جیسے پانی میں نمک گھل جاتا ہے اور عین اور اثر زائل ہو جاتے ہیں اور وجود کا نام و نشان باقی نہیں رہتا یعنی سالک اپنے وجود کو حضرت حق جل مجدہٗ کے وجود کا پرتو اور اپنے وجود کے توابع کو حق جل مجدہٗ کے وجود کے پرتو کے توابع جانتا ہے (اور یہ محو و اضمحلال نظری ہے یعنی سالک کا وجود و تعین اس کی نظر سے جاتا رہتا ہے حقیقت اور نفس الامر میں محو نہیں ہوتا) نفس کی انانیت اور سرکشی ٹوٹ جاتی ہے اور صفاتِ رذیلہ حسد، بخل، حرص، کینہ، تکبر، بڑائی، حُبِّ جاہ وغیرہ سے اس کا تزکیہ (صفائی) ہو جاتا ہے، شرحِ صدر، صبر و شکر، رضا بر حکمِ قضا، ورع، تقویٰ و زہد وغیرہ صفاتِ حمیدہ پیدا ہو جاتی ہیں، فیضِ باطن کا معاملہ جو پہلے دماغ سے تعلق رکھتا تھا اب سینے سے متعلق ہو جاتا ہے اس وقت شرحِ صدر حاصل ہوتا ہے اور حسبِ استعداد سینہ میں اس قدر وسعت پیدا ہو جاتی ہے کہ بیان سے باہر ہے، اگرچہ سیرِ قلبی میں بھی وسعتِ قلب بہت ہوتی ہے لیکن وہ فقط قلب تک ہی محدود ہوتی ہے اور وسعتِ صدر تمام سینے میں خصوصاً لطیفۂ اخفیٰ میں ہوتی ہے، احکامِ الٰہی کے ادا کرنے میں بلا چون و چرا مشغول ہو جاتا ہے اور کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ استدلالی علم بدیہی ہو جاتا ہے، مواعیدِ الٰہی پر کامل یقین ہو جاتا ہے، نفس مطمئنہ ہو جاتا ہے، توحیدِ شہودی جلوہ گر ہو کر حقیقی اسلام سے مشرف ہو جاتا ہے یعنی حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی عظمت و کبریائی سالک کے سامنے جلوہ گر ہو کر باطن پر ہیبتِ الٰہی کا غلبہ ہو جاتا ہے اور تمام احوال میں راضی برضائے الٰہی رہتا ہے اور اپنی نیتوں کو قصوروار دیکھتا ہے اور اپنے عملوں کو ناقص جانتا ہے۔ ان دائروں اور قوس کے مراقبات کے زمانے میں ذکرِ تہلیلِ لسانی معنی و دیگر شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے کرنا ترقی بخشتا ہے — اسماء و صفات کے ظلال (جو کہ انبیاء و ملائکہ کرام علیہم السلام کے سوا تمام مخلوقات کے مبادیٔ تعینات ہیں) کی سیر کو ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں اور اس میں توحیدِ وجودی، ذوق و شوق، دوامِ حضور و نسیانِ ماسوا وغیرہ کی صورت حاصل ہوتی ہے جس کو فنائے قلب کہتے ہیں، ولایتِ کبریٰ میں اسماء و صفات و شیوناتِ الٰہیہ میں سیر واقع ہوتی ہے جو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مبادیٔ تعینات ہیں اور اس میں فنا کی حقیقت حاصل ہوتی ہے جس کو فنائے نفس کہتے ہیں۔ ولایتِ صغریٰ اور ولایتِ کبریٰ کی سیر اسم الظاہر میں ہوتی ہے اسی لئے اس کو اسم الظاہر کا سلوک کہتے ہیں اور یہ مراقبہ اسم الظاہر پر ختم ہوتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے۔

سبقِ بست و یکم [21]، مراقبۂ اسم الظاہر

نیت: "اس ذات سے جو اسم الظاہر کا مسمّیٰ ہے میرے لطیفۂ نفس اور عالمِ امر کے پانچوں لطیفوں پر فیض آرہا ہے"۔ یہ نیت کر کے بدستور فیض اخذ کرے — اثرات: اس مراقبہ میں زیادہ فیض لطیفۂ نفس پر وارد ہوتا ہے اور اس میں انوار سفید مائل بہ سبزی معلوم ہوتے ہیں، ایک قسم کی خنکی و آرام اور استغراقِ کامل کے ساتھ اسرار و مظاہر ہویدا ہوتے ہیں، ولایتِ کبریٰ کی نسبت باطن میں فراخی اور قوت پیدا ہوتی ہے اور اسی طرح ہر اوپر کے دائرے میں نیچے والے کی نسبت تقویت اور تکمیل ہوتی رہتی ہے۔

ولایتِ کبریٰ کے محاذات و مقابل میں دائرۂ سیفِ قاطع ہے، جب سالک اس دائرہ میں قدم رکھتا ہے تو وہ اپنی ہستی کو کاٹنے والی تلوار کی مانند کاٹ ڈالتا ہے اور اس کا نام و نشان نہیں چھوڑتا۔ یہ دائرہ داخلِ سلوک نہیں بعض کو پیش آتا ہے اور بعض کو نہیں — ولایتِ کبریٰ کے دائروں اور مراقبہ اسم الظاہر میں تہلیلِ لسانی معنی کا خیال رکھتے ہوئے بطریقِ مذکور کرنا بہت فائدہ دیتا ہے۔

ولایتِ کبریٰ کی تکمیل یعنی مراقبہ اسم الظاہر کے بعد ملائکۂ عظام کے مبادیٔ تعینات میں سیر واقع ہوتی ہے جو ولایتِ علیا کہلاتی ہے اور اس سیر کو اسم الباطن کی سیر کہتے ہیں اس کے مراقبہ کا طریقہ یہ ہے:۔

سبقِ بست و دوم [22]، مراقبۂ اسم الباطن

نیت: "اس ذات سے جو اسم الباطن کا مسمّیٰ ہے میرے عناصرِ ثلاثہ (علاوہ عنصرِ خاک) یعنی آگ، پانی، ہوا پر فیض آرہا ہے، فیض کا منشا دائرہ ولایتِ علیا ہے جو ملائکۂ عظام کی ولایت ہے"۔ یہ نیت کر کے عناصرِ ثلاثہ پر فیض حاصل کرنے کا خیال کرے — اثرات: اس مراقبہ میں عناصرِ ثلاثہ کو توجہ و حضور و عروج و نزول حاصل ہوتا ہے، باطن کے اندر عجیب وسعت اور ملاءِ اعلیٰ (فرشتوں کی دنیا) کے ساتھ

مناسبت پیدا ہوجاتی ہے اور ہوسکتا ہے کہ فرشتے ظاہر ہونے لگیں۔ اس مقام میں ذکرِ تہلیل لسانی اور نفل طولِ قراءت کے ساتھ بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے اور رخصت پر عمل کرنا بہتر نہیں بلکہ عزیمت پر عمل کرنے کی ترقی ہوتی ہے کیونکہ رخصت پر عمل کرنے سے سالک بشریت کی طرف کھنچ جاتا ہے اور عزیمت پر عمل کرنے سے فرشتوں کی صفت کے ساتھ مناسبت پیدا ہوتی ہے جسقدر فرشتوں کی صفت کے ساتھ مناسبت بڑھے گی اسی قدر اس ولایت میں ترقی ہوگی، کبھی یہ دائرہ اس طرح ظاہر ہوتا ہے کہ اسماء و صفاتِ حق سبحانہٗ و تعالیٰ اس دائرہ کو سورج کی شعاعوں کی مانند احاطہ کرلیتی ہیں اور کبھی شعاعوں کے خطوط کے بغیر بھی یہ دائرہ ظاہر ہوتا ہے اور کمال بے رنگی ظاہر ہوتی ہے اور اس میں اسماء و صفاتِ الٰہی اپنے مسمّٰی کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔ اسم الظاہر و اسم الباطن کی سیر میں فرق یہ ہے کہ اسم الظاہر کی سیر میں ذات کے ملاحظہ کے بغیر محض تجلیاتِ صفاتی ظاہر ہوتی ہیں اور اسم الباطن کی سیر میں اگرچہ اسماء و صفات کی تجلیات بھی وارد ہوتی ہیں لیکن کبھی کبھی ذات تعالت و تقدست بھی مشہود ہوجاتی ہے اس کے اسرار بہت ہی پوشیدہ رکھنے کے لائق ہیں۔

جب اسمِ ظاہر و باطن کے دو پر سالک کو حاصل ہوگئے تو اب بات آسان ہوگئی۔ اس مقام تک سالک کی سیر ظلال یا صفات میں تھی اس کے بعد سالک کا معاملہ حضرتِ ذات تعالیٰ و تقدس کے ساتھ شروع ہوگا اور اس کی سیر تجلّیٔ ذاتی دائمی میں واقع ہوگی، تجلّیٔ ذاتی دائمی کے تین درجے ثابت کئے گئے ہیں، مرتبۂ اول کو کمالاتِ نبوت، مرتبۂ دوم کو کمالاتِ رسالت، مرتبۂ سوم کو کمالاتِ اولوالعزم کہتے ہیں تفصیل آگے درج ہے:۔

سبقِ بست و سوم[23]، مراقبۂ کمالاتِ نبوت

نیت: "اس ذاتِ محض سے جو منشاءِ کمالاتِ نبوت ہے میرے لطیفۂ عنصرِ خاک پر فیض آرہا ہے"۔ یہ نیت کرکے تجلّیٔ ذاتی دائمی کا فیض بے پردۂ اسماء و صفات حاصل کرے ——

اثرات: اس مقام پر پہلے والے معارف سب مفقود ہوجاتے ہیں اور تمام سابقہ باطنی حالات بیکار اور برے معلوم ہونے لگتے ہیں، نسبتِ باطن میں کمال وسعت و بے رنگی و بے کیفی اور یاس و حرمان حاصل ہوتے ہیں، اور ایمانیات و عقائدِ حقہ میں یقین قوی ہوجاتا ہے اور استدلالی علم بدیہی ہوجاتا ہے کہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ کے مصداق یافت اور ادراک یہاں پر نارسائی کی علامت ہے۔ اس مقام کے معارف و حقائق انبیاءِ کرام علیہم السلام کی شریعتیں ہیں اور اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اسرارِ مقطعاتِ قرآنی حاصل ہوتے ہیں اور باطن میں اسقدر وسعت ہوجاتی ہے کہ ولایتِ صغریٰ و کبریٰ و علیا اس کے سامنے بالکل لاشیٔ اور محض تنگ معلوم ہوتی ہیں، ان مذکورہ تینوں ولایتوں میں البتہ ایک دوسرے کے ساتھ مناسبت پائی جاتی ہے اگرچہ صورت و حقیقت کی مناسبت ہوتی ہے لیکن اس مقام میں نسبت بھی مفقود ہے۔ سابقہ حالاتِ باطن کے مفقود ہوجانے، یاس و ناامیدی پیدا ہونے اور اپنے آپ کو قصوروار دیکھنے حتیٰ کہ اپنے آپ کو فرنگ سے بھی بدتر جاننے کے باوجود اس کو وصلِ عریانی کی حقیقت حاصل ہوجاتی ہے، اس سے پہلے جو وصل حاصل تھا وہ دائرہ وہم و خیال میں داخل تھا، اس جگہ وصول ہے حصول نہیں ہے اور اس مقام میں معیت کی تشبیہ حاصل ہوتی ہے اگرچہ دین کا وعدہ آخرت میں ہے اور ہمارا اس پر ایمان ہے۔ صفائیٔ وقت و حقیقتِ اطمینان و اتباعِ آنسرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑی کمالِ شرعیہ، اخبارِ غیب، وجودِ حق و صفاتِ حق سبحانہٗ، معاملۂ قبر و حشر و نشر و مافیہا و بہشت و دوزخ وغیرہ جن کی مخبرِ صادق ﷺ نے خبر دی ہے اس مقام میں بدیہی اور عین الیقین کے درجہ پر حاصل ہوجاتے ہیں کسی دلیل کی ضرورت نہیں رہتی اور ثُمَّ دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کا بھید اس مقام میں ظاہر ہوتا ہے اور اس معاملے کی ایسی حقیقت سالک پر ظاہر ہوتی ہے کہ تحریر اور تقریر میں نہیں آسکتی۔ یہ انبیاء علیہم السلام کا مقام ہے اور متبعین کو انبیاء علیہم السلام کی متابعت و وراثت سے حاصل ہوتا ہے اس لئے اس مقام میں قرآن مجید کی تلاوت آدابِ و ترتیل کے ساتھ اور نمازِ نوافل کی کثرت آداب کی رعایت کے ساتھ اور حدیث شریف کے پڑھنے پڑھانے کا شغل اور اتباعِ سنّتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ اذکار جو احادیث سے ثابت ہیں بہت فائدہ اور ترقی بخشتے ہیں، بلکہ یہ چیزیں حقائقِ سبعہ میں بھی جو آگے آئیں گے مفید اور موجبِ ترقی ہیں۔

سبقِ بست و چہارم[24]، مراقبۂ کمالاتِ رسالت

نیت: "اس ذاتِ بحت سے جو کمالاتِ خاص رسالت کا منشاء ہے میری ہیئتِ وحدانی (مجموعہ لطائفِ عالمِ امر و خلق) پر فیض آرہا ہے"۔ یہ نیت کرکے تجلّیٔ ذاتی دائمی کا فیض حاصل کرے ——

اثرات: اس مراقبہ میں بھی وہی کیفیات مراقبۂ نبوت یعنی بے رنگی و بے کیفی و لطافت وغیرہ مزید ترقی کے ساتھ حاصل ہوتی ہیں۔ سالک کو حصولِ فنا و تصفیہ و تزکیۂ لطائفِ عشرہ کے بعد عالمِ امر و خلق کے دسوں لطیفوں میں جو اعتدال پیدا ہوتا ہے اس ہیئت کو ہیئتِ وحدانی کہتے ہیں، اس مقام میں اور پہلے تمام مراقبات میں عروج و نزول و انجذاب تمام بدن کا حصہ ہے یعنی یہاں سے آخری سبق تک مورد فیض سالک کی ہیئتِ وحدانی ہے، ان سب مقامات میں تلاوتِ قرآن مجید اور نماز بطول قراءت ترقی بخشتی ہے۔

سبقِ بست و پنجم[25]، مراقبۂ کمالاتِ اولوالعزم

نیت: "اس ذاتِ بحت سے جو کمالاتِ اولوالعزم کا منشاء ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے"۔ اس نیت سے بطریقِ مذکور تجلیاتِ ذاتی دائمی کا فیض اخذ کرے ——

اثرات: اس مراقبہ میں ہر دو کمالاتِ سابقہ کی مثل فیض کے اثرات مرتب ہوتے ہیں پس ہر سہ کمالات میں تجلّیٔ ذاتی دائمی کا فیض بے پردۂ اسماء و صفات حاصل ہوتا ہے، نفس کے اندر کمال اضمحلال اور وسعتِ باطن، وصلِ عریاں و حضورِ بے جہت و اتباعِ شریعت و معارف و حقائق کا فیضان ہوتا ہے اور ہر مقام پہلے سے زیادہ وسعت و بے رنگی پیدا ہوجاتی اور اسرارِ مقطعاتِ قرآنی اور متشابہاتِ فرقانی کا انکشاف ہوتا ہے جو کسی طرح بیان و تحریر میں نہیں آسکتے اور عاشق (محب) و معشوق (محبوب) کے رموز جن کے کہنے اور سننے کی مجال نہیں ہے اس جگہ حاصل ہوتے ہیں، اس جگہ تلاوتِ قرآن مجید خاص کر نمازِ نفل میں ترقی بخشتی ہے۔

(تنبیہ) اس دائرہ سے دائرۂ منصبِ قیومیت نکلتا ہے اور یہ دائرہ بھی داخلِ سلوک نہیں۔ اس مرتبۂ منصبِ قیومیت سے خاص انبیاء علیہم السلام اور امت میں سے خاص خاص اولیاء مشرف ہوئے ہیں، اس بندہ خاص پر اسم یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ کا فیضان نازل ہوتا ہے اور اس کی ذات سے تمام زمین و آسمان کا قیام رہتا ہے، اس کے بعد دو راستے ہیں، مرشد کامل کو اختیار ہے جس راستے سے چاہے آگے چلائے ایک راستہ حقائقِ الٰہیہ کا ہے اور یہ تین دائرے ہیں (۱) حقیقتِ کعبۂ ربانی (۲) حقیقتِ قرآن مجید (۳) حقیقتِ صلوٰۃ اور دوسرا حقائقِ انبیاء کا ہے اور یہ چار دائرے ہیں (۱) حقیقتِ ابراہیمی (۲) حقیقتِ موسوی (۳) حقیقتِ محمدی (۴) حقیقتِ احمدی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ان دونوں کو ملا کر حقائقِ سبعہ کہتے ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے:۔

سبقِ بست و ششم[26]، مراقبۂ حقیقتِ کعبۂ ربانی

نیت: "اس ذاتِ واجب الوجود سے جس کو تمام ممکنات سجدہ کرتی ہیں اور جو حقیقتِ کعبۂ ربانی کا منشاء ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے"۔ یہ نیت کرکے اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور تمام ممکنات کا مسجود لہٗ ہونے کا مراقبہ کرے۔ اس مقام میں اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی مشہود ہوتی ہے، سالک کے باطن پر ایک قسم کی ہیبت غالب ہوجاتی ہے وہ اپنے آپ کو اس شان سے متصف پاتا ہے اور ممکنات کی توجہ اپنی جانب جانتا ہے، جب اس مرتبۂ پاک کی فنا و بقا حاصل ہوجائے تو مراقبۂ حقیقتِ قرآن مجید تلقین کرے۔

سبقِ بست و ہفتم[27]، مراقبۂ حقیقتِ قرآن مجید

نیت: "اس کمال وسعت والی بے مثل و بے چون ذات سے جو منشاءِ حقیقتِ قرآن مجید ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے"۔ بعض اکابر نے اس مقام میں اس طرح دیکھا ہے کہ میں خانۂ کعبہ کے اوپر آگیا ہوں اور وہاں ایک زینہ رکھا ہوا ہے جس کے ذریعے سے میں اوپر چڑھ کر حقیقتِ قرآن مجید میں داخل ہوا ہوں۔ اس مقام میں شرحِ صدر ہوجاتا ہے، وسعت و بے چونی میں احوال ظاہر ہونے لگتے ہیں، کلامِ الٰہی کے بطون و اسرار اس مقام میں ظاہر ہوتے ہیں اور کلام اللہ کے ہر حرف میں معانی کا ایک بے پایاں دریا نظر آتا ہے، پند و نصائح و قصص و حکایات اور اوامر و نواہی وغیرہ کی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے قرآن مجید پڑھنے کے وقت قاری کی زبان شجرۂ موسوی کا حکم حاصل کرلیتی ہے اور قاری کا تمام قالب (جسم) زبان بنجاتا ہے، قرآن مجید کے انوار کے ظاہر ہونے کی علامت غالباً عارف کے باطن کے اوپر ایک ثقل (بوجھ) کا وارد ہونا ہے بموجب آیۂ کریمہ اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلًا ثَقِیْلًا (یعنی بیشک عنقریب ہم تجھ پر ایک بھاری قول ڈالیں گے) نسبتِ حقیقتِ کعبۂ معظمہ باوجود اس سب عظمت و کبریائی کے حقیقتِ قرآن مجید سے نیچے دکھائی دیتی ہے۔

(تنبیہ) اس دائرہ کے محاذات میں دائرۂ حقیقتِ صوم واقع ہوا ہے، اس کے انوار و اسرار بھی اسی کے متعلق ہیں اور یہ دائرہ بھی داخلِ سلوک نہیں ہے۔

سبقِ بست و ہشتم[28]، مراقبۂ حقیقتِ صلوٰۃ

نیت: "اس کمال وسعت والی بے مثل و بے چون ذات سے جو حقیقتِ صلوٰۃ کا منشاء ہے میری ہیئتِ وحدانی

پر فیض آرہا ہے۔ — اثرات: اس مقام میں حضرت ذاتِ بیچون کی کمال درجہ کی وسعت ظاہر ہوتی ہے اور نماز کی حقیقت آشکارا ہوجاتی ہے (نماز کے مدارج پہلے بیان ہوچکے ہیں) یہ مقام نہایت اعلیٰ وارفع ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ (ترجمہ: نماز مومنوں کے لئے معراج ہے) اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ (ترجمہ: بندہ نماز میں رب کے زیادہ نزدیک ہے) کا راز ظاہر ہوتا ہے، اس کی کیفیت بیان سے باہر ہے۔ حقیقتِ قرآن مجید اس کا ایک جزو اور حقیقتِ کعبہ اس کا دوسرا جزو ہے، سالک جب اس حقیقتِ مقدسہ سے بہرہ ور ہوتا ہے تو نماز ادا کرتے وقت اس دارِ فانی سے باہر ہوکر دارِ آخرت میں داخل ہوجاتا ہے اور حدیث اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ بطریقِ کمال جلوہ گر ہوجاتی ہے، سالک کو چاہئے کہ نماز کی ادائیگی میں تمام سنن وآداب کی کماحقہ رعایت کرے تاکہ حقیقتِ صلوٰۃ جلوہ گر ہوجائے، لوگ نماز کی حقیقت سے ناواقف ہیں، یہی وجہ ہے کہ صوفیوں کا ایک جمِ غفیر اپنے اضطراب اور قبض کی تسکین وعلاج راگ ونغموں کے پردے میں دیکھتے ہیں اور اپنے مطلوب کو سماع ووجد وتواجد میں تلاش کرتے ہیں اسی لئے وجد رقص ورقاصی کو اپنی عادت بنالیتے ہیں، اگر نماز کے کمالات کا ایک ثمرہ بھی ان پر ظاہر ہوتا تو کبھی سماع ونغمہ کا دم نہ بھرتے اور وجد وتواجد کو یاد نہ کرتے۔ ان ہرسہ حقائقِ الٰہیہ میں سالک کے تمام وجود میں اضمحلال سرایت کرجاتا ہے اور وسعتِ باطنی بتدریج اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہے۔

سبقِ بست ونہم، مراقبہ معبودیتِ صرفہ

نیت: [٢٩] اس ذاتِ محض سے جو معبودیتِ صرفہ کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے۔ اسی کو لاتعین بھی کہتے ہیں — اثرات: اس دائرے میں سیرِ قدمی کو گنجائش نہیں یعنی پرواز سے اس میں پہنچ سکتا بلکہ سیرِ نظری ہے یعنی فکر سے فیض لے سکتا ہے کیونکہ نظر ہر جگہ پہنچ سکتی ہے، قدم صرف مقاماتِ عابدیت میں پہنچتا ہے اور یہ مقام معبودیتِ صرفہ ہے، اس جگہ عابدیت اور معبودیت میں فرق ظاہر ہوتا ہے اور اس بات کا یقینِ کامل بھی اسی مقام میں حاصل ہوتا ہے کہ معبودِ حقیقی یعنی احدیتِ مجردہ کے سوا کوئی اور کسی قسم کی عبادت کا مستحق نہیں اگرچہ اسماء وصفات ہی کیوں نہ ہوں، گویا کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی اصل حقیقت اس جگہ منکشف ہوتی ہے کہ منتہیوں کیلئے اس کلمہ کے معنی لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ اور عابد ومعبود سے کماحقہ جدا ہوجاتا ہے اور شرک یہاں جڑ بنیاد سے اکھڑ جاتا ہے۔ اس مقامِ مقدسہ میں نماز کی عبادت پر ترقی منحصر ہے۔

(فائدہ) حقائقِ الٰہیہ کی سیر یہیں تک تھی اب حقائقِ انبیاء کا بیان ہوتا اور یہ حقائقِ انبیاء جو کہ تعینِ حُبّی میں واقع ہیں اصل ہیں ولایتِ کبریٰ میں داخل ہیں چونکہ آخر میں منکشف ہوئے ہیں اس لئے سیر وسلوک میں بھی آخر میں واقع ہوئے ہیں۔ جاننا چاہئے کہ جس طرح حقائقِ الٰہیہ میں ترقی اللہ تبارک وتعالیٰ کے محض فضل پر موقوف ہے اسی طرح حقائقِ انبیاء میں ترقی سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر موقوف۔

جاننا چاہئے جیسا کہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ اپنی ذات کو دوست رکھتا ہے اسی طرح اپنی صفات وافعال کو بھی دوست رکھتا ہے، پس محبت کی دو قسمیں ہوئیں (١) مُحبّیت (٢) محبوبیت۔ محبیتِ ذاتیہ کے کمالات کا ظہور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہوا، اور محبوبیت کی بھی دو قسمیں ہیں محبوبیتِ ذاتی اور محبوبیتِ ظلاتی واسمائی۔ محبوبیتِ صفاتی واسمائی کا ظہور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ودیگر انبیاء علیہم السلام میں متحقق ہوا، اور محبوبیتِ ذاتی کا ظہور حقیقتِ محمدی واحمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں متحقق ہوا پس اول کمالاتِ صفاتی وحقیقتِ ابراہیمی میں سیر شروع ہوتی ہے پھر حقیقتِ موسوی میں پھر حقیقتِ محمدی واحمدی میں سیر واقع ہوگی ہے۔ حقائقِ انبیاء میں مراقبات کی تفصیل یہ ہے:-

سبقِ سی ام، مراقبہ حقیقتِ ابراہیمی

نیت: [٣٠] اس ذات سے جو حقیقتِ ابراہیمی کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے —

اثرات: اس بلند مقام میں سالک کو حضرتِ حق سبحانہٗ کے ساتھ خاص انسیت اور محبوبیت ظاہر ہوکر کمالاتِ صفاتی ومحبوبیتِ اسماء کا ظہور ہوتا ہے، مقامِ خُلّت اسی سے کنایہ ہے اور اس دائرہ کو دائرۂ خُلّت بھی کہتے ہیں اور یہ نہایت عجیب وکثیر البرکات مقام ہے، انبیاء علیہم السلام اس مقام میں حضرت خلیل علیہ السلام کے تابع ہیں اور سید الابرار حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکمِ اتباعِ ملتِ ابراہیم حنیفؑ سے مامور فرمایا اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے درود کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درود سے تشبیہ فرمائی جیسا کہ نماز میں پڑھتے ہیں، پس اس مقام میں درودِ ابراہیمی (نماز والا درود) پڑھنا بہت خیر وبرکت کا باعث ہے اور سالک کو ذاتِ حق سبحانہٗ کے ساتھ خاص اُنس وخُلّت وبیخودی پیدا ہوجاتی ہے اور محبوبیتِ صفاتی جو کہ عالمِ مجاز میں خط وخال وقد وعارض وغیرہ سے تعبیر کی جاتی ہے بطورِ عکس جلوہ گر ہوتی ہے اسی لئے سالک سوائے ذات کے کسی طرف متوجہ نہیں ہوتا اگرچہ وہ اسماء وصفات ہوں یا اظلال اور مزاراتِ مشائخِ کرام ہوں

یا ارواحِ طیبہ وملائکہ کرام، اس کو غیر اللہ سے مدد مانگنا اچھا نہیں لگتا۔ مَرَّتْیِنَا عَلَیْہِ حَاجَتِیْ مِنْ سُؤَالِیْ درجہ بدرجہ حال کو سوال سے زیادہ جانتا ہے اس پر وارد رہتا ہے لیکن اس مقام میں استغراق بے رنگی نہیں ہے جیسی کہ محبوبیتِ ذاتی میں ہے جیسا کہ آگے آتا ہے۔ اس مقام میں سالک کو حضرت خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خصوصیت معلوم ہوتی ہے لیکن چاہئے کہ سوائے حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی خصوصیت کے ساتھ کسی کی طرف متوجہ نہ ہو بلکہ سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا طفیل سمجھے۔

سبقِ سی ویکم، نیت مراقبہ حقیقتِ موسوی

نیت: [٣١] اس ذات سے جو خود اپنا محب اور حقیقتِ موسوی کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے۔ — اثرات: اس مقام کو دائرۂ محبتِ ذاتیہ صرفہ بھی کہتے ہیں۔ اس مقام میں سالک کو کمالاتِ محبیت یعنی محبتِ ذاتی کے ظہور کے باوجود استغنا اور بے نیازی کا بھی ظہور ہوتا ہے حالانکہ یہ اجتماعِ ضدین ہے اور بعض طبیعتوں سے بعض وقت بے ساختہ رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (ترجمہ: اے میرے رب تو مجھے اپنی ذات کا جلوہ دکھا تاکہ میں تیری طرف دیکھوں) نکلنے لگتا ہے، بعض متحمل ہوتے ہیں اور برداشت کرلیتے ہیں اور اس عالی مقام میں ایسے کلمات کا ظہور کم ہی ہوتا ہے اور کم ہونا ہی مناسب ہے۔ اس مقام میں درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَعَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ خُصُوْصًا عَلٰی کَلِیْمِکَ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔

سبقِ سی ودوم، مراقبہ حقیقتِ محمدی

نیت: [٣٢] اس ذات سے جو خود اپنا ہی محب اور اپنا ہی محبوب ہے اور حقیقتِ محمدی کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے۔ — اثرات اس مقام میں محبوبیتِ ذاتیہ کا محبیتِ ذاتیہ کے ساتھ مل کر ظہور ہوتا ہے اسلئے اس کو دائرۂ محبوبیتِ ذاتیہ ممتزجہ کہتے ہیں اور اس کو حقیقت الحقائق اور تعینِ اول بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ دوسرے انبیاء وملائکہ کے حقائق کی اصل ہے اور دوسروں کے حقائق اس کے لئے ظل کی مانند ہیں، اس مقدس مقام میں خاص طرز پر فنا وبقا حاصل ہوتی ہے اور سرورِ دین ودنیا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک خاص قسم کا اتحاد میسر ہوجاتا ہے اور رفع توسط جس کے اکابر اولیاء قائل ہوئے ہیں کے معنی اس مقام میں ظاہر ہوتے ہیں اور تابع (سالک) متبوع (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کے رنگ میں ایسی مشابہت پیدا کرلیتا ہے گویا کہ ہر دو ایک ہی چشمے سے پانی پیتے ہیں اور دونوں ایک ہی محبوب کے ہم آغوش وہمکنار وہم بستر ہیں اور دونوں شیر وشکر کی مانند ہیں۔ اور ان سب امور کے باوجود اس کو آں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس درجہ محبت پیدا ہوجاتی ہے کہ امام الطریقہ حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ کے اس قول کے معنی ظاہر ہوتے ہیں کہ "میں خدائے عزوجل کو اس لئے دوست رکھتا ہوں کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے"۔ یہ مقام حقائقِ انبیاء اور آسمانی کتابوں کے اسرار کا جامع ہے، سالک اس مقام میں تمام جزوی وکلی دینی ودنیوی امور میں حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مناسبت ومشابہت ہونے کو بہت ہی دوست رکھتا ہے، اس مقام کے اسرار بے حد ہیں جو نہ زبان پر لائے جاسکتے ہیں اور نہ ظاہری علم والوں کے لئے ان میں سے کوئی حصہ ہے، اس مقام میں علمِ حدیث کی تعلیم کا شوق اور رغبتِ کلی حاصل ہوجاتی ہے، اس مقام میں بھی درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاَصْحَابِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ اَفْضَلِ صَلَوَاتِکَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِکَ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ بکثرت پڑھنا ترقی بخشتا ہے۔

سبقِ سی وسوم، مراقبہ حقیقتِ احمدی

نیت: [٣٣] اس ذات سے جو اپنا ہی محبوب ہے اور حقیقتِ احمدی کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آرہا ہے۔ — اثرات: یہ مقام محبوبیتِ ذاتی سے پیدا ہوا ہے اس لئے اس کو دائرۂ محبوبیتِ ذاتیہ صرفہ بھی کہتے ہیں، اسی لئے اس مقام میں استغنا اور بے نیازی کی شان زیادہ کامل ہوتی ہے اور اس مراقبہ میں نسبتِ سابقہ غلبۂ انوار کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے اور عجیب وغریب کیفیت حاصل ہوتی ہے کہ بیان وتحریر میں نہیں آسکتی بعض سالک اس جگہ اپنے آپ کو بین یدی الرحمٰن (اللہ تعالیٰ کے سامنے) دیکھتے ہیں اور اسی خاصۂ محبوبیت کی وجہ سے حقیقتِ کعبہ بعینہٖ حقیقتِ احمدی ہے کیونکہ محبوبیت ومسجودیت دونوں حق تعالیٰ کے شیونات میں سے ہیں اور اس مقام میں محبوبیتِ ذاتی منکشف ہوتی ہے یعنی سالک ذاتِ حق سبحانہٗ کو بلا لحاظِ صفات دوست رکھتا ہے کیونکہ اس کی ذات ہی ایک ایسی ہے جو اس کے تمام نقش ونگار کی موجب ہے — سبحان اللہ! احمد عجب اسمِ سامی ہے جو کلمۂ مقدسہ احد سے حلقۂ میم کے ساتھ مرکب ہے جو کہ خدائے تعالیٰ کے پوشیدہ بھیدوں میں سے ہے [illegible] حلقۂ میم عبدیت کا طوق ہے جو کہ بندہ کو مولیٰ سے متمیز کرتا ہے پس بندہ کی

حلقۂ میم ہے اور اصداس کی تعظیم کے لئے آیا ہے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت کو ظاہر کیا ہے۔

چونام ایں است نام آور چہ باشد　　مکرم تر بود از ہر چہ باشد

ترجمہ: جب ایسا نام ہے تو صاحبِ نام　　مکرم اور معزز سب سے ہوگا

اس جگہ بھی درود شریف مذکورہ حقیقتِ محمدی کا ورد مفید ہے۔ غرض حقائقِ انبیاء میں الفت و انسیتِ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ اور خصوصاً سردارِ دوجہاں فخرِ انس و جاں صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کامل طور پر ہو جاتی ہے ——— جاننا چاہئے کہ وہ فنا و بقا جس پر ولایت موقوف ہے شہودی فنا و بقا ہے جو کہ نظر کے اعتبار سے ہے صفاتِ بشری اس فنا و بقا میں صرف پوشیدہ ہو جاتی ہیں زائل و فانی نہیں ہوتیں لیکن فنائے تعینِ محمدی میں صفاتِ بشری کے لئے زوالِ وجودی متحقق ہے اور جسد سے نکل کر روح کی طرف منتقل ہونا ثابت ہے اور بقا کی جانب میں بھی اگرچہ بندہ حق نہیں ہو جاتا اور بندگی سے نہیں نکلتا لیکن حق سبحانہ و تعالیٰ کے بہت نزدیک ہو جاتا ہے اور معیت زیادہ تر پیدا کر لیتا ہے اور اپنے آپ سے دور تر ہو کر احکامِ بشری اس سے مسلوب ہو جاتے ہیں۔

سبق سی و چہارم، مراقبۂ حُبِ صرف

نیت: اس ذات سے جو حُبِ صرف کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آ رہا ہے۔ اس جگہ حبِ صرفِ ذاتی کے لحاظ سے مراقبہ کرے ——— اثرات: اس مقام میں نسبتِ باطن میں کمال بلندی و بے رنگی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مرتبہ حضرتِ ذاتِ مطلق و لاتعین کے بہت قریب ہے اس لئے کہ جو چیز سب سے پہلے ظہور میں آئی وہ حُب ہے جو منشاءِ ظہور و مبدءِ خلق ہے اصل میں حقیقتِ محمدی یہی ہے اور جو پہلے بیان ہوئی وہ اس کا ظل ہے۔ — یہ مقام حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے حقائق اس مقام میں ثابت نہیں ہوتے اور اس میں سیر قدمی نہیں ہے بلکہ سیر نظری ہے اور نظر بھی عاجز و درماندہ و سرگرداں ہے ؎

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حُسنِ تو بسیار　　گل چینِ بہارِ تو ز داماں گلہ دارد

(ترجمہ: ہماری نگاہ کا دامن تنگ ہے اور آپ کے حُسن کے پھول بے شمار ہیں، آپ کے حُسن کی بہار کے پھول چننے والے کو دامن کی تنگی کی شکایت ہے) اس مقام میں بھی درود شریف مذکورہ حقیقتِ محمدی کا ورد ترقی بخشتا ہے۔

سبقِ سی و پنجم، مراقبۂ لاتعین

نیت: اس ذاتِ بحت سے جو دائرۂ لاتعین کے فیض کا منشا ہے میری ہیئتِ وحدانی پر فیض آ رہا ہے۔ ——— اثرات: اس مقام میں حضرتِ ذات کا اطلاق ہے اور تعینِ اول یعنی حُبی سے پہلے ہے اسی لئے لاتعین کہتے ہیں اسی مقام میں اس ذات سے فیض حاصل کرنے کا مراقبہ کیا جاتا ہے جو تعینات سے پاک و مبرا ہے، یہ مقام بھی حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے اور یہاں بھی سیر نظری بعجز و درماندگی ہے ؎

اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْكِ الذَّاتِ اِدْرَاكٌ　　وَالْقَوْلُ بِدَرْكِ الذَّاتِ اِشْرَاكٌ

(یعنی ذاتِ حق کے ادراک سے عاجز ہونا ہی ادراک ہے اور ادراکِ ذاتِ حق کا دعویٰ شرک ہے۔)

خلاصۂ اسباقِ نقشبندیہ مجددیہ

یہ بیان مقاماتِ طریقۂ نقشبندیہ مجددیہ کا اختصار و ایجاز کے طور پر ہے، اور اس تمام کا خلاصہ یہ ہے کہ اول استغراق و جذبات جو قلب میں حاصل ہوتے ہیں اس کو ولایتِ صغریٰ کہتے ہیں۔ اس کے بعد استہلاک و اضمحلال نفس میں پیدا ہوتا اور توحیدِ وجودی حاصل ہوتی ہے اس کو ولایتِ کبریٰ کہتے ہیں، پھر توحیدِ شہودی اور کمال استہلاک و اضمحلال اور فنائے انانیت حاصل ہوتی ہے اس کو کمالاتِ انبیاء کہتے ہیں اس کے بعد تمام وجود میں اضمحلال حاصل ہوتا ہے اور بتدریج وسعتِ باطن و کمالِ وسعت حاصل ہوتا ہے اس کو حقائقِ الٰہیہ کہتے ہیں۔ اس کے بعد انبیاء علیہم السلام کے ساتھ انس و محبت و الفت خصوصاً سردارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے متبعین کے ساتھ حاصل ہوتی ہے اور ایمانیات و عقائدِ حقہ میں بھی قوت حاصل ہو جاتی ہے اس کو حقائقِ انبیاء کہتے ہیں۔ — جو شخص ان مقاماتِ عالیہ کے مراقبات میں کثرت کرتا ہے وہی ان مقامات کی ترقی و بساطت اور بے رنگی میں فرق کر سکتا ہے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى جَمِيْعِ الْاَنْبِيَاءِ وَاَصْحَابِهِمْ وَاٰلِهِمْ اَجْمَعِيْنَ۔

جاننا چاہئے کہ اس طریق کا ہر شخص ان تمام مقامات کو نہیں پہنچتا بلکہ جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے قرب کے اس درجے تک امتیاز حاصل کرتا ہے، نیز جاننا چاہئے کہ ان مقاماتِ قرب کا ہر دائرہ بے نہایت ہے اور دائرہ کا پورا ہونا اس اعتبار سے ہے کہ سالک کا جو کچھ حصہ اس وقت اس دائرہ میں مقدر تھا پورا ہونے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے ورنہ قرب کے مقامات کے دائرہ کا پورا ہونا جو کہ بے نہایت ہے کوئی معنی نہیں رکھتا اور بہت کم لوگ ہوں گے جو اپنی سیر کو آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں ورنہ ہر شخص اپنے وجدان سے اپنے احوال میں تبدیلی کے ذریعے دیکھتا ہے اور اس وجدان کو نظرِ کشفِ جبلی کہتے ہیں اور ان مقامات کا حصول مرشد کی توجہ سے سہل ہوتا ہے ؎

بے عنایاتِ حق و خاصانِ حق　　گر ملک باشد سیہ ہستش ورق

تصفیۂ باطن کا تیسرا طریقہ رابطۂ شیخ ہے، اگر مرشد کامل شہودِ ذاتی کا واصل ہو توی التوجہ ہو اور یادداشت کی مشق دائمی رکھتا ہو تو اس کی توجہ سے تھوڑے زمانے میں وہ کچھ حاصل ہو جاتا ہے جو سالہا سال کی محنت میں حاصل نہیں ہوتا۔ پس طالب جب اپنے مرشد کی صحبت میں رہے تو اپنی ذات کو مرشد کی محبت کے سوا ہر چیز کے تصور اور خیال سے خالی کر دے، اس کی طرف سے فیض کا منتظر رہے، دل کی جمعیت سے اس فیض کی حفاظت کرے، آدابِ صحبتِ شیخ کی پوری پوری رعایت کرے، شیخ کی رضا جوئی کا طالب رہے شیخ کامل کی صحبت میں اس کی توجہ اور اخلاص کی برکت سے دل کی غفلت دور ہو جاتی ہے اور اس کی صحبت کے اثرات سے مشاہدۂ الٰہی کے انوار سے دل روشن ہو جاتا ہے اور جب شیخ کی صحبت سے دور ہو تو اس کی صورت کو اپنے خیال میں محبت و تعظیم کے ساتھ تصور کر کے استفادہ کیا کرے اس کو رابطۂ شیخ یا تصورِ شیخ کہتے ہیں، اس سے دل کے وساوس و خطرات و خیالات دور ہو جاتے ہیں لیکن اس میں افراط سے بچنا چاہئے ایسا نہ ہو کہ صورت پرستی تک نوبت پہنچے اور شریعت کی مخالفت ہو جائے صرف اسقدر کافی ہے کہ یہ خیال کرے کہ جس طرح ذکر سیکھتے وقت شیخ کی صحبت میں بیٹھا تھا اب بھی تصور میں گویا کہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہے اور اللہ تعالیٰ کی جناب سے جو فیضانِ الٰہی شیخ کے قلب میں آ رہا ہے اس کے قلب سے میرے قلب میں آ رہا ہے۔ عدمِ صحبت کے زمانہ میں بھی آداب کی رعایت رکھے اور خط و کتابت جاری رکھے۔

مرشد کو چاہئے کہ ہر سبق کے لئے توجہ خاص کے ذریعے مرید کے مَوردِ فیض پر فیض القا کرے اور توجہ کا طریقہ جو مشائخ میں معمول ہے یہ ہے:-

طریقِ توجہ شیخ مرید کو اپنے سامنے بٹھا کر اور اپنے آپ کو سب کاموں اور خیالوں سے خالی کر کے اپنے نفسِ ناطقہ کی طرف اس نسبت میں جس کا ڈالنا منظور ہو متوجہ ہو، اور دل کی توجہ صرف مرید کے حال پر کرے[1] اور اپنی پوری اور قوی ہمت کے ساتھ تصور کرے کہ مجھ میں سے کیفیت و جذب و انوار و فیوض مرید میں سرایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے طالب کی لیاقت اور استعداد کے موافق اس کو انوار و برکات حاصل ہوں گے اور جس مقام کے فیض کو منتقل کرے گا اس کے انوار و ترقیات بفضلہ تعالیٰ ظاہر ہوں گے۔ اگر مرید حاضر نہ ہو تو اس کی صورت کا تصور کر کے غائبانہ توجہ کرتے ہیں اور اس کے کام کو انجام تک پہنچاتے ہیں۔ بعض مشائخ اس توجہ کے ساتھ ذکر کو اور طالب کے دل پر اسمِ ذات وغیرہ کی ضرب لگانے کو بھی ملا دیتے ہیں کیونکہ اس سے حرارتِ قلب اور نفیِ خواطر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ اسی طرح جو دشوار کام پیش آئے ہمتِ تصرف کر کے اللہ تعالیٰ سے اس کا حل طلب کرے ان شاء اللہ حسبِ تمنا ظاہر ہوگا اور ہمت سے مراد

---

[1] شیخ اپنے قلب کو مرید کے قلب پر سمجھے یا جس لطیفہ یا مقام کی توجہ دے اپنے اس لطیفہ کو مرید کے لطیفہ کے مقابل سمجھ کر غیر کے خطرہ کو اس کے قلب پر آنے سے روک کر جذبۂ قلبی کے ساتھ مرید کے دل کو اپنی طرف کھینچے تاکہ توجہ کے اثر سے مرید کے اس لطیفہ میں جنبش آئے اور ذکر جاری ہو اور ذکر کا نور قوت پکڑے۔ اسی طرح ایک ساعت یا کم زیادہ متوجہ رہے اور اس سلسلہ کے بزرگوں کی ارواحِ متبرکہ کو اپنے شاملِ حال سمجھ کر اس تصرف کو ان کی امداد کہے۔

آرزو اور طلب کی صورت میں دل کا جمع اور ارادہ کا مضبوط ہونا ہے اس طرح پر کہ دل میں سوائے اس مراد کے اور کوئی خطرہ نہ آنے پائے اور یہ فنا و بقا کی نسبت حاصل ہوئے بغیر حاصل نہیں ہوتا اور یہ تصرفات اکثر اوسط درجے کے لوگوں سے واقع ہوتے ہیں اور منتہیوں سے امور کونیہ میں التفات نہ ہونے کی وجہ سے کم ظاہر ہوتے ہیں۔ اب چند تصرفات امورِ کونیہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

سلبِ امراض اپنے نفس کو تمام خطروں سے خالی کر کے اپنے آپ کو اس بیماری میں مبتلا خیال کرے جو مریض کو ہے پس مریض کی بیماری اس شخص صاحبِ تصرف کی طرف منتقل ہو جائے گی اور یہ بات عجائباتِ قدرت اور اس کی مخلوق میں صنعتِ الٰہی سے ہے۔ — دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو سامنے بٹھا کر پانچ سو سانس کی مقدار اس کے مرض کو سلب کریں اس طرح پر کہ تصور کریں کہ جو سانس اندر جاتا ہے شخصِ مقابل کی جسمانی بیماریاں اس کے جسم سے نکلتی اور کھنچتی ہیں اور جو سانس کہ باہر آتا ہے تصور کرے کہ وہ بیماریاں روئے زمین پر گر رہی ہیں اور سلب کرنے والے کے اندر سے باہر آ رہی ہیں تاکہ سلب کرنے والا متاثر و متاذی نہ ہو اور تضرع و زاری و مناجات یا مَنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وغیرہ جنابِ کبریا میں کرنا لازمی ہے اور بعض اکابر استخارہ کے بغیر سلب تجویز نہیں فرماتے تاکہ حق سبحانہ و تعالیٰ کی مرضی و نامرضی معلوم ہو جائے — اور یہی طریقہ امراضِ روحانی کے سلب کا بھی ہے اور سلب[1]

[1] ازالۂ گناہ، بقائے توبہ، حل مشکلات اور سلب امراض کے لئے بھی توجہ ڈالی جاسکتی ہے۔

نسبت و قبض و بسط کا طریق بھی اسی طرح ہے لیکن تصورِ سلبِ نسبت و قبض و بسط میں ہر سانس سے جو کہ باہر آتا ہے روئے زمین پر ڈالنا لازمی نہیں ہے کیونکہ اس سے خود سلب کرنے والے کو ایذا نہیں ہوگی۔

طریق دفعِ بلا بلائے نازلہ کے دفع کرنے کا طریق یہ ہے کہ اس بلا کو اس کی صورتِ مثالیہ کے ساتھ خیال کر کے ہمت اور قوت سے اس کے دفع کرنے کی طرف توجہ کرے اور اپنی روح کو ساعت بساعت ملاءِ اعلیٰ یا اسفل کی طرف بلند کرے اور ان ہی کی طرف یکسو ہو جائے تو انشاء اللہ عنقریب وہ بلا دفع ہو جائے گی۔

طریق تصرفِ قلوب بطریقِ مذکورہ قوت اور ہمت کے ساتھ طالب کے نفس سے بھڑ جائے اور اس کو اپنے نفس سے متصل کر لے پھر محبت یا جس قسم کا تصرف کرنا چاہتا ہے اس کی صورت کو خیال کر کے اپنے دل کی جمعیت سے اس کی طرف متوجہ ہو تو اس میں اثر ہوگا اور محبت ظاہر ہو جائیگی یا وہ واقعہ اس کے ذہن میں جم جائیگا۔

دریافتِ نسبتِ اہل اللہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر زندہ ہے اس کے سامنے اور اگر مردہ ہے تو اس کی قبر کے سامنے بیٹھے اور اپنے نفس کو ہر نسبت سے خالی کر کے درگاہِ علام الغیوب میں التجا کرے کہ یَا عَلِیْمُ یَا خَبِیْرُ یَا مُبِیْنُ مجھ کو خبر دے اور اس شخص کی کیفیتِ باطن سے آگاہ کر اور اپنی روح کو اس کی روح سے ملا دے پھر تھوڑی دیر کے بعد اپنی ذات کی طرف رجوع کرے پھر جو کیفیت کہ اپنے نفس میں پائے وہی اس کی نسبت ہے۔ اور خطرہ معلوم کرنے کا بھی یہی طریقہ ہے۔

طریق کشفِ حالاتِ آئندہ بطریقِ معہود اپنے دل کو تمام خطروں سے پاک کر کے اور دعائے مذکور کر کے اس واقعہ کے کشف کا انتظار اس درجہ پر کرے جیسے پیاسا پانی طلب کرتا ہے جب اس کے دل سے ہر خطرہ دور ہو جائے تو اپنی روح کو ملاءِ اعلیٰ یا اسفل (ملائکہ مقربین یا ان سے نیچے درجے) کی طرف جسبِ استعداد نہایت ہمت سے متوجہ کرے پس وہ واقعہ آوازِ ہاتف کے یا خود دیکھنے سے یا خواب میں معلوم ہو جائے گا۔

نزولِ سالک جب سالک سلوک پورا کر لیتا ہے تو طریقۂ مجددیہ میں سالک کا نزول اسی ترتیب میں کیا جاتا ہے کیونکہ ارشاد قلب میں ہی جاری ہوتا ہے دوسروں کو فیض بھی قلب ہی سے ملتا ہے۔ پھر وہی سبق جو ترتیب میں تھا شروع کیا جاتا ہے اور اب قلب کے ذکر سے خواہ اسم ذات کرے یا نفی اثبات یا تہلیلِ لسانی یا درود شریف، تمام لطائف اور ولایات و حقائق کا فیضان جاری ہو جاتا ہے اور تمام مقامات کا دورہ (گردان) بھی کرتا ہے۔ یعنی مغرب کے بعد یا جس وقت فرصت ہو تمام مقامات کے فیضان کا مراقبہ کرتا ہے خصوصاً ولایت صغریٰ سے جہاں تک ہو سکے روزمرہ بلاناغہ کیا کرے اور جو مقام رہ جائیں پھر دوسرے وقت پچھلی رات یا صبح کو پورا کرے۔

نسبت یا ولایت نسبت یا ولایت، مقبولیت و قرب اور حضور مع اللہ کو کہتے ہیں۔ تمام سلسلوں میں نسبت ایک ہی ہے لیکن اس کے الوان و اوصاف مختلف ہیں۔ کسی کو خشیت ہوتی ہے کسی کو محبت، کسی کو حضور مع اللہ اور اس کا ظہور سالک کی استعداد کے مطابق ہوتا رہتا ہے۔ عام طور پر خاندانِ چشتیہ میں حرارت و شوق، قادریہ میں صفا و لمعان اور نقشبندیہ اور سہروردیہ میں بیخودی و اطمینان کا ادراک ہوتا ہے اور احمدیہ مجددیہ میں تمام لطائف میں اللہ پاک کے لئے دوامی توجہ اور حضور پیدا ہوتا ہے۔ سلوک کے ہر مقام کی کیفیت کو بھی اس مقام کی نسبت کہتے ہیں۔

اصل نسبت جو حضور مع اللہ سے عبارت ہے کسی کے سلب کرنے سے سلب نہیں ہو سکتی، ہاں گناہ سے سلب ہو جائے تو یہ دوسری بات ہے، البتہ کیفیات والوان کی نسبت سلب ہو سکتی ہے، جو لوگ اس کی مشق کرتے ہیں وہ سلب کر سکتے ہیں جس طرح خوشی کے وقت اگر طبیعت میں کوئی غم پیدا ہو جائے تو خوشی کی کیفیت جاتی رہتی ہے اسی طرح تصرفِ سالب سے وہ کیفیتِ شوق جاتی رہتی ہے اور ایک قسم کی افسردگی پیدا ہو جاتی ہے لیکن پھر ذکر کی برکت سے وہ عود کر آتی ہے۔

عام مومنین میں بھی بعض تصفیۂ قلب و تزکیۂ نفس میں مشغول نہ ہونے کے باوجود صاحبِ نسبت ہوتے ہیں بلکہ بعض ان مجاہدین سے بھی اچھے ہوتے ہیں جو باوجود اس کے ریاضت و مجاہدہ کرتے ہیں اور پھر بھی ناقص رہتے ہیں، لیکن اتنا فرق ضرور ہوتا ہے کہ اہلِ ریاضت کو اس نسبت کا علم و حضور ہوتا ہے اور دوسرے کو اپنے صاحبِ نسبت ہونے کا علم نہیں ہوتا حالانکہ وہ بھی مقبول بندہ ہوتا ہے۔ نیز عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ کسی صاحبِ نسبت بزرگ سے تعلق پیدا کر کے ہی اس نسبت کا حاصل کرنا اقرب و اسہل ہے۔

اقسامِ اولیاء اللہ اس باب میں بزرگوں کی مختلف عبارتیں ہیں، انوار العارفین میں اس باب میں جو تقریر ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے بارہ گروہ ہیں: اقطاب، غوث، امامین، اوتاد، ابدال، اخیار، ابرار، نقباء، نجباء، عمد، مکتومان، مفردان۔ جناب مجدد الفِ ثانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف (جلد ۱ مکتوب ۲۵۶) میں فرمایا ہے کہ غوث قطبِ مدار سے الگ ہے بلکہ غوث اس کے روزگار کا ممد و معاون ہے۔ قطبِ مدار بعض امور میں اس سے مدد لیتا ہے اور ابدال کے منصب مقرر کرنے میں بھی اس کا دخل ہے اور قطب کو اس کے اعوان و انصار کے اعتبار سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں کیونکہ قطب الاقطاب کے اعوان و انصار بحکم قطب ہیں۔ (فتوحاتِ مکیہ کے چودھویں باب میں شیخ محی الدین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ قطبِ یکتا جس سے نوعِ انسان کی تخلیق کے وقت سے لے کر قیامِ قیامت تک تمام انبیاء و رسل اور اقطاب مسلسل فیض حاصل کرتے ہیں وہ آقائے دو جہاں باعثِ تخلیقِ کون و مکان حضور سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحِ طیبہ ہے)۔

قطب العالم ایک ہوتا ہے اس کو قطبِ کبر، قطب الارشاد، قطب الاقطاب و قطب المدار بھی کہتے ہیں اور عالم غیب میں اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے، اس کے دو وزیر ہوتے ہیں جو امامین کہلاتے ہیں، وزیر یمین (داہنے) کا نام عبدالملک ہے، یہ قطب کے داہنے ہاتھ پر رہتا ہے اور اس کی نظر ملکوت میں رہتی ہے اس کا رتبہ اپنے دوسرے ساتھی سے بلند ہے؛ یہی ہے جو قطب کی خلافت سنبھالتا ہے (اس کے وصال پر اس کا قائم مقام قطب بنتا ہے) اور وزیر یسار (بائیں) کا نام عبدالرب ہوتا ہے جو قطب کے بائیں ہاتھ پر رہتا ہے اور اس کی نظر ملک میں رہتی ہے۔ ان کی ظاہری خصوصیات زہد، پرہیزگاری، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہیں اور باطنی خصوصیات صدق، اخلاص، حیا، اور مراقبہ ہیں اور ان (امامین) سے اللہ تعالیٰ عالم غیب اور عالم شہادت (عالم محسوسات) کا تحفظ فرماتے ہیں۔ اور بارہ قطب اور ہوتے ہیں سات تو سات اقلیم میں رہتے ہیں ان کو قطبِ اقلیم کہتے ہیں اور پانچ یمن میں، ان کو قطبِ ولایت کہتے ہیں، یہ عدد تو اقطاب معینہ کا ہے اور غیر معین ہر قریہ اور ہر شہر میں ایک ایک قطب ہوتا ہے اسی طرح جماعتوں اور قوموں کے بھی اقطاب ہوتے ہیں غوث ایک ہوتا ہے۔ غوث کا اطلاق ایسے عظیم المرتبت انسان پر ہوتا ہے جس کے پاس لوگ اپنی حاجات لیکر جائیں، پریشانی کے عالم میں وہ لوگوں پر اہم ترین علوم کے پوشیدہ اسرار ظاہر کیا کرتا ہے۔ اس سے دعا طلب کی جاتی ہے اس لئے کہ وہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے وہ اگر باری تعالیٰ کو قسم دے کر کچھ طلب کرے تو حق تعالیٰ اس کی قسم پوری فرما دیتے ہیں جیسے کہ سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ۔ صحیح یہی ہے کہ وہ قطبِ مدار سے مختلف ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مجدد الفِ ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ مکہ مکرمہ میں ہوتا ہے لیکن اس قول میں بھی اختلاف ہے۔

اوتاد چار ہوتے ہیں اور وہ اس عالم کی چاروں سمتوں کے چار رکن میں رہتے ہیں ان میں چار خصوصیات ظاہری ہیں: کثرتِ صیام، قیام لیل، کثرتِ ایثار اور شب کے تیسرے پہر میں یعنی نصف شب کے بعد استغفار، اور باطنی خصوصیات یہ ہیں توکل، تفویض (سپردگی بخدا) ثقہ (بھروسہ) اور تسلیم۔ ان میں سے بھی ایک اُن کا قطب ہوتا ہے جس کی یہ اقتدا کرتے ہیں۔

ابدال چالیس ہوتے ہیں بائیس یا بارہ شام میں اور اٹھارہ یا اٹھائیس عراق میں رہتے ہیں۔ یہ حضرات استقامت اور اعتدال سے بہرہ ور یعنی افراط و تفریط سے محفوظ ہوتے ہیں اور وساوس و خطرات سے پاک ہو چکے ہوتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ یہ تعداد میں سات ہوتے ہیں اور اُن کے سپرد ہفت اقلیم کا تحفظ ہے اور یہ ساتوں ابدال انبیاء علیہم السلام سے مدد حاصل کرتے ہیں جن کی ارواحِ طیبہ آسمانوں پر متمکن ہیں اور پھر ان ابدال کے ذریعے یہ مدد ساتوں دنوں پر وارد ہوتی ہے ہر بدل کا تعلق ہفتہ کے ایک مخصوص دن کے ساتھ ہے۔ علاوہ بریں اُنھیں سیارگان سے متعلق امور و اسرار نیز ان کی حرکات اور مختلف منازل میں داخلہ کا علم رہتا ہے۔ ان کو ابدال اس بنا پر کہا جاتا ہے کہ جب ان میں سے کوئی شخص ایک قوم سے دوسری قوم اور ایک جگہ سے دوسری جگہ کا سفر اختیار کرتا ہے تو وہ اپنی جگہ اپنا ایک ہمشکل قائم مقام بنا جاتا ہے کہ دیکھنے والوں کے لئے امتیاز ممکن نہیں رہتا انھیں قطعاً شبہ نہیں ہوتا کہ وہ نہیں دوسرا ہے یہ بدل کی امتیازی علامت ہے، بدل ابراہیم علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے، یہ آٹھ صفت سے متصف ملتے ہیں، ظاہر کے اعتبار سے خاموشی، بیداری، بھوک اور خلوت، اور باطن کے اعتبار سے تجرید، تفرید، جمع، توحید، ان میں سے ایک امام ہوتا ہے اور وہ اُن کا قطب کہلاتا ہے۔

اخیار پانچ سو یا سات سو ہوتے ہیں اور ان کو ایک جگہ قرار نہیں بلکہ وہ سیاح ہوتے ہیں اور ان کا نام حسین ہوتا ہے ـــــ ابرار ہی کو اکثر نے ابدال کہا ہے ـــــ نقبا تین سو ہوتے ہیں جو ملکِ مغرب میں رہتے ہیں سب کا نام علی ہوتا ہے، یہ حقائقِ اشیاء اور اسرارِ نفوس کو آشکارا کرتے ہیں ان سے دس کام وابستہ ہیں چار ظاہر سے متعلق ہیں یعنی کثرتِ عبادت، تحقیق، زہد، تجرد عن الارادہ (ترکِ ارادہ) مع قوتِ مجاہدہ، اور باطن سے چھ کام متعلق ہیں یعنی توبہ، انابت، محاسبہ، تفکر، اعتصام اور ریاضت، ان تین سو کا انہی میں سے ایک امام ہے یہ سب کچھ اسی کے ذریعے سے لیتے اور اسی کی اقتدا کرتے ہیں وہی ان کا قطب ہے ـــــ نجبا باختلافِ اقوال ستر یا چالیس ہوتے ہیں اور مصر میں رہتے ہیں ان سب کا نام حسن ہوتا ہے، یہ مخلوق کا بوجھ اٹھاتے ہیں اور دنیا والوں کا غم کھاتے ہیں ان کی زندگی دوسروں کی مصلحت شناسی کے لئے وقف رہتی ہے وہ اپنے لئے کچھ نہیں کرتے شب و روز دوسروں کی بہبود اور خدمت میں صرف کرتے ہیں ان میں آٹھ خصوصیات ہوتی ہیں چار ظاہری یعنی جوانمرد، متواضع، مؤدب اور کثیر العبادت ہوتے ہیں، چار باطنی یعنی صبر، رضا، شکر اور حیا۔ اخلاقی حیثیت سے ان کا رتبہ بہت بلند ہوتا ہے ـــــ عمد چار ہوتے ہیں اور وہ زمین کے چاروں گوشوں میں رہتے ہیں ان سب کا نام محمد ہوتا ہے۔ اور غوث ترقی کر کے فرد ہو جاتا ہے اور فرد ترقی کر کے قطبِ وحدت ہو جاتا ہے اور مکتوم تو مکتوم (پوشیدہ) ہی ہیں۔

(ف) قطب اس وقت تک قطب نہیں ہوتا جب تک اس میں ان تمام اولیائے کرام کی خصوصیات یکجا جمع نہ ہو جائیں جن کا ذکر مختلف طبقات کے تحت اوپر ہو چکا، اور یہ منصب وہبی ہے اور وراثتِ ظاہری کی طرح اس میں وراثت نہیں چلتی بلکہ اللہ تعالیٰ جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں: اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔ (مزید تفصیل کتبِ فن میں ملاحظہ فرمائیں)

نقشہ کوائفِ حضراتِ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ اویسیہ رحمہم اللہ تعالیٰ

نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات سلسلۂ عالیہ	ولادت یا عمر	وفات	جائے مزار مبارک
۱	رحمۃ للعالمین حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	۶۳ سال	دو شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ	مدینہ منورہ حجرۂ عائشہ صدیقہؓ
۲	سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۶۳ سال	شنبہ ۲۲ یا ۲۳ جمادی الاخری ۱۳ھ	〃
۳	• • سلمان فارسی •		۱۰ رجب ۳۳ھ	شہر مدائن
۴	• قاسم بن محمد بن ابی بکر •		۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۰۸ یا ۱۰۶ھ	درمیان مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ
۵	• امام جعفر صادق •	۸ رمضان ۸۰ھ	دو شنبہ ۱۹ رجب ۱۴۸ھ	جنۃ البقیع قریب اہل بیت عم محترم امام حسنؓ
۶	حضرت شیخ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ	۷۳ سال	۱۴، ۱۵ شعبان ۲۶۱ھ	شہر بسطام ملک فارس
۷	• خواجہ ابوالحسن خرقانی •	۷۳ سال	۱۰ رمضان ۴۲۵ھ [illegible]	خرقان مضافات بسطام
۸	• • ابوعلی فارمدی •	۴۳۴ھ	۴ ربیع الاول ۴۷۷ھ / ۵۱۱ھ	طوس عرف مشہد
۹	• • یوسف ہمدانی •	۴۴۰ھ	۴ رجب ۵۳۵ھ	موضع مرو ملک فارس
۱۰	• • عبدالخالق غجدوانی •	•	۱۲ ربیع الاول ۵۷۵ھ	قصبہ غجدوان ۶ میل از بخارا
۱۱	• • عارف ریوگری •	•	یکم شوال ۶۱۶ھ	موضع ریوگر ۱۸ میل از بخارا
۱۲	• • محمود انجیر فغنوی •	•	۱۷ ربیع الاول ۷۱۵ھ	موضع انجیر فغنہ ۹ میل از بخارا
۱۳	• • عزیزان علی رامیتنی •	۵۹۱ھ	۲۷ رمضان ۷۱۵ یا ۷۲۱ھ	شہر خوارزم از ملک فارس
۱۴	• • محمد بابا سماسی •	•	۱۰ جمادی الاخری ۷۵۵ھ	موضع سماس ۳ میل از بخارا
۱۵	• • سید امیر کلال •	•	۸ یا ۱۵ جمادی الاخری ۷۷۲ھ	سوخار نزد رامیتن
۱۶	• • بہاؤالدین نقشبند بخاری •	۷۱۸ یا ۷۰۸ھ	۳ ربیع الاول ۷۹۱ھ	قصر عارفاں ۳ میل از بخارا
نمبر شمار	اسمائے گرامی حضرات سلسلۂ عالیہ	ولادت یا عمر	وفات	جائے مزار مبارک
۱۷	حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	•	۲۰ رجب ۸۰۲ھ	موضع جغانیان ماوراء النہر
۱۸	• • یعقوب چرخی •	•	۵ صفر ۸۵۱ھ	موضع ہلفتون مضافات حصار ماوراء النہر
۱۹	• عبید اللہ الاحرار •	رمضان ۸۰۶ھ	۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ	شہر سمرقند
۲۰	• • محمد زاہد •	•	یکم ربیع الاول ۹۳۶ھ	موضع وخش از ملک حصار
۲۱	• • درویش محمد •	•	۱۹ محرم ۹۷۰ھ	[illegible]
۲۲	• • محمد امکنگی •	۹۱۸ھ	۲۲ یا ۲۳ شعبان ۱۰۰۸ھ	قصبہ امکنہ ۳ میل از بخارا
۲۳	• • محمد باقی باللہ •	۹۷۱ یا ۹۷۲ھ	۲۵ جمادی الاخری ۱۰۱۲ھ	قطب روڈ نزد قدم شریف دہلی
۲۴	• مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی •	۹۷۱ھ	۲۸ صفر ۱۰۳۴ھ	سرہند (پنجاب)

۲۵	• • محمد معصوم	•	۱۱ ربیع الاول ۱۰۰۷ھ	۹ ربیع الاول ۱۰۷۹ھ	ایضاً
۲۶	• • سیف الدین مجددی	•	۱۰۳۹ھ	۱۹ یا ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۰۹۶ھ	ایضاً
۲۷	• • سید نور محمد بدایونی	•	•	۱۱ ذیقعدہ ۱۱۳۵ھ	بیرون کوٹلہ سلطان المشائخ نظام الدین اولیاءؒ دہلی
۲۸	• • مظہر جان جاناں	•	۱۱ رمضان ۱۱۱۱ھ	۱۰ محرم ۱۱۹۵ھ	شہر دہلی خانقاہ شاہ غلام علیؒ
۲۹	• • شاہ غلام علی	•	۱۱۵۸ھ	۲۲ صفر ۱۲۴۰ھ	ایضاً (خانقاہ خود)
۳۰	• • شاہ ابو سعید	•	۱۱۹۶ھ	غرہ شوال ۱۲۵۰ھ	ایضاً
۳۱	• • شاہ احمد سعید	•	•	۲ ربیع الاول ۱۲۷۷ھ	مدینہ منورہ
۳۲	• • حاجی دوست محمد قندھاری	•	۱۲۱۶ھ	شب دوشنبہ ۲۲ شوال ۱۲۸۴ھ	موسیٰ زئی دامن کوہ کسہ غیر نواح ڈیرہ اسمٰعیل خاں
۳۳	• • محمد عثمان	•	۱۲۴۴ھ	شنبہ ۲۲ شعبان ۱۳۱۴ھ	ایضاً
۳۴	• • سراج الدین	•	۱۵ محرم ۱۲۹۶ھ	جمعہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۳۳ھ	ایضاً
۳۵	• • محمد فضل علی شاہ	•	۸۴ سال	غرہ رمضان ۱۳۵۴ھ / ۲۸ نومبر ۱۹۳۵ء	مسکین پور تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ
۳۶	• • محمد سعید قریشی ہاشمی احمد پوری	•	۱۳۱۷ھ	جمعہ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ / ۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء	بانی بیت مسکین پور تحصیل احمد پور شرقیہ ریاست بہاولپور؟

(ف ۱) یہ نقشہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ اویسیہ کا ہے۔ یعنی اس طریق میں بعض بزرگوں کو بعض کی ارواحِ مقدسہ سے فیض حاصل ہوا اور اجازت ہوئی ہے۔ اور شیخ عطار نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اویسی وہ ہے جس کو ظاہر میں کسی پیر کی ضرورت نہ ہو" کیونکہ اس کو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے گہوارے میں بغیر کسی واسطے کے پرورش کرتے ہیں جیسا کہ حضرت اویس قرنی ؒ کو کیا اور یہ بہت بڑا مقام ہے: ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ اور اس کے لئے ارواحِ مقدسہ بزرگان وصولِ فیضِ ربانی وتجلیاتِ رحمانی کا وسیلہ ہوتی ہیں اور طریقِ جذبہ میں کوئی واسطہ اس کے درمیان نہیں ہوتا۔ بعض کم فہم اور ناواقف لوگ حضرات اکابر سلسلۂ عالیہ پر طعن کرتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ چونکہ سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کی نسبت کی صحت من حیث العلم شہادت میں ثابت نہیں ہے اور ان بزرگوں کا اتصال بطریقِ صحبتِ جسمانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچا اس لئے غیر مستند ہے ؎

گر بسرے از اہلِ ایں طائفہ را طعن وقصور
حاشا للہ کہ برآرم بزباں ایں گلہ را

(یعنی، اگر کوئی کم عقل اس گروہ کے بزرگوں پر طعن کرے اور نقص نکالے تو میں ہرگز اس کی شکایت زبان پر نہیں لاؤں گا کیونکہ وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے معذور ہے)۔

چونکہ نسبتِ اویسیہ میں واسطے کم ہوتے ہیں اور نسبت کے قوی اور صحیح ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اس لئے مشائخِ کرام رحمہم اللہ عموماً اسی نسبتِ اویسیت کی سند کو بیان کرتے ہیں اور اسی کا عام رواج ہو گیا ہے (حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے قول الجمیل میں نسبتِ اویسیت کو صحیح اور قوی کہا ہے اور سلسلۂ اویسیہ اور اس کی صحت کو حضرت خواجہ محمد پارسا ؒ نے رسالۂ قدسیہ میں اور دوسرے مشائخ نے بھی اپنی تصانیف میں ذکر کیا ہے) لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان حضرات کی صحبتِ جسمانی کا سلسلہ منقطع ہے، چنانچہ تمام بزرگوں نے لکھا ہے کہ حضرت شیخ ابو علی فارمدیؒ کو باوجود بہت سے مشائخ کی صحبت میں رہنے کے (مثل ابو القاسم قشیریؒ و ابو القاسم گورگانیؒ) حضرت شیخ ابو الحسن خرقانیؒ سے روحی فیض حاصل ہے اور ان کو حضرت بایزید بسطامیؒ کی روحانیت سے۔ شیخ ابو الحسنؒ کی ولادت شیخ بایزیدؒ کی وفات کے مدت بعد ہوئی ہے اسی طرح شیخ بایزیدؒ کو حضرت امام جعفر صادقؒ کی روحانیت سے تربیتِ سلوک حاصل ہے حالانکہ صحیح نقل سے ثابت ہے کہ حضرت بایزیدؒ کی ولادت حضرت امام جعفر صادقؒ کی وفات کے بعد واقع ہوئی ہے۔

خواجہ مولانا ابن روزبہان اصفہانی نے حضرت شیخ عبد الخالق غجدوانی رحمہ اللہ کے وصیت نامہ کی شرح میں حضرت خواجہ ابو الحسنؒ کا سلسلہ چند واسطوں سے حضرت بایزید بسطامیؒ سے اس طرح بھی ملایا ہے: خواجہ ابو الحسن خرقانی مرید ابن مظفر مولانا ترک طوسی اور وہ مرید خواجہ اعرابی یزید عشقی اور وہ مرید خواجہ محمد مغربی اور وہ مرید سلطان العارفین بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ مجددیہ)

اب اس سلسلۂ عالیہ کے بزرگوں کی ملاقاتیں جو بسندِ صحیح ومتواتر ثابت ہیں وہ بھی درج کی جاتی ہیں:۔ جاننا چاہئے کہ خواجہ ابو علی فارمدیؒ کو خواجہ ابو القاسم قشیریؒ سے ان کو خواجہ ابو علی دقاقؒ سے ان کو خواجہ ابو القاسم نصر آبادیؒ اور ابو الحسین حصریؒ سے ان دونوں کو خواجہ ابو بکر شبلیؒ سے ان کو سید الطائفہ جنید بغدادیؒ سے ان کو شیخ سری سقطیؒ سے ان کو شیخ معروف کرخیؒ سے ان کو شیخ داؤد طائیؒ سے ان کو خواجہ حبیب عجمیؒ سے ان کو امام الاولیاء حسن بصریؒ سے ان کو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کو حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت حاصل ہے۔

نیز ابو علی فارمدیؒ کو ابو القاسم گورگانیؒ سے ان کو ابو عثمان مغربیؒ سے ان کو ابو علی کاتبؒ سے ان کو ابو علی رودباریؒ سے ان کو حضرت جنید بغدادیؒ سے اجازت حاصل ہے۔ شیخ ابو الحسن خرقانیؒ اور شیخ ابو علی فارمدیؒ کے درمیان شیخ ابو القاسم گورگانیؒ کا بھی ذکر کرتے ہیں کیونکہ شیخ ابو علی فارمدیؒ کو شیخ ابو القاسم گورگانیؒ سے اجازت حاصل ہے اور ان کو شیخ ابو الحسنؒ سے فیض حاصل ہے۔ حضرت علیؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست بھی اجازت حاصل ہے جس کا فیض دوسرے سلسلوں میں جاری ہے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ سے بھی بیعت واجازت ہے اس نسبت کا فیض سلسلۂ نقشبندیہ میں جاری ہے جیسا کہ الٰہ آباد میں دریائے گنگا وجمنا کے سنگم پر دونوں رنگ دونوں پانی الگ ممتاز معلوم ہوتے ہیں اور ایک کنارے کے لوگ گنگا کا اور دوسرے جمنا کا پانی پیتے ہیں۔

ل بعض کے قول کی بنا پر یہ شیخ ابو الحسن خرقانیؒ کی صحبت میں رہے ہیں اور ہمارے مشائخ نے ان کا نام اپنے شجرہ میں شامل نہیں کیا، شاید ان کو شیخ ابو الحسن خرقانی سے بیعت وارادت حاصل نہیں ہوئی۔ پس جس نے ان کا نام شامل کیا ان کی صحبت حاصل ہونے کی وجہ سے کیا اور جس نے شامل نہیں کیا اس نے عدم بیعت وارادت کی وجہ سے نہیں کیا ولکل وجہۃ ونظیرہ کثیر (از رشحات عربی ص ۵)

(ف ۲) حضرت امام جعفر صادقؒ کو اپنے والد حضرت امام محمد باقرؒ سے ان کو اپنے والد حضرت امام زین العابدینؒ سے ان کو اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے ان کو اپنے والد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اجازت حاصل ہے اور اس کو سلسلۃ الذہب کہتے ہیں۔ دوسرا طریقہ وہی ہے جو نقشہ میں مذکور ہوا یعنی اپنے نانا حضرت محمد قاسمؒ سے۔

(ف ۳) بعض شجروں میں حضرت خواجہ نور محمد بدایونیؒ اور خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان خواجہ میر محمد محسن دہلوی رحمہ اللہ کا اسم شریف بھی درج ہے کیونکہ حضرت خواجہ نور محمد بدایونیؒ باوجود بیعتِ حضرت خواجہ سیف الدینؒ کے اور ان سے اجازت نامہ ہونے کے حضرت میر محمد محسن دہلویؒ سے جو حضرت خواجہ محمد معصومؒ کے خلیفہ ہیں بہت فیض حاصل کیا ہے۔ پس طریقوں کا متعدد اور کثیر ہونا رائج اور صحیح بلکہ مستند اور قوی ہے۔ فافہم

(نکتہ) جبکہ ان بزرگوں سے فیض روحانی حاصل کیا جاتا ہے اور وہ روح کی اصلاح زندگی میں بھی اپنی روحانی برکات سے کرتے ہیں تو بعد وصال ان کی ارواح سے فیض حاصل کرنا اور ان کی ارواح سے اپنے سلسلہ کا انتساب کیونکر صحیح، قوی اور مستند نہ ہوگا۔ (احقر مؤلف)

لوائفِ بزرگانِ سلسلۂ عالیہ جن کا سلسلۂ صحبتِ جسمانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

نمبر شمار	اسمائے گرامی	وفات	جائے مزار مبارک
۱	حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ	شب دوشنبہ یا جمعہ ۱۹ یا ۲۱ رمضان ۴۰ھ	نجف اشرف
۲	• سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ	جمعہ ۱۰ محرم ۶۱ھ	کربلا
۳	• • امام زین العابدین •	۱۸ محرم ۹۵ یا ۹۴ھ	جنت البقیع
۴	• • امام محمد باقر •	دوشنبہ ۷ ذی الحجہ ۱۲۵ یا ۱۱۴ھ	ایضاً
۵	• • امام جعفر صادق •	دوشنبہ ۱۵ رجب یا ۲۶ شوال ۱۴۸ھ	ایضاً
۶	• • امام موسیٰ کاظم •	جمعہ ۱۵ یا ۲۵ رجب ۱۸۳ھ	بغداد

نمبر شمار	اسمائے گرامی	وفات	جائے مزار مبارک
۷	حضرت سیدنا امام علی بن موسیٰ رضا رحمۃ اللہ علیہ	جمعہ ۲۱ رمضان یا ۱۸ صفر ۲۰۳ھ	مشہد مقدس
۸	• شیخ معروف کرخیؒ •	جمعہ ۲ یا ۱۰ یا ۲۰ محرم ۲۰۰ھ	بغداد
۹	• • سری سقطی •	بامداد سہ شنبہ ۳ رمضان ۲۵۳ھ یا ۲۷ رجب ۲۵۸ھ	•

۱۰	〃 〃 جنید بغدادی 〃	شنبہ ۲۷/۲۴ رجب ۲۹۷ھ یا ۳۰۲ھ	〃
۱۱	〃 〃 ابوبکر شبلی 〃	۲۷/۲۸ ذی الحجہ ۳۳۲ھ یا ۳۳۴ھ	〃
۱۲	〃 خواجہ ابوالقاسم نصیر آبادی[1]	۱۱ شوال یا ۱۶ محرم ۳۶۷ھ یا ۳۷۲ھ	مکۂ معظمہ
۱۳	〃 〃 ابوعلی دقاق 〃	۵ ذیقعدہ یا ۲۰ شوال ۴۰۵ھ	نیشاپور
۱۴	〃 〃 ابوالقاسم قشیری 〃	۱۶ ربیع الثانی ۴۶۵ھ	〃
۱۵	〃 〃 ابوعلی فارمدی[3] 〃	۴ ربیع الاول ۴۷۶ھ یا ۵۱۱ھ	طوس
۱۶	〃 شیخ جنید بغدادی 〃	شنبہ ۲۷/۲۴ رجب ۲۹۷ھ یا ۳۰۲ھ	بغداد
۱۷	〃 〃 ابوعلی رودباری 〃	۲ شوال ۳۲۱ھ/۳۲۳ھ	مصر
۱۸	〃 〃 ابوعلی کاتب 〃	۲ شعبان ۳۴۶ھ/۳۵۶ھ	〃
۱۹	〃 〃 ابوعثمان مغربی 〃	۷ شوال یا ۱۱ رجب یا ۲۳ صفر ۳۷۳ھ	نیشاپور
۲۰	〃 〃 ابوالقاسم گرگانی 〃	۱۵ جمادی الاولیٰ یا ۱۲ رجب ۴۵۰ھ	〃
۲۱	〃 〃 ابوعلی فارمدی 〃	۴ ربیع الاول ۴۷۶ھ یا ۵۱۱ھ	طوس
۲۲	〃 حافظ میر محمد حسن دہلوی[4] 〃	۱۳۱۹ھ 〃	کشمیر

[1] حضرت امام جعفر صادق کو اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابی بکر سے بھی اجازت حاصل ہے ان کو حضرت سلمان فارسی سے ان کو امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق سے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اتصال صحبت جسمانی سلسلۂ ہذا براہ راست حضرت صدیق سے ہے اور دوسرا بواسطہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اتصال ہے ——— [2] حضرت شیخ معروف کرخیؒ کا انتساب دو طرف کو ہے (۱) امام علی بن موسیٰ رضاؒ سے ان کو امام موسیٰ کاظمؒ سے ان کو امام جعفر صادقؒ سے (۲) شیخ معروف کرخیؒ کو شیخ داؤد طائیؒ سے ان کو خواجہ حبیب عجمیؒ سے ان کو امام الاولیاء حضرت حسن بصریؒ سے ان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے۔ بعض محدثین حسن بصری رضی اللہ عنہ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملاقات کو صحیح نہیں سمجھتے لیکن یہ قول غیر مقبول ہے کیونکہ قوت القلوب و تہذیب التہذیب وغیرہ کتب محققین میں ذکر ہے کہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت ختم ہونے سے دو سال قبل پیدا ہوئے تھے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ملاقات کی۔ (رشحات عین الحیات) ——— [3] حضرت ابوعلی فارمدیؒ کو دو طرف سے انتساب ہے (۱) ابوالقاسم قشیریؒ سے (۲) ابوالقاسم گورگانیؒ سے ——— [4] حافظ میر محمد حسنؒ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں۔ حضرت سید نور محمد بدایونیؒ نے ان کی صحبت سے بہت فیض پایا۔

رسوال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ کا اتنا ذکر کرو کہ منافقین یوں کہنے لگیں کہ تم ریاکار ہو۔ روایت کیا اس کو طبرانی نے۔

پس اس حدیث میں ایسے اظہار کا جس کو ناواقف ریاکار کہیں اور واقع میں وہ ریا نہ ہو بعض ریاء بعض اخلاص سے خیر ہے اور دلائل خارجیہ سے کہ شیخ کے اظہار میں مصالح خاصہ ہوتے ہیں اس عموم میں ریاء الشیخ کا اخلاص مرید سے خیر ہونا بھی ثابت ہوگیا خوب سمجھ لو

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک تیز گرمی کے دن میں بقیع کی طرف چلے اور لوگ آپ کے پیچھے چلتے تھے جب آپؐ نے جوتیوں کی آواز سنی تو آپ کے قلب پر یہ امر گراں گزرا پس آپ بیٹھ گئے یہاں تک کہ لوگوں کو اپنے آگے کر دیا تاکہ کوئی اثر بڑائی کا آپؐ کے قلب میں نہ واقع ہو جاوے۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے رحمۃ مہداۃ ص ۲۵۶

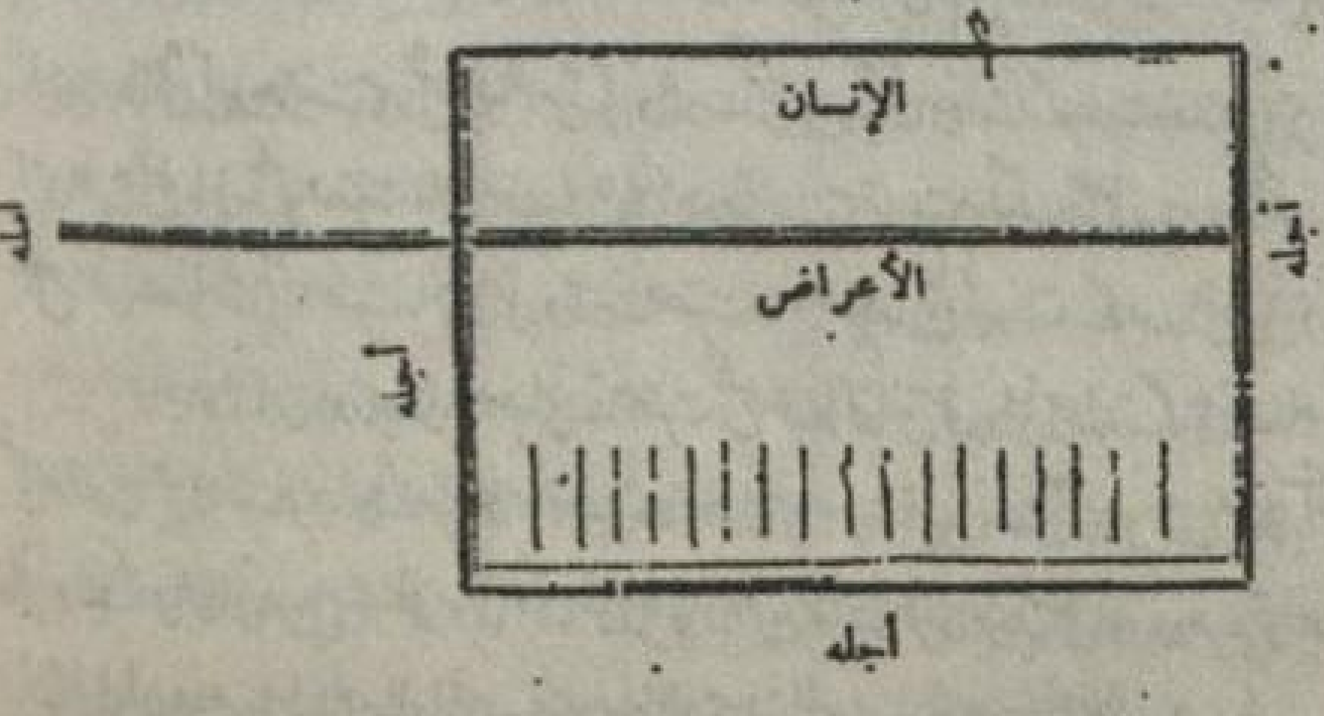
ابو ایوبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم لوگ ترک گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تم کو اس عالم سے لے جاتا اور ایک اور مخلوق پیدا کرتا اور ایک مخلوق پیدا کرتا جو گناہ کرتے پھر (حسب روایت مسلم) وہ استغفار کرتے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرتا روایت کیا اس کو مسلم اور ترمذی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم گناہ نہ کرتے تو مجھ کو اس سے زیادہ سخت چیز کا اندیشہ تھا اور وہ عجب یعنی خود بینی ہے۔ (تیسیر ص ۳۱۹، ۳۲۰)

حضرت انس بن النضر کا قول مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا اے معاذ قسم ہے نضر کے پروردگار کی کہ جنت کی خوشبو پاتا ہوں جبل احد کے پیچھے سے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم اور ترمذی نے۔ (تیسیر ۳۲۹)

ف حال کشف عالم غیب۔ عالم غیب کی اشیاء کا منکشف ہونا ایک حال رفیع ہے جب کہ اتباع شرع کے ساتھ ہو۔ حدیث کی دلالت اس پر ظاہر ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ میں نے غزوہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داہنے بائیں اور دو شخص دیکھے جن پر سفید کپڑے تھے اور بہت سخت لڑائی لڑ رہے تھے میں نے ان کو نہ اس سے پہلے دیکھا تھا اور نہ بعد میں

وهذه صورة خط النبي صلى الله عليه وسلم كما نقله الحفاظ ،



دیکھا یعنی وہ دونوں جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام تھے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے۔ (تیسیر ص ۳۳۰)

ف حال کشف ملائکہ دیگر ف مسئلہ تمثل۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام کا نظر آجانا حضرت سعد کو حدیث میں صریحاً مذکور ہے۔

ایک حدیث طویل میں یہ قصہ حارث کی ایک دختر سے منقول ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت خبیبؓ سے اچھا کوئی قیدی نہیں دیکھا میں نے ان کو انگور کا خوشہ کھاتے ہوئے دیکھا اور اس وقت مکہ میں میوہ یا پھل کا کہیں نام و نشان نہ تھا اور خود وہ لوہے میں قید تھے۔

حدیث میں حضرت خبیبؓ اور حضرت عاصمؓ کی عظیم کرامتیں مذکور ہیں جو کہ بشرط اتباع شریعت اہل اللہ کے حالات رفیعہ میں سے ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بات چیت کر رہے تھے کہ دفعتہً "ان لوگوں نے اپنے میں سے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اس نے ان کے ایک نیزہ مارا اور پار کر دیا یہ (خوشی کے جوش میں) بول اٹھے اللہ اکبر قسم رب کعبہ کی میں مراد کو پہنچ گیا۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے (تیسیر ص ۳۳۱)

بخاری کی ایک روایت میں حضرت انسؓ ہی سے یہ ہے کہ جب ان کے یوم بیر معونہ میں نیزہ لگا تو خوش ہو کر) خون کو اس طرح لے کر اپنے چہرہ اور سر پر چھڑکا (اور ملا) پھر کہا کہ قسم رب کعبہ کی میں مراد کو پہنچ گیا۔ بخاری جلد ثانی ص ۵۸۷

ف حال اشتیاق موت۔ ان کے اس قول اور فعل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اس عاشقانہ موت کی شدت سے تمنا اور اشتیاق تھا جس کے حصول پر شدت سے خوش ہوئے پس عشاق کے کلام میں جو یہ مضمون بکثرت پایا جاتا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی طرف متوجہ ہوئے اور مہاجرین و انصار سردی میں صبح کے وقت اس کو کھودتے تھے اور ان کے پاس غلام نہ تھے کہ اس کام کو کر لیتے جب آپ نے ان کی مشقت اور فاقہ کی حالت دیکھی تو (ان کے دل بڑھانے کو) دعا کی کہ اے اللہ عیش تو آخرت ہی کا ہے سو انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما دیجئے صحابہ نے جواب میں (یہ کلام منظوم) عرض کیا نحن الذین الخ یعنی ہم وہ ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد پر بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ رہیں گے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم ترمذی نے۔ (تیسیر ص ۳۳۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارشاد فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے لوٹ کر تشریف لائے اسی میں یہ قصہ ہے کہ یوم خندق میں حضرت سعد کی رگ ہفت اندام میں تیر لگا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غرض سے کہ قریب ہی سے عیادت فرماتے رہیں گے ان کے لئے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا تھا (ایسی جگہ جہاں نمازیوں کو تنگی نہ ہو جس طرح اعتکاف والے پردہ وغیرہ باندھ لیتے ہیں کہ محفوظ جگہ میں پریشانی و ہجوم وغیرہ سے امن رہتا ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن معاذؓ کے یوم احزاب میں (کہ یوم خندق کا ایک یہ بھی نام ہے) تیر لگا جس سے شہ رگ کٹ گئی سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (خون تھمنے کے لئے) اسی پر آگ کا داغ دیا سو (اس سے خون تو تھم گیا مگر) ان کا ہاتھ ورم کر گیا (کیونکہ خون کی آمد جوش پر تھی) پھر (جوش سے) خون جاری ہو گیا۔ آپ نے دوبارہ اس پر داغ دیا سو پھر (خون تھم کر) ہاتھ ورم کر گیا۔ جب حضرت سعد نے یہ حالت دیکھی تو دعا کی کہ اے اللہ میری جان نہ نکلے جب تک میری

آنکھیں بنی قریظہ کی طرف سے ٹھنڈی نہ ہوجاویں۔ کہ میں آنکھوں سے ان کی اس شرارت کی سزا دیکھ لوں جب مروں) چنانچہ ان کی رگ کا خون بند ہوگیا اور ایک قطرہ بھی نہ نکلا یہاں تک کہ (محاصرہ سے تنگ ہوکر) بنو قریظہ ان ہی حضرت سعدؓ کے فیصلہ پر قلعہ سے اترے اور باہر آئے (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے یہ درخواست کی کہ ہم باہر آتے ہیں اس شرط پر کہ حضرت سعد جو ہمارے لئے تجویز کریں وہی کارروائی ہم سے کی جاوے۔

سو انہوں نے موافق قاعدہ شریعت کے ان کے مقدمہ میں یہ فیصلہ کیا کہ ان کے بالغ مردوں کو قتل کیا جاوے اور ان کی عورتوں کو (اور اسی طرح بچوں کو) زندہ رکھا جاوے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے (اس فیصلہ میں) خداتعالیٰ کے حکم کے موافق کیا اور یہ لوگ چار سو تھے۔ جب (حسب فیصلہ مذکور) ان کے قتل سے فراغت ہوئی وہ رگ پھٹ پڑی اور ان کا انتقال ہوگیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور تصحیح کی اس حدیث کی (تیسیر ص ۳۳۲)

اور کرامت ان کو دو مذکور ہیں۔ ایک خون جاری کا بند ہوجانا جیسا دوسری حدیث میں ہے اور ایک بند خون کا جاری ہوجانا جیسا پہلی حدیث میں ہے

عروہ بن الزبیر نے مسور بن مخرمہ اور مروان سے حدیث طویل روایت کی ہے اور اس میں منجملہ قصہ حدیبیہ کے یہ حکایت بھی ہے کہ عروہ بن مسعود (یک از روساء مکہ جو بغرض تجسس حال مسلمین وگفتگوئے معاملہ صلح وغیرہ آیا تھا وہ) اس کا قول ہے کہ واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھنکار تھوکتے تھے تو صحابہ میں سے کسی نہ کسی آدمی کے ہاتھ میں پڑتا تھا اور وہ اس کو اپنے منہ اور بدن پر مل لیتا تھا اور جب آپ ان کو کسی کام کی فرمائش کرتے تو اس کے کرنے کو سب دوڑتے اور جب آپ وضو کرتے تو وہ آپ کے وضو کے پانی لینے پر لڑتے تھے اور جب آپ کلام فرماتے تو وہ اپنی آوازوں کو آپ کے سامنے بالکل پست کر لیتے اور آپ کو تیز نگاہ بھر کر دیکھ نہ سکتے بسبب آپ کی غایت تعظیم کے اور اسی حدیث میں یہ قصہ بھی ہے۔ (یہ اس وقت کے متعلق ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی صلح کو منظور فرمایا اور باقتضائے وقت بعض شرطیں اس صلح میں بظاہر ایسی تھیں جس سے مسلمانوں کے دبنے کا شبہ ہوسکتا تھا پس اس کے متعلق یہ قصہ ہوا) کہ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اس وقت یہ جوش میں تھے۔ ان کو وہ شرائط ناگوار تھیں) اور عرض کیا یا نبی اللہ کیا آپ سچے نبی اللہ نہیں ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے عرض کیا کیا ہم حق پر اور ہمارے مخالف ناحق پر نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں میں نے عرض کیا تو پھر اس حالت میں ہم کے دین کے بارے میں کیوں ذلت گوارا کریں آپ نے فرمایا میں یقیناً "اللہ کا رسول ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا ہوں سو جو کچھ میں نے اس وقت کیا وہ حکم خداوندی کے خلاف نہیں ہے) اور اللہ تعالیٰ (انجام کار) مجھ کو غالب کرنے والا (گو کسی حکمت سے اس میں قدرے توقف ہو) میں نے عرض کیا کیا آپ ہم سے فرمایا نہ کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ میں جاویں گے اور اس کا طواف کریں گے (یعنی پھر صلح توڑ کر ابھی کیوں نہ جا گھسیں) آپؐ نے فرمایا ہاں یہ تو کہا تھا لیکن میں نے یہ بھی کہا تھا کہ تم اسی سال بیت اللہ میں جاؤ گے میں نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا تو تم ضرور (وقت موعود پر) بیت اللہ میں جاؤ گے بھی اور اس کا طواف بھی کرو گے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ پھر میں حضرت ابوبکرؓ کے پاس پہنچا۔ ان کا جوش اس وقت تک فرو نہ ہوا تھا۔ اسی کے غلبہ میں یہ وہاں پہنچے

اور میں نے کہا۔ (آگے وہی اوپر کے سوالات ہیں اور وہی جوابات ان کے ملے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا) اے ابو بکرؓ کیا یہ (یعنی حضورؐ) سچے نبی اللہ نہیں ہیں انہوں نے فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے مخالف ناحق پر نہیں ہیں انہوں نے فرمایا کیوں نہیں میں نے کہا تو پھر اس حالت میں ہم دین کے بارے میں کیوں ذلت گوارا کریں انہوں نے فرمایا کہ مرد خدا آپ یقیناً" اللہ کے رسول ہیں اور آپ اللہ تعالی کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے اور اللہ تعالی آپ کو غالب کرنے والے ہیں پس تم آپ کی رکاب مضبوط پکڑے رہو (یعنی اتباع و امتثال و تسلیم میں مستقیم رہو) واللہ آپ بلاشبہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا آپ ہم سے فرمایا نہ کرتے تھے کہ ہم بیت اللہ میں جاویں گے اور اس کا طواف کریں گے انہوں نے فرمایا ہاں یہ تو فرمایا تھا لیکن یہ بھی فرمایا تو ضرور بیت اللہ میں جاؤ گے بھی اور اس کا طواف بھی کرو گے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس جرأت کے تدارک کے لئے بہت سے اعمال (صالحہ) کئے (کہ یہ صورت گستاخی کی معاف ہو) روایت کیا اس کو بخاری وابو داؤد نے (تیسیر ص ۳۳۳)

حضرت صدیقؓ کے جوابوں کا لفظاً" و معنی اتحاد اجوبہ نبویہ کے ساتھ مذکور ہیں اس سے بخوبی ثابت ہے کہ قلب صدیقی قلب نبوی کے ساتھ ایسا متصل تھا۔ فنا بھی ثابت ہو گیا ہو گیا جس کی حقیقت غایت تناسب مرید و شیخ میں ہے جو کہ غایت اطاعت و محبت سے پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت ہے کہ ہم حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بیعت کے ساتھ پہنونچے۔ اسی حدیث میں پھر یہ ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو بیعت لئے درخت کے نیچے بلایا سو اول ہی جماعت میں میں نے آپ سے بیعت کی۔ پھر اور لوگوں کو بیعت کیا پھر اور لوگوں کو بیعت کیا یہاں تک کہ وسط کی جماعت کی نوبت آئی آپؐ نے فرمایا اے سلمہ بیعت کر لو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو اول ہی جماعت میں آپ سے بیعت کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا پھر سہی اور آپ نے مجھ کو خالی ہاتھ دیکھا تو مجھ کو ایک ڈھال دی پھر بیعت کرتے رہے یہاں تک کہ جب اخیر کے لوگوں کی نوبت پہنچی تو آپ نے فرمایا اے سلمہ مجھ سے بیعت نہیں کرتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو اول کی جماعت کے ساتھ اور نیز وسط کی جماعت کے ساتھ بیعت کر چکا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر سہی میں نے تیسری بار بھی بیعت کی۔ روایت کیا اس کو مسلم نے (تیسیر ص ۳۳۵)

ف رسم تجدید بیعت مرید قدیم للتاکید۔ بعض دفعہ کسی مصلحت سے اپنے مرید قدیم کو اس کی درخواست پر یا خود اس کو مشورہ دے کر دوبارہ بیعت کرتے ہیں یہ حدیث اس کی مشروعیت کی دلیل ہے۔

حضرت علیؓ سے حضرت حاطب کے خط لکھنے کے قصہ میں ہے (یہ خط کفار مکہ کے نام تھا اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارادوں کی جنگ کے متعلق اطلاع تھی پھر وہ خط پکڑا گیا اور حاطب سے بازپرس ہوئی۔ اور حاطب نے اپنا جو عذر بیان کیا وہ قبول کیا گیا مگر حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن ماروں۔ (منافق غصہ میں کہہ دیا) آپ نے فرمایا کہ وہ (یعنی حاطب) غزوہ بدر میں شریک ہوا ہے اور تم کو کیا خبر کچھ عجب نہیں ہے (یعنی ایسا ہوتا ہے) کہ اللہ تعالی نے اہل بدر کی طرف متوجہ ہو کر فرما دیا کہ جو چاہو کرو میں نے تمہارا گناہ بخش دیا روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و ترمذی وابو داؤد نے (تیسیر ص ۳۳۹)

حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاذؓ سے (جب کہ زمانہ حکومت یمن میں دونوں ملے تھے) فرمایا کہ تم کس کیفیت سے (شب کو نماز میں) قرآن پڑھتے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ میں تو سو رہتا ہوں پھر اٹھتا ہوں پھر (نماز میں) قرآن پڑھتا ہوں (یعنی ساری رات بیدار نہیں رہتا) اور میں اپنے سونے میں بھی ویسا ہی ثواب سمجھتا ہوں جیسا اپنی شب بیداری میں سمجھتا ہوں، روایت کیا اس کو بخاری و مسلم وابو داؤد نسائی نے (تیسیر ص ۳۴۳)

حضرت جریرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو ذی الخلصہ سے راحت نہیں دیتے اور یہ ایک مکان تھا قبیلہ خثعم میں جو کعبہ ربانیہ (جہلا میں) کہلاتا تھا (اور انہوں نے اس کو کعبہ مشرفہ کے مقابلہ میں بنایا تھا اور اس وجہ سے حضور کو اس سے کلفت ہوئی تھی اسی لئے فرمایا کہ مجھ کو اس سے راحت نہیں دیتے یعنی اس کو منہدم کر آؤ تو خوب ہو) میں قبیلہ احمس کے ڈیڑھ سو سواروں کو لے کر چلا اور یہ لوگ گھوڑے کی سواری میں ماہر تھے اور میں گھوڑے پر جم نہ سکتا تھا (میں نے آپ سے عرض کیا) آپ نے میرے سینہ میں ہاتھ مارا یہاں تک کہ میں نے آپ کی انگلیوں کا نشان اپنے سینہ میں دیکھا اور دعا کی کہ اے اللہ اس کو جمادے (یہ جامع دعا ہے اس میں ثبات علی الدین وثبات علی المرکب دونوں داخل ہوگئے) اور اس کو ہدایت کنند ہدایت یافتہ رکھ۔ پھر یہ وہاں گئے اور اس کو توڑ دیا اور جلادیا۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم وابو داؤد نے (تیسیر ص ۳۴۳)

ف متفرقات ایصال اثر تصرف۔ ظاہر آپ کا ہاتھ مارنا ان کے قلب میں ایک قسم کا تصرف تھا کہ ان کے دل میں سے جھجک اور خوف سواری کے وقت کا نکل جاوے۔ مشائخ کے اس قسم کے تصرفات کی اس سے اصلی نکلتی ہے اور توجہ وہمت بھی غالباً اسی کا نام ہے جبرئیل علیہ السلام کا آغاز وحی میں آپ کو دبانا بھی اسی قبیل سے ہے۔ البتہ اس کے کچھ آداب ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے یاروں میں سے کوئی کسی کی نسبت مجھ کو کوئی خبر (شکایت وغیرہ نہ پہنچاوے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ تمہارے پاس صاف سینہ ہو کر آیا کروں) روایت کیا اس کو ابو داؤد اور ترمذی نے (تیسیر ص ۳۴۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ وہ (میری نسبت) یوں کہے کہ میں حضرت یونس بن متے سے اچھا ہوں۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم وابو داؤد نے (تیسیر ص ۳۴۶)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قصہ میں فرمایا جس میں دو عورتیں (حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس) مقدمہ لے گئی تھیں (وہ قصہ یہ تھا کہ دو عورتیں اپنے بچوں کو لئے ہوئے جارہی تھیں کہ بڑی کے لڑکے کو بھیڑیا لے گیا اس نے چھوٹی سے جھگڑا کیا کہ وہ تو تیرا بچہ تھا اور اس کے بچے کو جو بچ گیا تھا دعوی کیا کہ یہ میرا ہے یہ مقدمہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچا) سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ (جب گواہ نہیں تو دونوں کا برابر ہے) چھری لاؤ میں چیر کر دونوں میں تقسیم کردوں (یہ سن کر) چھوٹی (تڑپ گئی اور) عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے ایسا نہ کیجئے (میں نے چھوڑا) یہ اسی کا ہے (اسی کو دیدیجئے) پس آپ نے اس چھوٹی ہی کو دے دیا (ان کے قواعد شریعت اسی کو مقتضی ہوں گے) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم ونسائی نے۔ (تیسیر ص ۳۴۷)

ف عادۃ امتحان حقیقت ارادت طالب بعنوان موحش۔ جیسا شیخ صادق گنگوہی نے ایک طالب کے سامنے کہہ دیا لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ صَادِقٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مقصود تو یہ تھا کہ رسول اللہ صادق فی النبوۃ ہیں اگر سمجھدار ہوا تو اس کو احتمال امتحان کا ہوتا ہے اور وہ دوسرے اقوال وافعال کو بھی نہ دیکھتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایوب علیہ السلام کپڑے اتارتے ہوئے غسل کر رہے تھے اسی حالت میں ان پر سونے کا ٹڈی دل برسنا شروع ہوا (ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ سونے کے ٹکڑے بشکل ٹڈی کے تھے جاندار ٹڈی سونے کی نہ تھی گو داخل تحت القدرۃ یہ بھی ہے سو ایوب علیہ السلام اپنے کپڑے میں بھر بھر کر جمع کرنے لگے پروردگار نے ان کو پکارا کہ اے ایوب کیا ہم تم کو (پہلے سے بہت سامال ومتاع دے کر) اس چیز سے جو اس وقت تمہارے پیش نظر ہے مستغنی نہیں کر چکے ہیں عرض کیا بے شک لیکن آپ کے تبرک سے مجھ کو کبھی استغناء نہیں ہو سکتا۔ روایت کیا اس کو بخاری اور نسائی نے۔ (تیسیر ص ۳۴۷)

عارفین کاملین کی عادت ہے کہ اگر من جانب اللہ ان کو سامان تنعم کا میسر ہو جاوے اور ظاہر کسی فتنہ کا احتمال نہ ہو تو منسوب الی المنعم سمجھ کا اس کے قبول اور استعمال میں مضائقہ نہیں کرتے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی پھر فارغ ہو کر میرا ہاتھ پکڑا یہاں تک کہ مکہ کے سنگستان سیلاب گاہ میں تشریف لائے پھر مجھ کو (ایک جگہ) بٹھلا دیا اور میرے گرد ایک خط (دائرہ کے طور پر) کھینچ دیا اور فرمایا اس خط سے باہر مت نکلنا تمہارے پاس کو بہت سے اشخاص گزریں گے سو تم ان سے کلام مت کرنا وہ بھی تم سے کلام نہ کریں گے روایت کیا اس کو بخاری نے۔ تیسیر ص ۳۴۸)

ف متفرقات تصرف۔ بعض اوقات مشائخ بھی ایسے تصرفات کرتے ہیں کبھی کسی مصلحت سے دوسروں کو بھی اس کا طریقہ بتلا دیتے ہیں مثلاً" فلاں چیز پڑھ کر اپنے گرد دائرہ کھینچ لینا جس کو حصار کہتے ہیں جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ باوجود بہت سے مخلوقات خفیہ نظر آنے کے صاحب حصار ان کے گزند سے محفوظ رہتا ہے یہ حدیث ظاہراً" اس کی اصل ہو سکتی ہے۔ مثلاً از خود ان کا وجود عالم کے لئے رحمت ہے۔

حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت بلالؓ سے) ارشاد فرمایا اے بلال تم کس عمل کی بدولت جنت میں میرے آگے آگے چلا کرتے ہو (گویہ آگے چلنا خادمانہ ہے مگر خود اس خدمت کی اہلیت بھی تو فضیلت عظیمہ ہے کسی عمل کی برکت سے حاصل ہوئی) کیونکہ مجھ کو کبھی جنت میں داخل ہونے کا اتفاق نہیں ہوا مگر تمہارے چلنے کی آہٹ اپنے آگے آگے ضرور سنی ہے انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تو میں نے جب اذان کہی اس کے بعد دو رکعت ضرور پڑھی ہیں اور ایک جب کبھی میرا وضو ٹوٹا ہے تب ہی وضو کیا ہے اور اس وقت بھی میں نے دو رکعتیں اللہ کا حق اپنے ذمہ سمجھی ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ ان ہی دو رکعت یا ان دونوں عمل کی برکت سے ہے روایت کیا اس کو ترمذی نے اور تصحیح کی اس کی (تیسیر ص ۳۵۰)

ف مسئلہ رفع غلط در بعضے کشف۔ بعض سالکوں کو واقعہ میں یہ مکشوف ہوتا ہے کہ ہم بعض حضرات انبیاء علیہم السلام سے بھی سابق وفائق ہو گئے اگر وہ جاہل ہوا اپنا دین برباد کر لیتا ہے اگر عالم ہوا سمجھتا ہے۔ سعدی نے اسی لئے فرمایا خیالات ناداں خلوت نشین بہم برزند عاقبت کفر ودین۔ خوب سمجھ لینا چاہئے۔

ترجمہ۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان سے آپؐ نے فرمایا کہ تم کو بشارت ہو تم اللہ کے عتیق یعنی رہائی دیئے ہوئے ہو دوزخ سے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اس روز سے اپ کا لقب عتیق ہو گیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۳۵۰)

ف عادۃ بشارت مر مرید را۔ اکثر شیوخ کی عادت ہے کہ جب کسی مرید کو کوئی دولت باطنی اور حالت محمودہ عطا ہوتی ہے تو اس کو اطلاع کر دیتے ہیں یہ حدیث اس کی سنیت پر دلالت کرتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث طویل میں اسلام پیش کیا اس کو کچھ نہ کچھ رکاوٹ ضرور ہوئی (پھر خواہ وہ رکاوٹ جاتی رہی (سو ابو بکرؓ کے کہ ان کو ذرا تردد نہیں ہوا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۳۵۰)

ف مسئلہ حقیقت صد یقیت۔ محققین نے جو حقیقت صد یقیت کی بیان کی ہے کہ عقائد شرعیہ نظریہ کا اس کو ذوقاً" ادراک ہونے لگے۔

حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے کہ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ دفعتہ" ابو بکرؓ آپہنچے یہ بڑی حدیث ہے اور اسی میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک بات پر جس میں ایک صحابی سے حضرت ابو بکرؓ کی شان میں کوتاہی ہو گئی تھی) ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو نبی بنا کر بھیجا سو تم لوگوں نے (اول وہلہ میں) میری تکذیب کی (گو بعد میں تصدیق کر لی) اور ابو بکر نے (اولی ہی وہلہ میں) میری تصدیق کی اور (مزید بر آں یہ کہ) اپنی جان و مال سے میری ہمدردی کی سو تم میری خاطر سے میرے اس دوست کو ستانا چھوڑو گے بھی اس کو دو مرتبہ یا تین مرتبہ فرمایا راوی کہتے ہیں کہ پھر اس کے بعد کسی نے ان کو آزردہ نہیں کیا روایت کیا اس کو بخاری نے۔

اس سے عار و ننگ کرنا اور اس کو اپنے مماثل سمجھنا محض کبر و حسد ہے۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ کبھی لوگوں کو کوئی (نئی) بات پیش آئی ہے پھر اس کے بارہ میں لوگوں نے بھی کچھ کہا ہو اور حضرت نے بھی کچھ کہا ہو تو قرآن ہمیشہ حضرت عمرہی کے قول کے موافق نازل ہوا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور تصحیح کی اس کی (تیسیر ص ۳۵۱)

ف حال الہام و فراستہ صادقہ۔ ان کا ثبوت حدیث سے ظاہر ہے اور در حقیقت یہ۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت جیش عسرت کا (غزوہ تبوک میں) سامان فرمایا (جس میں حضرت عثمانؓ نے بڑا حصہ امداد کا لیا تھا) اس وقت ارشاد فرمایا کہ عثمان کو کچھ مضر نہیں جو کچھ کریں اس کے بعد (اس سے گناہ کے کام مراد نہیں اور نہ مضرت سے مراد گناہ ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ اگر نوافل طاعات میں کمی کر دیں تو مراتب قرب میں کمی نہ ہوگی کیونکہ یہ عمل کمال قرب کے لئے کافی ہے۔ (روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ (تیسیر ص ۳۵۲)

چونکہ کامل و منتہی کے پاس خود ایسی طاعات خفیہ دقیقہ ہوتی ہیں جو کیفاً" نہایت عالی اور موجب کمال قرب ہیں لہٰذا اگر مجاہدات ابتدائیہ میں کمی ہو جاوے تو اس کمال قرب میں خلل انداز نہیں ہوتی۔ حدیث میں یہ مسئلہ موجود ہے۔

لہٰذا حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو غزوہ طائف کے دن بلایا اور ان سے سرگوشی کی (اس میں دیر ہو گئی ہو گی) سو لوگ باہم کہنے لگے کہ آپ نے اپنے چچا زاد بھائی سے بڑی دیر تک سرگوشی فرمائی۔ آپ نے

بھی سن لیا) ارشاد فرمایا کہ ان سے میں نے سرگوشی نہیں کی لیکن اللہ تعالی نے ان سے سرگوشی کی ہے (کیونکہ اللہ ہی کے حکم سے یہ سرگوشی کی گئی ہے تو گویا اللہ تعالی ہی نے کی)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں سے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو تمہارے معاملہ (گذاران) میں (ایک گونہ) فکر ہے کہ میرے بعد کیا ہوگا اور تم کو (تمہاری خدمت گزاری کو) وہی نباہیں گے جو بڑے ہمت والے اور پکے ہیں پھر حضرت عائشہؓ نے ابی سلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا کہ خدا تعالی تمہارے باپ کو بہشت کے چشمہ سلسبیل سے سیراب کرے (کہ انہوں نے ہماری بڑی خدمت کی) اور عبدالرحمن بن عوف نے امہات المومنین کو ایک زمین دی تھی جو چالیس ہزار میں بکی (یہاں کے سکہ کے حساب سے دس ہزار روپیہ سے زیادہ ہوتا ہے) روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ (تیسیر ص ۳۵۴)

بعضے ناواقف جس بزرگ کو اہل وعیال کی فکر کرتے ہوئے دیکھتے ہیں سمجھتے ہیں کہ یہ کامل نہیں ہیں۔ تعلقات شیخ کا نباہ کرنا اور اس میں پختگی کی علامت ہے۔

حضرت سلمیٰؓ سے جو انصار میں سے ایک بی بی ہیں روایت ہے کہ میں حضرت ام سلمہؓ کے پاس آئی اور وہ رو رہی تھیں میں نے پوچھا کہ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے انہوں نے فرمایا کہ میں اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اس حالت سے دیکھا کہ آپ کے سر مبارک اور ریش مبارک پر گرد پڑی ہے اور آپ رو رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رونے کا کیا باعث ہے آپ نے فرمایا میں حسینؓ کے قتل کی جگہ گیا تھا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۳۵۴)

حضرت عبدالرحمن بن زیدؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت حذیفہؓ سے پوچھا کہ ایسا شخص بتاؤ جو طرز وانداز وطریق میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مناسبت رکھتا ہو تاکہ ہم بھی اس سے ان چیزوں کو لیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے علم میں ایسا شخص جو طرز وطریق وانداز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مناسبت رکھتا ہو ابن ام عبد یعنی عبداللہ بن مسعود سے بڑھ کر نہیں ہے جب تک کہ وہ اپنے گھر کی دیوار کی آڑ میں ہو جاتے۔ روایت کیا اس کو بخاری اور ترمذی نے (تیسیر ص ۳۵۵)

ف عادۃ تشبہ بالشیخ بعض اہل محبت کی حکائتیں ہیں کہ انہوں نے عبادات سے گزر کر عادات خوراک وپوشاک اور ہیات رفتار وگفتار میں .قصداً اپنے شیخ کا تشبہ اختیار کیا۔ حتی کہ پھر قصد کی بھی حاجت نہ رہی۔

من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نگوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری

حضرت ابو ذرؓ سے ان کے مسلمان ہونے کے قصہ میں ان کا یہ قول مروی ہے کہ میں (مکہ میں) تیس رات اور دن اس حالت سے رہا کہ بجز آب زمزم کے میری کوئی غذا نہ تھی اور اسی سے میں ایسا فربہ ہوا کہ شکم کی جلد میں بل اور شکن پڑ گئے اور کلیجہ پر ذرا بھوک کا اضمحلال نہیں پایا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے (تیسیر ص ۳۵۶)

ف متفرقات امکان مکث بلاغذاء۔ بعض اہل ریاضت سے منقول ہے کہ چالیس چالیس روز تک انہوں نے مطلق نہیں کھایا اس قدر کم کھایا کہ عادۃ "فوراً" انکار کر بیٹھتے ہیں۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عرش اور ایک روایت میں ہے کہ

رحمان کا عرش سعد بن معاذ کے مرنے سے ہل گیا(یا تو واقعہ کے عظیم ہونے سے یاشوق ونشاط سے کہ اب ان کے روح میرے پاس آوے گی روایت کیا اس کو بخاری ومسلم ترمذی نے (تیسیر ص ۳۵۷)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب سعد بن معاذؓ کا(جن کا اوپر کی حدیث میں بھی مذکور ہے) جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین کہنے لگے کہ ان کا جنازہ کس قدر ہلکا ہے۔ اس کو بری علامت سمجھتے تھے طعن کیا۔ یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی آپ نے (علی سبیل التنزل) ارشاد فرمایا کہ ملا ئکہ (بھی ان (کے جنازہ) کو اٹھائے ہوئے تھے(اس لئے ہلکا معلوم ہوتا تھا)

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر تم مجھ کو گزشتہ شب میں دیکھتے تو بہت خوش ہوتے میں تمہارا قرآن پڑھناسن رہا تھا۔ واقعہ میں تم کو داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی کا حصہ عطاہوا ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم وترمذی نے اور برقانی کی روایت میں مسلم سے اتنا اور زیادہ ہے کہ ابو موسیٰ نے عرض کیا یارسول اللہ واللہ اگر مجھ کو معلم ہوتا کہ آپ میرا قرآن سن رہے ہیں تو میں آپ کی خاطر اس کو خوب ہی بتاتا سنوارتا (تیسیر ص ۳۵۸) اس کی حقیقت یہ ہوئی کہ ایک عبادت کو دوسری عبادت کے واسطے اچھی طرح کرتا ہے اس لئے ہرگز یہ ریا نہیں ہے حدیث میں اس کے استحسان پر صاف دلالت ہے اس ناداں کو مدتوں یہ شبہ رہا کہ اکثر کسی کی فرمائش سے جو قرآن عمدہ پڑھنے کی عادت ہے شاید یہ اچھا نہ ہو۔ الحمد اللہ کہ اس حدیث کا سر دقیق جس کی ابھی تقریر کی گئی ہے قلب میں فائز ہوا۔ اور یہ شبہ بالکل دفع ہوگیا۔ پھر اس حدیث پر نظر پڑنے سے اس کی اور تائید ہوگئی اور حدیث میں زیادہ غور کرنے سے مقبولان الٰہی کی بڑی تفضیلت معلوم ہوتی ہے کہ ان کی طلب رضا مثل طلب رضائے حق تعالیٰ کے ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بہت سے (بندگان خدا) ایسے ہیں کہ بال بھی گرد آلود بدن بھی گرد آلود (کیونکہ اتنا سامان نہیں کہ بال اور بدن کی خدمت کرسکیں) دو پرانی چادر والے (کہ ایک باندھیں ایک اوڑھیں) اور کوئی ان کی ذرا بھی پرواہ نہ کرے (مرتبہ اتنا بڑا) کہ اگر خدا پر قسم کھا بیٹھیں (اس طرح کہ واللہ تعالیٰ یوں کرے گا) تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم سچی کردیگا۔ (یعنی وہ کام اسی طرح کردیں روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۳۵۹)

ف فضیلت مقبولیت اولیاء اللہ۔ بعض ناواقفوں کا زعم ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ یہ ہیئت منافی کمال نہیں ہے جیسا اہل کبر اس ہیئت کو حقیر سمجھتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپؐ سے بہت سی باتیں سنتا ہوں سو مجھ کو یاد نہیں رہتیں۔ آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلا میں نے پھیلادی (آپؐ نے اس میں کچھ پڑھ دیا میں نے اس کو اپنے سینہ سے لگالیا جیسا مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے) پھر اس کے بعد میرے سامنے بہت سی حدیثیں فرمائیں سو میں کوئی بات نہیں بھولا جو میرے سامنے بیان فرمائیں۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم وترمذی نے اور یہ الفاظ ترمذی کے ہیں (تیسیر ص ۳۵۹)

ف متفرقات تصرف فی القلب حدیث کی دلالت اس پر ظاہر ہے اور یہ چادر پر کچھ پڑھ دینا اس تصرف کا ایک طریق تھا بعض مشائخ کے یہاں بعض تصرفات نافعہ فی القلب کا معلوم ہے مثل احکام ذکر یا توجہ بخشی وغیرہ کے پس ایسے تصرفات اگر محتمل فتنہ نہ

ہوں مشروع ہیں گو بتصریح ہیں گو بتصریح اکابر کمال مقصود نہیں۔

عامر بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی معاویہ میں تشریف لائے اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور اپنے پروردگار سے بڑی دیر تک دعا کی۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے تین دعائیں مانگیں سو دو تو منظور کیں اور ایک نامنظور کی میں نے یہ دعا کی کہ میری امت کو قحط عام سے ہلاک نہ کرے سو اس کو منظور فرمایا (چنانچہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ تمام امت قحط سے مرجاتی) اور میں نے یہ دعا کی کہ میرے امت کو غرق سے ہلاک نہ کرے اس کو بھی منظور فرمایا (چنانچہ غرق سے بھی کبھی تمام امت ہلاک نہیں ہوئی) اور میں نے یہ دعا کی کہ ان میں باہم جنگ وجدل نہ ہو اس کو نامنظور فرمایا (چنانچہ جنگ وجدل ونااتفاقی ہونا ظاہر ہے) روایت کیا اس کو مسلم نے (تیسیر ص ۳۶۳)

اکثر لوگ اجابت دعا کو لازم ولایت سے سمجھتے ہیں اور اس اعتقاد پر کثرت سے مفاسد علمیہ و عملیہ مرتب ہوتے ہیں اس اعتقاد کا غلط ہونا حدیث سے ظاہر ہے۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے بغض مت کرنا کہ دین سے جدا ہو جاؤ گے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ بھلا آپؐ سے کیونکر بغض کر سکتا ہوں حالانکہ آپ کی بدولت تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ہدایت کی آپ نے فرمایا اس طرح سے کہ تم عرب سے بغض کرنے لگو تو مجھ سے بغض کیا روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۳۶۵)

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں کے پاس اویسؓ بن عامر آویں گے (جن کو اویس قرنی کہتے ہیں) اور اس حدیث میں حضرت عمرؓ کو یہ ارشاد ہوا کہ اگر تم سے ممکن ہو کہ وہ تمہارے لئے استغفار کریں تو ضرور ایسا (اہتمام) کرنا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے (تیسیر ص ۳۶۵)

کبھی پیر کو مرید سے نفع ہو جاتا ہے۔

مسیب بن حزنؓ سے روایت ہے کہ ابو طالب کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی کہ (یا رسول اللہ) آپ جس کو چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے لیکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں ہدایت دیدے روایت کیا اس کو نسائی نے (تیسیر ص ۳۶۶)

ف اصلاح متصرف مختار نبودن کاملین۔ بہت لوگ اس غلطی میں مبتلا ہیں تصرفات کو مطلقاً" کاملین کے اختیار میں سمجھتے ہیں۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ احد ایسا پہاڑ ہے کہ اس کو ہم سے محبت ہے اور ہم کو اس سے محبت ہے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم ومالک وترمذی نے (تیسیر ص ۳۷۱)

مشہور ہے کہ انبیاء معصوم ہوتے ہیں اور اولیا (محفوظ کنت سمعہ الخ کی جو تفسیر

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ آج شب کو میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور ایک روایت میں ہے کہ میرا رب میرے پاس ایک اچھی صورت میں آیا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۳۷۵)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ حق تعالیٰ قیامت کے روز بعض لوگوں سے فرماویں گے کہ میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کہ وہ عرض کرے گا کہ اے پروردگار میں تیری عیادت کیسے

کرسکتاہوں آپ تو رب العالمین ہیں۔

ارشاد ہوگا کہ تجھ کو خبر نہیں ہمارا فلانا بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے اس کی عیادت نہ کی تجھ کو خبر نہیں اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھ کو اس کے پاس پاتا۔ پھر اسی طرح حدیث میں کھانا مانگنے کا اور پانی مانگنے کا ذکر آیا ہے (یعنی ارشاد ہوگا کہ ہم نے تجھ سے کھانا مانگا پانی مانگا وہ بندہ وہی عرض کرے گا اور وہی جواب ملے گا) اور ان دونوں میں جواب یہ ہے کہ تو اس کو میرے پاس پاتا روایت کیا اس کو مسلم نے (تیسیر ص ۳۷۷)

حضرت ابو ہریرہؓ سے اس حدیث میں جس سات شخصوں کا ذکر ہے جن کو حق تعالی قیامت میں عرش کا سایہ دیں گے یہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان میں سے وہ دو شخص بھی ہیں جن میں محض اللہ کے لئے باہم محبت ہے اسی کو لئے ہوئے ملتے ہیں اور اسی کو لئے ہوئے جدا ہوجاتے ہیں۔

حضرت عاصم احول سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ چوبین حضرت انسؓ کے پاس دیکھا اور اس میں ایک دراز پڑگئی تھی۔ آپ نے اس میں چاندی کا پتر الگوا لیا تھا (ابن سیرین کہتے ہیں کہ میں نے وہ پیالہ دیکھا تھا اور اس میں لوہے کا ایک حلقہ تھا۔ حضرت انسؓ نے (اس کی زیادت احترام کیلئے) یہ چاہا کہ اس کی جگہ چاندی یا سونے کا حلقہ لگوالیں۔ (اور استعمال میں اس کو ہاتھ اور منہ سے الگ رکھتے) ابو طلحہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی بنوائی ہوئی چیز کو مت بدلو سو حضرت انس نے اسی حالت پر چھوڑ دیا۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو کچھ عرصہ عطیہ دیتے ہیں عرض کرتا کہ ایسے شخص کو دیجئے جو مجھ سے زیادہ اس کا حاجت مند ہو۔ آپ فرماتے کہ اس کو لے لو اور جو مال بھی اس قسم کا تمہارے پاس آوے اس طرح سے کہ نہ تو تم اس میں کسی کے دست نگر ہو اور نہ کسی سے سوال کیا ہو تو تم اس کو لیلو اور اپنی ملک بنالو پھر اگر چاہو تو کھاؤ اور اگر چاہو خیرات کرو اور جو نہ آوے تو اپنے نفس کو اس کے پیچھے مت ڈالو۔ حضرت سالم کہتے ہیں کہ اسی لئے حضرت عبداللہ کا معمول تھا کہ نہ تو کسی سے کچھ مانگتے تھے اور نہ آئی ہوئی چیز کو پھیرتے تھے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم ونسائی نے (تیسیر ص ۳۹۶)

حضرت ابن عمرؓ سے ابن صیاد کے قصہ میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تجھ کو کیا نظر آتا ہے کہنے لگا میرے پاس کبھی سچا خبر دینے والا آتا ہے اور کبھی جھوٹا (یہ آنے والے شیاطین تھے) آپ نے ارشاد فرمایا کہ تجھ پر امر واقعی مشتبہ کیا گیا ہے پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ میں نے ایک بات دل میں چھپالی ہے (بتلا کیا ہے اور روایات میں آیا ہے) کہ آپ نے یہ آیت دل میں سوچ لی یَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ابن صیاد نے کہا وہ دخ یعنی دخان ہے آپ نے فرمایا ذلیل وخوار رہ تو اپنے اس حیثیت سے آگے نہ بڑھے گا۔ روایت کیا اس کو بخاری ومسلم وابو داؤد نسائی نے (تیسیر ص ۴۱۳)

معلوم ہوا کہ اہل باطل کو کشف کائنات واشراف خاطر ہوسکتا ہے لوگ دھوکہ میں ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگوں نے کوئی شہر ایسا سنا ہے جس کی ایک جانب خشکی میں ہے اور ایک جانب سمندر میں لوگوں نے عرض کیا جی ہاں سنا ہے آپ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب

تک کہ اس شہر پر ستر ہزار بنی اسحاد جہاد نہ کریں گے اور یہ لوگ جب وہاں آکر اتریں گے تو نہ ہتھیار سے لڑیں گے اور نہ تیر پھینکیں گے صرف زبان سے کہیں گے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر پس (اس کے اثر سے) اس شہر کی وہ جانب گر پڑے گی جو سمندر میں ہے پھر دوبارہ کہیں گے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر سو اس کی دوسری جانب بھی گر پڑے گی روایت کیا اس کو مسلم نے (تیسیر ص ۴۱۴)

ف مسئلہ صحت اور صدور کرامات

حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب میری امت پندرہ کام کرنا شروع کریں گے تو ان پر بلائیں نازل ہونے لگیں گی اسی حدیث میں (ان پندرہ کاموں میں) یہ بھی ہے کہ گانے والی عورتیں اور بجانے کے ساز کا سامان کیا جاوے گا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۴۱۵)

ف اصلاح حرمت سماع ورقص متعارف

حضرت نعمان بن بشیر سے رویات ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یاد رکھو بدن میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ سنورتا ہے تمام بدن سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑتا ہے تمام بدن بگڑ جاتا ہے یاد رکھو کہ وہ قلب ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و ترمذی وابوداؤد ونسائی نے (تیسیر ص ۴۱۸)

اہل تصوف کے طریق کا بڑا مدار اصلاح قلب ہے۔

حضرت ابو مسعود بدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کے داموں سے (تنزیہا) اور زانیہ کی خرچی سے اور کاہن کے نذرانہ سے (تحریما) منع فرمایا ہے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و ترمذی ونسائی وابوداؤد نے (تیسیر ص ۴۳۰)

بازاری عورتوں سے بے تکلف نذرانے لیتے ہیں۔ غیر مشروع تعویذ گنڈوں پر بھی روپے وصول کرتے ہیں۔

حضرت معاذ بن انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا جو شخص (زینت کے) لباس کو تواضع کی راہ سے چھوڑ دے گا باوجودیکہ اس پر قادر ہو اللہ تعالی اس کو قیامت کے روز بر سر مجمع بلائیں گے یہاں تک کہ اس کو اختیار دیں گے کہ ان ایمان کے جوڑوں میں سے جو چاہے پہن لے ایمان کے جوڑوں کے معنی یہ ہیں کہ ایمان کے انعام میں جو جوڑے عطا ہوں گے جو یہ تفاوت کمال و نقصان ایمان متفاوت ہوں گے مگر اس شخص کو گو اپنے درجہ ایمان کے اعتبار سے اس کا مستحق نہ ہو مگر اس تواضع کی بدولت اس کو ہر جوڑا کے لینے کا اختیا ہوگا واللہ اعلم) روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۴۳۸)

حضرت ابو رمثہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو سبز کپڑے دیکھے ہیں (یعنی لنگی اور چادر) روایت کیا اس کو ترمذی وابو داؤد ونسائی نے (تیسیر ص ۴۳۶)

حضرت ابو ودہؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے ہم کو ایک کمل بہت دبیز اور ایک لنگی موٹے کپڑے کی نکال کر دکھائی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی دو کپڑوں میں وفات پائی ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و ترمذی وابوداؤد ونسائی نے (تیسیر ص ۴۳۷)

ف عادۃ بعض لبس صوف۔ بعضے درویش اکثر احوال میں کمل وغیرہ اوڑھتے رہتے ہیں اور احقر کے نزدیک عجب نہیں کہ ان کا لقب صوفی اسی سے ہوا ہو گو اس میں دوسرے اقوال بھی ہیں اگر یہ براہ تصنع وریانہ ہو تو یہ حدیث اس کی اصل ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس روز حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے رب سے کلام کیا ان کے جسم پر پورا لباس صوف کا تھا پائجامہ بھی اسی کا اور کرتہ بھی اسی کا اور چادر بھی اسی کا اور ٹوپی بھی اسی کی روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۴۳۷)

سہل بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لائے اور اسی حدیث میں ہے کہ حضرت فاطمہؓ نے کہا کہ تم فلانے یہودی کے پاس جاؤ اور اس سے دینار کا آٹا خرید لو حضرت علیؓ اس کے پاس آئے اور آٹا لیا یہودی نے کہا آپ ان بزرگ کے داماد ہیں جو دعوی رسالت کا کرتے ہیں انہوں نے فرمایا ہاں یہودی نے کہا اپنا دینار لے جائیے اور آٹا آپ کی نذر ہے روایت کیا اس کو ابو داؤد نے (تیسیر ص ۴۳۸)

ف عادۃ قبول ہدیہ یار عاتے از کاف۔ بعض بزرگوں پر تشددین کا یہ بھی شبہ کہ اگر کوئی شخص کسی کی بزرگی یا کسی بزرگ کی طرف منتسب ہونے کے سبب سے کچھ خدمت یا رعایت بطیب خاطر کرے تو یہ دین فروشی نہیں ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک کبوتر کے پیچھے لہو والعب کے طور پر جارہا ہے آپؐ نے فرمایا کہ ایک شیطان ہے کہ ایک شیطان کے پیچھے جارہا ہے روایت کیا اس کو ابو داؤد نے (تیسیر ص ۴۴۱)

کبوتر کو شیطان فرمانا چونکہ اسی وجہ سے ہے کہ وہ سبب ہو گیا معصیت وغفلت کا

ابو الطفیل سے روایت ہے کہ ایک شخص حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو خفیہ باتیں کیا بتلایا کرتے تھے۔ حضرت علی بہت غضب ناک ہوئے اور فرمایا مجھ کو کوئی بات خفیہ ایسی نہیں بتلائی جس کو اور لوگوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں مگر بیشک مجھ سے چار باتیں ارشاد فرمائی تھیں (اور وہ باتیں دوسروں سے بھی پوشیدہ نہیں جیسا ان باتوں کی تعیین سے ابھی معلوم ہوا جاتا ہے پاس اچھی طرح اختصاص کی بھی ہو گئی اس نے کہا کہ وہ باتیں کیا ہیں فرمایا ایک تو یہ ہے کہ اللہ تعالی اس شخص پر لعنت کرے جو غیر اللہ کے واسطے ذبح کرے آگے پوری حدیث سے روایت کیا اس کو مسلم اور نسائی نے اور رزین نے حضرت ابن عباسؓ سے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ وہ شخص ملعون ہے جو کسی اندھے کو رستہ سے بچلاوے (تیسیر ص ۴۴۲)

حضرت علیؓ کو خفیہ تعلیم فرمایا گیا تھا پھر ان سے آج تک اسی طرح چلا آتا ہے اس دعوی میں جو سرگوشی حضرت علیؓ سے منقول وہ کسی امر انتظامی کے متعلق تھی نہ کہ علم تصوف کے کہ اس کی کوئی دلیل نہیں اور جو چیز سینہ بسینہ چلی آتی ہے وہ نسبت باطنی ہے۔ جاہل درویشوں میں اور ان کے معتقدین میں غیر اللہ کے نذر کا مختلف طریقوں سے بہت رواج ہے ذابح لغیر اللہ کا ملعون ہونا ایسے نذور کی حرمت کو بتلا رہا ہے پس اس کے مذموم بلکہ شرک ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی ارشاد فرماتے ہیں اے ابن آدم تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا میں تیرے سینہ کو غنا سے بھردوں گا اور تیری محتاجی کو بند کردوں گا اور اگر تو ایسا نہ کرے گا تو تیرے دونوں ہاتھوں کو مشاغل وتعلقات سے بھردوں گا اور تیری محتاجی کو بند نہ کروں گا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنے قلب سے حق تعالی کی طرف متوجہ ہو جاوے مگر

حق تعالیٰ اہل ایمان کے قلوب کو اس کی طرف محبت اور مہربانی کے ساتھ متوجہ اور مطیع کردیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کی خبر اس کی طرف جلدی پہنچاتے ہیں روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۴۴۴)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا ایسے قرآن پڑھنے میں کوئی (معدبہ) نفع نہیں جس میں فکر نہ ہو اور نہ ایسی عبادت میں جس میں معرفت نہ ہو روایت کیا اس کو زرین نے (تیسیر ص ۴۴۴)

صوفیہ کے طریق کا مدار اعظم یہی فکر و معرفت ہے)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف لے گئے اور اپنے دست مبارک سے قبلہ کی جانب اشارہ کرکے فرمایا مجھ کو اسی وقت جب کہ تم کو نماز پڑھانا شروع کیا ہے جنت اور دوزخ دکھلائی گئی کہ اس دیوار کی جانب میں ان دونوں کی صورت مثالیہ آگئی تھی۔ سو مجھ کو آج کی برابر کبھی خیر اور شر نظر نہیں پڑا (کیونکہ جنت خیر الاشیاء اور نار شر الاشیاء ہے) روایت کیا اس کو بخاری نے (تیسیر ص ۴۴۴) اثبات عالم مثال

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عمرؓ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ارشاد فرماتے تھے کہ مجھ کو اتنا مت بڑھاؤ جیسا نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم کو بڑھا دیا (کہ ان کو الٰہ اور ابن اللہ کہنے لگے) میں تو بندہ ہوں سو تم لوگ (مجھ کو) اللہ کا بندہ اور اللہ کا (عظیم الشان) رسول کہا کرو (کہ میرے سب فضائل اس عنوان میں داخل ہوگئے۔ اسی واسطے تفصیل فضائل کے وقت بھی ان ہی فضائل پر اقتصار کرنا واجب ہے اس سے آگے کہ مرتبہ الوہیت ہے تجاوز درست نہیں روایت کیا اس کو رزین نے (تیسیر ص ۴۴۶)

حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اپنے بھائی مسلمان کی ضروری مدح کرنا ہو تو اس طرح کہنا چاہیے کہ فلاں شخص میرے گمان میں ایسا آگے خدا کافی جاننے والا ہے اور خدا کے نزدیک کسی کے پاک ہونے کا دعوے نہ کرے اور یہ جو کہے گا کہ فلاں شخص میرے گمان میں ایسا ایسا ہے وہ بھی اس شرط سے کہ اس کے علم میں بھی وہ شخص ایسا ہو روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و ابو داؤد نے (تیسیر ص ۴۴۶)

حضرت اسید بن حضیر سے روایت ہے کہ ایک شخص انصار میں سے خوش مزاج تھے وہ ایک بار لوگوں سے باتیں کررہے تھے اور ان کو ہنسا رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کوکھ میں ایک لکڑی جو آپ کے ہاتھ میں تھی (ہلکے سے) چھو دی وہ شخص کہنے لگا یا رسول اللہ مجھ کو بدلہ دیجئے آپؐ نے فرمایا کہ بدلہ۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ کے بدن پر تو کرتہ ہے اور میرے بدن پر کرتہ نہ تھا آپ نے اپنا قمیض مبارک بدن سے اٹھا دیا وہ شخص آپ سے لپٹ گئے اور آپ کی کھ سے بوسہ دینے لگے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ بس میرا تو یہ مطلب تھا روایت کیا اس کو ابو داؤد نے (تیسیر ص ۴۴۶)

بعضے نافہم ولایت و کمال کے لئے یہ بھی ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ بالکل مردہ دل ہوجاوے اور اس میں کوئی عادت بشریہ نہ رہے حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خوش طبعی اگر اعتدال کے ساتھ ہو قولاً یا فعلاً اس طرح سے کہ نہ دوسرے کی تحقیر ہو نہ اس کو انذاء تو یہ منافی کمال اور بزرگی کے نہیں ہے۔

اسماء بنت یزید سے روایت ہے کہ ایک عورت نے (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کی خدمت میں عرض کیا کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ نیک کام کونسا ہے جس میں ہم کو (اس آیت کی رو سے لا یعصینک فی معروف) آپ کے حکم کے خلاف کرنا جائز نہیں۔ آپؐ نے فرمایا (وہ نیک کام یہ ہے) کہ تم نوحہ نہ کرو (یعنی وہ نیک کام ترک نوحہ ہے اس کے خلاف کرنا یعنی نوحہ کرنا جائز نہیں) اس عورت نے عرض کیا یارسول اللہ فلاں خاندان نے میرے چچا کے مرنے میں (نوحہ کرنے میں) میری مدد کی تھی۔ (یعنی میرے ساتھ مل کر روئے تھے) تو اس کا بدلہ اتارنا ضروری ہے (یعنی ایک نوحہ کی اجازت دے دیجئے پھر اور جگہ نہ کروں گی) آپؐ نے انکار فرمایا۔ اس نے آپ سے مکرر سکرر عرض کیا اس بی بی کا قول ہے کہ آپ نے ان کا بدلہ اتارنے کے لئے مجھ کو اجازت دیدی مگر بعد میں اس وقت تک نہ ان کا بدلہ اتارنے گئیں روئی اور نہ کسی جگہ روئی۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۴۵۰)

ٹوٹ جاوے ایک بار نوحہ کرنے کی اجازت دے دی بزرگوں کو بھی دیکھا جاتا ہے کہ بعض اوقات بظاہر کسی ناجائز نوکری کی یا اور کسی ایسے ہی امر کی اجازت دے دیتے ہیں مگر درحقیقت اس کی اجازت مقصود نہیں ہوتی۔

۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک شامیانہ عبدالرحمن کی قبر پر لگا دیکھا آپ نے (خادم سے) فرمایا اے لڑکے اس کو الگ کر ان پر تو ان کا عمل سایہ کر رہا ہے روایت کیا اس کو بخاری نے (تیسیر ص ۴۵۰)

بھی ہو تو اور بھی ظلمات ۔عضها فوق بعض ہے۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے پختہ بنانے والے سے اور اس پر عمارت بنانے سے اور اس پر بیٹھنے سے اور اس پر لکھنے سے اور اس پر چلنے سے منع فرمایا ہے روایت کیا اس کو مسلم و ابوداوٗد و ترمذی و نسائی نے (تیسیر ص ۴۵۲) ہیں اور ان پر عمارت بھی بناتے ہیں اور ان پر نوشتے لکھتے ہیں اور اہل تشدد دوسری بلا میں مبتلا ہیں کہ حد سے زیادہ قبور کی تذلیل کرتے ہیں۔

حضرت ابو بریدہ سے روایت ہے کہ انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر دو شاخیں کھجور کی رکھ دی جاویں روایت کیا اس کو بخاری نے ترجمۃ الباب میں (تیسیر ص ۴۵۲)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ اِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ اِذَا انْصَرَفُوْا اخرجہ الخمسہ الا الترمذی

دو صد و چہل و چہارم عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْحَصَاۃَ لَتُنَاشِدُ اللّٰہَ الَّذِیْ یُخْرِجُھَا مِنَ الْمَسْجِدِ لِیَدَعَھَا اخرجہ ابو داؤد

ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (جو کنکریں مسجد میں بچھی ہوئی ہوتی ہیں جیسے مسجد الحرام میں اب بھی ہیں ان کنکریوں میں سے جب کوئی شخص کسی کنکری کو مسجد سے باہر لے جانا چاہتا ہے تو وہ کنکری خدا کا واسطہ دیتی اس شخص کو جو اس کو مسجد سے باہر لے جاتا ہے کہ اس کو وہاں ہی رہنے دے (تیسیر ص ۴۵۵)

سماع موتی یہ مسئلہ اختلافی ہے بعض نے اس حدیث سے اثبات کیا ہے

ف **مسئلہ شعور جمادات** اہل کشف کو جمادات کا شعور نطق مکشوف ہوا ہے حدیث سے تائید اس کی ظاہر ہے کہ اس کنکری میں اتنا شعور ہے جس سے اس کو باہر لے جانے کا ادراک ہوتا ہے

اور اتنا نطق بھی ہے جس سے وہ خدا کا واسطہ دیتی ہے اور صرف عن الظاہر کی کوئی دلیل نہیں۔

حدیث اول طلق بن علی سے روایت ہے کہ ہم اپنی قوم کے فرستادہ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کو اطلاع دی کہ ہماری سرزمین میں ہمارا ایک عبادت خانہ مذہب عیسائی کا ہے (ہم اس کو مسجد بنانا چاہتے ہیں) اور اس مقام پر برکت کیلئے چھڑکنے کو ہم نے آپ سے آپ کے وضوء کا پانی مانگا۔ آپ نے پانی منگایا پھر وضو کیا اور مضمضہ کیا پھر وہ پانی ایک چھوٹے سے مشکیزہ میں بھردیا اور فرمایا جب تم اپنی سرزمین میں پہنچو تو اس معبد نصاریٰ کو توڑ ڈالنا اور اس جگہ یہ پانی چھڑک دینا اور اس کو مسجد بنالینا ہم نے عرض کیا کہ جگہ دور ہے اور گرمی سخت ہے اور پانی خشک ہو جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اس میں اور پانی ملا کر بڑھالینا کہ اس میں بھی برکت ہی بڑھ جاوے گی۔ روایت کیا اس کو نسائی نے۔ (تیسیر ص ۴۵۶)

حدیث دوم حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حلاق آپ کے بال سر کے اتار رہا تھا اور آپ کے اصحاب نے آپ کو گھیر رکھا تھا۔ پس وہ آپ کے ایک بال کا بھی کسی شخص کے ہاتھ سے باہر گرنا نہ چاہتے تھے۔ (یعنی کسی نہ کسی کے ہاتھ ہی میں آتا تھا (تیسیر ص ۴۵۷)

حدیث سوم حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیمؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (جب ان کے گھر تشریف لے جاتے) ایک چمڑہ کا بستر بچھا دیا کرتیں اور آپ (گاہ گاہ) ان کے گھر قیلولہ فرمایا کرتے (یہ آپ کے قریب کی کچھ رشتہ دار ہیں) جب آپ سو کر اٹھتے تو (اس بستر پر سے) آپ کا پسینہ اور بال (جو سر وغیرہ کا ٹوٹ جاتا) جمع کرلیتیں اور ایک شیشہ میں محفوظ رکھتیں پھر اس کو مرکب خوشبو میں ملاتیں جب حضرت انسؓ کی (کہ ام سلیم کے صاحبزادے ہیں) وفات قریب پہنچی تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ ان کے حنوط میں (جو کہ میت کے بدن اور کفن کو لگاتے ہیں) اس مرکب خوشبو میں سے ملایا جاوے (جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک تھا) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و نسائی نے (تیسیر ص ۴۵۸)

ف رسم تحصیل تبرکات بزرگان دین کی تلبس کی چیزوں کی رغبت اور اہتمام اور ان سے برکت حاصل کرنا حیوۃ اور موت میں بمقتضائی احادیث ثلثہ مشروع اور ثابت ہے۔

حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ میں نے نجاشی رحمتہ اللہ شاہ حبشہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے وہی رسول ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی تھی اور اگر میرے ساتھ یہ بکھیڑا سلطنت کا اور لوگوں کے کاموں کی ذمہ داری کا نہ ہوتا تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کی نعلین اٹھاتا۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے (تیسیر ص ۴۵۹)

ف رسم خدمت کفش برداری۔ اکثر بزرگوں کی جوتیاں اٹھانا سعادت سمجھا جاتا ہے حدیث سے اس کا مرغوب فیہ ہونا ظاہر ہے لیکن اگر وہ مخدوم خود جزم کے ساتھ منع فرماویں تو امتثال امر اس خدمت پر مقدم ہے اور خواہ مخواہ کا اصرار ان کو ایذا پہنچانا ہے جو بہت ہی مذموم عمل ہے۔

حضرت ابن عباسؓ سے اس حدیث کے ضمن میں جس میں ہرقل شاہ روم کی گفتگو ابو سفیان کے ساتھ منقول ہے (اور صحابہ کی جانب سے ہرقل کے ان اقوال پر انکار نہیں کیا گیا جن سے ان اقوال کا صحیح ہونا ثابت ہوتا ہے) یہ مضمون بھی مروی ہے

ہرقل ابو سفیان سے کہتا ہے کہ میں نے تم سے یہ سوال کیا کہ آیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے بعد اس کے قبول کرنے کے لئے مسلمان ان کے دین سے ناخوش ہو کر مرتد ہوتا ہے تم نے جواب دیا کہ نہیں اور ایمان کی یہی کیفیت ہوتی ہے جب اس کی تازگی قلوب میں رچ جاتی ہے۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے (تیسیر ص ۴۶۰)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کی ابتداء اچھے خوابوں سے ہوئی اور جو خواب دیکھتے تھے مثل نور صبح کے اس کا ظہور ہو جاتا تھا اور خلوت آپ کو پسند ہو گئی پس غار حرا میں آپ خلوت نشین ہوتے اور کئی کئی شب محض اس میں عبادت کیا کرتے اور گھر واپس تشریف نہ لاتے اور اس کے لئے کھانے پینے کا سامان ساتھ لیجاتے پھر حضرت خدیجہ کے پاس آکر اتنی ہی مدت کے لئے اور سامان لے جاتے یہاں تک کہ وحی آگئی اور آپ غار حرا ہی میں تھے۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ کے چہرے کے قریب ایک ایسی غیر مفہوم آواز سنائی دیتی جیسے شہد کی لکھی کی آواز ہوتی ہے روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۴۶۱)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک روز کچھ کھجوریں لایا اور عرض کیا یا رسول ان میں برکت کی دعا کر دیجئے آپ نے ان کو ایک جگہ جمع کر کے ان میں برکت کی دعا کر دی پھر فرمایا ان کو لو اور اپنے اس توشہ دان میں رکھ کر اور جب اس میں سے کچھ لینا ہو تو اس کے اندر ہاتھ ڈال کر لے لو اور اس کو جھاڑو نہیں (یعنی خالی مت کرو) چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا سو میں نے اس میں سے اتنے اتنے وسق (ایک پیمانہ ہوتا ہے ساٹھ صاع کا) اللہ کی راہ میں دیئے اور ہمیشہ اس میں سے کھاتے اور کھلاتے رہے اور وہ میری کمر سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کا دن ہوا تو وہ ٹوٹ کر گر پڑا اور مجھ کو بڑا رنج ہوا روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۴۶۵)

ف مسئلہ حقیقت دست غیب علاوہ کسب متعارف کے آمدنی تین قسم کی ہوتی ہے ایک بطور خرق عادت کے جیسا حدیث میں ہے دوسرے یہ کہ کوئی عمل پڑھا اور اس سے بدوں اس کے کہ ظاہر میں کوئی دینے والا ہو جیب میں یا تکیہ کے نیچے سے مثلاً روزانہ کچھ مل جایا کرے تیسرے یہ کہ بندگان خدا اس کی کچھ خدمت کریں تیسری قسم کو فتوحات کہتے ہیں اور دوسری کو عوام الناس دست غیب کہتے ہیں اور یہ تحقیق کو پہنچ گیا ہے کہ ایسی رقم جن لاتے ہیں خواہ دوسروں کے مال سے کہ چوری اور غصب ہے اور یا اپنے مال سے سو وہ بھی اضطرار اور جبر ہے اور دونوں حرام۔ پہلی قسم البتہ دست غیب حلال ہے جو واقع میں نبی کا معجزہ اور ولی کی کرامت ہے۔

مسعود بن مخرمہؓ سے اس واقعہ کے متعلق کہ جب حضرت علیؓ نے دختر ابو جہل کے نکاح کا پیغام دیا تھا روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے سنا کہ بنی ہشام بن مغیرہ مجھ سے اس کی اجازت لینا چاہتے تھے کہ اپنی دختر کا علی بن ابی طالب سے نکاح کر دیں سو میں کبھی اجازت نہ دوں گا پھر دوبارہ سہ بارہ کہتا ہوں کہ اجازت نہ دوں گا ہاں اگر ابن ابی طالب کو یہ منظور ہو کہ میری دختر کو طلاق دیدیں اور ان کی دختر سے نکاح کر لیں تو ایسا کریں فاطمہ میرا لخت جگر ہے جس بات سے اس کو بے چینی ہوگی مجھ کو بھی ہوگی اور جس بات سے اس کو اذیت ہوگی مجھ کو بھی ہوگی۔

بعض روایات میں آپ کا صریح ارشاد بھی اس کے متعلق

آیا ہے مگر باوجود اس کے مصالح مذکورہ حدیث آپ کو یہ نکاح ناگوار ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اگر خصوصیت کی جگہ اسی قسم کے مصالح سے کسی امر مباح سے اظہار ناخوشی کے ساتھ اپنے مخصوصین کو روکا جاوے تو یہ تحریک حلال نہیں بزرگوں سے بھی ایسے واقعات کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

ثابت ضحاک سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نے نذر کی تھی کہ فلاں جگہ میں ذبح کرونگا۔ وہ ایسی جگہ تھی جہاں اہل جاہلیت ذبح کیا کرتے تھے آپ نے فرمایا کہ اس جگہ میں کوئی بت وغیرہ تھا جاہلیت کے بتوں میں جس کی عبادت ہوا کرتی ہو۔ اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا اس میں کوئی میلہ وغیرہ ہوتا تھا ان لوگوں کے میلوں میں سے اس شخص نے عرض کیا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرلو۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد نے۔ اس سے بزرگوں کے نام کے جانوروں کا حکم معلوم کرنا چاہیے۔

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چالیس روز تک اللہ کے لئے خلوص (کے ساتھ عبادت) اختیار کرے علم کے چشمے اس قلب سے (جوش زن ہوکر) اس کی زبان سے ظاہر ہوتے ہیں روایت کیا اس کو رزیں نے۔ مسئلہ۔ اثبات علم اسرار بزرگوں کے کلام میں منصوص ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض خاص بندوں کو بعض علوم وہ عطاء ہوتے ہیں جو نہ منقول ہیں نہ مکتسب ہیں کبھی اس کو علم وہبی سے تعبیر کرتے ہیں کبھی علم اسرار کہتے ہیں اور خود ان سے قسم کے وقائق وحقائق منقول بھی ہیں جو ان سے پہلے کسی کی زبان سے نہیں نکلے۔ یہ حدیث ایسے علوم کی تحقیق اور اعتبار کی اصل ہے۔

اسود سے روایت ہے کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے حلقہ میں حاضر تھے اتنے میں حضرت حذیفہؓ آئے یہاں تک کہ ہمارے پاس آکر کھڑے ہوئے اور سلام کیا پھر فرمایا کہ ایسے لوگوں پر نفاق نازل ہوچکا ہے جو تم سے بھی اچھے تھے۔ ہم نے (تعجب سے) کہا کہ سبحان اللہ حق تعالیٰ تو یوں فرماتے ہیں کہ منافقین دوزخ کے سب سے نیچے کے طبقے میں ہیں (پھر وہ مسلمانوں سے اچھے کیسے ہوسکتے ہیں) اس پر حضرت عبداللہ نے تبسم فرمایا اور حضرت حذیفہ مسجد کی ایک جانب میں بیٹھ گئے۔ جب حضرت عبداللہ اٹھے اور ان کے اصحاب منتشر ہوگئے۔

تکلم بکلام موہم بعض بزرگوں سے بعض ایسے کلام منقول ہیں جو ظاہراً شرع سے متجاوز معلوم ہوتے ہیں جن کا منشایا قصداً خفاء ہے نااہل سے یا غلبہ عذر ہے کما قیل فی الاول

با مدعی مگوئید اسرار عشق و مستی
بذار تا بمیرد در رنج خود پرستی

وقیل فی الثانی

گفتگوی عاشقاں درکار رب
جوشش عشق است نے ترک ادب

حدیث سے اس عادت کی جب کہ منشاء اس کا صحیح ہو اصل معلوم ہوتی ہے کہ ان اصحابی کا مقولہ بظاہر ایسا ہی تھا مگر واقع میں صحیح تھا اور غالباً داعی اس مقام پر امتحان ہوگا اور غالباً مقصود یہ تھا کہ قلوب حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہیں تو خود بینی اور بدبینی سے بچنا چاہیے۔

ابو ملیکہ سے روایت ہے کہ میں نے تیس صحابیوں کو دیکھا جو بدر میں شریک ہوئے تھے (جن کی بڑی فضیلت آئی ہے) سب کے سب اپنے متعلق منافق ہونے کا اندیشہ رکھتے تھے اور اپنے دین کے متغیر ہونے سے بے اندیشہ نہ تھے۔ حدیث

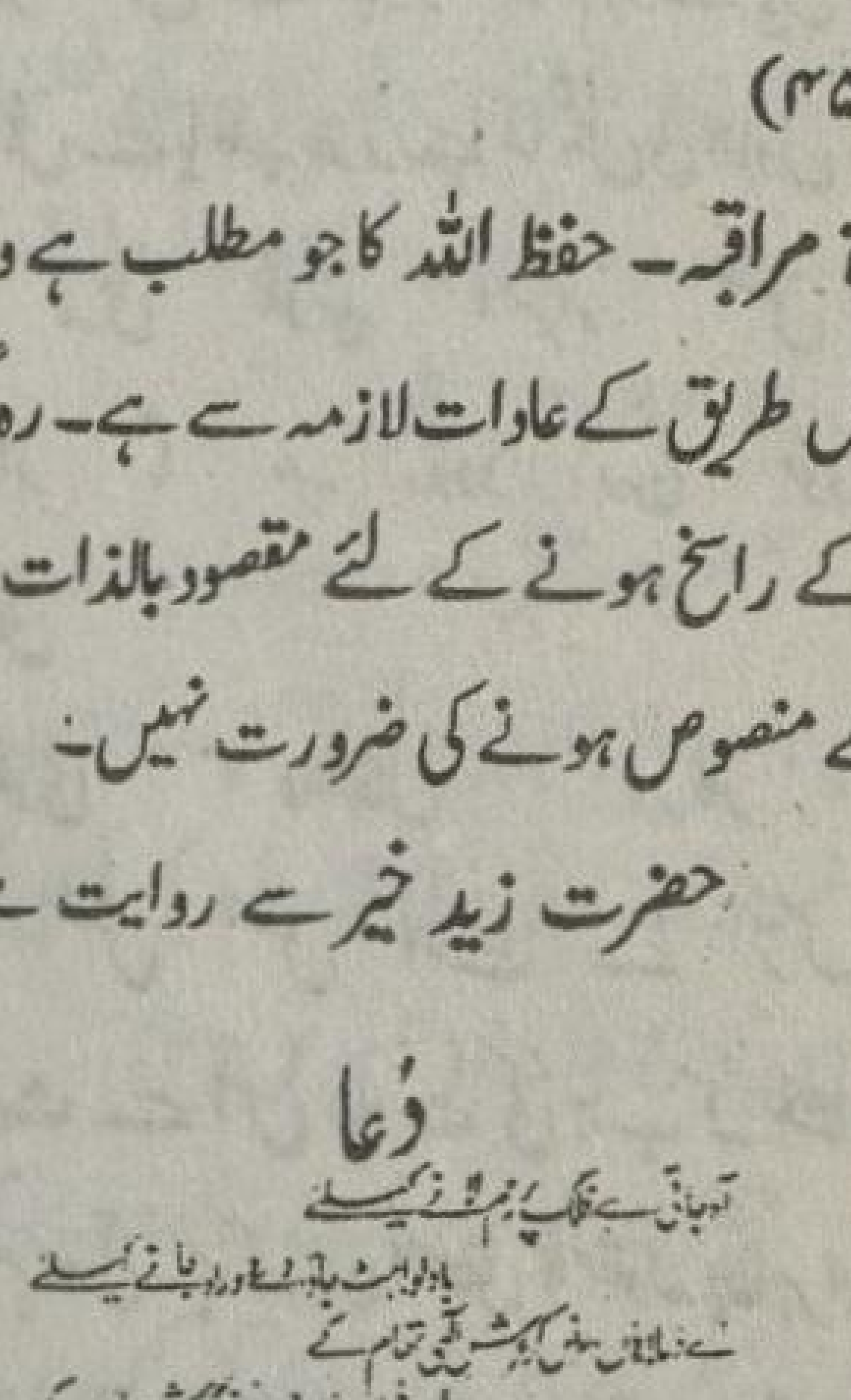
سے صحابہ کا بھی یہی مذاق ثابت ہوتا ہے اور اگر یخاف باعتبار مال کے ہے تب تو نفاق اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور اگر باعتبار حال کے ہے تو نفاق سے مراد بعض آثار نفاق ہیں جو من وجہ نفاق کا ایک درجہ ہے۔

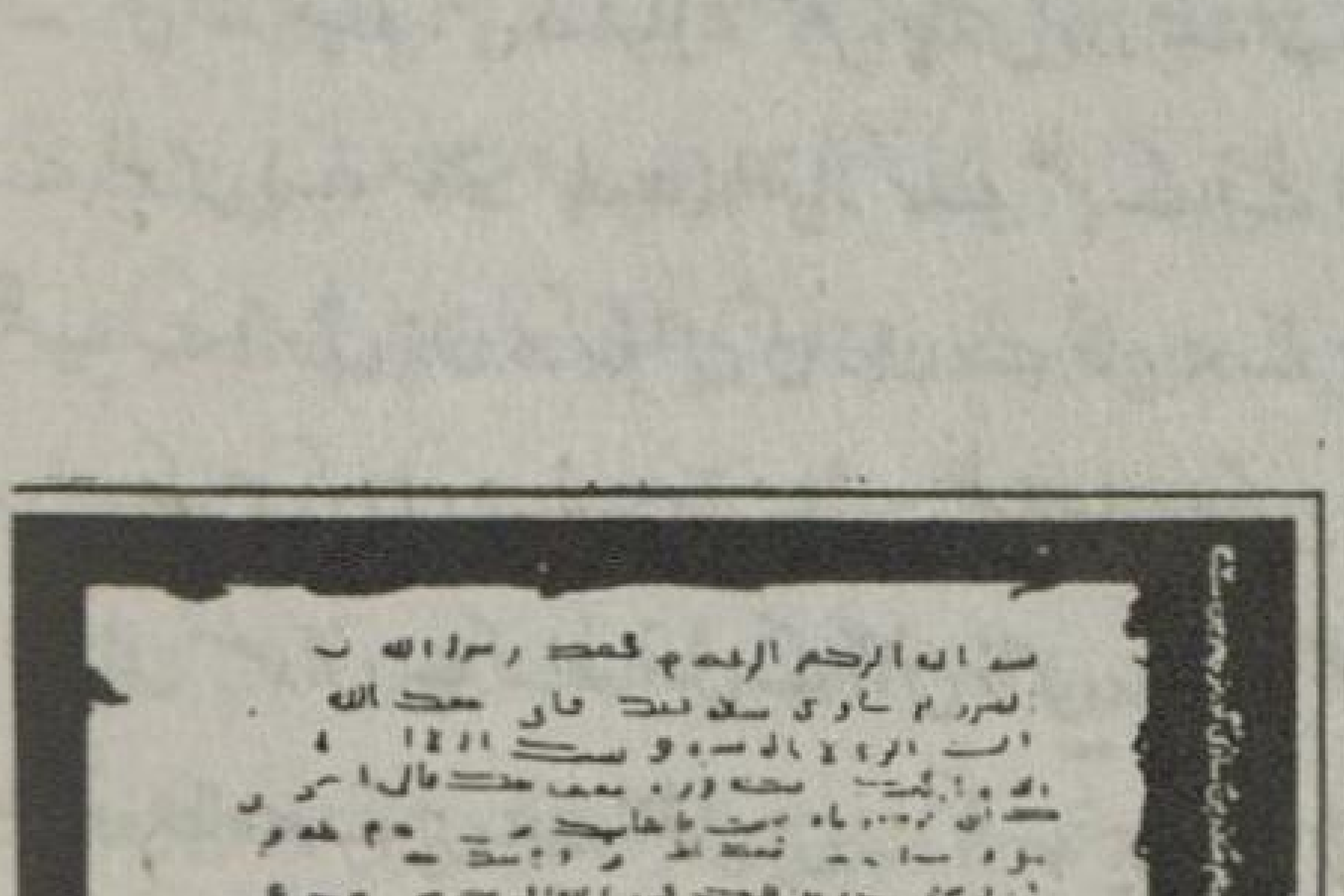
حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مرکب پر سوار تھا آپ نے فرمایا۔ اے لڑکے اللہ تعالیٰ کا خیال رکھا کرو اس کو اپنے سامنے پاؤ گے اور اسی حدیث میں ہے کہ اگر تم سے ہو سکے تو اللہ تعالیٰ کے لئے رضا کے ساتھ جو یقین سے مقرون ہو عمل کرو تو ایسا ضرور کرو اور اگر یہ نہ کر سکو تو پھر ناگوار امور پر صبر کرنے میں بھی خیر کثیر ہے روایت کیا اس کو روزین نے ان الفاظ سے (تیسیر ص ۴۵۸)

ف عادۃ مراقبہ۔ حفظ اللہ کا جو مطلب ہے وہی حاصل ہے مراقبہ کا جو اہل طریق کے عادات لازمہ سے ہے۔ رہ گئی خاص ہیئت محفل اس کے راسخ ہونے کے لئے مقصود بالذات نہیں اس لئے اس ہیئت کے منصوص ہونے کی ضرورت نہیں۔

حضرت زید خیر سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھ کو بتلایئے کہ مقبول الٰہی اور غیر مقبول الٰہی کی کیا علامت ہے آپ نے فرمایا کہ یہ بتلاؤ کہ تم نے صبح کس حالت میں کی ہے میں نے عرض کیا کہ خیر اور اہل خیر سے محبت رکھتا ہوں اور اگر اس پر قدرت پاتا ہوں تو اس کے کرنے کو دوڑتا ہوں اور اگر وہ خیر میرے ہاتھ سے رہ جاتی ہے تو میں اس پر مغموم ہوتا ہوں اور اس کا مشتاق رہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ بس یہی علامت ہے مقبول کی اور اگر اس کے خلاف کے لئے تمہاری نسبت ارادہ ہوتا تو تم کو اسی کے لئے تیار کر دیتے (یعنی ویسا سامان ہوجاتا) روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۴۸۵)

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ (حضور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) میں) عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ .حضما کوئلہ ہوجانا زیادہ محبوب معلوم ہوتا ہے اس سے کہ اس کو زبان پر لاوے آپ نے (خوش ہوکر) فرمایا۔ اللہ اکبر اللہ کا شکر ہے جس نے شیطان کے فریب اور کوشش کو وسوسہ ہی تک رکھا (آگے نہیں بڑھنے دیا) روایت کیا اس کو ابوداؤد نے (تیسیر ص ۴۸۸)





شریعت و تصوف

حضرت مسیح الامت رحمہ اللہ

حقیقت تصوف شریعت کا وہ جز جو اعمال باطنی سے متعلق ہے تصوف وسلوک اور وہ جز جو اعمال ظاہری سے متعلق ہے فقہ کہلاتا ہے اس کا موضوع تہذیب اخلاق اور غرض رضائے الٰہی ہے اور اس کے حصول کا ذریعہ شریعت کے حکموں پر پورے طور سے چلنا ہے۔ گویا کہ تصوف دین کی روح و معنی یا کیف و کمال کا نام ہے۔ تصوف کے اصول صحیحہ قران اور حدیث میں سب موجود ہیں خشکت علماء تو یہ کہتے ہیں کہ تصوف کوئی چیز نہیں۔ اور خالی صوفی یہ کہتے ہیں کہ قرآن وحدیث میں تو ظاہری احکام ہیں۔ تصوف علم باطن ہے ان کے نزدیک نعوذ باللہ قرآن وحدیث ہی کی ضرورت نہیں غرض دونوں فرقے قرآن وحدیث کو تصوف سے خالی سمجھتے ہیں۔ سلامتی قلب کے بغیر مال واولاد سب کو غیر نافع فرمایا ہے ایمان وعقائد جن پر سارے اعمال کی مقبولیت منحصر ہے۔ قلب ہی کا فعل ہے مقصود دل کی اصلاح ہے۔ سبحان اللہ نبوی درس گاہ میں ایک اقامتی شعبہ ایسا بھی موجود تھا جس میں محبان خدا وعاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم تزکیہ نفس واصلاح باطن کی عملی تعلیم وتربیت کے لئے ہر وقت موجود رہتے تھے اور وہ اصحاب صفہ کہلاتے تھے۔ جو فقہ کا کام کرنے میں منہمک ہو گئے وہ فقیہ بن گئے اور جنہوں نے تزکیہ نفس واصلاح باطن کا شعبہ سنبھالا وہ مشائخ وصوفیاء مشہور ہوئے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ سے فقہ کی تعریف مَعْرِفَةُ النَّفْسِ مَالَهَا وَمَا عَلَيْهَا منقول ہے یعنی نفس کے نفع اور نقصان کی چیزوں کو پہچاننا قلب میں جو جلا اور صفا پیدا ہوتا ہے اس سے قلب پر بعض حقائق کونیہ متعلقہ اعیان واعراض منکشف ہوتے ہیں ان مکشوفات کو حقیقت کہتے ہیں۔ بس اصل مقصود حق تعالیٰ کی رضا ہے۔ حضرت عوف ابن مالک اشجعیؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ نو آدمی تھے یا آٹھ یا سات ارشاد فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کیا کہ کس امر پر آپ کی بیعت کریں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپؐ نے فرمایا ان امور پر کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کرو اور پانچوں نمازیں پڑھو، اور احکام سنو اور مانو اس کو مسلم ابو داؤد ونسائی جس طرح فقہ میں چار سلسلہ ہیں فن تصوف میں بھی سلسلہ ہیں۔ جو شخص شیخ کی خدمت میں نہ پہنچ سکے وہ وہیں سے بذریعہ خط وکتابت یا بواسطہ شخص معتبر بیعت ہو سکتا ہے اور اس کو بیعت عثمانی کہا جاتا ہے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بموقع بیعت رضوان بعدم موجودگی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے بائیں ہاتھ پر داہنے دست مبارک کو رکھ کر فرمایا کہ میں نے عثمان کو بیعت کر لیا۔

گر ہوائے ایں سفر داری دلا
دامن رہبر بگیر وپس بیا
بے رفیقے ہر کہ شد در راہ عشق
عمر بگذشت وشد آگاہ عشق

چنانچہ حضرت حکیم الامت فرماتے ہیں۔ بھلا نری کتابوں سے بھی کوئی کامل مکمل ہوا ہے موٹی بات ہے کہ بڑھئی کے پاس بیٹھے بغیر کوئی بڑھئی نہیں بن سکتا۔

مراقبہ موت

نزع کی حالت اور قبر میں سوال وجواب میدان حشر حساب وکتاب، حق تعالیٰ کے سامنے پیشی اور جواب دہ ہونا اور پلصراط پر سے گزرنا ان سب چیزوں کو سوچنا اور عہد کرنا کہ آئندہ کسی معصیت کے پاس نہ جاؤں گا۔ سلوک میں اول قدم ہے۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

گلے خوشبوئے در حمام روزے
رسید از دستے محبوبے بدستم
بد و گفتم کہ مشکی یا عبیری
کہ از بوئے دل آویز تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم
ولیکن مدتے باگل نشستم
جمال ہم نشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

کسی شیخ کامل سے تعلق اغلاط پر مطلع کرتا ہے۔

شیخ کامل کی پہچان حصول وازالہ کی تدبیر پر مہارت تامہ رکھتا ہو اگر طریق کو محض کتب تصوف دیکھ کر یا لوگوں سے سن کر بیٹھ گیا تو وہ مرید کیلئے مہلک ہے۔ (۱) دین انبیاء کا سا (۲) تدبیر اطباء کی سی (۳) سیاست بادشاہوں کی سی (۴) اہل علم وفہم اس کی طرف رجوع کرتے ہوں (۵) اس کی صحبت سے آخرت کی رغبت دنیا سے محسوس ہوتی ہو۔ (۶) اس کے مریدین میں سے اکثر کی حالت شریعت کے مطابق ہو (۷) اس میں حرص و طمع نہ ہو (۸) خود بھی ذاکر وشاغل ہو (۹) مریدین کو آزاد نہ چھوڑے اس کی زیارت وخدمت کو کبریت احمر جانے۔ یہ اعتقاد رکھے کہ میرا مطلب اسی شیخ سے حاصل ہوگا جو ورد اور وظیفہ مرشد تعلیم کرے اس کو پڑھے مرشد کی موجودگی میں ہمہ تن اس کی طرف متوجہ رہنا چاہیے اس طرف پیر نہ پھیلائے اگرچہ سامنے نہ ہو اگر کوئی شبہ ہو تو فوراً" عرض کردے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجاہد وہ ہے جو اللہ تعالی کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔ (مشکوۃ شریف)

مجاہدہ کی حقیقت مجاہدہ کی حقیقت نفس کی مخالفت کی مشق وعادت ایک حقوق جس سے قوام بدن اور بقائے حیات ہے دوسرے حظوظ جو اس سے زائد ہیں سو مجاہدہ وریاضت میں خطوط کی تقلیل یا ترک کرایا جاتا ہے۔ حقوق کو ضائع نہیں کیا جاتا کہ یہ خلاف سنت ہے حدیث شریف میں ہے اِنَّ لِنَفْسِکَ عَلَیْکَ حَقًّا" یعنی بے شک تمہارے نفس کا تم پر حق ہے۔ کیونکہ اس سے ضعف بڑھ جاتا ہے اور صحت میں خلل پڑتا ہے پھر ضروری اشغال وعبادات سے بھی عاجز ہوجاتا ہے۔ منتہی کو معاصی کا تقاضا ہوتا ہے مجاہدہ کی ضرورت ہوتی ہے مگر مبتدی اور منتہی کی مجاہدہ میں بڑا فرق ہے۔ نیا گھوڑا بہت شرارت کرتا ہے اور قابو سے باہر ہوجاتا ہے وہ شخص ہے جو ایسے گھوڑے پر سوار ہے جو سواری میں شائستہ ہوچکا ہے اس کو زیادہ مشقت کا تو سامنا نہیں مگر ہوشیار بیٹھنے کی اس کو بھی ضرورت ہے۔ راحت و تنعم کی عادت نکالنا ہے اور اس کیلئے اتنا مجاہدہ کافی ہے جس سے نفس پر کسی قدر مشقت پڑے بہت زیادہ نفس کو پریشان کرنا اچھا نہیں۔ بدون مجاہدہ جسمانیہ کے کسی کو مجاہدہ جسمانیہ کے چار ارکان۔ (۱) قلت طعام (۲) قلت کلام (۳) قلت منام (۴) قلت اختلاط مثلا" کسی لذیذ چیز کو جی چاہا تو فورا" اس کی خواہش کو پورا نہ کیا جائے بلکہ اس کی درخواست کو رد کردیا جائے اور کبھی کبھی سخت تقاضے کے بعد اس کی جائز خواہش پوری کردی جائے۔ مزدور خوش دل کند کار بیش۔

مجاہدہ اجمالی

قلت کلام اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْهِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ یعنی وہ کچھ بات نہیں بولتا ہے مگر اس کے نزدیک نگہبان تیار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنی جو چپ رہا اس نے نجات پائی۔ کہ امام مالک سے مروی ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ ذکر اللہ کے سوا تم بہت کلام نہ کیا کرو اس سے تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ پس گناہ ایک بلا ہے اس پر تحقیر یا طعن مت کرو ترحم کے ساتھ نصیحت یا دعا کرو اور گناہ سے محفوظ رہنا ایک عافیت ہے اس پر عجب اور نازمت کرو۔ یہ تقلیل کلام کا مجاہدہ تقلیل طعام و تقلیل منام دونوں مجاہدوں سے زیادہ مشکل ہے۔ ضروری کلام سو اس کا ترک کرنا جائز نہیں۔ خریدار سے باتیں کرنا ضرورت میں داخل ہے۔

طریق علاج سوچیں کہ اس بات سے اللہ تعالی ناخوش تو نہ ہوں گے انشاء اللہ تعالی کوئی بات منہ سے گناہ کی نہ نکلے گی۔

طبعم ہیچ مضمون بہ زلب بستن نمی آید
خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید
سینہ ہارا خامشی گنجینہ گوہر کند
یاد دادم از صدف ایں نکتہ سربستہ را

یعنی خاموشی سینوں کو حکمت کے موتیوں کا خزانہ بناتی ہے اور اس پوشیدہ نکتے کو میں نے سیپی سے سمجھا ہے۔ مسلمانوں کو غذا کی جگہ وہ چیز کافی ہو جائے گی جو اہل آسمان کو کافی ہو جاتی ہے یعنی تسبیح و تقدیس بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ انہوں نے خلوت میں مدتوں کھانا نہیں کھایا۔ بھوکا رہنا یہ شرعی مجاہدہ نہیں اور بھوک کی جو فضیلت وارد ہے اس سے اختیاری بھوک مراد نہیں بلکہ غیر اختیاری مراد ہے۔ جو رات کو نماز زیادہ پڑھے گا دن میں اس کا چہرہ خوبصورت ہو جائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یعنی جب تم میں سے کوئی شخص رات کو اٹھے پھر غلبہ نوم سے قرآن اس کی زبان سے صاف نہ نکلے اور کچھ خبر نہ ہو کہ کیا زبان سے نکل رہا ہے تو اس کو لیٹ جانا چاہئے۔ ایسا وقت نزدیک آنے والا ہے کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہوں گی جن کو لئے پہاڑیوں کی چوٹیوں اور بارش کے جمع ہونے کی جگہوں یعنی نالوں میں جب کہ وہ خشک ہو جائیں۔ اپنے دین کو لئے ہوئے فتنوں سے بھاگا بھاگا پھرے گا۔ انسان روح اور نفس سے ترکیب دیا گیا ہے اور اس کا ادراک بصیرت یعنی دل کی آنکھ کرتی ہیں۔ روح سے مراد وہ شے ہے جو حق تعالی کے الہام اور القاء سے اپنی اپنی استعداد کے موافق اشیاء کی معرفت اور ادراک حاصل کرتی ہے۔ اول قوت علم اس کا اعتدال یہ ہے کہ انسان کے ذریعے سے اقوال کے اندر سچ جھوٹ میں امتیاز اور اعتقادات کے متعلق حق اور باطل میں فرق کر سکے اور اعمال میں حسن و قبح یعنی اچھا اور برا پہچان سکے پس جس وقت یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی تو اس وقت حکمت کا ثمرہ پیدا ہوگا۔ قوت غضب اور قوت شہوت ان کا اعتدال اور حسن یہ ہے کہ دونوں قوتیں حکمت و شریعت کے اشارے پر چلنے لگیں اور مہذب اور مطیع شکاری کتے کی طرح شریعت کے فرماں بردار بن جائیں کہ جس طرف بھی شریعت ان کو چلائے گی بلا عذر بلا تامل اس جانب چلنے لگیں اور جس طرف سے روکے فوراً" رک جائیں۔ چہارم قوت عدل اس کا اعتدال یہ ہے کہ قوت غضب اور شہوت دونوں کی باگ اپنے ہاتھ میں لے اور ان کو دین اور عقل کے اشارے کے ماتحت بنائے رکھے۔ گویا شکاری مرد کے مہذب کتے ہیں یا فرماں بردار گھوڑے کی طرح ہیں کہ ان میں حاکم کا حکم اور ناصح کی نصیحت کا نفاذ اور اجراء ہوتا ہے پس جس وقت یہ حالت قابل اطمینان اور لائق تعریف ہو جائے گی اس وقت انسان صاحب حسن خلق اور خوب سیرت کہلائے گا۔ اس قوت کے اعتدال کا نام شجاعت ہے اور یہی عند اللہ پسندیدہ ہے۔

قوت غضب اگر اس میں زیادتی ہوگی تو اس کا نام تہور اور بے باکی ہوگا اور اگر کمی ہوگی تو بزدلی و جبنیت کہلائے گی حالت اعتدال

یعنی شجاعت ضبط کا مادہ نیز ہر کام میں دوراندیشی اور وقار۔

قوت شہوت   قوت شہوت کی حالت اعتدال کا نام پارسائی ہے پس اگر شہوت اپنے حد اعتدال سے بڑھ جائے گی تو حرص وہوا کہلائے گی حالت معتدل یعنی پارسائی اللہ پاک کو پسند ہے۔

قوت عقل   قوت عقل میں اگر اعتدال ہوتا ہے تو انسان مدبر اور منتظم اور ذکی اور سمجھ دار ہوتا ہے اس کی رائے (درست) ہوتی ہے۔

اخلاق حمیدہ

حق تعالی فرماتے ہیں کہ ہمارے بندے وہ ہیں کہ نہ وہ اسراف کرتے ہیں اور نہ بخل بلکہ اس کے بین بین حالت پر رہتے ہیں۔ جس طرح حسن ظاہری میں کمی وبیشی ہوتی ہے کوئی زیادہ خوبصورت ہے اور کوئی کم اسی طرح حسن باطنی میں بھی لوگ متفاوت ہوتے ہیں پس سب سے زیادہ حسین سیرت تو سرور عالم رسول مقبول سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ کی شان میں یہ آیت کریمہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ نازل ہوئی ہے آپ کے بعد جس مسلمان کو آپ کے اخلاق کے ساتھ جتنی مناسب ہوگی اسی قدر اس کو حسین سیرت کہیں گے۔

اخلاق سب فطری ہیں

مَنْ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَمَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ

یعنی جس نے اللہ ہی کی رضا کے لئے دیا اور اللہ ہی کی رضا کے لئے روکا تو اس کا ایمان مکمل ہوا' اس میں اعطی اور منع دونوں کے ساتھ للہ کی قید ہے جس سے معلوم ہوا کہ سخاوت مطلقاً محمود نہیں نہ بخل مطلقاً" مذموم ہے۔ انسان کو حسن اخلاق اسی وقت حاصل ہوگا جب کہ اس کی تمام باطنی حالتیں قابل تعریف اور پسندیدہ ہوں۔

خواہی کہ شوی بمنزل قرب مقیم

اگر تو یہ چاہتا ہے کہ مقام قرب خداوندی میں مقیم ہو

نہ چیز بنفس خویش فرما تعلیم

صبر وشکر وقناعت وعلم ویقین

تفویض وتوکل ورضاء وتسلیم

خواہی کہ شود دل تو چوں آئینہ

دہ چیز بروں کن از درون سینہ

تو دس چیزوں کو اپنے سینے سے نکال دے۔

حرص واصل وغضب ودروغ وغیبت

حسد وبخل وریا وکبر وکینہ

جان تو کہ اگر سب متفق ہوجائیں اس پر کہ تم کو کچھ نفع پہنچادیں ہرگز نہیں پہنچاسکتے مگر اس چیز کا جو اللہ تعالی نے لکھ دیا ہے اور اگر سب متفق ہوجائیں کہ تم کو ضرر پہنچائیں ہرگز ضرر نہ پہنچا سکیں گے مگر اس چیز کا جو اللہ تعالی نے لکھ دی ہے۔

ماہیت توحید   یہ یقین کرلینا کہ بدون ارادہ خداوندی کے کوئی کچھ نہیں کرسکتا۔

طریق تحصیل   مخلوق کے عجز اور خالق کی قدرت کو یاد کرنا اور سوچنا

اخلاص

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ یعنی اور ان کو حکم نہیں ہوا مگر

اس بات کا کہ عبادت کریں اللہ تعالیٰ کی خالص کرنے والے ہوں اس کے واسطے دین اور ہر طرف سے منہ پھیرے ہوئے ہوں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی نِیَّاتِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ یعنی حق تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کی طرف نظر نہیں فرماتے ہیں لیکن تمہاری نیتوں اور اعمال پر نظر فرماتے ہیں۔

ماہیت اخلاص اپنی طاعت میں صرف اللہ کے تقرب اور رضا کا قصد رکھنا۔

اخلاص کے فائدے

حدیث میں آیا ہے کہ میرا صحابی اگر آدھا سیر جو اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو وہ دوسروں کے احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرنے سے بہتر ہے۔

توبہ کی حقیقت خطا کو یاد کر کے دل کا دکھ جانا اور اسکے لئے لازم ہے اس گناہ کا ترک کردینا اور آئندہ کو پختہ ارادہ کرنا کہ اب نہ کریں گے اور خواہش کے وقت نفس کو روکنا توبہ کہلاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر زمین و آسمان کے برابر بھی گناہ لے کر میرے پاس آئیں اور مجھ سے مغفرت چاہیں تو میں سب کو بخش دونگا اور گناہوں کی کثرت کی پرواہ نہ کروں گا۔ توبہ کے وقت یہ عزم پختہ ہو کہ اب یہ گناہ نہ کریں گے۔ اس طرح توبہ کر کے اگر سو مرتبہ بھی توبہ ٹوٹے تو کچھ پرواہ نہیں۔ مقبول اور اہل طاعت میں سے شمار ہوں گے۔

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

سچی توبہ کے بعد اگر از خود پرانے گناہ یاد آجائیں تو پھر تجدید توبہ کر کے کام میں لگ جاوے اس سے زیادہ کاوش کرنا غلو ہے۔

طریق تحصیل توبہ قرآن و حدیث میں جو وعید گناہوں پر آئی ہے ان کو یاد کرے اور سوچے اس سے گناہ پر دل میں سوزش پیدا ہوگی یہی توبہ ہے۔

حقیقت محبت طبیعت کا ایسی چیز کی طرف مائل ہونا جس سے لذت حاصل ہو محبت کہتے ہیں یہی میلان اگر قوی ہوجاتا ہے تو اس کو عشق کہتے ہیں۔ محبت عقلی مامور بہ ہے یہی افضل ہے۔

اسباب محبت حسن و جمال فضل و کمال وجہ الکمال خدا تعالیٰ ہی میں پائے جاتے ہیں تو جب تک یہ کمالات باقی ہیں اس وقت تک محبت بھی رہے گی اور محبوب حقیقی کے کمالات ختم نہیں ہوسکتے تو ان کی محبت بھی ختم نہ ہوگی

طریق تحصیل محبت الٰہی اللہ تعالیٰ کے کمالات و اوصاف و انعامات کو یاد کرے اور سوچے احکام شرعیہ کی بجا آوری اور کثرت ذکر اللہ سے غیر اللہ کی محبت دل سے نکالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَسْئَلُکَ النَّظَرَ اِلٰی وَجْھِکَ وَالشَّوْقَ اِلٰی لِقَائِکَ (رواہ نسائی) یعنی تجھ سے تیرے وجہ مبارک کی زیارت اور تیری ملاقات کا شوق مانگتا ہوں۔

حقیقت شوق ابتدا میں محبت عشق کے رنگ میں ہوتی ہے اور بعد میں انس کا رنگ غالب ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادب اور طاعات اور محبت کے جامع ہیں۔ یہ تو شرط ایمان ہے اور اس کا نام خوف عقلی ہے کہ تقاضائے معصیت کے وقت وعید اور

عذاب خداوندی کو یاد کر کے سوچ سوچ کے گناہوں سے بچاجائے یہ درجہ فرض ہے۔ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرنے لگتی ہے۔ فرمایا کہ قیامت کے دن ہر آنکھ روتی ہوگی بجز اس آنکھ کے جو اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی چیز کے دیکھنے سے روکی گئی اور وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ دیا اور وہ آنکھ جس میں خوف الٰہی کی وجہ سے مکھی کے سر کے برابر آنسو نکل ایا نیز مشکوۃ شریف کی ایک حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ فضل و مغفرت اور نعمت و جنت کے انتظار میں قلب کو راحت پیدا ہونا حاصل کرنے کی تدبیر رجا ہے۔

طریق تحصیل رجا اللہ تعالیٰ کی وسعت رحمت اور عنایت کو یاد کرے اور سوچا کرے۔

زہد کی حقیقت مثلاً" دنیا کی رغبت علیحدہ کر کے آخرت کی رغبت کرنا زہد ہے۔

تشریح زہد کی اصل وہ نور اور علم ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیرے قلب میں ڈالا جاتا ہے جس کی وجہ سے سینہ کھل جاتا ہے اور یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دنیا کا ساز و سامان مکھی کے پر سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ زہد کا ثمرہ یہ ہے کہ بقدر کفایت دنیا پر قناعت حاصل ہو نفس کو خوب آرام سے رکھے اور اس سے کام بھی لے کہ مزدور خوش دل کند کار بیش رکن اول معرفت ہے۔ کہ حق تعالیٰ قدرت اور وجود اور حکمت میں وہ کمال رکھتا ہے جس کی وجہ سے حمد کا مستحق ہے۔ دوسرا رکن حال توکل ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ اپنا کام خدا کے حوالے کر دے اور قلب کو مطمئن رکھے کہ غیر اللہ کی طرف التفات بھی نہ کرے۔ **تیسرا رکن اعمال ہیں** جاہلوں کا خیال ہے کہ توکل تو محنت و مزدوری اور کسب کو چھوڑ دینے کا نام ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بے کار بن کر بیٹھ جائے اگر بیمار ہو تو علاج نہ کرے بے سوچے سمجھے اپنے آپ کو خطرات اور ہلاکت میں ڈال دیا کرے کہ کہیں آگ میں گھس جائے اور کہیں شیر کے منہ میں ہاتھ دیدے تب متوکل کہلایا جائے۔

طریق تحصیل توکل اس کی عنایتوں اور وعدوں اور اپنی گزشتہ کامیابیوں کا یاد کرنا اور سوچنا۔

حقیقت قناعت ترک کرنا شہوات کا **طریق تحصیل قناعت** مراقبہ فنائے عالم۔

حقیقت حلم نفس کا ناگوار بات پر بھڑکنے سے رکنا۔

طریق تحصیل حلم غصہ کا زائل کرنا اور غصہ کے علاج کو بار بار سوچنا۔

صبر

یعنی اے ایمان والو صبر کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی مومن پر تعجب ہے کہ اس کی ہر بات بہتر ہے۔

حقیقت صبر ناگوار بات پر نفس کو جمانا اور مستقل رکھنا آپ سے باہر نہ ہونا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت میں اہل مصائب کو دیکھ کر اہل نعمت کہیں گے کاش ہماری کھالیں دنیا میں قینچیوں سے کاٹی گئی ہوتیں تاکہ آج ہم کو بھی یہ درجات ملتے جو اہل مصائب کو عطا کئے گئے ہیں نیز حدیث شریف میں ہے جو شخص اپنا انتقام خود لے لیتا ہے تو حق تعالیٰ معاملہ اسی کے سپرد کر دیتے ہیں اور جو صبر کرتا ہے اس کی طرف سے حق تعالیٰ انتقام لے لیتے ہیں۔ مصیبت اور غم کے وقت زبان کو اناللہ کے ورد میں مشغول کیا جائے اور دل کو اس کے معنی کے تصور میں

شکر کی حقیقت نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے سمجھنا جس کا اثر منعم سے خوش ہونا اور تعمیل حکم میں سرگرمی کرنا ہے۔ مثلاً"

آنکھ اللہ کی ایک نعمت ہے اس کا شکریہ یہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن مجید اور علم دین کی کتابوں کو پڑھے اور آسمان وزمین جیسی بڑی مخلوقات کا اس غرض سے مشاہدہ کہ عبرت حاصل ہو۔ کان ایک نعمت ہے اسکا شکریہ یہ ہے کہ اس کو ذکر الٰہی اور ان باتوں کے سننے میں استعمال کرے جو آخرت میں نفع دیں اگر کوئی حال بھی پوچھے تو شکایت کا کلمہ زبان سے نہ نکلنے پائے۔

صدق

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یعنی مومن تو وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے پھر کچھ تردد نہیں کیا اور اپنی جان ومال سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا یہی لوگ پورے سچے ہیں۔

تشریح ولی کامل کو صدیق کہا جاتا ہے کیونکہ وہ تمام احوال وافعال میں مرتبہ رسوخ حاصل کرچکا ہے اور جس شخص کے احوال وکیفیات سنت کے مطابق ہوتے ہیں اس کو صادق الاحوال کہتے ہیں۔

تفویض

مطلب یہ ہے کہ جب صبح کرو تو شام کے متعلق اپنے دل میں خیال نہ لاؤ اور جب شام کرو تو صبح کے متعلق اپنے دل میں خیال نہ لاؤ۔

حقیقت تفویض اپنے کو خدا کے سپرد کردینا کہ جو وہ چاہیں تصرف کریں اپنے لئے کوئی حالت تجویز نہ کرنا تفویض کے معنی ترک تدبیر نہیں جن امور میں تدبیر کا کچھ تعلق ودخل نہیں ان میں تو ابتدا ہی سے تفویض وتسلیم اختیار کرے۔

زندہ کنی عطائے تو ور بکشی فدائے تو
دل شدہ جتلائے تو ہرچہ کنی رضائے تو

یعنی زندہ کریں تو آپ کی عطا ہے اور اگر موت دیں تو بھی آپ پر فدا چونکہ جب دل ہی آپ پر آگیا تو اب جو بھی آپ کی مرضی ہو تسلیم ہے۔

طریق تحصیل تفویض جب کوئی خلاف طبع ناگوار واقعہ پیش آوے تو فوراً یہ سوچے کہ یہ حق تعالیٰ کا تصرف ہے جس میں حکمت ضرور ہے اور مصلحت ہے۔ حالت اہل اللہ کے لئے طبعی بن جاتی ہے۔

رضا

یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

رضا کی حقیقت قضا پر اعتراض نہ کرنا نہ زبان سے نہ دل سے۔

تشریح پس اگر الم کا احساس ہی نہ ہو تو رضائے طبعی ہے اور اگر الم کا احساس باقی رہے تو رضائے عقلی ہے اہل اللہ محض حکم کی وجہ سے اظہار عبدیت کے لئے دعا کرتے ہیں۔

حقیقت فنا معاصی کا ترک اور قلب سے حب غیر اللہ حرص طول امل کبر وعجب ریا وغیرہ کا نکل جانا۔

طریق تحصیل فنا مجاہدہ وکثرت ذکر

حقیقت فناء الفنا اس کا فنا کا علم بعض اوقات نہیں ہوتا یہ فناء الفنا ہے۔ افعال حسنہ کا طبعی بن جانا اور اخلاق حمیدہ میں ملکہ ورسوخ ہوجانا اور اسی کو بقا بھی کہتے ہیں۔

حرص

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی آدمی بوڑھا

ہوتا رہتا ہے اور اس کی دو چیزیں بڑھتی رہتی ہیں مال پر حرص کرنا اور عمر پر حرص کرنا۔ انسان کا طبعی خاصہ ہے کہ اگر اس کے پاس مال کے دو جنگل بھی ہوں جن میں سونا چاندی پانی کی طرح بہتے ہوں پھر بھی وہ تیسرے کا طالب ہوگا۔ حق تعالی کا ارشاد ہے۔ اَمۡ لِلۡاِنۡسَانِ مَاتَمَنّٰی یعنی بھلا انسان کی ہر آرزو پوری ہوسکتی ہے یعنی کبھی پوری نہیں ہوسکتی یہی وجہ ہے کہ کبھی حریص کو راحت نہیں مل سکتی۔

طریق علاج خرچ کو گھٹائے تاکہ زیادہ آمدنی کی فکر نہ ہو اور آئندہ کی فکر نہ کرے کہ کیا ہوگا۔ ارشاد باری ہے یعنی اور نفسانی خواہشات کی پیروی مت کرنا اگر ایسا کروگے تو وہ خدا کے رستہ سے تم کو بھٹکا دے گی۔

علاج طمع نفس کی جانی ومالی خواہشات ومرغوبات کو حق تعالی کے مقابلے میں مغلوب رکھا جاسکے اور مجاہدہ نام ہے نفس کے تقاضوں کو روکنا بتکلف ہو یا بلا تکلف۔

حقیقت غصہ خون قلب کا بدلہ لینے کے لئے جوش مارنا غصہ ہے۔

تشریح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑا پہلوان اور طاقت ور وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑے بلکہ قوی اور پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔ حدیث شریف میں ہے۔ کہ حاکم کو چاہئے کہ غصہ کی حالت میں فیصلہ کبھی نہ کرے بلکہ اس وقت مقدمہ ملتوی کردے اور تاریخ بڑھادے۔ ماتحتوں اور کمزوروں کو کسی جرم پر بھی سزا دینے میں جلدی نہ کریں حدود شرعیہ سے تجاوز ہوگیا ہو تو اس سے معاف کرائیں زبان سے اعوذ باللہ پڑھیں اگر کھڑے ہوں تو بیٹھ جائیں اور اگر بیٹھے ہوں تو لیٹ جائیں اور ٹھنڈے پانی سے وضو کرڈالیں یا ٹھنڈا پانی پی لیں اس شخص سے علیحدہ ہوجائیں۔

حقیقت حسد کسی شخص کی اچھی حالت ناگوار گزرنا اور یہ آرزو کرنا کہ یہ اچھی حالت اس کی نہ رہے یہ حسد ہے۔ یہ چاہنا کہ اس کے پاس بھی یہ نعمت رہے اور مجھے بھی ایسی ہی نعمت حاصل ہوجائے تو یہ غبطہ اور رشک کہلاتا ہے اور غبطہ شرعاً جائز ہے۔ حسد قلبی مرض ہے۔ حسد نیکیوں کو اس طرح جلا دیتا ہے جس طرح آگ سوکھی لکڑیوں کو جلادیتی ہے اور دنیا کا نقصان یہ ہے کہ حاسد ہمیشہ رنج وغم میں مبتلا رہتا ہے۔

بخل

یعنی کنجوس اللہ سے دور ہے جنت سے دور ہے لوگوں سے دور ہے دوزخ سے قریب ہے۔

حقیقت بخل جس چیز کا خرچ کرنا شرعاً یا مروتاً ضروری ہو اس میں تنگ دلی کرنا بخل ہے (رواہ ترمذی) حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس مال کے ذریعے سے آدمی اپنی آبرو کو بچائے وہ بھی صدقہ ہے مثلاً کسی مال دار کو اندیشہ ہو کہ یہ شاعر یا ڈوم یا ہیجڑا یا بہروپیہ تیری ہجو کرے گا اور اگر اس کو کچھ میں دے دوں گا تو اس کا منہ بند ہوجائے گا۔ کچھ دیدینا بہتر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص مرتے وقت اللہ تعالی کی ملاقات پسند نہ کرے وہ جہنمی ہے۔

طریق علاج مال کی محبت کو دل سے نکالنا بذریعہ کثرت یاد موت۔

نیز حدیث شریف میں آیا ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالی بندوں کو جزا وسزا اور انعامات فرمائے گا تو ریاکاروں کو حکم دے گا کہ انہیں کے پاس جاؤ جن کے دکھلانے کو تم نے نمازیں پڑھتے تھے اور عبادتیں کیا کرتے تھے۔

طریق علاج جس عبادت میں ریا ہو اس کو کثرت سے کریں پھر نہ کوئی التفات کرے گا نہ اس کو یہ خیال رہے گا وہ چند روز میں ریا سے عادت پھر عادت سے عبادت اور اخلاص بن جائے گی۔

حقیقت عجب اپنے کمال کو اپنی طرف نسبت کرنا اور اس کا خوف نہ ہونا کہ شاید سلب ہو جائے یہ عجب ہے۔

حدیث شریف میں ہے جو شخص اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور اتراتا ہوا چلتا ہے وہ قیامت کے روز خدا تعالی سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالی اس پر سخت غضب ناک ہوگا۔(مسند احمد)

طریق علاج غور سے اپنی لغزش اور کوتاہی ظاہری و باطنی دیکھے تاکہ اپنی بزرگی اور کمال کا گمان پیدا نہ ہو۔

تکبر

ارشاد خداوندی ہے۔ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَکْبِرِیْنَ یعنی تحقیق اپنی برائی کرنے والوں کو اللہ پسند نہیں کرتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خردل من کبر جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔

حقیقت کبر اللہ تعالی فرماتے ہیں۔ کبریائی میری چادر ہے پس جو شخص اس میں شریک ہونا چاہے گا میں اس کو قتل کردوں گا دوزخ میں اس قسم کے آتشین صندوق ہیں جن میں متکبروں کو بند کردیا جائے گا۔

علاج کبر اللہ تعالی کی عظمت کو یاد کرے تاکہ اپنے کمالات ہیچ نظر آویں

طریق علاج حدیث شریف میں اَلْحُبُّ لِلّٰہِ وَالْبُغْضُ لِلّٰہِ کا امر ہے۔ جس شخص سے کینہ ہو اس شخص کا قصور معاف کردینا اور اس سے میل جول شروع کردینا گو بتکلف ہی ہو۔

حب جاہ

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا یعنی وہ جو دار الاخرت ہے ہم اس کو انہیں لوگوں کے لئے کریں گے جو زمین میں اپنی بڑائی نہیں چاہتے اور نہ اودھم مچانا اور انجام کار متقیوں ہی کے لئے ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یعنی دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے گلہ میں چھوڑ دیئے جائیں تو وہ اس گلہ کو اتنا تباہ نہیں کرتے جتنا آدمی کی حرص مال پر اور جاہ پر اس کے دین کو تباہ کردیتی ہے۔

حقیقت حب جاہ لوگوں کے دلوں کے مسخر ہونے کی خواہش کرنا تاکہ اس کی تعظیم اور اطاعت کریں۔ مشہور آدمی کے حاسد بہت پیدا ہوجاتے۔ ہاں جب حق تعالی کی طرف سے بدون طلب کے جاہ حاصل ہو وہ نعمت ہے۔

طریق علاج یوں سوچ کہ نہ تعظیم واطاعت کرنے والے رہیں گے اور نہ میں رہوں گا۔

حب دنیا

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ یعنی اور نہیں ہے زندگانی دنیا مگر دھوکے کی ٹٹی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ یعنی دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ یعنی دنیا کی محبت تمام خرابیوں کی جڑ ہے اور جڑ یعنی اصل مرض ہی بقیہ امراض کا سبب ہوا کرتی ہے۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش ونقرہ وفرزند وزن

پانی کشتی سے باہر اور نیچے رہے تو معین اور مددگار ہوتا ہے

اور اگر کہیں پانی کشتی کے اندر آجائے تو کشتی کو ڈبو دیتا ہے اسی طرح مال ہے کہ اگر قلب سے باہر صرف ہاتھ میں ہے تو معین ہے اور اگر قلب کے اندر اس کی محبت ہے تو مہلک ہے۔ یہ بھی تجربہ ہے کہ سانپ جس قدر خوبصورت ہوتا ہے اسی قدر زہریلا ہوتا ہے اسی لئے حقیقت شناس اس کی طرف رغبت نہیں کرتے۔ یعنی اگر اللہ تعالی کے نزدیک دنیا کی قدر مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ تعالی کافر کو ایک گھونٹ پانی کا بھی نہ دیتے۔ مثال زندگی جیسے کوئی سوار راستے میں جارہا ہو--------اور کسی درخت کے سائے میں ستانے کیلئے ٹھہر جائے اور ستا کر اپنی راہ لے۔

طریق علاج موت کو کثرت سے یاد کرتے رہنا مرنے سے پہلے اپنے اندر مرنے والوں کے اوصاف پیدا کرو۔

وصولی الی اللہ کے تین طریقے ہیں

اول اطول۔ یہ ہے کہ کثرت صوم وصلوۃ قرات قرآن پاک وحج وجہاد وغیرہ کرنا یہ طریق اخیار کا ہے۔ دوم اوسط۔ مجاہدہ اور ریاضت اخلاق ذمیمہ کے ازالہ اور اخلاق حمیدہ کی تحصیل میں مشغول ہونا اور اکثر اسی طریق سے واصل ہوتے ہیں یہ طریق ابرار کا ہے۔ سوم اقل واقرب۔ صرف ذکر، فکر، شکر اور درد وشوق واشتیاق ان کا کام ہوتا ہے

باب الخواطر یعنی خیال وسوسہ

بندہ کے دل پر جو خطاب گزرتا ہے اسے خاطر کہتے ہیں وہ کبھی خیر ہوتا ہے کبھی شر ہوتا ہے۔ خیر کا دل میں واقع ہونا کبھی من جانب اللہ ہوتا ہے کبھی من جانب فرشتہ جس کا نام ملہم ہے اور کبھی من جانب الشیطان کبھی نفس کی طرف جو شر اس طرح وارد ہو کہ نہایت مضبوط ہو اور ایک حالت میں جمارہے نفس نہایت شدت سے اس کے کرنے پر بے قرار ہوتا ہو تدابیر کرتا ہو مگر کسی طرح دفعہ نہیں ہوتا وہ شر من جانب اللہ ہے۔ گریہ وزاری رکھے اور اس قدر شدت نہ ہو مگر ایک حالت پر رہے وہ نفس کی جانب سے اور اگر کسی گناہ کے بعد خطرہ شر قوت کے ساتھ پیدا ہو تو وہ من جانب اللہ عاصی کی اس گناہ کی ظلمت کی سزا میں ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان آدم کی اولاد کے قلب پر ٹیک جما کر بیٹھتا ہے جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ہٹ جاتا ہے اور جب اللہ کی یاد سے غافل ہو جاتا ہے تو وسوسے ڈالتا ہے۔ جس طرح کہ شیطان کو خطرہ یعنی آپ نے مجھ کو آگ سے پیدا کیا اور اس کو آپ نے خاک سے پیدا کیا ہے، نفس کی جانب سے اس کا سبب عبدیت اور عجز کا نہ ہونا تھا۔ قلبی مشاہدہ نہ تھا کیوں کہ بعد مشاہدہ حجت کا پیش کرنا نہیں ہوتا بلکہ تعمیل میں تسلیم ورضا ہوتی ہے یہ کیف ولم مشاہدے سے قبل ہی ہوا کرتے ہیں **علامات فرق** درمیان خیر من جانب اللہ تعالی وملک ملہم قوت اور صمیم قلب کے ساتھ وارد ہو کہ اس پر بلا عمل کئے چین نہیں آتا۔ وہ من جانب اللہ ہے۔ جو خطرہ خیر اس طرح وارد ہو کہ اس سے نشاط بلا خود ہو اور عجلت بلا رکاوٹ ہو اور عمل بلا نظر انجام ہو وہ من جانب الشیطان ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ عجلت من جانب الشیطان ہے مگر پانچ مواقع مین نکاح باکرہ ادائے قرض تجہیز میت اطعام مہمان، توبہ از گناہ حدیث شریف میں ہے۔ بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان تو اس کے قلب کی بائیں جانب بیٹھ جاتا ہے اور فرشتہ اس کے قلب کی داہنی جانب پر اور وہ دونوں اس کو اپنی اپنی طرف بلاتے ہیں۔

تنبیہہ توجہ اور ذکر اور لاحول کا ورد کفایت کرتا ہے صحابہ کرامؓ نے جب وساوس کے آنے پر اپنا حال ذکر کیا کہ یارسولؐ ایسے وسوسے آتے ہیں کہ اس سے تو ہمارا جل کر کوئلہ ہو جانا اچھا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ذَالِکَ صَرِیْحُ

الْاِیْمَانِ یہ کھلی ہوئی ایمان کی دلیل ہے چور وہیں آتا ہے جہاں کچھ ہوتا ہے البتہ ہوائے نفس اس پر غیظ وقہر کی ضرورت ہے اول شہوت سے روکنا جیسے کہ چوپایہ شہ زور کا جب چارہ روک دیا جاتا ہے یا کم کردیا جاتا ہے تو نرم پڑجاتا۔ دوم عبادت کا بوجھ اس پر لادنا جس طرح گدھا کہ جب اس چارہ کی کمی کے ساتھ بوجھ زیادہ لادا جاتا ہے تو پست وتابع اور منقاد ہوجاتا ہے۔ دولتی نہیں پھینکتا اسی طرح نفس پر عبادات نافعہ کا بوجھ ڈالا جائے تو وہ رام ہوجاتا ہے۔

تنبیہہ حقیقت نفس انسان کے اندر ایک قوت ہے جس سے کسی چیز کی خواہش ہوتی ہے اسی کا نام نفس ہے خواہ وہ خواہش خیر ہو یا شر اور یہ نفس تین طرح پر ہے۔

نفس امارہ یہ ہے کہ اکثر شر کی خواہش کرے اور نادم بھی نہ ہو۔

لوامہ شر کی طرف خواہش کرے اور نادم ہو۔

مطمنہ بیش از بیش خواہش خیر کی کرے اس کو مطمنہ کہتے ہیں۔

تنبیہہ

خیال کی قسمیں اور ان کا حکم حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے ان کے خیالات سے تجاوز فرمادیا ہے۔ خیال کے مراتب پانچ ہیں۔ ایک ہاجس، دوسرا خاطر، تیسرا حدیث النفس، چوتھا ہم، پانچواں عزم۔ پس جب کوئی بات قلب میں ابتداً" واقع ہوئی اور اس نے نفس میں کوئی حرکت نہیں کی اس کو ہاجس کہتے ہیں۔ پھر اگر اس شخص کو توفیق ہوئی اور اول ہی سے اس کو دفع کردیا تو وہ مابعد کے مراتب کی تحقیق کا محتاج نہ ہوگا اور اگر وہ نفس میں دورہ کرنے لگے یعنی وقوع ابتدائی کے بعد اس کے نفس میں اس کی آمد ورفت ہونے لگے مگر اس کے کرنے نہ کرنے کا کوئی منصوبہ نفس نے نہیں باندھا اس کو خاطر کہا جاتا ہے اور جب نفس کرنے نہ کرنے کا برابر درجے میں منصوبہ باندھنے لگا اور کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہوئی اس کو حدیث نفس کہتے ہیں سو یہ تین درجے ایسے ہیں کہ ان پر نہ عقاب ہے اور نہ ثواب ہے اگر خیر میں ہے پھر جب اس فعل کو کرلیا تب اس فعل پر عقاب یا ثواب ہوگا اور ہاجس اور خاطر اور حدیث نفس جب فعل کا رجحان قوی ہوگیا یہاں تک کہ جازم مصمم بن گیا اس کو عزم کہتے ہیں اس پر ثواب ہوتا ہے اگر خیر میں ہے اور عتاب ہوتا ہے اگر شر میں ہے۔

علامات حصول نسبت مع اللہ

معنی تعلق کے ہیں اللہ تعالیٰ کا تعلق بندے کے ساتھ رضاء کا ہو اور بندے کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ دوام طاعت کثرت ذکر مع ملکہ یادداشت جس کی علامت یہ ہے کہ طاعات وعبادات کی طرف ایک اضطرابی رغبت ہوتی ہے اور معصیت ظاہری وباطنی سے ایسی نفرت ہو جیسے پیشاب پاخانہ سے ہوتی ہے اور اتباع سنت کا بکمال اہتمام ہو۔

تنبیہہ عبادات میں نماز ایسی عظیم عبادت ہے کہ اگر اس کو پورے اہتمام آداب وشرائط کے ساتھ ادا کیا جائے تو کسی دوسری مستقل ریاضت کی ضرورت نہیں اس میں ذکر شغل مراقبہ اور اومثل تسبیحات استغفار درود شریف وغیرہ سب جمع ہے اس میں ذکر کا ہونا کلام پاک کی تلاوت ہے جو جامع اذکار ہے اور شغل بحالت قیام سجدہ کی جگہ نظر کا جمانا بحالت رکوع قدم پر نگاہ رکھنا بحالت سجدہ پرہ بینی پر نگاہ رکھنا بحالت جلسہ وقعدہ گود پر نگاہ جمانا، بحالت سلام دائیں بائیں کندھے پر نگاہ رکھنا۔ مراقبہ بحالت تحریمہ اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہے ہیں احسان کہلایا غرض نماز کو اس کے

آداب و مستحبات اور شروط کے ساتھ ادا کرنے سے راہ سلوک اور اس کا انتہائی درجہ مقام احسان حاصل ہو سکتا ہے اور لطائف ستہ کے آثار ظہور کر سکتے ہیں۔ نفس مطمئنہ کی غذا معاصی سے قرار نہ پکڑنا ہے قلب کی غذا ذکر ہے روح کی غذا حضوری ہے۔ سر کی غذا انکشاف حقائق ہے۔ خفی کی غذا اور شہود و فنا ہے اخفی کی غذا افناء الفنا ہے۔

سیر الی اللہ

یہ ہے کہ امراض نفسانیہ جو کہ اخلاق رذیلہ ہیں ان سے نفس کا پاک ہونا جس کو تزکیہ نفس کہتے ہیں جس کا ذکر قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا

سیر فی اللہ

تنبیہہ شیخ مرید کو سیر الی اللہ کے مرتبے پر پہنچنے کے بعد ہی مجاز بیعت کر دیتا ہے اور کبھی سیر فی اللہ کے حصول کا انتظار کرتا ہے یہ مرید کے حال اور شیخ کے ذوق پر منحصر ہے۔

ایک شخص طواف کرتا جاتا تھا اور کہتا تھا اے اللہ میں تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں کسی نے دریافت کیا کہنے لگا ایک بار کسی حسین امرد کو نظر شہوت سے دیکھا اسی وقت غیب سے ایک طمانچہ لگا جس سے آنکھ جاتی رہی۔ سات قسم کے گناہوں پر ساتوں آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں یہ لعنت بھی اس کثرت سے ہوتی ہے کہ ملعون کو تباہ کرنے کے لئے کافی ہو جاتی ہے (ان میں سے اول) اغلام کرنے والا معلون ہے آپ نے یہ تین بار فرمایا۔(الحدیث طبرانی) طالب سے جب تک پوری طرح مناسبت نہ ہو بیعت نہ کرنا چاہیے۔

لطائف ستہ کا بیان

غیر مادی قوتیں جن کو انسانی اعضاء سے تعلق ہوتا ہے ان کی تعداد چھ ہے لطیفہ نفس، لطفیہ قلب، لطیفہ روح، لطیفہ سر، لطفیہ خفی، لطیفہ اخفی محققین اہل فن تصوف نے ان کے محل اور ان کے رنگ والوان بھی بیان فرمائے ہیں۔ حدیث شریف خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ کے معنی سمجھ لیجئے کہ صورت کے معنی یہی مثال ہے مطلب یہ ہوا کہ خلق اللہ آدم علی مثالہ اس لئے سمع وبصروجہ وغیرہ آدم مخلوق ممکن اور واجب تعالیٰ میں مشترک ہیں اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ پر مارنے سے منع فرمایا ہے۔ لطائف کی تجلیات مثالیہ کے الوان گویا لطائف کے الوان ہیں۔ حدیث شریف میں ہے کہ میدان قیامت میں حق تعالیٰ تجلی فرمائیں گے) لیکن اہل محشر پہچان سے عاجز رہ جائیں گے کیونکہ ان کو اس تجلی کا تجلی مثالی ہونا معلوم نہ ہوگا اس کے بعد دوسری مرتبہ حق تعالیٰ متجلی ہوں گے تو پہچان لیں گے اور پہچانتے ہی سجدہ میں گر پڑیں گے یہ دونوں تجلیاں قیامت میں باتفاق امت مثالی ہوں گی۔ جنت میں جو تجلی ہوگی وہ تمام فرق اسلامیہ کے نزدیک ذاتی ہوگی بے کیف ہوگی۔

ذکر، حضور، مکاشفہ، شہود، معائنہ مثلاً" نمبرا۔ ایک شخص کا محبوب غیر موجود ہو۔ اس کو یاد کیا جائے نمبر۲۔ وہ محبوب سامنے مسافت بعیدہ پر ہو جس سے خط وخال اچھی طرح نظر نہ آئیں نمبر۳۔ وہ سامنے مسافت قریبہ پر ہو جس سے خط وخال اچھی طرح نظر آسکیں اس کا تصور کیا جائے نمبر۴۔ وہ شخص بالکل قریب موجود ہو اس کے تصور و دیدار میں اس قدر محویت ہو جائے کہ فرط عشق ومحبت کی وجہ سے اپنی بھی خبر نہ رہے۔

تو درد گم شو وصال این است وبس
گم شدن گم کن کمال این ست وبس

تو تصور مقصود حقیقی کے یہ پانچ درجات ہیں۔ ذکر، حضور، مکاشفہ، شہود، ومشاہدہ وفنا، معائنہ وفناء الفناء۔ حضرات صوفیہ کے

نزدیک حدیث شریف میں جس قلب کا ذکر ہے گو اس سے لطیفہ قلب مراد نہیں مضغہ ہی مراد ہے لیکن یہ حکم اصل میں اس لطیفہ کا ہے۔ جب لطیفہ قلب کو ذاکر بنایا جاتا ہے تو قلب صنوبری کی جانب توجہ کی جاتی ہے اسی طرح دوسرے لطائف کے ذاکر بنانے میں بھی ان کے محل ومقام کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔ تجربے سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ حبس دم کو دفع خطرات اور مطلوب کی جانب توجہ قوی ہونے میں زیادہ دخل ہے چنانچہ شکار میں ہدف کو سامنے رکھنے کے لئے حبس دم ضروری سمجھا جاتا ہے۔ الفاظ متخیلہ سے قلب کو ذاکر بنایا جاتا ہے جیسے آیت وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً میں ذکر قلبی مراد ہے اور حدیث شریف کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یذکر اللہ علی کل احیانہ سے علی الاطلاق ذکر اللہ سے ذکر ہی مستنبط ہوتا ہے کہ بول وغائط وجماع کی حالت میں ذکر لسانی منفی ومنہی عنہ ہے۔ شریعت نے بہت سے مواقع پر ذکر قلبی کو معتبر مانا ہے چنانچہ باتفاق امت اخرس (گونگا) کے ایمان کے لئے اقرار" باللسان ضروری نہیں صرف توحید ورسالت کا تخیل جازم واعتقاد کامل وتصدیق تام کافی ہے۔ اسی طرح جو شخص بالقصد والاختیار مضامین کفریہ کو الفاظ متخیلہ سے قلب میں جاگزیں ومستقر کرے وہ شریعت میں کافر ہے۔ قرآن شریف میں ہے وَإِن مِّن شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ کہ ہر چیز اس کی حمد کی تسبیح کرتی ہے اور ذکر کرتی ہے چونکہ لطائف کے محل بھی اشیاء ہیں اس لئے وہ بھی آیت شریفہ کے منطوقت کے موافق تسبیح میں مشغول ہوں گے اور یہ تسبیحات ہی وہ الفاظ ہیں جو ذاکر کو اب محل لطائف میں محسوس ومسموع ہو رہے ہیں اور کبھی یہ آثار وکوائف الوان مختلفہ کے رنگ میں نمایاں ہوتے ہیں۔ اہل طریق کبھی لفظ اللہ کاغذ پر لکھ کر اس پر نظر جماتے ہیں اور کبھی عمل استکتاب تجویز کرتے ہیں یعنی لفظ اللہ برابر لکھتے چلے جائیں حتی کہ یہ اسم اعظم قلب وذہن میں کماحقہ مستقر ومتمکن ہو جائے کھانے کے تقاضہ کے وقت نماز سے قبل کھانے سے فراغت حاصل کرنے کا حکم ہے تاکہ یکسوئی ہو جائے۔

سلطان الاذکار ایسا بھی ہے کہ ذاکر تمام اعضاء وجوارح کے متعلق عین ذکر کے وقت یہ اجمالی تصور کرتا ہے کہ یہ سب ذکر کر رہے ہیں۔

انتباہ

چنانچہ حدیث شریف میں آتا ہے۔ اِجْعَلْ بَصَرَكَ حَيْثُ تَسْجُدُ کہ حالت قیام صلوۃ میں اپنی نظر کو جائے سجدہ پر جمائے رکھو تو یہ حکم جیسے ادب وتعظیم کی رعایت کے لئے ہے اسی طرح یہ حکم جمعیت خاطر واطمینان قلب اور یکسوئی حاصل کرنے کے لئے بھی ہے۔ حضرات مجتہدین فقہاء بدون نصوص صریحہ کے بعض احتمالات پر محض ذوق سے احکام ظنیہ ظاہرہ کا استنباط فرماتے ہیں اسی طرح یہ حضرات بھی احکام ظنیہ کا استخراج کرتے ہیں۔ حتی کہ ارشاد ہے اُذْكُرُوا اللّٰهَ حَتّٰى يَقُولُوا اِنَّهٗ لَمَجْنُونٌ اسی کثرت ذکر کو حضرات صوفیا دوام ذکر سے تعبیر فرماتے ہیں۔ جوں جوں خیر القرون سے بعد ہوتا گیا حل مشکلات اور فتح مغلقات کے لئے تدوین علوم کی ضرورتوں کا احساس ہوتا گیا۔ بعض حضرات نے امانت باطنی کو سنبھالا اور اس خاص شعبہ شریعت کو مخصوص توجہات کا مرکز بنایا۔ سالکین کو سلوک کے مراحل طے کرنے اور اصلاح نفس وتزکیہ اخلاق میں شیخ کامل کی سخت ضرورت ہے بغیر



تعلیمات و تنبیہات شیخ کے وسوسہ شیطانی سے محفوظ رہنا اور صحیح سالم منزل مقصود پر پہنچنا کارے دارد اور عادۃ" محال ہے۔ شیخ کامل اس راہ سلوک کے اطراف وجوانب کو بعلم الیقین وعین الیقین وحق الیقین طے کرچکا ہوتا ہے تو اب وہ ہر سالک کے مزاج اور خصوصیات کے موافق ذکر وشغل وغیرہ تجویز کرتا ہے۔ طبیب حاذق مختلف اصحاب کے لئے خفی مناسبت کی بنا پر علیحدہ علیحدہ دوا تجویز کرتا ہے۔ امراض شدیدہ میں تو خود اطباء بھی اپنے معالجات میں اکثر دوسرے اطباء سے مشورہ لیتے ہیں پس جو نسبت مرض جسمانی اور کتب طبیہ اور اطباء میں ہے وہی نسبت سالکین کے امراض روحانیہ ونفسانیہ اور کتب تصوف ومشائخ میں ہے۔ حضرات صوفیاء کا مقصود بیعت سے صرف اتنا تھا کہ شیخ ومرید میں ایک طرح کی مناسبت پیدا ہوجائے اطلاع احوال وکیفیات کو فطری طور پر شیخ کو مرید کی جانب متوجہ کرنے میں کافی دخل ہے۔ صاحب نسبت کو طبعا" دین حق کی مخالفت گراں اور مکروہ ہوتی ہے عقلا" جیسا کہ حدیث میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کی حلاوت والے کو کفر کی طرف لوٹنے سے ایسی گھبراہٹ ہوتی ہے جیسے آگ میں ڈالے جانے سے گھبراتا ہے۔

قدم باید اندر طریقت نہ دم
کہ اصلے ندارد دم بے قدم
قال را بگذار مرد حال شو
پیش مرد کاملے پامال شو

حدیث قدسی ہے کہ جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے نام سے اس کے ہونٹ ہلتے ہیں میں اس کے ساتھ ہوجاتا ہوں اور جو مجھ کو یاد کرتا ہے میں اس کا ہم جلیس ہمنشیں ہوں۔ ذکر وذاکر دونوں فنا ہو کر صرف مذکور ہی رہ جائے گا اور جو شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ میں اقرار کیا تھا اس کا مصداق ہو کر عین الیقین بلکہ حق الیقین تک ہوجائے گا۔ تاخیر وصل سے آتش شوق میں التہاب پیدا ہوتا ہے۔

شغل سلطانا" نصیرا" کا طریقہ یہ ہے کہ صبح شام رو بہ قبلہ دوزانو بیٹھے اور اطمینان خاطر سے دونوں آنکھیں یا ایک آنکھ بند کرکے دوسری آنکھ سے ناک کے نتھنے پر نظر ڈالے اور بغیر پلک جھپکائے جس طرح چراغ یا ستارہ کی روشنی کو دیکھتا ہے غیر معین نور کا تصور کرے اور استغراق ایسا ہو کہ وہ محو ہوجاوے۔

انتباہ ابتداء میں تو آنکھوں میں ضرور تکلیف ہوگی اور پانی بہے گا. لیکن چند دن کے بعد جب عادت ہوجائے گی تو یہ تکلیف جاتی رہے گی اور اس کو اپنی صورت جس طرح آئینہ میں نظر آتی ہے نظر آنے لگے گی اور نور الٰہی سے منور ہوجائے گا خواجہ معین الدین چشتی نے فرمایا کہ اس شغل کے فوائد بہت ہیں خصوصا" خطرات کے انسداد میں عجیب وغریب تاثیر رکھتا ہے۔

شغل سلطانا" محمودا" اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس طرح سلطانا" نصیرا" کے ذکر میں نتھنوں پر نظر رکھتے ہیں اسی طرح اس شغل میں دونوں بھوؤں کے بیچ نظر رکھتے ہیں۔

انتباہ اس شغل کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ذاکر کو اپنا سر نظر آنے لگتا ہے اور جب سر نظر آنے لگتا ہے تو عالم بالا کے حالات سے مطلع ہوجاتا ہے۔

ہمہ شہر پر ز خوباں ومنم خیالے ماہے
چہ کنم کہ چشم یک بیں نکند بکس نگاہے

مراقبہ خاص یہ ہے کہ خدا کی ذات میں اس قدر فکر کرے کہ اپنے سے بے فکر اور بے خبر ہوجاوے کبھی یاد دل سے نہ اترے۔

مراقبہ کی کئی قسمیں ہیں

مراقبہ رویت خدا کی رویت کا تصور کرے اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ

اللہ یَرٰی (کیا نہیں جانا کہ اللہ تعالی دیکھتا ہے) اس میں غور کرے اور اس پر مواظبت کرے اور یہاں تک مشغول ہو کہ اس صورت کے دیکھنے کا ملکہ پیدا ہو جائے۔

مراقبہ معیت وَ ھُوَ مَعَکُمْ اَیْنَمَا کُنْتُمْ تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے۔

مراقبہ فناء کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ (دنیا کی تمام چیزیں فانی ہیں اور اللہ بزرگ تر باقی رہے گا) اس کے معنی کا تصور کرے۔

ہو فنا ذات میں کہ تو نہ رہے
تری ہستی کا رنگ وبو نہ رہے
تو دریں گم شوکہ توحید ایں بود
گم شدن گم کن کہ تفرید ایں بود

علامات انوار کا بیان

جب ذاکر باہتمام تقوی خدا کا ذکر کرے تو انوار الٰہی کا ظہور ہونے لگتا ہے۔ تفصیل یہ کہ اگر کسی رنگ کا نور داہنے شانے کے برابر ظاہر ہو تو وہ فرشتوں کا نور ہے۔

۱۔ اگر سفید رنگ کا ظاہر ہو تو کراماً کاتبین کا ہے۔

۲۔ اگر سبز پوش خوبصورت آدمی یا کوئی اچھی صورت ظاہر ہو تو وہ فرشتہ ہے جو ذاکر کی حفاظت کے لئے آیا ہے۔

۳۔ اگر داہنے شانے سے کچھ ہٹا ہو یا آنکھ کے برابر ہے تو مرشد کا نور ہے۔

۴۔ اور سامنے ہے تو وہ نور محمدی ہے جو راہ مستقیم کی تعلیم فرماتا ہے۔

۵۔ اگر بائیں شانے کے متصل ظاہر ہو تو کاتب فرشتوں کا سینہ ہے۔

۶۔ اگر بائیں شانے سے دور ظاہر ہو خواہ کسی رنگ کا ہو شیطان نور ہے یا دنیا کا نور ہے۔

۷۔ اگر پیچھے یا بائیں طرف آواز ہو یا صورت ہو وہ شیطان کا دھوکا ہے۔ لاحول الخ پڑھنا چاہیے توجہ نہ کرے۔

۸۔ اگر نور اوپر سے یا پیچھے سے آوے تو وہ نور ان فرشتوں کا ہے، جو حفاظت کے لئے مقرر ہیں۔

۹۔ اگر بلا کسی جہت کے نور ظاہر ہو اور دل میں خوف پیدا کرے اور اس کے رفع ہو جانے کے بعد باطنی حضور نہ رہے تو وہ نور شیطان کا ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنا چاہیے۔

۱۰۔ اگر بلا کسی جہت نور ظاہر ہو اور اس کے زوال کے بعد حضور باطنی کی لذت نہ جائے اور اشتیاق وطلب اسی طرح غالب رہے تو وہی مطلوب نور ہے۔ اللہ تعالی ہم سب کو عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

۱۱۔ اگر دھویں یا آگ کے رنگ کا نور سینہ یا ناف کے اوپر سے ظاہر ہو تو وہ خناس کا نور ہے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنا چاہیے۔

۱۲۔ اگر سینہ کے اندر یا دل پر ظاہر ہو تو وہ صفائی قلب کا نور ہے۔

۱۳۔ اگر سرخ یا سفید زردی مائل نور دل سے ظاہر ہو تو دل کا نور ہے۔

۱۴۔ اگر خاص سفید ہے تو روح کا نور ہے جس نے طالب کے دل میں تجلی کر کے اپنی ہستی کو ظاہر کیا ہے۔

۱۵۔ اگر سر کی جانب سے ہے تو وہ نور بھی روح کا ہے۔

۱۶۔ اگر آفتاب کے رنگ کا نور ہے تو وہ بھی روح کا نور ہے اگر سامنے سے ہو۔

۱۷۔ اگر اوپر سے آفتاب کے رنگ کا نور ہے تو نور ذات ہے۔

۱۸۔ اگر چاند جیسا نور ہے تو دل کا ہے۔

۱۹۔ اگر چاند جیسا نور ہے اور سامنے سے ہے تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

۲۰۔ اگر کاجل کی سیاہی کی طرح تاریک اور اس کے گرد بار یک اور مکدر نورانی خطوط ہوں تو وہ نور نفی کا ہے۔ اس طرف توجہ کرنے سے نفی حاصل ہوگی اور ماسوی اللہ سے قلب کا صاف ہونا اور تجلی افعالی انوار میں سوائے مطلوب کے کسی طرف نہ متوجہ ہو۔

ذکر کے ساتھ جامع اذکار

سلوک الی اللہ کے تین طریقے تعلیم ہوتے ہیں۔ اول کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا ذکر۔ دوسرے قرآن پاک کی تلاوت۔ تیسرے نماز اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتَابِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰهِ اَکْبَرُ۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم میں یہی تین طریقے وصول الی اللہ کے رائج تھے۔ جو شخص پیغمبرؐ کے خلاف راستہ چلے گا ہرگز منزل کو نہ پہنچ سکے گا۔ نماز بندہ اور خدا کے درمیان ایک سیر ہے کہ مسلمان اس میں مشغول ہونے سے غیر خدا اور خدا سے قریب ہوجاتا ہے۔ اور یہ خیال کرے کہ میں خدا سے باتیں کررہا ہوں اور اس کو دیکھ رہا ہوں اگر اس پر قدرت نہ ہو تو یہ جانے کہ خدا مجھ کو دیکھ رہا ہے اور امرونہی کا حکم دے رہا ہے اور بشارت کی آیت پر سرور ہو اور وعید کی آیت پر ڈر ہو اور روئے اور ذرا آواز کے ساتھ خوش آوازی کے ساتھ پڑھے کہ اس سے لطف آتا ہے اور غفلت دور ہوتی ہے۔ خاص طریقہ تلاوت کا یہ ہے کہ جب طریق مذکور سے تلاوت میں ملکہ ہوجاوے تو اب اس کیفیت کے ساتھ تلاوت ہو کہ خلوت میں دو نفلیں ادب سے پڑھ کر بحضور قلب قبلہ رو بیٹھے کلام الٰہی کی حقیقت (کہ وہ کلام نفسی ہے خدا کی خاص اور ذاتی صفت ہے) اور اس کی عظمت کا اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور اسی مراقبہ میں تھوڑی دیر رہے۔ تاکہ اطمینان حاصل ہو اور حضور حق حاصل ہوجاوے پھر اعوذ وبسم اللہ کے ساتھ ترتیل و تجوید کے ساتھ قرات کرے اور یہ خیال کرے کہ منہ کی زبان اور دل کی زبان برابر تلاوت میں مشغول ہیں۔ اس خیال سے غافل نہ ہو۔

تلاوت کا خاص طریقہ

اور اگر غفلت ہوجاوے تو ضروری ہے کہ قلب کو اعوذ بسم اللہ پڑھ کر حاضر کرے۔ جب اس طرح اطمینان خاطر اور حضوری حق حاصل ہوجاوے تو اب ترقی کرے اور خیال کرے کہ ہر ہر رو نگٹا جسم کا قرآن شریف پڑھ رہا ہے جسم کے ہر حصہ سے الفاظ نکل رہے ہیں تمام جسم درخت موسوی کا حکم رکھتا ہے عین تلاوت کے وقت اس حالت میں خیال میں مستغرق ہو جب یہ کیفیت راسخ ہوجاوے تو اس کے بعد اور ترقی کرے کہ خیال کرے کہ اللہ تعالی میری زبان سے پڑھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں جب اس میں ملکہ پیدا ہوجاوے تو اپنے پڑھنے میں خیال کرے کہ خود خدا تعالی پڑھتا ہے اور خود ہی سنتا ہے نہ سالک کا وجود ہے اور نہ دنیا کے دوسرے موجودات کا۔ بلکہ ایک آواز ہے جو ہر طرف سے آتی ہے اور سالک اس میں محو ہے۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

ہر مسلمان کو عموماً" اور سالک کو خصوصاً" لازم ہے کہ خیال کریں کہ غور طلب رکوع قومہ، سجدہ، جلسہ وقعدہ ہیں اور اس کے اعضائے رئیسہ ارکان اور حواس ترتیل قرات کی درستی ہے اور نماز کے لئے پوری پاکی بھی شرط ہے بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی اور

وہ دل کی پاکی ہے۔ یعنی غیر خدا سے دل کو صاف کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر اور قبولیت دل پر ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَایَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ جب تکبیر کے لئے ہاتھ اٹھائے تو خیال کرے کہ میرا دل دونوں جہاں سے دست بردار ہو گیا اور پورا پورا اللہ کی طرف جھک گیا اور یہ تصور کرے کہ اللہ اکبر کہہ کر میں نے اپنے نفس کو تکبیر سے ذبح کر کے فنا کر دیا اور دونوں ہاتھوں کو زیر ناف سختی کے ساتھ دبا کر باندھے کہ وہ مقام لطیفہ نفس کا ہے تو اس طرح گویا نفس کو دبا دیا اور نگاہ سجدہ گاہ پر رکھے اور مستغرق ہو جائے رکوع میں نگاہ پاؤں کی پشت پر ہو اور خدا کی بڑائی، کبریائی اور اپنی ذلت کا تصور کرے اور سجدہ میں ناک کے نتھنے پر نظر کرے اور اس کی بلندی اور اپنی حقارت وخاکساری کا اور اپنے فنا کا تصور کرے اور بیٹھنے میں سینہ پر نظر رکھے اور اپنی محویت کے خیال میں مستغرق ہو جاوے اور التحیات کے معنی کا خیال کرے یہ خیال کرے میں خدا کے سامنے مجلس میں داخل ہو گیا ہوں اور ہر نماز میں مقام احسان اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ کا تصور کرے۔ اس قدر آواز سے پڑھے کہ خود خوب سن سکے جب اس طرح نماز میں مشق کرے گا تو خدا کی مدد سے نماز حقیقی حاصل ہو جائے گی۔ بندہ جب الحمد للہ رب العالمین کہتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری حمد کی یعنی تعریف کی اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو فرماتے ہیں کہ یہ میرے بندے نے میری بڑائی کی اور جب اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتا ہے تو فرماتے ہیں کہ یہ میرے اور میرے بندہ کے درمیان ہے اور جو اس نے مانگا خاص اسی کے واسطے ہے اور جب اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہتا ہے تو فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کہ یہ میرے بندہ کے واسطے ہے اور جو کچھ اس نے مانگا وہ سب اس کے لئے ہے بس اس وقت جواب کے تصور میں محو ہو جاوے اور قبولیت کا تصور کرے۔

سلوک نبوت اور سلوک ولایت اور ہر ایک کے آثار اور خواص جدا جدا ہیں جو حسب ذیل لکھے جاتے ہیں۔ اولیاء میں کسی پر کسی وقت فیض نبوت کا غلبہ ہوتا ہے اور کبھی فیض ولایت کا اور کوئی کسی نبی کے تحت اور کوئی کسی نبی کے تحت۔

آثار سلوک ولایت۔ ۱۔ کھانے پینے میں "تکلفا" کی کرتے ہیں۔

آثار سلوک نبوت۔ ۱۔ جو ملتا ہے اسی پر قناعت کرتے ہیں۔

آثار سلوک ولایت۔ ۲۔ خلق سے نفرت کرتے ہیں۔

آثار سلوک نبوت۔ ۲۔ خلق کی طرف اللہ کے لئے رغبت کرتے ہیں لیکن خلق سے جی نہیں لگاتے۔

آثار سلوک ولایت۔ ۳۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر نہیں کرتے مگر طالب کو۔

آثار سلوک نبوت۔ ۳۔ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرتے ہیں۔

آثار سلوک ولایت۔ ۴۔ ان کو اپنے مکاشفات وتحقیقات پر اطمینان ہوتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں اگر خلاف شرع نہ ہو۔

آثار سلوک نبوت۔ ۴۔ ان پر ادب غالب ہوتا ہے جیسا کہ صاحب شرع سے منقول ہوتا ہے اس پر اپنی طرف سے بذریعہ کشف وغیرہ نہیں بڑھاتے اگرچہ وہ زیادہ خلاف شرع نہ ہو۔

آثار سلوک ولایت۔ ۵۔ ان کا انتہائی مقام رضا ہے۔

آثار سلوک نبوت۔ ۵۔ ان کا انتہائی مقام عبودیت ہے۔

آثار سلوک ولایت۔ ۶۔ ان پر ذوق وشوق غالب ہوتا۔

آثار سلوک نبوت۔ ۶۔ ان پر ذوق وشوق غالب نہیں ہوتا محض حکم ایزدی سمجھ کر عبادت کرتے ہیں۔

آثار سلوک ولایت۔ ۷۔ اہتمام سے دعا نہیں مانگتے۔

آثار سلوک نبوت۔ ۷۔ بمقتضائے ادعونی استجب لکم دعا مانگنا فرض سمجھتے ہیں۔

آثار سلوک ولایت۔ ۸۔ اسباب ظاہری کو ترک کردیتے ہیں الاسباب عادیہ

آثار سلوک نبوت۔ ۸۔ اوروں سے زائد اسباب سے متمسک ہوتے ہیں۔

آثار سلوک ولایت۔ ۹۔ حضرت علیؓ کے ساتھ "بعا" زیادہ محبت کرتے ہیں۔

آثار سلوک نبوت۔ ۹۔ ابوبکرؓ و عمرؓ سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔

آثار سلوک ولایت۔ ۱۰۔ شیخ کو سارے جہاں سے افضل سمجھتے ہیں

آثار سلوک نبوت۔ ۱۰۔ افضلیت کا یقین نہیں کرتے محبت کرتے ہیں۔

آثار سلوک ولایت۔ ۱۱۔ ان سے شرائع میں کبھی تسامح بھی ہوجاتا ہے اور وہ معذور ہیں۔

آثار سلوک نبوت۔ ۱۱۔ یہ شریعت پر بڑی پختگی سے عمل کرتے ہیں۔

آثار سلوک ولایت۔ ۱۲۔ ان پر سکر غالب ہوتا ہے۔

آثار سلوک نبوت۔ ۱۲۔ ان پر صحو (یعنی ہوشیاری) غالب ہوتا ہے۔

آثار سلوک ولایت۔ ۱۳۔ بعض اوقات بعض مغلوبین جماعت سے بھاگتے ہیں۔

آثار سلوک نبوت۔ ۱۳۔ جماعت کی پابندی کرتے ہیں ان کی نظر سے مقصودیت غیر کی بالکل نفی ہوچکتی ہے۔

آثار سلوک ولایت۔ ۱۴۔ اگر ظاہر شریعت کے خلاف شیخ حکم کرے تو اسے خلاف شریعت نہیں سمجھتے۔ کسی تاویل سے کرلیتے ہیں مگر قطعیات میں نہیں۔

آثار سلوک نبوت۔ ۱۴۔ یہ اگر خلاف ظاہر شرع کوئی حکم شیخ کی طرف سے ہو تو مخالفت کرتے ہیں مگر ادب کے ساتھ۔

آثار سلوک ولایت۔ ۱۵۔ ان پر حب عشقی غالب ہوتی ہے۔

آثار سلوک نبوت۔ ۱۵۔ ان پر حب ایمانی غالب ہوتی ہے۔

آثار سلوک ولایت۔ ۱۶۔ کبھی تشبیہ غالب ہوتی ہے۔

آثار سلوک نبوت۔ ۱۶۔ ہمیشہ تنزیہ غالب رہتی ہے۔

آثار سلوک ولایت۔ ۱۷۔ انتہائی مقام رضاء یا فناء الفناء ہے۔

آثار سلوک نبوت۔ ۱۷۔ سلوک نبوت کی انتہاء مقام عبودیت ہے۔

فرق نمبر۱ مصنوع سے صانع کی طرف توجہ منصرف نہیں کی۔

جمع نمبر۲ مشاہدہ وغلبہ توجہ بحق سے مشرف ہونا متوجہ نہیں۔

جمع الجمع نمبر۳ حق اور خلق پر نظر رکھنا۔

ربط القلب بالشیخ اس کی حقیقت شیخ سے زدیاد محبت ہے۔

فنائی الشیخ مرید و شیخ میں غایت تناسب و مناسبت ہونا۔

جذب بلا ذریعہ اکتساب و مجاہدہ جو احوال باطنیہ حاصل ہوجاتے ہیں۔

اتصال واتحاد اللہ تعالی کی جناب میں محال ہے اس پر اعتقاد کرنا الحاد و زندقہ وکفر ہے۔ ایک شے کا متبوع و محتاج الیہ اور موقوف علیہ ہونا اور دوسرے کا محتاج و تابع اور موقوف ہونا۔ علاقہ خاص مقبولان الہی کو اللہ تعالی سے حاصل ہے۔

ابن الوقت ایک وہ سالک جو مغلوب الحال ہو یعنی جو حالت اس پر وارد ہو اس کے آثار میں مغلوب ہوجاوے وہ سالک جو اپنے

حال پر غالب ہو کہ جس کیفیت کی طرف توجہ وقصد کرے اس کے آثار اس میں پیدا ہو جائیں۔ نفس میں ایک ملکہ راسخہ حق تعالیٰ کی مرضیات سے محبت کا اور حق تعالیٰ کی نامرضیات سے بغض کا پیدا ہو جاتا ہے جس سے بلا تکلف اعمال حسنہ وافعال محمودہ صادر ہوتے ہیں اور اعمال قبیحہ وافعال ذمیمہ قریب قریب معدوم ہو جاتے ہیں ایسے شخص کے متعلق حدیث شریف میں آیا ہے۔ فَاِذَآ اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یَبْصُرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کا کان، آنکھ، ہاتھ، پاؤں بن جاتا ہوں سو یہ کلام ارشاد ربانی تشبیہ و تمثیل کے طور پر ہے۔

تجرید یہ ہے کہ اغراض دنیوی اور اخروی کو ترک کر دینا۔

تلوین یہ ہے کہ سالک کے قلب کے حالات کا مختلف ہونا۔ کبھی قبض کبھی بسط کبھی شکر کبھی صحو مبتدی کو یہ تغیرات کافی پیش آتے ہیں۔

انتباہ تلوین والا پہنچایا جاتا ہے اور صاحب تمکین کی حالت عوام جیسی ہو جاتی ہے۔

تجلی

تجلی ذاتی سالک کے وجود عنصری کے صفات و آثار کچھ باقی ہیں تو اس تجلی کے وقت بے ہوش ہو جاتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام طور پر بے ہوش ہو گئے۔

تجلی صفاتی اس کی علامت یہ ہے کہ صفات جلالی تجلی کریں تو سالک پر خشوع وخضوع کا غلبہ ہوتا ہے اور اگر صفات جمالی تجلی کریں تو سالک کو سرور وانس ہوتا ہے۔

تیسری تجلی افعالی اس کی علامت یہ ہے کہ سالک کی نظر میں مدح وذم کا برابر ہونا۔

تزکیہ

پس نفس کو امراض باطنیہ سے پاک وصاف کرنا یہ تزکیہ ہے۔

حال سالک کے قلب پر جو کیفیات غیب سے نازل ہوں جس میں اس کا کچھ اختیار نہیں اس کو حال کہتے ہیں۔

مقام سالک نے مرتبہ سلوک میں جو استقامت یعنی پختگی حاصل کی ہو وہ مقام کہلاتا ہے۔

حجابات

حجاب کے معنی پردہ رکاوٹ ہونا حدیث شریف میں ہے کہ ایک موقع پر جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کا آج زیادہ سے زیادہ قرب ہوا لیکن پھر بھی میرے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ستر ہزار حجابات تھے۔

تیغ لا در قتل غیر حق براند
درنگر آخر کہ بعد لاچہ ماند
ماند الا اللہ وباقی جملہ رفت
مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت

عشق وہ شعلہ ہے کہ جب وہ روشن ہو جاتا ہے تو معشوق کے سوا سب کو نذر آتش کر دیتا ہے غیر اللہ پر لا کی تلوار چلا اور پھر دیکھ کہ لا کے بعد کیا رہتا ہے بس الا اللہ رہ جائے گا باقی سب ختم ہو جائے گا۔ معالجہ امراض سے واقف ہو کر نفس کی اصلاح ہو گئی کہ اعمال صالحہ کی رغبت طبیعت ثانیہ بن گئی۔ یعنی عشق کا سمندر ایک ایسا سمندر ہے کہ جس کا کوئی کنارہ نہیں یہاں سوائے جان سونپ دینے کے کوئی چارہ نہیں۔

صوفی

خیر القرون میں صحابی، تابعی، تبع تابعی امتیاز حق کے لئے کافی القاب تھے۔ پھر خواص کو زہاد عباد کہنے لگے۔ پھر جب فتن وبدعات کا شیوع ہوا اس وقت اہل حق نے امتیاز کے لئے صوفی کا لقب اختیار کیا اور دوسری ہی صدی میں اس لقب کی شہرت ہوگئی۔ لفظ صوفی۔ صوف، صفاء صفہ سے مشتق (بنایا گیا) ہے۔

مدارات ومداہنت اہل جہل کے ساتھ نرمی کرنا ہے تاکہ وہ دین کی طرف آجائیں اور اہل شر کے ساتھ نرمی کرنا ہے۔ تاکہ ان کے شر سے حفاظت رہے اور یہ دونوں صورتیں محمود ومطلوب ہیں۔ مداہنت یہ ہے کہ بددینوں کے ساتھ نرمی کرنا تاکہ ان سے مال وجاہ کا نفع حاصل ہو یہ ناجائز وحرام ہے۔

طریق حصول نسبت قلب وروح کو حق تعالیٰ کے ساتھ ایک مخصوص تعلق پیدا ہوجاتا ہے اس کو نسبت سے تعبیر کرتے ہیں اور اسی نسبت کے پیدا ہوجانے کا نام وصول ہے۔

بسط

یعنی آثار لطف وفضل کے ہر بات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی کوشش ہو اور یہ اتباع عادت ہوجاوے کہ بے تکلف سنت کے موافق افعال صادر ہونے لگیں۔

سکر وصحو

سکر یہ ہے کہ وارد غیبی سے ظاہری وباطنی احکام میں امتیاز اٹھ جاوے۔ صحو۔ اس امتیاز کا عود کر آنا صحو ہے۔

سکر کا واقعہ اور مثال حضرت جبرئیل علیہ السلام کا دریا کی کیچڑ فرعون کے منہ میں ٹھونسنا ہے اس اندیشہ سے کہ اس کو رحمت الٰہیہ نہ پائے باوجودیکہ مدار، قبول ایمان کا قلب پر ہے بعد اجتماع شرائط پھر بھی اس کے منہ میں کیچڑ دینا یہ غلبہ سکر ہی کے سبب سے تھا اور اس کا غلبہ کا سبب غایت درجہ بغض فی اللہ تھا۔ دوسری مثال۔ جب عبد اللہ بن ابی منافق کے جنازے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس پر نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے منع نہیں فرمایا۔ ایسی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو معذور رکھا۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالت صحو میں آئے تو حدیث شریف میں ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مجھ کو بعد میں اپنی اس جرات پر تعجب اور ندامت ہوئی۔

غلبہ حال ہوجاتا ہے۔ چنانچہ واقعہ بدر میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتح کی دعا فرمارہے تھے اس میں یہ بھی فرمادیا اِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ یعنی اے اللہ (یہ مختصر جماعت ہلاک ہوگئی تو پھر آج کے بعد سے کوئی آپ کی عبادت نہ کرے گا۔ بایزید بسطامی کا قصہ مشہور ہے کہ انہوں نے حالت سکر میں سبحانی ما اعظم شانی کہا تھا۔ جب حالت صحو میں آئے اور معلوم ہوا کہ میں نے حالت سکر میں سبحانی ما اعظم شانی کہا تھا تو اس کا تدارک فرمایا جیسا کہ ان کے ملفوظات میں یہ نقل ہے کہ اِنْ قُلْتُ سُبْحَانِيْ مَا اَعْظَمَ شَانِيْ فَاَنَا مَجُوْسِيٌّ فَاَقْطَعُ زُنَّارِيْ وَاَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی اگر میں نے سبحانی الخ کہا ہے تو میں مجوسی ہوگیا اس لئے میں زنار توڑتا ہوں اور اشھد الخ پڑھتا ہوں۔

قبض

قلب کا گرفتہ ہونا، گھٹن، بھچاوٹ، روکھی روکھی سی کیفیت

ایک خاص اور نادر وقت بھی حاصل تھا اور وہ وقت ادائے نماز کے وقت تھا۔ اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ (نماز مومنوں کا معراج ہے) آپ نے سنا ہو گا اَرِحْنِیْ یَابِلَالُ (اے بلال مجھے غم سے آزاد کر) اس مطلب کے ثبوت کے لئے عادل گواہ ہے اور ابو ذر غفاری بھی وراثت اور تبعیت کے طور پر اس دولت سے مشرف ہوا ہو گا

اور یہ جو حضرت شیخ عبد القادر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقْبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ اَوْجَمِیْعِ الْاَوْلِیَاءِ (میرا قدم تمام اولیا کی گردن پر ہے)۔

عوارف المعارف والا جو شیخ ابو النجیب سہروردی رحمتہ اللہ علیہ (جو حضرت شیخ عبد القادر رحمتہ اللہ علیہ کے محرموں اور مصاحبوں سے ہے) کا مرید اور تربیت یافتہ ہے اس کلمہ کو ان کلمات سے بیان کرتا ہے جو عجب اور خود بینی پر مشتمل ہیں جو ابتدائے احوال میں بقیہ سکر کے باعث مشائخ سے سرزد ہو گئے ہیں۔ اور یہ حکم کیسے جائز ہو سکتا ہے جن میں اصحاب کرامؓ بھی شامل ہیں جو یقیناً" حضرت شیخؒ سے افضل ہیں۔ اور اولیائے متاخرین میں بھی کیسے جائز ہو سکتا ہے جن میں حضرت مہدیؒ شامل ہیں جن کے آنے کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے بشارت دی ہے اور امت کو ان کے وجود کی خوشخبری دی ہے۔ غرض حضرت شیخ عبد القادر قدس سرہ ولایت میں شان عظیم اور درجہ بلند رکھتے ہیں۔

حضرت شیخ عبد القادر رحمتہ اللہ علیہ کے اکثر مرید شیخ کے حق میں بہت غلو کرتے ہیں اور محبت کی جانب میں افراط سے کام لیتے ہیں جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے محبت ان کی محبت میں افراط کرتے ہیں۔ ان لوگوں کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ شیخ کو تمام اگلے پچھلے اولیاء سے افضل جانتے ہیں۔

خوارق کے بکثرت ظاہر ہونے کو افضلیت کی دلیل بنانا ایسا ہے جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے بکثرت فضائل ومناقب کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر ان کے افضل ہونے کی دلیل بنائیں کیونکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے اس قدر فضائل ومناقب ظہور میں نہیں آئے جس قدر کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے۔

اہل معرفت کی فراست یہ ہوتی ہے کہ یہ لوگ تمیز کر لیتے ہیں کہ کونسا شخص حق تعالی کی بارگاہ کے لائق ہے اور کونسا نہیں اور ان اہل استعداد کو پہچان لیتے ہیں اہل ریاضت کی فراست بھوک اور خلوت اور تصفیہ باطن سے ہوتی ہے بغیر اس امر کے کہ جناب حق تعالی تک واصل ہوں۔ یہ لوگ مخلوقات کی صورتوں کا کشف کرتے اور پوشیدہ امور کی خبر دیتے ہیں۔ اس لئے کہ حق تعالی کی طرف سے محجوب ہوتے ہیں اور چونکہ اہل عالم اکثر حق تعالی سے الگ اور دنیا میں ہمہ تن مشغول ہوتے ہیں اس لئے ان کے دل ان لوگوں کی طرف جلد مائل ہو جاتے ہیں جو مخلوق کی صورتوں کو ظاہر کریں اور مخلوقات کے غائبانہ احوال کی خبر دیں۔ یہ لوگ ان کو بڑا بزرگ جانتے ہیں اور ہم نے اکثر اہل حق کو دیکھا ہے کہ جب وہ کشف صور کی طرف اونے توجہ کرتے تھے تو اس فراست کے ساتھ جس کو اہل معرفت ثابت کرتے ہیں اور یہ وہ فراست ہے جو حق تعالی اور اس کے قرب سے تعلق رکھتی ہے جھٹ ایسے ایسے امور معلوم کر لیا کرتے تھے جن کے ادراک پر ان کے غیر طاقت نہ رکھتے تھے۔ نظر ہمیشہ قدم سے بلندی کی طرف چڑھے اور قدم کو اپنا رویف بنائے کیونکہ بلندی کے زینوں پر پہلے نظر چڑھتی ہے اس کے بعد قدم صعود کرتا ہے اور جب قدم مرتبہ نظر میں پہنچتا ہے نظر اس سے اوپر کے زینہ پر آ جاتی ہے۔

جو کچھ دوسروں کے لئے ادھار ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وعلی آلہ وسلم کے لئے نقد ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے کامل تابعداروں کو اس مقام سے بھی حصہ حاصل ہے۔ اگرچہ رویت نہیں ہے۔

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست
ہم قصہ غریب وحدیث عجیب ہست

کلمہ ہوش دردم ہے غرض کلمہ اول اس تفرقہ کے دفعہ کرنے کیلئے ہے جو آفاق سے پیدا ہوتا ہے اور کلمہ دوسرا نفس کے تفرقہ کو دفع کرتا ہے اور کلمہ تیسرا جو ان دونوں کلموں کے قرین ہے سفر در وطن ہے اور وہ نفس میں سیر کرنے سے مراد ہے۔ خلوت اور انجمن انجمن میں بھی خلوت خانہ وطن میں سفر کرتا ہے اور آفاق کا تفرقہ نفس کے حجرہ میں راہ نہیں پاتا یہ بھی اس صورت میں کہ حجرہ النفس کے دروازوں اور روزنوں کو بند کرلیں پس چاہئے کہ انجمن تفرقہ میں متکلم ومخاطب نہ ہو اور کسی کی طرف متوجہ نہ ہو یہ سب تکلفات اور حیلے بہانے ابتدا اور وسط ہی میں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتا ہے۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيْلًا" اپنے رب کا نام یاد کر اور سب سے توڑ کر اس کے ساتھ جوڑ۔

باطن خالص حق تعالے کے لئے ہے پس عباد یعنی بندوں سے تین حصے حق تعالی کے لئے مسلم ہونگے باطن سب کا سب۔ اور ظاہر کا نصف حصہ اور ظاہر کا دوسرا حصہ خلق کے حقوق ادا کرنے کے لئے رہا چونکہ ان حقوق کے ادا کرنے میں بھی حق تعالی کے حکم کی بجا آوری ہے اس لئے ظاہر کا دوسرا نصف بھی حق تعالی کی طرف راجع ہے۔ اللہ تعالی پر زمانے کے احکام جاری نہیں ہوسکتے۔ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰے (مثال اعلی اللہ ہی کے لئے ہے) میں کیوں تعجب کرتے ہیں اور کیوں توقف کرتے ہیں اور اس کو دور از عقل کیوں سمجھتے ہیں۔ اگر یہ کہیں کہ اس قسم کی بات کسی نے نہیں کہی۔ تو پھر کیا ہوا جبکہ دوسروں کے کلام کے مخالف نہیں ہے اور نہ ہی مرتبہ وجوب کے نامناسب ہے۔

خربوزہ بخور ترا بفا لیز چہ کار

ذکر جنان ماخو داز پیر راہ مداومت بر آں باز گشت بفضل حضرت رحمن وصل عریان باقی ہمہ حسبان!

من از تو روئے نہ پیچم گرم بیازاری
کہ خود بود زعزیزاں تحمل وخواری

اس وبا میں ہمارے اعمال کی شومی سے اول جو ہے ہلاک ہوئے جو ہم سے زیادہ اختلاط رکھتے تھے اور پھر عورتیں جن کے وجو پر نوع انسانی کی نسل وبقا کا مدار ہے مردوں کی نسبت زیادہ مرگئیں اور جو کوئی اس وبا میں مرنے سے بھاگا اور سلامت رہا۔ اس نے اپنی زندگی پر خاک ڈالی اور جو شخص نہ بھاگا اور مرگیا اس کو موت شہادت کی مبارک بادی اور خوشخبری ہے۔

ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جو شخص طاعون سے مرجائے اس سے قبر میں کوئی سوال نہیں ہوتا۔

جو شخص کہ نہ بھاگا اور نہ مراوہ غازیوں اور مجاہدوں اور صابروں اور بلاکشوں میں سے ہے کیونکہ ہر شخص کے لئے اجل مقرر ہے پس نہ ہی بھاگنا بچاسکتا ہے اور نہ ہی ٹھیرنا

اے فرزند! سن لے کہ صورت کا آئینہ جس میں حسن وجمال منعکس ہوتا ہے اگر بالفرض وہ آئینہ علم وحیات پیدا کرلے تو بالضرور اس حسن وجمال کے ظہور سے متلذذ ہوگا اور حظ وافر حاصل کرلے گا۔

یہ کمالات ظاہرہ جنہوں نے اس مرتبہ میں نسبت مجہول الکیفیت حاصل کی ہے ان نسبت بعینہ ایسی ہے جیسے انسان کے عالم خلق کو عالم امر کے ساتھ نسبت ہے اس مقام میں مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ (جس نے اپنے نفس کو پہچانا

اس نے اپنے رب کو پہچانا) کا سر حاصل ہوتا ہے

قلم اینجا رسید و سر بشکست

اگر پاشاہ بردر پیر زن

بباید تو اے خواجہ سبلت مکن

تابعداروں اور خادموں کو اپنے مالکوں اور صاحبوں کی دولت اور پس خوردہ سے حصہ حاصل ہوتا ہے پس انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے قرب سے ان کے کامل تابعداروں کو بھی حصہ حاصل ہوتا ہے۔

چو آں کرمے کہ در سنگے نہاں است

زمین و آسمان اور ہمان است

جاننا چاہئے کہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے حق میں محبت و بخشش کا حاصل ہونا بے توسط و بے وسیلہ ہے اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے اصحاب کے حق میں جو تبعیت و وراثت کے طور پر اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں انبیائے علیہم الصلوۃ والسلام کے وسیلہ سے ہے۔

فیض گر روح القدس کا دے مدد تو اور بھی

کر دکھائیں کام جو کچھ کہ مسیحا نے کیا

میں خیال کرتا ہوں کہ اس دولت نے تابعین بزرگواروں پر بھی اپنا پرتو ظاہر کیا ہے اور تبع تابعین بزرگواروں پر بھی اپنا سایہ ڈالا ہے بعد ازاں یہ دولت پوشیدہ ہوگئی ہے حتی کہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی بعثت سے الف ثانی تک نوبت آگئی اور اس وقت پھر وہ دولت تبعیت اور وراثت کے طور پر ظاہر ہوگئی اور آخر کو اول سے مشابہ کر دیا۔

اگر بادشاہ پر در پیرزن

بباید تو اے خواجہ سلبت مکن

اصل کیمیا نہایت آسان عمل سے میسر ہے اور نہایت ہی اقرب طریق سے حاصل ہے اور وہ شخص جو اس حے اصل سے جدا ہے وہ محنت میں رہتا ہے اور تمام عمر اس کے حاصل کرنے میں فانی کر دیتا ہے پھر بھی حرمان و مایوسی اس کو حاصل ہوتی ہے اور وہ چیز جو اس کو بڑی کوشش کے بعد حاصل ہوتی ہے اس اصل کے مشابہ اور مانند ہوتی ہے

اس راہ کے بعض سالک جو سخت ریاضتوں اور مشکل مجاہدوں کے ساتھ ظلال میں سے کسی ظل تک پہنچ جاتے ہیں۔ گمان کرتے ہیں کہ مطلب تک پہنچنا سخت ریاضتوں اور مشکل مجاہدوں پر منحصر ہے اور نہیں جانتے کہ اس راہ کے سوا ایک اور پسندیدہ کرنے) کا راستہ ہے جو محض فضل و کرم پر وابستہ ہے اور وہ راستہ جو انہوں نے اختیار کیا ہے وہ انابت (توبہ و رجوع کا راستہ ہے جو مجاہدوں پر موقوف ہے۔

امام داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ نے باوجود اس بزرگی کے کہ ولایت میں قدم راسخ رکھتے تھے ترک آخرت کو کرامت کہا مگر نہ جانا کہ اصحاب کرام سب کے سب درد آخرت میں مبتلا تھے اور آخرت کے عذاب سے ڈرتے تھے۔

ایک دن حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ پر سوار ہوئے ہوئے ایک کوچہ میں گزر رہے تھے کہ کسی قاری نے اس آیت کو پڑھا۔ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ لَوَاقِعٌ مَّالَهٗ مِنْ دَافِعٍ (بیشک تیرے رب کا عذاب آنے والا ہے اس کو کوئی ٹالنے والا نہیں) اس کو سنتے ہی آپ کے ہوش جاتے رہے اور اونٹ سے بیخود ہو کر زمین پر گر پڑے وہاں سے اٹھا کر ان کو گھر لے گئے اور مدت تک اسی درد سے بیمار رہے اور لوگ ان کی بیمار پرسی کو آتے رہے۔

حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ بہشت میں کوئی درخت نہیں ہے اس میں خود درخت لگاؤ یاروں نے

عرض کیا کہ ہم کس طرح درخت لگائیں فرمایا کہ تسبیح اور تحمید اور تمجید اور تہلیل کے ساتھ یعنی سبحان اللہ کہو تاکہ بہشت میں ایک درخت تمہارے لئے لگ جائے پس بہشت کا درخت تسبیح کا نتیجہ ہے اور جس طرح اس کلمہ میں حروف واصوات کے لباس میں کمالت تنزیہ مندرج ہے اسی طرح ان کمالات کو بہشت میں درخت کے لباس میں پوشیدہ فرمایا ہے علی ہذا القیاس جو کچھ بہشت میں ہے عمل صالح کا نتیجہ ہے

رابعہ بیچاریؒ اگر اس سر سے آگاہ ہوتی۔ ہرگز بہشت کے جلانے کا فکر نہ کرتی اور اس کی گرفتاری کو حق تعالے کی گرفتاری کے ماسوا نہ جانتی۔ حمد وصلوۃ کے بعد جاننا چاہئے۔ کہ اذان نماز کے کلمات سات ہیں۔ اللہ اکبر اللہ اکبر یعنی اس کو کسی عابد کی عبادت کی کچھ حاجت نہیں ہے انہی مہتم بالشان معنے کے لئے یہ کلمہ چار بار دوہرایا گیا ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ حق تعالی اپنی کبریائی اور مستغنی از عبادت ہونے کے باوجود عبادت کا مستحق بھی وہی حق سبحانہ تعالی ہے اس کے سوا اور کوئی لائق عبادت نہیں۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالے کے رسول اور اور اس کی طرف سے طریق عبادت پہنچانے والے ہیں اور حق تعالے کی پاک بارگاہ کے لائق بھی وہی عبادت ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تبلیغ کی جہت سے حاصل ہوئی ہے۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ یہ دو کلمے وہ ہیں جن کے ذریعے نمازی کو فرض نماز کے ادا کرنے کے لئے بلایا جاتا ہے جس کا ادا کرنا فلاح ونجات کا باعث ہے اللہ اکبر یعنی کسی کی عبادت اس کی پاک جناب کے لائق نہیں ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یعنی وہی حق تعالے عبادت کا مستحق ہے۔ اگرچہ کسی سے اس کی جناب پاک کے لائق عبادت ہو نہیں سکتی۔ شان نماز کی بزرگی ان کلمات کی بزرگی سے جو نماز کے اظہار کے لئے موضوع ہیں۔ سمجھنی چاہئے۔

سالے کہ نکوست از بہارش پیداست

اعمال صالحہ سے مراد شاید اسلام کے پانچ ارکان ہیں' جن پر اسلام کی بنیاد ہے۔ اگر اسلام کے یہ اصول پنجگانہ کامل طور پر ادا ہو جائیں تو امید ہے کہ نجات وفلاح حاصل ہو جائیگی۔ کیونکہ یہ فی حد ذاتہ اعمال صالحہ ہیں اور تمام برائیوں اور منکرات سے روکنے والے ہیں۔ اَلصَّلٰوةُ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ (نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے) اس مطلب پر شاید ہے اور جب اسلام کے ان پنجگانہ ارکان کا بجالانا میسر ہو گیا تو امید ہے کہ شکر بھی ادا ہو گیا اور جب شکر ادا ہو گیا تو گویا عذاب سے نجات مل گئی۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ (اگر تم اس کا شکر ادا کرو۔ اور ایمان لاؤ تو اللہ تعالی تمہیں عذاب دے کر کیا کرے گا)

پس ان پنج گانہ ارکان کے بجالانے میں جان سے کوشش کرنی چاہئے۔ خاص کر نماز کے قائم کرنے میں جو دین کا ستون ہے حتی المقدور اس کے آداب میں سے کسی ادب کے ترک کرنے پر راضی نہیں ہونا چاہئے۔ اگر نماز کو کامل طور پر ادا کر لیا تو گویا اسلام کا اصل عظیم حاصل ہو گیا اور خلاصی کے واسطے حبل متین یعنی مضبوط رسی مل گئی۔ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ الْمُوَفِّقُ اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے۔

جاننا چاہئے کہ نماز میں تکبیر اولی سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حق تعالی عابدوں کی عبادت اور نمازیوں کی نماز سے مستغنی اور برتر ہے اور تکبیریں جو ارکان کے بعد ہیں وہ اس امر کی رموز واشارات ہیں کہ یہ رکن جو ادا ہوا ہے حق تعالی کی پاک بارگاہ کی عبادت کے لائق نہیں ہے۔ رکوع کی تسبیح میں چونکہ تکبیر کے

معنے ملحوظ ہیں اس لئے آخر رکوع میں تکبیر کہنے کا حکم نہ فرمایا برخلاف دونوں سجدوں کے کہ باوجود ان کی تسبیحوں کے اول و آخر تکبیر کہنے کا امر کیا ہے۔ تاکہ کسی کو یہ وہم نہ ہو کہ سجود میں نہایت فروتنی اور پستی اور نہایت ذلت وانکسار ہے' حق عبادت ادا ہو جاتا ہے اور کسی وہم کے دور کرنے کے لئے سجود کی تسبیح میں لفظ اعلٰے کو اختیار کیا اور تکبیر کا تکرار بھی مسنون ہوا اور چونکہ نماز مومن کا معراج ہے اس لئے آخر نماز میں ان کلمات کے پڑھنے کا حکم فرمایا جن کے ساتھ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام شب معراج میں مشرف ہوئے تھے۔ پس نمازی کو چاہئے کہ نماز کو اپنا معراج بنائے اور نہایت قرب نماز میں حاصل کرے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا ہے اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ سب سے زیادہ قرب جو بندہ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ حاصل ہوتا ہے وہ نماز میں ہوتا ہے۔

اور نمازی چونکہ اللہ تعالے کے ساتھ مناجات کرتا ہے اور نماز کے ادا کرتے وقت حق تعالے کی عظمت وجلال کا مشاہدہ کرکے حق تعالے کا رعب وہیبت اس پر چھا جاتا ہے اس لئے اس کی تسلی کے واسطے نماز کو دو سلاموں پر ختم کرنے کا امر فرمایا۔

اور یہ جو حدیث نبوی میں ہر فرض کے بعد سو دفعہ تسبیح وتحمید اور تکبیر وتہلیل کا حکم ہے۔ فقیر کے علم میں اس کا بھید یہ ہے کہ ادائے نماز میں جو قصور وکوتاہی واقع ہوئی ہے اس کی تلافی تسبیح وتکبیر کے ساتھ کی جائے اور اپنی عبادت کے ناتمام اور نالائق ہونے کا اقرار کیا جائے اور جب حق تعالے کی توفیق سے عبادت کا ادا کرنا میسر ہو جائے۔ تو اس نعمت کی حمد وشکر بجالانا چاہئے اور حق تعالیٰ کے سوا اور کسی کو عبادت کا مستحق نہ بنانا چاہئے۔

جب نماز اس طرح شرائط وآداب کے ساتھ ادا ہو جائے اور بعد ازاں تہ دل سے ان کلمات طیبہ کے ساتھ تقصیر وکوتاہی کی تلافی کی جائے اور توفیق عبادت کی نعمت کا شکر ادا کیا جائے اور حق تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو مستحق عبادت نہ بنایا جائے۔ تو امید ہے کہ وہ نماز حق تعالے کے نزدیک قبول کے لائق ہو گی اور نمازی عذاب سے نجات پائے گا۔

خدا تجھے ہدایت دے! تجھے واضح ہو کہ نماز کے کامل اور پورے طور پر ادا کرنے سے مراد یہ ہے کہ نماز کے فرائض اور واجبات اور سنت ومستحب جن کی تفصیل کتب فقہ میں بیان ہو چکی ہے سب کے سب ادا کئے جائیں۔ ان چاروں امور کے سوا اور کوئی ایسا امر نہیں ہے جس کا نماز کے تمام وکامل کرنے میں دخل ہو۔ نماز کا خشوع بھی انہی چار امور میں مندرج ہے اور دل کا خشوع اور خضوع اور حضور بھی انہی پر وابستہ ہے۔

بعض لوگ ان امور کے صرف جان لینے کو کافی سمجھتے ہیں اور عمل میں سستی اور سہل انکاری کرتے ہیں اس لئے نماز کے کمالات سے بے نصیب رہتے ہیں۔

بعض لوگ حق تعالی کے ساتھ حضور قلب میں بڑا اہتمام کرتے ہیں لیکن اعمال ادبیہ جوارح میں کم مشغول ہوتے ہیں اور صرف سنتوں اور فرضوں پر کفایت کرتے ہیں یہ لوگ بھی نماز کی حقیقت سے واقف نہیں ہیں۔ یہ لوگ نماز کے کمال کو غیر نماز سے ڈھونڈتے ہیں۔ کیونکہ حضور قلب کو نماز کے احکام سے نہیں جانتے۔ اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ نماز حضور قلب کے سوا کامل نہیں ہوتی۔

ممکن ہے کہ اس حضور قلب سے مراد یہ ہو کہ ان امور اربعہ کے ادا کرنے میں دل کو حاضر رکھا جائے تاکہ ان امور میں سے کسی امر کے بجالانے میں فتور واقع نہ ہو۔ اور اس حضور کے سواء اور کوئی حضور اس فقیر کی سمجھ میں نہیں آتا۔

حضرت صدیق اکبرؓ عنہ نے فرمایا ہے۔ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ سَھْوَ مُحَمَّدٍ کہ کاش میں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سہو ہی ہو جاتا گویا ان کی آرزو یہی تھی کہ ہمہ تن آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا سہو ہو جائیں۔ پس اپنے تمام احوال واعمال کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے عمل سہو سے کم جانتے ہیں اور آرزو کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اپنی تمام نیکیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے سہو ہی کے برابر ہو جائیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سہوا" عمل یہ تھا کہ ایک دفعہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے چارگانہ فرض نماز کی دو رکعتوں پر بھول کر سلام دیدی جیسے کہ مروی ہے

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

نماز کی چند خصوصیتیں بیان کی جاتی ہیں ان سے قیاس کر لیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ منتہی نماز میں قران کے پڑھنے اور تسبیحات وتکبیرات کے کہنے کے وقت اپنی زبان شجرہ موسوی کی طرح معلوم کرتا ہے اور اپنے قوی اور اعضا کو آلات اور وسائل جانتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ نماز کے ادا کرتے وقت باطن وحقیقت ظاہر وصورت سے پورے طور پر تعلق توڑ کر عالم غیب کے ساتھ ملحق ہو جاتے ہیں۔ اور غیب کے ساتھ مجہول ا لکیفیت نسبت حاصل کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالے کی حمد ہے کہ اس نے اول باقی ماندہ کو صبر کی قوت عطا فرمائی اور پھر مصیبت وبلا کو نازل فرمایا۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے

من از تو روئے نہ پیچم گرم بیازاری
کہ خوش بود زعزیزاں تحمل وخواری
ستائے لاکھ تو مجھ کو پھروں گا میں نہ کبھی
پیارے یاروں کی سختی بہت ہے لگتی بھلی

میرا فرزند مرحوم حق تعالے کی آیات میں سے ایک آیت اور رب العالمین کی رحمتوں میں سے ایک رحمت تھا جو بس برس کی عمر میں اس نے وہ کچھ پایا کہ شاید ہی کسی کے نصیب ہو ولایت علیہ کے عجائب وغرائب بیان کیا کرتا تھا اور ہمیشہ خاضع اور خاشع اور ملجی اور متضرع اور متذلل اور منکسر رہتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ ہر ایک ولی نے اللہ تعالے سے ایک نہ ایک چیز طلب کی ہے میں نے التجا اور تضرع طلب کی ہے۔

محمدؐ فرخ کی نسبت لکھا جائے گا گیارہ سال کی عمر میں طالب علم اور کافیہ خواں ہو گیا تھا۔ اور بڑی سمجھ سے سبق پڑھا کرتا تھا اور ہمیشہ آخرت کے عذاب سے ڈرتا اور کانپتا رہتا تھا اور دعا کیا کرتا تھا کہ بچپن ہی میں دنیائے کمینی کو چھوڑ جائے تاکہ عذاب آخرت سے خلاصی ہو جائے۔ مرض موت میں جو یار اس کی بیمار پرسی کو آتے تھے بہت عجائب وغرائب حالات اس سے مشاہدہ کرتے تھے اور محمدؐ عیسی سے آٹھ سال کی عمر میں لوگوں نے اس قدر خوارق وکرامات دیکھے کہ بیان سے باہر ہیں۔ غرض قیمتی موتی تھے جو امانت کے طور پر ہمارے سپرد کئے ہوئے تھے اللہ تعالی کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ بلا جبر واکراہ امانت والوں کی امانت ادا کر دی گئی۔

انسان عالم خلق اور عالم امر کا جامع جو کچھ عالم خلق اور عالم امر ہے انسان میں شے زائد کے ساتھ موجود ہے۔ پس وہ حمد جو انسان سے وقوع میں آئے گا۔ تمام خلائق کے حمد سے کئی گنا زیادہ ہو گا۔

میں کہتا ہوں کہ انسان کامل جس طرح تمام افراد عالم کو اپنے اجزاء معلوم کرتا ہے افراد انسان کو بھی اسی طرح اپنے اجزاء معلوم کرتا ہے اور اپنے آپ کو سب کا کل جانتا ہے اس صورت میں اپنی حمد کو تمام جہان کی حمد سے

کئی گنا زیادہ معلوم کرتا ہے اور نیز تمام افراد انسانی کے حمد سے بھی اپنی حمد کو کئی گناہ زیادہ پائے گا۔

خدا تجھے ہدایت دے جاننا چاہئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دو کلمے ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور میزان میں بھارے ہیں اور اللہ تعالے کے نزدیک بہت پیارے اور محبوب ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ہیں۔

پس پہلے کلمہ کے دو جزوں کا حاصل ہے کہ تمام تقدیسات وتنزیہات حق تعالی کی طرف راجع ہیں اور تمام صفات کمال وجمال اس کے لئے ثابت ہیں۔

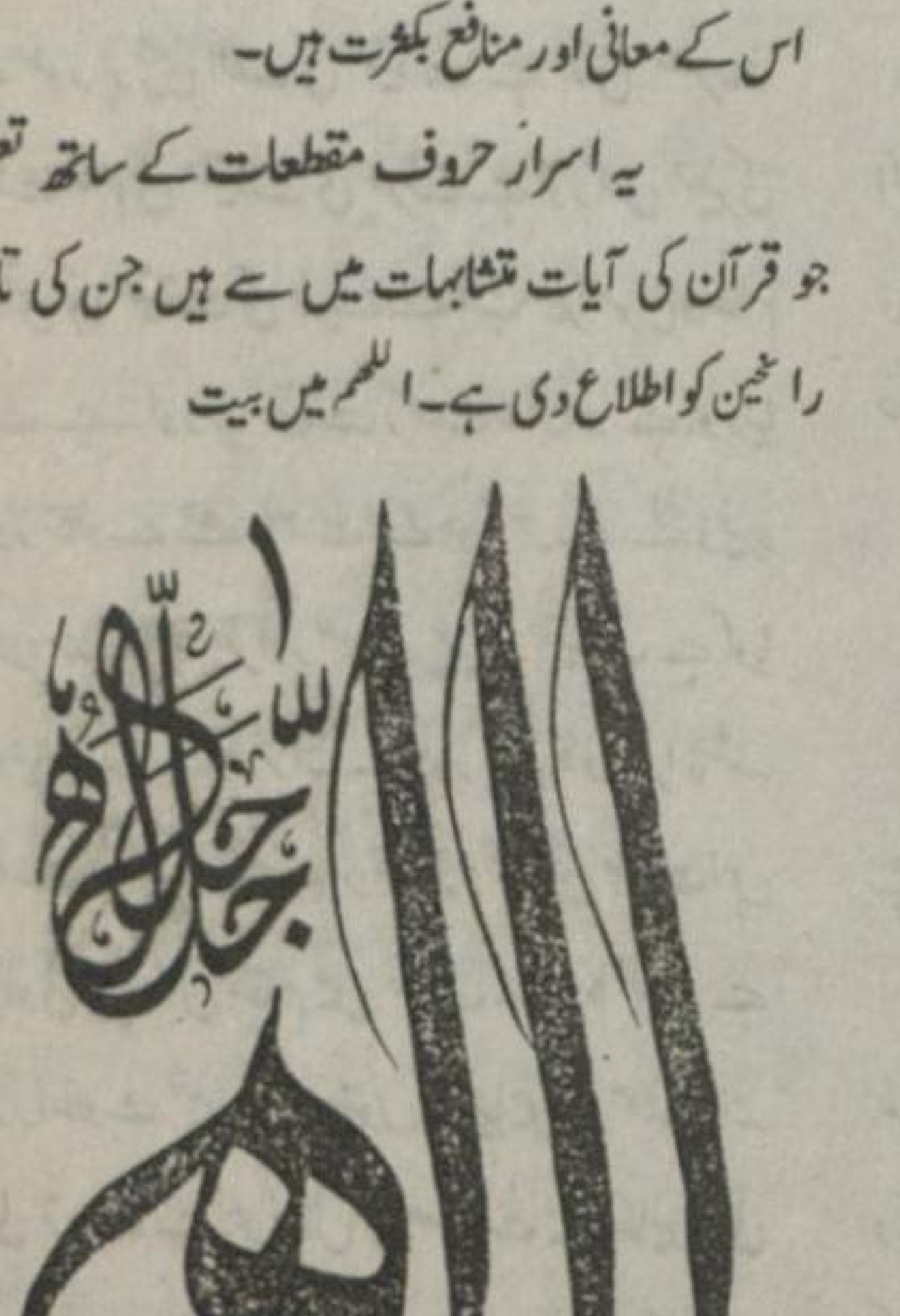
اور دوسرے کلمہ کا حاصل یہ ہے کہ عظمت وکبریا حق تعالی ہی کے لئے ثابت کرنے کے باوجود تمام تنزیہات وتقدیسات اس کی طرف راجع ہیں اور اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تمام نقائص حق تعالی سے اس کی عظمت وکبریائی کے باعث مسلوب ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ کلمے میزان میں بھاری اور اللہ تعالے کے نزدیک محبوب ہیں۔

نیز تسبیح توبہ کی کنجی بلکہ توبہ کا زبدہ اور خلاصہ ہے۔ تو امید ہے کہ وہ کریم ووہاب جل شانہ بھی تسبیح پڑھنے والے کو ان تمام باتوں سے جو اس کے لائق نہیں ہیں۔ پاک کرے گا اور حمد کرنے والے میں صفات کمال ظاہر کرے گا جیسے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے اس لحاظ سے بھی یہ دو کلمے میزان میں بھاری ہوں گے کیونکہ ان کے تکرار کے سبب سے گناہ دور ہوتے ہیں اور اللہ تعالی کے نزدیک محبوب ہوں گے کیونکہ ان کے ذریعے اخلاق حمیدہ حاصل ہوتے ہیں۔

فقیر کے نزدیک سونے سے پہلے سو بار تسبیح وتحمید وتکبیر کا کہنا جس طرح کہ حضرت مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام سے ثابت ہے محاسبہ کا حکم رکھتا ہے اور محاسبہ کا کام کر دیتا ہے گویا تسبیح کرنے والا کلمہ تسبیح کے تکرار سے جو توبہ کی کنجی ہے اپنی برائیوں اور تقصیروں سے عذر کرتا ہے اور حق تعالے کی پاک بارگاہ کو ان باتوں سے جن کے باعث ان برائیوں کا مرتکب ہوا ہے منزہ اور مبرا ظاہر کرتا ہے کیونکہ برائیوں کے مرتکب کو حضرت آمرونا ہی یعنی حق تعالے کی پاک بارگاہ کی عظمت وکبریا ملحوظ اور مدنظر ہوتی تو حق تعالے کے امر کے خلاف کرنے میں ہرگز دلیری نہ کرتا۔

جاننا چاہئے کہ استغفار میں گناہ کے ڈھانپنے کی طلب پائی جاتی ہے اور کلمہ تنزیہ کے تکرار میں گناہوں کی بیکنی کی طلب ہے۔ سبحان اللہ ایک ایسا کلمہ ہے اس کے الفاظ نہایت کم ہیں لیکن اس کے معانی اور منافع بکثرت ہیں۔

یہ اسرار حروف مقطعات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں جو قرآن کی آیات متشابہات میں سے ہیں جن کی تاویل سے علماء راسخین کو اطلاع دی ہے۔ اللھم میں بیت



ھ دو چشمی است مربی ما
ہمچو الف رب حبیب خدا
لام مربی خلیل اللہ است
میم زتدبیر کلیم اللہ است

ترجمہ

ہائے دو چشمی کو سمجھ رب ہمارا
جیسے ہے الف رب حبیب خدا
لام ہے رب خلیل اللہ کا
میم ہے رب کلیم اللہ کا

حضرت کلیم علے نبیناوعلیہ الصلوۃ والسلام کے کاروبار کا مبداء الف کی حقیقت ہے اور اس حقیر کے معاملہ کا مبداء بھی بیعت وراثت کے طور پر یہی الف کی حقیقت ہے لیکن حضرت کلیم اللہ کی بازگشت میم کی حقیقت کی طرف ہے اور اس حقیر کی بازگشت ہائے دوچشمی کی حقیقت کی طرف ہے اب میرا مرجع ومقام بھی ہائے کی حقیقت ہے۔ اور یہ حقیقت رحمت کا خزانہ ہے جو دنیا میں فراخ کیا ہوا اور ننانوے حصے رحمت کے جو آخر کے لئے ذخیرہ کئے ہوئے ہیں۔ ان سب کا مستقر اور مستودع یہی حقیقت ہے گویا اس کا ایک چشمہ دنیا کی رحمت کا خزانہ ہے اور اس کا دوسرا چشمہ آخرت اس کی رحمت کا گنجینہ ہے۔ ارحم الراحمین کی صفت اس حقیقت سے ظاہر ہوتی ہے اس مقام میں صرف جمال کا ظہور ہے جس میں جلال کی ذرا ملاوٹ نہیں۔ دوستوں کو دنیا میں جو محنت واند وہ دیتے ہیں یہ جمالی تربیت ہے جو جلال کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور دشمنوں کو دنیا میں جو نعمت وسرور دیتے ہیں یہ جلال کا ظہور ہے جو جمال کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

حضرت خاتم الرسل علیہ الصلوۃ والسلام کے رب کا اسم مبارک اللہ ہے اور اس حقیر کے رب کا اسم مبارک رحمن ہے

میرے فرزند اعظم علیہ الرحمتہ کا استفادہ اس ولایت کی تفصیل کے راہ سے ہے۔ فقیر کی ولایت جو ولایت موسوی سے مستفاد ہے اس مومن آدمی کی ولایت کے مشابہ ہے جو آل فرعون سے تھا۔ اور میرے فرزند اعظم علیہ الرحمتہ کی ولایت فرعون کے ساحروں کی ولایت کے مانند ہے جو ایمان لائے تھے۔

فقیر کے نزدیک اس بارہ میں ثابت ہوا ہے یہ ہے کہ تمام جگہوں سے بہتر جگہ کعبہ معظمہ ہے بعد ازاں روضہ مقدسہ مدینہ بعد ازاں حضرت مکہ حرسہا اللہ عن آلافات کے حرم کی زمین جن علماء نے روضہ متبرک کو مکہ معظمہ سے بہتر کہا ہے۔ ان کی مراد مکہ معظمہ سے کعبہ مقدسہ کے سوا دوسری زمین ہوگی۔

اور یہ جو امام اعظم علیہ الرحمتہ سے منقول ہے کہ اگر کوئی حدیث میرے قول کے برخلاف پاؤ تو میرے قول کو ترک کر دو اور حدیث پر عمل کرو اس حدیث سے مراد وہ حدیث ہے جو حضرت امام اعظم علیہ الرحمتہ کو نہیں پہنچی ہے۔

گر بوعلی نواع قلندر نواختے
صوفی بدے ہر آنکہ بعالم قلندر است

تمام اصحاب کرام رضی اللہ عنھم قرب نبوت کی شاہراہ پر چلے ہیں جس میں جذبہ وسلوک وفناوبقادر کار نہیں۔

اے محبت کے نشان والے کس نے کہا ہے کہ اس طریق میں ریاضتوں سے منع کرتے ہیں اور کہاں سے سنا ہے کہ ریاضتوں کو مضر جانتے ہیں۔ اس طریق میں نسبت کی دائمی حفاظت کرنا اور سنت کی متابعت کو لازم پکڑنا اور اپنے احوال کے چھپانے میں کوشش کرنا اور توسط حال اور درمیانی چال کا اختیار کرنا اور کھانے پینے اور پہننے میں حد اعتدال کا مدنظر رکھنا سخت ریاضتوں اور مشکل مجاہدوں سے جانتے ہیں۔

عوام کالانعام ان کے نزدیک ریاضت و مجاہدہ صرف بھوکا رہنا ہی ہے اور ان کی نظر میں بہت بھوکا رہنا بڑا بھاری امر ہے۔ اور سنت کی متابعت کا التزام وغیرہ وغیرہ عوام کی نظر میں کچھ قدر و اعتبار نہیں رکھتا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بِحَسْبِ الْمَرْءِ اَنْ یُّشَارَ اِلَیْہِ بِالْاَصَابِعِ فِیْ دِیْنٍ اَوْ دُنْیَا اِلَّا مَنْ عَصِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی (آدمی کے لئے یہی شر کافی ہے دین یا دنیا میں انگشت نما ہو مگر جس کو اللہ تعالے محفوظ رکھے)

ماکولات میں اعتدال اور حد اوسط کو نگاہ رکھنا مطلب تک پہنچنے کے لئے کافی ہے اس رعایت کے ہوتے زیادہ فکر و فکر کی حاجت نہیں واقعی کھانے پینے اور پہننے بلکہ تمام امور میں توسط حال اور میانہ روی بہت ہی زیبا اور عمدہ ہے۔

نہ چنداں بخور کز دہانت برآید
نہ چنداں کہ از ضعف جانت برآید

اللہ تعالے نے ہمارے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کو چالیس آدمیوں کی قوت عطا فرمائی تھی جس کے سبب سخت بھوک برداشت کرلیا کرتے تھے اور اصحاب کرام بھی حضرت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کی صحبتؓ کی برکت سے اس بوجھ کو اٹھا سکتے تھے اور ان کے اعمال و افعال میں کسی قسم کا فتور اور خلل نہ آتا تھا۔ اور بھوک کی حالت میں دشمنوں کی لڑائی پر اس قدر طاقت رکھتے تھے کہ سیر شکموں کو اس کا دسواں حصہ بھی نصیب نہ تھی یہی باعث تھا کہ بیس صابر آدمی دو سو کافروں پر غالب آجاتے تھے۔

منقول ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی تقلید کرکے وصال کے روزے اختیار کئے۔ اور ضعف و ناتوانی سے بیخود ہو کر زمین پر گر پڑے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اعتراض کے طور پر فرمایا۔ کہ تم میں سے کون ہے جو میری مانند ہو۔ میں رات کو اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں اور وہی مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

زیادہ بھوک البتہ صفائی بخشتی ہے بعض کے دل کو اور بعض کے نفس کو صفائی بخشتی ہے قلب کی صفائی سے ہدایت بڑھتی اور نور زیادہ ہوتا ہے اور نفس کی صفائی سے گمراہی زیادہ ہوتی ہے اور سیاہی بڑھتی ہے یونان کے فلاسفروں اور برہمنوں اور جوگیوں کو بھوک کی ریاضت نے نفس کی صفائی بخش کر گمراہی اور خسارہ میں ڈال دیا۔ افلاطون بے وقف نے اپنے نفس کی صفائی پر بھروسہ کیا اور اپنی خیال کشفی صورتوں کو اپنا مقتدا بنا کر مغرور ہو رہا۔ اور حضرت عیسے علی نبینا علیہ الصلوۃ والسلام پر جو اس زمانہ میں مبعوث ہوئے تھے ایمان نہ لایا اسی صفائی کے گمان پر اپنے آپ کو نورانی خیال کیا اور اس نے نہ جانا کہ یہ صفائی اس کے نفس امارہ کے باریک چمڑے سے آگے نہیں گزری۔

اگر پیر سے کسی وقت خلاف شریعت امر صادر ہو جائے تو مرید کو چاہئے کہ اس امر میں پیر کی تقلید نہ کرے

حدیث نبوی اللہ تعالے جس طرح عزیمت کا بجالانا درست رکھتا ہے اسی طرح رخصت پر عمل کرنا بھی پسند کرتا ہے۔

حضرت سلامت ایک رات نماز تراویح میں حافظ قرآن پڑھ رہا تھا کہ ایک نہایت وسیع اور نورانی مقام ظاہر ہوا گویا کہ حقیقت قرآنی کا مقام تھا اور ایسے معلوم ہوا کہ حقیقت محمدیؐ علے صاحبہا الصلوۃ والسلام اس مقام کا اجمال ہے۔

ایسا معلوم ہوا۔ کہ جس طرح آگے یا دو توجہ اس شخص کی طرف سے ہوتی تھی۔ اب جو کچھ ہے حق تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اپنے آپ میں قبول کی قابلیت کے سوا اور کچھ نہیں پاتا۔ اس آئینہ کی طرح کہ جس پر سورج طلوع کرے اور اس طلوع کے باعث بدن و لطائف سے تمام ظلمت و کدورت دور ہو جائے۔ اور اس

میں کماحقہ نور و برکت حاصل ہو جائے۔ پس اس بسط سے میرا سینہ کشادہ اور میرا قلب وسیع ہو گیا اور بدن نورانی اور روشن بن گیا اور روح و سر سے جو پہلے روشن تھے زیادہ زیادہ لطیف ہو گیا اور میں نے معلوم کیا کہ تجلے اکمل لطائف میں سے قلب پر ہے۔

جب میں نے قلب کی طرف دیکھا تو اس میں ایک اور قلب ظاہر ہوا جس پر تجلی واقع ہوئی ہے۔ جب میں نے اس قلب کے قلب کی طرف دیکھا تو اس میں ایک اور قلب دکھائی دیا۔ اسی طرح بے نہایت قلب ظاہر ہوئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی
مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ
إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (نسائی۔ ابن ماجہ)

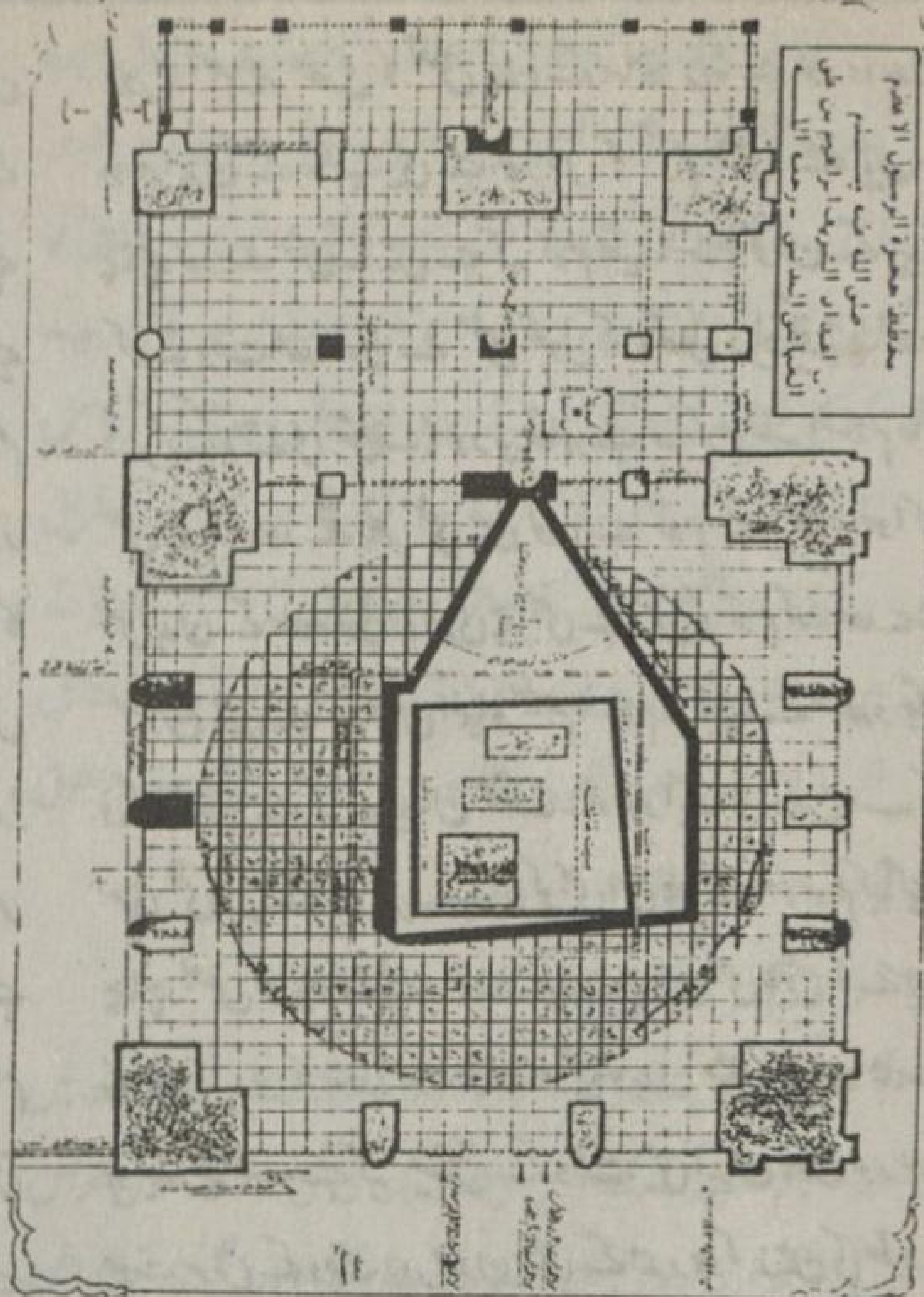
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی أَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ
عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَيْنَا مَعَهُمْ،
اَللّٰھُمَّ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰی أَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ
عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

دل کی موت

طاعات و عبادات کے فوت ہو جانے پر غم نہ ہونا اور معاصی و سیئات کے واقع ہوتے پر پشیمانی کا نہ ہونا موتِ قلب کی علامت ہے۔
(حضرت شیخ ابنِ عطاءؒ)

موتِ قلب کی تین علامتیں ہیں!
(۱) مخلوق کے ساتھ انس و محبت (۲) خلوص مع اللہ سے وحشت
(۳) ذکر اللہ میں بوجہ قساوت کے لذت نہ ہونا۔
(حضرت ذوالنون مصریؒ وفات ۲۴۵ھ)

جو شخص خواہشات کی کثرت سے اپنے دل کو مردہ بنائے اس کو لعنت کے کفن میں لپیٹو اور ندامت کی زمین میں دفن کرو اور جو شخص اپنے نفس کو خواہشات سے باز رکھتا ہے اس کو رحمت کے کفن میں لپیٹو اور سلامتی کی زمین میں دفن کرو
(حضرت بایزید بسطامیؒ وفات ۲۳۴ یا ۲۶۱ھ)



اقسام اولیاء

اصحاب تکوین۔ اقطاب، غوث، امامین، اوتاد، ابدال، اخیار، ابرار، نقباء، نجبا، عمد، مکتومان، مفردان، قطب العالم ایک ہوتا ہے عالم غیب میں اس کا نام عبداللہ ہوتا ہے۔ بارہ قطب اور ہوئے ہیں سات تو سات اقلیم میں رہتے ہیں ان کو قطب اقلیم کہتے ہیں اور پانچ یمن میں ان کو قطب ولایت کہتے ہیں۔ یہ عدد تو اقطاب معینہ کا ہے اور غیر معین ہر شہر اور ہر قریہ میں ایک ایک قطب ہوتا ہے غوث ایک ہوتا ہے اوتاد چار ہوتے ہین عالم کے چار رکن میں رہتے ہیں ابدال چالیس ہوتے ہیں۔ اخیار پانچ سو یا سات سو ہوتے ہیں۔ سیاح ہوتے ہیں ان کا نام حسین ہوتا ہے۔ اور ابرار اکثر نے ان ہی کو ابدال کہا ہے۔ نقباء تین سو ہوتے ہین ملک مغرب میں رہتے ہیں۔ سب کا نام علی ہوتا ہے۔ نجباء ستر ہوتے ہیں اور مصر میں رہتے ہیں سب کا نام حسین ہوتا ہے عمد چار ہوتے ہیں زمین کے چاروں گوشوں میں رہتے ہیں سب کا نام محمد ہوتا ہے۔

روح کا بیان

صحیح بخاری کی حدیث شریف میں وارد ہے۔ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ اس سے معلوم ہوا کہ ابدان سے قبل تمام ارواح مجتمع تھیں تو ثابت ہوگیا کہ ابدان سے تعلق کے قبل ارواح موجودہ ہوچکی تھیں۔ ثُمَّ سَوّٰاہُ وَنَفَخَ فِیْہِ مِنْ رُّوْحِیْ اس سے معلوم ہوا کہ روح جسم میں منفوخ یعنی پھونکی گئی ہے اور منفوخ کا جسم ہونا ضروری ہے اور وہ جسم مسوی کا غیر ہے اور مسوی جسم عنصری ہے بس روح جسم عنصری کا غیر ہوا تو روح کا جسم غیر عنصری ہونا ثابت ہوگیا اس کے علاوہ دوسری مخلوقات کے متعلق خالق برترنے فرمایا کہ وَاللّٰہُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّۃٍ مِّنْ مَّآءٍ اور انسان کے بارے میں ارشاد ہے وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ اور جنات کے بارے میں ارشاد فرمایا خَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ اور ملائکہ کے متعلق حدیث مسلم شریف میں ہے باوجود سوال نہ کئے جانے کے خود خدائے تعالیٰ نے مخلوقات کا مادہ بیان فرمادیا لیکن روح کے بارے میں باوجود سوال کئے جانے کے قل الروح من ربی ارشاد فرمایا کوئی مادہ بیان نہیں فرمایا بس روح کا قوام کسی لطیف مادہ سے ہے جیسے نور یا اس سے بھی زیادہ لطیف والطف ہے بہرحال روح کا جسم غیر عنصری ہونا ثابت ہوگیا یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا" باوجود سوال کئے جانے کے جواب میں حقیقت بیان نہیں فرمائی تو یہ نفی علم بالکنہ کی ہے کہ تم تھوڑا علم دیئے گئے ہو روح کی حقیقت سمجھنے کے لئے وہ کافی نہیں ہے۔ جواب مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ

فرمانا اسی بناء پر ہے کہ اس جسم کی حقیقت واضح اور مبین نہیں چونکہ یہ نور سے بھی الطف ہے۔ کہا جائے گا کہ بدن انسانی کے ساتھ تینوں متعلق ہیں اس طرح کہ روح جو کہ جو ہر مجرد ہے اس کا تعلق بدن انسانی سے بواسطہ روح یعنی جسم غیر عنصری ہے اور روح یعنی جسم عنصری کا تعلق بواسطہ روح طبی یعنی جسم عنصری کے ہے یعنی اول کا تعلق بدن میں بواسطہ ثانی کے ہے اور ثانی کا فعل بواسطہ ثالث کے ہے موت کے وقت جب ثالث کا تعلق منقطع ہوتا ہے اور وہ بدن سے نکل جاتی ہے تو ثانی بھی نکل جاتی ہے اور اس ثانی کے نکلنے سے اول کا فعل اور تصرف بھی جدا اور منقطع ہوجاتا ہے اور بدن سے خروج کے بعد ثالث عناصر میں مل جاتی ہے چونکہ وہ اصل میں جزء عناصر ہے اور یہ قاعدہ ہے ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ حضرات صوفیائے کرام نے لطائف کی بحث میں روح کے بارے میں فرمایا کہ وہ فوق العرش ہے غیر مکانی ہونے سے کنایہ ہے جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دریافت کیا این ایمان ربنا آپ نے فرمایا فی عماء اور یہ ظاہر ہے کہ مکان ذات باری تعالیٰ سے منفی ہے پس عماء لامکان ہی کو فرمایا اب معنی یہ ہوئے کہ وہ قبل خلق الخلق بھی مکان سے منزہ تھا جیسا اب منزہ ہے۔ اخص صفات باری تعالیٰ وجوب بالذات اور قدم مطلق ہے۔ اب یہ بتلانا باقی ہے کہ ثواب و عتاب کس روح کو ہوگا قبر میں بھی اور آخرت میں بھی؟ سو روح طبی تو بعد وفات عناصر میں مل گئی اس پر عذاب و ثواب ہونا کہیں مذکور نہیں روح شرعی کو ملا کہ لے جاتے ہیں جیسا کہ نصوص سے اس کا بقاء (باقی رہنا) معلوم ہے اس پر ثواب و عذاب کا ذکر نصوص قرآن و حدیث میں آتا ہے۔ غیر عنصری کو ثواب و عقاب حسی ہوتا ہے اور مجرو کو ثواب و عتاب معنوی ہوتا ہے قبر میں بھی اور آخرت میں بھی۔ سو نصوص سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ بعد موت کے روح جسم غیر عنصری کا تعلق بدن کے ساتھ رہتا ہے اور وہ بدن دوسرا بدن ہے غالب یہی ہے اور اس کو جسم مثالی کہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ آدم علیہ السلام کو ان کے پیدا کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے مٹھی کھول کر دکھائی فَاِذَا فِیۡهَا اٰدَمُ وَذُرِّیَّتُهٗ (ترمذی شریف) اور یہ ظاہر ہے کہ آدم علیہ السلام عالم حس میں موجود تھے پھر مٹھی میں کون سے آدم تھے معلوم ہوا کہ اس بدن کے علاوہ کوئی دوسری چیز بھی ہے جس کو آدم کہا۔ حدیث معراج میں ہے کہ بعض انبیاء علیہم السلام کو آپ نے متعدد جگہ دیکھا تو ظاہر ہے کہ وہ ابدان مختلف تھے اور ایک ہی روح سب کی مربی تھی اس لئے دوسرے بدن کو بھی اسی نام سے موسوم کیا گیا۔ چنانچہ بعض اولیاء کو ایسے واقعات حیات دنیا میں بھی پیش آئے ہیں پس جب بدن کا متعدد ہونا ثابت ہو گیا تو بدن مثالی کا وجود ثابت ہو گیا۔ کیا عجب ہے کہ میثاق کے وقت یہی ابدان ہوں اور بعد موت سوال کے وقت روح بدن مثالی کے اندر رہ کر زمین کی طرف بھیجی جاتی ہو۔ حدیث رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں تصریح ہے کہ یہی بدن عنصری زندہ کیا جاوے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلۡقٍ نُّعِیۡدُهٗ۔ اب رہی روح مجرد اس کا تعلق قبر اور آخرت دونوں میں مثل تعلق دنیوی کے ہوگا دلیل وہی کَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلۡقٍ نُّعِیۡدُهٗ کیونکہ یہاں تشبیہ ہے اور تشبیہ کا تام ہونا اسی کو چاہتا ہے کہ روح کا تعلق قبر یعنی برزخ اور آخرت دونوں سے ہو پھر جنت اور دوزخ میں بھی یہی بدن جائے گا اور اسی کے واسطے سے روح کو الم دکھ اور لذت و راحت ہوگی جیسا کہ بیان کیا گیا کہ روح مجرد کو ثواب و عقاب عقلی و معنوی ہوگا اور روح مادی کو ثواب و عذاب حسی ہوگا۔ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِالصَّوَابِ

طرق سلاسل اربعہ مشائخ کرام

اصل مطلوب تصحیح اخلاق فاسد اور تکمیل تہذیب اخلاق حمیدہ بطلب رضا الہی ہے۔ تحصیل کے طرق و معالجات متعدد ہیں البتہ ترتیب تحصیل میں کسی قدر فرق ہے۔ چشتیہ۔ تہذیب اخلاق کو مقدم اور خاص الخاص توجہ اس پر مرتکز فرماتے ہیں۔ نقشبندیہ۔ ذکر کی طرف زیادہ توجہ فرماتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے سلاسل قادریہ سہروردیہ بھی ذکر پر زیادہ توجہ فرماتے ہین لیکن اب طریق مرکب ہے تصحیح اخلاق کے ساتھ ساتھ اذکار بھی تعلیم کئے جاتے ہیں۔ مطلوب ایک ہی ہے یعنی انقطاع عن الخلق، توجہ الی الخالق تصور حق ذات بحت ملکہ یادداشت معرفت الہی بحیثیت الہی باشوق وذوق وانس ومحبت۔

طریق ذکر نقشبندیہ

جب طالب صادق کو استخارہ کرنے کو فرماتے ہیں نفی واثبات میں جو تعلیم نقشبندیہ کے طریق کی اوپر بیان کی گئی طاقتور آدمی کو اس کی آنکھ اور سوراخ کان کے بند کرنے کے ساتھ الحمدللہ تعالی باطن کے لئے بیحد نافع ہے۔

طریق قادریہ سلسلہ قادریہ میں ذکر نفی واثبات معمولی آواز کے ساتھ تعلیم کیا جاتا ہے جس کا طریق یہ ہے کہ لاالٰہ کو پوری طاقت سے بدن کے اندر سے کھینچ کر الا اللہ کی دل پر ضرب لگاتے ہیں اسی طرح خلوت میں روز وشب مشق کرتا رہے اور بار بار حسب ضرورت جس قدر بھی ہوسکے کرتا رہے اور ہر سو کے بعد ایک بار مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کہے اور ایک ہی نشست میں ایک ہزار ایک سو گیارہ بار ورد کرے یہ بہتر ہے اس طرح کرنے سے ذاکر کو ایک خاص محویت اور جذب بالطف ہوگا۔

شغل قادریہ اسم ذات خفیہ کی تعلیم کرتے ہیں اس طرح پر کہ زبان کو تالو سے ملائے اور جس قدر ہوسکے قلب اللہ اللہ کہے اور رات دن یہی تصور رکھے تاکہ پختگی پیدا ہو اور ذکر میں کوئی زحمت نہ ہو بلکہ ذکر کی ایک کیفیت اضطراری ہوجاوے۔

شغل اسم ذات اس کا طریقہ یہ ہے کہ کاغذ پر قلب صنوبری کی سرخ یا نیلی تصویر کھینچ کر اس میں اللہ سنہری یا روپہلی صورت سے لکھ کر اس پر نظر رکھے یہاں تک کہ یہ نام دل پر منقوش ہوجاوے یا لفظ اللہ کی صورت میں دل پر لکھے اور اس کی طرف متوجہ رہے تصویر یہ ہے۔(اللہ)

بیان مراقبات قادریہ

مراقبہ احسان۔ مراقبہ فناء، مراقبہ نور، مراقبہ موت، ان مراقبات کے بعد مراقبہ توحید افعالی، مراقبہ توحید صفاتی، مراقبہ توحید ذاتی ہیں۔

طریق مراقبہ دل کو ماسوائے اللہ کی یاد سے محفوظ رکھنا کہ جس آیت یا کلمہ کا مراقبہ منظور ہو اس کو زبان سے کہے اور اپنے کو ذلیل وحقیر کمترین سمجھ کر باادب قبلہ رو دوزانو بیٹھے اور غیر خدا سے دل صاف کرکے اس کے معنی کے تصور میں منہمک ہوجاوے اسی کے متعلق حدیث شریف میں ماالاحسان ہے۔

مراقبہ فناء كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یہ آیت گویا مراقبوں کا اصل ہے اس کا طریق یہ ہے کہ اپنے کو بالکل مردہ اور خاک خیال کرے اور آسمان کو شگافدار اور تمام دنیا کو نیست ونابود مثل قیامت کے دن کے تصور کرے اور خدا کی ذات کو موجود وباقی تصور کرے محویت پیدا ہوجاوے۔

دوسرا مرقبہ نور اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ خیال

کرے کہ جس طرح اللہ کا وجود ہر جگہ ہے اسی طرح اس کا نور تمام عالم میں ہے اور اس مین مستغرق ہو جاوے اسی طرح

تیسرا مرقبہ موت اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِیْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِیْکُمْ اور اَیْنَ مَا تَکُوْنُوْا یُدْرِکْکُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ جب ان مراقبات سے فائدہ حاصل ہو اور انوار و کیفیات ظاہر ہوں تو پھر مراقبہ توحید کیا جاتا ہے اور یہ مراقبہ توحید چند طریق پر ہے۔

اول توحید افعالی اس کا طریقہ ہے کہ تمام دنیا کے حرکات و سکنات کو خدائے تعالیٰ کے افعال کا مظہر جانے ظاہری کام کرنے والوں کو آلہ اور اللہ تعالیٰ کو فاعل حقیقی خیال کرے تو غیر کی فاعلیت کا خیال جاتا رہے گا۔

دوسرا مراقبہ توحید صفاتی اپنے اور تمام دنیا کے وجود کو اللہ تعالیٰ کے صفات کا عکس سمجھے اور اسی خیال میں مستغرق ہو جاوے یہاں تک حدیث شریف کُنْتُ لَهٗ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ کا مصداق ہو جاوے۔ حدیث قدسی میں فرمایا ہے کہ جب میرا بندہ مجھ کو یاد کرتا ہے کہ اور میرے نام سے اس کے ہونٹ ہلتے ہیں تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ کہ جو مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں اس کا ہمنشین و جلیس ہوتا ہوں۔ اس پر انوار الٰہیہ کی اس قدر تجلیاں ہوں گی کہ اس کے حواس خمسہ مغلوب و مستور ہو جائیں گے۔ اور ذکر و ذاکر دونوں فنا ہو جائیں گے اور صرف مذکور یعنی اللہ رہ جائے گا بس مصداق ہو گا۔ شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ

توجہ کا آسان طریقہ

مرید کو باوضو دو زانوں مودب بٹھائے اور پہلے اس کی طرف توجہ کرے تاکہ اس کا ذہن باآسانی اذکار و اشغال کو قبول کر سکے وہ اس طرح کہ مرشد پہلے خود تمام خیالات سے خالی ہو جائے پھر اپنے دل کو اس کے دل کے مقابل کرے اور اللہ تعالیٰ کے اسم ذات اللہ کی ضرب لگائے اور یہ خیال کرے کہ اس ذکر کی کیفیت میرے واسطے سے اس کو حاصل ہو رہی ہے اور یہ ذکر اس کے دل میں سرایت کر رہا ہے۔ اور یہ ضربیں ایک سو ایک بار ہوں تاکہ شوق اور ذکر کی حرارت اس کے قلب پر اثر کرے اور اس کا قلب ذاکر ہو جائے اور قلب ذکر سے حرکت کرنے لگے تو اس طرف کچھ التفات نہ کرے حتیٰ کہ کثرت ذکر سے بلا اختیار جسم کا کوئی حصہ کوئی عضو ہاتھ پاؤں سر حرکت کرنے لگتے ہیں۔ جو کچھ ظہور میں آتا ہے صورتیں ہو یا صوتیں ہوں انوار ہوں یا واقعات، ظلمات ہوں یا انکشافات وغیرہ سب مخلوق ہیں اور سالک کا وطیرہ خالق برتر اور ہمہ تن توجہ ذات بحت پر ہے۔ خواہشات نفسانی تابع مرضیات الٰہی ہو جائیں صبغۃ اللہ اللہ کے رنگ میں رنگ جائے کہ اپنی ہستی کی رنگ و بو نہ رہے۔

معمولات سالک

تہجد چار، آٹھ، بارہ رکعت حسب گنجائش بہ مجبوری وقت عشاء کم از کم چار رکعت

دوازدہ تسبیح خواہ تہجد کے وقت یا بعد عشاء نماز فجر یعنی دو تسبیح لا الہ الا اللہ کی اس کو نفی اثبات بھی کہتے ہیں چار تسبیح الا اللہ کی چھ تسبیح اللہ اللہ کی۔ فجر کی سنت اور فرض کے درمیان اکتالیس بارہ سورہ فاتح مع بسم اللہ ہر بار۔

دینی زندگی سیکھنے کے طریقہ کار کا خلاصہ

ارشادات حضرت مولانا محمد الیاس صاحب رحمتہ اللہ علیہ

چھ نمبروں کی ترتیب

اس کام کا خلاصہ یہ ہے کہ مدرسہ (اور ماحول) کی تعلیم

(وتربیت) کی ابتداء میں جو خامی رہ گئی ہے اس کو دور کرنے کے لئے کلمہ، نماز، چھوٹوں بڑوں کے آداب، باہمی حقوق اور درستی نیت اور لغزش کے موقعوں سے بچنے کے علم وعمل کے سیکھنے کے لئے ان اصول کے ساتھ اپنے بڑوں سے لیتے ہوئے ان لوگوں کے پاس جائیں جو اس سے بالکل محروم ہیں تاکہ ان کی خامی دور ہو جائے اور ان کو واقفیت حاصل ہو جائے

عہد نبوی میں دینی محنت کا نقشہ

دینی محنت کرنیوالے رفقاء سے حضرت مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خطاب۔ یوں سمجھئے کہ ایک دینی محنت ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے ایک خاص نقشے کے ساتھ کی ہے۔ الحمد للہ احباب نے چند مقامات میں تھوڑا تھوڑا اس محنت کو سیکھنا شروع کیا ہے۔ اب جو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ لوگ دین پر نہیں چل رہے ہیں بلکہ اس سے نکل کر بے دینی میں داخل ہو رہے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ محنت نکل چکی ہے۔ اب جتنی جہاں اللہ کے بندوں میں دین کی محنت شروع کردی ہے۔ اتنی ہی خدائے پاک نے ہدات دینی شروع کر دی ہے اور بقدر ہدایت کے دین زندہ ہونا شروع ہو گیا ہے جہاں نمازی نہیں تھے وہاں کچھ نمازی ہو گئے۔ جہاں روزے نہیں تھے وہاں کچھ روزے زندہ ہو گئے۔ جہاں حج نہیں تھا وہاں کچھ حج قائم ہو گیا۔ جہاں تعلیم کا رواج نہ تھا وہاں تعلیم ہونے لگی۔ حق تعالیٰ شانہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں سے دین کے لئے قربانیاں دلوائیں ہیں تو اب محنت کرنے والوں میں جتنی حضور والی قربانیاں پیدا ہوں گی۔ محنت کی سطح بلند ہوگی۔ اب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھیوں کی محنت بتلانا چاہتا ہوں جس سے ابھی ہم بہت دور ہیں لیکن اگر اس محنت کو سامنے رکھ کر چلتے رہیں گے تو خدا وہاں تک پہنچادے گا۔ تو ہر کام کرنیوالے کو محنت کے اس انتہائی نقشہ کو سامنے رکھ کر وہاں تک پہنچنے کی نیت کرنی چاہئے۔ یہ بات تو آپ لوگ جانتے ہیں کہ سارے عرب میں مدینہ والوں کی محنت سے دین پھیلا ہے

اس زمانے میں بیت اللہ پر آنے والے حجاج سے بھی وہاں کچھ وصول نہیں کیا جاتا تھا بلکہ حجاج کی مدارات میں ہر ایک کچھ خرچ کرتا تھا۔ لہٰذا حج کا شعبہ بھی اس زمانے میں کمائی کا شعبہ نہیں تھا کھیت اور باغات بھی گویا نہیں تھے تجارتی نظام بھی مکہ معظمہ وغیرہ کے علاوہ نہ تھا۔ کہیں کہیں، کھجور، انگور اور انار کے کچھ باغات تھے۔ چند مقامات تھے جہاں چھوٹے پیمانے پر تجارت ہوتی تھی۔ بادشاہوں تک کی ہمت نہیں کہ اس ملک پر حکومت کریں حکومت کرنے کے لئے بھی اخراجات کی ضرورت ہے اس وقت نہ پٹرول تھا نہ سونا۔ عرب کے کنارے پر قیصر و کسریٰ کی حکومتیں فوجی نظام رکھتی تھیں کہ عرب ان پر کسی وقت بھی چڑھائی نہ کردیں ورنہ کوئی نظام حکومت پورے عرب بھر میں نہ تھا تو جس ملک میں نظام چلانے کے لئے حکومتوں تک کی ہمت نہ پڑتی ہو اس ملک میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے محنت کی۔ یہ جو مقامات تجارت وزراعت کے مراکز تھے وہ سب ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں آئے۔ سوائے مدینہ پاک کے آدمیوں کے سارے ملک کے خوش حال قبائل مخالف تھے۔ جہاں بھی کوئی ایمان لاتا اسے مدینہ بلالیا جاتا۔ تو مدینہ ایسی بستی بن گیا جہاں لوگ خاندان اور برادریاں چھوڑ چھوڑ کر آکر بستے رہے۔ اور جب قوم سے نکل کر آتے تھے۔ تو اپنا مال بھی لیکر نہیں آسکتے تھے۔ مدینہ والوں کو ان کے رہنے کھانے اور پینے کا انتظام کرنا پڑتا تھا۔ اب یہ ایسی بستی بن گئی جہاں مہاجر اور مقامی برابر ہو گئے

آنے والوں میں کچھ تو تھے ہی فقیر، کچھ کے روزگار ٹوٹ گئے۔ کچھ کے اموال مقام والوں نے چھین لئے۔ غرضیکہ مدینہ میں

آنے والے سب ہی فقیر بن کر آئے۔ ان فقیروں اور مدینہ کے انصار کو لے کر آپ نے دین کی محنت کا کام شروع کیا۔ باہر سے آنے والوں کو کاروبار کرنے سے روکا نہیں گیا۔ جب تک کمائی کی شکلیں وجود میں آئیں مقامیوں نے سب کی ضروریات مہیا کیں' مدینہ کے انصار کے بہت سے گھروں پر کئی کئی خاندان ٹھہرے ہوئے تھے الغرض ان ضرورتوں کے اعتبار سے باہر نکلنے کا بالکل موقع نہیں تھا۔ لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ والوں کی کمائی کو چھٹی دینے کی بجائے دین کی پوری محنت اسی دس سال میں کی اور کرائی اور دین کی محنت کا ایک ایسا نقشہ قائم کیا کہ انسانی زندگی میں جو تقاضے ہیں گھر والوں کی پرورش (دیکھ بھال' مال و دولت کمانے کا عمل' ان دونوں عملوں کو بار بار چھڑا کر دین کی محنت کے عمل کو آگے بڑھایا اور صحابہ کرام کو ایسی تربیت دی کہ جس وقت اللہ کے راستے میں نکلنے کو کہا جائے اور جتنوں کو کہا جائے اور جہاں کے لئے کہا جائے سب تقاضوں کو چھوڑ کر نکل جائیں۔ یہاں تک کہ جن کو مغرب کے وقت نکلنے کو کہا انہیں مدینہ میں سونے نہیں دیا جس طرح پکے نمازی اذان کی آواز سنکر تمام کام چھوڑ کر نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ اسی طرح مدینے والے خدا کے راستے میں نکلنے کی آواز پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ جس وقت اللہ کے راستے میں ایمان و دین کے تقاضوں پر آواز لگتی۔ یہ آواز سودے خریدتے وقت سنیں یا دکان کھولتے وقت کان میں آئے یا خرید و فروخت کے انتہائی انہماک کے وقت سنی جائے۔ یہ آواز کھجور کے باغوں میں کھجوروں کے توڑنے کے وقت لگے۔ نکاح ہونے کے وقت لگے۔ یا رخصتی ہونے کے وقت لگے۔ عورتوں کے بچہ پیدا ہونے کے وقت لگے یا عزیزوں اور گھر والوں کی موت کے وقت لگے۔ اس کی مشق کرلی تھی کہ جس وقت آواز سنیں سب چھوڑ چھاڑ کر نکل جائیں جو پاس ہولے لیں۔ جہاں ضرورت ہو چلے جائیں جتنے وقت کا تقاضا ہو وہاں گزاریں جو جان پر بیتے اسے جھیلیں۔ یہ مزاج بن گیا تھا خدا کے راستے میں نکلنے والوں کا۔ مدینہ پاک کے دس سال کے قیام میں ڈیڑھ سو جماعتیں نکالیں جن میں سے ۲۵ سفروں میں آپ خود تشریف لے گئے۔ کسی میں دس ہزار آدمی نکلے۔ کسی میں پچاس نکلے۔ کسی میں تیس یا چالیس ہزار نکلے۔ کسی میں تین سو تیرہ نکلے۔ کسی میں دس کسی میں پندرہ کسی میں سات یا آٹھ نکلے۔ مدت کے اعتبار سے کسی میں دو ماہ خرچ ہوئے۔ کسی میں تین ماہ' کسی میں بیس دن کسی میں پندرہ دن خرچ ہوئے۔ بقیہ جو سوا سو جماعتیں نکلیں ان میں بھی ہزار نکلے' پانچسو اور چھ سو بھی کم و بیش سب طرح کے نکلتے رہے۔ مدت بھی چھ ماہ چار ماہ' سب طرح کا وقت لگا۔ اب حساب لگاؤ کہ ہر آدمی کے حصے میں باہر گزارنے کا کتنا وقت پڑا اور سال میں کتنے سفر کئے اگر سب سفروں کو جوڑ کر تخمینہ کرو گے تو سال میں چھ ماہ یا سات ماہ ہر آدمی کے حصے میں آئیں گے۔ اب اس نقل و حرکت کی کوشش سے مختلف مقامات کے انسانوں کو مدینہ آنے کی دعوتیں ملیں کہ اسلام مدینہ میں آکر سیکھو چونکہ اسلامی زندگی ماحول سے آئے گی اس زندگی کا ماحول صرف مدینہ میں تھا تو باہر نکلنے والوں کو اپنے لئے بھی علم حاصل کرنے کے لئے وقت نکالنا پڑتا تھا۔ مدینہ کے قیام کے زمانہ میں مسجدوں کے لئے وقت مانگا جاتا تھا۔ تاکہ سیکھنے سکھانے کا انتظام مسجدوں میں قائم رہے اور آنے والوں کو سنبھالا جاسکے۔ جب ان لوگوں نے روزانہ کی زندگی ایسی بنالی کہ اگر دو آدمیوں نے مل کر تجارت شروع کی تو باری لگالی ایک ایک دن کی' کوئی کسی وقت کوئی کسی وقت' کوئی کما کر پہنچ جاتا۔ کوئی شام کو پہنچتا اور رات کو رہتا' عشاء کے بعد سے عبادت میں لگا رہتا پھر سوتا۔ کچھ عشا پڑھتے ہی سو جاتے اور پچھلے وقت میں تہجد ادا کرتے۔ اس طرح چوبیس گھنٹے مسجد میں مقامی مسلمان موجود

رہتے۔ اب جو باہر سے جس وقت پہنچتے آدمی مسجد میں ان کو سنبھالنے کو موجود ملتے، کبھی تعلیم کے حلقے ہو رہے ہیں تو آنے والوں کو اس میں بٹھاتے۔ نماز ہو رہی ہے تو اس میں شامل کر رہے ہیں ذکر اذکار جس وقت ہو رہا ہے اس میں جوڑ رہے ہیں۔ اس طرح آنے والے بھی اپنے کو خالی کسی وقت نہیں سمجھیں گے۔ ذرائع آمدنی تو عام حالات سے بھی کم ہو گئے اور اخراجات کئی گنا زیادہ بڑھ گئے۔ باہر کی نقل و حرکت کا خرچ، اپنا اور گھر والوں کا خرچ جو دوسرے باہر سے مدینہ میں آئیں تو ان کا خرچ، جو مدینہ کے غربا باہر نکل رہے ہیں ان کا سفر خرچ، سواری لباس کھانا، باہر والے خوش حال آئیں ان کی بھی دعوتیں کرنا۔ پھر جن علاقوں میں قحط ہو تا وہ بھی مدینہ پاک آتے۔ ان کی بھی مدد کرنا۔ غرضیکہ خرچ تو نقل و حرکت کے زمانے میں بھی اور قیام کے زمانے میں بھی بہت بڑھ گیا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی قربانی کی برکت سے ان تمام انسانوں کی تربیت ہو گئی جن کی تربیت کی حکومت کو بھی ہمت نہیں ہوتی تھی۔ آپ ایسی حالت میں دنیا سے تشریف لے گئے۔ جب سارا عرب اسلام سے منور ہو چکا تھا اور مدینہ کا ایک گھر مال سے خالی ہو چکا تھا پھر حق تعالیٰ شانہ نے قیامت تک آنے والوں کو یہ دکھانے کے لئے اسلام ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکی محنت سے پھیلا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوتے ہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ کے مسلمانوں کو بیٹھنے نہیں دیا۔ بلکہ ایک دم سب کو خدا کے راستے میں نکال دیا۔ اسی بھوک اور پیاس میں اسی غم کی حالت میں نکالا۔ یہاں تک کہ تین دن اور تین راتیں ایسی گزریں کہ ہر وقت حملے کا خطرہ تھا اور مدینہ پاک بالغ مردوں سے گویا بالکل خالی تھا۔ اللہ رب العزت نے اس محنت کی پوری دنیا کو قیمت دکھائی۔ ایک قلیل عرصہ میں سارا عرب اسی نقشہ پر آگیا۔ ایک عرب گھرانہ بھی اسلام سے باہر نہیں رہا اور اس میں صرف ایک ماہ لگا۔ صرف یہی نہیں کہ مسلمان بن گئے بلکہ ایمان کی پوری محنت پر لوٹ آئے۔ یہ سمجھیں کہ ہماری والی محنتیں ابتدائی ہیں اور ہمیں ان جیسی محنت کرنے والا بننا ہے۔ پوری پوری جان لگانے والا بننا ہے۔

مختصر سی زندگی ہے۔ اس میں تھوڑا سا وقت ضروریات کے لئے کمانے پر لگائیں گے اور بقیہ تمام وقت دین کی محنت پر صرف کریں گے۔ اب ذہن میں یہ رکھیں کہ چونکہ یہ قربانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے اندرون سے نکلی ہے اس لئے ان کے بدن اور روح کے انوار اس قربانی میں موجود ہیں لہٰذا جتنی یہ قربانیاں کام کرنیوالوں میں بڑھیں گی اتنی ہی ہدایت حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے آئے گی۔

وہ مسلمان جو زندگی کے کسی شعبے میں اسلام کی بات سننے کو تیار نہیں وہ اپنے تمام کاموں کو اسلام کے احکامات کے موافق بنالے گا۔ اور آپ حضرات کی قربانیوں کا بدلہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حوض کوثر پر کھڑے ہو کر دلوائیں گے۔ جہاں آپ نے انصار سے ملنے اور ان کی قربانیوں کا صلہ دلوانے کا وعدہ فرمایا ہے بشرطیکہ یہ طے کرلو کہ خدا جو کچھ ان محنتوں کے بعد دے گا۔ وہ حاصل کر کے دوسروں کو دیں گے اور خود نہ لیں گے۔ ایسا کرنے میں حضور کی جھلک پائی جائے گی کیونکہ آپ قربانیوں کے دور میں صحابہ کرام کے ساتھ تھے اور جب نعمتیں ملنے کا وقت آیا تو آپ تشریف لے گئے۔ اس طرح جو حضرات اپنے جان و مال کی قربانی کریں گے اور دنیا میں کچھ لینا نہیں چاہیں گے اور صرف آخرت پر نگاہ رکھیں گے وہیں حضرات آخرت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب ہوں گے۔ انشاء اللہ۔

دلیل ثبوت قبض یہی وہ حالت تھی جو حضرت کعبؓ پر غزوہ تبوک میں عدم شرکت کے باعث طاری ہوئی تھی جس کو ضیق ارض اور ضیق نفس سے تعبیر فرمایا ہے۔

اسباب قبض یہ سالک حق کا طالب یا لذت کا تو منجانب اللہ یہ حالت طاری اور وارد کی جاتی ہے جس سے امتحان مقصود ہوتا ہے یا سنبھالنے کے لئے بھی۔ بسط کو سلب کر لیا جاتا ہے تاکہ عجب و کبر میں مبتلا نہ ہو۔ قبض حقیقتہً "بصورت قہر لطف الٰہی ہے قبض منافع میں بسط سے بھی زیادہ ہے۔ حدیث قدسی ہے اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمْ کہ میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوں انکسار والے دلوں کے پاس ہوں۔ قبض سے عجب کا علاج ہوتا ہے عبدیت کی حقیقت کا اس میں انکشاف و مشاہدہ ہوتا ہے' فناء' تہ دستی کھلی آنکھوں نظر آتی ہے۔

بسط

قبض کے مقابل حالت بسط ہے یعنی آثار لطف و فضل کے ورود سے قلب کو سرور و فرحت ہونا بسط ہے۔

مشاہدہ کسی امر کے استحضار اور خیال کا قلب پر غالب اور قوی ہو جانا مشاہدہ کہلاتا ہے۔

دلیل جیسے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوتے ہیں اور آپ جنت و دوزخ کا ذکر فرماتے ہیں تو اس وقت ہم ایسے ہوتے ہیں گویا کھلی آنکھوں جنت و دوزخ کو دیکھ رہے ہیں تو حضرت حنظلہؓ کے اس ارشاد سے مراد یہی غلبہ استحضار ہے۔ مثال میں سمجھو کہ محبوب معشوق نے دیکھا کہ عاشق بڑے غور سے اور بڑی دیر سے مجھ کو دیکھ رہا ہے اب محبوب کو اندیشہ ہوا کہ زیادہ نظر جما کر دیکھنے سے مر نہ جائے اب اگر دیدار سے منع کرے تو یہ بہت سخت ثابت ہوگا اس میں سخت بے چینی ہوگی اور اس میں بھی وہی اندیشہ ہے کہ مر نہ جائے اس لئے بجائے روکنے کے یہ کیا کہ خدمت میں لگا دیا کہ عاشق کو بازار میں بھیج دیا کہ جاؤ مٹھائی لے آؤ اس طرح اس کو محبوب سے کچھ استتار ہو گیا مگر کیفیت شوق میں اعتدال ہو جائے گا اور تعمیل حکم محبوب کی بھی ایک خاص لذت ہے جو کہ قریب لذت دیدار ہی کے ہے۔

طریق حصول اگر کسی کو شوق ہو تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع میں مداومت لگ جاوے تو خود ہی حقائق اور معارف منکشف ہو جاویں گے مولانا رومی فرماتے ہیں۔

بینی	اندر	خود	علوم انبیاء
بے	کتاب	وبے	معید واوستا

مثال مثال میں یوں سمجھو موٹی بات ہے کہ کوئی شخص بادشاہ کا پورا مطیع ہو کر محبوب ہو گیا تو بادشاہ اسے خود ہی کبھی اپنے محل کی سیر بھی کرادے گا کہ دیکھو یہ خزانہ ہے اور یہ چور دروازہ ہے یہ ہماری بیگمات کی قیام گاہ ہے یہ آرام گاہ ہے۔

تنزلات ستہ

یہ ظاہر ہے کہ مصنوعات سے صانع کا ظہور ہوتا ہے مصنوع سے ہی صانع پہچانا جاتا ہے۔ صانع میں ایک مرتبہ ذات کا ہے اور ایک صفات کا۔ پھر صفات میں بھی ایک مرتبہ جامعیت اور اجمال کا ہوتا ہے اور ایک مرتبہ تفصیل کا۔ جب یہ باتیں سمجھ میں آگئیں تو اب سمجھے کہ مخلوقات سے خالق برتر اللہ تعالیٰ کے وجود کا ہم کو علم ہو۔ اللہ تعالیٰ کی صفات تفصیلیہ سے صفات اجمالیہ کا مخلوقات میں

ایک عالم ارواح ہے ایک عالم اجسام۔ عالم ارواح لطیف ہے عالم اجسام کثیف ہے کوئی مناسبت نہیں ہے اس لئے ان میں تعلق کے لئے ایک ایسی چیز پیدا کی جس کو دونوں سے مناسب ہے اور اس کو عالم مثال کہتے ہین اسی طرح مخلوقات کی ترتیب میں روح پہلے پیدا ہوئی پھر عالم مثال پھر عالم اجسام میں سب سے آخر میں انسان پیدا ہوا اور اس انسان کے اندر اللہ تعالی نے ہر طرح کی صفتیں پیدا فرمائیں اس لئے اس انسان کو جامع کہتے ہیں۔ مخلوقات اپنے وجود میں ہر وقت فیضان الہی کی محتاج ہے اگر ادھر سے وجود کی حفاظت نہ ہو تو فوراً" نیست و نابود ہو جائے۔

مثال جیسے کہ چراغ ہے کہ اس میں بتی ہے اس بتی کے سرے پر جو آگ کا شعلہ (لو) ہے اس میں چراغ سے ہر وقت نیا تیل آتا ہے اور وہ فنا ہو کر دوسرا آتا۔ جگنو سے کسی نے پوچھا کہ تو رات کو مانند چراغ کے چمکتا ہے دن کو کیوں نہیں نکلتا۔ کہاں گم ہو جاتا ہے؟ تو جگنو نے بہت ہی اچھا جواب دیا۔

کہ من روز وشب جز بصحرا نیم
ولے پیش خورشید پیدا نیم

کہ میں رات دن صحرا میں ہی رہتا ہوں لیکن سورج کے سامنے ایسا ہو جاتا ہوں کہ پیدا ہی نہیں ہوا اس کی روشنی کے سامنے میری روشنی ظاہر نہیں ہوتی۔

دلیل نقلی اس کی یہ ہو سکتی ہے کُلُّ شَیْءٍ ھَالِکٌ اِلاَّ وَجْھَہٗ

حقیقت احوال و کیفیات

دین میں مقصود مطلوب وہ امور ہوتے ہیں جو بدون تحصیل حاصل نہ ہوں بلکہ ان کا حصول صرف اختیار پر موقوف ہو۔ حالات کا غلبہ دائم نہیں ہوتا بالخصوص مبتدی کے لئے کہ مبتدی کو بہت تغیر و تبدل پیش آتا ہے جس کو تکوین کہتے ہیں۔ کمال یہی ہے کہ بدون غلبہ احوال کے استقامت حاصل ہو۔ خدا تعالی کی عظمت و جلال کے خیال سے دل پر ہوا رقت طاری ہوئی رونگٹے کھڑے ہو گئے' اور منتہا اس کا یہ ہے کہ خدا تعالی کی نافرمانی سے رک گیے یہی مقصود ہے۔ دل میں عشق کی دھن پیدا ہوئی اور محبوب کے خیال میں محویت ہوئی محبوب کی رضاجوئی کی طلب میں لگ گیے یہی مطلوب ہے۔ معاصی سے پوری طرح بچتا ہے اور طاعات کو بجا لاتا ہے یہ محض متخلق باخلاق اللہ ہے یہی مقصود ہے۔ بعض اوقات معاصی کے ساتھ بھی بعضے احوال نفسانیہ باقی رہتے ہین جیسے وجد و استغراق' شوق و شگفتگی اور حیرت وغیرہ پس ان کے بقاء سے دھوکہ میں نہ آئے کہ میں ایسا مقبول ہوں کہ معصیت سے بھی مقبولیت میں خلل نہیں پڑتا۔ رضا و مقبولیت کی دلیل نہیں۔ بخلاف کیفیات نورانیہ کے کہ وہ طاعات کی ترقی کے موجب ہوتے ہیں اس لئے سالک ان سے متلذذ ہوتا ہے۔ لہٰذا ان کو حجب نورانیہ کہتے ہیں اور حجب نورانیہ حجب ظلمانیہ سے اشد ہیں۔ اپنے کو خدائے تعالی کے سپرد کریں تفویض تام ہو کر جو ہوگا بہتر ہوگا۔

الہام کسی حقیقت کا بلا نظر و اکتساب قلب میں القاء ہو جانا الہام ہے۔ یا کسی ہاتف غیبی کی آواز کا آجانا۔

دلیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا میں عمر ہوں اور مجھے تو حاکم بننے کا شوق نہ تھا لیکن مجھے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کی وصیت کی اور اللہ تعالی نے ان کے قلب میں اس کا القاء فرمایا تھا۔

دلیل کہ مومن کی فراست سے ڈرو کیوں کہ وہ نور الہی سے دیکھتا ہے نور اللہ سے مراد یہی صفاء قلب ہے جس کا سبب ذکر اور تقوی ہے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کی مجلس میں ایک

شخص نظربد کرکے حاضر ہوا تو فرمایا۔ مَابَالُ اَقْوَامٍ یَتَرَشَّحُ الزِّنَامِنْ اَعْیُنِہِمْ عام عنوان میں ارشاد فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ ان آنکھوں سے زنا ٹپکتا ہے۔ حضرت مولانا رومی فرماتے ہیں۔۔

پیش اہل دل نگہدارید دل
تانباشی پیش آں خوار وخجل

کشف عالم غیب کی اشیاء کا منکشف ہونا کشف کہلاتا ہے۔

دلیل بخاری ومسلم وترمذی شریف میں حضرت انس بن نضرؓ کا قول مروی ہے فرمایا کہ میں جبل احد کے پیچھے سے جنت کی خوشبو پاتا ہوں اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے غزوہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں دو شخص دیکھے جن پر سفید کپڑے تھے اور سخت لڑائی لڑ رہے تھے میں نے ان کو نہ پہلے کبھی دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا یعنی وہ دونوں فرشتے جبرئیل اور میکائیل علیہما السلام تھے (بخاری مسلم) ان کا حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نظر آجانا حدیث میں صراحتہً مذکور ہے تو مدلول حدیث کشف ملا ئکہ ہے۔

کشف کشف کونی یہ کہ باوجود بعد مکانی یا زمانی کے کسی کسی چیز کا حال معلوم ہوجائے کشف الٰہی یہ کہ علوم واسرار معارف متعلق سلوک کے یا متعلق ذات وصفات کے اس کے قلب پر وارد ہوں یا عالم مثال میں یہ چیزیں متمثل ہو کر مکشوف ہوں۔

انتباہ بزرگوں کو جو کشف ہوتا ہے ان کے اختیار میں نہیں یہاں تک کہ نبیوں کا کشف بھی ان نبیوں کے اختیار میں نہیں دیکھ لیجئے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو مدت تک یوسف علیہ السلام کی خبر نہ ہوئی اور جب خبر آنے کا وقت آیا تو میلوں سے حضرت یوسف علیہ السلام کے کرتے کی خوشبو آنے لگی۔

انتباہ کرامت کی تین قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ علم بھی ہو قصد بھی ہو۔ جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان مبارک سے دریائے نیل کا جاری ہونا۔ دوسری یہ کہ علم ہو قصد نہ ہو جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے فصل بے موسم میوؤں پھلوں کا آجانا۔ تیسری قسم یہ ہے کہ علم ہو نہ قصد ہو جیسے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانا اور کھانے کا دو چند سہ چند ہوجانا اسی لئے خود حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس پر تعجب ہوا جس سے ان کے علم وقصد کا پہلے سے متعلق نہ ہونا ثابت ہوا۔ ولایت کے لئے کرامت کا ظہور یا وجود ضروری نہیں چنانچہ بعض صحابہؓ سے عمر بھر ایک بھی خرق عادت کا صدور وقوع نہیں ہوا۔ بعض اولیاء ایسے بھی ہوئے ہیں کہ انتقال کے بعد بھی ان سے خوارق وتصرفات سرزد ہوتے رہے اور یہ بات حد تواتر کو پہنچ گئی ہے۔

کرامت معنوی اہل بصیرت اہل نظر کے نزدیک بڑا کمال یہی کرامت معنوی ہے جس کا حاصل شریعت پر مستقیم رہنا۔ مکارم اخلاق کا خوگر ہونا۔ اعمال صالحہ، نیک کاموں کا پابندی اور بے تکلفی سے صادر ہونا اخلاق رذیلہ مذموم سے پاک ہونا اور کوئی سانس غفلت مین نہ گزرنا۔ اتباع سنت ہر کام میں بے ارادہ ہونا۔

دلیل ثبوت کرامت ارشاد ہے قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰی لَکِ ھٰذَا قَالَتْ ھُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ کہ زکریا علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ اے مریم یہ چیزیں (بے موسم) تمہارے پاس کہاں سے آئیں مریم نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئی ہیں۔

دوسری دلیل بخاری شریف میں حارث کی ایک بیٹی سے منقول ہے وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انگور کا خوشہ کھا رہے ہیں اور اس وقت مکہ میں پھل

ومیوہ کا کہیں پتہ ونشان تک نہ تھا اور وہ خود لوہے میں مقید تھے۔ اسی طرح حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسید بن حضیرؓ عبادؓ بن بشیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تاریک رات میں حاضر تھے۔ جب یہ دونوں آپ کے پاس سے چلے تو ان دونوں کے آگے دو نور ظاہر ہوئے جب دونوں جدا ہوئے تو ہر ایک کے ساتھ ایک ایک نور ہو گیا۔ سعد بن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کے انتقال پر عرش ہل گیا۔ اور فرمایا کہ ملا ئکہ بھی ان کے جنازہ کو اٹھائے ہوئے تھے۔

استغراق کسی کیفیت کے غلبہ سے ایسا ہو جانا کہ دوسری جانب کی خبر نہ رہے۔

دلیل حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی صاحبزادی جا رہی تھیں کسی نے پوچھا یہ لڑکی جو آپ کے ساتھ ہے آپ کی ہے آپ نے غور سے دیکھ کر فرمایا کہ ہاں گھر والے کہتے تو تھے کہ یہ میری لڑکی ہے۔

وجد کسی حالت محمودہ غریبہ کا غلبہ ہونا اور اصلی حالت سے نکال ڈالنا (جیسے دل کا سرور) وجد کہلاتا ہے۔ (صحابیؓ کا بیان ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ دوسرے سے قرآن مجید سنوں۔ سو میں نے آپؐ کو سنایا۔ دیکھا تو آپ کے آنسو بہہ رہے تھے۔ (بخاری و مسلم)۔ کہ وہ حضرات تلاوت قرآن کے وقت رویا کرتے اور ان کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جایا کرتے پھر خدا تعالی کی یاد کی طرف ان کے پوست اور قلوب نرم ہو جاتے۔ بعض ناواقف یوں سمجھتے ہیں کہ فیض پہنچانا شیوخ کے قبضہ واختیار میں ہے یہ محض غلط اور باطل خیال ہے۔

دلیل و ثبوت تصرف حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے ایک لمبی حدیث شریف میں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری یہ حالت دیکھی جو مجھ پر غالب تھی آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا میں پسینہ پسینہ ہو گیا اور خوف سے میری یہ حالت ہو گئی کہ گویا اللہ تعالی کو دیکھ رہا ہوں۔

مخالفت شیخ

حدیث قدسی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی فرماتے ہیں۔ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ کہ جو میرے ولی سے عداوت کرے میں اس سے لڑائی کا اعلان کرتا ہوں۔ شیخ کی ناراضگی سے دنیا میں چین نصیب نہیں ہوتا

دلیل بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعمال میں سے اتنا اختیار کرو کہ اکتاؤ نہیں کیوں کہ اللہ تعالی نہیں اکتاتا جب تک تم نہ اکتاؤ۔ بیعت میں جلدی نہ کرو خوب پرکھ لو پرکھالو بے شرع پیر سے بیعت نہ کرے اور بیعت ہو گیا تو اس پیر کو چھوڑ دے اگر شیخ سے محبت کامل ہو تو ظاہری دوری فیض سے مانع نہیں ہے۔

تجلی حق در خلق

(ترمذی شریف) کہ میرا رب میرے پاس ایک اچھی صورت میں آیا۔ یہی وہ چیزیں ہیں صوفیاء کی اصطلاح میں بایں عنوان تعبیر پائی جاتی ہیں جن سے ظاہر بیں کسی قدر متوحش ہو جاتا ہے۔

اَلصُّوْفِیُّ لَا مَذْهَبَ لَهٗ ہر مسئلہ میں حتی الامکان احتیاط کی جانب کو اختیار کرتا ہے حدیث شریف میں ہے اِسْتَفْتِ قَلْبَکَ

اکثر مشائخ کسی کو اپنا خلیفہ و جانشین کر دیتے۔ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کسی امر میں

گفتگو کی آپ نے اس سے فرمایا کہ پھر آنا اس نے عرض کیا کہ اگر آپؐ کو تشریف فرمانہ پاؤں۔ مراد یہ تھی کہ آپ کی وفات ہوجاوے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس چلی جانا۔ (بخاری و مسلم و ترمذی)

دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں خلافت ایسے شخص کے لئے تجویز کرتا ہوں جس کی رغبت اہل اسلام مسلمانوں کی توقیر کی طرف ہو۔ ایسے شخص کے حوالہ نہیں کرتا جو اس کا اہل نہ ہو اس حدیث شریف سے نااہل کو خلیفہ بنانے کا ابطال ثابت ہوتا ہے۔

اخراج مرید

دلیل حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت کعبؓ اور دوسرے دو صحابیوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے غزوہ تبوک سے رہ جانے پر مسلمانوں کو ان تینوں کے ساتھ کلام کرنے سے منع فرمایا۔

تیز مزاجی بعض بزرگ زیادہ لطیف المزاج ہوئے ہیں لطافت کی وجہ سے ان کو نامناسب امور زیادہ ناگوار ہوتے ہیں۔ اور یہ ناگواری ان کے بشرہ سے ظاہر ہوجاتی ہے اور بعض اوقات یہ تغیر مزاج کا حد غضب تک پہنچ جاتا ہے جس سے بعض تنگ نظروں کو ان حضرات اہل اللہ پر بد خلقی کا شبہ ہوجاتا ہے۔ فرمایا کہ تیزی جو کہ لطافت طبیعت کے سبب سے ہو وہ صرف میری امت کے صلحاء و ابرار میں ہوتی ہے۔ بزرگوں پر اعتراض کرنے میں جلدی نہ کرنا چاہیے۔

رنگین لباس پہننا

بعض بزرگوں کی عادت ہے کہ سر سے پاؤں تک رنگین کپڑے پہنتے ہیں اگر یہ ریاء نہ ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

دلیل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے یہ حدیث شریف رنگین لباس پہننے کی دلیل ہے۔

صوف پہننا

دلیل مسلم و ترمذی ابو داوٗد شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک کمبل بہت دبیز اور ایک لنگی موٹے کپڑے کی نکال کر دکھلائی اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان ہی دو کپڑوں میں وفات پائی۔

چلہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چالیس روز تک اللہ تعالیٰ کے لئے خلوص کے ساتھ خلوت اختیار کرے تو علم کے چشمے اس کے قلب سے جوش زن ہو کر اس کی زبان سے ظاہر ہونگے۔

دربان کا مقرر کرنا

دلیل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ میرے پاس آنے کے لئے تمہارے لئے یہی اجازت ہے کہ تم پردہ اٹھادیا کرو اور میری مخفی بات سن لیا کرو جب تک میں منع نہ کروں (ابن ماجہ)

دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے دولت خانہ پر تشریف لاتے تو اپنے اوقات کے تین حصے فرماتے اور آپ کی عادت شریفہ امت کے حصہ وقت میں جو باہر صرف ہوتا تھا یہ تھی کہ اہل فضیلت کو ترجیح دیتے تھے۔ (شمائل ترمذی)

دلیل حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ایک باغ میں تھا ایک شخص آیا اور دروازہ کھلوایا آپ نے فرمایا دروازہ کھول دو اور اس شخص کو جنت کی بشارت دیدو۔ میں نے دروازہ کھولا تو وہ ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ تھے میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی خوشخبری دیدی انہوں نے اللہ تعالی کی حمد کی۔ اسی طرح حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہما کا تشریف لانا بھی حدیث شریف میں مذکور ہے۔ بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔ ان احادیث شریفہ میں ان سب باتوں کا صاف صاف فیصلہ ہے۔ حدیث اول میں خادم کے لئے اجازت ہونے حدیث دوم اہتمام خلوت حدیث ثالث میں دربان کا بٹھلانا وَاِذَاقِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا یعنی اگر تم سے کہا جاوے کہ واپس ہوجاؤ تو واپس ہوجایا کرو معلوم ہوا کہ کسی وقت ملاقات سے عذر کردینا جائز ہے۔ اسی طرح حدیث شریف اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ

شیطان سے عدم امن

دلیل حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کھڑے ہوئے، آپ نے فرمایا کہ دشمن خدائے تعالی یعنی ابلیس آگ کا ایک شعلہ لایا تاکہ اس کو میرے منہ میں لگائے۔ اللہ تعالی نے مجھے محفوظ رکھا (مسلم شریف)

فکر اصلاح خود

غافل ہو کر مت چل کہ بڑے بڑے شہسواروں کے گھوڑوں کے پاؤں سنگلاخ وادیوں میں قلم کردیئے گئے اور ناامید بھی نہ ہوجاؤں رند بادہ نوش، شرابی لوگ ایک ہی نالہ آہ توبہ میں منزل پر پہنچ گئے۔ اور عبادت پر ناز نہ کرو بڑے بڑے عابدین اس ناز کے باعث راندہ درگاہ ہوگئے ہیں۔ فضیل بن عیاض جو کہ شیخ تھے حضرت ابراہیم بن ادہم کے۔ پہلے ڈاکوؤں کے سردار تھے پھر آہ توبہ وندامت سے کیا ہوگئے حضرت امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہوئے اور مجلس فقہ کے بیس افراد میں سے یہ بھی ایک فرد ہوئے بڑے اولیاء کرام میں سے ہوئے۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

اولیائے کرام کے اقسام ایک وہ جن کے متعلق خدمت ارشاد وہدایت اصلاح قلوب تربیت نفوس اور تعلیم طرق قرب وقبول عنداللہ ہوتی ہے۔ یہ حضرات اہل ارشاد کہلاتے ہیں ان میں سے اپنے عصر و زمانہ میں جو اکمل و افضل ہو اور اس کا فیض اتم واعم ہو اس کو قطب الارشاد کہتے ہیں اور یہ سب حضرات انبیاء علیہم السلام کے حقیقی نائب ہوتے ہیں لوگوں کے قلوب میں انوار وبرکات ان کی وجہ سے آتے ہیں البتہ ان کے برکات سے متمتع ہونے کی شرط اعتقاد ہے ان کا طرز طرز نبوت ہوتا ہے۔ دوسرے وہ جن کے متعلق خدمت واصلاح معاش اور امور دنیویہ کا انتظام اور بلیات کا دفع ہوتا ہے کہ وہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الہی ان امور کی درستی کرتے ہیں یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں اور ان سب کی حالت مثل حضرات ملائکہ علیہم السلام کے ہوتی ہے جن کو مدبرات امر کہا گیا ہے حضرت خضر علیہ السلام اسی شان کے معلوم ہوتے ہیں۔

انتباہ یہ اصحاب تکوین اکثر شریعت کے غیر مکلف ہوتے ہیں صحیح الحواس تو ہوتے ہیں لیکن فاتر العقل جیسے حیوانات اور جیسے بچے کہ ان کے حواس درست ہوتے ہیں مگر ناقص العقل اور مکلف ہونا شریعت کا یہ عقل پر ہوتا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب تم کسی قوم سے ایسی بات کروگے کہ وہاں تک ان کی عقل کی رسائی نہ ہو تو وہ ضرور بعضوں کے لئے خرابی کا باعث ہوگی روایت کیا اس کو مسلم نے (تیسیر ص ۳۱۹)

ترجمہ۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ میں جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تھا اس کو لکھ لیا کرتا تھا مجھ کو قریش نے منع کیا اور کہا کہ تم سب کچھ لکھ لیتے ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (آخر) بشر ہیں خوشی اور ناخوشی ہر حالت میں کلام فرماتے ہیں (اور ناخوشی میں احتمال ہوتا ہے کلام میں کمی بیشی ہو جانے کا) میں لکھنے سے رک گیا یہاں تک کہ میں نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے اپنی انگشت مبارک سے اپنے دہن مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اس منہ سے بجز حق بات کے اور کچھ نہیں نکلتا (نہ حالت رضا میں نہ حالت غضب میں یعنی ہم دوسرے سے لوگوں کی طرح مغلوب الغضب نہیں ہوتے کہ غصہ میں جو چاہے منہ سے نکال گیا) روایت کیا اس کو ابوداؤد نے (تیسیر ص ۳۱۹)

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا پھر روای نے حدیث میں ایک مضمون ذکر کیا ہے (خطبہ سن کر) ابو شاہ نے عرض کیا کہ یہ مضمون مجھ کو لکھ دیجئے یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ ابو شاہ کو لکھ دو روایت کیا اس کو ترمذی نے اور صحیح کہا اس کو (تیسیر ص ۳۱۹)

فرسم کتاب ارشاد زبانی یا شجرہ وسند برائے مرید۔ مرید اس حدیث سے زبانی تلقین وارشاد کیے ہوئے امر کے مقید بالکتابۃ کر دینے کا موافق سنت ہونا ثابت ہوا۔ اہل طریقت کی یہ سب عادتیں اس میں داخل ہوگئیں ذکر و شغل کا طریقہ یاد کے لئے لکھ کر دے دینا شجرہ لکھ کر دینا سند خلافت لکھ دینا۔

التکشف

واثلہ بخاری اسقع سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بہت بڑی افتراء کی چیزیں یہ ہیں کہ کوئی شخص اپنے باپ کے سوا دوسرے کی طرف اپنے کو منسوب کرے (یعنی اولاد میں کسی کے ہو اور بتلاوے دوسرے کی اولاد میں جیسے بعض کی عادت ہوتی ہے کہ ہوئے شیخ بتلادیا سید ونحوذلک یا اپنی آنکھ کی طرف ایسی چیز کے دیکھنے کی نسبت کرے جو اس نے نہیں دیکھی (اس میں جھوٹا خواب اور جھوٹا دعوی کشف کا سبب آگیا۔) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسے قول منسوب کرے جو آپ نے نہیں فرمایا روایت کیا اس کو بخاری نے (تیسیر ص ۴۸۸)

حضرت عیسی بن واقد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ۱۸۰ ایک سو اسی آوے اس

بہترین چیز

احنف بن قیسؒ نے فرمایا ہے کہ بہترین چیز جو کسی بندے کو دی جاتی ہے۔

① وہ عقلِ دُور اندیش ہے۔ یہ نہ ہو تو پھر
② بہترین ادب و اخلاق کا سرمایہ ہے۔ یہ بھی نہ ہو تو
③ رفیقِ ہم نوا و دمساز ہے، یہ بھی نہ ہو تو پھر
④ یادِ الٰہی میں ہمیشہ لگا رہنے والا دلِ یکسو ہے اس سے بھی محرومی ہو تو
⑤ سکوتِ مسلسل اور خموشیٔ پیہم ہے اور اگر بدقسمتی سے کسی کو مندرجہ بالا فضائل میں سے کوئی فضیلت حتّٰی کہ بر سبیلِ تنزل چپ رہ کر اپنے عیوب کی پردہ پوشی کی بھی عادت نہ ہو تو ایسے بدنصیب کا زندہ رہنے سے مرجانا ہی افضل و اولیٰ ہے۔

(التنبیہات علی الاستعداد لیوم المعاد مترجم ص: ۱۶۴)

حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (وضو کرکے) ارشاد فرمایا کہ جو شخص میرا سا وضو کرے پھر دو رکعت اس طرح پڑھے کہ ان میں اپنے دل سے کسی قسم کی باتیں نہ کرے تو اس کے سب ذنوب سابقہ (جو صغائر میں سے ہوں) معاف ہو جاتے ہیں روایت کی اس کو بخاری و مسلم نے اور الفاظ بخاری کے ہیں۔(مشکوۃ ص ۳ف)

معلوم ہوا کہ جو خیال بقصد لایا جاوے وہ مضر حضور ہے۔

ارشاد فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑے ہو کر دو رکعت اس طرح پڑھے کہ اپنے دل اور چہرہ سے اس کی طرف متوجہ رہے مگر اس کے لئے جنت واجب ہو جاوے گی۔ مشکوۃ ص ۳۱ف)

پس حاصل طریق کا یہ ہوا کہ جو قول فعل نماز میں صادر ہو وہ توجہ اور قصد سے ہونا چاہئے محض مشق اور یاد سے نہ ہو مثلاً" زبان سے سبحنک اللہم کہا تو اس کی طرف مستقل توجہ اور قصد ہو اسی طرح آخر نماز تک پس اس طرح کرنے سے برابر ساعات نماز میں توجہ الی الطاعۃ رہی اور ایک طرف جب توجہ ہوتی ہے تو دوسری طرف نہیں ہوتی۔ پس لامحالہ اس سے غیر صلوۃ کی طرف توجہ نہ ہوگی پس حضور کامل میسر ہوگا اور وجہ میں اشارہ اس طرف ہے کہ جوارح کے مشغول کردینے کو بھی اشتغال قلب میں دخل ہوتا ہے پس تکمیل حضور کے لئے کف جوارح بھی ضرور ہے ورنہ چہرہ پھیرنے سے بواسطہ نگاہ کے خیالات منتشر ہوں گے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس اپنی نگاہ کو سجدہ کی جگہ رکھو۔(مشکوۃ ۸۳)

شغل، حبس بصر۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے اس عمل سے یکسوئی حاصل ہو جاتی ہے۔

مطرف بن عبداللہ الشخیرا اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینہ میں ایک ایسی آواز تھی جیسی (پکنے کے وقت) ہانڈی کی آواز ہوتی ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ جیسی چکی کی آواز ہوتی ہے اور یہ آواز رونے کے سبب تھی آپؐ رو رہے تھے۔ مشکوۃ ص ۳۵ف)

حال، وجد کسی حالت غریبہ محمودہ کا غلبہ وجد کہلاتا ہے۔

ام الدرداءؓ سے روایت ہے کہ میں نے ابو الدرداء سے سنا کہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالی نے (عیسی علیہ السلام سے) فرمایا کہ اے عیسی میں تمہارے بعد ایک امت پیدا کرنے والا ہوں۔ (مراد اس سے امت محمدیہؐ ہے) اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ میں ان لوگوں کو (یعنی امت محمدیہؐ کو) اپنے حکم اور اپنے علم سے عطا کردوں گا۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے۔(مشکوۃ ص ۱۴۶ف)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے مدفون ہونے تک تو) اپنے (اس) حجرہ میں (جس میں یہ حضرات مدفون ہیں بے تکلف) چلی جایا کرتی تھی۔ جب حضرت عمرؓ دفن کئے گئے پھر میں وہاں بدوں اس کے کہ میرے کپڑے مجھ پر خوب لپٹے ہوئے ہوں حضرت عمرؓ سے شرم آنے کی وجہ سے کبھی نہیں گئی۔ روایت کیا اس کو احمد نے۔(مشکوۃ ص ۱۴۶۔ف)

قبر پر حاضر ہو کر اس کا اتنا ادب کرے کہ جتنا حالت حیات میں کرتا تھا۔ کسی صحابی نے اپنا خیمہ ایک قبر پر لگالیا اور ان کو معلوم

نہ تھا کہ یہ قبر ہے سو اس میں ایک آدمی معلوم ہوا جو تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ رہا ہے یہاں تک کہ اس کو ختم کیا وہ صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس واقعہ کی آپ کو خبر دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ سورت حفاظت کرنے والی ہے یہ سورت نجات دینے والی ہے یہی مردہ کو عذاب الٰہی سے (جو کہ قبر میں ہوتا ہے) نجات دیتی ہے روایت کیا اس کو ترمذی نے (مشکوۃ ص ۱۸۴ ف)

حدیث سے کشف القبور کا وقوع معلوم ہوا۔ ف فیض باطنی از اہل قبور۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن مجید سننا موجب نفع باطنی ہے اور یہ نفع ان اصحابی کو بواسطہ صاحب قبر کے پہنچا اس سے اہل قبور کے فیوض کا اثبات ہوتا ہے۔

طاؤس سے بحذف نام صحابی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ قرآن مجید میں اور اس کے پڑھنے میں سب آدمیوں میں زیادہ اچھا اور خوش آواز کون شخص ہے فرمایا وہ شخص ہے کہ جب اس کو پڑھتا ہوا سنو تو تم کو ایسا معلوم ہو کہ وہ خدا تعالیٰ سے ڈر رہا ہے طاؤس کہتے ہیں کہ طلق ایسے ہی تھے۔

ف۔ اشارہ ہے کہ قرآن پڑھنے کے وقت یہ تصور رکھے کہ میں خدا تعالیٰ کے سامنے بیٹھا ہوا پڑھ رہا ہوں اور اللہ تعالیٰ سن رہے ہیں۔

حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ کرنے کی اجازت چاہی آپ نے اجازت دی اور فرمایا اے بھیا ہم کو بھی اپنی دعا میں شریک رکھنا اور ہم کو بھولنا نہیں۔ سو آپؐ نے یہ ایسی بات فرمائی کہ مجھ کو اس کے عرض میں ساری دنیا کا ملنا بھی مسرور نہیں کر سکتا روایت کیا اس کو ابو داؤد نے مشکوۃ ص ۱۸۷

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے منقول ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ فرماتے تھے کہ ہر شئے کا ایک صیقل ہے اور قلوب کا صیقل ذکر اللہ ہے روایت کیا اس کو بیہقی نے مشکوۃ ص ۱۹۱۔

ف۔ تصفیہ قلب کا عنوان پایا جاتا ہے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی فمن یرد اللہ الخ (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو ہدایت فرمانا چاہتے ہیں اس کا سینہ اسلام کے لئے کشادہ کر دیتے ہیں) اور فرمایا کہ نور جب قلب میں داخل ہوتا ہے تو وہ کشادہ ہو جاتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا اس کی کوئی علامت (اور پہچان) بھی ہے فرمایا ہاں اس دھوکہ کے گھر (یعنی دنیا) سے (دل کی) علیحدگی اور دار الخلود کی طرف توجہ اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے تیاری۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے مشکوۃ ص ۴۳۸

ف - ایسی علامتیں تلاش پیر میں معین ہوتی ہیں

حضرت ابی ہریرہ اور ابی خلاد سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی شخص کو دیکھو کہ زہد فی الدنیا اور قلب کلام اس کو عنایت ہوا ہے تو اس سے نزدیک رہا کرو کیونکہ اس کو حکمت (حکم اسرار و ہیبہ) کی تعلیم (و تلقین منجانب اللہ) کی جایا کرتی ہے روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں مشکوۃ ص ۴۳۸

ف۔ اس کو علم لدنی اور علم وہبی بھی کہتے ہیں جس کا عطا ہونا اہل اللہ کو بکثرت و تواتر ہے

بیایجنب بخت حسیج سصد صط طعس شعفص محط سمع مہف

مشقت کی ذلت جنھوں نے اٹھائی جہاں میں ملی ان کو آخر بڑائی
کسی نے بغیر اسکے ہرگز نہ پائی فضیلت نہ عزت نہ فرمانروائی

ترک نکاح وگوشہ نشینی بعض بزرگوں نے اس کو مصلحت فتن اختیار کیا ہے اور سنہ کی قید اشارہ اسی مصلحت کی طرف ہے کیونکہ یہ زمانہ تھا کہ کثرت فتن کا۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں عرض کیا کہ میں اپنی اونٹنی کو باندھ کر توکل کروں یا اس کو کھلا رکھوں اور توکل کروں آپؐ نے فرمایا کہ باندھ کر توکل کرو۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص ۴۹۵)

ابن ابی کثیر سے روایت ہے کہ ابو سہم نے کہا کہ میرے سامنے سے ایک عورت گزری میں نے (غلبہ شہوت سے) اس کی کمر پکڑلی پھر اس کو (خوف خدا سے) چھوڑ دیا اتفاق سے (اگلے دن) صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سبب سے لوگوں کو بیعت فرمانے لگے میں بھی (اسی غرض کے لئے) حاضر ہوا آپ نے فرمایا تم وہی نہیں جس نے کل کے روز اس کو کھینچا تھا میں نے عرض کیا کہ بے شک اور میں اب ایسا نہ کروں گا یا رسول اللہ پس آپ نے مجھ کو بیعت فرمالیا روایت کیا اس کو زرین نے (تیسیر ص ۴۶۴)

کوئی بات بیجا مرید کی معلوم ہوتی ہے تو مصلحت اجر کے لئے اس کو تنبیہہ فرمادیتے ہیں اور اگر مجمع میں متنبہ کرتے ہیں تو مبہم طور پر دوسروں کے روبرو رسوائی نہ ہو۔

حضرت عمرؓ سے اس حدیث میں جس میں جبرئیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سوالات کئے ہیں یہ بھی کہ جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ بتلایئے کہ احسان کیا چیز ہے۔

آپ نے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کی اس طرح عبادت کرو کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہو (یعنی اگر خدا تعالی نظر آئے تو جس طرح کی عبادت اس وقت کرتے ایسی کرو اور لامحالہ ایسے وقت میں عبادت اخلاص وحضور کے ساتھ ضرور ہوگی پس اسی طرح کی عبادت کرنا چاہئے اور گو تم اس کو دیکھتے نہیں ہو مگر ایسی طرح کی عبادت کا داعی پھر بھی موجود ہے) اس لئے کہ اگر تم اس کو نہیں دیکھتے تو وہ تو تم کو دیکھتا ہے اور یہ بھی داعی کافی ہے روایت کیا اس کو مسلم نے (مشکوۃ ص ۳)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجاہد وہ ہے جو اللہ کی طاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔ (بیہقی) جہ کامل جہاد نفس ہے حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان بعض کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے کہ (یعنی نعوذ باللہ) تیرے رب کو کس نے پیدا کیا سو جب اس کی نوبت پہنچے تو اللہ کی پناہ مانگے (اعوذ باللہ پڑھ لے) اور سوچنے سے باز رہے روایت کیا اس بخاری ومسلم نے۔

جب حق تعالی کی طرف متوجہ ہوگا تو یہ توجہ دافع ہوجاوے گی توجہ الی الوسوسہ کی کیونکہ نفس ایک آن میں دو طرف متوجہ نہیں ہوتا۔ قاسم بن محمد سے ایک شخص نے پوچھا کہ مجھ کو نماز میں وہم اور شبہ بہت ہوجاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ (کچھ پرواہ نہیں) اپنی نماز (اسی حالت سے) ختم کرلیا کرو کیونکہ یہ (کوشش کرنے سے) ہرگز دفع نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ نماز سے فارغ بھی ہوجاؤ گے اور یوں ہی کہتے رہو گے کہ میں نے نماز پوری نہیں پڑھی (ضرور کچھ رہ گیا ہے اس لئے پھر پڑھو گے مگر پھر بھی فارغ ہو کر یہی وسوسہ رہے گا تو کہاں تک اعادہ کرو گے اسی لئے بہتر یہی ہے کہ کچھ پروا نہ کرو) (مشکوۃ ص الف)

یہ علاج ہے کہ اس کی پروا نہ کی جاوے یہ علاج تجربہ سے اکسیر اعظم ثابت ہوا ہے

نے یہ دیکھا تو چکی کی طرف چلی اور اس کا اوپر کا پتھر نیچے کے پتھر پر رکھ دیا اور تنور کی طرف چلی اور اس کو ایندھن سے دھونک دیا پھر دعا کی کہ اے اللہ ہم کو رزق دے (دیکھتی کیا ہے کہ چکی کا حلقہ بھی (آٹے سے) پر ہے اور تنور کو بھی روٹیوں سے) پر پایا پھر خاوند جو گھر واپس آیا کہنے لگا کہ میرے بعد تم کو کچھ ملا ہے عورت بولی ہاں ہمارے پروردگار کی طرف سے ملا ہے اور مرد چکی کے پاس گیا (اور پتھر اٹھا دیا) اس کا تذکرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا آپ نے فرمایا کہ اگر وہ شخص اس پتھر کو نہ اٹھاتا تو وہ چکی قیامت تک چلتی رہتی (اور آٹا نکلتا رہتا) روایت کیا اس کو احمد نے۔ مشکوۃ ص ۴۴۶

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ ایک نبی کی انبیا میں سے حکایت فرماتے تھے جن کو ان کی قوم نے مارا تھا اور خون آلودہ کر دیا تھا اور وہ اپنے چہرہ سے خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے کہ اے اللہ میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ جانتے نہیں۔ روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے مشکوۃ ص ۴۴۶

ف۔ شغل تصور شیخ۔ کچھ مفاسد مرتب ہوتے دیکھ کر محققین اکثر اس سے منع کرنے لگے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ظاہر ہوں گے جو دنیا کو مکرو فریب سے دین کے عوض میں حاصل کریں گے لوگوں کے دکھلانے کو نرم بننے کے لئے بھیڑ کی کھال پہنیں گے (یا تو مراد اس سے حقیقی معنی ہیں کہ پوستین نہیں پہنیں گے کہ لباس ہے تارکان دنیا کا اور یا کنایہ ہے اس سے کہ ظاہر میں بڑے نرم خو اور منکسر و متواضع ہوں گے) زبانیں ان کی شکر سے بھی زیادہ شیریں ہونگی اور دل ان کے بھیڑیوں کے سے ہوں گے۔ اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں کہ کیا یہ لوگ مجھ پر دھوکہ کھائے ہوئے ہیں یا مجھ پر جرات کرتے ہیں سو مجھ کو اپنی ہی قسم ہے کہ میں ان لوگوں پر ان ہی میں سے ایک ایسا فتنہ برپا کروں گا جو ان کے عاقلوں کو بھی حیرت میں ڈال دے گا۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ مشکوۃ ص ۴۴۷

ف مکار پیروں کی مذمت اس حدیث میں ظاہر ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شے کا ایک جوش ہوتا ہے اور ہر جوش کے بعد ڈھیلا پن ہوتا ہے سو اگر صاحب عمل اپنے عمل میں راستی اور توسط پر چلے تو اس کے نباہ کی امید رکھو اور اگر (اتنا مبالغہ کرے کہ) اس کی طرف انگلیوں سے اشارہ ہونے لگے تو اس کو کچھ شمار میں دلاؤ۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے مشکوۃ ص ۴۲۷

ف تعلیم۔ محققین مجاہدہ میں غلو کرنے سے منع کرتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وانذر الخ یعنی اپنے قریب والے خاندان کو (عذاب الہی سے) ڈراؤ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو پکارا (اور جمع کیا) اور اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ آپ نے (حضرت فاطمہ کو) فرمایا اے فاطمہؓ اپنے کو دوزخ سے بچاؤ کیونکہ میں تم کو اللہ تعالی سے بچانے کا کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ مشکوۃ ص ۴۵۲

ف۔ بعضوں کو یہ ناز ہوتا ہے کہ ہم فلاں بزرگ کی اولاد میں ہیں اصلاح عقائد و اعمال سے بالکل بے فکر ہو جاتے ہیں۔

صالح بن درہم سے روایت ہے کہ ہم حج کرنے چلے تو ایک شخص ملے کہنے لگے تمہارے قرب میں کوئی گاؤں ہے جس کو ابلہ کہتے ہیں۔ ہم نے کہا ہاں ہے کہنے لگے کوئی شخص تم میں اس بات کی ذمہ داری کر سکتا ہے کہ میری طرف سے مسجد عشار میں (کہ اس گاؤں میں ہے) دو رکعت یا چار رکعت پڑھے اور کہہ دے کہ یہ ابو ہریرہ کی طرف سے ہے میں نے اپنے محبوب قلبی صلی اللہ علیہ

وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مسجد عشار سے قیامت کے دن کچھ شہدا کو اٹھادے گا کہ شہدا بدر کے ساتھ بجزان کے کوئی نہ اٹھے گا روایت کیا اس کو ابوداؤد نے مشکوٰۃ ص ۴۶۰ ف

جس طرح عبادت مالیہ کا ثواب پہنچتا ہے اسی طرح عبادت بدنیہ کا بھی پہونچتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جس طرح میت کو ثواب پہنچتا ہے اسی طرح زندہ کو بھی پہونچتا ہے کیونکہ یہ شخص ابوہریرہ تھے اور اس وقت زندہ تھے۔ ف مقام متبرک میں عبادت کا اہتمام

ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن صیاد سے (کہ منجملہ دجالین کے ایک دجال تھا) مدینہ کے کسی رستہ میں ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کیا تو میری رسالت کی شہادت دیتا ہے۔ تو وہ کہتا ہے کہ کیا آپ میری رسالت کی شہادت دیتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ پر اور اس کے سب فرشتوں اور اس کی کتابوں پر اور ان کے سب رسولوں پر ایمان لاتا ہوں۔ (پس جو رسول نہیں اس کی رسالت کی شہادت نہیں دیتا مگر آپ نے دفع فتنہ کی مصلحت سے مبہما فرمایا) اچھا یہ بتلا تجھ کو کیا نظر آتا ہے کہنے لگا کہ ایک تخت پانی پر نظر آتا ہے آپ نے فرمایا تجھ کو شیطان کا تخت نظر آتا ہے روایت کیا اس کو مسلم نے مشکوٰۃ ص ۴۷۰ ف

توریہ در خوف فتنہ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان جا رہے تھے ہمارا ایک وادی پر گزر ہوا آپ نے فرمایا یہ کون وادی ہے لوگوں نے عرض کیا کہ وادی ارزق ہے۔ آپؐ نے فرمایا میں گویا اس وقت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں اور آپ نے ان کے رنگ اور بالوں کی کچھ کیفیت بیان فرمائی اور یہ بھی فرمایا کہ ان کی یہ رسالت ہے کہ اپنی انگلیاں کانوں میں رکھے ہوئے ہیں اور لبیک سے اللہ تعالیٰ کو پکار رہے ہیں اور اس وادی میں گزرے ہیں

ابن عباس کہتے ہیں کہ پھر ہم آگے چلے یہاں تک کہ ہم ایک گھاٹی پر پہونچے۔ آپؐ نے فرمایا یہ کون گھاٹی ہے لوگوں نے عرض کیا کہ ہرشی ہے یا لفت ہے فرمایا میں گویا (اس وقت) یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔ ایک سرخ اونٹنی پر سوار ہیں ان پر صوف کا ایک کرتہ ہے ان کی اونٹنی کی نکیل پوست خرما کی ہے اور اس وادی میں گزر رہے ہیں۔ روایت کیا اس کو مسلم نے مشکوٰۃ ص ۵۰۰

ف - مسئلہ ظہور روح در مکانی بعد موت۔ حیثیت کی دلالت اس پر ظاہر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور یونس علیہ السلام آپ کو نظر آئے یہ تمثل روحی تھا کیونکہ جسد تو ان حضرات کا قبور میں تھا۔

حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور عرض کیا کہ جانیں مصیبت میں پڑ گئیں اور اہل و عیال بھوکے مرنے لگے اور کھیت وغیرہ برباد ہو گئے اور چارپائے تلف ہونے لگے سو ہمارے واسطے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجئے ہم آپ کو اللہ کے سامنے شفارشی لاتے ہیں اور سفارشی لاتے ہیں اللہ کو آپ کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کلمہ سے گھبرا گئے اور) سبحان اللہ سبحان اللہ فرمانے لگے اور اس کا اس قدر تکرار کیا کہ اس کا اثر آپ کے اصحاب کے چہرہ میں نمایاں ہونے لگا پھر فرمایا کمبختی مارے اللہ تعالیٰ کو کسی کے سامنے سفارشی نہیں ٹھہراتے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی شان ہے یعنی سفارش میں نیازمندی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کا نیاز مند نہیں مشکوٰۃ ص ۵۰۱

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم اس ذات کی جان محمد کی اس کے قبضہ میں ہے کہ اگر تم ایک رسی سب سے نیچے کی زمین تک لٹکاؤ تو وہ اللہ تعالیٰ پر جا کر اترے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ترمذی نے

یعنی وہاں بھی خدا موجود ہے۔ توجیہ حکم بموجویت حق

درہر مکان۔ بہت سے صوفیہ کے کلام میں حق تعالیٰ کے احاطہ کے بیان میں ایسے عنوانات پائے جاتے ہیں جن سے احاطہ ذاتی متکیف معلوم ہوتا ہے اور علماء کو اولاً احاطہ ذاتیہ میں کلام ہوا ہے۔ پھر کیف سے تو تنزہ یقینی ہے۔ ذات کا عرش پر بلا کیف ہونا اور صفات علم وغیرہ کا متعلق بالکل ہونا منصوص ہے اس لئے صوفیہ کے کلام میں مخالفت نص و قول جمہور کا شبہ ہوتا ہے۔ مگر اس حدیث کا عنوان بالکل صوفیہ کے موافق ہے جو حدیث کی توجیہ ہوگی وہی قول صوفیہ کی ہوگی۔

حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث میں طویل میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء نبوت میں جب کہ وحی میں توقف ہوا اس درجہ مغموم ہوئے کہ غم کے سبب کئی بار اس ارادہ سے تشریف لے گئے کہ پہاڑوں کی بلندی پر سے گر کر جان دیدیں۔ سو جب کسی پہاڑ کی چوٹی پر اپنے کو گرانے کی غرض سے چڑھتے جبرئیل علیہ السلام آپ کو نظر آتے اور فرماتے اے محمدؐ (مغموم مت، ہو) آپ اللہ کے رسول ہیں سچ مچ اس سے آپؐ کے قلب کو سکون ہو جاتا اور جی ٹھہر جاتا۔ روایت کیا اس کو بخاری نے مشکوۃ ص ۵۱۴۔ ف

بعض اہل قبض نے تنگ ہو کر خود کشی کر لی ہے۔ حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عجب نہیں وہ عنداللہ معذور ہوں۔ تعلیم۔ تسلی از شیخ در قبض۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا اور عرض کیا کہ یارسول آپ پر وحی کس طرح آتی ہے آپؐ نے فرمایا کہ بعض اوقات مثل آواز جرس کے آتی ہے۔ ف مسئلہ تحقیق صوت غیبی بکثرت بزرگوں کے مکاشفات میں صوت غیبی کا ذکر پایا جاتا ہے ہر صورت کو صوت غیبی سمجھنا یہ غلطی عظیم ہے۔ ہمارے صوفیہ اہل حق کا

اعتقادیہ ہے۔ قال الفرید قول اور الحسن نے آواز نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قصہ میں جس میں حضرت ابوبکرؓ نے حضرات سلمان اور صہیب اور بلالؓ کو کچھ نصیحت کی تھی جس سے ایک رئیس کی طرفداری کا شبہ ہوتا تھا ابوبکر سے فرمایا کہ اے ابوبکر کہیں تم نے ان لوگوں کو ناراض تو نہیں کر دیا اگر ان کو ناراض کر دیا تو بس اپنے رب کو ناراض کر دیا حضرت ابوبکر ان صاحبوں کے پاس آئے اور کہا کہ اے میرے بھائیوں میں نے تم کو (شاید) ناراض کر دیا ہو) انہوں نے کہا نہیں اے بھائی اللہ تعالیٰ تم کو بخشے روایت کیا اس کو مسلم نے مشکوۃ ص ۵۶۸ ف قول۔ من اراد ان یجلس مع اللہ فلیجلس مع اہل التصوف۔ مقبولان الٰہی کے ساتھ مجالست ایسی ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ مجالست

شریح بن عبید سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے روبرو اہل شام کا ذکر آیا۔ کسی نے کہا اے امیر المومنین ان پر لعنت کیجئے فرمایا نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ابدال (جو ایک قسم ہے اولیاء اللہ کی) شام میں رہتے ہیں اور وہ چالیس آدمی ہوتے ہیں جب کوئی شخص ان میں سے مر جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا شخص بدل دیتا ہے ان کی برکت سے بارش ہوتی ہے اور ان کی برکت سے اعداد پر غلبہ ہوتا ہے اور ان کی برکت سے اہل شام سے عذاب (دنیوی ہٹ جاتا ہے۔ روایت کیا اس کو احمد نے مشکوۃ ص ۵۷۵ ف مسئلہ وجود ابدال وغیر ہم۔ جب ایک قسم کا اثبات ہے تو دوسرے اقسام بھی مستبعد نہ رہے

شفی اصبحی سے روایت ہے کہ میں نے ابوہریرہ سے کہا کہ میں آپ سے حق کے لئے اور پھر حق کے لئے درخواست کرتا ہوں کہ مجھ سے کوئی ایسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کیجئے جس کو آپ نے خوب سمجھا ہو اور پوچھا ہو ابوہریرہؓ نے فرمایا

کہ ہاں میں ایسا ذکر کروں گا۔ میں تم سے ایسی ہی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کروں گا جس کو میں نے سمجھا ہو گا اور پوچھا ہو گا۔ پھر ابو ہریرہؓ نے ایک چیخ ماری (یہ کیفیت بیتابی کی یا توشدت خوف سے ہوئی ہے کہ حدیث کا بلا کسی کمی بیشی کے بیان کرنا بڑی احتیاط کی بات ہے اور یا شدت شوق سے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالست آنکھوں میں پھر گئی) ہم بڑی دیر تک منتظر رہے پھر ان کو افاقہ ہوا اور فرمایا کہ میں تم سے ضرور ایسی حدیث بیان کروں گا جو مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مکان میں بیان فرمائی ہے کہ ہمارے پاس اس وقت کوئی نہ تھا بجز میرے اور بجز آپ کے پھر ابو ہریرہ نے بڑی زور سے ایک چیخ ماری پھر ان کو افاقہ ہوا اور پسینہ مونہہ پر سے پونچھا اور فرمایا کہ میں یہ کام کروں گا یعنی تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں گا۔ میں اور آپ اس مکان میں تھے۔ ہمارے پاس اس وقت کوئی نہ تھا بجز میرے اور بجز آپ کے پھر ابو ہریرہؓ نے بڑی زور سے چیخ ماری پھر آگے کو جھک کر مونہہ کے بل گر پڑے میں ان کو بڑی دیر تک اپنے سہارے لگائے رہا۔ پھر افاقہ ہوا فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے حدیث بیان فرمائی۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے جلد ثانی ص ۶۸ ف حال۔ وجد۔ حدیث کی دلالت ظاہر ہے اور سلف کو بوجہ قوت تحمل کے اس درجہ کا وجد کم ہوتا تھا لیکن احیاناً ہونے سے انکار نہیں ہو سکتا۔

حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی (قیامت میں) اس شخص کے ساتھ ہو گا جس سے محبت رکھتا ہو اور ثواب اس چیز کا ملے گا جو عمل کیا ہو گا۔

ف عادۃ عذر از بیعت صغر۔ اب بھی بزرگوں کا اصل معمول یہی ہے اور وجہ اس کی ظاہر ہے کہ بیعت التزام ہے احکام لازمہ کا اور صغیر پر احکام التزام سے بھی لازمہ نہیں ہوتے تو بیعت کی حقیقت متحقق نہیں ہو سکتی اور بعض اوقات جو ایسا کر لیتے ہیں وہ محض صورت بیعت ہے برکت کے لئے حضرت علی بن الحسین سے روایت ہے کہ حضرت صفیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسجد میں) معتکف تھے۔ میں آپ کے پاس شب کے وقت زیارت کے لئے حاضر ہوئی اور باتیں کرتی رہی پھر واپس جانے کے لئے اٹھی اور آپ بھی (مشایعت کے لئے باب مسجد تک) چلے یہاں تک کہ جب آپ مسجد کے دروازہ تک پہونچے (یہ دروازہ مسجد کے اندر تھا خارج نہ تھا) اس وقت دو شخص انصاری گزرے۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو تیز چلنے لگے (تاکہ جلدی محاذاۃ مسجد سے نکل جاویں کیونکہ آپ کے پاس حضرت صفیہ کو بھی دیکھا تو ایسے وقت میں یہی ادب تھا) آپ نے فرمایا کہ اطمینان سے چلو (کچھ جلدی کی ضرورت نہیں اور یہ بھی فرمایا کہ) یہ صفیہ بنت حیی (میری بی بی) ہیں (کچھ اور وسوسہ نہ لانا) ان دونوں نے عرض کیا کہ سبحان اللہ یا رسول اللہ (کیا نعوذ باللہ آپ پر یہ وسوسہ ہو گا کہ کوئی اجنبی عورت خلوت میں آگئی ہے) آپ نے فرمایا کہ شیطان ابن آدم کے بدن میں بجائے خون کے چلتا ہے اور میں اس بات سے ڈرا کہ تمہارے دل میں کوئی بری بات یا یہ فرمایا کہ کوئی چیز (یعنی کوئی خیال) نہ ڈال دے (جو تمہارے اختیار سے باہر ہو اور پھر خدانخواستہ بڑھتے بڑھتے مرتبہ گمان تک پہونچ جاوے اور تمہارے دین کا ضرر ہو) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے تیسیر ص ۱۷

ف غور کرنا چاہیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس باب میں کس قدر مبالغہ کے ساتھ احتیاط فرمائی اور جو واقع میں اتباع شریعت کو ضروری نہیں سمجھتے ان کا تو کیا پوچھنا جیسا کہ آج کل اکثر مرید بھی ایسے ہی ہیں اور پیر بھی ایسے ہی ہیں۔

حضرت صفیہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے سامنے چار ہزار گٹھلیاں رکھی تھیں کہ ان سے (شمار کر کر کے) سبحان اللہ کا ورد کر رہی تھیں۔ روایت کیا اس کو ابو داؤد و حاکم نے حص حصین ص ۱۹۴ ف رسم تسبیح اکثر ذاکرین کا معمول ہے تسبیح پر اور اوراد و اذکار پڑھنے کا یہ حدیث اس کی اصل ہے کیونکہ گٹھلیوں میں اور دانوں میں کوئی فرق نہیں اور تاگا محض اجتماع کی غرض سے ہے۔

حضرت ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے لوگ دنیا میں نرم بستروں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے اللہ ان کو جنات عالیہ میں داخل فرماویں گے۔ روایت کیا اس کو ابو یعلی نے حصن ص ۲۱

ف مسئلہ عدم منافات تنعم مرولایت را۔ اکثر عوام یہ سمجھتے ہیں کہ بزرگی کے لئے خستہ حال ہونا ضروری ہے حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر سامان امارت کے ساتھ ذکر و طاعت میں استقامت ہو تو ثمرات جب بھی مرتب ہوتے ہیں البتہ بعض اوقات بعض اسباب تنعم یا بعض تعلقات کو تجویز شیخ کامل مصلحت مجاہدہ برائے چندے یا کبھی دواما ترک کر دینا ضروری ہوتا ہے سو یہ امر عارض مصلحت سے ہے فی نفسہ شرائط میں سے نہیں۔

ابو یعلی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر خفی جس کو حافظان اعمال ملائکہ بھی نہیں سنتے (ذکر جلی پر) ستر حصے فضیلت رکھتا ہے جب قیامت کا دن ہو گا اور اللہ تعالیٰ خلق کو ان کے حساب کے لئے جمع فرماویں گے اور حافظان اعمال اپنی یادداشت اور نقشہ اعمال کو لاویں گے۔ کہ دیکھو (علاوہ اعمال مکتوبہ فی الصحائف کے) اس شخص کا کوئی عمل تو باقی نہیں رہ گیا وہ عرض کریں گے کہ ہم نے اپنے معلومات اور محفوظات میں سے کوئی چیز بے ضبط کئے ہوئے اور لکھے ہوئے چھوڑی نہیں اللہ تعالیٰ اس شخص سے فرماویں گے کہ میرے پاس تیرا ایک نیک عمل ہے کہ تجھ کو بھی اس کا (اس وقت) علم نہیں گو اس کے صدور کے وقت اطلاع تھی کیونکہ وہ عمل قصدی ہے اور قصد مستلزم ہے علم کو اور میں تجھ کو اس کی جزا (نیک) دوں گا اور وہ ذکر خفی ہے۔ روایت کیا اس کو سیوطی نے بدور سافرہ میں مرقاۃ برحاشیہ حصص۔ ص ۲۷

ف مسئلہ صحت ذکر فکری بزرگوں کے یہاں کبھی ذکر لسانی کی کبھی ذکر قلبی کی بلا حرکت لسان تعلیم ہوتی ہے بعض اہل ظاہر سمجھتے ہیں کہ جب تک زبان سے حرف ادا نہ ہوں وہ ذکر معتبر نہیں۔ حدیث میں اس ذکر کے معتدبہ اور معتبر ہونے کی تصریح موجود ہے۔ کیونکہ تلفظ کے لئے سماع حفظہ لازم ہے اور وہ منتفی پس تلفظ بھی منتفی ہے۔ البتہ بعض احکام میں تلفظ بالاجماع شرط ہے مثال قراۃ فی الصلوۃ و نکاح و طلاق و امثالہا رہا یہ کہ گو سماع نہ تھا مگر اعمال قلبیہ کا علم تو ہوتا ہے تو اس وجہ سے لکھنا ضرور تھا چنانچہ عزم حسنہ کا لکھا جانا احادیث میں موجود ہے جواب یہ ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعمال قلب میں سے گو اکثر کی اطلاع ہوتی ہے مگر بعض اس سے مستثنیٰ ہیں۔ مگر بدوں ورود استثناء کے بقیہ اعمال کو اسی اکثر میں داخل سمجھا جاوے گا۔

ابوالطفیل سے روایت ہے کہ ایک شخص کا ایک مجمع پر گذر ہوا اور ان کو سلام کیا۔ ان لوگوں نے اس کے سلام کا جواب دیا جب وہ شخص آگے بڑھ گیا تو اس مجمع میں سے ایک شخص نے کہا کہ واللہ مجھ کو اس شخص سے اللہ کے واسطے بغض ہے۔ اہل مجلس نے کہا کہ تم نے بہت بری بات کہی واللہ ہم اس کا اظہار کریں گے۔ ایک شخص کو اپنے میں سے کہا کہ فلانے اٹھ اور اس۔ (گزرنے والے) شخص کو اس کی خبر دے دے پس یہ فرستادہ اس شخص سے ملا اور اس قول کی خبر دی وہ شخص اپنے رستہ سے لوٹ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ یا

رسول اللہ میں مسلمانوں کی ایک مجلس پر گزرا جس میں فلانا شخص بھی تھا۔ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے جواب دیا جب میں ان سے آگے بڑھ آیا تو ان میں سے ایک شخص میرے پاس پہنچا اور مجھ کو یہ خبر دی کہ فلانے شخص نے یوں کہا کہ واللہ مجھ کو اس شخص سے اللہ کے واسطے بغض ہے تو اس کو ذرا بلا کر پوچھ لیجئے مجھ سے کس بات پر اس کو بغض ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلا کر اس خبر کی تحقیق کی (کہ تو نے کہا ہے یا نہیں) اس نے اس کا اقرار کیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ واقعی میں نے کہا ہے آپ نے فرمایا کہ پھر اس سے تجھ کو بغض کیوں ہے اس نے کہا کہ میں اس کا پڑوسی ہوں اور مجھ کو اس کے حال کی پوری خبر ہے۔ واللہ میں نے اس کو بجز اس فرض نماز کے (مع توابع) جس کو سب نیک و بد پڑھا کرتے ہیں اور کوئی نماز (نفل وغیرہ) پڑھتے نہیں دیکھا اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے پوچھئے کہ اس نے مجھ کو کبھی اس کے وقت سے تاخیر کرتے ہوئے یا اس کا وضو یا اس میں رکوع سجدہ ناقص کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا وہ بولا نہیں۔ پھر کہنے لگا کہ واللہ میں نے اس کو بجز اس ماہ (رمضان) کے جس میں سب نیک و بد روزہ رکھتے ہیں اور کوئی روزہ (نفل) رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے پوچھے کہ مجھ کو کبھی اس میں کوتاہی کرتے ہوئے یا اس کا کچھ حق کم کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا وہ بولا نہیں۔ پھر کہنے لگا واللہ میں نے کبھی اس کو بجز اس زکوۃ کے جس کو سب نیک و بد ادا کرتے ہیں کسی سائل کو دیتے یا اللہ کی راہ میں خرچ کرتے نہیں دیکھا۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے یہ پوچھئے کہ مجھ کو کبھی اس میں کوتاہی کرتے ہوئے یا اس کا کچھ حق کم کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ آپ نے اس سے پوچھا وہ بولا نہیں۔ پھر کہنے لگا واللہ میں نے کبھی اس کو بجز اس زکوۃ کے جس کو سب نیک و بد ادا کرتے ہیں کسی سائل کو دیتے یا اللہ کی راہ میں خرچ کرتے نہیں دیکھا۔ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اس سے پوچھیے کبھی میں نے مال زکوۃ کو پوشیدہ کیا ہے (یعنی عامل سے چھپا لیا ہو یا یہ معنی کہ پوری زکوۃ علانیہ نہ دیدی ہو) وہ بولا نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معترض سے فرمایا کہ بس جا مجھ کو معلوم نہیں شاید یہ تجھ سے بہتر ہو۔ روایت کیا اس کو احمد نے رحمۃ مہداۃ ص ۶۴ ف عادۃ اکتفاء بر ضروریات اصطلاح فن میں ایسے شخص کو جو عبادات جوارح میں سے محض ضروریات پر کفایت کرے باقی اوقات ذکر و فکر میں مشغول رکھے قلندر رکھتے ہیں اس حدیث سے اس مشرب کا اثبات ہوتا ہے

مسند دیلمی میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تیزی (جو لطافت طبیعت کی وجہ سے ہو) صرف میری امت کے صلحاؤ ابرار میں ہوتی ہے اور اسی سند سے بایں لفظ بھی روایت ہے کہ کوئی شخص (ایسی مذکورہ) تیزی کا صاحب قرآن سے زیادہ شایاں نہیں بسبب عزت قرآن کے جو اس کے جوف میں ہے۔ مقاصد حسنہ ص ۸۹

ف عادۃ بعض تیز مزاجی بعض بزرگ زیادہ لطیف المزاج ہوتے ہیں اور اس لطافت کے سبب ان کو نامناسب امور زیادہ ناگوار ہوتے ہیں۔ بعض اوقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے موقع بات پوچھنے تک پر غضب ناک ہوئے ہیں۔

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے لئے آنے کی یہی اجازت ہے کہ تم پردہ اٹھا دیا کرو اور میری مخفی بات سن لیا کرو جب تک میں منع نہ کردوں۔ ابن ماجہ ص ۱۳

حضرت امام حسینؓ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تشریف لے جانے کی

حالت کے متعلق پوچھا (کہ آپ جب گھر میں تشریف لاتے تو کیا کرتے تھے) انہوں نے فرمایا کہ اپنے گھر میں تشریف لاتے تو اپنے اندر آنے کے حصہ کو تین حصے فرماتے ایک حصہ وقت کا اللہ کے کام کے لئے (مثل نوافل وغیرہ) اور ایک حصہ اپنے گھر والوں (سے بولنے چالنے) کے لئے اور ایک حصہ اپنے نفس کے آرام کے لئے اور پھر اپنے حصہ کو اپنے (ضروری کاموں ۹ اور لوگوں کے (نفع پہنچانے کے) درمیان میں تقسیم فرمادیتے (یعنی کچھ وقت اپنے لئے صرف کرتے۔۔۔۔۔ اور کچھ لوگوں کے کام میں) سو اس حصہ کو (جو کہ اپنے وقت میں سے لوگوں کے لئے نکالتے تھے) خواص کے ذریعہ سے عام لوگوں پر صرف فرماتے اور لوگوں سے کوئی چیز (کام کی) اٹھانہ رکھتے اور آپ کی عادت شریف امت کے حصہ میں (جو باہر صرف ہوتا تھا) یہ تھی اہل فضیلت کو ترجیح دینا وغیرہ وغیرہ جو حدیث میں مذکور ہے شمائل ص ۲۶

حضرت ابو موسی اشعریؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ایک باغ میں تھا ایک شخص آیا اور دروازہ کھلوایا آپ نے فرمایا کہ دروازہ کھول دو اور اس شخص کو جنت کی بشارت دیدو۔ میں نے دروازہ کھولا تو ابو بکرؓ تھے میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی خوشخبری دے دی۔ انہوں نے اللہ تعالی کی حمد کی۔ اسی طرح حدیث میں حضرت عمر حضرت عثمان کا تشریف لانا مذکور ہے روایت کیا اس کو بخاری و مسلم نے مشکوۃ ص ۵۵۵

بزرگوں کا عموماً معمول ہے کہ اپنے اوقات منضبط رکھتے ہیں جن میں کچھ وقت خلوت کا بھی ہوتا ہے جس میں عوام سے نہیں ملتے اور کبھی کسی خادم کو بھی بٹھلا دیتے ہیں۔ البتہ کسی کی ضرورت شدیدہ فوریہ کے وقت پھر ملاقات سے عذر کرنا برا ہے ورنہ علاوہ احادیث کے خود قرآن مجید کی آیت وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا اس کی اجازت دیتی ہے کہ کسی وقت ملاقات سے عذر کر دینا بھی جائز ہے۔ اسی طرح حدیث اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ خواص کی ترجیح کو عوام پر جائز بتلاتی ہے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرنا جب کہ لوگ فرضوں سے فارغ ہو جاتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا بخاری ص ۱۱۶ ف عادۃ جہر بالذکر چشتیہ پر بعضے شبہ عدم ثبوت جہر بالذکر کا کرتے ہیں حدیث میں اس کی تصریح موجود ہے البتہ حاشیہ میں امام شافعی سے نقل کیا ہے کہ مراد حدیث میں اس کا التزام بعد الصلوۃ نہیں ہے۔

اسماء بنت یزید سے دجال کے قصہ میں (جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فتنہ کا اور اس کے زمانہ میں قحط پڑنے کا ذکر فرمایا تھا) مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ واللہ کبھی ہم آٹا گوندھ کر رکھتے ہیں اور اس کو پکانے نہیں پاتے کہ بھوک لگ جاتی ہے (جس سے بیتاب ہو جاتے ہیں) سو اس روز مسلمانوں کا کیا حال ہو گا (جب کہ اس کے مخالفین پر قحط شدید ہو گا) آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں کو (غذا کی جگہ) وہ چیز کافی ہو جاوے گی جو اہل آسمان کو کافی ہوتی ہے یعنی تسبیح و تقدیس روایت کیا اس کو احمد نے مشکوۃ ص ۴۶۹

ف بعض لوگوں سے منقول ہے کہ انہوں نے خلوت میں مدتوں کھانا نہیں کھایا۔

حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دجال کی خبر سنے اس کو چاہیے کہ دور چلا جائے واللہ بعض شخص اپنے کو مسلمان سمجھ کر اس کے پاس آوے گا (کہ اس کا تماشا دیکھے یا اس سے مناظرہ کرے) پھر بہت سے شبہات پیدا ہو کر اس کا تابع ہو جاوے گا۔ روایت کیا اس

کو ابوداؤد نے مشکوۃ ص ۴۶۹ ص

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی مدعی تصوف مبطل ہو تو غیر کامل کو اس کے پاس بغرض رد بھی نہ جانا چاہیئے بعض اوقات اس کے تصرفات و عجائب سے فتنہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اسماء بنت یزید بن السکن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال زمین میں چالیس برس رہے گا برس تو مہینہ کے برابر ہو گا اور مہینہ ہفتہ کے برابر ہو گا اور ہفتہ دن کی برابر ہو گا اور دن ایسا ہو گا جیسے آگ سے لکڑیاں جل اٹھتی ہیں۔ روایت کیا اس کو شرح السنہ میں مشکوۃ ص ۴۶۹

ف مسئلہ .سط وطی زمان وجوہ رفع تعارض کے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کسی کو وہ زمانہ طویل معلوم ہو گا اور کسی کو قصیر اور واقع میں اس کی ایک مقدار معین ہو گی تو حدیث سے .سط وطئی زمان دونوں ثابت ہو جاویں گے اور اول حدیث میں روایات میں یہ بھی ہے کہ جو دن سال کے برابر ہو گا اس میں ایک سال کی نمازیں واجب ہیں۔

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کی نسبت جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہو گی (مراد قیامت کا دن ہے براہ تعجب) پوچھا گیا کہ اس دن کا کس قدر طول ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ وہ دن اہل ایمان پر ایسا ہو گا کہ فرض نماز جو دنیا میں پڑھتا ہے اس سے بھی ہلکا ہو گا۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں مشکوۃ ص ۴۷۹

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص موذن کی آواز سنے اور اس کو اس موذن کے اتباع سے (یعنی جماعت میں آنے سے کوئی عذر مانع نہ ہو تو اس کی وہ نماز جو اس نے پڑھی ہے مقبول نہیں ہوتی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عذر کیا ہے فرمایا خوف ہو یا کوئی مرض ہو روایت کیا اس کو ابوداؤد وار قطنی نے مشکوۃ ص ۸۸

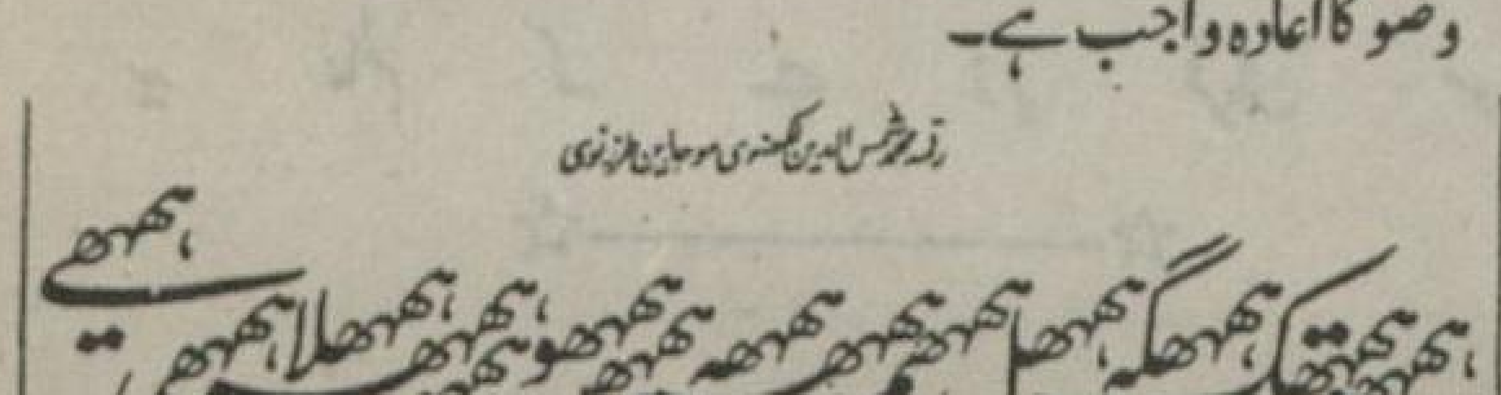
ف رسمی درویش جماعت کی مطلق پرواہ نہیں کرتے جس کی نماز ہی مردود ہو وہ پیر ہونے کے قابل کب ہو سکتا ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ وہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تھے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر سے پہلے میدان میں استنجاء کے لئے چلے میں پانی کا ظرف چرمی لیکر آپ کے ساتھ ہو لیا جب آپ لوٹے تو میں (وضو کرانے کے واسطے) آپ کے دونوں ہاتھوں پر پانی ڈالنے لگا پس آپ نے اپنے ہاتھ دھوئے اور چہرہ دھویا اور دونوں ہاتھ کہنی تک دھوئے پھر سر کے اگلے حصہ کا مسح کیا (اسی روایت میں ہے کہ اس کے ساتھ عمامہ کا یعنی عمامہ جتنے حصہ میں ہوتا ہے یعنی بقیہ سر کا مسح کیا۔ پھر میں آپ کے موزے اتارنے کے لئے جھکا یہ حدیث مختصر ہے روایت کیا اس کو مسلم نے مشکوۃ ص ۴۵

ف بزرگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ بعض اوقات خادم ان کو وضو کراتا ہے۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وضو اس پر واجب ہے جو لیٹ کر سو جاوے کیونکہ جب لیٹے گا تو اس کے جوڑ بند ڈھیلے ہو جاویں گے (اور ایسے میں ریح کا خروج مستبعد نہیں ہے) روایت کیا اس کو ترمذی و ابوداؤد نے مشکوۃ ص ۳۳

ف وجد میں بیہوش ہو کر گر پڑیں یا گر کر بے ہوش ہو جاویں تو وضو کا اعادہ واجب ہے۔



اے طائر لا ہوتی اس رزق سے موت اچھی
جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

☆------------☆

داراوسکندر سے وہ مرد فقیر اولی
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی
آئین جوانمرداں حق گوئی وبیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

☆------------☆

یہ مصرع لکھ دیا کس شوخ نے محراب مسجد پر
یہ ناداں گر گئے سجدوں میں جب وقت قیام آیا

☆------------☆

مرد درویش کا سرمایہ ہے آزادی و مرگ
ہے کسی اور کی خاطر یہ نصاب زر وسیم

☆------------☆

تو شاہیں ہے، پرواز ہے کام تیرا
ترے سامنے آسماں اور بھی ہیں
اسی روز و شب میں الجھ کر نہ رہ جا
کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں

☆------------☆

وہی سجدہ ہے لائق اہتمام
کہ ہو جس سے ہر سجدہ تجھ پر حرام

☆------------☆

یہ عالم یہ ہنگامہ رنگ وصوت
یہ عالم کہ ہے زیر فرمان موت

☆------------☆

صدق خلیل بھی ہے عشق صبر حسین بھی ہے عشق
معرکہ وجود میں بدروحنین بھی ہے عشق

☆------------☆

خون دل و جگر سے ہے میری نواکی پرورش
ہے رگ ساز میں رواں صاحب ساز کا لہو

☆------------☆

فرصت کشمکش مدہ ایں دل بے قرار را
یک دوشکن زیادہ کن گیسوے تابدارِرا

☆------------☆

شوکت سنجرو سلیم تیرے جلال کی نمود
فقر جنید وبایزید، تیرا جمال بے نقاب
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

☆------------☆

نہ تخت و تاج میں، نہ لشکر وسپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں اور مرد حق ہے خلیل
یہ نکتہ وہ ہے کہ پوشیدہ لا الہ میں ہے

☆------------☆

خبر ملی ہے خدایان بحروبر سے مجھے
فرنگ رہگزر سیل بے پناہ میں ہے

☆------------☆

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کردیں
شکوہ سنجروفقر جنید و بسطامی

☆------------☆

جامع دعا

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا کہ حضور، دعائیں تو آپ نے بہت سی بتادی ہیں اور ساری یاد رہتی نہیں، کوئی ایسی مختصر دعا بتا دیجیے جو سب دعاؤں کو شامل ہو جائے۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ دعا تعلیم فرمائی۔ (ترمذی)

أَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ
مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ
نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ
وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ۔ (ترمذی شریف)

صلوٰۃ تنجینا

أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ
وَّعَلٰى اٰلِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَلٰوةً
تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْأَهْوَالِ وَ الْاٰفَاتِ
وَتَقْضِيْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ
وَتُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ
وَتَرْفَعُنَا بِهَا أَعْلَى الدَّرَجَاتِ
وَتُبَلِّغُنَا بِهَا أَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ
الْخَيْرَاتِ فِي الْحَيٰوةِ وَبَعْدَ الْمَمَاتِ
إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ آفات سے حفاظت کیلئے بعد عشاء ستر مرتبہ پڑھنے کو فرمایا کرتے تھے۔ (مکتوبات)

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

نبئ اکرم شفیعِ اعظم دُکھے دلوں کا پیام لے لو
تمام دُنیا کے ہم ستائے کھڑے ہوئے ہیں سلام لے لو

شکستہ کشتی ہے تیز دھارا نظر سے روپوش ہے کنارا
نہیں کوئی ناخدا ہمارا خبر تو عالی مقام لے لو

قدم قدم پر ہے خوفِ رہزن زمیں بھی دشمن فلک بھی دشمن
زمانہ ہم سے ہُوا ہے بدظن تمہیں محبت سے کام لے لو

کبھی تقاضا وفا کا ہم سے کبھی مذاقِ جفا ہے ہم سے
تمام دُنیا خفا ہے ہم سے خبر تو خیرُ الانام لے لو

یہ کیسی منزل پہ آگئے ہیں نہ کوئی اپنا نہ ہم کسی کے
تم اپنے دامن میں آج آقا تمام اپنے غلام لے لو

یہ دِل میں ارماں ہے اپنے طیبؔ مزارِ اقدس پہ جاکے اِک دِن
سُناؤں ان کو میں حالِ دِل کا کہوں میں ان سے سلام لے لو

زندگی کے آخری ایام میں پیش آنے والے جگر خراش اور جانکاہ حادثات نے حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے حساس دل کو جس طرح زخمی کیا اس کا حال ان کی زندگی کی اس آخری نعت کے ایک ایک حرف سے عیاں ہے
— محمد الاحقر عبدالقدوس —

مصیبتوں نے کبھی ہم سے کنارا نہ کیا
پر تو نے دل آزردہ ہمارا نہ کیا!

بنے تو جہنم کی بہت کی تدبیر
لیکن تری رحمت نے گوارا نہ کیا

☆------------☆

سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

☆------------☆

مٹایا قیصروکسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا' زورحیدرؓ' فقر بوذرؓ' صدق سلمانیؓ

☆------------☆

جب اس انگارہ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال وپر روح الا میں پیدا

☆------------☆

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ' تدبیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زور بازو کا
نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

☆------------☆

تو جنس محبت ہے' قیمت ہے گراں تیری
کم مایہ میں سوداگر' اس دیس میں ارزاں ہو
کیوں ساز کے پردے میں مستور ہولے تیری
تو نغمہ رنگیں ہے' ہر گوش پہ عریاں ہو
اے رہروفرزانہ' رستے میں اگر تیرے
گلشن ہے تو شبنم ہو' صحرا ہے تو طوفاں ہو
ساماں کی محبت میں مضمر ہے تن آسانی
مقصد ہے اگر منزل غارت گرساماں ہو

☆------------☆

از کجا ایں آتش عالم فروز اندوختی!
کرمک بے مایہ را سوز کلیم آموختی

☆------------☆

شعلہ بن کر پھونک دے شاک غیر اللہ کو
خوف باطل کیا کہ ہے غارت گر باطل بھی تو

☆------------☆

بے خبر تو جو ہر آئینہ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

☆------------☆

یوں تو سید بھی ہو' مرزا بھی ہو' افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو' بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

☆------------☆

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر قابل میراث پدر کیونکر ہو

☆------------☆

اپنے پروانوں کو پھر ذوق خود افروزی دے
برق دیرینہ کو فرمان جگر سوزی دے

☆------------☆

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

☆------------☆

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حوروخیام سے گزر' بادہ وجام سے گزر
گرچہ ہے دلکشا بہت حسن فرنگ کی بہار
طائرک بلند بال دانہ ودام سے گزر
کوہ شگاف تیری ضرب' تجھ سے کشاد شرق و غرب
تیغ ھلال کی طرح عیش نیام سے گزر

☆------------☆

مکتوبات شریف

ترجمہ ابیات

ہر اک نقطہ ہے اس کا نافہ تر
مہکتی جس سے بوئے وصل دلبر
مگر جو شخص ہو نزلہ سے بیمار
وہ کیا جانے کہ ہے کیا مشک تاتار

اللہ رب العالمین کی حمد ہے۔ اور صلوٰۃ وسلام ہو اس رسول پر جس کے برابر کسی اور رسول کو ایذا نہیں دی گئی اور نہ ہی اس جیسا کوئی نبی بلا میں مبتلا ہوا ہے۔ اسی واسطے تمام اہل جہان کے لئے رحمت اور اولین و آخرین کے سردار بن گئے اے فرزندان عزیز! ابتلا کا وقت اگرچہ تلخ و بے مزہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر فرصت دیں تو غنیمت ہے۔ تم اللہ تعالے کی حمد بجالا کر اپنے کام میں لگے رہو۔ اور ایک دم بھی فراغت و آرام اپنے لئے پسند نہ کرو اور تین چیزوں میں سے ایک میں ضرور مشغول رہو۔ قرآن مجید کی تلاوت کرو۔ یا لمبی قرات کے ساتھ نماز کو ادا کرو۔ یا کلمہ طیبہ لاالہ الااللہ کا تکرار کرتے رہو۔ کلمہ لاالہ کے ساتھ حق تعالے کے سوا تمام جھوٹے خداؤں اور اپنے نفس کی نفی کرنی چاہئے اور اپنی تمام مرادوں اور مقصدوں کو دفع کرنا چاہئے کیونکہ اپنی مراد کا طلب کرنا اپنی الوہیت کا دعوئے کرنا ہے۔ بلکہ سینہ میں کسی مراد کی گنجائش نہ رہے۔ فتنہ کے زمانے میں تھوڑے کام کو بہت اجر کے عوض قبول کر لیتے ہیں اور فتنہ کے زمانہ کے سوا سخت ریاضتیں اور مجاہدے درکار ہیں۔ اطلاع دینا ضروری ہے۔ شاید ملاقات ہو یا نہ ہو۔ اگر مرجاتے تو یہ چیزیں بھی چلی جاتیں بہتر ہے کہ ہماری زندگی میں چلی جائیں۔ تاکہ کوئی فکر نہ رہے اولیاء نے ان امور کو اپنے اختیار سے چھوڑا ہے ہم حق تعالے کے اختیار سے ان امور کو چھوڑ دیں

جب حق تعالے اشیاء کی وجودی ضروریات اور توابع وجودی میں کافی ہے اور اشیاء کا نفع و ضرر حق تعالے سے وابستہ ہے تو دوسرا محض بیکار اور لاحاصل ہوگا۔ اشیاء کو اس کی طرف کوئی حاجت نہ ہوگی۔ پھر عبادت کا استحقاق اس کے لئے کہاں سے پیدا ہوگا اور اشیاء ذلت و انکسار و خضوع سے کیوں اس سے پیش آئینگی۔ عبادت آسان امر نہیں ہے کہ ہر سنگ و جماد کے لئے کی جائے اور اپنے آپ سے عاجز اور کمتر کو عبادت کا مستحق تصور کیا جائے۔ شخص کا مقصود وہی ہوتا ہے جس کی طرف اس کی توجہ ہوتی ہے اور وہ شخص جب تک زندہ ہے اس مقصود کے حاصل کرنے سے پیچھے نہیں ہٹتا۔ اور ہر طرح کی ذلت و خواری اور انکسار جو اس کے حاصل ہونے میں پیش آتا ہے برداشت کرتا ہے اور کسی طرح سستی نہیں کرتا یہی معنی عبادت کا مقصود ہیں جس میں کمال ذلت وانکسا پائی جاتی ہے اس سے ثابت ہوا کہ شے کا مقصود اس شے کا معبود ہوتا ہے۔ (ایک ساعت کا تفکر ایک سال یا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے سنا ہوگا تفکر کے معنی باطل سے حق کی طرف عبرت حاصل کرنے کے ہیں جس قدر فرق ابرار و مقربین کے درمیان ہے اسی قدر فرق عبادت و تفکر کے درمیان ہے۔ اللہ تعالی کا حمد ہے جس نے اس فقیر کو عین بلا میں عافیت دی اور نفس کی جفا میں کرم فرمایا اور سختی کی حالت میں احسان کیا اور رنج و خوشی میں شکر کی توفیق دی اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے تابعداروں اور اولیائے کرام علیہم الرحمتہ والرضوان کے قدم بقدم چلنے والوں اور علماء و صلحا کے محبوں میں سے بنایا۔ خلق کی ایذا کی برداشت کرنے اور نزدیکی رشتہ داروں کی جفا پر صبر کرنے سے چارہ نہیں۔

جو ہوا عاشق نزاکت اس کو پھر پھبتی نہیں
گرچہ عاشق حسن میں ہو خود جہاں کا نازنیں

تکلیفات شرعیہ کا اصلی مقصود نفس کا مغلوب کرنا ہے جو اللہ

تعالے کی مخالفت وعداوت میں قائم رہتا ہے۔ عالم کبیر کے اجزاء میں سے زیادہ اشرف جزو عرش مجید ہے اور وہ تجلی جو اس کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور انسان کامل کا قلب جو عرش کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے اور اس کو عرش اللہ بھی کہتے ہیں اس تجلی عرشی سے نصیب وافر اور حظ کامل رکھتا ہے حاصل کلام یہ کہ تجلی عرشی کلی ہے اور تجلی قلبی جزئی لیکن قلب میں ایک اور زیادتی ہے جو عرش میں نہیں ہے اور وہ متجلی یعنی جلوہ گر ہونے والے کا شعور ہے اور نیز قلب ایک ایسا مظہر ہے جو اپنے ظاہر کے باعث قلب کی ترقی ممکن بلکہ واقع ہے کیونکہ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ

نفی اثبات کا ذکر وضو کی طرح ہے جو نماز کی شرط ہے جب تک طہارت درست نہ ہو نماز کا شروع کرنا منع ہے اسی طرح جب تک نفی کا معاملہ انجام تک نہ پہنچ جائے تب تک فرائض وواجبات اور سنتوں کے سوا عبادات نافلہ جس قدر کریں سب وبال میں داخل ہے پہلے مرض کو دور کرنا چاہئے جو نفی اثبات کے ذکر پر وابستہ ہے

یہ کچھ ضروری نہیں کہ ذکر میں لذت تمام پیدا ہو اور چیزیں دکھائی دیں یہ سب کچھ لہو ولعب اور کھیل کود میں داخل ہے ذکر میں جس قدر مشقت ہو۔ بہتر ہے آپ یاروں کو کہدیں کہ سینہ کی تنگیوں کو دور کریں اور ان لوگوں کے ساتھ جو آزار کے درپے ہیں دشمنی اور بگاڑ نہ کریں بلکہ انہیں چاہئے کہ ان کے فعل سے لذت حاصل کریں ہاں چونکہ ہم کو دعا کا امر ہے اور حق تعالے دعا والتجا تضرع وزاری کو پسند کرتا ہے اس لئے بلیہ مصیبت کے دفع ہونے کے لئے دعاء اور عفو وعافیت کا سوال کریں۔ کیا آپ نے کبھی سنا ہے کہ کبھی کوئی شخص نفس سے غافل ہوا ہے یا اپنی نسبت اس کو غفلت ونسیان پیدا ہوا ہے۔

وہ ذات پاک جو اپنے آپ سے زیادہ نزدیک ہے علم حصولی اور علم حضوری کے احاطہ سے باہر ہے۔

ہر طرح کے انعام واکرام جو حد وشمار سے باہر ہیں۔ سب اسی کی طرف سے پہنچے ہیں۔ وہی سختی اور تنگی کو دور کرتا ہے اور وہی دعا کو قبول اور بلاء کو دفع کرتا ہے وہ ایسا رزاق ہے کہ اپنی کمال مہربانی سے گناہوں کے باعث بندوں کی روزی کو بند نہیں کرتا وہ ایسا ستار ہے کہ اپنی زیادہ عفو اور درگزر سے برائیوں کے ارتکاب کے باعث بندوں کی پردہ دری نہیں کرتا اور وہ ایسا حلیم ہے کہ ان کے عذاب ومواخذہ میں جلدی نہیں فرماتا وہ ایسا کریم ہے کہ اپنی عام بخشش کو دوست دشمن سے ہٹا نہیں رکھتا۔ ان تمام نعمتوں سے اعظم اور اجل اور اعز واکرم نعمت اسلام کی طرف کرنا اور دار السلام کی طرف ہدایت کرنا اور حضرت سید الانام علیہ الصلوۃ السلام کی متابعت کی طرف راہنمائی کرنا ہے جس پر دائمی زندگی اور ہمیشہ کی لذت ونعمت اور بقاو رضائے مولی جلشانہ موقوف ہے۔ غرض حق تعالے کے انعام واکرام واحسان سورج سے زیادہ ظاہر اور چاند سے زیادہ روشن ہیں۔

حق تعالے کے شکر کا ادا کرنا شریعت کے بجالانے میں منحصر ہے خواہ وہ شکر قلبی ہو یا بدنی اعتقادی ہو یا عملی حق تعالے کی وہ تعظیم وعبادات جو شریعت کے برخلاف ادا کی جائے وہ اعتماد کے لائق نہیں۔ شریعت کے دو جزو ہیں ایک اعتقادی دوسرا عملی اعتقاد دین کا اصل ہے اور عمل اس کی فروع جو شخص اعتقاد کا منکر ہو وہ اہل نجات میں سے نہیں ہے اس کے حق میں عذاب آخرت سے خلاصی متصور نہیں اور جس شخص میں عمل مفقود ہو اس کے لئے نجات کی امید ہے اس کا معاملہ حق تعالی کی مرضی کے سپرد ہے خواہ معاف کرے خواہ گناہوں کے موافق عذاب دے دوزخ میں ہمیشہ رہنا اعتقاد اور ضروریات دین کے منکر پر مخصوص ہے اور عمل کا نہ کرنے والا اگرچہ عذاب میں داخل کیا جائیگا لیکن دوزخ

کا دائمی عذاب اس کے حق میں مفقود ہے۔

اعتقادیات

(۱) اللہ تعالے اپنی ذات اقدس میں موجود ہے اور اس کی ہستی اپنی خودی سے ہے حق تعالے جیسا کہ تھا۔ اب بھی ویسا ہی ہے اور ہمیشہ ویسا ہی رہے گا حق تعالے ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ وجوب وجود میں نہ الوہیت میں اور نہ عبادت کے استحقاق میں کیونکہ شریک کی اس وقت ضرورت ہوتی جبکہ وہ کافی اور مستقل نہ ہو۔

(۲) حیات، علم، قدرت، ارادت، سمع، بصر، کلام، تکوین، حق تعالے کی صفات کاملہ ہیں ان آٹھ صفتوں کو صفات حقیقیہ کہتے ہیں یہ صفات قدیم ہیں۔ اور حق تعالے کی ذات پر وجود زائد کے ساتھ خارج میں موجود ہیں جیسے کہ علماء اہل حق شکر اللہ تعالے سعیہم کے نزدیک مقرر ہے اہل سنت وجماعت کے سوا مخالف گروہوں میں سے کوئی گروہ بھی صفات زائدہ کے وجود کا قائل نہیں

(۳) حق تعالے کلیات وجزئیات کا عالم ہے اور اسرار وخفیہ چیزوں کا جاننے والا ہے۔ آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرہ حقیر بھی اس کے احاطہ علم سے باہر نہیں ہے ہاں جب تمام اشیاء کا پیدا کرنے والا وہی ہے تو ان اشیاء کا عالم بھی ضرور ہو گا کیونکہ خالق کو خلق کے علم سے چارہ نہیں۔

(۴) حق تعالے ازل سے ابد تک ایک ہی کلام سے متکلم ہے اگر امر ہے تو اسی ایک کلام سے ہے اور اگر نہی ہے تو وہ بھی اسی سے ایسے ہی اخبار واستخبار اسی ایک کلام سے پیدا ہیں اور اگر توریت وانجیل ہے تو اسی ایک کلام کی دلیل ہے اور اگر زبور وفرقان ہے تو اسی کلام کا نشان ہے اسی طرح تمام کتابیں اور صحیفے جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام پر نازل ہوئے ہیں سب اسی کلام کی تفصیل ہیں جب ازل وابد باوجود اس قدر وسعت اور درازی کے وہاں آن واحد ہے بلکہ وہاں آن کی گنجائش بھی نہیں

(۵) جو شخص دنیا میں رویت کے واقع ہونے کا قائل ہے وہ جھوٹا اور مفتری ہے اس نے حق تعالے کے غیر کو حق جانا ہے یہ دولت اس جہان میں میسر ہوتی تو دوسروں کی نسبت حضرت کلیم اللہ علیہ الصلوۃ والسلام زیادہ حقدار تھے اور ہمارے حضرت پیغمبر علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام جو اس دولت سے مشرف ہوئے ہیں اس کا وقوع دنیا میں نہیں ہوا ہے بلکہ بہشت میں گئے ہیں اور دیکھا ہے جو عالم آخرت میں سے ہے دنیا میں نہیں دیکھا بلکہ دنیا سے نکل کر آخرت کے ساتھ ملحق ہو گئے ہیں اور پھر دیکھا ہے۔

(۶) حق تعالے زمینوں اور آسمانوں اور پہاڑوں اور دریاؤں اور درختوں اور میوؤں اور کانوں اور نباتات کا پیدا کرنے والا ہے آسمان کو ستاروں کے ساتھ اور زمین کو انسانوں کے ساتھ آراستہ وپیراستہ کیا ہے اگر بسیط ہے۔ تو اسی کی ایجاد سے موجود ہوا ہے

(۷) حق تعالے کے سوا کسی کے لئے قدم یعنی ہمیشگی نہیں اور نہ ہی اس کے سوا کوئی چیز قدیم ہو سکتی ہے تمام اہل ملت ماسوی اللہ کے حدوث پر اجماع رکھتے ہیں اور بالاتفاق حق تعالے کے غیر کو قدیم نہیں جانتے اور جو شخص ان کے قدم کا قائل ہے اس کو گمراہ اور کافر جانتے ہیں۔

(۸) جس طرح بندے حق تعالے کی مخلوق ہیں اسی طرح بندوں کے افعال بھی اسی کی مخلوق ہیں کیونکہ اس کے غیر کے لئے خلق وپیدا کرنا لائق نہیں اور جو کچھ بندہ اپنے اختیاری افعال میں دخل رکھتا ہے۔ وہ اس کا کسب ہے جو بندے کی قدرت وارادہ سے واقع ہوا ہے فعل کا پیدا کرنا حق تعالے کی طرف سے ہے اور فعل کا کسب کرنا بندہ کی طرف سے پس بندہ کا فعل اختیاری بمعہ بندہ کے کسب کے حق تعالے کی پیدائش ہے

قصد واختیار جو حق تعالے نے بندہ کو دیا ہے فعل وترک کی دونوں جہتیں رکھتا ہے اگر بندہ ایک جہت کو اختیار کرے تو وہ ضروری ملامت کے لائق ہوگا یا مدح وتعریف کے قابل۔ جو کچھ اہل حق نے فرمایا ہے اس پر ایمان لانا چاہئے اور بحث وتکرار کو چھوڑ دینا چاہئے۔

ہر اک جا مناسب نہیں حملہ کرنا
کہ اکثر جگہوں سے مناسب ہے ڈرنا

(۹) انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام تمام اہل جہان کے لئے سراسر رحمت ہیں اللہ تعالے نے ان کو خلق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا ہے جو کریم کی دعوت کو قبول نہ کرے اور اس کی دولت کے دسترخوان سے فائدہ حاصل نہ کرے۔ اس کے لئے دوزخ کے عذاب کی وعید ہے۔

(۱۰) تمام انبیاء علیہم والسلام کے ساتھ ایمان لانا چاہئے اور سب کو معصوم یعنی گناہ سے پاک اور راست گو جاننا چاہئے ان بزرگواروں میں سے ایک پر ایمان نہ لانا گویا ان تمام پر ایمان نہ لانا ہے کیونکہ ان کا کلمہ متفق ہے اور اس کے دین کے اصول واحد ہیں حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام جو آسمانوں سے نزول فرمائینگے حضرت خاتم الرسل علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام کی شریعت کی متابعت کریں گے

(۱۱) فرشتے حق تعالے کے بزرگ بندے ہیں نافرمانی ان کے حق میں مفقود ہے کھانے پینے پہننے اور زن ومرد وتوالد وتناسل سے پاک ہیں۔ حق تعالی کی کتابیں اور صحیفے انہی کے ذریعے نازل ہوئے ہیں۔ جمہور اہل حق کے نزدیک خاص انسان خاص فرشتوں سے افضل ہیں۔ اللہ تعالے نے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر کئی درجہ فضیلت دی ہے۔ اور ہر ایک کو حسنی یعنی اعلے جزاء کا وعدہ دیا ہے۔

(۱۲) مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام نے قبر وقیامت اور حشر ونشر اور دوزخ وبہشت کے احوال کی نسبت جو کچھ خبر دی ہے سب سچ ہے آخرت پر ایمان لانا اللہ تعالے کے ایمان کی طرح اسلام کی ضروریات میں سے ہے آخرت کا منکر صانع کا منکر ہے اور قطعی کافر ہے۔

(۱۳) قبر کا عذاب اور اس کی تنگی وغیرہ حق ہے۔ اس کا منکر اگرچہ کافر نہیں لیکن بدعتی ضرور ہے

(۱۴) قبر میں منکر ونکیر کا سوال حق ہے قبر میں یہ بڑا بھاری فتنہ اور آزمائش ہے حق تعالے ثابت قدم رکھے۔

(۱۵) قیامت کا دن حق اور ضرور آنے والا ہے اس دن آسمان پارہ پارہ ہوجائینگے ستارے گر جائینگے۔ زمین وپہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نیست ونابود ومعدوم ہوجائیں گے جیسے کہ نصوص قرآنی ظاہر کرتی ہیں اور تمام اسلامی گروہوں کا اجماع اس پر منعقد ہے اس کا منکر کافر ہے پلصراط حق ہے اس کو دوزخ کی پشت پر رکھیں گے مومن اس پل سے عبور کرکے بہشت میں جائینگے اور کافر پھسل پھسل کر دوزخ میں گرینگے۔

(۱۶) قیامت کے دن نیکوں کی شفاعت بروں کے حق میں اللہ تعالے کے حکم سے حق ہے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے۔ شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ (یعنی میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے)

(۱۷) دوزخ کا عذاب اور جنت کا عیش وآرام حق ہے حساب کے بعد کافر ہمیشہ کے لئے دوزخ کے عذاب میں رہینگے اور مومن ہمیشہ کے لئے جنت کے عیش وآرام میں رہیں گے۔

(۱۸) مومن فاسق اگرچہ اپنے گناہوں کی شامت سے کچھ مدت کے لئے دوزخ میں جائیگا اور گناہ کے موافق عذاب پائیگا لیکن دوزخ میں ہمیشہ تک رہنا اس کے حق میں مفقود ہے جس کے دل

میں ذرہ بھر ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہ رہیگا اس کے انجام کار رحمت پر اور اس کا مقام جنت میں ہوگا۔

(۱۹) ایمان وکفر کا مدار خاتمہ پر ہے

(۲۰) ایمان سے مراد ہے تصدیق قلبی ان امور کے ساتھ جو دین سے ضرورت اور تواتر کے طور پر ثابت ہو چکے ہیں اور زبانی اقرار بھی ان امور کے ساتھ ضرورت ہے جیسے کہ صانع کے وجود اور اس کی توحید پر ایمان لانا اور ایمان لانا کہ آسمانی کتابیں اور صحیفے حق ہیں اور انبیاء کرام اور ملا ئکہ عظام پر ایمان لانا اور آخرت پر ایمان لانا جس میں اجساد کا حشر ہوگا دوزخ و بہشت کا دائمی عذاب و آرام ہوگا۔ آسمان پھٹ جائینگے ستارے گر جائینگے، زمین و پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائینگے ایسے ہی ایمان لانا کہ پنجوقتی نماز اور ان میں رکعتوں کی تعداد

(۲۱) جس کے دل میں ذرہ ایمان ہوگا اس کو دوزخ سے نکال لیئے یعنی گناہوں کی زیادتی کے باعث اس کو دوزخ میں ڈالیں گے اور گناہوں کے موافق عذاب دیکر دوزخ سے اس کو نکال لیئے اور اس کے ایمان کی برکت سے کفار کی طرح اس کے منہ کو سیاہ کریں گے اور طوق و زنجیر اس کو نہ ڈالیں گے۔

(۲۲) ایمان تصدیق قلبی اور اقرار زبانی ہے ان احکام کے ساتھ جو دین سے تواتر و ضرورت کے ساتھ مجمل و مفصل طور پر ہم تک پہنچے ہیں اعضاء کے اعمال نفس ایمان سے خارج ہیں لیکن ایمان میں کمال کو بڑھاتے اور خوبی کو پیدا کرتے ہیں۔ امام اعظم کوفی علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ ایمان کم وبیش نہیں ہوتا کیونکہ تصدیق قلبی قلب کے یقین اور مان لینے سے مراد ہے ایمان میں کمی بیشی باعتبار طاعات وہ افعال خیر ہوں یا شر سب اسی کی تقدیر سے ہیں لیکن خیر سے راضی ہے اور شر سے راضی نہیں اگرچہ دونو اسی کے ارادہ اور مشیت سے ہیں لیکن جاننا چاہئے کہ صرف تنہا شر کو ادب کے باعث حق تعالے کی طرف سے منسوب نہ کرنا چاہئے۔ بندہ جس بات کے ساتھ مکلف ہے اس سے عہدہ برآ ہو سکتا ہے

(۲۳) تمام ناقص صفتیں حق تعالے کی بارگاہ سے مسلوب ہیں حق تعالے جواہر واجسام واعراض کے صفات ولوازم سے منزہ ومبرا ہے اس کی درگاہ میں مکان وزمان وجہت کی گنجائش نہیں یہ سب اسی کی مخلوق ہیں اور یہ بھی مناسب نہیں کہ حق تعالے کو عرش کے اوپر جانیں اور فوق کی طرف ثابت کریں۔

(۲۴) حق تعالے نہ جسم ہے نہ جسمانی، نہ جوہر، نہ عرض، نہ محدود نہ متناہی، نہ طویل نہ عریض، نہ دراز نہ کوتاہ، نہ فراخ نہ تنگ ہے، بلکہ واسع ہے نہ اس وسعت کے ساتھ جو ہمارے فہم میں آسکے اور محیط ہے نہ اس احاطہ سے جو ہمارے ادراک میں آسکے اور قریب ہے نہ اس قرب سے جو ہماری عقل میں آسکے

(۲۵) حق تعالے کسی چیز کے ساتھ متحد نہیں ہوتا اور نہ کوئی چیز اس کے ساتھ متحد ہوتی ہے اور نہ کوئی چیز اس میں حلول کرتی ہے نہ وہ کسی شے میں حلول کرتا ہے تبعض وتجزی یعنی بعض بعض اور جزو جزو ہونا اس کی بارگاہ میں محال ہے اور ترکیب وتحلیل اس کی جناب سے دور ہے۔

(۲۶) حق تعالے کا کوئی مثل اور برابر نہیں ہے نہ اس کی عورت ہے نہ کوئی بیٹا، حق تعالی کی ذات وصفات بیچون و بیچگون اور بے شبہ و بے مانند ہیں اس قدر ہم جانتے ہیں کہ حق تعالے ہے اور اپنی صفات کاملہ کے ساتھ جن سے اس نے اپنی تعریف کی ہے متصف ہے لیکن جو کچھ ہمارے فہم وادراک و عقل وتصور میں آسکے حق تعالے اس سے منزہ اور برتر ہے۔

مومن عاصی کو غرغرہ یعنی وقت نزع سے پہلے توبہ کی توفیق

حاصل ہو جائے تو نجات کی بڑی امید ہے۔ جس قدر طاعت زیادہ ہوگی اسی قدر ایمان زیادہ کامل ہوگا پس عام مومنوں کا ایمان انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ایمان جیسا نہ ہوگا اگرچہ یہ دونوں ایمان نفس ایمان میں مشترک ہیں عام انسان اگرچہ نفس انسانیت میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے ساتھ شریک ہیں لیکن انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے اعلے کمالات نے ان کو درجہ بلند تک پہنچایا ہے اور ایک الگ حقیقت ثابت کرلی ہے گویا حقیقت مشترکہ سے عالی وبرتر ہیں بلکہ انسان یہی ہیں اور عوام لوگ نسناس یعنی بن مانس کا حکم رکھتے ہیں امام اعظم علیہ الرحمتہ فرماتے ہیں کہ انا مومن حقا"

(۲۷) قیامت کی علامتیں یعنی آفتاب عادت کے برخلاف مغرب کی طرف سے طلوع کریگا حضرت مہدی علیہ الرضوان ظاہر ہونگے اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام نزول فرمائینگے دجال نکل آئیگا اور یاجوج ماجوج ظاہر ہونگے دابتہ الارض نکلے گا اور دھواں جو آسمان سے پیدا ہوگا وہ تمام لوگوں کو گھیر لیگا اور دردناک عذاب دیگا اور لوگ بے قرار ہو کر کہیں گے اے ہمارے پروردگار! اس عذاب سے ہم کو دور کر ہم ایمان اور اخیر کی علامت وہ آگ ہے جو عدن سے نکلے گی۔ جب حضرت مہدی آئینگے ان کے سرپر ابر ہوگا۔ اس ابر میں ایک فرشتہ ہوگا جو پکار کر کہیگا کہ یہ شخص مہدی ہے اس کی متابعت کرو۔

نیز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمام زمین کے مالک چار شخص ہوئے ہیں جن میں سے دو مومن ہیں دو کافر ذوالقرنین اور سلیمان مومنوں میں سے ہیں اور نمرود اور بخت نصر کافروں میں سے۔ اس زمین کا پانچواں مالک میری اہل بیت سے ایک شخص ہوگا یعنی مہدی علیہ الرضوان۔

اور حدیث میں آیا ہے کہ اصحاب کہف حضرت مہدی کے مددگار ہونگے اور حضرت عیسیٰ ان کے زمانہ میں نزول فرمائینگے ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے مہدی منتظر کی علامات میں ایک رسالہ لکھا ہے جس میں دو سو تک علامتیں لکھی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اللہ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا تم نے مجھے جھٹلایا اور ابوبکرؓ نے میری تصدیق کی اور اپنی جان ومال سے میری ہمدردی اور غمخواری کی کیا تم میرے لئے میرا دوست نہیں چھوڑتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ (اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ابن خطابؓ ہوتا) حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ اس امت میں سب سے افضل ہیں جو کوئی مجھے ان پر فضیلت دے وہ مفتری ہے میں اس کو اتنے کوڑے لگاؤنگا جتنے مفتری کو لگاتے ہیں۔

(۲۸) حضرت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب کے درمیانی لڑائی جھگڑوں کو نیک وجہ پر محمول کرنا چاہئے اور ان کے نفس حضرت خیر البشر علیہ السلام کی صحبت میں پاک وصاف ہو چکے تھے البتہ اس قدر کہا جاسکتا ہے کہ ان لڑائی جھگڑوں میں جو حضرت امیرؓ کی خلاف میں واقع ہوئے تھے حق حضرت امیرؓ کی جانب تھا اور ان کے مخالف خطاکار تھے لیکن یہ خطا خطاء اجتہادی کی طرح طعن وملامت سے دور ہے

حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے اس کو موت کے سوا بہشت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روکتی۔ یہ خواب خرگوش کب تک ہوگی اور غفلت کی روئی کب تک کانوں میں پڑی رہے گی آخر ایک دن اس نیند سے جگادیں گے اور غفلت کی روئی کانوں سے نکال ڈالیں گے اس وقت ندامت وحسرت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور خجالت وخسارت

کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا موت نزدیک ہے اور آخرت کے طرح طرح کے عذاب تیار اور آمادہ ہیں۔ مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَ قِيَامَتُهُ (جو مرگیا اس کی قیامت آگئی) پیشتر اس کے کہ آپ کو بیدار کریں

جس نے پایا اسکو گویا مل گئی دولت عظیم

اور جس نے کچھ نہ پایا پالیا درد الیم

(دو آسانیوں پر ایک تنگی کبھی غالب نہیں ہوتی) اللہ تعالے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ عین بلا میں عافیت حاصل ہے۔ حدیث قدسی مشہور ہے۔ يَا دَاوُدُ اِذَا رَأَيْتَ لِيْ طَالِبًا فَكُنْ لَهُ خَادِمًا (اے داؤد جب تو کوئی میرا طالب دیکھے تو اس کی خدمت کر) اور جہاں تک ہو سکے بلا سے بچو۔ کیونکہ اس مصیبت سے جو طاقت سے بڑھ کر ہو۔ بھاگنا انبیاء علیہم السلوۃ والسلام کی سنت ہے اور ہم عین بلا میں عافیت کے ساتھ ہیں اس بات پر اللہ تعالے کی حمد اور اس کا احسان ہے حق تعالے کی ذات وصفات کے بارہ میں تمام لوگوں میں بڑھ کر جاہل یہی لوگ ہیں جنہوں نے حق تعالے کو بیکار و معطل جانا ہے۔

حجۃ الاسلام امام غزالی رسالہ منقذ عن الضلال میں فرماتے ہیں کہ اہل فلسفہ نے علم طب اور علم نجوم گزشتہ پیغمبروں کی کتابوں سے چرائے ہیں اور دواؤں کی خاصیتیں جن کے سمجھنے سے عقل قاصر ہے انبیاء کی آسمانی کتابوں اور صحیفوں سے اقتباس کی ہیں اور علم تہذیب اخلاق کو صوفیہ نے الیہ کی کتابوں سے جو ہر زمانہ مین کسی نہ کسی پیغمبر کی امت رہے ہیں اپنی بیہودہ باتوں کے رواج دینے کے لئے چرالیا ہے

ترجمہ آیتہ حضرت محمد اللہ تعالے کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار پر سخت اور آپس میں نہایت ہی مہربان ہیں رکوع و سجود کرتے ہیں اور اللہ تعالے سے فضل ورضا مندی چاہتے ہیں ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان ہیں تورات اور انجیل میں ان کی یہی تعریف ہے ان کی مثال اس کھیتی کی سی ہے جو بہت پھلی پھولی اور اس کی شاخیں مضبوط اور اس کے تنے اچھے موٹے ہو جائیں جن کو دیکھ کر کسان خوش ہوں اور کفار غصہ میں آئیں اللہ تعالے نے ان میں سے ایمانداروں اور نیکوکاروں کو بخشش اور بڑے اجر کا وعدہ دیا ہے) اس آیت میں اللہ تعالے نے حضرت خیر البشر علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب کی کمال مہربانی و محبت کے ساتھ جو ایک دوسرے کے ساتھ رکھتے تھے مدح فرمائی ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دوسرے مفسرین کا اجماع ہے۔ اس امر پر کہ آیت کریمہ وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے شان میں نازل ہے۔ اور اتقی سے مراد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

صحیح حدیثوں میں آچکا ہے اِطَّلَعَ اللّٰهُ عَلٰى اَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَاِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ (اللہ تعالی نے اہل بدر کے حال پر واقف ہو کر فرمایا کہ جو کچھ چاہو کرو میں نے تمہیں بخشدیا ہے۔ اور بیعت رضوان سے مشرف ہوئے ہیں جن کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان میں سے کوئی بھی دوزخی نہیں ہوگا

ہائے افسوس! اگر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ میں کفر و گمراہی کا احتمال متصور ہوتا تو اصحاب پیغمبر باوجود اس قدر عادل اور زیادہ ہونے کے ان کو پیغمبر کا جانشین نہ بناتے۔ حضرت صدیق کی تکذیب میں اس خیر القرون زمانہ کے تینتیس ہزار اصحاب کی تکذیب ہے۔

یہ فقیر ایک دن فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اس طریقہ علیہ کی طرز و طرح پر خاموش بیٹھا ہوا تھا کہ بیہودہ آرزوں کے ہجوم نے

بے مزہ کر دیا۔ اور جمعیت کو کھو دیا۔ ایک لمحہ کے بعد جب اللہ تعالیٰ کی عنایت سے پھر جمعیت حاصل ہوئی تو دیکھا کہ وہ آرزوئیں بادل کے ٹکڑوں کی طرح القاء کرنے والے کے ہمراہ باہر نکل گئی ہیں۔ اور خانہ دل کو خالی چھوڑ گئی ہیں۔ اس وقت معلوم ہوا کہ یہ خواہش باہر کی طرف سے آئی تھیں۔ اندر سے نہ اٹھی تھیں جو بندگی کے منافی ہیں غرض جس فساد کا منشاء نفس امارہ ہے وہ مرض ذاتی اور زہر قاتل اور مقام بندگی کے منافی ہے اور جو فساد کہ باہر کی طرف سے آئے اگرچہ القاء شیطانی ہو۔ وہ عارضی ہے۔ جو بہت آسان علاج سے دور ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا (بیشک شیطان کا مکر ضعیف ہے) ہماری بلا ہمارا اپنا ہی نفس ہے اور ہمارا جانی دشمن ہمارا اپنا ہی برا ہمنشین ہے اسی کی مدد سے بیرونی دشمن ہم پر غلبہ پاتے ہیں

ایک دن خیال آیا۔ کہ اپنے قریبی رشتہ دار مردوں میں سے بعض کی روحانیت کے لئے صدقہ کیا جائے اسی اثناء میں ظاہر ہوا کہ اس نیت سے اس میت مرحوم کو خوشی حاصل ہوئی اور خوش و خرم نظر آئی۔ جب اس صدقہ دینے کا وقت آیا پہلے حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روحانیت کے لئے اس صدقہ کی نیت کی جیسی کہ عادت تھی بعد ازاں اس میت کے روحانیت کے واسطے نیت کر کے دیدیا۔ اس وقت اس میت میں ناخوشی اور اندوہ محسوس ہوا۔ اور کلفت اور کدورت ظاہر ہوئی اس حال سے بہت متعجب ہوا اور ناخوشی اور کلفت کی کوئی وجہ ظاہر نہ ہوئی۔ حالانکہ محسوس ہوا کہ اس صدقہ سے بہت برکتیں اس میت کو پہنچی ہیں لیکن خوشی اور سرور اس میں ظاہر نہیں ہوا

اگر کسی بزرگ کے ساتھ اس کے ہمسروں کو شریک کریں تو اس کے ادب و رضامندی سے دور معلوم ہوتا ہے۔ اور اگر اس کے خادموں کو طفیلی بنا کر ہدیہ بھیجیں۔ تو اس کو پسند آتا ہے۔ کیونکہ خادموں کی عزت اسی کی عزت ہے۔ پس معلوم ہوا کہ زیادہ تر مردوں کی رضامندی صدقہ کے افراد میں ہے نہ صدقہ کے اشتراک میں لیکن چاہئے کہ جب میت کے صدقہ کی نیت کریں تو اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت پر ہدیہ جدا کر لیں۔ بعد ازاں اسی نیت کے لئے صدقہ کریں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق دوسروں کے حقوق سے بڑھ کر ہیں۔ اس صورت میں آنحضرتؐ کی طفیل اس صدقہ کے قبول ہونے کا بھی احتمال ہے۔ یہ فقیر مردوں کے بعض صدقات میں جب نیت کے درست کرنے کے لئے اپنے آپ کو عاجز معلوم کرتا ہے تو اس سے بہتر علاج کوئی نہیں جانتا۔ کہ اس صدقہ کو آنحضرت کی نیت پر مقرر کرے۔ اور اس میت کو ان کا طفیلی بنالے۔ امید ہے کہ ان کے وسیلہ کی برکت سے قبول ہو جائیگا علماء نے فرمایا ہے کہ آنحضرت کا درود اگر ریاو سمعہ سے بھی ادا کیا جائے۔ تو مقبول بھی ہے

جس قدر ایمان قرآن مجید کے نہ سمجھنے میں حاصل ہے۔ اتنا سمجھنے میں نہیں ہے کیونکہ نہ سمجھنے میں اعجاز کا وہ راستہ کھلا ہوا ہے جو سمجھنے میں نہیں

اے برادر (صوفیہ نے) عالم ممکنات کی تین قسمیں مقرر کی ہیں۔ عالم ارواح و عالم مثال و عالم اجساد' عالم مثال کو عالم ارواح اور عالم اجساد کے درمیان عالم برزخ کہتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ عالم مثال ان دونوں عالموں کے معانی اور حقائق کے لئے آئینہ کی طرح ہے۔ کہ اجساد اور ارواح کے معانی اور حقائق عالم مثال میں لطیفہ کی طرح ظہور پاتے ہیں کیونکہ عالم مثال میں ہر ایک معنی اور حقیقت کے مناسب دوسری صورت اور ہیئت ہے۔ عالم مثال میں فی ذاتہٖ صورتیں اور ہیئتیں اور شکلیں نہیں ہیں۔ صورتیں اور شکلیں اس میں دوسرے عالموں سے منعکس ہو کر ظاہر ہوئی

ہیں۔ جس طرح آئینہ جس میں فی نفسہ کوئی صورت و شکل نہیں۔ عالم مثال دیکھنے کے لئے ہے۔ نہ رہنے کے لئے۔ رہنے کی جگہ عالم ارواح ہے۔ یا عالم اجساد عالم مثال ان دونوں عالموں کے لئے آئینہ کی طرح ہے۔ اور وہ درد جو خواب میں عالم مثال میں محسوس ہوتا ہے۔ وہ اس عذاب کی صورت اور شبح ہے۔ جس عذاب کا مستحق وہ خواب دیکھنے والا ہوا ہے۔ اور اس کی تنبیہہ کے لئے ہے اس امر کو اس پر ظاہر کیا ہے لیکن قبر کا عذاب اس قسم کا نہیں ہے۔ وہ عذاب کی حقیقت ہے نہ کہ عذاب کی صورت اور قبر کا عذاب آخرت کی عذاب کے قسم سے ہے اگر دوزخ کی آگ کا ایک چنگارہ دنیا میں آپڑے تو سب کچھ جلا دے۔ اور نیست و نابود کر دے۔ عذاب قبر کو عذاب خواب کی طرح جاننا عذاب کی صورت اور حقیقت پر اطلاع نہ پانے کے باعث ہے۔ خواب کے متوفی کا وطن دنیا ہے اور وہ معاملہ جو اس کے ساتھ کرتے ہیں دنیاوی معاملات میں سے ہے اور موت کا متوفی اپنے وطن مالوف کے اجڑ جانے کے بعد آخرت کی طرف انتقال کر چکتا ہے۔

آپ خیالی کشفوں اور مثالی صورتوں کے ظہور سے اہل سنت و جماعت کے مقررہ اعتقادوں کو نہ چھوڑیں۔ اور اپنے خواب و خیال پر مغرور نہ ہوں۔ کیونکہ اس فرقہ ناجیہ کی متابعت کے بغیر نجات متصور نہیں۔ ہم پیچھے رہنے والوں نے دین و شریعت کو علماء ہی سے حاصل کیا ہے۔ اور مذہب و ملت کو انہی کے برکت سے اخذ کیا ہے اگر ان میں طعن کی گنجائش ہو۔ تو شریعت اور ملت سے اعتماد اٹھ جاتا ہے اسی واسطے علماء نے سلف کے بزرگواروں پر طعن لگانے والے کو گمراہ اور بدعتی کہا ہے۔

شیطان سراسر فتنہ و بلا ہے۔ جو حق تعالیٰ نے بندوں کے امتحان اور آزمائش کے لئے مسلط کیا ہے اور اس کو ان کی نظر سے چھپا دیا ہے اور اس کے احوال پر ان کو اطلاع نہیں دی۔ اور اس کو ان کے احوال سے واقف کر دیا ہے اور ان کے رگ و ریشہ میں خون کی طرح جاری کیا ہے وہ بڑا ہی سعادتمند ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی حفاظت سے ایسی بلا کے مکر و فریب سے محفوظ کیا گیا ہے باوجود اس تسلط کے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کے مکر اور کید کو ضعیف فرمایا ہے اور سعادتمندوں کو دلیر کر دیا ہے ہاں اللہ تعالیٰ کی مدد سے شیطان باوجود اس تسلط کے لومڑی کا حکم رکھتا ہے اور اس کے فضل کی امداد کے بغیر پھاڑنے والا شیر ہے۔ بیت

تو مرا دل دہ و دلیری بیں
روبہ خویش خوان وشیری بین

ہماری بلا ہمارا نفس امارہ ہی ہے۔ جو ہمارا جانی دشمن ہے۔ اس کمینہ کے سوا کوئی بھی اپنے آپ کا دشمن نہیں۔

غلام اور ماتحتوں پر مشفق و مہربان رہنا چاہئے اور ان کا مواخذہ نہ کرنا چاہیئے اور موقع اور بے موقع ان نامرادوں کو مارنا کوٹنا اور گالی دینا ایذا پہنچانا نامناسب ہے۔ اگر احکام شرعیہ میں سستی کی جائے تو مشغولی اور مراقبہ کی لذت اور حلاوت برباد ہو جاتی ہے۔

عالم برزخ کی زندگی میں حرکت کی ضرورت نہیں بلکہ یہ حرکت عالم برزخ کی منافی ہے۔ وہاں صرف احساس ہی کافی ہے۔ تاکہ رنج و عذاب کو پالے۔ گویا عالم برزخ کی زندگی دو دنیاوی زندگی کا نصف حصہ ہے اور وہاں جو روح کا بدن کے ساتھ تعلق ہے روح و بدن کے اس تعلق سے نصف ہے جو دنیاوی زندگی میں درد و عذاب محسوس کرتے ہیں اور برزخ کی زندگی میں کوئی حرکت و اضطراب ان سے ظاہر نہیں ہوتی۔

حدیث میں آیا ہے جو اس امت کے بہتر فرقے ہو جانے میں وارد ہوئی ہے مراد یہ ہے کہ وہ دوزخ میں داخل ہونگے اور عذاب پائیں گے یہ مراد نہیں ہے کہ دوزخ میں ہمیشہ تک رہینگے اور ہمیشہ کے لئے عذاب اٹھائینگے۔ کیونکہ یہ ایمان کے منافی ہے اور

کفار کے ساتھ مخصوص ہے حاصل کلام یہ چونکہ دوزخ میں ان کے داخل ہونیکا باعث ان کے برے معتقدات ہیں اس لئے سب کے سب دوزخ میں داخل ہونگے اور اپنے خبث اعتقاد کے انداز پر عذاب پائیں گے۔ برخلاف اس ایک گروہ کے جن کے عقائد عذاب دوزخ سے نجات بخشنے والے ہیں اور ان کی فلاح و خلاصی کا سبب ہیں اس قدر ہے کہ اگر اس گروہ میں سے بعض نے برے اعمال کئے ہیں اور وہ اعمال توبہ اور شفاعت سے معاف نہ ہوئے ہوں۔ تو جائز ہے کہ گناہ کے اندازہ کے موافق دوزخ کے عذاب میں داخل ہوں اور دوزخ میں ان کا داخل ہونا ان کے حق میں بھی ثابت ہو۔ پس دوسرے گروہ کے تمام افراد کے حق میں دوزخ ثابت ہے۔ اگرچہ دائمی نہیں۔ چونکہ یہ بدعتی فرقے سب اہل قبلہ ہیں اس لئے ان کی تکفیر میں جرات نہ کرنی چاہئے جب تک کہ دینی ضروریات کا انکار اور احکام شرعیہ کے متواترات کو رد نہ کریں اور ان احکام کے جو انبیاء سے ضروری طور پر ثابت ہو چکے ہیں منکر نہ ہوں۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اگر ننانوے وجہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی پائی جائے تو اس کی ایک وجہ اسلام کی تصحیح کرنی چاہئے اور کفر کا حکم نہ کرنا چاہئے وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو پھر عورتوں کی بیعت شروع ہوئی۔ آنحضرتؐ نے عورتوں کو صرف قول ہی سے بیعت کیا۔ آنحضرت کا ہاتھ ہرگز بیعت کرنیوالی عورتوں کے ہاتھ نہیں پہنچا۔ مردوں کی بیعت کی نسبت عورتوں کی بیعت میں زیادہ شرائط کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلشِّرْکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَخْفٰی مِنْ دَبِیْبِ النَّمْلِ الَّتِیْ تَدُبُّ فِیْ لَیْلَةٍ مُّظْلِمَةٍ عَلَی الصَّخْرَةِ السَّوْدَاءِ (شرک میری امت میں اس چیونٹی کی رفتار سے پوشیدہ ہے۔ اور جو سیاہ رات میں سیاہ پتھر پر چلتی ہے)

شرک اس چیونٹی کی بھی ہے چال سے پوشیدہ تر
جو شب تاریک میں چلتی ہے کالے سنگ پر

فرمایا کہ ریا۔ شرک و کفر کی رسموں کی تعظیم کو شرک میں بڑا دخل اور رسوخ ہے۔ اور شرک کی تصدیق اور اظہار کرنے والا اہل شرک میں سے ہے اور اسلام و کفر کے مجموعہ احکام پر عمل کرنیوالا ہے۔ کفر سے بیزار ہونا اسلام کی شرط ہے اور شرک سے پاک ہونا توحید کا نشان ہے۔ دکھ درد اور بیماریوں کے دور کرنے کے لئے اصنام اور طاغوت یعنی بتوں اور شیطانوں سے مدد مانگنا جو جاہل مسلمانوں میں شائع ہے۔ عین شرک و گمراہی ہے۔

اکثر عورتیں کمال جہالت کے باعث اس قسم کے ممنوع استمداد میں مبتلا ہیں اور ان بے مسمی اسموں سے بلیہ و مصیبت کا دفع ہونا طلب کرتی ہیں اور شرک اور اہل شرک کی رسموں کے ادا کرنے میں گرفتار ہیں۔ ان کی بیعت میں شرط قرار پایا۔ وہ عورتیں جو اپنے خاوندوں کے مالوں میں ان کی اجازت کے بغیر تصرف کرتی اور نذر ہو کر ان کو خرچ اور تلف کرتی ہیں چوروں میں داخل ہیں۔ اور اس کو حلال اور جائز جانتی ہیں۔ ان کے کفر کا خوف ہے حکیم مطلق جلشانہ نے عورتوں کو شرک سے روکنے کے بعد چوری سے اس لئے منع فرمایا ہے کہ یہ بری خصلت عام طور پر ان کے حلال و جائز سمجھنے کے باعث ان کو کفر تک لے جاتی ہیں۔

تیسری شرط جو عورتوں کی بیعت میں منصوص ہے۔ یہ ہے کہ ان کو زنا سے منع کیا گیا ہے عورتوں کی بیعت میں اس شرط کی خصوصیت اس لئے ہے کہ زناء اکثر عورتوں کی رضامندی سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ خود اپنے آپ کو مردوں کے پیش کرتی ہیں اور اس عمل میں پہل عورتوں کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔ عورتیں بیگانہ مردوں کے ساتھ بدکار عورتوں کی طرح نرم و ملائم کلام نہ

کریں۔ جس سے بدکار مردوں کو بدکاری کا وہم پیدا ہو۔ اور ان کے دلوں میں برائی کا طمع ظاہر ہو۔ اپنے خاوند کے سوا کسی اور کے لئے خواہ عورت ہو یا مرد آراستہ نہ کرے۔ اور ان کو اپنی زیب و زینت دکھائے۔ جس طرح مردوں کو امردوں یعنی بے ریش یا نابالغ لڑکوں کو شہوت کے ساتھ دیکھنا مس کرنا حرام ہے اسی طرح عورتوں کو بھی عورتوں کی طرف شہوت کی نظر سے دیکھنا اور ہاتھ لگانا منع ہے اس امر کو بخوبی مد نظر رکھنا چاہئے۔ کہ دین و دنیا کے خسارہ کا موجب ہے مرد کا عورت تک پہنچنا دونوں کی جنس کے مختلف ہونے کے باعث مشکل ہے۔ کیونکہ کئی رکاوٹیں درمیان میں ہیں۔

چوتھی شرط جو عورتوں کی بیعت میں فرمائی ہے ان کو اولاد کے قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے یعنی عورتیں محتاجی اور فقر کے سبب سے اپنی چھوٹی لڑکیوں کو مار دیا کرتی تھیں یہ برا فعل کسی کو ناحق قتل کرنے کے علاوہ قطع رحم کو بھی شامل ہے۔ جو کبیرہ گناہ ہے۔

پانچویں شرط جو عورتوں کی بیعت میں فرمائی ہے اس میں بہتان اور افترا سے منع کیا گیا ہے چونکہ یہ بری صفت عورتوں میں زیادہ تر پائی جاتی ہے۔

چھٹی شرط یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرمائیں اس کی نافرمانی اور معصیت سے عورتوں کو منع کیا گیا ہے یہ شرط تمام اوامر شرعی یعنی نماز و روزہ و حج و زکواۃ کے بجالانے اور تمام شرعی منہیات سے ہٹ جانے پر مشتمل ہے۔

غنا یعنی سرود اور گانے بجانے سے بھی بچنا ضروری ہے کیونکہ لہو و لعب اور کھیل کود میں داخل ہے جو حرام ہے اس کے بارے میں آیا ہے کہ اَلْغِنَاءُ رُقْيَةُ الزِّنَا (یعنی سرود زنا کا افسوں اور منتر ہے۔ اور غیبت اور سخن چینی سے بھی اجتناب کرنا لازم ہے کیونکہ اس سے بھی شرع نے منع فرمایا ہے اور مسخرہ پن اور مومن کو ناحق ایذا دینے سے بچنا چاہئے۔ کاہن اور نجومی کی باتوں کا اعتبار نہ کریں اگر جادو ہے تو ایمان نہیں۔ سحر و ساحری سے بڑھ کر زیادہ کفر کے نزدیک اور کوئی گناہ کبیرہ نہیں بیعت کرنے والی عورتوں نے ان سب شرطوں کو قبول کر لیا۔

ابو سفیان کی زوجہ ھند بھی اس بیعت میں داخل تھی۔ بلکہ تمام عورتوں کی سرکردہ تھی۔ اور ان کی طرف سے کلام کرتی تھی اس بیعت اور استغفار سے اس کے لئے بڑی بھاری بخشش کی امید ہے۔ پس جو عورتیں ان شرطوں کو قبول کر لیں۔ اور ان کے موافق عمل کریں۔ حکماً اس بیعت میں داخل ہو جاتی ہیں اور اس استغفار کی برکات کی امیدوار بن جاتی ہیں۔ مومن آخرت میں حق تعالیٰ کو دیکھیں گے۔ اور یقین وجدانی سے معلوم کر لیں۔ کہ حق تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں اور وہ لذت جو رویت پر مترتب ہوتی ہے کامل طور پر اپنے میں پالیں۔

عنقا شکار کس نشود دام باز چیں
کانیجا ہمیشہ بادبدست است دام را

حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کی طرف کوئی نقص و قصور عائد نہیں ہوتا اور وہاں کوئی جہت اور احاطہ پیدا نہیں ہوتا۔

نہیں لایا میں کچھ بھی اپنے گھر سے
ملا سب کچھ مجھے یہ تیرے در سے
(چہ نسبت خاک را با عالم پاک)

بو علی سینا جیسا شخص جو تمام معقول والوں کا پیشوا اور مقتدا ہے

امام فخر الدین رازی اس پر طعن کرتا ہے اس شخص سے تعجب آتا ہے جو اپنی تمام عمر اس آلہ (یعنی منطق) کے تعلیم و تعلم میں جو فکر میں خطا سے بچانے والا ہے صرف کر دے۔ پھر اعلیٰ مطلب پر پہنچ کر اس سے ایسی بات صادر ہو۔ جس پر بچے ہنسی اڑاتے ہیں۔

دل اللہ تعالیٰ کا ہمسایہ ہے جس قدر دل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے قریب ہے اس قدر کوئی اور شے قریب نہیں دل خواہ مومن ہو یا گنہگار اس کی ایذا سے اپنے آپ کو بچانا چاہیے کیونکہ ہمسایہ خواہ عاصی اور نافرمان ہو پھر بھی اس کی حمایت اور مدد کی جاتی ہے پس اس کی اذیت سے ڈرنا چاہیے۔ کیونکہ کفر کے بعد جو اللہ تعالیٰ کی ایذا کا باعث ہے دل کی ایذا جیسا بڑا گناہ اور کوئی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف پہنچنے والی چیزوں سے زیادہ اقرب دل ہی ہے۔ نیز خلق سب کی سب اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے غلام ہیں اور کسی شخص کے غلام کو مارنا اس کی اہانت کرنا اس کی مولاد ومالک کی ایذا کا موجب ہے۔ تو پھر اس مولی کا کیا حال ہوگا جو مالک اور خود مختار ہے۔ اس کے خلق میں جتنا کہ اس نے حکم دیا ہے اس سے بڑھ کر تصرف نہ کرنا چاہیے

جب وصال کا وقت آجاتا ہے تو معاملہ برعکس ہو جاتا ہے گویا اس جہان میں فراق اور شوق دونوں طرف سے ہوتا ہے اور ملاقات موت کے بعد ہوتی ہے اس وقت اس حدیث قدسی کے معنی بھی ظاہر ہو گئے اَلَا طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَائِیْ وَاَنَا اِلَا اَشَدُّ شَوْقًا اِلَیْهِمْ (ابرار کا شوق میرے لقاء کے لئے حد سے بڑھ گیا ہے اور میں ان سے بھی بڑھ کر ان کا شائق ہوں۔

سلطان وقت مدظلہ العالی کی طرف

ہر کسے را بہر کار ساختند

کے موافق کارخانہ خداوندی میں کوئی چیز عبث نہیں ہے وہ کام جو غزا اور جہاد کرنے والے لشکر پر موقوف ہے اس میں دولت و سلطنت کی تائید اور تقویت ہے جس پر شریعت روشن کی ترقی منحصر ہے کیونکہ بزرگوں نے کہا ہے کہ اَلشَّرْعُ تَحْتَ السَّیْفِ (شرع تلوار کے نیچے ہے) دعا کے لشکر پر بھی جو ارباب فقرا اور احباب بلا ہیں یہی بڑا معتبر کام وابستہ ہے کیونکہ فتح و نصرت دو قسم کی ہے ایک وہ قسم ہے جس کو اسباب کے حوالہ کیا ہے اور وہ اس فتح و نصرت کی صورت ہے جو غزا کے لشکر سے تعلق رکھتی ہے دوسری قسم وہ ہے جو فتح و نصرت کی حقیقت ہے اور مسبب الاسباب کی طرف سے ہے آیت کریمہ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (نہیں ہے مدد مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے) میں اسی نصرت کی طرف اشارہ ہے جو لشکر دعا سے تعلق رکھتی ہے پس لشکر دعا نے اپنی ذلت و انکسار کے باعث لشکر غزا سے سبقت کی اور سبب سے مسبب کی طرف دلالت فرمائی

بروند شکست گل ازیں میدان گوے

نیز دعا قضاء کو رد کر دیتی ہے جیسے کہ مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ (سوائے دعا کے کوئی چیز قضاء کو نہیں ٹالتی) تلوار اور جہاد میں طاقت نہیں کہ قضا کو رد کر سکے۔ پس لشکر دعا باوجود ضعف و عاجزی کے لشکر غزا سے زیادہ قوی ہے۔ نیز لشکر دعا روح کی طرح ہے اور لشکر غزا جسم کی طرح۔ پس لشکر غزا کے لئے لشکر دعا کا ہونا ضروری ہے کیونکہ جسم بغیر روح کے تائید و نصرت کے لائق نہیں ہوتا۔ اسی واسطے علماء نے فرمایا ہے کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِیْکِ الْمُهَاجِرِیْنَ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود لشکر غزا اور لڑائی کرنے والوں کے غلبہ کے فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے فتح و نصرت طلب کیا کرتے تھے۔ پس فقراء جو دعا کا لشکر ہیں باوجود خواری اور زاری اور بے اعتباری کے جن کے حق میں اَلْفَقْرُ سَوَادُ الْوَجْهِ فِی الدَّارَیْنِ (فقر دونوں جہان میں روسیاہی کا باعث ہے) آیا ہے ضرورت کے وقت کام آتے ہیں

غلام خوشتم خوانند لالہ رخسارے
سیاہی روئے من کرد عاقبت کارے

گر مصور صورت آں دلستاں خواہد کشید
حیرتے دارم کہ نازش راچساں خواہد کشید

ترجمہ بیت

میرے دلدار کی صورت مصور گر اتاریگا
تو حیراں ہوں کہ اس کے ناز کو کیونکر اتاریگا

دل کا گرویدہ ہونا دل کے یقین کے ماسوا ہے۔ اگرچہ تصدیق کے ماوراء نہیں لیکن اسی یقین پر متفرع ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ (جس شخص کو خدا تعالیٰ ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لئے کھول دیتا ہے اور جس کو گمراہ کرنا چاہتا ہے اس کے سینے کو سخت تنگ کر دیتا ہے۔ گویا کہ وہ آسمان میں چڑھتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر پلیدی ڈالتا ہے۔ جو ایمان نہیں لاتے۔ بعض کو محض اپنے فضل و کرم سے اس پیدائشی مرض سے نکال کر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی (جو سیدھے راستہ کی ہدایت کرنے والے ہیں) تسلیم و انقیاد سے مشرف فرمایا۔ اور ہمیشہ کے لئے جنت کا وعدہ دیا۔ جو اس کی رضا کا گھر ہے اور بعض کو اپنے طور پر چھوڑ دیا۔ اور جبراً" و قہراً" یعنی زبردستی ان کو ان طبعی رذائل سے نہ نکالا اور اس دولت کی طرف ہدایت نہ دی لیکن انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام کو بھیج کر اور کتابوں کو نازل کر کے صراط مستقیم کو بیان کر دیا اور مصدق و مکذب اور عاصی و مطیع کو بڑے مبالغہ کے ساتھ خوشخبری اور خوف دلایا ہے اور فریقین پر حجت کو درست کر دیا۔

سبحان اللہ وہی لطیفہ جو تمام لطائف میں سے بدتر ہوتا ہے۔ سب سے بہتر ہو جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خِیَارُکُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُکُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا (جو جاہلیت میں تم سے بہتر ہیں وہ اسلام میں بھی تم سے بہتر ہیں جب سمجھ لیں) جس کو نمک کی کان میں ڈال دیں اور وہ آہستہ آہستہ نمک کا رنگ پکڑتے پکڑتے سب نمک ہی بن جائے اور اس کا کچھ عین یا اثر باقی نہ رہے۔ تب اس کا قتل کرنا اور توڑنا مباح ہے اور اس کا کھانا اور اس کی خرید و فروخت کرنا حلال ہے اور اگر اس کا کچھ عین یا اثر باقی رہتا ہے۔ تو یہ باتیں جائز نہ ہوتیں۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے۔ بیت

سگے کاندر نمک زار اوفتد گم گردداندروے
من ایں دریائے پر شور ازنمک کمتر نمیدانم

حدیث میں آیا ہے کہ لَنْ یَّلِجَ مَلَکُوْتَ السَّمٰوٰاتِ مَنْ لَّمْ یُوْلَدْ مَرَّتَیْنِ (جو دو دفعہ پیدا نہ ہو وہ آسمان کے ملکوت میں داخل نہیں ہو سکتا) اس میں ولادت ثانیہ سے ایجاد ثانی کی طرف اشارہ ہے۔ گویا یہ بزرگوار صفات رذیلہ کے زائل ہونے اور اخلاق حمیدہ کے حاصل ہونے کے باعث مجاز اور تشبیہ کے طور پر بقا باللہ کہتے ہیں۔

اگر حکیم مطلق جل شانہ کی تریاق سے اس کا علاج کیا جائے۔ اور شرعی اوامر و نواہی کی شیرینی اور تلخی سے اس کا تدارک نہ کیا جائے۔ تو شریعت کے موافق تھوڑے سے، تردد و کوشش کے ساتھ بڑی آسانی سے دائمی ملک ہاتھ آجاتا ہے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں غفلت و سستی دور ہو جاتی ہے۔ عقل دور اندیش سے کام لینا چاہئے۔

لشکر اگرچہ ظلمات کا دریا ہے لیکن آب حیات اسی میں ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے گو نادر طور پر ہی ہو۔ وہ گوہر ہاتھ آتا ہے کہ دوسری جگہوں میں اگر اس گوہر کا شبہ ہی میسر ہو جائے تو غنیمت ہے جس بہادر نے کچھ قیمت و قدر حاصل کی ہے دشمنوں کے غلبہ کے وقت حاصل کی ہے۔ اگرچہ سلامتی گوشہ میں ہے لیکن شہادت کی اعلیٰ دولت معرکہ اور لڑائی میں ہے۔ گوشہ نشینی ضعیفوں اور اہل ستر کے مناسب ہے حدیث میں آیا ہے

اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ (طاقتور مومن ضعیف مون سے اچھا ہے) قطب الاقطاب کے امر کے بموجب لکھا گیا ہے معرکہ کبری میں جلدی اور دلیری کرنا بڑی ہمت والے مردوں کا کام ہے۔ حق تعالی اپنی ذات اقدس کے ساتھ موجود ہے اور اس کی ہستی خود بخود قائم ہے اللہ تعالی جس طرح اب ہے پہلے بھی ایسا ہی تھا اور ہمیشہ ہی رہیگا۔

جس طرح ماسوائے حق تعالی کے لئے عدم سابق ثابت ہے اسی طرح عدم لاحق بھی اس کو دامنگیر ہے۔ آسمانوں کے ستارے گر جائینگے آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائینگے۔ اور زمین و پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر عدم سے مل جائیں گے۔

جب پہلی دفعہ کرناء پھونکی جائیگی اور زمین اور پہاڑ اپنی جگہ سے اڑ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گے اور اس دن واقع ہونے والی یعنی قیامت واقع ہوگی اور اس دن آسمان پھٹ کر نابود ہو جائینگے)

اور یہ جو بعض علماء نے کہا ہے کہ سات چیزیں یعنی عرش و کرسی ولوح و قلم و بہشت و دوزخ فانی نہ ہونگے تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ یہ فنا قبول نہیں کرتے۔ اور زوال کی قابلیت نہیں رکھتے۔ بلکہ اشیاء کے لئے بہتر ہے کہ اپنی عدم پر راضی اور خوش رہیں اور ہرگز وجود کی خواہش نہ کریں۔

(اللہ تعالی تھا اور کوئی چیز اس کے ساتھ نہ تھی) جب اللہ تعالی نے چاہا کہ اپنے پوشیدہ کمالات کو ظاہر کرے۔ تو حق تعالی کے اسماء میں سے ہر ایک اسم نے ایک ایک مظہر طلب فرمایا۔ تاکہ اپنے کمالات کو اس مظہر میں جلوہ گر کرے۔ عدم کے سوا اور کوئی شے وجود اور توابع وجود کے مظہر بننے کے قابل نہیں۔ کیونکہ شے کا آئینہ اور مظہر اس شے کے مبائن اور مقابل ہوتا ہے

حدیث قدسی میں آیا ہے مَنْ لَّمْ یَرْضَ بِقَضَائِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَائِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَائِیْ وَتَخْرُجُ مِنْ تَحْتِ السَّمَائِیْ (جو میری قضا پر راضی نہیں ہوتا اور میری بلا پر صبر نہیں کرتا۔ اس کو چاہیئے کہ میرے سوا کوئی اور خدا بنالے اور میرے اسمان کے نیچے سے نکل جائے) ہاں فقرا اور مساکین اور عاجز لوگ تمہاری رعایت و حمایت سے بہت آسودہ اور خوش حال تھے۔ جاننا چاہیئے کہ انسان کی حقیقت اور اس کی ذات عدم ہے۔ جو در حقیقت اس کا اپنا نفس ناطقہ ہے جس کو ابتدا میں نفس امارہ سے تعبیر کرتے ہیں اور ہر فرد انسان لفظ انا سے اس کی طرف اشارہ کرتا ہے پس انسان کی ذات نفس امارہ ہے۔ اور انسان کے باقی لطائف اس کے قوئی اور اعضاء کی طرح ہیں جس طرح عدم فی حد ذاتہ محض شر ہے۔ اور خیریت کی بو نہیں رکھتا اسی طرح نفس امارہ بھی شر محض ہے آپ کو کامل اور بہتر جانتا ہے اور سرداری کا دعوے کرتا ہے اور کمالات میں اپنے آپکو خدا تعالی کا شریک بناتا ہے اور حول و قوت اپنے آپ سے تصور کرتا ہے اور متصور و قابض اپنے آپکو ہی خیال کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ سب اس کے تابع ہوں اور خود کسی کے تابع نہ ہو۔ اور اپنے آپ کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہے اور دوسروں کو بھی اپنے لئے دوست رکھتا ہے نہ ان کے لئے۔ اور اپنے بیہودہ تخیلات سے اپنے مولی جلشانہ کے ساتھ عداوت ذاتی پیدا کرلیتا ہے اور حق تعالی کے منزلہ احکام پر ایمان نہیں لاتا۔ اور اپنی خواہشات کی متابعت کرتا ہے حدیث قدسی میں آیا ہے۔ عَادِ نَفْسَکَ فَاِنَّھَا انْتَصَبَتْ بِمُعَادَاتِیْ (اپنے نفس کو دشمن جان کیونکہ وہ میری دشمنی میں قائم ہے) حق تعالی نے کمال رحمت و رافت سے انبیاء علیہم الصلواۃ والسلام کو جو سراسر رحمت عالم ہیں مبعوث فرمایا تاکہ حق کی طرف دعوت فرمائیں۔ اور دشمن کے گھر کو ویران کرکے اس کو اس کے مولے و خالق کی طرف بلائیں۔ اور اس جہل و خبث سے اس

کو نکالیں۔ تزکیہ نفس کا طریق دو طرح پر ہے ایک طریق ہے جو ریاضتوں اور مجاہدوں سے تعلق رکھتا ہے اور یہ انابت کا طریق ہے۔ جو مریدوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ جب سابقہ کرم سے کسی صاحب نصیب کو اجتبا کے راستہ پر لے جانا چاہتے ہیں تو اس کو جناب پاک کی طرف جذب وصحبت عطا فرماتے ہیں اور اس کے ذریعے کھینچتے کھینچتے لے جاتے ہیں ان سے کوئی سعادت مند ہوتا ہے جس کو حد فنا تک پہنچاتے ہیں اور ماسوائی کی دید و دانش سے چھڑا دیتے ہیں اور آفاق وانفس سے آگے لے جاتے ہیں آفاق کا نسیان فنائے قلب پر وابستہ ہے۔ اور نفس کا فنا نفس لمارہ کے فنا پر موقوف ہے پہلے فنا میں علم حصولی کا زوال ہے۔ دوسرے فناء میں علم حضوری کا زوال۔ جب تک نفس حاضر کا زوال ثابت نہ ہو علم حضوری کا زوال متصور نہیں ہوتا۔ جب تک حاضر قائم ہے علم حضوری بھی قائم ہوتا ہے کیونکہ علم حضوری نفس حاضر سے مراد ہے نہ کوئی اور امر زائد۔

کیا نہیں دیکھتے کہ جس طرح صورت جمیلہ کا خارج میں دیکھنا التذاذ و گرفتاری کا باعث ہے اسی طرح صورت کا دیکھنا جو آئینہ میں منعکس ہو کر شبوت وہی پیدا کر لیتی ہے۔ التذاذ و گرفتاری کا موجب ہے حالانکہ صورت اول موجود ہے اور صورت دوم موہوم۔ لیکن اثر کے حصول میں دونوں شریک ہیں۔ جب اللہ تعالی کے کرم سے احکام کے مترتب ہونے میں موہوم کو موجود کے ساتھ شرکت حاصل ہوگئی۔ حق تعالی کی صفات اگرچہ دائرہ وجوب میں قدم رکھتی ہیں لیکن چونکہ ذات کی احتیاج رکھتی ہیں اس لئے ان کا وجوب ذات کے وجوب سے کمتر ہے۔ جس طرح کہ ان کا وجود ذات کے وجود سے کمتر ہے مجاز حقیقت کا ظل ہے۔ جو ظل سے اصل کی طرف سیدھا شاہراہ ہے۔ شاید اسی اعتبار سے کہتے ہیں کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ (جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا) اس نے اپنے رب کو پہچان لیا) کیونکہ ظل کی معرفت اصل کی معرفت کو مستلزم ہے۔ شی کی صورت وہ ہے جس سے اس شے کا انکشاف ہوتا ہے) لیکن جاننا چاہئے کہ مجاز حقیقت کا پل اس صورت میں ہے کہ مجاز کی گرفتاری درمیان نہ آئے۔ اور نظرء ثانیہ تک نہ پہنچے وہ نظرہ اولی ہی ہے جو حقیقت کا پل ہے۔ جس کی نسبت مخبر صادق نے اَلنَّظْرَةُ الْاُوْلٰی لَکَ (پہلا دیکھنا تیرے لئے ہے) فرمایا ہے گویا لفظ لک سے اس دولت کے حاصل ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور اگر نعوذ باللہ مجازی کی گرفتاری درمیان آجائے۔ اور نظرہ ثانیہ تک نوبت پہنچ جائے۔ تو وہی مجاز حقیقت تک پہنچنے کا مانع ہے۔ وہ قنطرہ یعنی پل کیا ہوگا بلکہ بت ہے جو اپنی پرستش کی طرف بلاتا ہے اور دیو ہے جو حقیقت کی طرف سے روگردان کرتا ہے۔

بعض صوفیہ صورتوں کے حسن و جمال کو حق تعالی کا حسن و جمال سمجھ کر ان کے تعلق کو عین حق تعالی کا تعلق جانتے ہیں اور ان کے مشاہدہ کو حق تعالی کا مشاہدہ خیال کرتے ہیں ان میں سے بعض اس طرح کہتے ہیں بیت

امروز چوں جمال تو بے پردہ ظاہر امست
درحیرتم کہ وعدہ فرد ابرائے چیست

تَعَالَی اللّٰهُ عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا (اللہ تعالی اس بات سے جو کہتے ہیں بہت ہی برتر ہے) معلوم نہیں ان بیوقوفوں نے حق تعالی کو کیا گمان کیا ہے۔ اور اس کے حسن و جمال کو کیا تصور کیا ہے۔ شاید انہوں نے نہیں سنا کہ اگر بالفرض اس کی مخلوق میں حور بہشت کا ایک بال بھی دنیا میں آپڑے۔ تو اس بال کی چمک اور روشنی کے باعث دنیا میں کبھی رات نہ آئے اور اندھیرا نہ چھائے اور حق تعالی کی ایک ہی تجلی سے کوہ طور کا جلکر ریزہ ریزہ

ہونا۔ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا باوجود اس قرب و منزلت کے بیہوش ہو کر گر پڑنا نص قرآنی سے ثابت ہو چکا ہے لیکن یہ بیوقوف ہر وقت خدا تعالیٰ کو بے پردہ دیکھتے ہیں۔ اور آخرت کے وعدے پر تعجب کرتے ہیں۔

اگرچہ بعض سالکوں کو وہ مشہود وواجب کے ساتھ متوہم ہوتا ہے۔ اور حقیقت کے طور پر ظاہر ہوتا ہے لیکن در حقیقت عالم کے اقسام سے ہے۔ حق تعالیٰ ورراء الوراء ہے۔ اور ہماری دیدہ دانش سے جدا اور ہمارے کشف وشہود سے مبرا ہے بیت

آخر کار محض اللہ کے فضل سے معلوم ہوا ہے کہ جو کچھ دیکھا اور جانا گیا ہے۔ سب حق تعالیٰ کا غیر ہے۔ جس کی نفی لازم ہے۔ کچھ مدت کے بعد حق تعالیٰ کے کرم سے معاملہ نفی سے انتفا تک پہنچ گیا۔ اور وہ باطل جو اپنے آپ کو حق ظاہر کرتا تھا۔ دیدہ دانش سے گر گیا۔

عرصہ عالم میں بہت غور کئے
تیر کی مانند دنیا میں پھرے
آنکھ بنے پھر بھی بجز ظل صفات
اور نشان کچھ نہ ہمیں اس کی ملے

اور جہات میں سے کوئی جہت ثابت نہیں ہوئی۔ وہاں یہ نسبت کس طرح متصور ہو سکے جبکہ اس مرتبہ علیہ میں ان کا نام و نشان بھی نہیں۔ جس سے نسبت کا تصور کیا جائے۔ مومن بہشت میں ہمہ تن بصر ہو کر حق تعالیٰ کو دیکھے گے۔ ہمارا طریقہ صحبت ہے اصحاب کرام حضرت خیرالبشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت کی بدولت تمام اولیاء امت میں سے افضل ہیں اور کوئی ولی اصحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچتا۔ اگرچہ اویس قرنی ہو۔ دوستوں سے التماس ہے کہ سلامتی ایمان کی دعا کیا کریں۔ واقعات مبشر ہیں کوشش کرنی چاہیئے کہ قوت سے فعل میں آئیں۔ اور گوش سے آغوش تک پہنچ جائیں آج تقصیروں کا تدارک ممکن ہے۔ فرصت کو غنیمت جاننا چاہیئے

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ آپ صحت وعافیت سے ہیں اور دور افتادہ دوستوں کے حالات سے غافل نہیں ہیں۔ اس طرف کے فقراء کے احوال واوضاع حمد کے لائق ہیں کہ عین بلا میں عافیت اور عین تفرقہ میں جمعیت حاصل ہے۔ نہ ان کے ساتھ کسی کا تعلق ہے نہ ان کو کسی سے واسطہ ہے اور حبس وقید میں گرفتار ہیں۔ یہ ایک عجیب قسم کی حبس ہے جس کے عوض رہائی کو جو کے برابر نہیں خریدتے۔ اور عجیب قید ہے جس کی عوض خلاصی کو کوڑی کے برابر نہیں لیتے۔ جب قرآن مجید کو خوش آواز سے پڑھنا جائز ہے تو پھر نعت ومنقبت کے قصائد کو خوش آوازی سے پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے ہاں قرآن مجید کے حروف کی تحریف اور ان کا تغیر و تبدل۔ اور مقامات نغمہ کی رعایت اور اس طرز پر آواز کا پھیرنا۔ اور سر نکالنا اور تالی بجانا وغیرہ جو شعر میں بھی ناجائز ہیں سب ممنوع ہیں۔ اگر اسطرح پر پڑھیں۔ کہ کلمات قرآنی میں تحریف واقع نہ ہو۔ اور قصیدوں کے پڑھنے میں بھی شرائط مذکورہ بالا ثابت نہ ہوں۔ اور وہ بھی کسی غرض صحیح کے لئے تجویز کریں تو کوئی ممانعت نہیں میرے مخدوم فقیر کے دل میں آتا ہے کہ اس دروازہ کو بالکل نہ کھولیں۔ کیونکہ بوالہوس نہیں رکتے۔ اگر تھوڑا بھی جائز رکھیں تو بہت تک پہنچ جائیگا۔ علماء اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے کہ حق تعالیٰ کی رویت دنیا میں جائز نہیں ہے

ان بڑے بڑے عارفوں پر تعجب آتا ہے۔ جو تنزیہ کو چھوڑ کر تشبیہ پر اور قدیم کی طرف سے ہٹ کر حادث پر تسلی کئے بیٹھے ہیں اور مثال وتمثل پر کفایت کی ہے میرے خیال میں یہ سب کچھ اس مرض کا نتیجہ ہے۔ جو ان کو توحید واتحاد کے قائل ہونے اور

عالم کو حق تعالیٰ کا عین کہنے سے پیدا ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ افراد عالم میں سے ہر ایک فرد کی رویت کو اسی اتحاد کے باعث حق تعالیٰ کی رویت جانتے ہیں

اور شیخ اس تجلی کو تمام تجلیات کا منتہا کہتا ہے اور اس سے اوپر کوئی مقام نہیں جانتا اور اس طرح کہتا ہے وَمَا بَعْدَ هٰذَا التَّجَلِّيِ اِلَّا الْعَدَمُ الْمَحْضُ فَلَا تَطْمَعْ وَلَا تَتْعَبْ فِيْ اَنْ تَرْقٰى مِنْ هٰذِهِ الدَّرَجَةِ مِنَ التَّجَلِّي الذَّاتِيْ (اس تجلی کے بعد محض عدم ہے۔ تجلی ذاتی سے آگے ترقی کرنے کا طمع نہ کر (اور ناحق اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈال) عجیب معاملہ ہے کہ مطلوب حقیقی تک پہنچنا اسی تجلی سے آگے ہے۔ اور شیخ وہاں سے ڈراتا ہے اور آیت کریمہ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ (اللہ تعالیٰ تم کو اپنے آپ سے ڈراتا ہے) کے موافق خوف دھمکی دیتا ہے۔ ہم آوارہ اگر اس میں طمع نہ کریں۔ اور اس کے حاصل ہونے میں رنج و تعجب برداشت نہ کریں اور جو ہر نفیس کو چھوڑ کر ٹھیکریوں پر تسلی کر بیٹھیں۔ تو پھر ہم کس کام کے ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جیسا مرتبہ ہو ویسا ہی اس سے حصہ ملتا ہے۔ شیخ قدس سرہ کو چاہئے تھا کہ یوں کہتا وَمَا بَعْدَ هٰذَا التَّجَلِّيِ اِلَّا الْوُجُوْدُ الصِّرْفُ وَالنُّوْرُ الْمَحْضُ (کہ اس تجلی کے بعد وجود صرف اور نور محض ہے

جلاتی آگ ہے اس کو جو ہاتھ اس کو لگاتا ہے
جو خود ہو آگ پھر شعلہ اسے کیونکر جلاتا ہے

شیخ قدس سرہ اگر اس ظل کے اصل تک پہنچتا تو فوق کی ترقی سے نہ خود ڈرتا نہ اوروں کو ڈراتا لیکن حسن ظن اس امر کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ اس بزرگوار نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مقام سے ترقی کرلی ہوگی۔ اور اصل معاملہ کو معلوم کرلیا ہوگا۔ کسی بزرگ کے حال کو اس کے قال کی ترازو پر نہ تولنا چاہیئے۔ شاید اس نے اس کلام کو توسط و ابتداء میں کہا۔ اور پھر وہاں سے اوپر کئی منزلیں ترقی کر گیا ہو مَنِ اسْتَوٰى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُوْنٌ تجلی ذات کی نسبت کیا لکھے۔ اور کیا لکھا جاسکے۔ کیونکہ وہ ذوقی ہے۔ جو وہاں پہنچے گا۔ اس کو پائیگا وَمَنْ لَّمْ يَذُقْ لَمْ يَدْرِ (اور جس نے اس کا مزہ نہیں چکھا نہیں پائے گا۔

قلم اینجا رسید وسر بشکست
قلم کا سر یہاں آکر گیا ٹوٹ

شان العلم اگرچہ شان الحیوۃ کے تابع ہے مرتبہ اول چونکہ حضرت نور صرف سے انحطاط کی بو رکھتا ہے اور نور و شعور کا جامع ہے۔ اس لئے حضرت مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو مخلوق کہا ہے۔ اور اس کی تعبیر کبھی عقل سے کی ہے۔ اور فرمایا ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ (جو کچھ خدا تعالیٰ نے اول پیدا کیا ہے وہ عقل ہے) اور کبھی اس کو نور سے یاد فرمایا ہے۔ اور اس طرح کہا ہے اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ (جو چیز خدا تعالیٰ نے اول پیدا کی وہ میرا نور ہے)

صوفیہ کے درمیان متعارف ہے

اگر عدم معرفت اور عجز از معرفت دونوں یکساں ہوتے تو تمام نادان عارف ہوتے۔

جو کوئی معرفت سے زیادہ عاجز ہوگا معارف میں اتنا ہی وہ زیادہ عارف ہوگا عجز از معرفت ایک مدح ہے جو ذم سے مشابہ ہے اور عدم معرفت محض مذمت ہے جس میں مدح کی بو بھی نہیں۔ رَبِّ زِدْنِيْ عِلْمًا بِكَمَالِ الْعَجْزِ عَنْ مَعْرِفَتِكَ سُبْحَانَكَ (یا اللہ تو پاک ہے مجھے اپنی معرفت کے کمال عجز کا علم زیادہ تر عطا فرما) شیخ محی الدین بن عربی قدس سرہ اگر اس فرق کا ملاحظہ کرتا۔ ۔ ۔ جس کی طرف اس فقیر نے ہدایت پائی ہے تو ہرگز عجز از معرفت کو جہل نہ کہتا۔ اور اس کو عدم علم نہ جانتا جیسے

کہ اس نے کہا ہے فَمِنَّا مَنْ عَلِمَ وَمِنَّا مَنْ جَهِلَ فَقَالَ الْعِجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ (ہم میں سے بعض نے جان لیا اور بعض جاہل رہے۔ پھر کہا کہ ادراک سے عاجز ہونا بھی ادراک ہے) اس کے بعد شق اول کے علوم کو بیان کیا ہے اور ان پر بڑا فخر کیا ہے اور ان علوم کو اپنے ساتھ ہی مخصوص جان کر کہا ہے کہ خاتم الانبیاء ان علوم کو خاتم الاولیاء سے اخذ کرتا ہے اور اس نے خاتم ولایت محمدیہ اپنے آپ کو کہا ہے اور اس سبب سے خلائق کے طعن و تشنیع کا محل ہوا ہے اور فصوص کے شارحین نے ان کی توجیہات میں بڑی ہمتیں اور کوششیں صرف کیں ہیں۔

شیخ کا رد کرنے والا بھی خطرہ میں ہے۔ اور اس کو اور اس کی باتوں کو قبول کرنے والا بھی خطرہ میں ہے۔ شیخ کو قبول کرنا چاہئے اور اس کی مخالف باتوں کو قبول نہ کرنا چاہئے اگر نور سے مراد نور قرآن ہو۔ تو ممکن ہے۔ جیسے کہ کلمہ قد جاء کم میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے۔ اس مرتبہ مقدسہ کے اوپر ایک اور نہایت اعلیٰ مرتبہ ہے۔ جس کو حقیقت صلوت کہتے ہیں جس کی صورت عالم شہادت میں منتہی نمازیوں کے ساتھ قائم ہے۔ اور یہ جو قصہ معراج میں آیا ہے۔ کہ قِفْ يَا مُحَمَّدُ فَاِنَّ اللّٰهَ يُصَلِّي

ممکن ہے کہ امر قف یا محمد میں اسی کوتاہی قدم کی طرف اشارہ ہو۔ یعنی اے محمد ٹھہر جاؤ اور قدم آگے نہ رکھو۔ کیونکہ اس مرتبہ صلوۃ کے اوپر جو مرتبہ مقدسہ وجوب سے صادر ہے۔ حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے تجرد و تنزہ کا مرتبہ ہے۔ جہاں قدم کے لئے کوئی جگہ اور گنجائش نہیں۔ کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی حقیقت اسی مقام میں متحقق ہوتی ہے اور عابد معبود سے کماحقہ، جدا ہو جاتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے معنے منتہیوں کے حال کے مناسب لا معبود الا اللہ ہیں۔ جیسے کہ شرع میں اس کلمہ کے معنی قرار پائے ہیں اور لَا مَوْجُوْدَ وَلَا وُجُوْدَ وَلَا مَقْصُوْدَ (کہنا ابتداء و وسط کے مناسب ہے لیکن لَا مَقْصُوْدَ لَا مَوْجُوْدَ وَلَا وُجُوْدَ کے اوپر ہے جو لامعبود الا اللہ کا دریچہ ہے جاننا چاہئے کہ اس مقام میں نظر کی ترقی اور بینائی کی تیزی عبادت صلوۃ پر وابستہ ہے جو منتہیوں کا کام ہے۔ دوسری عبادتیں صلوۃ کی تکمیل میں مدد دیتی ہیں اور اس کے نقص کی تلافی کرتی ہیں۔ شاید اسی واسطے نماز کو بھی ایمان کی طرح حسن لذاتہ یعنی اصل اور ذات میں خوب اور بہتر کہتے ہیں۔ وہ تکلیف جو بادشاہ کی طرف سے ہے اس کو اپنے مولیٰ جلشانہ کی کمال مہربانی اور رضامندی کا دروازہ جانتا ہے اور اپنی سعادت اس قید میں خیال کرتا ہے خاص کر آج کل لڑائی اور مخالفت کے دنوں میں عجیب ہی معاملہ ہے اور ان پراگندہ وقتوں میں عجیب و غریب ناز و کرشمے ظاہر ہوتے ہیں غرض ہر روز تازہ اور عجیب دولت جو پہنچتی ہے پہنچتی ہے اس لیئے فرزندوں کی جدائی میں دل تڑپتا ہے اور ان کی دوری اور نایافت سے جگر جلتا ہے خیال کرتا ہوں کہ میرا شوق تمہارے شوق پر غالب رہے اور مقرر ہے کہ جس قدر باپ کو بیٹے کی محبت ہوتی ہے اس قدر بیٹے کو باپ کی محبت نہیں ہوتی۔

ہم تماشا کناں ہیں کوتا دست
تو نہایت بلند بالا درخت

اس عارف کا معاملہ عالم سے جدا ہے اور اس کا حکم عالم کے احکام سے الگ ہے محبت ذاتی کے ذریعے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے موافق فنا کے عوض اس کو بقاء عطا فرماتا ہے۔ اور جس چیز میں وہ فانی ہوا تھا۔ اسی کے ساتھ اس کو بقاء بخش کر اپنی ذات و صفات و اسماء کا مظہر اور جامع آئینہ بنا دیتا ہے۔ پس تمام افراد و عالم اس عارف کی جامعیت کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے قطرہ

دریائے محیط کے مقابلہ میں کیونکہ حضرت ذات تعالی کے مقابلہ میں اسماء و صفات کا کچھ قدر و مقدار نہیں۔ قطرہ کا بھی دریا کے مقابلہ میں کچھ نہ کچھ قدر و مقدار ہے۔ لیکن ان کا اس کے مقابلہ میں اتنا بھی نہیں۔ اس صاحب دولت کو جب بقاء ذاتی سے مشرف کرتے ہیں تو ایک ایسی ذات عطا کرتے ہیں جس کے ساتھ اس کی صفات مثل علم و قدرت وغیرہ کا قیام ہوتا ہے جس کا قیام پہلے باقی تمام افراد عالم کی طرح ان کے اصول کے ساتھ تھا اس بقاء اکمل کے حاصل ہونے کے باوجود کلمہ انا کا اطلاق جو اس سے زائل ہوا ہوتا ہے پھر عود نہیں کرتا

مخبر صادق علیہ الصلوۃ والسلام نے رویت آخرت کو چودھویں رات کے چاند کی رویت کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور کوئی پوشیدگی نہیں چھوڑی۔ اور ظل کی رویت ایسی ہے جیسے طشت آب میں چاند کو دیکھیں جو کو بلند فطرت والے لوگ پسند نہیں کرتے۔

ہر ایک ظل سے اصل کی طرف سیدھا شاہراہ جاتا ہے اور کوئی خاروخس ان کے درمیان حائل نہیں اور اگر خاروخس کے درمیان حائل ہو۔ تو اس کی توجہ اپنی طرف ہی ہے اور اصل کی طرف سے روگرداں ہے۔ ظل صرف اصل کا امانتدار ہے۔ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ بہت قرنوں اور بے شمار زمانوں کے بعد کسی صاحب دولت کو فناء اتم کے بعد بقاء اکمل بخشتے ہیں اور ذات مقدس کا نمونہ اس کو عطا فرماتے ہیں جس کے ساتھ اب اس کا قیام ہوتا ہے

خاص کند بندہ مصلحت عام را

میرے فرزند کو واضح ہو کہ انسان سات لطائف مشہورہ سے مرکب ہے۔ ہر لطیفہ کا کاروبار الگ ہے اور اس کے احوال مواجید بھی جدا ہیں اب تک اس میرے فرزند کے احوال و اذواق لطیفہ قلب سے تعلق رکھتے تھے اور قلب کے تکوینات سے متلون تھے اب یہ وارد قوی جس نے بے شعور کیا تھا۔ لطیفہ روح پر اتر آیا ہے اور روح کو اپنے تصرف میں لایا ہے اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْا اَعِزَّةَ اَهْلِهَا اَذِلَّةً (جب بادشاہ کسی گاؤں میں داخل ہو جاتے ہیں تو اس میں فساد برپا کر دیتے ہیں۔ اور اس کے رئیسوں کو ذلیل کر دیتے ہیں چونکہ دانش و شعور کا منشاء روح ہے اس لئے وارد سے مغلوب ہو کر بیہوشی طاری ہو گئی ہے اب تمہارا کاروبار لطیفہ روح کے متعلق ہے آج کے حلقہ میں اس نسبت کی تکمیل کے لئے تھوڑی سی امداد واعانت بھی وقوع میں آئی ہے۔ اور اس کے اثر کا ظہور بھی مشہور ہوا ہے۔ اور معلوم ہوا ہے کہ اس نے وسعت پیدا کی ہے اور اثر و سرایت کرنے کے درپے ہے۔ حق تعالی اس کو انجام تک پہنچائے۔

فرزندان گرامی ظاہری و باطنی جمعیت کے ساتھ رہیں اس سفر و محنت میں ان دونوں بیٹوں کی جدائی کے برابر کوئی رنج والم معلوم نہیں ہوتا۔ کسی وقت بھی ان کی یاد سے فارغ نہیں ہوتا۔ منعم حقیقی جلشانہ کی طرف سے جس قدر زیادہ نعمت و دولت پہنچتی ہے اسی قدر دور افتادہ دوست زیادہ زیادہ یاد آتے ہیں ہر روز تازہ واقعات مسودہ اور بیاض میں لکھے جاتے ہیں لیکن کوئی نہیں جو ان کا ادراک کر سکے اور ان سے حظ اٹھائے۔ خواجہ محمد ہاشم کا وجود غنیمت ہے۔ جو سخت فہمی کا ذوق رکھتا ہے اور کچھ نہ کچھ لذت حاصل کرتا ہے۔ لیکن اس سفر اجمیر میں تکلیفوں کی شدت کے باعث متعلقوں یعنی صحبت سے دور ماندوں اور دوستوں کی طرف سے صحیح العذر ہوا ہوں۔ چند دن اور شاید ہی موافقت کریں حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (ہم کو اللہ تعالی کافی ہے اور وہی اچھا کارساز ہے) یار بھی کم ہیں اور خوراک بھی اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ (کیا اللہ تعالی اپنے بندوں کو کافی نہیں ہے)

دوسری یہ کہ ایک رات تمہاری جدائی میں نہایت بیقرار تھا۔ نماز تہجد کے بعد کیا دیکھتا ہوں۔ کہ تم دونوں بھائی ان یاروں میں سے ایک کے ساتھ بادشاہی وکیل کے پاس گئے ہو۔ تاکہ بادشاہ کے نوکر ہو۔ اللہ تعالیٰ کی حمد ہے کہ تم دونوں کی طرف سے خاطر جمع اور تسلی ہوئی کہ تم کو قبول کرلیا۔

فرزندان گرامی جمعیت کے ساتھ رہیں۔ لوگ ہر وقت ہماری محنتوں کو مدنظر رکھتے ہیں اور اس تنگی سے خلاصی طلب کرتے ہیں اور انہیں جانتے ہیں کہ نامرادی اور بے اختیاری اور ناکامی میں کس قسم کا حسن و جمال ہے اور کونسی نعمت اس کے برابر ہے کہ اس شخص کو اپنے اختیار سے بے اختیار کردیں۔ اور اپنے اختیار کے موافق اس کو زندگانی بخشیں۔ اور اس کے اپنے امور اختیاری کو بھی اس بے اختیاری کے تابع بنا کر اس کے دائرہ اختیار سے باہر نکالدیں كَالْمَيِّتِ بَيْنَ اَيْدِي الْغَسَّالِ (جیسے کہ مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے) قید کے دنوں میں اپنی ناکامی اور بے اختیاری کا مطالعہ کرتا تھا۔ تو عجب حظ حاصل ہوتا تھا۔ ہاں فراغت و آرام والے لوگ مصیبت والوں کے ذوق کو کیا معلوم کر سکتے ہیں ان کی بلا کے جمال کو کس طرح پاسکتے ہیں بچوں کا حظ شیرنی پر ہی منحصر ہے۔ لیکن جس نے تلخی سے حظ حاصل کیا ہے وہ شیرنی کو جو کے برابر بھی نہیں خریدتا

مرغ آتش خوارہ کے لذت شناسد دانہ را

تمام اوقات کو ذکر الٰہی میں مصروف رکھیں بشرطیکہ ذکر کو شیخ کامل مکمل سے اخذ کیا ہو۔ کیونکہ ناقص سے کامل نہیں ہو سکتا۔ اور اپنی اوقات کو ذکر کے ساتھ اس طرح آباد رکھے کہ فرضوں اور موکدہ سنتوں کے بغیر کسی چیز میں مشغول نہ ہو۔ حتیٰ کہ قرآن مجید کی تلاوت اور عبادت نافلہ کو بھی موقوف رکھے اور وضو ہو یا نہ ہو۔ ہر حال میں ذکر کرتا رہے اور کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے اسی کام میں مشغول رہے اور چلنے پھرنے اور کھانے پینے اور سونے کے وقت ذکر سے خالی نہ رہے۔ بیت

ذکر گو ذکر تا ترا جان است
پاکئی دل زذکر رحمان است

یہ نسیان جو دل کو مطلوب کے تمام ماسویٰ سے حاصل ہوتا ہے مطلوب کے حاصل ہونے کا مقدمہ ہے اور مطلوب تک پہنچنے کی خوشخبری دینے والا ہے۔ مقصود حقیقی تک پہنچنے کی نسبت کیا لکھا جائے کہ وراء الوراء ہے۔ بیت

كَيْفَ الْوُصُوْلُ اِلٰى سُعَادٍ وَّدُوْنَهَا
قُلَلُ الْجِبَالِ وَدُوْنَهُنَّ حُيُوْفٌ

ترجمہ بیت

ہائے جاؤں کس طرح میں یار تک
راہ میں ہیں پر خطر کوہ اور غار

اور اپنی ہمت کو حق تعالیٰ کی رضامندی کے حاصل کرنے میں صرف کرو۔ فراغت و آرام طلبی کو چھوڑ دو۔ اور حظ نفس کے پیچھے نہ پڑو۔ اور اہل و عیال کے ساتھ حد سے زیادہ محبت اختیار نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اس ضروری کام میں فتور پڑ جائے۔ پھر ندامت ومایوسی کے سوا کچھ فائدہ نہ ہوگا اس صحبت و دولت کو غنیمت سمجھو اور ضروری امور میں عمر بسر کرو۔ اطلاع دینا ضروری تھا نئے معارف جو لکھے گئے ہیں سب تم کو سبب کا کام دیں گے۔ ان کو سرسری نہ جانو بلکہ بڑی کوشش سے ان کا مطالعہ کرو۔ شاید ان کے پوشیدہ اسرار تم پر کھل جائیں۔ اور سعادت کا سرمایہ ہاتھ آجائے۔ خوارق کا ظاہر ہونا نبوت کی شرط ہے۔ ولایت کی شرط نہیں۔ کیونکہ نبوت کا اظہار واجب ہے۔ ولایت کا اظہار واجب نہیں۔ بلکہ اس کا چھپانا اور پوشیدہ رکھنا بہتر ہے کیونکہ نبوت میں خلق کی دعوت ہے۔ اور ولایت میں قرب حق۔ اور ظاہر ہے کہ دعوت کا

ظاہر کرنا ضروری ہے اور قرب کا چھپانا لازم ہے۔ میرے خیال میں انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ریاضتوں اور مجاہدوں اور اپنی جانوں پر دائرہ مباحات کو زیادہ تر تنگ کرنے سے اصلی مقصود یہ تھا کہ ظہور خوارق حاصل ہو۔ جو ان پر واجب ہے اور نبوت کے لئے شرط ہے۔ نہ کہ قرب الٰہی جل شانہ کے درجات تک پہنچنا۔ کیونکہ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام مجتبیٰ اور برگزیدہ ہیں۔ جن کو جذب و محبت کی رسی سے کھینچ لے جاتے ہیں اور بغیر تکلیف و مشقت کے ان کو قرب الٰہی کے درجات تک پہنچا دیتے ہیں۔ دنیا میں جس قدر محنت ہے۔ آخرت میں اس سے کئی گنا زیادہ مسرت ہے۔ مرید مشقت و محنت کے ساتھ اپنے پاؤں سے چل کر جاتے ہیں اور مرادوں کو ناز و نعمت کے ساتھ اپنی طرف بلالے جاتے ہیں

میں اللہ تعالیٰ کا مرید بھی ہوں۔ اور مراد بھی میرا سلسلہ ارادت بلاواسطہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جاملتا ہے۔ اور میری ارادت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت واسطوں سے ہے۔ طریقہ نقشبندیہ میں اکیس اور قادریہ میں پچیس اور چشتیہ میں ستائیس واسطے درمیان ہیں۔ لیکن میری ارادت جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ وہ واسطہ کو قبول نہیں کرتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس دولت کے دسترخوان پر اگرچہ طفیلی ہوں۔ لیکن بن بلائے نہیں آیا ہوں۔ اور اگرچہ تابع ہو لیکن اصالت سے بے بہرہ نہیں ہوں۔ یہ وہ شرکت ہے۔ جو خادم کو اپنے مخدوم کے ساتھ ہوتی ہے۔ جب تک مجھے نہیں بلایا۔ تب تک اس دولت کے دسترخوان پر حاضر نہیں ہوا۔ اگرچہ اویسی؟ ہوں۔ لیکن مربی حاضر و ناظر رکھتا ہوں۔ طریقہ نقشبندیہ میں اگرچہ میرا پیر عبدالباقی ہے لیکن میری تربیت کا متکفل باقی جل جلالہ وعم نوالہ ہے۔ میں نے فضل سے تربیت پائی ہے اور اجتباء کے راستہ پر چلا ہوں۔ میرا سلسلہ سلسلہ رحمانی ہے۔ میں عبدالرحمان ہوں۔ میرا رب رحمان جل شانہ ہے اور میرا مربی ارحم الراحمین ہے۔ اور میرا طریقہ طریقہ سبحانی ہے۔ کیونکہ تنزیہ کے راستہ سے گیا ہوں۔ اور اسم وصفت سے ذات اقدس تعالیٰ کے سوا کچھ نہیں چاہا۔ یہ مسبحانی وہ سبحانی نہیں ہے۔ جو حضرت بایزید بسطامی نے کہا ہے کیونکہ اس کو اس کے ساتھ کسی قسم کی مساوات نہیں ہے۔ وہ سبحانی دائرہ انفس سے باہر نہیں۔ اور یہ انفس و آفاق کے ماوراء ہے۔ حق تعالیٰ کمال کرم و اہتمام و غیرت کے باعث جو میرے حق میں رکھتا ہے پسند نہیں فرماتا کہ میری تربیت میں کسی دوسرے کا دخل ہو یا میں اس امر میں کسی دوسرے کی طرف متوجہ ہوں میں حق تعالیٰ کا تربیت یافتہ ہوں اور اس کی نامتناہی فضل و کرم کا مجتبیٰ اور برگزیدہ ہوں۔

برکریماں کارہا دشوار نیست

جب حق تعالیٰ اپنے بندہ کو ولایت ابراہیمی سے سرفراز کرتا ہے۔ تو اس کو اپنا انیس و ندیم بنالیتا ہے اور انس والفت کی نسبت جو خلت کے لوازم سے ہے درمیان آجاتی ہے۔

ترجمہ آیت۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں کے ساتھ بدل دیتا ہے) خدا تجھے سیدھے راستہ کی ہدایت دے جاننا چاہئے کہ خلت و محبت کے درمیان عموم و خصوص کی نسبت ہے۔ خلت عام ہے اور محبت اس کا فرد کامل کیونکہ محبت زیادہ تر انس والفت سے مراد ہے جو گرفتاری کا باعث ہو جاتی ہے اور بے قراری و بے آرامی پیدا کرتی ہے خلت سراسر انس والفت و آرام ہے۔ وہ محبت ہی ہے۔ جس نے گرفتاری کا موجب پیدا کیا ہے۔ اور خلت کے دوسرے افراد سے متمیز ہوئی ہے گویا الگ جنس بن گئی ہے اور وہ ہنر جو محبت نے اس امتیاز میں خلت کے باقی تمام افراد کی نسبت بڑھ کر حاصل کیا ہے۔ وہ درد و حزن ہے۔ ورنہ نفس خلت سراسر عیش در عیش اور فرح در فرح اور

انس در انس ہے۔ ممکن ہے کہ اسی سبب سے حق تعالیٰ نے اپنے خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو دنیا میں جو رنج و محنت کا گھر ہے عمل کا اجر کرامت فرمایا۔ اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ ان کے حق میں فرماتا ہے وَاٰتَيْنَاهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (ہم نے اس دنیا میں اجر عطا کیا اور آخرت میں وہ صالحین میں سے ہے) چونکہ محبت درد و حزن کا موجب ہے۔ اس لئے جس فرد میں محبت غالب ہوگی۔ اس میں درد و حزن زیادہ تر ہوگا۔ شاید اسی سبب سے کہا ہو کہ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ مُتَوَاصِلَ الْحُزْنِ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دردناک رہا کرتے تھے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا اُوْذِيَ نَبِيٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِيْتُ (جیسے مجھے ایذا پہنچی ہے ویسی کسی نبی کو نہیں پہنچی) کیونکہ افراد انسانی میں سے فرد کامل محبت کے حاصل ہونے میں حضور علیہ الصلوۃ والسلام ہی تھے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام اگرچہ محبوب ہوئے ہیں لیکن چونکہ محبت کی نسبت درمیان آگئی ہے۔ اس لئے محبوب بھی محب کی طرح فریفتہ اور گرفتار ہوا ہے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰى لِقَائِيْ وَاَنَا اِلَيْهِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا (ابرار کا شوق میرے القاء کے لئے بڑھ گیا۔ اور میں ان سے بھی زیادہ ان کا شائق ہوں) کمال محبت کا مقتضا یہ ہے کہ دوئی دور ہو جائے۔ اور محب محبوب کے ساتھ متحد ہو جائے چونکہ یہ بات مفقود ہے۔ اس لئے شوق موجود ہے۔ اور چونکہ اتحاد کی تمنا اصلی طور پر محبوب میں موجود ہے۔ کیونکہ محب صرف محبوب کے وصل پر بھی قناعت کر سکتا ہے اس لئے اشد شوق محبوب کی جانب ہوگا۔ اور متواصل الحزن، حبیب کی صفت ہوگی۔ حق تعالیٰ کی مراد اس کے ارادہ کے برخلاف نہیں ہوتی۔ لیکن تمنا ہوتی ہے۔ اور اس کے حاصل ہونے کا ارادہ نہیں ہوتا اور اس کا وجود نہیں چاہتی

عشق میں ایسی ہی ہوتی ہیں بہت باتیں عجیب

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عشق میں صرف محبوب کا درد ہوتا ہے اور وصل کچھ ملحوظ نہیں ہوتا بلکہ وصل کو نہیں چاہتے۔ اور محبوب کے اتصال سے بھاگتے ہیں۔ یہ عشق کے دیوانہ پن کی باتیں ہیں۔ بلکہ عشق کے ہنروفن ہیں۔ جس نے چکھا ہی نہیں وہ کیا جانے۔ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ (اس لئے کہ پہچانا جاؤں پس خلق کو پیدا کیا) حدیث قدسی ہے اور جب خلقت کا فرد کامل ہے جیسے کہ گزر چکا پس اگر خلقت نہ ہوتی۔ کوئی چیز موجود نہ ہوتی۔ اور کوئی دوسرے کے ساتھ جمع نہ ہوتا۔ اور الفت نہ پکڑتا بلکہ عدم نے بھی اپنے خلوت خانہ میں خلت کی بدولت آرام پایا ہے اور اپنی نیستی کے ساتھ موافقت کی ہے۔ بلکہ اپنے نقیض کے ساتھ بھی الفت وانس پکڑا ہے۔ اور اس کمالات کا مظہر ہوا ہے۔ مقام خلت اصالت کے طور پر حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے اور اس کی ولایت ولایت ابراہیمی ہے۔ تو پھر معلوم کرنا چاہئے کہ ان معارف کے برکات کے وسیلے اس فقیر پر ظاہر کیا ہے کہ تعین اول حضرت وجود میں حضرت ذات تعالیٰ وتقدس کا تعین ہے۔ اور وہ تعین اول حضرت خلیل علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی ذات کے وجود کا تعین ہے یہی وجہ ہے کہ وہ سب کے امام ہیں اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (میں تجھ کو سب کا امام بنانے والا ہوں) اور حضرت سید البشر علیہ الصلوۃ والسلام ان کی ملت کی متابعت پر مامور ہوئے وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا (حضرت ابراہیم کے سیدھے ملت کی متابعت کی اور ان کے بعد جو پیغمبر مبعوث ہو) اس کو انہی کی متابعت کا امر ہوا۔ یہ جو صلوت

منطوقہ میں آیا ہے کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ (ممکن ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو۔ کہ حضرت ذات تعالی وتقدس تک پہنچنا تعین اول وجودی اور ولایت ابراہیمی کے تمام کمالات کے وسیلہ کے بغیر میسر نہیں۔ کیونکہ اس مرتبہ مقدسہ کا پہلا پردہ یہی ہے اور اسی نے غیب الغیب کی آئینہ داری فرمائی ہے۔ پس کسی کو اس کی توسط وسیلہ سے چارہ نہیں۔ حضرت خاتم الانبیاء علیہ السلوۃ والسلام کو حضرت ابراہیم السلوۃ والسلام کی متابعت کا امر اسی لئے ہوا ہے کہ ان کی تبعیت سے ان کی ولایت تک پہنچ جائیں اور وہاں سے حضرت ذات جل شانہ تک ترقی فرمائیں۔ فضل کلی انبیاء علیہم السلوۃ والسلام کے درمیان انہی دو بزرگواروں کے نصیب ہے۔ اگرچہ ایک دوسرے سے افضل ہیں اور حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلوۃ والسلام چونکہ محبوں کے رئیس ہیں جیسے کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلوۃ والسلام محبوبوں کے رئیس ہیں اس لئے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے موافق حضرت موسی علیہ السلام کو بھی حضرت ذات تعالی کے ساتھ وہ معیت حاصل ہے جو دوسروں کے لئے نہیں۔ وصول نظری میں حضرت خلیل واصل ہیں۔ اور حضرت حبیب ان کے تابع ہیں اور وصول قدمی میں حضرت حبیب اصل ہیں اور حضرت خلیل ان کے تابع ہیں۔

امت امت ہے اور پیغمبر پیغمبر خواہ کتنا ہی سرفراز ہو جائے۔ اور کتنا ہی بلند درجہ حاصل کر لے۔ پھر بھی ولی ہی ہے جس کا سر پیغمبر کے پاؤں تک پہنچتا ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَھُمُ الْغَالِبُوْنَ (ہمارے مرسل بندوں کے لئے ہمارا وعدہ ہو چکا ہے کہ یہی فتحمند رہیں گے اور یہی ہمارا لشکر غالب رہیگا)

وہ محبوبیت جو حضرت خاتم الرسل کا حصہ ہے۔ تمام فضائل و مراتب پر غالب آگئی ہے اور سب سے پیش قدم اور برتر کر دیا ہے قرب کے ہزار مراتب محبوبیت کی ایک نسبت کے برابر نہیں ہو سکتی۔ محب اپنے محبوب کو اپنی جان سے زیادہ عزیز جانتا ہے۔ دوسروں کو لائق نہیں کہ اس کی مشارکت طلب کریں

سر سے پانی جب بڑھا کیا نیزہ بھر کیا ہاتھ بھر

ہر ایک فن و صنعت کی تکمیل مختلف فکروں کے ملنے پر موقوف ہے حضرت امام اعظم اور ابو یوسف رضی اللہ تعالی عنہما مسئلہ خلق قرآن میں چھ مہینے تک ایک دوسرے کے ساتھ بحث کرتے رہے۔ اور ردوبدل فرماتے رہے۔ چھ مہینے کے بعد یہ بات قرار پائی۔ کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے وہ کافر ہو جاتا ہے ہمہ اوست کے معنے ہمہ ازوست ہیں۔ کیونکہ شے کا ظل اسی شے سے پیدا ہوتا ہے اگرچہ غلبہ حال میں ہمہ اوست کہتے ہیں لیکن درحقیقت اس عبارت سے ان کی مراد ہمہ ازوست ہے

جب سالک اس کو عالم مثال کے آئینہ میں مشاہدہ کرتا ہے۔ تو آئینہ کے واسطہ سے غافل ہو کر صورت کو حقیقت جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ رویت کی حقیقت حاصل ہو گئی جب یہ دید غالب آجاتی ہے اور باطن سے ظاہر میں اثر کر جاتی ہے تو سالک کو یہ وہم گزرتا ہے کہ رویت بصری حاصل ہو گئی اور مطلوب گوش سے آغوش میں آگیا ہے کوئی احمق ہی ہوگا جو رویت بصری کے وقوع کا وہم کرتا ہوگا کیونکہ اہل سنت وجماعت کے اجماع کے مخالف ہے۔

واضح ہوا کہ عالم مثال میں معانی اور صفات کے صورتوں کے نقش موجود ہیں نہ کہ ذات اقدس کے۔ شیخ قدس سرہ حق تعالی کی رویت کی نفی میں معتزلہ وفلاسفہ سے کچھ کم نہیں۔ کیونکہ رویت کو اس طرح ثابت کرتا ہے جس سے رویت کی نفی لازم آتی ہے۔

معرفت اور ایمان کے درمیان کیا فرق ہے؟

جیسے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ (اس کو پہچانتے ہیں جیسے کہ اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں) لیکن چونکہ دشمنی کے باعث گردیدہ نہ ہوئے اور یقین نہ لائے۔ اس لئے ایمان بھی متحقق نہ ہوا۔ معرفت بھی ایمان کی طرح دو قسم پر ہے۔ ایک معرفت کی صورت ہے۔ جس طرح کہ ایمان کی صورت ہے۔ دوسرے معرفت کی حقیقت ہے۔ جیسے کہ ایمان کی حقیقت ہے۔ ایمان کی صورت وہی ہے۔ جس پر اللہ تعالی نے اپنی کمال مہربانی اور رحمت سے شریعت میں آخرت کی نجات کے لئے کفایت فرمائی ہے اور وہ نفس امارہ کے انکار اور سرکشی کے باوجود قلب کا گردیدہ ہونا ہے۔ اسی طرح معرفت کی صورت بھی نفس امارہ کی جہالت کے باوجود اسی لطیفہ پر موقوف ہے لیکن معرفت کی حقیقت یہ ہے کہ نفس امارہ اپنی جبلی اور پیدائشی جہالت کو چھوڑ کر شناسائی پیدا کرلے۔ اور ایمان کی حقیقت یہ ہے کہ نفس امارہ اپنی طبعی اور پیدائشی امارگی اور سرکشی کو چھوڑ کر مطمئنہ ہو جائے۔ اور شناسائی حاصل کر کے گرویدہ ہو جائے یہ مسئلہ غور سے سنیں اور اپنے وجدان سے سمجھیں۔ باوجود عناد اور دشمنی کے کہہ سکتے ہیں کہ نَبِیُّ اللّٰہِ فَعَلَ کَذَا (اللہ تعالی کے نبی نے ایسا کام کیا) لیکن جب تک ازعان پیدا نہ ہو۔ تب تک نہیں کہہ سکتے کہ اِنَّہٗ نَبِیُّ اللّٰہِ (وہ اللہ تعالی کا نبی ہے) کیونکہ صورت اول میں تصور ہے۔ اور معرفت مشہورہ کا حوالہ ہے) اور صورت دوم میں تصدیق ہے۔ جو ازعان و گردیدن پر مبنی ہے۔ جب تک ازعان نہ ہو۔ تصدیق کس طرح متصور ہو سکتی ہے نیز صورت اول میں نبوت کا ثابت کرنا مقصود نہیں۔ بلکہ فعل کا ثابت کرنا مقصود ہے۔ اور صورت دوم میں نبوت کا ثابت کرنا مقصود ہے۔ جس کی تاب عناد و دشمنی نہیں لاسکتی۔ اللہ تعالی کا ایک فرشتہ ہے۔ جو ہم جنس کو ہم جنس کی طرف لے جاتا ہے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ میں ایک آیت کو بار بار پڑھتا رہا۔ حتی کہ میں نے اس کو اس کے متکلم سے سن لیا۔ اس مقام میں اگر بندہ سماع ہے تو کلی طور پر سامع ہے۔ اور اگر کلام ہے۔ تو کلی طور پر متکلم ہے۔ یعنی ہمہ تن کان اور ہمہ تن زبان ہے۔ روز میثاق میں ذات مخرجہ نے قول اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کو بلاواسطہ اپنی اپنی کلیت کے طور پر سن لیا۔ اور اپنی کلیت کے طور پر جواب میں بلی کہا۔ یعنی ہمہ تن کان اور ہمہ تن زبان تھے وہ معنی متلقی جو روحانیت کے طور پر اخذ کئے جاتے ہیں۔ دوبارہ عالم خیال میں جو انسان میں عالم مثال کی تصویر ہے۔ حروف و کلمات مترتبہ کی صورت میں متمثل ہوتے ہیں اور وہ تلقی والقاسماع و کلام لفظی کی صورت میں مرتسم و منتقش ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس عالم میں ہر ایک معنی کی ایک صورت ہے۔ ملقی اور القاء روحانی کی قسم سے ہے اور یہ کلمات و حروف جن کے ساتھ اس معنی متلقی کی تعبیر کرتے ہیں مثالی صورت کی قسم سے ہیں۔

ولایت محمدی ہمیشہ کے لئے ہی مرکز ہے اور محبت کا مبدء بھی اسی ولایت کی برکات سے ہے۔ جس کے ملنے سے مرکز ثانی دائرہ بنا ہے۔ جس سے ایک اور تیسرا مرکز پیدا ہوا ہے۔ جاننا چاہیئے کہ یہ تیسری مرکزیت کو بہت آگے لے گئی اور نزدیک سے نزدیک تر بنادیا

بر کریماں کار ہا دشوار نیست

حضرت حق سبحانہ و تعالی فی حد ذاتہ جمیل ہے۔ اور ذاتی حسن و جمال اسی کے لئے ثابت ہے۔ یہ حسن و جمال وہ نہیں جو ہمیں مکشوف و مدرک ہو سکے یا ہمارے تعقل و تخیل میں آسکے۔ اس کے علاوہ اس بارگاہ میں ایک اور قسم کا مرتبہ قدسہ ہے۔ جہاں تک یہ حسن و جمال باوجود نہایت عظمت و کبریا کے نہیں پہنچ سکتا۔

وہ ذاتی حسن و جمال جس کا ظل تعین اول ہے۔ صباحت سے مشابہت رکھتا ہے۔ جو عالم مجاز میں حسن رخسار اور جمال خال کے قسم سے ہے۔ اور وہ سرو نشاء جو مرکز میں امانت رکھا ہے۔ ملاحت کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ جو درستی قد اور خوبی رخسار اور حسن چشم اور جمال خال کے ماسوا ایک ذوقی امر ہے جب تک ذوق حاصل نہ ہو۔ اس کو نہیں پاسکتے۔ کوئی شاعر کہتا ہے۔ بیت

مرا معشوق رکھتا ہے وہ ہے جو کچھ کہ رکھتا ہے
اسے ڈھونڈو مرے یارو کہاں ہے کس جگہ وہ ہے

حقیقت محمدی کا حاصل ہونا اس طرح جگہ تصور کرنا چاہئے۔ ہزار سال کے بعد دائرہ ثانی کے اس نقطہ مرکز نے بھی کہ جس سے حقیقت محمدی وابستہ ہے۔ وسعت پیدا کی۔ اور اعتبار اس میں ظاہر ہو کر دائرہ کی طرح بن گیا جس کا مرکز محبوبیت صرف ہے۔ اور اس کا محیط محبت سے ملی ہوئی محبوبیت ولایت احمدی کا منشاء اسی دائرہ کا مرکز ہے۔ احمد آنحضرت کا دوسرا نام ہے۔ جو آسمان والوں میں مشہور ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت عیسی نے جو اہل سموات میں سے ہوئے ہیں۔ آنحضرت کے تشریف لانے کی خوشخبری اسم احمد سے دی ہے۔ اس اسم مبارک کو ذات احد جل شانہ کے نزدیک تر ہے۔ یہ اسم اسم مبارک احد سے ایک حلقہ میم سے جدا ہوا ہے۔ جو اس محبت کا مبدء ہے۔ جو تمام ظہور و اظہار کا باعث ہوئی ہے۔ نیز یہ میم جو اسم احمد میں مندرج ہے۔ قرآن کے حروف مقطعات میں سے ہے۔ جو سورتوں کے اول میں نازل ہوئی ہیں۔ اور پوشیدہ اسرار میں سے ہیں۔ اس حرف مبارک کو آنحضرت کے ساتھ ایک خاص خصوصیت حاصل ہے۔ جو ان کی محبوبیت کا باعث ہوئی ہے۔ اور ان کو سب پر برتری اور فوقیت دی ہے۔ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے افراد امت میں سے اس فرد کی ولایت کا منشاء ہے۔ جو ولایت محمدی مرکزی کے حاصل ہونے کے باوجود محیط دائرہ کے ساتھ بھی مناسبت رکھتا ہو۔ اور اس کے کمالات کو بھی حاصل کیا ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ دوسری دولت اس کو ولایت موسوی سے حاصل ہوئی ہے۔ اور ان ہر دو ولایت عظمے کی طفیل مرکز و محیط کے کمالات کا جامع ہوا ہے۔ اور مقرر ہے کہ جو کمال امت کو میسر ہوتا ہے وہ کمال مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً کے موافق اس امت کے نبی کو بھی حاصل ہوتا ہے پس آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو اس فرد کے وسیلے سے اس دائرہ کے کمالات بھی میسر ہوئے۔ اور ولایت خلت آنحضرت کے حق میں بھی تمام ہوئی۔ اور دعائے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ ہزار سال کے بعد قبول ہوئی۔ ولایت خلت کے تمام ہونے کے بعد آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کا کاروبار اس سرونشاء کے ساتھ ہے جو مرکز میں امانت رکھا ہوا ہے۔ جس کو ملاحت سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس فرد کو امت کی نگہبانی اور محافظت کے لئے اس مقام سے واپس لوٹا دیا ہے اور خود خلوتخانہ غیب الغیب میں محبوب کے ساتھ خلوت رکھی ہے۔

بیت

هَنِيْئًا لِاَرْبَابِ النَّعِيْمِ نَعِيْمُهَا
وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِيْنِ مَايَتَجَرَّعُ

جاننا چاہیئے کہ تیسرے مرکز کا محیط اگرچہ تعین اول کے محیط کی نسبت بہت چھوٹا دکھائی دیتا ہے لیکن اس سے زیادہ جامع ہے کیونکہ جو چیز حضرت ذات جل شانہ کے نزدیک تر ہے وہی زیادہ جامع ہے اس کی چھوٹائی کو انسان کی چھوٹائی کی طرح جاننا چاہئے جو باوجود چھوٹا ہونے کے عالم کے تمام گروہوں سے زیادہ جامع ہے۔ نیز وہ شخص جو اس محیط کے کمالات سے متحقق ہوا اور مرکز کے اجماع سے محیط کی تفصیل میں آیا۔ اس کی وہ بے مناسبتی جو محیط تفصیل سے رکھتا تھا زائل ہوگئی اور بے تکلف اس تفصیل کے کمالات

کے ساتھ متحقق ہوگیا۔ واضح ہو کہ نظام عالم باوجود کمال اقتدار کے حکمت پر وابستہ ہے۔ اس لئے محبوبوں کی تربیت کے لئے بھی اسباب کا ہونا ضروری ہے۔

بادشاہ اپنے خادموں اور لشکروں کی امداد سے ملک لیتے اور قلعے فتح کرتے ہیں اس امداد سے بادشاہوں کی عظمت و شان بڑھتی ہے خادموں اور لشکروں کو شرف و عزت حاصل ہوتی ہے امت کے لوگ بھی انبیاء علیہ السلوۃ والسلام کے خادم اور غلام ہیں۔ اگر ان سے ان بزرگواروں کو امداد پہنچی تو اس میں ان بزرگواروں کا کیا نقص ہے حدیث میں آیا کہ مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ (جس کے دونوں دن برابر ہیں وہ گھاٹے والا ہے) اور آنحضرت نے اپنے مراتب کے حق میں فرمایا ہے کہ سَلُوْا لِیَ الْوَسِیْلَۃَ (میرے لئے وسیلہ طلب کرو) صحاح کی حدیث میں آیا ہے کہ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ بِصَعَالِیْکِ الْمُھَاجِرِیْنَ (یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فقراء مہاجرین کے وسیلہ سے جنگوں میں فتح طلب کیا کرتے تھے۔ یہ طلب سراسر امداد و اعانت ہی ہے۔

اس فقیر کی ولایت اگرچہ ولایت محمدی اور ولایت موسوی کی تربیت یافتہ ہے کیونکہ محبوبوں کے رئیس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور محبوں کے سردار حضرت موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا و علیہ السلوۃ والسلام لیکن حضرت خاتم الرسل علیہ و علیہم و علی آل کل السلوات والتسلیمات کی متابعت کے باعث میری ولایت کے ساتھ اور ہی کاروبار متعلق ہے۔ اور الگ ہی معاملہ اس پر وابستہ ہے اگرچہ اس ولایت کا اصل اپنے پیغمبر علیہ السلوۃ والسلام کی ولایت ہے۔ جو ولایت محمدی ہے۔ وہ کاروبار جو اس ولایت پر وابستہ ہے۔ اگر تھوڑا سا بھی ظاہر کیا جائے یا وہ معاملات جو ان دونوں ولایتوں کے متعلق ہیں۔ اگر اشارہ کے طور پر بھی ان کا کچھ بیان کیا جائے تو قُطِعَ الْبُلْعُوْمُ وَیُذْبَحُ الْحُلْقُوْمُ (رگ بلعوم قطع کی جائے اور رگ حلقوم کاٹ دی جائے یعنی قتل کر دیا جائے) جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض ان علوم کے اظہار میں جو حضرت پیغمبر علیہ السلوۃ والسلام سے اخذ کئے تھے۔ قُطِعَ الْبُلْعُوْمُ کہا۔ تو پھر اوروں کی نسبت کیا کہنا ہے۔ یہ حق تعالیٰ کے پوشیدہ اسرار ہیں جو اپنی اخص خواص بندوں پر ظاہر فرماتا ہے اور نامحرم کو ان کے گرد نہیں پھٹکنے دیتا۔ حضرت خاتم الرسل علیہ السلوۃ والسلام نے جو رحمت عالمیاں ہیں۔ کمال معرفت و قدرت سے ان اسرار کو حضرت ابو ہریرہ وغیرہ کے سامنے بیان کیا۔ اور ان میں سننے والوں کی قابلیت اور استعداد سمجھ کر ان بیش قیمت اور نایاب موتیوں کو ان پر تصدق اور ایثار فرمایا۔ لیکن مجھ جیسا بے سروسامان مفلس ان اسرار کے ذکر و اظہار سے ڈرتا اور خوف کرتا ہے۔ اور باوجود اس خواری اور آوارگی کے ان بلند مطالب کے ساتھ کسی طرح اپنی مناسبت نہیں پاتا۔ لیکن جانتا ہے

بر کریماں کارہا دشوار نیست

کریموں پر نہیں مشکل کوئی کام

افضل و کرم ایسا ہی ہونا چاہیئے یہ کرم ہمارے حق میں آج ہی سے نہیں ہے جبکہ ہماری مشت خاک کو زمین سے لیکر اپنا خلیفہ بنایا۔ اور اپنا نائب بنا کر تمام اشیاء کا قیوم کیا۔ اور اس کو بلاواسطہ تمام اشیاء کے نام سکھائے۔ اور فرشتوں کو جو اس کے مکرم و بزرگ بندے ہیں۔ اس کا شاگرد بنایا۔ اور باوجود اس بزرگی کے اس کے آگے سجدہ کرنے کا حکم فرمایا اور ابلیس، جو معلم ملکوت کے لقب سے ملقب تھا اور طاعت و عبادت میں بڑا اعلیٰ شان رکھتا تھا جب اس نے سجدہ سے انکار کیا۔ اور اس کی تعظیم و توقیر بجانہ

لایا۔ تو اس کو اپنی درگاہ معلی سے دھتکار دیا۔ اور ملعون و مردود کردیا۔ اور طعن و ملامت کا مستحق بنادیا۔ اور اس مشت خاک کو اس قدر ہمت وقدرت بخشی کہ اس نے اس کی امانت کے بوجھ کو اٹھالیا۔ جس کے اٹھانے سے زمین و آسمان اور پہاڑوں نے انکار کیا۔ اور ڈر گئے حالانکہ پہاڑ باوجود اس قدر سخت اور مضبوط ہونے کے حق تعالی کی ایک ہی تجلی سے پارہ پارہ اور خاکستر ہوگیا۔ وہ خدائے قدیم الاحسان اور ارحم الراحمین اس بات پر قادر و توانا ہے کہ مجھ جیسے پسماندہ کو سابقین کے درجات تک پہنچائے۔ اور طفیل ان کی دولت کا شریک بنائے۔ بیت

اگر بادشاہ بر در پیر زن
بیاید تو اے خواجہ سلبت مکن

اور ولایت احمدی محبوبیت صرف سے پیدا ہے جس میں محبت کی کوئی آمیزش نہیں۔ یہ ولایت پہلی ولایت سے پیش قدم ہے اور ایک درجہ مطلوب کے نزدیک تر ہے۔ اور محب کو نہایت ہی مرغوب اور پسندیدہ ہے۔ کیونکہ محبوب میں جس قدر محبوبیت زیادہ ہو۔ اسی قدر اس کی استغنا اور بے نیازی زیادہ ہوتی ہے۔ اور محب کی نظروں میں اسی قدر زیادہ محبوب اور رعنا دکھائی دیتا ہے۔ اور اسی قدر زیادہ محب کو اپنی طرف کھینچتا اور اپنا دیوانہ و فریفتہ کرتا ہے۔ بیت

نہ تنہا آنتم زیبائیے اوست
بلائے من زنا پروائیے اوست

ترجمہ بیت

نہیں آفت مری زیبائی اس کی
بلائے جاں ہے ناپروائی اس کی

چونام این است نام آورچہ باشد
مکرم تر بود ازہر چہ باشد

ترجمہ بیت

جب ایسا نام ہو پھر نام والا
مکرم اور معزز سب سے ہوگا

ہزار سال کے بعد کہ اس قدر مدت کو امور عظام کے تغیر میں بڑی تاثیر ہے۔ اس ولایت کا معاملہ اس ولایت تک پہنچ گیا اور ولایت محمدی ولایت احمدی سے مل گئی اور معاملہ عبودیت کے دو طوق سے ایک طوق کے متعلق ہوا۔ اور پہلے طوق کی بجائے حرف الف جو اس کے رب سے مراد ہے متمکن ہوا۔ یعنی محمد احمد بن گیا علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام اس کا بیان یہ ہے کہ دو طوق عبودیت ان دو حلقہ میم سے مراد ہیں جو اسم مبارک محمد میں مندرج ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ دو طوق آنحضرت کے ہر دو تعین سے مراد ہو۔ جن میں سے ایک تعین جسدی بشری ہے اور دوسری تعین روحی ملکی تعین جسدی میں اگرچہ موت کے لاحق ہونے کے باعث فتور آگیا تھا اور تعین روحی قوی ہو گیا تھا لیکن اس تعین کا اثر باقی رہا تھا اس کے لئے ہزار سال کی ضرورت تھی تاکہ وہ اثر بھی زائل ہو جاتا اور اس کا تعین کا نشان نہ رہتا جب ہزار سال پورے ہو گئے۔ اور اس تعین کا کوئی اثر نہ رہا تو ان دو طوق عبودیت میں سے ایک طوق ٹوٹ گیا۔ اور زوال وفنا اس پر طاری ہوا اور الف الوہیت جس کو بقا باللہ کی مانند کہ سکتے ہیں۔ اس کی جگہ آبیٹھا اور محمد احمد ہوگیا۔ اور ولایت محمدی نے ولایت احمدی کی طرف انتقال فرمایا۔ پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم دو تعین سے مراد ہے اور احمد صرف ایک ہی تعین ہے۔ یہ اسم حضرت اطلاع کے بہت قریب ہے اور عالم سے دور تر ہے۔ جاننا چاہئے کہ اس عروج محمدی نے جو صفات بشری کے منتفی ہونے پر وابستہ ہے اگرچہ آنحضرت کے کاروبار کو بالاتر کردیا اور نہایت ہی بلند درجہ تک پہنچادیا اور غیر و غیریت کی کشکش سے چھڑادیا۔ لیکن آنحضرت کے امتوں پر معاملہ تنگ تر ہوگیا اور حضور

کی ہدایت کا نور جو بشریت کی مناسبت کے باعث تھا گھٹ گیا اور وہ توجہ جو ان پسماندوں کے حال پر رکھتے تھے کم ہو گئی اور کلی طور پر قبلہ حقیقی کی طرف متوجہ ہو گئی اس رعایا کا حال کیا ہو گا جن کے حال پر بادشاہ نظر شفقت نہ فرمائے اور بالکل اپنے محبوب کی طرف متوجہ رہے یہی باعث ہے کہ ہزار سال کے بعد کفر و بدعت کا اندھیرا غالب آ گیا ہے۔ اور سنت اسلام کا نور ماند ہو گیا۔

خیر و کمال اور حسن و جمال جہاں کہیں کہ ہے۔ وجود کا اثر ہے۔ جو محض خیر ہے اور واجب الوجود جل شانہ' کے ساتھ مخصوص ہے۔ ممکن میں جس طرح وجود اس بارگاہ جلشانہ سے ظلیت کے طور پر منعکس ہوا ہے۔ اسی طرح حسن و جمال بھی اسی مرتبہ مقدسہ سے ظلیت کے طور پر اس میں آیا ہے۔ ممکن کا ذاتی اس کے عدم ذاتی کے باعث محض شر اور اسرار قبح و نقص ہے۔ یہ حسن و جمال جو ممکن میں مشہود ہوتا ہے۔ اگرچہ وجود ہی سے آیا ہے لیکن چونکہ عدم کے آئینہ میں ظاہر ہوا ہے اس لئے آئینہ کا رنگ پکڑ کر قبح و نقص حاصل کر چکا ہے اور ممکن جو ذاتی قبح و نقص رکھتا ہے۔ اس حسن سے اس قدر حظ و لذت پاتا ہے جو اس حسن کے مبدء سے نہیں پاتا۔ کیونکہ اس کے ساتھ اس کی مناسبت زیادہ تر ہے جس طرح خاکروب کو بدبو دار چیزوں سے لذت آتی ہے جو پاکیزہ اور خوشبودار چیزوں سے نہیں آتی۔ مشہور قصہ ہے کہ ایک خاکروب عطاروں کے محلہ سے گزرا۔ جونہی خوشبو اس کے دماغ میں پہنچی بیہوش ہو کر گر پڑا۔ ایک بزرگ بھی اسی راہ سے گزر رہا تھا۔ جب اس معاملہ سے واقف ہوا فرمایا کہ اس کی ناک کے آگے نجاست لا کر رکھ دو۔ تاکہ اس کی بدبو سے خوش ہو کر ہوش میں آ جائے جب انہوں نے ایسا ہی کیا تو اس کو ہوش آ گیا۔

شکر فیض تو چمن چوں کندائے ابر بہار
کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردہ تست

سرسری نظر میں ظاہر ہوا کہ حضرت یوسف علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کی خلقت اور ان کا حسن و جمال اس عالم دنیا کے خلقت اور حسن و جمال کی قسم سے نہیں ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ ان کا جمال بہشتیوں کے جمال کے قسم سے ہے۔ اور مشہود ہوا کہ باوجود اس جہان کے ان کا حسن حور و غلمان کے حسن کی مانند ہے اب اللہ تعالی کے فضل و کرم سے کچھ مفصل طور پر اس بارہ میں فائض ہوا ہے۔ تحریر کر کے ارسال کیا جاتا ہے سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا (اللہ تو پاک ہے ہمیں کوئی علم نہیں۔ مگر جس قدر تو نے ہم کو سکھایا) بیت

درپس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند
آنچہ استاد ازل گفت ہمان میگویم

آخرت کا حسن و جمال اور وہاں کی لذتیں اور نعمتیں دنیا کے حسن و جمال اور یہاں کی لذتوں و نعمتوں کی مانند نہیں ہیں کیونکہ وہ حسن و جمال خیر در خیر ہے۔ اور وہ لذت و نعمت حق تعالی کو مقبول اور پسندیدہ ہے اور یہ حسن و جمال سراسر شر و نقص ہے۔ اور یہ لذت و نعمت نامقبول و ناپسند ہے۔ اسی واسطے دار آخرت دار رضا ہے اور دار دنیا جل شانہ' کے غضب کا مقام۔

انہوں نے آخرت کی حقیقت کو پورے طور پر نہیں جانا۔ اور باوجود فرق ظاہر کے حاضر پر غائب کا قیاس ہے۔ رابعہ بیچاری اگر بہشت کی حقیقت کو پورے طور پر جانتی تو اس کے جلانے کا فکر نہ کرتی۔ اور اس کی گرفتاری کو حق تعالی کی گرفتاری کے سوا نہ جانتی۔ کسی اور نے کہا ہے کہ آیۃ کریمہ مِنكُمْ مَّن يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنكُم مَّن يُرِيدُ الْآخِرَةَ (کوئی تم میں سے دنیا چاہتا ہے کوئی آخرت) میں فریقین کی شکایت ہے۔ حق تعالی اس شخص کو انصاف دے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حق تعالی

بہشت کی طرف دعوت فرمائے۔ اور دعوت کے بعد جو شخص قبول کرے۔ پھر اس کی شکایت کرے۔ اگر اس مقام مقدس کی گرفتاری بری ہوتی یا برائی کی آمیزش رکھتی تو بہشت رضا کا گھر نہ ہوتا۔ ذُقْتُکَ فِیْ کُلِّ طَعَامٍ لذیذ طعام بہشتی میں صادق آتا ہے نہ طعام دنیاوی میں۔ کہ جس کے ساتھ عدم کا زہر آب ملا ہوا ہے اسی واسطے اس کا اختیار کرنا پسندیدہ نہیں۔ فقیر کے نزدیک ہر شخص کا بہشت اس اسم الٰہی جل شانہ' کے ظہور سے مراد ہے جو اس شخص کا مبدء تعین ہے۔ اور اس اسم نے اشجار وانہار اور حور وقصور اور ولدان وغلمان کی صورت اور لباس میں ظہور فرمایا ہے۔

کہیں سے پاؤں کی آہٹ کو میں جس وقت پاتا ہوں
تو بیخود مست دیوانہ تری جانب کو آتا ہوں

حدیث میں آیا ہے سِیْنُ بِلَالٍ عِنْدَ اللّٰہِ شِیْنٌ (بلال کا سین اللہ تعالیٰ کے نزدیک شین ہے) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حسن و جمال کے بیان میں جو پروردگار عالمیاں جل شانہ' کی محبت کا باعث ہے اور جس کے سبب آنحضرت رب العلمین کے محبوب ہوئے ہیں حضرت یوسف علیہ السلوۃ والسلام اگرچہ اس صباحت کے سبب جو ان میں پائی جاتی تھی۔ حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلوۃ والسلام کے محبوب تھے لیکن ہمارے حضرت پیغمبر خاتم الرسل اس ملاحت کے باعث جو ان میں موجود تھی۔ خالق زمین و آسمان کے محبوب ہیں۔ اور زمین و آسمان کو انہی کی طفیل پیدا فرمایا ہے کَمَا وَرَدَ جاننا چاہیئے کہ پیدائش محمدی تمام افراد انسان کی پیدائش کی طرح نہیں بلکہ افراد عالم میں سے کسی فرد کی پیدائش کے ساتھ نسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عنصری پیدائش کے حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ (میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں) اور دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی۔

کشف صریح سے معلوم ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اس امکان سے ہوئی جو صفات اضافیہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے نہ کہ اس امکان سے جو تمام ممکنات عالم میں ثابت ہے۔ ممکنات عالم کے صحیفہ کو خواہ کتنا ہی باریک نظر سے مطالعہ کیا جائے لیکن آنحضرت کا وجود مشہود نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کی خلقت و امکان کا منشاء عالم ممکنات میں ہے ہی نہیں بلکہ اس عالم سے برتر ہے یہی وجہ ہے کہ ان کا سایہ نہ تھا نیز عالم شہادت میں ہر ایک شخص کا سایہ اس کے وجود کی نسبت زیادہ لطیف ہوتا ہے۔ اور جب جہان میں ان سے زیادہ لطیف کوئی نہیں تو پھر ان کا سایہ کیسے متصور ہو سکتا ہے

مشہود ہوتا ہے کہ علم جمالی جو صفات اضافیہ میں سے ہے۔ وہی نور ہے جس نے عالم عنصری میں بہت سی پشتوں سے رحموں میں منتقل ہونے کے بعد بعض حکمتوں اور مصلحتوں کے بموجب صورت انسانی میں جو احسن تقویم ہے۔ ظہور فرمایا ہے۔ اور جس کا نام محمد واحمد ہوا ہے۔

غور سے سننا چاہیئے کہ اس قدر اجمال نے اگرچہ علم مطلق کو مقید کیا ہے۔ اور اس کو حقیقت سے اضافت میں لایا ہے لیکن مقسم میں کوئی زیادتی پیدا نہیں کی۔ اور اس کی کسی چیز کو مقید نہیں کیا۔ کیونکہ اجمال علم نفس علم سے مراد ہے نہ کہ کوئی زائد امر جو علم سے ملا ہو۔ برخلاف تفصیلی علم کے جو بیشمار جزئیات کو چاہتا ہے تاکہ تفصیل متصور ہو سکے اگرچہ اس جہان میں حسن کا دو تہائی حصہ حضرت یوسف کو عطا ہوا۔ اور باقی تیسرا حصہ سب میں تقسیم ہوا۔ لیکن عالم آخرت میں سارا حسن حسن محمدی ہے۔ اور تمام جمال جمال محمدی ہے۔ جو خدا تعالیٰ کو محبوب ہے صفت علم کے

حسن کے ساتھ کسی دوسرے کے حسن کو کس طرح مشارکت ہو سکتی ہے جب کہ اس کا حسن مطلوب کے ساتھ متحد ہونے کے باعث ہے یعنی حسن عین مطلوب ہے دوسرے کے لئے چونکہ اس قسم کا اتحاد نہیں۔ اس لئے ایسا حسن بھی نہیں پس پیدائش محمدی باوجود حدوث کے قدم ذات کی طرف منسوب ہے اور اس کے احکام بھی وجوب ذات تعالیٰ تک منتہی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے ساتھ جمیل مطلق کی محبت کا تعلق ہے اور حق تعالیٰ کی محبوب ہے اَللّٰهُ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ (اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے)

چونکہ حضرت خاتم الرسل کا حسن و جمال حضرت ذات تعالیٰ کے حسن و جمال کی طرف منسوب ہے۔ اس لئے قسم اول جو ذات تعالیٰ کے متعلق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہوئی اور ذات سبحانہ کی طرح محبت کے تعلق سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی محبوب صرف ہوئے دوسروں کو چونکہ یہ دولت میسر نہیں ہوئی اور حسن ذات سے بے نصیب ہیں اس لئے دوسری قسم کی محبت ان کے متعلق ہوئی اور ایک وجہ سے ان کو محبوب بنادیا۔ محبت کی وہی قسم محبوب ہے جو آنحضرت کے متعلق ہے۔ جو محب کی ذات کی طرح ہمیشہ محبوب ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ جس طرح حضرت موسیٰ کو حضرت سبحانہ کے ساتھ محبت غالب ہے اور وہ اس محبت کے باعث محبوں کے سردار اور رئیس ہیں۔ اسی طرح حق تعالیٰ کو حضرت خاتم الرسل کے ساتھ غالب محبت ہے۔ یہ فقیر ان دونوں محبتوں کے درمیان فرق ظاہر کرے اور آیت کریمہ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغَالِبُوْنَ (خبردار اللہ کا گروہ غالب ہے) کے موافق خالق کی محبت کو مخلوق کی محبت سے زیادہ مضبوط و محکم معلوم کرے۔ لیکن کوئی فرق ظاہر نہیں ہوتا۔ گویا ان دونوں محبتوں کو عدالت کی میزان پر تولا ہے اور بال بھر بھی کمی بیشی تجویز نہیں کی۔ آنحضرت کے بغیر کوئی شخص نظر نہیں آتا۔ جو نفس اسم الٰہی کا ظہور ہو۔ مگر قرآن مجید کہ وہ بھی نفس اسم الٰہی کا ظہور ہے۔ جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے حاصل کلام یہ ہے کہ ظہور قرآنی منشاء صفات حقیقیہ میں سے ہے اور ظہور محمدی کا منشاء وصفات اضافیہ میں سے اسی واسطے کریموں کی دولت ضیافت کے دسترخوان میں زیادتی لازم ہے۔ تاکہ پس خوردہ کے طور پر عطا فرمایا ہے اور اس کو خمیر مایہ بنا کر اس کے وجود اور ذات کو اس سے گوندھا ہے۔ اور آنحضرت کی تبعیت اور وراثت کے طور پر آنحضرت کی دولت خاصہ میں شریک کیا ہے

بر کریماں کارہا دشوار نیست
کریموں پر نہیں مشکل کوئی کام

یہ بقیہ حضرت آدم کی اس طینت کی طرح ہے جو درخت خرما کو نصیب ہوئی ہے جیسے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے اَكْرِمُوْا عَمَّتَكُمُ النَّخْلَةَ فَاِنَّهَا خُلِقَتْ مِنْ بَقِيَّةِ طِيْنَةِ اٰدَمَ (اپنی پھوپھی نخلہ کی عزت کرو۔ کیونکہ وہ حضرت آدم کی بقیہ طینت سے پیدا کی گئی ہے) ہاں سچ ہے وَلِلْاَرْضِ مِنْ كَاْسِ الْكِرَامِ نَصِيْبٌ سبحان اللہ، مجھ درماندہ اور پسماندہ فقیر میں کہاں طاقت ہے کہ حضرت خاتم الرسل کی بعثت سے ہزار سال کے بعد انبیاء الو العزم علیہم الصلوۃ والسلام کے اسرار و معارف کی نسبت گفتگو کروں۔ اور معاد کے دامن میں آکر مبدء کے کمالات کے دقائق بیان کروں۔

ابیات

ولے چوں شہ مرا برداشت از خاک
سزد گر بگذانم سرزا فلاک
من آن خاکم کہ ابر نو بہاری
کنداز لطف برمن قطرہ باری

اگر بروئد از تن صد زبانم
چو سبزہ شکر لطفش کے توانم

بیشک ہمارے رب کے رسول حق امر لائے ہیں) دل تو چاہتا تھا کہ اس صباحت و ملاحت کا کچھ حال بیان کرے۔ جس کی نسبت حدیث نبوی میں آیا ہے اَخِیْ یُوْسُفُ اَصْبَحُ وَاَنَا اَمْلَحُ (میرا بھائی یوسف صباحت والا تھا اور میں ملاحت والا ہوں) اور اس بارہ میں رمزواشارہ سے گفتگو کرے لیکن دیکھا کہ رمزواشارہ مقصود کے ادا کرنے میں قاصر ہے۔ اور سننے والے اس کے سمجھنے سے عاجز ہیں قرآن کے حروف مقطعات سب کے سب ان حقائق احوال اور دقائق اسرار کے رموز واشارات ہیں۔ جو محب و محبوب کے درمیان ثابت ہیں۔ لیکن کون ہے۔ جو ان کو معلوم نہ کرسکے۔ علماء راسخین جو حبیب رب العالمین کے خادموں اور غلاموں کا حکم رکھتے ہیں خادموں کے لئے جائز ہے کہ ان کو مخدوم کے بعض خفیہ اسرار پر اطلاع ہو۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ مخدوم کی تبعیت کے باعث خادم کے ساتھ معاملات بیان کریں اور پس خوردہ کھانے والے کی طرح مخدوم کی دولت خاصہ میں شریک ہو۔ لیکن اگر وہ ان اسرار کو کچھ بھی بیان کرے۔ تو خیانتی ہوتا ہے اور اپنے سر کو برباد کرتا ہے اور قُطِعَ الْبُلْعُوْمُ جو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا ہے اس کے حق میں صادق آتا ہے۔ وَيَضِيْقُ صَدْرِيْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِيْ (میرا سینہ تنگ اور میری زبان بند ہو جاتی ہے) اس کا نقد وقت ہے

وہ شیخ جو مریدوں کے ساتھ حد سے زیادہ انبساط رکھتا ہے وہ مریدوں کو ارادت سے نکالتا اور ان کی طلب میں فتور ڈالتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک اس امر کی برائی کو اچھی طرح معلوم کریں اور طالبوں کے ساتھ اس قسم کا سلوک کریں جو ان کی الفت وانس کا سبب ہو نہ کہ نفرت و بیگانگی کا موجب خلق سے تنہائی اور گوشہ نشینی بھی ضروری ہے کیونکہ حاجت سے زیادہ ان کے ساتھ آشنائی رکھنا زہر قاتل ہے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے آپ کو یہ بات بڑی آسانی سے میسر ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ہنوز دہلی دور است (ابھی دلی دور ہے)

فرزندان گرامی نے اپنے ظاہری باطنی احوال کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ شاید دیر تک جدا رہنے کے باعث مجھ دور افتادہ کو بھول گئے ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ مشکل جو درپیش تھی شاید وہ معاملہ عالم مثال میں تھا ان دنوں میں وہ بھی حل ہو گئی ہے اور کوئی پوشیدگی نہیں رہی شاید اس امر میں خواجہ معین الدین کی روحانیت کا بھی دخل ہو گا محمد معصوم بھی شاید اس مشکل کو دل میں رکھتا ہو گا۔

یہ کیسی اعلیٰ نعمت ہے کہ اس بدعتوں کی تاریکی سے بھرے ہوئے زمانہ میں حق تعالیٰ کسی صاحب دولت کو یہ توفیق دیدے کہ بدعتوں میں سے کسی بدعت کو دور کردے اور سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے صحیح حدیثوں میں لکھا ہے کہ جو شخص سنت کو زندہ کرے۔ بعد ازاں کہ اس کا عمل دور ہو چکا۔ اس شخص کے لئے سو شہید کا ثواب ہے اس مضمون سے اس کام کی بزرگی معلوم کریں لیکن اس بات کو بھی مدنظر رکھیں کہ یہ امر فتنہ کے بیدار کرنے تک نہ پہنچے۔ اور ایک نیکی بہت سی برائیوں کے اظہار کا باعث نہ ہو۔ کیونکہ آخر زمانہ ہے اور ضعف اسلام کا وقت ہے۔

اس فقیر کے اوقات مختلف ہیں بعض اوقات علوم و معارف کے لکھنے پر بے اختیار رغبت پیدا ہو جاتی ہے اور بعض اوقات حالانکہ اسرار غریبہ کا افادہ فرماتے ہیں لکھنے سے اس قدر نفرت آتی ہے کہ ہاتھ میں قلم پکڑنے کو جی نہیں چاہتا۔ اسی واسطے آپ کے آئے ہوئے خطوں کے تفصیل وار جواب دینے میں فتور پڑ جاتا ہے اور تکلف سے بھی کچھ نہیں لکھ سکتا۔ باقی احوال حمد کے لائق

ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے لشکر کی ہمراہی سے خلاصی میسر ہو گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ استقامت کے ساتھ رکھے وہاں کے سب یاروں کے لئے دعوات مخصوصہ ہیں۔ والسلام

خواب میں دیکھتا ہوں کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فقیر کے لئے اجازت نامہ لکھا ہے جس طرح کہ مشائخ کی عادت ہے کہ اپنے خلفاء کے لئے لکھتے ہیں اور فقیر کے مخلص یاروں میں سے ایک یار بھی اس معاملہ میں ہمراہ ہے۔ اس اثناء میں ظاہر ہوا کہ اس اجازت نامہ کے اجرا میں سے تھوڑا سا فتور ہے اس فتور کی خاص وجہ بھی اسی وقت معلوم ہو گئی وہ یار جو اس خدمت کا پیش کار ہے دوبارہ اس اجازت نامہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ اور آنحضرت نے اس اجازت نامہ کی پشت پر دوسرا اجازت نامہ لکھایا لکھوایا۔ یہ تشخیص نہیں ہوا۔ لیکن آنحضرت کی نسبت معلوم ہے کہ لکھنے کے بعد اپنی مہر سے مزین فرمایا ہے اس اجازت نامہ کا مضمون یہ ہے کہ دنیا کے اجازت نامہ کے عوض آخرت کا اجازت نامہ دیا ہے اور مقام شفاعت میں نصیب و حصہ عطا فرمایا ہے اور کاغذ بھی بہت لمبا ہے اور اس میں سطریں بہت سی لکھی ہیں میں اس یار سے پوچھتا ہوں کہ پہلا اجازت نامہ کیسا ہے اور دوسرا اجازت نامہ جو لکھا ہے وہ کونسا ہے میں اس وقت معلوم کرتا ہوں کہ میں اور آنحضرتؐ باہم ایک ہی جگہ میں ہیں اور باپ بیٹے کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں اور آنحضرتؐ اور ان کے اہل بیت مجھ سے بیگانے نہیں ہیں میں اس کاغذ کو لپیٹ کر اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر محرم فرزندوں کی طرح ان کے حرم شریف میں داخل ہوا ہوں۔ فرزند دور ہیں۔ اور عمر کا معاملہ نزدیک ہوتا جاتا ہے اَلْخَیْرُ فِیْمَا صَنَعَ اللّٰہُ تَعَالٰی

نیا وردم از خانہ چیزے تخت
تو وادی ہمہ چیز ومن چیز تست

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَنْ اَحَبَّھُمْ فَبِحُبِّیْ اَحَبَّھُمْ وَمَنْ اَبْغَضَھُمْ فَبِبُغْضِیْ اَبْغَضَھُمْ (جس نے ان کو دوست رکھا اس نے میری محبت کے باعث ان کو دوست رکھا۔ اور جس نے ان سے بغض رکھا اس نے میرے بغض کے باعث ان سے بغض رکھا آنحضرت کے اہل بیت کو بھی آنحضرت کے ساتھ یہی نسبت ہے لیکن اس نسبت کا کا ظہور حضرت مرتضیٰ اور فاطمۃ الزہرا اور حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کامل طور پر ہے اور باقی بارہ اماموں میں بھی اس کا اثر مشہود ہوتا ہے ان کے سوا اور کسی میں یہ نسبت محسوس نہیں ہوتی۔ حدیث کے بیان میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع ہے یعنی مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْآنِ آیَۃٌ اِلَّا وَلَھَا ظَھْرٌ وَّبَطْنٌ وَلِکُلِّ حَرْفٍ حَدٌّ وَّمُطَّلَعٌ (قرآن مجید کی ہر ایک آیت کے لئے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن اور ہر ایک حرف کے لئے ایک حد اور مطلع ہے) امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت منقول ہے کہ ایک دفعہ آپ نماز میں بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب اس کا باعث پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں ایک آیت کا تکرار کرتا رہا۔ حتی کہ میں نے اس کو اس کے متکلم سے سنا۔ پس جب صوفی کے لئے توحید کا نور چمکتا ہے اور وعدہ وعید کے سننے کے وقت اپنے کانوں کو اس طرف لگاتا ہے اور اس کا دل ماسوی اللہ سے آزاد ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر اور شہید ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت تلاوت میں اپنی اور غیر کی زبان کو حضرت موسیٰ کے درخت کی طرح دیکھتا ہے جہاں سے اللہ تعالیٰ نے انی انا اللہ کا خطاب سنایا تھا۔ جب اس کا سننا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کا سنانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف ہو جاتا ہے تو اس کے کان آنکھ ہو جاتے ہیں اور آنکھیں کان بن جاتی ہیں اور اس کا علم سراسر

عمل اور اس کا عمل بالکل علم ہو جاتا ہے۔ اور اس کا آخر اول سے اور اول آخر سے بدل جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں اور اللہ تعالی ہی سے عصمت و توفیق ہے کہ جو کلام حضرت موسی کے درخت سے سنی گئی تھی وہ بیشک اللہ تعالی کا کلام تھا اگر کوئی اس کا انکار کرے۔ تو کافر ہو جاتا ہے اور یہ کلام جو زبانوں سے سنا جاتا ہے یہ در حقیقت کلام نہیں ہے اگرچہ صوفی غلبہ توحید میں اس کو اللہ تعالی کا کلام خیال کرے۔ اگر کوئی اس کا انکار کردے تو کافر نہیں ہوگا۔ بلکہ محق صادق ہوگا۔ کیونکہ یہ کلام زبان کی حرکت اور مخارج کے اعتماد سے حاصل ہوا ہے۔ اور درخت کا حال ایسا نہیں تھا ان دونوں کلاموں میں بہت فرق ہے کیونکہ اول تحقیقی ہے اور دوسرا تخیلی بڑے تعجب کی بات ہے۔ کہ شیخ قدس سرہ نے اس جگہ توحید میں اس قدر مبالغہ کیا ہے۔ کہ تخیلی کو تحقیقی بنادیا ہے اور غلبہ حال میں بندہ سے صادر ہوئے ہوئے کلام کو اللہ تعالی سے صادر ہوئے ہوئے کلام کی طرح سمجھا ہے۔

دوبارہ جو کچھ مجھے الہام ہوا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ مستعد بندہ کا حق تعالی کے خطاب کو سمجھنا اور حق تعالی سے اس کا اخذ کرنا پہلے صوت وندا کے بغیر تلقی روحانی سے ہوتا ہے۔ پھر یہ معنی متلقی سلطان خیال میں جہاں تمام اشیاء کی صورتیں منتقش ہیں۔ حرف وصوت کی صورت پر متمثل ہوتے ہیں کیونکہ عالم شہادت میں افادہ اور استفادہ الفاظ و حروف ہی کے ذریعے سے ہے۔ اس تلقی پر سماع بلا کیف کا اطلاق کرنا بھی جائز ہے۔

تعجب کی بات ہے کہ شیخ اجل قدس سرہ اس قسم کی عبارتوں حلول واتحاد سمجھتا ہے حالانکہ ان اقوال سے ظہور ثابت ہوتا ہے جو حلول کے ماوراء ہے۔ کیونکہ حلول کے یہ معنی ہیں کہ ایک شے بنفسہ دوسری شے میں موجود ہے جیسے کہ زید کا بنفسہ گھر میں موجود ہونا اور ظہور کے یہ معنی ہیں کہ ایک شے کا عکس دوسری شے میں موجود ہو۔ جیسے کہ زید کا عکس آئینے میں امر اول مرتبہ وجود میں محال ہے۔

محبت سعادت کا سرمایہ ہے۔ اے شفقت نشان والے اس فرصت میں گوشہ نشینی کا شوق غالب آکر گوشہ نشینی اختیار کی ہے۔ جمعہ کے سوا مسجد سے نہیں نکلتا۔ جماعت پنج وقتی اس گوشہ میں منعقد ہو جاتی ہے لوگوں کی ملاقات کا راستہ بند ہے۔ اوقات بڑی جمعیت سے گزر رہے ہیں۔ گویا تمام عمر کی آرزو اب حاصل ہوئی ہے اس نعمت پر اللہ تعالی کی حمد ہے۔ باقی ظاہری افعال بھی عافیت کے ساتھ ہیں اور تمام فرزند و متعلقین جمعیت کے ساتھ بسر کر رہے ہیں۔

ہمارے خواجہ قدس سرہ نے ابتداء حال میں اس فقیر کے سیر کو سیر مرادی فرمایا۔ یاروں نے بھی شاید اس بات کو ان سے سنا ہوگا اور مثنوی کے ان ابیات کو فقیر کے حال کے مطابق جان کر پڑھا کرتے تھے۔ ابیات

عشق معشوقان نہان است وستیر
عشق عاشق بادو صد طبل ونفیر
اک عشق عاشقان تن زہ کند
عشق معشوقاں خوش وفربہ کند

اس محبت کے غلبہ میں کہا کرتا تھا کہ میری محبت حق تعالی کے ساتھ اس لئے ہے کہ حق تعالی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رب ہے غور سے سنیں۔ طریق جذبہ میں چونکہ مطلوب کی طرف سے کشش ہے اور اللہ تعالی کی عنایت طالب کے حال کی متکفل ہے اس لئے واسطہ اور وسیلہ کو قبول نہیں کرتا اور طریق سلوک میں چونکہ طالب کی انابت و رجوع ہے اس لئے اس میں وسیلہ اور واسطہ کا ہونا ضروری ہے نفس جذبہ میں اگرچہ وسیلی درکار نہیں لیکن جذبہ کا تمام ہونا سلوک پر وابستہ ہے کیونکہ جب

تک سلوک جو شریعت کے بجالانے یعنی توبہ وزہد وغیرہ سے مراد ہے ہو سکتا ہے کہ بعض کفار ایک قسم کی محبوبیت رکھتے ہوں جو ان کے جذب کے حاصل ہونے کا باعث ہوئی ہو۔ لیکن چونکہ ان کو صاحب شریعت علیہ الصلوۃ والسلام کی متابعت سے آراستہ نہیں کیا۔ اس لئے خوار اور زیاں کار رہے ہیں اور اس جذب نے حجت کے سوا اور کچھ ان پر درست نہیں کیا معارف میں سے کوئی معرفت آنخضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے متابعت کے واسطہ اور وسیلہ کے بغیر میسر نہیں ہوتی۔ اور مبتدی اور متوسط کی طرح منتہی کو بھی اس راہ کے فیوض و برکات آنخضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی طفیل ومعیت کے بغیر حاصل نہیں ہوتے بیت

محال است سعدی کہ راہ صفا
تواں یافتن جز در پے مصطفے

ترجمہ بیت

قدم پکڑیں نہ جب تک مصطفے کا
پتہ ملتا نہیں راہ صفا کا

افلاطون بے وقوف نے اس صفائی کے باعث جو ریاضتوں اور مجاہدوں سے اس کو حاصل ہوئی۔ آپ اپنے کو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی بعثت سے مستغنی جانا اور کہا کہ نَحنُ قَومٌ مَهدِیُّونَ لَاحَاجَةَ بِنَا اِلٰی مَن یَهدِینَا (ہم ہدایت یافتہ لوگ ہیں ہم کو کسی ہادی کی حاجت نہیں) اس بیوقوف نے یہ نہ جانا کہ صفائی جو انبیاء کی متابعت کے بغیر ریاضتوں اور مجاہدوں سے حاصل ہوئی ہے ایسی ہے جیسے سیاہ تانبے پر سونا چڑھاویں۔ یا زہر کو شکر سے غلافی کریں۔ وہ انبیاء کی متابعت ہی ہے۔ جو تانبے کی حقیقت کو بدلا کر خالص سونا بنادیتی ہے اور نفس کو امارہ پن سے نکال کر اطمینان میں لے آتی ہے حکیم مطلق جل شانہ نے انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی بعثت اور شرائع کو امارہ کے عاجز اور خراب کرنے کے لئے مقرر کیا ہے اور اس کی خرابی بلکہ اس کی اصلاح تو ان بزرگواروں کی متابعت کے سوا اور کسی چیز میں نہیں رکھا ان بزرگواروں کی متابعت کے بغیر اگر ہزاروں ریاضتیں اور مجاہدے کئے جائیں اس کا امارہ پن بال بھر بھی کم نہیں ہوتا۔

آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوبیت حق تعالی کی اس محبت کے ساتھ ثابت ہے۔ جو شیون و اعتبارات کے بغیر حق تعالی کی ذات بحت سے تعلق رکھتی ہے اور جس کے سبب حق تعالی کی ذات محبوب ہے۔ برخلاف دوسروں کی محبوبیت کے جو اس محبت کے ساتھ ثابت ہے۔ جس کا تعلق شیون واعتبار کے ساتھ ہے اور اسماء وصفات باسماء وصفات کے ظلال کے ساتھ درجہ بدرجہ متلبس ہے

فَاِنَّ فَضلَ رَسُولِ اللّٰهِ لَیسَ لَهٗ
حَدٌّ فَیُعرِبُ عَنهُ نَاطِقٌ بِقَلَمٖ

ترجمہ بیت

رسول پاک کی شان و فضیلت بے نہایت ہے
کرے ظاہر زباں کیونکر کہاں اس میں یہ طاقت ہے

یہ مخدوم کی عظمت و شوکت کا باعث ہے کہ اس کا خادم کسی مقام میں اس سے پیچھے نہیں رہتا۔ اور اس کی تبعیت سے سب کی دولت میں شریک ہوتا ہے اسی واسطے آنخضرت نے فرمایا ہے عُلَمَاءُ اُمَّتِی کَاَنبِیَاءِ بَنِی اِسرَائِیلَ (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں) رویت آخروی کسی امر کے واسطہ اور حیلولہ کے بغیر ہوگی۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب بندہ نماز میں داخل ہوتا ہے تو وہ حجاب جو بندہ اور خدا کے درمیان ہے دور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے۔ اور اس سے بہت سا حصہ منتہی واصل کو حاصل ہوتا ہے کیونکہ حجاب کا دور ہونا واصل منتہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ بیت

من آں خاکم کہ ابر نو بہاری
کنداز لطف برمن قطرہ باری
اگر بادشہ بردر پیر زن
بباید تو اے خواجہ سبلت مکن

جب شریعت میں فاحشہ کا رسوا کرنا اور فاسق کا خوار کرنا حرام و منکر ہے تو پھر صرف اشتباہ ہی سے ایک مسلمان کا خوار کرنا کیا مناسب ہے اور شہر بشہر اس کی منادی کرنا کون سی دینداری ہے۔ مسلمانی اور مہربانی کا طریق یہ ہے کہ اگر کسی شخص سے کوئی ایسا کلمہ صادر ہو۔ جو بظاہر علوم شرعیہ کے مخالف ہو۔ تو دیکھنا چاہیے کہ اس کا کہنے والا کون ہے اگر ملحد و زندیق ہو۔ تو اس کو رد کرنا چاہیے۔ اور اس کی اصلاح میں کوشش نہ کرنی چاہیے اور اگر اس کلمہ کا کہنے والا مسلمان ہو۔ اور خدا اور رسول پر ایمان رکھتا ہو۔ تو اس کی اصلاح میں کوشش کرنی چاہیے اور اس کے واسطے محل صحیح پیدا کرنا چاہیے۔ یا اس کے کہنے والے سے اس کا حل طلب کرنا چاہیے۔ اور اگر اس کے حل کرنے میں عاجز ہو۔ تو اس کو نصیحت کرنی چاہیے

ہم کو تھا یاروں سے یاری کا خیال
پر سراسر وہ غلط نکلا خیال
سیاہی از حبشی کے رود کہ خود رنگ است

کہ عارف جوں جوں زیادہ بلند ہوتا جاتا ہے۔ اور اس کا حال اس رسی بٹنے والے شاگرد کی طرح ہو جاتا ہے جس نے اپنے استاد کو کہا کہ میں جس قدر زیادہ کام کرتا ہوں۔ اسی قدر زیادہ دور ہوتا جاتا ہوں۔ شاید اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یَالَیْتَ رَبَّ مُحَمَّدٍ لَمْ یَخْلُقْ مُحَمَّدًا (کاش محمد کا رب محمد کو پیدا نہ کرتا) نیز فرمایا ہے مَا اُوْذِیَ نَبِیٌّ مِثْلَ مَا اُوْذِیْتُ (جیسی مجھے ایذا پہنچی ہے ویسی کسی نبی کو نہیں پہنچی) شاید اس ایذا سے مراد نقص و قصور کا دیکھنا ہے۔ جو کمال حزن واندوہ کا موجب ہے کیونکہ اور دوسری ایذائیں دوسرے پیغمبروں کو زیادہ تر پہنچی ہیں حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نوسو پچاس سال تک اپنی قوم میں رہ کر دعوت کرتے رہے۔ اور طرح طرح کی ایذائیں برداشت کرتے لوگ دعوت کے وقت اس قدر پتھران کو مارتے تھے کہ بیہوش ہو کر گر پڑتے تھے۔ اور پتھروں کے نیچے دب جاتے تھے جب ہوش میں آتے تو پھر دعوت کرنے لگ جاتے اور قوم کے لوگ وہی معاملہ ان کے ساتھ کرتے۔ معرفت سے عاجز ہونا معرفت ہی ہے بِاَنَّهٗ لَا یُعْرَفُ (اس طرح پر کہ وہ پہچانا نہیں جاتا) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ (ادراک کے پانے سے عاجز ہونا ادراک ہے) فَسُبْحَانَ مَنْ لَّمْ یَجْعَلْ لِلْخَلْقِ اِلَیْهِ سَبِیْلًا اِلَّا بِالْعِجْزِ عَنْ مَعْرِفَتِهٖ (پاک ہے وہ ذات جس نے معرفت سے عاجزی کے سوا کوئی راستہ خلق کو اپنی طرف نہیں بتایا) ایک بزرگ فرماتا ہے بیت

سبحان خالقے کہ صفاتش زکبریا
برخاک عجز مے فگند عقل انبیاء

امت کے چراغ روشن ہیں اماموں کے امام حضرت امام اعظم کوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شاید اسی واسطے فرمایا ہے سُبْحَانَکَ مَا عَبَدْنَاکَ حَقَّ عِبَادَتِکَ وَلٰکِنْ عَرَفْنَاکَ حَقَّ مَعْرِفَتِکَ (پاک ہے تو ہم سے تیری عبادت کا حق ادا نہیں ہوا لیکن تجھے پہچان لیا جو تیرے پہچاننے کا حق تھا) اگرچہ یہ قول اکثر لوگوں کو گران معلوم ہوتا ہے لیکن بہتر توجیہ کے قابل ہے

جاننا چاہیے کہ صورت کعبہ پتھر اور مٹی سے مراد نہیں ہے کیونکہ بالفرض پتھر و مٹی نہ بھی ہوں تو پھر بھی کعبہ کعبہ ہے۔ اور خلائق کا مسجود ہے۔ بلکہ صورت کعبہ باوجودیکہ عالم خلق میں

سے ہے لیکن اور اشیاء کی خلق کی طرح نہیں ہے۔

بہترین موجودات علیہ الصلوۃ والسلام بڑے شوق سے اس کو اپنا قبلہ نہ بناتے۔ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ (اس میں نشان ظاہر ہیں) اس کی شان میں نص قاطع ہے اور مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (جو اس میں آگیا وہ امن میں ہوگیا) اسی کے حق میں ہے بیت اللہ ہے کہ صاحب خانہ جل شانہ' کی بیتوتت خاص رہنا سہنا گھر والا ہونا اسی میں ہے۔ کہ صاحب خانہ کے قرار و آرام کی جگہ ہے اگرچہ دولتمندوں اور اہل دول کی نشست گاہیں بہت ہیں اور نشست و برخاست کے مکان بے شمار ہیں لیکن یہ ایسا گھر ہے جو اغیار کی مزاحمت سے بیگانہ ہے۔ اور معشوق حقیقی کا مکان اور آرام گاہ ہے۔

ہاں حقیقت محمدی جہان کے تمام افراد کی حقیقتوں سے افضل ہے لیکن کعبہ معظمہ کی حقیقت عالم کی قسم سے نہیں۔ تاکہ اس کی طرف یہ نسبت کی جائے اور اس کے افضل ہونے میں توقف کیا جائے تعجب ہے کہ ان دونوں صاحب دولتوں کی صورتوں کا فرق ساجد و مسجود ہونے کے باعث ہے۔ صاحب ہنر عقلمندوں نے ان دونوں کی حقائق کا تفاوت معلوم نہیں کیا۔ اسی لئے اعراض و انکار کے مقام میں رہے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اور حق تعالیٰ نقصان کی تمام صفتوں اور حدوث کے نشانوں سے منزہ اور مبرا ہے نہ جسم و جسمانی ہے نہ مکانی اور زمانی۔ اور صفات کمال اس کے لئے ثابت ہیں اور وہ صفات یہ ہیں آٹھ صفات کمال وجود ذات تعالیٰ پر وجود زائد کے ساتھ موجود ہیں اور وہ صفات یہ ہیں (۱) حیات (۲) علم (۳) قدرت (۴) ارادیت (۵) بصر (۶) سمع (۷) کلام (۸) تکوین۔ اور یہ صفات خارج میں موجود ہیں۔

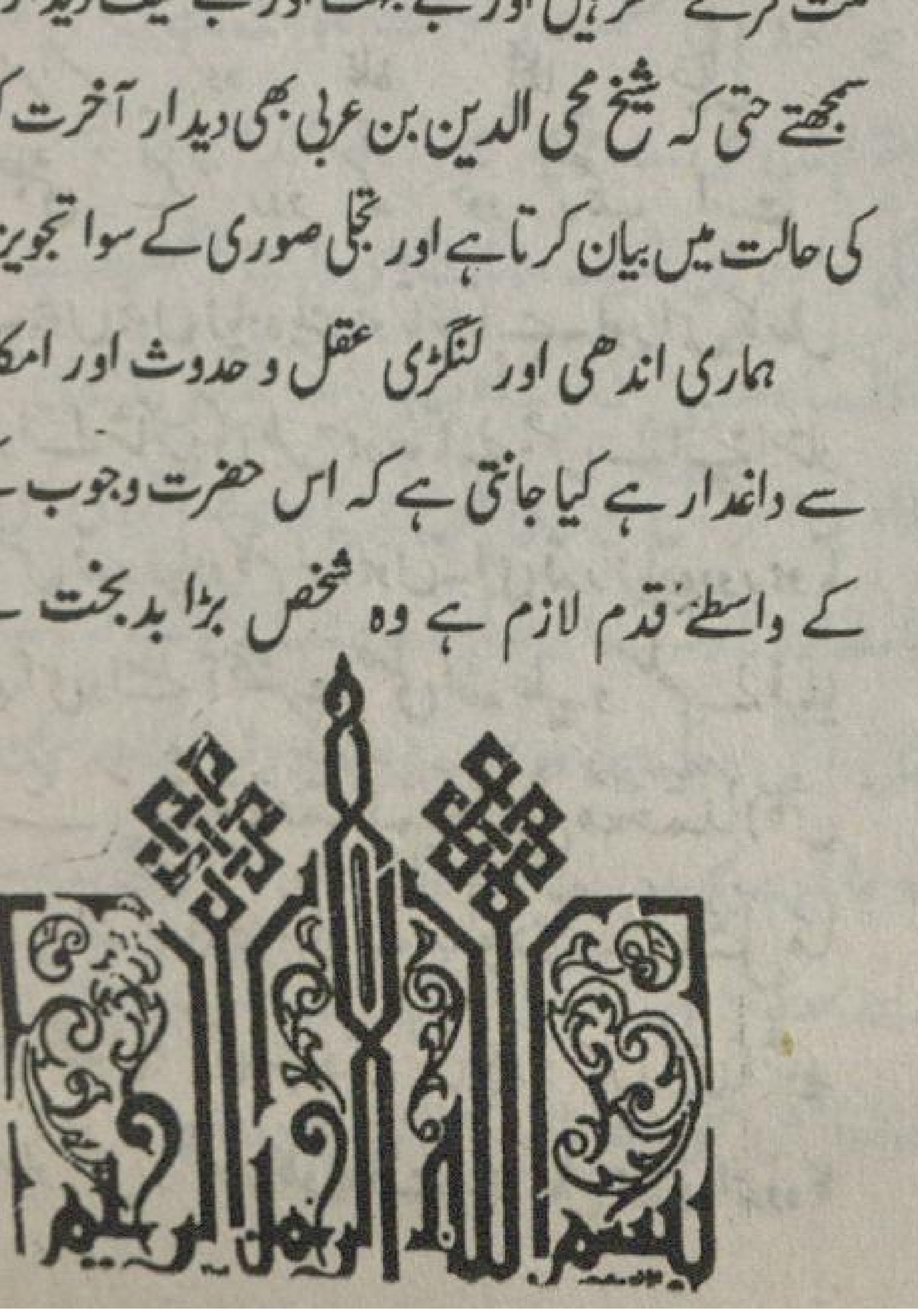
(۷) اور حق تعالیٰ قدیم اور ازلی ہے اور اس کے سوا کسی کے لئے قدم اور ازلیت ثابت نہیں ہے تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے۔ اور جو کوئی حق تعالیٰ کے سوا کسی غیر کے قدیم اور ازلی ہونے کا قائل ہوا ہے وہ کافر ہے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے ابن سینا اور قادابی کی تکفیر اسی اوالے کی ہے

(۱۰) اور حق تعالیٰ خیر و شر کا ارادہ کرنے والا اور ان دونوں کے پیدا کرنے والا ہے لیکن خیر سے راضی ہے اور شر سے راضی نہیں ہے ارادہ اور رضا کے درمیان یہ ایک بڑا دقیق فرق ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے اہل سنت و جماعت کو ہدایت فرمائی ہے شیخ محی الدین اور ان کے تابعداروں کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے۔ کہ جس طرح ایمان اور اعمال صالحہ اسم الہادی کے پسندیدہ ہیں اسی طرح کفر و معاصی بھی اسم المضل کے پسندیدہ ہیں۔

جس نے کفر موقت کے لئے ہمیشہ کا عذاب برابر برابر جزا فرمائی اور دائمی لذت و نعمت کو ایمان موقت پر وابستہ کیا

اور آخرت میں مومن لوگ اللہ تعالیٰ کو بے جہت و بے کیف و بے شبہ و بے مثال جنت میں دیکھیں گے یہ ایک مسئلہ ہے جس ے اہل سنت و جماعت کے سوا تمام اہل ملت و غیر اہل ملت فرقے منکر ہیں اور بے جہت اور بے کیف دیدار کو جائز نہیں سمجھتے حتی کہ شیخ محی الدین بن عربی بھی دیدار آخرت کو تجلی صوری کی حالت میں بیان کرتا ہے اور تجلی صوری کے سوا تجویز نہیں کرتا۔

ہماری اندھی اور لنگڑی عقل و حدوث اور امکان کے داغ سے داغدار ہے کیا جانتی ہے کہ اس حضرت وجوب کے لئے جس کے واسطے قدم لازم ہے وہ شخص بڑا بدبخت ہے جو امور



نامناسب کو حق تعالیٰ کی پاک بارگاہ کی طرف منسوب کرے۔ اور ناشائستہ اشیاء کو حق سبحانہ کی طرف نسبت دے۔ بعثت ہی کی بدولت حق باطل سے جدا ہوا ہے اور بعثت ہی کی بدولت حق باطل سے جدا ہوا ہے اور بعثت ہی کی وجہ سے عبادت کے مستحق اور غیر مستحق میں تمیز ہوئی ہے۔ بعض امور غیبی کا کشف جو صفائے نفس کے وقت کافروں اور فاسقوں کو حاصل ہوتا ہے وہ استدراج ہے جس سے مقصود ان لوگوں کی خرابی اور خسارت ہے۔

اگر چوب حاکم سے زنگی نہ ڈرتا
تو مستی سے کعبہ میں قے جاکر کرتا

یا ہم یہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ خود مختار مالک ہے اور بندے اس کے مملوک اور غلام ہیں پس جو حکم و تصرف جو وہ ان میں فرماتا ہے۔ عین خیر و صلاح ہے اور ظلم و فساد کی آمیزش سے منزہ اور مبرا ہے لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ جو وہ کرتا ہے اس سے کوئی نہیں پوچھ سکتا

نہیں طاقت کہ کوئی تیرے ڈر سے
زباں اپنی بجز تسلیم کھولے

اگر سب کو دوزخ میں بھیجدے اور ان کو ہمیشہ کا عذاب فرمائے کوئی اعتراض کی جگہ نہیں اور غیر کے ملک میں یہ تصرف نہیں ہے جو ستم کی صورت پیدا کرے۔ برخلاف ہمارے املاک کے جو درحقیقت اسی کے املاک ہیں۔ ان املاک میں ہمارے تمام تصرفات عین ستم ہیں۔ کیونکہ صاحب شرع نے بعض مصلحتوں کے باعث ان املاک کو ہماری طرف منسوب کیا

اور قبر کا عذاب کافروں کو اور بعض گنہگار مومنوں کے لئے حق ہے

اور قبر میں مومنوں اور کافروں سے منکر و نکیر کا سوال بھی حق ہے۔ قبر دنیا اور آخرت کے درمیان ایک برزخ ہے۔ اس کا عذاب ایک وجہ سے عذاب دنیوی سے مناسبت رکھتا ہے اور انقطاع پذیر ہے اور دوسری وجہ سے عذاب آخرت کے ساتھ مناسبت رکھتا ہے۔ جو درحقیقت آخرت کے عذابوں سے ہے آیت کریمہ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا (صبح و شام وہ آگ کے پیش کئے جاتے ہیں) اور ہرگز اس کو مواخذہ نہ کریں۔ اور اگر مواخذہ کے مقام میں آئے بھی تو کمال مہربانی سے دنیا کے رنجوں اور مصیبتوں کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنادیں۔ اور جو کچھ بقیہ رہ جائے تو قبر کی تنگی اور ان تکلیفوں کو جو اس مقام میں مقرر کی ہوئی ہیں اس کے گناہوں کا کفارہ بنادیں تاکہ پاک و پاکیزہ محشر میں مبعوث ہو۔

روز قیامت حق ہے اور اس دن اسمان و زمین اور ستارے اور پہاڑ اور سمندر اور حیوان اور نباتات اور معاون سب کے سب معدوم اور ناچیز ہونگے۔ آسمان پھٹ جائینگے اور ستارے پراگندہ ہو کر گر جائینگے۔ اور زمین و پہاڑ اڑ جائینگے۔ یہ اعدام اور افنا نفخہ اولے سے تعلق رکھتے ہے۔ اور نفخہ ثانیہ میں قبروں سے اٹھینگے اور محشر میں جائیں گے۔ صرف کلمہ شہادت کا منہ سے بول لینا اسلام میں کافی نہیں ہے۔ بلکہ ان تمام چیزوں کی تصدیق ضروری ہے جن کا بجالانا اور ان پر عملدرآمد کرنا دین کی ضروریات سے سمجھا گیا ہے اور کفر و کافری سے تبرا یعنی بیزار ہونا بھی ضروری ہے تاکہ اسلام ثابت ہو جائے ویلدونہ خرط القناد (ورنہ کچھ بھی نہیں ہے

اور حساب اور میزان اور صراط حق ہے کہ مخبر صادق علیہ وعلی الصلوٰۃ والسلام نے ان کی نسبت خبر دی ہے اور نبوت کے حال سے بعض جاہلوں کے نزدیک ایسے امور کا بعید از عقل ہونا اعتبار سے ساقط ہے کیونکہ نبوت کی حقیقت عقل کی حقیقت سے برتر ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے صادقہ اخبار کو نظر عقل

کے ساتھ موافق کرنا در حقیقت نور نبوت سے انکار کرنا ہے

بہشت و دوزخ موجود ہیں۔ قیامت کے دن حساب لینے کے بعد ایک گروہ کو بہشت میں ایک کو دوزخ میں بھیج دیں گے اور ان کا ثواب و عذاب ابدی ہے۔ جو کبھی ختم نہ ہو گا جیسے کہ قطعی اور موکدہ نصوص اس امر پر دلالت کرتی ہے۔ صاحب نصوص کہتا ہے کہ سب کا انجام رحمت ہے اِنَّ رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (میری رحمت سب چیزوں کو گھیرے ہوئے ہے اور کفار کے لئے دوزخ کا عذاب تین بقیہ تک ثابت کرتا ہے اور بعد ازاں کہتا ہے کہ آگ ان کے حق میں برد اور سلام یعنی ٹھنڈی اور سلامت ہو جائیگی۔ جیسے حضرت ابراہیم علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہو گئی تھی۔ اور حق تعالی کے وعیار میں خلاف جائز سمجھتا ہے اور کہتا ہے کہ کوئی اہل دل صوفی کفار کے ہمیشہ کے عذاب کی طرف نہیں گیا ہے۔ شیخ اس مسئلہ میں بھی صواب سے دور جا پڑا ہے۔ اور نے نہیں جانا ہے کہ مومنوں اور کافروں کے حق میں رحمت کا وسیع ہونا صرف دنیا ہی میں مخصوص ہے۔ اور آخرت میں کافروں کو رحمت کی بو بھی نہ پہنچے گی۔

فرشتے اللہ جل شانہ' کے بندے ہیں جو گناہوں سے معصوم اور خطانسیان سے محفوظ ہیں لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَیَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ (جو امران کو اللہ تعالی کرتا ہے اس میں ان کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی کرتے ہیں جو ان کو حکم ہوتا ہے) اور کھانے پینے اور زن و مرد ہونے سے پاک اور منزہ ہیں۔ اور قرآن مجید میں ان کے لئے مذکر ضمیروں کا استعمال اس اعتبار سے ہے کہ مردوں کا گروہ عورتوں کے گروہ سے بزرگ اور شریف مانا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حق تعالی نے بھی اپنی ذات کے واسطے مذکر ضمیروں کا استعمال فرمایا ہے۔ (اللہ تعالی فرشتوں اور انسانوں سے بعض کو رسول بنالیتا ہے) تمام اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ خاص انسان خاص فرشتوں سے افضل ہیں نبوت اور رسالت کے درمیان نبی کے لئے ایک ایسا درجہ ہے جہاں تک فرشتہ نہیں پہنچا ہے۔ اور وہ درجہ عنصر خاک کی راہ سے ظاہر ہوا ہے جو بشر کے ساتھ مخصوص ہے اور اس فقیر پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کمالات ولایت کمالات نبوت کے مقابلہ میں کسی گنتی میں نہیں ہیں۔ کاش کہ ان کے درمیان وہ نسبت ہی ہوتی جو قطرہ کو دریائے محیط کے ساتھ ہے۔ مگر نہیں ہے جاننا چاہیئے کہ ان مسائل میں سے ہر ایک مسئلہ میں جن میں صوفیہ و علماء کا باہم اختلاف ہے جب اچھی طرح غور اور ملاحظہ کیا جاتا ہے تو حق بجانب علما کو معلوم ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء کی نظر نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کے باعث نبوت کے کمالات اور اس کے علوم میں نفوذ کیا ہے (۱۹) ایمان ان دینی امور کے ساتھ جو ضرورت اور تواتر کے طریق پر ہم تک پہنچے ہیں۔ "تصدیق" قلبی سے مراد ہے۔ اور اقرار زبانی کو بھی ایمان کا رکن کہا ہے کہ سقوط کا احتمال رکھتا ہے پس ایمان کی تحقیق میں کفر سے تبری کرنا ضروری ہے۔ ادنے تبری یہ ہے کہ دل سے ہو اور اعلی یہ ہے کہ دل اور جسم دونوں سے ہو اور تبری سے مراد یہ ہے کہ حق تعالی کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی کی جائے۔ وہ دشمنی خواہ دل سے ہو۔ جب کہ ان کے ضرر کا ڈر ہو۔ خواہ دل اور جسم سے ہو۔ جب کو ان کے ضرر کا ڈر نہ ہو۔

شیعہ نے جو یہ قاعدہ اہل بیت کی محبت اور دوستی میں جاری کیا ہوا ہے اور خلفائے ثلثہ کے تبرے کو اس محبت کی شرط قرار دیا ہے نامناسب ہے۔ جب کہ ان بزرگواروں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں اپنے مالوں اور جانوں کو صرف کر دیا اور جاہ و ریاست کو برباد کر دیا ہے اور کس طرح اہل بیت کی دشمنی کو ان کی طرف منسوب کر سکتے ہیں جب کہ نص قطعی کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت والوں کی محبت ثابت ہے اور دعوت

کی اجرت ان کی محبت مقرر کی ہے

حضرت ابراہیم خلیل الرحمان علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے جو یہ بزرگی پائی اور شجرہ انبیا بن گئے سب حق تعالی کے دشمنوں سے تبرے کرنے کے باعث ہے اللہ تعالی فرماتا ہے قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ (تمہارے لئے ابراہیم اور اس کے اصحاب میں نہایت اور اعلی درجہ کی بہتر پیروی تھی۔ جب کہ انہوں نے قوم کے لوگوں کو کہا کہ ہم تم سے اور ان سے جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو بیزار ہیں اور ہم تم سے انکار کرتے ہیں اور جب تک تم ایک اللہ پر ایمان نہ لاؤ ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے عداوت اور دشمنی ہو چکی ہے۔

فقیر کی نظر میں اس بیزاری کے برابر کوئی عمل نہیں ہے فقیر معلوم کرتا ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالی کو کفر اور کافری کے ساتھ عداوت ہے اور الہ آفاقی مثل لات و عزے اور ان کے عبادت کرنے والے بالذات حق جل سلطانہ کے دشمن ہیں۔ اور دوزخ کا دائمی عذاب اس برے فعل کی جزا ہے اور الہ نفسی یعنی ہوائے نفسانی اور تمام برے اعمال یہ نسبت نہیں رکھتے۔ کیونکہ غضب وعداوت ان کی نسبت ذاتی نہیں ہے۔ اگر غضب ہے تو عضات کی طرف منسوب اور عقاب و عتاب سے تو افعال کی طرف راجع ہے یہی وجہ ہے کہ دوزخ کا دائمی عذاب' ان برے فعلوں کی جزا نہیں بنا بلکہ ان کی مغفرت اور بخشش کو اپنی مشیت اور ارادہ پر منحصر رکھا ہے۔

فقیر ایک دفعہ ایک شخص کی بیمار پرسی کے لئے گیا۔ جس کا معاملہ نزع کی حالت تک پہنچا ہوا تھا۔ جب یہ فقیر اس کے حال کی طرف متوجہ ہوا۔ تو دیکھا کہ اس کے دل پر بہت ظلمتیں چھائی ہوئی ہیں۔ ان ظلمتوں کو دور کرنے کا ارادہ کیا اور چاہا کہ وہ ظلمتیں اس کے دل پر سے دور ہو جائیں۔ لیکن اس کے دل نے قبول نہ کیا اور کچھ فائدہ نہ ہوا۔ بہت سی توجہ کے بعد معلوم ہوا کہ وہ ظلمتیں صفات کفر سے پیدا ہوئی ہیں جو اس میں پوشیدہ تھیں۔ اور وہ کدورتیں کفر اور اہل کفر کے ساتھ دوستی رکھنے کے باعث ہوئی ہیں توجہ کے ساتھ یہ ظلمتیں دور نہیں ہو سکتیں بلکہ ان ظلمات سے اس کا پاک ہونا دوزخ کے عذاب پر موقوف ہے جو کفر کی جزا ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ذرہ بھر ایمان بھی رکھتا ہے جس کی برکت سے آخر کار اس کو دوزخ سے نکال لیں گے جب اس میں اس حال کا مشاہدہ کیا۔ تو دل میں گذرا کہ آیا اس شخص پر نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہ توجہ کے بعد ظاہر ہوا کہ نماز ادا کرنی چاہئے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ایمان قلبی تصدیق اور یقین سے مراد ہے جس میں زیادتی اور نقصان کی گنجائش نہیں اور وہ جو زیادتی اور نقصان کو قبول کرے دائرہ ظن میں داخل ہے نہ یقین میں۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اعمال صالحہ کا بجالانا اس یقین کو روشن کر دیتا ہے اور برے اعمال کا بجالانا اس یقین کو مکدر و سیاہ کر دیتا ہے پس زیادتی اور نقصان اعمال کے اعتبار سے اس یقین کے روشن ہونے میں ثابت ہوئے نہ کہ نفس یقین میں

اور اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں اور ان سے بکثرت خرق عادات کے واقع ہونے کے باعث ان کی یہ بات عادت مستمرہ ہو گئی ہے اور کرامت کا منکر علم عادی اور ضروری کا منکر ہے۔ نبی کا معجزہ دعوے نبوت کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے۔ اور کرامت اس بات سے خالی ہے حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ جو شخص ایک نماز فریضہ کو عمداً قضا کرے گا اس کو ایک حقبہ دوزخ میں عذاب دینگے اور

افضلیت کی ترتیب خلفائے راشدین کے درمیان خلافت کی ترتیب کے موافق ہے۔

شیخ امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فضیلت پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت باقی امت پر قطعی ہے۔ امام ذہبی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ان کی خلافت و مملکت کے زمانہ میں اور آپ کے تابعداروں میں سے ایک جم غفیر کے درمیان یہ بات بطریق تواتر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر تمام امت میں سے افضل ہیں پھر فرماتے ہیں کہ اس بات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اسی سے کچھ زیادہ آدمیوں نے روایت کیا ہے اور ان میں سے ایک جماعت کا نام بھی لیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ رافضیوں کا برا کرے یہ کیسے جاہل ہیں۔ عبدالرزاق جو اکابر شیعہ میں سے ہے کہتا ہے کہ اُفَضِّلُ الشَّيْخَيْنِ بِتَفْضِيْلِ عَلِيٍّ اِيَّاهُمَا عَلٰى نَفْسِهٖ وَاِلَّا لَمَا فَضَّلْتُهُمَا كَفٰى بِيْ وِزْرًا اَنْ اُحِبَّهٗ ثُمَّ اُخَالِفَهٗ میں شیخین کو اس لئے فضیلت دیتا ہوں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خود اپنے اوپر ان کو فضیلت دی ہے۔ ورنہ میں ان کو کبھی فضیلت نہ دیتا مجھے یہی گناہ کافی ہے کہ میں اس کو دوست رکھوں اور پھر اس کی مخالفت کروں۔ ذٰلِکَ مُسْتَفَادٌ مِنَ الصَّوَاعِقِ الغرض شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور حضرت عثمان کی افضلیت اس سے کمتر ہے

جو شخص سب کو برابر جانے اور ایک کو دوسرے پر فضیلت دینا فضول سمجھے۔ وہ بوالفضول اور احمق ہے۔ وہ کیسا عجب بوالفضول ہے۔ جو اہل حق کے اجماع کو فضول جانتا ہے شاید فضل کا لفظ اس کو اس فضولی کی طرف لے گیا ہے اور یہ جو صاحب فتوحات مکیہ نے کہا ہے کہ ان کی خلافت کی ترتیب کا سبب ان کی عمروں کی مدت ہے۔ اس کے اکثر کشفیہ معارف جو اہل سنت کے علوم سے جدا واقع ہوئے ہیں صواب اور بہتری سے دور ہیں ایسی باتوں کی وہی شخص متابعت کرتا ہے جس کا دل بیمار یا مقلد صرف ہے حضرت امیر حق پر تھے اور ان کے مخالفت خطا پر۔ اس سے زیادہ کہنا فضول ہے۔

اور حاشیہ قرہ کمال میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے۔ کہ حضرت علی نے فرمایا ہے اِخْوَانُنَا بَغَوْا عَلَيْنَا وَلَيْسُوْا كَفَرَةً وَّلَا فَسَقَةً لِمَا لَهُمْ مِنَ التَّاوِيْلِ (ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی حالانکہ نہ ہی وہ کافر ہیں اور نہ ہی فاسق کیونکہ ان کے لئے تاویل ہے اور شک نہیں کہ خطائے اجتہادی ملامت سے دور ہے اور طعن و تشنیع سے مرفوع ہے۔ عقائد کے درست کرنے کے بعد احکام فقہ کا سیکھنا ضروری ہے اول وضو کے کامل اور پورے طور پر کرنے سے چارہ نہیں ہے۔

کمال طہارت اور کامل وضو کے بعد نماز کا قصد کرنا جو مومن کا معراج ہے اور کوشش کرنا کہ فرض نماز جماعت کے بغیر ادا نہ ہونے پائے بلکہ امام کے ساتھ تکبیر اولے ترک نہ کرنی چاہئے۔ اور نماز کو مستحب وقت میں ادا کرنا۔ اور قرات میں قدر مسنون کو مدنظر رکھنا اور رکوع و سجود میں طمانینت ضروری ہے کیونکہ بقول مختار یا فرض ہے یا واجب بعد قومہ میں اس طرح سیدھا کھڑا ہونا چاہئے کہ تمام بدن کی ہڈیاں اپنی اپنی جگہ پر آجائیں اور سیدھا کھڑا ہونے کے بعد طمانینت درکار ہے۔ ایسے ہی جلسہ میں جو دو سجدوں کے درمیان ہے۔ درست بیٹھنے کے بعد اطمینان ضروری ہے۔ جیسے کہ قومہ میں شرم کی بات ہے کہ انسان اکیلا ہونے کی حالت میں باوجود طاقت کے اقل تسبیحات پر کفایت کرے۔ اگر زیادہ نہ ہو سکے تو پانچ یا سات بار تو کہے اور سجدہ کرنے کے وقت

اول وہ اعضاء زمین پر رکھے جو زمین کے نزدیک ہیں۔ پس اول دونوں زانو زمین پر رکھے پھر دونوں ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی اور زانوں اور ہاتھ رکھنے کے وقت دائیں طرف سے شروع کرنا چاہیے اور سر اٹھانے کے وقت اول ان اعضاء کو اٹھانا چاہیے جو آسمان سے نزدیک ہیں پس پہلے پیشانی اٹھانی چاہیے الخ اور قیام کے وقت اپنی نظر کو سجدہ کی جگہ پر اور رکوع کے وقت اپنے پاؤں پر اور سجدہ کے وقت نوک بینی پر اور جلوس کے وقت اپنے دونوں ہاتھوں پر یا دونوں بغلوں کی طرف رکھنا چاہیے جب نظر کو پراگندہ ہونے سے روک رکھیں۔ اور مذکورہ بالا جگہوں پر لگائے رکھیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ نماز جماعت کے ساتھ ہو گئی اور خشوع والی نماز حاصل ہو گئی جس طرح کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے منقول ہے۔ اور ایسے ہی رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا کھلا رکھنا اور سجود کے وقت انگلیوں کا ملانا سنت ہے۔ اس کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے انگلیوں کا کھلا رکھنا یا ملانا بے تقریب اور بے فائدہ نہیں ہے۔

ان اعتقادی اور عملی دو پروں کے حاصل ہونے کے بعد اگر جل سلطانہ کی توفیق رہنمائی کرے تو صوفیہ کے طریقہ علیہ کا سلوک کرے نہ اس غرض کے لئے کہ اس اعتقاد اور عمل سے بڑھ کر کچھ چیز حاصل ہو اور کوئی نئی بات ہاتھ آئے بلکہ مقصود یہ ہے کہ معتقدات کی نسبت ایسا یقین اور اطمینان حاصل کریں جو ہرگز کسی مشکک کے شک ڈالنے سے زائل نہ ہو۔

ایک دن میں حضرت ایشان رحمتہ اللہ علیہ کی ملازمت میں مجلس طعام میں شیخ کمال نے جو حضرت خواجہ قدس سرہ کے مخلص دوستوں میں سے تھا کھانا شروع کرتے وقت حضرت ایشان کے حضور میں اسم اللہ کو بلند کیا" حضور کو بہت ناخوش معلوم ہوا۔ اور یہاں تک جھڑکا اور فرمایا کہ اس کو کہدو کہ ہماری مجلس طعام میں حاضر نہ ہوا کرے۔

اور میں نے حضرت ایشان سے سنا ہے کہ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ علمائے بخارا کو جمع کر کے حضرت امیر کلال قدس سرہ کی خانقاہ میں لے گئے تھے تاکہ ان کو ذکر جہر سے منع کریں علما نے حضرت امیر کی خدمت میں عرض کیا کہ ذکر جہر بدعت ہے نہ کیا کریں انہوں نے جواب میں فرمایا کہ نہ کریں گے۔

جب اس طریقہ کے بزرگوار ذکر جہر سے منع کرنے میں اس قدر مبالغہ کرتے ہیں تو پھر سماع اور رقص اور وجد کا کیا ذکر ہے وہ احوال و مواجید جو غیر شرع اسباب پر مترتب ہوں فقیر کے نزدیک استدراج کی قسم سے ہیں

چنانچہ مجاہد جو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شاگرد ہے اور کبار تابعین میں سے ہے کہتا ہے کہ لھو الحدیث سے مراد سرور ہے۔ فی المدارک لَهْوَ الْحَدِيثِ السَّمَرُ وَالْغِنَاءُ وَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَابْنُ مَسْعُودٍ يَحْلِفَانِ اَنَّهُ الْغِنَاءُ تفسیر مدارک میں ہے کہ لھو الحدیث سے مراد سمر یعنی بیہودہ قصے کہانیاں اور سرود ہے۔ اور حضرت ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم قسم کھاتے تھے کہ بیشک وہ غنا اور سرود ہے۔ حضرت مجاہد اللہ تعالیٰ کے قول لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ (زور میں حاضر ہوتے) کی تفسیر میں فرماتے ہیں ای لَا يَحْضُرُوْنَ الْغِنَاءَ (یعنی سرود وسماع میں حاضر نہیں ہوتے) اور ابو نصیر الدبوسی سے نقل کی گئی ہے اور انہوں نے قاضی ظہیر الدین خوارزمی سے نقل کی ہے

جس نے کسی گانے والے یا کسی اور سے سرود سنا۔ یا فعل حرام حکو دیکھا اور اس کو اچھا جانا از روئے اعتقاد کے بغیر اعتقاد کے تو اسی وقت مرتد ہو جاتا ہے کیونکہ اس نے شریعت کے حکم کو باطل کر دیا اور جس نے شریعت کے حکم کو باطل کر دیا وہ کسی مجتہد کے نزدیک مومن نہیں رہتا۔ کسی فقیہ نے کسی زمانہ میں سرود کے مباح ہونے کا فتوے نہیں دیا ہے اور نہ ہی رقص و پابی کو جائز قرار

دیا ہے چنانچہ امام ضیاء الدین شامی کی ملتقط میں مذکور ہے اور صوفیہ کا عمل حل و حرمت میں سند نہیں ہے صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں اور ان کا امر اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں یہاں تو امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول معتبر ہے نہ ابو بکر شبلی ابی حسن نوری کا عمل سننے میں آتا ہے کہ مخدوم زادے سرود کی طرف رغبت کرتے ہیں اور سرود و قصیدہ خوانی کی مجلس جمعہ کی راتوں میں منعقد کرتے ہیں اور اکثر بار اس امر میں موافقت کرتے ہیں بڑے تعجب کی بات ہے۔ مجھے امید ہے کہ جناب مرزا جی اس امر سے راضی نہ ہونگے لیکن آپ کے آداب کو مدنظر رکھ کر صریح طور پر منع نہ کرتے ہونگے اور یاروں کو اس اجتماع سے نہ روکتے ہوں گے اس فقیر نے چونکہ اپنے آنے میں کچھ توقف دیکھا ہے اس لئے چند فقرے جمع کر کے لکھ کر بھیج دیئے ہیں اس سبق کو مرزا جی کی خدمت و ملازمت میں لے جائیں اور اول سے آخر تک ان کے سامنے پڑھیں۔ وہ خاص اسرار و دقائق جن کے ساتھ یہ فقیر متمیز ہے۔ ان کا تھوڑا سا حصہ بھی ظہور میں نہیں لاسکتا۔

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طرح کے علم سیکھے ہیں ایک تو وہ علم ہے جس کو میں تمہارے سامنے منتشر اور بیان کرتا ہوں اور دوسرا وہ علم ہے کہ اگر میں اس کو تمہارے پاس ظاہر کروں تو میرا گلا کاٹ دو اور یہ دوسرا علم علم اسرار ہے کہ جس علم تک کسی کا فہم نہیں۔

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست
ہم قصہ غریب و حدیث عجیب ہست

میرے مکرم مخدوم! کوئی نئی بات جو طریقت میں پیدا کریں فقیر کے نزدیک اس بدعت سے کم نہیں ہے جو دین میں پیدا کریں طریقت کی برکتیں اسی وقت تک فائز ہوتی رہتی ہیں جب تک کہ طریقت میں کوئی نئی بات پیدا نہ ہو۔ علماء انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں وہ علم جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ السلام سے باقی رہا ہے دو قسم کا ہے ایک علم احکام دوسرے علم اسرار اور عالم وارث وہ شخص ہے۔ جس کو ان دونوں علموں سے حصہ حاصل ہو۔

فقیر نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے اور تحقیق کی ہے کہ کمالات نبوت دریائے محیط کا حکم رکھتے ہیں اور کمالات ولایت ان کے مقابلہ میں قطرہ ناچیز کا حکم لیکن کیا کریں جن لوگوں کو کمالات نبوت تک رسائی نہیں ہے انہوں نے کہا کہ اَلْوَلَایَۃُ اَفْضَلُ مِنَ النُّبُوَّۃِ ولایت نبوت سے افضل ہے۔

منصور کہتا ہے

کَفَرْتُ بِدِیْنِ اللّٰہِ وَالْکُفْرُ وَاجِبٌ
لَدَیَّ وَعِنْدَ الْمُسْلِمِیْنَ قَبِیْحٌ

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفر سے پناہ مانگتے تھے دانا لوگ شاید اس معنے کو دانائی سے بھی معلوم کر لیں گے العجب کل العجب۔ اس قدر تو سمجھنا چاہئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے جو اس قدر بڑائی اور بزرگی حاصل کی ہے تو وہ نبوت کی راہ سے حاصل کی ہے۔ نہ ولایت کی راہ سے۔ ولایت نبوت کے لئے خادم کی طرح ہے۔ ایک گروہ نے جب ولایت کو نبوت سے افضل جانکر ملائے اعلیٰ کی ولایت کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت سے اکمل دیکھا تو ناچار ملائکہ ملمن کو انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل کہہ دیا۔ اور تمام اہلسنت سے جدا جا پڑے۔

ہر شخص کے دل میں کسی نہ کسی امر کی تمنا ضروری ہوا کرتی ہے لیکن اس فقیر کی تمنا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ اور اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ سختی کی جائے اور ان بدبختوں کی اہانت کی جائے۔ اور ان کے جھوٹے خداؤں کو ذلیل و خوار کیا

جائے۔ یہ فقیر یقیناً جانتا ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک اس عمل سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب اور کوئی عمل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بار بار آپ کو اس عمل پسندیدہ کے لئے ترغیب دیتا ہے اور اس کام کا بجالانا اسلام کے نہایت ضروری کاموں میں سے سمجھتا ہے۔ فقیر خود حاضر ہو کر اس امر کی ترغیب دیتا۔ اور اس تقریب سے اس پتھر تف ڈالتا۔ اور اس کو اپنی سعادت کا سرمایا جانتا۔

آپ نے دور افتادوں کو اس طرح فراموش کیا ہے کہ سلام وپیام سے بھی یاد نہیں کرتے۔ آپ کی دلی خواہش گوشہ نشینی کی تھی سو آپ کو میسر ہو گئی

لیکن بعض ایسی صحبتیں ہیں جو گوشہ نشینی اور تنہائی پر فضیلت رکھتی ہیں حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کے جمال پر قیاس کرنا چاہیئے۔

کبھی کسی نے نہیں سنا کہ کسی پیغمبر نے ایمان تشبیہی کی طرف دعوت کی ہو۔ اور خلق کو خالق کا ظہور کہا ہو۔ تمام پیغمبر علیہم الصلوۃ والسلام واجب الوجود کی توحید کے کلمہ میں متفق ہیں اور حق تعالی کے سوا تمام ارباب کی نفی کرتے ہیں۔

اول جس شخص نے توحید وجودی کی تصریح کی ہے وہ شیخ محی الدین ابن عربی ہے اس سے گذشتہ مشائخ کی عبارتیں اگرچہ توحید وجودی کی خبر دیتی ہیں۔ لیکن توحید شہودی پر حمل کرنے کے قابل ہیں کیونکہ حق جل شانہ کے غیر کو جب نہیں دیکھتے تو بعض کہتے ہیں کہ لَیْسَ فِیْ جُبَّتِیْ سِوَی اللّٰہِ (میرے جبہ میں سوائے اللہ کے اور کچھ نہیں) اور بعض سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمَ شَانِیْ کی ندا پکار اٹھتے ہیں اور بعض لیس فی الدار غیرہ دیار (گھر میں اس کے سوار ہونے والا نہیں ہے) کا آوازہ لگاتے ہیں۔ اور جس شخص نے اس مسئلہ کو بابوں اور تفصیلوں میں لکھا ہے اور صرف ونحو کی طرح اس کو جمع کیا ہے وہ شیخ محی الدین ہی ہے اور اس مسئلہ کے بعض پوشیدہ معارف کو اپنی طرف منسوب کیا ہے اور ان کو اپنے ساتھ مخصوص کیا ہے حتی کہ اس نے کہا کہ خاتم النبوت بعض علوم ومعارف کو خاتم الولایت سے اخذ کرتا ہے اور خاتم الولایت محمدی اپنے آپ کو جانتا ہے اور شارحین نے اس کی توجیہ میں کہا ہے کہ بادشاہ اپنے خزانچی سے اگر کوئی چیز لے لے تو اس میں کیا نقصان ہے۔

اور فقیر کا سیر محبوبی تھا۔ اس لئے راستہ کے جنگلوں اور میدانوں کو فضل وعنایت کی امداد سے طے کروایا اور کمال کرم کے ساتھ ظلال سے گذار کر اصل تک پہنچایا۔ اور جب معاملہ مستر شدہ یعنی مریدوں تک پہنچا تو معلوم ہوا کہ اس کے علاوہ ایک اور راہ ہے جو وصول کے زیادہ قریب اور حصول میں زیادہ آسان ہے۔ بعض نے یہاں تک تصریح کی ہے کہ ہمارے حضرت پیغمبر عَلَیْہِ وَعَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ الصَّلَوٰتِ اَفْضَلُہَا وَمِنَ التَّسْلِیْمَاتِ اَکْمَلُہَا کمالات نبوت کے حاصل ہونے کے بعد شہود وحدت اور کثرت کے مقام میں رہے ہیں حضرت حق سبحانہ، وتعالی ان کو انصاف دے۔ شاید یہ لوگ انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کو اپنے کمالات کے ترازو پر تولنا چاہتے ہیں اور ان کے کمالات کو اپنے کمالات کی طرح جانتے ہیں کَبُرَتْ کَلِمَۃً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ چھوٹا منہ بڑی بات۔

چو آں کرے کہ در سنگے نہان ست
زمین و آسمان او ہماں است

بڑے تعجب کی بات ہے کہ ان میں سے بعض صوفیہ عام لوگوں کو اپنے کشفیہ اور الہامیہ امور مثلاً وحدت وجود کے ساتھ ایمان لانے پر دلالت کرتے ہیں اور ان کی تقلید کی ترغیب دیتے ہیں اور ان کے عدم ایمان پر دھمکاتے ہیں۔ ہاں ان امور کے انکار سے بچنا چاہیئے۔

علمائے اہل حق کے عقائد کے موافق کام کرنا چاہیئے اور صوفیہ

کی کشفیہ باتوں سے حسن ظن کے ساتھ خاموشی اور سکوت اختیار کرنا چاہیئے اور لَا وَنَعَمْ پر جرات نہ کرنی چاہیے اس جہان میں رویت بصری کے بھی قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم واجب الوجود جل سلطانہ کی ذات کو دیکھتے ہیں اور نیز کہتے ہیں کہ وہ دولت جو ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو شب میں حاصل ہوئی تھی۔ ہم کو ہر روز میسر ہے تَعَالَی اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ عَمَّا یَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا

اور نیز حضرت جلشانہ کے ساتھ مکالمہ وکلام ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حق تعالی ایسا فرمایا ہے کبھی دشمنوں کے حق میں حضرت حق سبحانہ کی طرف سے کئی قسم کی وعیدیں یعنی وعدہ عذاب نقل کرتے ہیں اور کبھی اپنے دوستوں کو بشارت دیتے ہیں اور ان میں سے بعض اس طرح کہتے ہیں کہ رات کی تہائی یا چوتھائی حصہ سے لیکر صبح کی نماز تک میں حق تعالی کے ساتھ کلام کرتا رہا۔ اور ہر طرح کی باتیں پوچھتا رہا۔ اور جواب لیتا رہا۔ لَقَدِ اسْتَکْبَرُوْا فِیْ اَنْفُسِہِمْ وَعَتَوْا عُتُوًّا کَبِیْرًا ان لوگوں نے اپنے آپ میں تکبر کیا اور بڑی سرکشی کی۔

ان لوگوں کی باتوں سے مفہوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس نور مرئی کو عین حق تعالی سمجھتے ہیں اور اس نور کو حق تعالی کی ذات تصور کرتے ہیں نہ یہ کہ اس کے ظہورات میں سے کوئی ظہور یا اس کے ظلال میں سے کوئی ظل جانتے ہیں۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ اس نور کو حق تعالی کی ذات کہنا محض افترا اور صرف الحاد اور خالص زندقہ ہے یہ اللہ تعالی کا نہایت ہی حلم تحمل ہے کہ اس قسم کے مفتریوں کے لئے طرح طرح کے عذابوں میں جلدی نہیں کرتا۔ اور ان کی بیخ کنی نہیں فرماتا۔ سُبْحٰنَکَ عَلٰی حِلْمِکَ بَعْدَ عِلْمِکَ وَعَلٰی عَفْوِکَ بَعْدَ قُدْرَتِکَ یا اللہ تو پاک ہے کہ ہماری برائیوں کو جان کر حلم فرماتا ہے اور قدرت کے باوجود معاف کرتا ہے۔

حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی قوم صرف رویت یعنی دیدار کی طلب ہی کے باعث ہلاک ہوگئی اور حضرت موسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے طلب رویت کے بعد لن ترانی کا زخم کھایا اور بیہوش ہو کر گر پڑے اور اس طلب سے تائب ہوئے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو رب العلمین کے محبوب اور تمام اولین و آخرین موجودات میں سے بہترین ہیں باوجود اس کے کہ معراج بدنی کی دولت سے مشرف ہوئے اور عرش و کرسی سے گزر کر مکان و زمان سے بھی اوپر چلے گئے باوجود قرانی اشارتوں کے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی رویت میں علماء کا اختلاف ہے اکثر علما حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی عدم رویت کے قائل ہیں۔

امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَلَاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَارَاٰی رَبَّہٗ سُبْحَانَہٗ لَیْلَۃَ الْمِعْرَاجِ یعنی صحیح یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات اپنے رب کو نہیں دیکھا ہے یہ بے سروسامان اپنے خیال باطل میں ہر روز خدا کو دیکھتے ہیں حالانکہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک دیدار میں بھی علماء کی قیل و قال ہے فَضَحَہُمُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ (اللہ تعالی ان کو خوار کرے)

منقول ہے کہ ایک دن سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم امامین کے بوسے لے رہے تھے اور کمال انبساط اور خوشی کے ساتھ ان سے سلوک کر رہے تھے حاضرین میں سے ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرے گیارہ لڑکے ہیں میں نے کبھی کسی کا بوسہ نہیں لیا۔ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالی کی رحمت ہے جو وہ اپنے مہربان بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

اور آفتاب کے وجود کے ساتھ ایمان شہودی حاصل کرلے اور جب رات ہو جائے تو اس کا ایمان شہودی ایمان غیب کے ساتھ

بدل جائے وہ ایمان جو انبیاء علیہم السلوٰۃ والسلام کی تقلید سے حاصل ہوتا ہے وہی ایمان استدلالی ہے کیونکہ صاحب تقلید دلیل کے ساتھ جانتا ہے کہ انبیاء علیہم السلوہ والسلام تبلیغ رسالت میں صادق ہیں۔ تقلید غیر معتبر یہ ہے کہ ایمان میں اپنے باپ دادا کی تقلید کرے اور انبیاء علیہم السلوۃ والسلام کی صداقت اور ان کے تبلیغ کی حقیقت اور راستی کو منظور نہ رکھے۔ یہ ایمان اکثر علماء کے نزدیک معتبر نہیں ہے۔ خوابوں کا کچھ بھروسہ ہوتا۔ تو مریدوں کو پیروں کی حاجت نہ رہتی اور طریق میں سے کسی ایک طریق کا لازم پکڑنا عبث معلوم ہوتا۔ کیونکہ ہر ایک مرید اپنے واقعات کے موافق عمل کرلیتا اور اپنی خوابوں کے مطابق زندگی بسر کرلیتا۔ حالانکہ مرید صادق ہزار ہا واقعات کو اپنے پیر کے باوجود نیم جو کے ساتھ نہیں خریدتا۔

ایک دن حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مجلس لگائے ہوئے تھے اور قریش کے سردار اور کفار کے رئیس بھی اس مجلس میں حاضر تھے اور بہت سے اصحاب کرام بھی وہاں تھے۔ حضرت سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ نجم پڑھنی شروع کی۔ جب ان کے باطل خداؤں کا ذکر آیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے ساتھ (شیطان نے اپنا کلام کافروں کے بتوں کی تعریف میں اس طرح ملادیا کہ حاضرین نے اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا کلام سمجھایا۔ اور اس میں کچھ سمجھ تمیز نہ کر سکے۔ تو کافروں نے جو وہاں موجود تھے شور مچادیا۔ اور کہنے لگے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ صلح کرلی ہے اور ہمارے بتوں کی تعریف کی ہے حاضرین اہل اسلام بھی اس کلام سے متحیر ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شیطان لعین کے کلام سے اطلاع نہ ہوئی فرمایا کہ یہ کیا واقعہ ہے اصحاب کرام نے عرض کی کہ اثنائے کلام میں اس قسم کے فقرے حضور علیہ السلام کی زبان سے نکلے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت متفکر اور غمناک ہوئے۔

پس کس طرح معلوم ہو سکے کہ یاروں کے یہ واقعات ظاہر پر محمول ہیں اور ظاہر سے پھرے ہوئے نہیں ہیں۔ کیوں نہیں ہو سکتا کہ ان واقعات سے مراد ان کی تعبیریں ہوں۔

فیروز آباد جو ہم فقرا کا ماؤی اور جائے پناہ اور ہمارے پیروں کا مرکز ہے۔ جب اس میں کوئی ایسا امر حادث ہو جائے جو اس طریقہ علیہ کے مخالف ہو۔ تو پھر فقرا کیونکر مضطرب و بیقرار نہ ہوں حضرت مخدوم زادے اپنے والد بزرگوار کے طریق کو محفوظ رکھنے کے زیادہ مستحق اور حقدار ہیں۔ حضرت خواجہ احرار قدس سرہ کے فرزندوں نے اپنے والد بزرگوار کے طریقہ کے تغیر کے بعد ان کے اصل طریق کی محافظت کی۔ اور تغیر کرنے والوں کے ساتھ لڑائی جھگڑا کیا۔ چنانچہ آپ کے مبارک کانوں میں بھی پہنچا ہوگا۔ فقیر کا یقین ہے کہ حضرت قدس سرہ ہراس امر کو پسند نہ کرتے بلکہ انکار کرتے۔ فقیر کا مقصد آپ کو جتلا دینا ہے آپ قبول کریں یا نہ کریں کچھ مضائقہ نہیں ہے اور نہ آپ سے کوئی مشاجرہ اور لڑائی جھگڑے کی گنجائش ہے اگر مخدوم زادے اور وہاں کے یار اپنی اسی وضع پر استقامت رکھیں۔ اور اپنی حالت کو نہ بدلیں۔ تو ہم فقیروں کو ان کی صحبت سے سوائے مایوسی کے اور کچھ چارہ نہیں ہے اس سے زیادہ کیا تکلیف دیجائے۔

برادر عزیز مولانا احمد برکی جس کو عام لوگ علما ظاہر سے جانتے ہیں اور وہ بھی اپنے احوال اور اپنے یاروں کے احوال کی خبر نہیں رکھتا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا باطن شہود تنزیہی کی طرف متوجہ ہے۔ جو جہل نادانی کا مقام ہے اور اس کا ایمان علما کی طرح ایمان بغیب ہے اس کے باطن نے بلند فطرتی کے باعث کثرت آمیز شہود کی طرف التفات نہیں کی۔ اور اس کا ظاہر ترہات صوفیہ کے ساتھ

فریفتہ اور مغرور نہیں ہوا۔ اس کا وجود مبارک ان اطراف میں غنیمت ہے۔ فقیر کے نزدیک اس جگہ کا مدار مولانا کے وجود پر ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ امران اطراف کے صاحبان کشف پر کس طرح مخفی رہا حالانکہ فقیر کے عالم میں مولانا شرف اور بزرگی وجود آفتاب کی طرح ظاہر و باہر ہے آپ کے حال پر توجہ کی دیکھا کہ اس گرد نواح کے لوگ آپ کی طرف دوڑتے آتے ہیں اور آپ کی طرف التجا کرتے ہیں معلوم ہوا کہ آپ کو اس زمین کا مدار بنایا گیا ہے اور ان حدود و اطراف کے لوگوں کو آپ کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔

شیخ حسن آپ کے ارکان دولت میں سے ہے آپ کے معاملہ کا ممد و معاون ہے اور اگر بالفرض آپ کو ماوراء النہر یا ہندوستان کی سیر کی خواہش پیدا ہو جائے تو وہاں آپ کا قائم مقام شیخ حسن ہے اس کے حق میں اپنی التفات و توجہ کی بخوبی مد نظر رکھیں۔ اور بہت کوشش فرمادیں۔ تاکہ ضروری علوم دینی کی تحصیل سے جلدی فارغ ہو جائے۔ ہندوستان کی یہ سیر

آپ کے حق میں غنیمت ہے اور اس کے حق میں بھی آپ نے لکھا تھا کہ اس یار کے لئے چھ مہینے ہوئے ہیں کہ ترقی واقع ہوئی ہے جو کچھ اس کو غنیمت اور بے شعوری کی حالت میں ارواح طیبات سے دکھائی دیتا تھا۔ اب وہ حالت بیداری اور ہوش میں دیکھتا ہے

میرے مخدوم! یہ دید ترقی پر کچھ دلالت نہیں کرتی خواہش شعور میں دیکھیں یا بے شعوری میں کیونکہ قدم اول اس راہ میں یہ ہے کہ حق تعالی کے غیر کو کچھ نہ دیکھیں اور اندیشہ میں ماسوائے اللہ کا خیال نہ رہے۔

اے برادر! حق تعالی نے اپنی کتاب مجید کو دو قسم پر فرمایا ہے۔ ایک محکمات دوسری متشابہات۔

قسم اول علم شرائع اور احکام کا منشا اور مبدء ہے اور قسم ثانی حقائق اور اسرار کے علم کا مخزن ہے۔ اور وجہ (چہرہ) اور قدم ساق (پنڈلی) اور اصابع (انگلیاں) اور انامل (پورے) جو قرآن و حدیث میں آئے ہیں۔ سب متشابہات میں سے ہیں اور ایسے ہی حروف مقطعات جو قرآنی سورتوں کے اول میں واقع ہوئے سب متشابہات میں سے ہیں جن کی تاویل پر علمائے راسخین کے سوا اور کسی کو اطلاع نہیں دی گئی یہ خیال نہ کریں کہ تاویل مراد قدرت سے ہے جس کی تعبیر ید سے کی ہے یا مراد ذات سے ہے۔ جس کو وجہ سے تعبیر کیا ہے بلکہ ان کی تاویل ان پوشیدہ اسرار سے ہے۔ جو اخص و خواص پر ظاہر کئے گئے ہیں۔

یہ فقیر قرآن مجید کے حروف مقطعات کی نسبت کیا لکھے۔ کیونکہ ان حروف میں سے ہر ایک حروف عاشق و معشوق کے پوشیدہ اسرار کا ایک بحر مواج ہے۔ اور محب و محبوب کے دقیق اور باریک رازوں اور رمزوں کی ایک پوشیدہ رمز ہے پس کتاب کا لب یعنی مغز متشابہات ہیں اور محکمات اس کا قشر یعنی پوست' وہ متشابہات ہی ہیں جو رمز و اشارہ کے ساتھ اصل بیان ظاہر کرتی ہیں اور اس مرتبہ کی حقیقت معاملہ کا نشان بتلاتی ہیں وہ شخص جو محکمات کے علم اور ان کے موافق عمل کے بغیر متشابہات کی تاویل ڈھونڈھے اور صورت کو چھوڑ کر حقیقت کی طرف دوڑے۔ ایسا جاہل ہے۔ جس کو اپنی جہالت کی بھی خبر نہیں ہے اور ایسا گمراہ ہے جس کو اپنی گمراہی کی بھی خبر نہیں۔ وہ نہیں جانتا کہ یہ جہان صورت اور حقیقت سے مرکب ہے اور جب تک یہ جہان قائم ہے کوئی حقیقت صورت سے الگ نہیں ہو سکتا اللہ تعالی فرماتا ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ای الموت کما قال المسروق (اپنے رب کی عبادت کرتے کہ تجھے یقین یعنی موت آجائے

پس ہر جہان کا حکم علیحدہ ہے ایک کو دوسرے کے ساتھ

سوائے اس جاہل یا زندیق کے جس کا مقصود شرائع کا باطل کرنا ہے' خلط ملط نہیں کرتا کیونکہ شریعت کا جو حکم مبتدی پر ہے وہی حکم منتہی پر ہے۔ یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ عارفوں کی عبادت ریائی ہے یعنی عارف اس واسطے عبادت کرتے ہیں کہ ان کے مقتدی اور پس روان کی اقتداء کریں۔ نہ یہ کہ عارف عبادت کے محتاج ہیں۔ اور اس قول کی تائید میں مشائخ سے نقل کرتے ہوئے کہ انہوں نے کہا کہ جب تک پیر منافق اور مرائی یعنی ریاکار نہ ہو۔ مرید اس سے نفع نہیں حاصل کر سکتے خذ لھم اللہ سبحانہ اجھلھم (اللہ تعالیٰ ان کو خوار کرے یہ لوگ کیسے جاہل ہیں) عارفوں کو عبادت کی اس قدر حاجت ہے کہ اس کا دسواں حصہ بھی مبتدیوں کو حاصل نہیں ہے کیونکہ ان کے عروج عبادات پر ہی وابستہ ہیں۔

علمائے ظاہر نے اس کے قشر پر کفایت کی ہے اور علمائے راسخین نے اس کے قشر کو لب کے ساتھ جمع کیا ہوا ہے اور مجموعہ صورت و حقیقت سے حظ وافر حاصل کیا ہے پس شریعت کو اس شخص کی طرح جو صورت و حقیقت سے مرکب ہے تصور کرنا چاہئے۔ شریعت کی صورت کا حاصل ہونا اس کی حقیقت کے حاصل ہونے کے بغیر اعتبار سے ساقط ہے اور اس کی حقیقت کا حاصل ہونا صورت کے اثبات کے بغیر ناتمام و ناقص ہے۔ متشابہات کی تاویل حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے متشابہات کی تاویلات کا تھوڑا سا حال اس فقیر پر ظاہر کیا۔ اور اس مسکین کی استعداد کی زمین میں اس دریائے محیط سے ایک چھوٹی سی نہر چلا دی تو معلوم ہوا کہ علمائے راسخین کو متشابہات کی تاویلات کا بہت سا حصہ حاصل ہے۔ جان لے کہ حق تعالیٰ و سبحانہ کی ذات میں علم الیقین ان آیات و نشانات کے شہود سے مراد ہے جو حق تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کرتے ہیں

ڈھونڈتا پھرتا تھا میں اے دوست تجھ کو جابجا
اور این و آن سے تھا تیری خبر میں پوچھتا

خواص کو خلق کا شہود حق تعالیٰ کے شہود سے مانع نہیں ہوتا بلکہ ان کے دیدہ شہود میں حق جل شانہ' کے سوا اور کچھ مشہور نہیں ہوتا اور عوام کو یہ شہود مانع ہے یہی باعث ہے کہ اس شہود سے غافل اور اس ادراک سے بخبر رہتے ہیں اور یہ عین الیقین علم الیقین کا حجاب ہے جیسے کہ علم الیقین عین الیقین کا حجاب ہے اس شہود کے تحقیق کے وقت سراسر حیرت و نادانی ہے علم کی اس میں ہرگز گنجائش نہیں۔

حق الیقین حق تعالیٰ کے شہود سے مراد ہے بعد اس کے کہ تعین دور ہو جائے اور متعین فانی اور نابود ہو جائے لیکن عارف کے لئے حق تعالیٰ کا شہود حق تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ عارف کے اپنے ساتھ حق تعالیٰ محض اپنا عنایت سے اپنے نزدیک سے ایک وجود عطا کرتا ہے۔ اور دل کی سلامتی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کہ دل میں ماسوائے حق کا گذر نہ رہے یعنی اگر بالفرض ہزار سال تک زندگی وفا کرے۔ تو بھی حق تعالیٰ کے سوا اور کچھ دل میں نہ گذرے

ہیچکس را تا نگر دوا وفنا
نیست رہ دربار گاہ کبریا

ان بزرگواروں نے اپنی سیر کی ابتدا عالم امر سے شروع کی ہے اور قلب سے قلب کے پھرنے والے یعنی خدا کی طرف راستہ لگے ہیں۔ انہوں نے دوسروں کی ریاضتوں اور مجاہدوں کے بجائے سنت کو لازم پکڑا ہے اور بدعت سے کنارہ کیا ہے۔ مولانا جامی قدس سرہ نے فرمایا ہے

ترجمہ

عجب ہی قافلہ سالار ہیں یہ نقشبندی

کہ لیجاتے ہیں پوشیدہ حرم تک قافلے کو

چہ نسبت خاک رابا عالم پاک

چہ گویم باتواز مرغے نشانہ

کہ باعنقا بودہم آشیانہ

نہ عنقاہست نامے پیش مردم

نہ مرغ من بود آں نام ہم گم

اس فقیر نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں لکھا ہے کہ ان بزرگواروں کا طریق اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا طریق ہے جس طرح اصحاب کرام نے وراثت کے طور پر کمالات نبوت سے حظ وافر حاصل کیا ہے۔ مبتدی اور متوسط جنہوں نے اس طریق کو لازم پکڑا ہے اور اس طریق کے منتہیوں کے ساتھ کامل محبت رکھتے ہیں۔ وہ بھی امیدوار ہیں اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ آدمی اسی کے ساتھ ہے جس کی اس کو محبت ہے

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی

ایں رہ کہ تو میروی بہ ترکستان است

حضرت رسالت خاتمیت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والتحیہ نے فرمایا ہے لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَایَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے جس میں کسی ملک مقرب اور نبی مرسل کو دخل نہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت دائمی نہیں ہوتا۔ اور ممکن ہے کہ قُرَّۃُ عَیْنِیْ فِی الصَّلٰوۃِ (نماز میں میری آنکھ کی ٹھنڈک ہے' میں اس کیفیت نادرہ کی طرف اشارہ ہو۔ اور نیز خبر میں ہے کہ اَقْرَبُ مَایَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِی الصَّلٰوۃِ (بندہ کو اپنے رب سے زیادہ قرب نماز میں ہوتا ہے) اور اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ سجدہ کر اور قرب حاصل کر) اور کچھ شک نہیں ہے) کہ کس وقت میں اللہ تعالیٰ کا قرب زیادہ ہے۔ اس وقت میں غیر گنجائش ہرگز نہیں ہے پس اس حدیث اور آیت سے بھی مفہوم ہوتا ہے کہ وہ وقت نماز میں ہے۔

ان بزرگواروں کا آرام عبادت کے ساتھ ہے اور ان کی تسکین بندگی اور طاعت کے حقوق ادا کرنے میں ہوتی ہے عروج کی خواہش ان کی طبیعت میں کم ہوتی ہے اور صعود کا شوق ان کے باطن میں قلیل ہوتا ہے ابھی تک ملت کی متابعت سے ان کے وقت کی پیشانی روشن ہے اور ان کی بصیرت کی آنکھ سنت کے اتباع کے سرمہ سے سرگمین ہے۔ اسی واسطے یہ لوگ تیز نظر والے ہیں کیونکہ یہ لوگ دور سے اس چیز کو دیکھ لیتے ہیں جس کو دیکھنے سے نزدیک کے لوگ عاجز ہیں یہ لوگ اگرچہ عروج کمتر رکھتے ہیں لیکن نورانی ہیں جو اصلی نور سے منور ہیں اور اسی مقام سے شان عظیم اور جلیل رکھتے ہیں ان کو سماع و وجد کی کچھ حاجت نہیں ہے عبادات ان کے لئے سماع کا کام دیجاتے ہیں اور اصل کی نورانیت عروج سے کفایت بخشتی ہے سماع و رقص ان کی خلوت کی تنگ جگہ میں دخل نہیں پاتے۔ اور وجد تواجد کا ان کے ساتھ کچھ کام نہیں ہوتا۔

ایسے شخص کے وجود سے جہاں منور ہوتا ہے اور اس کی نظر دلی امراض کو شفا بخشتی ہے اور اس کی توجہ ناپسندیدہ اور برے اخلاق کو دور کرتی ہے ایسا شخص معارج عروج کو تمام کر کے مقام بندگی میں اتر آتا ہے اور عبادت کے ساتھ انس وارام پاتا ہے اس طائفہ میں سے ایسے شخص کو منتخب کر کے مشرف فرماتے ہیں اور منصب محبوبیت کی قابلیت بھی اسی کو مسلم ہوتی ہے ایسا شخص مرتبہ ولایت کے تمام کمالات کا جامع اور درجہ دعوت کے تمام مقامات کا حادی اور ولایت خاصہ اور کمالات سے بہرہ مند ہوتا ہے

دیا آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہاواری

عرش تمام جہات کا گھیرنے والا اور تمام بعدوں کا منتہا ہے اور عالم ارواح، عالم جہالت وابعاد کے ماسواء ہے۔ کیونکہ روح لا مکانی ہے مکان میں نہیں سما سکتا روح کو باوجود لامکانی ہونے کے تمام مکانوں کے ساتھ برابر نسبت ہے روح کو عرش کے ماسوائے کہنا اور معنے رکھتا ہے جب تک تو وہاں نہ پہنچے، ان معنے کو نہیں پاسکتا۔ پس جب تک روح کے تمام مقامات سے عروج نہ کریں اس اسم تک نہیں پہنچتے پس اول آسمان سے لیکر عرش تک کے تمام طبقات سے گذرنا پڑتا ہے اور لوازم مکان سے پورے طور پر نکلنا پڑتا ہے بعد ازاں عالم ارواح کے تمام لامکانی مراتب کو بھی طے کرنا پڑتا ہے۔ پھر اس اسم تک پہنچتے ہیں

خواجہ پندارد کہ مرد واصل است

جن معانی کو تمام علمائے اہل حق یعنی اہل سنت و جماعت نے اس کتاب وسنت سے سمجھا ہے اور اگر بالفرض کشف والہام کے ساتھ ان معانی مغموصہ کے برخلاف کوئی امر ظاہر ہو تو اس کا اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔

علمائے اہل حق کے معانی مفہومہ کو اپنے کشف کا مصداق اور اپنے الہام کی گھسوٹی بنانا چاہیئے کیونکہ وہ معانی جو ان کے مفہومہ معانی کے خلاف ہیں۔ محل اعتبار سے ساقط ہیں کیونکہ ہر بدعتی اور ضال یعنی گمراہ کتاب و سنت ہی کو اپنے معتقدات کا مقتدا جانتا ہے۔ اپنے کشف والہام کے برخلاف علمائے اہل حق کی تقلید کو لازم جانے۔ اور علماء کو حق پر اور اپنے آپ کو خطا پر خیال کرے کیونکہ علماء کی مستند یعنی دلیل انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تقلید ہے جن کی تائید وحی قطعی سے کی گئی ہے

اور جہاں تک ہو سکے مجتہدین کے اقوال جمع کرنے میں کوشش کرے۔ تاکہ متفق علیہ قول پر عمل واقع ہو۔ مثلاً امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ وضو میں نیت کو فرض کہتے ہیں۔ نیت کے بغیر وضو نہ کرے اور ایسے ہی اعضا کے دھونے میں ترتیب اور تواتر کو لازم جانتے ہیں ترتیب وتواتر کی بھی رعایت کرنی چاہیئے۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ اعضاء کے دھونے میں ولک یعنی ملنے کو فرض کہتے ہیں اعضا کو ملنا بھی چاہیئے۔

شیخ الاسلام هروی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ الہی یہ کیا ہے جو تو نے اپنے دوستوں کو عطا کیا ہے کہ جس نے ان کو پہچانا اس نے تجھ کو پالیا۔ اور جب تک تجھ کو نہ پایا، ان کو نہ پہچانا، اور منازل سلوک کے قطع کرنے میں بعض بزرگواروں کی روحانیات کو اس کے راستہ کا وسیلہ بنائیں گے کیونکہ عادت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ راہ سلوک کے طے کرنے میں مشائخ کی روحانیات کا وسیلہ درکار ہے اور اگر مریدوں سے ہے تو اس کا کام شیخ مقتدا کے وسیلہ کے بغیر مشکل ہے جب تک شیخ مقتدا نہ ملے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجاوزاری کرتا ہے تاکہ اس کو شیخ مقتدا تک پہنچادیں اور نیز چاہئے کہ شرائط راہ کی رعایت کو لازم نہ جانے اور راستہ کی شرائط مشائخ کی کتابوں میں مفصل طور پر بیان ہو چکی ہیں وہاں سے ملاحظہ کر کے ان کو مدنظر رکھے۔

طالب کی استعداد میں ابھی ترقی کی قابلیت ہے تو اس کو چاہئے کہ یہ بات اس پر ظاہر کردے اور اس کو رخصت دیدے تاکہ وہ اپنے کام کو دوسرے شیخ سے کامل وتمام کرے۔ اور اپنے آپ کو منتہی نہ سمجھ لے اور اس حیلہ سے لوگوں کی رہزنی نہ کرے اور اس قسم کی شرائط جو اس کے حال کے مناسب جانے اس کے سامنے ذکر کردے۔ اور ان کو وصیت کر کے رخصت واجازت دیدے لیکن منتہی مرجوع افادہ تکمیل میں ان قیود وشرائط کا محتاج نہیں ہے

مقام شیون ذی شان یعنی صاحب شان کے مواجہ اور مقابل اور روبرو ہے اور مقام صفات ایسا نہیں ہے۔

جلاتی آگ ہے اس کو جو ہاتھ اس کو لگاتا ہے
جو خود ہی آگ ہو شعلہ اسے کیونکر جلاتا ہے

وہ تجلی جو پردہ میں ہے تجلی ذاتی نہیں ہے وہ تجلی صفات میں داخل ہے کیونکہ تجلی ذاتی جو آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ مخصوص ہے وہ تجلی بے پردہ ہے اور پردہ کی علامت بے شعوری ہے۔

موسیٰ زہوش رفت بہ یک پرتو صفات
تو عین ذات مے نگری در تبسمی
بیہوش گرے کلیم اک پرتو صفت سے
تو عین ذات دیکھے حالت نہ تیری بدلے

یہی تجلی ذاتی جو بے پردہ ہے محبوبوں کے لئے دائمی ہے اور محبوں کے لئے برقی۔ کیونکہ محبوس کے بدن ان کی روحوں کا سا رنگ حاصل کرلیتے ہیں اور وہ نسبت ان میں کلی طور پر اثر کرجاتی ہے۔

اس فقیر کے نزدیک اس وقت نادر کا مستحق ہونا نماز ادا کرنے کی وقت میں ہے اور بے شک آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے حدیث قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ (نماز میں میری آنکھ ٹھنڈک ہے) میں اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

نیز آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اَقْرَبُ مَايَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنَ الرَّبِّ فِي الصَّلٰوةِ (سب سے زیادہ قرب جو بندوں کو اپنے رب سے ہوتا ہے وہ نماز میں ہے) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (سجدہ کر اور قرب حاصل کر) قطب محمدی مشرب ہے اور محمدیوں کو تجلی ذات ہے۔

یہ ایسا یکتا لباس ہے جو خاص روح کے قد پر سیا ہوا ہے ملا کہ کو بھی یہ خصوصیت حاصل نہیں ہے شے کی صورت اس شے کا خلیفہ ہوتی ہے اور جب تک شے کی صورت پر مخلوق نہ ہو شے کی خلافت کے لائق نہیں ہوتا اور جب تک خلافت کے لائق نہ ہو اپنے اصلی امانت کے بوجھ کو نہیں اٹھا سکتا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا" (اللہ تعالیٰ تم سے تخفیف کرنا چاہتاہ اور انسان ضعیف پیدا کیا گیا ہے) کیونکہ تخفیف نہ کرے جب کہ اللہ تعالیٰ حکیم اور رؤف اور رحیم ہے

ور تنگنائے صورت معنی چگہ نہ گنجد
درکلبہ گدایا سلطان چہ کار وارد

پس وہ نماز جو روز عاشورہ اور شب برات اور لیلۃ الرغائب میں جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہی اور دو دو یا تین تین سو یا اس سے زیادہ آدمی مسجدوں میں جمع ہوتے ہیں اور نماز اور اجتماع اور جماعت کو مستحسن خیال کرتے ہیں ایسے لوگ فقہا کے اتفاق سے امر مکروہ کے مرتکب ہیں او مکروہ کو مستحسن جاننا بڑا بھاری گناہ ہے کیونکہ حرام کو مباح جاننا کفر تک پہنچادیتا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت جعفر بن محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کیا اللہ تعالیٰ نے کوئی امر اپنے بندوں کے سپرد کیا ہے تو انہوں نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے برتر ہے کہ اپنی ربوبیت اپنے بندوں کے سپرد کرے۔ پھر عرض کیا کہ کیا ان کو جبر کرتا ہے؟ فرمایا یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کی شان سے بعید ہے کہ کسی بات پر مجبور کرے اور پھر اس پر عذاب دے۔

پھر عرض کیا کہ یہ بات کس طرح ہے؟ امام رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس کے بین بین ہے یعنی نہ جبر کرتا ہے اور نہ سپرد کرتا ہے اور نہ اکراہ ہے نہ تسلیط (یعنی نہ جبراً" اور نہ غلبہ سے کسی کلام پر لگاتا ہے)۔ اسی واسط اہل سنت وجماعت کے لوگ فرماتے ہیں کہ

بندوں کے اختیاری فعل خلق وایجاد کی حیثیت سے اللہ تعالی کی قدرت کی طرف منسوب ہیں اور کسب واکتساب کی کوشش وسعی کے تعلق کے باعث بندوں کی قدرت کی طرف منسوب ہیں بندوں کی حرکت کو حق تعالی کی قدرت کی طرف منسوب کرنے کے اعتبار سے خلق کہتے ہیں اور بندے کی قدرت کی طرف منسوب کرنے کے اعتبار سے اس کا نام کسب رکھتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ اہل سنت وجماعت قدر کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور اس بات کے قائل ہیں کہ قدر کا خیر وشر وحلو ومر اللہ تعالی ہی کی طرف ہے کیونکہ قدرت کے معنے احداث اور ایجاد کے ہیں اور ظاہر ہے کہ حق تعالی کے سوا اور کوئی محدث اور موجد نہیں ہے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَاعْبُدُوْهُ (اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں وہی تمام اشیاء کا پیدا کرنے والا ہے اسی کی عبادت کرو۔ مرجیہ ملعون وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ معصیت ضرر نہیں دیتی اور اہل معاصی کو عذاب نہ دیا جائیگا۔

نبی صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ لُعِنَتِ الْمُرْجِئَةُ عَلٰى لِسَانِ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا

اے بھائی خدا تجھے سیدھے راستہ کی ہدایت دے تجھے جاننا چاہئے کہ جب اس درویش کو اس راہ کی ہوس پیدا ہوئی تو حق تعالی ہی نے ہادی راہ ہو کر ولایت پناہ ہمارے شیخ اور امام خواجہ محمد باقی قدس سرہ کی خدمت میں جو حضرات مشائخ نقشبندیہ قدس سرہم کے خاندان بزرگ کے بڑے خلفا میں سے تھے پہنچایا انہوں نے اس درویش کو ذکر اسم ذات تعلیم فرمایا اور مقررہ طریق سے ایسی توجہ فرمائی کہ مجھ میں کمال لذت پیدا ہوئی اور کمال شوق سے گریہ شروع ہوا ایک روزہ کے بعد بیخودی کی کیفیت جو ان بزرگواروں کے نزدیک معتبر ہے اور غیبت سے موسوم ہے طاری ہوئی اور اس بیخودی کی حالت میں میں نے ایک دریائے محیط کو دیکھا جس میں عالم کی صورتیں اور شکلیں سایہ کی طرح معلوم ہوئی یہ بیخودی رفتہ رفتہ غالب ہوتی گئی اور اس قدر بڑھ گئی کہ کبھی ایک پہر روز تک رہتی اور کبھی دوپہر تک اور بعض اوقات تمام رات طاری رہتی۔ جب اس قصہ کو حضرت ایشان قدس سرہ کی حضور میں عرض کیا آپ نے فرمایا کہ تھوڑی سی فنا حاصل ہوگئی ہے اور ذکر کہنے سے منع فرمایا اور اس آگاہی کی نگہداشت کا امر فرمایا

فنائے فنا حاصل ہوئی پھر عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو تمام عالم کو ایک دیکھتا ہے اور متصل واحد یعنی واحد کے ساتھ متصل پاتا ہے میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ نے فرمایا فنائے فنا میں معتبر یہ ہے کہ اس اتصال کی دید کے باوجود بے شعوری حاصل ہو اسی رات کو اس قسم کی فنا حاصل ہوگئی اس کو بھی عرض کیا اور وہ حالت جو فنا کے بعد حاصل ہوئی وہ بھی عرض کی اور کہا میں اپنے علم کو حق سبحانہ کی نسبت حضوری پاتا ہوں اور ان اوصاف کو جو میری طرف منسوب تھے حق سبحانہ کی طرف منسوب پاتا ہوں بعد ازاں وہ نور جو تمام اشیاء کو محیط ہے ظاہر ہوا اور میں نے اس کو حق سبحانہ وتعالی جانا اس نور کا رنگ سیاہ تھا میں نے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ حق جل سلطانہ پردہ نور میں مشہود ہے اور نیز فرمایا کہ یہ انبساط اور پھیلاؤ جو اس نور میں دکھائی دیتا ہے علم میں ہے حق تعالی کی ذات کا اشیاء متعددہ کے ساتھ جو بلندی وپستی میں واقع ہیں تعلق ہونے کے باعث مبسط اور پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے اس کی بھی نفی کرنی چاہیئے۔ بعد ازاں وہ پھیلا ہوا سیاہ نور کم اور تنگ ہونے لگا یہاں تک کہ ایک نقطہ بن گیا۔ فرمایا کہ اس نقطہ کی نفی کرنی چاہیئے تاکہ حیرت آجائے میں نے ایسا ہی کیا اور وہ نقطہ موہوم بھی درمیان سے دور ہو گیا اور حیرت تک جا پہنچا کہ جس مقام میں حق تعالی کا شہود خود بخود ہے جب میں نے عرض کیا اور فرمایا کہ یہی حضور نقشبندیہ کا حضوق ہے اور نسبت نقشبندیہ اسی حضور سے مراد ہے اور اس حضور کو حضور

بے غیبت بھی کہتے ہیں

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

مری بہار کا کرلے قیاس بستاں سے

فقیر کو یہ عزیز الوجود نسبت ذکر سیکھنے سے دو ماہ اور چند روز بعد حاصل ہوگئی تھی۔ اس نسبت کے ثابت ہونے کے بعد ایک اور فنا جسے فنائے حقیقی کہتے ہیں حاصل ہوئی اور دل کی اس قدر وسعت پیدا ہوئی کہ عرش سے لے کر مرکز زمین تک تمام عالم کا اس کے مقابلہ میں رائی کے دانہ جتنا بھی قدر نہ تھا

حضرت حق سبحانہ وتعالی نے حضور کی محض توجہ شریف سے دو روز کے بعد موجود اور موہوم میں تمیز ظاہر کردی اور میں نے موجود حقیقی کو موہوم متخیل سے ممتاز پایا اور ان صفات وافعال و آثار کو جو موہوم سے دکھائی دیتے تھے میں نے حق سبحانہ سے دیکھا اور ان صفات وافعال کو بھی محض موہوم معلوم کیا۔ اور خارج میں ایک ذات کے سوا کچھ موجود نہ دیکھا جب اس حالت کو خدمت اشرف میں عرض کیا تو فرمایا کہ مرتبہ فرق بعد الجمع یہی ہے اور سعی وکوشش کی نہایت یہیں تک ہے اس کے آگے جو کچھ کسی کے ناہد واستعداد میں رکھا ہے ظاہر ہوجاتا ہے اس مرتبہ کو مشائخ طریقت نے مقام تکمیل کہا ہے۔

پھر حیرت میں لے گئے اور اس مرتبہ میں ایک قسم کی قبض طاری ہوگئی اور جب اس مرتبہ میں افاقہ حاصل ہوا اور ہوش میں لائے تو حق تعالے اس مجہول الکیفیت نسبت کے بغیر اس طرح مشہود ہوا کہ عام کے ساتھ کوئی نسبت نہیں رکھتا نہ معلوم الکیفیت نہ مجہول الکیفیت اور اس وقت عالم اسی خصوصیت سے مشہود تھا اس وقت ایک خاص علم عنایت ہوا جس کے باعث ہر دو شہود حاصل ہو کے باوجود خلق اور حق تعالے کے درمیان کوئی نسبت نہ رہی۔ اس وقت مجھے جتلایا گیا کہ اس صفت وتنزیہ کا مشہود ذات حق نہیں ہے۔ حق تعالے اس سے برتر ہے بلکہ اس کے تکوین کے تعلق کی صورت مثالی ہے کیونکہ حق تعالے تعلقات کونی کے وراء الوراء ہے۔ خواہ وہ تعلق معلوم الکیفیت ہو یا مجہول الکیفیت

كَيْفَ الْوُصُولُ إِلَى سُعَادٍ دُونَهَا

قُلَلُ الْجِبَالِ وَدُونَهُنَّ خُيُوفُ

ہائے جاؤں کس طرح میں یار تک

راہ میں ہیں پر خطر دشت اور جبال

اے عزیز! اگر قلم کو احوال کی تفصیل اور معارف کے بیان کرنے میں جاری کروں۔ تو سخن دراز ہوجائے فرمایا ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ (کوئی شخص نہیں مڑا مگر راستہ سے اور جو واصل ہوتا ہے وہ نہیں مڑتا)۔

اور كَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ (لوگوں کے ساتھ ان کی عقل کے موافق کلام کرو۔

تو درو گم شود صل این است وبس

وصال نام ہے اس کا کہ ہو تو گم اس میں

اور نیز حضرت خواجہ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ بعض بزرگواروں نے جن کی میں نے ملازمت کی دو چیزیں مجھے کرامت کیں ایک یہ کہ جو کچھ لکھوں نہ قدیم لکھوں جدید دوسرے یہ کہ جو کچھ کہوں مقبول ہوگا نہ مردود ان کی بزرگی اور ان کے معارف کی بلندی ان کلمات قدسیہ سے سمجھی جاتی ہے۔

سر من از نالہ من دور نیست

لیک چشم وگوش را این نور نیست

اگر حق سبحانہ وتعالے اپنی کمال عنایت کے ساتھ ان میں سے بعض کو اس جذبہ کے حاصل ہونے کے بعد سلوک کی دولت سے مشرف فرمائے تو جذبہ کی مدد سے دور دراز مسافت کو جس کا

اندازہ پنجاہ ہزار سال کا راستہ مقرر ہے اور آیت کریمہ تَعۡرُجُ الۡمَلٰئِكَةُ وَالرُّوۡحُ اِلَيۡهِ فِىۡ يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِيۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ (فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں ایسے دن میں جس کا اندازہ پنجاہ ہزار سال ہے) اسی اندازہ کی طرف اشارہ ہے تھوڑی سی مدت میں قطع کر سکتے ہیں۔ اور فنافی اللہ اور بقاباللہ کی حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں۔

سلوک کا منتہا سیرالی اللہ کی نہایت تک ہے جس کو فنائے مطلق سے تعبیر کرتے ہیں بعد ازاں پھر مقام جذبہ ہے جس کو فنافی اللہ اور بقاباللہ کی سیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ سیر الی اللہ اس اسم تک سیر کرنے سے مراد ہے جس کا مظہر سالک ہے اور سیر فی اللہ اس اسم میں ہوتا ہے کیونکہ ہر ایک اسم بے نہایت اسما کا جامع ہے پس اس میں سیر بھی بے نہایت ہوگا اور اس درویش کو اس مقام میں معرفت خاص حاصل ہے۔

بعد ازاں وہ چیز ہے جس کا نہیں ملتا پتا
اس کا پوشیدہ ہی رکھنا اور چھپانا ہے بھلا
عشق معشوقاں ہے پردہ میں چھپا
عاشقوں کا عشق دے ڈنکا بجا
عاشقوں کا عشق تن لاغر کرے
عشق معشوقاں بدن خوش تر کرے
تیرے حسن نے کیا مجھ کو ایسا زیر وزبر
کہ تیرے زلف وخط وخال کی رہی نہ خبر

اور حضرت صاحب شریعت علیہ الصلوۃ والسلام کی دعوت اور کمل متابعت کا مقام کہ اَدۡعُوۡا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ (میں اللہ تعالے کی طرف بلاتا ہوں میں اور میرے تابعدار بصیرت پر ہیں) میں جس کی طرف اشارہ ہے اس مقام میں ہے اور دین کے سردار علیہ الصلوۃ والسلام اسی ایمان کو طلب کیا کرتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اَعۡطِنِىۡ اِيۡمَانًا صَادِقًا وَّيَقِيۡنًا لَيۡسَ بَعۡدَهٗ كُفۡرٌ (یا اللہ تو مجھے وہ ایمان صادق اور یقین عطا کر جس کے بعد کفر نہیں) اور کفر حقیقی سے جو مقام حیرت ہے پناہ مانگتے تھے۔ اَعُوۡذُ بِكَ مِنَ الۡفَقۡرِ وَالۡكُفۡرِ (میں فقر اور کفر سے پناہ مانگتا ہوں)۔ اور جذبہ وسلوک کی یہی نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالے عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد کرام سے تھیں اس لئے ان دونوں اعتباروں کے لحاظ سے حضرت امام رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ وَلَدَنِىۡ اَبُوۡبَكۡرٍ مَرَّتَيۡنِ (مجھے حضرت ابو بکرؓ نے دو بار جنا۔

ان دونوں سلوک درمیان فرق یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا سلوک سیر آفاقی سے قطع ہوتا ہے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کا سلوک سیر آفاقی سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ ان کے سلوک کی مثال اس طرح ہے کہ جسے خانہ جذبہ سے نقب کھود کر مطلوب تک پہنچادیں۔

سلوک اول میں معارف کی تحصیل ہے اور سلوک ثانی میں غلبہ محبت یہی وجہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ شہر علم کا دروازہ بن گئے۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کی خلت یعنی دوستی کی قابلیت حاصل کی۔

آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ لَوۡ كُنۡتُ مُتَّخِذًا اَحَدًا خَلِيۡلًا لَاتَّخَذۡتُ اَبَابَكۡرٍ خَلِيۡلًا (اگر ہم کو کوئی اپنا خلیل بناتا ہوتا تو حضرت ابو بکرؓ کو بناتا۔

اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ نے جذبہ (کہ جس کی بنیاد محبت پر ہے) اور سلوک آفاقی (کہ جس کا منشا علوم ومعارف ہیں) کے جامع ہونے کے اعتبار سے محبت اور معرفت سے بہت سا حصہ حاصل کیا۔ بعد ازاں حضرت امام رضی اللہ عنہ

نے اس نسبت مرکبہ کو امانت کے طور پر سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ کے حوالہ کیا۔ گویا یہ بار امانت ان کی پشت پر رہا ہے۔ تاکہ بتدریج امانت والوں کو پہنچائیں ورنہ ان کی توجہ کا رخ دوسری طرف ہے اور اس امانت کے تحمل سے زیادہ کوئی مناسبت اس نسبت کے ساتھ نہیں رکھتے اور اس تحمل میں بھی کئی حکمتیں ہیں۔ اگرچہ اس نسبت کے اٹھانے والے اس نسبت سے کم نصیب ہیں لیکن اس نسبت کو ان بزرگواروں کے انوار سے وافر حصہ حاصل ہے۔ مثلاً" ایک قسم کا سکر جو اس نسبت میں ملا ہوا ہے۔ سلطان العارفین کے انوار کا اثر ہے وہ سکر مبتدیوں کو جس سے غائب اور بیہوش کر دیتا ہے۔ بعد ازاں آہستہ آہستہ چھپتا جاتا ہے اور اس نسبت کے غلبہ صحو کے باعث مراتب صحو میں مل جل جاتا ہے گویا ظاہر میں صحو ہے اور باطن میں سکر۔ یہ بیت ان کے حال کے مناسب ہے۔

از دروں شو آشناؤ از بروں بیگانہ شو
ایں چنیں زیبا روش کم میبود اندر جہاں

فرماتے ہیں کہ اشتہی عدمنا" لا اعود ابدا" میں ایسا عدم چاہتا ہوں کہ ہرگز جس کا وجود نہ ہو' یہی لوگ محبت کے مقتول ہیں اور حدیث قدسی من قتلتہ فادیتہ (جس کو میں قتل کروں میں ہی اس کا خون بہا ہوں) انہی کی شان میں ثابت ہے ہمیشہ وجود کے زیر بار رہتے ہیں اور ایک لحہ آرام نہیں پاتے کیونکہ آرام غفلت میں ہوتا ہے دوام استغراق کے ہوتے غفلت کی گنجائش نہیں ہوتی۔

دروازہ شہر راتواں بست
نتواں دہن مخالفاں بست

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم میں ہے۔ لَنْ يُّؤْمِنَ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا" لِمَا جِئْتُ بِهٖ تم میں سے کوئی ایماندار نہ ہوگا جب تک اس کی خواہش اس امر کے تابع نہ ہو جائے جس کو میں لایا ہوں۔ کسی بادشاہ کی حکایت نقل کرتے ہیں کہ اس کا وزیر اس کے سامنے کھڑا تھا اتفاقاً" وزیر کی نظر اس کے اپنے کپڑے پر جا پڑی اور اس کے بند کو اپنے ہاتھ سے درست کرنے لگا اس حال میں جب بادشاہ نے اس کو دیکھا کہ میرے سوا غیر کی طرف متوجہ ہے۔ تو جھڑک کر فرمایا کہ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ تو میرا وزیر ہو کر میرے حضور میں اپنے کپڑے کے بند کی طرف توجہ کرے۔

مرتبہ کمال تک پہنچنے کے بعد مرید کو پیر کے برخلاف کرنا جائز ہے اور بے ادبی سے دور ہے بلکہ یہی ادب ہے ورنہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اصحاب رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین جو کمال ادب کے ساتھ مودب تھے تقلید کے سوا اور کوئی امر نہ کرتے ابو یوسف کے لئے مرتبہ اجتہاد تک پہنچنے کے بعد ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تقلید خطا ہے۔ اس کے لئے بہتری اپنی رائے کی متابعت میں ہے۔ نہ کہ ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی رائے میں۔

امام یوسف رحمتہ اللہ علیہ کا قول مشہور ہے۔ کہ نَازَعْتُ اَبِىْ حَنِيْفَةَ فِىْ مَسْئَلَةِ خَلْقِ الْقُرْاٰنِ سِتَّةَ اَشْهُرٍ (میں نے ابو حنیفہ کے ساتھ قرآن کے مخلوق ہونے کے مسئلہ میں چھ مہینے تک جھگڑا کیا)

شیخ مقتدا کہربا کا حکم رکھتا ہے اور جس کسی کو اس سے مناسبت ہو جاتی ہے۔ خس وخاشاک کی طرح اس کے پیچھے دوڑتا چلا آتا ہے۔ اور اپنا حصہ اس سے لے لیتا ہے خوارق وکرامات مریدوں کے جذب کرنے کے لئے نہیں ہیں مرید روحانی اور باطنی مناسبت سے کھنچے چلے آتے ہیں اور جو شخص ان بزرگواروں کے ساتھ نسبت نہیں رکھتا وہ ان کے کمالات کی دولت سے محروم رہتا ہے۔

تائید الحقیقۃ العتیتیہ اسی کی مدد سے ابتداء ہے اور اسی سے وصول الی المنتہا ہے سورہ بقر قول اللہ تعالیٰ کا اور اللہ تعالیٰ سب کافروں کو گھیرے ہوئے ہے اور دوسری آیتوں میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے اور بلاشبہ میرا پروردگار ان کے اعمال کو گھیرے ہوئے ہے اور بلاشبہ آپ کے رب نے سب لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے ان کے پاس کی چیزوں کو گھیر رکھا ہے اور یہ سب آیتیں ان لوگوں کے قول کی صحت پر دال ہیں جنہوں نے علماء صوفیہ میں سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے مگر لوگوں کو خدا تعالےٰ کے مکان ہونے کی کیفیت معلوم نہیں (یعنی یہ حضرات احاطہ ذاتیہ کے بھی قائل ہیں اور اہل ظاہر کی طرح صرف احاطہ صفاتیہ ہی کے قائل نہیں) اور احاطہ کے لئے یہ ضرور نہیں کہ محیط اور محاط دونوں جسم ہوں۔ تفسیر احاطہ کی صرف یہی ہے کہ محاط محیط سے بعید نہ ہو اور نہ محیط محاط سے بعید ہو پھر (جاننا چاہئے) کہ یہ قول جمیع مشائخ صوفیہ ہے جیسے جنید سے منقول ہے کہ کسی شخص نے آپ کے حضور میں اثناء گفتگو میں آسمان کی طرف اشارہ کیا آپ نے فرمایا کہ آسمان کی طرف اشارہ نہ کرو کیونکہ وہ تیرے ساتھ ہے سو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت جنید نے اللہ تعالیٰ کے مکان کو عرش کے ساتھ خاص نہیں کیا اور نہ ایک جہت چھوڑ کر خاص کیا خوب سمجھ لو (اور استواء علی العرش یا تو متشابہ ہوگا یا ماول علی حسب اختلاف المسلکین اور حدیث میں لفظ مکان کا اطلاق آیا ہے جیسا کہ فرمایا اور قسم ہے میرے مکان کی بلندی کی) قول اللہ تعالیٰ کا داخل ہو جاؤ تم تسلیم میں پورے پورے جان تو کہ تسلیم تصوف میں یہ ہے کہ نفس صفات ذمیمہ اور دنیا و آخرت سے مرجاوے باوجودیکہ وہ زندہ اور باقی رہے۔ حرکت کرے تو اللہ ہی کے لئے ساکن ہو تو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے اور جو اس کے خلاف ہو وہ تسلیم نہیں کیونکہ جتنی کسر نفس کے مرنے میں ہے اتنی ہی منازعت باقی ہے (پس لا محالہ تسلیم کے خلاف ہے) اور ہم نے اس سلم کے لئے حالت حیات میں ہونے کی شرط اس لئے کہ یہ خطاب احکام تکلیفی کے قائم رکھنے کا ان لوگوں کو ہے جو دنیا میں زندہ ہیں اہل قبور کو نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سمیٹ لیتا ہے اور پھیلا دیتا ہے اپنے دوستوں کو ان سے ماسوی اللہ کو چھڑا کر سمیٹ لیتا ہے اور اپنی کشادگی (راہ کی) عنایت فرماتا ہے اور یہی جذبہ کہلاتا ہے سو خوب سمجھ لو (یعنی آیت اپنے عموم الفاظ سے اس قبض و بسط واردات کو بھی شامل ہے) تو قول اللہ تعالیٰ کا عرض کیا ابراہیم علیہ السلام نے) کہ میں ایمان کیوں نہیں رکھتا و لیکن (مشاہدہ احیا کی اس لئے درخواست کرتا ہوں) تاکہ میرے دل کو اطمینان ہو جاوے یہ آیت اس بات پر دلیل ہے کہ ایمان بڑھتا ہے بڑھتے بڑھتے اطمینان بن جاتا ہے اور یہ وہی چیز ہے جس کو صوفیہ یقین سے تعبیر کرتے ہیں پھر یہ زیادتی کبھی رویت سے اور کبھی وجدان سے حاصل ہوتی ہے اور یہ آیت دال ہے اس پر کہ ایمان شک کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے اور شک سے اس کی نفی نہیں ہوتی اور یہی معنی مراد ہے ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں تو اگر آپ کو اس چیز میں جس کو ہم نے آپ پر اتارا ہے کچھ شک ہو آخر آیت تک اور اسی طرح قول نبی علیہ السلام میں بھی کہ ہم شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں بہ نسبت ابراہیم علیہ السلام کے میں کہتا ہوں کہ شک کی تفسیروں میں یہ تفسیر سب سے اچھی ہے سورہ آل عمران میں قول اللہ تعالیٰ کا اور اللہ تعالےٰ تم کو اپنی ذات سے ڈراتا ہے اور یہ آیتیں اور جو ان کے ماخذ ہیں مشائخ کے اس مقولہ پر کھلی دلالت کر رہی ہیں جو ان حضرات نے فرمایا ہے کہ عارف بجز ذات خدائے برتر کے کسی چیز سے نہیں ڈرتا نہ عذاب دوزخ سے ڈرتا ہے اور نہ نعیم جنت کے فوت ہونے سے

اور نہ تمام دنیا کے فوت ہونے سے اور ایسے ہی مضمون پر قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی دلالت کرتا ہے اے اللہ میرے میں پناہ مانگتا ہوں آپ کی آپ سے قول اللہ تعالیٰ کا اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے یعنی اللہ کی ذات کی طرف ہر نیکو کار اور ہر بد کردار اور ہر قرب والے اور ہر بعد والے کا لوٹنا ہے سو بد کردار کا لوٹنا تو دوزخ کی طرف ہوگا جو غضب کی لکڑیوں سے روشن کی گئی ہے اور حق تعالیٰ کے غصہ اور انتقام اور ناخوشی کی ایندھن سے بھڑکائی گئی ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں اور نیکو کاروں کو لوٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف دار السلام میں اور بلند درجوں کی طرف ہوگا۔ قول اللہ تعالیٰ کا آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو محبت کی بنیاد ارادہ ہے پھر وہ ترقی کرتا رہتا ہے اور بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ محبت ہو جاتا ہے پھر محبت بڑھتی رہتی ہے حتی کہ کامل ہو جاتی ہے لیکن شوق اور عشق سو وہ محبت مشتعلہ کو کہتے ہیں اور اشتعال اس وقت ہوتا ہے جب محبت ترقی پر ہو اور وصال مقصود ہو پھر اگر وصال حاصل ہو گیا تو اشتعال جاتا رہتا ہے اور وہ محبت ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے جس کی بڑھتی ہو یہاں تک کہ کمال کو پہنچ جاتی ہے اور جب محبت وصال کے ساتھ کامل ہو جاتی ہے تو اس کا نام رضا ہے اور شوق اور اشتعال کے لئے کمال محبت لازم نہیں بلکہ بسا اوقات محبت ناقص ہوتی ہے۔ اور باوجود اس کے وصال مفقود ہونے کی وجہ سے اس میں سخت اشتعال سو زندہ ہوتا ہے قول اللہ تعالیٰ کا جو کچھ میرے پیٹ میں ہے میں نے اس کو تیرے نام پر خالص کر دینے کی نذر کی یعنی بجز آپ کی بندگی کے اور سب چیزوں سے اس کو خالص کر دیا چنانچہ کہا جاتا ہے خالص اور صاف مٹی اور حریتہ اولیاء اللہ کے اعلیٰ مقامات عبودیت سے ہے اور اہل باحت نے غلطی کی کہ اس سے یہ سمجھ گئے کہ تکالیف شرعی مرتفع ہو کر نفس خدا کی بندگی سے آزاد ہو جاوے اور یہ محض باطل ہے جس کو انہوں نے محض شہوت اور خواہش نفسانی کی وجہ سے اختیار کیا ہے کیونکہ حریتہ تو یہ ہے کہ بندگی میں اعلیٰ درجہ کی صفائی اور خلوص ہو جاوے قول اللہ تعالیٰ فرمایا زکریا علیہ السلام نے یہ تمکو کہاں سے ملا آخر آیت تک یہ رزق مریم علیہا السلام کیلئے ایک میوہ تھا اور آپ پیغمبر نہ تھیں سو اس سے ثابت ہوا کہ یہ آپ کی کرامت تھی اور زکریا علیہ السلام کا معجزہ نہ تھا کیونکہ اول تو زکریا علیہ السلام کو اس کی خبر نہیں ہوئی اور آپ نے تعجب ظاہر فرمادیا دوسرے مریم علیہ السلام نے یہ نہیں جواب دیا کہ یہ آپ کا معجزہ ہے قول اللہ تعالیٰ کا بطور حکایت کے عیسیٰ علیہ السلام سے اور میں خدا کے حکم سے اچھا کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور جذامی کو اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو یہ مضمون مشائخ صوفیہ کے اس قول کی صحت پر دلالت کرتا ہے کہ بندہ اخلاق خداوندی سے متصف ہو جاتا ہے اللہ تعالے نے مادر زاد اندھے اور جذامی کے اچھا کرنے اور مردونکے زندہ کرنے کو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب فرمایا اور اذن الٰہی کی قید لگادی اور یہ مشائخ صوفیہ کے نزدیک محال نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس پر قادر کردے قول اللہ تعالیٰ کا ہم خدا کو چھوڑ کر باہم ایک دوسرے کو رب نہ بناویں یہ آیت ان لوگوں کے بطلان پر ذکر کرتی ہے جو صوفیوں میں سے حلول کے قائل ہیں۔ قول اللہ تعالیٰ کا لیکن ہو جاؤ تم رب والے یعنی تم اپنے پروردگار کے اخلاق کے ساتھ متصف ہو جاؤ اپنے قلوب کی بصیرت سے مبصر ہو جاؤ اور ربانی منسوب ہے رب برتر کی طرف بندگی کے طور پر تو بندہ کا رب ہونا محال ہے اور اس کا ربانی ہونا امر مطلوب وخوبی ہے قول اللہ تعالیٰ کا اور نہ وہ تم کو یہ حکم دیتا ہے کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنالو مشائخ نے فرمایا ہے کہ فرشتوں کو رب بنانا یہ ہے کہ ان کا دل سے ذکر کرے اور ان کی طرف خطرہ قلبی اور خطرات سری سے التفات کرے ابن عطا

نے فرمایا ہے کہ مخلوق کی طرف التفات کرنے سے بچے جب کہ التفات الی الحق کے اسباب میسر ہیں واسطی نے اس آیت میں فرمایا کہ تمہارے باطن میں ان کی تعظیم کا خطرہ نہ واقع ہو اور نہ ان کے اوصاف میں غور کرنے کا خطرہ واقع ہو (میں کہتا ہوں مراد یہ ہے کہ مقصودیت کے طور پر یہ التفات نہ ہو ورنہ شفقت اور رحمت کے ساتھ خلق کی طرف التفات کرنا یا اس اعتبار سے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور فرشتوں کے ساتھ ایمان لانے کو واجب کیا ہے خود شریعت میں مطلوب ہے قول اللہ تعالیٰ کا وہ اہل عقل ایسے ہیں کہ ذکر سب حالتوں میں ہمیشہ ہمیشہ کیا کرتے ہیں کیونکہ آدمیوں کی حالت ان احوال ثلثہ سے باہر نہیں ہوئی اور وہ کھڑا ہوتا ہے اور بیٹھتا ہے اور لیٹتا ہے پھر انسان کے لئے سونا اور کھانا اور پینا بھی ضرور ہے تو معلوم ہوا مراد اس سے ذکر روحی اور قلبی ہے کیونکہ وہ جمیع احوال میں ممکن ہے یعنی وہ مراد کی فرد اعظم ہے نہ یہ کہ مراد اسی میں منحصر ہے) سورہ نساء قول اللہ تعالیٰ کا اور تم بیوقوفوں کو اپنا مال مت دو سو بیوقوف کا مصداق مشائخ کے نزدیک نفس ہے یعنی اپنے مالوں میں وہی تصرف کرو جو نفس اور خواہش کے خلاف ہو تو اگر نفس خرچ کرنیکی طرف مائل ہو (یعنی جس خرچ میں کچھ احتمال حظ نفس کا ہو) تو رک جاؤ اور اگر بخل کی طرف مائل ہو تو خرچ کرو اور نفس کا اتباع اس کی خواہش میں مت کرو اور نہ اس کی طرف بجز اس پر زجر و توبیخ رکھنے کے التفات کرو اور نہ اس سے مشورہ لو کیونکہ وہ بیوقوف ہے اور عقل و دین سے مشورہ لو اور جو کچھ یہ دونوں کہیں اس پر عمل کرو (مقصود اس تقریر سے سفہاء اور نفس کے حکم کا مشترک ہونا ہے بوجہ اشتراک علت کے نہ سفہاء کی تفسیر کرنا نفوس کے ساتھ خوب سمجھ لو قول اللہ تعالیٰ کا اور جو شخص اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے واسطے ہجرت کرنے کی غرض سے نکلے پھر اس کو موت آجاوے تو

اس کا اجر اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے گھر سے یعنی ان اشیاء دنیویہ سے جن کے ساتھ اس کو دلچسپی ہو جیسے نفس اور خواہش اور شہوات اور مہاجر سے مراد یہ کہ جو چیز اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہو اس کو چھوڑ دینے والا ہو تو ایسا شخص اگر قبل حصول مراد کے مر گیا تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ثابت رہے گا اور اس کی نیت کو پورا کرنا اور اس کو مقصود تک کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے پہنچا دینا اللہ کے ذمہ ہوگا (اور مقصود آیت کی تفسیر نہیں ہے بلکہ ایک ہجرت کا دوسری ہجرت پر قیاس کرنا ہے اور مرید کو مہاجر فرمانا خود حدیث میں وارد ہے کہ بڑا مہاجر وہ شخص ہے جو اس کو چھوڑ دے جس سے اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول نے منع فرمائی ہے) قول اللہ تعالیٰ کا اور اس سے زیادہ اچھا دین میں کون شخص ہے جو اپنے رخ کو مطیع کر دے یعنی اپنے نفس کو اور اپنی ذات کو اور اپنی صفات کو اور اپنے جسم کو اور اپنے اعضاء کو سب کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص مخلص کر دے اور اپنے سب کاموں کو اللہ تعالیٰ کے لئے اس کی رضامندی کے موافق کر دے قول اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنالیا خلیل وہ محب ہے جو محبوب کی جانب سے بعض معاملات شریفہ عظیمہ کے ساتھ مخصوص ہو تو اس بناء پر ہر خلیل حبیب ہے' اور ہر حبیب خلیل نہیں اور اس بناء پر اللہ تعالیٰ کے سب نبی اس کے خلیل ہیں اور اسی طرح تمام اولیاء اور عارفین بھی اور فائدہ ابراہیم علیہ السلام کی تخصیص ذکری کا یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں کوئی دوسرا (اس مرتبہ کا) اللہ تعالیٰ کا خلیل نہ تھا سورہ مائدہ قول اللہ تعالیٰ کا اللہ تعالیٰ اس قرآن سے اس شخص کو سلامتی کے رستے دکھلاتا ہے جو اس کی رضامندی کا اتباع کرے سبل جمع ہے سبیل کی اور مشائخ نے فرمایا ہے کہ رستے اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے بہت ہیں جن کا شمار نہیں اور یہ آیت ان کے قول کی صحت پر دلالت کرتی ہے یعنی اس مسئلہ پر

جواب اس عنوان سے مشہور ہے کہ طریق وصول الی اللہ کے باندار انفاس خلائق ہیں اور ان سب طریقوں کا مرجع ایک ہی مستقیم طریق ہے اور جس طریقہ کا مرجع یہ مستقیم طریق نہ ہو اس کی شان میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ دوسرے راستوں کا اتباع مت کرو قول اللہ تعالی کا اور اللہ ہی پر توکل کرو (یہ منجملہ مقامات سالکین کے ہے قول اللہ تعالی اور تم تلاش کرو اللہ تعالی کی طرف ذریعہ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ زندوں ذریعہ شیخ ہے یعنی وہ اس کے عموم میں داخل ہے) اور اس کے رستہ میں مجاہدہ کرو یعنی اللہ کے رستہ میں یہ صوفیہ کے مجاہدہ کا حکم ہے (یعنی آیت اس کو بھی عام ہے) قول اللہ تعالی کا اور مت خرید و میری آیتوں کے عوض میں متاع قلیل کو مذاق تصوف پر یہ معنی ہیں نہ خرید و متاع قلیل میری ان کرامتوں اور فراستوں کے عوض جو کہ تم سے مشہور ہوئیں حالانکہ میں نے تم کو ان کے ساتھ مکرم کیا ہے کہ سیر اولہ القاء میں تمہیں قوت حاصل ہو نہ اس کے ذریعہ سے تم دنیا (کامال وہ جاہ) وصول کرو قول اللہ تعالی کا تم میں سے ہر ایک کیلئے ہم نے ایک شرع اور ایک طریق مقرر کیا یہ آیت ماتقدم پر دلالت کرتی ہے یعنی اس آیت کے مضمون پر یہدی بہ اللہ من اتبع الخ یعنی بطریق اثبات ایک نظیر کے دوسری نظیر سے یہ طریق داخل کرنے جزئی کے تحت میں کلی کے کیونکہ اس شرع اور طریق میں بعضے منسوخ ہیں قول اللہ تعالی کا اے رسول اللہ پہنچا دیجئے جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے اتارا گیا ہے یعنی اس کشف و مشاہدہ کو نہ پہنچایئے۔ جس کے ساتھ ہم نے آپ کو خاص کیا ہے اور تبلیغ کا امر نہیں کیا کیونکہ یہ لوگ اس کے برداشت کی قوت نہیں رکھتے ہیں اور یہ مضمون مشائخ کے اس مقولہ کے صحت پر دال ہے کہ مناسب نہیں کہ اپنے واقعات لوگوں سے بیان کرے اور اگر ضرورت پڑے تو شیخ سے کہے اللہ تعالی کا وہ ارشاد اس پر کافی دلیل ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے کہ اے میرے بیٹے تم اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے مت بیان کرنا قول اللہ تعالی کا جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل کئے ہیں ان لوگوں کو اس میں کچھ گناہ نہیں جو انہوں نے کھالیا بشرطیکہ ڈرتے رہیں اور ایمان پر قائم رہیں اور نیک عمل کریں اور پھر ڈرتے رہیں اور ایمان پر رہیں پھر ڈرتے ہیں اور احسان یعنی اخلاص اختیار کریں اللہ تعالی نے اس آیت میں ایمان کے تین درجے قائم کئے پھر چوتھے درجے کو احسان قرار دیا جو عبارت ہے تصوف سے قول اللہ تعالی کا اور ایسی چیزوں سے سوال مت کرو کہ اگر تم سے بیان کردی جاویں تو تم کو ناگوار ہو' اولیا اور عارفین سے ایسی چیز کا جو ان کے ساتھ خاص ہے اور اس کے پوچھنے کی شدید ضرورت بھی نہیں سوال کرنا بڑے فتنہ کا سبب ہے کیونکہ غلبہ حال کے وقت ضرور جواب دیں گے اور بسا اوقات وہ جواب تمہاری فہم کے موافق نہ ہوگا اور تکذیب ولی کی اگرچہ کفر نہیں پھر بھی وہ خطرناک امر ہے (میں کہتا ہوں کہ یہ قیاس ہے کہ ایک سوال کا دوسرے سوال پر بوجہ اشتراک علت کے کہ سورۃ الانعام قول اللہ تعالی کا سو بعد نصیحت کے ظالموں کے ساتھ مت بیٹھ اس میں ظالم کی مجالست سے ممانعت فرمائی بدون فرق کے ظالم اور فاسق اور کافر میں کیونکہ ظالم سب کو شامل ہے (پس مطلق صحبت بد سے بچنا ثابت ہوا۔ قول اللہ تعالی کا پھر جب ان کو (یعنی ابراہیم علیہ السلام کو رات نے ڈھانک لیا ان کے اس قول تک اور میں شرک کرنے والوں سے نہیں ہوں اور یہ مشاہدات عارفین کی ابتدائی چیزیں ہیں (یعنی انوار دیکھنا بعض احوال میں) تو یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ سالک راہ حق کو چاہئے کہ عاقل ہو دانا ہو بڑا سمجھدار ہو صاحب نظر و فکر ہو اللہ تعالی کی ذات و صفات میں جو اعتقاد جائز ہے اور جو جائز نہیں اس سے غافل نہ ہو قول اللہ تعالی کا اور ہم نے ان کو کھینچ لیا اور ان کو

رستہ بتایا یعنی ہم نے ان کو اپنی طرف کھینچ لیا اور سیدھے رستہ کی ہدایت فرمائی تاکہ ہمارے لئے مجاہدہ کریں اور راستہ میں ریاضت کریں قول اللہ تعالیٰ کا یہ ایسے حضرات ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت فرمائی ہے تو آپ ان کے طریقہ کی پیروی کیجئے اس آیت میں اس بات پر کھلی ہوئی دلالت ہے کہ مرید کے لئے ایک شیخ ایسا ہونا ضرور ہے جس کی وہ پیروی کرے قول اللہ تعالیٰ کا اور اس شخص سے زیادہ ظلم کرنے والا کون ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کی تہمت لگائے یا یہ کہے کہ میرے پاس وحی آئی ہے حالانکہ اس کی طرف وحی نہ بھیجی گئی ہو یہ جھوٹے مدعی کو عام ہے خواہ نبوت کا دعوی کرے یا کسی قسم کی ولائت کا جب جھوٹا ہوگا تو اس آیت میں داخل ہوگا قول اللہ تعالیٰ کا سو جس شخص کے لئے اللہ چاہتا ہے اس کو ہدایت کرے یا اس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے ہدایت یہ ہے کہ نفس اور قلب دنیا اور آخرت کو جو ان کے درمیان ہے سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے اور صرف اللہ ہی کو اختیار کرے اور کھول دیتا ہے اس کے سینہ کو یعنی اس کے قلب کو وسیع کردیتا ہے یہاں تک کہ جس چیز کو ترک اور سپرد کیا ہے اس کے آجانے کی اس میں گنجائش ہوجاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا آپؐ نے فرمایا کہ وہ ایک نور ہے جو دل میں ڈال دیا جاتا ہے پھر وہ اس کی وجہ سے کشادہ ہوجاتا ہے سورہ اعراف۔ آپ کہدیجئے کہ میرے رب نے مجھ کو عدل کا حکم کیا ہے اور عدل یہ ہے کہ تو کسی چیز کی طرف بجز اللہ کے مائل نہ ہو۔ قول اللہ تعالیٰ کا اور اس کی عبادت کرو اس کے لئے دین خالص کرکے بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ خالق پر علی الدوام نظر رکھنے کی وجہ سے خلق پر نظر کرنے کو فراموش کردے قول اللہ تعالیٰ کا کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی مت کرو یعنی دنیا سے بقدر ستر ڈھانکنے کے اور بھوک روکنے کے لو اور بس مگر یہ تم کو گرمی اور سردی دفع کردے اور اس پر زیادتی مت کرو نہ تنعم کے طور پر جیسے نرم لباس اور خوش خوراکی اور نہ آرائش کے طور پر اور نہ غریبوں کے مقابلہ میں تفاخر کے طور پر کیونکہ یہ اسراف ہے۔

قول اللہ تعالیٰ کا اور پاکیزہ شہر سے اس کی کھیتی نکلتی ہے خدا کے حکم سے تو پاکیزہ شہر کے عموم میں داخل ہے) نفس مومن (اور آیت میں نفس مومن کے اندر جو استعداد ذکر وطاعۃ کی ہے اس کے ظہور کا بیان ہے قول اللہ تعالیٰ کا سو یاد کرو تم اللہ کی نعمتوں کی تاکہ تم کو فلاح ہو اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمتوں کے یاد کرنے کا اس لئے حکم دیا کہ وہ یاد کرنا محبت الٰہی کا سبب بن جائے کیونکہ اپنے محسن کی محبت قلوب کا امر جلی ہے (اور یہ ایک قسم کا مراقبہ ہے) قول اللہ تعالیٰ کا اور ہم نے کسی بستی میں نبی نہیں بھیجا مگر اس کے رہنے والوں کو سختی اور مصیبت کے ساتھ پکڑا تاکہ وہ عاجزی کریں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی درگاہ کی طرف لطف سے بلاتا ہے پھر اگر وہ انکار کرتے ہیں تو سختی سے بلاتا ہے قول اللہ تعالیٰ کا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کی مدت مقررہ پوری کردی چالیس رات اور فرمایا نبی علیہ السلام نے جو شخص اللہ تعالیٰ کی چالیس دن اخلاص سے عبادت کرے تو ان حضرات کا طریقہ (چلہ نشینی) اس آیت اور حدیث سے ماخوذ ہے قول اللہ تعالیٰ کا عنقریب میں پھیردوں گا اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں یعنی اپنی کرامتوں اور اپنے مشاہدوں سے ان لوگوں کو دور رکھتا ہوں جو خدا کے بندوں یعنی فقیروں اور کمزوروں اور ولیوں پر تکبر اور یہ آیت دال ہے ناحق تکبر کرنے والوں کے محجوب ہونے پر کمالات اولیاء وعارفین سے اور اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ تکبر دو قسم پر ہے بحق اور ناحق سو تکبر بحق غریبوں کا تکبر ہے امیروں پر اور کمزوروں کا زور مندوں پر اور مسلمانوں کا کافروں پر فرمایا اللہ تعالیٰ نے نرم ہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں سخت ہیں کافروں کے مقابلہ

میں (پس مراد صورت تکبر ہے) قول اللہ تعالی کا آئے موسی علیہ السلام اپنی قوم کی طرف غصہ میں بھرے ہوئے اور یہ آیت دال ہے اس پر کہ شیخ مربی کو اپنے مرید پر غصہ کرنا جائز ہے (جب کوئی داعی ہو) قول اللہ تعالی کا اور آپ ان کافروں کو اس شخص کی حکایت پڑھ کر سنائیے جس کو ہم نے اپنی نشانیاں دی تھیں یعنی کرامتیں پھر وہ ان سے نکل بھاگا جاننا چاہئے کہ انسلاخ دو قسم پر ہے ایک خیر سے نکلنا شر کی طرف اور ایک شر سے نکلنا خیر کی طرف اور یہ دوسری قسم بدل جانا ان صفات کا یعنی کینہ اور حسد اور تکبر اور ان کے امثال کا صفات حمیدہ کے ساتھ اور فنا یہی ہے اور خیر سے شر کی طرف نکلنا یہ ہے کہ جو شخص مقامات اور درجات تک جس میں وہ ترقی کر رہا ہے پہنچا ہو پھر ابتداء کی طرف لوٹ آوے اور ان مقامات سے اتر آوے اور جب ابتداء کی طرف سالک اترتا ہے اور وہ مقام ہے ایمان کا تو اکثر اوقات اسی حالت پر باقی رہتا ہے اور بعضے اس پر نہیں ٹھہرتے کہ نعوذ باللہ اسفل السافلین (یعنی کفر) تک گر جاتے ہیں اور ان سے بعضے دفعۃً ہی اسفل السافلین تک گر جاتے ہیں جیسے ابلیس لعین اور بلعم بن باعوراء اور اگر ہم چاہتے تو اس کو ان نشانیوں کے ساتھ بلند کر دیتے علیین تک اور یہ دلیل ہے اس امر کی کہ اللہ تعالی نے اس کو درجات مشاہدہ تک ہنوز نہیں بلند کیا تھا (کیونکہ واصل راجع نہیں ہوتا اور فانی واپس نہیں ہوتا) لیکن وہ مائل ہو گیا زمین کی طرف یعنی دنیا کو اختیار کر لیا اور اس کے ساتھ راضی ہو گیا۔ سو اللہ تعالی نے بیان فرمادیا کہ اس کا نیچے اترنا اس کے عمل اور اس کے سوء اختیار سے تھا جو اس نے اپنے نفس کے لئے تجویز کیا تھا اور یہ اس کی بھی دلیل ہے کہ وہ ہنوز مقامات کسب اور راستہ میں تھا (کیونکہ جو کسب کے بعد حاصل ہوتا ہے وہ اختیاری نہیں تو اس کے ساتھ زمین کی طف مائل نہیں ہو سکتا) اور یہ آیت اس پر امر پر دال ہے کہ ولی کو مامون ہونا مناسب نہیں جب تک دار التکلیف میں زندہ ہے (اور ما بعد الکسب تک پہنچنا یقینا" معلوم ہو نہیں سکتا تو کیا عجب کہ ہنوز پہنچا نہ ہو) قول اللہ تعالی کا ان کے ایسے دل ہیں جس سے وہ سمجھتے نہیں اور ان کے ایسی آنکھیں ہیں جس سے وہ دیکھتے نہیں اور ان کے ایسے کان ہیں جن سے وہ سنتے نہیں جاننا چاہئے کہ قلوب جمع ہے اس کا واحد قلب ہے اور قلب بہت معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور قریب تر فہم عوام کے قلب بدن ہے پھر قلب بدنی میں قلب نفس ہے پھر ایک اور قلب ہے جو قلب نفس سے بھی زیادہ لطیف ہے تو وہ قلب نفس کے اندر ہے پھر اس قلب میں عقل اور روح ہے جس کو ہم سر کہتے ہیں اور یہ سر اس قلب کا قلب ہے جس میں عقل ہے پھر عقل اور سر یہ دو روحانی نور ہیں پھر خفی ہے بعد اس کے جو سر اسر ہے اور اسی طرح اس کا دل اور اس کی آنکھ ہے خوب سمجھ لو تو قول اللہ تعالی کا ان کے ایسے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں مراد اس سے وہ قلب ہے جو محل سر و عقل ہے (اس لئے کہ قلب بدن سے تو وہ اس کے مدرکات کو سمجھتے تھے) اور قول اللہ تعالی کا اور ان کی ایسی آنکھیں ہیں اور قول اللہ تعالی کا ان کے ایسے کان ہیں مراد ان سے قلب کی آنکھیں اور قلب کے کان ہیں وجہ اس کی یہ کہ وہ حواس ظاہرہ سے تو سنتے دیکھتے تھے یہ لوگ چوپایوں کے مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بے راہ ہیں کیونکہ چوپائے اور جانوروں کے دلوں میں آنکھیں اور کان نہیں جیسا کہ انسان میں یہ آنکھ اور کان باطنی ہیں اور پھر باوجود اس کے یہ لوگ بے راہ ہو گئے تو یہ چوپایوں اور جانوروں سے بھی زیادہ بے راہ ٹھہرے اور اس تقریر سے وہ ثابت ہو گیا جس کے یہ حضرات قائل ہیں یعنی وجود لطائف کا انسان میں) قول اللہ تعالی کا میرا تو کار ساز اللہ ہے جس نے کتاب نازل فرمائی اور وہی نیکوں کی کار سازی کرتا ہے زیادہ توفیق دے کر اور حفاظت فرما کر اور ہدایت الی الحق فرما کر

کہ اتنی ان لوگوں کی کارسازی نہیں کرتا جو نیک نہیں بلکہ ان کے نفوس کے حوالہ کردیتا ہے قول اللہ تعالیٰ کا جو لوگ ڈرتے ہیں جب ان کو کوئی گشت کرنے والا شیطانی اثر چھو لیتا ہے تو وہ ذکر کرتے ہیں پھر وہ دفعۃً دیکھنے لگتے ہیں یعنی جب ان کو شیطان چھوتا ہے وسوسہ ڈال کر اور پریشان کرکے اور پردے اور حجاب قلب پر ڈال کر تو وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کا نام لیتے ہیں پھر جب وہ ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے وہ پردے دور کردیتا ہے اور اٹھا دیتا ہے اور قلب ذاکر کو بینا کردیتا ہے اور کلمات ذکر میں سب سے زیادہ مفید تصفیہ سر میں کلمہ لا الہ الا اللہ ہے اور یہ مجرب ہے قول اللہ تعالیٰ کا اور تو اپنے رب کو اپنے نفس میں یاد کر یعنی اپنے دل سے کیونکہ نفس باطن ہے جو ذاکر اس میں ہوگا وہ بھی ظاہریات ہے کہ باطن ہوگا سورہ انفال قول اللہ تعالیٰ کا پس مومن تو وہی لوگ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے اس قول تک روزی عزت کی ہے یہ آیت ان چیزوں کے ذکر میں نازل ہوئی جو صوفیہ کے ساتھ خاص ہیں اور صوفیہ ان کے ساتھ خاص ہیں اور وہ احوال قلب ہیں (سورہ توبہ) قول اللہ تعالیٰ کا جب کہ آپ اپنے ساتھی سے کہتے تھے کہ غم نہ کرو بالیقین اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے یعنی مدد اور حفاظت سے نہ ذات سے کیونکہ ذات سے تو اللہ تعالیٰ ہر مخذول اور منصور اور ظالم اور مظلوم کے ساتھ ہے لیکن غم جب ہی دور ہوتا ہے جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت معیت کے ساتھ ہے خذلان کے ساتھ نہیں اور اس لئے کہ ظاہر حضرت صدیقؓ کے حال سے یہ ہے کہ ان کو یہ تو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ دونوں سے قریب ہیں رگ گردن سے بھی قریب تر صرف خوف اس وجہ سے تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد اور حفاظت کا ہونا یقیناً معلوم نہ تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ کبھی مدد کرتے اور کبھی مدد نہیں کرتے کیونکہ وہ ان کا اختیاری فعل ہے قول اللہ تعالیٰ کا ان

لوگوں سے قتال کرو جو کافروں میں سے تمہارے قریب ہوں یعنی ابتدا اپنے نفس سے کہ اگر وہ کافر ہو کہ وہ مطیع اور فرمانبردار اور مطمئن ہو جاوے گا پھر باقی دشمنوں یعنی ہوائے نفسانی اور شہوات اور شیاطین سے مقابلہ کر جو سب سے اقرب ہو پھر اس کے بعد جو اقرب ہو قول اللہ تعالیٰ کا یقیناً تمہارے پاس تم ہی میں سے ایسے رسول تشریف لائے ہیں کہ ان پر شاق ہے تمہارا مشقت میں پڑنا تمہاری بھلائی پر حریص ہیں مسلمانوں کے ساتھ شفقت کرنے والے مہربان ہیں ایسا ہی تصوف کی تربیت کرنے والے کو ہونا واجب ہے سورۃ یونس قول اللہ تعالیٰ کا بلکہ ان لوگوں نے جھٹلایا اس چیز کو جس کے علم کا احاطہ بھی نہیں کیا یہ کلمہ عام ہے گو سبب نزول اس کا صرف ان کا قرآن کو جھٹلانا ہے اور اکثر آدمیوں میں غالب خصلت یہ ہے جس کو وہ نہیں جانتے اس کی تکذیب اور انکار کرتے ہیں اور اس وجہ سے کہا گیا ہے کہ لوگ جس کو نہیں جانتے اس کے دشمن ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ الاحقاف میں اسی مضمون کو ارشاد فرمایا ہے اور جب کہ یہ کفار قرآن نہیں سمجھ سکے تو اب یہی کہیں گے کہ یہ قدیمی جھوٹی باتیں ہیں تو یہ سب ہر ایسے شخص کی توبیخ ہے جو ایسے امر کا انکار کرے جس کو انبیاء اور اولیاء سے معلوم کریں اور سنیں (سورہ ہود علیہ السلام) قول اللہ تعالیٰ کا اور اخبار انبیاء میں سے ہم ایسی خبریں آپ سے بیان کرتے ہیں جس سے آپ کے قلب کو ہم مضبوط کردیں یہ آیت اس پر امر پر دلالت کرتی ہے کہ احوال اولیاء اور عارفین کے بھی اس قسم کے سلوک سے خالی نہیں ہوتے (یعنی اثناء سلوک میں ایسے احوال پیش آتے ہیں کہ ان کے تدبر کے لئے اکابر کے حالات یاد دلانے کی ضرورت ہوتی ہے) بالخصوص جب لوگ ان کے واردات میں شک ڈالنے پر جمع ہوں کہ یہ خیالات مالیخولیا اور وسوسہ شیطانی اور خطرات نفسانی اور القا شیطانی ہیں اور اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور

انبیاء کے قصے اور مشائخ متقدین کی حکایتیں اور ان حضرات کے حالات میں غور کرنا یہ سب ان کی واردات وحالات موجودہ پر ان کی ثبات قلب کا سبب ہوجاتے ہیں جس طرح انبیاء کے لئے تھا اور اسی لئے مشائخ نے فرمایا ہے کہ سالک کے لئے ایسا شیخ ہونا چاہئے جو ماہر ہو فاضل ہو۔ واقعات مشائخ کو اور ان کے حالات اور اوقات کو خوب جانتا ہو خوب سمجھ لو قول اللہ تعالیٰ کا اور اسی کی طرف ہر امر لوٹتا ہے اس میں مشائخ کے اس مقولہ کی صحت پر دلالت ہے جو انہوں نے سیر الی اللہ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ہر شے اللہ تعالیٰ کی طرف سیر اور رجوع میں ہمیشہ رہتی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تک پہنچ جاوے پھر جب وہ اللہ تک پہنچ جاتی ہے تو اس کی سیر الی اللہ ختم ہوجاتی ہے اور اسی مقام سے فرمایا ہے بیشک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے (اور بعد منتہی ہونے کے) نیک لوگ صفات الطاف وکرم سے عیش حاصل کرتے ہیں اور بدبخت قہر وغضب کی آگ میں جلتے رہتے ہیں (سورہ یوسف علیہ السلام) قول اللہ تعالیٰ کا جب کہ کہا یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہ اے میرے باپ میں نے دیکھے گیارہ ستارے آخر آیت ثلثہ تک۔ ان آیتوں میں علوم تصوف میں سے بہت سے علوم ہیں اول قول اللہ تعالیٰ کا رایت ان لوگوں کے قول کے بطلان پر دلالت کرتا ہے جو کہتے ہیں کہ صوفیہ کے خواب ان کی واردات اور واقعات اور احوال کے بارہ میں خیالات ہیں جن کا واقعی وجود نہیں دوسرے یہ کہ مبتدی مرید کے لئے ایک ایسا شخص خیر خواہ ہونا ضرور ہے کہ اس کو اس کے مقصود کی ہدایت کرسکے اور اس کے صلاح وفساد کو جان سکے کیونکہ یوسف علیہ السلام نے اپنے والد کی طرف رجوع کیا پھر انہوں نے ان کو مصلحت کی بات بتلائی اور ان کو وہ خواب حاسدوں سے چھپانے کا حکم فرمایا تیسری آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ مرید پر واجب ہے کہ اپنے واقعات بجز شیخ کے اور سب لوگوں سے چھپاوے چوتھی آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ شیطان جب کسی میں نبوت اور ولایت یا اور اس طرح کے آثار دیکھتا ہے تو وہ اس حالت کے بگاڑنے کے لئے مستعد ہوجاتا ہے چنانچہ فرمایا کہ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے پانچویں قول اللہ تعالیٰ کا قد جعلها ربی حقا یعنی میرے پروردگار نے اس خواب کو سچ کردیا اس کا مضمون اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بعضے خواب ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو سچ اور مطابق واقع نہیں کرتا تو آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ بعضے خواب خیال اور پریشان خواب ہوتے ہیں قول اللہ تعالیٰ کا بلاتا ہوں اللہ کی طرف اس طور پر کہ میں بصیرت پر ہوں یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ شیخ کو صاحب بصیرت صاحب دعوت ہونا ضرور ہے اس امر میں جس کی طرف مرید کو بلاتا ہے (سورہ رعد) قول اللہ تعالیٰ کا بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت نہ بدلیں (اس کے عموم میں یہ بھی داخل ہے) کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو مشاہدہ سے محجوب نہیں کرتا جب تک وہ اپنے اور معاملات کو نہ بدلیں قول اللہ تعالیٰ کا جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کے دل مطمئن ہوتے ہیں اللہ کی یاد سے یعنی زبان اور دل سے اس کا ذکر کرتے ہیں اور تسبیح وتہلیل کرتے ہیں اور اس سے مطمئن ہوتے ہیں اور اس شخص سے خوش ہوتے ہیں (سورہ الحجر) قول اللہ تعالیٰ کا بیشک اس قصہ میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو فراست رکھتے ہیں۔ روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فراست مومن سے ڈرو کیونکہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ پس آیت فراست عارفین کے صحیح ہونے پر دال ہے اور فراست ایسے امور کا نام ہے جن کو عام لوگ نہیں دیکھتے قول اللہ تعالیٰ کا سو آپ کو جو حکم ہے اس کو ظاہر کردیجئے اور مشرکوں سے الگ ہوجائیے یعنی پیغام حق ادا کردیجئے پھر خلوت کی

طرف رجوع کیجئے اور مشاہدہ حق تعالی کا مراقبہ کیجئے اور اسی مقام سے مشائخ نے خلوت پر محافظت رکھنے کو اخذ کیا ہے (یعنی خلائق کو جوان پر حق ہے نصیحت اور ہدایت کرنا اس کے ادا کرنے کے بعد یہ ہونا چاہئے) سورہ نحل۔ قول اللہ تعالی کا اور جب آپ قرآن پڑھنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے شیطان مردود سے کیونکہ اس کو غلبہ ان لوگوں پر نہیں جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں آیت دلالت کرتی ہے اس پر کہ اللہ کے ساتھ پناہ مانگنا شیطان سے شیطان کو عاجز کردینے والا ہے اور اس کے وسوسوں سے مانع ہے اور اس پر بھی دلالت ہے کہ شیطان کو قوت اور قدرت ان مسلمانوں پر نہیں جو اللہ تعالی پر بھروسہ کریں۔ قول اللہ تعالی کا جو شخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور وہ اللہ تعالی کے ساتھ آرام پانا اور اللہ تعالی کے معاملہ کو سمجھنے لگنا اور اللہ کے ساتھ مستغنی ہو جانا پس یہ حالت نہ تبدیل کو مقتضی ہے اور نہ تحویل کو۔ قول اللہ تعالی کا آپ اپنے رب کے راستہ کی طرف بلائیے اور یہ راستہ وہی ہے جو طریقت کے نام سے صوفیہ کے نزدیک مشہور ہے حکمت کے ساتھ مراد اس سے دانا ہونا ہے شیخ تربیت کنندہ کا اور اس کا ان تمام امور کو سمجھنا جو ہر ایک مرید کے لئے مناسب ہو کیونکہ مریدوں کی طاعتیں مختلف ہوئی ہیں سو ان میں سے بعضے تو کثرت صوم مناسب ہوتا ہے اور بعضے ان میں ایسے ہیں کہ نماز روزہ دونوں بہتر ہوتے ہیں اور بعضے ان میں کہ ان کے لئے کثرت صوم مناسب ہوتا ہے اور ان کے لئے نماز اور روزہ دونوں بہتر ہوتے ہیں اور بعضے ان میں کہ ان کے لئے ان امور کی کثرت مناسب نہیں ہوتی صرف زہد عن الدنیا نسب ہوتا ہے اور بعضے ان میں کسب مناسب ہوتا ہے اور بعضے ان میں خدمت کرنا مناسب ہوتا ہے اور بعضے ان میں نفس پر مجاہدہ کرنے میں سختی اور تشدد اولی ہوتا ہے اور بعضے ان نرمی اور آسانی کرنا لائق ہوتا ہے تو ان امور کا سمجھنا حکمت مذکور ہے اس کو یاد رکھو اور اچھی نصیحت کے ساتھ ان سے کام لینا ہے اعمال طریقہ میں مدارۃ اور نرمی اور پوری شفقت کے ساتھ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی بتلادیں کہ اور کچھ مطلب نہیں اور ان کے درجے رفیع ہوں اور ان سے گفتگو ایسے طریق سے کیجئے کہ وہ بہتر ہو یعنی ان سے گفتگو کیجئے لطیف عبارت سے اور اچھے لفظوں سے اور ان کے ساتھ نرم رہئے اور ان کی طرف متوجہ رہئے اور جب ان کو امر ونہی کیجئے اور ان کو بلائیے اور کسی امر سے ہٹائیے تو ان پر بوجھ نہ ڈالئے کیوں کہ یہ طریق ان کے دلوں میں زیادہ اثر کرنے والا ہے اور اس میں تعلیم ہے مشائخ صوفیہ کی اور اسی طرح اللہ تعالی کا یہ ارشاد کہ اللہ ہی کی رحمتہ سے آپ ان کیلئے نرم ہوگئے اخیر آیت تک اور اسی طرح قرآن میں جو کیفیت اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہنے کی اور امت پر شفقت کرنے اور ان کے لئے سفارش کرنے کی اور ان کو اللہ تعالی کی طرف بلانے کی مذکور ہے وہ سب مشائخ صوفیہ کو بھی اس بات کا خطاب ہے کہ ان امور کو مریدوں کے ساتھ عمل میں لانا ان پر واجب ہے (سورہ بنی اسرائیل) قول اللہ تعالی کا یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کی طرف ذریعہ تلاش کرتے ہیں جو ان میں زیادہ صاحب قرب ہے اور وہ اللہ تعالی کی رحمت کے امیدوار اس کے عذاب سے خائف رہتے ہیں اور اللہ کی طرف ذریعہ سے مراد وہ چیز ہے جو خدائے بزرگ و برتر کے وصال کا ذریعہ بنائی جاوے اور وہ مجاہدات اور اذکار لسانی و قلبی اور خلوت کے مراقبات ہیں اور جس شخص کو اللہ کا قرب زیادہ ہوگا یعنی جو شخص واصل زیادہ ہوگا وہ ذریعہ کا زیادہ طالب ہوگا کیونکہ کوئی وصال اور قرب ایسا نہیں جس سے اوپر وصال کے اور بے انتہا مراتب نہ ہوں اور جس کو قرب زیادہ ہوگا وہ اللہ کا پہچاننے والا بھی زائد ہوگا

اور زیادتی کا طلب کرنے والا بھی بہت ہوگا سورہ کہف قول اللہ تعالی اور ہم نے ان کے دلوں کو مضبوط کردیا اور یہ حال ہوتا ہے مرید صادق الارادۃ کا کہ اس کے قلب اور سر کو مضبوط کردیا جاتا ہے پھر وہ بلا کی پروا نہیں کرتا اور مصیبتوں سے متحیر نہیں ہوتا اور اللہ تعالی اس کا خبرگیر او کفایت کرنے والا ہوجاتا ہے اور سلوک کی وادیوں میں اس کو گزارتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تک پہنچ جاتا ہے اور اس کے پاس اس کو قرار ہوجاتا ہے ایسا ہی وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالی نے اپنے رستہ میں چلنے والوں سے۔

قول اللہ تعالی کا اور جو لوگ ہمارے لئے کوشش کریں گے ہم ان کو اپنے رستے بتلادیں گے قول اللہ تعالی کا اے مخاطب اگر تو ان کو جھانک کر دیکھے تو ان سے پیٹھ پھیر کر بھاگے اور رعب سے بھر جاوے۔

قول اللہ تعالی کا مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے الخ اور فرمایا کہ اگر پوچھوں میں الخ یہ سب اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ شیخ کے مرید کو واجب ہے کہ متحمل ہو شیخ کے روبرو پست رہے گو شیخ اس کو تکلیف دے اور اس کی تحقیر کرے قول اللہ تعالی کا ابھی میں تم کو اس کا مطلب بتادوں گا جس پر تم صبر نہیں کرسکتے۔ مضمون آیہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ شیخ کو مرید کے سامنے ایسا کوئی کام کرنا مناسب نہیں جس کا ظاہر برا ہو تاکہ وہ باطن میں مبتلائے انکار نہ ہوجاوے اور اگر اس کو ایسا اتفاق ہو تو اس پر واجب ہے کہ ان کے انکار کو اپنے عمل کی حقیقت بیان کرکے اور اپنے اس فعل کی تاویل کرکے زائل کردے اور آیت اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ شیخ جب مرید سے تنگ ہوجاوے اور اس کو چھوڑ دینے کا ارادہ کرے تو اس کو مناسب نہیں کہ مرید سے بدوں ظاہری عذر کے مفارقت کرے (سورہ مریم) قول اللہ تعالی کا اور اپنی طرف درخت کھجور کی ڈالی ہلاؤ۔ بعضوں نے کہا کہ یہ مریم علیہا السلام کی کرامت ہے (سورہ طہ) قول اللہ تعالی کا عرش پر رحمان جلوہ گر ہو اور اللہ تعالی کا خاص عرش پر مستوی ہونا ایک خاص تجلی ہے عرش پر ایک خاص صفت کے ساتھ اور مثال اس کی بطور تفہیم کے آفتاب کی مثال ہے زمین پر یعنی اس کی شعاعیں جب بدون حجاب ابر کے زمین پر چمکیں (کہ ذات شمس ارض پر مستقر نہیں مگر شعاع کے واسطہ سے ارض کے ساتھ اس کو ایک تعلق ہے قول اللہ تعالی کا جب کہ ہم نے تمہاری ماں سے پوشیدہ کہا اور موسی علیہ السلام کی والدہ اولیاء اللہ سے تھیں کیونکہ ان سے فرشتوں نے بطور ان کی کرامت کے کلام کیا تھا قول اللہ تعالی کا اور میں نے تم پر اپنی طرف سے محبت ڈال دی یعنی صفت محبت کے ساتھ میں نے تم پر تجلی کی اور اپنی محبت سے جو کہ تمہارے ساتھ متعلق ہے میں نے تم میں نظر کی صفت محبت کے ساتھ تم پر میری تجلی کرنے سے صفت محبوبیت کی تم کو حاصل ہوگئی تو جس شخص نے تم کو دیکھا تم سے محبت کرنے لگا اور تفسیر تجلی کی وہ پھوہار ڈالنا ہے جو کہ حدیث میں مذکور ہے (کہ اللہ تعالی نے اپنے نور کا رشاش ارواح پر فائض فرمایا) قول اللہ تعالی کا اور پسند کرلیا میں نے تم کو اپنی ذات کے لئے یعنی میں نے تم کو ایسی حالت پر پیدا کیا کہ بجز میری عبادت کے تم میں کسی (ناپسند) چیز سے مناسبت نہیں ہوئی۔ قول اللہ تعالی کا آپ کہئے کہ اے میرے رب میرے علم میں زیادتی کیجئے کیونکہ کوئی زیادتی علم کی ایسی نہیں جس کے اوپر بہت سی بے انتہا زیادتیاں نہ ہوں قول اللہ تعالی کا اور جو شخص میری یاد سے روگردانی کرے گا تو اس کیلئے زندگی تنگ ہے کیونکہ جس کو ذکر قلبی وسری میسر نہیں ہے وہ تنگی اور تاریکی میں ہے نہ حق تعالی کا مشاہدہ کرتا ہے اور نہ اللہ تعالی سے وہ کچھ سنتا ہے اور نہ وہ ملکوت میں داخل ہوتا ہے اور نہ جبروت تک اس کو ترقی ہوتی ہے اور زمین پر جانوروں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے سورہ انبیاء جن لوگوں کے لئے ہماری طرف

سے نیکی سابق ہوئی یعنی ہماری محبت ان کے ساتھ ازل میں سابق ہوئی اور یہی سابقہ استعداد ہے جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ محبت کی ابتداء محبوب کی جانب سے ہے (سورہ حج) اور ہم نے کوئی رسول اور کوئی نبی آپ سے پیشتر نہیں بھیجا مگر جب وہ کوئی خیال کرتا تھا تو شیطان اس کے خیال میں کچھ ڈال دیتا تھا تو جب نبی اور رسول کا یہ حال ہے تو ولی کے لئے ممکن نہیں کہ القاء شیطانی سے مامون رہے اور اگر ماہر (اس بات کا سمجھنے والا کہ اس میں کیا اصل ہے اور کیا القاء ہے) نہ ہو تو اس کو اپنے کسی واقعہ پر اعتماد نہیں کرنا چاہئے تاوقتیکہ اپنے شیخ کے روبرو پیش نہ کرے۔ قول اللہ تعالیٰ کا اور اللہ کے بارہ میں جہاد کرو یہ وہی ہے جس کا مشائخ سیرفی اللہ نام رکھتے ہیں (سورہ مومنین) پس برتر ہے اللہ جو سچا بادشاہ ہے یعنی وہموں سے اور گمانوں سے اور فکروں سے اور عقلوں سے اور علموں سے (سورہ نور) قول اللہ تعالیٰ کا آپ مسلمانوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں بعض مشائخ نے کہا کہ اپنے سر کی آنکھیں نیچی رکھیں نامحرم عورتوں سے اور قلوب کی آنکھیں جمیع ماسوی اللہ سے قول اللہ تعالیٰ کا نہیں غافل کرتی ہے ان کو تجارۃ اور بیع اللہ کی یاد سے اور یہی خلوت در انجمن ہے اور یہ حال نبیوں اور بڑے بڑے ولیوں کا ہے اور ایسے اولیاء کم ہوتے ہیں اور بعضے ان میں سے ایسے ہوتے ہیں اس پر صرف خلوت میں قادر ہوتے ہیں اور بعضے جب ان پر حالت کا غلبہ ہوتا ہے اس وقت قادر ہوتے ہیں اور بعضے جب سونے اور جاگنے کے درمیان ہوتے ہیں تو صرف اس وقت اس پر قادر ہوتے ہیں اور بعضے اس پر قادر ہوتے ہیں۔ جب غرق ہو کر سو جاویں اور یہ شخص واصلین میں سب سے ادنیٰ اور کم رتبہ کا ہے (سورہ فرقان) کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے جاننا چاہئے کہ یہ آیت بڑی حجت ہے اس قول کے صادق ہونے کی جس کی طرف عارفین گئے ہیں یعنی جس شخص کا قلب اللہ کے سوا کسی اور چیز سے متعلق ہو وہ اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا ہے (محبت میں) (سورۃ الشعراء) قول اللہ تعالیٰ کا سو میں تم لوگوں سے بھاگ گیا اسی مقام سے کہا گیا ہے کہ جس امر کی برداشت نہ ہو سکے اس سے علیحدہ ہو جانا پیغمبروں کا طریقہ ہے (سورہ نمل) قول اللہ تعالیٰ کا بلا شبہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں ہم نے ان کے اعمال کو ان کے لئے مرغوب کر دیا ہے بڑی سزا عاصی کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی معصیت پر چھوڑ دے پھر نہ اس کو متنبہ کرے اور غفلت سے ہوش میں آنیکی توفیق دے اور وہ لغو عذروں سے گنجائش حاصل کرتا رہے۔ قول اللہ تعالیٰ کا میں اس تخت کو آپ کے پاس لائے دیتا ہوں بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ آصف کا قول ہے یہ بات غلبہ حال میں جب کہ وہ عین جمع میں تھے کہی اور یہ کلام اللہ کا تھا کہ اس کو ان کی زبان پر جاری کر دیتا تھا۔ درخت سے آواز دی اے موسے میں اللہ ہوں (پھر دوسری بات یہ ہے کہ) ایسی کرامتیں اولیاء اللہ سے بہت ہوا کرتی ہیں اور وہ مسافت بعیدہ کا زمانہ قصیرہ میں قطع کرنا ہے اور دیوار سے پار ہو جانا اور اسی کے مثل اور بھی ہے (سورہ قصص) قول اللہ تعالیٰ کا قریب تھا کہ وہ اس کو ظاہر کر دیں اگر ہم ان کے دل کو مضبوط نہ رکھتے یوسف بن حسین رازی سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو دو باتوں کا حکم ہوا ان کو دودھ پلاؤ پھر ان کو دریا میں ڈال دو اور دو باتوں سے ممانعت کی گئی اور نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو اور دو بشارتوں کی بشارت دی گئی ہم ان کو تمہارے پاس لوٹانے والے ہیں اور ان کو رسولوں میں سے کرنے والے ہیں سو مگر بدون ربط قلب کے یہ سب پورے طور سے نافع نہ ہوتا (سورہ عنکبوت) قول اللہ تعالیٰ کا اور البتہ ذکر اللہ کا بہت بڑا ہے یعنی بڑا ہے (بے حیائی اور بری باتوں سے روکنے میں اور (بڑائی اور شیخی کے دور

کرنے میں اور صفات ذمیمہ کے مٹانے میں۔ اور مشائخ کے نزدیک یہ مجرب ہے خاص کر لا الہ الا اللہ کا ذکر (سورہ روم) قول اللہ تعالیٰ کا یہ ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو وجہ اللہ کے طالب ہیں یعنی ذات الٰہی کے طالب ہیں (جو کہ وہی مقصود بالذات ہے نہ دنیا نہ آخرت) (سورہ لقمان) قول اللہ تعالیٰ کا اور اس نے تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کیں سو ظاہری نعمتیں تو اعضا ہیں جیسے آنکھ اور کان اور زبان اور دانت اور ہاتھ اور پیر اور ان کی مانند اور باطنی نعمتیں نفس اور قلب اور عقل اور سر اور خفی ہیں (سورہ الم السجدہ) قول اللہ تعالیٰ کا پکارتے ہیں اپنے پروردگار کو بیم و امید کے ساتھ کہا جعفر نے اپنے پروردگار سے ڈر کر اور اپنے پروردگار سے امید رکھ کر جیسا کہ (ربہم کا پہلے ذکر کرنا اور معمول خوف و طمعا کو ذکر نہ کرنا اس پر دال ہے۔ (سورہ احزاب) قول اللہ تعالیٰ کا اے ایمان والو تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے موسیٰ کو تکلیف پہنچائی تھی یہ عام مسلمانوں کو ممانعت ہے اور جو انبیاء اور اولیاء اور مومنین متقین کو ایسے امور کی تہمت) سے تکلیف پہنچاتے ہیں جن کی ان کو خبر بھی نہیں (سورہ سبا) قول اللہ تعالیٰ کا اور جو چیز تم خرچ کرو گے تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ دے گا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص اپنے بدن اور روح اور راحت میں سے کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے لئے صرف کردے تو اللہ تعالیٰ اس سے اچھا اس کو بدلہ دے گا۔ (سورہ فاطر) قول اللہ تعالیٰ کا اور زندے اور مردے برابر نہیں یعنی اللہ والے اور شیطان والے برابر نہیں (سورہ یٰسین) قول اللہ تعالیٰ کا اور قسم ہے قرآن حکمت والے کی صراط مستقیم تک اللہ تعالیٰ نے قرآن کی قسم کھائی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھیجے ہوئے نبی ہیں جیسے اور تمام نبی اور فائدہ قسم کا آپ کے قلب کا مطمئن کرنا ہے کیونکہ آپ تو جانتے تھے کہ آپ رسولوں میں سے ہیں ولیکن مزید اطمینان کی احتیاج آپ کو بھی

ہو سکتی ہے (سورہ الصفت) قول اللہ تعالیٰ کا میں اپنے پروردگار کی طرف جانے والا ہوں یہ وہی ہے جس کو مشائخ کہتے ہیں یعنی ان کی طریقہ مشہورہ میں سیر اللہ کی طرف ہوتی ہے اور یہ کہ یہ سیر مرغوب اور محبوب ہے (سورہ ص) اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کو یاد کیجئے جو صاحب قوت اور صاحب بصیرت تھے یعنی صاحب قوۃ تھے نفس اور نفسانی خواہشوں اور شیطان پر اور صاحب بصیرت یعنی بصیرت نفس اور عقل اور قلب اور سر خفی کی (سورہ زمر) قول اللہ تعالیٰ کا تو کیا جس شخص کے سینہ کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے لئے کھول دیا ہو پھر وہ اپنے پروردگار کی طرف سے ایک نور پر ہو۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکن نور پس جب داخل ہوتا ہے اس شخص کے باطن میں تو اس کی وجہ سے سینہ اس کا کشادہ ہو جاتا ہے۔ اور کھل جاتا ہے لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اس کی کوئی علامت ہے فرمایا ہاں دھوکہ کے گھر سے دور ہونا اور ہمیشگی کے گھر کی طرف رجوع کرنا اور موت کے لئے قبل اس کے آنے کے اچھی طرح آمادہ ہو جانا قول اللہ تعالیٰ کا کھڑے ہو جاتے ہیں اس سے کھالوں کے بال (یہ ایک قسم ہے وجد کی) (سوہ مومن) قول اللہ تعالیٰ کا وہ جانتا ہے خیانت کرنے والی آنکھوں کو اور جو دل پوشیدہ رکھتے ہیں یہ آیت دلیل ہے اس پر کہ تزکیہ ظاہر کے ساتھ تزکیہ باطن بھی واجب ہے (سورہ حم السجدہ) قول اللہ تعالیٰ کا اور اگر اثر کرے تیرے اندر شیطان کی طرف سے کوئی اثر یعنی تیرے ظاہر اور باطن میں کوئی فساد ڈال دے جیسے کینہ اور حسد اور غصہ اور عجب اور کذب اور گالی اور مارنا ناحق تو اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ کیونکہ تو خود شیطان کے دفع کرنے پر قادر نہیں۔ (سورہ شوریٰ) قول اللہ تعالیٰ کا سو اگر اللہ ارادہ کرے تو تیرے دل پر مہر لگا دے اگر تو ہم پر سچ کے علاوہ کوئی اور بات کہے۔ مروی ہے کہ ایک امام نے یہ آیت پڑھی اور شبلی اس کے پیچھے تھے۔ سو جب

انہوں نے یہ آیت اپنی نماز میں امام سے سنی تو فرمانے لگے کہ (اللہ اکبر) اس طرح تو اچھے لوگوں سے خطاب ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ سلب حال سے خوف کرنا واجب ہے (سورہ زخرف) قول اللہ تعالیٰ کا اور جو شخص رحمان کے ذکر سے اندھا بنا رہے۔ اس کے لئے ہم ایک شیطان مقرر کردیں گے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات اور اس کے احکام سے اعراض کرے (اور اس میں دلالت ہے کہ محجوبین پر شیاطین مسلط ہوتے ہیں) (سورہ دخان) قول اللہ تعالیٰ کا اور ہم نے ان کو پسند کرلیا علم سے تمام جہاں کے لوگوں پر اور جو خطائیں ان سے سرزد ہوتی ہیں اس کا اثر ہمارے حکم ازلی اجتباء اور اختیار میں نہیں ہوتا (اور اس میں دلالت ہے اس پر کہ مراد (اللہ تعالیٰ اس کے نفس کے حوالہ نہیں کرتا (سورہ جاثیہ) قول اللہ تعالیٰ کا اور اسی کے لئے بڑائی آسمانوں اور زمین میں یہ نص ہے اس بات پر کہ بڑائی اللہ تعالیٰ کی آسمانوں اور زمین میں ہے اور بڑائی ذات کی۔ صفتہ اور ذات سے صفت جدا ہو نہیں سکتی تو یہ آئیہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے محیط ہونے پر دلالت کرتی ہے (سورہ فتح) قول اللہ تعالیٰ کا جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ سے ان کے بیعت کرنے کا اثبات ہے اور اس میں نبی علیہ السلام سے ان کے بیعت کرنے کی نفی نہیں ہے (سورہ نجم) قول اللہ تعالیٰ کا اور آپ کے رب کی طرف منتہی ہے یعنی اللہ عزوجل کی ذات میں فکر نہیں چلتا کیونکہ سب چیزوں کا کہ ان میں فکر بھی ہے۔ منتہا الی الرب فرمایا ہے پس فکر فی الرب منفی ہوا (سورہ قمر) قول اللہ تعالیٰ کا ایسی ہی جزا دیتے ہیں ہم شکر کرنے والے کو یعنی ہم ہر ولی شاکر کو جزا دیتے ہیں اس طرح کہ ان کو نجات دیتے ہیں اور ان کے اعداء ہلاک ہوتے ہیں۔ (سورہ واقعہ) قول اللہ تعالیٰ کا پس اگر ہو گا ان لوگوں سے جو مقرب کئے گئے ہیں یہ دلیل ہے اس کی کہ اللہ کا مقرب وہی ہوتا ہے جس کو اللہ مقرب بنائے (سورہ حدید) قول اللہ تعالیٰ کا کیا وہ وقت مسلمانوں کیلئے نہیں آیا ہے کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے جھک جاویں۔ آخر آیت تک یعنی کیا اللہ کی یاد کیلئے مسلمانوں کے دلوں کے جھکنے اور پست ہوجانے اور کھل جانے اور وسیع ہوجانے کا وقت نہیں آیا یعنی اللہ تعالیٰ کا مشاہدہ اور اس کے ساتھ مناجات کیلئے (سورہ مجادلہ) قول اللہ تعالیٰ کا مسلط ہوگیا ان پر شیطان تو اس نے ان کو غافل کردیا اللہ کے ذکر سے اور علامات اس کی یہ ہیں کہ بندہ اپنے آقا کا ذکر نہ کرے اور اگر کوئی ذکر کرے تو اس کو برا معلوم ہو اور ناگوار ہو صحبت علماء اور صلحا کی اور پسند کرے احمقوں اور مسخروں اور اس قسم کے لوگوں کی صحبت کو اور خوش ہو ان کی صحبت سے اور محظوظ ہوتا ہو ان کی مجالست سے اور حرام اس کو زیادہ پسند ہو حلال سے اور معصیت زیادہ محبوب ہو طاعت سے اور اپنے گناہوں پر فخر کرے اور لوگوں کے سامنے گناہوں پر شیخی بگھارے اور لوگوں کو طاعت پر ملامت کرے تو یہ ایسا شخص ہے جس پر شیطان مسلط ہوگیا قول اللہ تعالیٰ کا قوت دی ان کو ایک روح سے اپنی طرف سے یعنی قوت دی اس رشاش نور سے جو نفس پر چھڑکا گیا (سورہ الحشر) قول اللہ تعالیٰ کا اگر اتارتے ہم اس قرآن کو پہاڑ پر تو اس کو بھی تو دیکھتا کہ پست ریزہ ریزہ ہوگیا ہے خدا کے خوف سے یعنی اگر کوی بھی صفت صفات خداوندی سے تجلی کرتی اور یہ صفت جیسے عظمت اور جلال ہے ابن عطاء نے فرمایا کہ اشارہ اس امر کی طرف کیا کہ اس کی صفات کے سامنے کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی اور اس کی تجلی کے سامنے بجز اس کے جس کو اللہ تعالیٰ ہی قوت دے دے کوئی باقی نہیں رہ سکتا اور وہ عارفوں کے قلوب ہیں تو وہ اللہ کے ساتھ قائم ہیں نہ اس کے غیر کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ یعنی اس کی تجلی قائم ہے ان کے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کا نہ بناؤ تم میرے دشمنوں کو اپنے دشمن کو دوست نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

ہے کہ آپ نے فرمایا کہ افضل الایمان یہ ہے کہ اللہ ہی کیلئے عداوت کرے قول اللہ تعالیٰ کا اے نبی جب آپ کی خدمت میں مسلمان عورتیں بیعت کی غرض سے حاضر ہوں آخر آیت تک اس میں اثبات ہے بیعت کا (سورہ دہر) قول اللہ تعالیٰ کا سو جو شخص چاہے اپنے رب کی طرف رستہ اختیار کرے مراد بسبیل الی اللہ سے صوفیہ کا طریق ہے یعنی جو شخص اللہ کے ذات وصفات کو چاہے اس کے رستہ پر چلے (سورہ والشمس) قول اللہ تعالیٰ کا اور قسم ہے نفس کی اور اس کی ذات کی کہ جس نے درست کیا اس نفس کو اس طور سے درست کیا کہ وہ بار امانت اٹھانے کے لائق ہوگیا اس کے لئے دو جہتیں ایک جہت تقوی کی اور یک جہت نافرمانی کی اور یہی مراد ہے قول اللہ تعالیٰ میں پھر اس کے دل میں ڈال دیا اس کی نافرمانی اور پرہیزگاری کو اور ان دونوں جہتوں کے درمیان ایک جہتہ ملامت کی بنائی سو اگر نفس نافرمانی اور گناہ کی طرف مائل ہوا تو اس کا نام امارہ بالسوء ہے اور اگر پرہیزگاری کی طرف مائل ہوا تو اس کو مطمئنہ کہتے ہیں پھر جب وہ گناہ کرکے جلد پشیمان ہو تو اس کا نام لوامہ ہے کہ اپنے نفس کو ملامت کرتا ہے۔ اور خواہشوں کی مذمت کرتا ہے اور اپنے شیطان پر لعنت کرتا ہے اور اپنی شہوت پر غصہ کرتا ہے اور اپنی لذتوں کو مبغوض رکھتا ہے اور جو گناہ اس نے کیا اس سے توبہ کرلیتا ہے پھر جب اس کی خالص توبہ کامل ہوجاتی ہے تو وہ اب عالم اطمینان میں داخل ہوجاتا ہے سو اس کو اپنی محافظت ضروری ہے۔

تاکہ قبل حصول مذاق اطمینان پھر واپس نہ ہوجاوے پھر جب اس کو ذوق نصیب ہوجاتا ہے تو اطمینان پر قائم رہنا سہل ہوجاتا ہے مگر پھر بھی ضروری ہے کہ محافظت رکھے جب تک کہ خوگر نہ ہوجاوے اور اطمینان اس کی صفت لازمہ نہ ہوجاوے۔۔۔ محافظت اس پر آسان نہ ہوجاوے اور جب تک دار التکلیف میں ہے رجوع اور واپسی سے امن نہیں ہوسکتا اور نفس ایک ہی ہے اس کی صورتیں جہتیں مختلف ہیں۔ جیسے بدن ایک جسم ہے کبھی صحیح ہے کبھی مریض ہے کبھی مردہ ہے۔ (سورہ ناس) قول اللہ تعالیٰ کا جن اور آدمیوں سے دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ وسوسہ شیاطین انس اور شیاطین جن دونوں کی طرف سے ہوتے ہیں اور شکر خدا کا اس وقت جس کا میں نے قصد کیا تھا تمام ہوا اور شاید بعد میں اس سے زائد بعضے دوسرے مسائل کی جو آیات قرآن سے ثابت ہیں شرح کرنے کی مجھ کو توفیق دی جاوے اور اللہ ہی کے لئے تعریف ہے اول میں بھی اور آخر میں بھی باطن میں بھی ظاہر میں بھی اور رحمت نازل ہو اس کے رسول پر اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے ان پر بسیار وربسیارے۔



انوار معصومیہ

اورنگ زیب نے حضرت عروۃ الوثقیٰ کے فرزند محمد اشرف کی خدمت میں (جنھیں حضرت عروۃ الوثقیٰ تسلی کے لئے اس کے پاس چھوڑ گئے تھے) دعاو توجہ کی درخواست کی آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ آپکی فتح ہو گی اورنگ زیب نے فتح کے بعد باپ سے ملاقات کرنے کے بارے میں ایک عریضہ لکھا اور مراسلت کے بعد ملاقات کے لئے ایک دن مقرر ہوا۔ اسی اثناء میں ایک جاسوس شاہجہاں کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک خط اورنگ زیب کے پاس لایا جو اس نے داراشکوہ کی طرف اس مضمون کا لکھا تھا کہ "تو شاہجہاں آباد کے گردونواح میں رہ فلاں روز اورنگ زیب میری ملاقات کو آئیگا تو میں اسے پکڑ کر قید کرلوں گا اور تجھے تخت پر بٹھا دونگا" اورنگ زیب کو یہ خط دیکھ کر بہت ملال ہوا اور اس نے باپ کی ملاقات کے لئے جانے کا ارادہ ملتوی کردیا۔ جب مقررہ دن آیا تو شاہجہاں نے تمام شہر سجانے کا حکم دیا اور قلعہ کی آرائش کرائی اور بیٹے جب اورنگ زیب نہ آیا تو شاہجہاں کو بڑا تعجب ہوا۔ دوسرے دن اپنی بڑی بیٹی جہاں آراں بیگم کو اس کے پاس بھیج کر نہ آنے کی وجہ پوچھی۔ اورنگ زیب نے جواب میں شاہجہاں کا وہی خط پیش کردیا۔ بعد ازاں اورنگ زیب نے اپنے لڑکے محمد سلطان کو شاہجہاں کے پاس بھیجا چنانچہ وہ شاہجہاں کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجالایا۔ بعد ازاں اورنگ زیب نے تخت شاہی پر بیٹھ کر اپنی بادشاہت کا اعلان کردیا۔

عالمگیر بادشاہ نے حضرت قدس سرہ کی خدمت میں درخواست کی کہ میں امور سلطنت کی مصروفیات کی بنا پر حاضر خدمت نہیں ہو سکتا لہٰذا مخدوم زادوں یا خلفا میں سے کسی کو یہاں بھیج دیں تاکہ میں اس سے مستفیض ہو سکوں حضرت نے اس اہم کام کے لئے حضرت خواجہ سیف الدین کا انتخاب کیا اور آپ کو شاہجہاں آباد روانہ کردیا۔ بادشاہ کو جب آپ کی تشریف آوری کا علم ہوا تو مع ارکان سلطنت آپ کا استقبال کیا اور بہت عزت واحترام کے ساتھ آپکو قلعہ معلی میں اپنے قریب ٹھہرایا۔ جب قلعہ میں داخل ہونے لگے تو قلعہ کے دروازے پر پتھر کی تراشی ہوئی ہاتھی کی مورتیاں نصب دیکھیں۔ آپ فوراً رک گئے اور فرمایا کہ جب تک ان مورتیوں کو نہ ہٹایا جائیگا میں قلعہ میں داخل نہیں ہونگا لہٰذا بادشاہ نے ان مورتیوں کے فوراً ہٹانے کا حکم دیا تب آپ قلعہ میں تشریف لے گئے اور حلقہ و مراقبہ کی مجالس شروع کردیں۔ عالمگیر بادشاہ آپ سے اسقدر متاثر ہوا کہ آپ کے دست حق پرست پر حضرت عروۃ الوثقیٰ کی بیعت کر کے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں داخل ہو گیا

دوشنبہ ۲۶ ۷ ۱۰۷۶ھ کو شاہجہاں کے انتقال کے وقت جہاں آرا بیگم نے شاہجہاں سے کہا کہ میری سفارش سے اورنگ زیب کا قصور معاف کردیں تاکہ میرا احسان اس پر ثابت ہو جائے چنانچہ شاہجہاں نے کاغذ قلم دوات منگا کر اپنے ہاتھ سے لکھدیا کہ میں نے جہاں آرا بیگم کے کہنے سے اورنگ زیب کی تمام تقصیرات معاف کیں اور اب میں اس سے راضی ہوں۔ بعد ازاں اس کا انتقال ہو گیا۔ تو جہاں آرا نے وہ دستاویز اورنگ زیب کو پیش کیں ممنون و احسان مند ہوا اور اسے اپنے ساتھ دہلی لاکر بڑی عزت سے رکھا۔

اسی طرح حضرت عروۃ الوثقیٰ نے اپنے مریدوں اور خلفاء کو اپنے صاحبزادوں کے سپرد کیا۔ حضرت خواجہ محمد صبغتہ اللہ کو کابل اور اس کے گردونواح کے تمام پٹھان اور مغل علاقے سپرد کیئے۔ حضرت خواجہ محمد نقشبندیہ حجتہ اللہ کو بدخشاں، ترکستان، دشت قپچاق، کاشغر، خطہ، روم شام اور یمن کے تمام مرید اور خلفا

سپرد کیئے۔ نیز خواجہ محمد حنیف کابلی' خواجہ محمد صدیق پشاوری' خواجہ عبدالصمد' اخون موسی ننگرہاری' شیخ مراد شامی' خواجہ ارغون خطائی وغیرہ آپ کے سپرد ہوئے۔ خواجہ محمد عبیداللہ مروج الشریعہ کو خراسان' ماوراء النہر' توران' دارگنج' غورسد' اندراب' قستان' طبرستان' بجستان کے علاقے سپرد کیئے اور شیخ ابوالمظفر برہان پوری' شیخ حبیب اللہ بخاری صوفی پائندہ طلا شیخ ابوالقاسم بلخی وغیرہ اور ہند کے اکثر امرا اور شہزادہ معظم بھی آپ کے سپرد کیئے گئے حضرت خواجہ محمد اشرف کو دکن اور پنجاب کے خلفا اور مرید سپرد کئے گئے حضرت خواجہ محمد سیف الدین کو شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر' شہزادہ اعظم شاہ' جعفر خاں وزیر' شائستہ خاں' نواب مکرم خاں' محتشم خاں' سلطان عبدالرحمان سپرد کئے گئے نیز حسب ذیل خلفا بھی حوالے کئے گئے اخون میر محسن سیالکوٹی' صوفی پائندہ' شیخ آدم بھکری وغیرہ۔ حضرت محمد صدیق کو عرب' بحرین اور مشرقی ہند کے اکثر علاقے سپرد کئے گئے

بعد ازاں حضرت عروۃ الوثقی نے اپنے تمام خلفا کو دنیا کے مختلف حصوں میں بھیجا۔ ایک ہزار سات سو خلفا ترکستان اور دست قپچاق میں بھیجے جن کا سردار خواجہ محمد امین اور خواجہ عبدالرحمان کو مقرر فرمایا۔ پانچ سو خلفا کاشغر اور خطہ کی طرف بھیجے جن کا سردار خواجہ ازغون کو بنایا' چار سو خلفا شام اور روم کی طرف بھیج کران کا سردار مراد کو بنایا۔ سات سو خلفا خراسان' بدخشان اور توران میں بھیجے جو شیخ حبیب اللہ کے ماتحت تھے۔ ایک سو خلفا کابل میں اور ایک سو خلفا نواح پشاور میں بھیجے بیس خلفا ننگرہار میں ان سب کا سردار خواجہ محمد حنیف' خواجہ محمد صدیق اور اخون موسی کو مقرر فرمایا۔باقی خلفاء کو ہندوستان کے مختلف شہروں میں بھیجا۔

فرمایا میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ قرآن حدیث اجماع امت اور اقوال مجتہدین پر عمل کرنا خلاف شرع فقرا سے بچنا لوگ بہت غمگین ہوئے۔ کہ حضرت عروۃ الوثقی کی زبان مبارک آخری وقت میں بڑی تیزی سے حرکت کرتی تھی کان لگا کر سنا تو حضرت سورہ یاسین پڑھ رہے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ وصال کے وقت حضرت کے چہرہ مبارک سے مسکراہٹ بہت نمایاں تھی۔

شمائل حضرت عروۃ الوثقی خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کا قد خاصہ تھا' بدن مبارک پر گوشت' رنگ گندمی' ابرو کشادہ' ناک اونچی' آنکھیں بڑی بڑی' ڈاڑھی سفید اور تمام اعضا نہایت متناسب اور خوش وضع تھے۔ حضرت کا لباس نہایت لطیف بلکہ لطف ہوتا۔ سر پر عمامہ باندھتے اور کبھی ہندی لباس زیب تن فرماتے

حضرت عروۃ الوثقی قدس سرہ کی آواز مبارک میں یہ کمال تھا کہ نماز میں قرات پڑھتے وقت جس قدر بلند آواز میں پہلی صف والوں کو معلوم ہوتی تھی اسی قدر آخری صف والوں کو سنائی دیتی تھی اگرچہ بعض اوقات حضرت کے پیچھے سو سو صفیں بھی ہوتیں لیکن آواز سب کو یکساں سنائی دیتی۔

(۱) حضرت شیخ محمد صبغۃ اللہ قدس سرہ

حضرت عروۃ الوثقی کے فرزند اکبر ہیں' مجدد الف ثانی سرہند شریف تشریف لائے تو حضرت نے ان نومولود کو دیکھ کر فرمایا "السلام علیکم یا صبغۃ اللہ" اور فرمایا کہ اس لڑکے سے بوئے اصالت آتی ہے اس لئے اس کا نام صبغۃ اللہ رکھنا چاہئے۔ ابھی شیر خوار ہی تھے کہ سخت بیمار ہو گئے مرض کا اس قدر غلبہ ہوا کہ امید زیست باقی نہ رہی۔ حضرت عروۃ الوثقی نے حضرت مجدد الف ثانی سے

اس فرزند کی صحت کے لئے درخواست کی۔ حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا اس فرزند کے بارے میں کچھ فکر نہ کرو۔ اس کی عمر بہت ہوگی اور بڑا صاحب کمال ہوگا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک بوڑھا ہاتھ میں عصا لئے ہوئے ہے اور بکثرت مخلوق اس کے گرد حلقہ باندھے استفادہ کے لئے کھڑی ہے" چنانچہ واقعی حضرت مجدد الف ثانی کا یہ ارشاد پورا ہوا اور آپکی عمر بانوے سال ہوئی اور کمالات باطنی کو پہنچ کر مرجع خلائق ہوئے

تکمیل سلوک کے بعد حضرت عروۃ الوثقی نے آپ کو اجازت و

حضرت خواجہ محمد نقشبند قدس سرہ

آپ حضرت عروۃ الوثقی کے فرزند دوم ہیں۔ حضرت خواجہ محمد سعید فرمایا کرتے تھے یہ مجھ سے پڑھنے نہیں آتے بوجہ علو استعداد تھوڑی مدت میں ایسے حالات و واقعات پر پہنچے کہ عقل و فکر سے باہر ہیں

عرب کے بہت سے علماء و مشائخ مثلاً شیخ عبدالوہاب رئیس المشائخ شیخ فخر الدین خطیب اور مولانا شمس الدین ملک العلماء عرب وغیرہ حاضر ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے

ہر صبح و شام حضرت کے حلقہ میں ہزارہا آدمی شریک ہوتے۔ کابل کے دوران قیام رمضان المبارک کا مہینہ آگیا۔ تراویح میں لوگوں کی اس قدر کثرت ہوئی کہ کابل کی جامع مسجد وسیع و عریض ہونے کے باوجود سب نمازیوں کے لئے کافی نہ ہوتی اس لئے حضرت شہر کے باہر باغ میں نماز تراویح ادا فرماتے تھے۔ صبح کی نماز کے بعد دیر تک مراقبہ کیا پھر فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر حجاز کی تاکید فرمارہے ہیں

خصوصاً شیخ المشائخ عبدالوہاب، شیخ فخر الدین خطیب اور ملک العلماء مولانا شمس الدین وغیرہ نے آپ کا استقبال کیا۔ شیخ مراد شامی مع دیگر خلفا کے حاضر خدمت ہوئے۔ مکہ معظمہ کے دوران قیام میں لوگ جوق در جوق آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیعت ہوتے تھے۔ مسجد الحرام میں لوگ پانچوں وقت حضرت کے انتظار میں رہتے جب حضرت تشریف لاتے تو آپکی امامت میں نماز جماعت ادا کرتے۔ جب حج کے لئے عرفات تشریف لے گئے تو آپ ہی تمام حجاج کے سالار قافلہ تھے آپ فرماتے تھے کہ عرفات میں مجھ پر اس قدر عنایات الٰہی ہوئی کہ بیان سے باہر ہیں۔ خیال ہے کہ ۱۰۹۰ھ میں آپ حج کی سعادت سے مشرف ہوئے بعد ازاں مدینہ منورہ حاضر ہوئے۔ حضرت ابوالعلی مناقب نقشبندیہ میں لکھتے ہیں کہ میں اس وقت حضرت کے ۶۸۰ا/۱۰۹۱ھ جب حضرت حجۃ اللہ بندرگاہ سورت پر پہنچے تو آپ کے صاحبزادے حضرت ابوالعلی نے جو نقاب اپنے چہرہ پر ڈالا ہوا تھا اتار دیا۔ حضرت حجۃ اللہ بندرگاہ سے وطن کی جانب روانہ ہوئے تو جس گاؤں یا شہر سے آپ کا گزر ہوتا وہاں کے لوگ آپ کا استقبال کرتے۔

حضرت مروج الشریعہ کے فرزند خواجہ محمد پارسا اور علماء و مشائخ کی بڑی جماعت بھی حج کے ارادے سے آپ کے ہمراہ روانہ ہوئی آپ نے دکن کی راہ سمندر کے کنارے پہنچنا چاہا۔ ان دنوں بادشاہ عالمگیر بھی دکن میں تھا۔ ہمراہ شاہی لشکر میں ٹھہرایا۔ صبح و شام حلقہ و مراقبہ کی مجلسیں گرم ہونے لگیں۔ حجاز مقدس میں روانہ ہونا چاہا تو معلوم ہوا عالمگیر کو آپ کی دعا کی برکت سے دکن میں بڑی فتوحات حاصل ہوئیں۔ ۱۰۸۵/۱۰۹۶ھ میں حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ نے وفات پائی۔

حضرت حجۃ اللہ صبح کی نماز کے بعد اپنے احباب کے ساتھ حلقہ مراقبہ میں بیٹھے تھے کہ عالمگیر بادشاہ حاضر ہوا اور ایک گوشہ میں مراقب ہو کر بیٹھ گیا۔ اس وقت کسی نے یہ بھی نہ جانا کہ کون آیا

ہے۔ جب حضرت مراقبہ سے فارغ ہوئے تو بادشاہ حاضر خدمت ہو کر آداب بجالایا۔ حضرت نے بھی اس پر بہت شفقت فرمائی۔ صرف حضرت ہی سوار تھے اور سب پیدل چل رہے تھے صوفی عبدالوہاب فرماتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ عالمگیر جیسا بادشاہ جس کا نظیر وثانی دنیا بھر میں موجود نہیں۔ اس وقت حضرت کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہا ہے حضرت کے دل میں بھی یہ خیال ضرور آیا ہوگا۔ یہ خیال آتے ہی حضرت نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ عبدالوہاب! اگر عالمگیر جیسے لاکھوں بادشاہ میرے ساتھ پیدل چلیں تو بھی میرے دل میں کوئی خیال نہیں آئے گا

چونکہ بحری جہاز بہت دیر میں پہنچا اور حج کا وقت گزر چکا تھا نیز امام یمن نے آپ کا شایان شان استقبال کیا یمن میں قیام فرمایا۔ عمرہ ادا فرما کر مدینہ منورہ حاضر ہو گئے۔ حضرت حجۃ اللہ نے حسب وعدہ بادشاہ عالمگیر کی جانب سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں صلوۃ و سلام پیش کیا اور بارگاہ رب العزت میں دعا کی

۷ شعبان ۱۰۸ھ کو مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت کے دوران قیام نماز تراویح میں مسجد الحرام کے اندر اس قدر ہجوم ہوتا کہ لوگ ایک دوسرے کی پشت پر سجدہ کرتے تھے

حضرت شیخ محمد عبیداللہ مروج الشریعہ قدس سرہ

حضرت عروۃ الوثقی کے تیسرے فرزند ہیں۔ اولاد میں سب سے زیادہ لاڈلے اور پیارے تھے۔ پلنگ کے قریب آپ کی چارپائی بچھاتے اور فرمایا کرتے تھے کہ بیٹا جب تک میں تمہیں دیکھ نہیں لیتا مجھے چین نہیں آتا۔

آپ سات سال کے تھے آپ سے سوال کیا کہ دل ایک پارچہ گوشت ہے۔ وہ کس طرح ذکر کرتا ہے گویائی کی صفت تو زبان کی ہے۔ آپ نے فی الفور جواب دیا کہ زبان بھی ایک پارچہ گوشت ہے جس قادر مطلق نے اس کو صفت گویائی عطا کی ہے کیا وہ دل کو یہ صفت نہیں دے سکتا۔

رمضان شریف میں دن کو ایک پارہ یاد کر لیا کرتے تھے اور رات کو سنا دیا کرتے تھے۔ نقل ہے کہ ایک روز عروۃ الوثقی کی خدمت میں بیٹھے تھے عرض کیا کہ شاید میری پیٹھ میں کوئی جانور کاٹ رہا ہے۔ جب کرتہ ہٹا کر دیکھا تو بچھو نے کاٹ کاٹ کر ساری پیٹھ چھلنی کر دی تھی۔

ایک شخص نے آپ کو اس قدر برا بھلا کہا کہ غصہ سے اس کا منہ جھاگ سے بھر گیا لیکن آپ خاموش سنتے رہے فرمایا کہ اب تو غصہ کو تھوک دو' چونکہ غصہ سے تمہارا دماغ خالی ہو گیا ہے یہ روپیہ لو اور بادام کھاؤ تاکہ تمہارے دماغ کی کمزوری دور ہو۔ بادشاہ نے آپ سے اخذ فیض کیا اور آپ کی القائے نسبت اور توجہ باطنی سے مشرف ہو کر بہت خوش ہوا۔ ہزاروں آدمی آپ کے حلقہ میں شریک ہونے لگے

جب مرض کا زیادہ غلبہ ہو گیا تو آپ نے بادشاہ سے سرہند جانے کی اجازت چاہی اور بادشاہ کو بعض نصیحتیں اور دعائیں دیکر وطن روانہ ہو گئے جب سنبھالکہ کے مقام پر پہنچے تو صبح کی نماز کے بعد اشراق کے وقت بروز جمعہ ۱۹ ربیع الاول ۱۰۸۳ھ کو دریافت کیا کہ کیا اشراق کا وقت ہو گیا نیت باندھی اور سجدے میں جاں بحق ہوئے۔

حضرت شیخ محمد اشرف محبوب اللہ قدس سرہ

حضرت عروۃ الوثقی کے چوتھے فرزند ہیں۔ چنانچہ ایک ہی توجہ میں تمام نسبت مجددیہ' ولایت صغری و کبری و علیا اور

کمالات نبوت وغیرہ الا فرمائے۔ آپ باستقامت طریقت و شریعت و ورع وتقوی موصوف اور طالبان خدا کی ہدایت میں مشغول رہتے تھے۔ پچھتر سال کی عمر میں ۲۷ صفر ۱۱۱۸ھ کو بوقت سحر وفات پائی اور حضرت عروۃ الوثقی کے مرقد کی مغربی جانب مدفون ہوئے۔ روضتہ القیومیہ میں آپ کی ولادت ۱۰۴۸ھ میں اور وفات ۱۱۱۷ھ میں ہونا درج ہے

حضرت خواجہ سیف الدین رحمتہ اللہ علیہ

پانچویں فرزند ہیں۔ گیارہ سال کی عمر میں آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو فنائے قلب کی بشارت دی اور آپ کی علو استعداد ملاحظہ فرماکر آپ کی ترقی کا بہت خیال رکھا۔ آپ عنفوان شباب ہی میں جملہ کمالات حاصل کر کے مقبول بارگاہ ذوالجلال ہوگئے۔

حضرت خواجہ سیف الدین شاہجہاں آباد پہنچے تو اس وقت اتفاقا بادشاہ عالمگیر دہلی میں نہیں تھا کیونکہ آپ اپنے والد بزرگوار حضرت عروۃ الوثقی کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں۔ بادشاہ واہل عسکر دریں شہر نیستند اہل شہر نے آپ کا پرجوش استقبال کیا بعض گوشہ نشین اور شکستہ دل طالب علموں نے جو کہ لشکریوں سے کئی درجہ بہتر ہیں اخلاص حاصل کر لیا ہے خاص کر حافظ عبدالجلیل لنگ جو کہ اس نواح کے مشائخ میں سے ہیں اور اہل ثروت کی ایک جماعت ان کے ساتھ سرنیاز رکھتی ہے اور ملتفت خاں وغیرہ ارادت کا خیال اور کامل نیاز مندی رکھتے ہیں اور فقیر کے ساتھ عجب حسن ظن پیدا کیا ہے چند بار صحبت سکوت رکھ کر مسافت بعیدہ سے کامل اخلاص وطلب کے ساتھ آتے ہیں۔

زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا شاہجہاں بادشاہ کا آگرہ میں انتقال ہوگیا

حدیث ۳۰

أَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (مؤطا)

حدیث ۳۱

بِسْمِ اللّٰهِ وَ بِاللّٰهِ، أَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَ الصَّلَوَاتُ وَ الطَّيِّبَاتُ أَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهٗ، أَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَ عَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ (نسائی)

بادشاہ کے مدارج سلوک کا حال بادشاہ دین پناہ (عالمگیر) کو حضرت (آنجناب) کی خدمت میں ایک دوسری قسم کا اخلاص ہے لطائف کے ذکر اور ذکر سلطانی (سلطان الذکر) سے گزر کر نفی واثبات کے ذکر کے ساتھ پابند ہیں اور ظاہر کرتے ہیں کہ بعض اوقات خطرہ مطلقاً نہیں آتا اور کبھی آتا بھی ہے تو قرار نہیں پاتا۔ اس وجہ سے بہت خوش ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اس سے پہلے وساوس کے ہجوم سے دل تنگ تھا اور اس نعمت کا شکر بجالاتے ہیں اور طریقہ عالیہ کی دوسرے طریقوں پر فضیلت بیان کرتے ہیں اور فقیر کو رخصت کرنے پر راضی نہیں ہوتے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ حضرت کی غائبانہ توجہ کے امیدوار ہیں۔ امید ہے کہ مہربانی فرما کر کوئی نگاہ ان کی جانب فرمائیں گے اور کوئی امر معلوم ہو تو فقیر کے عنایت نامہ میں تحریر فرمائیں۔ گوشتہ نشینی کا اور میل جول نہ رکھنے کا عادی ہے چند آدمیوں سے بھی میل جول کا شوق نہیں رکھتا لیکن محض خیر خواہی نے اس کو اس بات پر (یعنی آپ کے پاس آنے پر) آمادہ کیا"

بادشاہ دین پناہ نے شنبہ (ہفتہ) کی شب کو جو کہ اس مہینہ کی تیسری شب ہوگی فقراء کی منزل میں آکر کھانوں کی قسم سے جو کچھ حاضر تھا بے تکلف وتناول فرمایا مجلس سکوت (مراقبہ) بھی واقع ہوئی

شاہجہاں آباد کے دوران قیام میں ایک مرتبہ بادشاہ عالمگیر نے حضرت خواجہ سیف الدین کی باغ حیات بخش کی سیر کی تکلیف دی وہاں آپ نے حوض میں سونے کی مچھلیاں دیکھیں جن کی آنکھوں میں جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ جب تک یہ مچھلیاں نہ توڑ دی جائیں گی میں اس جگہ نہ بیٹھوں گا۔ باغ کے محافظوں نے تامل کیا لیکن بادشاہ نے کہا کہ "خاطر داری شیخ میں بہت نفع ہے" اور اسی وقت تڑوا دیں۔

حضرت خواجہ سیف الدین کا سینتالیس سال کی عمر میں ۲۶ جمادی الاولی ۱۶۸۵ء/۱۰۵۶ھ کو انتقال ہوا۔

آپ کی اولاد در اولاد میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددی بھی ہیں جو دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہما جیسے عظیم شخصیتوں کے استاد حدیث ہیں اور حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین دیوبند ثم المدنی مہتمم دارالعلوم دیوبند بھی حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ کے خلیفہ کبار میں سے تھے حضرت مولانا عاشق الٰہی میرٹھی قدس سرہ "تذکرۃ الرشید" شاہ (عبدالغنی) صاحب کو اپنے شاگردوں میں سب سے زیادہ محبت حضرت مولانا (رشید احمد) گنگوہی اور حضرت مولانا (محمد قاسم) نانوتوی کے ساتھ تھی اور مریدوں میں شاہ رفیع الدین رحمتہ اللہ علیہ صاحب مدرس مدرسہ عالیہ اسلامیہ (دیوبند) تھے

اسی طرح حضرت مولانا خلیل احمد مظاہر العلوم سہارنپور (جن کے خلیفہ شیخ الحدیث حضرت مولانا ذکریا صاحب مدظلہ العالی ہیں) کو بھی حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ سے سند حدیث کا شرف حاصل ہوا۔ تذکرۃ الخلیل میں حضرت شاہ عبدالغنی قدس سرہ کا حضرت مولانا خلیل احمد قدس سرہ کو عطا کردہ اجازت نامہ اور دعا عند الملترم کی سند کی نقل بھی درج فرمائی ہے

اور حضرت خواجہ سیف الدین قدس سرہ کی اولاد در اولاد میں حضرت خواجہ محمد آفاق بھی تھے جن کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مراد آبادی قدس سرہ تھے اور ان کے خلفا میں حضرت مولانا محمد علی مونگیری کے بانی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور حضرت مولانا سید عبدالحی قدس سرہما ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ بھی تھے جن کے چشم وچراغ حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی ہیں۔ غرضیکہ ہندوستان کے یہ بڑے بڑے

دار العلوم علمی اور روحانی طور پر امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ سے بالواسطہ فیضیاب ہیں اور ان ہی بزرگوں کے نخلستان کے خوشہ چین ورہین منت ہیں

نیز سلسلہ طریقت کی بھی بیشمار شاخیں ہیں جو حضرت خواجہ سیف الدین کے واسطہ سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ سے نسبت رکھتی ہیں خود حضرت خواجہ سیف الدین کے خلیفہ مخدوم ابوالقاسم تتوی نے سندھ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کی بہت تبلیغ و اشاعت کی اگرچہ اس سے قبل مخدوم آدم تتوی بھی جو حضرت عروۃ الوثقی کے خلفامیں سے تھے جنہوں نے سندھ میں اس سلسلہ کی بنیاد رکھ دی تھی۔ اور آپ ہی کے سلسلہ عالیہ میں حضرت مرزا مظہر جان جاناں اور حضرت شاہ غلام علی قدس سرہما بھی تھے جن کے ایک خلیفہ مولانا خالد رومی قدس سرہ کے ذریعہ بلادعرب، روم اور شام وغیرہ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی حتی کہ مکتوبات سیفیہ کے نام سے شائع کیا ہے

صاحب رد المختار شرح درالمختار علامہ شامی جیسی عظیم شخصیت بھی حضرت مولانا خالد رومی کے مرید ہیں۔ نیز حال کے بزرگوں میں حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنی قدس سرہ کی وجہ سے عرب و عجم میں اس سلسلہ عالیہ کو مزید عروج حاصل ہوا جو مدرسہ امینیہ دہلی کے فارغ التحصیل جید عالم واستاد اور حضرت خواجہ محمد فضل علی قریشی نقشبندی مجددی سراجی مسکین پوری قدس سرہ کے اجل خلفاء میں سے تھے۔

شیخ محمد یوسف آپ ملتان کے مشہور گردیزی خاندان کے پیرزادہ اور حضرت عروۃ الوثقی کے مخصوص خلفامیں سے تھے حضرت آپ پر بہت مہربان تھے اور بعد تکمیل سلوک خلافت عطا فرما کر آپ کو ملتان بھیج دیا جہاں آپ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی وہاں کے گردونواح میں آپ کے ذریعہ نقشبندیہ مجددیہ کا بہت رواج ہوا۔ (روضۃ القیومیہ رکن دوم ص ۲۴۰)

شیخ معروف بھکری نے اپنی تالیف "ذخیرۃ الخوانین" میں (جو سنہ ۱۰۶۰ھ کی تصنیف ہے) لکھا ہے میرک معین الدین ۱۰۶۴ھ میں شاہجہاں کی طرف سے خدمت دیوانی و بخشی گری اور واقعہ نویسی صوبہ ملتان سے ممتاز ہوئے پنجاب کی پبلک آپ کے صلاح و تقوی کو دیکھ کر مریدوں کی طرح پیش آتی تھی اس علاقہ میں آپ میرک جیو کے نام سے مشہور تھے ملتان سے دو کوس کے فاصلہ پر ایک باغ اور ایک حویلی بنائی جو کوٹلہ میرک جیو کے نام سے مشہور ہے

حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ مغل فرمانرواؤں میں ایک عظیم فرمانروا، آپ نے مولانا سید محمد قنوجی اور علامہ سعد اللہ خاں اور دیگر فضلائے عصر سے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی، ترکی بھی جانتے تھے پھر ۳۹ سال گیارہ ماہ بیس یوم کی عمر میں یکم ذیقعدہ ۱۰۶۸ھ مطابق ۳۱ جولائی ۱۶۵۸ء کو تخت سلطنت پر متمکن ہوئے تو بادشاہ رعیت نواز نے کبھی کوئی ایسا حکم صادر نہیں فرمایا جو رفاہ عامہ کے منافی اور مخلوق کی پریشانی کا باعث ہوا ہو، ہاں آپ نے تخت نشین ہوتے ہی بھنگ وغیرہ کاشت کرنے کی ممانعت کردی شراب نوشی ممنوع قرار دیدی، جوا بند کردیا، بازاری عورتوں کو حکم دیا کہ یا تو وہ شادی کرلیں یا ملک سے نکل جائیں، بچوں کو غلام یا خواجہ سرا بنا کر بیچنے کے خلاف احکام جاری کیئے، ستی ہونے کی ممانعت کردی، گانے والوں اور گانے والیوں کو دربار سے ہٹادیا اور تقریباً اسی ٹیکس معاف کردیئے۔ نیز تمام ممالک محروسہ میں سلطنت کی وسعت کے باوصف احکام شرعی جاری ونافذ کئے۔ غرضیکہ آپ کے عہد معدلت میں دین متین کا آوازہ جس قدر بلند ہوا اور ہندوستان میں شریعت اسلامی کا جس طرح لحاظ رکھا گیا اس

کی نظیر مشکل ہی سے ملے گی۔

شہنشاہ عالمگیر نے سلوک و طریقت کی تعلیم بھی حاصل کی۔ میں آپ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی تعلیمات سے بہت متاثر تھے اسی لئے ان کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد معصوم قدس سرہ کی بیعت اور ان کے پوتے حضرت خواجہ سیف الدین کی صحبت آپ کے حق میں دو آتشہ بن گئی۔ نیز حضرت خواجہ محمد نقشبند اور محمد زبیر سے بھی مستفیض ہوئے۔ آپ عالم دین اور حافظ قرآن تو پہلے ہی سے تھے پھر محی دین اور پابند شرع متین بننے میں کیا دیر لگ سکتی تھی آپ نے کتاب و سنت کے احکام کی احیا و ترویج کے لئے فتاوی عالمگیری کی تدوین کرائی جس کو آپ کے حربی فتوحات کی طرح ایک عظیم الشان کارنامہ کہا جاسکتا ہے۔ درحقیقت شہنشاہ عالمگیر ہمدرد خلائق خدا پرست اور انسان نواز مومن کامل تھے آپ کے اخلاق عالیہ کی ہمہ گیری اور عالمگیری منصف مزاج مورخین کے نزدیک مسلم و محقق ہے۔ آپ بظاہر ایک تخت نشین تاجدار تھے لیکن مزاج درویشانہ رکھتے تھے آپ نظر آتے تھے شاہی محل میں لیکن آپ کی روح پرواز کرتی تھی حقیقت و معرفت کی فضاؤں میں۔ آپ حنفی المذہب سنی تھے اور اسلامی فرائض کی پابندی اور ان کے اجرا میں بے حد کوشاں رہتے تھے۔ ہمیشہ باوضو رہتے اور کلمہ طیبہ اور دیگر وظائف ہر وقت زبان پر جاری رہتے تھے نماز اول وقت مسجد میں باجماعت ادا فرماتے۔

حرمین شریفین کے زائرین و مجاورین کے لئے کثیر رقم ارسال فرماتے آپ نے قرآن مجید کے دو نسخے خود کتابت فرما کر نہایت قیمتی جلدیں بندھوا کر حرمین شریفین کو بھجوائیں۔ فن خوشنویسی کے علاوہ آپ کو فن انشا اور نثر نگاری میں بھی ید طولی حاصل تھا چنانچہ رقعات عالمگیری جو آپ کے خطوط کا مجموعہ ہے فارسی طرز انشا کا بہترین نمونہ سمجھا جاتا ہے کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے چنانچہ ایک شعر ملاحظہ ہو

غم عالم فراواں است و من یک غنچہ دل دارم
چساں در شیشہ ساعت کنم ریگ بیاباں را

(اس جہان کا غم بہت زیادہ ہے اور میرے پاس ایک غنچہ جیسا دل ہے۔ گھڑی کے شیشہ میں اس جہان کی ریت کے غم کو کیسے گزاروں)

صاحبزادے حضرت ابو العلی نے ظاہری تعلیم سے فارغ ہو کر آپ نے مجاہدہ شروع کیا اپنے چہرہ پر نقاب ڈال لیا اور لوگوں کی ہمنشینی کو ترک کردیا۔ جب حضرت حجتہ اللہ نے حضرت ابو العلی سے چہرہ پر نقاب ڈالنے کی وجہ دریافت کی تو آپ نے عرض کیا کہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوات والتسلیمات میرے سامنے تشریف فرماہیں اس لئے اب میں نہ کسی کی طرف دیکھ سکتا ہوں آٹھ سال تک نقاب پوش رہے۔ اس عرصہ میں آپ نے نہ کبھی آرام کیا اور نہ تکیہ لگا کر بیٹھے۔ ہر وقت قبلہ رو بیٹھے رہتے۔ صرف نماز کے لئے اٹھتے، عالمگیر بادشاہ نے ہرچند آپ سے ہمکلام ہونا چاہا لیکن ممکن نہ ہوا، صرف اپنی والدہ ماجدہ یا والد بزرگوار سے بعض ضروری امور کے لئے ۱۱۰۶ھ کو تنتالیس سال کی عمر میں وفات پائی

حضرت خواجہ محمد زبیر رحمتہ اللہ علیہ کی عمر چار سال چار ماہ ہوئی تو آپ کو ایک سعادتمند ادیب اور طالع مند معلم کے سپرد کیا گیا تیرہ سال کی عمر میں اپنے دادا حضرت حجتہ اللہ کے ہمراہ حج کے لئے تشریف لے گئے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کو جس سال تجدید الف ثانی کا منصب عطا ہوا تھا اس کے پورے سو سال بعد ۱۶۹۹ء/۱۱۱۱ھ میں حضرت حجتہ اللہ نے حضرت خواجہ محمد زبیر کو اپنا قائم مقام بنا کر قطب الاقطابی اور قیومیت کی خلعت پہنا کر

حضرت شاہ محمد مظہر رحمتہ اللہ علیہ فرزند حضرت شاہ احمد سعید کے تھے رحمتہ اللہ علیہما آپ کی ولادت باسعادت بتاریخ ۳ جمادی الاولی ۱۲۴۸ ہجری

جد امجد نے آپ کو چوم کر سونگھ کر فرمایا کہ اس لڑکے میں الوالعزمیتہ کی بو آتی ہے آپ نے حق سبحانہ تعالی کو خواب میں دیکھا جبرائیل علیہ السلام و حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خواب میں زیارت ہوئی۔

آپ نے ایک خانقاہ بکمال اہتمام و انتظام بہت بڑے طبقات کے مدینہ شریفہ میں بجانب باب الجمعہ بنوائی جس میں زائرین اور مقیمین رہ کر راحت پاتے ہیں نسبت کمال محبت حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و شوق دفن بقیع شریف سالہا سال سے مدینہ منورہ سے باہر قدم نہ رکھا حتی کہ ۱۱ محرم الحرام ۱۳۰۱ھ کو انتقال فرمایا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ بقیع شریف میں متصل دیوار جانب قبلہ قبہ مبارک حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اپنے والد ماجد کی قبر کے پہلو میں مدفون ہوئے۔ رحمتہ اللہ علیہما۔

حضرت مولانا ارشاد حسین رحمتہ اللہ علیہ اکابر اصحاب واجل خلفاء حضرت شاہ احمد سعید سے تھے رحمتہ اللہ علیہما۔ آپ کا نسب انسب بواسطہ حضرت محمد یحیی حضرت مجدد الف ثانی سے ملتا ہے قدس سرہما آپ عالم و فاضل جید تھے وعظ اس روانی سے فرماتے اور اس میں ایسی ایسی شریعت و طریقت کے نکات بیان کرتے کہ سکتہ کا عالم ہو جاتا تھا آپ کی مجلس نہایت پر فیض بابرکت تھی۔ آپ کا وصال ۱۳۱۱ ہجری بمقام رامپور ہوا

حضرت شاہ روف رحمتہ اللہ علیہ احمد اجل خلفاء حضرت شاہ غلام علی صاحب سے تھے حضرت نے فرمایا میں ابتداء قلب سے تمہارا کام شروع کرتا ہوں۔

شاہ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ

کے خالہ زاد بھائی تھے۔ بھوپال میں آپ نے رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری کیا آخر میں حج کا ارادہ کیا اثنائے سفر میں ۔یلملم میں: ۱۲۵۳ھ کو انتقال فرمایا۔

به زمین چو سجده کر دم ززمین ندا برآمد
که مراخراب کردهٔ تو بسجده ریائی
به طواف کعبه رفتم به حرم رهم نه دادند
کر برون درچه کر دی که درون خانه آئی

(۳۱)

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالْمُلْكُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ (ابوداؤد)

(۳۰)

اَلتَّحِيَّاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ (طحاوی)

اپنا ولی عہد بنایا اور اپنے تمام مریدوں اور خلفا کو تربیت باطنی کے لئے آپ کے حوالہ کر دیا بعد ازاں ۲۹ محرم ۱۷۰۳ء ۱۱۱۴ھ کو حضرت حجتہ اللہ کا وصال ہوگیا اور بروز ہفتہ جمعہ ۲۸ ذیقعدہ ۱۷۰۷ء ۱۱۱۸ھ کو بادشاہ عالمگیر کا انتقال ہوگیا۔ لیکن تقریباً ایک ماہ بعد شاہزادہ محمد معظم کو بادشاہ کے انتقال کی خبر ملی۔ شہزادہ نے اسی وقت حضرت خواجہ محمد زبیر کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے حق میں دعا و توجہ فرمائیں کہ حق سبحانہ و تعالی میری عزت و آبرو سلامت رکھے اور دشمن پر فتحیاب ہو کر ہندوستان کی سلطنت میرے ہاتھ آئے۔ حضرت نے دیر تک دعائے خیر کی اور شہزادہ کو سلطنت ہند کی خوشخبری دی۔ جب شہزادہ لاہور پہنچ کر تخت شاہی پر بیٹھا تو حضرت خواجہ محمد زبیر ہی نے اپنے دست مبارک سے شہزادہ کے سر پر تاج شاہی رکھا۔ اتنے میں محمد معظم کا بڑا لڑکا معزالدین حاکم ملتان بھی ایک جرار لشکر لیکر باپ سے آملا۔ حضرت خود لاہور ٹھہر گئے اور شہزادہ کو فتح و نصرت کی خوشخبری عطا فرما کر رخصت کیا۔

محمد معظم لاہور سے سرہند آیا تو حضرت عروۃ الوثقی کے بڑے صاحبزادے حضرت محمد صبغتہ اللہ نے حضرت عروۃ الوثقی کی دستار مبارک شہزادہ کے سر پر باندھی، شہزادہ اسے نعمت عظمی خیال کر کے پھولا نہ سمایا۔ حضرت خواجہ محمد زبیر قدس سرہ کافی عرصہ لاہور میں قیام پذیر رہے اور حضرت کے حلقہ میں مجمع عظیم ہونے لگا ہزاروں آدمی آپ کے مرید ہوئے اور کثیر جماعت نے خلافت پائی بعد ازاں آپ اپنے خلیفہ شیخ عبدالرحیم کو خلافت عنایت فرما کر اور لاہور کے تمام مریدین و خلفاء ان کے سپرد کر کے سرہند تشریف لے آئے۔ یہاں پہنچ کر حضرت خلوت نشین ہوگئے صرف نمازوں کے لئے مسجد تشریف لے جاتے

"الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفے خصوص علی سید الوری صاحب قاب قوسین او ادنی وعلی آلہ واصحابہ نجوم الہدی امام بعد مخفی نہ رہے کہ چونکہ برادر عزیز محمد احسان مدت تک خدا طلبی کے لئے اس فقیر کے ہمراہ رہا اور اس راہ کی ضروریات حاصل کیں بلکہ اپنے بزرگوں کی نسبت بطور ورثہ ملیں۔ اس لئے اس فقیر نے برادر مذکور کو طریقہ عالیہ نقشبندیہ اور قادریہ کی تعلیم طریقہ کی اجازت دی، اللہ تعالی کے فضل و کرم سے امید ہے کہ جو کوئی برادر مذکور کا ہم نشین ہوگا دونوں طریقوں کی برکات سے بہرہ مند ہوگا اجازت اس شرط پر مشروط ہے کہ شریعت اور طریقت پر ثابت قدم رہے۔ والسلام علی من اتبع الہدی کتبہ فقیر محمد زبیر

"روضتہ القیومیہ"

شاہان مغلیہ ایک نظر میں

حق سبحانہ و تعالی نے خانوادہ تیموریہ کو جس قدر نوازا تھا اس کی مثال پوری تاریخ میں مشکل ہی سے ملے گی۔ برصغیر سلطنت مغلیہ کا بانی شہنشاہ ظہیرالدین بابر تھا۔ ہندوستان آنے سے پہلے اس کی حکومت افغانستان میں تھی اور اس سے قبل فرغانہ میں وہ امیر تیمور صاحبقران یعنی امیر تیمور گورگان کی پانچویں پشت میں تھا۔ تیمور تک اس کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ بابر بن عمر شیخ مرزا بن ابو سعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن میران شاہ بن امیر تیمور۔

(ا) امیر تیمور ۱۳۳۵ء ۷۳۶ھ میں سمرقند کے نواح میں پیدا ہوا چنگیز خاں اس کے اجداد میں تھا۔ تیمور اپنے باپ کے مرنے کے بعد ۱۳۶۰ء ۷۶۱ھ میں ایک قبیلہ کا سردار بنا۔ ۱۳۷۰ء ۷۷۱ھ میں ترکستان اس کے زیر نگین آگیا اور سمرقند اس کا پایہ تخت قرار پایا۔ اس کے بعد وہ دوسرے ملکوں کی فتوحات کے لئے روانہ ہوا۔ ایران اور وسط ایشیا کے مختلف حصوں پر قبضہ کرتا ہوا ۱۳۸۱ء ۷۸۲ھ میں روس کے دارالحکومت ماسکو تک جا پہنچا ۱۳۸۵ء ۷۸۶ھ میں مازندران اور آذربائیجان پر قبضہ کرلیا۔

۱۳۹۸ءر۸۰۱ھ میں وہ شمال مغربی دروں کی راہ سے برصغیر پر حملہ آور ہوا۔ اور آخری تغلق بادشاہ محمود شاہ بن محمد شاہ کو شکست دیکر اور دہلی پر قبضہ کرکے اسے تخت و تاج کیا پھر ایشیائے کوچک اور شام کا رخ کیا اور انگورہ کی جنگ میں ترکوں کو شکست دیکر سلطان بایزید یلدرم کو قید کرلیا۔ ۱۴۰۵ءر۸۰۷ھ میں چین پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنا رہا تھا کہ بہادر اسلام رحمتہ اللہ علیہ ہوا دست اجل نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ امیر تیمور کی قبر حضرت امیر کلال کے گنبد میں ہے۔ تیمور کے چار لڑکے تھے اور ایک لڑکی۔ لڑکوں کے نام جہانگیر مرزا، عمر شیخ مرزا، میران شاہ اور شاہ رخ مرزا۔ اول الذکر دو صاحبزادے باپ کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

(۲) میران شاہ بن امیر تیمور جو بابر کے دادا کا دادا تھا۔ بابر بڑی صلاحیتوں اور خوبیوں کا انسان تھا۔ خطا بخشی اور جرم پوشی اس کی سرشت میں داخل تھی۔ وہ ایک طرف نہایت بہادر، جری، فن سپہ گری کا ماہر تھا تو دوسری جانب علم و ادب کا دلدادہ، عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کا متبحر عالم ہونے کے علاوہ شاعر بھی تھا

نوروز و نوبہار و مے و دلربا خوش است
بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

نماز روزہ کا بڑا پابند تھا بچپن ہی میں خواجہ عبید اللہ احرار کا مرید ہو گیا تھا اور مشائخ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا۔ تاریخ فرشتہ کا بیان ہے کہ بابر حنفی المذہب تھا۔ نماز کبھی قضا نہیں کی اور ہر جمعہ کو پابندی سے روزہ رکھتا تھا۔

بادشاہ ظفر نے مجبور ہو کر انگریزوں کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور بے سروسامانی کی حالت میں تیرہ ہفتے تک جنگ جاری رکھی، آخر شکست کھائی اور ۱۴ ستمبر ۱۸۵۷ء کو انگریزوں کا دلی پر قبضہ ہو گیا بادشاہ مقبرہ ہمایوں سے گرفتار کیا گیا اور انگریزوں نے اس کے نو بیٹوں کو گولی مار کر ان شہزادوں کے سر خوان میں رکھ کر بادشاہ کے سامنے پیش کیے۔ بادشاہ نے ان گوشوں کے سر دیکھ کر نہایت صبر و تحمل سے منہ پھیر لیا اور فرمایا "الحمد للہ! تیموری شاہزادے میدان جنگ سے باپ کے سامنے سرخرو ہو کر لوٹے۔ خداوند کریم ان کی مغفرت فرمائے" بعد ازاں انگریزوں نے قتل و غارت گری کی پھر بادشاہ پر مقدمہ چلایا گیا اور اکتوبر ۱۸۵۸ء میں وہ بطور شاہی قیدی رنگون بھیجدیئے گئے جہاں چار برس کے بعد ۷ نومبر ۱۸۶۲ءر۱۲۷۹ھ کو ان کا انتقال ہو گیا۔ اس طرح سلطنت مغلیہ تقریباً سوا تین سو سال برصغیر پر قائم رہ کر بادشاہ ظفر پر ختم ہو گئی۔

پس بندگی اس چیز کے ساتھ ہے جو کہ شارع (علیہ الصلوۃ والسلام سے ماخوذ ہو اور نفس کو اس میں کوئی دخل نہ ہو اور سخت ریاضتیں جو کہ شریعت منورہ کے موافق نہ ہوں) اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے طریقے کے خلاف ہوں وہ مقبول نہیں ہوتیں اور اس ذات قدس (تعالی شانہ) کی طرف کوئی راستہ نہیں کھولتیں۔ اس سلطنت شریعت میں جو کہ نفس راہزن کی امارگی کے مادہ کو کاٹتی اور اس کی انانیت کو جڑ بنیاد سے اکھاڑ دیتی ہے جب تو اچھی طرح غور کرے تو نفس پر سنت و شریعت کی متابعت سے زیادہ سخت و گراں کوئی چیز نہیں ہے اور کوئی ریاضت سنت پر عمل کرنے سے زیادہ افضل نہیں ہے۔ اس لئے فنائے نفس ایسی مربوط ہوئی۔ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں نے تیس سال مجاہدہ میں کوشش کی ہے میں نے شریعت کی متابعت پر عمل کرنے سے زیادہ سخت کوئی عمل نہیں پایا۔ لوگوں نے عمر بن نجیب سے پوچھا تصوف کیا ہے؟ انہوں نے کہا شریعت کے امر و نہی پر صبر کرنا (قائم رہنا)

نہال اس گلستاں میں جتنے بڑے ہیں
ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھے ہیں

مَامِنْ قَوْمٍ اِجْتَمَعُوا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يُرِيْدُوْنَ بِذٰلِكَ اِلَّا وَجْهَهٗ اِلَّا نَادَاهُمْ مُنَادٍ مِنْ اَهْلِ السَّمَاءِ اَنْ قُوْمُوْا مَغْفُوْرًا لَّكُمْ قَدْ بُدِّلَتْ سَيِّاٰتُكُمْ حَسَنَاتٍ لَيَبْعَثَنَّ اللّٰهُ اَقْوَامًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ وُجُوْهِهِمُ النُّوْرُ عَلٰى مَنَابِرِ اللُّؤْلُؤِ يَغْبِطُهُمُ النَّاسُ لَيْسُوْا بِاَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ قَالَ فَجَثَا اَعْرَابِيٌّ عَلٰى رُكْبَتِهٖ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صِفْهُمْ لَنَا نَعْرِفْهُمْ قَالَ هُمُ الْمُتَحَابُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْ قَبَائِلَ شَتّٰى مِنْ بِلَادٍ شَتّٰى يَجْتَمِعُوْنَ عَلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ يَذْكُرُوْنَهٗ اَوْحٰى اللّٰهُ اِلٰى مُوْسٰى اَتُحِبُّ اَنْ اَسْكُنَ مَعَكَ بَيْتَكَ فَخَرَّ لِلّٰهِ سَاجِدًا ثُمَّ قَالَ كَيْفَ تَسْكُنُ مَعِيَ فِيْ بَيْتِيْ؟ فَقَالَ يَامُوْسٰى اَمَا عَلِمْتَ اَنِّيْ جَلِيْسُ مَنْ ذَكَرَنِيْ وَحَيْثُ مَا الْتَمَسَنِيْ عَبْدِيْ وَجَدَنِيْ

رواه ابن شاهين فى الترغيب مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَدَّهَا هُدِمَتْ لَهٗ اَرْبَعُ اٰلَافِ ذَنْبٍ مِنَ الْكَبَائِرِ۔

رواه البخاری عن نعیم عن انس



ھادی عالم

چشم اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعت شان رفعنالک ذکرک دیکھے

جناب محمد ولی رازی صاحب نے سیرت طیبہ غیر منقوط نثر میں تحریر فرمائیں

فیضی کی "سواطع الالہام" قرآن کریم کی غیر منقوط تفسیر . فیضی کے نظریات سے قطع نظر اس میں شک نہیں ضرب المثل بن گئی اور اسے دنیا بھر میں پذیرائی حاصل ہوئی۔

"اللہ اللہ! وہ رسول! امم مولود ہوا کہ اس کے لئے صدہا سال لوگ دعاگو رہے۔ اہل عالم کی مرادوں کی سحر ہوئی۔ دلوں کی کلی کھلی، گمراہوں کو ہادی ملا، گلے کو راعی ملا، ٹوٹے دلوں کو سہارا ہوا، اہل درد کو درماں ملا، گمراہ حاکموں کے محل گرے۔ سال ہا سال کی دہکی ہوئی وہ آگ مٹ کے رہی

"ساری حمد اللہ کے لئے ہے، اسی کے کرم سے ہم معمار حرم (سلام اللہ علی روحہ) اسی کے کرم سے ہم کو حرم کی رکھوالی کا اکرام ملا اور ہم کو وہ مسعود گھر عطا ہوا کہ دور دور کے امصار و ممالک کے لوگ اس کے لئے راہی ہوئے۔ وہ حرم عطا ہوا کہ لوگ وہاں آکر ہر طرح کے ڈر سے دور ہوں، اسی گھر کے واسطے سے ہم کو لوگوں کی سرداری ملی۔

مولود مسعود کی رسول اللہ کی والدہ مکرمہ سے مروی ہے کہ وہ رسول اللہ کی حاملہ ہو کر دور حمل کے ہر دکھ اور ہر الم سے دور رہی اور دل کو اک طرح کا سرور سا رہا۔ سال مولود کے ماہ سوم کی دس اور دو ہے۔ سوموار کی سحر ہوئی اور مال کار وہ لمحہ مسعود آکے رہا کہ رسول اللہ کی والدہ کی گود اس ولد مسعود سے ہری ہوئی اور وہ اہل عالم کی اصلاح کے لئے مامور ہو کر مولود ہوا۔ اسی لمحہ مسعود و محمود کے لئے سارا عالم مادی کھڑا رہا اور اسی ولد مسعود کو "لولاک" کا عہدہ مکرم عطا ہوا۔

ام رسول حاملہ رسول ہوئی، اس کو اللہ کا الہام ہوا کہ اس مولود کا اسم "احمد" رکھو۔

رسول اللہ لوگوں سے ہمکلام ہوئے اور کہا "محمد ہوں، ماحی ہوں، احمد ہوں،

دادا کا رکھا ہوا اسم محمد ہے۔ والدہ مکرمہ کا ارادہ ہوا کہ رسم مکہ کی رو سے وہ ولد مسعود کسی دودھ والی کے حوالے ہو وہ دائی گلی گلی گھوم کر رسول اللہ کے گھر آئی۔ اس لئے ام رسول سے کہا اے والدہ مکرمہ اس لڑکے کو ہمارے حوالے کرو۔ ہادی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ مکرمہ دل کے ٹکڑے

اقوالِ زرّیں

① اگر تُو لوگوں کے پردوں کی ٹوہ لگائے گا تو اُن میں فساد پیدا کر دے گا۔ الحدیث
② اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے مگر جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔ ؍
③ جو موت کو یاد رکھے اور اس کی اچھی طرح تیاری کرے تو وہ سب سے زیادہ عقلمند ہے۔ ؍
④ قیامت کے دن تین شفیع ہوں گے ① انبیاء ② علماء ③ شہداء۔ ؍
⑤ سلام کو رواج دو، کھانا کھلاؤ، اور کافروں سے جنگ کرو جنت کے وارث بنو گے۔ ؍
⑥ ٹھوکر کے بغیر کوئی بُردبار نہیں بنتا تجربے کے بغیر کوئی دانا نہیں ہوتا۔ ؍
⑦ ایک وقت آئے گا کہ دین پر صبر کرنا (اس پر جمے رہنا) ایسے ہو گا جیسے ہاتھ میں چنگاری پکڑنا۔ ؍
⑧ دل کے راز ظاہر کرنیوالا جاہل اور اُسے آخر تک چھپانیوالا دانشمند ہے۔ [illegible]
⑨ بیوقوف کے ہاتھوں پیغام بھجوانا اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔
⑩ تمام بُری خصلتوں میں دو سب سے بُری ہیں ① انتہائی کنجوسی ② انتہائی بُزدلی الحدیث
⑪ موت کو ہمیشہ یاد رکھو، لیکن موت کی آرزو نہ کرو۔ حدیث
⑫ انسان زبان کے پردے میں چھپا ہے۔ ؍

کو دائی ماں کے حوالے کر کے اس سے ہمکلام ہوئی اور کہا کہ "اے مائی اس لڑکے کا معاملہ دوسرے لڑکوں سے الگ ہے۔

کمال مسرور ہوئی اور لڑکے کو گود لے کر والدہ مکرمہ کے آگے آئی۔ اللہ کے حکم سے اسی دم دائی ماں کا دودھ سوا ہوا۔ ولد مسعود کو مکے سے لے کر رواں ہوئے اللہ کا کرم ہوا اور وہی سواری اس طرح دوڑی کہ ہوا ہو گئی اور اہل کارواں سے آملی۔ دائی ماں سواری دوڑا کر آگے آئی اور کہا کہ "اے لوگو! اللہ کے کرم اور اس کی عطاء سے ہم کو مکے کا وہ مولود ملا ہے کہ سارے عالم کے مولود اس کے آگے گرد۔ واللہ سارے لڑکوں سے اعلیٰ واسعد مولود ہم کو ملا ہے"۔(۱)

مولود مرسل اس کارواں کے ہمراہ اولاد سعد کے گاؤں آرہا

لوگوں کو احساس ہوتا رہا کہ واللہ! اس ولد مکی کا معاملہ سارے لڑکوں سے الگ اور اہم ہے۔

ولد مسعود کو لے کر مکہ مکرمہ آئے اور اس کی ماں سے ملا لائے۔

ملائک کی آمد اک سحر کو ہادی اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم دائی ماں کے اک لڑکے کے ہمراہ گھر سے دور گئے' وہاں اللہ کے حکم سے دو ملائک آئے' ولد مکی کو لٹا کر اس کے صدر مسعود کو کاٹا اور اس سے کوئی کالا حصہ اٹھا کر دور ڈالا اس کو ڈر لگا اس لڑکے کو والدہ مکرمہ کے حوالے کر کے اس اہم معاملہ سے الگ ہو۔ والدہ مکرمہ کے حوالے کر کے دل کا ملال گلے لگائے ہوئے گاؤں لوٹ گئی۔

حرم گئے اور اس طرح دعا کی:۔

"اے اللہ! مرے رہوار محمد (صلی اللہ علی رسولہ وسلم) کو لوٹا دے۔ اے اللہ اس کو لوٹا دے اور اس کے واسطے سے ہم کو رحم و کرم کا مورد کر'

حضرت عبدالمطلب کے یہ اشعار نقل کئے ہیں

لاھم رد راکبی محمدا
رده التی واصطنع عندی یدا
انت الذی جعلته لی عضدا
لایبعد الدھر به فیبعدا
انت الذی سمیته محمدا

مکے کے سردار رسول اللہ سے ملے اور کہا کہ ماہ کامل کے دو ٹکڑے کر کے دکھاؤ۔ ہادی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سرداروں سے ملے اور کہا کہ اگر اللہ کے حکم سے اس طرح کر کے دکھاؤں' اسلام لاؤ گے؟ سردار کا وعدہ ہوا کہ ہاں! ہم کلمہ اسلام کہہ کر مسلم ہوں گے۔ ہادی اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم اللہ کے آگے دعاگو ہوئے۔ سارے لوگ سوئے ماہ کامل رو کر کے کھڑے ہوئے۔ معاماہ کامل کے دو حصے ہو گئے اور اک ٹکڑا دوسرے سے الگ ہو کر دور رہتا۔ اس حال کا مطالعہ کر کے مکے کے گمراہوں کے حواس اڑ گئے اور اس طرح محو ہوئے کہ اک دوسرے سے لاعلم ہو گئے۔

حاکم اصحمہ کا عمدہ سلوک اہل اسلام کا کارواں حاکم اصحمہ کے ملک آکر ٹھہرا۔ اصحمہ کا اہل اسلام سے اکرام اور رواداری کا سلوک ہوا۔ مگر اہل مکہ کو اللہ والوں کا آرام کہاں گوارا۔ ہر دو اموال لے کر حاکم اصحمہ کے ہاں گئے

رسول اللہ کے ولد عم آگے آئے اور کہا

"اے حاکم ہم سالہا سال سے لاعلمی کی گہری کھائی گرے رہے اور علم سے دور رہے۔ مٹی کے گھڑے ہوئے الہوں کے آگے سر ٹکا کر سارے الہوں کے مملوک رہے۔

مردار کھاکر مسرور رہے۔ ہر طرح کی حرامکاری ہمارا معمول رہی، صلہ رحمی سے کوسوں دور رہے۔ ہم سے کہا کہ سارے الہوں سے دور ہو کر اس اللہ کے ہو رہو کہ وہ واحد ہے ہمارے لئے اس کا حکم ہوا کہ صلہ رحمی کے عادی ہو، ہمسائے سے عمدہ سلوک کرو اور اس کے واسطے سے ہم کو حلال اور حرام کا علم ہوا۔

سارے مکے کے لوگ اس رسول کے اور ہمارے عدو ہو گئے ہم کو کوڑے مارے گئے سرعام رسوا کئے گئے ہر طرح کے دکھ اور آلام ہم کو ملے اور ہمارے لئے مکے کی وادی حرام کردی۔ ہمارے سردار اور اللہ کے رسول کا حکم ہوا کہ ہم حاکم عادل کے ملک آکر مکے والوں کے آلام سے رہا ہوں"۔

حاکم اصحمہ کا دل اس کلام سے ملائم ہوا اور کہا کہ اے لوگو! اس کلام کا کوئی حصہ ہمارے آگے کہو۔ رسول اللہ کے ولد عم آگے آئے اور اس سورہ کے اول حصے کی ادائیگی کی کہ وہ سورہ روح اللہ رسول کی والدہ کے اسم سے موسوم ہے

حاکم اصحمہ روح اللہ رسول کے مسلک کا آدمی رہا اس کلام الہی کا سامع ہو کر وہ حامی ہوا۔ عمرو ولد عاص اور اس کا ہمراہی وہاں سے کمال ملول اور مراد سے محروم ہوئے مکہ مکرمہ راہی ہوئے۔

رسول اللہ کے وہ ہمدم عمر مکرم کو لے کر سوئے "دار کوہ" آئے اور وہاں در کھٹکھٹا کے کھڑے ہوئے۔ اس لمحہ رسول اللہ صلی اللہ علی رسولہ وسلم وہاں عم ہمدم اور دوسرے لوگوں کے ہمراہ رہے۔ عم ہمدم کو معلوم ہوا کہ عمر در کے ادھر کھڑا ہے۔ کہا کہ اگر عمر اصلاح کے ارادے سے آرہا ہے۔ ہم سے عمدہ سلوک حاصل کرے گا اور اگر اس کا کوئی اور ارادہ ہے

ں کی حسام (۳) سے اس کو ہلاک کروں گا۔

عمر مکرم آگے آئے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول اسی ارادے سے اس گھر کو راہی ہوا ہوں اور کلمہ اسلام کہہ کر رسول اکرم کے حامی ہوئے۔ ہادی اکرم کمال مسرور ہوئے اور اللہ احد کی صدا لگائی"۔

عمر مکرم کے اسلام سے اہل اسلام کو کمال حوصلہ ہوا۔ عمر مکرم اٹھے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول! سارے اہل اسلام کو ہمراہ لے کر سوئے حرم آؤ کہ اللہ کا گھر صدائے لا الہ الا اللہ سے معمور ہو (۲) عمر مکرم اہل اسلام کو لے کر حرم آئے اور مکے کے گمراہوں سے کہا کہ اے لوگو! گواہ رہو کہ عمر کو راہ ہدی مل گئی اور وہ اسلام لاکر اللہ اور اس کے رسول کا حامی ہوا ہے۔ اہل اسلام کھلم کھلا حرم آکر محو حمد الہی ہوں گے۔ اگر کسی کو حوصلہ ہو آگے آئے۔ الحاصل اس طرح عمر مکرم کے واسطے سے اہل اسلام کے لئے حرم الہی کا در کھلا

شعب ابی طالب ہادی اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم دو اور اک سال سارے اہل اسرہ کے ہمراہ اس درہ کوہ کے محصور ہو کر رہے۔ وہ سارا عرصہ اسرہ رسول کے لئے طرح طرح کے دکھوں اور آلام کا رہا۔ اس لئے کہ اہل مکہ کا ہر معاملہ سارے لوگوں سے رکا رہا۔ لوگ اکل وطعام سے محروم ہو گئے۔ گھاس اور کھال کے ٹکڑے کھا کھا کر رسول اللہ کے لئے سارے صدمے سہے۔ اس سارا عرصہ رسول اللہ درہ کوہ سے آآکر کلمہ اسلام کے لئے ساعی رہے۔

سردار اور وہ امر لائے ہو کہ اس کی اساس عدل ہے۔ اس لئے آؤ معاہدے کا حال معلوم کرو۔ لوگ معاہدے کو لے کر آئے ہیں اس کو کھولا سارا معاہدہ مسٹور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر معدوم ہوا اور اللہ کا اسم علی حالہ لکھا رہا۔ اہل مکہ اس امر سے

ٹھٹھر کر رہ گئے عمر سردار وہاں سے لوٹ کر "درہ گوہ" آئے اور لوگوں کو سارے معاملے کی اطلاع دی کہا کہ اللہ کے حکم سے ہم کو اس معاہدہ سے رہائی مل گئی۔

عمر سردار اور عروس مکرمہ کا وصال

دم ہادی عالم صلی اللہ علی رسولہ وسلم عم سردار کے آگے آئے اور کہا کہ اے عم مکرم! لمحہ وصال آلگا ہے۔ اس لمحہ اگر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہہ لو' اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ ساری عمر کے مکروہ اعمال محو کر کے دار السلام کی دائمی عمر عطاء کرے گا

کہ وہ کلمہ کہہ لوں

مسلمہ اول اور سارے مسلموں کی ماں اک عمر رسول اکرم کی ہمراہی اور دلداری کر کے اللہ کے گھر کو سدھار گئی

سرور عالم صلی اللہ علی رسولہ وسلم ہمدم مکرم ہمراہ حرم مکہ کو الوداع کہہ کر وہاں سے راہی ہو گئے۔

دلوں کی کلی کھل گئی سارے لوگوں کے رو مسکراہٹوں سے کھل گئے سرور اور ولولوں سے وہ حال ہوا کہ وہاں کے لوگ اس طرح کے سرور اور ہماہمی سے سدا محروم رہے سارے لوگوں سے اول رسول اللہ کے مددگاروں (۱) کے گروہ کو ہادی عالم اور ہمدم مکرم کی سواری دکھائی دی۔ اولاد عمرو اللہ احد کی صدا لگا کر سوئے رسول دوڑے۔ ہر آدمی ساعی ہوا کہ وہ ہر اک سے اول رسول اللہ سے ملے۔

"وداع کی گھاٹی سے ہمارے لئے ماہ کامل طلوع ہوا ہے ہم لوگ اللہ کی حمد کے لئے مامور ہوئے کہ ہم ہر دعا گو کے ہمراہ حمد کر کے مسرور ہوں۔ اے وہ کہ ہمارے لئے اللہ کی عطا ہے۔ اللہ کا حکم لے کر ہمارے لئے وارد ہوا ہے"۔(۱)

اللہ کے گھر کی معماری مسجد قباء کی تعمیر جو اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے رسول اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کی رائے ہوئی کہ اس گاؤں کے لوگوں کے لئے اللہ کا اک گھر ہو کہ لوگ وہاں آکر کھڑے ہوں اور اللہ واحد کی حمد کے لئے اکٹھے ہوں۔

معمورہ رسول کے لوگوں کو رسول اکرم صلی اللہ علی رسولہ وسلم کے اس ارادے کی اطلاع ملی۔ ہر ہر محلے کے لوگ گروہ در گروہ آکر وہاں اکٹھے ہو گئے اللہ کا رسول سوار ہوا اور سارے لوگ رسول اللہ کی سواری کے اردگرد ہوئے ہر کوئی روح و دل کے دروا کئے آس لگائے رہا کہ اللہ کا رسول اس کے گھر وارد ہوں

رسول اکرم کا گھر سواری رسول دو لڑکوں کے اس حصے آکر رکی' اس حصے سے ملا ہوا اک مددگار رسول کا گھر' رسول اللہ کی ورودگاہ اور آرام گاہ ہوا' اس مددگار کے اس گھر کے لئے علماء سے اک اہم معاملہ مروی ہے اس معاملے کی رو سے وہ گھر صدہا سال سے رسول اللہ ہی کا رہا۔ اس لئے کہ اس گھر کی معماری اک حاکم صالح کے حکم سے ہوئی اور اسی ارادے سے ہوئی کہ وہاں اللہ کے حکم سے اللہ کا اک رسول آ کے ٹھہرے گا۔ اس گھر کا سارا حال علمائے کرام سے اس طرح مروی ہے

شهدت علی احمد انه
رسول من الله باری النسم
فلو مدّ عمری الی عمره
لکنت وزیراله وابن عم
وجاهدت بالسیف اعدائه
وفرحت عن صدره کل غم

"گواہ ہوا ہوں کہ محمد و احمد (صلی اللہ علی رسولہ وسلم)

اللہ کا رسول ہے اگر اس حاکم کی عمر کو طول ہوا اور رسول اللہ کا دور اس کو ملا' لامحالہ اللہ کے اس رسول کا مددگار ہوں گا اور اس کے اعداء سے معرکہ آراء ہوں گا اور اس کے دل سے ہر الم کو دور کروں گا"

علماء کی رائے ہے کہ وہ مددگار رسول کہ اس کا گھر رسول اللہ کی آرامگاہ ہوا۔ دراصل اسی عالم کی اولاد سے ہے

اسرائیلی علماء کی آمد آگے مسطور ہوا کہ اسرائیلی علماء کو مکمل علم رہا کہ اک رسول ام وادی مکہ سے اٹھے گا اور اس رسول کے دوسرے کئی احوال علماء کو معلوم رہے اور معمورہ رسول کے دوسرے لوگوں کو وہ سارے احوال اسرائیلی علماء سے معلوم ہوئے۔

"لوگو! آگاہ ہو رہو کہ لامحالہ وہ اللہ کا وہی رسول ہے کہ سالہا سال سے ہم اس کے حال سے آگاہ رہے اور اس کے لئے اللہ سے دعاگو رہے' اس لئے اے لوگو! اسلام لے آؤ"۔

ہضم خوراک کے لیے مفید باتیں

کھانا کھانے کا ایک وقت پابند کیجئے۔ تو پہلے رقیق غذا کھائیے پھر دوسری ہلکی غذا اور آخر میں میٹھی اشیاء کھائیے کھانا ہمیشہ بھوک لگنے پر کھانا چاہیے تیز مرچ' چٹپٹے اچار یا چٹنیاں معدہ کے لیے بے حد مضر ہیں نہایت گرم یا سرد معدہ انسان کے منہ سے زیادہ نازک ہے لہٰذا کبھی گرما گرم سرد برفاب استعمال نہ کریں

کھانے سے عین پیشتر یا بعد سخت ورزش خواہ وہ جسمانی ہو یا ذہنی از نقصان دہ ثابت ہوگی کھانا کھانے کے دوران میں عمدہ اور دلچسپ باتیں کیا کیجئے۔ مسرت اور اطمینان خاطر قوت ہاضمہ کو تیز کرتی ہے دوران میں پانی کم پیجئے اور گھونٹ گھونٹ کر کے لقمے خوب چبا چبا کر مزے لے لے کر کھائیے۔ تاکہ لعاب دہن بمقدار کثیر شامل خوراک ہو سکے خوش ذائقہ اور مرغوب الطبع خوراک ہو مصفا اور خوش نظر برتنوں میں کھائیے کھانے کی جگہ بھی خوب صاف و پاکیزہ رکھیے۔

ضعف دماغ مفید غذائیں مکھن' بالائی بکری کا دودھ' (خصوصاً" بکری کی مغزیات کھلا کر حاصل کردہ دودھ) بکری کا بھیجا بادام شیریں (چھلے ہوئے) خشخاش' نارجیل کھوپا اور دوسرے تمام مغزیات دھنیا سونف' سیب' انڈہ' مرغی' ٹماٹر' جو اور چاول

مضر غذائیں بینگن اور تمام ترش اشیاء۔

علاوہ ازیں رات کی کم خوابی کھانے کے فوراً" بعد دماغی کام اور کثرت مباشرت آنکھ کی بیماری کے لیے مفید غذائیں پیاز' سونف' شلجم' گاجر' مغز اخروٹ وغیرہ مضر غذائیں تمام ترش' قابض' اور گرم اشیاء دل کی بیماری کے لیے مفید غذائیں جو' الائچی' بادام' شیریں' چھلے ہوئے پستہ' منقی' کشمش' آم' شیریں' انگور' سنگترہ' گاجر' مالٹا' سیب' شہتوت' شیریں' بہی' شلجم' کدو لانبا' پالک' خرفہ کا ساگ' تندرست گائے اور بکری کا دودھ بالائی مضر غذائیں ادرک' بھنڈی' بینگن چائے کریلا گوبھی ہر قسم مسور اس کے علاوہ ہر قسم کی گرم و ثقیل اشیاء

سینہ اور پھیپھڑوں کی بیماریوں کے لے

مفید غذائیں پالک' پیٹھا' پیلو' جو' تندرست' بکری اور گائے کا دودھ ابلے ہوئے انڈے کی زردی شہد میں ملا کر دوران نمونیا دیں مضر غذائیں آلو بخارا' چھاچھ ترش' لیموں اور دوسری تمام ترشیات

معدہ کے لیے مفید غذائیں باجرہ' ماش' مسور' پالک' پیٹھا' پیلو' خرفہ کا ساگ' ٹماٹر' شلجم' کدو' لانبا' گنا' انار' امرود' (نرم و گداز) سونف' الائچی کلاں' کالی مرچ' انڈا نیم برشت اور

تھوڑی مقدار میں چائے

معدہ کیلئے مضر غذائیں جوار، چنا، آلو، بھنڈی، بینگن، پیاز، توری، کدو، گول، ترش و سخت سیب، کیلا، سخت ناشپاتی اور برف

تلی و جگر کی بیماری کے لیے مفید غذائیں۔ انجیر، جامن، ناشپاتی، پیٹھا، شلجم، مولی اور اونٹنی کا دودھ دال مسور روان

مضر غذائیں تمام ترش اشیاء اور مرغن غذائیں آنتوں کی بیماری کے لیے مفید عذائیں انار شیریں، خصوصاً" اسہال، و پیچش کے لیے بہی، بھیڑ کا دودھ، دھی میٹھا اور ہر مفید معدہ غذا

مضر غذائیں = ارہر، باجرہ، کچنار، تمام ثقیل اور مضر معدہ غذائیں

ریحی بیماریوں کے لیے مفید غذائیں مونگ، بکری کا دودھ، بکری، مرغی، بٹیر، تلیر اور تیتر کا شوربہ خربوزہ تھوڑی مقدار میں پالک، کدو لانبا، گندل کا ساگ، خرفہ کا ساگ، شلجم

مضر غذائیں باجرہ، ماش، چنا، موٹھ، گوبھی، ہر قسم مٹر، مولی، کچنار، بینگن، کدو گول، کھیرا، کیلا، گاجر، سیب، ناشپاتی، بیر، بڑا گوشت اور بھینس کا دودھ

جلد اور خون کی بیماری کے لیے مفید غذائیں۔ انگور بیر (تھوڑی تھوڑی مقدار میں شہتوت، شلجم، مولی، گھی، بیسنی روٹی، چاول عناب کے تازہ بیر، بیسنی روٹی بلا نمک گھی سے یا شہد سے

مضر غذائیں سرخ مرچ اور تمام ترش اشیاء

ضعف باہ کے لیے مفید غذائیں اخروٹ، پستہ، چلغوزہ، چھوہارہ، کھجور، تل، بادام، شیریں، مقشر، سیب، آم، انگور، کیلا، لسوڑھے، جریان و احتلام کے لیے چنا، پیاز، پیٹھا، بھنڈی، شلجم، لانبا کدو، بھیڑ کا دودھ، مسور، ماش، مونت

مضر غذائیں لیموں اور تمام اشیاء نیز زیادہ ٹھنڈی اشیاء علاوہ ازیں جملہ نفسانی محرکات، مثلاً" فحش شجبت فحش خیالات فحش لٹریچر اور سینما وغیرہ

ضعف اعصاب کے لیے مفید غذائیں انڈے کا حلوہ، نیم برشت انڈا، مونگ، جو، چائے، تھوڑی مقدار میں شوربہ گوشت بکری، مرغابی، بٹیر، تیتر، اور مرغی کا تندرست گائے یا بکری کا دودھ، انگور، سنگترہ، شیریں مالٹا، سیب، خربوزہ، (تھوڑی مقدار میں) بادام شیریں مقشرہ، خرفہ کا ساگ، پالک، ٹماٹر، پودینہ، کدو لانبا اور شلجم

مضر غذائیں افیون، برف، آلو، بھنڈی، بینگن، توری، کدو گول، گوبھی، ہر قسم لیموں، مٹر، مسور اور ناشپاتی ہوا اور پانی کے بعد غذا کا درجہ ہے کبھی لاپرواہی نہ برتیے

عام غذاؤں کے خواص

گوشت ذبح ہونے والا جانور خوب پرورش یافتہ اور تندرست ہو، عمر میں نہ بڑا ہو، نہ بہت چھوٹا، بوڑھے جانور کا گوشت سخت دیر ہضم اور ثقیل ہوتا ہے کم سن جانور نی صدی ۴۰ سے ۷۰ تک ان کے گوشت کا وزن کم ہو جاتا ہے تلنے سے دیر ہضم ہو جاتا۔ گائے کا گوشت دیر ہضم ہوتا ہے اور نفخ پیدا کرتا ہے بکری کا گوشت نسبتاً" زود ہضم ہوتا ہے جوان دنبہ کا گوشت زود ہضم ہوتا ہے پرندوں کا گوشت از قسم مرغی، کبوتر، تیتر، بٹیر تلیر لذیز اور زود ہضم ہوتا ہے بطخ اور مرغابی کا گوشت زیادہ چربی دار اور دیر ہضم ہوتا ہے پرندوں کا گوشت کمزور معدہ یا بیماری کے لیے مفید غذا ہے ہڈیاں اور ان کا مغز ہڈیوں کا شوربا اعصاب کے لیے طاقتور ہوگا

ان کا مغزیا گودا بڑا لذیز اور مرغن ہوتا ہے ہڈیوں کے سرے چبانے سے دانت مضبوط ہوتے ہیں او جھڑی زود ہضم ہے احتیاط لازم ہے پیٹ میں جو کیڑے پڑ جاتے ہیں

مغز دماغی کام کرنے والوں کے لیے زیادہ استعمال بد ہضمی پیدا کرتا ہے مقوی دماغ بکری کا مغز اور دو انڈے 'ادرک اور لہسن و پیاز ملا کر تلیں مچھلی اس میں فاسفورس کثرت سے ہوتا ہے دماغی کام خصوصاً" بیٹھ کر کام کرنے والوں کے جن مچھلیوں میں کم چربی ہوتی ہے وہ زود ہضم ہیں

انڈے گھریلو مرغیوں کے انڈے سفید چھلکے والے انڈوں میں غذائیت زیادہ ہوتی ہے نمک اور پانی میں تازہ انڈا فوراً" پانی میں ڈوب جائے گا نیم برشت انڈا' خام انڈا' تلا ہوا انڈا' سخت ابلا ہوا انڈا آملیٹ انڈے کی کچی سفیدی میں دودھ نارنگی لیموں یا انگور کا رس ڈال کر کھائے بے حد مقوی معدہ غذا ہے مقوی اعضائے رئیسہ اور بنفسہ ایک مکمل خوراک ہیں۔

دودھ ہمیشہ تندرست' فربہ اور جوان گائے کا دودھ پیجئے گائے مریض کے لیے دودھ کے ساتھ چونے کا پانی۔ آش جو یا سوڈا واٹر ملا لیں بکری کا دودھ فوائد و اثرات میں گائے کے دودھ سے تھوڑا ہی کم ہے کچا نہیں پینا چاہیے

بھینس کا دودھ ضعیف حضرات کو یہ دودھ استعمال نہیں کرنا سونٹھ کی ایک گانٹھ بھینس کے دودھ کے ساتھ ابالنے سے اس کی گرانی کم ہو سکتی ہے

بھیڑ کا دودھ غلیظ اور مقوی ہوتا ہے زیادہ پیتے رہنے سے جسم میں بدبو آنے لگتی ہے۔

اونٹنی کا دودھ لطیف و مفید ہوتا ہے پینے سے اکثر دست آتے ہیں پیشاب کھل کر آتا ہے مرض استقاء اور ورم طحال کے لیے مفید ہے مریضان' تپ اور سوداوی امراض کے لیے مضر ہے

دودھ سے بننے والی اشیاء دہی بے حد زود ہضم غذا ہے بدن کو فربہ کرتا' نہار منہ اولے ہے عام سبزیاں پکاتے وقت دہی ملانے سے یہ کھانے زود ہضم ہو جائیں گے میٹھے دہی کی لسی انٹریوں کی سوزش' معدہ کی جلن' پیشاب کی جلن یرقان اور قے کے لیے مفید ہے بالائی تازہ کرتی ہے مگر اس کی زیادتی استعمال بد ہضمی پیدا کرتا

ربڑی اور کھویا

ضعیف حضرات کو انہیں استعمال نہ کرنا چاہیے غلہ جات پہلا درجہ گندم پرانی گندم زیادہ زود ہضم ہوتی ہے لہٰذا نئی گندم کو ہمیشہ ایک دو ماہ رکھ کر کھانا چاہیے گندم سے تیار شدہ تمام کھانے جن پر کہ چبانے کا فعل زیادہ ہو زود ہضم ہوتے ہیں گندم کے دیر ہضم کھانے پوری تلمہ حلوا ہر قسم 'میدہ کی بنی ہوئی اشیاء بھنے ہوئے دانے نان پراٹھا کلچے باقرخانی کیک سیویاں فالودہ پوڑے اور شیرمال

گندم کے زود ہضم کھانے سیک چپاتی' روٹی' ڈبل روٹی' گھنگھنیاں' ستو' دلیا' بسکٹ اور خطائی' چاول' چاولوں میں لمی مادہ اور نشاستہ زیادہ ہوتا ہے نرم پکا ہوا ہو گا زود ہضم ہو گا بدن کو فربہ کرتے مغلظ و مولد منی' مقوی باہ' پیشاب آور زود ہضم لیکن قابض ہوتے ہیں

چاولوں کے زود ہضم کھانے چالوں کی پھلیاں' کھچڑی دال مونگ' کھیر' فیرنی' دیر' ہضم' خستہ' پلاؤ' زردہ اور تمام میٹھے چاول و مسجن وغیرہ

جو غذائیت کم مسمن بدن مسکن مبہی اور سرد بتلاتے ہیں روٹی

قبض کشا ہے یونان میں پہلوانوں کو ابتدائی زمانے میں جو کی روٹی دیا کرتے تھے بخار میں یا قوت ہاضمہ کے شدید ضعیف میں جو کا کاڑھا ماء الشعیر بنا کر دیتے ہیں

نخود چنے نخود یا چنا میں تمام اجزائے غذائیت کافی فربہ کرتے قوت باہ بڑھاتے خون صالح پیدا کرتے ہیں ضعیف حضرات کو منع ہے بیسن گوندھتے وقت قدرے سوڈا خوردنی ملالیں

مکئی ثقیل و دیر ہضم غذا ہے بدن کو فربہ کرتی مقوی باہ پیشاب آور حیض کشا ہے خون پیدا کرتی ہے پیاس لگاتی ہے

کنگنی سوانک اور چینا غذائیت کم مقوی باہ اور مقوی معدہ ہیں قبض کشا ہیں لیکن پیاس زیادہ

باجرہ ثقیل مقوی باہ

موٹھ مسمن بدن اور قبض کشا اس کی دال اور کھچڑی زود ہضم غذائیں ہیں

ماش قبض کشاء معدہ والے کو پرہیز

مونگ یہ مسمن بدن مغذی مقوی باہ مغلظ منی اور قبض کشاء معتدل اور زود ہضم غذا ہے کھچڑی دال پاپڑ، ضعیف اور مریض کی نفع رساں غذا ہے

رواں یہ علاوہ مقوی بدن مغلظ منی پیشاب آور قبض کشاء مقوی جگر بھی ہضم مسور غذا ہے خون پیدا کرتی مقوی دماغ مقوی حگر مقوی مثانہ مقوی باہ اور قبض کشاء غذا ہے

ارہر گرم ثقیل السی زکام کھانسی اور درد کمر کے لیے مفید ہے اس کے بیجوں کا جوشاندہ پیشاب کی جلن اور سوزاک کی ابتداء

ساگودانہ دودھ میں پکانے سے غذائیت بڑھ جاتی ہے زیادہ کمزور حضرات کے لئے نعمت

میتھی گرم تر، مصفی خون پیشاب آور حیض کشاء

سرسوں قبض کشا مصفی خون مقوی معدہ اور ہاضم طعام ہے امراض سینہ کے لئے مفید ہے چہرے کی رنگ نکھارتا شلغم، مولی، قبضا کشا مصفی خون پیشاب اور مقوی جگر

باتھو گرم پیاس لگاتا زیادہ مقدار انٹریوں میں سوزش اسہال پیچش ہو جاتی ہے

خرفہ سرد تر ہے حرارت خون حرارت جگر اور حرارت معدہ کو سکون دیتا ہے پیاس بجھاتا ہے اور حابس حیض ہے

لونک یہ ملین اور پیشاب آور ہے

چولائی اس کا ساگ مثانہ کی پتھری کے اخراج و درد گردہ یا سنگ گردہ کے لیے مفید ہے علاوہ ازیں مصفی خون ہے پودینہ ہاضم طعام مقوی معدہ مقوی جگر مصفی خون اور دافع ریح ہے سبزیات کچانا گرم خشک اور ثقیل ہے نیز قابض ہے گوبھی کا پھول مدر بول ہے ادرک ڈال کر پکانا بند گوبھی غذائیت کم بے حد ریح پیاز مقوی معدہ مقوی جگر مصفی خون دافع ریح اور مدر بول ہے مٹر بدن کو فربہ کرتے باہ کو طاقت دیتے منی کو غلیظ کرتے قبض کشا مولد ریح پیدا کرتے سہانجنا کے پھول مقوی جگر مقوی معدہ ہیں عصبی امراض خاص کر وجع المفاصل میں مفید ہیں دافع ریح بھی ہیں مولی درد گردہ اور سنگ گردہ سنگ مثانہ کے اخراج جگر و جع المفاصل مولی کھانے کے بعد گڑ کھانا مفید

شلغم مقوی دماغ مقوی بصر شکر قندی یہ قابض اور دیر ہضم ہے ریح پیدا کرتی کچالو یہ مقوی دیر ہضم چقندر غذائیت اچھی مگر دیر ہضم گاجر مقوی دل غذائیت مسمن بدن مقوی باہ ہوتی ہے مربہ تقویت قلب بے نظیر ادرک ہاضم دافع ریح ہے زیادہ استعمال ضرر آلو مقوی معدہ اور مسمن بدن ریح پیدا کرتا بھنڈی مغلظ منی، اور دافع جریان ہے زود ہضم ہے عورتوں کا دودھ کم ہو بہت دودھ پیدا

ہوے کالی توری قوت باہ اگرچہ زود ہضم ہے سرد تر صفراوی بخاروں میں استعمال کرنا کدو گول غذائیت کم ریح پیدا کدو لانبا زیادہ غذائیت رکھتا ہے گرمائی امراض میں اس کا کھانا اور اس کی مالش بے حد مفید ٹنڈے سرد ہے بخار کے مریضوں کے لیے زود ہضم ہے مونگرے مقوی معدہ انتڑیاں جگر قبض کشاء درد افع ریح ہیں جگر اور تلی کے لیے بھی مفید ہیں بھوک لگاتے ہیں بد ہضمی کریلا مقوی معدہ مقوی جگر مصفی خون ملین بھی بینگن ضرر رساں مقوی جگر ٹماٹر مقوی معدہ جگر ہے مصفی خون بھی ہے بواسیر کو خصوصاً" مفید اس کا لیپ ورموں پر مفید حلوا کدو زود ہضم ہے ریح پیدا کرتا ہے زیادہ استعمال مضر ہے پیٹھا یہ مفرح اور مقوی دل و دماغ غذا ہے قوت باہ دائمی قبض مفید تب دق پرانی بیماریوں کو مفید ہے بہتے ہوئے خون کو بھی روکتا ہے یہ پارے کے زہر کا مصلح ہے

میوہ جات انار ترش یہ مصفی خون مقوی معدہ مقوی جگر مقوی طحال اور مقوی

انار ترش دل کو مفید اس کا شربت فرحت بخش اور قوت باہ بڑھاتا ہے صفراوی بخاروں میں استعمال ہضم میں معاون بنتا ہے کھانے سے پہلے بد ہضمی کرتا ہے

انار شیریں۔ بے حد مفرح اور مقوی قلب غذا ہے انار شیریں کا رس ضعف اعصاب، تپ دق و آتشک وغیرہ میں اس کا رس دیتے ہیں انار ہر قسم کا زیادہ استعمال بد ہضمی اور کھانسی پیدا کرتا ہے امرود جو نرم مفرح اور مقوی دل و معدہ نیز ملین بھی قوت باہ میں بھی اضافہ کچا امرود نہیں کھانا چاہئے ناشپاتی نرم اور گداز مقوی معدہ و دندان مقوی، جگر مقوی طحال مقوی قلب اور مقوی قبض کے لیے کھانے کے بعد ایک دو ناشپاتی کھانا بہت مفید ہے نہار منہ ناشپاتی کھانا پیشاب کی جلن کو دور کرتا ہے سوڈا واٹر کے ساتھ ناشپاتی کا رس ملا کر پینا مثانہ کی ریگ کے لیے مفید ہے سیب مفرح و مقوی قلب ہے دماغ، جگر، معدہ اور فم معدہ کو طاقت دیتا ہے خفقان و گرمی کو تسکین دیتا ہے مصفی خون بھی ہے متواتر استعمال سے چہرے کی رنگت سرخ ہو جاتی ہے نقاہت اور بے ہوشی کے عالم میں مربہ سیب ورق نقرہ کے ساتھ ملا کر دینا چاہیے کھانے کے بعد استعمال اور تیسرے پہر کھانے سے خون صالح پیدا ہوتا ہے:۔

اناناس مقوی معدہ مقوی دنداں مقوی جگر مقوی دل مقوی امعاء مفرح و مصفی خون ہے جگر اور الطحال کو بھی تقویت دیتا ہے خوبانی مقوی دل مقوی معدہ اور مقوی باہ ہے ہاضم طعام ہے لوکاٹ ہاضم طعام مقوی معدہ طحال ہے آڑو مصفی خون مقوی معدہ آم بیحد مرغوب و مقبول غذا ہے آم گردہ مثانہ اور آنتوں کو قوت دیتا مقوی اور مغلظ منی جگر کے فعل کو بیدار کرتا ہے۔ دودھ کی کچی لسی پی لیں اس سے آموں کی حد کم ہو انتڑیوں کی خراشوں کو مندمل کرتا ہے

جامن آم کے بعد جامن کا استعمال گویا سونے پر سہاگہ کا کام صفراوی اسہالوں کو تسکین قابض ہے

کھجور:۔ مصلح خون کثیر الغذا سمن بدن، مقوی باہ، گردہ نور، کمر ہے فالج اور لقوہ کو نافع ہے پتھری کو توڑتی ہے پھیپھڑے اور سینہ کے امراض کے لیے مفید ہے دائمی قبض کے لیے مفید شریفہ مقوی دل اور مصفی خون ہے

شفتالو یہ بھی آڑو کی مانند مصفی خون مقوی معدہ اور ہاضم طعام ہے انجیر غذائیت خوب ہوتی ہے سمن بدن مقوی باہ ملین مقوی معدہ اور مقوی جگر و اعصاب ہے دائمی قبض کے لیے بھی مفید ہے علاوہ ازیں عظم طحال کو روکنے کے لیے اس کا اچار بے حد فائدہ دیتا ہے

فالسہ اس کا مزاج سرد ہے سوزاک سوزش مثانہ اور پیشاب کی جلن میں مفید اس کا شربت مفید ہے اصلی صفراوی بخار اور

یرقان میں اس کا پانی نہایت مفید ہوتا ہے ہاضم طعام مصفی خون ملین مقوی معدہ جگر ہے پیاس بجھاتی ہے طحال اور جگر کے اضافہ کو روکتی ہے

آلوچہ ہاضم طعام مفرح مقوی معدہ و دل و جگر اور پیشاب آور ہے زیادہ مقدار میں کھانے سے بد ہضمی ہو چھالے پڑ جاتے ہیں حلق و منہ میں آلو بخارا صفراء کو قاطع ہے جگر اور طحال کی تقویت پیاس بجھاتا قبض کشائی بخاروں میں اس کا رس نمک ملا کر پلایئے کھانسی کو مفید اور خارش کو مفید لسوڑھا ورم حلق کو نافع بلغمی مواد کو اکھیڑتا ہے انتڑیوں اور پیشاب کی جلن کو نافع ہے معدہ کے کیڑوں کو نکالتا ہے مقوی باہ اور ممسک ہے جریان کے لیے خاص طور پر نافع ہے ناریل منی پیدا کرتا ہے گردہ اور جگر کو طاقت آشوب چشم میں مفید ہے اس کا تیل بالوں کو نرم اور طویل کرتا ہے نارنگی صفرا کی تیزی خون کے جوش اور پیاس کی زیادتی کو تسکین دیتی ہے مفرح قلب اور مقوی معدہ ہے قے اور متلی کو نافع ہے سنگترہ شیریں مصفی و مولد خون صالح مقوی معدہ جگر طحال گردہ اور مثانہ رہے بے حد مفرح قلب ہے قوت باہ کے لیے بھی بے حد مفید غذا ہے

میٹھا مفرح قلب مقوی معدہ اور جگر ہے موسمی بخار اور یرقان اور اس کا رس بے حد مفید ہوتا ہے مزاج اس کا سرد ہے کھٹا عظم طحال کو گھٹاتا ہے زیادہ استعمال خرابی معدہ چکوترا بخار اور یرقان میں مفید جگر اور ہاضم طعام ہے لیموں مفرح قلب مقوی معدہ جگر اور مصفی خون ہے سکنجبین پیاس بجھاتی قے اور متلی ہیضہ میں نمک اور مرچ سیاہ چھڑک کر استعمال کرنا بے حد مفید

انگور کثیر الغذاء اور زود ہضم تازہ خون پیدا کرتا بدن کو فربہ کرتا سودا اور خون کے جلنے کا خاتمہ مفرح اور مقوی قلب غذا ہے معدہ اور جگر کو بھی طاقت دیتا ہے کھانے کے بعد مفید کشمش منقہ لیچی مقوی اعصاب قوت باہ بڑھاتی ہے

کیلا مقوی جگر گردہ مقوی باہ دیر ہضم کھانے سے پہلے شہتوت سمن بدن مقوی باہ مصفی خون مفرح قلب ہوتا اس کا شربت یرقان اور پرانی کھانسی میں مفید ہے خربوزہ گرم تر ہے گردہ یرقان، جلندر کو نافع ہے نہار منہ منع ہے کھیرا سرد اور دیر ہضم زیادہ مقدار میں بد ہضمی پیدا کرتا ہے تربوزہ خون کی تیزی نیز صفرا اور پیاس کو گرمی کے بخاروں کو نافع ہے مفرح قلب اور مقوی جگر بھی ہے خالی معدہ کھانا اچھا ہے اس روز چاول نہ کھائیں بیر قوت باہ صفرا کی گرمی کو بھی مفید ہے زیادتی مضر ہے گنا زود ہضم اور مفرح ہے رس مقوی بدن قبض کشا پیشاب آور جو قسم پونڈا زیادہ ہاضم طعام مفرح اور مقوی قلب دانت خوب صاف اور طاقتور

شہد شفاؤں کا ذخیرہ مصفی اور مولد خون صالح، مقوی باہ بسدہ نکالتا حیض کشائی مثانہ کی پتھری توڑتا کھانا، سونگھنا قطرات ڈالنا ناشتہ میں شہد شامل کرنا دہن اور حلق کی خشکی دور کھانسی روکنے کے لئے مفید دوا

خوردنی مغزیات اخروٹ مقوی باہ منی کو گھاڑھا کرتا بد ہضمی کو نافع سردی کی کھانسی کو مفید ہے۔ مقوی اعضائے رئیسہ ہے مزاج گرم

الائچی خورد مفرح قلب ہے معدہ کی آلائش کو خارج کرتی ہے خفقان، قے اور متلی کو نافع ہے الائچی کلاں مفرح مقوی معدہ اور ہاضم طعام ہے بھوک لگاتی ہے بادام مغز شیریں بے حد مقوی دماغ بصارت مقوی باہ دل اور اعصاب کو طاقت خالی معدہ زیادہ مقدار بد ہضمی شکر کے ساتھ زود ہضم چند مفید طریقے چھیل کر ہموزن چینی شامل کر کے سفوف بنالیں علی الصبح یا رات کو سوتے وقت ہمراہ دودھ کھائیں مقوی دماغ اور مقوی بصر ہوں گے مغز گھوٹ کر پانی اور چینی ملا کر پئیں مغز کوٹ کر کیک یا بسکٹ بنائیں

زیابیطس میں مفید بادام گھوٹ کر دودھ کے ہمراہ پکائیں ناشتہ خصوصا" مقوی دماغ ہوں گے

پستہ مقوی غذا اعصاب کو قوت بخشا باہ بڑھاتا منی پیدا کرتا خون صالح بناتا جگر کی اصلاح کرتا اور دماغ کو مفید تل منی خوب پیدا کرتا دودھ والی عورتوں کو مفید حلق کے خراش ورم کی تحلیل کرتا ہے نیز حیض کشاء بھی ہے۔ کھاجایا کھاجو یہ بے حد مقوی باہ غذا ہے زیادتی استعمال بد ہضمی مونگ پھلی قلیل الغذا کھانسی نزلہ

چلغوزے مقوی گردہ اور مثانہ ہے سرعت انزال کے مرض کے لیے مفید خاصی مقوی باہ زیادتی مضر بھنا ہوا بہتر چار مغزیہ کھیرا' خربوزہ 'کدو اور تربوزے کے بیجوں پر مشتمل کثیرالغذاء سریع الہضم سریع اور مقوی اعضائے رئیسہ میں ان کی سردائی بنا کر پینا زیادہ مناسب رہے گا خشخاش مقوی باہ ممسک مقوی اعصاب اس کا خمیرہ مقوی دماغ پکا کر کھانے سے قدرے قابض

مصالحہ جات مرچ سرخ کم استعمال ہاضم طعام مقوی باہ اگر زیادہ معدہ کی تباہی امراض گردہ اور جگر بھی پیدا کرتی ہے خون کو جلا دیتی ہے

مرچ سیاہ ہاضم طعام ہے مقوی معدہ اور دافع ریح ہے پیشاب لاتی باہ بڑھاتی سردی کی تقریبا" کل بیماریوں کو نافع ہے زیادہ ہاضم طعام اور دافع ریح ہے دار چینی مقوی معدہ مشتہی ہاضم طعام دافع ریح ہے بد ہضمی اور جریان کے لیے مفید ہے لوگ مقوی معدہ ہاضم طعام اور کرم کش ہے نیز دافع ریح ہے دھنیا مقوی معدہ ہاضم طعام اور دافع ریح ہے بڑی سکون بخش غذا ہے ہلدی مقوی معدہ اور ہاضم طعام ہے انتڑیوں کو طاقت دیتی ہے

مشروبات پانی جسم میں ساٹھ فی صد پانی ہر وقت کھال' پھیپھڑے گردوں کے ذریعے خارج ہوتا ہے مزید پانی جسم میں داخل ہوتا رہنا ضروری ہے ہر روز چھ تا آٹھ گلاس عمر قد جنس یا موسم کے اعتبار سے یہ مقدار کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہے تازہ پانی پینا نہایت صحت کی ضمانت کھاری پانی امراض معدہ اور کانسی میں مفید ہوتا ہے برف اور برفاب ہاضمہ اور معدہ کو کمزور کردیتا ہے لیکن پیاس لگاتا ہے بخاروں میں سر پر برف میں تر کپڑا رکھنا بے حد مفید برف پیشانی پر رکھیں تو نکسیر بند ہو سوڈا واٹر ہمراہ دودھ ملالیا جائے تو یہ ضعف ہضم بخاروں میں بہترین غذا بن جاتا ہے سکنجبین صفراوی بخاروں میں جریان اور احتلام کو ممنوع ہے چائے غذائیت نہیں تازہ اور لطیف پانی میں چائے کی پتی کو تھوڑا ہی عرصہ جوش دینا چاہیے بطور عادت مضر ہے امراض' اشتعال طبع' بے خوابی اور لرزہ عضلات

کافی اثر محرک اور مفرح ہوتا ہے اثر عین دماغ پر اور سانس تیز کرتی ہے تکان دور

کوکو بچوں کمزور اور لاغر مریضوں اور ضعیف حضرات کے لیے اچھی شے ہے

خوردنی نباتاتی روغن تلوں کا تیل غذائیت کم درجہ حرارت بھی نہیں روغن رائی بمقدار قلیل مقوی معدہ بمقدار وافر مضر روغن سوں مقوی معدہ اور ہاضم طعام روغن زیتون فربہ کرتا اور قبض کشا جگر کی بہتری کے لیے مفید ہے پتہ کی اندرونی پتھریوں کو تحلیل روغن خشخاش مسمن بدن ہے خواب آور روغن بادام بڑی مقوی غذا ہے قوت باہ بڑھاتا ہے بدن فربہ کرتا قبض کشائی کرتا ہے۔

روغن تخم کدو سرد تر قبض کشا مالش کرنا خواب آور روغن کشنیز مقوی معدہ' مقوی قلب' اور مقوی دماغ ہے

غذاؤں کے مضر اثرات کی اصلاح

مصلح غذا اصل غذا کے ہمراہ یا بعد دونوں طریق سے استعمال کی جا سکتی ہے۔

آلو گوشت مع گرم مصالح، بھنڈی گرم مصالحہ
آلو بخارا، مصطگی و گلقند، بیر، گلقند
اخروٹ، آب انار، بینگن، گھی گوشت
ادرک، بادام روغن، پالک گوشت
ماش، ہینگ ادرک، پستہ، سکنجبین
افیون، زعفران فالسہ، گلقند
امرود، سونف سرکہ، پیاز، کالی مرچ نمک سرکہ
انار ترش، انار شریں، پیلو گوند کتیرا
انار شیریں، انار ترش، تربوز، شہد
آم، لسی دودھ یا جامن، تل، شہد
انڈہ مرغی گرم مصالحہ و نمک، تمباکو، تازہ دودھ
انگور، سونف و گلقند، شہتوت شیریں، سکنجبین
باجرہ، دودھ، شہتوت ترش، شہد
برف، شہد، توری گوشت
جامن، نمک، سرکہ، شیرینی
جوار، گلقند، سنگترہ، شہد
جو، گھی، سونف، کافور صندل
چاول، دودھ شکر گھی، سیب، شہد
چائے، سونف دودھ، شہد، سرکہ
چنا گلقند، شلجم گوشت اور ترشی
چلغوزہ، بادام، کچنار گوشت دہی
چھاچھ، سکنجبین کدو گوشت اور گرم مصالحہ
چھوہارا، بادام، کریلا، پیاز
خربوزہ، شہد، کھجور، بادام شیریں
خرفہ ساگ گوشت، کشمش، تخم کاہو
بکری کا دودھ، شہد و سونف، کھیرا، کالی مرچ نمک
بھینس کا دودھ، سونٹھ، کیلا، نمک
گائے کا دودھ، شہد، گاجر، گڑ
دھنیا، شہد، گڑ، ترشی
دہی، نمک اور زیرہ، گوبھی، ادرک گرم مصالحہ
روغن بادام، مصطگی، گوشت بکری، ناریل یا بادام
زیرہ سفید، کتیرا، گوشت گائے، سونف گرم مصالحہ
گوشت کبوتر، کشنیز، مرچ لال، شہد
گوشت مرغی یا مرغا، گھی، مسور، سرکہ و گھی
گوشت ہرن، سکنجبین، مکھن، نمک و شہد
گھی، نمک و شہد، موٹھ، گائے کا دودھ
گیہوں، سرکہ، مولی، زیرہ و نمک
لہسن، ترشی و روغن بادام، میتھی، گھی
لسوڑہ، گل سرخ، نارنگی، قند نمک
لیموں، شہد و شکر، ہلدی، ترنج یا آب لیموں
مٹر، گل سرخ، ہینگ، کتیرا
مرچ سیاہ، شہد، '

کمزوری کا علاج سم الفار سیاہ یا نہ ملنے کی صورت میں سفید ایک تولہ لے کر کسی عمدہ نہ گھسنے والے کھرل میں ڈالیں اور اس میں بھیڑ کا دودھ ڈال کر کھرل کرنا شروع کریں۔ یہاں تک کہ پورا چار سیر دودھ بذریعہ کھرل جذب کر دیں اور اس کی گولیاں ۸۰۰ کی تعداد میں بنا لیں نہایت لاجواب گولیاں ہیں خواک ایک گولی مکھن یا بالائی میں کھایا کریں .بفضلہ تعالیٰ نامرد کو مرد اور مرد کو جوان مرد بنا دیں گے

سم الفار کو مومیا بنانا بکری کا نر بچہ ایسی حالت میں لیں کہ

ابھی وہ پیدا ہو کر زمین پر نہ گرا ہو اسے ہتوں میں لے کر چارپائی پر رکھ لیں اور اسے اس کی ماں کا دودھ پیٹ بھر کر پلائیں پھر اس کو ذبح کر کے اس کا معدہ بمع دودھ علیحدہ کر کے اس میں ایک تولہ سم الفار کی ڈلی ڈال کر معدہ کو چھت پر لٹکا دیں اور چالیس دن کے بعد اتاریں ان شاء اللہ سم الفار موم ہو کر نکلے گا اب اس میں جائفل جاوتری دار چینی ہر ایک ایک تولہ اور کستوری خالص ا ماشہ پیس کر ملا دیں اور سنبھال رکھیں فوائد قوت باہ کو بڑھانے کے لیے خوراک ایک رتی مکھن میں ڈال کر کھلایا کریں۔

لاغری بدن کو فربہ بنانے کے لیے بکری کا خام دودھ یا اس میں پانی ملا کر پلانا مفید ہے کوتاہ قامتی ہو الشافی اونٹی کا دودھ سیر بھر لے کر قلعی دار دیگچی میں ڈال کر اس میں ۲ تولہ مغز بادام شیریں اور ۴ ماشہ تودری سرخ باریک کر کے ڈال دیں اور دھیمی آگ پر پکائیں نیز اس کے اندر چمچہ ہلاتے رہیں تاکہ بالائی نہ آنے پائے جب تمام جل کر ڈیڑھ پاؤ کے برابر باقی رہ جائے تو اتار کر سرد کر لیں اور نیم گرم حالت میں ۳ تولہ شہد خالص ملا کر پلائیں اگر ایک دفعہ نہ پی سکے تو دو مرتبہ پلائیں مسلسل ایک سال کے استعمال سے بچہ کا قد لمبا ہو جائے گا

نسخہ اگر بچے کو کچھ عرصہ بھیڑ کا دودھ پلاتے رہیں تو .بفضلہ تعالیٰ اس سے بچہ موٹا تازہ ہو جاتا ہے اور قبض وغیرہ کی کوئی تکلیف ہونے نہیں پاتی

کثرت حیض نسخہ نمبرا بکری کے دودھ میں لوہے یا مٹی کے چند ٹکڑے آگ میں سرخ کر کے بجھا دیں اسی طرح دس مرتبہ بجھا کر دودھ کو سرد کر کے پلا دیں اس دودھ کے استعمال سے .بفضلہ تعالیٰ آرام ہو جاتا ہے خون حیض کی کمی ہو الشافی اونٹنی کا دودھ آدھ سیر گرما گرم گڑ قند سیاہ ملا کر مریضہ کو پلائیں اور گرم کپڑا اوڑھ کر لیٹ جانے کی ہدایت کریں اس سے ان شاء اللہ خون حیض یا فراغت آنے لگے گا بالکل آسان اور عمدہ ترکیب ہے

نسخہ مقوی دماغ پانی میں بھگو کر چھیلے ہوئے بادام دس عدد لے کر خوب باریک گھوٹ لیں اور جوش کھاتے ہوئے آدھ سیر دودھ میں ملا دیں۔ جب دو تین جوش آجائیں اتار کر ٹھنڈا کریں دار چینی کا سفوف دو ماشہ پھانک کر اوپر سے دودھ پیا جائے تو زیادہ مقوی باہ اور مقوی دماغ ہو جاتا ہے

مقوی باہ نسخہ گائے یا بھینس کا تازہ دودھ لے کر فوراً آگ پر رکھ دیں جب کئی جوش آجائیں تو اس کو شہد سے میٹھا کر کے دو گلاسوں کے اندر نیچے اوپر دھار باندھ کو لوٹ پوٹ کریں یہاں تک کہ ایک سو ایک مرتبہ ایک گلاس سے دوسرے میں الٹ پلٹ ہو جائے اب اس کو کھڑے کھڑے پی لیں

نسخہ نمبر۲ اول نمبر بھیڑ کا دودھ اپاؤ اور دوسرے نمبر بھینس یا گائے کا دودھ آدھ سیر شہد چار تولہ اور روغن بادام ایک تولہ ملا کر اور نیم گرم کر کے بعد جماع پی لیں

دودھ کا غسل تپ دق کے مریض کے لئے دودھ کا غسل بہتر علاج لکھا ہے کیونکہ اس سے نہ صرف یہ کہ مریض کے مسام کھل جاتے ہیں بلکہ اس سے مسامات کھل جانے کے بعد دودھ سے مریض کے سوکھے ہوئے جسم اور ہڈیوں میں غذائیت بھی پہنچتی ہے اور اس طرح بذریعہ مسامات دودھ کا جسم کے اندر پہنچانے میں یہ خاص حکمت بتائی جاتی ہے کہ چونکہ مریض تپ دق کا ہاضمہ تو بے حد کمزور ہو چکا ہوتا ہے طریق غسل مریض کے لیے ایک ایسا ٹب جس میں مریض باسانی تکیہ لگا کر لیٹنے اور بیٹھنے کی درمیانی حالت میں رہے مریض کا جسم گلے تک دودھ ڈوبا رہے ایک گھنٹہ تک روزانہ یہی عمل کرنا چاہیے

مغربی عورتوں کا طریق عمل رومی قوم کے زمانہ میں عروج میں

عقلی موشگافیوں سے بے بہرہ کر دیتا ہے واللہ اعلم

بکری کا دودھ خون کی اصلاح و درستی کے لیے بکری کا دودھ ہے

گدھی کا دودھ تپ دق اور رسل والوں کے لیے مفید ہے

دودھ کے جوش دیے بغیر نہ پینا چاہیے

دودھ میں تمام وہ اجزاء موجود ہیں جو انسان کی پرورش اور صحت کے لیے چونا مہیا کرتا ہے اس میں ۱۵ فیصد پروٹین ۸ فیصد چونا ۳۲ فی صد فاسفورس اور ۶ فی صد فولاد ہوتا ہے اگر بچوں کو یہ مناسب مقدار میں نہ دیا جائے تو وہ کمزور ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھ میں خرابی پیدا ہو جاتی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طبیب روحانی و جسمانی نے دودھ کو بے حد سراہا ہے بچے کو احمق اور فاحشہ عورتوں سے دودھ نہ پلواؤ کیونکہ دودھ کا اثر بچہ کے جسم اور اخلاق پر پڑتا ہے رات کو سوتے وقت ایک گلاس دودھ پینے سے بدخوابی جاتی رہتی ہے

افعال و خواص دودھ میٹھا' معتدل' قبض کشا اور قدرے دست آور ہوتا ہے جوانی کو تادیر قائم رکھتا ہے اکثر قسم کے بخار دل کے امراض سنگرہنی یرقان اور شدت پیاس کے لیے انتہائی مفید غذا ہے ہر عمر کے انسان کے علاوہ دیگر جانداروں کے لیے بھی آب حیات ہے دودھ ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کے جوڑنے والا عمر بڑھانے والا قوت ماہ پیدا کرنے والا اور سائن بدن ہے پیٹ درد لقوہ باؤ گولہ امراض مثانہ بواسیر تھکن اسہال اور اعضاء کی کمزوریوں کے لیے فائدہ مند ہے اس کے استعمال سے دماغ کو تقویت پہنچتی ہے

اکثر ناز پرور دہ امیر زادیاں بقائے حسن و جمال کے لیے بجائے پانی کے دودھ سے نہایا کرتی تھیں طبقہ نسواں کے حسن میں معتدبہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

مرض قبض قبض بڑھ جاتی ہے انہیں چاہیے کہ دودھ میں تولہ روغن بادام ملا کر پیا کریں اونٹنی یا بھیڑ کا دودھ پئیں جو کہ قبض کشا ہیں ہو الشافی اگر کان سے پیپ آنے لگے تو وہ عورت کا دودھ ڈالنا بھی بے حد موثر ہے

ضعف دماغ

ہو الشافی نسخہ نمبرا یہ ایک حکیمانہ طریقہ ہے بکری کے دودھ میں ان اشیاء کی تاثیر سرایت کر جاتی ہے جو بکری کو چرائی جائیں ایسے حضرات کو جو مغزیات مغز بادام اخروٹ پستہ وغیرہ کو زیادہ مقدار میں نہ کھا سکے چاہیے کہ ایک نہایت عمدہ صحت کی بکری لے کر اس کو حسب دلخواہ مغزیات کھلانا شروع کر دیں۔ اور اس کا دودھ پیتے رہیں۔ پھر دیکھیں کہ یہ دودھ کس طرح دماغ کو قوت دے کر آب حیات ثابت ہوتا ہے

تجربہ دودھ کے برتن کے پاس اگر بدبو دار چیز پڑی ہوئی ہو تو اس کی وجہ سے فوراً" بدبو سرایت کر جائے گی لہٰذا دودھ کو بو دار چیزوں سے ہمیشہ علیحدہ رکھیں دودھ نکالنے سے قبل جانور کو پیار کرنا بغیر قلعی کے تانبے پیتل کے برتنوں میں دودھ مضر اور خراب ہو جاتا ہے جست سلور کے برتن بھی مفید ہیں دودھ پینے کا صحیح طریقہ منہ کا تھوک قدرت نے اس لیے پیدا کیا ہے کہ اس سے غذا کے ہضم ہونے میں مدد ملے لعاب دہن ایک بہترین ہاضم چیز ہے لہٰذا دودھ کو منہ میں ایک مرتبہ حرکت دے کر نگل لیا اس طریقہ سے کمزور معدہ کا شخص بھی بخوبی ہضم کر سکے گا انسان کی طبیعت کے موافق گائے کا دودھ زیادہ آتا ہے

بیان نماز جنازہ

جنازے وچ تکبیراں چار پڑھنی فرض پچھانوں
سبحان۔ درود۔ دعا ایہہ تنے پڑھنی سنت جانوں

سلسلہ حضرات نقشبندیہ الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمتہ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علی و آلہ واصحابہ وسلم الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت قسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت امام ہمام حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت خواجہ ابو الحسن خرقانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت ابو القاسم گرگانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحرمت حضرت خواجہ ابو علی فارمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بحرمت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عارف ریوگری رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمود انجیر فغنوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت سید السادات حضرت سید امیر کلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ علاؤ الدین عطار رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت مولانا یعقوب چرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت ناصر الدین حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت مولانا محمد زاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت مولانا درویش محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت مولانا خواجگی امکنگی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت خواجہ محمد باقی باللہ بیرنگ رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام ربانی حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت عروۃ الوثقےٰ حضرت ایشان خواجہ محمد معصوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت سلطان اولیا حضرت شیخ سیف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت مولانا حافظ محمد محسن دہلوی رضی اللہ عنہ الٰہی بحرمت حضرت سید نور محمد صاحب بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت شہید مرزا جان جاناں رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت بشاہ غلام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت و سیدنا شاہ ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب قدسنا اللہ بسرہ الاقدس الٰہی بحرمت حضرت حاجی دوست محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ الشریفین مظہر الرحمان محمد عثمان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سلسلہ حضرات قادریہ الٰہی بحرمت رحمتہ للعالمین حضرت محمد المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الٰہی بحرمت سبط رسول اللہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت سبط رسول اللہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت حضرت شیخ معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت سری سقطی الٰہی بحرمت سید جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ ابو بکر شبلی رحمت اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ عبدالواحد بن عبدالعزیز یمنی رحمت اللہ علیہ الٰہی بحرمت ابو الفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ ابو الحسن علی الہنکاری رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت سید عبدالرزاق رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت سید شرف الدین قتال رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت سید عبدالوہاب رحمتہ اللہ

علیہ آلہی بحرمت سید بہاؤ الدین رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت سید عقیل رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شمس الدین صحرائی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت سید گدائی رحمن اول رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت سید شمس الدین عارف رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت سید گدائی رحمن ثانی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شاہ فضیل صاحب رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شاہ کمال کتھیلی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شاہ سکندر رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت مجدد الف ثانی شیخ احمد رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت خازن الرحمتہ شیخ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شیخ عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شیخ محمد عابد سنامی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت حبیب اللہ مرزا جان جانان رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شاہ غلام علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شاہ حضرت ابو سعید صاحب رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شاہ احمد سعید صاحب رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین حاجی دوست محمد صاحب قندھاری رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت حضرت خواجہ مظہر الرحمان مولانا محمد عثمان صاحب رحمتہ اللہ علیہ۔

سلسلہ حضرات چشتیہ

آلہی بحرمت شفیع المذنبین رحمتہ اللہ علیہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آلہی بحرمت خلیفتہ رسول اللہ امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ آلہی بحرمت خواجہ بصری رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت خواجہ فضیل بن عیاض رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت سلطان ابراہیم ادھم رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت خواجہ حذیفہ المرعشی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت خواجہ امین الدین ابہرا لبصری رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت خواجہ ابو ابراہیم اسحاق دینوری رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت خواجہ ابو اسحاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت خواجہ احمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت خواجہ ابو محمد چشتی رحمتہ الہ علیہ آلہی بحرمت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت خواجہ مودود چشتی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمتہ اللہ عل آلہی بحرمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمتہ اللہ علیہ آلہیبحرمت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت خواجہ مخدوم علی صابر رحمتہ الہ علیہ آلہی بحرمت شیخ شمس الدین ترک پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت جلال الدین پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شیخ احمد عبدالحق رودلوی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شیخ محمد عارف رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شیخ رکن الدین گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شیخ عبدالواحد رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت مجدد الف ثانی احمد فاروقی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شیخ خازن رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شیخ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شیخ عبدالاحد رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شیخ محمد عابد سنامی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت حبیب اللہ مرزا جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت عبداللہ شان المعروف .غلام علی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت شاہ ابو سعید صاحب رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت حضرت شاہ احمد سعید صاحب رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت حضرت خواجہ حاجی الحرمین محمد عثمان صاحب رحمتہ اللہ علیہ

سلسلہ حضرات خواجہ سہروردیہ

آلہی بحرمت شفیع المذنبین رحمتہ العالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آلہی بحرمت امیر المومنین خلیفہ رسول اللہ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ آلہی بحرمت حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت حضرت جنید .بغدادی رحمتہ اللہ علیہ آلہی بحرمت ممشاد

نیوری رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت شیخ احمد دینوری رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت شیخ محمد رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت سید یار محمد رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت وحید الدین عبد القادر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت شیخ صدر الدین رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت رکن الدین رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت مخدوم جہاں گشت رحمتہ اللہ آلٰہی بحرمت سید اجمل پراچی رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بیحرمت سید پڈھن پراچی رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت درویش محمد بن قاسم اودھی رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت عبد القدوس گنگوہی رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت رکن الدین رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت عبد الواحد رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت محبوب ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سہندی رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت خواجہ محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت شیخ عبد الاحد رحمتہ اللہ علیہ شیخ محمد عابد رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت مرزا جانجاناں رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت عبد اللہ شاہ معروف بشاہ غلام علی رحمتہ اللہ آلٰہی بحرمت شاہ ابو سعید صاحب رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت شاہ احمد سعید صاحب رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشریفین و سیلتنا الی اللہ الصمد حضرت حاجی دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت حضرت خواجہ امام العارفین حاجی الحرمین الشریفین مظہر فیض الرحمن حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رضی اللہ تعالیٰ

سلسلہ حضرات کبرویہ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمتہ للعالمین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم الٰہی بحرمت امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہ الٰہی بحرمت شیخ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت داؤد طائی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ بحرمت شیخ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ بحرمت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت ابو علی رودباری رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت ابو علی کاتب رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت خواجہ عثمان مغربی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت ابو القاسم گرگانی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت ابو بکر نساج رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت خواجہ احمد غزالی رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت ضیاء الدین ابو نجیب سہروری رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت عمار یاسر رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ روز بھان بقلی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ نجم الدین کبروی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ مجد الدین ابغدادی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ علی الاہوری رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ احمد جوریانی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ عبد اللہ سفرائے رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ علاؤ الدولہ سمنانے رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ محمود المردفانی رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت امیر علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت شیخ خواجہ اسحاق جیلانی رحمتہ اللہ الٰہی بحرمت امیر عبد اللہ بزارش آبادی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ رشید الدین بیدواری رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت کمال الدین حسین خلدی رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت شیخ محمد یعقوب صرفی کشمیری رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت شیخ احمد فاروقی رحمتہ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت حضرت محمد سعید رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت عبد الاحد رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شیخ محمد عابد سنامی رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت مرزا جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت عبد اللہ شاہ معروف . غلام علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حافظ القرآن المجید شاہ ابو سعید رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حافظ القرآن المجید شاہ احمد سعید صاحب قدسنا اللہ بسرہ الاقدس الٰہی بحرمت حاجی الحرمین الشرفین حاجی دوست محمد قندھاری رحمتہ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ امام العارفین حاجی الحرمین الشرفین حضرت مولانا محمد عثمان صاحب رحمتہ اللہ علیہ

سلسلہ حضرات مداریہ

الٰہی بحرمت شفیع المذنبین و خاتم

النبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم الٰہی بحرمت خلیفہ رسول اللہ امیر المومنین ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ الٰہی بحرمت عبداللہ علم برادر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الٰہی بحرمت شیخ یمین الدین شامی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ طیفور شامی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت امام طریقہ حضرت بدیع الدین شاہ مدار رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت سید اجمل پراچی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی برحمت سید پدھن پراچی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ محمد بن قاسم اودہی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت مخدوم عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت خواجہ سعید رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت محمد عابد سنامی رحمۃ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت حضرت شاہ غلام علی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت خواجہ شاہ ابو سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شاہ احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حاجی الحرمین حضرت دوست محمد رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محمد عثمان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ حضرات قلندریہ الٰہی بحرمت شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم الٰہی بحرمت عبدالعزیز مکی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت سید خضر رومی رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت نجم الدین قلندر رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شاہ قطب الدین سیناول رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ عبدالسلام عرف شاہ علی جونپوری رحمۃ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت عبدالقدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت شیخ رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت مخدوم (عبید) الاحد رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آلٰہی بحرمت خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ عبدالاحد رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت شیخ محمد عابد رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت مرزا جان جناں رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شاہ غلام علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شاہ ابو سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت حضرت شاہ احمد سعید صاحب قدسنا اللہ بسرہ الاقدس الٰہی بحرمت حاجی الحرمین حضرت دوست محمد قندھاری رحمۃ اللہ علیہ الٰہی بحرمت خواجہ امام العارفین حضرت مولانا محمد عثمان رحمۃ اللہ علیہ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

(مسلم شریف)

بیان نماز توڑنے والی چیزیں (۲۸)

کھائے پیئے ہسے روؤے ٹٹے بات کلاموں
دل وچ پڑھے یا فرض چھڈے ہو کہے جواب سلاموں
جاہل امام پیڈی سجدہ قبلے توں ہک موڑے
ناحق کھنگ تے بہت ملے دو بیر اٹھاوے توڑے
غلط پڑھے یا ویکھ قرآن دو کنھے ہتھ ہلاوے
لقمہ بلا امام یا اس دے اگے بیر لگاوے
باجھ حضوری نیت بنھے پگڑی سجدہ کرنا
سُبْحَانَ اللهِ یا اِنَّا لِلّٰهِ دنیا فکروں پڑھنا
برابر عورت یا بے وضو یا جو ستر کجھ ننگے
اماموں اگے نیت بنھے دنیا رب توں منگے

(۷۶) پچھلے زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اور وہ بہت موٹا تھا اس کے بدن پر بہت چربی چڑھی ہوئی تھی اور اپنے کاموں سے معذور ہو گیا تھا اس نے اطباء کو جمع کیا اور کہا کہ کوئی مناسب تدبیر کرو کہ میرے اس گوشت میں کچھ کمی ہو کر بدن ہلکا ہو جائے لیکن وہ کچھ نہ کر سکے۔ پھر ایک ایسے شخص کو اس کے لئے تجویز کیا گیا جو صاحب عقل و ادب اور طبیب حاذق تھا تو بادشاہ نے اس کو بلا کر حالت سے باخبر کیا اور کہا کہ میرا علاج کرو میں تم کو مالا مال کر دوں گا اس نے کہا کہ اللہ بادشاہ کا بھلا کرے میں ستارہ شناس طبیب ہوں۔ مجھے مہلت دیجئے کہ میں آج کی رات آپ کے طالع پر غور کر کے دیکھوں کہ کونسی دوا آپ کے ستارے کے موافق ہے وہ ہی آپ کو پلائی جائے گی پھر وہ اگلے دن حاضر ہوا اور بولا کہ اے بادشاہ مجھے امن دیا جائے بادشاہ نے کہا امن دیا گیا حکیم نے کہا میں آپ کے طالع کو دیکھا وہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ آپ کی عمر میں صرف ایک ماہ باقی رہ گیا ہے اب اگر آپ چاہیں تو میں علاج شروع کروں اور اگر آپ اس کی وضاحت چاہتے ہیں تو مجھے اپنے یہاں قید کر لیجئے اگر میرے قول کی حقیقت قابل قبول ہو تو چھوڑ دیجئے ورنہ قتل کر دیجئے بادشاہ نے اس کو قید کر لیا اور سب تفریحات بالائے طاق رکھیں اور لوگوں سے الگ رہنا اختیار کر لیا گوشہ نشین بن گیا۔ تنہا رہنے کا اہتمام کرنے لگا جو دن گزرتا گیا اس کا غم زیادہ ہوتا گیا یہاں تک کہ اس کا جسم گھٹ گیا اور گوشت کم ہو گیا جب اس طرح اٹھائیس دن گزر گئے تو طبیب کے پاس آدمی بھیج کر اس کو نکالا۔ بادشاہ نے کہا اب تمہاری کیا رائے ہے طبیب نے کہا اللہ بادشاہ کی عزت زیادہ کرے میرا اللہ کے یہاں یہ مرتبہ نہیں ہے کہ وہ مجھے غیب کے علم پر مطلع کر دیتا واللہ میں تو اپنی عمر بھی نہیں جانتا تو آپ کی عمر کا کیا حال جان سکتا تھا۔ میرے پاس آپ کے لیے بجز غم کے کوئی دوا نہیں تھی اور میرے اختیار میں آپ کے اوپر غم کو مسلط کرنے کی اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہیں تھی تو اس تدبیر سے آپ کے گردوں اور دیگر اعضاء کی چربی گھل گئی بادشاہ نے اس کو بہت انعام دے کر رخصت کیا

(۷۷) ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک رئیس کے نوجوان لڑکے کو سکتہ سکتا ہو گیا تو اس کو دیکھنے کے لئے تمام اطباء کو جمع کیا گیا ان میں قطیعی بھی تھا۔ تمام اطباء کی رائے اس کی موت پر متفق ہو گئی سوائے قطیعی کے اور اہل میت نے اس کو نہلانے اور دفن کا انتظام بھی شروع کر دیا تھا قطعی نے کہا اس کا علاج کرتا ہوں جس پر ان لوگوں نے اتفاق کر لیا موت تو نقصان کی آخری حد ہے اہل میت نے اس کو قطعی کے سپرد کر دیا اس نے کہا ایک غلام کہ جو قوت کے ساتھ کوڑے مار سکے اور کوڑے منگاؤ۔ چنانچہ یہ بھی لے آئے گئے قطعی نے مارنے کا حکم دیا اس نے کھینچ کر دس کوڑے پوری طاقت سے مارے پھر اس نے اس کے بدن پر ہاتھ پھیرا اور دس اور لگوائے پھر تجسس کیا اور اطباء سے پوچھا کہ کیا مردے کی نبض حرکت کر سکتی ہے انہوں نے کہا نہیں قطعی نے ان سے کہا کہ اس کی نبض پر غور کرو تو سب نے اتفاق کیا کہ نبض میں حرکت موجود ہے پھر دس کوڑے اور مارے پھر کہا کہ اب پھر دیکھو اطباء نے دیکھ کر کہا اب پہلے سے بڑھ گئی ہے پھر دس کوڑے اور مارے تو اور بڑھ گئی پھر دس کوڑے مارے تو مریض نے بیٹھ کر آہ آہ کرنا شروع کی قطعی نے پوچھا تمہیں کیا محسوس ہوتا ہے مریض نے کہا مجھے بھوک معلوم ہو رہی ہے قطعی نے کھانا کھلانے کی ہدایت کی مریض کو مناسب کھانا کھلایا گیا تو اس کی قوت عود کر آئی اور اچھا ہو کر کھڑا ہو گیا اس سے اطباء نے پوچھا کہ یہ طریق علاج آپ کو کیسے معلوم ہوا قطعی نے کہا کہ میں ایک قافلہ کے ساتھ سفر میں تھا جس کے ساتھ اعراب کے گھوڑے سوار ہماری حفاظت کے لئے چل رہے تھے ان میں ایک سوار اپنے

گھوڑے سے گر گیا اور اس کو سکتہ پڑ گیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ شخص مر گیا تو ان میں سے ایک نے اس کو بہت ہی شدت اور سختی سے مارنا شروع کیا۔ جب تک اس کو ہوش نہ آگیا اس وقت تک برابر مارتا ہی رہا میں اس سے سمجھا کہ چوٹ اپنی طرف حرارت کو کھینچتی ہے جس نے اس کے سکتہ کو زائل کر دیا اس قیاس پر میں نے اس بیمار کا علاج کیا۔

(۷۸) جبریل بن بختیشوع نے بیان کیا جب رقہ میں ہارون الرشید گئے تھے میں ان کے ساتھ تھا امین الرشید اور مامون الرشید اور ہارون ایک کھانے پینے والا شخص تھا ایک دن بہت سی مختلف اشیاء کھالیں جن میں باہم متضاد کیفیات تھیں تو ان پر غشی طاری ہو گئی اور نازک حالت یہاں تک کہ لوگوں کو ان کی موت کا یقین ہو گیا مجھے بلایا گیا میں نے نبض دیکھی تو نبض خفی پائی اور اس سے چند دن قبل ان کو متلی اور خون کی حرکت بڑھ جانے کی شکایت ہو چکی تھی میں نے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ ابھی سینگیں کھچوائی جائیں تو کوثر خادم نے کہا اے بدکار کے بچے تو ایک مرے ہوئے شخص کو سنگیاں کھچوانا چاہتا ہے تیری تجویز قبول نہیں کی جائے گی اور نہ اس کی قدر کی جائے گی یہ اس لئے کہا کہ وہ ہارون کی موت سے اپنے دل میں خوش تھا امر خلافت کو اپنے آقا محمد امین الرشید تک پہنچنے کے منصوبے قائم کر رہا تھا مامون الرشید نے کہا بظاہر تو جو ہونا تھا واقع ہو چکا ہے اب سینگیاں کھچوانے میں نقصان ہی کیا ہے حجام یعنی سینگی والے کو حاضر کیا گیا اور میرے پاس غلاموں کی ایک جماعت اس کے جسم کو سنبھالنے کے لئے آگئی اور حجام نے سینگیاں سوچنی شروع کر دی تو وہ مقام سرخ ہو گیا اس سے میں خوش ہوا پھر میں نے کہا پچھنے لگاؤں تو پچھنے لگائے گئے اس سے خون نکلتا رہا جسم کا رنگ کھلتا رہا یہاں تک کہ ہارون باتیں کرنے لگے اور پوچھنے لگے کہ میں کہاں ہوں مجھ کو بھوک معلوم ہو رہی ہے ہم نے ان کو کھانا پیش کیا اور بالکل تندرست ہو گئے۔ پھر افسر حفاظت سے جو بادشاہ کا ذمہ دار افسر تھا پوچھا کہ اس کو سالانہ کیا ملتا ہے اس نے بتایا کہ دس لاکھ درہم ہر سال اور اس کے نائب نے کہا پچاس ہزار تو کہنے لگے ہم نے تیرے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ ان لوگوں کے مشاہرات اتنے زیادہ ہیں کہ وہ بھی ہمارے محافظ ہیں تمہاری طرح اور تمہارا مشاہرہ ان سے اتنا کم پھر حکم دیا کہ آئندہ دس لاکھ درہم دیا جایا کرے

میرے متعلقین کو میری موت میں کوئی شبہ نہیں تھا انہوں نے مجھے غسل دیا اور کفن پہنا کر میرا جنازہ اٹھا کر لے چلے اور میرے پیچھے کچھ عورتیں بھی روتی پیٹتی جا رہی تھی جب جنازہ ایک طبیب کے سامنے سے گزرا جو ہمارے یہاں مطب کرتا تھا اس کو ابن نوح کہا جاتا تھا تو اس نے لوگوں سے کہا کہ یہ تمہارا عزیز زندہ ہے مجھے موقع دو کہ میں اس کا علاج کروں اس پر شور مچ گیا ان سے لوگوں نے کہا اس کو علاج کا موقع دینا چاہیے کہ عجب کہ زندہ ہو جائے ورنہ تمہارا نقصان ہی کیا ہو گا۔ عزیزوں نے کہا ہم کو فضیحتہ کا ڈر ہے کہ حکومت کو نعش کے دفن نہ کرنے پر اعتراض ہو سکتا ہے حکیم نے کہا اس کا ذمہ دار میں ہوں کہ فضیحتہ نہیں ہو گا انہوں نے کہا کہ اگر ہم پھنس گئے حکیم نے کہا پھر سلطان کا حکم میری ذات پر نافذ ہو گا لیکن اگر اچھا ہو گیا تو مجھے کیا ملے گا انہوں نے کہا کہ جو آپ چاہیں حکیم نے کہا اس کی دیت کے برابر انہوں نے کہا کہ اس قدر مال تو ہماری طاقت سے باہر ہے بالا خر ایک مقدار مال جو ورثا نے دینا منظور کی طبیب بھی اس پر راضی ہو گیا اور مجھ کو اٹھا کر حمام میں داخل کیا اور میرا علاج شروع کر دیا میں اسوقت سے چوبیس گھنٹے تک کے بعد ہوش میں آگیا اور اس کو طے کردہ رقم دی گئی میں نے اس کے بعد طبیب سے پوچھا کہ تم نے کیسے پہچان لیا تھا کہ میں زندہ ہوں اس نے کہا میں نے تمہارے دونوں پاؤں کو

کفن سے سیدھے کھڑے ہوئے دیکھ لیا تھا اور مردے کے پاؤں بچھے ہوئے ہوتے ہیں اور کھڑے نہیں رہ سکتے اس سے میں سمجھا کہ تم زندہ ہو اور میں نے قیاس کیا کہ اس کو سکتہ پڑا ہے اور تم پر تجربہ کیا تو میرا تجربہ صحیح ثابت ہوا۔

(۷۹) اسی طرح کی ایک روایت ہم کو یہ پہنچی کہ ایک شخص نے ایک گدھا چرایا پھر اس کو بیچنے کے لئے بازار پہنچا وہاں اس سے کوئی اور شخص چرا لے گیا پھر جب یہ اپنے گھر واپس ہوا تو بیوی نے پوچھا کتنے میں فروخت کیا کہا بس راس المال پر ہی دے دیا (یعنی قیمت خرید پر ہی بیچ دیا)

(۸۰) ابو الفتح بصری نے بیان کیا کہ چوروں کی ایک جماعت بیٹھی تھی ان کے پاس سے ایک شیخ تھیلی لئے ہوئے گزرا جو صراف تھا ان میں سے ایک چور بولا کیا رائے ہے اس شخص کے بارے میں جو اس سے تھیلی اڑا لائے انہوں نے کہا تو کیسے یہ کام کرے گا اس نے کہا دیکھو پھر اس نے اس کے مکان تک اس کا پیچھا کیا اور وہ تھیلی کو چبوترے پر رکھ کر اپنی لونڈی سے بولا کہ مجھ کو پیشاب کی ضرورت ہے پانی لے کر بالاخانہ آجا اور اوپر چڑھ کر جب لونڈی اوپر چڑھ گئی تو چور گھر میں گھس کر تھیلی اٹھا لایا اور اپنے ساتھیوں کے پاس آپہنچا اور ان کو قصہ سنایا انہوں نے سن کر کہا تو نے کچھ نہ کیا اس کو اس طرح چھوڑ دیا کہ غریب لونڈی کو پیٹتا رہے اور عذاب دیتا رہے یہ اچھی بات نہیں اس نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا لونڈی مار پیٹ سے بچ جائے اور تھیلی وصول ہو جائے اس نے کہا اچھی بات ہے تو پھر پہنچ گیا اور دروازہ کھٹکھٹایا تو وہ درحقیقت لونڈی کو مار رہا تھا شیخ نے کہا کون ہے؟ اس نے کہا آپ کے ہمسایہ دوکان کا غلام اس نے باہر آکر کہا کیا کہتے ہو اس نے کہا میرے آقا نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ کہا ہے کہ آپ کا حافظہ خراب ہو گیا آپ اپنی تھیلی دوکان میں پھینک جاتے ہیں اور چل دیتے ہیں اور اگر ہم اس کو نہ دیکھ لیتے تو کوئی لے جاتا اور تھیلی نکال کر دکھاتے ہوئے کہا وہ یہی ہے نا؟ اس نے کہا ہاں واللہ اس نے سچ کہا صراف نے اس کو لے لیا تو چور بولا کہ یہ تو مجھے دے دیجئے اور گھر جا کر ایک رقعہ پر لکھ لائیے کہ مجھے تھیلی سپرد کر دی گئی تاکہ میں اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جاؤں اور آپ کا مال آپ کو واپس مل جائے تو اس نے تھیلی اس کو واپس کر دی اور گھر میں رقعہ لکھنے کے لئے گیا اس نے تھیلی لے لی اور نو دو گیارہ ہوا۔

(۸۱) اور ایک مرتبہ جب کہ بچپن میں عبداللہ بن الزبیر دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے تو وہاں حضرت عمرؓ بن الخطاب کا گزر ہوا تو سب بچے بھاگ گئے اور یہ کھڑے رہے تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کیا بات ہے' اپنے دوستوں کے ساتھ تو نہیں بھاگا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ اے امیر المومنین میں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا کہ بھاگتا اور راستہ میں کوئی تنگی نہیں تھی کہ آپ کے لئے مجھے گنجائش نکالنے کی ضرورت ہوتی۔

(۸۲) سنان بن مسلمہ سے جو بحرین کے امیر تھے مروی ہے کہ ہم جب مدینہ میں چھوٹے چھوٹے بچے تھے تو کھجور کی جڑ کے پاس سے چھوٹی کچی کھجوروں کو جن کو خلال کہا جاتا ہے جمع کر رہے تھے تو سب بچے ادھر ادھر بھاگ گئے اور میں اپنی جگہ جما رہا جب وہ مجھ پر آکر جھک گئے تو میں نے کہا اے امیر المومنین یہ تو وہ ہیں جو ہوا سے جھڑ جاتے ہیں تو انہوں نے کہا مجھے دکھا میں دیکھوں گا۔ (ہوا سے جھڑا ہوا ہوتا) مجھ سے چھپا تو نہیں رہے گا تو انہوں نے میری گود میں نظر ڈالی اور فرمایا تو نے سچ کہا پھر میں نے کہا اے امیر المومنین آپ دیکھتے ہیں ان لڑکوں کو واللہ جب آپ چلے جائیں گے تو یہ مجھے آکر لپٹ جائیں گے اور جو کچھ میرے پاس ہے وہ سب چھین لیں گے تو آپ میرے ساتھ چلے اور مجھے ٹھکانے تک

پہنچادیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں آپ کا غلام ہوں اپنے فرض کی بناء پر اور آپ کو اعتراف ہونا چاہیے کہ میں آپ کا بھائی ہوں فضل کی بناپر جو مجھ پر اللہ تعالی نے آپ کو عطا فرمایا ہے' اور غلام خطاکرتا ہے تو آقا معاف کردیتے ہیں

(۸۳) عبیداللہ بن المامون سے مروی ہے انہوں نے بیان کیا کہ مامون الرشید میری والدہ ام موسی سے سخت ناراض ہو گئے۔ پھر اسی بناپر مجھ سے بھی اسی درجہ برہم ہو گئے کہ قریب تھا کہ اس کا نتیجہ میرے تلف ہو جانے کی صورت میں برآمد ہو میں نے ایک دن ان سے کہا کہ اے امیرالمومنین اگر آپ چچا کی بیٹی پر ناراض ہیں تو ان پر مجھ کو الگ کر کے عتاب کریں کیونکہ میں تو آپ کی طرف سے ان کے پاس گیا ہوا ہوں اور آپ کا ہوں نہ کہ ان کا ماموں الرشید نے سن کر کہا تو نے سچ کہا اے عبیداللہ تو میری طرف سے اس کے پاس گیا ہوا ہے اور میرا ہی ہے اس کا نہیں اور میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے مجھ کو اس حقیقت پر متنبہ کیا تیرے ذریعہ سے اور تیرے اس فضل یعنی فراست کو جو تجھ میں موجود ہے مجھ پر عیاں کر دیا۔ واللہ آج کے بعد تو میری طرف سے کوئی برائی نہ دیکھے گا اور پسندیدہ طرز عمل ہی دیکھے گا پھر یہ گفتگو ہی میری والدہ سے خوش ہو جانے کا سبب بن گئی۔

(۸۴) صولی نے کہا کہ جاحظ سے منقول ہے کہ ثمامہ نے بیان کیا کہ میں اپنے دوست کے یہاں اس کے مزاج پرسی کے لیے گھر میں داخل ہوا اور اپنے گدھے کو دروازے پر چھوڑ دیا اور اس پر ایک لڑکا بیٹھا ہے میں نے کہا تم بغیر اجازت لئے گدھے پر سوار ہو بیٹھے؟ اس نے اپنی شرارت کی تاویل کے طور پر جواب دیا کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ بھاگ جائے گا تو میں نے آپ کی خاطر اس کی حفاظت کی میں نے غصہ سے کہا اچھا بتاؤ نہ ٹھہرتا اور بھاگ جاتا آپ کو اس کی فکر کی کیا حاجت تھی کہنے لگا کہ آپ کی گدھے کے لیے یہ رائے ہے تو اس پر عمل کیجیے اور سمجھ لیجئے کہ وہ بھاگ ہی گیا اور مجھے ہبہ کر دیجئے اور اس پر میری طرف سے مزید شکریہ قبول کیجئے میری سمجھ میں نہ آیا کہ اسے کیا جواب دوں۔

(۸۵) منقول ہے کہ ایاس بن معاویہ جب لڑکے تھے تو ایک بوڑھے کے ساتھ قاضی دمشق کے سامنے گئے اور کہا کہ اللہ تعالی قاضی کے ساتھ نیکی کرے اس بوڑھے نے مجھ پر ظلم کیا اور مجھ پر زیادتی کی اور میرا مال لے لیا تو قاضی نے کہا اس کے ساتھ نرمی سے بات کر اور اس قسم کی گفتگو سے بوڑھے کا مقابلہ مت کر تو اس نے کہا قاضی کے ساتھ اللہ نیکی کرے حق میرے ساتھ ہے جو مجھ سے اس اور آپ سے بھی بڑا ہے قاضی نے کہا چپ ہو جا تو ایاس نے کہا اگر میں چپ ہو گیا تو میری حجت کون پیش کرے گا قاضی نے کہا کہ بول اور خدا کی قسم تیرے کلام میں خیر نہیں ہو گی تو ایاس نے کہا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ترجمہ (اس کلمہ کی خیر ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے' اس لئے قاضی صاحب حانث ہو گئے یعنی قسم ٹوٹ گئی' شاہی وقائع نگار نے یہ قصہ خلیفہ کو لکھ بھیجا تو خلیفہ نے قاضی کو معزول کر دیا اور اس کو اس کی بجائے قاضی بنا دیا

(۸۶) مامون الرشید نے اپنے ایک چھوٹے بچے کو دیکھا جس کے ہاتھ میں حساب کا رجسٹر تھا پوچھا کہ تیرے ہاتھ میں کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ ایک ایسی چیز ہے جس سے ذہانت قوی ہوتی ہے اور غفلت سے بیداری حاصل ہوتی ہے اور وحشت سے انس تو مامون نے کہا میں اللہ کا شکر کرتا ہوں جس نے مجھ کو ایسے بچے عطا کئے جو اپنی عمر کے مناسب اپنے جسم کی آنکھ سے زیادہ اپنی عقل کی آنکھ سے دیکھتے ہیں

(۸۷) فرزدق نے ایک نوعمر لڑکے سے کہا کیا تو اس سے خوش ہو گا کہ میں تیرا باپ ہو جاؤں اس نے کہا نہیں مگر ماں بن

جانے سے خوش ہوں گا تاکہ میرے والد آپ کی مزید باتوں سے محفوظ ہوتے رہیں

(۸۸) ایک لڑکا چند لوگوں کے ساتھ کھانے بیٹھا پھر رونے لگا انہوں نے پوچھا کیا بات ہے کیوں روتا ہے؟ تو اس نے کہا کھانا بہت گرم ہے لوگوں نے کہا تو ٹھہر جاؤ تاکہ ٹھنڈا ہو جائے تو اس نے کہا پھر تم اسے نہیں چھوڑو گے۔

(۸۹) اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے ایک نوعمر لڑکے سے جو اولاد عرب میں سے تھا کہا کیا تم اس بات سے خوش ہو سکتے ہو کہ تمہارے پاس ایک لاکھ درہم ہوں اور ان کے ساتھ حماقت بھی ہو اس نے کہا خدا کی قسم نہیں! میں نے کہا کیوں؟ اس نے کہا مجھے یہ ڈر ہے کہ میری حماقت مجھ سے ایسی حرکت کرا دے کہ مال تو جاتا رہے اور میرے پاس صرف حماقت باقی رہ جائے۔

(۹۰) ہارون الرشید کے پاس ایک بچہ لایا گیا جس کی چار سال کی عمر تھی تو انہوں نے اس سے کہا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے جو تم کو دی جائے تو اس نے کہا آپ کی حسن تدبیر

(۹۱) علی بن الحسین الرازی نے بیان کیا کہ دس آدمی ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے انہوں نے بہلول کو آتے ہوئے دیکھ کر کہا آؤ آج بہلول کو چھیڑیں گے بہلول نے ان کی گفتگو سن لی تو ان کے پاس آگیا تو انہوں نے کہا اے بہلول اگر تم اس درخت کی چوٹی تک چڑھ جاؤ تو ہم تمہیں دس درہم دیں۔ کہا اچھی بات لاؤ! انہوں نے دس درہم دے دیئے اس نے ان کی آستین میں ڈال لئے پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر کہا لاؤ سیڑھی تو انہوں نے کہا یہ شرط میں داخل نہیں تھا بہلول نے کہا میری شرط میں تھا تمہاری شرط میں نہیں تھا۔

(۹۲) بہلول سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کا انتقال ہوا۔ اس نے ایک بیٹا اور ایک بیٹی اور بیوی چھوڑی اور مال کچھ نہیں چھوڑا تو ترکہ کی تقسیم کیسے ہوگی؟ بہلول نے جواب دیا اس طرح کر کے بیٹے کے حصے میں یتیمی بیٹی کے حصہ میں رونا پیٹنا اور بیوی کے حصہ میں گھر کی ویرانی اور جو باقی بچے وہ عصاب کا حق ہوگا

(۹۳) قبیلہ بنی اسد میں ایک مجنون تھا ایک مرتبہ اس کا گزر قبیلہ بنی یتیم اللہ میں ہوا تو لوگوں نے وہاں اس کے ساتھ بہت چھیڑ چھاڑ کی اور اذیت پہنچائی تو اس نے کہا اے بنی یتیم واللہ میرے علم میں تم سے زیادہ خوش قسمت دنیا میں کوئی نہیں ان لوگوں نے کہا کیسے تو کہا کہ بنی اسد میں میرے سوا کوئی مجنون نہیں اور ان لوگوں نے میرے بیڑیاں ڈال دیں اور مجھے زنجیروں سے جکڑ دیا اور تم لوگ سب کے سب مجنون ہو مگر تم میں کوئی جکڑا ہوا نہیں

(۹۴) تیز فہم نیک بیبیاں

ہشام بن عروہ اپنے والد سے اور حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ یہ بتایئے کہ آپ کسی وادی میں اتریں جس میں کچھ درخت تو ایسے ہوں جن کا ایک حصہ چر لیا گیا اور ایک درخت آپ کو ایسا ملا جس میں سے کچھ نہیں چرا گیا۔ وہ اس طرف اشارہ کر رہی تھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے ان کے اور کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی تھی

قاسم بن محمد حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جایا کرتے تھے تو اپنی بیبیوں کے درمیان قرعہ ڈال لیا کرتے تھے تو ایک مرتبہ قرعہ حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کے نام نکلا وہ دونوں آپ کے ساتھ روانہ ہو گئیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو سفر میں چلتے تھے عائشہؓ کے ساتھ چلتے تھے ان سے باتیں کرتے رہتے تھے تو ایک دن حفصہ نے عائشہ سے کہا تو میرے اونٹ پر سوار ہو جا اور میں تیرے اونٹ پر بیٹھ جاؤں گی اس طرح تو بھی دیکھتی رہے گی اور میں بھی دیکھتی

رہوں گی انہوں نے اس کو منظور کرلیا اور عائشہؓ حفصہؓ کے اونٹ پر بیٹھ گئیں اور حفصہ عائشہ کے اونٹ پر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ کے اونٹ کی طرف آئے جس پر حفصہ بیٹھی تھیں تو آپ نے سلام کیا اور ان کے ساتھ سفر شروع کردیا پڑاؤ کرنے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ کو نظر آئے تو ان میں جوش غیرت پیدا ہوا جب اتریں تو اپنے پاؤں اذخر میں داخل کرتی اور یہ کہتی جاتی تھیں اے اللہ مجھ پر کوئی بچھو مسلط کردے جو میرے کاٹ لے تیرے رسول سے تو کچھ کہنے کی مجھے طاقت نہیں حضور کی مفارقت سے بے تاب ہو کر حضرت عائشہؓ سے غلبہ حال کا نتیجہ تھا

آپ ایثار و کرم کا مجسمہ بن گئیں آپ کا دولت کدہ مسلمانوں کی تہذیب اخلاق کا ایک مستقل مدرسہ تھا جس میں آپ پس پردہ بیٹھ کر تمام عمر اصلاح امت میں مشغول رہیں

(۹۵) عبداللہ بن مصعب سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن الخطاب نے ایک عام اجتماع سے جس میں پس پردہ عورتیں بھی جمع تھیں فرمایا کہ عورتوں کے مہر کو چالیس اوقیہ سے آگے نہ بڑھاؤ اگرچہ ذی الفصہ کی بیٹی ہو ذی الفصہ سے یزید بن الحصین صحابی حارثی مراد ہیں اگر کسی نے اس سے بڑھایا تو جتنا چالیس اوقیہ سے زیادہ ہوگا میں وہ لے کر بیت المال میں داخل کردوں گا تو ایک دراز قد عورت نے جس کی ناک دبی ہوئی تھی عورتوں کی صف میں سے کہا اس کا تمہیں اختیار نہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کیوں اس نے جواب دیا اس لئے کہ عزوجل کا ارشاد ہے وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْــًٔا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا

ترجمہ اور تم نے ان بیویوں میں سے کسی کو ایک انبار مال بھی دیا ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو کیا تم اس سے کوئی بہتان لگا کر واپس لوگے اور کھلا ہوا گناہ کر کے یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ عورت حق پر پہنچ گئی اور مرد خطا کر گیا۔

(۹۶) عبداللہ بن الزبیرؓ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ جانے کا قصد کیا اور ابوبکر آپ کے ساتھ تھے تو وہ اپنے ساتھ تمام مال جو پانچ یا چھ ہزار درہم تھا اٹھا لے گئے تو میرے پاس میرے دادا ابو قحافہ آئے اور ان کی بینائی جاتی رہی تھی اور کہنے لگے کہ میں اس کو یعنی ابوبکر کو دیکھتا ہوں کہ واللہ اس نے اپنی جان کے ساتھ اپنے مال کو لے جا کر بھی تم کو دکھ پہنچایا ہے میں نے کہا اے ابا ہرگز نہیں انہوں نے ہمارے لئے بہت مال چھوڑا ہے اور اسماء نے کچھ پتھر کے ٹکڑے اٹھا کر گھر کے اس طاق میں رکھ دیا جس میں ابوبکر اپنا مال رکھتے تھے اور ان پتھروں کے ٹکڑوں پر ایک کپڑا ڈھک دیا تھا اسماء کہتی ہیں پھر میں ابو قحافہ کے پاس گئی اور ان کا ہاتھ پکڑ کر کپڑے پر رکھ دیا اور ان سے میں نے کہا ابوبکرؓ نے ہمارے لیے یہ چھوڑا تو انہوں نے کپڑے کے اوپر سے ہی پتھروں کو دیکھا پھر بولے جب وہ تمہارے لئے یہ چھوڑ گئے تو بہتر ہے اور واللہ انہوں نے ہمارے لئے کچھ نہ چھوڑا تھا نہ کم اور نہ زیادہ

(۹۷) اسمٰعیل بن حماد بن ابی حنیفہ نے بیان کیا کہ میرے سامنے اس عورت کے مانند کوئی نہیں آیا جو ایک صاحب مرتبہ تھی اور اس نے کہا کہ اے قاضی میرے چچا کے بیٹے نے میرا نکاح اس شخص سے کردیا اور میں نہیں جانتی تھی جب مجھے معلوم ہوا تو میں نے اس کو رد کردیا میں نے کہا تو نے کب رد کیا جواب دیا جس وقت مجھے علم ہوا میں نے کہا کب علم ہوا تو بولی کہ جس وقت میں نے اس کو رد کیا میں نے کوئی عورت اس جیسی نہیں دیکھی۔

(۹۸) اصمعی نے بیان کیا کہ امیر المومنین ہارون الرشید کے یہاں حاضر تھا کہ ایک شخص ایک کنیز کو ساتھ لے کر آیا فروخت کے

لئے اس کو رشید نے غور سے دیکھا۔ پھر کہا اپنی کنیز کو لے جاؤ۔ اگر اس کے منہ پر جھائیاں نہ ہوتیں اور ناک دبی ہوئی نہ ہوتی تو میں اس کو خرید لیتا تو وہ شخص اس کو ساتھ لے کر چلا جب وہ کنیز پردہ کے قریب پہنچ گئی تو اس نے کہا اے امیر المومنین مجھے اپنے پاس واپس بلا لیجئے میں آپ کو دو بیت سنانا چاہتی ہوں تو بلا لیا اس نے یہ شعر سنائے

الظبی فیہ خنس بین
والبدرفیہ کلف یعرف

ترجمہ کیونکہ ہرنی میں ناک بیٹھی ہونا کھلی بات ہے اور چاند میں جو جھائیاں ہیں وہ بھی صاف نظر آتی ہیں اس کی بلاغت نے رشید کو حیران کر دیا اس کو خرید لیا اور اس کو مرتبہ تقرب بخشا اور وہ تمام کنیزوں سے زیادہ اس کے مجالس میں حصہ لیتی تھی۔

(۹۹) ہارون بن عبداللہ بن المامون نے ذکر کیا کہ جب خیزان مہدی کے سامنے پیش ہوئی تو اس نے خیزان سے کہا واللہ اے لڑکی تو ہماری پسند کے حد درجہ تک مطابق ہے لیکن تیری پنڈلیاں کھردری ہیں خیزاں نے کہا اے امیر المومنین آپ کو سب سے زیادہ ضرورت اس شے کی ہے جو ان کی جانب ہے آپ ان کو نہ دیکھئے تو حکم دیا کہ اس کو خرید لیا جائے اور یہ مہدی کی بلند مرتبہ حرم بن گئی اس سے موسیٰ اور ہارون پیدا ہوئے

(۱۰۰) ابو بکر صولی سے منقول ہے کہ مہدی نے ایک کنیز خریدی اور اس کے ساتھ مہدی کو تعلق خاطر بہت زیادہ ہو گیا اور وہ بھی مہدی سے بہت محبت کرتی تھی لیکن اکثر مہدی سے کھچی کھچی رہتی تھی تو مہدی نے ایک ذریعہ اس پر مامور کیا جو پھسلا کر اس کے دل کی بات معلوم کرے تو اس نے بتایا کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ کسی وقت مجھ سے خفا نہ ہو جائیں اور چھوڑ دیں تو میں ہجر میں مر جاؤں گی تو میں اپنی ذات کو اس سے پورے طور پر لطف اندوز ہونے سے روک لیتی ہوں تاکہ زندگی گزار سکوں تو مہدی نے یہ اشعار کہے

طفرت بالقلب منی
غادتہ مثل الھلال

ترجمہ میرا دل مجھ سے چھین لے گئی ایک نازک بدن جو چاند کی مانند ہے

کُلَّمَا صَبَحَ لَھَاوُدِیُ
جَاءَ تُ بِاِعْتِلَالِ

ترجمہ جب اس کے ساتھ میری محبت کامل ہو گئی تو اس نے حیلے بہانے شروع کر دیئے

(۱۰۱) قبیلہ تغلب کے ایک شخص نے ہم سے بیان کیا کہ ہم میں ایک شخص تھا جس کی بیٹی جوان تھی اور اس کا بھتیجا تھا جو اس کی لڑکی پر فریفتہ تھا اور وہ لڑکی اس پر فریفتہ تھی اس طرح ایک زمانہ گزرتا رہا۔ پھر اس لڑکی سے ایک شریف آدمی نے پیغام دیا اور اس نے اچھے مہرے رغبت دلائی تو اس لڑکی کے باپ نے نعم کہہ دیا یعنی اس کو منظور کر لیا اور قوم نکاح کے لئے جمع ہو گئی تو لڑکی نے اپنا میں سے کہا کہ اے ماں ابا کو اس بات سے کیا امر مانع ہے کہ میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیں اماں نے کہا کہ یہ تو ایسی بات ہے جس کا فیصلہ ہو چکا ہے اس نے کہا واللہ کس عمدگی سے اس چھوٹے سے کو پالا' پرورش کیا پھر جب وہ بڑا ہو گیا تو اس کو تم چھوڑ رہے ہو پھر اس نے ماں سے کہا اے ماں ہائے واللہ مجھے حمل ہے اگر تم چاہو تو چھپا لو اور چاہو تو مشہور کر دو۔ یہ سن کر اس کی والدہ نے اس کے باپ کو بلایا سب حال بیان کر دیا اس نے کہا اس بات کو چھپا لو پھر وہ ان لوگوں کے پاس گیا جو نکاح کے لئے جمع ہو گئے تھے اور ان سے کہا کہ اے لوگوں میں نے آپ کا پیغام قبول کر لیا تھا اب ایک ایسی چیز پیش آ گئی کہ میں امید کرتا ہوں کہ اللہ

مجھ کو اجر عطا فرمائے گامیں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنی بیٹی کا جس کا نام یہ ہے فلاں بھتیجے سے نکاح کر دیا جب نکاح سے فراغت ہو گئی تو شیخ نے کہا کہ لڑکی کو اس کے پاس بھیج دیا جائے اس پر لڑکی نے کہا وہ اللہ کے ساتھ کافر ہو جائے اگر ایک سال سے پہلے شوہر سے تخلیہ کرے یا اس کا حمل ظاہر ہو جائے تو وہ ایک سال گزرنے سے پہلے شوہر کے پاس نہ گئی اور باپ کو معلوم ہو گیا کہ اس نے نکاح کے لئے اس کے ساتھ ایک حیلہ کیا تھا

(۱۰۲) عتبی نے ذکر کیا کہ میں نے فضل بن ابراہیم سے سنا کہ وہ کہتے تھے کہ ایک شاعر کا کچھ عورتوں پر گزر ہوا تو اس کو ان کی شان عجیب معلوم ہوئی اس نے کہنا شروع کیا۔

اِنَّ النِّسَاءَ شَيَاطِيْنٌ خُلِقْنَ لَنَا
نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ الشَّيَاطِيْنِ

ترجمہ عورتیں ہمارے لئے شیاطین پیدا کی گئی ہیں ہم اللہ کے پناہ چاہتے ہیں شیاطین کے شر سے تو ان عورتوں میں سے ایک نے جواب دیا اور یہ کہنا شروع کیا

اِنَّ النِّسَاءَ رَيَاحِيْنٌ خُلِقْنَ لَكُمْ
وَكُلُّكُمْ تَشْتَهُوْ شَمَّ الرَّيَاحِيْنَ

(۱۰۳) محسن سے منقول ہے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے لڑ کر طلاق طلب کی اس نے کہا تو حاملہ ہے جب تو بچہ جن لے گی تو میں تجھ کو طلاق دے دوں گا اس نے کہا تجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی کہ تجھ سے حق پرورش کا کوئی معاوضہ طلب کیا جاسکے شوہر نے کہا پھر تو اس سلسلہ میں کیا کرے گی اس نے کہا کہ میں اس کو جنت کے دروازے پر کبوتر بنا کر بٹھا دوں گی اسقاط کرنے والی دوائیں تاکہ حمل ساقط ہو جائے اور بچہ کی روح اڑ کر کبوتر کی جنت میں پہنچ جائے

(۱۰۴) علی بن الجہم نے بیان کیا کہ میں نے ایک کنیز خریدی میں نے اس سے کہا کہ میرا خیال یہ ہے کہ تو کنواری ہے تو اس نے کہا اے میرے سردار واثق کے زمانہ میں بہت فتوحات ہوئی ہیں اشارہ اس طرف ہے کہ وہ کنواری نہیں ہے میں نے ایک مرتبہ اس سے کہا کہ صبح میں کتنی دیر ہے تو اس نے جواب دیا مشتاق کی گردن کے برابر جو ابھرتی ہی رہتی ہے یعنی زیادہ دیر ہے اور ایک مرتبہ سورج کو گرہن لگتے ہوئے دیکھا تو بولی میرے حسن سے شرما کر منہ پر نقاب ڈال لی میں نے اس سے ایک رات میں یہ کہا کہ آج ہم اپنی مجلس چاندنی کریں گے تو جواب دیا کہ کیا حرج ہے یہ جمع بین الضرائر نہیں ہے یعنی دو سوکنوں کو ایک جگہ جمع کرنا نہیں یہ بات شرعاً مکروہ ہے کہ ایک بیوی سے ہم بستری ہو اور دوسری بھی موجود ہو اس نے چاند کو اپنی سوکن متخیل کر کے یہ جواب دیا اور وہ زیور سے نفرت کرتی تھی اور کہا کرتی تھی کہ محاسن کا چھپانا قبائح برائیوں کے چھپانے جیسا ہے

(۱۰۵) ایک دلالہ نے ایک مرد سے کہا کہ میرے پاس ایک عورت ہے گویا وہ نرگس کی طاق ہے اس نے نکاح کر لیا جب دیکھا تو بد صورت بڑھیا نکلی اس شخص نے دلالہ سے کہا کہ تم نے ہم سے جھوٹ بولا اور دھوکہ کر دیا اس نے کہا نہیں خدا کی قسم میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں نے اس کو نرگس کی طاق سے تشبیہ دی تھی کیونکہ اس کے بال سفید اور چہرہ زرد اور پنڈلیں سبز ہیں اور یہ سب باتیں نرگس میں موجود ہیں۔

(۱۰۶) ایک کنیز تھی اور پاک دامن تھی مگر مذاق میں فحش بات بھی کہہ جاتی تھی ایک مرتبہ حاضرین میں سے ایک شخص نے جو بوڑھا تھا اس سے کہا اے سب سے زیادہ خوبصورت ایک بوسہ دے کر مجھ پر احسان کر اس نے فوراً جواب دیا

يَا اَسْمَجَ النَّاسِ وَجْهًا
وَاَسْمَجَ الْخَلْقِ مُقْلَةً

ترجمہ اے سب سے زیادہ قبیح صورت والے اور سب سے زیادہ سڑے ہوئے گوشہ چشم والے جس سے گندہ پانی بہ رہا ہے

انا سمحت الما رمسته فانی بذله اگر میں سخاوت کروں اس امر میں جس کا تو نے قصد کیا تو میں گری پڑی ہوں گی

- وکیف یوجد بین الحمار والحشف وصله

اور گدھے اور ہرنی کے بچے میں ملاپ کیسے پایا جا سکتا ہے

(۱۰۷) مبرد نے بیان کیا کہ یسار الکواعب نبی حر بن سعد بن قضاعہ کے لوگوں کا غلام تھا اور یہ ان کے اونٹوں کا چرواہا تھا اس نے قبیلے کی بعض عورتوں سے کچھ چھیڑ کی اور یہ غلام سیاہ رنگ تھا تو اس میں سے ایک عورت نے اس کو دھوکہ دیا اور ایسا انداز دکھایا کہ گویا اس نے اس کو قبول کر لیا اور اس نے ایک دن وعدہ کر لیا اس نے بعض چرواہے دوستوں سے اس کا اظہار کیا تو انہوں نے اس حرکت سے منع کیا اور اس سے کہا یَا یَسَارُ کُلْ مِنْ لَحْمِ الْحُوَارِ وَ اشْرِبْ مِنْ لَبَنِ الْعِشَارِ وَدَعْ عَنْکَ بَنَاتَ الْاَحْرَارِ

ترجمہ اے یسار اونٹی کے بچے کا گوشت کھا تازہ اور قریب الولادت اونٹی کا دودھ پیتا رہ آزاد عورتوں کا خیال چھوڑ اس پر یسار نے کہا از اجتاز حکت اس نے تحکت کہنا چاہا یعنی جب میں اس کے پاس پہنچا تو پہنگ گیا اس نے کہا ٹھہر جا پہلے میں تجھے سنوار دوں اس کے بعد اس کو پکڑ کر اس کی ناک اور کان کاٹ ڈالے پھر یسار اپنے اس ساتھی کے پاس آیا جس نے اس کو منع کیا تھا تو اس نے اس کو نہ پہچانا اور کہا ام بخت تو کون ہے

(۱۰۸) ابن قتیبہ نے بیان کیا کہ میرے پاس ایک کنیز ہدیہ لے کر آئی میں نے کہا تیرے آقا کو معلوم ہے کہ میں کوئی ہدیہ قبول نہیں کرتا اس نے کہا کیوں قبول نہیں کرتے؟ میں نے کہا میں اس سے ڈرتا ہوں کہ اس ہدیہ کی بناء پر پھر ہدیہ لانے والے مجھ سے پڑھنے کے لئے مدد مانگنے آجائیں گے اس نے کہا جس قدر امداد لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لی ہے وہ کہیں زیادہ ہے اور آپ ہدیہ قبول فرمایا کرتے تھے۔ تو میں نے قبول کر لیا اور وہ کنیز مجھ سے زیادہ دین میں سمجھدار نکلی۔

(۱۰۹) ایک نیک مرد تھے مقام نہر طابق میں رہتے تھے کہ وہ ایک رات بیٹھے ہوئے لکھ رہے تھے انہوں نے بیان کیا کہ میں اس وقت تنگدست تھا تو ایک بڑا چوہا نکلا اور اس نے گھر میں دوڑنا شروع کر دیا پھر دوسرا نکل آیا اور دونوں نے کھیلنا شروع کر دیا اور میرے سامنے ایک طشت تھا میں نے ان میں سے ایک پر الٹا کر دیا تو دوسرا چوہا اور طشت کے گرد پھرنے لگا اور میں خاموش دیکھ رہا تا پھر وہ اپنے بل میں گھسا اور منہ میں ایک کھرا دینار لے کر نکلا اور اس کو میرے سامنے ڈال دیا میں لکھنے میں مشغول رہا اور وہ ایک گھڑی تک بیٹھا ہوا انتظار کرتا رہا پھر واپس گیا اور دوسرا دینار لے کر آیا اور پھر کچھ دیر بیٹھا۔ یہاں تک کہ چار یا پانچ دینار لے کر آیا اور اس مرتبہ ہر بار سے زیادہ دیر تک بیٹھا رہا پھر واپس گیا اور ایک چمڑے کے خالی تھیلی کھینچ کر لایا جس میں دینار رکھے ہوئے تھے اور اس کو دیناروں کے اوپر رکھ دیا تو میں سمجھ گیا کہ اب اس کے پاس کچھ باقی نہ رہا تو میں نے طشت اٹھا دیا تو دونوں بھاگ کر بل میں گھس گئے اور میں نے دینار لے لئے

لوگوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ بھیڑیا اس حد تک اپنا بچاؤ کرتا ہے کہ وہ اپنی دونوں آنکھوں کو بھی بچاؤں میں اپنا ساتھی بنا لیتا ہے جب سوتا ہے تو ان میں سے ایک کھولے رکھتا ہے تاکہ وہ اس کی نگہبان رہے حمید بن ہلال نے بھیڑیئے کے بارے میں کہا ہے

یَنَامُ بِاِحْدٰی مُقْلَتَیْہِ وَیَتَّقِیْ
بِاُخْرٰی الْاَعَادِیْ فَھُمْ یَقْظَانُ ہَاجِعُ

بھیڑیا اپنی آنکھ سے سوتا ہے اور دوسری آنکھ سے دشمنوں سے اپنا بچاؤ کرتا ہے تو وہ بیک وقت جاگتا بھی ہے اور سوتا بھی ہے

(۱۱۰) ابن الاعرابی نے ہشام بن سالم سے نقل کیا کہ ایک سانپ نے مکاء کا انڈا کھالیا مکاء ایک سفید رنگ کا خوش آواز پرند ہے مکاء نے اس کے سر پر پھڑپھڑانا شروع کیا اور اس سے قریب ہو جاتا تھا حتی کہ جب سانپ نے اس پر اپنا ہاتھ منہ کھولا اور اس کو پکڑنے کی کوشش کی تو اس نے اس کے منہ میں ایک چھوٹی سی ہڈی ڈال دی جو اس کے حلق میں اٹک گئی یہاں تک کہ سانپ اس سے مرگیا

(۱۱۱) اور لومڑی کی ہوشیاری یہ ہے کہ جب اس کی غذا کی دشواری پیش آتی ہے تو مردہ بن جاتی ہے اور اپنا پیٹ پھلالیتی ہے تو کوئی پرندہ اس کو مردہ سمجھ کر اس پر آپڑتا ہے تو اس پر حملہ کردیتی ہے۔

(۱۱۲) اور سانپوں میں سے ایک قسم یہ ہوشیاری کرتا ہے اپنی دم ریت میں ٹھونس دیتا ہے تاکہ وہ نظر نہ آئے اور سیدھا کھڑا ہو جاتا ہے یہ کام دوپہر کی وقت شدت کی گرمی میں کرتا ہے تو کوئی پرندہ جو اڑتا ہوا نیچے اترنا چاہتا ہے وہ ریت کی گرمی کی وجہ سے ریت پر بیٹھنے سے اعراض کرکے اس درخت کا ٹھنٹھ سمجھ کر سر پر آکر بیٹھتا ہے اور یہ اس کی دبوچ لیتا ہے۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ان کے شہروں میں سانپ گائے کے پاس آکر ان کی ٹانگوں پر لپٹ جاتا ہے اور تھن کو منہ میں دبالیتا ہے تو گائے ایسی بے حس و حرکت ہو جاتی کہ آواز نکالنے پر بھی قادر نہیں رہتی اور یہ دودھ چوس جاتا ہے

(۱۱۳) اور ہرن ہمیشہ اپنی کھودی میں پچھلے پاؤں داخل ہوتا ہے اور اپنی آنکھوں کو باہر کی طرف رکھتا ہے تاکہ اپنی ذات کو اور بچہ کو اگر کوئی خطرہ واقع ہو سکتا ہو تو اس کا علم ہو جائے

(۱۱۴) مادہ بجو ساٹھ انڈے دیتی ہے پھر جس سوراخ میں انڈے دیتی ہے اس سوراخ کا دروازہ بالکل بند کردیتی ہے اور اس کو چالیس دن بند چھوڑے رکھتی ہے پھر کھود کر راستہ کھول دیتی ہے تو بیضے پھٹ چکے ہوتے ہیں

(۱۱۵) اور گدھ بہت حریص ہے جب مردار گوشت سے خوب ڈٹ جاتا ہے تو اڑنے کی قوت نہیں رہتی تو جب اڑنا چاہتا ہے تو متعدد بار کودتا رہتا ہے اور اس میدان کے گرد جہاں مردار پر گراتھا چند بار کودتا ہوا گھومتا ہے پھر آہستہ آہستہ چکر باندھ کر اپنے کو ہوا میں اٹھاتا ہے یہاں تک کہ ہوا کی بڑی مقدار اس کے جسم میں نیچے آجائے پھر بلند ہوتا چلا جاتا ہے۔

(۱۱۶) اور بلی چوہے کی چھت میں دیکھتی ہے تو اپنے ہاتھ کو اسی طرح حرکت دیتی ہے گویا اس کو نیچے اترنے کا اشارہ کر رہی ہے بار بار ایسا ہی کرتی ہے تو وہ واپس آجاتا ہے اور وہ ایسا اپنی نگاہ کا اثر ڈالنے کے لئے کرتی ہے اور اس وقت تک کرتی رہتی ہے کہ وہ گر پڑے۔

(۱۱۷) اور شہباز شکار کی جستجو کی پرواہ بھی نہیں کرتا بلکہ کسی اونچے مقام پر ٹھہر جاتا ہے جب کوئی شکار کرتا ہے تو اس پر دفعتہ ٹوٹ پڑتا ہے جب وہ اس کو دیکھتا ہے تو اس کی ہمت اس سے زیادہ نہیں ہوتی کہ بھاگ نکلے اور شکار کو اس کے ہاتھ میں چھوڑ جائے

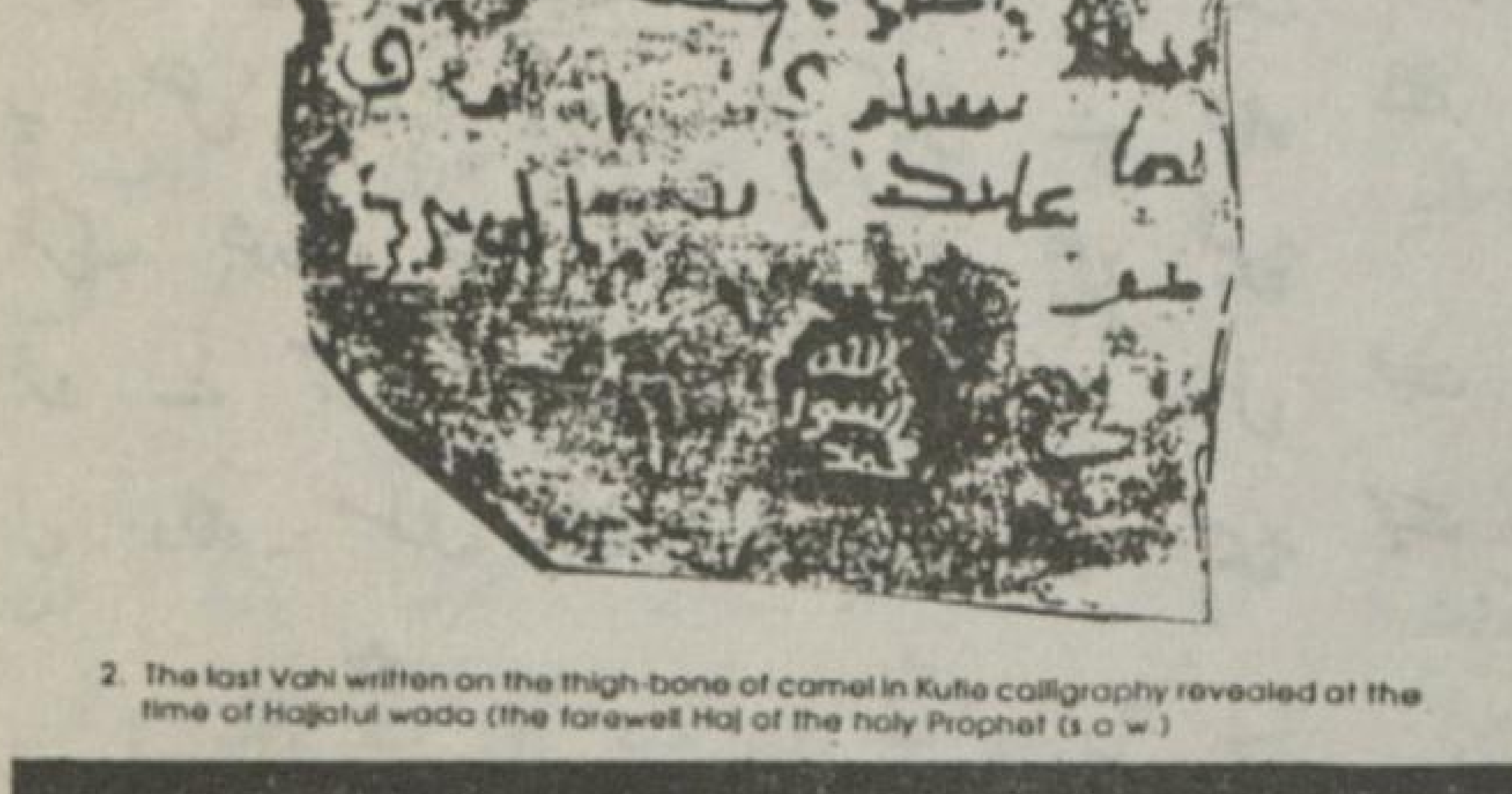
(۱۱۸) اور شہباز کو جب جگر کی تکلیف ہوتی ہے تو وہ خرگوش اور لومڑی کا جگر کھاتا ہے اس طرح حاصل کرتا ہے کہ ان کو اٹھا کر لے جاتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے چند بار ایسا کرکے صرف جگر نکال کر کھاتا ہے اور اس سے تندرست ہو جاتا ہے

(۱۱۹) معافی بن زکریا کہتے ہیں کہ ایک شیر اور بھیڑیا اور لومڑی ساتھی بن گئے اور شکار کے لئے نکلے تو انہوں نے گدھے ہرن اور خرگوش کا شکار کیا تو شیر نے بھیڑے سے کہا کہ شکار کی تقسیم تو کردے تو اس نے کہا یہ تو بالکل کھلی ہوئی بات ہے گدھا تیرا ہے

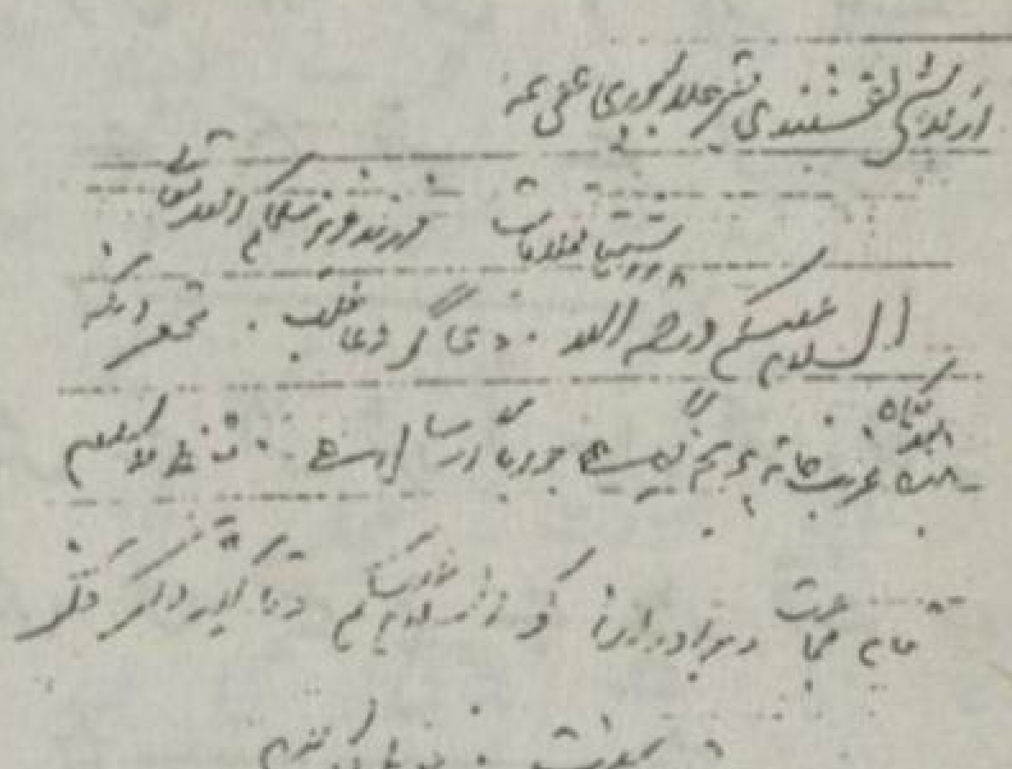
اور خرگوش لومڑی کا اور ہرن میرا تو شیر نے پنجہ مار کر اس کر کھوپڑی جدا کر دی پھر لومڑی کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے کہا خدا اسے ہلاک کرے تقسیم کے بارے میں یہ کس قدر جاہل واقع ہوا پھر کہا کہ یہ کام تو کر لومڑی نے کہا اے ابو الحارث یعنی شیر بالکل واضح بات ہے گدھا آپ کے ناشتے کے لئے ہے اور ہرن رات کے کھانے کے لئے خرگوش کا نقل درمیان میں کر لیجے شیر نے کہا ارے کم بخت کتنا اچھا فیصلے تو نے کیا یہ فیصلے تجھے کس نے سکھایا؟ لومڑی نے کہا بے انصاف بھیڑیے کا سر میرے سامنے ہے (اسی نے سکھایا)



2. The last Vahi written on the thigh-bone of camel in Kufic calligraphy revealed at the time of Hajjatul wada (the farewell Haj of the holy Prophet (s.a.w.)



سب سے پہلی بسم اللہ کی کتابت خط مسانی میں کی گئی



بیان حکم شرع (۸)

پڑھ فرض تے واجب سنت نفل، حلال، حرام پچھانو
تے مکروہ ہور مباح آٹھ قسماں حکم شرع دے جانو

بیان گناہ کبیرہ (۲۰)

کفر تے شرک زنا ہور خون بھی چوری ڈاکہ تہمت
رشوت، جادو، ظلم، حرام، بیاج شراب لواطت
ماپیاں گالی دین دواون جھوٹی قسم گواہی
دوگنی فوج کفاروں نسے مال یتیم تباہی

بیان فرائض وضو (۴)

پورے جوڑ دھو مسح بھی پورا فرض وضو دے چارے
دھو منہ دو ہتھاں پیراں سر دا مسح پیارے

کافر ہے مسلماں' تو نہ شاہی' نہ فقیری
مومن ہے تو کرتا ہے فقیری میں بھی شاہی
کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسا
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

☆-----------☆

کافر ہے تو ہے تابع تقدیر مسلماں
مومن ہے تو وہ آپ ہے تقدیر الٰہی

☆-----------☆

گزر اوقات کر لیتا ہے یہ کوہ وبیاباں میں
کہ شاہیں کے لیئے ذلت ہے کار آشیاں بندی
یہ فیضان نظر تھا یاکہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

☆-----------☆

یہ ذکر نیم شبی' یہ مراقبے' یہ سرور!
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ عقل' جومہ وپرویں کا کھیلتی ہے شکار
شریک شورش پنہاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل ونگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

☆-----------☆

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

☆-----------☆

خودی کے نگہباں کو ہے زہر ناب
وہ ناں جس سے جاتی رہے اس کی آب
وہی ناں ہے اس کے لئے ارجمند
رہے جس سے دنیا میں گردن بلند

قوم اپنی جو زرومال جہاں پر مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی
مل نہ سکتے تھے' اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے

☆-----------☆

تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے' ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

☆-----------☆

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر وغنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

☆-----------☆

نگہ بلند' سخن دل نواز' جاں پر سوز!
یہی ہے رخت سفر میر کارواں کے لئے

☆-----------☆

وہ چنگاری خس و خاشاک سے کس طرح دب جائے
جسے حق نے کیا ہونیستاں کے واسطے پیدا

☆-----------☆

محبت خویشتن بینی' محبت خویشتن داری
محبت آستان قیصروکسرے سے بے پروا!

☆-----------☆

یہ خاموشی کہاں تک؟ لذت فریاد پیدا کر!
زمین پر تو ہو' اور تیری صدا ہو آسمانوں میں!

☆-----------☆

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا شوق دیکھ' مرا انتظار دیکھ
کھولی ہیں ذوق دید نے آنکھیں تری اگر
ہر رہگذر میں نقش کف پائے یار دیکھ

بلال رض

چمک اٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا
حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا
ہوئی اسی سے ترے غمکدے کی آبادی
تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی
وہ آستاں نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لیے
کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کے لیے
جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں
نظر تھی صورت سلماں ادا شناس تری
شراب دید سے بڑھتی تھی اور پیاس تری
تجھے نظارے کا مثل کلیم سودا تھا
اویس طاقت دیدار کو ترستا تھا
مدینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا
ترے لئے تو یہ صحرا ہی طور تھا گویا
تیری نظر کو رہی دید میں بھی حسرت دید
خنک دلے کہ تپید و دمے نیاسائید
گری وہ برق تری جان ناشکیبا پر
کہ خندہ زن تیری ظلمت تھی دست موسی پر
تپش ز شعلہ گرفتند وبردل توزدند
چہ برق جلوہ بخاشاک حاصل توزدند
دائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری
اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی
خوشاوہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشاوہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

☆---

نہیں تیرا نشیمن قصر سلطانی کے گنبد پر
تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں میں

☆----------☆

تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضی سوز صدیق دے
جگر سے وہی تیر پھر پار کر
تمنا کو سینوں میں بیدار کر
دل بیدار فاروقی، دل بیدار کراری
مس آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری
دل بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری، نہ میری ضرب ہے کاری

☆----------☆

نگاہ عشق دل زندہ کی تلاش میں ہے
شکار مردہ سزا وار شاہباز نہیں

☆----------☆

عشق بتاں سے ہاتھ اٹھا، اپنی خودی میں ڈوب جا
نقش ونگار دیر میں خون جگر نہ کر تلف

☆----------☆

مثل کلیم ہو اگر معرکہ آزما کوئی
اب بھی درخت طور سے آتی ہے بانگ لاتخف

☆----------☆

جلال پادشاہی ہو کہ جمہوری تماشا ہو
جدا ہو دیں سیاست سے، تو رہ جاتی ہے چنگیزی

☆----------☆

پھرا کرتے نہیں مجروح الفت فکر درماں میں
یہ زخمی آپ کر لیتے ہیں پیدا اپنے مرہم کو

مدعا تیرا اگر دنیا میں ہے تعلیم دیں
ترک دنیا قوم کو اپنی نہ سکھلانا کہیں
دانہ کرنا فرقہ بندی کے لئے اپنی زباں
چھپ کے ہے بیٹھا ہوا ہنگامہ محشر یہاں
محفل نو میں پرانی داستانوں کو نہ چھیڑ
رنگ پر جواب نہ آئیں ان فسانوں کو نہ چھیڑ
تو اگر کوئی مدبر ہے تو سن میری صدا
ہے دلیری دست ارباب سیاست کا عصا
عرض مطلب سے جھجک جانا نہیں زیبا تجھے
نیک ہے نیت ٭ اگر تیری تو کیا پروا تجھے

☆-----------☆

بندہ مومن کا دل بیم وریا سے پاک ہے
قوت فرماں روا کے سامنے بیباک ہے

☆-----------☆

جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمان میں زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانہ دل کے مکینوں میں
مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں
مگر گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں
مجھے روکے گا تو اے ناخدا کیا غرق ہونے سے
کہ جن کو ڈوبنا ہو ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں
چھپایا حسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے
وہی ناز آفریں ہے جلوہ پیرا نازنینوں میں
جلا سکتی ہے شمع کشتہ کو موج نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہل دل کے سینوں میں
تمنا درد دل کی ہو تو خدمت کر فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھا ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں
ترستی ہے نگاہ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں
سراپا حسن بن جاتا ہے جس کے حسن کا عاشق
بھلا اے دل حسیں ایسا بھی ہے کوئی حسینوں میں
پھڑک اٹھا کوئی تیری ادائے ماعرفنا پر
ترا رتبہ رہا بڑھ چڑھ کے سب ناز آفرینوں میں
نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں ترے باریک بینوں میں
خموش اے دل بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

☆-----------☆

ایک بھی پتی اگر کم ہو تو وہ گل ہی نہیں
جو خزاں نادیدہ ہو بلبل وہ بلبل ہی نہیں
ہاتھ جس گلچیں کا ہے محفوظ نوک خار سے
عشق جس کا بے خبر ہے ہجر کے آزار سے
کلفت غم گرچہ اس کے روز و شب سے دور ہے
زندگی کا راز اس کی آنکھ سے مستور ہے

☆-----------☆

ہو دید کا جو شوق تو آنکھوں کو بند کر
ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی
میں انتہائے عشق ہوں، تو انتہائے حسن
دیکھے مجھے کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی

☆-----------☆

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر
آج بھی ہو جو ابراہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا
کشتی حق کا زمانے میں سہارا تو ہے
عصر نورات ہے، دھندلا سا ستارا تو ہے
قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دہر میں اسم محمد سے اجالا کردے
کیوں ہراساں ہے صہیل فرس اعداد سے
نور حق بجھ نہ سکے گا نفس اعدا سے
کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

☆————————☆

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئنہ
کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہ آئنہ ساز میں
نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں، نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی ہے نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں

☆————————☆

مرا ساز اگرچہ ستم رسیدہ زخم ہائے عجم رہا
وہ شہید ذوق وفا ہوں میں کہ نوامیری عربی رہی

☆————————☆

جو موج دریا لگی یہ کہنے سفر سے قائم ہے شان میری
گہر یہ بولا صدف نشینی ہے مجھکو سامان آبرو کا
نہ ہو طبیعت ہی جن کی قابل وہ تربیت سے نہیں سنورتے
ہوا نہ سرسبز رہ کے پانی میں عکس سرو کنار جو کا

اگر کوئی شے نہیں ہے پنہاں تو کیوں سراپا تلاش ہوں میں
نگہ کو نظارے کی ھوس ہے دل کو سودا ہے جستجو کا

شمع محفل ہو کے تو جب سوز سے خالی رہا
تیرے پروانے بھی اس لذت سے بیگانے رہے
رشتہ الفت میں جب ان کو پرو سکتا تھا تو
پھر پریشاں کیوں تری تسبیح کے دانے رہے

☆————————☆

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

☆————————☆

محبت کے شرر سے دل سراپا نور ہوتا ہے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاض طور ہوتا ہے

☆————————☆

خدائے لم یزل کا دست قدرت تو زباں تو ہے
یقین پیدا کر اے غافل کہ مغلوب گماں تو ہے
پرے ہے چرخ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گرد راہ ہوں، وہ کارواں تو ہے
مکاں فانی، مکیں آنی، ازل تیرا، ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تو، جاوداں تو ہے
حنا بند عروس لالہ ہے خون جگر تیرا
تری نسبت براہیمی ہے معمار جہاں تو ہے

☆————————☆

ہر کوئی مست مے ذوق تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو؟ یہ انداز مسلمانی ہے
حیدری فقر ہے، نے دولت عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو' زمین سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

☆-------------☆

پھول ہیں صحرا میں یا پریاں قطار اندر قطار
اودے اودے' نیلے نیلے' پیلے پیلے' پیرہن

☆-------------☆

حسن بے پروا کو اپنی بے نقابی کے لئے
ہوں اگر شہروں سے بن پیارے تو شہر اچھے کہ بن
اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن' اپنا تو بن
من کی دنیا من کی دنیا سوزومستی جذب وشوق
تن کی دنیا؟ تن کی دنیا سود وسودا مکروفن
من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے! آتا ہے دھن' جاتا ہے دھن
من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج
من کی دنیا میں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن
پانی پانی کر گئی مجھکو قلندر کی یہ بات
تو جھکا جب غیر کے آگے نہ من تیرا نہ تن

☆-------------☆

نہ فقر کے لئے موزوں' نہ سلطنت کے لئے
وہ قوم جس نے گنوایا متاع تیموری

☆-------------☆

تری آگ اس خاکداں سے نہیں
جہاں تجھ سے ہے تو جہاں سے نہیں
بڑھے جایہ کوہ گراں توڑ کر
طلسم زماں ومکاں توڑ کر

فقط نگاہ سے ہوتا ہے فیصلہ دل کا
نہ ہونگاہ میں شوخی تو دلبری کیا ہے
فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

☆-------------☆

عطار ہو' رومی ہو' رازی ہو' غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

☆-------------☆

خودی شیر مولا' جہاں اس کا صید
زمیں اس کی صید' آسماں اس کا صید
جہاں اور بھی ہیں' ابھی بے نمود
کہ خالی نہیں ہے ضمیر وجود
ہر اک منتظر تیری یلغار کا
تری شوخی فکرو کردار کا
یہ ہے مقصد گردش روزگار
کہ تیری خودی تجھ پہ ہو آشکار
تو ہے فاتح عالم خوب وزشت
تجھے کیا بتاؤں تری سر نوشت
اگر یک سرموے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

☆-------------☆

نگاہ فقر میں شان سکندری کیا ہے
خراج کی جو گدا ہو وہ قیصری کیا ہے
بتوں سے تجھ کو امیدیں' خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے
فلک نے ان کو عطا کی ہے خواجگی کہ جنہیں
خبر نہیں روش بندہ پروری کیا ہے

عشق فرمودہ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنی پیغام ابھی

☆-----------☆

نفس گرم کی تاثیر ہے اعجاز حیات
تیرے سینے میں اگر ہے تو مسیحائی کر

☆-----------☆

امارت کیا' شکوہ خسروی بھی ہو' تو کیا حاصل
نہ زور حیدریؓ تجھ میں نہ استغنائے سلمانیؓ

☆-----------☆

جہاں میں اہل ایماں صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر نکلے

☆-----------☆

از نفس در سینہ خون گشتہ نشتر داشتم
زیر خاموشی نہاں غوغائے محشر داشتم
یک نظر کردی و آداب فنا آموختی
اے خنک روزے کہ خاشک مرا وا سوختی

☆-----------☆

ہوس بالائے منبر ہے تجھے رنگیں بیانی کی
نصیحت بھی تیری صورت ہے اک افسانہ خوانی کی

☆-----------☆

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا' ناپائیدار ہو گا

☆-----------☆

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیقؓ کے لئے ہے خدا کا رسولؐ بس

☆-----------☆

☆-----------☆

نالہ ہے بلبل شوریدہ ترا خام ابھی
اپنے سینہ میں اسے اور ذرا تھام ابھی
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
بے خطرہ کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

☆-----------☆

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت' نہ کشور کشائی

☆-----------☆

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند
بہار ہو کہ خزاں لا الہ الا اللہ
اگرچہ بت ہیں جماعت کی آستینوں میں
مجھے ہے حکم اذاں' لا الہ الا اللہ

☆-----------☆

تجھے گر فقر و شاہی کا بتا دوں
غریبی میں نگہبانی خودی کی

☆-----------☆

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

☆-----------☆

جب عشق سکھاتا ہے آداب خود آگاہی
کھلتے ہیں غلاموں پر اسرار شہنشاہی

اے بادصبا! کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے امت بیچاری کے دیں بھی گیا دنیا بھی گئی
یہ موج پریشاں خاطر کو پیغام لب ساحل نے دیا
ہے دور وصال بحرا بھی، تو دریا میں گھبرا بھی گئی
عزت ہے محبت کی قائم اے قیس، حجاب محمل سے
محمل جو گیا، عزت بھی گئی، غیرت بھی گئی، لیلا بھی گئی
کی ترک تگ ودو قطرے نے، تو آبروئے گوہر بھی ملی
آوارگی فطرت بھی گئی اور کشمکش دریا بھی گئی
نکلی تو لب اقبال سے ہے کیا جانئے کس کی ہے یہ صدا
پیغام سکوں پہنچا بھی گئی، دل محفل کا تڑپا بھی گئی

☆-------------☆

بجلیاں جس میں ہوں آسودہ وہ خرمن، تم ہو
بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن، تم ہو
ہونکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں
کون ہے تارک آئین رسول مختار
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعار اغیار
ہو گئی کس کی نگہ طرز سلف سے بیزار
قلب میں سوز نہیں، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد کا تمہیں پاس نہیں

☆-------------☆

سفینہ برگ گل بنالے گا قافلہ مور ناتواں کا
ہزار موجوں کی ہو کشاکش مگر یہ دریا سے پار ہوگا

تو بے بصر ہو تو یہ مانع نگاہ بھی ہے
وگرنہ آگ ہے مومن، جہاں خس و خاشاک
زمانہ عقل کو سمجھا ہوا ہے مشعل راہ
کسے خبر کہ جنوں بھی ہے صاحب ادراک
سنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشہ سیماب

☆-------------☆

دلوں کو مرکز مہرو وفا کر
حریم کبریا سے آشنا کر
جسے نان جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازو سے حیدر بھی عطا کر

☆-------------☆

ضمیر پاک ونگاہ بلند و مستی شوق
نہ مال و دولت قاروں، نہ فکر افلاطوں
سبق ملا ہے یہ معراج مصطفیٰ سے مجھے
کہ عالم بشریت کی زد میں ہے گردوں
یہ کائنات ابھی ناتمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دمادم صدا سے کن فیکوں

☆-------------☆

خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے
میں اس کا بندہ بنوں گا جس کو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا
نہیں ہے غیر از نمود کچھ بھی جو مدعا تیری زندگی کا
تو اک نفس میں جہاں سے مٹنا تجھے مثل شرار ہوگا

☆-------------☆

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تونے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا
تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سردارا
تمدن آفریں اخلاق آئین جہاں داری
وہ صحرائے عرب یعنی شتربانوں کا گہوارا
سماں الفقر فخری کارہا شان امارت میں
باب ورنگ و خال وخط چہ حاجت روئے زیبارا
گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے
حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئین مسلم سے کوئی چارا
مگر وہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں ان کو یورپ میں دل ہوتا ہے سیپارا
غنی روز سیاہ پیر کنعاں تماشاکن
کہ نوردیدہ اش روشن کند چشم زلیخا

☆————☆

مجنوں نے شہر چھوڑا تو صحرا بھی چھوڑ دے
نظارے کی ہوس ہو تو لیلی بھی چھوڑ دے
واعظ کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد
دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبی بھی چھوڑ دے
لطف کلام کیا جو نہ ہو دل میں درد عشق
بسمل نہیں ہے تو تو تڑپنا بھی چھوڑ دے

☆————☆

یاد ایام سلف سے دل کو تڑپاتا ہوں میں
بہر تسکین تیری جانب دوڑتا آتا ہوں میں

☆————☆

شور لیلی کو کہ باز آرائش سودا کند
خاک مجنوں راغبار خاطر صحرا کند

☆————☆

شراب بیخودی سے تافلک پرواز ہے میری
شکست رنگ سے سیکھا ہے میں نے بن کے بو رہنا
بنائیں کیا سمجھ کر شاخ گل پر آشیاں اپنا
چمن میں آہ' کیا رہنا جو ہو بے آبرو رہنا

☆————☆

محبت ہی پائی ہے شفا بیمار قوموں نے
کیا ہے اپنے بخت خفتہ کو بیدار قوموں نے

☆————☆

دواہر دکھ کی ہے مجروح تیغ آرزو رہنا
علاج زخم ہے آزاد احساں رفو رہنا

☆————☆

تو اگر زحمت کش ہنگامہ عالم نہیں
یہ فضیلت کا نشاں اے نیز اعظم نہیں
اپنے حسن عالم آرا سے جو تو محرم نہیں
ہمسریک ذرہ خاک در آدم نہیں

☆————☆

تو شناسائے خراش عقدہ مشکل نہیں
اے گل رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں
زیب محفل ہے شریک شورش محفل نہیں
یہ فراغت بزم ہستی میں مجھے حاصل نہیں

☆--------------☆

مطمئن ہے تو پریشان مثل بو رہتا ہوں میں
زخمی شیشہ ذوق جستجو رہتا ہوں میں

☆------------☆

کب زباں کھولی ہماری لذت گفتار نے
پھونک ڈالا جب چمن کو آتش پیکار نے

☆------------☆

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندوستان والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں
یہی آئین قدرت ہے یہی اسلوب فطرت ہے
جو ہے راہ عمل میں گامزن محبوب فطرت ہے

☆------------☆

مدتوں ڈھونڈا کیا نظارہ گل خار میں
آہ وہ یوسف نہ ہاتھ آیا ترے بازار میں

☆--------------☆

صدیق رضؓ

اک دن رسول پاکؐ نے اصحابؓ سے کہا
دیں مال راہ حق میں جوہوں تم میں مالدار
ارشاد سن کے فرط طرب سے عمر اٹھے
اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار

☆------------☆

لائے غرض کہ مال رسول امیں کے پاس
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار
پوچھا حضور سرور عالمؐ نے اے عمرؓ
اے وہ کہ جوش حق سے ترے دل کو ہے قرار
رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا
مسلم ہے اپنے خویش واقارب کا حق گذار
کی عرض نصف مال ہے فرزند زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملت بیضا پہ ہے نثار
اتنے میں وہ رفیق نبوت بھی آگیا
جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار
لے آیا اپنے ساتھ وہ مرد وفا سرشت
ہر چیز جس سے چشم جہاں میں ہو اعتبار
ملک یمین و درہم و دینار ورخت وجنس
اسپ قمر سم و شتر وقاطر وحمار
بولے حضور چاہیئے فکر عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
اے تجھ سے دیدہ مہ وانجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعث تکوین روزگار

☆------------☆

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیب حاضر کی تجلی میں
کہ پایا میں نے استغنا میں معراج مسلمانی

☆------------☆

عقابی روح جب بیدار ہوتی ہے جوانوں میں
نظر آتی ہے اس کو اپنی منزل آسمانوں میں
نہ ہو نومید نومیدی زوال علم و عرفاں ہے
امید مرد ومومن ہے خدا کے راز دانوں میں
موت تجدید مذاق زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے
جوہر انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں

آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں — شام کے تارے پہ جب پڑتی ہے رہ رہ کر نظر
عاشق عزلت ہے دل نازاں ہوں اپنے گھر پہ میں — علم کے حیرت کدے میں ہے کہاں اس کی نمود
خندہ زن ہوں مسند دارا واسکندر پہ میں — گل کی پتی میں نظر آتا ہے راز ہست وبود
لیٹنا زیر شجر رکھتا ہے جادو کا اثر

☆————————☆

دینی دسترخوان کے بارے میں جذبات و تاثرات (منظوم)

دینی دستر خواں ہے کیا؟ الوان نعمت گوناگوں
مسلک علمائے حق کا ترجماں لاریب ہے
اعتقاد حق کا مرشد عمل صالح کا دلیل
نغمہ حمد خدا ہے، زمزمہ نعت نبیؐ
تذکرہ اصحاب کا اور سیرت واخلاق کا
لائق صد آفریں ہے کاوش عبدالقیوم
دینی دستر خواں ہے کیا؟ اصناف نعمت رنگ رنگ
معرفت کا ہے خزینہ کنز معلومات کا
سیر حاصل تذکرہ ہے مختلف ادوار کا
ذکر ہے اس میں مفصل ایسی شخصیات کا

جو پڑھے اس کو میسر ہو اسے قلبی سکوں
جن کی ہیبت سے ہوا باطل سدا خوار و زبوں
حکمت و دانش کی پاکٹ ڈائری خیر القروں
جس سے حاصل روح مسلم کو غذائے اندروں
تبصرہ ہے اھل باطل پر بانداز جنوں
دینی دستر خواں سے ظاہر جن کا ہے سوز دروں
علم و دانش کا مرقع جہل کا رنگیں فسوں
اطعمہ و اشربہ ہیں، اور فواکہ گوناگوں
درج ہیں دینی مسائل مندرج علم الفنوں
جن کے علم و فن کے آگے زعم باطل سرنگوں

حدیث

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ (طبرانی)

حدیث

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ الْقَآئِمَۃِ وَالصَّلٰوۃِ النَّافِعَۃِ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّارْضَ عَنِّیْ رِضًا لَّا تَسْخَطُ بَعْدَہٗ اَبَدًا (مسند احمد)



منٹوں میں کروڑ پتی بنئے

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دس مرتبہ یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ اس کو چار کروڑ نیکیوں کا ثواب عنایت فرماتے ہیں اور رمضان المبارک میں ہر نیکی کا ثواب ستر گنا زیادہ ملتا ہے۔ تو اس لحاظ سے ان الفاظ کا ثواب دو ارب اسی کروڑ ملے گا۔

وہ کلمات یہ ہیں :

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

(ترمذی ص ۱۸۹ ج ۱)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ، اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰٓى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰٓى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (مسلم شریف)



3. The opening passage of the letter written by Hazrat Sulaiman (a.s.) to Bilquis, the queen of Saba in Sabai script depicting the words Innahu min sulaimana wa innahu Bismillahir Rahman Ir Rahim.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللھم
صل علی محمد وعلی آل محمد
کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
انک حمید مجید
اللھم
بارک علی محمد وعلی آل محمد
کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم
انک حمید مجید

بیان سُنّتِ وضو (۱۰)

استنجا نیت بسم اللہ دھو توں پُنچے مسح بھی سارا
مسواک تے کُرلی نک بھی سنت با ترتیب تیہارا

بیان وضو توڑنے والی چیزیں (۱۱)

بول۔ براز۔ ہوا۔ وغیرہ پاک۔ لہو۔ قے۔ توڑے
ہاسا غشی بے ہوشی مستی نیند وضو نہ چھوڑے

بیان فرض تیمم (۲)

پانی کوہ یا قدرت ناہیں یا ہو سخت بیماری
تا وضو غسل دے عوض تیمم کرنا فرض پچاری
دو فرض تیمم اندر نیت کر کے پاک زمیں پر
مار دو ہتھ دوبارہ تے منہ ہتھاں ٹھیک مسح کر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت کب آئے گی؟ آنحضرتؐ نے فرمایا تجھ پر افسوس تو نے قیامت کی تیاری کیا کی ہے؟ (جو قیامت کو دریافت کر رہا ہے) اس نے عرض کیا میں نے تیاری تو کچھ نہیں کی ہے مگر اللہ اور اس کے رسولؐ کو محبوب رکھتا ہوں ارشاد فرمایا تو قیامت میں اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت کرتا ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے اس ارشاد سے صحابہ کرامؓ کو اتنی مسرت ہوئی کہ میں نے علاوہ اسلام کے کسی چیز سے اتنی مسرت نہیں دیکھی۔

الحمداللہ والمنتہ کہ فقیرزادہ (شیخ سیف الدین سرہندی) منظور نظر قبول ہو گیا ہے اور اس کی صحبت موثر ثابت ہوئی ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر جو کہ فقیرزادے کا شیوہ ہے اس پر آپ نے اظہار شکر و رضامندی کیا ہے میں اس عطیے (اظہار شکر) پر شکر خداوندی بجالایا اور یہ امر سبب ازدیاد دعاگوئی ہوا۔ کیا عجب نعمت ہے کہ اس طمطراق بادشاہت اور دبدبہ سلطنت کے ہوتے کلمہ حق سمع قبول میں آئے اور ایک نامراد کا قول موثر ثابت ہو۔

حضرت اورنگزیب عالمگیر کے نام

ممکن کمال نادانی سے اپنی ذات کو فراموش کئے ہوئے اور اپنی شرارت اور نقص ذاتی سے آنکھ بند کئے ہوئے اپنے کمالات عاریتی کو خیر کامل خیال کر رہا ہے اور اپنے کو مبداحسنات سمجھے ہوئے اس نے ایک بنیاد دراز اسی بے بنیاد تخیل پر رکھی ہے اسی وجہ سے مولائے حقیقی سے دعوی ہمسری کرتا ہے۔

پری نہفتہ رخ ودیوار کرشمہ وناز
بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

مکتوب عالی شان نے سعید ترین زمانہ میں پرتو نزول ڈال کر فقرائے بے نوا کو بہجت و شرف سے نوازا

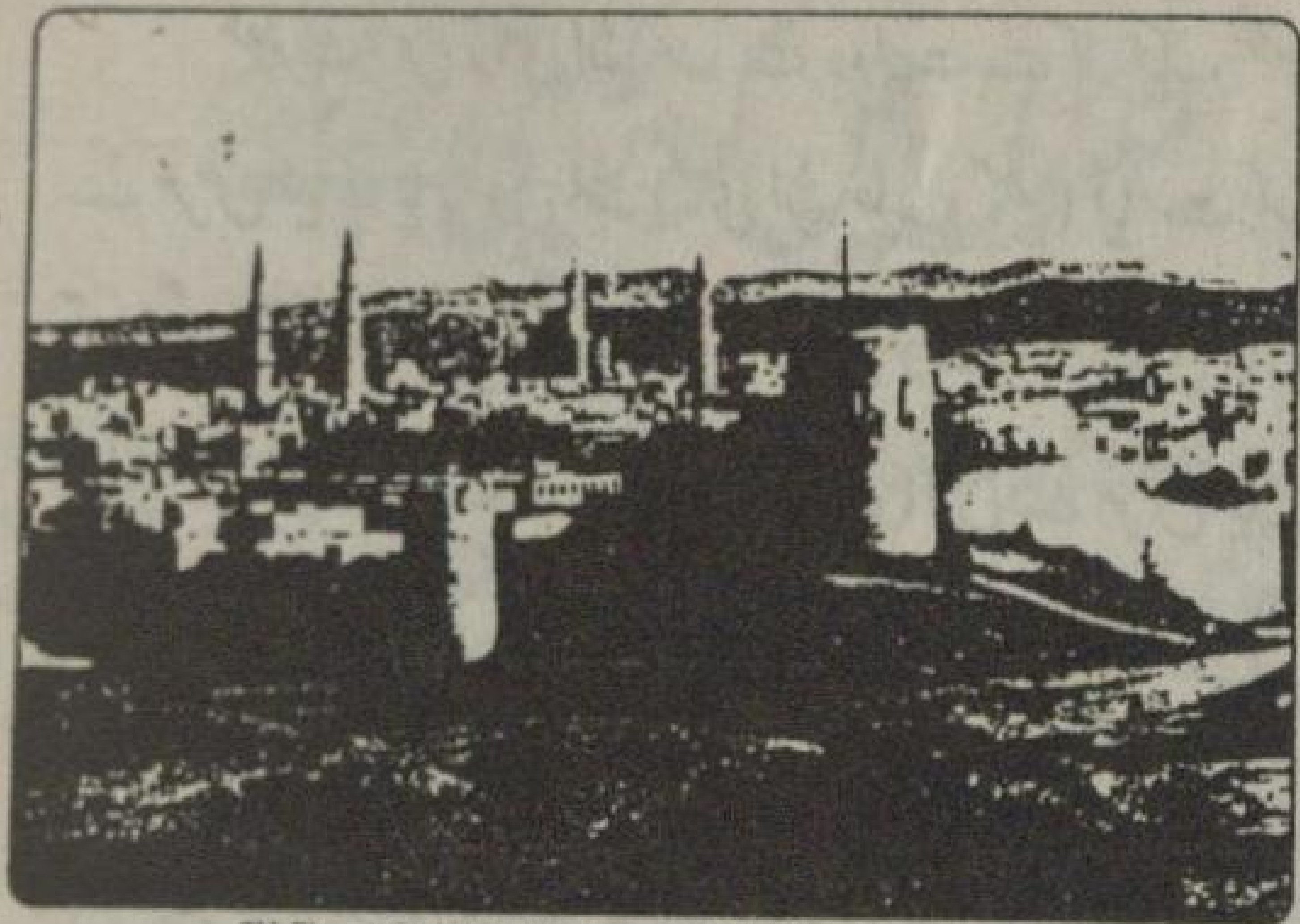
از آمدنش چوگل شگفتم

آپ نے دعا و توجہ غائبانہ کی طلب اس شکستہ سے کی ہے ہر چند پہلے بھی اکثر دعا کرتا تھا اور توجہ میں مشغول رہتا تھا اس وقت جب کہ اس قسم کی مہربانیاں اور خصوصیات درمیان میں آگئی ہیں۔ فقیرزادے کی ادائیگی خدمات اور لوازم خیراہی آپ کی نظر میں پسندیدہ ہیں یہ بات اس کے لئے موجب سعادت وباعث امتیاز ہوئی فقیرزادہ جو کہ صاحب کمالات صوری و معنوی ہے عزلت اور عدم اختلاط کی عادت رکھتا تھا چند آدمیوں میں بیٹھنے کی بھی اس کو عادت نہ تھی لیکن محض خیرخواہی نے اس کو اس بات پر آمادہ کیا ہے۔ آفتاب سلطنت و کوکب معدلت تابندہ ودرخشاں باد۔

مخدوما!۔۔۔سلطان ذکر ہمارے طریقے میں زباں زد اور شائع و ذائع ہے اور ہم نے اپنے پیروں سے اس کو سنا ہے جو کچھ بھی ہے بزرگوں کی چیز ہے (قطب عالم) حضرت شیخ عبدالقدوس (گنگوہی) جو کہ اکابر مشائخ ہند سے ہوئے ہیں اور جن کا زمانہ حضرت خواجہ احرار کے قریب قریب ہے ان پر اخیر عمر میں استغراق و بیخودی غالب ہو گئی تھی چنانچہ اکثر استغراق میں رہتے تھے اوقات نماز میں باواز بلند ان کو بیدار کیا جاتا تھا اس راز کو ان سے معلوم کیا گیا تو انہوں نے فرمایا میں نے دل کو ذکر سے بہت کوٹا ہے اس لئے سلطان ذکر ہر وقت غالب رہتا ہے اور وہ مجھ کو مجھ سے اچک لیتا ہے۔

ای ملو شما بہانہ بر ساختہ اند

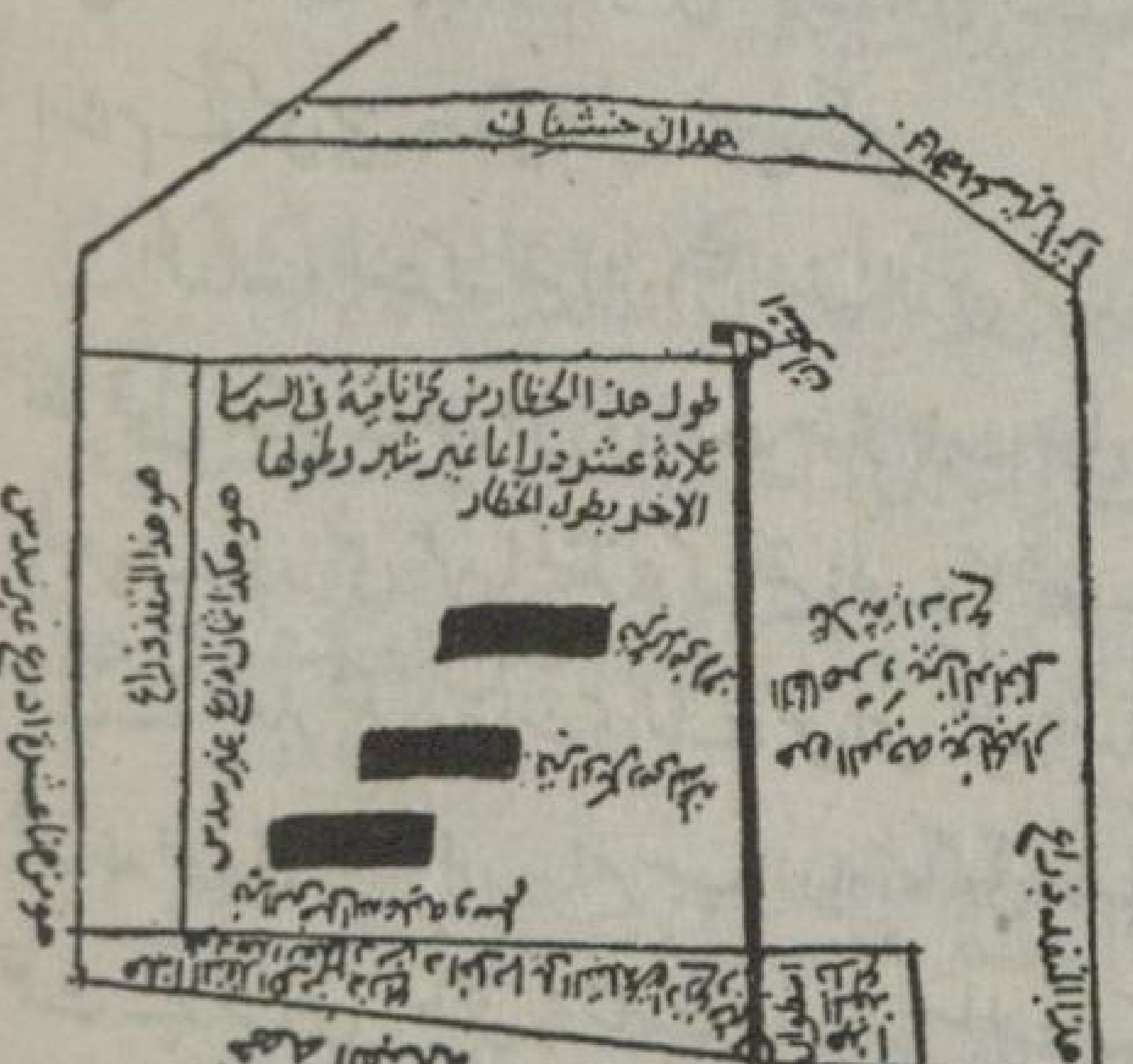
اللہ تعالی جب چاہتا ہے کہ کسی شخص کو اپنے دوستوں میں سے کسی سے فیض مند کردے اور درجہ کمال تک پہنچادے تو اس شخص کو اس بزرگ کی صحبت میں پہنچا دیتا ہے' یا اس بزرگ کو اس طالب کے پاس پہنچا دیتا ہے۔۔۔۔خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہم جیسے مہوران دوراز کار کو تو سوگ ہجر اور ماتم عصیاں کرنا ضروری ہے اور

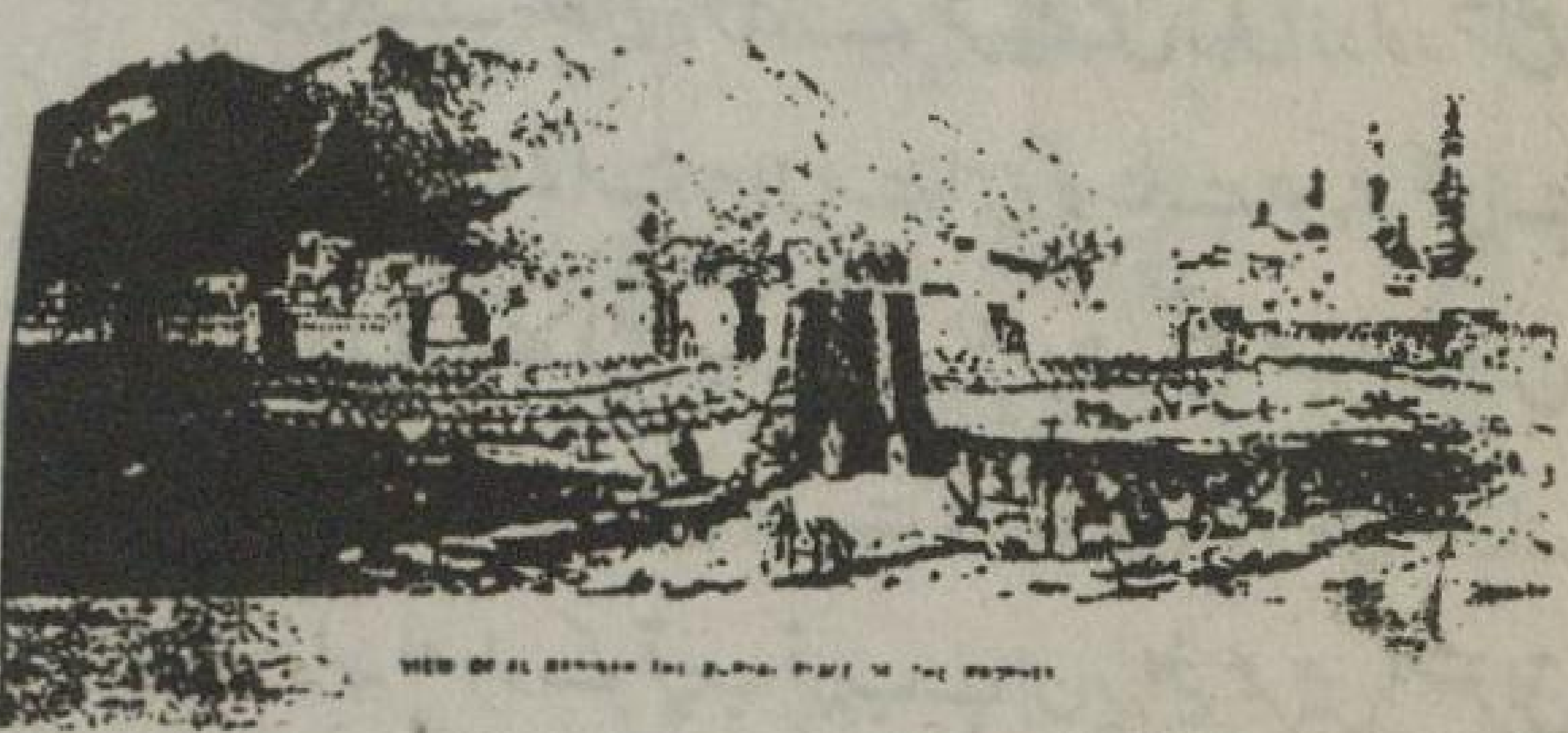


Old Picture of Al-Madinah Al-Mounawarah صورة قديمة للمدينة المنورة

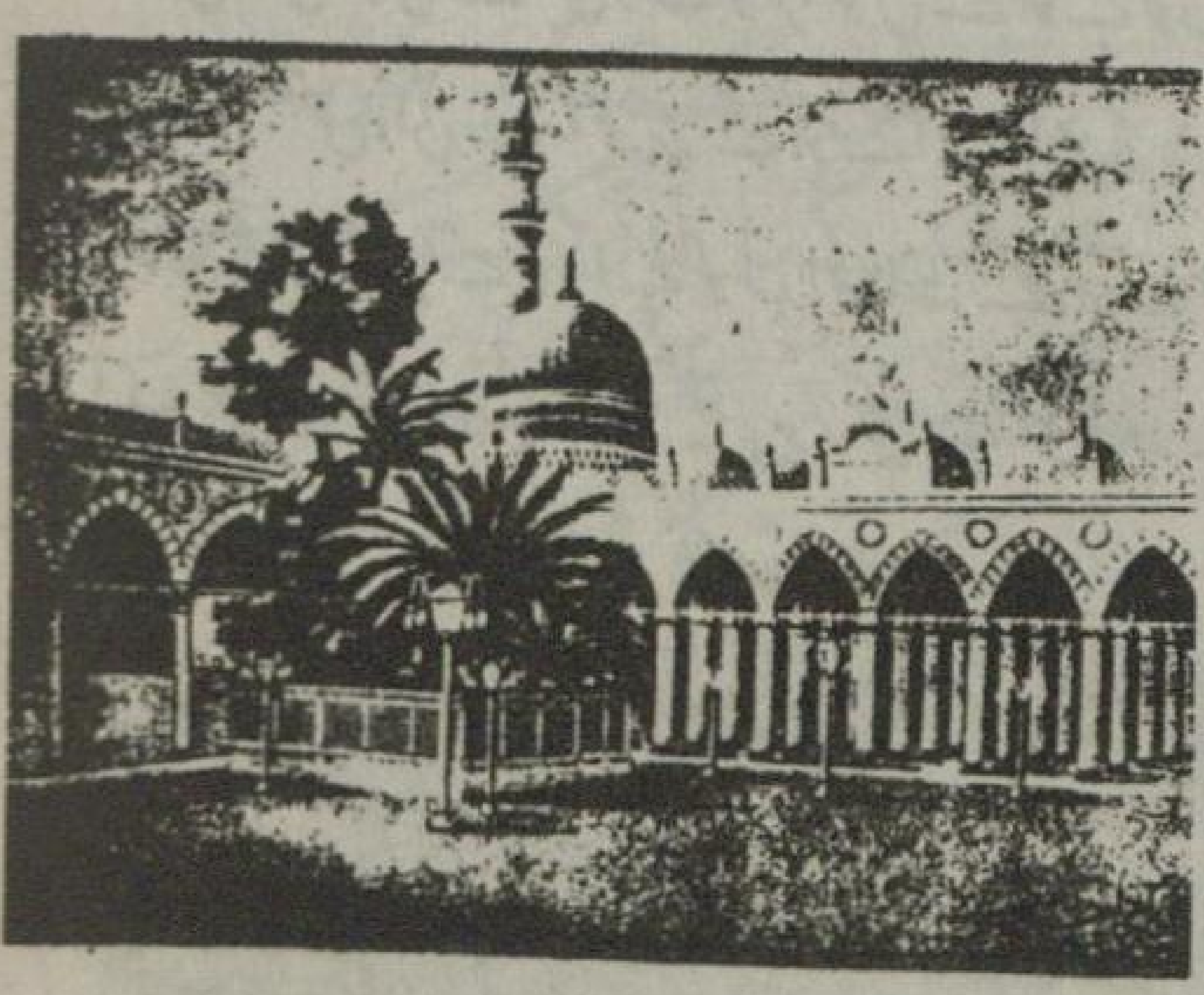


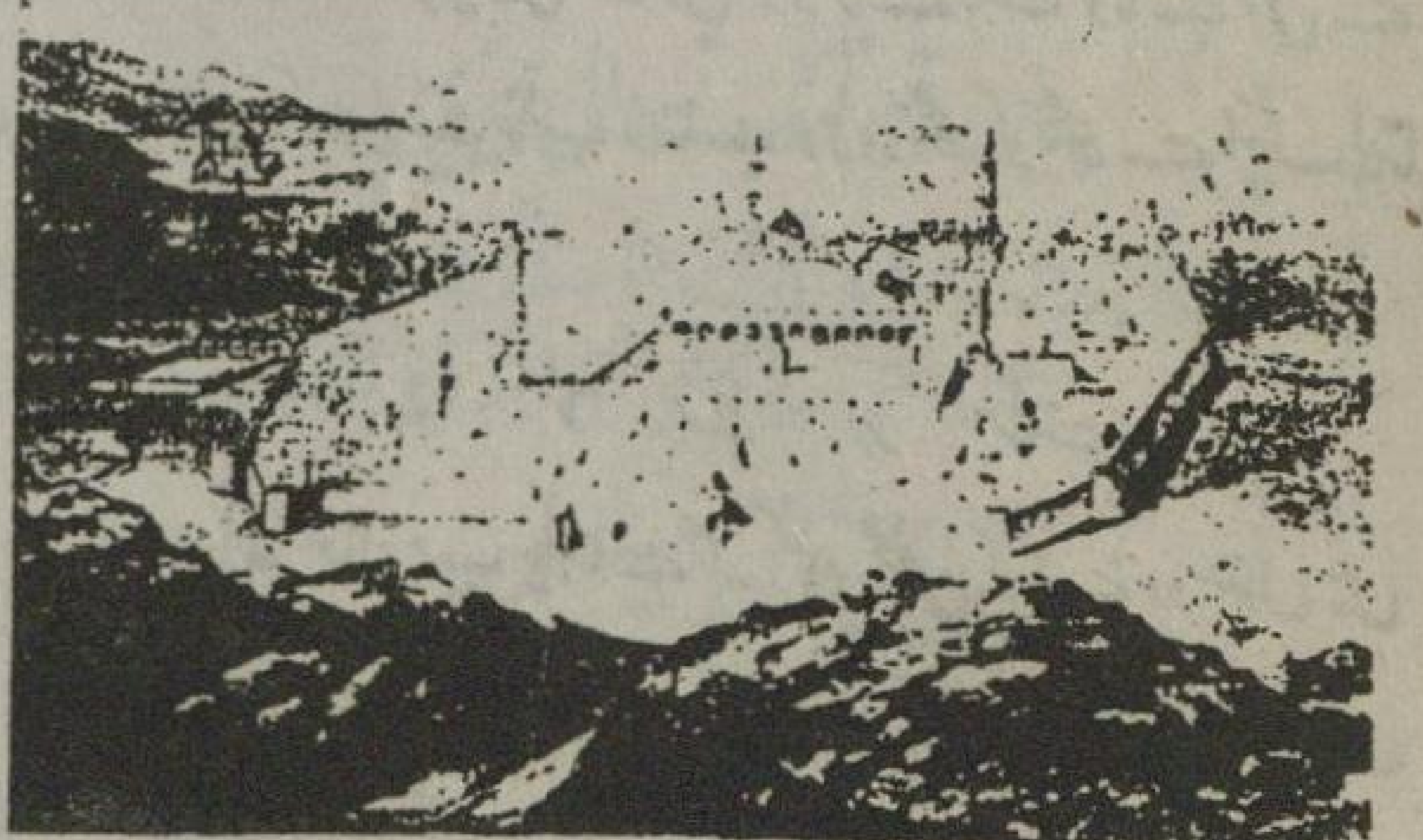
وفي الخامس من رجب عام ٦٥٤ هـ ظهرت نار عظيمة، إشعالها أكثر من ثلاث منارات، تعود* إلى الأرض لتمشي مثل النهر وتحرق كل شيء «القاضي سنان».





المدينة داخل السور في القرن الثالث عشر الهجري صورة رسمها المستشرق الإنكليزي الرحالة برايتون





المدينة كما تبدو للقادم إليها من خارج السور صورة رسمها المستشرق الرحالة برايتون في منتصف القرن الثالث عشر الهجري عندما زارها باسم الحاج عبدالله.

رعایت شریعت کے ساتھ ساتھ گوشہ نامرادی کو اختیار کرنا اہم چیز ہے-----ہمیں خود مرضیات خداوندی میں کمر ہمت کو چست باندھ لینا چاہئے۔ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا اب جو بھی مناسبت رکھتا ہے فیض حاصل کرے گا ورنہ نہیں۔ اہل کمال ہر قطعہ زمین سے وہ فیوض واسرار جو اس کے مناسب حال ہیں مشاہدہ کرتے ہیں اور ہر زمین سے اس زمین کے مناسب کمال کو حاصل کرتے ہیں۔ حرم مکہ کے کمالات ومعاملات جدا ہیں حرم مدینہ کے فیوض وکاروبار جدا۔

ہر خوش پسرے راحرکات دگرست

تم نے بادشاہ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ان کے اندر وسعت لطیفہ اخفی اور اس سے مناسبت تامہ کا پتہ چلتا ہے اس بات کے مطالعے سے خوشی ہوئی لطیفہ اخفی سب سے بڑا لطیفہ اور اس کی ولایت سب ولایات سے اونچی ہے اس لطیفے کو خاص سرور کائنات کے ساتھ خصوصیت حاصل ہے۔ عَلَيْهِ وَآلِهِ الصَّلَوٰتُ وَالتَّسْلِيمَاتُ وَالْبَرَكَاتُ فقیر بھی بادشاہ کے اندر لطیفہ اخفی کی مناسبت پاتا ہے۔

دردل ماغم دنیا غم معشوق شود
بادہ گر خام بود پختہ کند شیشہ ماء

ایک طالب راہ نے ایک ماہر راہ سے شکایت کی کہ میں ہجوم خطرات سے پریشان ہوں اس نے کہا کہ آیۃ أَلَا إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطٌ کے بموجب خطرات کو اسباب وصل میں سے شمار کرنا چاہئے نہ کہ موجبات فصل میں سے اور ہمیشہ ابواب مشاہدہ کو مفتوح رکھنا چاہے اور روزن غفلت کو بند۔ مدت ہوگئی کہ فقیر ضعف بدنی میں گرفتار ہے اور اہم کاموں کی انجام دہی سے عاجز ہے اس کے باوجود اہل طلب کو اطراف اکناف سے مور وملخ کی مثل کثیر تعداد میں یہاں لایا جارہا ہے۔ بقدر طاقت ان کے احوال کی پر داخت کی جاتی ہے۔ آثار عظیم مسترشدین ومریدین میں پیدا ہورہے ہیں اور ان کا شعلہ شوق سربلند ہورہا ہے وہ اول قدم میں علائق وماسوی سے آزادی حاصل کرلیتے ہیں (لیکن) خشکی وگرفتاری اس بے حاصل کے حصے میں آئی ہے۔ اور قرعہ ہجر ودوری (عاجز) کے نام پر نکلا ہے مگر کیا ہوسکتا ہے۔؟

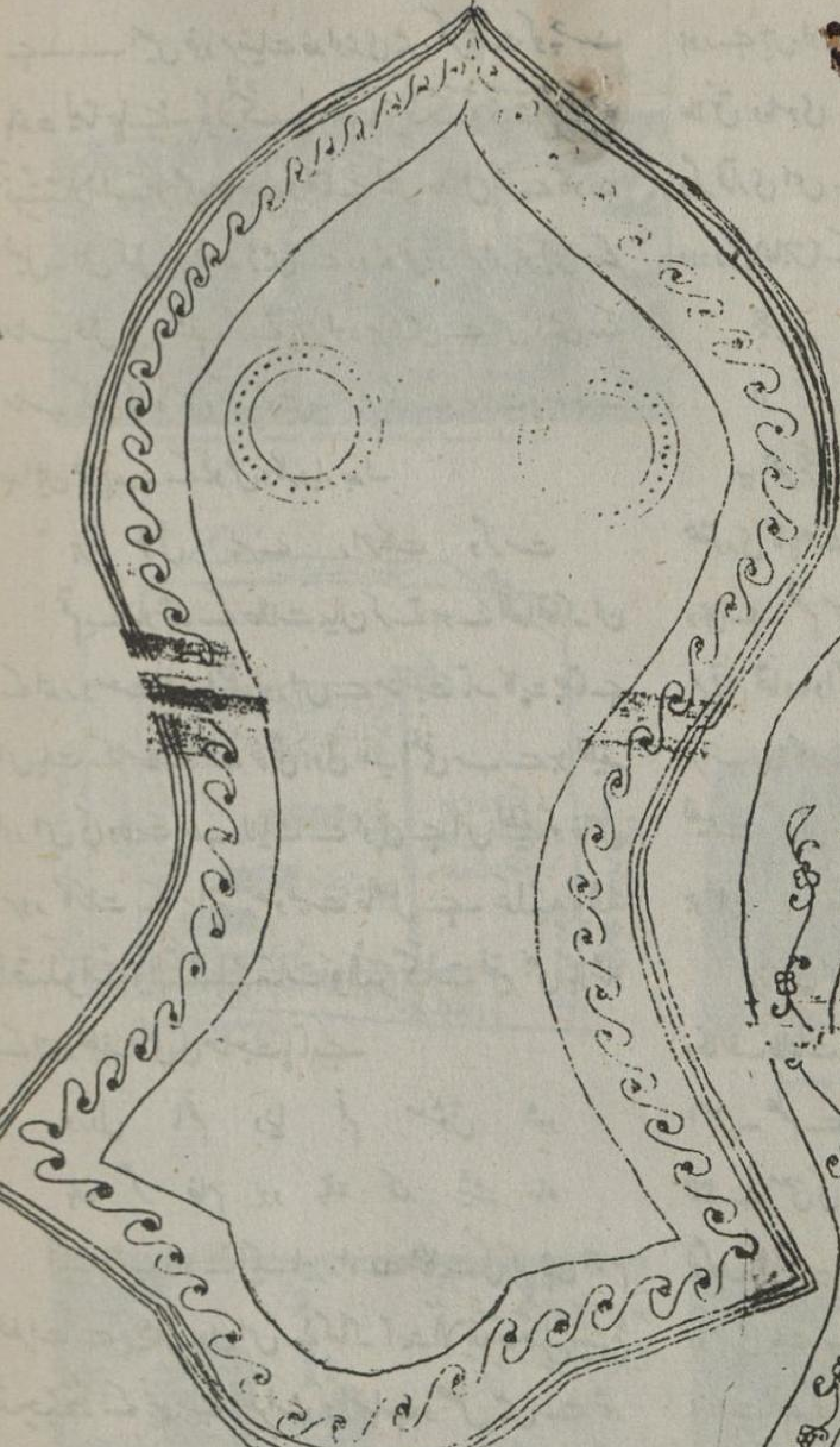
ہجر یکہ بود مراد محبوب
از وصل ہزار بار خوشتر

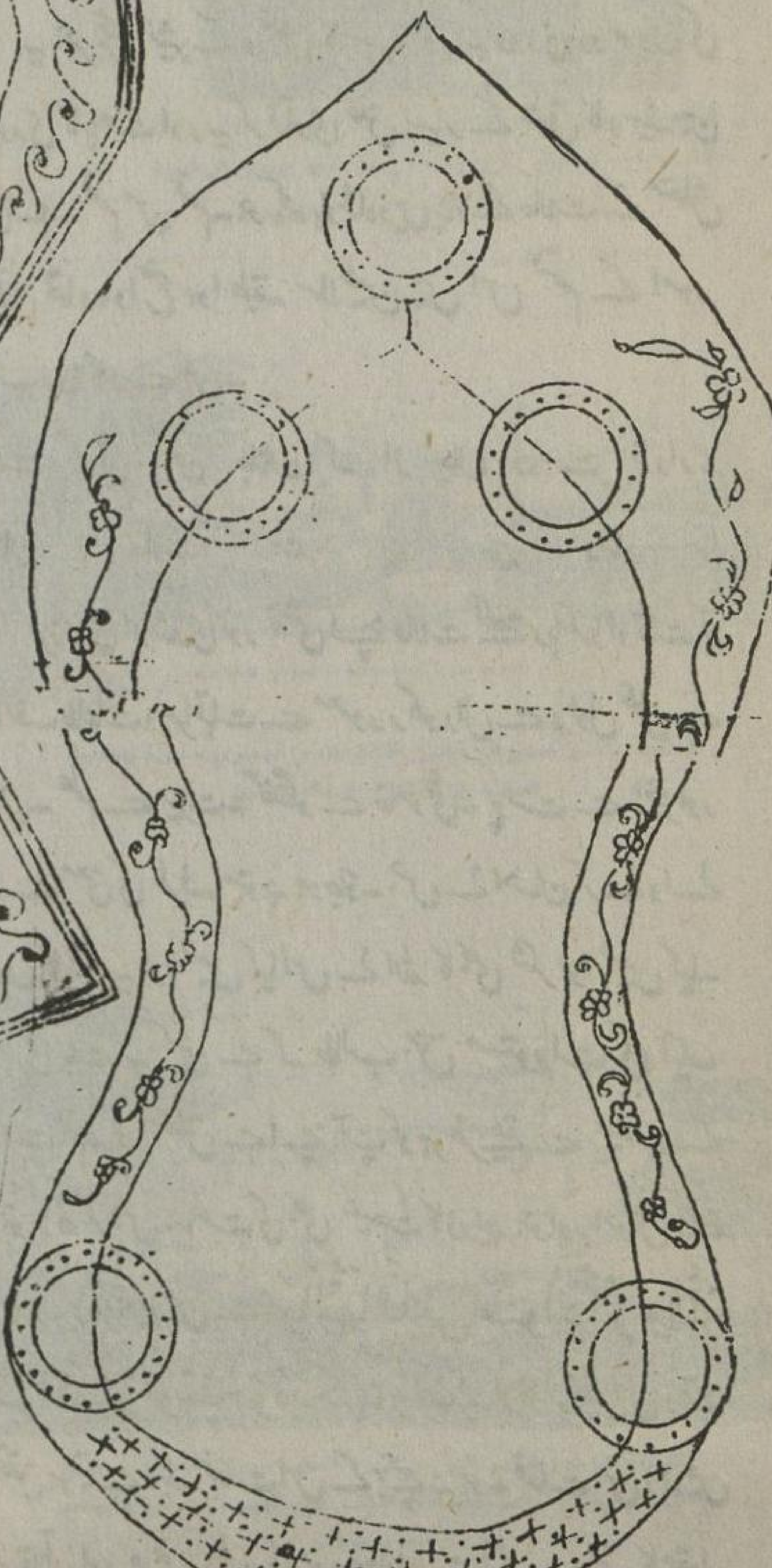
یہ ہجر جمع کثیر کے وصل کا سبب اور یہ دوری دوسروں کی حضوری کا باعث اور یہ گرفتاری خلق بسیار کے شوق کا وسیلہ بن رہی ہے۔ فہم من فہم۔ جو کچھ بادشاہ دیں پناہ کے حالات کے متعلق مرقوم تھا وہ واضح ہوا طبقہ سلاطین میں اس قسم کے امور غرائب روزگار سے ہیں۔

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تردارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

فرزندی ارشدی نور چشمی اپنے حالات لکھتے رہا کرو اوقات کو وظائف طاعات ومراقبات سے معمور رکھو دال سے مدلول ظل سے اصل۔ علم سے حیرت۔ گفتگو سے خاموشی۔ پوست سے مغز اور لفظ سے معنی کی طرف متوجہ ہوجاؤ۔ جس نے احسان کرنے والے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا بھی شکر ادا نہیں کیا۔ دوسری بات یہ کہنی ہے کہ طالب حق مستورات کی ایک جماعت تم سے متعلق ہے اپنے آپ کو ہر طریقے سے جمعیت کے ساتھ رکھ کر اس جماعت کی بھی جمعیت کا ذریعہ بنو اور احوال لکھتے رہا کرو۔ (قرآن میں ہے) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ذکر کثیر اس وقت متحقق ہوتا ہے جبکہ غفلت اس کے پیچھے نہ ہو۔ غفلت اس راہ میں سم قاتل اور مرض باطن کی ممد ومعاون ہے ایک درویش کا مقولہ

جوانوں کو مری آہِ سحر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے
خدایا آرزو میری یہی ہے
مرا نورِ بصیرت عام کر دے





محبت کا جنوں باقی نہیں ہے
مسلمانوں میں خوں باقی نہیں ہے
صفیں کج دل پریشاں سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں باقی نہیں ہے

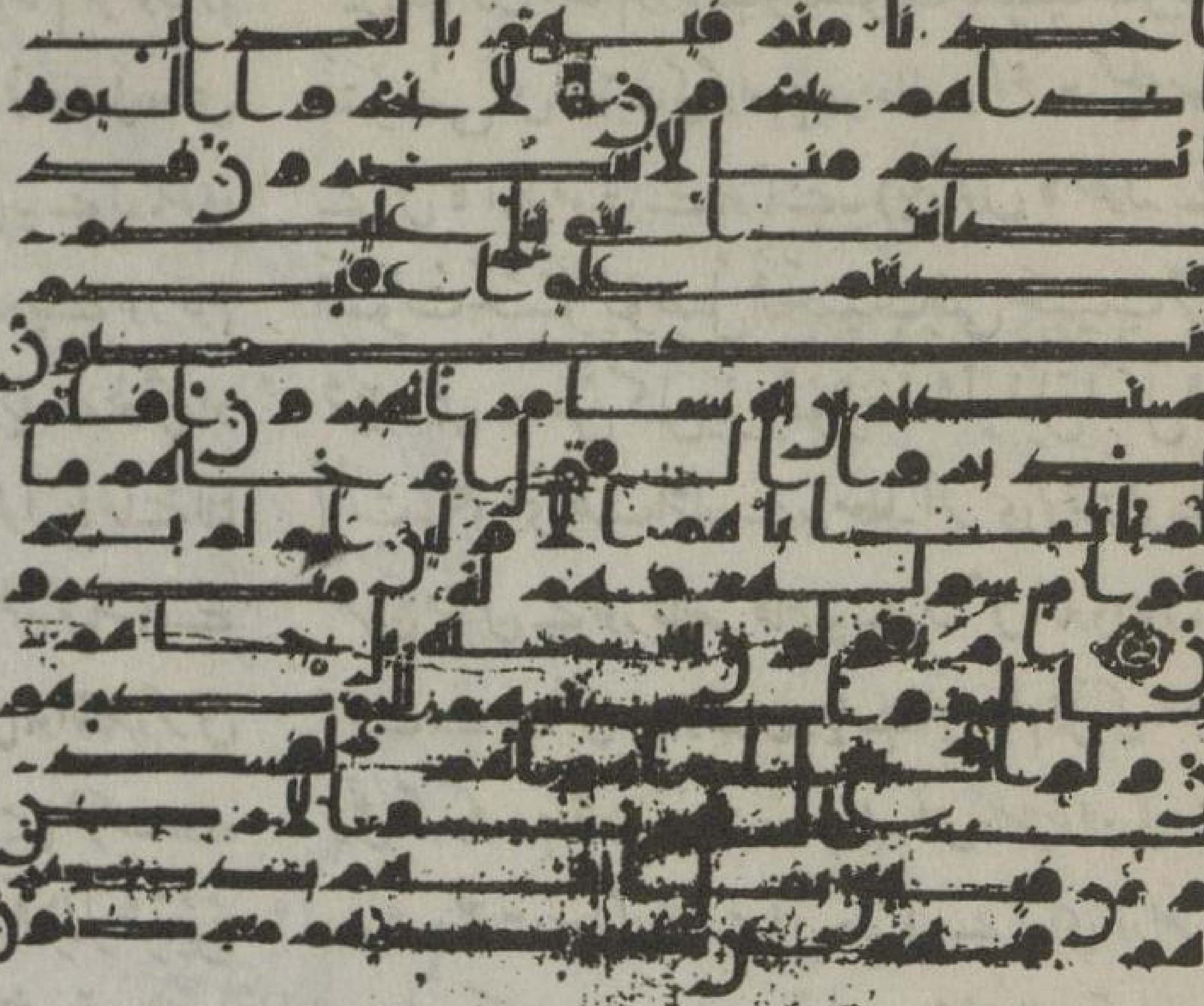
ہے کہ اگر کوئی سعادت مند اللہ تعالیٰ کی طرف تمام عمر متوجہ رہا اور ایک لحظہ اس سے غافل ہو گیا تو جو چیز اس سے فوت ہوئی وہ اس سے زیادہ ہے جو اسے حاصل ہوئی اس ذکر کا کمال یہ ہے کہ ماسوی میدان سینہ سے اپنا بوریا بستر باندھ کر رخصت ہو جائے اور تمام مطلوبات سے سینہ پاک و مصفا ہو جائے نہ خوشی دنیا سے خوش ہو نہ غم دنیا سے غمگین ہو اگر "تکلفاً" بھی ماسوی کو اپنے سامنے لانا چاہے وہ سامنے نہ آسکے بوجہ اس نسیان کے جو باطن کو ماسوی سے حاصل ہو گیا ہے۔ اگر اس قسم کا نسیان حاصل نہیں ہوا تو پھر ذکر حق یاد ماسوی سے آمیزش کئے ہوئے ہوگا اور جس چیز میں شرکت ہو وہ شایان بارگاہ قدس نہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ؟ سیر الی اللہ اس مقام پر انجام کو پہنچ جاتی ہے اس کے بعد سیر فی اللہ اور سیر در کمالات اسمائی و صفاتی شروع ہوتی ہے یہ دوسری سیر سیر معشوق در عاشق کہلاتی ہے اس لئے کہ عاشق اس مقام میں سیر سے سیراب ہو چکا ہوتا ہے۔

آئینہ صورت از سفر دور ست
کاں پذیرائے صورت از نور ست

پس عالی ہمت لوگوں کی نظر عالم آخرت پر ہوتی ہے وہ اس عالم فانی کے عارضی کمالات سے دھوکے میں نہیں آتے اور سیراب نہیں ہوتے اسی بنا پر آنسرور انس وجاں صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق حدیث میں خبر دی گئی ہے۔ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْحُزْنِ مُتَوَاصِلَ الْفِکْرِ آنحضرت صلی اللہ وسلم باوجود ان کمالات کے جو آپ کو حاصل تھے دنیا سے خوش نہیں تھے اس سے اعراض کئے ہوئے تھے بالاخر اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی زبان سے ادا فرماتے ہوئے آخرت کی طرف سدھار گئے آخرت میں ظاہر ہے کہ آپ کا یہ حزن و غم دور ہی ہو جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اس لئے کہ مقام آخرت مقام حزن نہیں ہے حزن کا مقام تو دنیا ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی اس حقیقت کی گواہ ہے وہ معاملہ جو آخرت کیلئے موعود ہے اس کا آغاز موت سے ہوتا ہے۔ (بزرگوں کا مقولہ ہے) اَلْمَوْتُ جَسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلٰی حَبِیْبِ قرآن شریف میں ہے مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ یہ بھی اسی طرف اشارہ ہے یہ معاملہ اگر کسی کو نماز میں جو کہ معراج مومن ہے اور خلاصہ کلام یہ ہے کہ محل شادی اور رضا آخرت ہے اور محل درد و فقدان دنیا ہے اس عالم فانی کی بہترین پونجی اگر کچھ ہے تو وہ درد و اندوہ ہے اور اس دسترخوان کی سب سے عمدہ نعمت سوز گداز ہے اس جگہ کی بے آرای آرام ہے اور یہاں کے سوز میں ساز ہے یہاں پر وصل طلب کرنا دریا کو کوزے میں ڈھونڈھنا اور آفتاب کو طشت آب میں تلاش کرنا ہے یہ عالم فانی ایک مزرعہ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا یہاں پر وہاں کیلئے جس قدر افزونی زراعت کی جائے گی ثمرات بے اندازہ کی امید ہے یہ دار عمل ہے دار اجر تو آگے آرہا ہے وقت عمل میں اجرت طلب کرنا بیکار بات ہے البتہ اگر کسی (خاص بندے) کو دنیا ہی میں حکم آخرت عطا فرما دیں۔

اگرچہ ایں لحظہ ممکن کار شب نیست
زبخت مقبلاں ایں ہم عجب نیست

سلطان الہند اورنگزیب عالمگیر شاہجہاں کے صاحبزادے تھے ۱۰۲۸ھ کو پیدا ہوئے۔ پچاس برس ۲۷ یوم حکومت کر کے ۲۸ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ بروز جمعہ دکن میں انتقال کیا رَوْحٌ وَّرَیْحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیْمٍ سے تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے خلد آباد (دکن) میں مدفون ہوئے اکانوے سال تیرہ یوم کی عمر ہوئی۔ تفسیر و حدیث پر کافی عبور درویش مزاج ماہر علم دین عدل گستر اور انتہائی شجیع و مدبر تھے ان کے حسن سیرت اور تقوی شعار حافظ قرآن بھی تھے۔



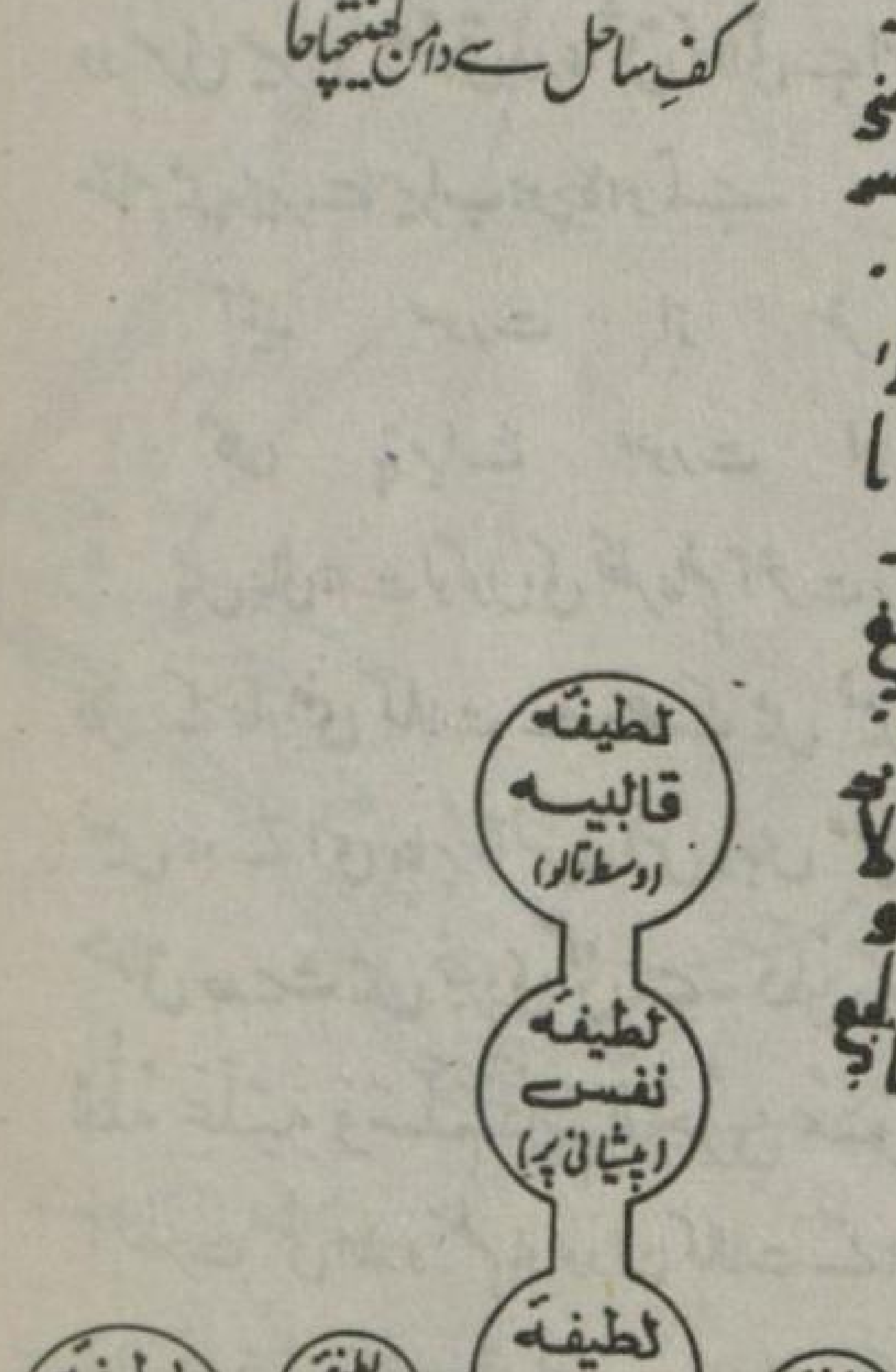
عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زُمرۂ لایحزنوں کر

خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحبِ جنوں کر

خودی کے زور سے دنیا پہ چھا جا
مقامِ رنگ و بو کا راز پا جا

برنگِ بحر ساحل آشنا رہ
کفِ ساحل سے دامن کھینچتا جا





ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے
بتا کیا تو مرا ساقی نہیں ہے

سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم
بخیلی ہے یہ رزّاقی نہیں ہے

حضرت خواجہ سیف الدین سرہندی نبیرہ حضرت مجدد سے سلوک طے کیا تھا۔ مذہبی معاملات کے بے حد پابند تھے حنفی المذہب فرائض خمسہ کی پابندی اور ان کے اجراء میں بے حد کوشاں رہتے تھے ہمیشہ باوضو اور کلمہ طیبہ ودیگر اوراد وظائف نماز اول وقت مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔ جمعہ کی نماز مسجد کبیر میں عام آدمیوں کے ساتھ پڑھتے تھے۔ زکوۃ شرعی کی ادائیگی ادائے صوم اور پابندی تراویح رمضان کے اعتکاف فرماتے تھے۔ حرمین شریفین میں غریب زائرین ومجاہدین کیلئے رقم کثیر حجاج کا ایک گروہ بادشاہ کی نیابت میں طواف حج وسلام رسانی میں ہمیشہ مصروف، مزامیر سے غیر مشروع لباس چاندی سونے کے برتنوں سے اجتناب تھا۔ مجلس میں کبھی غیبت نہیں ہوسکتی تھی روز دو یا تین مرتبہ منظر عام پر تشریف لاتے تھے شکایات سنتے زنان بازاری اور فواحش ومنکرات کے شیدائی دارالحکومت سے خارج کردیئے گئے تھے۔ احتساب کا محکمہ قائم تھا مجرمین سے باز پرس شہروں میں خیرات خانے قائم کئے، شفاخانے سرائیں سڑکیں دولاکھ روپے کے صرف سے فتاوی عالمگیری کو مرتب کرایا علماء کے لئے وظائف مشائخ کے لئے بھی رقم مقرر کی وظائف میں وہ مسلم وغیر مسلم کا فرق نہیں کرتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے قرآن شریف لکھتے تھے ایک قرآن جو بادشاہ بننے سے پہلے لکھا تھا اس کو مکہ معظمہ بھجوایا اور دوسرا قرآن جو بعد جلوس لکھا تھا سات ہزار روپے کی جلد بندھوا کر مدینہ منورہ کو بھیجا فن انشاء کبھی شعر بھی۔

غم عالم فراواں است ومن یک غنچہ دل دارم
چساں درشیشہ ساعت کنم ریگ بیاباں را

۱۱۱۸ھ جمعہ کو فجر کی نماز کے لئے باہر آئے تھے عین عالم نزع میں تسبیح وتہلیل میں رہے روضہ جنت کی راہ لی۔

ظلامِ بحر میں کھو کر سنبھل جا
تڑپ جا پیچ کھا کھا کر بدل جا

نہیں ساحل تری قسمت میں اے موج
ابھر کر جس طرف چاہے نکل جا



خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

یہ نکتہ میں نے سیکھا بوالحسن سے
کہ جاں جاتی نہیں مرگِ بدن سے

چمک سورج میں کیا باقی رہے گی
اگر بیزار ہو اپنی کرن سے

دِلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر
حریمِ کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے
اُسے بازوئے حیدرؓ بھی عطا کر

ہے یاد مجھے نکتۂ سلمانِ خوش آہنگ
دُنیا نہیں مردانِ جفاکش کیلئے تنگ
چیتے کا جگر چاہیے شاہیں کا تجسس
سکتے ہیں بے روشنی دانش افرنگ

هو الله الذی لا اله الا هو الرحمن الرحیم

الملك القدوس السلام المؤمن المهیمن العزیز الجبار

المتکبر الخالق البارئ المصور الغفار القهار

الوهاب الرزاق الفتاح العلیم القابض الباسط الخافض

الرافع المعز المذل السمیع البصیر الحکم

العدل اللطیف الخبیر الحلیم العظیم الغفور

الشکور العلی الکبیر الحفیظ

المقیت الحسیب الجلیل الکریم

الرقیب المجیب

الله محمد

الواسع الحکیم

الودود المجید

الباعث الشهید الحق الوکیل

القوی المتین الولی الحمید

المحصی المبدئ المعید المحیی الممیت الحی

القیوم الواجد الماجد الواحد الاحد الصمد

القادر المقتدر المقدم المؤخر الاول الآخر الظاهر

الباطن الوالی المتعالی البر التواب المنعم

المنتقم العفو الرؤف مالك الملك ذوالجلال والاکرام

الرب المقسط الجامع الغنی المغنی المعطی

المانع الضار النافع النور الهادی البدیع الباقی

Bio-Plasgen No. 1 (Anaemia)
Components Calc phos., Ferrum phos., Natr mur., Kali phos

اینیما بائیو پلاسیجن نمبرا

غیر متوازن غذا کا استعمال، غیر صحت مند ماحول میں رہائش خون کی کمی کا سبب بنتے ہیں۔ اس کے علاوہ جسم کے کسی حصے پر چوٹ لگ جانے سے یا سر پر شدید ضرب کی وجہ سے خون کا زیادہ مقدار میں ضائع ہوجانا بھی خون کی کمی کا نمایاں سبب بن جاتا ہے۔ خون کی کمی اور خون زائل ہو جانے کی وجہ سے جلد کمزور ہوجاتے ہیں۔ یرقان، اختلاجِ قلب، رعشہ، اعصابی کمزوری کے آثار نمایاں نظر آتے ہیں۔ بائیو پلاسیجن نمبرا گولیاں خون کی کمی کو پورا اور اس کے ضمنی اثرات سے پیدا ہونے والے امراض کا ایک مستقل اور دیرپا علاج ہے۔
خوراک: بڑوں کیلئے چار، بچوں کیلئے دو گولیاں دن میں چار مرتبہ ہر تین گھنٹہ بعد

Bio-Plasgen No. 4 (Constipation)
Components Calc Fluor., Kali mur., Natr mur., Silicea

۴۔ قبض بائیو پلاسیجن نمبر۴

جب جگر کا عمل کمزور اور بے حس ہوجاتا ہے تو خون کی فراہمی انسانی جسم میں متاثر ہوکر آنتوں کے لئے مشکل کا سبب بنتی ہیں جس کی وجہ سے اجابت خشک، سخت اور کالی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ قبض ہوجانے کی صورت میں سر بھاری، منہ کا ذائقہ خراب اور زبان پر لیس دار تہہ کی رطوبت کا احساس رہتا ہے۔ بائیو پلاسیجن نمبر۴ گولیاں جگر کا فعل درست کرکے آنتوں کو خون کی فراہمی اور قبض سے پیدا ہونے والے مضر اثرات کو دور کرتی ہیں۔ نیز اس دوا کا لمبے عرصے تک استعمال قبض جیسے موذی مرض سے مکمل نجات دلاتا ہے۔
خوراک: بڑوں کے لئے چار، بچوں کے لئے دو گولیاں دن میں چار مرتبہ ہر تین گھنٹہ بعد۔

Bio-Plasgen No. 7 (Diabetes)
Components Calc phos., Ferrum phos., Kali phos., Natr phos., Natr sulf

۷۔ ذیابیطس بائیو پلاسیجن نمبر۷

سلسل البول، پیاس، منہ خشک ہونے لگیں، نیند کی کمی، اعصابی پژمردگی، نقاہت افسردگی، جگر میں گلوکوز کی کمی واقع ہوجانے سے ظاہر ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے گردے اور اعصابی عمل اپنا فعل چھوڑنے لگتے ہیں۔ جگر، گردے اور اعصابی عمل کی خرابیاں ذیابیطس جیسے مرض کو جگہ دیتی ہیں۔ بائیو پلاسیجن نمبر۷ گولیاں جگر، گردے اور اعصابی نظام کو درست رکھنے میں معاون و مددگار ہیں۔ پیاس، ہونٹ خشک ہونے، نیند کی کمی اور اعصابی پژمردگی، نقاہت اور افسردگی کا انسان شکار نہیں ہوتا نیز شوگر کی وجہ سے گردوں اور اعصاب پر پیدا ہونے والے بداثرات کو زائل کرتا ہے۔
خوراک: بڑوں کیلئے چار، بچوں کیلئے دو گولیاں دن میں چار مرتبہ ہر تین گھنٹہ بعد۔

Bio-Plasgen No. 9 (Dysentery)
Components Ferrum phos., Kali mur., Kali Phos. Magn phos.

۹۔ پیچش بائیو پلاسیجن نمبر۹

پیچش کے مرض میں جلدی جلدی اجابت کی خواہش ہوتی ہے۔ اور اجابت آنے میں تکلیف ساتھ میں آنوں اور بعض دفعہ خون بھی آنے لگتا ہے۔ جس کی وجہ سے پاخانہ کی جگہ میں جلن اور خراش پیدا ہوجاتی ہے۔ بائیو پلاسیجن نمبر۹ گولیاں پیچش کے مرض میں اپنا بھرپور اثر دکھاتی ہیں
خوراک: بڑوں کیلئے چار، بچوں کیلئے دو گولیاں دن میں چار مرتبہ ہر تین گھنٹہ بعد

Bio-Plasgen No. 11 (Fever)
Components Ferrum phos., Kali mur., Natr. mur., Kali sulf., Natr. sulf

۱۱۔ بخار بائیو پلاسیجن نمبر۱۱

ہر قسم کا بخار چاہے ٹھنڈ لگ جانے سے ہو یا کسی بھی سوزش کی وجہ سے، پھیپھڑوں کے پردول کی سوزش کا نتیجہ ہو یا جسم سے پیپ آنے کے رُجحان کی وجہ سے ان تمام امراض کے ازالے میں بائیو پلاسیجن نمبر۱۱ گولیاں اپنا بھرپور اثر دکھاتی ہیں۔
خوراک: بڑوں کیلئے چار، بچوں کیلئے دو گولیاں دن میں چار مرتبہ ہر تین گھنٹہ بعد

Bio-Plasgen No. 12 (Headache)
Components Ferrum phos., Natr mur., Kali phos., Magn phos

۱۲۔ دردِ سر بائیو پلاسیجن نمبر۱۲

سر میں درد کسی بھی کھنچاؤ، خون کا دباؤ دماغ کی طرف، اعصابی کمزوری کی وجہ سے، نیند کی کمی کا پورا نہ ہونا، جگر کے فعل کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض حالات میں اکثر و بیشتر شام کے وقت یا بند کمرے میں رہ کر کھلی فضا میں آنے کے بعد ٹھیک ہوجاتا ہے۔ بائیو پلاسیجن نمبر۱۲ گولیاں اپنی تمام خوبیوں کے ساتھ دردِ سر کے لئے تیار کی گئی ہیں۔
خوراک: بڑوں کیلئے چار، بچوں کیلئے دو گولیاں دن میں چار مرتبہ ہر تین گھنٹے بعد۔

Bio-Plasgen No. 13 (Leucorrhoea)
Components Calc phos., Kali sulf., Kali phos., Natr mur

۱۳۔ لیکوریا بائیو پلاسیجن نمبر۱۳

لیکوریا کا مرض ذہنی و جسمانی کمزوری، پریشانی، جنسی خواہش کو دبا دینے کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس مرض میں اندامِ نہانی سے بدبودار رطوبت کا اخراج ہوتا ہے۔ بائیو پلاسیجن نمبر۱۳ گولیاں لیکوریا سے متعلق امراض کا کامیاب علاج ہیں۔ نیز ایامِ ماہواری، دورانِ حمل، زمانۂ سوتوقی حیض کی تکالیف اور بسٹریا جیسے امراض کا بھی ایک مستقل علاج ہے۔
خوراک: چار گولیاں دن میں چار مرتبہ ہر تین گھنٹہ بعد

Bio-Plasgen No. 15 (Menstruation Troubles)
Components Calc phos., Ferrum phos., Kali phos., Magn phos., Kali sulf

۱۵۔ تکالیفِ حیض بائیو پلاسیجن نمبر۱۵

حیض میں بے قاعدگیاں پیدا ہونا، نوجوان خواتین میں قلتِ ماہواری کی شکایت، حیض کا جلدی جلدی آنا اور دیر پا رہنا، ادھیڑ عمر کی خواتین میں حیض کا بہ افراط ہونا ایسی تمام تکالیف خواتین میں اکثر پائی جاتی ہیں۔ بائیو پلاسیجن نمبر۱۵ گولیاں حیض کی تمام تکالیف کے لئے ایک مستقل علاج ہیں۔
خوراک: چار گولیاں دن میں چار مرتبہ ہر تین گھنٹہ بعد

Bio-Plasgen No. 17 (Piles)
Components Calc fluor., Kali phos., Ferrum phos., Kali mur

۱۷۔ بواسیر بائیو پلاسیجن نمبر۱۷

بائیو پلاسیجن نمبر۱۷ گولیاں بواسیر کے مرض کے لئے ایک مستند دوا ہے جو بواسیری مسّوں، ہر قسم کی بواسیر، بیرونی بواسیر جس میں قطعی ناقابلِ برداشت درد یا بغیر درد کے خون آتا ہو۔
خوراک: بڑوں کیلئے چار، بچوں کے لئے دو گولیاں دن میں چار مرتبہ۔ ہر تین گھنٹے بعد

۲۰۔ جلدی امراض بائیو پلاسیجن نمبر۲۰

جسم پر پھنسیاں، چھالے، سرخ دھبے، پیپ والے دانے، سر میں خشکی، بعض دفعہ شدید بخار کی وجہ سے ہونٹوں پر نکلنے والے دانے، ایگزیما اور خواتین کے رحم میں خرابی کی وجہ سے جلدی امراض پیدا ہوجاتے ہیں۔ بائیو پلاسیجن نمبر۲۰ گولیاں تمام جلدی امراض میں استعمال کرنے کے لئے اپنی مثال آپ ہیں۔
خوراک: بڑوں کیلئے چار، بچوں کے لئے دو گولیاں دن میں چار مرتبہ ہر تین گھنٹہ بعد

۲۵۔ تیزابیت، گیس اور بدہضمی بائیو پلاسیجن نمبر۲۵

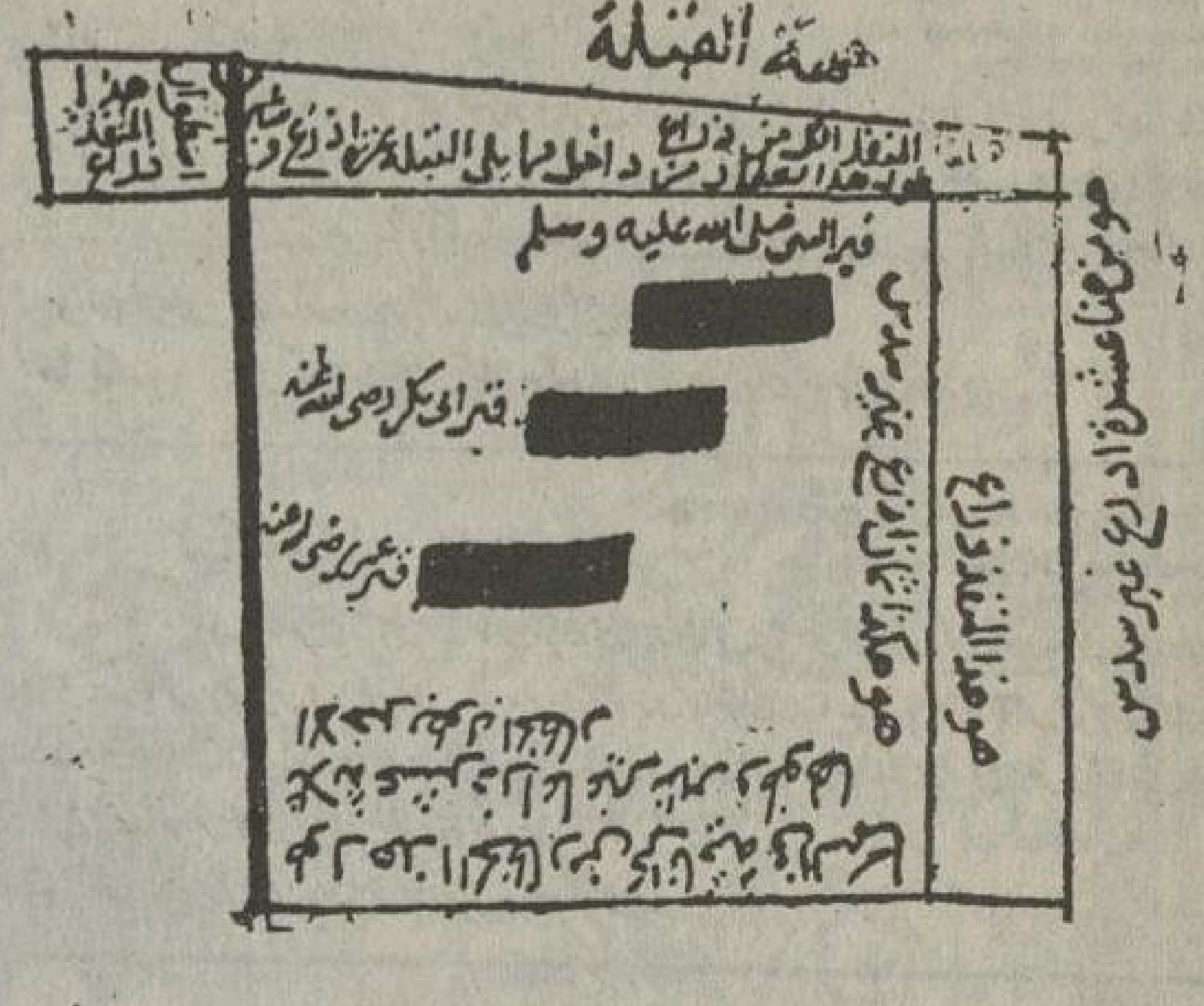
معدے کی بے قاعدگی کی وجہ سے غذا ہضم نہیں ہوتی جس کی وجہ سے معدے میں تیزابیت پیدا ہوکر گیس کی شکل اختیار کرلیتی ہے اور پیٹ میں اپھارہ، ریاحی درد، صفرہ کی زیادتی، مروڑ اور سر میں درد رہتا ہے۔ معدے کی خرابی کی وجہ سے غذا کے ہضم نہ ہونے سے خون بننے کا عمل رُک جاتا ہے

۲۶۔ وضعِ حمل میں آسانی بائیو پلاسیجن نمبر۲۶

بائیو پلاسیجن نمبر۲۶ گولیاں اگر دورانِ حمل استعمال کرلی جائیں تو زچگی کے وقت دردِ زہ میں آسانی پیدا ہوکر وضعِ حمل میں آسانی ہوجاتی ہے۔ نیز دورانِ حمل بچے کی نشوونما میں مدد اور حمل کے بعد بچے کو صحت مند رکھنے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔
خوراک: دن میں چار مرتبہ چار گولیاں ہر تین گھنٹہ بعد

۲۷۔ قوتِ حیات کی کمی بائیو پلاسیجن نمبر۲۷

قوتِ حیات کی کمی کی وجہ سے کمزوری اور نقاہت ہوجاتی ہے جس کا اثر انسان کی جنسی صلاحیت پر پڑتا ہے اور منی کا اخراج غیر ارادی طور پر ہوتا رہتا ہے۔ اگر قوتِ حیات زائل ہونے لگے تو یہ سلسل لگے چل کر اپنے ضمنی اثرات دکھاتا ہے۔



ذیل میں قطب الارشاد حضرت اقدس امام پھلوی نور اللہ مرقدہ کی چند بشارات منامیہ ذکر کی جاتی ہیں جو کہ آپ نے اپنے دست مبارک سے اپنی کتاب "حسن حصین" میں تحریر فرمائیں۔ سوائے ایک بشارت کے چونکہ سب عربی میں ہیں اس لئے ترجمہ بھی کروا گیا ہے۔

(۱) رایت بحمد اللہ ونعمتہ لیلۃ الثلثاء فی رجب ۵۳ھ اکرم الخلق علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام دائمۃ۔ فلقیتہ ماء۔ الحمد للہ رب العلمین حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ ومبارکا علیہ۔

ترجمہ۔ اللہ پاک کے احسان و فضل کے ساتھ رجب ۵۳ھ منگل کی رات میں مجھے اس ہستی کی زیارت نصیب ہوئی جو مخلوق میں سب سے زیادہ معزز و مکرم ہیں۔ آپ پر اور آپ کی آل پر ہمیشہ درود و سلام ہو۔ (زیارت کے دوران) میں نے آپ کو پانی پلایا۔ ہر قسم کی عمدہ پاکیزہ اور بے نہایت تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔

(۲) ھکذا رایت فی ۵۳ھ اکرم الخلق علیہ وعلی الہ واصحابہ الصلوۃ والسلام دائمۃ فاجلسنی مع نفسہ الشریف علی المائدۃ فاکلت معہ شبعا الحمد للہ رب العلمین حمدا کثیرا مبارکا فیہ ومبارکا علیہ۔

ترجمہ۔ اسی طرح ۵۳ھ کو میں اکرم الخلق کی زیارت سے مشرف ہوا۔ آپ پر اور آپ کی آل و اصحاب پر ہمیشہ صلوۃ و سلام ہو۔ آپ نے مجھے دسترخوان پر اپنے ساتھ بٹھایا پھر میں نے آپ کے ساتھ سیر ہو کر کھانا کھایا۔

(۳) ھکذا رایت لیلۃ العرفۃ فی ذی الحجۃ ۵۳ھ الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ ومبارکا علیہ۔

ترجمہ۔ اسی طرح ۵۳ھ ذی الحجہ کی رات میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوا

(۴) ھکذا رایت فی ذیقعدۃ ۵۸ھ ان اکرم الخلق لسکن فی مسکنی وانا راغب الناس فی زیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ۔ اسی طرح ذی قعدہ ۵۸ھ کو میں زیارت مبارک سے مشرف ہوا اور دیکھا کہ اکرم الخلق صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں فروکش ہیں اور میں لوگوں کو آپ کی زیارت کیلئے ترغیب دے رہا ہوں۔

(۵) رایت فی ۶۰ھ انی اشرب من مائہ فی مسکنہ المبارک۔

ترجمہ۔ ۶۰ھ میں میں زیارت سے مشرف ہوا اور دیکھا کہ میں آپ کے گھر مبارک میں آپ کا (بچاہوا) پانی پی رہا ہوں۔

(۶) بفضل اللہ وکرمہ رایت اکرم الخلق صلی اللہ علیہ وسلم فی سفر الحج ۶۷ھ ومرۃ زرت فتکلم معی بکلمات۔

ترجمہ۔ ۶۷ھ میں حرمین شریفین کے سفر میں زیارت باسعادت نصیب ہوئی۔ اور ایک مرتبہ زیارت نصیب ہوئی تو آپ نے میرے ساتھ کچھ گفتگو فرمائی۔

(۷) ھکذا رایت بفضل اللہ وکرمہ سید المرسلین فی محرم ۷۲ھ فی نصف النہار یبلغ التوحید وعلیہ تاج النبوۃ والرسالۃ مربوعا احسن الصورۃ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ وسلاما دائمین متلازمین ثم انہ ابلغ التوحید وقبح عبادۃ الاصنام ثم ناظرت بابی لہب ثم بمشرک اخر فی مجلسہم الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ ومبارکا علیہ کما یحب ربنا ویرضی۔ عبد اللہ عفی عنہ مہتمم مدرسہ بہلوی۔

ترجمہ۔ اللہ کے فضل و کرم سے محرم ۷۲ھ کو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے دوپہر کے وقت مشرف ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانہ قد انتہائی خوبصورت شکل میں تھے۔ آپ پر ہمیشہ صلوۃ و سلام نازل ہو اور دیکھا کہ آپ توحید کی تبلیغ کر رہے ہیں اور آپ کے مبارک سر پر نبوت و رسالت کا تاج ہے آپ نے توحید کو خوب اچھی طرح بیان کیا اور بتوں کی قباحت و شناعت بیان کی پھر میں نے ابو لہب اور ایک دوسرے مشرک کے ساتھ ان کی مجلس میں مناظرہ کیا۔

(۸) ھکذا رایت بفضل اللہ تعالی وکرمہ سید المرسلین وعلیہ السلام اکرمہا واحومہا فی شعبان ۸۳ھ علیہ تاج منھب منور لم یر مثلہ الحمد للہ حمدا مبارکا کما یحب ربنا ویرضی۔

ترجمہ۔ ایسے ہی شعبان ۸۳ھ میں اللہ پاک کے فضل و احسان سے مجھے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ایسی حالت میں ہوئی کہ آپ کے سر پر ایک چمکدار نورانی بے مثل تاج تھا آپ پر سب سے اعلی و افضل دائمی صلوۃ و سلام نازل ہو۔

(۹) رایت رسول اللہ ﷺ منام فاستیقظ فنظر الینا الحمد للہ تعالی

ایک دوسرے موقع پر حضور کی زیارت ایسی کیفیت میں ہوئی کہ آپ آرام فرما رہے تھے اس کے فوری بعد آپ بیدار ہوئے تو آپ نے ہماری طرف شفقت بھری نگاہ کرم فرمائی۔

(۱۰) ہماری اصلی ۷۵ھ کو صوفی عبد الحکیم ماسٹر نے خواب میں دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ ایک چارپائی پر تشریف فرما ہیں اور بندہ بہلوی کے متعلق دیکھا کہ بارگاہ میں حاضر ہوں صوفی مذکور نے عرض کیا کہ میرے مرشد صاحب آئے ہوئے ہیں اور اللہ کے بندے ہیں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واقعی بڑے مخلص ہیں اور اللہ کے نیک بندے ہیں۔ انتہی۔ الحمد للہ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

تفسیر ابن کثیر اُردو | نواں پارہ | سورۂ اعراف

فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ

سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں

وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ

اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے ایسے لوگ

هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾

پوری فلاح پانے والے ہیں۔

جو لوگ نبیِ اُمّی کی پیروی کرتے ہیں اور مسلمان ہو جاتے ہیں، انھیں اِس پیش گوئی کا علم ہے جو ان کی کتابوں توریت و انجیل میں نبیِ اُمّی سے متعلق لکھی ہوئی ہیں. کتبِ انبیاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت مذکور ہے. جنھوں نے اپنی اپنی امت کو آپ کی بعثت کی خوشخبری دی ہے اور ان کا مذہب اختیار کرنے کی ہدایت کی ہے. ان کے علماء اور راہب اس چیز کو جانتے ہیں. مُسند امام احمد میں ہے کہ ایک بدوی نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں، میں دودھ بیچنے کے لئے مدینے گیا. بیع سے فارغ ہونے کے بعد میں نے کہا چلو اُن سے بھی (محمد ﷺ سے) مل لوں، اور اُن سے کچھ باتیں سُنوں. میں نے دیکھا کہ آپ ابوبکر و

اور عمرؓ کے ساتھ جا رہے ہیں، میں بھی پیچھے ہو لیا۔ یہ تینوں ایک یہودی کے گھر پہنچے جو تورات جانتا تھا۔ اس کا لڑکا قریب الموت تھا نوجوان اور خوبصورت۔ وہ اُس کے پاس بیٹھا تعزیت نفس کی خاطر توریت پڑھ رہا تھا حضرتؐ اس یہودی سے باتیں کرنے لگے اور کہا کہ تمھیں توریت نازل کرنے والے کی قسم ہے سچ بتاؤ اس میں میرا ذکر اور میری بعثت کی خبر بھی ہے کہ نہیں۔ اس نے سر ہلا کر کہا "نہیں" تو اس کا قریب الموت نوجوان لڑکا بول اُٹھا کہ توراۃ نازل کرنے والے کی قسم کہ ہم اپنی کتابوں میں آپ کی صفت اور بعثت کی خبر پاتے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں جب وہ مر گیا تو آپ نے کہا کہ یہ مسلمان ہے یہودیوں کو یہاں سے ہٹا دو۔ پھر آپ نے اس کے کفن اور نماز کا انتظام کیا یہ حدیث جیّد اور قوی ہے اور صحیح بخاری میں انسؓ سے مروی ہے۔

ہشام بن العاصؓ سے روایت ہے کہ ہرقل شاہِ روم کے پاس تبلیغ اسلام کے لئے میں اور ایک آدمی بھیجے گئے ہم چلے اور غوطہ دمشق تک پہنچے، جبلہ بن ایہم الغسانی کے محل کو گئے۔ وہ صاحبِ تخت تھا۔ ہمارے پاس ایک سفیر کو بھیجا کہ بات کرے کہ کیا کہنا ہے۔ ہم نے کہا ہم تم سے بات نہیں کریں گے۔ ہم بادشاہ سے بات کرنے کے لئے بھیجے گئے ہیں، اگر اس نے بلا لیا تو اسی سے بات کریں گے۔ ہمیں تم سے کچھ کہنا نہیں ہے۔ اس نے جا کر بادشاہ کو خبر کی۔ اُس نے بلا لیا اور کہنے لگا، کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔ ہشام بن العاصؓ نے اس سے گفتگو کی اور اسلام کی دعوت دی۔ وہ سیاہ کپڑے پہنے تھا۔ ہشامؓ نے کہا یہ سیاہ کپڑے کیوں ہیں؟ جبلہ نے کہا میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ یہ سیاہ لباس نہ اُتاروں گا جب تک کہ تم لوگوں کو شام سے نہ نکال دوں۔ ہم نے کہا خدا کی قسم ہم یہ تخت تم سے لینے والے ہیں اور ملک اعظم کا ملک بھی انشاء اللہ ہمارے قبضہ میں آجائے گا۔ ہمارے نبیؐ نے اس کی پیش گوئی فرما دی ہے۔ اس نے کہا تم وہ لوگ نہیں ہو۔ وہ ایسے لوگ ہوں گے کہ دن میں روزہ رکھتے ہیں، راتوں کو نماز پڑھتے ہیں۔ تم بتاؤ تمھارا روزہ کیسا ہے۔ ہم نے پوری طرح بتا دیا۔ تو گویا اس کے چہرے پر سیاہی سی دَوڑ گئی۔ اس نے کہا اچھا جاؤ بادشاہ سے ملو، اور ہمارے ساتھ ایک رہبر کر دیا۔ ہم اُس کی راہنمائی میں چلے اور جب ہم شہر کے قریب پہنچے تو ہمارے راہبر نے ہم سے کہا کہ تم ان سواریوں اور اونٹنیوں کو لے کر شہر میں داخل نہیں ہو سکتے تم چاہو تو ہم تمھارے لئے گھوڑے اور خچر مہیا کر دیں۔ ہم نے کہا خدا کی قسم ہم تو انھیں پر سوار رہیں گے۔ اس نے بادشاہ کو لکھ بھیجا کہ انھیں دوسری سواریوں پر بیٹھنے سے انکار ہے۔ بادشاہ نے اونٹنیوں پر ہی سوار آنے کی اجازت دیدی۔ ہم اپنی تلواریں لٹکائے بادشاہ کے محل تک پہنچے اپنی سواریاں وہاں بٹھا دیں۔ بادشاہ اپنے محل کے بالاخانے سے ہمیں دیکھ رہا تھا۔ ہم نے اُترتے ہی کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ خدا جانتا ہے کہ ہماری آوازِ تکبیر سے سارا محل لرز اُٹھا گویا آندھیوں نے اس کو ہلا دیا ہو۔ بادشاہ نے کہلا بھیجا کہ تم کو اپنے دین کا اس طرح مظاہرہ نہیں کرنا چاہیئے پھر ہمیں بُلا بھیجا۔ ہم داخلِ دربار ہوئے، وہ اپنی مسند پر بیٹھا ہوا تھا اور پوپ، پادری اور عمائدِ سلطنت اُس کے آس پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس کی مجلس کی ہر چیز سُرخ تھی، سارا ماحول سُرخ، اس کے کپڑے بھی سُرخ۔ ہم اس کے قریب گئے، وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ تم آپس میں جس طرح سلام کر لیا کرتے ہو، مجھے کیوں نہیں کیا؟ اُس کے پاس ایک فصیح الکلام عربی جاننے والا ترجمان موجود تھا۔ ہم نے اس کے ذریعہ یہ کہا کہ ہم باہم جو سلام کہہ لیا کرتے ہیں وہ آپ کے سزاوار نہیں اور آپ کا جو طریقہ ادبِ سلام ہے وہ ہمارے لئے سزاوار نہیں کہ وہ طریقہ تعظیم شیوۂ سلام و کلام ہم آپ کے لئے برتیں۔ اُس نے کہا تمھارا باہمی سلام کیسا ہوتا ہے؟

ہم نے کہا "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ"۔ اُس نے پوچھا، تم اپنے بادشاہ کو کس طرح سلام کرتے ہو؟ ہم نے کہا انھیں بھی اسی طرح۔ اس نے پوچھا کہ وہ کس طرح جواب دیتے ہیں؟ ہم نے کہا وہ بھی یہی الفاظ کہہ کر جواب دیتے ہیں۔ اس نے پوچھا تمھارا امتیازی نعرہ کیا ہے؟ ہم نے کہا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ. جب ہم نے یہ آواز بلند یہ کہا تو سارا محل لرز گیا حتیٰ کہ وہ گھبرا کر سر اُٹھا کر دیکھنے لگا کہ چھت تو نہیں گرے گی۔ وہ کہنے لگا یہ کلمہ جو تم نے کہا جس سے مکان ہل گیا تو جب کبھی تم اپنے گھروں میں کہتے ہو تو کیا تمہارے گھر بھی کانپ اُٹھتے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں، ہم نے ایسا کبھی نہیں کیا بجز آپ کے محل کے۔ کہا کیا اچھا ہوتا کہ جب کبھی تم لوگ یہ نعرہ لگاتے تو تمھاری ہر چیز بھی لرز اُٹھتی اور اس نعرہ کی زَد سے میرا آدھا ملک مار کھا جاتا، اور آدھا رہ جاتا۔ ہم نے پوچھا ایسا کیوں؟ تو کہا یہ آسان ہے اِس بات سے کہ امرِ نبوت مستحکم اور قائم ہو جائے۔ پھر ہم سے آنے کی غرض پوچھی، ہم نے مقصدِ تبلیغ بتا دیا۔ پوچھا تمھارا نماز روزہ کیسا ہوتا ہے؟ ہم نے معلوم کرا دیا۔ اس نے اَب ہمیں رخصت کیا۔ ہمیں ضیافت خانے میں ٹھہرایا، ہماری مہمانی کی۔ ہم وہاں تین دن ٹھہرے۔ پھر ایک رات ہمیں بُلا بھیجا۔ ہم گئے پھر ہم سے دریافت کیا، پھر ہم نے اپنا مقصد دُہرایا۔ اب اس نے ایک بہت بڑی چیز سونے چاندی سے جڑاؤ منگوائی، اس میں چھوٹے چھوٹے خانے بنے ہوئے تھے اس میں دروازے لگے ہوئے تھے۔ اس نے ایک خانہ کا قفل کھولا اور اس میں سے ایک سیاہ ریشمی کپڑا نکالا اس میں ایک سُرخ تصویر بنی ہوئی تھی۔ ایک آدمی کی تصویر تھی جس کی بڑی بڑی آنکھیں تھیں، موٹی رانیں، لمبی اور گھنی ڈاڑھی، سر کے بال دو حصّوں میں نہایت خوبصورت اور لمبے لمبے۔ کہنے لگا کیا اس کو جانتے ہو۔ ہم نے کہا نہیں۔ کہنے لگا یہ آدمؑ ہیں ان کے جسم پر بہت بال تھے۔ پھر اور ایک ڈبّے کا قفل کھولا۔ اُس میں سے بھی ایک سیاہ ریشمی کپڑا نکالا۔ اس میں ایک گورے رنگ کے آدمی کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ گھونگر والے بال، سُرخ آنکھیں، بڑا سا سر خوبصورت ڈاڑھی۔ کہنے لگا یہ نوح علیہ السلام ہیں۔ پھر اور ایک ڈبّے میں سے ایک اور تصویر نکالی۔ بہت ہی گورا رنگ خوبصورت سی آنکھیں، کشادہ پیشانی، کھڑا چہرہ، سفید ڈاڑھی، ہنس مُکھ صُورت۔ کہا جانتے ہو کہ کون ہیں؟ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک اور ڈبہ کھولا۔ ایک روشن اور گورے رنگ کی تصویر تھی اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تھی۔ پوچھا کیا انھیں جانتے ہو، ہم نے کہا ہاں، یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، تصویر دیکھ کر ہم پر رقّت طاری ہوگئی۔ وہ کہنے لگا کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ ہی محمد (صلعم) ہیں۔ پھر وہ کھڑا ہو گیا پھر بیٹھ گیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم کیا یہ وُہی ہیں؟ ہم نے کہا ہاں وہی ہیں اِس تصویر کو دیکھ کر تم یہ سمجھ لو کہ آپ ہی کو دیکھا ہے۔ پھر کچھ دیر تک اس صورت کو گھُورتا رہا۔ پھر کہا، یہ آخری ڈبہ تھا۔ لیکن میں نے اس کو سب کے آخر میں بتانے کے بجائے دوسرے ڈبّے چھوڑ کر درمیان میں بتا دیا تاکہ تمھاری سچّائی کا امتحان کروں۔ پھر اور ایک تصویر نکالی جو گندم گوں اور نرم صورت تھی۔ گھونگریالے بال، گڑی ہوئی آنکھیں، تیز نظر، غُصیلا چہرہ، جڑے ہوئے دانت، موٹے ہونٹ۔ کہنے لگا یہ موسیٰ علیہ السلام کی تصویر ہے، اس کے متصل ایک اور تصویر تھی جو شکل وصورت میں اس سے مُشابہت رکھتی تھی۔ مگر یہ کہ بالوں میں تیل پڑا ہوا کنگھی کی ہوئی، کشادہ پیشانی، آنکھیں بڑی۔ کہنے لگا یہ ہارون بن عمران ہیں۔ پھر ایک ڈبہ میں سے ایک تصویر نکالی۔ گندمی رنگ، میانہ قامت، سیدھے بالوں والا۔ چہرے سے رنج وغضب آشکار۔ کہنے لگا یہ لوط

علیہ السلام ہیں۔ پھر ایک سفید رنگ کا ریشمی کپڑا نکالا۔ ایک سنہرے رنگ کا آدمی جس کا قد طویل نہ تھا رخسار ہلکے تھے چہرہ خوبصورت تھا۔ کہا یہ حضرت اسحٰقؑ ہیں۔ پھر ایک اور دروازہ کھولا اس میں سے سفید ریشمی کپڑا نکال کر ہمیں دکھایا اس کی شکل اسحاقؑ کی تصویر سے بہت مشابہ تھی مگر اس کے ہونٹ پر تل تھا۔ کہا یہ یعقوبؑ ہیں۔ پھر ایک سیاہ کپڑے پر کی تصویر بتائی۔ گورا رنگ بہت خوبصورت چہرہ، چہرے پر نور اور اخلاص وخشوع کے آثار نمایاں، رنگ سرخی مائل، کہا یہ اسمٰعیلؑ ہیں۔ پھر اور ایک ڈبے میں سے سفید ریشمی کپڑا نکالا، جس کے اندر کی تصویر آدم علیہ السلام کی تصویر سے ملتی جلتی تھی، چہرے پر آفتاب چمک رہا تھا۔ کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں۔ پھر اور ایک تصویر نکالی۔ سُرخ رنگ، بھری پنڈلیاں، بڑی آنکھیں، بڑا پیٹ، ٹھنگنا قد، شمشیر آویزاں۔ کہا یہ داؤد علیہ السلام ہیں۔ پھر اور ایک تصویر نکالی۔ موٹی رانیں، لمبے پاؤں، گھوڑے پر سوار، کہا یہ سلیمان علیہ السلام ہیں۔ پھر اور ایک تصویر نکالی، جوان، سیاہ ڈاڑھی، گھنے بال، خوبصورت آنکھیں خوبصورت چہرہ، کہا یہ عیسٰی بن مریم علیہ السلام ہیں۔ ہم نے کہا یہ تصویریں آپ کو کہاں سے ملیں، ہم جانتے ہیں کہ یہ تصویریں ضرور انبیاءؑ کی ہوں گی۔ کیونکہ ہم نے اپنے نبی کی تصویر بھی صحیح پائی ہے۔ پھر کہنے لگا کہ آدم علیہ السلام نے خدا سے سوال کیا تھا کہ میری انبیاء اولاد کو مجھے بتا تو اللہ نے اُن انبیاءؑ کی تصویریں حضرت آدمؑ کو دیں، اس کو آدمؑ نے مغربی ملک میں محفوظ رکھ دیا تھا ذوالقرنین نے اس کو نکالا اور دانیال علیہ السلام کے سپرد کیا۔ پھر کہنے لگا کہ میں تو یہ چاہتا تھا کہ اپنا ملک چھوڑ دوں اور تم میں سے کسی کمترین کا غلام ہو رہوں، حتّٰی کہ مجھے موت آجائے۔

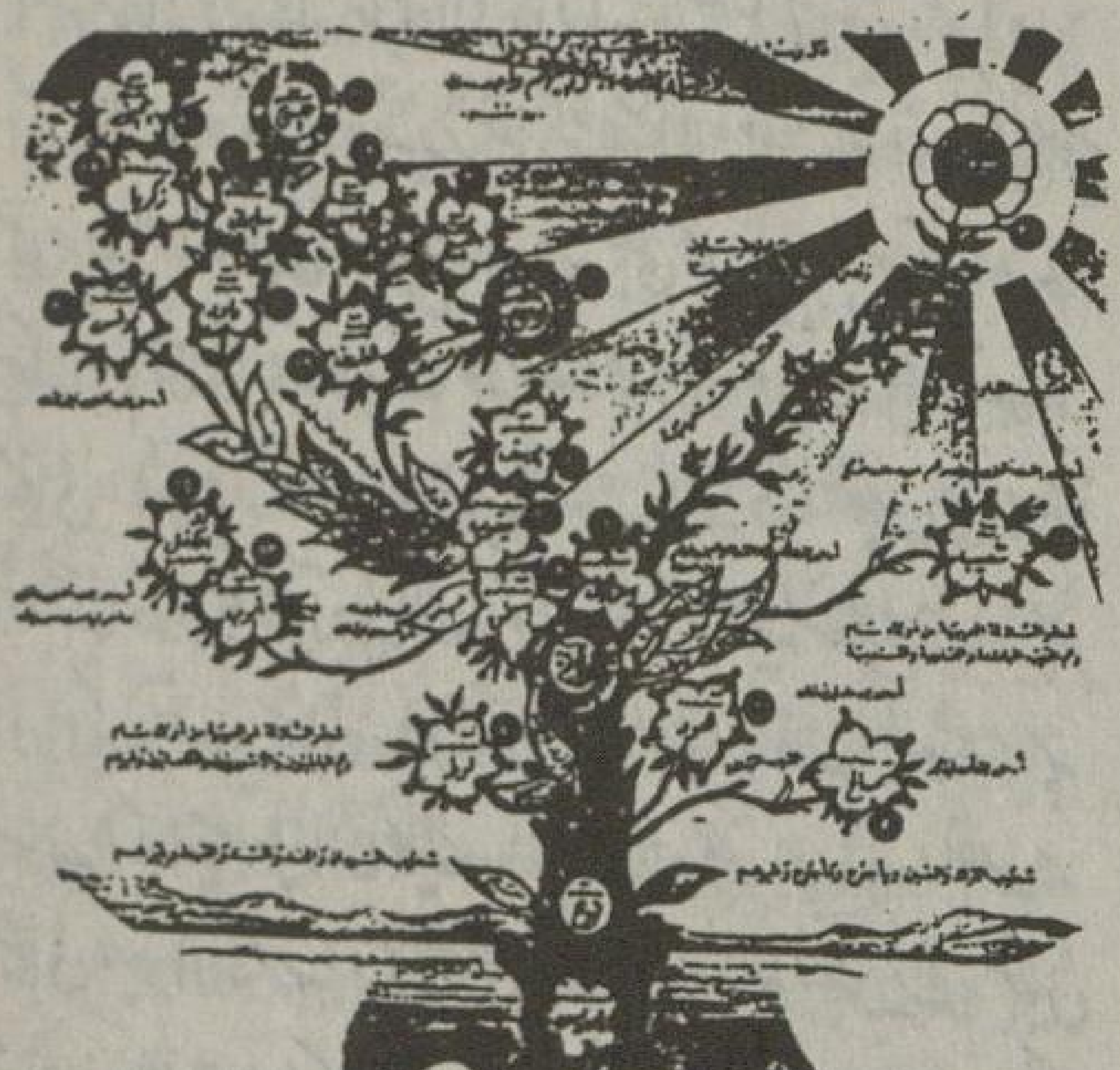
اب ہمیں رخصت کردیا، انعام واکرام دیا، جانے کے انتظامات کر دیئے۔ جب ہم ابوبکر صدیق رضؓ کے پاس آئے اُن سے یہ واقعہ بیان کیا تو وہ آبدیدہ ہوگئے اور کہا اگر اللہ تعالیٰ اُس کو توفیق دیتا تو وہ ضرور ایسا کرتا۔ پھر فرمایا کہ حضرتؐ نے ہمیں خبر دی ہے کہ یہود اپنی کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات پاتے ہیں۔ عطاء بن یسارؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمروؓ سے میں نے ملاقات کی اور توریت میں حضرتؐ سے متعلق پیش گوئی کو دریافت کیا، تو کہا ہاں خدا کی قسم توریت میں بھی آپ کا ایسا ہی ذکر ہے جیسے قرآن میں ہے کہ اے نبی! ہم نے تم کو امت کا گواہ بنادیا اور جنت کی خوشخبری دینے والا اور دوزخ سے ڈرانے والا اور عوام کا پشت پناہ بنایا ہے۔ تم میرے بندے اور رسول ہو تمہارا نام متوکّل ہے، تم نہ سخت گیر ہو نہ سنگ دل۔ تم کو اس وقت تک اللہ تعالیٰ نہ بلائے گا جب تک کہ اس غلط راہ چلنے والی قوم کو تم سیدھا نہ کرلو، اور جب تک وہ ایمان نہ لے آئیں اور ان کے دلوں سے پردے نہ اُٹھ جائیں اور کان سننے اور آنکھیں دیکھنے نہ لگیں۔ پھر عطاءؒ کی ملاقات حضرت کعبؒ سے ہوئی تو یہی سوال ان سے کیا تو بیان میں ایک حرف کا بھی اختلاف نہ پایا سوا اس کے کہ وہ اپنی زبان میں غلفًا کو غلوفیاً اور صما کو صموميا اور عمیًا کو عمومیًا کہتے تھے۔ لیکن یہ جملے بڑھا دیئے کہ وہ بازاروں میں شور وغوغا نہ کریں گے، وہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہیں دیتے ہیں، درگزر کردیتے ہیں۔ اور عبداللہ ابن عمرؓ کی حدیث کا ذکر کیا، پھر کہا کہ سلف کے کلام میں لفظ توراۃ کا اطلاق عموماً کتب اہلِ کتاب پر ہوتا ہے اور کتب احادیث میں بھی کچھ ایسا ہی وارد ہے، واللہ اعلم۔

جبیرؓ بن مطعمؓ سے روایت ہے کہ میں شام کی طرف تجارت کی غرض سے نکلا۔ جب میں ملک شام کے قریب پہنچا تو اہلِ کتاب میں سے ایک آدمی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے پوچھا کہ کیا تمہارے ملک میں کوئی شخص نبی آیا ہوا ہے؟ میں نے

کہا ہاں۔ اس نے کہا کیا تم اس کی تصویر پہچان سکتے ہو میں نے کہا ہاں۔ تو وہ مجھے ایک گھر میں لے گیا جس میں تصویریں تھیں۔ مگر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی تصویر نہیں دیکھی۔ ہم اسی گفتگو میں تھے کہ ایک اور شخص آیا۔ اس نے کہا کیا بات ہے؟ ہم نے خبر دے دی تو وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر دیکھی اور یہ بھی کہ تصویر میں ایک شخص نبیؐ کے پیچھے کھڑا ہوا ہے۔ میں نے کہا یہ کون ہے جو اُن کے پیچھے انھیں تھامے کھڑا ہے؟ اس نے کہا، یہ نبی تو نہیں ہے لیکن اگر ان کے بعد کوئی نبی ہوتا تو یہی ہوتا، ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لیکن یہ ان کا جانشین ہوگا۔

اقرع مؤذن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضؓ نے مجھے ایک پادری کو بُلا لانے کے لئے بھیجا۔ میں بُلا لایا۔ اس سے حضرت عمر رضؓ نے پوچھا، کیا تم کتاب میں میرا بھی ذکر پاتے ہو؟ اس نے کہا ہاں کتاب میں آپ کو قرن کہا گیا ہے۔ آپ نے اپنا درہ اُٹھا کر کہا قرن کیا بات؟ اس نے کہا اِس سے مُراد ہے "مردِ آہنی" "امیر شدید"۔ پھر عمر رضؓ نے پوچھا اچھا میرے بعد؟ کہا ہاں تمہارا جانشین ایک مرد صالح ہوگا، لیکن وہ اپنے اہلِ قرابت کو بہت ترجیح دے گا۔ تو عمر رضؓ کہنے لگے "خدا عثمان پر رحم کرے" تین بار کہا۔ پھر کہا، اس کے بعد کون؟ کہا، پارہ آہن کی طرح ایک شخص۔ عمر رضؓ سمجھ گئے کہ علی رضؓ مراد ہیں۔ آپ نے اپنا سر پکڑ لیا اور افسوس کرنے لگے۔ اُس نے کہا یا امیر المومنین وہ خلیفہ صالح ہے لیکن وہ اس وقت خلیفہ ہوگا جب کہ تلوار میان سے نکال لی گئی ہوگی اور خون بہہ رہا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ نبی نیک باتوں کا حکم کرتے ہیں اور بُری باتوں سے روکتے ہیں۔ یہ رسول اللہؐ کی صفت ہے جو کتبِ مقدسہ میں درج ہے اور واقعی حضرتؐ کا یہی حال تھا کہ خیر کے سوا کچھ نہ کہتے اور اسی بات سے روکتے جو شر کی ہوتی۔ عبداللہ بن مسعود رضؓ سے مروی ہے کہ جب تم قرآن میں یہ پڑھو: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا، تو کان لگا دو کہ شاید کوئی خیر کا حکم دیا جانے والا ہے، یا کسی شر سے روکا جانے والا ہے۔ اور سب سے اہم چیز جس کا اللہ نے حکم دیا ہے یہ کہ خدا کی بلاشرکتِ غیرے عبادت کرو کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ۔ تمام انبیاء اسی مقصد کے تحت بھیجے گئے تھے۔ ...



أَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ أَزْوَاجِهٖ وَ ذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ (ابوداؤد شریف)

فن چہرہ خوانی کے ثبوت

فن چہرہ خوانی زمانہ قدیم سے اعضاء شناسی کے ضمن میں معروف چلا آرہا ہے مشرق جن میں ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن ابی طالب انصاری متوفی ۷۲۷ھ کی کتاب السیاستہ فی الفراستہ بھی ہے علم فراستہ میں منظوم قلمی کتاب محمد غرس الدین خطیب حرم نبوی کی ہے۔ ایک قلمی کتاب البجتہ الانسیہ فی الفراستہ الانسانیہ عارف باللہ زین العابدین محمد عمری المرصفی کی ہے ایک رسالہ حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کا بھی ہے۔ اہم ترین رسالتہ الکشف ہے شیخ بیولی نے تصنیف فرمایا۔ قراۃ الوجہ کے سلسلہ میں کافی استفادہ کیا۔

قرآن پاک میں ہے یعنی آپ ان کو چہرے کی علامات سے پہچان لیں گے اسی طرح فرمان باری تعالی ہے نضرۃ النعیم) وقال اللہ علیھا غبرۃ ترھقھا قترۃ)

یزلقونک بابصار ھم یہ وہ حالت ہے. آنکھوں سے غیظ

بقراط نے چار مزاج ذکر کیئے ہیں امتیاز کسی ایک طبیعت کے غلبہ کے باعث ہو گا مزاج کے نام الدموی' لبمغلاوی' المفراوی'السوداوی

مزاج دموی۔ اس مزاج کا مالک تابناک چہرے والا سرخ چمڑے والا چمکدار آنکھوں والا' بھرپور اعضاء والا' چمکیلے بالوں والا' تیز مزاج سرعتہ فیصلہ کا مالک جلد بدلنے والا بھرپور اور تیز نبض والا ہوتا ہے۔

مزاج لبمغلاوی (بلغم) اس مزاج کا مالک پیچھے رہنے والا سست رفتار ڈھیلے عضلات کا مالک بھری ہوتی مگر نرم اور کمزور چمڑی والا ہوتا ہے۔ ماتھا گول' سفید چمڑا' موٹے جوڑ والا بڑا جسم کمزور عزم والا دیر سے اثر قبول کرنے والے کمزور نبض والا زیادہ کھانے والا زیادہ سونے والا کمزور اعصاب کا مالک ہوتا ہے۔

مزاج صفراوی اس مزاج کا مالک سڈول جسم والا سخت اعضاء والا پیلی رنگت طاقتور مگر ست نبض والا محتاط اور چالاک پختہ عزم والا۔

عصبی مزاج

اس مزاج کا مالک خفیف عضلات کا مالک' پتلے ہونٹوں والا' چمکدار آنکھیں' تیز نبض مگر بھرپور نہیں' بیدار مغز' تیز حرکت' ملائم بالوں والا' کمزور جسم جلد متاثر ہونے والا' جلد راضی ہو جانے والا اور معاف کر دینے والا' جلد غصہ میں آجانے والا دست کرم کا مالک' راضی ہونے میں بہت ہی نرم بہت غصیل ہونے کی وجہ سے ہٹ دھرم۔

سوداوی مزاج سوداوی مزاج انسان زیادہ خوش نہیں رہتا کمزور جسم کمزور عقل انقباض کی طرف مائل تنہائی اور حزن وملال پسند' مزاجوں کا مدار اور مرجع ۴ اعضاء رئیسہ ہیں۔ ۱۔ معدہ ۲۔ جگر ۳۔ دل ۴۔ دماغ

مزاج حیوی

انسان اپنے غذائی اعضاء کی طاقت کے بل بوتے پر ممتاز ہیں۔ جن کا مرکز اندرونی حصہ ہے۔

ان کے چہرے گول' نتھنے فراخ گردنیں چھوٹی' کندھے چوڑے اور گول' سینے چوڑے چکلے' بازو سڈول' ہتھیلیاں چھوٹی' چمڑا اغلب طور پر سرخی مائل' چہرے چمکتے مسکراتے' بال ملائم ریشمی گھنے سیاہ یا مائل سیاہی آنکھیں نوکیلی سخت سیاہ یا نیلگوں ناک پھیلے ہوئے بیکاری کو قبول نہ کرنے والے مشغول و مصروف دیکھے تسلی بخش کاموں کو ترجیح دیتے ہیں۔ خوش مزاج صاحب ہمتہ وصاحب دفاع وحفاظت' اور تیز فہمی سریع القلب تغیر وتبدل کو جلد قبول کرنے والا ہو بہت جلد یاد رکھنے والے اور جلد بھول جانے ذکاوت ان کے صبروثبات سے زیادہ مہربانیوں والے لیکن یہ چلنے میں بھی

جلد بازان پر لہو ولعب اور عیش پرستی اور کھانے پینے کا میلان غالب زندگی کی لذتوں سے لطف اندوز ہونا طویل زندگی و اسباب سعادت سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ دموی مزاج لوگوں کے زیادہ قریب ہیں

مزاج عصبی

اس مزاج کا مالک پتلے جسم والا بڑے سر والا' سفید چہرے والا' کھلے اور چوڑے ماتھے والا' چمکدار آنکھوں والا پتلی گردن' درمیانہ سینہ جب اس پر تو اجمالی نظر ڈالے تو اسے لطف اور بوسیدگی کے قریب پائے گا سیاہ اور نرم ونازک بالوں والا' ملائم چمڑے والا تیز اور متنوع آواز والا۔ یہ مزاج زیادہ تر عورتوں میں پایا جاتا ہے۔ عصبی مزاج عورت میں حسن وجمال کا غلبہ تیزی سریع الغضب ہوتی ہے۔ کلائیوں کی گولائی کو پسند کرتی ہے۔ رخسار کا پھولا ہوا ہونا جسم کا گٹھا ہوا ہونا اسے مرغوب ہوتا ہے۔

حساس' سلیم الذوق فطرتی اور مصنوعی جمال کو پسند کرتا ہے۔ تیز دماغ لطیف شعور کا مالک ہوتا ہے خصوصاً" شعراء کرام' میں مزاج عصبی خوب ہے مزاج دو قسم کے مزاجوں سے مرکب ہو جاتا ہے جس سے ایک ثانوی درجہ مزاج وجود میں آتا ہے اور ایسی ترکیبیں مزاج کی تعداد بنیادی طور پر چھ ہے۔ اگرچہ ایسے مزاج لاانتہاہی ہیں۔

۱۔ مزاج عضلی حیوی ۲۔ مزاج عضلی عضی ۳۔ مزاج حیوی عضلی ۴۔ مزاج حیوی عصبی ۵۔ مزاج عصبی عضلی ۶۔ مزاج عصبی حیوی

اچھی صحبت تربیت اور گھریلو اور معاشرتی اختلاط کے باعث وہ مزاج بدل بھی جاتا ہے۔ میں نے ہر مزاج والے افراد کے مابین کچھ مشترک صفات دیکھی ہیں ان صفات کا ظاہر ان کے باطن پر دلالت کرتا ہے۔ اخلاق وطبائع پر دلالت کے لحاظ سے یہی چیز علم فراستہ کی بنیاد ہے البتہ کسی شخص میں آئندہ حادثات کی تقریر کے لئے ایک خاص علم درکار ہے وھبی استعداد طویل تجربہ زیادہ غور وفکر اور کثرت عبادت نشوونما پاتی ہے اس کا تعلق فتح وکشف سے ہوتا ہے جسے دوسرے لوگ الہام سے تعبیر کرتے ہیں۔ شکلوں کے بعض اسرار ورموز کی تدریس سے ہے جس کا استخراج انسان چہرے اور اعضاء کی جھریوں سے کرتا ہے۔ مثلاً" ناک' کان' آنکھ' ماتھا' رخسار' منہ' ہونٹ' ٹھوڑی اور آواز۔ اس لئے کہ اس فن کا ماہر شکلوں اور حروف میں ان بعض اسرار کی تلاوت کرتا ہے جو چہرے میں ان خبروں کے ساتھ بولتے ہیں جو باعث حیرت بھی ہوتے ہیں۔ اور خطا بھی نہیں جاتے سبحان اللہ الفتاح العلیم علم الانسان مالم یعلم

چہرے کی شکل

ہر گروہ کے چہرے کی ایک خاص شکل ہے عضلی مزاج والوں کی شکل لمبی ہوتی ہے اور حیوی مزاج کے حامل افراد کی شکل گول اور عصبی مزاج لوگوں کی مشکل بیضوی ہوتی ہے بنابریں اگر ہم دقت نظری سے چہروں کا مطالعہ کریں تو کوئی بھی دو چہروں کے درمیان ہم کلی مشابہت نہیں دیکھیں گے بہرحال اس فن کے ماہر لوگ چہروں کو تین شکلوں کی طرف تقسیم کرتے ہیں

۱۔ مستطیل ۲۔ متدیر ۳۔ بیضوی اور سب میں کچھ فروعی مشرکات ہیں اور ان شکلوں کے مابین اخلاق اور عقل وادراک کے اعتبار سے بہت برملا تعلق ہے۔ چنانچہ مستطیل مگر قدرے مربع چہرہ عقل' ذکاوت' قوت ارادہ پر دلالت کرتا ہے۔ بیضوی شکل کا چہرہ کھلی پیشانی کو مستلزم ہے۔ یہ عصبی مزاج لوگوں کا چہرہ ہے یہ لوگ رقیق القلب لطیف جلد متاثر ہونے والا۔ متدیر چہرہ والے میں چشم پوشی کو غلبہ حاصل ہوتا ہے یہ حیوی مزاج کے لوگ ہیں اس چہرے کو اہل عرب محبوب رکھتے تھے۔

ٹھوڑی کی علامات

تمام اعضاء کی نسبت ٹھوڑی کو انسانی اخلاق کے ساتھ بہت زیادہ تعلق ہے۔ ٹھوڑی کا تعلق نچلے جبڑا سے ہے جو کہ موخر دماغ میں واقع مخیخ کے بالمقابل ہے۔ تھوڑی اور مخیخ کے مابین گہرا ربط ہے۔ مخیخ کا اہم کام محبتہ 'موازنہ' اور ارادہ کے سلسلہ یہ خصوصیات اولاً" اسفل یعنی نچلے جبڑے کے ساتھ ملتی ہیں اور اس سے ٹھوڑی کو پہنچتی ہیں ٹھوڑی جنسی میلان اور ارادہ کی رہنمائی کرتی ہے اے مخاطب اگر تو اقسام حیوان کی ٹھوڑیوں کی جستجو کرے تو تو یہ بات واضح دیکھے گا کہ ٹھوڑی ظہور کے اعتبار سے اس حیوان کے ارتقاء کے ساتھ گہرا تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ پرندوں میں ٹھوڑی رسمی سی ہے۔ اکثر حیوانوں کی ٹھوڑی ہے ہی نہیں بعض کی بہت چھوٹی ان میں اور ان میں جنسی میلان محض رسمی ہے۔ سوائے بندر کے ٹھوڑی کی وجہ سے اس میں ارادہ اور جنسی میلان جس قدر ہے سب کو معلوم ہے۔ مستوہ لوگ چھوٹی ٹھوڑی والے ہوتے ہیں تھوڑی کے بڑے ہوتے مراد اس کا ابھار سامنے سے ہے یا پھر نیچے کی طرف اور ٹھوڑی چھوٹی سے مراد اس کا پوشیدہ ہونا ہے۔ حتی کہ اس کا ابھار سامنے یا حلق کی طرف بالکل ہے ہی نہیں ٹھوڈی میں دو قسم کے ابھار واضح ہوتے ہیں۔ سامنے کا ظہور یہ حقیقی ٹھوڑی ہوتی ہے اور بروز خلقی کان کے نیچے جو کہ گلا ہے اس کی طرف ٹھوڑی کی دھنی ہوئی اور کوٹی ہوئی ہوتی ہے اور کبھی پھیلی ہوئی اور ابھری ہوتی ہے۔ گلے کا نچلہ حصہ بھی کبھی ایسا ہوتا ہے اور ان تمام حالات کی خاص رہنمائی ہوتی ہے۔ چنانچہ ٹھوڈی کا ابھرا ہونا نچلے جبڑے کی طوالت پر دلالت کرتی ہے اور نچلے گلے کا ظہور جبڑے کے فراخ ہونے پر دلالت کرتا ہے اور ان سب کا تعلق مخیخ سے ہے جب نچلا جبڑا طویل ہوگا تو مخیخ بھی طویل ہوگا اور اگر وہ عریض ہوگا تو مخیخ بطی عریض اور ٹھوڈی جب سامنے کی طرف ظاہر ہوگی تو نچلے گلے کے اوپر سے پیدا ہونے والا حظ ٹھوڈی کے سرے تک لمبا ہوگا جو کہ محبت کی شدت پر دلالت کرے گا اور جب ٹھوڈی کا سرا عریض ہوگا تو یہ صبرو ثبات پر دال ہوگا۔ اس کے برعکس ٹھوڈی کا دبلا پتلا ہونا یا کم ہونا اہل عرب کے ہاں صفات مذمومہ پر دلالت کرے گا۔

ٹھوڈی اور محبت۔ سامنے کی طرف ظاہر ہونے کے لحاظ سے ٹھوڈی پانچ شکلوں کی طرف تقسیم ہوتی ہے۔ ا۔ ٹھوڈی نوکیلی ظاہر اور گول ہو ۲۔ مفروضمہ ٹھوڈی ۳۔ چوڑی اور تنگ ٹھوڈی ۴۔ مربع اور وسیع تھوڈی ۵۔ گول اور وسیع ٹھوڈی

تیز ٹھوڈی (نوکیلی) یہ ٹھوڈی گولائی مائل سامنے کی طرف ابھری ہوئی رہتی ہے شدید جنسی میلان پر دلالت کرتی ہے یہاں تک کبھی کبھی بھولا پن پیدا کر دیتی ہے۔ یہ ٹھوڈی مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔ اس ٹھوڈی کا مالک عورت ہو یا مرد اپنے خاوند یا بیوی سے تکالیف اٹھاتا ہے۔ جو کچھ بھی ہو ہمیشہ یہی کہتا ہے کہ میں خطاوار ہوں اگرچہ درست ہی کیوں نہ ہو۔

فرضی ٹھوڑیاں یہ ٹھوڑیاں اپنے ظہور میں ملی جلی ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ ایسے محسوس ہوتا ہے یہ دو ٹھوڈیاں ہیں یا ایک ٹھوڑی ہے اور دو حصوں میں منقسم ہے درمیان میں ایک طویل پرنالہ ہوتا ہے گول گہرائی مائل نہیں ہوتی ہے بلکہ گول گہرائی والی ٹھوڑیاں تو معروف قسم کی ٹھوڈیاں ہوتی ہیں (جن پر حسن کی مہر لگی ہوتی ہے) ان کی خصوصیات اور ہیں فرضی قسم کی ٹھوڑیاں عورتوں کی نسبت مردوں میں زیادہ ہوتی ہیں ان ٹھوڑیاں والے محبت سے کبھی سیر نہیں ہوتے اور کسی محب کے بغیر نہیں رہ سکتے اس ٹھوڑی کا مالک جب جوان ہوتا ہے تو دوشیزہ کا طلب گار ہوتا ہے اگرچہ چین میں ہی ہو اور اس کے طلب میں اور حصول میں ہلاک ہونے کو پسند کرتا ہے

اور اگر اس ٹھوڑی کی مالک عورت ہو اور یہ طویل شگاف اس پر گہرا ہو تو ایسی عورت مروت و شرافت کی تمام حدود

مربع اور تنگ ٹھوڑی جو سامنے ابھری ہوئی ہو خط مستقیم کی شکل میں مگر چھوٹا اس ٹھوڑی کے مالک حضرات کثیر المحبۃ ہوتے ہیں اور عمل خیر ان میں غالب ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ لوگ صاحب مروت و محبت ہوتے ہیں ہر اک چیز سے محبت کرتے ہیں اگرچہ فقیر اور ضعیف ہی کیوں نہ ہوں اس ٹھوڑی کی مالک عورت مرتبے کے لحاظ سے اپنے کمتر مرد سے نکاح کو پسند کرتی ہے کیونکہ وہ اس کی ذات سے محبت کرتی ہے سو اس کے فقر و فاقہ کی طرف نہیں دیکھتی۔

مربع اور وسیع ٹھوڑی یہ مثل سابق ہوتی ہے البتہ اس سے قدر سے طویل ہوتی ہے اور شدید محبت پر دلالت کرتی ہے عبادت کے گریز اں ان ٹھوڈیوں کے مالک لوگ جنون کی حد تک اصحاب عشق شدید ہوتے ہیں شاید قیس ناصری مجنوں لیلی ایسی ہی ٹھوڑی کا مالک تھا۔

گول اور فراخ ٹھوڑیاں۔ یہ بھی قسم اول کی طرح البتہ ان کا ظہور زیادہ وسیع ان ٹھوڑیوں والے جب محبت کرتے ہیں تو استقامت کے ساتھ کیونکہ وسعت ہر شئی میں دلیل ثبات ہے۔ اس ٹھوڑی کی مالک عورت اپنے شوہر کی محبت پر سختی کے ساتھ قائم رہتی ہے اگرچہ اس کا خاوند اس پر سختی ہی کیوں نہ کرے

ٹھوڑی جنسی میلان پر دال ہے اور اس کی بنیاد قوت ارادہ پر دال ہے ٹھوڑی کے ظہور کا ماتحت حصہ جو نیچے جبڑے کی ابتداء میں ہوتا ہے۔ لمبائی اور وسعت قوت ارادہ پر دال ہوتی ہے جو کچھ کہتا ہے وہی کرتا ہے وسیع و عریض جبڑے والا بھی اس کے مشابہ ہوتا ہے۔

احوال سرگزشت جامع المضامین دینی دسترخوان مسکین مدینہ منورہ لاشئے عبدالقیوم ابن عبدالرحمان رحمتہ اللہ علیہ جٹ لنگاہ اور اس کے تربیت و پرورش و احسان کرنے والوں سے راضی ہو۔

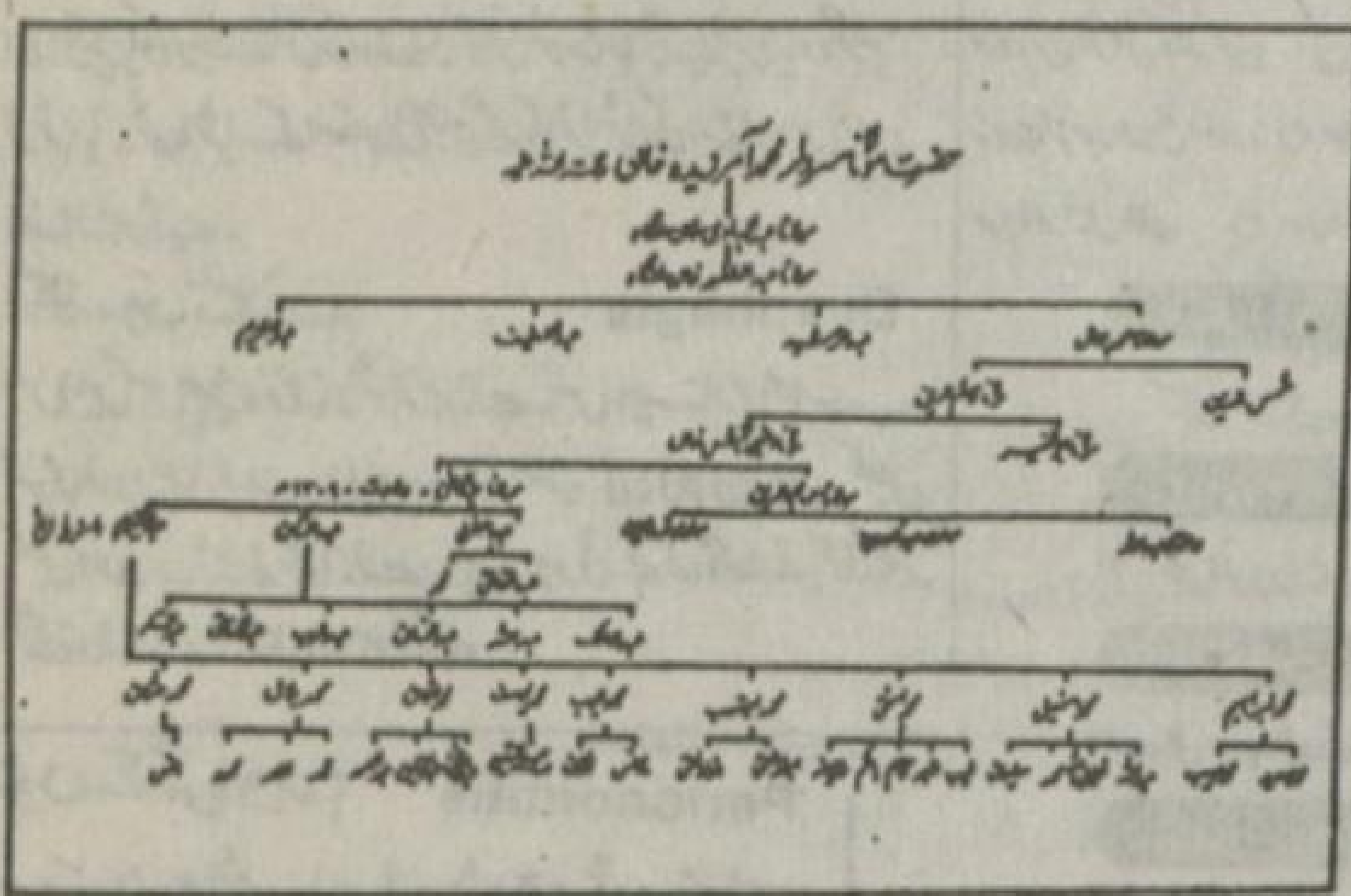
نحمدہ ونصلی علی الختم المرسلین صلی اللہ وعلی آلہ وصحابہ وسلم

والد رحمتہ اللہ علیہ عالم باعمل خوش اخلاق، خوشنویس اور جلد ساز تھے۔ حضرت مولانا عبدالعلیم رحمتہ اللہ علیہ سے اور مولوی مفتی عبدالشکور صاحب رحمتہ اللہ سے تعلق تھا۔ محمد اکرم خان صاحب سے دوستی بھی تھی رحمہم اللہ اولاد ہم بزرگان دین سے تعلق اجداد سے رگ و ریشہ میں بسا ہوا تھا۔ جہاں کہیں مشائخ یا علماء کی مجلس پاتے وہاں لے جاتے۔ محنت اور تجارت سے بھی فارغ نہ رہنے دیتے۔ والدہ رحمہا اللہ قاضی غلام فرید رحمتہ اللہ علیہ کی تربیت یافتہ صاحبزادی تھی اس لاشئے کے دادا حضرت الٰہی بخش رحمتہ اللہ عارف ربانی مولانا عبیداللہ ملتانی رحمتہ اللہ کے تربیت یافتہ تھے۔ اور انہیں کے قدموں میں جگہ پائی۔ بچپن میں بواسطہ عبدالغنی عبدالمنان سلمہم اللہ عالم ربانی، محی السنۃ حضرت حافظ محمد موسی رحمتہ اللہ علیہ نقشبندی جلال پوری سے تعلق رہا۔ حضرت نے جہاں اسباق طریقت تعلیم فرمائے وہاں قرآن کریم کی حٰم والی سورتوں کا ترجمہ و تفسیر قاری عبدالروف رحمتہ اللہ اپنی جماعت کو اس لئے سکھایا تاکہ عقیدے کی کمزوری کا خطرہ نہ رہے حضرت کی تربیت کمال شفقت کے طریقے پر تھی، مریدوں کو ساتھی کہہ کر یاد فرماتے آپکی خاموشی بھی وعظ کا کام کرتی۔ اکثر دوستوں کے سوالات کا بدون سوال جواب فرمادیتے۔ فراست کا کمال تھا تعلق داروں کی ظاہری باطنی حالت کا خوب فکر فرماتے۔ سلسلہ میں بھی کسی بدعۃ کو برداشت نہ فرماتے۔ آخری ایام علالت کی وجہ سے تڑپ رہے تھے کہ اذان شروع ہوئی فوراً اٹھے اور نماز کی تیاری فرمانے لگے۔ خوش پوش طویل قامت صحت مند رہے تھے ہنس مکھ طویل خاموشی

فرماتے نقشبندیوں کو شاہانہ شان و شوکت سے رہنا چاہئے تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ یہ بھکاری ہیں۔ سینہ کلاں تھا چہرہ پر ایک تل ابھرا ہوا عجب معلوم ہوتا۔ کبھی اس قدر ہنساتے کہ پیٹ میں درد ہونے لگتا تھا بعض اوقات رلاتے بھی عجیب راحت تھی مثلاً ”گناہوں پر ندامت سے آدمی مرنے کو ہوتا ہے تسبیح ,,. عصا ہاتھ میں علماء کا احترام بہت فرماتے۔ مسجد مدرسہ ملتان جلالپور پیروالہ آستانہ پر رونق ہے۔ یاقوتی اور مقوی معجونات استعمال فرماتے۔ جوانوں سے اچھا بڑھاپا گزارا نئے آدمیوں کو پہلا سبق ذکر قلبی رحمت فرماتے۔ جس کی وجہ سے اس کا اللہ سے تعلق جو اتباع سنت کی سہولت کا باعث بن جاتا۔

صوفی خیر محمد

آپ کے خاص تربیت یافتہ مجاز ماسٹر اختر حسین، قاضی اللہ بخش، مستری محمد رفیع، محمد عاشقین، جام شوق محمد، اللہ تعالی ان سب پر راضی ہو اور حضرت کے صاحبزادگان کی تربیت یوں ہوئی کہ حضرت کے طویل سفروں میں بمع اپنی ہر قسم کی علوم کی کتابوں کے صحبت میں رہتے اور خاص تعلیم یافتہ احباب حضرت کے علاوہ ان کو پڑھاتے۔ صاحبزادگان قاری محمد اسماعیل، قاری محمد یعقوب، قاری حسین علی قاری رشید احمد حضرت کی تربیت یافتہ نشانیاں چاند کی طرح چمکتی ہیں مشاق مدینہ میں حضرت نے جماعت کو تجوید سے بھی محروم نہ رکھا۔ ان حضرت کی وفات کے بعد حضرت مولانا عبدالغفور عباسی رحمتہ اللہ علیہ اس سے تعلق رہا۔ دولت کدہ پر دربانی خدمت کا جس پر والدین کی شفقت رشک کرے۔ حضرت والا کے گھریلو انتظامات اور مہمانوں کی خاطر مدارات، تعلیم و تربیت بھی عجیب تھی۔ حضرت کی مجلس میں بدعات، تواجد، بناوٹ یا غیبت کو کچھ راستہ نہ تھا۔ حضرت فرماتے طریقت ہمارا جال ہے۔ لوگوں کو شریعت میں لانے کے لئے ہم دلوں کے شکاری ہیں جیب کے نہیں۔ ہدیہ کے متعلق فرماتے لا جمع ولا طمع ولا منع۔ حضرت کی نظر کیمیا اثر ایک محبت کا پیمانہ ہوتی۔ حضرت نے جہاں جماعت کے لوگوں پر محنت و جانثاری فرمائی وہاں اپنے انور چشم صاحبزادگان و عزیزان کو بھی ظاہری باطنی نوازشوں کے ساتھ مرصع فرمایا۔ لا یشقیٰ جلیسھم نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو ید بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں



ذکر خیر محبت کا تقاضا ہے مولف کی اہلیہ مرحومہ باپردہ نہایت پارسا تھیں اتنی کثیر اولاد کی پرورش اور تعلیم و تربیت میں بڑی محنت اور محبت سے کی اور میرے والدین کے ساتھ بھی نہایت جانفشانی اور احترام کا معاملہ کیا اور دعائیں لیں۔ پرورش اولاد کے بعد ذکر وعبادت کا غلبہ آخر عمر تک رہا مرض الوفات میں روزہ اور اعتکاف میں تھیں نماز جنازہ عید کے دن بعد نماز امام محترم حضرت حزیفی مدظلہ العالی نے پڑھائی اور جنت البقیع میں جوار رحمت قرب اہل بیت میں جگہ پائی ۱۴۱۶ھ قادری خاندان سے تعلق تھا ان کے والد حضرت مولوی احمد یار حضرت خواجہ عبیداللہ ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کے رشتہ دار تھے اللھم اغفر لھم وارحمھم وارض عنھم امین۔ نوٹ:۔ مولانا خیر الدین صابر لنگاہ ملتانی رحمتہ اللہ علیہ جو کہ مؤلف کتب و ناشر تھے مؤلف دسترخوان کے چچا تھے۔

صیحح سالم مُڑاں فرض جمعہ پچھے شہر جے وچ وطن ہے
شاد شُدہ جماعت خطبہ وقت ظہر تے عام اذن ہے

منہ کا ورم Stomatitis

اس بیماری میں منہ کی اندرونی جھلی اور اکثر زبان کی اوپری سطح پر ورم ہو جاتا ہے۔ اس کی اہم علامات میں منہ کی خراش اور منہ کا خشک ہونا شامل ہیں۔ گالوں اور زبان کی حرکت سے تکلیف محسوس ہوتی ہے بکثرت سگریٹ نوشی، مصنوعی دانت کا فٹ نہ ہونا، خون کی کمی، وٹامن بی اور سی کی کمی، ہرپس وائرس، تپ دق اس بیماری کے اسباب ہیں۔

گلے کی شدید خراش Acute sore throat

یہ از خود کوئی بیماری نہیں بلکہ علامت ہے جس میں وائرس اور بیکٹیریا کی وجہ سے حلق کی اندرونی جھلی سوج جاتی ہے نیز زیادہ گرم، ترش یا میٹھی اشیاء کے استعمال سے بھی گلے کی خراش کی ابتدا یا اس میں اضافہ ہوتا ہے۔

نگلنے میں تکلیف Dysphagia

اس میں کسی چیز کا نگلنا دشوار ہوتا ہے۔ اس بیماری کا سبب عمومی طور پر حلق، غذائی اور سانس کی نالی کا ورم ہیں کبھی کبھی اعصاب ڈھیلے پڑ جانے سے یہ بیماری ہوتی ہے کھانا کھانے یا کوئی چیز نگلتے وقت سخت تکلیف ہوتی ہے۔

دانتوں کے گرد ورم Periodontitis

یہ بیماری منہ کے اندر جراثیم پیدا ہونے سے شروع ہوتی ہے۔ مسوڑھوں سے بار بار خون رسنے لگتا ہے مسوڑھوں کی جھلی اور گم ٹشوز پر ورم ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے مسوڑھوں کی گرفت دانتوں پر ڈھیلی پڑ جاتی ہے۔ یہ بیماری، دانتوں کے ضائع ہونے کی وجہ بتائی جاتی ہے۔

منہ کا سرطان Oral cancer

منہ کی بیماریوں میں سب سے خطرناک بیماری منہ کا سرطان ہے۔ یہ بیماری سگریٹ نوشی، حقہ نوشی، بیڑی، مستی، نسوار، پان، چھالیہ وغیرہ کے استعمال سے شروع ہوتی ہے جس کی وجہ سے گالوں کے ٹشوز خراب اور غیر فعال ہو جاتے ہیں۔

منہ کے چھالے Aphthous ulcer

اس بیماری میں زبان مسوڑھوں اور رخساروں کے اندر کی طرف سفید یا سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے زخم پیدا ہو جاتے ہیں جو مل کر چھالوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ رال بہتی اور منہ میں سوزش ہو جاتی ہے۔
اس کی عمومی وجہ منہ کی صفائی نہ ہونا، بدہضمی کی شکایت اور ذہنی دباؤ ہے۔

دانتوں کے گرد بیماری Periodontal disease

دانتوں کے گرد بیماری کی علامات اور اشارے مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مسوڑھوں سے خون کا رسنا
۲۔ دانتوں پر ایک مخصوص میل "ٹارٹار" کا جم جانا
۳۔ دانتوں اور مسوڑھوں کے درمیان خلا کا ہونا
۴۔ سرخ سوجے ہوئے مسوڑھے
۵۔ منہ سے بدبو کا آنا اور زبان کا بدذائقہ ہونا

مسوڑھوں کا ورم Gingivitis

یہ بیماری مسوڑھوں کی سوجن سے شروع ہوتی ہے اور اس میں مسوڑھوں سے خون رسنے لگتا ہے اس کی عمومی وجہ منہ کی عدم صفائی

ختم نبوت

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہ
مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مجلس ادارت:
مولانا عزیز الرحمن جالندھری ○ مولانا اللہ وسایا
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا منظور احمد حسینی
مولانا محمد جمیل خان ○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: حسین احمد نجیب
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
ٹائیٹل و تزئین: ارشد دوست محمد

اس شمارے میں

مسلمانان عالم کے مطالبات ۳
گیارہویں ختم نبوت کانفرنس۔ مقاصد و تاریخی جائزہ ۴
عقیدہ ختم نبوت کیلئے کام کرنے والوں کیلئے خصوصی اہتمام ۳
مذہبی رہنماؤں کے پیغامات ۱
عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت ہر مسلمان کا فرض ہے ۲
انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیمیں اسلام کے خلاف سازش ہیں ۳
مظلوم انسانیت کی فریاد ۳
انگریزوں کا وحشیانہ کردار ۴
"راوا" کی اسلام دشمن سرگرمیاں ۹

چندہ اندرون ملک: سالانہ ۲۵۰ روپے، ششماہی ۱۲۵ روپے، فی شمارہ ۵ روپے

چندہ بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۵۰ ڈالر امریکی ○ یورپ اور افریقہ ۴۰ ڈالر امریکی ○ متحدہ عرب امارات، انڈیا ۳۰ ڈالر امریکی
چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ الائیڈ بینک، ماری بلانچ برانچ اکاؤنٹ نمبر ۳۳ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان فون 514122 _ 583486 فیکس 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی فون 7780337 فیکس 7780340

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عالمی ختم نبوت کانفرنس برمنگھم (برطانیہ)

رپورٹ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت انگلینڈ کے تحت ۱۱ اگست بروز اتوار جامع مسجد (سینٹرل) برمنگھم میں گیارہویں عالمی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی یہ کانفرنس اس سلسلے کی کڑی ہے جس کا آغاز ۱۹۸۵ء میں ویمبلے ہال لندن میں اس وقت کیا گیا جب قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر امتناع قادیانیت آرڈیننس کے نفاذ کے بعد پاکستان سے جا کر لندن آباد ہوا اور قادیانی جماعت نے ربوہ کے بجائے لندن کے قریب اپنا مرکز قائم کر لیا اور ربوہ میں سالانہ اجتماع پر پابندی کے بعد لندن میں اپنے اجتماع کا آغاز کیا تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا خواجہ خان محمد صاحب کے حکم پر امام اہلسنت مولانا مفتی احمد الرحمن۔ تحفہ قادیانیت کے مولف مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے انگلینڈ کا دورہ کر کے لندن میں ختم نبوت سنٹر قائم کرنے کا فیصلہ کیا اور علماء یورپ کے مشورے اور جمعیت علماء برطانیہ کے تعاون سے ویمبلے ہال لندن میں پہلی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی اس کانفرنس میں یورپ، انڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش کے جید علماء کرام نے خطاب کیا۔ اس کانفرنس کے دوران نتائج کے پیش نظر اس کو سالانہ کانفرنس کا عنوان دیا گیا اس طرح ۹۶ء میں گیارہویں تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد کی گئی۔ حسب سابق اس کانفرنس کی تیاری کے لئے انگلینڈ کے تمام شہروں میں جمعیت علماء برطانیہ، دارالعلوم بری، جامعہ اسلامیہ نوٹنگھم، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلجیم اور جرمنی کے تعاون سے گلاسکو، ایڈنبرا، شیفیلڈ، بریڈفورڈ، بولٹن، لیسٹر، بریڈ فورڈ، والسال، مانچسٹر، برمنگھم، بری، نوٹنگھم، لندن، آکسفورڈ اور دیگر شہروں میں ختم نبوت سیمینار، توحید و سنت کانفرنس وغیرہ کا انعقاد کیا گیا اور تقریباً تین سو پروگراموں سے مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا مفتی محمد اسلم، مولانا عبید الرحمان، مولانا عبدالرشید ربانی، حاجی عبدالرحمن یعقوب باوا، مولانا منظور احمد الحسینی، مولانا محمد سلیم، مولانا ابراہیم سیالکوٹی وغیرہ نے خطاب کیا، کانفرنس سے قبل مولانا خواجہ خان محمد، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ، قاری محمد طیب نقشبندی، جمعیت علماء ہند کے امیر جانشین شیخ الاسلام مولانا محمد اسعد مدنی، قاری عمر خطاب، نواب کنور محمد سلیم، مولانا خلیل احمد بندھانی، مولانا سعید احمد جلالپوری، مفتی محمد جمیل خان وغیرہ حضرات انگلینڈ پہنچے تو جمعیت علماء برطانیہ اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یورپ کے رہنماؤں نے پرجوش خیر مقدم کیا ان علماء کرام نے کانفرنس سے قبل بعض بڑے اجتماعات سے بھی خطاب کیا۔ کانفرنس کا آغاز صبح دس بجے ہوا تو انگلینڈ کے تمام بڑے شہروں سے کوچوں، ویگنوں اور گاڑیوں کے ذریعہ جوق در جوق جانثاران ختم نبوت پہنچے شروع ہو گئے تھے۔ کانفرنس کی مناسبت سے جنگ لندن نے ایک خصوصی صفحہ شائع کیا۔ اور مولانا خواجہ خان محمد کی صدارت میں قاری محمد ہارون اور قاری صولت نواز کی خوش الحان آواز اور مسحور کن تلاوت سے جب کانفرنس شروع ہوئی تو فضاء پر ایک عجیب روحانی کیفیت طاری ہو گئی اور تلاوت کے بعد محمد شعیب نے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہدیہ نعت پیش کیا۔ اس کے بعد لندن دفتر کے انچارج حاجی عبدالرحمن یعقوب باوا اور ناظم تبلیغ مولانا منظور احمد الحسینی نے کانفرنس کے اغراض و مقاصد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا

تاریخی جائزہ اور ۸۵ سے اب تک یورپ میں مجلس کے کام سے متعلق تفصیلات بیان کیں۔ اس کے بعد مذہبی اسکالر تحفہ قادیانیت کے مولف اور جنگ میں "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے کالم نگار مولانا محمد یوسف لدھیانوی کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں آپ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا۔ مسیلمہ کذاب سے لے کر مرزا غلام احمد قادیانی تک جس نے بھی نبوت۔ رسالت و مسیح موعود' امام مہدی' عیسیٰ بن مریم ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا امت مسلمہ نے اس کو مسترد کر دیا اور امت کا اجماعی طور پر کسی منکر نبوت کو مسترد کرنا خلیفہ اول نے مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کر کے ثابت کر دیا کہ جھوٹے نبی کے خلاف جہاد ضروری ہے اور امت مسلمہ کا یہی فرض ہے کہ جب بھی کوئی جھوٹا نبی' مہدی یا مسیح موعود پیدا ہو اس کے خلاف جہاد کرے اور اس کو اپنے آپ سے الگ کر دے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ ایک ارب میں کروڑ مسلمانوں نے عقیدہ ختم نبوت پر غیر متزلزل یقین کر کے قادیانیت کی نفی کر دی ہے یہی وجہ ہے کہ رابطہ عالم اسلامی کے تحت فقہی کونسل میں ۳۰ اسلامی ممالک کے علماء نے قادیانیت کے غیر مسلم ہونے کا فتویٰ صادر کیا۔ پھر پاکستان کی قومی اسمبلی نے مرزا ناصر اور لاہوری قادیانی جماعت کے سربراہ پر تفصیلی جرح کر کے اور تمام عقائد کی جانچ پڑتال کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا پاکستان کی چھوٹی عدالت سے لے کر عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ نے طویل عرصہ مقدمات کی سماعت کر کے فریقین کے دلائل کی روشنی میں قادیانیوں کے غیر مسلم اقلیت ہونے کے فیصلے پر مہر تصدیق ثبت کی اور قادیانیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے مذہب کے لئے الگ امتیازات قائم کریں اور اپنے آپ کو مسلمان نہ کہیں اور نہ کہلوائیں اور مسلمانوں کے شعائر استعمال نہ کریں۔ اب جبکہ پاکستان کی آئین ساز اسمبلی' تمام عدالتوں اور تمام مسلم ممالک نے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا ہوا ہے تو انگلینڈ اور یورپ اور مغرب کو چاہئے کہ وہ قادیانیوں کے ساتھ غیر مسلم کیمونٹی کا معاملہ کریں اور قادیانیوں کو مسلمانوں کے حقوق نہ دیں بلکہ سکھوں' ہندوؤں اور دیگر مذاہب کے حقوق کی طرح قادیانیوں کے حقوق متعین کریں اور ان کو بلاوجہ سیاسی پناہ نہ دیں کیونکہ یہ جھوٹ بول کر اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرتے ہیں۔ پاکستان میں ان پر کوئی ظلم نہیں ہو رہا بلکہ اقلیتوں سے زیادہ حقوق ان کو حاصل ہیں۔ بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں۔ تجارت کی مکمل آزادی ہے البتہ ان کو صرف اتنا کہا جاتا ہے کہ یہ لوگوں کو اسلام کا نام لے کر مسلمانوں کو دھوکہ نہ دیں۔

جمیعت علماء ہند کے مولانا محمد اسعد مدنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی گروہ سے ہمارا اختلاف صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول کہتے ہیں جبکہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اگر قادیانی جماعت اپنے اس عقیدے سے توبہ کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ ختم نبوت کے مطابق مرزا غلام احمد قادیانی کو مسترد کر دے اور دعوت اسلام قبول کر لے تو ہمارا ان سے کوئی اختلاف نہیں۔ ہم ان کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اسلام کے دامن رحمت میں آ جائیں تاکہ دنیا و آخرت سے نجات حاصل کریں اگر وہ اپنے اس عقیدہ سے باز نہ آئے اور مرزا غلام احمد کو نبی' مہدی' مسیح موعود' یا مجدد تسلیم کرتے رہے تو مسلمان ان کو کسی صورت میں امت مسلمہ کی حیثیت سے قبول کرنے کے لئے تیار نہیں وہ اپنے مذہب کے لئے الگ تشخص قائم کریں۔ ناظم نذیر احمد ایڈووکیٹ نے کہا کہ دنیا کی تمام عدالتوں نے مسلمانوں کے دلائل سننے اور مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار وکیلوں کے دلائل کے بعد یہ فیصلہ دیا کہ قادیانی گروہ امت مسلمہ سے علیحدہ ہے۔ ان کے اپنے عقائد ہیں۔ اپنی رسومات ہیں۔ جو کسی طور پر مسلمانوں اور اسلامی تعلیمات سے میل نہیں کھاتیں ایسی صورت میں قادیانی جماعت کا مسلمان رہنے پر اصرار ہٹ دھرمی اور دھوکہ بازی ہے۔ اگر قادیانی اپنے آپ کو سچا سمجھتے ہیں تو پھر انہیں مسلمان کہنے اور مسلمان کہلوانے پر اصرار کیوں ہے دراصل وہ اسلام کا نام لے کر اور اپنے آپ کو مسلمانوں میں شامل کر کے نوجوان نسل کو گمراہ کرنے کے لئے حربے اختیار کرنا چاہتے ہیں۔ وہ عالم اسلام میں گھسنے کے لئے مسلمانوں کا نام استعمال کرتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کے نام پر مغرب سے حقوق حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اب جبکہ افریقہ کی عدالت نے بھی واضح طور پر فیصلہ دے دیا کہ قادیانی گروہ مسلمانوں سے الگ ہے تو اب قادیانی جماعت کو نوشتہ دیوار پڑھ لینا چاہئے دراصل قادیانی جماعت کا مقصد مسلمانوں کو اشتعال دلانا ہے تاکہ مسلمان احتجاج کریں اور اس کو مغرب کی دنیا میں ظاہر کر کے سیاسی پناہ اور ناجائز مراعات حاصل کریں۔ مغرب کو چاہئے کہ وہ قادیانی جماعت کی ان سیاسی چالوں کو سمجھیں قادیانی جماعت کی لڑائی علماء سے نہیں۔ یہ فرقہ وارانہ نہیں ہے۔ ایک الگ مذہب کی بنیاد اور مسلمانوں کے خلاف ایک عظیم سازش ہے۔ مغرب کو دوہرا معیار اختیار نہیں کرنا چاہئے۔ قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بھی توہین کی ہے۔

دوسری نشست کا آغاز قاری صولت نواز کی تلاوت سے ہوا۔ گلاسگو کے حاجی محمد صادق نے ہدیہ نعت پیش کیا اس کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا اللہ وسایا نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث نبویہ میں مسیح موعود اور مہدی کے بارے میں پیشین گوئیاں اور نشانیاں بتائی ہیں ان میں ایک بھی مرزا غلام احمد پر ثابت نہیں ہوتی اس کے باوجود مرزا صاحب کی طرف سے اس قسم کے دعوے کفر نہیں تو اور کیا ہیں اور پھر مسیح موعود کے بعد ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر کے مرزا غلام احمد نے اپنے سابقہ کفر کو فوری طور پر واضح کر دیا اس کے بعد علماء کرام کے پاس کوئی گنجائش نہیں تھی کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کی جماعت کو ملت اسلامیہ سے خارج نہیں کرتے مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں کو علماء کرام کافر نہیں کہہ رہے بلکہ مرزا نے ایسے غلط عقائد اختیار کئے ہیں جس کی وجہ سے اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں کہ ان کو کافر کہا جائے۔ مسیلمہ کذاب سے جو جھوٹی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تھا مرزا غلام احمد قادیانی اسی سلسلے کی اس دور میں کڑی ہے جس طرح مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد فرض تھا اسی طرح قادیانی جماعت کے خلاف بھی جہاد ضروری ہے۔ مجلس تحفظ حقوق اہلسنت کے سربراہ مولانا سید عبدالمجید ندیم شاہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت پہلا عقیدہ ہے جس پر امت نے پہلا اجماع کیا سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام صحابہ کرام کو جمع کیا اور جھوٹے نبی مسیلمہ کذاب کا مسئلہ پیش کیا سب نے اتفاق کیا کہ اس کے خلاف جہاد کیا جائے۔ ۱۲ سو سے زائد صحابہ کرام نے جان کا نذرانہ پیش کیا اور بالآخر مسیلمہ کذاب مع لشکر کے جہنم رسید ہوا اس وقت سے لے کر آج تک مسلمان حتمی طور پر جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف جہاد میں مصروف عمل ہیں۔ قادیانیوں کے خلاف بھی مسلمانوں کی جدوجہد اس جہاد کے سلسلے کا ایک حصہ ہے مسلمانوں کو چاہئے مولانا خواجہ خان محمد' مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی قیادت میں جہاد کو پوری دنیا میں پھیلائیں۔ کانفرنس سے جامع مسجد توحید جرمنی کے خطیب مولانا مشتاق الرحمان۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلجیم کے صدر قاری عبدالمجید سواد اعظم اہلسنت کے قاری محمد طیب نقشبندی' مولانا محمد اکرم طوفانی' قاری عمر خطاب' جمعیت علماء برطانیہ کے مفتی محمد اسلم' مولانا عبید الرحمان' قاری عبدالرشید ربانی' مفتی مقبول احمد' قاری خلیل احمد بندھانی اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔ کانفرنس میں پندرہ سے بیس ہزار افراد شریک ہوئے جس میں سینکڑوں علماء کرام شامل تھے۔

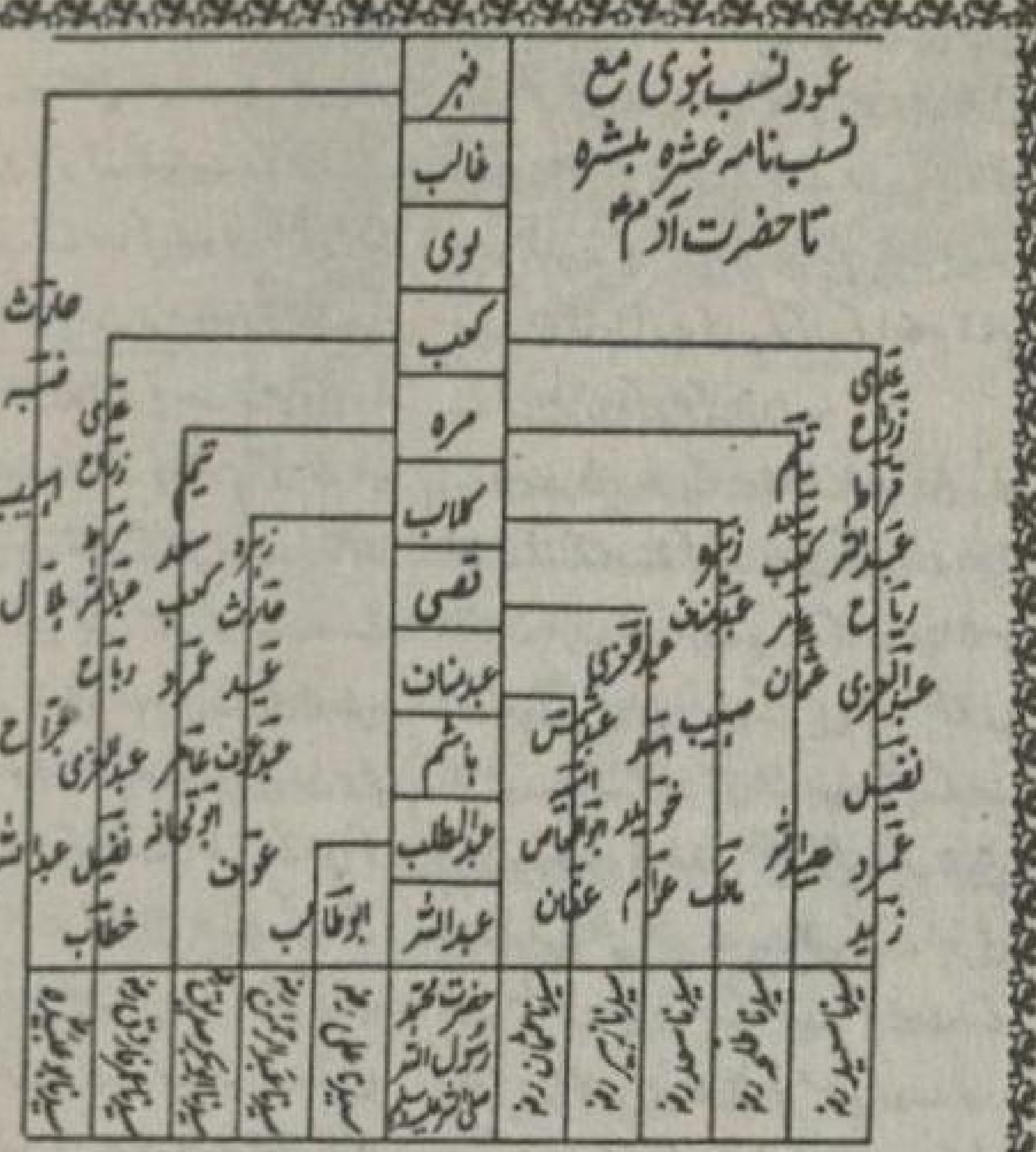


جو کھیلوں میں تو نے لڑکپن گنوایا — تو بدمستیوں میں جوانی گنوائی
جو اَب غفلتوں میں بڑھاپا گنوایا — تو پھر یہ سمجھ زندگانی گنوائی

ہوش میں مجذوبؔ آ، ہشیار ہو — حد سے گذری غفلت اب بیدار ہو
عمر سی انمول شے ضائع نہ کر — آخرت کے واسطے تیار ہو

منتخب اشعار

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی — اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی
جو تیری یاد فرقت میں مری دمساز بنجائے — تو میرے دل کی ہو دھڑکن تری آواز بنجائے
ترے محبوب کی یارب شباہت لیکے آیا ہوں — حقیقت اسکو تو کر دے میں صورت لیکے آیا ہوں
شیخ کے ہیں تین حق رکھ ان کو یاد — اعتماد و اعتقاد و انقیاد
بتایا ہے جو گر حضرت نے استحضار و ہمت کا — عجب اک نسخہ اکسیر ہے اصلاحِ امت کا
ہوتا ہے نفس زیر ابھی ہمت کرو گا اسے — کام تو لیکے دیکھ تو ہمت و اختیار سے



فہر، مالک، النضر، کنانہ، خزیمہ، مدرکہ، الیاس، مضر، نزار، معد، عدنان، عود، ہمسع، سلامان، عوص، بوز، (برد) قموال، ابی، عوام، ناشد، حزا، بلداس، یدلاف، طابخ، جاحم، ناحش، ماخی، عیفی، عبقر، عبید، الدعا، حمدان، سنبر، یثربی، یلحن، ارعوے، عیقی، دیشان، عیصر، افناد، ایہام، مقصر، ناحوث، زراح، سمی، مزی، عوص، عرام، قیدار، اسماعیل، ابراہیم، تارخ (آزر) نحور، سروج، زدعو، فلج، عیبر، سلح، ارفخشد، سام، نوح، لامک، متوشلخ، اخنوخ (ادریس) یارد، مہلائیل، قینان، انوش، شیث، آدم علیہ السلام۔

نقشہ متعلقہ ازواجِ مطہرات

اسمائے امہات المومنین	سن نکاح	عمر بوقت نکاح	عمر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بوقت نکاح	مہر	مدت معیت رسول ﷺ	عمر اور سنہ وفات امہات
حضرت خدیجۃ الکبریٰ	۱۵ عام الفیل محمدی	۴۰ سال	۲۵ سال	۵۰۰ درہم ۲۰ اونٹ	۲۵ سال	۱۰ نبوی۔ ۶۵ سال
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	شوال ۱۰ نبوی	۵۰ 〃	۵۰ 〃	۴۰۰ درہم	۱۴ 〃	۱۹ھ۔ ۷۲ 〃
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	شوال ۱ھ	۹ 〃	۵۰ 〃	۴۰۰ 〃	۹ 〃	۵۷ھ۔ ۶۳ 〃
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	شعبان ۳ھ	۲۲ 〃	۵۵ 〃	۵۰۰ 〃	۸ 〃	۴۱ھ۔ ۵۹ 〃
حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا	۳ھ	۳۰ 〃	۵۵ 〃	۵۰۰ 〃	۲ یا ۳ ماہ صرف	۳ھ۔ ۳۰ 〃
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	۴ھ	۲۴ 〃	۵۶ 〃	متاع قیمتی دس درہم	۷ سال	۶۰ھ۔ ۸۰ 〃
حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا	۵ھ	۳۶ 〃	۵۷ 〃	۵۰۰ درہم	۶ 〃	۲۰ھ۔ ۵۱ 〃
حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	شعبان ۵ھ	۲۰ 〃	۵۷ 〃	۵۰۰ 〃	۶ 〃	۵۶ھ۔ ۷۱ 〃
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۶ھ	۳۷ 〃	۵۷ 〃	۴۰۰ دینار	۶ 〃	۴۴ھ۔ ۷۳ 〃
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا	جمادی الثانی ۷ھ	۱۷ 〃	۵۹ 〃	ان کی آزادی	۳ 〃	۵۰ھ۔ ۵۲ 〃
حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	ذیقعدہ ۷ھ	۳۶ 〃	۵۹ 〃	۵۰۰ درہم	۳ 〃	۵۱ھ۔ ۸۰ 〃

نقشہ اتلافِ جان در غزواتِ نبوی

غزوات	سرایا	نام فریق	قیدی	مجروح	مقتول	جملہ	کیفیت
۲۷	۵۵	مسلمان	۱	۱۲۷	۲۵۹	۳۸۷	۹ھ تک
		مخالف	۶۵۶۴	۰	۷۵۹	۷۳۲۳	۹ سال میں
		میزان	۶۵۶۵	۱۲۷	۱۰۱۸	۷۷۱۰	

اسلامی پنجتن (اردو)

وہ پنجتن کہ ملا جن سے ہم کو روشن دین
نبی ہیں اور ہیں عثمان، علی ہیں اور شیخین
وہ اہلِ بیت محبت ہے جن کی حُبِّ نبی
خدیجہ عائشہ اور فاطمہ ہیں اور حسنین

مسلمان کی دعا

رحم اے رحمان کر مجھ پر بجاہِ مصطفےٰ — وز پئے صدیقؓ و فاروقؓ و غنیؓ و مرتضےٰؓ
وز پئے سعدؓ و سعیدؓ و عبد الرحمانؓ و زبیرؓ — بو عبیدہؓ، طلحہؓ و ہم حسنؓ و حسینؓ و مجتبےٰؓ
سودہؓ، میمونہؓ، جویریہؓ، خدیجہؓ، زینبیںؓ — رملہؓ و حفصہؓ، صفیہؓ، ام سلمہؓ، عائشہؓ
ہم زینبؓ ام کلثومؓ و رقیہؓ فاطمہؓ — ہم طیبؓ طاہرؓ و قاسمؓ ابراہیمؓ سید
ہم اہلِ بدر و اہلِ شجرہ و اہلِ احد — ہم انصار و مہاجر پر تو شمعِ حرا

عقل اور تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ بڑے بڑے مہر کے بعد بھی مرد عورتوں کو برابر پریشان کرتے ہیں کہ نہ تو اس کی طرف التفات کرتا ہے اور نہ اس کا مہر دیکر اسکو چھوڑتا ہے۔ کیونکہ زیادتی کے باعث مرد مہر کو ادا نہیں کر سکتا۔

اس لئے علماء نے اس احتیاط کے لئے اور مرد پر دباؤ رکھنے کے لئے ذیل کا کابین نامہ تجویز کیا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ ہر نکاح میں مرد سے یہ کابین نامہ لکھوالیا جائے۔

اقرار نامہ یا کابین نامہ (منقول از کتاب الحیلۃ الناجزہ)

-- بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

منکہ .... پسر .... قوم .... ساکن .... ضلع .... کا ہوں

میرا نکاح مسماۃ .... بنت .... قوم .... ساکن .... ضلع ....

کیساتھ شرائط ذیل بعوض مہر .... روپیہ سکۂ رائج الوقت کے قرار پایا ہے لہٰذا میں بدرستی ہوش و حواس بلا کسی جبر و اکراہ کے مندرجہ ذیل اقرار نامہ لکھتا ہوں تاکہ میں اس کا پابند رہوں، اور در صورت میری عدم پابندی کے مسماۃ مذکورہ کے لئے رہائی کی صورت ہو سکے۔ پس میں اقرار کرتا ہوں کہ جب تک وہ میرے نکاح میں ہے میں شرائط ذیل کا پابند رہوں گا اور بغرض اطمینان مسماۃ کے لکھے دیتا ہوں کہ نکاح کے بعد جب کبھی مسماۃ مذکورہ کو اس نکاح میں رکھتے ہوئے میں شرائط ذیل میں سے کسی شرط کے خلاف کروں اور اس خلاف شرط ہونے کو ذیل کے اشخاص حکم میں سے کم سے کم دو آدمی تسلیم کر لیں تو اس کے بعد مسماۃ مذکورہ کو اختیار ہوگا کہ اسی وقت یا خلاف شرط تسلیم ہو جانے سے ایک ماہ تک کسی وقت اگر چاہے تو اپنے اوپر ایک طلاق بائن واقع کر کے اس نکاح سے الگ ہو جائے۔ اور جب پھر کسی شرط کا خلاف وقوع پذیر ہو ہر بار ایک ماہ کیلئے اختیار حاصل ہوتا ہے گا مگر یہ اختیار ایک ہی نکاح تک محدود ہے اگر کسی طرح طلاق اور علیحدگی کے بعد نکاح کا اعادہ ہو تو اس نکاح کے بعد یہ اختیار و شرائط نہیں بلکہ اس وقت جو کچھ دوبارہ طے ہو جائے اس کے موافق عمل درآمد ہوگا۔ شرائط یہ ہیں۔

شرط اول .... شرط دوم .... شرط سوم .... اس کابین نامہ و اقرار نامہ کو میں نے خود پڑھ کے / سن کے بعد خوشی سے منظور کیا۔ اور آج اس پر بتاریخ .... ماہ .... دستخط / نشانی انگشت کرتا ہوں۔ العبد ....

گواہ شد، گواہ شد، گواہ شد، گواہ شد، گواہ شد، گواہ شد، گواہ شد، گواہ شد، گواہ شد، (یہ لوگ گواہ بھی ہوں گے اور پنچ بھی اس لئے سمجھدار ہوں)

لڑکوں کا ختنہ

ختنہ ان دس امور فطرت میں سے ہے جن کا حکم اللہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دیا تھا۔ اور آپ نے ان سب پر پورا پورا عمل کر دکھایا۔ اور جس پر اللہ نے ان کو ساری دنیا کا امام بنایا۔ چنانچہ آیت وَإِذِ ابْتَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ میں اسی کا ذکر ہے وہ امور یہ ہیں۔

مسواک سے دانت مانجنا، کلی کرنا اور منہ دھونا۔ ناک جھاڑنا۔ ناخن کترنا۔ مونچھ کترنا۔ بغل مونڈنا۔ زیر ناف بال مونڈنا۔ ختنہ کرنا۔ سر کے بال میں مانگ نکالنا۔ استنجا و آبدست لینا۔ صفائی اور حفظان صحت کے یہ کام حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فرض تھے اور ہمارے لئے سنت مؤکدہ۔

مسلمانان عالم قادیانیوں کو دعوت اسلام دیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر حضرت خواجہ خان محمد صاحب کا پیغام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد صاحب نے برمنگھم میں منعقد ہونے والی گیارہویں عالمی ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر مسلمانان یورپ کے نام ایک پیغام میں کہا کہ اس وقت پوری دنیا عمومی طور پر اور مغرب خصوصی طور پر مسلمانوں کی قوت سے گھبرا کر ان کے خلاف مشترکہ کارروائیوں میں مصروف ہے۔ ان کی کوشش ہے کہ مسلمانوں کو ہر ممکن طور پر دبا دیا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قانون مسلمانوں کے خلاف عمل پیرا ہے، جبکہ دوسری قوتوں کے نظام کے خلاف یہ قانون غیر موثر ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اور چودہ سو سال سے امت کا اس پر اجماع ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہے۔ 1901ء میں مسلمانوں کو دین سے برگشتہ کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو جھوٹے مدعی نبی کی حیثیت سے متعارف کرایا، تاکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کا رشتہ اپنے محبوب سے کاٹ دیا جائے، اور امت کو جو شرف و فضیلت اور عظمت حاصل ہے وہ ختم ہو جائے۔ خدا بھلا کرے علماء امت کا کہ انہوں نے امت کو اس خطرے سے آگاہ کیا اور امت مسلمہ نے 7 ستمبر 74ء کو متفقہ طور پر قادیانیوں کو جسد اسلامیہ سے خارج کیا اور 26 اپریل 84ء کو امتناع قادیانیت جاری کر کے قادیانیوں کو شعائر اسلام استعمال کرنے سے روک دیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ قادیانی اس فیصلے کو اصولی طور پر مان کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو تسلیم کر لیتے اور اپنے غلط عقائد سے توبہ کرتے۔ لیکن بدقسمتی سے وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بارہا اس بات کی کوشش کی آئین پاکستان کے دائرہ میں رہتے ہوئے قادیانیوں کی سرگرمیوں کا سدباب کیا جائے۔ لیکن قادیانیوں نے پاکستان اور بیرون پاکستان مسلمانوں اور پاکستان کو بدنام کرنے کی بھرپور کوشش کی۔ مظلومیت کا رونا رو کر مغرب کی حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ سیاسی پناہ جیسے فوائد حاصل کئے۔ اب قادیانی مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے ترغیب کے تمام پہلو بروئے کار لا رہے ہیں۔ نوکریوں کی لالچ دی جا رہی ہے۔ غیر ملکی ویزوں کی ترغیب دی جا رہی ہے۔ لیکن ان کے علم میں یہ بات نہیں کہ مسلمان الحمد للہ ایمان کے مقابلے میں کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے اور عیسائی تمام تر کوششوں کے باوجود مسلمانوں کے قلوب سے ایمان نہیں نکال سکے۔ انشاء اللہ اسی طرح قادیانی بھی اپنے عزائم میں ناکام ہوں گے۔ آج ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ مسلمان اپنے عقیدے کے بارے میں پوری طرح معلومات حاصل کریں اور دین کا علم حاصل کریں تاکہ ان کو شکوک میں مبتلا نہ کیا جا سکے۔ وہ سچے نبی کے پیروکار ہیں ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو جہنم کا ایندھن بننے سے بچائیں جس طرح وہ دیگر مذاہب کے افراد کو دین حق اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں اس طرح قادیانیوں کو دعوت اسلام دیں۔ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں ان کو آگاہ کریں۔ جھوٹے مدعیان نبوت اور ان کے پیروکاروں کا انجام بتائیں۔ اگر مسلمانوں نے اپنے اس مذہبی فریضے کو مشن کی حیثیت سے اپنا لیا تو انشاء اللہ قادیانیت اپنی موت آپ مر جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو عقیدۂ ختم نبوت کے لئے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ قیامت کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو۔

نام رکھنا

حدیث ۱۷:- اپنی اولاد کے نام اچھے رکھا کرو کیونکہ قیامت میں تم کو تمہارے ناموں اور تمہارے باپوں کے ناموں کے ساتھ پکارا جائے گا۔ (ابوداؤد)

۱۸:- فرمایا انبیاء کے نام پر بچوں کے نام رکھا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ (ابوداؤد)

۱۹:- زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور کئی بیوی اور عورتوں کا نام پہلے برہ تھا (معنی بڑی پارسا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "بہت پارسا نہ بنا کرو۔ پارسا کو اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کون ہے" پھر آپ نے ان کے نام بدل دیئے۔ (مسلم)

۲۱:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم برے نام سن کر برابر بدل دیتے۔ (ترمذی)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے نام پوچھا۔ اس نے کہا جمرہ (معنی انگارہ) پوچھا باپ کا نام شہاب (معنی چنگاری) پوچھا کس خاندان سے کہا حرقہ سے (معنی جلن) پوچھا مکان کہاں ہے۔ کہا حرۃ النار (معنی آگ کی گلی میں) پوچھا کس محلہ میں کہا ذات لظیٰ میں (معنی شعلہ والی) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جا جلد اپنے گھر کی خبر لے کہیں وہ جل نہ رہا ہو (اس نے جا کر دیکھا تو) جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا ویسا ہی ہو گیا تھا

(جمع الفوائد)

۶۔ بچپن سے بچوں کو موٹا کھلائے موٹا پہنائے۔ اُن سے کام اور سہتی محنت لیتا رہے۔ اُن کو آرام طلب اور کاہل ہونے سے بچاتا رہے۔ تکلّف کا عادی نہ ہونے دے۔ دوڑ کی مشق کرائے۔ جب ذرا بڑا ہو۔ گھوڑے کی سواری، تیر اندازی یا غلیل اور بندوق چلانا۔ دوڑنا، تیرنا سکھائے۔ بڑوں کا ادب کرنا چھوٹوں پر رحم کرنا سکھائے۔ دوسروں کی بے لوث خدمت اور ہمدردی کا نمونہ دکھا کر اور قصّے سُنا کر اُن میں رحمت اور شفقت کا جذبہ پیدا کرے۔ بچپن ہی سے اُس کو سچ بولنے سخاوت کرنے اور نڈر رہنے کی عادت ڈلوائے۔ اسی طرح کہ اسکو کسی چیز سے بلاوجہ نہ ڈرائے۔ اُس کے ہاتھ سے پیسے دوسروں کو دلواتا رہے اور اس سے خود جو وعدہ بھی کرے انعام دینے کا یا سزا دینے کا تو اُس کو ضرور پورا کرے۔ کفو کے باہر اُن کا نکاح نہ کرے۔

۷۔ سوغات اور تحفہ کی تقسیم سب بچوں میں برابری کے ساتھ کرے

۸۔ اس کو نیک عالموں اور دیندار درویشوں اور ایماندار پیشہ وروں اور تاجروں کے پاس بیٹھنے کی تاکید کرتا رہے۔ اُس کے سامنے چند اچھے ذرائع معاش اکثر بیان کرتا رہے۔ خاص کر تجارت اور دست کاری اور ان کو ایمانداری سے کرنے کے فوائد بیان کرے تاکہ وہ اُنہیں کو اپنا ذریعہ معاش بنالیں۔

ختم شد

بچوں کو سُلانے کی لوری

بچوں کے کان میں سُلاتے وقت اللہ کا نام ڈالنا چاہیے تاکہ دین سے تعلق مضبوط ہو۔

اُردو

پیارا بیٹا سوئے (یا) پیاری بیٹی سوئے ۔۔۔ پیارا بیٹا سوئے
اللہ بستار کھے، بیٹا کبھی نہ روئے ؛ عزت پائے جنت پائے ؛ بیج کچھ ایسا بوئے
پیارا بیٹا سوئے ۔۔۔ پیارا بیٹا سوئے
دین نہ جانے پائے چاہے دنیا کھوئے ؛ ہمت رکھے سختی سہہ لے رنج کو دل سے دھوئے۔

عربی

۱

۱:۔ حسبی ربی جلّ اللہ ؛ مافی قلبی غیر اللہ
صلّ وسلم یا اللہ ؛ علیٰ محمد نور اللہ
۲:۔ انا امنّا باللہ ؛ صدقنا برسول اللہ
نرجوا الجنہ ندخلها ؛ یوم الحشر انشاء اللہ
۳:۔ انت الشافی فاشفنا ؛ انت الکافی فاکفنا
یا رحمٰن عافنا ؛ واعف عنا یا اللہ
۴:۔ بسم اللہ خیر الاسماء ؛ رب الارض والسماء

نکاح کرنا ذمّہ داریوں کو قبول کرنا اور بہادری ہے۔

ایک صحابی کی بی بی کا انتقال طاعون میں ہوا پھر خود اُن کو بھی طاعون لگ گیا اُنہوں نے اُس حالت میں بھی اعزّا و احباب سے کہا کہ میرا نکاح جلد کر دو۔ میں نہیں چاہتا کہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ بے نکاحا ہوں کیونکہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے اس حال میں ملے کہ آپ کے پاس بیبیاں تھیں۔

(جابر راوی لکھتے ہیں کہ) میں نے ایک عورت کے پاس پیام بھیجا۔ پھر میں اس کی راہ میں چھپ گیا۔ یہاں تک کہ میں نے ایسی باتیں دیکھ لیں جن سے میرا جی نکاح کو چاہنے لگا تو میں نے اُس سے نکاح کر لیا۔ (ابوداؤد)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوڑے کی سرسبزی سے بچو (یعنی بُرے خاندان کی خوبصورت عورت سے (زین العلم)

حدیث:۔ فرمایا اس نکاح کا خوب شہرہ کیا کرو اور نکاح میں دف بجاؤ۔ (مشکوٰۃ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی صفیہ سے نکاح کر کے کھجور اور ستّو کا ولیمہ کیا۔ (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوسی ایک ایرانی تھا تو اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا پکایا۔ پھر وہ آپ کو بُلانے چلا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اور یہ بھی چلیں (بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف اشارہ کیا) اس نے کہا نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاؤ پھر میں بھی نہیں جاتا۔

(ب) بعض گناہ اور اُن پر رحمتِ حق سے محرومی (۱۲۴ احادیث از کنزالعمال)

حضرت سرورِ عالم رحمتِ مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔

(۱۶) لعنت ہے اُس عورت پر جو گودنا گودے یا گودوائے اور اس پر جو دھوکا دینے کیلئے دوسروں کے بال ملا کر اپنے بال لمبے کرے یا کرائے۔

(۱۷) لعنت ہے اس پر جو کسی جاندار کی تصویر بنائے۔ (اشعار الاقسام ۹۸)

(۱۸) لعنت ہے سود لینے والے پر، سود دینے والے پر، اس کے گواہ پر، اس کے لکھنے والے پر۔

(۱۹) لعنت ہے عورت کو دوسرے کے لئے حلالہ کرنے والے پر اور اُس پر جس کیلئے ایسا کیا جبکہ نکاح میں اس کی شرط کی جائے۔

(۲۰) لعنت ہے شراب پینے والے پر، پلانے والے پر، بنانے اور نچوڑنے والے پر۔ بنوانے والے پر، بیچنے والے پر، خریدنے والے پر، اس کا دام کھانے والے پر، اُسے لانے والے پر، اور اُس پر جس کے لئے لائی گئی۔

(۲۱) لعنت ہے اُس مرد پر جو عورت کے مشابہ بننا چاہے اور اس عورت پر جو مرد بننا چاہے۔

(۲۲) لعنت ہے اُس پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے۔

(۲۳) لعنت ہے اُس پر جو قوم لوط کا سا عمل کرے۔

(۲۴) لعنت ہے اُس پر جو کسی جانور سے بدفعلی کرے۔

(۲۵) لعنت ہے اُس پر جو عورت کے پیچھے کے مقام سے صحبت کرے۔

(۲۶) لعنت ہے اُس پر جو کسی جانور کے چہرے پر داغ لگائے۔

(۲۷) لعنت ہے اُس پر جو کسی مسلمان کے ساتھ فریب کرے یا اسکو نقصان پہنچائے۔

(۲۸) لعنت ہے اُس عورت پر جو قبروں پر جائے اور اُن لوگوں پر جو قبروں پر سجدہ کریں۔

(۲۹) لعنت ہے اُس پر جو کسی عورت کو اُس کے شوہر سے یا کسی غلام کو اسکے آقا سے توڑنا اور بہکا کر چھڑانا چاہے۔

(۳۰) لعنت ہے اُس پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی اور سے اپنا نسب جوڑے۔

مضامین	صفحہ
اسماء الحسنیٰ خواص و فوائد	۹
درود شریف -	۲۴
مسنون دعائیں -	۲۵
اسماء النبی ﷺ	۲۸
فضائل درود شریف	۴۵
حضرت صدیق اکبرؓ	۴۹
حضرت سلمان فارسیؓ	۵۰
حضرت امام قاسمؓ	۵۱
حضرت عارف ریوگری رحمۃ اللہ علیہ	۵۹
حضرت محمود فغنویؒ	۵۹
حضرت خواجہ علی رامتینی رحمۃ اللہ علیہ	۶۰
نعت حضرت نفیس الحسینی مدظلہ	۶۵
مکتوبات معصومیہ سے	
تصوف و سلوک	۶۶
ارشادات معصومیہ رحمۃ اللہ علیہ	۹۶
النبی الحبیب ﷺ	۹۷
ہجرت کا سال اول - دوم	
سال سوم، سال چہارم	۹۸
سال پنجم و سال ہفتم	۹۹

مضامین	صفحہ
حضرت خالد بن ولیدؓ	
سال ہشتم و سال دہم	۱۰۲
من القصیدۃ	۱۰۳
سابقین میں آپؐ کے فضائل	۱۱۵
محبت - شرف - نسبت	
بعض واقعات زمانہ طفولیت میں	۱۱۷
واقعات	۱۱۹
مکتوبات اولیاء - حضرت احمد یحییٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ	
شجرہ بیعت و توحید	۱۲۹
دشمن کے خوش کرنے	۱۳۱
تجدید توبہ	۱۳۲
طلب پیر	۱۳۳
اہلیت شیخی وغیر ذالک	
ولدیت	۱۳۴
صدیقوں کے حالات	۱۳۵
انوار	۱۳۶
کشف تجلی	۱۳۷
سالک و مجذوب	۱۳۸
غلط گاہ سالک کے بیان میں	
حکایت	۱۳۹

مضامین	صفحہ
امراض ظاہرہ و باطن	۱۴۰
اصل تصوف	۱۴۱
طلب طریقت	
ارکان طریقت	۱۴۲
شریعت و طریقت	
شریعت و حقیقت	
رسول علیہ السلام	۱۴۳
نماز کی مشغولی اور تعلیم	
طہارت - نیت - نماز - روزہ	۱۴۴
دعا کرنے قرآن شریف پڑھنے	
بندگی کرنے اور بندہ ہونے	۱۴۷
کلمہ طیبہ	۱۴۸
ایمان کی صداقت	۱۴۹
رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ	
شرک خفی	۱۵۰
محبت - محبت و عشق	۱۵۱
(طالب کے بیان میں)	
حق کی طلب	۱۵۳
ہمت کا بیان	۱۵۴
مرید کو رغبت دلانے	

آئینہ کتاب دینی دسترخوان جلد نمبر۳

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
محبت اور علم کی رغبت	۱۵۵	غفلت کے بیان میں	۱۷۴	حقیقت نسبت اور تحصیل	۲۰۷
مسلمانی	۱۵۶	رضا پانے کی حسرت		خاندان ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے اعمال مجربہ	۲۰۹
اچھے اخلاق	۱۵۷	علاج دل	۱۷۵	نظر بد ڈائن وغیرہ	۲۱۲
تجرید و تفرید	۱۵۸	لباس - ملامت - سماع	۱۷۶	برائے مسحور و مریض مایوس العلاج	
تقوےٰ	۱۵۹	مخلوق سے کنارہ کشی	۱۷۷	برائے ضعف بصر	۲۱۳
صداقت کے بیان میں	۱۶۰	خلق سے جدا ہونے، چلہ وغیرہ		آداب ذکر اور وعظ گوئی کا بیان	۲۱۵
حضرت آدم علیہ السلام	۱۶۱	موت کے بیان میں	۱۷۸	ایک اللہ والے کی آخری وصیت	۲۱۶
عالم آخرت - اسباب	۱۶۲	وعدے اور وعید کے	۱۷۹	اصلاحات یاقوت و مجددیہ	۲۱۷
صحبت	۱۶۳	دوزخ کا بیان		مشاہدہ ارواح	۲۱۷
بری عادتیں	۱۶۵	بہشت کے بیان میں	۱۸۰	جہاد کا طریقہ اور فضائل	۲۲۰
منصب لالچ وغیرہ	۱۶۶	بعد از وصال النبیؐ	۱۸۱	وصیت نامہ حضرت مسیح اللہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۲۷
دنیا کی مذمت اور قضائے نماز		حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۲	(کشف المحجوب)	
ترک دنیا قضاؤ قدر	۱۶۸	حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمۃ اللہ علیہ		صحت کے حقوق	۲۳۱
روح	۱۶۹	ام المومنین حضرت عائشہؓ	۱۸۶	آداب کلام و خاموشی	۲۳۳
دل و نفس	۱۷۰	القول الجمیل		شعر کے سماع میں	۲۳۵
خواہش نفس	۱۷۱	بیعت کے مسنون ہونے کا بیان	۱۹۴	حضرت امام جعفر صادقؓ	۲۳۷
نفس کی ریاضت		اقسام بیعت صوفیہ	۱۹۶	حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ	۲۳۸
نفس کی سیاست اور مجاہدے	۱۷۲	حکمت تکرار بیعت	۱۹۶	حضرت ابو یعقوب رحمۃ اللہ علیہ	۲۳۹
نفس کو جدا کرنے		مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہ	۲۰۲	مدعی الوہیت کے ہاتھ پر خرق عادت	۲۴۰
اپنے ساتھ موافقت	۱۷۳	اصطلاحات نقشبندیہ یہ ہیں	۲۰۴	محبت کا ثبوت	۲۴۱

مضامین	صفحہ
حضرت عثمان بن عفانؓ	۲۴۱
حضرت علی کرم اللہ وجہہ	۲۴۲
حضرت حسین ابن علیؓ	۲۴۲
(نشر الطیب)	
عن السید محمد الجبار زی الحسینی المالکی	۲۴۳
زاد السعید	
(قوت القلوب)	
مال چوری ہو جائے تو	۲۴۴
رضا کا انعام	۲۴۴
بیٹھنے کا طریقہ	۲۴۵
غسل جنابت و احوال برزخ	۲۴۵
سواد اعظم کیا ہے	۲۴۶
لوگوں کے طبقات	۲۴۷
چھ قسم کی عورتوں سے نکاح نہ کرو	۲۴۸
جماع کے آداب- حلال کی اہمیت	
شیخ کا ادب و احترام	
متواضع صحیح کی چند علامات	۲۴۹
صبر کا بیان	۲۵۰
طلب حلال- غصہ- دنیا کی محبت	
محبت کا بیان	۲۵۱

مضامین	صفحہ
زہد کا بیان- فائدہ- علاج	۲۵۲
نخوت و تکبر- قوت القلوب	
تعمیر الباطن- سبق اول- وضو	۲۵۴
نماز میں ذکر کا حکم	
فضیلتِ عقل کے قصہ و مثال	۲۵۷
اصول دعوت اسلام	۲۸۵
صلاح اور اصلاح کی اہمیت	
عیسائی مذہب- لازمی مذہب	
یہودی مذہب	۲۸۶
تبلیغی سفر- عملی مجادلہ	
مخاطب کا مزاج و ذہنیت	۲۸۷
غرباء سے خطاب	
دینی زندگی سیکھنے کا خلاصہ	۲۹۰
عہد نبویؐ میں دینی محنت کا نقشہ	
(ارکان اسلام)	
روزہ	۲۹۳
لطائفِ سبعہ	۲۹۹
(اصلاح المسلمین)	
عمامہ کی فضیلت	۳۰۹
ڈاڑھی کی سنت	

مضامین	صفحہ
خاندانی حالات مبارکہ	۳۱۰
مقامات فضلیہ	
حضرت کا سامان سفر تبلیغ	۳۲۱
حضرت خلفائے کرام	
مکتوبات نبویؐ و دیگر	۳۲۴
مکتوبات اولیاء	
کھجور کی تعریف کمال وجہ	۳۲۵
کفر و کافروں کے ساتھ بغض	۳۲۶
کسے کہ خاک درش نیست	
رام کرشن خدا نہ تھے	۳۲۷
رقص و سماع کا مقام	
اہلسنت سے خروج	۳۲۸
سلف کا اجماع	
اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے	۳۲۹
اہل ذکر کے متعلق سوال	
اولیاء کرام کے کمالات بعض	۳۳۰
صحابہؓ کے کمالات کے مشابہ	
میرا مال زمانہ کے عقلمند کو دیں	۳۳۱
بلیہ کے رفع کرنے کے درپے ہوا	
عرش عظیم اور قلب مومن	۳۳۲

مضامین	صفحہ
خلوت در انجمن	
احکام شرعیہ - رقص و سماع	۳۳۳
الشیخ فی قومہ من عرف اللہ	
اخیر عشرہ کا اعتکاف	۳۳۴
عمل صالح کا لہو لعب پر اثر	
عارف تام المعرفت	۳۳۵
من عرف نفسہ	۳۳۶
استخار کو بار بار کرنا	
احوال و مقامات کو شیر بر جانیئے	۳۳۷
مدینہ کو چھوڑ کر فتوحات کیہ	
صدیقؓ نبوت کے بوجھ اٹھانے والے ہیں	۳۳۸
توجہ ہوئی آپکے کمال کا ہلال بدر کامل بن گیا	
بہشت حضرت صدیقؓ کے نور سے بھرا ہوا ہے	
شرار امتی اجراء ھم علی صحابی	۳۳۹
آج نو حصے علم فوت ہو گیا- ابن عمرؓ	
چار نکاح کے ساتھ اور لونڈئیس	۳۴۰
جب کوئی قوم بدعت پیدا کرتی ہے	
دنیائے کمینی کی تروتازگی پر فریفتہ	
خواہ صحیح ہو یا غلط اپنے پیر کو ظاہر	۳۴۱
اسلام غریب ہو تا جاتا ہے	

مضامین	صفحہ
نفس کا تزکیہ قلب کے تصفیہ پر مقدم ہے	
برے علماء دین کے چور ہیں	
جامی ؒ نے جو خطائے منکر کہا	۳۴۲
روح جسد کی تربیت کرنے والا ہے	
جس نے اصحاب کو گالی دی وہ واجب القتل ہے	
یزید بد بخت فاسقوں کے زمرہ میں	
امام مہدی مدینہ کے بدعتی عالم کے قتل کا حکم فرمائیں گے	
پھر اسماء و صفات میں سیر شروع ہو گا	۳۴۳
حتی کہ یاجوج ماجوج میں بھی	
مردودوں کو ہم وسط دوزخ میں دیکھتے ہیں	
جس نے اللہ کو پہچانا اس کی زبان گنگ ہو گئی	
اسم باطن کی سیر کی نسبت	۳۴۴
لطائف انسانی کے درمیان عنصر خاک	
جاہل کہتا ہے ولایت نبوت سے افضل ہے	
قرب ادا فرائض عالم خلق کا نصیب ہے	۳۴۵
سیر کی ابتداء قلب سے ہے	
صوفیائے خام ذکر و فکر کو ضروری	
جس کا خمیر یثرب و بطحا کی خاک سے ہے بوبایا	۳۴۶
سلوک شیخ کی محبت و رابطہ پر وابستہ ہے	

مضامین	صفحہ
قطب الارشاد کمالات فردیہ کا جامع	۳۴۷
نمازی گویا عالم دنیا سے عالم آخرت میں	
پس کعبہ دنیا میں ایک اعجوبہ ہے	۳۴۸
"یتجلیٰ فیمار بنا ضاحکا"	
سماع و نغمہ کا دم نہ مارتے	
آپ بچے تھے فرمایا ان کی طرف توجہ کرو	۳۴۹
بچوں کے احوال سے باخبر رہنا ہو گا	
اپنے عقائد کو فرقہ ناجیہ اہلسنت کے موافق	۳۵۰
کسی چیز میں حلول نہیں کرتا	
اسماء صفات کی تجلی	
ولائت کبریٰ سے جا ملتے ہیں	۳۵۱
مقام رضا کے اوپر خاتم الرسل	
فوق العرش کا ظہور تجھے وہم میں	۳۵۲
قلب عالم صغیر کا عرش ہے	
مظہر بنا انسان کی نہایت اعجوبہ	
فرشتہ اگرچہ اصل کا مشاہد ہے لیکن	۳۵۳
قلب کو عرش اللہ خاک کی بدولت	
متابعت میں کامل اور وراثت کے مستحق	
قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں	۳۵۴
ان کی تربیت انعکاسی ہے	

مضامین	صفحہ
مستعملہ بدعتوں میں سے	
ختنین کی محبت اہل سنت کے شرائط میں ہے	۳۵۵
خوارج کو اہل سنت ہی نے قتل کیا	
کبھی اس گروہ میں سے کسی نہ تھا —	۳۵۶
ابو جہل کو لعن کیا ہو	
رافضی ابو بکرؓ و عمرؓ کو لعن کرتے ہیں —	
جب مجتہد اصحابؓ کی آراء کی مخالفت کر سکتے ہیں	۳۵۷
مرض موت میں کاغذ طلب فرمایا تھا	
آسمانی احکام تمام ہو چکے تھے	
حسن و حسینؓ آپکی ران پر ہیں —	۳۵۸
آپؐ فرماتے وہ تو تھی جیسی کہ تھی	
اشد کم حیا" لاحل بجی —	۳۵۹
ہرچہ جز معشوق باقی جملہ سوخت	
کمالات ولایت صورت شریعت کے ثمرات ہیں	۳۶۰
جن کا ہمنشیں بدبخت نہیں ہوتا	
گناہ سے لذت حاصل کرنا۔ اصرار ہے	۳۶۱
منافق نماز کی صورت بجالاتا ہے	
عیسیٰ علیہ السلام کی مثال امام اعظم ؒ کی سی ہے	

مضامین	صفحہ
جو صبح و شام توبہ نہ کرے ظالم ہے	۳۶۳
جیلانی ؒ نے فرمایا بدعتی ۹ گروہ ہیں	۳۶۴
بادشاہ سات پشتوں سے حنفی مذہب پر ہے	
آپ کی صورت مبارک کا مادہ تھا جب	۳۶۵
قرار پکڑا فرشتوں نے ابلیس کے تخت کو الٹ دیا	
صورت کو صورت کعبہ کی ملاقات کا شوق ہے	
جو کچھ آئے کشادہ پیشانی کے ساتھ قبول	۳۶۶
قلب کی مثال گویا کہ ایک آگ جس نے دشت و صحراء کو	
فرائض کے مقابلہ میں نوافل راستہ میں پھینکے ہوئے	۳۶۷
اپنی ولائت کا علم ضروری نہیں —	
پیر نے مردہ دل کو زندہ کردیا	
سہو ونسیان پیغمبرؐ پر جائز واقع ہے	۳۶۸
خلفاء ثلاثہ کے لئے جنت ثقہ راویوں کی کثرت سے	
حقاکہ نذیری تو والحق کہ بشیری نظم از	۳۸۵
حضرت سید انور شاہ ؒ	
حالات نقشبندیہ	
حضرت مجدد ؒ کی آخری تہجد —	
حضرت کا حلیہ دعادات مبارکہ —	۳۸۶

مضامین	صفحہ
حضرت خواجہ سیف الدین ؒ	
سید نور محمد بدایونی ؒ	
خواجہ محمد سعید ؒ	۳۸۷
حضرت شیخ آدم ؒ	
شیخ بدیع الدین و محمد نقشبند ؒ	۳۸۸
حضرت مرزا مظہر ؒ	۳۸۹
حضرت خالد کردی ؒ	۳۹۰
حضرت شاہ احمد سعید ؒ	۳۹۱
حضرت دوست محمد قندھاری ؒ —	
محمد یوسف گردیزی ملتانی ؒ —	۳۹۲
مولانا غلام محی الدین قصوری ؒ —	
شاہی سلوک	۳۹۳
امراض باطنی کا لاجواب علاج	
بعض نقشبندیوں کا مزاج چشتیہ ہوتا ہے	۳۹۴
تصوف کی حقیقت اللہ سے تعلق	
تصور شیخ کی اصلیت	۳۹۵
مراقبہ ماہیت و حقیقت	
اہل ذکر کو حالت بیداری کی چاہیے	
حضرت امداد اللہ مہاجر مکی ؒ	۳۹۶
حقیقت شہوت	

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
فنا وبقاء	۴۱۷	مدارس کی صورت حال	۴۵۲	حضرت معاذ بن جبلؓ کو تعزیت فرمائی	
مبادی تعینات		قاری محمد طیب رحمۃ اللہ علیہ		عورت اور قبرستان جانا	۴۶۸
ولائت کے درجات	۴۱۹	مدارس کا نصاب تعلیم	۴۵۳	ایصال ثواب	
حقیقت نفس		رفع یدین اور شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ	۴۵۴	شہداء کے اقسام	
احکام		شہنشاہ اورنگزیب رحمۃ اللہ علیہ	۴۵۶	جو لاش پھول گئی ہو	۴۷۰
تمباکو نوشی	۴۲۱	(موت کے احکام)		لاش اگر کوئلہ ہو جائے	۴۷۱
حد زنا	۴۲۳	سکرات الموت	۴۵۶	خود کشی کا حکم	
عورت کو پردہ کا حکم	۴۲۴	مرتد کون ہوتا ہے		عدت کا بیان	۴۷۲
ارشادات اولیاء	۴۲۵	کافر و مرتد کی موت کے بعد		ترکہ میں سے مصاریف	۴۷۳
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے اقتباسات		ابو سلمہؓ کی وفات	۴۵۷	اللہ تعالیٰ کے قرض	۴۷۴
		کفن وغسل کا سامان لانا	۴۵۸	مرض الموت کا مسئلہ	۴۷۵
حضرت احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ	۴۳۸	عورت کا کفن تیاری وپیمائش	۴۶۰	حیلہ اسقاط	۴۷۶
اشعار مفیدہ	۴۴۳	کفنانے کا طریقہ	۴۶۱	لڑکیوں کو ورثہ نہ دینا	
علوم القرآنیہ	۴۴۴	شرائط جنازہ	۴۶۳	بیوہ کا ناحق ترکہ پر قبضہ کرنا	
حفاظت قرآن	۴۴۵	نماز جنازہ کا طریقہ		غلط رسمیں	۴۷۷
مصاحف عثمانی کی نقول	۴۴۷	قبر کے اقسام وتیاری قبر	۴۶۴	بدعتی کے لئے حکم	
زیر زبر وغیرہ	۴۴۸	قبر میں اتارنا	۴۶۵	میت کے معاملہ میں غلط رواج	۴۷۸
قرآن کریم کی قرائتیں مختلف	۴۴۹	عورت کو قبر میں اتارنا	۴۶۶	پوسٹ مارٹم	
کتب مقدس میں بشارتیں	۴۵۰	دفن کے بعد کی دعاء وغیرہ		غائبانہ نماز جنازہ	۴۷۹
عتبہؓ بن ربیعہ کے سامنے تلاوت	۴۵۱	صبر واجر وثواب	۴۶۷	قل پڑھی ہوئی کنکریاں	

آئینہ کتاب دینی دسترخوان جلد نمبر۳

مضامین	صفحہ
اہل میت کی طرف سے طعام	
اجرت پر قرآن شریف کی تلاوت	۴۸۰
خوش خلقی کی تعلیم	
تصوف وسلوک	۴۸۱
ذکر، فکر، تصور	
مجاہدہ، وصول الی اللہ	
علم نجوم	۴۸۲
حب عقلی بر عشق	
حیات جمادات	
غزل حال وقال	۴۸۳
صورت مثالی	۴۸۴
انسان کی امنگ اور	۴۸۵
حوادث کا نقشہ جیبی صلی اللہ	
تلاوت سن کر فرشتے ظاہر ہو گئے	۴۸۶
صحابیؓ نے شیطان کو پکڑ لیا قصہ	۴۸۷
منافق کے جنازے پر سیدنا عمرؓ نے	
حضورؐ کا کپڑا پکڑ لیا	
فرعون کے منہ میں	
کیچڑ ٹھونس دیا	۴۸۸
عارف کامل کی ترقی	۴۸۹

مضامین	صفحہ
خاصیت سماع	
حلق میں تیر لگ جاوے آرزو فنائیؒ	۴۹۰
حضرت عثمان بن مظعونؓ کا چشمہ	
صحابہ کا تلبیہ میں کمی بیشی کرنا	۴۹۱
رنگین احرام کا مسئلہ	
مجنون عورت کا گناہ	۴۹۲
انتساب کی وجہ سے معظم سمجھنے	۴۹۳
کی دلیل	
بتوں کو باہر کئے بغیر آپؐ	۴۹۴
کعبہ کے اندر تشریف نہ لے گئے	
عدم التفات الی الانوار	۴۹۵
حرمت سجدہ قبور	۴۹۷
علاج وسوسہ وغیرہ	۴۹۷
دنیا میں دیدار الٰہی کا امتناع	۴۹۸
حالت لذت ساعت تلاوت	
ترک لذات وغیرہ	۴۹۹
رسم نذرانہ تعویزات	
ذات حق کے لئے تمثیل کا جواز	۵۰۰
حمد ونعت۔ عقیدہ	۵۰۱
کلمہ طیبہ پڑھنے پر عام بخشش	

مضامین	صفحہ
فیض حاصل ہونیکی صورتیں	۵۰۲
بیعت بدلتے رہنے کا نقصان	
حقوق طریقت	۵۰۳
اولیاء معصوم نہیں	
فریمیسن حرام ہے	
کشف کی تفصیل نجومی کی برائی	۵۰۴
اللہ کے لئے دوستی	۵۰۵
غیر محرم پر نظر کرنے کا علاج	
تفکر اور اس کا طریقہ	
نماز میں لگاؤ کا طریقہ	۵۰۶
وسوسہ کا علاج	
فضیلت ذکر	۵۰۷
دل کو زنگ لگتا ہے	۵۰۸
اہل جنت کی حسرت	
ذکر کی مجلس پر فرشتوں کا ہجوم	۵۰۹
اہل اللہ کون ہیں	
شہنشاہ ظفرؒ	۵۰۹
اشعار حمد الٰہی	۵۱۰
عقیدہ کے باب میں نعت	
سیدہ زوار حسین شاہؒ کی نعت	۵۱۱

مضامین	صفحہ
سالک کو غفلت سے خبرداری	
صحابہ جیسا ایمان کسی کو نصیب نہیں	۵۱۲
ہر سانس کے لئے سوال ہونا	
مکتوبات اولیاء	
ناقص پیر کی صحبت	۵۱۳
طریق وصول الی اللہ	
مباحات سے پرہیز	
جواز توسل	۵۱۴
اشعار سعدی رحمۃ اللہ علیہ	
شیعہ کا قرآن کو مان لینا	۵۱۵
نصیحت بزرگانہ	
حیاء، ایمان اور جنت کا تعلق	۵۱۶
ظاہر و باطن کی صفائی	۵۱۷
دل کی حالت پر نظر	
فقراء کی خاکروبی کا مقام	۵۱۸
اشعار عشق، تبرک کا احترام	
النبی الحبیب ﷺ	۵۱۹
معجزات النبی ﷺ	۵۱۹
عالم کائنات الجو، معجزات ﷺ	۵۲۰
عالم جمادات و عالم نباتات	۵۲۰

مضامین	صفحہ
چھوہاروں پر دعاء برکت	۵۲۱
عالم حیوانات پر معجزات	
بھیڑیئے اور سور نے شہادت دی	
آپ کے خدام کنیزیں اور دیگرؓ	۵۲۲
اسماء گرامی حارثینؓ	
قبل وفات کھانسی وغیرہ رحمۃ اللہ علیہ	۵۲۳
سجدہ قبر کی ممانعت	
صدیق اکبر امام بنائے گئے	۵۲۴
آپ کا کفن دفن مبارکہ رحمۃ اللہ علیہ	
آپ کی قبر شریف کوہان کی شکل میں	۵۲۵
سب سے پہلے جنت کے دروازہ پر	۵۲۶
کوثر کی تعریف	
جنت کی تفصیل	۵۲۷
وسیلہ کی دعا کرنے والے کو شفاعت	
کی خوشخبری	
تمام اہل جنت کے سردار	
منکر کو دوزخ میں ڈالنے کا فرمایا	۵۲۸
زہر کی وجہ سے رگ قلب ﷺ کا کٹ جانا	۵۲۹
ابلیس نے سر میں خاک ڈالی	
فرمایا ہم اپنے بھائیوں کو دیکھتے	۵۳۰

مضامین	صفحہ
آپ کی محبت سب سے زیادہ ہونا	
گنہگار مسلمان پر لعنت کی ممانعت	۵۳۱
صحابہؓ کی محبت دیکھ کر دشمن نے کہا۔	
دشمن ہو	
قبرستان میں بھی صحابہؓ مودب تھے	۵۳۲
مسجد میں باتیں کرنے کی ممانعت	
سیرت النبی ﷺ	
حاکم کے لئے وسیلے کا وظیفہ	۵۳۳
حضرت عمر نے توسل سے دعا فرمائی	
حضرت بلالؓ نے مغفرت کا اعلان فرمایا	۵۳۴
حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہترین خلق ہونا	
فضائل صحابہ و اہل بیتؓ	۵۳۵
امہات المومنینؓ کی محبت	۵۳۶
فضائل علماء کرام	
ایک عاشق بامراد کا خواب	۵۳۷
حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو پیغام	
حالات اولیاء	۵۳۸
خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی وصیت	
خواجہ علاؤ الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ	
خواجہ یعقوب چرخی رحمۃ اللہ علیہ	

مضامین	صفحہ
خواجہ عبید اللہ احرار ؒ	۵۳۹
محمد زاہد ؒ کا فرمان	۵۴۰
حضرت مولانا درویش محمد ؒ	
حضرت ا یکنگی ؒ	
حضرت خواجہ محمد باقی باللہ ؒ	۵۴۱
اشعار تصوف	
خاندان تیموری کا اہل اللہ سے تعلق	۵۴۲
اور اس کی تفصیل وغیرہ	
حضرت خواجہ باقی باللہ کے اشعار محبت	
قلعہ سرہند کی تعمیر۷۰ھ	
خلیل اللہ بدخشی کا الہام	
حضرت مجدد الف ثانی ؒ	
حضرت جان جاناںؒ کی غائبانہ توجہ -	۵۴۴
حال محبت شہادت اشعار	
حضرت خواجہ محمد صادق ؒ	۵۴۵
حضرت محمد حسن عرب رحمۃ اللہ کا مجاہدہ	
حضرت خواجہ غلام علی دہلوی ؒ	
بادشاہ کی غیبت پر روزہ کی قضاء	۵۴۶
شاہی مسجد میں بزرگوں کی تصاویر	
کی وجہ سے بادشاہ کو ہجرت کی دھمکی	

مضامین	صفحہ
نماز میں لشکر کا نظام وسامان	۵۴۷
پیر کی تعریف اپنی انکساری کے اشعار	
طریقہ مجددیہ کی سہولت کا راز	۵۴۸
جاناں ؒ	
۲۵۰۰۰ اسم ذات - پیر زادہ کا ادب	
شاہ ابو سعید مجددی ؒ	
شاہ عبد الغنی مجددی ؒ	
اللہ تعالی کو خواب میں دیکھا	
ختم حضرت محبوب سبحانی ؒ	۵۵۰
ختم خواجہ نقشبند ؒ	
ختم خواجہ باقی باللہ ؒ	
اسم اعظم، خواجہ محمد معصوم ؒ	۵۵۱
مقالات فضلیہ کے انوار	
ختم خواجگان مفصل	۵۵۲
اشعار سلوک	
طریقہ ختم وایصال ثواب	۵۵۳
مراقبہ کے بعد کی دعاء	۵۵۴
اشعار غلامی خواجگان ومحبت	
اسباق، تسبیحات دن رات	
بروفات حضرت عباسی ؒ	۵۵۵

مضامین	صفحہ
حالات از قاری محمد طیب قاسمی ؒ	
نقش خاتم، صلی اللہ علیہ وسلم	
حضرت عباس از حضرت یوسف بنوری ؒ	
احوال وفات حضرت مولانا عبد الغفور عباسی	۵۵۶
مولانا عبد الحق عباسی ؒ	۵۵۷
مولانا لطف اللہ عباسی مدنی ؒ	
عالم اسلام میں حضرت کی ضیاء پاشی	
حضرت کے صاحبزادگان وعزیزان	۵۵۹
مولانا عبد القیوم ؒ	۵۶۰
حضرت خواجہ عثمان دامانی ؒ	
فوائد عثمانی	
قصید دیکھ کر ملال فرمایا	
خواجہ سراج الدین ؒ کے نام والانامہ	۵۶۱
نقش برائے حفاظت زراعت	
برائے تپ پر ہر قسم	
تعویذ، بواسیر کیلئے	
کاروبار کی ترقی کا تعویذ	۵۶۲
تذکرہ جامی رح عشق ومحبت	
مصافحہ کے لئے ہاتھ مبارک کا ظاہر ہونا	۔

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
امیر مکہ کا خواب		تعلیم اسباق ولایت نقشبندیہ	۵۷۰	شریعت وتصوف	
حضرت جامی کے اشعار عاشقانہ	۵۶۳	لطیفہ قلب' روح' سروغیرہ		اشتیاق موت کا واقعہ	۵۸۱
فارسی میں		تحلیل السانی - نیت مراقبات	۵۷۱	حضرت صدیقہ سے شہ رگ کا قصہ	
اشعار عشق حبیب کا ترجمہ دو آتشہ	۵۶۴	مراقبات مشاہدات	۵۷۲	بنو قریضہ کے مردوں کو قتل کیا جاوے ۵۸۲	
حضرت محمد زکریا رحمہ کا ڈاڑھی کسے رکھتے	۵۶۵	مراقبہ معیت الٰہی		حضرت عمرؓ کے سوالوں کا آنجنابؐ	۵۸۳
دلسوز وعظ		ولائت کبری کے اسباق	۵۷۳	اور حضرت صدیقؓ نے ایک جیسا جواب دیا	
خاتمہ خراب ہونا یا تجدید نکاح		کمالات اولوالعزم حقیقت کعبہ	۵۷۴	سونے اور جاگنے میں برابر کا ثواب	۵۸۴
حضرت ابن عمر کا عمل	۵۶۶	مراقبہ کمالات رسالت		بچے کے دو ٹکڑے اور اصلی ماں	
انگریز نے ہند میں اپنی وضع نہ بدلی		مراقبہ حقیقت ابراہیمی	۵۷۵	اے بلال جنت میں تم مجھ سے آگے	۵۸۵
کلاہ عمامہ کی ترغیب		مراقبہ حب	۵۷۶	خیالات نادان خلوت نشیں	
کفار کی مشابہت ان کے ساتھ حشر کا باعث	۵۶۷	مراقبہ لاتعین		حضرت صدیقؓ کا لقب عتیق	۵۸۶
خدمت عالی میں مجوسیوں کی آمد		خلاصہ اسباق ولایت		سر مبارک ریش گرامیؐ میں گرد ہے	۵۸۷
کئی پشت بعد مردانگی کے زیور سے محرومی		سلب امراض' تصرف قلوب	۵۷۷	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں	
عورتیں داڑھی والے مردوں کو چاہتی ہیں		طریق دفع بلاء		ملائکہ اور حضرت سعدؓ کا جنازہ	
دن رات کیلئے معمولات	۵۶۸	نسبت یا ولائت - اقسام اولیاء اللہ		حضرت ابو ہریرہ کی چادر پر کچھ پڑھا	
بیٹھک لگانا بھی حضرت مسیح الامت کا معمو		طریقہ کشف حالات آئندہ		تصرف فی القلوب	
آداب رزق حلال		نقشہ کوائف اولیاء اللہ رحمہم اللہ	۵۷۸	ضروری نہیں کہ ولی کی ہر دعاء	۵۸۹
مراقبہ احسانی' اتباع سنت	۵۶۹	صحبت روحانی' صحبت جسمانی	۵۷۹	اسی طرح پوری ہو	
خطاطی اور صلوات شریفہ		صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ زندگی	۵۸۰	میرا رب میرے پاس اچھی صورت میں	
عمدة السلوک		دست مبارک سے بنایا ہوا		تجھ کو خبر نہیں ہمارا فلاں بندہ	۵۹۰

مضامین	صفحہ
بیمار ہوا تھا	
اللہ کے لئے دوستی	
میری امت پر بلائیں نازل ہونے	۵۹۱
دل کا بگاڑ تمام جسم کا بگاڑ ہے	
آپکے مبارک جسم پر دو سبز کپڑے	
یہودی نے حضرت علی کا حیاء کیا	۵۹۲
فرمایا تیرے سینے کو غنا سے بھر دونگا	
شریعت و تصوف	
ایسی عبادت جس میں معرفت نہ ہو	۵۹۳
جنت خیر الاشیاء ہے	
اپنا قمیض مبارک بدن اطہر سے اتار دیا	
ناگوار امور پر صبر کرنے میں اجر	۵۹۳
ایک دعاء سرکار عالم کا مبارک نامہ	
ایک بار نوحہ کی اجازت لے لی	۵۹۴
مسجد کی کنکری خدا کا واسطہ دیتی ہے	
آپؐ نے پانی تبرکاً دیا اور	۵۹۵
اس میں اور ملانے کو فرمایا	
حقیقت دست غیب	۵۹۶
وحی کے وقت شہد کی مکھی جیسی آواز	
چالیس روز تک اللہ کے لئے خلوص	۵۹۷

مضامین	صفحہ
تکلم بکلام موہوم کی اصل	
اشعار معرفت رب تعالی	
حقیقت تصوف اعمال باطنی	۵۹۹
خط و کتابت سے بیعت ہونا	
اشعار عشق فارسی میں	
مراقبہ موت	
اشعار گلے خوشبوے در حمام روزے	۶۰۰
مجاہدہ اجمالی، قلت کلام	
جو چپ رہا نجات پاگیا	۶۰۱
سینہ ہارا خامشی گنجینہ گوہر کند	
بے خبری کی نماز سے نقصان	
اخلاق حمیدہ	۶۰۲
زندگی سدھارنے کے لئے چند فارسی	
اخلاص فی العبادت	
ماہیت اخلاص، تحصیل توبہ و محبت	۶۰۳
حقیقت شوق کا رنگ	
طریق تحصیل رجاء	۶۰۴
نفس کو خوب آرام سے رکھو	
صدق - تفویض - رضاء	۶۰۵
مجاہدہ - کثرت ذکر - حرص - علاج	

مضامین	صفحہ
مال کے دو جنگل ہوں	۶۰۶
علاج طمع - حقیقت غصہ	
حقیقت بخل اور ان کا علاج	
تکبر - علاج	۶۰۷
حب جاہ تفصیل و علاج	
وصول الی اللہ کے تین طریقے	۶۰۸
خیال - وسوسہ - تنبیہ	
السلوک	
حقیقت نفس انسان و اقسام	۶۰۹
علامت حصول نسبت مع اللہ	
سیر الی اللہ سیر فی اللہ	۶۱۰
لطائف ستہ - تو در د گم شو وصال	
لطیفہ قلب اور قلب صنوبری	۶۱۱
اشعار نصیحت	
شغل سلطانا "نصیرا"	۶۱۲
شغل سلطانا محمودا	
ہمہ شہر پر زخوبان - مراقبہ رویت	
مراقبہ معیت	۶۱۳
علامات انوار	
اشعار فناء	

مضامین	صفحہ
جامع اذکار	٦١٤
تلاوت نماز خاصاں	
ان تعبد اللہ کانک تراہ	٦١٥
آثار سلوک نبوت	
فرق آثار	٦١٦
جمع الجمع - ربط قلب بالشیخ	
فناء فی الشیخ - ابن الوقت	
تجربہ - تجلی ذاتی - صفاتی	٦١٧
مال - حجابات - شعلہ عشق	
ارشادات اولیاء	
صوفی - خیر القرون	٦١٨
حصول نسبت - سکر و صحو	
حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید -	٦١٩
افراط سے کام لینا	
فریاد حافظ ایں ہمہ	٦٢٠
عورتیں جن پر نسل انسانی کی بقاء	
طاعون سے مرے تو قبر میں سوال نہ ہوگا	
قرآن سن کر حضرت عمرؓ اونٹ سے گرے	٦٢١
بہشت میں درخت لگاؤ	
اصل کیمیاء آسان عمل ہے	

مضامین	صفحہ
رابعہ بچاری رحمۃ اللہ علیہا	٦٢٢
ارکان پنج گانہ میں تکبیر اولی	
نمازی مناجات میں	٦٢٣
۱۱سال کی عمر میں کافیہ خواں ہوگئے	٦٢٤
انسان عالم خلق، عالم امر کا جامع ہے	
مکتوبات اولیاء	٦٢٥
سبحان اللہ وبحمدہ کی تفصیل	
یہ اسرار حروف مقطعات کے ساتھ	٦٢٥
کلیم علیہ السلام کی بازگشت میم کی طرف ہے	٦٢٦
صحابہؓ قرب نبوت کی شاہراہ پر چلے ہیں	
جس میں فناء وبقاء درکار نہیں	
کھانے پینے، پہننے میں میانہ روی عمدہ ہے	٦٢٧
حضرت سعد بن عطاء رحمۃ اللہ علیہ	٦٢٨
حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات	
ابدان کے تعلق کے قبل ارواح مجتمع تھیں	٦٢٩
روح کا قوام نور یا الطف شئے سے ہے	
ذکر نقشبندیہ - قادریہ اسم خفیہ	٦٣٠
کاغذ پر قلب صنوبری - مراقبہ فنا	
روح کے اقسام میں سے ثواب وعتاب	
	٦٣١

مضامین	صفحہ
ترک سلاسل اربع مشائخ کرام	
مراقبہ موت - توجہ کا آسان طریقہ	٦٣٢
زندگی سیکھنا - محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ	
عہد نبوی میں - دینی محنت کا نقشہ	٦٣٣
دین کی محنت اسی دس سال میں کی	
سفر سال میں ٦ سات، ماہ ہر آدمی کے حصہ	٦٣٤
نقل وحرکت کا خرچ اپنا	٦٣٥
بدلہ حوض کوثر پر دلوائیں گے	
قبض - مشاہدہ - طریق حصول	٦٣٦
شرعی دلائل تنزلات ستہ	
مثال جیسے چراغ ہے کہ اس میں بتی -	٦٣٧
حقیقت احوال وکیفیات	
کشف عالم غیب کی اشیاء کا ظاہر ہونا	٦٣٨
دلیل بخاری - مسلم شریف	
استغراق - حدیث ابو ذرؓ	٦٣٩
مخالفت شیخ - تجلی حق در خلق	
الصوفی لا مذہب لہٗ	
اخراج مرید - چلہ - دربان مقرر کرنا	٦٣٠
دلیل حدیث مبارکہ سے	

مضامین	صفحہ
شریعت وتصوف	
شیطان سے عدم امن	۶۴۱
فکر اصلاح خود	
اولیاء کے اقسام	
اصحاب تکوین۔ شجرہ وسند	
انکشف۔ بہترین چیز	۶۴۲
حالت وجد	۶۴۳
امت محمدیہ کی پیدائش	
حضرت صدیقہؓ اور حضرت عمرؓ دفن	۶۴۴
اہل قبور سے فیض کا اثبات	۶۴۵
ترک نکاح وگوشہ نشینی	
مرید کی بیجابات پر نرمی	
شغل تصور شیخ کے مفاسد	۶۴۶
توریہ درخوف فتنہ	۶۴۷
حضورؐ کے سامنے سفارشی لانا	
ایک رسی لٹکاؤ۔ اللہ پر اترے	
بلندی سے گرنے کی	۶۴۸
خواہش ہوئی ﷺ	
حدیث کی سماعت کی درخواست	
وجد وچیخ مارنا	

مضامین	صفحہ
حضرت صفیہ کی عبادت	۶۴۹
چار ہزار گٹھلیاں جمع کریں	
خفی اعمال پر حضرت صدیقہ	۶۵۰
دجال کا واقعہ	۶۵۲
مدتوں کھانا نہ کھایا	
بسط وطی زمان کی حقیقت	۶۵۳
جماعت کی نماز۔ رسمی درویش	
خوش طبعی کی ترغیب	
اشعار محبت	۶۵۴
جامع دعا وجد آفریں نعت	۶۵۵
صلوۃ" تبجینا واشعار عاصیانہ	
اشعار محبت اردو	۶۵۶
مکتوبات اولیاء	
وہ کیا جانے کہ کیا ہے مشک تاتار	۶۵۷
شئے کا مطلوب اس کا معبود	
المراء مع من احب	۶۵۸
اعتقادیات	۶۵۹
حق تعالیٰ ازل سے ابد تک ایک ہی	
کلام سے متکلم ہے	
عصمت انبیاء فرشتے	

مضامین	صفحہ
قبر۔ قیامت۔ دوزخ	
ایمان وکفر کا مدار خاتمہ پر ہے	۶۶۱
اللہ کسی کے ساتھ متحد نہیں	
قیامت کی علامتیں	۶۶۲
لوکان بعدی نبیا"	
ہم عین بلا میں عافیت کے ساتھ ہیں	۶۶۳
اطلع اللہ علی اہل بدر	
القاء شیطانی کا وقوع	۶۶۴
عالم مثال کا ذکر	
شیطان سراسر فتنہ وبلا ہے	۶۶۵
عورتوں کی بیعت	۶۶۶
الشرک فی امتی کا حال	
عورتوں سے شرائط بیعت زیادہ	۶۶۷
دل اللہ کا ہمسایہ ہے	۶۶۸
الشرع تحت السیف	
لطیفہ نفس جو سب سے بدتر ہوتا ہے	۶۶۹
سب سے بہتر ہو جاتا ہے	
المومن القوی خیر	۶۷۰
قیامت میں فنا ہونے والی اشیاء	
تزکیہ نفس دو طرح پر ہے	۶۷۱

مضامین	صفحہ
صورتوں کے حسن وجمال کو	
حق تعالی کا مشاہدہ خیال کرنا عجب ہے	
حضرت موسی علیہ السلام بے ہوش ہوئے	۶۷۲
آواز کا پھیرنا سر نکالنا وغیرہ غلط ہے	
حضرت ابن عربی ؒ کی اجتہادی خطاء	۶۷۳
شیخ کا رد و قبول موجب خطر ہے	۶۷۴
انسان سات لطائف مشہورہ	۶۷۵
سے مرکب ہے	
سفر اجمیر میں شدت تکالیف	
خواجہ محمد ہاشم کا وجود غنیمت ہے	
اہل وعیال سے حد سے زیادہ محبت	۶۷۶
ریاضتوں مجاہدوں کی وضاحت	۶۷۷
اگرچہ طفیلی ہوں مگر بن بلائے نہیں آیا	
میرا سلسلہ رحمانی ہے	
آپکوؐ سب سے زیادہ ایذا ملی	۶۷۸
کبھی عشق میں محبوب کا درد ہوتا ہے	
کماصلیت کی تفصیل	۶۷۹
حبیبؐ اصل ہیں حضرت خلیل ان کے تابع	
کما یعرفون ابناءھم	۶۸۰
اللہ جمیل ہے ذاتی حسن وجمال	

مضامین	صفحہ
حقیقت محمدیؐ	۶۸۱
احمد اسم مبارک احد سے ایک حلقہ میم	
وسیلہ کی تفصیل	۶۸۲
ولایت احمدی عشق	۶۸۳
رابعہ بیچاری اگر بہشت کی حقیقت	۶۸۴
جانتی جلانے کی فکر نہ کرتی	
کشف صریح متعلق پیدائش ؑ	۶۸۵
حضرت خاتم الرسل کا جمال	۶۸۶
درخت خرما من طینت آدم	
مریدوں کے ساتھ برتاؤ	۶۸۷
فقیر کے لئے اجازت نامہ لکھا گیا	۶۸۸
نداء کے بغیر تلقی روحانی	۶۸۹
محال است سعدی کہ راہ صفاء	۶۹۰
افلاطون بے وقوف نے ریاضتوں	
جب شریعت میں فاحشہ کا رسوا کرنا	۶۹۱
یالیت رب محمد لم یخلق محمداً	
صورت کعبہ پتھر اور مٹی سے مراد نہیں	۶۹۲
کعبہ معظمہ کی حقیقت عالَم سے نہیں	۶۹۳
بعض امور غیبی کا کشف	
بہشت و دوزخ موجود ہیں	۶۹۴

مضامین	صفحہ
مردوں کا گروہ عورتوں سے بزرگ مانا گیا ہے	
اللہ کو کفر و کافری سے عداوت ہے	۶۹۵
اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں	
شیخ ابو الحسن اشعری ؒ	۶۹۶
اللہ تعالی راقضیوں کا برا کرے کیسے جاہل ہیں	
قیام کے وقت نظر کو سجدہ کی جگہ پر	۶۹۷
امیر کلال ؒ کو ذکر جہر سے منع کرایا گیا	
ابو ہریرہؓ اگر ظاہر کروں تو تم میرا گلہ کاٹ دو گے ۶۹۸	
کمالات نبوت دریائے محیط ہے	
لیس فی جبتی سوی اللہ	۶۹۹
سبحانی ما اعظم شانی کی حقیقت	۷۰۰
خیال باطل میں خدا کو دیکھتے ہیں۔ اللہ ان کو خوار کرے	
فقراء کیونکر مضطر و بیقرار نہ ہوں	۷۰۱
پیر خانہ کے لئے۔ ادب اور حق نصیحت	
حروف مقطعات۔ محب و محبوب کے رازوں کی ایک رمز ہے	۷۰۲
حق الیقین مشہود سے مراد ہے	۷۰۳
متشابہات کی تاویل	

مضامین	صفحہ
ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی	۷۰۴
ان کو سماع و رقص وجد کی حاجت نہیں	
ان کی آنکھ اتباع سنت کے سرمہ سے سرگمین ہے	
جن معانی کو علمائے اہلسنت وجماعت نے سمجھا ہے	
	۷۰۵
موسی زہوش رفت بیک پر توصفات	۷۰۶
یکتا لباس خاص روح کے قد پر سیا ہوا	
حق تعالی کے سوا کوئی محدث وجود نہیں	۷۰۷
اگر قلم جاری کروں تو سخن دراز ہو جائے	۷۰۸
کلموا الناس علی قدر عقولہم	
بقاباللہ کی حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں	۷۰۹
عشق معشوقاں ہے پردے میں چھپا	
مرتبہ کمال کے بعد پیر کے برخلاف کرنا جائز ہے	۷۱۰
اشاعات	
تصوف و زہد کے لئے آیات مبارکہ کا ترجمہ	
اوراق قرآنی کریم منسوب حضرت ذی النورین	۷۲۴
و حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت حسنؓ	
حالات اولیاء	۷۲۵
اورنگزیب ؒ اور ان کے والد ؒ مابین حقیقت	
حال	

مضامین	صفحہ
خواجہ ؒ نے قلعہ کی مورتیاں تڑوادیں	
حضرت خواجہ ؒ نے ۷۰۰ اخلفاء کو کام پر روانہ فرمایا	
	۷۲۶
حضرت محمد صبغۃ اللہ کے حالات	
خواجہ محمد نقشبند ؒ	۷۲۷
عالمگیر ؒ بھی دکن میں تھا	
حلقہ مراقبہ کی مجلسیں گرم ہونے لگیں	
تازہ یاد کر کے تراویح میں سنا دیتے	۷۲۸
امام یمن نے خواجہ ؒ کا استقبال کیا	
خواجہ سیف الدین ؒ	۷۲۹
دو قسم کے درود شریف	
بادشاہ نے تناول فرمایا اور مجلس	۷۳۰
مراقبہ میں شرکت کی	
اور اکابر دیوبند کا سلسلہ حضرت مجدد	
الف ثانی ؒ سے ملتا ہے	۷۳۱
حضرت عبدالغفور عباسی، ؒ	
حضرت شیخ محمد یوسف گردیزی ؒ	
عالمگیر ؒ نے اسلامی اصلاحات نافذ کیں	
شہنشاہ نے سلوک طریقت سیکھا	۷۳۲

مضامین	صفحہ
آپ حنفی المذہب سنی تھے	
حضرت خواجہ محمد زبیر ؒ	
بچے کو چوم اور سونگھ کر فرمایا	۷۳۳
اولوالعزمیت کی خوشبو آتی ہے	
شعر کہ مرا خراب کردی تو بسجدہ ریائی	
شاہان مغلیہ ایک نظر میں	۷۳۴
امیر تیمور ؒ ۱۳۳۵ء میں پیدا ہوئے	
بادشاہ ظفر ؒ نے مجبوراً جنگ کی	۷۳۵
مجلس ذکر پر فرشتوں کا ہجوم	۷۳۶
تحریری تبرکات خیر القرون	
سیرت طیبہ بے نقط عجیب	۷۳۷
اقوال زریں حضرت امیرؓ	
محترم عبدالمطلب کے محبوب اشعار عربی	۷۳۸
بے نقط کلام شعب ابی طالب	۷۳۹
رسول اکرمؐ کے حالات و اشعار عربی	۷۴۰
ہضم خوراک کے لئے مفید باتیں	۷۴۱
ضعف دماغ مفید غذائیں	
تلی و جگر ضعف اعصاب	۷۴۲
غذاؤں کے خواص مفصل	
گندم کے زود ہضم کھانے وغیرہ	۷۴۳

مضامین	صفحہ
غذاؤں کے مضر اثرات کی اصلاح مفصل	۷۴۷
کمزوری کا علاج لاجواب گولیاں	۷۴۸
سم الفار کو مومیا بنانا	
نسخہ مقوی دماغ	۷۴۹
کثرت حیض اور مقوی باہ	
دودھ کا غسل مفید ہے	
افعال وخواص	۷۵۰
ضعف دماغ کا نسخہ	
سبع سلاسل شریفہ	۷۵۱
درود شریف نماز توڑنے والی چیزیں	۷۵۴
لطائف وظرائف	۷۵۵
ایک بادشاہ بہت موٹا تھا	
خون نکلتا رہا رنگ کھلتا گیا	۷۵۶
چور کی رحمدلی اور چالاکی	۷۵۷
میں نے کوئی جرم نہیں کیا تھا کہ بھاگتا	
عجیب بات کہہ کر بیٹے نے خلیفہ کا	۷۵۸
مزاج بدل دیا	
مجھے آپ کی حسن تدبیر پسند ہے	۷۵۹
حضرت بہلول کی عجیب گفتگو	
حضرت صدیقہؓ کی دانائی کی لطیف بات	
حضرت حفصہ اور صدیقہؓ کے مابین اونٹ کی بات	

مضامین	صفحہ
حضرت اسماءؓ نے دادا کو افلاس سے مطمئن کیا	
ایک باندی نے نیک بادشاہ کا دل موہ لیا	۷۶۱
بیٹی نے فراست سے قسمت کا فیصلہ کروایا	
مزاحیہ اشعار اور ترجمہ	۷۶۲
چوہے نے ساتھی نقدی دے کر چھڑالیا	۷۶۳
مزاحیہ عربی اشعار	
پرند چرند کی حکمت اور چالاکی	۷۶۴
شیر لومڑی پر مطمئن ہوا	۷۶۵
خیر القرون کی عجیب تحریر	
خواجہ محمد موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا والا نامہ تحریر	
اردو اشعار	۷۶۶
حضرت بلال کا ستارہ اشعار میں	۷۶۷
قیامت کی تیاری	۷۷۷
اہم قدیمی نقوش۔مدینہ منورہ کے	۷۷۸
مکتوبات اولیاء	
حرم مکہ مدینہ کے جداگانہ انوار	۷۷۹
فضیلت ذکر	
جوڑا مبارک کی مثال واشعار	۷۸۰
اورنگزیب کے نام والا نامہ	
آپ ہمیشہ مغموم رہتے	۷۸۱
دوسری صدی ہجری کے اوراق	۷۸۲

مضامین	صفحہ
کچھ اشعار، ونقشہ لطائف سبعہ	
حضرت خواجہ سیف الدین رحمۃ اللہ علیہ	۷۸۳
سے عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک طریقت طے کیا	
نقشہ اسماء الحسنیٰ جل شانہ	۷۸۴
ہومیوپیتھک بھی علاج ہے	۷۸۵
حضرت بہلوی کا عشق رسولؐ	۷۸۶
تفسیر ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ	۷۸۷
صحابہؓ کو	
بادشاہ نے انبیاء علیہ السلام کی	
تصویریں دکھا کر امتحان لیا	۷۸۹
ایک شجرہ انبیاء علیہ السلام کا	۷۹۰
فن چہرہ خوانی کے ثبوت	۷۹۱
چہرے کے اقسام	۷۹۲
ٹھوڑی کے اقسام واثر	۷۹۳
مربع اور روبیضہ ٹھوڑی	۷۹۴
دینی دسترخوان اور اجداد رحمۃ اللہ علیہ	
حضرت آمر زیدہ رحمۃ اللہ علیہ	
ذکر خیر محبت کا تقاضا ہے	۷۹۵
شرائط جمعہ	
بے قاعدہ چلنے والے شوہر کے لئے شرائط	
مختلف ضروریات فلاح دارین	۸۰۰



اصلاح معاشرہ اور اصلاح باطن کے لئے مستند کتابیں
اردو زبان میں سب سے پہلی عام فہم جامع تفسیر
انوار البیان فی کشف اسرار القرآن
آٹھ جلدوں میں مکمل ہوگی
تالیف: مولانا محمد عاشق الٰہی مدنی
دینی راہنمائی کے لئے
دینی دستر خوان
جدید اسلامی انسائیکلوپیڈیا ہے
اور ڈیڑھ ہزار صفحات پر مشتمل ہے
از الحاج عبد القیوم مہاجر مدنی
اصلاح خواتین
خواتین کی اصلاح و تربیت کا مستند ہمہ گیر اور لاجواب کتاب
از افادات
حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانوی
خطبات حکیم الامت
جدید ترتیب
۲۷ جلدوں میں
از حکیم الامت مجدد الملت تھانوی
مثنوی روم کی اردو شرح
کلید مثنوی
۲۴ جلدیں
از حکیم الامت مجدد الملت تھانوی
الافاضات الیومیہ یعنی ملفوظات حکیم الامت
کامل دس جلد
پانچ ہزار ملفوظات کا نادر مجموعہ
از حکیم الامت مجدد الملت تھانوی
اشرف السوانح
کامل چار جلد
حضرت مجدد الملت تھانوی کی کامل سوانح
تالیف
از خواجہ عزیز الحسن مجذوب
اصلاحی نصاب
خوبصورت جلد
حضرت تھانوی کے دس اہم رسائل کا مجموعہ
از
حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانوی
تسہیل المواعظ
دو جلد
از
حکیم الامت مجدد الملت تھانوی
اشرف الجواب
کامل تین حصے
کفار • مشرکین • شیعہ
بدعتی غیر مقلدین اور اسلام پر اعتراضات کے جوابات
از افادات
حضرت حکیم الامت مجدد الملت تھانوی
حیرت انگیز واقعات
دس اہم ابواب پر مشتمل دلچسپ کتاب
از افادات حکیم الامت مجدد الملت تھانوی
آب حیات اور تقریر دلپذیر
از
حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی
ملنے کا پتہ: ادارہ تالیفات اشرفیہ
بیرون بوہڑ گیٹ
ملتان • فون ۴۰۵۰۱